

طلبگار عشق

از قلم۔۔۔۔ حیات

وہ سفید کفن میں لپٹا اس نازک جان کی روح لرزہ گیا تھا۔
اس کے جسم میں لرزہ سا طاری ہوا تھا۔ اور وہ منہ کے
بل زمین گرتی زمین کا حصہ بنی تھی۔ اس کے جسم سے
جان جیسے نوکیلے کانٹوں پر گھسیٹ کر نکالی جا رہی
تھی۔

وہ چیخیں مارتی ہوئی بلک بلک کر روتی کسی پاگل
دیوانی کی طرح اپنے بالوں کو نوچتی قابل رحم لگ رہی
تھی۔ دنیا میں ایک وہی تو تھا جس نے اسے سب سے
زیادہ چاہا تھا ایک وہ ہی تو تھا جو ان کی روحوں کے
ملاپ لئے اسکے پیروں میں گرگڑا کر بھیک مانگا کرتا تھا
لیکن وہ ہمیشہ اس سے اپنی نظریں چراتی اس کا عشق
فراموش کر جایا کرتی تھی

ہاں وہ حسینہ بے رحم تھی جسے وہ اپنے دل کی دھڑکن
میں بسائے بیٹھا تھا۔ وہ دن رات اس کے عشق میں مرتا

تڑپتا ترستا اسے اپنا بنانے کی آرزو کیا کرتا تھا۔

اٹھو خان تم۔۔ تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے خدارا اٹھ جاؤ!! یہ دل تمہیں سفید کفن میں لپٹے دیکھ خون کے آنسو رو رہا ہے! اٹھو ناں اٹھو۔۔!! تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا چاہے یہ دنیا مجھ سے منہ پھیر لے لیکن تم۔۔۔۔ تم مجھ سے کبھی دستبردار نہیں ہو سکتے۔۔

تم جھوٹے ہو! جھوٹے ہو تم۔۔!! ایک خان کبھی بھی اپنی زبان سے دغا نہیں کرتا! پٹھانوں کے خون میں دغا بازی شامل نہیں ہوتی! اٹھو ناں خان میں تمہاری منت کرتی ہوں۔

اس۔۔۔ اس۔۔ سفید۔۔ کفن۔۔ سے۔۔۔ تم۔۔۔ مجھے۔۔۔ زندہ۔۔۔ زندہ لاش بنا کر جانا چاہتے ہو نا! میری بے رُخی کی سزا مجھے اس طرح سے میرا دل نوچ کر دینا چاہتے ہو نا!! میں کسی اور کی ہو کر بھی تمہاری ہوں

میں تمہاری ہوں خدا کے لیے اٹھ جاؤ! میں تم سے فریاد کرتی ہوں اٹھ جاؤ! میرا تمہارے سوا کوئی نہیں اٹھ جاؤ! وہ

اس کے منہ کو کسی پاگل کی طرح چومتی ہوئی اس
بے جان جسم کے آگے بھیگ مانگ رہی تھے جو روح
سے پاک ہو گیا تھا۔

جو اس کی آنکھ میں آنسو دیکھ کر ایک کھرام مچا دیا کرتا
تھا۔ وہ آنکھیں جو اسے تکلیف میں دیکھنے سے پہلے
بینائی سے محروم ہو جانے کی دعا گوہ ہوا کرتی تھی وہ
آج بند ہو گئی تھی۔ اس کے آنسو دیکھنے کے قابل ہی نہیں
رہی تھی۔

میں مر جاؤں گا خانی! میں مر جاؤں گا! آپ کو مجھ پر
رحم کیوں نہیں آتا!! کیوں نہیں آتا مجھ پر رحم! آپ کیسے
میری جگہ کسی اور کو دے سکتی ہیں کیسے! کیا میں آپ
کا ہمسفر بننے کے قابل نہیں!! دیکھیں یہ دل کتنی تیزی
سے دھڑک رہا ہے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے
ابھی پھٹ کر ٹکڑوں میں تقسیم ہو جائے گا! آپ بہت
بے رحم ثابت ہوئی ہیں میرے حق میں!! سوچیں آپکو اُس کا
تصور کرتے ہوئے بھی میری سانسیں اکھڑ رہی ہیں جب
آپ کو اس کے رنگ میں رنگے خوشبو میں مہکے دیکھوں
گا پھر۔ پھر تو میں تو جان سے ہی چلا جاؤں گا

وہ آنسوؤں سے روتا ہوا اپنے عشق کی بھیگ اس وقت
بھی مانگ رہا تھا جب وہ ظالم حسینہ خود کو کسی اور
کے نام کرنے جا رہی تھی۔ وہ کہتا تھا وہ مر جائے گا اور
وہ واقعی مر گیا تھا

وہ اسکی آخری ملاقات یاد کرتی اسکے سفید کفن میں
لیٹے وجود کو اپنے خون کے سرخ رنگ سے رنگ چکی
تھی اس کی ناک سے کسی فوارے کی طرح خون بہا تھا
اس کی آنکھوں کے آگے مکمل طور پر اندھیرا چھاتا اسے
دیکھنے کی صلاحیت سے محروم کر گیا تھا اور
پھر۔۔۔ پھر یوں ہوا کہ وہ بھی اس کے بے جان سینے پر
اپنی سانسیں گوا بیٹھی۔۔

اس کا دل بھی دھڑکنے سے پاک ہو گیا! وہ بھی سانسوں
سے محروم ہو گئی۔ وہ دونوں روح کے ساتھی تھے جن
کی جدائی پر آج زمین لرز گئی تھی آسمان بھی رو رہا
تھا۔۔

تجھ کو پانے کی چاہت میں میرے محبوب یہ سانسیں بھی
گوائی ہیں۔۔

تیری آرزو کی چاہت میں میرے محبوب یہ دھڑکن بھی
گوائی ہے۔۔

طالبِ عشق بن کر ہم نے جینے کی جو چاہت کی۔۔۔

ہوئی ہے خاک ہی حاصل طلبگارِ عشق بن کر۔۔۔
(از قلم: حیات)

وہ پیسنجر سیٹ پر بیٹھا کسی گہری سوچ میں گم تھا۔ سیاہ
رنگ کے گھنے بال کشادہ ماتھے پر بے ترتیب سے
بکھرے ہوئے تھے۔ کھڑی ہوئی مغرور ناک سرخیاں سی
گھلی ہوئی سفید رنگت گھنی سیاہ موچھیں ہلکی داڑھی اس
کے پٹھانی نقوش بے حد مغرور سے تھے۔

سفید ہاتھوں پر ابھری ہوئی موٹی نیلی رگیں چوڑی کلائی
جس پر رولیکس واچ پہنی ہوئی تھی۔ اسکے ایک ہاتھ میں
جلتا ہوا سگریٹ اس کی سرخی مائل سُرمئی آنکھوں میں
دھندلاہٹ پیدا کر رہا تھا۔

چوڑا ورزشی جسم سیاہ رنگ کے قمیض شلوار میں
انتہائی دلکش سا لگ رہا تھا۔ قمیض کے گربان کے کھلے
ہوئے دو بٹن اس کے کشادہ سینے کو واضح کر رہا تھا وہ
بے حد جاذب نظر انتہائی مغرور نقوش کا مالک تھا۔

اس کے ساتھ ہی ڈرائیونگ سیٹ پر سفید قمیض شلوار میں
بیٹھا ہوا اس کا بے حد گہرا دوست احد خانزادہ تھا وہ اس
کے ماموں کا بیٹا تھا۔ اسکی چاکلیٹی آنکھیں عنابی سرخ
ہونٹ سرخ و سفید رنگت کھڑی ہوئی ناک گھنی چاکلیٹی
موچھیں ٹرمڈ بیئرڈ وہ بے حد ہینڈسم تھا۔

جو گاڑی چلاتا ہوا وقفے وقفے سے اپنے ساتھ پیسنجر
سیٹ پر بیٹھے اپنے شرارتی یار کو کب سے بالکل
خاموش دیکھتا کچھ پریشان سا ہوا تھا لیکن وہ بولا کچھ
بھی نہیں کیونکہ اس کا جگری یار جب بھی پاکستان آتا تھا
کچھ نا کچھ ہو ہی جاتا تھا جس سے اس کے دوست کا موڈ
خراب ہو جایا کرتا تھا لیکن وہ احد خانزادہ تھا آخر کب
تک اپنا منہ بند رکھ سکتا تھا

اس کے ساتھ اسکے بچپن کا ساتھی ہو اور وہ چپ بیٹھ
جائے یہ ناممکن تھا۔ وہ احتیاط سے گاڑی چلاتا ہوا اپنا گلہ

کھنگارتے ہوئے اپنے چاکلیٹی بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنی
آنکھوں میں شرارتی سی چمک لئے بولنا شروع ہوا

او سوئے باز یا تو سگریٹ پی لے یا پھر گاڑی سے باہر
پھینک دے! کب سے دیکھ رہا ہوں ناکام معشوق بنا بیٹھا
ہے تو اپنی زبان کیا گروی رکھ کر پاکستان آیا ہے۔۔۔

احد خانزادہ دانت پیس کر بولا تھا اسے سگریٹ بے حد
ناپسند تھی۔ اس نے کبھی بھی سگریٹ نہیں پی تھی وہ نا
ہی خود اس زہر کا عادی تھا نا ہی اپنے یار کو یہ زہر اس
کے اندر اتارنے دیتا تھا۔

سگریٹ کی بات آئے اور اس کا جگری یار خاموش رہ
جائے یہ تو کسی معجزے سے کم نا تھا۔ احد خانزادہ اب
اس کی طرف سے تیکھے جواب کا منتظر تھا اور کچھ ہی
سیکنڈز میں وہی ہوا اس کے برابر میں بیٹھا سگریٹ کا
دیوانہ جیسے پھٹ پڑا

کیوں تیری کیوں جل رہی ہے پینی میں نے ہے درد تجھے

پکڑا ہوا ہے۔ وہ وجیہہ نقوش کا حامل ایکدم کھلکھلا کر
ہنستے ہوئے بولا تھا۔ اسکا جواب آج احد کے سوال کے
عین مطابق تھا۔

وہ کیا ہے ناں میری گاڑی کو اسموک الرجی ہے اس لئے
میں چرسی موالی طبیعت کے لوگوں کا اپنی گاڑی میں
بیٹھنا بالکل بھی پسند نہیں کرتا اس لیے مہربانی فرما کر
چل دفعہ ہو یہاں سے نکل میری گاڑی سے

احد فوراً سے گاڑی کو بریک لگاتا دانت کچکچا کر بولتا
اپنے ساتھ بیٹھے شرارتی سی سُرْمئی آنکھوں والے منہان
خانزادہ کو گھورنے لگا۔ مجھے بھی کوئی شوک نہیں ہے
تیرے جیسے ڈرامہ کی کھٹارا میں بیٹھنے کا تو میری
معشوقہ بننے کی ایکٹنگ کم ہی کیا کرتیری یہ نخری
ادائیں دیکھنے نہیں آتا میں پاکستان۔

منہان خانزادہ اپنے سیاہ بالوں میں ہاتھ پھر کر بولا
تھا۔ معشوقہ نا بنوں تو پھر کیا میں تیری دیوداسی بن جاؤں!
ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتی یہ تجھ میں سوٹے بازوں
والی حرکت کہاں سے آگئی ہے بھئی! سگریٹیا ہی بن گیا

ہے پورا

ہر سانس کے ساتھ کون اتنی اسموک کرتا ہے یار یہ سب
اپنا ملک چھوڑ کر باہر جانے کے اثرات ہیں میں تو کہتا
ہوں پر مینٹلی یہاں آجا کیوں جاتا ہے تو پھوپھو کو چھوڑ
کر باہر وہ تجھے ہر وقت یاد کرتی ہیں! احد شرارتی
لہجے میں اپنے دل کی بات کہے بغیر نا رہ سکا۔

مورے اسے کہاں پسند کرتی ہیں جو میں ان کے ساتھ
رہوں! اتنے بڑے خاندانہ پیلس میں بہت سارے لوگ
موجود ہیں جن سے تیری پھوپھو کا دل لگ جاتا ہے انہیں
بیٹے کے ہونے نا ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑھتا کیپٹن
احد خاندانہ صاحب۔۔

منہان خاندانہ سگریٹ کا گہرا کش لیتا ہوا اپنی سُرْمئی
آنکھوں میں اپنی ماں کے لئے ہزار شکوے لئے احد سے
بولا تھا۔ ہادی کیا تو اندر نہیں آئے گا میرے ساتھ!! منہان
خاندانہ کے سرخی مائل عنابی ہونٹوں پر تلخ سی مسکان
تھی

وہ پچھلے کہی سالوں سے اپنے دل میں اپنی مورے سے
ناراضگی لئے پھر رہا تھا لیکن وہ تھی کہ سنگدلی کی
آخری حدوں کو چھو جاتی تھی لیکن بیٹے کی منشاء پر
رضامند ہونے کو تیار نا تھی۔

وہ شاید دنیا کی ظالم ترین ماں تھی جس کے لئے ان کا بیٹا
شاید کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتا تھا۔ منہان تو لالا سے بات
کیوں نہیں کرتا

احد خاندادہ اپنے بچپن کے دوست کے چہرے پر تلخی
کے سائے لہراتے دیکھ کر اپنے دل میں اٹھتی تکلیف کو
محسوس کرتا آج پھر سے وہی بات دہرانے لگا جس کا
کوئی جواز ہی نہیں بنتا تھا۔

وہ اسکے ساتھ اندر جانے والی بات سرے سے اگنور کر
گیا تھا۔ لالا جان کو صرف بزنس سے غرض سے ان سے
جڑا رشتہ کس حال میں ہے وہ شاید کبھی یہ جاننے کی
کوشش نہیں کریں

ان کو بھی تو ان کی مورے کے حکم نے بیڑیاں ڈالی
ہوئی ہیں!! منہان خانزادہ اپنے سامنے موجود خانزادہ
پیلس کی سفید بے حد قیمتی اربوں کی مالیت رکھنے والی
عمارت کو دیکھتا اپنے لہجے میں ہزار شکوے لئے بولا
تھا۔

لیکن کب تک یہ سب ایسے ہی چلے گا یا تو اگر خود
سے کچھ بول نہیں سکتا تو مجھے بات کرنے دے! کیپٹن
احد غصے سے بولا تھا۔ ہادی صاحب آپ اپنی بات تو بنا
نہیں سکے میری کیا بنائیں گے

آپ ہمارے ملک کی حفاظت کریں میرا خبری کبوتر بننے
کی میں آپکو تنخا نہیں دینے والا!! منہان اسے غصے میں
آتے دیکھتا اپنے لہجے کو شرارتی بنا کر بولا تھا۔ اتنے
ہینڈسم ایجنٹ کی تو میں بیوی بن جاؤں تو صرف کبوتر
بنے کی بات کر رہا ہے

کیپٹن احد خانزادہ باریک آواز میں بولتا آخر میں اپنی
بھاری ٹون میں واپس آیا تھا۔ میں کنوارہ ہی اچھا ہوں
بھائی میرے! تو مجھ پر گرم مت ہوا کر اپنے اندر کے

فالت چیک کروا لے شادی ہو گئی تو پھر کیا منہ دکھائے
گا بیوی کو ہابا۔۔

منہان خانزادہ اب کی بار جان دار قہقہہ لگاتا احد کی دکھتی
رگ پر زور سے پاؤں رکھ گیا۔ مانتی ہی تو نہیں ہے
میری ظالم حسینہ ہزار تو میری میڈم کے نخرے ہیں
جنہیں اٹھاتے اٹھاتے مجھے کمزوری ہو گئی ہے لیکن اس
کو مجھ پر رحم ہی کہاں آتا ہے۔

کیپٹن احد اپنا سینہ مسلتے ہوئے بولا تھا۔ جب اتنے گٹس نا
ہوں تو عشق کے اندر انگلی نہیں کی جاتی ورنہ عشق اگر
انگلی کرنے پر آگیا ناں تو پھٹ کر ہاتھ میں آجاتی ہے تو
نا روڈ سائڈ رومیو اب بننا چھوڑ دے جاکر بتا دے اسے
دیٹ یو لو ہر

منہان خانزادہ ہنس کر بولتا گاڑی سے اترتا تھا۔ آجا اندر
مورے سے مل لینا کیوں ایسے باہر سے ہی جا رہا ہے۔ وہ
احد کو گاڑی اسٹارٹ کرتے دیکھتا مڑتے ہوئے ایک بار
پھر بولا تھا۔

آجاؤں گا آج رات ڈنر پر تیرا ڈرائیور بننے کے علاوہ اور
بھی بہت سے کام ہیں میرے چل اب اندر جا! کیپٹن احد
خانزادہ اسے آنکھونک کر کے اپنے بھاری لہجے میں
کہتا موبائل پر آتی کال ریسو کرتا ہوا زن سے گاڑی
بھگاتا لے گیا۔

منہان خانزادہ ایک نظر اپنے پیچھے کھڑی لمبی قطار میں
گارڈز کی گاڑیاں دیکھتا خانزادہ پبلز کی جانب اپنے قدم
بڑھانے لگا اس کا دل زور سے دھڑکنا شروع ہوا تھا پانچ
سال پہلے کا ہر منظر سُرْمئی آنکھیں لال کر گیا تھا

وہ بہت حسین خانزادہ پبلز کے اندر داخل ہوتا بڑے سے
کار پورچ کو لمبے لمبے قدم اٹھا کر عبور کرتا پبلز کے
اندر کی جانب داخل ہو گیا۔ جہاں اس کی دادی خانم بی
صوفے پر بیٹھی ہوئی ملازموں کو ہدایات دینے میں
مصروف تھی۔

جبکہ انکے برابر میں بیٹھی ہوئی اسکی مورے نازنین
خانم کے چہرے پر شدید قسم کا غصہ چھایا ہوا تھا۔
خانزادہ پبلز کے بے حد کشادہ لاؤنچ میں اس وقت صرف

وہ دونوں خواتین ہی تھی جبکہ انکے آس پاس قطار کی صورت میں ملازمائیں بے حد ادب سے کھڑی تھی۔

خانم بی دیکھ رہی ہیں آپ اپنی لاٹلی کا پوہڑ پن میرا بیٹا آنے والا ہے اور اس نے ابھی تک کھانا ہی بنا کر تیار نہیں کیا ابھی بھی مجھے کہہ رہی تھی کہ کچھ اور وقت لگے گا

اگر منہان پہنچ گیا حویلی اور کھانا تیار نا ہوا تو میں آپکو بتا رہی ہوں کہ میں۔۔۔۔۔ کہ آپ اپنے بیٹے کے بھوکا رہنے کی وجہ سے خانم بی کی لاٹلی کو سگھڑ بنادیں گی رائٹ مورے۔۔۔

منہان ہنستا ہوا اپنی مورے کی بات کاٹتا اپنی دادی کی جانب بڑھا جو اپنے لاٹلے پوتے کو دیکھتی خوشی سے مسکرا رہی تھی۔ وہ ان کے پاس جاتا اپنا سر جھکا گیا۔

خانم بی اسے دعائیں دیتی ہوئی شفقت سے اپنا جھریوں زدہ ہاتھ اپنے پوتے منہان خانزادہ کے سیاہ گھنے بالوں

میں پھیرتی اس کا ماتھا چومنے لگی۔

خیر سے میرا بچہ آگیا!! وہ اسے ماں سے ملنے کے بجائے اپنے ساتھ بیٹھتے دیکھتی اپنے لہجے میں اس کے لئے بے انتہا محبت لئے بولی تھی۔

آپکی دعائیں ہیں آپ کا پوتا واپس لوٹ آیا ورنہ اس دفعہ تو-----ماں کی نافرمان اولادیں سخت آزمائشوں سے گزرتی ہیں تم اگر میری میری بات مان لو تو-----آپ کا ہر حکم سر آنکھوں پر مورے

نازنین خانم جو بھیگے لہجے میں اپنے ضدی بیٹے کو اپنے چند لفظوں پر ہی زیر کرنا چاہتی تھی جب وہ ایموشنلی بلیک میل ہوا تھا اپنی مورے کی آنکھوں میں آنسو لفظوں میں بھیگا پن اسے ہمیشہ سے خود پر لعنت ملامت پر اکسا دیتے تھے۔

وہ خانم بی کے پاس سے اٹھتا اپنی ماں کے قدموں میں جا کر بیٹھا تھا جب ایک صنفِ نازک اپنے ہاتھ میں انار کے

جوس کا گلاس پکڑے کچن سے نکلتی نازنین خانم کی
جانب بڑھی۔۔

انکے قدموں میں بیٹھا ہوا منہان خانزادہ اسے نظر نہیں آیا
کیونکہ جس جگہ نازنین خانم بیٹھی تھی ان کی پشت کچن
کی طرف تھی۔

وہ ابھی انکے پاس پہنچی ہی تھی جب پیلس کے لاؤنچ میں
بہرام خانزادہ کی داخلی دروازے سے انٹری ہوئی۔ وہ
اونچی آواز میں سب کو سلام کرتا آگے بڑھا ہی تھا

جب منہان خانزادہ ناگواری سے زمین سے اٹھا تھا۔ اس نے
سامنے سے آتے بہرام کو تے ہوئے نقوش سے گھور کر
اپنی سرخی چھلکاتی سُرُمئی آنکھوں کو رخ بدلہ ہی تھا
جب اسے اپنی دنیا ساکن ہوتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

سیاہ رنگ کی سادہ سی پٹھانی فراک میں ملبوس سر پر
سلیقے سے دوپٹہ لئے ہاتھوں میں ٹرے پکڑے وہ کھڑی
خوف کے عالم میں بہرام خانزادہ کو دیکھ رہی تھی۔

اس کی بھوری بڑی بڑی کانچ کے جیسی شفاف
معصومیت سے لبریز آنکھیں بے حد بڑی بڑی مڑی ہوئی
گھنی پلکوں کے احاطے میں دھڑکن بند کر دینے کی
فنکار تھی۔

چھوٹی سی سرخ ہوتی ناک بھرے بھرے سے سرخ گال
کٹاؤ دار ہونٹ وہ اور کوئی نہیں بے حد حسین معصوم
پٹھانی نقوش والی انشال خانزادی تھی۔

اس کے سرخ بالائی لب پر چھوٹا سا بھورا تل تھا جو اس
کے ہونٹوں کو اتنا حسین بنا دیتا تھا کہ جن کی
خوبصورتی کی تعریف چوم چوم کر بھی ادا نہ ہو سکے۔

اس کا بھرا بھرا سا صحت مند سا گلداز جسم بہکا دینے کی
حد تک حسین تھا۔ اس کا سرخ و سفید چاندنی کی مانند
چمکتا ہوا رنگ مخروطی انگلیوں والے پھولے پھولے
سرخ و سفید ہاتھ وہ انشال خانزادی تھی حُسن کے ساتھ
ساتھ بے حد خوبصورت دل کی مالک وہ ایک بے حد نرم
مزاج معصوم لڑکی تھی جو ہر چھوٹی بات پر سہم جاتی

تھی۔ خوف اسکی شخصیت کا حصہ تھا

ستائیس سالہ مردانہ وجاہت کا شاہکار منہان خانزادہ اس کو گنگ ہو کر دیکھ رہا تھا۔ جو پتہ نہیں کیوں اتنی بری طرح سے کانپ رہی تھی کہ اس کے ہاتھ میں موجود ٹرے بھی باقاعدہ ہلتی گلاس میں موجود انار کے جوس سے داغدار ہو رہی تھی۔

انشال خان کی نظر ابھی تک منہان پر نہیں پڑی تھی کیونکہ بہرام خانزادہ اس کے بالکل قریب پہنچ کر ٹرے میں سے جوس کا گلاس پکڑ کر اپنے لبوں سے لگا گیا تھا۔ وہ ایک ہی گھونٹ میں سارا جوس پی گیا تھا۔

اتنا ڈرتی کیوں ہو انشال خان تمہیں کھا تو نہیں جاؤں گا! بہرام خانزادہ اپنے بھاری لہجے میں اونچی آواز میں بولا تھا کہ نازنین خانم نے اپنی گردن موڑ کر پیچھے کی جانب دیکھا تھا اور انہیں اب اپنے بیٹے کی ساکت ہوتی سانسوں کی وجہ سمجھ آئی تھی۔

کھاؤں گا وہ بھی بے دردی سے لیکن اس وقت جب تم
میرے نیچے کسی پر کٹی کبوتری کی طرح پھڑپھڑاؤ
گی!! بہرام سرگوشی نما آواز میں تھوڑا سا جھک کر
نفرت سے کہتا انشال خان کے چہرے کو لٹھے کی مانند
سفید کر گیا۔

وہ شدت سے لرزتی کانچ کی ٹرے اپنے پیروں پر گرا
چکی تھی۔ آہہ!! انشال!! وہ ڈرتی ہوئی مزید پیچھے ہوئی
کیونکہ اسکا دودھ کی طرح چمکتا پاؤں کانچ لگنے سے
خون آلود ہو گیا تھا۔ خون بہہ رہا تھا لیکن اس کا دیہان تو
کہی اور ہی جا چکا تھا۔

اپنے نام کی فکر مند صدا آج اس سے پانچ سال بعد سنی
تھی اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔ درد کانچ
جب جانے سے ہوا تھا خون نکلنے سے یا پھر اس پکار
سے اسے خود بھی خبر نا ہوئی

انشال!۔۔۔ کانچ اٹھاؤ۔۔۔ نازنین خانم غصے سے غرائی تھیں۔
وہ اسے وقت نیچے جھکے ابھی اپنے مخملی ملائم ہاتھوں
سے کانچ چھو کر خود کو مزید زخمی کرتی جب اس کا

ہاتھ کسی نے سختی سے پکڑ کر کانچ کی کرچیوں سے
پیچھے کیا تھا۔

امینہ یہ کانچ کے ٹکڑے صاف کرو یہاں سے!! منہان
خانزادہ کی آواز کی گونج پورے پیلس کی دیواروں سے
ٹکرائی تھی۔ یہ پہلی بار تھا جب اس نے انشال خان کا ہاتھ
پکڑا تھا تاکہ وہ زخمی نہ ہو جائے

بہرام کی نظر منہان کے نیلی ابھری ہوئی رگوں والے
ہاتھ میں قید انشال کے چھوٹے سے ہاتھ پر تھی۔ جو منہان
کے ہاتھ میں چھپ گیا تھا۔ وہ کچھ سوچتا طنزیہ مسکرایا
تھا۔

جی---جی چھوٹے خان ابھی صاف کرتی ہوں! ملازمہ
بوکھلا کر بھاگتی ہوئی آگے بڑھی تھی۔ جبکہ انشال خان
نے اپنا ہاتھ منہان خان کی سرخ سُرمئی آنکھوں میں دیکھ
کر پیچھے کی جانب کھینچا تھا جو وہ اسکی بھوری
آنکھوں میں آنسو دیکھ کر چھوڑ چکا تھا۔

بہرام خانزادہ غصے سے منہان کی پشت کو گھور رہا تھا۔
اسے انشال اور منہان پر شدید غصہ آیا تھا۔ خاندان کی بیٹی
اور ملازمہ میں فرق ہوتا ہے مورے! اگر مجھے یہاں
اپنے پاس دیکھنا چاہتی ہیں تو اس فرق کو واضح طور پر
سمجھ لیں

منہان خانزادہ نیچے جھک کر انشال کے پاؤں میں پیوست
کانچ کو کھینچ کر نکالتا اپنے جیب سے رومال نکال کر
اس کے پاؤں پر باندھتا سیڑھیوں کی جانب بڑھا تھا۔ انشال
میں کھانے میں صرف افغانی روش کھاؤں گا اس کے
علاوہ کچھ بھی نہیں۔! وہ بغیر مڑے ہی بولتا ہوا تیزی
سے اوپر سیڑھیاں چڑھتا ان سب کی نظروں سے اوجھل
ہو گیا تھا۔

بہرام کی سیاہ آنکھیں ابھی تک اسی سمت میں تھی جہاں
سے منہان گیا تھا جبکہ انشال سر جھکائے کسی مجرم کی
طرح بہرام کے سامنے کھڑی تھی۔ نازنین خانم کا بس نہیں
چل رہا تھا کہ اس لڑکی کا گلہ دبا دیں

جاؤ بیٹی اپنی مرہم پٹی کرو خون نکل رہا ہے ابھی

تک!! خانم بی اپنی بہو کو ناگواری سے دیکھ کر نرم
لہجے میں انشال سے بولی تھی وہ ابھی مڑی ہی تھی جب
بہرام خاندادہ کی غراتی ہوئی آواز گونجی تھی۔

انشال مجھے چائے بنا کر دو ابھی!! خانم بی اپنی نواسی
کو سلیکا سکھائیں ابھی بہت سی چیزیں ہیں جو آپکو اسے
سمجھانی چاہیے!! بہرام خاندادہ خانم بی سے کہتا انشال
کے پیچھے ہی کچن کی جانب بڑھ گیا۔ جبکہ نازنین خانم
غصے سے اپنے کمرے میں چلی گئیں۔ خانم بی جانتی
تھی آج رات ہونے والے ڈنر پر خاندادہ پیلس میں ایک
طوفان آنے والا ہے۔۔۔

انشال خان کچن میں کھڑی چائے بنانے میں اتنی مصروف
تھی کہ اپنے پیچھے آنے والے شخص کے قدموں کی آہٹ
محسوس ہی نا کر سکی۔

اس وقت شام کے سائے ڈھل رہے تھے تقریباً آٹھ بجنے
والے تھے۔ آج بہت گرینڈ ڈنر تھا جو خاندادہ پیلس میں ہونا
تھا۔ سارا کھانا ستائیس سالہ انشال خان نے اپنے ہاتھوں
سے بنایا تھا۔

وہ آج صبح سے کچن میں گھن چکر بنی ہوئی تھی۔ کھانا بنانے کی ذمہ داری انشال خان کی تھی اور اس کی یہ ڈیوٹی نازنین خانم نے لگائی تھی۔ پچھلے پانچ سالوں سے وہ صرف کچن کی ہو کر رہ گئی تھی۔

اس کا کوئی بھی شوق پورا ہونا تو دور اس نے خود پر تصور کرنا بھی حرام کر لیا تھا وہ اپنے لیے ایک خاموش تماشائی سی بن چکی تھی۔

انشال اپنے بہتے آنسو صاف کرتی ابھی سوس پین سے چائے کپ میں ڈالتی جب اس کے دائیں ہاتھ کی کلائی اتنی زور سے کسی نے اپنے سخت ہاتھ میں پکڑی کہ وہ خوف سے چیخ بھی نہ سکی

سوس پین سے چائے چھلکتی اسکے اوپر گرتے گرتے بچی اور وہ پھٹی پھٹی بھوری آنکھوں میں دنیا جہان کا خوف لئے اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھنے لگی جہاں اسے سرخ لکیریں خود کو نگلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

میرا ہاتھ چھوڑو! وہ تنہائی کے خوف سے مرنے والی ہوئی تھی۔ اور اگر نا چھوڑوں تو چلاؤ گی!! بہرام خانزادہ طنزیہ ہنسا تھا۔ انشال خان لوگوں کی موجودگی میں اس سے ڈر جاتی تھی یہ تو پھر تنہائی تھی۔

کچن میں کوئی بھی نہیں تھا ان دونوں کے علاوہ!! ہر ملازمہ شام کے سات بجتے ہی اپنے کواٹر میں چلی جاتی تھی رات کا کھانا سرو کرنا بھی انشال خان کا ہی کام تھا۔

مجھے---درد---ہو---رہا ہے پلیز لیو می!! انشال کی آنکھوں نے پھر سے برسنا شروع کیا تھا۔ منہان نے جس نزاکت سے اس کے ہاتھ کو تکلیف سے بچایا تھا بہرام نے اس کا وہی ہاتھ اپنی زور دار گرفت سے اس قدر تکلیف سے دو چار کر دیا کہ اسے اپنا ہاتھ بے جان ہو کر سن ہوتا محسوس ہونے لگا!

بتاؤ ناں مس انشال اگر میں تمہارا ہاتھ نا چھو-----چٹاخ!!
بہرام خانزادہ اسے مزید خوفزدہ کرنے کے لئے ابھی اس کے جسم کے ساتھ خود کو جوڑتا جب انشال نے سہم

کر اپنی پوری طاقت استعمال کرتے ہوئے اس کے منہ پر
زور دار طمانچہ جھڑ دیا۔

بہرام خانزادہ طیش سے پاگل ہوتا ہے یقینی سے انشال کو
دیکھ رہا تھا۔ وہ اسے جتنا بھی ڈراتا تھا جتنا بھی دھمکا
لیتا تھا انشال رو کر اس کی کروی باتیں سن لیتی تھی لیکن
آج جو وہ کرنے والا تھا وہ انشال کے دماغ کی طنابیں ہلا
گیا تھا۔

تمہاری اتنی جرت تم جیسی لاوارث لڑکی بہرام خانزادہ پر
ہاتھ اٹھائے گی! اور میں تمہیں بخش دوں گا!! آج ہی تمہیں
اپنے نکاح میں لینے کی بات کرتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں
تمہیں ادھیڑ کر موت کے قریب نہیں لے گیا تو میرا نام
بدل دینا

تمہیں بیوی بنا کر ایک رات استعمال کرنے کے بعد ہر
رات میں ایک نئی لڑکی کے ساتھ تمہاری ان آنکھوں کے
سامنے ان کے جسم کا حصہ بنو گا اپنی راتیں رنگین
کروں گا یہاں تک کہ تم موت کی بھیک بھی مانگو گی لیکن
میں تم پر تھوکنے کا گوارا نہیں کروں گا!

یاد رکھنا اس تھپڑ کا بدلہ میں نے تمہارا جسم داغدار کر کے نا لیا تو میں خانزادو کا خون نہیں!! بہرام گرم کھولتی ہوئی چائے کی پتیلی زمین پر مارتا انشال کو زور سے دور دھکیل کر انسانیت کے درجے سے گرتا وہ الفاظ بول رہا تھا جو ایک لڑکی سوچ کر بھی کانپتی ہوئی مر جائے

میں یہاں عزت سے منگنی کی بات کرنے آیا تھا لیکن تم نے جو حرکت انجام دی ہے آج کی رات میں نے تمہیں چیر کر رکھ دینا ہے!! وہ انشال کی آنکھوں میں دیکھ کر غراتا ہوا کچن سے نکل گیا تھا ورنہ کوئی بعید نہیں تھی کہ وہ انشال کا گلہ دبا دیتا۔

بہرام خانزادہ ایک عیاش آوارہ لڑکا تھا وہ خانزادہ خاندان کی اکلوتی بیٹی مریم خانم کا بگڑا ہوا بیٹا تھا۔ وہ جب دل چاہتا تھا اپنی نانی خانم بی سے ملنے خانزادہ پیلس آجایا کرتا تھا اور سہمی سی انشال کو ڈرانا دھمکانا اس نے یہاں آکر اپنا مشغلہ بنا لیا تھا۔

اس کی حقارت سے بھری تذلیل کرنے والی باتیں اگر

منہان خانزادہ کے کانوں میں پڑھ جاتی تو یقیناً اس نے بہرام کا قتل عام کر دینا تھا اور وہ یہ کر سکتا تھا۔

بہرام اور منہان دونوں کی کبھی بنی ہی نہیں تھی کیونکہ بہرام نا صرف بدتمیز تھا وہ اپنی نظر کو بھا جانے والی ہر لڑکی کے ساتھ جسمانی تعلق بنا کر کسی ٹشو کی طرح پھینک دیتا تھا۔ یہ بات احد اور منہان کو جب سے پتہ لگی تھی ان دونوں نے ہی بہرام سے کلام تک کرنا چھوڑ دیا تھا۔

بہرام خانزادہ تعلقات صرف باہر کی لڑکیوں کے ساتھ ہی بناتا تھا اپنے خاندان کی لڑکیوں پر اس نے کبھی غلط نظر نہیں ڈالی تھی یہ صرف احد اور منہان کی سوچ تھی کہ وہ صرف باہر ہی منہ مارتا ہے لیکن یہاں تو پچھلے پانچ سالوں سے بہرام خانزادہ نے انشال خان کا کسی آسیب کی طرح پیچھا پکڑا ہوا تھا

یہ بات ابھی تک منہان خانزادہ کی نظروں سے اوجھل تھی ورنہ منہان نے ایک قیامت برپا کر دینی تھی وہ جس حد تک طیش میں آجاتا تھا اسکا غصہ بڑا نقصان کیے بغیر

ختم نہیں ہوتا تھا

منہان خانزادہ بہت نرم مزاج تھا سب کے لئے نہیں تو صرف انشال کے لئے!! اسے غصہ بے حد کم آتا تھا لیکن جب آتا تھا تو اس سے پناہ لینا مشکل ہو جاتا تھا اور یہ نیچر اسکی آج سے پانچ سال پہلے بنی تھی اس سے پہلے وہ ایک خوش مزاج لڑکا تھا بالکل کیپٹن احد کی طرح منہان اور احد دونوں ہی ہم عمر ستائیس سال کے تھے جبکہ بہرام ان سے صرف تین ماہ بڑا تھا۔ جبکہ انشال ستائیس سال دو ماہ کی تھی۔ وہ منہان اور احد سے صرف دو مہینے ہی بڑی تھی جبکہ وہ بہرام سے ایک ماہ عمر میں چھوٹی تھی۔

وہ عمر میں بے شک بڑی ہو گئی تھی لیکن اس کی معصومیت کسی چھوٹے بچے کے جیسی تھی جو اندھیرے سے خوف کھاتا لائٹ بھی بند کرنا خود پر حرام سمجھتا ہے۔!! جسے اپنے ماں باپ کے محفوظ حصار کی ہر گھڑی ضرورت ہوتی ہے

وہ گرے کلر کے فور پیس میں ملبوس پیروں میں چمچماتا
ہوا انتہائی قیمتی جوتا پہنے ہوئے تھا۔ براؤن بال جیل سے
اچھی طرح پیچھے کی جانب سیٹ کیے ہوئے تھے۔

چھ فٹ تین انچ جتنا لمبا قد بے حد ورزشی چوڑا جسم
براؤن آنکھیں لمبی پلکوں کے احاطے میں بے حد رعب
دار لگتی تھی۔ اس کی کھڑی ہوئی مغرور ناک گھنی براؤن
مونچھوں تلے سرخ عنابی ہونٹ ہلکی داڑھی کشادہ سینہ
اسکے بے انتہا مغرور پٹھانی نقوش وجاہت سے بھرپور
پرسنیلٹی وہ کھربوں روپیوں کی خاندانہ ایمپائر کا سی ای
او شہریار خاندانہ تھا۔

جس کے نام سے بھی لوگ کانپ جاتے تھے۔ وہ بے حد
سخت مزاج رعب دار اور انتہائی روڈ تھا۔ مغروریت
اسکی شخصیت کا دوسرا نام تھا۔ اس کے ایمپلائز بھی اس
سے بات کرنے سے پہلے دس بار سوچتے تھے وہ اپنے
آفس میں صرف ایک باس تھا۔

اسے آج تک آفس میں کسی نے مسکراتے ہوئے نہیں
دیکھا تھا۔ شاید اس نے اپنے لبوں پر مسکرانا حرام

کر رکھا تھا یا پھر وہ اتنا مغرور تھا کہ خوشیوں کا بھی
خود کو محتاج نہیں سمجھتا تھا۔

غصہ تو جیسے اس کے خون میں شامل تھا۔ اس پر
کامیابی کا جنون سوار تھا وہ خاندان ایمپائر جو اپنوں کے
دیئے دھوکے سے بکھر گئی تھی وہ اس نے دن رات
محنت کر کے پھر سے اس مقام پر کھڑی کی تھی جو
کبھی اس کے داجی دراب خان نے کی تھی۔

بلکہ اس سے کہی گناہ زیادہ ترقی یافتہ شہریار خاندان
نے اپنے دادا کی خاندان ایمپائر کو بنا دیا تھا۔ وہ بتیس
سالہ شہریار خاندان ہی تھا جس نے بہت مشکل سے اپنے
خاندان کو ایک بار پھر سے جوڑا تھا۔

وہ اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا غصے سے تپا ہوا تھا۔
اسے جب غصہ آتا تھا تو اس کے ماتھے کی رگیں بری
طرح سے پھول جاتی تھیں۔ اسکا پی اے احمر اس کے
سامنے ہاتھ باندھے ادب سے کھڑا تھا۔

اس نے کمپنی میں نیو ایمپلائز ہائر کرنے اور ان کے انٹرویوز لینے کی ڈیوٹی اپنے پی اے احمر کی لگائی تھی۔ انٹرویوز کی ڈیٹ آج کی تھی لیکن اکاؤنٹنٹ کی ایک چھوٹی سی غلطی کی بنا پر وہ ڈیٹ آج کی نہیں بلکہ کل کی ہو گئی تھی اور یہ بات شہریار خانزادہ کو آج معلوم ہوئی تھی جب اس نے نیو ایمپلائز کی فائلز احمر سے مانگی تھی۔

اسکی پیشانی کی پھڑکتی ہوئی رگ احمر پر کپکپی طاری کر رہی تھی۔ احمر یہ تمہاری میں پہلی اور آخری غلطی کے طور پر نظر انداز کر رہا ہوں نیکسٹ ٹائم اگر کچھ ایسا ہوا تو آئی ول میک شور کہ تم دوبارہ کہی اپلائی اس وقت تک نہیں کرسکو گے جب تک میرا لوس پورا نہیں ہو جاتا۔۔۔

تم جانتے ہو میں چانس نہیں دیتا اس لئے اب میرے پاس نیو ایمپلائز کی فائلز بالکل بھی نہیں آنی چاہیے تم خود ہر چیز مینیج کرو گے میرے رولز تم جانتے ہو انہیں مد نظر رکھ کر ہی ہائر کرنا مجھے ان پروفیشنل اسٹاف بالکل بھی گوارا نہیں کیونکہ ”خانزادہ ایمپائر“ شہریار خان کا جنون

ہے

اور اسکا نقصان کرنے والے میرے غضب سے پناہ
مانگتے ہیں یو نو می ویری ویل۔۔۔ ناؤ یو مے لیو مائی
آفس! شہریار خانزادہ اپنی مخصوص بھاری آواز اور
کڑک ڈار حتمی لہجے میں کہتا اپنے موبائل پر ٹائم
دیکھنے لگا۔

اسے آج کافی عرصے بعد خانزادہ پیلس جانا تھا جہاں اس
کی دادی اس کا بے صبری سے انتظار کر رہی تھی وہ
پیلس بہت کم جاتا تھا سالوں میں صرف ایک بار

وہ اپنی چیئر سے اٹھتا لمبے لمبے قدم اٹھاتا لفٹ کی جانب
بڑھا۔ اسے وقت پر ڈنر کے لئے پہنچنا تھا وہ ہر کام مقررہ
وقت پر کرنے کا عادی تھا پنکچوئلٹی اس کی پرسنیلٹی کا
حصہ تھی۔۔۔

”لا لا ڈونٹ فورگیٹ ٹو کم آن ٹائم“ یہ اور کوئی نہیں بلکہ
احد خانزادہ تھا جو شدت سے شہریار خانزادہ کے پیلس

آنے کا منتظر تھا کیونکہ جہاں بات منہاں کی آجاتی تھی
وہ اس کے لئے کسی کے بھی آگے جھک جاتا تھا۔

منہاں اور احد دونوں ہی شہریار سے خفا تھے لیکن آج
ایک فیملی ڈنر ہونا تھا جہاں خاندان کے سب سے بڑے
سپوت کا ہونا لازم تھا۔ منہاں بھرپور ناراضگی دیکھا رہا
تھا جبکہ احد نے ناراضگی ایک طرف کر دی تھی۔

وہ اپنے رشتوں کو ایک ساتھ جوڑنے کا کوئی موقع ہاتھ
سے نہیں جانے دیتا تھا۔ اس کی شرارتیں صرف منہاں کی
حد تک محدود تھی۔ وہ آج موقع دیکھ کر شہریار خانزادہ
کے ساتھ بہت سی باتیں سب کے بیچ کرنا چاہتا تھا۔

احد کا میسج ریڈ کرنے کے بعد شہریار خانزادہ نے اسے
ریپلائی دیئے بغیر ہی موبائل اپنی جیب میں ڈالا تھا۔ اس کا
موڈ بالکل خراب تھا وہ جب بھی غصے میں ہوتا تھا
خاموش رہ کر ضبط کرنے کی کوشش کرتا تھا لیکن اگر
اس کا موڈ ایکسٹریم ایگریسیو ہو جائے تو پھر اس کا
غصہ غضبناک ہوتا تھا

وہ پارکنگ ایریا میں پہنچ کر اپنے ڈرائیور کو ایک نظر دیکھتا گاڑی میں پیچھے کی جانب بیٹھا تھا۔ اس کی بڑی سی سیاہ لینڈ کروزر اسلام آباد کے صاف روڈ پر فرائے بھرتی ہوئی تیزی سے پبلس کی جانب رواں دواں تھی وہ آج شاید پانچ سال بعد پبلس جا رہا تھا کیونکہ بچپن کی تلخ یادیں اس سے رشتوں کی اپنائیت چھین چکی تھی۔ وہ وہاں جا کر کچھ بھی یاد نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ صرف حکم صادر کرنے والوں میں سے تھا جسکی پاسداری سب پر لازم تھی۔

مشائم اٹھ جاؤ میری بچی اب بخار کیسا ہے بہتر فیل کر رہی ہو یا ڈاکٹر کے پاس لے جاؤں اپنی بچی کو!

مہوش بیگم بیڈ پر گہری نیند میں سوتی ہوئی اپنی چلبلی سی بیٹی کو بخار میں تپتے دیکھ کر پریشانی سے بولی تھی

انکے لہجے میں مامتا کی بے لوث محبت تھی۔ ماما سونے دیں ناں! مشائم نیند میں ڈوبی آواز میں بولی تھی۔ دیکھو کتنا تیز بخار ہو رہا ہے میری بیٹی کو آجاؤ ہم ڈاکٹر کے

پاس چلتے ہیں

ماما پلیز میری ٹینشن نہیں لیں آپ بابا کے پاس جائیں ناں
انہیں کسی چیز کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ مشائم اپنی
بخار سے ہلکی سرخ ہوتی ہیزل آنکھیں کھولتی اپنے بالکل
پاس پریشان سی بیٹھی ہوئیں اپنی ماما مہوش بیگم کے گرد
زور سے حصار باندھتی ان کی گود میں سر رکھ گئی۔

اسکے سنہری گھنے بال بکھرے ہوئے تھے جو کمر تک
آتے تھے۔ سفید رنگت میں بخار کی شدت سے سرخیاں
گھلی ہوئی تھی اس کی چھوٹی سی تیکھی ناک گلابی
بھرے بھرے گال کٹاؤ دار گلابی ہونٹ وہ بے انتہا
خوبصورت پریوں سا حُسن رکھتی تھی۔

کیا کھانا ہے میری بیٹی نے!! مہوش بیگم مشائم کا ماتھا
چومتے ہوئے اس کے الجھے ہوئے بالوں میں ہاتھ پھرتی
بولی تھی نوڈلز بنا دیں ماما جانی!! وہ ان کی گود سے اٹھ
کر کندھے پر سر رکھتی لاڈ سے مسکرا کر بولی تھی۔

اس کی خوبصورت سی سمانل دونوں گالوں پر پڑھنے
والے ڈمپلز سے اور بھی حسین ہو جاتی تھی۔ جوتی اتارتی
ہوں میں ابھی اب تمہیں وہی کھانے میں ملے گی! پوری
زرد ہو گئی ہو گرم دودھ لارہی ہوں بالکل خاموشی سے
پی لینا

اٹھارہ سال کی ہونے والی ہو ابھی بھی بچوں جیسی
خوراک ہے اس لئے تو اتنی کمزور ہو گئی ہو اٹھو بس اب
ہمت کرو ایام خاص کوئی بیماری نہیں ہے میرا بیٹا یہ
زندگی کا ایک حصہ ہے ہمت کرنا سیکھو

مہوش بیگم نوڈلز کا سن کر ہی مشائم کو ڈانٹنے لگی تھی
اس لڑکی نے کھانا پینا تو جیسے مذاق بنایا ہوا تھا۔ اچھا
بھئی آپ بھی میرے نوڈلز کی اب دشمن بن جائیں چاکلیٹ
والا دودھ پینا ہے وہ گندے فلیور والا وائٹ ملک نہیں
مشائم ناراض ہوتے ہوئے بولی تھی۔

وہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی لاڈلی بیٹی تھی۔ جو جلدی
ناراض ہو جایا کرتی تھی۔ وہ لوگ ترکی سے چند ماہ
پہلے ہی پاکستان شفٹ ہوئے تھے۔ اور اس وقت اسلام آباد

میں ایک چھوٹے سے فرنیش اپارٹمنٹ میں رہ رہے تھے
جو اس کے بابا نے بہت مشکل سے خریدا تھا

ان کے حالات کافی تنگ ہو گئے تھے۔ یہ اپارٹمنٹ ایک
پوش علاقے میں تھا۔ مشائم کے بابا کو بزنس میں لوس ہو
گیا تھا جس کی وجہ سے انکی طبیعت کچھ نا ساز رہنے
لگی تھی وہ ہارٹ پیشنٹ تھے جب پاکستان آئے تو ان کا
کار ایکسیڈنٹ ہو گیا

انہیں ریڑھ کی ہڈی میں اتنی گہری چوٹ لگی کہ وہ چلنے
پہرنے سے ہی محروم ہو گئے!! اب ان کے گھر کا نظام
بہت مشکل سے چل رہا تھا۔ مہوش بیگم کے پاس جو
سیونگز تھی وہ ان سے پچھلے تین ماہ سے گزارا کر رہی
تھی

وہ اپنے گھر والوں سے بھی ایک روپیہ نہیں لیتی تھی
کیونکہ وہ اپنے شوہر کو اپنے گھر والوں کے سامنے
شرمندہ ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ ان کے لئے انکے
شوہر کی عزت زندگی کی آسائشوں سے بہت بڑھ کر تھی۔

مشائم بلیک کلر کے شارٹ ٹاپ اور لوز ٹراؤزر میں
ملبوس بخار میں تپتی ہوئی ہمت کرتی بیڈ سے اٹھ کر
واشروم کی جانب بڑھی تھی تاکہ فریش ہو کر کچھ بہتر
فیل کر سکے۔

وہ منہ ہاتھ ٹھنڈے پانی سے دھوتی اپنی جلتی آنکھوں پر
ٹھنڈے پانی کا چھڑکاؤ کر کے باہر نکلتی اپنے گھنے
بالوں کو سلجھا کر اونچی پونی بناتی ابھی پھر سے بیڈ پر
بیٹھتی جب اپنے موبائل پر نوٹیفکیشن کی بیپ سن کر فوراً
سے موبائل پر لپکی تھی۔

وہ جو بخار میں تپ رہی تھی اب اس کی آنکھیں خوشی
سے چمکنے لگی تھیں۔ اسے یقین ہی نہیں ہو پا رہا تھا کہ
جو وہ دیکھ رہی ہے وہ سچ بھی ہے یا نہیں وہ ابھی موبائل
میں گھسی ہوئی تھی جب اسکے کمرے میں مہوش بیگم
کے ساتھ ایشا انصاری بھی داخل ہوئی۔

مشائم جو چمکتی آنکھوں سے دروازے کی طرف ہی
دیکھنے لگی تھی وہ ایشا کو دیکھ کر اچھلتی ہوئی اس کی
جانب بڑھی۔ ایشا انصاری مشائم کی خالہ کی بیٹی تھی وہ

بالکل ابھی اپنے بھائی رایان انصاری کے ساتھ آئی تھی۔

اسے مہوش بیگم نے مشائم کے تیز بخار کا بتایا تھا اور وہ کچھ ہی دیر میں اسکو دیکھنے پہنچ گئی تھی۔ خوبصورت سیاہ گہری آنکھوں والی ایشا انصاری انیس سال کی ہونے والی تھی وہ مشائم سے صرف ایک سال بڑی تھی لیکن ان دونوں کزنوں میں بہت اچھی دوستی تھی۔ کیونکہ وہ دونوں ہی ایک جیسی چلبلی نیچر کی مالک تھی

دونوں ایک ساتھ مل جاتی تھی تو آفت ہی آجاتی تھی۔ وہ دونوں بچپن کی سہیلیاں تھی مشائم کے ترکی میں رہنے کے باوجود بھی ان دونوں کی بانڈنگ بہت اچھی تھی کیونکہ مہوش بیگم کی بہن سعدیہ انصاری ہر سال اپنی بہن سے ملنے دو ماہ کے لئے ترکی جایا کرتی تھی۔

ایشا کے والد روحیل انصاری وکیل تھے۔ ایشو تم آگئی یار میں بس ابھی ہی تمہیں کال کرنے والی تھی!! مشائم خوشی سے چہکتی ہوئی بولی تھی۔ آرڈرز مل گئے کیا یا پھر تمہاری کیٹ ڈیلیور ہونے والی ہے!

ایشا انصاری مشائم کے چہرے کی خوشی سے ہی ساری
بات سمجھ گئی تھی۔ ہاں ایشو مجھے پریس آن نیلز کے
آرڈر مل گئے ہیں لیکن کیٹ کی ڈیلیوری کل ہوگی
یار! مشائم مہوش بیگم سے دودھ کا گلاس پکڑتی بولی
تھی۔

بس اس خوشی میں ہم دونوں مل کر رایان بھائی کی جیب
ڈھیلی کرواتے ہیں جلدی سے ریڈی ہو کر باہر آؤ تم! ایشا
انصاری جس کا موڈ آج مشائم کے ساتھ شاپنگ کرنے کا
تھا وہ پہلے سے ہی سارا پلان بنا کر آئی تھی اب تو اسے
ایک بہانہ اور مل گیا تھا

مشائم کی ہر چھوٹی سے چھوٹی خوشی بھی سیلیبریٹ
کرنا اسکے دونوں کزنز خود پر فرض سمجھتے تھے
کیونکہ مشائم ان کی خالہ کی بہت منت مرادوں سے مانگی
ہوئی اولاد تھی وہ سب اس کو اپنے ہونے کا احساس
دلاتے تھے کہ وہ اکیلی نہیں ہے بیشک اس کے پاس بھائی
بہن جیسی نعمت نہیں تھی لیکن کزنز تو تھے جو اسے
بہت خاص سمجھتے تھے۔

اسلام علیکم رایان بھائی۔!! مشائم جیسے ہی اپنے کمرے سے نکلی لاؤنچ میں تھری سیٹر صوفے پر بیٹھے رایان انصاری کو دیکھتی سلام کر کے ایشا کے ساتھ جا کر بیٹھ گئی۔

وہ فٹنگ والے لیونڈر کلر کے کرتے اور وائٹ اسٹریٹ ٹراؤزر میں ملبوس تھی۔ دوپٹہ اس نے برائے نام لیا ہوا تھا جو کہ اس نے لیفٹ سائڈ والی شولڈر پر لیا ہوا تھا۔

اس کے سنہری بال اونچی پونی میں قید تھے جبکہ میک اپ سے پاک چہرہ ہلکا سا زردی مائل تھا۔ وعلیکم سلام مشی! اینڈ کانگریچولیشنز تمہیں انسٹا پر آرڈرز ملنا شروع ہو گئے

رایان انصاری جو اپنے موبائل میں مصروف کل کی میٹنگ کا سکیجوئل دیکھ رہا تھا وہ مشائم کے سلام کرنے پر اس کی طرف متوجہ ہوتا بولا تھا۔ اسے ایشا نے فوراً باہر جا کر بتایا تھا تاکہ بھائی کی جیب ڈھیلی کروا سکے۔ وہ بے حد شرارتی تھی اپنے بھائی کو تنگ کرنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی تھی۔

تھینک یو اب یہ بتائیں ٹریٹ کا مینیو آپ ڈیسائڈ کریں گے
یا پھر ہم دونوں!! مشائم کے پھر سے منہ کھولنے سے
پہلے ہی ایشا فوراً سے بولی تھی۔ تم دونوں ہی کر لو
ویسے کونسا مجھ پر رحم کھانا ہے میری بہنوں نے! کچھ
میری بیوی کے لئے بھی چھوڑ دو کنگلا تو کر دیا ہے تم
دونوں کی فرمائشوں نے مجھے

رایان انصاری اپنی لاڈلی بہن ایشا کے آگے ہار مانتے
ہوئے ڈرامیٹک انداز میں بولا تھا۔ او ہیلو مجھے تو اس
بات سے بالکل دور رکھیں میں نے آج والی فرمائش نہیں
کی بالکل یہ ایشا کا پلان تھا۔ مشائم ہنستے ہوئے ایک
نخریلی ادا سے بولی تھی۔

آپ کی کوئی شادی وادی نہیں ہونے والی ابھی! اور کیا
ہوا میں ہے بہابھی ہماری جو ہم آپ کی جیب پر رحم کھا
لیں آپ نے کنوارہ ہی رہنا ہے آپ ستائیس سال کے ہو
چکے ہیں ابھی تک کوئی لڑکی پسند تو کی نہیں میرے
پرنس چارم بھائی نے تو ہم دونوں بہنے ہی ہیں اب آپ کو
لوٹنے والی!

اور یہ جھوٹی مشی تھوڑی دیر پہلے تو مرنے والی ہو
رہی تھی مجھے خالہ نے ویڈیو کال پر دکھایا جب یہ
سوئی ہوئی تھی اور اب مس ورلڈ کی طرح تیار ہو گئی
ہے باہر جانے لئے سارا بلیم مجھ پر ڈال کر!! ایشا لڑاکا
انداز میں بولتی کھلکھلا کر ہنسنے لگی تھی۔

اس نے اپنے بھائی اور مشائم کی بولتی بند کی تھی۔ مشائم
اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی لڑاکا عورتوں کی طرح اپنے
دونوں ہاتھ کمر پر باندھتی اپنی آنکھوں کو چندھیا کر
شرارتی سی ایشا کو گھورتی خود بھی اسکے ساتھ
کھلکھلا کر ہنسی تھی۔

ان دونوں کے ڈرامے شروع ہو گئے تھے رایان انصاری
نے ان دونوں کو دیکھ کر تاسیف سے اپنی گردن ہلائی
تھی۔ آج صرف ایک ہی ڈریس دلاؤں گا اور کچھ نہیں سن
لو تم دونوں! رایان صوفے سے اٹھتا اپنے ہاتھ میں گاڑی
کی چابیاں گھماتے ہوئے بولا تھا۔ وہ بہت ڈیسنٹ سا لڑکا
تھا۔

اوکے ڈن برو بس ایک ہی تو ڈریس لینگے! مشائم اور
ایشا دونوں آنکھوں میں چمک لئے ایک زبان ہو کر بولی
تھی۔ ماما میں جا رہی ہوں اگر ہم لیٹ ہو گئے تو آپ سو
جائے گا

مشائم باہر نکلنے سے پہلے کچن میں کام کرتی ہوئی
مہوش بیگم کے پاس جاتی انہیں بیک ہگ کر کے بولتی
ایشا کے ہمدقم ہوتی گیٹ سے باہر نکل گئی تھی۔

رایان بھائی مجھے آپ سے کچھ ڈسکس کرنا تھا کیا میں
کر لوں!! مشائم گاڑی میں پیچھے بیٹھی تھوڑی سی
ہچکچاہٹ کے ساتھ بولی تھی۔ ہاں ہاں بولو کیا بات ہے
مشی! رایان جو فل فوکس کر کے گاڑی چلا رہا تھا وہ
مشائم کی بات سن کر گاڑی کو مین روڈ سے سائڈ پر ایک
بڑی سی بیکری کے سامنے فاصلے پر روکتا پیچھے مڑ
کر اسے دیکھنے لگا تھا۔

مشائم ایک ایسی لڑکی تھی جسے کبھی بھی کچھ کہنے
سے پہلے سوچنے کی ضرورت نہیں پڑھتی تھی اس کے

منہ میں جو ہوتا تھا وہ بول دیا کرتی تھی لیکن جو لہجہ اسکا ابھی تھا وہ ایشا اور رایان نے شدت سے نوٹ کیا تھا۔

بھائی پلینز آپ ماما کو بالکل بھی نہیں بتانا کہ یہ بات جو میں ابھی آپ سے کرنے لگی ہوں وہ آپ کا نہیں میرا اپنا فیصلہ تھا۔ مجھے جاب کرنی ہے بھائی پلینز! مشائم اپنی انگلیاں مسلتی ہوئی بولی تھی۔

اچھا تمہیں کیوں کرنی ہے جاب اینی اسپیسیفک ریزن!!
رایان بالکل کول اینڈ کالم آواز میں مشائم سے استفسار کرنے لگا۔ بیکوز آئی نیڈ آ جاب! میں اب بڑی ہو گئی ہوں مجھے اپنے لئے خود سے کچھ کرنا چاہیے! اور سیکنڈ ریزن یہ ہے کہ مجھے ایکسپیرینس بھی ہو جائے گا اگر میں ابھی ترکی میں ہوتی تو ضرور کچھ نا کچھ کر رہی ہوتی آپ جانتے ہیں نا یہ بات

مشائم جانتی تھی وہ ان دو وجوہات کے علاوہ کبھی بھی جاب نہیں کر پائے گی اگر اسے کسی کو منانا تھا تو وہ اس کی ماما تھی جنہیں وہ رایان سے ڈیل کروا سکتی تھی۔

مشی آئی گوٹ یور پوائنٹس بٹ تم ابھی چھوٹی ہو اٹھارہ

سال کی ہونے والی ہو دو ماہ بعد!! تمہیں فلحال جاب کہاں ملے گی۔۔ رایان اسے سمجھاتے ہوئے بولا تھا اس کی کوالیفیکیشن ابھی تھی ہی کیا جو اسے کوئی اچھی جاب ملتی۔

وہ ابھی اف اس سی کی اسٹوڈنٹ تھی۔ میں کوئی بھی جاب کر لونگی بھائی کیا آپ جس کمپنی میں کام کرتے ہیں کیا وہاں کوئی بھی پوسٹ اوپل ایبل نہیں!! مشائم کا لہجہ افسردہ ہوا تھا۔

اچھا دیکھتا ہوں ویسے میں جس کمپنی میں کام کر رہا ہوں وہاں سیٹ ہیں لیکن ان کے لیے ایکسپیرینس اور اچھی کوالیفیکیشن ریکوائئر ہے لیکن ایک جاب ہے وہ شاید تم کرنا پسند نا کرو!! رایان اپنے موبائل کو آن کرتا اس نے کچھ دیکھ کر مشائم سے مخاطب ہوا

ایشا ان دونوں کی باتوں کو خاموشی سے سن رہی تھی وہ جانتی تھی مشائم کیوں کام کرنے کے لیے بضد ہے یہ تمام باتیں کل رات ہی مشائم اپنی بیسٹ فرینڈ ایشا سے ڈسکس کر چکی تھی۔

بتائیں نا کیسی جاب ہے! مشائم ایکسائٹڈ سے لہجے میں بولی تھی۔ میری کمپنی میں ایک ہی اس ٹائم ایسی جاب ہے جس میں کوئی اسپیسیفک کوالیفائڈ پرسن کی ریکوائرنمنٹ نہیں اور یہ ایڈیشنل پرسنل اسسٹنٹ کی جاب ہے

لیکن میں ابھی دیکھ رہا ہوں یہاں ”میل“ اسٹاف چاہیے فیمیل نہیں۔! رایان کچھ سوچتے ہوئے بولا تھا۔ مشائم کا چہرہ بالکل بجھ گیا تھا۔ تم ابھی سے موڈ آف نا کرو میں اپنے سورس کے تھرو کچھ کرتا ہوں تمہارے لئے

جو بھی کرنا ہے ابھی کریں تاکہ میں ٹینشن فری ہو کر کھانا کھا سکوں!! مشائم منہ پھلائے بولی تھی۔ اچھا کر رہا ہوں ابھی ہی میری اماں! میں آپکی اماں نہیں وہ تو میری خالہ ہیں ناں بابا۔!! مشائم کی بات پر ایشا نے قہقہہ لگایا تھا۔

کتنے پتے کی بات کی ہے آج تم نے مشی!! ایشا اپنے بھائی کو ان دونوں کے قہقہوں سے ڈسٹرب ہو کر گاڑی سے باہر نکل کر بات کرتے دیکھتی مشائم کو داد دینے

لگی تھی۔ اب وہ دونوں اپنے نیو ڈریس کا کلر ڈیسائنڈ کر رہی تھی۔

ہیلو یار میرا ایک کام کر دے گا!! تیرے ساتھ پانچ سالوں سے کام کر رہا ہوں آج تک کوئی فیور نہیں مانگا لیکن آج مجھے ضرورت محسوس ہو رہی ہے! رایان فون کے پیچھے موجود ہستی سے فرینکلی بولا تھا۔

میری ایک کزن ہے اور اسے جاب کی نیڈ ہے ہماری کمپنی میں کوئی ایسی سیٹ نہیں جس میں باس کو ان ایکسپیرینسڈ اسٹاف چاہیے ہو اس لئے تو نے جو ایڈیشنل پی اے کی جاب کا ایڈ دیا تھا اس میں میل کی جگہ میری کزن کو اپوائنٹ کر دے!

رایان ایک امید سے بولا تھا اسکا لہجہ دوستانہ تھا۔ بوس نے میرے ٹکڑے کر دینے ہیں رایان تجھے آج ہی مجھے بکرا بنا یاد آیا تھا جب باس کا موڈ الریڈی بہت خراب ہے اور تو جانتا تو ہے وہ فیمیل تو کبھی الاؤ نہیں کریں گے ایز ہز پی اے

احمر صاحب باس آپ کے علاوہ کسی کو کچھ بھی الاؤ نہیں کرتے اور آپ کی ہر غلطی فرسٹ اینڈ لاسٹ بنا کر جانے دیتے ہیں! ایڈیشنل پی اے کی جاب میری کزن کے نام ہی ہونی چاہیے اب یہ سب کیسے ہوگا تو خود مینیج کر لینا وہ کل میرے ساتھ ہی آئے گی اپنا انٹرویو دینے

رایان انصاری اپنے دوست احمر کو ہسنتے ہوئے بولا تھا وہ جانتا تھا اس وقت ایک وہی ہے جو اس کے کام آسکتا ہے۔ یہ میرا تجھ پر آخری احسان ہوگا سن لے تیری کزن کے رونے دھونے کا پھر میں ذمہ دار نہیں ہوں گا وہ خود پھر باس کے موڈ کو ہینڈل کرے گی میں ہائر کر لونگا لیکن اسے اپنا کام بہت پنکچول ہو کر کرنا ہوگا گوٹ مائی پوائنٹ۔

احمر سنجیدہ ہو کر بولا تھا۔ اوکے باس تھینک یو! رایان اس کا شکریہ ادا کرتا فون بند کر گیا تھا۔ ہاں بھی اب مجھے یہ بتاؤ جاب ملنے کی خوشی میں اس بیکری سے کیا کھانا پسند کرو گی تم دونوں کیونکہ میں جانتا ہوں تم دونوں نے ہر موقع پر مجھے ہی لوٹنا ہوتا ہے۔ رایان گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے تھوڑا سا جھک کر دونوں

لڑکیوں کو باری باری دیکھتا بولا تھا۔

وہ جانتا تھا اگر وہ یہ بات نہیں کرتا تو ان دونوں میں سے کسی ایک نے یہ بات لازمی کرنی تھی۔ سچی بھائی مل گئی مجھے جاب!! مشائم خوشی سے چہک کر بولی تھی۔ جی بس سمجھو ہو گئی لیکن کل تمہارا انٹرویو ہے جو اچھا ہونا چاہیے۔

رایان ان دونوں کو باہر نکلتے دیکھ کر اپنی گاڑی کو لاک کرتا ان سے پیچھے چلتے ہوئے بولا تھا۔ وہ لوگ بیکری کے اندر اینٹر ہوتے اب یہ پلان بنا رہے تھے کہ مہوش بیگم کو کس طرح اس جاب کے لئے منانا ہے۔

شہریار خانزادہ تقریباً آدھے گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد خانزادہ پیلس پہنچنے والا تھا۔ اسے راستے میں بیکری نظر آئی تو وہ کچھ سوچتا ہوا ڈرائیور کو گاڑی روکنے کا کہتا موبائل پر ٹائم دیکھتے ہوئے گاڑی سے اتر کر بیکری

کی جانب بڑھ گیا۔

(لالا جان مجھے کریم پف بہت اچھے لگتے ہیں آپکو کیا پسند ہے) اس کی گاڑی جب بھی کسی بیکری کے سامنے سے گزرتی تھی اسکے دماغ میں معصوم سے لہجے میں کہے گئے ان لفظوں میں چھپی وہ احساس کمتری گونجتی تھی جس کی وجہ وہ خود کو بھی سمجھتا تھا۔

کیا تم ہر وقت لالا جان کہتی ہو مجھے میرا دماغ مت کھایا کرو میں یہاں آنا ہی چھوڑ دوں گا تمہاری وجہ سے

اسے اپنے لفظوں کی سختی اپنا تلخ لہجہ یاد آیا تھا جو اسے پھر سے ایک گہرے پچھتاوے میں ڈال گیا تھا۔

نہیں نہیں لالا جان ایسا نہیں کیجئے گا میرے پاس آپ ہی تو ہیں نا اگر آپ بھی نہیں آئیں گے تو پھر میں تو اکیلی ہو جاؤں گی نا اچھا وعدہ بس اب میں آپ کی پسند نہیں پوچھوں گی لیکن کیا میں صرف خاموشی سے آپ کے پاس بیٹھ کر دیکھ لوں آپکو آپ صرف عید پر ہی تو آتے ہیں نا دادی جان کے پاس پھر میں سارا سال آپکو یاد کرتی

ہوں

خوف میں ڈوبے لفظوں کی پکار اس کے دل میں چھید سا
کرتی خون رسنے کی وجہ بنی تھی۔

نہیں چلی جاؤ یہاں سے ورنا میں عید پر بھی نہیں آیا
کروں گا

اسے اپنا منہ پھیرنا یاد آیا تھا جو اس کے دل میں خود کے
لئے ایک طیش سا پیدا کر رہا تھا۔

اچھا اچھا میرے پیارے لالا جان میری جان بھی آپ پر
قربان سب کے سامنے نہیں دیکھتی آپکو چلی جاتی ہوں پر
کیا میں چھپ چھپ کر اپنے لالا کو دیکھ سکتی ہوں

ضبط سے ٹوٹتے لہجے میں آنسوؤں کے گولے چھپے
ہوئے تھے

میں تمہارا لالا نہیں ہوں اب مجھے مخاطب مت کرنا
طیش سے لبریز سخت لفظوں کا وار دل میں تیر سے
پیوست کرنے کی وجہ بنا تھا۔

آپ ہی میرے لالا ہیں اور ہمیشہ رہیں گے لیکن وعدہ کرتی ہوں اب آپ کے سامنے نہیں آؤں گی

وہ ہر بار اپنا وعدہ توڑتی اس سے بات کرنے کے بہانے سے ڈھونڈھا کرتی تھی۔ وہ جھوٹا وعدہ کرتی ہر بار ہی ایک امید لئے اس کے پاس آتی تھی اور وہ خود کو پتھر بنا لیا کرتا تھا۔

وہ سوچوں میں گم جیسے ہی بیکری کے اندر انٹر ہوا اس کا زور دار تصادم ایک نازک جان سے ہوا۔ جس نے خود کو ڈس بیلنس ہونے سے بچانے کے لئے اس کی سفید شرٹ کو زور سے پکڑ لیا تھا۔

وہ اور کوئی نہیں بلکہ مشائم تھی جو بیکری میں ہی اپنا پرس بھول گئی تھی۔ رایان اور ایشا دونوں ہی گاڑی میں تھے وہ لوگ بیکری سے بہت ساری براونیز لے کر ابھی گاڑی تک پہنچے ہی تھے جب مشائم کو اپنا پرس یاد آیا جو وہ کاؤنٹر پر ہی رکھ کر جلدی جلدی میں بھول آئی تھی۔

اس کے ہاتھ میں براؤنی تھی جو وہ کھاتی ہوئی واپس سے
بیکری میں گئی اور اپنا پرس اٹھا کر ابھی مڑی ہی تھی
جب اسکا ٹکراؤ ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں موجود براؤنی
شہریار خانزادہ کی وائٹ شرٹ کو داغدار کر چکی تھی۔

وہ اپنی گردن اوپر کی جانب کرتی لہو رنگ براؤن آنکھوں
والے مرد کو دیکھتی خوف اور شرمندگی کے ملے جھلے
تاثرات لئے ایک جھٹکا کھا کر پیچھے ہوتی اپنے گلابی
ہونٹوں کو حرکت دینے لگی

سو سوری ویری سوری وہ میں زور سے گرنے۔۔۔۔او آپکی
شرٹ آئی ایم ریئلی ویری۔۔۔۔اسٹاپ دس شیٹ!! آنکھیں ہیں
تو ان کا استعمال سیکھو گرنے لگی تھی تو گر ہی جاتی
میری شرٹ پکڑنے کی کیا ضرورت تھی تمہاری وجہ
سے میرا فارمل ڈنر لیٹ ہو گیا

شہریار خانزادہ اپنی لہو چھلکاتی براؤن آنکھوں میں طیش
لئے مشائم کی ہیزل آنکھوں کے بعد اس کے ہونٹوں کو
دیکھتا دبی دبی آواز میں غرایا تھا۔ اس کا موڈ اب پہلے

سے زیادہ خراب ہو گیا تھا اوپر سے اس کا موبائل بجے
جا رہا تھا۔

او ہیلو ایکسکیوز می! میرے پاس آنکھیں ہی ہیں کوئی بٹن
نہیں جس کا میں یوز نہیں کرتی!! اور میں کیوں گر جاتی
جب مجھے خود کو بچانے کے لئے اللہ نے یہ دو ہاتھ
دیئے ہیں اور تیسری اور آخری بات آپکی شرٹ واش ہو
سکتی ہے چاکلیٹ کا اسٹین لگا ہے کوئی تیزاب نہیں گرا
دیا میں نے جو اپنی آنکھوں سے ہی نکلنے کی کوشش کر
رہے ہیں مجھے

خود منہ اٹھا کر بیکری میں گھس آئے ہیں اور ڈنر لیٹ ہو
جانے کا بلیم آپ مجھ پر ڈال رہے ہیں واؤ گریٹ!! ایک تو
سوری کر رہی ہوں اوپر سے مجھے زور سے ڈانٹ رہے
ہیں ہونہ آئے بڑے مشی کو ایٹیٹیوڈ دکھانے والے میں
ترکی میں ہی اچھی تھی پتہ نہیں بابا یہاں کیوں آگئے

وہ اپنے بال جھٹکتی اپنی ہیزل آنکھیں رول کرتی ہوئی
بیکری سے باہر نکل گئی۔ کتنا کوئی بدتمیز آدمی تھا
کیسے مجھے ڈانٹ رہا تھا ایروگینٹ کہی کا پاکستان میں

تو کوئی انسانیت ہی نہیں ہے۔

وہ بڑبڑاتی ہوئی گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔ چھوٹی سی مشائم پہلے تو اتنے لمبے چوڑے خوہرو انتہائی رعب دار چہرے والے شہریار خانزادہ کو دیکھ کر ڈر گئی جس طرح سے وہ غصے سے اسے سوری بولنے پر گہور رہا تھا اور پھر کیسے اپنے بوسی وے میں اسے ڈانٹ رہا تھا مشائم کا جی چاہا اس مغرور انسان کا منہ نوچ لے وہ اپنی غلطی مان کر معافی مانگ تو رہی تھی لیکن وہ تھا جس نے اسے جھڑک ہی دیا تھا۔

دوسری طرف شہریار خانزادہ تھا جس کے نام کا خوف ہی کافی تھا لیکن اسے آج ایک چھوٹی سی لڑکی کس طرح اپنی زبان کے جوہر دکھا کر جا چکی تھی وہ تو مشائم کو دیکھ کر رہ گیا جو اس سے ڈرنے کی بجائے اپنی ہیزل آنکھوں کو بار بار بیزاریت سے گھما کر ہر لفظ پر زور دیتی اسے دھول چٹا گئی تھی۔

وہ مشائم کی سنہری زلفوں کی جھٹکنے کی ادا پر جیسے متوجہ سا ہوا تھا پھر وہ اپنا سر جھٹک کر اپنی شرٹ کو

دیکھنے لگا۔ اب تو یہ شرٹ تیزاب سے ہی دھلوانی پڑے
گی میڈم کی زبان تھی یا پھر تیز کینچی جو بریک لگانا
بھول گئی تھی! اوہو لیٹ ہو گیا ہوں اس ڈرامہ کوئین کی
ایکٹنگ کی وجہ سے

شہریار خانزادہ اپنے موبائل پر احد کی کال آتے دیکھتا سر
جھٹکتا اپنا آرڈر پک کر کے بیکری سے باہر نکل کر
گاڑی میں بیٹھا تھا۔ اس سے کچھ فاصلے پر ہی اسکے
گارڈز کی دو گاڑیاں کھڑی تھی جو دور سے ہی شہریار
خانزادہ کو فالو کیا کرتی تھی۔

ہاں کیوں کال کر رہے ہو!! وہ پھر سے احد کی کال اپنے
نمبر پر آتی دیکھتا رعب سے بولا تھا۔ ڈنر آج ہی ہے اگلے
جنم میں نہیں جو آپ پہنچے نہیں ابھی تک بھوک لگ رہی
ہے یار ہم سب کو آپ کا انتظار ہے۔ احد خانزادہ کے
لہجے میں ایک نروٹھی بے قراری سی تھی۔

آ رہا ہوں!! شہریار خانزادہ دو لفظی جواب دیتا کال ڈس
کنیکٹ کر گیا اس کی بلیک لینڈ کروزر تیز رفتاری سے
خانزادہ پیلس کی جانب بڑھ رہی تھی۔

اسکی گاڑی خانزادہ پیلس کے بڑے سے کار پورچ میں داخل ہوئی تھی۔ وہ اپنے ہاتھ میں بیکری بیگ پکڑتے ہوئے گاڑی سے اترتا چاروں طرف اپنی نگاہیں گھما کر لمحوں میں جائزہ لیتا اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔

شہریار خانزادہ کو دیکھ کر حویلی میں موجود تمام گارڈز ملازم سب ہی چوکنے ہو گئے تھے۔ اس کے ہاتھ میں بیکری کا بیگ دیکھ کر ایک ملازم آگے بڑھا تھا جسے وہ ہاتھ کے اشارے سے ہی روک گیا۔

وہ ملازم اب ادب سے اس کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا۔ انتہا کی تو کوئی یہ بد زبان لڑکی ہے اسے میں نے خاص طور پر بہرام کے لئے مٹن چانپ بنانے کا بولا تھا لیکن یہ ہے کہ اپنے کمرے میں بند ہو کر بیٹھ گئی جب کھانا بنانا اس کی ذمہ داری ہے تو پھر یہ کیوں کام چوری کرتی ہے۔

نازنین خانم اپنے سامنے سر جھکا کر کھڑی انشال خان کو سب ملازموں کے سامنے ہی انسٹ کر رہی تھی۔ انہوں

نے بڑی ڈنر ٹیبل سیٹ کروانے کا جب حکم دیا تو ڈشز
دیکھ کر ان کا دماغ ہی خراب ہو گیا

کھانے کے تمام لوازمات ہی نازنین خانم کے کہنے پر ہی
انشال نے ایک ضعیف ملازمہ کے ساتھ مل کر بنائے تھے۔
مٹن چانپ بھی بس تیار ہو ہی گئی تھی جسے ملازمہ نے
صرف پکنے کے لئے چولا جلایا تھا جبکہ ساری محنت
انشال کی تھی۔

شہریار خانزادہ تنے ہوئے نقوش کے ساتھ یہ سارا ڈرامہ
ملاحظہ فرما رہا تھا جب مریم خانم اپنی مورے خانم بی
کے کمرے سے نکلتی اپنے بڑے بھائی شہسوار خان کے
بیٹے شہریار خان کو لاؤنچ کے داخلی دروازے پر کھڑے
دیکھتی اسے پکارتے ہوئے شہریار خانزادہ تک پہنچی
تھی

مریم خانم کی پکار پر نازنین خانم نے پیچھے مڑتے ہوئے
دیکھا تھا انکی بہن پلوشہ خان کا بیٹا آج پانچ سال بعد یہاں
آیا تھا وہ آنکھوں میں آنسو لئے شہریار خانزادہ کی طرف
بڑھتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

شانزے خانزادی ایکدم سے الرٹ ہو کر بیٹھی تھی جبکہ
انشال خان ایک نظر بھی سامنے دیکھے بغیر اپنے موٹے
موٹے بھوری آنکھوں کے کناروں پر جمے آنسو صاف
کرتی ہوئی واپس سے کچن میں چلی گئی تھی۔

شانزے خان سفید رنگ کی پیروں کو چھوتی لون کی
فراک میں ملبوس تھی جس پر چکن کاری کے کام کے
ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے پنک کلر کے فلاورز بنے
ہوئے تھے۔ اس نے سر پر بڑا سا دوپٹہ بہت سلیقے سے لیا
ہوا تھا۔ جس سے اس کا ایک بال بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔

بھرے بھرے سرخی مائل گال خوبصورت کٹاؤ دار ہونٹ
چھوٹی کیوٹ سی ناک قد میں وہ انشال سے تھوڑی سی
چھوٹی تھی وہ انیس سال کی بے حد نازک سی لڑکی تھی۔



اس کے مزاج میں بے حد شائستگی تھی وہ انشال کی طرح
ہی چھوٹے سے نازک دل کی مالک تھی لیکن بات بات کر
سہم جانا اس کی شخصیت میں شامل نہیں تھا وہ احد
خانزادہ کی چھوٹی اکلوتی بہن تھی جسے اسکے لالا نے
پھولوں سا نازک بنا دیا تھا وہ اسکے اس قدر ناز
نخرے اٹھاتا تھا کہ شانزے اپنے ہادی لالا کو اپنا آئیڈیل بنا
چکی تھی۔

وہ انیس سال کی ہو گئی تھی اسنے اسی یونیورسٹی میں
ایڈمشن لیا تھا جس یونیورسٹی میں جانا انشال خان کا کبھی
خواب رہا تھا کیونکہ اس کی ساری سہیلیاں اس یونیورسٹی

میں ہی ایڈمیشن لے رہی تھی اور وہ ان کے ساتھ ہی
یونیورسٹی جانا چاہتی تھی۔

وہ اسلام آباد کی مہنگی ترین یونیورسٹی تھی جو کو
ایجوکیشن تھی اور یہ ایک بات ہی نازنین خانم کو اپنا سب
سے بڑا ہتھیار لگی تھی۔ لڑکوں کے ساتھ تعلیم حاصل
کرنے کو جواز بنا کر نازنین خانم نے انشال کو تعلیم سے
ہی روک دیا یہاں تک کہ اس پر ریگولر کسی دوسرے
گرلز کالج سے بھی پڑھنے پر پابندی لگا دی۔

انشال خان کی تعلیم کا خواب بھی وہ کھا گئی جب ایڈمیشنز
ہونے تھے تب کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو انشال خان کو
سپورٹ کرتا منہاں خانزادہ اس وقت ملک سے باہر
تھا۔ نازنین خانم نے انشال پر تعلیم کے دروازے بند کر
دئیے تھے لیکن جب منہاں خانزادہ پاکستان آیا اور اسے
انشال کی تعلیم چھوڑوا دینے کی خبر ہوئی کہ اسکی
مورے نے انشال کو پڑھنے نہیں دیا تو وہ اپنی مورے کے
مخالف ہو گیا اور اس نے انشال خانزادی کو پرائیویٹ ہی
اے کروایا۔

جس کے پیپرز اس نے اپنی مورے سے ضد میں آکر زبردستی انشال خان پر اپنی مرضی تھوپ کر دلوائے تھے۔ انشال خان کی تمام فیس بھی منہان خانزادہ نے اپنے ذاتی پیسوں میں سے ادا کی تھی۔ ایک انشال خان تھی جس کے خاطر وہ کسی کے بھی مقابل ہو سکتا تھا۔

ایک شانزے خان تھی جو انشال کی خاندان میں مخلص کزن ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی اچھی دوست بھی تھی۔ کیوٹ سی شانزے خان انشال خان سے عمر میں آٹھ سال چھوٹی تھی لیکن ایک وہی تھی جو انشال کا خیال کرتی تھی۔ اس کی اور انشال کی بہت اچھی بونڈنگ تھی۔

کیسے ہیں لالا! شانزے مسکرا کر شہریار خان کی طرف بڑھتی اپنے لہجے میں احترام کا عنصر لئے مدہم سے لہجے میں بولی تھی۔ میں بالکل ٹھیک ہوں شانزے گڑیا تم کیسی ہو!! شہریار خانزادہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتا اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے اپنے لہجے کے بھاری پن کو قابو کرتے ہوئے بولا تھا۔

میں بھی ٹھیک ہوں لالا لائیں یہ مجھے دے دیں میں انشو

آپی کو دے دونگی!! شانزے شہریار کے ہاتھ میں پکڑے
بیکری بیگ کی طرف اشارہ کرتی بولی تھی۔ نہیں شانزے
گڑیا تم بیٹھو میں خود یہ کچن میں رکھ آتا ہوں۔

شہریار خانزادہ ایک نظر نازنین خانم کو دیکھتا اپنے
مخصوص بھاری لہجے میں کہتا ابھی چند قدم آگے ہی
بڑھا تھا جب نازنین خانم اس سے مخاطب ہوئی! شہریار تم
کہاں جا رہے ہو بیٹے میں انشال کو بلاتی ہوں اور یہ اتنی
ساری ملازمہ کس کام کے لئے رہ گئی ہیں جو اب تم
خود.....آنی انشال خان خانزادہ خاندان کی بیٹی ہے اگر وہ
ان ساری ملازمہ کے ہوتے ہوئے سارا کام کر سکتی ہے
تو پھر میں خانزادہ خاندان کا بیٹا ہوتے ہوئے کچن میں
کیوں نہیں جا سکتا

شہریار خانزادہ اپنے دل کی پکار سنتا سخت لہجے میں
بولا تھا۔ منہاں اور احد جو بالکل ابھی لاؤنچ میں انٹر ہو
رہے تھے وہ شہریار خانزادہ کی ساری بات سن چکے
تھے۔ اسکے لہجے میں آج ایک عجیب سی تپش تھی جو
سب کو بہت کچھ بتا رہی تھی۔

تم بڑے بیٹے ہو ہمارے خاندان کے تمہاری حیثیت تمہارا
مقام ہم سب پر بہت اچھے سے واضح ہے تم اپنا ملازموں
سے کیوں-----وہ بہن ہے میری جو کچھ دیر پہلے آپ کے
آگے سر جھکائے کھڑی اپنی تذلیل خاموشی سے برداشت
کر رہی تھی اس وقت آپکو یہ بات یاد کیوں نہیں رہی!

وہ آج اپنا ہر وعدہ پس پشت ڈالتا ہر لفظ پر زور دیتا آگے
بڑھتے بڑھتے رکا اور دائیں جانب مڑ کر مریم خانم کو
دیکھا۔ اپھو جان ڈنر ٹیبل ریڈی کروائیں مجھے جلدی جانا
ہے حویلی!

اور تم سب فارغ ہو خانزادہ خاندان کی ملازمت سے!!
آؤٹ آل آف یو! وہ کچن سے تھوڑا فاصلے پر کھڑی ان
چار ملازمہ کو فارغ کر گیا جو انشال کی انسٹ پر اپنے
منہ پر ہاتھ رکھتی دبا دبا سا ہنس رہی تھی۔

انہیں شے دینے والی نازنین خانم تھی جن کی اتنی ہمت ہو
گئی تھی۔ اگر آج بھی یہ سب دیکھ کر شہریار خاموش رہ
جاتا تو وہ خود کو کبھی معاف نہیں کر پاتا۔ نازنین خانم کا
تو غصہ انشال خان پر ساتوں آسمان پے پہنچ گیا تھا وہ

اس کی اچھی خبر بعد میں لینا چاہتی تھی۔ منہان نے اپنی ماں کو افسوس سے دیکھا تھا جو کوئی موقع انشال کی تذلیل کا اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دیتی تھی جبکہ احد افسوس سے اپنا سر جھٹکتا اپنی مورے غزالہ خانم کی جانب بڑھ گیا جو اپنے ساتھ خانم بی کی ویل چیئر پکڑے ان کے روم سے نکل رہی تھی۔

بہرام خانزادہ بھی سب کچھ سن چکا تھا وہ احد اور منہان کے پیچھے ہی پیلس میں داخل ہوا تھا یہ آج ان کا بھائی چارہ کہاں سے جاگ گیا ہے پھوپھو لاوارث انشال۔۔۔اپنے منہ کو لگام دے بہرام ورنہ میں تیرا جبراً توڑ دوں گا

منہان جو ڈائننگ حال کی طرف جا رہا تھا کہ بہرام کی انشال کے لئے حقارت سے لبریز بات سن کر سر تا پاؤں طیش میں آیا تھا اور بغیر کسی لحاظ کے اس کو گربان سے پکڑ کر اپنے مقابل کر گیا۔

شانزے نے بہرام کو دیکھ کر نفرت سے منہ پھیرا تھا اسے دنیا میں اگر کوئی انسان زہر سے بھی زیادہ زہریلا لگتا تھا تو وہ بہرام خانزادہ تھا۔ شانزے بہرام کو اپنی ہنی

مار کر اس کا نچلا ہونٹ ہی پھاڑ دیا تھا۔

لاؤنچ میں موجود لیڈیز کی چیخیں نکلی تھی اس سے پہلے
بہرام بھی منہان کو ہٹ کرتا احد ان دونوں کو ایک
دوسرے سے چھڑوانے لگا تھا شہریار خانزادہ جو کچن
کے اندر داخل ہوتا ہچکیوں سے روتی انشال کی جانب
بڑھنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ لائونچ سے بہرام اور منہان
کی زور دار دھاڑوں اور لیڈیز کی چیخوں پر الٹے قدم
باہر نکلا تھا۔ انشال بھی سہم کر اسکے پیچھے کچن سے
باہر نکلی تھی۔

لاؤنچ کا منظر یوں تھا کہ منہان اور بہرام دونوں ایک
دوسرے کے خون کے پیاسے بنے ہوئے تھے اور احد ان
دونوں کے بیچ کھڑا انہیں روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔

بٹو پیچھے۔۔۔!!! یہ کیا بد لحاظی عورتوں کے سامنے لگائی
ہوئی ہے تم دونوں نے! کوئی شرم لحاظ باقی بھی ہے یا
نہیں۔! شہریار خانزادہ ان دونوں کی طرف بڑھتا دونوں
کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اپنی پوری طاقت لگا کر انہیں
پیچھے دھکیل گیا۔

شدید غصے سے وہ ان دونوں کو گھور رہا تھا جو ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ خدا تو غارت کرے تمہیں انشال میرے بیٹے کا کیا حال کر دیا ہے تم نے یہ تمہارے پیچھے مرنے مارنے کو تیار ہے اپنی ماں کا نا خیال رہا اسے نا ہی کسی رشتے کا

نازنین خانم غصے سے انشال کے پاس پہنچتی اسے جھنجھوڑ کر ماتم کرنے والے انداز میں پھنکار رہی تھی۔ مورے یہ کیا بول رہی ہیں آپ! منہاں خانزادہ نازنین خانم کے الزام پر خاموش موٹے موٹے آنسو بہاتی ہوئی نفی میں اپنی گردن ہلاتی انشال خان کو دیکھتا آج ایک بار پھر اس کے آگے خود کو بے مول ہوتا دیکھ رہا تھا۔

اسکی مورے ہی تھی جن کی وجہ سے منہاں خانزادہ خود کو انشال کا مجرم سمجھتا تھا۔ وہ انشال خان کو ٹوٹے کانچ کی کرچیاں بھوری آنکھوں میں لئے اپنی طرف دیکھنے پر آج ایک بار پھر سے اس کا مجرم بن گیا تھا۔ آج ایک بار پھر اسکی امیدوں پر پانی پھیر دیا گیا تھا۔

انشال خان اس کو خود سے نظریں چراتے دیکھ کر روتی ہوئی اپنے لبوں پر ہاتھ رکھتی سہم کر اب شہریار خانزادہ کو دیکھ رہی تھی۔ بہرام کا تو انشال پر میٹر شارٹ ہو گیا تھا وہ آج بھی گونگی بنی ہوئی تھی بہرام کا جی چاہا اس کی گونگی زبان کاٹ دے

منہان خانزادہ نے اپنی آنکھیں میچ کر کھولی تھی۔ یہ کیا بول رہی ہیں آپ آئی!! شہریار خانزادہ نازنین خانم کے الزام پر بلبلا سا گیا تھا۔ اسے آج شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ ایک وعدہ اس سے بہت بڑا گناہ کروا گیا ہے۔ رشتوں سے منہ پھیر لینا کیا کچھ چھین لیتا ہے اسے شدت سے محسوس ہو رہا تھا۔ وہ آج خود کو اپنے بابا کا بھی گناہ گار سمجھ رہا تھا۔ وہ خود سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہا تھا شہریار خانزادہ سے غلطی ہو گئی تھی

لالا۔۔۔ لالا۔۔۔ یہ۔۔۔ جھوٹ۔۔۔ میں۔۔۔ میں۔۔۔ نے۔۔۔ ایسا۔۔۔ کچھ۔۔۔ بھی۔۔۔ نہیں کیا۔۔۔ چچی۔۔۔ الزام۔۔۔ چٹاخ۔۔۔!! مورے۔۔۔!! آئی۔۔۔!! انشال خان جو ٹوٹے لہجے میں اپنی صفائی دینے کی کوشش کر رہی تھی کہ نازنین خانم نے اس کے مومی گال پر اتنی زور سے تھپڑ مارا کہ وہ زمین پر گٹھنوں کے بل گری تھی۔

منہان اور شہریار دونوں انشال کی طرف تیزی سے بڑھے
تھے جب احد نے منہان کو پوری طرح قابو کر لیا تھا وہ
کس حد تک دیوانہ تھا یہ احد سے بہتر کون جان سکتا تھا۔
بات مزید بگڑ سکتی تھی احد کو اس وقت صرف منہان کو
سنبھالنا تھا جو شاید آج شہریار کے بھی مقابل کھڑا ہو
جاتا!! کیونکہ آج اسکی ماں نے اس کی محبت کو بہت
برے طریقے سے رسوا کر ڈالا تھا۔

انشال اپنی طرف شہریار کو آتے دیکھتی اپنی آنکھیں زور
سے میچ کر کانپنے لگی تھی وہ ڈر کر پیچھے کی جانب
ہوئی تھی اسے لگا تھا آج اسے شاید اس کا لالا شہریار
بھی مار دے گا۔

انشو آپی اٹھیں!! شانزے بھاگتی ہوئی انشال کے پاس پہنچ
کر اسے زمین سے اٹھانے لگی تھی۔ اسے نازنین خانم
سے اب اس ایک الزام کی ہی امید تھی جو آج انہوں نے
انشال پر سب کے بیچ لگا دیا تھا۔

تمہاری اتنی جرت کہ تم انشال پر ہاتھ اٹھا رہی ہو!! خانم

بی اپنے دل پر ہاتھ رکھتی سخت لہجے میں نازنین خانم
سے بولی تھی۔ پھوپھو کیا آپ سچ کہہ رہی ہیں!!

یہ آپ کے بیٹے منہان کے ساتھ۔۔۔۔۔بہرام تو نے ایک لفظ
بھی بکواس کی تو آج میں تجھے چھوڑوں گا نہیں! چھوڑ
احد مجھے!! منہان خاندان کا دل آج اپنی مورے سے
مکمل طور پر ٹوٹ گیا تھا بس کر دو منہان بہت تماشہ بن
چکا ہے اب مزید اور نہیں انشال کا لالا اس سے دور تھا
بے خبر رہا لیکن یہ لاوارث نہیں ہے میری بہن ہے اور
میں تم دونوں کے ٹکڑے کر دوں گا اگر اب میری بہن کا
نام تم دونوں نے اپنی زبان سے لیا بھی تو

اٹھو انشال تم میرے ساتھ خاندان حویلی چلو گی جب یہاں
بابا ہی نہیں رہے تو تمہارا بھی رہنے کا جواز نہیں بنتا!
شہریار اٹل لہجے میں بولا تھا وہ مزید یہاں کھڑا رہتا تو
شاید اپنے دماغ کی رگیں پھٹنے سے ہی مر جاتا۔

کونسی بہن لالا بہن کا رشتہ تو کہی گم ہو چکا ہے مجھ
سے پھوپھو نے وعدہ لیا تھا کہ میں آپ کی لاوارث بہن
سے شادی کر لوں وہ آپکی بہن کی شادی مجھ سے کروانا

چاہتی ہیں اور آج میں یہی بات آپ سے کرنے آیا تھا کہ میں انشال خانزادی کو سہارا دینے کو تیار ہوں میں اس خانزادی کو اپنے نکاح-----تم سے میں نے کہا تھا جرت مت کرنا میری بہن کا نام بھی لینے کی اچھو اپنے اس بیٹے سے کہیں یہ دوبارہ میرے سامنے نہیں آنا چاہیے ورنہ میں شہریار خانزادہ اس کو محروم کر دوں گا زبان کے ساتھ ساتھ آنکھوں سے بھی

شہریار خانزادہ انگشت شہادت بہرام کی طرف کرتا طیش سے گرجا تھا بہرام خانزادہ کے بارے میں اس کے بندوں نے اسے بہت کچھ ایسا بتایا تھا جو شہریار خانزادہ کو طیش دلا رہا تھا۔

منہاں خانزادہ نے دوبارہ اپنی نظریں انشال کی طرف نہیں اٹھائی تھی وہ پہلے ہی اس کی وجہ سے بہت تماشا بن چکی تھی۔ وہ آج بھی صبر کر گیا تھا اس نے کل بھی صبر کیا تھا اور اس کے نصیب میں شاید صبر ہی لکھا جا چکا تھا۔

شہریار خانزادہ انشال خان کے سر پر اسکا دوپٹہ ٹھیک

سے سیٹ کرتا اس کی آنکھوں میں موجود آنسو صاف کر گیا۔ مجھے امید ہے تم اپنے لالا جان کو ہر تکلیف کے لئے جلدی معاف کر دوگی۔ چلیں خانم بی آپ کی حویلی آپکی منتظر ہے۔

شہریار خاندان اٹل فیصلہ کر چکا تھا اب وہ وقت رہا ہی نہیں تھا جب وہ اپنوں سے رشتوں سے نظریں چراتا ابھی تو بہت بڑا امتحان باقی تھا۔ میری دیدہ کو اب تم تکلیف دو گے شہریار ساری زندگی کا روگ کیا کافی نہیں ان کے لئے!! نازنین خانم آگ کی مانند بھڑکی تھی۔

شہریار خاندان جو انشال خان کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے حصار میں لے کر باہر جانے والا تھا کہ انشال اس سے دور ہو گئی تھی۔ یہ میرا اور میری مورے کا معاملہ ہے آپ فکر نا کریں! شہریار انہیں لاجواب کرتا انشال کو پھر اپنے حصار میں لے گیا تھا۔

میری دیدہ اگر اس لڑکی کی وجہ سے مزید ایک بار ہاسپٹل پہنچی تو یاد رکھنا شہریار میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی!! نازنین خانم غصے سے کہتی اپنے

کمرے میں چلی گئی تھیں۔ منہاں خاندان آج اپنی زندگی کا بہت بڑا فیصلہ کر چکا تھا جس کی تکمیل کے لئے وہ کسی بھی حد تک جا سکتا تھا۔

بہرام خان تو ان سب پر طنزیہ نظر ڈال کر غصے سے تنفر کرتا پیلس سے چلا گیا تھا جبکہ اسکی مورے مریم خانم اپنا دل پکڑ گئی تھی۔ بہرام خاندان ان کی اولاد ہو کر بھی ان جیسا نا تھا۔ وہ اپنے باپ ہاشم خاندان جیسا تھا۔

مشی کیا سوچ رہی ہو تم! ایشا جو اپنی انسٹا اسکرول کر رہی تھی وہ کافی دیر سے مشائم کو کسی سوچ میں گم دیکھ کر استفسار کرنے لگی۔ کچھ خاص نہیں ایک جن ٹکرا گیا تھا مجھ سے بیکری میں اتنا ڈانٹا یار اس نے مجھے تھوڑا سا چاکلیٹ کا اسٹین ہی تو لگا تھا۔

ہیں!! اس بیچارے کی تو پھر آپ نے ستھری کر دی ہوگی بابا! ایشا ہسنتے ہوئے مشائم سے بولی ہی تھی جب اسے کسی ان نون نمبر سے کال آنے لگی۔ مشی سے پنگا از ناٹ چنگا!! یو نو می ایشو۔۔۔ بہت ہی کوئی بدتمیز انسان

تھا اپنا پورا فیس ریڈ کر کے مجھے گھور رہا تھا اچھا
سنایا میں نے بھی یاد کرے گا بابا

اب تم کہاں بڑی ہو گئی ہو۔! مشائم جو اپنی کاروائی یاد کر
کے ہنس رہی تھی کہ ایشا کے خوبصورت چہرے پر
پریشانی دیکھتی اسکے پاس صوفے پر آکر بیٹھی گئی!!
یار پتہ نہیں کون ہے کب سے میرے پیچھے پڑا ہوا ہے
ایک نمبر بلاک کرتی ہوں تو دوسرے سے کال آنا شروع
ہو جاتی ہے اس نکمے نے تو مجھے پریشان ہی کر دیا
ہے اور کوئی کام نہیں ہوتا کیا جو مجھے دن میں دس بار
کال کرنا اس نے اپنا فرض سمجھ لیا ہے حد ہوتی ہے بھی
یہ تو نہا دھو کر میرے پیچھے ہی لگ چکا ہے۔

پرسو میری برتھڈے ہے وہ گزر جائے تو پھر میں بھائی
سے بات کرتی ہوں نمبر ہی چینج کر دینا ہے میں نے تو!
کو ایجوکیشن میں پڑھنا بھی ایک عذاب ہوتا ہے یار
یونیورسٹی کا ابھی فرسٹ ایئر ہی تو چل رہا ہے ابھی سے
ایلینز نے تنگ کرنا شروع کر دیا ہے۔

ایشا انصاری اپنے دانت کچکچا کر بول رہی تھی۔ تو تم

ایک دفعہ فون ریسو کر لو نا ایشو ہو سکتا ہے ہی از ان
لو و دیو! مشائم لیز کا پیکٹ کھولتی ہوئی چپس کھاتے
ہوئے مستی سے بول رہی تھی۔

تمہارے لئے تو ہر بات مذاق ہوتی ہے پیٹو مشی کھا کھا
کر ایک دن پھٹ جانا ہے تم نے!! ویسے یہ سارا کھایا پیا
جاتا کہاں ہے ہو تو تم سنگل پسلی جس طرح کی پرسنیلٹی
اس بیکری والے جن کی تم نے مجھے بتائی ہے زرا
احتیاط کیا کرو کسی دن دنیا سے فارغ ہوئی نظر آؤ گی

ایشا بھی اب چپس کھانے لگی تھی اس نے موبائل سائڈ پر
رکھ دیا تھا۔ چھوڑو بھی ان فضول باتوں کو یار ایشو میرا
تو ابھی سیکنڈ ایئر ہے اور اب جاب بھی کروں گی تو اپنے
ایگزمز کی فی پیے کر دونگی ہوپ فلی کہ باس اچھا ہو
زیادہ کام نا کروائے تھوڑا تھوڑا ڈر بھی لگ رہا ہے ایشا
مجھے

مشائم کب سے یہی بات سوچ سوچ کر ڈر رہی تھی۔ تم
ہینڈل کر لو گی یار بٹ یہ بتاؤ اپنی اسٹڈیز کیسے مینیج
کرو گی کیونکہ آفس جاب اور وہ بھی پرسنل اسسٹنٹ کی

سارا دن تو آفس میں ہی گزر جانا ہے۔ ایشا مارگریٹا پیتی
ہوئی تھوڑے وقفے سے بولی تھی۔

یار رایان بھائی بتا رہے تھے کہ باس مارننگ میں نہیں
آتے وہ بارہ بجے کے بعد ہی آفس کا چکر لگاتے ہیں دو
گھنٹے اپنے اس آفس میں جہاں میں اپوائنٹ ہوں گی وہاں
آتے ہیں اور ساری چیزیں مینیج کر کے وہ اپنے دوسرے
مین آفس میں چلے جاتے ہیں اور زیادہ تر ٹائم ان کا
دوسرے آفس میں ہی گزرتا ہے جہاں سے وہ ڈفرنٹ سائٹ
وزٹ کرنے جاتے ہیں ان کے ساتھ ان کا میل پی اے تو
ہوگا میں تو جست ایڈیشنل ہوں میری اتنی ریکوائرنمنٹ
نہیں ہوگی انکو

میں اپنی کلاس لے کر چلی جایا کروں گی بارہ بجے سے
پہلے آفس جسٹ ایک مہینہ ہی تو رہ گیا ہے میری کلاسز
ختم ہونے میں!! مشائم ایشا کو ساری بات تفصیل سے بتا
رہی تھی۔ رایان اسے گاڑی میں ہی ہر چیز کلیئر کر چکا
تھا وہ مہوش بیگم سے بھی مشائم کو جاب کرنے دینے کی
سفارش کر کے انہیں بھی منا چکا تھا۔

بتاؤ نا کل میرا انٹرویو ہے کیا پہنو!! اب اس شرارتی سی
مشائم کو وہی مسئلہ در پیش آرہا تھا جو کہی بھی جانے
سے پہلے ہر لڑکی کو ہوتا ہے۔ آئی تھنک کہ تم بلیک پہن
لو بہت پیاری لگتی کو بلیک میں!! ایشا مشائم کو وارڈ
روب میں گھسے دیکھ کر مشورہ دینے لگی۔

ہمم یہ والا ٹھیک ہے یا پھر یہ ایک کام کروں گی صبح
دونوں ٹرائی کر لونگی جو بھی اچھا لگا وہی فائنل ہوگا!
مشائم اب تھک ہار کر بیڈ کے اوپر ڈھے گئی تھی۔ ایشا آج
وہی رک گئی تھی وہ رایان کے ساتھ نہیں گئی تھی کیونکہ
اس نے یونیورسٹی اپنے بھائی رایان کے ساتھ ہی جانا ہوتا
تھا جو کل پھر سے ان دونوں کو ڈرائیور کی سروس دینے
والا تھا۔

سردار دراب خان کی بے حد عالیشان میلوں تک پھیلی ہوئی
خانزادہ حویلی اس وقت خاموشی کی سیاہی میں ڈوبی ہوئی
تھی۔ سب اپنے کمروں میں موجود تھے۔ تمام ملازم بھی
اپنے کواٹرز میں موجود تھے۔

خانزادہ حویلی کے بڑے سے کارپورچ میں شہریار

خانزادہ کی سیاہ لینڈ کروزر چرچراتے ہوئے رکی تھی۔
اس کے پیچھے ہی احد خانزادہ کی بڑی سی گاڑی حویلی
میں داخل ہوئی تھی۔ جس سے غزالہ خانم مریم خانم اور
شانزے خانزادی اتری تھی۔

لالا---مجھے---ڈر---شش ڈرو نہیں انشال تمہارا لالا اپنی
گڑیا کو اب کبھی اکیلا نہیں چھوڑے گا۔ آجاؤ آرام سے
اترو میں خانم بی کو لے کر آتا ہوں!! انشال جو سہم کر
اس عالیشان حویلی کو دیکھ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ
شہریار اس کے سر پر ہاتھ رکھتا اپنی آنکھوں میں رحم
لئے انشال کو دیکھ کر محبت سے بولا تھا

شہریار بیٹے پلوشہ کبھی بھی انشال کو قبول نہیں کرے
گی تم کیوں پھر سے وہ کرنا چاہتے ہو جس سے حویلی
میں پھر سے وہی طوفان آئے جو آج سے کبھی سال پہلے
آیا تھا۔ خانم بی شہریار خانزادہ کو اپنی ویل چیئر پکڑ کر
حویلی کے اندر بڑھتے دیکھتی بولی تھی۔

میں نے اپنی بہن سے جتنی بے رخی دکھالی اسکا ازالہ
ہی مشکل ہے خانم بی میں مورے کو دیا وعدہ مزید نبھاتا

رہا تو روز محشر بابا کو کیا منہ دکھاؤں گا کہ وہ نا رہے
تو ان کی بیٹی اور اپنی بہن کو لوگوں کے ظلم و ستم کے
لئے چھوڑ دیا میں پہلے ہی بہت زیادہ نا انصافی کر چکا
ہوں اب مزید نہیں مورے کو اب قبول کرنا ہی ہوگا انشال
کو!!

شہریار خانزادہ اپنے پیچھے کسی مجرم کی طرح چلتی
انشال خان کو ایک نظر دیکھتا خانزادہ حویلی کے کشادہ
لاؤنچ میں داخل ہو گیا۔ غزالہ مامی آپ خانم بی کو ان کے
کمرے میں لے جائیں! شہریار خانزادہ غزالہ خانم سے
کہتا انشال کا ہاتھ پکڑ کر اوپر سیڑھیوں کی جانب بڑھا۔

احد خانزادہ بار بار منہان کو کال کر رہا تھا جو وہ فوراً ہی
کاٹ دیتا تھا۔ شانزے انشال آپی کا خیال رکھنا میں منہان
کے پاس جا رہا ہوں ہو سکتا ہے رات لیٹ ہو جاؤں یا
اسکے ساتھ ہی رک جاؤں گاتم مورے کو بتادینا احد
خانزادہ منہان کو پھر سے کال ملاتا شانزے کو بھی خانم
بی کے روم میں جاتے دیکھتا بولا تھا۔

ٹھیک ہے لالا کل میں نے یونیورسٹی جانا ہے ٹائم سے

آجائے گا!! شانزے مسکرا کر کہتی روم میں چلی گئی تھی۔ لالا مورے کی طبیعت مجھے دیکھ کر ہی خراب ہو جائے گی آپ پلیز مجھے نہ لے جائیں ان کے روم میں!! انشال کے قدم بھاری ہو رہے تھے وہ گھبرا کر بولی تھی۔

انشال۔۔ کیا تم سے ایک بات پوچھوں! شہریار خاندان اسکی بات سن کر کچھ سوچتے ہوئے بولا تھا۔ جی لالا جان!! انشال بھیگے لہجے میں بولی تھی۔ کیا تم منہان کو پسند کرتی ہو! میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی ایسی بات ہے تو تم اپنے لالا کو بتا سکتی ہو میں تمہاری شادی کرنا چاہتا ہوں! میں ان مردوں میں سے نہیں جو پسند کو غیرت کا مسئلہ بنا لیتے ہیں شاید اگر میں سوات میں سرداری کی عہدے پر ہوتا تو حالات کچھ اور ہی ہوتے لیکن اس وقت بھی میں تمہیں اتنا اختیار ضرور دیتا کہ تم اپنی منشاء میرے سامنے بیان کر سکتی۔

شہریار خاندان اپنی سہمی ہوئی بہن کو ریلیکس کرنے کے لئے اپنے دل میں مچلتا سوال پوچھے بنا نہ رہ سکا۔ وہ جانتا تھا انشال کیوں اتنی خوفزدہ ہو رہی ہے۔ لالا میں نے کبھی بھی کسی کو پسند کی نگاہوں سے نہیں دیکھا

نازنین چچی پتہ نہیں کیوں مجھ پر الزام لگا رہی تھے اور
منہاں وہ مجھ سے دو ماہ چھوٹا ہے اس کے لئے تو میں یہ
سب سوچ بھی نہیں سکتی آپ پلیز مجھے غلط نا
سمجھیں!! انشال ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔

ٹھیک ہے تم رونا بند کرو آئندہ کوئی بھی تم سے منہاں
کے متعلق کچھ بھی کہنے کی جرت نہیں کرے گا یہ میرا
وعدہ رہا تم سے اور اگر میری غیر موجودگی میں کسی
نے تم پر انگلی اٹھائی تو میں تم سے یہی چاہوں گا کہ تم
وہ ہاتھ ہی توڑ دو جنکی انگلیاں تم پر اٹھیں تم اب کمزور
نہیں ہو انشال تمہارے پیچھے تمہارا لالا کھڑا ہے۔ یہ ہے
تمہارا روم جاؤ آرام کرو

شہریار خانزادہ کو آج اپنی آنی نازنین خانم پر شدت سے
ڈھیروں غصہ آیا تھا۔ اگر کوئی بھی ایسی بات تھی تو وہ
منہاں کا منتظر تھا جس نے شہریار خانزادہ سے آج سے
پانچ سال پہلے ہی اپنا منہ موڑ لیا تھا۔ اسے پانچ سال پہلے
گزرے وہ لمحے یاد آئے تھے جب منہاں اس کے پاس آیا
تھا لیکن اس نے اپنے بھائیوں جیسا مان دینے والے کزن
کی ایک بات سننا گوارہ نہیں کی تھی۔ وہ آج ان لمحوں کو

یاد کر کے بے حد پچھتا رہا تھا۔

(پانچ سال پہلے)

لالا یہ ظلم ہے آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں بہرام قابل ہی نہیں ہے انشال کے آپ خدارا اپنے فیصلے پر غور فرمائیں!! بائیس سالہ منہان خانزادہ اٹھائیس سالہ شہریار خانزادہ کے آگے شدت سے گڑگڑا رہا تھا بہرام ہمارا کزن ہے وہ ہماری مریم پھوپھو اور ہاشم ماموں کا بیٹا ہے خاندان کا لڑکا ہے مجھے اس میں کوئی خرابی نظر نہیں آرہی اگر نازنین آنی نے انشال کی شادی کا فیصلہ لے لیا ہے اور ان کا یہ فیصلے میرا بھی فیصلہ ہی ہے تو تم کس بات پر اعتراض کر رہے ہو منہان

شہریار خانزادہ اپنے آفس میں بیٹھا ہوا فائلز دیکھتے ہوئے منہان خانزادہ سے بولا تھا۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں کیوں اور کس بات پر اعتراض کر رہا ہوں لیکن آپ اچھے بھائی اور اچھے کزن ہونے کا کردار ادا نہیں کر رہے۔ میں انشال کو بے حد پسند کرتا ہوں لالا اور اپنی محرم۔۔۔۔۔۔ وہ بات مت کرو منہان جو ممکن ہی نہیں مورے

شہریار خانزادہ نظریں چرائے بولا تھا۔ یہ ممکن نہیں لالا
اور آپ کو میرے اس خواب سے کوئی مسئلہ نہیں یہ میں
جانتا ہوں کیونکہ اگر ہوتا تو آج احد آرمی میں ٹریننگ
نہیں کر رہا ہوتا!! آپ اپنی بہن کو مجھ سے اس لیے نہیں
جوڑنا چاہتے کیونکہ آپ یہ سب میری مورے اپنی آنی کی
وجہ سے بول رہے ہیں میں جانتا ہوں انہوں نے ہی آپکو
یہ سب بولا ہے کیونکہ وہ انشال سے اپنے بیٹے کی محبت
سے اچھی طرح واقف ہیں اور وہ کبھی نہیں چاہتی پلوشہ
آنی کو برباد کرنے والی عورت کی بیٹی کبھی سانس بھی
سکون کا لے لیکن آپ تو لالا ہیں نا آپ کیوں انشال کو اس
آگ میں جھونک-----منہاں جاؤ یہاں سے تمہاری وجہ سے
الریڈی میرا بہت ٹائم ویسٹ ہو گیا ہے

میری میٹنگ لیٹ ہو رہی۔۔۔۔۔ٹھیک ہے غلطی میری ہے جو
آپ جیسے پتھر کے آگے اپنا سر پیٹ رہا تھا آپ لوگوں
نے جو کرنا ہے آپ لوگ کر لیں اور مجھے جو کرنا ہوا
وہ میں کر کے رہوں گا اینڈ سو سوری میں بھول گیا تھا کہ
آپ ایک لالا نہیں بلکہ ایک باس بھی ہیں جس کے لئے
اپنی بہن کی زندگی میٹنگ کے آگے کوئی اہمیت نہیں
رکھتی

منہان اپنی سُرْمئی آنکھوں میں شکوہ لئے چیئر سے اٹھا
تھا۔ پسند کرتے ہو تو چھیننا سیکھو محبت میں اعلان نہیں
کیے جاتے عمل کر کے حیران کیا جاتا ہے میں تمہیں
پانچ سال کا وقت دیتا ہوں جس دن تم نے رشتوں کے آگے
کمزور ہونا چھوڑ دیا اس دن میں اپنی بہن تمہارے حوالے
کر دوں گا!! شہریار خانزادہ نے منہان کو جاتے دیکھ
بھاری لہجے میں بولا تھا۔

میں جتنا بھی کمزور ہو جاؤں آپ جتنا نہیں ہو سکتا میں
صرف آپکے احترام کی خاطر خاموش تھا لیکن آج سے
نہیں رہوں گا۔ منہان پلٹے بغیر ہی غصے سے بول کر
آفس سے چلا گیا تھا جبکہ شہریار خانزادہ نے سرد سانس
خارج کی تھی۔ وہ واقعی کمزور تھا اپنی مورے کے آگے
لیکن منہان اس سے زیادہ نڈر کوئی نا تھا۔

موجودہ دن---

شہریار خانزادہ واشروم سے بالکل ابھی شاور لے کر باہر
آیا تھا جب اس کے نمبر پر سردار ہاشم خان کا فون آنے
لگا۔ وہ خود پر ضبط کرتا کال ریسو کر گیا۔ جی ماموں
جان!! وہ بھاری آواز میں بولا تھا۔ تم نے آج یہ ظاہر کر

ہی دیا کہ تم شہسوار خان کے ہی بیٹے شہریار ہو!

ہاشم خان غصے سے بھرے ہوئے لہجے میں بولے
تھے۔ جی میں آپ کو ہر قدم پر یہ ظاہر کرتا رہوں گا کہ
میں سردار شہسوار خاندان کا ہی بیٹا ہوں جس نے اپنی
سرداری آپ کے سپرد کی تھی۔ شہریار خاندان کا لہجہ
بھی غصے سے لبریز ہوا تھا۔ سرداری میرا ہی حق تھا
شہریار جو آج سے ایک عرصہ پہلے مار لیا گیا تھا۔ دراب
چاچو کا فیصلہ غلط تھا سرداری کا اہل میں تھا خیر تم
جانے دو پرانی باتیں میرے بیٹے مجھے انشال کے لئے
افسوس ہے کہ بہرام نے اس سے شادی کرنے سے انکار
کر دیا ہے

لیکن میں اسے مناؤں گا کہ وہ شادی کر لے تمہاری
بدکردار بہن۔۔۔۔۔ ہاشم ماموں ایک لفظ اور نہیں میری بہن
کے خلاف ورنا میں بھول جاؤں گا کہ آپ اس عزت کے
قابل نہیں جو ہم سب نے آپ کو دی ہے میری پھوپھو کی
زندگی برباد کر کے آپ کو سکون نہیں ملا جو اب آپ پھر
سے ایک اور زندگی برباد کرنا چاہتے ہیں۔۔!

شہریار خانزادہ آج پھٹ پڑا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ہاشم خان سے اپنے بابا کا حق چھین لے!! مریم نے اپنے لالا شہسوار کو مجھ پر ترجیح دی تھی جس کی سزا وہ ساری زندگی کاٹے گی اور تم میرا احسان مانو کے میں اپنے بیٹے کے لیے تمہاری بہن کو-----میں اپنی بہن آپ کے بیٹے بہرام کو دینے سے انکار کرتا ہوں!! شہریار خانزادہ دو ٹوک لہجے میں بولا تھا۔ اس کا غصہ آج سب کچھ بھسم کر دینے والا تھا

میری بہن انشال ہی نہیں بلکہ سردار دراب خان کے خاندان کی کوئی بھی لڑکی سلطان خان کے خاندان میں نہیں جائے گی! اس کا فیصلہ تم نہیں کر سکتے شہریار سردار میں ہوں فیصلہ میرا ہوگا۔ سردار ہاشم خان مزید کوئی بھی اور بات کیے بغیر فون بند کر گئے اگلی چال کیا چلنی تھی شہریار کاغور کس طرح مٹی میں ملانا تھا وہ یہ بہتر جانتے تھے۔

منہان بس کر دے کیا ہو گیا ہے تجھے میں اس چیز میں تیرا بالکل بھی ساتھ نہیں دونگا!! احد خانزادہ اپنے سامنے

صوفے پر نیم دراز ہو کر لیٹے ہوئے منہان خانزادہ کی
بات سن کر حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

تو اس میں کیا برائی ہے میرے پاس اب کوئی حل نہیں
ہے!! حل ہے اگر تو آپی سے بات کر لے تیرا یہ قدم انہیں
تکلیف درد ہی دے گا اور اس کے بعد ساری زندگی بھی
تو اپنے پاؤں ان کے آگے رگھڑے گا تو بھی وہ تجھے
کبھی قبول نہیں کریں گی!! احد اسے سمجھانے کی کوشش
کرنے لگا

میرا ساتھ تو دے گا یا پھر میں کسی اور کی-----میں تیرا
ساتھ ہی دے رہا ہوں اس لئے تجھے سمجھا رہا ہوں عشق
کا بھوت سر پر سوار مت کر بہت پچھتائے گا۔ منہان
خانزادہ سگریٹ جلا کر اپنے لبوں سے لگاتا احد کو دیکھ
کر بے زاری سے بول رہا تھا جب احد نے اس کی بات
کاٹ دی۔

اب تو مجھے سمجھائے گا جسے عشق کا کوئی ہوش ہی
نہیں ہا ہا ہا! منہان طنزیہ بولا تھا اس نے احد کی دکھتی
رگ پر پاؤں رکھا تھا۔ عشق کا تو نہیں لیکن اسکا ضرور

ہوش ہے۔ احد اپنا موبائل نکال کر اس بے حد خوبصورت شرارتی آنکھوں والی حسینہ کی تصویر زوم کر کے دیکھنے لگا اسے پانے کے لئے کسی بھی حد سے گزر جاؤں گا! احد خاندانہ کھوئے ہوئے انداز میں بولا تھا۔

منہان جو اپنی آنکھیں موندھے ہوئے تھا احد کی بات سن کر فوراً اپنی آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگا۔ کتنا بڑا تو کوئی چھپا رستم ہے کب سے چل رہا ہے یہ سب کیا وہ مان گئی ہے!! جب سے اسے لاہور میں دیکھا ہے لیکن وہ خاک مانے گی جبکہ وہ جانتی ہی نہیں مجھے!

اس کی تو ایک جھلک میں ہی ہم نے خود کو جان نثار کر دیا ہے لیکن وہ پتہ نہیں کہاں چھپی بیٹھی ہے۔ اپنی ایک جھلک دکھا کر اس فوجی جوان کو دیوانہ کر گئی ہے۔ احد کا لہجہ محبت سے چور ہوا تھا۔

کب ہوا یہ سب کہ تجھ جیسا ناکارہ فوجی بھی کسی کو اپنا دل دے بیٹھا!! منہان اسے سوچ میں گم دیکھ کر مزید بولا تھا۔ یہ دو سال پہلے ہوا ہے جب میں پاس آؤٹ ہوا تھا اسی دن سے اس کو تلاش کر رہا ہوں پورا لاہور چھان مارا

لیکن اس کا کچھ پتہ نہیں چل رہا نام بھی نہیں جانتا یار!!
احد اس کے لبوں پر زوم کرتے ہوئے بولا تھا۔

تو ناکارہ فوجی ہے مان لے! منہان اسے دیکھ کر ہنستے
ہوئے بولا تھا۔ مل ہی جائے گی ایک دن! پھر اسے ایسا
اپنی قید میں ڈالوں گا کہ یاد رکھے گی۔ احد خانزادہ موبائل
کی اسکرین آف کرتا صوفے سے اٹھا تھا۔

میں بھی تیرے ساتھ چلتا ہوں مجھے انشال سے بات کرنی
ہے۔ منہان خانزادہ بھی اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔ منہان کیوں
تو معاملہ اور خراب کرنا چاہتا ہے!! احد اسے ابھی تک
ضدی بنے دیکھتا تاسف سے سر ہلاتے بولا تھا۔ وہ رو
رہی ہو گی! اور میں اسے اپنی وجہ سے مزید رولانا نہیں
چاہتا! منہان حتمی لہجے میں بولتا اپنی گاڑی کی چابی اٹھا
کر باہر نکلا تھا۔

یہ مناسب نہیں منہان تو ابھی غصے میں ہے ہوش کر! احد
احتجاجاً بولا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ انشال مزید کسی کرب
سے گزرے!! وہ میری کزن بھی ہے تم لوگ یہ کیوں نہیں
سمجھتے ہو! کیونکہ تیری ان آنکھوں میں اس کا عکس

کوئی بھی دیکھ سکتا ہے وہ ایک کزن سے کہی زیادہ بھڑ
کر ہے تیرے لئے!! احد اس کی سُرْمئی آنکھوں میں لہو
اترتے دیکھ رہا تھا۔

ہاں وہ میرا عشق ہے اور میں اسے صرف دیکھنا چاہتا
ہوں آج جو کچھ بھی ہوا اسکی معافی مانگنا چاہتا ہوں آج
ایک بار پھر میں اپنے عشق کے تکمیل کی التجا کرنا چاہتا
ہوں اگر اسے آج نا دیکھا تو شاید یہ دل بند ہو جائے گا احد
اگر مجھے وہ نا ملی تو میں مر جاؤں گا یار میں مر جاؤں
گا!! منہاں کا لہجہ بکھرا ہوا تھا۔

وہ اپنی گاڑی میں بیٹھتا تیزی سے خانزادہ حویلی کی
جانب بڑھ رہا تھا۔ آج ایک بار پھر وہ بے مول ہونا چاہتا تھا
یا شاید اس سے بھی زیادہ کچھ برا ہونا تھا۔

وہ بیڈ پر بیٹھی ہوئی شدت سے رونے میں مصروف تھی۔
شاید اسے زندگی میں رونے کے علاوہ اور کوئی کام آتا
ہی نہیں تھا۔ وہ رونے میں اتنی مگن تھی کہ اسے ہوش ہی
نہیں رہا کہ کوئی اس کے کمرے میں آیا ہے۔

کمرے میں مدھم سی روشنی جل رہی تھی۔ بھوری آنکھوں سے اشک رواں تھے جو سُرمئی آنکھوں میں طیش کی لالی بڑھا رہے تھے۔ بابا مورے آپ دونوں ہی مجھے چھوڑ گئے میں آپ دونوں سے بہت ناراض ہوں!! انشال خانزادی کے ساتھ آج جو کچھ بھی ہوا وہ اس کی برداشت سے باہر ہو گیا تھا۔

کیوں مجھے دوسروں کے آسرے پر چھوڑا آپ دونوں نے آج اگر لالا نہیں آتے تو-----تو وہ بہرام خانزادہ میرے ہاتھوں قتل ہو چکا ہوتا!! رونا بند کریں انشال ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا! انشال جس کی ہچکیاں بندھ گئی تھی وہ ابھی اپنے مورے بابا سے شکوے کر ہی رہی تھی جب منہان خانزادہ کی غصے سے بھری ہوئی بے حد بھاری رعب دار آواز انشال کے کانوں میں گونجی تھی

وہ منہان کی طیش سے بھری آواز میں بہرام خانزادہ کے لئے جو غصہ محسوس کر چکی تھی اس نے انشال خانزادی نے کو لرزہ دیا تھا وہ سہم کر دروازے کی جانب دیکھنے لگی۔

بکھرے ہوئے سیاہ بال لہو چھلکاتی سُرمئی آنکھیں طیش
سے سرخ ہوتا اس کا بے حد رعب دار نقوش والا چہرہ
ہاتھوں کی پھولی رگیں وہ منہان کو دیکھ کر کراؤن میں
گھسی تھی۔۔ اس کو سانس آنا جیسے بند ہو گئی تھی

آج جو لہجہ جو انداز منہان خانزادہ کا تھا انشال کی
سانسوں نے اکھڑنا شروع کیا تھا۔ وہ بے حد بری طرح
سے گھبراتی ہوئی بیڈ سے گرتی پڑتی اترتی واشروم کی
جانب بھاگی ہی تھی جب منہان روم کا دروازہ لاک کر
کے اس کو زور سے کمر سے تھام کر دروازے پر ہی پن
کر گیا۔

انشال نے اپنی آنکھیں زور سے میچ لی تھی اس کا جسم
کسی سوکھے پتے کی مانند کانپ رہا تھا۔ منہان خانزادہ
کے جسم سے اٹھتی کلون اور سگریٹ کی ملی جھلی مہک
انشال خان کو آج ایک عجیب سے خوف سے دو چار کر
رہی تھی۔ آج راہِ فرار ناممکن تھی۔

خوف سے کانپتی ہوئی انشال کا دل پہلو سے نکالنے کو

تیار تھا۔ منہان خانزادہ جھکا اور اس نے عقیدت سے پہلا بوسہ انشال کے ماتھے پر دیا۔ بھوری آنکھوں سے نکلتے آنسو گلابی عارض کو بھیگونے لگے تھے۔

منہان خانزادہ اس کے ماتھے کے ساتھ اپنا ماتھا ٹکائے سُرمئی آنکھیں بند کر کے انشال کے جسم سے اٹھی گلاب کی حواس سلیب کر دینے والی خوشبو کو آج محسوس کرتا مدھوشی کے جہاں میں اترا تھا۔ آنسو تھے جو انشال کی بھوری آنکھوں کو پہلے سے بھی زیادہ حسین بنا رہے تھے۔

تقریباً چند سیکنڈز خاموشی کی نظر ہوئے اور منہان خانزادہ انشال کی تیزی سے دھڑکتی ہوئی دل کی دھڑکن سنتا ہوا ایک ہاتھ دروازے پر رکھ کر انشال کو محصور کرتا دوسرے سے اس کے گلابی عارض سے درد سے لبریز وہ آنسو صاف کرنے لگا جو انشال کا درد بیان کرنے کا واحد سہارا تھے۔

میں نے کہا رونا بند کریں خانی! آج سالوں بعد انشال نے منہان کے ہونٹوں سے وہ لفظ سنا جس کی شاید وہ خود کو

کبھی بھی حقدار نہیں سمجھتی تھی۔ انشال نے آنسوؤں سے
لبریز نم پلکیں اوپر کی جانب اٹھا کر منہاں کی سرخ
سُرمئی آنکھوں میں دیکھا تھا۔ جن میں اس کے لئے ایک
جہاں ایسا آباد تھا جس میں حکمرانی کرنے کا حق صرف
اور صرف انشال شہسوار خان کا تھا۔

ممم۔۔۔ منہاں۔۔۔ مجھ سے دور۔۔۔ رہو۔۔۔ چھونا۔۔۔ مت مجھے۔۔۔!!
انشال اس کی تپش زدہ سُرمئی سرخ لکیروں سے بھری
آنکھوں میں شکوؤں کی لمبی قطار دیکھ کر اسے اپنے
مزید قریب آتے دیکھ کر دروازے میں مزید گھستی ہوئی
کانپتی آواز میں بولی تھی۔

اور کب تک سزا دیں گی مجھے آپ! نامحرم تو نہیں جو
میرے ہاتھوں کا لمس آپکو کسی زہریلے سانپ کی مانند
ڈنک مارتا ہے کیوں نا چھوؤں میں آپ کو!!! کیا میرے
لئے اس دل میں کبھی جگہ نہیں بن سکتی! منہاں خاندان کا
دماغ جو پہلے ہی آگ کی لپیٹ میں تھا وہ اب پھٹنے کی
حد تک کھول گیا تھا۔

اس کی کنپٹیوں کی رگیں ابھرنے لگی تھی جو آج اس کا

طیش واضح کر رہی تھی۔ وہ بے حد سخت لہجے میں اس کے دل کے مقام پر انگشت شہادت رکھ کر اس انداز میں بولا کہ انشال خان اپنے نازک ہاتھوں کو منہان کے سینے پر رکھتی اسے خود سے پیچھے کی جانب دھکیانے کی کوشش کرنے لگی جب وہ اس کے دونوں ہاتھوں کی نازک کلائیوں کو اپنے ایک ہاتھ میں زور سے پکڑ کر دروازے پر اس کے سر کے اوپر پن کر گیا۔

آج کوئی راہ فرار نہیں دونگا میں آپکو جب تک مجھے میرے مطلب کے سوالوں کے جواب ان نازک لبوں سے مل نہیں جاتے یاد رکھیئے گا آج میں آپکو بتا دونگا کہ آپ میری لگتی کیا ہیں اس لئے تمام جواب میری مرضی کے ہونے چاہیے!! منہان خانزادہ انشال کے کسی چھوٹے بچے کی مانند کانپتے ہوئے گلابی ہونٹوں پر زور سے اپنا انگوٹھا مسل کر اس کی ٹھوڑی اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اس کا منہ بالکل اپنے منہ کی سیدھ میں کر گیا۔

انشال کا قد منہان سے کافی چھوٹا تھا اس لئے منہان خانزادہ پوری طرح اس پر جھکا ہوا تھا۔ منہان نے آپ سے کہا کہ رونا بند کریں آنسو اب نہیں نکلنے چاہیے

ورنا میں آج آپکو حقیقی وجہ دونگا شدت سے آنسو بہانے
کی اور یاد رکھیئے گا میں اس بات کا بھی بالکل خیال
نہیں رکھوں گا کہ آپ ایک نازک کلی ہیں جو میرے نیچے
دب کر زخمی ہو سکتی ہیں!!

منہان خائزادہ جنون کے پاگل پن سے بھاری آواز میں بیٹ
کی جانب اشارہ کر کے انشال کو اپنی پوری بات کا مطلب
اچھی طرح سمجھا گیا۔ انشال حیا سے پھوٹ پھوٹ کر
رونے لگی تھی۔ وہ بری طرح مزاحمت کرتی اپنے ہاتھ
آزاد کروانے کی کوشش کر رہی تھی جب منہان نے اسکی
گردن کو اپنی گرفت میں لے کر اس کے لب اپنے عنابی
ہونٹوں کے قریب کرتے اسے وارننگ دیتی نگاہوں سے
دیکھا انشال اسی لمحے ساکت ہو گئی تھی وہ ایک دفعہ
پہلے بھی اسے اپنی بات نا ماننے کا مطلب سمجھا چکا
تھا۔

گڈ گرل!! وہ اپنے ہاتھ میں موجود انشال کے ہاتھ دیکھ کر
سیدھا کھڑا ہوا اور اس کے دونوں ہاتھوں کو باری باری
چوم گیا۔ کیوں ڈرتی ہیں مجھ سے آپ کا محرم ہوں! وہ اب
اس کے بالوں پر اپنے لب رکھ رہا تھا۔ منہان پلیز چھوڑو

مجھے! انشال بھیگی آواز میں التجائیہ انداز میں بولی تھی۔

کب تک مجھے اس قسم سے باندھے رکھیں گی! منہان
چھوڑو مجھے تم سے ڈر لگ رہا ہے۔ انشال نے پوری
شدت سے منہان کے سینے پر اپنے دانت گاڑ کر اسے
زور سے کاٹا تھا۔

منہان کی سفید شرٹ پر ہلکے سے چھوٹے چھوٹے خون
کے قطرے دیکھتی اپنی ہی بے رحمی پر پھر سے پھوٹ
پھوٹ کر رونے لگی۔ وہ دانت پے دانت جمائے اس کا بے
رحم وار سہہ گیا تھا۔

انشال میں مر جاؤں گا ان آنسوؤں سے آپکی بے رحمی
سے مجھے اس قسم سے آزاد کر دیں خدارا اس رشتے کو
قبول کر لیں مجھے اپنا لیں میں آپکی منت کرتا ہوں!!
منہان خانزادہ انشال کو اپنے سینے کی طرف دیکھ کر منہ
پر ہاتھ کر روتے دیکھتا زمین پے نیچے اس کے قدموں
میں بیٹھتا خود کو آج ایک بار پھر بے بس محسوس کر رہا
تھا۔ اس کا لہجہ پہلے کسی آرے کے جیسا سخت تھا لیکن
انشال ہمیشہ اسے اپنے آگے جھکا لیتی تھی۔

اس کے آنسو منہان کی کمزوری تھے وہ چاہ کر بھی سخت نہیں ہو پاتا تھا۔ کب تک تریائیں گی مجھے آپ آخر کب تک جس دن یہ جسم بے جان ہو گیا بہت پچھتائیں گی آپ!! وہ انشال کو اپنے آگے سے ہٹ کر دوپٹہ سر پر لیتے دیکھتا بکھرے ہوئے لہجے میں بولا تھا

میں لالا کو بتا دوں گا کہ آپ میری ہیں آپ کا نکاح مجھ سے۔۔۔۔۔۔ کونسا نکاح زبردستی والا نکاح منہان تم اس نکاح کی بات کر رہے ہو جو تم نے مجھے اپنے سر پر پستل رکھ کر قبول کروایا تھا۔ کبھی تمہیں معاف نہیں کروں گی ان لمحوں کے لئے جن میں تم نے مجھے ہر پل اس خوف سے آشنا کروایا! نہیں مانتی میں نہیں مانتی وہ نکاح جو تم نے مجھے اپنی جان لینے کی دھمکی دے کر بلیک میل کر کے قبول کروایا

انشال خان اس کا گربان پکڑ کر تڑپتی ہوئی بولی تھی۔ وہ لمحہ عذاب کا لمحہ تھا جب اس نے منہان کو سر پر پستل رکھے دیکھا تھا اور انشال کو لگا اس کی اپنی موت واقعہ ہو گئی۔ میرے پاس کوئی آپشن نہیں تھا!! منہان اپنے کالر

پر اس کے ہاتھ دیکھ کر زمین سے اٹھا اور اس کا چہرہ
اپنے ہاتھوں کے پلائے میں بھرتا شکست خوردہ لہجے
میں بولا۔

منہان مجھے تم سے طلاق۔۔۔۔۔انشال میں ہمارا نکاح ابھی
اور اسی بیڈ پر مکمل کر دونگا اگر مجھ سے طلاق کا
مطالبہ کرنے کی جرت کی آپ نے! کبھی بھی طلاق نہیں
دونگا میں آپکو کبھی بھی نہیں آپ کو بیوہ بنا سکتا ہوں
طلاق یافتہ نہیں! اسنے انشال کا منہ اپنے ہاتھ میں سختی
سے پکڑا تھا وہ جو اس کے آگے خود کو ہار گیا تھا سارا
غصہ ہوا میں تحلیل ہو گیا تھا وہ ایک بار تک کسی آتش
فشاں کی طرح اس کے اندر بھر گیا تھا۔

انشال کو شدید تکلیف سی ہوئی تھی اس نے اپنے کانپتے
ہاتھ منہان کے ابھری ہوئی نیلی رگوں والے ہاتھ پر رکھے
جو خوف سے ٹھنڈے یخ ہو رہے تھے۔ مجھے اپنی قسم
سے آزاد کریں اور ایک اچھی بیوی کا فرض نبھاتے
ہوئے اپنے شوہر کی راحت کا سامان بنے میں آج رات ہی
مورے کو بتا دونگا کہ میرا آپ سے کیا تعلق ہے۔ وہ اسے
اپنی گرفت سے آزاد کرتا دیوار پر زور سے مکا مارتا ہر

لفظ پر زور دے کر بولا تھا۔

مجھے آزاد کر دو میں بہرام سے شادی۔۔۔۔۔ ابھی انشال کا
جملہ مکمل بھی نہیں ہوا تھا جب منہان نے انشال
کے بھورے بال گدی سے پکڑ کر اس کے ہونٹوں کو اپنی
پوری طاقت آزماتے اپنی قید میں لیا تھا۔ وہ بن آب مچھلی
کی طرح تڑپی تھی منہان خانزادہ اس کے دونوں لبوں کو
اپنے لبوں میں لے کر شدت سے سک کرتا اپنے دانتوں
میں لے کر تقریباً چبانے کی کوشش کر رہا تھا جو اس کی
بیوی ہو کر کسی اور سے شادی کی خواہش ظاہر کر رہی
تھی۔

انشال اس کے جانور کی طرح کے ایکٹ پر تڑپ کر رہ
گئی تھی لیکن وہ تھا جس کا جنون حواسوں پر چھا چکا
تھا۔ انشال خانزادی زور زور سے اپنے ہاتھ منہان کے
سینے پر مارتی اسے ہوش دلانے کی کوشش کرنے لگی
جو شاید اس کے ہونٹ زخمی کر دینا چاہتا تھا۔ اس کے لہو
کا ذائقہ اپنے حلق میں پہنچنے پر منہان خانزادہ نے انشال
کے لبوں کو آزادی دینے سے پہلے ایک گہرا کٹ اس کے
بلائی لب پر دیا اور اپنی لہو پھوٹتی سُرْمئی آنکھیں

غضبناکی سے انشال کی سہمی بھوری آنکھوں میں گھاڑ
دی۔

اتنی ہمت ہو گئی ہے آپ کی کہ اب بے ہودہ عورت بننے
کا مظاہرہ کریں گی آپ اپنے شوہر کے سامنے کسی اور
سے شادی کرنے کی چاہت کریں گی!! انشال منہان
خانزادہ دنیا میں سفاک ترین پائیں گی مجھے آپ دوبارہ یہ
الفاظ اپنے منہ سے نکالا تو آپ کی زبان چبا ڈالوں گا میں
اور یہی نہیں اپنا حق بھی آپ سے لے کر آپ پر اچھی
طرح واضح کر دوں گا کہ آپ میری ہیں منہان خانزادہ کی

وہ شاید پاگل ہو گیا تھا آج انشال کی بات سن کر! انشال
خانزادی اپنے زخمی لب کو زور سے رگھڑتی اپنا منہ
منہان سے پھیر گئی۔ اسے درد ہو رہا تھا منہان کے جنگلی
پن سے!! جس دن میرا صبر ختم ہو گیا اس دن آپ کو میں
اپنا وہ روپ دکھاؤں گا جو میرا عشق مجھے دکھانے سے
روک دیتا ہے۔ آپ سے عشق کرنا میرے اختیار میں نہیں
تھا لیکن آپ کو اپنا قیدی بنا کر رکھنا یہ میرے اختیار میں
ہے جس دن بہرام خانزادہ کے نام کی انگوٹھی میری بیوی
کے ہاتھ میں مجھے نظر آئی اس دن میں حشر برپا کر

دوں گا اس لئے بہتر ہے کہ آپ لالہ کو سب کچھ بتا دیں یا
پھر مجھے اپنی دی ہوئی قسم سے آزاد کر دیں نہیں تو
میرا صبر ٹوٹ جانے پر نقصان آپ کا ہی ہوگا اور میں ہر
گز نہیں چاہتا کہ میری خانی کوئی درد سہے سوائے اس
لذت سے بھرے درد کے جو میں اپنا عشق مکمل کرتے
ہوئے آپ کی روح کا حصہ بن کر ساری رات آپ میں
سما کر دونگا۔

منہان خانزادہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا صوفے پر سٹمی
سی بیٹھی ہوئی انشال کو دیکھ کر غصے کی انتہا کو
پہنچتا اسے اپنے ارادوں سے آگاہ کرنے لگا۔ تم نے آج
دوسری بار مجھے اس طرح زبردستی چھوا ہے آئندہ
میرے قریب مت آنا جاؤ یہاں سے میں تمہاری شکل بھی
نہیں دیکھنا چاہتی یو بلیک میلر!

انشال خانزادی اپنے ہونٹوں پر آگ جیسی جلن محسوس
کرتی شدید قسم کی ناراضگی بھرے غصے سے بولی
تھی۔ اس طرح تو کیا میں آپکو اُس طرح بھی چھونے کا
حق رکھتا ہوں بلکہ سارے ہی حق صرف منہان خانزادہ
کے ہی ہیں انشال خان پر اور دوسری دفعہ تو کیا ہر

دفعہ اس سے بھی شدید طریقے سے آپ کے قریب آؤں گا
روک کر دکھائیں آپ مجھے اور رہی شکل نا دیکھنے کی
بات تو یہی شکل آپ کا نصیب ہے جب میرا وارث آپ کے
پیٹ میں پرورش پائے گا تب آپ کی عقل ٹھکانے لگ
جائے گی

خیر آج کے لئے اتنی لڑائی کافی ہے ہماری اب یہاں آئیں
اور مجھے سلائیں آج ہی آیا ہوں سعودیہ سے اپنے عاشق
شوہر کی خدمت کریں آپکو ثواب ملے گا۔ منہان خانزادہ
جنونیت سے بھرے لہجے میں کہتا صوفے کے اوپر ہی
انشال کے پہلو میں سر رکھ کر لیٹا تھا

انشال خانزادی منہ کھولے اس کی باتیں سنتی شرم سے
سرخ گلاب بن چکی تھی۔ منہان خانزادہ اس بات سے
بالکل بھی واقف نہیں تھا کہ بہرام انشال کا منہ کھلوانے
کے لئے کس قسم کی واہیات باتیں اس سے کرتا تھا ورنہ
کوئی بعید نہیں تھی تو وہ اس کو قتل کرنے میں لمحہ بھی
لگاتا!

انشال اور منہان خانزادہ کا نکاح آج سے پانچ سال پہلے ہی

ہو چکا تھا اور وہ نکاح کس طرح سے ہوا تھا انشال کبھی
بھول نہیں سکتی تھی۔ بہرام خانزادہ کو انشال خان اور
منہان خانزادہ پر گہرا شک ہو گیا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ
ان دونوں کے پیچھے پڑھا ہوا تھا اسکی شدید گہری
دشمنی ہو گئی تھی منہان خانزادہ سے ورنا وہ اور منہان
کبھی بے حد گہرے دوست ہوا کرتے تھے احد کے ساتھ
بھی بہرام کے تعلقات منہان کی وجہ سے ہی خراب ہو
گئے تھے سب یہی جانتے تھے مگر احد اور بہرام خانزادہ
کے خراب تعلقات کی اصل وجہ کیا تھی یہ کوئی نہیں
جانتا تھا۔

منہان کی پسند سے بہرام اچھی طرح واقف تھا اس لئے وہ
انشال کو صرف منہان خانزادہ کو زچ کرنے کے لئے ستاتا
تھا۔ انشال خان سانس روکے منہان کو اپنے پہلو میں حق
سے لیٹے دیکھ رہی تھی اسے منہان سے ڈر لگ رہا تھا
اس کے جسم کی کپکپاہٹ پر منہان نے اس کی گود سے
سر اٹھا کر اوپر انشال کے خوبصورت چہرے کی جانب
دیکھا تھا۔

صرف لیٹا ہوا ہوں کچھ کر تو نہیں رہا جو اتنا لرز رہی

ہیں وہ انشال کی بند آنکھوں کو دیکھ کر بھاری آواز میں
بولا تھا۔ تم مجھے کیوں تنگ کر رہے ہو منہان
میرے کردار پر بھی اب تو داغ بھی لگ چکا ہے تمہیں کب
سکون آئے گا کب! جب سب مجھے زندہ درگور کر دیں
گے ایک زانی۔۔۔۔۔ انشال۔۔! وہ جو اپنی آج ہوئی تذلیل
بھلائے نہیں بھول پا رہی تھی اور جو کچھ منہ میں آ رہا تھا
بول کر منہان خانزادہ کا دل چھلنی کر رہی تھے کہ وہ
غصہ سے غضبناک ہو کر غرایا تھا۔

وہ انشال کو دونوں ٹانگوں سے پکڑ کر ایک لمحے میں
اپنے نیچے کرتا خود اس کے اوپر آیا تھا کہ انشال خوف
سے چیخ بھی نا سکی وہ اس کی سُرْمئی آنکھوں میں
تکلیف دیکھ سکتی تھی جو آج اسے بے حد شدت سے
ہوئی تھی انشال کے الفاظ منہان کا دل بند کر چکے تھے۔

شوہر ہوں آپ کا انشال آپ خود کو زانی کیسے پکار سکتی
ہیں آخر کیسے! نکاح کے بندھن میں بندھ چکے ہیں ہم
دونوں آپ کے نا ماننے سے یہ نکاح ختم نہیں ہو جاتا
مجھے اپنا شوہر تسلیم نا کرنے سے آپ میری بیوی کے
رتبے سے نظریں نہیں چرا سکتی بہت بڑی بھول ہو گئی

مجھ سے آپ کی دی ہوئی قسم کا مان رکھتے ہوئے لیکن
اب اور نہیں میں سب کو بتا دوں گا کہ زبردستی ہی سہی
بلیک میلنگ کر کے میں نے آپکو اپنا بنایا ہے اور ساری
زندگی کے لئے بنایا ہے بہت برداشت کر لی آپ کی
بے تکی باتیں میں نے! میں ابھی اور اسی وقت لالا کو
بتانے جا رہا ہوں سب توڑ دوں گا وہ قسم جو مجھ سے
میری محرم چھین لے

منہان خانزادہ افسوس سے کہتا انشال کے اوپر سے اٹھا تھا
جب انشال نے اس کی شرٹ سینے سے پکڑ کر اسے
جانے سے روکا تھا۔ لالا کسی کو منہ دکھانے کے قابل
نہیں رہیں گے ہاشم انکل میرے مرے ہوئے بابا کو اور
بھی زیادہ برا بولیں گے کہ وہ میری تربیت نہیں کر سکے
میری مری ہوئی مورے پر پھر سے الزامات لگے گے
اگر تم نے میری دی ہوئی قسم توڑی تو میں انشال
خانزادی آج پھر تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں اپنی جان
تمہاری ان آنکھوں کے سامنے لوں گی وہ بھی بہت بے
دردی سے!! انشال بھیگے لہجے میں بولی تھی۔

منہان خان اس کے آگے پھر سے ہار چکا تھا وہ آج بھی

اپنے سے جڑے رشتوں کا سوچ رہی تھی اس کے لفظوں میں کہی بھی منہان خانزادہ کے لئے کوئی پریشان کوئی فکر کوئی احساس ہی نا تھا آپ خود غرض محبوب ہیں اور میں غلام عاشق امید کرتا ہوں میرے مر جانے پر ہی شاید آپ کو رحم آجائے اور آپ ہمارے جائز رشتے کو سب سے چھپا کر ہم دونوں کو مزید مجرم نا بنائیں

منہان خانزادہ اس کی گردن پر اپنا منہ گھسا کر ہارے ہوئے لہجے میں بولا تھا وہ سب کو بہت پہلے ہی اپنے اور انشال کے نکاح سے آگاہ کر دیتا لیکن انشال نے جیسے اسکے ہاتھ پاؤں اپنی سانسوں کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔

مجھے آزاد کر کے کسی ایسی لڑکی کو اپنا لو جو نازنین چچی کی پسند ہو میں تمہارے قابل۔۔۔۔۔بس انشال بہت ہو گیا جتنے زخم دیئے ہیں آج کے لیے اتنے ہی کافی ہیں اپنا منہ بند رکھیں میرا دماغ مزید خراب کرنے کی ضرورت نہیں ہے بے رحمی کی وہ مثال قائم مت کریں جہاں آپ قاتلہ ٹھہرائی جائیں اور میں مقتول!!

منہاں خاںزادہ اس سے فاصلے پر ہوتا دروازے کی جانب
بڑھتے ہوئے ایک آخری شکوہ کرتا اس کے روم سے
نکل گیا جبکہ صوفے پر بیٹھی ہوئی انشال خاںزادی خود
کو بہت مشکل سے اس کے سینے سے لپٹنے سے روک
گئی وہ ہر ملاقات میں انشال کا دل جھنجھوڑ کر رکھ دیتا
تھا اگر واقعی میں اسے کچھ ہو گیا تو کیا وہ زندہ رہ
سکتی تھی۔

انشال خان کے دماغ میں درد کی ایک شدید لہر اٹھی تھی
اسکی ناک سے خون نکلا تھا وہ پھر سے اپنی ناک سے
خون نکلتے دیکھ کر سہم کر بھاگتی ہوئی واشروم میں
گھسی تھی۔ کچھ دن پہلے منہاں خاںزادہ کے پاکستان آنے
سے پہلے بھی جب انشال بے حد ٹینشن میں تھی اسے
نکسیر پھوٹی تھی اس دن نازنین خانم نے اس کے سامنے
منہاں کی شادی اپنی مرضی سے کروانے کی بات کی تھی
جس کے نتیجے میں اس نے اپنے دماغ پر اتنا زور دے
دیا تھا کہ اس کے دماغ میں شدید درد اٹھا تھا اور ناک
سے خون بہنے لگا تھا۔

انشال ٹھنڈے پانی کے شاور کے نیچے کھڑی ہوتی شدید

سر درد برداشت کر رہی تھی اسنے اپنی آنکھیں بند کر لی تھی اور وہ منہاں خانزادہ کو کھونے کے خوف سے ہی بے جان ہونے لگی تھی۔

منہاں خانزادہ جیسے ہی کمرے سے نکل کر سیڑھیاں اتر ہی رہا تھا کہ سامنے سے شہریار خانزادہ کو آتے دیکھتا کچھ لمحوں کے لئے روکا پھر اپنے قدم آگے کی جانب بڑھانے لگا اس سے پہلے کہ وہ داخلی دروازہ عبور کرتا شہریار خانزادہ کے بھاری غصے سے بھرے لہجے نے اسے پیچھے مڑنے پر مجبور کر دیا۔

تم اس وقت کیا کرنے آئے ہو حویلی!! مجھے ایک ضروری کام تھا اس لئے اپنی حویلی آگیا۔!! منہان خانزادہ نارمل لہجے میں بولا تھا۔ کس سے کام تھا تمہیں جو تم رات کے بارہ-----لالا مجھ سے کام تھا میرے ساتھ ہی آیا تھا منہان!! احد خانزادہ فون پر بات کرتے ہوئے اپنے کمرے سے نکلا تھا جب شہریار خانزادہ کو سخت لہجے میں منہان سے مخاطب دیکھ کر بولے بنا نا رہ سکا۔

اچھا! شہریار خانزادہ احد کو دیکھ کر سیڑھیوں کی جانب بڑھتے ہوئے بولا۔ ہادی انہیں بول دے یہ حویلی میری بھی ہے اور میں یہاں جس سے مرضی ملنے آؤں اور جب دل چاہے آؤں یہ اس طرح انویسٹیگیشن نہیں کر سکتے!!
منہان خانزادہ ناراضگی سے بولا تھا۔

حویلی کے حقدار اسے تاریک چھوڑ کر جایا نہیں کرتے اسے آباد کرتے ہیں!! شہریار خانزادہ لمحے کو روکا اور سختی سے بول کر ان دونوں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ جبکہ احد نے منہان کو غصے سے آنکھیں دکھائی تھی منہ بند نہیں رکھ سکتا تو تمیز کہاں چلی گئی ہے تیری!! واپس آجا منہان پھوپھو کو لے کر خانزادہ حویلی کے حقدار ٹکڑوں میں بنٹے ہوئے اچھے نہیں لگتے۔ احد افسوس سے بول رہا تھا۔

وہ بے رحم ہے جان سے مار کر ہی دم لے گی میری نظروں کے سامنے رہے گی تو خود کو سنبھالنا مشکل ہوگا۔ منہان خانزادہ ہنستے ہوئے خود کا ہی مذاق اڑا رہا تھا۔ یہ کوئی حل نہیں ہم سب سے دور رہنے کا میں کل ہی پھوپھو کو یہاں لے آؤں گا تیرا روم پہلے ہی سیٹ کروا

چکا ہوں اور میں کچھ بھی مزید سننے کے موڈ میں نہیں ہوں! احد خاندانہ اسے جاتے دیکھ کر بولا تھا۔ میں نہیں آؤں گا میرا انتظار مت کرنا مجھے کہی جانا ہے ضروری کام سے!! منہاں اپنے موبائل پر میسج کی بیپ پر سرسری سے انداز میں احد سے بول کر اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا وہ جانے سے پہلے ایک نظر حویلی کی دوسری منزل کی کھلی ہوئی کھڑکی کی جانب دیکھتا تیزی سے اپنی گاڑی بھگالے گیا۔

مشائم اٹھ جاؤ بیٹی رایان آگیا ہے تم ابھی تک سوئی ہوئی ہو کیا جانا نہیں ہے! مشائم اور ایشا ساری رات باتیں کرنے اور مووی دیکھنے میں گزار چکی تھوی اس لئے اب وہ دونوں ہی گھوڑے گدھے بھیچ کر گہری نیند سو رہی تھی۔

رایان پچھلے دس منٹ سے لاؤنچ میں بیٹھا ان دونوں کا ہی انتظار کر رہا تھا۔ وہ جلدی آگیا تھا کیونکہ جانتا جو تھا جب وہ دونوں میڈم ایک ساتھ ہوں تو انہیں کوئی ہوش ہی نہیں رہتا۔

مہوش بیگم ان دونوں کے لئے ناشتہ تیار کر کے مشائم کے روم میں آئی تھی تاکہ دونوں کو اٹھا کر ان کی اچھی کلاس لے سکیں! ماما اٹھ گئی ہوں بس پانچ منٹ میں تیار ہو کر آتی ہوں اٹھ ایشا اور کتنا سونا ہے لیٹ ہو رہا ہے۔

مشائم ماں کی غصیلی آواز پر نیند سے جاگتی اپنی بڑی بڑی ہیزل آنکھیں ٹپٹپا کر بولتی اب ایشا کو اٹھانے لگی تھی۔ جلدی دونوں باہر آؤ رایان کے صبر کو سلام ہے جو تم دونوں کے نخرے اٹھاتا ہے ابھی بھی وقت ہے سدھر جاؤ ورنہ تم دونوں کے شوہر سیدھا کر دیں گے ابھی تو ماں کا گھر ہے دل بھر کے نخرے اٹھو! لو پتہ نہیں آگے میری بچیوں کو لے جانے والے اتنے ہی لاڈ دیں گے یا نہیں

مہوش بیگم مشائم اور ایشا کو ہلکے پھلکے انداز میں ڈانٹ لگاتی آخر میں افسردہ ہو گئی تھی۔ ماما کیوں نخرے نہیں اٹھائے گا وہ ایکس وائے زیڈ۔!! شادی کرنا آسان تھوڑی ہے ماما بابا کو چھوڑ کر جانا ہوگا نا اٹھائے نخرے پھر دیکھنا میں نے بھی کیا کرنا ہے اس کے ساتھ اتنا تنگ کروں گی کہ مجھے آپ کے پاس واپس لانے پر مجبور ہو

جائے گا اور پتہ ہے کیا کہے گا “اپنی حسین بیٹی واپس
لے لیں مہوش بیگم اس ملکہ کے نخرے اٹھانا مجھ جیسے
نالائق کے بس کی بات نہیں”۔۔۔باہا

مشائم کی مستیاں اٹھتے ہی شروع ہو گئی تھی وہ پہلے تو
سیریس لہجے میں بولتی آخر میں اپنی آواز کو بھاری بنا
کر اپنی ماں کے ساتھ ساتھ ایشا کو بھی ہنسنے پر مجبور
کر گئی تھی۔ اور پھر خالہ اس سے کہیں گی کہ نہیں نہیں
ہمیں یہ چڑیل نہیں چاہیے اتنی مشکلوں سے تو جان
چھڑوائی تھی اب تو اس کے ساتھ آپکو گزارا کرنا ہی ہوگا
اپنی نالائقی کو بہتر کرنے کی کوشش کریں اور مس مشائم
ڈا ایڈیٹیوڈ کوئین کو اپنے پاس ہی رکھیں

ایشا بھی کہاں باز آنے والوں میں سے تھی۔ جلدی تیار ہو
دونوں اور باہر آؤ ناشتہ لازمی کرنا ہے۔ مہوش بیگم مشائم
کو پھر سے کچھ شریر سا کہنے کو بیتاب دیکھ کر لب و
کرنے سے پہلے ہی ان دونوں کو سختی سے کہتی اپنی
مسکراہٹ دباتی ہوئی باہر چلی گئی

مشائم ٹائم دیکھ کر چیخ مارتی ہوئی جلدی سے بیڈ سے اتر

کر واشروم میں گھسی تھی۔ اس کا انٹرویو دس بجے ہونا
تھا اس وقت گھڑی ساڑھے نو بجا رہی تھی۔ ایشا کو
یونیورسٹی بھی ڈراپ کرنا تھا وہ لوگ پہلے دن ہی لیٹ ہو
گئے تھے کیونکہ ان کے اپارٹمنٹ سے آفس پورے گھنٹے
کے فاصلے پر تھا۔

وہ جلدی جلدی تیار ہوتی اپنے روم سے باہر نکلی تھی۔
ایشا تیار ہو کر رایان کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی ہوئی تھی
وہ لوگ مشائم کا انتظار کر رہے جو اپنی فائلز پکڑے
اپارٹمنٹ سے باہر نکل رہی تھی۔ رایان انصاری اس کے
بیٹھتے ہی گاڑی اسٹارٹ کرتا میں روڈ پر ڈال چکا تھا۔

پہلے ایشا کو یونیورسٹی ڈراپ کرنا تھا اس کے بعد وہ
دونوں آفس جانے والے تھے۔ رایان کے نمبر پر احمر کی
کال آرہی تھی جو وہ پک نہیں کر رہا تھا کیونکہ وہ جانتا
تھا وہ اسے لیٹ ہو جانے پر کتنی باتیں سنانے والا تھا۔

رایان بھائی میں تھوڑی کنفیوز ہو رہی ہوں انٹرویو میں کیا
پوچھیں گے مجھ سے!! مشائم پریشان سے لہجے میں
بولی تھی ڈونٹ ورری کچھ مشکل نہیں ہوگا تمہارے

ڈاکومنٹس میں الریڈی احمر کو بھیج چکا ہوں اسے بس تمہاری یہ فائلز چاہیے آفس ریکارڈ کے لئے اور شاید آج باس آفس میں زیادہ دیر کے لئے ہوں اس لئے ایکٹیو رہنا کیونکہ تمہاری اپوائنٹمنٹ احمر کل ہی کر چکا ہے۔

یہ سب آفس کے باقی کولیگ کو دکھانے کے لئے ہے اور ہاں مشائم ہماری کمپنی کا رول ہے کہ جوائننگ دینے سے پہلے دو سال کا کانٹریکٹ سائن کرنا ہوتا ہے اس لئے اب اٹینٹیو رہنا باس کچھ چیزوں پر بالکل بھی ٹالریٹ نہیں کرتے

رایان تیزی سے اپنی آلتو ڈرائیو کرتا مشائم کو بول رہا تھا۔ ایشا اپنے موبائل میں پریزنٹیشن کی سلائیڈ دیکھ رہی تھی چلو جلدی اترو اور آج تمہیں بابا پک کرنے آئیں گے میں تھوڑا بڑی ہوں گا آفس میں جیسے ہی کلاس ختم ہوئی بابا کو کال کر لینا ایشا

رایان انصاری یونیورسٹی کے گیٹ کے آگے گاڑی روکتا ایشا کو باہر نکلتے ہوئے دیکھ کر بولا تھا۔ اوکے بھائی! ایشا سوفٹ سی اسمائل پاس کرتی مشائم کو آل دی بیسٹ

بول کر یونیورسٹی کی جانب بڑھی تھی جبکہ رایان اور
مشائم جا چکے تھے۔

ایشا اپنے موبائل میں مصروف سلائیڈز دیکھتی ہوئی آگے
بڑھ ہی رہی تھی کہ اس کا سر کسی کی پشت سے ٹکرایا
تھا۔ آؤچ! وہ اپنے سر کو مسلتی ہوئی اس ہستی کو
دیکھنے لگی جو اس کے کراہنے پر فوراً سے پیچھے مڑا
تھا۔

آپ کو تمیز نہیں ہے بیچ راستے میں کھڑے ہو گئے ہیں
سارا موڈ ہی خراب کر دیا اب پریزنٹیشن بھی اچھی نہیں
ہو گی میری! وہ اپنی سیاہ آنکھوں میں خفگی لئے اس
سخت لوہے نما وجود کی ہنی کلر آئیز میں دیکھ کر بولی
تھی۔

احد خانزادہ تو جیسے اپنی جگہ فریز ہو گیا تھا وہ شانزے
کو یونیورسٹی ڈراپ کرنے آیا تھا۔ اس کی گاڑی تھوڑی
دور پارک کی تھی کیونکہ آج اس کے ساتھ گارڈز بھی
تھے اسنے یہاں سے ایک ضروری کام سے جانا تھا۔ لیکن
یہ کیا ہو گیا تھا جس لڑکی کے پیچھے اس نے پورا لاہور

چہان مارا تھا کہاں کہاں اس حسینہ کو نہیں ڈھونڈھا تھا
جو آج خود ہی اس کے پاس چلی آئی تھی۔ اسے مل گئی
تھی شاید اسکی تلاش ختم ہو چکی تھی۔

آئی ایم ریٹلی سوری! احد خانزادہ اپنی غلطی نا ہونے
کے باوجود اس کے ناراض چہرے کی طرف دیکھتا معذرت
خوانہ انداز میں بولا تھا۔ ایٹس ناٹ آل رائٹ کیونکہ میرا
سر دکھ رہا تھا آپ جیسے لوہے سے ٹکرا کر آئندہ بیچ
میں کھڑے نہیں ہونا میری طرح کسی اور کا بھی سر پھٹ
سکتا ہے۔

ایشا اپنی غلطی ہونے کے باوجود احد کو اس طرح باتیں
سنا رہی تھی جیسے وہ جان بوجھ کر اس کے راستے میں
آکر کھڑا ہو گیا تھا۔ آجائیں میں آپ کی بینڈیج کروا دیتا ہوں
کہاں سے خون نکل رہا ہے

احد اس کی باتیں سن کر اپنی ہنسی بمشکل کنٹرول کرتا
اپنے لہجے میں شرمندگی لئے بولا تھا۔ نو تھینکس مجھے
آپ سے کوئی سروس نہیں لینی ایشا انصاری اپنے بابا کی
پرنسس ہے!! وہ اسے بھرم دکھاتی ہوئی اپنے بالوں کو

جھٹکتی یونیورسٹی سے گیٹ سے اندر انٹر ہو گئی تھی۔
احد کو اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

”مس ڈرامہ کوئین“۔۔ تو یہاں چھپی ہوئی تھی آپ مزا آئے
گا آپ کے ساتھ ایشا انصاری! احد اپنی آنکھوں میں شیڈز
لگاتا اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا تھا۔ اب وہ باآسانی اسے
تلاش کر سکتا تھا۔ وہ اسکی بہن کی یونیورسٹی میں
پڑھتی تھی اپنا نام خود ہی بتا کر جا چکی تھی۔ کیپٹن احد
خانزادی کے لیے اب اس تک پہنچنا مشکل نا تھا

انشال اور رایان آفس کی پارکنگ میں پہنچے ہی تھے جب
رایان کی نظر بلیک چمچماتی ہوئی لینڈ کروزر پر پڑی!
اوہو جلدی کرو انشال باس تو آج ٹائم سے پہلے ہی پہنچ
گئے ہیں اب تو میری خیر نہیں میں نے ان کے آنے سے
پہلے کچھ فائلز کا ڈیٹا کلیئر کرنا تھا

رایان گھڑی میں ٹائم دیکھتا افسوس سے بول رہا تھا ان کا
آفس ٹائم نو بجے کا تھا اور وہ لوگ ساڑھے دس بجے
آفس پہنچ رہے تھے۔ انشال کو اب واقعی میں گھبراہٹ

ہونے لگی تھی۔ اوہ یار احمر نے کالز بھی کی ہیں اور مسیج بھی جلدی آجاؤ اندر اور ہاں بی کانفیڈنٹ ورنہ باس نے انٹرویو سے پہلے ہی کک آؤٹ کر دینا ہے۔

رایان آفس کے اندر داخل ہوتا اپنے ساتھ ساتھ قدم اٹھاتی مشائم کو دیکھ کر بولا تھا۔ مشائم کو تو گھبراہٹ سے زیادہ غصہ آنے لگا تھا۔ رایان بھائی ایک بات تو بتائیں یہ آپ کے باس کوئی جلاد ہیں کیا جو آپ اتنا ڈر رہے ہیں اور مجھے بھی پینک ہونے پر مجبور کر رہے ہیں۔ مشائم کو باس پر شدید غصہ آیا تھا جس نے ایمپلائز پر اپنی اچھی خاصی دہشت بٹھائی ہوئی تھی۔

جلاد سے بھی کہی زیادہ ہیں!! رایان مدہم آواز میں بولا تھا وہ احمر کو دانت پیس کر اپنی طرف آتے دیکھ چکا تھا۔ اچھا آپ کے کہنے کا مطلب ہے جلاد پرو میکس!! مشائم ہنستے ہوئے بولی تھی اس کو اب اس جلاد سے ملنے کی کریوسٹی ہونے لگی تھی۔

چپ کرو کسی نے سن لیا تو۔۔۔۔۔ کہاں رہ گئے تھے تم رایان باس پچھلے آدھے گھنٹے سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں

اور اب تو ان کا غصہ پیک پر پہنچ چکا ہے۔ رایان جو مشائم کو خاموش رہنے کی تلقین کر رہا تھا کہ احمر ان کے پاس پہنچ کر افسوس سے بولا تھا۔

اچھا یار میں باس کے پاس جا رہا ہوں یہ ہے میری کزن
 “مشائم سالار”۔۔ ہیلو مس مشائم میں ابھی آپ کا انٹرویو لیتا
 ہوں آپ وہاں لیفٹ سائڈ والی گیلری میں بنے فرسٹ روم
 میں میرا ویٹ کریں۔

احمر مشائم کو سرسری سے انداز میں کہتا رایان کے ساتھ آگے بڑھ گیا تھا جبکہ مشائم احمر کے بتائے ہوئے انٹرویو روم میں چلی گئی تھی۔ کچھ دیر بعد اس کا انٹرویو ہونا تھا۔

مے آئی کم ان سر! رایان مطلوبہ آفس میں جاتا اندر جانے کی اجازت طلب کرنے لگا۔ آؤ رایان! وہ اپنی بھاری رعب دار آواز میں بول کر رایان کو اندر آنے کی اجازت دے گیا۔ سر آئی ایم ریئلی سوری میں آج لیٹ ہو گیا لیکن میں۔۔۔۔۔۔ فائل میری ٹیبل پر رکھو اور اپنے کبین میں جاؤ

ہائیر کرنے کا بول رہا ہوں آپکو کہ وہ جلدی سب سمجھ جائیں گی اور اپنے کام سے-----احمر لیو فرام ہیر ناؤ! مجھے فلحال فائلز ریڈ کرنی ہیں تم ابھی جاؤ انٹرویوز فائنل کرو!! جو بھی اچھا انٹرویو دے اسے سیلیکٹ کر کے میرے پاس فوراً بھیجنا اور کوشش کرنا کہ فیملی نا ہو

شہریار خانزادہ اپنے موبائل پر آتی پلوشہ خانم کی کال دیکھ کر سرسری لہجے میں احمر سے بولا تھا۔ اس کے لہجے میں ایک عجیب سی پریشانی تھی جو احمر نوٹ کر گیا تھا لیکن وہ مزید کچھ کہہ کر اپنی انسٹ نہیں کروا سکتا تھا اس لیے جانا ہی مناسب سمجھا

جی مورے کہیں آپ نے اس وقت فون کیا مجھے۔! شہریار کے لہجے میں احترام کے ساتھ ساتھ فکر بھی تھی۔ کیا میں تم سے پوچھ سکتی ہوں کہ میرا بیٹا اتنا بدتمیز کیوں ہو گیا ہے جو اپنی مورے سے جڑے رشتوں کا احترام بھی بھول گیا ہے۔ پلوشہ خانم کے لہجے میں ناراضگی تھی۔

آپ کیا کہنا چاہ رہی ہیں مورے!! شہریار خانزادہ سب کچھ

سمجھ کر بھی انجان بن گیا تھا۔ کل تم نے اپنی آنی سے بدتمیزی کی ہے اور ان سے بھی زیادہ اپنے ماموں سے! تم کون ہوتے ہو رشتے ختم کرنے والے!! پلوشہ خانم کے لہجے میں ایک درد کی رمک واضح ہو رہی تھی۔

مورے میں آپ کا بیٹا شہریار خانزادہ ہوں جو سہی غلط کا فرق جانتا ہے آپ کے ہر فیصلے پر آپکے ساتھ کھڑا رہا ہوں تو پھر اپنی بہن۔۔۔۔۔ تم مجھے دیا ہوا وعدہ توڑ چکے ہو شہریار انشال کو میں کبھی قبول نہیں کروں گی اگر ہاشم لالا۔۔۔۔۔ آپ قبول نا کریں اسے لیکن میں قبول کر چکا ہوں بابا جان کو آپ نا سہی لیکن میں نے جواب ضرور دینا ہے میں لالا ہوں انشال کا!! وہ ستائس کی ہو گئی ہے کتنے سال اسے دوسروں کے آسرے پر چھوڑ کر پہلے ہی بہت شرمندہ ہوں آپ مجھے اب کٹھہرے میں کھڑا نا کریں

شہریار کا لہجہ بالکل دھیمہ التجائیہ تھا۔ وہ لڑکی مجھے تمہارے بابا کی بے وفائی کا ثبوت نظر آتی ہے تم مجھے کیوں نہیں سمجھ رہے شہریار! پلوشہ خانم کا لہجہ بھیگنے لگا تھا۔ میں آپ سے آفس کے بعد آکر ملتا ہوں وہ آپ کے پاس آئے تو آپ اسے دھتکارئیے گا نہیں کیونکہ میں لایا

ہوں اسے وہ خود نہیں آئی مورے

اپنا دل بڑا کریں بابا جان کو معاف---کبھی معافی نہیں ملے
گی تمہارے بابا کو مجھ سے!! پلوشہ خانم روتے ہوئے
فون بند کر گئی تھی۔ وہ ان اذیت ناک لمحوں کو پھر سے
یاد کرنے لگی تھی جو ان کا سب کچھ چھین چکے تھے۔

مس مشائم سالار آپ کو میں تمام ریکوائرمینٹس بتا چکا
ہوں اور یقیناً مجھ سے پہلے رایان نے سب کچھ ہی بتا دیا
ہو گا آپ کانٹریکٹ بھی ریڈی ہو گیا ہے لیکن شہریار سر
کے اپروول کے بغیر میں آپکو اپوائنٹ نہیں کر سکتا اس
لئے-----سر آپ یہاں مجھے بلا لیا ہوتا

احمر جو مشائم کا انٹرویو لینے کے بعد اسے شہریار کے
اسٹرک وے میں فیمیل ہائیر نا کرنے کا بتانے والا تھا کہ
وہ شہریار خاندان کو اپنے آفس میں آتے دیکھ کر اپنی
چیئر سے اٹھ گیا۔ مشائم کا تو دل ایکدم سے روم میں پھیلتی
ہوئی خوشبو سے بند ہو گیا تھا۔

یہ مہک اس نے کل بہت قریب سے محسوس کی تھی لیکن کب اسے یاد ہی نہیں آ رہا تھا کیونکہ اس وقت اسے اپوائنٹ نا ہونے کی ٹینشن کھا رہی تھی اسے یہ جاب ہر حال میں چاہیے تھی اپنی ماما کی مالی مدد کرنا چاہتی تھی وہ اسکے بابا کی دوائیوں کا خرچہ اس نے اپنی فیس بھی پے کرنی تھی ایک ساتھ اتنا سب کچھ اس کے دماغ کو گھما کر رکھ گیا تھا۔ وہ اپنا سر پکڑے بیٹھی تھی۔

احمر میں جا رہا ہوں جو بھی کام پینڈنگ پر ہے وہ مجھے
میل کر دینا!! شہریار خاندادہ کو اس وقت اپنی مورے کے
پاس جلد از جلد پہنچنا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا انکی حالت
خراب ہونے والی ہے اور انہیں اس کے علاوہ کوئی نہیں
سنبھال سکتا

اوکے سر یہ ہیں وہ کینڈیڈیٹ جنہیں جاب کی نیڈ ہے میں
ان کو آپکے پاس ہی بھیجنے والا۔۔۔۔۔تم ایگریمنٹ سائن
کروا کر میرے آفس میں رکھ دینا یہ کل سے کام پر آسکتی
ہیں!

احمر شہریار خانزادہ کو دروازے سے باہر جاتے دیکھ فوراً سے بولا تھا مشائم کا دل دھک دھک کر رہا تھا وہ ایک بار بھی پلٹی نہیں تھی گھبرائی سی چیئر پر بیٹھی تھی اس کی پشت شہریار خانزادہ کی طرف تھی۔

شہریار خانزادہ اپنی مخصوص رعب دار بوسی ٹون میں بولتا چلا گیا تھا مشائم کو اس کی آواز میں رعب عجیب سا لگا تھا جیسے پہلے کبھی سنا ہو وہ جب تک مڑی شہریار خانزادہ جا چکا تھا۔ ٹینشن سے اسے کچھ بھی یاد نہیں آرہا تھا اور اب ایک خوشی سی تھی کہ کمپنی کے سی ای او نے اسے ہائیر کر لیا تھا۔

کانگریٹولیشن مس مشائم اب آپ اپنا ایگریمنٹ سائن کر دیں اور کل سے ایگزیکٹ ٹائم پر پہنچ جائیے گا آج کل باس بہت ایکٹیو ہیں وہ نو بجے ہی آفس پہنچ جاتے ہیں آپ ایک بار باس سے اپنے ایگزامز کا سکیجوئل لازمی شیئر کر لیجیے گا اس کے بعد ہی میں آپ کی ڈیوٹی اسائن کروں گا

احمر پروفیشنل وے میں بولتا مشائم سے ایگریمنٹ سائن کروا چکا تھا وہ بھی ایگریمنٹ پڑھے بغیر ہی سائن کر

چکی تھی۔ شہریار کے جاتے ہی رایان احمر کے آفس آگیا
تھا! بھائی اب مجھے واقعی والی بھوک لگی ہے آپ
مجھے گھر ڈراپ کر دیں کیونکہ باس نے کل سے آنے کو
کہا ہے اور آج میں گھر جا کر اپنی نیند پوری کرنا چاہتی
ہوں! مشائم موبائل پر ایشا کو ٹیکسٹ کر کے اپنے ایوئنٹ
ہونے کی گڈ نیوز دیتی رایان سے بولی تھی۔

اوکے تمہیں بریک ٹائمنگ میں لے جاؤں گا ویسے بھی
میری آج ہاف لیو ہے!! رایان احمر کو دیکھ کر ہنستے
ہوئے بولا تھا۔ آئندہ لیٹ ہوا تو دیکھ لینا کک آؤٹ کروا
دونگا!! احمر مشائم کی فائل میں موجود تمام ڈاکومنٹس کو
دیکھ کر شہریار کے آفس میں جانے کے لئے اٹھا
تھا جبکہ رایان اور مشائم باتوں میں مصروف ریسٹورنٹ
ڈیسائڈ کر رہے تھے ان کا موڈ ایشا کو اس کی پری
برتھڈے کا سرپرائز دینے کا تھا

شہریار خانزادہ جیسے ہی حویلی میں انٹر ہوا اس کا غصہ
ساتوں آسمان پر پہنچا تھا۔ بہرام خانزادہ کو دیکھ کے اس
کا دماغ اب خراب ہونے لگا تھا اسے بہت سی باتوں کا علم

ہو گیا تھا اور وہ بہرام خانزادہ کی عقل بہت جلد ٹھکانے
لگانے والا تھا

لاؤنچ کا منظر کچھ یوں تھا کہ پلوشہ خانم غصے سے
صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی انکی سُرمئی آنکھوں میں
موٹے موٹے آنسو تھے جبکہ انشال خان ان کے پیروں میں
بیٹھی انہیں منانے کی کوشش کر رہی تھی۔ بہرام خانزاد
اور نازنین خانم دوسری جانب صوفے پر بیٹھے ہوئے
تھے۔

آپ میری مورے ہیں کسی کے کچھ بھی کہنے سے میں
آپ کو مورے پکارنا نہیں چھوڑوں گی!! انشال خان پلوشہ
خانم کے دونوں ہاتھ اپنے نرم ہاتھوں میں لے کر التجا کر
رہی تھی یا پھر ضد یہ کہنا ناممکن تھا۔

تمہاری مورے کشمالہ نے جو چُہرا میری بہن کے سینے
پر گھونپا ہے اب بھی کیا تمہیں لگتا ہے کہ اتنی جلدی
کسی اور عورت کی اولاد کو قبول کرنا آسان ہوتا ہے!
نازنین خانم نفرت سے پھنکار رہی تھی۔ بہرام خانزادہ کچھ
دیر پہلے ہی نازنین خانم کو حویلی اپنے ساتھ لے کر آیا

زمین سے کیوں تم یہاں پر بیٹھی ہوئی ہو میری گڑیا!

انشال خان جو نازنین خانم کی بددعاؤں پر انہیں دہل کر دیکھ رہی تھی کہ شہریار خانزادہ کا ضبط پھر سے ٹوٹا تھا وہ لاؤنچ میں داخل ہوتا اپنی مورے کو شکوے سے دیکھتا روتی ہوئی انشال کو زمین سے اٹھا کر اپنے سینے سے لگا گیا۔

پلوشہ خانم کے سینے میں درد سا اٹھا تھا اپنی سگی بیٹی وہ اپنی بے لوث وفاؤں کی سزا کاتتے ہوئے کھو چکی تھی۔ شاید آج وہ کشمالہ کی بیٹی انشال کے پیچھے اپنی اکلوتی اولاد اپنا بیٹا بھی کھو چکی تھی۔

وہ کچھ بھی کہے بغیر صوفے سے اٹھی اور اپنے کمرے کی جانب داخل ہو گئی۔ لالا مورے جا رہی ہیں میں ان سے بات کرنا چاہتی ہوں پلیز آپ میری سفارش کریں نا کہ وہ مجھے اپنا لیں!

انشال خانزادی اپنے لالا شہریار خانزادہ کے سینے سے

لگی ہوئی پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی بول رہی تھی۔ بہرام
خانزادہ تو لاؤنچ میں ایسے بیٹھا تھا جیسے اسے اس
سارے ڈرامے سے مطلب ہی ناں ہو وہ اپنے آئی فون میں
کسی کو ٹیکسٹ کرنے میں مصروف تھا۔

شہریار تم سے تو اب مجھے کوئی امید رہی بھی نہیں ہے
تم نے شہسوار لالا سے زیادہ بڑا غم دیا ہے اپنی مورے
اور آنی کو! نازنین خانم اپنی دیدہ پلوشہ خانم کے کمرے
میں جاتی ہوئی افسوس سے بولی تھی وہ انشال کو گھور
رہی تھی۔

نازو پھوپھو میں رات میں آپکو پک کرنے آجاؤں گا ابھی
کہی کام سے جانا ہے مجھے!! اس سے پہلے شہریار
خانزادہ نازنین خانم سے کچھ کہتا بہرام خانزادہ صوفے
سے کھڑا ہوتا بولا تھا۔

ٹھیک ہے میرے بیٹے! نازنین خانم اسے دیکھ کر نرم
لہجے میں کہتی کمرے میں چلی گئی تھی۔ مریم خانم جو
کچن سے خانم بی کے لئے سوپ بنا کر لاؤنچ میں داخل
ہی ہوئی تھی کہ اپنے بیٹے بہرام خانزادہ کو خود کو دیکھ

کر صوفے پر سے اٹھ جانے پر ان کا دل ٹوٹا تھا۔

وہ ان کا بیٹا ہو کر بھی ان سے دور تھا ایک عرصے سے اس نے اپنی ماں سے بات کرنا تو دور ان کا ذکر بھی نہیں کیا تھا۔ وہ خاندان کا باغی لڑکا تھا جو انتہائی ڈھیٹ اور ظالم تھا۔ وہ جب بغاوت کرنے پر آتا تھا تو ہر رشتہ بھول جایا کرتا تھا۔

اس نے آج انشال خان کی طرف ایک آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا کیونکہ جو اسے چاہیے تھا وہ اسے مل گیا تھا۔ اب انشال کو تنگ کرنے کا کوئی مقصد نہیں بچا تھا اب بہرام خاندان کے نشانے پر منہاں خاندان تھا۔ وہ اسے اتنا زچ کر دینا چاہتا تھا کہ منہاں پھٹ پڑے

رکو تم سے بات کرنی ہے مجھے بہرام!! شہریار خاندان سے اسے مریم خانم کو دیکھ کر لاپرواہی سے حویلی سے جاتے دیکھ سخت لہجے میں بولا تھا۔ لیکن مجھے آپ سے کوئی بھی بات نہیں کرنی لالا اگر آپ اپنی اچھو کے متعلق مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں تو!

بہرام بغیر رکے لا پرواہ لہجے میں بولتا حویلی کا داخلی
دروازہ عبور کر گیا تھا۔ لالا کیا مورے کبھی بھی مجھ
سے پیار نہیں کریں گی مجھے کبھی بھی مورے کی
اپنائیت نصیب نہیں ہو سکے گی! انشال خانزادی بے دردی
سے اپنے آنسو صاف کرتی شہریار خانزادہ سے استفسار
کرنے لگی تھی۔

ضرور کریں گی تم سے محبت تم ہو ہی اپنائیت کے قابل
مورے کو کچھ وقت دو ان کا دل بہت نرم ہے وہ میری
معصوم سی گڑیا کو بہت جلد اپنا لیں گی! شہریار خانزادہ
ایک امید سے بولا تھا وہ انشال کے نا رکنے والے آنسو
اپنی ہاتھوں سے صاف رکھتا اسکے بالوں پر عقیدت سے
چوم گیا۔

اپھو جان ہاشم ماموں آج صبح ہی سوات سے یہاں اسلام
آباد کے لئے نکلے ہیں ہو سکتا ہے میری غیر موجودگی
میں کوئی ایسی بات ہو جو آپ کو بے حد تکلیف دے جائے
اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اب آپ خود اپنے لئے اسٹینڈ لینا
سیکھیں میں اب آپکو اسٹرونگ دیکھنا چاہتا ہوں کمزور
نہیں! شہریار خانزادہ اپنی اپھو مریم خانم کے نڈھال بجھے

ہوئے چہرے کو دیکھتا ان سے مخاطب ہوا تھا۔

بیٹے تم میری فکر مت کرو اور انشال کی زندگی میرے
اس نام کے رشتے کو بچانے کے لئے داؤ پر مت لگاؤ!
میں اپنے لالہ کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکی لیکن
صرف اتنا کر سکتی ہوں کہ ان کی اولاد کو انکے سب
سے بڑے دشمن کے ہاتھوں رسوا ہونے سے بچا سکتی
ہوں میرے لالا کمزور پڑھ گئے تھے اپنی بہن کی وجہ
سے اپنے دشمن کے آگے لیکن میں کبھی نہیں چاہوں گی
کہ میرے لالا کا بیٹا بھی کمزور ہو جائے اسی دشمن کے
سامنے جس نے ہمیشہ سے خون کے رشتوں کو خون کے
آنسو رلائے ہیں

مریم خانم انشال کے سر پر ہاتھ پھرتی ٹوٹے لہجے میں
کہتی خانم بی کے کمرے میں چلی گئی تھی جبکہ شہریار
خانزادہ کا ارادہ ان سے بات کرنے کے بعد مزید پختہ ہو
گیا تھا اسے اگر کسی سے نفرت تھی تو وہ ایک ہی انسان
تھا جس کی وجہ سے خانزادہ خاندان ٹکڑوں میں تقسیم ہو
گیا تھا۔

وہ کلاس سے جیسے ہی فری ہو کر باہر نکلی اس کا استقبال تیز بارش نے کیا اسکے موبائل کی بیٹری بالکل ڈیڈ ہو چکی تھی۔ اسنے روحیل انصاری کو کال پر اپنی کلاس ختم ہونے کے بعد بلانا تھا لیکن اس کا موبائل بند ہو گیا تھا اور اس وقت تیزی بارش ہونے کی وجہ سے چلبلی سی ایشا بے حد پریشان ہو گئی تھی۔

کچھ دیر پہلے ہی مشائم نے اسے کال کی تھی اور اسے رایان اور اپنے ساتھ لنچ پر چلنے کا کہا تھا کیونکہ مشائم اس کی پری برتھڈے سیلیبریٹ کرنا چاہتی تھی اور جاب کا کانٹریکٹ سائن کرنے کی ٹریٹ بھی دینا چاہتی تھی لیکن وہ ان کے ساتھ باہر جانے سے انکار کر گئی تھی کیونکہ آج اس کی تین کلاسز بیک ٹو بیک ہونی تھی۔ رایان بھی پھر آفس کی دوسری ضروری فائلز کا کام کمپلیٹ کرنے میں مصروف ہو گیا تھا۔

ایشا کو کسی کا بھی نمبر یاد نہیں تھا جو وہ کسی سے مدد مانگ لیتی۔ اس نے رایان کو بھی منع کر دیا تھا اور روحیل انصاری کو بھی فری ہو کر کال کرنے کا کہا تھا

لیکن اب وہ کیا کرے!! اتنی تیز بارش میں کیسے جائے۔

اسکے ساتھ ساتھ ہی شانزے خانزادی بھی کلاس سے نکلی تھی اسے لینے کے لئے احد ٹائم سے پہلے ہی پہنچ گیا تھا کیونکہ وہ ایک بار پھر اس حسینہ کا دیدار کرنا چاہتا تھا۔ یونیورسٹی کی چھٹی ہو گئی تھی سب اسٹوڈنٹس ہی چلے گئے تھے جبکہ ایشا ویٹنگ ایریا میں پریشان سی کھڑی تھی جب شانزے کی نظر اس پر پڑھی۔

ایشا کیا ہوا آپ پریشان کیوں ہو! شانزے اسکو تقریباً رونے کی تیاری پکڑتے دیکھتی اس کے پاس جاتی شیڈ کے نیچے کھڑی ہوتی ہوئی بولی تھی۔ اس کے لہجے میں بہت خلوص تھا۔ موبائل فون ڈیڈ ہو گیا ہے اب میں پایا کو کیسے بولوں مجھے پک کرنے آجائیں! ایشا اور شانزے ایک ہی کلاس میں پڑھتی تھی۔

وہ دونوں تقریباً دو ماہ سے ایک دوسرے کو جانتی تھی کیونکہ دونوں ایک ہی گروپ میں تھی اور اچھی خاصی بات چیت ہو جایا کرتی تھی۔ اگر یوں کہا جائے کہ وہ دونوں دوستیں تھی لیکن بہت زیادہ کلوز نہیں تھی کیونکہ

ان کی دوستی کو صرف دو ماہ ہی ہوئے تھے۔

تو میرے موبائل سے کر لو انہیں کال!! شانزے بیگ سے اپنا موبائل نکال کر اس کے سامنے کرتی بولی تھی۔ وہ ایسی ہی تھی ہر کسی کے ساتھ مخلص سب کی مدد کرنے والی!

نمبر بھی یاد نہیں ہے مجھے پایا کا اور بھائی بھی اپنے کسی ضروری کام میں بزی ہو گئے ہیں میں اب کیا کروں اتنی تیز بارش ہے اور اکیلے جاتے ہوئے بھی ڈر لگ رہا ہے مجھے! ایشا بھیگی ہوئی آواز میں بولی تھی۔

وہ شرارتی تھی لیکن بہادر نہیں جہاں بھی آتی جاتی تھی اپنے بھائی رایان انصاری یا پھر روحیل انصاری کے ساتھ ہی جاتی تھی اور اسے ٹھیک سے یونیورسٹی کا راستہ بھی ابھی معلوم نہیں ہوا تھا۔ اسے صرف اپنے گھر کا ایڈریس پتہ تھا۔

وہ مشائم کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کے باوجود بھی اس کی

طرح نڈر نہیں تھی کیونکہ وہ ترکی میں رہی تھی ایشا
سے ایک سال چھوٹی ہونے کے باوجود بھی وہ بہت بے
خوف سی لڑکی تھی۔ اسے کسی بھی چیز سے ڈر نہیں
لگتا تھا۔

اگر میری پیاری کزن مشائم ہوتی تو وہ ضرور کچھ کر
لیتی! ایشا ہر مشکل میں مشائم کو یاد کر کے رونا شروع
ہو جاتی تھی اس نے آنسو بہانا شروع کر دیئے تھے
کیونکہ شام ہونے والی تھی بارش رکنے کا نام ہی نہیں لے
رہی تھی بلکہ اور زیادہ تیز ہونے لگی تھی ایسے میں وہ
اکیلی یونیورسٹی میں کب تک رہتی

ایشا نے چکن کا وائٹ کلر کا گرتا اور وائٹ ہی کیپری
پہنی ہوئی تھی جبکہ پنک کلر کا پرنٹڈ دوپٹہ کنٹراسٹ میں
لیا ہوا تھا جو اس نے اپنے گلے میں لیا ہوا تھا۔

شانزے اسے روتے دیکھ کر ابھی اسے کچھ کہتی جب اس
کے موبائل پر احد خانزادہ کی کال آنے لگی۔ لالہ آرہی
ہوں بس دو منٹ میں! وہ احد سے بات کر کے فون کاٹتی
روتی ہوئی ایشا سے مخاطب ہوئی۔ ایشا آپ کی کزن مشائم

نہیں ہے تو کیا ہوا میں تو ہوں نا آئی کین ہیلپ یو

آپ میرے ساتھ آجاؤ میں آپ کو اپنے لالا سے بول کر
ڈراپ کروا دوں گی! شام ہونے لگی ہے آپ یہاں اکیلی ہو
باقی سب اسٹوڈنٹس بھی جا رہے ہیں اور پتہ نہیں آپ کو
کوئی پک کرنے آئے بھی یا نہیں بارش کی وجہ سے
سگنلز بھی ڈراپ ہو رہے ہیں۔ آپ مجھ پر ٹرسٹ کر سکتی
ہو! شانزے اس کو خوشی دلی سے بولی تھی۔ وہ واقعی اس
کی مدد کرنا چاہتی تھی۔

ماما تو ناراض ہو جائیں گی اور بہت ڈانٹے گی مجھے کہ
میں کیوں کسی اور کے ساتھ آئی ہوں پاپا کو پہلے انفارم
کیوں نہیں کیا میں نے!! ایشا اب اپنی ماں سعدیہ انصاری
کی ناراضگی کے خوف سے اور زیادہ پریشان ہونے لگی
تھی۔

اوہو میں آپ کی ماما سے بات کر لونگی! آجائیں آپ
میرے لالا میرا ویٹ کر رہے ہیں آپ میرے ساتھ چلیں!!
ایشا پھر سے احد خانزادہ کی کال آتے دیکھتی پھر سے
ایشا سے بولی تھی۔ اوکے! میں چلتی ہوں تمہارے ساتھ

تھینک یو!! ایشا کے پاس اور کوئی آپشن نہیں تھا اور
شانزے جس اخلاق سے اس کی مدد کرنا چاہتی تھی وہ
اس کے ساتھ جانے کو تیار ہو گئی تھی۔

شانزے عبایا پہنے ہوئی تھی جس پر اس نے پروپر حجاب
لیا ہوا تھا۔ وہ اپنے پردے کا خاص خیال رکھا کرتی تھی
ایشا اس کے ساتھ ہی آگے بڑھی تھی وہ پہلی بار کسی اور
کی گاڑی میں بیٹھنے والی تھی اس سے پہلے ایشا ہمیشہ
اپنے پاپا اور بھائی کے ساتھ ہی گئی تھی۔ پہلی بار لفٹ
لیتے ہوئے اسے عجیب سا لگا تھا۔ اس کی پریزنٹیشن بھی
بس ٹھیک ہی ہوئی تھی صبح سے سر میں درد تھا اور آج
کینٹین بھی نہیں گئی تھی کیونکہ کلاسز کی وجہ سے ٹائم
ہی نہیں ملا تھا۔

شانزے گڑیا کہاں رہ۔۔۔۔۔۔ احد خانزادہ شانزے کو دیر سے
باہر آنے پر پریشان ہوتا تیز بارش میں اپنی چمچماتی ہوئی
وائٹ لینڈ کروزر سے باہر نکل کر اس کے پاس فوراً آیا
تھا کیونکہ وہ چھٹی ہوتے ہی منتوں میں باہر آجایا کرتی
تھی۔ احد کے گاڑی سے باہر نکلتے ہی ایک گارڈ اپنے
ہاتھ میں چھتری پکڑے اس کے ساتھ ساتھ آگے بڑھا تھا۔

احد خانزادہ اپنے یونیفارم میں ملبوس تھا۔ اس کے گارڈ دوسری گاڑی میں تھوڑے فاصلے پر موجود تھے۔ احد خانزادہ ابھی شانزے سے بول ہی رہا تھا کہ اس کی نظر شانزے کے پیچھے ہی یونیورسٹی کے گیٹ سے نکلتی اس حسینہ پر پڑھی جس سے اسے پہلی نظر کا عشق ہوا تھا وہ اس کے چہرے پر نظر پڑھتے ہی اپنی بات ہی بھول گیا تھا جب احد خانزادہ نے ایک سرسری سی نگاہ سے ایشا کا اوپر سے نیچے جائزہ لیا اور اسے لگا اس کی شریانے غصے سے پھٹ جائیں گی! شدید غصہ اس کے جسم کو گرما گیا تھا۔

ایشا بارش کی وجہ سے مکمل طور پر بھیگ چکی تھی۔ اس کے کپڑے اس کے نازک مخملی جسم کے ساتھ چپکے ہوئے تھے۔ احد خانزادہ کی ہنی کلر آئیز میں سرخ ڈورے پڑھنا شروع ہو گئے تھے۔ اس کا منہ ریڈ ہونے لگا تھا۔ لالہ یہ میری فرینڈ ہیں ایشا ان کا موبائل ڈیٹ ہو گیا ہے کیا ہم انہیں آج ڈراپ-----شانزے اپنی فرینڈ کو لے کر جلدی گاڑی میں بیٹھو

احد کی آواز میں غصہ اور رعب تھا جسے شانزے کے ساتھ ساتھ ایشا نے بھی محسوس کیا تھا۔ وہ تو اسے ایک نظر دیکھ کر ہی پہچان گئی تھی کہ صبح وہ جس لوہے سے ٹکرائی تھی وہ شانزے کا لالا تھا جس سے وہ ابھی لفٹ لینے والی تھی۔ اسے اب پہلے سے زیادہ شرمندگی ہونے لگی تھی اسنے جس ٹون میں اپنی غلطی ہونے کے باوجود سارا الزام احد پر ڈالا تھا اور جس طرح اخلاق سے وہ پیش آیا تھا ایشا تو چلو بھر پانی میں گر جانا چاہتی تھی۔

وہ صبح قمیض شلوار میں ملبوس تھا لیکن ابھی اس نے اپنا آرمی یونیفارم پہنا ہوا تھا وہ حد سے زیادہ ہینڈسم لگ رہا تھا۔ اسکی یونیفارم پر لگے بیج کو دیکھ ایشا اسکا نام جان گئی تھی

”کیپٹن احد خانزادہ“ وہ پشتون معصوم نقوش والا بے حد ہینڈسم لڑکا تھا۔

اس کی سرخ و سفید رنگت نیلی پھولی ہوئی رگیں گھنی مڑی ہوئی پلکوں والی شہد رنگ آنکھیں وہ بلا کا ہینڈسم تھا۔ ایشا اسکی کاٹ دار نظروں کو خود میں پیوست ہوتے

محسوس کر رہی تھی۔ یونیورسٹی میں اور بھی بہت سے لڑکے تھے لیکن جن نظروں سے اسے یہ فوجی گھور رہا تھا وہ اپنے کپڑے دیکھ کر خود میں شرمندہ ہونے لگی تھی۔

احد خانزادہ کو حد درجے کا غصہ آیا تھا اس لڑکی پر فلحال کوئی حق نا تھا ورنہ وہ اس کی چمڑی نکال دیتا اس قسم کی لاپرواہی کی وجہ سے وہ کتنی خوبصورت تھی کسی کا بھی ایمان ڈگمگا سکتی تھی احد خانزادہ اس کی عقل ٹھکانے لگانے کا سوچ چکا تھا۔ شانزے اور ایشا دونوں ہی احد خانزادہ کی گاڑی میں بیٹھ چکی تھی جبکہ وہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔

گاڑی میں بالکل خاموشی تھی ایشا چور نظروں سے بیک ویو مرر سے نظر آتی احد خانزادہ کی شدید سرخی مائل آنکھیں دیکھ کر پتہ نہیں کیوں خوفزدہ ہو رہی تھی احد نے شدید تیوری لئے مرر میں جیسے ہی دیکھا ایشا ڈر کر فوراً گاڑی سے باہر دیکھنے لگی۔

ایشا میں آپ سے پوچھنا بھول گئی آپ کا گھر کہاں ہے!!

شانزے ریلیکس انداز میں ایشا سے استفسار کرنے لگی۔
احد خود کو کول ڈاؤن کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

ایشا کے ایڈریس بتانے پر وہ اس کے گھر کو جاتی مین
روڈ پر گاڑی تیزی سے دوڑانے لگا۔ حق ملکیت ہوتا تو
آج مس ڈرامہ کوئین کو وہ چلنے کے قابل نہیں چھوڑتا جو
اس قدر لاپرواہ تھی کہ اپنا حُسن چھپانا ہی نہیں جانتی
تھی۔

تم سے ملاقات تو میں آج کی رات ہی کروں گا جو تم
ساری رات نہیں بھول پاؤ گی! وعدہ رہا یہ احد خانزادہ کا
تم سے! وہ اپنے دل میں سوچتا ایک نظر پھر سے ویو
مرر میں اسے دیکھتا جو آنکھیں جھکائے کسی سوچ میں
گم بیٹھی تھی۔ چھوٹی ہے ابھی پیار سے سمجھا دونگا اگر
نا مانے تو پھر اس کو بیڈ سے اترنے کے قابل بھی نہیں
چھوڑنا!

احد خانزادہ اپنی ہی سوچوں میں الجھا ہوا تھا جب شانزے
نے اسے پکارا!! لالا جان مجھے بھوک لگی ہے آج تین
کلاسز بیک ٹو بیک ہوئی ہیں جن کی وجہ سے میں کچھ

بھی نہیں کھایا۔

کیا کھانا ہے میری گڑیا نے اپنی فرینڈ سے بھی پوچھ لو!
احد خانزادہ اپنا لہجہ نرم کرتے ہوئے بولا تھا۔ نہیں نہیں
تھینک یو مجھے کچھ بھی۔۔۔۔اوکے میں کچھ بھی آرڈر کر
دیتا ہوں!! احد خانزادہ ایشا کے انکار کرنے سے پہلے ہی
گاڑی ایک ریسٹورنٹ کے سامنے پارک کرتا ہارن پر ہاتھ
رکھ گیا۔

ایشا تو آج خود پر حیران ہو رہی تھی جو کچھ غلط کر
کے بھی عجیب عجیب سا فیل کر رہی تھی۔ کریک فوجی
کہی کا! شکل سے تو اتنا پولائیٹ لگتا ہے تمیز دار اور
معصوم لیکن دیکھو تو ذرا ایٹیٹیوڈ ہی نہیں سمجھ آرہا
میری توبہ جو آئندہ کسی فوجی کی گاڑی میں بیٹھی بھی
تو یہ تو گھور گھور کر ہی بندہ شہید کر دیں۔

ایشا دل ہی دل میں پتہ نہیں کیا کچھ سوچنے میں لگی ہوئی
تھی جب ان کا آرڈر بھی آگیا تھا۔ احد خانزادہ نے دو زنگر
برگر آرڈر کیے تھے شانزے اور ایشا کے لئے! جن کے
ساتھ اس نے کیڈبری شیک بھی آرڈر کیے تھے۔

یہ لو گڑیا اپنی فرینڈ کو بھی دو! احد خانزادہ شانزے کو
پارسل پکڑاتا واپس سے گاڑی ڈرائیو کرنے لگا تھا اسے
آفس سے کال آنا شروع ہو گئی تھی وہ جلدی سے ایشا کو
گھر ڈراپ کرنے کے بعد شانزے کو حویلی پہنچا کر پھر
اپنے کام پر جانے والا تھا۔

دل میں ایک عجیب سا احساس جاگ رہا ہے۔ ایک سکون
اور خوشی سی محسوس ہونے لگی تھی اس کے دو سال
کی تلاش اسے انعام بن کر مل گئی تھی اب وہ اسے خود
سے کہی بھی دور جانے دینے والا نہیں تھا۔

بہرام خانزادہ اپنی بڑی سی گاڑی میں بیٹھا سگریٹ پیتا
اپنے سینے میں لگی ہوئی آگ سے جل رہا تھا۔ وہ تو اپنے
ماں باپ کو اپنی پیدائش سے پہلے ہی کھو چکا تھا۔ کس
طرح اس نے اپنا بچپن گزارا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا

اس کے دل میں اپنے ماں باپ کے لیے کوئی بھی جذبہ
باقی نہیں رہا تھا۔ وہ باغی اولاد بن چکا تھا اپنے اصولوں
پر چلنے والا! جن لوگوں کی وجہ سے وہ پیدا بھی کسی

یتیم کی طرح ہوا وہ ان سب سے شدید نفرت کرتا تھا۔ اس کے سینے میں نفرت اور آگ کے دریا تھے جو اس کو کسی حیوان میں تبدیل کر دیتے تھے۔

اسے انشال خان سے کوئی سروکار ناں تھا اسکا دوست بھی چھن چکا تھا۔ جو اب اسکا جانی دشمن بن چکا تھا۔ کب تک خاموش رہو گی کچھ تو ایسا ہے جو تم اور منہاں ہم سب سے ابھی تک اپنا سچ چھپا رہے ہو

قسم کھاتا ہوں جس دن بھی مجھے کوئی ایک ایسا سراغ مل گیا جو خاندان کی سو کالڈ رسموں اور رشتوں کے مخالف ہوا تو میں بہرام خاندانہ حیوان بن کر سب پر ٹوٹ پڑوں گا! وہ اپنی گاڑی میں بیٹھا زور سے چلا رہا تھا اس کے دل میں اسکی روح میں بسا غبار اس کو شاید انسانیت کے درجے سے بھی گرانے والا تھا۔

احد خاندانہ ایشا کو اس کے گھر ڈراپ کرنے کے بعد شانزے کو حویلی چھوڑتا واپس سے گاڑی میں آکر بیٹھا تو اس کی نظر پچھلی سیٹ پر موجود ایشاکے موبائل پر پڑی۔ وہ ایشا کے ہاتھ میں موبائل دیکھ چکا تھا اس لئے فوراً ہی پہچان گیا۔

وہ پاگل لڑکی احد خانزادہ کی گھوریوں کی وجہ سے
جلدی جلدی گاڑی سے اترنے کے چکر میں اپنا موبائل
تک بھول گئی تھی۔ اتنا بھی کیا گھور لیا تھا میں نے جو
اپنا موبائل ہی بھول گئی ہے۔!! چلو کوئی نہیں ایک بہانہ
اور سہی دیدار یار کا!! ہم تو خدا سے مانگتے ہیں آپ سے
ملاقات نصیب ہو

احد خانزادہ اسکے قیامت خیز سراپے کو یاد کر کے ایک
بار پھر سے اپنا خون ابلتے ہوئے محسوس کر رہا تھا۔
ایشا کا گھر وہ دیکھ چکا تھا لیکن اسے خود سے ایک
موبائل دینے کے بہانے جانا بہتر نہیں لگا لیکن اب وہ کیا
کرے اس کے موبائل کا! رات تو میڈم کے ڈھیلے نٹ
کسنے ہیں کل صبح شانزے کو دے دوں گا یہ موبائل ہی تو
آج اسکے میرے قریب ہونے کا بہانا بنا ہے۔

احد ایشا کے موبائل کو اپنی گاڑی میں ہی چارج پر لگاتا
گاڑی ڈرائیو کرنے لگا تھا اس نے اب رات کے وقت ہی
حویلی آنا تھا مگر پہلے وہ ملاقات یار کے شوق میں تھا۔

ایشا جیسے ہی اپنے کمرے میں داخل ہوئی سب سے پہلے وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔ دیکھوں تو زرا میرے منہ پر کوئی بیڈ نیوز تو نہیں لکھی جو وہ فارغ کیپٹن ہر بار ہی گھور رہا تھا۔ حد ہوتی ہے کسی لڑکی کو ڈرانے کی بھی کوئی شرارت بھی نہیں کی شاید صبح والی ٹکر کا بدلہ لے رہا تھا ہوننہ گھورنے کی مشین

ایشا آئینے میں دیکھ کر منہ کے زاویے بگاڑتی خود سے مخاطب تھی۔ وہ جس ٹائم اپنے گھر پہنچی اس وقت سعدیہ انصاری گیسٹ روم میں کسی مہمان کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی اس لئے وہ شانزے سے جلدی جلدی میں ہی مل سکی اس نے ایشا کو ڈانٹ سے بچا لیا تھا اور اب وہ ایشا کی اچھی سہیلیوں کی لسٹ میں شامل ہو گئی تھی۔

وہ واشروم میں جاکر کوئک شاور لیتی بلیک اینڈ وائٹ لائننگ والے ٹراؤزر کے ساتھ ہاف سلیوز بلیک شرٹ پہنتی اپنے سیاہ بالوں کو ڈرائی کرنے لگی۔ اس نے برگر گاڑی میں نہیں کھایا تھا صرف کیڈبری شیک پیا تھا۔

ایشا کو آج کچھ زیادہ ہی تھکن ہو رہی تھی شولڈرز میں
پین ہو رہی تھی اور سب سے زیادہ اسے درد اپنی کمر
میں ہو رہا تھا۔ آج کا دن ہی اسے منحوس لگ رہا تھا۔ وہ
چھوٹے چھوٹے تھکے ہوئے قدم اٹھاتی سونے کے لئے بیڈ
پر لیٹ گئی اور کب اس کی آنکھ لگی اسے پتہ ہی نہیں
چلا۔

ماما دیکھیں یہ اچھا لگ رہا ہے ناں! مشائم وائٹ کلر کی
پینٹ پر فٹنگ والی پنک آف شولڈر شرٹ پہنتی بہت پیاری
تیار ہوئی تھی۔

اس نے اپنے سنہری بالوں پر لوز کرلز ڈالے ہوئے تھے
ہیزل آنکھوں میں بھر بھر کر کاجل لگایا ہوا تھا جبکہ لمبی
گھنی پلکیں مسکارے کے کوٹ سے اور بھی زیادہ لمبی
لگ رہی تھی۔

اس کی آنکھیں قاتلانہ لگ رہی تھی۔ گلابی ہونٹوں پر
شائنی پنک لپ گلوں لگایا ہوا تھا اس نے گلے میں بے حد
اسٹائلش سا ڈائمنڈ کا بٹر فلائی والا پینڈنٹ پہنا ہوا تھا۔ جو

اسکی سیونٹین برتھڈے پر اسکے بابا سالار صاحب نے
اسے گفٹ کیا تھا جب وہ لوگ ترکی میں رہتے تھے۔



مشائم ڈریس چینج کرو اپنا یہ پاکستان ہے یہاں اس طرح
کی ڈریسنگ کرنے والی لڑکیاں ججمنٹ کی پیک پر ہوتی
ہیں اور تمہارے بابا بھی غصہ کریں گے مہوش بیگم اپنی
بیٹی کے حسن سے واقف تھی وہ اب بڑی ہو گئی تھی
اسے اب خود کو ڈھانپ کر سب سے چھپا کر رکھنا
تھا کیونکہ وہ لوگ پاکستان میں تھے یہاں ان کو احتیاط ہی
برتنی تھی۔

کیوں ماما پہلے تو بابا نے کبھی نہیں ڈانٹا تو آج کیوں
ڈانٹے گئے اور آپکو پتہ ہے نا مجھے ایسی ہی ڈریسنگ
کرنی آتی ہے اور ہم اسلام آباد میں ہیں یہاں زیادہ تر
لڑکیاں ایسی ہی تو ڈریسنگ کرتی ہیں بلکہ اس سے بھی
زیادہ بولڈ!

مشائم چمکتی آنکھوں سے اپنا فائل لک مرر میں دیکھتی
مہوش بیگم سے بولی تھی۔ میری بیٹی پہلے بات اور تھی
اب اور ہے تم بڑی ہو چکی ہو بیٹا اب چیزیں سمجھنے کی
کوشش کرو یہاں تمہارے بابا کے رشتے دار بھی ہیں اگر
کسی نے تمہیں اس طرح دیکھ لیا تو تمہارے بابا کو کتنی
شرمندگی ہو گی۔۔

اور ویسے بھی سالار۔۔۔۔۔ ماما کونسے رشتے دار!! آپ کن
لوگوں کی بات کر رہی ہیں جنہیں میں نے کبھی دیکھا ہی
نہیں وہ کس بات پر میرے بابا کو شرمندہ کریں گے جب
وہ لوگ ہمیں اون ہی نہیں کرتے! شرمندہ تو انہیں خود ہونا
چاہیے جنہوں نے بابا کو اور ہمیں تنہا چھوڑ دیا!! بابا کی
کیا کنڈیشن ہے کیا وہ لوگ جانتے نہیں ہوں گے

آپ پلیز اتنے گندے لوگوں کا ذکر کر کے میرا موڈ آف نہیں کریں میں سمجھدار ہوں آپ نے مجھے اچھے برے کی تمیز سکھائی ہے ججمنٹ میری ڈریسنگ پر نہیں میرے بیہویور پر ہونی چاہیے ماما ہم کب تک ان لوگوں کے بارے میں گمان کر کے ان کی فضول ذہنیت کا خیال کرتے رہیں گے جنہیں کمنٹس دینے کے علاوہ کچھ بھی نہیں آتا۔

اگر میں ابھی سے سب کے بارے میں سوچنے لگ گئی تو میری پرسنیلٹی میں کچھ بھی باقی نہیں بچے گا! آپ پریشان مت ہوا کریں ماما آپکی بیٹی بہت اسٹرونک ہے۔ مشائم کو ایکدم سے غصہ آیا تھا وہ رشتے دار جنہیں اس نے کبھی دیکھا بھی نہیں تھا وہ کبھی خیال میں بھی ان کے مطابق خود کو بدلنے کا کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

اچھا بس کرو اپنا موڈ اچھا کرو کیک ڈیلیور ہو گیا تھا دوپہر میں جب تم سو رہی تھی میں نے ریسو کر لیا اب ہمیں چلنا چاہیے! مہوش بیگم بیٹی کو موڈ آف کرتے دیکھ پیار سے اسے پچکارنے لگی تھی۔ سالوں بعد اتنی منتوں

مُرادوں سے ملی تھی وہ تو اس کی تھوڑی سی ناراضگی
برداشت نہیں کر پاتی تھی۔

ماما اب چلتے ہیں نا دیکھیں لیٹ ہو جائے گا میں نے خالہ
سے کال پر پوچھ لیا ہے ایشا سو رہی ہے وہ جب جاگی
گی اس ٹائم سب ڈنر کریں گے اور پھر ہم اس سے کیک
کٹنگ کروا کر واپس آجائیں گے

مشائم چھوٹا سا اسٹولر اپنے گلے میں لیتی مہوش بیگم کے
ساتھ ہی روم سے باہر نکلتے ہوئے بولی تھی۔ ہاں رایان
ڈراپ کر دے گا تمہارے بابا کو ڈنر کروا دیا ہے میں نے
میڈیسنز بھی کھلا چکی ہوں چلو ٹائم سے نکلتے ہیں!

مہوش بیگم بڑی سی چادر اوڑھ کر پردہ کرتی مشائم کے
ساتھ اپنی بہن سعدیہ انصاری کے گھر جانے کے لئے
کیب میں بیٹھ گئی تھی۔ مشائم نے کیب کروالی تھی اسکے
ہاتھ میں چھوٹا سا کیک تھا جو اس نے خاص ایشا کے
لئے کسٹومائیز کروا تھا اس کے فیورٹ کلر میں!

یہاں ان کا تھا ہی کون مشائم کی ایک ہی تو بیسٹ فرینڈ
تھی ایشا وہ اسکے ساتھ ہر خوشی بہت اچھے طریقے
سے سیلیبریٹ کرتی تھی۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ماموں! بابا کے بدلے میں آپ نے
میری اپھو کو اتنی بڑی سزا دی اور اب آپ بہرام کے لئے
میری بہن کو مانگنے کے لئے بضد ہیں!! میں آپ کو اپنا
فیصلہ سنا چکا ہوں یہ رشتہ ناممکن ہے اور میں کل کی
طرح آج بھی انکار کرتا ہوں

شہریار خاندان اپنے سامنے صوفے پر بیٹھے ہوئے
سردار ہاشم خان جو رشتے میں اس کے سگے ماموں
تھے آج انکے مقابل کھڑا ہو گیا تھا کیونکہ جو بات انہوں
نے کی وہ خانم بی کا دل کسی آرے سے چیر گئی تھی۔

مریم خانم کو لگا آج ان کی موت واقع ہو جائے گی اس
عمر میں طلاق کا دھبہ اگر لگ گیا تو وہ شاید موت سے
بھی شرمندہ ہو جائیں۔ ایک پٹھان عورت کو اگر کوئی چیز
ڈرا سکتی ہے تو وہ اسکے دامن پر لگنے والا وہ کیچڑ
ہوتا ہے جو اسکا اپنا مرد اس پر لگاتا ہے وہ ہر سختی

جھیل لیتی ہے سب کچھ برداشت کر لیتی تھی لیکن بس یہ
ایک چیز وہ ظالم شوہر کی قبول نہیں کر پاتی

سردار ہاشم خان آج ایک پٹھان مرد کہلانے کے بھی قابل
نہیں رہا تھا جن کا غرور ان کی عورت ہوتی ہے جسے وہ
مارنا پسند کرتے ہیں لیکن چھوڑنا نہیں! لیکن مرد تو پھر
مرد ہی ہوتا ہے نا دوسری عورت اس سے کیا کچھ نہیں
کروا سکتی

سردار ہاشم خان بدلے کی آگ میں ہر سودا کرنے کو تیار
تھا وہ انا پرست ظالم اور انسانیت کے درجے سے بھی گر
گیا تھا۔ اس نے کس بات کا بدلا لینا چاہا یہ بات آج بھی
مریم خانم کو سمجھ نہیں آئی۔ انکے پاس آنسوؤں کے سوا
تھا ہی کیا وہ ایک کمزور عورت تھی اور کمزور عورت
کا حق ہوتا ہے سزا کاٹنا جو اپنے لیے آواز نہیں اٹھا سکتی
اس عورت پر کوئی رحم نہیں کھاتا۔۔۔

بہرام خانزادہ حویلی کے راستے میں تھا اسے جب سے
پتہ لگا تھا کہ اس کا باپ سردار ہاشم خان اسلام آباد میں

خانزادہ حویلی پہنچا ہے وہ تب سے پاگل ہو گیا تھا۔ وہ
اسلام آباد کیوں آئے تھے بہرام خانزادہ اچھی طرح سے
واقف تھا۔

اس نے ڈرنک کی ہوئی تھی لیکن نشہ اس کے حواسوں پر
سوار نہیں ہوا تھا وہ اس مقدار میں پیتا تھا کہ مدہوشی اس
پے اب سوار ہی نہیں ہو پاتی تھی۔ وہ ابھی بھی سگریٹ
پیتا ہوا چیختا چلاتا ڈرائیو کر رہا تھا۔

آپ سودا گر ہیں بابا آپ ایک سودا گر سے زیادہ کچھ بھی
نہیں ہیں! اور آپ کی بیوی ایک کمزور ترین عورت
جیسے اپنے پیٹ میں موجود اولاد سے کہی گناہ بڑھ کر
اپنے رشتے عزیز تھے۔

آپ دونوں نے کیا کیا مجھے قربان کر دیا اور انشال کو
نفرت کی بھینٹ چڑھا دیا! اس جیسی ہر کمزور لڑکی سے
نفرت کرتا ہوں میں شدید نفرت ہے مجھے عورت کے
آنسو سے کمزور عورتوں سے گھن آتی ہے مجھے

شہریار لالا جو آج بہن بہن کرتا پھرتا ہے وہ بھی کمزور
ہے ایک وعدہ اس جیسے مغرور مرد کو بھی جھکا سکتا
ہے لیکن میں بہرام ہوں بہرام خاندانہ جس نے جھکنا کبھی
سیکھا نہیں! اس ڈریوک روندھوں کو میں اپنی عورت
کسی صورت نہیں بناؤ گا

نفرت کرتا ہوں میں اس کے آنسوؤں سے پاگل ہر وقت اپنے
مورے بابا سے شکوے کرتی ہے اندھی کہی کی کیا اسے
نظر نہیں آتا کہ میں کتنا برا ہوں میری ہر بکواس سن کر
کبھی جو انکار کا تھپڑ اس نے مجھے مارا ہو

ہر بکواس بات سہہ جاتی ہے اس ایک بے کار رشتے کے
خاطر جو اس کا کبھی بھی نہیں ہو سکے گا! شہسوار
ماموں آپ کی بیٹی انتہائی کمزور ہے بالکل آپ کے جیسی
اور اس حد تک اندھی ہے کہ اسے نظر نہیں آ رہا یہ
خاندان پھر سے ایک ہونے کے لئے میری اور اس کی
قربانی مانگ رہا ہے۔

کیوں انکار نہیں کر دیتی پانچ سالوں سے اس کو ہنٹ دیتا
پھر رہا ہوں کہ یہ دنیا ہے یہاں کوئی اپنا نہیں کیوں

ڈریوک نہیں سمجھتی! بہرام خانزادہ کا دماغ آگ کی
بھڑکوں میں تھا۔ وہ سالہ منہان دعوے کیا کرتا تھا دوستی
کے وہ بھی کمزور ہے ایک جھاپڑ لگائے اس اندھی کے
منہ پر جو اپنی قسم دے کر جائز رشتہ تک چھپا چکی ہے
سب سے!

میرا ہونٹ پھاڑ سکتا ہے اس کا منہ لال نہیں کر سکتا جو
سب کو جوڑنے کے چکر میں اس کی بیوی ہو کر بھی منہ
نہیں کھول رہی!! بہرام خانزادہ غصے سے بھرا تیزی
سے ڈرائیو کرتا جو منہ میں آ رہا تھا بولتا جا رہا تھا۔

میں آج بھی تیرا لحاظ کرتا ہوں کیا پلٹ کر وار نہیں کر
سکتا تھا میں تجھے بری طرح گھائل کر سکتا تھا مگر
نہیں میں تجھے چھین لینے کا درد سمجھاؤں گا منہان!

جس دن تو نے انشال سے نکاح کیا اس کے کچھ گھنٹوں
بعد ہی مجھے علم ہو گیا تھا تجھے کیا لگتا ہے تو اگر
سیکریٹ ایجنٹ بن کر مجھ پر نظر رکھ سکتا ہے تو کیا
میں بہرام خانزادہ کیا کچھ بھی نہیں کر سکتا! پورا شہر

تباہ کر سکتا ہوں!! بس ایک چیز ہے جس کا علم مجھے
ابھی تک نہیں ہو پایا وہ یہ کہ تیرے نکاح میں اگر احد بھی
شریک نکلا تو یاد رکھنا اسکو تو میں وہاں ماروں گا جہاں
پانی بھی نصیب نہیں ہوتا

وہ چابلی مچھلی بہت نفرت کرتی ہے نا مجھ سے اپنی
بزدل انشال آپ کی وجہ سے کیا کروں ایک ماموں کی
بیٹی ہے جس کو اپنے لئے اسٹینڈ لینا نہیں آتا دوسری
میرے چاچو کی بیٹی ہے جسکی آنکھیں مجھے دیکھ کر
نفرت کی برسات کرنے لگتی ہے سب مجھے برا
سمجھتے ہیں لیکن میں کس حد تک گھٹیا ہوں یہ ابھی تک
کوئی نہیں جانتا! بہرام خانزادہ گاڑی کو بیچ سڑک میں
روکتا فوراً سے باہر نکلا تھا۔

اسے اٹیک ہو رہا تھا۔ وہ مزید گاڑی نہیں چلا سکتا تھا۔
بچپن کی تنہائیاں ماں باپ کی دوریاں ہر احساس نے ایک
ساتھ اس کے دل و دماغ پر قبضہ کیا تھا۔ باہر تیز بارش ہو
رہی تھی۔ وہ بھیگتا ہوا چیخیں مار رہا تھا۔

اس سے کچھ فاصلے پر چلتی اس کے گارڈز کی گاڑی

تیزی سے آگے بڑھتی اس کی گاڑی کے پاس آکر رکی
تھی۔ باس پانی! ایک گارڈ ہاتھ میں پانی کی بوتل پکڑے
اسکی جانب بڑھا تھا۔ بہرام کی آنکھوں میں اس قدر سرخی
تھی کہ جیسے ابھی لہو پھوٹ جائے گا۔

دفعہ ہو جاؤ میرے سامنے سے کس کی اجازت سے یہ
پانی کی بوتل مجھے پیش کر رہے ہو! بہرام خانزادہ اس
کے ہاتھ سے بوتل پکڑتا گارڈز کی گاڑی پر مار گیا۔
مجھے کسی بھی ضرورت نہیں کسی کی بھی نہیں! مجھ پر
رحم کھایا تو بے دردی سے روح کھینچ لونگا! بہرام اس
گارڈ کو گربان سے پکڑ کر گاڑی پر زور سے پٹخ گیا۔
اس کا کنٹرول لوز ہو رہا تھا اس کا دل چاہ رہا تھا سب
کچھ تباہ برباد کر ڈالے

وہ اپنے بال کھینچتا ہوا حلق کے بل چلا رہا تھا اس کی
ہیبت ناک چیخوں میں اپنوں کے چھن جانے کی تڑپ ہر
رشتے کے لئے نفرت اور ایک جلال سا تھا جو اسکو اس
وقت کسی حیوان سے مشابہت دے رہا تھا۔

لالا یہ آپ کیا بول رہے ہیں!! پلوشہ خانم کے دماغ کی
رگیں سن ہو گئی تھی مریم خانم ان کی سہیلی تھی وہ تو
ناحق سزا کاٹ رہی تھی سزا پر بھی سزا ملے تو روح لرز
جاتی تھی مریم خانم کا دل پھٹ گیا تھا۔

شہسوار کی وجہ سے ہمیشہ مجھے لذت اٹھانی پڑی ہے
اور اب اس کا بیٹا مجھے انکار کر رہا ہے یہ میں ہر گز
برداشت نہیں کر سکتا!! سردار ہاشم خان بھڑک اٹھے
تھے۔ شہریار بھی طیش سے لال پیلا ہو رہا تھا۔

بابا کول ڈاؤن کیا ہو گیا ہے آپکو! آپ سوات سے اسلام آباد
کیوں آگئے مجھے بلا لیا ہوتا اتنی تکلیف کیوں اٹھائی
تکلیف دینے کے لئے!! سردار ہاشم خان جو مزید بھڑک
کر مریم خانم کی طرف بڑھے تھے کہ ان سب کے کانوں
میں بہرام خانزادہ کی آواز گونجی تھی۔

ہاشم خان اپنے بیٹے کی آواز سن کر فوراً سے پیچھے
مڑتے ہوئے اسے دیکھنے لگے تھے۔ وہ مکمل بھیگا ہوا
تھا سیاہ بال ماتھے پر بکھرے تھے آنکھیں لہو رنگ تھی
آواز میں بے زاریت سی تھی۔ انشال شانزے کے گلے لگی

ہاشم خان کی گرجدار آوازوں پر خوف سے رو رہی تھی۔

شانزے کی آنکھوں میں بھی اپنے تایا سردار ہاشم کو دیکھ کر خوف سا پھیلا ہوا تھا۔ بہرام کو دیکھ کر انشال کی سانس خشک ہو گئی تھی وہ دل میں دعا گوہ تھی کہ آج منہان کہی سے آجائے ورنہ اس کی جیسے روح کھینچ لی جائے گی

چھوٹی سی شانزے بہرام خانزادہ کو دیکھ کر نفرت سے اپنا منہ پھیر گئی تھی اسے آج پتہ چلا تھا کہ شہریار خانزادہ نے سوات کیوں چھوڑا تھا اسے آج پتہ چلا تھا اس کا لالا احد خانزادہ لاکھ مینتوں کے بعد بھی کیوں اسے کبھی واپس سوات لے کر نہیں گیا۔

بیٹے یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے تم نے! سردار ہاشم خان اپنے بیٹے کو دیکھ کر لرز گئے تھے وہ کیوں اس وقت یہاں پہنچ گیا تھا بیشک وہ انکا بیٹا تھا لیکن جوان بیٹا ماں کی طاقت ہوتا ہے اور آج انہیں اپنا پلان ناکام ہوتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

یہ سب چھوڑیں بابا! میری کیا حالت ہے کیا حولیہ ہے یہ
سب کچھ تو سیکنڈری ہے آپ مدے پر آئیں کیا بات میرے
پیارے بابا کو اسلام آباد میں موجود شہسوار ماموں کی
خانزادہ حویلی میں لے آئی!

بہرام چل انداز میں صوفے پر بیٹھا تھا۔ شانزے اور انشال
کو شہریار خانزادہ نے کمرے میں جانے کا اشارہ کیا تھا
وہ دونوں فوراً ہی چلی گئی تھی۔ شہریار لالا آپ کیوں اس
طرح کھڑے ہیں بیٹھ جائیں نا ہم سب آج ایک اچھی فیملی
ہونے کا ثبوت دیتے ہیں

مورے آج رونا بند کریں کیونکہ میں آپ دونوں سے کچھ
سوال جواب کرنا چاہتا ہوں! بہرام خانزادہ سب کو اجنبی
سے دیکھ کر اپنے نم بکھرے بالوں میں ہاتھ پھیر کر بول
رہا تھا۔ خانم بی کا دل کٹ جاتا تھا جب وہ اپنے نواسے
بہرام کی یہ حالت دیکھتی تھی۔

مریم خانم نے آج سالوں بعد بہرام کے منہ سے مورے کا
لفظ سنا تھا وہ فوراً اپنے آنسو صاف کر گئی تھی۔ آج اگر
ان کا بیٹا انہیں کٹھہرے میں بھی کھڑا کر دیتا تو وہ خود

کو اس کا مجرم اعلان کر دیتی۔

شہریار خانزادہ تنے ہوئے نقوش لئے سردار ہاشم خان کو دیکھ رہا تھا۔ قربان بیٹے کیا سوال کرنا چاہتے ہو! ہاشم خان اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولے تھے۔ بہرام کے کپڑوں سے جس چیز کی بو آرہی تھی اسے پہنچانا ان کے لیے مشکل نا تھا

قربان نہیں بابا قربانی! ایک سردار کا فیصلہ اٹل ہوتا ہے لیکن ایک باپ اور شوہر کا تو بالکل بھی نہیں اب آپ مجھے بتائیں کہ آپ کس حیثیت سے آئے ہیں آج سردار باپ یا پھر شوہر!! نہیں نہیں ایک منٹ مجھ سے غلطی ہوئی اور بھی تو کتنے سارے رشتے لگتے ہیں ناں آپ کہ یہاں۔

آپ تو بھائی بھی ہیں چاچو بھی اور ایک شاید ایک سودا گر۔۔۔ ارے یہ میں کیا بول رہا ہوں!! چلیں آپ کی مشکل آسان کر دیتا ہوں آپ آج کس رشتے کو بنیاد بنا کر اپنی بات کرنے آئے ہیں!

بہرام خاندان ان سب کو اس وقت پاگل دیوانہ لگ رہا تھا۔
میں یہاں صرف اپنے ٹوٹے خاندان کو ایک۔۔۔بابا جان
خاندان مٹی ہو چکا ہے آپ میری مورے کو اس عمر میں
طلاق کی دھمکی دے کر سب کو اپنے آگے جھکا کر
کونسا خاندان ایک کرنا چاہتے ہیں!

وقت تو رہا نہیں اب ان باتوں کا جو آج سے ستائیس سال
پہلے ہو چکی۔۔ بہرام خاندان کے لہجے میں کوفت اور
بے بیزاری تھی وہ آج ڈھیٹ پنے کی اعلیٰ مثال قائم کرنا
چاہتا تھا۔

مجھے انشال اور تمہاری۔۔۔اوہو بابا جان کیا میرے لئے
اس خاندان میں صرف انشال ہی رہ گئی ہے وہ تو آپکی
بہن میری پیاری پلوشہ پھوپھو کی سوتن کی بیٹی ہے وہی
کیوں آپ کے بیٹے کے لئے! بہرام خاندان آج جو بولنا
شروع ہوا تھا اس نے سب کو ہی شاید چپ کروا دیا تھا۔

چلیں کوئی نہیں آپ کی مرضی جس سے بھی اپنے بیٹے
کی شادی کا فیصلہ کریں تو بس پھر ٹھیک ہے میں تیار

ہوں انشال سے شادی کے لئے اور ہم کل ہی۔۔۔۔۔میں اپنی
بہن کو قربان ہر گز نہیں کروں گا یہ تم کان کھول کر سن
لو رشتوں کا احترام نا ہوتا تو آج۔۔۔۔۔اوہو میرے سویٹ لالا
میں بھی شادی کرنے کے قائل نہیں لیکن کیا ہے نا آپکی
بہن انشال اس رشتے سے راضی ہے

تو پھر آپ کے انکار کرنے کی وجہ سمجھ سے باہر ہے۔
بہرام خانزادہ اپنی آنکھوں میں شعلے لئے بولا تھا۔ انشال
یہاں آؤ!! شہریار خانزادہ کی بلند پکار پر اپنے کمرے میں
شانزے کے ساتھ بیٹھی انشال جی جان سے کانپ اٹھی
تھی۔ وہ خوف سے کانپتی شانزے کے ساتھ ہی باہر آئی
تھی۔

بہرام نے اسے آج پہنسا دیا تھا اب وہ کیا بولنے والی تھی
بس انتظار اسے اس پل کا تھا۔ جی لالا! انشال ڈرتی ہوئی
بولی تھی۔ کیا تم بہرام سے اپنی مرضی سے شادی کرنا
چاہتی ہو! کیا اس رشتے میں تمہاری رضا شامل ہے
گڑیا؟۔۔۔۔۔ شہریار خانزادہ اپنے مخصوص بھاری لہجے میں
انشال سے استفسار کر رہا تھا۔

شانزے نے ہاشم خان کے حویلی پہنچتے ہی منہاں خانزادہ کو فون کر دیا تھا وہ بھی راستے میں ہی تھا۔ جج۔۔جی میں یہ شادی کرنا چاہتی ہوں! انشال نے اپنی آنکھیں میچ کر مدہم آواز میں بولا تھا آنسو اس کی آنکھوں سے لڑیوں کی مانند بہنے لگے تھے۔

وہ اس وقت مریم خانم کا رشتہ بچانے کے لئے کچھ بھی کر سکتی تھی اور اس نے جھوٹ بول دیا تھا۔ شانزے نے منہاں کو کال ملا کر جلدی آنے کا بولا تھا وہ دور تھا اسلام آباد پہنچنے میں اسے آدھا گھنٹہ لگ سکتا تھا۔ اس نے شانزے کو کال بند کرنے سے منع کیا تھا وہ آج انشال کے منہ سے اپنے حق میں گواہی سننے کا شدت سے خواہش مند تھا لیکن انشال یہ کیا بول رہی تھی شہریار سے! اس کا جی چاہا اڑ کر پہنچ جائے حویلی اور انشال کی چمڑی نکال کر رکھ دے وہ کیا پاگل ہو گئی تھی

اس کا نکاح ہو چکا تھا۔ وہ اس کی بیوی تھی آخر کیا بولے جا رہی تھی۔ تو پھر ٹھیک ہے انشال میں آج ابھی اور اسی وقت تمہارا بہرام سے نکاح کرنے کو تیار ہوں! شہریار خانزادہ کی بھاری آواز میں فیصلہ سن کر انشال خانزادی

کے قدم لڑکھڑائے تھے۔

اس نے مریم خانم کو بچانے کے لئے جھوٹ بول کر آج اپنے رب کو بھی شاید ناراض کر دیا تھا۔ وہ اپنے شوہر کا حق کس طرح مار سکتی تھی۔ اس کے نکاح میں ہوتے ہوئے کیسے دوسرا نکاح کر سکتی تھی۔

بہرام خانزادہ جس کے حواس گم ہو چکے تھے وہ حیرت سے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔ انشال اور منہان کا نکاح نامہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا اس کے پاس ان کے نکاح کے پیپرز کی تصویر بھی موبائل میں محفوظ تھی تو پھر یہ انشال یہ کیا بکواس کر رہی تھی۔

بہرام کا جی چاہا اس کو گولی مار دے! ٹھیک ہے لالا میں خود ابھی جا کر مولوی صاحب کو حویلی لے کر آتا ہوں نکاح ابھی ہی ہوگا اور مجھے رخصتی بھی آج رات ہی چاہیے

بہرام خانزادہ کی بات پر شانزے کے ہاتھ سے موبائل

چھوٹ کر زمین پر گرتا ٹکڑے ہو گیا تھا۔ وہ اپنے لالا
منہان کے انشال سے عشق کی گواہ تھی۔ آج وہ انشال خان
سے بالکل ناراض ہو گئی تھی۔ اسے آخر کیا ہو گیا تھا جو
وہ رشتے کی حامی بھر گئی۔

موبائل کے پیچھے موجود ہستی کی روح آج بے رحم انشال
خانزادی لہو لہان کر گئی تھی۔ آج جو زخم اس نے منہان
کی روح کو دیا تھا اسے لگا وہ شاید مر گیا ہے۔ بہرام نے
رخصتی بھی مانگ لی تھی۔

مطلب اس کی بیوی کی زبان حلق میں گر چکی تھی منہان
خانزادہ ہوا کی دوش پر گاڑی چلا رہا تھا اس کا دل آج
انشال پر رحم کھانے والا نہیں تھا۔ بہرام انشال کو خاموشی
کی مورت بنے دیکھ کر کھا جانے والی نظروں سے نفرت
سے گھورتا فوراً سے اپنی جگہ سے اٹھتا مولوی صاحب
کو لانے چلا گیا تھا۔

دیکھتا ہوں تم اپنا منہ کس وقت کھولو گی! میں نکاح کر
رہا ہوں مولوی صاحب کو لینے جا رہا ہوں مجھے
اپنے کزنز کی غیر موجودگی کا بے حد افسوس ہے کوشش

کرنا جلدی حویلی پہنچ جاؤ اور اپنی بہن کو میرے ساتھ
دعاؤں میں رخصت کرو!

بہرام خانزادہ وٹس ایپ پر جلا کر راکھ کر دینے والا
وائس نوٹ احد اور منہان کے نمبر پر سینڈ کرتا کمینگی
سے مسکراتا ہوا اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا اور تیزی سے
ڈرائیو کرتا مولوی صاحب کو جلد از جلد حویلی لانے والا
تھا۔۔۔

منہان خانزادہ وٹس ایپ پر بہرام کا وائس نوٹ سنتا اپنا
موبائل زور سے ڈیش بورڈ پر مارتا ٹکڑوں میں تقسیم کر
گیا۔ اسے بے انتہا غصہ اگر آج کسی پر آ رہا تھا تو وہ
کوئی اور نہیں اس کا عشق انشال خانزادی تھی جو شاید
پاگل ہو چکی تھی وہ اس کی روح کو کس طرح کانٹوں پر
گھسیٹ چکی تھی یہ اسے وہ آج اچھی طرح بتانے والا
تھا۔

منہان خانزادہ رش ڈرائیو کرتا کسی طرح حویلی پہنچ جانا
چاہتا تھا اس نے کتنی بڑی غلطی کر دی تھی انشال
خانزادی کی دی ہوئی قسم کا مان رکھ کر وہ بہت بڑا گناہ

کر گیا تھا وہ آج بھی خود کو قصور وار سمجھ رہا تھا
کاش وہ اس کی بات ناں مانتا اسے وقت نا دیتا اس کی دی
قسم توڑ دیتا تو آج اپنا دل بند ہوتا محسوس نہیں کرتا۔

منہان خانزادہ کس طرح ڈرائیو کر رہا تھا یہ صرف وہی
جانتا تھا۔ اس نے اپنی وائٹ شرٹ کے دو بٹن کھول دیئے
تھے اس کو سانس آنے میں دشواری ہو رہی تھی۔ گاڑی
کی اسپید بہت تیز تھی اس کے ہاتھ میں جلتا ہوا سگریٹ
تھا جو اس کے دماغ کو مزید کھولا رہا تھا۔ وہ اپنے بال
نوجتا پوری قوت سے چلا رہا تھا۔

کیوں انشال کیوں! یا تو آج خود مر جاؤں گا یا آج آپ کو
مار دوں گا۔ میرے عشق کا ناجائز فائدہ اٹھا کر اچھا نہیں کیا
آپ نے خود کو بے مول کرنے کی سزا میں آپ کو سفید
کفن میں لپیٹ کر دوں گا اگر میں خود آج آپ تک نا پہنچ پایا
تو میری لاش ضرور پہنچے گی جو آپ کی سانسیں بھی
کھینچ لے گی

منہان خانزادہ کی گاڑی اسلام آباد ہائی وے سے کچھ ہی
منٹوں کے فاصلے پر تھی۔ وہ جس سڑک پر ڈرائیو کر رہا

تھا وہ کچی تھی اور اسکے ایک طرف کھائی سی تھی۔
بے رحم عورت سے عشق کرنا مجھے ٹکڑوں میں تقسیم
کر گیا ہے وہ مجھے میرا قصور تو بتائے جس کی سزا
میں بے مول ہو کر کاٹ رہا ہوں

منہان خانزادہ تیز بارش میں اس کچی سڑک پر ہوا کی
دوش پر ڈرائیو کرتا اپنی ہی سوچ پر تلخی سے مسکرایا
تھا۔ اسکی سُرْمئی آنکھوں میں انشال خانزادی کا معصوم
چہرہ آیا تھا اسکی روئی روئی آنکھیں جب وہ اپنے سر پر
پسٹل رکھے اسے نکاح نامے پر سائن کرنے کو مجبور
کر رہا تھا۔

پانچ سال پرانا منظر آنکھوں کے سامنے آیا تھا۔ جب اس
نے اپنا عشق اپنی انشال خان کو اپنے نام لکھ دیا تھا۔

(پانچ سال پہلے)

منہان یہ کیا بدتمیزی ہے کہاں لے کر جا رہے ہو تم

مجھے! درد ہو رہا ہے پلینز چھوڑو میرا ہاتھ۔! بائیس سالہ
انشال خانزادی جو منہان خانزادہ کے سب سے زیادہ کلوز
تھی آج وہ اس سے خوفزدہ ہو رہی تھی جو اسے زبردستی
گھسیٹا ہوا حویلی کے لاؤنچ سے باہر اپنی گاڑی تک لایا
تھا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر زور سے اسے فرنٹ
سیٹ پر پٹخ کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔

آپ کی ہمت کیسے ہوئی کسی کی بھی باتوں میں آکر نکاح
کے لئے اپنی رضامندی دینے کی انشال!! بہرام میرا
دوست ہے خانی آپ کیسے اس سے نکاح کرنے کے لئے
راضی ہو سکتی ہیں! منہان خانزادہ ڈرائیونگ سیٹ پر ہاتھ
مارتا غصے سے دھاڑا تھا۔

وہ تیزی سے اپنی گاڑی حویلی سے باہر نکالتا مین روڈ پر
ڈالتا انشال پر برس پڑا تھا۔ حویلی میں کوئی بھی نہیں تھا
سب کسی قریبی رشتے دار کی شادی میں گئے تھے۔
انشال کی طبیعت کچھ ناساز تھی اس لئے وہ حویلی میں
ہی رک گئی تھی۔

بہرام خانزادہ تین دن پہلے ہی فرانس سے پاکستان آیا تھا۔

وہ بھی حویلی میں ہی موجود تھا کیونکہ اسے آج رات سوات کے لئے نکلنا تھا اسے اسلام آباد میں کچھ ضروری کام تھے جنہیں مکمل کرنے کے لئے وہ کچھ دیر تک نکلنے والا تھا۔ منہان خانزادہ جب سے شہریار خانزادہ سے مل کر اس کے آفس سے آیا تھا وہ اپنے حواس کھو چکا تھا۔ کوئی بھی اس کی بات سننے کو تیار نہیں تھا۔ احد خانزادہ لاہور میں تھا وہ اپنی آرمی کی ٹریننگ کر رہا تھا۔

منہان گاڑی روکو پلíz یہ کیا بیہویور ہے تمہارا مجھے نازنین چچی نے کہا ہے کہ اگر میں بہرام سے نکاح کر لونگی تو مجھے میری مورے (پلوشہ خانم) اپنا لیں گی! ہاشم انکل مریم پھوپھو کو واپس اپنے ساتھ سوات لے جائیں گے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا

انشال خان معصومیت سے اسے نازنین خانم کی کہی گئی بات بتانے لگی۔ آپ کا دماغ ٹھیک ہے انشال! کوئی آپ سے کچھ بھی بولے گا اور آپ آنکھیں بند کر کے عمل کرتی جائیں گی اس لئے بہرام کی ابھی مینتیں کر رہی تھی آپ افسوس ہو رہا ہے مجھے آپ پر

منہان خانزادہ اپنی گاڑی پہلے سے بھی زیادہ اسپید پر چلانے لگا۔ تم مجھے کیوں بہرام کے سامنے گھسیٹ کر لائے ہو منہان! تم نے مجھے بات بھی نہیں کرنے دی اس سے تم بہت برے ہو بہت بدتمیز ہو منہان پلیز گاڑی روک دو مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے

انشال خانزادی منہان کو پہلی دفعہ اتنا ہائپر دیکھ کر خوفزدہ ہوتی معصومیت سے بھرے لہجے میں بولی تھی۔ پلوشہ آئی نے اگر آپ کو اپنانا ہوتا تو وہ شہریار لالا سے کبھی بھی یہ وعدہ نہیں لیتی کہ وہ آپ سے ملنا چھوڑ دیں!! کچھ تو عقل سے کام لیں خانی!

آپ کیسے مورے (نازنین خانم) کی باتوں میں آکر ہاشم ماموں کو اس رشتے کی رضامندی دے سکتی ہیں آخر کیوں انشال کیا آپ کا دماغ خراب ہو چکا ہے؟۔ کیا آپ کو بھی میں دکھائی نہیں دیتا؟۔

کیوں۔۔۔ کیوں نہیں سمجھتی آپ!! کیوں۔! انشال آخر کیوں نہیں سمجھ سکتی آپ!! منہان خانزادہ کو پوری امید تھی کہ انشال کو رشتے کے لئے حامی بھروانے والی اور

کوئی نہیں اس کی اپنی مورے ہی ہونگی! کیونکہ وہ انشال
کو اپنی بہن پلوشہ خانم کی زندگی کا بہت بڑا کانٹا
سمجھتی تھی اور اس سے بڑھ کر انہیں اس بات کی
تکلیف تھی کہ ان کا بیٹا دل جان سے ہی نہیں بلکہ روح
کی گہرائیوں سے انشال خان کا عاشق تھا۔

بہرام آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتا انشال وہ آپکو قبول
نہیں کرے گا کیونکہ وہ سب کو اپنا مجرم سمجھتا ہے اور
سب سے بھڑ کر شہسوار ماموں کو تو وہ ان کی بیٹی کو
کیسے اپنائے گا! آپ کو خود پر رحم کیوں نہیں آتا؟۔

وہ آپ سے شادی کرنے سے انکار کر چکا ہے کیوں آپ
خود کو رسوا کر رہی ہیں سب کے آگے!! میں آپکی منت
کرتا ہوں انشال ماموں کو انکار کر دیں میں آپکو واپس
حویلی لے جاؤں گا!! منہان خانزادہ اسے سمجھانے کی
کوشش کر رہا تھا اسکا لہجہ التجائیہ تھا وہ اپنا موبائل
انشال کے آگے کرتا اسے انکار کرنے کی گزارش کرنے
لگا۔

وہ غصے میں بھی انشال خانزادی سے اتنا ہی نرم لہجہ

اپنائے ہوئے تھا جتنا وہ اس سے عام حالات میں مخاطب
ہوتا تھا۔ مجھے حویلی واپس جانا ہے منہاں سنا تم نے!!
مجھے واپس لے کر چلو حویلی میں کسی کو فون نہیں
کروں گی! مجھے تم سے بہت ڈر لگ رہا ہے

انشال اسکے ہاتھ پر زور زور سے مکے مارتی ضدی
لہجے میں بولی تھی۔ ایک منہاں خانزاد ہی تو تھا جس سے
وہ ضد کیا کرتی تھی جس سے وہ اپنی ہر ایک بات منوایا
کرتی تھی۔ ایک وہی تو تھا جو اس کے ناز نخرے اٹھایا
کرتا تھا۔

منہاں خانزادہ اسکے وار سہتا ہوا غصے سے اسٹیئرنگ
پر اپنی گرفت مضبوط کر گیا!! میں شہریار لالا سے
تمہاری شکایت لگاؤں گی منہاں کہ تم مجھے۔۔۔۔۔ انشال میرا
دماغ خراب مت کریں آریڈی میں بہت غصے میں ہوں
اور آپ کی یہ ضد مجھے طیش کی گہرائیوں میں گرا رہی
ہے بالکل خاموش ہو جائیں

منہاں خانزادہ تیزی سے گاڑی اسلام آباد کے ہائی وے پر
ڈالتا انشال کی بھوری آنکھوں میں غصے سے سرخ ہوتی

اپنی سُرْمئی آنکھوں سے گھور کر پہلی بار شدید سخت
لہجے میں بولا تھا۔

تم مجھے کہاں۔۔۔۔۔ میں آپ کو ہمیشہ کے لئے اپنے نام
کرنے جا رہا ہوں اب اگر ایک لفظ بھی کہا تو اچھا نہیں
ہوگا سن لیں! میرا وہ روپ دیکھیں گی جو آپکے وہم و
گمان میں بھی نہیں ہوگا! انشال جو آج منہان کے غصے
سے واقف ہو رہی تھی وہ ڈر کر مزید کچھ کہنے کی
کوشش کر رہی تھی جب منہان خانزادہ ایکدم گاڑی روکتا
اس کی سیٹ پر زور سے اپنا ہاتھ مار کر اس پر جھکتے
ہوئے جنونی انداز میں بولا تھا۔

اس کے جسم کی تیز مہک آج پہلی بار انشال خان نے
محسوس کی تھی وہ اسکے اتنے قریب پہلے کبھی نہیں آیا
تھا جتنے غصے سے حواس باختہ ہو کر وہ آج انشال کو
سہما گیا تھا۔ اس کا دماغ ماؤف ہو گیا تھا کیونکہ اس کا
عشق خود کو کسی اور کے نام کرنے کی خواہش ظاہر کر
گیا تھا

انشال خانزادی نے نکاح کرنے کی حامی بھر لی تھی وہ

شہریار خانزادہ سے اس کے آفس میں مل کر آیا تھا تب سے زیادہ غصہ اس کے دماغ پر سوار ہو گیا تھا کیوں شہریار خانزادہ نے اسے عمل کر کے حیران کر دینے کا مشورہ دیا تھا اور انشال کی حرکت پر وہ سیخ پا ہو کر اب اپنے عشق کو حلال بندھن میں باندھنے جا رہا تھا کیونکہ وہ مینتیں کرتے کرتے تھک گیا تھا۔

دور---ربو---مجھ سے منہان!!! انشال اسے خود سے زور سے دور جھٹکتی ہوئی گاڑی کے دروازے سے جا لگی تھی۔ منہان خانزادہ اس کے چہرے پر واضح خوف دیکھ کر اپنی آنکھیں میچ کر کھولتا فوراً سے اس سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔ انشال خان اپنی عزت کی بنا پر کبھی منہان خانزادہ سے خوف کھائے اس سے پہلے ہی کیوں نا وہ خود کو کاٹ کر پھینک دے

انشال اس کا عشق تھی اس کا جنون تھی وہ اس کی روح کے ساتھ خود کو جوڑ گیا تھا جسم تو کہی پیچھے ہی رہ گیا تھا۔ انشال خانزادی ڈر کے مارے اتنا رو چکی تھی کہ اب اس کی ہچکیاں بند گئی تھی۔ منہان خانزادہ وہ لمحہ نہیں بھول پا رہا تھا جب وہ غصے سے حویلی لوٹا تھا وہ

انشال سے بات کرنے کے لئے ہی حویلی آیا تھا کیونکہ شہریار خانزادہ اس کی بات سننے کو تیار ہی نا تھا جب وہ حویلی لوٹا تو انشال خان کو بہرام خانزادہ کی مینتیں کرتے دیکھتا سر تا پاؤں آگ میں جل گیا تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھ کر انشال کو بازو سے پکڑ کر بہرام خانزادہ کے سامنے کھینچتا ہوا باہر لایا اور حویلی سے نکل گیا۔

وہ اسے ایک بجے کے قریب اپنے ساتھ لے کر حویلی سے نکلا تھا اور اب تین بج رہے تھے جب وہ اسے لاہور میں موجود اپنے فلیٹ پر لے کر پہنچا تھا۔ انشال خانزادی تو اتنی سنسان بلڈنگ دیکھ کر ہی مرنے والی ہو گئی تھی۔ اور جو روپ وہ آج منہان کا دیکھ رہی تھی اس کے بعد اسے اپنی جان جاتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

خود ہی گاڑی سے اترنا ہے یا پھر میں اپنے طریقے سے آپ کو اتاروں؟ وہ انشال خان کے روئے روئے سے گلابی چہرے کو دیکھتا غصیلے لہجے میں سختی سے بولا تھا۔ انشال اسے کچھ بھی کہے بغیر خفگی سے اپنا منہ پھرتی گاڑی سے باہر نکلی تھی۔

وہ اکثر منہان سے ناراض ہو جایا کرتی تھی وہ اسکی ہر ناراضگی کو دور کرنے کے لیے اپنی جان ہلکان کر دیتا تھا لیکن اس وقت جو خفگی اسکے چہرے پر تھی وہ منہان شاید ہی کبھی بھول پاتا۔ اسکی بھوری آنکھیں شدید گلابی ہو رہی تھی جن میں موٹے موٹے آنسو جمے ہوئے تھے جن کا سبب آج وہ خود بنا تھا۔

بھوری آنکھوں میں شکوہ تھا جو آج سے پہلے اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کے چہرے پر ایک خوف تھا جو منہان کو اندر سے کھوکھلا کر رہا تھا۔ وہ انشال خان کے باہر نکلتے ہی گاڑی سے باہر نکل کر لاک کرتا اپنے کسی دوست کو میسج کر کے انشال کا ہاتھ چادر کے اوپر سے ہی پکڑ کر تیزی سے مطلوبہ فلیٹ پر پہنچا تھا۔

یہ فلیٹ بے حد اسٹائلش سا تھا اس میں دو کمرے ایک لاونچ اور اوپن کچن تھا۔ یہ ایک پوش علاقے میں موجود لگژری فلیٹ تھا جو منہان خانزادہ کی ذاتی ملکیت تھا۔

انشال فلیٹ کے اندر داخل ہوتے ہی اپنی کلائی اس کے ہاتھ کی سخت گرفت سے چھڑواتی اس کے سینے پر اپنے

دونوں ہاتھ مارتی اسے شکوے سے دیکھ رہی تھی۔ ہوتے
کون ہو تم مجھے یہاں لانے والے!!

کیا ثابت کرنا چاہتے ہو منہاں تم!! نازنین چچی جو باتیں
مجھے تنہائی میں سناتی ہیں وہ کھل کر سب کے سامنے
سنائیں! انشال کے دل میں خوف اور ڈراگر کسی بات کا
تھا تو وہ صرف نازنین خانم کے الزامات کا تھا جن سے
وہ تنگ آچکی تھی اپنی ذات پر داغ لگ جانے کا خوف
اُسے کھائے جا رہا تھا۔

میں آپ سے عشق کرتا ہوں انشال میں اپنے عشق کے اس
درجے پر پہنچ گیا ہوں جہاں سے واپسی ناممکن ہے میں
آپ کے عشق میں۔۔۔۔۔چٹاخ! منہاں خانزادہ جو انشال کے
آگے گٹھنوں کے بل بیٹھا اس سے اپنے عشق کا اقرار کر
رہا تھا کہ انشال نے اس کے منہ پر زور دار تھپڑ مارا تھا۔

تمہیں میں کیا سمجھتی رہی اور تم کیا نکلے منہاں!! تم
مجھ پر اپنی گندی نظر رکھتے رہے اور میں تمہیں اپنا
دوست سمجھتی رہی!! انشال خان روتی ہوئی پیچھے کی
جانب قدم لیتی دروازے سے جا لگی تھی۔

منہاں خانزادہ کی گردن جھک چکی تھی عشق تو اسنے
کیا تھا انشال خان نے نہیں!! بے مول تو ہونا تھا آپ مجھے
غلط۔۔۔خبردار جو تم نے ایک لفظ بھی اب کہا تو!! میں
تمہیں اپنا چھوٹا بھا۔۔۔جان سے مار دوں گا انشال مجھے اپنا
بھائی بنا کر میرے عشق کو گالی دی تو!! منہاں خانزادہ کی
روح بلبلا گئی تھی۔ تم مجھ سے پورے دو ماہ
چھوٹے۔۔۔۔میں آپکو اپنے دو بچوں کی ماں بنا سکتا ہوں
میرے دو ماہ چھوٹے ہونے سے میری مردانگی پر سوال
مت اٹھائیں

انشال جو اس کے عشق سے ہمیشہ اس کے چھوٹے ہونے
کی وجہ سے اپنی نظریں چراتی آئی تھی وہ اپنے لفظوں
سے اسکے چودہ طبق روشن کر گیا تھا۔

مجھے حویلی واپس جانا ہے اور اسکے بعد زندگی میں
کبھی تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنی! انشال خان سہم گئی
تھی۔ڈر حواسوں پر چھانے لگا تھا۔ ”مجھ سے نکاح کر
لیں۔۔ منہاں خانزادہ کے لہجے میں کھو دینے کا خوف
تھا۔

کبھی بھی نہیں میں تم سے نکاح کسی صورت نہیں کروں
گی تم دنیا کے آخری مرد بھی ہوئے تب بھی نہیں کیونکہ
میں نے تمہیں ہمیشہ ایک اچھا دوست مانا ہے! انشال خان
اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھتی دروازہ کھولنے کی
کوشش کرنے لگی جو منہان نے کارڈ سے لاک کر دیا تھا۔

مجھے خود پر حلال کر دیں آپ میری روح کی غذا بن
چکی ہیں آپ کو کھونے کا خوف دن رات روح پر سوار
ہوتا مجھے سانس لینے کا بھی محتاج بنا دیتا ہے خانی!!
منہان خان اس کے بالکل سامنے جا کر کھڑا ہوتا نرم
لہجے میں بولا تھا۔ وہ ڈر رہی تھی گھبرا رہی تھی خوفزدہ
ہو رہی تھی وہ اس کی انشال خانزادی تھی وہ اسے یہاں
ڈرانے تو نہیں لایا تھا اظہار عشق کرنے لایا تھا۔

منہان جانے دو مجھے! انشال کا لہجہ بھیگ گیا تھا۔ نکاح
کر لیں آپ کو اپنی عزت بنا کر پورے وقار کے ساتھ
حویلی لے کر جاؤں گا اور ڈنکے کی چھوٹ پر آپکو آپکا
حق دوں گا جسکی آپ حقدار ہیں خانی میں آپ کا
طلبگار۔۔۔چٹاخ! ایک اور تھپڑ تھا جو منہان خانزادہ کے

دوسرے گال پر لگا تھا۔

وہ اپنے دیہان میں اس کے بالکل قریب ہو گیا تھا اتنا کہ مزید لفظ منہ سے نکلتے تو انشال کے ہونٹوں کا ملاپ اس کے لبوں سے ہو جاتا! غلطی ہوئی تمہیں اپنا مان کر لیکن تم دوست کہلانے کے بھی لائق نہیں!! مجھے تمہاری شکل نہیں دیکھنی تم برے ہو منہان بہت برے ہو تم اس سب کے لیے مجھ سے دوستی کا بہانا کرتے رہے منہان

تم اپنی حوس پرستی سے میرا فائدہ.....انشال! زبان نکال دونگا حلق سے مجھے حوس پرست کہنے کی جرت بھی کی تو!! منہان اس کا منہ زور سے اپنی گرفت میں لیتا حلق کے بل چلایا تھا۔

میں مر کر بھی تمہیں اپنے شوہر ہونے کا رتبہ نہیں دونگی! نکاح نہیں۔۔۔۔میرے مرنے پر تو مجھے اپنا لینگی ناں! منہان خانزادہ فوراً سے اس سے فاصلہ بناتا اپنی جیکٹ کی جیب سے پستل نکال کر لوڈ کرتا اپنی کنپٹی پر سختی سے رکھ گیا!

منہاں۔۔۔!!! انشال کی چیخ بلند ہوئی تھی۔ اسکے دل دی
دھڑکن رکی تھی۔ میں قسم کھاتا ہوں اپنے عشق کی جس
میں ایک فیصد بھی حوس کا دانہ شامل نہیں میں قسم کھاتا
ہوں انشال خانزادی کی آج خود کو ختم کر لونگا اگر مجھ
سے نکاح کرنے سے انکار کیا تو میں اپنی جان آپ کی ان
ظالم بھوری آنکھوں کے سامنے لونگا جو میرے عشق کو
میرے جنون کو دیکھنے سے محروم ہیں

منہاں خانزادہ کے مضبوط الفاظ انشال کے قدم لڑکھڑا
گئے تھے۔ منہاں پستل پھینک دو! تمہیں گولی لگ جائے
گی پلیز چھوڑ دو پستل! انشال روتی ہوئی اسکے آگے ہاتھ
جوڑ رہی تھی۔ مجھ سے نکاح کریں گی یا نہیں میں آپ
سے آخری بار پوچھ رہا ہوں انشال ہاں یا ناں!! منہاں
خانزادہ کی گرفت ٹریگر پر سخت ہوئی تھی۔

منہاں پلیز چھوڑ۔۔۔۔۔خانی ہاں یا ناں!!! منہاں خانزادہ اس
قدر بری طرح جنونیت سے چلایا تھا کہ انشال اپنی جگہ
سے اچھلی تھی۔ منہاں خانزادہ کی سُرْمئی آنکھیں خون
آلود تھی گردن کی رگیں پھولی ہوئی تھی۔ وہ جنونی عاشق
لگ رہا تھا

کک۔کروں۔گی۔میں۔تیار۔ہوں۔نکاح۔کرنے۔کے۔لئے۔اس۔
پسٹل۔کو۔پھینک۔دو۔!! انشال اٹکتی ہوئی خوفزدہ لہجے
میں بولتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔ وہ منہان
خانزادہ کا عشق تو نظر انداز کر سکتی تھی اسکی زندگی
نہیں! اگر اسے کچھ ہو گیا تو جینے کی وجہ ہی ختم ہو
جانی تھی۔

منہان خانزادہ اسکے رونے پر اپنی سُرْمئی سرخ آنکھیں
میچ کر کھولتا اپنے کسی دوست کو فون کرنے لگا۔ انشال
خان بالکل خاموش ہو چکی تھی۔ وہ روم میں جاتی صوفے
پر بیٹھ گئی تھی۔ اس نے بڑی سی چادر میں خود کو ڈھانپ
رکھا تھا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے لیکن اس نے ایک
نظر پلٹ کر دوبارہ منہان کی طرف نہیں دیکھا تھا۔

وہ اندھیرے کمرے کے بڑے سے صوفے پر چپ کر کے
بیٹھ چکی تھی۔ باہر منہان خانزادہ کے کچھ دوست اور
مولوی صاحب آگئے تھے۔ انشال کا دل سسک رہا تھا اسے
نازنین خانم کے لفظ سانپ کی مانند ڈنک مارنے لگے۔

انشال تم نے ایسا کیا جادو کیا ہے جو میرا بیٹا منہان عقل
 سے پیدل ہو گیا ہے۔ ایسا کیا گھول کر پلایا ہے اسے جو
 تم سے شادی کرنے کو بضد ہے وہ! تم جیسی لاوارث
 لڑکی ہی رہ گئی ہے اب میرے بیٹے کے نصیب میں
 تمہاری ماں بھی ایسی ہی تھی اس نے جیسے شہسوار لالا
 کو پہنسا یا تھا تم نے میرے منہان کو پہنسا لیا ہے وہ پاگل
 ہو گیا ہے وہ میرے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے تمہاری وجہ
 سے خدا تو تمہیں غارت کرے اپنی مری ہوئی ماں کے
 جیسے ہی خراب ہو تم!! میرے بیٹے سے دور رہو اس کو
 اپنے پیچھے لگا کر کیا ثابت کرنا چاہتی ہو تم کچھ تو اپنے
 باپ کی لاج رکھ لو لیکن نہیں تم تو اپنی خراب ماں کے
 جیسے ہی ہوگی نا جو تمہیں پیدا کر کے مر گئی اور ہمارا
 سکون برباد کر گئی۔ میرے بیٹے کی زندگی سے دور رہو
 تمہیں تمہاری مری ہوئی ماں کا واسطہ منہان کو اپنے جال
 میں پہنسا بند کرو!! اگر تم اس کی زندگی میں شامل ہوئی
 تو میں تمہارے ٹکڑے کر دوں گی خراب ماں کی خراب
 بیٹی میرے بیٹے کا نصیب کبھی نہیں بن سکتی!! اس کے
 دماغ میں نازنین خانم کی ذلت اور حقارت سے بھری باتیں
 گونج رہی تھی۔

اس کے سامنے نکاح نامہ رکھا ہوا تھا جس پر وہ پھوٹ

پھوٹ کر روتی ہوئی سائن کرتی ہوئی خود کو منہان
خانزادہ کی ملکیت میں دے گئی تھی۔ آج اسے مجبور
کرنے والا اور کوئی نہیں بلکہ وہ تھا جو ہمیشہ اس کی
ڈھال بنا رہا جس نے اس کو اپنائیت کے اس درجے پر
بٹھایا جہاں سے نیچے دیکھنے کا بھی گمان وہ بھول گئی
تھی! آج وہ اسے اتنا مجبور کر گیا تھا کہ وہ ہر الزام
حقیقت کے رنگ میں رنگ چکی تھی۔

اس کا دل آج منہان سے خفا ہو چکا تھا وہ آج اپنا دل اس
کے لئے سخت کر چکی تھی انشال خان بے آواز رو رہی
تھی کیا کیا الزام تھے جو اس نے اپنی ذات پر سہے نا تھے۔
اسے ہر الزام قبول تھا اسے ہر لعنت منظور تھی اسے اپنی
مری ہوئی ماں کے کردار پر لگی تہمت منہان کی زندگی
کے آگے چھوٹی لگی تھی۔ وہ اس کی زندگی بچا کر خود
کو قربان کر چکی تھی وہ خود کو منہان خانزادہ کے نام
کر چکی تھی۔

ان کا نکاح ہو گیا تھا۔ وہ دونوں آج محرم کے پاک رشتے
نکاح کے عظیم بندھن میں ہمیشہ کے لیے بندھ چکے

تھے۔ منہان خانزادہ ہمیشہ کے لیے انشال خانزادی کو اپنے نام لکھ چکا تھا۔ وہ اس کی محرم بن چکی تھی اب وہ سکون کی سانس لے سکتا تھا یا نہیں ابھی تو امتحان باقی تھا ابھی تو کانٹوں کے سفر کا آغاز ہی ہوا تھا

وہ اپنے دوستوں اور مولوی صاحب کے جاتے ہی روم میں آیا تھا جہاں انشال خان صوفے پر سمٹی سی بیٹھی روئے جا رہی تھی۔ آنسو تھے جو کسی آبشار کی طرح اس کی آنکھوں سے نکلتے عارض بھیگو رہے تھے۔

وہ بکھری سی بیٹھی تھی۔ سیاہ چادر نے اسے اچھی طرح چھپایا ہوا تھا۔ اس کے جسم میں لرزش سی تھی رشتہ بدل گیا تھا جو پہلے اس کا کزن اور دوست ہوا کرتا تھا۔ اب وہ اس کا محرم بن چکا تھا۔ انشال خان اس کو اپنے قریب آتے دیکھتی مزید سمٹ کر بیٹھی تھی۔

منہان خانزادہ اس کی ایک ایک موومنٹ نوٹ کر رہا تھا۔ وہ اس کے ساتھ صوفے پر بالکل جڑ کر بیٹھا اور کچھ بھی کہے بغیر اسے اپنی باہوں کے حصار میں لے گیا۔ وہ اسے اپنا حق استعمال کرتے ہوئے محرم کے محفوظ

حصار سے واقف کروا رہا تھا۔

وہ انشال کو اپنے سینے کے ساتھ لگا کر اپنی آنکھیں
موندھ گیا منہان خانزادہ بے حد شدت پسندی اور سختی سے
انشال خان کو خود میں بھیںچے ہوئے تھا اتنا قریب کہ
دونوں کے دل ایک ساتھ ہی دھڑکنے لگے تھے۔

انشال کے منہ سے سسکیاں سی نکلی تھی اس کا وجود
ہچکولے بھر رہا تھا۔ منہان کا دل خود بھی تکلیف محسوس
کر رہا تھا وہ اس طرح اسے ڈرا کر اپنے نکاح میں نہیں
لینا چاہتا تھا۔

وہ سب کے سامنے پورے وقار کے ساتھ اسے اپنی
سپردگی میں لینا چاہتا تھا لیکن وہ ڈر گیا تھا وہ خوبرو نڈر
مرد اسے کھونے کے خوف سے وہ قدم اٹھا چکا تھا جو
دونوں کو ہی اذیت کی گہرائی میں گرا گیا تھا۔

کیوں رو کر مجھے تکلیف دے رہی ہیں آپ ان آنکھوں
کے آنسو مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہیں انشال
منہان خانزادہ! وہ اس کے آنسو اپنی انگلیوں کے پوروں
سے صاف کرتا نرم لہجے میں بولا تھا۔

انشال اس کے سینے سے اپنا چہرہ باہر نکالتی منہان کی
سُرمئی آنکھوں میں ٹوٹے کانچ کی کرچیاں لئے دیکھنے
لگی۔ کبھی معاف نہیں کروں گی تمہیں جو تم نے میرے
ساتھ کیا نہیں بھولوں گی کہ تم نے مجھے کس طرح اذیت
سے دوچار کیا

انشال اس کے حصار سے نکلتی صوفے سے کھڑی ہو
گئی تھی۔ منہان اسے بغیر کسی مزاحمت کے ہی اپنے
حصار سے رہائی دے گیا تھا۔ وہ جانتا تھا انشال اب اسے
ہر وہ لفظ کہے گی جس سے منہان کی روح بلبلا جائے
گی۔ وہ سر جھکائے اس کے سامنے صوفے پر بیٹھا تھا۔

کبھی تم سے محبت نہیں کروں گی!! انشال ضدی لہجے
میں غرائی تھی وہ کیوں سر جھکائے بیٹھا تھا انشال خان
کو اس پر شدید غصہ آیا تھا۔ تم نے میرے اوپر ہر کسی
سے بھڑ کر ظلم کیا ہے منہان تم نے مجھ سے میرا واحد
دوست چھین لیا آج! تم مجھ پر نظر رکھ کر بیٹھے تھے
ناں نکاح سے پہلے بھی تم بہت کچھ کر سکتے تھے تو
پھر نکاح ہی کیوں! انشال کے لفظ تھے یا نوکیلے بھالے

منہان نے خون اتری آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

وہ کیا کہنا چاہ رہی تھی منہان کو اتنا غلط سمجھ رہی تھی وہ اذیت کی انتہا پر تھا۔ کیوں دیکھ رہے ہو مجھے ایسے یہ لو اپنا حق استعمال کرو اور نوچ لو مجھے! انشال خان اپنے جسم سے ایک جھٹکے سے چادر اتارتی اپنی سیاہ قمیض کا گلہ چاک کر گئی

وہ اپنے حُسن کی تمام تر رعنائیوں سمیت اس کے آگے کھڑی تھی۔ اسکا گلداز جسم بھرا بھرا سراپا جو کسی کا بھی ایمان دھگمگا سکتا تھا وہ منہان خانزادہ کو دعوتِ لذت کی پکار لگا رہا تھا لیکن وہ منہان خانزادہ تھا کوئی عام مرد ہوتا تو اس کے حسن کو مکمل خراج تحسین پیش کرتا وہ روح کی محبت کا دعویدار تھا جسم کی لذت سے اس کا کوئی سروکار ناں تھا۔

منہان خانزادہ اس کی اس حرکت پر ٹوٹ کر بکھر گیا تھا۔ وہ صوفے سے اٹھ کر اس کے پاس جاتا نیچے جھک کر اس کی سیاہ چادر اٹھاتا اس کے اوپر اس طرح سے پھیلا گیا کہ انشال خانزادی مکمل طور پر چُھپ گئی۔

میں آپ کی روح کا طلبگار ہوں خانی۔۔!طالب یار ہوں
طلبگار شباب نہیں!! میرا عشق جسم کی طلب سے بہت
آگے کی منزل طے کر چکا ہے آپ مجھے غلط سمجھ
رہی ہیں میں جسم کی لذت کا تمنائی نہیں میرا عشق جسم
کی چاہت سے بہت آگے نکل چکا ہے آپ مجھے اس طرح
اذیت دے کر شرمندہ ناں کریں میں پہلے ہی آپکو رولا کر
بہت دل شکستہ ہوں اب آپ میری ساتھ زیادتی کر رہی ہیں

منہان خانزادہ عقیدت کا پہلا لمس اس کی پیشانی پر دیتا
اپنے دل کو ملے گھاؤ کی گہرائی سے اسے روشناس کرتا
مزاحمت کرنے لگا۔ وہ اس پر بے رخی بے اعتباری کی
ضرب لگاتی منہان خانزادہ کو لہو لہان کرچکی تھی اس
کی جگہ کوئی اور مرد ہوتا تو انشال کا گال لال سرخ کر
دیتا اس طرح کی گھٹیا حرکت پر لیکن وہ منہان خانزادہ
تھا خاص مرد سے بھی زیادہ خاص جو روح کو جسم پر
فوقیت دے گیا تھا وہ اپنے عشق کو لازوال کر گیا تھا۔

اگر تم نے مجھ سے حقیقی عشق کیا ہے تو میں آج تمہیں
اپنی قسم دیتی ہوں کہ مجھے اس رشتے سے ابھی اور

اسی وقت آزاد.....اسکے لفظ ابھی منہ میں ہی تھے جب
منہان نے اپنا ہاتھ انشال کے ہونٹوں پر رکھ دیا تھا۔

میں آپ کا عاشق ہوں مجھے عاشق ہی رہنے دیں! اس
رشتے سے آزادی میری موت کی صورت میں ہی مل
سکتی ہے آپکو دعا کریں میں مر جاؤں اور آپ آزاد ہو
جائیں مجھ سے وہ فرمائش مت کریں جو میرے حواس
صلیب کر دے اور میں آپ کو مردانگی کی وحشت سے
آشنا کروا دوں! اپنی چادر سہی سے اوڑھیں ہم حویلی جا
رہے ہیں۔!! منہان خانزادہ کا ضبط اب جواب دے رہا تھا۔

نہیں جاؤں گی میں حویلی منہان خانزادہ اس وقت تک نہیں
جب تک تم مجھے اس کھوکھلے رشتے سے رہائی نہیں
دے دیتے مجھے تم سے طلاق.....بس انشال بہت ہو گیا
ایک لفظ بھی اور کہا تو مجھ سے برا اس پورے جہان میں
کسی کو نہیں پائیں گی!! منہان اسے دونوں شانوں سے
پکڑتا اپنے قریب کر کے طیش سے لال ہوتا غصے سے
بولا تھا۔

اس کے لہجے میں وارننگ تھی ضبط ٹوٹ رہا تھا۔ عشق

پر حلال رشتہ حاوی ہو رہا تھا۔ میں تم سے محبت نہیں کروں گی حویلی جا کر اپنے لالا کو بولوں گی تم نے مجھے جان کی دھمکی دے کر اپنے نکاح میں لیا ہے وہ جس بھی مرد سے چاہتے ہیں تم سے طلاق دلوا کر میری شادی کر۔۔۔۔۔خانی!! منہان خانزادہ کا ضبط ٹوٹا تھا وہ انشال کے بالوں کو گدی سے پکڑ کر اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا اور اس قدر شدت پسندی سے اس کے لبوں کو اپنی گرفت میں لیا تھا کہ انشال کی نازک پنکھڑیاں خون آلود ہو گئی تھی۔

وہ اس کے لبوں کو چومنے کی جگہ چبا گیا تھا۔ لہو اسکے حلق میں اتر رہا تھا انشال کے تکلیف سے آنسو نکلتے اسے پھڑپھڑانے پر مجبور کر گئے تھے لیکن منہان اسے چھوڑنے کو تیار ناں تھا۔ وہ اس کو محرم کی وحشت سے اس طرح آگاہ کر رہا تھا کہ وہ خوف سے ہی فنا ہو جائے۔

انشال کی سانسیں تھمنے لگی تھی اس کا جسم ڈھیلا پڑھنا شروع ہوا تھا جب منہان نے ایک جھٹکے سے اسے خود سے دور دھکیلا تھا وہ بیڈ کے نرم گدے پر اوندھے منہ

جا گری تھی۔ منہاں خانزادہ کسی وحشی درندے کی مانند
اپنے بالوں کو کھینچ کر چلاتا کمرے کی ہر چیز توڑ گیا
تھا۔ وہ بری طرح چلاتا دھاڑیں مار رہا تھا۔

انشال اسے دیکھ کر سہمتی بیڈ کراؤن سے جا لگی تھی۔
اس کی طاقت اور ہمت سب دم توڑ گئی تھی محرم کا
خوف روح میں سرائیت کر گیا تھا۔ کیوں مجھے جانور
بننے پر مجبور کر رہی ہو انشال چمڑی نکال کر رکھ کر
دونگا اب اگر ایک لفظ بکواس کی تو!! مرد عاشق ہو کر
بھی اپنی عورت کے معاملے میں کتنا بڑا درندہ بن جاتا
ہے مجھے اس مقام پر مت لاؤ میں فدا ہوں مجھے اپنا
دیوانہ ہی رہنے دو ورنہ شوہر سے بڑا جانور کوئی نہیں
ہوتا یہ بات میں بہت اچھے طریقے سے بتا سکتا ہوں

منہاں پھولتی سانسوں کے بیچ بولتا پھر سے انشال کے
پاس جاتا جب وہ تیزی سے بیڈ کی دوسری جانب سے
اتری تھی۔ اسکے ہونٹوں میں شدید جلن تھی۔ خون ابھی
بھی رس رہا تھا۔ میرے پاس مت آنا منہاں ورنہ میں۔۔۔۔۔میں
تمہاری اس پسٹل سے اپنی جان لے لوں گی

انشال خان صوفے پر گری منہاں کی پستل پکڑ کر اپنے
دل کے مقام پر رکھتی منہاں کی سانسیں بند کر گئی تھی۔
وہ اسکے سامنے کھڑا دھڑکتے دل سے اسے دیکھ رہا
تھا۔ انشال پستل چھوڑیں!! وہ اس کی طرف بڑھتا جب وہ
اس کی پہنچ سے دور ہو گئی۔

میرے پاس مت آنا مجھے چھونے کی کوشش کی تو خود
کو ختم کر لونگی میں! انشال پستل سے زیادہ منہاں سے
ڈر رہی تھی۔ میں نہیں آؤں گا آپ کے پاس نہیں چھوؤں گا
آپکو! منہاں اپنے قدموں کو زنجیر کر گیا تھا۔

آئی ہیٹ یو! تم بہت برے ہو اتنی زور سے کاٹا مجھے
دیکھو کتنا خون نکل رہا ہے اتنی جلن ہو رہی ہے
مجھے!! انشال پھوٹ پھوٹ کر روتی اپنی انگلیوں کے
پوروں پر لبوں سے خون کی چھوٹی چھوٹی بوندیں چھو
کر شدید جلن محسوس کرتی شکوے سے بولی تھی۔

اس کے نازک ہاتھ کی گرفت پستل پر ڈھیلی ہوئی تھی
منہاں موقع دیکھتا ایک جست میں اس تک پہنچتا اسکے
ہاتھ سے پستل چھین کر بیڈ پر اچھالتا انشال کو خود میں

بھینچ گیا۔

اف میری جان آپ پر قربان ڈرادیا تھا مجھے اگر کچھ ہو جاتا تو!! منہاں اسے اتنی سختی سے خود میں سمائے ہوئے تھا کہ جیسے یہ لمحات آخری ہوں۔ انشال اس کے سینے پر مکوں کی برسات کرتی چیخ چیخ کر رونے لگی تھی۔

تم برے ہو!! بہت برے! چلے جاؤ یہاں سے میں نہیں دیکھنا چاہتی تمہیں!! انشال اپنے لہجے میں بے رُخی لئے اسے مارتی ہوئی بول رہی تھی۔ ٹھیک ہے چلا جاؤں گا!! منہاں اس کے آنسو اپنے لبوں سے چنتا خود کو ہار گیا تھا اسے کچھ ہو جاتا تو منہاں کی دنیا تو ختم ہی ہو جاتی وہ تھی تو سانسیں تھی وہ تھی تو دھڑکن تھی۔ وہ تھی تو جسم میں روح تھی۔

تم نے اگر اس نکاح کے متعلق کسی کو بتایا تو خدا تمہیں میرا مرا ہوا منہ دیکھائے!! انشال خانزادی بے رحمی کی انتہا کو چھوتی منہاں کی روح نوچنے لگی تھی یہ آپ کیا۔۔۔۔۔میں تمہیں اپنی زندگی کا واسطہ دیتی ہوں پاکستان سے چلے جاؤ تمہیں دیکھنا میرے لیے اذیت کے سوا کچھ

بھی نہیں ہوگا

اگر اس نکاح کے بارے میں کسی کو بھی خبر ہوئی تم نے
اس زبردستی کے رشتے کو کسی پر بھی واضح کیا تو
مجھے اگلی سانس نصیب ناں ہو۔!! انشال خانزادی بے
رحم تھی وہ یہ ثابت کر چکی تھی۔

کب تک! کب تک مجھے سزا دیں گی! منہاں خانزادہ مجھے
ہوئے دل سے بولا تھا۔ جب تک میں زندہ ہوں! وہ اس کی
دھڑکن بند کر گئی تھی۔ کیا خوب سزا اس کا عشق اسے
دے گیا تھا۔۔۔

(حال)

آپ بے رحم ہیں انشال نہیں کروں گا معاف میں آپکو آپ
نے مجھے عشق کرنے کی اچھی سزا دی ہے! منہاں
خانزادہ سگریٹ کے گہرے کش لیتا چلا رہا تھا۔ اس کے
دل میں عجیب سا درد پیدا ہو رہا تھا

منہان خانزادہ کے ہاتھوں سے گاڑی کا کنٹرول لوز ہوا تھا۔ وہ اسلام آباد ہائی وے پر ٹرن لینے ہی لگا تھا جب سامنے سے ایک بڑا سا ٹرالر آتا منہان خانزادہ کی آنکھوں کو چندھیا گیا تھا ٹرالر کی بڑی بڑی ہیڈ لائٹس میں کچھ بھی دیکھنا اس کے لئے بے حدمشکل ہوا تھا۔ گاڑی آگے بڑھتی چلی گئی تھی۔ شاید زندگی کا ساتھ یہی تک تھا۔۔۔

مشائم اور مہوش بیگم کچھ دیر پہلے ہی انصاری ہاؤس پہنچے تھے۔ روحیل انصاری بہت مشہور وکیل تھے۔ ان کا بنگلہ بے حد شاندار تھا۔ جو ماڈرین طرز کا بنا ہوا تھا۔

بنگلے کی فرنٹ سائڈ پر بہت خوبصورت اور مناسب سائز کا لان تھا جس میں مختلف پھول لگے ہوئے تھے جو لان کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہے تھے۔ بنگلے کی بیک سائڈ پر سوئمنگ پول تھا جہاں سے دوسری منزل کو جاتی بہت اسٹائش سی سیڑھیاں تھی۔

بنگلے کی بیک اور فرنٹ انٹرنس بہت خوبصورت تھی۔ اندر سے بھی سب کچھ بہت اسٹائش تھا یہ بنگلہ بہت زیادہ بڑا نہیں تھا لیکن بے حد خوبصورت تھا۔ ماربل کا

فلور امریکن وڈن ورک مرر اسٹائلنگ یہ روحیل انصاری
نے اپنے دونوں بچوں ایشا اور رایان اور اپنی وائف سعدیہ
انصاری کی مرضی کے مطابق بنوایا تھا۔

اسلام علیکم خالہ! مشائم سعدیہ انصار کو کچن میں میڈ
کے ساتھ ڈنر کی تیاری میں مصروف دیکھ کر دبے قدم
چلتی ہوئی انکے پاس جاتی انہیں پیچھے سے ہگ کرتی
محبت سے بولی تھی۔

وعلیکم سلام میری شہزادی بیٹی! اتنی لیٹ کیوں ہو گئی
اور رایان کو کیوں منع کر دیا کہ وہ پک کرنے نا آئے!
سعدیہ انصاری مشائم کے سر کو چومتی ہوئی اس کے
گال پر ہاتھ رکھتی اپنے نرم لہجے میں اس سے استفسار
کرنے لگی۔

خالہ بھائی کام میں بڑی ہوتے ہیں انہیں بار بار ڈسٹرب
کرنا اچھا نہیں لگتا نا اس لئے ہم کیب میں آگئے آپ
چھوڑیں نا ان فضول باتوں کو اور یہ دیکھیں کیک سہی
ہے نا ایشا کو پسند آجائے گا؟۔۔

وہ سعدیہ انصاری کے ہاتھوں کو باری باری چومتی اب
انہیں اس چاکلیٹ اینڈ اسٹرابری کیک کی طرف متوجہ
کروا رہی تھی جو اس نے ایشا کے لیے کسٹومائیز کروایا
تھا۔

اٹ لکس سویمی! اسے ضرور پسند آئے گا۔ سعدیہ
انصاری دل سے کیک کی تعریف کرتی مشائم کے سر پر
ہاتھ پھرتی اب اسکے ساتھ ہی کچن سے باہر نکل رہی
تھی۔

ان کی چھوٹی بہن مہوش انصاری آج کافی ٹائم بعد ان کے
گھر آئی تھی وہ جب سے پاکستان شفٹ ہوئے تھے آج
دوسری دفعہ وہ اپنی بہن کے گھر آئی تھی ورنا ان کا سارا
ٹائم ان کے شوہر سالار صاحب کے ساتھ ہی گزر جاتا تھا
ہاں مشائم کا آنا جانا لگا ہوا تھا اسے کبھی ایشا اپنے ساتھ
لے آتی تھی تو کبھی رایان ان سب کی اچھی بونڈنگ
تھی۔۔۔

آج انصاری فیملی کا بہت گرینڈ ڈنر تھا۔ آپی کیا بلال بھائی
نہیں آئیں گے ڈنر پر وہ ابھی تک نہیں آئے! مہوش بیگم

اپنی بہن سعدیہ انصاری سے ملنے کے بعد ان دونوں کے
بڑے بھائی بلال انصاری کے متعلق استفسار کرنے لگی۔

بھائی آرہے ہیں ولید کے ساتھ وہ راستے میں ہیں! سعدیہ
انصاری اپنی بہن کے ساتھ صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولی
تھی۔ انصاری فیملی بے حد ماڈرین ایجوکیٹڈ اور چھوٹی
سی تھی۔

مہوش بیگم تین بہن بھائی تھے سب سے بڑے بلال
انصاری تھے جو ایک قابل بزنس مین تھے انکا ایک ہی
بیٹا تھا ولید انصاری بیرون ملک سے اپنی اسٹڈی کمپلیٹ
کر کے کچھ ٹائم پہلے ہی پاکستان آیا تھا اور اب اپنے ڈیڈ
بلال انصاری کے ساتھ بزنس سنبھال رہا تھا۔

بلال انصاری کے بعد سعدیہ انصاری کا نمبر آتا تھا وہ
دوسرے نمبر پر تھی سعدیہ انصاری کی شادی انکے کزن
روحیل انصاری سے ہوئی تھی اور ان کے دو بچے تھے
ایشا اور رایان

سب سے آخر میں مہوش انصاری کا نمبر آتا تھا وہ اپنے دونوں بہن بھائی سے عمر میں بہت چھوٹی تھی اور انکی شادی خاندان سے باہر سالار صاحب سے ہوئی تھی۔ انکی ایک ہی بیٹی شرارتی سی مشائم تھی۔

روحیل انصاری کی ایک چھوٹی بہن تھی عالیہ انصاری جو جوانی میں ہی بیوہ ہو گئی تھی ان کی بھی ایک ہی بیٹی تھی مہر مہ انصاری جس کی عمر پچیس سال تھی۔

عالیہ انصاری کی نند نیلم کی شادی بلال انصاری سے ہوئی تھی اس طرح پورا انصاری خاندان ایک دوسرے سے بے حد قریبی رشتوں میں جڑا ہوا تھا۔

خالہ ایشا کا نمبر کیوں آف جا رہا ہے دوپہر سے میں اسے کال کر رہی تھی بند آرہا تھا۔ مشائم مرر سیلفی لے کر اپنے انسٹا گرام اکاؤنٹ پر اپلوڈ کرتی ہوئی سعدیہ انصاری سے بولی تھی۔

وہ بیبی پینک کلر کی آف شولڈر شارٹ ٹاپ کے ساتھ وائٹ
پینٹ پہنے میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔ اس کے
لچکدار خوبصورت جسم خون گرمادینے والی شپ کسی
کے بھی اپنی طرف متوجہ کرنے کا ہنر رکھتی تھی۔

وہ کم عمر تھی۔ اٹھارہ سال کی دو ماہ بعد ہونے والی تھی
لیکن اسکا جسم بھرا بھرا سراپا بہت دلکش تھا۔ اس کے
چہرے پر بلہ کی معصومیت تھی جو اس کی کم عمری
کسی پر بھی واضح کر دیتی تھی۔

مشائم نے اپنے سنہری بالوں پر لوز کرلز ڈالے کر ہاف
پونی ٹیل بنائی ہوئی تھی۔ اس کی ہیزل آنکھیں کاجل سے
قاتلانہ لگ رہی تھی ان کی گہرائی کسی کو بھی ہینو ٹائز
کر سکتی تھی۔ بڑی بڑی پلکیں وہ حسین پری مشائم تھی۔

جس کے پورے چہرے پر ایک چمک ایک روشنی سی
تھی۔

دودھیا شفاف رنگت میں گھلی سرخیاں اسکو کسی حور

سے مشابہت دیتی تھی۔ انصاری خاندان کی سب سے
حسین لڑکی مشائم سالار تھی۔ اس کے تیکھے نقوش
قاتلانہ تھے۔۔

بیٹے ایشا کے موبائل کی بیٹری ڈیڈ ہو گئی تھی وہ آج گھر
بھی اپنی کسی نئی سہیلی کے ساتھ آئی تھی تم جاؤ اسے
اٹھاؤ دیکھو کتنی بری بات ہے سب آگئے ہیں میری بیٹی
ابھی تک سوئی پڑی ہے۔

سعدیہ انصاری اپنی بھانجی مشائم کو دیکھ کر دل میں
ماشاء اللہ کہتی اسے ایشا کے متعلق بتاتی آخر میں ناراض
ہونے لگی۔ انہیں آج وہ تھوڑی اپ سیٹ لگی تھی جی خالہ
میں اٹھاتی ہوں اسے!! مشائم اپنے موبائل پر آفس کی کچھ
فائلز اوپن کرتی انہیں دیکھتی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے لگی

ایشو اٹھ جاؤ اور کتنا سونا ہے یار کیا ہم سب کے واپس
جانے کے بعد اٹھو گی!! مشائم ایشا کے روم میں جاتی
تمام لائنس آن کرتی اس کے بیڈ پر جمپ لگاتی ہوئی ایشا
کو تنگ کرنے لگی۔

مشى كىا بءمىزى هے اس طرء كون اءهاتا هے كسى كو!
اىشا اپنے منہ پر پلو ركهتى هوئى چڑچڑے انداز ميں بولى
تھى۔ اىشا ڈارلنگ شكر كرو ميں نے يه پانى آپ پر نهى
پهينكا جلى اءهو خاله ناراض هو رهى هيں

مشائم اسكے چڑهنے پر هنستى هوئى اىشا كے پيٹ ميں
گدگدى كرتى بهارى لهجه بنا كر بولى تھى۔ اچها ناں اءھ
رهى هوں مشى!! اىشا سارے دن ميں ابهى هنسى تھى ورنه
ااء خانزاده كى گهوريوں سے اس كا موڈ هى عجب سا رها
تھا۔

او كے سويٹ هارٹ! مشائم آنكهيں ٹپٹپا كر بولتى اىشا كو
بهت كيوٹ لگى تھى۔ وه اىشا كے روم ميں گلاس ونڈو جو
بيك سائڈ ٹيرس پر كهلتى تھى اسے اوپن كرتى گيلرى ميں
نكلى تھى

يهاں سے بنگلے كا منظر بهت خوبصورت لگتا تھا۔ سوئمنگ
پول سلائيڈز گرين پلانٹس كلر فل فلاورز يه سب مشائم كا
فيورٹ پارٹ كا انصارى هاؤس كا! وه ابهى ٹهنڈى هوا ميں

بابیں پھیلائے ٹیرس میں کھڑی ہی تھی جب بڑی سی وائٹ
پراڈو بنگلے میں انٹر ہوئی۔

جس میں سے بلال انصاری نیلم بیگم اور ڈرائیونگ سیٹ
سے ولید اترتا تھا وہ گاڑی سے اترتے ہی کسی سے کال پر
بات کرتا ٹیرس کی جانب دیکھتا اندر جاتے جاتے رک گیا
تھا۔ اسکی نظر پر پڑھی تھی ٹھنڈی ہوا میں کھڑی ویو
انجوائے کر رہی تھی۔ ”حسین“ ولید اسے اوپر سے نیچے
دیکھ کر اپنی بیرڈ پر ہاتھ پھیرتا فون بند کر کے اسے
نہارنے میں مصروف ہو گیا۔

مشائم کے دودھیا بے داغ شولڈرز ولید کی نظروں کا
مرکز بنے تھے۔ مشی پنک پہن لوں!! ایشا کی پکار پر
مشائم ٹیرس سے روم میں چلی گئی تھی جبکہ ولید کمینگی
سے مسکراتا ہوا اندر لاؤنچ کی جانب بڑھ گیا۔

ہاں یہ والا اچھا لگ رہا ہے پہن لو!! مشائم ایشا کے ہاتھ
میں بلیک اینڈ پنک ڈریس دیکھ کر چہکتی ہوئی بولی تھی۔
آٹومیٹکلی اس کا یہ ڈریس کیک سے میچ ہو گیا تھا۔

یہ ایک فارمل سا فل سلیوز گاؤن تھا جو گردن سے لے کر پاؤں تک فٹنگ میں تھا۔ یہ ڈریس پنک کلر کی تھی جس پر بلیک فلاورز بنے ہوئے تھے ایشا ڈریس چینج کرتی ہلکاسا میک اپ کرتی بالوں کو پیچھے سے اوپن چھوڑ کر فرنٹ سے بیئرڈز بناتی مشائم کے ساتھ ہی روم سے نکلی تھی۔

وہ دونوں شرارتی لڑکیاں چہکتی ہوئی سیڑھیوں سے اتر رہی تھی۔ سب کی نظریں ان دونوں پر ہی تھی جن میں بہنوں جیسا پیار تھا۔ ولید انصاری کی نظریں مشائم پر جمی ہوئی تھی۔

اس کی آج دوسری بار مشائم کو دیکھا تھا۔ اس نے اس حد تک تیکھا حسن آج سے پہلے کہی نہیں دیکھا تھا۔ وہ مختلف ملکوں میں رہا تھا ایک سے بڑھ کر ایک اسکی گرل فرینڈز تھیں لیکن جو حسن اس کی پھوپھو کی بیٹی مشائم سالار کا تھا وہ اس کے جسم میں اس حسین شہزادی کی طلب پیدا کر گیا تھا۔

لاؤنچ میں ہی ایک سنگل صوفے پر محرمہ انصاری بھی

بیٹھی ہوئی تھی۔ جو بے حد سہیل سی تھی وہ ایک اچھی
مادرین فیملی سے تعلق رکھتے ہوئے بھی اپنی حدود
سمجھتی تھی۔

اسکی عمر پچیس سال تھی وہ اپنا ماسٹرز ڈیزائننگ میں
کمپلیٹ کر چکی تھی۔ اور اب ایک بہت بری بوتیک چلا
رہی تھی۔ اس کی ڈارک براؤن آنکھیں کسی کی شدت
سے منتظر تھی۔ جو لاؤنچ میں آکر نہیں دے رہا تھا۔

وہ لائٹ پریل کلر کی ڈیسنٹ سی فراک پر وائٹ جارجٹ
کا دوپٹہ اوڑھے ہوئے تھی۔ ڈارک براؤن بال اسٹریٹ کیے
ہوئے تھے۔ اس کا اسکن کمپلیکشن فیئر تھا گال گلابی ہو
رہے تھے ہونٹوں پر لائٹ سا ٹینٹ لگایا ہوا تھا۔ وہ بہت
ڈیسنٹ وے میں تیار ہوئی تھی۔

اس نے ایشا اور رایان سے مشائم کے بارے میں بہت کچھ
سن رکھا تھا لیکن وہ آج پہلی بار اس سے مل رہی
تھی۔ مشائم اسے بے حد پیاری ڈول کی طرح لگ رہی
تھی۔ جو اس کی لاڈلی ایشا کے ساتھ نیچے آتی سب کو
سلام کر کے اب اس کی جانب بڑھ رہی تھی۔

مہرو آپی آپ مجھ سے ملیں میں ہوں مشائم سالار! وہ
مہرمہ کو ہگ کرتی آنکھیں ٹمٹماتی ہوئی اس سے مخاطب
ہوئی تھی۔ ”تمہیں کون نہیں جانتا مائی ڈیئر“۔۔۔ مہرمہ جو
مشائم سے مخاطب ہونے ہی لگی تھی کہ ولید انصاری نے
اسے اپنی طرف متوجہ کروانے کے لیے گہری آواز میں
بولا تھا کیونکہ مشائم نے اس کی جانب ابھی تک نہیں
دیکھا تھا۔

آپ۔۔۔ آپ۔۔۔ کون۔۔۔ اوہ ہاں ہاں یاد آیا آپ تو ولید بھائی ہیں ناں
ماما نے بتایا تھا مجھے کہ میرے ایک ماموں بھی ہیں جن
کے بیٹے کا نام ولید ہے!! نائس تو سی یو ڈیئر برادر۔۔!

مشائم پیچھے مڑ کر اپنی بات کاٹنے والے ولید کو دیکھتی
طنزیہ انداز میں مسکرا کر اس طرح بولی تھی کہ اس کی
بات بھی ہو جائے اور کسی کو برا بھی ناں لگے۔ اسے
سخت زہر لگتے تھے بیچ میں ٹانگ اڑانے والے لوگ

ولید کا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا مشائم کے منہ سے اپنے
لئے بھائی سن کر!! تمہیں کسی سے بھی خود کو

انٹروڈیوس کروانے کو ضرورت نہیں ہے مشی ہم سب تمہیں جانتے ہیں! ایشا تمہارا ذکر کیے بنا رہ نہیں سکتی میں جانتی ہوں کہ یہ کیوٹ ڈول مشی ہے۔

مہرمہ خوشی سے مشائم سے ملتی ہوئی بولی تھی۔ آجائیں ناں آپی ایشا کو سرپرائز کرتے ہیں!! رایان بھائی لان میں ہیں ان کی ڈیکوریشن کمپلیٹ ہو گئی ہے انہوں نے مجھے میسج کیا ہے کہ آپ کو بھی اپنے ساتھ باہر لے آؤں ڈیکوریشن دکھانے! مشائم ایکسائٹڈ ہو کر بولی تھی۔

رایان اور اس نے ساری پلیننگ اور ارینجمنٹ خود کی تھی۔ رایان باہر ہیں!! مہرمہ انصاری کی آنکھوں میں رایان کے نام سے ایک چمک سی اتری تھی اس کا دل دھڑکا تھا تو وہ باہر تھا اور وہ بیچاری اس کے کمرے کا دروازہ ہی تکنے میں مصروف رہی تھی۔

مہرمہ اور مشائم دونوں ہی فرنٹ لان کی طرف چلی گئی تھی۔ ایشا سب سے ملنے کے بعد سعدیہ انصاری کے ساتھ کچن میں گئی تھی اسے شدید پیاس لگ رہی تھی۔ ڈنر ٹیبل سیٹ کروا دی گئی لیکن ایشا کو ابھی تک مشائم کی اتنی

زیادہ ایکسٹمنٹ کی وجہ سمجھ نہیں آئی تھی۔

مہوش بیٹی تو تمہاری بہت پیاری ہے ماشاء اللہ سے بری نظر نا لگے! عالیہ انصاری مشائم کو تعریف کرتی ہوئی مہوش بیگم کے ساتھ لان میں جاتی ہوئی بولی تھی۔ نیلم انصاری بھی ان کے ساتھ ہی تھی۔

ہاں بس اللہ نصیب بھی اچھا کرے خوبصورتی کا کوئی تعلق نہیں ہوتا ناں نصیب سے اب دیکھو مہوش بھی کچھ کم خوبصورت ہے لیکن بیچاری چلو کوئی نہیں یہ تو کسی کو بلیم بھی نہیں دے سکتی اس نے تو اپنی مرضی سے شادی کی ہے نا!! نیلم انصاری کی زبان نے زہر اگلا تھا۔

وہ اپنے بیٹے کی نظریں مشائم پر دیکھتی عجیب سے انداز میں بولی تھی مہوش بیگم صبر کے گھونٹ پیٹی ہوئی خاموشی سے ڈنر ٹیبل پر بیٹھ گئی تھی۔

رایان بھائی آل گڈ سب اچھا لگ رہا ہے میں بس ایشا کو لاتے ہوں باہر پتہ نہیں کیوں آج سڑھی ہوئی ہے۔ مشائم

برتھ ڈے ڈیکوریشن دیکھ کر تعریف کرتی ایشا کو باہر
لانے کے لئے اندر چلی گئی تھی۔

جبکہ مہرمہ خاموشی سے گلاب بنے کھڑی ہوئی رایان
کو ہی دیکھ رہی تھی جو مشائم کے جاتے ہی اس کے پاس
آکر کھڑا ہوتا اسے ایک نظر دیکھ کر کچھ موبائل پر ٹائپ
کرنے لگا۔

بیوٹیفل-----مہرمہ اپنے موبائل پر میسج ٹون سنتی انبوکس
کھول کر دیکھتی سر تا پاؤں لال انار بنی تھی۔

اس طرح شرماؤ گی تو جب میری ہو جاؤ گی پھر کیا بنے
گا تمہارا مہر! رایان ہنس کر سرگوشی میں کہتا اپنے پاپا
روحیل انصاری کی طرف بڑھ گیا جو بلال انصاری کے
ساتھ کسی ڈسکشن میں مصروف تھے۔

مہرمہ اپنی تیز دھڑکن پر قابو پاتی خود کو نارمل کرنے
لگی۔ مشائم جو اندر تیزی سے بڑھ رہی تھی اس کا شدید
قسم کا ٹکراؤ کسی سے ہوا تھا وہ خود کو ڈس بیلنس ہونے

سے بچاتی پلر کا سہارا لے چکی تھی۔

اوہ سوری وہ میں ایشا کو لینے۔۔۔ اٹس اوکے ڈیئر کزن
کہی لگی تو نہیں! ولید جو شدید خراب موڈ میں باہر جانے
کے لئے داخلی دروازے تک پہنچا تھا کہ مشائم اس
ٹکرائی تھی۔ ولید اسے بازوؤں سے پکڑتا گہری نظروں
سے دیکھ کر کیرنگ انداز میں استفسار کرنے لگا۔

مشائم ایمبریس سا مسکرا کر اسکے ہاتھوں کو بازوؤں سے
ہٹاتی کچھ بھی کہے بغیر ایشا کو لینے چلی گئی جبکہ ولید
کا موڈ ایک لمحے میں ہی خوش گوار ہو گیا تھا

ہیپی برتھ ڈے ٹو یو مائی ایشو۔ مشائم ایشا کو اپنے ساتھ
باہر لان میں لاتی اس کی آنکھوں سے بلائنڈ فولڈز ہٹاتی
ہوئی بولی تھی۔ واؤ مشی!! تھینک یو سو مچ فو دس۔! تم
نے یہ سب کیسے۔! اوہ ڈونٹ کرائی یار بس ایک چھوٹا
سا گفٹ میری کرائم پارٹنر کے لیے

ایشا جو اتنا اچھا سرپرائز دیکھ کر ایموشنل ہو رہی تھی کہ مشائم نے اسے گلے سے لگایا تھا۔ اس کا موڈ اب پہلے سے اچھا ہو گیا تھا پہلے جو اداسی تھی وہ اب ختم ہو گئی تھی۔ او نا کیک کٹنگ کرتے ہیں! مشائم اسے ٹیبل تک لے جاتی سامنے کھڑا کر کے پکچرز بناتی اس کی اور اپنی سیلفی لے کر اسے کیک کھلانے لگی۔

ایشا جو کیک کھانے لگی تھی کہ اسے ٹیرس پر سے کسی کی نگاہوں کو تپش خود پے محسوس ہوئی وہ کیک کھاتی ہوئی اوپر کی جانب دیکھنے لگی۔ اسے وہاں کوئی بھی نظر نہیں آیا لیکن اسے ایسا محسوس ہونے لگا کہ جیسی کوئی پھر سے اسے گھور رہا ہے۔

ایشا تمھارا موبائل کہاں ہے ہماری اسٹریک نہیں ٹوٹنی چاہیے۔ مشائم اسے آنکھیں دکھا کر بولی تھی۔انکی اسٹریک ٹوٹنے لگی تھی۔ میرا موبائل---!! ایشا سوچنے لگی کہ اس کا موبائل کہاں ہے اسے یاد ہی نہیں آرہا تھا شاید روم میں ہوگا موبائل میں لے کر آتی ہوں

ایشا کو یاد ہی نہیں آرہا تھا اسے لگا شاید موبائل بیگ میں

ہے وہ چارج پے لگانے کے لئے جلدی سے اندر جاتی
سیڑھیاں چڑھتی اپنے کمرے میں پہنچی تھی۔ اگر مشائم
کے ساتھ اس کی اسٹریک ٹوٹ جاتی تو کوئی بعید نہیں
تھی کہ وہ اسکا سر پہاڑ دیتی۔

سب لوگ اپنی چیئرز پر بیٹھ چکے تھے۔ کھانا سرو ہو رہا
تھا۔ یہ ایشا پھر کہاں چلی گئی ہے!! سعدیہ انصاری اپنی
بیٹی کی غیر موجودگی نوٹ کرتی مشائم سے بولی
تھی۔ خالہ آپ ڈنر اسٹارٹ کریں نا وہ واشروم گئی ہے۔

مشائم پاستا کھاتی ہوئی اسنیپس دیکھتی ہوئی بولی تھی۔ ولید
کی نگاہیں مشائم کے سفید ہاتھوں سے اس کو گردن اور
گردن سے ہونٹوں کی حرکت پر مرکوز تھی وہ کھانا
کھاتے باتیں کرتے ہوئے وقفے وقفے سے اسے دیکھ رہا
تھا۔

ایشا جو اپنے کمرے میں داخل ہوئی تھی کہ روم میں
اندھیرا دیکھتی سوئچ بورڈ کی جانب بڑھی اس کا کمرہ
کسی انجانی خوشبو سے مہک رہا تھا اسے لگا کہ شاید

اس کے علاوہ بھی روم میں کوئی اور ہے۔

وہ ڈر کے مارے تیزی سے بورڈ تک پہنچی ہی تھی کہ کسی نے اس کے منہ پر زور سے ہاتھ رکھ کر اسے ڈریسنگ ٹیبل سے لگایا تھا۔ ایشا چلا بھی ناں سکی!! اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی کمرے میں شدید اندھیرا تھا اسے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

کمرے کی گلاس ونڈو کھلی ہوئی تھی جہاں سے ہلکی سی روشنی آرہی تھی لیکن وہ کچھ بھی دیکھنے سے قاصر تھی کیونکہ جو اس پر جھک کر اس کا منہ اپنی گرفت میں لئے ہوئے تھا وہ اس سے جان اور جسامت دونوں میں ہی کافی بڑا تھا۔

ایشا کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمکی تھی۔ اس کا دل پھٹنے والا تھا جیسے!! بے حیا لڑکی چیخنے کی کوشش کی تو جان سے مار دونگا!! وہ جو کوئی بھی تھا وہ بھاری لہجے میں بول رہا تھا۔

وہ اپنا ہاتھ ایشا کے ہونٹوں سے ہٹاتا اسکا جبراً سختی سے
پکڑ گیا۔ تـت۔ تـم۔ کـک۔ کـون۔ ہو۔۔۔ چھوڑ۔۔۔ میں تمہارا چاہنے
والا ہوں جان من!! وہ اسے ڈریسنگ ٹیبل سے ہٹا کر دیوار
پر لگاتا کاٹ دار لہجے میں بولا تھا۔

پلیز۔۔۔ چھوڑو۔۔۔ مجھے۔۔۔ پاپا۔۔۔ بھائی۔۔۔ ہیپ۔۔۔! ایشا اسے خود
سے دور کرنے کی کوشش کرتی گھٹی گھٹی آواز میں
چلانے کی کوشش کرنے لگی۔

جتنا ڈرو گی اتنا ڈراؤں گا! میں تم سے بس ایک بات
کرنے یہاں آیا ہوں بغیر کوئی ڈرامہ کیے اپنے کان کھول
کر میری بات سن لو مس ڈرامہ کوئین!! وہ جو کوئی بھی
تھا ایشا کی روح لرزہ گیا تھا۔

وہ ایشا کی گردن اپنے ہاتھ میں پکڑ کر پہلے سے بھی
زیادہ بھاری اور طیش سے بھری آواز میں حکمیہ لہجے
میں بولا۔ ایشا کی تو جان ہی نکل گئی تھی ایک توروم میں
اندھیرا تھا اوپر سے پھر وہ جن زدہ انسان اسکے
رونگٹھے کھڑے کر گیا تھا۔

میں اپنی کوئی بھی بات دہرانے کے عادی نہیں ہوں
ڈارلنگ آج پیار سے سمجھا رہا ہوں سمجھ جاؤ گی تو
تمہارے ہی حق میں بہتر ہوگا نہیں سمجھی تو اٹھا کر لے
جاؤں گا

وہ اس کے ماتھے سے پسینے کے ننھے قطرے اپنی
دوسرے ہاتھ میں چنتا ایشا کے کان کے قریب جھک کر
گھمبیر سرگوشی میں بولا تھا۔ ایشا کے خوف سے آنسو
نکلے تھے وہ مشکل سے اپنا سر ہلاتی آنکھیں میچے اس
کی بات سننے لگی۔

بیہودہ لباس لڑکی کو ان مردوں پر عیاں کرتا ہے جن کا
اس پر کوئی حق نہیں ہوتا اور جو حقدار ہوتا ہے اس کے
حق پر کوئی اور ڈاکہ ڈالے یہ تو غلط بات ہے ناں سویٹ
ہارٹ

تمہارا جسم دیکھنے کا حق صرف تمہارے محرم کو ہے
اس جسم کی لچک اور انگریزی تمہارے حقدار کا خون
گرمائے تو ہی بہتر ہے!! آج میں ایک غیر محرم ہو کر
تمہیں یہ پتے کی بات بتا رہا ہوں پیار سے ناں سمجھی تو

محرم بن کر تمہارے جسم کا حقدار بن جاؤں گا اور پھر اس انداز میں اس بات کی گہرائی سمجھاؤں گا کہ تم بیڈ پر بیٹھنے سے بھی تکلیف محسوس کرو گی اترنا تو پھر ناممکن بات ہوگی! وہ اپنے سیاہ رنگ کے گلووز میں قید ہاتھ کی گرفت ایشا کی گردن پر سخت کرتا غرایا تھا۔ اس نے منہ پر فل ماسک پہنا ہوا تھا۔

اینڈ لاسٹلی۔۔۔ بیپی برتھ ڈے!! وہ بھاری مگر نرم لہجے میں اسے وش کر کے ابھی مزید کچھ کہتا جب اسکا فون رنگ ہونا شروع ہوا۔ وہ نقاب پوش اپنا موبائل شاید سائلنٹ کرنا بھول گیا تھا۔

ایشا کا جسم خوف سے لرزتا ڈھیلا پڑھنے لگا۔ وہ اس کے جسم کو ڈھیلا پڑھتے دیکھتا اس سے پیچھے ہٹاتا جہاں سے آیا تھا وہاں جانے کے لئے مڑا ہی تھا کہ ایشا خوف سے اپنے حواس کھوتی زمین بوس ہو گئی تھی۔

وہ اتنا ڈر گئی تھی کہ بے ہوش ہی ہو گئی تھی۔ وہ نقاب پوش واپس مڑتا ہوا اسے زمین سے اٹھانے کے لئے بڑھتا جب اسے ایشا کے روم کے دروازے سے ایک غصے

سے بھری نسوانی آواز آنے لگی۔ وہ تیزی سے روم کی
ٹیرس پے نکلتا جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا۔۔۔

وہ کانپ کر روتی ہوئی بڑی کی سیاہ چادر میں چھپی ہوئی
تھی۔ مولوی صاحب آگئے تھے کچھ دیر میں نکاح شروع
ہونا تھا۔ بہرام خاندادہ کا خون طیش سے ابل رہا تھا۔ اسکا
جی چاہ رہا تھا کہ انشال کی جان نکال دے جو سرخ لہنگا
دیکھ کر ہچکیاں بھر رہی تھی۔

شہریار خاندادہ اور ہاشم خان دونوں ہی تنے ہوئے نقوش
لئے بیٹھے تھے۔ مولوی صاحب جب آگئے تھے تو بہرام
کو کیا موت پڑھی تھی جو انشال کے لئے سرخ لہنگا بھی
لے آیا تھا۔ وہ خاص نازنین خانم کو اسے کسی خوبصورت
دلہن کی طرح تیار کرنے کو کہتا لال انگارہ بنا بیٹھا تھا۔

وہ اگر تیار ہو کر نیچے آگئی تو بہرام نے سوچ لیا تھا کہ
وہ اس کا گلہ دبا دے گا۔ بہرام کی سیاہ آنکھیں سرخ ہو
رہی تھی یہاں تک کے کان اور منہ بھی لال ہو گئے تھے۔
سفید ہاتھوں کی موٹی نیلی رگیں ابھری ہوئی تھی۔

شانزے جو انشال کو ناراضگی سے دیکھ کر احد خانزادہ کو اپنی مورے غزالہ خانم کے نمبر سے کال کر رہی تھی کیونکہ منہان کا نمبر آف آرہا تھا۔ اسکی نظر بہرام پر پڑھی اور اسے اتنا خوف آیا جس کی کوئی حد نہیں

اس کے ماتھے پر ایک نیلی رگ ابھری ہوئی تھی جو بری طرح پھڑک رہی تھی۔ سیاہ آنکھوں میں خون اتر ا ہوا تھا۔ وہ بری طرح کانپ کر انشال خانزادی کو ترحم سے دیکھنے لگی۔ اسے اس دنیا میں اگر کسی سے نفرت تھی تو وہ بہرام خانزادہ تھا کیونکہ اسے دنیا میں کسی سے اتنا ڈر نہیں لگتا تھا جتنا بہرام خانزادہ کی موجودگی سے وہ ڈرتی تھی۔

وہ جانتی تھی بہرام نکاح میں دیری کیوں کر رہا ہے کیوں وہ یہ سرخ لہنگا لایا کیونکہ وہ اسکے عزیز لالا منہان خانزادہ کا انتظار کر رہا تھا وہ اسے اس طرح کیوں تڑپانا چاہتا تھا کیوں اسے دکھا کر انشال کو ایک بار پھر سے ریجیکٹ کرنے والا تھا

بہرام خانزادہ کس حد تک سفاک تھا یہ بات شانزے تو

اچھی طرح جانتی تھی کیونکہ اس نے کبھی اپنی مورے
مریم خانم کو نہیں پکارا تھا انکا خیال نہیں کیا تھا وہ کھلے
عام بدمعاش بنا پھرتا تھا تو پھر انشال تو کیا دنیا کا کوئی
بھی انسان کیا تھا اس کے آگے۔۔

اسکی گاڑی ٹرالر سے ٹکراتے ٹکراتے بچی تھی۔ اس نے
بروقت اسٹیئرنگ سنبھال کر بریک لگائی تھی ورنہ اس
کی گاڑی سیدھا ٹرالر میں گھس جاتی! سیاہ لینڈ کروزر
زور سے درخت پر جا لگی تھی گاڑی کا شیشہ ٹوٹ کر
اس کے گال اور گردن میں پیوست ہوا تھا۔

وہ درد سے کراہ بھی نہیں سکا جو تکلیف جس دماغی
اذیت سے وہ گزر رہا تھا اسکے جسم کو تو تکلیف
محسوس ہی نہیں ہو رہی تھی۔ دماغی تکلیف جسمانی
تکلیف سے کہی گناہ بھڑ کر ہوتی ہے اور وہ جس طرح
کی جذباتی اور ذہنی اذیت سے پچھلے پانچ سالوں سے گزر
رہا تھا۔ اسکے لئے لہو آلود ہونا کوئی بڑی بات ناں تھی۔۔

آج اگر موت بھی آجائے تو منہاں خانزادہ اس کو دغا دے
جائے گا آپ نے اچھا نہیں کیا انشال قسم کھاتا ہوں اس
حلال رشتے کی مجھ پر میری سانسیں بھی حرام کر دی
گئی تو آج منہاں خانزادہ آپکو مہلت نہیں دے گا! میرا صبر
آج ٹوٹ چکا ہے دنیا کی کوئی طاقت آج مجھے آپکو
اپنانے سے نہیں روک سکتی

دعا کرتا ہوں کہ آپ کو آج رب میرے قہر سے بچالے
ورنا میں آپ کو ادھیڑ کر رکھ دوں گا منہاں خانزادہ بے
رحمی سے کھینچ کر کانچ اپنے گال اور گردن سے نکالتا
ایک جست میں گاڑی اسٹارٹ کرتا اسلام آباد میں داخل ہو
گیا تھا۔

وہ تیز بارش میں طوفان بنا خانزادہ حویلی کی طرف روانہ
تھا۔ یا اللہ مجھے صبر دے میرے دل میں انشال کے لئے
نرم گوشہ پیدا کر دے ورنہ آج میں ایک عاشق نہیں ایک
جانور شوہر بن کر اس کو لہو سے بھیگا دوں گا!!

وہ میری محبت کی آخری حد میرا عشق ہے اس کے لئے
مجھے بے رحم بنا اسے درد دے کر سکون سے سانس

بھی نہیں لے سکوں گا۔ وہ میرے بستر پر بکھرے مجھے
اتنا ظالم ناں بنانا اس کے لئے

میں عاشق ہوں مجھے انا پرست محرم نا بنانا! اسے نوچ
کر ساری زندگی خود سے نظریں ملانے کے قابل نہیں
رہوں گا میں وہ درد سے مچلے گی تکلیف اس دل کو
ہوگی

وہ روتی ہوئی بھوری آنکھیں میچے گی تو روح میری فنا
ہو گی۔ وہ تڑپے گی تو سانسیں میری تھمیں گی میرے دل
میں جو ناراضگی تو نے اس کے لیے ڈالی ہے اسے ختم
کر دے وہ میری انشال ہے اسے تو میں اپنا خون بھی
معاف کر سکتا ہوں۔۔۔

منہاں خانزادہ حویلی سے کچھ ہی منٹوں کے فاصلے پر
پہنچتا اپنے طیش سے خود خوف کھاتا اپنے دل اپنی روح
اپنے خون میں آگ کے لاوے دوڑتے محسوس کرتا اللہ
سے انشال کے لئے رحم مانگنے لگا کیونکہ جو دماغی
حالت آج اس کی ہو گئی تھی یا تو اس کے دماغ کی رگوں
نے پھٹ جانا تھا یا پھر اس نے انشال کو چیر دینے تھا۔

تو رایان پھر کیا سوچا ہے میری آفر کے بارے میں تم نے!! کب سے جوائن کرو گے میرا آفس! ولید کھانا کھاتے ہوئے رایان سے مخاطب ہوا جو مشائم کو کسی بات کا جواب دے رہا تھا۔

رایان نے اسکی جانب دیکھا اور پھر مسکرا۔ میں نے اگر تمہارا آفس جوائن کرنا ہوتا تو اپنے پانچ سال میں خاندانہ ایمپائر میں انویسٹ نہیں کرتا۔ رایان کا لہجہ حتمی تھا وہ اپنے ماموں کا احترام کرتا تھا لیکن اس کی ولید سے کم ہی لگتی تھی۔

وہ اس سے عمر میں تین سال چھوٹا تھا۔ ولید انصاری کی عمر تیس سال تھی۔ اس کا اسکن ٹیکسچر گندمی تھا۔ اوہ آئی سی کیا تم جانتے نہیں ان کے کیا حالات ہیں ہمارے ساتھ مجھے لگا تم شاید اب انصاری انڈسٹریز جوائن کر لو گے بائے دا وے خاندانہ تمہیں پے کتنے کر رہا ہے جو تم ایک کے بعد ایک اسکے ساتھ کانٹریکٹ سائن کر رہے ہو

ولید طنزیہ انداز میں بولا تھا اس کے لہجے میں چھپا طنز
رایان سمجھ گیا تھا۔ سر مجھے میری سروسز کے
اکاڈرنگ ہی پے کر رہے ہیں انہیں پتہ ہے ایمپلائز کو
کس طرح ویلیو ایبل بنایا جاتا ہے۔

رایان سادے سے انداز میں بول کر ولید کو آگ لگا گیا تھا۔
مشائم ان دونوں کی باتیں سن کر ان فائلز کے بارے میں
سوچنے لگی جو احمر نے اسے کچھ دیر پہلے میل کی
تھی۔

تمہیں اپنے ماموں کی کمپنی جوائن کرنی چاہیے نا کہ ان
کے حریف کی! ولید کاٹ دار لہجے میں بولا تھا۔ بلال
انصاری بہت کم آفس جایا کرتے تھے انصاری انڈسٹریز
کا سی ای او اب ولید انصاری تھا جو شہریار خانزادہ کا
دشمن تھا۔ اس کی وجہ سے بہت سے پراجیکٹس ان کے
ہاتھوں سے نکل گئے تھے۔

میں ایک ایمپلائے کے طور پر وہاں کام کرتا ہوں میں نے
اپنے کیریئر کا آغاز ہی خانزادہ ایمپائر سے کیا ہے جب تم
پاکستان میں نہیں تھے اور ماموں کا آفس جوائن نہیں کیا

تھا میں تب سے سر شہریار کے ساتھ کام کر رہا ہوں
تمہارا اپنا اسٹیٹس ہے میرا اپنا اور ہم آج ایک فیملی ڈنر
کر رہے ہیں کوئی بزنس میٹنگ نہیں جہاں تم کسی کے
ایمپلائی کو فورس فلی جوائننگ دینے کا کہو

رایان بہت تحمل کے ساتھ بولا تھا۔ وہ اپنے خاندان کے
اسٹیٹس کو اپنے کیریئر پر فوقیت نہیں دیتا تھا پر ولید کے
ساتھ کام کرنا ہر دن خود کو ذلیل کروانے کے برابر تھا۔

روحیل انصاری کے ساتھ بیٹھے بلال انصاری دونوں ہی
لڑکوں کی اس گوفتگو میں کوئی انٹرسٹ نہیں لے رہے
تھے وہ دونوں کھانا ختم کر چکے تھے اور اب لاؤنچ میں
جا کر اپنی باتوں میں مصروف ہو گئے تھے۔ باقی سب
بھی کھانا ختم کر چکے تھے بس ایک مشائم تھی جو ایشا
کا انتظار کر رہی تھی۔ مہرمہ بھی کھانا کھا کر سب بری
خواتین کے ساتھ لاؤنچ میں چلی گئی تھی۔

اب ٹیبل پر صرف مشائم رایان اور ولید بیٹھے تھے۔ وہ
دونوں بھی کھانا کھا چکے تھے لیکن ولید نے یہاں مشائم
کے بیٹھے رہنے کی وجہ سے بات کو طویل کر دیا تھا۔

لگتا ہے خاںزادہ تمہیں موٹی اماؤنٹ دے رہا ہے اس لئے
تم میرے کزن ہو کر میرا اور اس کا اسٹیٹس جان کر بھی
اس کے ساتھ وفادار ہو میں اس سے ڈبل-----رایان بھائی
ایشا کب آئے گی مجھے بھوک لگ رہی ہے اب سخت
والی--

مشائم جو ولید کی باتوں سے بور ہو رہی تھی اسکی بات
کاٹتی ہوئی رایان سے بولی تھی۔ مشی اس کے روم میں
چلی جاؤ وہی ڈنر کر لینا! ولید کیوں بار بار آفس کا ذکر کر
رہا تھا جبکہ وہ جانتا تھا رایان کبھی بھی انکو جوائن نہیں
کرے گا وہ سب سمجھ گیا تھا ولید کیوں شہریار کا ذکر
چھیڑ رہا ہے

مشائم غصے سے چیئر سے اٹھتی ایشا کے روم میں
جانے لگی جبکہ ولید کن اکھیوں سے اسے دیکھ رہا تھا
رایان بچہ نہیں تھا وہ سب کچھ نوٹ کر رہا تھا۔ اسے ولید
کی انہیں حرکتوں سے سخت نفرت تھی۔

مہوش پھوپھو کی بیٹی ہے تو بہت پیاری! ولید چمکتی

آنکھوں سے آہستگی سے بولا تھا۔ رایان جو چیئر سے اٹھنے لگا تھا وہ ولید کی بات سن کر اس کی طرف مڑا تھا۔ بڑے بھائیوں کو چھوٹی بہنیں پیاری ہی لگتی ہے ولید میں متفق ہوں تمہاری بات سے! رایان اسے دیکھ کر کاٹ دار لہجے میں بولتا اندر چلا گیا جبکہ ولید اپنی آنکھیں گھما کر کچھ سوچتا ہوا شیطانیت سے ہنسے لگا۔

مشائم جو ایشا کو غصے سے پکارتی ہوئی اس کے روم تک پہنچی تھی کہ اسکے روم میں مکمل اندھیرا دیکھ کے ٹھٹھکتی ہوئی لائٹ آن کرتی تھوڑا آگے بڑھتی گھبرا کر بھاگتی ہوئی زمین پر گری ایشا کو اٹھانے لگی۔

ایشو اٹھو کیا ہو گیا ہے! اٹھو ناں۔۔۔ ایشا۔۔۔ میں۔۔۔ میں پانی لاتی ہوں!! مشائم اسے بے سد دیکھتی سائنڈ ٹیبل سے جگ اٹھا کر گلاس میں پانی ڈالتی واپس سے ایشا کے پاس آئی تھی اور اس کا سر اپنی گود میں رکھ کر اس کے اوپر پانی کا چھڑکاؤ کرنے لگی۔

تھوڑی سی ہی مشقت کے بعد ایشا ہوش میں آگئی تھی۔

اسے جیسے ہی ہوش آیا وہ خوف سے کانپتی مشائم کے
گلے لگ گئی۔ مشائم خود پریشان ہو گئی تھی لیکن اس نے
کسی کو کمرے میں بلانے سے بہتر خود ہی ایشا کو
اٹھانے کی کوشش کی اور وہ ہوش میں آگئی۔

کیا ہوا تھا تم بیہوش تھی ایشا اتنا کانپ کیوں رہی ہو!!
مشائم اسکی کمر سہلاتی ہوئی استفسار کرنے لگی۔
مشی۔۔۔ کوئی۔۔۔ کوئی

میرے۔۔۔ کمرے۔۔۔ میں۔۔۔ آیا۔۔۔ تھا۔۔۔ اس۔۔۔ نے۔۔۔ مجھے
کہا۔۔۔۔۔ ریلیکس میری جان تم پہلے پانی پیو

مشائم اسکو موٹے موٹے آنسوؤں کے ساتھ ہچکیاں سے
بولتے دیکھتی اسے ریلیکس کر کے پانی پلانے لگی۔ ایشا
کا جسم بخار سے تب چکا تھا۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ میرے روم میں آیا
تھا مشی اس نے مجھے اس نے۔۔۔ میری۔۔۔ گردن۔۔۔ مجھے
بہت ڈر لگ رہا ہے۔

ایشا اتنی بری طرح ڈر چکی تھی کہ وہ بتانے کی کوشش
کرتے ہوئے بھی پسینے سے نہا گئی تھی۔ اچھا ٹھیک ہے
میں دیکھتی ہوں کون ہے۔ مشائم اس کی حالت دیکھ کر

پریشان ہوئی تھی لیکن وہ اسکو ریلیکس کرنے کے لیے
روم کی ٹیرس واشروم بیڈ کے نیچے ڈریسنگ روم ہر
ایک کونا دیکھتی ڈری ہوئی ایشا کو زمین سے اٹھاتی اس
کے ساتھ صوفے پر بیٹھی۔

ایشو کوئی بھی نہیں ہے تم ڈر گئی ہو گی! روم میں
اندھیرا کر کے کیوں سوتی ہو دیکھو تمہارے دماغ میں ہر
وقت پھر جن بھوتوں کے خیالات رہتے ہیں اور آج تو تم
نے مجھے بھی ڈرا دیا تھا۔ کھانا بھی نہیں کھایا میں ایک
کام کرتی ہوں کھانا لاتی ہوں پھر ہم نے جانا ہے گھر بابا
بھی اکیلے ہیں

مشائم اس کو مطمئن کرتی صوفے سے اٹھی تھی۔ ایشا
جانتی تھی اس پر کوئی یقین نہیں کرے گا سب نے اس کا
مذاق ہی اڑانا ہے کیونکہ وہ ہارر موویز دیکھنے کی شوقین
تھی اور پھر ڈرتی ہی رہتی تھی۔

مشی تم میرے پاس رک جاؤ نا پلیز آج نہیں جاؤ!! ایشا
گلاس ونڈو کی طرف دیکھتی خوفزدہ لہجے میں بولی
تھی۔ اچھا ٹھیک ہے اب میں کھانا لے آؤں بھوک سے مر

رہی ہوں۔ تمہیں بھی آئرن کی کمی ہو رہی ہے اس لئے
بیہوش پڑی تھی پاگل لڑکی ڈرا دیا تھا تم نے تو مجھے
اگر ہوش میں ناں آتی تو خالہ نے بیہوشی میں ہی تمہیں
پیٹنا شروع کر دینا تھا۔

مشائم اسے آنکھ ونک کرتی شرارتی انداز میں بولی تھی۔
وہ ڈرنے والوں میں سے نہیں تھی ہر سیچویشن پہلے
خود سنبھانے کی کوشش کرتی تھی اور جب اسے لگتا تھا
کہ مسئلہ اس کی سمجھ سے باہر ہے تو پھر وہ اپنی مدد
کے لئے پکارتی تھی۔

شانزے۔۔۔ میں یہ نکاح۔۔۔ نہیں کر سکتی تم پلیز شہریار لالا
سے کہو کہ میں یہ نکاح نہیں کر سکتی! انشال جو انتہائی
بے باک سرخ لہنگے میں ملبوس مکمل دلہن بنی ہوئی تھی
اب اس کی جان نکل رہی تھی۔

اس نے بہت کوشش کی تھی کہ وہ یہ لہنگا نا پہنے دلہن
کی طرح نا سجے لیکن نازنین خانم نے اس کی ایک بات
نہیں سنی تھی اور زبردستی اسے دلہن کی طرح تیار کر

دیا تھا۔ انشال انکے حلق کا سب سے بڑا کانٹا تھی جس کے پیچھے ان کا بیٹا دیوانہ بنا پھرتا تھا وہ اسے جلد از جلد یہاں سے بھیج دینا چاہتی تھی۔

ان کا بھتیجا بہرام خانزادہ کیا چیز تھا یہ بات وہ جانتی تھی اور اسے مریم خانم کے خلاف ہر وقت بھرنے والی بھی وہی تھی۔ شانزے جو انشال کو لینے اسکے روم میں آئی تھی وہ اسے پھوٹ پھوٹ کر رو کر نیچے نا جانے اور نکاح سے انکار کر دینے کی ضد کرتے دیکھتی اب حقیقتاً پریشان ہوئی تھی

آپی آپ نے کیوں حامی بھری بہرام سے نکاح کی وہ کتنے برے ہیں۔ کتنے بدتمیز انسان ہیں آپ نے پہلے انکار کیوں نہیں کیا اب میں آپ کی کیا مدد کروں کیا آپ جانتی نہیں کہ وہ ایک قیامت کھڑی کر دیں گے لیکن مجھے اس وقت ان سے زیادہ خوف منہاں لالا کا ہے آپ ان کے ساتھ کیسے کر سکتی ہیں یہ جبکہ آپ جانتی بھی ہیں وہ آپکو کتنا پسند کرتے ہیں

شانزے دکھی لہجے میں بولی تھی اس کا بھائی پتہ نہیں

کہاں رہ گیا تھا اس کے علاوہ کوئی نہیں تھا جو شانزے کا
ساتھ دے کر انشال کو سپورٹ کرتا شانزے مجھ سے
غلطی ہو گئی بہت بڑی غلطی کر چکی ہوں میں!!

منہان سے کیسے معافی مانگوں گی وہ تو مجھے اس سب
کے لئے کبھی معاف نہیں کرے گا میں اس کو۔۔۔۔۔انشال
باجی آپ کو نیچے شہریار لالا بولا رہے ہیں آجائیں نکاح
میں دیر ہو رہی ہے

ملازمہ انشال کے کمرے میں آتی اسے شہریار خانزادہ کا
پیغام دیتی وہی کھڑی ہو گئی تھی۔ چلیں آپ اب وقت نہیں
پچھتانے کا اللہ آپ پر رحم کرے! شانزے دکھی دل سے
کہتی انشال کو سرخ گھونگھٹ اوڑھا کر اسے نیچے لاؤنچ
میں لے جانے لگی

وہ شدت سے دعا کر رہی تھی کہ کہی سے منہان آجائے
اور یہ نکاح رک جائے اس کا لالا احد خانزادہ پتہ نہیں
کہاں رہ گیا تھا۔

بہرام خانزادہ سرخ لہنگے میں ملبوس پوری طرح
گھونگھٹ میں چھپی ہوئی انشال خانزادی کو دیکھ کر
نفرت سے گھور رہا تھا۔ وہ مولوی صاحب کے ساتھ
صوفے پر بیٹھا پیچ تاؤ کھا رہا تھا

تو یہ لڑکی گونگی ہو چکی ہے اس کو تو میں آج مار ہی
دونگا!! بہرام خانزادہ لہو رنگ آنکھوں کے ساتھ بیٹھا
اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر غصے سے سوچ رہا تھا۔ اس
کا دماغ گھومنے لگا تھا

نشہ آہستہ آہستہ حاوی ہو رہا تھا وہ مولوی صاحب کو
لانے میں پورے گھنٹے کی دیری کرتا حرام مشروب پی
کر خود کو کالم ڈاؤن کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ کہی
گر جائے حویلی نا پہنچ پائے لیکن پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا
کہ اس کے حواس معطل ہی نہیں ہو رہے تھے۔

مولوی صاحب جو نام میں نے نکاح نامے پر لکھوایا ہے
آج سے پانچ سال پہلے آپ نے ہی ان کا نکاح کروایا تھا آج
ایک بار پھر سب کے سامنے دوبادہ سے نکاح پڑھوا دیں

اس کے بدلے میں آپکو کروڑوں روپے دونگا! وہ حویلی پہنچنے سے پہلے مولوی صاحب کو ساری باتیں سمجھا چکا تھا۔

انشال صوفے پر آکر بیٹھ گئی تھی۔ بہرام خانزادہ آج بغیر کسی خوف کے اپنی جیب سے سگریٹ نکالتا لائٹر سے جلا کر اپنے لبوں میں دباتا مولوی صاحب سے مخاطب ہوا۔

نکاح شروع کریں مولوی صاحب میں بور ہو رہا ہوں!! وہ سگریٹ کا گہرا کش لیتا شہریار خانزادہ اور اپنے بابا سردار ہاشم خان کو طنزیہ مسکرا کر دیکھتا اپنا سر صوفے کی پشت سے لگاتا آنکھیں بند کر کے سگریٹ پینے لگا۔

شہریار خانزادہ کا خون کھول گیا تھا وہ بھی سگریٹ پیتا تھا مگر کبھی بھی اپنے خاندان کی عورتوں کے سامنے نہیں پی تھی منہاں بھی سگریٹ پیتا ہے یہ بات کسی کو بھی معلوم نہیں تھی سوائے بہرام اور احد خانزادہ کے

شانزے بہرام سے گھن کھاتی نفرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ بہرام سے صرف نفرت ہی کی جا سکتی تھی وہ ہمدردی کے تو قابل تھا ہی نہیں!! شانزے اسے اپنی شہد رنگ آنکھوں میں نفرت کے انگارے لئے دیکھ رہی تھی۔

اسکو انشال خان آج دنیا کی وہ بدنصیب ترین لڑکی لگی تھی جس نے منہان کو ٹھکرا کر بہرام کو چنا تھا! مولوی صاحب نکاح شروع کریں!! شہریار خانزادہ نے دانت کچکچا کر بہرام کو دیکھا تھا وہ اس وقت صرف نکاح ہو جانے کا انتظار کر رہا تھا۔

مولوی صاحب خوفزدہ ہو کر بہرام کو دیکھتے نکاح پڑھانے لگے تھے۔

انشال خان ولد شہسوار خان کیا آپ کو حق مہر دو کروڑ روپے میں منہان خانزادہ ولد سلطان خان کے ساتھ نکاح قبول ہے۔۔

مولوی صاحب کے لفظ تھے یا پھر بھالے جو سب کو چبھن سے حیرت زدہ کر گئے تھے۔ سب انہیں حیران تاثرات سے دیکھ رہے تھے جبکہ ایک بہرام خانزادہ تھا

جو اپنی آنکھیں موندھے سگریٹ کے گہرے کش ہی لے رہا تھا۔

اس وقت اگر کوئی سب سے زیادہ چل انداز میں بیٹھا ہوا تھا تو وہ بہرام ہی تھا۔ انشال خانزادی پانچ سال پہلے سنے جانے والے لفظوں کو پھر سے ایک بار سنتی اتنی بری طرح کانپی تھی کہ وہ صوفے سے نیچے گرنے والی تھی اگر شانزے اسے شانوں سے ناں پکڑتی تو اس نے زمین بوس ہو جانا تھا۔

وہ بھی سب کی ہی طرح حیرت سے مولوی صاحب کو دیکھ رہی تھی نازنین خانم کے تو دل کی دھڑکن ساکت ہو گئی تھی۔ مولوی صاحب لڑکے کا نام منہاں نہیں-----لالا مولوی صاحب کو کنفیوژن ہو گئی ہے شاید کوئی بات نہیں اٹس اوکے چلیں مولوی صاحب دوبارہ سے اپنے لفظ دہرائیں آپ بھی انسان ہیں خیر سے غلطی تو ہم انسان فرشتوں کی بھی معاف نا کرے لیکن آپکو معاف کر دیتے ہیں

بہرام خانزادہ بند آنکھوں سے بے حد بھاری لہجے میں بولا

کرتا طوفان بنا صوفے کی جانب بڑھ رہا تھا۔

اسکے دائیں گال سے خون رس رہا تھا سائڈ سے گردن
بھی زخمی تھی جو اس کی سفید شرٹ کا گربان داغدار کر
چکی تھی۔ سیاہ سلکی بال ماتھے پر نم ہو کر بکھرے
ہوئے تھے سُرمئی آنکھیں میں لہو پھوٹ آیا تھا۔

چہرے کے نقوش سختی سے تنے ہوئے تھے پورے جسم
کی رگیں ظاہر ہو رہی تھی یوں لگ رہا تھا کہ وہ جیسے
موت سے لڑ کر اپنا عشق چھیننے آیا ہو

شہریار خانزادہ اسکی حالت دیکھ کر پریشان ہو کر صوفے
سے کھڑا ہوتا ابھی آگے بڑھا ہی تھا جب بہرام خانزادہ
نے اس کا بازو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اپنی گردن نفی میں
ہلائی تھی۔

سردار ہاشم خان اپنے چھوٹے بھانجے کو دیکھ کر بے حد
پریشان ہوئے تھے اس نے اپنے بابا کو دیکھا ہی کہاں تھا
وہ ایک شہید کا بیٹا تھا اور انہیں سب سے زیادہ عزیز تھا

یہاں تک کے اپنے بیٹے بہرام سے بھی بھڑ کر تھا۔

مولوی صاحب آپ کا کام تو اب شروع ہو گا احد مجھے افسوس رہے گا کہ آج تم نہیں ہو اپنی بہن کو بچانے والے! بہرام مولوی صاحب سے کہتا دل میں احد خاندان پر طنزیہ ہنستا اپنی لہو رنگ سیاہ آنکھیں کھول کر صوفے سے کھڑا ہوا تھا۔

منہاں خاندان کسی کو بھی دیکھے بغیر تیزی سے طوفان بنا انشال تک پہنچا اور اسے گھونگھٹ کے اوپر سے ہی پیچھے گدی سے زور سے پکڑتا سب کے بیچ اسکے قریب جھکا!! دعا کرنا انشال میری سیج آج تمہیں سجانے نا پڑھے ورنہ ادھیر کر رکھ دوںگا۔۔۔

وہ اتنی شدت سے غرایا تھا کہ انشال کے پاس کھڑی شانزے منہاں کی بات سن کر لڑکھڑا کر پیچھے ہوئی تھی۔ بولو سب کو تم میری کیا ہو ورنہ جو گناہ تم نے میرے نکاح میں ہوتے ہوئے کیا ہے میں منہاں خاندان تمہارے سامنے دوسرا نکاح کسی راہ چلتی لڑکی سے کر کے ساری زندگی کے لئے تمہیں اپنے زندان میں ڈال دوںگا تمہاری

دی ہوئی قسم آج مجھے عاشق سے ایک وحشی بنا دے
گی!!

منہان اس کے بال چھوڑ کر اسے زور سے بازو سے پکڑ
کر کھینچ کر صوفے سے اٹھاتا اپنی مورے نازنین خانم
کی جانب بڑھا!! شہریار خاندادہ بہرام سے اپنا ہاتھ
چھڑواتا آگے بڑھ کر منہان کے ہاتھ سے انشال کی کلائی
آزاد کرتا جب منہان پوری قوت سے دھاڑا تھا

کوئی بھی آج میری عورت اور میرے بیچ میں آیا تو میں
منہان سلطان خاندادہ یہ عہد کرتا ہوں کہ اس خاندادہ
حویلی کو آتش کی نظر کر دونگا! بولو انشال خان تم میری
کیا لگتی ہو بتاؤ سب کو میرا تم سے کیا رشتہ ہے اور سب
سے پہلے شروعات میری مورے سے کرو جنہیں میری
موت ہو جانا تو منظور ہے لیکن چاہت کی کوئی فکر نہیں

منہان خاندادہ انشال کو نازنین خانم کے سامنے دھکیلتا
لاؤنچ میں رکھا کانچ کا واس توڑ کر چلایا تھا۔ سب دم
سادھے منہان کو ہی دیکھ رہے تھے۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے
منہان کیا تماشہ لگایا ہوا ہے تم نے کیوں میری بہن کا

نکاح---لالا---میں منہان---کے نکاح میں ہوں

شہریار خانزادہ جو منہان کی جانب بڑھ کر اسکا گربان
پکڑ کر چلاتا ہوا ابھی اسے ایک تھپڑ مارتا جب انشال ان
دونوں کے بیچ میں حائل ہوتی وہ سچ سب پر عیاں کر گئی
جس کا کسی کو گمان بھی ناں تھا۔

منہان خانزادہ انشال کو آج اپنے غضب سے آگاہ کر گیا تھا
وہ ابھی اپنا منہ ناں کھولتی تو یقیناً کچھ برا ہو جانا تھا۔
گڑیا یہ تم۔۔۔۔۔آپکی بہن نے پچھلے پانچ سالوں سے مجھے
جس جہنم کا حصہ بنائے رکھا ہے اس سب کا میں حقدار
نہیں تھا لالا

یہ بے رحم عورت میرے نکاح میں ہے میری بیوی ہے!
اور میں آج ہی انشال خان کی رخصتی چاہتا ہوں اگر کسی
نے بھی انشال اور میرے درمیان دیوار بن کر حائل ہونے
کی کوشش کی تو وہ مجھے سفید کفن میں لپٹے دیکھے گا
میں آج خود کو ختم کر لوں گا۔

منہان خانزادہ طیش سے انشال کو کلائی سے پکڑتا سب کو اپنے جائز اور پاکیزہ رشتے سے آگاہ کرتا حواس کھوتے ہوئے بولا تھا۔ نازنین خانم پر تو جیسے سکتہ طاری ہو گیا تھا وہ منہان کی بات سن کر خود کو گونگی محسوس کر رہی تھیں۔

منہان یہ تم کیا کہہ رہے ہو میرے بیٹے-----خانم بی آپکی بے رحم پوتی ہمیشہ سے سب پر بوجھ رہی ہے ناں سب نے اس کو اذیت کے سوا کچھ بھی نہیں دیا اس نے سب کی زیادتیوں کا بدلہ مجھ سے لے لیا

یہ میری بیوی ہے مجھ سے حلال رشتے میں جڑی ہے اسکی ذات پر اگر کسی نے کیچڑ اچھالا تو اپنے مقابل وہ منہان خانزادہ کو پائے گا! وہ سب کو جنونیت سے لبریز انداز میں بھاری لہجے میں کہتا انشال خان کی کلائی کو اتنی سختی سے پکڑ گیا کہ اگر وہ اپنے ہاتھ کو ہلکی سی بھی حرکت دیتی تو اس کی کلائی ٹوٹ جاتی!!

براوو۔۔۔۔بہرام پاگلوں کی طرح ہنستا ہوا منہان خانزادہ کو دیکھ کر بولا تھا۔ منہان خانزادہ نے بہرام کو قہر آلود

نگاہوں سے گھورا تھا۔ اس کے گھورنے پر بہرام سگریٹ
کا آخری کش لیتا اپنی گردن کو دائیں بائیں موو کرتا اپنی
فارم میں آیا تھا۔

میرا سارا مزا خراب کر دیا تو نے منہاں ورنا میں نے آج
پورا بندوبست کر دیا تھا کہ تیری گونگی بیوی-----اپنا منہ
بند رکھ بہرام ورنا میں تجھے جان سے مار دوں گا

تجھ سے زیادہ گرا ہوا انسان میں نے آج تک کسی کو بھی
نہیں پایا آج کے بعد اگر تو-----اوہ برو ایزی ایزی میں تیرا
شدت سے منتظر تھا اور میں کتنا گرا ہوا ہوں یہ آج سب
کو دکھاؤں گا!

وہ اسے آنکھ و نک کرتا اپنے باپ ہاشم خان کو دیکھنے
لگا تھا۔ تجھ سے کنفرم یہ کرنا تھا کہ احد بھی شامل تھا
اس نکاح میں یا پھر-----احد میری جان کا حصہ ہے وہ
مجھے کبھی تنہا نہیں چھوڑ سکتا میں نے ایک ہی سانپ
پالا تھا جسے آج سے بہت سال پہلے چھوڑ دیا!

منہاں غصے سے غراتا سب کے سامنے انشال کی کلائی
تھامے لاؤنچ کے دروازے کی جانب بڑھا!! کہاں لے کر
جا-----مورے یہ میری بیوی ہے اور بیوی وہی رہتی ہے
جہاں شوہر ہوتا ہے میں خانزادہ پیلس اب اس وقت لوٹوں
گا جب میرا غصہ آپ سب پر ختم ہو جائے گا

منہاں حتمی لہجے میں کہتا داخلی دروازہ عبور کر گیا وہ طوفان کی طرح آیا اور سب کچھ تہس نہس کر کے چلا گیا۔ وہ نازنین خانم کے سامنے انشال پر شدید غصہ ہونے کے باوجود بھی اسے آج معتبر کر گیا تھا۔

نازنین خانم اپنے بیٹے کو دیکھتی رہ گئی وہ کہتا تھا
انشال کے لئے اگر مجھے اپنا آپ بھی تباہ کرنا پڑا تو میں
پیچھے نہیں ہٹوں گا اسے اپنی دسترس میں لے کر ہی
رہوں گا آپ کی بہو بنا کر ہی دنیا سے جاؤں گا انشال میرا
عشق ہے میری ضد بن گئی تو ہاشم ماموں بھی دیکھتے
رہ جائیں گے آپ سب کے سامنے اسے لے جاؤں گا

نازنین خانم اپنے بیٹے کے لفظ یاد کرتی ساکت ہو چکی تھی۔ وہ سلطان خانزادہ کا بیٹا تھا اور وہ اپنا حق چھیننا

جانتا تھا۔ سردار ہاشم خان ایک لفظ بھی نہیں بولے تھے وہ ان کا لاڈلہ بھانجا تھا۔ اور اپنی ضد کا کتنا پکا تھا یہ سب جانتے تھے۔ شہریار خاندانہ نے کیوں منہاں کو نہیں روکا تھا کیونکہ وہ اسکو جان سے زیادہ عزیز تھا۔

بہرام خاندانہ کو آج پھر سے سب سے نفرت ہوئی تھی۔ وہ سب چپ تھے ستائیس سال پہلے جو ہوا اس میں اور آج جو کچھ ہوا اس میں کوئی فرق نہیں تھا۔ ہاں فرق صرف اتنا تھا کہ آج کسی اور کی سزا کاٹنے والا کوئی بھی نہیں بچا تھا۔

آپ سب لوگ آج کیوں چپ ہو گئے بابا کیا آپ کی انسٹ نہیں ہوئی آج! اب سوات جا کر سب کو کیا بتائیں گے آپ کہ ایک سردار جو اپنی بیوی کو طلاق کی دھمکی دے کر اپنے بیٹے کا جس لڑکی کے ساتھ نکاح کروا رہے تھے وہ تو پہلے سے ہی کسی کی بیوی نکلی

اور جو انسٹ سردار ہاشم خان کے بیٹے بہرام خاندانہ کی ہوئی ہے اس کا بھی تو ازالہ کرنا ضروری ہے نا!! ہے نا ضروری میرے پیارے بابا! ہر بار آپکا بیٹا بہرام

خانزادہ ہی کیوں قربان ہو

ہر بار مجھے ہی کیوں تنہائی ملے!! بہرام خانزادہ کی
آواز کی گونج منہاں سے بھی زیادہ اونچی تھی۔ خانم بی کا
تو دل پھٹنے والا ہو گیا تھا۔ بہرام تم یہ کس-----لالا پلیز
میری بات آپ بیچ میں ناں کاٹیں آج میں اپنے بابا اور اپنی
مورے کو ان دونوں کی حق تلفی یاد کروا رہا ہوں جو
میرے ساتھ کی گئی ناں بابا ملے ناں مورے ملی

ہر بار قربان بہرام نہیں ہوگا! بہرام خانزادہ کا انداز کاٹ
دار تھا۔ مریم خانم بیٹے کو دیکھ کر دل پکڑ چکی تھی
انہوں نے اپنے شہسوار لالا کا انتخاب کر کے بیٹا ہمیشہ
کے لئے کھو دیا تھا۔

بہرام میرے بیٹے میری بات-----مورے میں آپ کا بیٹا نہیں
ہوں! مریم خانم جو بہرام کی طرف بڑھ رہی تھی کہ اس
نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں روک دیا۔ میرا نکاح تو آج
ہو کر رہے گا یہ تو طے ہے

جس طرح منہان نے سب سے چھپ کر انشال سے نکاح
کیا اور احد بھی اس میں شامل تھا تو مجھے نہیں لگتا آپ
سب کو اب میرے کسی فیصلے پر اعتراض ہوگا! میں
بہرام خانزادہ اپنے چاچو زمان خان کی بیٹی شانزے خان
سے نکاح کرنا چاہتا ہوں

بہرام خاموشی سے خانم بی کے ساتھ کھڑی شانزے کی
طرف دیکھ کر ایسے انداز میں بولا تھا کہ جیسے اب
اگر اس کے فیصلے پر بھی کسی نے اعتراض اٹھایا تو وہ
بھی طوفان لے آئے گا۔

شانزے تو لڑکھڑا کر اسے دیکھنے لگی تھی کیونکہ اس
کے بابا زمان خان اپنی آخری سانسوں کے بیچ اس کا ولی
اپنے لالا کو بنا چکے تھے ان کی وصیت تھی کہ زمان
خان کی اکلوتی بیٹی شانزے خانزادی کی شادی وہ اپنی
مرضی سے کریں گے اور اس میں بولنے کا حق کسی کو
بھی نہیں ہوگا

وہ اس کی ذمہ داری اپنے بڑے لالہ سردار ہاشم خان کو
دے کر دنیا سے رخصت ہو گئے تھے۔ ہاشم خان نے اگر

ٹھیک ہے ہم تمہارا نکاح شانزے سے کروا دیتے ہیں!!
ہاشم خان کا فیصلہ جہاں بہرام کے سینے میں جلتی آگ کو
مزید گرما گیا تھا وہی ایک نازک کلی مرجھا گئی
تھی۔ شانزے کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ بہتے ہوئے آنسو خانم
بی کے ہاتھوں پر گرے تھے۔

بیشک خانم بی بڑی تھی خاندان کی لیکن فیصلہ سردار کیا
کرتے تھے اور فیصلہ ہو گیا تھا۔۔ غزالہ خانم نے ناز و پلی
بیٹی کو دیکھا تھا اور انہیں آج شدت سے دکھ ہوا تھا کاش
اسکا لالہ یہاں ہوتا وہ ایک کوشش تو کرتا اس نکاح کو اس
طرح سے روکنے کی

وہ وصیت جو ان کے شوہر کر گئے تھے اس کے بعد تو
انکار کا جواز ہی نہیں بنتا تھا۔ آج بھی قربان کیا گیا تھا پر
قربان ہونے والی اور کوئی نہیں بلکہ شانزے خانزادی
تھی۔۔

بہرام خانزادہ ولد ہاشم خان کیا آپکو یہ نکاح حق مہر
پانچ۔۔۔۔۔ پانچ نہیں مولوی صاحب دس!! دس کروڑ۔!! میں

اپنی بیوی کو اس کا حق مہر دس کروڑ ادا کروں گا!!
مولوی صاحب جو نکاح پڑھوانے لگے تھے کہ بہرام
خانزادہ نے انہیں بیچ میں ٹوکا تھا۔

اس کی آنکھوں میں ایک جنون ایک آگ سی تھی۔ اس کی
فتح ہوئی تھی اور آج وہ خود کو ساتوے آسمان میں
محسوس کر رہا تھا۔ اسکی بے حد گہری فتح مندانہ آواز
پر شانزے خان کی گھٹی گھٹی سی سسکیاں نکلی تھی جو
بہرام خانزادہ کو تیر کی طرح چبھنے لگی تھی۔

بہرام خانزادہ ولد ہاشم خان کیا آپکو یہ نکاح حق مہر دس
کروڑ میں شانزے خان ولد زمان خان کے ساتھ قبول
ہے! جی ہاں مجھے یہ نکاح اپنے پورے ہوش و حواس اور
دل و جان سے قبول ہے

بہرام خانزادہ اپنے سیاہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا دلکشی سے
بولا تھا۔ اس کا ایک ایک ایکٹ شانزے کو شدت سے
محسوس ہو رہا تھا۔ وہ کیوں اتنی مغروریت کی انتہا پر تھا
یہ بات اسے ہر چیز سے زیادہ اذیت دیتی آنسوؤں کا سبب
بن رہی تھی۔

اسے وہ دن یاد آیا تھا جب بہرام اور احد ایک دوسرے کے
مقابل آئے تھے اس نے کہا تھا وہ احد کی گردن پر پاؤں
رکھے گا اور وہ رکھ چکا تھا۔ اس نے کہا تھا وہ اپنا بدلہ
کسی پر نہیں چھوڑتا اور وہ بدلہ لے چکا تھا۔ وہ بہرام
خانزادہ تھا اپنے قول و فعل کا پکا

شانزے خان ولد زمان خان کیا آپکو یہ نکاح حق مہر دس
کروڑ میں بہرام خانزادہ ولد ہاشم خان کے ساتھ قبول ہے۔!
مولوی صاحب کے پوچھنے پر شانزے نے اپنے کپکپاتے
ہونٹوں کو حرکت دینے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔

اس سے لفظوں نے تو دور زبان نے بھی ساتھ دینے سے
انکار کیا تھا۔ حلق سے جیسے آواز ہی کہی گم ہو گئی
تھی۔ جسم ارتعاش کی کیفیت میں تھا اسے اپنا دماغ سن
ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

وہ جو کچھ دیر پہلے انشال کو قابل رحم نظروں سے دیکھ
رہی تھی اب خود کو اس قابل بھی نہیں سمجھ رہی تھی کہ
سانس بھی لے پاتی!! وہ اس انسان کی ہونے جا رہی تھی

جو اس کی نظروں میں ایک بے حد برا خراب اور ظالم
انسان تھا۔

جس سے وہ نفرت کرتی تھی پھر اسے کیسے قبول کرتی
جو اس سے نکاح صرف بدلے کے لیے کر رہا تھا۔
شانزے خان کی روح فنا ہو رہی تھی۔ بولو بیٹی سب انتظار
کر رہے ہیں

خانم بی نے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔ بہرام کا لہو
گرم ہونے لگا تھا اسے یہ نکاح احد خانزادہ کے آنے سے
پہلے ہر حال میں کرنا تھا جو وہ کبھی بھی نا ہونے دیتا!
احد اور وہ اب ایک اجنبی سے زیادہ کچھ بھی نا تھے
سالوں پرانی دوستی ختم ہو گئی تھی

شانزے خان ولد زمان خان کیا آپکو یہ نکاح حق مہر دس
کروڑ میں بہرام خانزادہ ولد ہاشم خان سے قبول ہے!!
مولوی صاحب نے پھر سے اپنے لفظ دوہرائے تھے۔ سیاہ
چادر میں مکمل طور پر چھپی ہوئی شانزے خان سر سے
لے کر پاؤں تک کانپتی اپنے نازک لبوں کو حرکت
دینے کی کوشش کرنے لگی۔

ق---قبول---قبول ہے!! مدھم سی آواز میں ٹوٹے لفظ اسکی زبان سے ادا ہوئے تھے۔ اور اس طرح تین دفعہ بہرام خانزادہ کو قبول کرتے شانزے خان نے خود کو اس کے نام کر دیا تھا۔

ایک مطمئن بے باک سی سانس بہرام خانزادہ نے اپنے لبوں سے خارج کی تھی۔ مبارک ہو بابا آج آپ اپنے مرحوم بھائی کی بیٹی کی ذمہ داری سے آزاد ہو گئے اور آپ کا بیٹا بہرام خانزادہ اسکا حقدار ہو گیا

لیکن وہ کیا ہے ناں موڈ میرا ابھی بالکل بھی نہیں آپ کی بھتیجی کو اپنے کمرے۔۔۔میرا مطلب ہے رخصت کرنے کا کیونکہ میں چاہتا ہوں احد خانزادہ اپنی بہن کی رخصتی میں لازمی شامل ہو اس نکاح کو تو وہ بیچارہ مس کر چکا ہی ہے اب میں اتنا ظالم بھی نہیں کہ ایک بھائی کو بہن کی رخصتی سے بھی محروم کر دوں!۔۔

آجائیں مولوی صاحب آپ کا کام اب ختم ہو گیا! بہرام خانزادہ اپنے سر کو بیزاریت سے جھٹکتا صوفے سے اٹھا

تھا۔ وہ بیٹھے بیٹھے تھک چکا تھا اس نے اب اپنا موڈ
فریش کرنے جانا تھا۔

شانزے کو اس نے ایک نظر دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔
وہ جو اپنے نصیب پر بے آواز رو رہی تھی بہرام کی
بیزاریت پر تلخی سے خود پر مسکرائی تھی۔ وہ جانتی تھی
بے مول ہونے کے دن اب اس کے تھے۔

اس کے بھائی نے جس شہزادی کی طرح اسے رکھا تھا یہ
ظالم فرون اس کی روح کانٹوں پر گھسیٹ کر اسے
شہزادی ہونے کی قیمت ادا کروائے گا! شانزے کا دل
دھاڑیں مار مار کے رونے کا چاہ رہا تھا۔

رخصتی تو دور وہ نکاح بھی نہیں کرنا چاہتی تھی اس کی
دسترس میں جانا اپنی ذات کی تذلیل تھی اور اسے اپنی
تذلیل قبول نہیں تھی کیونکہ وہ کبھی بھی اس کا نہیں ہو
سکتا تھا۔

وہ صرف ایک بدلہ تھی اس کے لئے بیوی نہیں! وہ ابھی

تک صرف بہرام کی بدتمیزی ڈھیٹائی اور خود سری سے واقف تھی۔ آج اسے پتہ چلا تھا وہ سگریٹ بھی پیتا ہے اور بے شرمی سے ایک مولوی کے ساتھ بیٹھ کر گہرے گہرے سوٹے لگا کر سب کو اپنے سوٹے باز ہونے سے آگاہ کر کے جیسے بڑا عظیم کام کر رہا تھا۔

وہ ڈرنک بھی کرتا ہے نائٹ کلب بھی جاتا ہے اس کی گرل فرینڈز بھی ہیں اور یہی نہیں وہ ریڈ لائٹ ایریا بھی جاتا تھا طوائفوں کا رقص دینے یا پھر وہ تعلقات بھی بناتا ہے۔ یہ سب کچھ شانزے جیسی پردہ دار نمازوں کی پابند بے حد معصوم لڑکی سے اب تک چھپا ہوا تھا۔ ورنہ وہ مرنا پسند کرتی بہرام کے ساتھ جائز رشتہ تو ناممکن تھا وہ اپنے لئے قبر کی مٹی چن لیتی

شانزے خان دل برداشتہ ہو کر صوفے سے اٹھی اور سسکیوں سے روتی ہوئی تیزی سے سیڑھیوں کی جانب بھاگتی ہوئی دوسری منزل پر موجود اپنے کمرے میں چلی گئی۔

بہرام خانزادہ اسے اس طرح اٹھ کر جاتے دیکھتا اپنی

آنکھیں گماتا ہوا کسی کو کال ملاتا خود بھی لاؤنچ سے
نکل گیا شہریار خاندانہ ایک نظر اپنے ماموں کو دیکھتا
حویلی کے مردان خانے کی جانب بڑھ گیا۔

نازنین خانم کا تو خون کھول رہا تھا وہ انشال خان کو اب
جان سے بھی مار دیتی تو انہیں سکون نہیں ملتا تھا۔ پلوشہ
خانم کا دل ہر قسم کے احساس سے خالی تھا آج جو کچھ
بھی ہوا انہیں کسی بھی چیز سے کوئی فرق نہیں پڑھا ان
کا تو سب کچھ پہلے ہی بکھر گیا تھا انہیں اپنے غم کے آگے
ہر چیز چھوٹی لگتی تھی۔

مریم خانم اپنے ظالم شوہر سے منہ موڑ کر خانم بی کی
ویبل چیئر دھکیلتی ہوئی ان کے کمرے کی جانب بڑھ گئی
جبکہ غزالہ خانم اپنی بیٹی شانزے کو دیکھنے سے بھی
گریز کر رہی تھی اور سب سے زیادہ خوف انہیں اپنے
بیٹے احد کا تھا

حویلی میں طوفان تو اب آنا تھا وہ جانتی تھی احد کبھی
بھی اس رشتے سے راضی نہیں ہو گا!! بہرام اور وہ
دونوں عنقریب آمنے سامنے ہونے والے ہیں انہیں اپنی

بہن کشمالہ خان پر ہوئی زیادتیوں کا ایک بار پھر سے دکھ
ہوا تھا اور اب تو شاید دکھ ساری زندگی ہونا تھا۔

منہان خانزادہ کی گاڑی اسکے فلیٹ کی بلڈنگ کے سامنے
آکر رکی تھی۔ اسلام آباد سے لاہور تک کا فاصلہ ان دونوں
نے موت سے سنائے میں طے کیا تھا۔ انشال خان نے شاید
اپنی سانسیں بھی روک لی تھی وہ مردہ سی فرنٹ سیٹ پر
گھونگھٹ میں بیٹھی تھی جبکہ منہان خانزادہ وہ منظر بار
بار اپنی آنکھوں کے سامنے آتے دیکھ وقفے وقفے سے
چلا رہا تھا ورنہ دل اس کا پھٹ جاتا

اف کتنا مشکل ہوتا ہے نا اپنے محبوب کو کسی اور کے
پہلو میں بیٹھے دیکھنا! منہان خانزادہ اسٹیئرنگ پر زور
سے ہاتھ مار کر چلاتا گاڑی سے اتار کر غصے سے بھرا
فرنٹ سیٹ پر مردہ حالت میں بیٹھی انشال خان کو دیکھ
اس کی جانب کا دروازہ کھولتا اسکے اوپر جھکا تھا۔

اس نے بہت زیادہ بے دردی سے انشال کی نازک کمر کو
اپنے ہاتھوں کی مٹھیوں میں جکڑا تھا انشال خان کے منہ

سے سسکی بھی نہیں نکلی تھی جب وہ اسے گردن سے
دبوچ گیا!!! بے وفا عورت کیا سوچ کر مجھ سے دغا
کرنے جا رہی تھی!

وہ گھٹی گھٹی آواز میں پہنکارا تھا اس کا خون ابل رہا تھا۔
انشال اس کی سخت گرفت پر اپنے نازک ہاتھ منہان کے
ہاتھ پر رکھتی اپنی گردن چھڑوانے کی کوشش کرنے
لگی۔ وہ آج اس قدر ڈر رہی تھی کہ سانس آنا بھی محال ہوا
تھا۔

آگ لگا دونگا اس عشق کو جو بے وفا عورت سے کیا!!!
منہان اسکی گردن جھٹکے سے چھوڑتا اسے بازو سے
گھسیٹ کر گاڑی سے نکالتا بلڈنگ کے اندر کی جانب
بڑھا انشال اس کے ساتھ گھسیٹتی ہوئی جاتی جا رہی تھی۔

وہ دونوں جیسے ہی فلیٹ کے اندر داخل ہوئے منہان
خانزادہ نے پہلی فرصت میں انشال خان کا سرخ گھونگھٹ
اتار کر زمین بوس کر دیا وہ اس پر مزید غصہ کرتا جب
اس کے قدم زنجیر ہو گئے۔

منہ تانبے کی مانند سرخ ہو گیا گردن اور ہاتھوں کی نیلی
رگیں واضح ہونے لگی اس کا دل چاہا اس بیوفا کو آگ لگا
دے۔ اس نے ایسا حُسن شاید ہی کبھی دیکھا تھا جو انشال
خان کے بے ہودہ لباس سے چھلک رہا تھا۔

اس نے یہ بڑا سا گھونگھٹ نا لیا ہوتا تو منہاں خان اس کو
بہت پہلے ہی آگ لگا دیتا!! انشال خان جتنی حسین تھی وہ
آج منہاں کو اتنا ہی زخمی کر رہی تھی۔ منہاں خانزادہ اپنی
سرخ سُرْمئی آنکھوں میں آگ سی بھسم کر دینے والی
چنگاریاں لئے اسکو سر سے پاؤں تک استحقاق سے
گھورتا اپنی لہو آلود ہوتی وائٹ شرٹ کے بٹن جارحانہ
انداز میں کھولنے لگا

انشال اسے شرٹ اتارتے دیکھتی لڑکھڑا کر پیچھے کی
جانب قدم لینے لگی وہ کیا کرنے والا تھا اس کے اوسان
خطا ہو رہے تھے۔ منہاں خانزادہ اپنی شرٹ اتارتا پیچھے
کی جانب قدم لیتی انشال کی طرف بڑھاتا کمر پر ہاتھ ڈال
کر اسے اپنے ساتھ لگا گیا۔

انشال کی بھوری آنکھیں پھٹنے کی حد تک کھل گئی تھی

کیونکہ منہاں اسکے بے حد شارٹ بلاؤز کی دوریاں ایک جھٹکے سے توڑ گیا تھا۔ بلاؤز انشال کے کندھوں سے سرکتا ہوا اسکی دھڑکن پر سے بھی سرکتا جب وہ اپنے دونوں ہاتھ بلاؤز پر رکھتی سسکیاں بھرنے لگی۔

بھوری آنکھوں نے آنسو بہانا شروع کیے تھے۔ منہاں اس کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر اس کی کمر کے پیچھے کر کے انشال کو دیوار سے لگاتا اسکی بھوری آنکھوں میں اپنی سُرْمئی آنکھیں گاڑھ گیا۔

میرے نکاح میں ہوتے ہوئے کسی اور کے نام کا سرخ جوڑا پہن کر جو آگ تم نے میری روح میں لگائی ہے ناں انشال منہاں خاندانہ میں اپنا حق لینے پر آیا تو قسم کھاتا ہوں مجھے خود کے اندر محسوس کرنے سے پہلے ہی جان سے جاؤ گی!

خود کو بے لباس کرو ورنہ یہ لال رنگ مجھ میں لاوے دہکا کر وحشی پنے کی ہر حد پار کر دے گا!! منہاں خاندانہ اس کے ہونٹوں کو اپنے فوکس پر رکھتا ہوا کاٹ دار لہجے میں پھنکارا تھا۔

مم۔۔میرے۔۔۔پاس۔۔۔کپڑے۔۔۔نہیں۔۔۔میں۔۔۔۔۔جب ایک نا محرم
کے لئے آدھا جسم نمایا کر سکتی ہو تو پھر اپنے بدنصیب
محرم پر پوری نمایا کیوں نہیں ہو سکتی

منہان زور سے دیوار پر اپنا ہاتھ مارتا غضبناک آواز میں
چلایا تھا۔ انشال خان جس بے ہودہ سے لہنگے میں ملبوس
تھی منہان کا غصہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ اس کا
خوبصورت بھرا ہوا جسم پیٹ سے برہنہ تھا۔

بلاؤز کے گہرے گلے سے دھڑکنیں آدھی واضح ہو رہی
تھی جبکہ کمر پر صرف ایک ڈوری تھی جو اگر ٹوٹ
جاتی تو انشال خان کا مخملی سراپا منہان پر واضح ہو
جاتا۔

انشال خان اتارو اس بدرنگ لباس کو ورنا آج میں درندگی
کے سارے تقاضے اپنے عشق پر فاتحہ پڑھ کر پورے کر
دونگا! منہان خانزاد اپنے حواس کھو چکا تھا وہ اس وقت
ایک انا پرست شوہر تھا ایک بکھرا ہوا زخمی عاشق!! جو
ایک زخمی شیر سے بھی زیادہ خطرناک ہوتا ہے!

مم۔منہاں۔میں۔۔۔۔ایک لفظ بھی منہ سے نکالا تو اچھا نہیں
ہو گا!! جتنا کہا ہے اتنا کرو۔! وہ انشال کے ہونٹوں کو
اپنے انگوٹھے سے بے دردی سے مسلتا صوفے پر جا کر
بیٹھتا اپنی بلیو پینٹ کی پوکٹ سے سگریٹ اور لائٹر نکالتا
انشال کو دیکھتے ہوئے سگریٹ کو جلا کر اپنے ہونٹوں
میں دباتا گہری سانسیں بھرنے لگا۔

اس کا تنفس غصے کی شدت سے پھولا ہوا تھا۔ میرے
کمرے میں آنے سے پہلے یہ بے حیائی کا لبادہ اترا ہوا ہونا
چاہیے ورنہ میں آج ایک سیکنڈ نہیں لگاؤں گا اپنی درندگی
دکھانے میں

وہ سینٹرل ٹیبل پر لات مار کر چکنا چور کرتا اس سہمی
ہوئی حسینہ کو گہری آواز میں دھمکاتا اپنی آنکھیں
موندھتا اپنا غصہ قابو کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ انشال
خان اس سے بری طرح ڈرتی نیچے جھک کر اپنا دوپٹہ
اٹھاتی کمرے کی جانب بھاگی تھی

اسی روم میں جہاں اس نے پانچ سال پہلے نکاح کے پیپرز

پر سائن کیے تھے اسی روم میں جہاں اپنے دل کے مقام
پے پستل رکھ کر اس نے منہاں خانزادہ کی سانسیں روک
دی تھی۔۔۔

وہ خوفزدہ ہو کر روتی ہوئی ڈریسنگ روم میں جاتی وارڈ
روب سے کوئی ایسا لباس تلاشنے لگی جس میں اس کا
جسم اچھے سے چھپ جائے لیکن یہاں تو سارے کپڑے
منہاں کے ہی تھے۔

اس کی ٹی شرٹس ڈریس شرٹس پینٹس ٹریک سوٹ شلوار
قمیض کے علاوہ اس کی مردانہ شالیں تھی۔ پوری وارڈ
روب منہاں کی چیزوں سے کپڑوں سے بھری ہوئی تھی۔
یہاں انشال کا کچھ بھی نہیں تھا وہ کیا پہنے اس کے پاس
کچھ بھی تو نہیں تھا۔

انشال خان ابھی مزید روتی جب کمرے کا دروازہ زور
سے کھلا تھا۔ منہاں خانزادہ اپنے بھاری قدموں کے ساتھ
اندر داخل ہوا تھا وہ انشال کو ابھی تک اسی لال لہنگے
میں دیکھ کر کمرے کی لائٹس آف کرتا اسے کھینچ کر بیڈ
پر دھکیلتا اس کے اوپر آیا تھا۔

کیوں کیا میرے ساتھ ایسا!! کیوں انشال کیوں!! میں ہر
سانس کے ساتھ تڑپ رہا ہوں آپ کی بیوفائی سہتے! نکاح
کو آپ نے مذاق سمجھ لیا ہے نا بچوں کا کھیل! آپ کو پتہ
ہے اس جسم میں آپ کو بھسم کر کے تڑپا دینے کی آگ
جل رہی ہے لیکن آگ میں خود کو نہیں آپ کو لگاؤں گا

وہ انشال خان کے لہنگے کے بلاؤز کو اس کے جسم سے
جدا کرتا زمین بوس کر گیا یہی نہیں اس نے ایک ہی
سیکنڈ میں اس کے لہنگے کو بھی زمین کی زینت بنایا اور
لائٹر جلا کر زمین بوس ہوئے اس لباس کو آگ لگا دی جو
کب سے اسے کانٹوں پر گھسیٹ رہا تھا

انشال خان ڈر کر منہاں خانزادہ کی گردن میں اپنے دونوں
ہاتھ ڈالتی اس کے جسم میں چھپنے کی کوشش کرنے لگی
جب اس نے انشال خان کے دونوں ہاتھوں کو اپنی گردن
سے دور جھٹک کر اپنے ایک ہاتھ میں زور سے پکڑ کر
تکیے پر پن کر کے اسے اس طرح دیکھا تھا کہ اسے
چھونے کا حق بھی انشال خان کھو چکی ہو

خبر دار ان ہاتھوں سے مجھے چھونے کی کوشش بھی کی
تو جن سے اتنا گھٹیا لباس زیب تن کر کے کسی اور کے
لئے سجی تھی۔!! کمرے میں شدید اندھیرا تھا صرف آگ
جلانے سے ہلکی سی روشنی نمودار ہو رہی تھی جو
انشال کے لہنگے کو جلا رہی تھی۔

مم۔۔مجھے۔۔۔شرم۔۔۔۔۔انشال خان یہ شرم آپ کو اس وقت
کیوں نہیں آئی جب میرے نکاح میں ہوتے ہوئے دلہن کی
طرح سچ سور کر مجھ کو روح سے محروم کرنے لگی
تھی آپ

بولو کیوں کیا ایسا کیوں مجھے سزا دی ایک عشق ہی تو
کیا تھا میں نے تم جیسی بے وفا لڑکی کو اپنی روح میں ہی
تو بسایا تھا میں نے بتاؤ کیا گناہ تھا میرا کیوں حلال
رشتے کی بے حرمتی کی انشال

درد ہو رہا ہے مجھے دیکھو یہ آگ اس سے کہی گناہ
زیادہ اس لمحے میں جلا ہوں جب آپکو گونگھٹ میں
سجے دیکھا تھا! تکلیف ہو رہی ہے مجھے بے حد درد اس
دل میں جو تم جیسی بے رحم بے وفا عورت کے نام پر

دھڑکتا تھا۔

منہان خانزادہ اس کی دھڑکنوں میں اپنا چہرہ چھپائے
بے حد مدہم لہجے میں بولتا آخر میں شیر کی طرح چلایا
تھا انشال خان کو اپنی دھڑکنیں نم ہوتی محسوس ہوئی
تھی۔ کیا وہ رو رہا تھا

منہان۔۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔مر جانا چاہتا ہوں دعا کرو تم اس نکاح
سے آزاد ہونا چاہتی تھی ناں تو ٹھیک ہے میں منہان
خانزادہ ولد سلطان خان اپنے پورے ہوش و حواس میں
انشال خان۔۔۔۔۔اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتا کہ
انشال خان اپنی گردن تکیے سے تھوڑا اوپر کو اٹھاتی
منہان خانزادہ کے عنابی لب اپنے نازک پنگھڑیوں سے
چھوتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

اس کے ہونٹ منہان کے ہونٹوں کے اوپر تھے وہ انہیں
اپنے لبوں میں قید نہیں کر سکی تھی کیونکہ منہان نے
بہت بری طرح اسے جکڑا ہوا تھا۔ کیا وہ اسے طلاق دینے
لگا تھا انشال خان کے سر میں شدید درد کی ٹھیسیں
اٹھنے لگی تھی۔

منہان اسکی حرکت پر رک کر اسے دیکھنے لگا تھا اسکی
بھوری آنکھوں میں پہلے سے بھی زیادہ خوف نظر آرہا
تھا۔ منہان اسکی گردن کو اپنے ہاتھ میں پکڑتا اس کی
آنکھوں میں لہو رنگ سُرمئی آنکھیں گھاڑتا تکیے پر پٹخ
کر اس پر مکمل حاوی ہوتا پھر سے اپنے لفظ دہرانے لگا۔

میں منہان خانزادہ ولد سلطان خان اپنے پورے ہوش و
حواس میں انشال خان ولد شہسوار خان کو تمام تر
بے رحمی بے رخی اور بے وفائی سمیت آخری سانس تک
قبول کرتا ہوں!۔۔

وہ اپنی بات جنونیت سے لبریز لہجے میں کہتا انشال کی
پھولوں کی مانند نازک پنگھڑیوں کو اپنے منہ میں لے کر
بے حد سختی سے قید کرتا ان کا رس نچوڑنے لگا۔ وہ شدید
تپش لئے اپنا تمام تر غصہ انشال کو سانسوں کا محتاج بنا
کر اتار رہا تھا۔

اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ایک ہاتھ میں جکڑے
تکیے میں دھنسا کر خود پر اور انشال پر کمفرٹر ڈالتا اس

کی گردن کو دبوچے انشال کے لبوں کو زخمی کر رہا تھا۔
وہ مچھلی کی طرح سانسوں کے لئے تڑپ رہی تھی اور
منہاں اسے شدت سے تڑپا رہا تھا۔

بہرام خانزادہ اس وقت نائٹ کلب میں بیٹھا ڈرنک کر رہا
تھا۔ آج کا دن ہی شاید منحوس تھا جو اس پر نشہ سوار
ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ آج اس نے انشال سے
زیادہ شانزے کو دیکھا تھا جس کی شہد رنگ آنکھوں میں
صرف نفرت تھی۔

نفرت کے علاوہ کوئی ایسا عکس نہیں تھا جو اس نے
کبھی بھی اس کی آنکھوں میں دیکھا ہو! آج وہ احد کی بہن
کو بیوی بنا کر جشن منا رہا تھا۔ وہ ابھی پینے میں
مصروف سوچ میں گم تھا جب ایک لڑکی اسکی لیپ میں
آکر بیٹھی تھی۔

اس نے انتہائی بے ہودہ باریک سا نیٹ کا ڈریس پہنا ہوا تھا
جو اسے رانوں تک آرہا تھا۔ وہ شاید اس کلب کی ڈانسر
تھی۔ ہیلو ہینڈسم!! بہرام خانزادہ نے ڈرنک ختم کر کے

اپنی لیپ میں بیٹھی لڑکی کو دیکھ کر قباحت سے اپنے
آدمی کو اشارہ کر کے سگریٹ جلا کر لبوں سے لگائی ہی
تھی جب اس نے بہرام کے لبوں سے سگریٹ پکڑنے کی
کوشش کرتے ہوئے اسے پکارا تھا۔

بہرام اس کے ہاتھ کو کلائی سے پکڑ کر زور سے دور
جھٹک گیا۔ ڈونٹ یو ڈیئر ٹو ٹچ اٹ!! بہرام خاندانہ نے
ایک گہرا کش لے کر اپنی انگلیوں میں پکڑ کر اس لڑکی
کی آنکھوں کے سامنے لہرا کر بھاری آواز میں بولا تھا۔

بیسٹ یو نو آئی ہیٹ اسموکنگ ہاؤ کین آئی کس یو۔۔!! وہ
لڑکی ایک ادا سے اُس کی بلیک شرٹ کے کھلے ہوئے
اوپری دو بٹن پر اپنی نازک انگلی پھیرتی اُسکے ہونٹوں
کے قریب اپنا منہ کرتی ناراضگی سے بولی تھی۔

روبی ڈارلنگ! آج تو میرا بالکل بھی موڈ نہیں تمہیں
دیکھنے کا!! اس لئے ابھی میرا موڈ خراب مت کرو! بہرام
خاندانہ اسے اپنی لیپ سے جھٹک کر اٹھاتا ٹیبل پر اس
کی کمر لگاتا اپنی چیئر سے اٹھا تھا۔ اس کے اٹھنے پر اس
کے آدمی بھی چوکنے ہو گئے تھے۔

ورنا کیا کرو گے مجھ پر وحشی بن کر ٹوٹ پڑو گے!!
روبی اس کی شرٹ کو سینے سے پکڑ کر اپنی طرف
اسکا رخ کرتی اسکو بے شرمی سے اشارہ کرتی بولی
تھی۔ بیسٹ کی وحشت ایک ہی عورت کے جسم پر اترے
گی جو اس کے دل کی ملکہ بنے گی

وہ روبی کے قریب جھک کر اسے آنکھ ونک کرتا آگے
بڑھا ہی تھا کہ اس کی شرٹ کو پیچھے سے روبی نے
سے جکڑا تھا۔ اور کون ہوگی وہ! روبی اسے خود پر
جھکائے بولی تھی۔

وہ جو نمکین حُسن رکھتی ہے!! جسکو چھونے والا پہلا
مرد میں ہونگا اور سب سے بڑھ کر یہ۔۔۔ وہ مزید اس کے
کان کے قریب جھکا۔۔۔ جو میرے نکاح میں۔۔۔ اوہ ف*! تم
اس لئے مجھے ایک سال سے اپنے پیچھے خوار
کر۔۔۔ گیٹ اوے روبی

مشکل سے نشہ چڑھنا شروع ہوا ہے اب تم میرا دماغ
چاٹنا بند کرو! بہرام خانزادہ کی آنکھوں میں بار بار اس کی

نئی نویلی منکوحہ کی نفرت سے بھری آنکھیں آرہی تھی
جو اس کا خون گرما رہی تھی۔۔

تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا بیسٹ کہ آج تم۔۔۔۔۔شٹ اپ!!
آج تو میں کسی اور سے ملاقات کے شوق میں ہوں!!
بہرام خاندادہ اپنی نشے سے بھری سرخی مائل آنکھوں
میں چمک لئے کلب سے باہر کی جانب بڑھا تھا۔ اسے آج
ایک حسین ترین ملاقات کرنی تھی جس کے لئے اس نے
ایک ایک لمحہ گن کر گزارا تھا۔

رات کے دو بج رہے تھے جب بہرام خاندادہ کی بڑی سی
سیاہ لینڈ کروزر بے حد حسین عالیشان خاندادہ حویلی کے
کار پورچ میں آکر رکی تھی۔

وہ کبھی بھی رات کے اس پھر خاندادہ حویلی نہیں آیا تھا
اسکی عمر ستائیس سال تھی کوئی ایک ایسی رات نہیں
آئی تھی جو اس نے خاندادہ حویلی میں گزاری ہو

یہاں اسکی مورے رہتی تھی لیکن وہ پھر بھی یہاں نہیں آتا

تھا سال میں صرف ایک بار آتا تھا وہ بھی چند گھنٹوں کے لیے جب اس نے اپنی بڑی پھوپھو پلوشہ خانم سے ملنا ہوتا تھا۔

ہاں البتہ وہ سال میں کافی چکر خانزادہ پیلس کے لگا لیا کرتا تھا جہاں اسکی چھوٹی پھوپھو نازنین خانم رہتی تھی۔ بہرام خانزادہ کو رات کے اس پہر دیکھ کر چوکیدار بھی حیران تھا۔

وہ اپنی گاڑی سے اترتا ایک نظر پوری حویلی کو دیکھ کر اندر جانے کی بجائے مطمئن قدم اٹھاتا حویلی کی پچھلی جانب بڑھ گیا!! حویلی میں سنائے کا راج تھا سب سو رہے تھے یا پھر غمزدہ تھے یہ کہنا مشکل تھا۔

احد خانزادہ کی گاڑی کو حویلی کے کار پورچ میں کھڑا دیکھ کر بہرام خانزادہ کمینگی سے مسکرایا تھا۔ وہ ہسنتا ہوا اپنی پینٹ کی پوکٹس میں ہاتھ ڈالتا شاہانہ چال چلنے لگا۔

اپنی ڈیوٹی نبھاتے ہوئے تمام گارڈز اس کو دیکھ کر
چوکنے ہوئے تھے مگر کسی میں ہمت نہیں تھا اس سے
سوال جواب کرنے کی! حویلی کے مردان خانے میں
شہریار خانزادہ تھا

اس نے کسی کو بھی فلحال اپنے پاس آنے سے منع کیا تھا
ورنا حویلی میں کون آتا ہے کون جاتا ہے اسے پل پل کی
رپورٹ مل جایا کرتی تھی۔

بہرام خانزادہ کے قدموں میں عجلت سی آئی تھی اس کے
نمبر پر روبی کا فون آرہا تھا پتہ نہیں کیوں وہ جب سے
نکاح کر کے گیا تھا کسی بھی لڑکی کی جانب دیکھ رہا تھا
تو اس کی نظروں کے آگے آگ اگلتی نفرت سے بھری
شہد رنگ آنکھیں آجاتی تھی۔

کیا تھا یہ نکاح کا اثر تھا یا پھر بات کچھ اور تھی وہ
اسکے حواسوں پر کیوں سوار سی ہوتی محسوس ہو رہی
تھی وہ بھی کچھ ہی گھنٹوں میں! بہرام خانزادہ پچھلی
طرف سے حویلی کے اندر انٹر ہوتا اپنی منزل کی جانب
قدم بڑھانے لگا۔

منہان خانزادہ اسے اپنی قید سے آزاد کرتا اسکی گردن میں ہی اپنا چہرہ چھپا کر گہری گرم سانسیں لیتا اپنا طیش قابو کرنے میں ناکام ہو رہا تھا۔ اس کے جذبات منہ زور ہو رہے تھے۔

مکسڈ فیلنگز نے ایک ساتھ اسکے جیسے حواسوں کو ہی جکڑ لیا تھا۔ وہ بے حد طیش میں ہونے کے باوجود بھی اس ظالم عورت کے قابو میں تھا جیسے!! وہ چاہ کر بھی اُسکے ساتھ ویسا رویہ نہیں رکھ سک رہا تھا جیسے ایک انا پرست دل شکستہ مرد رکھتا ہے۔

انشال خان نازک پردوں میں منہان خانزادہ کے نیچے دبئی ہوئی تھی۔ اس کا جسم ہیٹھ ہو رہا تھا جسم سے حیا کے باعث تپش نکل رہی تھی۔ سر میں شدید درد سا اٹھا تھا اسے اپنے سے میں ہتھوڑے لگتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

منہاں خانزادہ پچھلے دس منٹ سے اس کی گردن میں منہ
چھپائے ہوئے تھا ان دونوں کے بیچ گہری خاموشی چھائی
ہوئی تھی۔ انشال خان اسکے غصے کے خوف سے بخار
میں دھک گئی تھی۔

وہ اپنی پوری جان لئے اس نازک وجود کے اوپر تھا۔ اسکا
وزن انشال گھٹی سانسوں کے بیچ بمشکل برداشت کر رہی
تھی۔ وہ اگر ابھی اس سے اپنا حق لے لیتا تو وہ شاید مر
بی جاتی!! کمرے میں گھپ اندھیرا ہو گیا تھا انشال خان کا
لہنگا جل کر راکھ میں تبدیل ہو گیا تھا۔ وہ دم سادھے
اسکے نیچے لیٹی ہوئی تھی

پانچ سال انشال پانچ سال میں نے جاگتی آنکھوں سے ہماری
روحوں کے ملن کا خواب دیکھا ہے کبھی نہیں سوچا تھا
جس سے عشق کا دعویٰ دار ہوں اس کو یوں بے لباس کروں
گا!

میں نے اس رات کے بہت سے خواب سجائے تھے جس
گھونگھٹ کو میں نے دھڑکتے دل سے اٹھانا تھا میں آج

اسے راکھ بنا گیا! منہان خانزادہ کا لہجہ درد سے لبریز تھا
وہ اس سے شکایت کر رہا تھا یا پھر خود پر افسوس فرق
کرنا مشکل تھا۔ انشال کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔

میں مجبور-----تم مجبور نہیں تھی تم رضامند تھی!! انشال
پھر سے اسے اپنی صفائی دینے کی کوشش کرنے لگی
جب منہان خانزادہ غصے سے پھنکار کر اس کی بیوٹی
بون پر زور سے اپنے دانت گھاڑ گیا۔

آہ۔۔!! خان درد ہو رہا ہے! انشال خان درد سے تڑپتی
التجائیہ انداز میں بولی تھی درد وہ ہے جس کو ضبط
کرتے میں لاوے کی طرح ابل رہا ہوں!! منہان خانزادہ
اسے درد سے کراہتے دیکھ کر فوراً سے اس کے اوپر
سے اٹھا تھا۔

وہ بیڈ سے اترتا ڈریسنگ روم میں جاتا اپنی ایک اوور
سائز وائٹ کلر کی شرٹ لاتا انشال کو کمر سے جکڑ کر
صوفے پر بٹھاتا اسے اپنی شرٹ پہنانے لگا۔

وہ اسے شرٹ پہنا کر بازو سے پکڑ کر اٹھاتا واشروم کی جانب بڑھا تھا۔ منہان پلیر چھوڑو میرا ہاتھ دکھ رہا ہے!!
انشال اسے واشروم کی جانب بڑھتے دیکھتی ڈر کر مچانے لگی تھی۔

اسے اپنی ناک سے کچھ بہتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔ منہان اسے مزاحمت کرتے دیکھتا اپنے کندھے پر ڈال کر واشروم کا دروازہ کھولتا دم لائٹس آن کر کے اندر کی جانب بڑھا اور انشال کو اپنے کندھے سے نیچے اتار کر شاور کے نیچے کھڑا کرتا اپنی پینٹ کا بیلٹ اتار کر ان زیپ کرتے انشال کی جانب دیکھنے ہی لگا کہ اس کے ہاتھ فریز ہو گئے۔

اس کی دھڑکن رک سی گئی وہ اسے ٹھہر کر دیکھنے لگا۔ جو زمین پر گھبرا کر کچھ دیکھ رہی تھی اسے گھبرایا ہوا دیکھ کر منہان نے بے ساختہ پیچھے مڑ کر نیچے زمین کی جانب دیکھا اور ایکدم پریشان ہو کر تیزی سے انشال کی طرف بڑھ کر چند قدموں کا فاصلہ سیکنڈز میں ختم کر کے وہ اس کے منہ کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھر گیا

انشال یہ۔۔۔خون آپ کی ناک سے خون آرہا ہے!! وہ جلدی
سے ہینڈ شاور آن کرتا اس کی ناک سے نکلتے خون کو
صاف کرتا روف شاور آن کر کے انشال کو اس کے نیچے
کھڑا کر گیا۔

ٹھنڈا پانی اس کے جسم کو لمحوں میں بھگو گیا۔ انشال اب
تو پہلے سے بھی زیادہ خوفزدہ ہو گئی تھی۔ منہاں خانزادہ
اسے خود سے ڈر کر دیوار پر لگتے دیکھتا اپنے سینے
سے لگاتا جب وہ اپنی آنکھیں میچ کر روتی ہوئی پیچھے
ہو گئی۔

کیوں مجھ سے دور جا رہی ہیں خانی! آج تو ہمارے ملن
کی رات ہے!! وہ اپنا لہجہ نرم کرتا اُسے اپنے سینے میں
بھینجتے ہوئے تڑپ کر
بولاتھا۔!! سس۔۔سردی۔۔لگ۔۔رہی۔۔ہے۔۔سر۔۔دکھ۔۔رہا۔۔ہے۔!! ان
شال اس کے سینے میں منہ گھسائے نروٹھے پن میں
چھپی تکلیف سے بولی تھی۔

سر کیوں دکھ رہا ہے ابھی تک تو میں نے آپکو ساری

رات جگایا بھی نہیں منہاں اسکے آگے کمزور پڑھنا
شروع ہوا تھا۔ ٹھنڈ۔۔ لگ۔۔ رہی۔۔ ہے۔۔!! لگنی تو نہیں
چاہیے۔۔! وہ اس کے پیروں کے اوپر کھڑی ہوتی اپنی شرم
و حیا سر میں درد اور ناک سے نکلنے والے خون
کے باعث ملی جھولی کیفیت میں بول رہی تھی

منہاں اسے خود سے مکمل جوڑ کر اسکی کمر میں ایک
ہاتھ ڈال کر اس کے چہرے کو زرا نرمی سے ٹھوڑی سے
پکڑ کر اس کی رنگت میں گھلتی زردیاں غور سے
دیکھنے لگا۔ وہ اسے اچانک ہی بیمار سی لگنے لگی تھی۔

اس کی ناک سے بہتا خون دیکھ کر منہاں کا سارا غصہ
جھاگ کی مانند بیٹھ گیا تھا مگر ناراضگی ہنوز قائم تھی تم
نے اتنا ڈانٹا مجھے! اب وہ غونودگی سے جھولتی ہوئی
بول رہی تھی۔

کیا نہیں ڈانٹا چاہیے تھا! منہاں اسے اپنی گود میں کسی
متاع جان کی طرح سنبھال کر اٹھاتا شاور بند کرتا ہوا
واشروم سے باہر قدم بڑھانے لگا تھا اسے وہ کسی اور
کے نام پر تیار ہوئی جلتے انگاروں پر لوٹا رہی تھی اور

پھر بخار میں دہک بھی رہی تھی اس لئے وہ اسے خود ہی
واشروم میں فریش ہونے کے لئے لایا تھا وہ اسے تھوڑا
اور ڈرانا چاہتا تھا مگر آج کے لئے شاید اتنا کافی تھا۔

ڈر اور گھبراہٹ کے باعث اس کی شاید نکسیر پھوٹ گئی
تھی۔ زور سے ڈانٹتے ہو تم! وہ مدھم سی آواز میں اس
طرح شکوہ کر رہی تھی جیسے میڈم نے کچھ کیا ہی ناں
ہو!! زور سے پیار تو نہیں کیا نا ابھی تک

وہ گھمبیر بھاری آواز میں بولتا نامحسوس انداز میں اس
کے گیلے بالوں پر اپنے ہونٹ رکھتا اسے بیڈ پر لٹاتا خود
بھی اس کے ساتھ ہی لیٹ گیا تھا۔ غصہ کرتے ہو سب کی
طرح اب میں تمہیں بھی اچھی نہیں لگتی ناں

وہ بھیگے لہجے میں اپنے سر درد کی وجہ سے اس کی
ٹون لہجہ کا بے باک ہونا سمجھ نہیں رہی تھی۔ اچھی نہیں
لگتی تو ابھی میری باہوں میں میرے رحم و کرم پر نہیں
پڑی ہوتی!

وہ اسے اپنے نیچے کر کے اپنا ایک ہاتھ انشال کی گردن پر پھیرتا ہوا نیچے کا سفر طے کرنے لگا۔ انشال اس کے ہاتھ کی موومنٹ پر اس سے فاصلہ بنانے لگی

اب اگر دور گئی تو آپ کے اندر اترنے میں لمحہ نہیں لگاؤں گا! منہاں اسے ٹانگوں سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچتا دبے دبے غصے میں بولا تھا۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے!! انشال اس کے ہاتھ کو اپنے پیٹ پر رینگتے محسوس کرتی اس کے سینے پر منہ چھپا کر آنکھیں میچے بولی

کیوں ڈر لگ رہا ہے ہمارے جسم ابھی ملاپ کی خوشبو سے مہکے تو نہیں!! منہاں اس کے پیٹ سے نیچے اپنا ہاتھ لے جاتا اس کی سوفٹ تھائیز کو اپنے ہاتھوں میں دبوچے بولا تھا۔

آہ سس!! اس کی سخت گرفت انشال کو سسکی بھرنے پر مجبور کر گئی تھی مجھے لالا کے پاس جانا۔۔۔۔۔ خاموشی سے سو جاؤ انشال میرا میٹر پہلے ہی آؤٹ ہے بچوں کو طرح ضد کرو گی تو میں فیڈر تو نہیں اس کے علاوہ بہت کچھ دے دوں گا

وہ اسے سسک کر رونے کی تیاری پکڑتے دیکھتا پھر
سے اپنی غصیلی ٹون میں واپس آیا تھا وہ آخر اسے نارمل
کیوں نہیں ہونے دے رہی تھی۔ کیا اب کبھی بھی لالہ کے
پاس نہیں لے کر جاؤ گے!! انشال سسک کر بولی تھی۔

نہیں!! منہان چلا کر بولتا سائڈ لیمپ اٹھا کر زور سے
زمین پر مار گیا۔ آج کا دن میں کبھی نہیں بھولوں گا!!
منہان غصے سے بول کر روم سے باہر چلا گیا تھا جبکہ
انشال خاموش آنسو بہاتی اندھیرے کمرے میں لیٹی
سسکیاں بھرتی رہ گئی۔

شانزے خاندادی اس وقت بلیک کلر کے نائٹ گاؤن میں
ملبوس تھی وہ کچھ دیر پہلے ہی شاور لے کر نکلی تھی۔
اس کے شہد رنگ لمبے بال نم سے نازک کمر پر لہرا
رہے تھے۔

شہد رنگ آنکھیں رونے کی وجہ سے گلابی ہو رہی تھی۔

اس کا حسین سا چہرہ غمزدہ تھا۔ گلابی گال رونے سے
مزید گلابی ہو گئے تھے۔ نازک جسم میں لرزش تھی کٹاؤ
دار گلابی ہونٹ بھی کپکپا رہے تھے۔

وہ خود کو آئینے میں دیکھتی اپنی قسمت پر کھل کر ماتم
کرنا چاہتی تھی۔ وہ اپنے لالا سے ناراض ہو چکی تھی
جس نے کچھ دیر پہلے حویلی میں ایک ہنگامہ مچا دیا تھا
مگر کوئی فائدہ نہیں تھا کیونکہ وہ تو اس ظالم کی ہو
چکی تھی

اس نے کتے فون کیے تھے احد خاندان کے نمبر پر لیکن
اس نے ایک بھی نہیں اٹھایا تھا۔ اب رات کے ایک بجے
پہنچ کر پھر کیوں وہ تماشہ کر رہا تھا اس کی بہن تو
قربان ہو ہی چکی تھی اب کیا فائدہ تھا ہنگامے کا وہ بہرام
خاندان کی قید سے کبھی بھی باہر نہیں نکل سکتی تھی یہ
بات وہ جانتی تھی۔

شانزے اپنے ہاتھ پر لوشن لگاتی کسی سوچ میں گم
سوگوار حسن معلوم ہو رہی تھی۔ کسی سے کوئی بات نہیں
کرنی میں نے سب بہت برے ہیں اس ظالم کو بھی میں

ہی۔۔۔آہ لالا!! وہ جو غصے سے روتی ہوئی لوٹن پٹخ کر
ڈرئسنگ ٹیبل پر رکھتی بیڈ کی جانب بڑھی ہی تھی کہ ڈر
کر چیختی بری طرح اچھلتی ہوئی پیچھے ہوئی تھی اسکی
زبان کو بریک لگ گئی تھی۔

بہرام خانزادہ اپنے لبوں میں سگریٹ دبائے شانزے کو
نشیلی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ جو اسے دیکھ کر ایسے
کرنٹ کھا کر پیچھے ہوئی تھی جیسے اس نے کسی
بدصورت جن کو دیکھ لیا ہو

آ۔۔۔آپ۔۔۔مم۔۔۔میرے۔۔۔بب۔۔۔بیڈ۔۔۔پر۔۔۔کیسے۔۔۔میرے۔۔۔کمرے۔۔۔میں۔۔۔
ن۔۔۔کب۔۔۔۔۔وہ شدت سے کانپتی ہوئی بہرام خانزادہ
کو خوفزدہ سہمی ہرنی بنی بول ہی رہی تھی جب بہرام نے
بے باکی سے اپنی ایک آئی برو ریز کر کے اسے سر سے
لے کر پاؤں تک حق سے پہلی بار اسکین کیا تھا۔

وہ اس کے دیکھنے کے انداز پر ہی اپنی ریڑھ کی ہڈی
میں سنسناہٹ محسوس کرنے لگی تھی۔ بہرام خانزادہ کو
وہ بھیگی ہوئی بہت حسین لگ رہی تھی کچھ منٹ پہلے ہی
شاور لینے کی وجہ سے اسکا بلیک گاؤن اس کے جسم

سے چپکا ہوا تھا۔

گیلے بال آدھے کمر پر اور آدھے ایک طرف سے آگے کی جانب تھے۔ آہ...حسین! بہرام خانزادہ اس کے کٹاؤ دار ہونٹوں کے بالکل نیچے چھوٹا سا سیاہ تل دیکھ کر اپنے عنابی سرخ ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا تھا۔

شانزے کی آنکھوں میں جہاں پہلے خوف کا سایہ تھا اب ایک نفرت کی لالی چھانے لگی تھی۔ اس نے اپنی آنکھیں نفرت سے گھمائی تھی۔ بہرام خانزادہ اس کے آنکھیں گھمانے پر سگریٹ کھڑکی سے باہر پھینک کر بیڈ سے اترتا استحقاق سے اسکی جانب قدم بڑھانے لگا۔

شانزے اسے اپنی طرف آتے دیکھتی اپنے کانپتے ہاتھوں کی مٹھیاں بنا کر اپنے خوف پر قابو پانے لگی۔ بہرام خانزادہ اس سے چند قدموں کے فاصلے پر رکتا اس کے ہونٹوں کو چھونے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھاتا جب شانزے دروازے پر جا کر لگ گئی تھی۔

اسے بہرام کے پاس سے بو سی آنے لگی تھی۔ سگریٹ کی مہک میں کچھ اور بھی تھا۔ آپ۔۔۔یہاں۔۔۔بستر پر تو تم آؤگی نہیں جس طرح کرنٹ کھا کر دروازے پر لگی ہو! کیا تمہیں آداب نہیں شوہر سے پہلی ملاقات کے

بہرام خانزادہ اس کے گیلے بالوں کو ایک سائڈ پر کرنے کے لئے پھر سے ہاتھ بڑھاتا جب چھوٹی سی شانزے کو اپنے قد سے بے حد اونچے بھاری ورزشی جسامت والے بہرام خانزادہ سے پھر سے خوف آیا تھا۔

وہ اسے خود سے اس حد تک ڈرتے ہوئے دیکھتا واپس بیڈ پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔ وہ حسینہ خوفزدہ ہو کر زیادہ حسین لگ رہی تھی یا پھر اسکے چھونے سے کتراتے ہوئے وہ اسے تسلی سے بیٹھ کر دیکھ کر یہ فیصلہ کرنا چاہتا تھا۔

شانزے خان سہمی ہوئی زیادہ حسین لگ رہی تھی اس کے کانپتے ہونٹ اسکے حلق میں کانٹے چبھانے لگے تھے۔ وہ اسے دیکھ کر اپنے جسم میں خون کی گرمائش شدت سے محسوس کر رہا تھا۔

خوبصورت! بہرام خانزادہ بیڈ پر بیٹھے بیٹھے پھر سے
خمار آلود آواز میں بولا تھا۔ ایک سگریٹ پی لی تھی اب
وہ دوسری اپنے ہونٹوں میں دبا کر لائٹر سے جلانے لگا
جب شانزے غصے سے اس کی جانب بڑھتی بیڈ کے اوپر
چڑھتی بہرام خانزادہ کے عنابی لبوں میں دبی سگریٹ
اپنی مخروطی انگلیوں میں پکڑ کر زمین پر پھینکتی اپنے
خوف کو ایک سائڈ پر کرتی اس کی نشیلی سیاہ سرخ
آنکھوں میں دیکھ کر اپنے ہونٹوں کو جنبش دینے لگی

یہ میرا کمرہ ہے سوٹے بازوں کا تھڑا نہیں!! یہاں گہرے
کش لے کر آپ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں!! نکلیں
میرے کمرے سے آپ کس کی اجازت سے رات
کے-----اس نے اپنی بات مکمل بھی نہیں کی تھی کہ
بہرام خانزادہ اس کی اتنی جرت پر اس کی کمر میں ہاتھ
ڈال کر خود پر جھکاتا اسکے گلابی ہونٹ اپنے ہونٹوں
میں قید کر کے زور سے سک کرنے لگا۔

شانزے بری طرح پھڑپھڑاتی ہوئی اس کے سینے پر زور
سے اپنے نازک ہاتھوں کے مکے چلاتی ہوئی مزاحمت
کرنے لگی!! بہرام خانزادہ کی طاقت کے آگے وہ خود کو

آزاد کروانے میں ناکام ہو رہی تھی۔

وہ اسے ایک جھٹکے میں بیڈ پر گراتا اس کے گیلے بالوں کو اپنے ہاتھ کی مٹھی میں سختی سے دبوچ کر اس کے نچلے لب کو کسی پیاسے کی طرح چومتے ہوئے سک کر رہا تھا۔



شانزے کی آنکھوں سے آنسو نکل کر بیڈشیٹ کو بھگونے لگے تھے۔ وہ کسی جانور کی طرح اس پر جھپٹ پڑا تھا۔ وہ شانزے کے نچلے ہونٹ کو زور سے اپنے دانتوں میں دبا کر زخمی کرتا اسکی سانسیں گھونٹ چکاتھا

شانزے خان کو سانس آنا بند ہوئی تھی اس کا جسم بے جان ہونے لگا تھا۔ وہ بہرام خانزادہ کے شکنجے میں جکڑ چکی

تھی اب رہائی ناممکن تھی۔ اس کے ہونٹ سے خون نکلتا
بہرام خانزادہ کے حلق میں اترا تھا وہ پہلے سے بھی زیادہ
شدت سے اس کے زخمی لب کو ایگریسیو ہو کر چومتا اس
کے نائٹ گاؤن کو بازو سے پکڑ کر زور سے چاک کر گیا۔

چررررر۔۔۔۔۔ کی آواز کے ساتھ اس کی سلیو پھٹ کر گاؤن
سے علیحدہ ہو گئی تھی۔ یہی نہیں بہرام خانزادہ نے اس کا
نائٹ گاؤن پیٹ سے بھی پھاڑ دیا تھا لیکن اسکے لبوں کو
آزادی دینا جیسے خود پر حرام کر دیا تھا۔

اسکا ایک ہاتھ شانزے کے پیٹ کی اسکن کو زور سے
دبوچتا ہوا اسے پہلے سے زیادہ مچلنے پر مجبور کر گیا
تھا۔ شانزے خان کی آنکھوں سے آنسو لہروں کی مانند
نکلتے اس کا درد بیان کر رہے تھے۔

بہرام خانزادہ اس قدر ایگریسیو ہو گیا تھا کہ اسے ہوش تو
رہا ہی نہیں تھا۔ وہ شانزے کی آنکھیں بند ہوتے دیکھتا اس
کے لبوں کو آزادی دیتا اس کی گردن پر جھک گیا تھا۔

اس کے بالوں پر پہلے سے گرفت بڑھا کر وہ اس کی گردن کی اسکن اپنے ہونٹوں میں لے کر دانتوں سے چباتا نیلے نشان ڈال گیا تھا۔ یہی نہیں اس کے حواس اتنے معطل ہو گئے تھے کہ اس نے اپنی سیاہ شرٹ کے بٹن توڑ کر ایک لمحے میں اتار کر زمین کی زینت بنا دی تھی

اس کا جسم آگ کی طرح تپ رہا تھا جیسے انگارے ابل رہے ہوں شانزے مرنے کے قریب ہو گئی تھی وہ ایک وحشی تھا جانور سے بھی بدتر! شانزے کا جسم بری طرح لرز رہا تھا۔

اسکی گردن نیلی ہو گئی تھی نچلے لب پر بہت گہرا کٹ تھا جہاں سے خون نکل رہا تھا اس کا ہونٹ بھی نیلاہٹ زدہ ہو گیا تھا۔ تمہیں اب یقیناً پتہ چل گیا ہو گا کہ میں کون ہوں اور کس کی اجازت سے رات کے اس وقت تمہارے ساتھ ایک ہی بستر پر موجود ہوں

بہرام خانزادہ شانزے کے جبرے دبوچ کر اس کی خوف سے ساکت ہوتی آنکھوں میں اپنی نشے سے بھری ہوئی لہو رنگ سیاہ آنکھیں گاڑھ کر شانزے کو اس کی بات کا

مطلب اتنے اچھے انداز میں سمجھایا تھا کہ وہ آئندہ حق
کی بات کرنے سے پہلے ہی گونگی ہونا پسند کرے

آآ۔۔آپ۔۔جانور۔۔ہیں۔۔وحشی۔۔درندے۔۔ہیں وہ بہرام خانزادہ
کے نیچے سے نکالنے کی کوشش کرتی اسے پینٹ
ریمو کرتے دیکھتی بے جان ہونے لگی تھی۔ درندہ تو میں
ہوں یہ تم آج کی رات میری باہوں میں جان جاؤ گی سویٹ
ہارٹ!

میرے ہونٹوں سے سگریٹ نکالنے کی جرت آج سے پہلے
کسی نے نہیں کی یہ اعزاز صرف تمہیں حاصل ہوا ہے
کیونکہ تم میری حق حلال کی عورت ہو!! وہ سائڈ لیمپس
آف کرتا شانزے کی نائٹی ریمو کرتا اس کے اوپر آیا تھا۔

آپ۔۔میرے۔۔ساتھ۔۔زبردستی۔۔نہیں۔۔کر۔۔سکتے۔۔بہرام۔۔نہی
ں۔۔رک جائیں۔۔پلیز۔۔مجھے۔۔درد ہو۔۔رہا ہے۔۔!! وہ اس
کو اپنے اوپر آتے دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی
گڑ گڑائی تھی۔

بہرام خانزادہ کو جو مدہوشی شانزے کے لبوں سے ہوئی
تھی وہ آج سے پہلے کبھی بھی نہیں ہوئی تھی۔ بہرام
خانزادہ اسکی دھڑکنوں پر جھکتا انہیں بھی اپنے وحشی
لمس سے نیلاہٹ زدہ کرتا اس کے اوپر ہی ڈھے گیا تھا
اور تھوڑی دیر بعد اس کی بے حد بھاری گہری سانسیں
شانزے خانزادی کی دھڑکنوں پر بکھرنے لگی تھی۔۔۔

شانزے خان کو آج اس طرح محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے
اس کی روح چھلنی کر دی گئی ہو۔ وہ خود کو کتنا بے بس
محسوس کر رہی تھی کتنی تکلیف میں تھی یہ بات اس کے
دل سے بہتر کوئی بھی نہیں جان سکتا تھا۔

جو مرد اس کے اوپر اپنا مکمل وزن ڈالے گہری نیند سویا
ہوا تھا وہ اس کا محرم تھا۔ جس نے اسے جانور بن
کر اپنے لمس سے متعارف کروایا تھا۔ وہ اس کے کمرے
میں گھس کر اپنی اچھی خاصی وحشت سے اس نازک
کلی کو تھرتھرا گیا تھا۔

شانزے خان کو اپنے ہونٹ پر بے حد تکلیف ہو رہی تھی

اس کی گردن میں بھی بہت درد ہو رہا تھا اور سب سے زیادہ تکلیف اسے اپنی نرم و نازک دھڑکنوں پر محسوس ہو رہی تھی۔

جہاں وہ وحشی جانور پوری طرح اپنا منہ گھسائے بھاری سانسیں بھرتا دنیا سے بیگانہ ہو کر سو رہا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ شانزے کے کے شہد رنگ بالوں میں الجھے ہوئے تھے۔

ٹانگیں اس کی ٹانگوں کو جکڑے ہوئے تھی جبکہ وہ پورا کا پورا شانزے خان پر چڑھا ہوا تھا یہ باور کروا رہا ہو کہ حق ملکیت ہوتی کیا چیز ہے۔ وہ اونیس سالہ کم عمر بے حد خوبصورت نازک مزاج لڑکی تھی جس کا دل جلدی ٹوٹ جایا کرتا تھا۔

وہ لاڈلی تھی اس لئے ناراضگی سے اس کا گہرا تعلق تھا۔ اسے کسی شہزادی کی طرح رکھا گیا تھا اس لیے اس کا دل بہت نازک تھا۔ وہ تو اپنے لالا کے فون نا اٹھانے پر ناراض ہو جاتی تھی منہ بنائے بیٹھ جاتی تھی اپنے لاڈ اٹھوایا کرتی تھی لیکن یہاں تو اس کے محرم نے کسی

جلاد لٹیرے کی طرح اس سے زبردستی کرنے کی کوشش
کی تھی

مگر وہ آگے کیوں نہیں بڑھا تھا کیوں رک گیا تھا جبکہ وہ
دونوں ہی برہنہ جسموں کے ساتھ ایک دوسرے کی باہوں
کا ہار بنے ہوئے تھے۔ شانزے خانزادی کچھ باتیں برداشت
نہیں کر پاتی تھی وہ بغیر سوچے سمجھے بول دیا کرتی
تھی معصوم تھی لاٹلی تھی

ہاں ناز تو لاٹلیوں پر ہی جچتے ہیں۔ لیکن اس کی جو تذلیل
اس کے وحشی محرم نے کی تھی شاید ہی وہ خانزادی
کبھی بھول پاتی! اس نے شانزے کو کسی درندے ریپسٹ
کی طرح سے بے لباس کیا تھا۔

وہ اسکے کپڑے چاک کر کے اپنا حق اتنی تذلیل سے
واضح کرے گا یہ شاید ہی شانزے نے کبھی سوچا تھا۔ اس
کی مرضی کے خلاف جا کر اسے داغدار کرتا وہ آج
شانزے کو خود سے مزید نفرت کرنے کی وجہ دے گیا
تھا۔ وہ اس سے اب نفرت کے ساتھ ساتھ ڈرتی بھی تھی۔

اسکا نصیب درندے کے ساتھ جوڑا گیا تھا وہ اس کے لیے
محرم کے رشتے سے بہت نیچے گر چکا تھا ان دونوں
کے بیچ صرف ایک نازک سیاہ پردہ تھا جو اگر وہ ہٹا دیتا
تو شاید شانزے اس کے خود میں سماتے ہی مر جاتی

وہ ایک طاقتور وزن دار لمبی چوڑی شدید سخت سی
جسامت کا مالک تھا اور سب سے بھڑ کر ایک انا پرست
مرد تھا جو روندھنا جانتا تھا چھینا آتا تھا اور جو بے مول
کرنے میں ماہر تھا۔ درندگی کے اعلیٰ درجے پر تھا۔

وہ محرم سے زیادہ درندہ تھا شوہر سے زیادہ وحشی اور
انسان سے زیادہ جانور تھا۔ شانزے خاندادی کی شہد رنگ
آنکھوں نے ایک بار پھر سے بہنا شروع کیا تھا۔ اس نے
بیڈ شیٹ سختی سے اپنی نازک مٹھیوں میں دبوچی ہوئی
تھی۔

بہرام خاندادہ کا وزن اپنے اوپر برداشت کرتے وہ اب بری
طرح سے تھک چکی تھی۔ بیچ میں کتنی ہی بار سانسوں
نے ٹوٹا چاہا مگر پتہ نہیں کیوں ٹوٹی نہیں! شاید درندگی
دیکھنے ابھی مزید باقی تھی۔

اس وحشی جانور صفت مرد سے اسے نفرت اور خوف کے علاوہ کوئی اور جذبہ کبھی محسوس نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ گھٹ گھٹ کر سانسیں لے رہی تھی رونے سے آنکھیں شدید جلن کر رہی تھی دل سینے میں زخموں سے چور دھڑک رہا تھا روح کی تذلیل ہو چکی تھی۔ زبردستی جسمانی تکلیف دی گئی تھی۔ عزتِ نفس مجروح کر دی گئی تھی۔

شانزے خان کے پاس بہت سی وجوہات تھی بہرام خانزادہ سے مزید شدت سے نفرت کرنے کے لئے! اس کا سر دکھ رہا تھا کیونکہ بہرام خانزادہ کے جسم سے تیز سگریٹ اور حرام مشروب کی مہک آرہی تھی۔

وہ ڈرنک کر کے اس کے ساتھ فزیکل ہونے لگا تھا مگر وہ آنکھیں موندے اس کی دھڑکن پر ہی سو گیا تھا اگر وہ سب کچھ کر گزرتا تو شانزے شاید خود کو ختم کر لیتی

وہ تو سو گیا تھا لیکن نیند کا تعلق شانزے خانزادی سے ٹوٹ گیا تھا۔ وہ بہتی ہوئی جاگتی آنکھوں سے اپنے کمرے

کی چہت کو دیکھ رہی تھی زندگی بہت لمبی تھی اور اس کی سانسوں کی ڈور بہرام خانزادہ کے ہاتھوں میں تھی۔ سکون اسے اب شاید ہی کبھی نصیب ہونا تھا اسکے بخت میں ابھی اور بھی رونا تھا۔

وہ سفید کفن میں لپٹا ہوا اس نازک جان کمزور دل لڑکی کی روح لرزہ گیا تھا اسکے جسم میں لرزہ سا طاری ہوا تھا۔ اسکے قدم بہت بری طرح سے لڑکھڑائے تھے اور وہ نازک جان منہ کے بل گرتی زمین کا حصہ بنی تھی۔

اس کے جسم سے جان جیسے نوکیلے کانٹوں پر گھسیٹ کر نکالی جا رہی تھی۔!! وہ چیخیں مارتی ہوئی بلک بلک کر روتی کسی پاگل دیوانی کی طرح اپنے بالوں کو نوچتی قابل رحم لگ رہی تھی۔

دنیا میں ایک وہی تو تھا جس نے اسے سب سے زیادہ چاہا تھا ایک وہ ہی تو تھا جو ان کی روحوں کے ملاپ لئے اسکے پیروں میں گرگڑا کر بھیک مانگا کرتا تھا لیکن وہ ہمیشہ اس سے اپنی نظریں چراتی اس کا عشق فراموش کر

جایا کرتی تھی ہاں وہ حسینہ بے رحم تھی جسے وہ اپنے
دل کی دھڑکن میں بسائے بیٹھا تھا۔

وہ دن رات اس کے عشق میں مرتا تڑپتا ترستا اسے اپنا
بنانے کی آرزو کیا کرتا تھا۔ اٹھو خان تم۔ تم میرے ساتھ ایسا
نہیں کر سکتے خدارا

اٹھ جاؤ!! یہ دل تمہیں سفید کفن میں لپٹے دیکھ خون کے
آنسو رو رہا ہے

اٹھو ناں اٹھو!! تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا چاہے یہ دنیا
مجھ سے منہ پھیر لے لیکن تم۔۔۔ تم مجھ سے کبھی
دستبردار نہیں ہو سکتے۔۔۔!!! تم جھوٹے ہو! جھوٹے ہو
تم۔۔!! ایک خان کبھی بھی اپنی زبان سے دغا نہیں کرتا!
پٹھانوں کے خون میں دغا بازی شامل نہیں ہوتی! اٹھو ناں
خان میں تمہاری منت کرتی ہوں۔!

اس۔۔۔ اس۔۔۔ سفید۔۔۔ کفن۔۔۔ سے۔۔۔ تم۔۔۔ مجھے۔۔۔ زندہ۔۔۔ زندہ
لاش بنا کر جانا چاہتے ہو نا! میری بے رُخی کی سزا
مجھے اس طرح سے میرا دل نوچ کر دینا چاہتے ہو نا!!
میں کسی اور کی ہو کر بھی تمہاری ہی رہتی

میں تمہاری ہوں خدا کے لیے اٹھ جاؤ! میں تم سے فریاد
کرتی ہوں اٹھ جاؤ! میرا تمہارے سوا کوئی نہیں اٹھ جاؤ! وہ
اسکے منہ کو کسی پاگل کی طرح چومتی ہوئی اس
بے جان جسم کے آگے بھیگ مانگ رہی تھے جو روح
سے پاک ہو گیا تھا۔ جو اس کی آنکھ میں آنسو دیکھ کر
ایک کھرام مچا دیا کرتا تھا۔

وہ آنکھیں جو اسے تکلیف میں دیکھنے سے پہلے بینائی
سے محروم ہو جانے کی دعا گوہ ہوا کرتی تھی وہ آج بند
ہو گئی تھی۔ اس کے آنسو دیکھنے کے قابل ہی نہیں رہی
تھی۔ میں مر جاؤں گا خانی! میں مر جاؤں گا! آپ کو مجھ
پر رحم کیوں نہیں آتا!! کیوں نہیں آتا مجھ پر رحم!

آپ کیسے میری جگہ کسی اور کو دے سکتی ہیں کیسے!
کیا میں آپ کا ہمسفر بننے کے قابل نہیں!! دیکھیں یہ دل
کتنی تیزی سے دھڑک رہا ہے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ
جیسے ابھی پھٹ کر ٹکڑوں میں تقسیم ہو جائے گا! آپ
بہت بے رحم ثابت ہوئی ہیں میرے حق میں!! سوچیں آپکو
اُس کا تصور کرتے ہوئے بھی میری سانسیں اکھڑ رہی

ہیں جب آپ کو اسکے رنگ میں رنگے خوشبو میں مہکے
دیکھوں گا پھر۔۔ پھر تو میں تو جان سے ہی چلا جاؤں گا!

وہ آنسوؤں سے روتا ہوا اپنے عشق کی بھیگ اس وقت
بھی مانگ رہا تھا جب وہ ظالم حسینہ خود کو کسی اور
کے نام کرنے جا رہی تھی۔ وہ کہتا تھا وہ مر جائے گا اور
وہ واقعی مر گیا تھا!! وہ اسکی آخری ملاقات یاد کرتی
اسکے سفید کفن میں لپٹے وجود کو اپنے خون کے سرخ
رنگ سے رنگ چکی تھی۔

اس کی ناک سے کسی فوارے کی طرح خون بہا تھا اس
کی آنکھوں کے آگے مکمل طور پر اندھیرا چھاتا اسے
دیکھنے کی صلاحیت سے محروم کر گیا تھا اور
پھر۔۔۔ پھر یوں ہوا کہ وہ بھی اس کے بے جان سینے پر
اپنی سانسیں گوا بیٹھی۔۔

اس کا دل بھی دھڑکنے سے پاک ہو گیا! وہ بھی سانسوں
سے محروم ہو گئی۔ وہ دونوں روح کے ساتھی تھے جن
کی جدائی پر آج زمین لرز گئی تھی آسمان بھی رو رہا
تھا۔۔

آہہ۔۔۔۔۔!!! انشال خان بری طرح چیخ کر نیند سے جاگی تھی۔ اس کا پورا جسم پسینے میں بھیگ چکا تھا یہی نہیں اس کی ناک سے بھی کچھ گرم سا بہنے لگا تھا۔ کمرے کی کھڑکی میں سے ہلکی سی روشنی آرہی جو کمرے کی تاریکی کو ختم کر چکی تھی۔

انشال خان نے بہت برا خواب دیکھ تھا جس سے وہ بری طرح ڈر کر جاگی تھی۔ اسکی ناک سے ہلکے سے قطرے خون کے نکل کر اسکے ہاتھ کی پشت پر ٹپکے تھے جب اس نے تکیے کی جانب دیکھا جہاں تازہ خون لگا ہوا تھا۔ اس کی نکسیر پھر سے پھوٹ گئی تھی شاید!!! وہ خواب ہی ایسا تھا جو اس کی جان نکال چکا تھا

وہ تو خواب میں ہی منہاں خاندان کو کفن میں لپٹا دیکھ کر خود کو بھی مرتے دیکھ چکی تھی اور وہ واقعی مر جاتی اگر اس کو کچھ ہو جاتا تو!!! کمرہ بکھرا ہوا تھا منہاں کہی نہیں تھا وہ گرتی پڑھتی چکراتے سر کے ساتھ بیڈ سے اٹھتی واشروم میں بھاگی تھی۔ اسے نکسیر صاف کرنی تھی جو پچھلے تین دن سے اسے پھوٹ رہی تھی۔

ناک سے خون صاف کر لینے کے بعد اس کا جسم مزید کانپا تھا خواب کا منظر پھر سے آنکھوں کے پردوں پر لہرایا تھا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی واشروم سے بھاگی تھی۔ بغیر اپنے ہولیے کا خیال کیے وہ ننگے پاؤں کمرے میں بکھرے کانچ پر چلتی اپنے پیروں کو زخمی کرتی باہر لاؤنچ میں نکلی تھی۔

خان!! وہ اسے لاؤنچ میں ناں دیکھ کر درد اور خوف سے چلائی تھی۔ منہان خانزادہ جو اسکے لیے کچن میں کھڑا ناشتہ تیار کر رہا تھا وہ انشال سے ڈری ہوئی آواز میں چیخ سن کر فوراً سے کچن سے باہر آیا تھا جب انشال اسے دیکھ کر روتی ہوئی بھاگتی بے ساختہ اس کے سینے سے لیٹ گئی تھی۔

کیوں۔۔۔مجھے۔۔۔چھوڑ۔۔۔کر۔۔۔گئے۔۔۔خان! انشال اس کے سینے پر روتی ہوئی مکے بنا کر مارتی ہوئی بول رہی تھی۔ اسکے پاؤں زخمی ہو گئے تھے جنہیں دیکھ کر منہان نے اپنی آنکھیں میچ کر کھولی تھی اس نے لیپ توڑا تھا اور ان کے زخمی ہونے کا ذمہ دار وہ خود تھا۔ اسے

اپنے اوپر غصہ آیا تھا۔

وہ جھک کر اسے گود میں اٹھاتا جب انشال پھوٹ پھوٹ کر روتی اس پر اور زیادہ مکوں کی برسات کر گئی۔
انشال خون نکل رہا ہے پاؤں سے مجھے دیکھنے۔۔۔۔۔۔ وہ اسے اتنا سہم کر خود کو مارتے دیکھ اس کے ہاتھ پکڑ کر بولا تھا جب انشال اس کے سینے پر اپنا سر رکھتی اس کی زبان بند کر گئی۔ انشال نے جو خواب دیکھا تھا وہ اس کی روح جھنجھوڑ گیا تھا۔

اسے خواب میں بھی کچھ ہو یہ کہاں گوارہ تھا۔ منہاں خاندانہ تو اس کے ایکٹ پر حیران ہو کر اس کے وار اپنے سینے پر سہہ رہا تھا۔ وہ روتی جا رہی تھی اسے مارتی جا رہی تھی اور مسلسل چھوڑ کر جانے کا شکوہ کر رہی تھی۔

انشال ہوش کریں! وہ اس کے چہرے پر درد اور اسکی بھوری آنکھوں میں اپنی لئے خوف دیکھتا ہے یقین ہوا تھا۔
جب انشال اس کا گربان پکڑ کر اسے خود پر جھکاتی ہوئی منہاں کی سرخ سُرْمئی آنکھیں دیکھتی اس کے گال

اور پھر گردن پر لگا زخم دیکھ کر اور بھی زیادہ آنسو
بہاتی بھیگے لہجے میں اپنے کانپتے ہوئے گلابی ہونٹوں
کی حرکت دینے لگی۔

مجھے۔۔۔چھوڑ۔۔۔کر۔۔۔کبھی۔۔۔نہیں۔۔۔جانا۔۔۔میں۔۔۔مر۔۔۔جاؤں۔۔۔گی
۔۔۔خان۔۔۔میں۔۔۔نے۔۔۔کبھی۔۔۔کسی۔۔۔کو۔۔۔نہیں۔۔۔چاہا۔۔۔کبھی۔۔۔نہیں۔۔۔
چاہا۔۔۔!! وہ اس کو اپنی صفائی دے رہی تھی۔ اس کے
سینے سے لگی ہوئی تھی۔ منہان خانزادہ بے یقین تھا۔

جانتا ہوں خانی۔۔۔!! منہان خانزادہ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے
اس پر مزید جھکا تھا۔

میں۔۔۔نے۔۔۔بے وفائی۔۔۔نہیں۔۔۔کی۔۔۔میں۔۔۔بے وفا۔۔۔نہیں۔۔۔ہوں!!
وہ اس کی گرم سانسیں اپنے چہرے پر بکھرتی محسوس
کر کے جیسے جینے لگی تھی۔

منہان اس کو پسینے میں منتوں میں تر ہوتے دیکھتا اس کی
کانپتی آواز سے ہی سمجھ گیا تھا کہ اس نے کوئی برا
خواب دیکھا ہے۔ مجھے اپنی بندیج کرنے دیں خون زیادہ
نکل رہا ہے۔ وہ اسے صوفے پر بیٹھا کر فرسٹ ایڈ باکس
لاتا اس کے پیروں میں جھک کر بیٹھ گیا تھا۔ انشال

خاموشی سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

وہ زندہ تھا سانسیں لے رہا تھا انشال خان کی سانسوں کی وجہ بن رہا تھا۔ دیہان کہاں تھا جو چھوٹ لگوا لی! وہ اسکی نظریں اپنے چہرے پر مرکوز دیکھ کر اس کے پیروں پر ٹھیک سے بینڈیج کر کے زمین سے اٹھتے ہوئے بولا! دیہان تو رہا ہی نہیں تم نے خواب میں بھی مجھے بہت ڈرا دیا تھا

وہ صوفے سے کھڑی ہو کر پھر سے اس کی شرٹ سینے سے پکڑے کھڑی ہو گئی تھی انشال خان کے حواس ابھی تک معطل تھے وہ کانپتی ہوئی شکوہ کرنے لگی۔ منہان نے اس کی بات سن کر دل شکستہ ہو کر اسے دیکھا اور بہت دھیمے لہجے میں بولا۔

کیا میں نے کوئی بڑی سزا سنا دی تھی خواب میں!! منہان اس کے کان کے قریب اپنے ہونٹ لے جاتا سرگوشی کر گیا۔ انشال اس کی سرگوشی پر ٹھہر کر اسے دیکھنے لگی۔

ہممم۔۔۔!! انشال اس کے ہاتھوں کو اپنی کمر سے نیچے
جاتے محسوس کرتی مشکل سے ہنکارا بھرتی اس کی
شرٹ چھوڑ کر پیچھے ہونے لگی جب منہان خانزادہ
اسکے ساتھ بے باک شرارت کر کے اسے شرم سے گلنار
ہونے پر مجبور کر گیا۔ اور ایک نہیں کہی بے شرم سلیپ
اس نے انشال کی بیک پر مارے!!

پھر اس کے ہونٹوں کے قریب آیا اور بھاری آواز میں
بولا۔ خواب میں ہی سہی کہی تو میں نے آپ کو بھی کوئی
سزا دی ورنہ جو جال عشق کا مجھے سختی سے جکڑے
ہوئے ہے وہ آپ کو پیار میں بھی سزا دینے کی مجھے
اجازت نہیں دیتا

منہان کا لہجہ ڈیپ تھا کل رات کی طرح کا غصہ کہی بھی
ناں تھا۔ وہ بہت پولائٹ وے میں بول رہا تھا۔ منہان کے
ہاتھ اب اس خواب سے ڈری ہوئی حسینہ کی شفاف رانوں
پر سفر کرنے لگے تھے۔

عاشق اپنا عشق مر کر بھی مٹنے نہیں دیتا اور میرا جیسا
جنونیت سے بھرا بے وفائی بے رخی کی چوٹ کھایا ہوا تو

مر کر بھی فنا نہیں ہوتا اسے قبر بھی نصیب نہیں ہوتی
اسکا سفید کفن بھی عشق کی خوشبو سے مہک رہا ہوتا
ہے اور میں تو ملن کی آگ کو ابھی چھو بھی نہیں سکا۔

جل رہا ہوں سلگ رہا ہوں ابھی تک تو میں نامکمل سا جی
رہا ہوں۔۔

منہان خانزادہ اس کے کان کو لوں کو اپنے لبوں سے
چھونے لگا تھا۔ اس کے جسم میں آگ سی جلنے لگی تھی
وہ خود اس کے قریب آئی تھی ڈر کر ہی سہی پہل تو اس
نے کی تھی۔

بیوفا ہی سہی عشق تو وہ میرا ہی ہے۔۔۔!! وہ انشال
کے چہرے پر حیا سے گھلتی لالیاں دیکھ کر اپنے جسم
میں تبدیلیاں محسوس کر کے بے چین ہوا تھا۔

انشال خان کو اب احساس ہوا تھا کہ وہ اس وقت صرف
منہان خانزادہ کی وائٹ شرٹ میں ملبوس ہے جو اسے
رانوں تک آرہی ہے۔ اور وہ میسنا کوئی ایک موقع ہاتھ

سے جانے نہیں دے رہا اس کے قریب آنے کا!! اسے بے
باکی سے چھو کر بدلے لینے کا

انشال اسے خود سے دور پیش کر کے ابھی مڑی ہی تھی
جب منہان نے اس کی کلائی پکڑ لی۔ میں موت سے بھی
بغاوت کر گزرا ہوں ہم دونوں کو کوئی جدا نہیں کر سکتا
دو مہینے چھوٹا کہہ کر مجھ سے منہ پھیرتی رہی ہو نا
میں بھی عہد کر چکا ہوں اپنے دو بچوں کی ماں کے
عہدے پہ تمہیں فائز کر کے اس بات کا بدلہ تو میں لے
کر رہوں گا کہ مجھے انڈر اسٹیمیٹ کر کے غلطی کرتی
رہی ہیں آپ میڈم

وہ اسے خماری سے بھری آواز میں کہتا لاؤنچ کے
صوفے پر ہی بیٹھا گیا۔ ناشتہ کریں پھر ہم نے ڈاکٹر کے
پاس جانا ہے وہ انشال کی جھکی ہوئی نظروں کو دیکھ کر
بولا تھا۔ اس نے ناشتہ تیار کر لیا تھا جتنا غصہ کرنا تھا وہ
کل رات کر چکا تھا۔ اس سے زیادہ ناں تو منہان خانزادہ
کو انشال پر غصہ کرنا آتا تھا ناں ہی وہ سہمی ہوئی
ڈرپوک لڑکی برداشت کر سکتی تھی۔

سب سے دھتکار بیگانگی ملنے کے بعد ایک وہی تو تھا
جس نے اسے اپنائیت دی تھی عشق کی صورت میں!
ڈاکٹر۔۔ کے پاس کیوں! وہ اسے ٹیبل پر ناشتے کی ٹرے
رکھتے دیکھ کر گھبرا کر بولی تھی منہاں اسے اس قدر
گھبرائے دیکھ کر اس کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھا اور
اس کی ٹھوڑی کو نرمی سے اپنی انگلیوں سے چھوا۔

میں آپکا چیک اپ کروانا چاہتا ہوں ناک سے کافی خون
نکلا تھا نکسیر پھوٹنے سے فوارے کی طرح خون نہیں
بہتا! وہ اسکی بھوری آنکھوں میں ڈر واضح دیکھ سکتا تھا
لیکن وہ اپنی نظریں کیوں چرا رہی تھی۔

میں۔۔۔ وہ۔۔۔ میں ڈاکٹر کے پاس نہیں جاؤں گی پلیز میں
تمہاری ہر بات ماننے کو تیار ہوں لیکن ڈاکٹر کے پاس
تمہارے ساتھ مجھے نہیں جانا!! انشال خان کا لہجہ ایک
ضدی خوفزدہ سے معصوم بچے کی طرح ہوا تھا۔ کیوں
نہیں جانا میرے ساتھ

وہ اب انشال کے سامنے ونیلا فلیور پین کیکس رکھ رہا تھا
جن کے اوپر ہنی اور بٹر اسپریڈ کیا ہوا تھا اسکے ساتھ ہی

اسٹرابیری سمودی سرو کی تھی۔ لالا کے ساتھ چلی جاؤں
گی! انشال نظریں جھکائے ہی بولی تھی

کیوں آپکا شوہر مر گیا ہے کیا جو کل رات سے لالا لالا
کی رٹ لگائی ہوئی ہے۔ مجھے میرے سینسز میں آنے
دیں ورنہ آپ کے لئے مشکل ہو جائے گی!! میں ایک لفظ
بھی نہیں سنو گا منہ کھولیں!! وہ کنور سیشن بیچ میں ہی
ڈراپ کرتا فورک میں پین کیک کی چھوٹی سی بائٹ بناتا
اس کے لبوں کے آگے کر گیا۔

انشال خاموشی سے ناشتہ کرنے لگی۔ وہ ایک بائٹ اسے
کھلا رہا تھا تو دوسری خود کھا رہا تھا۔ ایک سپ اسمودی
کا انشال کو پلا رہا تھا تو دوسرا سپ خود پی رہا تھا اس
طرح خاموشی سے وہ دونوں ناشتہ کر کے فری ہو گئے۔

انشال اس کے آگے نظریں جھکائے ہی بیٹھی ہوئی تھی۔
جب وہ ٹرے کچن میں رکھ کر آیا اور اسے دیکھتے ہوئے
پھر سے بولا! میں آپکی شاپنگ کرنے جا رہا ہوں تھوڑی
دیر تک واپس آجاؤں گا لنچ میں کیا کھانا ہے مجھے بتا
دیں میں لیتا آؤں گا

وہ اپنے ہاتھ میں گاڑی کی چابیاں وولٹ اور اپنے فلیٹ کے دروازے کا کارڈ پکڑے سرسری سے انداز میں بولا تھا۔ میں اکیلی یہاں کیسے۔۔۔۔ مجھے ڈر لگے گا!! انشال صوفے پر سمٹ کر بیٹھتی ہوئی بولی۔ جلدی آجاؤں گا اس طرح میری شرٹ میں میرے سامنے بیٹھ کر جذبات میں آگ لگاؤ گی تو چلنے پھرنے سے رہ جاؤ گی جلدی آجاؤں گا

وہ جاتے جاتے اسے اپنی ڈیپ وائس میں خبردار کرتا فلیٹ سے نکل گیا تھا۔ جبکہ انشال اس کے جانے کے بعد روم میں واپس آکر تکیے پر لگا خون دیکھ کر اسکا غلاف دھونے میں مصروف ہو گئی۔

منہاں بہت ضدی تھا لیکن انشال اسے مزید کوئی درد نہیں دینا چاہتی تھی وہ بضد ہو کر اسے اپنے ساتھ لے تو آیا تھا لیکن وہ کب تک اس سے حقیقت چھپا سکتی تھی۔

بہرام خانزادہ کی آنکھ ونڈو سے آتی ہوئی سورج کی روشنی سے کھلی تھی اس نے آنکھیں کھولیں اس وجود کو دیکھا جس کے اوپر وہ اپنا تمام تر وزن ڈالے سویا ہوا تھا۔ اس سے زیادہ گہری پُرسکون اور لذت بھری نیند وہ

زندگی میں پہلی بار سویا تھا۔

ونڈو پوری کھلی ہوئی تھی جہاں سے کل رات وہ بڑے ہی آرام سے شانزے کے کمرے میں آیا تھا وہ اب پورے کمرے کو روشن کر گئی تھی۔ روئی سے بھی زیادہ نرم وجود کی مالک شانزے خاندادی اس وقت ٹوٹی ہوئی گڑیا کی مانند لگ رہی تھی۔

بہرام خاندادہ اسے کے خوبصورت چہرے کو دیکھنے لگا اسکے لب بے حد حسین تھے جو کل رات اس نے زخمی کر دیئے تھے۔ شانزے کا نچلا لب شدید زخمی تھا ہلکی ہلکی نیلاہٹ بھی نمایا ہو رہی تھی۔ وہ اس کے لبوں کو دیکھ کر اس کی سیاہ پردے میں چھپی نرم دھڑکنوں سے اپنا منہ باہر نکال کر اسے بے حد فرصت سے نہارنے لگا

اتنا نورانی معصومیت سے لبریز چہرہ اس نے زندگی میں پہلی بار دیکھا تھا۔ جو سرخی مائل ہو رہا تھا۔ اسکی صراحی دار حسین گردن پر بہرام خاندادہ کی ہوئی لو بانٹس چمک رہی تھی دانتوں کے نشان بھی واضح یہی نہیں اس کی دھڑکنیں بھی سرخ ہو رہی تھی۔

بہرام خانزادہ ہاتھ بڑھا کر اپنا موبائل اٹھاتا فون کا کیمرہ
آن کر کے اس کی دھڑکنوں کے بیچ میں اپنی زبان کی
نوک رکھتا سوتی ہوئی شانزے کے ساتھ ایک بے باک سی
سیلفی کلک کر گیا۔ یہی نہیں اس نے اپنی زبان اس کی
گردن سے لے کر دھڑکنوں تک پھیری اور انہیں ہلکا ہلکا
سا ہونٹوں میں لے کر سک کر کے چومتا ہوا اس کے اوپر
سے اٹھ کر سائڈ پر ہو کر سیدھا لیٹ گیا۔

اسے کل رات شانزے کو کی جانے والی اپنی پیشانیٹ کس
یاد تھی۔ لیکن اس کس کے دوران اس نے کتنی اذیت
شانزے کو پہنچائی تھی یہ اُسے یاد ہی نہیں تھا کیونکہ وہ
نشے میں تھا بہرام خانزادہ کے اٹھنے کی دیر تھی کہ
سوئی ہوئی شانزے خود پر سے وزن ہٹتے محسوس کرتی
گہری سانسیں لے کر اپنی آنکھیں کھول گئی اور بہرام
خانزادہ کو بے باکی سے اپنی جانب دیکھتے پا کر تیزی
سے کمفرٹر خود پر ڈال گئی۔

وہ خوف سے بری طرح کانپنے لگی تھی۔ اپنا حولیہ
دیکھنے کی ہمت اس نازک جان میں نہیں تھی شانزے کی

حرکت پر بہرام خانزادہ بلند قہقہہ لگاتا اپنے سیاہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا ایک جھٹکے میں کمفرٹر اس کے اوپر سے اتار کر اسے کمر سے پکڑ کر اپنے اوپر بٹھا گیا شانزے خان شرم سے لال ٹماٹر ہو گئی تھی

ساری رات اذیت سہنے کے بعد ابھی مزید بے شرمی باقی تھی بہرام خانزادہ اس کی گردن پکڑ کر شانزے کی شہد رنگ آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھ گیا۔

سب کچھ تو دیکھ چکا ہوں اب کیا چھپانا چاہتی ہو بیوی۔!!
جو پردے نیند کے باعث میں گرا نہیں سکا تم مجھ سے چھپنے کی ناکام کوشش کر کے مجھے پھر سے ایگریسیو کر دو گی اور اس کے بعد تمہیں پتہ ہے کیا ہوگا!

آئی ول فک یو سو ہارڈ ان ایگریسیولی اینڈ آئی مین اٹ!!
وہ اسکی زخمی پنکھڑیوں پر بے باکی سے زبان پھیر کر ڈیپ وائس میں بولا تھا شانزے بے بسی کے احساس سے ہچکولے بھرتی رونے لگی تھی۔

اس کی آنکھوں سے موٹے موٹے درد سے لبریز آنسو
نکلتے بہرام کے سینے پر گرے تھے وہ اپنی آنکھیں
میچے اس کے اوپر سے اترتی جب بہرام اس کی کمر
زور سے مٹھیوں میں جکڑ گیا۔

ہیے!! اپنی آنکھیں مت بند کرو مجھے دیکھنے دو آج ان
میں نفرت سے کہی زیادہ شرم و حیا اور شرم سے بھی
زیادہ خوف ہے جو مجھے بہت حسین
لگ رہا تھا۔

میں۔۔۔ نفرت۔۔۔ کرتی۔۔۔ ہوں۔۔۔ آپ۔۔۔ سے چھوڑیں۔۔۔ مجھے۔۔۔!!
شانزے بری طرح مزاحمت کرتی ہچکیوں کے بیچ بولی
تھی۔ بہرام اسے ایک جھٹکے میں اپنے نیچے کرتا خود
اس کے اوپر کل رات کی طرح سوار ہوا تھا۔

میں تمہیں ابھی مزید وجہ دونگا کہ تم اور شدت سے مجھ
سے نفرت کرو کل رات تم میں داخل ہونا ہی رہ گیا تھا وہ
میں آج ابھی کر دیتا ہوں! بہرام اس کی اسٹریپس میں ہاتھ
الجهتا وہ آخری پردہ بھی گرانے لگا۔ شانزے کی ہچکیاں
تھم چکی تھی وہ وحشی ہر حد پار کرنے والا تھا۔

مشائم کی آنکھ موبائل پر بجتے الارم سے کھلی تھی۔ وہ انگڑائی لے کر بیڈ سے اٹھ کے بیٹھی تھی۔ صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔ آج اس نے آفس ٹائم سے جانا تھا۔

ایشا اس کے ساتھ ہی بیڈ پر دوسری جانب سوئی ہوئی تھی۔ مشائم اپنا ہاتھ بڑھا کر اسکا بخار چیک کرتی بیڈ سے اتری تھی۔ ایشا کو ہلکا ہلکا سا فیور ابھی بھی ہو رہا تھا۔ مشائم اسے گہری نیند میں سوتی دیکھتی خود واشروم کی جانب بڑھ گئی تھی۔

وہ ڈنر کے بعد اپنی خالہ سعدیہ انصاری کے گھر ہی رک گئی تھی جبکہ رایان نے مہوش بیگم کو رات میں ہی انکے اپارٹمنٹ ڈراپ کر دیا تھا۔ وہ اپنے شوہر سالار صاحب کو اکیلے چھوڑ کر کہی بھی نہیں رکتی تھی۔

انہیں اپنی بیوی کی ضرورت تھی ان دونوں نے زندگی کا ایک خوبصورت حصہ ایک ساتھ گزارا تھا۔ انکے شوہر

سالار صاحب نے جتنا پیار ان سے کیا تھا جتنی اہمیت
انہیں دی تھی اب ان کا وقت تھا انہیں اپنی بیوی کی
ضرورت تھی جو ان کے ساتھ سائے کی طرح رہتی تھی۔

مہوش بیگم آج بھی اپنے محبوب جان سے پیارے شوہر
سالار صاحب کی اجازت کے بنا گھر سے نہیں نکلتی تھی
وہ بیشک ایکسیڈنٹ ہونے کے بعد گھر کے ہو کر رہ گئے
تھے لیکن حاکم تو اب بھی وہی تھے

وہ ان کے ہمسفر تھے ان دونوں نے زندگی کے بے حد
خوبصورت لمحات ایک ساتھ جیئے تھے بیشک وہ مشکل
تھے سب ان کے مخالف تھے مگر انہوں نے اپنی بیوی
اور بیٹی کو ایک آئیڈیل زندگی دی تھی۔ اب ان پر حالات
سخت آگئے تھے تو ان کی بیوی اور بیٹی بھی ان کا بالکل
ویسے ہی خیال رکھ رہی تھی جو وہ ڈیزرو کرتے تھے۔

مشائم شاور لے کر تیار ہوتی روم

سے باہر نکلی تھی۔ وہ سیڑھیاں اترتی ہوئی ڈائننگ روم

کی طرف بڑھ گئی جہاں سعدیہ بیگم روحیل انصاری اور
رایان بیٹھے ہوئے ناشتہ کر رہے تھے وہ سب کو مشترکہ
سلام کرتی اپنی خالہ کو بیک سے ہگ کرتی انکے ساتھ
ہی بیٹھ گئی تھی۔

مشائم ان سے بہت کلوز تھی وہ سعدیہ انصاری کے لئے
ایشا سے بھی بڑھ کر تھی مشی ایشا کہاں ہے وہ کیوں
نہیں آئی نیچے! سعدیہ انصاری نے اسے آملیٹ سرو
کرتے ہوئے استفسار کیا۔

خالہ اسے ہلکا سا فیور ہو رہا تھا اس لئے میں نے اسے
نہیں اٹھایا اور آج اس کی یونی میں کوئی کلاس بھی نہیں
ہونی اس لئے ابھی تک سوئی ہوئی ہے۔ مشائم مسکرا کر
بولی تھی۔

وہ آج بہت فریش فیل کر رہی تھی اس کی نیند پوری ہو
گئی تھی آج اسے اپنی بیلی میں پین پہلے سے کچھ کم
محسوس ہو رہی تھی۔ اس کے ایام خاص بہت تکلیف دے
گزر رہے تھے مگر خود کو مصروف کر کے اپنا دیہان ہٹا
دیتی تھی تاکہ تکلیف کم محسوس ہو۔

تو تم بھی سوتی رہتی نا بیٹا جلدی کیوں اٹھ گئی ہو!!
روحیل انصاری اپنا ناشتہ کمپلیٹ کرتے چیئر سے اٹھتے
ہوئے مشائم کے سر پر ہاتھ رکھتے بولے۔ وہ انکے بیسٹ
فرینڈ کی بیٹی تھی انہیں اپنی اولاد کی طرح عزیز تھی۔

سالار صاحب اور روحیل انصاری بے حد گہرے دوست
تھے۔ انکل میں تو رایان بھائی کے ساتھ آفس جاؤں گی ناں
اس لئے ٹائم سے اٹھ گئی۔ بھائی آج تو میں لیٹ نہیں ہوئی
نا! مشائم معصومیت سے بولی تھی۔

وہ رایان کی جانب ہی دیکھ رہی تھی جو اسے آنکھیں دکھا
رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو منہ بند رکھے اپنا!! روحیل
انصاری اور سعدیہ انصاری دونوں نے ہی رایان کو ایک
ساتھ تشویش سے دیکھا تھا۔

رایان یہ کیا کہہ رہی ہے مشائم! روحیل انصاری جانچتے
لہجے میں استفسار کرنے لگے پاپا مشائم میرے آفس میں
ایمپلائڈ ہے اسکی دو دن پہلے ہی ایوانٹنمنٹ ہوئی ہے۔
رایان اپنا ناشتہ ختم کر کے ٹشو سے ہاتھ صاف کرتے

بولاتھا۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ خازنِ ادہ ایمپائر کے ساتھ۔۔۔۔۔ پاپا
جیسے میں وہاں صرف کام کرتا ہوں ویسے ہی مشائم بھی
کام ہی کرے گی!! اور اسے مہوش آنی نے اجازت دی ہے
مشائم کو ایکسپیرینس چاہیے تھا بس اور کوئی بات نہیں!!

رایان انہیں تفصیل سے سمجھاتے ہوئے بولا تھا۔ مشائم
اگر تمہیں کسی بھی چیز سے ضرورت ہے میری بیٹی تو
پھر ہم کس کام کے۔۔۔۔انکل ایسی کوئی بھی بات نہیں
مجھے بس ایکسپیرینس ہی چاہیے میں فری ہوتی ہوں اگر
ترکی میں ہوتی تو ضرور کچھ ناں کچھ لازمی کر رہی
ہوتی!

روحیل انصاری جو اپنے بیٹے کو غصے سے دیکھ کر
مشائم سے بولے تھے کہ وہ انہیں اپنی مرضی سے آگاہ
کرنے لگی۔ کیا سالار جانتا.....جی جی انکل بابا جانتے
ہیں! روحیل صاحب ابھی رایان سے مخاطب ہوئے ہی
تھے کہ مشائم جلدی سے بیچ میں بولی۔

اچھا! وہ اپنی حیرت چھپائے ایک نظر اپنی بیوی سعدیہ
انصاری کو دیکھتے باہر چلے گئے تھے۔ جبکہ مشائم
اپنے جھوٹ پر دل ہی دل میں شرمندہ ہونے لگی اسکے
بابا نہیں جانتے تھے کہ وہ جاب کر رہی ہے خانزادہ
ایمپائر میں۔!

مشائم ناشتے سے فری ہو کر رایان کے ساتھ آفس جانے
کے لئے نکل گئی

وہ کل رات سے اسے سہن کر رہی تھی لیکن اب ہمت ختم
ہو چکی تھی پلیز۔۔۔ مجھ پر۔۔۔ رحم کریں
میں۔۔۔ مزید۔۔۔ برداشت۔۔۔ نہیں۔۔۔ کر۔۔۔ سکتی۔۔۔ آپکو!! شانزے
خانزادی کا لہجہ التجائیہ تھا۔

کل سے وہ اس کی جتنی تذلیل کر چکا تھا وہ پہلے ہی
بکھر گئی تھی اب کیا اس کی جان لے کر خوش ہونا تھا!!
بہرام خانزادہ جو شانزے کو صرف خوفزدہ کر رہا تھا وہ
اسکی کانپتی ہوئی گڑ گڑاتی آواز سن کر اس کی آنکھوں
میں دیکھنے لگا۔

ابھی تک تو تم نے برداشت کیا ہی کہاں ہے مجھے بیوی!
وہ اس کے نازک پردوں سے اپنے ہاتھ پیچھے کر گیا۔
شانزے اب سفید پڑھنے لگی تھی۔ وہ اپنی موجودگی اپنی
درندگی کی وجہ سے اس کے روپ میں گھاتے قوس و قزح
کے رنگ دیکھتا محظوظ ہو رہا تھا۔ پہلے وہ اسے دیکھ
کر زرد ہو گئی تھی۔ پھر اس کے قریب آنے اور چھونے پر
گلاب کی طرح لال ہو گئی اور اب جسموں کے ملاپ کا سن
کر مردے کی طرح سفید!! وہ اسے انٹرسٹنگ لگی تھی۔

میں۔۔۔ آپ۔۔۔ کا۔۔۔ کیا۔۔۔ بگاڑا۔۔۔ ہے۔۔۔! وہ اسے اٹھ کر
بیٹھتے دیکھ کر سائڈ ٹیبل سے سگریٹ پکڑ کر لبوں سے
لگاتے دیکھ کر روتی ہوئی استفسار کرنے لگی! تم نے تو
کبھی کچھ نہیں بگاڑا میرا!! وہ ایک نظر اسے دیکھ کر
بولا تھا۔

رہائی دینے کا دل تو نہیں تھا مگر وہ اس کی گڑگڑاہٹ پر
پتہ نہیں کس احساس کے تحت اسے اپنی باہوں سے آزادی
دے گیا۔ پھر مجھ سے نکاح کیوں کیا آپ نے! کیوں مجھے
اس رشتے میں باندھا جس کی عزت آپ کر ہی نہیں
سکتے!! وہ اپنا پھٹا ہوا گاؤں پہننے کے لئے بیڈ سے

اترتی سوئیاں اپنے دل میں چبھتی محسوس کر رہی تھی۔

وہ بہرام خانزادہ کو دیکھنے سے بھی گریز کر رہی تھی جو شارٹس کے اوپر اپنی پینٹ پہن کر سگریٹ کے گہرے کش لینے لگا تھا۔ میرا دل چاہ رہا تھا تمہیں بیوی بنانے کا اس لئے کر لیا نکاح!! بہرام خانزادہ اسے نظروں میں بسائے بولا۔

ایک بات کان کھول کر سن لو میری تمہیں بیوی بنایا ہے معشوقہ نہیں جو مجھ سے سوال جواب کر رہی ہو!! بہرام خانزادہ اس کی آنکھوں میں نفرت دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

اس کا گاؤں کیوں پھٹا ہوا تھا اسے یاد نہیں آ رہا تھا شاید اس کی مزاحمت کرنے پر پھٹا ہوا!! وہ اسے سر تا پاؤں پھر سے دیکھنے لگا۔ شانزے کا دودھیا سفید بازو نظر آ رہا تھا جبکہ یہ نائٹ گاؤں پیٹ سے بھی پھٹا ہوا تھا۔ بہرام خانزادہ کو بالکل بھی یاد نہیں تھا کہ اس کے کپڑے اس نے خود ہی چاک کیے ہیں۔

رات بیوی سے زیادہ ایک رکھیل کی طرح ٹریٹ کیا ہے
آپ نے مجھے!! کبھی معاف نہیں کرونگی آپ کو!! آپ
وحشی درندے ہیں!! آئی ہیٹ یو!!۔۔شانزے کو اپنا پھٹا ہوا
نائٹ گاؤن دیکھ کر شدت سے اپنی تذلیل محسوس ہوئی
تھی۔ وہ بہرام خانزادہ کو دیکھ کر تڑپتے دل جلتی روح
سے بولی تھی۔

وہ مزید ایک منٹ بھی اسے دیکھ نہیں سکتی تھی اس لئے
جلدی سے بھاگتی ہوئی واشروم میں خود کو بند کر گئی
تھی۔ بہرام خانزادہ اس کے لفظوں پر رات کا منظر یاد
کرنے لگا۔

وہ اس کی بیوی ہو کر خود کو رکھیل بول گئی تھی۔! بہرام
خانزادہ نے باہر کی کسی عورت کو اپنی گرل فرینڈز کو
رکھیل نہیں بنایا تھا تو پھر نکاح میں موجود عورت کو
کیسے بنا لیتا!! اس کا میٹر گھوم چکا تھا وہ سگریٹ زمین
پر پھینک کر اپنے پیر سے مسلتا واشروم کی جانب بڑھا
اور زور سے دروازہ بجایا۔

یہ تم کیا بکواس کر کے گئی ہو کھولو دروازہ!! اس کا

لہجہ طیش زدہ ہوا تھا۔ نہیں
آپکی۔۔۔ شکل۔۔۔ بھی۔۔۔ دیکھنا۔۔۔ اب۔۔۔ مجھے۔۔۔ گوارا۔۔۔ نہیں!
شانزے بھی ہوتی ہوئی چلا کر بولی تھی۔

وہ شاور کے نیچے نائٹی سمیت کھڑی ٹھنڈے پانی میں
بھیگ رہی تھی خود کو سزا دے رہی تھی یا پھر اسکے
چھونے سے خود کو ناپاک سمجھ رہی تھی یہ اندازہ لگانا
مشکل تھا کیونکہ وہ ماتمی انداز میں رو رہی تھی۔

میں لاسٹ ٹائم بول رہا ہوں واشروم کا دروازہ کھولو ورنہ
میں توڑ دونگا! اور اگر میں خود اندر آگیا تو میرا جانور
والا روپ دیکھو گی!! بہرام خاندادہ شیر کو مانند دھاڑا تھا
اسے شانزے پر شدید غصہ آرہا تھا۔ وہ کل رات اس سے
ملنے آیا تھا خود کو اس کا حقدار سمجھ کر لیکن اس نے
جس طرح اسے اپنے کمرے سے نکل جانے کو کہا اسے
شدید غصہ آیا تھا وہ اپنی بیوی سے ملاقات کے لئے
اجازت لیتا یہ بات اس کو آگ لگا گئی تھی۔ وہ تھا بھی
نشے میں اس لئے اس نے جو سزا شانزے کو دی وہ اسے
خود بھی اب یاد نہیں تھی۔

آپ سے بڑا وحشی درندہ کوئی ہے بھی نہیں جانور ہیں آپ
میں سب کو بتاؤں گی کہ رات آپ نے میرے کمرے میں
گھس کر میرے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی بلکہ
یہی نہیں میرے کپڑے۔۔۔۔۔شانزے جو ماتم کرتی ہوئی رات
کا ہر ایک منظر بہرام کی ہر ایک حرکت یاد کر کے چیخ
رہی تھی کہ وہ اپنی بات مکمل بھی نہیں کر سکی!

واشروم کے دروازے کا لاک ٹوٹ گیا اور بہرام خانزادہ
اندر داخل ہو گیا۔ اس نے ایک ہی جست میں دروازہ توڑ
ڈالا تھا۔ وہ واقعی اپنے کہے کے مطابق دروازہ توڑ چکا
تھا۔

بہرام خانزادہ جان میں جتنا زیادہ طاقتور تھا جتنی اس کی
جسامت چھوڑی اور ورزشی تھی اس کے لئے دروازہ
توڑ دینا مشکل کام نہیں تھا۔ شانزے اسے دیکھ کر خوف
سے کانپنے لگی تھی۔

غم و غصے میں چیخ کر اسے برا بھلا تو کہہ دیا تھا اب
وہ جب اسے گھور کر دیکھ رہا تھا تو جان سولی پر لٹک
چکی تھی۔ وہ واشروم کے اندر داخل ہوتا اس کے قریب

پہنچ کر اسے کمر سے پکڑ کر اپنے روبرو کرتا اس کے
ساتھ ہی بھیگنے لگا تھا۔

کیا بکواس کر رہی تھی تم!! بہرام کو وہ بھیگی ہوئی
بے حد پیاری لگی تھی۔ جتنے غصے میں وہ دروازہ توڑ
کر اندر داخل ہوا تھا اسے حسین نظارہ بنے دیکھ بہکے
بہکے انداز میں بولا! لہجے میں غصہ تھا آواز میں رعب
تھا لیکن آنکھیں تو کوئی اور ہی کہانی سنا رہی تھی
جیسے وہ برسوں کا پیاسا ہو۔

پلیز۔۔۔ دور۔۔۔ ہوں۔۔۔ مجھ۔۔۔ سے!! شانزے اسکی سیاہ آنکھوں
میں سرخ ڈورے دیکھتی پھر سے اپنی ہمت ٹوٹتی ہوئی
محسوس کر رہی تھی۔ وہ اس سے بے حد ڈر چکی تھی وہ
رحم نہیں کھاتا تھا تڑپاتا تھا۔ دور تم جانے ہی نہیں دے
رہی ہو بیوی!! اس نے اپنے لفظوں میں آگ سی تپش لئے
کہا تھا

بیوی۔۔۔ بابا! مجھے بیوی مت بولیں!! نفرت ہے مجھے
آپ سے کل رات جو کچھ میرے ساتھ کیا اسکے بعد آپ
میری نظر میں انسانیت کے درجے سے بھی گر چکے

ہیں! شانزے خود پر طنزیہ ہنستی ہوئی بولی تھی۔

وہ اسے ایک رات میں ہی حلال عورت ہونے کی سزا بتا چکا تھا۔ ایسا بھی کیا کر دیا ہے میں نے کیپٹن احد خانزادہ کی بہن شانزے کے ساتھ جو وہ بھی مجھے انسانیت کے درجے سے ہی گرا چکی ہے۔

بہرام اپنا سر جھٹکتا شانزے کے زخمی لبوں پر پانی کی بوندیں دیکھ کر خود کو پیاسا محسوس کرتے ہوئے عجیب سے لہجے میں بولا۔ وہ اس کو جواب دینے کی بجائے خاموش رہی کیونکہ بہرام کی نظریں اپنے لبوں پر جمی دیکھ چکی تھی۔ وہ اسے گلاس وال پر محصور کیے ہوئے تھا



بولو ناں حسین بیوی۔۔۔! مت کہیں مجھے بیوی!! یہ لفظ آپ
کے منہ سے گالی کی طرح چب رہا ہے مجھے! شانزے
اس کی ہلکی گرفت سے خود کو آزاد کرواتے آگے بڑھی
جب بہرام نے اسے گردن سے دبوچتا دیوار پر لگا گیا!

بیوی تو تم ہو میری اپنا حق میں تم سے لے کر یہ تم پر
اچھی۔۔۔اپنا حق لینا ہے ناں ٹھیک ہے یہ لے لیں اپنا حق
لے سکتے ہیں اب آپ!! شانزے اسے اب ایک لمحہ بھی
نہیں دیکھ سکتی تھی

وہ اسکی بیوی بیوی۔۔۔حق حق۔۔۔کی بات سن کر تڑپ رہی

تھی۔ اسے پھر سے خود کو دھمکاتے دیکھ کر وہ گلے سے خود ہی اپنی نائٹی چاک کر گئی اور پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی!

بہرام اسے دیکھ کر رہ گیا!! وہ لڑکی صرف اس کا دماغ گھوما رہی تھی اس سے ڈرنے سے زیادہ بہکا رہی تھی۔ یہ کیا گھٹیا حرکت کی ہے تم نے!! وہ دیوار پر زور سے ہاتھ مارتا اتنی زور سے چلایا کہ وہ اپنی جگہ سے اچھلی تھی۔

شانزے اسکی آواز کی گرج پر آنکھیں میچ گئی تھی۔ اس کی ماتمی ہچکیاں ہنوز جاری تھی۔ اس طرح طوائفوں والی حرکت کر کے کیا ظاہر کرنا چاہتی ہو میں تمہارے جسم کا بھوکا ہوں اپنی بھوک کہی اور سے مٹا نہیں سکتا

وہ اس کے لرزتے بدن کو دیکھ کر شانزے کے بال پکڑ کر پہلے سے بھی زیادہ شدت سے چلایا۔ میرے کپڑے آپ نے پھاڑے تھے بہرام!! کیا آپ کو کچھ بھی یاد نہیں ہے! میں نے اگر ابھی خود پھاڑ دیئے تو کیا ہو گیا۔

شانزے کی اب بس ہو گئی تھی۔ کل رات بہرام مدہوش تھا اسے سمجھ آگیا تھا کہ یقیناً وہ کچھ پی کر آیا تھا۔ اور رات جو وہ سرگوشیاں کر رہا تھا اس کے بعد سے شانزے کا دل ٹکڑوں میں تقسیم ہو چکا تھا۔ وہ واقعی بدنصیب ٹھہری تھی۔

بہرام خانزادہ اپنے دماغ پر زور دیتا کل رات کے لمحات یاد کرتے لگا۔ اور اسے یاد آنے لگا کہ اس نے شانزے کو کس طرح بے لباس کیا تھا۔ وہ اس سے فوراً پیچھے ہٹ گیا تھا آئندہ اس طرح کی طوائفوں والی حرکت کی تو جان سے مار کر کہی پھینک۔۔۔۔۔ جو شوہر بیوی کو رکھیل سمجھ کر پہلی ملاقات میں ہی اس کے کپڑے خود پہاڑ دے اس کے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کرے تو پھر اس کی کیا سزا ہے

شانزے بلبلا گئی تھی وہ اسے کس طرح کی عورتوں سے
تشبیہ دے گیا تھا۔ تم لڑکیاں پیار کی زبان سمجھتی ہی کہاں
ہو وہ سب کرنا پڑھتا ہے جو کل رات میں نے کیا!! بہرام
اس کے بلبلانے پر بولا تھا۔ وہ کیوں تڑپ رہی تھی

عورت زبردستی کر کے ہی قابو کی جاتی ہے سویٹ ہارٹ
تڑپنا بند کرو میں جا رہا ہوں!! وہ طنزیہ لہجے میں ہنستے
ہوئے بولا۔ کل رات کی جانے والی زبردستی سے پتہ لگ
رہا ہے کہ آپ کا عورتوں سے گہرا تعلق ہے اور یہ آپکا
تجربہ بول رہا ہے کہ آپ طوائفوں کو کچھ زیادہ ہی
گہرائی سے جانتے ہیں اور اب اپنی بیوی کو بھی ایک
طوائف----بکواس بند کرو اپنی شانزے ورنہ زبان کھینچ
لونگا!! وہ بھی اب کرب سے بلبلایا تھا۔

وہ نشے میں تھا ہوش میں ہوتا تو اتنے خراب طریقے سے تو اسے کبھی ناں چھوتا! اس کے دل نے ملامت کرنا چاہی جسے باغی دماغ نے قابو کر لیا۔ شانزے کی زبان بھی اب لرزی تھی وہ بہرام کی کمر اور سینے پر نیلز کی خراشیں دیکھ کر پہلے سے زیادہ تڑپ کر بولی تھی۔

اس نے تو بہرام پر اپنے بچاؤ کے لئے ایک بھی وار نہیں کیا تھا۔ بہرام اسکی شہد رنگ آنکھیں اپنے سینے پر جمی دیکھ اسے مزید کچھ بھی بولے بغیر کمرے میں جاتا اپنی شرٹ پہن کر سلائیڈنگ گلاس ونڈو سے ہی نکل گیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں نفرت کی لکیریں گہری ہوتی نظر آئی

تھی۔

شانزے اسکے جاتے ہی اپنے بال نوچتی زمین پر بیٹھتی
چلی گئی۔ وہ اس کے ساتھ ساری زندگی نہیں رہ سکتی
تھی یہ تو طے تھا وہ نا صرف اچھی اولاد بلکے ایک اچھا
انسان بھی نہیں تھا ہمسفر ہونا تو ناممکن تھا پھر! ناں وہ
اسے کبھی یہ درجہ دینا چاہتی تھی۔ شانزے کو اپنے نصیب
پر پہلے سے زیادہ رونا آیا تھا۔

مس مشائم تھینک فلی کہ آپ ٹائم پر پہنچ گئی! باس آج بہت
غصے میں ہیں ان کا موڈ آج تھوڑا آف لگ رہا ہے کچھ
ایمپلائز کی مس ٹیکس کی وجہ سے میں ابھی ان کے پاس
سے ہی آرہا ہوں وہ آپ کو بلا رہے ہیں آپ یہ فائلز لے
جائیں!

مشائم جو بور ہو کر بیٹھی ہوئی اپنی انسٹا گرام اسکرول
کر رہی تھی کہ احمر اس کے پاس آکر بولا تھا۔ احمر
بھائی سر شہریار کیا ہر وقت ہی غصے میں رہتے ہیں!
مشائم کچھ سوچتی ہوئی احمر سے بولی تھی۔

وہ اسے بھائی اس لئے بول رہی تھی کہ وہ رایان کا دوست تھا۔ ہر وقت نہیں بس جب کوئی ایمپلائی بڑی مس ٹیک کردے تب کرتے ہیں غصہ اور آپ اب جلدی جائیں!! اگر لیٹ ہو گئی تو سب کا غصہ آپ پر نکل جانا ہے! احمر اسے ابھی تک چیئر پر بیٹھے دیکھ کر عجلت میں بولا تھا۔

مشائم اس کی بات سن کر چیئر سے اٹھتی فائلز اپنے ہاتھوں میں پکڑے شہریار خانزادہ کے آفس کی جانب بڑھ گئی مے آئی کم ان سر!! وہ آفس کے دروازے پر جا کر کھڑی ہوتی فائلز کو ترتیب دیتی ہوئی اجازت طلب کرنے لگی۔

آجائیں!! شہریار خانزادہ جو اپنے آفس کی ونڈو پر کھڑا تھا اپنے پیچھے سے جانی پہچانی سی آواز سن کر بولتے ہوئے پلٹا تھا۔ مشائم نے بھی اپنا سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ دونوں کی نظریں چار ہوئی تھی اور پھر مشائم سالار کے ہاتھوں میں موجود فائلز زمین بوس ہو گئی تھی۔

شہریار خانزادہ اسے ایک ہی نظر میں چیک آؤٹ کر چکا تھا۔ وہ بلیک کلر کا بہت اسٹائلش چکن کاری کا گرتا پہنے ہوئے تھی جس کے ساتھ بلیک ہی اسٹریٹ پاجامہ پہنا ہوا تھا۔ گلے میں مروں کلر کا دوپٹہ اسٹائلش انداز میں لیا ہوا تھا۔

سنہری رنگ کے بال پیچھے سے اوپن تھے جبکہ فرنٹ سے بیئرڈ بنائی ہوئی تھی۔ اسکی خوبصورت بڑی بڑی ہیزل آنکھیں گہرے کاجل سے سچی ہوئی تھی جو بے حد حسین لگ رہی تھی۔ چھوٹی سی پتلی کھڑی ناک بھرے بھرے سرخی مائل گال کٹاؤ دار گلابی ہونٹ وہ بہت حسین تھی بے حد خوبصورت تیکھا پٹھانی حُسن رکھتی تھی

اسکے خوبصورت پاؤں بلیک کلر کی بلاک ہیلز میں مقید تھے۔ اس نے اپنے پیروں کے نیلز پر مروں کلر کی نیل پینٹ لگای ہوئی تھی۔ جبکہ دائیں ہاتھ میں بٹر فلائی وال نازک سا بریسلیٹ پہنا ہوا تھا جو گولڈ کا تھا جبکہ سیم بٹر فلائی والا ڈائمنڈ لاکٹ اس کی خوبصورت لمبی صراحی دار گردن میں لٹک رہا تھا۔

شہریار خانزادہ اسے دیکھتے ہوئے اپنی چیئر پر جا کر بیٹھ گیا جبکہ مشائم کی تو سانس ہی بند ہو گئی! جو فائلز گرائی ہیں انہیں اٹھا لو!! شہریار کی ڈیپ ڈومینیٹنگ وائس پر مشائم صدمے سے باہر آئی اور جھک کر فائلز اٹھانے لگی

شہریار خانزادہ اس کے ہاتھوں کی لرزش بخوبی نوٹ کر چکا تھا۔ وہ اسے سیکنڈز میں پہچان گیا تھا کہ یہ تو وہ بیکری والی پٹاخہ ہے جس کی زبان اس کے سامنے رکنا بھول گئی تھی۔

مشائم ہڑبڑاہت میں مکس ہووے پیپرز فائلز میں رکھتی زرد ہوتی رنگت کے ساتھ کھڑی ہوئی تھی۔

فائلز پلزز!! شہریار خانزادہ اسے شیور کرتے دیکھتا ہوا مزید بھاری ٹون میں بولا تھا۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم بڑھاتی اس کی ٹیبل تک آئی اور بہت آرام سے فائلز رکھ کر سیدھی کھڑی ہو گئی۔ شہریار خانزادہ جس کا موڈ بے حد خراب تھا اسے خود سے اتنی بری طرح گھبراتے دیکھ کر مشکل سے اپنی مسکراہٹ پر

قابو پانے لگا

جی تو کیا نام بتایا تھا احمر نے۔۔۔ مشائم! شہریار خانزادہ جو اس کا نام بھی احمر سے پوچھنا بھول گیا تھا وہ مشائم سے ابھی اس کے نام پوچھتا جب وہ فٹ سے بولی تھی۔

بیٹھ جائیں مس مشائم یہ فائلز آپ آل ریڈی مکس اپ کر چکی ہیں انکے پیپرز کو ترتیب دیں! شہریار تینوں فائلز مشائم کے سامنے رکھتا اپنی نظریں اس سے ہٹاتے ہوئے بولا تھا۔

جج۔جی!! مشائم اپنی ایمبریسمنٹ چھپانے کی کوشش کرتی بالکل دھیمی آواز میں بولی تھی۔ شہریار اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ کر محظوظ ہو رہا تھا۔ اس کی عمر بتیس سال تھی جبکہ اس کے سامنے بیٹھی ہوئی لڑکی دو ماہ بعد اٹھارہ سال کی ہونے والی تھی۔

احمر کی عقل کیا گھاس چرنے گئی تھی جو ایک چھوٹی بچی کو اس کی ایڈیشنل پی اے کی پوسٹ پر ہائر کر لیا

تھا جس نے گھبراہٹ میں فائلز بھی الٹی پکڑی ہوئی تھی۔
بلیک کلر کے فور پیس میں ملبوس بیوی باڈی بے حد رعب
دار پرسنیلٹی کا مالک شہریار خانزادہ افسوس سے سوچ
رہا تھا۔

اسے احمر کی عقل پر گل پڑھنے کا دل چاہا!! مشائم اپنے
سامنے بیٹھے شہریار خانزادہ کی ڈیپ ڈومینیٹنگ وائس
سن کر ہی کنفیوز ہو گئی تھی وہ بہت بارعب تھا اس نے
ابھی شہریار کی جسامت اس کے چہرے کے رعب پر
فوکس کیا تھا وہ اس دن کیا آندھی ہو گئی تھی جو اتنے
خطرناک جن کے سامنے پٹر پٹر بول گئی تھی۔

یہ بندہ تو ایک نظر دیکھ ہی لے تو قیدی جیسی فیلنگز آنے
لگ جاتی ہیں میں نے کیوں اتنی بدتمیزی کر دی!! مشائم
افسوس سے سوچ رہی تھی جب شہریار خانزادہ نے اسے
ہوش کی دنیا میں لا کر پٹخا!! آپ نے اپنا اسکول تو ختم
کر ہی لیا ہوگا یقیناً!

مشائم اس کی بات سن کر توجہ سے اسے دیکھنے لگی۔
جی سر! تو کیا آپ کو اسکول میں الٹی کتابیں پکڑا کر

پڑھاتے تھے!! شہریار اس کے ہاتھ میں موجود فائلز کی طرف دیکھتے بولا۔

اوہ۔۔۔سوری وہ میں نے۔۔۔اپنا کام جلدی سے ختم کریں تاکہ میں آپ کو ڈیوٹی اسائن کروں!! شہریار خانزادہ سیریس لہجے میں کہتا احمر کو اپنے آفس میں بلانے لگا۔ وہ آج اچھی طرح اس کی کلاس لینا چاہتا تھا۔۔۔

مشائم زندگی میں پہلی بار اتنی کنفیوز ہوئی تھی۔ یہ تمام کنفیوژن اس کو بیکری والے واقعے کی وجہ سے ہو رہی تھی۔ اس نے جس کی زبان پر تالہ لگایا تھا وہ اب اسکا باس بن گیا تھا۔

اسے شرمندگی ہو رہی تھی لیکن وہ اس طرح بے چین بیٹھی نہیں رہ سکتی تھی۔ شرمندگی سے بہتر تھا وہ ایپوجائز کر لیتی! اس کے ہاتھ میں موجود فائلز میں کیا تھا اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

کیا مسئلہ ہے انکے ساتھ بھی ہر تھوڑی دیر بعد میری
شکل کیوں دیکھے جا رہے ہیں کیا کچھ لگا ہوا تھا ایک
منٹ بھی جو سکون کی سانس لینے دی ہو انہوں نے
مجھے

اتنے خطرناک باڈی بلڈر کے ساتھ کیسے کام کرونگی میں
اور بھی اتنا سیریس کون ہوتا ہے ایک دفعہ بھی مسکرایا
نہیں سڑھیل جن کہی کا!! مشائم ملی جھلی کیفیت شہریار
کے آفس میں بیٹھی اپنے دل میں سوچتی ہوئی چور
نظروں سے اسے دیکھ کر واپس فائلز دیکھنے لگ جاتی
تھی۔

شہریار خانزادہ احمر کے آنے کے منتظر تھا اس نے
مشائم کو نا چاہ کر بھی بارہا دیکھا تھا اس کی براؤن
آنکھیں ہیزل آنکھوں کو غور سے دیکھنے کی تمنائی ہوئی
تھی۔

شہریار لگام ڈال کر بیٹھا رہ اپنی کتی آنکھوں کو جس
طرح کے زاویے یہ اپنے منہ کے بنا کر فائلز دیکھ رہی
ہے تیرے چہرے کے بھی بنا دے گی چھپکلی کہی کی آج

تو زبان حلق میں گرا کر بیٹھی ہے بیکری میں تو آگ اگل
رہی تھی ویسے ہے تو کیوٹ!!

میں بھی کیا کچھ سوچے جا رہا ہوں یہ بچی کیسے مینیج
کرے گی یار اس کو تو فائل پکڑنی نہیں آتی یہ کم اور میں
اس کا پی اے زیادہ لگوں گا! شہریار خانزادہ مشائم کو
دیکھنے سے گریز برتتا سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔

سر مے آئی کم ان!! احمر آفس کی انٹرینس پر کھڑا
شہریار خانزادہ کو دیکھتے ہوئے اجازت لینے لگا۔ آجاؤ
احمر!! شہریار اسے دیکھ کر بولا۔ مشائم تو فائل پکڑے
پکڑے بور ہو گئی تھی ان پیپرز کا کرنا کیا تھا اسے کچھ
بھی آئیڈیا نہیں تھا۔

جی سر آپ نے بلایا فائلز تو میں مس مشائم کے ساتھ
بھیج۔۔۔۔۔ یہ ان فائلز کا ورک کر سکتی ہیں جو تم نے انہیں
میرے پاس بھیج دیا ہے!! شہریار خانزادہ کی ٹون افسوس
اور غصے سے بھری ہوئی تھی۔

اسکی آواز سن کر مشائم نے اپنی گھنی مڑی ہوئی پلکیں
فائل سے اٹھا کر شہریار خانزادہ کی جانب دیکھا تھا جو
احمر کو غصے سے دیکھ رہا تھا۔

سر میں-----مس مشائم آپ جائیں! شہریار خانزادہ احمر کو
ہاتھ کے اشارے سے روکتا اپنی طرف دیکھتی مشائم کو
بغیر دیکھے بولا تھا۔ جو اس کے بولتے ہی فوراً سے اپنی
جگہ سے اٹھی اور ٹک ٹک کرتی شہریار کے آفس سے
باہر نکل گئی۔

اس کے جانے کی دیر تھی کہ شہریار احمر پر برس پڑھا۔
احمر تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا یہ تم نے اپوائنٹ
کی ہے!! اسکول گوئنگ بچی کو تم نے میری پی اے بنا
دیا ہے تم کیا فارغ ہونا چاہتے ہو میرے آفس سے

شہریار خانزادہ کے لہجے میں غصہ اور حیرت دونوں
بیک وقت تھا۔ احمر اسکے ساتھ کافی سالوں سے کام کر
رہا تھا وہ ہر چیز شہریار کی پرائیوریٹیز کو سامنے رکھ
کر کرتا تھا تو پھر یہاں کوتاہی کیسے کر گیا

سر وہ اسکول گوئنگ نہیں کالج گوئنگ ہیں۔ سیکنڈ ایئر کی اسٹوڈنٹ ہیں اور۔۔۔۔۔ لائک سیریئسلی تم نے ایک اٹھارہ سال کی بچی کو اتنی بڑی پوسٹ پر ہائیر کر لیا!! آئی ایم امیزیڈ!! سر ابھی اٹھارہ سال کی نہیں ہیں دو ماہ بعد ہو جائیں گی۔!! شہریار خانزادہ جو احمر کو دبے دبے انداز میں ڈانٹ رہا تھا وہ اسکی بات سن کر اسے شدید غصے سے گھورنے لگا

تم سے بڑا احقر میں نے آج تک نہیں دیکھا! یقیناً وہ کانٹریکٹ بھی سائن کر چکی ہو گی۔! شہریار خانزادہ کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ احمر کے سر پر ٹیبل پر رکھی ساری فائلز اٹھا کر دے مارے۔

سر کل آپ نے خود ہی کہا تھا کہ کانٹریکٹ سائن کروا لوں اس لئے میں نے کروا لیا اور فائل آپ کے آفس بھی بھیجوا دی تھی۔ وہ ریڈ فائل مس مشائم کی ہی ہے۔

احمر کو شہریار سے زیادہ غصہ رایان پر آ رہا تھا جس نے اسے بے عزت کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ اس فائل کو دیکھ کر میں کیا کروں!! کانٹریکٹ سائن

نہیں ہوا ہوتا تو میں نے۔۔۔۔۔سر میں آجاؤں اندر!! شہریار
خانزادہ جو احمر پر غصہ کر رہا تھا کہ ہیلز کی ٹک ٹک
کے ساتھ مشائم کی میٹھی آواز سن کر دروازے کی جانب
متوجہ ہوا!!

جی بولیں کیا کام ہے اب آپکو! شہریار خانزادہ نے ایک
بار پھر اسے سر تا پاؤں چیک آؤٹ کیا۔ وہ اب فریش لگ
رہی تھی ساری کنفیوژن کہی باہر ہی چھوڑ آئی تھی۔

یہ فائلز میں نے مینیج کر دی ہیں اب آپ مجھے کوئی اور
کام دے دیں میں بور ہو رہی ہوں سب کی شکلیں دیکھ
دیکھ کر یہاں تو کوئی ہنستا بھی نہیں ہے!! مشائم منہ کے
زاویے بنا کر بولی تھی۔ اس نے رایان سے ہیلپ لی تھی
اور اب اس نے یہ فائلز شہریار کے منہ پر دے مارنی تھی
جو اسے کچھ دیر پہلے بیک بینچر سمجھ کر طنز کر رہا
تھا۔

اوہ واؤ گڈ ٹو نو کہ آپ بور ہو رہی ہیں!! یہ میرا آفس ہے
کوئی کامیڈی پلے نہیں جہاں آپکو انٹرٹین کرنے کے لئے
میں جوکرز ہائر کروں جو ہر وقت ہنسنے! شہریار خانزادہ

بری طرح چڑھتے ہوئے بولا تھا۔

اسے آگ لگا گئی تھی مشائم کی بچوں جیسی بات!! وہ بچی ہی تو تھی اف شہریار تو کہاں پھنس گیا اس الو کے پٹھے کی وجہ سے! شہریار خانزادہ نے احمر کی جانب شدید گھوری سے دیکھا جو منہ کھولے حیرت سے مشائم کی بات سن کر اپنا سر پیٹتے پیٹتے رہ گیا۔

یہ بلہ اب گلے پڑھ گئی تھی وہ اسے ایک ہی دن میں کیسے فائر کر دیتا!! شہریار خانزادہ صبر کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔ وہ غصے سے بھرے لہجے میں مشائم سے بولا تھا۔ مشائم جو واقعی بور ہو گئی تھی وہ شہریار خانزادہ کا غصے سے سرخ ہوتا چہرے دیکھتی اپنی انگلیاں مروڑنے لگی۔

اس کے منہ میں کھجلی ہو رہی تھی جوابی کاروائی کی اور وہ مشائم سالار تھی چپ رہنا تو اس پر حرام تھا جیسے۔۔! سر آپ کا آفس کوئی گریویارڈ بھی نہیں جو ہر کوئی سڑھ کر بیٹھا ہوا ہے۔

احمر نے اپنا سر پیٹا تھا آج تک شہریار خانزادہ کے آگے
کسی نے سوال کا جواب دینے کی بھی جرت نہیں کی تھی
جب وہ غصے میں ہوتا تھا لیکن یہ لڑکی کیا تھی احمر کو
رایان پر شدید غصہ آیا

آپ میرے ساتھ چلیں میں آپ کو کام اسائن کر دیتا ہوں
سوری سر فار ویسٹنگ یور ٹائم آئی ول میک شور کے
نیکسٹ ٹائم مس مشائم کوئی غلطی نہیں کریں گی۔

احمر شہریار کے کان کی لوئیں سرخ ہوتے دیکھتا فوراً
سے بولتا اسے یقین دہانی کروانے لگا کہ وہ مشائم آگے
سے ایسا کچھ بھی نہیں کرے گی۔ مشائم نے احمر کو
دیکھا جو اسے شہریار سے زیادہ گھور رہا تھا پھر اسے
اپنی زبان پر افسوس ہوا

اوہ سوری سر میں آگے سے کیئر فل۔۔۔۔۔لیو مائی آفس بوتھ
آف یو!! شہریار خانزادہ لفظوں پر زور دے کر کمانڈنگ
لہجے میں بولا اسے شدید غصہ آرہا تھا وہ پہلے ہی دن
مشائم کو انسٹ نہیں کرنا چاہتا تھا ظاہر تھا اسے کوئی
ایکسپیرینس نہیں ہے وہ اسے کیا ڈانٹتا اس کی ڈانٹ کا

حقدار تو احمر تھا۔

شہریار خانزادہ کے بولنے پر احمر اور مشائم دونوں ہی چلے گئے تھے۔ جبکہ شہریار خانزادہ اپنے موبائل میں منہان کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔ اسے اپنی بہن کی فکر ہو رہی تھی وہ اسلام آباد میں نہیں تھا یہ خبر شہریار خانزادہ ہو گئی تھی۔

اس نے اپنے آفس میں لگا کیمرا سوئچ کر کے اس بلا کو دیکھنا چاہا جس کی زبان کینچی سے بھی زیادہ تیز تھی۔ وہ اسے رایان انصاری کے سر پر کھڑی نظر آگئی تھی جہاں ان کے ساتھ احمر بھی تھا۔

وہ رایان سے کھلکھلا کر باتیں کر رہی تھی۔ جبکہ احمر رایان سے کچھ کہتا اپنی سیٹ پر چلا گیا تھا۔ شہریار خانزادہ کو شدید غصہ آنے لگا۔ پتہ نہیں کیوں وہ اس کو اس طرح کھلکھلاتے دیکھ کر عجیب سا فیل کرنے لگا۔

اس کے آفس میں سب سیریس ہو کر کام کرتے تھے اگر

کوئی بات بھی ہوتی تھی تو کام سے ریلیٹڈ اس طرح
کھلکھلانا اسے برا لگ رہا تھا۔ وہ ایکدم اپنی چیئر سے
اٹھا اور آفس سے نکل گیا۔

اس کے باہر آتے ہی سب اپنی سیٹ پر بیٹھ گئے جبکہ وہ
رایان کے کبین کی طرف بڑھا جہاں سے مشائم کے
ہنسنے کی آواز آرہی تھی۔ رایان جو اس کی شہریار
خانزادہ کو جوابی کاروائی سن کر اسے ٹوکنے ہی لگا تھا
جب اپنے سر پر شہریار خانزادہ کو غصے سے کھڑے
دیکھ کر اپنی چیئر سے اٹھا گیا۔

ہیلو سر وہ مس مشائم ابھی۔۔۔۔۔ اس طرح کا بیہویور میں
ٹالریٹ نہیں کروں گا کہ آپ بور ہونے کی صورت میں
خود جوکر بن کر میرے ایمپلائز کا ٹائم ویسٹ کریں بہتر
ہوگا آپ اپنی سیٹ پر جائیں مزید کوئی بدتمیزی کیے اور
تم رایان میرے ساتھ سائٹ وزٹ کرنے چلو دوسرے آفس
میں کچھ چیزوں کی مینجمنٹ دیکھنی ہے تمہیں!

رایان جو شہریار خانزادہ کو مشائم کے اپنے کبین میں
آنے کی وجہ بتانے لگا تھا کہ وہ مشائم کو غصے سے

ڈانٹنے والے انداز میں بول کر رایان سے مخاطب ہوتا
آگے بڑھ گیا۔

اسے اپنے دوسرے آفس جانا تھا جہاں اس کا زیادہ تر وقت
گزرتا تھا مشائم تو اس کی ڈانٹ پر سہم گئی اس کی
آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو چمکنے لگے اس نے کوئی
بھی بدتمیزی نہیں کی تھی پھر وہ پہلے ہی دن سب کے
سامنے اسے کیسے ڈانٹ کر آگے بڑھ گیا تھا۔

رایان اسے ایک نظر دیکھ کر شہریار خانزادہ کے ساتھ
آگے بڑھ گیا۔ شہریار نے اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ
لئے تھے اس لئے وہ رکا نہیں آگے بڑھ گیا۔

مشائم سب کے بیچ ہونے والی اپنی انسلٹ پر دل برداشتہ
ہو کر رایان کی سیٹ پر بیٹھی رونے لگی تھی۔ جن جلا
سڑھیل بدتمیز کہی کا سب کے سامنے ڈانٹ دیا مجھے!!
وہ سو سوں کے روتی جو منہ میں آ رہا تھا بولے جا
رہی تھی۔

اٹیٹیوڈ تو دیکھو کمپنی کا باس کیا ہے کیسے بھی ڈانٹ دے گا!! نہیں کرنا میں نے اس کے ساتھ کام کل ہی ریزائین اس کے منہ پر مار دینا ہے میں نے! وہ غصے سے اپنے آنسو صاف کرتی چیئر سے اٹھی تھی لیکن ماما کی ہیلپ بھی تو کرنی ہے ناں کیا کروں کہاں پہنس گئی میں

ایشا کو ہی کال کر لیتی ہوں ایک تو پین فل ڈیز چل رہے ہیں اوپر سے براونیز کھانے کا دل چاہ رہا ہے وہ کھڑوس رایان بھائی کو بھی لے گیا! مشائم کا دل ایکدم بھر آیا تھا۔

میرا موبائل کہاں ہے اف اس جن کے آفس میں بھول گئی۔ اب کیا کروں ہاں احمر بھائی کو بولتی ہوں وہ لا دیں میرا موبائل خود گئی تو وہ جلا د پھر سے ڈانٹے گا مجھے!! مشائم سخت چڑچڑی ہو رہی تھی۔

احمر بھائی میرا موبائل لا دیں پلیز مجھے گھر جانا ہے۔ مشائم آف موڈ سے بولی تھی۔ کہاں سے لا کر دوں!۔۔ احمر لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کرتے بولا تھا۔ اس لڑکی نے اسے بیزار کر دیا تھا۔

اس جلاذ۔۔۔میرا مطلب تھا سر شہریار کے آفس میں بھول گئی ہوں میں اپنا موبائل ان کے آفس کی ٹیبل پر رکھا تھا۔ مشائم اپنی تیز زبان کو سلپ ہونے سے کنٹرول کرتی بات بدلتی ہوئی بولی تھی۔

باس کے آفس میں ان کی پرمیشن کے بغیر جانا الاؤ نہیں ہے آپ ویٹ کریں وہ دو گھنٹے تک واپس چکر لگائیں گے تو پھر میں۔۔۔۔۔آپ سے کوئی کام بولنا ایسا ہے جیسے بھینس کے آگے بین بجانا مجھے یہاں کام کرنا ہی نہیں ہے کل ہی یہاں سے ریزائین دونگی

مشائم کو شہریار پر سخت غصہ آگیا تھا جو وہ احمر کو بھینس بنا کر نکال چکی تھی وہ خود شہریار خانزادہ کے آفس جاتی اس کی ٹیبل پر پڑھا اپنا موبائل دیکھ کر آگے بڑھی اور موبائل اٹھا کر اس کے آفس سے نکلتی چلی گئی۔

وہ لفٹ کی جانب بڑھتی اب گھر جانا چاہتی تھی اس نے آٹو کیا اور اس میں بیٹھ گئی۔ انکل مجھے بھوک لگی ہے

O'brownies Bakery

سے براؤنیز لینی ہیں آپ آٹو روکیں میں پانچ منٹ میں
آئی!! وہ ایشا کے نمبر پرے کال کرتی رکشہ ڈرائیور سے
بولی تھی۔ جو بیکری کے سامنے رکشہ روک چکا تھا۔

پتہ نہیں اسے کیا موت پڑھ گئی ہے ابھی تک نمبر آف آرہا
ہے اس کا! وہ بیکری کے اندر جاتی اپنے لئے چاکلیٹ
براؤنیز اور پیٹیز لیتی واپس سے رکشے میں آکر بیٹھی
تھی۔

اسے آج کا دن ہی منحوس لگنے لگا تھا جو شہریار نے
اسے ڈانٹ کر بنا دیا تھا۔

میں نے کہا تھا جب تک میں پاکستان میں ہوں وہ حرام
زادہ ہمارے ہاتھ سے نہیں نکلنا چاہیے تم لوگ کسی کام
کے نہیں ہو دفعہ ہو جاؤ میری نظروں سے! وہ شدید
غصے سے دھاڑتا ہوا اپنے ہاتھ میں پکڑی حرام مشروب
کی بوتل اپنے آدمی کے سر پر مارتا بولا

بیسٹ آپ کے کلیئر آرڈرز تھے کہ آپ خود اسے ٹھکانے لگائیں گے کل رات آپ کلب سے چلے گئے وہ ساری رات یہی تھا آپ کو روبی نے بھی بہت کالز کی میسج کیے مگر آپ نے کوئی رسپانس نہیں دیا

اس کا سب سے خاص آدمی اسے بلا وجہ غصہ کرتے دیکھ کر بولا تھا۔ رات اس نے خود کہا تھا کہ وہ پاکستان میں اپنے دشمن کا شکار نہیں کرے گا اور اب خود ہی غصہ کر رہا تھا۔ وہ خود کو کول ڈاؤن کرنے کے لئے سگریٹ جلا کر اپنے لبوں سے لگا گیا گہرے کش لینے کے باوجود بھی اسے سکون نہیں مل رہا تھا

کل رات کے بعد اسے ان لبوں کی تڑپ شدت سے ہونے لگی جن پر وہ جانور بن کر ٹوٹا تھا۔ وہ سگریٹ کو غصے سے گھورنے لگا۔ اس کے کانوں میں شانزے کی بلبلاتی آواز میں نفرت سے زیادہ شکوہ گونج رہا تھا۔

جو اس بے رحم بیسٹ کو بری طرح چب رہا تھا۔ اس کی شہد رنگ آنکھوں میں اس نے نفرت خوف بیزاریت اور

خود کے لئے ایک اوکتابٹ سی دیکھی تھی کوئی اور جذبہ
تھا ہی نہیں!

تمہارا حق بنتا ہے مجھ سے نفرت کرنے کا کل رات کے
بعد مگر کل رات سے پہلے تو تمہیں دیکھا بھی نہیں پھر
کیوں نفرت کی برسات کرتی رہتی تھی۔ چلو کوئی بات
نہیں حویلی آکر تم سے تفصیلاً پوچھ لوں گا

وہ اپنے سیاہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا۔
 بیسٹ کہاں جا رہے ہو روبی تمہارا انتظار-----وہ میری
 بیوی نہیں جو میرا انتظار کرے گی اور میں زبان ہلاتا اس
 کے پاس چلا جاؤں!!

جتنا کہا جاتا ہے اتنا کیا کرو رومیو تمہیں پتہ ہے نا
مجھے اپنے سامنے چلنے والی زبانیں کچلنے میں کتنا مزا
آتا ہے کہی ایسا ناں ہو کسی دن تم بھی زبان سے محروم
ہو جاؤ !! وہ گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے بولتا زن سے
بھاگا لے گیا۔

لگتا ہے بھابھی نے ایک رات میں ہی ٹائٹ کلاس لے لی
ہے بیسٹ کی بینڈ بجا کر ہاہاہا!! ظالم کی رسی بھی ٹائٹ
ہو سکتی ہے بیوی کی صورت میں۔ وہ آدمی ہسنتا ہوا
ڈرنک کرنے لگا۔

رات کے نو بج رہے تھے خانزادہ حویلی میں اس وقت
سب ڈائننگ ٹیبل پر موجود ڈنر کر رہے تھے۔ شانزے کل
رات نکاح کے بعد سے اپنے کمرے میں بند تھی۔ احد
خانزادہ بہت بار اسکے کمرے کے دروازے تک گیا تھا
لیکن اس نے دروازہ نہیں کھولا تھا

وہ صبح سے بھوکی تھی احد اپنے تایا سردار ہاشم خان
کے فیصلے کے خلاف نہیں جا سکتا تھا۔ جب رات وہ
حویلی آیا تو سب اپنے کمروں میں ہی موجود تھے وہ اپنی
مورے غزالہ خانم کو سونے سے پہلے لازمی ایک دفعہ
انکے کمرے میں جا کر دیکھتا تھا شانزے بھی اکثر ان
کے کمرے میں ہی ہوتی تھی۔

وہ اپنی بہن اور مورے سے ملنے ان سے کچھ باتیں

کرنے کے بعد سونے چلا جاتا تھا۔ پچھلے تین ماہ سے اس کی یہی روٹین تھی۔ رات شانزے کو اپنی مورے کے کمرے میں نا دیکھ کر جب اسنے اپنی بہن کی غیر موجودگی کی وجہ دریافت کی تو غزالہ خانم نے اسے شانزے اور بہرام کے نکاح کے متعلق بتا دیا۔

یہ خبر ایسی تھی جو احد خانزادے کے پیروں سے زمین سر سے آسمان کھینچ چکی تھی۔ وہ غصے سے اٹھ کر اپنے تایا سردار ہاشم کے پاس جا کر کوئی تماشا کرتا جب غزالہ خانم نے اسے اس کے بابا زمان خان کی وصیت یاد کروائی جس نے اس کے ہاتھ پاؤں جکڑ لئے اور وہ کچھ بھی ناں کر سکا وہ بھائی ہو کر بھی بے بس ہو گیا۔

وہ رات ہی شانزے کے کمرے میں جا کر اس سے ملنا چاہتا تھا مگر اس نے احد سے ملنے سے انکار کر دیا۔ وہ بے حد غمزدہ تھا اپنی لاڈلی معصوم بہن کے لئے!! بہرام خانزادہ نے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تھا کہ وہ اس کی سانسیں ایک جھٹکے سے ہی بند کرے گا اور اس نے وہ جھٹکا احد خانزادہ کو دے دیا تھا۔

احد خانزادہ ڈنر ٹیبل پر خاموشی سے اپنی چیئر پر بیٹھا

شانزے کا انتظار کر رہا تھا جو صبح سے کمرے میں بند تھی وہ بھوکی تھی اب رات کے نو بج رہے تھے لیکن اس نے کمرے سے باہر نکلنا اور اپنے لالا سے بات کرنا تو جیسے خود پر حرام کر دیا تھا۔

احد خانزادہ شدت سے پچھتا رہا تھا کہ وہ کیوں وقت پر حویلی نہیں پہنچ سکا اسے انشال اور منہان کے خفیہ نکاح کے متعلق بھی علم ہو گیا تھا کہ سب کو منہان نکاح کے متعلق آگاہ کر دیا ہے۔

منہان کا نمبر بند تھا وہ اس سے بعد میں ملاقات کرنا چاہتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ منہان انشال کو کہاں لے کر گیا ہوگا!! اسے ملازمہ نے کل رات ہونے والا سارا واقعہ بتا دیا تھا کہ منہان کتنے طیش میں لہو آلود ہو کر حویلی آیا تھا اور اس نے ایک طوفان کھڑا کر دیا تھا۔

شہریار خانزادہ بھی خاموش تھا اسے احد اور منہان سے بالکل بھی امید نہیں تھی کہ وہ دونوں خاندانی رسم و رواج کا مذاق بنا دیں گے۔ اسے اپنی حویلی میں سردار ہاشم خان کی موجودگی شدت سے چب رہی تھی جو تماشہ انہوں نے

اس کی پھوپھو کا بنایا تھا وہ ان سے بات کرنا بھی پسند
نہیں کرتا تھا۔

زلیخا میری بہن شانزے خانزادی کو کھانے پر بلا کر لاؤ
میں اس کا انتظار کر رہا ہوں جاؤ! احد خانزادہ سب کو
کھانا کھاتے دیکھتا زور سے بولا تھا۔ سب حویلی والے
کیوں بے حسی کا لبادہ اوڑھے ہوئے تھے۔ جو کچھ اسکی
خالہ کشمالہ خانم کے ساتھ ہوا تھا کیا وہ سب اب اس کی
لاٹلی بہن کے ساتھ ہونا تھا اس سے پہلے وہ بہرام کا قتل
نا کر دے جو اس کی بہن کو قربانی کا جانور سمجھ چکا
تھا۔

ملازمہ احد کے حکم پر شانزے کو کھانے پر بلانے کے
لئے ابھی سیڑھیاں چڑھتی جب سامنے لاؤنچ سے داخل
ہوتے بہرام خانزادہ کو سگریٹ پیتے ہوئے ڈائننگ ٹیبل
کی طرف بڑھتے دیکھتی تیزی سے اوپر سیڑھیاں
چڑھنے لگی تھی۔

بہرام خانزادہ سب کو سلام کرتا خانم بی کے پاس جا کر
جھکتا انکا ہاتھ احترام سے چومنے لگا۔ وہ ان کا نواسہ تھا

اور نانی سے بے حد محبت کرتا تھا۔ احد خاندان کا تو
خون ہی ابل گیا تھا بہرام خاندان کو دیکھ کر!

آجائو بیٹھے ہمارے ساتھ بیٹھو!! سردار ہاشم خان اپنے
ساتھ والی خالی چیئر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔ بہرام
خاندان کی نظریں بے تابی سے کسی کی تلاش میں تھی
جب ملازمہ پریشانی سے نیچے آئی۔

ہادی لالہ وہ شانزے باجی نے کھانا کھانے سے انکار کر
دیا ہے وہ کہہ رہی۔۔۔۔۔ کوئی بات نہیں زلیخا میری بیوی کا
موڈ شاید میرے ساتھ ڈنر کرنے کا ہو گا میں اس لیے ہی
تو آیا ہوں تم اوپر۔۔۔۔۔ میں تیری ٹانگیں توڑ دوں گا بہرام اگر
تو نے میری بہن کے کمرے کی طرف دیکھا بھی تو

بہرام جو احد خاندان کی آنکھوں میں دیکھ کر گہری آواز
میں بولتا ہوا اس کے پاس سے گزرتا ہوا آگ لگانے والے
انداز میں بولا تھا جب احد اپنی چیئر سے کھڑا ہوتا اس کا
گربان پکڑے غرایا

بہرام خانزادہ جواباً اسے خود سے زور سے دور دھکیل
گیا۔ سالے صاحب بہنوئی کی عزت کرتے ہیں ورنہ بہنیں
اپنے بھائیوں کو دیکھنے کے لئے بھی ترس جاتی ہیں!!
بہرام اپنے لفظوں میں بہرم کی تپش لئے بولا۔

احد خانزادہ بغیر کسی لحاظ کے آگے بڑھا اور اپنے دائیں
ہاتھ کا مکا بنا کر بہرام کے منہ پر مارنے لگا جب شہریار
خانزادہ اپنی چیئر سے اٹھا اور احد کو اپنے قابو میں کر
کے اسے بہرام سے دور کر گیا۔

بہرام خانزادہ جیب سے سگریٹ نکال کر اپنے لبوں سے
لگا کر لائٹر سے جلاتا سیاہ آنکھوں میں خون لئے احد کو
دیکھنے لگا۔ حویلی کی خواتین دل تھامے بہرام اور احد
کو دیکھ رہی تھی۔ ہاشم خان بھی کھانا چھوڑ کر اپنی جگہ
سے کھڑے ہو گئے تھے۔

چھوڑیں مجھے لالا میری بہن لاوارث نہیں جس کی
قربانی دے دی جائے! احد خانزادہ چلا کر بولا تھا! وہ
شہریار سے خود کو چھڑوانے کی کوشش کر رہا تھا۔ بہن
تھی تیری اب بیوی ہے میری دیکھتا ہوں تو کیسے روکتا

ہے مجھے زلیخا کھانا لاؤ اوپر شانزے کے کمرے میں

بہرام خانزادہ احد سے زیادہ اونچی آواز میں چلا
کر ملازمہ کو حکم دیتا تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا
پورے حق سے سب کے سامنے اوپر چلا گیا تھا کسی میں
اسے روکنے کی جرت نہیں تھی۔ اس کے اوپر جاتے ہی
احد شہریار کو شکوے سے دیکھتا حویلی سے باہر نکل
گیا۔۔۔

وہ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی بری طرح سسکیاں لیتی رو
رہی تھی۔ اسکا دل تھا جو کل رات کے بعد زیادہ اذیت
محسوس کر رہا تھا۔ وہ بھوکی پیاسی رہ کر خود کو کمرے
میں بند کر کے سزا دے رہی تھی۔

کل سے اس کا لالا کمرے سے باہر آنے کے لئے اس کی
مینتیں کر رہا تھا لیکن وہ ہر بار ناراضگی ظاہر کرتی انکار
کر رہی تھی۔ اسے بھوک پیاس محسوس ہی نہیں ہو رہی
تھی۔ اسکا دل چاہ رہا تھا اپنے نصیب پر کھل کر ماتم
کرنے کا

اس کے کمرے کے دروازے پر پھر سے دستک ہوئی
تھی۔ زلیخا جاؤ یہاں مجھے نہیں آنا نیچے نہیں کھانا کھانا
تمہیں ایک بات سمجھ میں کیوں نہیں آتی!! شانزے پھوٹ
پھوٹ کر روتی چیخ کر بولی تھی۔ وہ پھر سے رونے میں
مگن ہو گئی تھی۔

بہرام خانزادہ جو دروازے کے باہر کھڑا تھا وہ اپنی بیوی
کی ناراضگی سے بھری آواز سن کر دلکشی سے مسکراتا
ہوا ملازمہ کو شانزے کے کمرے کی چابی لانے کا اشارہ
کرتا کچھ سوچ رہا تھا۔

دل میں بے چینی تھی وہ اسے دیکھنے کے لئے مچل رہا
تھا۔ بہرام خانزادہ اپنی فیلنگز سمجھنے سے قاصر تھا۔ وہ
کبھی کسی کے لئے اہم نہیں رہا تھا رشتوں کی اپنائیت
سے محرومی دیکھی تھی۔

وہ جو اندر خود کو بند کیے بیٹھی تھی اس کی آنکھوں میں

بھی نفرت کے سوا کچھ بھی ناں تھا۔ مگر دل کا جو پھر
بھی اس کی طرف کھینچتا جا رہا تھا۔ اسے ایک احساس
سا ہونے لگا تھا کہ وہ اس کی تھی ایک رشتہ تھا جو اس
کا اپنا تھا وہ بیشک اس رشتے کو تسلیم نہیں کرتی تھی
مگر تھی تو اسکی ہی ناں!

وہ اسے کبھی قیمت کسی صورت نہیں چھوڑنے والا تھا
پھر چاہے دنیا کا ہر انسان ہی اس کے مخالف کیوں نا کھڑا
ہو جائے یہ ایک رشتہ اس کا اپنا تھا اس نے نکاح کرتے
وقت بیشک سب پر یہی ظاہر کیا تھا کہ وہ قربانی مانگ
رہا ہے لیکن حقیقی بات تو کچھ اور ہی تھی۔

ملازمہ نے بہرام خانزادہ کے حکم پر اسے شانزے کے
کمرے کی چابی لا کر دی اور نیچے چلی گئی بہرام
خانزادہ کا حکم زلیخا کو بتانے کہ شانزے اور اس کا کھانا
دس منٹ کے اندر اندر پہنچ جائے۔

وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا اسکی نظر

بیڈ پر اوندھے منہ لیٹ کر ہچکولے بھرتی اپنی نئی نویلی
بیوی پر بڑھی جو بے حد ضدی اور نخریلی تھی۔ وہ ضد

کی پکی تھی یہ بات بہرام خانزادہ جان گیا تھا وہ سب سے ناراض تھی مگر بہرم وہ اپنے لالا احد کو دکھا رہی تھی اس نے شانزے کی کالز نہیں اٹھائی تھی اس کا مان اگر ٹوٹا تھا تو وہ اپنے لالہ سے ٹوٹا تھا

جس کے حد درجے کی سپورٹ شدید لاڈ پیار اور ہر قدم پر ساتھ دینے کی وجہ سے وہ اپنے لالہ کو ہی اپنا آئیڈیل مانتی تھی وہ کچھ گھنٹے لیٹ ہو گیا اور اس کی بہن جس سے سب سے زیادہ نفرت کرتی تھی وہ اس کا حقدار بن گیا۔

شانزے رونے میں اتنی مگن تھی کہ اسے ناں ہی دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور ناں ہی بھاری قدموں کی آہٹ! بہرام خانزادہ اس کے قریب بیڈ تک پہنچا اور نیچے کو جھک کر اسکی گردن کے پچھلی طرف شدت سے اپنے گرم دہکتے ہوئے ہونٹ رکھتا اس کے پیٹ کے نیچے سے اپنا ہاتھ سرکا کر شانزے کے کان کی طرف جھکا

سویٹ ہارٹ کھانے سے ناراضگی غلط بات ہے تم میں انرجی نہیں ہوگی تو میرے ساتھ مقابلے پر کیسے اترو گی

جب میں وہ کرونگا تو۔۔!! وہ بھاری لہجے میں ذومعنی سرگوشی کرتا شانزے کے کان کی لوں کو ہلکا سا اپنے دانتوں میں چباتا ہوا اس کے رونگٹھے کھڑے کر گیا۔

اس نے شانزے کا پیٹ مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔ اور اسے ایک ہی جھٹکے میں اٹھا کر بیٹھا گیا۔ شانزے جس کی جان اس کے لبوں کی تپش کر حلق تک آگئی تھی وہ اس کے خود کو اتنے رف انداز میں بٹھاتے پر ہلکی سی سسکی تھی۔

شانزے کی آنکھوں میں اس کے پھر سے جانور بن کر ٹوٹ پڑھنے کا خوف تھا مگر اس کے پاس سے آتی سر چکرا دینے والی مہک اس کی آنکھوں میں نفرت کے شعلے بھڑکا گئی تھی۔

مجھ سے دور ہٹیں! وہ بہرام کے سینے پر ہاتھ جمائے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ وہ اس کے ہونٹوں پر اپنا دیا زخم دیکھتا اپنے ہاتھ کے انگوٹھا پھیرنے لگا۔

اسکے لب پر موجود زخم میں خون جما ہوا تھا۔ گردن سے لے کر دھڑکنوں تک وہ اس کے دیئے نیلے نشانوں سے سچی ہوئی تھی۔ وہ شانزے کو پھر سے اپنے ساتھ زور آزمائی کرتے دیکھتا اس کے اوپر مکمل جھک گیا۔

اور اس کی گلابی ہوتی شہد رنگ آنکھوں میں جھانک کر اپنے ہونٹوں کو حرکت دینے لگا۔ جتنا ریزسٹ کرو گی میں اتنا ہی رف اینڈ ٹف پیش آؤں گا پھر پھڑاتی چڑیا کے پر کاٹنا میرے پسندیدہ کاموں میں سے ایک ہے اور ہماری دنیا میں یہ کوئی خاص بات نہیں ہم ہر دن کسی نا کسی کا شکار لازمی کرتے ہیں خود کو سیراب کرنے کے لئے۔

وہ ایک جنون سا اپنے انداز میں لئے بولا تھا۔ شانزے خان بالکل ساکت ہو چکی تھی جب بہرام اس کے لبوں پر جھکا اور ایک نرم بوسہ اس کے زخم زدہ جلتے لبوں پر دیا

وہ اسکی عقل ابھی مزید ٹھکانے لگا جب دروازے کے پاس سے ان دونوں نے زلیخا کی چیخ سنی!! بہرام لہو چھلکاتی آنکھوں سے گردن موڑ کر ملازمہ کو دیکھنے

لگا۔

وہ۔۔۔وہ۔۔۔خان۔۔۔صاحب۔۔۔کھانا وہاں ٹیبل پر رکھو اور جاؤ!!
بہرام اس طرح سے غرا کر بولا کہ زلیخا کانپتی ہوئی
کمرے کے اندر داخل ہوئی اور کھانے کی ٹرے ٹیبل پر
رکھ کر ایک سیکنڈ کی بھی دیری کیے بنا کمرے سے
نکل گئی۔

بہرام پوری طرح سے شانزے پر جھکا ہوا تھا اس لئے وہ
ان دونوں کو ٹھیک سے دیکھ نہیں سکی تھی۔ آپ کو نا
شرم ہے نا حیا کچھ تو۔۔۔۔۔بے بی یہ شرمائے والا کام تم
کرو تو زیادہ دلکش لگے گا!! فلحال کھانا کھاتے ہیں
مجھے بھوک لگ رہی ہے

بہرام اس کے چہرے پر گھلی شدید سرخی دیکھ کر اس
کے لبوں پر پھر سے نرمی سے اپنا انگوٹھا پھیر کر بولا
تھا۔ مجھے نہیں کھانا۔۔۔! شانزے ضدی انداز میں بولی!!
جانتا ہوں تم نے بھوک ہڑتال کی ہوئی ہے کل تو ہاتھ پیر
چلا لئے تھے آج کیا کرنے کا ارادہ ہے پھر

بہرام اس کے ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھتے بولا تھا۔
چلاؤں-----بے بی چلانے سے کیا ہوگا آج تو میں سب کے
سامنے اوپر آیا ہوں سب پر اپنا حق واضح کرتے اور
تمہیں پتہ ہے کیا تمہارا لالا بھی آج صرف پھڑپھڑا کر
مجھے روکتا رہ گیا مگر میں تمہارے پاس آگیا اب چیخ کر
تم کیا وضاحت دینا چاہتی ہو کہ میں زبردستی کرنے اوپر
آیا تھا!

بہرام اسے اپنی گود میں منتقل کرتا اس کے بالوں کی
مہک جسم کی گلاب خوشبو سے خود پر مدہوشی طاری
ہوتے محسوس کر رہا تھا۔ آپ کیا چاہتے ہیں یہ سب کر
کے کیوں میرے۔۔۔۔۔۔ میں صرف سونا چاہتا ہوں تمہارے
نرم جسم کے اوپر دنیا کی ہر تلخی بھول کر

شانزے اس کے اتنے ریلیکس انداز پر اس کی گود سے
اترنے کی کوشش کرتی بے بسی سے آنسو بہاتی بول رہی
تھی جب بہرام خاندادہ اس کی بات کاٹ کر عجیب سے
انداز میں بولا

اس کے لہجے میں کیا تھا جو مزاحمت کرتی شانزے کو

اسے ٹھہر کر دیکھنے پر مجبور کر گیا۔ بہرام کی سیاہ آنکھوں میں ایک عجیب سی تکلیف تھی جو ڈھونڈنے سے ہی نظر آتی تھی۔

میں آپ کا بستر نہیں ہوں بہرام!! شانزے اس سے منہ پھیرتی ہوئی آہستگی سے بولی تھی۔ بستر نا سہی بیوی تو ہو ناں میری! وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے بولا۔

بھولیں مت زبردستی کی بیوی سودا کیا میرا آپ
نے۔۔۔۔۔شانزے اپنی حد میں رہا کرو! بہرام جو اس کی
ٹھوڑی پکڑے اس کے اسکی آنکھوں میں جھانک کر
ڈوب سا گیا تھا وہ اس کے لبوں پر جھکنے والا تھا کہ
شانزے اسے خود سے دور جھٹک کر اسکی گود سے
اترتی تلخی سے بولی تھی۔

بہرام اس کی کلائی پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچتا
غصے سے بولا!! میں یہاں تمہارے نخرے اٹھانے نہیں آیا
ہوں مجھے بھوک لگ رہی ہے کھانا کھلاؤ مجھے! وہ
اسے اپنے ساتھ کھینچتا ہوا صوفے کی جانب بڑھا۔

چھوڑیں مجھے! آپ بہت برے ہیں! کوئی تعلق نہیں میرا
آپ سے!! آئی ہیٹ یو! نفرت کرتی ہوں آپ سے!! آپ ظالم
ہیں اور آپکے بابا بہت بر-----بکو اس بند کرو اپنی میرے
بابا کے بارے میں ایک لفظ بھی کہا تو کاٹ کر پھینک
دونگا

شانزے جو اسے ایک ہاتھ سے بازو پر مارتی روتی ہوئی
چیخ کر برا بھلا بولتی اپنے تایا ہاشم خان سے بھی نفرت
کا اظہار کرنے لگی تھی کہ بہرام نے اسے بری طرح
صوفے پر پٹخا تھا اور اسے سیدھا کر کے اس کی رانوں
پر اپنی ایک ٹانگ زور سے رکھتا اور جبراً دبوچ پھنکارا

تم ہوتی کون ہو میرے بابا کے لئے اتنے گھٹیا الفاظ سوچنے والی! اور تمہاری جرت کی تو میں داد دیتا ہوں جو مجھ سے ڈرنے کی بجائے اپنی اس کینچی جیسی تیز زبان کے جوہر دکھا رہی ہو! وہ اسکی رانوں پر زور دیتا پاگل پنہ کی حد تک اترا تھا۔

آہہ۔۔۔! درد۔۔۔ہو۔۔۔رہا۔۔۔ہے۔۔۔ہٹیں۔۔۔! وہ گھٹی گھٹی سی آواز میں بولی تھی۔ اسکی ٹانگیں ٹوٹنے جیسی ہو گئی تھی۔

مجھے جانور بننے پر مجبور مت کیا کرو تم ابھی تک
جانتی نہیں ہو مجھے ایک لمحہ نہیں لگے گا مجھے
وحشی درندہ بننے میں

وہ اس کے چہرے پر شدید درد کے تاثرات دیکھتا اسے
جھٹکتے ہوئے اس کے اوپر سے ہٹ گیا تھا۔ شانزے درد
سے کراہتی ہوئی بالکل خاموش ہو گئی تھی۔ بہرام کی
زندگی میں سکون نام کی چیز نہیں تھی اس کا نصیب
سکون سے خالی تھا یہ عورت بھی اس کے لیے سکون کا
سبب نہیں ہو سکتی تھی۔

وہ سرخ سیاہ آنکھوں سے شانزے کو غصے سے گھورتا
ہوا اس کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ یہ سسکیاں بعد میں بھر لینا
جب تم بیوہ ہو جاؤ!! ابھی مجھے کھانا کھلاؤ عجیب
نافرمان عورت اپنے گلے میں ڈال لی ہے شوہر بھوکا ہو
تو بیویاں تڑپنے لگتی ہے میری والی کا بس نہیں چلتا
مجھے فاقوں سے ہی ہلاک کر دے!

یار کیسی عورت ہو تم خود تو فاقوں پر اتری ہو مجھے تو
کھانا کھلاؤ!! بہرام اسے ماتمی سسکیاں بھرتے دیکھ کر

دانت پیس کر بولا تھا۔ خود کھا لیں میں آپ کی نوکر نہیں ہوں! شانزے صوفے سے اٹھنے کی کوشش کرتی جب بہرام اسے زبردستی اپنی لیپ میں بیٹھا گیا۔

اتنے نخرے کس بات کے دکھا رہی ہو تم اپنے بھائی کی بہن! ابھی تم سے اپنا حق لینے پر آیا ناں تو پہلے ہی جھٹکے میں تم نے بیہوش ہو جانا ہے۔ اس لئے بہتر ہے جان بناؤ اپنی تاکہ مجھے جھیل سکو میں کسی بھی وقت تم سے اپنا حق لے سکتا ہوں اس لیے فاقے کرنے کی بکواس بیماری کا علاج پہلے ہی کر لو کیونکہ میں اگر تمہارا علاج کرنے پر آیا تو ہر رات تمہاری چیخیں ہونگی اور میرے بے رحم جھٹکے!

بہرام بے باک دھمکیاں دیتا اسے منہ کھولنے پر مجبور کر گیا۔ وہ شانزے خان کو صدمے کی کیفیت میں مبتلا ہوتے دیکھتا روٹی کا نوالہ بنا کر دنبے کے بھنے ہوئے گوشت میں لگاتا اسکے منہ کے اندر ٹھونسنا گیا یہی نہیں اس نے شانزے کا ہاتھ زبردستی پکڑ کر ایک نوالہ اپنے لئے بھی بنایا اور اسکی نازک انگلیاں کو نوالے سمیت اپنے منہ کے اندر لے جا کر ہلکا سا چباتا اسے ہوش کی دنیا میں

ضد توڑ دینا چاہتا تھا اور اس نے شانزے کی کھانا نان
کھانے والی ضد توڑ دی تھی۔ وہ اس کی ہر ضد اپنے انداز
میں توڑنا چاہتا تھا۔ وہ اس کی بیوی تھی پیار سے نا سہی
تو زبردستی ہی سہی وہ اسے ہر لحاظ سے اپنا رنگ میں
رنگنا چاہتا تھا

بس میں اب اور نہیں کھا سکتی!! بہرام خانزادہ جو آخری
نوالہ شانزے کے لبوں تک لے جاتا اسکی آنکھوں میں
غور سے دیکھ رہا تھا کہ اس کے منہ بنا کر انکار کرنے
پر اب زبردستی کرنے کی بجائے وہ آخری نوالہ خود
اپنے منہ میں ڈال گیا۔

اس نے آج شانزے کو جی بھر کر نہارا تھا۔ وہ پتہ نہیں
کیوں ہمیشہ ہی اسکی شہد رنگ آنکھوں میں نفرت کے
علاوہ بھی جذبات دیکھنا چاہتا تھا جو اسے کہی بھی
دکھائی نہیں دیئے تھے۔ اس نے وہ عورت اپنے عشق میں
دیوانی بنانی تھی جو اس کے ساتھ جڑ چکی تھی۔

مجھے سونا ہے بیڈ پر آؤ! بہرام خانزادہ کچھ لمحے اب

سبب بن رہی تھی۔ اس کے بے حد مغرور نقوش پرسکون تھے۔

بہرام خانزادہ کے پہلو میں لیٹی ہوئی شانزے خان پچھلے آدھے گھنٹے سے اسے دیکھ رہی تھی۔ آج اس نے شانزے کے ساتھ کوئی بدتمیزی نہیں کی تھی وہ اسے اپنے ساتھ بیڈ پر لایا شانزے کو ایک طرف لیٹا کر اپنی شرٹ اتارتا اس کی دھڑکنوں پر ہی منہ گھسا کر سو گیا۔

وہ آدھے گھنٹے پہلے نیند میں ہی اس کے اوپر سے ہٹ کر بیڈ پر اوندھے میں لیٹا تھا اور تب سے شانزے اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی یا کیوں کہا جائے کہ وہ آج اسے کھل کر پہلی بار دیکھ رہی تھی تو زیادہ بہتر تھا۔

بہرام خانزادہ کا چہرہ بے حد مغرورانہ نقوش کا حامل تھا۔ اس کی سیاہ آنکھیں بند تھی۔ شانزے نے آج نوٹس کیا تھا کہ بہرام خانزادہ کی پلکیں خاصی بڑی گھنی اور مڑی ہوئی ہیں۔

اسکی ناک کھڑی اور مغرور سی ہے اس کی گھنی ترشہ
مونچھوں تلے عنابی ہونٹ سرخ ہیں لیکن ان میں ہلکی سی
سیاہی گھلی ہوئی ہے جو سگریٹ کثرت سے پینے کا سبب
تھی۔

چہرے پر ہلکی بیئرڈ اس کا چہرہ رعب دار بنا رہی تھی۔
شانزے کی نظر اس کے چہرے سے ہوتی ہوئی اسکی
چوڑی شرٹ لیس کمر کر پڑھی جن میں تازہ خراشوں
کے نشان تھے

یوں لگتا تھا جیسے کسی لڑکی کے تیز ناخنوں سے یہ
ڈیزائن بنے ہوں۔ شانزے کا دل عجیب سے احساس سے
دھڑکا کل رات اس کے فون پر کسی کی کال آئی تھی جب
شانزے کی نظر بے ساختہ اس کے موبائل پر چلی گئی
جس کی اسکرین پر روبی ڈارلنگ کا نام چمک رہا تھا۔

کال بند ہو جانے کی صورت میں ایک کے بعد دیگرے دو
میسج موصول ہوئے تھے جن میں سے ایک اسکرین پر
شو ہو رہا تھا جس میں لکھا تھا کریونگ فار یور باڈی
مائی ایگریسیو بیسٹ۔

کل رات تو شانزے غائب دماغی سے یہ میسج پڑھ کر بھی احساسات سے خالی رہی تھی مگر آج اس کے دماغ میں وہ میسج پھر سے کلک ہو رہا تھا۔ کل رات اس نے اپنے محرم کا وحشی پن درندگی اور جانور جیسا سلوک دیکھا تھا جبکہ آج کی رات اس نے ایک عجیب ہی رُخ دیکھا تھا۔

وہ اس کی آنکھوں میں گہرائی سے جھانک کر کچھ تلاشتہ تھا کچھ ڈھونڈھتا تھا شانزے یہ بات محسوس کر چکی تھی لیکن وہ اس سے کبھی بھی محبت نہیں کر سکتی تھی کیونکہ بہرام خانزادہ اس کی نظر میں کچھ بھی ناں تھا۔

اس نے کبھی اپنی مورے سے بات نہیں کی تھی وہ پیدا ہوتے ساتھ ہی اپنی مورے سے دور کر دیا گیا تھا اس کی زندگی کے پندرہ سال اس نے اپنے بابا کے ساتھ سوات میں گزارے تھے جب وہ پندرہ سال کا ہوا تو اس نے پاکستان چھوڑ دیا اور وہ قطر چلا گیا۔

وہ وہاں کیا کرتا ہے کہاں آتا جاتا ہے خاندان میں کسی کو بھی کچھ علم نہیں تھا یا شاید تھا! احد منہان اور بہرام ان

تینوں کے بیچ آخر ایسا کیا ہوا تھا جو وہ اجنبی سے زیادہ
ایک دوسرے سے دشمن ہو گئے تھے۔

شانزے اسکو سوتا دیکھ کر اسکے پاس سے اٹھنے لگی
جب بہرام نے اسے پیٹ سے پکڑ لیا اور ایک جھٹکے میں
اپنے نیچے کر گیا۔ میں گہری نیند میں بند آنکھوں کے
ساتھ سوتے ہوئے بھی اتنا ہی بیدار ہوتا ہوں جتنا کھلی
آنکھوں کے ساتھ جاگتے ہوئے!!

دل بھر کر مجھے اپنی آنکھوں میں بسا لیا یا پھر اوپر سے
نیچے تک نفرت سے تاڑنے میں مصروف تھی!! وہ نیند
میں ڈوبی گہری آواز میں اس کے کان میں جھک کر
گہری سرگوشی کر گیا

شانزے کا دل خوف سے دھڑکا تھا۔ وہ کیا تھا کیا اسے نیند
میں بھی اتنا ہی چوکنا رہنے کی عادت تھی یا پھر وہ ہلکی
سی آہٹ پر بھی تیر کی تیزی سے جاگتا تھا۔
مم۔۔۔مجھے۔۔واشروم جانا ہے! وہ چور آواز میں بولی تھی

کیوں جانا ہے واشروم! بہرام اسے اپنی بات اگنور کر کے
واشروم کا بہانا بناتے دیکھتا اپنی نیند سے لہو رنگ ہوتی
سیاہ آنکھیں کھول کر اس کی گردن دبوچ گیا۔

واشروم۔۔ کیوں۔۔ جاتا۔۔ ہے۔۔ انسان۔۔ ظاہر۔۔ ہے
۔۔ یوز۔۔ کرنے۔۔ کے۔۔ لئے۔۔ ہی۔۔۔۔۔ چھوڑیں۔۔! وہ اس کو
ایگریسیو موڈ میں آتے دیکھتی آنکھیں میچے بولی تھی۔

ڈارلنگ میں کسی انسان کی نہیں اپنی بیوی کی بات کر رہا
ہوں!! تم سے بات کر رہا ہوں نفرت کرنے والی بیوی تو
شوہر سے چھپنے کے لئے واشروم کا سہارا لیتی ہے نا!

پر تم بے فکر رہو ہم دونوں میں کوئی چھپن چھپائی نہیں
ہونے والی۔!! مجھ سے جھوٹ مت بولا کرو میں انسانوں
کو ان کی فطرت سے زیادہ جانتا ہوں اور جب بات میری
عورت کی آجائے تو پھر تو مجھ سے بڑا چہرہ شناس
کوئی ہو ہی نہیں سکتا

کھلی آنکھوں سے بولو یا پھر آنکھیں میچ کر میں تمہارا

جھوٹ جان گیا ہوں!! اس کمرے میں تمہارے پاس سونے
آیا ہوں میں مجھے چھوڑ کر جانے کا سوچو گی تو چلنے
پھیرنے کے قابل بھی نہیں چھوڑوں گا تمہیں

آج تمہارے قریب نہیں آ رہا کیونکہ کل رات تمہاری
برداشت ختم ہو چکی تھی خود کو آئینے میں دیکھو نیلی
پڑھی ہوئی ہو کانچ کی گڑیا ہو ٹوٹ ہی ناں جاؤں مجھ
سے زور آزمائی کرنا چھوڑ دو یہ ساتھ اب قبر کے
اندھیرے تک کا ہے۔

بہرام خانزادہ اس کی گردن کر چومتا ہوا بھاری آواز میں
بول رہا تھا۔ اسے چومتے محسوس کرتے اپنی مخمور
آواز میں دھمکاتے کب وہ پھر سے نیند میں ڈوبا اسے پتہ
ہی نہیں چلا جبکہ شانزے اپنی گردن پر اس کی گہری
سانسیں محسوس کرتے اپنی آنکھیں موندھ گئی تھی۔

اب ہر رات اس نے بہرام کی باہوں میں ہی قید ہو کر
گزارنی تھی۔ بہرام خانزادہ کی شدت بھری قید سے رہائی
دن کی روشنی میں ہی ملنی تھی۔

انشال خانزادی اداسی سے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔
منہان خانزادہ اس کے پہننے کے لئے کپڑے لے آیا تھا وہ
اسے دوپہر اور رات کا کھانا بھی کھلا چکا تھا مگر وہ
اس کے پاس ایک منٹ کے لیے بھی نہیں رک رہا تھا۔

وہ اس فلیٹ میں اکیلی تھی وہ کیوں اسے اکیلا چھوڑ کر
چلا گیا تھا کل رات بھی وہ غصہ کر کے روم میں اسے
چھوڑ کر چلا گیا تھا اور آج بھی وہ ابھی تک نہیں آیا
تھا۔ انشال خان ایک انتہائی ڈریوک سی لڑکی تھی وہ اسے
کیسے یہاں تنہا چھوڑ کر بھول گیا تھا وہ خاموش آنسو بہا
رہی تھی۔ وہ جانتا تھا انشال خان تنہائی سے کتنا خوف
کھاتی ہے پھر بھی اسے اس فلیٹ میں تنہائی کی سزا وہ
کیوں دے رہا تھا۔

خان تم کب آؤ گے مجھے ڈر لگ رہا ہے بہت! وہ مدہم
سسکیاں لیتی ہوئی کمرے میں اندھیرا دیکھ کر بولی تھی۔
یہ فلیٹ پچھلے پانچ سالوں سے بند تھا پانچ سال پہلے
منہان خانزادہ یہ قسم کھا کر اپنے اس حسین فلیٹ سے
نکلا تھا کہ وہ اب بھی یہاں آئے گا انشال کو رخصت کر

کے ہی آئے گا اور اگر وہ اس کا نصیب نا بنی تو اس جگہ
کو ہی آگ لگا دے گا جہاں اس ظالم بے رحم عورت کو
زبردستی اپنا بنایا تھا۔ اپنے نام کے ساتھ اس کا نام جوڑا
تھا۔

باہر بادل گرج رہے تھے تیز بارش ہونے لگی تھی۔ کمرے
کی سلائڈنگ ونڈو کھلی ہوئی تھی جہاں سے پہلے تو
چاند کی روشنی آرہی تھی مگر اب بادلوں کے زور سے
گرج کر برسنے پر انشال خانزادی کا دل حلق میں اٹکا تھا۔
اسے شدید خوف آنے لگا تھا۔

وہ بری طرح کانپنے لگی تھی وہ بیڈ سے اٹھ کر
سلائڈنگ ونڈو بند کرنے کے لیے آگے بڑھی ہی تھی جب
بجلی زور سے چمکی اور پہلے سے بھی زیادہ شدت سے
بادل گرجتے انشال کو اس کی جگہ سے اچھلنے پر مجبور
کر گئے۔

وہ چیخ کر دیوار کے ساتھ جا لگی تھی۔ منہاں خانزادہ کے
جانے کے کچھ دیر بعد ہی لائٹ چلی گئی تھی کسی
الیکٹریکل ایشو کی وجہ سے!! انشال کا دل اب تو پھٹنے

جیسا ہو گیا تھا۔

وہ خوف سے بیہوش ہوتی جب روم کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا چوڑا وجود کمرے کے اندر داخل ہو گیا۔ انشال روم میں شدید اندھیرے اور خوف کے اس قدر زیر اثر تھی کہ وہ کسی دیو ہیکل وجود کو دیکھ کر اپنی سانس تک روک چکی تھی

رایان میں تم سے اتنی بری حماقت بالکل بھی ایکسپیکٹ نہیں کر رہا تھا تمہیں تھوڑا سا بھی آئیڈیا ہے کہ اگر کچھ۔۔۔ پایا آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں!! کچھ بھی ایسا نہیں ہوگا جو مشائم آنی یا پھر سالار انکل کو ہرٹ کرے۔

وہ وہاں صرف کام ہی تو۔۔۔۔۔ رایان تم ایک بار یہ بات خود سالار سے ڈسکس کر لیتے تو اچھا تھا۔ اس کی بیٹی ابھی بہت کم عمر ہے مجھے نہیں لگتا کہ مشائم نے اس سے کچھ شیئر کیا ہوگا وہ میرا دوست ہے مجھ سے بہتر اسے کوئی نہیں جانتا!! مجھے بس اس بات کی فکر ہے کہ اب مزید کوئی دکھ ان کی فیملی کو ہرٹ ناں کرے

رایان اور روحیل انصاری اس وقت لاؤنچ میں بیٹھے
بے حد سنجیدگی سے بات کر رہے تھے جبکہ سعدیہ
انصاری ان دونوں کو خاموشی سے سن رہی تھی ایشا کچھ
دیر پہلے ہی اپنے روم سے باہر آئی تھی۔ اسکا موبائل کل
رات ہی اسے مل گیا تھا جو اس کے کالج کے بیگ میں ہی
تھا مگر اس نے اپنا موبائل کب بیگ میں رکھا اسے یاد ہی
نہیں آ رہا تھا یاد تھا تو صرف یہ کہ اس کے روم میں وہ
نقاب پوش آیا تھا جو اس کی ہوائیاں اڑا چکا تھا۔

مشائم تو کچھ بھی نہیں جانتی روحیل مگر مہوش وہ تو
سب کچھ جانتی ہے ہر چیز سے واقف ہے میں حیران ہوں
میری بہن اتنی بڑی احمق کیسے ہو سکتی ہے! سعدیہ
انصاری افسوس سے بول رہی تھی۔

ایشا اس وقت موبائل پر مشائم کے ساتھ کسی اہم
کنورسیشن میں مصروف تھی جو یقیناً نیو فیشن ڈریسز کی
ہی تھی۔ ماما پایا آپ دونوں ریلیکس ہو جائیں کچھ بھی
غلط نہیں ہو گا پریشان ناں ہوں میں آپ کے لیے اپنی
فیورٹ آئس کوفی بنا کر لاتا ہوں

رایان ایک گہری سانس بھر کر صوفے سے کھڑا ہوتا اپنی
ماما پایا کے پریشان چہروں کو دیکھ کر انہیں مسکرا کر
بولا تھا۔ وہ بے حد ریلیکس چل قسم کا لڑکا تھا فیوچر کے
بارے میں سوچ سوچ کر اپنا آج پریشانیوں میں گزارنے
والوں میں سے نہیں تھا۔

وہ خود پانچ سال سے خانزادہ ایمپائر میں کام کر رہا تھا ان
کی فیملی کا جو کچھ بھی ایشو تھا وہ اس کی پروفیشنل
لائف میں کبھی بھی شامل نہیں ہو سکتا تھا۔

بھائی میرے لئے ایکسٹرا کنڈینسڈ ملک ڈالیے گا مشی کو
جلانا ہے میں نے! ایشا اپنے بڑے بھائی رایان کو کچن میں
جاتے دیکھتی بولی تھی۔ اوکے ایشو ڈول! رایان کچن میں
داخل ہوتے بولا تھا۔

مشی میرا بالکل بھی دل نہیں ہے یہ پہننے کا کچھ اور
دیکھو نا!! ایشا جو مشائم کے سینڈ کیے ہوئے آرٹیکلز
دیکھ کر اپنے دل میں موجود خوف سے ہر ایک ڈیزائن ہی
ریجیکٹ کر رہی تھی کہ مشائم غصے سے اسے کال

کرتی اس کے کال اٹھاتے ہی برس پڑی تھی۔

ایشا مسئلہ کیا ہو گیا ہے! کچھ پسند کیوں نہیں آرہا تمہیں!!
یار کچھ قمیض شلوار یا فراک۔۔۔اف تم ایک بات بتاؤ ویلکم
پارٹی میں جانا ہے ناں یا پھر فیونرل پر! اسکرٹ بیسٹ
آپشن ہے اور اب مجھے بالکل بھی ضرورت نہیں تیری
بوڑھی آتما سے مشورہ کرنے کی

عجیب حال ہے اچانک دورا ہی پڑھ گیا ہے تجھے کسی
نے کچھ کہا۔۔۔مشی پلیز میں کچھ انسانوں والے۔۔۔۔۔یو مین
اسکرٹ تو بھینسوں والا فیشن ہے نا یہی کہنا چاہ رہی ہو
ناں تم!! مشائم کو تو جیسے آگ ہی لگ گئی تھی۔

ایشا کی یونیورسٹی میں نیو وی سی کو ویلکم پارٹی دی
گئی تھی پرسوں یونیورسٹی میں بہت اچھا ایونٹ آرگنائز
کیا گیا تھا۔ مشائم بھی ایشا کے ساتھ جانے والی تھی
کیونکہ وہ ایشا کی نئی سہیلی شانزے سے ملنا چاہتی تھی۔

شانزے نے اس کی مدد کی تھی وہ اسے ڈراپ کرنے آئی

تھی یہ بات ایشا اسے بتا چکی تھی اس لیے اب مشائم اس سے ملنا چاہتی تھی۔ ابھی ایشا اسے جواباً کچھ کہتی جب جب رایان کافی بنا کر واپس سے لاؤنچ میں آیا تھا اور ایشا کو مشائم سے ویڈیو کال پر بات کرتے دیکھتا اس کے ساتھ ہی صوفے پر آکر بیٹھ گیا تھا۔

ہیلو کیوٹ ڈول! اہم مزے مزے کیا بات ہے اسپیشل کافی پی جا رہی ہے! مشائم رایان کو دیکھتی بولی تھی اسے رایان کے ہاتھ کی کولڈ کافی بہت پسند تھی جو وہ اسپیشل طریقے سے بناتا تھا۔

تمہیں بھی پلا دونگا آفس میں! رایان اسے ناراض ہو کر خفگی سے چھوٹی بہن کی طرح لاڈ دکھا کر بولتے دیکھتا ہنستے ہوئے بولا تھا۔ آفس تو اسے ناں ہی بولیں بھائی وہ کسی جیل سے کم تو ہے نہیں اور جو جلاد ہم پر نازل ہے اللہ ہی ہمارا مالک ہے!!

مشائم منہ بنا کر بولی تھی اسے صبح شہریار سے پڑھی جانے والی ڈانٹ یاد آئی تھی جو اس کو غصہ دلا رہی تھی اس نے اپنا بدلا لینے کا سوچ لیا تھا۔ ہاہاہا سو فنی لیکن

باس کی ریسپیکٹ کرتے ہیں ڈیئر سسٹر

آپ جلدی ایڈجسٹ ہو جائیں گی آفس میں!! اینڈ ہی از سو
نائس پرسن یو ویل نو سون۔!! چلو تم دونوں بات کرو کل
آفس میں ملتے ہیں ود کولڈ کافی!! رایان مشائم کے
ایکسپریشن دیکھ کر ہنستے ہوئے بول کر اپنے روم میں
چلا گیا تھا جبکہ ایشا اور مشائم اپنی باتوں میں پھر سے
مشغول ہو گئی تھی جو اب رات دیر تک ہی ختم ہونی
تھی۔۔۔

خانی۔۔! وہ انشال خان کو سہم کر دیوار سے لگے دیکھتا
نرمی سے پکارتا ہوا اس کی جانب بڑھا ہی تھا جب وہ
تیزی سے بھاگتی ہوئی اسکے پاس آتی سینے میں سمائی
تھی۔

کہاں چلے گئے تھے منہاں۔۔مجھے اتنا ڈر لگ رہا تھا
اکیلے۔۔پلیز اب مجھے چھوڑ کر مت جانا ورنہ میں تنہائی
سے ہی مر جاؤں گی!! انشال خان اسکے سینے میں
گھستی ہوئی بھیگی آواز میں بول رہی تھی۔ اسے بے حد
خوف آیا تھا وہ سمجھی شاید فلیٹ میں کوئی اور آگیا ہے

مگر وہ کوئی اور نہیں منہان خانزادہ تھا۔

اس کی نرم پکار پر انشال اس کے محفوظ حصار میں
سمائی تھی تنہائی کتنی خوفزدہ ہوتی ہے رات کی تاریکی
کتنی ہیبت ناک ہوتی ہے وہ اس وقت کوئی انشال سے
پوچھتا

میں مصروف تھا۔!! منہان خانزادہ کا دل سینے کی
دیواروں سے پٹخا تھا وہ دشمن جاں روح حیات اس کے
سینے میں اس طرح حق سے سمائی تھی کہ منہان خانزادہ
کے جسم کا ایک ایک حصہ سکون کی وادی میں گم ہوا
تھا وہ انشال کے انداز میں خوف اور شکوہ محسوس کرتا
اپنے لہجے میں ناراضگی لئے بولا تھا۔

ایک دن اکیلے گزارا تو تنہائی سے مرنے جیسے ہو گئی
وہ جو پچھلے پانچ سال سے بغیر کسی جرم کے سزا کاٹ
رہا تھا ہر تاریک رات کے کانٹے اسے لہو لہان کرتے
تھے تو سب پھر وہ کیا تھا!

دل صرف اس بے رحم حسینہ کے پاس تھا جو تنہائی سے
خوفزدہ ہوئی تھی تو وہ کیا بے جان تھا یا پھر دل سے پاک
جو اس کی تنہائی کسی گنتی میں شمار ہی نہیں ہوتی
تھی!! ثابت ہوا اسکا محبوب بے رحم ہونے کے ساتھ ساتھ
خود غرض بھی تھا۔

تم کہاں مصروف تھے جو مجھے یہاں بھول کر چلے گئے
اپنی بیوی کے ساتھ کوئی ایسا سلوک کرتا ہے بھلا اتنی
بری سزا کونسا پیار کرنے والا شوہر دیتا ہے! انشال اس
کے سینے سے اپنا منہ باہر نکالتی اپنی گردن اوپر کی
جانب کر کے منہان کی آنکھوں میں دیکھتی بولی تھی۔

روم میں اندھیرا تھا مگر سلائیڈنگ ونڈو کے کھلے ہونے
کی وجہ سے وہ دونوں ایک دوسرے کو قریب سے دیکھ
سکتے تھے۔ تو آپ نے اقرار کر لیا کہ آپ میری بیوی
ہیں!! منہان خانزادہ اس کی بھوری آنکھوں میں جھانک کر
بولا تھا جب انشال ہوش میں آتی اس سے دور ہٹتی ہوئی
پیچھے کی جانب قدم لینے ہی لگی تھی کہ منہان نے اسے
کلائی سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا۔

وہ اسکے جسم سے ٹکرائی تھی۔ میری بات کا جواب دیں
انشال! منہان خانزادہ سختی سے بولا تھا۔ وہ جواب جان
کر بھی اسکے منہ سے سننے کا تمنائی تھا دل کے
زخموں کے بنا اسے اب اپنی زندگی ادھوری سی لگتی
تھی۔

مجھے۔۔ درد۔۔ ہو۔۔ رہا۔۔ ہے۔۔ چھوڑو!! وہ اس کو ابھی تک
اپنی کلائی پکڑے دیکھتی نظریں چراتی ہوئی بولی تھی۔
نظریں چرانے سے رشتہ نہیں بدلے گا تنہائیاں بڑھانے
سے حقدار نہیں بچھڑے گا

کیوں سزا پے سزا دے کر مجھ کو اندر سے کھوکھلا کر
رہی ہو یہ دل عشق سے پاک ہو گیا تو کفارہ تاحیات بخت
میں لکھ دیا جائے گا! میری سزا کچھ تو کم کر دو تکمیل
عشق کی پیاس سے میں صحرا کی خاک ہوتا جا رہا ہوں
خاک آلود ہو گیا تو مردہ بھی نا کہلاؤں گا

انشال میری سزا ختم کر دو!! منہان خانزادہ غمزہ آواز
میں اپنے عشق کی دبائیاں دے رہا تھا اس کا لہجہ ٹوٹا ہوا
تھا۔ میں تمہاری بیوی ہی ہوں جائز رشتہ ہے ہمارا میرے

اقرار یا انکار سے کیا فرق پڑھتا ہے۔

وہ اسے تڑپتا بلبلاتا دیکھ کر بھی خود پر بے حسی کا خول
چڑھا گئی تھی فرق نا پڑھتا تو ہمارے جسم ملن کی خوشبو
سے مہکے ہوتے پاک رشتے کی تکمیل ہو چکی ہوتی
محرم کا سکھ سرور اور سکون روح کو تسکین دیتا

میں بھی کس خود غرض عورت سے آس لگائے بیٹھا ہوں
جس نے مجھے قبر میں تقریباً اتار دیا تھا۔ بہرام اگر نکاح
کا ناٹک ناں رچاتا تو یہ پاک رشتہ آج بھی دنیا کی نظروں
سے مخفی رہتا!! منہاں خاندان اسے بغیر کسی مزاحمت
کے ہی خود سے دور کر گیا تھا۔

انشال خان کو اس کا درد اپنے دل میں اترتا محسوس ہو
رہا تھا لیکن وہ بے بس تھی مجبور تھی اسے سب کچھ دے
کر ہمیشہ کے لیے چھینے سے بہتر تھا دوری کی اذیت
دینا اس کا دل خود سے بدظن کرنا لیکن وہ نہیں جانتی تھی
وہ اسے وقتی اذیت دے کر سلو پوئزن دے رہی تھی

جس کی سزا منہان اسے خود سے جدا کر کے دینے والا
تھا۔ بادل ایک بار پھر زور سے گرجے تھے اور انشال
خان چیخ کر خوف سے منہان خانزادہ کی سینے کا حصہ
بنی تھی۔ وہ اسکی کمر کے گرد اپنا سخت حصار باندھ
گئی تھی۔

مرد ہوں فرشتہ نہیں جو بار بار بہکا رہی ہو قریب
آکر! میں اگر جو بہکا تو سسکا دونگا بری طرح!! وہ انشال
کے کان کے قریب جھک کر بہکی آواز میں سرگوشی
کرتا انشال کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ پیدا کر گیا۔

ڈر لگ رہا تھا بادلوں کے گرجنے سے! انشال کانپتی ہوئی
اس کے سینے سے لگنے کی وجہ بتانے لگی۔ میں نے اگر
گرجنا شروع کر دیا تو جو برسات ان بند کمرے میں ہوگی
وہ بے حد جان لیوہ ثابت ہوگی! زبردستی کا ہی سہی ہوں تو
شوہر ہی ناں میرے جسم میں آگ بن کر دوڑوگی تو
جُھسلنا دونوں کا ہی مقدر ٹھہرے گا

میں یہی ہوں جا کر سو جائیں ورنہ معاملہ جان لیوہ ہو
جائے گا تنہائی ہے برسات ہے ملن کی آس میں تڑپتی

روح ہے ایسا ناں ہو کہی میں شیطان بھی کہلانے لگ
جاؤں!! منہان خانزادہ بری طرح سے بہک رہا تھا۔

وہ انشال خان کو اپنی طلب دھکے چھپے الفاظ میں بتا گیا
تھا۔ انشال فوراً سے اس سے پیچھے ہٹی بیڈ پر جا کر بیٹھ
گئی تھی منہان خانزادہ اپنے موبائل کی ٹارچ آن کرتا
واشروم کی جانب بڑھ گیا تھا اس کا ارادہ ٹھنڈے پانی سے
شاور لینے کا تھا۔

الیکٹریکل ایشو بارش رکنے پر ٹھیک ہونا تھا۔ شاید آج
کی رات تاریکی میں ہی گزرنی تھی۔

انشال خان بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی نیند اس کی آنکھوں سے
جیسے روٹھ چکی تھی۔ وہ خود پر ضبط کا خول چڑھائے
بے تصور چہرے کے ساتھ لیٹی تھی مگر اس کا دل خون
کے آنسو رو رہا تھا۔

بار بار اسے خود سے دور کر کے جھٹک کے نظریں چرا

کے بے رحمی دیکھا کے وہ اب اپنا ضبط بھی ٹوٹتے ہوئے محسوس کر رہی تھی آسان نہیں تھا اس سے بے رخی برتنا وہ ڈرتی تھی کہ اگر سچ اس کے سامنے آگیا تو وہ جی نہیں سکے گا اور وہ اسے اپنا آپ دے کر جینے سے پہلے مارنا نہیں چاہتی تھی۔

اسے ضبط کرنا ہی تھا وہ یہاں مزید اس کے ساتھ اگر رہتی تو وہ جان جاتا کہ انشال اس سے کچھ چھپا رہی ہے اور وہ تو اس کا چہرہ دیکھ کر اس کی ہر بات پہچان جاتا تھا۔ رخصتی وہ لے چکا تھا اب وہ اس سے مزید چھپ نہیں سکتی تھی وہ کیا کرے اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

انشال ابھی خوفناک سوچوں میں ہی گم تھی جب منہان خانزادہ شاور لے کر باہر آیا تھا۔ اس نے صرف گرے کلر کا ٹراؤزر پہنا ہوا تھا۔ اس کے کشادہ سینے سے پانی کی بوندیں ٹپک رہی تھی۔

سیاہ بال گیلے بے ترتیب سے ماتھے پر بکھرے تھے اس کی سُرْمئی آنکھیں بھی سرخی مائل ہو رہی تھی۔ وہ درد

ضبط کی انتہاؤں پر تھا۔ وہ بیڈ کی جانب بڑھاتا سائڈ ٹیبل کی دراز سے سگریٹ اور لائٹر اٹھاتا کمرے سے باہر جانے لگا جب اس کے کانوں سے بھیگی ہوئی آواز ٹکرائی تھی۔

ڈر لگ رہا ہے اندھیرے سے! منہان خانزادہ کو لگا وہ شاید سو رہی ہے اس لئے وہ سگریٹ پی کر اپنا غم غلط کرنا چاہتا تھا۔ کچھ دیر تک لائٹ آجائے گی! وہ سگریٹ منہ میں دبا کر بولا تھا۔ تم کیوں سگریٹ پیتے ہو! انشال اسے دروازے پر جمے دیکھ کر لائٹر سے آگ کا شعلہ جالتے دیکھتی بولے بنا نہیں رہ سکی۔

تاکہ آپ کو پینے کی چاہت ختم ہی جائے!! منہان خانزادہ تلخی سے بولا تھا وہ خود کو خود ہی اذیت دیتا تھا۔ انشال اس کی ذومعنی بات سن کر خاموش ہوئی تھی۔ دو منٹ کا وقفہ آیا تھا اور منہان خانزادہ نے جیسے ہی قدم آگے بڑھائے اسے پھر سے انشال کی بھیگی آواز سنائی تھی۔

تم اپنا حق مجھ سے لے سکتے ہو!! منہان خانزادہ اس کی

بات سن کر تڑپ اٹھا تھا اس نے جلتی ہوئی سگریٹ اپنے
منہ سے نکال کر ہاتھ میں پکڑی اور اپنی ہتھیلی بند کر
گیا۔

اسے خود کو تکلیف دیتے دیکھ کر انشال بیڈ سے اٹھتی
تیزی سے اس کی طرف بڑھی اور روتے ہوئے اس کی
ہتھیلی کھولنے لگی!
کیا۔۔۔ کر۔۔۔ رہے۔۔۔ ہو۔۔۔ منہاں۔۔۔ پلیر۔۔۔ پھینک۔۔۔ دو۔۔۔ اسے۔۔۔ ہاتھ۔۔۔
جل۔۔۔ جائے۔۔۔ گا

وہ منہاں کو سختی سے ہتھیلی بھینچتے دیکھ کر روتی ہوئی
بولی تھی۔ جسم کا بھوکا سمجھتی ہو نا مجھے! جسم چاہیے
ہوتا تو اپنا حق پانچ سال پہلے ایسی بستر پر لے چکا ہوتا!!
روح سے عشق کرتا ہوں خود کو میرا عشق قبول کر کے
سونپیوں گی تو میں خود کو خوش نصیب سمجھوں گا ترس
کھا کر حق دینے کی بات کرو گی تو بھولو مت میں ایک
خانزادہ ہوں جو اپنا حق چھینا تو جانتا ہے مگر بھیک میں
ملی ہوئی اپنی پسندیدہ عورت کی قربت بھی قبول نہیں کر
سکتا!

جس دن مجھ سے عشق کی حامی بھر لو گی میرا عشق
قبول کر کے مجھے شوہر تسلیم کر لوگی وہ رات ہمارے
ایک ہونے کی گواہ ہو جائے گی! مجھے یہاں اپنے پاس
روک کر خود کے لئے مشکل مت بنائیں انشال میرا تڑپنا
دیکھ لیا تو سچ بولنے پر مجبور ہو جائیں گی وہی سچ
جسے بتانے کے آپ کتراتے ہیں!!

منہان خانزادہ جنونیت افسوس اور تفکر بھرے لہجے میں
بولا تھا۔ اس کی بات سن کر انشال سہم کر اسے دیکھنے
لگی تھی کیا وہ اس کا چہرہ پڑھ چکا تھا۔ سو جائیں آرام
سے میں یہاں صوفے پر ہی بیٹھا ہوں!

اسے خاموشی سے کپکپاتے ہوئے محسوس کرتے منہان
خانزادہ اپنا لہجہ بدل کر نرمی سے بولا تھا۔ کیا بات تھی
جو انشال اس سے چھپا رہی تھی جو ان دونوں کے بیچ
حائل تھی جس وجہ سے انشال منہان کا دل اپنی طرف
سے خراب کر دینا چاہتی تھی ایسا کونسا راز تھا جس کی
وجہ سے انشال نے دلہن کا سرخ گھونگھٹ اوڑھ لیا تھا
تاکہ منہان طیش میں آکر اسے چھوڑ دے اسے نا اپنائے

کچھ تو وہ چھپا رہی تھی۔ جو ایک سگریٹ کے جل جانے
کے خوف سے اس کے لیے تڑپ اٹھی تھی وہ اس سے
منہ کیوں پھیرے ہوئے تھی کیوں دستبرداری کی مار
مارے ہوئی تھی

منہان خانزادہ تھا ایک سیکریٹ ایجنٹ تھا۔ وہ میجر منہان
سلطان خانزاد جس کو آج تک اس کا دشمن نہیں پہچان پایا
تھا اس نے دشمن کا ہر راز فاش کر کے اپنے ملک کی
حفاظت کی تھی وہ اپنے ہی عشق کی بے رخی کی گہرائی
تک نہیں پہنچ پایا تھا جو اسے آزمائش کی کھائی میں
دھکیلتی جا رہی تھی۔

ماما میں لیٹ ہو رہی ہوں ٹائم سے آفس جانا ہے میں نے!
مشی کچھ تو کھا کر جایا کر میری بچی!! مہوش بیگم جو
مشائم کے لئے ناشتہ بنا کر اس کے کمرے میں ہی لے آئی
تھی اسے جلدی جلدی تیار ہوتے بغیر ناشتہ کیے جانے
کی تیاری پکڑتے دیکھتی مامتا کی شفقت اپنے لہجے میں
لئے بولی تھی۔

ماما آج لیٹ ہو گئی ہوں کل سے پرومیس بریک فاسٹ کر کے جاؤنگی!! مشائم چارج سے اپنا موبائل نکالتی اور نج جوس کا آدھا گلاس پیتی مہوش بیگم کے گال کو چومتی ہوئی باہر نکل گئی تھی اسے رایان اور ایشا لینے آگئے تھے۔

آج احمر نے ان دونوں کو ٹائم سے آفس پہنچ جانے کا بولا تھا کیونکہ کل مشائم نے ہاف لیو لی ہوئی تھی اس لئے آج اسے فل ڈے ورک کرنا تھا۔ آج کل شہریار خانزادہ بھی آفس ٹائم سے آرہا تھا ورنہ وہ اپنے اس آفس بارہ بجے کے بعد آیا کرتا تھا۔ ایک بہت بڑا پروجیکٹ تھا جو اس نے ہر حال میں اویل کرنا تھا۔

رایان بھائی آپ سے ایک بات پوچھوں! مشائم گاڑی میں بیٹھی اپنی انسٹا گرام کے ہوم پیج کو اسکرول کرتی ہوئی بولی تھی۔ جی پوچھو!! رایان ایشا کو اس کی یونیورسٹی ڈراپ کر چکا تھا اب اس کی گاڑی آفس کے روڈ پر روانہ تھی۔

خانزادہ ایمپائر سے انصاری انڈسٹریز کے کیا کلشنز چل

صرف اپنے اعمال کا جواب دے ہوتا ہے کس کے تعلقات
کس کے ساتھ کیسے ہیں یہ سوچنا ہمارا کام نہیں دو لوگوں
کے بیچ میں جس بات کو بھی لے کر کوئی کلش چل رہا
ہے ذاتی اختلافات ہیں یا بات کچھ اور ہی ہے تو یہ بات
اگر ان دونوں تک رہے تو زیادہ بہتر ہوتا ہے چاہے وہ
دوسروں تک کنوے ہی کیوں نا کرنا چاہیں

ہمیں اپنی ذات تک محدود رہنا چاہیے بیکوز کمپنی میں ہم
ایک ورکر ہیں اور ہمارا کام صرف ورک تک محدود ہے
ہم جب باہر نکلتے ہیں تو اپنی ذاتیات گھر کی چار دیواری
کے اندر چھوڑ کر پھر کامیابی کا سفر طے کرتے ہیں بس
ہمیں اپنے کام اور اپنی پہچان کو ایماندار رکھنا چاہیے
ہماری ذاتی زندگی یا ہم سے جڑے رشتوں میں موجود
بہت سے ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کے کہی نا کہی
اختلافات چل رہے ہوتے ہیں ہمیں ان پر فوکس نہیں کرنا
بس اپنے ورک اور اونر کے ساتھ لاسٹ ٹائم تک لوئل ہو
کر رہنا چاہیے کیونکہ ہم ایکسپیرینس لے رہے ہوتے ہیں
زندگی میں مزید آگے بڑھنے کے لئے

اور رہا سوال ولید اور سر شہریار کا تو وہ دونوں ہی

کمپنی کو لیڈ کرتے ہیں دونوں کے ہی بہت سے اوپوننٹس ہیں اور وہ دونوں خود بھی ایک دوسرے کے اگینسٹ ہی ہیں۔ ولید نے مجھے ماموں کی کمپنی جوائن کرنے کی آفر اس لئے دی ہے تاکہ وہ سر شہریار کی کمپنی کا ہر راز مجھ سے لے سکے کیونکہ میں انکے بہت قریب رہا ہوں آفس میں اور میری لوئیٹٹی ہی میری پہچان ہے وہ میرے ذریعے سے سر کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے ان دونوں کا کیا ذاتی اختلاف ہے یہ میں نہیں جانتا ناں جاننا چاہتا ہوں لیکن وہ میرے تھرو سر کو لیڈ ڈاؤن کرنا چاہتا ہے سر سے ڈبل پے بھی کرنے کو تیار ہے مگر مجھے اب تک جتنا بھی ایکسپیرینس ملا وہ سر شہریار کی ہی وجہ سے ملا ہے اور مجھے رشتے داری یا لوئیٹٹی میں سے کسی ایک کو چننا ہو تو میں اس کنٹریکٹ کے ساتھ لوئل ہونا چوس کروں گا جو میں نے سر شہریار کے ساتھ سائن کیا ہے

رایان انصاری مشائم کو تفصیلاً آگاہ کرتا آفس کی پارکنگ میں اپنی گاڑی پارک کر گیا۔ باتوں باتوں میں آفس آگیا تھا۔ آجاؤ میری چھوٹی سی گڑیا اندر چلتے ہیں تمہیں ان باتوں کو سمجھنے میں وقت لگے گا لیکن میں جانتا ہوں تم سمجھ جاؤ گی! وہ گاڑی سے باہر نکلتے بولا۔

آف کورس آپ کی بہن انٹلیجنٹ ہی اتنی ہے سمجھنا تو ہے
نا اور ہاں بریک میں کافی پلانا نہیں بھولنا!! مشائم گاڑی
سے اترتی ہوئی مسکرا کر بولی تھی۔ وہ رایان کی بات
غور سے سن رہی تھی اور اچھی طرح سمجھ بھی گئی
تھی۔

اسے ولید ایک آنکھ نہیں بھایا تھا وہ اسے کچھ عجیب سا
لگا تھا۔ مشائم اور رایان آفس کے اندر چلی گئی تھیں۔
شہریار خانزادہ کی گاڑی بھی کچھ دیر بعد ہی خانزادہ
ایمپائر کی پارکنگ میں آکر رکی تھی اور وہ پوری شان
کے ساتھ اپنی گاڑی سے اترتا تھا۔

اس نے نیوی بلیو کلر کا فور پیس پہنا ہوا تھا براؤن بال
جیل سے پیچھے کی جانب سیٹ کیے ہوئے تھے۔ اس کے
مغروور نقوش سرخی مائل تھے جو اس کو بے حد ہینڈسم
بناتے تھے۔ وہ مغروورانہ چال چلتا ہوا اپنے آفس کے اندر
داخل ہوتا لفٹ کے اندر چلا گیا۔

آج بہت بڑے پروجیکٹ کی ضروری میٹنگ تھی جس میں
اس کے بہت بڑے بڑے بزنس حریف بھی آنے والے تھے۔

اسے اگلے ایک گھنٹے میں اس میٹنگ کے لئے نکلنا تھا۔
جہاں اس کا سب سے بڑا دشمن جو ہر لحاظ سے اسے
نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا تھا وہ بھی آنے والا تھا
اور وہ آج ہر حال میں اس سے یہ پروجیکٹ چھنے والا
تھا کیونکہ شہریار خانزادہ ولید انصاری کو سکون کی
سانس لینے دے یہ ممکن ہی ناں تھا۔

شہریار خانزادہ جیسے ہی آفس میں انٹر ہوا اسے دیکھتے
ہی تمام ایمپلائز ایکٹیو ہوئے تھے وہ سب اپنی سیٹس پر
بیٹھتے ہوئے اسے سلام کرنے لگے تھے۔

شہریار خانزادہ کے چہرے پر ازلی سنجیدگی تھی بے پناہ
مغروریت لئے نقوش اسے بہت جاذب نظر بنا رہے تھے۔
وہ سب کو ایک ساتھ ہی سلام کا جواب دیتا لمبے لمبے قدم
اٹھاتا اپنے آفس ک یطرف قدم بڑھ گیا۔ اس نے ایک نظر
میں ہی سب کا جائزہ لے لیا تھا سب اپنے کینز میں موجود
تھے سوائے اس کی نیو پی اے مشائم سالار کے

وہ کیوں اسکی غیر موجودگی کو نوٹس کر رہا تھا شاید کل
اس کا پہلا دن تھا اور وہ اسے پہلے ہی دن ڈانٹ چکا تھا

اس لئے اسے خیال آرہا تھا۔ شہریار خانزادہ کے آفس کا اسٹرکٹ رول تھا کہ کوئی بھی فیملی ایمپلائی ویسٹرن ڈریسنگ نہیں کرے گی۔

آفس میں پروفیشنل ورکر کی طرح آئے گی ناں کہ ماڈل بن کر!! فیملی ورکرز کے کینیز بھی میلز سے کافی فاصلے پر تھے صرف لنچ ٹائم ایسا تھا جن میں سب بات کر سکتے تھے ورنہ سب اپنے کام سے کام ہی رکھتے تھے۔

آج سب کی نظروں میں ایک عجیب سا احساس ہی شہریار خانزادہ نے نوٹ کیا تھا وہ سپاٹ نقوش لئے آفس میں انٹر اپنی چیئر کی جانب بڑھتا بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد ہی احمر اسکے پاس آتا اسے آج کی میٹنگ سے ریلیٹڈ بریفنگ دینے لگا۔

سر آج کی میٹنگ میں ہمیں رایان اور مس مشائم جوائن کریں گے یہ رایان کی فائل ہے وہ ہر چیز پرفیکٹلی فگر آؤٹ کر چکا ہے اگر آپ کہتے ہیں تو میں مس مشائم۔۔۔۔۔ وہ ہے کہاں! احمر جو اسے تفصیلاً آگاہ کر رہا تھا کہ شہریار نے اس کی بات ہی کاٹ دی۔

سر وہ آفس آئی ہوئی ہیں ایک فائل جو انکے ہینڈ اوور کی تھی بس اسے سیکورینس دے رہی ہیں آپ کہتے ہیں تو میں انہیں بلاؤں! شہریار خانزادہ اسے دیکھنے کے لئے پتہ نہیں کیوں بے چین ہوا تھا۔

نہیں ابھی مت بلانا یہ پراجیکٹ بہت اہم ہے تم مس مشائم کو سیلیکٹ کرنے سے بہتر کسی ایکسپیرینسڈ ورکر کو سیلیکٹ کرتے تو زیادہ بہتر ہوتا!! لیکن ابھی ٹائم بھی نہیں ہے جو فوراً چینجنگز کی جائیں مجھے پورا بھروسہ ہے رایان تو بیسٹ پرفام کرے مس مشائم کو تم فائلز ہی پکڑا دینا تو ہمارے حق میں بہتر ہوگا میں نہیں چاہتا ہم کوئی پوائنٹ لوز کریں اور ولید انصاری یہ پروجیکٹ اویل کر لے

شہریار خانزادہ کمانڈنگ لہجے میں بول رہا تھا۔ مشائم کو کوئی بھی ایکسپیرینس نہیں تھا مگر وہ اب اس کی پی اے تھی اس لئے وہ اس کا کانفیڈنس لیٹ ڈاؤن نہیں کرنا چاہتا تھا۔

وہ شہریار خانزادہ تھا اسکے ایمپلائز اسے بے حد عزیز تھے۔ وہ یہاں ایکسپیرینس گین کرنے ہی تو آرہی تھی تو کوئی جواز نہیں بنتا تھا اسے ہٹا کر کسی اور کو اپنے ساتھ لے جانے کا!!

تمام ایمپلائز ایک سکیجوئل کے مطابق آفس میٹنگز میں پارٹیسپیٹ کرتے تھے۔ اس میٹنگز میں رایان اور احمر سلیکٹڈ تھے جبکہ مشائم کو احمر نے ہی انکلوڈ کیا تھا کیونکہ اس کے علاوہ باقی سب اس منتہ کے سکیجوئل میں پارٹیسپیٹ کر چکے تھے۔

سر بس کچھ دیر تک نکلنا ہے آپ ایک بار یہ سب فائلز دیکھ لیں جو فائل مس مشائم کے پاس ہے وہ کچھ ہی دیر میں آپ کے پاس لے آئیں گی!! احمر ٹائم دیکھتا ہوا بولا تھا اس کے جاتے ہی شہریار خانزاد نے ان فائلز کا مطالعہ کرنا شروع کر دیا تھا۔

وہ ابھی فائلز پڑھ کر فری ہی ہوا تھا جب اسکو ہیلز کی ٹک ٹک سنائی دی۔ وہ دروازے کی جانب دیکھنے سے گریز برتتا چند ضروری پیپرز میں خود کو مصروف کر گیا۔

سر میں آجاؤں! میٹھی سے باریک آواز میں گھلی
معصومیت نے اس کے کانوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔
آجائے!! وہ اپنی ٹیبل پر موجود ریک میں سے ایک پین
نکالتا اسے دیکھے بغیر ہی اندر آنے کی اجازت دے گیا۔

ہیلز کی ٹک ٹک اب اسے بے حد قریب سے سنائی دے
رہی تھی۔ سر یہ لاسٹ فائل ہے آج کی میٹنگ کے حوالے
سے آپ اسے ایک بار فائل کر لیں میں اپنی طرف سے
دیکھ چکی ہوں

مشائم بہت سیریس انداز میں بول رہی تھی اتنی کہ شہریار
خانزادہ اسے دیکھنے پر مجبور ہو گیا۔ وہ فائل دیکھنے
کی بجائے مشائم سالار کو چیک آؤٹ کرنے لگا۔ وہ بیبی
پنک کلر کے بہت ڈیسنٹ سے فارمل پینٹ اور تھائیز تک
آتے کوٹ میں ملبوس تھی جس کے نیچے اس نے وائٹ
کلر کی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔

آج اس کے سنہری بال اوپن تھے جو ویوز کی صورت
میں اسٹائل کیے گئے تھے۔ ہیزل آنکھوں میں بھر بھر کر

کاجل لگایا ہوا تھا جو مڑی ہوئی گھنی پلکوں سے ہمیشہ
کی طرح حسین ترین لگ رہی تھی۔

گالوں میں لائٹ پنک بلش اور کٹاؤ دار لبوں پر لائٹ پنک
ہی لپ گلوں لگا تھا۔ اس کا چہرہ معصومیت سے چمک
رہا تھا۔ آج بھی وہ بٹر فلائی والے پینڈنٹ ایئر رینگز اور
بریسلٹ پہنے ہوئے تھی جو شاید اس کے فیورٹ تھے یا
پھر کسی خاص ایموشنز سے وہ ان سے جڑی ہوئی تھی۔

شہریار خانزادہ کو اچھی طرح سے یاد تھا جب وہ اس
سے بیکری میں ٹکرائی تھی تب بھی مشائم نے یہی لائٹ
سی ڈائمنڈ جیولری ہی پہنی ہوئی تھی۔ آج اس نے اپنے
نیلز پر لائٹ پنک ہی نیل پینٹ لگایا ہوا تھا۔

اسکی ہیلز جو شہریار خانزادہ کی سماعتوں کو اپنی جانب
شدت سے متوجہ کرتی تھی اس کے بے حد نازک سے
حسین پاؤں کو اور بھی حسین بنا رہی تھی۔ مشائم نے آج
وائٹ کلر کی ہلاک پہنی تھی۔

شہریار خانزادہ کی رنگت اسے کو اوپر سے نیچے دیکھ کر سرخ ہونے لگی تھی۔ مس مشائم کیا آپ نے کانٹریکٹ سائن کرتے وقت یہ نہیں پڑھا تھا کہ میرے آفس میں اس طرح کی ڈریسنگ الاؤ نہیں ہے!

شہریار خانزادہ اس سے فائل لینے کی بجائے ٹیبل پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر باہم جوڑتا ہوا سخت لہجے میں بولا! ایکسکیوز می! میں سمجھی نہیں آپ کیا بول۔۔۔ میرے آفس میں ویسٹرن ڈریسنگ الاؤڈ نہیں ہے آپ کا فرسٹ ٹائم ہے اس لئے میں آپ کو اگنور کر رہا ہوں نیکسٹ ٹائم میرے آفس کے رولز بریک کرنے سے پہلے ایک بار سوچ لیجیے گا کہ میں باس ہوں اور آپ ایمپلائی

سر میں ایک پروفیشنل فارمل ڈریسنگ میں ملبوس ہوں جینز پینٹ تو۔۔۔ اپنی زبان کے جوہر ہر وقت دکھانا لازمی نہیں ہوتے مشائم اپنا بیہویور پروفیشنل رکھنا سیکھیں

مشائم جو اس کی بات سن کر اپنی کپڑوں کو منہ کھولے دیکھ کر حیرت سے اپنی ڈریسنگ پروفیشنل ہونے کا بتا رہی تھی کہ شہریار خانزادہ اس کو سختی سے ٹوک گیا۔

کسی ایمپلائی کو ڈانٹنا بھی پروفیشنلزم میں نہیں آتا مسٹر
شہریار خانزادہ! آپ نے مجھے سب کے سامنے انسٹ کیا
اور اب میری ڈریسنگ پر بھی آپکو ایشو ہو رہا ہے۔

یہ جیل ہے جہاں کپڑے بھی جیلر کی مرضی کے پہنے
جائیں! حد ہو گئی ہے باس کم ڈیڈی زیادہ لگتے ہیں یہ نہیں
کرو وہ نہیں کرو! یہ الاؤ نہیں وہ الاؤ نہیں مائی فٹ!!
عجیب عذاب ہے

مشائم کا صبر یہی تک کا تھا وہ اس سے زیادہ خاموش
رہتی تو خود کو گونگی تصور کر لیتی۔ وہ غصے سے
لال ہو کر اپنے ہاتھ میں پکڑی فائل زور سے ٹیبل پر
پٹختی شہریار کی جانب تھورا سا جھکتی دانت پیس کر
بولی تھی۔

شہریار خانزادہ کا دماغ آؤٹ ہوا تھا وہ غصے سے اپنی
چیئر سے کھڑا ہوتا مشائم کی عقل ٹھکانے لگاتا جب وہ
اپنی ہیزل آنکھیں بے حد خوبصورتی سے جھکاتی مزید
بولنے کے لئے اپنے لبوں کو حرکت دینے لگی۔

سر اب میں آپ کے آفس کے رول بریک کر کے اپنی زبان کے جوہر اتنے بدتمیز وے میں تھوڑی دکھاؤں گی ظاہر ہے خاموش ہو جاؤں گی اس طرح سے تو نہیں بولوں گی ناں جیسے ابھی آپ کو ڈیمو دیا میں نے اور آپکو غصے سے چیئر سے اٹھنے پر مجبور کر دیا!

آپ تو شاید مائنڈ ہی کر گئے آئندہ سے میں بالکل خیال رکھوں گی کہ کوئی رول بریک ناں ہو آفس کا!! اینڈ تھینک یو آپ نے مجھے چانس دے دیا ڈائریکٹ ڈانٹا نہیں!! فائل پڑھ لیجیے گا دس منٹ تک میٹنگ اٹینڈ کرنے کے لئے نکلنا ہے سر احمر نے کہا تھا آپ کو ٹائمنگ بھی ری مائنڈ کروا دوں

مشائم بے حد صفائی سے نظریں جھکائے اپنا بدلہ لے چکی تھی اس نے جس انداز میں بات بدلی تھی شہریار تو اسے دیکھ کر رہ گیا جبکہ دروازے پر کھڑے احمر اور رایان کے حیرت سے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے تھے۔ وہ کیا چیز تھی ایک نمبر کی فلم ایکٹریس

وہ شہریار خانزادہ جس کے سامنے لوگ سوچ کر بولتے
تھے کہ کہی اس کے غضب کو آواز ناں دے دیں یہ لڑکی
اس کو اتنی صفائی سے چپ کروا گئی تھی۔ اور اپنا بدلے
کو ڈیمو کا نام دے گئی

ایکسکیوز می سر۔! میں اپنا بیگ پریپیئر کر لوں وی ہیو
اونلی ٹین منٹس ری میننگ!۔۔۔ ٹیک آ سائنڈبوائز! وہ
مسکراتی ہوئی اپنے ڈمپلز کے نظارے کروا کر بہت ادب
سے لال انگارہ بنے شہریار خانزادہ سے کہتی دروازے
تک پہنچی تھی جہاں منہ کھول کر کھڑے رایان اور احمر
کو جگہ دینے کا کہتی اپنی وائٹ ہیلز سے ٹک ٹک کر
کے نزاعت سے چلتی ان تینوں کو حیران چھوڑ گئی۔

شہریار خانزادہ اس کی چالاکی پر حیرت زدہ ہونے سے
زیادہ اسے اپنی کل والی ڈانٹ کا بدلا اتنے طریقے سے
لے کر اس کی زبان کے جوہر دکھنے کے بعد اس کے
غصے سے بچنے کے لئے جس ادا سے بات بدلتے دیکھ
چکا تھا وہ اس سے خاصا ایمپریس ہوا تھا۔

شہریار خانزادہ کے دل نے دھڑکن مس کی تھی۔ پٹاخہ!

چلاک بلی!! وہ دل میں اعتراف کرتا اپنی چیئر پر بیٹھ گیا
تھا۔ احمر اور رایان اپنے تاثرات مشائم کے جاتے ہی
نارمل کرتے اجازت طلب کرتے ہوئے شہریار خانزادہ
کے آفس میں داخل ہو گئے انہیں کچھ اہم پوائنٹس ڈسکس
کرنے تھے۔

وہ لوگ کچھ دیر پہلے ہی اپنے مطلوبہ مقام پر پہنچے
تھے۔ شہریار خانزادہ کی گاڑی کے پیچھے ہی رایان کی
گاڑی آکر رکی تھی جس میں اس کے ساتھ احمر اور
مشائم بھی تھے۔ مشائم کا موڈ بے حد فریش ہو گیا تھا
شہریار کو تپانا آج کل اس کے فیورٹ کاموں میں سے
ایک تھا۔

وہ اس سے کل والی ڈانٹ کا بدلہ لینے کے بعد بہت فریش
فیل کر رہی تھی۔ شہریار خانزادہ کو اسکی گاڑی کی
پسنجر سیٹ سے اترتے دیکھ کے وہ تینوں بھی گاڑی سے
اتر گئے تھے۔ وہ لمبے لمبے مغرورانہ قدم اٹھاتا میٹنگ

روم کی جانب بڑھ رہا تھا۔ وہاں اسکے بہت سے حریف
تھے جن میں سب سے پہلا نام ولید انصاری کا آتا تھا۔

شہریار خانزادہ نیوی بلیو فور پیس میں ملبوس اپنی لمبی
چھوڑی جسامت میں بے حد ہینڈسم لگ رہا تھا اس سے چند
ہی قدموں کے فاصلے پر مشائم سالار چل رہی تھی جس
کے ایک ہاتھ میں اس کی فائل اور دوسرے ہاتھ میں براؤن
کلر کا برینڈڈ پرس تھا۔ اس کی ہائیٹ پانچ فٹ تین انچ تھی
وہ ہیل پہن کر بھی شہریار خانزادہ کے کندھے تک نہیں
آ رہی تھی وہ اس کے پیچھے چھپ سی گئی تھی۔

اس کا بل کھاتا بے حد اٹریکٹو جسم اس کے چلنے پر سب
کی نظروں کے سامنے آ رہا تھا اس نے اپنی آنکھوں پر
بلیک کلر کے شیڈز لگائے ہوئے تھے۔ اور فیس پر ماسک
پہنا ہوا تھا کیونکہ جس جگہ وہ آئے تھے وہاں بالکل ساتھ
ہی کنسٹرکشن کا کام ہو رہا تھا۔

یہاں کتنی مٹی ہے احمر بھائی آپ نے مجھے پہلے کیوں
نہیں بتایا کہ۔۔۔۔۔ مس مشائم کیا آپ کچھ دیر کے حوصلہ رکھ
سکتی ہیں دیکھ نہیں رہی سامنے سے کون آ رہا ہے اگر

باس نے آپ کو اس طرح بولتے سن لیا تو اپنی خیر منا لیجیے گا

احمر مشائم کو بولنے سے ٹوکتا شہریار خانزادہ کے سامنے آکر کھڑے ہونے والے بندے کی طرف متوجہ کروانے لگا۔ جو اور کوئی نہیں ان کے ماموں کا بیٹا ولید انصاری تھا۔ جسے دیکھ کر شہریار نے اپنے ہاتھ کی مٹھیاں بھینچ لی تھی۔

آجاؤ مشائم ہم اپنی سیٹ پر چلتے ہیں!! یہاں ابھی ہونے کیا والا تھا اس سے بہتر تھا کہ رایان مشائم کو لے کر سائڈ پر ہو جاتا اس لئے اس نے مشائم کو مدھم آواز میں پکارا اور چیئر کی طرف بڑھ گیا۔

اوہو تو خاندانہ نے سیکسی پی اے بھی ہائیر کر لی ہے
 کہی ایسا تو نہیں بزنس کے ساتھ ساتھ مزے بھی-----تو نے
 مجھے اپنے جیسا دلال سمجھا ہوا ہے جو آفس میں کام
 کرنے والی ہر عورت کی ٹانگیں اپنے ٹیبل پر کھولتا ہے!
 تیری جیسی حرامی گیری میرے خون میں شامل نہیں

ولید انصاری جو کسی بے حد دلکش لہروں کی مانند بل کھاتے جسم کی مالک لڑکی کو شہریار خانزادہ کی پشت سے ان کی سلیکٹڈ چیئرز پر رایان کے ساتھ جاتے دیکھتا اپنی آنکھوں سے چشمہ اتار کر کمینگی سے بول رہا تھا کہ شہریار خانزادہ نے طیش سے اپنی آنکھوں سے رے بین کے شیڈز اتارے اور ولید کو اوپر سے نیچے دیکھ کر اپنی آئی برو ریز کر کے اس کی بات اس انداز میں کاٹی کہ وہ غصے سے لال پیلا ہو گیا۔

مردانگی دکھانے کے لئے ٹانگیں ہی کھولی جاتی ہیں خانزادہ لگتا ہے تجھ میں اتنا دم-----دم مجھ میں کتنا ہے یہ تو جانے ہی دے پچھلی بار والی مار بھول گیا ہے کیا! تو اپنی مردانگی ثابت کرنے کے لئے ٹانگیں کھلوا یا پھر منہ تیری اتنی اوقات نہیں تو میرے مقابل کھڑا ہو سکے!

چل اب گم کر اپنی شکل گلی کا کتا بھی تجھ سے بہتر لگتا ہے اب تو مجھے کیوں ہر میٹنگ میں مجھ سے ذلالت کروا کر منہ کی کھاتا ہے چل دفعہ ہو جا اپنی سیٹ پر ورنہ اس بار تجھے نامرد بنانے میں کسی قسم کی کسر نہیں چھوڑوں گا!!

شہریار خانزادہ بظاہر اپنے فیس کے ایکسپریشن نارمل رکھتا ولید کو اچھا خاصا ذلیل کر کے اپنی چیئر کی جانب بڑھ گیا۔ ولید جو جوابی کاروائی کرنے والا تھا کہ اس کی نظر رایان کے ساتھ بیٹھی اس حسینہ پر پڑھی جو اپنے گلاسز اتار کر بیگ میں رکھ رہی تھی۔

ولید کی نظریں جامد ہو گئی تھی۔ وہ آنکھیں اس نے کس کی دیکھی تھی وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا جب اس حسینہ نے اپنے فیس پر پہنا ماسک بھی اتار دیا۔ مشائم۔۔۔!! وہ ہونک ہوا تھا مشائم اور وہ بھی خانزادہ کے ساتھ یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا آخر کیسے!

وہ اس کے نمکین حُسن کو خود پر بجلیاں گراتے محسوس کرتا طیش سے مزید لال ہو گیا تھا۔ اسے اس کے کسی خاص بندے نے بتایا تھا کہ شہریار خانزادہ نے اپنے لیے ایک نیو فیمل پی اے رکھی ہے جس سے ولید پچھلے دو دنوں سے ملنے کے لیے مر رہا تھا کہ وہ اس میٹنگ کے بعد اس کی پی اے کو کسی طرح اپنے جال میں پھنسا کر پیسے کا لالچ دے کر شہریار خانزادہ کے مخالف بہت سے

ایسے کام کروائے گا جس سے اسے کافی لوس ہو اور زیادہ نا سہی ریپ یا ہیریس کرنے کے جرم میں ایک دن کے لئے ہی سہی وہ اسکو سلاخوں کے پیچھے تو دیکھے

ولید مشائم کو گھورتا ہوا اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ شہریار خانزادہ کا جی چاہ رہا تھا ولید انصاری کی حوس سے بھری آنکھیں پھوڑ دے!! وہ اپنی چیئر گھسیٹ کر تھوڑا آگے لایا اور مشائم کے بالکل سامنے بیٹھ گیا جو اسکی چھوڑی پشت کے پیچھے پوری طرح چھپ گئی تھی۔

ایسی حرکت شہریار خانزادہ نے اپنی زندگی میں پہلی دفعہ کو تھی مشائم تو اس کی پشت گھور کر رہ گئی جبکہ احمر اور رایان کی نظر بھی ولید پر ٹکی ہوئی تھی جو شہریار کو خون اگلتی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

ان دونوں کو لگا کہ وہ دونوں ایک دوسرے میں ہی الجھے ہوئے ہیں جبکہ بات تو کچھ اور ہی تھی شہریار خانزادہ کے خون میں آگ دوڑ رہی تھی وہ کیوں پوسیسو فیل کر رہا تھا ایسی کیا کشش تھی جو اسے مشائم کی طرف

کھینچ رہی تھی اسے نظروں سے بھی کوئی گھورے تو
شہریار خود کو خاندانہ جلتے توے پر بیٹھا محسوس کر
رہا تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا ولید کو ابھی پیٹنا شروع کر
دے۔۔

میٹنگ اپنے اختتام پر چکی تھی ہر کمپنی نے اپنی طرف
سے بیسٹ دینے کی کوشش کی تھی۔ اب باری شہریار
خاندانہ کی تھی جس نے خود پریزنٹیشن دینا ضروری
سمجھا تھا وہ پہلے رایان کو آگے کرنے والا تھا مگر اس
کا ارادہ بدل گیا تھا۔

وہ مغروریت سے اپنی جگہ سے اٹھا اور سامنے جا کر
کھڑا ہو گیا۔ اس کا اسٹیج پر جانا تھا کہ ولید کو پراجیکٹ
اپنے ہاتھوں سے جاتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ شہریار
خاندانہ بہت فوکس کر کے اپنے پوائنٹ فارن پارٹی کو
کلیئر کر رہا تھا اسکی پریزنٹیشن ختم ہونے والی تھی جس
انداز اور اہمیت کے ساتھ شہریار نے اس پراجیکٹ میں
دلچسپی دکھائی ڈیل اس کی کمپنی کے ہی نام ہو گئی۔

وہ ابھی اسٹیج سے اتر کر فارن پارٹی سے مل ہی رہا تھا

جب مشائم اپنی چیئر سے اٹھی اور واشروم جانے لگی۔
اس کو اپنے ہاتھوں میں ڈسٹ فیل ہو رہی تھی اس لئے وہ
اپنے ہاتھ دھونے کے ارادے سے اٹھ گئی۔

واشروم بیک سائڈ پر گیلری کے کارنر پر بنا تھا اسے
رایان نے ہی بتایا تھا کیونکہ وہ لوگ آج تیسری بار یہاں
آئے تھے۔ ولید جو بل کھاتا ہوا شہریار کو دیکھ رہا تھا وہ
مشائم کو جاتے دیکھتا شیطانیت سے مسکراتا ہوا اس کے
پیچھے ہی چلا گیا۔

شہریار خاندانہ اپنی سیٹ پر آتا رایان اور احمر سے مل
رہا تھا جو اسے کھربوں کا پراجیکٹ مل جانے پر
مبارکباد دے رہے تھے۔ شہریار خاندانہ ان سے ملنے کے
بعد مشائم کی غیر موجودگی پر ٹھٹھکا اور ان دونوں سے
اس کے متعلق استفسار کرنے لگا۔ جب اسے رایان نے بتا
دیا کہ وہ واشروم گئی ہے۔

تم دونوں جا کر گاڑی میں بیٹھو میں ابھی آتا ہوں!! شہریار
خاندانہ ان دونوں کو گاڑی میں جا کر بیٹھنے کا حکم دیتا
ولید کو تپانے کے لئے اس کے پاس جاتا جب اسے میٹنگ

روم میں ناں دیکھ کے اس کی دماغ کی رگیں پھڑکنے لگی وہ فوراً سے پہلے واشروم کی طرف جاتی گیلری کی طرف بڑھتا تھا۔ وہ اپنا کوٹ اتار کر زمین پر پھینکتا اپنی وائٹ شرٹ کی سلیوز کہنیوں تک فولڈ کرنے لگا۔ اس کے قدموں میں اجلت سی تھی۔

مشی ہم گاڑی میں جا رہے ہیں تم باہر ہی آجانا اوکے!!
رایان جانے سے پہلے اسے میسج کر کے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔

پتہ نہیں یہ میرے ہاتھوں میں ڈسٹ کیوں لگی ہوئی ہے!
مزدوری کسی قسم کی میں نے کی نہیں عجیب ہی گندی
کنسٹرکشن سائٹ پر لے آئے ہیں!!

مشائم جو اپنے ہاتھوں کو دھوتی ہوئی بڑبڑاتی جا رہی تھی۔ اس کو ہاتھوں میں ڈسٹ سی فیل ہو رہی تھی۔ بلینز کا پراجیکٹ ہے اور میٹنگ کے لئے جگہ کی سلیکشن تو دیکھو زرا۔!

عجیب ہی ہوتے ہیں یہ بزنس ٹائیکون نفسیاتی طبیعت کے مالک بوڑھے کہی کہ ان لوگوں کے ساتھ مزید کام کیا تو مجھے خود سے بھی مردانہ فیلنگ آنے لگ جائیں گی کوئی ہنستا نہیں ہے ایون سیدھے منہ بات بھی نہیں کرتے یہ لوگ اور وہ ولید کیسے اس جلاذ کے سامنے کھڑا تھا۔

دونوں ہی جان میں ایک جیسے دیو تھے لیکن سر شہریار کی ہائیٹ تھوڑی زیادہ لمبی ہے اس لئے وہ دیو نمبر ون ہیں!! بابا بابا! اچھی کلاس لے لی آج تو میں نے آئندہ ڈانٹ کر دکھائیں منہ نوچ لینا ہے میں نے

وہ خود سے باتیں کرتی جو منہ میں آیا بولے جا رہی تھی۔ مشائم اپنے ہاتھوں کو دھو کر اپنے بیگ سے ٹشو نکالنے کے لئے ابھی مڑی ہی تھی جب واشروم کا دروازہ کھلا اور ولید انصاری اندر داخل ہوا

مشائم اسے دیکھ کر اپنی ہیزل آنکھیں گھماتی ٹشو نکال کر اپنے ہاتھ ڈرائی کرنے لگی۔ ہیلو مشائم کیا تم نے مجھے پہچانا نہیں! ولید اس سے چند قدموں کے فاصلے

پر کھڑا ہوتا ڈیپ وائس میں بولا تھا۔

مشائم نے ٹشو ڈسٹ بن میں پھینکا اور اپنی آنکھوں کو
ٹپٹپا کر ولید سے گویا ہوئی۔ ہیلو ولید بھائی آپ لیڈیز
واشروم یہ پوچھنے آئے ہیں کہ میں نے آپکو پہچانا یا
نہیں! وہ کھلکھلا کر ہنسی تھی۔

ولید تو اس کے گالوں میں پڑھنے والے ڈمپلز پر ہی اٹک
کر رہ گیا وہ اس کا انسٹلنگ انداز سمجھ ہی نہیں پایا وہ
بے حد حسین تھی اس کی مدہوش سسکیاں سننے کو وہ
جیسے مچلا تھا۔

بتانا تو اور بھی بہت کچھ چاہتا ہوں۔۔۔ تو جو باتیں آپ بتانا
چاہتے ہیں وہ مجھے واشروم سے باہر جا کر بتا دیں!!
مشائم ولید کو بیزاریت سے بول کر ٹوکتی اپنے موبائل پر
آتے نوٹیفکیشن کی بیپ سن کر اسے ہاتھ میں پکڑ کر
رایان کا میسج دیکھتی ولید کو کراس کر کے دو قدم آگے
ہی بڑھی تھی جب ولید نے اسے تھوڑا زور سے بازو
سے تھام کر اپنے سامنے کیا تھا۔

مشائم کا موبائل اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرتا
 دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ میں تم سے یہاں بہت
 ضروری بات کرنے آیا ہوں اور تم ہو کہ مجھے
 ایٹیٹیوڈ۔۔۔ منہ بند رکھیں اپنا یہ کیا بدتمیزی ہے جاہلوں کی
 طرح میرا بازو کھینچ کر موبائل توڑ دیا میرا

مشائم کو اسکی حرکت سے زیادہ اپنے موبائل کے ٹوٹ جانے کا غم ہوا تھا۔ او کم آن یار میں تمہیں اس سے لیٹیسٹ آئی فون دلا دونگا تم میری بات پر-----چپ بالکل چپ مجھے اپنا موبائل دیں

ولید جو مشائم کی آنکھوں میں آنسوؤں کی لکیر جمے
دیکھتا فرینک انداز میں بول رہا تھا کہ مشائم کو اپنا موبائل
ضدی سے لہجے میں مانگتے دیکھتا فوراً سے اپنی پینٹ
کی پوکٹ میں ہاتھ ڈال کر اپنا لیٹیسٹ فون اس کے آگے کر
گیا۔

اور بس پھر وہ ہوا جس کا شاید اس نے کبھی گمان بھی نہیں کیا تھا۔ مشائم نے پوری قوت سے ولید کا موبائل زمین پر مار پر چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔

شہریار خانزادہ جو طیش سے واشروم میں انٹر ہوا تھا وہ
مشائم کو ولید کا موبائل اس کے ہاتھ سے لے کر زمین کر
مارتے دیکھتا سیچویشن سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔
وہ تو ولید کی دھلائی کرنے آیا تھا لیکن یہاں تو اسے کچھ
اور ہی دیکھنے کو مل رہا تھا۔

یار یہ تم نے-----پہلی بات میں آپ کی یار نہیں ہوں آئندہ
مجھ سے بات کرنے سے پہلے اپنی لمٹ میں رہ کر
مخاطب ہونا اور دوسری بات میرا موبائل آپ کے میرا
بازو کھینچنے سے دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا

یہ میرے بابا نے مجھے بہت محبت سے میری برتھڈے
پر گفٹ کیا تھا جو بہت ویلیو ایبل تھا میرے لئے! اس کی
ری پلیسمنٹ آپ کا سوری کے طور پر دیا جانے والا
موبائل نہیں کر سکتا اور مشائم سالار اپنا بدلہ کسی پر نہیں
چھوڑتی! میرے لئے فون لینے کی جگہ اب اپنے لئے لے
لینا بدتمیزی کی بھی حد ہوتی ہے

تم خود کو سمجھتی کیا ہو جو اس طرح کی-----میں خود کو

ایک بدتمیز لڑکی سمجھتی ہوں جو آپ کے منہ کو لال کر
کے رکھ دے گی اگر مجھے اب ٹچ کیا تو! مشائم جو
جھک کر اپنا موبائل اٹھا رہی تھی کہ ولید نے پھر سے
اس کا بازو تھامنا چاہا جب وہ کسی شیرنی کی طرح
غرائی

شہریار خانزادہ اس چھوٹی سی لڑکی کا حوصلہ اتنا نڈر
انداز دیکھ کر اپنا دل ہارا تھا۔ اس کو اگر کوئی لڑکی اپنی
جانب متوجہ کر پائی تھی تو وہ مشائم سالار تھی جو کم
عمر نازک جسم ہو کر بھی اپنے سے کہی گنا اونچے جان
میں تگڑے اور انتہائی واہیات قسم کے انسان کا برابری
سے مقابلہ کر کے اس کا دل لوٹ چکی تھی۔

کیا ہو رہا ہے یہاں!! وہ مزید ولید کی شکل نہیں دیکھ سکتا
تھا اس لئے رعب دار انداز میں بولا۔ اف آپ کی ہی کمی
تھی ایک تو آج کل کے لوگوں کو بیسک ایتھکس بھی نہیں
آتے لیڈیز واشروم میں جینٹس کا کیا کام ہے۔ مشائم اپنا
موبائل اٹھا کر شہریار کو دیکھ کر مدہم آواز میں بڑبڑائی
تھی

یہ ہمارا پرسنل میٹر-----ایکسکیوز می میرا آپ سے کوئی
بھی میٹر کب سے پرسنل ہو گیا! میں یہاں سر شہریار کی
پی اے کے طور پر آئی ہوں کسی کی رشتے دار ہونے
کے طور پر نہیں

ولید شہریار کو جیلز کروانے کے لئے مشائم کی جانب
اشارہ کر کے شہریار خانزادہ کو ذومعنی انداز میں بول
رہا تھا جب مشائم نے پھر سے اس کی بات کاٹ تھی۔ وہ
شدید غصے میں تھی۔ اس کی آنکھوں سے اب آنسو نکلنے
لگے تھے اپنا موبائل دیکھ کر

آپ تو مجھ سے بات کرنے کی دوبارہ کوشش بھی مت
کرنا ورنہ میں آپ کے بال نوچ لونگی!! کل میں نے ویلکم
پارٹی میں جانا تھا اب میں پکچرز کیسے بناؤں گی اور
میری اسنیپ اسٹریک بھی ٹوٹ جائے گی!! حد ہو گئی
بھئی میری زندگی میں منحوس دن ہی شروع ہو گئے ہیں۔

مشائم ولید کو انگشت شہادت دکھا کر وارن کرتی واشروم
سے پیر پٹختی نکل گئی تھی۔ شہریار خانزادہ بیزارى سے
آنکھیں گھما کر اپنا موبائل پینٹ کی پوکٹ سے نکال کر

رایان کو کال ملاتا مشائم کے پیچھے ہی قدم بڑھانے لگا۔

ولید تو مشائم کو دیکھ کر رہ گیا وہ اس کی سوچ سے زیادہ معصوم لگی تھی۔ اسکے اندر ایک چھوٹے بچے والی ضد تھی لیکن انداز اور لہجہ کسی لڑاکا عورت کے جیسے تھا۔ ولید نے اسے جس طرح چھوا تھا کوئی سمجھدار لڑکی ہوتی تو گھبرا ہی جاتی لیکن وہ تو موبائل کے ٹوٹ جانے پر ہی صدمے میں چلی گئی تھی۔

بال کیا تم تو میرا سینہ نوچ لینا میری سیکسی کزن اف نہیں کروں گا! جب اندر ڈالوں گا تو اتنی سہولت تو تمہیں دے ہی دونگا!! ولید شیطانیت سے بولا تھا۔ اس کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔

مشائم!! وہ جو اپنے آنسو صاف کرتی پیر پٹختی ہوئی آگے کی جانب بڑھ رہی تھی کہ شہریار خانزادہ نے اسے اپنی بھاری آواز سے پکار کر رکنے پر مجبور کر دیا۔ وہ رکی اور پیچھے مڑ کر شہریار کی جانب دیکھنے لگی جیسے اسکی پکار کا مقصد جاننا چاہ رہی ہو۔

جی سر! اسکی آواز بھیگی ہوئی تھی۔ لائیں مجھے اپنا
موبائل دکھائیں! شہریار اس کے پاس پہنچ کر سنجیدگی
سے بولا تھا۔ یہ پٹاخہ اتنی ایموشنل بھی تھی اسے اندازہ
ناں تھا۔

کیوں! وہ اسے اپنا موبائل دینے کی بجائے اپنی بھیگی
آواز پر قابو پانے لگی۔ آئی مائنٹ فکس اٹ! وہ اس کے ہاتھ
میں موجود دو ٹکڑوں میں ٹوٹے موبائل کی طرف اشارہ
کرتے بولا۔

وہ اسے روتی ہوئی بالکل بھی اچھی نہیں لگ رہی تھی
رونے سے کاجل پھیل رہا تھا جو شہریار خانزادہ کو اپنی
طرف متوجہ کروا رہا تھا۔ نو ون کین فکس اٹ! یہ بالکل
ٹوٹ چکا ہے بابا کا لاسٹ گفٹ یہی تھا جو آج ٹوٹ گیا!!
وہ افسردگی سے بول رہی تھی۔

سالار صاحب نے مشائم کو یہ موبائل اس کی ترکی میں
سیلیبریٹ ہونے والی برتھڈے پر ڈائمنڈ جیولری کے ساتھ
ہی دیا تھا۔ اس کے بعد انہیں بزنس میں شدید لوس ہو گیا

اور پھر وہ لوگ جب پاکستان آگئے تو ان کے ایکسیڈنٹ کے بعد سے اب تک انہوں نے مشائم کو کوئی تحفہ نہیں دیا تھا وہ اس موبائل کو ترکی کا لاسٹ گفٹ سمجھ کر بہت چاہت سے استعمال کرتی تھی۔

اسے ولید پر شدید غصہ آ رہا تھا دل چاہ رہا تھا اس کا سر پھاڑ دے! کیوں آپ کے بابا کہاں ہیں!! شہریار خانزادہ تھوڑا سا محتاط ہو کر بولا تھا۔ بابا کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا جب ہم پاکستان آئے وہ تب سے ایک پیشنٹ ہیں یہ ترکی کا لاسٹ گفٹ تھا جو مجھے بابا نے دیا!! وہ سوں سوں کرتی بولی۔

اوہ سوری فار یور لوس! وہ اس کی ہیزل آنکھوں میں دیکھتے بولا۔ وہ شاید اپنے پیرنٹس کی بے حد لاڈلی بیٹی تھی شہریار خانزادہ اس کی باتوں سے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ اتنی کم عمری میں بھی کیوں ایک پی اے کی جاب کرنے کو ترجیح دے گئی ہے یقیناً انکے حالات اب اچھے نہیں تھے۔

مشائم پھر سے اپنی بھیگی ہیزل آنکھوں کو صاف کرتی

پارکنگ میں جانے کے لئے مڑی جب شہریار نے دوبارہ اسے مخاطب کیا۔ رایان اور احمر آفس واپس جا چکے ہیں آپ میرے گاڑی میں آجائیں

وٹ رایان بھائی۔۔۔۔۔میرا مطلب تھا سر رایان مجھے چھوڑ کر کیسے جا سکتے ہیں میں تو انکے ساتھ آئی تھی۔!! وہ بروقت سنبھلی تھی۔ ان کا ٹائم سے آفس جانا ضروری تھا آپ آئیں میرے ساتھ!! شہریار خانزادہ اسے حیرت زدہ دیکھ کر بولا

وہ ویسے ہی افسردہ تھی کل کا ایونٹ کیپر نہیں ہو سکتا تھا اب مزید کیا بحث کرتی اس نے آفس ہی تو جانا تھا وہ اس کے پیچھے پیچھے قدم بڑھانے لگی۔ شہریار خانزادہ گاڑی کی پچھلی جانب بیٹھ گیا جبکہ مشائم اس کے ساتھ بیٹھنے میں ہچکچا رہی تھی اسکی ہچکچاہٹ محسوس کر کے شہریار کارنر پر ہو گیا پھر مشائم بھی گاڑی میں بالکل سائڈ پر بیٹھ گئی اور ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

وہ لوگ آفس کے راستے میں تھے جب شہریار خانزادہ نے ایک بڑے سے اسٹور کے آگے ڈرائیور کو گاڑی روکنے کا حکم دیا۔ اور ایک لمحے کی بھی دیری کیے بنا گاڑی سے اتر گیا۔

اس کی واپسی تقریباً دس منٹ میں ہی ہو گئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک شاپنگ بیگ تھا جسے پکڑ کر وہ واپس اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گیا۔ مشائم تو آنکھیں بند کیے افسردہ سی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے ناں ہی تو گاڑی کے رکنے کا نوٹس لیا ناں ہی شہریار خانزادہ سے جانے آنے کا

اسے تو بس اپنی اسنیپ اسٹریکس پیکچرز اور سوشل اکاؤنٹس کا غم کھایا جا رہا تھا موبائل ٹوٹنے کا دکھ الگ ہی تھا۔ شہریار خانزادہ کا دل اس کو دیکھنے کے لئے تڑپ رہا تھا مگر وہ خود پر قابو کیے بیٹھا تھا۔ وہ اپنی فیلنگز نوٹ کر رہا تھا جو اس کو ٹریگر کر رہی تھی۔

گاڑی آفس کی پارکنگ میں رکی تھی مشائم کا موڈ بے حد آف تھا وہ گھر جانا چاہتی تھی۔ شہریار خانزادہ کے گاڑی سے اترتے ہی وہ بھی اتر گئی تھی۔

سر! وہ شہریار خانزادہ کو لمبے لمبے قدم اٹھا کر پوری
شان سے اندر جاتے دیکھ کر بولی تھی۔ جی بولیں!
شہریار پورا اس کی جانب مڑ کر سوالیہ انداز میں اسے
دیکھنے لگا۔

کیا میں گھر جا سکتی ہوں میری طبیعت کچھ ڈاؤن فیل ہو
رہی ہے! مشائم کچھ کھا کر سونا چاہتی تھی۔ اوکے بٹ
جانے سے پہلے میری گاڑی سے اپنا کچھ سامان (شاپنگ
بیگ) لینا مت بھولیے گا! وہ ڈرائیور کو اشارہ کرتا گاڑی
سے شاپنگ بیگ لانے کو کہتا مزید کچھ بھی بولے بغیر
اندر چلا گیا۔

مشائم ڈرائیور کے ہاتھ میں ایک شاپنگ بیگ دیکھ کر
کنفیوز ہوئی۔ یہ تو میرا نہیں ہے تو پھر سر۔۔۔۔۔میں یہ آپ کا
ہی ہے اور سر شہریار کا آرڈر ہے کہ آپ اسے اپنے ساتھ
لے جائیں

ڈرائیور اسے وہ بیگ تھما کر گاڑی میں جا کر بیٹھ گیا
جبکہ مشائم تعجب سے اس بیگ کو دیکھتی میں روڈ کی

طرف نکل گئی تھی۔ وہ آٹو کر کے گھر جانا چاہتی تھی وہ
کچھ دیر نیند لینا چاہتی تھی۔

گھر پہنچتے ہی وہ مہوش بیگم سے ملے بغیر ہی اپنے
کمرے میں چلی گئی اور سیدھا بیڈ پر جا کر ڈھے گئی!
اس نے نوٹس ہی نہیں کیا کہ گھر میں ضرورت سے زیادہ
خاموشی ہے فلحال اسے اپنے غم کے علاوہ کسی چیز کا
ہوش نہیں تھا۔ وہ نیند میں جا چکی تھی۔

جب اس کی آنکھ کھلی تو رات کے نو بج رہے تھے
اسکے کمرے میں گھپ اندھیرا تھا باہر لاؤنچ سے باتوں
کی آواز آرہی تھی۔ جو آوازیں جانی پہچانی تھی۔ وہ
بے دلی سے اٹھی اور واشروم کی جانب بڑھ گئی۔

اس نے چینج بھی نہیں کیا تھا وہ اتنی دیر تک کیسے سو
گئی اسے پتہ بھی نہیں چلا۔ واشروم سے فریش ہو کر
شاور لینے کے بعد وہ باہر آئی اور پستہ کلر کی لونگ
شرٹ کے ساتھ وائٹ کیپری پہن کر اپنے کمرے تک آئے
سلکی بالوں کو ڈرائی کرنے لگی۔

ٹوٹل بیس منٹ میں وہ فلی فریش ہو چکی تھی۔ اسے کل رات ہی مہوش بیگم نے بتایا تھا کہ اس کے ماموں کی فیملی آج رات ان کے گھر ڈنر پر آئے گی۔ اس نے ایک نظر پھر سے شاپنگ بیگ کو دیکھا اور گلے میں وائٹ دوپٹہ لے کر کمرے سے باہر نکل گئی۔ وہ کچھ لائٹ سا ٹراؤزر شرٹ پہننا چاہتی تھی مگر یہ ڈریس واشروم میں بینگ ہوا پڑا تھا جس کا مطلب تھا اس کی ماما چاہتی ہے وہ آج یہ پہن لے۔

اسلام علیکم وہ سب کو سلام کرتی کچن کی جانب بڑھ گئی۔ لاؤنچ میں اس کی ممانی نیلم انصاری ماموں بلال انصاری اور ان کے ساتھ ہی ولید بھی بیٹھا ہوا تھا۔ جو کسی کال پر مصروف تھا۔

اٹھ گئی میری شہزادی! طبعیت سہی ہے!! مہوش بیگم جو گلاس میں کولڈ ڈرنکس ڈال رہی تھی وہ مشائم کا اترا ہوا چہرہ دیکھتی استفسار کرنے لگی۔ جی ٹھیک ہوں بھوک لگ رہی ہے ماما آپ نے کیا بنایا ہے آج کھانے میں

میں نے آپ کے لئے چاؤمن بنائیں ہیں اور باقی سب کے لئے بریانی اور کباب! مہوش بیگم بریانی کو دم پر رکھتی ہوئی بولی تھی۔ مشی یہ کولڈ ڈرنک سرو کرو سب کو اور جاؤ اپنی ممانی کے ساتھ بیٹھو وہ لوگ دس منٹ پہلے ہی آئے ہیں تمہارے بارے میں پوچھ رہے تھے اسپیشلی ولید وہ تم سے آفس کا کچھ ڈسکشن کرنا چاہتا ہے شاید بیٹا اس کی بات سن لینا

مشائم اپنی ماما کی بات سن کر ولید کے نام پر منہ کے زاویے بگاڑتی ہوئی کچن سے نکلی تھی۔ اسے آج جتنی اس بندے سے الجھن ہو رہی تھی وہ اتنا ہی اس کے سامنے آ رہا تھا۔

لاؤنچ میں پہنچنے کے بعد مشائم سب کو کولڈ ڈرنک سرو کر کے صوفے پر ہی بیٹھ گئی تھی۔ ولید اسے اوپر سے نیچے دیکھتا اپنے سامنے ٹیبل پر رکھا ایک گفٹ باکس اسکی جانب بڑھا گیا۔

مشائم جو خود بھی کولڈ ڈرنک پینے میں مصروف تھی وہ گلاس سائڈ پر رکھتی سوالیہ نظروں سے ولید کی جانب

دیکھنے لگی۔ ایک چھوٹا سا گفٹ تمہارے لیے ڈیئر کزن!!
ولید مسکرا کر بولا تھا وہ مشائم کو قمیض شلوار میں
دیکھ کر تھوڑا بدمزہ ہوا تھا لیکن وہ اس میں بھی حسین
لگ رہی تھی البتہ اس کا جسم چھپا ہوا تھا۔

تھینک یو ولید بھائی مگر مجھے گفٹ لینا پسند نہیں ان
لوگوں سے جن سے میری دوستی نہیں!! مشائم صاف
لہجے میں انکار کر گئی تھی۔ بلال انصاری کی کوئی
خاص کال آگئی تھی جس وجہ سے وہ کال پر مصروف
تھے جبکہ نیلم انصاری مشائم اور اپنے بیٹے کی جانب
متوجہ تھی۔

تو مجھ سے دوستی کر لو میں فرینڈ بن جاتا ہوں تمہارا
رایان کی طرح!! ولید اطمینان سے بولا تھا۔ رایان بھائی
میرے بھائی ہیں ان کی طرح میرا کوئی دوست نہیں ہو
سکتا!! مشائم نے بھی اطمینان سے جواب دیا تھا۔

ولید بتا رہا تھا کہ اس سے تمہارا موبائل ٹوٹ گیا تو یہ
تمہیں سوری گفٹ دینا چاہتا ہے رکھ لو نیو ماڈل ہے
تمہارے ماں باپ تو اب افورڈ نہیں کر سکتے اتنے مہنگے

گفت! نیلم انصاری احسان کرنے والے طنزیہ انداز میں
بولی!!--

مشائم کو تو غصے کا طوفان اپنے اندر اٹھتا محسوس ہوا
تھا نیلم انصاری نے ولید کے ہاتھ سے گفت لے کر اسے
اوپن کیا اور ایک مہنگا نیو ماڈل آئی فون اس کی جانب
بڑھایا

شکریہ ممانی لیکن میرے بابا مجھے الاؤ نہیں کرتے ہر
دوسروں سے تحائف لینا کیونکہ مجھے انہوں نے شکر
گزار بنایا ہے ان کی دی ہوئی چیزوں کا!! اور میرے ماما
بابا بہت فراغ دل ہیں جو ہمیں پوچھنا بھی پسند نہیں کرتے
دیکھے ناں آج ہمارے گھر میں بیٹھے میرے بابا کا افورڈ
کیا کھانا کھائیں گے

مشائم کے لہجے میں طنز تھا وہ نیلم انصاری کو بری
طرح چبھا تھا ان کا منہ لال ہو گیا اس سے پہلے وہ کچھ
کہتی جب مشائم پھر سے بولی۔ اب ظاہر ہے میں اتنی بھی
بدتمیز نہیں کہ اپنے بڑوں کے طنز سن کر اپنے ماما پاپا
کو اتنی بدتمیزی سے ڈیفینڈ کر کے آپ کے طنز کا جواب

دونگی مجھے ماما نے سب کی ریسپیکٹ کرنا سکھایا ہے
جو ڈیزرو نہیں بھی کرتے ان کی بھی اور ہاں میرا موبائل
مجھ سے خود ہی نیچے زمین پر گر کر ٹوٹا تھا ولید بھائی
نے نہیں توڑا تھا ورنہ کوئی میرے بابا کا افورڈ کیا گیا
تحفہ کوئی توڑ دے تو میں اسکا منہ پھر کیسے سلامت
چھوڑ سکتی ہوں کیوں ولید بھائی سہی کہا نا

مشائم آنکھیں ٹپٹپا کر بے حد معصوم سے انداز میں نیلم
انصاری کے ساتھ ساتھ ولید کو بھی لتھاڑ گئی۔ زبان تو
بڑی چلتی ہے تمہاری لڑکی! نیلم انصاری بولے بنا نہیں
رہ سکی۔ ممانی زبان کے ساتھ ساتھ ہاتھ بھی چلتے ہیں
میرے آج ولید بھائی نے ڈیمو دیکھا ہے آئی ایم پرفیکٹ
ایٹ مینی تھنگز

مشائم ہلکا سا مسکرا کر صوفے سے اٹھ گئی تھی وہ اپنی
باتوں سے نیلم انصاری کو لال کر گئی تھی جبکہ ولید اس
کے لفظوں سے زیادہ اس کے لبوں کو فوکس کر کے دیکھ
رہا تھا۔ وہ میک اپ سے پاک چہرہ لئے اپنے حسن سے
بجلیاں گرا رہی تھی۔ اس کے لبوں کی حرکت پر ولید کا
جسم مچلنے لگا تھا۔ اسے وہ ہر حال ہر قیمت پر چاہیے

تھی وہ آج یہ طے کر چکا تھا کہ مشائم سالار صرف اس
کی ہوگی

احد خانزادہ کل رات کا حویلی سے نکلا ابھی دس بجے
کے قریب واپس آیا تھا وہ کسی سے بھی ملے بغیر تیزی
سے سیڑھیاں چڑھتا اپنی چھوٹی گڑیا شانزے کے کمرے
کی جانب بڑھا۔

شانزے دروازہ کھولو میری جان!! وہ اس کے روم کے
دروازے پر دستک دیتا اپنے لہجے میں بے تابی لئے بولا
تھا۔ شانزے لالا کی جان خود کو کیوں بند کیے بیٹھی ہو
میری گڑیا کیوں اپنے لالا سے ناراض ہو رہی ہو میں
تمہیں بہرام سے آزاد کروا کر رہوں گا

میں جانتا ہوں تم نے بابا کی وصیت کی وجہ سے یہ نکاح
کیا ہے اور میں اپنی جیتی جاگتی بہن کو کسی درندے
خونی کے ساتھ مر کر بھی رخصت نہیں کر سکتا!! کھولو
میری جان دروازہ!! وہ التجائیہ لہجے میں دروازہ بجا رہا
تھا۔

ہادی لالہ وہ شانزے باجی کو تو بہرام لالا لے کر گئے ہیں
کہی باہر! ملازمہ جو شہریار خانزادہ کے لئے پروٹین
شیک بنا کر اسے دے پر واپس نیچے کچن میں جانے لگی
تھی کہ احد خانزادہ کو اس طرح بے بس ہو کر شانزے کے
کمرے کا دروازہ بجاتے دیکھ کر بولی

کہاں لے کر گیا ہے وہ میری بہن کو اب اس کی اتنی
جرت ہو گئی ہے!! احد خانزادہ طیش سے بولا تھا۔ وہ
پچھلے دس منٹ سے دروازے پر کھڑا شانزے کے
دروازہ کھولنے کا انتظار کر رہا لیکن اس کی بہن کو
یہاں تھی ہی نہیں

ہادی لالہ مجھے نہیں پتہ وہ شانزے باجی کو کہاں لے کر
گئے ہیں انہیں بہرام لالا نے بھی ڈانٹا اور غزالہ خانم نے
بھی لیکن وہ کہاں گئے مجھے نہیں پتہ!! ملازمہ کی بات
سن کر وہ تیزی سے سیڑھیاں اتر کر اپنی مورے غزالہ
خانم کے کمرے کی طرف بڑھا۔

مورے شانزے کو کہاں لے کر گیا ہے بہرام! احد اپنی

مورے غزالہ خانم کو جائے نماز طے کر کے اس کی
جگہ پر رکھتے دیکھتا ہے چینی سے بولا تھا۔ اس کے
لہجے میں بہن کے لئے فکر تھی۔

جہاں پر بھی لے کر جائے وہ اسکا شوہر ہے پورا حق
رکھتا ہے اسے اپنے ساتھ کہی بھی لے کر جانے کا! غزالہ
خانم سخت لہجے میں بولی تھی۔ میں نہیں مانتا کہ اس کا
میری معصوم بہن پر کوئی حق۔۔۔۔۔ تمہارے ماننے یا ناں
ماننے سے کچھ بھی نہیں ہونے والا ہادی وہ اب پہلے
بہرام کی بیوی ہے پھر تمہاری بہن اور یہ بات مجھے بار
بار ناں دہرائی پڑھے

ہر دن ہی حویلی میں تم تماشا کرو میں اس بات کی اجازت
نہیں دوں گی تمہیں!! ناں خود تماشہ بنو ناں اپنی بہن کو
بناؤ ہم جلد ہی سوات اپنی حویلی واپس جائیں گے وہ
حویلی جہاں تمہارے بابا کا حق ہے اس حویلی میں ہم نے
جتے بھی دن گزارنے تھے گزار لئے اب میں اپنی حویلی
واپس جانا چاہتی ہوں میں یہاں صرف انشال کی وجہ سے
رکی ہوئی تھی جو میری دیدہ کی بیٹی ہے

منہاں اس کی ذمہ داری لے چکا ہے تو اب مجھے نہیں
لگتا میرا رہنا یہاں پر اب کوئی معنی رکھتا ہے میری بات
ہو چکی ہے ہاشم لالا سے وہ ہمیں لینے آئے ہیں!! غزالہ
خانم حتمی لہجے میں بولی تھی وہ اسلام آباد صرف انشال
کے لئے آئی تھی لیکن احد تو اپنی بہن کو بھی بچانا چاہتا
تھا لیکن نہیں بچا سکا۔

غزالہ خانم پہلے سے ہی جانتی تھی کہ شانزے کا ہی
نصیب بہرام سے جڑے گا کیونکہ وہ انشال کی ہمراز تھی
اس کی مورے کی چھوٹی بہن تھی اس کے لئے اس کی
مورے ہی تھی۔ میں وہاں نہیں جاؤں گا نا ہی میری بہن
جائے گی! احد بضد تھا۔

تم بھی سن لو میری بات ہم وہاں جائیں گے اب جاؤ یہاں
سے مجھے آرام کرنا ہے دو دو دن حویلی سے غائب
رہتے ہو اس وقت اپنے ہونے کا احساس دلاؤ نا کہ ہر بات
کو انا کا مسئلہ بنا کر

کیا عیب ہے بہرام میں جو تم مرنے مارنے پر اترے ہو!!
غزالہ خانم کا دل بھی آج بے حد غمزدہ تھا احد اور بہرام

جانی دوست تھے انہیں ان دونوں کے بیچ حائل ہوئی دیوار
کی وجہ آج تک سمجھ نہیں آئی تھی ناں وہ بتا تھا ناں بہرام

یہ بات آپ خود اپنے لاڈلے سے پوچھ لیں!! میں اور میری
بہن تو آپ کی سوتیلی اولادیں ہیں اس کے پیچھے پہلے
میری بہن کی ڈانٹا اور اب مجھ پر برس رہی ہیں!! احد
خانزادہ اپنی مورے سے شکوہ کرتا ان کے کمرے سے
چلا گیا تھا۔

آج رات اسکا اپنی نیند پوری کرنے کا ارادہ تھا کیونکہ کل
اسے لاہور کے لیے نکلنا تھا منہاں خانزادہ سے ملنے کے
لیے وہ سب کے ساتھ ساتھ اس سے بھی قطع تعلق ہوا تھا۔

انتہائی کوئی ڈھیٹ اور بدتمیز قسم کی فیملی ہے ماموں
کی!! بات کرنے کا بھی لحاظ نہیں ہے۔ اف کتنا برا دن تھا
آج کا اور یہ ولید تو گھٹیا انسان ہے پورا پہلے بدتمیزی
سے مجھے ٹچ کیا میرا موبائل توڑوا دیا اوپر سے اپنا منہ
اٹھا کر آگیا موبائل لے کر شوخا کہی کا

مشائم کھانا کھا کر فری ہوتی اپنے کمرے میں آگئی تھی۔
اس نے ہمیشہ کی طرح آج کا ڈنر بھی اپنے بابا کے روم
میں بیٹھ کر ان سے باتیں کرتے ہوئے کیا تھا وہ اپنے
ماموں کی فیملی کو نیلم انصاری کی طنزیہ اپنے ماں باپ
کی حیثیت کو کمتر جتانے کے بعد ان سے دوبارہ بات
کرنا بھی پسند نہیں کر رہی تھی۔

اسکا موڈ ہی نہیں تھا ان لوگوں کے ساتھ مزید بیٹھنے کا
اس کی ماما نے تو کہا تھا کہ ولید نے کوئی بزنس سے
ریلیٹڈ بات کرنی ہے لیکن وہ تو اسے عجیب نظر سے
دیکھنے کے علاوہ کوئی بات نہیں کر رہا تھا۔

وہ اپنے روم میں آکر اپنا وائٹ دوپٹہ ایک سائڈ پر پھینکتی
بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔ یہ کیا تھا جو سر نے مجھے دینے کو
کہا ڈرائیور کو! مشائم جو کوفت سے بھری بیٹھی تھی جب
اس کا دیہان اس شاپنگ بیگ کی طرف گیا جو اسے
شہریار خانزادہ کے کہنے پر اس کے ڈرائیور نے دیا تھا۔

وہ سائڈ ٹیبل سے اس شاپنگ بیگ کو اٹھاتی بیڈ پر رکھ کر

دیکھنے لگی اس کے اندر ایک اور بھی کوئی ہارڈ سے
گتے والا کسی کمپنی کا وائٹ کلر کا شاپنگ بیگ کا جسے
باہر نکالنے پر مشائم کی آنکھیں کھلی کی کھلی ہی رہ
گئی۔

یہ ایک ایپل اسٹور کا شاپنگ بیگ تھا جسکے اندر سے
ایک آئی فون نکلا تھا۔ مشائم کو حیرت ہو رہی ہے شہریار
خانزادہ اس کا باس تھا اس نے یہ موبائل کیوں اور کب لیا
تھا۔

وہ اپنے دماغ پر زور ڈالنے لگی کیونکہ گاڑی میں تو وہ
آج اس کے ساتھ ہی آفس گئی تھی پھر وہ کب۔۔۔!! مشائم کو
زیادہ سوچنے کی ضرورت نہیں پڑی تھی کیونکہ اسے یاد
آگیا تھا جب وہ لوگ آفس واپس آرہے تھے تو گاڑی دس
منٹ کے لیے کبھی رکی تھی شاید اس وقت ہی وہ یہ لایا
تھا۔

اس نے جیسے ہی آئی فون کا باکس نکالا اس کے نیچے
ایک چھوٹی سی چٹ لکھی ہوئی تھی۔ اوپن می ود آؤٹ
کریڈنگ ڈرامہ! آہ۔۔۔ یہ پھر کیا ہے میں کب ڈرامہ کریٹ

کرتی ہوں بھی عجیب مذاق ہے

مشائم اس باکس کو گھورتی بولی تھی اسے موبائل دیکھ
کر حیرت سے زیادہ ولید پر غصہ آ رہا تھا جس نے اس کا
کافی نقصان کر دیا تھا۔ خیر اس نے باکس اوپن کر کے
جیسے ہی آئی فون باہر نکالا اسے شہریار خانزادہ سے
ابھی اور اسی وقت بات کرنے کا جی تھا۔

باکس اوپن کرنے پر اس میں سے پنک کلر کا دو کیمروں
والا آئی فون ففٹین نکلا تھا۔ بالکل ویسا ہی جیسا اسکے بابا
نے اسے گفٹ کیا تھا بالکل وہی آئی فون جو آج دو حصوں
میں ٹوٹ گیا تھا۔



وہ ابھی برانڈ نیو آئی فون کو دیکھ ہی رہی تھی جب اسکے
روم کا دروازہ نوک ہوا اور ولید انصاری اندر انٹر ہو گیا۔
مشائم فوراً سے پہلے موبائل شاپنگ بیگ میں ڈالتی سائڈ
ٹیبل پر رکھ کر بیڈ سے کھڑی ہوئی تھی۔

ولید کی تیز نظریں شاپنگ بیگ پر پڑھ چکی تھی اور وہ
موبائل بھی دیکھ چکا تھا۔ ہم!! تم تو ناراض ہو تو سوچا
جانے سے پہلے میں خود ہی تم سے ملاقات.....تو جائیں
مجھ سے ملنے کیوں آئے ہیں۔

مشائم دونوں ہاتھ باندھے آنکھیں رول کر کے بولی تھی۔
جب اندر گھساؤں گا پھر یہ حسین ہیزل آنکھیں رول کرنا
سیکسی لگ رہی ہے ابھی بھی اف کتنی ہاٹ ہے یہ ہاتھ
آجائے تو بات ہی کیا ہے

ولید اس کی نخریلی ادائیں دیکھ کر دل میں سوچ رہا تھا۔
مشائم کو اس کی نظریں خود میں گھڑھتی ہوئی محسوس
ہو رہی تھی۔ وہ عجیب ہی طرح دیکھتا تھا۔ تم سے دوستی
کرنا چاہتا ہوں اس لئے گڈ بائے کہنے آگیا۔ ولید اسے
دیکھتے ہوئے بولا

اچھا بائے بائے!! اب جائیں میں آپ سے دوستی تو دور
بات بھی کرنا پسند نہیں کرتی آپ نے میرا موڈ خراب کر
دیا ہے پھر سے اپنی شکل دکھا کر!! نا صرف میرا نقصان
کیا بلکہ کل کا ایونٹ۔۔۔ نقصان تو تمہارا کور ہو چکا ہے نا

مشائم جو دانت پیس کر بول رہی تھی جب ولید نے شاپنگ
بیگ کو طرف اشارہ کر کے اس کی بات بیچ میں ہی کاٹ
دی!! آپ کو اس سے مطلب! نقصان کور ہوا ہو یا نہیں آپ
کی وجہ سے ہوا میرا لوس میں نہیں بھول سکتی اور پلینز
مجھ سے بات کرنے سے احتیاط کیا کریں میں اوور فری

ہونے والوں کو گھاس ڈالنا پسند نہیں کرتی

مشائم دروازے کی طرف بڑھتی ولید کو باہر جانے کا راستہ دکھانے لگی۔ لگتا ہے تمہارا موڈ ایسے سہی نہیں ہوگا زیادہ ناراض ہو چلو ابھی میں جا رہا ہوں کل ملتا ہوں پھر تم سے میرے آفس کی بلڈنگ بالکل سامنے والی ہے خانزادہ ایمپائر کے! اور میں تمہیں ایک آفر دینا چاہتا ہوں مگر کوئی بات نہیں آج تمہارا موڈ نہیں تو ہم کل بات کر لیں گے۔

ولید ڈھیٹائی سے بولتا ہوا دروازے کی جانب بڑھا۔ ابھی تو جائیں ناں یہاں سے دماغ ہی کھا لیا ہے۔ مشائم منہ بنا کر الجھن سے بولی تھی۔ گڈ بائے سی یو سون!! ولید ایک نظر اسے اوپر سے نیچے دیکھ کر نومعنی لہجے میں بولتا چلا گیا تھا۔

مشائم بیزاریت سے اپنی آنکھیں رول کر کے منہ کے زاویے بگھاڑ کر واپس بیڈ کی جانب بڑھتی بیٹھ گئی تھی۔ میں نے تو نہیں کہا تھا کہ مجھے فون چاہیے سر شہریار کیا کھسک گئے ہیں! زیادہ ہی فری ہو گئے ہیں نمبر بھی تو نہیں ہے میرے پاس کیا کروں ان کو تو میں کل آفس

میں جا کر سیدھا کروں گی!! مشائم پھر سے شاپنگ بیگ
دیکھ کر بولی تھی۔

ویسے کل سے بہتر ہے ابھی ہی سیدھا کر دیا جائے باس
کا باس بننا بہتر ہوتا ہے ڈیڈی نہیں!! مشائم اپنی سم نکال
کر شہریار خانزادہ کے دیئے ہوئے فون میں ڈالتی موبائل
آن کر کے چارج پے لگاتی مہوش بیگم کے پاس کچھ دیر
بیٹھنے کے لئے چلی گئی

وہ جب کمرے واپس آئی تو سوئی رات کے دس بجا رہی
تھی تقریباً آدھے گھنٹے وہ اپنی ماما کے ساتھ بیٹھ کر ان
سے باتیں کرتی رہی اور پھر واپس اپنے روم میں آگئی۔

فون چارج سے نکال کر اس نے فوراً رایان کو کال کی
اور شہریار خانزادہ کا نمبر مانگا جو رایان نے بغیر کسی
سوال کے اسے ٹیکسٹ میسج میں سینڈ کر دیا۔ مشائم نے
دھڑکتے دل سے ڈائریکٹ شہریار خانزادہ کے نمبر پر
کال ملا دی۔

ایک دفعہ پوری رنگ جا کر بند ہو گئی پھر اس نے
دوسری دفعہ اسکا نمبر ڈائل کیا تو کچھ ہی بیلز کے بعد
اسکی کال ریسپو ہو گئی۔ دوسری طرف بالکل خاموشی
تھی اور کال ایک بار پھر سے کٹ گئی۔

اف پتہ نہیں کیا سگنلز کا ایشو آرہا ہے۔ مشائم غصے سے
موبائل کو گھور کر پھر سے کال ملا گئی جب کال ریسپو
ہوتے اس کے کان میں آواز گونجی۔ ہیلو! شدید گھمبیر
بھاری آواز سن کر مشائم تو آواز ہی نہیں پہچان سکی۔

اتنی مخمور بے حد بھاری آواز اس کا دل دھڑکا گئی تھی۔
سر شہریار سے بات کروا دیں میں انکی پی اے مشائم
سالار بات کر رہی ہوں!! وہ دوسری طرف سے بالکل
خاموشی پا کر بولی تھی۔

میں شہریار خانزادہ ہی بات کر رہا ہوں مشائم! میرے نمبر
پر کال کی ہے تو ظاہر ہے میں نے ہی پک کی ہوگی نا
اب میں اپنی کالز ریسپو کروانے کے لئے کسی ملازم کو
تو ہائیر نہیں کروں گا! شہریار خانزادہ رعب دار بوجھل
آواز میں بولا۔ اس کی آواز بے حد بھاری تھی۔

وہ میں آپ کی آواز پہچانی نہیں۔۔!! مشائم کو بے ساختہ شرمندگی ہوئی وہ اسکی آواز ہی سن کر کنفیوز ہو گئی تھی۔ مجھے آپ سے بات کرنی تھی! وہ دوسری طرف خاموشی پا کر پھر سے بولی۔

سن رہا ہوں بولیے!! شہریار خانزادہ اپنے روم کی ٹیرس پر کھڑا سگریٹ پی رہا تھا۔ وہ کچھ دیر پہلے ہی جم کر کے آیا تھا۔ آپ نے موبائل کیوں دیا ہے مجھے!! وہ ڈائریکٹ مدے پر آئی تھی

یوز کرنے کے لئے! شہریار خانزادہ سنجیدگی سے بولا تھا۔ آپ نے مجھے کیوں۔۔۔۔۔ مشائم اس وقت آپ نے مجھ سے صرف یہ پوچھنے کے لئے کال کی ہے کہ میں نے آپ کو کیوں کس لیے دیا ہے تو آپکا موبائل ٹوٹ گیا تھا اور کمپنی کے بہت سے ایسے کام ہیں جو آپ نے میلز کے تھرو کرنے ہیں میری پی اے کے پاس موبائل کا ہونا بے حد ضروری ہے ہوپ سو کہ اب آپ کو مزید کوئی سوال نہیں کرنا ہوگا۔ شہریار خانزادہ اپنی ٹون پروفیشنل بنا کر بات ہی چینج کر گیا۔

اچھا لیکن یہ تو میرے آئی فون جیسا۔۔۔۔۔ یہ اتنا ویلیو ایبل تو نہیں جتنا آپ کے بابا کا دیا ہوا موبائل تھا بٹ آپ کے کام آئے گا! مشائم جو مزید اپنا ڈاؤٹ کلیئر کرنے لگی تھی کہ شہریار خانزادہ سہولت سے اس کا دیہان ہی ہٹا گیا۔ وہ کہنا کچھ چاہتا تھا مگر کہہ کچھ اور دیا۔

آپ میری سیلری سے اس کی پے منٹ۔۔۔ یہ میری طرف سے آپ کا فرسٹ بونس ہے کمپنی کو بہت برا پروجیکٹ میرے ایمپلائز کی وجہ سے ہی ملا ہی تو میں کمپنی کا اونر ہو کر اتنا تو کر ہی سکتا ہوں!

مشائم اپنے بابا کا پڑھایا ہوا سبق یاد کرتی شہریار خانزادہ سے بول رہی تھی جب وہ اس کی بات پھر سے کاٹ گیا۔ سالار صاحب نے اسے ایک بات سمجھائی تھی کہ زندگی میں احسان صرف اپنی ذات سے لیا جاتا ہے کسی دوسرے سے نہیں تاکہ ہمیں کبھی بھی کوئی اپنے شکنجے میں لے کر اس احسان کا بدلہ ناں جتا سکے وہ اپنے بابا کی یہ بات زندگی کے ہر پہلو میں تھامے ہوئے تھی۔

شہریار خانزادہ پھر سے اسے اپنی بات میں الجھا چکا تھا۔
کوئی اور سوال رہتا ہے مشائم! شہریار اس باتونی چڑیا
کے چپ ہو جانے پر مسکرا کر بولا تھا۔ اس کی آنکھوں
کے سامنے مشائم کی بیزل آنکھوں سے آنسوؤں کی
صورت میں بہنے والا کاجل پھر سے آتا اسے بے چین کر
گیا تھا۔

میں نے تو ابھی تک آپ کا کوئی کام نہیں کیا تو پھر
بونس۔۔۔ کل آپ کو آپکی ڈیوٹی آسائن ہو جائے گی آئی ہوپ
ایوری تھنگ اس کلیئر ناؤ!! گڈ نائٹ۔۔۔!! شہریار خانزادہ
مزید اس سے بات کرتا تو شاید خود پر کیا گیا قابو کھو
دیتا۔ اس لئے اس نے فون بند کر کے مشائم کا نمبر پہلی
فرصت میں اپنے پاس

پٹاخہ

لکھ کر سیف کر لیا

چھوٹی صرف شکل سے لگتی ہے ایک ایک بات نوٹس
کر لیتی ہے میری چلاک بلی! اب یہ تو نہیں کہوں گا ناں
کہ تمہارا رونا دیکھا نہیں گیا اس لیے فوراً موبائل گفٹ کر
دیا وہ بھی پنک کلر میں ورنہ پنک کلر کا موبائل تو کوئی
فادر ہی اپنی ڈوٹر کو دے سکتا ہے اس کا بندہ نہیں!

کسی اور کلر میں اپنی مرضی کا ماڈل دیتا تو میڈم نے میرے منہ پر مارنا تھا اور کتنی بیوقوف ہے اس کی ماما بھی سوال جواب کرتی کہ کس نے دے دیا موبائل اب ان کی بچی پسند آگئی ہے تو کیا کروں شوگر ڈیڈی ہی بننا پڑے گا!! ایک تو اتنا ایج گیپ ہے۔۔

شہریار خانزادہ اپنے دل میں ہی ہر بات کا اعتراف کر رہا تھا وہ کبھی کسی لڑکی کو پسند بھی کرے گا اور وہ بھی اتنی کم عمر اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔ اسے مشائم کے لئے اپنے دل میں فیلنگز پیدا ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔

یار اتنی چھوٹی سی ہے کیسے مناؤں گا! پسند کرنے لگی تو میں نے ڈائریکٹ نکاح کا ہی بول دینا ہے یہ ٹین ایجرز والا ایک ہی چونچلا کافی ہے شادی کے لئے منالونگا اور اگر نہیں مانی تو پھر اٹھا لونگا

آخر میں بھی تو منہان خانزادہ کا ہی لالا ہوں ناں نہ مانے لڑکی تو زبردستی اٹھا لینی چاہیے کسی اور کے لئے تھوڑی چھوڑتے ہیں اور وہ ح۔ر۔امی ولید اسکی آنکھیں

نوچ لونگا اگر اب میری بے بی کو دیکھے گا تو! ویسے
کتنا کوئی اچھا ہوتا ایک جھانپڑ لگا ہی دیتی اس کے کان
کے نیچے

شہریار خانزادہ اپنی بتیس سالہ عمر میں پہلی بار کسی
لڑکی کے لئے اپنے دل میں مچلتے احساسات سے واقف
ہو رہا تھا جو اس پر سوار ہو رہے تھے۔ جبکہ دوسری
طرف مشائم تھی جو ناں تو شہریار خانزادہ کا لہجہ سمجھ
پائی تھی ناں ہی اس کی باتوں میں چھپے احساس
اسے اپنے ہر سوال کا جواب مل گیا تھا اب اس نے سکون
سے سونا تھا۔

باس اتنے بھی برے نہیں ہیں جتنا بنتے ہیں ایمپلائز کی
کیئر کرتے ہیں ہی از نائس گائے!! خیر بونس ملنے کی
خوشی میں کل سر کے لئے براؤنیز لے جاؤں گی ابھی
ایشا کو ہی کال کر لیتی ہوں کل کی تیاری بھی تو کرنی
ہے نا! ایک کام کرتی ہوں کل پنک اینڈ بلیک اسکرٹ پہن
لونگی وہ لگتی بھی فراک کی طرح ہے اس طرح نا آفس
کا رول بریک ہوگا ناں ہی ایشا اور میری میچنگ خراب

مشائم مطمئن ہو کر سوچ رہی تھی۔ ساتھ ہی اس نے ایشا کو کال ملا دی تھی جو اس نے پک کر لی تھی۔ مشی کہاں تھی تم صبح سے تمہارا ویٹ کر رہی تھی ابھی رات کے دس بجے تمہیں یاد آیا ہے مجھے فون کرنا! ایشا ناراض ہوتی ہوئی بولی تھی۔ یار بس بزی ڈے تھا تیاری کر لی تم نے کل کی میں ٹائم سے آجاؤں گی اوکے!!

مشائم اپنے روم کی ونڈو کے پاس جا کر کھڑی ہوتی باتوں میں مصروف ہو گئی تھی اب اسکی اور ایشا کی باتیں رات دیر تک ہونی تھی۔۔۔

پلیز بہرام مجھے نہیں جانا آپکے ساتھ کہی بھی!! واپس لے کر چلیں مجھے حویلی!! شانزے خان بہرام خاندان کے لیپ میں بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی مزاحمت کر رہی تھی جو ایسے ڈھیٹ بنا بیٹھا تھا جیسے سننے سے ہی محروم ہو گیا ہو

ایک تو تم اتنے نخرے کرتی ہو دل چاہتا ہے دماغ ٹھکانے لگا دوں تمہارا!! مجھے سکون سے ڈرائیو کرنے دو ورنہ جو ہاتھ میرے اسٹیئرنگ پر ہیں انہیں تمہارے اندر بھی

گھسا سکتا ہوں! بہرام خانزادہ اسے مسلسل حویلی واپس لے جانے کی ضد کرتے دیکھتا اب غصے سے لال ہونے لگا تھا۔

ایک تو آج اس کا موڈ بن گیا تھا اسے شاپنگ کروانے کا اس کے ساتھ ڈنر کرنے کا لیکن وہ تھی جس کا پچھلے دو دن سے ماتم ہی ختم نہیں ہو رہا تھا آنسو تو ایسے بہہ رہے تھے جیسے کوئی آبشار ہو۔ آپ بہت برے ہیں آئی ہیٹ یو! شانزے اس کی مضبوط لہے میں دی جانے والی دھمکی پر غصے اور نفرت سے بولتی اسکی لیپ سے اتر کر سیٹ پر بیٹھنے لگی جب بہرام اس کو کمر سے دبوچ کر گاڑی ایک سائڈ پر روک گیا۔

ایک تو تم انتہا کی کوئی ڈھیٹ بیوی ہو! یہ ادائیں نخرے کس بات کے دکھاتی ہو مجھے! عزت راس نہیں آرہی میں بکواس کر رہا ہوں نا مجھے سکون سے ڈرائیو کرنے دو میری گود میں بیٹھ کر کیوں مجھے ٹرن آن کرنا چاہ رہی ہو گاڑی میں منالوں کیا تمہاری ڈیپلی اوپننگ سیریمنی!۔۔

بہرام خانزادہ اسے پھر سے اپنی لیپ میں فکس کر کے

غصے اور بے باکی سے چلایا تھا۔ دور ہوں مجھ سے
ساری رات میرا جسم توڑ کر دل نہیں بھرتا جو اب بیچ
سڑک پر بھی۔۔۔۔ ابھی تک صرف تم پر چڑھ کر سویا ہوں
اندر ڈالا نہیں ہے جو میڈم کی ادائیں عروج پر پہنچ گئی
ہیں! ایک ڈنر کرنا بھی حرام بنا دیا ہے مجھ پر۔

بہرام خانزادہ کا ٹیمپر لوز ہو رہا تھا اس کو اب واقعی
غصہ آیا تھا۔ شانزے اس سے منہ موڑ کر اسکی لیپ میں
اب خاموشی سے بیٹھ گئی۔ ایک تو اس کی مورے سے اس
ظالم نے ڈانٹ پڑھوائی اور اب زبردستی ساتھ لے آیا! تم
میری ہو اپنا ڈریسنگ اسٹائل اب میرے مطابق رکھو
تمہارے جسم پر مہنگے سے مہنگا کپڑا دیکھنا ہے میں
نے یہ پانچ دس ہزار والے لباس میری شان کے مطابق
نہیں!! بہرام اسے منہ بنا کر خاموشی سے روتے دیکھ کر
گاڑی پھر سے اسٹارٹ کرتا ہوا بولا۔

شانزے خاموش رہی اسے بہرام سے بات بھی نہیں کرنی
تھی۔ تم سے بات کر رہا ہوں غصہ مت دلاؤ ورنہ۔۔۔ورنا
ایک کام کریں چلتی گاڑی سے مجھے پھینک دیں کم از کم
سکون سے مر تو جاؤں گی میں!!

شانزے اسے اپنے خاموش ہونے پر بھی اعتراض کرتے
دیکھ کر تلملا کر بولی تھی۔ مشورے دینے سے بہتر ہے
اپنی زبان حلق میں ڈال لو ورنہ چبا جاؤں گا! جتنے ڈریس
دلاؤں گا ہر رات تمہارے جسم پر ان میں سے ایک سجا
ہوا ہونا چاہیے ورنہ تم مجھے دو راتوں میں جان تو گئی
ہو گی آکڑ توڑنا میرے فیورٹ کاموں میں سے ایک ہے
اور بیوی کی آکڑ ٹوٹے تو زیادہ مزہ آتا ہے۔ بہرام بے
باکی سے بولا تھا۔ اس کے پاس سے آج صرف سگریٹ
کی مہک آرہی تھی۔

میں ویسے بھی زندہ لاش ہوں! وہ پھر سے پھوٹ پھوٹ
کر رونے لگی تھی۔ شانزے کو محسوس ہو رہا تھا جیسے
بہرام نے اس کی روح قابض کر لی ہو! اپنا ماتمی سین
بستر پر آن کرنا آجاؤ مال کے اندر چلتے ہیں سہی سے
کور کرو خود کو ایسے کہ تمہاری آنکھوں کا رنگ بھی
کوئی نا دیکھ سکے بہرام مال کی پارکنگ میں گاڑی
پارک کرتے ہوئے بولا۔

شانزے خان سیاہ رنگ کے عربی طرز کا عبایا پہنے ہوئے

تھی جسکا سیاہ رنگ کا اسٹالر اس نے حجاب اسٹائل میں لیا ہوا تھا۔ اس نے عربک نقاب بھی پہنا ہوا تھا جس سے اس کی گلابی شہد رنگ آنکھیں نظر آرہی تھی۔ یہ تحفہ کل رات تین بجے نیند سے ایکدم بیدار ہونے کے بعد بہرام خانزادہ نے اسے دیا تھا۔ یہی نہیں اس نے گولڈ کا بہت خوبصورت بریسلیٹ بھی شانزے کو خود پہنایا تھا جس پر بلیک ڈائمنڈز سے عربی میں کچھ لکھا تھا۔

شانزے نے جب اسے رات اس کے سو جانے کے بعد غور سے دیکھا تو اسے وہ لفظ (وحش) ٹھیک سے نظر آیا جسکا معنی بیسٹ ہے۔ لیکن شانزے کو وہ کچھ عجیب ہی لگا شانزے کو عربی آتی ہی نہیں تھی تو وہ اس عربی لفظ وحش کا مطلب کیسے سمجھ سکتی۔ بہرام خانزادہ کے گلے میں پلاٹینیم کی ایک چین تھی جو پوری ہی اس ایک لفظ سے بھری ہوئی تھی۔

حسین لگ رہی ہو اگر ماتم ختم کر دو تو! بہرام خانزادہ اپنے فیس پے بلیک کلر کا ماسک پہنتے بولا جو اس کے آدھے گال ناک ہونٹ چھپا چکا تھا۔ جبکہ اس کی وحشت زدہ سیاہ لہو آلود آنکھیں عجیب سی کشش لئے ہوئے تھی۔

وہ سیاہ رنگ کی ڈریس پینٹ پر سیاہ ہی کاٹن کی شرٹ پہنے ہوئے تھا۔ جس کے سلیوز اس نے کہنیوں تک فولڈ کیے ہوئے تھے۔ پیروں میں چمچماتے سیاہ جوتے پہنے ہوئے تھے جو لاکھوں کے تھے۔ اس نے اپنے سیاہ بالوں کو جیل سے پیچھے کی طرف سیٹ کیا ہوا تھا۔ اس کا بے حد چوڑا ورزشی جسم اس کو وحشت ناک بنا رہا تھا وہ بے حد جاندار تھا جبکہ اس کا چہرے فٹ تین انچ جتنا لمبا قد اسے مزید رعب دار بنا رہا تھا۔ جبکہ اس کے پہلو میں چلتی نازک جسم چھوٹی کی وہ حسینہ اس کے سینے تک بمشکل آرہی تھی۔ اسکا قد پانچ فیٹ ایک انچ تھا۔

بہرام خانزادہ بے حد چوکنا ہو کر چل رہا تھا اس کی نظر تیزی سے ہر ایک کا جائزہ لے رہی تھی۔ وہ دونوں جہاں جہاں سے گزر رہے تھے سب انہیں ہی دیکھے جا رہے تھے۔ بہرام خانزادہ کے گارڈز ان سے دور دور فاصلے پر چل رہے تھے ان سب کو ڈریسنگ سیاہ تھی چہروں پر ماسک تھے انہیں دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ بہرام خانزادہ کو ایک لمحہ بھی اکیلا چھوڑ دیں گے تو اپنی ڈیوٹی سے دغا کر جائیں گے۔

وہ دونوں ایک برانڈ کے آؤٹ لیٹ میں انٹر ہوئے تھے جہاں بے حد حسین ڈریسز تھے۔ شانزے تو بے دلی سے ہر چیز دیکھ رہی تھی اسے کسی چیز میں کوئی انٹرسٹ ناں تھا جبکہ بہرام خانزادہ بہت دلچسپی کے ساتھ ہر ایک چیز دیکھ رہا تھا۔

بابوں میں اٹھا لوں اگر انرجی ڈاؤن ہو گئی ہے ماتم کر کے تو!! بہرام خانزادہ خاموش کھڑی شانزے کی طرف جھکتا چمکتی آنکھوں سے بولا شانزے نے اپنی گردن اوپر کر کے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

گرنا پسند کروں گی آپکی بابوں میں آنے سے پہلے! شانزے اس کو نفرت سے جواب دیتی تھوڑا سا سائڈ پر ہوئی تھی۔ بہرام آنکھوں سے مسکرا کر پے منٹ کے لئے آگے بڑھا۔ اس کے شانزے کے پاس سے ہٹتے ہی ایک سیلز مین اس کے پاس آیا اور اسے نیو آرٹیکلز دکھانے لگا۔

اس کی آنکھوں میں حوس سی تھی عبائے میں چھپی اس

حسینہ کے لئے!! بہرام خانزادہ کوئی بیس ڈریس شانزے کے لئے پانچ منٹ میں ہی سیلیکٹ کر کے انکی پیمنٹ اپنے کارڈ سے کروا چکا تھا۔ اسے ایک کال آئی تھی جسے ریسپو کرنا ضروری تھا اس لئے وہ تھوڑا سائڈ پر جا کر کھڑا ہوتا فون سننے لگا۔ شانزے بیزاری سے کھڑی تھی۔ اسے کون کن نظروں سے دیکھ رہا ہے کوئی ہوش ہی نہیں تھا۔

وہ بے دلی سے نظریں جھکائے کھڑی کسی سوچ میں گم تھی سیلز مین اس کی آنکھوں میں جھانکنے کی کوشش کرتا اس کے تھوڑا قریب ہوا۔ بہرام خانزادہ فون بند کر کے شانزے کو دیکھنے کے لئے ابھی مڑا ہی تھا جب وہ سیلز مین کو مسکرا کر شانزے سے چند قدموں کے فاصلے پر کھڑا دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا۔ وہ جن نظروں سے اسے دیکھ کر ڈریس ہاتھ میں پکڑے ہوئے شانزے کا سائز پوچھ رہا تھا اور اسے گم سم کھڑی دیکھ کر اس کے مزید قریب ہو رہا تھا یہ سب بہرام کا دماغ گھما گیا تھا۔

بہرام طیش سے آگے بڑھا!! میم یہ لیٹیسٹ آرٹیکل ہے کیا آپ اسے ٹرائی-----میم کے ساتھ ان کے سر تاج یہاں موجود

ہیں!! دو سیکنڈز میں مجھے یہاں سے نکلتا ہوا نظر آ ورنہ
اگلی بار آنکھوں سے محروم ہو جائے گا!! بہرام خاندان
اس سیلز مین کو پیچھے پش کر کے وحشت سے پہنارا
تھا۔

شانزے اس کی وحشت زدہ دھاڑ پر بری طرح اچھل کر
خوف سے پیچھے ہوئی تھی۔ سیلز مین کا سر پھٹ چکا تھا
وہ شیشے کی ٹیبل پے جا کر لگا تھا کیونکہ بہرام خاندان
کے نے جس شدت سے اسے پش کیا تھا اس کی گردن
ٹوٹنے والی تھی لیکن وہ اپنا بچاؤ کر گیا۔

اچانک سے ماحول بگڑتے دیکھ ایک سیلز گرل تیزی سے
بہرام خاندان کی طرف بڑھی جو شدید غصے میں لگ
رہا تھا۔ اس کے ماتھے کی رگ پھڑک رہی تھی۔ سوری
سر اگر۔۔۔ سیلز گرل معذرت خوانہ انداز میں بولنے ہی لگی
تھی کہ بہرام اس کو ہاتھ کے اشارے سے روک گیا۔ وہ
غصے سے لمبے قدم اٹھا کر درد سے کراہتے سیلز مین
کی طرف بڑھا اور اس کا گریبان اپنے ہاتھ میں دبوچ کر
اسے زمین سے اٹھا کر مزید پٹخیاں دیتا جب شانزے خوف
کی شدت اور اس لڑکے کے سر سے خون کا فوارہ بہتا

دیکھ کر زمین بوس ہو گئی۔

بہرام اس لڑکے کو چھوڑتا شانزے کی طرف بھاگا جو
مکمل بے ہوش ہو چکی تھی۔

شانزے آنکھیں کھولو ڈیم اٹ! بہرام خانزادہ زمین بوس
ہوئی اپنی نازک جان بیوی شانزے کو اپنی باہوں میں
احتیاط سے اٹھاتا تیزی سے مال سے نکلا تھا جبکہ اسکے
دو آدمی بہرام کے جاتے ہی اس سیلز مین کی جانب بڑھے
اور اسے فرسٹ ایڈ دینے کا کہتے اپنے ساتھ لے گئے۔

وہ آدمی بہرام خانزادہ کے تھے یہ بات کوئی بھی نہیں
جانتا تھا کیونکہ وہ دونوں بھی ایک عام کسٹمر کی طرح
شاپنگ ہی کر رہے تھے۔ بہرام خانزادہ اپنی گاڑی میں بیٹھ
کر شانزے کے منہ سے نقاب اتار کر اس کے منہ سے اپنا
منہ جوڑ گیا۔

وہ شدت سے اسے اپنی سانسیں دینے لگا۔ شانزے خون

دیکھ کر خوف سے بیہوش ہوئی تھی یہ بات بہرام سمجھ گیا تھا۔ تو جب اسے حقیقت پتہ لگے گی تو پھر کیا ہوگا کہی ایسا ہی نا ہو کہ وہ دنیا سے ہی کوچ کر جائے۔ وہ ہوش سے بیگانگی اس کی باہوں میں موجود تھی۔

لڑکیاں نازک دل ہوتی ہیں انہیں ڈراتے نہیں ہیں بہرام ان کے ساتھ نرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں تاکہ وہ آپکی دوست بن سکیں

اسے اپنی مورے مریم خانم کی بچپن میں جب وہ پانچ سال کا تھا اس وقت سکھائی گئی بات یاد آئی تھی۔ جب وہ ایک دفعہ بچپن میں انشال کو اپنی ریسنگ کار توڑ دینے پر اس سے بدلہ لینے کی دھمکی دے کر آیا تھا تو وہ روتی ہوئی اپنی پھوپھو مریم خانم کے پاس بہرام کی شکایت لگانے آئی تھی اور اس وقت اس کی مورے نے بہرام کو یہ بات سمجھائی تھی۔

اچھا مطلب ہم لڑکے سخت دل ہوتے ہیں جو ہمارا کچھ بھی چھین کر توڑ دیا جائے لیکن ہم نہیں روتے اس نے بچپن میں معصومیت سے اپنی مورے سے

استفسار کیا وہ انکے پاس نہیں بلکہ نازنین خانم کے پاس آیا تھا اس نے اپنی ماں تو پیدائش سے پہلے ہی کھو دی تھی اب وہ مریم خانم سے اتنا ہی دور تھا جتنا اس کی مورے نے شاید چاہا تھا۔ یہ سب بہرام کے اپنے دماغ میں چلنے والی وہ سوچیں تھی جنہیں وہ بچپن سے سوچتا آیا تھا۔

لڑکے بھی کمزور دل کے ہوتے ہیں انہیں بھی درد ہوتا ہے اگر ان کی ریسنگ کار ٹوٹ جائے تو وہ بھی روتے ہیں

مریم خانم اپنے بیٹے کا ماتھا چومنے کی کوشش کرتی پانچ سالہ تنہائی کا شکار بہرام کی بات کا جواب دینے لگی جب وہ ان سے پیچھے ہٹ گیا۔

لڑکے کبھی نہیں روتے انکے دل کمزور نہیں ہوتے میں بھی تو لڑکا ہوں میرے پاس مورے بابا نہیں میں تو نہیں روتا

بہرام خانزادہ بدگمانی سے بھرے لہجے میں کہتا احد اور منہان کے ساتھ پھر سے کھیلنے لگا تھا۔

اسکی نظر میں مریم خانم ظالم ماں تھی اور ہاشم خان
بے رحم باپ تھے! ایک تو انشال نے اس کی کار توڑ دی
اوپر سے اس کی شکایت بھی لگا دی جس کا اسے ایک ہی
مطلب سمجھ آیا کہ لڑکیاں صرف ہمدردی بٹورتی ہیں۔ اس
نے احساسات کی دنیا تو کبھی دیکھی ہی ناں تھی۔ اس کی
اپنی ہی دنیا تھی اپنی ہی لاجکس تھی۔

لڑکیوں کے دل نازک نہیں ہوتے نہیں مانتا میں آج بھی آپ
کی بات مورے! لڑکیاں صرف رونے کا جھوٹا ناٹک کرتی
ہیں ڈرنے کی ایکٹنگ کرتی ہیں صرف ہمدردی لینے کے
لیے! آپ کی کوئی بات سچی نہیں مورے!! وہ غصے سے
غرایا تھا۔

اٹھو شانزے ورنا میں جانور بن کر تمہارا ہولیا بگاڑ
دونگا۔ بہرام خانزادہ حلق کے بل چلایا تھا۔ شانزے خان جو
بہرام کا لمس محسوس کر کے ہوش میں آتی دکھتی ہوئی
آنکھوں کے پیوٹوں کو حرکت دینے لگی تھی کہ بہرام کے
چلانے پر سہم کر اس کے سینے میں گھس گئی

شانزے کا دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ جیسے

ابھی پھٹ جائے گا۔ وہ بری طرح لرز رہی تھی۔ بیہوش
ہونے کا نائک کیوں کیا تھا!! وہ اس کے بال گدی سے
پکڑ کر اس کا منہ اپنے سینے سے بے دردی سے نکالتا
غرایا تھا۔

شانزے تو پسینے میں نہا گئی تھی وہ ظالم تھا بے رحم تھا
نفرت کے قابل تھا اور اب بے حس بھی بن گیا تھا اس کی
نظر میں جس نے اس لڑکے کا سر ایک ہی دھکے میں ہی
پھاڑ دیا تھا۔

وہ۔۔۔خون۔۔۔آپ۔۔۔ڈرنے کی ایکٹنگ مت کرو میرے
سامنے! تمہیں اپنا ہوش تھا وہ کیسے تمہیں نظروں سے
چھو رہا تھا اس کی تو میں آنکھیں نوچ ڈالوں گا بہرام
خانزادہ اسے زرد پڑھتے دیکھتا مزید طیش زدہ ہوا تھا۔

آہ۔۔۔سس میرے بال! اس کی گرفت شانزے کے بالوں میں
اتنی سخت تھی کہ وہ بلبلا گئی تھی۔ سارا میرا موڈ خراب
کر دیا ح۔ر۔م۔ز۔ا۔د۔ے نے اس کو میں اچھا سبق دونگا!!
بہرام شانزے کو فرنٹ سیٹ پر پٹخ کر گاڑی اسٹارٹ کر
گیا۔

شانزے خاموشی سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھی شیشے سے
باہر دیکھ رہی تھی اسے بہرام خانزادہ کا ایٹیٹیوڈ آج کچھ
عجیب سا لگ رہا تھا۔ ادائیں دکھانے سے بہتر ہے کھانا
پینا ٹھیک سے کرو آئرن کی کمی سے بیہوش ہوتی ہو اور
الزام سارا مجھ پر ڈال دیتی ہو کہ مجھ سے خوف کھا کر
بیہوش ہو گئی ہونہ۔!! بہرام خانزادہ کو اس کی خاموشی
چبھ رہی تھی اس لئے پھر سے بولنے لگا۔

شانزے خاموش رہی اسے بھوک کے باعث چکر آرہے
تھے اور کچھ بہرام خانزادہ سے ڈر بھی لگ رہا تھا کیا
کھاؤ گی مس ورلڈ! بہرام اسے خود کو اگنور کرتے
دیکھتا دانت پیس کر بولا تھا۔

کچھ نہیں! شانزے دو لفظی جواب دیتی اپنی آنکھیں موند
گئی۔ کیا پھر سے اس پر بیٹھنا چاہ رہی ہو جو نخرے
آسمانوں کو چھو رہے ہیں!! بہرام اپنی لیپ کی طرف
اشارہ کرتا بے باکی سے بولا تھا۔

آپ مجھے سکون سے کیوں سانس نہیں لینے دیتے!!

شانزے تھک چکی تھی اس کی گھٹیا باتیں سن سن کر آخر وہ چاہتا کیا تھا!! ابھی میرا منہ تمہارے منہ کے ساتھ نہیں لگا ہوا جو تمہارا سانس بند ہو رہا ہے۔ بہرام اسے معنی خیزی سے دیکھ کر بولا۔

سانس صرف منہ سے منہ لگا کر بند نہیں کی جاتی اور بھی بہت سے طریقے-----ابھی وہ سب اپلائے کرنے کا موڈ نہیں میرا سارے طریقے آزماؤں گا پہلے تم میرا وزن برداشت کرنے جیسی تو ہو جاؤ!! بہرام اس کو تپ کر بولتے دیکھ کر اس کی بات قہقہہ لگا کر کاٹ گیا۔

اس کا دماغ شانزے پر جھپٹ جانے کی ضد کر رہا تھا مگر سینے میں جو دھڑک رہا تھا وہ اس کے ہچکولے لیتے بدن کو دیکھ کر اس کے کھانے کی فکر میں گھل رہا تھا۔

دو راتوں سے توکر رہی ہوں اور وزن برداشت کرنا کسے کہتے ہیں! شانزے کا انداز نروٹھا تھا۔ نفرت سے بھرے لہجے میں نخرہ شامل ہونے لگا تھا۔ دنیا کی ہر لڑکی کرتی ہے برداشت تم پہلی اور آخری تو نہیں!! بہرام خانزادہ اپنے موبائل پر روبی کی کال دیکھ کر شانزے کا

نروٹھا انداز نوٹس ہی نہیں کر سکا۔ اس لئے اسے مزید
تپانے کے لئے بولا۔

وہ گاڑی روک کر باہر نکلا اور روبی کی کال پک کر لی۔
ہاتھوں میں فالج ہو گیا ہے جو بار بار کال کر رہی ہو! وہ
کال اٹھاتے ہی روبی پر برس پڑھا تھا۔

تم مجھے دو راتوں سے اگنور کیوں کر رہے ہو بیسٹ ناں
میری کال پک کر رہے ہو کلب بھی نہیں آرہے کیا کر
رہے ہو آج کل جو اتنی بے رخی دکھا رہے ہو مجھ سے!!
وہ کسی ناراض گرل فرینڈ کی طرح بولی تھی۔

اگر بکو اس پوری ہو گئی تو اب کال مت کرنا! وہ الجھن
بھرے لہجے میں کہتا کال کاٹ گیا۔ اس کے گارڈز کی
گاڑی اس کی گاڑی کے پاس آکر رکی اور اس میں سے
ایک گارڈ نکل کر اپنے ساتھ کھانے کے چند پارسلز
پکڑے بہرام خانزادہ کی جانب بڑھا۔

باس بندہ ہم اٹھا چکے ہیں اور کسی کو شک بھی نہیں ہوا

خانزادہ اس کا ہاتھ پکڑ کر شانزے کے لبوں پر جھکا اور
اپنی زبان کو بے باکی سے اسکی نازک پنکھڑیوں پر پھیر
کر ساری سوس صاف کر گیا۔

شانزے آنکھیں میچ چکی تھی اس کے ہونٹوں پر اس ظالم
کا دیا جانے والے زخم میں جلن ہونے لگی تھی۔ ابھی بھی
جلن ہو رہی ہے کیا یہاں! وہ محسوس کر چکا تھا شانزے
کو شدید جلن ہو رہی ہے جس وجہ سے اس کی آنکھ کے
کنارے سے ایک آنسو نکلا تھا۔

آپ ہیں ہی وحشی ظالم انسان دور رہیں مجھ سے نہیں
کھانا میں نے یہ سب! شانزے اسے خود سے دور دھکیلتی
وہ باکس ڈیش بورڈ پر پٹخ گئی۔ وہ تنگ آگئی تھی اس
دوغلے انسان سے جو زخم دے کر انہیں اپنے لمس سے
مزید برا کر دیتا تھا۔

میری نرمی کا ناجائز فائدہ مت اٹھاؤ سارے بل نکال دوں گا
ابھی چپ کر کے ٹھونس لو یہ سب مجھے ضروری کام
سے جانا ہے تمہارے ٹنٹرمز بعد میں بستر پر دیکھوں گا!!
بہرام کو شانزے پر غصہ تو بے حد آیا تھا مگر اس کے

ہونٹ کو ونگ کے اسپائسی ہونے کی وجہ سے سوجن
زدہ ہوتے دیکھ ضبط کر گیا۔

نہیں کھایا جا رہا یہ بہت اسپائسی ہے!! شانزے آنسو صاف
کرتی بولی تھی اچھا یہ وائٹ سوس والا پیزا کھا لو اس
میں اسپائس نہیں ہے!! بہرام پیزا باکس اوپن کر کے اس
میں سے ایک سلائس نکال کر اب شانزے کو خود کھلانے
لگا۔

ایک فوجی کی بہن ہو کر اس حد تک نازک ہونا اچھی بات
نہیں ہے!! وہ شانزے کو دو سلائس کھلانے کے بعد سلیش
پیلا کر حویلی کی طرف ڈرائیو کرتے بولا تھا۔

فوج میں لالا ہیں میں نہیں جو دہشت گرد بن پر مجھ پر
گولہ باری کرتے ہیں آپ لالہ کا اور باقی سب کا بدلہ مجھ
سے لینا بند کریں!! شانزے حاضر جوابی سے بولی تھی۔

تم سے ابھی تک بدلہ لیا ہی کہاں ہے ابھی تک تو صرف
بیوی کی طرف ٹریٹ کر رہا ہوں جس دن اپنے لالا کی

طرح تم نے بھی مجھ سے دغا کیا تو تم اس انسان سے ملو
گی جس کے سامنے اچھے اچھے کانپ جاتے ہیں تمہارا
فوجی لالہ پھر کیا چیز ہے!

بہرام گاڑی حویلی کے اندر لے جا کر شانزے کو ایک
آخری دفعہ تپانے کے لئے بولا تھا اس کی جوابی کاروائی
پر وہ اس سے زیادہ خود تپ چکا تھا۔

اسے ابھی یہاں سے جانا تھا وہ شانزے کو آج اپنے ساتھ
جس جگہ لے جانا چاہتا تھا وہ اس سیلز بوائے کی وجہ
سے کریٹ ہونے والے میس کے باعث اسے نہیں لے جا
سکا اگر شانزے بیہوش نا ہوتی تو وہ اسے اپنے بارے میں
بہت سی باتیں بتانا چاہتا تھا مگر اس کی بیوی ابھی ان سب
باتوں کے لئے تیار نا تھی۔ وہ اس کی حقیقت پتہ چلنے
پر کیساری ایکٹ کرے گی وہ اب ایک بار پھر اپنے
فیصلے پر فوکس کرنا چاہتا تھا۔

یہ ایک بے حد ٹھنڈا سیاہی میں ڈوبا ہوا قید خانہ تھا جہاں
وہ سیلز مین خار دار زنجیروں کے ساتھ جکڑا ہوا تھا۔ اس
کے جسم کا خون جمنے لگا تھا ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے

برف کے پہاڑوں کے نیچے دفن کر دیا گیا ہو۔ اس کے سر سے نکلتا خون جم گیا تھا وہ بہت مشکل سے اس قید خانے میں سانس لے رہا تھا۔

اسکی آنکھیں بند ہونے لگی تھی جب اسے بھاری بوٹوں کی آواز سنائی تھی۔ دروازہ کھلا باہر سے اندر آتی روشنی نے اسکی آنکھیں چندھیا دی۔ وہ مسلسل اس انسان کو دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا جو دروازہ کھلتے ہی اندر داخل ہوا تھا اس کے پیچھے ہی دو آدمی اور اندر داخل ہوئے۔

وہ جیسے ہی اس قید خانے کے وسط میں داخل ہوا سیاہی میں ڈوبا ہوا وہ قید خانہ پوری طرح روشن ہو گیا۔ اور اتنی تیز روشنی سے روشن ہوا کہ وہ سیلز مین اپنے سامنے موجود ہستی ہو دیکھ کر کانپ اٹھا۔

وہ وحشت ناک سا اس کے سامنے بغیر کسی ماسک کے کھڑا تھا۔ اس سے کچھ فاصلے پر موجود دونوں گارڈز میں سے ایک آگے بڑھا اور چیئر اپنے باس کے سامنے رکھ دی جس کے اوپر وہ سیلز مین کو گھورتے ہوئے بیٹھ گیا۔

مجھے چھوڑ دو جانے دو مجھے بیسٹ مت مارنا مجھے
ہاہاہا! تجھے کیا لگا میں تیرے آگے اس طرح گڑگڑاؤں
گا! مجھے اٹھوانا تیرے لئے میں نے خود آسان بنایا ہے
تیرے بھی تو ٹھکانے جانے تھے نا رابرٹ نے

ویسے ایک بات ہے جو میں تجھے دل سے کہنا چاہتا ہوں
آج جو لڑکی تیرے ساتھ کی وہ تیری ہر رکھیل سے بہت
اوپر کو چیز لگ رہی تھی اف بہت خوشبو دار تھی مست
مزہ دے گی رابرٹ کو۔۔۔۔۔آہہ

وہ شیطانیات سے ہنستا ہوا حوس زدہ لہجے میں بول رہا
تھا جب بیسٹ اٹھا اور کانچ کی بوتل اس کے پھٹے ہوئے
سر پر پوری قوت سے مار کر ایک بار پھر خون کا فوارہ
بہنے کا سبب بنا گیا

اس حرام کی پیداوار کی زبان نا کاٹ کر تم لوگوں نے
مجھے خوش کر دیا ہے آج اس کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ
اس کی زبان بھی کاٹ کر میں رابرٹ کو گفٹ کروں گا!
بیسٹ دہشت سے دھاڑا تھا۔

بیسٹ کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا اس کی خوشبو بھی سامنے بیٹھا اسکے دشمن کا کتا محسوس کر چکا تھا وہ اس کو جلتے تندور میں ڈالنا چاہتا تھا۔ بیسٹ اس سے راز لئے بغیر ختم نہیں کرنا اسے!! یہ ہاتھ سے چلا گیا تو رابرٹ کو زیر کرنا مشکل ہو جائے گا۔

رومیو بیسٹ کو اس کی شرٹ اتارتے دیکھتا جلدی سے بولا تھا۔ وہ اپنی شرٹ اس وقت اتارتا تھا جب اسکی رگوں میں دوڑتا خون آگ بن کر اسے وحشی میں تبدیل کر دیتا تھا۔ اور ایسا اس وقت ہوتا تھا جب وہ طیش سے خود کو قابو کرنے میں نا کام ہو رہا ہوتا تھا۔

زندہ تو اب بچ نہیں سکتا مجھے لوہے کی سب سے موٹی کانٹوں والی راڈ

لا کر دو آج میں اسکو ہر جگہ سے پہاڑ دونگا! بیسٹ اپنی گردن دائیں بائیں اسٹریچ کرتا رومیو سے بولا تھا۔

حلق خشک ہو رہا ہے میرا لاؤ میرے پینے کے لئے کچھ!

بیسٹ کو اس مشروب کی طلب محسوس ہوئی تھی جو وہ
دن سے پی نہیں سکا تھا۔ جب بھی کسی کی سانسیں
کھینچنی ہوتی تھی۔ وہ خود کو پوری طرح اپنے بیسٹ موڈ
میں چینج کر کے اگلے بندے کو روح نکالتا تھا۔ اسے نا
رحم آتا تھا نا ہی وہ اپنا بدلا لئے بغیر چھوڑتا تھا۔ آج کافی
ٹائم بعد وہ اپنی وحشت دکھانے والا تھا۔

تم اپنے حواس کھو دو گے بیسٹ!! پہلے اس سے
انفارمیشن۔۔۔ میں تمہارا باس ہوں تم میرے نہیں جتنا کہا
ہے اتنا کرو! بیسٹ اب رومیو کا دوست نہیں ایک باس کی
طرح سے حکم بھرے لہجے میں بولا تھا۔

اوکے!! رومیو فوراً سے باہر نکل گیا تھا۔ اور کچھ ہی دیر
میں ایک بوتل اور لوہے کی راڈ لے آیا تھا۔ چل اب بھونکنا
شروع کر جہاں تو ٹریک سے اترا وہی پر تیری دھلائی
شروع

بیسٹ ڈرنک پیتا ہوا کرسی پر بندھے آدمی کی طرف
بڑھتے بولا۔ مجھے جان سے مار دو میں رابرٹ۔۔۔ میں نے
کہا بھونکنا شروع کر تو کب اور کیسے اس جگہ پہنچنا!!

بیسٹ نے اس کے ہاتھوں پر بندھی نوکیلے کانٹے دار
تاروں کو زور سے کستے ہوئے اس کو تکلیف کی
سرحدوں سے متعارف کروانا شروع کیا۔

تجھ پر نظر رکھی ہوئی تھی تین دن پہلے تو نے ایک
لہنگا وہاں سے لیا تھا اور میں جان گیا تھا تو پھر یہاں آئے
گا اس لئے سیلز مین بن کر تیرے آنے کا انتظار کرنے لگا
لیکن تو وہاں اکیلا نہیں اپنی کسی رکھ۔۔۔۔۔آہ۔۔۔!! زبان
تیری کانٹے میں دیر نہیں لگاؤں گا آخری وارننگ ہے۔

بیسٹ راڈ سے اس کی کمر پر اتنی زور سے مار گیا کہ
اس کی کمر سے لہو رسنے لگا۔ راڈ کے نوکیلے کانٹے
اس کی کمر میں سوراخ کر گئے۔ چل آگے بکنا شروع
کر!! وہ پھر سے غرایا تھا

مجھے۔۔صرف۔۔تیرا دیہان بٹانا تھا لیکن اس لڑکی کو دیکھ
کر میں تو خود ہی بھول گیا کہ تجھ کو اپنی طرف کیسے
متوجہ کروں رابرٹ آج رات تیری نظروں میں مجھے
لاکر خود پاکستان سے نکلنا چاہتا تھا کیونکہ تو اس پر چیل
کی نگاہ رکھے ہوئے تھا مجھے صرف یہ کہا گیا تھا کہ

کسی طرح تیرا دیہان رابرٹ سے ہٹا دوں!

مجھے تیرے سامنے آنے کا حکم ملا تھا تو مجھے مار بھی دے تو اب رابرٹ کا کچھ بھی نہیں کر سکتا کیونکہ وہاں رابرٹ کا ایک اور بندہ بھی تھا جو مجھے پروٹیکٹ کرنے کے لئے تھا۔

میں نے تو سنا تھا تو ایک ہی نظر میں ہی سب بھانپ لیتا ہے تیری چیل جیسی نظریں ہر ایک چیز پر ہوتی ہیں لیکن اس حسینہ کے ساتھ ہوتے ہوئے تو کچھ بھی دیکھ ہی نہیں پا رہا تھا تیری تو نظریں مجھ پر بھی اس وقت پڑھی جب میں اس کے پاس پہنچا تو ایک مافیا باس ہو کر کیسے رابرٹ کے رائٹ ہینڈ کو اس آؤٹ لیٹ پر پہچان نہیں سکا

وہ مجھ پر تیرا حملہ کرنا بھی رابرٹ کو اب تک بتا چکا ہوگا اور وہ یہاں سے فرار بھی ہو چکا ہوگا!! وہ آدمی طنزیہ ہنستا ہوا بیسٹ کا مذاق اڑا رہا تھا۔ جو سیلز مین کے روپ میں بیسٹ کے سب سے بڑے دشمن کا ایک معمولی سا آدمی تھا جو مرنے کے لئے تیار کروا کر اس کے پاس بھیجا گیا تھا۔

دیکھ یہی ہے ناں رابرٹ کا رائٹ ہینڈ!! بیسٹ اپنے موبائل
پے ایک آدمی کی تصویر اسکو دکھاتے ہوئے ڈرنک کی
پوری بوتل ایک سانس میں چڑھاتا کوفت سے بولا تھا۔
یہ۔۔۔یہ!! ہاں یہی تو رابرٹ کا رائٹ ہینڈ ہے لیکن
تجھے۔۔۔۔تیرے ناکارہ رابرٹ کی سوچ جہاں ختم ہوتی ہے
میری وہاں سے شروع ہوتی ہے۔

اسکا رائٹ ہینڈ میری حوالات میں ہے اب وہ پاکستان سے
چلا بھی گیا تو اسکا ایک بازو تو میں کاٹ ہی دوں گا!!
بیسٹ سگریٹ جلا کر اپنے لبوں میں دباتا گہرے کش
لیتے ہنسنے لگا۔

اس کا اگلا ٹارگٹ کیا ہے! بیسٹ اسکی آنکھوں میں لہو
چھلکاتی سیاہ آنکھیں گھاڑے بولا۔ تیری لڑکی۔۔۔! وہ آدمی
حوس سے بھرے لہجے میں بولتا بیسٹ کو اپنے قتل کی
وجہ دے گیا۔

بیسٹ لوہے کی راڈ اس کے منہ پر مارتا اس کی زبان حلق
سے کھینچ کر علیحدہ کر گیا۔ اس آدمی کی چیخ قید خانے

کی دیواروں سے ٹکرائی تھی۔ بیسٹ ابھی نہیں۔۔۔۔۔بیسٹ
وحشی بن چکا تھا اس کی آنکھوں کی حوس اسکا خون
گرما چکی تھی بیسٹ اپنے آدمی کی پینٹ سے خنجر نکال
کر اسکی ایک آنکھ میں گھونپ گیا۔

بیسٹ وہ مر جائے۔۔۔۔۔رومیو مجھے اس کی چیخیں اتنی
شدت سے سنائی دینی چاہیے جو رابرٹ کو اس کے انجام
کا پتہ کروا دیں! وہ اس آدمی کی آدھی جان تو خود نکال
چکا تھا اب آدھی ڈرنک کرتے ہوئے نکلتے دیکھنا چاہتا
تھا۔

رومیو جانتا تھا وہ کہنا کیا چاہ رہا ہے۔ بیسٹ اس آدمی کی ایک آنکھ اور زبان ضائع کر چکا تھا۔ اس کو لہو لہو کر چکا تھا مگر پھر بھی دل کو راحت نصیب نہیں ہو سکی تھی۔ اس کی آنکھوں کے آگے شہد رنگ آنکھیں آئی تھی جو سہمی ہوئی تھی جن میں نفرت تھی۔ نشہ سوار ہونے لگا تھا باہوں کی طلب شدت سے محسوس ہونے لگی تھی۔

اسکو دہکتے تندور میں پھینکو اور اسکی ویڈیو آج رات رابرٹ تک پہنچ جانی چاہیے! بیسٹ اپنی شرٹ پہننے

رومیو سے بولا تھا۔ بیسٹ ہوش کرو تم رابرٹ کو یہاں
سے جانے دو کیوں اس کو اپنی طرف متوجہ کروا
کر۔۔۔میں نہیں چاہتا وہ یہاں سے جائے میں اسے یہی
ماروں گا جتنا کہا ہے اتنا کرو ابھی میں جا رہا ہوں اور
صبح تک مجھے اس کی راکھ نظر آنی چاہیے!! بیسٹ
سگریٹ پھونکتے نکل گیا تھا۔

نشہ مکمل سوار ہو جاتا تو وہ اس کے پاس نہیں جا پاتا
اور پھر اس حسینہ کے بغیر رات گزارنا اب ناممکن سی
تھی۔۔۔

وہ لڑکھتے بہکے قدم اٹھاتا رات کے دو بجے خانزادہ
حویلی میں داخل ہوتا حویلی کی پچھلی سائڈ سے اپنی
معصوم بیوی شانزے خان کے کمرے میں گلاس وندو
سلائڈ کرتا داخل ہوا تھا۔

کمرے میں نیم اندھیرا تھا زیرو بلب کی روشنی روشنی
جل رہی تھی۔ وہ نازک جان بیڈ کے بیچ میں گہری نیند
سوئی ہوئی تھی۔ اس نے کیا پہنا تھا ابھی؟۔۔ بہرام خانزادہ

اپنی آنکھیں مسل کر اس کا لباس واضح طور پر دیکھنے
کی کوشش کرنے لگا۔

وہ سفید رنگ کے سلک کے نائٹ گاؤن میں ملبوس
تھی۔ لمبے گھنے شہد رنگ بال بکھرے سے تکیے پر
پڑے تھے۔ وہ ایک ہاتھ گال کے نیچے جبکہ دوسرا ہاتھ
پیٹ پر رکھے سو رہی تھی۔

اس کے چہرے پر گلابیاں بکھری ہوئی تھی گلابی ہونٹ
چمک رہے تھے جیسے اس نے اپنے لب کے زخم کو
ٹھیک کرنے کے لئے لپ آئل لگایا ہو۔ پچھلی دو راتوں
سے تو وہ حسینہ پیلی زرد تھی آج گلاب بنی کھل رہی
تھی۔

اس کی گردن اور گردن سے نیچے رعنائیاں بہرام خانزادہ
کے دیئے گئے وحشی لمس سے اب جامنی ہو گئی تھی۔
اسکا نازک سا مخملی جسم بہرام خانزادہ کو بہکا کر آج ہر
حد پار کرنے کی دعوت دے رہا تھا۔

وہ اپنی شرٹ اتار کر صوفے پر پھینکتا ہوا بیڈ کی جانب
بڑھا جہاں شانزے آج سکون کی نیند سوئی تھی۔ وہ اس
کے پاس بیڈ تک پہنچتا اسے دیکھ کر مسکراتا ہوا اس کے
اوپر جھک گیا

شانزے کے جسم کی مہک اس کو نشے کی حالت میں بھی
بہت شدت سے محسوس ہوئی تھی۔ وہ پچھلی دو راتوں
سے اس خوشبو کی وجہ سے ہی تو اب ایک رات بھی
تنہائی میں نہیں سو سکتا تھا۔

خوبصورت ہو تم۔۔۔ بے حد خوبصورت!! وہ اس کے اوپر
جھکا بول رہا تھا۔ اور میں بدترین انسان ہوں بے حد
ظالم!! وہ اپنے سینے میں اٹھتے درد کو محسوس کرتا اپنا
موازنہ شانزے کے ساتھ کرنے لگا۔

پسند تو تم مجھے بچپن سے ہو سویٹ ہارٹ!! جب تم پیدا ہوئی تھی بہت تڑپا تھا تمہیں اپنی گود میں اٹھانے کے لئے لیکن وہ سالا ہے نا میرا تمہارا لالا اس نے تم پر حق جمایا کہ تم اس کی بہن ہو تم پر پہلے حق اس کا ہے وہ مجھے ہاتھ نہیں لگانے دیتا تھا تمہیں پیار بھی نہیں کرنے دیتا تھا

کمینہ کہی کا

میرے پاس بابا مورے بھائی بہن کوئی بھی رشتہ نہیں تھا
مجھے بھی تو کوئی چاہیے تھا نا بچپن کا ساتھی۔۔ وہ
ڈریوک انشال تو منہان کے سوا کسی کے ساتھ کھیلتی ہی
نہیں تھی سہم کر روتی تھی صرف!! کبھی ہم کوئی گیم
کھیلتے تو اس کا پارٹنر ہمیشہ منہان ہوتا تھا وہ دونوں
توبنے ہی ایک دوسرے کے لئے تھے

احد میرا پارٹنر ہوتا تھا لوزر کہی کا سات سال کی عمر
تک تو میرے کھیلتا تھا جب تم پیدا ہو گئی تو میرا دشمن
بن گیا کیونکہ تم ڈول کی طرح بے حد حسین تھی میں بھی
تمہیں پیار دینا چاہتا تھا تم سے کھیلتا چاہتا تھا لیکن احد
مجھ سے ہمیشہ لڑتا تھا تمہاری وجہ سے! اور ایک دن
میں نے اسے چیلنج کیا تھا کہ شانزے کو تجھ سے چھین
لونگا اس پر سب سے پہلا حق میرا ہوگا میرا

بہرام خانزادہ جنونیت سے بول رہا تھا اس کی ٹون اس کا
لہجہ ٹوٹا ہوا تھا مگر اس میں طیش شامل تھا۔ تمہارے لالا
احد خانزادہ نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا بیوی!! میں تو تم

سے ملنے آیا تھا اس رات تمہارے کمرے میں غزالہ چچی
سے اجازت لے کر آیا تھا تمہارے لئے قطر سے خاص وہ
عربی عبایا لایا تھا جسے میں نے تمہیں تصور کر کے
بنوایا تھا یار تمہاری سالگرہ کا ایک تحفہ ہی تو دینے آیا
تھا کیا غلط کیا تھا میں نے

تحفہ دینا بھی کیا جرم ہوتا ہے بھلا تم احد کی بہن تھی
میری پسند تھی میں تو تم سے اس رات اپنی پسند کا شاید
اقرار کر لیتا لیکن تم سو رہی تھی تمہیں بخار تھا میں وہ
گفٹ رکھ کر تمہارے کمرے سے جانے ہی لگا تھا جب
تمہاری آنکھ کھلی تو تم مجھ سے ڈر کر اتنی زور سے
چیخی کہ میں خود بھی حیران رہ گیا میں تو بس تم سے
ملنا چاہتا تھا تمہیں دیکھنا چاہتا تھا اور شاید کچھ کہنا بھی
چاہتا تھا لیکن میرے بدنصیبی تھی جو سب کچھ میرے ہاتھ
سے نکل گیا۔

میں دل کے ہاتھوں بے بس تھا تمہیں روتے ہوئے دیکھ کر
صرف تمہارے آنسو ہی تو صاف کیے تھے!! تمہارے ساتھ
کچھ غلط تو نہیں کر رہا تھا پھر کیوں احد نے مجھ کو
غلط سمجھا کیوں اس نے مجھ پر الزام لگا دیا

مانتا ہوں میں رشتوں کو ترسا ہوا تھا مگر رییسٹ کیسے
ہو سکتا یار!! اس نے ایک دفعہ بھی تم سے مجھ سے کچھ
بھی نہیں پوچھا تمہیں روتے دیکھ کر وہ میرے گربان کو
پکڑ کر میرے سینے سے دل نوچ گیا تھا۔

تم پندرہ سال کی تھی میں بائیس سال کا تھا تم بچی تھی
لیکن میں تو بچہ نہیں تھا ناں تم تو ڈر کر خوف سے رو
رہی تھی اور میں تو صرف تمہارے آنسو صاف کر رہا
تھا!! کیا کسی کے آنسو صاف کرنا اس کی آبرو چھین
لینے کا پہلا قدم ہوتا ہے۔۔

بہرام خانزادہ کی آنکھیں اس منظر کو یاد کرتے لہو رنگ
ہو رہی تھی اس پر غلط فہمی کی بنیاد پر اس کے اپنے ہی
بچپن کے ساتھی نے الزام لگایا تھا پر وہ اس دن اپنا
دوستی کا رشتہ بھی کھونے کے غم سے اپنے حق میں
کوئی گواہی نہیں دے سکا تھا۔

احد خانزادہ کی دھاڑ اور اسکے ساتھ ہونے والی لڑائی
میں اس نے پہلی بار اپنے لئے شانزے کی شہد رنگ
آنکھوں میں نفرت دیکھی تھی وہ بچی تھی نا سمجھ تھی

اسے بھی یہی لگا کہ بہرام اسکو نوچنے آیا تھا۔

وہ اس کے بعد بہرام خانزادہ اس دنیا میں موجود ہر انسان سے اپنا دل توڑ گیا۔ اس نے خود کو سب سے ہی لاتعلق کر کے اپنی ایک الگ دنیا بنا لی جو بہت بے رحم سفاک ظالم اور خطرناک تھی۔ جہاں انسانیت کا کوئی لینا دینا نہیں تھا بلکہ درندگی کا راج چلتا تھا۔

ماضی۔۔

بہرام خانزادہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے قطر گیا ہوا تھا۔ اس کو عرب ممالک میں رہنا عربوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بے حد پسند تھا اس لئے وہ پندرہ سال کی عمر سے ہی پاکستان چھوڑ کر اپنی تعلیم کے لیے قطر چلا گیا تھا۔

اس وقت شانزے کی عمر آٹھ سال تھی۔ وہ بالکل کسی حسین گڑیا کے جیسی تھی اس کی شہد رنگ آنکھیں شہد رنگ بال گول معصوم چہرہ موٹے موٹے گال بے حد نرم مدھم معصوم لہجہ کیا تھا جس پر پندرہ سالہ بہرام فدا نہیں تھا۔ وہ شانزے کی پیدائش سے ہی اس کو لے کر اپنے دل میں پسند کا جذبہ پیدا کر گیا تھا۔

وہ بڑی ہو رہی تھی اور بھی زیادہ پیاری معصوم ہوتی جا رہی تھی۔ بہرام اس سے کبھی بھی بات نہیں کر سکا تھا کیونکہ احد اپنی بہن کے معاملے میں اتنا حساس تھا کہ اسے لگتا تھا اس کی بہن کسی سے بات بھی کرے گی تو اس سے چھن جائے گی وہ پوسیسویو تھا اپنی بہن کے معاملے میں کیونکہ اسے بے حد خواہش تھی چھوٹی بہن کی اور سات سال بعد اللہ نے اسے چھوٹی سی بے حد خوبصورت بہن دے دی تھی۔

بہرام نے اگر اپنی زندگی میں کبھی کسی کو ترسی ہوئی نگاہوں سے دیکھا تھا تو وہ صرف اس کی بچپن کی پسند شانزے خان تھی۔ وہ خود کو اس کے لئے اتنا قابل کر دینا چاہتا تھا کہ احد خاندان سے اس کی بہن مانگ سکے۔

وہ قطر چلا گیا اپنی اسٹڈیز کے لئے اسنے اپنا گریجویشن کیا ماسٹرز کیا اس کا رزلٹ انوائنس ہونے میں ابھی وقت تھا۔ اس کو شہد رنگ آنکھوں والی گڑیا کی بے حد یاد آتی تھی اور اب وہ پندرہ سال کی ہونے والی تھی بہرام خاندان نے پندرہ سال کی عمر میں شانزے کے لئے پسند

کے ساتھ ساتھ محبت کا جذبہ بھی محسوس کیا تھا اور پھر وہ خود کو اس کے قابل بنانے کے لئے قطر گیا تھا

اس کی نظر میں شانزے بھی اس قابل ہو گئی تھی کہ اگر وہ اس نے اپنی فیلنگز شیئر کرے گا تو وہ اسے انڈرسٹینڈ کر لے گی جب احساسات اس کے دل میں ہو سکتے ہیں تو شانزے بھی تو اس کے جذبے سمجھ سکے گی اور اس نے فیصلہ کیا کہ وہ پاکستان جاتے ہی شانزے کو اپنی پسند کے متعلق آگاہ کر دے گا!

اور بہرام خاندادہ نے اپنی پسند کا اظہار کرنے کے لئے وہ دن چنا جس دن وہ شہد رنگ آنکھوں والی گڑیا اس دنیا میں آئی تھی۔ اس کو شانزے کا برتھ ڈے کیسے بھول سکتا تھا۔ وہ اس کی سالگرہ والے دن ہی پاکستان جانا چاہتا تھا۔

اس نے رات گیارہ بجے کی فلائٹ سے قطر سے پاکستان پہنچنا تھا اور رات کے بارہ بجے اس نے شانزے سے اپنے دل میں موجود وہ جذبے بیان کر دینے تھے جو اس کے دل اس کی روح میں جذب تھے جس دن وہ دنیا میں آئی اس دن سے لے کر آج تک جو کچھ بھی بہرام

محسوس کرتا رہا وہ اسے بتا دینا چاہتا تھا۔

اور اس رات بہرام خانزادہ بے حد خوش اپنائیت کی امید کسی اپنے کو اپنا بنا لینے کا گہرا احساس لئے سوات میں موجود بڑی سی علیشان خانزادہ حویلی پہنچا۔ اس رات اس کی سیاہ مقناطیسی آنکھیں چمک رہی تھی چاند کی روشنی کی مانند اس کا چہرہ دمک رہا تھا۔

وہ پورے سات سال بعد اس حسین حور کو دیکھنے والا تھا جو اس کی بچپن کی پسند اس کے لڑکپن کی محبت تھی۔ احد خانزادہ کے کچھ دوست آئے ہوئے تھے جن کے ساتھ وہ مردان خانے میں موجود تھا۔ سب لوگ کھانا کھا چکے تھے۔ جب بہرام خانزادہ حویلی کے لاؤنچ میں داخل ہوا۔ جو بالکل خالی تھا۔

سردیوں کی راتیں تھی جو یخ ٹھنڈی تھی سوات میں قہر برساتی سردی پڑھ رہی تھی۔ لاؤنچ بالکل خالی تھا۔ وہ ابھی اوپر اپنے کمرے کی جانب پڑھتا جب غزالہ خانم اپنے کمرے سے نکلی تھی بہرام نے انہیں فون پر اپنے آنے کی اطلاع دے دی تھی۔

وہ انہیں دیکھ کر مسکراتا ہوا غزالہ خانم کی طرف بڑھا
انہیں ادب سے سلام کر کے اپنا سر انکے آگے جھکا
گیا۔ غزالہ خانم مامتا کا پیار لئے اس کے سر پر اپنا ہاتھ
شفقت سے پھیرتی اس کا چمکتا چہرہ دیکھنے لگی۔

وہ پورے سات سال بعد لوٹا تھا اس کا قد پہلے سے کہی
زیادہ اونچا ہو گیا تھا وہ جان میں بھی زیادہ چوڑا ہو گیا
تھا اور بہت زیادہ ہینڈسم بھی! ماشاء اللہ میرا بیٹا کتنا بڑا
اور جوان ہو گیا ہے!

غزالہ خانم نے ہی سوات میں موجود خاندانہ حویلی میں
بہرام کا خیال رکھا تھا وہ یہاں ان سے بے حد اٹیچڈ تھا وہ
ان کی کزن مریم خانم کا بیٹا تھا جو ان کے لئے ان کے
اپنے بیٹے احد کے جیسا ہی تھا۔

چچی آپ کیسی ہیں! بہرام خاندانہ احتراماً ان کا ہاتھ
چومتے ہوئے استفسار کرنے لگا۔ وہ اپنی مورے کو یاد
کر کے جب روتا تھا تو غزالہ خانم ہی تھی جو اسے چپ
کروا کر اپنے سینے سے لگاتی تھی اس کا خیال رکھتی
تھی۔

میں ٹھیک ہوں بیٹے تمہارے لئے کھانا لگواتی ہوں تم
فریش ہو کر آجاؤ احد سے ملے وہ مردان خانے میں ہے!
غزالہ خانم شفقت سے بولی تھی۔ نہیں میں احد سے تو
نہیں ملا ابھی سیدھا یہاں اندر ہی آیا ہوں اور میں نے
فلانٹ میں ہی کھا لیا تھا بس اب آرام کروں گا لیکن اس
سے پہلے آپ سے ایک بات کی اجازت چاہوں گا۔ وہ بہت
خوشگوار موڈ میں بول رہا تھا دل کی دھڑکن ساتھ چھوڑ
رہی تھی۔۔

کیا بات ہے بیٹے! غزالہ خانم اس کے چہرے کی چمک
دیکھ کر دل میں اس کی نظر اتار رہی تھی آج سے پہلی
اتنی چمک بہرام کے چہرے پر انہوں نے کبھی نہیں
دیکھی تھی۔

میں قطر سے شانزے کے لئے کچھ لایا تھا جو اس کی
سالگرہ کا تحفہ ہے کیا میں یہ اسے رات بارہ بجے یہ
کمرے میں دینے جا سکتا ہوں! آپکو تو پتہ ہے نا احد اپنی
بہن سے بات کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتا کسی کو یہ
مردان خانے میں ہے تو میں۔۔۔۔۔ یہ بھی کوئی پوچھنے والی

بات ہے شانزے احد کی بہن ہونے کے علاوہ تمہاری کزن
بھی تو ہے تم بالکل جاؤ اس کو وش کرو اور جو گفٹ دینا
ہے دے دو

غزالہ خانم ہسنتے ہوئے بولی تھی بچپن میں احد اور بہرام
کی بہت سی لڑائیاں انہوں نے شانزے کے پیچھے ہوتے
دیکھی تھی۔ بہرام اسے گود میں اٹھانے کی مینتیں کرتا تھا
تو احد ضد میں آکر اسے چھونے بھی نہیں دیتا تھا اور اس
طرح وہ دونوں لڑ پڑھتے تھے۔

شکریہ چچی! وہ دل سے خوش ہوا تھا۔ بہرام شانزے کو
بخار بھی ہو رہا ہے کل سے وہ شدید بارش میں کھیل رہی
تھی کل اور آج خود کو بیمار کر کے بستر پر پڑھی ہے
کہی سو نا رہی ہو تم بولتے ہو تو میں اسے اٹھا دیتی ہوں!
غزالہ خانم مزید بولی تھی۔

نہیں نہیں اگر وہ سو رہی ہے تو کوئی بات نہیں آپ اسے
مت جگائیں میں بس اسکا گفٹ روم رکھ کر آجاؤں گا اچھا
ہے وہ سرپرائز ہو جائے گی!! اس کو شانزے خان کو
بخار ہونے کا سن کر فکر ہوئی تھی وہ پاگل لڑکی شدید

سردی کی بارش میں بھیگی تھی کتنی بیوقوف تھی مگر اس نے فکر ظاہر نہیں کی غزالہ خانم کے سامنے کہ کہی وہ کچھ غلط ناں سمجھ جائیں وہ اس پر کسی قسم کا کوئی حق نہیں رکھتا جو وہ غزالہ خانم کو اس کا خیال رکھنے یا اس کو بارش میں دوبارہ ناں بھیگنے دینے کا کہتا!

وہ اپنے کمرے میں گیا اس نے اپنا بیگ کھولا اور اس میں سے شانزے کے لئے اس کا برتھڈے گفٹ جو ایک عربی عبایا تھا جسے بہرام نے بہت چاہت سے بنوایا تھا اسے بیگ سے نکلا اسکے ساتھ ہی بہت ساری چاکلیٹس پرفیومز اور ایک مخملی ڈبہ بھی نکلا تھا جس میں ڈائمنڈ کی رنگ تھی۔

یہ سب بہرام خانزادہ کے ذاتی پیسوں سے لئے گئے تحفے تھے جس میں اسکی محبت پسندیدگی چھپی تھی۔ وہ ڈائمنڈ رنگ والے مخملی ڈبے کو اپنی شرٹ کی پوکٹ میں رکھتا باقی کے گفٹس اپنے ہاتھ میں پکڑے بارہ بجے سے کچھ منٹ پہلے شانزے کے روم کی جانب بڑھا۔

اس نے جیسے ہی شانزے کے روم کا دروازہ نوک کرنے

کے لئے اپنا ہاتھ رکھا وہ کھلتا ہی چلا گیا۔ شانزے کے کمرے میں ہلکی سی زیرو بلب کو روشنی تھی اور وہ ایک ہاتھ اپنے گال اور دوسرا پیٹ پر رکھے گہری نیند سو رہی تھی بہرام خانزادہ اسے سویا دیکھ کر تھوڑا سا اسکے کمرے کے اندر داخل ہوا اور بیڈ کی سائنڈ ٹیبل پر وہ عبایا اور چاکلیٹ رکھ گیا۔ انکے اوپر ہی ایک برتھڈے وش کارڈ بھی اس نے رکھ دیا تھا۔

تم سے آج بہت سی باتیں کرنا چاہتا تھا لیکن تم تو سو رہی ہو یار کیا کروں اگر اس بخار میں تمہیں وش کرنے کے بہانے اپنی فیلنگز بتانے کے لیے اٹھا دیا تو خود کو خود غرض سمجھوں گا تمہاری نیند بھی میری وجہ سے ٹوٹے اس سے پہلے میں اپنی زبان ناں کاٹ ہوں جو تمہیں پکار کر تمہاری نیند توڑنے کا باعث بنے

آج رات ناں سہی تو کیا ہوا میں کل تمہیں اپنی پسند کے متعلق بتا دوں گا جہاں اتنا انتظار کیا وہاں ایک اور سہی! وہ دل میں یہ سب سوچ کر ابھی واپس جانے کے لئے مڑا ہی تھا کہ شانزے کی آنکھ کھل گئی وہ اتنے لمبے چوڑے وجود کو دیکھ کر بے حد خوفزدہ ہو کر بہت زیادہ زور

سے چلائی اور ڈر کر بری طرح رونے لگی وہ پہلے ہی
بخار میں تپ رہی تھی اوپر سے اتنی بری طرح ڈر گئی۔

بہرام خانزادہ جو کمرے سے نکلنے لگا تھا وہ شانزے کو
اتنی بری طرح چلاتے دیکھ کر خود بھی بوکھلا گیا تھا وہ
ڈر کر رو رہی تھی۔

ج۔۔۔جن۔۔۔مورے۔۔۔لالا

میرے۔۔۔کمرے۔۔۔میں۔۔۔کوئی۔۔۔بھوت۔۔۔شانزے ٹوٹے لفظوں
میں بول رہی تھی۔ احد خانزادہ جیسے ملازم نے بہرام کے
حویلی آنے کی خبر دی تھی وہ پہلے اپنی بہن کو وش
کر کے پھر بہرام سے ملنے اس کے کمرے میں جانے کا
ارادہ کرتے مردان خانے سے نکلا تھا۔

وہ جو شانزے کو برتھڈے وش کرنے کے لیے مردان
خانے سے نکل کر لاؤنچ میں داخل ہوتا ابھی سیڑھیوں
تک پہنچا ہی تھا کہ اس کو شانزے کی دل خراش چیخ
سنائی تھی۔ وہ تیزی سے قدم اٹھاتا اوپر سیڑھیاں چڑھنے
لگا۔

شانزے میں ہوں بہرام تم ڈرو نہیں میں بس تمہیں کچھ
دینے آیا تھا کیوں رو رہی ہو مجھ سے مت ڈرو پلیز رونا
بند کرو! بہرام اسے خود کو کوئی جن بھوت گمان کرتے
اس کے ٹوٹے لفظوں کو سن کر اسکے قریب بڑھا اور
تھوڑا سا جھک کر آہستگی سے بولا۔

شانزے نے سات سالوں سے بہرام کو نہیں دیکھا تھا وہ
اس کی آواز نہیں پہچان سکی تھی مگر اس کا نام پہچان
گئی تھی۔ اس کی آنکھوں سے ابھی ابھی آنسو نکل رہے
تھے۔

بہرام۔۔۔ لا۔۔۔ صرف بہرام لالہ نہیں ہوں میں تمہارا وہ تو
احد ہے نا!! بہرام خانزادہ اسے ابھی تک خوفزدہ ہو کر
آنسو بہاتے دیکھ کر جھکا اور اپنی انگلیوں کے پوروں
سے اس کے آنسو صاف کر گیا۔

وہ اپنے مخصوص بھاری لہجے میں بولا تھا۔ شانزے
کرنٹ کھا کر بیڈ کراؤن کے ساتھ لگتی لیمپ آن کرتی جب
اس کا پورا کمرہ روشن ہو گیا۔ احد خانزادہ اسکے کمرے
کے دروازے پر کھڑا بہرام کی آخری بات سن کر چکا تھا

وہ اپنی بہن کو زرد ہو کر آنسو بہاتے اس پر جھکے بہرام
خانزادہ کو دیکھ کر غلط فہمی کی کھائی میں گر گیا تھا۔

بہرام کی انگلیاں شانزے کے گال پر دیکھ کر وہ لمبے قدم
اٹھاتا اس پر پہنچا اور اسکا ہاتھ بہت بری طرح جھٹک کر
بہرام کی شرٹ کا کالر اپنے ہاتھ میں پکڑ گیا۔

بغیر تیری ہمت کیسے ہوئی میری بہن پر گندی نگاہ
رکھنے کی کیا کر رہا تھا تو اس کے ساتھ!! وہ بہرام کے
منہ پر زوردار پانچ مار کر چلایا تھا۔ بہرام خانزادہ تو
شاک کی حالت میں احد کو دیکھ رہا تھا۔ وہ کیا بکواس کر
رہا تھا بہرام سوچ بھی نہیں سکتا تھا احد اس طرح اس پر
جھپٹے گا!! شانزے اپنے لالا احد کو بہرام خانزادہ کو مکا
مارتے دیکھ شدید خوف کانپتی مزید روئی تھی۔

احد تیرا دماغ-----میرا دماغ بالکل سہی ہے تو میری بہن
کو رات کے اندھیرے میں اکیلا سمجھ کر اس کے
ساتھ-----احد میں تیری جان نکال دوں گا اگر اب ایک لفظ
بھی منہ سے----چپ کر بغیرت اپنی ہی کزن پر نظر
رکھنے والے تیری تو میں جان نکالوں گا!! احد نے پھر
سے زوردار وار کیا تھا۔

شانزے مت ڈرو میں آگیا ہوں رونا بند کرو گڑیا آج تو یہ
مر جائے گا!! احد نے بہرام کو ٹوٹے کانچ کی کرچیاں
لئے خود کو دیکھنے پر اسے زور سے ٹیل پر پش کیا
تھا۔

لالا۔۔نہیں۔۔آپ کو چوٹ۔۔۔اپنا دوپٹہ ٹھیک سے لو
شانزے!! شانزے جو چیختی ہوئی بیڈ سے اترتی ان دونوں
کے بیچ آتی اپنے لالا احد سے بول رہی تھی کہ احد چلا
کر بولا تھا۔

اس پر مت چلا احد!! بہرام خانزادہ کے ہونٹ سے خون
نکل رہا تھا وہ احد کو شانزے پر چلاتے دیکھ احد سے بھی
زیادہ اونچی آواز میں چلایا تھا۔ شانزے خوف سے بری
طرح اچھلی تھی۔

آج تو نے اپنی اوقات دکھا ہی دی دوست تھا تو میرا بہرام
میری بہن تیری بھی بہن۔۔۔۔۔بکواس بند کر احد پہلی ہی تو
بہت بکواس کر چکا ہے اب مزید اور نہیں!! بہرام خانزادہ
کو بھی اب شدید غصہ آنے لگا تھا۔

احد پھر سے اس سے قریب جاتا اس کا گربان پکڑ کر
اسے پھر سے پنچ مارتا جب بہرام اس کا ہاتھ زور سے
پکڑ کر اسے ڈریسنگ ٹیبل پر مار گیا۔ شانزے چیخ بلند
ہوئی تھی احد بہت زور سے ڈریسنگ ٹیبل کے مرر پر
لگتا زخمی ہوا تھا۔

آپ بہت برے ہیں!! چلے جائیں میرے کمرے سے آپکی
ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی اب اگر میرے لالہ کو مارا
تو میں ہاشم تایا کو بتا دوں گی کہ آپ میرے کمرے میں
مجھے سوتا ہوا دیکھ کر آئے تھے اور پتہ نہیں کیا نیت
تھی آپکی وہ تو میری آنکھ کھل گئی اور میں جاگ گئی
ورنا آپ میرے ساتھ کچھ غلط.....شانزے خان

بہرام جو احد کے الزام لگانے پر اس کی عقل ٹھکانے
لگانے والا تھا کہ شانزے تیزی سے آگے بڑھ کر احد کے
سامنے کھڑی ہوتی بہرام کا دل کانچ کی کرچیوں میں
تقسیم کر گئی وہ ابھی اپنے لالہ احد کی طرح بدگمان ہو
کر الزام لگاتی جب بہرام خانزادہ بلبلا کر چیخا تھا۔

اپنی ہی محبت اپنی ہی پسند کی لڑکی سے بے مول کیا

ہوتا ہے یہ کوئی بہرام خانزادہ سے اس وقت پوچھتا۔ جس
لڑکی کو اس نے بچپن سے چاہا وہی اس کو ٹکڑوں میں
تقسیم کر گئی۔

نکل جائیں میرے کمرے سے اور دوبارہ مجھے اپنی شکل
بھی مت دکھانا!! شانزے اس کے چلانے پر ڈرتی روتی
ہوئی بولی تھی۔ جن آنکھوں میں بہرام خانزادہ نے کبھی
اپنائیت دیکھنے کی تمنا کی تھی وہ شہد رنگ آنکھیں
نفرت کے آنسوؤں سے لبریز تھی۔

یہ کہی نہیں جائے گا اسے میں آج قتل۔۔۔۔۔ لا لا آپ کو میری
قسم ہے آپ ایسا کچھ بھی نہیں کریں گے!! ہم پر ہاشم تایا
کے بہت احسان ہیں بابا کے بعد انہوں نے ہی ہمیں سنبھالا
ہے میں ان احسانات کے بدلے انکو معاف کرتی ہوں

مجھے نہیں رہنا اس حویلی جہاں میری عزت محفوظ نہیں
ہم اس حویلی کے حقدار نہیں جس کا حق ہے وہ آگیا ہے
اب ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہیے! ہم چلے جائیں گے
آپ کے بابا کی حویلی ہے اور کسی کو کچھ بھی نہیں
بتائیں گے ابھی آپ جائیں یہاں سے! شانزے احد کو اپنی

قسم دے کر روک چکی تھی وہ بہرام خانزادہ کو نفرت
سے دیکھتے بول رہی تھی۔

وہ ان دونوں کی لڑائی سے بہت ڈر گئی تھی بدگمانی کا
بری طرح شکار ہو چکی تھی بہرام خانزادہ میں مزید ٹوٹ
کر بکھرنے کی ہمت نہیں تھی شانزے کے مزید کچھ
کہنے سے پہلے وہ اس کے کمرے سے نکل گیا اور تیزی
سے اپنی لہو آلود آنکھوں میں جما ہونے والی نمی کو
اپنے ٹوٹ کر بکھرے وجود میں اتار گیا۔

وہ اپنے کمرے میں پہنچ کر واپس سے اپنا بیگ اٹھاتا
حویلی میں رکا نہیں تھا بلکہ وہاں سے خود چلا گیا تھا۔
اس رات بہرام خانزادہ نے احساسات کا جذبہ کھویا تھا جو
زندگی میں ناں ہو تو انسان درندگی کے اعلیٰ عہدے پر
فائز ہو جاتا ہے۔ بہرام خانزادہ نے اس رات اپنے آپ کو
ہی کھو دیا تھا۔

حال---

بہرام خانزادہ پانچ سال پہلے ہوئے اس واقعے کو یاد کرتا
آج بھی بکھر رہا تھا اس کا دل شاید آج بھی کرچی کرچی

ہو رہا تھا۔ شانزے اس کی پسند اس کے بچپن کی محبت
تھی۔

احد نے اس واقعے کے بعد بہانا گڑھا تھا اور وہ اپنی بہن
اور مورے کو سوات سے لے آیا تھا۔ اس نے بہرام کے دل
سے دوستی کا رشتہ بھی چھین لیا تھا وہ اب اپنے کسی
بھی رشتے پر اعتبار نہیں کرتا تھا کسی سے اپنائیت کی
امید نہیں رکھتا تھا۔

یہی ایک واقعہ نہیں اس کے علاوہ بھی بہت سے ایسے
واقعات تھے جنہوں نے احد اور بہرام کو اجنبی بنا دیا تھا
وہ دونوں ایک دوسرے کے دشمن بنے رہتے تھے۔ منہان
اور بہرام کی دوستی ختم ہونے کے پیچھے بھی ایک بہت
بڑی وجہ تھی جو ہر ایک سے مخفی تھی۔ یہاں تک کہ
احد سے بھی

تم مجھے ظالم کہتی ہو ناں تم خود بھی تو ظالم ہو بیوی۔!!
بہرام خانزادہ کو ایک عجیب سا سرور ملتا تھا شانزے کو
بیوی بول کر!! میں نے پہلی ملاقات میں تمہارے ساتھ
اچھا سلوک نہیں کیا آئی ریگریٹ

جب تم پر حق نہیں تھا تب بھی اپنے کمرے سے نکل
جانے کا کہا تھا اور جب حقدار بن گیا اس وقت بھی نکل
جانے کا کہہ رہی تھی میں جانور ہی ہوں یار تمہارے بعد
جانور ہی بن گیا ہوں!! نرمی کیا ہوتی ہے نہیں جانتا میں
اب!! تمہیں کیا پتہ وہ وقت میں نے کیسے گزارا جب تم
دونوں بہن بھائی نے مجھ پر الزام لگایا

تمہاری بے رحمی نے مجھے حرام مشروب سے ملوا تھا
اب میں جو بھی ہوں جیسا بھی ہوں بس تمہارا نصیب
ہوں!! بہرام خانزادہ شانزے کے زخمی لبوں پر بے باکی
سے اپنے ہاتھ کا انگوٹھا پھیرتا اس کے ہونٹوں پر جھک
گیا۔

شانزے جو بہرام خانزادہ کے اپنے قریب آنے پر اس کے
پاس سے آتی مہک سے پہلے ہی اٹھ چکی تھی وہ بہرام
خانزادہ کی ساری بات سن چکی تھی۔ اس کے اپنے لبوں
پر جھکنے پر شانزے اپنی شہد رنگ آنکھوں میں موٹے
موٹے آنسو لئے بہرام خانزادہ کو بغیر کوئی مزاحمت کے
اپنے لبوں کو شدید بے قراری سے چومتے ہوئے محسوس
کر رہی تھی۔

وہ شروع سے لے کر آخر تک بہرام خانزادہ ایک ایک بات سن چکی تھی جو وہ نشے میں اسے سوئے ہوئے دیکھ کر بول رہا تھا۔ کیا وہ اس کی بچپن کی محبت تھی!

کیا اس رات وہ اس سے کچھ کہنے آیا تھا۔ ہاں اس نے وہ گفٹ دیکھے تھے جو پیک ہوئے تھے وہ چاکلیٹ وہ کارڈ وہ سب دیکھا تھا اور انہیں اس کے اپنے کمرے میں آنے کا بہانا سمجھ کر نفرت سے وہ ساری چیزیں اپنے بیڈ کی سائنڈ ٹیبل کی دراز میں رکھ کر لاک کر دی تھی اور اس کے اگلے ہی دن وہ لوگ اسلام آباد شفٹ ہو گئے تھے کیونکہ احد کو آرمی کی طرف سے لیٹر موصول ہو گیا تھا بس یہی بہانہ مل گیا تھا ان کو حویلی چھوڑ دینے کا۔

شانزے اسے پھر سے دانتوں کا استعمال کرتے دیکھ اپنے لبوں کو ملتی تکلیف برداشت کرنے لگی۔ وہ اس کو اچانک سے ایگریسیو ہوتے محسوس کر رہی تھی اب تکلیف اس کی برداشت سے باہر ہو رہی تھی وہ بہرام خانزادہ کو کول ڈاؤن کرنے کے لیے اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں الجھا گئی جب بہرام خانزادہ ساکت ہو گیا وہ اس کے لبوں کو اسی وقت اپنے دانتوں کی قید سے آزاد کرتا شدید سرخ

ہوتی سیاہ آنکھیں شانزے کی شہد رنگ آنکھوں میں گھاڑ
گیا جن میں آنسو بھی تھے اور حیرت بھی تھی لیکن ایک
تاثّر جو ہمیشہ اس نے اپنے لئے دیکھا تھا وہ کہی نہیں تھا۔

وہ اس کو اپنی طرف حیران تاثرات لئے دیکھتا جھٹکا کھا
کر پیچھے ہٹا۔ اور اپنا رخ اس سے موڑ کر بیٹھ گیا۔ اس
کی کمر پر نیلز کے نشان تھے جن کی خراشیں اب مدہم
ہونے لگی تھی۔

وہ اپنے آنسو صاف کرتی اٹھ کر بیٹھی تھی۔ یہ نشان کس
لڑکی نے دیئے ہیں آپ کو بہرام!! شانزے اپنے بھیگے
لہجے کو مضبوط بنانے کی کوشش کرتی ایک سانس میں
بولی تھی۔

بہرام نے اس کا بیوی جیسا شکی لہجہ نشے کی حالت میں
بھی نوٹ کیا تھا۔ وہ چونک کر اسکو دیکھنے لگا۔ شانزے
خان کی آنکھیں پھر سے بھیگنے لگی تھی۔ بہرام اس کی
آنکھوں میں کچھ اور ہی دیکھ رہا تھا نفرت تو اسے تلاش
کرنے سے بھی نظر نہیں آرہی تھی کیوں!! وہ اس کی بات
کا جواب دینے کی بجائے بیڈ سے اٹھ گیا جب شانزے اس

کا بازو پکڑ گئی

میں نے پوچھنا آپکو داغدار کس نے کیا ہے یہ نیلز
کس۔۔۔۔۔میری بیوی بننے کی کوشش مت کرو اپنی حد میں
رہو شانزے!! وہ طیش سے پلٹا اور شانزے کو گردن سے
پکڑ کر دھاڑا۔ وہ خوف سے اپنی آنکھیں میچ گئی۔

میں۔۔بیوی۔۔ہوں۔۔تو۔۔بیوی ہی۔۔بنو۔۔گی۔۔!! شانزے گھٹتی
سانسوں کے بیچ بولی تھی۔ نہیں مانتا تم کو بیوی! بہرام
اس کو بیڈ پر دھکیلتے بولا۔ مجھے میری بات کا جواب
دیں میں آپ سے نہیں ڈروں گی اب سنا آپ نے! شانزے
بیڈ سے تیزی سے اٹھتی اس کے سامنے آکر کھڑی ہوئی
تھی۔

میں اور تمہیں جواب دوں جاؤ یار اپنا کام کرو! بہرام
خانزادہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر بولا اس کا سر چکرا
رہا تھا۔ یہ سب اس روبی نامی لڑکی۔۔۔۔۔آہ۔۔سس!! وہ
اپنی بات مکمل بھی نہیں کر سکی جب بہرام خانزادہ اس کو
گدی سے پکڑ کر اپنے قریب کر گیا۔

تین دن ہوئے ہیں تمہیں میری بیوی بنے اور تم نے میری جاسوسی شروع کر دی ہے!! بہرام طیش سے پھنکارا تھا۔ ک۔۔کون۔۔ہے۔۔وہ۔۔!! شانزے درد سے بول بھی نہیں پا رہی تھی بہرام نے اتنی زور سے اس کے بال دبوچے ہوئے تھے۔

جو بھی ہے تم سے مطلب!! وہ اس کے چہرے پر درد کے آثار دیکھ کر اس کے بال اپنی سخت گرفت سے آزاد کرتے بولا۔ ہے مجھ سے مطلب کون ہے وہ لڑکی!! شانزے بھی اب کسی شیرنی کی طرح چلائی تھی۔

بہرام خاندانہ جو اپنی شرٹ پہن کر اس کو بٹن اپ کر رہا تھا اس کے ہاتھ ایک پل کو تھمے تھے۔ شانزے کی آنکھوں میں کوئی خوف کوئی نفرت کچھ بھی نہیں تھا بس ایک الگ ہی تاثر تھا جو بہرام خاندانہ خود کو نشے میں ہونے کی وجہ سے اپنا گمان سمجھ رہا تھا۔۔۔

میری بات کا جواب دئیے بنا آپ نہیں جا سکتے بہرام!! وہ سلائڈنگ ونڈو کی طرف بڑھا ہی تھا جب شانزے نے اس کی شرٹ پیچھے سے پکڑی تھی اور پہلے سے بھی زیادہ

قوت سے چلائی

دوست ہے وہ میری! بہرام بھی اب تپ کر بولا تھا۔ کوئی دوست رات کے تین بجے جسم کی کریونگ والے میسج نہیں بھیجتی!! شانزے اس کی بات سن کر غصے سے بولی تھی۔

تمہیں کیوں آگ لگ رہی ہے کوئی مجھے بھی بولے!! بہرام دانت پیس کر بولا تھا تو شانزے اس کے موبائل پر روبی کا میسج پڑھ چکی تھی۔ کیونکہ مجھے کسی کا جھوٹا نہیں کھانا!! شانزے اس کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ مارتی شیرنی بنی چلائی تھی۔

اسکی چیخیں اور لہجہ بالکل اٹل اور مضبوط تھا پانچ سال پہلے کی طرح! اپنی آواز نیچی رکھو اندر نہیں ڈال دیا تمہارے جو اتنی زور زور سے چلاتی ہو! بہرام نے طیش سے بولا تھا۔

آپ کو بہت پتہ ہے لڑکیاں اس وقت اس طرح چلاتی ہیں!!

شانزے بھی طیش سے بولی تھی اور پھر سر سے پاؤں
تک لال گلاب ہو گئی۔ جب تمہارے ساتھ کروں گا تمہیں
بھی پتہ لگ جائے گا ہٹو سامنے سے زیادہ زبان چلانے
کو ضرورت نہیں ہے میرے ساتھ جا کر سو جاؤ جا رہا
ہوں میں!! بہرام خانزادہ اپنا سر جھٹکتے بے باکی سے
بولا تھا۔

حرام مشروب پینے جا رہے ہیں ناں آپ!! شانزے آنسو
بہاتی بولی تھی۔ ہاں جا رہا ہوں پینے تاکہ دو گھڑی سکون
نصیب ہو مس ورلڈ بن کر ڈرامہ مت کیا کرو سارا نشہ اتر
جاتا ہے میرا! بہرام سگریٹ جلا کر لبوں سے لگاتے بولا۔

آج کے بعد وہ حرام چیز پی کر میرے پاس-----شانزے اس
سے آگے ایک لفظ نہیں! بہرام خانزادہ اب وحشت سے
بولا تھا وہ غصے سے بھر گیا تھا۔

آئندہ حرام مشروب پی کر اپنی حلال عورت کے پاس مت
آئیے گا!! جائیں اب جہاں جانا ہے! شانزے اس کے منع
کرنے کے باوجود پھر سے اپنی بات دہراتی واشروم میں
خود کو بند کر گئی تھی جبکہ بہرام خانزادہ لیپ اٹھا کر

زمین پر مارتا اسکے کمرے سے چلا گیا تھا۔

وہ اگر رک جاتا تو شانزے کو آج ادھر کر رکھ دیتا جانا ہی بہتر تھا اور وہ چلا گیا تھا واشروم میں موجود شانزے کچھ ٹوٹنے کی آواز سن کر خوف پسینہ پسینہ ہو گئی تھی اسنے غسل کر کے اپنی تہجد کی نماز ادا کرنی تھی اور شاید کچھ اور بھی دعا میں مانگنا تھا۔

کھڑکی سے آتی سورج کی روشنی نے اس کی نیند میں خلل ڈالا تھا۔ وہ جو فجر کی نماز پڑھ کر کچھ دیر پہلے ہی سویا تھا کہ اس کی نیند پھر سے ٹوٹ گئی۔

وہ ساری رات اپنے پہلو میں سوتی انشال خان کو دیکھتا رہا تھا جو اسے ایک موجزہ لگتی تھی۔ اس نے کیسی زندگی گزاری تھی کتنے درد دیکھے تھے وہ کتنا ترسی تھی منہاں خانزادہ اسے ساری رات افسوس سے ہی دیکھتا رہا تھا۔

انشال نے جو کچھ بھی منہان کے ساتھ کیا وہ اس نے حویلی کے لوگوں کے خوف اور ڈر سے کیا وہ اس سے ہمیشہ آزادی طلاق بھی اس لیے مانگتی تھی تاکہ وہ خود کو قربان کر کے بکھرے ہوئے رشتے سمیٹ سکے لیکن وہ نہیں جانتی تھی کچھ بھی پہلے جیسا کبھی بھی نہیں ہو سکتا تھا ہاشم خان اپنی بہن پلوشہ خانم کا بدلہ کبھی بھی نہیں بھول سکتے تھے۔

آج سے پانچ سال پہلے ہی بہرام ان کو انشال کے رشتے سے کھلے لفظوں میں انکار کر چکا تھا یہ بات منہان کیا ہر کوئی جانتا تھا اور اس نے انکار بھی کیوں کیا تھا یہ بات بھی منہان کے علم میں تھی۔ اس نے منہان کو دھمکایا تھا کہ وہ اسکا سب سے بڑا راز اپنے اسٹائل میں حویلی والوں کے سامنے لائے گا اور وہ لے بھی آیا تھا۔

تین دن ہو گئے تھے منہان اور انشال کو لاہور والے فلیٹ میں رہتے ہوئے اس نے کسی کا بھی فون اٹھانا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ اسکی مورے نازنین خانم اسے دن میں کوئی دس فون کرتی تھی وہ اسے حویلی بلا رہی تھی مگر وہ جانے سے انکاری ہو گیا تھا۔

اسے ایک نیا مشن بھی مل گیا تھا جس پر جانا بہت ضروری تھا لیکن وہ انشال کو کسی کے آسرے پر چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا تھا۔ اسے کل رات احد کا وائس نوٹ ریسو ہوا تھا جس میں اسنے منہان کو اچھی خاصی گالیوں سے نوازا تھا۔

نازنین خانم نے اپنی طبیعت خراب کر لی تھی احد نے اپنے وائس میں اسے غصہ تھوک کر اسلام آباد واپس آجانے کی ہدایت دی تھی مگر منہان نے کوئی ریپلائی نہیں دیا تھا۔

اس کے دل میں اپنی مورے کے لئے تکلیف اٹھی تھی مگر وہ ان سے بہت ناراض تھا وہ اپنی مورے اور انشال دونوں میں سے کسی ایک کو کبھی بھی نہیں چن سکتا تھا اسے اپنی مورے کے ساتھ ساتھ انشال بھی چاہیے تھی اور یہ بات اس کی مورے کو سمجھنی ہوگی اس لئے وہ ان سے ناراضگی ظاہر کر رہا تھا تاکہ وہ اس کے سامنے کوئی ایسی شرط ناں رکھ دیں جس کی تکمیل کرنے سے پہلے وہ مرنا پسند کرے۔

انشال کو تین دن ہو گئے تھے مگر اس کا بخار اترنے کا نام نہیں لے رہا تھا وہ ڈرتی تھی گھبراتی تھی اکیلے رہنے سے اس کی کنڈیشن مزید خراب ہو رہی تھی۔

منہان خانزادہ کو کچھ غلط محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اس سے کسی وجہ سے دوری بنائے ہوئے ہے وہ اسے یہاں صرف اس لئے لایا تھا کہ وہ منہان کے ساتھ سب کچھ شیئر کرے جس کی بنا پر ان کا رشتہ ابھی تک ادھورا تھا۔ منہان اس سے دیوانگی کی حد تک عشق کرتا تھا وہ چاہتا تھا انشال دل سے اس رشتے کو قبول کر کے اسے اس کا حق ادا کرے وہ زبردستی کرنے کا قائل نہیں تھا وہ نرمی محبت اور ملائمت سے انشال کو اپنی بیوی ہونے کا حق دینا چاہتا تھا۔

مگر وہ تھی اس کو اپنے قریب بھی آنے نہیں دیتی تھی اور جب وہ دور جانے کی کرتا تھا تو اسے خود سے دور بھی نہیں ہونے دیتی تھی۔ پچھلے تین دن سے اس کا عشق اس کی محبت اس کی پسندیدہ عورت جو اس پر رب نے حلال کر دی تھی جو اس کے نکاح میں تھی وہ اس کو

دیکھ کے اپنے جسم کا ابلتا خون اب مزید برداشت نہیں کر
سکتا تھا۔

تین دن کافی تھے اس کو آزمانے کے لئے اب وہ مزید
تشنہ نہیں رہ سکتا تھا۔ بائیس سال کی عمر سے وہ دوری
کی سزا کاٹ رہا تھا اب بس بہت ہو گیا تھا اس خود پر
سے قابو کھو کر انشال کو درد نہیں دینا چاہتا تھا وہ اس کا
ساتھ چاہتا تھا اور اب وہ اس سے کھل کر بات کرنا چاہتا
تھا۔

منہان خانزادہ انشال کی طرف تھورا سائڈ کروٹ پر ہو کر
جھکا اور اپنے گرم دہکتے ہونٹ اس کے کھولتے ہوئے
ماتھے پر رکھ کر اپنی آنکھیں میچ گیا۔ وہ آگ بنی اسکے
پہلو میں لیٹی اسے پگھلا رہی تھی

اب اور موقع نہیں دونگا یا تو آپ آج مجھے وہ راز بتا دیں
گی جس کی بنا کر مجھے میرے حق سے محروم رکھے
ہوئے ہیں یا مجھے میرا حق زبردستی لینے پر مجبور کر
دیں گی! منہان دل میں کہتا بیڈ سے اٹھا تھا۔

وہ واشروم جا کر ٹھنڈے پانی سے شاور لینا چاہتا تھا رات سے مچل رہا تھا ابھی اگر خود کو نارمل نہیں کرتا تو جذبات دماغ پر سوار بھی ہو سکتے تھے۔۔

وہ آدھے گھنٹے بعد شاور لے کر باہر آیا تو انشال کو ویسے ہی سویا ہوا پایا۔ وہ تو فجر پر اٹھ جاتی تھی زیادہ دیر سونا اسکی نیچر کا حصہ نہیں تھا تو پھر ابھی تک کیوں سو رہی تھی وہ

منہان خانزادہ اسے جگانے کے لئے بیڈ کی طرف بڑھتا جب فلیٹ کے مین ڈور نوک ہونے لگا۔ منہان نے گھڑی کی طرف اپنی نظریں گھمائی جو صبح کے نو بج رہی تھی۔

وہ انشال خان کو کچھ دیر بعد اٹھانے کا سوچتا کمرے سے باہر نکل گیا اور فلیٹ کے بیرونی دروازے کی جانب بڑھتے ہوئے دروازہ کھول کر اپنے سامنے کھڑی ہستی ہو دیکھ کر تھوڑا حیران ہوا مگر پھر اپنے تاثرات پر قابو پا کر ایک سائنڈ پر ہو گیا۔

اس کے راستہ چھوڑتے ہی نازنین خانم احد خانزادہ کے ساتھ اندر داخل ہو گئی۔ منہاں احد کو سخت کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔ وہ ان دونوں کو صوفے پر بیٹھتا دیکھ کر ہاتھ سینے پر باندھے کھڑا ہی رہا۔ وہ اپنی مورے سے سخت ناراض تھا۔

میں یہاں تمہیں لینے کے لئے آئی ہوں میرے بیٹے ضد چھوڑ دو اور چلو میرے ساتھ اپنی حویلی! نازنین خانم بیٹے کے چہرے پر ناراضگی دیکھ کر خود سے بولنا شروع ہوئی تھی۔

انہیں صرف اپنا بیٹا چاہیے تھا جو ان سے بے حد خفا تھا یہاں تک کہ ان کا اس نے فون تک نہیں اٹھایا تھا وہ شدید ناراض تھا۔ تم نے میرا ایک فون نہیں اٹھاتا اس لڑکی کا جادو بری طرح سر چڑھا ہوا ہے تمہارے جس نے تمہیں مجھ سے دور کر دیا ہے لیکن میں ماں ہوں تمہاری مجھے میرا بیٹا اپنے پاس چاہیے

انکے لہجے میں انشال کے لئے حقارت تھی جو منہاں کے ساتھ ساتھ احد خانزادہ بھی محسوس کر رہا تھا۔ ایک

بدکردار عورت کی بیٹی سے نکاح کر کے اپنی مورے کا احترام تک بھول گئے ہو وہ تمہیں اتنی عزیز ہے کہ اسکی خاطر مجھے اکیلا چھوڑ۔۔۔۔۔ اس کی مورے بدکردار نہیں تھی شہسوار تایا کا عشق تھی جن سے شادی کرنا ان کا اپنا فیصلہ تھا آپ لوگوں نے ان پر بدکردار ہونے کی تہمت لگائی ہے اور ان کے مر جانے کے بعد ایک معصوم بچی کو اس کی عمر سے بڑی سزائیں دیتے رہے

انشال خان آپ کے بیٹے کا عشق ہے اور یہ بات آپ ایک عرصے سے جانتی ہیں پھر بھی اسے الزام دے رہی ہیں خدا کے لئے رحم کریں مجھ پر آپ! اور رہا سوال آپ کے احترام کا تو آپ میری مورے ہیں میں آپ کا بے حد احترام کرتا ہوں میرے لیے انشال خان سے زیادہ ضروری ہیں آپ اس نے مجھ پر کوئی جادو نہیں کیا ہے مورے

وہ بہت معصوم ہے آپ اسے قبول کر لیں تو میں آپ کے ساتھ چلنے کو راضی ہوں وہ میری عزت ہے آپ اس پر انگلی اٹھائیں گی تو داغ آپکے بیٹے پر لگے گا کیونکہ انشال خان کے ساتھ نکاح میں نے گن پوائنٹ پر کیا ہے اسے ڈرا دھمکا کر اپنایا وہ ہمیشہ کی طرح اس دفعہ بھی

بے قصور ہے اور آپ آج بھی اسے مجرم ٹھہرا کر مجھے
اپنے ساتھ چلنے کا کہہ رہی ہیں افسوس ہو رہا ہے
مجھے! منہان خانزادہ ضبط اور تحمل سے بولا تھا۔

وہ اپنی مورے کو صفائیاں دیتا تھک چکا تھا۔ اس کی
مورے حق اور دلائل صحیح اور غلط کی پہچان نہیں کر
سکتی تھی وہ بہت سخت دل تھی انشال کے معاملے میں
اور منہان یہ بات جانتا تھا وہ اگر خود کو شوٹ کر کے
بھی انہیں انشال کے معصوم ہونے کا کہتا تو وہ پھر بھی
یقین ناں کرتی اس کی مورے کا دل پتھر تھا اس لڑکی کے
لئے جو اس کا عشق تھی۔

منہان تم میرے ساتھ حویلی چلو بیٹے! جس بھی لڑکی پر
ہاتھ رکھو گے میں تمہاری اس سے شادی۔۔۔ میں شادی کر
چکا ہوں مورے انشال خان میری بیوی میرا عشق ہے اور
مرتے دم تک رہے گی!! منہان کا ضبط جواب دینے لگا
تھا۔

میں کچھ عرصے کے لیے پاکستان سے باہر شفٹ ہو رہا
ہوں انشال کے ساتھ!! وہ مزید بول کر نازنین خانم کو

تڑپنے پر مجبور کر گیا تھا۔ ابھی تو وہ پانچ سال بعد آیا تھا
اب پھر کہاں جانے کا بول رہا تھا۔

تم کہی نہیں جاؤ گے منہان میں تمہیں کہی بھی جانے نہیں
دونگی اب خود سے دور!! نازنین خانم روتی ہوئی صوفے
سے اٹھتی منہان کی طرف بڑھتی اس کے سینے سے لگی
تھی۔

احد بھی اب منہان کو پریشانی سے دیکھ رہا تھا۔ جو لڑکی
آپکو لوگوں کو پسند نہیں آپ لوگ جسے بوجھ سمجھتے
رہے اسے سب سے دور لے کر جا رہا ہوں میں! آپ کا
بیٹا اس کے بنا جی نہیں سکتا وہ میری روح میرے دل کی
دھڑکن میں بستی ہے مورے منہان خانزادہ ہارے ہوئے
لہجے میں بولا تھا۔

اب میری واپسی کب ہو مجھے نہیں پتہ مگر میں واپس
نہیں آؤں گا!! منہان یہ تو کیا بول رہا ہے ابھی تو آیا تھا
اور پھر انشال آپی وہ اکیلی۔۔۔۔۔ مجھے ضروری کام سے
جانا ہے اور میری غیر موجودگی میں میری بیوی یہاں پر
سب کے ہوتے ہوئے بھی اکیلی ہوگی

بہتر ہے ہم دونوں اپنی الگ دنیا بسالیں احد جو احتجاجاً
بولنے لگا تھا کہ منہاں اس کی بات کاٹ گیا۔ تم کہی بھی
نہیں جاؤ گے منہاں بس بہت ہو گیا تمہارا تماشہ! اپنی ماں
کو سزا دینا چاہتے ہو ناں تم پھر سے دور جا کر میں نے
تمہارے جذبات جان کر بھی انشال سے تمہاری شادی کے
لیے حامی نہیں بھری میں ایک بہن ہو کر اپنی دیدہ کی
سوکن کی بیٹی کو کبھی بھی قبول نہیں کر سکتی تھی مگر
میں ایک ماں بھی تو ہوں اور اپنا بیٹا نہیں کھونا چاہتی

تمہیں کہی بھی جا کر الگ اپنی دنیا بسانے کی ضرورت
نہیں ہے میرا بیٹا مجھ سے ناراض ہے ناں تو کیا میں اسے
منا نہیں سکتی میں بہت دھوم دھام سے اپنے بیٹے کی
خواہش پوری کروں گی میں اپنے بیٹے منہاں خاندان کی
شادی انشال خان سے باعزت طریقے سے کرنا چاہتی ہوں
میں تمہاری دلہن سجاؤں گی بس تم مجھے چھوڑ کر کہی
نہیں جانا!

میں شہریار سے اسلام آباد پہنچتے ہی انشال اور تمہاری
شادی خاندان کے رسم و رواج کو مدنظر رکھتے

ہوئے کرنا چاہتی ہوں اپنی مورے کو معاف کر دو بیٹا میں
سمجھ نہیں پائی اپنے بیٹے کے جذبات!! نازنین خانم روتی
ہوئی بولی تھی ان کا دل ہول اٹھا تھا اپنے بیٹے منہان کے
دور چلے جانے کی بات سن کر

وہ اپنے بیٹے کی ناراضگی دور کرنے کے لئے کچھ بھی
کر سکتی تھی اگر وہ انشال کو اپنی ضد بنا چکا تھا تو وہ
اسکے آگے جھکنے کو تیار ہو گئی تھی۔ مورے آپ سچ
کہہ رہی ہیں نا!! آپ انشال کو میری بیوی کے طور پر
قبول کرنے کو تیار ہو گئی ہیں

منہان خانزادہ اپنی مورے کی بات سن کر بے انتہا خوش
ہوا تھا۔ وہ ان سے ایک لمحے میں ہی اپنی ناراضگی ختم
کر چکا تھا۔ مورے قربان اپنے بیٹے کی خوشی کے آگے
ایک ہی تو بیٹا ہے میرا جو مجھے ہر رشتے سے عزیز
ہے میں انشال خان کو دلہن بنا کر خود تمہارے کمرے میں
رخصت کر کے لاؤں گی اور انشال خان ہی تمہاری سیج
سجائے گی وعدہ رہا میرا تم سے

نازنین خانم اپنے بیٹے کے چہرے سے ناراضگی کے

سائے ایک لمحے میں ختم ہوتے اسے خوشی سے چاند کی طرح چمکتے دیکھ خود بھی مسکرا کر بولی تھی۔ انشال کو قبول کرنا ناممکن تھا لیکن وہ بیٹے کے آگے ہارتی اسے دنیا کی سب سے بڑی خوشی دے گئی تھی۔

بہت اچھا فیصلہ کیا ہے آپ نے پھوپھو! احد بھی خوشی سے بولا تھا۔ منہاں کس قدر انشال کے عشق میں گرفتار تھا وہ بہت اچھی طرح جانتا تھا وہ کس حد تک تڑپا تھا کتنی اذیت سے انشال کے بغیر رہا تھا احد ہر ایک بات کا گواہ تھا اب منہاں خانزادہ کی خوشیاں مکمل ہونے والی تھی یا پھر شاید امتحان تو ابھی باقی تھا۔

کہاں ہے میری بہو کیا سوئی ہوئی ہے ابھی تک تنگ تو نہیں کیا نا اس کو تم نے!! نازنین خانم خالص شیریں لہجے میں بولی تھی۔ آپ کی بہو نے کیا ہے مجھے تنگ وہ رونا بند کرے تو میں اسے تنگ کروں ناں! بڑے نخرے دکھائیں ہیں آپ کے اکلوتے بیٹے کو آپکی اکلوتی بہو نے

منہاں خانزادہ نازنین خانم کے کندھے پر لاڈ سے چہرہ جھکا کر عقیدت سے ان کا کندھا چومتے بولا تھا۔ لگ تو

نہیں رہا مجھے ایسا میری بہو کو یقیناً تم نے ڈانٹا ہوگا
اتنے غصے میں اس کو گھسیٹ کر حویلی سے لائے تھے
بچی نازک دل ہے ڈر گئی ہو گی

ایک تو پہلے ہی بندوک کی نوک پر نکاح رچایا کر اسے
ڈرایا ہوا تھا اوپر سے مجھے بے خبر رکھا لے کر چلو
مجھے انشال کے پاس میں خود اسکے سامنے تمہارے کان
کھینچتی ہوں! نازنین خانم اچھی ساس ہونے کا ثبوت دیتی
منہان کے کان پکڑ گئی۔

آپ یہاں بیٹھیں میں ابھی آتا ہوں انشال کو اٹھا کر پھر ساتھ
میں ناشتہ کریں گے آج تو ناشتہ آپکی لاڈلی بہو ہی بنائے
گی تین دن میں نے خود اپنے ہاتھوں سے ناشتہ بنا کر بہت
آرام کروا لیا ہے۔ منہان اپنی مورے کو لاڈ دکھا کر بولا
تھا۔

احد بھی خوش ہو کر ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ اسے وہ
حسینہ یاد آنے لگی تھی جس کو وہ پہلی ہی ملاقات میں
بے ہوش کر گیا تھا۔۔ احد ابھی سوچوں میں گم ہی ہوا تھا کہ
اس کا موبائل رنگ ہوا وہ اپنے موبائل پر شانزے کی کال

آتے دیکھتا فوراً پک کر گیا۔

میری لاڈلی کی اپنے لالا سے ناراضگی ختم ہو گئی! وہ
کال اٹھاتے ہی بولا۔ لالا مجھے دوپہر ایک بجے تک
یونیورسٹی پہنچنا ہے آج وہاں ویلکم پارٹی کا ایونٹ کا
میری سب فرینڈز جا رہی ہیں آپ کہاں ہیں ابھی میں آپ
کے روم میں گئی تھی آپ وہاں۔۔۔۔۔۔ گڑیا میں تمہارے منہان
لالا کے کان کھینچنے آیا تھا

مورے کو بتا دینا اچھا سالنچ ریڈی کریں منہان اور انشال
آپی حویلی آرہے ہیں۔ سچ میں یہ تو بہت خوشی کی بات
ہے! شانزے بے حد خوش ہوئی تھی ابھی میں بس فون بند
کر رہا ہوں تم ریڈی رہنا میں ٹائم سے پہنچ جاؤں گا! احد
اپنی بہن کی چہکتی ہوئی آواز سن کر خوشی سے بولا تھا۔

اس کی بہن پچھلے تین دن سے نا اس سے ملی تھی ناں
بات کر رہی تھی آج اس نے خود فون کیا تھا اسکا مطلب
تھا وہ اپنے لالا سے ناراضگی ختم کر چکی تھی۔

اوکے لالا جلدی آئیے گا!! شانزے کا فون بند ہوتے ہی احد خانزادہ اپنے موبائل اپنی ڈرامہ کوئین کی انسٹاگرم آئی ڈی اوپن کر کے اس کا خوبصورت چمکتا چہرہ دیکھنے لگا اس کا دل شدت سے اس حسینہ کے دیدار کے بعد ملاقات کا طلبگار ہوا تھا جو اسکا دل چرا چکی تھی۔

میڈم اب تم بھی شادی کی تیاریاں پکڑو منہاں شادی کر رہا ہے اس کے بعد تو میرا نمبر ہی آنا ہے نا بات کرنے پڑے گی تم سے! پیار سے منالونگا اس بار نہیں ڈراؤں گا!! وہ دل میں اُس سے مخاطب ہوتا اپنا موبائل سائڈ پر رکھتا اب نازنین خانم کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گیا تھا۔

منہاں خانزادہ کمرے میں داخل ہوا تو انشال خان بیڈ شیٹ چینج کرتی ہوئی اسے دکھائی دی۔ اس کے لمبے بھورے بال گیلے تھے جن میں سے پانی کی بوندیں ٹپک رہی تھیں۔

اس نے گرین کلر کا بہت ڈیسنٹ سا گرتا شلوار پہنا ہوا تھا۔ گلے میں دوپٹہ تھا اور وہ تیزی سے بیڈ شیٹ چینج کرتی

دوسری بیڈ شیٹ کو واش کر نے لئے ابھی مڑی ہی تھی
جب اس کی نظر منہان خانزادہ پر پڑھی جو اسے بڑی
گہری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

اسکے دیکھنے پر انشال خان شرم سے کانپنے لگی تھی۔
اس کا منہ ہیٹ چھوڑنے لگا جبکہ دونوں گال کان اور
گردن سرخ ہو گئی۔ سب ٹھیک تو ہے ناں گلاب کی طرح
سے کھل کیوں رہی ہیں! وہ آہستگی سے اپنے قدم اٹھاتا
انشال خان کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ بیڈ شیٹ زور سے
پکڑے پیچھے کی جانب قدم لینے لگی۔

وہ۔۔۔بیڈ۔۔۔شیٹ۔۔۔کیا ہوا ہے بیڈ شیٹ کو!! وہ اسکے ہاتھ
میں زور سے دبوچی ہوئی بیڈ شیٹ کی طرف اشارہ
کرتے بولا۔انشال دیوار سے جا لگی تھی جبکہ منہان
خانزادہ اسکے بالکل قریب کھڑا اسکے جسم کی لرزش
ملاحظہ فرما رہا تھا۔

وہ۔۔وہ میری۔۔۔۔انشال خان پہلے سے زیادہ گھبرائی تھی وہ
پہلی بار اس طرح کی سیچویشن سے گزر رہی تھی جب
اسے منہان خانزادہ کی نظروں میں شرارت نظر آئی تھی

وہ بھی شدید ذومعنی شرارت!

وہ منہان خانزادہ کو کیا جواب دے اسے سمجھ ہی نہیں
آ رہا تھا۔ جن نظروں سے وہ اسے دیکھ رہا تھا انشال خان
اس کی نظروں میں معنی خیزی دیکھ چکی تھی۔ اس لئے
حیا سے لال ہو رہی تھی۔

منہان بیڈ شیٹ پر بلڈ اسٹین دیکھ چکا تھا مگر وہ اس داغ
کو کچھ اور ہی اپنی سمجھ کے مطابق سوچ رہا تھا مگر
وہ پھر بھی انشال خان کے منہ سے سننا چاہتا تھا۔

منہان پلیز۔۔۔ جانے دو! انشال روبانسی شکل بنائے بولی
تھی۔ مطلب میری بیوی کے پین فل ڈیز اسٹارٹ ہو گئے
ہیں! وہ اس کے اوپر تھورا سا جھکا اور اس کے کان میں
گھمبیر سرگوشی میں بولا۔

اس کا ہاتھ انشال کے پیٹ کو نرمی سے چھو رہا تھا۔
انشال شرمندہ ہوتے ہوئے اپنی آنکھیں میچ گئی۔ وہ کوئی
بہانا سوچ ہی رہی تھی جب منہان خانزادہ کو اپنے سے

کچھ بھی بولتے دیکھ کر دکھ اور شدید شرمندہ ہوئی۔

میں آپکے یوز کی ہر چیز لایا تھا! آپکو مجھ سے شرمندہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں ان میں کوئی پردہ نہیں ہوتا آپ کو درد ہو رہا ہوگا یہ میں واش کر دیتا ہوں آپ باہر جائیں مورے آئی ہیں آپ سے ملنے

منہاں اس کے ہاتھ سے بیڈ شیٹ پکڑ کر اس کے ماتھے پر لب رکھتا بولا تھا۔ چچی۔۔۔وہ کیا مجھ سے ملنے۔۔۔ہمم مورے آپ کو باہر یاد کر رہی ہیں آپ جائیں میں اسے کلین کر کے آتا ہوں بس دو منٹ میں

انشال خان خوش گوار حیرت سے بول ہی رہی تھی جب منہاں اس کے گال پر اپنا ہاتھ رکھتا بھاری آواز میں بولا تھا۔ نہیں میں یہ خود واش۔۔۔۔۔امم۔۔۔آپ جائیں۔۔۔امم۔۔۔خادم۔۔۔آن ڈیوٹی۔۔۔ہے!!

منہاں خانزادہ اس کی ٹھوڑی پکڑ کر اسکے لبوں کو

نرمی سے چومتا ہوا بول رہا تھا انشال اس کی شرٹ اپنے ہاتھ کی مٹھیوں میں جکڑے ہوئے تھی وہ ابھی کچھ کہتی جب ان کے روم کا دروازہ کھلا اور نازنین خانم اندر داخل ہو گئی۔

منہان خاندادہ کرنت کھا کر انشال سے دور ہوا جبکہ انشال تو ایسے ہو گئی جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں! نازنین خانم ان دونوں کو دیکھ چکی تھی ان کی آنکھوں میں چنگاریاں دہکی تھی مگر پھر وہ بیٹے کی خوشی کا سوچ کر نارمل ہو گئی اور یوں ظاہر کرنے لگی کہ جیسے انہوں نے کچھ بھی نہیں دیکھا ہو۔

اسلام علیکم چچی!! انشال اپنے سر پر دوپٹہ لیتی ہوئی نازنین خانم کی طرف بڑھی جن کی نظریں منہان کے ہاتھ میں موجود سفید بیڈ شیٹ پر تھی جس میں خون کے دھبے تھے۔ تو ان کا بیٹا اسے بیوی ہونے کا حق بھی دے گیا تھا۔

انشال کے بال گیلے تھے وہ ہلکا ہلکا کانپتی ہوئی لال سرخ ہو رہی تھی جبکہ ان کے بیٹے کے بال بھی ہلکے سے نم تھے۔ وہ بھی ایک روایتی عورت تھی آنکھوں دیکھے پر کچھ بھی سوچ لیتی تھی۔

منہاں اپنی مورے کی نظریں بیڈ شیٹ پر دیکھتا دل میں
کمینگی سے ہنس رہا تھا جو کیا سوچ رہی تھی وہ سمجھ
گیا تھا۔ میں آتا ہوں آپ لوگ باتیں کریں!! وہ انشال کو
معنی خیزی سے دیکھ کر بولتا واشروم چلا گیا تھا۔

نازنین خانم انشال کی سر تا پاؤں دیکھتی صوفے پر بیٹھ
گئی تھی۔ یہاں آؤ لڑکی! ان کا لہجہ کاٹ دار تھا۔ انشال سہم
کر انہیں دیکھنے لگی۔ تمہیں کیا لگا تھا کہ میں تم سے اب
اس طرح سے بات کیا کروں گی؟۔۔

نہیں میری بیٹی یہاں آؤ میرے پاس!! منہاں خانزادہ کچھ
سیکنڈز میں ہی بیڈ شیٹ واشنگ مشین میں ڈال کر باہر گیا۔
وہ اپنی ماں کے نرم لہجے پر انہیں مسکرا کر دیکھ رہا
تھا۔ انشال جو ڈر کر نازنین خانم کو دیکھتی ان کے سخت
لہجے کو میٹھی چاشنی میں تبدیل ہوتے دیکھتی کوئی
خواب سمجھنے لگی جب منہاں نے اسے دونوں شولڈر
سے پکڑا اور اپنی مورے نازنین خانم کے ساتھ صوفے پر
بیٹھا دیا۔

دیکھو انشال مجھے معاف کر دو میں نے بہت زیادتیاں کی
ہیں تمہارے ساتھ میں تمہیں اور منہان کو لینے آئی ہوں
اور باعزت طریقے سے شہریار سے بات کر کے تمہیں
رخصت کروں گی! نازنین خانم میٹھے نرم لہجے میں بول
رہی تھی۔

انشال خان حیران پریشان نازنین خانم کو دیکھ رہی تھی
اسے یہ سب اپنا خواب لگ رہا تھا۔ مورے آپ معافی کیوں
مانگ رہی ہیں آپ نے یہ رشتہ قبول کر لیا ہمارے لیے اتنا
ہی بہت ہے ٹھیک کہہ رہا ہوں نا انشال!! منہان خاندان
انکے قدموں میں بیٹھ کر ان کا ہاتھ چومتے ہوئے آخر میں
صدمے کی کیفیت میں بیٹھی انشال کی رائے لینے لگا۔

جی۔جی۔۔۔ٹھیک۔کہا۔میں۔میں۔۔۔ناشتہ۔بنا۔۔۔کوئی
ضرورت نہیں ہے آپ کو ناشتہ بنانے کی میں آرڈر کر رہا
ہوں آپ مورے سے باتیں کریں میں احد کے پاس جا رہا
ہوں! ناشتہ کرنے کے بعد ہمیں اسلام آباد کے لیے نکلنا
ہے۔

منہان خاندان ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر خوش ہوتا

پرسکون لہجے میں بولا تھا۔ ایک تو انشال کی طبیعت خراب تھی اور وہ چاہتا تھا کہ اس کی مورے اور انشال کے بیچ جو بھی گلے شکوے ہوں سب دور ہو جائیں۔

ہاں بیٹی تم میرے ساتھ باتیں کرو تاکہ تمہارے دل میں جو بھی میل ہو میرے لئے وہ صاف ہو جائے!! جاؤ بیٹا منہاں تم احد کے پاس بیٹھو ہم دونوں بھی بس کچھ دیر تک باہر آتے ہیں۔

انشال یہ تم پہن لو میری طرف سے یہ تمہاری منہ دکھائی کا تحفہ!! نازنین خانم اپنے ہاتھ میں پہنی سونے کی ایک انگوٹھی اتار کر اس کے ہاتھ میں پکڑا گئی جو منہاں خانزادہ اس کے ہاتھ سے لے کر اس کی نازک انگلی میں پہنا کر باہر چلا گیا جبکہ انشال اس باریک سی سونے کی انگوٹھی کو دیکھنے لگی جو اس نے اپنے ہاتھ میں پہنی تھی یہ انگوٹھی تو نازنین خانم نے اس ملازمہ کو دینے کا کہا تھا جو ان کے سب کے قریب تھی جو انشال کی ہر ایک شکایت انہیں لگاتی تھی۔

وہ نظریں جھکا کر بیٹھی تھی یہی سوچ رہی تھی پھر

اسے نازنین خانم کی معافی یاد آئی اور اس نے اپنے ذہن
میں آتی ہر ایک سوچ جھٹک دی۔۔

وہ سب کچھ دیر پہلے ہی اسلام آباد پہنچے تھے۔ احد
خانزادہ شانزے کو اسکی یونیورسٹی ڈراپ کرنے گیا تھا
جبکہ باقی سب اس وقت حویلی کے لاؤنچ میں بیٹھے
تھے۔ وہ لوگ شہریار خانزادہ کے حویلی آنے کا انتظار
کر رہے تھے جو آفس میں تھا۔۔

اسے فون کر دیا گیا تھا اور آج دوپہر کے ڈنر کے بعد
انشال خان اور منہان خانزادہ کی شادی کی تاریخ طے
ہونی تھی انشال نظریں جھکائے پلوشہ خانم کے سامنے
بیٹھی ہوئی تھی جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

وہ بالکل اپنی مورے کشمالہ خانم کے جیسی تھی بے حد
معصوم چہرے والی بہت خوبصورت نازک مزاج اس کا
ہر ایک نقوش اسکی مورے کے جیسا تھا لیکن اسکی
بھوری آنکھیں اسکے بھورے بال اسکے بابا شہسوار خان
کے جیسے تھے۔ ان کے شوہر بیوفا تو ناں تھے وہ تو دل
کے ہاتھوں مجبور تھے کشمالہ خانم انکا عشق تھی جنہیں
رسوا کیا گیا تھا اور شہسوار خان ایک پانچ سالہ بیٹے کے

باپ ہوتے ہوئے بھی اپنے عشق کی رسوائی برداشت نہیں کر سکے تھے۔

شہسوار خان سردار دراب خان کے بڑے بیٹے تھے انہوں نے اپنے بیٹے شہسوار خان کا رشتہ بچپن میں ہی اپنے چھوٹے بھائی داؤد خان کی بڑی بیٹی پلوشہ خانم کے ساتھ طے کر دیا تھا۔

خانزادہ خاندان کافی وسیع تھا جو اپنی خاندانی رسم و رواج کا بے حد پابند تھا۔ ان کے خاندان کا ہر فیصلہ خاندان کا سربراہ کیا کرتا تھا اور ایک رسم جو ان کے خاندان میں صدیوں سے چلتی آرہی تھی وہ یہ تھی کہ خاندان کی روایات کے مطابق ان کے بچوں کی شادی خاندان سے باہر کسی بھی قیمت پر نہیں کی جاتی تھی سب کا بچپن میں ہی رشتہ کر دیا جاتا تھا۔ ایک دوسرے کے نام سے جوڑ دیا جاتا تھا۔

خانزادہ خاندان کے سربراہ سردار دراب خان تھے جو ایک بے حد اصول پسند اور سخت مزاج سردار تھے وہ اتنے رعب دار تھے کہ ان کے کسی بھی فیصلے کے خلاف اٹھنے کی کسی کو بھی ہمت نہیں ہوتی تھی۔

ان کا ہر لفظ حرفِ آخر سمجھا جاتا تھا مگر انکی ایک اولاد ایسی بھی تھی جس نے انکے خلاف جا کر انہیں اتنا دکھ دیا تھا کہ وہ ابدی نیند ہی سو گئے۔۔

سردار دراب خان کے چھوٹے بھائی داؤد خان کے لئے وہ باپ کا مقام رکھتے تھے۔ ان دونوں کی ایک بہن بھی تھی۔ جو کم عمری میں ہی بیوہ ہو گئی تھی۔ وہ بھی ان کے ساتھ ہی خاندانہ حویلی میں رہتی تھی۔

سردار دراب خان اور خانم بی کے چار بچے تھے۔ سب سے بڑے شہسوار خان تھے ان سے چھوٹے سلطان خان تھے پھر مریم خانم تھی اور ان سب میں چھوٹے چوتھے نمبر پر ان کے وہ بھائی تھے جن کو خاندانہ خاندان کے بکھر جانے کا سبب قرار دیا جاتا تھا جن کا اب نام بھی خاندانہ خاندان میں نہیں لیا جاتا تھا

داؤد خان کے بھی چار بچے تھے۔ ان میں بڑے ہاشم خان تھے دوسرے نمبر پر زمان خان تھے پھر پلوشہ خانم تھی اور آخر میں نازنین خانم جبکہ سردار دراب کی بیوہ بہن

کی دو بیٹیاں تھی بڑی غزالہ خانم اور ان سے کافی چھوٹی
کشمالہ خانم تھی جو ان سب کزنز میں بھی بہت چھوٹی
تھی۔ وہ اپنے خاندان کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی لڑکی
تھی۔

شہسوار خان اور پلوشہ خانم کی شادی کے دو سال بعد ان
کا بیٹا شہریار خاندان کا سب سے بڑا
بیٹا اور پہلا وارث تھا۔

ہاشم خان اور مریم خانم کی شادی بھی سردار دراب خان
کی مرضی سے ہی ہوئی تھی وہ انکی لاڈلی اور اکلوتی
بیٹی تھی جن کی شادی انہوں نے بہت ارمانوں اور چاہت
سے اپنے بھائی کے بیٹے ہاشم خان سے کی تھی انکا بھی
ایک ہی بیٹا تھا بہرام خاندان کا۔۔۔۔۔جبکہ سلطان خان اور زمان
خان کی شادی ایسی تھی جو بہت دھوم دھام سے ہوئی تھی
وہ دونوں ہم عمر تھے اور بے حد گہرے دوست تھے اس
لئے سردار دراب نے ان دونوں کی شادی ایک ہی دن
کروائی تھی اور ان کی شادی والی رات ہی انہوں نے
اپنے سب سے چھوٹے کی شادی کشمالہ خان سے طے کر
دی تھی۔

اور وہ رات خانزادہ خاندان میں طوفان لانے کا سبب بنی تھی ہر رشتہ ہی بکھر گیا تھا۔ سلطان خان کی شادی نازنین خانم سے ہوئی تھی ان کا ایک بیٹا منہاں تھا جبکہ زمان خان کی غزالہ خانم سے ہوئی تھی ان کے دو بچے تھے احد خانزادہ اور اس سے سات سال چھوٹی شانزے خان تھی انکی زندگی ابھی شروع ہی نہیں ہوئی تھی جب وہ سب رشتوں کی آزمائش میں ڈال دیئے گئے تھے۔

پلوشہ خانم آج بھی وہ دن نہیں بھولی تھی جب ان شوہر نے کشمالہ کا ہاتھ تھاما تھا وہ دن ان کے لیے سانسیں گھٹ جانے کا سبب بنا تھا وہ جس مرد کے ساتھ رہتی آئی تھی وہ تو ایک عرصے سے کسی اور کا تھا ان کے قریب بھی وہ اس وقت آتا تھا جب وہ عورت جو انکا عشق تھی وہ اسے سہنے کی طاقت ختم ہو جانے پر خود پلوشہ خانم کے پاس جانے کا کہتی تھی اور تب بھی شہسوار خان اسے جلانے کے لئے ان کے پاس تو آجاتے تھے مگر ان کا حق وہ ادا ہی نہیں کر پاتے تھے وہ جس سے عشق کرتے تھے اس کی جدائی انہیں ختم کر گئی تھی۔

اور اس بات کی گواہ پلوشہ خانم خود تھی انہوں نے اپنے شوہر کو کشمالہ خانم کے پیروں میں بیٹھے انکی مینتیں کرتے دیکھا تھا اور اس دن انہوں نے ایک فیصلہ لیا تھا جو شاید ایک بیوی کے لئے تو ناممکن تھا لیکن ایک مردہ دل عورت کے لئے بہت آسان!!

ماضی میں جو قیامت ان سب کے سروں پر نازل ہوئی تھی وہ بھلانا بے حد مشکل تھا۔ پلوشہ خانم کا دل کشمالہ خانم کی بیٹی انشال کے لئے بالکل صاف تھا بس وہ اسے دیکھنا نہیں چاہتی تھی کیونکہ وہ جس سے ملتی تھی وہ عورت ان کے شوہر کا جنون تھی جو اس کے لئے اپنی سرداری تک قربان کر گئے تھے

انشال کو دیکھ کر انہیں کشمالہ خانم سے زیادہ اپنے شوہر یاد آتے تھے ان کا اس عورت کے لئے رونا یاد آتا تھا وہ تڑپتے تھے مچلتے تھے اور اپنا عشق کھو دینے کے غم میں خود بھی دنیا سے چلے گئے تھے۔

مورے کیا میں آپکے پاس بیٹھ جاؤں وہ انشال تھی جو سوچوں میں کھوئی ہوئی پلوشہ خانم سے بولی تھی۔ جو

اس کی باریک میٹھی سی آواز سن کر ہوش کی دنیا میں
آئی تھی۔ اسکا لہجہ امید سے بھرا ہوا تھا وہ انکے سینے
سے لگنے کے لئے دن رات تڑپتی تھی۔

آجاؤ!! پلوشہ خانم بکھرے لہجے میں بولی تھی ان کا دل
بھر آیا تھا بیوفا ناں ہو کر بھی انہیں اپنے شوہر کی یاد
شدت سے آئی تھی۔ جو مرد شادی کی پہلی رات ہی اپنی
محرم جو اس کی سیج سجا کر بیٹھی عورت کو اس کا حق
دینے سے انکار کر دے یہ کہہ کر کے وہ کسی اور سے
عشق کرتا ہے اور وہ اس کا حق کسی اور عورت کو نہیں
دے سکتا جب تک اسکا عشق اسے خود اجازت نا دے
شراکت کی تب تک وہ ان کو بیوی ہونے کا حق نہیں دے
سکتے!!

جو مرد پہلی رات ہی ہر بات کا اقرار کر لے تو پھر وہ
بے وفا تو ناں ہوا جس مرد نے شادی سے پہلے ہی پلوشہ
خانم کو کسی اور سے دیوانگی بھرا عشق کرنے کا راز
اس کے سر پر زبردستی تھوپ دی جانے والی عورت کو
بتا دیا ہو جس سے شادی سے انکار کر دینے کی مینتیں
کی ہوں اور وہ عورت پھر بھی اس کی زندگی میں اپنی

لگی تھی خیالات پھر سے ان پر حاوی ہو گئے تھے۔

صدیوں کا گیلٹ ایک بار پھر انکو جکڑ چکا تھا نازنین
خانم جو کچن سے نکل رہی تھی وہ اپنی بہن کو پھر سے
دورے کی کیفیت میں پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھ کر
انشال کو بازو سے پکڑ کر بے دردی سے ان سے دور
دھکیل گئی تھی۔

جب تمہیں پتہ ہے میری دیدہ تمہیں برداشت نہیں کر پاتی
تو کیوں ان کو تکلیف دیتی ہو تمہاری مورے نے میری
دیدہ کے حق پر ڈاکہ ڈال کر ان کا سب کچھ چھین لیا تھا
پھر بھی تم میری بے بس دیدہ کو مزید تکلیف دینے سے
باز کیوں نہیں آتی انشال!

نازنین خانم شدید طیش سے بول رہی تھی۔ لاؤنچ میں خانم
بی غزالہ خانم مریم خانم بھی بیٹھی ہوئی تھی جبکہ منہان
مردان خانے میں سردار ہاشم کے ساتھ تھا۔

چچی میں.....تمہیں میں نے قبول کیا ہے انشال میری دیدہ

نے نہیں انکو تکلیف مت دو میں اپنے اکلوتے بیٹے کی
خاطر تمہیں قبول کر چکی ہوں مگر ہر کوئی نہیں کر
سکتا۔

نازنین خانم بھی آنسو بہاتی بول رہی تھی۔ انکی باتیں سن
کر پلوشہ خانم خود کو ہر دفعہ کی طرح آج بھی زمین میں
گھڑتے ہوئے محسوس کر رہی تھی۔ غزالہ خانم کا دل بھر
آیا تھا ان کی معصوم چھوٹی بہن کیا کافی نہیں تھی جو اب
انشال بھی نازنین خانم کے انتقام کا نشان بننے جا رہی
تھی۔

وہ انشال کو سہم کر کھڑے دیکھ کر اس کے پاس جاتی
اپنے سینے سے لگا گئی تھی۔ نازنین بس کروہر وقت اتنی
کڑوی باتیں کرنا سہی نہیں تمہاری انہی باتوں کی وجہ
سے مریم نے ساری زندگی سزا کاٹی ہے میری بہن کو
اور اس کی بیٹی کو بخش دو تم! آج غزالہ خانم کی بھی
بس ہو گئی تھی وہ بھی پھٹ پڑی تھی۔

پلوشہ خانم انشال کو لرزتے ہوئے سہمے اپنی طرف
دیکھنے پر مزید دل برداشتہ ہوئی اور وہ صوفے سے

اٹھتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ جبکہ انشال انہیں ترسی
ہوئی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

اس نے اپنی آنکھیں رگھڑ کر صاف کی اور اپنی خالہ کے
گرد بازو حمائل کر گئی۔ خالہ مورے ایک دن تو مجھے
اپنا لیں گی ناں وہ مجھ سے پیار کریں گی ناں! انشال ہر
دفعہ کی طرح اس بار بھی ایک امید سے بولی تھی۔

میری بیٹی اللہ سب کچھ بہتر کرنا جانتا ہے سب ٹھیک ہو
جائے گا ایک دن تم بیٹھو یہاں آج اتنی خوشی کا دن کا
تاریخ طے ہونی ہے شادی کی آنکھیں سوج جائیں گی پھر
منہاں بھی ناراض ہو گا! غزالہ خانم انشال کا ماتھا چومتے
بولی تھی وہ اسے خانم بی اور مریم خانم کے پاس بٹھاتی
کچن میں سارے انتظامات دیکھنے چلی گئی۔

مشی کہاں ہو تم یار کب تک پہنچو گی میں ویٹ کر رہی
ہوں! ایشا جو بالکل ابھی یونیورسٹی پہنچی تھی وہ گاڑی
سے اترتے ہوئے مشائم کو کال کرتی اس کے یونیورسٹی
آنے کا پوچھنے لگی

وہ بلیک کلر کی اسکرٹ پر پنک فل سلیوز ٹاپ پہنے
ہوئے تھی لمبے سیاہ بال فلی اوپن تھے جن پر نیچے کی
طرف لائٹ سے کرلز ڈالے ہوئے تھے۔



اس نے بہت لائٹ سا میک اپ کیا ہوا تھا بڑی بڑی سیاہ
چمکتی ہوئی آنکھیں لائٹر سے اور بھی حسین لگ رہی
تھی جبکہ گھنی سیاہ پلکیں مسکارے کے کوٹ سے اور
زیادہ بڑی لگ رہی تھی۔

ہلکے سے بھرے ہوئے کٹاؤ دار ہونٹ پنک گلوں سے
اور بھی اٹریکٹو لگ رہے تھے وہ آج حد سے زیادہ حسین
لگ رہی تھی۔ لائٹ سی جیولری پہنے اپنے ہاتھ میں کلچ
پکڑے مشائم سے کال پر بات کرتے ہوئے وہ یونیورسٹی
کی انٹرینس کی طرف بڑھ رہی۔

یار بس نکلنے لگی ہوں ایشو ڈونٹ ورری میں ٹائم سے
پہنچ جاؤں گی اور ہاں ایشو کیا تمہاری وہ فرینڈ بھی آرہی
ہے جس نے تمہاری ہیلپ کی تھی میں نے تو خاص اس
سے ملنا ہے یار!

مشائم اپنی چیزیں سمیٹتی ہوئی بولی تھی۔ ہاں کل رات ہی
میری اس سے بات ہوئی تھی پہلے تو وہ نہیں آرہی تھی
مگر میرے انسسٹ کرنے پر وہ آرہی ہے اور لو وہ تو
پہنچ بھی گئی بس تم جلدی آجاؤ اوکے بائے

ایشا جو اپنے سامنے گاڑی سے اترتی شانزے کو دیکھ کر
مشائم کو جلدی آنے کا کہتی کال بند کر کے اس کی طرف
بڑھی ہی تھی کہ وہ کچھ دیر کے لئے اپنی جگہ پر ہی
فریز ہو گئی۔

احد خانزادہ جو شانزے کو فری ہونے پر کال کرنے کا کہتا
چاروں طرف اپنی نگاہیں دوڑا رہا تھا کہ اس کی نظر
سامنے کی جانب کی اٹک گئی۔ اس نے سر سے پاؤں تک
ایشا انصاری کا معائنہ کیا اور اس کی آنکھیں لہو آلود
ہونے لگی۔ جن میں ایسی تپش تھی جو ایشا کو اپنے اندر
دھنستی ہوئی محسوس ہونے لگی اسے ان آنکھوں کی
گھوری سے خوف آیا اور پھر وہ اپنی نظریں جھکا گئی۔

شانزے خان جو ایشا کو اپنے سے کچھ قدموں کے فاصلے
پر کھڑے دیکھ چکی تھی وہ اس کی جانب قدم بڑھانے
لگی! شانزے کو کوئی موڈ نہیں تھا آنے کا مگر ایشا نے
اسے کل رات کال کی تھی اور لازمی آنے کا کہا تھا
اسے مشائم کے بارے میں بھی بتایا تھا کہ وہ خاص اس
سے ملنا چاہتی ہے اس لئے وہ یونیورسٹی ایونٹ اٹینڈ
کرنے آگئی یہ جانے بغیر کہ اس کا شوہر اسے حویلی میں
ناں دیکھ کر ایک کھرام مچا دے گا اور جو کلاس اس نے
شانزے کی لینی ہے اپنے اسٹائل میں وہ شاید ہی کبھی
بھول پائے گی۔

ہائے ایشا آپ یہاں کیوں کھڑی ہیں اندر چلتے ہیں! وہ ایشا

کے قریب پہنچتی بہت فرینڈلی وے میں بولی تھی۔ ایشا جو احد خانزادہ کی لہو چھلکاتی شہد رنگ آنکھوں کو دیکھ کر جھرجھری لینے والی تھی وہ شانزے کے مخاطب کرنے پر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

وہ۔۔وہ میں تمہارے پاس ہی آنے لگی تھی چلو اندر چلتے ہیں تم پرفیکٹ ٹائم پر پہنچ گئی! ایشا مسکرا کر بولی تھی جبکہ احد خانزادہ اپنی گاڑی میں جا کر بیٹھ گیا تھا۔ احد کو اس ڈھیٹ لڑکی کو دیکھ کر اتنا شدید غصہ چڑھا تھا کہ جس کی کوئی حد نہیں وہ اس کی ہوتی تو اس کے ہوش ٹھکانے لگا دیتا۔

لگتا ہے میڈم پر پہلی ملاقات کا اثر بیہوشی کے بعد ختم ہو گیا ہے چلو کوئی بات نہیں ایک اور ملاقات سہی اس دفعہ تو ایسی جان نکالوں گا کہ بھول کر بھی دوپٹہ لینا نہیں بھولے گی مس ڈرامہ کوئین! احد خانزادہ کا خون کھول رہا تھا وہ اس اسکرٹ ٹاپ میں کیا لگ رہی تھی یہ اگر وہ جان جاتی تو خود کو پردے میں ہی چھپا لیتی

ان دونوں کے اندر چلے جانے کے بعد احد خانزادہ نے اپنا موبائل نکالا اور اپنے کسی بندے کو خاص ہدایت دے کر

فون بند کر گیا تم سے ملاقات کرنے میں مزا آئے گا احد
خانزادہ طیش سے سوچتا ہوا کی دوش پر گاڑی بھگا لے
گیا۔

ایشا آپ کی کزن نہیں آئی! شانزے اس کے ساتھ مشائم کو
ناں دیکھ کر استفسار کرنے لگی۔ وہ دونوں یونیورسٹی
اپنے ڈیپارٹمنٹ میں ہلکی پھلکی باتیں کرتی ہوئی انٹر ہو
رہی تھی۔ وہ آفس میں ہے اپنے بس آرہی ہے کچھ دیر تک
پہنچ جائے گی

ایشا مشائم کو جلدی سے پہنچنے کا ٹیکسٹ کرتی شانزے
سے بولی تھی۔ اچھا وہ جاب کرتی ہیں مگر آپ نے تو کہا
تھا کہ وہ ابھی کالج۔۔۔۔۔ہاں وہ کولج میں ہی پڑھتی ہے مجھ
سے ایک سال چھوٹی ہے مگر اسے انڈیپنڈنٹ ہو کر ہر
کام کرنے کا شوق ہے وہ اپنے ایکسپنسز خود اٹھانا چاہتی
تھی اس لئے جاب بھی کر رہی ہے اور ساتھ ساتھ اسٹڈیز
بھی تھینکس تو ہر باس جن کی وجہ سے وہ ایزلی سب
مینج کر لیتی ہے۔

ایشا بہت پراؤڈلی بولی تھی وہ مشائم پر بہت پراؤڈ فیل

کرتی تھی جو بغیر کسی ڈر خوف کے ہر کام کر جایا کرتی تھی۔ وش بیسٹ فار ہر!! اب تو مجھے ایکسائمنٹ ہو رہی ہے ان سے ملنے کی! شانزے خان کو بھی بہت فخر سا محسوس ہوا تھا مشائم کے بارے میں سن کر اسنے ایسی اسٹرونک لڑکی کوئی بھی نہیں دیکھی تھی ابھی تک جو اتنی کم عمر ہو اور اپنے لئے سب کچھ خود کرنے کے لئے محنت کر رہی ہو۔

ایشا بھی ایک اچھی ایلٹ کلاس فیملی سے تعلق رکھتی تھی اس لئے شانزے نے مزید کوئی ریزن نہیں پوچھا کہ وہ کیوں اتنی ٹف ٹائم کو پرائیورٹی دے رہی ہے اچھا پڑھ لکھ کر بھی تو کوئی بہت اچھی جاب کر کے انڈیپنڈنٹ ہو سکتی ہے۔

شانزے ان لڑکیوں میں سے تھی جو کسی لڑکی کے خود کو اپنی سوچ اور اپنے فیصلوں کو اہمیت دیتے دیکھ کر بہت پراؤڈ فیل ہوتا تھا۔ وہ بہت ایکسائٹڈ تھی ایسی پہلی لڑکی کو دیکھنے کے لئے جو چھوٹی سی عمر میں خود کو مضبوط بنا رہی تھی ورنہ اس نے انشال کو ہی دیکھا تھا جو بات بات پر سہم جاتی تھی اور ایک وہ خود بھی

تھی جو اپنے لالا کی طرح آرمی جوائن کرنا چاہتی تھی
مگر اس کا یہ خواب کبھی بھی پورا نہیں ہو سکتا تھا

پہلی بات تو انکے خاندان کی لڑکیوں کو جاب کرنے کی
اجازت نہیں تھی دوسرا اسے بہت مشکل سے سب کے
خلاف جا کر اس کے لالا نے کو ایجوکیشن میں ایڈمشن
دلایا تھا اور سب سے اہم بات کہ چھوٹی سی شانزے خان
بہت نازک مزاج لڑکی تھی وہ زمانے کی گرم سرد ہوا
سے ابھی واقف نہیں تھی اور اب تو وہ شاید اپنی زندگی
میں کوئی بھی فیصلہ نہیں لے سکتی تھی۔

احمر بھائی میں اپنا سارا کام کمپلیٹ کر چکی ہوں جو فائل
آپ نے دی تھی اسے باس کے آفس میں فائل کر کے رکھ
دیا ہے میں نے اور ہاں یہ یو ایس بی رایان بھائی نے
مجھے دی تھی کہ آپ کو دے دوں جب وہ کنسٹرکشن
سائٹ وزٹ کرنے کے لئے نکل رہے تھے کیونکہ سر
شہریار تو آج آئے نہیں اور میں بھی بس جا رہی ہوں تو
اگر وہ میرے جانے کے بعد آگئے تو آپ انہیں یہ دے دینا

مشائم سب کچھ وائنڈ اپ کرتی احمر کے کین میں جاتی
بولی تھی۔ آج صبح سے شہریار خانزادہ اپنے دوسرے
آفس میں تھا اور اس نے کنسٹرکشن سائٹ وزٹ کرنے
کے لیے آج رایان انصاری کو کہا تھا کیونکہ اسے
ارجنٹلی ایک ضروری کام ختم کر کے حویلی جانا تھا
جہاں اس کا انتظار ہو رہا تھا۔

اسے کچھ دیر پہلے ہی منہان اور انشال کے حویلی واپس
آنے کی خبر ملی تھی وہ اپنی بہن اور اپنے ناراض لاڈلے
منہان خانزادہ سے ملنے کے لیے بے چین ہوا تھا۔ مگر
اسے حویلی جانے سے پہلے ایک امپورٹنٹ یو ایس بی
مشائم سے لینی تھی جو رایان نے اسے دی تھی۔

وہ ایک حد سے زیادہ مصروف رہا تھا دل بے ایمان ہو رہا
تھا اپنی پٹاخہ کا دیدار کرنے کے لئے اس لئے وہ یو ایس
بی کے بہانے اسکا دیدار ہی تو کرنے جا رہا تھا۔

مشائم اپنے موبائل پر رائڈ بک کرتی آفس سے نکلی تھی۔
وہ لفٹ میں پہنچ کر ابھی پارکنگ میں ہی آئی تھی کہ
اسکی رائڈ کینسل ہو گئی۔ شیٹ کیا مسئلہ ہے بھی آج بھی

کوئی منحوس دن ہے کیا ایک تو آفس سے یونیورسٹی
پورے گھنٹے کا راستہ ہے رکشے میں تو بالکل جانے کا
موڈ نہیں میرا!

جب سے ماما سے جھوٹ بول کر آفس جوائن کیا ہے
کوئی دن ایسا نہیں گزرا جو مجھے شدید منحوس نا لگا ہو
اوپر سے یہ سر شہریار اتنا زیادہ کام آسائن کر دیا مجھے
بونس دیا ہے تو اب ہڈیوں تک نچوڑ کر نکالیں گے کیا
کروں اب یونی تو ہر حال میں جانا ہے چلو رکشا ہی کر
لیتی ہوں ابھی اتنی دھوپ نکلی ہوئی تھی اور اب یہ بارش
اف اللہ میاں کیا آپ مجھے یونیورسٹی نہیں جانے دینا
چاہتے کیا

مشائم کا تو غصہ سے برا حال ہو رہا تھا۔ ایک تو وہ لیٹ
ہو رہی تھی اوپر سے اس کی رائڈ کینسل ہو گئی تھی اور
اب بارش ہونا بھی شروع ہو گئی تھی۔ مشائم کے نمبر پر
ایشا کی کال آرہی تھی۔ ہیلو آرہی ہوں تھوڑا کچھ دیر تک
پہنچ جاؤں گی!! مشائم کال اٹھا کر بولتی پھر سے رائڈ
بک کرنے لگی تھی۔

شہریار خانزادہ جو ابھی آفس کی پارکنگ میں انٹر ہوا تھا کہ اسے لال سرخ غصے سے بھرا چہرہ لیے موبائل اسکرین کو دانت پیس کر دیکھتی مشائم دکھائی دی۔ اف وہ کیا لگ رہی تھی! شہریار خانزادہ اپنی پلکیں کو بھی جنبش دینا بھول گیا۔ وہ اسے دانت پیستی ہوئی اتنی حسین لگی تھی کہ شہریار خانزادہ اسے چیک آؤٹ بھی نہیں کر وہ بس دل بھر کر اسکے حسین چہرے کا دیدار کرنے لگا

ان کے حسین چہرے سے نظر ہٹے تو ان کا لباس منظر دیدار کا حصہ بنے وہ تو اپنی اداؤں سے ہی ہمیں گمنام کرنے کا فن جانتے ہیں۔۔۔!! شہریار خانزادہ کا دل ہتھیلی پر دھڑکنے لگا تھا وہ حد سے زیادہ حسین لگ رہی تھی۔

اس کو نگاہیں موبائل سے ہٹا کر سامنے اپنی جانب دیکھنے پر وہ سٹیٹا کر سیدھا ہوا اور پھر خود ہی ہنسنے لگا۔ اس کی گاڑی کے شیشے تو ٹٹٹت تھے وہ جی بھر کر اسے دیکھ سکتا تھا مگر اسکی بھولی بے حد معصوم رونے جیسی شکل دیکھ کر وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہوتا گاڑی کا دروازہ ان لاک کر کے اتر گیا۔

مشائم جس کی رائٹڈ پھر سے کینسل ہو گئی تھی تو کیوٹ
سا چہرہ بنائے دانت پیس کر اپنے آئی فون کو گھورنے کا
کام انجام دے رہی تھی جب بڑی سی چمچماتی ہوئی سیاہ
لینڈ کروزر اسکے سامنے آکر رکی۔

وہ شہریار خانزادہ کی گاڑی کو پہچان گئی تھی جو اپنی
گاڑی سے اتر کر اسی کی جانب آرہا تھا۔ اب وہ اسے اوپر
سے نیچے ایک لائٹ سی نگاہ سے چیک آؤٹ کر رہا تھا۔
وہ ایلینگنٹ سی پنک کلر کی پنڈلیوں تک آتی اسکرٹ پہنے
ہوئے تھی جسکے ساتھ بلیک کلر کی فٹنگ والا لائٹ سا
آف شولڈر والا ٹاپ پہنا ہوا تھا۔ جس سے اس کے دودھیا
کندھے نظر آرہے تھے۔



گردن میں وہی ڈائمنڈ کا بٹر فلائی والا پینڈنٹ تھا کانوں میں
بھی وہی میچنگ ایئر رنگز جبکہ ہاتھ میں بھی وہی
بریسلٹ تھا جو وہ ہمیشہ پہنے رکھتی تھی۔ اسنے آج
سیدھے ہاتھ کی انڈیکس فنگر میں ایک بلیک کلر کی رنگ
پہنی ہوئی تھی۔ جو اس کی مخروطی انگلی کو مزید ہائی
لائٹ کر رہی تھی۔

اسنے ہاتھوں اور پاؤں پر بلیک کلر کی نیل پینٹ لگائی
ہوئی تھی۔ حسین سے نازک پاؤں بلیک کلر کی پینسل ہیل
میں چمکتے ہوئے چوم لینے کی دعوت خاص دے رہے
تھے۔ مشائم سالار کے سنہری بال آج بالکل اسٹرائٹ اوپن
تھے جو اس کی کمر تک آرہے تھے جبکہ فرنٹ سے
بیئرڈز بنائی ہوئی تھی جو اس کی کیوٹ نیس اور زیادہ
بڑھا رہی تھی۔

بیزل آنکھیں کاجل کی قید میں کسی کو بھی اپنا اسیر بنا
لینے کا کام انجام دے رہی تھی۔ گھنی بڑی بڑی پلکیں
مسکارا کے ڈبل کوٹ سے اور بھی زیادہ گہری لگ رہی
تھی جیسے کوئی تیز تلوار جو سینے سے دل نکال دے

گلابی کٹاؤ دار لب بے حد رسیلے لگ رہے تھے جو حلق
میں کانٹے اگانے کا سبب بن رہے تھے اور وہ بھورا تل
جو اس کے بلائی لب کے اوپر تھا شہریار خانزادہ مر
جائے بار بار اس کا دیدار کرنے پر وہ بہت زیادہ
خوبصورت تھی بہت حسین! اسکا بل کھاتا جسم مدھوشی
کی گہرائی میں گرانے کا فنکار تھا۔

وہ اس قدر حُسن لئے جو دعوتِ نظارہ پیش کر رہی تھی
وہ شہریار خانزادہ کے اندر آگ لگا گیا تھا۔ اس کا دل چاہ
اسے اپنی باہوں میں قید کر لے کہی چھپا لے!! وہ اسے
دیکھ کر اپنے خون میں جلتے ہوئے شعلے محسوس کر
رہا تھا۔ غصہ اس کے کان منہ اور یہاں تک کے پچھلی
گردن کو بھی لال کر گیا تھا ہاتھوں کی رگیں پھولنے لگی
تھی۔

حق ہوتا تم پر تو اس گاڑی میں ہی آج تمہاری چیخیں نکلوا
دیتا دیکھو تو ذرا معصومیت کی مورت چالاک بلی
روندھو شکل بنائے کھڑی ہے اپنے ڈمپلز دکھا کر مجھے
تڑپا رہی ہے آنے دو ذرا ہاتھ اس کا سارا رس نچوڑ لینا
ہے میں نے!! اتنی پیاری ہے چھوٹی سی اور حُسن تو اتنا

ہے ڈرتا ہوں اگر بیوی بنا کر سختی سے ہاتھ لگا لیا تو کہی
میلی ہی نا ہو جائے!

ابھی اگر ڈریسنگ پر اعتراض کیا تو ایسا ناں ہو میرے ہی
کپڑے پہاڑ دے جب یہ اس حرام* ولید جیسے کو منہ لال
کرنے کی دھمکی دے سکتی ہے تو شہریار غصے میں
تیرا بھی سر پہاڑ سکتی ہے بی کیئر فل! یو آر ہر شوگر
ڈیڈی شی اس یور شوگر بے بی پیار سے ہینڈل کر لوں گا
اس کے گھر میں الاؤڈ ہو گا ایسی ڈریسنگ کرنا سب بچی
سمجھ کر کچھ بولتے نہیں ہوں گے لیکن میں کیا کروں
اپنے گرم خون کا خاندانہ خون ہے آگ لگ جاتی ہے اسے
کوئی دیکھے یہ سوچ کر بھی پتہ نہیں کیوں اتنا اٹریکٹ ہو
گیا ہوں اپنی طرف کھینچتی ہے پٹاخہ میری

شہریار خاندانہ مسلسل اس کی طرف دیکھتا سوچے جا
رہا تھا۔ وہ مشائم کے پاس چند ہی قدموں کے فاصلے پر
آکر رک گیا۔ ہیلو از ایوری تھنگ اوکے کوئی ایشو ہے تو
آئی کین ہیلپ یو!! وہ اس کے کچھ بھی کہنے سے پہلے
سنجیدہ لہجے میں بولا۔

ہیلو سر وہ میں آئی ایم سوری آج پھر سے میں نے آفس کا رول بریک کر دیا میں نے یونیورسٹی ایک پارٹی میں جانا تھا اس لئے ویسٹرن ڈریسنگ کی آئی پرومیس یہ لاسٹ ٹائم ہے! مشائم مسلسل شہریار خانزادہ کی نظروں میں اپنی ڈریسنگ کو لے کر غصہ اترتے محسوس کرتی ایک سانس میں بولی تھی۔

یو بیٹر ناٹ نیکسٹ ٹائم! شہریار خانزادہ اسکو اپنی نظروں میں غصہ پہچان لینے پر دل میں خوش ہوتا سنجیدہ ہو کر بولا تھا۔ ایکسکیوز می! مشائم ایک ایمبریس سماء پاس کر کے ابھی آگے بڑھتی جب شہریار خانزادہ نے اسے ٹوکا۔

مشائم آپ کس کے ساتھ جا رہی ہیں یونیورسٹی! جی سر!! وہ کنفیوز ہو کر بولی۔ آئی مین بارش ہو رہی ہے اور آپ کو کوئی لینے تو نہیں آیا تو پھر آپ کس کے ساتھ جا رہی ہیں!! وہ اب نرم لہجے میں بولا تھا۔

سر میں اکیلی ہی آتی جاتی ہوں اور ابھی بھی رائڈ بک کر رہی ہوں مگر آج بھی ہمیشہ کی طرح منحوس دن ہے اس

لیے رائڈ بار بار کینسل ہو رہی ہے تو اب آٹو میں ہی جاؤں۔۔۔۔۔ آجائیں میں آپ کو ڈراپ کر دیتا ہوں موسم خراب ہے بارش ابھی تیز ہو جائے گی!!

شہریار خانزادہ تو اس کی بات سن کر پہلے سے زیادہ غصہ ہو گیا۔ وہ اتنی سی تھی کوئی خوف کوئی ڈر کچھ بھی نہیں تھا اور اس کی فیملی کیسے اکیلے آنا جانا الاؤ کر رہی تھی۔ نو تھینکس میں خود۔۔۔۔۔ آجاؤ مشائم لیٹ ہو رہی ہو آئی تھنک!! مشائم کے نمبر پے لگاتار کالز آتی دیکھ کر وہ پھر سے بولا۔

اس کا دل ہی نہیں مان رہا تھا اسے اکیلے جانے دینے کا!
بٹ سر میری ماما الاؤ۔۔۔۔۔۔ ابھی آٹو میں جاؤ گی تب ماما
الاؤ کر دیں گی رائڈ والا بھی تو بھائی نہیں ناں آجاؤ بار
بار کالز آرہی ہیں میں ویسے ہی گھر جا رہا تھا آپ کو
ڈراپ کر دوں گا!!

شہریار خاندانہ اس کے انکار کرنے پر اپنی ڈومینیٹنگ
ٹون میں واپس آیا تھا۔ مشائم بارش میں تیزی دیکھ کر اس
کے ساتھ جانے کے لئے راضی ہو گئی اور کوئی آپشن

نہیں تھا زیادہ لیٹ ہونے پر ایشا نے اس کا گلہ دبا دینا تھا۔

اوکے تھینک یو! وہ مدہم آواز میں کہتی اپنا موبائل سائلنٹ کر گئی۔ آجائیں ویسے کونسی یونیورسٹی جانا ہے! شہریار خانزادہ گاڑی انلاک کر کے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئی استفسار کرنے لگا۔

مشائم اسے مطلوبہ یونیورسٹی کا نام بتا کر پچھلی طرف بیٹھتی جب شہریار خانزادہ اسے ٹوک گیا۔ میں آپ کا ڈرائیو نہیں ہوں آگے آکر بیٹھیں!! تو آپ میرے ڈیڈی بھی نہیں ہیں جو میں آگے بیٹھوں!! اب مشائم بھی آنکھیں گھما کر بولی تھی۔

نہیں ہوں تو بن جاؤں گا ڈیڈی ہمارے بچوں کا! شہریار اسکی آنکھیں گھمانے والی ادا کر گھائل ہوا تھا۔ اوٹ کیا کہا آپ نے میں نے سنا نہیں! وہ شہریار خانزادہ کی نا ہونے جیسی آواز سن کر مزید کنفیوز ہو کر بولی تھی

ناتھنگ آپ آگے بیٹھیں تاکہ ہم ٹائم سے پہنچ جائیں!!

شہریار خانزادہ سوفٹ سی اسمائل کرتا گاڑی میں بیٹھ گیا
جب مشائم بھی اس کے ساتھ ہی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی
اور شہریار خانزادہ نے اپنی گاڑی اسٹارٹ کر دی! جس
یونیورسٹی مشائم نے جانا تھا وہاں شانزے بھی پڑھتی تھی
اسکا تو راستہ بھی گھنٹے کا تھا جبکہ حویلی اسکے
اپوزیٹ سائٹ پر تھی۔ شہریار کی خوشی چہرے کو
چمکانے لگی تھی۔ اسکا یہ سفر مس پٹاخہ کی موجودگی
سے ہی حسین ہونے والا تھا۔۔۔

باتونی پٹاخہ ایسے خاموش بیٹھی ہے جیسے میں اس کا
ٹیچر ہوں بولے گی تو منہ پر چپڑ لگا دوںگا تھا کھل کر
دیکھ بھی نہیں سکتا ورنہ جتنے لمبے میڈم نے نیلز رکھے
ہوئے ہیں پتہ چلا میرے منہ پر بھی آفس کا نقشہ بنا دے!!
پیاری بچی۔۔ کیوٹی پائے

شہریار خانزادہ فل فوکس سے ڈرائیو کرتا دل میں سوچ
رہا تھا تقریباً بیس منٹ ہو گئے تھے گاڑی میں ایسی
خاموشی تھی جیسے وہ دونوں گونگے ہوں۔ مشائم خاموشی
سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھی خود کو اپنے موبائل میں اسنیپ

اسکرو لنگ میں مصروف رکھے ہوئے تھی جبکہ شہریار خانزادہ کا دیہان ہی اس پر سے نہیں ہٹ رہا تھا۔ وہ اسکی ایک ایک موومنٹ کو سائڈ آئی سے دیکھ رہا تھا جو اس کو اوویڈ کر رہی تھی۔

ایکدم سے بارش نے زور پکڑا تھا بادلوں کے گرجنے پر مشائم ڈر کر چیختی ہوئی اپنی سیٹ پر بیٹھی بیٹھی اچھلی تھی موبائل اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر شہریار خانزادہ کی لیپ میں جا گرا تھا۔ آہہ۔۔۔

مشائم کو اگر کوئی چیز خوفزدہ کر سکتی تھی تو وہ تیز گرجنے کی آواز تھی۔ اسے اگر کوئی چیز ڈرا سکتی تھی تو وہ اونچی آواز تھی وہ بچپن میں بھی جب بدل زور سے گرجتے تھے تو وہ اتنی ہی بری طرح ڈرتی تھی جتنی کہ ابھی اور بادل کی گرج سے زیادہ وہ اونچی آواز سے ڈرتی تھی اس میں اللہ نے اگر کسی بات کا خوف رکھا تھا تو وہ اونچی آوازوں کا تھا۔

اسکی چیخ کر شہریار گاڑی ایکدم سائڈ پہ روک چکا تھا اس نے مشائم جیسی بہادر لڑکی کو بادل کے گرجنے پر

اتنا سہم کر چیختے دیکھ کر ایک بات کا اندازہ لگایا تھا کہ لڑکی جتنی بھی بہادر بن جائے اس کا دل ہمیشہ نازک ہی رہتا ہے اونچی آواز بہادر سے بہادر لڑکی کو بھی خوفزدہ کر سکتی ہے۔

اسکے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر اپنی لیپ میں گرتے دیکھ کر شہریار خانزادہ نے اپنے ڈرٹی مائنڈ پر لعنت بھیجی اور اسکا موبائل اپنے ہاتھ میں پکڑ کر ڈیش بورڈ پر رکھ دیا۔

آر یو اوکے مشائم!! شہریار خانزادہ اسے کچھ منٹ تک یونہی خوف کے زیر اثر بیٹھے دیکھ کر اس کے سامنے گلہ کھنکھار کر بولا تھا وہ اتنا بھی ڈر سکتی ہوگی بدل کے گرجنے پر شہریار خانزادہ کو اب حیرت ہونے لگی۔

س۔۔۔سوری۔۔۔وہ۔۔۔مجھے۔۔۔سوری سر!! وہ آنکھیں زور سے بند کر کے کھولتی شرمندگی سے بولی تھی۔ آپ اتنا ڈر۔۔۔۔جب سے بابا کا ایکسیڈنٹ ہوتے دیکھا ہے تب سے مجھے تیز آوازوں سے اتنا ہی ڈر لگتا ہے

وہ دن جب سالار صاحب کا خطرناک ایکسیڈنٹ ہوا تھا اس دن بھی گرج چمک کے ساتھ شدید بارش ہو رہی تھی اس وقت انکے ساتھ گاڑی میں مشائم بھی تھی وہ اسکو کالج ڈراپ کرنے جا رہے تھے جب سامنے سے ایک بہت بڑا ٹرالر آیا اسکے ڈرائیور نے شاید نشہ کیا ہوا تھا اس ٹرالر کا رخ سالار صاحب کی گاڑی کی طرف ہی تھا اور وہ تیزی سے انکی طرف بڑھ رہا سالار صاحب کو کچھ عجیب سی گڑبڑ محسوس ہوئی خالی روڈ پر اپوزیٹ سائڈ سے اتنے بڑے ٹرالر کا آنا انہیں تشویش میں مبتلا کر گیا جیسے وہ ان کے لئے ہی بھیجا گیا ہو مشائم بے حد خوفزدہ ہو کر انہیں پکار رہی تھی مگر سالار صاحب کی نظریں ٹرالر پر ہی جمی ہوئی تھی۔

مشائم جمپ کرو بیٹے! سالار صاحب جلدی سے بولے تھے۔ انکے ساتھ ان کی اکلوتی بیٹی بھی تھی کنٹرول ان کے ہاتھ میں نہیں تھا کیونکہ ٹرالر ان تک پہنچ گیا تھا۔ نو بابا میں گاڑی سے آپ۔۔۔ وہ ڈر کر گاڑی سے کودنے پر انکار کر ہی رہی تھی جب سالار صاحب نے ٹرن لیا اور مشائم کی سائڈ کا دروازہ کھول کر اسے گاڑی سے باہر پیش کر دیا جبکہ بادل اتنی زور سے گرجے کہ جن کی آواز سے دل پھٹ جائے اور پھر وہ ٹرالر تیز ہارن کی

آواز کے ساتھ سالار صاحب کی گاڑی کو ہٹ کر گیا۔

ان کی گاڑی زور سے درخت پر جا لگی اور پھر وہ
ٹرالر والا تیزی سے غائب ہو گیا۔ یہ سب مشائم کی
آنکھوں کے سامنے ہوا تھا۔ باپ کو کھو دینے کا خوف
اسکے اندر رچ بس گیا تھا وہ زمین پر گری کانپتی ہوئی
اپنے بابا کی گاڑی کی بری حالت دیکھ رہی تھی جو
درخت میں گھسی ہوئی تھی جس کا بہت برا ایکسیڈنٹ ہوا
تھا یا پھر کروایا گیا تھا وہ سمجھ نہیں سکی مگر سالار
صاحب سب سمجھ گئے تھے۔

مشائم تیزی سے زمین سے اٹھی اور اپنے بابا کی گاڑی
کی جانب بھاگی جس کا کچومر بنا ہوا تھا۔ گاڑی کے قریب
جانے پر اس نے ڈرائیونگ سیٹ پر اپنے باپ کو خون
میں لپد دیکھتے ہی مشائم کی جان نکلی تھی۔ اسنے اپنے
بابا کو کیسے ریسکیو کیا یہ بات وہ زندگی میں کبھی نہیں
بھول سکتی تھی۔

اسکی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جما ہو گئے اور ایک
غصہ بھی اس ٹرالر والے پر!! وہ ہوش میں آتی اپنی
آنکھیں جھپک کر خود کو نارمل کرنے لگی۔!! آئی ایم

سوری سر وہ میں۔۔۔اوہ سو ہارٹ بریکنگ سو سوری فار
 ہیرنگ دس!! آپ کے بابا کا ایکسیڈنٹ ہوا سن کر افسوس
 ہوا مشائم ہاؤ ہی از ناؤ!! شہریار خانزادہ اسکی بات سن
 کر دل سے افسردہ ہوا وہ مشائم کے اتنی چھوٹی سی عمر
 میں جاب کرنے کی لاجک اب سمجھا تھا تو وہ اپنی فیملی
 کی ہیلپ انکو سپورٹ کرنے کے لئے جاب کر رہی تھی۔
 وہ اونچی آواز سے ڈرنے والی لڑکی شہریار خانزادہ کو
 پہلے سے کہی زیادہ بہت بہادر لگی تھی۔ وہ اس کے دل
 میں مزید گہرائی سے اتری تھی۔ بابا کی طبیعت ٹھیک نہیں
 رہتی وہ بس بیڈ پر ہی لیٹے رہتے ہیں ان کا ماما ٹریٹمنٹ
 کروا رہی ہیں بٹ ابھی تک کوئی ریکوری نظر نہیں
 آرہی! مشائم کا لہجہ ایک لمحے میں بھیگا تھا۔

حوصلہ رکھیں اللہ سب بہتر کرے گا!! آپ کے باقی
 سبلنگز۔۔۔آئی ایم دی اونلی چائلڈ! شہریار خانزادہ اس کے
 بارے میں مزید استفسار کرنے لگا جب مشائم ایک لمحے
 میں اپنے لہجے پر قابو پاتی ہلکی سی اسمائل کے ساتھ
 بولی تھی۔ اس کے دونوں گالوں پر ڈمپلز پڑھے تھے جو
 بہت جان لیوہ تھے۔

شہریار خانزادہ اس سے مزید کچھ کہتا جب مشائم کے
موبائل پر پھر سے کال آنے لگی۔ مشائم اپنا موبائل پکڑ کر
ایشا کی کال کاٹتی شہریار خانزادہ کی طرف دیکھ کر
اسے ڈرائیو کرنے کا بولی۔

سر میں لیٹ۔۔۔۔۔ویٹ آئی ول برنگ سم واٹر! شہریار
خانزادہ تیز بارش میں گاڑی سے اتر کر سامنے بیکری
کی جانب بڑھا اور پانی کی بوتل اور کچھ ڈونٹس لیتا واپس
سے گاڑی میں آکر بیٹھا تھا۔

ہیو سم واٹر!! وہ پانی کی بوتل کھول کر مشائم کی طرف
بڑھا گیا۔ تھینکس!! مشائم اس کے ہاتھ سے بوتل پکڑتی
کچھ سپ لیتی واپس سے بوتل کیپ لگا گئی تھی جب
شہریار خانزادہ نے اسکی طرف ڈونٹس کا باکس پاس کیا۔

یہ کس لئے سر!! وہ اپنے فیورٹ ڈونٹس دیکھتی دل کو
للچانے سے باز رکھتی ہوئی بولی تھی۔ ویسے ٹائم تو لنچ
کا ہے مجھے آپ کو کھانا کھلانا چاہیے تھا بٹ کیونکہ آپ
لیٹ ہو رہی اور آپ کا شوگر لیول ڈاؤن فیل ہو رہا ہے اس
لئے یہ سویٹ ڈونٹس کھا لیں یو ول فیل گڈ

شہریار خانزادہ نے ایک باکس اپنی گاڑی کے ڈیش بورڈ پر رکھا تھا جبکہ دوسرا مشائم کو دے دیا تھا۔ تھینکس فار دس! مشائم خوش دلی سے وہ ڈونٹس لے چکی تھی میٹھا اس کی کمزوری تھی وہ سویٹ لوور تھی۔ میٹھا دیکھ کر تو پھر وہ خود کو کھانے سے روک نہیں پاتی تھی۔

اس نے ڈونٹس کا باکس اوپن کیا اور اس میں سے چاکلیٹ والا ڈونٹ نکال کر دل جمی سے کھانے لگی۔ اوہ ہاں یاد آیا! وہ ابھی ڈونٹس کھا رہی تھی جب کچھ یاد آنے پر اپنے بیگ کو کھولتی اس میں سے کچھ نکالنے لگی۔ شہریار خانزادہ اس کے لبوں کی موومنٹ دیکھتا اپنا دیہان ڈرائیونگ میں مرکوز کرنے لگا وہ اپنے بیگ میں کچھ تلاش رہی تھی۔

فار یو! وہ کچھ ہی سیکنڈز میں اپنے بیگ میں سے ایک چھوٹا سا ڈسپوزبل باکس نکالتی خوبصورت سی سائل کے ساتھ شہریار کے سامنے ڈیش بورڈ پر رکھ گئی۔ شہریار خانزادہ اس ڈسپوزبل باکس کو ایک نظر دیکھ کر گاڑی تھوڑی سلو کرتا اپنی سائل کو کنٹرول کرنے لگا۔

یہ کپ کیکس کس خوشی میں مجھے دے رہی ہیں آپ
مشائم!! آپ نے مجھے وداؤٹ اپنی سروسز بونس دیا تھا
تو میں نے سوچا آپ کو تھینک یو گفٹ تو دینا ہی چاہیے
رات لیٹ ہو گئی تھی ماما اکیلے جانے نہیں دیتی اور صبح
اتنی جلدی بیکری کھلی نہیں ہوتی تو میں نے خود چاکلیٹ
کپ کیکس بنا لیے! مشائم پھر سے ڈونٹ کھاتی ہوئی
بے حد سادہ سے لہجے میں بولی تھی۔

اوہ تھینکس فار دیز! شہریار بھی اسی کی طرح سادے سے
انداز میں بولا تھا جبکہ دل چاہا اس کے ہاتھ چوم لے۔ یہ
پانچ کپ کیکس بنا کر کھلانا چاہتی ہے ایک بھی کھایا تو
جم میں نکالنا مشکل ہوگا خیر کوئی نہیں شوگر بے بی نے
رات دیر تک محنت کی ہے ایک تو کھا ہی لونگا

چاکلیٹ کی شوقین کوئی اور فلیور بھی کھا لیا کرے اوپر
سے میں نے بھی چاکلیٹ فلاڈ ڈونٹ لا دیئے کھا کیسے
شوق سے رہی ہے میں بھی کھا جاؤں گا تمہیں ایسے ہی
ایک بار تم میری فیلنگز نوٹس کر لو ہاتھ سے جانے نہیں
دینا تمہیں پھر

شہریار خانزادہ اس کی موجودگی سے بہت فریش فیل کر رہا تھا۔ اس کی گاڑی یونیورسٹی کے سامنے آکر رکی مشائم اپنے ہاتھ ٹشو سے صاف کرتی اپنا موبائل اور بیگ ہاتھ میں پکڑے پسینہ سیٹ سے اتری تھی۔

تھینک یو فار یور ہیلپ اینڈ ڈونٹس! مشائم بہت خوبصورتی سے اپنی ڈمپل والی سمائل پاس کر کے شہریار خانزادہ کا شکریہ ادا کرتی گاڑی کا دروازہ بند کر کے یونیورسٹی کے انٹرنس گیٹ کی جانب بڑھ گئی جبکہ شہریار خانزادہ اسے جاتے ہوئے دیکھتا اپنی گاڑی ریورس کرتا خانزادہ حویلی کی جانب جاتی سڑک پر اپنی گاڑی ڈال گیا۔

سو سویٹ آف ہم۔۔! اتنے بھی روڈ نہیں ہیں سر شہریار جتنا سنا تھا ان کے بارے میں بہت کائنڈ ہارٹڈ ہیں بٹ جس طرح سے دیکھتے ہیں وہ کچھ کنفیوزنگ ہے ہمیشہ مجھے اپنی کمانڈنگ ٹون سے کنفیوز کر دیتے ہیں مشائم ایشا کے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھتی ہوئی بولی تھی۔

ایشا نے اسے کچھ دیر پہلے ہی لوکیشن سینڈ کر دی تھی

اپنے ڈیپارٹمنٹ تاکہ وہ ایزیلی پہنچ جائے۔ وہ جیسے ہی
ڈیپارٹمنٹ کے اندر انٹر ہوئی اسے سامنے ہی ایشا کسی
لڑکی کے ساتھ باتیں کرتی ہوئی دکھائی دی۔ جو وائٹ کلر
کے بے حد اسٹائلش عربک عبائے میں ملبوس تھی۔

سر پر حجاب لیا ہوا تھا اسکا چہرہ بھی مکمل چھپا ہوا
تھا صرف شہد رنگ آنکھیں دکھائی دے رہی تھی جو دور
سے ہی چمک رہی تھی۔ شانزے کا قد ایشا کے جتنا ہی تھا
جبکہ جسامت بھری بھری مشائم کے جیسی تھی لیکن اس
نے خود کو پردے میں ایسے چھپایا ہوا تھا جس سے اس
کا جسم بالکل بھی نمایا نہیں ہو رہا تھا۔



ہیلو گرلز ایم ہیر! مشائم چہکتی ہوئی آواز میں بولی تھی۔
وہ پہلے ایشا کے گلے لگی اس کے بعد اپنی طرف دیکھتی

ہوئی شانزے کے جو شاید ہچکچا رہی تھی۔ سوری یار تم
دونوں کو تھوڑا زیادہ ویٹ کرنا پڑا! تمہارا کیوں منہ
سوجا ہوا ہے بھئی

مشائم جو ان دونوں کو باری باری دیکھ کر اپنے کان
پکڑتی بچوں کی طرح سوری کر رہی تھی کہ ایشا کا موڈ
حد سے زیادہ خراب دیکھ کر پوچھے بنا نہ رہ سکی!! تم
اتنی لیٹ ہو چکی ہو کہ شانزے واپس گھر جا رہی ہے اس
کی فیملی میں گرینڈ لنچ ہے میں نے تمہیں کہا بھی تھا
ایک بجے پہنچ جانا مگر تم دیکھو پورا ڈیڑھ گھنٹہ لیٹ
ہو!! ایشا ناراض ہو کر بولی تھی۔

یار کیب کا ایشو ہو گیا تھا اور پھر اتنی بارش ہو رہی ہے
سو سوری شانزے تم مجھ سے ملنے آئی اور میں ہی لیٹ
ہو گئی میرے تو منحوس دن چل رہے ہیں آج کل آئی ایم
ریٹلی ویری سوری! مشائم کو اب حقیقتاً شرمندگی ہوئی
تھی وہ واقعی لیٹ ہو گئی تھی۔

ایٹس ٹوٹلی فائن کوئی بات نہیں آپ یہاں آگئی یہی بہت ہے
اگر آج میری فیملی میں امپورٹنٹ لنچ نہیں ہوتا تو میں
زیادہ دیر کے لیے رکتی تھینکس فار کمنگ! شانزے اسے

شرمندہ ہوتے دیکھ کر مدھم نرم لہجے میں بولی تھی۔

اس کی ڈریسنگ بہت ماڈرین تھی وہ بہت کیوٹ تھی اس کا ہر ایکسپریشن بہت متاثر کن تھا۔ سو سویٹ آف یو! مگر کیا تم تھوڑی دیر کے لئے بھی نہیں رک سکتی!! مشائم اسے سائڈ ہگ کر کے بولی تھی۔

وہ ایسی ہی تھی جلدی گھل مل جانے والی دوستی کر لینے والی اور جو اس کے ساتھ پنگا کرے اس کی تو بینڈ بھی جلدی ہی بجا دیتی تھی۔

حویلی سے مورے کی کال آئی تھی میرا جانا ضروری ہے ہم پھر ملیں گے آپ دونوں میری حویلی آجانا جب بھی فری ہوئی!! شانزے بھی اب کھلے دل سے بولی تھی۔ وہ ریزرو رہنے والی لڑکی تھی مگر ایشا اور مشائم دونوں ہی اتنی فرینڈلی تھی کہ وہ ان کے ساتھ اچھا محسوس کر رہی تھی۔ اس کی ابھی تک یونیورسٹی میں کوئی دوست نہیں بنی تھی۔

ہم ضرور آئیں گے تمہاری حویلی کیوٹ ڈول اور ہاں جو دوست ہوتے ہیں ان میں آپ جناب نہیں ہوتا!! مشائم کو وہ بہت اچھی لگی تھی اس کا لہجہ بہت پرائر تھا اتنا میٹھا

اور ملائم تھا یہ ایشا کی وہ سہیلی تھی جس سے مشائم کو
کبھی کوئی اعتراض نہیں ہونا تھا۔

مجھے تم کہنا اچھا نہیں لگتا ناں اگر میں آپ بولوں تو کیا
آپ لوگ ناراض۔۔۔بھئی ہم کیوں ناراض ہوں گے جو دل
چاہے کہو آپ کہو بے بی کہو ڈارلنگ بولو یا پھر سویٹ
ہارٹ ہم اپنی حجابی ڈول سے کیوں ناراض ہونے لگے!
ایشا فوراً سے شرارتی انداز میں بولی تھی وہ اسے فلی
کمفرٹیل کرنا چاہتی تھی۔۔

اس نے شانزے کی آنکھوں میں ملال کی لالی دیکھی تھی۔
شہد رنگ آنکھیں ہلکی گلابی تھی۔ وہ کچھ دیر میں ہی
شانزے کی معصوم نیچر سمجھ گئی تھی کہ وہ جتنی بھی
فرینک ہو جائے اس کا لہجہ بہت ریسپیکٹ فل ہی رہنے
والا ہے۔

بلکہ ہماری ڈریسنگ دیکھ کے لوگ ہم دونوں کو جج کریں
گے کہ حجاب والی ڈول کے ساتھ ایک ڈرامہ کوئین اور
دوسری فلم ایکٹریس دوست بنی پھر رہی ہیں ہاہاہا۔!!
مشائم خود کو اور ایشا کو پوائنٹ آؤٹ کرتی بھاری آواز
میں نقل کرتی ہوئی بولی تھی۔

وہ تینوں لڑکیاں ہنس رہی تھی۔ انکے معصوم قہقہے گونج رہے تھے جبکہ ان سے کچھ فاصلے پر کھڑا ایک وجود ان سب کا بہت غور سے معائنہ کر رہا تھا۔ اس کے کان میں ایئر پیس لگا تھا وہ کسی سے رابطے میں تھا۔

سویمی۔!! ایشا مشائم کے ہاتھ سے ڈونٹس کا باکس پکڑ کر اس میں سے کھاتی بولی تھی وہ صبح سے بھوکی تھی۔ جبکہ شانزے کو غزالہ خانم کی کال آئی تھی جسے سننے کے لئے وہ تھوڑا سا سائڈ پر کھڑی ہو گئی تھی کیونکہ بارش کی وجہ سے سگنلز کا ایشو ہو رہا تھا۔

ایشا اور مشائم ڈونٹس کھانے میں مصروف تھی جب ایشا نے شانزے کو آواز لگائی شانو ڈول آجاؤ ڈونٹس کھا لو ورنہ یہ پیٹو موٹی مشی سب ٹھونس لے گی!! او ہیلو سوکھی ہڈی میں پیٹو کب ہوں! وہ دونوں ایک دوسرے کو تنگ کرتی شانزے کو پھر سے قہقہہ لگانے پر مجبور کر گئی۔

ان تینوں میں مزید کوئی بات ہوتی جب ایک لمبا چوڑا

وجود شانزے کی جانب بڑھا اور اسے کلائی سے پکڑ گیا۔
شانزے خوفزدہ ہو کر اس وجود کو دیکھنے لگی جبکہ
ایشا اور مشائم اتنے قد آور اور جان میں تگڑے وجود کو
دیکھ کر خود بھی ڈر گئی۔

وہ سیاہ رنگ کی پینٹ شرٹ پہنے ہوئے تھا۔ شرٹ بارش
کی وجہ سے گیلی ہوتی اس کی ہیوی باڈی کے ساتھ چپکی
ہوئی تھی۔ جس کے اوپری دو بٹن کھلے ہوئے تھے اسکی
گردن میں سلور چین لٹک رہی تھی جس پر (وحش) جگہ
جگہ لکھا ہوا تھا۔

شرٹ کی سلیوز کہنیوں تک فولڈ تھی جس سے اس کے
ہاتھوں کی ابھری پھولی ہوئی نیلی رگیں نظر آرہی تھی۔
اس کے سیاہ بال بارش میں بھیگنے کی وجہ سے نم تھے
منہ پر اس نے ماسک لگایا ہوا تھا۔ اس کے سامنے سہمی
سی کھڑی شانزے خان کوئی کانچ کی نازک گڑیا معلوم ہو
رہی تھی۔

آپ یہاں۔۔آہہ۔۔میرا۔۔ہاتھ۔۔درد ہو۔۔۔۔۔او ہیلو مسٹر کون ہیں
آپ چھوڑیں میری فرینڈ کا ہاتھ یہ بات بدتمیزی۔۔۔۔۔سویت

ہارٹ اپنی فرینڈز سے میرا انٹروڈکشن نہیں کرواؤ گی

شانزے جو اپنی کلائی میں شدید تکلیف محسوس کرتی
ٹوٹے لہجے میں بول رہی تھی کہ مشائم جلدی سے ان
دونوں کے پاس آتی اس لمبے چوڑے مرد کو انگشت
شہادت دکھا کر غصے سے بول رہی تھی جب وہ وجود
اسے دیکھے بغیر ہی شانزے کی ٹھوڑی نرمی سے پکڑ
کر اس کی شہد رنگ آنکھوں میں اپنی لہو مائل سیاہ
آنکھیں ڈالے بولا۔

اس نے ایک نظر بھی شانزے کے علاوہ کسی کو بھی
نہیں دیکھا تھا۔ یہ کون ہیں شانزے تم اتنا گھبرا۔۔۔۔۔ میں آپ
کی فرینڈ شانزے خان کا شوہر ہوں بہرام خانزادہ اور ہم
لیٹ ہو رہے ہیں بے بی گرل حویلی چلیں مورے انتظار کر
رہی ہیں ہمارا!!

ایشا جو حیران ہو کر شانزے سے پوچھنے لگی تھی کہ
بہرام خانزادہ بے حد محبت سے شانزے کے نازک ہاتھ کی
انگلیوں میں اپنی سخت کھر دری انگلیاں پھنسا کر نرمی
سے اس کا ہاتھ تھامتا اپنی بھاری آواز میں ان دونوں کو

دیکھے بغیر ہی جواب دیتا شانزے کی فنگرز پر اپنے ہونٹ رکھتا ہے حد دیوانگی سے بھرپور محبت سے بھرے لہجے میں بولتا ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بنا اسے اپنے ساتھ لئے آگے بڑھا اور کچھ ہی لمحوں میں وہ دونوں ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے جبکہ ایشا اور مشائم دونوں ہی منہ کھولے اس مرد کو دیکھ کر رہ گئی وہ ان کے سامنے اس کی انگلیاں چوم کر اسے لے گیا تھا۔

ان دونوں کو چند سیکنڈز لگے اس شاک سے باہر آنے میں اور وہ جیسے ہی وہ ہوش میں آئی ایک ساتھ قہقہہ لگا کر ہنس دی! انہوں نے تھوڑی دیر پہلے ہی شانزے کی رنگ فنگر میں ڈائمنڈ کی بے حد حسین انگوٹھی دیکھ کر اسے چھیڑا تھا جس پر شانزے نے ان دونوں کو اپنے چار دن پہلے ہوئے نکاح کا بتایا تھا اور کچھ یاد کر کے سر تاپاؤں لال ہو گئی تھی جس پر مشائم نے ہوٹنگ کر کے اسے مزید لال کیا تھا وہ دونوں اسی خوشی میں ڈونٹس کھا رہی تھی کہ ان کی معصوم سہیلی کی اتنی بڑی خبر میٹھا کھاتے ہوئے مزید میٹھی لگے۔

اتنا رومانٹک بندہ اللہ تعالیٰ میری ایشا کو بھی دے آمین!!

مشائم کی توپوں کا رُخ اب ایشا کی طرف تھا۔ اور تمہیں
رومینٹک پرو میکس ملے جو دن رات تمہاری کمر توڑ
کر رکھ دے! ایشا نے بھی جواباً مشائم کے اسٹائل میں
اسے دعا دی تھی۔

چلو میری تو کمر ٹوٹے تمہاری تو کمر کے ساتھ ساتھ
ٹانگیں بھی ٹوٹیں اور تو اور۔۔۔۔۔ بس کرو مشی اتنی بھی
دعائیں ناں دو پتہ چلے میں مری۔۔۔۔۔ او ڈرامہ کوئین تم مر
ہی ناں جانا بلکہ مزے سے میرے جیجو کو بولوگی اور
کریں ناں مجھے پیار ابھی تک میرا موڈ۔۔۔۔۔ بس کرو مشی
کچھ شرم کرو بتاتی ہوں خالہ کو یہ کتنی۔۔۔۔۔ ہاں کتنی پیاری
ہوتی جا رہی ہے

آجاؤ میری تعریفیں بعد میں کرنا ابھی ہم دونوں بھی لنچ
کر لیتے ہیں یہ بورنگ پارٹی شانزے کے بغیر اچھی نہیں
لگ رہی ہم دونوں کہی باہر ریسٹورنٹ چلتے ہیں بارش
بھی رک گئی ہے۔

ایشا اور مشائم ایک دوسرے کے ساتھ مستیاں کرتی ہوئی
ڈیپارٹمنٹ سے نکل گئی تھی مشائم کا ریسٹورنٹ میں لنچ

کرنے کا موڈ بن گیا تھا اور ایشابھی شانزے کے جانے کے بعد بور فیل کر رہی تھی اس لئے وہ دونوں بھی چلی گئی ان کے جاتے ہی وہ وجود جو بہت احتیاط سے ایک ایک چیز نوٹ کر رہا تھا قہقہہ لگا کر ہنستا فون پر ایک ایک بات کی مخبری کر گیا۔ اسے ان میں سے کوئی بھی نوٹ نہیں کر سکا تھا یہاں تک کے بہرام خانزادہ بھی نہیں وہ آیا اور اپنی عورت لے گیا۔۔۔

بہرام خانزادہ شانزے کا ہاتھ پکڑے اسے لئے اپنی بلیک مرسیڈیز کی طرف بڑھا اور گاڑی کا فرنٹ دور اوپن کر کے اسے گاڑی میں دھکیل کر بٹھاتا خود ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھا تھا۔

شانزے خان اسے بغیر کچھ کہے سہمی

نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ کس کی اجازت سے تم یونیورسٹی آئی تھی۔! وہ ہوا کی دوش پر گاڑی چلاتا ہوا حلق کے بل چلایا تھا۔

بب۔ بہرام۔ مجھے۔ بہت۔ ڈر۔ لگ۔ رہا۔۔۔ پلیز آہستہ۔۔۔۔۔ اندر
گھسا دیا ہے جو سسکیاں لے کر آہستہ کرنے کا بول رہی
ہو!! عجیب بیوقوف لڑکی ہے پوچھو کچھ جواب کچھ دیتی
ہے

جب تمہارے اندر گھساؤں گا ناں اس وقت ایسے ہچیاں
بھرنا ابھی جو میں بکو اس کر رہا ہوں مجھے اس کا جواب
چاہیے شانزے خان!! بہرام اسٹیئرنگ پر زور سے ہاتھ
مار کر اسے پہلے سے زیادہ خوفزدہ کر گیا۔

آہہ۔۔۔ پلیز۔۔۔ باہر۔۔۔ سب۔۔۔۔۔ ڈارلنگ ایک بات تو بتاؤ کیا میں
تمہارے اندر ڈال کر بھول گیا ہوں نکالنا! تم کیا یہ آوازیں
نکال کر ثابت کیا کرنا چاہتی ہو!! جب دیکھو تب ایسی
سسکیاں بھرتی ہو جیسے میں پتہ نہیں تمہارا ریپ کر رہا
ہوتا ہوں سخت زہر لگتی ہیں مجھے تمہاری چیخیں! بہرام
اسے کمر سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچتا پہلے سے زیادہ
غصے میں گر جا تھا۔

شانزے کی چیخیں اسے اس رات کی سیاہی میں ڈوبا دیتی
تھی جس میں اسے ایک ریپسٹ سمجھ کر الزام کے

زہریلی تیروں سے چھلنی کیا گیا تھا۔ وہ رات اس کے
وحشی پن کو ہوا دیتی تھی۔

شانزے اس کی شرٹ کو سینے سے پکڑ کر اس کے بازو
میں اپنا منہ چھپا گئی وہ بے حد غصے میں تھا اس کا پورا
منہ لال ہو رہا تھا۔ بہرام اسے خود میں چھپتے دیکھ کر
ایک لمحے کو اس کے کپکپاتے وجود کو دیکھتا دوسرے ہی
لمحے اسے خود سے دور جھٹک گیا۔ آنسر می ڈیم گرل
ورنا حلق سے زبان کھینچ لونگا! وہ بے حد طیش میں دھاڑا
تھا۔

مورے سے۔۔ اجازت۔ لی تھی۔ میں۔ ہادی۔ لالا۔ کے
ساتھ۔۔۔۔۔ شانزے خان شوہر تمہارا مر گیا ہے تم بیوہ ہو
چکی ہو یا پھر میری حیثیت پہلی رات میں تم پر سہی سے
واضح نہیں کر سکا میں تمہارے نٹ کسنے میں مجھ سے
شاید کوتاہی ہو گئی ہے چلو کوئی نہیں آج ہر ڈھیلا سکرو
ٹائٹ کر دونگا!! بہرام خانزادہ شانزے کو شہد رنگ
آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو اور مال کی لالی لئے
ہچکیاں بھرتے دیکھتا دانت پیس کر بولا

روندھو عورت اپنے گلے میں ڈال لی میں نے غلطی ہو
گئی تم سے نکاح کر کے اب ساری زندگی موٹی عقل کی
عورت کے ساتھ گزارنی پڑے گی۔!! بچہ تو کبھی نہیں
کروں گا تم سے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا!! بہرام خانزادہ
غصے میں بڑبڑاتا شانزے کا دل ٹکڑوں میں تقسیم کر رہا
تھا وہ کیوں ایسے بول رہا تھا وہ سمجھ گئی تھی۔

تو ایک کام کریں میرا گلہ گھونٹ دیں اتنے ظالم انسان کے
ساتھ میں بھی نہیں رہ سکتی اور چلے جائیں اپنی اس سو
کالڈ روبی کے پاس روکیں گاڑی نہیں جانا آپ کے ساتھ
مجھے

شانزے خان اپنے آنسو رگڑ کر صاف کرتی اس کے بازو
پر مکوں کی برسات کرتی بولی تھی۔ یہ تمہیں ہو کیا گیا
ہے بیوی! کچھ زیادہ بکواس کی عادت نہیں ہو گئی اب
اپنی زبان کی خیر منانا پچھلی دفعہ تو بخش دیا تھا اس
دفعہ تم میں اتر کر تمہارے نٹ کسوں گا!! بہرام خانزادہ
اسکے نازک مکوں کے وار بیزاریت سے سہہ کر اسے
اپنی لیپ میں ایڈجسٹ کرتا فل اسپیڈ میں ڈرائیو کرنے لگا
جبکہ وہ روتی ہوئی ہچکیاں بھرتی اسکی شرٹ سینے
سے پکڑ کر اس کی گردن میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔

بہرام خانزادہ اس کے جسم کی خوشبو اپنے حواسوں پر سوار ہوتی محسوس کرتا ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتا جبکہ دوسرے ہاتھ سے شانزے کے بیلی بٹن کو چھڑتا اسے اپنے جسم کے ساتھ چپکنے پر مجبور کر گیا وہ اس کے ہاتھ کو اپنی ٹانگوں پر رینگتے دیکھتی اسکی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں بھرتی لرزتی ہوئی اس میں چھپی تھی۔۔۔

میرے اندر گھسنا بند کرو کیوں چپک کر اپنی جان خطرے میں ڈالنا چاہتی ہو بیوی!! بہرام خانزادہ کے ہاتھ کی مومنٹ پر شانزے تڑپتی ہوئی اس کے سینے پر اپنے دانت گھاڑتی اس کی شرٹ کو زور سے مٹھیوں میں دبوچ کر کھینچتی مچلنے لگی تھی۔۔

شانزے کے ہلنے پر بہرام خانزادہ کے خون میں لاوے دہکنے لگے تھے۔ اس کے جسم کو اگر کوئی بے چین کر سکتا تھا تو وہ شانزے کا وجود تھا۔ جو اس کا خون گرما رہا تھا۔ وہ اپنے ہاتھ سے اسے اوپر اوپر سے بہت بے دردی سے چھو رہا تھا۔

آہہ۔۔۔پلیز۔۔۔رک۔۔۔جائیں۔۔۔لگ۔۔۔رہی
ہے۔۔۔مجھے۔۔۔آپ۔۔۔کا۔۔۔ہاتھ۔۔۔بہت۔۔۔ہارڈ۔۔۔فیل
ہو۔۔۔رہا۔۔۔ہے۔۔۔!! شانزے سسک کر اپنے دانت مزید زور
سے اس کے سینے میں گاڑھتی آہیں بھرتی بولی تھی۔

سسک تو ایسے رہی ہو جیسے بہت رفلی تمہارے اندر ڈال
چکا ہوں میں اس طرح مچلو گی تو اور بھی زیادہ شدت
سے تڑپاؤں گا اتنا کہ تم مجھے اپنے اندر محسوس کرنے
کی بھیگ مانگو گی!! بہرام خانزادہ بہکی ہوئی شدید
بھاری آواز میں بے باکی سے شانزے کو دھمکی دیتا اس
کے دانتوں کی سختی پر اپنے سینے میں جلن سی
محسوس کرنے لگا۔

اس نے شانزے کی اپر تھائی کو زور سے دبوچ کر اپنی
گاڑی کو ایک جھٹکے سے بریک لگائی اور اسے گدی
سے پکڑ کر اس کا نقاب کھینچ کر اتارا اور اسے اسٹیرنگ
پر پوری طرح بینڈ کر کے اس کے کٹاؤ دار رسیلے
ہونٹوں پر جُھک گیا۔

وہ طیش جنون اور دیوانگی اپنے لمس میں لئے شانزے

کے دونوں ہونٹوں کو اپنے منہ میں بھر کر سک کر رہا
تھا شانزے نے اپنا پہلا لمس دانتوں کے شدید وار سے اس
کے سینے پر دیا تھا۔ جو بہرام خانزادہ کے دل کو جلن کا
احساس شدت سے کروا رہا تھا۔

وہ اسے اپنے لمس سے متعارف کروا چکی تھی وہ ہوتی
کون تھی اس کے قریب آنے والی بہرام خانزادہ جو نفرت
اس کی آنکھوں میں دیکھتا آیا تھا وہ کیوں کل رات سے
ڈھونڈنے پر بھی نہیں مل رہی تھی کیوں تھا ملال ان شہد
رنگ آنکھوں میں!!

وہ بہرام خانزادہ کو جانور بننے پر مجبور کر رہی تھی۔ وہ
اگر رحم کھا کر اسے خود کو سونپ رہی تھی تو بہرام اس
کی کھال ادھیڑ کر رکھ دینے والا تھا۔ وہ اپنے دانتوں کا
استعمال کرتا ہوا شانزے کے لب زخمی کر رہا تھا۔

وہ اتنی سختی سے اس کے بالوں کو پکڑ کر اسے
اسٹیئرنگ پر بینڈ کر کے جھکا ہوا تھا کہ شانزے کی کمر
ٹوٹنے جیسی ہو گئی تھی۔ شانزے خان اپنی سانسیں بند
ہونے پر مچل رہی تھی اس کا جسم ڈھیلا پڑھ رہا تھا مگر

وہ مزاحمت نہیں کر رہی تھی جو بہرام خانزادہ کو مزید
غصہ دلا رہی تھی۔

اس کی آنکھوں سے آنسو نکل کر رخسار بھیگنے لگے
تھے بہرام اس کے لبوں سے نکلتے خون کو اپنے حلق
میں اترتا محسوس کر کے اسے جھٹکے سے چھوڑ گیا۔

شانزے پھوٹ پھوٹ کر آواز کے ساتھ رونے لگی تھی۔ وہ
اسے ٹوٹے کانچ کی کرچیاں اپنی شہد رنگ آنکھوں میں
لئے دیکھتی اپنے ہونٹ سے نکلتے خون کو ہاتھ کی انگلی
کے پور سے چنتی بہرام کو سہم کر دیکھنے لگی۔

جان سے مار دونگا میرے ساتھ کھیل کھیلا تو بے دردی
سے روح کھینچ لونگا میرے ساتھ جھوٹا ناٹک کرنے کی
کوشش کی تم نے تو!! بہرام اسے گردن سے دبوچ گیا تھا۔

تو مار کیوں نہیں دیتے مجھے لے لیں اپنا بدلہ مجھ سے
جو ایک ناسمجھ پندرہ سالہ لڑکی سے انجانے میں ہوا !!
شانزے اس کی شرٹ پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچتے

ہوئے اس کے وحشی لمس پر بلبلا کر بولی تھی۔

بہرام خانزادہ کی آنکھوں میں خون آلود لکیریں اتنی تیزی سے اتری تھی کہ شانزے اس سے ڈر کر اسی میں پناہ لیتی جب بہرام خانزادہ نے اسکا جبراً زور سے پکڑا اور اس کی آنکھوں میں اس طرح اپنی آنکھیں گاڑھ کر دیکھا کہ وہ اپنی سانس بھی روک گئی۔

کیا کہا تم نے! میں تم سے بدلہ لے لوں اس جرم کا جس نے مجھے کہی کا ناں چھوڑا! تو تم سب سن چکی ہو اس رات میں نے جو کچھ بھی نشے میں کہا وہ شانزے خان سن چکی ہے۔ میں بھی حیران تھا کہ پانچ سال سے جو نفرت میں ان شہد رنگ آنکھوں میں دیکھتا آیا ہوں وہ مجھے کل رات کے بعد نظر کیوں نہیں آرہی

تمہیں چاہا تھا کبھی جس کا حساب مجھ سے سود سمیت لیا گیا ہے تم دیکھنا چاہو گی میں کیا ہوں اب یقیناً یہ ملال جو ان بے مروت آنکھوں میں ہے وہ نفرت میں پھر سے تبدیل ہو جائے گا اور میں ان آنکھوں میں صرف نفرت ہی دیکھنا چاہتا ہوں کوئی اور تاثر آیا تو مجھ سے بڑا جانور

کسی کو نہیں پاؤ گی تم!

آؤ دیکھاتا ہوں تمہیں کہ میں کیا ہوں میری کیا پہچان ہے۔ اسکا انداز ایسا تھا کہ شانزے کے جسم میں خون کی گردش ہی تھمنے لگی وہ سہم کر اسے دیکھنے لگی جبکہ بہرام خانزادہ اسے اس کی سیٹ پر پٹختا اپنی مرسدیز فل اسپیڈ میں ڈرائیو کرتا اسلام آباد کی سرحد سے اپنی گاڑی دور ایک بے حد حسین جگہ کو جاتی روڈ پر ڈال گیا۔

شانزے کا دل ہول کھا رہا تھا اسے ڈر لگ رہا تھا کہ اگر اب زبان کھولی تو جیسے وہ اسے آنکھوں سے ہی نگل لے گا۔ بہرام خانزادہ کی گاڑی ایک سر سبز بے حد حسین عالیشان محل کے سامنے آکر رکی شانزے اس شیشے نما محل کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوئی اس نے اتنا حسین محل پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

اس کا کار پورچ اتنا وسیع تھا کہ وہاں درجنوں گاڑیاں کھڑی تھیں۔ ایک سے بڑھ کر ایک قیمتی! اس کا سوئمنگ پول بہت بڑا تھا جو بہت ہی اسٹائلش سے کٹس سے تخلیق کیا گیا تھا۔ اس پیلس کے چاروں اطراف میں بہت ہی

حسین گارڈن تھا جس میں رنگو کی برسات تھی

کونسا پھول تھا جو وہاں ناں تھا لیکن ایک چیز جو شانزے
کو خوف کی گہرائی میں ڈال رہی تھی جو اسے کسی
انجانے سے خوف میں مبتلا کر رہی تھی وہ وہاں کھڑے
درجنوں گارڈ تھے جنہوں نے ایک جیسا سیاہ رنگ کا
یونیفارم پہنا ہوا تھا۔ سب کے ہی چہروں پر ماسک تھے
اور ہاتھوں میں بڑی بڑی بندوقیں! جبکہ اس شیشے کی
حسین عمارت کے روپ ٹاپ پر بھی درجنوں گارڈ تھے
جن کے ہاتھوں میں رائفلز تھی جو دور چھپے ہوئے دشمن
کو بھی مار گرا سکتی تھی۔

یہ جگہ جس قدر حسین تھی اس سے کہی گنا خوفناک بھی
تھی اس پیلس کے پچھلی طرف گھنا جنگل تھا جس میں
ہزاروں خونخوار جانور تھے اور گہرائی کھائیاں! وہ ابھی
سہم کر سب دیکھ ہی رہی تھی جب بہرام خانزادہ اس کی
جانب جھکا اور اس کے کان میں بھاری سرگوشی میں
بولا ویلکم ٹو مائی ورلڈ۔۔ دی بیسٹ پیلس ۔۔

شانزے نے خوف سے پسینہ پسینہ ہوئے بہرام کی جانب

دیکھا۔ جو اس کے دیکھنے پر گہرا مسکرایا تھا۔ وہ اپنی
مرسیڈیز سے اتر ا اور ایک تحکم بھری بھاری آواز میں
مستعدی سے کھڑے گارڈز سے مخاطب ہوا۔ ٹرن بیک یو
آل!! پھر وہ پیسنجر سیٹ کی جانب بڑھا اور اس کا دروازہ
کھول کر سہمی بیٹھی شانزے کو کمر سے دبوچ کر باہر
نکلا۔

شانزے لڑکھڑاتی ہوئی باہر نکلی یہ محل دن کے اجالے
میں شانزے کو خوفزدہ کر گیا تھا تو پھر یہاں رات کیسی
ہوگی۔ گارڈز ان کی حویلی میں بھی تھے اتنی ہی حسین
اور کشادہ جگہ میں وہ بھی رہتی تھی مگر یہاں ایک
دہشت تھی ایک وحشت تھی جو شانزے کو اپنی ہڈیوں میں
اترتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

بیہیو لائک یو آر دی باس وائف۔!بہرام اسے سہمے دیکھ
اپنی بھاری آواز میں بول کر مزید سہما گیا۔ وہ ڈر کے
مارے بہرام کی قمیض سائڈ سے پکڑ کر ایکدم سے بادل
گرجے اور وہ چیخ کر بہرام کے سینے سے جا لگی۔

ایک ہی لمحے میں تیز بارش ہونے لگی تھی جو ان دونوں

کو پوری طرح بھیگو چکی تھی۔ رومیو سیکورٹی روم سے باہر نکل کر بہرام خانزادہ کی طرف بڑھ رہا تھا مگر اسکے ساتھ عبائے میں ملبوس حجاب والی لڑکی کو دیکھ کر وہ اپنی جگہ پر ہی رک گیا تھا۔ اس کے چہرے پر اب درحقیقت پریشانی آئی تھی جو وجود پیلس کے اندر موجود تھا اسے دیکھ کر بیسٹ نے تباہی مچا دینی تھی۔

کیا ہوا ہارٹی! پیارے ہادی لالہ کی بہن اتنی بزدل-----آرمی
میں لالہ ہیں میں نہیں آپ کا انکے ساتھ جو بھی کلش ہے
آپ مجھے کیوں سزا دینے یہاں لائیں ہیں پلیز مجھے
حویلی لے چلیں مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے یہاں!! شانزے
بارش میں بھیگتی ہوئی بھیگی آواز میں بولی تھی۔

بہرام خانزادہ اسے کوئی جواب دیتا جب اس کی نظر اپنے سے دور فاصلے پر کھرے رومیو پر پڑی جو ہاتھ باندھے معزز طریقے سے کھڑا تھا۔ شانزے مکمل بھیگ چکی تھی عبایا اس کے بدن کے ساتھ چپکا ہوا تھا۔ کوئی بھی گارڈ بہرام خانزادہ کے قریب اس لئے نہیں آ رہا تھا کیونکہ اس نے سب کو ہاتھ کے اشارے سے روک دیا تھا۔

وہ رومیو کو دیکھ کر شانزے کو خود سے الگ کرتا اس

کا ہاتھ پکڑے آگے کی جانب بڑھنے لگا۔ رومیو اپنی گردن جھکائے کھڑا تھا اسے اجازت نہیں تھی نظر اٹھانے کی ناں ہی کسی اور گارڈ کو!

بہرام خانزادہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا شانزے کے ساتھ اس گلاس پیلس کے اینٹرنس ڈور پر پہنچ کر شانزے کا ہاتھ اور بھی زیادہ مضبوطی سے پکڑتا اندر موجود گارڈز کے دروازہ کھولنے پر انٹر ہوا۔

ان کے اندر انٹر ہوتے ہی شانزے کا استقبال اس ڈارک تھیم والے اور بے حد اسٹائلش کشادہ سے لاؤنچ نے کیا۔ اس پیلس کی ہر چیز قیمتی تھی ان میں ایک چمک کے ساتھ وحشت بھی تھی اور اس اتنی شدید خاموشی کہ سوئی گرنے کی آواز بھی آجائے! ماڈرین طرز کے صوفے تھے جن سے کچھ فاصلے پر شانزے کو ریڈ کلر کی ہیلز نظر آئی!

وہ تھوڑا اور آگے بڑھی جب اس کی نظروں میں ریڈ کلر کا بہت بے باک سا کسی لڑکی کا بلاؤز نظر آیا اور کچھ ہی قدموں کے بعد اسے وہ آخری پردہ نظر آیا جس کے اتر

جانے کے بعد دوجوان وجود بہک جاتے ہیں! شانزے نے
بے یقینی سے اپنا حجاب اتارا اور شاک کی کیفیت میں
بہرام خانزادہ کی طرف دیکھا جو انٹرنس ڈور پر کھڑے
ہو کر اپنے کسی گارڈ سے بات کر رہا تھا۔

وہ اس گارڈ کی بات سن کر اضطراب سے پیچھے مڑ کر
اس کشادہ لاؤنچ کی طرف دیکھنے لگا جب اسکی نظر
اپنی بیوی کی بے یقینی بھری شہد رنگ آنکھوں پر پڑھی!
اسنے ان آنکھوں میں اترنے والا ہر جذبہ شدت سے دیکھا
تھا۔

پانچ سال پہلے معصومیت کی لہریں نفرت میں تبدیل ہوئی
تھی نکاح کی رات نفرت کی شدت کے ساتھ ساتھ بیزاریت
بھی دیکھ چکا تھا کل رات سے ان آنکھوں میں ملال تھا
اور آج بے یقینی!! کسی لڑکی کی آنکھیں اس حد تک باتیں
کرتی ہو سکتی ہیں اسے شدت سے احساس ہوا۔

شانزے خان وہ لڑکی تھی جسے لفظوں کی ضرورت نہیں
پڑھتی تھی اسکی تو آنکھیں ہی باتیں کیا کرتی تھی شانزے
کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو اترے اس نے پھر سے

ان بے باک سرخ پردوں پر نظر ڈالی اسکی آنکھیں چھلکی
اور پھر اس نے بہت بے دردی سے اپنی آنکھوں کو رگڑ
ڈالا اتنی زور سے کہ اس کے گلابی گالوں میں لہو جیسی
سرخی شامل ہو گئی۔

بہرام خانزادہ کا دل حلق میں آگیا وہ چاہے اس کے ساتھ
جتنا بھی سخت ہو جائے اس کے ساتھ رفلے بیو کرے
مگر وہ خود کو بے دردی سے چھوئے یہ اسے ہر گز
گوارا ناں تھا۔

وہ اس کی جانب تیزی سے بڑھا اور اسے کمر سے پکڑنا
چاہا جب وہ اس سے پیچھے ہٹ گئی۔ مجھے حویلی جانا
ہے ابھی اور اسی وقت سنا آپ نے!! شانزے ضبط کی
انتہاؤں پر پہنچ گئی تھی۔ اسکی شہد آنکھوں میں شدید
غصہ اتر آیا۔ اس کے اندر بھی خانوں کا خون تھا جو دہک
اٹھا تھا اسکا جی چاہا بہرام خانزادہ کا منہ نوچ لے

وہ کیا یہ سب اسے دکھانے کے لئے اپنے پیلس لایا تھا
اسے اپنا آپ آج گناہ گار لگنے لگا تھا۔ ملال کی لکیریں
پہلے سے زیادہ گہری ہو گئی۔ اس سے پہلے بہرام خانزادہ
کچھ کہتا ان کے کانوں کے پردوں سے نشے میں ڈوبی

ہوئی کسی لڑکی کی آواز ٹکرائی شانزے نے جھٹکا کھا
کر اپنے پیچھے دیکھا۔ اور اسے لگا کہ اس سے بڑا مجرم
کوئی نہیں ہو سکتا۔

اس نے قتل کیا تھا پانچ سال پہلے بہرام کا اور آج جو کچھ
وہ دیکھ رہی ہے وہ سب اس وجود کے ٹکڑے ہیں جس
نے اسے بچپن سے چاہا تھا۔ کاش ایک بار وہ اپنی صفائی
دینے کے لئے احتجاج کرتا پندرہ سالہ شانزے شاید اس
سے نفرت ناں کرتی

جن سے ٹوٹ کر جنونیت بھرا عشق کیا جائے پھر وہ
محبوب ہی بے آبرو کرنے کا الزام لگا کر ٹکڑوں میں تقسیم
کر دے تو دل ہی نہیں روح بھی داغدار ہو جاتی ہے!!
اور آج شانزے کو وہ رات شدت سے یاد آئی جب بہرام
خانزادہ پر ان دونوں بہن بھائی نے الزام لگا کر اسکو
بے جان کر دیا تھا۔

وہ اگر مزید ایک لمحہ بھی یہاں رکتی تو اس کا دل پھٹ
جاتا جس نے بچپن سے اسکی چاہت کی شانزے تو اس
احساسات سے لبریز دل کو ہی خاک آلود کر گئی تھی۔

بہرام خانزادہ کے گلے میں گلائی ابھر کر معدوم ہوئی وہ شانزے کو یہاں اپنی حقیقت بتانے آیا تھا اس کی باہوں سے لیٹ کر سونے آیا تھا وہ کل رات سے جاگ رہا تھا مگر یہ سب وہ نہیں چاہتا تھا وہ پہلے ہی اس سے بہت بدگمان رہی تھی اب تو شاید اس سے طلاق کا مطالبہ ہی کر دے اور اگر اس نے علیدگی مانگ لی تو بہرام ایک بار پھر سے بے اعتباری کی چوٹ سے زخمی ہو جاتا اور شاید وہ شانزے کو وہ سزا دے دیتا جو وہ ابھی تک نہیں دے پایا تھا یعنی اپنے جسم کی گرمی

نفرت کرنے والی بیوی کے لئے اپنے شوہر کے جسم کی گرمی سب سے بڑی سزا ہوتی ہے اور بہرام یہ کر گزرتا! اس کے پاس اب وہ دل نہ تھا جو شانزے کے لئے دھڑکتا تھا جسے وہ چکنا چور کر چکی تھی۔

اوہ براوو! تو یہ ہے وہ حسینہ جس کے پیچھے ”دی تھرسٹی بیسٹ“ روبی کو اگنور کر رہا ہے پچھلی چار راتوں سے! وہ سرخ رنگ کی نیٹ کی اتنی باریک ڈریس میں ملبوس تھی جو اس کا جسم عیاں کر رہی تھی۔

اسکے ہاتھ میں حرام مشروب کی بوتل تھی جسے وہ اپنی
ڈریس پر ڈال کر خود کو گیلا کر رہی تھی۔ شانزے بھیگی
آنکھوں سے بہرام کو دیکھتی اپنی گردن نفی میں ہلاتی
روبی کو دیکھ کر کہی قدم پیچھے ہوئی۔

رومیو انٹرنس ڈور پر کھڑا ہوا تھا وہ شانزے کے اندر
جاتے ہی بہرام سے یہی کہنے آیا تھا کہ روبی ابھی تک
پیس میں موجود ہے اور وہ بضد ہے اس سے ملے بنا نہیں
جانے کے لئے! رومیو کو بہرام خانزادہ پر ترس آیا تھا
ایک بار پھر اسکے کردار پر داغ لگ چکا تھا شانزے
جس طرح کی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی کوئی اور
ہوتا تو بلبلا جاتا مگر وہ بیسٹ تھا جس نے خود پر
بے حسی کا خول چڑھایا ہوا تھا۔

شٹ اپ بکواس بند کرو اپنی! بہرام خانزادہ اسے خود کو
حرام مشروب سے گیلا کر کے اپنی طرف بڑھتے دیکھتا
کوفت سے بولا تھا۔ شانزے کے قدم اس کو لڑکھڑاتے
ہوئے محسوس ہو رہے تھے جیسے ابھی زمین بوس ہو
جائے گی۔

اوہ ہکیز! تم نے تو اس حسن کی ملکہ کو اپنی جنونیت

کے نشانوں سے بھی رنگا ہے بیسٹ! روبی اس کی بات
سنے بغیر شانزے کی صراحی دار سفید چمکتی ہوئی
گردن میں جگہ جگہ نیلے لال نشان دیکھ کر جل کر بولی
تھی۔

روبی کا رنگ سانولا تھا مگر وہ کافی اٹریکٹو تھی۔
شانزے کا جسم ہچکولوں کی زد میں تھا وہ اس لڑکی کو
خوفزدہ ہو کر دیکھ رہی تھی وہ اسے بے حیا اور بے شرم
لگی تھی کیونکہ وہ اس کے سامنے ہی اپنے کندھے سے
اپنے ڈریس کی ایک اسٹریپ اتار چکی تھی۔

رومیو سمجھ گیا تھا روبی کو پھر سے دورہ پڑھنے لگا
ہے۔ پچھلی بار بھی اسے نشے کی حالت میں ایسا ہی دورہ
پڑھا تھا اور اس نے بہرام خانزادہ کی کمر کو اپنے لمبے
نیلز سے نوچ ڈالا تھا۔

گیٹ لاسٹ روبی ابھی جاؤ یہاں سے!! رومیو اسکو لے
کر جاؤ میرے سامنے سے! بہرام خانزادہ طیش سے
پھنکارا تھا روبی کو پھر سے اٹیک ہونے لگا تھا
احساسات اس پر حاوی ہو گئے تھے اگر اس نے شانزے
کے سامنے ایسی ویسی کوئی حرکت کر دی تو شانزے کو

وہ کیا کہے گا وہ پہلے ہی اس کی کمر پر نیلز کے نشان
دیکھ کر کتنا تڑپی تھی کیا کچھ اسے نہیں سنایا تھا۔

اسکا جسم مجھ سے زیادہ حسین ہے بیسٹ کہی اس وجہ
سے تو تم مجھ سے دور نہیں ہو!! نئی رکھیل مل جانے پر
پرانی پیاسی رکھیل کو نہیں بھولتے۔! روبی اپنی حد میں
رہ کر بکواس کرو!! بہرام خانزادہ اس کی بات سن کر آگ
بگولا ہوتا شیر کی مانند دھاڑا تھا۔

وہ شانزے کو خونخوار نظروں سے گھورتی بہرام خانزادہ
کے بالکل قریب پہنچ کر اسے خود پر جھکاتی ہوئی ابھی
کوئی بے باک جسارت انجام دیتی کہ بہرام خانزادہ کے
اسے دور جھٹکنے سے پہلے ہی ایک لمحے کی بھی
دیری کیے بنا شانزے خان غصے سے آگے بڑھی اور
اسکے بالوں کو گدی سے پکڑ کر بہرام خانزادہ سے دور
دھکیل کر اتنی زور سے اس کے منہ پر تھپڑ مار گئی کہ
وہ زمین پر جا گری

روبی کے نیچے گرنے پر کانچ کی بوتل اس کے ہاتھ کی
ہتھیلی پر پیوست ہو

گئی۔ وہ بری طرح بلبلا کر چیخی۔! بہرام خانزادہ تو شاک

کی حالت میں شانزے کو دیکھنے لگا۔ رومیو جو روبی کے روز کے اس ڈرامے سے تنگ آگیا تھا وہ روبی کو شانزے سے تھیڑ

کھاتے دیکھ اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی کنٹرول کرنے لگا جب بہرام خانزادہ نے اسے گھور کر دیکھا

شانزے خان پھر سے روبی کی طرف بڑھی اور ایک اور زور دار تھیڑ اس کے دوسرے گال پر بھی مار کر اس کا سارا نشہ اتار گئی۔ آئندہ کسی مرد کے قریب جانے سے پہلے ہزار بار سوچ لینا کہ مرد کی حلال عورت میں اس کا دل بہلانے والی رکھیل سے کہی زیادہ طاقت ہوتی ہے ہمت کیسی ہوئی تمہاری خود سے مجھے ملانے کی میں بہرام خانزادہ کے نکاح میں ہوں بیوی ہوں ان کی وہ میرا شوہر ہے اپنی آگ کسی اور مرد سے بجھاؤ میرے شوہر کے پاس دوبارہ بھٹکی تو تم مجھے ابھی جانتی نہیں ہو میرے اندر جو خانزادہ خون ہے وہ تمہیں جلا کر راکھ بنا دے گا میں ایک خانزادی ہوں اور مجھے کمزور مت سمجھنا

آج پہلی بار شانزے خان ایک مضبوط لہجے میں بولی تھی

اس کے جسم سے غصے کی آگ نکل رہی تھی۔ وہ جو پہلے سہم کر اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی اب ایک شیرنی بن کر اس پر جھپٹ پڑی تھی۔

بہرام خانزادہ تیزی سے آگے بڑھا اور شانزے کو روبی سے پیچھے ہٹایا۔ ہاتھ مت لگائیں مجھے آپ!! شانزے بری طرح مزاحمت کرتی بہرام سے خود کو چھڑواتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

رومیو شانزے کی موجودگی میں اندر نہیں آسکتا تھا اور روبی کے ہاتھ سے خون کا فوارہ بہہ رہا تھا۔ بہرام خانزادہ نے شانزے کی کلائی پکڑی اور اس کی مزاحمت کو کھاتے میں لائے بغیر تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا اپنے بیڈ روم کی جانب بڑھنے لگا۔

رومیو ان دونوں کے جاتے ہی روبی کی طرف بڑھا اور اسے بازو سے پکڑ کر زمین سے اٹھاتا صوفے پر بیٹھا گیا۔ وہ فرسٹ ایڈ باکس لاتا اسے ٹریٹمنٹ دینے لگا!!
بب۔۔۔ بیسٹ۔۔۔ شادی۔۔۔ کر چکا ہے۔۔۔ ت۔۔۔ تم۔۔۔ نے
مجھے۔۔۔ بتایا۔۔۔۔۔ او کم آن روبی! تم تو اس طرح سے ری

ایکٹ کر رہی ہو جیسے بیسٹ نے تمہیں اپنی پسند سے
بے خبر رکھا ہو

بند کرو ڈرامہ نشے میں ہونے کی اچھی ایکٹنگ کر لیتی ہو
تم بھابھی سے دو تھپڑ کھا کر ساری ایکٹنگ بھول گئی ہو
گی!! مجھے نہیں لگتا اب تمہیں کبھی بھی کوئی ایموشنل
اٹیک ہو گا! رومیو اس کی پٹی کرتا بولا تھا۔

مجھے بیسٹ کے پاس جانا۔۔۔۔۔ بیسٹ تمہیں جان سے مار
دے گا اس وقت غلطی مت کرنا اس کے سامنے جانے کی وہ
پہلے ہی بہت غصے میں ہے تم اپنی ایکٹنگ بعد میں
کنٹینیو کرنا!! رابرٹ تمہاری وجہ سے چوکنا ہو کر بھاگ
گیا ہے پاکستان سے اور یہ بات بیسٹ جان گیا ہے بہتر
ہے تم فلحال جاؤ یہاں سے

اٹھاؤ اپنا یہ سارا سامان بھابھی نے دیکھ لیا تو دو تھپڑ اور
لگا دیں گی اور کیا پتہ اس دفعہ تو تم پر پیٹرول ہی جھڑک
دے ویسے بھی تم ہمارے کسی بھی کام کی نہیں ہو!
رومیو اس کو باتیں سناتا اسے فوراً سے یہاں سے بھیجنا
چاہتا تھا۔

وہ کچھ دیر اپنے باس کا آرام چاہتا تھا جو اسکا دوست بھی تھا۔ وہ اس مشن سے اب بری طرح سے اکتا گیا تھا۔ بہرام کو بیوی بھی غصے کی حالت میں فوراً ہی ری ایکشن دینے والی ملی تھی آج جس نے روبی کا دماغ ٹھکانے لگا دیا تھا

وہ دونوں یونیورسٹی سے نکل کر کیب میں بیٹھتی ایشاکے فیورٹ ریسٹورنٹ دوپہر کا لنچ کرنے کے لیے جا رہی تھی۔ بارش مکمل طور پر رک چکی تھی موسم پہلے کہی زیادہ خوشگوار ہو گیا تھا۔ زمین سے اٹھتی مٹی کی بھینی بھینی خوشبو بہت سکون بخش لگ رہی تھی۔

مشی آج کیا کھانے کا موڈ ہو رہا ہے تمہارا! ایشا انصاری مینیو کارڈ دیکھتی ہوئی مشائم سے استفسار کرنے لگی جو اپنی اسنیپس بنا کر باقی سوشیل ایپس میں اسٹوری لگا رہی تھی۔

ایشو میرے لئے بیف اسٹیک ود وائٹ مشروم ساس آرڈر
کر لو آپ اپنے لئے چکن کی کوئی ڈش آرڈر کر لو ویسے
بھی تم نے چکن کے علاوہ اور کھانا بھی کیا ہوتا ہے۔
سنگل پسلی ہو رہی ہو بالکل ڈائٹ اچھی رکھو اپنی!! مشائم
اسٹوری لگا کر اپنا موبائل سائڈ پر رکھتی ایشا کو دیکھ کر
بولی تھی۔

اسے وہ کمزور لگتی تھی جو کھانے کی چور تھی بالکل!
پلیز تم بھی بیف اسٹیک نہیں کھاؤ ناں میں کچھ اور آرڈر
کے لیتی ہوں! چاؤمن کھا لو ناں!! ایشا نے اسٹیک کے نام
پر ہی منہ بنا لیا تھا۔ وہ میٹ نہیں کھاتی تھی اسے بس چکن
کی بنی ہوئی ڈشز ہی پسند تھی لیکن مشائم وہ کھانے کی
شوقین تھی۔

ایشا کو کنفیوز ہو کر مینیو کارڈ کو گھورتے دیکھ مشائم
نے اس کے ہاتھ سے کارڈ لیا اور ویٹر کو بولا لیا۔ یس میم
آپ آج کیا آرڈر کریں گی!! ایشا اور مشائم ہفتے میں دو
بار تو اس ریسٹورنٹ میں ضرور آتی تھی۔

وہ اکثر یہاں رایان کے ساتھ آیا کرتی تھی اور کبھی جب

وہ بڑی ہو تو پھر ڈرائیور کے ساتھ آجاتی تھی اور پھر کھانا کھا کر واپس چلی جایا کرتی تھی۔ ایشا انصاری کی فیملی کا ماحول بے حد آزاد تھا کسی قسم کی کوئی روک ٹوک نہیں تھی۔ پھر مشائم بھی ترکی میں بڑی ہوئی تھی۔ وہ بھی ایک آزاد خیال لڑکی تھی بلکہ وہ ایشا سے زیادہ ہی اوپن مائنڈڈ تھی۔

اسکے بابا سالار صاحب نے اس پر کوئی پابندی نہیں لگائی تھی لیکن جب سے وہ پاکستان آئے تھے انہوں نے مشائم کو ڈریسنگ چینج کرنے کا کہا تھا کیونکہ پہلے وہ چھوٹی بچی تھی مگر اب بڑی ہو رہی تھی۔

دو ماہ بعد اٹھارہ سال کا ہونا تھا وہ اب سمجھدار تھی۔ مگر وہ لوگ اسلام آباد جیسے آزاد شہر میں رہتی تھے جہاں ہر دوسری لڑکی مشائم سے زیادہ بولڈ ڈریسنگ کرتی تھی اس لئے وہ اپنے بابا کی بات کو ابھی تک سیریس نہیں لے رہی تھی۔ اسے ویسٹرن ڈریسنگ پسند تھی اور وہ اپنی پسند کے لباس پہننا ہی پسند کرتی تھی۔

دو کریمی پاستا لے آئیں اور ایک اسمال پیزا باربی کیو

فلیور والا اس کے علاوہ دو پینا کولا ڈالا لے آئیں۔ مشائم نے
ویٹر کو آرڈر نوٹ کروا کر ابھی مینیو کارڈ نیچے رکھا
ہی تھا جب ویٹر بولا۔۔۔میں آج آپ کچھ سویٹ آرڈر نہیں
کریں گی!!

مشائم کھانے کی تیاری میں ہو اور وہ سویٹ ڈش ناں
کھائے یہ کیسے پوسیبیل ہو سکتا تھا۔ آف کورس آرڈر کرنا
ہے پر پہلے کھانا تو کھا لوں ناں آپ ایک کام کریں ایک
مولٹ اینڈ لاوا کیک ود ونیلا آئس کریم بھی لکھ لیں جب ہم
لنچ کر لیں گے پھر لے آئے گا

مشائم آرڈر نوٹ کروا کر ایشا کو ہی دیکھ رہی تھی جو
کسی کو دیکھ کر سکتے میں جا چکی تھی۔ ایشو کیا ہوا
ہے تم کس کو۔۔۔۔۔کک۔۔۔کسی کو بھی نہیں! مشائم جو
پیچھے ہی مڑنے لگی تھی کہ ایشا نے فیک سی اسمائل کر
کے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

ہم کتنی دفعہ یہاں آئے ہیں ناں لیکن ہم نے روف ٹاپ پر
اپنا میٹل انجوائے نہیں کیا آج ہم روف ٹاپ پر لنچ کرتے
ہیں! ایشا فوراً سے اپنا پرس پکڑ کر کھڑی ہوئی تھی۔

مگر ایشا۔۔۔۔۔چلو ناں مشی! مشائم جو پھر سے کچھ کہنے لگی تھی کہ ایشا اسکی بات کاٹ کر اسے فوراً روف ٹاپ کی طرف لے گئی۔ وہ ماسک والا آدمی کیسے گھور رہا تھا شرم ہی نہیں آرہی تھی بدتمیز کو مجھے انکمفرٹیل کر دیا!! اور وہ اس رات جو میرے روم میں آیا تھا کہی یہ وہی تو۔۔۔۔۔نہیں نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے بھئی

ایشا جو مشائم کے پیچھے بیٹھے ایک لمبے چوڑے آدمی کو منہ پر ماسک اور سر پر کیپ لگا کر مینیو کارڈ پکڑے خود کو گھورتا پاکر انکمفرٹیل ہو کر اپنی ٹیبل سے اٹھ کر روف ٹاپ پر جا رہی تھی وہ اپنی ذہین میں آتی سوچوں کو جھٹک گئی۔

مشائم اگر اسے دیکھ لیتی تو اس نے یہی لڑائی شروع کر دینی تھی اور کوئی بعید نہیں تھی وہ اس آدمی کی آنکھیں ہی نوچ لیتی اس لئے اس سے اپنی ٹیبل سے اٹھنے میں ہی عافیت سمجھی



ان کا لنچ سرو کر دیا گیا تھا۔ وہ دونوں اب روپ ٹاپ پر بیٹھی اپنا لنچ انجوائے کر رہی تھی جب ایشا سے کھانے کے دوران تھوڑی سی ڈرنک اس کے کپڑوں پر گر گئی اوہ نو!! یہ بھی ابھی ہی گرنی تھی!

وہ اپنے کپڑے جھاڑتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔ مشی تم لنچ کنٹینیو کرو میں اپنا ڈریس واش کر کے آتی ہوں! ایشا ریسٹورنٹ کے واشروم میں جانے کے لئے احتیاط سے سیڑھیاں اترتی اپنے ہی دیہان میں جا رہی تھی۔

واشروم بیسمینٹ ایک کارنر پر بنا ہوا تھا۔ ایشا جیسے ہی لیڈیز واشروم میں انٹر ہوئی کسی نے پوری طاقت کے ساتھ اس کا منہ پکڑا اور اسے دیوار کے ساتھ لگا دیا۔ وہ جو کوئی بھی تھا اس کی گرفت بے حد سخت تھی۔

شہریار خاندانہ کچھ دیر پہلے ہی حویلی پہنچا تھا۔ وہ سب لنچ کر چکے تھے اور اس وقت حویلی کے لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے۔ غزالہ خانم نے احد خاندانہ کو بتا دیا تھا کہ شانزے کو یونیورسٹی پک کرنے کے لیے بہرام خاندانہ جائے گا۔ اور وہ نہیں چاہتی کہ آج حویلی میں ان کا بیٹا احد خاندانہ کوئی تماشہ لگائے کیونکہ بہرام خاندانہ کو انہوں نے خود شانزے خان کے یونیورسٹی جانے کا بتایا تھا اور یہ بھی حکم دیا تھا وہ خود اپنی بیوی کو واپس حویلی لائے۔

وہ جانتی تھی شانزے خان نے بہرام خاندانہ کو اپنے جانے کا نہیں بتایا ہوگا اور وہ نہیں چاہتی تھی ان دونوں میں کوئی بدمزگی ہو اور ابھی سے لڑائی جھگڑے شروع ہو جائیں۔ احد نے احتجاج کرنے کی کوشش کی جس پر غزالہ خانم نے اسے جھاڑ پلا دی اور بیکری سے مٹھائی لانے کے لئے بھیج دیا کیونکہ منہان خاندانہ اور انشال خان کی شادی کی ڈیٹ فکس کر دی گئی تھی جو آج سے

ایک ہفتے بعد کی تھی۔

اس وقت احد خانزادہ بہرام خانزادہ اور شانزے خان حویلی میں نہیں تھے جبکہ بڑوں نے آپسی مشورے کے ساتھ دھوم دھام سے شادی کی تاریخ رکھ دی تھی۔ بلکہ یہی نہیں بڑوں نے فیصلہ کیا تھا کہ بہرام اور شانزے کے حویلی آنے پر ان کی شادی کی بھی بات کو جائے گی اور ان دونوں کو رضامندی جان کر پھر شانزے کی بھی رخصتی انشال کے ساتھ ہی کر دی جائے گی مگر وہ دونوں تھے کہاں ابھی تک حویلی کیوں نہیں لوٹے تھے سب انکے حویلی پہنچنے کا انتظار کر رہے تھے۔

منہان خانزادہ گہری نظروں سے اپنے سامنے بیٹھی ہوئی انشال خان کو دیکھ رہا تھا۔ جو غزالہ خانم کے ساتھ سر جھکائے بیٹھی تھی۔ اس کا نورانی چہرہ زرد پڑھا ہوا تھا۔

منہان خانزادہ نے شدت سے محسوس کیا تھا کہ وہ بالکل چپ بیٹھی ہوئی ہے اس کے چہرے پر خوشی کا کوئی ایک نقطہ بھی نہیں ہے۔ نازنین خانم نے شہریار خانزادہ سے انشال خان کی دھوم دھام سے رخصتی مانگی تھی

جس پر وہ دل سے رضامند ہوا تھا اور ایک ہفتے بعد کی تاریخ دے دی تھی۔۔

شہریار خانزادہ بے حد خوش تھا وہ بڑے بھائی ہونے کا فرض ادا کرنا چاہتا تھا۔ وہ اپنے ساتھ ناراض بیٹھے منہان خانزادہ کی محبت بھری نگاہیں اپنی بہن پر کب سے دیکھے جا رہا تھا۔ وہ انشال کے لئے کسی اور کو منتخب کر ہی نہیں سکتا تھا اس کی بہن کو اگر کوئی نازک پھول کی طرح رکھ سکتا تھا تو وہ صرف منہان ہی تھا جو ایک لمبے عرصے سے شہریار خانزادہ سے اس کی بہن مانگ رہا تھا اور جب سب ہی اس کے خلاف ہو گئے تو اس نے زبردستی انشال سے نکاح کر لیا۔

اب کیوں منہ بنا ہوا ہے بھئی مان تو گیا ہوں تمہاری شادی کے لئے!! شہریار خانزادہ اپنے ساتھ بیٹھے ناراض شہزادے کو دیکھ کر بولا تھا۔ ترسا ترسا کے مانے ہیں آپ میری ہڈیاں کھوکھلی کروا کر اپنی بہن رخصت کر رہے ہیں خیر کوئی نہیں پہلے سال ہی دو بچوں کا ماموں بناؤں گا آپکو

منہان خانزادہ اس کی طرف دیکھ کر ذومعنی انداز میں بول کر اپنے موبائل پر آتی کال سننے کی غرض سے صوفے سے اٹھا تھا۔ منہان خانزادہ کی بے باک بات سن کر شہریار خانزادہ کا منہ لال ہو گیا تھا۔

منہ لال کرنے سے کچھ نہیں ہوتا آپ بھی شادی کر لیں میں نے بابا کے ساتھ ساتھ چاچو بھی تو بننا ہے! وہ جاتے جاتے بھی شہریار خانزادہ کے سرخ چہرے کو دیکھ کر ہنستے ہوئے بول کر واک اوٹ کر گیا تھا۔

شہریار خانزادہ کی آنکھوں کے سامنے وہ پٹاخہ آئی تھی جو اس کے حواسوں پر چھانے لگے تھی جس کے نام پر اب اس کا دل دھڑکنے لگا تھا۔

وہ شدید خوف سے اپنا دل بند ہوتا محسوس کرتی مرنے کے در پر تھی۔ ایشا بری طرح مزاحمت کرتی خود کو اس وجود کی سخت گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔

اسکی گرفت اتنی زیادہ جان دار تھی کہ وہ لمحوں میں ہی
تھک چکی تھی مسلسل مزاحمت کرتے ہوئے۔ اس کی
آنکھوں سے نکلتے آنسو اس کے گالوں کے ساتھ ساتھ اس
وجود کے ہاتھ کو بھی گیلا کر رہے تھے جو اس کے لبوں
کو قید کیے ہوئے تھا

اس کے دونوں ہاتھ پیچھے کمر کی جانب بینڈ کیے ہوئے
تھے۔ وہ جو بھی تھا اس کے جسم سے اٹھتی خوشبو ایشا
شدت سے محسوس کر رہی تھی وہ اس کو دیوار سے
لگائے خود کو اس کے ٹچ ہونے سے روکے ہوئے تھا
ایشا کا رخ دیوار کی طرف تھا وہ اس کو دیکھ نہیں سکتی
تھی واشروم میں اندھیرا تھا تمام لائٹس آف تھی۔ بہت ڈھیٹ
ہو مس ڈرامہ کوئین اس رات کو تمہارے کمرے میں آکر
پیار کی زبان استعمال کی تھی ناں میں نے کہ لڑکی
کے حسن کا حقدار صرف اس کا شوہر ہوتا ہے وہی اس
حسن کو سراہے تو بہتر ہے۔

وہی بھاری لہجہ بے حد گھمبیر آواز جو اس رات ایشا کے
ہوش اڑا چکی تھی ایک بار سے اس کے جسم میں کپکپی

طاری کر گئی۔ ایشا کے آنسو مزید تیزی سے بہنے لگے
تھے۔

تمہیں کچھ علم ہے تم کیا غضب ڈھا رہی ہو اس طرح کی
ڈریسنگ کر کے میں تو تم پر فدا ہو گیا ہوں آجاؤ تمہارے
حُسن کو اچھی طرح خراج تحسین پیش کروں انعام دوں
اپنی نافرمانی کرنے کا! اس کے لہجے میں طیش تھا وہ
ایشا کے دونوں ہاتھ آزاد کرتا اس کی بیک اپنے سینے
سے لگا گیا۔

ایشا کو لگا اس کا جسم بے جان ہونے والا ہے وہ اپنے منہ
سے اسکا ہاتھ ہٹانے کی کوشش کرتی جب وہ ایک
جھٹکے میں اسے سیدھا کر کے دیوار پر پٹخ گیا۔ ایشا کی
کمر زور سے دیوار پر لگی تھی اسکے منہ سے نکلنے
والی کراہ اس نقاب پوش کے ہاتھ کے نیچے ہی دب گئی
تھی وہ اس کی لہو آلود سیاہ آنکھوں میں دیکھتی خوف
سے پسینے میں نہائی تھی اس کے منہ پر ماسک تھا
صرف سیاہ آنکھیں ہی نظر آرہی تھی وہ اس کے قریب آتا
اس کے کان کے قریب جھکا۔

اگلی بار اگر خود کو عیاں کرنے کا جرم کیا تو میں قسم
کھاتا ہوں بستر پر لے جا کر اتنی شدت سے تمہارے حسن
کو سراہوں گا کہ تم اگلے دو دن چلنے کے بھی قاصر ہو
جاؤ تھی تمہیں بیوی بنا لونگا اپنی اور دن رات شوہر
ہونے کا مطلب سمجھاؤں گا یہ تمہارا لاسٹ چانس تھا
اگلی ملاقات میرے بستر پر ہوگی ہماری

اسکی بات سن کر ایشا کی سانس رک گئی۔ اسکا منہ لٹھے
کی مانند سفید ہو گیا خوف سے اس کا دل زور زور سے
دھڑکتا پھٹنے کے قریب ہو گیا۔ اس سے پہلے وہ پھر سے
بیہوش ہوتی وہ اس کے منہ سے اپنا ہاتھ ہٹاتا اپنے کندھوں
سے اپنی شال اتار کر ایشا کے گرد اوڑھاتا اس سے دور
ہوتا جانے کے لئے مڑا ہی تھا جب ایشا لڑکھڑاتی آواز
میں بولنے لگی۔

کک۔ کون۔۔۔ ہو۔۔۔ تم۔۔۔ کیوں۔۔۔ میرا۔۔۔ پیچھا۔۔۔ کر۔۔۔ رہے۔۔۔ ہو۔۔۔!
بے بی میں آپ کا ہونے والا شوہر ہوں اور آخری سانس
تک آپکا پیچھا کرتا رہوں گا

زیادہ دماغ پر زور مت دو ورنہ پھر سے بیہوش پڑی ہو

گی کھایا پیا کرو جان بناؤ تاکہ تمہارے اندر آئرن کی کمی
پوری ہو! ورنہ تم نے تو ہماری فرسٹ نائٹ ہی فوت ہو
جانا ہے جلدی آؤنگا تمہیں اپنا بنانے خود کو میرے لئے
چھپا کر رکھو بھولنا مت یہ تمہارا لاسٹ ٹائم تھا میری بات
کو اگنور مت کرنا میں اپنے قول و فعل کا کتنا پکا ہوں یہ
تم پھر سے غلطی کرنے پر میرے نام کے گھونگھٹ میں
چھپی اچھی طرح جان جاؤ گی

اس چادر سے خود کو ٹھیک سے کور کو اور جاؤ تمہاری
کزن پریشان ہو رہی ہوگی!! وہ ایشا کی خراب حالت
دیکھتا اسے ایک آخری بار وارن کرتا ہاتھ باندھے وہی
کھڑا ہو گیا۔ ایشا اب بہت بری طرح سہم گئی تھی۔ وہ پھر
سے اس کے قریب آنے لگا۔

پلیز۔۔۔ میرے۔۔۔ قریب۔۔۔ مت۔۔۔ ڈارلنگ جتنا ڈرو گی اتنا
ڈراؤں گا فلحال تم مجھ پر حلال نہیں اس لئے تنہائی میں
رہنا بہتر نہیں اور مجھے پکا یقین ہے میرے جانے کے
بعد تم نے زمین بوس ہو جانا ہے اس لئے تم پہلے چلی
جاؤ

وہ اس کے لئے واشروم کا دروازہ کھولتا تحکم بھرے
انداز میں بولا تھا۔ ایشا ایک سیکنڈ کی بھی دیری کیے بنا
واشروم سے بھاگتی ہوئی نکلی تھی۔ اس کے جاتے ہی وہ
اپنی آنکھوں سے لینز اتار کر ڈسٹ بن میں پھینکتا اپنی
جلتی آنکھوں میں پانی کے چھینٹے مارتا ریسٹورنٹ کے
اپوزیٹ سائڈ پر کھلتی کھڑکی سے واپس ویسے ہی چلا گیا
جیسے وہ آیا تھا۔

اس نے اپنے کان میں لگے ہوئے ایئر پیس کو ڈس کنیکٹ
کیا اور اپنی گاڑی میں بیٹھ ایک نظر روف ٹاپ کی طرف
دیکھ کر تیزی سے وہاں سے نکل گیا۔

میری سوچ سے زیادہ ڈرپوک ہے یار یہ تو ایسے اسپیڈ
میں بھاگی جیسے پتہ نہیں کیا کرنے والا تھا میں!! اف
ایک تو آنکھیں بھی اتنی جل رہی ہیں لینز نہیں تیزاب ہو
جیسے! مورے سے بات کرنی پڑھے گی عزت سے رشتہ
بھیج دیتا ہوں پر پہلے وہ مان تو جائے بس صاف صاف بتا
دونگا کہ محبت کرتا ہوں پسند ہو مجھے شرافت سے
حویلی آجاؤ ورنہ گودی میں اٹھا لاؤں گا اپنی مس ڈرامہ
کوئین کو

وہ اس کی سہمی حالت یاد کرتا خود سے باتوں میں
مصروف تھا اس کی گاڑی کا رخ حویلی کی طرف تھا۔

بہرام ہاتھ چھوڑیں میرا!! میں نے کہا چھوڑیں مجھے!
بہرام خانزادہ بہت سختی سے شانزے خان کو بازو سے
دبوچے اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا جب شانزے نے
اپنے دوسرے ہاتھ کا استعمال کرتے ہوئے اس پر مکوں
کی برسات کر دی

وہ اپنی پوری طاقت استعمال کرتے ہوئے شدید مزاحمت
کرتی خود کو اس سے آزاد کروانے کی کانام کوشش کر
رہی تھی بہرام خانزادہ اس کی شدید مزاحمت کو کسی بھی
کھاتے میں لائے بغیر اسے ایک ہی جست میں جھک کر
اپنے مضبوط کندھوں پر ڈالتا اس کی بیک پر بے باک کا
سلیپ کرتا لمبے لمبے قدم اٹھانے لگا۔

اس کے کندھوں پر سوار شانزے خان اپنے دونوں ہاتھوں
کا استعمال کرتی ہوئی بہرام خانزادہ کی کمر پر مکے
مارتی اسکی سائڈ گروڈن کی طرف اپنا منہ لے جا کر زور

سے اپنے دانت گاڑ گئی۔

وہ بہت بے رحمی سے اسکو کاٹ رہی تھی۔ بہرام خانزادہ دانت پر دانت جمائے اس کا بے رحم وار برداشت کر رہا تھا۔ وہ اپنے ماسٹر بیڈ روم میں پہنچ کر ٹھوکر مار کر اس کا دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا اور کسی ریسلر کی طرح اپنی گردن کے ساتھ جونک بن کر چمٹی ہوئی شانزے کو راونڈ شیپ بیڈ کے نرم گدے پر پھینک گیا اور اسے ایک لمحے کا بھی موقع دیئے بنا اس کے اوپر سایہ فگن ہو گیا۔

اس نے دونوں ہاتھوں کو کلائیوں سے پکڑ کر شانزے کے سر کے اوپر پن کیا اور اس کا جبراً زور سے اپنی گرفت میں لے لیا۔ اور اس کی آنکھوں میں اپنی سیاہ سرخی مائل آنکھیں گاڑھ گیا۔

شانزے خان کی شہد آنکھوں میں آج اسے شدید جلن نظر آرہی تھی۔ وہ شہد رنگ آنکھیں جو بہرام خانزادہ سے باتیں کیا کرتی تھی آج ان میں بے حد جلن تھی شدید غصہ تھا اور ایک غرور بھی تھا جو بہرام خانزادہ کو صاف دکھائی دے رہا تھا۔

یہ کیا بدتمیزی کی ہے تم نے میری دوست کے ساتھ
بیوی۔۔۔۔۔میرے ہاتھ چھوڑیں آپ کے ساتھ بھی اچھی والی
بدتمیزی کر کے دکھاتی ہوں!! بہرام خانزادہ کو اس کے
شیرنی سے روپ کو دیکھ کر ابھی تک شاکڈ کی کیفیت
میں تھا۔۔

وہ روبی کو تھپڑ مارنے کے بعد اسے بھی بہت مار چکی
تھی۔ بہرام خانزادہ اسے دیکھ کر حیرت سے بول ہی رہا
تھا جب غصے سے بھری شانزے خان نے اس کی بات
کاٹی اور اپنے ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کروانے لگی۔

بہرام خانزادہ اس کے چہرے پر اپنی سخت گرفت سے
تکلیف کے آثار اور اس کی شہد رنگ آنکھوں میں پھر
سے موٹے موٹے آنسو ابھرتے دیکھا اس کے ہاتھ پر اپنی
گرفت نا ہونے کے برابر کر گیا۔

اسے خود کو غصے سے گھورتا پا کر وہ اس کے ہونٹوں
پر بے باکی سے اپنا انگوٹھا سہلا کر تشنہ نگاہوں سے
دیکھ کر اس کے سرخ لبوں پر جھکتا جب وہ اپنا منہ پھیر
گئی۔

بہرام خانزادہ کو شدید غصہ آیا اس کی اس حرکت کر وہ اسکی گردن پکڑ کر اس کے دونوں ہاتھ آزاد کرتا اس کے گالوں پر اپنا دوسرا ہاتھ رکھ کر پھر سے اس پر جھکنے لگا جب وہ اس کے سخت ہاتھ کی ہتھیلی پر زور سے چک کاٹ گئی۔

شانزے اپنی حد-----بہرام آپ اپنی حد میں رہیں! بہت ڈرا دھمکا لیا مجھے آپ نے بس اب اور نہیں! بہرام خانزادہ جو غصے سے اس پر سے اٹھنے لگا تھا کہ شانزے اس کو کالر سے پکڑ کر خود پر جھکاتی اپنے جسم کی پوری طاقت لگا کر اسے بیڈ پر دھکیل کر خود اس کے اوپر آئی تھی۔

بہرام خانزادہ نے اپنا جسم خود اس کے مطابق دھکیلا تھا ورنہ شانزے جیسی نازک وجود لڑکی کہاں اس لمبے چوڑے وجود کو ایک انچ بھی ہلا سکتی تھی۔

وہ دیکھنا چاہتا تھا وہ غصے اور جیلسی میں کس حد تک جا سکتی ہے۔ اسے خود اپنے اوپر حق سے آتے دیکھ

بہرام خانزادہ سب کچھ بھولا تھا۔ وہ اسکو بے حد گہری
بے باک تشنہ نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

شانزے خان کا سانس پھولا ہوا تھا گیلا عبایا اسکے جسم
کے ساتھ چپکا ہوا تھا جبکہ اس کا وجود لرز رہا تھا جس
سے اس کے کندن نشیب و فراز حسین منظر پیش کر رہے
تھے۔ اس کی شہد آنکھوں میں عشق کرنے والی بیوی کے
جیسی جلن تھی۔

کیا بکو اس کر رہی تھی وہ کیا لگتی ہے آپ کی! آپ میرے
ہیں صرف میرے! جان لے لونگی میں آپ کی میرا حق
کسی اور کو دینے کا سوچا بھی تو! اس کالی ڈائین کو تو
میں پیٹرول چھڑک کر آگ لگا دوں گی

آپ کے جسم پر موجود ناخنوں کے نشان اسی ڈائین کے
ہیں نا!! وہ غصے سے پاگل ہوتی بہرام کے اوپر بیٹھے
بیٹھے ہی اسکے چہرے پر جھک کر بولی تھی۔ اس کا
انداز خاصہ لڑا کا بیویوں جیسا تھا۔

بہرام خانزادہ تو اس کی باتیں اس کا پوسیسو انداز دیکھ
کر رہ گیا۔ وہ ڈائین ہے اس کا تو مجھے پتہ نہیں مگر تم
خون پینے والی چڑیل ہو یہ پتہ چل گیا ہے۔ وہ آگ میں

مزید تیل چھڑکنے والا کام کرتا شانزے کو آگ بگولا کر
گیا۔

جُڑیل خون پینے کے ساتھ ساتھ کچا دل بھی نکال کر
کھاتی ہے وہ غصے سے بول کر بہرام خانزادہ کی شرٹ
جس کے اوپری بٹن پہلے ہی کھلے تھے جو شانزے کے
زور لگانے سے باقی کے بھی ٹوٹ گئے تھے۔

وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھی وہ اس کی شرٹ کے بٹن
توڑتی اسکے دل کے مقام پر جھک کر پوری طاقت کے
ساتھ کاٹنے لگی اور اتنی بری طرح سے کاٹ لیا کہ بہرام
کی چیسٹ کے پھولے مسل سے خون نکلتا ہوا شانزے
خان کے منہ میں گھل گیا۔

وہ اپنے اس ایکٹ سے بہرام خانزادہ کو ٹرن آن کر چکی
تھی وہ شانزے کو اس کی کمر کی دونوں سائیڈز سے
زور سے پکڑ کر خود پر فکس کرتا اپنی ایک ہی بے باک
جسارت سے ہوش میں لے آیا تھا۔

وہ اسکی لیپ میں تھی بہرام خانزادہ کا سخت جسم شانزے شدت سے محسوس کر گئی تھی۔۔ وہ جلن سے اتنی پاگل ہو گئی تھی کہ اپنی پوزیشن کا بھی خیال نہیں کر پائی!! وہ کرنٹ کھا کر اس کے سینے سے اپنا منہ دور کرتی لال انگارہ ہو کر اسے غصے سے ایک گھوری سے نوازتی اس کے اوپر سے اترنے لگی جب وہ اسے اور بھی سختی سے پکڑ گیا۔ اس کی سانسیں بے حد پھولی ہوئی تھی۔

تمہاری سانسیں اسطرح پھول رہی ہیں جیسے میں تمہاری روح کی تنگ گہرائی میں اتر گیا ہوں! جتنے زخم تم نے مجھے دیئے ہیں اب میری باری ہے تمہیں چبانے کی!!
بہرام خانزادہ گہری بے باک آواز میں بولا تھا۔

بھول جائیں کہ اب میں آپکو چھونے بھی دونگی خود کو! آپ سے بڑا بدلے باز کوئی نہیں ہو سکتا اس دنیا میں بہرام! وہ ابھی بھی غصے میں تھی اور بغیر سوچے سمجھے بول کر اپنی موت کو دعوت دے گئی تھی۔

اچھا تم مجھے خود کو چھونے سے روکو گی میں بھی دیکھتا ہوں تم یہ کیسے کرتی ہو! وہ اسے ایک ہی جھٹکے

میں اپنے نیچے کرتا فوراً سے اپنی شرٹ ریموو کرتا
زمین پر اچھال گیا۔ اس نے شانزے کو بھی عبائے کی قید
سے آزاد کیا اور اسکی گردن پر جھک گیا۔

وہ اس کی گردن کو چومتے ہوئے اس کی قمیض کی زپ
میں ہاتھ الجھا کر کھولنے لگا جب شانزے اسے خود سے
دور دھکیلنے کی کوشش کرتی خوف سے کانپنے لگی
تھی۔

بہرام خانزادہ اس کو قمیض کے بوجھ سے آزاد کرتا اس
کی اسٹریپ میں اپنا ہاتھ لے جا کر اس کے جسم پر موجود
آخری پردہ بھی ہٹانے کی غرض سے ان ہک کر گیا۔ اور
اس کی دھڑکنوں کو اپنے ہاتھوں سے بھیچ کر ان پر
جھک گیا۔

چیلنج کیا ہے نا تم نے مجھے فاتحہ پڑھ لو خود پر کیونکہ
ہمارے ملن کا وقت ہوا چاہتا ہے۔۔۔

شانزے خان کا جسم طیش کی آگ سے جھلس رہا تھا۔ وہ بے حد کم گوہ نازک مزاج لڑکی تھی مگر اس کے لالا نے اسے اپنے حق کے لئے لڑنا اور چھیننا دونوں سکھایا تھا۔

وہ اپنی بہن کو بہت مضبوط عورت بنا چاہتا تھا جو وقت آنے پر اپنے لئے اسٹینڈ لے سکے اور آج شانزے خان نے اپنے لالہ کے ہمیشہ خوش رہنے کی دعا کی تھی جس کا بہت اہم رول تھا اس کی پرسنیلٹی ڈیولپ کرنے میں

وہ خود پر جھکے بہرام خانزادہ کو بغیر کوئی مزاحمت کیے دیکھ رہی تھی اس نے جتنا غصہ کرنا تھا وہ کر چکی تھی۔ وہ جانتی تھی بہرام خانزادہ اس کے ساتھ کرنے والا کیا ہے وہ ہر پردہ اتار کر بھی اس کو وہ حق نہیں دے گا جو شوہر بہک جانے پر اکثر دے دیتے ہیں وہ شانزے کو ہر طرح سے اپنے شدت سے بہک جانے کا ساماں بنا کر بھی وہ آخری حد پار نہیں کرتا تھا وہ یہ سزا خود کو اس سے محبت کرنی کی دیتا تھا۔

وہ آج بھی اس آگ میں جل رہا تھا جس میں اس کے اپنوں نے اسے بری طرح جھونک دیا تھا۔ شانزے جانتی تھی وہ

اس کو اپنی مرضی سے چھو کر اپنے جذبات میں طغیانی
مچا کر خود کو اس کے وجود کی تشنگی کی سزا دے گا
اور یہی ہوا۔

بہرام خانزادہ اس کے دونوں ہاتھوں کو کلائیوں سے دبوچ
کر اس کے جسم کا ایک ایک پردہ ہٹا گیا اور یہی نہیں اس
نے خود کو بھی ہر طرح کی رکاوٹ سے آزاد کر دیا۔

شانزے خان سر سے پاؤں تک گلاب ہوئی تھی۔ کمرے
میں اندھیرا تھا لائٹس آف تھی کھڑکیوں پر پردے ٹلے تھے
جو دن کا اجالا کمرے میں پھیلنے سے روکے ہوئے تھے
مگر اندھیرا ایسا بھی ناں تھا کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ
نا سکتے۔

بہرام خانزادہ اس کی دونوں دھڑکنوں پر جھکا ہوا باری
باری اپنا لمس بکھیر رہا تھا۔ وہ اپنے لبوں سے زیادہ اپنے
دانتوں کا استعمال کر رہا تھا۔ اس کے دانتوں کی چبھن سے
شانزے خان کے منہ سے آہیں نکل رہی تھی مگر وہ
ساکت ہوئی اپنی آنکھیں میچے اس کا طیش اس کی سزا
اپنے وجود پر سہن کر رہی تھی۔

بہرام خانزادہ کے ہاتھ اس کے بیلی بٹن سے ہوتے تھائیز
پر اپنا شدت بھرا لمس بکھیرنے لگے تھے۔ وہ اس کی
دونوں لیگز کو بے دردی سے اوپن کر کے اپنی انگشت
سے شانزے کی حساسیت محسوس کر رہا تھا

شانزے اب ہلکا سا درد محسوس کر کے تڑپنے لگی تھی۔
بہرام خانزادہ اپنا منہ اس کی دھڑکنوں سے نکال کر اس
کو آنکھیں میچے درد برداشت کرتے دیکھ اس کے لبوں
پر جھکا تھا۔

وہ اس کے ہونٹوں کو اپنی قید میں لئے ان کا رس اپنے
حلق میں اتار رہا تھا یہی نہیں اس کے ہاتھ کی حرکت میں
شدت آئی تھی جس سے شانزے درد سے بھری میٹھی
سسکیاں لینے کے لئے مچلی تھی مگر بہرام کے لب اس
کی سسکیوں کو خود میں سما گئے تھے۔

وہ اس کے ماتھے کے ساتھ اپنا ماتھا ٹکاتا خود کو شانزے
پر فکس کرنے لگا وہ بھی دیکھنا چاہتا تھا کہ شانزے کب
تک مزاحمت نہیں کرتی اور وہ کیوں فرمانبردار بیوی بنی
ہوئی ہے جبکہ انکی شادی ابھی تک نہیں ہوئی صرف

نکاح ہی تو ہوا ہے ان ک

بہرام کے سخت جسم کو خود سے ٹچ ہوتے محسوس کر کے شانزے کا دل زور سے دھڑکا تھا وہ اپنی حد پار نہیں کر سکتا تھا جس نے نشے کی حالت میں اپنی حدود سے تجاوز نہیں کیا تو پھر وہ آج ہوش میں کیسے کر جاتا۔

کیوں مزاحمت نہیں کر رہی کیا تم تیار ہو اس کے لئے! وہ شانزے کے ہاتھ آزاد کرتا اس کے ایک ہاتھ سے خود کو ہولڈ کرواتا مخمور لہجے میں بولا تھا۔ شانزے کا چہرہ اس دھواں دار ہوا تھا وہ خوف سے اپنا ہاتھ پیچھے کر گئی۔

شوہر کو اس کا حق دینے کے لئے بیوی ہر وقت ہی تیار رہتی ہے پھر چاہے اس کے شوہر کی زندگی میں دوسری عورت ہی کیوں ناں موجود ہو!! شانزے اپنا حلق تر کرتی لہجے جو مضبوط بنانے کی کوشش کرتی بولی تھی۔

ہاں سہی کہا وہ بیوی جو شوہر کو اپنا مانتی ہے لیکن میں نے تو تمہیں زبردستی اپنے نکاح میں لیا ہے ناں اور

کیا تم مجھ پر ترس کھا رہی ہو اگر تم مجھ پر رحم اس
لئے کھا رہی ہو کہ میں نے تم سے کبھی محبت کی تھی تو
آج میں تمہیں بتا دوں انسان کا ماضی کبھی بھی اسکا
مستقبل نہیں بن سکتا اٹھو اپنے کپڑے پہنو تمہیں حویلی
چھوڑ آؤ!! بہرام خانزادہ کا لہجہ ایک لمحے کو درد میں
ڈوبا تھا مگر پھر وہ وہی لاپرواہ اور بے حسی کا خول خود
پر چڑھا گیا تھا۔

اس کے نیچے لیٹی شانزے جو کچھ دیر پہلے لال گلاب
بنی ہوئی تھی وہ اب لٹھے کی مانند سفید ہو گئی تھی۔ وہ
اس سے اب محبت نہیں کرتا تھا شانزے کا دل اسے
ملامت کرنے لگا۔ پتہ نہیں کیوں اس کے دل میں احساسات
کا سمندر جنم لینے لگا۔ وہ اس کے اوپر سے جذبات کی
آخری حد پر خود کو پہنچا کر ہٹ گیا۔

کب تک خود کو سزا دیں گے میرے وجود سے محروم رہ
کر!! شانزے اسے واشروم کی جانب بڑھتے دیکھتی بند
ہوتے دل سے بولی تھی۔ جب تک زندہ ہوں! جیسے
ریپسٹ قرار دے دیا جائے اس سے بیوی ہونے کا حق
نہیں مانگتے!! اب اپنی فضول کی بکواس بند کر کے

کیڑے پہنو اپنے چچی تمہارا انتظار کر رہی ہوں گی!۔۔

بہرام خانزادہ بغیر مڑے طنزیہ ہنس کر بولتا واشروم کا دروازہ دھڑام سے بند کرتا ٹھنڈے پانی کا شاور آن کر کے اسکے نیچے کھڑا ہو گیا جبکہ شانزے تو اس کی سن کر ملال کی گہرائی میں گر گئی۔ وہ اس کی گناہ گار تھی اس نے ہی بہرام خانزادہ کو ہیل کرنا تھا وہ اب اسے وہ باہیں فراہم کرنا چاہتی تھی جہاں لیٹ کر وہ چیخے چلائے اور اپنے اندر موجود ہر غم سے اپنی روح کا بوجھ ہلکا کر دے! وہ سمجھ گئی تھی اسے کیا کرنا ہے اور وہ اب راضی تھی اپنی نا سمجھی میں کی گئی غلطی کا کفارہ ادا کرنے کے لیے

آج صبح ہی جب وہ یونیورسٹی آرہی تھی تو اس کی مورے غزالہ خانم نے شانزے سے رخصتی کی بات کی تھی کیونکہ وہ بہرام خانزادہ کو چار راتوں سے شانزے کے کمرے میں رات کے اندھیرے میں جاتے دیکھ چکی تھی اور انہیں اتنا سمجھ اگیا تھا کہ وہ اب اسکی بیوی اسے سونپ دیں نکاح ہو گیا تھا اسکی تکمیل شانزے کو رخصت کر کے اب انہیں کر دینی چاہیے تھی۔

وہ دونوں ہی جوان خون تھے بہک جاتے تو معاملات خراب ہو جاتے غزالہ خانم اپنی بیٹی شانزے خان کی گردن پر وہ نشانات دیکھ چکی تھی جو ایک محبت کرنے والا شوہر اپنی بیوی کو اپنے رنگ میں رنگنے سے پہلے دیتا ہے۔

انہوں نے شانزے کو آج صبح ہی کہہ دیا تھا وہ اس کی رخصتی کرنا چاہتی ہیں جس پر شانزے نے خاموشی اختیار کر کے ان کا فیصلہ اور بھی پختہ کر دیا۔ بہرام کا ہر رات شانزے کے کمرے میں جانا اگر احد دیکھ لیتا تو حویلی میں کہرام مچ جانا تھا۔ اس لئے بہتر تھا ہر کام عزت سے اپنی تکمیل پر پہنچ جائے۔

وہ زمین کی زینت بنے اپنے کپڑے پہنتی اپنا عبایا پہن پر صوفے پر جا کر بیٹھ گئی جب اسکی نظر بہرام خانزادہ کے بیڈ کی سائڈ ٹیبل پر پڑھی اور وہ مزید غمزہ ہو گئی۔ سائڈ ٹیبل پر ایک کانچ کا فریم تھا جس کے دو پلڑے تھے اسکے ایک پلڑے میں شانزے خان کی تصویر تھی جبکہ دوسرے میں مریم خانم کی تھی۔

بہرام خانزادہ کس قدر بکھرا ہوا تھا شانزے خان کو اب شدت سے احساس ہونے لگا۔ وہ اس کی ہر تکلیف بانٹنا چاہتی تھی وہ اسے ہر غم سے باہر لانا چاہتی تھی اسے ایک ہمسفر بننا تھا جو ہمراز بھی ہوتا تھا اور دل کے دکھ کا راز بھی ہوتا ہے۔

ایشا کیا ہوا ہے سب ٹھیک ہے تم اتنا گھبرائی ہوئی کیوں ہو اور یہ شال کس کی ہے!! ایشا کو پھولتی ہوئی سانسوں کانپتے جسم اور پسینے سے شرابور دیکھتی مشائم پریشانی سے اپنی چیئر اٹھتی اس کی پاس جاتی بولی تھی۔ وہ اسے اس طرح دیکھ کر خود بھی گھبرا گئی تھی۔

مم۔۔۔مشی۔۔۔وہ۔۔۔وہی۔۔۔وہ۔۔۔آیا۔۔۔وہ۔۔۔میرے۔۔۔روم۔۔۔۔۔۔۔۔۔کون آیا کیا بول رہی ہو ریلیکس آؤ یہاں بیٹھو!! کسی نے کوئی بدتمیزی کی ہے ایشا اب مجھے بھی ڈرا رہی ہو پلیر رونا بند کرو

مشائم اسے چیئر پر بیٹھا کے پانی پلاتے بولی تھی۔ وہ لوگ اکثر باہر آجایا کرتی تھی مگر آج یہ پہلی بار تھا جب

وہ اس طرح کی سیچویشن کا سامنا کر رہی تھی۔

وہی جو اس رات میرے روم میں آیا تھا وہ مجھے میرے منہ کو زور سے۔۔۔۔۔ ایشا ریلیکس ہو جاؤ رونا بند کرو میں ایک کام کرتی ہوں رایان بھائی کو بولتی ہوں وہ ہمیں پک کرنے آجائیں تم آؤ میرے ساتھ!! ایشا کی حالت بہت زیادہ خراب ہو گئی تھی وہ ایکدم سے بخار میں تپ گئی تھی۔

نہیں پلینز نیچے وہ ماسک مین وہ پھر سے مجھے پکڑ لے گا!! ایشا روتی ہوئی بولی تھی۔ مشائم خود پریشان ہو گئی تھی وہ اسکو کیسے ہینڈل کرے اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیونکہ ایشا بری طرح سے کانپ رہی تھی۔

مشی میں آج کے بعد کبھی بھی ایسی ڈریسنگ نہیں کروں گی ورنہ وہ مجھے اپنے بیڈ روم میں لے جائے گا!! ایشا خوف سے گھبرا کر مشائم کے ساتھ چپک گئی تھی۔

ایشو شش!! چپ کرو میں دیکھتی ہوں کس بدتمیز نے تمہارے ساتھ پرینک کیا ہے! میری مس ڈرامہ کوئین کو ڈرا دیا ہے آؤ میرے ساتھ ہم ریسٹورنٹ کے کیمراز چپک کر لیتے ہیں! مشائم اپنی پریشانی سائڈ پر کرتی ایشا کا دیہان بٹانے لگی۔

تم بھائی کو نہیں بتانا کچھ بھی پلیز اگر وہ پھر سے آگیا تو وہ بہت خطرناک ہے مجھے اٹھا کر لے جائے گا اور اپنے بیڈ۔۔۔۔۔ اف اینف ایشو! ہوش میں آؤ تمہیں کوئی کہی اٹھا کر نہیں لے کر جانے والا میں ساتھ ہوں تمہارے ہم پہلے کیمرہ چیک کرتے ہیں پھر میں بھائی کو۔۔۔۔۔ پلیز بھائی کو نہیں

مشائم اس کی کمر سہلاتے ہوئے بول رہی تھی جب ایشا نے اپنی بات پر زور دیا۔ اوکے ٹھیک ہے بھائی کو نہیں بلاتی میں تم چلو میرے ساتھ سیکورٹی روم!! مشائم اس کے بال سمٹتی ریسٹورنٹ کے منیجر کے پاس جاتی کیمرے چیک کرنے لگی کوئی بھی ایسا بندہ نہیں تھا وہاں جس نے وہ سیاہ مردانہ شال پہنی ہو۔

سارے کیمرے چیک کر لئے تھے مگر کچھ بھی اسپاٹ
نہیں ہوا تھا۔ ایشا تو یہ سوچ کر رہ گئی کہ وہ آیا کیسے کیا
پتہ وہ ابھی تک واشروم میں ہی ہو مشائم نے ایک
سیکورٹی کے بندے کے ساتھ واشروم بھی چیک کر لیا
مگر وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔

وہ ایشا کی بات کو اس کا وہم سمجھ لیتی اگر اس کے
کندھوں پر وہ سیاہ مردانہ شال ناں دیکھتی اب کیا ہو سکتا
تھا۔ ایشا اسے بہت گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی وہ نارمل ہو
کر ہی ٹھیک سے کچھ بتا سکتی تھی اس لئے مشائم نے
وہاں سے جانا ہی بہتر سمجھا۔ اس نے اوپر بک کی اور
ایشا اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئی وہ نہیں چاہتی تھی ایشا
کو اس کی خالہ سعدیہ انصاری اس طرح سے گھبرایا ہوا
دیکھ کر پریشان ہوں۔

آپ یہاں کچن میں کیا کر رہی ہیں خانی! طبیعت ٹھیک
نہیں لگ رہی مجھے آپ کی آئیں میں آپ کو ڈاکٹر کے
پاس۔۔۔۔۔ نہیں۔ میں ٹھیک ہوں وہ میرے سر میں درد ہو رہا
تھا تو میں چائے بنانے آگئی

منہاں خاندانہ جو کال پر بات کرتے کرتے حویلی کی
پچھلی طرف چلا گیا تھا وہ کچن کی ونڈو سے انشال خان
کو سر پکڑے کچھ بناتے دیکھتا تیزی سے حویلی کی بیک
سائڈ کے سلائیڈنگ دور سے اندر انٹر ہوتا کچن کی جانب
بڑھا تھا۔ اور کچن میں جاتے ہی انشال کو اس کے بیک

سائڈ سے ہگ کرتے پریشان سے لہجے میں بولا تھا۔
وہ لڑکی تین دن اس کے ساتھ ایک کمرے میں رہی تھی
اور منہان خانزادہ نے اسے پچھلے تین دن سے ایسے ہی
بیمار سا پایا تھا۔ اور آج سے تو اس کے ایام خاص بھی
شروع ہو گئے تھے۔ اس کا باڈی ٹمپریچر بھی گرم تھا۔

انشال ڈاکٹر کے پاس جانے والی بات سن کر بری طرح
گھبرائی تھی۔ اسے بہت خوف آتا تھا ہاسپٹل سے جہاں اس
کی ماں نے اپنی آخری سانسیں لی تھی وہ بہت خوف
کھاتی تھی۔

اس نے اپنے بابا کو ساری ساری رات اپنی مورے کی
تصویر کو رو رو کر چومتے معافی مانگتے دیکھا تھا۔ اس
کے بابا شہسوار خان اسے بھی گھنٹوں اپنے سینے سے
لگائے روتے رہتے تھے۔

وہ بہت چھوٹی تھی جب اس کے بابا بھی اسے دنیا میں تنہا
چھوڑ گئے تھے۔ اگر اسے کوئی بڑی بیماری نکلی تو!!
وہ منہان خانزادہ کے عشق سے واقف تھی وہ تو مر ہی
جاتا اسے کسی بڑی تکلیف میں دیکھ کر اسے کسی قیمت
پر ہاسپٹل نہیں جانا تھا۔

زیادہ درد ہے سر میں! پیٹ میں بھی ہو گا ناں آپ یہاں
چیئر پر بیٹھیں میں آپ کے لئے خود چائے بناتا ہوں آخر
کو ایک عدد اللہ نے آپ کو اتنے قابل شوہر سے نوازا ہے
بھی فائدہ اٹھائیں اس کی دیوانگی کا آپ کا خادم اپنی بیگم
صاحبہ کی خدمت میں دل و جان سے ہر وقت حاضر
ہے! وہ اسے چیئر پر بیٹھا کر اسکے آگے جھکتا ہوا
دلفریبی سے بولا تھا۔ انشال اس کی سُرْمئی آنکھوں میں
دیکھنے لگی جس میں اس کے دیوانگی بھرے عشق کی
لکیریں کوئی اندھا بھی دیکھ لے

اپنی بیوی کی خدمت کمرے میں کر لینا میرے بیٹے ابھی
تم باہر آؤ ہاشم لالا تمہیں یاد کر رہے ہیں۔ انشال جو اس کی
آنکھوں کو بے ساختہ چھونے لگی تھی جب ان دونوں کے
کانوں میں نازنین خانم کی آواز گونجی

وہ دونوں سنبھل کر پیچھے ہوئے۔ جی جی میری پیاری
مورے جاتا ہوں ماموں کے پاس بس میرا دل چاہ رہا تھا
چائے کا تو سوچا اپنے اور انشال کے لئے بنا لوں آپ پئیں
گی! وہ بات کو گھما گیا تھا۔ اس کی مورے شادی کے لئے
راضی تھی اسے اور کیا چاہیے تھا۔

نہیں بیٹا تم ہٹو میں تمہیں بنا کر دیتی ہوں بیوی کو آرام
کرواتے ہیں مگر اپنی بھی تو اس سے خدمت کروانا
چاہیے!! نازنین خانم انشال کو ایک نظر دیکھ کر بولی
تھی۔

چچی میں خود بنا لیتی ہوں آپ کیوں کچن میں-----بیٹا
کوئی بات نہیں میں بنا لیتی ہوں بس تم میرے بیٹے کی
خوشی کا خیال رکھو تم اب دلہن ہو آرام کرو! نازنین خانم
شیریں لہجے میں بولی تھی۔

آپ کا بیٹا کتنا خوش ہے مورے جان یہ میں لفظوں میں
نہیں بتا سکتا اور اس خوشی کی وجہ آپ ہیں اور اسی
خوشی کی خوشی میں آج منہان خانزادہ اپنی دونوں
اسپیشل لیڈیز کے لئے اپنے ہاتھوں کی چائے بنائے گا آپ
دونوں بیٹھ جائیں اور چائے انجوائے کریں!! وہ نازنین
خانم کا کندھا چوم کر بولا تھا۔

تم دونوں پیو چائے میں ذرا پلوشہ دیدہ کو دیکھ لوں وہ کب
سے اپنے کمرے میں بند ہیں! نازنین خانم منہان کے گال
پر محبت سے اپنا ہاتھ رکھ کر بولتی کچن سے چلی گئی

تھی۔ انشال خان ان کے جاتے ہی چیئر پر واپس سے بیٹھنے کی بجائے کچن سے باہر جاتی جب منہاں خانزادہ اسے کمر سے پکڑ کر شیلف پر لگا گیا۔

انشال کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوئی اس کا چہرہ ہیٹ اپ
ہوا وہ منہان کا ہاتھ اپنی کمر سے ہٹاتی جب وہ اس کے کان
کے قریب جھکا۔ سنا نہیں آپ نے مورے نے آپ کو میری
خدمت کا حکم دیا ہے! وہ بھاری معنی خیز آواز میں بول
کر اس کے کان کی لوں پر اپنی زبان پھیرنے لگا انشال
کے جسم میں لرزہ طاری ہوا تھا۔

کوئی۔۔ آجائے۔۔ گا۔۔ پلینز۔۔ منہاں۔۔ چھو۔۔۔۔ کوئی نہیں آرہا
خانی مجھ سے کترانا چھوڑ دیں!! وہ اس کے گال کو
نرمی سے چوم کر اپنی ناک سہلاتے بولا۔

پلیز ہٹو مجھ سے دور!! انشال خان اسے مزید بے باک ہونے سے پہلے ہی خود سے دور کر گئی۔

میرے۔۔سر۔۔میں درد ہو رہا ہے بہت! وہ اس کے چہرے پر شکن آتی دیکھ کر پھیکا سا مسکرا کر بولی تھی۔

منہان خانزادہ اس کا ہر ایک ایکٹ نوٹ کر رہا تھا وہ اس کے خود کو دور کرنے پر غصہ تو ہوا مگر پھر جگہ کا خیال کر کے اپنا غصہ فوراً ہی پی گیا۔ وہ اس کے قریب آنے پر ایسے ہی کتراتے تھے مگر کیوں!! منہان خانزادہ کا دماغ اب کسی اور ہی بات کی طرف جا رہا تھا۔

اسے کچھ غلط ہونے کا شدت سے احساس ہونے لگا۔ سب ان کے رشتے کو قبول کر چکے تھے۔ ان کی شادی دھوم دھام سے کرنے کے لئے راضی ہو گئے تھے اپنی خوشی کا اظہار کر رہے تھے تو پھر اب ایسا کونسا مسئلہ تھا کونسی پریشانی تھی جو انشال خان کو کھل کر مسکرانے بھی نہیں دے رہی تھی۔ وہ کیوں اور کس وجہ سے ماتم کدہ تھی منہان خانزادہ کا دل اس کے ابھی بھی ناخوش ہونے کی گواہی دینے لگا تھا۔

چائے بن گئی ہے آپ بیٹھیں میں آپ کا سر دبا دیتا ہوں! منہان خانزادہ کپ میں چائے نکال کر ڈالتا پھر سے اس کے قریب آتا جب وہ جلدی سے چائے کا کپ اٹھاتی چیئر پر بیٹھ گئی ورنہ زمین بوس ہو جاتی سر میں چکر سا آیا تھا۔

انشال کیا بات ہے کچھ پریشانی ہے میں آپکا دوست ہوں
آپ مجھ سے ہر بات شیئر کر سکتی ہیں!! وہ اس کو چکرا
کر چیئر پر بیٹھتا دیکھ چکا تھا۔ اس لئے اسکے قدموں کے
پاس ہی گٹھنوں کے بل جھک کر بیٹھ گیا۔

کک۔ کوئی۔ کوئی۔ پریشانی۔۔ نہیں بس وہ میں پچھلے تین
دن سے ٹھیک سے کھا نہیں سکی اس لئے ویک نیس فیل
ہو رہی ہے!۔ انشال خان زبردستی مسکرانے کی کوشش
کرتی لرزتے لہجے میں بولی تھی۔

اچھا مطلب آپ کہہ رہی ہیں میں نے آپ کے کھانے کا
خیال نہیں رکھا فلیٹ میں اوکے مائی بیڈ!! ایک چانس تو
مجھے ملنا ہی چاہیے پھر سے آپکی۔۔۔۔۔ پلیز میں اس فلیٹ
میں اب نہیں جاؤں گی!! انشال ایکدم ہی پھوٹ پھوٹ کر
رو دی تھی۔

منہان خانزادہ جو اسے اپنی باتوں سے تنگ کر کے اس کا
دیہان سر درد سے ہٹانا چاہتا تھا کہ انشال کو بری طرح
پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھ بوکھلا گیا۔ اچھا اچھا میں آپ

کو نہیں لے کر جاؤں گا وہاں پلیز رونا بند کریں آپ جانتی
ہیں ناں آپ کا رونا مجھے تکلیف دیتا ہے وہ اس کے ہاتھ
سے چائے کا کپ پکڑ کر شیلف پر رکھتا اسکے دونوں
ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں نرمی سے پکڑ کر منت بھرے
انداز میں بولا۔

وہ اسکے آنسو صاف کرتا اس کے دونوں ہاتھوں کو چوم
کر انشال کا زرد چہرہ دیکھنے لگا۔ اوہو یہاں تو محبوب
قدموں میں والا سین چل رہا ہے بھی۔! منہاں خانزادہ جو
انشال کے کپکپاتے لب اپنے لبوں کے قریب کرنے کی
غرض سے اسکی اپنی طرف کھینچنے والا تھا کہ کچن
کے دروازے سے احد خانزادہ کی شریر آواز نے ان
دونوں کو اپنی جانب متوجہ کیا۔

انشال تو شرم سے لال ہو گئی تھی جبکہ منہاں نے اسے
آنکھیں گھما کر دیکھا تھا۔ انشال جلدی سے چیئر سے اٹھتی
شرم سے پانی پانی ہوتی کچن سے نکل گئی تھی!

محبوب کے قدموں میں ہی بیٹھا جاتا ہے نامراد۔!! اس کا
بند کمرے میں دم نہیں نکالتے گھستاخ! منہاں خانزادہ نے

بھی انشال کے جاتے ہی احدخانزادہ کو لتھاڑا تھا۔

تیری یہ کمینی عادت گئی نہیں ناں مجھ پر نظر رکھنے والی! احد اپنا پول کھلنے پر دانت پیس کر بولا تھا اب تو ایسی نیچ حرکتیں بھی کرنے لگا ہے لعنت ہے تجھ پر! صاف صاف بتا کیوں نہیں دیتا اسے کہ تیری پھٹ کر حلق تک آگئی ہے۔ منہاں اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اسے دیکھ کر شرم دلانے والے انداز میں افسوس سے بولا۔

ڈرتا ہوں انکار نا کر دے! احد اس حسینہ کا خوفزدہ چہرہ یاد کرتا اپنے دل کا خدشہ زبان پر لے آیا تھا اسے اس طرح ڈرانے دھمکانے سے بہتر ہے شادی کر لے! ایڈوکیٹ صاحب سے بات کر لے یا پھر تیرا وہ ایک عدد سالا ہے ناں لالا کے تھرو اس سے بات کر کے دیکھ!! منہاں خانزادہ اسکی تڑپ سے واقف تھا وہ خود بھی تڑپا تھا انشال کے لئے اور محبوب کو کھو دینے کا خوف موت کے خوف کے برابر ہوتا ہے اور وہ اپنے دوست کو تڑپتے سلگتے نہیں دیکھ سکتا تھا اس لئے اسے سمجھاتے ہوئے مزید بولا تھا۔

کیا تو جانتا نہیں وہ کن کی بیٹی ہے مجھ پر نظر رکھ کر
اتنا تو پتہ چل ہی گیا ہو گا!! سب کو منانے سے زیادہ
اُسے منانا مشکل ہے نہیں مانے گے وہ لوگ کیا کروں
پریشان ہوں میں!! احد کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

نہیں مانی تو تیری بندوق کس دن کام آئے گی پھٹو محبوب
کو زبردستی اپنا بنایا جاتا ہے کسی اور کے لئے نہیں
چھوڑتے سیکھ کچھ مجھ سے! منہان خانزادہ کا لہجہ اور
انداز سخت ہوا تھا۔

پہلے ہی اتنا ڈرا چکا ہوں تیرا والا کام کیا تو فوت ہی ناں
ہو جائے احد خانزادہ ہنستے ہوئے بولا تھا۔ بس پھر تو خود
ڈیسائڈ کر لے تو نے فوت ہونا ہے یا بھابھی کو حویلی لانا
ہے مجھے ٹائم سے بتا دینا تاکہ تیری آخری رسومات میں
شامل ہو سکوں

منہان طنزیہ انداز میں بول کر کچن سے نکل گیا تھا جبکہ
احد اب آفیشلی اپنی حسینہ سے ملنے کا ارادہ کر چکا تھا۔

وہ شاور لے کر باہر نکلا تو اس کی نظر صوفے پر بیٹھی ہوئی شانزے خان پر پڑی۔ جو کسی گہری سوچ میں گم تھی۔ اس کی نظروں کے تعکب میں دیکھنے پر بہرام خانزادہ سمجھ گیا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔

خیر اسے جو بھی سوچنا ہے وہ سوچے بہرام کو اب فرق نہیں پڑنا کسی بھی بات سے! وہ ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا ہوا روم کی تمام لائٹس آن کر کے اپنے گیلے بالوں میں ٹاول پھیرنے لگا شانزے ابھی بھی گم سم بیٹھی اس فریم کو ہی دیکھے جا رہی تھی۔

بہرام خانزادہ بلیک ٹراؤزر میں ملبوس تھا اس کے چوڑے سینے سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ وہ اس کی شہد آنکھوں میں ابھرتی تحریر پڑھ چکا تھا۔ اس لئے اپنے بالوں کو جھٹکتا ہوا شانزے کی جانب بڑھا۔

خود کو کور کرو ہم حویلی جا رہے ہیں! وہ اس کے قریب پہنچ کر شانزے کی بازو سے پکڑ کر صوفے سے اٹھاتے ہوئے بولا تھا۔ جن سے محبت کی جائے انہیں تکلیف دینے کا انسان سوچ بھی کیسے سکتا ہے آپ پھوپھو سے کیوں۔۔۔۔۔ منہ بند رکھو اپنا تم!! میرے سر پر چڑھنے کی

ضرورت نہیں ہے ورنا تمہاری اصلی جگہ پر چڑھا دینا
ہے میں نے

شانزے جو اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولنے لگی تھی
کہ بہرام اس کی بات بیچ میں ہی اپنے ذومعنی انداز میں
کاٹ گیا۔ آپ کیوں خود کو اذیت دے رہے ہیں کب تک
محرومیوں کا بدلہ اپنی ہی ذات سے لیتے رہیں گے پلیز یہ
سب۔۔۔۔۔ تمہیں میری اذیت تکلیف درد رنج و غم سے
کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے مس شانزے

میں کسی کو بھی اجازت نہیں دیتا کوئی مجھ پر رحم
کھائے اور تمہارے جیسی بے رحم عورت تو بالکل بھی
نہیں!! بہرام اس کا جبراً زور سے دبوچے بولا تھا۔ شانزے
اس سے عشق کرے تو شاید وہ قبول کر لیتا مگر اس پر
رحم کھائے یہ قبول نہیں

میں آپ پر رحم نہیں کھا رہی میرا دل تکلیف محسوس کر
رہا ہے حقیقت جان کر!! کیا آپ مجھے ایک
موقع۔۔۔۔۔ میری دنیا میں معافی موقع جیسے لفظ ایگزسٹ
نہیں کرتے ڈیئر وائف تم کب سے تکلیف محسوس کرنے

لگی ابھی کچھ دن پہلے تک تو تمہاری نفرت کی آگ ہی
ٹھنڈی نہیں ہو رہی تھی اور اب یہ تڑپ!! کیا چال چلنے
لگی ہو اب تم! کوئی گیم کھیل رہی ہو اپنے اس سو کاڈ
لالا کے ساتھ مل کر

بہرام خانزادہ اسے صوفے پر پیش کر کے اس کی لیگز اوپن کر کے بیچ میں اپنا گٹھنا رکھ گیا تھا۔ جبکہ اسکے جبرے پر گرفت ہلکی کی تھی۔ شانزے اس کے ایکٹ سے خوفزدہ ہوئی تھی مگر وہ ہمت کر کے بہرام خانزادہ کے ہلکے بیئرڈ زدہ گال پر اپنا لرزتا ہاتھ رکھ گئی۔

[illegible]

بہرام خانزادہ اس کو خود پر ترس کھاتے دیکھ کر غصے

سے انگارہ ہونے لگا تھا۔ اس کی اپنے گٹھنے کا زور ہلکا سا بڑھایا تھا شانزے اس کو سہم کر دیکھ رہی تھی۔ بہرام خانزادہ اس کی گردن اور گردن سے نیچے گہرائیوں پر اپنی بے رحم جنونیت کے نشان دیکھتا بہکنے لگا تھا۔

اس کا ہاتھ بے باک ہو کر اسے چھونے لگا تھا۔ وہ لڑکی جو کچھ دیر پہلے شیرنی بنی ہوئی تھی اب بھیگی بلی بن گئی تھی۔ چچی کی رخصتی کی بات پر تم نے کیوں رضامندی دی ہے بیوی! وہ اس کے لبوں پر اپنا انگوٹھا بہت بے باکی سے پھیرتے ہوئے بولا تھا۔

آپ رخصتی نہیں چاہ۔۔۔۔۔میں رخصتی کیوں چاہوں گا جب سب کچھ بغیر تمہیں رخصت کیے بھی لے سکتا ہوں تو!! شانزے اس کے جسم سے نکلتی بیٹ سے پسینے میں بھیگتی آنکھیں میچے بولی تھی جب وہ گہرے معنی خیز لہجے میں شانزے کی بات کاٹ گیا۔

مگر تم سے وہ حق لونگا نہیں تم میرے ٹیسٹ کی نہیں ہو نا اب! شانزے جو اس کی بات سن کر اپنی آنکھیں کھول گئی تھی جب بہرام نے اس کی لبوں کی طرف جھک کر

اس کو تکلیف سے دو چار کیا تھا۔ اور اس کی شہد رنگ آنکھوں میں شکوہ دیکھ کر خود کو اس سے زیادہ تکلیف میں ڈوبتا محسوس کیا تھا۔

میں بھی فاحش بن جاؤں تو آپ کے ٹائپ کی ہو-----زبان کو لگام دو اپنی تم میری عزت ہو خود کے لئے کیسے اتنا گرا ہوا سوچ سکتی ہو! شانزے بھیگے لہجے میں جو منہ میں آیا بول رہی تھی جب بہرام خانزادہ اسکے لبوں پر اپنا انگوٹھا زور سے مسل ڈالا تھا۔

میں آپ کا پیار چاہتی ہوں آپ کو سمیٹنا چاہتی ہوں آپ کی ہر تکلیف کا ازالہ۔۔۔۔۔۔ وہ بہرام خانزادہ کے گالوں پر ہاتھ رکھ کر بول رہی تھے جب وہ اسے اپنے کندھے پر ڈالتا ہوا واشروم کی جانب بڑھ گیا۔ شانزے کا دل سہما تھا۔

وہ اسے شاور کے نیچے کھڑا کر کے اس کا عبایا ریموو کر گیا۔ آگ جو تمہارے اندر لگی ہوئی ہے ناں میری طرح تم بھی اس ٹھنڈے پانی کے نیچے کھڑی ہو کر بجھا لو کیونکہ تم کچھ بھی کہہ لو۔۔۔ کر لو میں نہیں آنے والا تمہارے قریب! تم سے حق لینے سے بہتر ہے اس کو کاٹ

ڈالوں!! وہ شانزے کو دیوار پر پٹخ کر غصے سے بولا
تھا۔

وہ اس پر ترس کھا کر خود کو سونپ کر اپنی غلطی کا
ازالہ نہیں کر سکتی تھی بہرام کانٹوں پر لوٹ رہا تھا!
مجھے میرا حق چاہیے میں آپ کی بیوی ہوں آپ کے
نکاح میں ہوں جو آپ نے اپنی مرضی سے کیا ہے!!
شانزے بھی اب برابر سے بولی تھی۔

وہ ڈر بھی رہی تھی مگر وہ چاہتی تھی بہرام خاندانہ کہی
تو پگھلے اس طرح خود کو اذیتیں دیتا رہا تو ایک دن خود
کو ختم کر لے گا!! وہ اپنی مورے اور اس کے لئے دن
رات تڑپتا ہے اس بات کا گواہ وہ فریم تھا جو شانزے نے
اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ وہ اس کو اس ظالم وحشت
سے بھری زندگی سے نکالنا چاہتی تھی۔

بستر پر جانا چاہتی ہو میرے؟۔۔ جس مرد نے تمہیں پندرا
سال کی عمر میں بے آبرو کرنا چاہا اس کی گرمی خود
میں اندیلنا چاہتی ہو! بہرام خاندانہ شانزے کو مچلتے
دیکھ اسکے قریب آتے بولا تھا۔

نہیں۔۔۔آہ۔۔۔پلیز۔۔۔رک۔۔۔جائیں۔۔۔! بہرام خانزادہ شانزے کا
رخ دیوار کی طرف موڑتا اسکی قمیض پیچھے سے چاک
کرتا اس کی شفاف کمر پر جھکا تھا اور زور سے اپنے
دانت گاڑھے تھے۔ وہ مچھلی کی طرح تڑپی تھی۔

بہرام خانزادہ اس کے جسم پر بالکل ویسے ہی جھونک بن
کر چمٹا تھا جس طرح کچھ دیر پہلے شانزے خان غصے
میں اس پر جھپٹی تھی۔ میں ایک وحشی ہوں اپنے حق کا
مطالبہ مجھ سے مت کرو چیر کر رکھ دوں گا تمہیں
مجھے نزاکت سے چھونانہیں آتا! وہ اس کے گولڈن بال گدی
سے پکڑ کر کھینچا اس کی بیک کو اپنے سینے سے لگا
کر اس کے کان کے قریب جھک کر بولا تھا۔

آپ۔۔۔آج۔۔۔بھی مجھ سے محبت کرتے ہیں جو آپ بول رہے
ہیں وہ کبھی نہیں کر سکتے میرے ساتھ!! شانزے اپنے
پیٹ پر رینگتا اسکا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں زور سے
پکڑ کر بولی تھی۔

خوش فہمی اتنی اچھی چیز نہیں بیوی! بہرام اس کے لبوں
سے یہ انکشاف سن کر اس کا رخ اپنی طرف موڑ کر

اسکے لبوں پر جھکتے ہوئے بولا تھا۔ غلط فہمی کی سزا
کاٹ رہی ہوں خوش فہمی کی بھی سہن کر لونگی

شانزے اس کی لہو آلود سیاہ آنکھوں میں دیکھنے سے
گریز کرتی مدھم سی آواز میں بولی تھی۔ بہرام اس کی
بات سن چکا تھا شانزے اسکے سینے پر گردن پر اپنے
دانتوں کے نشان دیکھتی حیا سے لال ہو گئی تھی۔ بہرام
خانزادہ اس کے لبوں پر جھک کر جنونیت سے اسے
چومنے لگا تھا۔

وہ بھر پور انداز میں اسے چوم کر اس سے الگ ہوا تھا۔
تمہاری حسرت تمہارا امتحان نا بنا دیا تو میں بھی بہرام
خانزادہ نہیں!! تم تڑپوگی ترسو گی اپنے پہلو میں مجھے
پانے کے لئے ہلکان ہو جاؤ گی مگر میں تم پر رحم نہیں
کھاؤں گا تمہارے جسم سے ملن کی آگ میں اپنے ساتھ قبر
میں لے کر چلا جاؤں گا مگر تمہیں اپنی بیوی ہونے کا
حق کبھی نہیں دونگا

بہرام خانزادہ شانزے سے زیادہ خود کو لہو لہان کرتا اس
سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔ رخصتی کی تیاری کرو منہان اور

انشال کی شادی سے پہلے تم میرے بستر پر میری سیج
سجا کر بیٹھو گی یہ میرا وعدہ رہا تم سے!! اور اب فریش
ہو کر باہر آؤ تمہارے کپڑے ملازمہ کے ہاتھوں بھجوا رہا
ہوں

بہرام خانزادہ دروازے کی طرف بڑھتا ہوا طیش سے
بھرے لہجے میں بولتا چلا گیا تھا۔ جبکہ ٹھنڈے پانی کے
شاور کے نیچے کھڑی شانزے خان خاموش آنسو بہا رہی
تھی۔ وہ اسے معاف کرنے کے ارادے میں نہیں تھا شانزے
کو خود سے محروم رکھ کر تڑپا تڑپا کر سزائیں دینے
کا دعوے دار تھا۔ وہ شاور بند کر کے واشروم سے نکلتی بیڈ
پر موجود بے حد قیمتی لباس اور عبایا دیکھتی کسی
بے جان مورت کی طرح زیب تن کرنے لگی۔۔۔

ان دونوں کا سفر خاموشی سے گزرا تھا

وہ دونوں جیسے ہی حویلی پہنچے سب کو ہی لاؤنچ میں
بیٹھے دیکھ کر صوفے کی جانب قدم بڑھانے لگے۔ دیکھ
رہی ہو میرے سالے کو سالا کیسے گھور رہا تھا جیسے
اس کی بہن چھیڑ دی ہو میں نے

بہرام خانزادہ جو شانزے کے ساتھ ہی قدم اٹھا رہا تھا جب احد کو اپنی طرف گھورتے دیکھ کر تپی ہوئی آواز میں غرایا تھا۔ شانزے اس کو ایگریسیو موڈ میں آتے دیکھتی اپنے لبوں پر جھوٹی مسکان سجا کر سب کو اپنے اور بہرام کی طرف متوجہ ہوتے دیکھ رہی تھی جبکہ بہرام خانزادہ اس کی فیک اسمائل دیکھ کر توے پر بیٹھا تھا۔

سارے راستے تو تم ماتم کرتی آئی ہو اب تم سب کو کیا دکھانا چاہ رہی ہو کہ ہم بہت پیپی کیل ہیں! وہ سرگوشی نما آواز میں اسے تپانے لگا جبکہ شانزے خان اس کی بات سن کر پہلے سے زیادہ گہرا مسکرانے لگی تھی۔

خدا خیر کرے نا جانے کیا کھیل کھیلنا چاہ رہی ہے اب میرے ساتھ جو اسکا مسکرانا بند نہیں ہو رہا وہ دل میں سوچ کر اس کی جان لیوہ مسکان کو اگنور کرتے ہوئے سب کو ایک نظر دیکھ کر سلام کرتا غزالہ خانم پلوشہ خانم اور نازنین خانم

کے آگے اپنا سر جھکا کر ان سے ملنے کے بعد سنگل صوفے پر بیٹھ اپنی نانی جان خانم بی کے پاس بیٹھ گیا۔

جن کے بالکل برابر میں اسکی مورے بیٹھی ہوئی تھی۔

ان کو بہرام خانزادہ نے دیکھ کر بھی ان دیکھا کر دیا تھا وہ مریم خانم کو دیکھ کر بھی ان کے پاس نہیں گیا تھا۔ جو اپنے بیٹے کو بھیگی ہوئی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی وہ ان سے نہیں ملتا تھا اس کا دل نہیں پتھر تھا یا اسے پتھر بنا دیا گیا تھا۔

وہ خانم بی کی طرف متوجہ ان کی کسی بات کا جواب دے کر ان کے ہاتھ کو عقیدت سے چوم رہا تھا منہاں خانزادہ جو احد کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا وہ احد کو اسے بری طرح سے گھورتے دیکھ کر اب بہرام کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ اور اسکو احد خانزادہ کے ایکدم سے سیخ پا ہونے کی وجہ سمجھ آگئی تھی جبکہ اس کا اپنا منہ بھی خفت سے لال ہوا تھا۔

شانزے مریم خانم سے سر پر پیار لینے کے بعد اپنی مورے سے مل کر کچھ پوچھ رہی تھی۔ اور پھر کچن کی جانب بڑھنے لگی۔ احد خانزادہ غصے سے لال ہونے لگا تھا۔ وہ بہرام خانزادہ کی سائڈ گر دن پر دانتوں کی گھڑی

سی بنی دیکھ چکا تھا جو بالکل تازہ زخم لگ رہا تھا وہ اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر شانزے کو دیدہ دلیری سے سب کے بیچ بیٹھا گہری نظروں سے دیکھ کر کسی سوچ میں گم معلوم ہو رہا تھا۔ مگر اس کی نظریں تھی جو شانزے سے ہٹنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

شانزے خان لال انار بنی ہوئی تھی وہ بہرام خانزادہ کی گہری نظریں خود پر محسوس کر چکی تھی جو بد لحاظی سے اسے سب کے بیچ میں تاڑ رہا تھا جیسے اعلان کر رہا ہو کہ ہے کسی میں دم جو بیوی تاڑنے سے روک کر دکھائے۔۔

منہان اس ٹھہرکی کو بول آنکھیں سیکننا بند کرے ورنہ.....ورنہ تو کچھ اور سیکنے کی اجازت دے گا مجھے!! ناگن کی طرح بل کھانا بند کر میرا موڈ نہیں تجھ جیسے کھوکھلے کنوارے کو منہ لگانے کا!! احد خانزادہ جو ضبط سے منہان خانزادہ سے بہرام خانزادہ کی آنکھوں کو قابو میں رہنے کی تلقین کروانے کے لیے بول ہی رہا تھا کہ بہرام خانزادہ نے اسکی بات ذو معنی انداز میں کاٹ کر طنزیہ مسکرتے ہوئے احد خانزادہ کو غصے سے لال

پیلا کر دیا تھا وہ جلتے توے پر بیٹھا تھا وہ ان سے کچھ
ہی فاصلے پر بیٹھا تھا

تیری طرح بے غیرتی سب کے بیچ میں دیکھا نہیں سکتا تو
مجھ سے اکیلے میں مل-----کیوں اکیلے میں مل کر تو نے
مجھے کچھ اسپیشل دکھانا ہے کیا۔ میرا موڈ اکیلے میں
بھی تیری بے غیرتی دیکھنے کا نہیں!! بولتی بند کر کے
بیٹھ اپنی کیوں بتیسی سے محروم ہونا چاہتا ہے کھوکھلے
کنوارے! تیری نازک بہن میری تشنگی مٹا چکی ہے

احد جو دانت پیس کر سب کا لحاظ کرتا ہوا دبی دبی آواز
میں بہرام کو گھور کر بول رہا تھا کہ بہرام خانزادہ نے
گہری ذو معنی سرگوشی نما لہجے میں پھر سے اسے تپایا
تھا۔ اور اتنی شدت سے تپایا تھا کہ احد اپنے ہاتھ میں
موجود چائے کا کپ زمین پر زور سے مار کر کھڑا ہوتا
بہرام خانزادہ کی طرف لپکا تھا۔ اس کا صبر ٹوٹ گیا تھا
وہ اس کی زو معنی بات سن کر انگاروں پر لوٹا تھا
کیونکہ بہرام کا لہجہ بے باک تھا۔

پھر اس کی گردن پر موجود شانزے کے دانتوں کا نشان
بھی اس نے سہی معنی میں احد کو دکھایا تھا یہی نہیں اس

نے اپنی شرٹ کے بٹن کرنے کی غرض سے اپنے سینے پر موجود نشان بھی احد خانزادہ کی نظروں کا مرکز بنایا تھا۔ جسے دیکھ کر ناں صرف احد تپ گیا تھا بلکہ منہاں بھی شرم سے اپنی نظریں دوسری جانب پھیر گیا تھا

وہ دونوں دست و گریبان ہوتے جب شہریار خانزادہ جو ایک ضروری کال اٹینڈ کر کے سیڑھیاں اترتا تیزی سے ان دونوں کے بیچ حائل ہوتا احد خانزادہ کو بہرام سے پیچھے دھکیل گیا۔ اس کا منہ بھی لال انگارہ ہو رہا تھا لاؤنچ میں بیٹھی خواتین احد کی اس حرکت پر حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ بہت ٹھنڈے مزاج کا تھا اپنی حویلی کی لیڈیز کے سامنے ایسے حرکتیں نہیں کیا کرتا تھا جو ابھی اس نے کی تھی۔

یہ کیا تم دونوں نے ہر وقت کا تماشہ لگایا ہوا ہے حویلی میں ایک دوسرے کے گربان تک پہنچ کر کیا ثابت کرنا چاہتے ہو بہت تیس مار خان بن گئے ہو بدمعاش ہوتم دونوں میرے ایک تھپڑ کی مار ہو تم دونوں! کوئی لحاظ شرم باقی بھی ہے یا نہیں دفعہ ہو جاؤ دونوں مردان خانے تم دونوں کو تو میں آج ٹھیک کرتا ہوں حویلی کا ماحول

خراب کر کے رکھ دیا ہے!! شہریار خانزادہ غصے سے
گرجا تھا۔ وہ ان دونوں کی باتیں سن چکا تھا۔

لالا یہ ٹھہر کی انسان اپنی ازلی بے غیرتی پر اترا-----بس
احد اپنی زبان سنبھالو تم دونوں کا ہر موقعے پر یہی تماشہ
ہو گیا ہے ایک دوسرے کو نیچا دکھانا! شرم نہیں آتی سب
کو پریشان کرتے ہوئے دور ہو جاؤ میری نظروں سے اس
وقت!! شہر خانزادہ کی آواز میں ایک رعب تھا طیش تھا۔
آج وہ ان دونوں پر واقعی برہم ہو گیا تھا۔

چل مسٹر کھوکھلے مردان خانے میں چل کر اپنی بھڑاس
نکال خامخواہ لالا کو غصہ دلا دیا اب ان کے سامنے
تیری بات کے جواب میں تجھے کنوارہ بھی نہیں کہہ سکتا
ورنا ایسا ناں ہو لالا بھی مائنڈ کر جائیں موسٹ سینئر کو
ادب میں کنوارہ بھی نہیں کہہ سکتا ناں میں!! بہرام
خانزادہ جیب سے سگریٹ نکال کر چل انداز میں احد کے
ساتھ ساتھ شہریار خانزادہ پر بھی طنز کرنا نہیں بھولا تھا۔

وہ لاپرواہی سے اپنی جگہ سے اٹھتا ایک گہری نظر کچن
کے دروازے پر ڈالتا حویلی کے مردان خانے کی طرف

بڑھ گیا۔ جبکہ احد خاندان نے ناراض سی نظروں سے شہریار خاندان کو دیکھا جو منہاں کو غصے سے دیکھ رہا تھا۔ جو بہرام کے شہریار خاندان پر بھی چل انداز میں طنز کرنے کی وجہ سے اپنی ہنسی مشکل سے کنٹرول کر رہا تھا۔

بہرام پانی میں بھی آگ لگانے کا فن جانتا تھا سب کو تپانا اس کا فیورٹ مشغلہ تھا وہ کبھی کوئی بات ڈھنگ سے کر لے یہ ممکن ہی نہیں تھا۔۔۔

شانزے سب کو سلام کر کے انشال خان کو لاؤنچ میں ناں دیکھ کر اس کی غیر موجودگی کا اپنی مورے غزالہ خانم سے استفسار کرتی کچن میں گئی تھی جہاں انشال کچھ دیر پہلے ہی گئی تھی۔ شانزے انشال خان کو کچن میں کسی سوچ میں گم ہو کر کھڑی دیکھتی اس کے پاس جاتی اس کے گلے لگی تھی۔ آپکو بہت مس کیا میں نے آپی! وہ بھیگے لہجے میں بولی تھی۔

انشال اس کی کزن سے زیادہ اس کی دوست اور ایک بڑی

بہن کے جیسی تھی۔ شانزے خان اس کے کافی کلوز تھی
میں نے بھی تمہیں مس کیا شانزے! مگر میری وجہ سے
تم نے اپنی قربانی۔۔۔ خالہ نے بہرام سے تمہارے نکاح کا
بتایا ائی ایم سوسوری میری وجہ سے تم۔۔۔ آپ کیوں ایسا
سوچ رہی ہیں!! میرا نصیب ہی بہرام سے جڑا تھا آپکا
کوئی قصور نہیں کسی بھی چیز میں

انشال جو دکھ سے خود کو قصور وار ٹھہراتی شانزے
کے لئے افسردہ ہو رہی تھی کہ شانزے نے اسے بہت
اپنائیت سے وارم ہگ کرتے ہوئے اس کی بات کی نفی کی
تھی۔

شانزے تم خوش ہو بہرام کے ساتھ!! انشال اسکے مومی
گال پر ہاتھ ہاتھ رکھتی بولی تھی۔ جب شانزے کا بریک
ڈاؤن ہوا اور وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی انشال
کے گلے سے لگ گئی۔

آپی۔۔۔ میں۔۔۔ میں۔۔۔ بہت۔۔۔ بری۔۔۔ ہوں۔۔۔ آپی۔۔۔ میں۔۔۔ نے۔۔۔ بہت
غلط۔۔۔ کر۔۔۔ دیا۔۔۔ بہرام۔۔۔ کے۔۔۔ ساتھ۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ بہت۔۔۔ بکھرے۔۔۔ ہو
ئے۔۔۔ ہیں۔۔۔ مجھ۔۔۔ سے۔۔۔ بہت بڑا۔۔۔ گناہ۔۔۔ بہت۔۔۔ بڑی
غلطی۔۔۔۔۔ شش میری جان پلیز چپ ہو جاؤ!! ریلیکس پلیز

رونا بند کرو چچی پریشان ہو جائیں گی اور اگر تمہیں اس طرح روتے ہوئے احد نے دیکھ لیا تو وہ ایک کہرام مچا دے گا!! انشالہ اسکی کمر سہلاتی ہوئی بولی تھی۔

لالا---نے---اچھا نہیں کیا! میں تو نا سمجھ تھی لالا تو سمجھدار تھے ناں انہوں نے کیوں اپنے دوست پر اعتبار نہیں کیا آپی میں اس رات بھی ڈر گئی تھی مجھے نہیں سمجھ آیا کہ میں کیا کروں میں بہت---شانزے ابھی ٹوٹے پھوٹے لفظ جوڑتی ہوئی انشالہ خان کے ساتھ اپنا دل ہلکا کر ہی رہی تھی جب لاؤنچ سے کانچ ٹوٹنے کی آواز آئی وہ دونوں بری طرح سہم کر کچن کے دروازے کی جانب بڑھی تھی جب شہریار خانزادہ کو بہرام اور احد پر غصے کرتے دیکھ کر شانزے اور بھی زیادہ سہم گئی۔

کیا اس کا لالا اور شوہر ہر وقت ہی ایک دوسرے کے دشمن بنے رہیں گے کیا وہ دونوں پھر سے دوست نہیں بن سکتے پہلے جیسے!! شانزے افسوس سے انہیں دیکھ رہی تھی جب بہرام خانزادہ کی لاؤنچ سے جاتے ہوئے ایک آخری گہری معنی خیر نظر خود پر محسوس کر کے اس کا دل بری طرح دھڑکا تھا۔

وہ اسے راستے میں نے بول چکا تھا کہ حویلی پہنچ اور
وہ اپنے بابا سردار ہاشم خان سے اس کی رخصتی کی بات
کرے گا اور اگر احد نے کوئی پنگا لیا تو اس دفعہ وہ
خاموش نہیں رہے تھے۔۔

ایشا کیا ہوا کس سوچ میں گم ہو پلیرز ریلیکس ہو جاؤ خالہ
آنے والی ہیں اور تم ابھی تک کسی سوچ میں گم بیٹھی
ہوئی ہو!! مشائم جو ایشا اور اپنے لئے چائے بنا کر لائی
تھی وہ اسے ابھی تک سہمے ہوئے اس مردانہ شال کو
اپنے کندھوں پر لئے کسی گہری سوچ میں گم دیکھ افسردہ
ہو کر بولی تھی۔

ایشا کافی ڈر گئی تھی وہ کتنی دیر تک خوف سے روتی
رہی تھی وہ تو اچھا تھا جب وہ دونوں گھر آئی تو مہوش
بیگم نہیں تھی وہ اپنی بہن سعدیہ انصاری کے ساتھ مال
تک گئی تھی کچھ گروسی کرنے! مشائم انہیں گھر میں
ناں دیکھ کر کال پر ان کی غیر موجودگی کا پوچھ چکی
تھی۔

وہ اپنے بابا سالار صاحب سے ملنے کے بعد کچن میں گئی تھی اپنے اور ایشا کے لئے چائے بنانے ایشا کو اپنی سوچ سے خود ہی خوف آرہا تھا یہ شال کس کی تھی اس نے آج صبح ہی تو اس کے کندھے پر دیکھی تھی پھر اس وقت وہ اسے کیوں نہیں پہچانی اس کی آنکھیں تو شہد رنگ تھی مگر جس کو کچھ دیر پہلے دیکھا وہ تو سیاہ آنکھوں والا تھا

یہ شال لازمی تو نہیں کہ اس کی ہی ہو وہ کیا کرے اسے سمجھ نہیں آرہا تھا۔

نن۔۔نہیں وہ میں ٹھیک ہوں تم پریشان نہیں ہو مشی میں بس ریسٹ کروں گی تو خود ہی فریش ہو جاؤں گی۔ ماما کب تک آئیں گی!! ایشا انصاری اپنے تمام خیال جھٹک کر مسکرانے کی کوشش کرتی ہوئی مشائم سے بولی تھی جو اس کی وجہ سے پریشان لگ رہی تھی۔

بس کچھ دیر میں آنے والی ہیں خالہ تم مجھے بتاؤ وہ کون تھا کیسا دیکھتا تھا جس نے یہ شال۔۔۔۔پتہ نہیں میں نے اسے دیکھا نہیں بس میں بہت ڈر گئی تھی پتہ نہیں خوف

سے کیا کچھ بول گئی تم یہ چھوڑو میں پھر سے وہی سب
نہیں سوچنا چاہتی!! ایشا بات کو گول مول کر گئی تھی۔

اس کے حواس اب بحال ہو رہے تھے وہ شانزے کو میسج
کرنے کے لیے اپنے موبائل میں کانٹیکٹ لسٹ اوپن کر
کے دیکھ ہی رہی تھی جب اس کی نظر ایک ایسے
کانٹیکٹ پر پڑھی جو اس نے سیف ہی نہیں کیا تھا۔

وہ نمبر اسکے موبائل پر (فیوچر ہسبنڈ) کے نام سے سیف
تھا۔ ایشا کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا تو دوسرا جا رہا
تھا وہ شانزے کو ایک ٹیکسٹ میسج بھیجتی اپنا موبائل آف
کر گئی۔

اچھا سہی ہے تم بس اب ڈرنا نہیں کوئی تنگ کرے تو
رونے کی بجائے اس کے منہ پر اپنے نازک ہاتھ کا
جھانپڑ چھاپ دینا!! مشائم چائے کے سپ لیتی ہوئی ایشا
سے بولی تھی۔

اچھا ناں چھوڑو یہ سب اور مجھے بتاؤ آفس کیسا جا رہا
ہے تمہارا! ایشا خود کو نارمل کرتی اب خود بھی چائے
کے سپ لیتی ہوئی مشائم سے بولی تھی۔ ابھی تک تو سہی

ہے کام کا اتنا لوڈ نہیں ہے سر شہریار کافی نائس ہیں ہی
ہیلپڈ می آلوٹ۔

مشائم سادے سے انداز میں بولی تھی۔ ہممم۔۔۔!! تم نے
زندگی میں پہلی بار کسی لڑکے کی تعریف کی ہے رایان
بھائی کے علاوہ اس کا مطلب ہے۔۔۔۔۔ اس کا کوئی مطلب
نہیں ہے جو تمہارے ڈرامیٹک دماغ میں چل رہا ہے وہ
زبان پر لانا بھی مت!! ایشا جو مشائم کو تنگ کرنے لگی
تھی کہ مشائم نے اپنی آنکھیں گھما کر اسے ٹوک دیا۔
اوہو پاگل میں کچھ اور کہنا چاہ رہی ہوں کہنے کا مطلب
تھا کہ تمہارے سر شہریار نے کس قسم کی ہیلپ کی ہے
جو وہ نائس لگ رہے ہیں! ایشا اسکا دیہان خود پر سے
ہٹانے کے لئے بات کو طول دینے لگی تھی۔

میرا موبائل ایک میٹنگ میں ولید بھائی کی وجہ سے ٹوٹ
گیا تھا اور میں بہت رو رہی تھی تو مجھے سر نے بونس
کے طور پر نیو موبائل دے دیا اس دن ہی ہماری کمپنی کو
بہت بڑا پروجیکٹ ملا تھا تو وہ سب ایمپلائز کو ہی بونس
دیتے ہیں مجھے موبائل دے دیا اور آج بھی مجھے اوپر
نہیں مل رہی تھی تو خود یونیورسٹی تک چھوڑنے آئے

مشائم سیدھے صاف لہجے میں ایشا کو ایک ایک بات بتا رہی تھی۔ جو اس کو اب چمکتی آنکھوں سے دیکھنے لگی تھی۔ رایان بھائی تمہارے سر شہریار کے ساتھ پچھلے پانچ سالوں سے کام کر رہے ہیں انہیں ابھی تک کوئی بونس نہیں ملا مس مشی! اور تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ تم اپنے باس کے ساتھ یونیورسٹی آئی ہو

ہیں کیا واقعی رایان بھائی کو کبھی بھی بونس نہیں ملا!! مشائم حیرت سے بولی تھی۔ جی ہاں مشی مجھے تو دال میں کچھ کالا لگ رہا ہے کہی وہ تم میں انٹرسٹڈ.....اف بس پھر سے شروع ہو گئی پاگل ہو گئی ہو کیا

کوئی بندہ کچھ ہی دنوں میں کیسے کسی میں انٹرسٹڈ ہو سکتا ہے اور وہ اتنے بڑے ہیں کیا پتہ میریڈ ہوں اور ان کے تین چار بچے ہوں! پتہ نہیں کیا بکواس شروع کر دیتی ہو تم ایشو

مشائم اپنا سر پکڑ کر بولی تھی ایشا اس کو تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی تھی۔ ہاؤ رومینٹک

یار کتنی اُلو ہو تم مٹی ایک بندہ تیز بارش میں تمہیں
یونیورسٹی ڈراپ کرنے آیا ہے بغیر کوئی کام لئے اسنے
تمہیں روتے دیکھ کر بونس کے نام پر وہی سیم موبائل
گفٹ کر دیا جس سے تمہارے ایموشنز اٹیچڈ تھے پاگل
لڑکی کیوں تم فیل نہیں کر پا رہی کچھ تو اگلے کے دل
میں ہوگا نا!! ایشا ایکسائنڈ ہو کر بولی تھی۔

ان کی فیملی میں ہر کسی کی لو میریج ہوئی تھی ان باتوں
کو وہ لوگ نارمل وے میں لیا کرتے تھے۔ تم نا شدید ویلی
ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ کسی کی ہیلپ کو رومانس
سے کنیکٹ کر دو کچھ بھی بکواس کرتی ہو تم!! ایشا
شرارتی لہجے میں بولی تھی جب مشائم اس کی باتوں سے
تنگ آکر چھوٹا سا پلو اس کے سر پر مارتی ڈنر پیس کر
بولتی واشروم میں چلی گئی تھی جبکہ اسکے دماغ میں
ایشا کی باتیں گھومنے لگی تھی۔

وہ چاروں اس وقت خانزادہ حویلی کے بے حد کشادہ مردان
خانے میں موجود قیمتی لگژری صوفوں پر بیٹھے ہوئے
تھے۔ سردار ہاشم خان کے ہاتھ میں سبز قہوہ تھا جسے وہ

بہت شوق سے پی رہے تھے۔ شہریار خانزادہ ان کے بالکل سامنے ہی بیٹھا ہوا تھا وہ ابھی تک اسلام آباد میں کیوں تھے واپس سوات کا رخ کیوں نہیں کیا تھا وہ انہیں پرسوچ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ احد خانزادہ تنے ہوئے نقوش کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ بہرام کا منہ توڑ دے جو اپنی گردن پر موجود دانتوں کا نشان دلیری سے فلانٹ کر رہا تھا۔

بہرام ہم سب نے فیصلہ کیا ہے کہ منہان اور انشال کی شادی کے ساتھ ہی ہم تمہاری اور شانزے بھی شادی کر دیں تم کیا کہتے ہو اس بارے میں!! شہریار خانزادہ رعب دار لہجے میں سب بڑوں کا فیصلہ سنا کر استفسار کرنے لگا۔

لالا میں آپکی بات سے سہمت نہیں ہوں ابھی!! بہرام خانزادہ اپنے سیاہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے پرسکون لہجے میں بولا تھا۔ میں اپنی لاٹلی معصوم بہن اس نشائی کے ساتھ رخصت بھی نہیں کرنے والا!!! بہرام خانزادہ کی بات مکمل ہوتے ہی احد خانزادہ فوراً بولا تھا۔ وہ تو چاہتا تھا اس کی بہن آزاد ہو جائے اس رشتے سے! اور سب بڑے اس کی بہن کی زندگی آگ میں جھونکنے پر تلے ہوئے تھے۔ احد شہریار خانزادہ اور سردار ہاشم خان کی

طرف دیکھ کر بولا تھا۔

تجھے کسی نے گھانس ڈالی ہے جو زبان ہلانے لگ گیا
منہ پر تالا لگا کر بیٹھا کر فضول بکواس بتیسی سے
محروم کروا دیتی ہے!! بہرام خانزادہ بھی کہاں چپ رہنے
والوں میں سے تھا۔ وہ اپنا ہر بدلہ موقعے پر لینا جانتا تھا۔

لالا میری گڑیا اس شرابی کے ساتھ میں ہر گز رخصت
نہیں کروں گا!! میری غیر موجودگی میں آپ سب نے
میری بہن اس زانیہ کے نکاح میں دے دی ہے مگر میں
یہ شادی نہیں ہونے دوں گا آپ اس کو بولیں میری بہن کو
آزاد کرے اسے طلاق-----بھونکنا بند کر ورنہ ٹکڑے کر
کے رکھ دوں گا تیرے! میرے بارے میں جو بولنا چاہتا ہے
بول مگر میری عورت کو میری عزت کو تو داغدار کرنا
چاہتا ہے حرام*!! جان لے لونگا تیری

احد خانزادہ جو اسکو سگریٹ جلا کر طنزیہ مسکرا کر
لبوں میں رکھتے دیکھ نفرت زدہ لہجے میں بہرام پر
زانیہ ہونے کا الزام لگا کر شانزے کو طلاق دینے کی
ڈیمانڈ کر رہا تھا کہ بہرام خانزادہ کانچ کی ٹیبل کو زور

سے لات مار کر ٹکڑے ٹکڑے کرتا احد کو گربان سے
پکڑ کر صوفے سے کھڑا کرتا طیش سے دھاڑا تھا۔

ایکدم سے ہی ماحول پھر سے گرم ہو گیا تھا۔ حویلی کے
لاؤنچ میں بیٹھی تمام عورتیں جو شادی میں پہنے جانے
والے روایتی جوڑوں کے انتخاب کر رہی تھی کہ مردان
خانے سے بہرام خانزادہ کے شیر کی مانند دھاڑ کے ساتھ
کچھ بری طرح ٹوٹنے کی آواز سن کر اپنی اپنی جگہ سے
کھڑی ہوئی تھی۔ مریم خانم کا دل ڈوبا تھا جبکہ غزالہ
خانم گھبرا کر شانزے خان کی طرف بڑھی تھی جو بہرام
کی دھاڑ پر تیزی سے مردان خانے کی جانب بھاگی تھی۔

تجھ جیسا کمینا جو کسی کو بے آبرو کرنا چاہے جس نے
ایک پندرہ سالہ اپنی ہی معصوم کزن کی عزت پر
نظر.....بکواس بند کر احد ورنا ادھر ہی تیرے اندر اپنی
پسٹل کی ساری گولیاں اتار دونگ

احد خانزادہ جو بہرام کو خود سے دور دھکیل کر اس کے
منہ پر پینچ مار کر اس سے بلند آواز میں دھاڑ کر پھر سے
اس کے کردار پر انگلی اٹھا رہا تھا کہ بہرام خانزادہ اپنی
پوری طاقت لگا کر اس کے منہ پر اتنی زور سے مکا

مار گیا کہ احد خاندادہ کا ہونٹ ہی پھٹ گیا تھا اس کے منہ سے خون کا فوارہ نکلا تھا وہ بری طرح لڑکھڑایا تھا یہ سب ایک لمحے میں ہوا تھا شہریار خاندادہ اور منہان خاندادہ تیزی سے ان دونوں پیھڑے شیروں کی طرف بڑھے تھے۔ بہرام اپنی پسٹل نکال کر لوڈ کر کے احد پر تان گیا تھا۔

میرا صبر اتنا مت آزما کہ تجھے خون سے رنگ دوں!!! بہرام خاندادہ ٹریگر پر انگلی مضبوط کرتا جب سردار ہاشم خان چلائے تھے۔ بہرام پسٹل پھینک دو یہ سب کیا کر رہے ہو تم دونوں!!! وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ایک لمحے میں ہی ان دونوں کو ایک دوسرے کے خون کا پیاسا دیکھ کر اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے تھے یہ پہلی بار تھا جو ان سب کے سامنے بہرام خاندادہ نے احد پر پسٹل تانی تھی۔ بہرام اور احد دونوں ہی ان کو عزیز تھے ایک انکا اپنا بیٹا تھا تو دوسرا ان کے چھوٹے بھائی کا بیٹا تھا۔

ہوش کرو بہرام یہ کیا بچپنا ہے پسٹل ہٹاؤ احد پر سے!! شہریار خاندادہ بہرام کو قابو کرنے کے لئے آگے بڑھتا

اس کے ہاتھ میں موجود لوڈڈ پستل احد سے ہٹا گیا۔

بہرام خانزادہ خود کو شہریار خانزادہ سے چھڑواتا ہوا احد کا منہ لال کرتا جب مردان خانے کے دروازے سے شانزے خان روتی ہوئی اندر داخل ہوئی اور اپنے لالا احد کے منہ سے خون نکلتے دیکھتی اپنے دل پر ہاتھ رکھتی ہوئی تیزی سے اس کے سینے سے لیٹ گئی۔

لالا یہ۔۔۔ یہ خون آپ کو۔۔۔ یہ خون۔۔۔ شانزے کا دوپٹہ اس کے سر سے ڈھلکتا شانوں پر آیا تھا۔ اس کی گردن پر بہرام خانزادہ کی گہری طلب کی بے باک شدتوں کے نشان چمک رہے تھے۔ وہ شانزے کو دیکھ کر پہلے سے زیادہ آگ بگولا ہوا تھا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی مردان خانے میں اپنے قدم رکھنے کی! بہرام خانزادہ سگریٹ پھینک کر شانزے کی طرف بڑھا اور اسے بازو سے کھینچ کر احد سے دور کرتے بلند آواز میں دھاڑا۔

تو ہوتا کون ہے میری بہن سے یہ سلوک کرنے والا چھوڑ اس کا ہاتھ آج میں تیری جان لے لوں گا! احد خود کو منہان

کی سخت گرفت سے آزاد کرواتا شانزے کو بہرام سے
دور کر کے اس کے منہ پر زور دار مکا مارتا جب وہ اس
کا ہاتھ زور سے پکڑ گیا۔

تیری بہن کا شوہر ہوں میں سارے حق تیری معصوم بہن
پر میرے ہیں جا۔ جا کر پوچھ لے اس سے طلاق چاہتی ہے
تو ابھی سب کے سامنے فارغ کر دونگا اسے اور اگر وہ
ایسا نہیں چاہتی تو تو آج رات ہی اس کو میرے ساتھ
رخصت کرے گا

بہرام خانزادہ وحشت سے غرایا تھا۔ شانزے اسکی بات سن
کر شکوے سے اسے دیکھ رہی تھی اس کا دل کانچ کے
ٹکڑوں میں تقسیم ہوا تھا۔ وہ اس سے کیا چاہتا تھا شانزے
سمجھ گئی تھی۔

پانچ سال پہلے اس نے اپنے ہادی لالا کا ساتھ دیا تھا تنہا
کمرے میں بہرام کو لہولہان کر کے اور آج پانچ سال بعد
وہ سب کی موجودگی میں اس کا ساتھ چاہتا تھا یعنی وہ احد
کو اسی تکلیف سے گزارنا چاہتا تھا جس تکلیف سے ان
دونوں بہن بھائی نے اسے گزارا گیا تھا۔

بس کرو تم دونوں گڑیا ڈر رہی ہے! منہاں شانزے کو بری

دل مر رہا تھا اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اپنے لالہ
اور شوہر میں سے کسی ایک کو چننا پڑے گا۔

آج سے کہی سال پہلے بھی حویلی میں یہ سب ہو چکا تھا
اور ایک بہن نے اپنے بھائی کو چننا تھا۔ ہاشم خان کی
آنکھوں میں مریم خانم کی التجائیہ نظریں آئی تھیں جب وہ
ان کی مینتیں کر رہی تھی کہ انہیں اس مشکل میں نا ڈالا
جائے! بہرام کا دل زوروں سے دھڑکنے لگا تھا۔

وہ اس کے سامنے کھڑی اپنے جان سے عزیز لالہ کی
بات کی نفی کر رہی تھی۔ شانزے غلط فیصلے مت کرو یہ
تمہیں اذیتیں دے گا تم میری لاٹلی بہن ہو میں تمہیں
تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا اس سے تمہیں خوفزدہ کیا ہے
ناں تم ڈر رہی ہو ہماری لڑائی سے میں وعدہ کرتا ہوں
اسکو ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گا بس تم اپنا فیصلہ..... لالا
میں اپنے ہوش میں شادی کرنا چاہتی ہوں اور بہرام کو اپنا
شوہر قبول کر چکی ہوں! شانزے آنکھیں میچے بولی تھی۔

ہاں بھی کپٹین صاحب اب کیا کہنا پسند کریں گے!! بہرام
شانزے کو اپنے آگے سے ہٹا کر احد کے مقابل کھڑا ہوتا
طنزیہ ہنستے ہوئے بولا تھا۔ جب احد نے اس کے منہ پر

طیش میں آکر زور سے پنچ مارا تھا اور بہرام کا بھی نچلا
ہونٹ پہاڑ دیا تھا۔

نازک جان شانزے خان خوف سے چیخی تھی۔ بہرام نے
خود کو ڈھیلا چھوڑ کر لڑکھڑانے کی بھرپور ایکٹنگ کی
تھی۔ شانزے کا دل حلق میں آیا تھا۔ وہ اس کی طرف
بے ساختہ بڑھی تھی اور اپنے شانوں پر موجود دوپٹے
سے اس کے ہونٹ سے نکلنا خون صاف کرنے لگی۔

لالہ خدا سا واسطہ ہے آپ کو دور رہیں میرے شوہر
سے!! شانزے احد خانزادہ کو دل ٹوٹے دل سے بولی تھی۔
پلیز لالا پلیز! وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔ بہرام
خانزادہ کا تو دل حلق سے نکلنے کو مچلا تھا۔ اسے اپنی
آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔

جس لڑکی کو اس نے دیوانگی کی آخری حد کو پار کر کے
چاہا تھا وہ اسے سب کے سامنے چن چکی تھی کیا وہ اس
سے اپنے دل اپنی روح سے بیوی ہونے کا حق مانگ رہی
تھی۔ اس کی مورے نے تو اپنے لالہ شہسوار خان کو چنا
تھا کیا ایک عورت کے لئے اتنا بھی آسان ہوتا ہے اپنے

بھائی پر شوہر کو فوقیت دینا وہ بے ساختہ سوچنے لگا۔
جاؤ اپنے کمرے میں رات میں ملاقات ہوگی!! وہ شانزے
کو دوپٹہ سر پر اوڑھتا اس کی شہد رنگ آنکھوں میں کانچ
سی کرچیاں دیکھ کر بولا تھا۔ شانزے ایک بھی منٹ رکے
بغیر فوراً سے چلی گئی تھی۔ اسکے لبوں سے نکلتی
ہچکیاں بہرام خاندانہ نے بخوبی سنی تھی۔ وہ اس کے
جاتے ہی احد کو قہر آلود نظروں سے گھورتا حتمی لہجے
میں بولا۔

چل سن لیا بہن کا فیصلہ اب اسے رخصت کر کے اپنا
آخری فرض انجام دینے کو تیار ہو جا! بابا جان آج رات
ہی ہم سوات اپنی حویلی کے لئے نکلیں گے!! جب تک
میں اپنے کچھ ضروری کام کر لوں!! اور آپ پریشان
کیوں کھڑے ہیں لالا کیا آپ کو ابھی تک عادت نہیں ہوئی
ان سب چیزوں کی! ہمارا خاندان بہت پہلے ہی بکھر چکا
ہے!! آپکی آنکھوں میں دکھ اچھا نہیں لگ رہا چل برو
کچھ بڑا نہیں ہوا جو کچھ ماضی میں ہوا آج بھی وہی سب
ہی ہوا مگر فرق صرف اتنا ہے آج ایک بیوی نے شوہر کو
چنا ہے! اس شوہر کو جو آج اپنی بیوی کی خوشی
کے خاطر اسے اپنے نکاح سے آزاد بھی کر دینا سزا کے
طور پر زندہ لاش ناں بناتا

بہرام خانزادہ اپنے زخمی سے لہجے کو تلخ ہنسی میں تبدیل کرتا اپنے زخمی لب کو ہاتھ سے رگڑ کر صاف کرتا سگریٹ جلا کر اپنے لبوں میں دباتا مردان خانے سے نکل گیا تھا۔

شہریار خانزادہ کو آج بہرام قابل ترس لگا تھا۔ وہ دھکے چھپے لفظوں میں اپنا کرچی وجود مزید لہو لہان کرتا چلا گیا تھا۔ جبکہ احد خانزادہ کا خون کھول رہا تھا وہ سمجھ رہا تھا بہرام شانزے کو اتنا زیادہ ڈرا چکا ہے کہ اسکی بہن اپنے لالا کا انتخاب نہیں کر سکی

وہ اس سے شاید اپنا حق بھی لے چکا ہے شانزے پر چڑھا بہرام کا رنگ وہ دیکھ چکا تھا ایک آخری کوشش کرنا چاہتا تھا اپنی بہن کو اس سے بچانے کی مگر وہ اس کے ہاتھ باندھ چکی تھی۔

ایشا اپنے موبائل میں موجود اس نمبر کو گھور رہی تھی جو فیوچر ہسبنڈ کے نام سے سیف تھا۔ وہ کبھی اپنے سے کچھ فاصلے پر موجود شال کو دیکھ رہی تھی تو کبھی اس

ڈی پی دیکھتی ہوں کہ یہ کس کا نمبر ہے مشی نے تو کوئی شرارت نہیں کی اس کی خیر نہیں مجھ سے اگر یہ میرے ساتھ کوئی پرینک کر رہی ہوئی تو!! وہ اپنا وٹس ایپ کھول کر اس نمبر کی ڈی پی دینے لگی جسے دیکھتے ہی ایشا کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

وہ ڈی پی اس کیپٹن کی تھی جس نے اسکو شدید گھوریوں سے نوازا تھا۔ اس میں وہ سیاہ رنگ کی قمیض شلوار میں سیاہ مردانہ شال اپنے کندھوں پر ڈالے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ ایشا کو سب سے زیادہ حیرت زدہ اس سیاہ شال نے کیا جو اس کے کندھوں پر موجود تھی وہی شال جو اس وقت ایشا کے سامنے پڑی ہوئی تھی۔

جو اسے اس نقاب پوش نے اوڑھائی تھی۔ اس نے پیکچر زوم کی اور ایشا کی سیاہ گہری آنکھیں اس کیپٹن کی رحم دل شہد رنگ آنکھوں پر جم گئی جو مسکرا رہی تھی اس کے لبوں پر موجود مسکان اس کے خوبرو چہرے پر بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس کے نقوش بے حد مغرورانہ

تھے جن میں نرمیاں سی گھلی ہوئی تھی۔ وہ ایشا کو بہت
جاذب نظر شہزادہ لگ رہا تھا۔

یہ تو شانزے کے بھائی ان۔۔کا۔۔نمبر۔۔

یہ۔۔یہ۔۔میرے۔۔موبائل۔۔میں۔۔کیسے سیف ہو گیا!! میں نے تو
نہیں کیا پھر شانزے۔۔نہیں وہ کیوں سیف کرے گی! کیا
کروں یہ شال یہ تو بالکل۔۔کہی وہ۔۔ماسک مین۔۔نہیں یہ
کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ ماسک مین یہی ہوں مگر یہ شال
بھی تو! مگر اس کی تو آنکھیں بلیک تھی!! اف کیا
کروں!! ہاں ایک کام کرتی ہوں ان سے ہیلپ مانگ لیتی
ہوں یہ آرمی میں ہیں۔۔رایان بھائی کو بتایا تو وہ ماما سے
ڈسکس کریں گے اور پھر ماما بھی ڈر جائیں گی کیا کروں
شانزے کو میسج کروں۔۔نہیں اسے کو اگر کچھ بتایا تو وہ
پتہ نہیں میرے بارے میں کیا سوچے گی مشی کو بولا تو
وہ میری جان ہی کھا جائے گی مجھے تنگ کرتے کرتے
ایک کام کرتی ہوں ڈائریکٹ ان سے خود ہی بات کر لیتی
ہوں۔

ہیلو کیں وی ٹاک آئی نیڈ ہیلپ۔۔! ایشا شدید کنفیوژن کا
شکار ہوتی دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ کیپٹن احد خانزادہ

کے نمبر پر میسج سینڈ کرتی شدید پریشان سے چہرے
کے ساتھ ریپلائے کا ویٹ کرنے لگی۔ میسج سینڈ تو ہو گیا
تھا مگر سین نہیں ہوا تھا ابھی تک

احد خانزادہ جو شدید طیش کے عالم میں حویلی کے لاسٹ
فلور پر جم میں موجود ٹریڈ مل پر رن رہا تھا کہ اپنے
موبائل پر نوٹیفکیشن کی بیپ سن کر رننگ کے دوران ہی
اس نے موبائل کی اسکرین پر میسج دیکھا فیوچر وائف
کے نام سے میسج جگمگا رہا تھا۔

ہممم۔۔۔ تو میڈم نے کو ہیلپ چاہیے! چلو جی دیکھ لیتے ہیں
کس قسم کی مدد چاہتی ہیں سرکار! ہنٹس تو سارے
ایگزیکٹ دیئے ہیں پھر کس طرح کی کنفیوژن ہو رہی ہے
کوڑھ مغز کو!! احد خانزادہ ٹریڈ مل سے اتر کر ٹاول سے
پسینہ صاف کرتا وٹس ایپ اوپن کرتے بولا تھا۔

بندہ خدمت میں حاضر ہے سرکار حکم کریں!! احد خانزادہ
نے بغیر کوئی دوسری تیسری بات کیے ڈائریکٹ دل کی
دھڑکن بڑھا دینے والا میسج سینڈ کیا تھا۔

ایشا جو ریپلائے کا انتظار کر رہی تھی وہ پانچ منٹ کے اندر ہی کیپٹن صاحب کا میسج دیکھ کر گھبرا گئی تھی یہ کیسا ریپلائے ہے یار اس دن مجھے ڈراپ کرتے ہوئے جتنا گھورا تھا ابھی میسج تو ایسے کیا ہے جیسے بڑی کوئی دوستی ہو میری ان سے! یہ کہی ٹھہر کی تو نہیں۔۔۔ اوہو میں بھی کیا سوچ رہی ہوں ایک میسج پڑھ پر کیا۔

ہیلپ چاہیے تھی آپ کی۔۔۔! اوکے مس ایشا آئی ول کال یو ود ان ٹو منٹس۔۔۔!! ارے انکو میرا نام کیسے پتہ؟۔۔ میں نے ابھی تک اپنا انٹرو تو ان سے کروایا ہی نہیں یہ کیا انکی تو کال بھی آنے لگ گئی کیا کروں اٹھا لوں ہاں اٹھا ہی لیتی ہوں! ایشا گھبراتے ہوئے کال ریسپونڈ کرتی اپنے دل کی دھڑکن کو بند ہوتے محسوس کرنے لگی۔

ہیلو۔۔۔ وہ۔۔۔ میں شانزے کی فرینڈ ایشا انصاری۔۔۔ وہ مجھے آپ سے۔۔۔ ٹریڈ مل پر میں رن کر رہا تھا سانسیں آپ کی کیوں پھولی ہوئی ہیں!! ایشا جو گھبرائے ہوئے لہجے میں بول رہی تھی کہ احد خانزادہ نے اپنے بھاری لہجے میں اسکی بات بیچ میں ہی کاٹ دی تھی۔

ریلیکس!! آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں میں!! احد اس کے گونگی بن جانے پر اپنی ڈیپ وائس میں بولا تھا۔ میرے موبائل میں آپ کا نمبر کیسے سیف ہو گیا!! ایشا اس کی فون پر ہی ڈیپ وائس سن کر لرزنے لگی تھی۔

یہ تو وہی لہجہ وہی آواز تھی جو اس ماسک مین کی تھی۔ وہ خوفزدہ ہوتے ہوئے احد سے استفسار کرنے لگی۔ آپکا فون ہے میڈم آپ بہتر جانتی ہوں گی کہ میرا نمبر کیسے آیا! آپ کو میرا نام پھر کیسے۔۔۔۔۔مس آپ کی ڈی پی سے میں آپ کو پہچانا ہوں آپ کے سامنے ہی تو شانزے نے مجھ سے آپ کا تعارف کروایا تھا۔

احد خانزادہ اسکی شدید گھبرائی ہوئی پریشان آواز سے ہی اس کی حالت سمجھ گیا تھا اسکا کمینا دل اسے ایشا کو مزیدستانے کی سفارش کرنے لگا۔ اسے پھر سے گونگی بن کر بالکل چپ ہوتے دیکھ احد نے اب دانت پیسے تھے۔ کیا آپ میری مدد کریں گے کوئی مجھے بری طرح ٹریپ کر رہا ہے!! ایشا کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

کسی کی اتنی جرت نہیں کوئی تمہیں ٹریپ کر سکے!!

اس کا لہجہ ایکدم سے جوشیلا ہوا تھا جو ایشا کو اس قدر سہما گیا کہ وہ کال کی کاٹ گئی۔ یہ لہجہ آواز وہی ہے یہ شال بھی اس پیکچر جیسی ہے مگر وہ بلیک آئیز اف آئی ایم ویری کنفیوزڈ! یہ پھر سے کال کیوں کر رہے ہیں!! ہیلو جی بولیں۔۔آپ بولیں ہیلپ آپکو چاہیے میں تو ملک کا سپاہی ہوں اس میں رہنے والے ہر انسان کی جان کا محافظ!! ایشا جو اس کی کال دیکھ کر گھبرا گئی تھی احد کے بولنے پر اس کے حواس کچھ بحال ہونے لگے۔

آپ مجھ سے پرومیس کریں شانزے کو کچھ نہیں بتائیں
گے پتہ نہیں وہ میرے بارے میں کیا سوچے کہ-----ناں وہ
کچھ سوچے گی نائن میں!! آپ کھل کر بات کر سکتی ہیں
مجھ سے! احد خانزادہ اپنا قہقہہ روکتے بولا تھا۔

آج جتنا اس كا موڈ خراب تھا ايشا سے بات كر كے وه كچھ نارمل هونے لگا۔ ايك بليك آنكهوں والا لڑكا هے جو مجھے ڈرا رہا هے پته نهیں اس كى مجھ سے كيا دشمنى هے مگر آج اس نے مجھے ايك ريسٲورنٲ كے واشروم ميں هريس كر كے مجھ سے بهت بدميزى بهى كى هے!! ايشا ايك هى سانس ميں بولى تهى اسے جو جو سمجھ آيا

یاد آیا وہ احد کو بتاتی چلی گئی۔

کتنی کوئی جھوٹی لڑکی ہے کب ہریس کیا بلیک گلووز پہن کر منہ پکڑا تھا ڈرانے کے لئے!! احد اسکی بات سن کر موبائل کو گھور کر دیکھتا خود سے بولا تھا۔ میں آپ کی کمپلین اس طرح تو آفیشنلی نہیں لکھ سکتا مگر مجھے کچھ پروف چاہیے ہوں گے سالڈ تاکہ میں آپ کی ہیلپ پراپرلی کر سکوں! آپ ایک کام کریں میرے آفس آجائیں کل پھر ہی کچھ ہو سکتا ہے!! احد خانزادہ پروفیشنل وے میں بولا تھا۔

اتنے پکے اشارے دینے پر بھی وہ لڑکی سمجھ نہیں پائی تھی تو اب بہتر تھا اس سے مل کر ہی اسے حقیقت سے روشناس کروانا۔ میں آپ کے آفس تو بالکل نہیں آسکتی کیا آپ.....تو پھر میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا! جب آپکو بہتر لگے اور میری بات سمجھ آجائے تو آپ مجھے بتا دیجیے گا۔ اللہ حافظ

احد فون بند کر کے شریر سا مسکرا کر تاسیف سے اپنا سر ہلا کر اسکی پیکچر کو گھورنے لگا۔ تم ڈرپوک ہونے

کے ساتھ ساتھ انتہائی بیوقوف بھی ہے میری سرکار!! اتنی
ہنٹس دینے کے بعد بھی تم کچھ سمجھ نہیں سکی ایون
موبائل پر سیو نیم سے ہی میری انٹینشن سمجھ جاؤ! خیر
جب ملو گی تب تمہاری ساری کنفیوژن کلیئر کر کے بتا
دونگا!!

پسند کرتا ہوں تمہیں محبت ہو میری تم تمہیں منا کر ہی
پورے دل سے اپناؤ گا چاہے مجھے کتنا ہی انتظار کیوں نا
کرنا پڑھے!! احد خانزادہ اسکی تصویر دیکھ کر سوچتا
واپس سے ٹریڈ مل پر دوڑنے لگا تھا۔

وہ اپنی لاٹلی بہن کے کمرے میں جا کر اس سے ایک بار
پھر اس کی رضامندی پوچھنا چاہتا تھا اس کا دل زوروں
سے دھڑک رہا تھا کچھ کھو دینے کا احساس دل میں شدت
سے سما رہا تھا۔۔۔

بہرام خانزادہ پچھلے کہی گھنٹوں سے ماضی کی تلخ
یادوں میں کھویا ہوا خود کو ہر لمحہ ادیت سے دو چار کر
رہا تھا۔ وہ پچھلے کہی گھنٹوں سے وقفے وقفے سے حرام

مشروب پی رہا تھا۔ آج پورے چار دن بعد وہ نائٹ کلب آیا تھا۔

درد تھا جو اسکے دل سے روح میں اترتا ہی جا رہا تھا۔ جس لڑکی کا وہ جنونیت کی حد تک طلبگار رہا تھا وہ آج سب کے سامنے اس کو اپنا چکی تھی۔ وہ اگر آج بھی اس سے اپنا منہ موڑ لیتی تو شاید وہ مر ہی جاتا وہ اس پر ترس کھا کر اسے اپنانے لگی تھی اسکی محبت سے واقف ہو گئی تھی اس لئے اسکا ہاتھ تھام رہی تھی کیوں تھا ان شہد رنگ آنکھوں میں لال اسے مکمل کر دینے کی تڑپ کیا وہ اس کا درد خود میں جذب کر لینا چاہتی تھی۔

کیا وہ اپنے کیے پر ندم تھی یا یہ بھی اسکی کوئی چال تھی پانچ سال جن آنکھوں میں نفرت کا قہر برقرار تھا وہاں اب ملن کا جہاں کیوں آباد ہونے لگا تھا۔ اس نے طیش میں آکر شانزے کی رخصتی تو مانگ لی تھی مگر وہ اسے مکمل نہیں کر سکتا تھا۔

وہ معاف نہیں کیا کرتا تھا یہی اسکی دنیا کا اصول تھا وہ نہیں جانا چاہتا تھا اسے اپنے ساتھ لے کر وہ احد

سے اسکی بہن نہیں چھیننا چاہتا تھا وہ آج بھی بے اعتباری
کی آگ میں جھلس رہا تھا۔

وہ اندر سے کتنا ٹوٹا بکھرا ہوا تھا شانزے اسے جھیلنے
کی طاقت نہیں رکھتی تھی اسکے خون اس کی روح کے
اندر پانچ سال سے جو طیش زہر کی مانند پھیلا تھا وہ
اسے درندہ بنا چکا تھا۔ آج احد نے اس پر زانی ہونے کی
تہمت بھی لگا دی تھی جبکہ وہ تو اپنے عشق کی آگ سے
ہی خود کو کھوکھلا کر رہا تھا۔

اسکے جسم میں ابھرتے شعلے صرف اس شہد رنگ
آنکھوں والی حسینہ کو ہی دیکھ کر بھڑکتے تھے جنہیں
جنونیت کے طوفان تک لاکر وہ خود کو اذیت طلب تڑپ
کی اندھیری کھائی میں گرا دیتا تھا۔ اس نے اپنی طلب اور
تڑپ کو خواہشات کے سمندر میں بہنے سے لگامیں ڈال
دی تھی۔

وہ بہرام خانزادہ تھا تشنگی کا پتلا تڑپ اس کا نشہ تھی
طلب اس کی سزا وہ ادھورے پن میں ڈوبا وحشی درندہ تھا
جسے جانور اس کے اپنوں نے بنایا تھا۔ آج بھی اس کا

کردار داغدار بنا دیا گیا تھا۔

وہ اپنے سامنے ڈانس کرتی چھوٹے چھوٹے کپڑوں میں
ملبوس ایک سے بڑھ کر ایک حسین لڑکی کے بھی اپنی
طرف متوجہ کروانے پر ان شہد آنکھوں میں ڈوبا ہوا تھا
جو اسے کسی اور کی طرف نگاہ ڈالنے کی اجازت ہی
نہیں دیتی تھی۔

بات اگر کسی مرد کی کی جائے تو مرد تو وہ ہوتا ہے جو
عورت کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔!! اس کی
آنکھوں میں اس کی سوچوں میں اسکے خون میں ایک ہی
عورت سوار ہوتی ہے جس سے وہ اپنی روح کو مکمل
کرتا ہے جو عورت اس کے تنفس کو بگاڑنا اسکے جسم
کی گرمی کو خود میں اتارنا جانتی ہے وہ صرف اسکی
من پسند عورت ہی ہوتی ہے جس کے آگے وہ مرد گٹھنوں
کے بل جھکتا ہے۔ جس کو وہ تاعمر یا حیات اپنے نام کر
لیتا ہے جسے وہ اپنی روح جنون تشنگی طلب تڑپ وصل
کے لیے منتخب کر کے خود پر جائز اور حلال بنا لیتا
ہے۔ جسے وہ اپنی بیوی ہونے کا حق دیتا ہے اپنے خون
کو اس کے جسم سے جنم دینے کا سبب بنتا ہے۔۔

بہرام خاندادہ تلخی سہ مسکرا کر اپنے ہاتھ میں پھنی
رولیکس واچ میں ٹائم دیکھتا لہو پھوٹتی سیاہ آنکھوں کو
میچ کر کھولتا بے حس بنا بیٹھا تھا۔ باس حویلی چلنا چاہیے
بہابھی انتظار میں ہوں گی سب آپ کے منتظر ہیں!!
رخصتی کا وقت ہو گیا ہے

رومیو بہرام خاندادہ کو اور ڈرنک کرتے دیکھتا اس کے
پاس آکر ادب سے بولا تھا۔ اس وقت وہ اپنے دوست نہیں
اپنے باس سے مخاطب تھا۔

کیوں کرے گی وہ میرا انتظار اس نے تو مجھے انتظار
کی سولی پر لٹکایا ہے۔ بہرام خاندادہ اپنا سر جھٹکتا ہوا
رومیو سے بولا تھا۔ وہ بہرام خاندادہ کا پرسنل گارڈ تھا
جو ہر کسی پر تیر کی نگاہ رکھتا تھا وہ بہرام خاندادہ کے
لئے کچھ بھی کر سکتا تھا۔

ہاشم خان نے بہرام کو حویلی میں طلب کیا تھا۔ انہوں نے
سوات کے لئے نکلنا تھا وقت زیادہ ہو رہا تھا دس بجنے
والے تھے۔

وہ بے رحم عورت ہے مجھے درندہ اس نے بنایا ہے مر
جائے گی میرا اصل روپ دیکھ کر! میں وہ بیسٹ ہوں جو
خون پی کر بھی پیاس کی طلب سے تڑپتا ہے اس کو
اندازہ نہیں اس کا لالہ وہ میرا سالہ کیپٹن اسے مجھ سے
بچانا چاہتا ہے ہاہاہا ہاؤ فنی اٹ ساؤنڈز!! بہرام اپنے لبوں
میں سگریٹ دبا کر بولا تھا۔

نشہ پوری طرح حواسوں پر سوار ہونے لگا تھا بہرام
خانزادہ اکثر نشے کی حالت میں اس طرح کی باتیں کیا
کرتا تھا اسے عادت سی تھی بہرام خانزادہ کی یہ باتیں
سننے کی!! رومیو یہ روبی آرہی ہے ناں سامنے سے!
بہرام کوفت سے بولا تھا۔ اس کا حلق تک کروا ہو گیا تھا۔

ہاں وہی ہے!! رومیو بھی منہ بنا کر بولا تھا۔ وہ اس سے
اب کچھ قدم پیچھے ہٹ گیا تھا۔ زہے نصیب!! یہ آج
میری آنکھوں نے کس کا دیدار کر لیا! وہ خوبصورتی سے
مسکرا کر بہرام خانزادہ کے بالکل سامنے آکر کھڑی ہو
گئی۔

اسکے لبوں پر پھیکی ستائشی مسکان تھی اس کے ہاتھ

میں بینڈیج تھی۔ بہرام خاندان کو وہ منظر یاد آیا جب اس کی معصوم بیوی شیرنی بن پر روبی پر جھپٹی تھی وہ اپنی سوچ پر مسکرایا! قربان ہو جاؤں تمہاری اس جان لیوہ مسکان پر پہلی بار تمہیں مسکراتے ہوئے دیکھ رہی ہوں۔

روبی اس کے ہاتھ کے اوپر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے بولی تھی۔ بہرام اس کا ہاتھ جھٹک کر اپنے ہاتھ سے ہٹا گیا۔ اتنی احتیاط!! مانا وہ شہد ررنگ آنکھوں والی حُسن کی ملکہ ہے لیکن میں بھی تو کچھ کم نہیں ایک نظر ہی دیکھ لو! روبی مسکرا کر عجیب سے انداز میں بولی تھی۔

دماغ نا کھاؤ میرا کوئی کام کی بات ہو تو بتاؤ!
کیا ضرورت تھی تمہیں وہ سب ڈرامہ کریٹ کرنے کی!!
بہرام خاندان کا انداز بیزاریت سے بھرا ہوا تھا۔ وہ روبی کے ایکٹ کے کریز سے طیش زدہ ہونے لگا تھا۔

دیکھنا چاہتی تھی کہ جس کے عشق میں تم دیوانے ہو دن رات خود اپنے خون میں زہر کی ملاوٹ کرتے خود کو اذیت دیتے ہو کیا اس کے لئے بھی اتنے ہی ضروری ہو جو

تمہیں ایک بار پہلے ٹھکرا چکی تھی جس کے خاطر تم
آج تک مجھے ٹھکراتے آئے ہو!! روبی اسکو شدید تشنہ
نگاہوں سے دیکھ کر بولی تھی۔

تو پھر کیسا رہا تمہارا ایکسپیرینس!! وہ سگریٹ کا گہرا
کش بھر کر شدت سے مسکرایا!! بے حد دلچسپ! وہ بے حد
حسین ہونے کے ساتھ ساتھ اپنا مرد چھیننا بھی جانتی ہے۔
پہلی عورت ایسی دیکھی ہے میں نے جو اپنے مرد پر
شک کرنے کی بجائے اس عورت کے پہلو میں کھڑی
عورت کو لمحوں میں اوقات یاد کروا گئی ورنہ عورت کی
نظر میں تو اس کا اپنا مرد ہی گناہ گار اور بے وفا بن جاتا
ہے ناں جبکہ وہ خیال میں بھی اپنی ہی عورت کے ساتھ
وفا نبھا رہا ہوتا ہے۔ مجھے اس پر حیرت ہے اس نے
تمہیں کچھ بھی نہیں کہا اور میرا حال خراب کر دیا! روبی
بھی گہری مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی۔

اس تک میرے عشق کی آنچ پہنچ گئی ہے اس لئے ثابت
قدم کھڑی تھی۔ آئندہ اس کے سامنے آنے سے گریز کرنا
میں نہیں چاہتا وہ اپنی آنکھوں میں تکلیف محسوس کرے!!
وہ روتی ہے تو مرتا ہوا محسوس کرتا ہوں خود کو دوبارہ

تم نے کسی بھی قسم کا تماشا کیا تو تمہیں کک آؤٹ کر
دونگا۔ بہرام خانزادہ اپنے ازلی بھاری لہجے میں بولا تھا۔

شی از ویری لکی!! پچھلے چار سالوں سے تمہیں پانے
کے لئے دن رات تڑپی ہوں میں اور تم ہو نظر بھر کر بھی
نہیں دیکھتے مجھے!! روبی کا لہجہ بھیگ گیا تھا۔ وہ بہت
خوبصورت ہے کیونکہ تمہاری پسندیدہ عورت ہے!
خوبصورتی مرد کی پسندیدہ عورت بن کر ہی دیکھی جا
سکتی ہے اور وہ خوش نصیب ہے جس نے تمہارے عشق
کی آگ پھانپ لی ہے۔ روبی کی آنکھوں سے آنسو بہہ
نکلے تھے۔

رونا مجھے میری بیوی کا ہی تڑپاتا ہے صرف تم بیکار
کے آنسو بہا کر میرا ٹائم مزید ویسٹ ناں کرو!! بہرام
خانزادہ لاپرواہ انداز میں بولا تھا۔ اتنی دیوانگی سے
چاہتے ہو اسے کہی میرا دل حسد کی آگ سے پھٹ ہی نا
جائے!! روبی بے دردی سے اپنے آنسو صاف کرتی بولی
تھی۔

میری دیوانگی کی انتہا یہ ہے کہ آج کی رات اسے اپنی
سیج سجانے کا لازوال انعام دونگا۔ بہرام خانزادہ دل میں

بولا تھا۔ رابرٹ پر نظر رکھو تم اپنے مشن سے چُک رہی ہو ایک غلطی اور وہ ہمارے ہاتھ سے فرار! بہرام خانزادہ سگریٹ کا آخری گہرا کش لیتا چیئر سے اٹھتے ہوئے روبی سے بولا تھا۔

تم سے دل لگی میرا اپنا ڈیزیزن ہے رابرٹ سے اپنا بدلا میں کبھی بھول نہیں سکتی جلد ملاقات ہوگی قطر میں! روبی بکھرے لہجے میں بہرام کی بات کا جواب دیتی آخر میں اپنا لہجہ آگ جیسا کر گئی تھی۔ رابرٹ کا نام لیتے ہی اس کی سبز آنکھوں سے آگ کی چنگاریاں نکلی تھی۔

رومیو چلو حویلی چلیں! بہرام خانزادہ فاصلے پر کھڑے اپنے پرسنل گارڈ سے بولا تھا۔ اوکے باس ہماری گاڑی آپ کی گاڑی سے فاصلے پر ہی ہوگی سوات کا سارا راستہ کلیئر ہے!! رومیو اپنے کان میں لگے ایئر پیس پر باقی کے گارڈز کو ہدایت دیتا بہرام خانزادہ کے پیچھے ہی قدم بڑھانے لگا۔ اتنا نشہ کر کے بھی بہرام پر کوئی نشہ نہیں چڑھتا تھا وہ ہمیشہ حیران ہی ہوتا تھا۔

وہ اپنے سینے میں موجود جذبات سے لبریز تکلیف دے
یادوں سے خود کو جھلستا ہوا محسوس کر رہا تھا۔ اسے
وہ رات یاد آئے تھی جب اس کی محبت نے اسے اپنی
عزت کا لٹیرا سمجھ کر نفرت کی پہلی نگاہ سے دیکھا تھا۔

اسکے جسم سے آگ کی بھڑکیں نکل رہی تھی رخصتی
کے بعد سہاگ کی رات اپنے محرم کا حق ادا کرنے کی
ہوتی ہے وہ طیش جو اسکے خون میں آتش فشاں کی طرح
ابل رہا تھا

وہ شانزے خان کو جھلسا کر رکھ دیتا وہ اسے اپنا آپ دے
کر وہ تکلیف کم نہیں کر سکتی تھی جو بہرام خانزادہ نے
سہی تھی تمہیں کیا لگتا ہے میں اس آگ کو خود تک
محدود نہیں کر سکتا میری کمزوری بننا چاہ رہی ہو تم
شانزے خان! بہرام خانزادہ سگریٹ اپنے ہونٹوں میں رکھتا
بولا تھا۔

اسکا ہاتھ گاڑی کے ساونڈ سسٹم پر غلطی سے لگ گیا تھا
گانے کے بول سن کر اسے لگ رہا تھا وہ آج رات ہار
جائے گا ان ملال زدہ گہری شہد رنگ آنکھوں میں! جو
اسکا آبسیشن تھی وہ نکاح کی رات بھی تو بہکا تھا

مگر محبت اسکے حواس سلیب کر گئی تھی۔۔

جب جب تیرے پاس میں آیا ایک سکون ملا۔۔۔۔

وہ شانزے کے جسم کی خوشبو اپنے حواسوں پر چھاتی
محسوس کر رہا تھا۔ وہ اسکے انتظار میں ہوگی وہ شدت
سے اپنے دھڑکتے دل کی آواز سن رہا تھا

جسے میں تھا بھولتا آیا وہ وجود ملا۔۔

جب آئے موسم غم کے تجھے یاد کیا۔۔

جب سہمے تنہا پن سے تجھے یاد کیا۔۔

وہ اپنے لب سے نکلتے خون کو دیکھ کر شانزے خان کی
کا تڑپنا بھول ہی نہیں پا رہا تھا وہ اپنی روح میں طلب کی
مانند اسے اترتا محسوس کر رہا تھا۔ آج اسے اپنا آپ تنہا
نہیں لگا تھا کوئی تھا جس نے اسے سب کے بیچ چن لیا
تھا۔ بے قابو ہوتے احساسات دماغ سے جیسے سوچنے کی
صلاحیت چھین کر حاوی ہو چکے تھے

بہرام خانزادہ کے جسم میں شدید قسم کی بے چینی پیدا ہو

رہی تھی۔

دل سنبھال جا ذرا پھر محبت کرنے چلا ہے

تو۔۔۔

دل یہی رک جا ذرا پھر محبت کرنے چلا ہے تو۔۔۔

بہرام خانزادہ نے سگریٹ کا گہرا کش

لے کر خود کو اس کی یادوں سے رہائی دلانی چاہی جب
اس کا دل پہلے سے زیادہ بے قرار ہو گیا۔

کچھ بھی نہیں جب درمیان پھر کیوں ہے دل تیرے ہی
خواب بُنتا۔۔۔

چاہا کی دیں تجھ کو بھلا پر یہ بھی ممکن ہو نا سکا۔۔۔

کیا ہے یہ معاملہ جانو نا میں جانو نا ۔۔۔

دل سنبھال جا ذرا پھر محبت کرنے چلا ہے تو۔۔۔

بہرام خانزادہ اپنی گاڑی اور بھی زیادہ تیزی سے ڈرائیو کرنے لگا تھا۔ میری منتظر ہوگی وہ آ رہا ہوں تمہیں اپنا بنانے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔۔ وہ ہوا کی دوش پر ڈرائیو کرتا کچھ ہی

دیر میں حویلی پہنچ جانے والا تھا۔

وہ حویلی پہنچا تو سب ہی اس کے منتظر تھے۔ رات کے دس بج رہے تھے۔ کہاں رہ گئے تھے تم بہرام ہمیں سوات کے لئے نکلنا ہے تم ٹائم دیکھو اس طرح کی لاپرواہی دکھا کر رخصت کرو گے میرے بھائی کی بیٹی کو!! بہرام خانزادہ کو حویلی میں داخل ہوتے دیکھ کر سردار ہاشم کان غصے بولے تھے۔

کول ڈاؤن بابا جان آتو گیا ہوں میں!! بہرام اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر بولا تھا۔ مریم خانم خانم بی کے پاس بیٹھی اپنے بیٹے کو اذیت سے دیکھ رہی تھی۔ ان کے اور خانم بی کے بیچ میں ہی شانزے سرخ رنگ کے دلہن کے لباس میں ملبوس بیٹھی تھی۔ اس نے بڑا سا گونگھٹ لیا ہوا تھا۔ کچھ گھنٹوں پہلے ہی یہ لباس بہرام خانزادہ نے اس کے

لئے بھجوا یا تھا۔ خانم بی اپنے نواسے کو دیکھ کر شانزے
کے سر پر ہاتھ پھیرتی اس کا گھونگھٹ کے اوپر سے ہی
ماتھا چومنے لگی۔

چچی کیا مجھے اجازت سے آپ کی بیٹی کو رخصت
کرنے کی! بہرام خانزادہ غزالہ خانم سے بولا تھا جو
افسردہ لگ رہی تھی۔ آخر اکلوتی بیٹی تھی اتنے ارمان
تھے اس کی شادی کے!! جی بیٹے اجازت ہے۔ غزالہ خانم
اپنے آنسو صاف کرتی بہرام خانزادہ سے بولی تھی۔

آپ بھی اپنی حویلی چلتی ہمارے ساتھ اداس کیوں ہو رہی
ہیں نہیں کہوں گا کچھ بھی آپ کی بیٹی کو!! بہرام ان سے
الوداعی کلمات کہنے سے پہلے غزالہ خانم کے آگے سر
جھکا کر پیار لیتے ہوئے بولا۔

جانتی ہوں بیٹے تم اپنی ڈول سے کبھی کوئی بدلہ نہیں لو
گے۔ وہ کھلے دل سے اس کے سر پر پیار سے ہاتھ
پھیرتی ہوئی بولی۔ انشال کو رخصت کر کے ہم بھی سوات
آجائیں گے۔ غزالہ خانم دور کھڑے اپنے بیٹے احد کو دیکھ
کر بہرام خانزادہ سے مزید بولی تھی۔ ٹھیک ہے!! وہ

آہستگی سے کہتا پلوشہ خانم اور نازنین خانم سے ملتا شانزے کو صوفے سے اٹھانے کے جھکا جب اس کی نظر اپنی مورے پر پڑھی جو اسے دیکھ کر مامتا کی تکلیف سے مچل رہی تھی وہ ان کی آنسو بھری آنکھوں سے اپنی نگاہیں پھیر کر شانزے کو صوفے سے اٹھا گیا۔ جب احد کا ضبط ختم ہوا اور وہ تیزی سے شانزے کے پاس پہنچ کر اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔

احد خانزادہ کے سینے سے لگی چھوٹی سی اس کی گڑیا ہلک ہلک کر رونے لگی تھی۔ شانزے کو شدید تکلیف ہو رہی تھی آج اس نے اپنے لالا کا دل دکھایا تھا مگر وہ بہرام سے بہت زیادہ بدگمان تھا وہ آج بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیتی تو شاید خود کو کبھی معاف نہیں کر پاتی۔

بہرام خانزادہ احد کے سینے سے شانزے کو دیکھ کر آگ کی بھٹی بنا تھا۔ وہ اسے اسکے لالا کے حصار میں بھی سخت جلا گئی تھی۔

چلو بھی ایموشنل سین آن ہو گیا بھائی بہن کا! احد جو شانزے کا سر چوم پر اسے کچھ کہنے لگا تھا کہ بہرام خانزادہ نے اپنی آنکھیں کوفت سے گھما کر بھاری آواز

میں بولا تھا۔

احد اسے اگنور کرتا خود پر ضبط کرتے شانزے سے
مخاطب ہوا۔ تم میری گڑیا ہو جسے میں نے بہت دعاؤں
سے مانگا ہے تمہارا لالا تم سے بے حد پیار کرتا ہے کبھی
بھی تمہیں لگے کہ تمہارا فیصلہ غلط ہے تو تم اسی
لمحے کچھ بھی سوچے بغیر واپس اپنے لالا کے پاس
آسکتی ہو۔ میں چپ ہوں تو صرف تمہاری مرضی کے
آگے ورنا اسکو تو میں کبھی بھی قبول-----لو بھی تجھ
سے مجھے نکاح پڑھوانا تھا جو تو مجھے قبول نہیں
کرتا!! اچھے لالا کی طرح بہن کے آنسو صاف کرو اس
کو علیدگی کی پٹیاں ناں پڑھا چل اب اپنا ایموشنل سین آف
کر بور ہونے لگا ہوں میں اسے اپنا فیصلہ غلط بھی لگا تو
مجھ سے آزادی کبھی نہیں ملے گی دعاؤں میں رخصت
کرو بہن کو گھستاخ!! بہرام خانزادہ طنزیہ مسکراتا ہوا
احد کی بات کاٹ کر بولا تھا۔

احد خانزادہ اسے کوئی بھی جواب دیئے بغیر عقیدت سے
شانزے کا ماتھا چوم کر سائڈ پر ہو گیا تھا۔ وہ حویلی سے
چلا جاتا مگر اس کی مورے اور شہریار خانزادہ نے اسے

کسی بھی طرح کا ڈرامہ کرنے سے سختی سے منع کیا
ہوا تھا۔

منہان خانزادہ بھی لاؤنچ میں ہاشم خان کے ساتھ کھڑا ہوا
تھا! وہ بھی آگے بڑھ کر شانزے کے سر پر ہاتھ رکھتا
انشال کو بھی اس سے ملنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ انشال
فوراً سے آگے بڑھ کر شانزے سے ملی تھی۔ اور اس نے
شانزے سے بھی زیادہ پھوٹ پھوپ کر رونا شروع کر دیا
تھا۔

تمہیں مس کروں گی شانزے اپنا بہت خیال رکھنا!! منہان
خانزادہ کے گرم ہاتھ کو اپنی کمر کر رینگتے محسوس کر
کے انشال شانزے سے کہتی ہوئی اپنے آنسو صاف کر
گئی۔ وہ روتی تھی تو منہان اسے کتنی شدت سے چپ
کرواتا تھا وہ اس کے خوف سے اپنے آنسو فوراً صاف کر
گئی۔

چلیں بابا وقت ہو گیا ہے۔ بہرام خانم بی سے ملتا ہاشم خان
کیطرف بڑھتے ہوئے بولا۔ چلو بیٹے! ہاشم خان باہر نکل
گئے تھے۔ چلو جی سالے صاحب بہن کو گاڑی تک لاؤ!
بہرام احد کو دل جلانے والی مسکراہٹ پاس کر کے بولتا

خود بھی باہر نکل گیا تھا اور پھر شانزے کو احد خانزادہ
نے بھاری ہوتے دل سے رخصت کر دیا تھا۔

شانزے کے گاڑی میں بیٹھتے ہی بہرام خانزادہ نے ہوا کی
دوش پر گاڑی اڑانا شروع کر دی تھی۔ اصل امتحان کی
گھڑی تو اب شروع ہوئی تھی۔

سویٹ ہارٹ تمہاری مرضی سے تمہیں اپنے ساتھ لے جا
رہا ہوں زیادہ رونا کس بات کا آ رہا ہے واپس سے چھوڑ
دو تمہارے لالا کے پاس!! بہرام شانزے کو ابھی تک
بلک بلک کر روتے دیکھ بیزاریت سے بولا تھا۔ وہ پہلے
سے زیادہ زور سے رونے لگی تھی۔ آجاؤ تمہیں وجہ دوں
ہچکیوں سے رونے کی!! وہ اس کے مسلسل رونے پر
اسے کمر سے پکڑ کر اپنی لیپ میں بٹھاتا بہک چکا تھا۔

وہ گاڑی کو ایک سائڈ پر روکتا اس کا گھونگھٹ غصے
سے پلٹ گیا۔ گھونگھٹ پلٹنے کی دیر تھی جب بہرام
خانزادہ سٹل ہوا تھا۔ دل کی دھڑکن منتشر ہوئی تھی
سانسیں بے قابو ہو کر اس کا تنفس بگاڑ چکی تھی۔ جسم
کے ہر حصے نے اسے پانے کی سازش

کی تھی روح نے اسکے ملن کی بغاوت کی تھی۔

اس نے اتنی حسین دلہن کبھی دیکھی ہی ناں تھی۔ کوئی مکمل خود کو سونپ کر اتنا حسین بھی لگ سکتا ہے کہ جس کا دیدار زمانے کا ہوش ہی بھلا دے۔ آنسوؤں سے لبریز گہری شہد رنگ آنکھیں پورا کا پورا بہرام خانزادہ لے ڈوبی تھی۔ وہ سیاہ آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھے مارتا سمندر دیکھ گھبرا کر اپنی پلکیں جھکا گئی۔

اس کی یہ ادا بیسٹ کے جنون کو ہوا دے گئی تھی۔ عارض تپ کر لال انگارہ ہو رہے تھے جن پر لڑیوں کی مانند اشک رواں تھے۔ لال رنگ سے سجے ہونٹ کپکپاہٹ سے ان پر ٹوٹ کر برسنے کی دعوت دے رہے تھے۔ وہ بے خودی میں اس کے قریب جھکا اور اسکے لبوں پر اپنی زبان کا گیلا لمس پھیر کر اس نازک جان کو شدت سے لرزا گیا۔

یہی نہیں اس نے شہد رنگ بالوں کو اپنی مٹھی میں بھر کر ان آنکھوں میں جھانکا جو اس کی بربادی کا سبب تھی اور ایک لمحے کی بھی دیر کیے بنا وہ پوری طلب سے

اسکے ہونٹوں سے لیٹ گیا۔

اسکے دونوں ٹھنڈے برف ہوتے کپکپاتے ہاتھوں کو اپنے سینے پر دیکھ کر وہ شانزے کو اپنی لیپ میں ایڈجسٹ کر کے اس کے لبوں کے ساتھ اپنے لب ملا رہا تھا۔ ان کا رس نچوڑ رہا تھا۔ شانزے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھر کر اس کے دانتوں کا وحشت ناک لمس بغیر کسی مزاحمت کے سہن کرتی آج ہر طرح کا درد خود میں اتار لینا چاہتی تھی۔

وہ اس کے بال چھوڑ کر اس کا جبڑا پکڑ کر دباؤ ڈالتا اسکی زبان کے ساتھ اپنی زبان الجھا گیا۔ اس کی زبان کا میٹھا رس اپنے حلق میں اتار کر وہ اپنے ہوش سے بیگانہ ہونے لگا تھا۔

شانزے کو اس کے پاس سے حرام مشروب کی مہک آرہی تھی اس نے آج پھر ڈرنک کی تھی وہ آج پھر جانور بن کر اس پر ٹوٹ رہا تھا۔ اس کی گاڑی کے پیچھے آتی سردار ہاشم خان کی گاڑی رک چکی تھی۔

وہ پریشان ہو کر گاڑی سے اترتے جب بہرام خانزادہ کی گاڑی دھیمی رفتار میں آگے بڑھنا شروع ہوئی۔ وہ شانزے خان کے لبوں سے لپٹ کر گاڑی پھر سے ڈرائیو کرنے لگا تھا یہ راستہ ٹھیک نہیں تھا یہاں رکنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔

سردار ہاشم خان کی گاڑی نے اس کی گاڑی کو کراس کر دیا تھا جب وہ ایک بار پھر سے اپنی گاڑی روک کر پوری تشنگی کے سے اپنے باہوں میں قید شانزے کو پینے لگا اور اتنی شدت سے اسکی سانسیں چرانے لگا کہ وہ بن اب مچھلی کی طرح تڑپنے لگی تھی۔ اس کے پیچھے ہی رومیو کی گاڑی تھی جن میں اور بھی گارڈز تھے جو گاڑی سے اتر کر اپنے ہاتھوں میں بڑی بڑی بندوقیں پکڑ کر چوکنے ہو کر کھڑے ہو گئے تھے۔

بیسٹ سے ڈرائیو کرنا مشکل ہو رہا ہے شاید منع بھی کیا تھا اتنی ڈرنک نہیں کرے مگر باس نے سنی ہے کبھی میری بات جو آج سنتے!! رومیو دل میں سوچتا اس کی گاڑی کے قریب جانے سے بہتر اسے کال کرنے لگا۔

مذہوشی کی گہرائی میں بہکا ہوا بہرام خاندادہ سختی سے اپنے پہلو میں دبوچے اس نازک جان کی سسکیاں نکلا رہا تھا۔ اس کا لبوں کو پیاسوں کی طرح چومنا ہی اتنا جان لیوہ تھا تو جب وہ اپنا حق لے گا تو پھر تو شانزے خان نے بیہوش ہی ہو جانا تھا۔ وہ لبوں کی تشنگی مٹانے میں مصروف تھا جب اسکا فون بجنے لگا

بہرام خانزادہ کی خماری کا تسلسل بری طرح ٹوٹا وہ ہوش میں آکر اس کے لبوں کو آزاد کرتا موبائل کو گھور کر دیکھنے لگا۔ شانزے گہری سانسیں لیتی اسکی گردن میں منہ چھپا چکی تھی بہرام خانزادہ کی موبائل کی اسکرین پر رومیو کا نام جگمگا رہا تھا وہ دانت پیستا ہوا پھولی سانسوں کے بیچ فون ریوسیو کر گیا۔

کدھر خارش ہو رہی ہے بھئی جو میرا دماغ خراب کرنے
میں تلے ہوئے ہو! رومیو اسکو پھولی سانسوں کے بیچ بات
کرتے سن کر گرڑبڑا گیا۔ راستہ محفوظ نہیں مجھے لگا
ڈرنک کی وجہ سے ڈرائیو-----پہلے بھی کرتا رہا ہوں
اسی حالت میں ڈرائیو آج کوئی پہلی بار تو نہیں اور تم
لوگ کس دن کے لیے ہو لکھوں روپے تم لوگوں کو میں

کیٹ واک کے نہیں دیتا میری نازک کلیوں۔!! اب میری
گاڑی جہاں بھی رکی مجھے کوئی ڈسٹرب نا کرے!! بہرام
خانزادہ رومیو کی بات سن کر اپنے ازلی طنزیہ انداز میں
بولا تھا۔

اوکے باس! رومیو جلدی سے فون بند کر گیا۔ رومینٹک
موڈ آن ہوا پڑا ہے باس کا خامخواہ ڈسٹرب کر دیا مگر
یہاں روکنا بھی ٹھیک نہیں چلو شکر ہے میری گردن تو
بچ گئی نا!! رومیو گاڑی کی ہیڈ لائٹس بند کرتے اب خود
بھی نکل گیا تھا گاڑی سے وہ اپنی تیز نظروں سے اس
پاس کا جائزہ لینے لگا۔

ہاں مس روندھوں نمبر ون میرے اندر گھسنے سے پرہیز
کرو کیونکہ آج میری باری ہے اور اتنا رونے کی کیا
ضرورت ہے بچپن سے لے کر جوانی تک کیا تم اپنے اس
لالا کے ساتھ رہی نہیں جو اتنی ہچکیاں بھر رہی ہو!
اونیس سال کی ہو تم بچی بننا چھوڑ دو بچے پیدا کرنے
کی عمر میں!! تمہاری آگ میں گاڑی میں نہیں بجھا سکتا
مجھے ڈرائیو کرنے دو دیہان مت بھٹکاؤ!! بہرام خانزادہ
شانزے کے اوپر اپنے بہکنے کا سارا الزام ڈال اسے اس

کی سیٹ پر پٹاخ کر گاڑی اسٹارٹ کر گیا۔

اوج۔۔آپ۔۔مجھے۔۔اتنی زور۔۔سے۔۔پھینکتے۔۔۔۔ابھی تک اپنا
زور دکھایا ہی کہاں ہے ابھی تو تمہیں زور زور سے
پٹخنا ہے مجھے میرے بستر پر!! بہرام اسکے سوجے
سرخ لبوں کو دیکھ کر شانزے کے کان میں جھک کر بولا
تھا۔

مزے بعد میں لینا اب مجھے خاموشی سے ڈرائیو کرنے دو
ورنا جس سہاگ رات کے لئے تم نے مجھے اکسایا ہے
اس کی تیاری اپنی گاڑی سے ہی شروع کر دونگا چپ کر
کے دوسری طرف منہ کر کے بیٹھ جاؤ مجھے بہکاؤ نہیں
اپنے بے پناہ حسن کے جال میں پھنسانے کے لئے!! کوئی
موڈ نہیں میرا تم سے حق لینے کا۔!! بہرام خانزادہ
مدھوشی سے بھاری آواز میں کہتا شانزے کو غصے
سے لال سرخ کر گیا وہ کیسے اس پر سارا الزام ڈال خود
کو معصوم ظاہر کر رہا تھا۔

گھونگھٹ دیں میرا واپس بہرام!! شانزے گاڑی کے
دروازے کے ساتھ لگتی شدید غصیلے لہجے میں بولی

تھی۔ بیڈ پر پہن کر بیٹھنا ابھی میرا کوئی موڈ نہیں پھر
سے تمہارا گھونگھٹ اٹھا کر اپنے اوپر بٹھانے کا! بہرام
خانزادہ اس کی غصیلی آواز سن کر اسے مزید تپاتے
ہوئے بولا۔

نہیں پہنو گی بیڈ پر بھی بلکہ آپ گاڑی روکیں مجھے
واپس اپنی حویلی جانا ہے!! شانزے پر نروٹھے انداز میں
منہ پھلا کر بولی تھی۔ اچھا غصہ دیکھا کر بکو اس کر
مجھے بھی غصہ دلانا چاہ رہی ہو تمہارے تو اچھے بھی
مجھ سے رہائی نہیں پا سکتی لڑاکی بلی!! بہرام ٹرن لیتے
ہوئے اچانک سے شدید غصے سے بولا تھا۔

ہر وقت غصہ کرتے ہیں مجھ پر کوئی پیار نہیں کیا کبھی
بھی مجھ سے ہر وقت ڈانٹنا آتا ہے صرف!! شانزے سوں
سوں کرتی آبستگی سے شکوے سے بولی تھی۔ بہرام
خانزادہ اس کے تمام شکوے بخوبی سن رہا تھا۔

تم نے اور تمہارے اس خارشتی لالا نے مجھے بولنے کا
موقع دیا تھا جو تم سے پیار کروں ہاں نہیں کرتا تم سے
میں کوئی پیار بلکہ میں تمہیں اپنے ساتھ بھی کیوں لے جا
رہا ہوں واپس ہی چھوڑ آتا ہوں حویلی گلے میں عذاب

ڈال لیا بیوی بنا کر میں نے تو! بہرام کا دماغ اتنا گرم ہو گیا تھا کہ وہ زور سے اسٹیرنگ پر مکا مارتا شانزے کو گھور کر دھاڑا تھا۔

شانزے اپنی جگہ سے اچھلی تھی۔ وہ ایکدم اتنا طیش زدہ ہو گیا تھا کہ اس کا منہ پورا لال ہو گیا تھا سیاہ آنکھوں سے غصے کے شعلے نکلنے لگے تھے۔ میں عذاب ہوں ناں آپ کے لئے تو ٹھیک ہے پھر مر جاتی ہوں گاڑی سے کود کر یا آپ ایک کام کریں میرا گلہ دبا۔۔۔اپنا منہ بند رکھو تو بہتر ہے مجھے تمہارے کسی بھی مشورے کی ضرورت نہیں زیادہ شوق ہو رہا ہے مرنے کا تو میں تم۔۔۔۔۔۔بہرام خانزادہ جو اسکی مارنے والی بات سن کر اپنے آپ سے باہر ہوتا اپنی گاڑی کو جنگل کو جاتے راستے کے قریب ایک جھٹکے سے روک کر شانزے خان کی گردن دبوش کر غراتے ہوئے اسکی اوپر آکر پھر سے اس پر جھکتا جب اچانک سے گولیاں چلنا شروع ہوئی تھی۔

گولیوں کی آواز سن کر شانزے بری طرح چلاتی ہوئی
خوفزدہ ہو کر کانپنے لگی تھی وہ اپنا دل بند ہوتا محسوس

کر رہی تھی۔ بہرام خانزادہ کے گارڈز تیزی سے گاڑی سے نکل کر جوابی کارروائی کرنے لگے تھے۔ گولیاں اس جنگل کی سمت سے آرہی تھی بہرام ایکدم سے ایکٹیو ہو کر شانزے خان کی سیٹ کو پیچھے کی طرف بینڈ کرتا اس کے اوپر مکمل طور پر سایہ فگن ہو گیا تھا۔

شانزے اسکی شرٹ زور سے مٹھی میں دبوچے اس کے سینے میں پناہ لینے لگی۔ وہ برف کی سل کی مانند ٹھنڈی پڑھ رہی تھی۔ خوف اسکی روح میں اترنے لگا تھا۔ اس نے کسی جائے پناہ کی طرح بہرام خانزادہ کو بھینچا ہوا تھا۔ کچھ نہیں ہوگا تم مت ڈرو میری جان!! میں ہوں تمہارے ساتھ تم مت ڈرو!! بہرام خانزادہ اس کے بالوں کو چوم کر اس کی کمر سہلا کر اسے ریلیکس کرنے لگا۔

شانزے کا دل بہرام خانزادہ کے سینے میں اس قدر شدت سے دھڑک رہا تھا کہ جیسے پھٹنے والا ہو۔ بہرام خانزادہ اس کی کیکپاہٹ دیکھ کر شدید مشتعل ہو رہا تھا۔ وہ گولی چلانے والے اپنے دشمنوں پر اپنی وحشت سے ایسا ہی لرزہ طاری کرنے والا تھا۔ اسکی نازک بیوی اس کے ساتھ تھی۔ وہ اس طرح کی حماقت کرنے والوں کو قبر کی تاریکی میں اتارنے کا شدت سے خواہش مند ہوا تھا۔ جلال کی حد کو چھو کر

یہ۔۔۔یہ۔۔۔گولیاں۔۔۔مجھے۔۔۔بہت۔۔۔ڈر۔۔۔لگ۔۔۔رہا۔۔۔ہے۔۔۔آپ۔۔۔شا
نرے ادھر دیکھو میری طرف میں ہوں ناں تمہیں ایک آنچ
بھی نہیں آنے دونگا! بہرام خانزادہ بری طرح سے کانپ
کر روتی ہوئی شانزے کا سر اپنے سینے سے لگاتا اسے
ریلیکس کرنے لگا۔

اسکے گارڈ ایکٹیو ہو کر جوابی کاروائی کر رہے تھے۔ وہ
چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔ بہرام خانزادہ کا دل آج
مٹھی میں آیا تھا اس پر نظر رکھی گئی تھی وہ اس وقت
نشانے پر تھا پھر کیسے اتنی لاپرواہی برت گیا جب اس
کے ساتھ اس کی عورت تھی اسے خود پر غصہ آنے
لگا۔ اس کے دشمن نے اسے بہت ہوشیاری سے اپنے
گھیرے میں لیا تھا۔ وہ چاروں طرف سے گھرا ہوا تھا۔ اس
کے گارڈز کی دونوں گاڑیاں اسکی گاڑی کے گرد چکر
کاٹ رہی تھی جن میں سوار ہوئے اسکے گارڈز مسلسل
فائرنگ کا تبادلہ کر رہے تھے۔

اس کے گارڈ کی چار گاڑیاں اس کے بابا ہاشم خان کے
ساتھ تھی وہ کافی آگے نکل گئے تھے جبکہ اسکے ساتھ
گارڈز کی صرف دو ہی گاڑیاں تھیں۔ رومیو اس کے گاڑی

چلانے کا منتظر تھا وہ کیوں گاڑی روکے ہوئے تھا۔ نہ
فون پر کوئی حکم دے رہا تھا ناں باہر آ رہا تھا۔

گولیاں اس کی گاڑی کو چھونے سے قاصر تھی۔ ایسا
محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے فائر کر کے اسکو خوفزدہ
کرنے کی کوشش کی جا رہی ہو۔ وہ اگر اکیلا ہوتا تو اس
کے لئے مشکل ہو جاتی رومیو مسلسل اسکے نمبر پر فون
کر رہا تھا وہ چاہتا تھا بیسٹ اپنی گاڑی پیچھے کی طرف
کر لے اس کے ساتھ اسکی بیوی تھی اور اس پر اس طرح
کا حملہ کرنے والا اور کوئی نہیں بلکہ رابرٹ ہی ہو
سکتا تھا وہ بیسٹ کی کمزوری تلاش کر رہا تھا جو آج
شاید اسے مل گئی تھی۔

روبی بیسٹ کے ساتھ دھوکہ کبھی بھی نہیں کر سکتی
تھی۔ بیسٹ کو خوفزدہ کرنا ناممکن تھا اسے اس کی
عورت کی موجودگی میں روکا تو جا سکتا تھا مگر ڈرایا
نہیں مجھے باہر جانا ہو گا تم گاڑی سے نہیں نکلنا!! اس
کے پہلو میں اس کی بیوی اس کی محبت اس کا عشق تھی
اور بیسٹ کو اگر کوئی کمزور کر سکتا تھا تو وہ اس کی
عورت کی موجودگی تھی۔

وہ معصوم کلی خوف سے کس طرح سفید پڑھ گئی تھی
بہرام کے دل کی دھڑکن اسے دیکھ کر بند ہونے لگی اس
کو اتنا طیش آیا جس کو کوئی حد نہیں دل چاہا بھون کر
رکھ دے باہر نکل کر سب کو جنہوں نے اس پر حملہ کیا۔
رومیو کو کال وہ دیکھ چکا تھا اس لئے شانزے کے بالوں
کو سہلا کر بولا۔

پلیز۔۔۔مجھے۔۔۔اکیلا۔۔۔ناں۔۔۔چھوڑیں۔۔۔میں۔۔۔آپ۔۔۔سے۔۔۔دور۔۔۔نہ
یں۔۔۔ہونا۔۔۔چاہتی۔۔۔!!شانزے پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی
بولی۔ بہرام خانزادہ کی بات سن کر اسکا جسم ٹھنڈا پڑھتا
اسکو مردہ کرنے لگا تھا۔ آج تو وصل کی رات تھی ایک
ہونے کی رات تھی ہر خوف روح سے نوچ لینے کی رات
تھی اور آج کی رات بھی اس کی حرام کر دی گئی تھی۔

مجھے جانا ہو گا شانزے باہر گولیاں رک گئی ہیں میں
راستہ کلیئر دیکھ کر ہی گاڑی آگے کی طرف بڑھا سکتا
ہوں دیکھو میرے گارڈز بھی باہر کھڑے ہیں!! گولیاں چلنا
بند ہو گئی تھی رات کی تاریکی میں واپس سکوت چھا گیا
تھا۔

اس کے گارڈ بھی فائرنگ بند کر چکے تھے وہ دونوں
سائیڈز سے بہرام خانزادہ کی گاڑی کو کور کر گئے تھے۔
رومیو گاڑی سے اتر ا تھا۔ وہ بہرام خانزادہ کی گاڑی کی
جانب بڑھنے لگا تھا۔ رونا نہیں اب تمہیں رلانے والوں کو
میں موت بھی ترسا ترسا کر دونگا!! ریلیکس ہو جاؤ
بالکل! تمہیں کچھ نہیں ہونے دونگا تم ڈرو نہیں مت رو
میری خانم ان سب کو میں آج بیچ میں سے ادھیڑوں گا
جنہوں نے تمہیں رلایا ہے آج وہ
بیسٹ کا اصل روپ دیکھیں گے

وہ اپنی پسٹل نکال کر غصے سے لہو چھلکاتی آنکھوں
میں بھسم کر دینے والی چنگاریاں لئے وحشت سے غرایا
تھا۔ بہرام خانزادہ کا جسم آگ کی مانند بھڑکتا شعلہ بنا ہوا
تھا۔

نن۔۔نہیں۔۔نہیں۔۔پلیز۔۔باہر
نہیں۔۔جائیں۔۔آپ۔۔کو۔۔اگر۔۔۔۔آہہ۔۔۔بہرام۔۔!!! بہرام خانزادہ
رومیو کی اپنی گاڑی کی طرف آتے دیکھ کر دروازہ
کھول کر باہر نکلنے لگا۔ شانزے اسے باہر نکلتے دیکھ
اپنی طرف واپس کھینچنے ہی لگی تھی جب فضا میں پھر

سے گولیوں کی گونج اٹھی اور ایک گولی بری طرح بہرام
خانزادہ کو ہٹ کر گئی۔

اس کی گاڑی کے شیشے ٹنٹڈ تھے جس سے اسکے دشمن
اسکی پوزیشن دیکھنے میں ناکام رہے تھے گاڑی کا
دروازہ کھلتے ہی انکو بہرام خانزادہ کی پوزیشن مکمل
واضح ہو گئی تھی۔ اور انہیں نے اس کا نشانہ لے لیا
شانزے نے اس کے باہر جانے سے خوف سے بروقت
اسے اپنی طرف کھینچ لیا تھا جس سے گولی اسکے بازو
پر آکر لگی تھی بہرام خانزادہ کے بازو سے خون کا فوارہ
پھوٹ نکلا!! وہ اگر اسے خود پر ناں جھکاتی تو گولی
بہرام خانزادہ کے سینے کو چیر دیتی!! اس کے بازو سے
نکلتے خون کے چھینٹے شانزے خان کے منہ پر لگے
تھے۔

اس کا دلہن والا لال جوڑا بہرام خانزادہ کے خون سے
مزید لال ہو گیا تھا۔ اس کا دلہن کا لباس داغدار ہو گیا تھا۔
وہ شادی کی رات اپنے ہی شوہر کے خون سے داغدار ہو
گئی تھی

شانزے خان اپنے شوہر کے خون سے رنگ چکی تھی وہ
پہلی دلہن تھی جو اپنی رخصتی کے وقت اپنے ہی شوہر
کے خون سے رنگی گئی تھی۔ اسکی روح کسی نے
جھنجھوڑ لی تھی شانزے خان بہت بری طرح چپختی
بہرام خانزادہ کے بازو کو لہو لہان ہوتے دیکھ لٹھے کی
مانند سفید پڑھ گئی تھی۔

بب۔۔بہرام۔۔یہ۔۔۔۔خون۔۔پلیز۔۔باہر۔۔نہیں۔۔۔۔جائیں۔۔آپ۔۔کو۔۔
۔۔گولی میں۔۔۔۔۔تم تک کسی کا سایہ بھی پہنچا تو زندہ نہیں
رہ پاؤں گا مجھے جانا ہوگا ایک گولی سے نہیں مروں گا
میں!! شانزے جو اس کا خون دیکھ کر بد حواس ہوتی اس
کے بازو سے بہتے خون پر اپنا کپکپاتا ہاتھ رکھتی اس
کے خون کو بہنے سے روکنے لگی تھی جب اس کا پورا
ہاتھ کی لہو آلود ہو گیا تھا۔

مجھے افسوس رہے گا تمہارا یہ جوڑا جو میرے نام کا تھا
کسی حرام کی اولاد نے خراب کر دیا۔ جان سے مار دونگا
سب کو!! میری بات سنو بیوی کچھ بھی ہو جائے گاڑی
سے باہر نہیں آؤ گی تم چاہے میں مر بھی کیوں نا جاؤں تم
باہر نہیں آنا یہاں نیچے بیٹھ جاؤ! وعدہ کرو تم گاڑی سے

باہر نہیں دیکھو گی! بہرام خانزادہ اسے ہچکیوں سے
روتے دیکھ صبر کے آخری درجے پر تھا وہ خون کی
ندیاں بہا دینے والا تھا۔

اسکی دلہن کا روپ برباد کرنے والا خود کو نہیں پہچان
پائے گا وہ پوری وحشت کے ساتھ اپنے زخمی بازو والے
ہاتھ میں پسٹل پکڑے گاڑی سے ایک جست میں اتر ا تھا۔
شانزے ڈوبتے دل کے ساتھ گاڑی میں نیچے پیروں کی
جانب بیٹھی باہر چلتی گولیوں کی آواز سے اپنے دماغ کی
رگیں پھٹتی ہوئی محسوس کر رہی تھی اس کے ہاتھ میں
لگا بہرام خانزادہ کا خون اس کی جان نکالنے کے لئے
کافی تھا۔ وہ ہچکیوں سے رونے لگی۔ دل بہرام کے لئے
مچل اٹھا وہ اپنی زندگی سے اتنا لاپرواہ ہو گیا تھا کہ وہ
ختم بھی ہو جائے تو اسے فرق نا پڑھے شانزے کو خود
سے نفرت محسوس ہونے لگی اسے شدت سے احساس ہوا
اس نے اپنے عاشق کا قتل بڑی بے دردی سے پانچ سال
پہلے ہی کر دیا تھا۔

بیسٹ تمہیں گولی لگی ہے تم پیچھے کے راستے سے
بہابھی کو لے کر نکلو میں دیکھ لونگا سب!! رومیو بہرام

کے باہر نکلتے ہی اس کے ہاتھ سے خون بہتے دیکھتا فوراً سے گارڈز کو اس کی گاڑی آگے سے کور کرنے کا اشارہ کر گیا۔ گولیاں پھر سے ایک بار رک گئی تھی۔ رات کی تاریکی میں پھر سے سکوت چھا گیا تھا۔ بہرام خاندادہ کا خون کھول گیا تھا اسکے ساتھ ساتھ اس کی بیوی پر بھی نظر رکھی گئی تھی اسے شانزے سے دور کرنے کے لئے یہ فائرنگ کی گئی تھی۔ ایک گولی لگی تھی کوئی بم نہیں پھٹ گیا مجھ پر!! بہرام خاندادہ آنکھوں میں خون لئے بولا تھا۔

میں نے دوسری گاڑی منگوا لی ہے دو منٹ میں پہنچنے والی ہے اس میں فیملی گارڈز بھی ہیں تم بھابھی کو لے کر نکلو اس میں میں دیکھ لونگا سب۔۔۔۔۔۔ تم سے مشورہ نہیں مانگ رہا میں! جس نے آج موجودگی میں میری عورت تک پہنچنے کی کوشش کی ہے اس کو میں دہکتے انگاروں پر نہیں چلا لوں مجھے سکون نہیں ملے گا۔ تم اپنی بھابھی کو فوراً یہاں سے لے کر میرے پیلس میں پہنچو! میں نہیں چاہتا کسی کو شک ہو میری بیوی بہت ڈر گئی ہے اس کا ابھی سوات جانا بہتر نہیں بابا سے میں خود بات کر لونگا ایک ہفتہ وہ میرے بغیر سوات میں رہی تو سب کو آج ہونے والے واقعہ کا بتا دے گی!! بہرام خاندان

کچھ ہی منٹوں میں اپنی وائٹ رینج روور کو ان تک پہنچ کر رکتے دیکھ رومیو سے کہتا واپس سے اپنی گاڑی کی جانب بڑھا۔

اس کے گارڈ کی دونوں گاڑیاں اس کی گاڑی کے اب آگے کھڑی تھیں۔ وہ اپنی گاڑی کا دروازہ کھول کر شانزے کو اس سے نکالتا جب وہ اسے ہوش و حواس سے بیگانہ نظر آئی۔ بیوی!! وہ چلاتا ہوا نیچے جھک کر اس کے ٹھنڈے پڑھتے گال پر اپنا ہاتھ رکھ کر تھپتھپانے لگا۔ گولیاں ایک بار پھر سے چلنے لگی۔ وہ ایک جست میں اس پر گھونگھٹ ڈال کر اسے اپنی باہوں میں بھرتا اپنی دوسری گاڑی کی جانب بڑھا جہاں فیملی گارڈ کھڑی اسی کا انتظار کر رہی تھی۔

بہرام خانزادہ کے گارڈز کی اور بھی گاڑیاں اس تک پہنچ گئی تھیں۔ وہ بیہوش ہوئی شانزے کو گاڑی کی پچھلی سیٹ لٹاتا فیملی گارڈ کو فوراً سے اپنے پیلس جانے کا حکم دے گیا۔ جبکہ اس نے رومیو کو دوسری گاڑی میں جانے کا اشارہ کیا اور خود جنگل کو جاتے راستے کی جانب تیزی سے بڑھ گیا جہاں سے وقفے وقفے سے گولیوں چل رہی

تھی وہ اپنی لوڈڈ پستل اپنے زخمی ہاتھ میں پکڑے آگے
کی جانب بڑھ رہا تھا۔

اسکے گارڈز مکمل طور پر اسے کور کر چکے تھے۔ وہ
جیسے جیسے آگے کی طرف قدم بڑھا رہا تھا اس کا طیش
بڑھتا ہی جا رہا تھا جس عورت کو باہوں میں لے
کر تسکین کی نیند سونا تھا وہ اتنی ہیبت ناک صورتِ حال
دیکھ کر اپنے حواس کھو کر بیہوش ہو گئی تھی! بہرام
خانزادہ کا وحشی پوری طرح اس پر حاوی ہو گیا تھا۔ اس
نے اپنے زخمی ہاتھ سے ہی درخت کی اوٹ میں چھپے
بندے کے سر کا نشانہ لیا تھا گولی اس کے سر کے آر پار
ہو گئی تھی۔ وہ چلا بھی نہیں سکا اور اس کا دم نکل گیا
تھا۔ پھر سے گولیوں کی گونج فضا میں گونجی تھی۔

بہرام خانزادہ اپنی گردن دائیں بائیں اسٹریچ کرتا چیختا ہوا
آگے بھاگا تھا۔ وہ ایک ایک کر کے احتیاط سے اپنا بچاؤ
کرتا ہوا نشانے لے رہا تھا۔

آہ۔۔۔!! وہ اس کی گردن میں اپنا بھاری بوٹ والا پاؤں

رکھتا اس کی ٹانگ پر فائر کر کے اسکی زخمی ٹانگ کو
زور سے دباتا دھاڑا تھا۔ تجھے کیا لگا تھا مجھ سے بچت
ہو جائے گی تیری! تجھ جیسا زبان نکال کر دم ہلانے والا
رابرٹ کاپالتو سور میرے ساتھ انگلی کر کے نکل جائے
گا

بہرام خانزادہ اس کے سر پر ضرب لگاتا غصہ سے پاگل
ہو گیا تھا۔ اس کے گارڈز نے آدھے سے زیادہ رابرٹ کے
بندے مار گرائے تھے جو جنگل میں پھیلے ہوئے تھے۔ ان
کو جو بندہ کمانڈ کر رہا تھا بہرام خانزادہ اس تک پہنچ کر
اس کا حال برا کر گیا تھا۔

اس نے اپنے تمام گارڈز کو حکم دیا تھا کہ رابرٹ کے ہر
بندے کو ایک گولی ٹانگوں کے بیچ مار کر انہیں تڑپاتے
ہوئے دوسری گولی ان کے سر میں مارنی ہے۔

رابرٹ۔ تیری۔ جان۔ خلاصی۔ کر۔ دے۔ گا۔ اسے۔۔۔ اب۔۔۔ صر
ف۔۔ تیری عورت۔۔۔۔۔ وہ زخموں سے چور رابرٹ کا آدمی
اس کا پیغام بیسٹ کو دے ہی رہا تھا جب اس نے اس زخمی
وجود کی ٹانگیں کھول کر ان کے بیچ گولی ماری اور اس
کا جیڑا کھول کر اپنی پسٹل اس کے منہ میں گھسا کر یک

کے بعد دیگر کہی فائر کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار گیا۔ وہ کسی کی بھی جان لمحوں میں لینے کا ماہر تھا۔

اس نے انڈر ورلڈ کی دنیا میں ایک چیز جانی تھی کہ رحم انسان کی کمزوری ہے پر ایک گینگسٹر کا رحم دلی سے کوئی تعلق نہیں! وہ ہر احساس ہر جذبے سے پاک ہوتا ہے یہاں اس کا دشمن اسے زیر کرنے کے لئے اب اس کی عورت کے شکار میں بیٹھا تھا۔ جو اس کی دنیا سے واقف ہی نہیں تھی وہ تو ایک نازک سا پھول تھی اس دنیا سے بالکل مختلف! اسے اب ہر سانس کے ساتھ محتاط رہنا تھا وہ شانزے کو اب اپنی قید میں رکھنے والا تھا جب تک رابرٹ کو وہ ختم نہیں کر دیتا اس کی آنکھیں نوچ لینا چاہتا تھا جس نے اس کی بیوی پر نظر رکھی تھی اس کا شکار کرنا چاہا تھا۔

اس کا خون اس حد تک کھول گیا کہ ناک سے نکسیر پھوٹ گئی۔ طیش دماغ پر سوار ہو گیا وہ جانور سے بھی بدتر موت رابرٹ کو دینے والا تھا مگر پہلے وہ اپنی مخبری کرنے والے کی گردن دھڑ سے الگ کرنے والا تھا۔ اسے بے ساختہ ہی شانزے کا خیال آیا جسے اس نے

نئی ہائر کی گئی فیمیل گارڈز کے ساتھ اپنے بنگلے میں
بھیجا تھا۔ رومیو بھی انکے پیچھے ہی تھا گارڈز کی ایک
دوسری گاڑی کے ساتھ اس کی ڈیوٹی شانزے کو باحفاظت
پیس تک پہنچانا تھا۔ بہرام خانزادہ کا دل کسی انہونی کی
گواہی دینے لگا۔

وہ چیختا ہوا الٹے قدم بھاگتے ہوئے اپنی گاڑی تک
پہنچا! رابرٹ کے تمام آدمی مارے جا چکے تھے بہرام
خانزادہ کو ٹریپ کیا گیا تھا رابرٹ اس کے آس پاس ہی تھا
وہ پاکستان میں ہی تھا اسے روبی کا خیال آیا جس کی وہ
قطر کی فلائٹ بک کروا چکا تھا روبی نائٹ کلب سے
ڈائریکٹ ائیر پورٹ جانے والی تھی رابرٹ کے پاس!!
مگر وہ تو یہاں پاکستان میں ہی تھا پھر روبی وہ بھی تو
کسی خطرے میں ہی تھی۔

اس کی معصوم بیوی شانزے بھی رابرٹ کی نظروں میں
آگئی تھی وہ اسکی کمزوری بھانپ گیا تھا جو اس کی
بیوی تھی۔ اس کے قریبی لوگوں میں سے کوئی ہر خبر
رابرٹ کو پہنچا رہا تھا وہ شانزے کو رخصت بھی اس
وجہ سے خاموشی سے کروانا چاہتا تھا کہ اس کا کوئی

بھی دشمن اس سے واقف ناں ہو سکے

وہ انڈر ورلڈ کی دنیا کا حصہ تھا خطرہ خون لاشیں گولی
یہ سب اس کا معمول تھا اسکی نازک بیوی تو خیالوں میں
بھی کانپ جائے یہ سب سوچ کر!! وہ رومیو کو کال
کرنے لگا جس کا نمبر مسلسل آف آرہا تھا۔

بہرام خانزادہ کو شانزے کا خوف سے رونا اور اس کے
سینے میں پناہ لینا یاد آیا۔ وہ اسے خود سے دور نہیں
جانے دے رہی تھی مگر وہ غصے سے اسے گاڑی میں
بیٹھا کر اتار گیا تھا۔ اسے شانزے کی جان خود سے عزیز
تھی۔ اس کے آنسو اپنے پہلو میں گرتے یاد آنے لگے
تھے۔ ڈیم اٹ! میری خانم کو ایک بھی خراش آئی تیرے
محل کو آگ لگا دونگا رابرٹ! وہ آج خوفزدہ ہو گیا تھا

شانزے کو کھونے کے خوف سے وہ تڑپ رہا تھا۔ تمہیں
چھپا لونگا سب سے اپنی پناہوں میں قید کر لونگا خود میں
الجھا لونگا تمہیں اب کھو نہیں سکتا جان سے جاونگا
جیتے جی تم نے

مارا تھا مجھے اب تو میرا کھوکھلا وجود بھی روح سے

پاک ہو جائے گا!! وہ تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا چلا رہا تھا۔
بہرام خانزادہ اپنے پیلس سے دس منٹ کی دوری پر تھا۔

یہ جگہ سنسان تھی جسے چاروں اطراف سے گھنے
جنگل نے گھیرے میں لیا ہوا تھا۔ اسے یقین ہو چلا تھا کچھ
گڑبڑ ہے۔ اسکا وفادار ساتھی رومیو کبھی دغا نہیں کر
سکتا تھا اسے یقین تھا وہ بھی کسی خطرے میں تھا۔ اسے
شانزے کے ساتھ خود جانا چاہیے تھا وہ کیسے سمجھ نہیں
سکا اس کے ساتھ گیم کھیلا گیا ہے۔ کوئی تھا جو رابرٹ
کے ساتھ ملوث تھا۔

روبی رومیو شانزے اسے تینوں جگہ سے ٹریپ کیا جا
رہا تھا یہ کہاں پھنس گیا تھا وہ! اس کے گارڈز کی ایک
گاڑی جو اس سے کافی دور تھی وہ ایک ہی جھٹکے سے
رکی تھی۔

رومیو کی کار کا بری طرح ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ اس گاڑی
میں جتنے بھی بہرام خانزادہ کے بندے شانزے کی حفاظت
کے لئے سوار تھے وہ سب زخمی تھے جبکہ ڈرائیونگ
سیٹ پر موجود رومیو بیہوش تھا جو شدید زخمی تھا اور
زخموں کی تاب نہ لاتے وہ بیہوش ہو گیا تھا اس کی

سانسیں اکھڑ رہی تھی بہرام خانزادہ جو اپنے موبائل پر
باقی کے گارڈز کا نمبر ڈائل کرنے میں مصروف روڈ پر
دیکھے بغیر ڈرائیو کر رہا تھا کہ اس کے نمبر پر ایک
ویڈیو ریسرو ہوئی جسے دیکھ کر بہرام خانزادہ کا دل رک
گیا اس کے ہاتھ سے اسٹیرنگ چھوٹا اور اس کی گاڑی کا
تصادم بری طرح اس کے اپنے ہی گارڈز کی گاڑی سے
ہو گیا۔

گاڑی خالی تھی اس کے گارڈز بیہوش لہو لہان رومیو کو
ریسکیو کر رہے تھے بہرام خانزادہ کی گاڑی کا شیشہ
چکناچور ہو گیا تھا وہ خود کو کنٹرول کرتا اپنا سر ڈیش
بورڈ پر لگنے سے بچا گیا تھا۔ کانچ کی کرچیاں اس کے
ہاتھوں میں پیوست ہوئی تھی۔ مگر سامنے کا منظر ایسا تھا
جو اس ویڈیو پر مہر لگا گیا تھا

میری خانی یہ چاکلیٹس آپ کے لئے! آپ نے تو میرے
ساتھ باہر جانے سے انکار کر دیا تھا مگر آئی نو آپکا دل
چاہ رہا ہوگا! منہان خانزادہ شانزے کی رخصتی کے
بعد انشال خان کو بری طرح روتے دیکھتا اس کا موڈ اچھا

کرنے کے لئے اسکے لئے سوئٹس لے کر آیا تھا۔ انشال اپنے روم میں کسی سوچ میں گم اداسی سے بیٹھی ہوئی تھی۔ شانزے کے اپنی شادی کو لے کر کتنے ارمان تھے وہ جانتی تھی لیکن اس کی شادی کن حالات میں ہوئی یہ کسی بھی لڑکی کے لیے بہت تکلیف دے تھا۔ آج اسے اپنی مورے کشمالہ خانم بے حد یاد آرہی تھی۔ اسکی اور منہان خانزادہ کی شادی کی تاریخ رکھ دی گئی تھی۔

ایک ماں کی کمی اس وقت لڑکی کو بہت شدت سے محسوس ہوتی ہے جب اسے اس کے محرم کے سپرد کر دینے کی تیاریاں کی جا رہی ہوتی ہیں۔ اس کے پاس مورے نہیں تھی خالہ تو تھی ناں مگر شانزے اس کے پاس تو مورے تھی پھر وہ کیوں شوہر اور بھائی کے بیچ تکرار کا حصہ بن

کیا ان کے خاندان میں ہر لڑکی کا بخت ہی سیاہ تھا؟۔ وہ دنیا جہاں کی سوچوں سے خود کو ازیت دیتی بھیگی ہوئی بھوری آنکھوں کے ساتھ اداسی کی مورت لگ رہی تھی۔ اسکی درد سے لبریز سوچوں کا تسلسل منہان خانزادہ کی بھاری آواز سے ٹوٹا تھا۔ انشال خان اس وقت سفید رنگ

کے چکن کاری کے گھرتا شلوار میں ملبوس تھی۔ گلابی رنگ کا دوپٹہ بیڈ کی دوسری جانب پڑھا تھا۔

تم اس وقت یہاں۔۔ کوئی بات تھی کچھ چاہیے۔۔۔۔۔ خانی
ایزی کیا ہو گیا اچانک! وہ منہاں خانزادہ کو اپنے بالکل
قریب دیکھ کر گھبراتی ہوئی ہڑبڑا کر بولتی دوپٹہ
اورٹھنے لگی تھی جب منہاں اس کی کلائی تھام گیا۔ وہ
اسے دیکھتے ہی پیلی پڑھ چکی تھی۔ میں آپ کے لئے
چاکلیٹس لایا تھا!! وہ اسکے گال کو نرمی سے اپنے
انگوٹھے سے سہلا کر بولا تھا۔

وہ اپنی سوچوں کے تسلسل کے ٹوٹنے پر ایسے ہی پیلی
پڑھ جاتی تھی۔ منہان خانزادہ جان گیا تھا وہ اپنی مورے
کو یاد کر رہی ہے اس لئے پیلی پڑھ گئی ہے۔

کیوں۔۔ کیوں میں تو چاکلیٹ نہیں۔۔۔۔ آپکی طبعیت ٹھیک
نہیں اس لئے لایا ہوں آپ اتنا کیوں پینک۔۔۔ میری طبعیت تو
بالکل ٹھیک ہے پلیز مجھے ڈاکٹر کے پاس نہیں جانا
منہاں! مجھے بلیڈنگ نہیں ہو رہی نوز سے تم
کیوں۔۔۔ خانی ریلیکس!!! منہاں خانزادہ جو اس کا ہاتھ چوم

کر اس کے مزید قریب ہو کر محبت سے بول رہا تھا کہ
انشال بے قابو ہوتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

اسے ایموشنل اٹیک آیا تھا وہ اس کے ایام خاص کے
متعلق بول رہا تھا جبکہ انشال تو کچھ اور ہی بول رہی
تھی۔ اسے اب انشال پر شک ہونے لگا تھا کچھ تھا جو وہ
اس سے چھپا رہی تھی۔ وہ اسے اپنے سینے میں بھینچ کر
اس کی کمر سہلانے لگا۔ وہ اکثر اپنی تلخ سوچوں پر
روتی تھی منہاں اس کی اس عادت سے واقف تھا وہی تو
تھا جو اس کی ہر سیچویشن سمجھتا تھا۔

مورے کیوں چلی گئی بابا جان سے کیوں خفا ہوئی وہ!!
منہاں بابا کہتے تھے وہ مورے کا دل دکھانے سے ڈرتے
تھے اور انہوں نے ہی ان کو بہت بڑی تکلیف دی! مورے
بابا سے میرے سامنے ناراض ہوئی تھی اور بابا نے انہیں
بہت منایا تھا میری مورے غلط نہیں تھی ناں

مجھے میرے لالا کی مورے (پلو اشہ خانم) کیوں قبول
نہیں کرتی!! وہی سوال جو انشال ہر ایموشنل اٹیک میں
چیخ چیخ کر خود سے کرتی تھی آج منہاں سے کر رہی

تھی۔ وہ اسے خود میں بھینچے اسکا سر چومتے ہوئے
اپنے ہونے کا احساس دلا رہا تھا۔

میرے بابا مورے سے پیار کرتے تھے مورے تو
بے قصور تھی پھر کیوں سب انہیں برا سمجھتے ہیں! مجھ
سے کھچے کھچے رہتے ہیں!! میں پلوشہ مورے سے
بہت پیار کرتی ہوں مگر وہ مجھے دیکھ کر کہتی ہیں میں
ان کے سامنے نہیں آؤں انہیں میری اپنی مورے یاد آتی
ہیں اور پھر وہ رات کو سو نہیں پاتی

خالہ بھی ہماری شادی کے بعد چلی جائیں گی شانزے بھی
چلی گئی مجھے سب یاد آتے ہیں!! انشال اپنے دل میں
موجود ہر بات جوڑ توڑ کر اپنے دماغ میں آتی ہر سوچ
کی ملاوٹ سے ماضی حال کے واقعات مکس کر کے
شدید ڈیپریشن کا شکار ہو رہی تھی۔ اسکا جسم ہولے ہولے
لرز رہا تھا۔ جو تپتا ہوا انگارہ بن گیا تھا۔

ہیے! شش خاموش ہو جائیں آپ کو محبت کرنے کے لئے
میں ہوں نا اور میری محبت آپ کے ہر دکھ کا مداوا کرے
گی! میری یہ باہیں آپکے لیے سکون کا سبب بنے گی میں
آپ کو ان تلخیوں کے جہاں سے نکال دوں گا!! وہ اس کے

ماتھے کو چوم کر گہری آواز میں بولا تھا۔ مگر انشال خان
کو یادوں کے جال نے بری طرح جکڑ لیا تھا۔

وہ اسے سننے سے قاصر تھی۔ شانزے میں مریم پھوپھو
مورے ہم سب بدنصیب ہیں ناں سب نے ہمیں بوجھ ہی
سمجھا ناں بہرام احد کا بدلہ شانزے سے لیتا ہوگا ناں
جیسے ہاشم چچا نے پھوپھو سے لیا تھا بابا کا بدلہ وہ بھی
درد میں ہوگی ناں!! وہ بہت برا ہے بہت بدتمیز ہے اس
نے مریم پھوپھو کا دل دکھایا شانزے کو تکلیف پہنچائی
احد لالا سے دور کر کے!! اس نے مجھے بھی بہت
طعنے دیے!! انشال دل میں خوف لائے بولی تھی وہ بہرام
سے بہت ڈرتی تھی کیونکہ وہ ایک دفعہ پہلے بہت برا
ہنگامہ کر چکا تھا۔

جب انشال نے اسے کچھ کہنا چاہا تو ہمیشہ کی طرح اسے
بزدلی کے طعنے دیئے تھے وہ کہتا تھا جب تک میں اپنا
حق نہیں چھینوں گی ایسے ہی دماغی مریض بنی رہوں
گی اور ایک دن تمہیں بھی برباد کر دوں گی وہ جانتا تھا تم
مجھ سے محبت کرتے ہو

وہ ہمیشہ مجھے تنگ کرتا تھا ڈرا دھمکا کر کہتا تھا کہ قبول کر لوں تمہیں اور تمہاری محبت کو!! تمہیں اپنا کر سب بھول جاؤں مگر میں اس کی طرح خود غرض نہیں تھی میں منہان میں پاگل ہو جاؤں گی پلیز مجھے اس ڈیپریشن سے نکال دو میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جانا چاہتی میرا سر پھٹ رہا ہے مجھے کچھ ہو رہا ہے

انشال خان منہان کے ساتھ لیٹ کر روتی جا رہی تھی اور جو کچھ منہ میں آ رہا تھا بولتی جا رہی تھی۔ منہان اسے بے بسی سے دیکھ رہا تھا وہ اور بہرام دونوں ہی اس کی نظر قابل رحم تھے۔ جو زندگی کی شدید تلخی دیکھ چکے تھے۔ بہرام نے اپنا سب کچھ بچپن میں کھویا تھا جبکہ انشال نے کبھی کچھ پایا ہی نہیں تھا وہ اسے ترحم بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس بات سے انجان کہ ابھی اس کا امتحان بھی باقی ہے۔

انشال خان شدید ٹروما ٹائز تھی۔ وہ مریم خانم کو تڑپتے دیکھ کر بہت افسردہ ہو رہی تھی۔ آج بھی ہاشم چاچو چلے گئے اور مریم پھوپھو بابا کے حصے کی سزا کاٹتی رہ گئی وہ بہت روئی آج بہت روئی مجھ سے ان کا رونا نہیں

دیکھا گیا وہ بہرام کو یاد کر کے تڑپ رہی تھی منہان
بہرام تو تمہارا دوست تھا ناں اسے سمجھاؤ ناں وہ ہم سب
سے تعلق ختم کر لے لیکن ایک بار مریم پھوپھو کو وہ
عقیدت بھرا مان دے دے جس کی وہ منتظر ہیں!! انشال
خان شدید غمزدہ تھی۔

منہان کو کچھ گیلا سا اپنی شرٹ کے سینے پر لگتا
محسوس ہوا تھا وہ انشال کو خود سے دور کر کے اس کا
چہرہ دیکھتا جب اچانک اسے چکر آیا اور وہ لہو پھوٹتی
ناک کے ساتھ منہان خانزادہ کی باہوں میں جھول گئی۔

انشال۔۔۔! منہان خانزادہ حلق کے بل چلاتا ہوا انشال کو
اپنی مضبوط باہوں میں تھام گیا۔ آنکھیں کھولیں یہ خون!
وہ کسی متاع جان کی طرح اسے اپنی باہوں میں سمائے
تیزی سے اسکے کمرے سے نکلا تھا۔

وہ اس کے گالوں پر چومتا ہوا کوئی دیوانہ لگ رہا تھا۔
حویلی میں سب اپنے اپنے کمروں میں تھے اس رات کے
گیارہ بج رہے تھے۔ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اسے ہاسپٹل
لے جانے کے لئے بھاگا تھا۔

اس کی آنکھ جیسے ہی کھلی وہ ہڑبڑا کر اٹھی۔ اس کا جسم ایک سیکنڈ میں پسینے سے شرابور ہو گیا تھا۔ کچھ گھنٹے پہلے کا واقعہ یاد کر کے اس نے اپنے سرخ لہنگے کی طرف دیکھا تھا۔ اس کے حواس بحال ہونے لگے جب وہ دھڑکتے دل کے ساتھ بیڈ سے نیچے اتری تھی۔ وہ جہاں کہی بھی وہ جگہ تاریک تھی بالکل سیاہ کھڑکی میں سے چاند کی بہت ہلکی سی روشنی بھی آنے سے قاصر تھی۔

بب۔۔بہرام۔۔آپ۔۔بہرام۔۔کہاں۔۔مم۔۔میں۔۔یہ۔۔کہاں۔۔ہوں!! یہ کونسی۔۔جگہ۔۔ہے!! کیا بہرام نے مجھے کہی بند کر دیا ہے سزا کے طور پر مگر میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا ابھی انہیں تو گولی لگی تھی ہم حویلی جا رہے تھے!! وہ اس تاریک کمرے میں خوف سے لرز اٹھی تھی۔

بہرام۔۔آپ۔۔کہاں۔۔ہیں

کھولیں۔۔مجھے۔۔اندھیرے۔۔سے۔۔ڈر۔۔لگتا۔۔ہے۔۔ وہ چیخ چیخ کر روتے ہوئے بول رہی تھی۔ اسے محسوس ہوا جیسے کوئی کیڑا اس کے پیروں سے چل کر گیا ہو وہ چیختی ہوئی اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی اندھیرے میں آگے

بڑھی ہی تھی جب اس کا پاؤں کسی سے ٹکرایا اور وہ منہ
کے بل نیچے گر گئی۔

آہہ! وہاں اس کے علاوہ کوئی اور بھی تھا۔ شانزے اس
اندھیرے کمرے میں تنہا نہیں تھی وہ کسی اور وجود کی
موجودگی سے اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس کرنے لگی تھی۔

کک۔۔۔کون۔۔۔ہے۔۔۔!!! وہ زمین پر گھسیٹی ہوئی پیچھے کی
جانب ہوئی۔

ہیلپ۔۔۔می۔۔۔کوئی۔۔۔ہے۔۔۔پلیز۔۔۔کھولو۔۔۔مجھے۔۔۔بہرام۔۔۔اگر۔۔۔یہ۔
۔۔۔کوئی۔۔۔سزا۔۔۔ہے۔۔۔تو۔۔۔میں۔۔۔آپ۔۔۔کو۔۔۔اس۔۔۔کے۔۔۔لئے۔۔۔کبھی۔
۔۔۔معاف۔۔۔نہیں کروں۔۔۔گی۔۔۔!! شانزے خوف سے کپکپاتی
آواز میں بولی تھی۔ کھولو

مجھے۔۔۔اندھیرے۔۔۔سے۔۔۔ڈر۔۔۔لگتا۔۔۔ہے۔۔۔!!! اسے محسوس
ہوا جیسے کمرے میں موجود دوسرے وجود میں بھی ہلچل
ہوئی ہو! وہ خوف سے پیچھے کو کھسکتی پلر سے جا
لگی تھی۔

بہرام خاندانہ تیزی سے گاڑی سے باہر نکلتا بھاگتا ہوا
رومیو تک پہنچا تھا۔ باقی کے گارڈز کی گاڑیاں بھی

بھاری تعداد میں اس تک پہنچ گئی تھی۔

تم لوگ رومیو کو ہاسپٹل لے کر پہنچو میں فارم ہاؤس جا رہا ہوں مجھے پورا بیک اپ چاہیے رابرٹ ہاتھوں سے نہیں نکلنا چاہیے آج! وہ گارڈز کی گاڑی میں سوار ہو گیا تھا۔ اسے جس ان نون نمبر سے ویڈیو بھیجی گئی وہ اس کے فارم ہاؤس کی کال کوٹھری کی تھی۔ اس ویڈیو میں شانزے خان کا سرخ گھونگھٹ اپنی ہلکی سی جھلک دکھا کر غائب ہوا تھا۔ ایک اور ویڈیو بھی موصول ہوئی تھی جس میں روبی کی چیخیں اندھیرے میں گونج رہی تھی وہ بھی بہرام خانزادہ کے فارم ہاؤس کی ہی تھی۔

جان سے مار دونگا میں آج تجھے اگر میری خانم کو ہلکی سی خراش بھی آئی! تو نے غلطی کر دی میری عورت پر آنکھیں گاڑھ کر محروم کر دونگا تجھے بینائی سے! بہرام خانزادہ اپنے ہاتھوں سے کانچ کی کرچیاں کھینچ کھینچ کر نکال رہا تھا۔

اس نے اپنے دوسرے موبائل پر ہارم ہاؤس کی کیمرہ ریکارڈنگ آن کی تھی۔ وہ لیڈی گارڈز جنہوں نے شانزے

کو پیلس پہنچانا تھا وہ سب فارم ہاؤس کی بیک سائڈ پر
مستعدی سے کھڑی تھی جبکہ ایک سیاہ فارم لمبی چوڑی
گارڈ شانزے کو اپنے کندھے پر ڈالے طے خانے کی
طرف بڑھ رہی تھی۔ بہرام خانزادہ نے طے خانے کی
ریکارڈنگ اپنے موبائل پر چلائی جسے دیکھ کر اس کا
خون مزید کھول گیا۔

طے خانہ تاریک تھا وہاں نائٹ موڈ والے کیمرے فکس
تھے۔ اس طے خانے میں روبی کو بھی باندھا ہوا تھا وہ
ہوش میں تھی مگر اس کے منہ پر بری طرح سے ٹیپ
لگایا ہوا تھا جس سے اس کی آواز نکالنا ناممکن تھی
اسے کرسی پر زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا۔ وہ لیڈی گارڈ
وہاں ان دونوں کو باہر سے لاک کر کے ہی چلی گئی تھی

اس نے فارم ہاؤس کے بیک سائڈ پر کھڑی ان گارڈز کو
ایک ایک کر کے گولی مار دی تھی یہی نہیں اس نے خود
کو بھی شوٹ کر دیا تھا۔ رابرٹ جس طرح اپنے لوگوں کی
ذہن سازی کرتا تھا وہ اپنی جان کا نظرانہ اسے پیش کرتے
تھے۔ وہ خود کہی بھی نہیں تھا۔ مگر وہ بیسٹ کو جس
طرح کی واننگز دے رہا تھا ان دونوں کا جلد بری طرح

سامنا ہونے والا تھا

بہرام خانزادہ فارم ہاؤس کے راستے میں ہی تھا۔ وہ ایک لمحے کے لئے بھی کیمرے سے شانزے سے نظر نہیں ہٹا سک رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں شانزے کو ہوش آگیا تھا۔ وہ جس طرح ڈر کر چلا رہی تھی خوفزدہ ہو کر اندھیرے سے سہم رہی تھی بہرام خانزادہ جلتے دل سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔

طے خانے میں لگے مائکرو فونز سے شانزے کی سسکیاں اس کا خود کو بلیم دینا بھی سن رہا تھا وہ سمجھ رہی تھی کہ بہرام اسے کوئی سزا دے رہا ہے یہ لمحہ اس کا دل شدید زخمی کر گیا تھا۔ وہ اس کو سزا اندھیرے میں بند کر کے دینے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ جس حد تک اندھیرے سے سہمتی تھی بہرام خانزادہ جانتا تھا وہ غصے میں بھی اسے ایسی سزا کبھی نہیں دے سکتا تھا۔

جلدی چلاؤ گاڑی!! ہاتھ ٹوٹ گئے ہیں یا گاڑی کو فالج نے پکڑ لیا ہے جو اتنی دیر لگ رہی ہے فارم ہاؤس پہنچنے میں!! وہ ڈرائیور پر گرجتا ہوا بے چینی سے پہلو بدل رہا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اڑ کر اپنی نازک بیوی

تک پہنچ جائے۔

انشال آپ ٹھیک نہیں ہیں میں کیسے غافل رہ گیا کیسے
نہیں سمجھ آیا کوئی تو مسئلہ ہے کچھ تو ہے ہر بار
نکسیر نہیں پھوٹتی جتنا بھی ڈیپریشن ہو ایسا نہیں ہوتا میں
کیسے نہیں سمجھ پایا کوئی تو بات ہے جو آپ مجھ سے
چھپا کر میرے قریب آنے پر قطراتی ہیں۔

منہان خانزادہ ہاسپٹل کے کوریڈور میں چکر لگاتا پریشانی
سے سوچ رہا تھا ڈاکٹر آئی سی سیو سے باہر ہی نکلا تھا
جب منہان خانزادہ اس کی طرف بڑھا!! ڈاکٹر کیا ہوا ہے
میری وائف کو وہ ٹھیک تو ہیں کوئی بڑی بات تو نہیں!
منہان خانزادہ شدید پریشانی سے بولا تھا۔

شی از مینٹلی ان ویل!! آپ کی مسز بیمار ہیں یہ بات ان
کی کنڈیشن دیکھ کر ہی اندازہ لگائی جا سکتی ہے وہ ہوش
میں تو آگئی ہیں مگر بہت خوفزدہ ہیں ٹریٹ نہیں کرنے
دے رہی!! فلحال تو ان کا بی پی ہی چیک کیا گیا ہے جو
ایکسٹریملی ہائی ہے جس کی وجہ سے انہیں نوز بلیڈ ہوا۔
ان کے ڈفرنٹ ٹیسٹ کیے گئے ہیں جن کی رپورٹس آپ

کو کچھ دنوں تک مل جائیں گی!! ہم نے ایم آر آئی کی ہے اور جو دیکھا ہے وہ کافی رسکی ہے جب تک ایگزیکٹ رپورٹس نہیں آجاتی ہم سرجری کی طرف نہیں جا سکتے! پیشنٹ بہت خوفزدہ ہے اور ایسی حالت میں لوس زیادہ ہو سکتا ہے۔

فلحال میں نے صرف کچھ دنوں کی میڈیسنز دی ہے انکی ڈائٹ کا بھی خیال رکھیں جیسی ہی رپورٹس آتی ہیں پھر ہم بیسٹ سرجن کے تھرو سرجری کی طرف جائیں گے!! ڈاکٹر بہت محتاط ہو کر منہان خانزادہ سے بات کر رہا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اسے کھل کر بتا نہیں پا رہا ہو

جو بھی بات ہے آپ مجھے کھل کر بتا دیں! منہان خانزادہ سرجری کا نام سن کر ہی فریز ہونے لگا تھا۔ وہ ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہتا خود کو تنہا محسوس کر رہا تھا۔ وہ مزید کچھ کہتا جب اسے اپنے پیچھے سے شہریار خانزادہ کی پریشان آواز سنائی دی۔ انشال کہاں ہے منہان! وہ اس کے قریب پہنچ کر شدید پریشانی سے استفسار کرنے لگا۔

لالا وہ آئی سی یو میں ہے اسے ہوش آگیا ہے ڈاکٹر

صاحب سے میری بات ہو گئی ہے لیکن میرا دل مطمئن نہیں!! منہاں خاندادہ کا لہجہ عجیب سا تھا وہ اس دشمن جان کو دیکھنے کے لئے تڑپ رہا تھا۔ تم جاؤ اندر میں خود ڈاکٹر سے بات کرتا ہوں پریشان مت ہو میں آگیا ہوں تم اکیلے نہیں ہو!! جاؤ انشال کے پاس میں بلز کلیئر کر کے آتا ہوں! شہریار خاندادہ اس کے شولڈر پر ہاتھ رکھتا اسے مطمئن کر کے انشال کے پاس بھیجتا خود ڈاکٹر کی جانب بڑھا تھا۔

ڈاکٹر شہریار خاندادہ کو دیکھتے ہی اس کے اپنے قریب پہنچنے پر مسکرا کر شہریار خاندادہ سے ہاتھ ملانے لگا۔ نائس ٹو سی یو! کیسے ہو شہریار! ڈاکٹر نعمان نے اسے پہچان لیا تھا اس کی اسکولنگ بیرون ملک شہریار خاندادہ کے ساتھ ہی ہوئی تھی۔

وہ شہسوار خان کے عزیز دوست ڈاکٹر ضیاء کا بیٹا تھا۔ نعمان تم یہاں پاکستان میں! شہریار خاندادہ بھی اسے پہچان گیا تھا۔ ہم کچھ ٹائم پہلے ہی پاکستان آیا ہوں! تم شاید پیشنٹ کے۔۔۔۔ میں اس کا لالا ہوں! شہریار خاندادہ اس کی بات کاٹتے بولا تھا۔

یہ تو پھر بہت ہی حیران کن بات ہے کہ پیشنٹ تمہاری بہن ہو کر اتنا سفر کر رہی ہے۔ کیا مطلب تم کیا کہنا چاہ رہے ہو!! ڈاکٹر کی بات سن کر شہریار خانزادہ کا دل شرمندگی کے احساس سے لعنت ملامت کرنے لگا!

تمہاری بہن کو سیویر ہیڈ انجری ہوئی ہے کچھ ماہ پہلے جسے ہم ہیڈ ٹروما بھی کہتے ہیں!! اس کی میں ایم آر آئی بھی کر چکا ہوں جس سے ہمیں بلڈ کلاٹس نظر آئے ہیں شدید دماغی چوٹ کے باعث تمہاری بہن کو مسلسل نوز بلیڈ ہو رہی ہے اور وہ چاہتی ہے کہ یہ بات اس کے شوہر کو نا بتائی جائے اس لئے میں اس کے ہسپنڈ سے کھل کے بات نہیں کر سکا میں پیشنٹ کی مدر یا پھر فادر سے ہی یہ ڈسکس کرنا چاہتا تھا وہ اپنے ہسپنڈ کے ساتھ کمفرٹیل نہیں شاید!

مگر تم اس کے بھائی ہو تو میں سمجھتا ہوں تمہیں علم ہونا چاہیے تمہاری بہن کی حالت سیریس ہے بہت!! اس کا بلڈ پریشر لیول بھی ایکسٹریم ہائی تھا ہیڈ انجری اور ہائی بی پی ایک ساتھ دو اتنی سیویر کنڈیشن میں کوئی بھی

پیشنت سروائیو نہیں کرپاتا ہمیں جلد سرجری کر کے بلڈ
کلاس نکالنے ہوں گے ورنہ معاملہ سگین ہو کر ہاتھ سے
نکل سکتا ہے!! ڈاکٹر نعمان شہریار خانزادہ سے کھل کر
ساری تفصیل شیئر کر رہا تھا۔

شہریار خانزادہ بند ہوتی سانسوں کے ساتھ اسے سن رہا
تھا۔ تم ٹھیک ہو شہریار! ڈاکٹر اسے بالکل خاموش ہو کر
اپنی بات سنتے دیکھ وقفے سے بولا تھا۔ شہریار خانزادہ
اس دن کو یاد کر کے خود کو کوس رہا تھا کہ اس کی بہن
جب سیڑھیوں سے گری تھی تو وہ حویلی میں نہیں تھا
کسی کام سے باہر گیا ہوا تھا حویلی آنے پر اسے ملازمہ
نے انشال کے سیڑھیوں سے گرنے کے متعلق بتایا تھا
مگر وہ اپنی مورے کی دی گئی قسم کی وجہ سے اس کے
قریب نہیں گیا تھا کیونکہ پلوشہ خانم بھی حویلی میں ہی
تھی۔

انشال خان سیڑھیوں سے گر کر بے ہوش ہو گئی تھی اسے
ملازماؤں نے سنبھال کر اٹھایا اور اس کے کمرے میں لے
گئی تھی مگر جب اسے ہوش آیا تو وہ ہوش میں آنے کے
بعد نازنین خانم سے بے حد خوفزدہ ہو رہی تھی۔ اور

مسلسل یہ کہہ جا رہی تھی کہ اسے کسی نے دھکا نہیں دیا۔ شہریار خاندان اس کے روم کی کھڑکی میں سب دیکھ رہا تھا۔ سن رہا تھا مگر ایک قسم اسے روک گئی تھی اور اب وہ خود کو قصور وار ٹھہرا رہا تھا اگر وہ اس دن انشال کو ہاسپٹل لے جاتا تو معاملہ یہاں تک نا پہنچتا۔

وہ اپنی بہن سے کس طرح نظریں ملائے گا اور سب سے بڑھ کر منہاں اسے کیسے سنبھالے گا سچ پتہ چلنے پر وہ تو ٹوٹ ہی جائے گا بالکل ابھی تو ان دونوں کی زندگی میں خوشیاں آئی تھی ان کی شادی کے فنکشنز تھے وہ اس وقت منہاں کو نہیں بتا سکتا تھا کچھ بھی!! ان کی شادی ہو جائے پھر ہی وہ انشال کی کنڈیشن کے متعلق منہاں کو آگاہ کرنا چاہتا تھا۔

فلحال انہیں زندگی کے وہ لمحات انجوائے کرنے تھے جن کا منہاں خاندان ایک عرصے سے منتظر تھا۔ مگر ایک ناں ایک دن اسے علم ہونا ہی تھا وہ ان کے شادی کے بعد منہاں کو خود بتانے والا تھا۔

نعمان میری بہن کی ساری رپورٹس میں خود تمہارے پاس

آکر لونگا اور رہی بات سرجری کی تو وہ منہاں کی اجازت کے بغیر میں نہیں کروا سکتا کچھ دن کے بعد میں انشال کو پھر لاونگا اور جو تم مجھے سجسٹ کرو گے وہی ہوگا!! شہریار خانزادہ جذبات میں آئے بغیر ہر طرح کی سیچویشن کو سامنے رکھتا ڈاکٹر نعمان سے بولا تھا۔

ٹھیک ہے دو سے تین دن میں رپورٹس آجائیں گی تو پھر میں تم سے کانٹیکٹ کروں گا! ڈاکٹر نعمان پروفیشنل وے میں بول کر اس سے ایکسکیوز کرتا چلا گیا تھا جبکہ شہریار خانزادہ بلز کی کلیئرنس کے بعد آئی سی یو کی جانب بڑھ گیا۔

بہرام خانزادہ بے حد محتاط انداز میں

اپنے فارم ہاؤس میں انٹر ہوا تھا اس کے گارڈز نے چاروں اطراف سے فارم ہاؤس کو گھیرے میں لیا ہوا تھا وہ ہر کیمرے میں دیکھ چکا تھا رابرٹ کہی نہیں تھا اس نے جیسے ہی فارم ہاؤس میں قدم رکھا اسکا موبائل بری طرح بجنے لگا وہ نمبر کسی اور کا نہیں بلکہ رابرٹ کا تھا۔

بہرام خانزادہ نے جیسے ہی کال پک کی اسے رابرٹ کی
آواز سنائی دی۔ کیا ہوا ڈرا دیا ناں آج میں نے تجھے دی
تھرسٹی بیسٹ جس کو کوئی نہیں ڈرا سکتا تھا اسے آج
رابرٹ نے بری طرح خوفزدہ کر دیا!! ہاہاہا

عورت کا چکر اچھے اچھوں کا دماغ ناکارہ بنا دیتا ہے
سمجھ سکتا ہوں روبی نے اچھا کھیل کھیلا ہے تیرے
ساتھ!! داد دینی پڑے گی مجھے اپنی ناجائز بہن کو جس
نے آج تجھے ہلا کر رکھ دیا اس کی خواہش پوری نہیں
کی ناں تو نے دیکھ لیا کیسے ڈرایا اس نے تجھے

ویسے وہ ہے بہت بڑی حرا** تجھ پر ہوئے حملے کا رخ
اس نے بڑی چالاکی سے میرے جانب کر دیا مجھ پر بات
ڈال کر تجھ سے تیری بیوی دور کر دی!! ڈرامہ کر ہی
رہی تھی تو پورا کرتی اچھا ہوتا اپنی جلن میں وہ واقعی
تیری ملائی جیسی حجابی حسینہ کو میرے پاس۔۔۔۔۔بھونکنا
بند کر د۔۔۔لا۔۔ل اپنی بکواس بند کر ورنا میں تیری گا**

پھا۔۔ڑ کر رکھ دوں گا اپنی اوکات سے اونچا مت اڑ تو نے
میری عورت پر نظر رکھ کر جو اسے بیچ میں گھسیٹا ہے
تو نہیں جانتا تو نے اپنی بے درد موت کو خود دعوت دی

ہے

رابرٹ جو بہرام خانزادہ کی پھولتی سانسوں کو کال پر محسوس کر کے روبی کے کیے جانے والے ڈرامے کو طنزیہ ہنس کر اسے بتا رہا تھا کہ بہرام خانزادہ نے پہنکارتے ہوئے اس کی بات کا جواب دیا تھا۔

اپنے نیچے تو نہیں گھسیٹا ناں دل چاہ رہا تھا کہ تیرا ہر بدلہ اس کے وجود سے لے لوں لیکن وہ کیا ہے نا میرا دل آگیا ہے اس پر تجھ سے چھینوں نا نہیں بلکہ وہ خود میرے پاس آئے۔۔۔۔۔اپنا بواسیر جیسا منہ بند ورنہ تیری نا جائز بہن پر کتے چڑھوا دونگا اور تو جانتا ہے میں یہ کر سکتا ہوں!! بہرام خانزادہ فون پر دھاڑا تھا۔

روبی پر تو کسی کتے کو چڑھا یا خود چڑھ جا مجھے فرق نہیں پڑھتا اتنا مچل اس لئے رہا ہے ناں تو کہ تیری مست بیوی کو تیرے نیچے نہیں آنے دیا میری ناجائز بہن نے سہاگ رات منانے والا تھا نا تو اب جب بیوی تیری رکھیل (روبی) کو اس کال کوٹھری میں اپنے ساتھ بند دیکھے گی تو اسے کیا بولے گا دل تو میرا چاہ رہا تھا اس کو واقعی اٹھا لوں مگر پھر سوچا تیری سہاگ رات ہی

میری بہن نے خراب کر دی ہے تو کیوں ناں میں بھی
مزے لوں جیسے تو نے میری خراب کر کے مزے لئے
تھے۔

میں تیری نازک بیوی کو تیرے سارے کالے کرتوت بتا کر
اتنا ڈرا دونگا کہ وہ تجھ سے خود طلاق لے کر میرے
پاس آئے۔۔۔۔۔اپنی گا** پر ماتم کر لے بہت جلد مارنے
والا ہوں میں تیری!! میرے ساتھ دغا کرنے کا انجام تیری
بہن ضرور بھگتے گی اور اب تو تیرا رائٹ ہینڈ میرے
کسی کام کا نہیں رہا اس کے جنازے کا بھی انتظام کر لے
تجھ پر بہت بھاری پڑھنے والا ہے تیرا ایک ایک لفظ!!
بہرام خانزادہ وحشی بن کر غراتا زمین پر فون مار کر توڑ
گیا۔

وہ برا طرح چلایا تھا اس کا دماغ پہلے ہی روبی پر شک
کر رہا تھا اب تو رابرٹ نے بھی اس کا شک یقین میں بدل
دیا تھا وہ روبی کا حال برا کرنے والا تھا اسے سمجھ آگیا
تھا رابرٹ کو ہر بات سے آگاہ کرنے والی اور کوئی نہیں
بلکہ روبی ہی ہے اور آج جو کچھ بھی ہوا وہ سب کچھ
روبی نے ہی کیا ہے۔

وہ فیمل گارڈز بھی روبی کی ہی تھی جو شانزے کو یہاں لے آئی تھی کیونکہ اگر شانزے کو رابرٹ نے اٹھانا ہوتا تو وہ اس کو قید کرتا ناں کہ بہرام خانزادہ کے طے خانے میں چھوڑ دیتا۔ وہ تیزی سے بھاگتا ہوا طے خانے کی طرف بڑھا اسے شانزے کے چپخنے کی آوازیں آرہی تھی وہ مسلسل چلاتی ہوئی خود کو باہر نکالنا کا کہہ رہی تھی۔

لائٹس آن کرواؤ فوراً اور مجھے یہ فارم ہاؤس بالکل خالی چاہیے رومیو کی اپڈیٹس مجھے دیتے رہنا!! وہ طے خانے کی سیڑھیاں پہلانگتا ہوا تیری سے اس روم کی جانب بڑھا جہاں شانزے تھی۔ اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا فوراً لائٹس آن ہو گئی۔ شانزے خان جو اندھیرے سے ڈرتے ڈرتے نیم جان ہو چکی تھی وہ ایکدم اتنی تیز روشنی دیکھ کر اپنی آنکھیں چندھیا گئی۔

بہرام۔م۔م۔! وہ دروازے پر بہرام خانزادہ کو کھڑے دیکھ کر

گرتی پڑھتی ہوئی تیزی سے بھاگی اور زور سے اس کے سینے میں سما گئی۔ آپ۔۔کہاں۔۔تھے۔۔بہت

برے۔۔ہیں۔۔آپ۔۔مجھے یہاں۔۔سزا۔۔کے۔۔طور
پر۔۔کیوں۔۔بند۔۔کیا۔۔تھا۔۔میں۔۔آپ۔۔سے۔۔اب۔۔بات۔۔نہیں۔۔کر
وہ اس کے سینے پر زور زور سے مکے
برساتی پھوٹ پھوٹ کر
رونے لگی تھی۔

جبکہ بہرام خانزادہ خونخوار نظروں سے کرسی پر بندھی
ہوئی روبی کو دیکھ رہا تھا۔ جو تھوک نگل رہی تھی اسے
دیکھ کر!! بہرام خانزادہ شانزے کی بکھری حالت

دیکھتا اس کے لبوں میں نرمی سے اپنا انگوٹھا سہلا کر
اسے خود سے جدا کرتا کچھ بھی بولے بغیر روبی کی
جانب بڑھا شانزے دیوار کے ساتھ لگ کر اسے خود سے
دور جاتے دیکھ رہی تھی۔ اور حیرت کا جھٹکا تو اسے
اس وقت لگا جب اس نے اسی بے حیا روبی کو چیئر پر
رسیوں سے بندھے دیکھا وہ چکرائی ہوئی حالت میں بہرام
کو دیکھ رہی تھی۔

بہرام خانزادہ روبی کے قریب پہنچ کر اس کو رسیوں کی
قید سے آزاد کرتا اس کے منہ سے ایک جھٹکے میں ٹیپ
کھینچ کر اتار اپنے الٹے ہاتھ کا زور دار تھپڑ پوری طاقت

سے اس کے منہ پر مار گیا۔ آہ!! روبی کرسی سمیت نیچے گری تھی۔ شانزے تھر تھر کانپتی ہوئی بہرام کو دیکھ رہی تھی۔ جو روبی کو تھپڑ مار نیچے گری روبی کے بالوں کو زور سے مٹھی میں جکڑ کر اس کو گھور رہا تھا۔

کیوں۔۔۔کیوں۔۔۔تم نے اسے مجھ سے دور کرنا چاہا!!
بولوووو۔۔! وہ شانزے کی طرف اشارہ کر کے دھاڑا تھا۔
اسے میں نے تڑپ تڑپ کر ترس ترس کر حاصل کیا ہے تو پھر کیوں تم نے یہ ساری سازش رچی!! کیونکہ تمہیں نہیں دے سکتی اسے!! چار سال سے صرف ایک رات مانگ رہی ہوں تم سے جو تم مجھے نہیں دے رہے تمہیں عبادت کی طرح چاہا ہے میں نے بیسٹ پلیز ایک رات پھر بیشک اس کے ساتھ تم۔۔۔۔۔بکو اس بند ایک لفظ مزید نہیں! تم پر اعتبار کرنا ہی نہیں چاہیے تھا مجھے رومیو سہی کہتا تھا میں غلطی کر رہا ہوں! روبی جو بہرام کی شرٹ پکڑے اسے خود پر مکمل جھکا گئی تھی کہ بہرام نے اسے خود سے دور دھکیلا تھا۔

شانزے ہکا بکا ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ تمہیں حاصل

کرنے کے لئے کیا جو بھی کیا مگر میں تمہیں نقصان
نہیں پہنچانا چاہتی تھی تمہاری بیوی کو بھی میں نے کچھ
نہیں کیا میں صرف آج رات تمہیں اس سے دور کرنا
چاہتی تھی اس لئے رابرٹ کے گارڈز سے مدد
لی۔۔۔یہ۔۔۔خون کیا تمہیں گولی لگی ہے بیسٹ اس میں
سے خون۔۔۔میں نے کہا خاموش ہو جاؤ تم نے جو کیا ہے
اسکا انعام میں تمہیں لازمی دونگا!! روبی جو پاگل ہو کر
بول رہی تھی بہرام نے اس کا منہ دبوچا تھا۔

شانزے کا دل کرچی کرچی ہو رہا تھا یہ جگہ بہت
خوفناک تھی وہ نہیں دیکھ سکتی تھی یہ سب یہاں کیا ہو
رہا تھا اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ وہ اپنا لہنگا
پکڑتی الٹے قدم طے خانے سے بھاگتی ہوئی نکلی تھی۔
جب روبی نے بہرام کی گردن کو پکڑ کر اس کے لبوں کو
چو کر اپنی طرف راغب کیا تھا۔

بہرام اس کو جبڑے سے دبوچ کر پھر سے زمین بوس
کرتا اپنے منہ سے زمین پر تھوکتا اپنے ہونٹوں کو مسل
کر شانزے کے پیچھے بھاگا تھا۔ روبی اپنی دھتکار پر
دھاڑیں مارتی ہوئی رونے لگی تھی۔ بہرام خانزادہ کے

باہر نکلتے ہی طے خانے کا دروازہ بند ہو گیا تھا روبی کو وہ فرصت سے سزا دینے والا تھا۔

کھولو مجھے۔۔۔ بیسٹ۔۔۔ ایک رات بس ایک رات میں تمہیں پانے کے لئے تڑپ رہی ہوں!! روبی پھر سے سیاہی میں ڈوبتے اس کمرے میں چیخ رہی تھی۔ اس کی سزا کیا ہونے والی تھی وہ اب ڈر رہی تھی

شانزے رکو کہاں جا رہی ہو!! وہ شانزے کو روتے ہوئے بھاگتے دیکھتا تیز تیز قدم اٹھاتا بولا تھا۔ اپنے لالا کے پاس اپنی حویلی واپس جا رہی ہوں!! اور آپ سے بات تو بالکل بھی نہیں کرنا چاہتی!! شانزے بغیر مڑے بولی تھی۔ اسے شدید غصہ آ رہا تھا۔

وہ بغیر دوپٹے کے بھاگ رہی تھی۔ فارم ہاؤس بالکل خالی ہو چکا تھا بہرام خانزادہ کے گارڈز جاچکے تھے۔ وہ جتنی تیزی سے بھاگ رہی تھی پھر سے بہرام خانزادہ سے دور نہیں جا سکتی تھی۔

وہ بڑے بڑے قدم اٹھا کر اس سے چند قدموں کے فاصلے پر ہی تھا۔ تمہاری رخصتی ہو چکی ہے اب کوئی ضرورت نہیں مجھ سے بھاگنے کی ایک تو پہلے ہی آج کی رات خراب ہو گئی ہے تھک گیا ہوں یہاں سے وہاں بھاگتے ہوئے! بہرام خانزادہ آنکھیں میچ کر بولا تھا۔ وہ ایک جھٹکے میں شانزے کو پکڑ سکتا تھا مگر وہ اس کے تھک کر رکنے کا منتظر تھا۔

اس کے چھوٹے سے بلاؤز سے چھلکتی بل کھاتی کمر حسین نظارہ لگ رہی تھی۔ وہ دائیں آپ کے لیے تڑپ رہی ہے جائیں اس کے پاس اسی نے ہی پلان بنایا تھا نا مجھے اندھیرے میں اپنے ساتھ بند کرنے کا

کتنا ڈری میں آپ کو میرا کوئی خیال نہیں گولیاں بھی چل رہی تھی اس وقت بھی مجھے ڈانٹ رہے تھے آپ!! کوئی پیار نہیں آپ کو مجھ سے آپ جھوٹ.....آہہ!! شانزے جو بھاگتی ہوئی نوں اسٹاپ بولے جا رہی تھی کہ بہرام خانزادہ نے ایک جست میں اسے کمر سے دبوچ پر اپنی جانب کھینچا تھا۔

وہ دونوں فارم ہاؤس کی بیک سائڈ پر تھے جہاں بے حد
کشادہ سوئمنگ پول تھا۔ پیار تو کرتا ہوں تم سے دیکھا
نہیں گولی کھا لی تمہارے لئے!! ہو جھوٹ مت بولیں
میری وجہ سے کوئی نہیں کھائی بیرو بننے کا شوک تھا
آپ کو مجھے اکیلا چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ وہ بہتی
آنکھوں کے ساتھ اس کی بات کاٹ کر شکوہ کر رہی تھی۔

مجھے واپس اپنی حویلی۔۔۔۔۔ اس وقت تو نہیں بیڈ پر ضرور
لے جاؤں گا!! بہرام اس کے بکھرے ہولیسے ہو دیکھ کر
بہک رہا تھا۔ وہ واقعی آج کتنا ڈر گیا تھا اسے کھونے
کاسوچ کر ہی جان جاتی محسوس ہوئی تھی۔

مجھے وہاں طے خانے میں بہت ڈر لگ رہا تھا۔ ہم تو
سوات جا رہے تھے ناں تو پھر یہ کونسی جگہ ہے مجھے
یہاں ڈر لگ رہا ہے وہ کون لوگ تھے جنہوں نے ہم پر
حملہ کیا؟

سب آپ کو اپنا باس کیوں کہتے ہیں کیا ہے آپ کی پہچان
جسے آپ کے رشتے نہیں جانتے! مجھے آپ سے ڈر لگتا
ہے میں آپ کو کھلے دل سے قبول کر چکی ہوں جو آپ

کے ساتھ پانچ سال پہلے کیا شرمندہ ہوں اپنی غلطی پر
پلیز مجھے بتائیں یہ سب کیا ہے کون لوگ ہیں یہ آپ کو
بیسٹ کیوں کہتے ہیں وہ کیا راز ہے جو آپ نے ہم سب
سے چھپایا ہوا ہے۔

شانزے خان اپنے قدم پیچھے کی جانب لیتی خوف کے
عالم میں بہرام خانزادہ سے استفسار کر رہی تھی۔ اسے
شک ہو رہا تھا کہ کچھ غلط ہے بہرام خانزادہ وہ نہیں جو
دکھتا ہے۔ وہ سوئمنگ پول کے بالکل قریب کھڑی ہو گئی
تھی۔

یہاں میرے پاس آؤ! تمہارے ہر سوال کا جواب میں دونگا
آج!! بہرام خانزادہ اس کے چہرے پر خوف کے سائے
لہراتے دیکھتا اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کرنے لگا۔
شانزے بہرام خانزادہ سے اس جگہ سے اور آج ہوئے
واقعے سے کافی سہم چکی تھی۔ بہرام خانزادہ اگر اس
کے تھوڑا سا بھی قریب جاتا تو وہ اس سے ڈر کر پیچھے
ہوتی اور پول میں گر جاتی۔

نہیں آنا آپ کے پاس وہ لڑکی کون ہے آپ کیوں اسے
ہماری لائف سے نہیں نکال دیتے؟۔۔ کب تک مجھے سزا

دیتے رہیں گے ہو گئی تھی غلطی معاف کر دیں مجھے
جن سے محبت کی جاتی ہے ان سے انا کا تعلق ختم کر دیا
جاتا ہے کیا آپ مجھے ایک موقع۔۔۔۔۔آہہ۔۔۔

شانزے جو روتی ہوئی بہرام خانزادہ کو ضدی لڑنے والے
انداز میں بول رہی تھی کہ دور سے بھاگتے ہوئے ایک
بڑے سائز کے ہسکی ڈوگ کو دیکھتی جیسے ہی پیچھے
ہوئی ڈائریکٹ سوئمنگ پول میں گر گئی۔

اسنوئی اسٹاپ!! بہرام خانزادہ اپنے پالتو ہسکی ڈوگ کو
دیکھتے ہوئے غصے سے چلاتا سوئمنگ پول میں کودا
تھا جہاں اس کی نازک جان پھڑپھڑا رہی تھی اسے
سوئمنگ نہیں آتی تھی وہ سر کے بل پانی میں گری تھی۔

بہرام خانزادہ ایک لمحے میں اس تک پہنچ کر اسے کمر
سے جکڑ کر اپنے سینے سے لگاتا پانی کی سطح پر آیا
تھا۔ شانزے گہری سانسیں لینے لگی تھی شکر تھا جو
اسکے منہ اور ناک میں پانی نہیں گیا تھا بہرام خانزادہ نے
اسے لمحوں میں بچا لیا تھا۔

وہ گہری سانسیں بھرتی بہرام خانزادہ کو سکون بخش رہی تھی۔ وہ اس کو خود سے لپٹا کر اس کے لبوں پر جُھک گیا تھا۔ اُس کے لمس میں آج وحشت نہیں تھی نرمی تھی ایسا اپنا پن تھا جیسے کسی کو کھو کر پایا ہو اتنی گرمی تھی جو جسم کو پگھلا دے۔

وہ اسکی کمر کو اپنی پوری طاقت سے دبوچے بے حد نرمی سے شانزے کی نازک پنکھڑوں کو چوم رہا تھا۔ دل اس لمحے میں کتنا خوفزدہ ہوا تھا اس کو کسی خطرے میں محسوس کر کے وہ اس کے لبوں کو آزادی دیتا اسے اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔

میں تمہیں کبھی بھی کوئی ایسی سزا نہیں دے سکتا جس سے میں تمہیں خوفزدہ کر دوں! زیادہ سے زیادہ تمہیں زور سے کاٹ سکتا ہوں یا اپنی قربت سے محروم رکھ کر تم سے زیادہ خود کو تکلیف پہنچا سکتا ہوں لیکن تمہیں ناں تو اب خود سے دور جانے دے سکتا ہوں نا کبھی تم سے دور جا سکتا ہوں ایک بار تم سے دستبردار ہو چکا ہوں ہر بار نہیں ہو سکتا دنیا میرے ساتھ ہو یا ناں میں بس چاہتا ہوں تم میرے ساتھ رہو ہمیشہ بچپن سے تمہاری تمنا

کی ہے میں نے اب اگر کسی نے تمہیں مجھ سے چھیننا
چاہا تو میں خون کی ندیاں بہا دوں گا تم اپنا حق مانگتی ہو
ناں مجھ سے تو میں تمہیں اپنی بیوی ہونے حق دوں گا
مگر اس وقت جب تم میری سچائی جان کر میرے ساتھ
میرے پاس رہنے کے لئے آمادہ ہو جاؤ گی میرے بہت سے
ایسے خوف ہیں ایسے لوس ہیں جو میں ایک بچہ بن کر
تمہیں سننا چاہتا ہوں

میں کل بھی تمہارا منتظر تھا میں آج بھی تمہارا منتظر
ہوں شاید میں آنے والے ہر وقت ہر لمحے میں ہی تمہارا
منتظر رہوں گا!! بہرام خانزادہ اسے خود میں بھیںچے اپنی
آنکھیں میچیں جذبات سے لبریز لہجے میں بول رہا تھا۔

رابرٹ نے اس کی بیوی کو اس کی کمزوری جانچ لیا تھا
وہ معصوم تو اس کی دنیا سے واقف نہیں تھی۔ بہرام
خانزادہ شانزے کو اپنی باہوں میں سمائے پول سے باہر
نکل کر اپنی گاڑی کی جانب بڑھا تھا۔

ہم کہاں جا رہے ہیں! شانزے اس کی سیاہ سرخ آنکھوں میں
جھانکتی استفسار کرنے لگی۔ فلحال تو میرے پیلس جا

رہے اسکے بعد تم جہاں کہو گی وہاں چلے جائیں گے۔
بہرام خانزادہ اسے اپنی لیپ میں سمائے ہی گاڑی میں
بیٹھا تھا۔

آپ کے ہاتھ پر گولی لگی تھی وہ ابھی تک۔۔۔۔۔ ایک گولی
سے مجھے موت نہیں آنے والی ہاں تمہیں ایک لمحہ بھی
مزید ناں دیکھتا تو دل ضرور بند ہو جاتا اس لئے پہلے تم
تک پہنچنا ضروری تھا۔ تم تھک چکی ہوگی آرام سے
میرے سینے پر سر رکھ کے سو جاؤ جو کچھ بھی آج ہوا
اسے یاد رکھو گی تو اور بھی زیادہ ڈرو گی اور جب تک
تم ریلیکس نہیں ہو جاتی میں تمہیں کچھ بھی نہیں بتاؤں گا

بہرام خانزادہ شانزے کا سر اپنے سینے پر رکھتا اسکے نم
بالوں کو سہلاتا ہوا بول رہا تھا۔ اس کا فارم ہاؤس سیف
نہیں تھا پہلے شانزے کو مکمل حفاظت کے ساتھ پیلس
پہنچنا تھا اس کے بعد ہی وہ باقی کے معاملات دیکھ سکتا
تھا۔ رومیو موت زندگی کے بیچ کشمکش میں تھا اس کا
حال برا کرنے والوں کا انجام بھی برا ہی ہونے والا تھا۔

منہان خانزادہ آئی سی یو کے بیڈ پر گم سم سی لیتی انشال
خان کو پچھلے دس منٹ سے دیکھ رہا تھا جسے منہان
کے اندر آنے کی بھی خبر نہیں ہوئی تھی۔ اسکی آنکھوں
کے گوشوں سے گرم مادہ بہہ رہا تھا وہ پھر سے کسی
گہری سوچ میں گم دنیا کے ہوش سے بے خبر تھی۔

منہان خانزادہ اسے اذیت کی انتہا پر دیکھ رہا تھا۔ اس کے
لئے اسکی کل کائنات کے بدلے اگر کوئی انشال خان کا
سکون دے تو وہ اپنا سب کچھ خوشی خوشی قربان کر
دے۔ وہ ایسا کیا کرے کس راہ کو چنے جو اسے ہنستی
مسکراتی انشال لوٹا دے اور کتنے صبر کے گھونٹ
پھرے اور کتنا زخمی ہو اسکی محبت بھی انشال کو کیوں
تکلیفوں سے نکال نہیں پا رہی تھی وہ انشال سے اب ہر
بات کھلی کتاب کی طرح کرنا چاہتا تھا۔

وہ خود میں جو اذیتیں سمائے بیٹھی تھی انہیں اب زبان پر
لانا ہی تھا۔ منہان خانزادہ بھاری قدموں کی چھاپ لئے
انشال خان کے بیڈ کی جانب بڑھا اور اس کے سرہانے
آکر کھڑا ہو گیا۔ انشال ابھی بھی اس کی جانب راغب نہیں
ہوئی جب وہ جھکا اور ایک نرم بوسہ اسنے انشال خان

کے ماتھے پر دیا۔

مم۔منہان

میں۔بیمار۔ہوں۔مجھ۔سے۔۔۔دور۔۔۔رہو۔۔۔کہی۔۔۔میری۔۔۔بیمار
ی۔۔۔تمہیں۔۔۔ناں۔۔۔لگ۔۔۔۔۔کب تک مجھے اذیت دیتی رہیں
گی آپ خود سے دور کر کے اپنی تکلیفیں چھپا کر درد
سہتے ہوئے آپ تھکتی نہیں ہیں کیا؟۔۔لیکن میں تھک گیا
ہوں انشال میں اب واقعی تھک گیا ہوں آپکو گھٹ گھٹ کر
تڑپتے دیکھ

میرے پاس آپکے سوا کوئی قیمتی چیز نہیں خود پر مجھ
پر رحم کریں میں آپ کی منت کرتا ہوں آپ کی گزارش
کرتا ہوں ہم پر رحم کریں! آپکو جو بھی سوچیں آتی ہیں
میں ان کا علاج بن جاؤں گا مجھے موقع تو دیں!! آپ نے
ہی ڈاکٹر کو منع کیا ہے ناں مجھے کچھ بھی بتانے سے! کیا
میں آپ کے لئے اب بھی غیر اہم ہوں آپ کے ایام خاص
نہیں چل رہے آپ کو آج صبح بھی نکسیر پھوٹی تھی

بہت پہلے سے ہو رہا ہے نا آپ کے ساتھ یہ سب مجھے
کیوں آگاہ نہیں کیا کیوں اپنا حق جتا کر مجھ سے شکوہ
نہیں کیا اس دنیا میں میرے لئے آپ سے بڑھ کر کوئی

نہیں یہ جانتے ہوئے بھی مجھے بے خبر رکھا!! منہاں
خانزادہ اس کے ماتھے کو وقفے وقفے سے چومتے ٹوٹے
لہجے میں شکوے کر رہا تھا۔

انشال مینٹلی بہت ڈسٹرب تھی وہ اسے پیار کرنے کے علاوہ کیا ہی کر سکتا تھا۔ تم کسی اچھی سی لڑکی سے شادی کر کے اپنا گھر بسالو میں ایک مریضہ ہوں زندگی کا کوئی سُکھ تمہیں نہیں۔۔۔۔۔۔ زندگی کا کوئی سُکھ مجھے آپ کے سوا کوئی بھی دوسری لڑکی نہیں دے سکتی میں آپ کو اپنا دل دے کر آنکھوں سے نابینا ہو گیا ہوں دنیا میں اور بھی لڑکیاں موجود ہیں یہ بات بھی مجھے آپ سے پتہ لگ رہی ہے کے

انشال خان جو اس کے شکووں سے خود کو ایک ناکارہ وجود سمجھ کر روتی ہوئی اسے منہاں کا انجانے میں دل دکھا گئی تھی کہ جب منہاں خانزادہ نے کھوکھلی سی بنسی ہنس کر اپنی دلی اذیت اس کے سامنے پیش کی تھی

وہ شروع دن سے بے رحم تھی۔ میں ایک مریضہ ہوں جو آج نہیں تو کل زندگی کی بازی ہار جاؤں گی جو میری

حالت ہے میں تمہیں کبھی جسمانی تسکین بھی نہیں دے
سکوں گی منہاں آخر تم۔۔۔ تم کب تک میرا انتظار۔۔۔۔۔ میں
آخری سانس تک آپ کا انتظار کر سکتا ہوں انشالہ عشق کا
مرض مجھے لاحق ہے مریض تو میں ہوں لیکن جینے
کی آس لئے پھر رہا ہوں

عشق کی منزل وصل کی تسکین نہیں ہوتی عشق ایک
لازوال امر ہے جسے کرنے والا کبھی فرار نہیں پا سکتا
جسم تو ایک ضرورت ہے اور ہر ضرورت ہر کسی کی
پوری نہیں ہوتی میری بھی ناں سہی مگر میں آپکو چاہتا
ہوں اور ہمیشہ چاہتا رہوں گا کوئی بھی چیز آپ کے لئے
میرا عشق کبھی ختم نہیں کر سکتی

منہاں خاندان اس کے آنکھوں کے آنسوؤں پر اپنے ہونٹ
رکھتے انشالہ کے سوجے ہوئے پیوٹوں کو چوم رہا
تھا۔ انشالہ خان دنیا کی خوش قسمت ترین لڑکیوں میں سے
ایک تھی جس کا نصیب منہاں خاندان تھا۔

مجھے اتنا نا ستائیں بہت انتظار کیا ہے میں نے آپ کا کسی
کی زندگی کا کوئی بھی نقصان آپ کی وجہ سے نہیں ہوا
اور اب جس نے بھی آپکو ذہنی اذیت دینے کی کوشش کی

تو وہ مجھے اپنے مقابل پائے گا! منہاں خانزادہ کا دماغ
لمحے میں کھولتا انگارہ بن گیا تھا۔

اسے ہر اس انسان پر غصہ آیا تھا جس نے انشال کو
دماغی اذیت دی تھی۔ وہ پلوشہ خانم سے اب بات کرنا
چاہتا تھا ہر اس انسان کے آگے گرگڑانے کو تیار تھا جن
کے رویے انشال کو اس حال میں پہنچا گئے تھے۔ وہ اس
کے دماغی سکون کے لئے کچھ بھی کرنے کو تیار تھا۔

لالا بھی ہاسپٹل میں ہی ہیں اگر آپ کہیں تو میں انہیں
اندر۔۔۔۔۔ مجھے حویلی جانا ہے منہاں یہاں بہت تھکاوٹ ہو
رہی ہے لالا سے ابھی ملی تو ان کو بھی اپنی وجہ سے
پریشان کر دونگی اور میرے لالا پریشان ہوں میں یہ نہیں
چاہتی بابا کہتے تھے لالا اپنی بہنوں کا غم برداشت نہیں
کر سکتے بہن کو تکلیف ہو تو سب سے زیادہ درد ان کے
لالہ کو ہی ہوتا ہے اور میں اچھی بہن ہوں اپنے لالہ جان
کی تکلیف کا سبب نہیں بن سکتی

انشال اس کی سُرْمئی آنکھوں میں دیکھتی بولی تھی اس
وقت کسی کو بھی فیس نہیں کرنا چاہتی تھی اس کی حالت

ٹھیک نہیں تھی۔ ٹھیک ہے ہم حویلی چلتے ہیں آپ کو اب
کہی درد تو نہیں ہونا!! منہاں خانزادہ اس کے زرد
چہرے کو انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے بولا تھا۔

نہیں بس حویلی جانا ہے نیند آرہی ہے مجھے!! انشال اس
کی آنکھوں میں دیکھتی بولی تھی۔ ٹھیک ہے میں آپ کی
دوائیں لے کر ڈاکٹر سے ڈسچارج کرنے کا کہتا ہوں!! وہ
اسکی بھوری آنکھوں میں تھکن دیکھ کر بولتا باہر نکلا
تھا۔ اور کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر سے انشال کو ڈسچارج
کروا کر شہریار خانزادہ کو بھی حویلی واپس جانے کا
کہتا انشال کو اپنے ساتھ ہی لے گیا تھا۔

شہریار خانزادہ ہاسپٹل کے لان میں بینچ کر بیٹھا ہوا
سگریٹ پی رہا تھا۔ وہ ایک اچھا لالا نہیں بن سکا تھا اس
کے بابا شہسوار خان کے بعد انشال اسکی ذمہ داری تھی
جیسے وہ نبھانہیں سکا تھا اس کی بہن زندگی اور موت
کے بیچ کھڑی تھی وہ اپنے بابا کو کیا جواب دے گا کہ
اپنی مورے کی قسم نبھاتے بہن کو ہی بھول گیا۔

اس کا دل بے حد بھاری ہو رہا تھا رات کے گیارہ بج رہے
تھے وہ سگریٹ کے گہرے کش بھرتا اپنی جیب سے فون

نکال کر اپنا دل ہلکا کرنے کانٹیکٹ لسٹ میں اس پٹاخہ کا
نمبر ڈائل کر گیا جو خود میں بہترین طریقے سے الجھانا
جانتی تھی۔ کچھ لمحے بیل جانے کے بعد اس کی کال
ریسیو کر لی گئی تھی۔

ہیلو!۔۔۔جی کون۔۔۔جلدی بولیں۔۔۔کیا کام ہے! مشائم سالار کی
آواز میں عجلت پریشانی بھیگا پن اور تیزی سی تھی اس
نے شاید بغیر دیکھے ہی کال ریسیو کر لی تھی۔

یور شوگر ڈیڈی از ہیر! شہریار خانزادہ ڈیپ وائس میں
کہتا ابھی مزید کچھ بولنے ہی لگا جب مشائم کی آواز پھر
سے اسکے کانوں میں گونجی! ہیلو کون بات کر رہے ہیں
فون کر کے خاموشی کون سناتا ہے بھئی!! اس کی سانسیں
پھول رہی تھی وہ شاید جلدی جلدی میں کہی جا رہی تھی۔

مشائم میں ہوں شہریار! وہ اپنے موبائل کی اسکرین پر کو
دیکھ کر گھور کر بولا تھا کال میوٹ پر لگی ہوئی تھی
اس لیے مشائم کو سننے سے قاصر تھی۔ عجیب پاگل
انسان ہے ایک تو بندہ ہاسپٹل میں خوار ہو رہا ہو اوپر سے
رات گیارہ بجے کال کر رہے ہیں فضول لوگ کوئی کام

نہیں کسی کو بھی منہ اٹھا کر نمبر ڈائل کر لیتے ہیں!
مشائم بڑبڑا کر فون بند کر گئی جبکہ شہریار خانزادہ
اسکی ہاسپٹل والی بات پر ہی اٹک گیا تھا۔

اسے مشائم کی کسی بھی بات پر غصہ نہیں آیا تھا وہ
عجلت میں تھی شاید اس نے دیکھے بغیر ہی کال ریسو
کر لی تھی۔ وہ کس ہاسپٹل میں تھی اور کیوں تھی شہریار
خانزادہ پھر سے اسے کال کرنے لگا۔ پوری بیل جانے کے
بعد کال بند ہو گئی۔ وہ اب بینچ سے اٹھا سگریٹ پیروں
کے نیچے مسل کر پھر سے اپنی پٹاخہ کو کال کرنے لگا۔

ہیلو۔۔۔ اسلام علیکم۔۔۔ سر آپ نے اس وقت کال۔۔۔ تم کس
ہاسپٹل میں ہو مشائم!۔۔۔ اسکی شدید بھیگی ہوئی آواز سن
کر شہریار خانزادہ نے ایک لمحے کی بھی دیری کیے بنا
ڈائریکٹ اس سے پوچھا۔

آپکو کیسے پتہ کہ میں ہاسپٹل۔۔۔ آپ کون سے ہاسپٹل میں
ہیں فوراً مجھے لوکیشن بھیجیں! وہ اسے لہجہ مصنوعی
مضبوط بناتے دیکھتا اب تھوڑا رعب سے بولا تھا۔

وہ مشائم کی بھیجی لوکیشن دیکھ کر پھر سے اس کو
مخاطب کرنے لگامیں آ رہا ہوں یہی پاس ہی ہوں
تمہارے!! وہ جس ہاسپٹل میں تھا مشائم بھی وہی تھی وہ
لوکیشن دیکھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کارڈیالوجی ڈیپارٹمنٹ
کی طرف بڑھنے لگا۔

شہریار خانزادہ جیسے ہی پہنچا اس کی نظر بینچ پر اپنے
آنسو صاف کرتی ہوئی مشائم پر پڑھی وہ دور سے
دیکھنے پر ہی شدید پریشان لگ رہی تھی۔ اس نے سیاہ
رنگ کی کاٹن کی قمیض اور اسٹریٹ پاجامہ پہنا ہوا تھا۔
دوپٹہ گلے میں لٹکا ہوا تھا بال پونی ٹیل میں مقید تھے دو
سنہری زلفیں پونی سے نکل کر عارض کو چھو رہی تھی
ہیزل آنکھیں پریشان تھی جن میں آنسو آ رہے تھے مگر وہ
بہت ضبط سے بیٹھی ہوئی تھی۔

اس کی نظر بھی شہریار خانزادہ پر پڑھ چکی تھی وہ
اسے دیکھ کر بینچ پر اٹھی اور تیزی سے اس کی جانب
بڑھی!! اس سے پہلے شہریار خانزادہ کچھ کہتا وہ پھوٹ
پھوٹ کر روتی ہوئی اسکے گلے لگ گئی۔ وہ اسکے
ایکٹ پر سٹل ہوا تھا۔ مشائم کسی معصوم بچے کی طرح

اس سے لیٹ کر رو رہی تھی۔

بابا۔۔بابا۔۔میرے۔۔بابا۔۔کو۔۔ہارٹ۔۔۔۔وہ چھوٹی بچی کی طرح
سسک سسک کر رو رہی تھی۔ شہریار خانزادہ اسے اتنی
بری طرح روتے دیکھ اس کے بال سہلا کر اس کا خود
سے پیچھے ہٹنے کا انتظار کر رہا تھا۔

وہ بہت ایموشنل ہوئی تھی شاید اکیلی بھی تھی شہریار
خانزادہ ارد گرد نظریں دوڑانے لگا کوئی بھی اور نہیں تھا
وہاں ایک دو نرسز تھی اور دور سے ڈاکٹر کے ساتھ اسے
ایک خاتون آتی ہوئی دکھائی دی جو سر سے لے کر پاؤں
تک بڑی سی چادر میں چھپی ہوئی تھی۔

میرے بابا ٹھیک ہو جائیں گے نا!! وہ اس کے سینے پر
اپنی تھوڑی ٹکاتی ہوئی بے حد معصومیت سے بولی تھی۔
شہریار خانزادہ اسے اپنی اتنے قریب دیکھتا اسکی ہیزل
آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو دیکھ کر اپنی گردن کو
جنبش دیتا اسے پکارتی ہوئی اس خاتون کو دیکھنے لگا
جو ڈاکٹر کے ساتھ باتیں کرتی ہوئی اسی بینچ پر دیکھ کر
مشائم کو پکار رہی تھی جہاں وہ کچھ سیکنڈ پہلے بیٹھی
ہوئی تھی۔

اپنی ماما کی آواز سن کر مشائم کو ہوش آیا تھا اور وہ ایکدم سے شہریار خانزادہ سے الگ ہوتی پیچھے ہٹ گئی تھی۔ وہ اپنی ماما کو پیچھے مڑ کر پریشان ہو کر خود کو پکارتے سنتی تیزی سے ان کی جانب بڑھی۔ شہریار خانزادہ بھی اسکے پیچھے پیچھے لمبے قدم اٹھانے لگا۔

ماما کیا ہوا ہے بابا کو۔!!! ڈاکٹر صاحب میرے بابا جان کیسے ہیں وہ جلدی ٹھیک تو ہو جائیں گے نا!! مشائم اب اپنی آواز میں ایک امید لئے ڈاکٹر سے بولی تھی ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہے ہیں آپ لوگ دعا کریں باقی جو اللہ کی مرضی!! پیشنت کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے انکی کنڈیشن پہلے ہی اسٹیبل نہیں تھی لیکن ہم اپنا بیسٹ دینے کی کوشش کریں گے! آپ لوگ بلز پے کر دیں تاکہ فردر ٹریٹمنٹس ہو سکیں!! ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں بولتا آگے بڑھتا جب شہریار خانزادہ نے اسے روک لیا۔

ڈاکٹر صاحب آپ پیسوں کی فکر نا کریں ٹریٹمنٹ شروع کریں میں ابھی ہی ساری کلیئرנס کروا دیتا ہوں!! وہ ایک طرف پریشان سی کھڑی مشائم اور اس ماما کے آگے ڈھال بن کر کھڑا ہوتا اپنے ازلی رعب دار لہجے میں بولا

تھا۔

ٹھیک ہے ہم اپنا بیسٹ دیں گے! ڈاکٹر شہریار خانزادہ سے کہتا آپریشن تھیٹر کی جانب بڑھ گیا تھا۔ آپ لوگ پریشان نہیں ہوں وہاں بینچ پر بیٹھ جائیں میں سب کچھ دیکھ۔۔۔ سر آپ کیوں۔۔۔ مس مشائم اپنی مدر کے ساتھ وہاں بیٹھ جائیں ان کا اور اپنا خیال رکھیں

وہ جو مشائم اور مہوش بیگم کو دیکھ کر حوصلہ دینے والے انداز میں بول رہا تھا کہ جب مشائم نے اسے کچھ کہنا چاہا وہ اسکی بات کاٹ کر اسے ہاتھ کے اشارہ سے آگے بڑھنے کو کہتا خود ساری پیمنٹس کرنے کے لئے چلا گیا تھا۔

مشائم یہ کون ہے بیٹا! شہریار خانزادہ کے جاتے ہی مہوش بیگم بولی تھی۔ ماما وہ۔۔ وہ میرے پاس ہیں! میں ان کے ہی آفس میں ایمپلائے ہوں ایک منٹ یہ رایان بھائی کی کال آرہی ہے مجھے! مشائم جو مہوش بیگم کے پوچھنے پر انہیں بتا رہی تھی کہ اسکے موبائل پر رایان انصاری کی کال آنے لگی جسے وہ فوراً ہی پک کر

گئی۔۔

ہیلو جی بھائی جی بس اس وقت مجھے سمجھ نہیں آیا!! ہم جلدی میں بابا کو ہاسپٹل لے آئے جی آپریشن ہو رہا ہے جی ٹھیک ہے آپ آجائیں!! وہ رایان سے کال پر بات کر کے مڑتی ہوئی اپنی ماما کی جانب بڑھتی جب شہریار خاندان اسے ان کی طرف آتے ہوئے دکھائی دیا اس کے ہاتھ میں واٹر بوتلز اور جوسز تھے۔

وہ ان تک آیا اور فاصلے سے رک کر مشائم کی طرف ایک پانی کی بوتل کھول کر اس کے آگے کر گیا۔ ڈرنک اٹ۔۔۔ یو ول فیل بیٹر! اور یہ (دوسری پانی کی بوتل) آپ کے لئے! وہ مہوش بیگم کو بھی پانی کی بوتل کھول کر پکڑا گیا۔۔۔ سارے بلز کلیئر ہو گئے ہیں میری ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ سے بات بھی ہو گئی ہے اللہ سب بہتر کرے گا آپ لوگ ریلیکس رہیں! کسی بھی بات کو لے کر فکر مند مت ہوں!! وہ ان دونوں کو ہی باری باری دیکھ کر بولا تھا۔

جو نام وہ بلز کی کلیئرנס میں پڑھ کر آرہا تھا اسے یقین نہیں آرہا تھا اسکے لہجے میں فکر اور تشویش بیک وقت

ظاہر ہو رہی تھی۔ سر تھینک یو سو مچ بٹ آپ نے کیوں
ہمارے لئے آپ نے اپنا قیمتی وقت میرا مطلب۔۔۔۔۔اٹس
ٹوٹلی فائن مشائم سالار خان!! کسی بھی چیز کی ضرورت
ہوئی میں ایک کال کی دوری پر ہوں ایکسکیوز می

وہ مشائم کو ایک نظر دیکھ کر اس کا پورا نام لیتا اسکے
چہرے پر کچھ جانچنے کی کوشش کرتا کچھ لمحے دیکھتا
رہا پھر واپس مڑ گیا تھا۔ شکریہ بیٹے آپ کا احسان۔۔۔۔۔آپ
لوگوں کا حق تھا میں نے کوئی احسان نہیں کیا

مہوش بیگم جو شہریار خانزادہ کو ان کی مدد کرنے کے
بعد جاتے دیکھتی اس کا شکریہ ادا کر رہی تھی جب وہ
مڑے بغیر ہی انہیں جواب دیتا آگے بڑھ گیا۔ مشائم اور
مہوش بیگم نے اسکی بات سن کر ناسمجھی سے ایک
دوسرے کو دیکھا جب مہوش بیگم نے اسے اشارہ کیا
شہریار خانزادہ کا شکریہ خود بھی ادا کرنے کا مگر وہ
اتنی تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا کہ کوریڈور سے لمحوں
میں غائب ہو گیا۔

ماما میں آتی ہوں انکا تھینکس کر کے!! مشائم مہوش بیگم

سے کہتی اپنے ہاتھ میں پانی کی بوتل پکڑے ہوئے ہی آگے بڑھ گئی وہ بھاگتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی کیونکہ شہریار خانزادہ اس سے کہی آگے تھا وہ ابھی ہاسپٹل کی پارکنگ میں داخل ہوتا جب مشائم پھولی سانسوں کے بیچ اسے پکار اٹھی!! شہریار---سر شہریار رکیں۔۔

مشائم کی پکار سن کر شہریار خانزادہ کے قدم رک گئے تھے۔ وہ اپنی ہی سوچوں میں غم تھا جن کا تسلسل ٹوٹنے پر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا مشائم کی سانسیں بھاگنے سے پھولی ہوئی تھی اسکے ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی ہیزل آنکھیں گلابی ہو رہی تھی۔

خوبصورت چہرہ سیبی گالوں پر شدید سرخی سے اور بھی زیادہ حسین لگ رہا تھا۔ وہ اس وقت شفاف چہرے کے ساتھ کسی بھی میک اپ کے بغیر اسے دنیا کی حسین لڑکی لگ رہی تھی۔ وہ بغیر کچھ بولے اسے دیکھ رہا تھا جیسے کسی گہری سوچ میں گم ہو۔

تھینک یو سر! آپ نے میرے بابا کے ہاسپٹل بلز پے کیے

میں اپنی سیلری-----مشائم میں نے کچھ بھی ایسا نہیں کیا
ہے جس کا تم سے پے بیک کبھی چاہوں! آئی الریڈی ٹولڈ
یو اٹس ٹوٹلی فائن!! جاؤ بچے اپنی ماما کو سنبھالوں اور
خود کو بھی!! وہ اپنے ازلی گھمبیر بھاری لہجے میں بولتا
حق سے مشائم کو سر تا پاؤں دیکھنے لگا۔

دل میں جو ایک گلٹ تھا وہ آج ختم ہو گیا تھا۔ اسے اپنے
بابا کے آخری وقت میں بولے گئے لفظ یاد آئے تھے جب
وہ پندرہ سال کا تھا۔ شہریار بیٹے وعدہ کرو تم یہ رشتہ
کبھی ختم نہیں کرو گے وعدہ کرو اپنے بابا سے تم میری
دی ہوئی زبان پوری کرو گے۔ وہ مشائم کو دیکھ رہا تھا
اور اسے اپنے بابا کے آخری لمحات میں بولے گئے لفظ
دماغ میں گونجتے محسوس ہو رہے تھے۔

میرے بابا جان کو بالکل بھی پسند نہیں کسی کا ہماری
ہیلپ کرنا وہ جب ٹھیک ہو جائیں گے تو مجھ سے خفا ہوں
گے آپ پلیز میری ایک بات مان لیں نا بابا کے جتنے بھی
بلز ہیں وہ آپ میری ہر منتھ کی سیلری سے ڈیڈکٹ کر
لیجیے گا تاکہ میرے بابا مجھ سے خفا نا ہوں اگر وہ مجھ
سے ناراض ہو گئے تو میں بالکل بھی برداشت نہیں کر

سکوں کی اور آپکی تھینک فل ہونے کی بجائے آپ سے
لڑائی ہو جائے گی میری پلیز میری بات مان لیں ناں سر!
مشائم وقفے وقفے سے بولی تھی اس کا لہجہ باپ کی
خفگی کا سوچ کر پھر سے بھیگا تھا۔

تو مجھ سے لڑ لینا حق ہے تمہارا!! شہریار خانزادہ اپنی
پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے بولا تھا مطلب آپ میری بات
نہیں مانے گے آپ چاہتے ہیں بابا جان مجھ سے ناراض ہو
جائیں!! مشائم منہ سو جا کر بولی تھی۔

نہیں ہوں گے وہ تم سے ناراض۔۔ تم انہیں کچھ نہیں بتانا!!
وہ اس کے خفگی سے پھولے گال دیکھ کر اپنے پاس سے
آتی اس کی گلاب خوشبو کو محسوس کرتے بولا تھا۔

میں بابا سے جھوٹ نہیں بولتی! بابا جان کہتے ہیں فادر
ڈاٹر میں کوئی بھی بات راز نہیں ہوتی بابا اپنی بیٹی کے
پہلے فرینڈ ہوتے ہیں جو بالکل بیک بون کی طرح بیٹیوں
کو سپورٹ کرتے ہیں ان سے جھوٹ بول کر ہم اپنے لوئل
فرینڈ کو چیٹ کر رہے ہوتے ہیں۔ مشائم معصومیت سے
منہ بنائے ہی شہریار خانزادہ کو سالار صاحب کی بات
بتانے لگی جو وہ اس کو ہمیشہ سے سمجھاتے آئے تھے۔

میں مل لوں گا تمہارے بابا سے اور کہہ دوں گا میں نے
اپنی ریسپانسبلٹی ہی نبھائی ہے۔ شہریار خانزادہ کچھ
سوچتے ہوئے بولا تھا۔ کیا مطلب۔۔ کونسی
رہسپانسبلٹی! مشائم نا سمجھی سے بولی تھی۔ ایک اچھے
ہیومن بینگ ہونے کی! تم ابھی واپس جاؤ اپنی ماما کے
پاس شی نیڈز یو! سانسین پھول چکی ہیں یہ پانی پینے کے
لئے لایا ہوں بچے ڈرنک اٹ!! میں کال کروں گا خیریت
لینے کے لئے ابھی ذرا جلدی میں ہوں!! شہریار خانزادہ
اپنے نمبر پر احمر کی کال آتے دیکھ کر بولا تھا۔

اوکے سر تھینک یو ونس آگین!! سو سویٹ آف یو!! یو آر
سو ہمبل اینڈ کائنڈ!! مشائم لائنٹ سی اسمائل کے ساتھ دل
سے اس کی شکر گزار ہوتی رایان انصاری کی کرولا کو
پارکنگ میں انٹر ہوتی دیکھتی اس کی جانب بڑھ گئی تھی۔
جبکہ شہریار خانزادہ اس کی مسکان دیکھ کر سر کو
جنبش دیتا اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا جو پیچھے پارکنگ میں
تھی۔

مشی تم یہاں کیا کر رہی ہو اور خالہ وہ کہاں ہیں تم

پریشان نہیں ہونا میں اور پاپا سب دیکھ لیں گے کچھ کھایا
ہوا ہے آجاؤ اوپر چلیں!! رایان گاڑی سے روحیل انصاری
اور سعدیہ انصاری کے ساتھ اترتا مشائم کو پارکنگ میں ہی
کھڑے دیکھ کر بولا تھا جبکہ شہریار خانزادہ اپنی گاڑی
کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا رایان کو مشائم سے بات
کرتے دیکھ رہا تھا۔

میری جان کیا حالت بنائی ہوئی ہے اپنی اللہ سب بہتر کرے
گا پریشان نہیں ہونا ہم سب ساتھ ہیں تمہارے آجاؤ میری
بیٹی! سعدیہ بیگم مشائم کے سر پر ہاتھ رکھتی اسے سائڈ
ہگ کرتی اپنے ساتھ لئے آگے بڑھ گئی تھی۔

ہیلو ہاں احمر بولو!! نہیں کل کی میٹنگز تم خود اٹینڈ کر
لینا میں نہیں آؤنگا کل!! ہاں سہی ہے اچھا وہ مس مشائم
سالار کے ڈاکومنٹس کی سوفٹ کاپی مجھے میل کر دو
انہوں نے آف لیا ہوا ہے میں تمہیں بتانا بھول گیا تھا۔ ہاں
ہاں سہی ہے چلو ٹھیک اوکے

شہریار خانزادہ احمر کی کال بند ہوتے ہی اپنے کسی
بندے کو کال کرنا مشائم کی فیملی سے ریلیٹیو تمام

معلومات کل صبح تک اسے پہنچانے کا کہتا گاڑی کی اسٹیئرنگ پر ہی اپنا سر ٹکا گیا۔ اس کے دماغ میں شہسوار خان کی ادیت بھری آواز کی گونج میں جو ملال تھا وہ آج بھی محسوس ہوتا تھا۔ وہ ان سے کیا گیا کوئی بھی وعدہ کبھی بھی نہیں توڑ سکتا تھا۔ آجکی رات انتظار کی رات تھی اور وہ پارکنگ میں ہی موجود تھا ان لوگوں کا اکیلے چھوڑ کر جانے کا دل ہی نہیں چاہ رہا تھا انہیں مضبوط سہارے کی ضرورت تھی اور شہریار خاندانہ ان کے لئے وہاں موجود تھا وہ کیسے جا سکتا تھا وہ اس کے سامنے ہی تھی اور وہ بے خبر رہا۔۔۔

لڑکی تم اس وقت تک جاگ رہی ہو سوتی کس ٹائم ہو کیا رات بھر چوکیداری ہی کرتی رہتی ہو جاگ کر۔۔۔! ایشا جو بے دلی سے وٹس ایپ میں اپنی سہیلیوں کے اسٹیٹس دیکھ رہی جب اس کو فیلوچر ہسپتال کے نام سے میسج موصول ہوا۔

ایک تو وہ مشائم کے بابا سالار صاحب کے ہارٹ اٹیک کی خبر سن کر اداس تھی اوپر سے اسے رایان ہاسپٹل

بھی نہیں لے کر گیا تھا۔ ایسے میں وہ اداسی سے اپنے
کمرے میں بیٹھی مشائم کو وٹس ایپ پر میسج کر کے
اسکے ریپلائے کا انتظار کر کے اپنے کانٹیکٹس کے
اسٹیٹس دیکھ کر اپنا دیہان ڈائیورٹ کر رہی تھی۔

اب ان کو کیا مسئلہ ہے فری ہی ہو گئے ہیں کیسے بول
رہے ہیں مجھے!! ایک ہیلپ ہی تو مانگی ہے کونسا شادی
کرنے کا بول دیا ہے سب سے پہلے تو ان کا یہ نام چینج
کرتی ہوں ہونہ آئے بڑے فیوچر ہسبنڈ ناٹ ایٹ آل!! ہاں
یہ والا نام سہی رہے گا کیپٹن صاحب---!! کیا کروں میسج
سین کر لوں آنلائن تو شو ہو رہی ہوں میں اس لئے پھر
سے منہ سے کوئی پھول جھاڑنے لگے ہیں۔

کیا ٹائپ کر رہے ہیں کر ہی لیتی ہوں سین! جی ہاں جاگ
رہی ہوں اور چوکیداری کون کس کی کر رہا ہے یہ بھی
نظر آ رہا ہے۔

احد خانزادہ اپنے روم کی ٹیرس پر شرٹ لیس کھڑا تھا نیند
اسکی آنکھوں سے غائب تھی اس کی بہن کی رخصتی ہو
گئی تھی بہرام خانزادہ کے ساتھ پتہ نہیں وہ کس طرح اس

کی بہن کو ماضی کی سزا دے رہا ہوگا۔ اسے غزالہ خانم نے آج رات شانزے کی رخصتی کے بعد ہی بتا دیا تھا کہ وہ اس شادی سے بے حد خوش ہیں اور اب احد کو اجازت نہیں دیتی کہ وہ اپنے بہنوئی (بہرام خانزادہ) کے مقابل دوبارہ کھڑا ہو جتنا تماشہ کرنا تھا شادی سے پہلے ہو چکا تھا اب اگر احد نے کچھ کیا تو وہ اس سے ناراض ہو جائیں گی اپنی مورے کی باتیں سن کر وہ سیدھا اپنے کمرے میں آگیا تھا۔

ٹھنڈے پانی سے شاور لینے کے بعد وہ ٹیرس پر آگیا تھا۔ اس کا جی چاہ رہا تھا اپنی محبت کا دیدار کرنے کا اس لیے وہ ایشا کی ڈی پی دیکھ رہا تھا۔ جس میں اس نے اپنی ریسینٹ برتھ ڈے کی پیکچر لگائی ہوئی تھی جس پر وہ رایان کے ساتھ کھڑی تھی۔ اسے آن لائن دیکھ کر احد خانزادہ شرارتی سا مسکرا کر اسے ٹیکسٹ کر گیا تھا۔

غصہ ہو رہی ہیں میری مس ڈرامہ کوئین!! وہ اس کا ریپلائے دیکھ کر پہلے سے بھی زیادہ مسکرایا تھا۔ گڈ فار یو! پھر کیا سوچا ہے۔۔۔!! یہ کیا بول رہے ہیں میں کیا سوچوں گی! آپ کس بات کا پوچھ رہے ہیں میں کیا

سوچوں گی!! اپنی کمپلین رجسٹر کروانے کا آپ کو ہیلپ
چاہیے تھی نا۔۔۔!! جی جی ہیلپ تو چاہیے تھی مگر
میں۔۔۔ یہ کال کیوں کرنے لگ گئی ہیں!! ایشا جو ابھی احد
کو میسج ٹائپ کر ہی رہی تھی جب اس کی کال آنے لگی۔

ہیلو آپ نے کال کیوں۔۔۔ اب بات کرتے ہیں آپکو میرے
میسجز کی سمجھ نہیں آرہی تھی شاید!! احد خاندانہ اپنے
دل کے ہاتھوں مجبور ہوتا اسے ڈائریکٹ کر گیا۔ اسے وہ
کچھ ڈسٹرب محسوس ہو رہی تھی۔

میں آپ سے کیا بات کروں گی۔ جس طرح میسج میں ہاتھ
چل رہے تھے اس طرح کال پر منہ بھی چلا لیں۔۔ یہ بتائیں
آپ اداس کیوں ہیں کوئی بات ٹریگر کر رہی ہے! احد
خاندانہ کو اس کا لہجہ بہت غمگین لگ رہا تھا۔

میرے انکل کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے بس اس لئے آپ سیٹ
ہوں بھائی ساتھ بھی نہیں لے کر گئے!! ایشا سادے سے
لہجے میں بولی تھی۔ اوہ سوری فار ہیر دس!۔۔ میں آجاؤں
آپ کے پاس اگر ڈر لگ رہا ہے اکیلے تو! احد اسکے گھر
میں اکیلا ہونے کا سن کر تھوڑا پریشان ہو کر بولا تھا۔ وہ

اکیلی تھی جلدی ڈر جاتی تھی اسے ایشا کی فکر ہوئی۔

آپ کیوں آئیں گے! آپ کیا میرے کوئی دوست ہیں جو ایسے ہی آجائیں۔۔۔۔۔میرے علاوہ کسی کو دوست بنانا بھی نہیں مجھ سے کر لو دوستی میں اچھا دوست بن جاؤں گا! اس کی حیرت میں ڈوبی بات سن کر احد خانزادہ پوسیسویو انداز میں بولا تھا

آپ کو بھی کیوں دوست بناؤں میں ڈونٹ ٹرائی ٹو فلرٹ۔۔۔۔۔میں فلرٹ نہیں کرتا بیوی بنا لیتا ہوں۔ ایشا جو اپنی آنکھیں گھما کر بول رہی تھی کہ احد نے اپنی ڈیپ وائس میں اس کی بات ہی کاٹ دی تھی۔ ایشا مزید کچھ بھی کہے بغیر کال کاٹ گئی تھی۔

اف یہ کیا چیز ہیں! میرا دل کیوں اتنی تیزی سے دھڑک رہا ہے کیا بول رہے تھے اب تو ان کی کال اٹھانا تو دور میسج کا بھی جواب نہیں دینا میں نے!! وہ اپنا موبائل ہی آف کر گئی تھی۔ حد ہے بات بات پر ہی کال کاٹ دیتی ہے ابھی تک تو محبت کا اظہار بھی نہیں کیا اس ٹائم کہاں چھپو گی یا تو مجھے دیوار کے پیچھے چنوا دینا ہے یا خود زمین میں کھڈا کھود کر گھس جائے گی سلی گرل!!

احد خانزادہ موبائل پر اسکی ڈی پی کو گھور کر بولتا اپنے
کمرے میں چلا گیا تھا۔

اس نے اب سوچ لیا تھا وہ ایشا سے ہر بات کلیر لی کر لے
گا دو دفعہ اسے ڈرا چکا تھا اور ہر دفعہ ہی اس کو بخار
ہی چڑھا تھا۔ وہ اس سے اب ملنے کی ٹھان چکا تھا انکی
ملاقات اب ضروری ہو گئی تھی۔۔

وہ سرخ لہنگے بھیگی زلفوں کے ساتھ بیڈ پر لیٹی ہوئی
گہری سانسیں بھر رہی تھی۔ وہ گاڑی میں ہی بہرام خانزادہ
کی باہوں میں سو چکی تھی۔ آج کی رات انکے لئے ایک
بھیانک خواب کے جیسی تھی۔ ان کا ملن کیا خوب ہی ہونا
تھا۔ بہرام خانزادہ اپنے بازو میں پیوست گولی خود ہی
نکال کر اپنی بینڈج کر چکا تھا۔

وہ ٹھنڈے پانی کے شاور کے نیچے کھڑا ایک ایک واقعہ
یاد کر رہا تھا۔ رابرٹ نے شانزے تک کیسے رسائی
حاصل کی وہ یہی سوچ رہا تھا۔ وہ یونیورسٹی جاتی تھی
شاید وہاں وہ اس پر نظر رکھوا رہا تھا۔ روبی کی ملاقات
تو اس سے بہرام خانزادہ کے بنگلے میں ہوئی تھی روبی
نے شانزے کو اغوا تو کروایا تھا مگر وہ رابرٹ کو کبھی

اس تک پہنچنے نہیں دے سکتی تھی وہ پاگل پنے کی حد
تک بہرام خانزادہ کو چاہتی تھی۔

شانزے خان کو کوئی بھی نقصان پہنچانے کا سوچ بھی
نہیں سکتی تھی کیونکہ وہ بیسٹ کی جنونیت سے واقف
تھی وہ بیسٹ چاہیے تھا وہ اسکی کسی بھی چیز کو نقصان
نہیں پہنچا سکتی تھی شانزے تو اسکی بیوی تھی وہ آج
رات شانزے کو اس سے چند لمحوں کے لئے دور کر کے
قربت کے لمحات اس کے پہلو میں خود گزارنا چاہتی تھی
اسے اپنی پاگل جیسی محبت کے بدلے بیسٹ کی ایک رات
چاہیے تھی جس میں وہ اس پر ٹوٹ کر برسے اور اس
کے جسم کا انگ انگ بیسٹ کی شدتوں سے ٹوٹ کر
دکھنے لگے۔

وہ اس سے محبت کرنے لگی تھی اس نے کوئی بھی
نقصان نہیں پہنچایا تھا شانزے کو مگر وہ اپنے ناقص پلان
کی وجہ سے رابرٹ کو ایکٹیو کر چکی تھی۔ بہرام
خانزادہ کو اب شانزے سے ایک لمحے کے لئے بھی غافل
نہیں رہنا تھا۔ وہ اسے اپنی سچائی بتانے والا تھا۔

بہرام خانزادہ شاور لے کر خود کو ٹاول میں لپیٹ کر
واشروم سے باہر نکلا تھا۔ شانزے کا لہنگا بھیگا ہوا تھا وہ
مدھم سانسیں بھرتی گہری نیند سو رہی تھی جیسے بہت
زیادہ تھک گئی ہو۔ اس کا میک اپ مکمل طور پر دھل
چکا تھا سوئمنگ پول میں کرنے کی وجہ سے وہ بغیر
کسی بناؤ سنگھار کے بھی اس کے بیڈ پر سرخ لہنگے
میں سوتی ہوئی اسے اپنی جانب کھینچ رہی تھی۔

بہرام خانزادہ کمرے کی لائٹس بالکل ڈم کرتا بیڈ کی جانب
بڑھا تھا۔ وہ بیڈ پر سائڈ کروت پر لیٹتا ہوا شانزے کو
دیکھنے لگا۔ وہ اب اس پر اپنا حق جتاتی تھی اس سے
خوفزدہ ہو کر بھی لڑتی تھی اپنی نا سمجھی میں کی گئی
غلطی پر شرمندہ تھی اگر وہ اس رات بہرام خانزادہ کی
محبت کا اقرار اس کا سچ نہیں جان پاتی تو کیا پھر وہ
اسے اپناتی؟۔ بس ایک یہی بات تھی جو ان دونوں کے بیچ
حائل دیوار کو گرانے نہیں دے رہی تھی وہ اس کے دل
میں بسنا چاہتا تھا محبت بن کے نا کہ اس کا پچھتاوا بن
کر

وہ اسکا چاند کی کرنوں کی مانند چمکتا ہوا چہرہ دیکھ کر
اس کے مزید قریب ہوا اسکے نم بالوں میں اپنی انگلیاں
الجا کر اس کے نقوش غور سے دیکھنے لگا اسکی

آنکھیں ہلکی سی سوجن زدہ تھی ناک لال ہو رہی تھی
گالوں پر بھی لالیاں پھوٹ رہی تھی۔

سرخ لب اس کے خشک ہو رہے تھے جن پر بہرام خانزادہ
کی نظر ٹھہر گئی تھی۔ وہ بے ساختہ اسکے لبوں کے
قریب جھکا اور اس کی بند آنکھوں کو دیکھتے ہوئے ان
نازک پنگھڑیوں پر جھک گیا۔ وہ بہت نرمی سے اسکے
نرم لبوں کو اپنے پیاسے ہونٹوں میں بھر کر انہیں تر کر
رہا تھا۔ وہ اس کے قریب ہو اور خود پر ضبط کے پہرے
بیٹھا دے یہ ناممکن تھا۔

وہ ایک ہی لمحے میں اس کے اوپر آتا اپنے دونوں ہاتھ
اس کے سر کے اطراف میں رکھ کر شانزے پر کوئی بھی
وزن ڈالے بغیر اس کے گلاب لبوں کا رس پینے لگا تھا۔
شانزے اس کے لمس سے بیدار ہو گئی تھی مگر بغیر
کسی مزاحمت کے لیٹی رہی وہ اسکے سونے کے بعد ہی
تو اس سے اپنے دل کی باتیں کیا کرتا تھا اپنی من مانیوں
کے دوران

بہرام خانزادہ اس کی گردن پر جھکتا اپنے ہاتھ اس کے

لہنگے کی بھیگی ہوئی بلاوز میں الجھا کر اسے بہت
آہستگی سے شانزے کے نازک سراپے سے جدا کر گیا۔
اب وہ اس کی دھڑکنوں کو قید کیے جالی دار پردوں کے
اوپر سے ہی ان پر جھک گیا تھا جبکہ اس کے ہاتھ لہنگے
سے الجھتے اسے اپنا رقیب سمجھتے ہوئے چاک کر گئے
تھے۔ وہ لہنگے کی زپ کھولنا چاہ رہا تھا جو اسے نا
ملنے پر ایگریسیو بنا گئی تھی۔

شانزے کے جسم میں لرزش سی ہونے لگی تھی بہرام
خانزادہ جنون میں اتنا بہک گیا تھا کہ اسے خبر ہی نہیں
ہوئی وہ شانزے کو جگا چکا ہے۔ وہ اپنے اور شانزے کے
اوپر کمفرٹر ڈالتا اس کی دونوں نازک سی دھڑکنوں کو
اپنے ہاتھوں میں بھیںچے اس کے پیٹ پر جھکا تھا۔

شانزے کو اسکے ہونٹوں اور زبان کے گیلے گرم لمس
سے اپنے پیٹ میں تتلیاں اڑتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی
وہ اب اپنے ہاتھوں کو قابو میں نہیں رکھ سکی اس کی
انگلیاں بے ساختہ بہرام خانزادہ کے سیاہ سلکی گھنے بالوں
میں الجھی جب اس نے پورے زور سے شانزے کے پیٹ
تک دانتوں سے ظلم ڈھایا۔

آہہ۔۔۔سس۔۔۔!! وہ بے ساختہ کراہتی ہوئی اسکے بال زور سے کھینچ گئی جب بہرام خانزادہ نے اپنا ٹاول ریموو کر کے اس کی بھری بھری سی دونوں ٹانگوں کو بھینچنے کے انداز میں کھولا اور جارحانہ انداز میں ایک لمحے میں اوپر آیا۔ وہ شانزے کی سہمی شہد رنگ آنکھوں

میں دیکھنے لگا جو ہلکی سی گلابی ہو رہی تھی۔ وہ اسکی شدید سرخی مائل سیاہ آنکھوں میں اپنی طلب دیکھ کر فوراً سے اپنی پلکیں جھکا گئی۔

اس کی اس ادا کر بہرام خانزادہ کا جسم بے پناہ سختی میں ڈھلا تھا جسے محسوس کر کے شانزے خان نے بے ساختہ تھوک نگلا تھا۔ ادھر دیکھو خانزادی طرف میری دیکھو نظریں جھکاؤ گی تو آنکھیں گھمانے پر مجبور کر دوں گا اور اتنی شدید بے رحمی سے کروں گا کہ تم ایک ہفتہ بیڈ سے نیچے اتر گئی تو پھر کہنا اتنا ترپا کر تمہیں سو جا دوں گا کہ تم زمین پر قدم رکھنے سے بھی چیخو گی بیکوز آئی لائک اٹ رف اینڈ ٹف! وہ اسکے نم گولڈن بال اپنی مٹھی میں جکڑ کر اس کا سر تکیے سے اوپر اٹھاتا پھولی سانسوں سے بولا تھا۔ اس کی گردن کی نیلی رگیں موٹی

اور پھولی ہوئی تھی وہ شاید ضبط کی انتہاؤں پر تھا اس
کے جسم کی رگیں ظاہر ہو رہی تھی۔

مم۔۔۔مجھے۔۔۔اس۔۔۔وقت۔۔۔آپ۔۔۔سے۔۔۔ڈر۔۔۔لگتا۔۔۔ہے۔۔۔آپ۔۔۔اپنے۔۔۔
ہوش۔۔۔میں۔۔۔نہیں۔۔۔ہوتے۔۔۔! وہ اس کی اتنے صاف الفاظ میں
دھمکی سن کر اسکی آنکھوں میں دیکھنے کی کوشش
کرتی ہوئی بہت ہی ہلکی ٹوٹی سی آواز میں بولی تھی۔

تمہیں اس حالت میں مجھ سے ڈرنا بھی چاہیے ترسا ہوا
ترساتے ہوئے ہی تڑپتا ہے اور پھر اندر گھسا دیتا
ہے۔۔۔بہرام خانزادہ اپنی ازلی بہکی ٹون میں بولا تھا جو
شانزے کو ان لمحات میں خود سے خوفزدہ دیکھ کر خود
ہی ہو جاتی تھی۔ شانزے کو اسکی صاف گوئیاں انار کی
طرح لال کر رہی تھی۔ اس کے گالوں پر خون جیسی
سرخی آئی جہاں سے ہیٹ نکل رہی تھی۔ وہ اس کی باتوں
سے ہی اس کی روح کی تشنگی جان گئی تھی۔

بہرام خانزادہ کو تو حیا کے رونگوں میں ڈھلی مزید
بہکانے کا سبب بن رہی تھی۔ وہ اس کے کان کی لوں پر
جھکا اپنی زبان سے چھیڑتے ہوئے اس کو آنکھیں مکمل

کھولنے پر مجبور کر گیا۔

شانزے اپنے جسم میں برقی رو دوڑتے ہوئے محسوس کر رہی تھی۔ تم میری ہو جان سے مار دونگا مجھ سے دور جانے کی کوشش کی تو! وہ اسکی گردن یکدم دبوچ کر اپنا دوسرا ہاتھ اس کی نازکی پر رکھ گیا۔

بولو تم مجھ سے کبھی بھی دور نہیں جاؤ گی! تم میری ہو میری صرف میری!! وہ اپنے ہاتھ کو آہستگی سے موو کر کے اسے سہلاتا ہوا بے بس کرنے لگا۔ اس نے شانزے کی گردن کو پوری طرح اپنے شکنجے میں جکڑا ہوا تھا۔ بولوووو۔!! وہ لمحوں میں غضبناک ہوا تھا۔

آہہ۔۔آ۔آپ۔۔پ۔۔آپ۔۔آہہ۔۔آپ۔۔کی۔۔میں۔۔آپ۔۔کی۔۔ہوں۔!
اس کی ہلکی سی انگشت کو اپنی تنگی میں
گھستے محسوس کر کے بہرام خانزادہ کے سینے پر زور
سے اپنے دانت گاڑھتی ہچکیوں کے بیچ بولی تھی۔

ابھی تک کو کچھ کیا ہی نہیں ہے جو تم نے بلکنا شروع

کر دیا ہے میری وائلڈ کیٹ۔!! پورا اندر ڈال دیا تو کیا کرو گی مجھے کہا جانا ہے کیا ہٹو سینا جگہ جگہ سے زخمی کر دیا ہے میرا جب دیکھو چپکی ہوتی ہو!! بہرام اس کے دانتوں کو اپنے سینے پر جمے دیکھ اپنا ہاتھ پیچھے کرتا اسکے آخری پردے بھی گرا گیا تھا۔

شانزے جھٹکے سے پیچھے ہوئی تھی۔ وہ اس کی رانوں میں فکس ہوتا اب اپنی بے تابیاں اسے محسوس کروا رہا تھا۔ شانزے کے جسم کا سارا خون اس کے منہ پر سمٹ آیا تھا۔ اس کی آنکھیں رول ہوئی تھی۔ وہ اسے اچھی طرح خود کو محسوس کروا رہا تھا۔ شانزے کو بھی اپنے ساتھ ہلکان کر رہا تھا۔

آپ۔۔۔ کیا۔۔۔ کرنے۔۔۔ لگے۔۔۔ ہیں۔۔۔!! شانزے اپنی آنکھیں میچ کر بولی تھی۔ تمہیں آج تمہارا حق دینے لگا ہوں! وہ اس کی دونوں کلائیاں اپنے ہاتھوں میں پکڑ کر تکیے پر پن کرتا اس کی دھڑکن پر جھکا تھا۔

بہرام۔۔۔ آپ۔۔۔ لا۔۔۔ لا۔۔۔ کو۔۔۔ معاف۔۔۔ کر۔۔۔ آؤچ سس!! بہرام خانزادہ جو اس آخری لمحے میں شانزے کے منہ سے یہی

سب سنے کی توقع رکھے ہوئے تھا وہ اس کو اپنی توقع پر پورا اترتے دیکھ کر ایک جھٹکے میں اسے اوندھے منہ کر دھکیل گیا۔

ثابت ہوا کہ تم ایک خود غرض لڑکی ہو مجھے اپنا آپ سونپ پر بدلے میں اپنے اس لالا کی معافی چاہتی ہو جس کے ساتھ مل کر مجھے ریپسٹ بنا کر میرے جذبات پر سوالیاں نشان بنا دیا! تو تم نے آج بھی شوہر پر اپنے لالا کو ترجیح دی ہے میں یہ بات سب کے بیچ تمہیں خود کو چنتے دیکھ کر ہی محسوس کر گیا تھا کہ بہرام خاندان شانزے خان کا انتخاب ہے میں کبھی کسی کا انتخاب نہیں ہو سکتا میں خوش فہمی میں تھا کہ شاید اب ایک بیوی کا انتخاب اس کا شوہر بھی ہو سکتا ہے لیکن میں غلط تھا تمہارا انتخاب بھی تمہارا لالا ہی نکلا میری مورے کی طرح تم بھی صرف ایک بہن ہی ہو! خاندان کی ہر عورت صرف بہن بن سکتی ہے بیوی نہیں

جس دن تم اس جسم سے زیادہ روح پر میرا حق سمجھو گی اس دن ہمارا یہ ملاپ مکمل ہوگا میں کسی ایسی لڑکی کو کبھی بھی اپنا وارث نہیں دے سکتا جس کا انتخاب میں

اور میری اولاد ناں ہوں ایک بہرام درندہ بن چکا ہے
دوسرا بہرام کبھی نہیں بننے دوں گا

وہ طیش غم دکھ اذیت اور تلخی کی ہر جڑ کو اپنی روح
میں گہرے زخم کر کے پھیلتے محسوس کرتا اس سے
فوراً سے دور ہٹتا ڈریسنگ روم کا دروازہ زور سے مار
کر اندر جاتا ڈریس اپ ہو کر ایک بھی نظر شانزے پر
ڈالے بغیر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ جبکہ شانزے اس کے
جاتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔ اس کے لئے
احد اس کا لالا بھی اتنا ہی ضروری تھا جتنا اس کا شوہر

وہ ان دونوں کے بیچ موجود لوہے کی نوکیلی دیواریں
ہمیشہ کے لئے گرا دینا چاہتی تھی وہ ان دونوں کی دوستی
پھر سے بحال کرنا چاہتی تھی جو شاید ناممکن تھی۔ اس کا
لالہ احد خانزادہ قدم پیچھے لے بھی لیتا تو بہرام خانزادہ
وہ تو کچھ بھی سننے کو تیار ہی نہیں تھا۔ اب تاریک رات
تھی ملن کی آہوں سے محروم بستر اور وہ انتظار جو
شانزے خان کو بہت مہنگا پڑھنے والا تھا۔

میں یہی ہوں آپ کے پاس ریلیکس خانی کچھ بھی نہیں ہوا

میری جان! انشال خان جو شاید کوئی ڈراؤنا خواب دیکھ کر
ہڑبڑا کر اٹھی تھی جب اس کے پہلو میں لیٹا ہوا منہان
خانزادہ تیزی سے اٹھ کر اسکی کمر سہلانے لگا وہ ساری
رات اسے صرف دیکھتا ہی رہا تھا ابھی کچھ دیر پہلے ہی
تو اس کی آنکھ لگی تھی۔

مم۔۔منہان۔۔وہ۔۔وہ۔۔میں۔۔۔انشال منہان خانزادہ نرم لمس
محسوس کرتی اس کی طرف مڑتی ہوئی اس کے سینے
سے لگ گئی تھی۔ آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی مانند بہنے
لگے تھے۔

میں تم سے دور نہیں جانا چاہتی کبھی مجھے چھوڑ کر
مت جانا!! وہ عورت وہ مجھے پھر سے نظر آئی تھی وہ
تمہیں مجھ سے دور کر دے گی! وہ مجھے ڈراتی ہے
تمہیں چھین لینا چاہتی ہے مجھ سے۔۔۔۔۔انشال ہوش کریں
یہ آپ کیا بول رہی ہیں کونسی عورت کون مجھے آپ سے
دور کرے گا ایسا کبھی بھی نہیں ہو سکتا آپ نے کوئی برا
خواب دیکھا ہے جس سے آپ خوفزدہ ہو گئی ہیں۔

انشال بری طرح کپکپاتی ہوئی منہان خانزادہ کی شرٹ

مضبوطی سے پکڑتی پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی بے ربط سا بول رہی تھی۔ جب منہان خانزادہ اس کی کمر سہلاتا ہوا اسے نارمل کرنے کی کوشش کرتا اپنے ساتھ بھیج کر اس کا خوف دور کرنے لگا۔ انشال اس قدر ڈر گئی تھی روتے روتے اس کی ہچکی بندھ گئی تھی۔

وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائے گی!! میں آپ کو کہی بھی جانے نہیں دونگا آپ جانا چاہیں تب بھی نہیں! ہماری شادی ہو رہی ہے اپنے دماغ سے ہر سوچ ہر برا خیال نکال دیں انشال میں آپ کے ساتھ ہوں آپ جتنا روتی ہیں میں اتنا کمزور ہونے لگتا ہوں خود کو سنبھالیں دنیا کا ہر انسان آپ سے دور جا سکتا ہے مگر منہان خانزادہ کبھی بھی نہیں میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں میں نے خوابوں میں بھی آپ کے ساتھ وفا نبھانے کا وعدہ کیا ہے۔

آپ نے خواب میں میرے ساتھ اگر کوئی دوسری لڑکی دیکھی ہے تو میں آپ سے اس خواب کے لیے معذرت کر لیتا ہوں بلکہ آپ کہیں تو میں خود کو سزا دے دیتا ہوں بتائیں میں نے خواب میں کچھ ایسا کیا جس نے آپکو خوفزدہ کر دیا آپ انسیکیور ہو گئی!! منہان خانزادہ اس کے ہلکے سے الجھے بالوں کو اپنی انگلیوں سے سلجھاتا ہوا اس کے سر کو بار بار چوم کر بولا تھا۔

اس نے۔۔۔ تمہارا۔۔۔ ہاتھ۔۔۔ میرے۔۔۔ ہاتھ۔۔۔ سے۔۔۔ جدا۔۔۔ کر۔۔۔ دیا۔۔۔
اور۔۔۔ تمہیں۔۔۔ اپنے۔۔۔ ساتھ۔۔۔ لے۔۔۔ گئی۔۔۔ تھی۔۔۔ !! انشال روتی
ہوئی معصومیت سے بول رہی تھی یہ خواب اکثر اُسے آتا
تھا اور وہ ہر دفعہ اتنی ہی بری طرح روتی تھی۔

یہ ہاتھ آپ سے جدا کیا گیا تھا؟۔ وہ اپنا دائیں ہاتھ اس کے
آگے پھیلاتا ہے حد سنجیدگی سے استفسار کر رہا تھا۔
ہاں!! وہ بے حد معصومیت سے موٹے موٹے آنسو اپنی
بھوری آنکھوں میں لئے اپنے سر کو جنبش دیتی بولی
تھی۔

منہان خانزادہ بیڈ سے اٹھا ڈریسنگ ٹیبل کے پاس جا کر
اتنی زور سے مرر میں اپنا ہاتھ مار گیا کہ شیشہ ٹوٹ کر
اس کی ہتھیلی میں پیوست ہو گیا۔

آہہ۔۔۔ منہان۔۔۔ یہ۔۔۔ تم نے۔۔۔ کیا۔۔۔ تمہارا۔۔۔ خون۔۔۔ جو ہاتھ
میری انشال کا ساتھ چھوڑنے کی غلطی کرے وہ مجھے
قابل قبول نہیں۔ وہ رکنا نہیں بلکہ ایک بار اور پوری طاقت
سے اپنا ہاتھ ٹوٹے شیشے پر مار گیا۔

منہاں پلیر رک جاؤ مجھے ڈر لگ رہا ہے! تم خود کو
چوٹ مت پہنچاؤ!! انشال بھاگتی ہوئی اس کے پاس آتی اس
کا ہاتھ زور سے پکڑ گئی تھی۔ خواب میں بھی آپ سے
دستبردار ہونا پڑا تو خود کو ختم کرنا بہتر سمجھوں گا
میں آپ کا تھا میں آپ کا ہوں اور آپ کا ہی رہوں گا آپ
کے لئے میں حوریں بھی ٹھکرا دوں گا جب آپ جنت میں
بھی مجھے ہی اپنا ساتھی چنے گی!! بولیں کیا آپ کو اس
جہان میں بھی مجھے اپنا۔۔۔۔۔ میں ہر جہان میں تمہیں چنوں
گی!! خود کو اب تکلیف مت دینا میرے پاس تمہارے سوا
کوئی محبوب شے نہیں!! انشال خان اس کے زخمی ہاتھ
کو کسی دیوانی کی طرح چومتی ہوئی اس کے سینے میں
اپنا آپ سما گئی تھی۔

اٹس این اونر یہ میرے لیے عراز ہے!! وہ پہلی بار انشال
کو محبت کا اقرار کرتے دیکھ روح تک سرشار ہو گیا تھا۔
یہ کانچ تو تمہاری ہتھیلی میں پیوست ہے منہاں یہاں بیٹھو
میں بینڈیج کرتی ہوں!! وہ اس کے ہتھیلی میں بڑے سے
کانچ کے ٹکڑے کو بری طرح پیوست دیکھتی لرزتے
ہوئے بولی تھی۔ اس کا دیہان اپنے خواب سے بالکل ہٹ
گیا تھا۔

وہ پچھلے کہی سالوں سے جس خواب کے زیر اثر تھی وہ فوراً ہی بھول گئی تھی۔ اس کی اتنی سی ہی کیئر پر منہان خانزادہ ساتوں آسمان پر پہنچا تھا اس نے تو بس چاہت کی تھی انشال اسے قبول کر لے دل سے اس کی ہو جائے وہ ہر نماز کی دعا میں انشال خان کے دل میں اپنے لئے تھوڑی سی گنجائش مانگتا تھا شاید اس کی دعا پوری کر دی گئی تھی۔

وہ اسے صوفے پر بٹھاتی فرسٹ ایڈ باکس لاتی اس کے ہاتھ کو اپنے کپکپاتے ہاتھ میں پکڑ کر شیشہ نکالنے کی کوشش کرنے لگی اس کی آنکھوں سے جھرنا ابھی تک رواں تھا شاید رونا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ وہ روتے ہوئے بے حد حسین لگتی تھی شاید اس بات سے واقف تھی اس لیے اس کی بھوری آنکھوں میں ہر وقت آنسو ہی جمے رہتے تھے۔

کیا آپ کو کبھی کسی نے بتایا ہے کہ آپ کتنی خوبصورت ہیں خانی! وہ اس کو کپکپاتے دیکھ اپنے بازو کے حلقے میں لیتا بولا تھا۔ وہ نازک مزاج سہمے دل والی حسینہ کہاں کانچ نکال سکتی تھی اس کے چہرے پر منہان

خانزادہ کی خون سے آلود ہوئی ہتھیلی کو دیکھ کر درد
کے واضح آثار نمایا ہو رہے تھے۔

کک۔۔۔کیا۔۔۔تمہارا۔۔۔ہاتھ۔۔۔یہ لیں نکال دیا کانچ اب آپ اس
پر مرہم رکھ دیں!! وہ ایک سیکنڈ میں اپنی ہتھیلی سے
کانچ نکال کر انشال سے بولا تھا۔ وہ اس کے پہلو میں
بیٹھے ہی اس کے ہاتھ پر بینڈیج کرنے لگی۔ وہ جب بینڈیج
کر کے فری ہو کر اٹھنے لگی کہ منہاں خانزادہ نے اپنے
زخمی ہاتھ سے ہی اس کی کلائی تھام لی۔

انشال خان بے ساختہ پیچھے مڑ کر اسے ناسمجھی سے
دیکھنے لگی۔ مجھے چوٹ لگی ہے اور آپ نے مرہم
رکھنے کی بجائے بینڈیج ہی کر دی یہ فیر نہیں! وہ اسے
کھینچ کر اپنی لیپ میں بٹھاتا اس کی ٹھوڑی کو نرمی سے
اپنے انگوٹھے اور انگلی کی مدد سے اونچا کرتا اپنی
سُرمئی نشیلی آنکھیں ٹپٹپا کر بولا تھا۔

مرہم رکھا تو ہے دیکھو!! وہ اس کی تپش زدہ نظروں سے
سہم کر فوراً سے اس کے ہاتھ کی جانب دیکھتی ہوئی
بولی تھی۔اپنے دیوانے کے زخموں پر مرہم ایسے رکھا

کرتے ہیں جانِ قلب۔۔! وہ جھکا اور بے حد نرمی سے اُس کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھتا چند سیکنڈز انہیں چوم کر اُس کی آنکھوں میں جھانکتے بولا۔

یہ اُس کا پہلا لمس تھا جس میں شوخی تھی۔ انشال خان کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی پیدا ہو گئی۔ جانے دو مجھے!! وہ اس کی لپ سے اٹھنے لگی جب وہ اسے صوفے پر لیٹا کر خود اس کے اوپر آگیا۔

خانی کس می رائٹ ناؤ! وہ اسے سرخ گلاب بن کر کسی
کبوتر کی طرح آنکھیں میچی دیکھ کر بہکے سے انداز
میں بولا تھا۔ میں کیسے۔۔۔مجھے شرم۔۔۔۔۔اچھا میں کر
لیتا ہوں کچھ دن بعد جب آپ کی شام اتار دوں گا تب آپ کر
لینا

وہ سہولت سے کہتا اس کے ہونٹوں پر اب کی بار اپنا مکمل حق سمجھ کر جھک گیا تھا اور بہت نرمی گرم انداز میں کبھی اس کا بلائی لب تو کبھی اس کا نچلا لب اپنے ہونٹوں میں بھر کر چوم رہا تھا۔ وہ انشال خان کے گال اور اپنے ہاتھ کا انگوٹھا سہلاتا ہوا اس کو تحمل بھرے انداز میں پینے لگا تھا۔

کچھ ہی دیر میں اس کا جسم بے قرار ہوتا اسے مزید محسوس کرنے کے لئے مچانے لگا تھا۔ وہ اس کے جبرے پر اپنے ہاتھ کی ہلکی گرفت بڑھاتا اس کے منہ کو کھول کر اپنی زبان اس کی زبان سے ملانے لگا تھا۔ اس کے ہاتھ انشال کی گردن سے ہوتے ہوئے اس کے دل کے مقام کو حق ملکیت سے چھونے لگے تھے۔

وہ اس کے لبوں کا میٹھا رس پیتا اس کی شرٹ کو ان زپ کرتا اس کے دودھیا شولڈرز سے نیچے کرتا اس کی گردن پر جھک گیا تھا۔ انشال خان کو اس کے لمس میں سکون مل رہا تھا لیکن اس کے جسم کی لرزش بڑھتی ہی جا رہی تھی۔

منہان خانزادہ اس کی گردن کو بھی اتنی ہی نرمی سے چوم رہا تھا جتنا اس کے لبوں کو چوما تھا۔ کوئی بھی مجھے آپ سے نہیں چھین سکتا یہ عشق کا دعویٰ ہے میری روح تک رسائی صرف انشال خان کو حاصل ہے کوئی تیسرا ہم دونوں کے بیچ کبھی نہیں آسکتا!! وہ اس کی دھڑکنوں سے بھی شرٹ نیچے کھسکتا ان پر جھکنے سے پہلے انشال کی سہمی آنکھوں میں دیکھ کر بھاری لہجے میں بولا تھا۔

اب وہ اس کی دھڑکنوں پر اپنی زبان پھیر کر ان پر جھک چکا تھا۔ وہ ان کی نرم ساخت کو اپنے ہونٹوں میں بھر کر چوم رہا تھا۔ مجھے ساری زندگی بھی اگر اپنے عشق کا دن رات آپکو یقین دلانا پڑھا تو میں ہر سانس کے ساتھ اپنے بے پناہ عشق کا اقرار کرتا رہوں گا۔ وہ اسکی دھڑکنوں پر موجود پردے ہٹاتا جب انشال اسے پکار اٹھی۔

منہاں نہیں میں ابھی-----صرف محسوس کر رہا ہوں وعدہ کرتا ہوں آپ کی اجازت کے بغیر اپنی حد سے تجاوز نہیں کروں گا۔ وہ اسکا خوف سمجھ کر اوپر ہو کر اپنی شرٹ ریموو کرتا اس کا ماتھا چومتے ہوئے بولا تھا کھڑکی سے چاند کی روشنی آرہی تھی جو ان کے چمکتے چہروں کو اور بھی زیادہ چمکا رہی تھی۔

وہ انشال خان کو صوفے سے اٹھا کر بیڈ تک لاتا اسے نرمی سے لیٹا کر تمام ڈم لائنس بھی آف کرتا اس کی قمیض بھی ریموو کر گیا تھا۔

تم۔۔ کیا۔۔ کرنے۔۔ لگے۔۔۔۔۔ ابھی تو صرف سونے لگا ہوں
اگر آپ کچھ کروانا چاہتی ہیں تو بتا دیں!! وہ اس کے

برابر میں آکر لیٹتا اے سی کا ٹمپرچر بڑھا کر خود پر
اور انشال پر کمفرٹر اوڑھتا اسے اپنے سینے سے لیٹا گیا۔

ڈرتی کیوں ہیں اتنا اگر کچھ کر بھی لیا تو میں آپ کا شوہر
ہوں حق رکھتا ہوں آپ پر!! وہ اس کے سر کو نرمی سے
سہلا کر اس کے پیٹ پر آہستگی سے اپنا ہاتھ سہلانے
لگا۔ انشال خاموش رہی جب منہان خانزادہ پھر سے بولا
آپکا ہر خوف میں اپنی محبت کی بارش میں آپ کو پور
پور تک بھیگو کر بھولا دونگا! اب تو میرا ساتھ دیں گی
ناں آپ خود سے دور ناناں جھٹک کر میں نے بہت صبر
سے آپ کا انتظار کیا ہے اور کر رہا ہوں!! وہ انشال کے
سر پر رات سے کتنی بھی بار چوم چکا تھا۔

بار بار اسکی پیشانی پر اپنے لب رکھ رہا تھا۔ اس کو درد
میں محسوس کر کے ایک لمحے کے لئے بھی اکیلا نہیں
چھوڑ رہا تھا۔ انشال خان کی رپورٹس کچھ دنوں تک آنی
تھی کل سے انہوں نے شاپنگ پر بھی جانا تھا۔ وہ اسکا
دیہان ہر چیز سے مکمل طور ہٹانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

اسے محسوس ہو رہا تھا انشال اس کے سینے سے لگی

اس کے محبت بھرے لفظوں کی تپش سے نیند کی آغوش میں جا رہی ہے۔ وہ خوابوں میں بھی ڈر کر اٹھ جاتی تھی کیا کچھ تھا جن سے منہاں اب واقف ہو رہا تھا۔

انشال۔۔۔ہمم۔۔۔!! وہ اس کو پُرسکون محسوس کر کے پھر سے پکارنے لگا تھا۔ سو رہی ہیں آپ!! فجر ہونے والی ہے کیا آج نماز نہیں پڑھنی! پڑھنی ہے مگر مجھے پہلے شاور لینا ہے میرے پاس سے ہاسپٹل کی میڈیسنز کی اسمیل آرہی ہے۔ انشال نیند سے بھری آواز میں بولی تھی۔
اچھا میں آپکا ڈریس نکال دیتا ہوں!

وہ کچھ بھی منتوں میں اٹھا اور اپنے موبائل کی ٹارچ آن کرتے ہوئے ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گیا۔ وہ جیسے ہی ڈریسنگ روم میں موجود وارڈ روب کھول کر اس کا ڈریس نکالنے لگا اُسے کچھ میڈیسنز کے پیکٹ نظر آئے۔

اس کی جیسے ہی وہ ادویات کے کبھی ریپر دیکھے ان کا نام پڑھ پر اسے شاک لگ گیا۔ تو انشال خان ایک عرصے سے نیند کی گولیاں بھی کھاتی آرہی ہے۔ گولیاں کھانے کے باوجود وہ بھیانک خوابوں سے ڈر کر اٹھ جاتی ہے۔

منہاں خازادہ شدید دکھ ہوا۔ اسے اب پلوشہ خانم سے بات کرنی ہی تھی۔

وہ تمام ادویات پولیتھین بیگ میں واپس رکھتا انشال خان کا ڈریس نکال کر روم میں آیا تھا۔ انشال کی نیند گہری ہو گئی تھی اس نے بیڈ کی سائنڈ ٹیبل کھولی وہاں بھی نیند کی گولیوں کی ڈبیا پڑی ہوئی تھی۔

انشال اٹھیں! آپ نے شاور لے کر نماز پڑھنی تھی۔ فجر کی اذان سنتے ہی وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اسی جگانے لگا۔ انشال اس کے جگانے پر اٹھ گئی تھی آج اس نے کوئی بھی میڈیسن نہیں لی تھی۔

میری شرٹ وہ۔۔۔۔۔ یہ لیں میں واپس پہنا دیتا ہوں۔ منہاں خازادہ صوفے پر پڑی اس کی قمیض کو اٹھا کر واپس اس تک آیا تھا اور اسے شرٹ پہنا گیا۔ آپ جائیں فریش ہونے میں مسجد جا رہا ہوں شام میں شاپنگ پر بھی جانا ہے ٹھیک ہے۔ وہ اسے بیڈ پر بیٹھے دیکھ کر بولا تھا۔ ٹھیک ہے!! انشال بیڈ سے اٹھتی منہاں خازادہ کا لایا ہوا ڈریس پکڑتی واشروم میں چلی گئی۔

اس کے جاتے ہی منہاں خانزادہ کی بیڈ کی دوسری سائڈ
ٹیل کی دراز کھولی جہاں اسے وہی میڈیسنز نظر آئی جو
آج ڈاکٹر نے اسے لکھ کر دی تھی۔ وہ تمام میڈیسنز
پولیتھین بیگ میں ڈالتا اپنی شرٹ پہن کر اسکے کمرے
سے نکل گیا تھا۔

خالہ آپ پریشان ہوں گی تو پھر آپکی مشی کو کون
سنبھالے گا دیکھیں وہ آپ کو حوصلہ دیتی کتنی مضبوط
لگ رہی ہے یہ آپ کی اور سالار انکل کی تربیت ہی ہے
جو وہ ایک بیٹی ہو کر آپ دونوں کو کمزور نہیں پڑھنے
دے رہی

جس طرح وہ آپ کے ساتھ انکل کو ہاسپٹل لائی ہے میں تو
حیران ہوں اس کی ہمت پر اب آپ پھر سے رونے لگی
ہیں ہمت کریں یار خالہ انکل ٹھیک ہو جائیں گے۔ رایان
انصاری اپنی مضبوط خالہ کو وقفے وقفے سے روتے
دیکھتا ان کا حوصلہ بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔

مشائم تہجد کی نماز ادا کرنے گئی تھی جب رایان اپنی خالہ کی بکھری حالت دیکھ کر ان کے پاس بیٹھ کر انہیں سائڈ ہگ کرتے بولا۔ میری بچی بہت بہادر ہے رایان وہ اپنے بابا پر گئی ہے مگر میں بہت کمزور ہوں سالار کی حالت اب مجھ سے نہیں دیکھی جاتی!! میں نے انہیں بہت دفعہ کہا ہے ایک بار وہ اپنی مورے سے مل لیں تاکہ انہیں بھی سکون ہو جائے مگر وہ سنتے نہیں میری اور مشائم میں اسے کیا بتاؤں سالار کی کنڈیشن سیریس ہے بیٹے میں کیا کروں مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا!! مہوش بیگم اپنے آنسو صاف کرتی بولی تھی۔

وہ مشائم کو آتے ہوئے دیکھتی خاموش ہو گئی تھی۔ ماما آپ پھر سے روئی ہیں نا جائیں اب میں آپ سے بالکل بھی بات نہیں کروں گی!! مشائم اپنی ماں کی بھیگی آنکھیں دیکھ کر ناراض ہوتے ہوئے بولی تھی۔ آپ کو پتہ ہے ناں جب بابا ٹھیک ہو جائیں گے تو وہ مجھ سے کتنا ناراض ہوں گے کہ میں نے آپ کا خیال نہیں رکھا!! مشائم بھی اب بھیگی آواز میں بولی تھی اسے اپنے بابا کی ایک ایک بات یاد رہتی تھی چاہے حالات کیسے ہی کیوں ناں ہوں۔

تمہارے بابا کبھی تم سے ناراض نہیں ہو سکتے اب نہیں روتی میں بس میری بیٹی مجھ سے ناراض نہیں ہونا اب!! مہوش بیگم نے اس کی بھیگی آواز سن کر اس کا ماتھا

چوم کر اپنے آنسو مکمل صاف کر لئے تھے۔ سعدیہ بیگم
اپنی بہن اور بھانجی کو اداسی سے دیکھ رہی تھی۔ ان کے
دل میں درد سا اٹھتا تھا اپنی چھوٹی بہن کا صبر دیکھ
کر!! جنہیں سسرال میں گھسنے سے پہلے ہی دھکے دے
کر نکال دیا گیا تھا ایک سال کی مشائم کے ساتھ! لیکن
انہوں نے کبھی کوئی شکوہ نہیں کیا تھا بلکہ اب تو انہیں
اور بھی فکر ہوتی تھی مشائم کی اسے سچ جب پتہ لگے
گا تو پھر کیا ہو گا وہ اپنے ماں باپ کی ناقدری کرنے
والوں کو کسی صورت قبول نہیں کرے گی۔

وہ اب بڑی ہو گئی تھی اس کا حق تھا سچ جاننا!! تم بہت
بریو ہو مشائم! آئی ایم سو لکی ٹو ہیو سچ آ اسٹرونک
سسٹر!! ایشا تمہارے لئے بہت اپ سیٹ ہو رہی تھی تم
صبح اسے کال کر لینا۔ رایان اسکے سر پر ہاتھ رکھتا
بھائیوں والا مان دیتے ہوئے بولا تھا۔ ٹھیک ہے بھائی!
مشائم ایک اداس سی مسکان کے ساتھ بولی تھی۔

ابھی ان میں مزید کوئی بات ہوتی جب ڈاکٹر آئی سی یو
سے نکل کر آتا دکھائی دیا۔ وہ سب ایک ساتھ کھڑے ہوئے

تھے۔ روحیل انصاری ڈاکٹر کے پاس جاتے اس سے سالار صاحب کے متعلق کچھ استفسار کرتے جب مشائم بے صبری سے بولی تھی۔ ڈاکٹر میرے بابا جان کیسے ہیں!! اس کا لہجے میں خوف نمی اور ایک امید بھی تھی۔

آپ کے بابا کا آپریشن سکسیسفل ہو گیا ہے۔ آپ لوگ انہیں وقت پر لے آئے تھے اور آپ کے بابا کا آپریشن ہمارے ڈیپارمنٹ کے ہیڈ نے خود پروسیڈ کیا ہے۔ کچھ گھنٹوں میں پیشنٹ کو ہوش آجائے گا تب آپ لوگ مل سکیں گے مگر خیال رکھیں انہیں کسی بھی قسم کا اسٹریس نا دیا جائے!! ڈاکٹر ان سب کو سالار صاحب کے آپریشن سے کامیاب ہونے کے متعلق بتاتا آگے بڑھ گیا تھا۔ مشائم اب روتی ہوئی اپنی ماما کے گلے لگی تھی اس کے بابا میں اس کی جان بستی تھی وہ اللہ کے ساتھ ساتھ کسی اور شخص کی بھی شکر گزار ہوئی تھی جو شہریار خانزادہ تھا۔ وہ فرشتہ بن کر آیا تھا جیسے اگر وہ وقت پر پے مینٹس نہیں کرتا تو کیا اس کے بابا کا آپریشن ہو سکتا تھا۔

اسکی آنکھ پردوں سے چھلکتی سورج کی تیز روشنی سے کھلی تھی۔ وہ اپنی شہد آنکھیں مسلتی ہوئی اٹھ کر

بیٹھی تھی۔ رات کا ایک ایک منظر اس کی آنکھوں کے سامنے گھوما تھا۔

وہ اس سے ناراض ہو کر چلا گیا تھا کیا واپس نہیں آیا تھا۔ شانزے خان پورے کمرے میں اپنی نظریں گھما کر دیکھتی خود پر کمفرٹر اوڑھے کر بیڈ سے اتر گئی تھی۔ اس کا لہنگا اور بلاؤز زمین کی زینت بنا ہوا تھا۔ سرخ لہنگا چاک تھا اسے پہننے کے لئے دوسرے کپڑے چاہیے تھے۔ وہ جس ہولیے میں تھی اس طرح نا تو نیچے جا سکتی تھی کسی ملازمہ کو آواز دے کر اوپر بولا سکتی تھی۔

وہ روم کے ایک کارنر پر گلاس ڈور دیکھ کر اسکی جانب بڑھی وہ بہرام خانزادہ کا ڈریسنگ روم تھا جو بے حد اسٹائلش سا تھا فینسی گلاس وارڈ روب بے حد قیمتی لگ رہی تھی جس کے اندر سیکشن وائز قیمتی زیبائش کا سامان تھا۔ لاکھوں کی قیمت کے مہنگے لباس جوتے گھڑیاں پرفیومز تھے۔

بہرام خانزادہ کا ذوق و شوق یہاں موجود ایک ایک قیمتی

چیز سے بخوبی ظاہر ہو رہا تھا۔ اس ڈریسنگ روم میں موجود ہر چیز اس کی شخصیت کا حصہ تھی۔ ڈریسنگ روم اس کے روم کے جتنا ہی وسیع تھا اس میں لگی ڈم لائٹس ایک رومانوی سا احساس پیدا کر رہی تھی۔ جو بہرام خانزادہ کی بے باک سائڈ شو کر رہی تھی۔

ان بڑی بڑی گلاس وارڈ روبز کے ایک سیکشن میں فیملی ویئرز بھی تھے وہ سیکشن اس نے شانزے خان کے لیے خالی کیا تھا۔ جس میں ڈریسز ٹیگس سمیت ہینگ تھے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے اٹھنے سے کچھ دیر پہلے ہی رکھے گئے ہوں۔ شانزے خان کو خفت کا احساس ہوا کہ وہ بغیر کسی لباس کے کمفرٹر اوڑھے بیڈ پر سوئی ہوئی تھی مگر پھر اسے اطمینان ہو گیا کہ بہرام خانزادہ کے راؤنڈ شیپ بیڈ پر بلیک نیٹ کے کرٹنز لگے ہیں اور روم میں اندھیرا تھا تو اس پر کسی بھی میڈ کی نظر نہیں گئی ہو گی۔ لیکن ایک سائڈ سے کرٹن تو ہٹا ہوا تھا جہاں سے سورج کی روشنی نے اسے بیدار کیا تھا تو کیا وہ خود آیا تھا دوبارہ روم میں!! شانزے سوچ میں گم ہو کر ان ڈریسز کو دیکھنے لگی۔

اسے حیرت ہوئی بہرام خانزادہ کا ہر لباس ہی سیاہ رنگ کا تھا جبکہ وہاں موجود شانزے کے جتنے بھی ڈریسز تھے وہ سب مختلف رنگوں سے چمک رہے تھے۔ وہ ان فیمیل ویئرز سے زیادہ بہرام خانزادہ کے ڈریسز توجہ سے دیکھ رہی تھی۔ جو زیادہ تر بلیک فار پیس تھے بلیک ڈریس پینٹس شرٹس ہی تھی قمیض شلوار بہت کم تھی۔

اسے اس ڈریسنگ روم میں بہرام خانزادہ کی مہک رچی بسی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ اپنے لئے ایک سادہ سا پٹھانی سیاہ فراک نکالتی ڈریسنگ روم کے لاسٹ کارنر پر سلائیڈنگ گلاس ڈور تھا جسے سلائیڈ کرتے ہوئے شانزے خان واشروم میں انٹر ہو گئی تھی۔ اتنا بڑا واشروم روم شانزے نے اپنی پوری حویلی میں نہیں دیکھا تھا۔ اتنا لگژری واشروم اس میں موجود قیمتی ماربلز وہ بہت اسٹائلش سے انداز میں بہت سوچ سمجھ کر بنایا گیا تھا۔

واشروم کے بیچ و بیچ ٹنڈ سلائیڈنگ بلیک گلاس وال تھی اس کے پیچھے کیا تھا شانزے کو تجسس ہوا۔ اب یہاں کیا ہے بہرام کی طرح اس کی بنائی گئی ہر چیز ہی بہت رومینٹک وائب دیتی ہے ہونہ مجھے کیا کل رات بھی

مجھ پر غصہ کر کے چلے گئی اتنی زور سے بیڈ پر
پٹختے ہیں جیسے میرے ساتھ ریسلنگ کر رہے ہوں۔

بات ہی نہیں کروں گی جائیں اپنی اس ڈائین روبی کے پاس
دوسرا بہرام نہیں چاہتا میں بھی دیکھتی ہوں کیسے نہیں
چاہتے لالا اور شوہر دونوں ہی اہم ہوتے ہیں اور اپنا بچہ
تو خود سے بھی اہم سمجھتی ہے ایک ماں مریم چچی کو
سزا دیتے تھکے نہیں یہ جو اب مجھ سے بدلے نکال رہے
ہیں

ہوں گے باس اپنے لئے میں کوئی ان کا چھوٹو تھوڑی ہوں
جو جب جی چاہا پاس آگئے جب جی چاہا مجھے پٹخنا
شروع کر دیا کمر بھی درد کر رہی ہے میری لالا کا نام
ہی تو لیا تھا کونسا کہا تھا دوستی کر لیں میں تو معاف
کرنا کا بول رہی تھی دل صاف کرنے سے انسان خود
سکون میں رہتا ہے ہر بار مجھے غلط سمجھ کر غصہ
کرتے ہیں

شانزے اس سلائیڈنگ وال کو ہاتھ سے چھوتی ہوئی منہ
پھلا کر بول رہی تھی وہ اس وال کی دوسری جانب نہیں

دیکھ سکتی تھی لیکن اس کے پیچھے موجود شخص اوپر
سے نیچے اسے حق سے دیکھتا اس حسین نظارے میں
اس کے شکوے سن رہا تھا۔

شاور لے کر ریلیکس ہونا ہی بہتر ہے بائی دی وے فراک
اچھی ہے میرے ناپ کی ہی لگ رہی ہے فٹنگ تو! وہ
واشروم میں لگے ہینگنگ اسٹینڈ پر اپنی فراک ہینگ کرتی
اور شاور کین میں جاتی اس کے نیچے کھڑی ہو گئی۔

روف شاور سے نیچے کھڑی وہ کوئیک وارم شاور لے
کر باہر نکلی تھی۔ یہ باتھ روب کس کا ہے یہاں تو
میں۔۔۔۔۔آہہ۔!! وہ جو وائٹ باتھ روب دیکھ کر ابھی خود
کو ٹاول میں جلدی سے لپیٹ رہی تھی جب گلاس وال
سلائڈ ہوئی اور کسی نے اسے پیچھے کی طرف کھینچا وہ
اس وجود کے ساتھ اس ٹنڈ بلیک وال کے پیچھے واشروم
میں ہی بنے اسٹائلش سے سوئمنگ پول میں جا گری
تھی۔۔۔۔۔

وہ اس وجود کے ساتھ ٹنڈ سلائیڈ گلاس وال کے

پیچھے واشروم میں ہی بنے اسٹائلش سے سوئمنگ پول
میں جا گری تھی۔ جو اس کا ٹاول ریموو کرتا اسکی دونوں
لیگنز کو کراس کر کے اپنی کمر کے گرد ریپ کرتا اسے
اپنے ساتھ لپیٹائے ہی اوپر کی طرف آیا تھا

شانزے خان کی سانسیں بری طرح پھولی ہوئی تھی وہ
شدید سہمی حالت میں اسکی طرف دیکھ رہی تھی جس نے
اس کی جان پل میں ہوا کر دی تھی۔

بب۔ بہرام۔۔۔ آپ۔۔۔ یہاں۔۔۔ ہاں بھی تو کیا منصوبہ بنا رہی تھی
تم! کیسی وائبز آتی ہیں تمہیں!! وہ اس کے دونوں ہاتھ اپنی
گردن کے گرد باندھتا اسے پول کی دیوار پر فکس کرتا
اسکے گلے بالوں کو اپنی مٹھی میں پکڑتا اس کے بھیگے
ہونٹوں کی طرف دیکھنے لگا۔

اس کی رات کانٹوں پر گزری تھی آخری لمحے میں اس
سے دور ہو اور بہرام خانزادہ کی سانس ہی خشک ہو گئی
تھی جب صبح وہ کمرے میں آیا تو شانزے سو رہی تھی۔
اس وقت گھڑی صبح کے دس بجا رہی تھی۔ اس نے کل
ہی شانزے کی رخصتی سے پہلے اسکے لئے اپنے

اسپائسی موڈ کے اکارڈنگ شاپنگ کی تھی جنہیں اس نے خود ہی شانزے کے لیے وارڈ روب میں سیٹ کیا تھا۔ اور پھر اس کے بعد وہ اسکے خوبصورت چہرے کا دیدار کرتا اپنے واشروم میں موجود سوئمنگ پول میں ریلیکس ہونے آیا تھا۔ جب وہ پول سے باہر ہی نکلنے لگا تو اس کی بیوی جلوے کرواتے ہوئے واشروم میں آگئی اور جو نظارہ بہرام خانزادہ نے کیا اس کا جی چاہا شانزے پر اس پول کے اندر ہی جھپٹ جائے اور پھر وہ شانزے کو پھولے گالوں سے شکوے کرتا دیکھ مزید چوڑا ہو گیا جب شانزے دیوار کی طرف منہ کر کے شاور لے رہی تھی تو اس نے بہت آہستگی سے وال سلائڈ کی اور اپنا ہاتھ روب اور ٹاول شانزے کی بلیک فرائز کے ساتھ ہی ہینگ کر دیا اس کا ارادہ شانزے کے ساتھ اپنے اس فیورٹ سوئمنگ پول میں کبھی بھولائی نا جانے والی یادیں بنانا تھا۔

شانزے کو شاور لے کر خوف سے ٹاول اور ہاتھ روب کو دیکھ کر سہم دیکھ وہ شرارت سے مسکرا رہا تھا جب شانزے کسی کی واشروم میں موجودگی کے خوف سے خود کو ٹاول سے ڈھانپنے لگی تو اس کا واشروم سے بھاگنے کا ارادہ بھانپ کر ایک بھی لمحے کی دیر کیے اسے اپنے ساتھ پول میں کھینچ گیا اور اس کو ٹاول سے

بوجھ سے آزاد کرتا اب اپنی منمانیوں پر اتر آیا تھا۔

وہ اس کو پھر سے بے بس کر رہا تھا اور آج ہر حدود توڑ دینے پر بضد تھا۔ قربان جاؤں تمہاری اس خوبصورتی کے حسین ترین نظارے پر میری خانم! کیا حُسن جمال پایا ہے میرے یار کے انگ انگ نے ہم تو سر کے بل چل کر جھپٹیں گے اس نازکی پر!! وہ بہکے بے باک انداز میں کہتا اس کے ہونٹوں پر ٹوٹ پڑا تھا۔ اس کے لمس میں بے قراری کے انگارے تھے۔ جو شانزے کو پگھلا رہے تھے۔

وہ ڈوبنے کے خوف سے بہرام خانزادہ میں گھس رہی تھی۔ گھسنے والا کام میرا ہے جان من خود سے پاس آؤ گی تو زیادہ چیخیں نکلوؤں گا!! وہ اس کی زبان کے ساتھ اپنی زبان بہت شدت سے لڑاتا اس کے پتلی سی کمر کے خم کو دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں سے بھینچے بولا تھا۔

آپ۔۔۔ پیار۔۔۔ کب۔۔۔ کریں۔۔۔ گے۔۔۔ ہر۔۔۔ وقت۔۔۔ تو۔۔۔ ڈراتے۔۔۔ ہی رہتے۔۔۔ ہیں۔۔۔!! شانزے اس کی زبان پر دانتوں سے کاٹتی اس کی گردن میں اپنے نیلز گاڑھ کر روہانسی ہو کر بولی

تھی۔

پیار کرنا ابھی شروع کیا ناں تو تم نے بلبلا جانا ہے میری
نازک بیوی!! پھر شکوے کرتی پھیرو گی کہ اٹھا اٹھا کر
پٹختا ہوں تمہیں!! آج اگر ہم دونوں کے بیچ تم کسی
تیسرے کو لائی تو یاد رکھتا سارا غصہ تمہارے اندر اپنے
ازلی وحشی انداز میں انڈیل دونگا پھر روتی رہنا بیٹھ کر
کوئی پرنسس ٹریٹمنٹ بھی نہیں دونگا بلکہ لگاتار تم میں
اترتا رہوں گا یہاں تک کہ تم میری مینتیں کرو گی دور
بٹنے کے لئے اور میں بے رحم بنا تم پر برستا رہوں گا!!
اور ایک بات کان کھول کر سن لو بہت شوق ہو رہا ہے
تمہیں چھوٹے بہرام کا ابھی کوئی ضرورت نہیں پہلے
مجھے میری بیوی چاہیے بعد میں اس بارے میں سوچیں
گے۔

وہ اس کو خود میں بری طرح لاک کیے اس کی گردن پر
جھکا ہوا ہلکے ہلکے دانت گاڑتا بھاری لہجے میں ٹھہر
ٹھہر کر بولا تھا۔

امم۔۔۔آہ۔۔۔میں۔۔۔نے۔۔۔تو۔۔۔ایسا۔۔۔کچھ۔۔۔بھی۔۔۔نہیں۔۔۔کہا۔۔۔!!

شانزے اپنے جسم سے ہیٹ نکلتی محسوس کرتی اپنے
کچھ دیر پہلے بولے گئی الفاظ سے مکر گئی وہ لال انگارہ
ہو گئی تھی۔ اتنی تیز روشنی واشروم میں پھیلی ان کے
جسموں کی مہک اور سوئمنگ پول کا پانی ایک جان لیوہ
ماحول بنا رہا تھا۔

شانزے کو لگ رہا تھا بہرام خانزادہ کے جسم سے نکلتی
ہیٹ سے پانی کھول جائے گا۔ اس کو اپنی پوزیشن دیکھ
کر اپنے گالوں سے آگ نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔
ایک ایک بات تمہاری میں سن چکا ہوں اب اگر مکاری تو
ہاتھوں میں زنجیریں باندھ کر اتنا رف-----پلیز خاموش ہو
جائیں اس پانی میں مر جاؤں گی آپ کی ان باتوں سے میں

کچھ تو رحم کریں کچھ بھی نہیں کھایا میں نے بھوک لگی
ہے!! شانزے اس کی قربت اس کے جسم کے پھولے مسلز
سے اپنی سانسیں اکھڑتی ہوئی محسوس کرتی خوفزدہ سے
انداز میں اپنی زبان کی لڑکھڑاہٹ پر قابو پاتی ہوئی بولی
تھی۔

وہ کھلے ہاتھوں میں اسے مزاحمت نہیں کرنے دیتا تھا تو

ہاتھ باندھ کر وہ کیا کچھ نہیں کرتا اس رات اس نے جو
بے باکی دکھائی تھی وہ اس واشروم میں اپنے وجود پر
برداشت کرنا سانسیں گوانے کے برابر تھا۔

تمہاری بھوک کا سارا بندوبست کیا ہوا ہے میں نے پہلی
میری پیاس بجھاؤ پھر ہی یہاں سے نکلنے دوں گا ورنہ
سارا دن ساری رات تم میں اور یہ سوئمنگ پول! وہ اپنا
ایک ہاتھ آہستہ سے اس کی کمر کے خم سے نیچے لے
جاتا اسے ہلکا سا سہلاتے ہوئے سلیپ کرتے بولا تھا۔ وہ
بیچاری بری طرح بیسٹ کے شکنجے میں بے بس ہو گئی
تھی۔۔

آپ برے ہیں!! بہت برے ہیں بہرام! وہ دانت پیس کر اس
کے تھپڑ سے خفت زدہ ہوتی اس سے دور ہونے لگی
تھی۔ ہاں میں بہت برا ہوں سویٹ ہارٹ!! وہ اس کے نازک
انگوں کے ساتھ بے شرمیوں پر اترا تھا۔

آہہ۔۔ درد۔۔ ہوتا۔۔ ہے۔۔ آپ۔۔ کے۔۔ ہاتھ سخت۔۔۔۔ کچھ اور
اس سے بھی زیادہ سخت ہے!! شانزے جو اسے دوہائی
دے رہی تھی جب وہ اس کے کان کے قریب جھک کر

ڈیپ وائس میں بولا تھا۔

کک۔ کیا۔ کیا۔۔۔۔۔ وہی جو تمہاری جان نکال دے گا!!
کک۔ کون۔۔۔۔۔ کون۔۔۔۔۔ اوہو میرا تم سے دور جانا اور کیا!!
دیکھا تھا کل رات کیسے روتی رہی ہو میرے جانے کے
بعد تم بس تم پر رحم آگیا ویسے تم رحم کے قابل ہو نہیں
جی چاہتا ہے دن رات صبح شان ہر سانس کے
ساتھ۔۔۔۔۔ کیا۔۔۔۔۔ پلیز چپ ہو۔۔۔۔۔ سنو تو سہی ایک تو انتہائی
ڈرٹی مائنڈڈ ہو تم!! وہ ہر بات میں ذومعنی بات کرتا
شانزے کو لال انار بنا رہا تھا۔ یہاں تک کہ وہ حیا کے
مرنے والی ہو کر اسکے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ گئی۔

اسکے ایکٹ پر بہرام خانزادہ جنونی ہوا تھا۔ وہ اس کی
کمر بینڈ کر کے اسے پول سے اوپر اٹھاتا اس کے ہونٹوں
سے پیچھے نا ہٹنے کے لئے لیٹ گیا تھا۔ اس کا جسم
بے باکی سے شانزے کے ساتھ مس ہو رہا تھا۔ وہ اسکی
کمر پر اپنے اپنے نیلز کے نشان ڈال رہی تھی۔ جب وہ
پول کے پانی میں ڈوبکی لگا گیا شانزے پھر سے لیٹی تھی
اس کے ساتھ اور اب وہ خود اسکی سانسوں سے اپنی
سانسیں واپس چرانے لگی تھی۔

جب وہ تھکن سے چور ہوئی تو بہرام خانزادہ اسے پھر سے پانی کے اوپر لے آیا!! ان دونوں کی سانسیں پھولی ہوئی تھی۔ بہرام خانزادہ اپنے جذبوں کی گرمی سے گہری سانسیں بھر رہا تھا جبکہ شانزے اسکے اپنی جان ہلکان کرنے پر! پلیز بیڈ پر چلیں یہاں۔۔۔۔۔ واؤ ڈیٹ ساؤنڈز لائک یو اون می! بڑی جلدی ہو رہی ہے بستر توڑوانے کی!! وہ اُسے اپنی باہوں میں بھرے پول سے نکلا تھا۔

مم۔۔۔ میرا۔۔۔ ڈریس۔۔۔ تم مجھے اس طرح بھیگی ہوئی زیادہ پیاری لگتی ہو آجاؤ شاور لیتے ہیں!! وہ اس کو روہانسی ہو کر کبوتر کی طرح آنکھیں میچے دیکھ گرم پانی کے شاور کے نیچے دیوار کی طرف اس کا منہ کر کے کھڑا کرتا خود اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا تھا۔ اور اس کی بیک کو اپنے سینے سے لگائے اس کی گردن پکڑ کر اس کا منہ اوپر کی جانب کرتا خود تھوڑا سا نیچے کی جانب جھکتا اس کی نازک پنکھڑیاں اپنے قید میں لے گیا۔

وہ معصوم سی نازک جان سپورٹ کے لئے دیوار پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ گئی وہ اس کی گردن بالکل موڑ کر اس کا میٹھا جام سرور کے عالم میں پی رہا تھا وہ خود کو

پوری طرح سے سیراب کرتا شانزے کو اپنے کندھے پر
ڈالتا واشروم سے نکلا تھا۔

خفت و شرم کے احساس سے شانزے اپنی ہر سانس کے
ساتھ اس کے دل میں رحم کی دعا کر رہی تھی۔ وہ ہر بار
آخری لمحات میں پہنچ کر اس سے دور ہٹ جاتا تھا مگر
آج وہ اس کو کسی صورت بخشنے والا نہیں تھا۔

وہ اپنے کمرے میں انٹر ہوتا بیڈ کی جانب بڑھتا شانزے
سمیت بیڈ کے اوپر گرا تھا۔ کمرے میں واشروم کی نسبت
اندھیرا تھا بہت کم روشنی کھڑکی کے پردوں سے اندر
آ رہی تھی راؤنڈ بیڈ بھی جالی دار پردوں کی قید میں تھا۔
ہاں تو کیا بڑبڑ کر رہی تھی تم واشروم میں!! بات نہیں
کرنی تم نے مجھ سے۔۔ روبی کے پاس چلا جاؤں
میں۔۔ مورے کے بدلے تم سے لے رہا ہوں۔۔۔ پاس ہوں تو
اپنے بندوں کے لئے۔۔۔ جب جی چاہا تمہارا پاس آجاتا ہوں
جب جی چاہا تمہیں پٹخنے لگتا ہوں! یہی ساری شکایتیں
کر رہی تھی تم ناں؟۔۔

بہرام خانزادہ اس کے بھیگے پھولوں سے نازک وجود کو چومتے ہوئے اس کی شکایتیں گنوا رہا تھا جو وہ واشروم میں خود کو یاد دلا رہی تھی۔ اور بھی کی تھی دو۔۔۔تین۔۔۔

آہ۔۔۔۔۔آپ بھول گئے ہیں!! وہ اس کے دانتوں کی چبھن اپنے نازک سراپے پر برداشت کرتی نروٹھے انداز میں بولی تھی۔ وہ اسے مٹھیوں میں بھیچ کر اپنا حق شدت سے جما رہا تھا۔

تمہارا لالا میرا دوست ہوا کرتا تھا اب نہیں ہے اس کا نام
لے کر تم میرا موڈ پھر سے خراب کرنا چاہتی ہو! بہرام
خانزادہ اس کی مومی نازک دھڑکنوں سے منہ باہر نکالتا
اس کی آنکھوں میں دیکھ کر صاف گوئی سے بولا تھا۔

آپ چچی---کی---سزا---ختم---کر۔۔ دیں وہ آپ سے بہت محبت کرتی-----وہ مجھ سے بالکل ویسے ہی محبت کرتی ہیں جیسے تم کبھی کرو گی-----میں آپ سے محبت کرنے لگی ہوں بہرام میں اپنی غلطی پر شرمندہ ہوں میں آج آپ جس مقام پر کھڑے ہیں آپ وہ نہیں ہیں! بہرام خاندان جو اس سے پیچھے ہٹنے لگا تھا جب شانزے نے اسے پہلی بار خود پہل کرتے ہوئے اپنے اوپر جھکایا تھا۔

لوگوں کو معاف کرنا سیکھیں آپ کو سکون مل جائے گا!
 وہ اپنی ہی حرکت پر شرمندہ ہوتی اس کے گال پر ہاتھ
 رکھتی بولی تھی۔ تم میرا درد نہیں سمجھ سکتی اور
 مجھے معاف کرنا نہیں آتا میں صرف غصہ کر سکتا ہوں
 کیونکہ اب میری دنیا وہ نہیں جو میں نے کبھی چاہی تھی۔
 آپ اپنی محبت سے کب تک نظریں چراتے رہیں گے!!
 جو محبت آپ نے چچی سے کی ہے اور جس ماں کے
 پہلو کے لئے آپ ترستے ہیں وہ خود آپکی منتظر ہیں وقت
 اور حالات اب وہ نہیں۔۔۔۔۔میں بچہ تھا شانزے مورے کے
 وجود میں تھا انہوں نے پھر بھی بابا کو چھوڑ دیا میں اپنی
 فیملی کو ترسا ہوں یار میری کمیوں کا مداوا کوئی نہیں کر
 سکتا!

میں کر سکتی ہوں مگر آپ مجھے اجازت ہی نہیں دے
 رہے میں آپ کا ہر درد ہر غم بانٹ لونگی آپ کی ہر کمی
 اپنے وجود سے پوری کرنے کی کوشش کروں گی آپ اپنا
 دل ہلکا تو کریں میں آپ کا دیا ہر درد اپنی روح میں اتار
 لوں گی آپکو میں نے سب کی موجودگی میں اپنے رب کو
 حاضر ناظر جان کر قبول کیا ہے میں آپ کو دل ہی نہیں
 بلکہ اپنی روح سے قبول کر چکی ہوں میں نے آپکی

محبت کے اقرار سے پہلے ہی آپ کی سچائی جان لی تھی
مجھے مورے نے بتایا تھا کہ آپ اس رات انکی اجازت
سے میرے روم میں مجھے برتھڈے وش کرنے آئے تھے
لالا کو غلط فہمی ہو گئی تھی آپ دونوں کو لڑتے دیکھ کر
اس وقت مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے

میں آپ کی محبت کو سمجھ نہیں سکی مگر میں اپنے
شوہر کا بھرم رکھتے ہوئے اپنے لالا کو ان کی غلطی کا
احساس ضرور دلاؤں گی کیونکہ میں اتنی بہادر نہیں کہ
اپنے محبوب رشتوں کو کھونے کا سوچ بھی سکوں! آپ
غصے میں بھی اب مجھے چھوڑ کر نہیں جانا بار بار میں
ٹھکرائے جانے کی تکلیف معاف نہیں کروں گی

شانزے خان اس کے ماتھے پر چوم کر اپنے دل میں
موجود ہر وہ بات کر گئی جسے کل رات بہرام خانزادہ
سننے سے پہلے ہی غصہ کر کے چلا گیا تھا۔ کیا تم
مجھے پسند کرنے لگی ہو!! وہ اسکے لبوں کا نرم لمس
اپنے ماتھے پر ابھی تک محسوس کر رہا تھا وہ کچھ
سوچتے ہوئے اپنی طرف سہمے انداز سے دیکھتی
شانزے کو دیکھ کر بولا تھا۔

جج۔۔جی۔۔!! بیوی۔۔کو۔۔شوہر پسند ہی ہوتا ہے شانزے
نظریں جھکائے اسکی بات کے جواب میں بولی تھی۔ میرا
جیسا شوہر پسند نہیں ہوتا۔ ابھی تک تم میرے سچ سے
واقف نہیں ہو جب جان جاؤ گی تو مجھ سے دور بھاگو گی
تمہاری ان شہد آنکھوں میں نفرت کے دیپ پھر سے جلنے
لگے لیں۔۔ بہرام خانزادہ تلخی سے مسکرایا تھا۔

وہ آج فیصلہ کر چکا تھا اپنا سچ اسے بتا کر شانزے خان
کے اسے اسکی پہچان کے ساتھ قبول کرنے پر شدتِ
دیوانگی سے اس کو اپنی بیوی ہونے کا وہ حق دے دے گا
جس کی تکمیل نکاح کی بنیاد ہے۔ آپ پھر سے غصہ ہو
کر جا۔۔۔شانزے اسے اپنے اوپر سے اٹھتے دیکھ کر اس
کی ہتھیلی پکڑتے ہوئے استفسار کرنے لگی۔

کیوں مجھے بہکا رہی ہو تم!! ایک بار تم میں سما گیا ناں
تو پھر رہائی نہیں دونگا! تمہارا میری زندگی میں مکمل
طور پر شامل ہونے کے بعد تمہیں میرے مرنے کے بعد
بھی کوئی مجھ سے چھین نہیں سکے گا۔ حق دے دیا تو
پھر دور نہیں جانے دونگا کبھی خود سے

وہ شانزے کی کلائی سے پکڑ کر چومتا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھنے لگا تھا جب وہ اسے پکارتی ہوئی اپنے لہنگے کا سُرخ دوپٹہ خود پر لپیٹ گئی۔ مجھ سے دور نہیں جائیں میں جانتی ہوں آپ کے دل میں کچھ باتوں کا گیلٹ ہے اور آپ کو لگتا ہے انہیں جان کر میں آپ کو چھوڑ دوں گی!! شانزے خان بھیگے لہجے میں بولی تھی۔

بہرام خانزادہ کے قدم رک گئے تھے وہ چونک کر اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ کونسی بات-----یہی کہ آپ ہر رات ڈرنک کرتے ہیں آپ ریڈلائٹ ایریا بھی گئے تھے ایک دفعہ! اور یہ ہی آپ کی اور احد لالہ کی دوستی ختم ہونے کی اصل وجہ ہے آپ لالا کے آپ پر الزام لگانے کی وجہ سے دور نہیں ہوئے بلکہ ان سب چیزوں سے روکنے کی وجہ سے ہوئے ہیں!! شانزے کی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے تھے۔

وہ ریڈ لائٹ ایریا گیا تھا شانزے کو یہ بات ان دونوں کی لڑائی سے پتہ چلی تھی۔ مگر اسے ایک امید تھی کہ وہ اس بات سے مُکر جائے تاکہ شانزے کو سکون کی سانس

آسکے بہرام خانزادہ کی سانس میں سانس آئی تھی۔ وہ ایک
انڈر ورلڈ ڈون ہے اس بات سے اس کی بیوی ابھی تک
انجان تھی اس نے شکر کا سانس لیا۔

ہاں میں وہاں گیا تھا مگر کسی کو بچانے۔۔۔۔ اور جس کو
آپ بچانے گئے تھے وہ اور کوئی نہیں بلکہ روبی
تھی! شانزے اس کے اقرار پر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔
تمہیں یہ سب کس نے بتایا ہے شانزے!! بہرام خانزادہ
حیران ہو کر بولا تھا۔ یہ بات اسے کس نے بتائی اسے
رابرٹ کا خیال آیا تھا۔ آپ مجھ سے دور اس لئے چلے
جاتے ہیں کہ اس روبی کو کہی ناں کہی آپ بھی پسند
کرتے ہیں!! آپ ظالم ہیں بہرام ہم دونوں کے بیچ نکاح
ابھی تک ادھورا آپکی اس دائیں روبی کی وجہ سے ہے۔
شانزے بری طرح روتی ہوئی اس سے منہ پھیر کر بیٹھ
گئی تھی۔

بہرام خانزادہ تو اسے کچھ اور بتانے والا تھا لیکن وہ تو
کچھ اور ہی بول رہی تھی شانزے خان بری طرح جیلس ہو
رہی تھی وہ غصے سے لال ہونے لگی تھی۔ اس نے
روبی کی حرکتوں سے ہر بات کا اندازہ لگایا تھا اور شکی

لہجے میں بول رہی تھی۔

بہرام خانزادہ اس کے پاس جاتا اس کا سو جا منہ دیکھنے لگا ابھی تک تو ناراضگی بہرام جتاتا آیا تھا اب شانزے کی باری تھی۔ میں ڈریسنگ روم تمہاری منہ دکھائی لینے جا رہا تھا اپنے سے الٹا سیدھا مت سوچو!! جتنی آگ تمہیں لگی ہوئی ہے نا ساری نکال دوں گا!! وہ اس کے لال ٹماٹر ہوتے سوجے گالوں کو اسکوئیز کرتے ہوئے بھاری آواز میں بولا تھا۔

منہ دکھائی بھی اب اس کالی ڈائین۔۔۔۔۔ وہ اس کے رول ہوئے ہونٹوں کو بے باکی سے دیکھتا ہوا اس کے جیلز انداز میں بولنے پر شدت سے جھکا تھا۔ منہ دکھائی تمہاری اوپننگ سریمینی کے بعد دوں گا آجاؤ تمہیں بتاؤں میں نے کس کو پسند کیا ہے اور کس سے محبت کرتا ہوں ابھی یہ سو جا منہ رحم نا مانگنے لگا تو پھر کہنا

وہ اسے پیش کر کے بیڈ کے وسط میں لٹاتا بیڈ کی سائڈ ٹیبل کی ڈراز سے کچھ نکالتا شانزے کے سر کے پاس پھینک گیا۔ وہ سہم کر اس چیز کو دیکھتی نا محسوس انداز

میں پیچھے کی جانب کھسکی تھی۔ ہاں کیا کہہ رہی تھی
میں کس کو پسند کرتا ہوں!! وہ اس کا سرخ آنچل میں لیٹا
شفاف وجود آزاد کرتا اس کے اوپر حاوی ہوتے ہوئے بولا
تھا۔

کچھ نہیں میں تو کچھ۔۔۔۔۔آہہ۔۔!! شانزے جو ڈر کر مزید
پیچھے ہونے لگی تھی جب بہرام خانزادہ پنڈالیوں سے پکڑ
کر اسے اپنے نیچے کھینچتا غصے سے گھور کر
دیکھنے لگا تھا۔ شرافت سے لیٹی رہو گولڈن نائٹ کی جگہ
ہم گولڈن مارننگ سیلیبریٹ کرنے لگے ہیں اب اگر مجھے
غصہ دلایا ناں تو آخر تک گھسا دونگا اور پھر کل صبح
نکالنا ہے میں نے بھول جانا تم پھر جان بخشی اپنی! وہ
اس کی ٹانگیں اوپن کر کے بیچ میں آیا تھا۔

ڈرنے سے زیادہ درد ہوتا ہے۔ وہ اس کے ماتھے پر
پسینے کے قطرے چمکتے دیکھا اسکے کان کے قریب
جھک کر مدہوشی میں بولا تھا۔ شانزے اس کی گردن میں
اپنا چہرہ چھپا گئی تھی وہ جس طرح اسے چھونے لگا تھا
شانزے خان کی سانسیں پل میں اکھڑنے لگی تھی۔

آگے بڑھنے لگا ہوں اب روکو گی تب بھی نہیں رکنے والا
میں! وہ اپنے ہاتھ سے اس کی نازک جگہ کو آہستگی سے
محسوس کرتا اسے بھی مدہوش کرنے لگا تھا۔ اس کے لمس
میں نرمی تھی کوئی غصہ کوئی طیش کسی قسم کی کوئی
سختی نہیں تھی۔

وہ اس کی صراحی دار گردن پر جھکا اس کی اسکن لبوں
میں بھر کر اپنے ہاتھ کی مومنٹ کو تیز کرنے لگا۔
شانزے خان اپنا سر پٹختی اوپر کی جانب ہونے لگی تھی۔
وہ اس کی دھڑکنوں کو اپنا نشانہ بنائے اس کے پیٹ پر
جھکا تھا وہاں اپنا لمس نچھاور کرتے وہ مزید بہکنے لگا
تھا۔

تم سے محبت میں نے سانسوں کی مانند کی ہے
جاناں۔۔۔ تمہیں حاصل کرنے کی تڑپ میں دن رات جلا ہوں
میں۔۔۔ میری پہلی اور آخری پسند تم ہی ہو بچپن سے
تمہاری آرزو میں طالبِ عشق رہا ہوں میں! شانزے جو
بری طرح سہم کر بہرام خانزادہ کے اگلے عمل سے
سانسیں روک چکی تھی بہرام خانزادہ اس کے اوپر سایہ
فگن ہو کر اس کے انار کی طرح لال ہوتے گال پر اپنے

لب رکھ کر اس کی ناک سے اپنی ناک ٹکرا کر ایک بار
پھر اپنی محبت کا اقرار کر رہا تھا۔

اگر شانزے خان اس کی دوری کو کسی اور سے منسلک
کر رہی تھی تو وہ اس کا شک جڑ سے اکھاڑ دینا چاہتا تھا۔
اس سے شکوے ہزار تھے مگر وہ اس کے ذہنی سکون
کی بربادی نہیں چاہتا تھا۔ محبوب کی بے رخی سے زیادہ
اسے کسی اور کا تصور کرنے میں جو تکلیف ہوتی ہے
وہ ناقابل بیان ہے۔

بہرام کی زندگی میں شانزے کے علاوہ کسی کی گنجائش
نہیں تھی اور اس بات کا احساس وہ اسے اپنی قربت کی
پاگل کر دینے والی شدتوں سے کروانے والا تھا۔

تم خوبصورت ہو اتنی کہ اگر عمر بھر بھی تمہیں دیکھتا
رہوں تو تمہارے حُسن کا حق ادا ناں کر سکوں تم میری
شہد رنگ آنکھوں والی حسینہ ہو جن میں پیدا ہونے والا ہر
جذبہ میں نے بہت شدت سے محسوس کیا ہے۔

وہ شانزے کی آنکھوں کو چومتا ہوا اس کی پلکوں پر
پھونک مار کر ڈیپ وائس میں بولا تھا۔ شانزے نے اپنی
آنکھیں اور زور سے میچی تھی۔ وہ اب اس کے دونوں
گالوں کو چوم رہا تھا۔ جتنی نرمی دکھا سکتا تھا دکھا رہا
تھا مگر اس کے وجود میں موجود آگ کی مانند دہکتے
جذبے آخر کب تک اسے ایک نارمل انسان کی طرح بیہیو
کرنے دے سکتے تھے۔

وہ اس کے گلاب ہوتے گالوں کو ہلکا ہلکا اپنے دانتوں میں
لے کر چبانے لگا جبکہ اس کا ایک ہاتھ شانزے کے پیٹ
سے نیچے کی جانب سفر کر رہا تھا۔ وہ اس کے ہونٹوں
پر جھکتا اس کی نازکی کو محسوس کرنے لگا شانزے
نے بیڈ شیٹ اپنی مٹھیوں میں بھر لی تھی۔

وہ اس کے ہونٹوں پر جی بھر کر ظلم ڈھاتا اب اس کی
گردن اور گردن سے نیچے جاتی نرم گہرائیوں کو چوم
رہا تھا۔ وہ اس وقت خود کو مشکل سے کنٹرول کر رہا
ورنا شانزے نے خوفزدہ ہو کر اس کو روک دینا تھا وہ
ابھی بے حد نازک تھی۔

اس نے جیسے ہی اپنے دماغ پر سے کنٹرول لوز کیا اس کے ہاتھ کی جان لیوہ حرکت سے شانزے کی درد سے چیخ بلند ہوئی تھی۔ وہ سہم کر بہرام خانزادہ کو دونوں بازو سے تھام گئی۔ یہ سب ایسے ہی ہوتا ہے تم ہاتھ لگانے سے چیخیں مارتی ہو جب وہ کروں گا تو پھر تو پورا کمرہ سر پر اٹھا لو گی اور اس کے بعد میں نے تمہیں اٹھا اٹھا کر پٹخنا ہے۔

وہ اس کی دھڑکن کی ابھری ساخت کو اپنے ہاتھ میں لے کر پریس کرتا اس کے گلابی ابھرے حصے پر جھکا تھا۔ وہ ایگریسیو ہو رہا تھا اس کے لبوں سے نکلنے والی آواز شانزے کو کمر اوپر کی جانب اٹھانے پر مجبور کر رہی تھی۔

بھ۔بھوک۔۔۔آہ۔۔۔بہرام مجھے۔۔بھوک۔۔۔لگ۔۔۔اور مجھے پیاس لگ رہی ہے۔ کل رات جس لمحے میں پہنچ کر تم سے دور گیا ساری رات آنکھوں میں کاٹی ہے میں نے!! اب پہلے یہ ہوگا اس کے بعد کھانا پینا کرنا۔ تو تم روبی کو میری پسند کہہ کر ساری رات رونا دھونا کرتی رہی ہو!!

وہ اس کی دھڑکن پر ہلکا سا دانتوں سے وار کرتا اس کی لیگز میں اسپیس بناتا نیچے جھکا تھا اور شانزے کے پیٹ پر جگہ جگہ اپنے لب رکھنے لگا۔ وہ مچلتی ہوئی اپنی شامت آتی دیکھ رہی تھی۔ غصے میں بھڑاس تو نکال دی تھی اب جب وہ حق دینے پر اتر آیا تھا تو ڈر بھی لگ رہا تھا۔

ڈر۔۔۔ لگ۔۔۔ تمہیں ڈرنا چاہیے بھی!! وہ بھاری آواز میں بولتا اس کی کمر کے نیچے تکیہ رکھتا مزید نیچے ہوتا اس کی انرتھائیز میں دونوں ہاتھوں سے گیپ بنا کر شدید بے رحمانہ طریقے سے اسکو چھونے لگا یہاں تک کہ شانزے کی مدہوش سسکیاں اسے جنونی بنا گئی۔ وہ اس کے بیچ میں آتا پروپرلی فکس ہوتا اس کی گردن دبوچ کر دھڑکنوں پر جھکا اسکی تنگی میں داخل ہونے کی کوشش کرنے لگا۔

ناکامی ملنے کی صورت میں وہ سہمی سی شانزے کی کمر کے خم کو دبوچے ایک بار پھر خود کو منتقل کرنے میں ناکام ہوتے دیکھ بیڈ سے اتار گیا تھا۔ اسے طیش آنے لگا تھا پورا منہ لال ہو گیا تھا جبکہ گردن کی نیلی رگیں

ابھر گئی تھی۔ شانزے اس کے دور ہونے پر اپنی بھیگی
شہد رنگ آنکھیں کھول کر اس کے لال انگارہ ہوتے
چہرے کو دیکھ ہی رہی تھی جب وہ اس کو ٹانگ سے
پکڑ کر گھسیٹنا بیڈ کے کنارے پر لایا تھا۔

خود کو ڈھیلا چھوڑو جتنا اکڑاؤ گی اتنی بے رحمی
محسوس کرو گی جبکہ میرا ابھی کوئی موڈ نہیں تم پر
شدید ظلم ڈھانے کا!! اندر تو اس نے جانا ہے زبردستی یا
پھر پیار سے! وہ اس کے گالوں کو اسکوئیز کر کے بہکے
معنی خیز لہجے میں بولا تھا۔

نہیں۔ کریں۔۔۔ پلینز۔۔۔ میں۔۔۔ برداشت۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ تم ہی تو ہو جو مجھے برداشت کر سکتی ہو!! پلینز کر لو ناں تھوڑا سا اور برداشت بس ایک دفعہ زیادہ درد ہو گا۔ وہ اسے باتوں میں لگا کر پوری طاقت سے اس کی نازک تنگی میں تھوڑا سا داخل ہوا جب وہ لرز کر حلق کے بل چبخی تھی۔

آہہ!! سس۔۔آپ۔۔بب۔۔بہت۔۔برے۔۔ہیں!! وہ اسے خود میں محسوس کرتی شدید سختی سے تڑپتی ہوئی اپنے سرہانے رکھے تکیے کو اٹھا کر بہرام کی طرف مارنے کے انداز میں اچھالتی شکوے سے بولی تھی۔ بہرام خانزادہ تکیہ کیچ

کرتا کمینگی سے مسکرایا تھا۔ اور تم بہت اچھی ہو میری
نازک خانم!! وہ ایک شدید جھٹکے سے پوری طرح اس
میں سمایا تھا جب شانزے خان کی فلک شگاف چیخ
گونجتی اسکے درد کو بیان کر گئی۔

وہ سسکیوں سے اونچی آواز میں رونے لگی تھی۔ بس ہو
گیا اب نہیں ہوگا اور درد فوجی کی بہن ہو کر اتنی
کمزوری اچھی نہیں! بہرام خانزادہ اس سے الگ ہوتا سائڈ
ٹیبل سے ٹشو اٹھا کر خود کو کلین کرتا شانزے کو کمر
سے دبوچ کر بیڈ کے بیچ میں پٹختا اس کے لرزتے جسم
کو چومنے لگا تھا۔ وہ بری طرح رو رہی تھی جب وہ اس
کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اسے ایزی کرنے لگا۔ بس کرو
روندھوں لڑکی ابھی تو تمہیں پہلا درد ملا ہے اس کے بعد
پتہ ہے کیا کیا ہوتا ہے کہاں کہاں پٹخا جاتا ہے!! وہ اسے
آنسو بہاتے دیکھ کر اب اپنے شریر لہجے میں واپس آیا
تھا۔

آپ۔ کوئی۔ پیار۔ نہیں۔ کرتے۔ مجھ۔ سے۔ نا۔ میں۔ آپ۔ ک۔
و۔ پسند۔ ہوں! شانزے سسکیوں سے بولی تھی۔ میں پیار
بھی تم سے ہی کرتا ہوں اور پسند بھی تمہیں ہی کرتا ہوں
لگتا ہے باہر نکال کر غلطی کر دی ابھی تمہاری زبان بند
کرتا ہوں!! وہ اس کی کمر دبوچے اس کے ہونٹوں پر

جھکے پھر سے اس میں شمولیت اختیار کر گیا۔

شانزے کی روح فنا ہوئی تھی اس بار اسے پہلے سے زیادہ تکلیف محسوس ہوئی تھی۔ اب موو کروں گا زیادہ رونا دکھایا تو اور رلاؤں گا اور پھر چھپ بھی نہیں کروانا میں نے تمہیں!! وہ اسے اور زیادہ روتے دیکھ کر اپنے ازلی دھمکانے والے انداز میں بولا تھا۔

آپ۔۔۔ایک۔۔۔کام۔۔۔کریں۔۔۔مجھے۔۔۔جان۔۔۔سے مار۔۔۔۔۔مارنا تو تم مجھے چاہتی ہو ایسے کیوٹ بن کر دکھاتے!! وہ اس کی گردن پر جھکا اس میں سمانے لگا تھا۔ شانزے اپنا نچلا لب دانتوں سے کچلتی اس کی سختی سے لرز رہی تھی۔ بہرام خانزادہ اسے لب کچلتے دیکھتا بے رحمانہ انداز میں اس پر برسنے لگا تھا۔

وہ اس کے بالوں کو گدی سے پکڑ کر اس کی آنسوؤں سے بھری آنکھوں میں جھانکتا ہر لمحے کے ساتھ اپنی جنونی شدتوں کو اور بھی زیادہ بے رحم بنا رہا تھا۔ آہہ۔۔! وہ اسکو ایک لمحے بھی رک کر سانس لینے کی اجازت نہیں دے رہا تھا۔



اس کے پھولے مسلز اس کی طاقتور جسامت کے آگے
شانزے بہت چھوٹی اور نازک سی تھی۔ وہ کبھی اسکی
گردن دبوچتا تو کبھی اسکی کمر وہ اس میں کھویا ہوا تھا
کچھ اس طرح کہ جیسے برسوں کا پیاسا اپنی پیاس سے
موت سے قریب چلا گیا ہو۔ اس کے طاقتور انداز سے
شانزے مچل رہی تھی ملاپ کی نم آواز مہوشی کی
سرحدوں کو چھو رہی تھی۔

شانزے۔۔۔میں۔۔۔نے۔۔۔پیار۔۔۔تم۔۔۔سے۔۔۔ہی۔۔۔کیا۔۔۔تم۔۔۔ہی۔۔۔پسند۔۔۔
ہو۔۔۔تم۔۔۔ہی۔۔۔محبت۔۔۔اور تم ہی میری دیوانگی!! وہ پھولی
سانسوں کے بیچ اسے بیڈ سے تھوڑا سا اونچا کرتا آخری
حد تک اس میں شامل ہو رہا تھا۔ شانزے کو درد سے اپنی
ٹانگیں سن ہوتی محسوس ہو رہی تھی وہ بہت جان دار تھا۔



ابھی ہمارا فرسٹ ٹائم ہے اس لئے میں نے کوئی سختی
نہیں دکھائی ہے پلیز رونا بند کرو یار تمہارے آنسو ان
لمحات میں بھی گوارا نہیں! وہ اس کو مسلسل روتے
دیکھتا اب نرمی سے بولا تھا۔

فرسٹ۔۔۔ٹائم۔۔۔میں۔۔۔ہی جان۔۔۔نکال۔۔۔دی۔۔۔ہے
اس۔۔۔سے۔۔۔زیادہ۔۔۔سختی آہ۔۔۔بہرام۔۔۔بس۔۔۔پلیز
رک۔۔۔جائیں۔۔۔!! شانزے جو اس سے اپنا لال انار بنا منہ
پھیرتی خفگی سے بول رہی تھی جب وہ اس کو بیڈ کراؤن
کے ساتھ فکس کرتا اس پر پھر سے برسنے لگا تھا۔

بہرام خانزادہ کا ایک ہاتھ بیڈ کراؤن پر جبکہ دوسرا ہاتھ
شانزے کی دھڑکنوں پر تھا۔ وہ رہائی چاہ کر بھی اپنی
نازک بیوی کو نہیں دے پا رہا تھا۔ پیچھے ہٹنے کا سوچ

کر پہلے سے بھی زیادہ جنون خیزی برتنے لگتا تھا۔

تمہیں بھوک لگی تھی ناں آجاؤ نیچے چلتے ہیں کونسا
ڈریس پہننا ہے! بہرام خانزادہ اسے خفا ہو کر دوسری
طرف رُخ موڑے لیٹے دیکھ کر نارمل سے لہجے میں بولا
تھا۔ وہ پچھلے تین گھنٹے مسلسل شانزے کی جان نکالتا
رہا تھا

اس کے بوکھلا کر بری طرح رونے پر وہ اس سے علیحدہ
ہوا تھا۔ جب وہ اس سے رُخ موڑ کر لیٹ گئی تھی۔ اور اب
ناراضگی جتا رہی تھی۔ لگ بھی رہی ہے بھوک تو آپ کو
کیا فکر ہے آپ اپنے مطلب۔۔۔۔ اچھا جی اپنا مطلب نکالنے
پر آیا نا تو پھر سے چڑھ جانا ہے تم پر پھر پلیر پلیر کرتی
رہنا!! مجھے کام سے بھی جانا ہے ہر وقت چیکا تھوڑا
رہوں گا تم پر جو چاہتی ہو ہر وقت لگا رہوں بیگم صاحبہ
رات میں کنٹینیو کریں گے ایک نئے جوشیلے جذبے کے
ساتھ!! وہ شانزے پر سارا الزام لگا کر اسے بری طرح تپا
رہا تھا۔

ہوووو۔۔۔ میں نے کب آپ ناں بات ہی مت کریں مجھ

سے!! وہ جو اپنا جسم بری طرح ٹوٹتا ہوا محسوس کر رہی تھی بہرام خاندانہ کی باتوں پر روہانسے لہجے میں بولی تھی۔ اب اگر تم دو منٹ میں اٹھی نہیں ناپیاری بیوی تو مجھ سے شکوہ ناں کرنا پھر سارے کام چھوڑ کر پھر سے گھس جانا ہے تم میں اور اس کے بعد پتہ ہے ناں میں نے کیا کیا کرنا ہے

بہرام اسے ٹیز کرنے سے باز نہیں آ رہا تھا وہ شانزے کو مزید ناراض کر گیا تھا۔ مجھے رہنا ہی نہیں آپ کے ساتھ اپنی حویلی واپس جانا ہے! شانزے سوں سوں کرتی بولی تھی۔ اسے اٹھنے میں درد کے ساتھ ساتھ شرم بھی آرہی تھی۔ اچھا جی حویلی جانا ہے اپنی!! بہرام خاندانہ اپنی بہکی آواز کو ڈیپ کرتا اسکی بے داغ کمر پر اپنا ہاتھ پھیر کر بولا جب وہ اس کا ہاتھ جھٹک گئی۔ بہرام خاندانہ کو اس کی حرکت پر شدید غصہ آیا تھا۔

سویٹ ہارٹ آپکے ٹنٹرمز رات میں دیکھوں گا ابھی مجھے کام سے جانا ہے اٹھو کپڑے نکال کر دو مجھے اور جا کر شاور لو دنیا کی واحد مخلوف ہو تم جس کے شوہر کا حق ادا کیا ہے۔ میڈم کی ادائیں ہی ختم نہیں ہو

رہی کیا کروں اب پیروں سے لگ کر بیٹھ جائیں جو میرا ہاتھ جھٹکنا بند کرو تم!! بہرام خاندادہ اب سخت سی ٹون میں بولا تھا۔ وہ پیار کرنے پر زیادہ ضدی ہو جاتی تھی۔

درد۔۔۔ ہو۔۔۔ رہا ہے۔۔۔ بہت۔۔۔ نہیں۔۔۔ اٹھا
جا۔۔۔ رہا۔۔۔ پیار۔۔۔ کرنے۔۔۔ کی۔۔۔ جگہ۔۔۔ اب۔۔۔ بھی۔۔۔ ڈانٹ۔۔۔ رہے۔۔۔ ہیں
ن۔۔۔ ناں کوئی۔۔۔ کمفرٹر۔۔۔ دے۔۔۔ ہے کیسے۔۔۔ اٹھوں۔۔۔! شانزے
اب کی بار اس کے سخت لہجے کو ڈانٹ کا نام دیتی روتی
ہوئی تکیے میں اپنا منہ گھسا گئی تھی۔

ابھی اتنا سارا پیار ہی تو کیا ہے جس کے نتیجے میں تم
جگہ جگہ سے لال ہو کر اٹھ بھی نہیں پا رہی ہو اور کب
ڈانٹ رہا ہوں یار اچھا دکھاؤ زیادہ زور سے کر دیا کیا جو
آنسوؤں کا سیلاب نکل رہا ہے!! وہ کہاں باز آنے والا
تھا۔۔۔ پلینز اب نہیں مجھے سچ میں درد ہے بہرام!! وہ اس
کے ہاتھ کو اپنی ٹانگوں پر سرکتے دیکھ کر کرنٹ کھا کر
اس کی جانب کروٹ لے گئی تھی۔ پھر اپنا ہولیا دیکھ کر
خود کو تکیے سے چھپانے لگی۔

سب کچھ دیکھ چکا ہوں اور اب تو کر بھی چکا ہوں اچھا

آجاؤ گودی میں واشروم تک چھوڑ دوں تم کو ٹیک ہاٹ
شاور لے لینا میں کھانے کو کچھ لاتا ہوں ناشتے کا ٹائم تو
ختم ہو گیا مگر جو آپ آرڈر کریں میم بندہ سر کے بل
حاضر ہے!! وہ تکیہ ہٹا کر اسے اپنی باہوں میں بھرتا اس
کا ماتھا چومتے ہوئے نرمی سے بولتے آخر میں ذومعنی
لہجے میں بول کر ہنسنے لگا تھا۔

وہ مزاحمت بھی نہیں کر سکی تھی وہ اسے اپنی اپنی گود
میں اٹھائے واشروم کی طرف بڑھ گیا تھا۔ وہ واشروم میں
جا کر کتنا ستاتا تھا شانزے کی سانسیں سوچ کر ہی
روکنے لگی تھی۔

تو تم میرے آس پاس ہی تھی خود مجھ تک پہنچ گئی اور
میرے دل میں بھی جگہ بنا لی ورنہ میں تو سوچوں میں
بھی بابا جان کی ناراضگی سے ڈر رہا تھا۔ شہریار
خانزادہ اپنے بندوں کی طرف سے دی جانے والی
معلومات پر دل ہی دل میں سوچ رہا تھا۔

وہ رات سے اپنی گاڑی میں ہی تھا۔ ایک پل سو نہیں پایا

تھا۔ اسے سالار صاحب کے آپریشن کے سکسیسفل ہونے کی خبر ہو گئی تھی۔ مشائم نے اسے کال کی تھی مگر اس وقت وہ بڑی تھا اپنے سکیورٹی کے بندے سے بات کر رہا تھا۔ اس کا موبائل پھر سے رنگ ہونے لگا تھا۔ موبائل کی اسکرین پر (میری پٹاخہ) کالنگ لکھا آ رہا تھا۔ وہ کچھ ہی سیکنڈز میں کال ریسو کر گیا۔

ہیلو۔۔۔ جی! اسلام و علیکم سر! کیا میں کچھ دیر بات کر سکتی ہوں اگر آپ بڑی نا ہوں تو!! اس کی آواز سن کر مشائم سلام کر دھیمے لہجے میں بولی تھی۔ جی آپ بالکل بات کر سکتی ہیں! وہ اس کی آواز میں خوشی محسوس کر گیا تھا تھینک یو فار ایوری تھنگ! آپ کی وجہ سے میرے بابا جان کا آپریشن سکسیسفل ہو گیا کین وی میٹ!! وہ اس کا شکریہ ادا کرتی ہوئی اس سے ملنے کا کہنے لگی۔

تھینکس ٹو اللہ۔۔۔ جن کی وجہ سے آپ کے بابا ٹھیک ہو گئے۔!! وہ اس کی ملنے والی بات اگنور کر کے بولا تھا۔ یس پہلے تو میں نے اللہ تعالیٰ کا ہی تھینکس کیا ہے پھر آپ کا! بتائیں نا کیا ہم کہی باہر مل سکتے ہیں آفس کے

علاوہ!! آپ اتنا انسیسٹ کر رہی ہیں تو مل لیتے ہیں
ویسے میں آپ کے بابا سے ملنا چاہتا تھا ہاسپٹل آجاؤں!!
وہ ہاسپٹل کی پارکنگ میں موجود ہو کر بھی اس طرح
ظاہر کر رہا تھا جیسے کہی اور ہو نہیں نہیں پلیر آپ
میرے بابا سے ابھی تک نہیں ملنا کیونکہ وہ بالکل نہیں
جانتے میں کسی آفس میں جاب کر رہی ہوں بابا الاؤ نہیں
کرتے ناں ان سے چھپ کے کر رہی ہوں!! مشائم اسکی
بات سن کر ایکدم سے بولی تھی۔

یہ تو بالکل بھی اچھی بات نہیں ہے کیا آپکی ماما بھی نہیں
جانتی تھی۔ شہریار خانزادہ تھوڑے سخت سے لہجے میں
بولا تھا۔ مشائم میڈم چھپ کر جاب کر رہی تھی۔ ماما کو
پتہ ہے کہ میں رایان بھائی میرا مطلب آپکے آفس میں جاب
کر رہی ہوں!! مشائم نے رایان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ
کبھی بھی شہریار کے سامنے اس کا نام نہیں لے گی چلو
جی ایک وعدہ تو ٹوٹ گیا تھا۔

رایان سے آپ کا کیا کنیکشن ہے!! شہریار خانزادہ اس کی
زبان پھسلنے پر ڈائریکٹ وہ سوال کر گیا جو وہ کل رات
سے کرنا چاہتا تھا جب اس نے رایان کو مشائم کے سر پر
ہاتھ رکھ کر اپنی فیملی کے ساتھ ہاسپٹل کے اندر جاتے
دیکھا تھا۔

وہ وہ۔۔۔ پہلے آپ پرومیس کریں آپ ناں رایان بھائی پر
غصہ کریں گے ناں سر احمر پر اور ڈانٹیں گے بھی
نہیں!! مشائم اسکی ٹون میں بے حد سختی محسوس کرتی
جلدی سے بولی تھی۔ تم پر تو غصہ بھی کروں گا اور
ڈانٹوں گا بھی حق بنتا ہے آخر میرا!! شہریار خاندان اس
کے بوکھلائے لہجے پر مزید سختی سے بولا تھا۔ جبکہ
آخری حق والی بات اس نے دل میں بولی تھی۔

پلیز مجھے بھی نہیں ڈانٹئیے گا ناں! آپ مجھ سے مل لیں
میں آپ کو سب بتا دوں گی بٹ پلیز میرے رایان بھائی کو
کچھ نہیں کہنا آپ کیونکہ باس تو آپ کمپنی میں ہیں ناں
باہر تو نہیں پھر میں نے بھی آپ سے لڑائی۔۔۔ وہ میرا
مطلب تھا تھینکس کرنا ہے ناں آپ کا! مشائم جلدی جلدی
الٹا سیدھا بول رہی تھی اوکے کہاں آؤں مس مشائم
صاحبہ! شہریار خاندان اسے موبائل پر ہی گھوری سے
نواز کر دانت پیس کر بولا تھا۔ مشائم اسے اپنے فیورٹ
کیفے کا بولتی فون بند کر گئی تھی۔

ہممم!! چار بجے کون ملتا ہے کسی سے اتنی دھوپ میں
چلو کوئی نہیں مل لیتے ہیں رایان بھائی کی پٹاخہ بہن

سے! ڈانٹنا نہیں غصہ نہیں کرنا تمہیں تو میں اپنی آنکھوں
سے ہی کنٹرول کر لوں گا!! شہریار خاندانہ اپنی گاڑی
اسٹارٹ کرتا اب ہاسپٹل سے نکلا تھا وہ مشائم کی کال کے
انتظار میں ہی ابھی تک وہی رکا ہوا تھا۔

وہ روف شاور کے نیچے کھڑا اس کی روح میں سمائے
شدت سے اس کی جان نکال رہا تھا۔ شانزے اس کے
چوڑے ورزشی کندھوں پر اپنے تیز نیلز گاڑھے اس کی
سختی محسوس خود میں منتقل ہوتی محسوس کر رہی تھی
وہ اسے دیوار پر لگائے اسکی دونوں بھری بھری
انرتھائیز کو اپنے ہاتھوں سے اوپن کیے اس کی نازکی
میں آخری حد تک سما رہا تھا۔



شاور کا پانی ان پر گرتا انہیں پوری طرح سے بھگو رہا

تھا۔ وہ اس کی دھڑکنوں پر جھکا بے رحمی سے اپنا لمس
بکھیرتا اس کی سسکیاں بڑھا رہا تھا۔ اسے روکنا شانزے
کے لئے ناممکن ہو گیا تھا۔

وہ پچھلے بیس منٹ سے اس کے نازک وجود کا حصہ بنا
اسے محسوس کر رہا تھا۔ آئی ہیٹ یو!! شانزے تھک کر
چور ہو گئی تھی۔ آئی لو یو مور اینڈ مور ود
دیز*****مومنٹس! تمہیں اپنے ہاتھوں سے کھانا
کھلاؤں گا جان میری آج جتنے پیار سے برداشت کر رہی
ہو مجھے کیا کروں دور نہیں جا پا رہا!! وہ اس کے گال
چوم کر اُس پر ہونٹوں پر جُھک گیا تھا۔ جب کے اُس کے
ایکٹ کی تیزی شانزے خان کے لیے ناقابل برداشت ہو رہی
تھی۔

تمہاری اب کوئی بھی انسکیورٹی نہیں ہونی چاہیے اور
بتاؤ کتنا پیار کروں کہ تم ناراضگی ختم کر دوں! بہرام
خانزادہ اس کو طاقتور انداز میں لرزاتا بہکے لہجے میں
بولا تھا۔ شانزے کی زبان ہلنے سے قاصر تھی وہ کچھ
بھی بول نہیں پا رہی تھی۔

بہرام خانزادہ اسکی روح میں کچھ اس بے رحمانہ انداز
میں اتر رہا تھا کہ وہ اپنی شہد رنگ آنکھیں رول کر کے
اپنا سر پٹخ رہی تھی۔ وہ تھا جس کی جنونیت اس میں
شامل ہونے کے بعد اپنا اختتام بھول جاتی تھی۔

بہرام خانزادہ اس پر اپنے بے تاب جذبات لئے شدت سے
برس رہا تھا جبکہ شانزے اس کے پیار کی برسات میں
بھیگ رہی تھی۔

وہ بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی ہوئی تھی۔ تھکن
سے جسم چور تھا کمر شدید دکھ رہی تھی ٹانگوں سے
جان نکلی ہوئی تھی۔ وہ جتنا طاقتور تھا جتنا لمبا چوڑا
وزن دار تھا درد تو ہونا ہی تھا۔ پھر وہ جس طرح جگہ
جگہ پٹختا تھا اسے روکنا بھی محال تھا شانزے خان نے
ایک بات نوٹس کی تھی واشروم میں بہک کر جان سولی
پر اٹکانا اس کا پسندیدہ عمل تھا۔ وہاں وہ کسی بیسٹ کی
طرح ایکٹ کرتا تھا۔ جس طرح سے اسے اوپر کی جانب
لفٹ کرتا تھا شانزے کو محسوس ہونے لگا تھا اس کا جسم
شاید وزن سے محروم ہے یا پھر وہ اسے کسی ڈمبل کی

طرح لفٹ اپ کرنا اپنا کام سمجھتا ہے۔ حالانکہ وہ کمزور
نہیں تھی اس کا جسم بھرا بھرا سا تھا بے حد اٹریکٹو لیکن
بہرام اس کے لئے وہ پھولوں کی طرح نازک تھی بغیر
کسی وزن کے! وہ اس سے قد اور جان دونوں میں کافی
زیادہ تھا

جس طرح وہ اسے ایک ہاتھ سے اٹھا کر اپنے شولڈرز پر
ڈالتا تھا وہ خود کو کوئی چونٹی سمجھنے لگ گئی تھی۔
ابھی کچھ سیکنڈز پہلے ہی اس نے شانزے کو بخشی تھی۔
پورا گھنٹہ اس نے واشروم میں بہرام خانزادہ کو جھیلا تھا
جب وہ نڈھال ہو کر اسکے کندھے پر ڈھے گئی تب وہ
رحم کھاتا اس کے ساتھ شاور لے کر ڈریسنگ روم سے
ڈریس اپ ہو کر باہر نکلا تھا۔

وہ شانزے کو نیچے زمین پر قدم ہی نہیں رکھنے دے رہا
تھا۔ اسے اپنی باہوں میں لئے ہی پھر رہا تھا۔ اب وہ اس کو
بیڈ پر بٹھائے نیچے گیا تھا شانزے اور اپنے لئے لنچ کا
انتظام کروانے!

وہ اپنے ہاتھ میں ٹرے پکڑے روم میں انٹر ہوا تھا۔ جو

خود اٹھ کر پانی کا گلاس تک نہیں پیتا تھا جسے ہر چیز
سرو کرنے کے لئے ملازموں کی ایک فوج تھی وہ آج
کسی خادم کی طرح ٹرے پکڑے ہوئے اپنی محبت اپنی
نازک جان بیوی کی خدمت میں حاضر تھا۔

وہ بھوکی تھی دوپہر کے دو بج رہے تھے جتنا وہ اس پر
ٹوٹ کر برسا تھا اب اسکا خیال بھی اتنا ہی رکھنا تھا
شانزے خان بہرام خانزادہ کو ہاتھ میں ٹرے پکڑے اپنی
جانب بڑھتے دیکھتی اپنی نظریں جھکا گئی تھی۔ وہ اس
سے شرما رہی تھی یا پھر سے اس کے قریب آکر حق لینے
کے خوف سے گھبرا رہی تھی یہ جاننا مشکل تھا اس کے
خوبصورت چہرے پر لالیاں بکھر رہی تھی۔ قوس قزح کے
رنگ اسے حسین ترین بنا رہے تھے۔

وہ اپنی دونوں ٹانگیں سمیٹ کر خود کو کمپوز کرتی بیٹھ
گئی تھی۔ اس کے شہد رنگ لمبے گھنے بال نم تھے۔ گردن
پر بہرام خانزادہ کی شدتوں کے گہرے سرخ نشان چمک
رہے تھے۔ کلائیاں بھی اس کے انگلیوں کے نشانوں سے
سرخ ہو رہی تھی اس کے لب ہلکے سے سوجن زدہ ہو
رہے تھے۔

سیاہ رنگ کے پٹھانی فراک میں وہ چاند کی چاندی کی طرح چمک رہی تھی۔ اس کا دوپٹہ ایک سائڈ پر پڑھا تھا جسے اس نے بہرام خانزادہ کے اندر داخل ہونے پر اپنے سر پر لے لیا تھا۔ اس کے نم بال بہرام خانزادہ کو پاگل کر دیتے تھے وہ بھیگی سی اسے پسند تھی یہ انکشاف اس نے واشروم میں کیا تھا۔

وہ روم میں موجود ٹیبل پر کھانے کی ٹرے رکھتا شانزے خان کو دیکھنے لگا جو اسکے روم میں آتے ہی لرزنے لگی تھی۔ وہ اسے دیکھتے ہوئے اس کے قریب بڑھا۔ آجاؤ کھانا کھاتے ہیں!! اس کے ماتھے پر چوم کر اسے اپنی گود میں اٹھائے صوفے کی جانب بڑھتا صوفے پر بیٹھ کر اسے اپنی لپ میں بیٹھا گیا۔ اس کے ہر ایک ایکٹ کو شانزے گہرائی سے محسوس کر رہی تھی۔ وہ اسے قدم زمین پر نہیں رکھنے دے رہا تھا کیوں اسکی وجہ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی۔

میں اپنی جگہ پر بیٹھ۔۔۔ تم اپنی جگہ پر ہی بیٹھی ہو
بیوی! میری لیپ ہی تمہاری سیف پلیس ہے ڈرو نہیں اب
کچھ نہیں کروں گا کھانا کھاؤ! وہ اس کے کان کو چوم کر

اس کے سر کے اوپر سے دوپٹہ اتار کر سائڈ پر رکھتا اس کے نم بالوں کو چھو کر ان کی مہک محسوس کرتا بہکے لہجے کو قابو میں کرتے بولا۔

شانزے کی نازک سی کلائیاں اس کا دیہان بھٹکا رہی تھی۔ وہ اس کی دونوں کلائیاں پکڑ کر چومتا انہیں اپنے ہاتھ میں لے کر نرمی سے سہلاتا اسے خود بوائلڈ ایگ کھلانے لگا تھا۔ ایک پلیٹ میں ڈفرنٹ سیزنل فروٹس تھے دوسری میں بوائلڈ ایگز تھے۔ ایک گلاس دودھ اور مٹن کا روسٹ تھا جسکے نوالے بنا کر وہ شانزے کو کھلا رہا تھا۔

دودھ بھی پی لو! اس میں چاکلیٹ فلیور ایڈ ہے تم وائٹ ملک نہیں پیتی نا!! وہ اب اسے دودھ کے چھوٹے چھوٹے سپ پلانے لگا تھا۔ فروٹس بھی تو کھاؤ نا!! نہیں بس اب پیٹ بھر گیا ہے میرا!! شانزے ڈائنٹ سہی لو وہ سب جو ہم کر چکے ہیں اس میں انرجی لگتی ہے بجلی سے تو ہم چلتے نہیں جو چارج کر لیں خود کو کھانا پینا اچھا ہو تو فزیکل پرفارمنس اچھی ہوتی ہے ایک بار مزے دے دئیے اب اگلی بار تم خود اس پر آؤ گی میں بھی تھک جاتا ہوں

تم سے چپکا ہوا!! وہ اور کبھی کوئی ڈھنگ کی بات کر
لے ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

آپ کو دیکھ کر تو نہیں لگ رہا کہ آپ تھکے ہوں گے درد
میں نے سہا ہے آپ تو میرے ساتھ اپنی فٹنس پریکٹس کر
رہے تھے مجھے ڈبلز کی طرح اٹھا اٹھا کر ایک بار بھی
جو سانس پھولی ہو آپ کی!! شانزے اس کی بات سن کر
سوچ کر رہ گئی۔ وہ اسے کیا ہی کہتی ابھی پھر سے کچھ
کہنا جان عذاب میں ڈالنا تھا۔ دل نہیں چاہ رہا! وہ
معصومیت سے اسے دیکھ کر بولتی اپنی نظریں واپس
جھکا گئی تھی۔

اچھا ٹھیک ہے کچھ دیر میں کھا لینا ابھی تم آرام کرو اپنی
نیند پوری کرو رات میں ملاقات ہوگی ڈنر ٹائم پر!! وہ اس
کو مزید تنگ کیے اسکی معصوم شکل پر نثار ہوتا اسے
بیڈ پر لٹاتے ہوئے بولا تھا۔ بہرام! وہ باہر نکلنے لگا تھا
جب شانزے اسے پکار کر کمفرٹر خود پر ڈال گئی۔
ہممم۔ کیا ہوا!! اکیلے ڈر لگتا ہے پلیز جلدی آجائیے گا! وہ
بہت دھیمے لہجے میں بولی تھی تم کہو تو جاؤں ہی ناں!
وہ اس کے قریب آتا اس پر جھک کر بولا تھا۔

نن۔۔نہیں۔۔جائیں۔۔مگر۔۔جلدی۔۔آئیے۔۔گا۔۔میں۔۔سو۔۔جاؤں۔۔اب۔۔
۔۔!! وہ اس کے جھکنے پر خوف سے ٹوٹے لفظوں سے
بولی تھی۔ سو جاؤ جانم کوشش کرونگا جلدی آنے کی!! وہ
اس کے لبوں پر ہلکا سا چومتا سوفٹ سے لہجے میں کہتا
چلا گیا تھا۔ جبکہ شانزے کا دل اتنی تیزی سے دھڑکا
تھا جیسے ابھی پھٹنے والا ہو۔ وہ اس کے جسم کی سختی
ابھی بھی اپنے اندر تک شدت سے محسوس کر رہی تھی۔
اس نے شانزے کو پہلی دفعہ میں ہی ہلا کر رکھ دیا تھا۔
اسکے بہت سے ایسے انداز تھے جو ابھی دیکھنے باقی
تھے۔۔

سالار صاحب کو ہوش آگیا تھا۔ ان کی طبیعت بالکل ٹھیک
تو نہیں تھی مگر وہ بہتر فیل کر رہے تھے۔ مہوش بیگم
انکے بیڈ کے پاس ہی بیٹھی تھی وہ انہیں شدید تکلیف سے
دیکھ رہی تھی۔ ان کے شوہر کی حالت اب ایسی ناں تھی
کہ وہ اپنوں سے دور رہ پاتے وہ سب سے زیادہ یاد اپنی
مورے کو ہی کیا کرتے تھے۔ خود کو نافرمان بیٹا
سمجھنے لگے تھے یہاں تک کہ اب تو وہ خود کو مجرم
ہی تسلیم کر گئے تھے اپنی بیوی کا جو ان کے ساتھ
زندگی کے ہر قدم پر مضبوط چٹان کی مانند کھڑی رہی

تھی۔

ان کی مشائم اب بڑی ہو گئی تھی بہت سی ایسی باتیں تھی جو اب وہ اپنی زندگی میں ہی خود مشائم سے کرنا چاہتے تھے۔ مہوش---مشائم کہاں---ہے!! سالار صاحب بہت آہستگی سے بولے تھے۔ وہ تکلیف میں تھے۔ سالار وہ جب آپ کے روم میں آئی آپ کو ہوش نہیں تھا کل رات سے بہت پریشان تھی سو بھی نہیں سکی تھی اس لیے میں نے اسے کچھ دیر آرام کرنے کے لئے بھیج دیا وہ رایان کے ساتھ گئی ہے۔

مہوش بیگم سالار صاحب کے چہرے پر بیٹی کے لئے فکر دیکھتی انہیں تفصیل سے بتانے لگی تھی۔ مہوش اگر مجھے کچھ ہو گیا تو میری بیٹی کو اسکے خاندان کے پاس لے جانا میں تم دونوں کو دنیا کی ٹھوکروں پر مرنے کے بعد بھی تصور نہیں کر سکتا!! تم میرے لالا کے بیٹے کو ان کا وعدہ یاد دلانا مجھے امید ہے وہ مشائم کو قبول نا سہی مگر تم دونوں کو خوار ہونے نہیں دے گا!! اللہ نا کرے سالار آپ کو کچھ ہو کیوں مجھے تکلیف دیتے ہیں ایسی باتیں کر کے! آپکے لالا کا بیٹا مشائم کو قبول

کرنے سے انکار کر گیا ہے آپ کو خود ہی تو کال پر بتایا گیا تھا نا آپ اب بھی امید لگائے بیٹھے ہیں!! کیا آپ بھول گئے ہیں ہم پاکستان دو ماہ پہلے ایسی وجہ سے آئے تھے کہ آپ کو امید تھی کہ اس رشتے سے انکار آپ کے بھتیجے نے نہیں بلکہ آپ کے کزن نے آپ کے بھتیجے کے ماموں نے کیا ہے جو ان کا سگا بھتیجا ہے ہی نہیں!! آپ کیوں سب کو سچ نہیں بتا دیتے سالار آپ کا کوئی قصور نہیں ہر الزام اپنے سر لے کر آپ نے صرف خود کو اذیت میں رکھا ہوا ہے اور آپکو ایسے دیکھ کر میں دن رات تڑپتی ہوں اور سب سے بڑھ کر مشائم مجھے ڈر لگتا ہے سالار میری بچی اتنے بے رحم لوگوں کا سامنا نہیں کر سکتی!! مہوش بیگم ٹوٹے دل سے بول رہی تھی۔

اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں بلال بھائی سے پایا کی پراپرٹی میں سے اپنا حصہ لے لوں اور ہم واپس ترکی چلے جائیں میں ترکی میں ہی اپنی مشائم کی شادی کسی اور۔۔۔۔۔ وہ میرے لالا کے بیٹے میرے بھتیجے کی امانت ہے مہوش تم اس کی شادی کسی اور سے کیسے کرنے کا سوچ بھی سکتی ہو! مہوش بیگم جو آج سالار صاحب کی حالت دیکھ کر اپنا بھی دل بند ہوتا محسوس کرتی مشائم کا سوچتی ہوئی بولی جب سالار صاحب زخمی شیر کی طرح

گر جے تھے۔

سالار آپ کی طبیعت۔۔۔۔۔ نکاح پر نکاح جائز نہیں ہوتا
مہوش بیشک بچپن کا ہی کیوں ناں ہو میں ولی ہوں میری
مرضی سے ہوا تھا سب آئندہ تم یہ بات میرے قبر میں اتر
جانے کے بعد بھی نہیں سوچنا کبھی معاف نہیں کروں گا
تمہیں!! میری بیٹی لاوارث نہیں اس کے پیچھے بہت
نامور سردار کا نام جڑا ہے وہ سردار دراب خان کی پوتی
ہے سردار شہسوار خان کی بہو اور شہریار خانزادہ کی
منکوحہ ہے غلطی سے بھی مت بھولنا دوبارہ یہ بات!!
سالار صاحب کے اندر جیسے جان سی آگئی تھی۔ انکے
اندر بھی خانزادہ خون تھا جو بھڑک اٹھا تھا۔

ٹھیک ہے سالار ٹھیک ہے آپ کا

بی پی شوٹ کر جائے گا میں آپ کے خلاف نہیں جاؤں
گی کبھی بس آپ ٹھیک رہیں!! مشائم آپ کے بھتیجے کی
بی ہے۔!! وہ سالار صاحب کا لال ہوتا چہرہ دیکھتی گھبرا
کر بولی تھی ان کی طیش سے آنکھیں لال ہو رہی تھی۔
مہوش بیگم ابھی ڈاکٹر کو بلاتی جب سالار صاحب نے ان
کا ہاتھ زور سے پکڑ لیا۔ میں ٹھیک ہوں!! تم مشائم کو

بُلاؤ مجھے اُس سے ملنا ہے اور میں آج ہی اُسے سب بتا دوں گا!! سالار صاحب مہوش بیگم کو دیکھتے تحکم بھرے لہجے میں بولے تھے۔

ٹھیک ہے سالار مگر خدارا میری ایک بات مان لیں؟۔۔ مہوش بیگم التجائیہ لہجے میں بولی تھی۔ آپ ہاسپٹل سے ڈس چارج ہو جائیں تو پھر آپ مشائم سے بات کر لیجیے گا وہ ابھی پریشان ہو جائے گی اور ہم سے خفا بھی ہو گی آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں تو ہم دونوں مل کر اس سے ساری بات کر لیں گے! مہوش بیگم کے لئے اس وقت سالار صاحب کی صحت سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں تھا۔ مشائم سے اگر ابھی بات کی جاتی تو یقیناً اس نے اپنے ماما بابا سے ناراض ہو جانا تھا اور اسے منانے کے لئے کافی مشقت کرنی پڑھتی جو ابھی نہیں کی جا سکتی تھی وہ نہیں چاہتی تھیں کہ مشائم انہیں سلفش پیرنٹس سمجھے اپنے بابا سے وہ بدگمان ہو جائے کیونکہ اگر ایسا ہوا تو اس بار سالار صاحب برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ وہ اپنی بیٹی کھونے کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔۔

وہ کچھ دیر پہلے ہی سو کر اٹھی تھی کل سے جاگی ہوئی تھی اس کا مائنڈ بالکل آف ہو رہا تھا اس لیے اسے مہوش بیگم نے کچھ دیر آرام کے لئے ہاسپٹل سے گھر بھیج دیا تھا۔ رایان اسے چھوڑ کر اپنے کسی کام سے چلا گیا تھا۔ وہ اب رات میں مشائم اور ایشا دونوں کو ہاسپٹل لے جانے والا تھا۔ روحیل انصاری اور سعدیہ انصاری دونوں ہی ہاسپٹل میں مہوش بیگم اور سالار صاحب کے ساتھ موجود تھے۔

مشائم دو گھنٹے کی نیند کے بعد جاگ گئی تھی۔ اسے شہریار خانزادہ سے ملنے بھی جانا تھا جو ٹائم اس سے شہریار خانزادہ کو دیا تھا وہ تو مشائم نے سونے میں ہی گزار دیا تھا۔ اسے خود پر غصہ آیا وہ اتنی ان پروفیشنل کیسے ہو سکتی تھی۔ تھینکس اس نے کرنا تھا اور اگلے بندے کو انتظار کروا کر خود سو جانا انتہائی بری بات تھی۔ حد ہوتی ہے مشی اتنی بھی کیا نیند تھی جو سو مر گئی سر کو خرید لیا ہے کیا جو اتنے بڑی بندے کے دو گھنٹے ضائع کر دیئے ویری بیڈ!! یہ کیا انہوں نے تو کال بھی کی ہے کتنی بدتمیز ہوں میں کیا کروں؟۔۔ کال کر کے سوری کر لیتی ہوں مگر تھینکس بھی تو کرنا ہے ناں فلاورز بوکے تو لے لیا تھا میں نے بابا کے لیے اور جو

سر کو دینا تھا

وہ رایان بھائی کے سامنے لے نہیں سکتی تھی انہیں کیا بولتی کہ آپ کا پرومیس توڑ دیا غلطی سے!! اف کیا مسئلہ ہے یہ منحوسیت کے دن کب ختم ہوں گے اللہ تعالیٰ---کال کر کے سوری بول دیتی ہوں!! مشائم افسوس سے خود کو کوس رہی تھی۔

وہ شہریار کو کیفے بولا کر خود سو گئی تھی آنکھ کھلی تو شام کے سات بجنے والے تھے۔ آٹھ بجے رایان اور ایشا نے آنا تھا اسے لینے کے لئے!! وہ اپنی غیر اخلاقی حرکت پر کافی شرمندہ ہو رہی تھی۔ مشائم شہریار خانزادہ کو کال کرنے لگی جو تین بیلز کے بعد ریسو کر لی گئی تھی۔ بیلو آئی ایم سو سوری میری وجہ سے آپکو اتنا انتظار کرنا پڑھا آپکا امپورٹنٹ ٹائم ویسٹ ہو گیا میں سو گئی تھی ورنہ اس طرح کی غیر اخلاقی حرکت کبھی ناں کرتی

مشائم فون ریسو ہوتے ہی پٹر پٹر کرنا شروع ہو گئی تھی جبکہ فون کی دوسری جانب موجود شہریار خانزادہ اس

کی نیند سے بھری آواز سن کر ہی اسکی اپولوجی ایکسپٹ
کر گیا تھا۔ اٹس اوکے آپ کی نیند زیادہ ضروری تھی
تھک گئی ہوں گی آپ! شہریار اس کے چپ ہوتے ہی اپنے
ازلی رعب دار انداز میں بولا تھا۔

جی نیند تو ضروری ہی ہوتی ہے مگر میں آپ سے سچ
میں ملنا چاہتی سو سوری آگین ابھی آپ کو ملنے کا کہہ
نہیں سکتی کیونکہ آپ کے دو گھنٹے الریڈی ضائع کروا
چکی ہوں اب تو آپ مجھے اپنے آفس سے فائر کر کے
بلاک ہی کر دیں گے! مشائم ایمبریس سا ہنس کر بولی
تھی۔ نہیں کرتا فائر نہیں کرتا بلاک آپ بتائیں اب کہاں آؤں
آپ سے ملنے میرے پاس ٹائم ہے ابھی آپ کے لئے!!
شہریار خانزادہ لائٹ سے انداز میں بولا تھا۔

سچ میں آپ آجائیں گے! مگر میں تو اٹھ بجے تک واپس
ہاسپٹل چلی جاؤں گی بھائی کے ساتھ ابھی گھر ہوں مگر
آپ کو آفس والی بات بتانا بھی ضروری ہے کیونکہ
مجھے ڈاؤٹ سے آپ رایان بھائی اور سر احمر پر میری
وجہ سے غصہ کریں گے سر کیا آپ میرے گھر۔۔ نہیں آپ
گھر تو نہیں آئیں گے!! مشائم جو اس کی بات سن کر اپنی

شرمندگی کم ہوتی محسوس کر رہی تھی جب اسے رایان کی جاب کا خیال آیا اس نے لازمی شہریار خانزادہ سے بات کرنی تھی آج ہی کیونکہ کل رایان نے آفس جانا تھا۔ اس لئے وہ اسے گھر ہی آنے کا کہنے لگی مگر پھر خود ہی اپنی بات کے جواب میں انکار کر گئی۔

میں گھر آجاتا ہوں آپ کے کوئی مسئلہ نہیں! شہریار خانزادہ اطمینان سے کہتا فون بند کر گیا۔ اوہ سر ایز اے گیسٹ آرہے ہیں ہی از سو سویٹ بٹ ایسا ناں ہو ماما ڈانٹیں اب تو وہ آرہے ہیں ناں ماما کو گھر آجانے کے بعد بتا دونگی! مشائم بیڈ سے اٹھتی جلدی سے اپنا روم ٹھیک کرتی باہر لاؤنچ میں آگئی تھی۔ وہ کچن میں جاتی سب سے پہلے تو پانی پینے لگی۔

اس نے سلیو لیس ٹاپ اور ٹائٹس پہنی ہوئی تھی۔ وہ شاور لے کر سوئی تھی وہ اپنے کپڑے چینج کر کے اپنے موبائل پر آتی مہوش بیگم کی کال دیکھ کر ابھی فون ریسپو کرتی جب کسی نے ان کی ڈور بل بجائی تھی۔ اسے گاڑی کے روکنے کی آواز بھی آئی تھی۔

شہریار خانزادہ جو پچھلے دو گھنٹے سے مشائم کے انتظار میں کیفے میں بیٹھا اسے مسلسل کالز کر رہا تھا جو وہ پک ہی نہیں کر رہی تھی وہ غصے سے زیادہ پریشان ہو رہا تھا اگر اس نے نہیں آنا ہوتا تو وہ اسے کیوں انتظار کرواتا وہ اسے پھر سے کال کرنے لگا ہی تھا جب مشائم کی کال آگئی اور اس سے بات کرنے کے بعد شہریار خانزادہ کی فکر کچھ کم ہو گئی مگر اسے مشائم کی نیند پر شدید غصہ آیا تھا۔ وہ اس سے واقعی ملنا چاہتی تھی بات یہی تھی یا کچھ اور وہ کیا جانتی تھی سب کچھ یا انجان تھی۔

چھوٹی بچی اور نادان وہ تھی شہریار خانزادہ نہیں جب وہ اٹھارہ سال کا تھا وہ بڑا تھا سمجھ بوجھ رکھتا تھا اسے اپنا آج سے کہی سال پہلے ہوا نکاح یاد تھا۔ جو اس کے بابا شہسوار خان نے کروایا تھا فون پر اس کے سب سے چھوٹے چاچو سالار خان کی چار سالہ بیٹی کے ساتھ اس وقت جو حالات تھے وہ شہریار خانزادہ کی سمجھ سے باہر تھے اس نے نکاح نامہ بھی سائن کیا تھا جو اس کے بابا نے پھر ترکی بھجوا دیا تھا اپنے بھائی کے پاس

شہریار خانزادہ نے ایک نادان بچی کو اپنے نکاح میں قبول کر لیا تھا جو اس سے عمر میں چودہ سال چھوٹی تھی۔ وہ اپنے بابا شہسوار خان کی خراب طبیعت کی وجہ سے اتنا پریشان تھا کہ اسے اپنی اس کزن کا نام بھی یاد نہیں رہا تھا جس سے اسکا نکاح کروایا گیا تھا۔ شہریار خانزادہ کے نکاح کا حویلی میں کسی کو بھی پتہ نہیں تھا۔ شہسوار خانزادہ نے اس سے وعدہ لیا تھا وہ یہ رشتہ کسی قیمت پر ختم نہیں کرے گا اور انکے چھوٹے بھائی سالار خان اور ان کی فیملی کو حویلی واپس ضرور لائے گا اور پھر ہی ان پر اس نکاح کا بتائے گا!! اور اگر اس کے لئے اسے حویلی کے کسی بھی فرد کے مخالف بھی کھڑے ہونا پڑا تو وہ پیچھے نہیں ہٹے گا۔

خانزادہ حویلی رازوں سے بھری ہوئی تھی اس میں رہائش پذیر ہر شخص کا ایک ماضی تھا جو ان کے خاندان کے بکھرنے کی وجہ تھا شہریار خانزادہ پچھلے کہی سالوں سے اپنے چاچو کو اور ان کی فیملی کو ڈھونڈ رہا تھا۔ وہ ترکی میں تھے اور جب تک وہ ان تک پہنچا وہ وہاں سے جا چکے تھے۔ انہوں نے ترکی چھوڑ دیا تھا اور پاکستان آگئے تھے لیکن شہریار خانزادہ نے انکی تلاش نہیں

چھوڑی تھی اس کے آدمی پاکستان میں بھی اس کے چاچو اور ان کی فیملی کو ڈھونڈ رہے تھے اور کل رات ہی اسے اسکے چاچو کے اسلام آباد میں ہونے کی خبر اس کے آدمیوں نے دے دی تھی وہ اسے ان کے دو ماہ پہلے ہوئے ایکسیڈنٹ کے بارے میں بھی بتا چکے تھے جو شاید کروایا گیا تھا۔ اور اسکی کزن کا نام مشائم سالار تھا جو کچھ دن پہلے ہی آفس میں جاب کے لئے ہائیر ہوئی تھی۔

شہریار خانزادہ اپنے خاص بندے کے اس انکشاف کے بعد شدید ذہنی دباؤ میں تھا وہ اس وقت حویلی مردان خانے میں تھا جب اس نے منہان خانزادہ کو شدید پریشانی کے عالم میں انشال کو بیہوشی کی حالت میں لئے حویلی سے باہر جاتے دیکھا۔ وہ ہر چیز بھولتا اس کے پیچھے ہی نکل گیا تھا اس کی بہن کی ناک سے خون نکل رہا تھا جس نے منہان کی سفید قمیض لہو آلود کر دی تھی وہ خوفزدہ ہو کر منہان کے پیچھے ہی اپنی گاڑی میں سوار ہاسپٹل پہنچا تھا۔ ایک ہی دن میں اسے دو شدید شاکس لگے تھے جنہیں وہ خاموشی کا مظاہرہ کرتے ڈائجسٹ کر گیا تھا۔

اس کے بندوں نے جو خبر اس کے چاچو کے اور ان کی فیملی کے متعلق اسے دی تھی وہ ہاسپٹل میں بیٹھے ہی مشائم سے بات کرنا چاہتا تھا مگر کر نہیں سکا تھا کیونکہ وہ جتنی پریشان تھی اور اپنے ہاسپٹل میں ہونے کا اسے بتا کر فون بند کر گئی تھی شہریار خانزادہ کو لگا وہ اپنے بابا سے کیا گیا وعدہ اب کبھی پورا نہیں کر سکتا وہ شدید پریشان اور دل گرفتہ ہو کر ان کے پاس پہنچا ہی تھا جب مشائم اس دیکھ کر بے حد ایموشنل ہونے کی وجہ سے اس کے گلے لگ گئی اور وہ لمحہ ایسا تھا جب سارے دن کی تھکاوٹ رشتوں کو کھو دینے کا ملال کچھ دیر کے لئے ہوا میں معطل ہو گیا تھا۔

اسے لگا جیسے اس کے سکون کی گھڑی اس لڑکی کے وجود میں لکھ دی گئی ہو۔ اس نے جب سالار صاحب کے آپریشن کے لئے پیپرز سائن کیے تب اس نے ان کا پورا نام پڑھا اور اسے یقین ہو گیا کہ مشائم سالار کوئی اور لڑکی نہیں بلکہ اس کے چاچو کی بیٹی اس کی منکوحہ ہی ہے اور اب شاید اس کا اصل امتحان شروع ہو گیا تھا۔

مشائم اپنے موبائل کو سائڈ پر رکھتی مین گیٹ پر جاتی

دروازہ ان لاک کر کے اسکے ہاتھ میں پھولوں کا گلدستہ
دیکھ کر فارمل سے انداز میں مسکرا کر شہریار خاندادہ
کو اندر آنے کا راستہ دے گئی۔

شہریار خاندادہ اس کے راستے سے ہٹتے ہی اپنی جان
لیوہ رعب دار شخصیت کے ساتھ اندر انٹر ہو گیا۔ اس کے
ہاتھ میں بہت بڑا سرخ گلابوں کا دستہ تھا۔ جبکہ دوسرے
ہاتھ میں ایک بیکری بیگ تھا جس میں براؤنیز تھی۔ فار
یو! وہ بیکری بیگ مشائم کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا تھا۔

اوہ تھینکس سو سویٹ آف یو!! وہ اس کے ہاتھ سے
بیکری بیگ پکڑ کر کھولتی اس میں سے چاکلیٹ براؤنی
نکال کر کھاتی ہوئی بولی تھی۔ وہ شدید بھوکی لگی تھی
شہریار خاندادہ کو جو چاکلیٹ کی دیوانی تھی وہ اسے
بیٹھنے کا بولنے کی بجائے براؤنی ٹھوسنے میں لگی
ہوئی تھی۔

مشائم میں یہاں بیٹھ جاؤں! وہ اسے بچوں کی طرح براؤنی
کھاتے دیکھ خود ہی لاؤنچ میں رکھے صوفوں کی جانب
بڑھتے ہوئے بولا۔ اوپس! سو سوری میں آپ کو بیٹھنے کا
بولنا تو بھول ہی گئی تھی۔ باقی بعد میں کھا لونگی میں آپ

کے لیے پانی لاتی ہوں آپ کو سویٹنگ ہو رہی ہے اے سی
صرف میرے روم میں ہی ہے یہاں لاؤنچ میں نہیں!! مشائم
بچوں سے انداز میں بولی تھی۔

تو میں آپ کے روم میں بیٹھ جاتا ہوں یہاں گرمی کافی ہے
پلیز مجھے ٹھنڈا پانی لا دو فل جگ بھر کر!! شہریار
خانزادہ فلاورز بکے اپنے ہاتھ میں پکڑ کر واپس کھڑا
ہوتا بولا تھا۔ اوکے آجائیں اس طرف وہ ماما بابا کا روم
ہے یہ والا میرا ہے! مشائم شہریار خانزادہ کو دونوں
اپوزیٹو سائنڈز پر موجود کمروں کو کنفیوژن سے دیکھ کر
اپنی طرف دیکھنے پر فوراً سے بولی تھی۔

اوکے پانی پلیز! شہریار خانزادہ اسکے روم کی جانب
بڑھتے پھر سے پانی مانگنے لگا۔ جی جی بس لا رہی
ہوں۔ مشائم اس کے دوسری دفعہ پانی مانگنے پر جلدی
سے کچن کی طرف بڑھ گئی تھی۔

روم کلین تھا ناں میرا کہی میرے کپڑے تو بکھرے ہوئے
نہیں تھے۔۔ نہیں نہیں سب سیٹ تھا یہ نا ہو واشروم جانے
کا بول دیں پھر تو شرمندہ ہی ہو جانا ہے میں نے ساری
انرز ہینگ ہوئی پڑی ہیں۔ ایک تو پانی کا جگ ایسے مانگا

ہے جیسے پورے سال سے پانی کی شکل تک نہیں دیکھی۔۔ اوہو مشائم بیہیو! وہ تمہارے گیسٹ ہیں اتنا ہیلپ آؤٹ کیا ماما کہتی ہیں ناں مہمان اللہ کی رحمت ہوتے ہیں ان کی خدمت سے اللہ خوش ہوتا ہے۔

تو بھی مہمان بھی تو مہمان بن کر آئے ناں گھر والے لوگوں کی طرح خادم کیوں سمجھ لیتا ہے بیشک اللہ کی رحمت ہوتے ہیں گیسٹ۔۔ یہ والا جگ سہی ہے یا وہ بڑا والا!! یہ ہی سہی ہے۔!! اب کوئی صحرا سے تو اٹھ کر آئے نہیں ہیں یہ پانی کا پائپ ہی منہ میں کھول دوں انکے!! ایووو۔۔ کتنے گندے لگیں گے!! مشائم جو منہ میں آ رہا تھا بولتی ہی جا رہی تھی وہ ڈسپنسر سے ٹھنڈا پانی جگ میں ڈالتی جگ کو ہاتھ میں پکڑے ہی اپنے روم کی جانب بڑھ گئی۔

وہ جیسے ہی روم میں انٹر ہوئی شہریار خانزادہ کو اپنے روم میں موجود صوفہ چیئر پر بہت انہماک سے بیٹھے دیکھتی ٹیبل پر جگ رکھ گئی۔ اس کے روم کا ٹمپریچر ٹھنڈا تھا۔ گرمی میں اچھا گزارا ہو رہا تھا۔

گلاس۔۔۔! شہریار خانزادہ جگ میں پانی دیکھ کر اپنی ہنسی ضبط کرتا اسے دیکھ کر بولا تھا۔ اس نے جگ مانگا تھا اور وہ جگ ہی لائی تھی گلاس لانے کی بھی زحمت نہیں کی تھی۔

اوہ سوری مجھے لگا آپ جگ میں منہ لگا کر پی لیں گے
میں گلاس لاتی ہوں!! مشائم شرمندہ سی ہو کر کمرے سے
نکلتی واپس کچن میں پہنچی تھی۔ شدید ہی ہوئی پھوہڑ
ترین منکوحہ ہے میری! جگ میں منہ لگاؤں گا کیا اتنا
مینر لیس لگتا ہوں میں!! باتیں تو پٹر پٹر کرتی ہے عقل نام
چیز کی میری بے بی میں یار چھوٹی سی تو ہے پیاری سی
بابا جان لو یو مور اینڈ مور آپ سے زیادہ مجھ سے کبھی
کوئی پیار نہیں کر سکتا تھا اتنی پیاری بہو سیلیکٹ کی ہے
آپ نے کاش آپ میرے ساتھ ہوتے آج تو اس چھوٹے
بے بی کی اتنی پیاری حرکتیں دیکھ کر ہنستے میرے
ساتھ!! شہریار خاندانہ اسکے جاتے ہی ہنس کر بولا تھا۔
اب وہ مشائم کے روم کا جائزہ لینے لگا۔



اسکا روم مناسب سائز کا تھا۔ جس کا تھیم پنک اینڈ وائٹ تھا۔ روم میں نارمل سائز کی وائٹ کلر کی الماری تھی۔ بے بی پنک کلر کا سنگل سائز کا بیڈ تھا جس پر تھری ڈی فلورل پنک اینڈ وائٹ بیڈ شیٹ بچھی ہوئی تھی دونوں اطراف سائڈ ٹیبلز تھی جس پر بہت اسٹائلش لیمپس تھے ان پر دو فریمز بھی رکھے تھے۔ ان میں سے ایک اس کی ترکی میں سیلیبریٹ ہوئی لاسٹ برتھڈے کی پیکچروالا تھا جس میں مشائم سینٹر میں کھڑی تھی اور اسکے ایک سائڈ پر مہوش بیگم تھی جبکہ دوسری سائڈ پر سالار صاحب تھے۔ وہ دونوں اس گالوں کو چوم رہے تھے اور وہ کھلکھلا کر اپنی خوبصورت ڈمپل والی اسمائل کے ساتھ بلش کر رہی تھی۔

دوسرے فریم میں سالار صاحب اور مہوش بیگم کی پیکچر تھی۔ اس کا پنک آئی فون بھی اسی سائڈ ٹیبل پر ہی رکھا ہوا تھا جو مسلسل رنگ ہو رہا تھا۔ روم میں بہت فلفی سا پنک کاریٹ بچھا ہوا تھا جبکہ سنگل صوفہ چیئر وائٹ کلر کی تھی۔

روم کے ایک کارنر پر ان ڈور راؤنڈ شیپ والا جھولا بھی تھا جس کے گرد فیری لائٹس لگی ہوئی تھی۔ اس کے بالکل اپوزٹ سائڈ پر فل سائز مرر تھا جس میں مشائم اپنی فل سائز سیلفیز لیا کرتی تھی۔ اسے وال پر کچھ پکچرز کے اور فریمز بھی لگے نظر آئے تھے۔ جن میں سے کچھ کو دیکھ کر تو اسے شاک سا لگا تھا جبکہ کچھ پر شدید غصہ بھی آیا تھا۔

وہ اسکے اس ایسٹھیٹک گرلش لک والے روم کو دیکھ کر مشائم کی پنک کلر کے ساتھ اوبسیشن دیکھ کر اپنا دل خراب ہوتا محسوس کر رہا تھا۔

اف پنک کلر کی فیکٹری اس نے اپنے بیڈ روم میں کھولی

ہوئی ہے کوئی بھی دوسرا کلر نہیں دل خراب نہیں ہوتا کیا
میری شوگر بے بی کا!! خود بھی پنک پنک ہے روم بھی
پنک موبائل بھی پنک کیا بنے گا میرا اس نے تو میرا
بلیک روم بھی پنک کروا دینا ہے ہونہ۔۔۔چھوٹی عمر کی
بیوی ہونے کے نقصانات۔۔۔بٹ چلو سمجھا لونگا پیار سے
اپنی خانزادی صاحبہ کو!! شہریار خانزادہ دل میں سوچ
کر مسکرا رہا تھا۔

وہ ابھی اس کی تصویریں ہی دیکھ رہا تھا جب وہ روم میں
انٹر ہو گئی۔ اور اس کے کہے بغیر ہی گلاس میں پانی
ڈالتی اس کے آگے رکھ گئی۔ اسکا موبائل پھر سے رنگ
ہوا تھا۔

ایکسکیوز می ماما کی کال ہے میں بات کر لوں!! مشائم
مسلسل اپنے فون پر مہوش بیگم کی کال دیکھ کر پانی
پیتے شہریار خانزادہ کو دیکھ کر بولی تھی۔ شور آپ بات
کر لیں! وہ ایک گلاس ختم کرتا اب دوسرا گلاس بھر کر
پینے لگا تھا جبکہ مشائم کال ریسو کر کے مہوش بیگم
سے بات کرنے لگی۔

ہیلو۔۔۔جی ماما جی۔۔۔سو کر اٹھ گئی تھی کچھ دیر پہلے۔۔۔کیوں آپ کیوں پریشان ہو گئی تھی میں ٹھیک ہوں۔۔۔بابا کو ہوش آگیا۔۔۔اوکے آپ رایان بھائی سے کہہ دینا۔۔۔بابا سے بات کروائیں۔۔۔اسلام علیکم بابا جانی! ریٹلی مس یو۔۔۔یار آپ نے تو ڈرا ہی دیا تھا مجھے۔۔۔آپ کو پتہ ہے میں بالکل بھی نہیں روئی آپکی بیٹی اپنے بابا جیسی اسٹرونگ ہے۔۔۔اور ہاں بابا یہ ماما کی خبر تو لیں۔۔۔آپ کی مسز نے کل سے بڑا تنگ کیا ہے مجھے۔۔۔زیادہ نہیں ڈانٹنا میری ماما کو ورنہ آپ سے ناراض ہو جانا ہے لو یو ٹو بابا جانی آپ کے لئے براؤنیز لاؤں اوکے اوکے۔۔۔بھائی کے ساتھ خیال سے آجاؤں گی۔۔۔ٹھیک ہے بابا۔۔۔اوکے۔۔۔سی یو سون اللہ حافظ! مشائم جو مہوش بیگم سے بات کرتی سالار صاحب سے بات کرنے لگی تھی کہ باپ سے بات کرتے اسکا لہجہ بچوں کی طرح بھیگ گیا تھا۔

اس کی ہر بات بہت لاڈ اور نازو والی تھی وہ اپنے بابا کی نخریلی شہزادی تھی جو کل سے باپ کی بند آنکھیں دیکھ کر بہت ڈری ہوئی تھی۔ وہ انکا شفقت سے لبریز لہجہ سننے کو تڑپ رہی تھی۔ صوفہ چیئر پر بیٹھا شہریار خانزادہ اس کی باپ سے لاڈلیاں معصوم شکوے ایکدم سے بھیگتا لہجہ اور آنسو سے لبریز ہوتی ہیزل آنکھیں دیکھ کر

اپنی روح میں درد اترتا محسوس کر رہا تھا۔

اس کا جی چاہا وہ ایک بار پھر اس کے سینے سے آکر لگے اور وہ اس کے آنسو اس کی شفاف ذہین سی گہری آنکھیں چومتے ہوئے صاف کرے۔ پانی پی لیں!! وہ اس کو آنسو صاف کرتے دیکھ پانی کا گلاس اب اس کے آگے کر گیا۔ تھینکس!! مشائم اس سے گلاس پکڑ کر آدھے سے زیادہ پانی پی گئی۔ جب اسے اچانک یاد آیا۔ یہ تو آپ کا پانی تھا سوری وہ میں بابا سے بات کرتے ایموشنل ہو گئی تھی آپ اپنا پانی واپس پی لیں آئی ایم اوکے ناؤ!! وہ اسے اپنا بچا ہوا پانی واپس پکڑا گئی جسے سر کو خم کرتے شہریار خانزادہ فوراً اپنے حلق میں اتار لیا۔

اسے وہ پانی بھی قیمتی لگا تھا جو وہ اپنے لبوں کے ذائقے سے لبریز کر کے اسے پیش کر رہی تھی میں ڈراپ کر دوں ہاسپٹل آپ کے بابا سے ملاقات بھی ہو جائے گی پھر میری ریٹلی وانٹ ٹو میٹ ہم!! وہ چاہتا تھا اسکی چھوٹی سی جان مشائم اس سے باتیں کرے وہ اپنی فیلنگز فوراً سے کور کر جاتی تھی۔

آنسو تو ایسے اپنے اندر اتار لیتی تھی جیسے رونا بہت مشکل کام ہو اس کے لیے!! نہیں ناں آپ بابا سے ابھی نہیں مل سکتے وہ نہیں جانتے میں آفس میں جاب کر رہی ہوں! مشائم بیڈ پر بیٹھتی ہوئی شہریار خانزادہ کی بات کے جواب میں بولی تھی۔ تو بتا دینا انہیں میں کون ہوں تمہارا!!! وہ اس کے چہرے کو دیکھتے اپنے فلو میں بول گیا۔ مشائم لفظوں کو سوچ کر بولنے کی کوشش کر رہی تھی اس لئے اس کا لہجہ نوٹ نہیں کر پائی۔

میں پختون فیملی سے بیلونگ کرتی ہوں سر۔۔۔جیسے آپ خانزادہ ہیں میں بھی خانزادی ہوں۔۔۔میرے بابا کی فیملی کرویتو ہے جہاں بیٹیوں سے جابز نہیں کروائی جاتی بس بابا ان لوگوں کی وجہ سے شاید مجھے جاب نہیں کرنے دیتے۔۔۔اینڈ یو نو وٹ آئی ہیٹ دیم آل! مشائم بہت سوچ سوچ کر بول رہی تھی۔ جبکہ شہریار خانزادہ اس کی باتیں سن کر اس کے لہجے میں شدید نفرت محسوس کرتا بالکل سیریس ہو گیا تھا۔ کیا وہ ان سب سے واقف تھی لگتا تو نہیں تھا۔

آپ کو کیوں نفرت ہے اپنی فیملی سے!! وہ اب انجان بن

کر اس کا تیزی سے لال ہوتا چہرہ دیکھ کر بولا تھا جو شاید غصے سے سرخ ہو رہا تھا وہ لوگ نفرت کے ہی قابل ہیں جن کی وجہ سے بابا نے تکلیفیں اٹھائی!! میں تو زندگی میں کبھی ان لوگوں کی شکل تک نہیں دیکھنا چاہتی جن کو یاد کر کے بابا روتے ہیں۔۔ وہ لوگ ڈیزرو ہی نہیں کرتے میرے بابا کے آنسو! مشائم کی آنکھیں بھی اب گلابی ہونے لگی تھی۔ اس کا چہرہ کسی بات کی گواہی دے رہا تھا مگر وہ کیا تھی۔ آپ بابا کے ان کی فیملی سے ایشو رہے ہوں گے کوئی ریزن تو ہو گا شاید وہ-----میرے بابا تایا ابو کا بلیم خود پر لے کر گناہ گار ناں ہوتے ہوئے بھی سزا کاٹ رہے ہیں میں نے اپنے بابا کی یہ باتیں کل رات ہی سنی اور اس کے بعد بابا کو ہارٹ اٹیک ہو گیا اب تو میں ان سب سے اور بھی زیادہ نفرت کرنے لگی ہوں

وہ فیملی ہی کیا جہاں غلطیوں کا ہو کر اپنیوں کی دی ہوئی سزا کاٹی جائے۔۔۔میں بھی کیا بولے جا رہی ہوں آپ کا تھینکس کرنے بلایا تھا اور اپنے خاندان کا ذکر لے کر بیٹھ گئی۔ مشائم کو اب شہریار خانزادہ کا چہرہ بھی لال ہوتا نظر آ رہا تھا۔ آپ کو کیا گرمی لگ رہی ہے فیس ریڈ ہو رہا ہے۔ وہ اے سی کا ٹمپریچر کم کرتی بولی تھی۔

نہیں میں ٹھیک ہوں مشائم!! تم ان سب سے ملی ہو میرا
مطلب----کبھی نہیں ملی ناں کسی کو دیکھا ہے اور اللہ
ملائے بھی نہیں بابا کے روم میں ایک فوٹو ہے ان سب
کی اور سب سے زیادہ تو میرے تایا ابو کی ہیں اور
انکے موٹے سے پینڈو طبیعت بیٹے کی!! مشائم اپنی
آنکھیں گما کر بولی تھی۔

شہریار خانزادہ جو مشائم کے لہجے میں اپنے بابا کے
لئے سب سے زیادہ نفرت محسوس کر کے ضبط کی
انتہاؤں پر تھا وہ پانی پی کر اپنا غصہ ٹھنڈا کرتا جب اس
کے منہ سے خود کے لئے پینڈو کا لفظ سن کر اسے
اچھو کا لگ گیا۔ سوری وہ۔۔۔۔اٹس اوکے سر اتنے زہریلے
لوگوں کے نام پر پانی کی حلق میں پھنس سکتا ہے۔

آپ کسی سے ملی ہی نہیں تو اتنا بدگمان کیوں ہیں کیا پتہ
وہ لوگ ایسے ناں ہو کوئی غلط فہمی۔۔۔۔۔جن کو میرے
بابا کی فکر نہیں جو آج تک ہمسے غافل ہیں جنہیں شاید
پتہ بھی نا ہو کہ میں بھی انکی فیملی کا پارٹ کوئی ہوں ہم
کن حالات میں ہیں وہ لوگ کبھی بھی غلط فہم نہیں ہو
سکتے۔ تم غلط سوچ رہی ہو میری جان میں تو سالوں سے
تمہاری تلاش میں تھا تم سے جب محبت ہوئی تو گلٹ میں
چلا گیا کہ بابا کی بھتیجا اپنی منکوحہ کا حق کسی اور

لڑکی سے دے رہا ہوں کسی اور سے محبت کر کے!! وہ
اس کو خاموش ہو کر پھر سے کچھ سوچ کر بولنے کی
کوشش کرتے دیکھ دل میں بولا تھا۔

مشائم بہت سیریس تھی اس کا لہجہ کاٹ دار تھا۔ ایسا کیوں
تھا شاید اس کے بابا کی وجہ سے یا بات کچھ اور بھی
تھی۔ کیا وہ اپنے نکاح کا واقف تھی؟۔ اگر کبھی میری بابا
کی فیملی سے ملاقات ہو گئی ناں تو سب سے ایک بار
لازمی پوچھوں گی میرے بابا کے ساتھ ہی کیوں نا انصافی
کی تایا ابو کی خود سری کی سزا میرے بابا کو کیوں
دی!! اور اللہ کرے میری یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہو ان
سب سے میں کبھی نہیں مل سکوں!! بابا کے بعد ان سے
کوئی تعلق ہو گا بھی نہیں سوائے اس کے کہ میں ان کا
خون ہوں بس! میں تو ان میں سے کسی کا نام بھی نہیں
جانتی جب بھی بابا نے بتانا چاہا میں ان سے خفا ہو کر
روم سے ہی چلی گئی۔

میرے دل میں ان لوگوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں!!
دے آل آر کرول!! وہ اب بھیگے لہجے میں بول رہی تھی۔
شہریار خانزادہ ضبط کیے مشکل سے بیٹھا تھا ان کا

خاندان اس کے بابا کے شادی کے انکار کی وجہ سے
بکھرا تھا اس کی مورے پر کشمالہ خانم بھی سوتن بن کر
اس کے بابا کی وجہ سے ہی آئی تو پھر وہ کس بات کے
شکوے کر رہی تھی۔

وہ حد سے زیادہ اسے بدگمان لگی تھی اس تعلق کسی سے
اتنا گہرا ناں سہی مگر شہریار اس سے تو بہت گہرا تھا
جس سے وہ لاعلم تھی۔ خون کے رشتے کبھی بھی ختم
نہیں ہوتے مشائم! وہ اسے دیکھ کر بے ساختہ بول اٹھا۔
خون سفید ہو تو ہو ہی جاتے ہیں! وہ بھی کسی سوچ میں
گم ہو کر بولی تھی۔

اور نکاح کیا وہ بھی ختم کر دو گی!! وہ اتنی دھیمی آواز
میں بولا کہ مشائم ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی وہ اس
کی بات نہیں سن سکی تھی۔ کچھ کہا آپ نے!! وہ اس کی
جانب متوجہ ہوئی نہیں کچھ بھی نہیں! شہریار خانزادہ اب
سالار صاحب سے ہر حال میں جلد ملنے کا خواہش مند
تھا۔

آپ کی ماما کی فیملی کیسی ہے!! وہ ٹوپک ہی چینج کر

گیا کہ کہی اس کا ضبط ناں ٹوٹ جائے۔ ماما کی فیملی بہت اچھی ہے سوائے میرے ماموں کی فیملی کے! الٹی آجاتی ہے ان کے بارے میں سوچ کر ہی اور جب سے ولید بھائی نے میرا موبائل توڑا اس کے بعد تو مجھے اور بھی برے لگتے ہیں وہ۔۔۔ولید انصاری تمہارا کزن ہے؟ شہریار خانزادہ کو واشروم والا منظر یاد آیا وہ شدید بدمزہ ہوتے بولا تھا۔ ولید اس کا بزنس حریف تھا جو بزنس تک ہی محدود تھا اس کے علاوہ اس نے کبھی اس کے متعلق کوئی اتنی زیادہ معلومات لینا ضروری نہیں سمجھا تھا مگر آج اسے تھوڑا افسوس ہوا اگر اس کے خاندان کے بارے میں بھی پتہ لگوا لیتا تو شاید مشائم اسے پہلے ہی مل جاتی۔ وہ بس اس کی ذاتی زندگی تک ہی اسے جانتا تھا کہ وہ کتنا بڑا شیطان ہے۔

جی۔!! کیسے کیسے عجیب لوگ کزن ہوتے ہیں ناں انسان کے بٹ میرے پاس اچھے کزنز بھی ہیں جیسے ایشا رایان بھائی اور مہرمہ آپبی بھی!! رایان بھائی اور ایشا میری خالہ کے بچے ہیں میرے سگے سے بھی بڑھ کر بہن بھائی! آپ پلیز رایان بھائی کو اپنے آفس سے فائر نہیں کرنا انہوں نے ہی سر احمر سے سفارش کر کے مجھے آپ کی پی اے کی پوسٹ دلوائی ہے پلیز اس آ

ریکویسٹ!! ہمم۔۔۔۔۔ تو رایان کو نہیں معلوم تھا آپ کی فیملی میں لڑکیوں کو جابز الاؤ نہیں آپ کے بابا کو بھی اس بات کا علم نہیں وہ ایک میچور مرد ہو کر آپ کے جھوٹ میں ساتھ دیتا رہا!! شہریار خانزادہ کی ٹون سخت ہوئی تھی۔

انہیں میں نے جھوٹ کہا تھا کہ مجھے پرمیشن مل گئی ہے جاب کی۔۔۔مجھے ضرورت تھی جاب کی ماما بابا کا فائنیشنلی ساتھ دینا چاہتی تھی!! مشائم اپنا سر جھکائے معصومیت سے بولی تھی۔

اگر آپ زیادہ غصہ ہو رہے ہیں تو پلیز آپ بیشک مجھے
فائر کر دیں بٹ بھائی کو-----اور تمہیں فائر کرنے سے
کیا ہوگا؟۔ شہریار خانزادہ اس کے سوجے گلابی گالوں کو
دیکھتے بولا۔ بھائی کی تو انسٹ نہیں ہو گی ناں ان کا
کیرئیر میری وجہ سے خراب تو نہیں ہو گا اور میں۔۔میں
کسی اور کمپنی میں جاب-----کوئی ضرورت نہیں کسی
اور آفس میں جاب کی انڈر ایج لڑکی کو کوئی ہائر نہیں
کرتا آپ کے بابا گھر آجائیں تو اپنا کام کنٹینو کریں آپ
ایڈیشنل پی اے ہونے کی حیثیت سے آپ کا آفس آنا اتنا

ضروری نہیں آپ گھر بیٹھے بھی اپنا کام کر سکتی ہیں۔
میں ڈیٹیلز احمر کے تھرو آپ تک پرووائڈ کروا دوں گا۔
شہریار خانزادہ اب اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کے
ساتھ اب ایک ہی کمرے میں تنہا بیٹھنا مشکل تھا۔ حق
ملکیت کا احساس ہونے لگا تھا۔ وہ اس کی منکوحہ تھی
شہزادی سی آن بان رکھنے والی آفسز میں کیا کچھ ہوتا تھا
یہ شہریار خانزادہ اچھی طرح جانتا تھا وہ کسی اور آفس
میں کام کرے یہ اسے گوارا نہیں تھا نا وہ ایسا ہونے دینے
والا تھا۔ اور اب تو اپنے آفس میں بھی اسے آنے دینے پر
آمادہ نہیں تھا سب کی اس پر نظریں ٹکی ہوتی تھی اور وہ
ولید کی کزن تھی ولید جیسا شکاری شہریار خانزادہ سے
اتنی حسد رکھتا تھا کہ اگر اس کے اور مشائم کے رشتے
سے آگاہی رکھتا تو شاید اسے ابھی تک شہریار خانزادہ
کے خلاف ورغلا دیتا مشائم تو پہلے ہی اتنی بدگمان تھی
سب سے اسے ہینڈل کرنا بعد میں اور مشکل ہوتا۔

بٹ میں آفس آنا چاہتی ہوں!۔۔ مشائم اس کو اٹھتے دیکھ خود
بھی اٹھ گئی تھی۔ جب آپ کی ضرورت ہو گی میں آپ کو
بلوا لوں گا میری آفس کی گاڑی ہی پک کر لیا کرے گی آپ
کو!! وہ بھی کہاں اس کی اب سننے والا تھا۔

آپ مجھے اتنے فیورز کیوں دیتے ہیں سر! مشائم کے
دماغ میں ایشا کی باتیں کلک ہوئی تھی وہ احتجاجاً بول
اٹھی! بیکوز یو ڈیزرو فیورز۔!! اتنی کم عمری میں اتنی
محنتی لڑکی وہ بھی ایک کنزرویٹو خاندان سے
بیلونگ کرنے والی از ویری امپریسیو اور میں اپنے
محنتی ایمپلائیز کو مارجنز دیتا رہتا ہوں اب چلنا چاہیے
مجھے!

یہ آپ کے فادر کے لئے لایا تھا بٹ اب واپس تو نہیں لے
جا سکتا اس لئے آپ رکھ لیں!! شہریار خاندان سے سُرخ
گلابوں کا گلدستہ دیتے اپنے کان کی بیک سائڈ کھجاتے
ہو لا!۔۔ بٹ میں کیا کروں گی ان روزز کا یہ تو آپ
بابا۔۔ اچھا چلو ان میں سے یہ ایک تم رکھ لو باقی اپنے بابا
کو دے دینا اپنی طرف سے کوئی اور بکے اچھا لگا نہیں
اس لئے ریڈ روزز کالے آیا خوشبو اچھی ہوتی ہے ناں ان
کی

وہ اسے گلدستے میں سے بہت صفائی سے ایک گلاب
نکال کر پکڑا گیا کہ مشائم کو برا بھی نہیں لگے اور وہ
لے بھی لے!! کیا میں آپ کو ہاسپٹل ڈراپ کر دوں اٹھ تو

بجنے والے ہیں وہ گھڑی دیکھتے بولا جس میں آٹھ بجنے
ہی والے تھے۔

نہیں۔۔نہیں آپ الریڈی اتنا کچھ کر چکے ہیں بلکہ باتوں میں
مجھے تو ٹائم ہی نہیں ملا آپ کے لئے کچھ کھانے کو
لاتی ہوں!! آپ رایان بھائی سے بھی مل لینا اگر وہ وہ بھی
بس آنے والے ہیں!! مشائم اپنے روم میں موجود ٹیبل پر
گلدستہ رکھتے بولی جبکہ شہریار خانزادہ کا دیا گیا گلاب
اسکے ہاتھ میں ہی تھا۔

نہیں مجھے کام ہے کچھ پھر کبھی کچھ کھلا دینا ابھی میں
نکلنے لگا ہوں!! وہ مشائم کے کزنز کے آنے سے پہلے
جانا چاہتا تھا کیونکہ وہ کسی سے بھی ملنے سے پہلے
اپنے چاچو سے ملنا چاہتا تھا۔

اوکے! وہ شہریار خانزادہ کے پیچھے ہی کمرے سے نکل
گئی تھی وہ داخلی دروازے کی جانب بڑھتے اچانک رکا
اور پیچھے مڑا۔۔مشائم جو موبائل پر ایشا کو ٹیکسٹ کرتی
اپنے دیہان میں اس کے پیچھے ہی آرہی تھی کہ بے
ساختہ اس سے ٹکرا گئی۔ وہ نیچے گرتی جب شہریار
خانزادہ اسے بازو سے پکڑ کر نیچے گرنے سے بچاتا

فوراً ہی پیچھے ہو گیا تھا ورنہ وہ کوئی گھستاخی کر
گزرتا۔

وہ سوری میں وہ فون-----آئندہ جب تم تنہا ہو تو کسی کو
بھی اپنے گھر آنے کی اجازت نہیں دینا اور اپنے بیڈ روم
میں تو بالکل بھی نہیں لاپرواہی اچھی ہوتی ہی مگر اتنی
بھی نہیں ہر کوئی محافظ نہیں ہوتا

شہریار خاندان اس کے گلے میں لٹکتے بٹر فلائے والے
ڈائمنڈ لاکٹ کو دیکھتے بولا۔ سیم ٹاپس اور بریسلیٹ بھی
اس نے پہنا ہوا تھا جبکہ دائیں ہاتھ میں ڈائمنڈ رنگ چمک
رہی تھی۔ وہ قمیض شلوار میں بہت پیاری لگتی تھی۔ اور
دوپٹہ سر پر ہو تو جان ہی لے لیتی تھی۔

جی کیا مطلب میں سمجھی نہیں!! مشائم نا سمجھی سے
بولی تھی۔ جب ماما بابا گھر ہوں تب ہی ملا کرو میل
گیسٹ سے!! اور جب بھی کسی کو گیسٹ کے طور پر
بلاتی ہو تو ماما کی موجودگی میں بیٹھا کرو۔۔۔اوکے ٹیک
کیئر پھر ملاقات ہوگی! اس سے زیادہ رکنا جذبات کی
طغیانی برپا کر دیتا اس لئے وہ باہر نکل گیا۔ بہت دل چاہا
اسے گلے لگا لے مگر ابھی وقت نہیں آیا تھا۔

ہیں یہ جاتے جاتے ڈیڈی کی طرح بیہو کیوں کر کے گئے

ہیں اپنے بے بی کی طرح ٹریٹ کرتے ہیں مجھے ویسے
بول تو سہی رہے تھے ماما بھی ڈانٹیں گی مگر بات بھی
تو کرنی تھی دیکھا جائے گا جو بھی ہو گا۔

مشائم اس کی مخصوص مہک ارد گرد پھیلی محسوس کر
کے بولی تھی۔ وہ اب مطمئن سا فیل کر رہی تھی۔

طبیعت کیسی ہے اب آپکی خانی! کچھ کھانے کا دل ہے یا
پہلے شاپنگ پر جانا ہے؟۔ منہان خانزادہ ڈرائیونگ کرتا
اپنے پہلو میں بیٹھی انشال خان کا ہاتھ پکڑ کر چومتا بہت
محبت سے بولا تھا۔

وہ بار بار اسے اپنی طرف متوجہ کرتا کبھی اس کے ہاتھ
تو کبھی اسکی کلائی پر چوم رہا تھا۔ جب سے گاڑی میں
بیٹھے تھے وہ دونوں منہان نے ایک لمحے کے لئے بھی
اس کا ہاتھ نہیں چھوڑا تھا۔

بھوک نہیں ابھی۔۔۔ منہان میرا ہاتھ تو چھوڑ دو تمہیں

ڈرائیونگ میں مسئلہ ہو گا! انشال آہستگی سے بولی
تھی۔ وہ اس کے ساتھ بہت ریلیکس محسوس کر رہی تھی
اس کا لمس سکون دے رہا تھا۔ اسے اپنے بابا شہسوار خان
کی شدت سے یاد آتی تھی جب منہاں اس کے ساتھ ہوتا تھا
وہ بھی اتنی ہی نرمی اور محبت سے پیش آتا تھا۔

بالکل ویسے ہی جیسے اسکے بابا اس کی مورے کشمالہ
خانم کے ساتھ پیش آتے تھے۔ وہ گھنٹوں ان سے خفا رہتی
تھی اور شہسوار خان گھنٹوں ان کو مناتے ان کی مینتیں
کیا کرتے تھے۔ وہ اپنا منہ ان سے موڑ لیتی تھی اور
شہسوار خان ان کے پیروں میں جھکے بیٹھے ہر ممکن
کوشش کرتے تھے منانے کی!

مگر اس کی مورے کی آخری ناراضگی ایسی تھی جن
میں وہ خاموش لاش بن گئی تھی اور شہسوار خان ان کو
منا بھی نہیں سکے کیونکہ وہ انہیں دنیا میں چھوڑ کر جا
چکی تھی۔

ٹھیک ہے پہلے شاپنگ کرتے ہیں پھر آپ کو کچھ کھلا
دونگا۔ اور مجھے آپ کا ہاتھ پکڑنے سے ڈرائیونگ میں

کوئی مسئلہ نہیں ہو رہا بلکہ ایک مکمل سا احساس دل میں
اتر رہا ہے۔

وہ انشال خان کے ہاتھ کی انگلیوں پر اب چوم رہا تھا۔ آپ
بہت زیادہ پیاری ہیں میری خانی اور آپ کے یہ
خوبصورت ہاتھ مجھے اپنے ہاتھوں میں اور بھی زیادہ
حسین لگتے ہیں۔

وہ نقاب میں بڑی سی چادر میں چھپے انشال خان کے
بھرے بھرے سے وجود کو دیکھ کر اپنی گھمبیر آواز میں
بولا تھا اور پھر کے اس کا ہاتھ پکڑ کر پھر سے چومتا
اپنے گال سے مس کرتے اپنی ران پر رکھ گیا تھا۔ وہ جو
اس کی گھمبیر آواز کے سحر میں جکڑی ہوئی تھی کہ
اپنے ہاتھ کو اس کی ران پر دیکھتی فوراً سے پیچھے
کھینچ گئی۔

کیا ہوا پیچھے کیوں کیا ہے ہاتھ؟۔ منہان خانزادہ نے پھر
سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی ران پر رکھا تھا۔ پلیز منہان
میں۔۔میرا ہاتھ۔۔۔آپ کا ہی ہوں میں حق سے چھوا کریں
مجھے!! چاہے جتنا گھبرائیں دور بھاگیں یا پھر جتنی

خوفزدہ ہو جائیں وصل کی رات تو نصیب ہونی ہی ہے
شوہر کے حقوق کی ادائیگی تو کرنی ہی ہے میں آپ کو
ڈھیل اس لئے دے رہا ہوں تاکہ آپ یہ خوف اب ختم کر
دیں کیا ساری زندگی آپ نے میرے ساتھ چھپن چھپائی کا
کھیل کھیلتے رہنا ہے! میں آپ کو پیار سے ڈیل کروں گا
کوئی زبردستی نہیں مگر دنیا کے وسوسوں سے نکل کر
اب اپنے آپ کو جینا سیکھیں اپنے محرم کی خوشبو سے
ایک دن مہکنا ہے آپ نے بھی اب بچوں سا ایکٹ چھوڑ
دیں۔ منہان خانزادہ اس کی ہتھیلی سہلاتے ہوئے بول رہا
تھا۔

منہان خانزادہ اسلام آباد کے سب سے مہنگے سینٹورس
مال کی پارکنگ میں اپنی رینج روور پارک کرتا انشال کی
بھوری آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ جو شرم سے اپنی گھنی
پلکیں اسی وقت جھکا گئی تھی۔ منہان دھڑکتے دل سے ان
جھکی پلکوں پر نثار ہوا تھا۔

محبوب کے شرمانے سے عاشق مزید گھستاخ ہوتا۔!! وہ
اس کی جانب جھک کر سرگوشی نما آواز میں بولتا اس
کی سیٹ کا بٹن کھولتا اس کے ماتھے پر چوم گیا۔ انشال
خان کے دل کی دھڑکنیں زوروں سے دھڑکی تھی۔ جیسے
منہان نے محسوس کیا تھا۔

آئی لو یو۔۔!! ود آل مائی ہارٹ اینڈ سول۔۔وہ اسکی جھکی
ہوئی بھوری آنکھوں کو نم ہونے پر کچھ پل یونہی دیکھنے
کے بعد بہت نرمی سے اپنی محبت کا ایک بار پھر
اظہار کرتا ان آنکھوں کو چومتا ہوا اپنی طرف کا دروازہ
کھول کر ڈرائیونگ سیٹ سے اتر گیا تھا۔ جبکہ انشال اس
کی محبت کے اظہار آنکھوں پر اس کا پر تپش لمس
محسوس کر کے نم آنکھوں سے مسکرا کر اسے دیکھ
رہی تھی۔

اتنی شدید بے رحم آزمائشوں کے بعد بھی وہ اسے اتنی ہی
بے لوث محبت دیتا تھا جتنی ایک لڑکی اپنے خوابوں میں
تصور کرتی ہے جو خود غرضی سے پاک، مفاد پرستی
سے عاری، خالص، بے غرض اور دیوانگی سے بھری
ہوتی ہے اور انشال خان ان خوش بخت خوش نصیب
لڑکیوں میں سے تھی جسے منہاں خانزادہ کی بے لوث
محبت کا شرف حاصل تھا۔ جو ناں صرف اس کا ہمسفر
بلکہ ایک دیوانہ عاشق بھی تھا جسے اس نے ہر پہلو سے
زخمی کیا تھا۔

وہ اپنی زیادتیوں پر اس کے اظہار محبت پر ہر بار ہی

شرمسار ہوتی تھی۔ منہان خانزادہ اسکی طرف آتا گاڑی کا دروازہ کھول کر اسے ہاتھ آگے بڑھا کر نکال گیا۔ انشال خان لائٹ پریل کلر کے چکن کاری سے بہت ڈیسنٹ سے ڈریس میں ملبوس تھی۔ پیروں میں نازک سی فلیٹس پہنی ہوئی تھی۔ سر پر سیاہ بڑی سی چادر اوڑھی ہوئی تھی جسکی مدد سے اس نے اپنا چہرہ چھپایا ہوا تھا۔

وہ بھرے بھرے سے جسم والی لڑکی تھی اس کا قد مناسب تھا وہ منہان خانزادہ کے کندھے تک بمشکل آتی تھی کیونکہ اس کا قد کافی اونچا تھا اچھی خاصی کٹس والی کسرتی ہیوی باڈی پھولے مسلز سفید شلوار قمیض میں بہت دل کش لگ رہی تھی۔ چھوڑی پیشانی پر سیاہ بال میسی سے بکھرے ہوئے تھے اس کی سُر مئی آنکھوں میں چمک تھی اور ایک سکون تھا جو انشال خان کی موجودگی کے باعث تھا۔

وہ پہلی بار اس کے ساتھ مال آئی تھی وہ بھی بغیر کوئی مزاحمت کسی زبردستی کے! آجائیں خانی آج آپ نے میرے کارڈ پر بغیر رحم کھائے شاپنگ کرنی ہے جو دل چاہے حق سمجھ کر لینا ہے ورنہ اگر میں نے اپنی مرضی

کی تو کوئی چوائس نہیں ہو گی پہننا پڑے گا پھر سب!! وہ
اس کا ہاتھ تھامے اس کی انگلیوں کو اپنی انگلیوں میں
پیوست کیے آگے بڑھ رہا تھا۔ اس کی باتوں میں شوخی
سے زیادہ اپنائیت تھی۔

وہ دونوں ایک ڈیزائنر آؤٹ لیٹ میں انٹر ہوتے انشال کا
ویڈنگ ڈریس سیلیکٹ کرنے لگے۔ آپ یہ کون سے
پھیکھے کلرز دیکھنے میں لگی ہوئی ہیں یار آئی وانٹ
بولڈ ون کوئی ڈارک سا کلر دیکھیں ریڈ پہنتی ہے دلہن
تاکہ اس کا دلہن پاگل کی طرح اسے پیار کرے خانی آپ
نے دلہن بننا ہے بھول کیوں جاتی ہیں۔۔۔ایکسکیوز می!!
ہمیں ریڈ کے شیڈ میں برائیڈل ڈریس دکھائیں! انشال خان
جو گولڈن آف وائٹ اور وائٹ کلر کے ڈریسز دیکھ رہی
تھی کہ منہاں خاندانہ اتنے پھیکھے رنگوں کو دیکھ کر
ناراضگی سے بول کر سیلز گرل سے مخاطب ہوا تھا۔

شور سر۔۔۔میں نے بھی میم سے ہی کہا تھا کہ آپ کی
چوائس بہت پھیکی سی ہے فرسٹ ڈے کی برائیڈ پر
ریڈ۔۔۔۔۔آپ ہمیں آرٹیکلز دکھائیں پلیز اتنے پھیکھے رنگوں
کو سامنے سجایا ہوا ہے تو بندہ پہلے یہی دیکھے گا ناں

اور آپشنز ہوں گے تو میری وائف کچھ چوس کریں۔!!
سیلز گرل جو منہان خانزادہ پر فدا ہوتی انشال کو ایک
نظر دیکھ کر اپنے نمبر بڑھانے کی کوشش کر رہی تھی
جب وہ اسے فوراً سے ٹوکتا ہوا ان ڈریسز کی طرف اشارہ
کرنے لگا جو ڈس پلے پر لگے تھے۔ وہ اچھے خاصے
قیمتی برائیل ڈریس تھے۔ جنہیں منہان خانزادہ پھیکا بول
کر ریجیکٹ کر گیا تھا۔ وہ انشال کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے
قریب کر گیا جو بالکل چپ سی کھڑی تھی۔

دوسری سیلز گرل انہیں باقی کے آرٹیکلز دکھانے لگی جو
کافی بولڈ اور اسٹائلش سے جنہیں دیکھ کر انشال خان کی
بھوری آنکھیں حیرانگی سے پھیلی تھی جنہیں بہت
دلچسپی سے منہان خانزادہ دیکھ رہا تھا۔ یہ ٹرائے کریں!!
وہ ایک ریڈ کلر کا لہنگا سیلیکٹ کر کے انشال کی طرف
بڑھا گیا۔

پر یہ تو بہت۔۔۔ آپ ٹرائے تو کریں یار۔۔۔ ٹرائے روم کہاں
ہے؟۔۔ منہان خانزادہ انشال اور سیلز گرل سے باری باری
بولا تھا سیلز گرل سے ٹرائے روم پوچھنے کے بعد وہ
انشال کو لئے آگے بڑھ گیا تھا۔ جلدی سے مجھے یہ پہن

کر دکھائیں میں آتا ہوں۔ وہ اسے روم کے اندر کھڑا کر کے خود باہر نکل کر سیلز گرل کے پاس جاتا اس کے ہاتھ میں موجود اس آؤٹ لیٹ کا سب سے مہنگا اور بے حد بے باک سا لہنگا پسند کرتا اس کی پے منٹ کرنے کے بعد چینجنگ روم کی جانب بڑھ گیا۔

ہو گیا انشال؟۔۔۔ منہاں پلیز مجھے یہ نہیں پہننا یہ کافی فٹنگ والا ہے۔۔ انشال کی روبانسی آواز پر وہ دبی دبی سی آواز میں ہنسا تھا۔ اور اپنے کارنامے پر خود کو داد دیئے بنا نہیں رہ سکا۔ اچھا اوکے نو ایشو آپ باہر آجائیں ہم کچھ اور دیکھ لیتے ہیں! وہ ڈور ناک کر کے بولا۔

انشال اسی وقت باہر آگئی تھی اس نے وہ لہنگا پہننے کی غلطی نہیں کی تھی۔ میں وہ میں کیا میں فراک نہیں۔۔۔ وہ تو آپ ولیمے پر پہنے گی ناں اگر یہاں کچھ پسند نہیں تو ہم کسی اور آؤٹ لیٹ پر چلتے ہیں۔ نہیں میں کچھ اور دیکھ لیتی ہوں تھوڑا لائٹ سا!! انشال خان اس کی آنکھوں کی چمک کو پہلے سے بھی زیادہ بڑھتے دیکھ کر اس کی خوشی کا خیال کرتی بولی تھی وہ بہت دل سے لایا تھا اسے کیا وہ ایک لہنگا اس کے ساتھ پسند نہیں کر سکتی

تھی۔

یہ دیکھو یہ والا کیسا ہے منہاں؟۔ انشال ایک بہت خوبصورت سے لہنگے کو سیلیکٹ کرتی بولی تھی۔ جو خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ کافی ڈیسنٹ بھی تھا بہت اچھا ہے خانی کیا آپ نے اسے ٹرائے کرنا ہے یا میں ویسے ہی پے منٹ کر دوں؟۔ منہاں خانزادہ کو سمجھ آگیا تھا وہ تھوڑا سا بھی ریولنگ ڈریس سب کے سامنے نہیں پہن سکتی اس لئے وہ اس کے ساتھ کوئی بھی زبردستی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

جو اس نے لینا تھا وہ لے چکا تھا اور یہ سرپرائز وہ اسے اپنی ویڈنگ نائٹ پر دینے والا تھا۔ باقی کی شاپنگ کرنی ہے انرز لینے ہیں میچنگ کے یا۔۔۔۔۔ منہاں بس اب اور نہیں لینا کچھ بھی۔۔۔ کچھ کھا لیتے ہیں بھوک سے میرا سر چکرا رہا ہے پلیز! انشال انرز والی بات سن کر سٹیٹائی تھی وہ اس کے ساتھ اپنی پرسنل شاپنگ کرنے میں کتراتے ہوئی بولی تھی۔ وہ جس طرح سے ڈریسز سیلیکٹ کر رہا تھا اب اگر وہ چیزیں بھی سیلیکٹ کر لی تو انشال نے بیہوش ہی ہو جانا تھا۔ اور اگر اس نے حویلی جا کر پہننے کی فرمائش کر دی تو وہ اس کے سامنے پہننے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی اچھا ٹھیک ہے آجائیں آپ کی بھوک کا

علاج کروں۔ وہ اس کی ہچکچاہٹ سمجھ گیا تھا۔

انشال کی ساری شاپنگ وہ خود کر چکا تھا آدھے سے زیادہ چیزیں تو اس نے آن لائن آرڈر کر کے منگوا لی تھی بس ایک بار ات کا ڈریس تھا جو اس نے انشال کے ساتھ جا کر لینا تھا کیونکہ اس کے والیمے کا ڈریس نازنین خانم نے اپنی مرضی سے آرڈر کروا دیا تھا۔ منہاں خاندانہ سیلز مین کو اشارہ کرتا دونوں لہنگے اس کی گاڑی تک لانے کا کہتا انشال کے ساتھ باہر نکل گیا تھا۔ سیلز مین اس کے اشارے پر اس کا لیا ہوا لہنگا دوسرے لہنگے کے ساتھ ہی پیکنگ بیگز میں پکڑے ان کے پیچھے ہی بڑھ گیا تھا۔

میرے ہینڈسم بابا جان آپ نے اب کوئی بھی ٹینشن نہیں لینی ہے۔ اتنا ڈرا دیا تھا آپ نے ہمیں بس جلدی سے گھر آجائیں آپ یو نو ناں مجھے ہاسپٹل کتنا برا لگتا ہے آپ بار بار خود کو بیمار کر لیتے ہیں اب میں آپ سے واقعی والا ناراض ہو جاؤں گی مشائم جو رایان اور ایشا کے ساتھ سالار صاحب سے ملنے کے لئے ہاسپٹل کے پرائیویٹ روم میں پہنچی ہی تھی کہ اس کی نظر اپنے ماموں بلال انصاری اور ان کے بغل میں کھڑے ولید پر پڑھی تھی وہ بغیر کسی تاثر کے ان کو سلام کرتی سالار صاحب کا

ڈرپ لگا ہاتھ پکڑ کر چومتی لاڈ سے بول رہی تھی۔

سالار صاحب نے کل ہاسپٹل سے ڈسچارج ہونا تھا سعدیہ انصاری اور روحیل انصاری دونوں کل رات کے مہوش بیگم کے پاس ہی تھے سالار صاحب کو جیسے ہی ہوش آیا وہ دونوں ان سے ملنے کے بعد مہوش بیگم کے بہت اسرار کرنے پر آرام کرنے کے لئے اپنے گھر چلے گئے تھے۔ روحیل انصاری سالار صاحب کے بیسٹ فرینڈ تھے

وہ اپنی ہر تکلیف میں روحیل انصاری کو سب سے پہلے اپنے ساتھ کھڑے دیکھتے تھے اور یہ ان کے لیے ہمیشہ سے ہی ان کے دوست کا احسان رہا تھا سالار صاحب کے لئے وہ بہت کچھ چاہ کر بھی نہیں کر سکتے تھے کیونکہ وہ ان کی نیچر جانتے تھے مگر جب کبھی مشکل آتی تھی تو روحیل انصاری ان کو تنہا نہیں چھوڑتے تھے۔ ولید اور بلال انصاری کچھ دیر پہلے ہی ہاسپٹل پہنچے تھے مہوش بیگم اپنے بھائی کے آجانے سے ہی خوش ہو گئی تھی وہ ان کے شوہر کو ناپسند کرتے تھے مگر جیسے ہی اپنی چھوٹی بہن کے مشکل میں ہونے کا علم ہوا وہ اپنے بیٹے کے ساتھ آگئے تھے۔

آج کل کے دور میں انسان کے کچھ رشتے اللہ نے صرف دنیاوی فارمیٹیز کے لئے بنائے ہیں جن میں ایک بہت بڑی وسیع تعداد ہمارے اپنے ہی بہن بھائیوں کی ہے جو مشکل وقت آنے پر ساتھ تو نہیں دیتے ہاں مگر دنیا دکھاوا کرنے کے لئے مشکل وقت ٹل جانے کے بعد آکر اپنی حاضری لگا جاتے ہیں۔!

بلال انصاری بھی انہی بھائیوں میں سے ایک تھے جن کا ہونا نہ ہونا برابر تھا مہوش بیگم کے لیے بھائی ہونے کا کوئی حق انہوں نے کبھی ادا نہیں کیا تھا۔ میری بیٹی مجھ سے ناراض ہو جائے گی تو اسکے بابا کی آدھی جان ویسے ہی نکل جائے گی آئی کانٹ افورڈ یور سائنس

سالار صاحب سوجے گالوں کے ساتھ بیٹھی اپنی لاڈلی بیٹی مشائم کے سر پر ہاتھ رکھتے بولے تھے۔ وہ نیم گھونودگی میں تھے دواؤں کے زیر اثر!! آپ نے پھر سے ایسے بولا ناں جائیں میں اب آپ سے بات نہیں کرتی!! مشائم ان کے سینے سے لگتی اور لاڈ دکھانے لگی تھی۔ بابا کی پرنسس میری جان ہے تم میں مشائم

سالار صاحب اپنے سینے سے لگی اپنی بیٹی کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیر کر بولے۔ ایشا اور رایان دونوں ان باپ بیٹی کا پیار دیکھ کر مسکرا رہے تھے جبکہ بلال انصاری مہوش بیگم سے کوئی بات کر رہے تھے۔

ولید کی نظریں مشائم پر جمی ہوئی تھی وہ اس کے نازک جسم کو ندیدوں کی طرح دیکھ رہا تھا۔ مشائم نے ڈیسنٹ سی فلورل پرنٹ والی پنک فراک پہنی ہوئی تھی جبکہ سر پر وائٹ دوپٹہ پہنا ہوا تھا۔

ایشا بھی اپنی خالہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے احد خاندان سے ملنے کا سوچ لیا تھا کیونکہ اسے مسلسل کسی ان نون نمبر سے میسیجز اور کالز آرہی تھی۔ وہ بہت ٹینشن میں تھی۔ اس کا ہر شک اس ماسک مین پر جا رہا تھا اس کے پاس کیپٹن صاحب سے ملنے کے علاوہ کوئی راستہ نظر نہیں آرہا تھا فیملی میں الریڈی اتنی ٹینشن چل رہی تھی۔ ایسے میں اگر وہ کسی سے کوئی بھی بات کرتی تو سب اور پریشان ہوتے اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی اس کو مسلسل اپنی نظروں میں رکھے ہوئے ہے۔

ایشو کچھ کھانے چلیں۔!! مشائم ایشا کو کچھ ڈسٹرب دیکھ کر بولی تھی۔ ہم میں بھائی کو بولتی ہوں۔ ان دونوں کو اب بھوک لگنا شروع ہو گئی تھی۔ بھائی مشائم کو بھوک لگی ہے پلیز باہر چلیں کچھ کھانے! ایشا نے بلال انصاری سے بات کرتی مشائم کی طرف اشارہ کر کے بولا تھا۔

ہاں چلتے ہیں خالہ نے بھی کچھ نہیں کھایا میں ابھی ان کے لئے کچھ لینے باہر جانے ہی والا تھا آجاؤ تم دونوں بھی چلتے ہیں۔ رایان سوفٹ سے لہجے میں بولا تھا۔ ولید کسی سے کال پر بات کرنے کے لئے باہر چلا گیا تھا۔

وہ لوگ کچھ دیر سالار صاحب کے پاس بیٹھنے کے بعد کھانا کھانے چلے گئے تھے۔ ان کو جاتا دیکھ ولید کال بند ہوتے ہی سالار صاحب کے روم میں واپس چلا گیا تھا۔

اوہ رایان بھائی میں اپنا موبائل تو بابا کے پاس روم میں ہی بھول گئی آپ لوگ گاڑی میں بیٹھیں میں دو منٹ میں آتی ہوں آپ سے کچھ فائلز سے ریلیٹڈ پوچھنا تھا بابا کے سامنے نہیں پوچھ سکتی ناں میں آتی ہوں جلدی سے!! وہ لوگ جو پارکنگ میں پہنچے ہی تھے کہ مشائم کو اپنا

موبائل یاد آگیا تھا جو وہ سالار صاحب کے روم میں ہی
بھول آئی تھی۔

اوکے میں لے آتا ہوں مشی!! رایان اس کی بات سن کر
بولا تھا۔ نہیں بھائی میں خود لے کر آتی ہوں آپ گاڑی میں
بیٹھے کہی آپ کا آنے جانے میں بی بی ہی لو ناں ہو
جائے پھر ہمیں باہر کون لے کر جائے گا!! مشائم رایان
کو دیکھ کر مستی سے بولتی ایشا کو آنکھ ونک کر کے
تیزی سے پیچھے مڑی تھی۔

ایک تو یہ اپنی لڑکی بھوک کے معاملے میں مجھے واقعی
بی بی کا پیشنٹ ہی بنا دے گی۔ رایان بھی ہنس کر زور
سے بولا تھا۔ اسکی بات مشائم نے سن لی تھے وہ بھی
قہقہہ لگا کر ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی۔

وہ جیسے ہی سالار صاحب کے روم کے باہر پہنچی اسے
اپنے ماموں بلال انصاری کی آواز سنائی دی جو اس کو
شاک میں مبتلا کر گئی۔ دیکھو مہوش بیٹی کا ساتھ ہے
سالار کی حالت اب ایسی نہیں کہ تم لوگ سچ سے آنکھیں

بند کر لو۔۔۔وہ پہلے ہی ایکسیڈنٹ کے بعد سے تم دونوں کی کفالت نہیں کر سک رہا اور اب تو ہارٹ اٹیک بھی ہو گیا ہے وہ مشکل سے ہی اب کچھ سال اور جی سکے گا یا شاید کچھ ماہ۔۔۔۔۔بھائی یہ آپ کیسی بات کر رہے ہیں کچھ تو خیال کریں آپ۔۔۔میں تمہارا اور اپنی بھانجی کا خیال ہی کر رہا ہوں آنکھیں بند کر لینے سے حقیقت نہیں بدلتی تمہارا سسرال کھربوں میں کھیلنے والے لوگوں کا ہے مگر کیا فائدہ کسی بھی چیز کا آج سالار کے ساتھ کوئی بھی نہیں اسے تو پہلے ہی ساری جائیداد سے عاق کر گیا گیا ہے مشائم کے بارے میں تم سوچو اس بچی کا کیا مستقبل ہے؟۔

آج وہ جوان ہو چکی ہے کل کو شادی کی عمر ہو جائے گی تو تم سالار کے بغیر کہاں سے کرو گی سب کون تم دونوں کا کفیل بنے گا تم جانتی ہو میں تو پہلے ہی سالار سے تمہاری شادی کے حق میں نہیں تھا ایک کنگلے کو میں نے اپنی بہن دے دی میرا فیصلہ ٹھیک تھا تم نے سالار سے شادی کر کے آگ میں چھلانگ لگائی ہے لیکن اب اپنی بچی کا سوچو میں ہر بات کو ہر ناراضگی کو ایک طرف رکھ کر آج ایک بار پھر تم سے مشائم کا ہاتھ اپنے بیٹے ولید کے لئے مانگتا ہوں تمہاری بیٹی کا بوجھ

بھی کم ہو جائے گا ہم مشائم اور ولید کا نکاح کر دیتے ہیں
میرا بیٹا قابل ہے کروڑ پتی ہے بنگلہ بیلے سب ہے ایک
اونچی پہچان ہے ہماری تمہاری بیٹی راج کرے گی خوش
رہے گی اور یہ بات میں ولید کی مرضی سے ہی تم سے
کر رہا ہوں وہ مشائم سے شادی کرنا چاہتا ہے میں اس دن
بھی تم سے اور سالار سے مشائم اور ولید کی شادی کی
بات ہی کرنے آیا تھا مگر سالار کی طبیعت اس دن بھی
خراب تھی اور تم سے میں اس دن بھی بات نہیں کر سکا۔

سالار میرے آگے کبھی بھی نہیں جھکے گا اسکی مجھ
سے اور میری اس سے بنتی نہیں ایک کنگال آدمی میں
اتنی انا آخر کس بات کی جو۔۔۔۔۔بھائی سالار میرے شوہر
ہیں آپ ان کے بارے میں اس طرح کے لفظ استعمال ناں
کریں میں آپ کی عزت کرتی ہوں مگر میرے لیے میرا
شوہر سب کچھ ہے۔۔۔۔۔ہو گا کیونکہ وہ تمہاری پسند ہے۔
مگر اب اپنی بچی کے بارے میں سوچو وہ کہاں در در کی
ٹھوکریں کھاتی پھرے گی اس کو ولید جیسا مرد کبھی
دوبارہ نہیں ملے گا میں تم سے ابھی جواب نہیں مانگ رہا
ابھی تم پریشان ہو تمہارا شوہر سالار کل ڈسچارج ہو کر
گھر چلا جائے گا تو میں خود کل اس سے گھر آکر بات
کروں گا بلکہ بات کیا مشائم اور ولید کی منگنی کر دیں

گے تم میری بہن ہو تمہاری بیٹی میری بیٹی ہے کسی قسم کی تیاری کی کوئی ضرورت نہیں سالار کنگال ہے مگر میں اور میرا بیٹا نہیں ہم مشائم کا ہر شوق پورا کریں گے میں بس یہاں ہاسپٹل میں تم سے یہی کہنے آیا تھا کہ سالار کو سمجھانا بلکہ اب تم اس سے کوئی بات نہیں کرنا وہ بیمار ہے۔

کل ہی بیٹھ کر میں اس سے سب باتیں کر لونگا ابھی میں چلتا ہوں کل ملاقات ہو گی اور ہاں یہ کچھ پیسے رکھ لو تمہارے کام آئیں گے۔ چلو بیٹے ولید اب تو خوش ہو ناں!! تمہاری پھوپھو بھی شاید مان گئی ہے اسکی خاموشی ہی ہمارا جواب ہے اب تم نے کل ہی مشائم کے لئے سب سے قیمتی جوڑا خریدنا ہے اور ایک بڑی سی مہنگی انگوٹھی۔

مشائم کے پیروں تلے جیسے زمین کھینچ لی گئی تھی۔ اس کے بابا کے لئے اتنی حقارت سے بھرے الفاظ کا استعمال کیا جا رہا تھا اس کا تو خون کھول گیا تھا۔ مہوش بیگم کی بے بسی سے زبان بند تھی انہوں نے جب بھی کچھ بولنا چاہا بلال انصاری نے انہیں جھاڑ دیا۔ مشائم نے اتنا بھیانک روپ ایک بھائی کا آج دیکھا تھا۔ وہ بھیگی

آنکھوں سے اندر سے آتی آواز سن رہی تھی۔

اس کا غصے سے حال برا ہو گیا تھا وہ لال انگارہ ہو گئی تھی۔ اپنے پیچھے سے آتی ایشا کی آواز سن کر وہ پلٹی ہی تھی کہ سالار صاحب کے روم کا دروازہ کھلا وہ فوراً سے سائنڈ پیے ہوتی گیلری کے پیچھے والے پلر کی طرف ہٹ گئی۔ دیکھ لو ولید تمہاری مرضی کی لڑکی سے شادی کرنے پر ایسے مرد کے آگے جھک رہا ہوں جو مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا مگر اب وہ جھکے گا۔ بیٹی اچھے اچھوں کی انا کو جھکاوا دیتی ہے۔ بلال انصاری ولید سے بات کرتے ہوئے نفرت سے بھرے لہجے میں بولتے چلے گئے تھے

مشائم ان کی ایک ایک بات سن چکی تھی۔ اس کی آنکھیں بھیگتی جب وہ خود پر ضبط کر گئی مگر اس کے جسم سے جیسے آگ نکل رہی تھی طیش کی وہ اپنے بابا کی بیٹی تھی اینٹھ کا جواب پتھر سے دینے والی تھی۔ وہ پلر کے پیچھے سے نکلتی سالار صاحب کے روم میں چلی گئی۔ جو ڈریس اور انجیکشنز کی وجہ سے گہری نیند میں جا چکے تھے۔ ان کا بیڈ روم کے لاسٹ میں تھا جبکہ مہوش بیگم دروازے کے پاس سائنڈ پر پڑھے صوفے پر بیٹھی تھی۔ ان کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھی۔

ایشا بھی مشائم کے پیچھے روم میں آگئی تھی۔ مشی میں نے تمہیں آواز دی تھی تم باہر کھڑی کیا کر رہی تھی اتنی دیر سے۔۔۔ ایشا میں آرہی تھی بس دل تھوڑا عجیب سا ہو رہا تھا مہوش بیگم ابھی بھی اپنے خیال میں ہی گم تھی۔ انہوں نے چونک کر ان دونوں کو دیکھا تھا کیا وہ بلال انصاری اور مہوش بیگم کے درمیان ہوئی باتیں سن چکی تھی۔

ماما جان آپ کیا کھائیں گی آج آپ کی بیٹی اپنی پیاری ماما کے لئے اپنی پوکٹ منی سے سویٹس لائے گی آپکا منہ کڑوا ہو گیا ہو گا نا!! مشائم ان کو سائنڈ ہگ کرتی ہلکے پھلکے سے انداز میں بولی تھی۔ مہوش بیگم کے ہاتھ میں کچھ اماؤنٹ تھا جو بلال انصاری نے انہیں احسان کرنے والے انداز میں دیا تھا۔

خوش رہو میری بچی میں جو تمہارا دل چاہے لے آنا میں ذرا تمہارے بابا کو دیکھ لوں کہی وہ جاگ نا گئے ہوں۔ مہوش بیگم بھیگے لہجے پر قابو پاتی بولی تھی۔ اوکے ماما یہ پیسے کس نے دیئے آپ کو!! مشائم اپنا موبائل پکڑ کر

سرسری سے انداز میں استفسار کرنے لگی۔

یہ بیٹا یہ تمہارے ماموں۔۔۔ لائیں مجھے دیں میں اپنے بیگ میں رکھ لیتی ہوں آپ سے کہی گم ناں ہو جائیں ہاتھ میں پکڑ کر بیٹھی ہیں۔۔ مشائم ان کے ہاتھ سے پیسے لے کر اپنے بیگ میں ڈالتی ہوئی وہ بیڈ صوفے پر رکھتی ایشا کے ساتھ باہر چلی گئی تھی۔ اس کے اندر ایک طوفان برپا ہو رہا تھا۔

وہ اپنے بابا کی تذلیل بھولنے والوں میں سے نہیں تھی اسے بھی اب کل کاشدت سے انتظار تھا۔۔۔

شانزے خان کی آنکھ کچھ دیر پہلے ہی کھلی تھی۔ وہ بہرام خانزادہ کے جاتے ہی کچھ دیر بعد نیند کی آغوش میں چلی گئی تھی۔

وہ گھڑی میں ٹائم دیکھتی اٹھ کر بیٹھی تھی۔ اس وقت رات کے دس بج رہے تھے کمرے میں ہلکی سی روشنی جل

رہی تھی جو اس علیشان بیڈ روم کو خواب ناک بنا رہی
تھی۔

شانزے اب پہلے سے بہتر محسوس کر رہی تھی مگر اس
کی کمر میں درد ابھی بھی تھا ٹانگیں بھی دکھ رہی تھی
مگر دوپہر جتنی تکلیف نہیں تھی۔ وہ بیڈ سے اٹھتی
واشروم جا کر فریش ہوتی کمرے سے نکلی تھی اس نے
سیاہ پٹھانی فراک پہنی ہوئی تھی سر پر دوپٹہ لیا تھا جس
سے اس کے لمبے گھنے بال چھپ گئے تھے۔

اسکے چہرے پر ایک گہری چمک سی تھی جو اپنے
شوہر کی ملی قربت کے بعد ہر لڑکی کے چہرے کو چاند
کی طرح چمکا دیتی ہے۔ شانزے خان کا چہرہ چاندنی کی
مانند چمک رہا تھا۔

اس کی آنکھوں میں حیا کی لالیاں تھی وہ چھوٹے چھوٹے
قدم اٹھاتی ہوئی سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ بہرام خانزادہ ابھی
تک پیلس نہیں آیا تھا وہ کہاں تھا کس کے ساتھ شانزے
خان کا دماغ خراب ہونے لگا تھا۔

بہرام خانزادہ کے اس محل میں شانزے کو خوف سا آرہا تھا یہاں اتنی خاموشی تھی جیسے کسی وجود کا نام و نشان ہی نا ہو۔ اوپر والا پورشن نیچے سے زیادہ کشادہ تھا۔

کہا بھی تھا جلدی آنا مگر میری کوئی بات نہیں سنتے بہرام اتنا ڈر لگ رہا ہے مجھے یہاں میرا موبائل پتہ نہیں کہاں ہے مورے کی بھی یاد آرہی ہے انشال آپی کی شادی کے فنکشن کی تیاریاں ہو رہی ہوں گی میں سب کو مس کر رہی ہوں لالا سے بھی بات کرنی تھی بات ہی نہیں کرنی میں نے اب بہرام سے جتنا مجھے تنگ کیا ہے ناں میں بھی اب جلدی نہیں ماننے والی۔

شانزے سیڑھیاں اترتی ہوئی خود سے باتیں کر رہی تھی وہ جیسے ہی نیچے پہنچی اسے فیمل گارڈز پبلس کے اندرونی سائڈ پر چوکنی کھڑی نظر آئی جبکہ لاؤنج کے ایک کارنر پر ملازمہ کی ایک بڑی تعداد نظر آئی۔

جنہیں ایک ضعیف ملازمہ کچھ ہدایات دے رہی تھی۔ وہ سب شانزے کو دیکھ کر ادب سے کھڑی ہو گئی تھی۔ سلام بی بی جی ہم آپ کے اٹھنے کا ہی انتظار کر رہے

تھے آپ اگر کہیں تو کھانا سرو کر دیں ابھی! ان ملازمہ میں سے ایک کک جو مناسب عمر کی تھی شانزے کے پاس آتی مسکرا کر بولی تھی۔

بہرام کہاں ہیں؟۔ شانزے نے اس کی بات سن کر اپنے ذہن میں مچلتا ہوا سوال پوچھ لیا جس کا جواب اس ملازمہ کے پاس نہیں تھا۔ خان کب کہاں ہوتا ہے یہ ہمیں کیسے پتہ ہو گا بیٹی ہمارا کام تو آپکا خیال رکھنا ہے۔ خان بیٹے کا خاص حکم ہے آپ کی ہر ضرورت کا خیال رکھا جائے۔ وہ ضعیف ملازمہ جو ان سب کی ہیڈ تھی شانزے کو دیکھ کر مسکرا کر بولی تھی۔

وہ خود تو میرا خیال رکھتے نہیں ہیں آپ لوگوں کو کیوں بولا ہے پھر!! شانزے ملازموں کی ایک کثیر تعداد کو دیکھ کر آہستگی سے بولی تھی اس کی آواز اتنی مدہم تھی کہ ان میں سے کوئی بھی نہیں سن سکا۔

مجھے کھانا نہیں کھانا کیا یہاں کوئی موبائل ہے جس سے میں اپنی مورے سے بات کر سکوں؟ شانزے خان بہت دھیمے سے لہجے میں بول رہی تھی وہ چھوٹے چھوٹے

قدم اٹھاتی اس ضعیف ملازمہ کے پاس جاتی ہوئی بولی۔

پر بیٹی کھانا کیوں نہیں کھانا خان غصہ ہو گا جب اسے پتہ چلے گا آپ نے کچھ کھایا نہیں۔ آپ کے خان کو غصے کے علاوہ اور آتا بھی کیا ہے۔ شانزے اپنی انگلیاں مروڑے بولی تھی۔ اس کی یہ بات سب نے سنی تھی مگر ایسے اگنور کری جیسے کسی نے سنی ہی ناں ہو۔

شانزے مزید ان سے کچھ کہے بغیر پیلس کے داخل دروازے کی جانب بڑھی جہاں دو لیڈی گارڈز کھڑی تھی۔ میم آپ کو باہر جانا الاؤ نہیں!! وہ دونوں لیڈی گارڈز ایک ساتھ بولی تھی۔ کیوں!! شانزے روہانسی ہو کر بولی تھی۔

باس کے آرڈر ہیں ان کی غیر موجودگی میں آپ باہر نہیں جا سکتی! مجھے باہر جانا ہے راستہ چھوڑو میرا! شانزے کو لگا اسے جیسے اس بڑے سے محل میں قید کر لیا گیا ہے۔ کوئی اس کی بات نہیں سن رہا تھا سب صرف ایک ہی بات کر رہے تھے جو اسے غصہ اور بے بسی کا احساس دلا رہے تھے۔

میم ہم آپ کے آرڈرز نہیں مان سکتے باس نے۔۔۔۔۔اپنے
باس سے کہو مجھے قید کرنے سے بہتر ہے جان سے
مار دیں! شانزے غصے سے دانت پیس کر بولی تھی۔ اس
کی بات سن کر ماحول میں پھر سے ایک خاموشی چھا
گئی تھی۔

ہٹو میرے سامنے سے ابھی اور اسی وقت مجھے باہر جانا
ہے۔ شانزے بضد ہو کر بولی تھی۔ سوری میم وی کانٹ!!
شانزے غصے سے واپس پلٹی تھی۔ اور بھیگی آنکھوں کو
صاف کرتی واپس اوپر سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ وہ اپنے
روم میں جانے کی بجائے دوسرے روم کی طرف بڑھ
گئی اور دروازہ کھاتے ہی اس کی نظر بیڈ پر سوئی ہوئی
روبی پر پڑھی!! شانزے کرنٹ کھا کر پیچھے ہوئی۔

وہ کس حق ہے یہاں موجود تھی اسے کڈنیپ کرنے والی
وہی تھی پھر بھی وہ یہاں بیڈ پر سوئی ہوئی تھی۔ شانزے
خان روتی ہوئی اس کمرے سے باہر نکلی تھی اس کا دل
چاہ رہا تھا بہرام خانزادہ کا گلہ دبا دے۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر
روتی ہوئی شدید ناراضگی کے عالم میں نیچے جاتی پیلس
کے بیک سائڈ پر موجود دروازے پر کھڑی گارڈز کو

غصے سے اپنے راستے سے ہٹنے کو بول کر باہر نکلتی
جب اسکا زور دار تصادم لوہے جیسے بھاری وجود سے
ہوا۔ آہ!! وہ اپنا چکراتا سر پکڑ کر پیچھے لڑکھڑائی تھی
جب بہرام خانزادہ نے اس کو کمر سے تھام کر اپنے سینے
سے لگایا تھا۔

تمام گارڈز اور ملازمہ لمحوں میں لاؤنچ سے غائب ہو
گئی تھی۔ شانزے خان اس ستم گر کے سینے پر اپنے
نازک ہاتھوں کے چھوٹے چھوٹے مکے بنا کر اس کے
سینے پر پوری طاقت سے وار کر رہی تھی۔

بہرام خانزادہ اسے روکنے یا خود سے دور کرنے کی
 بجائے اس کے وار برداشت کر رہا تھا۔ شانزے تھک کر
ہانپتی ہوئی اس سے خود دور ہوئی وہ بہرام خانزادہ نے
اسے کچھ بھی کہے بغیر اپنے کندھے پر ڈال لیا۔

چھوڑیں مجھے بہرام! اپنی حویلی جانا ہے یہاں نہیں
رہنا!! وہ اس کی کمر پر اپنے نیلز مارتی روتی ہوئی بولی
تھی۔ بہرام خانزادہ اس کی بیک پر ہلکا سا سلیپ کرتا
نچلے پورشن میں موجود بیڈ روم کی جانب بڑھ گیا۔

وہ شانزے کو اپنے ساتھ ہی بیڈ پر لئے ڈھے گیا تھا۔
بٹیں۔۔۔! شانزے بری طرح مزاحمت کر رہی تھی۔ تمہیں پتہ
ہے بیوی جب غصے میں ہو تو اس کے اندر گھسنے کا
مزا ہی کچھ اور ہے! وہ شانزے کی دونوں نازک کلائیاں
اپنے ایک ہاتھ کی گرفت میں لے کر اسکی آنسوؤں سے
بھیگی شہد آنکھوں میں دیکھتے بولا تھا۔

چھوڑیں مجھے!! شانزے اس کی بات سن کر ایک لمحے
کو ٹھہری پھر اپنی پوری قوت لگا کر اس کے نیچے سے
نکلنے کی کوشش کرنے لگی۔ اپنی طاقت کہی اور
استعمال کرنا سویٹ ہارٹ یاد ہے نا رات میں تمہارا نمبر
تھا وہ کرنے کا!! مجھ سے دور ہوں آپ! شانزے اس کی
ہر بے باک بات پر سرد تاثرات کے ساتھ مزاحمت کر رہی
تھی۔

دور ہونے کے لیے پاس آیا ہوں کیا۔ اتنا غصہ کس بات کا
دکھا رہی ہوں تم نے جلدی بلایا تھا میرے لیے مچل رہی
تھی ناں جانتا ہوں خود میں مجھے محسوس کرنا چاہ رہی
تھی اور میں لیٹ ہو گیا چلو کوئی نہیں ٹف ٹائم دونگا اپنی

پوری طاقت کے ساتھ!! بہرام خانزادہ شانزے کو تنگ کرتا ذومعنی انداز میں بول رہا تھا۔

کوئی شوق نہیں ہے مجھے کسی بیوفا کو محسوس کرنے کا!! شانزے اس کے بازو پر زور سے چک کاٹتی بولی تھی۔ کیا بیوفائی کردی مجھ ناچیز نے شہزادی شانزے خان کے ساتھ جو اتنی سخت سزائیں سنا رہی ہو!! بہرام خانزادہ اس کے دانت اپنے بازو میں گڑھے دیکھ جبرے بھینچے بولا تھا۔

اسی بازو پر اس کو گولی لگی تھی جس پر شانزے چپک گئی تھی۔ آپ کی وہ ڈائین یہاں کیا کر رہی ہے کیوں لائے ہیں اسے یہاں! شانزے بہرام خانزادہ کے وزن خود پر سے ہٹتے دیکھ کر اسے پیچھے پش کرتی اس کے اوپر آئی تھی۔ بہرام خانزادہ کو اب اس کے غصے میں ہونے کی وجہ سمجھ آئی تھی۔

مجبوری تھی! بہرام خانزادہ روبی کے ذکر کر ضبط سے بولا تھا۔ تو پھر ٹھیک ہے مجھ سے دور رہیں بلکہ مجھے میری حویلی جانا ہے۔ شانزے اس کے اوپر سے ہٹتی

سپاٹ انداز میں بولی تھی۔ تم سے کس خوشی میں دور
رہوں بھی زیادہ ادائیں دکھائی ناں ادھر لا کر پٹخوں گا اور
گھسا دونگا اور اس کے بعد تمہیں بری طرح ہلا بھی
دونگا!! آئی بڑی اٹیٹیوڈ کوئین۔ مجھے خود سے رکھنے
والی اور کوئی حویلی نہیں لے کر جانے والا میں تمہیں
سختی کرنے پر مجبور مت کرو مجھے! بہرام خانزادہ کو
اب غصہ آیا تھا۔

وہ شانزے کو فلحال ہر بات کھل کر نہیں بتا سکتا تھا وہ
روبی کو لانے کے حق میں نہیں تھا مگر مجبور ہو گیا
تھا۔ آپ کو جب پتہ ہے وہ مجھے پسند نہیں بلکہ وہ آپ کی
زندگی میں کر ہی کیا رہی ہے؟ اسے یہاں سے کہی اور
لے جائیں اگر وہ لاوارث ہے تو میں مینٹلی ڈسٹرب ہو کر
نہیں رہ سکتی بہرام!! شانزے شو پیس اٹھا کر زمین پر
زور سے مارتی چلائی تھی۔

بہرام خانزادہ تو اس کا نیا روپ دیکھ رہا تھا۔ وہ پوسیسو
ہو رہی تھی۔ یہ کیا طریقہ ہے چیزیں توڑنے کا! وہ غصے
سے دھاڑا تھا۔ شانزے شکوے سے اس کی طرف دیکھتی
رونے لگی تھی بہرام خانزادہ بیڈ سے اٹھ کر اسکی طرف

بڑھتا جب شانزے روم کا دروازہ کھول کر تیزی سے
کمرے سے نکل گئی تھی۔

بہرام خانزادہ نے دیوار پر زور سے پنچ بنا کر مارا تھا۔
اس نے جو سزا روبی کو دی تھی اس کے بعد اس کے بعد
اسے پتہ چلا تھا کہ وہ اگر اس رات شانزے کو اپنی گارڈز
سے کڈنیپ نہیں کرواتی تو رابرٹ نے روبی کو مار کر
شانزے کو اٹھوا لینا تھا روبی نے بہرام خانزادہ پر انجانے
میں ہی سہی بہت بڑا احسان کیا تھا جس کا گواہ رومیو تھا۔
اسے ہوش آگیا تھا اور ہوش آتے ہی اس نے بہرام خانزادہ
کو سب سچ بتا دیا تھا۔ اسے زخمی کرنے والے اور کوئی
نہیں بلکہ رابرٹ کے آدمی تھے جن کے پہنچنے سے
پہلے ہی روبی کی لیڈی گارڈز شانزے کو فارم ہاؤس پہنچا
چکی تھی۔

رابرٹ بہرام خانزادہ کے فارم ہاؤس تک ایکسیس حاصل
نہیں کر سکتا تھا وہ روبی کا سہارا چاہتا تھا ڈائریکٹ
بیسٹ کی عورت پر ہاتھ ڈالنا خطرے سے خالی نہیں تھا
کیونکہ بہرام خانزادہ کے علاوہ اس کے پیچھے آرمی کا
ایک ایسا ایجنٹ تھا جو اس کے شکار میں بیٹھا ہوا تھا

جس کی کھوج رابرٹ ابھی تک نہیں کر سکا تھا۔ وہ
پاکستان میں اپنی پہچان بدل کر آیا تھا ڈائریکٹ خود سے
کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اگر کرتا تو ناں بیسٹ اسے
چھوڑتا ناں ہی وہ ایجنٹ!

روبی کی جان خطرے میں تھی اس نے رابرٹ کو دھوکہ
دیا تھا وہ اس کی سوتیلی بہن تھی جو بیسٹ کی عاشق ہو
گئی تھی۔ جو ہر بار رابرٹ کی ہر چال ناکام بنا دیتی تھی۔
بہرام خانزادہ کا فارم ہاؤس اس کے مجرموں کے لیے تھا
جس کا علم رابرٹ کو ہو چکا تھا وہ روبی کو وہاں تنہا
نہیں چھوڑ سکتا تھا اس لیے اسے پیلس لے آیا اور اسے
صاف لفظوں میں بول دیا کہ شانزے کے سامنے اگر اسے
کوئی دورہ پڑھا تو وہ رابرٹ سے پہلے اسے مار دے گا
اس نے روبی کو پیلس کے گیسٹ روم میں روکنے کو کہا
تھا مگر وہ لڑکی انتہائی ڈھیٹ تھی جو جب بھی اس کے
پیلس آتی تھی اپنی پسند کے روم میں رکتی تھی جو سیکنڈ
فلور پر تھا۔ اسے شانزے نے دیکھ لیا تھا اور اب بہرام
خانزادہ کے پاس شانزے کی مینتیں کرنے کے علاوہ
کوئی آپشن نہیں تھا۔

اس ضعیف ملازمہ کو کچن میں موجود باقی کی ملازمہ کو رات کا کھانا لگانے کا کہتے سن کر نرم لہجے میں استفسار کرنے لگا۔ یہ وہ ملازمہ تھی جس نے پیدائش کے بعد سے بہرام خانزادہ کو سنبھالا تھا۔

بہرام خانزادہ اس ضعیف ملازمہ کو اپنی مورے کا مقام دیتا تھا۔ وہ ایک ملازمہ کے ہاتھوں پل کر جوان ہوا تھا وہ اس کے جواب ہونے پر بوڑھی ہو گئی تھی اس ملازمہ کا کام صرف بہرام خانزادہ کو سنبھالنا تھا۔

خان بیٹے بہو بیٹی نے کچھ بھی نہیں کھایا ہے وہ تمہیں یاد کر رہی تھی اس پر اتنی سختی نہیں کرو بچی معصوم ہے چھوٹی ہے اس نے بڑا غصہ کیا ہے تمہاری گارڈز پر باہر جانے سے کیوں منا کیا ہوا ہے!! تم جو بھی کام کرتے ہو اسے بتا دو تاکہ وہ پریشان ناں ہو!! اور وہ تمہاری چھوٹے کپڑوں والی دوست (روبی) اسے کیوں لے آئے ہو بیٹا بیوی شوہر کی دوستی غیر عورت کے ساتھ برداشت نہیں کرتی! بخت اماں بہرام خانزادہ کو ایک ماں کی طرح سمجھا رہی تھی۔ وہ بہرام خانزادہ کے لئے ایک ماں ہی تھی۔ اس کی مورے نے تو اسے چھوڑ دیا تھا مگر

ایک جوان ملازمہ نے اسے ماں کی طرح پروان چڑھایا
تھا۔

وہ مجھ سے ناراض ہو گئی ہے آپ کھانا لگوائیں میں اسے
نیچے لاتا ہوں! بہرام خانزادہ بخت اماں سے کہتا اوپر اپنے
کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔ بیوی دروازہ کھولو! وہ روم
کا دروازہ لاک ہونے پر ہلکا سا نوک کر کے بولا تھا۔ اندر
سے کوئی آواز نہیں آئی تھی۔ بہرام خانزادہ دوسری بار
دروازہ بجانے کی بجائے اپنی پینٹ سے کارڈ نکال کر
دروازہ ان لاک کرتا روم کے اندر داخل ہو گیا تھا۔

شانزے روم میں کہی نہیں تھی البتہ ٹیرس کا دور سلائڈ
ہوا ہوا تھا بہرام خانزادہ سمجھ گیا کہ وہ ٹیرس پر کھڑی
ہے۔ وہ اپنی شرٹ ان بٹن کر کے ریموو کرتا ٹیرس کی
جانب بڑھ گیا تھا۔ شانزے خان ناراض سی کھڑی اپنی
آنسو صاف کر رہی تھی۔

وہ اسے بغیر کچھ بولے پیچھے سے ہگ کرتا اس کی
بیک اپنی کمر سے لگا گیا۔ شانزے سسکیاں لینے لگی
تھی۔ وہ اس کے شہد رنگ بال ایک کندھے پر آگے کی

طرف کرتا پیچھے سے ہی اسکی گردن کر جھکا بہت
نرمی سے اسے چوم رہا تھا۔ بہرام خانزادہ کے دونوں ہاتھ
اسکے پیٹ پر سختی سے لپٹے ہوئے تھے۔

ناراضگی ختم کر دو وہ چلی جائے گی کل آئی پرومیس!
وہ اسے بغیر کوئی مزاحمت بے رخی سے کھڑے دیکھ کر
اس کے پیٹ کی اسکن کو مٹھی میں جکڑ کر بولا تھا۔ آپ
کو فرق پڑھتا ہے میری ناراضگی سے!! میں کچھ بولوں
بھی تو آپ کہیں گے آپ کے کریکٹر پر بات کر رہی ہوں
پھر آپ وحشی بن کر میرے کپڑے پھاڑ دیں گے یا مجھ پر
چیخیں گے۔ شانزے روکھے سے انداز میں بولی تھی۔

غصے میں تھا اس دن جب جانور بن گیا تھا ہوش نہیں تھا
مجھے اپنا جب تمہارے ساتھ بیڈ بیہوئیور کیا صبح تو بہت
پیار کیا تھا تھا کپڑے تم خود اتارے کھڑی تھی اب اس کا
الزام ناں لگانا مجھ پر!! بہرام خانزادہ اس کا رخ اپنی
طرف کرتا اس کے جسم سے اٹھتی مہک سے بہکنے لگا
تھا۔ اسکی بات سن کر شانزے خفت سے لال ہوئی تھی۔
گھنی پلکیں جھکی تھی۔

اب طرح سے شرمائو گی تو پٹخنا شروع کر دونگا آجاؤ

کھانا کھاتے ہیں بخت اماں بتا رہی تھی تم نے کھانا نہیں
کھایا اور بہت غصہ کیا ہے میرے ایمپلائز پر! کیا آپ نے
مجھ سے شادی اپنے اس شیشے کے محل میں قید کرنے
کے لئے کی ہے؟۔۔ وہ بہرام خانزادہ کی باتیں سن کر
نروٹھے لہجے میں بولی تھی۔

میں تمہیں سب ابھی نہیں بتا سکتا مجھے ایک ہفتے کا
وقت دو اس کے بعد تمہیں ہنی مون پر لے جاؤں گا!!
مجھے پتہ ہے تمہیں آگ لگی ہوئی ہے۔ آئندہ ٹائم پر
آؤنگا۔!! بہرام خانزادہ اسکی بات کا جواب دینے کی
 بجائے ٹالتے ہوئے بے باکی سے بولا تھا۔

یہ میری بات کا جواب نہیں ہے بہرام!! آپ کی طرح
بدتمیز نہیں میں!! جب آپ جواب دیں گے میں اب تب ہی
کچھ کھاؤں گی! قید میرا مسئلہ ہے آپکا نہیں آپ جائیں اپنی
دوست کے پاس ڈنر انجوائے کریں شانزے اس سے دور
ہٹ کر بولتی آگے بڑھی تھی۔ بیوی آجاؤ بیڈ پر تمہارے
سارے مسئلے حل کر دیتا ہوں! وہ اسے خود سے دور جاتا
دیکھ گود میں اٹھا گیا تھا۔

مم۔۔مجھے۔۔مجھے۔۔نیچے۔۔اتاریں۔۔بیڈ پر نہیں جانا ابھی!
بہرام پلیر درد ہوتا ہے بہت!! اچھا میں کھانا ہی کھا لوں
گی! وہ اسے بیڈ کی جانب بڑھتے دیکھتی گھبرا کر بولی
تھی۔ ابھی تو کچھ اور کہہ رہی تھی تم!! دوست کے ساتھ
ڈنر انجوائے کر لوں!! اب تم نے اپنی اسٹیٹمنٹ چینج کر
لی اب تو میں پہلے تمہیں ٹھکانے لگانے کے بعد ہی پھر
ڈنر کروں گا!! وہ شانزے کو بیڈ پر جانے کے خوف سے
لمحوں میں زرد پڑھتے دیکھ کر بولا تھا۔

پلیر نہیں نا!! وہ اب اس کے سینے میں منہ چھپاتی لاڈ
سے بولی تھی۔ اچھا اب میں اتنا بھی ظالم نہیں چلو ایک
ڈیل کر لیتے ہیں بلکہ میں تمہیں چوائس دے دیتا ہوں
تمہارے پاس پانچ سیکنڈز ہیں ڈیسائنڈ کر لو کھانا کھا کر بیڈ
پر جانا ہے یا پھر بغیر کھائے! وہ اس کے بالوں کی غیر
محسوس انداز میں چوم کر بولا تھا۔

کھانا۔۔کھا۔۔کر سونا۔۔ہے۔۔! ہاں سلاتا ہوں میں تمہیں کھلا
کر اچھی طرح!! بہرام خانزادہ اس کی بات سن کر آنکھیں
گھما کر طنزیہ بولا تھا۔ ہر وقت میری گود میں سوار مت
ہوا کرو اتنا زیادہ بھی نہیں اندر تک گھسا دیتا ہوں جو تم

موقع دیکھ کر میری گود میں آجاتی ہو!! وہ اب اسے بے
باکی سے تنگ کرنے لگا تھا۔ شانزے منہ کھولے اسے
دیکھ رہی تھی وہ کب اس کی گود میں سوار ہوئی تھی۔

اتاریں مجھے نیچے آپ سے بڑا۔۔۔مجھ سے بڑا ہاٹ بندہ
دیکھا نہیں تم نے جانتا ہوں میں ہاٹ بے بی!! چلو نیچے
اب باقی کی لڑائی بیڈ پر کریں گے جب میں تم میں حرکت
کر رہا ہوں گا اور تم بری طرح سسکتی ہوئی میرا نام
پکار کر اور زیادہ زور سے کرنے۔۔۔پلیز چپ ہو جائیں!!
بہرام خانزادہ اسے نیچے اتار پر بے باک حرکت کرتا
اسکے کانوں سے دھواں نکالتا جب شانزے اس کے منہ
پر اپنا ہاتھ رکھ گئی۔

موڈ نہیں بناؤ ابھی سے چلو پہلے کھانا کھا لیں پھر آگ
بھی ٹھنڈی کر دوں گا تمہاری!! وہ اپنے لبوں پر موجود اس
کے ہاتھ کی ہتھیلی کو چوم کر اس کا دوپٹہ ٹھیک کرتا
سیریس سے شرارتی لہجے میں بولا تھا شانزے اس کو
پینٹ ان زپ کرتے دیکھتی تیزی سے کمرے سے نکل
گئی تھی جبکہ بہرام خانزادہ کا شرارتی بلند قبہ کمرے
کی زینت بنا تھا۔

مہوش بیگم اپنی بھائی بلال انصاری کی ہتک آمیز باتوں پر خود کوشدید زخمی ہوتے محسوس کر رہی تھی۔ ان کی سوچ سالار صاحب کے بارے میں آج بھی نہیں بدلی تھی۔ وہ مشائم کے نکاح کے بارے میں انہیں چاہ کر بھی نہیں بتا سکی تھی کیونکہ سالار صاحب چاہتے تھے وہ خود مشائم سے ہر بات کریں کیونکہ اگر اسے کسی اور کے ذریعے اتنی بڑی بات کا علم ہوا تو وہ ان سے سخت ناراض ہو جائے گی اور وہ اپنی لاڈلی بیٹی کی تھوڑی سی بھی ناراضگی افورڈ نہیں کر سکتے۔

اس لئے انہوں نے مہوش بیگم سے وعدہ لیا تھا کہ وہ جب تک خود اپنے طریقے سے مشائم سے بات نہیں کر لیتے وہ لوگ کسی کو بھی اس رشتے کے متعلق نہیں بتائیں گے یہی وجہ تھی مہوش بیگم اپنے بھائی کی باتوں کے جواب پر چپ رہی تاکہ ان کی بیٹی کو کسی اور کے ذریعے یہ بات پتہ ناں چلے کل جب بلال انصاری انکے شوہر سالار صاحب سے مشائم اور ولید کے رشتے کی بات کریں گے تو وہ خود ہی انہیں سب بتا دیں گے اس

طرح سے مہوش بیگم کو سالار صاحب سے کیا گیا وعدہ بھی نہیں توڑنا پڑے گا اور مشائم کو بھی اس کی زندگی کی سب سے بڑی حقیقت کا علم ہو جائے گا۔ مگر انہیں سب سے زیادہ مشائم کے ردِ عمل کی فکر تھی کہی وہ اپنے بابا سے دور ہی نا ہو جائے!! کیونکہ وہ ان سے جتنا پیار کرتی تھی ان کی انسٹ کرنے والے انہیں تکلیف دینے والے لوگوں کو معاف کرنا اسے نہیں آتا تھا۔

وہ اپنے پاپا کی پرنسس نہیں بلکہ پاپا کا کمانڈو تھی۔ اس کے اندر غصہ اپنے بابا کی طرح کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ وہ سوچے سمجھے بغیر فیصلے کرتی تھی اور فوراً سے ری ایکشن دینے والوں میں سے تھی۔ وہ مہوش بیگم کو ایک الگ ہی دنیا کی مخلوق لگتی تھی۔

انہوں نے صرف صابر اور کمپرومائز کر لینے والی لڑکیاں دیکھی تھی جیسی وہ خود بھی تھی مگر مشائم وہ حد درجے کی ضدی لڑکی تھی اسے صبر کرنا نہیں آتا تھا ناں وہ کسی چیز پر کمپرومائز کیا کرتی تھی۔ وہ ری ایکشن دیتی تھی اس کی زبان کینچی جیسی تیز اور دماغ غصے میں آگ جیسا گرم ہو جاتا تھا۔ وہ بے حد شرارتی

تھی مگر اپنی کرنے پر آتی تھی تو سہی غلط کا فرق بھول جاتی تھی۔ اس نے جو کرنا ہوتا تھا وہ کر کے ہی رہتی تھی۔ وہ اپنے بابا کی بہادر بیٹی تھی اس کے پر کاٹنا مشکل ہی نہیں ناممکن تھا۔ وہ ایک مضبوط پختون لڑکی تھی ڈرنا اسے آتا نہیں تھا وہ روتی نہیں تھی اپنے آنسو جذب کر لیتی تھی۔ وہ سالار خان کی بیٹی مشائم خانزادی تھی۔۔۔

مشی کیا ہوا ہے سب ٹھیک ہے نا!! ایشا مشائم کو چپ چپ کسی سوچ میں گم دیکھ کر بولی تھی۔ ایشا کو وہ کچھ ڈسٹرب لگی تھی۔ کچھ نہیں میں سوچ رہی تھی کہ گرے ہوئے لوگوں اور اور گرانے کے لئے کتنا گرنا پڑتا ہے انسان کو!! مشائم اپنے موبائل پر آتے ولید انصاری کے میسجز پڑھ کر بول رہی تھی۔

کون گر گیا کیا بول رہی ہو تم! ایشا پوپ کارن کھاتے بولی تھی۔ اس وقت رات کے بارہ بج رہے تھے رایان ان دونوں کو ڈنر کروا کر اپنے گھر ڈراپ کر کے مہوش بیگم کے پاس ہاسپٹل میں ہی رک گیا تھا آج اس نے بڑے بھائی کی

طرح رعب جماتے ہوئے مشائم کو ہاسپٹل میں نہیں رکنے
دیا تھا۔

ایشا نے مشائم کا موڈ لائٹ کرنے کے لئے ایک اچھی سی
کامیڈی مووی لگا لی تھی مگر وہ مسلسل کسی سوچ میں
گم تھی تم ناں پوپ کارن ٹھوسو سوکھی ہڈی کل کو شوہر
پھینک پھینک کر تمہاری چیخیں نکلوائے گا ناں پھر میری
بات سمجھ آیا کرے گی!! میں کس کے گرنے کا بول رہی
تھی۔ مشائم ایشا کے منہ میں تیزی سے زبردستی پوپ
کارن ٹھوساتی ہوئی دانت پیستی ہوئی بولی تھی۔

تو میں کونسا ابھی شادی کر رہی ہوں بھئی میری عمر ہی
کیا ہے۔ کوئی ہینڈسم فوجی مل گیا تو سوچوں گی ایشا
اپنے موبائل پر آتی احد خانزادہ کی کال دیکھ کر دانت پیس
کر بولی تھی۔ اس کے منہ سے فوجی کا لفظ سلیپ ہو گیا
تھا۔ مطلب کسی فوجی کو میری ڈرامہ کوئین نہیں تاڑا ہوا
ہے بتا دو مجھے کون ہے وہ تاکہ میں اپنے ڈریسز ابھی
سے سیلیکٹ کر لوں اسی کی کال آرہی ہے ناں تم اتنی
بڑی فلم ہو گی مجھے اندازہ نہیں تھا کب پسند کیا کون ہے
خالہ کو بتاتی ہوں آپ کی شکل سے دکھنے والی معصوم

جڑیل بہت پہنچی ہوئی چیز نکلی ہے۔

مشائم اس کے ہاتھ سے فوراً سے فون کھینچتی موبائل اسکرین پر (کیپٹن صاحب) کے نام سے آتی کال دیکھ کر بولی تھی۔ بندہ تو بڑا کوئی ہینڈسم ہے ہماری پٹھانی سے نہیں مل رہا؟۔۔ اس کی آئیز تو شانزے کے جیسی ہیں کہی یہ شانزے کا آرمی والا بھائی۔۔۔ اوہ اب سمجھ آیا تم نے شانزے کا بھائی چوز کیا لیا اس لئے تم ابھی ہینڈسم فوجی سے شادی کرنے کی خواہش۔۔۔ ہائے اللہ توبہ مشائم کچھ بھی بکواس کرتی ہو تم کال ریسیو ہو گئی ہے یہ کیا بولے جا رہی ہو پاگل لڑکی!!

مشائم جو موبائل لہرا کر اسے تنگ کر رہی تھی جب غلطی سے اس سے کال ریسیو ہو گئی اور فون کے پیچھے موجود احد خانزادہ نے آنکھیں پھیلائے اس لڑکی کی باتیں سنی تھی یہ کون ہے جس نے ایشا کی کلاس لگا لی تھی۔ اسے ہنسی بھی آرہی تھی۔ ایشا کی پریشان آواز سن کر کال کٹ ہونے پر احد خانزادہ کا دل چاہا کہ اپنی ڈرامہ کوئین کا دیدار ہی کر لے اس کی کیا حالت ہو رہی ہو گی۔

مشی یہ سب کیا تھا تم کیسے-----تھوڑا تو انجوائے کرنے
دیتی یار منہ دیکھو اپنا برف کی طرف سفید پڑھ گئی ہو
ایک تو ولید ٹھرکی کے میسج پڑھ کر دل اس کا منہ لال
کرنے کا چاہ رہا تھا لیکن یہاں تو میں نے تمہیں ہی مردے
کی طرح سفید کر دیا اف کیا ہو گیا روح قبض کر لی کیا
فرشتوں نے تمہاری---اچھا پانی دیتی ہوں تمہیں!! مشائم
اسے بری طرح سفید پڑھتے دیکھتی حیران ہو کر بول
رہی تھی۔

ایشا نے احد خانزادہ کو اپنے نمبر پر آتی ان نوں نمبر سے
کالز اور میسجز کا اسکرین شوٹ لے کر بھیجا تھا اور
اسے اپنی مدد کرنے کو کہا تھا جس پر اس نے رات میں
اسے کال پر ڈیٹیل سے بات کرنے کو کہا تھا اس نے کال
بھی اسی لئے کی تھی مگر مشائم نے ساری بات کا الٹا
مطلب ہی نکال لیا تھا۔

ہاں اب ٹھیک ہو سانس بحال ہو گئی یا پھر ہینڈسم فوجی کو
بلاؤں تمہارا علاج کرنے!! مشائم ایشا کو منہ سجائے
دیکھ کر ہنستی ہوئی بولی تھی۔ یار مشی میری لائف میں

اتنی بڑی ٹینشن چل رہی ہے اور تم ہر وقت مذاق کر رہی ہوتی ہے اللہ کرے تمہیں باڈی بلڈر شوہر ملے جس کے نیچے دب کر تم چونٹی کی طرح مسلی جاؤ اللہ تعالیٰ میری اس بدتمیز کزن کو بلڈوزر جیسا شوہر ملے لمبا چوڑا ہیوی بوڈی والا جس کے آگے یہ بونی لگے جو اسے ایک ہاتھ میں اٹھا کر پٹھے!! ایشا اس کی شرارتی سی ہنسی پر تپ کر بولی تھی۔

ابھی کچھ دیر پہلے وہ غصے سے بھری بیٹھی تھی کسی سوچ میں ایسے گم تھی جیسے قتل کرنے والی ہو اور اب اس نے ایشا کا جینا حرام کر دیا تھا۔ ایشا بیڈ سے اٹھتی پیر پٹختی ہوئی دروازے کی جانب بڑھ رہی تھی جب مشائم نے اس کو معصومیت سے ہیزل آنکھیں ٹپٹپا کر مخاطب کیا۔ کہاں جا رہی ہے میری سوکھی ہڈی۔۔۔۔۔ تمہاری جیسی گینڈی کے لئے براؤنیز لانے سارے پوپ کارن نیچے گرا دیئے اب میرا دماغ کھانے سے بہتر ہی اپنی براؤنیز کھاؤ تم!! ایشا دانت کچکچا کر بولتی روم سے نکل گئی تھی۔

مشائم شرارتی سی اسمائل کرتی ابھی اس کو تنگ کرنے اس کے پیچھے جاتی جب اسے شہریار خانزادہ کا میسج ریسو ہوا آپ کے بابا کی طبیعت اب کیسی ہے۔!! اس کا میسج ریڈ کر کے مشائم کے دماغ میں اپنے ماموں کی

ایک ایک بات ریپیٹ ہونے لگی۔ اور اس کا دماغ ایک بار
پھر سوچ میں گم غصے سے بھر گیا۔۔۔

بخت اماں میری غیر موجودگی میں خانم کا خیال آپ نے
رکھنا ہے یہ کھانے کی چور ہے لاڈ اٹھوا کر کھانا کھاتی
ہے۔ میں نہیں ہوں تو اسے آپ کھلا دیا کریں چچی بھی
اپنے ہاتھ سے اسے کھانا کھلاتی تھی ورنہ یہ بھوکی سونا
پسند کرتی تھی۔ بہرام خانزادہ چھوٹے چھوٹے نوالہ بنا کر
منہ سوجا کر بیٹھی شانزے خان کو کھلا رہا تھا۔

وہ وقفے وقفے سے بخت اماں سے باتیں بھی کر رہا تھا۔
شانزے بالکل خاموش تھی وہ بہرام خانزادہ کی طرف دیکھ
بھی نہیں رہی تھی۔ آج کھانے میں فش بنی تھی جس سے
شانزے کو الٹی آتی تھی اس نے کھانے سے انکار کیا تو
بہرام خانزادہ نے اسے تھوڑا سخت لہجے میں بخت اماں
کے سامنے ڈانٹ دیا جس پر اس کا منہ سوجا ہوا تھا۔ وہ
بہت ضبط سے بہرام خانزادہ کی ڈانٹ کی وجہ سے سائمن
فش کھا رہی تھی۔

ٹھیک ہے خان بیٹے میں بہو بیٹی کے کھانے پینے کا خود

خیال رکھوں گی جو انہیں پسند ہو گا اب وہی بنے گا
کھانے میں ٹھیک ہے ہے بیٹی!۔ بخت اماں اپنے لہجے
میں ماں کی شفقت لئے بولی تھی۔

جی۔۔بس۔۔اب۔۔اور۔۔نہیں۔۔کھانا۔۔پلیز۔۔!! شانزے بخت اماں
کو مسکرا کر جواب دیتی بہرام خانزادہ سے بھی مخاطب
ہوئی تھی۔ تھوڑی سی اور کھا لو پھر یہ مٹن کھا لینا
تمہارے لئے اچھی ہے یہ برداشت کر سکو گی مجھے! وہ
اسے جواب دیتا آخری بات اس کے کان میں سرگوشی میں
بولا تھا۔

اپنی حویلی جانا ہے مجھے مورے کے پاس!! شانزے کو
غزالہ خانم کی یاد شدت سے آئی تھی۔ ابھی میرا موڈ نہیں
تمہاری بے کار کی ضد سننے کا!! بہرام خانزادہ اسے پھر
سے ضدی بنتے دیکھ کر بے حد سختی سے بولا تھا۔ مورے
سے ملنا بے کار ضد نہیں ہوتی بہرام اور میں آپ کی طرح
بے حس اولاد نہیں ہوں جو اپنی مورے کی تڑپتی نگاہیں
دیکھ کر بھی ظالم بنا رہے انہیں سزا دیتا رہے!! شانزے
نے تڑپ کر بولا تھا۔

اپنی حد میں رہو شانزے بکواس بند رکھا کرو۔! بہرام
خانزادہ پوری قوت سے ٹیبل پر اپنا ہاتھ مارتا دھاڑا تھا۔
شانزے بری طرح سہم کر اسے دیکھنے لگی تھی۔ وہ
تیزی سے چیئر سے اٹھتی بھاگتی ہوئی سیڑھیاں چڑھی
تھی۔

ہیل۔! پھر ناراض ہو گئی ہو گی۔۔۔ہوتی رہے ناراض
آنسوؤں کا سیلاب لا رہی ہو گی اوپر کمرے میں! خان
بیٹے کھانا۔۔۔رہنے دیں اماں کھانے کو یہ لڑکی مجھے
اپنے آگے پیچھے گھمانا چاہتی ہے بس۔۔سہم کے روتی
ہوئی مجھے دکھاتی ہے تاکہ نخرے اٹھاؤں۔۔۔کیا کروں
نخروں والی خانم ہے تو اب اٹھانے پڑیں گے!! بہرام
خانزادہ جو ٹیبل سے اٹھ کر شانزے کے پیچھے جانے لگا
تھا کہ اسے بخت اماں نے روکتے ہوئے کو کہا جس پر اس
نے انکار کر دیا۔

خان بیٹے بیوی بہت نازک ہوتی ہے اور بہو بیٹی ٹھیک
کہہ رہی تھی تمہیں اپنی شکایات خانم بی بی سے اب
ختم۔۔۔۔۔اماں میں اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا
آپ جانتی ہیں نا میری حالت کیا ہو جاتی ہے پھر!! بخت

اماں جو بہرام خانزادہ کو سمجھانے لگی تھی کہ وہ ٹوٹے
لہجے میں بول کے انکی بات کاٹ گیا۔

وہ اپنی مورے کے لئے آج بھی تڑپتا تھا اس کی گواہ اس
کی چیخیں تھی وہ چیخیں جو تکلیف حد سے زیادہ بڑھ
جانے پر دورہ پڑھنے کی صورت میں وہ مارتا
تھا۔ شانزے تو کیا ہر کوئی اس بات سے لاعلم تھا سوائے
بخت اماں کے کہ بہرام خانزادہ بھی اپنے حواس کھو دیتا
تھا اسے بھی اٹیک ہوتے تھے جن میں اسے سنبھالنا
بے حد مشکل ہو جاتا تھا۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو شانزے بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی
ہچکیاں بھرتی رو رہی تھی۔ بہرام خانزادہ کو خود پر
بے حد غصہ آیا جو اسے مسلسل اپنے غصے سے رلائے
جا رہا تھا۔ وہ اس کی محبت اس کی دیوانگی تھی اسے حق
تھا ہر چیز کا وہ حاصل ہو گئی تھی تو اسے پھولوں کی
طرح رکھنا چاہیے تھا ناکہ ڈانٹ کے غصہ کر کے وہ
اپنے موبائل پر ایک کسی بندے کو ٹیکسٹ میسج کرتا
شانزے کی طرف بڑھا تھا۔

شانز.....بات نہیں کرنا۔۔۔مجھ سے۔۔۔بالکل۔۔۔بھی۔۔! وہ جو
اس پر جھکا اسے نرم شرمندہ لہجے میں پکار رہا تھا کہ
شانزے آنسوؤں سے بھیگے سرخ چہرے کے ساتھ اپنا رخ
پلٹ کر ہچکیوں سے بولی تھی۔

کیوں بات نا کروں بیوی ہو میری!! وہ اس کے ساتھ جگہ
بنا کر لیٹتا اس کی بیک سائڈ کو خود سے جوڑ کر اس کے
بالوں کو چومتے بولا۔ کوئی بیوی نہیں ہوں میں آپ کی!
کوئی بیوی کو ایسے ہرٹ نہیں کرتا جیسے آپ کرتے ہیں!
لمحوں میں بدل جاتے ہیں پل میں کچھ ہوتے ہیں پل میں
کچھ۔۔۔یو مین میں گرگٹ ہوں؟۔وہ اسے برے طریقے سے
رو کر شکوے کرتے دیکھ ہلکے پھلکے سے انداز میں
بولا تھا۔

آپ کو بہت شوق ہے نہ جانور بننے کا! مجھ سے پیچھے
ہو جائیں۔۔۔کیوں تمہیں کچھ کچھ ہو رہا ہے کیا؟۔۔بہرام پلینز
آپ نے مجھے بہت بری طرح سے ڈانٹا ہے میں نے آپ
سے اب کبھی بات نہیں کرنی جب سے نکاح ہوا ہے آپ
نے ہر رات مجھے ڈانٹا ہے چیخیں ہیں چلائیں۔۔۔ہر رات

پیار بھی تو کیا ہے۔۔۔ کوئی پیار نہیں کیا بس غصہ اتارا
ہے۔۔۔ اچھا جی مطلب جو کچھ صبح ہمارے بیچ ہوا وہ تم
کاؤنٹ ہی نہیں کر رہی! بہرام خانزادہ اس کا رُخ اپنی
طرف موڑتا اس کو نرمی سے گردن سے جکڑے بولا تھا۔

محبت کا کہتے تھے ایک پھول تک تو دیا نہیں آپ نے
مجھے صرف ڈرا۔۔۔۔۔جانم پھول کو پھول نہیں دیئے جاتی
اسکا میٹھا رس اپنے نچوڑا جاتا ہے جو میں نے کافی پرو
طریقے۔۔۔۔آپ ہر دفعہ مجھے ہرٹ کر کے ایسی گندی باتیں
مت کیا کریں میں۔۔۔ڈارلنگ میں تو آپ کے ساتھ گندی
حرکتیں بھی کر چکا ہوں باتیں تو تمہیں ٹائم دینے کے
لئے کرتا ہوں ورنہ پاس گلاب بیوی ہو اور اس میں
گھسائے بنا بندہ شریف بن کر رہے یہ تو پاسیبل ہی نہیں
ہے۔ بہرام خانزادہ کے جسم سے ہیٹ نکل رہی تھی جو
شانزے کو پگھلانے کا سبب بن رہی تھی۔

آپ بہت۔۔۔ بہت۔۔۔ کیا کمینہ ہوں یا پھر ٹھہر کی لگتا ہوں مگر
کیا کروں تمہیں دیکھ کر میرا انگ انگ جوش سے
کھڑا۔۔۔۔۔ بہرام پلیر اسٹاپ!! وہ بے باکی سے اس سے خود
کو مس کرتا اپنے سخت ہوتے جسم کی بے چینی سے

روشناس کرتا بولا تھا جب شانزے بری طرح مزاحمت
کرتی شرم سے لال ہوئی تھی۔ ابھی تک اسٹارٹ نہیں کیا
تم اسٹاپ کا بول رہی ہو تم سے اپنی گندی والی فیلنگز
شیئر نہیں کروں گا تو پھر آئینے کے سامنے کھڑا ہو کر
اپنی شکل دیکھ کر کروں کیا۔

ابھی سے لال نہیں ہو جب پورا لو گی تب سرخ ہو کر
دیکھنا پھر تمہیں اور بھی زیادہ پیار کروں گا۔ وہ اسے
گلاب کی طرح لال ہو کر چہرہ چھپاتے دیکھ مزید فری
ہوا تھا۔ آپ کیسے کر لیتے ہیں اتنی۔۔۔۔ اتنی اچھی باتیں ناں
بس تم ہی ناشکری ہو اپنے اتنے ٹیلیٹیڈ سپر ہاٹ سے
بندے سے فائدہ نہیں اٹھا رہی۔ وہ اس کا رونا پل میں غائب
کر گیا تھا۔ اس کا نوٹی موڈ شانزے کو دیکھ کر ہر وقت آن
رہتا تھا۔

بہرام۔ آپ نے۔۔۔۔۔ بے شرمی میں۔۔۔۔۔ جان من تمہارے ون اینڈ
اونلی بے شرم پرو میکس ہسبنڈ کو سلیوٹ مار کر
بے شرمی بھی شرما کر سائڈ پر ہو جاتی ہے ابھی تو آپ
نے ہمارا عشق میں بہکنا نہیں دیکھا سارے پردے گرا کر
آخری حد تک اتر جانا ہے آپ کی روح میں اور اپنی روح

کا اتنا زور دار تصادم کرنا ہے کہ محبت کی بارش میں
بھیگتے ہم ایک دوسرے میں گھل جائیں!! وہ بری طرح
بہکا تھا۔

اس کا لہجہ شدید بے باک اور بے رحم سا تھا جو اپنی
محبت کی بارش میں شانزے کو پوری طرح لرزہ کر رکھ
دینا چاہتا تھا۔ وہ اس پر خمار بن کر سوار ہو چکی تھی آپ
نے مجھے ڈانٹا تھا مجھے سونا ہے شانزے اسکے لہجے
کا بہکا پن اسکے جسم میں ہوتی تبدیلیوں سے گھبرا کر
بولی تھی۔

آجاؤ تمہیں سلا دیتا ہوں! وہ اپنی شرٹ ایک جست میں
ریمو کرتا شریر سے بھاری لہجے میں بولا تھا
ایسے۔۔نہیں۔۔سلا۔۔۔۔ایسے ہی سلاتے ہیں ان ڈریس ہو کر آؤ
تمہارے بھی اتار دیتا۔۔نہیں پلیز نہیں مجھے درد۔۔۔۔۔میڈم
جب اوپر بھاگتی ہوئی آرہی تھی تب آپ کا درد کہاں غائب
ہو گیا تھا جو ابھی پھر سے یاد آگیا ہے۔ اسے ڈر کر
پیچھے ہوتے دیکھ بہرام دانت پیس کر بولا تھا۔

اس۔۔ٹائم۔۔بھی ہو رہا تھا!! شانزے دھیمے لہجے میں بولی

تھی۔ کچھ دیر بعد اور بھی زیادہ ہو گا!! وہ اسے شرٹ
لیس ہی اپنی نرم گرم باہوں میں اٹھاتا روم سے نکلا تھا۔

کہاں۔۔۔ جا۔۔۔ رہے۔۔۔ ہیں۔۔۔ کوئی۔۔۔ دیکھ۔۔۔ کوئی بھی نہیں دیکھتا
کچھ سرونٹس اپنے کوارٹرز میں چلے گئے ہیں۔ وہ اسے
شرم سے خود میں چھپتے دیکھ کر کان کے قریب جھک
کر بولا تھا۔ بہرام خانزادہ بہت شرارتی بے باک سے
ایکسپریشنز اپنے رعب دار نقوش والے چہرے پر سجائے
شانزے کو اپنی باہوں میں سمائے سیڑھیاں اتر رہا تھا۔

وہ لاؤنچ کے پچھلی طرف کے داخلی دروازے کے تھوڑا
سائڈ کو جاتی ایک بڑی کی راہ داری کی طرف جاتا اس
کے لاسٹ کارنر پر موجود سلائڈنگ ڈور کو سلائڈ کرتا
ہوا نیچے بیسمنٹ کی طرف جاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھ
گیا۔ اس کے بیسمنٹ میں پہنچتے ہی شانزے کا دل اتنی
زور سے دھڑکا کہ بہرام خانزادہ رک کر اسے دیکھنے
لگا۔ شانزے خان کی بڑی بڑی شہد رنگ گہری آنکھوں
میں شدید حیرت تھی وہ سانس روکے اپنے سامنے کے
منظر کو دیکھ رہی تھی۔



اس قدر حسین منظر اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ وہ حیرت کے ساتھ ساتھ شدید خوفزدہ ہو کر سب دیکھ رہی تھی۔ بہرام خانزادہ نے اس کے خوف کو سمجھ کر اس کا ماتھا چومتے ہوئے مسکرایا تھا۔

علیشان بیسٹ پیلس کا بیسمنٹ اس قدر حسین تھا کہ دیکھنے والے کی آنکھیں حیرت سے کھلنی ہی تھیں۔ بیسمنٹ میں بے حد کشادہ سوئمنگ پول تھا جس کے ایک طرف گلاس والز سے بنا ہوا بڑا سا روم تھا جس کے بیچ میں کنگ سائز بیڈ تھا ایک بڑا سا صوفہ تھا اس کے آگے گلاس ٹیبل تھی۔

اس شیشے کے بنے روم میں شیشے کا ہی واشروم تھا۔
 اس گلاس روم کے ساتھ ایک روم اور بھی تھا جو بہرام
 خاندان کا جم تھا یہ سب اتنا لگژری اور اسٹائلش تھا کہ
 دیکھنے والوں کے ہونٹ آرکیٹیکچر کے ہاتھ چوم لے۔
 بیسمنٹ میں لگی رومانوی لائٹنگ بہرام خاندان کی پسند
 کے مطابق تھی اور جس طرح کی سجاوٹ اس نے
 کروائی ہوئی تھی شانزے خان کو خوشی اور ڈر بیک وقت
 محسوس ہوا۔



ہر طرف گلاب کے پھولوں سے سجاوٹ کی گئی تھی۔ جن
 کی مہک ماحول خوابناک بنا رہی تھی۔ بیسمنٹ میں
 اسٹائلش سوئمنگ پول دیکھ کر شانزے کی سانسیں خشک
 ہو گئی تھی۔ وہ کتنا بڑا دیوانہ تھا سوئمنگ پول رومانس کا
 یہ بات شانزے کی ٹانگیں کانپنے پر مجبور کر رہی تھی۔

یہ۔۔۔سب۔۔۔بہرام۔۔۔۔۔تمہارا حق تھا تم پھولوں سے مہکی
 میری سیج سجاؤ مگر حالات نے مجھے موقع نہیں دیا میں
 ہماری گولڈن نائٹ حسین یاد گار کے طور پر منانا چاہتا
 تھا اور مجھے اپنے پیلس کے بیسمنٹ سے بہتر حسین
 جگہ کوئی لگتی ہی نہیں۔ جب میں یہ کنسٹرکٹ کروا رہا
 تھا تب ہی سوچ لیا تھا تم سے اپنی حسین رات کو خوابناک
 میں یہاں بیسمنٹ میں ہی بناؤ گا۔ یہ سب سجاوٹ تمہاری
 ان حسین آنکھوں میں وہ چمک دیکھنے کے لئے کروائی
 ہے میں نے جس کی چاہت ہر چاہنے والا شوہر کرتا ہے۔

پلیز انکار مت کرنا میں تمہیں اس میں دیکھنا چاہتا ہوں!
 شانزے خان جو بہرام سے اپنی چمکتی آنکھیں چھپاتی
 خوفزدہ لہجے کو قابو کر کے مدھم سے لڑکھڑاتے لہجے
 میں کچھ کہنے لگی تھی جب وہ اس کے ہونٹوں کو نرمی
 سے چوم کر اس کی حیا سے جھکی آنکھوں پر لب رکھتا
 اپنے احساسات کا اقرار کرتا اسے اپنی باہوں سے آزاد
 کر کے گلاس ٹیبل سے ایک باکس پکڑ کر اس کے آگے
 کرتا فرمائشی انداز میں بولا تھا۔

یہ کیا ہے!! شانزے اس سے باکس پکڑتی ہوئی استفسار کرنے لگی یہ وہ ہے جس میں تمہیں دیکھ کر میں پاگل پنے کی حد تک بہکوں گا اور پھر تمہاری خوبصورتی کا حق ادا کروں گا بہرام اس کے خوفزدہ چہرے کو تھام کر اس کے گلابی گالوں کو سہلا کر بولا تھا۔ مگر آپ کے سامنے کیسے میں وہ میں-----جب میں نے سب اتار ہی دینا ہے تو میرے سامنے پہننے میں جھجھک کیسی!! وہ شانزے کو حیا کے رنگوں میں گھبرا یا سا دیکھ کر بھاری سی آواز میں بولا تھا۔

پلیز آپ میری ایک بات مان لیں!! وہ بے چارگی سے بولی
فرار کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ پلیز اپنا منہ ادھر کر لیں آپ
کے سامنے مجھ سے نہیں پہنا جائے گا آپ بہت۔۔۔۔۔اوکے
مائے لیڈی آپ کا حکم سر آنکھوں پر!! وہ اس کے جسم
کی بڑھتی ہوئی لرزش کو دیکھ کر کچھ دیر کے لئے رحم
کھاتا اپنا رُخ موڑ کر کھڑا ہو گیا۔

شانزے اس کے رُخ موڑتے ہی وہ باکس کھولتی اُس میں
موجود چیری ریڈ کلر کی نیٹ کی بہت بے باک سی
ساڑھی نکال کر دھڑکتے دل سے دیکھنے لگی۔ جو

ریولنگ کے ساتھ ساتھ بہت کلاسی بھی تھی۔

بہرام یہ بہت اوور ہے میں نہیں پہن سکتی پلیر کچھ اور۔۔۔۔۔تمہاری تو ایسی کی تیری اور کی بچی شرافت سے پہننا ہے یا گھسوں پھر سوئمنگ پول میں!! بہرام خانزادہ دانت پیس کر مڑتے ہوئے بولا تھا۔ شرم آتی ہے مجھے۔۔۔یہ میں کیسے پہنو گی!! میری جان اپنے ہاتھوں کا استعمال کر کے پہنو گی اور کیسے جیسے مجھ پر مکے برساتی ہو غصے میں لوگوں کو تھپڑ مار دیتی ہو بالکل اسی طرح یہ بھی اپنے نازک ہاتھوں کو حرکت دے کر پہنو یا پھر کہی اور حرکت کرواؤں جو تم سیلیکٹ کرو!

بہرام یہ۔۔۔۔۔بیوی بہت رف پیش آؤں گا پیار کی زبان سے سمجھ جاؤ ورنہ میں خود بھی پہنا سکتا ہوں۔ شانزے روبانسی ہو کر مزاحمت کرتی جب وہ اپنی آنکھیں ٹپٹپا کر بولا اسے مزید روبانسا کر گیا۔

اب رونے نہیں بیٹھ جانا رونے والا سیشن کچھ دیر بعد ہو گا ابھی میں اپنی پیاری خانم کو ایک فیور یہ دے سکتا ہوں

کہ دو منٹ کے لئے یہاں سے چلا جاتا ہوں تم ایزی ہو کر
پہن لو اور ہاں ریڈ لپ اسٹک ضرور لگانا وانٹ تو ایٹ یو
فلی ٹو ڈے! پانی لاتا ہوں تمہارے لئے!! بہرام خانزادہ
شارپ سی مسکراہٹ کے ساتھ بولتا اپنے بے باک ارادوں
پر پیک پر خود کو محسوس کرتا شانزے کے نازک سے
وجود پر دو منٹ اور رحم کھاتا پانی لینے کے لئے چلا گیا
تھا۔

شانزے کے پاس بچنے کا کوئی بھی سہارا نہیں تھا اس
لئے بہتر تھا وہ اسکے آنے سے پہلے ساڑھی پہن لیتی۔۔۔

بہرام خانزادہ مسکراتا ہوا اپنے ہاتھ میں پانی کا گلاس
پکڑے جیسے ہی بیسمنٹ میں انٹر ہوا وہ گنگ رہ گیا۔
شانزے خان کی بل کھاتی کمر کا حسین نظارہ دل فریب
تھا۔ وہ اپنے چیری ریڈ ساڑھی کے بلاؤز کی باریک سی
ڈوریوں میں الجھی ہوئی تھی۔

لمبی گھنی زلفیں ایک سائڈ پر جھول رہی تھی۔ وہ جیسے
ہی ڈوری بند کر کے پیچھے مڑی بہرام خانزادہ کو دیکھ

کر شرم کے مارے اپنے منہ پر دونوں ہاتھ رکھ گئی۔ اسکا
دل دو سو کی اسپیڈ سے دھڑکنے لگا تھا۔



بہرام خانزادہ بہکے ہوئے انداز میں اپنی ازلی مغرورانہ
چال چلتا ہوا ڈور سلائڈ کر کے گلاس روم میں انٹر ہو گیا۔
وہ پانی کا گلاس ٹیبل پر رکھتاشانزے کے آگے گٹھنوں
کے بل بیٹھ گیا۔ بہرام خانزادہ کی تیز مہک اپنے قریب
سے محسوس کر کے اس کی تپش زدہ تیز نظروں کو اپنے
دودھیا پیٹ پر محسوس کرتے اسے کوئی بھی حرکت
ناکرتے دیکھ شانزے نے جیسے ہی اپنے منہ سے ہاتھ
ہٹائے بہرام خانزادہ کو اپنے قدموں میں جھکے دیکھ اس
کی آنکھیں بھیگی۔

وہ اس کے ہاتھ میں موجود مخمل کی ڈبیا کو دیکھ کر اس کی سیاہ سرخی مائل آنکھوں میں دیکھنے لگی۔ شانزے خان ول یو بی مائین فار ایور۔!! وہ اس کو اپنے نکاح میں لے کر بھی ایک خوبصورت احساس کے تحت اس کے لبوں کو وہ رضامندی سننے کا خواہش مند تھا جس کی اس نے صرف آرزو کی تھی۔

کیا تم مجھے میرے ہر عیب سمیت میری خانم بننے کو قبول کرتی ہو؟۔۔وہ اس کی شہد رنگ بھیگی آنکھوں سے گرتے آنسو کو اپنی ہتھیلی میں قید کرتا جذبات سے لبریز لہجے میں بولا تھا۔

میں آپ کو اپنی روح کا سرتاج قبول کرتی ہوں بہرام! شانزے خان نم آنکھوں سے مسکرا کر اپنی گردن کو جنبش دیتی بولی تھی۔ تو اپنے نازک ہاتھ آگے کرو ناں یار یا آج کو ساری رات اپنے قدموں میں ہی بٹھائے رکھنے کا ارادہ ہے؟ گھسانا میں نے پھر بھی ہے۔ بہرام خانزادہ بھی مسکرا کر بے باکی سے بولا تھا۔

آپ کبھی بھی نہیں سدھر سکتے! شانزے اپنا ہاتھ آگے

کرتی چمکتی ہوئی ڈائمنڈ رنگ بہرام خانزادہ کے ہاتھوں سے پہن گئی۔ وہ اس کے قدموں سے اٹھا نہیں تھا بلکہ اس کا دائیاں پاؤں پکڑ کر اپنے گٹھنے پر رکھتا سونے کی پائل پہنا کر اس کے پاؤں کو چوم پر فوراً سے زمین سے اٹھتا اسکے گھنے بالوں کو گدی سے مٹھی میں پکڑ کر اس کے ریڈ لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں پر جھک گیا تھا اور اتنی شدت سے اس کے ہونٹوں پر اپنا حق جما رہا تھا کہ شانزے پل میں ہلکان ہو گئی تھی۔

وہ ایک جھٹکے سے اس کا رخ موڑتا اسکی بلاؤز کی ڈوری کو توڑ کر اس کی کمر کر جھک گیا تھا۔ شانزے خان ٹیبل پر جھک کر اپنے ہاتھوں سے خود کو بیلنس کرتی اس کے لبوں کے گرم لمس کو اپنی کمر پر بکھرتے محسوس کر رہی تھی۔ وہ بہت تشنہ لگ رہا تھا۔ یہ باریک سی لال ساڑھی اس کے جنون کو ہوا دے گئی تھی۔

بہرام خانزادہ اسکے ٹیبل پر موجود ہاتھوں کو پیچھے کمر کی جانب اپنے ایک ہاتھ میں پکڑتا اسے سیدھا کر کے اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگا۔ تم بہت حسین ہو خانم بے حد خوبصورت!! وہ اس کو سر تا پاؤں اسکین کرتی

نظروں سے دیکھتا خمار زدہ آنکھوں میں اس کی شدید
طلب لئے بول تھا۔

وہ پھر سے اس کے ہونٹوں پر جھکتا اسے کمر سے تھامے
بیڈ پر لیٹا کر خود اس کے اوپر آیا تھا کھا جاؤں گا آج
تمہیں!۔۔ وہ اس کی گردن جکڑ کر اس کے بلاؤز کو
ریمو کر کے اس کی دھڑکنوں پر جھکا تھا۔

آہہ۔۔۔!! اس کے دانتوں کی چبھن پر شانزے سسکی تھی۔ تم
پر غصہ کرتا ہوں یہی شکایت کرتی ہو ناں تم!! وہ اس
کے پیٹ پر جھکا تھا۔ زور۔۔ سے۔۔ ڈانٹتے۔۔ ہیں۔۔۔ آہہ۔۔!
شانزے نروٹھے پن سے بولی تھی۔ آج اتنی ہی زور سے
پیار بھی کروں گا تاکہ تمہارا شکوہ دور ہو جائے۔ بہرام
خانزادہ اسکو ساڑھی کے بوجھ سے آزاد کرتا اپنی پینٹ
ان زپ کرتا شانزے کے پیٹ پر اپنی لب پھر کر اسے رف
سے انداز میں ٹا نگوں سے پکڑ کر کھینچتا بیچ میں آیا تھا۔

تم سے بہت محبت کرتا ہوں میں تمہیں حاصل کرنا مجھے
ایک خواب سا لگتا ہے مگر یہ خواب نہیں حقیقت ہے جو
تم میری ہو چکی ہو! وہ اس کی شہد رنگ آنکھوں میں
اپنی سیاہ سرخی مائل آنکھیں گاڑھتا ایک ہی شدید جھٹ

کے سے اسکی روح میں سرانیت کر گیا تھا۔

آہہ۔۔آہ!! شانزے درد محسوس کر کے تڑپتی اس کے گلے میں لٹکتی چین کو زور سے تھام گئی۔

تم۔۔پر۔۔غصہ۔۔نہیں۔۔کرنا۔۔چاہتا مگر میرے بچپن کے ٹروما بہت گہرے ہیں جو مجھے زخمی کرتے ہیں شانزے مجھے ہیل کر دو یار بہت ٹوٹا ہوا ہوں!! وہ اس کی روح میں اترتے تسکین محسوس کرتا اس کے ماتھے سے اپنا ماتھا جوڑے اسکی آنکھوں میں جھانکتے بھاری سانسوں سے بولا تھا۔

آپ معاف۔۔کر۔۔دیں۔۔سب۔۔کو کب تک بوجھ اٹھائے رہیں گے! وہ اس کے گرد اپنے ہاتھوں سے حصار بنا کر اس کے سینے پر لب رکھتی بولی تھی۔ بہرام خانزادہ اور بے رحم ہوا تھا۔

پلیز۔۔بہرام۔۔آرام۔۔سے۔۔۔۔۔کوئی مرد اپنے ہونے والے بچے کی ماں کو طلاق کی دھمکی کیسے دے سکتا ہے یار!! وہ اس کی گردن میں منہ چھپائے اس کے ہاتھوں کو کلائیوں سے پکڑ کر اس میں اتر رہا تھا۔ کوئی بیوی اپنے پیٹ میں

پلتی اپنی اولاد کو کیسے دھتکار سکتی ہے!

وہ اس کی دھرکنوں سے لیٹا مزید جنونی ہوا تھا کہ شانزے کی درد سے چیخیں بلند ہوئی تھی۔ بہرام ہوش میں آتا فوراً اس کے اوپر سے ہٹ گیا تھا۔ آئی ایم سوری میں تمہیں ہرٹ نہیں۔۔۔۔۔ آپ مجھ سے دور مت جائیں! درد نکالنے کے لئے درد سہنا پڑھتا ہے اور میں آپ کے ہر درد کی دوا بننے کو تیار ہوں! وہ کچھ دیر اسے سر جھکائے دوسری جانب رکھ کیے دیکھتی خود پر کمفرٹر لپیٹ کر اس کے چوڑے شانے پر ہاتھ رکھتی بولی تھی۔

تم نہیں سہن کر سکتی اس سے زیادہ آئندہ ان لمحات میں میں جب بھی اپنی تلخیوں کا درد تم میں اتارنا چاہوں تو مجھے خود سے دور جھٹک دینا میں ایک وحشی میں تبدیل ہو کر تمہیں زخم نہیں دینا چاہتا یہ پانی پی لو میں کچھ دیر میں آتا ہوں

بہرام خانزادہ بیڈ سے اٹھ کر گلاس روم سے نکلتا جب شانزے کمفرٹر لپیٹے اس کے گرد پیچھے سے ہی حصار بنا گئی۔ آپ ڈرنک کرنے جا رہے ہیں ناں حرام مشروب

درد کی دوا نہیں ہوتی!! وہ خوفزدہ سے رحم لئے انداز
میں بولی۔

میں نہیں چاہتی آپ ایک حرام مشروب پی کر اپنی حلال
بیوی کے قریب آئیں۔ وہ اس کے سامنے آتی منت بھرے
لہجے میں بولی تھی۔ میں سگریٹ لینے جا رہا تھا ڈرنک
کرنے نہیں!! وہ اسکے گال کو سہلا کر بولتا کمفرٹر
کھینچ کر اتارتا اسے اپنے ساتھ لپیٹے سوئمنگ پول میں
اترا تھا اور اب شانزے خان کی جان سہی معنوں بہرام
خانزادہ نے نکالنی تھی۔۔

اسکی آنکھ روم میں ہوتی کھٹپٹ سے کھلی تھی۔ وہ اپنی
بیزل آنکھیں نیم وا کرتی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی
ایشا پر گاڑھ گئی تھی جو شاور لینے کے بعد تیار ہو رہی
تھی۔ مگر پھر اسکی نظر گھڑی پر پڑھی جو دوپہر کے
ایک بج رہی تھی۔

وٹ یہ ایک جب بج گیا میں اتنی پریشانی میں اتنا دیر تک
کیسے سو گئی بھی! وہ اپنی آنکھیں ملتی ہوئی صدمے کی

کیفیت میں اٹھ کر بیٹھتی بولی تھی۔ مجھے تو تم پر بہت غصہ آیا ہوا ہے تم اتنی بڑی بات مجھ سے چھپاؤ گی آئی کانٹ بیلو!! ایشا اپنی سیاہ آنکھیں گھما کر ناراضگی کے عالم میں بولی تھی۔

کیا تمہاری بھینس بھاگا دی ہے میں نے جو غصہ آیا ہوا ہے ایشو میں انوسنٹ ہوں۔ مشائم اپنی آنکھیں ٹپٹپا کر بولی تھی۔ میری تو نہیں اپنی ضرور بھاگا دی ہے اور مجھ سے بالکل بات نہیں کرنا اگر کوئی ایسی بات ہو رہی تھی تو تم مجھ سے ڈسکس۔۔۔ یار کونسی بات تم کیا بول رہی ہو ایشا!! مشائم اسے واقعی ناراض دیکھ کر اپنے سنہری بالوں کا میسی سا بن بنا کر بولی تھی۔

تمہارے اور ولید بھائی کے نکاح کی بات تم نے مجھ سے کیوں چھپائی!! تمہارا ان سے نکاح ہو رہا ہے۔ ایشا اس کے چہرے پر ناسمجھی کے تاثرات دیکھتی اس کی جانب مڑ کر دانت پیس کر بولی تھی۔ ہیں یہ کب ہوا۔۔۔ اس ٹھہر کی سے میرے نکاح کی بات۔۔۔ تم کیا بول رہی ہو بکو اس ناں کرو صبح صبح اتنا گھٹیا مذاق کون کرتا ہے ایشا!! مشائم سیریس سے انداز میں بولتی ایشا کو آنکھیں چندھیا کر

دیکھ رہی تھی۔

میں کیا کوئی نجومی ہوں جو بکواس کروں گی بلال
ماموں جان کا فون آیا تھا ماما کے پاس وہ ماما کو بتا رہے
تھے کہ تمہارا اور ولید بھائی کا رشتہ طے کرنے وہ آج
تمہارے گھر جائیں گے پہلے ان کا ارادہ منگنی کا تھا مگر
اب وہ ولید بھائی کی ضد کی وجہ سے آج ہی نکاح کر دیں
گے۔

ماموں کا کہنا ہے کہ وہ سالار انکل کی سر کے بیٹی کا
بوجھ ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ماما نے ماموں سے کہا کہ تم
چھوٹی ہو ابھی اگر ایسی کوئی بات بھی ماموں کے ذہن
میں ہے تو وہ کچھ انتظار کر لیں سالار انکل ٹھیک ہو
جائیں تو پھر ہی کوئی فیصلہ لیں مگر ماموں نے ماما کی
باتوں کے جواب میں کہا کہ مشائم کو ولید جیسا لڑکا نہیں
مل سکتا سالار انکل ایک کنگال انسان ہے جو اپنے خاندان
سے عاق کر دیئے گئے ہیں اس لیے وہ جانتے ہیں سالار
انکل لالچ میں ہی سہی اپنی بیٹی کے لئے اتنے پیسے
والے لڑکے کے رشتے کو کبھی ریجیکٹ نہیں کریں گے۔
ان کا کہنا ہے مہوش خالہ نے رشتے کی حامی بھر لی

ہے۔ وہ خوش ہیں کہ ان کی بیٹی ان کے بھائی کے بیٹے کی بیوی بننے جا رہی ہے۔ ایشا کی بات سن کر مشائم کے حواس معطل ہونے لگے تھے۔

اس کی ماما نے کب حامی بھری کیا یہ باتیں اس کے ماموں کی آج ہوئی ہیں جو اس کی ماما نے رضامندی دے دی وہ یقین نہیں کر پا رہی تھی۔ ماما نے کیوں انکار نہیں کیا کیوں مجھ سے اور بابا سے پوچھے بغیر ہاں کر دی ماموں یہ بات جھوٹ.....اگر جھوٹ ہوتا تو خالہ سے وہ یہ سب کیوں کہتے اف کہاں پہنس گئی ہوں میں اللہ تعالیٰ پلیز ہیلپ می میرا یہ بھوسا بھرا دماغ کام کیوں نہیں کر رہا اتنی عجیب سی گھبراہٹ کیوں ہو رہی ہے۔ وہ ضبط سے سوچ رہی تھی۔

ایشا اس کو خاموش بیٹھے دیکھ کر مزید بولنے لگی۔ سالار انکل دو بجے تک ہاسپٹل سے ڈس چارج ہو جائیں گے اور آج کا گرینڈ لنچ پوری انصاری فیملی ولید انصاری کے نکاح کی خوشی میں سالار انکل کے گھر میں کرے گی جس کی ارینجمنٹ ماموں خود کریں گے۔ ایشا تو خفگی سے مشائم کو بتا رہی تھی جبکہ وہ غصے سے

اپنے سرخ ہونٹ بھینچے ایشا کی باتیں سن رہی تھی۔

تم کیوں چپ ہو مشی! جلدی سے ریڈی ہو جاؤ ہمیں ٹائم سے جانا ہے خالہ اور انکل کے گھر پہنچنے سے پہلے!! اور ہاں مجھے ولید بھائی کی کال آئی تھی وہ بول رہے تھے کہ ہم دونوں کو پک کرنے وہ خود آئیں گے تو تم اب جلدی سے ریڈی ہو جاؤ! انہوں نے تمہارے لئے یہ ڈریس بھیجا ہے تمہارا فیورٹ کلر مجھ سے پوچھ رہے تھے تو میں نے بتا دیا!! ایشا مشائم کو گونگی بنے لال ہوتے دیکھتی بولی تھی۔ کیوں چپ ہو! وہ اسے خاموش سوچ میں ڈوبے دیکھ کر تھوڑا سا لاؤڈ ہو کر بولی تھی۔

میرا موبائل کہاں ہے ایشا!! مشائم کا لہجہ بے فکر اور ایسا تھا جیسے اسے کسی بھی بات میں کوئی انٹرسٹ ناں ہو۔ چارج پر لگا تھا یہ لو! ایشا اسے موبائل پکڑاتی اپنے سیاہ بال ڈرائر سے ڈرائی کرنے لگی۔ تم کچھ نہیں بولو گی ماموں نے کتنے ہرٹنگ ورڈ یوز کیے سالار انکل کے لئے!! ایشا مرر میں سے اس کا عکس دیکھتی اسے لب بھینچے موبائل پر کچھ ٹائپ کرتے دیکھ رہی تھی۔ میں کر کے دکھاؤں گی!! مشائم کسی کو ٹیکسٹ کرنے کے بعد

اپنی ہیزل آنکھوں میں چنگاریاں لئے بولی تھی۔

کیا کر کے دکھانا ہے! ایشا اسکے اتنے شدید لہجے پر ٹھٹکی تھی۔ کونسے کپڑے میرے لئے بھیجے ہیں امیر ماموں کے رئیس بیٹے نے!! وہ موبائل پر مسلسل دیکھتی پھر سے کچھ ٹائپ کرنے لگی تھی۔ یہ پنک ڈریس یہ لو اب جلدی سے تیار ہو جاؤ! ایشا اسکے سامنے بیڈ پر پیکنگ میں موجود ڈریس رکھتی بولی۔

خالہ کہاں ہیں!! مشائم اس خوبصورت سی پیکنگ میں
پیک ہوئے ڈریس کو دیکھتی بولی۔ ماما اور پایا کچھ دیر
پہلے ہی ہاسپٹل نکلے ہیں خالہ اور سالار انکل بھائی اور
ماما پایا کے ساتھ ہی چلے جائیں گے اس لئے تم اور میں
ولید بھا۔۔۔ولید میرا ڈرائیور نہیں جس کے ساتھ مجھے
اپنے ہی گھر جانا پڑے اور یہ ڈریس تم اپنے ساتھ لے جانا
بہت خیال سے مجھے ایک کام ہے میں تھوڑی دیر تک
خود ہی گھر آجاؤں گی! مشائم موبائل سائڈ پر رکھتی بیڈ
سے کھڑی ہوتی بولی تھی۔

تم کہاں جانے لگی ہو کیا کام-----ایشو بے بی کیا تم میرے

لئے ایک گلاس فریش جوس بنوا دو گی میں جب تک
شاوړ لے لوں مشائم خوبصورتی سے مسکرا کر بولی
تھی۔ اس کی مسکراہٹ راز دار سی تھی۔

آف کورس مشی ابھی بنواتی ہوں اور ہاں میں اچھی سی
ٹریٹ لوں گی تم سے! ایشا اسے مشکوک سے انداز میں
دیکھتی بولی۔ مشائم کے دماغ میں کچھ چل رہا تھا مگر وہ
بہت مطمئن لگ رہی تھی۔ اوکے اب میں جاؤں شاوړ
لینے!! مشائم اس کو گال پر کس کرتی بولی تھی۔

ہاں جاؤ۔!! ایشا سمجھ گئی تھی وہ کچھ کرنے لگی ہے
کیونکہ وہ اس حد تک اس وقت ہی مطمئن ہوتی تھی جب
وہ اگلے بندے کی درگت بنانے والی ہوتی تھی۔ اللہ خیر
کرے مشی اتنا کول ایکٹ کر رہی ہے مطلب ولید بھائی پر
قُل پڑھ لینے چاہیے یہ انہیں اب نہیں چھوڑنے والی! ایشا
اس کے لئے جوس بنوانے کے لئے نیچے جاتی ہوئی خود
سے بولی تھی۔

وہ مشائم کے لئے جوس اور سینڈوچ لاتی روم میں انٹر
ہوئی تھی جب اس کی نظر مشائم پر پڑھی جو مرر میں

اپنا فائنل لک چیک کر رہی تھی۔

وہ بلیک کلر کی بہت خوبصورت سی چکن کاری کی فراک میں ملبوس تھی جو اسے پنڈلیوں تک آرہی تھی۔ اس کے سفید خوبصورت سے پاؤں ریڈ نیل کلر اور پینسل ہیلز میں اور بھی زیادہ چمک رہے تھے۔ اس کے کمر تک آتے گھنے سنہری بال اسٹریٹ اوپن تھے۔ لال ہونٹوں پر لائٹ سالپ آئل لگایا ہوا تھا۔



آج اس نے کوئی بھی میک اپ نہیں کیا تھا۔ وہ بہت سہل تھی اور اتنی ہی حسین لگ رہی تھی۔ وہ گلے میں بلیک دوپٹہ اسٹائلش سے انداز میں اوڑھے اپنے بیگ میں موبائل رکھتی ایشا کی طرف آتی اس کے ہاتھ میں موجود

ٹرے میں سے فریش پائن اپیل جوس کا گلاس پکڑ کر دو
سپ لیتی ایشا کی مشکوک نظریں خود پر محسوس کر
رہی تھی۔

مشائم تم کہاں جا رہی ہو کیا کچھ.....میں ایک کام سے جا
رہی ہوں تم مجھے اس طرح مشکوک نظروں سے دیکھنا
بند کرو ایشا ماما میرا پوچھیں تو انہیں بتا دینا میں فیملی
لنچ سے پہلے آجاؤں گی!! وہ ہلکا سا مسکرا کر بولی تھی۔

اوکے تم واقعی آجاؤ گی نا!! ایشا سیریس ہو کر استفسار
کرنے لگی تھی۔ ایشو میں اگر نہیں آؤں گی تو سین کون
کریٹ کرے گا آفٹر آل اسٹارٹ اپ کرنے والوں کو اینڈنگ
بھی تو دیکھنی ہوتی ہے نا!! وہ آنکھوں میں شعلے لئے
بولتی دروازے کی جانب بڑھی تھی

ناشتہ تو کر لو۔!! ایشا اسکے خطرناک ارادے بھانپتی
بولی۔ اب میں لنچ ہی کروں گی رچ ماموں کے پیسوں کا!!
وہ کاٹ دار لہجے میں بولتی نکل گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ پلیز
کچھ غلط ناں ہو مشائم نے سر پہاڑ دینا ہے آج شاید میں
کیا کروں۔۔۔۔اوہو ان کی کال کیوں آگئی ہے! ایشا خود

جوس پیتی اور سینڈوچ کھاتی بول رہی تھی جب اس کے
نمبر پر ولید کی کال آنے لگی

ہیلو بھائی جی۔۔۔اوکے نو پرابلم!! اف چلو شکر ہے
ڈرائیور آرہا ہے ورنہ میں کیا بولتی مشائم کہاں چلی گئی
ہے۔ ایشا جلدی سے اپنا روم سمیٹ کر ولید کا مشائم کو
بھیجا گیا نکاح کا آؤٹ فٹ اور باقی کی جیولری اپنے ہاتھ
میں پکڑتی نیچے چلی گئی تھی ولید انصاری کا ڈرائیور
پک کرنے آنے والا تھا! وہ شاید کسی جگہ اسٹک ہو گیا
تھا۔

یہ دوسرا آفس کتنا دور ہے انکا! شکر ہے لوکیشن سینڈ کر
دی ہے اگر خود آجاتے تو میں ایشا کو کیا بولتی دیکھ تو
ایسے رہی تھی مشکوک نظروں سے جیسے میں نے اس
ولید ٹھہرکی کے

قتل کا منصوبہ بنا لیا ہو مائی فوٹ

اتنے بے کار رشتے داروں میں کون شادی کرتا ہے ماما

سے تو بات نہیں کرنی میں نے وہ پتہ نہیں کیوں ماموں کے سامنے چپ ہو جاتی ہیں میرے بابا کے لئے اتنے گھٹیا ورڈ یوز کرنے والے گھٹیا لوگوں کو ان کی اوکات آج اچھی طرح پتہ چل جائے گی میرے بابا جان کو اپنے آگے میرے تھرو جھکانا چاہتے ہیں میرے بابا جان کو میری وجہ سے تکلیف دینا چاہتے ہیں میرے خودار بابا کو ان کو تو چھوڑوں گی نہیں! مگر اگر میرے ایکٹ سے بابا ناراض ہو گئے تو میں انہیں منا لونگی وہ میرے بابا ہیں مجھے جانتے ہیں مجھے سمجھیں گے۔۔۔ کہاں ہیں یہ اور کتنا چلنا پڑے گا ایک تو آفس کے لاسٹ فلور پر پتہ نہیں کر کیا رہے ہیں ہر وقت ڈیڈی بننا چاہتے ہیں میں آجاؤں لینے۔۔۔ ڈرائیور بھیج رہا ہوں۔۔۔ کچھ کھایا ہے۔۔۔ کیا کام ہے۔۔۔ بلا بلا۔۔۔ کیوسچن پیپر ہیں پورے! مشائم جو غصے سے بھری ہوئی اپنے موبائل پر لوکیشن دیکھ کر لفٹ کی جانب بڑھ رہی تھی کہ اس کے منہ میں جو آ رہا تھا بولے جا رہی تھی۔

وہ لفٹ میں جاتی جیسے ہی لاسٹ فلور پر پہنچی سامنے راہ داری سے چلتی ہوئی روم میں نوک کرتی اجازت ملتے ہی اندر انٹر ہوئی تھی۔ اس کی نظر روم میں داخل ہوتے ہی چیئر پر بیٹھے شہریار خانزادہ پر پڑھی اس کے

سامنے ہی احمر کھڑا ہوا کچھ بول رہا تھا جبکہ آفس کے اسٹاف کے کچھ لوگ لیپ ٹاپس لئے بیٹھے شہریار خانزادہ کو کچھ دکھا رہے تھے شہریار خانزادہ جو نیو پروجیکٹ کے لئے کچھ پوائنٹس ڈسکس کر رہا تھا کہ دروازے پر کھڑی مشائم کا لال ہوتا چہرہ دیکھ کر اپنی نظریں اس پر سے ہٹانا بھول گیا۔ احمر بھی مشائم کو اس آفس میں دیکھ کر تھوڑا حیران ہوا تھا اس کا یہاں کیا کام تھا اس آفس میں ابھی تک کوئی بھی فیمیل ایمپلائے نہیں تھی۔

مجھے آپ سے بات کرنی ہے ابھی!! وہ شہریار خانزادہ کے اپنی طرف دیکھنے پر پھولی سانسوں سے بولی تھی۔ اوکے میں فری ہو کر آپکی بات-----مجھے ابھی اور اسی وقت بات کرنی ہے پلیز!! وہ ضدی سے لہجے میں بولی تھی شہریار خانزادہ کے آفس میں موجود ایمپلائز مشائم کو دیکھنے لگے شہریار خانزادہ سے اس طرح کی ٹون میں بات کرنا ناممکن تھا

وہ آفس میں کسی کا بھی ایسا بیہیو برداشت نہیں کرتا تھا کہ کوئی اسے انٹریٹ کرے۔ وہ غصے سے بھری لگ رہی تھی۔ لگتا ہے میڈم کو پتہ لگ گیا ہے نکاح کا اس لئے

لڑنے آئی ہے ہمیشہ سے ہی پیاری لگتی ہے آج تو میک
اپ بھی نہیں کیا خون چوس لے گی میرا آج شوگر بے بی
ہے تو کیوٹ میری خانزادی!

شہریار خانزادہ اس کے ضدی لہجے پر اسے اوپر سے
نیچے دیکھ کر سوچتے ہوئے ابھی کچھ کہتا جب وہ پھر
سے بولی۔ آپ میرا ٹائم ویسٹ نا کریں ریٹلی نیڈ ٹو ٹاک!!
مشائم کی آواز میں بھیگا پن آتے آتے چنگاریاں سی دہکی
تھی۔

وہ شہریار خانزادہ کو ڈسٹرب لگی تھی۔ یو پیپل مے لیو
مائی آفس رائٹ ناؤ!! یہ بعد میں کنٹینیو کرتے ہیں۔ شہریار
خانزادہ اپنا لیپ ٹاپ اسی وقت بند کرتا آفس میں موجود
ایمپلائز سے کہتا اپنی سیٹ سے کھڑا ہو گیا تھا۔ سب فوراً
ہی آفس سے نکل گئے تھے۔

کم اینڈ سٹ فرسٹ! وہ اس کے معصوم سے چہرے پر
غصہ دیکھتا اسے بیٹھنے کا اشارہ کرنے لگا۔ کیا مجھے
ایک گلاس پانی مل سکتا ہے! مشائم اپنے موبائل پر آتی
کال دیکھ کر اگنور کرتی شہریار خانزادہ سے بولی

تھی۔ شہریار خانزادہ فوراً آفس میں لگے وائر لیس سے ایک گلاس ٹھنڈا پانی منگواتا اپنے بلیک کوٹ کے بٹن کھولتا اتار کر چیئر پر لٹکاتا اپنی وائٹ شرٹ کی سلیوز کہنیوں تک فولڈ کر تاشائیں کے حسین پیروں کی جانب دیکھنے لگا۔ جو سیاہ ہیلز میں چمکتے اسکے حلق میں کانٹے اگا رہے تھے۔

اسکے پیروں کی نازک سی حسین انگلیاں ریڈ نیل کلر میں اس کی متوجہ اپنی جانب کھینچ چکی تھی۔ اس کے پاؤں بہت پیارے تھے ڈور نوک ہونے پر شہریار خانزادہ خود دروازے کی جانب بڑھتا پانی کا گلاس پکڑ کر مشائیں کے پاس آتا اسے پانی کا گلاس پکڑا گیا۔

تھینکس۔۔! وہ اتنے غصے میں بھی مسکرا کر بولی تھی غصہ کچھ کم ہوا یا براؤنیز آرڈر کروں! وہ اس کے پانی ایک سانس میں پی کر ختم کرنے پر ٹیبل کے پاس ہی کھڑا ہو کر بولا تھا۔ آئی ایم اوکے!! مشائیں گلاس سینٹرل ٹیبل پر رکھتی شہریار خانزادہ کو اپنے سامنے کھڑے دیکھ کر بولی۔

وہ بہت لمبا چوڑا تھا اس کے شولڈرز بہت بروڈ تھے۔ وہ اسے پہلی بار چیک آؤٹ کر رہی تھی۔ جی تو کیا کام تھا پھر آپکو مجھ سے جو آپ نے یہاں آفس آنے کی زحمت کی! شہریار خانزادہ اپنے آفس میں رکھے سنگل صوفے پر مشائم کے بالکل سامنے بیٹھ گیا۔

اس کی پرسنیلٹی بہت رعب دار سی تھی مشائم اس کے سامنے بیٹھتے ہی کچھ کنفیوز ہوئی پھر اس کے موبائل پر آتی کال نے اسے اور شہریار خانزادہ کو اپنی جانب متوجہ کیا۔ شہریار اس کے موبائل کی اسکرین کو دیکھتا مشائم کے چہرے پر عیاں ہوتے غصیلے تاثرات دیکھتا معاملہ سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔

اٹھا لیں کس کی کال ہے وہ اس کے موبائل کی اسکرین پر نام پڑھ چکا تھا۔ جو ولید ٹھرکی کے نام سے سیو تھا۔ ناٹ امپورٹنٹ! میں ایک مشکل میں پھنس گئی ہوں اور مجھے۔۔۔ مشائم جو باتوں کو ترتیب دے کر شہریار خانزادہ سے مخاطب ہوئی ہی تھی کہ پھر سے موبائل بجنے لگا تھا۔ آپ پہلے کال ریسیو کر لیں! شہریار خانزادہ کو بھی اب غصہ آنے لگا تھا۔

اوکے سوری۔۔۔میں کال پر بات کر کے آپ کے آفس میں
پھر آتی۔۔۔۔آپ یہاں بیٹھ کر بات کر لیں میں جب تک وضو
کر لوں ظہر کی نماز کا وقت ہو رہا ہے۔ وہ اسے صوفے
سے اٹھتے دیکھ کر بولا۔اوکے مشائم اس کے اٹھتے ہی
کال ریسو کر گئی تھی۔

ہیلو۔۔کیا پر اہلم ہے آپ کے ساتھ کیوں ڈھیٹ انسان کی
طرح کال پر کال کر رہے ہیں۔۔ مشائم کا لہجہ غصے سے
بھرا ہوا تھا شہریار خانزادہ کے ماتھے پر تیوری چڑھی
تھی۔

بیڈ مینر شہریار بندی اپنی ہے اس کی بھی کوئی
پرائیویسی ہے کسی کی فون کال سننا ان ایتھکل ہے۔ وہ
خود کو سمجھتا واشروم میں انٹر ہوا ہی تھا کہ اس کے
کانوں میں پھر سے مشائم کی غصے سے بھری کاٹ دار
آواز پہنچی۔

میں آپ کی بیوی نہیں جو آپ کا کوئی بھی حکم مانو میری
مرضی میں جہاں بھی ہوں!! اجازت مائی فوٹ۔۔اپنی

پھوپھو (مہوش انصاری) تک محدود رہیں تو بہتر ہوگا۔ میرے سر پر بابا ابھی موجود آپ میرے دوسرے باپ بننے کی کوشش مت کریں۔۔۔ ہاؤ چیپ۔۔۔ آپ ایک گھٹیا انسان ہیں اپنی زبان کو لگام دیں ورنہ میں مشائم سالار آپ کا سر پھاڑ دوں گی کل رات سے آپ کی بہت بکواس۔۔۔ گو ٹو ہیل۔۔۔ دیکھتی ہوں کیسے بیوی بناتے ہو مجھے اپنی! مشائم غصے سے لال انگارہ ہوتی فون آف کر گئی۔

شہریار خانزادہ اس کا ایک ایک لفظ سن چکا تھا اسے کچھ کچھ سمجھ آیا مگر وہ پھر شش و پنج میں مبتلا ہو گیا۔ کیا اس کے چاچو مشائم کا نکاح بھول گئے ہیں کیا وہ ولید انصاری سے اس کی شادی۔۔۔ اس سے آگے اگر وہ سوچتا تو ولید کی بوٹی بوٹی کر دیتا کیا وقت آگیا تھا اب مشائم سے بات کرنے کا یا پھر وہ یہاں اس سے علیدگی کی ڈیمانڈ کرنے آئی تھی۔

وہ وضو کر کے باہر آتا مشائم کے ہاتھ میں موجود بند موبائل کو اسے گھورتے دیکھ کر خود بھی سنجیدہ ہو گیا تھا۔ مس مشائم سب ٹھیک ہے ناں آپ پریشان لگ رہی ہیں کس کی کال تھی آپ نے کیا بات کرنی تھی مجھے۔۔۔۔۔ کیا

آپ مجھ سے نکاح کر سکتے ہیں؟۔۔

شہریار خانزادہ جو اس کے لال گالوں کو دیکھ کر اسے اتنا زیادہ غصے میں بھرے دیکھ کر ولید سے کال پر ہونی بات کرید رہا تھا کہ مشائم صوفے سے اٹھ کر اسکی جانب دیکھتی بہت سیریس سے لہجے میں اس کی بات کاٹ گئی۔

شہریار خانزادہ کو لگا وضو کا پانی اسکے کان میں چلا گیا ہے اس نے شاید کچھ غلط سن لیا۔ سوری آپ نے کیا کہا۔۔۔۔۔ کیا آپ مجھ سے نکاح کر سکتے ہیں!! مشائم اب کی بار کچھ سیکنڈز کے وقفے سے بولی تھی۔

یہ آپ کیا۔۔۔۔۔ پلیز میری می! مجھ سے نکاح کر لیں میرے پاس کوئی اور راستہ نہیں میں۔۔۔۔۔ ایزی ایزی!! کیا ہوا ہے مجھے پوری بات بتائیں! شہریار خانزادہ کے دل نے بیٹ مس کی تھی وہ اس سے نکاح کرنے کی ڈیمانڈ کر رہی تھی مطلب صاف تھا وہ اپنے بچپن میں ہوئے نکاح کے متعلق نہیں جانتی تھی اس پر کیا اس کی فیملی پریشر ڈال رہی تھی جو وہ اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے کر رہی تھی۔

مجھے ایزی نہیں ہونا آئی وانٹ آنسر! کیا آپ مجھ سے
نکاح کریں گے ابھی اور اسی وقت! مشائم اپنی بات پھر
سے دہراتی ہوئی شہریار خانزادہ کی بھوری آنکھوں میں
دیکھنے لگی۔

آپ مجھے پروپوز کر رہی ہیں؟۔۔شہریار خانزادہ اس کی
گلابی ہوتی ہیزل آنکھوں میں دیکھنے لگا جو آج کاجل
سے خالی تھی وہ اتنی جلدی میں آئی تھی کہ کاجل لگانا
بھی بھول گئی تھی۔

شہریار خانزادہ اسکی ہیزل آنکھوں کے گہرے کاجل کو
مس کر رہا تھا۔ وہ اس کے جوسی لپس کی جانب دیکھ کر
ڈیپ وائس میں بولا تھا۔

جی اینڈ آئی ایم سیریس! مشائم اس کی بات سن کر نظریں
جھکائے بولی تھی۔ میں شادی شدہ ہوں۔۔!! وہ اس کی
جھکی نظروں کو دیکھ کر اپنا دل زور سے دھڑکتے
ہوئے محسوس کر رہا تھا۔

جی؟۔۔۔وہ اسکی بات سن کر اس کی جانب دیکھی تھی۔ میں
میریڈ ہوں میری پہلے سے ایک عدد حسین بیوی ہے جس
سے مجھے بے حد محبت ہے! وہ اس کو اوپر سے نیچے
اپنا حق سمجھ کر شدید گہری نگاہوں سے دیکھتا چیئر پر
بیٹھ گیا تھا تو میں کب بول رہی ہوں مجھے پیار کریں میں
تو آپ سے نکاح کا بول رہی ہوں آئی ڈونٹ کیئر آپ کی
ایک عدد بیوی ہے یا پھر ایک درجن!

مشائم اپنی حسین ہیزل آنکھیں رول کرتی ایک ادا سے
بولی تھی۔ شہریار خانزادہ اس کی آنکھوں کی حرکت پر
اپنے جسم میں دوڑتے خون کو جوش سے کھولتا ہوا
محسوس کر رہا تھا۔

اس کا لاپرواہ انداز تیز زبان اس کی ضدی نیچر اس میں
موجود بچپنا وہ اس کا دل ہی تو چرا چکی تھی۔ وہ اپنی ہر
ایک ادا سے عشق کرنے پر مجبور کر دیتی تھی۔ یو مسٹ
کیئر! وہ اسے دیکھ کر بولا تھا۔

آپ میری ہیلپ کریں گے یا پھر میں۔۔۔۔۔میں آپ کی ہیلپ

تو کر دوں مگر کیا آپ کی فیملی ایک شادی شدہ مرد کو قبول کر لے گی! اور ابھی آپ انڈر ایج ہیں اٹھارہ سال کی بھی نہیں میں آپ سے نکاح-----تو آپ انکار کر رہے ہیں میرا پریپوزل ریجیکٹ کر رہے ہیں الریٹ مجھے یہاں آنا ہی نہیں چاہیے تھا مائے مس ٹیک میں کسی اور کو پروپوز کر کے اس سے نکاح-----مشائم!! شہریار خاندانہ جو اسے ٹیز کر رہا تھا کہ مشائم اپنا بیگ کندھے پر ڈالتی دروازے کی جانب بڑھتی ہوئی جو منہ میں آیا بول رہی تھی جب شہریار خاندانہ نے بے حد سخت آواز میں غصے سے بھرے لہجے میں اسے ٹوکا تھا۔

مشائم اس کی اتنے بھاری لہجے کو سن کر رک کر مڑتی ہوئی اسے دیکھنے لگی تھی۔ شہریار خاندانہ کے رعب دار نقوش میں غصے کے تاثرات تھے وٹ؟۔ مشائم نے بھی اپنی ایک آئی برو ریز کر کے اس کے جیسے ہی غصیلے تاثرات سے اسے دیکھ کر کہا تھا۔

شہریار خاندانہ کا غصہ پل میں غائب ہوا تھا وہ اس کی غُصیلی خاندانی تھی جو بے حد نڈر تھی وہ ڈرتی نہیں تھی اکڑتی تھی۔ پروپوز فلاور دے کر کیا جاتا ہے ناکہ

ایسے روکھے سوکھے انداز میں! شہریار خاندان کا جی
چاہا اسے خود میں قید کر لے۔

مشائم نے اس کی بات سن کر اپنے دانت پیسے تھے۔ اب
میں فلاور کہاں سے لاؤں! یہاں کوئی فلم کی شوٹنگ تو ہو
نہیں رہی ایک نکاح ہی تو کرنا ہے ابھی! نکاح کا مطلب
جانتی ہو تم!! ہاں جانتی ہوں مگر میں آپ کے ساتھ
کانٹریکٹ کرنا چاہتی ہوں اس طرح آپ کی پہلی وائف کو
بھی کوئی مسئلہ نہیں ہو گا ناں آپکی میریڈ لائف میں
کوئی۔۔۔ تم کہنا کیا چاہتی ہو!! میں ابھی صرف اتنا کہنا
چاہتی ہوں آپ مجھ سے نکاح کر لیں پلیز! میں جلدی میں
ہوں!! مشائم جو سوچے سمجھے بغیر شہریار خاندان سے
مخاطب تھی جب وہ اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی
اپنے ہاتھ کے اشارے سے روک گیا تھا وہ کہنا کیا چاہتی
تھی شہریار خاندان سمجھ چکا تھا۔

وہ اسے کچھ بھی نہیں بتا رہی تھی بس نکاح کرنے کی
ضد کر رہی تھی۔ اوکے کر لیتا ہوں نکاح مگر میری کچھ
ڈیمانڈ۔۔۔۔۔ میں آپ کو ہر ڈیمانڈ نکاح ہونے کے بعد پوری
کر دوں گی! اگر آپ کو ڈر ہے کہ میری فیملی اس نکاح کا

پتہ چل جانے کے بعد آپ پر میرے انڈر ایج ہونے کی وجہ سے کوئی کیس کرے گی تو میں۔۔۔۔۔ یہ آپ کے آفس میں لگا کیمرا ہے ناں اس میں ریکارڈ کر لیتی ہوں کہ میں مشائم سالار خان اپنے پورے ہوش و حواس بغیر کسی زبردستی اور جبر کے اپنی مرضی سے سر شہریار سے نکاح کر رہی ہوں انہوں نے مجھ پر کوئی زبردستی نہیں کی یہ نکاح میری مرضی ہے ہوگا اور ان کی جو بھی ڈیمانڈ ہوئی میری ہیلپ کرنے کے بعد وہ میں لازمی پوری کروں گی بس اب خوش

مشائم کی باتوں پر اس کی ضد پر شہریار خانزادہ اپنی پلکوں کو جنبش دیئے بغیر اسے دیکھ رہا تھا۔ میں خانزادہ ہوں اور ہم خان اپنی زبان سے پھرتے نہیں تم میری ڈیمانڈ پہلے سن لو ایسا ناں ہو کہ مجھ سے۔۔۔۔۔ میں بھی ایک خانزادی ہوں اور میں بھی اپنی زبان پر قائم رہوں گی! شہریار خانزادہ جنونیت سے بول رہا تھا جب مشائم نے اس کی بات بیچ میں کاٹ دی تھی۔

تو ٹھیک ہے پھر! نکاح تم اپنی مرضی سے کر رہی ہو میری زندگی میں اپنی مرضی سے شامل ہونا چاہتی ہو

میں صرف تمہاری بات مان رہا ہوں یہ رشتہ تمہاری مرضی سے ہو رہا ہے مگر اسے ختم کرنے کا اختیار تمہارے پاس نہیں! اف اللہ ڈیڈی ناں بنے میرے آپ نے پورے بیس منٹ ضائع کر دیئے ہیں میرے!! مشائم اس کے لہجے اور باتوں میں موجود حساسیت کو سمجھے بغیر بولی تھی۔

ٹھیک ہے یہ نکاح ابھی ہوگا! اپنے سر پر دوپٹہ لو اور چلو میرے ساتھ! شہریار خانزادہ مشائم کی طرف بڑھتا اسکی کلائی تھامتا اپنے آفس سے نکلا تھا وہ اپنے سر پر دوپٹہ درست کرتی اس کے مضبوط پھولی رگوں والے ہاتھ میں اپنی چھوٹی سی نازک کلائی دیکھتے اس کے ہم قدم ہوئی تھی۔

شہریار خانزادہ ولد شہسوار خان کیا آپ کو مشائم خان ولد سالار خان پانچ کروڑ حق مہر کے عوض اپنے نکاح میں قبول ہیں۔(دل و جان سے مجھے میری خانزادی قبول ہے) جی قبول ہے۔ تین دفعہ شہریار خانزادہ سے پوچھنے کے بعد مولوی صاحب اب مشائم کی طرف متوجہ ہوئے تھے

جو شاید کچھ دیر کے لیے سن سی ہو گئی تھی اس کے
دماغ میں مسلسل سوچیں آرہی تھی۔ جنہیں وہ اپنے دماغ
سے جھٹک رہی تھی۔

مشائم خان ولد سالار خان کیا آپ کو شہریار خانزادہ ولد
شہسوار خان حق مہر پانچ کڑور کے عوض اپنے نکاح
میں قبول ہیں! جی قبول ہیں۔۔ وہ اپنے سامنے سنجیدہ رعب
دار سے انداز میں بیٹھے شہریار خانزادہ کو دیکھ کر بہت
مدھم لہجے میں بولتی اپنے نکاح میں قبول کر گئی تھی۔

مولوی صاحب مشائم کے تین بار پوچھنے کے بعد اس
کے سائن کروا کر نکاح نامہ شہریار خانزادہ کے
حوالے کرتے چلے گئے تھے گواہ کے طور پر شہریار
خانزادہ نے اپنے کچھ گہرے دوست بلائے تھے جو
مولوی صاحب کو اپنے ساتھ لائے تھے وہ دونوں اس وقت
شہریار خانزادہ کے آفس سے تھوڑے ہی فاصلے پر موجود
اسکے فلیٹ میں موجود تھے جہاں شہریار خانزادہ کا آنا
جانا مشکل سے ہی ہوتا تھا یہ فلیٹ اس نے آفس کے قریب
اس لئے بنایا تھا کہ جب کبھی اس کا موڈ دیر تک نیو آفس
میں کام کرنے کا ہوا تو کچھ دیر آرام کے لئے یہاں آجایا

کرے گا مگر اس کا یہاں آنا ہفتوں میں کبھی کبھار ہوتا تھا۔

وہ اپنے سامنے سمٹ کر بیٹھی مشائم کو ہی دیکھے جا رہا تھا جس نے اس سے نظریں ملتے ہی فوراً اپنی پلکیں جھکا لی تھی۔ ٹٹ۔ٹائم۔ٹائم کیا ہوا ہے!! وہ اپنے موبائل کو آن کرنے کی کوشش کرتی شہریار خانزادہ کی گہری نظروں سے اپنے لہجے کو اٹکتی ہوئی محسوس کر رہی تھی۔

ٹائم تو حسین اب شروع ہوا ہے۔ شہریار اس کی بے پناہ خوبصورتی میں کھوئے بولا تھا جج۔جی۔!! وہ ناسمجھی سے کہتی اپنا موبائل آن ہونے پر اسکرین دیکھنے لگی تھی۔

اوہ دو بج گئے مجھے گھر جانا ہے ٹائم پر! ماما کی کالز آئی ہوئی ہیں اف میں نے دو بجے پہنچ جانا تھا یہ ایشا کیوں کال کر رہی ہے اور یہ سر ندیدوں کی طرح اپنی آنکھیں کیوں سیکھ رہے ہیں کہی اور بھی دیکھ لیں کچھ لگ گیا ہے کیا میری شکل پر۔ہاتھ کیوں کانپ رہے ہیں بابا زیادہ تو ناراض نہیں ہوں گے نا کیا میں غلط کر چکی

ہوں کچھ اف یہ اتنی شیور کیوں ہو رہی ہیں میری لیگز!!

مشائم ایزی جو ہوگا دیکھا جائے گا میں بابا کو منا لونگی
ان سے سوری کر لونگی ماموں کے انسٹنگ ورڈ کا بدلہ
اس سے برا کیا ہوگا کہ وہ میرے بابا کو اب کبھی اپنے
آگے نہیں جھکا سکیں گے ماما کو کبھی بھی ایموشنل
بلیک میل نہیں کر سکیں گے۔۔۔ کبھی اور بھی دیکھ لیں
آنکھیں مجھ پر فریز کیوں ہو گئی ہیں انکی۔۔۔ یار ویسے
کتنی بری ہوں میں کسی اور کے ہسبنڈ سے نکاح کر لیا
میں نے وہ بیچاری کتنا ہرٹ ہو گی۔۔۔ تو میں کس پر اعتبار
کرتی سر ہمیشہ ہیلپ ہی کرتے ہیں میری اور بدلے میں
کچھ مانگتے بھی نہیں ان کی یہی ڈیمانڈ ہو گی کہ میں ان
کی فرسٹ وائف اور ان کے بیچ کبھی نہیں آؤں ان کی
میریڈ لائف خراب نہیں کروں یہی ڈیمانڈ ہو گی میں کیوں
ایسا کروں گی مجھے بس ولید نامی ٹھہر کی سے چھٹکارا
چاہیے تھا جو کل رات سے کتنے ولگر میسج کر رہا ہے
مجھے بدتمیز!

ایک بار آج ماموں کی فیملی کی انسٹ ہو جائے تو میں سر
سے ڈیورس لے لونگی ان کی بیچاری وائف کو کبھی پتہ

نہیں لگے گا ناں سر کی امیج خراب ہو گی انکی وائف کے سامنے۔۔۔ اب جانا چاہیے لیٹ ہو رہی ہوں ماما پریشان ہوں گی۔۔۔ ماموں کو میں اب اچھی طرح بتاؤں گی کہ ان کا رچ بیٹا میں نے کس طرح ریجیکٹ کیا ہے اس کے سب سے بڑے بزنس حریف سے نکاح کر کے جو ماموں کی کمپنی کھڑے کھڑے لمحوں میں خرید سکتا ہے لو زر ولید انصاری آئی وانٹ ٹو سی یور شاکنگ فیس سون آئی ایم کمنگ!! مشائم اپنی حماقت پر خود بھی حیران ہو رہی تھی۔

وہ غصے میں بہت بڑا قدم اٹھا چکی تھی۔ اب باری اس کے بابا کے لئے انسٹنٹ ورڈ یوز کرنے والے اس انسان کے ری ایکشن دیکھنے کی تھی جو ان پر آئے برے وقت کو مہرا بنا کر شطرنج کھیلنے والا تھا۔ جسے مشائم نے شروع ہونے سے پہلے ہی مات دے دی تھی۔

مشائم اپنی سوچ سے باہر آتی شہریار خانزادہ کو دیکھنے لگی جو اسکے چہرے کے تاثرات دیکھ رہا تھا ان میں واضح ہوتے غصے ضدی پن اور شعلوں کو سمجھنے کی کوشش میں تھا۔ اف خدا یہ کتنی ضدی بے بی ہے غُصیلی

اور اور اور سب سے بڑھ کر پیاری! اب کیا سوچ رہی
ہے یہ منہ ریڈ کیوں ہو رہا ہے اس کا بیٹھے بیٹھے کیا
سوچ رہی ہے ویسے ضد لگا کر شکر ہے میرے پاس ہی
آگئی کہی اور جاتی ناں اٹھا کر لے جانا تھا بیڈ پر اور
وہاں اپنے انداز میں سمجھانا تھا شوگر بے بی کو شوگر
ڈیڈی سے پنگا نہیں لینا چاہیے اور یہ ذلیل ولید کیا بول رہا
تھا کال پر میری پٹاخہ سے ابھی پوچھتا ہوں اس کی تو
ٹانگیں چیر دونگا میری بے بی کے آس پاس غلطی سے
بھی نظر آیا تو ویسے چاچو کیسے بھول سکتے ہیں

نکاح بیشک بچپن میں ہوا تھا بابا اور چاچو کی مرضی
سے ہوا تھا میں نے دل سے قبول کیا تھا پہلے بھی اپنی
مشائم کو۔۔۔ کیا بات ہے آخر ابھی بھی سوچوں میں گم
بیٹھی ہے شہریار خانزادہ اسے دیکھ کر سوچ رہا تھا جب
مشائم اپنے موبائل پر آتی کال ریسو کر گئی۔

ہیلو ہاں بس آتی ہوں بابا ٹھیک ہیں۔۔۔ سب پہنچ گئے
اوکے۔۔۔ نہیں نہیں بھائی کو نہیں بھیجنا آفس میں بس آتی
ہوں تو ولید میرا ہسبنڈ تو نہیں جو غصہ کر رہا تھا آکر اس
کا منہ توڑنا ہے میں نے ابھی۔۔۔ کیا مطلب تمیز سے بات

کروں کل رات سے جتنے گندے میسج یہ مجھے انسٹاگرام پر بھیج چکا ہے اس کے بعد سے اس ٹھہرکی کزن کا منہ لال کر دینا ہے میں نے۔۔ہیلو جی ماما۔۔جی۔۔اوکے آرہی ہوں۔۔جی کچھ کام تھا۔۔اوکے ماما۔۔ماما آپ اور بابا مجھ سے ناراض تو نہیں ہو سکتے ناں اگر میں اچھا اچھا آرہی ہوں!! مشائم ہلکی سی آواز میں بات کرتی فون بند کر گئی تھی۔

مجھے جانا ہے! وہ صوفے سے اٹھتی بولی تھی۔ کہاں جانا ہے! شہریار خانزادہ بھی کھڑا ہو گیا تھا۔ گھر اور کہاں!! وہ موبائل بیگ میں ڈالتی اپنے سر سے پھسلتے دوپٹے کو گلے میں ڈالتی جب شہریار خانزادہ اس کے قریب آتا اس کا ہاتھ زور سے پکڑ گیا اور جھک کر اسکے گلابی گال کو چومتا اس کے لبوں۔۔۔

مشائم اپنے سر سے پھسلتے دوپٹے کو گلے میں ڈالتی جب شہریار خانزادہ

اس کے قریب آتا اس کا ہاتھ زور سے پکڑ گیا اور جھک کر اسکے گلابی گال کو چومتا اس کے جوسی لبوں کو

تشنہ نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

مشائم جو دم سادھے شہریار خانزادہ کی اس حرکت کو
پر اسیس کر رہی تھی کہ اچانک نظریں شرم اور غصے
سے جھک گئی سیبی گالوں پر گہری لالی پھوٹنے لگی
اپنی کلائی اس کے پھولی رگوں والے ہاتھ میں دیکھ کر وہ
اپنی پلکیں اٹھا کر شہریار خانزادہ کے براڈ شولڈرز
دیکھتی اس کے گرم لبوں کا لمس ابھی ابھی اپنے گال پر
محسوس کر رہی تھی۔

ویسے تو نکاح کے بعد فور ہیڈ پر کس کی جاتی ہے مگر
چونکہ تم غصے میں لگ رہی تھی تو اس لیے میں
نے-----تو اس لئے آپ نے میرے چیک پر کس
کر نامناسب سمجھا میرا ہاتھ چھوڑ دیں اب مجھے گھر جانا
ہے!!

شہریار خانزادہ جو اُس کو آنکھوں میں چنگاریاں لئے اپنی
طرف گھور کر دیکھنے پر مشائم کو اپنی صفائی دے رہا
تھا کہ وہ آنکھیں گھماتی ہوئی اس کی بات کاٹ گئی۔ آئندہ
میری اجازت کے بغیر مجھے ٹچ مت کیجئے گا۔ وہ

غصے سے بولی تھی۔

تم نے نکاح کیا ہے حلال۔۔۔۔۔جی بالکل نکاح کیا ہے مگر
خود کو چھونے کا حق نہیں دیا آپ کو!! وہ اس کے ہاتھ
میں موجود اپنی کلائی کو دیکھ کر بولی تھی۔

شہریار خانزادہ اسکی ہیزل آنکھوں میں ناگواری دیکھ کر
اس کی بات خاموشی سے سن رہا تھا جب مشائم کا فون
ایک بار پھر بجنے لگا۔ نکاح کے بعد اجازت کی ضرورت
تو نہیں ہوتی مگر آئی ٹوٹلی ریسپسٹ یور کنسرن! شہریار
خانزادہ نے اس کی کسی بھی مزاحمت سے پہلے ہی اس
کی کلائی چھوڑ دی وہ اس سے آگے بڑھتا تو شاید مشائم
نے اس کا حال برا کر دینا تھا اور وہ زبردستی کا قائل
نہیں تھا۔ اس نے کس کرنے کے ری ایکشن میں صرف
گھورا تھا اور اس کی لمٹ شہریار خانزادہ کو بتا دی تھی
ورنہ وہ تو اس کا تھپڑ ایکسپیکٹ کر رہا تھا۔

کس کا فون ہے اٹھا کیوں نہیں رہی!! شہریار خانزادہ
بے تاب سے بولا تھا۔ ہے ایک ڈھیٹ ٹھرکی کا فون جس کا
دماغ میں نے آج سہی معنوں میں درست کر دینا ہے۔ یہ

نکاح نامہ مجھے چاہیے! وہ کال اگنور کرتی نکاح کے
پیپرز اپنے ہاتھ میں پکڑ گئی۔

کیوں تم نے کیا کرنا ہے ان کا کیا ہوا ہے کیا پریشانی ہے
کیوں اتنی ڈسٹرب-----میں پریشان نہیں ہوں فیملی لنچ ہے
اس لئے لیٹ ہو رہی ہوں بعد میں بات کروں اینڈ ریئل
تھینکس آپ ہمیشہ مشکل وقت میں کام آتے ہیں میرے!! وہ
پیپرز اپنے بیگ میں رکھتی زپ بند کرتی بولی تھی۔

اچھا آجاؤ تمہیں ڈراپ کر دوں! شہریار خانزادہ ضبط سے
بولا تھا اسے اپنے چاچو سے عنقریب ملنا تھا۔ نہیں میں
خود چلی جاؤں گی!! مشائم صاف انکار کر گئی تھی۔

میں نے تم سے پوچھا نہیں بتایا ہے آجاؤ میں ڈراپ کر
دونگا!! شہریار خانزادہ اب رعب سے بولا تھا۔ اور میں
نے بھی آپ کو بتا دیا ہے میں چلی جاؤں گی میرے ساتھ
زبردستی مت کریں مجھے بابا کے علاوہ اپنا کوئی اور
ڈیڈی بالکل بھی گوارا نہیں میں خود آجا سکتی ہوں!!
مشائم بھی اسی ٹون میں بولی تھی وہ ڈر نہیں رہی تھی
گھور کر غصے سے بول رہی تھی۔

میٹنگ کنٹینیو کریں۔

وہ مڑ کر شہریار خانزادہ کو دیکھ کر بولتی دروازے سے نکل گئی تھی شہریار نے اسے جانے دیا وہ چاہ کر بھی اس پر نا سختی کر پا رہا تھا نا ہی رعب سے دبا پا رہا تھا۔

ضدی بے بی مزا آئے گا تمہارے ساتھ!! پیار سے سمجھا لونگا غُصیلی بے بی کو سختی سے قابو کرنا میرا اسٹائل نہیں! وہ اپنی سیکورٹی کو کال کرتا مشائم کو پروٹیکٹ کرنے کی ہدایت دیتا خود بھی فلیٹ سے نکل گیا تھا۔

اس نے آفس جانا تھا جہاں امپورٹنٹ پروجیکٹ فائلز سائن کر کے اس نے میٹنگ اٹینڈ کرنی تھی۔

وہ جیسے ہی اپنے اپارٹمنٹ پہنچی اس نے رایان انصاری کو داخلی دروازے پر کھڑے دیکھا جو فون پر کسی کے ساتھ مصروف تھا۔ ولید کی بڑی سی گاڑی بھی کھڑی

ہوئی تھی۔

مشى کہاں رہ گئی تھی سالار انکل کب سے تمہارا انتظار
کر رہے تھے رایان انصاری کال بند کرتا مشائم کو
دیکھتے ہوئے بولا تھا۔ آفس میں کچھ کام تھا مجھے بابا
کی طبیعت ٹھیک ہے بھائی!! مشائم مضبوط سے لہجے
میں بولی تھی۔

ہاچھا آجاؤ خالہ ناراض ہو رہی تھی ماموں کی فیملی بھی
کچھ دیر پہلے ہی پہنچی ہے اور انکل کی طبیعت سہی ہے
پریشان ناں ہو!! رایان انصاری اس کے سر پر ہاتھ رکھتا
بولا تھا وہ مشائم کے ساتھ ساتھ ہی اندر داخل ہو گیا تھا اور
سالار صاحب کے روم میں چلا گیا تھا۔

مشى کہاں رہ گئی تھی یار مجھے اتنا ڈر لگ رہا کہ کہی
تم.....کہ کہی میں خود کشی ناں کر لوں! ایشا جو مشائم
کو اندر انٹر ہوتے دیکھتی تیزی سے صوفے سے اٹھ کر
اسکے پاس آکر پریشانی سے بول رہی تھی کہ مشائم نے
ہنستے ہوئے اسکی بات کاٹ دی۔

اسلام علیکم پیاری خالہ! مشائم سعدیہ انصاری کو گیسٹ
روم سے نکلتے دیکھتی ان کے گلے لگتے ہوئے بولی
تھی۔ وہ بہت فریش لگ رہی تھی چہرے پر ایک اطمینان
تھا۔

وعلیکم سلام میری شہزادی بیٹی! ہم سب تمہارا انتظار کر رہے تھے۔ مہوش پریشان ہو رہی تھی کہ تم ایشا کے ساتھ تھی تو اس کے ساتھ آئی کیوں نہیں! سعدیہ انصاری بہت محبت سے بولی تھی۔

چھوٹا سا کام یاد آگیا تھا بس وہی کرنا تھا میں نے ایشا کو
بتا دیا تھا کہ آفس جا رہی ہوں سب کو بتا دے کیا اس
سوکھی ہڈی نے نہیں بتایا آپ کو!! مشائم انہیں لاڈ سے
بولی تھی۔

بتایا تھا مگر ماں اور خالہ تو پریشان ہوتی ہے ناں اور پھر
آج تو تمہاری-----ماما کہاں ہیں خالہ وہ نظر نہیں آرہی یہاں
؟-مشائم سعدیہ انصاری کی بات سن کر بے تابى سے بولی
تھی۔ وہ اپنی ماما کو لاؤنچ میں نا دیکھ کر استفسار کرنے
لگی تھی۔

وہ ابھی کچن میں گئی ہے سالار بھائی کے لیے یخنی بنانے اچھا میری بات سنو باقی باتیں بعد میں ابھی تم اپنے روم میں جاؤ اور تیار ہو جاؤ!! سعدیہ انصاری اسے دیکھ کر بولی تھی۔

کیوں خالہ تیار کس لئے ہونا ہے ابھی!! مشائم ناسمجھی کے تاثرات اپنے چہرے پر لئے بولی تھی۔ تمہارا رشتہ ولید سے طے ہونے والا ہے اور لنچ کے بعد رشتے کے بات ہو گی مجھے ولید کہہ رہا تھا کہ جب تم آؤ تو تمہیں تیار کروا دوں!! میں ولید کی کوئی سرونٹ تو نہیں ہوں جو وہ اب میرے تیار ہونے کے بھی آپ لوگوں کو آرڈرز دے رہا ہے۔ مشائم عجیب سے لہجے میں بولی تھی۔

بیٹا اگر یہ رشتہ ہو گیا تو پھر تو اسکا آرڈر ماننا پڑے گا ناں اگر سالار بھائی مان گئے تو نکاح کر دیا جائے گا! سعدیہ انصاری اسکے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتی بولی تھی۔ مشائم بہت ضدی تھی انہیں اندازہ تھا اس کا لہجہ یہی ہونا تھا۔

بیٹا اپنے پیرنٹس پر یقین رکھو جو نصیب میں ہوا وہی ہوتا ہے اور ہاں دیکھو میں بھول گئی بتانا تمہیں سالار بھائی یاد کر رہے تھے ان سے مل لو مشائم!! جی میں بابا سے فریش ہو کر ملتی ہوں اور کون ہے ان کے ساتھ!! مشائم اپنے بابا کے روم سے آتی آوازوں کو سن کر بولی۔

روحیل اور بلال بھائی ہیں ان کے ساتھ! نیلم بھابھی گیسٹ روم میں ہیں میں بھی بس وہی جانے لگی ہوں تم جاؤ فریش ہو جاؤ اور ایشا تم کچن میں جاؤ اپنی خالہ کے ساتھ ہیلپ کرو! اور پھر مشائم کو ریڈی کر دینا! سعدیہ انصاری مشائم سے کہتی ہوئی ایشا سے بھی مخاطب ہوتی واپس گیسٹ روم میں چلی گئی تھی۔ ایشا کچن میں چلی گئی تھی جبکہ مشائم اپنے روم کی جانب بڑھی تھی جو اپارمنٹ کے لاسٹ کارنر پر ایک سائڈ پر تھا۔

وہ جیسے ہی روم میں انٹر ہوئی اسے اپنے بیڈ پر کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ روم میں اندھیرا تھا۔ اس نے جیسے ہی لائٹ آن کی سامنے ہی ولید انصاری کو بیڈ پر بیٹھے دیکھا۔ آپ میرے روم میں کیا کر رہے ہیں!! وہ غصے سے بولی تھی۔

تم میری کالز کیوں اگنور کر رہی تھی ہاٹ گرل! وہ ڈھیٹ
بنا بولا تھا۔ میرے کمرے سے نکلیں ورنہ اچھا نہیں ہو گا!
مشائم اپنا بیگ صوفے پر پھینکتی اسے اپنی انگشت
شہادت دکھا کر وارننگ دینے والے انداز میں بولی تھی۔

اچھا تو تمہارے ساتھ میں کرنے بھی نہیں والا! ڈیڈ اور
پھوپھو کی تو بات ہو ہی گئی ہے بیوی بن کر آنے والی ہو
میری باہوں میں مزے کرواؤں گا تمہیں اتنا اکڑتی کیوں ہو
تم آفس کس لئے گئی تھی جب کل رات تمہیں میں نے منع
کر دیا تھا تو کہی اس خاندان کے ساتھ کوئی کمنٹمنٹ تو
نہیں کی ہوئی ورنہ وہ کسی لڑکی کے ساتھ آج تک نظر
نہیں آیا پھر تمہیں کیسے اپوائنٹ کر لیا اس نے۔۔۔مزے تو
نہیں کرواتی رہی ہو اسے اتنی ہاٹ سیکسی سیکریٹری کو
کون چھوڑتا ہے بائی دا وے میں تمہارا ریزگنیشن لٹر
ابھی خود اس کے پے اے کو دے کر یہاں آرہا ہوں اور
تم۔۔۔۔۔میرے کمرے سے نکلو ولید انصاری ورنہ تمہارا
سر میں پہاڑ کر دو ٹکروں میں تقسیم کر دوں گی!! مشائم
ڈریسنگ ٹیبل سے شیشے کا واس اٹھا کر بیڈ کراؤن پر
مارتی غرائی تھی۔

ولید فوراً سائڈ پر ہو گیا تھا ورنہ واقعی اسکا سر پھٹ جانا تھا۔ اف اتنی اکڑ۔!! یہی جوش تو مجھے آج رات تمہیں دکھانا ہے جب میں فک کرتے ہوئے۔۔۔۔۔چٹاخ خ خ۔!! ولید جو اسے اوپر سے نیچے دیکھ کر اپنے لبوں پر زبان پھیر کر اپنے گھٹیا پنے کی حد دکھا کر اس کی کمر کو دبوچنے والا تھا کہ مشائم فوراً اس سے فاصلے پر ہوتی اپنی پوری طاقت استعمال کرتی ولید انصاری کے منہ پر زور کا تھپڑ مار گئی۔

اسی وقت دروازہ کھلا اور ایشا اندر انٹر ہو گئی۔ وہ کچن سے نکل کر سالار صاحب کے روم میں جا کر سب کو لنچ کے لئے گیسٹ روم میں بلانے کے لئے جا رہی تھی کہ مشائم کے روم سے زور سے کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی وہ ڈر کر اس کے کمرے کے جانب تیزی سے بڑھی تھی اور فوراً دروازہ کھول کر اندر انٹر ہو گئی۔ اس نے مشائم کو ولید کو تھپڑ مارتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

ولید انصاری کا خون کھول گیا تھا۔ ولید بھائی آپکو ماموں بلا رہے ہیں!! ایشا جلدی سے مشائم تک پہنچتی ولید سے

بولی تھی۔ اسے تیار کر کے فوراً مام کے پاس لاؤ!! وہ لفظ چبا کر بولتا اس کے روم سے نکل گیا تھا ایشا ناں ہوتی اس نے مشائم کی اکڑ اسی کانچ سے بھرے بیڈ پر نکاح سے پہلے ہی نکال دینی تھی وہ اس تھپڑ کا بدلہ اس سے برے طریقے سے لینے کا سوچ چکا تھا۔

مشائم یہ کیا کیا تم نے تھپڑ مار دیا ولید بھائی کو اب کیا ہو گا اگر آج ہی رخصتی۔۔۔ اف ایک تو تم اپنی منحوس زبان بند کرو تمہاری ہر بدعا مجھے فوراً لگ جاتی ہے وہ تھپڑ ہی ڈیزرو کرتا ہے چلو اس کی موم اور ڈیڈ کو بھی دیکھ لیتی ہوں میں۔۔

مشائم غصے سے بھر چکی تھی پہلے تو اس کے ارادہ کول رہ کر سب انجوائے کرنے کا تھا مگر اب صبر کرنا بے کار تھا۔

سر یہ مس مشائم کا ریزگنیشن لیٹر ہے آپ کے آنے سے کچھ دیر پہلے ہی ولید انصاری دے کر گیا ہے اور اس نے یہ سویٹس کا باکس بھی دیا ہے وہ کہہ رہا تھا کہ اس کی

ہونے والی بیوی اب جاب نہیں کرنا چاہتی تو یہ۔۔۔۔۔ وہ کب
آیا تھا۔

شہریار خانزادہ احمر کے ساتھ سے لیٹر پکڑ کر دیکھتے
ہوئے بولا تھا اس نے سویٹس کا باکس زمین کی زینت بنا
دیا تھا۔ کچھ دیر پہلے۔۔۔ سر میں نے رایان کو بھی کال کی
تھی مس مشائم ایسے ریزائین نہیں کر سکتی انہیں
پے۔۔۔۔۔ شٹ اپ!! جسٹ شٹ یور ماؤتھ۔

شہریار خانزادہ کا دماغ کھول اٹھا تھا تو مشائم نے اس سے
اتنی جلدی میں نکاح اس لئے کیا تھا ولید کی ہڈیاں شہریار
خانزادہ توڑنے والا تھا وہ اپنی گاڑی کی چابیاں پکڑتا
تیزی سے آفس سے نکل کر پارکنگ میں آیا تھا اور اپنی
گاڑی میں سوار ہوتا تیزی سے ڈرائیو کرنے لگا۔ اس کا
رخ مشائم کے گھر کی طرف تھا۔ اب وقت آگیا تھا اپنے
چاچو سے ملنے کا۔۔۔

آگئی تم کہاں چلی گئی تھی میرا بیٹا تو تمہارا دیوانہ ہو گیا
ہے لڑکی!! نیلم انصاری مشائم کو ڈھیٹوں کی طرح بغیر

تیار ہوئی گیسٹ روم میں ایشا کے ساتھ انٹر ہوتے دیکھ کر بولی تھی۔ آپ کے بیٹے سے تو تم ہی ڈھیٹ ہوں میں!! مشائم نے بھی نیلم انصاری کے طنز کا دو ٹوک جواب دیا تھا۔

مشائم!! مہوش بیگم سختی سے بولی تھی۔ جی ماما!!! مہوش تم نے بھی بیٹی کے کپڑوں پر ہی توجہ دی ہے اس کی تربیت پر بھی دے دیتی تو آج اس کی زبان اتنی لمبی ناں ہوتی۔ نیلم انصاری زہرا گلتی بولی تھی۔ مہوش بیگم خاموشی سے اپنی بہابھی کے طنز سن رہی تھی۔ سعدیہ انصاری اور ایشا بھی انہیں دیکھ رہی تھی۔

تربیت پر توجہ تو آپکو اپنے بیٹے کی حرکتوں پر بھی دینی چاہیے تھی مامی جان ہر کسی کے کمرے میں منہ اٹھا کر گھس جانا بھی تربیت کی کمی کا ہی حصہ ہوتا ہے اور الحمد للہ ولید میں یہ کمی اچھی خاصی ہے!! مشائم کی زبان بند ہو جائے یہ ممکن ہی نہیں تھا۔

ابھی نیلم انصاری کچھ کہتی جب رایان اور ولید دونوں روم میں انٹر ہوئے رہے۔ ولید تمہاری وجہ سے اس زبان

دراز لڑکی کو میں اپنی بہو بنانے کے لئے راضی ہوئی
ہوں ورنہ جتنی لمبی اس کی زبان-----بہابھی بچی ہے
تھوڑی جذباتی ہے آپ میرے گھر میں مہمان ہیں مشائم کی
طرف سے میں آپ سے معذرت کرتی ہوں---مشائم خاموش
ہو جاؤ سوری کرو بہابھی سے!!

نیلیم انصاری جو ولید کو دیکھ کر اپنی بھڑاس نکال رہی
تھی کہ مہوش بیگم فوراً سے معذرت خوانہ انداز میں بولی
تھی۔ کیونکہ سالار صاحب سے رشتے کی بات کرنے پر
سب کو پتہ چل ہی جانا تھا کہ مشائم کا نکاح بچپن میں ہی
ہوا ہوا ہے تو رشتے سے انکار ہونے پر ویسے ہی وہ
لوگ اپنی انسٹ محسوس کریں گے۔ اس لئے وہ خود بھی
بہت شرمندہ ہو رہی تھی ۔

مہوش بیگم کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ انکے بھائی
نکاح کی بات کریں گے وہ تو رشتے کی بات ہی سمجھ
رہی تھی سالار صاحب کی موجودگی میں سعدیہ انصاری
اور روحیل انصاری بھی مہوش بیگم سے ہاسپٹل میں
کوئی بھی بات نہیں کر سکے تھے کیونکہ انہیں بلال
انصاری نے مہوش بیگم کی رشتے کے متعلق رضامندی

بتا دی تھی۔ اور انہیں یہی لگ رہا تھا کہ اب بات صرف
سالار صاحب سے کرنی ہی رہتی ہے۔

تم تیار نہیں ہوئی ابھی تک! ولید مشائم کو گھورتے ہوئے
بولا تھا۔ نہیں اور ہوں گی بھی نہیں! مشائم بھی اسے گھور
کر دیکھتی ہوئی بولی تھی۔ کہاں ہے وہ ڈریس جو میں نے
بھیجوا یا تھا ایشا!! ولید اس کو کھا جانے والی نظروں سے
دیکھتا ایشا سے مخاطب ہوا تھا۔

رایان سیچویشن سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا اسے کچھ
دیر پہلے احمر کی ہی کال آئی تھی جسے سننے کے لئے
وہ باہر چلا گیا تھا جو مشائم کے ریزگنیشن لیٹر کے بارے
میں اسے بتا رہا تھا وہ مشائم سے کھانے کے بعد بات کرنا
چاہتا تھا کہ ولید نے اس کا ریزگنیشن لیٹر کیوں دیا ہے کیا
اس نے خود بولا تھا وہ آفس شاید اسی کام سے گئی تھی
مگر اب وہ اپنی مامی کی بہو والی بات سن کر شاکڈ ہو گیا
تھا مشائم چھوٹی بچی تھی ولید جیسے انسان سے اس کا
رشتہ کرنے کے لئے اس کی خالہ کیسے راضی ہو گئی
تھی۔ رایان کسی بھی بات کے متعلق نہیں جانتا تھا۔

یہ ہے بھائی وہ چیزیں!! ایشا نے پیکنگ میں موجود
ڈریس اور باقی کی چیزیں ولید کے استفسار کرنے پر ٹیبل
سے اٹھا کر اسکے سامنے رکھی تھی۔ یہ پکڑو اور دو
منٹ میں پہن کر خاموشی سے پھوپھو کے ساتھ بیٹھو
تمہاری تو اکڑ اور بدتمیزی میں آج نکال کر رہو گاہولید
پیکنگ میں سے گلابی ڈریس نکال کر مشائم پر اچھالتا
ہلکی سی آواز میں غرایا تھا۔

مہوش بیگم اپنے بھتیجے کی اس طرح کے بیہیو پر اپنی
جگہ سے کھڑی ہوئی تھی۔ وہ آگے بڑھتی جب انہوں میں
اپنے بیٹی کو انگارہ بنے دیکھا۔ میری اکڑ تم جیسا چیپ
انسان کبھی نہیں توڑ سکتا میں ابھی بتاتی ہوں تمہیں
تمہاری اوکات ہے کیا!! مشائم وہ ڈریس اور پیکنگ میں
رکھی باقی کی چیزیں غصے سے اٹھاتی گیسٹ روم کے
بڑے سے آتش دان میں پھینک کر آگ لگا گئی تھی۔

سب کچھ منٹوں میں آتش کی نذر ہوا تھا۔ مشائم شعلہ جوالہ
بنی ہوئی تھی ولید غصے سے اس کی جانب بڑھا تھا
جبکہ نیلم انصاری منہ کھولے صوفے سے کھڑی ہو گئی
تھی۔ باقی سب بھی مشائم کو دیکھ رہے تھے۔ یہ تم نے کیا

کیا۔۔۔۔۔وہی جو تم لوگ ڈیزرو کرتے ہو!! ولید اس کا بازو زور سے جکڑے بولا تھا مشائم اس کے منہ پر اپنے لمبے تیز نیلز زور سے مارتی ہوئی چلاتی اس کی گرفت سے اپنا بازو آزاد کر گئی تھی۔

ولید اس کے نیلز کے وار سے اپنے گال پر جلن محسوس کرتا پیچھے ہوا تھا اس کے گال پر پڑی گہری خراشوں پر خون کی بوندیں جمع ہو گئی تھی مشائم نے اسے بہت بری طرح نوچا تھا۔ رایان ایکدم سے آگے بڑھ کر ولید کو مشائم سے پیچھے کر گیا تھا۔

میں ایک خانزادی ہوں تم ابھی تک میرا غصہ جانتے نہیں ولید انصاری ہم پٹھان کمزور نہیں ہوتے ہمیں کمزور سمجھنے والوں کی چیخیں نکلوا دیتے ہیں!! میرے بابا کو تم اور تمہاری فیملی کبھی اپنے آگے نہیں جھکا سکتی میں کم عمر ضرور ہوں مگر مجھے کمزور مت سمجھنا!! مشائم لال انگارہ بنی ولید کو سب کے بیچ گھور رہی تھی۔

ایشا کی تو سانس بند ہو گئی تھی وہ جانتی تھی مشائم اپنے بابا کی انسٹلٹ پر ماموں کی فیملی کو آسانی سے بخشے

گی نہیں!! مگر اس طرح شیرنی بن کر جھپٹے گی اسے
اندازہ نہیں تھا۔ اس نے کہا تھا وہ سین کریٹ کرے گی اور
اس نے اپنی زبان پر عمل کر کے دکھایا تھا۔

ابھی ان میں سے کوئی بھی کچھ کہتا جب سالار صاحب
کی وہیل چیئر کو پکڑے ہوئے روحیل انصاری بلال
انصاری کے ساتھ گیسٹ روم میں انٹر ہوئے تھے۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے میرے گھر میں! سالار صاحب اونچی
آواز میں رعب سے بولے تھے انہوں نے ولید کو مشائم کا
بازو پکڑنے پر مشائم کو اس پر وار کرتے غصے سے
غراتے دیکھ لیا تھا۔

سالار ایک تو ہم تمہاری بیٹی کو بسانا چاہ رہے ہیں اوپر
سے اس کی بدتمیزی ہی ختم نہیں ہو رہی! دیکھ لیں بلال
آپ کی بھانجی کتنی بدتمیز بدزبان ہے اس نے میرے
بیٹے کا منہ ہی نوچ لیا ہے۔ نیلم انصاری حقارت سے بول
رہی تھی۔

تم لوگ بھی نا پریشان کر دیا ہو گا بچی کو آرام سے بات
کرو سب کیا رشتے ایسے کیے جاتے ہیں!! مجھے سالار
سے بات تو کرنے دیتے ہٹو ولید میں خود اپنی بھانجی
سے بات کر لوں گا بچی ہے ڈر رہی ہو گی

ہاں سالار تو میں نے تم سے بات کرنی تھی جو میں کافی
ٹائم سے کرتا چاہتا تھا تم سے چونکہ میں انصاری فیملی
کا بڑا ہوں اور بڑا ہونے کی حیثیت سے میں اپنی بہن
مہوش کی بیٹی مشائم کا رشتہ اپنے بیٹے ولید سے طے
کر چکا ہوں اور آج نکاح کی تیاری کے ساتھ آیا ہوں
میری کل رات ہی مہوش سے بات ہوئی ہے تم کل دواؤں
کے نشے میں تھے اس لئے میں نے کل تم سے بات کرنا
مناسب نہیں سمجھا! بیشک تمہارے پاس کچھ نہیں تم
کنگال ہو چکے ہو وقت سخت آیا ہے تم پر مگر تمہاری
بیوی مہوش کا خاندان بہت بڑا دل رکھتا ہے میری بات
سمجھنے کی کوشش کرنا تم اپنے خاندان سے عاق کر
دئیے گئے ہو ایک جوان بیٹی کی ذمہ داری ہے تم پر اور
اب تو تم دل کے مریض بھی ہو بیٹی کا بوجھ کب
تک.....ماموں جان آپ مجھ سے میری مرضی پوچھے
بغیر کیسے یہ رشتہ طے کر سکتے ہیں! میں اس رشتے
سے انکار کرتی ہوں

مشائے اپنے بیمار بابا کو دیکھتی تڑپ کر بولی تھی اس کے ماموں اس کے بابا پر احساس کمتری اپنوں سے چھوڑ

دینے کاغم تازہ کرکے انہیں ایموشنلی بلیک میل کرتے احسان کرنے والے انداز میں سب کے سامنے انسلٹ کر رہے تھے۔ مشائم یہ بات برداشت نہیں کر سکی تھی وہ ایک بیٹی تھی اپنے بابا کی کمزوری نہیں ان کا سہارا تھی ان کے لئے لڑنے کو کھڑی ہو گئی تھی۔ اس نے سالار صاحب کو بولنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا

بڑوں کے بیچ میں بچے نہیں بول-----ماموں جان ہم بچے
اپنے حق کے لئے بولنا سیکھ چکے ہیں بڑوں کے غلط
فیصلے اب ہم پر مسلط نہیں ہو سکتے ہمارے ریلیٹیوز کو
لگتا ہے ہمیشہ کی طرح آج کے اس جدید دور میں بھی وہ
ہمارے پیرنٹس کو انسلٹ کر سکتے تو آج میں آپ کو غلط
ثابت کر کے رہوں گی

کیا کہا تھا آپ نے میری ماما کو کل ہاسپٹل میں کہ میری ماما اور میری کفالت کون کرے گا میرے بابا کے بعد

انکی بیماری کو ہم پر آئے مشکل وقت کو کیش کر کے آپ
میرے بابا کی زندگی کی پریڈکشن کیسے کر سکتے ہیں
آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ بابا کی زندگی کے کچھ
ماہ ہی رہ گئے ہیں۔ مشائم کا لہجہ بھیگا تھا وہ اپنے بابا
کے ہاتھوں کو چوم کر بولی تھی۔

بابا میں آپ کی کمزور بیٹی نہیں ہوں میں آپکو کبھی کسی
کے آگے جھکنے نہیں دونگی!! وہ اب انکی دونوں
ہتھیلیاں چوم کر اپنی آنسو بھری ہیزل آنکھیں سالار
صاحب کی ہیزل آنکھوں میں اپنے لئے ایک فخر دیکھ کر
صاف کرتی پھر سے کھڑی ہوتی اپنے ماموں بلال
انصاری کو دیکھنے لگی تھی۔ جن کا غصے سے منہ لال
ہو رہا تھا۔

آپ کے بیٹے ولید کے پاس اونچی پہنچان ہے تو میں بھی
ایک اونچے خاندان سے تعلق رکھتی ہوں! میں جنکا خون
ہوں ان کی پہچان کسی سے مخفی نہیں!! میں خاندان
خاندان کے بیٹے سالار خان کی بیٹی ہوں مشائم خان۔۔۔ آپکا
بیٹا میرے شوق پورے کرے گا یہ آپکی بھول ہے ماموں
میری ہر خواہش میرے بابا جان پوری کر چکے ہیں اور

مجھے اپنی خواہشات اور شوق پورے کرنے کے لئے
کسی ولید انصاری کی ضرورت نہیں! مشائم کے لہجے
میں چنگاریاں تھی اس کا لہجہ مدہم اور مضبوط تھا۔

سالار صاحب کو آج شدت سے محسوس ہو رہا تھا کہ ان
کی بیٹی بڑی ہو چکی ہے وہ اپنے لئے اسٹینڈ لینا جانتی
ہے اسکا لہجہ تمیز دار تھا وہ بہت مضبوط لگی تھی سالار
صاحب کو!! پیاری ماما آپ کو ماموں جان نے کہاں تھا
ناں کہ میں در در کی ٹھوکریں کھاتی پھروں گی تو میرے
پیارے ماموں جان اس دنیا میں موجود ہر انسان صرف اللہ
کا محتاج ہے ہر ذی روح کی کفالت اللہ کر رہا ہے میرے
بابا کی زندگی بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے اور کوئی بیٹی
اپنے باپ پر بوجھ نہیں ہوتی وہ بھی ایک بیٹے جتنا
مضبوط سہارا ہوتی ہے جس کے دل میں اللہ نے باپ کے
لئے بے لوث بہت اور وہ درد رکھا ہوتا ہے جو ایک بیٹا
کبھی بھی نہیں رکھ سکتا وہ روح سے اپنے بابا کی تکلیف
سمجھتی ہے اور وقت آنے پر ان تکلیفوں کو جڑ سے ہی
اکھیڑ دینا بھی جانتی ہے اور یہ بات میں آج آپ کو بہت
اچھی طرح بتا دوں کہ آپ اب کبھی بھی میرے بابا کو
اپنے آگے میری وجہ سے نہیں جھکا سکتے سالار خان
کی انا آپ کے آگے ہمیشہ ویسے ہی قائم رہے گی جیسے

پہلے تھی میرے بابا کی خوداری پر کبھی کوئی سوال نہیں اٹھا سکتا میں آپ کی ہر ایک بات سن چکی ہوں جو آپ اپنے بیٹے سے کر رہے تھے۔

اپنے حق کے لئے لڑنا میری تربیت کا حصہ ہے مگر آپ میرے ماموں ہیں اس لئے میں آپکو بہت احترام سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میں آپ کے امیر بیٹے کا رشتہ ریجیکٹ کرتی ہوں کیونکہ ایک لڑکی ایک نکاح پر دوسرا نکاح جائز نہیں ہوتا!! مشائم بہت ضبط سے لال انگارہ چہرہ لئے بول رہی تھی۔

سالار صاحب اور مہوش بیگم دونوں نے مشائم کو دیکھا تھا کیا وہ اپنے نکاح کے متعلق جان چکی تھی۔ مگر اسکی اگلی بات سن کر ان دونوں کو ہی ایک دھچکا لگا۔ میں آج ہی اپنی مرضی سے نکاح کر چکی ہوں! مشائم بہت پُر اعتماد لہجے میں سب پر ہی بم پھوڑ چکی تھی۔

سالار صاحب اپنی بیٹی کی آخری بات پر اپنا سینا سہلانے لگے تھے جبکہ باقی سب مشائم کو دیکھ کر اس کی بات سن کر حیران ہوئے تھے۔ اس کے لہجے میں بلال

انصاری کے لئے چنگاریاں تھی۔

اوہ تو تم نے نکاح اپنی مرضی سے کر لیا ہے اس لیے اتنا افر رہی ہو مگر مس مشائم سالار خان تم ابھی تک انڈر ایج ہو تم کون ہوتی ہو نکاح کرنے والی اپنی مرضی سے کیا تمہیں اسلام کی یہ تعلیمات نہیں پتہ کہ ایک لڑکی پر اسکے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں ہوتا!!
ولید انصاری مشائم کی آخری بات سن کر قہقہہ لگا کر ہنستا ہوا بولا تھا۔

مشائم اس کی ضد بن چکی تھی اس لڑکی کے پر کاٹنا ولید کی رگ رگ میں شامل ہو گیا تھا تمہارا نکاح کوٹ کی ایک پیشی پر ہی ختم ہو سکتا ہے تم تو مجھے ایک مضبوط کردار کی لڑکی لگی تھی مگر یہ کیا تم نے تو اپنے بابا کی گردن کی جھکا دی کس راہ گیر سے نکاح کر کے اتنا اچھل رہی ہو! کس خاندان پر ناز کر رہی ہو جو تمہیں جانتے ہی نہیں جن سے تم کبھی ملی ہی نہیں ہاؤ فنی! ولید کے لہجے میں غصہ غرور اور آنکھوں میں ایک خباثت تھی۔

سالار انکل آپ کی بیٹی کو اتنی بڑی حماقت کرنے کے

بعد بھی میں قبول کرنے کو تیار ہوں اس کا نکاح ختم کروانا میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے! ایک پیشی کی مار ہے بغیر ولی کے نکاح کرنا اور جس نے اسے ورغلا یا ہے میں اس کو بھی دیکھ لونگا!! وہ اب سالار صاحب کی غیر ہوتی حالت دیکھ کر مشائم کے قریب کھڑا ہوتا اس کی جانب دیکھتے بولا تھا۔

تم میرے باپ نہیں ہو ولید انصاری جو میرا نکاح کوٹ کی ایک پیشی سے ختم کرواؤ گے تمہارا لو اسٹینڈرڈ ابھی تک ماموں جانتے نہیں اس لیے اتنا مت اچھلو!! تم میرے ولی نہیں!! مشائم اس کی تحقیر بھری باتیں سن کر غصے سے اونچی آواز میں بولی تھی۔

مہوش تمہاری بیٹی تو بہت پہنچی ہوئی چیز ہے اتنی سی عمر میں اتنی بڑی بڑی حرکتیں کرتی پھر رہی ہے ولید اس لڑکی کے ساتھ گزارا کیسے کرو گے تم! جو اپنے بڑوں کے آگے اتنی لمبی زبان کھولے کھڑی ہے!! نیلم انصاری مشائم کو نفرت سے گھور کر بولی تھی۔

اسے میں کنٹرول کر لونگا سالار انکل اس کے پر نہیں

کاٹ سکے وہ میں کاٹ دونگا منہ کے بل گرے گی!! باغی
لڑکی ہے یہ اس نے اپنے بابا کی عزت آج دو کوڑی کی
کر دی ہے اتنی گری ہوئی حرکت کر کے! ولید سالار
صاحب کی حالت خراب ہوتے دیکھ مزید ایسے لفظ
استعمال کرنے لگا جو مشائم کو کمزور کرتے اس کا امیج
سب کے سامنے خراب کرتے۔

تم میرے پر کاٹو گے ہو کون تم آخر مجھے منہ کے بل
گرانے والے ایک گرا ہوا انسان!! تمہاری اصلیت بتاؤں
میں سب کو تم مجھے کل رات سے کتنے واہیات ٹیکسٹ
کر چکے ہو کیسے میرے کمرے میں گھسے ہوئے تھے
آج تم دنیا کے آخری مرد بھی ہوتے تو مشائم سالار کا
امتخاب ناں ہوتے!! میں تمہیں ریجیکٹ کر چکی ہوں اور
اب تم اپنی ریجیکشن پر اس لئے اتنا بلبلا رہے ہو کہ میں
پریشر میں آجاؤں اور کیا کہا تھا تم نے کس راہ گیر سے
نکاح کیا ہے میں نے اسے ہینڈل کرنا تمہارے بائیں ہاتھ کا
کھیل ہے

تو یہ تمہاری بھول ہے ولید انصاری کیونکہ تم جیسوں کو
گرانے کے لئے انسان کو خود گرنے کی نہیں بلکہ تم

لوگوں کے قدموں تلے زمین کھینچنے کی ضرورت ہوتی ہے جو میں کھینچ چکی ہوں!! مشائم طنزیہ ہنسی تھی اس کے لفظوں میں پہلے سے بھی زیادہ مضبوطی چھلکی تھی۔

تم ہوتی ہوں ہو مجھ سے بکواس کرنے والی! کس کے دم پر ناچ رہی ہو اتنی بکواس کر کے!! اپنے بابا کی موجودگی میں اپنے شوہر کے دم پر ناچ رہی ہوں اور تم جیسے گھٹیا انسان کو بھی اسکے ذریعے نچواؤں گی کھڑے کھڑے خرید لے گا تمہاری کمپنی کو!! مشائم اپنے سینے پر ہاتھ باندھے بولی تھی۔

میری طرح اور کس امیر زادے کو اپنی ادائیں دکھا کر پھنسایا ہے بتاؤں سب کو تمہاری اصلیت اس رشتے کے لیے تم نے ہی مجھے مجبور-----یہ کیا بکواس کر رہے ہو تم نیچ انسان گھٹیا گرے ہوئے مرد ہو تم!! مشائم ولید کے الزام لگانے پر بلبلا کر چلاتی ہوئی بولی تھی۔

سالار صاحب کو دل میں شدید تکلیف اٹھنے لگی تھی وہ بولنا چاہ رہے تھے مگر زبان ہلنے سے قاصر تھی انہیں شاید پھر سے دل کا دورہ پڑھنے لگا تھا۔ مہوش بیگم تیزی

سے سالار صاحب کی جانب بڑھی تھی۔ ایشا تو اس ساری سیچوئیشن کو دیکھ کر سفید پڑھ گئی تھی۔

اپنی کمپنی کے باس سے بھی چکر چلاتی رہی ہو سالار انکل آپ کی یہ بدچلن بیٹی امیر لڑکوں کو دیکھ کر اپنی ادائیں دکھا کر انہیں لوٹتی ہے رایان بھی گواہ ہے اس بات کا یہ اس کی کمپنی میں اسکے بوس کی ایڈیشنل پی اے کی پوسٹ پر اپوائنٹ ہے میں نے خود اس کو آپ کے گھر کے کل رات آٹھ بجے نکلتے دیکھا ہے اس کی عزت رکھنے کے لئے میں نے ڈیڈ سے ضد کی تھی نکاح کرنے کی پوچھیں اس سے کل وہ آپکے گھر آیا تھا یا نہیں بولو مشائم تم نے اپنی کمپنی کے باس کو کل اس گھر میں بلایا تھا یا نہیں!! مشائم ولید کے الزامات پر لرز گئی تھی۔

بابا ایسا کچھ نہیں جیسے یہ بول رہا ہے میرا یقین کریں میں۔۔۔۔۔قسم کھاؤ تم سالار انکل کی کہ کل وہ وہاں آیا نہیں تھا اس نے تمہیں بونس نے موبائل گفٹ نہیں کیا اسی نے سالار انکل کے ہاسپٹل سارے بلز پے نہیں کیے اور آج بھی تم اس کے پاس سے ہی مل کر آرہی ہو

ولید مشائم پر کھیل الٹ گیا تھا مشائم اس کی ضد بن چکی
تھی جسے اس نے حاصل کرنا تھا کسی بھی قیمت پر!!
بولو مشائم کیا یہ سب سچ نہیں---ولید یہ تم کیسے الزام لگا
ہو مشی پر!! رایان غصے سے بولا تھا ولید مشائم کے
کرکٹر کو داغدار کر رہا تھا۔

تمہیں بھی خوش کرتی رہی ہے یہ جو اتنی سائنڈ لے رہے
ہو!! ولید طنزیہ ہنس کر بولا تھا۔ بکو اس بندکر ولید وہ
میری چھوٹی بہن ہے تو اتنی گری ہوئی بات کر کیسے
سکتا ہے! رایان غصے سے آگے بڑھ کر مشائم کے سر
پر ہاتھ رکھتے ولید سے بولا تھا۔

بولو مشائم کیا تمہارے باس نے سالار انکل کے ہاسپٹل بلز
پے نہیں کیے اس نے تمہیں موبائل گفٹ نہیں کیا بونس
کے طور پر اور وہ کل یہاں گھر نہیں آیا تھا تم سے
ملنے!! ولید مشائم کی سفید پڑھتی رنگت کو دیکھتے پھر
سے بولا تھا۔

ایسا کچھ نہیں ہے ایسا کچھ نہیں جیسے تم بول رہے ہو
تمہارے جیسا ذلیل انسان اتنا ہی گھٹیا ہو سکتا ہے!! مشائم

چیخی تھی مگر آواز میں اب لرزش تھی۔ کیا کہا تم نے مجھے تمہیں تو میں۔۔۔۔۔ اس سے پہلے ولید اپنے آپ سے باہر ہو کر مشائم کی چلتی زبان کو تھپڑ مار کر بند کرتا جب کسی نے اس کا ہاتھ اپنی سخت گرفت میں ہوا میں ہی پکڑ لیا تھا۔ وہ مشائم کے آگے ڈھال بن آگے آیا کھڑے ہوتے اسکے چھوٹے سے نازک وجود کو اپنے لمبے چوڑے وجود کے پیچھے چھپا گیا تھا۔

تیری اتنی جرت کہ تو میری بیوی پر ہاتھ اٹھائے گا!! وہ ولید کا ہاتھ اپنی پوری طاقت سے بری طرح مروڑ کر اسے بری طرح پیچھے دھکیل گیا تھا۔ وہ جلتے آتش دان پر گرتے گرتے بچا تھا۔

واہ مہوش واہ کیا خراب بیٹی ہے تمہاری اسکے لئے تو ہر مرد مارنے مرنے کو تیار ہے! میرے بیٹے کو کیوں پھانسا اس نے جب اس کے آگے پیچھے اتنے سارے مردوں کی لائن۔۔۔۔۔۔۔ اپنی زبان سنبھال کر میری عورت کے متعلق الفاظ کا استعمال کرنا ہم خانزادے اپنی عورت کی عزت کو میلی نگاہ سے دیکھنے والوں کو نسل در نسل اندھا کر دیتے ہیں! وہ اتنی بلند آواز میں رعب سے دھاڑا تھا کہ اس کے پیچھے کھڑی مشائم کپکپا گئی تھی۔

سہی خوش کیا ہے اس نے تجھے جو تو:-----ولید اتنا
بھونک جتنا تجھ میں میرے وار سہنے کی ہمت ہو!! کون
ہو تم لڑکے جو اس طرح میرے بیٹے کی جان لینے پر تل
گئے ہو یہ ہمارا فیملی میٹر-----میں شہریار شہسوار
خانزادہ ہوں سالار چاچو کے مرحوم بھائی کا بیٹا مشائم
خان کا شوہر!! یہ فیملی میری فیملی ہے اس کا ہر میٹر
مجھ سے منسوب ہے----

شہریار خانزادہ کی آواز کی شیر جیسی گونج سب کو ہی
گنگ کر گئی تھی۔ سالار صاحب کے دل کی دھڑکن جو
ساکت ہو رہی تھی وہ شہریار خانزادہ کے الفاظ سن کر
بہت تیزی سے دھڑکنے لگی تھی۔ وہ اسے بے قراری سے
دیکھنے لگے تھے مہوش بیگم بھی ساکت ہو کر اسے
دیکھ رہی تھی۔

ایشا تو مشائم کو تیزی سے سفید پڑھتے لڑکھڑاتے ہوئے
شہریار خانزادہ سے فاصلے پر ہوتے دیکھتی فوراً سے
اسکی جانب بڑھی تھی۔ ولید نے جتنے گندے الزام اس پر

لگائے تھے ایشا کو اس سے شدید نفرت ہو رہی اس کا جی
چاہا شہریار خانزادہ جلتے آتش دان میں ولید کو بھی
پھینک دے۔

ولید تیزی سے زمین سے کھڑا ہوتا شہریار خانزادہ کے
مقابل آیا تھا۔ اوہ تو تو ہے جس سے اس تتلی نے نکاح کیا
ہے کتنی چال باز چلو آوارہ لڑکی ہے یہ خانزادہ کو خوش
کرتے اس کو اپنا رشتے دار بھی بنا لیا ہے سب کو خوش
کرتی رہی ہے جسے تو بیوی بول رہا ہے یہ مجھے بھی
اپنے آگے پیچھے گھماتی رہی ہے مجھ سے بھی
ٹھنڈی۔۔۔۔۔۔ اس سے آگے تو بکواس نہیں کرے گا نہیں
بھونکے گا تو مزید کچھ!! آج میں تجھے چھوڑوں گا نہیں
سالے میری عزت پر گندی نظر رکھی تو نے آج میں
تجھے بتاؤں گا خانوں کا خون اپنی عورت کے نام پر
کیسے جوش مارتا ہے! مشائم شہریار خانزادہ ایک پاک
لڑکی ہے جس کا گواہ اس کا شوہر ہے

خانزادہ شدید طیش کے عالم میں ولید کو گردن کی پچھلی
طرف سے دبوچتا ہوا گیسٹ روم سے گھسیٹتے ہوئے باہر
نکلا تھا۔ ولید کے الفاظ اس کے حواس چھین چکے تھے

چیخوں پر سب تیزی سے باہر بھاگے تھے جب ان کی نظر لمبے چوڑے شہریار خانزادہ کے طیش کا نشانہ بنتے ولید پر پڑی جس کے سر سے خون کا فوارہ پھوٹ رہا تھا۔

شہریار خانزادہ سالار صاحب کے گھر سے ولید کو کسی جانور کی طرح بری طرح سے گھسیٹ کر باہر لاتا اپنی شرٹ کی سیلیوز کہنیوں تک فولڈ کیے ولید کا سر پکڑ کر پوری قوت سے پلر پر مارتے جا رہا تھا۔ اس کے چہرے کے نقوش تنے ہوئے تھے جبڑے بھینچے ہوئے جسم کی پھولی رگوں کے ساتھ وہ ولید کا سر بغیر رکے پلر پر مار مار کر پھاڑ چکا تھا۔

اسکا یہ روپ دیکھ کر نیلم انصاری کی چیخیں بلند ہوئی تھی مشائم کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی جبکہ ایشا کو اپنی کل رات غصے میں مشائم کو اس کی شرارتوں سے تنگ آکر دی جانے والی بدعا یاد آئی تھی۔ (اللہ کرے تمہیں باڈی بلڈر شوہر ملے جس کے نیچے دب کر تم چونٹی کی طرح مسلی جاؤ اللہ تعالیٰ میری اس بدتمیز کزن کو بلڈوزر جیسا شوہر ملے لمبا چوڑا ہیوی بوڈی والا جس کے آگے یہ بونی لگے جو اسے ایک ہاتھ میں اٹھا کر پٹخے) ایشا مشائم کو بے چارگی سے دیکھتی اتنی سنگین سیچوئیشن میں بھی اپنے لبوں پر آتی شرارتی

سی مسکان کو ناں روک سکی سیچویشن کچھ اور ہوتی تو
اس نے مشائم کو بری طرح تپا کر رکھ دینا تھا۔

سعدیہ انصاری اور روحیل انصاری بھی ولید کی چیخیں
سنتے باہر آئے تھے جب سامنے کا منظر دیکھ کر ان کا
دل دہل گیا۔ روکے اُسے رایان وہ ولید کو مار دے گا!!
روحیل انصاری خاموشی سے کھڑے رایان انصاری کو
ولید کی شہریار خانزادہ سے درگت بنتے اسکی آدھ موئی
حالت لاتعلقی سے ملاحظہ فرماتے دیکھ کر بولے تھے۔

چھوڑو میرے بیٹے کو!! بلال انصاری چیخے تھے جبکہ
نیلم انصاری برے طریقے سے روتی ہوئی اپنے بیٹے کو
لہو لہان ہوتے دیکھ رہی تھی۔ شہریار خانزادہ کی سیکورٹی
کے بندے بھی اس کے پاس ہی کھڑے تھے۔

رایان آگے بڑھ کر شہریار خانزادہ تک پہنچتا جب اس کی
سیکورٹی کے بندوں نے رایان کو روک دیا۔ نو انٹرپشن!!
رایان واپس پیچھے ہو گیا تھا۔ رایان روکو اسے ولید کی
حالت دیکھو!! سعدیہ انصاری اپنے دل پر ہاتھ رکھتی بولی
تھی۔ سر وہ مر جائے گا چھوڑ دیں اسے! رایان دور سے

ہی کھڑا بولا تھا۔

شہریار خانزادہ اپنی شرٹ کا اوپر بٹن کھول کر ایک نظر پیچھے مڑ کر دور کھڑی بیگانگی سے اس کی طرف ہی متوجہ مشائم کو دیکھتا اپنی پینٹ سے سیاہ لیدر کا موٹا بیلٹ نکال کر ولید کو پھٹے ہوئے سر کے ساتھ زور سے فٹ پاتھ پر دھکیلتا اتنی بری طرح بیلٹ سے مارنے لگا کہ اس کی چیخیں نکل گئی شہریار خانزادہ کا بھاری بوٹ والا پاؤں ولید کی ٹانگوں کے بیچ میں تھا۔ اور وہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ ولید کی کسی جانور کی طرح دھلائی کر رہا تھا۔

اس کی سیکورٹی کے بندوں نے اسے گھیرا ہوا تھا تاکہ کوئی بھی اس تک نہیں پہنچ سکے!! مشائم سر نفی میں ہلاتے تیزی سے واپس اندر بھاگی تھی ایشا اس کے پیچھے ہی تیزی سے بڑھی تھی۔

سالار روکیں اسے وہ ولید کو جان سے مار دے گا! وہ کسی کے قابو نہیں آئے گا روکیں اپنے بھتیجے کو وہ حواسوں میں نہیں لگ رہا!! مہوش بیگم سالار صاحب کی وہیل چیئر پکڑے باہر آتی ولید کی حالت دیکھ کر بالکل

سہم گئی تھی رک جاؤ شہریار۔۔۔ چھوڑو اسے! بیٹے پیچھے
ہٹو۔۔!! سالار صاحب اپنے لالا کے اتنے جوان بیٹے اپنے
بہتیجے کو دیکھ کر خود کو پھر سے زندہ محسوس کر
رہے تھے وہ ہو بہ ہو ان کے لالا شہسوار خان کے جیسا
دکھتا تھا اتنا ہی لمبا اتنا ہی چوڑا اور بے حد غصیلہ طیش
سے بے قابو ہونے والا! جس نے ولید جیسے لمبے چوڑے
مرد کا حال لمحوں میں برا کر کے رکھ دیا تھا۔

شہریار خانزادہ جو کسی کی بھی بات پر کان نہیں دھر رہا
تھا وہ سالار صاحب کی رعب دار آواز اس میں موجود
ایک مان محسوس کرتے فوراً ہی ولید سے پیچھے ہٹ گیا
تھا۔

بیلٹ اس نے دور پھینک دی تھی اس کی سیکورٹی کا ایک
بندہ آگے بڑھا اور اس نے منرل واٹر کی بوتل شہریار
خانزادہ کی طرف بڑھائی جو اس نے پکڑے ہوئے اپنے
ہاتھوں کو واش کیا اور ضبط سے جبرے بھینچے ہوئے
ایک نظر ولید کو دیکھ کر اپنی گاڑی میں سوار ہوتا دھول
اڑاتا ہوا ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

وہ ولید پر ایک عذاب کی صورت میں نازل ہوا تھا اس کو

اتنا غصہ آیا تھا کہ ولید کو جان سے مار کر بھی وہ اس کا خون ٹھنڈا نہیں ہوتا! اس کی سیکورٹی کی ایک گاڑی اور اس میں موجود چار سیکورٹی کے بندے سالار صاحب کے گھر کے باہر ہی پہرہ دے رہے تھے وہ شہریار خانزادہ کے جاتے ہی گاڑی میں بیٹھ گئے تھے واپس

اف کیا حال کر دیا ہے میرے بچے کا اس غنڈے نے کتنی بری طرح مارا ہے میرے بیٹے کو جانور سمجھ کر آپ کیا دیکھ رہے ہیں بلال چلیں ہاسپٹل آپکی وجہ سے میرے بیٹے کا یہ حال ہوا ہے! نیلم انصاری شدت سے روتی ہوئی سر پھٹے جسم اُدھڑے ولید انصاری کو دیکھتی اپنے شوہر سے بولی تھی۔ جو دم سادھے کھڑے تھے انکی ہر طرح کی پلاننگ اللہ نے ناکام کر دی تھی سالار صاحب کے لہجے کا غرور شہریار خانزادہ سے مخاطب ہونے پر وہ محسوس کر چکے تھے انکے بھائی کا ان سب کے لئے پہنچ گیا تھا ایک مسیحا بن کر!! اس لئے فلحال یہاں سے اپنے نیم جان ہوئے بیٹے کو لے جانے میں ہی عافیت تھی! روحیل انصاری بھی ان کے ساتھ آگے بڑھے ہی تھے جب رایان نے انہیں مخاطب کیا۔

جانے دیں پایا انہیں ولید یہی سب ڈیزرو کرتا ہے جو مرد اپنے ہی گھر کی بہن بیٹی پر تہمت لگائے اسکا کردار مشکوک بنائے کسی صنفِ نازک کو بے سارا سمجھ کر وقت کا فرون بننے کی کوشش کرے وہ اس طرح کے جانور جیسے سلوک کا ہی حقدار ہوتا ہے۔ رایان شدید ناگواری سے بولا تھا۔ ولید کے سارے کرتوت وہ جانتا تھا اور جو الزام اس نے معصوم مشائم پر لگائے تھے جن میں رایان کو بھی گھسیٹا تھا جو ہمیشہ سے اسے اپنی بہن کی نظر سے دیکھتا تھا اس کے بعد سے رایان انصاری کو ولید ایک گدھ لگا تھا ایک ایسا شکاری بھیڑیا جو وقت آنے پر سب کو نوچ کھائے۔۔۔

روحیل آپ بھی خاموش رہے مجھے کیوں نہیں بتایا آپ نے کہ مشائم کا نکاح بچپن میں ہی ہو گیا تھا اس لئے آپ رایان سے ناراض ہو رہے تھے جب وہ شہریار کے آفس میں مشائم کی جاب کی بات کر رہا تھا۔ سعدیہ انصاری جو سالار صاحب سے مشائم کا نکاح بچپن میں ہی شہریار خانزادہ کے ہونے کا انکشاف سن کر اس میں روحیل انصاری کے بھی ملوث ہونے پر صدمے سے بول رہی تھی کہ جب سالار صاحب پھر سے بولے بھابھی میں نے بھی روحیل کو منع کیا تھا کہ وقت آنے پر میں خود سب

سے بات کر لونگا اس لئے اس نے آپ کو میری بات کا
مان رکھتے ہوئے نہیں بتایا

مہوش بھی میری ہی وجہ سے خاموش رہی کیونکہ مشائم
چار سال کی بچی تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کا نکاح
ہو چکا ہے اور میں خود اس سے بات کرنا چاہتا تھا مگر
جو کچھ آج ہوا وہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ مہوش میری وجہ
سے اپنے بڑے بھائی کے آگے خاموش رہی اور آج شاید
وہ بھائی پھر سے دور ہو گیا اس سے جو کبھی ہماری
شادی پر ہوا تھا۔

سالار صاحب سعدیہ انصاری کے روحیل انصاری اور
مہوش بیگم سے ناراض ہونے پر انہیں تفصیل سے بتا
رہے تھے۔ رایان انصاری بالکل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ وہ
ان سب کی باتیں سن رہا تھا۔ اسے اب سمجھ آ رہا تھا اس
کے پایا کی ناراضگی مشائم کب سے جاب کر رہی ہے
رایان شہریار کے ساتھ! سالار صاحب نے صوفے پر بیٹھے
رایان کو مخاطب کیا تھا۔

ہفتہ ہی ہوا ہے انکل وہ صرف تین دن ہی آفس آئی تھی اور

اسے میں خود پک کرنے آیا تھا ولید کی کہی ہر بات
جھوٹ ہے اس نے مشائم پر الزام لگائے ہیں تاکہ آپکی
نظروں میں وہ گر-----مشائم میری بیٹی ہے میں اس پر
آنکھیں بند کر کے یقین کرتا ہوں اسے کوئی بھی میری
نظروں میں کبھی نہیں گرا سکتا میری بیٹی کتنی مضبوط
ہے یہ آج میں دیکھ چکا ہوں وہ اب سمجھدار ہو چکی ہے
میری بیٹی بڑی ہو گئی ہے اسے مضبوط سہارے کے
بغیر بھی اپنے لئے لڑنا آگیا ہے۔

سالار صاحب رایان کو مشائم کے لئے ایک بھائی کی طرح پریشان ہوتے دیکھ کر اس کی سائڈ لیتے دیکھ کر بہت فخر سے بولے تھے۔ آپ کی بیٹی شہریار کو قبول کرے گی جو ولید سے رشتے کا سن کر ہی خود سے نکاح کر کے آگئی تھی سالار آپ کو لگتا ہے وہ کبھی اس رشتے کو مانے گی-----وہ ضرور مانے گی چچی!!

مہوش بیگم جو شدید پریشانی سے سالار صاحب سے مخاطب تھی کہ ان کی بات کا جواب دروازے سے اندر داخل ہوتے شہریار خانزادہ نے دیا تھا۔

اسے دیکھ کر رایان اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا تھا جبکہ

روحیل انصاری نے اسے اب ٹھیک سے دیکھا تھا وہ
بھرپور جوان مرد تھا اسے اس وقت دیکھا تھا جب وہ
کافی چھوٹا تھا مگر آج وہ ان سب سے قد میں اونچا تھا
اور اپنے باپ کی طرح ہی ایک رعب اس کے مغرور
پٹھانی نقوش میں تھا۔

شہریار خاندان کے ہاتھ میں ایک بکری بیگ تھا اسکے
بھورے بال بے ترتیب سے ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے
آنکھیں ہلکی سی لال ہو رہی تھی مگر وہ مطمئن لگ رہا
تھا۔ بیٹھے رہو رایان ہم فیملی ہیں یہاں میں تمہارا باس
نہیں!! وہ رایان کو کھڑے دیکھ کر بولتا سالار صاحب کی
جانب بڑھا جو اسے نم ہوتی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

آپکی طبیعت اب کیسی ہے چاچو!! وہ بہت ہی پرسکون
سے انداز میں بول رہا تھا جتنا پاگل وہ کچھ دیر پہلے لگ
رہا تھا اب بالکل نارمل ہو گیا تھا اسے دیکھ کر کہی سے
بھی نہیں لگ رہا تھا کہ اس نے کچھ دیر پہلے ولید کو
لہولہان کیا تھا۔

وہ سالار صاحب کے ساتھ بیڈ پر جگہ بنا کر بیٹھ گیا تھا۔

اسے وہ اپنی عمر سے بڑے لگے تھے جن کی آنکھوں
میں اسے دیکھ کر ایک چمک سی آئی تھی۔ وہ چہرے
سے ابھی بھی بیمار لگ رہے تھے۔ ان کے روم میں سب
ہی تھے البتہ مشائم کہی بھی نظر نہیں آئی تھی وہ شاید
اپنے روم میں تھی اپنی کزن کے ساتھ!! شہریار خانزادہ
اس سے ملنے کو بے تاب ہوا تھا۔

میں اب بالکل ٹھیک ہوں میرے بیٹے۔۔۔! سالار صاحب کی
آواز بھیگی تھی۔ انہیں یوں لگا جیسے وہ شہریار خانزادہ
کی صورت میں اپنے بھائی سے مل رہے ہوں!! وہی
پرسکون کا لہجہ اپنائیت سے بھرا آنکھوں میں ایک خوشی
جو سالار صاحب دیکھ کر شہسوار خان کی بھوری
آنکھوں میں اترتی تھی۔

میں آپ کے لئے پانی لاتی ہوں!! مہوش بیگم صوفے سے
اٹھتی ہوئی بولی تھی۔ نہیں چچی میں ٹھیک ہوں بالکل
مجھے پانی نہیں چاہیے میں آپ دونوں سے ضروری بات
کرنے آیا ہوں! آپ ایزی ہو کر بیٹھیں میں گھر کا بندہ ہی
ہوں فارمیٹیٹیز میں نا پڑھیں مجھے اچھا نہیں لگے گا!
شہریار خانزادہ ادب سے بولا تھا۔

اس کا لہجہ بہت سوفٹ تھا اپنائیت سے بھرپور جہاں کوئی شکوہ کوئی بھی شکایت کوئی نفرت نہیں تھی وہ انہیں بہت احتراماً چچی بول رہا تھا۔ جس خاندان کے لوگوں نے انہیں دھکے دے کر نکال دیا تھا انہیں اپنانے سے انکار کر دیا تھا آج ان کا سب سے بڑا بیٹا اس خاندان کے وارث انہیں وہ مان بھی بخش گیا تھا۔

میرے خیال میں ہمیں اب چلنا چاہیے!! روحیل انصاری اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے بولے تھے۔ آپ لوگ کیوں جا رہے ہیں بیٹھیں ناں ابھی تو کھانا بھی نہیں کھایا ہے بھائی! مہوش بیگم شرمندہ ہوتے بولی تھی۔ جی چچی ٹھیک بول رہی ہیں آپ لوگ بیٹھیں ہماری روایت میں شامل ہے ہم اپنے گھر آئے مہمان کی خاطر تواضع کیے انہیں نہیں جانے دیتے! شہریار خاندانہ انہیں اپنی وجہ سے اٹھتے دیکھ کر بولا تھا۔

تمہارے چاچو نے بہت انتظار کیا ہے تمہارا شہریار اور میں چاہتا ہوں وہ تم سے اور تم اس سے کھل کر ہر بات کر لو روحیل انصاری اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر

تھپکتے ہوئے بولے تھے۔ ہم پھر آئیں گے مہوش چھوٹی
بہن کا گھر اپنا ہی گھر ہوتا ہے تم پریشان مت ہو آپ لوگ
اپنی باتیں کنٹینیو کریں پھر ملاقات ہو گی!! روحیل
انصاری مسکرا کر بولے تھے وہ چاہتے تھے شہریار
خانزادہ اور سالار صاحب اپنے خاندان سے جڑی ہر بات
کھل کر کر لیں جو وہ سب کی موجودگی میں شاید نہیں کر
پاتے۔ چلو رایان ایشا کو بھی مشائم کے روم سے بلا لاؤ!
سعدیہ انصاری بھی سمجھداری سے بولی تھی۔ جی ماما!!
رایان بھی سیچویشن سمجھتا فوراً ہی باہر نکل گیا تھا۔

مشائم کا رو رو کر برا حال تھا جسے چپ کروانے میں
ایشا ناکام ہو رہی تھی۔ مشی پلیر چپ ہو جاؤ یار اور کیا
رونا ہے! ایشا اس کی کمر سہلاتے ہوئے بول رہی تھی۔
سر شہریار میرے کزن تھے وہ سب جانتے تھے میں کون
ہوں پھر سے انجان بنے رہے دھوکہ دیتے رہے میری ہر
بات مانتے رہے ہیلپ کرتے رہے وہ مجھ پر احسان کرتے
ہیں اور میں میں کتنی بے وقوف ہوں ایشا میں ان سے نکاح
کیسے کر سکتی ہوں اف اور وہ جب جانتے ہوئے مجھ
سے نکاح کر گئے اور میں-----مشائم وہ تمہیں پروٹیکٹ
کر کے بہت کچھ ثابت کر چکے ہیں تم نے اپنی مرضی

سے ان سے نکاح کیا انہوں نے تم پر کوئی زبردستی تو نہیں کیا ناں جو کچھ تم نے مجھے بتایا ہے وہ کہی سے بھی قصور وار نہیں ہیں ہاں بس وہ ایک بات چھپائی کہ وہ تمہارے تایا کے بیٹے ہیں۔ ایشا اسے سمجھاتی ہوئی بولی تھی۔

تم میری طرف ہو یا ان کی۔۔۔!! اس ولید کو بھائی بھائی کر کے کیسے چیزیں دے رہی تھی اچھا ہوا سر شہریار نے اسے مارا اور مارتے بلکہ میں تو کہتی ہوں اس کے ٹکڑے۔۔۔۔۔مشائم جس کا دماغ بالکل ماؤف ہو گیا تھا وہ ایشا پر بھی غصہ کرتی اپنی بھڑاس نکال رہی تھی جب اس کے روم کے دروازہ نوک ہوا اور انکے کانوں میں رایان انصاری کی آواز آئی۔

ایشا آجاؤ ہم گھر جا رہے ہیں میں گاڑی اسٹار کر رہا ہوں۔ یہ بھائی کیوں جا رہے ہیں اور تمہیں کیوں بولا رہے ہیں پلیز آج نہیں جاؤ ناں ماما بابا مجھ سے ناراض ہوں گے اس لیے مجھے ابھی تک اپنے پاس نہیں بلایا اب تم بھی جا رہی ہو!! مشائم رایان کی بات سن کر ایشا سے بولی تھی۔

مشی سب ٹھیک ہے کچھ دیر پہلے جتنی بریو بنی ہوئی
تھی ابھی چھوٹی بچی کی طرح رو رہی ہو! تم نے نکاح
کر لیا مجھے تو بتاتی اپنا پلان میں نے کیا کچھ نہیں سوچا
ہوا تھا اب میں ٹریٹ لونگی تم سے ابھی تم اپنے آنسو
صاف کرو یوں رو کر اس لئے دکھا رہی ہو ناں تاکہ ٹریٹ
نہیں دے سکو ہو تو تم پوری پکی نکاح بھی مرضی سے
کیا اب رونا بھی لگایا ہوا ہے۔ ایشا دانت پیس کر بولی تھی
اسے مشائم روتی ہوئی بالکل اچھی نہیں لگ رہی تھی تم
سے بہتر ہے

میں کوئی دشمن پال لوں جسے ٹریٹ کے علاوہ کوئی اور
بات یاد نہیں آرہی!! مشائم اسے گھور کر دیکھتی ہوئی
بولی تھی۔ جتنے بہانے کر لو ٹریٹ میں لے کر ہی رہوں
گی ویسے شہریار بھائی ایکشن ہیرو ہیں یار کیا انٹری
ماری ہے اوپر سے ولید ٹھرکی کا قیمہ بھی بنا دیا دیکھا
میری دعا کتنی جلدی لگ گئی تمہیں! ایشا اپنے دانتوں کی
نمائش کرتی بولی تھی۔

لعنت کو تمہاری کالی تیزابی زبان پر جس سے کیڑے
نکلتے ہیں!! اللہ کرے تمہیں شہریار سے بھی اوپر پہنچی

کوئی چیز ملے پھر میں بھی تم سے اسے ہی ٹریٹ کی
ڈیمانڈ کروں گی!! مشائم کلس کر بولی تھی بتاتی ہوں خالہ
کو کیپٹن صاحب کے بارے میں! وہ ایشا کو منہ بسوڑے
دیکھ کر بولی۔

مشی اگر تم نے کوئی بکواس کی تو-----تو تم صوفے
سے کود کر دنیا سے فارغ ہو جانا چلو اب جاؤ دماغ ناں
کھاؤ ایک تو رونے بھی نہیں دیا اتنا بیڈ فیل کر رہی تھی
میں ولید کے الزامات پر اوپر سے تمہیں چپ کروانا بھی
نہیں آتا بھائی ہارن دے رہے ہیں جاؤ لیٹ ہو رہی ہو تم!!
مشائم اسکو منہ بسوڑ کر اپنی طرف دیکھنے پر ناراض
ہو کر اپنا بھی منہ پھولے بولی تھی۔

مشی تمہارے لئے براؤنیز لاؤں! ایشا اس کے پھولے
گالوں کو کھینچ کر بولی تھی سر درد ہو رہا ہے شاور لے
کر سونا ہے میں نے رات میں کال کروں گی مشائم بیڈ
سے اٹھتی ہوئی بولی تھی۔ اوکے اپنا خیال رکھنا پھر ملتے
ہیں ٹریٹ کے لئے!! ایشا اپنے دانتوں کی نمائش کرتی
مشائم کو سائڈ ہگ کرتی ہوئی چلی گئی تھی۔

سوکھی ہڈی ٹھوس ٹھوس کربھی موٹی نہیں ہوتی ڈیورس
ٹریٹ کھلا دونگی میں نے کونسا شادی کرنے کے لئے
نکاح کیا ہے کہاں سے عورت لگتی ہوں میں بھی یہ کیا
بول رہے تھے اس بیڈ شیٹ کو تو اب تیزاب سے بھی
دھونے کا فائدہ نہیں جس پر وہ ٹھرکی نیچ بیٹھا تھا۔ اس
کے کیڑے تیزاب سے بھی نہیں مرنے والے بدتمیز کہی
کا اندھا ہو جائے اللہ کرے!! مشائم کا روم بکھرا ہوا تھا
اپنے کمرے میں آکر اس نے سب سے پہلے وہ بیڈ شیٹ
اتار کر پھینکی تھی جس پر کچھ دیر پہلے ولید بیٹھا ہوا
تھا۔ وہ اپنا روم سمیٹ کر ٹوٹے کانچ اٹھا ڈسپوزل کرتی
شاور لینے کے لئے واشروم چلی گئی تھی وہ اپنی حالت
درست کر کے اپنے بابا کے پاس جانے جا ارادہ رکھتی
تھی۔۔

مہوش بیگم عصر کی نماز پڑھنے کے لئے کمرے سے
گئی تھی جب شہریار خانزادہ سالار صاحب سے مخاطب
ہوا۔ چاچو میں چاہتا ہوں آپ چچی اور مشائم میرے ساتھ
حویلی چلیں آپ کی اپنی حویلی جہاں آپ کے رشتے ہیں۔۔
وہ بہت سوچ سمجھ کر احتراماً بول رہا تھا۔

میں حویلی کیسے جا سکتا ہو شہریار مریم دیدہ میرے
کیے کی سزا بھگت رہی ہیں ہاشم لالا اس عمر میں بھی
میری بہن کا تماشا بنانے سے باز نہیں آئیں گے!! سالار
خان شہریار خانزادہ کی حویلی جانے والی بات پر کچھ
سوچ کر انکار کرتے ہوئے بولے تھے۔ اس کی پھوپھو تو
اسکے بابا کی سزا کاٹ رہی تھی یہی تو ہمیشہ سے اس
کی مورے اسے بتاتی آئی تھی! تو پھر سالار صاحب خود
کو کیوں قصور وار ٹھہرا رہے تھے وہ یہ بات سمجھ نہیں
سکا۔

بابا نے مجھ سے وعدہ لیا تھا آپ کو آپ کی حویلی واپس
لانے کا میں خالی ہاتھ نہیں جاؤں گا! آپ کو میرے ساتھ
چلنا ہی ہوگا یہ بابا جان کی وصیت ہے چاچو! شہریار
خانزادہ بھی اپنی بات پر قائم ہو کر بولا تھا۔

کیا میں آپ سے ایک بات پوچھ سکتا ہوں!! شہریار
خانزادہ کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ پوچھو کیا پوچھنا چاہتے
ہو تم! سالار صاحب شہریار کی آنکھوں میں وہ سوال
پڑھتے بولے جس کا جواب وہ اسے کبھی نہیں دے سکتے

تھے پھر چاہے وہ انہیں غلط ہی کیوں ناں سمجھے۔

خانزادہ خاندان آپ کی وجہ سے بکھرا سب یہی سمجھتے ہیں اور شاید میں بھی مگر بابا وہ آپکو آخری سانسوں میں بھی یاد کرتے رہے مجھے کہتے رہے آپ کو کسی بھی طرح تلاش کر کے واپس حویلی لے آؤں یہی بولتے رہے کہ جو احسان ان پر ان کے چھوٹے بھائی سالار خان نے کیا ہے وہ بدلے میں آپکو اپنی زندگی بھی دے دیں تو کبھی نہیں چکا سکیں گے آپ نے ایسا کیا کیا ہے چاچو آپ کی وجہ سے میری مورے پر بابا کو دوسری عورت لانی پڑی مگر وہ کبھی آپ کو قصور وار نہیں کہتے تھے انہوں نے مجھے ہمیشہ یہی کہا سالار میرا بھائی ہے میرے وجود کا حصہ اسکی بیٹی تمہاری ہمسفر ہے اور میرے بھائی کی فیملی کو تم وہی مان دو گے جن پر اس کا حق ہے۔

بابا آپ سے اتنا پیار کرتے تھے چاچو مگر آپ ان کے جنازے میں بھی شریک نہیں ہوئے کیوں!! آپ جانتے ہیں ناں مشائم اور میرا بچپن میں ہی نکاح ہو گیا تھا تو پھر آپ کیوں ہم تک نہیں لوٹے؟۔۔

میں آیا تھا شہریار۔۔۔میں آیا تھا مگر مجھے ہاشم لالا نے
میرے لالا جان کا آخری دیدار نہیں کرنے دیا انہوں نے
دیدہ کو طلاق دینے کی مجھے دھمکی دی تھی میں ناں
اپنے لالا کو اپنے ہاتھوں سے مٹی میں سلا سکا ناں اپنی
معصوم دیدہ کے سر پر ہاتھ رکھ سکا میں مزاحمت بھی
نہیں کر سکا لالا کے جنازے پر دیدہ کی طلاق ہو جاتی تو
میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاتا اور کتنے بوجھ دل
میں بسائے رکھتا!! سالار صاحب دکھی دل سے سوچ
رہے تھے۔ وہ بالکل چپ کسی سوچ میں گم رہے کوئی
جواب نہیں دیا۔

مشائم کیوں اتنی نفرت کرتی ہے بابا سے! آپ لوگوں نے
کیوں اسے بچپن میں ہوئے نکاح کا نہیں بتایا!! کیوں اس کا
رشتہ ولید سے کرنے جا رہے تھے اگر میں نہیں ہوتا
کوئی اور ہوتا تو وہ اس سے نکاح کر لیتی آپ کو اسے
بتانا چاہیے تھا!! شہریار خانزادہ مدہم سے لہجے میں بول
رہا تھا یا پھر شکوہ کر رہا تھا۔ اندازہ کرنا مشکل تھا۔

میری بیٹی میرے لالا جان سے کیوں نفرت کرے گی
تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے شہریار وہ لالا کا نام بھی

نہیں جانتی! سالار صاحب کا دل عجیب سے خوف سے
دھڑکا کہی مشائم نے کچھ سنا تو نہیں تھا مگر پھر وہ اپنا
وہم سمجھ کر خود کو سمجھا گئے کہ بچپن سے وہ کسی
سے ملی نہیں اس لئے شاید اسکے دل میں کوئی ناراضگی
ہو!! میں اسکے بڑے ہونے کا انتظار کر رہا تھا اس کے
سمجھدار ہونے کا میں نے جب اس سے بات کرنے کا
سوچا تو حالات ہی بھاری پڑھ گئے تمہارا پیغام دیا گیا تھا
مجھے کہ تم یہ رشتہ ختم کرنا چاہتے ہو!

سالار خان سمجھ گئے انہیں ہاشم خان نے جھوٹ بولا ہے
انہوں نے شہریار کو نہیں بتایا۔ یہ رشتہ میں کیوں ختم
کرنا چاہوں گا جو بابا کی آخری خواہش تھی آپ کو غلط
گائیڈ کیا گیا تھا جس نے بھی میرا نام استعمال کیا وہ نہیں
چاہتا یہ رشتہ قائم رہے۔ شہریار خاندانہ نے سالار صاحب
کو نہیں بتایا کہ اس کے نکاح کے متعلق ابھی تک حویلی
کا کوئی فرد نہیں جانتا کیونکہ وہ خود اس سوچ میں ڈوبا
تھا کہ آخر کون تھا جسے اس رشتے کے بارے میں علم
تھا کیا اسکے بابا کی وصیت کسی اور نے بھی پڑھ لی
تھی۔ اس نے اس بات کو نہیں پوچھا ناں سالار صاحب نے
اسے بتایا۔

میں مشائم کو اپنی بیوی مانتا ہوں اور ایک عرصے سے
آپ لوگوں کو تلاش کر رہا ہوں۔ شہریار خانزادہ کو لگا اس
کے چاچو اس سے بہت کچھ چھپا رہے ہیں وہ ان سے سب
پوچھنا چاہتا تھا مگر وہ اسے بتا نہیں پا رہے تھے۔ اس
لئے وہ اس بیماری کی حالت میں جو بھی جواب دے رہے
تھے اس کے لیے اتنا ہی کافی تھا۔

میں بھی تم سے ملنے کے لئے ہی دو ماہ پہلے پاکستان آیا
تھا مگر پھر میرا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ اس کے بعد طبیعت
اسٹیل ہی نہیں ہوئی! سالار صاحب بہت احتیاط سے باتوں
کو گول کر رہے تھے مگر ان کے سامنے ان کے لالا کا
وہ بیٹا تھا جو خاموشی بھی پڑھ لیتا تھا۔ آپ کا ایکسیڈنٹ
ہوا نہیں تھا کروایا گیا تھا میں پتہ لگوا لونگا! وہ ان کے
دکھوں سے چور چہرے کو دیکھتا دل میں سوچ رہا تھا۔

چاچو جو ماضی میں ہوا ہم وہ بدل نہیں سکتے اب مگر
میں بابا کی خواہش پوری کرنا چاہتا ہوں آپ لوگ میرے
ساتھ حویلی چلیں اپنی حویلی جہاں خانم بی آج بھی آپ کی
منتظر ہیں! شہریار ان کا ہاتھ گرم جوشی سے پکڑتے
بولا۔ کیا مورے مجھ سے خفا نہیں! سالار صاحب کو اپنی

ضعیف ماں کی شدت سے یاد آئی تھی۔ آپ ان سے ملیں گے تو خود ہی جان جائیں گے!! وہ افسردہ سا مسکرا کر بولا تھا۔

چاچو مجھے آپ سے ایک ریکویسٹ کرنی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مشائم کو بچپن میں ہوئے ہمارے نکاح کے بارے میں فلحال کچھ مت بتائیں وہ آپ سے ناراض ہو جائے گی اور بابا جان کو اور بھی برا سمجھے گی۔ اور ظالم قرار دے کر مجھ پر جبر کرے گی!! مشائم کچھ تو جانتی تھی جو کچھ سالار صاحب نے اس سے چھپایا تھا شاید مشائم وہ سب جانتی تھی اس لئے ان سب سے نفرت کرتی تھی۔ وہ اب اپنے دل میں آتے سوالات کے جوابات خود ہی تحقیق کر کے تلاش کرنے والا تھا۔

اسکے چاچو مظلوم تھے انکے خاندان کے بکھرنے کی اصل وجہ کوئی اور تھا وہ انکے لفظوں کی احتیاط سے سب سمجھ گیا تھا۔ ٹھیک ہے بیٹے جیسا تم چاہو!! وہ اس کے کندھے پر تھپکی دیتے بولے تھے۔

اگر آپ کی اجازت ہو تو میں مشائم سے مل لوں! وہ ان کا ہاتھ پکڑ کر چومتے بولا تھا۔ اس کے چاچو بے گناہ ہو کر

سزا کاٹ رہے تھے۔ وہ تمہاری ہی امانت ہے جاؤ مل لو
اس سے مگر تھوڑا خیال سے اسے چیخیں اٹھا کر توڑنے
کی عادت ہے اور وہ نشانہ ہمیشہ سر کا لیتی ہے!! سالار
صاحب کو اپنا وجود پرسکون ہوتے محسوس ہوا تھا۔

اتنا تو جان گیا ہوں آپ کی بیٹی کے ری ایکشن بہت رینڈم
ہوتے ہیں! منہ توڑنے سے لے کر سر پہاڑنے کی
پریکٹس بھی ہوگی اسے!! شہریار خانزادہ بیڈ سے اٹھتے
ہوئے ہنس کر بولا تھا۔

وہ جیسے ہی روم میں انٹر ہوا اس کی نظریں بے تابی لئے
مشائم کو تلاش کرنے لگی۔ وہ روم میں کہی نہیں تھی
واشروم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی وہ شاور لے
رہی تھی۔

شہریار خانزادہ اپنے ہاتھ میں پکڑا بیکری بیگ ٹیبل پر
رکھتا اس کے روم میں موجود کانچ کی چیزیں کو کاؤنٹ
کرنے لگا۔ ڈریسنگ ٹیبل مہنگے پرفیوم سے بھری ہوئی
تھی وہاں سینٹڈ کینڈلز بھی تھی۔ وہ فلاور بکے جو شہریار

خانزادہ کل لایا تھا ابھی تک اس کے روم میں ہی پڑا ہوا
تھا۔

کیا کیا اٹھا کر مجھ پر مارا جا سکتا ہے یہ گلدستہ تو آئے
گا ہی میرے منہ پر پرفیومز زور سے لگتے ہیں یہ تو کیچ
کر لونگا لیمپ اٹھا کر بھی مار سکتی ہے براؤنیز پکڑا
دونگا اپنی شوگر بے بی کو تاکہ ہو رر بے بی ناں بنے۔ یار
یہ تو منہ بھی نوچتی ہے ولید کے منہ پر اچھا خاصا نوچا
ہوا تھا کہی مجھے بھی ناں نوچ لے کیا شکل دکھاؤں گا
آفس والوں کو کہ اپنی چھوٹی سی بیوی سے پٹ کر آیا
ہوں میں!! سارا رعب ختم کروا دے گی ہاتھ پکڑ
لونگا۔۔۔ پتہ چلے ہاتھ پکڑنے پر بھی مرضی کے خلاف
چھونے پر ایلیگیشن لگا دے دی واہ کیا بندی پائی ہے میں
نے اتنا خوفزدہ کر کے رکھا ہوا ہے مجھے

شہریار خانزادہ جو اپنے بچاؤ کے طریقے سوچ رہا تھا
جب واشروم کا دروازہ کھلا اور پنک کلر کا شارٹ ہاتھ
روب پہنے گیلی زلفوں کے ساتھ مشائم باہر نکلی۔ وہ اپنے
ہاتھ روب کی ڈوریاں بند کرتی ہوئی روم میں آئی تھی جب
اس کی نظر معصومیت سے آنکھیں ٹپٹپاتے ہوئے شہریار

خانزادہ پر پڑھی جو اس کی گیلی ٹانگوں سے سر کے
بالوں کا سفر دانت نکال کر کر رہا تھا۔

آہ۔۔۔آپ۔۔۔یہاں۔۔۔آپ۔۔۔کب۔۔۔وہ سلیو لیس رانوں تک آتے
گلابی ہاتھ روب میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی وہ
شہریار خانزادہ کو اپنے کمرے میں دیکھ کر سٹیٹاتی ہوئی
بولی تھی۔

میں چاچو کے پاس تھا مگر تم وہاں آئی نہیں تو میں یہاں
آگیا!! شہریار خانزادہ کی نظریں اس کی رائٹ تھائی پر
موجود سیاہ تل پر جمی ہوئی تھی اس کی آنکھیں منتوں
میں خمار زدہ ہوئی۔

یہ بات آپ میری ٹانگوں کو تاڑے بغیر بھی بول سکتے
تھے۔ مشائم اس کی نظروں کا رکھ اپنی رانوں کی طرف
دیکھ کر دانت پیس کر بولی تھی۔ اپنی بیوی کو کون تاڑتا
ہے بے بی!! شہریار خانزادہ اس کی طرف بڑھتے بولا
تھا۔

کونسی بیوی میرے کمرے میں آپ کی بیوی کا کیا کام ہے
اور آپ کس سے پوچھ کر اندر آئے ہیں مشائم منہ کے
زاویے بگاڑ کر بولی تھی۔ میرے پاس کیوں آرہے ہیں!
مشائم جو اس کا جنونی روپ یاد آیا تھا جب وہ ولید کا سر
پلر پر مار رہا تھا وہ میں۔۔۔۔۔میں یہ براؤنیز لایا تھا تمہارے
لئے!! شہریار خانزادہ فوراً سنبھلا تھا۔

کس خوشی میں لائے تھے میں نے تو آرڈر نہیں کی کوئی
براؤنیز!! آپ کیا پارٹ ٹائم ڈلیوری بوائے بھی ہیں فری میں
سویٹس بانٹنے والے!! مشائم اپنی آنکھیں رول کرتی بولی
تھی اسے پھر سے غصہ آنے لگا تھا تم کہو گی تو ڈلیوری
بوائے بھی بن جاؤں گا میری پٹاخہ!! شہریار خانزادہ شوخ
لہجے میں بولا تھا جب مشائم نے ڈریسنگ ٹیبل سے سب
سے مہنگا پرفیوم اٹھا کر پوری طاقت کے ساتھ شہریار
خانزادہ کو مارا تھا جیسے وہ بروقت کیچ کر گیا۔

آپ کو میں چھوڑوں گی نہیں یو پینڈو کزن۔۔!! سب جانتے
تھے پھر بھی انجان بن کر مجھ سے سب پوچھا تھا آپ نے
مشائم ٹیبل پر رکھے گلدستے کو اپنی آنکھوں میں
چنگاریاں لئے شہریار خانزادہ کی طرف اچھال گئی وہ
سائڈ پر ہو گیا اور گلدستے میں سے گلاب کے پھول نکل
کر بیڈ کے اوپر بکھر گئے۔

شوگر بے بی ماحول بنا رہی ہے ابھی قابو کر لونگا!! وہ
اس کو غصے سے انگارہ بنے دیکھ شرارتی آنکھوں سے
دیکھتے سوچنے لگا۔

نکاح کرتے وقت بھی نہیں بتایا کہ آپ میرے تایا کے بیٹے
ہیں ورنہ میں کبھی آپ سے نکاح نہیں کرتی!! مشائم نے
اب اپنا ٹڈی بیئر اٹھا کر شہریار کے سینے پر مارا تھا۔ جو
وہ زور سے اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔ مشائم کا غصہ
ساتوں آسمان پر پہنچ گیا اسکا ہر وار ضائع کیا تھا۔

یو شادی شدہ مرد۔۔۔ پینڈو کزن۔۔۔ کلیور منکی۔۔۔ وائلڈ اینیمل۔۔۔!
مشائم کے ہاتھ میں جو کچھ آ رہا تھا شہریار خانزادہ کا
نشانہ بنتا جا رہا تھا اور وہ سب کیچ کر کے ایک سائڈ پر
رکھتا اسے اور غصہ دلائے جا رہا تھا۔

یہ باتھ روب کب اتار کر میرے منہ پر مارو گی! جلدی
کرو اسے بھی مارو ناں انتظار نہیں ہو رہا۔!! وہ گہری
گھمبیر آواز میں بولا تھا مشائم جو اب براؤنیز بیگ پکڑ
کر شہریار خانزادہ پر مارنے والی تھی اس کی بات سن
کر وہ لال انگارہ ہو گئی تھی۔

اسکا ہاتھ ساکت رہ گیا پھر وہ غصے سے آگے بڑھی اور
شہریار خانزادہ کو اس کی شرٹ کے کالر سے کھینچ کر
خود پر جھکاتی اس کی گردن پر جھک گئی تھی اس کے
موتیوں جیسے دانت شہریار خانزادہ کی گردن پر گر رہے
چکے تھے۔

وہ شہریار خانزادہ کو اسکی شرٹ کے کالر سے کھینچ کر
خود پر جھکاتی اس کی گردن پر جھک گئی تھی اسکے
موتیوں جیسے دانت شہریار خانزادہ کی گردن پر گر رہے
چکے تھے۔

وہ اس کے اس طرح کے ایکٹ پر سٹل ہو گیا تھا۔ جو
جونک بنی اس کی گردن پر چمٹی ہوئی تھی شہریار
خانزادہ اسے ہاتھ لگانے کی بجائے اپنے دونوں ہاتھ ہوا
میں معلق کر گیا اس کا دل مچل رہا تھا مشائم کی پتلی سی
کمر کو زور سے دبوچنے کا مگر وہ اپنا ہر جذبہ بہت
مشکل سے دبا رہا تھا۔ اسکے خون میں بھی گرمی اترنے
لگی تھی خمار کے جذبے منہ زور ہو گئے تھے۔

مشائم کے جسم سے اٹھتی بہت ہی مدہوش کن گلاب کی
مہک شہریار خانزادہ کی بھوری آنکھوں میں اس کا عکس
واضح کر رہی تھی۔ وہ بہک رہا تھا مشائم کی قربت کی
چاہت منہ زور ہونے لگی تھی مگر وہ خود پر جبر کرتا
اسے چھونے سے گریز کر رہا تھا وہ دانت پر دانت
جمائے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ چکا تھا۔

مشائم کے منہ میں خون کا ذائقہ شامل ہوا تو وہ ہوش میں
آتی اس کی گردن سے اپنا منہ باہر نکال کر اپنی گردن
اونچی کرتی شہریار خانزادہ کی طرف دیکھنے لگی۔ جو
اسے ہی دیوانہ وار دیکھ رہا تھا۔ وہ مشائم سے فاصلہ قائم
کیے ہوئے تھا مگر اس کے آنکھوں میں گہرے تاثرات
تھے ان میں موجود سرخی الگ ہی کہانی سنا رہی تھی۔

مشائم اس کی گردن پر اپنے دانتوں کے گہرے نشان ان
نشانات پر جمی خون کی بوندیں دیکھ کر شرم سے لال
ہوتی فوراً سے اس سے پیچھے ہٹی تھی اسے اپنے
غصے کو کنٹرول کرنا نہیں آتا تھا وہ سوچے سمجھے
بغیر ری ایکشنز دیتی تھی۔ اسے غصے میں ناں اپنے
حولیے کا ہوش رہا ناں ہی اپنی تیز زبان کا جو منہ میں آیا

بولتی چلی گئی۔

ہاں بھی جناب کا غصہ ختم ہوا یا ابھی اور بھی کرنا ہے
کہو تو ہنٹر لاؤں اس سے مار لو مجھے!! شہریار خانزادہ
اسے نظریں جھکائے کھڑے دیکھ کر گہری آواز میں بولا
تھا۔

وہ اسے ایک نظر دیکھتی مزید پیچھے ہوئی اس کی سفید
بے داغ ٹانگیں گیلے بال بھیگا بھیگاسا ہلکانمایا ہوتا سراپا
شہریار خانزادہ کا خون گرما رہا تھا۔ مشائم نے اسے
چھونے سے منع کیا تھا اور وہ اس کی مرضی کا خیال
رکھ رہا تھا ورنا جو اسکے جذبوں میں طغیانی برپا تھی
وہ مشائم کی چیخیں بلند کروا دیتی۔

ویمپائر بے بی ہو یار تم تو خون ہی نکال دیا میرا میں تو
ڈر گیا ہوں تم سے یار۔۔۔ اتنا مارتی ہو ایک تو میں تمہارے
لئے براؤنیز لایا کہ کہی تمہارا شوگر لیول لو ناں ہو گیا ہو
اور تم ہو کہ۔۔۔۔۔ ولید ٹھرکی کی دھلائی کر کے شوگر لیول
آپکا ڈاؤن ہوا ہو گا میرا نہیں بات بات پر ڈیڈی کی طرح
بی بیو کیوں کرتے ہیں آپ مسئلہ کیا ہے آپکے ساتھ ڈے

فرسٹ سے دیکھ رہی ہوں میرے ڈیڈی کیوں بنے ہوئے
ہیں میرے پاس بابا ہیں میرے!! مشائم اس کی بے جا کیئر
کرنے پر چڑھتی ہوئی بولی تھی۔

آئی ایم یور شوگر ڈیڈی مائی بے بی! پیار سے کیئر کر رہا
ہوں تو تم میری لائی ہوئی براؤنیز کو کوئی ویلیو ہی نہیں
دے رہی کل تک تو کوئی مسئلہ نہیں تھا تمہیں آج کیا ہو
گیا ہے بے بی گرل

کل تک مجھے پتہ نہیں تھا آپ میرے سو کالڈپینڈو کزن
ہیں۔ مشائم ہیزل آنکھیں گھما کر بولی تھی۔ سہی سے رول
کروا دونگا یہ پیاری آنکھیں زیادہ کیوٹ بن کر دکھایا تو!!
شہریار خانزادہ ذومعنی انداز میں بولا تھا جو مشائم کے
سر سے گزر گیا تھا۔

میں کیوٹ ہی ہوں پہلے سے سمجھے آپ زیادہ فری ناں
ہوں اور میرے کمرے سے جائیں پلیز! وہ شرم و خفت سے
لال ہوتی نظریں جھکا گئی! شہریار خانزادہ کو مشائم کی
جھکی ہوئی پلکیں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

میرا کوئی موڈ نہیں ابھی جانے کا کتنی تو تم کوئی ظالم
بے بی ہو آج بھی پانی کیا منہ سے مانگ کر منگوانا پڑے
گا اس جگ لاؤ گی آج۔۔۔۔۔آپ کے منہ شریف میں پانی کا
نل ناں کھول دوں یہ آپ کیا صحرا سے بھاگے آتے ہیں
جو پیاس ہی ختم نہیں ہوتی آپکی!! وہ اپنی ڈیپ وائس میں
اسے مزید سر چڑھاتے بول رہا تھا جب وہ اسکو گھور کر
دیکھتی غصے سے اس کی بات کاٹ گئی۔

یہی سمجھ لو! ڈریس اپ ہو جاؤ ہمیں حویلی جانا ہے۔
شہریار خانزادہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر بولا تھا۔
کونسی حویلی! مشائم ناسمجھی سے بولی تھی آپکی
حویلی۔۔۔خانزادہ حویلی بے بی! شہریار خانزادہ اسے پھر
سے دیکھ کر بولا تھا مشائم کی آنکھوں میں اجنبیت اور
ناگواری چھائی تھی۔

میں تو نہیں جاؤں گی وہاں آپ واپس چلے جائیں مشائم
دانت پیس کر بولی تھی۔ اور میں تو چاچو اور تمہیں لئے
بغیر نہیں جاؤں گا۔شہریار خانزادہ پختہ لہجے میں بولا تھا۔
اور یہ آپ کی بھول ہے کہ میں آپ کے ساتھ جاؤں گی یا
اپنے بابا کو ان لوگوں کے پاس جانے دونگی جو ناقد رہے

اور بے حد ظالم ہیں!! مشائم بھی پختہ ضدی سے لہجے
میں بولی تھی۔

تمہیں تو میں اٹھا کر لے جاؤں گا ویسے بھی وائف اپنے
ہسبنڈ کے ساتھ ہی رہتی ہے! وہ اس کے چھوٹے سے
وجود کو اوپر سے نیچے دیکھ کر شارپ سی اسمائل
کرتے بولا تھا۔

آپ کی وائف رہتی تو ہے آپکے ساتھ جس کے ڈر سے
ڈیمانڈز رکھنا چاہ رہے تھے! مشائم بیزاری سے بولی
تھی۔ تو دوسری وائف بھی ساتھ رہنی چاہیے ناں! دوسری
کونسی بھی!! مشائم کا دماغ الجھنے لگا تھا۔ تم اور کون
مائی سیکنڈ وائف پلس کیوٹ سی کزن پلس وائلڈ سی کیٹی
پلس بلڈ سکنگ بے بی! شہریار خانزادہ بھی مشائم کی طرح
ہی بولا تھا جیسے اس نے مختلف ناموں سے اسے نوازا
تھا مگر شہریار خانزادہ کی آواز کافی مخمور تھی۔

میں آپ کی وائف نہیں ہوں مسٹر شہریار خانزادہ!! وہ
اسے انگشت شہادت دکھا کر غصے سے بولی تھی۔ اس
نے پہلی دفعہ اس کا نام لیا تھا شہریار خانزادہ اس کے لبوں

سے اپنا نام سن کر گہرا مسکرایا تھا۔ مطلب وہ اپنے
اور اس کے رشتے کی نویت کو جانتی تھی۔ وہ سر کہہ کر
پکارتی تھی اسے مگر آج اس نے اس کا نام پکارا تھا۔

شہریار کی جان آپ ہی تو وائف ہیں اس لئے سارے نخرے
اٹھا رہا ہوں پرنسس ٹریٹمنٹ خالی خالی نہیں دی جاتی
جان!! وہ اپنے سینے پر ہاتھ باندھے ڈیپ ٹون میں بولا تھا۔
ایکسکیوز می مسٹر خاندان زیادہ فری ناں ہوں مجھ سے
آپ!! میں آپکی زبردستی کی وائف ضرور ہوں میں نے
نکاح محبوری میں کیا تھا اس کا مطلب یہ نہیں آپ مجھے
اپنی جان بنا لیں۔ ویسے کتنے کوئی فارغ ہسبنڈ ہیں آپ
اپنی فرسٹ وائف سے بیوفائی کر رہے ہیں مجھ سے فلرٹ
کر کے مجھے اپنی جان بول کر!! مشائم اپنی ہیزل آنکھیں
چندھیا کر چھوٹا سا کشن اس کی چیسٹ پر مارتی ہوئی
بولی تھی۔

میں اور کیا کیا ہوں تم مجھے آج ایک بار ہی بتا دو!! یہاں
صوفے پر بیٹھا ہوں میں اور کیا کچھ مارنا ہے مار لو جتنا
غصہ کرنا ہے کر لو مگر پیار سے میری بات مان لو!
شہریار خاندان کا لہجہ سیریس ہوا تھا وہ جتنی ضدی تھی

اُسے منانا اتنا ہی مشکل تھا۔

مشائم کے لہجے میں ایک نفرت سی تھی حویلی والوں کے لئے جسے شہریار خاندانہ محسوس کر رہا تھا کیوں مان لوں-----پیار سے مان جانے میں بہتری ہوتی ہے!! وہ اس کے جوسی لپس دیکھ کر بولا تھا۔

آپ کو سمجھ نہیں آرہی نکلیں میرے روم سے! مشائم اسے
صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھے دیکھ لڑاکا
عورتوں کے انداز میں اپنی کمر پر دونوں ہاتھ جمائے آئی
برو ریز کر کے بولی تھی۔

نہیں آرہی سمجھ! وہ اسے کمر سے زور سے دبوچ کر اپنی لپ میں بیٹھا گیا تھا۔ نازک جان مشائم اس افتاد پر مزاحمت بھی نا کر سکی تھی۔ یہ کیا بدتمیزی ہے چھوڑیں مجھے! وہ اس کے گرم دہکتے ہاتھ اس کی زور دار گرفت اور لہجے کی خماری سے گھبرائی تھی مگر اپنا لہجہ مضبوط رکھا۔

بدتمیزی پر تو ابھی میں اترا نہیں فلحال تو تمہارے ٹینٹرمز
دیکھ رہا ہوں۔ شہریار خانزادہ اس کے نازک ٹھنڈے بھیگے

وجود سے مزید گرم ہو گیا تھا۔ ڈونٹ ٹچ می! وہ اپنی کمر پر دھرے شہریار خانزادہ کے ساتھ پر نیلز مارتی ہوئی غرائی۔ تم نے لمٹ سیٹ کر کے خود ہی توڑی ہے ابھی میری گردن سے خون کون چوس رہا تھا اس حالت میں تو میں باہر جانے سے رہا مرہم رکھو تو سوچا جا سکتا ہے کچھ!! شہریار خانزادہ اس کی کمر کے خم کو زور سے بھینچ کر گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔

آچ۔۔آہ۔۔! مشائم کو اس کے ہاتھوں کی سختی سے درد ہوا تھا شہریار خانزادہ خود پر بہت مشکل سے ضبط کر رہا تھا اس کے ہاتھ کوئی بے باکی ناں کر جائیں اس لئے وہ مشائم کی کمر زور سے دبوچ گیا۔

یہ آپ کیا مزدوری کرتے ہیں جو اتنے سخت ہاتھ ہیں آپ کے ہتھوڑے جیسے شہریار چھوڑیں دیں مجھے ورنہ۔۔۔۔۔ورنا تم نے مجھے نہیں چھوڑنا رائٹ! ڈیڈی کی بات پیار سے مان لو ورنہ بینیفٹس میں زبردستی بھی لے سکتا ہوں مرہم رکھو میری گردن پر بے بی۔۔!! شہریار خانزادہ اس کے کان کے قریب جھک کر مخمور سرگوشی میں بولا تھا۔ اس کے لہجے کی گرمی سے مشائم کی

سے جھنجھوڑ رہی تھی تو کبھی اس کے سینے پر مکے مار رہی تھی۔ شہریار خانزادہ بہت بے چینی سے اس کے لبوں کی نرمی سے زور سے لپٹا ہوا تھا۔ وہ مشائم کی شدید مزاحمت پر اس کی دونوں ٹانگیں اپنی کمر پر ریپ کرتا اسے ایک ہاتھ سے پیس سے گریپ کرتا صوفے سے اٹھا تھا۔

وہ اس کے جبڑے کو ہلکی گرفت کے ساتھ کھولتا اس کی زبان کے ساتھ اپنی زبان الجھا کر بیڈ کی جانب بڑھتا اسے احتیاط سے بیڈ پر لٹاتا خود اسکے اوپر حاوی ہوتے اس کی زبان کو اب شدت سے سک کرتا جنونی ہوا تھا۔

مشائم کی ٹانگیں ابھی تک اس کی کمر پر ریپ تھی۔ ان دونوں کے جسم ٹکرا رہے تھے شہریار خانزادہ کے سک کرنے کی نم آواز کمرے میں ساز پیدا کر رہی تھی مشائم کی آنکھوں سے آنسو نکلے تھے اسکی سانسیں گھٹ رہی تھی۔

شہریار خانزادہ کا سارا جوش اس کے لبوں پر نکل رہا تھا۔ وہ اسکے بالوں میں ہاتھ الجھا کر کبھی نرمی تو کبھی

ذرا سختی سے مشائم کے لبوں کو چوس کر چوم رہا تھا۔
مشائم اس کے سینے پر زور زور سے مکے مار رہی
تھی۔

اس کے آنسوؤں نے روانی پکڑی تھی اسے شہریار
خانزادہ کی گرفت میں اپنی بے بسی پر غصہ آیا تھا اور
پھر وہ بھرپور آنسو بہاتی ہوئی زور سے خود سے لپٹے
شہریار خانزادہ کے بلائی لب پر دانت گاڑھ گئی۔ مگر وہ
پھر بھی اسکے لبوں سے جدا نہیں ہوا اس نے پہلے سے
بھی زیادہ جنونی لمس مشائم کے ہونٹوں پر بکھیرنا شروع
کر دیا

مشائم اپنی گردن کو دائیں بائیں کر کے موو کرتی اپنے
ہونٹ اس سے آزاد کروانے لگی شہریار خانزادہ اسے
مسلسل رو کر مزاحمت کرتے دیکھتا اس کے دونوں گالوں
کو چوم کر اسکی آنکھوں کی جانب دیکھنے لگا۔

دونوں کی سانسیں پھولی ہوئی تھی مشائم بھیگی آنکھوں
میں چنگاریاں لئے شہریار خانزادہ کو گھور رہی تھی
جبکہ وہ خماری سے لبریز بھوری آنکھوں سے اسے دیکھ

رہا تھا۔ تو تو گیا ڈیڈی۔!! اب نہیں چھوڑنا ہے بی نے!! وہ
اسے دیکھ کر سوچ ہی رہا تھا جب مشائم اپنے دونوں ہاتھ
شہریار خانزادہ کے بالوں میں الجھا کر زور سے کھینچتی
ہوئی اسے خود پر جھکا کر اسکے ہونٹوں پر جھپٹی تھی
وہ شہریار خانزادہ کی ڈھیلی گرفت کی وجہ سے اسے
دھکیلتی ہوئی اوپر آئی تھی اور جس طرح کا ظلم اس
بلڈوزر نے مشائم پر ڈھایا تھا اب وہ بالکل ویسے ہی اس
کے لبوں پر ڈھاتی اپنا بدلا اتار رہی تھی۔



شہریار خانزادہ کو اپنی ضدی بیوی پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا
وہ اسے اچھا خاصا ٹف ٹائم دینے والی تھی۔

وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹے سرور کی آغوش میں

تھے سکون جس رشتے میں رکھا گیا ہے اسکی اپنائیت کیا
ہوتی ہے اسکے نرم لمس میں چھپی تسکین کیا ہوتی ہے
یہ ان دونوں کی ایک دوسرے میں گھلتی ہوئی گہری
سانسیں گواہی دے رہی تھی۔

بہرام خانزادہ شانزے خان کے پیٹ پر اپنا منہ گھسائے
وقفے وقفے سے اسے چومتا اپنی زبان کی تیزی پر اسے
مچلا رہا تھا۔ وہ اس کے نیول ایریا پر اپنی زبان بہت
بے باکی سے گھما رہا تھا۔ کل رات سے ایک لمحہ ایسا
نہیں تھا جو اسکے ہونٹ شانزے کو چومنے سے رکے ہوں
وہ ہر تھوڑی دیر بعد اسے چوم رہا تھا یوں جیسے اسکے
ہونٹوں نے قسم کھا لی ہو اس نازک جان کے بدن
سے دوری ناں اختیار کرنے کی۔

شانزے کا جسم تھکن سے چُور تھا بہرام خانزادہ نے
جیسی جنونی سخت شدتیں اسکے نازک وجود پر ڈھائی
تھی اسے اپنی کمر ٹوٹتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی وہ
جب بھی نیند میں جاتی تھی وہ اس پر حاوی ہو جاتا تھا اس
کا دل تھا کہ بھر ہی نہیں رہا تھا۔

وہ رات میں جیسے ہی شانزے کو اپنے ساتھ لئے سوئمنگ پول میں اترا وہ خوف سے بری طرح رو گئی تھی اس کے ڈر کی وجہ سے رونے پر وہ پول سے تو باہر آگیا تھا مگر اس نے شانزے کی جان خلاصی نہیں کی تھی۔ کچھ دیر پہلے ہی شانزے کی آنکھ لگی تھی اسے شدید نیند آرہی تھی اور وہ پھر سے سونے کی غلطی کر چکی تھی۔

بہرام خانزادہ اس کے سوتے ہی اس کے پیٹ پر جھکا تھا وہ چھوٹی چھوٹی کس کرنے کے بعد اس کے پیٹ کی اسکن کو ہونٹوں میں بھر کر سک کر کے چھوڑتا اس کے چہرے کی جانب دیکھ رہا تھا مگر وہ نیند میں غرق تھی۔

ابھی بتا ہوں زیادہ فری ہو گئی ہے مجھے جگا کر خود سوئی ہوئی ہے جب تک گھسے گا نہیں میڈم نے جاگنا کہاں ہے پوری تھکنیس گھسائے بغیر نیند کیسے ٹوٹے گی!! دو گھنٹے کافی ہوتے ہیں سونے کے لیے۔۔۔ اتنا درد تو ہوتا ہی ہے یار پول میں جانے پر کیسے روتی ہے میری ڈرپوک سی بیوی! بہرام خانزادہ اس کے معصوم چہرے کی طرف دیکھتا شارپ سی اسمائل کرتا ہوا کمینگی سے سوچ رہا تھا۔

وہ اس کی دونوں دھڑکنوں کو اپنے ہاتھوں کی مٹھیوں میں
آہستگی سے بھر کر اسکوئیز کرتا اس کے بریسٹ کے
ابھرتے نیلز کو اپنے لبوں میں لے کر آہستگی سے چومتا
ہوا دانتوں سے چھیڑنے لگا۔

شانزے کسمسا کر اپنی نیند سے گلابی ہوتی شہد رنگ
آنکھیں کھول کر اپنی دھڑکنوں پر قابض ہوئے بہرام خانزادہ
کو دیکھتی واپس اپنی آنکھیں موندھ گئی بہرام خانزادہ اسے
خود کو بھاؤ ناں دیتے دیکھ تیزی سے آوازیں نکال
کر سک کرتا نیچے کی جانب کھسکنے لگا تھا۔

وہ اس کی ٹانگوں میں گپیپ بنا کر اپنا ہاتھ اسکی نازک سی
وجائنه پر رکھتا اپنے فنگرز سے بے باک شرارت کرنے
لگا۔ سونے دیں پلیرز تھک گئی ہوں! وہ نیند میں ڈوبی آواز
میں بولتی بہرام کے لبوں کو اپنے نچلے دھڑ پر سرکتے
محسوس کر کے گھبرا کر اٹھ گئی تھی اس کے انگشت کو
فرسٹ اینکل تک خود میں گھستے محسوس کر کے وہ بیڈ
شیٹ اپنی مٹھیوں میں بھر کر اس کی ایکدم سے لاسٹ
اینکل تک تیز انسرشن پر بلبلانے لگی تھی۔

بہرام م م-----مر جاؤں گی پلینز دور ہو جائیں مجھ سے!! وہ
اس کی دوسری انگشت بھی اپنے تنگ ہول میں رگھر کے
ساتھ اندر جاتے فیل کرتی پہلے سے زیادہ تڑپی تھی۔ آہہ

لینے سے کوئی نہیں مرتا بیوی اپنی فالتو کی لوجک اپنے
اندر رکھا کرو!! بہرام خاندادہ اسے بری طرح بے حال
کرتے اپنے ازلی بے باک لا پرواہ انداز میں بولا تھا۔



آپ تھک کیوں نہیں رہے! وہ اسے اپنی رانوں سے لپٹے
دیکھ کر سسک کر بولی تھی وہ لبوں سے زیادہ اپنے
دانتوں کا استعمال کیا کرتا تھا اور اس کا وار بہت
بے رحمانہ ہوتا تھا۔ بس کریں ناں پلینز آپ میرے پیارے
شوہر نہیں ہیں! شانزے اپنی جان خلاصی کروانے کے
چکر میں لاڈ سے بولی تھی۔

گھسانا میں نے پھر بھی ہے چاہے تم جتنے لاڈ دیکھا لو
بلکہ پورا ایک ساتھ ڈال دینا ہے اتنے لاڈ دکھائے تو!! وہ
اس کی دونوں ٹانگیں رف سے انداز میں پکڑ کر کھولتا
بیچ میں آکر فکس ہوتا اس کے بالوں کو گدی سے پکڑ کر
اس کی گلابی شہد رنگ آنکھوں میں اپنی لہو مائل آنکھیں
گاڑھے بولا تھا۔

وہ شرم سے گلنار ہو کر اپنی پلکیں جھکاتی جب بہرام
خانزادہ ایک لمحے کی بھی دیری کیے بنا ایک طاقتور
قسم کے جھٹکے کے ساتھ اپنا پینس اس کی تنگ سی
وجائنه میں ایک ساتھ آخری حد تک انٹر کرتا اس میں اتر
تھا۔

اس کے پینس کی تھکنیس اس قدر ہارڈ تھی کہ شانزے
تکلیف سے اسے اپنے اندر محسوس کر کے تڑپی ہوئی
مچلی تھی۔ آہہ۔۔!! سس!! بہرام خانزادہ اسے مزید تڑپانے
کے لئے اپنا پینس اس کی وجائنه سے باہر نکال کر اپنے
ایریکٹڈ پینس ہولڈ کر کے اس کی بھیگتی ہوئی وجائنه پر
زور سے سلپ کرتا پھر سے ایک جاندار جھٹکے کے
ساتھ اس کے اندر سمویا تھا۔

شانزے اس کو بے رحمانہ انداز میں اپنے جسم کا حصہ بنے دیکھ درد سے سسک کر اپنی آنکھیں رول کرتی بیڈ شیٹ مٹھیوں میں دبوچ کر برداشت کرنے لگی تھی۔

یہ آنکھیں بند نہیں ہونی چاہیے ادھر دیکھو میری طرف!! وہ اسکے اندر خود کو حرکت دیتا رعب دار سخت سے لہجے میں بولا تھا۔ اس کے جھٹکے جان لبوں پر لا رہے تھے۔ شدید ڈیپ اسٹروکس شانزے کو لرزانے کا سبب بن رہی تھی۔۔

آہ۔۔۔!! درد۔۔۔آہ۔۔۔بہرام۔۔۔پلیز۔۔۔جینٹل۔۔۔!! وہ اس کی دونوں رانوں کو گریپ کر کے وائڈ اوپن کرتا اس سے زور سے خود کو ٹکراتا جان دار جھٹکے دے رہا تھا۔

ان کے جسموں کے ٹکراؤ سے پیدا ہونے والا ساز نم تھا۔ وہ جنونی ہو کر اس کی دونوں ٹانگیں اپنے شولڈرز پر رکھتا شدید تیزی سے سمونے لگا تھا۔ اس کی ڈیپ ڈیڈلی پینیشن سے شانزے بے حال سی ہو کر لرزنے لگی تھی۔۔



آہہ۔۔۔امم۔۔۔شانزے بیڈ شیٹ کھینچ کر دبوچے مچانے لگی تھی۔ بہرام خانزادہ اس کی گردن دبوچے اسے رف انداز میں اٹھا کر بیڈ کے بیچ میں پٹختا اب اس کی ایک ٹانگ اپنے شولڈر پر رکھ کے اپنا ایک ہاتھ بیڈکراؤن پر رکھ کر پکڑتا پوری طاقت کے ساتھ جنونی ہو کر شانزے کی روح میں سرائیت کر رہا تھا اس کے زور دار جھٹکے شانزے خان کو بلند سسکیاں لینے پر مجبور کر رہے تھے وہ مزید جنونی ہو کر ایگریسیو ہوتا جب یکدم بیڈ کے چٹخنے کی آواز آئی تھی شانزے خوف سے اس کو زور سے پکڑ کر اپنا منہ اس کے سینے میں چھپا گئی تھی جو اس نے اپنے نیلز سے داغا ہوا تھا۔

اس نے بھی ابھی ہی ٹوٹنا تھا۔ فک۔۔۔!

بہرام خاندادہ اپنے رومانس میں بیڈ کے ٹوٹنے سے خلل
پڑھتے دیکھتا اپنی نازک جان بیوی کو گود میں اٹھائے
صوفے کی جانب بڑھا تھا۔ وہ شانزے کو اپنے اپنی گود
میں بٹھائے اس کے اندر بے دردی سے سماء کر زور دار
ڈیپ اسٹروکس دینے لگا تھا۔

اس کے شدید طاقتور جھٹکوں سے شانزے خان مدبوش
ہوتی اس کے لبوں پر جھک کر اس کے شدید سخت ہوتے
پینس کی ہارڈ نیس سے اپنی وجائٹل والز بھیگتی ہوئی
محسوس کر رہی تھی۔ وہ تڑپتی بے حال ہونے لگی۔۔



وہ بے حد جنونی ہو رہا تھا
اسکی سانسیں بھولی ہوئی تھی منہ لال ہو رہا تھا وہ بغیر

کوئی رحم کھائے جنونیت کی حد کو چھو رہا تھا۔

وہ شانزے کو تھکتے ہوئے آہیں بھر کر آنسو بہاتے
دیکھتا اسے اپنی بابوں میں سموئے روم سے باہر نکلا تھا۔
اس کا رُخ سوئمنگ پول کی طرف تھا۔

بہرام پلینز پول میں نہیں آپ بہت ہارڈ.....بیوی تم جتنا
روکو گی میں اتنا بے قابو ہوں گا پھر ہارڈ تو کیا ہارڈر اور
ہارڈر کی حد کو چھوتا ہارڈیسٹ ہو جاؤں گا کل رات
رعایت مل گئی تھی ناں تو اب سر پر چڑھنے سے بہتر ہے
اس پر چڑھو! وہ بے حد بے باکی سے اپنے ایریکٹڈ پھولی
رگوں والے پینس کی طرف اشارہ کرتا اس کی روح میں
سنسنی دوڑاتا پول میں اتر گیا تھا۔

اسے بھیگ کر اپنا جوش اتارنا بے حد پسند تھا۔ پانی میں اتر
کر وہ زیادہ بے باک ہو جاتا تھا۔ آئی ہیٹ یو!! مجھے اپنی
حویلی واپس جانا ہے ترسے ہوئے انسان کی طرح آپ
مجھے چھوڑنے کو تیار ہی نہیں! شانزے دُبائی دیتی بولی
تھی۔

تم نے ہی ترسایا ہے مجھے اب اندر لینے میں اتنی ہی
تکلیف ہو گی جتنی تم نے مجھے دی ہے وہ اس کی لیگز
اپنے گرد ریپ کرتا اس میں جھٹکوں کی شدت سے اترنے
لگا تھا۔

پول کے پانی میں ہلچل سی مچی تھی لبوں سے لب ملتے
سانسوں کا تبادلہ ہوا تھا۔ آئی لو یو بے رحم بیوی! وہ
اسکے آنسو دیکھ کر اس کی شہد رنگ آنکھوں کو چومتے
بولا تھا۔

نو۔۔۔۔۔ ڈونٹ۔۔۔۔۔ آہ۔۔۔۔۔ آہ۔۔۔۔۔ سس۔۔۔۔۔ ام۔۔۔۔۔!! شانزے گردن
پیچھے پھینکتی اس کے گھانے پر مچلنے لگی تھی۔ وہ
اسے پول سے باہر نکال کر رحم کھاتا واشروم میں داخل
ہو کر شانزے کو وینٹی پر بٹھاتا اس کی گردن کو پیچھے
سے گریپ کر کے پھر سے طاقت سے سما رہا تھا۔

شانزے بھی بہکتی ہوئی اپنی لوئر باڈی اوپر اٹھا کر اپنی
پوزیشن سیٹ کر رہی تھی۔ بہرام خانزادہ اس کی
پارٹیسپیشن پر مزید پاگل ہوا تھا وہ اس کی جان لبوں پر
لاتا اپنا جنون اس میں اتار کر گہری تسکین بخش سانسیں

بھرتا پرسکون ہو گیا تھا۔

لے لئے مزے اب شاور لو اور مجھے کچھ کھلاؤ شوہر
سے خدمت کروا کر سوتے نہیں ہیں ورنہ وہ اندر ڈال
کر بھول بھی سکتا ہے!! وہ اسے ٹیز کرتا شاور کے نیچے
کھڑا ہو گیا تھا جبکہ شانزے غصے سے بھری اس کا
الزام سہہ گئی تھی وہ کچھ کہتی تو پھر سے اس ظالم میں
اس پر حاوی ہو جانا تھا اور اس دفعہ شانزے نے بیہوش
ہی ہونا تھا۔

اؤ ناں نازک بیوی شاور لو ہر وقت تھوڑی گھسا رہوں گا
اندر بزی بندہ ہوں یار دنیا کے بڑے کام کرنے ہوتے ہیں
میں نے!! تمہاری ان سیکسی ٹانگوں کے بوجھ کے علاوہ
اور بھی بہت کچھ ہے میرے کندھوں پر!! وہ بے باک
گھستاخیاں کرتا اُسے تنگ کرنے سے باز نہیں آ رہا تھا
شانزے روہانسی ہو کر اپنے اُس پاگل عاشق کو دیکھ رہی
تھی جس کا دل اُس سے شاید ہی کبھی بھر سکتا تھا۔

وہ اپنی جنونیت اپنی قربت میں شامل محبت اپنے ہر انداز
سے اُس پر لٹاتا رہا تھا۔ بہرام خانزادہ کا جنون اس کا ہر

جذبہ اس کی دیوانگی سے لبریز قربت میں اس کے ہر
ایک انداز سے چھلکتا تھا۔

آئی ہیٹ یو--- آئی ہیٹ یو--- آئی ہیٹ یو---! آپ بہت برے ہیں
بہت گندے ہیں! مشائم خان آنسوؤں سے روتی شہریار
خانزادہ کے کشادہ سینے پر زور زور سے مکوں کی
برسات کرتی ہوئی اپنی بھڑاس نکال رہی تھی۔ شہریار
خانزادہ اسے کس حق سے چھو سکتا تھا وہ ہوتا کون تھا
اسکے لبوں پر قابض ہونے والا

کیا کر دیا ہے بے بی میں نے کیوں اتنا زیادہ غصہ آیا ہوا
ہے؟۔۔ شہریار خانزادہ اس کی ہیزل آنکھوں میں اپنے لئے
بیزاری غصہ نفرت اور ایک عجیب سا بیگانہ پن دیکھ کر
اس کے گلابی گال پر بہتے آنسو صاف کرتا بہت دھیمے
لہجے میں بولا تھا۔

آپ بہت بے ہودہ بے شرم انسان ہیں آپ نے میرے لپس
کس حق سے چھوئے مجھے گندا کر دیا آپ نے!! میرے
لپس گندے ہو گئے!! وہ شہریار خانزادہ کی شرٹ کے

کالر کو اپنے نازک ہاتھوں میں دبوچ کر اجنبیت سے لبریز
تاثرات کے ساتھ گھن کھاتی ہوئی بولی تھی۔ وہ روتی نہیں
تھی مگر اسے رونا کس بات پر آرہا تھا آج؟۔۔ شہریار
خانزادہ کے چھونے کا؟۔۔ ولید انصاری کے لگائے الزامات
کا؟۔۔ یا پھر اس بے بسی کا جس میں اس نے خود کو خود
ہی قید کروا لیا تھا۔۔

میری جان میرا پیارا بے بی میں آپکا مجازی خدا ہوں!! آپ
پر حق ہے میرا!! میرے ٹچ کرنے سے آپ نے اور بھی
زیادہ خوبصورت ہو جانا ہے آپ کے یہ پنک لپس میرے
لئے ہی تو بنے ہیں یہ گندے نہیں ہوئے بلکہ اور
خوبصورت ہو گئے ہیں! شہریار خانزادہ کو مشائم کی
کسی بھی بات پر غصہ نہیں آرہا تھا وہ بہت اطمینان سے
اس کا ہر وار اس کا خود سے گھن کھانا اس کی ہر ایک
کڑوی بات سن کر تحمل کا مظاہرہ کرنا اس کی میچور
شخصیت کا اظہار کر رہا تھا۔

وہ مشائم پر غصہ اس کے ساتھ زور زبردستی کر ہی نہیں
سکتا تھا وہ صرف اس کی منت کر سکتا تھا اسے منا سکتا
تھا اس کا ہر ایک نخرہ اٹھا سکتا تھا۔

آپ نکل جائیں میرے کمرے سے کوئی حق نہیں آپ کا
مجھ پر! مشائم فوراً سے اس کے اوپر سے ہٹتی اسے
گھور کر دیکھ رہی تھی۔ آپکا ہسبنڈ ہوں میں بے بی
گرل! آئی کین ٹچ یو وئیر آئی وانٹ!! شہریار خانزادہ بیڈ پر
اٹھ کر بیٹھتا محبت سے لبریز شیریں لہجے میں اسے
سمجھانے کی کوشش کرتے بولا مشائم اپنے گلابی لبوں
کو بری طرح رگھڑ کر صاف کر رہی تھی۔

ہسبنڈ مائی فوٹ!! میری مرضی کے بغیر آپ مجھے ٹچ
بھی کیسے کر سکتے ہیں حق کے نام پر اتنی چپ حرکت
کرنے کے بعد آپ اتنے ریلیکس کیسے بیٹھ سکتے ہیں؟۔
حد ہوتی ہے بدتمیزی کی بھی ہر کوئی لڑکیوں کو پتہ نہیں
کیوں اپنی جاگیر سمجھ لیتا ہے ہماری بھی کوئی مرضی
ہے جسے دیکھو منہ اٹھا کر حقدار بن جاتا ہے! مشائم
شہریار خانزادہ کو اپنی آنکھوں میں چنگاریاں لئے دیکھ
رہی تھی۔ اسے شہریار خانزادہ کے لمس میں کوئی بھی
اونسیت محسوس نہیں ہوئی تھی۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے میرا اینگری بے بی غصہ تھوک دو

ناں میری لڑاکی بلی اب آپ کی مرضی کے بغیر ٹچ نہیں کروں گا!! شہریار خاندانہ اس کے چہرے کو غصے سے لال ہوتے دیکھ ہار ماننے والے انداز میں بولا تھا۔ وہ اس کی ہر بات نظر انداز کر کے ضبط کر رہا تھا۔

یو بیٹر ناٹ! مشائم اس کو صلح صفائی کرتے دیکھ دانت کچکچاتی زور سے اپنی وارڈ روب کا ڈور اوپن کر کے اس میں سے اپنا ایک کا گلابی ڈریس نکالتی پیر پٹختی ہوئی واشروم میں گھس گئی تھی۔ اسے چینج کر کے اپنے بابا کے پاس جانا تھا۔ وہ سالار صاحب سے بہت سی باتیں کرنا چاہتی تھی اسے یہ نکاح فوراً ختم کرنا تھا۔

وہ جیسے ہی چینج کر کے واشروم سے باہر نکلی اس کی نظر بے ساختہ اپنے بیڈ پر پڑھی۔ انتہائی تو کوئی ڈھیٹ انسان ہیں آپ کیا دھکے دے کر نکالوں آپ کو۔۔ الفی لگا کر آئے ہیں کیا آپ میرے روم میں جو چپک ہی گئے ہیں! مشائم شہریار خاندانہ کو ابھی تک اپنے بیڈ پر ہی بیٹھے دیکھ دانت پیس کر بولی تھی۔

پیاری لگ رہی ہو! وہ اسے اوپر سے نیچے ایک پھر پور
نگاہ سے دیکھ کر بولا تھا۔ مشائم اور ہائپر تھی وجہ کچھ
اور ہی تھی وہ اسے ناپسند کر رہی تھی اور اس بات کا
اقرار اس کے ہر ایک ایکٹ میں تھا۔ پنک کلر تم پر سوٹ
کرتا ہے بہت بے بی بٹ بلیک میں تو-----اف ایک ٹھرکی
سے جان چھوٹی نہیں اب میرے پیمنڈو شادی شدہ کزن کا
فلرٹ اسٹارٹ ہو گیا ہے! مشائم اسکی ڈیپ وائس میں اپنی
تعریف سن کر جھنجھلاتی ہوئی روم سے نکل گئی تھی۔

شوگر بے بی اینگری جانو بنی ہوئی ہے نخرے تو میری
خانزادی کے آسمان کو چھو رہے ہیں ابھی کلاس لینے پر
آیا ناں تو سیدھی ہو جانا ہے تھوڑی سی ٹون ہائی کر لی
تو میری پٹاخہ نے پھر ڈبل تیوری دکھا کر گھورنا ہے
اتنی پیاری ادائیں دکھا کر صرف بھٹکا رہی ہے مجھے
پھر سے قابو کر لیا تو ”ہیٹ یو“ ختم نہیں ہوگا ایک تو
غصہ بھی نہیں آ رہا اپنے چھوٹے بے بی پر مجھے اتنی
میٹھی ہے کہ سب کچھ کھڑا ہو گیا ہے میرا کیا وار کرتی
ہے دانتوں سے زخم دے کر لبوں کی تپش سے جھلساتی
ہے!!

شہریار خانزادہ مشائم کے روم میں پھیلی اس کی
مخصوص مہک کو شدت سے محسوس کر رہا تھا اس کے
جسم میں خون کی گردش تیز ہو رہی تھی جذبات منہ زور
ہو رہے تھے اسے خود میں سے مشائم کی خوشبو
محسوس ہو رہی تھی۔ کوئی بات تو جانتی ہو تم اتنی
ناپسندیدگی بغیر کسی وجہ کے نہیں ہوتی۔

شوگر بے بی حویلی تو تم نے جانا ہی ہو گا میرے ساتھ
بس بہت انتظار کر لیا میں نے جتنا ناپسند کر لو تمہیں خود
سے محبت کرنے پر مجبور کر دوں گا!! شہریار خانزادہ
اپنے ہونٹوں پر اس کا لمس محسوس کرتا اس کے بیڈ
سے اٹھتا ایک نظر کمرے کی بکھری حالت پر ڈالتا کچھ
سوچتے ہوئے روم سے نکل گیا۔ آج نہیں تو کل پیار سے
ناں سہی تو زبردستی مگر وہ اپنی ضدی بیوی کو حویلی
ہر حال میں لے جانے والا تھا۔

شہریار خانزادہ فلحال مشائم پر کوئی سختی نہیں کرنا چاہتا
تھا وہ بہت ضدی تھی اور یہ ضد اسے خانزادہ خاندان
سے وراثت میں ملی تھی۔ اس کی ناراضگی جائز تھی وہ
آج کل کے زمانے کی لڑکی تھی اس کے اپنے نظریات

تھے وہ ہر چیز اپنے پوائنٹ آف ویوز سے دیکھتی تھی۔
آزاد ماحول میں بڑی ہوئی تھی پاکستان سے باہر اسے قائل
کرنا مشکل تھا۔

بابا جان یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں میں وہاں ہر گز نہیں جاؤں
گی! آپ کی ہی کمی تھی۔۔۔ یہ آپ نے میرے بابا کو کیا پٹی
پڑھائی ہے بھئی ہم آپ کو جانتے نہیں منہ اٹھا کر کیوں
گھسے جا رہے ہیں ہمیں آرڈرز دینے والے آپ ہوتے کون
ہیں۔۔۔ سالوں سے کہاں تھے جو اب چاچو اور ان کی فیملی
یاد آگئی ہے!! مشائم جو سالار صاحب کے حویلی شفٹ
ہونے والی بات پر ضدی لہجے میں انکار کر رہی تھی
جب شہریار خانزادہ کو بھی ان کے روم میں انٹر ہوتے
دیکھتی شدید غصے سے پھنکاری تھی۔

وہ سالار صاحب کے بیڈ کے بالکل سامنے صوفہ چیئر پر
بیٹھی تھی۔ مہوش بیگم کچن میں تھی وہ چائے بنا رہی
تھی۔ مشائم یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا! سالار صاحب
تھوڑی سی سخت آواز میں بولے تھے۔ انہیں بے حد برا لگا
تھا مشائم کا اتنی بدتمیزی سے شہریار خانزادہ سے بات

کرنا!! وہ بالکل خاموش چہرے پر کسی بھی قسم کی شکن
لائے بغیر اپنی ضدی غصیلی بے بی کا نامحسوس انداز
میں کیا جانے والا شکوہ اپنے دل میں اتار گیا تھا۔ وہ
ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی۔

چاچو اسے بولنے دیں میں اپنی بیوی کی آج ہر بات
خاموشی سے سنو گا جتنے بھی شکوے ہیں دل سے نکل
جانے بہتر ہیں!! وہ مشائم کو ایک نظر دیکھ کر دوسرے
صوفے پر بیٹھتا بہت دھیمے لہجے میں بولا تھا کیونکہ
سالار صاحب کے سختی سے بات کرنے پر مشائم نے
انہیں ڈبڈبائی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ میں آپ کی بیوی نہیں
ہوں! مجھے آپ سے ابھی اور اسی وقت ڈیورس چاہیے!!
مشائم اپنے لہجے میں شدید قسم کی گمراہی اور بیگانگی
لئے بولی تھی۔

ڈیورس تمہیں کبھی نہیں ملے گی مشائم شہریار خانزادہ!
اب کی بار شہریار خانزادہ چاہ کر بھی اپنا لہجہ دھیمہ نہیں
رکھ سکا۔ اس کی آواز میں سالار صاحب کی آواز سے
کہی گناہ زیادہ رعب اور سختی تھی۔

میرا نام مشائم سالار ہے مشائم شہریار نہیں یہ اپنا رعب
اپنی فیملی کے لیے رکھیں تو زیادہ بہتر ہوگا میں ڈرنے
والوں میں سے نہیں ہوں!! مشائم اسکی رعب دار آواز سن
کر شہریار خانزادہ کو گھور کر بولی تھی۔ سالار صاحب
مشائم کو حیرت سے دیکھ رہے تھے اس نے نکاح اپنی
مرضی سے کیا اور اب طلاق بھی مانگ رہی تھی وہ بھی
اپنے بابا کے سامنے سالار صاحب کو شدید غصہ آنے لگا
ان کی بیٹی ابھی اتنی بڑی بھی نہیں ہوئی تھی کہ وہ اپنی
زندگی کو مذاق بنا لے۔

مشائم یہ بات دوبارہ نہیں ہونی چاہیے جو تم نے ابھی کہی
اب جاؤ میرے کمرے سے مجھے اپنے لالا کے بیٹے سے
بات کرنی ہے تنہائی میں! اپنی پیکنگ کرو جا کر ہم
خانزادہ حویلی جائیں گے آج ہی!! سالار صاحب کے
لہجے میں ناراضگی تھی انہیں غصہ آ رہا تھا وہ اسے
ڈانٹتا نہیں چاہتے تھے۔

آپ میرے بابا ہیں میں آپ کے روم سے نہیں جاؤں گی!!
اور آپ کس لالا کے بیٹے کی بات کر رہے ہیں بابا وہ لالا
جن کی عزت رکھنے کے لئے آپ نے خود کو قربان کر

دیا۔ اس حویلی ہم جائیں جہاں سے میری ماما کو سب نے
مل کر دھکے دے کر نکالا جبکہ میری ماما کا قصور
صرف آپ کی وائف ہونا تھا سوری بابا بٹ میں آپ کا یہ
فیصلہ کبھی بھی ایکسپٹ نہیں کروں گی!!

مشائم کا لہجہ اب بھیگ رہا تھا اسے یہ سب کس نے بتایا
تھا! سالار صاحب نے چونک کر مشائم کو دیکھا وہ کیا
کچھ جانتی تھی کیا وہ سب کچھ ہی جان گئی تھی؟۔ انہیں
دل میں کھٹکا سا لگا۔ ان کی بیٹی کا دل بہت شفاف تھا وہ
سہی غلطی کا فرق جانتی تھی اگر اسے کسی ایک بات کی
بھی بھنک ہوئی تو وہ خاصا ناراضگی کا اظہار کرے گی
کسی بھی قسم کی زبردستی پر!! سالار صاحب نے آج
مشائم کے لہجے میں اپنے رشتوں کے لئے خاصی
ناپسندیدگی اور غصہ محسوس کیا تھا۔

شہریار خانزادہ نے اپنی بیوی کے لہجے میں اپنے بابا
کے لئے ایک تحقیر سی محسوس کی تھی وہ لوینگ
کیئرنگ ہسبنڈ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بیٹا بھی تھا جو
اپنے بابا سے بے حد محبت کرتا تھا۔ وہ مشائم کو اب مزید
اجازت نہیں دے سکتا تھا ان الفاظ کی جو کسی بھی بڑے

کے لئے استعمال کرنا مناسب نہیں تھے۔

مشائم سنا نہیں تم نے میں کیا بول رہا ہوں!! سالار صاحب
غصے سے بولے تھے۔ آپکے لالا اچھے لالا نہیں تھے وہ
ایک خود غرض-----مشائم ایک لفظ اور نہیں!! چلی جاؤ
یہاں سے ورنہ میرا ہاتھ آج تم پر اٹھ جائے گا!! سالار
صاحب غصے سے چیخے تھے ان کے لہجے میں شدید
طیش آواز میں بے حد سختی تھی۔

مشائم نے سہم کر اپنے بابا کو دیکھا تھا جنہوں نے زندگی میں کبھی مشائم کو گھور کر دیکھا بھی نہیں تھا وہ آج اس پر ہاتھ اٹھانے کی بات کر رہے تھے چیخ رہے تھے! شہریار خانزادہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس کے بولنے سے پہلے ہی سالار صاحب نے مشائم کو بری طرح ڈانٹ دیا تھا۔ ان کی بیٹی کا لہجہ ان کے لالا کے لیے احترام سے خالی تھا جو انہیں طیش دلا گیا تھا۔

وہ جس طرح کچھ دیر پہلے اپنے ماموں کو ولید کے رشتے سے انکار اور ان کی حقارت سے بھری باتوں کا جواب بھی بہت معزز دھیمے اور احترام سے بھرے

لہجے میں دے رہی تھی وہ ابھی اپنے لالہ کے ذکر پر
انہیں مشائم کی کسی بات پر نظر نہیں آیا

بہن بھائیوں کا ہر راز بھی اولاد پر عیاں نہیں کیا جاتا ورنا
رشتوں میں پڑھتی دراڑیں ہر نسل کو کھوکھلا کر دیتی
ہیں۔

کیا مہوش بیگم نے مشائم سے کچھ کہا ہے؟ سالار صاحب
بے ساختہ سوچنے لگے۔ مہوش بیگم اپنے دل پر ہاتھ
رکھتی سالار صاحب کی دھاڑ پر ڈرتی ہوئی ان کے
کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ ایسا غصہ سالار صاحب کو
کبھی نہیں آیا تھا جس پر وہ اتنی بری طرح چلاتے

مجھے حیرت ہے کہ تم اس حد تک بد لحاظ ہو گئی ہو! ناں
باپ کا احترام ہے ناں شوہر کا!! نافرمان اولاد ہے میری
باپ پیروں سے معذور ہو گیا ہے تو کوئی اہمیت ہی نہیں
رہی ہے میری بات کی!! مہوش اپنی بیٹی سے بول دو اگر
اس نے میری بات نہیں ماننی تو اپنی شکل دوبارہ مجھے
کبھی ناں دکھائے!! میرے لئے لالا جان مجھے اپنی اولاد
سے زیادہ پیارے ہیں اگر اس کو لگتا ہے یہ شہریار سے

نکاح ختم کر کے اپنی من مانی کرے گی تو میں ساری
زندگی اس کی شکل دیکھنا گوارا نہیں کروں گا!!

سالار صاحب مزید غصے سے گرجے تھے ان کا لہجہ دو
ٹوک تھا یہ بات حقیقت تھی کہ وہ اپنے لالہ شہسوار خان
سے جس حد تک محبت کرتے تھے ان کے خلاف ایک
لفظ بھی گوارا نہیں کرتے تھے چاہے پھر ان کی لاٹلی
نازو پلی منت مرادوں سے مانگی اکلوتی اولاد ہی کیوں
ناں ہو وہ بھی انہیں ضروری نہیں تھی۔

مشائم اپنی بیزل آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لئے اپنے
بابا کو دیکھ رہی تھی۔ وہ بہت بری طرح لرز رہی تھی۔
اس کے بابا اس سے اس لہجے میں بات کر سکتے ہیں اس
کے کبھی گمان میں بھی نہیں تھا۔ ب۔با۔با۔بابا۔۔۔جاؤ یہاں
سے کچھ نہیں سننا مجھے مزید!! مشائم جو شدید کانپتی
آواز میں سالار صاحب کو پکارنے لگی تھی جب وہ اس
کی بات درشگی سے کاٹ گئے۔ مشائم اپنے منہ پر ہاتھ
رکھتی پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی سالار صاحب کے
کمرے سے بھاگتی ہوئی نکلی تھی۔

چاچو آپ نے اسے بہت زیادہ ڈانٹ دیا ہے وہ چھوٹی ہے
نا سمجھ ہے آپ.....نا سمجھ ہے تو کیا نا سمجھی کرنے
دوں! وہ تم سے طلاق مانگ رہی ہے لالا کو برا بول رہی
ہے ابھی نہیں سمجھے گی تو کب سمجھ آئے گا پھر اسے!
تمہاری جگہ اگر کوئی اور اس کا باس ہوتا تو اس نے اسی
سے نکاح کر لینا تھا وہ اتنی بڑی بڑی حماقتیں کرتی پھر
رہی ہے شہریار اور تم کہہ رہے ہو اسے زیادہ ڈانٹ دیا
میں نے

شہریار خاندانہ جو مشائم کے روتے ہوئے کمرے سے
نکل جانے پر اپنے چاچو سالار صاحب کو انکے لہجے
کی بے پناہ درشگی کا احساس دلا رہا تھا جب وہ اس کی
بات کاٹ گئے۔

سالار آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی غصے سے آپ
کا بی پی.....کچھ نہیں ہو رہا مجھے مگر اگر یہ نکاح
ختم ہو گیا تو میں اپنے لالا سے کیے گئے وعدے پر
مرتے دم تک شرمندہ رہوں گا یہ نکاح ان کا فیصلہ تھا ان
کی مرضی تھی جس پر میں برابر کا شریک تھا میری
بیٹی میرے لالہ کے بیٹے کی ہی ہے اور ہمیشہ رہے گی

یہ بات تم مشائم کو سمجھا دو

تم ماں ہو اس کی تمہیں سمجھے گی وہ میں اپنی مورے
سے مرنے سے پہلے ملنا چاہتا ہوں شہریار کو اس کی
امانت میں سونپ چکا ہوں اب اگر مر بھی گیا تو کوئی غم
نہیں مجھے

میری بیٹی کا سائبان اس کا حقدار اتنا مضبوط مرد ہے جو
اُسے تحفظ دے سکتا ہے! سالار صاحب کا لہجہ پرسکون
تھا مگر ان کے لفظوں نے مہوش بیگم کو جھنجھوڑ کر
رکھ دیا تھا۔ ایسا اطمینان انہوں نے اپنے شوہر کی آنکھوں
میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

چاچو یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں! مشائم کو ہم سب
سے شکوے ہیں جو شاید جائز ہیں اس نے کوئی رشتہ
نہیں دیکھا اس لئے تھوڑی بدگمان ہے میں آج رات خانم
بی کو لاؤں گا وہ اپنے پوتی کو منالیں گی!! شہریار
خانزادہ سالار صاحب کے کپکپاتے ہاتھ تھام کر بولا تھا۔

ان کی طبیعت سہی نہیں تھی وہ سالار صاحب کی خانم بی
سے ملنے والی خواہش پوری کرنا چاہتا تھا اسے مشائم کو

وقت دینا تھا وہ اس کی رضامندی سمیت اسے اپنے ساتھ
لے جانا چاہتا تھا۔

ہیلو ہاں بولو!! اچھا اوکے میں آتا ہوں۔!! شہریار خانزادہ
جو اپنی گاڑی میں آکر بیٹھا ہی تھا کہ اُس کے نمبر پر اُس
کی سیکورٹی کے بندے کی کال آگئی۔ وہ اس سے بات
کرتا اپنی گاڑی کو تھانے کی طرف جاتی روڈ پر ڈال گیا۔

تقریباً آدھے گھنٹے کا راستہ طے کرنے کے بعد وہ پولیس
تھانے کے باہر اپنے گاڑی روکتا پوری شان کے ساتھ اپنی
لینڈ کروزر سے اترتا اپنی سیکورٹی کے بندے ریٹائر
کرنل داور کے ساتھ باتیں کرتا ہوا تھانے میں داخل ہو گیا۔

اسے دیکھتے ہی ڈی ایس پی اور ایس ایچ او اپنی چیئر
سے کھڑے ہو گئے تھے۔ سر آپ نے یہاں آنے کی زحمت
کیوں کی مجھے بُلا لیا ہوتا اپنے پاس!! ڈی ایس پی شہریار
خانزادہ سے بولا تھا۔ آپ کو زحمت نہیں دینی تھی اس لئے
میں خود یہاں آگیا ہوں!! شہریار خانزادہ اپنے ازلی بھاری
رعب دار لہجے میں بولا تھا۔

آپ تشریف رکھیں سر۔۔۔جاؤ کچھ ٹھنڈا لاؤ خان صاحب
کے لئے!! ڈی ایس پی شہریار خانزادہ سے مخاطب ہوتا
تھانے میں موجود کانسٹیبل سے بولا تھا۔ نہیں اس سب کی
کوئی ضرورت نہیں ہے میں بس آپ سے کچھ چیزیں
کلیئر کرنے آیا تھا۔ شہریار خانزادہ چیئر پر بیٹھتے ہوئے
بولا تھا۔

جی جی حکم کریں آئی جی صاحب کا فون آگیا تھامیرے
پاس اس لئے میں خاص یہاں خود آیا ہوں اپنی بیٹی کی
شادی چھوڑ کر!! ڈی ایس پی شہریار خانزادہ سے بولا
تھا۔ میں مشکور ہوں آپ کا۔۔! آج کا ڈنر آپ سب کا میری
طرف سے اور یہ آپ کی بچی کی شادی کا ایک چھوٹا سا
تحفہ!! شہریار خانزادہ داور کو اشارہ کرتا اس کے ہاتھ
سے کروڑ روپے کا چیک سائن کر کے ڈی ایس پی کی
طرف بڑھا گیا۔

بہت شکریہ آپ کا خان صاحب! آپ کے حکم پر میں نے
ایس ایچ او سے ساری معلومات کل رات میں ہی موصول
کر لی تھی۔ یہ ہے وہ سارا ریکارڈ! آج سے تین ماہ پہلے
جو ایکسیڈنٹ ہوا تھا وہ کروایا گیا تھا موقعے پر جو

انسپکٹر وہاں پہنچا تھا اس سے بھی ساری تفصیلات لے لی گئی ہیں جس ٹرالر سے ایکسیڈنٹ کروایا گیا تھا وہ سوات کے علاقے کا تھا اور ساری چھان بین کے بعد سردار ہاشم خان کا نام سامنے آیا تھا۔ واقعہ موقعے پر ہی دبا دیا گیا تھا انسپکٹر کو بھاری رقم دے کر فلحال وہ اپنی پروموشن کی وجہ سے کورس پر گیا ہوا ہے جیسے ہی لوٹے گا میں خود آپ سے رابطہ کروں گا

یہ سارا میرا ایریا ہے آپ بے فکر رہیں سب ہمارے کنٹرول میں ہے اب آپ کو یہاں آنے کی تکلیف نہیں اٹھانی پڑھے گی!! ڈی ایس پی تمام ثبوتوں کے ساتھ شہریار خانزادہ کو تین ماہ قبل ہوئے سالار صاحب کے بھیانک ایکسیڈنٹ کے پیچھے موجود سردار ہاشم خان کا نامہ تفصیلاً بتا گیا۔

تو اس کے چاچو کا ایکسیڈنٹ کروانے والے اور کوئی نہیں بلکہ اس کے ماموں ہاشم خان تھے۔ جو شہریار خانزادہ سے پہلے ہی سالار صاحب تک پہنچ گئے تھے۔ اس کے چاچو نے اسے بتایا تھا کہ انہیں شہریار خانزادہ کی طرف سے رشتہ ختم کرنے کا پیغام ملا تھا یعنی انہیں گمراہ کرنے والے ہاشم خان تھے جنہوں نے سب جان

بوجھ کر کیا تھا۔ اس کا خون کھولنے لگا مگر وہ بہت ضبط سے بیٹھا رہا۔

ٹھیک ہے وہ انسپکٹر جیسے ہی کورس کمپلیٹ کر کے آجائے آپ نے اس کی سب سے پہلی ملاقات مجھ سے کروانی ہے!! شہریار خاندان سے اٹھتے ہوئے بولا تھا۔ خان صاحب آپ سے کچھ اور بھی کہنا تھا!! اس سے پہلے وہ جاتا ڈی ایس پی فوراً بولا۔

جی؟۔۔ شہریار خاندان سگریٹ نکل کر لائٹر سے جلاتا پیچھے مڑتے ہوئے بولا تھا۔ آپ کے خلاف ولید انصاری کے قتل کرنے کی کوشش پر ایف آئی آر درج کی گئی ہے ولید انصاری کے باپ بلال انصاری کا کہنا ہے کہ آپ نے ان کی بہن کی بیٹی جو ابھی محض سترہ سال کی ہے اسے ان سب کے خلاف ورغلا کر نکاح کر لیا ہے اور اسکے ہونے والے شوہر ولید انصاری پر جان لیوہ حملہ کر کے اسے ہاسپٹل پہنچا دیا ہے۔۔۔ مگر آپ بے فکر رہیں ہمیں اپنا کام کرنا آتا ہے

آپ کو بتانے کا مقصد صرف آگاہ کرنا تھا کیونکہ وہ لوگ

آپکے خلاف۔۔۔۔۔سر اس کا میں پہاڑ چکا ہوں گ**اس
کی آپ پہاڑ دینا! اب میں کیا اتنی چھوٹی چیزوں پر بھی
آپ کو گائیڈ کروں گا ڈی ایس پی صاحب! شہریار خانزادہ
تنے ہوئے نقوش کے ساتھ سگریٹ لبوں سے لگا کر بولا
تھا۔

شہریار خانزادہ کے خون میں ولید کو پیٹنے کے ابال سے
اٹھ رہے تھے۔ خان صاحب آپ بے فکر رہیں رگھڑتا رہ
جائے گا یہاں تھانے میں! ڈی ایس پی مسکرا کر بولا تھا۔
جبکہ شہریار خانزادہ سر کو جنبش دیتا باہر نکل گیا تھا۔
وہ حویلی پہنچ کر خانم بی کو سالار صاحب اور مشائم
سے ملوانا چاہتا تھا پتہ نہیں کیوں اس کا دل شدت سے تمنا
کر رہا تھا اپنے چاچو کی خانم بی سے ملنے کی خواہش
پوری کرنے کا۔

سر ولید باز نہیں آئے گا اسے آپ کے خلاف پروپیگنڈا
کرنے کا ایک اور تگڑا بہانہ مل گیا ہے!! کرنل داور
شہریار خانزادہ کے ساتھ ساتھ باہر کی جانب بڑھتے بولا۔
کڑور روپے ایک ساتھ دیکھنے کے بعد تمہیں لگتا ہے
داور ڈی ایس پی اپنی بیٹی کی رخصتی میں بھی شامل

ہوگا وہ اپنے گھر جانا چھوڑ دے گا مگر مجھ سے وفاداری نہیں!! شہریار خانزادہ سگریٹ کے گہرے کش بھرتا اپنی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور ایک بھی لمحہ رکے بغیر تیزی سے اپنی گاڑی بھاگا لے گیا۔

وہ فریش ہونا چاہتا تھا اسے سب سے پہلے شاور لینا تھا اس کے بعد اپنی شوگر بے بی کو منانا بھی تھا۔ جس نے آج بہت زیادہ رو لیا تھا۔ اسکا جی چاہا مشائم کی آنکھیں چوم لے جو رونے کے باعث تکلیف کر رہی ہوں گی۔ وہ جو کچھ بھی جانتی تھی وہ بات چھوٹی نہیں تھی ورنہ اتنا بدظن اور گمراہ کوئی نہیں ہوتا۔

”سویٹ ہارٹ رونا بند کرو کچھ دیر میں آتا ہوں آپکو منانے پر فیوم ڈیکوریشن پیسز سب ریڈی رکھنا میرا سر پھٹنے سے زیادہ آپکا غصہ ٹھنڈا ہونا ضروری ہے شوگر بے بی” وہ ڈیپ وائس میں مشائم کو وٹس ایپ پر وائس نوٹ سینڈ کرنا تیزی سے ڈرائیو کرنے لگا۔

مشائم کا رو رو کر برا حال تھا۔ اس کے بابا نے اسے آج

جس طرح ڈانٹا تھا اور رشتہ ختم کرنے کی صورت میں جو سزا سنائی تھی وہ مشائم کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ کہاں پہنس گئی ہوں میں اللہ تعالیٰ آپ نے شہریار کا ہی کیوں خیال ڈالا میرے دماغ میں کاش مجھے پتہ چل جاتا وہ میرے پینڈو کزن ہیں تو میں کبھی ان سے نکاح نہیں کرتی

بابا اب مجھے اس لئے سزا دے رہے ہیں کیونکہ میں نے انکی مرضی کے خلاف نکاح کر لیا تو میں اور کیا کرتی اس گھٹیا ولید سے تو مر کر بھی شادی نہیں کرنی تھی میں نے اور یہ پینڈو کزن اتنے سویٹ بن کر بات کرتے ہیں کہ انسان سہی سے غصہ بھی نہیں کر پاتا “بیوی ہو میری۔” ”حق ہے میرا۔ مائی فٹ!! اب یہ کس کو مسئلہ ہو رہا ہے وٹس ایپ پر میسج کرنے کا بھی موڈ خراب ہے میرا ابھی کوئی بات نا کرے مجھ سے اب تو رونا بھی نہیں آ رہا

مشائم سوں سوں کر کے مزید رونے کی کوشش کرنے لگی تھی۔ اسے جتنا رونا تھا وہ رو چکی تھی اور اپنے بابا سے ناراض بھی ہو گئی تھی۔ وہ بیڈ پر اوندھے منہ

لیٹی تھی جب اس کے موبائل پر نوٹیفکیشن پر بیپ بجی۔
وہ لیٹے لیٹے ہی موبائل آن کر کے وٹس ایپ پر آن لائن
ہوتی شہریار خانزادہ کے نمبر سے موصول ہوا وائس ناٹ
آنکھیں گھما کر سننے لگی۔ ”سویٹ ہارٹ رونا بند کرو
کچھ دیر میں آتا ہوں آپکو منانے پرفیوم ڈیکوریشن پیسز
سب ریڈی رکھنا میرا سر پھٹنے سے زیادہ آپکا غصہ ٹھنڈا
ہونا ضروری ہے شوگر بے بی۔“ ”میں آپ کی بے بی نہیں
ہوں جائیں کسی اور کے ڈیڈی بنے یو کلیور منکی!! بابا
سے ڈانٹ پڑھوا کر خوش ہو رہے ہوں گے ناں ایک بار
بھی مجھ سے ایکسکیوز نہیں کیا آئے بڑے مجھے منانے
والے یو فلرٹ

مشائم اس کا وائس نوٹ سننے کے بعد دانت پیس کر اسے
ریپلائی کرتی غصے سے موبائل تکیے پر پھینکتی
اوندھے منہ لیٹے کب سوئی اسے اندازہ نہیں ہوا۔ آج
اسکی آنکھوں نے بے حد آنسو بہائے تھے اور یہ بات
مشائم کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی۔

یہ تم کیا کہہ رہے ہو شہریار میرا بیٹا سالار وہ اتنی

تکلیفوں میں ہے اور ہم کتنے غافل رہے!! میرا بیٹا کیوں
میرے پاس نہیں آیا اتنی تکلیفیں اکیلے اٹھاتا رہا۔۔۔ مجھے
اس کے پاس لے چلو مجھے اسے دیکھنا ہے اسے پیار
کرنا ہے میرا دل اس غم سے ہی پھٹ جائے گا کہ وہ
مجھے دیکھنے کو بھی ترس رہا ہے۔ خانم بی روتی ہوئی
بولی تھی۔

شہریار خانزادہ حویلی پہنچ کر فریش ہونے کے بعد سب
سے پہلے خانم بی کے پاس آیا تھا اور انہیں شہریار
خانزادہ نے سالار صاحب کے سالوں بعد مل جانے اور ان
کے حالات سے جیسے ہی آگاہ کیا خانم بی تو اپنا دل پکڑ
کر بیٹھ گئی۔ ان کے کمرے میں مریم خانم بھی موجود تھی
وہ اپنی چھوٹے بھائی سے ملنے کے لیے مچلنے لگی
تھی۔

خانم بی نے ایک عرصے سے اپنے بڑے پوتے شہریار
خانزادہ کو اپنے مرنے سے پہلے ایک بار اپنے لاڈلے
بیٹے سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ انکے دو بیٹے
تو اس دنیا سے جا چکے تھے اب بس ان کا وہ چھوٹا لاڈلا
بیٹا تھا جسے ان کے شوہر نے غصے میں عاق کر دیا تھا۔

اور ایسی ناراضگی ظاہر کی تھی کہ وہ ان کے مرنے پر بھی ان کا آخری دیدار ناں کر سکے۔

سالار صاحب اپنے بابا سردار دراب خان کے مرنے پر جب سوات میں موجود خانزادہ حویلی آئے تو انہیں ان کی بیوی اور ایک سالہ معصوم بیٹی سمیت دھکے دے کر نکال دیا تھا۔ خانزادہ حویلی کا وہ بیٹا جو سب سے شریر رحم دل اور خودار تھا اسے ملازموں سے ذریعے جو تذلیل دی گئی وہ ناقابل بیان تھی

حویلی کے بیٹے کو حویلی کے ہی ملازموں نے سردار ہاشم خان کے کہنے پر ذلیل کرنے کے بعد دھکے دے کر نکالا تھا جبکہ نازنین خانم نے جو بے عزتی مہوش بیگم کی تھی اسکے بعد حویلی کا کوئی بھی مکین ان تک کبھی نہیں پہنچ سکا۔ وہ ان سب سے ہمیشہ کے لئے دور جا چکے تھے

خانم بی آپ جانتی ہیں نا بابا جان نے اپنے آخری وقت میں مجھے نصیحت کی تھی کہ میں چاچو کو واپس حویلی لاؤں گا اور میں سب کے خلاف کھڑا ہو کر اپنے چاچو

کو ضرور واپس لاؤں گا اور اس بار اگر کسی نے انہیں
تکلیف دینے کی کوشش کی تو میں چپ نہیں بیٹھوں گا۔

آپ اور پھوپھو چلیں میرے۔۔۔۔۔شہریار خانزادہ جو حتمی
رعب دار لہجے میں ابھی اپنی بات مکمل کر ہی رہا تھا
جب اس کا موبائل زوروں سے بجنے لگا۔موبائل اس کے
ہاتھ میں ہی تھا جس پر ”میری پٹاخہ“ کے نمبر سے کال
آ رہی تھی۔۔

مشی میری شہزادی بیٹی! مہوش بیگم جو مشائم کے روم
میں اسے شام کی چائے پینے کے لیے جگانے آئی تھی
جب وہ اسے گہری نیند میں سوتے دیکھتی اس کے اسے
محبت سے لبریز لہجے میں پکارتی ہوئی سرہانے بیٹھ
گئی۔ وہ اس کے بالوں میں نرمی سے ہاتھ پھیرتی اسے
پیار کر رہی تھی جب مشائم نے اپنی سوجی ہوئی ہیزل
آنکھیں کھولی اور اپنی ماما کو لاڈ سے دیکھا۔

سونے دیں ماما آئی وانٹ ٹو بی الون۔۔!! مشائم تکیے سے
سر ہٹاکر مہوش بیگم کی نرم گود میں رکھتی ان کے ہاتھ

کی پشت کو چوم کر بھیگے لہجے میں بولی تھی۔ اٹھو چلو
فریش ہو جاؤ اور جاؤ اپنے بابا کے پاس سوری کرو ان
سے!! مہوش بیگم اس کے گلابی مومی گال کو پیار سے
تھپتھپا کر اسے سمجھانے لگی تھی۔

میں بابا سے بہت زیادہ ناراض ہوں ماما آپ نے دیکھا ناں
بابا جان نے مجھے کتنا ڈانٹا آج اپنے اس پینڈو بھتیجے
کے سامنے!! مشائم بیٹا یہ کیا بول رہی ہے اپنے شوہر کی
عزت کرتے ہیں ناں میری بیٹی کب سے اپنے بڑوں کو
ڈس ریسپیکٹ کرنے لگ گئی!! وہ اس کے بالوں میں پھر
سے ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی تھی۔

ماما جان آپ جانتی ہیں ناں کوئی آپ کو اور بابا جان کو
تکلیف دے تو میں برداشت نہیں کر پاتی!! آج جو لوگ ہم
سے رشتے داری نبھانے کی بات کر رہے ہیں انہوں نے
کتنی تکلیفیں دی ہیں بابا کو۔۔۔بابا جان ان سب سے محبت
کرتے ہیں اس لئے ان کی دی ہوئی تکلیفوں کو بھول جاتے
ہیں انہیں اپنا کوئی غم یاد نہیں رہتا مگر میں۔۔۔میں تو بابا
کی کوئی بھی تکلیف نہیں بھول سکتی ناں کبھی بھی! ماما
کتنا روتے تھے بابا جان دادو کو یاد کر کے شہسوار تایا
کے لئے خود کو قربان کر دیا میرے بابا جان نے مگر ان
میں سے کوئی بھی کبھی بھی بابا کے پاس نہیں آیا

بابا آج بھی ان کے لئے تڑپتے ہیں ان سب کو اپنا عزیز رکھتے ہیں ناکردہ گناہ کا بوجھ اٹھانا زندہ قبر میں لیٹ جانے کے برابر ہوتا ہے ناں ماما لوگ اپنے گناہ کر کے بھی سزا پانے سے بچنے کے لئے جھوٹ بول دیتے ہیں مگر میرے بابا نے سزا پانے کے لئے جھوٹ بول کر کسی اور کے حصے کی تلخیاں سزائیں اپنے گلے میں ڈال لی! آپ کو کیا لگتا ہے جو لوگ حقیقت نہیں جانتے وہ آج بھی میرے بابا آپ کو یا مجھے ویلیو دیں گے؟۔۔

وہ بابا کو پھر سے انسٹ کریں گے اور میں وہ سب برداشت نہیں کروں گی! جن لوگوں نے میرے بابا جان کو کبھی وہ سپورٹ نہیں دی جو ان کا حق تھا جو بابا ڈیزرو کرتے تھے ان سے آپ لوگ کیوں امید لگائے بیٹھے ہیں؟۔۔

میرے بابا نے بہت بڑی قربانی دی ہے سب کے لیے مگر کوئی بھی میرے بابا کو ان کی تکلیفوں میں نجات کا ذریعہ نہیں بنا!! آپ جانتی ہیں ناں مجھے وہ سب برے لگتے ہیں کیونکہ میں اپنے بابا اپنے ماما کی وہ بیٹی ہوں جس نے سچ بولنا سیکھا ہے جو کسی بھی زیادتی پر کبھی خاموش

نہیں بیٹھ سکتی

مجھے بابا نے ہی تو سکھایا ہے کہ سہی کو سہی اور غلط کو غلط بولنا ہوتا ہے ظلم برداشت کرنے والا خود بھی تو ظالم ہی ہوتا ہے ناں مجھے بابا نے ہی سکھایا ہے انسان کے اوپر سب سے زیادہ حق اس کی اپنی ذات کا ہوتا ہے تو پھر انسان اپنے ساتھ کی جانے والی کسی بھی زیادتی پر خاموش رہ کر کیوں اپنی ذات کا مجرم بنے؟۔۔

ہر انسان کو حق ہے اپنے لئے جینے کا خود کا خیال رکھنے کا ہم کیوں کسی کی خاطر اپنی قربانی دیں!! ماما جان پلیز آپ تو میری بات سمجھیں میں اس حویلی نہیں جانا چاہتی جہاں سے میرے بابا کو بے گناہ ہو کر بھی انسٹ کر کے نکالا گیا ہو۔۔۔۔میری ماما کو دھکے دیئے ہوں

مشائم غصے اور افسوس سے بھرے لہجے میں بول رہی تھی اور آہستہ آہستہ اس کا لہجہ بھیگنے لگا تھا۔ وہ بہت مشکل سے خود پر قابو کیے ہوئے تھی۔ مہوش بیگم کی جان جیسے حلق میں آگئی تھی مشائم کے انکشاف سن کر

مشی تم یہ سب کیا بول رہی ہو تمہیں یہ سب کس
 نے-----ماما میں سب کچھ جان گئی ہوں پلینز مجھ سے کچھ
 بھی ناں بولیں شرمندہ ہو کر!! آپ جانتی ہیں ناں میں اپنے
 بابا کے جتنا محبتوں کی چاشنی سے لبریز دل نہیں رکھتی
 کے کسی کے جرم کو اپنے سر لے کر وہ زندگی گزاروں
 جس کی میں حقدار نہیں ہوں!! بابا کے جتنا پیار اپنوں کے
 لئے ٹوٹ کر بکھرنے جیسا بڑا حوصلہ نہیں آپ کی مشائم
 کا۔۔۔

مہوش بیگم جو فق ہوتی رنگت کے ساتھ مشائم کی باتیں
 سن کر حیرت سے اس سے پوچھنے لگی جب وہ اٹھ کر
 بیٹھتی انکے گلے سے لگتی روندھی ہوئی آواز میں بولتی
 ہوئی ان کی بات کاٹ گئی۔

مشائم تم نے میری اور سالار کی باتیں سنی تھی؟۔۔۔مہوش
 بیگم سالار صاحب کے خوف سے اپنی آواز کھائی سے
 آتی ہوئی محسوس کر کے مشائم سے بولی تھی۔ راز ہمیشہ
 راز نہیں رہتے اور جو یہ سوچتے ہیں وہ دنیا سے سب
 سے بڑے احمق ہوتے ہیں۔

جی۔۔! مشائم بھیگی آواز میں ان کے سوال کا جواب دیتی
 موٹے موٹے آنسو آنکھوں میں سجائے بولی۔ مہوش بیگم
 نے اپنی آنکھیں میچ لی تھی جو بات انہوں نے اور سالار
 صاحب نے مشائم کو کبھی بھی معلوم نہیں ہونے دینی تھی
 وہ بات مشائم جان چکی تھی اور کب سے خود میں رکھے
 ہوئے تھی یہ مشائم سے وہ کبھی بھی نہیں پوچھ سکتی
 تھی کیونکہ وہ اپنے بابا کی بیٹی تھی جسے اس کی
 مرضی کے لئے ناں کوئی کچھ بلوا سکتا تھا ناں کروا
 سکتا تھا۔ وہ بے حد ضدی اپنی مرضی کو اہمیت دینے والے
 انسانوں میں سے تھی۔

مشائم تمہارے بابا نے تمہیں یہ بھی تو سکھایا ہے ناں
 اپنوں کے لئے ہمیشہ دل نرم رکھتے ہیں رشتے قربانی
 مانگتے ہیں اور جب لگے آپ خود کو قربان کر کے کسی
 اپنے کو بچا سکتے ہیں تو کبھی پیچھے ناں ہٹیں اپنوں کے
 لئے دل موم اور روح شفاف رکھی جاتی ہے۔ تمہارے بابا
 کی جو کنڈیشن ہے اسکو اپنے سامنے رکھتے ہوئے
 سوچو میرا بچہ کیا یہ وقت ہے ان سے ضد لگانے کا؟۔۔ وہ
 تم پر بہت ناز کرتے ہیں اور میں کبھی بھی نہیں چاہوں
 گی کہ تم اپنے بابا کو ان کی کسی خوشی کے لئے ”نو“

کہو تم اپنے بابا کی بیٹی ہو ان کے جتنے احساسات تو
میری مشائم میں ہیں

ماں باپ اولاد سے ناراض ہو جائیں تو ان کا بھرم انہیں منا
کر رکھ لیا جاتا ہے۔

جاؤ اپنے بابا کے پاس وہ تم سے ناراض ہو کر تمہارے
منتظر بیٹھے ہیں میری جان ان کا بھرم تم نے ہی رکھنا
ہے وہ اپنی مورے کے لئے تڑپ رہے ہیں جس طرح تم
اپنے بابا کے لئے تڑپتی ہو اس طرح وہ بھی تڑپ رہے
ہیں

مہوش بیگم مشائم کی آنسوؤں سے بھری ہیزل آنکھیں
اپنے ہاتھ سے نرمی سے صاف کرتی اس کا ماتھا چوم کر
اسے پچکارتے ہوئے بولی تھی۔ مشائم کا اگر کوئی ویک
پوائنٹ تھا تو وہ اس کے بابا کی وہ امیدیں تھی جو انتہا کی
ضدی مشائم کو جھکانے کے لئے کافی تھی۔

جاؤ میری جان اپنے بابا کا امتحان مت لو انہیں اگر سکون

مل سکتا ہے تو میں جانتی ہوں تم اپنی ضد چھوڑ دو گی!
مہوش بیگم اسے خاموش دیکھ کر مزید بولی۔ آپ اور بابا
کیوں اتنا پیار کرتے ہیں مجھ سے جو میرا دل ضد بھی
کرنا چھوڑ دیتا ہے آپ دونوں میری جان ہیں اسی بات کا
فائدہ اٹھاتے ہیں ناں تو ٹھیک ہے میں بھی آپ دونوں کی
ہی بیٹی ہوں ابھی بابا کو منا کر آتی ہوں مگر میں اتنی
جلدی انہیں ہگ نہیں کروں گی بابا نے زور سے ڈانٹا تھا
مجھے!!

آپ جائیں بابا اور میرے لئے نگٹس فرائی کریں ہم دونوں
چائے کے ساتھ کھائیں گے جب تک میں اپنے پیارے بابا
کو زیادہ سارے نخرے دکھا کر مناتی ہوں۔! مشائم اپنی
ماما کی بات سمجھ گئی تھی اس کا بابا کا سکون اگر ان
کے اپنوں کے پاس تھا تو وہ ان کی مرضی کے آگے اپنی
ہر ضد قربان کر دینے والی تھی۔

پیارے بابا جان میں آجاؤں آپ کے روم میں؟۔۔۔ مشائم سالار
صاحب کے روم کا دروازہ نوک کر کے کھولتی سوجے
ہوئے روٹھے منہ کے ساتھ ان کے بیڈ کی جانب دیکھتی

ہوئی بولی تھی۔ آجاؤ!! سالار صاحب جو اپنے بیڈ کراؤن پر ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے کسی سوچ میں گم آنکھیں موندھیں ہوئے تھے۔

مشائم کی روٹھی آواز میں اجازت طلب کرنے پر اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولے وہ سوجے گالوں کے ساتھ ناراض چہرہ لئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کے بیڈ کے بالکل پاس رکھی ہوئی چیئر پر بیٹھ گئی۔

کیا میں اپنے بابا سے کچھ باتیں کر سکتی ہوں؟ مشائم انہیں پھر سے آنکھیں موندھے دیکھ کر ان کا ہاتھ اپنے نازک ہاتھوں میں پکڑتی ہوئی بولی۔

ہمم۔!! وہ اس کے ہاتھ میں اپنے ہاتھ کی گرفت سخت کرتے ہوئے ہنکارا بھرتے اپنی گردن کو جنبش دے گئے۔ وہ جانتے تھے ان کی بیٹی انہیں منانے آئی ہے مشائم ان کی کوئی بھی بات کبھی ٹال نہیں سکتی تھی وہ ناراض ہو کر بھی ماں جایا کرتی تھی۔

ویسے تو میں آپ سے بہت ناراض ہوں کیونکہ آپ نے آج اپنی پرنسز کو زور سے ڈانٹا ہے مگر کیونکہ آپ میرے

پیارے بابا جان ہیں تو میں زیادہ دیر آپ سے ناراض نہیں رہ سکتی! آپ چاہتے ہیں ناں بابا کہ ہم حویلی چلے جائیں تو ٹھیک ہے میں آپ کی خوشی کے لئے حویلی جانے کو تیار ہوں وہ ہمارا گھر ہے اور وہاں رہنے والے لوگ ہمارے اپنے ہیں اور ”اپنے گھر اور اپنوں سے کب تک دور رہا جا سکتا ہے“ یہ بات آپ ہمیشہ سے مجھے سکھاتے آئے ہیں ناں تو آج میں اس کا مطلب سمجھ گئی ہوں۔

وہاں کے لوگ میرے بابا کو عزیز ہیں اور بابا کی بیٹی ان سے کبھی تک ضد لگا سکتی ہے۔ میں ماما کے ساتھ مل کر پیکنگ کروں گی اور ہم اپنی حویلی چلے جائیں گے!! مشائم اپنے بابا کے چہرے پر تکلیف کے آثار اور ان کی پلکوں پر جمع ہوتے آنسو دیکھ کر اپنا دل بڑا کرتی ہوئی بولی تھی۔ میں نے شہسوار تایا کو جو کچھ بھی کہا اس کے لئے ایم سوری بابا آئی نو وہ آپ کے لالا ہیں اینڈ یو لوز ہم!! مشائم اپنے لفظوں پر نادم ہو کر بولی تھی۔

وہ میرے لالا تھے اب اس دنیا میں نہیں رہے مگر میرا پیار اور ان کا احترام ابھی بھی میرے دل میں ہے۔!! سالار

صاحب کی آواز میں دکھ تھا ایک غم سا تھا جو انکے لالہ
کا آخری دیدار بھی نصیب ناں ہونے کا تھا۔

ہیں کیا مطلب بابا شہسوار تایا فوت ہو گئے ہیں کیا؟۔۔ مشائم
ان کی بات سن کر چونک کر بولی تھی۔ ہم جب تم چار
سال کی تھی وہ اس وقت ہی فوت ہو گئی اور ایک بہت
بڑی ذمہ داری مجھ پر چھوڑ گئے!! سالار صاحب کی
آنکھ سے ایک آنسو نکلتا ان کی ٹھوڑی سے ٹپک کر
مشائم کی ہاتھ کی پشت پر گرا تھا۔

بابا جان آپ ان سے اتنا پیار کیوں کرتے ہیں؟۔۔ مشائم ان کا
آنسو میں چھپا درد کا بوجھ محسوس کر کے بولی تھی۔
اسکے تایا شہسوار خان اس دنیا سے جا چکے ہیں یہ بات
اسے معلوم ناں تھی۔ مشائم کی ناراضگی اور بدگمانی کی
ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ وہ شہسوار خان کو خود
غرض بھائی سمجھتی تھی جنہوں نے اس کے بابا کے
احسان کے بدلے کبھی ان سے ملنے کی بھی زحمت نہیں
تھی۔ جو انسان دنیا میں ہو ہی ناں وہ مل کیسے سکتا تھا۔
بدگمانی کی ایک ٹھوس وجہ تو کھوکھلی ہوتی مشائم کو
محسوس ہوئی۔

میرے لالا جان وہ انسان تھے جن کا جرم صرف عشق
کرنا تھا اور میں وہ بھائی تھا جس کے لیے اس کے لالا
روح کا حصہ تھے وہ میرے لیے لالا سے زیادہ بابا تھے
انہیں صرف محبت کرنا آتا تھا وہ ایک شفاف دل کے
مالک تھے۔ انہوں نے مجھے بیٹا بنا کر پالا کبھی بھائی
نہیں سمجھا میں ان کے لئے آج اس معذوری بھی میں بھی
لڑ سکتا ہوں!! میرے لالا کی عزت اور احترام کرنا مشائم
بیٹا انہیں مجھ سے زیادہ تمہاری فکر تھی اس لئے انہوں
نے بہت پہلے تمہارے لئے ایک مضبوط سائبان ایک بہترین
ہمسفر کا انتخاب کیا تھا۔

مجھے بے حد دکھ ہو گا اگر اب بھی تم کچھ-----بابا میں
آپ کو کوئی تکلیف نہیں دونگی وعدہ ہے میرا اگر آپ کو
میری باتوں سے اب کوئی دکھ نہیں ملے گا میں شہسوار
تایا کو کبھی برا نہیں بولوں گی آپ روئیں نہیں بابا جان!!
آئی ایم سوری بابا۔ آئی ایم سوری۔!! میں نے آپکو ہرٹ کیا
آئی سو سوری پیارے بابا!!

سالار صاحب جو آج بھی اپنے لالہ کو یاد کر کے تکلیف

سے اپنے آنسو نہیں روک سکے تھے جب مشائم اپنے بابا کو اتنا ٹوٹا ہوا دیکھ کر شدید شرمندہ ہو کر ان کے ہاتھ کو چومتی ہوئی نادم ہو رہی تھی وہ ان کے ہاتھ کی پشت کو چومتی ہوئی معافی مانگ رہی تھی۔

مشائم وعدہ کرو تم شہریار سے اپنا نکاح ختم کرنے کی ضد اب کبھی نہیں کرو گی یہ رشتہ کبھی ختم نہیں ہو گا چاہے میں رہوں یا ناں ہوں!! سالار صاحب مشائم سے وعدہ لیتے بولے تھے۔

ٹھیک ہے بابا جان میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں میں شہریار سے رشتہ نہیں ختم کروں گی آپ اس طرح ناں بولیں بابا میں آپ کو کوئی تکلیف نہیں دونگی!! مشائم اپنے بابا سے وعدہ کرتی انکی ہتھیلی چوم رہی تھی۔ سالار صاحب مطمئن ہو گئے تھے۔ انکی سانسوں میں جیسے سکون اترا تھا تکلیف میں ڈوبے دل کو راحت سی ملی تھی۔

اب اگر آپ نے کوئی بھی ایسی بات کی ناں تو میں آپ سے واقعی ناراض ہو جاؤں گی۔ آپ کو پتہ بھی ہے آپ

ایسی باتیں کر کے کتنا ہرٹ کرتے ہیں ماما اور مجھے!!
بابا جان میں اور ماما آپ کے بنا جینے کا سوچ بھی نہیں
سکتے میں آپ سے واقعی والا اب ناراض ہو جاؤں گی
اگر آپ---کیا ہوا آپ نے ہاتھ کیوں چھوڑ دیا میرا

یہ فیئر نہیں ہے بابا اب میری باری ہے ناراض ہونے
کی!! مشائم سالار صاحب کے ہاتھ کی پشت پر اپنا ماتھا
ٹکائے روٹھے ہوئے انداز میں بول رہی تھی جب اسے
محسوس ہوا کہ سالار صاحب کے ہاتھ کی گرفت اس کے
ہاتھ میں ڈھیلی ہوئی ہے۔ بابا جان پلیز ابھی میری باری
ہے ناں ناراض ہونے کی!! وہ پھر سے ان کا ہاتھ زور
سے اپنے ہاتھوں میں دباتی بولی اس نے ناراضگی میں
سالار صاحب کی جانب نہیں دیکھا۔

پکڑیں ناں میرا ہاتھ بابا!! مشائم سر اٹھا کر نروٹھے انداز
میں بولی۔ سالار صاحب کی پشت کراؤن کے ساتھ لگی
ہوئی تھی ان کی آنکھیں ہنوز بند تھی بالکل اسی طرح
جیسے وہ کچھ سیکنڈ پہلے مشائم سے بات کر رہے تھے۔۔

سالار صاحب کی پشت بیڈ کراؤن کے ساتھ لگی ہوئی تھی ان کی آنکھیں ہنوز بند تھی بالکل اسی طرح جیسے وہ کچھ سیکنڈ پہلے مشائم سے بات کر رہے تھے۔

بابا جان آپ اپنی آنکھیں تو کھولیں ناں۔۔میرا ہاتھ بھی نہیں پکڑ رہے ابھی میں نے ناراض ہونا تھا۔۔آپ کو ساری باتیں مان لی ہیں بابا میں نے کیا آپ اب بھی مجھ سے ناراض ہیں؟۔۔ماما بتا رہی تھی کہ آپ ناراض ہو کر بھی میرا ویٹ کر رہے تھے بس میں اپنے بابا جان کو منانے آگئی آئی لو یو بابا میں آپ کی کوئی بھی بات نہیں ٹالوں گی اب تو اپنی مشی کا ہاتھ پکڑ لیں ناں!!

مشائم ان کی بند آنکھوں کو دیکھ کر صوفے سے اٹھتی بیڈ پر بیٹھتی ہوئی سالار صاحب کے سینے سے لگ گئی تھی۔ اس کا سر ان کے دل کے مقام کے قریب تھا وہ اپنے دونوں ہاتھ ان کے گرد باندھے سائڈ ہگ کیے ہوئے تھی۔ آئی ایم سوری ناں بابا آپ کبھی مجھ سے ناراض نہیں ہوئے اس طرح خاموش بھی نہیں رہتے تھے اور جب کبھی تھوڑا سا بھی ڈانٹ دیتے تھے تو فوراً منا لیتے تھے مجھے اب تو آپ مجھ سے زیادہ سارا ناراض ہو گئے ہیں۔

بابا جان۔۔۔میرے۔۔۔بابا۔۔۔پیارے بابا کچھ تو۔۔۔۔۔مشائم جو اپنے بابا کے سینے سے لگی بے حد سکون محسوس کر کے لاڈ دکھاتی ہوئی سالار صاحب کو منانے کے لئے لاڈیاں کرتی ہوئی نہیں تھک رہی تھی جب اسے احساس ہوا کہ اس کے بابا سالار صاحب کی ہارٹ بیٹ تو محسوس ہی نہیں ہو رہی۔ اسے اپنا وہم لگا وہ ان کے سینے سے اپنا سر ہٹاتی سالار صاحب کے پرسکون سے چہرے کی جانب دیکھنے لگی۔

پیارے بابا۔۔۔!! میرے بابا جانی۔۔!! آنکھیں کھولیں
بابا۔۔۔بابا جان بابا۔۔۔کیا ہوا آپکو بابا۔۔میرے بابا آپ
ناراض ہیں ناں اس لئے مجھے اگنور کر رہے ہیں
ناں؟۔۔بابا اوپن یور آئیز۔!! بابا جانی۔۔با۔۔با۔۔کیا ہوا
اٹھیں۔۔آپ۔۔آپ۔۔اس طرح۔۔ناراض ہوں۔۔بابا پلیز بات
کریں ناں آپ خاموش کیوں آپ۔۔ماما۔۔۔

مشائم جو بند ہوتے دل سے سفید پڑھتی ہوئی سالار
صاحب کے بیئرڈ زدہ گال پر اپنا ہاتھ رکھ کر بہت ملائمیت
سے تھپتھپاتی ہوئی کانپتے ہوئے لفظ ادا کر رہی تھی جب

سالار صاحب کی گردن کو ڈھلکتے دیکھتی بری طرح
بے قابو ہو کر چیختی مہوش بیگم کو پکارنے لگی۔ اس نے
سالار صاحب کو زور سے تھاما ہوا تھا وہ لڑکھ رہے
تھے۔ کوئی حرکت نہیں تھی ان کا وجود ساکت تھا۔

ایک تو باپ بیٹی کی ناراضگی اور ضد بالکل ایک جیسی
ہے یہ دونوں ایک ساتھ ہوں تو مجھے بھول ہی جاتے
ہیں!! مہوش بیگم جو چائے بنا کر نگٹس فرائی کرتی ٹرے
سیٹ کر رہی تھی۔ وہ اپنے شوہر اور بیٹی کے لادٹیوں
والے سین کو جوائن کرنے کا سوچتی مسکرا رہی تھی
جب ان کے کان میں مشائم کی خوف میں ڈوبی فلک
شگاف چیخ سنائی دی۔

وہ تیزی سے الٹے قدم لیتی کچن سے نکلی۔ یا اللہ خیر---!
کیا ہوا مشی تم-----ماما دیکھیں ناں بابا ابھی مجھ سے
باتیں کر رہے تھے اور اب۔۔۔اب۔۔۔ایسے۔۔۔چپ۔۔۔ہیں کہ
کبھی بات۔۔۔سالار۔۔۔

مہوش بیگم سالار صاحب کے روم میں انٹر ہوتی ان کے
سینے سے لگی ہلکتی ہوئی مشائم کو دیکھ کر اپنی بات
مکمل بھی نہیں کر سکی ان کا وجود جامد ہو گیا۔ مشائم

سالار صاحب کا گال تھپکتی ہوئی اپنی آواز کھائی سے آتی محسوس کر کے ان سے کانپتی ہوئی بول رہی تھی جب مہوش بیگم اپنا دل پکڑتی سالار صاحب کے ساکت وجود کو دیکھ کر روتی ہوئی انکی طرف بڑھی تھی۔

سالار اٹھیں۔۔۔ کیا ہوا ہے آپ کو۔۔۔۔۔ بابا جان پلیز ڈونٹ ڈو ڈیٹ!! میں نے آپ کی ساری باتیں مان لی ہے آپ سے سارے پرومیسز کر لئے ہیں۔۔۔ بابا۔۔۔ ماما دیکھیں ناں بابا کو۔۔۔ میں بھی سخت والا اب ناراض ہو جاؤں گی اگر اب بابا نے مجھ سے بات نہیں کی تو۔۔! مشائم بھیگی آواز میں سالار صاحب کے ہاتھ کو بار بار چومتی ہوئی بری طرح لرزتی ہوئی نروٹھے انداز میں بول رہی تھی۔

سالار۔۔۔ آپ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔ اٹھیں ناں سالار۔۔۔ دیکھیں آپ کی بہادر بیٹی کتنا رو رہی ہے۔۔۔ وہ بھی ناراض ہو جائے گی اور میں بھی!! سالار آپ یہ نہیں کر سکتے آپ کی مورے سے آپ نے ملنا تھا آپ ہمیں یوں چھوڑ کر نہیں جا سکتے خدارا اٹھ جائیں اٹھیں سالار۔۔! مہوش بیگم ٹوٹی ہوئی حالت میں بولی تھی۔

یہ آپ کیا بول رہی ہیں ماما میرے بابا ہمارے ساتھ ہیں

کہاں چھوڑ کر چلے گئے؟۔۔ کچھ بھی نہیں ہوا میرے بابا کو!!! بابا میں آپ کو بیڈ پر لیٹا دوں۔۔۔ آپ تھک گئے ہیں ناں آپ کا موڈ نہیں بات کرنے کا!! آپ مجھ

سے۔۔۔ ناراضگی دکھا رہے ہیں ناں تاکہ زور سے ڈانٹنے کی سوری نہیں بول سکیں۔۔۔ ٹھیک ہے بابا میں آپ سے ناراض نہیں اب تو اپنی مشائم سے بات کریں۔۔۔ ہم حویلی جائیں گے بابا۔۔۔ میں دادو سے بھی ملوں گی۔۔۔ شہریار سے بھی کوئی بدتمیزی نہیں کروں گی۔۔۔ نکاح ختم کرنے کی ڈیمانڈ بھی نہیں کروں گی۔۔۔ میں کسی سے لڑائی نہیں کروں گی بابا!! میں شہسوار تایا کو بھی برا نہیں بولوں گی ماما بولیں ناں میرے بابا کو اٹھ جائیں اتنی زیادہ ناراضگی کون دیکھتا ہے اپنی پرنسز کو۔۔۔ میں بابا کی پرنسز نہیں بابا کا کمانڈو ہوں۔۔۔ میں تو کمزور نہیں ہوں۔۔۔ آئی ایم بریو

مشائم پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی سالار صاحب کے ہاتھ چومے جا رہی تھی۔ مہوش بیگم کی اپنی حالت بھی مشائم سے کچھ کم ناں تھی وہ بھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ ان کے شوہر کے چہرے پر اس قدر اطمینان اس قدر سکون تھا جو وہ سالوں سے تلاش کرتی آئی تھی۔

بابا پلیز اٹھیں!! مشائم ان کے سینے پر سر رکھے پھر
سے روتی ہوئی بولی تھی۔ مہوش بیگم نے اپنا ہوش
سنبھالا تھا وہ مشائم کی جانب بڑھتی اسے اپنے گلے سے
لگا گئی تھی۔

مشائم میری بیٹی ہوش کرو میری جان! تمہارے بابا ہمیں
چھوڑ۔۔۔۔۔ میرے بابا ہمیں چھوڑ کر کہی نہیں گئے آپ
مجھے میرا موبائل دیں میں شہریار کو فون کرتی ہوں
انہوں نے ہی میرے بابا کو میرے خلاف ورغلا یا ہے کہ
مجھ سے زیادہ سارا ناراض رہیں تاکہ وہ ہمیں جلدی اپنی
حویلی لے جاسکیں میں شہریار سے بھی ناراض ہو جاؤں
گی بالکل بات نہیں کروں گی۔۔۔ ماما آپ انہیں بلائیں نا۔۔۔ وہ
بولیں گے تو بابا اٹھ جائیں گے نا۔۔۔ میں انہیں کال کرتی
ہوں۔۔۔ وہ بابا سے میری سفارش کر دیں گے پھر آپ دیکھنا
بابا اپنی ناراضگی ختم کر دیں گے۔

مشائم بے یقینی کی گہرائی میں گری اپنے حواس کھوتی
بول رہی تھی جبکہ مہوش بیگم کو اس کی باتیں سن کر
اپنا بھی دل بند ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ روتی ہوئی
کانپتے ہاتھوں سے شہریار خانزادہ کا نمبر کانٹیکٹ لسٹ

سے نکالتی اسے کال ملا گئی۔

کچھ ہی بیلز کے بعد اس کی کال ریسو ہو گئی ہیلو
شہریار۔۔۔ دیکھیں ناں بابا میرے بابا۔۔۔ ابھی تک خفا ہیں میں
حویلی جانے کا پرومیس بھی کر چکی ہوں بابا۔۔۔ بابا اٹھ
نہیں رہے وہ اپنی آنکھیں بند۔۔۔ میرے بابا کو کیا کچھ ہو گیا
ہے۔۔۔ یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔۔۔ آپ نے انہیں منا
کیا ہے ناں مجھ سے خفا رہنے کا بولا ہے نا۔۔۔ بابا میرے
بابا اٹھیں ناں!!! مشائم بری طرح پھوٹ پھوٹ کر ٹوٹے
لفظوں سے بولتی شہریار خانزادہ کی کسی بھی بات کو
سنے بغیر اپنا موبائل دور پھینک کر سالار صاحب کے
پاس بیٹھتی پھر سے ان کے ہاتھ چوم کر سہلانے لگی
تھی۔

موبائل پر کال ہنوز جاری تھی۔ دوسری جانب شہریار
خانزادہ تھا جو ہیلو ہیلو بولتا ہوا تیزی سے اپنی جگہ سے
کھڑا ہوا تھا۔۔۔ سب خیر ہے بیٹے تم۔۔۔ خانم بی شہریار
خانزادہ کو مسکرا کر کال ریسو کر کے پریشان سا
کھڑے ہوتے دیکھ گھبرا کر بولی تھی۔

سالار چاچو! ہیلو مشائم۔۔۔ تم رو کیوں رہی ہو میں آ رہا ہوں
ہیلو۔۔۔!! شہریار کیا ہوا ہے سب۔۔۔۔۔ خانم بی مجھے لگتا
ہے کچھ۔۔۔ میں جا رہا ہوں ابھی مجھے لگتا ہے کچھ پر اہلم
ہو گئی ہے۔ شہریار خانزادہ کال چلتی دیکھ کر دھڑکتے
دل سے بولا تھا۔

کہاں پر اہلم ہی گئی تم کس سے بات کر رہے۔۔۔۔۔ پھوپھو
مجھے ابھی جانا ہوگا مجھے لگتا ہے کچھ غلط ہے سالار
چاچو کو کچھ۔۔۔ ان کی بیٹی کی کال تھی آپ لوگ۔۔۔ ہمیں
بھی لے چلو شہریار!! اللہ سب خیر کرے میرا بھائی!!
شہریار خانزادہ کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ اپنی طرف
سوالیہ نظروں سے دیکھتی خانم بی اور مریم خانم سے کیا
بولے۔

موبائل اس کے کان پر ہی لگا ہوا تھا وہ مشائم کی پھوٹ
پھوٹ کر روتی ہوئی آواز کے ساتھ سالار صاحب کو
پکارتے سن رہا تھا۔ آپ لوگ یہی رہیں میں چاچو کی
طرف جا رہا ہوں ان کو اپنے ساتھ لے آؤں گا آپ خانم بی
کا خیال رکھیں! شہریار خانزادہ فوراً سے سیچویشن
سمجھتا سنبھلنا تھا۔

ٹھیک ہے بیٹے خیال سے جاؤ! مریم خانم اپنے بھتیجے کے چہرے پر شدید قسم کی پریشانی دیکھتی بولی تھی۔ شہریار خانزادہ ایک منٹ بھی ضائع کیے بنا تیزی سے لمبے لمبے قدم اٹھاتا حویلی سے نکلا تھا۔ وہ کار پورچ میں پہنچ کر اپنی گاڑی میں بیٹھتا ہوا کی تیزی سے ڈرائیو کرنے لگا تھا۔

کیا ہوا ہے تم لوگ یہاں کیوں کھڑے ہو!! شہریار خانزادہ جو بالکل ابھی ابھی اپنے چاچو سالار صاحب کے فلیٹ پہنچا تھا جب اپنے سیکورٹی کے بند کو گیٹ کے باہر کھڑے دیکھ کر استفسار کرنے لگا۔ سر آپ کے چاچو-----شہریار کی سیکورٹی کا بندہ اسے جواب دینے ہی لگا تھا جب رایان کی گاڑی تیزی سے اکر رکی۔

سعدیہ انصاری اور ایشا کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ جبکہ روحیل انصاری شدید قسم کے دکھ میں مبتلا تھے۔ وہ تینوں جلدی سے فلیٹ میں چلے گئے جبکہ رایان شہریار خانزادہ کی طرف بڑھا جو اپنے سیکورٹی کے بندے کی

بات سن کر کچھ لمحوں کے لیے ساکت ہو گیا تھا پھر وہ فوراً اندر داخل ہو گیا۔

وہ جیسے ہی اندر انٹر ہوا مہوش بیگم کو سعدیہ انصاری کے گلے لگے پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھتا مردہ سے قدموں کے ساتھ سالار صاحب کے کمرے کی جانب بڑھا جہاں سے مشائم کی چیخ چیخ کر رونے کی آوازیں آرہی تھی۔

روم میں داخل ہوتے ہی اسے محسوس ہوا کہ اس کا دل جیسے کسی نے زور سے مٹھی میں پکڑ کر مسل دیا ہو۔ اس کے چاچو سالار صاحب اس دنیا سے حسرتیں لئے رخصت ہو گئے تھے۔ بیڈ پر لیٹا ہوا ان کا وجود بے جان تھا ہیزل آنکھیں جن میں کچھ دیر پہلے خانم بی سے ملنے کی بے چینی تھی وہ بند ہو چکی تھی۔ جس چہرے پر شدید تکلیف تھی وہ بے حد پرسکون تھا۔

بابا جان اٹھ جائیں آپ کی مشی آپ کے بنا جینے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔ میں آپ سے کوئی ضد نہیں کروں گی۔۔۔ آپ کی ہر بات مانو گی۔۔۔ میں حویلی جاؤں گی

بابا۔۔۔میرے پیارے بابا اٹھ جائیں دیکھیں نا روحیل انکل کیا بول رہے ہیں مجھے یہ ایشا۔۔۔یہ یہ بھی بکواس کر رہی ہے بول رہی ہے حوصلہ کرو تمہارے رونے سے انکل کو تکلیف ہو رہی ہو گی۔۔آپ مجھ سے بات کریں ناں بابا۔۔۔آپ آگئے شہریار۔۔۔دیکھیں بابا آپ کے لالا کے بیٹے شہریار آگئے یہ ہمیں لینے آئے ہیں۔۔شہریار آپ نے کہا تھا آپ بابا اور مجھے حویلی لے کر جائیں گے دیکھیں ناں بابا ابھی بھی مجھ سے ناراض ہو کر بات نہیں کر رہے میں نے بابا سے پرومیس کیا ہے میں آپ سے ڈیورس نہیں لوں گی حویلی بھی جاؤں گی مگر میرے بابا اٹھ ہی نہیں رہے۔۔بابا آپ سے اکیلے میں بات کرنا چاہتے تھے ناں آپ بولیں ناں انہیں!!!! مشائم پھوٹ پھوٹ کر ہچکیوں سے روتی سالار صاحب کے پاؤں چومتی ہوئی بول رہی تھی۔

وہ شہریار خانزادہ کو روم کے دروازے پر لال انگارہ ہوتی آنکھوں لئے کھڑے دیکھ کر ایسے انداز میں بول رہی تھی کہ ایشا تو کیا روحیل انصاری بھی آنکھوں میں موجد اشکوں کو بہنے سے روکنے میں ناکام ہو گئے۔

(بابا جان میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں چاچو جان کو حویلی

لازمی لاؤں گا۔ شہریار خانزادہ کو اپنے بابا سالار صاحب سے کیا گیا وعدہ یاد آیا۔ اسے دل میں درد اٹھنے لگا۔

(شہریار تم میرے سالار کو لے آؤ گے ناں ڈھونڈ کر مجھ سے بھی ایسا خفا ہو کر گیا ہے کہ کبھی واپس نہیں آیا باپ نے اگر غصے میں حویلی سے نکال دیا تو ماں کا کیا قصور ہے اسے سمجھنا چاہیے میں اس کی منتظر ہوں) شہریار خانزادہ کو خانم بی کا شکوہ یاد آیا۔ وہ جب بھی ان کے پاس بیٹھتا تھا وہ ہمیشہ شہریار خانزادہ سے ایک امید لئے بولتی تھی جس پر وہ انہیں یقین دلاتا تھا کہ وہ اپنے چاچو کو واپس ضرور لائے تھا۔

میں اپنی آخری سانسوں سے پہلے اپنی مورے سے ملنا چاہتا ہوں

شہریار خانزادہ اپنے چاچو سالار صاحب کی کچھ گھنٹے پہلے بولی گئی وہ خواہش یاد آئی جو ادھوری رہ گئی تھی۔ اس کا دل تکلیف کی گہرائیوں میں گم ہو گیا۔

انسان کی ہر خواہش پوری نہیں ہو سکتی ادھوری چاہتیں لئے ہی کچھ لوگ دنیا سے پردہ فرما جاتے ہیں۔۔

مشائم ہمت کرو تم بریو ہو چاچو کی بہادر بیٹی ہو!!
شہریار خانزادہ خود پر ضبط کے پہرے بٹھاتا مشائم کی
جانب بڑھا اور اسے شانوں سے پکڑ کر سالار صاحب
سے دور کرنے لگا۔ میں نہیں ہوں شہریار۔۔۔بابا کے بنا میں
اسٹرونگ نہیں!! کیا میرے بابا واقعی مجھے چھوڑ
گئے؟۔۔۔مشائم شہریار خانزادہ کی کے سینے سے لگتی
پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

وہ اپنی آنکھوں دیکھے پر بھی اعتبار نہیں کر رہی تھی۔
اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ کچھ لمحوں پہلے اس کے
بابا اس سے باتیں کر رہے تھے وعدے لے رہے تھے وہ
پلکیں جھپکنے پر ہی ختم ہو گئے تھے جتنی اٹیچمنٹ
جتنی اونسیت اسے اپنے بابا سے تھی وہ پل میں ہی انہیں
کیسے بے جان دیکھ کر قبول کر لیتی۔

تم مضبوط ہو چاچو کی آخری خواہش خانم بی سے ملاقات
کی تھی وہ حویلی جانا چاہتے تھے ناں ہمیں ان کی آخری
رسومات ان کی حویلی میں ہی کرنی چاہیے!! خانم بی
سالار چاچو کی منتظر ہیں ان کی حویلی ان کی منتظر ہے
ہوش سنبھالو اپنا!! شہریار خانزادہ پختہ حتمی فیصلہ لیتا

بولا تھا۔

زندگی میں ناں سہی مگر ان کے دنیا کے آخری سفر کو
ان کے اپنوں کے بیچ ہونا چاہیے!! شہریار خاندانہ اپنے
چاچو کے بے جان وجود کو دیکھ کر بولا تھا۔ مشائم اب
سہی معنوں میں سسک سسک کر روئی تھی۔

اس کا بابا ختم ہو چکے تھے باپ بیٹی کا ساتھ یہی تک کا
تھا۔ سالار صاحب بہت سے راز لئے جا چکے تھے ان کی
ہم راز ان کی بیوی مہوش بیگم تھی وہ کبھی کسی کو سچ
نہیں بتا سکتی تھی وہ اپنے شوہر سے کیے جانے والے ہر
وعدے کو آخری سانس تک نبھانے والی تھی۔ مگر ان کی
بیٹی کیا وہ لوگوں کی تلخیاں اپنے بابا کے لئے برداشت
کر سکتی تھی۔ وہ ٹوٹ کر بکھری ضرور تھی مگر اس
کے خون میں اپنے بابا کے لئے وہی گرم جوشی تھی جو
ایک محبت کرنے والی بیٹی کو اپنے باپ سے ہوتی ہے

بہرام ہم کہاں جا رہے ہیں؟۔۔۔ شانزے بہرام خاندانہ کے
ساتھ پیسنجر سیٹ پر بیٹھتی ہوئی استفسار کرنے لگی تھی۔
کل سے تم نے میرا دماغ کھایا ہوا ہے حویلی جانے کا تو

وہی لے جا رہا ہوں بیوی! بہرام خانزادہ اس کا ہاتھ پکڑتے
مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

یہ آپ کو مجھ پر رحم کیسے آگیا؟۔ شانزے اسے اپنی
نازک کلائی چومتے دیکھ کر بولی تھی غزالہ چچی کی
کال آئی تھی انہیں میں نے بتا دیا تھا کہ ہم اسلام آباد میں
ہی ہیں تو انہوں نے تمہیں حویلی لانے کا بولا شاید انشال
کی شاپنگ کے لئے تمہارے ساتھ جانا چاہتی ہیں مگر
ایک بات کان کھول کر سن لو میں اپنی بیوی کے بغیر
ایک رات بھی اکیلے بیڈ پر اب نہیں گزار سکتا اس لئے
رات لینے آؤں گا میں تمہیں بغیر کسی شور شرابے کے
آگے لگی نظر آنا ورنہ آئی وونٹ بی جینٹل دس ٹائم!! وہ
اس کو تفصیل سے بتاتا آخر میں دو معنی انداز میں بولا
تھا۔

اس کی بات کا مطلب سمجھ کر شانزے گلنار ہوئی تھی۔ وہ
اپنی پلکیں جھکا چکی تھی۔ بہرام خانزادہ نے بیسمنٹ میں
اس کا جو حال کیا تھا وہ سوچ کر ہی گلاب ہو گئی تھی۔

ابھی سے بھی اپنے اندر فیل کر کے لال ہونے کی

بہرام خانزادہ اپنے لبوں پر موجود شانزے کے ہاتھ کو زور سے پکڑ کر اس کی ہتھیلی چوم کر اس کی باہوں کا ہار اپنی گردن کے گرد باندھ کر اس کے سر کو چومتا ہوا دل جمعی سے ڈرائیو کرنے لگا۔ وہ ہر تھوڑی دیر بعد کوئی بے باک جسارت کرتا اس کو شرما کر خود میں چھپنے پر مجبور کر رہا تھا۔

شانزے خان کچھ دیر پہلے ہی بہرام خانزادہ کے ساتھ حویلی پہنچی تھی۔ لاؤنچ میں سب لیڈیز بیٹھی ہوئی تھی شانزے اور بہرام خانزادہ ایک ساتھ قدم اٹھاتے صوفوں کی طرف بڑھے تھے۔ وہ سب ایک ساتھ سب سے مل رہے تھے۔

شانزے پریشان سی بیٹھی مریم خانم کے پاس جاتی ان سے ملنے لگی تھی جبکہ بہرام خانزادہ خانم بی اپنی دونوں پھوپھو نازنین خانم پلوشہ خانم اور اپنی چچی غزالہ خانم سے ملنے کے بعد کسی کام کا کہتا ابھی واپس جانے کے کیے مڑا ہی تھا جب شہریار خانزادہ کے ساتھ منہان خانزادہ اور احد خانزادہ کو کسی کا جنازہ حویلی کے زنان

شہریار یہ تم کس کو اپنے کندھوں پر اٹھائے لائے ہو یہ
کس کا جنازہ میرے پوتے اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے
ہیں؟۔۔۔ یہ کون ہے تم تو میرے بیٹے سالار خان کو لینے
گئے تھے ناں مجھے تم نے کہا تھا کہ تم اپنے چاچو کو
واپس حویلی لانے جا رہے ہو میرے سالار کی بیٹی میری
پوتی کو تم نے حویلی لانا تھا ناں تو یہ۔۔۔ سب کون ہیں
شہریار؟

میرا بیٹا سالار کہاں ہے وہ نہیں آیا کیا شہریار اس نے
انکار کر دیا کیا وہ مجھ سے عمر کے اس حصے میں بھی
نہیں ملے گا مجھ سے نہیں ملنے آیا ناں وہ؟۔۔۔ خانم بی دل
پکڑ کر بولی تھی۔ لاؤنچ میں موجود حویلی کے ہر فرد
نے انہیں لرزتے لہجے میں بولتے سن کر چونک کر
دیکھا تھا۔

بہرام خانزادہ سگریٹ نکال کر لبوں میں سلگاتا سب کو
باری باری دیکھ رہا تھا۔ اس کے علم میں بھی تھا کہ اس
کے ماموں سالار خان پاکستان واپس آچکے ہیں اس بات کا
علم اسے اپنے بابا کی باتوں سے ہوا تھا جب وہ کال پر

کسی سے باتیں کرتے کچھ ہدایات دے رہے تھے اور
اسے دیکھتے ہی ٹھٹھک کر خاموش ہو گئے تھے جب اس
نے پوچھا تو وہ بات گول کر گئی مگر وہ اپنے ماموں
سالار خان کا نام سن چکا تھا۔

خانم بی سالار چاچو کو لے آیا ہوں میں وہ آگئے ہیں میں
نے بابا سے کیا وعدہ پورا کر دیا ہے آپ سے کیا وعدہ
بھی پورا کر چکا ہوں دیکھیں میں چاچو کو لے آیا ہوں!!
شہریار خاندادہ کی کرب ناک بات سن کر سب کو ہی شک
لگا تھا۔

نازنین خانم نے مہوش بیگم کو دیکھ کر نفرت سے منہ
پھیرا تھا۔ وہ اپنی دیدہ پلوشہ خانم کے ساتھ کھڑی تھی۔ وہ
سمجھ گئی تھی شہریار خاندادہ کی بات کا مطلب وہ اپنے
چاچو کا بے جان وجود لایا تھا سفید کفن میں لپٹا وجود
خاندادہ حویلی کے زنان خانے کے لاؤنچ میں موجود خانم
بی کی بوڑھی ہڈیوں کو چکنا چور کر گیا تھا۔

سالوں بعد اپنے چھوٹے بیٹے سے ملاقات بھی ہوئی تھی
تو اس وقت جب وہ بے جان تھا۔ خانم بی کا دل خون کے

آنسو رو رہا تھا وہ اپنا دل تھامے اپنے بیٹے کا جنازہ
دیکھتی اپنی جان بھی نکلتی ہوئی محسوس کر رہی تھی۔
آنسو تھے کسی جھرنے کی طرح آنکھوں سے بہنے لگے
تھے۔

(سالار خدارا مت جاؤ میں مر جاؤں گی تمہارے بغیر!!
تمہارے بابا ابھی غصے میں ہیں وہ تم نے بہت محبت
کرتے ہیں) خانم بی کو وہ دن یاد آیا جب سردار دراب
خان نے سالار خان کے منہ پر زور دار طمانچہ رسید کر
کے انہیں حویلی سے نکل جانے کو کہا تھا اور انہیں اپنے
نام سے بھی عاق کر دیا تھا۔

سالار خان سردار دراب خان کے آگے اف بھی ناں کر
سکے اور سر جھکائے انکی ہر بات خاموشی سے سنتے
حویلی سے جانے لگے جب خانم بی تڑپتی ہوئی اسی
لاؤنچ میں اپنے بیٹے کی پھوٹ پھوٹ روتی مینتیں کرنے
لگی۔

(مورے جان میں بابا کا ہر فیصلہ قبول کر سکتا ہوں مگر
کشمالہ خان سے شادی کبھی نہیں کر سکتا میں کسی اور

لڑکی کو پسند کرتا ہوں اس پر ہی میری دنیا ختم ہو جاتی
(ہے) سالار خان خانم بی کے دونوں ہاتھ پکڑے ان کی
پشت باری باری چوم کر بولے تھے۔

(تو پھر دفعہ ہو جاؤ اپنی یہ نافرمان شکل لے کر میرے
سامنے سے جب تم ڈھیٹائی سے ہمارے فیصلے کی نفی
کر رہے ہو) سردار دراب خان صوفے پر بیٹھے بلند آواز
میں گرجے تھے۔ سردار صاحب سالار ناسمجھ ہے ابھی
اس کی عمر ہی کیا ہے یہ جوان خون ہے بچے اس عمر
میں بھٹک جاتے ہیں آپ اپنے فیصلے پر-----بس خانم ایک
لفظ اور نہیں!! یہ ہمارے فیصلے کے خلاف کھڑا ہوا ہے
اس کی اس حماقت سے کتنے رشتے برباد ہو سکتے ہیں
اسے کسی کا خیال بھی نہیں ہے بس اپنی آوارگی اور دل
لگی کو یہ ہم سب پر تھوپنا چاہتا ہے ہماری مرحوم بہن
کی بیٹی کو اپنانے سے انکار کر رہا ہے تو یہ دفعہ ہو
جائے ہماری نظروں سے اور یہی نہیں سن لو تم سب آج
ہم وصیت کرتے ہیں یہ ہمارا مرا ہوا منہ بھی نہیں دیکھ
سکتا ہم اس سے یہ حق چھینتے ہیں آج ہم ناں صرف اس
کو اپنی تمام جائیداد میں سے عاق کرتے ہیں بلکہ اس سے
اپنا نام بھی واپس لیتے ہیں یہ اب ہماری اولاد نہیں یہ
مرے یا جئے اس سے ہمارے خاندان کا کوئی

رشتہ نہیں!!

سردار دراب خان گرجتے ہوئے سالار خان سے ہر تعلق توڑتے اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔ سالار خان سر جھکائے آنکھیں نیچے کیے کسی مجرم کی طرح کھڑے اپنے بابا صاحب کا فیصلہ سن کر نیم جان ہوئے تھے۔

مورے میں آپ کا بیٹا ہوں اور ہمیشہ رہوں گا بابا جان میرے بابا ہیں میری رگوں میں ان کا خون دوڑ رہا ہے وہ مجھ سے ہر رشتہ ختم کر دیں مگر میں مرتے دم تک اپنا کوئی رشتہ نہیں بھولوں گا! زندگی میں میرا ساتھ آپ سے یہی تک تھا لیکن میں اگر مر گیا تو وصیت کر کے مروں گا میرے آخری دیدار سے میری مورے کو محروم ناں کیا جائے میرا وعدہ رہا آپ سے میں زندہ ناں سہی مگر مرنے پر ضرور لوٹوں گا۔ دنیا کا میرا آخری سفر میری حویلی سے ہی اختتام پذیر ہوگا۔!! سالار خان سانسیں تھامے کھڑی خانم بی کے ماتھے کو عقیدت سے ایک آخری بار چومتے اس سے پہلے اپنا ضبط ہارتے کچھ بھی مزید کہے سنے بغیر حویلی سے چلے گئے تھے اس دن خانزادہ حویلی سالار خان کے وجود سے محروم ہو گئی

تھی۔ حویلی کا لاڈلا بیٹا ہر طرح کی رونق اپنے ساتھ لئے
جا چکا تھا۔

خانم بی روتی بلکتی انہیں چیختی ہوئی روکتی رہی مگر
وہ یوں حویلی سے گئے کہ اب لوٹے بھی تو بے جان وجود
کے ساتھ۔۔۔!!! خانم بی کے بیٹے سالار خان نے کہا تھا وہ
زندہ ناں سہی مرنے کے بعد انہیں اپنے آخری دیدار سے
محروم نہیں رکھیں گے اور انہوں نے اپنے وعدے کا
بھرم رکھا وہ بے جان وجود بنے ان تک واپس لوٹے گئے
تھے۔

مریم خانم اپنے لاڈلے چھوٹے بھائی کو کفن میں لپٹے
دیکھ زار و قطار رو رہی تھی۔ کوئی ایسا دن نہیں تھا جب
انہوں نے سالار خان کو یاد ناں کیا ہو۔

دیدہ آپ بابا جان کو انکار کر دیں ہاشم لالا کے رشتے
سے وہ میری پھولوں جیسی نازک دیدہ کو ڈیزرو نہیں
کرتے

مریم خانم کی جب شادی کی تاریخ رکھی گئی تو ان کے
چھوٹے بھائی پندرہ سالہ سالار خان ان سے لپٹ کر روتے

ہوئے بولے تھے۔

وہ خانم بی سے زیادہ مریم خانم اور دراب خان سے زیادہ شہسوار خان سے اٹیچڈ تھے۔ تم ایسے کیوں بول رہے ہو چھوٹے خان اور یہ رونا کس بات کا آ رہا ہے؟ سالار خان کی بات سن کر مریم خانم ان کے آنسو صاف کرتی پیار سے پچکارتے ہوئے بولی تھی۔ ہاشم لالا آپ کو ہم سب سے چھین لیں گے وہ ہم سارے بھائیوں کی حسد ہماری اکلوتی بہن سے بدلہ لے کر نکالا کریں گے میں جانتا ہوں وہ لالا جان (شہسوار خان) کو اپنے آگے جھکانے کے لئے آپ کو اذیتیں دیں گے دیدہ آپ انکار کر دیں ناں!! سالار خان ضدی لہجے میں بولتے اپنی دیدہ کے ہاتھ چوم رہے تھے۔

وہ مایوں بیٹھی ہوئی تھی جب سالار خان دل برداشتہ ہو کر ان کے پاس آگئے تھے۔ چھوٹے خان ایسا کچھ نہیں ہے لالا جان اور ہاشم بہت قریبی دوست ہیں وہ ہمارے کزن بعد میں پہلے لالہ کے جگری ساتھی ہیں وہ ان سے سلطان لالا سے یا پھر تم سے حسد کیوں کریں گے تمہیں ڈانٹ دیتے ہیں اس لئے اچھے نہیں لگتے وہ میں جانتی ہوں تم اس لئے ایسے بول رہے ہو ناں!! نہیں دیدہ میری ڈانٹ سے زیادہ مجھے آپ کی زندگی عزیز ہے آپ ہم سے کتنا

پیار کرتی ہیں وہ جانتے ہیں اور اس بات کی سزا وہ آپ کو دیں گے انہوں نے مجھے کہا تھا وہ آپ سے ہمارے بدلے لیں گے کیونکہ آپ لالہ جان کی لاڈلی ہیں۔ یہ رشتہ ختم کر دیں ناں پلیز!! سالار خان اپنی بات پر بضد تھے۔

ایسا کچھ نہیں چھوٹے خان جو تم سوچ رہے ہو ابھی چھوٹے ہو وہ تمہیں جھڑک دیتے ہیں تو تم انہیں ناپسند کرتے ہو ان کی لالا سے کوئی دشمنی نہیں تم دل برداشتہ ہو رہے ہو میں کچھ دن بعد چلی جاؤں گی اس لئے دکھی ہو مگر یاد رکھو میں تم سے اور اپنے دونوں لالا سے بہت پیار کرتی ہوں کبھی دور نہیں ہوں گی کوئی مجھے میرے بھائیوں سے دور نہیں کر سکتا اور ہاشم وہ بہت اچھے ہیں میں ان سے بہت محبت کرتی ہوں کیونکہ وہ میرے ہمسفر ہیں میں ان سے پاک رشتے سے جڑنے والی ہوں تمہیں ہاشم کے بارے میں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے مگر وعدہ کرو سالار تم آئندہ اس طرح ہاشم کو برا بول کر میرا دل نہیں دکھاؤ گے!! مریم خانم انہیں پُچکار کر سمجھاتی ہوئی بولی۔

ہاشم خان سالار خان کو بہت ڈانٹتے تھے بات بات پر

جھڑک دیتے تھے اپنی غصیلی نیچر کی وجہ سے اس لئے مریم خانم اپنے چھوٹے بھائی کی بات کو سمجھ ہی نہیں سکی تھی۔ انہیں یہی لگا ان جا پندرہ سالہ بھائی ان کے جدائی کے غم کی وجہ سے اس طرح غلط فہمی ہو گیا ہے۔

دیدہ آپکو ہرٹ کر دیا میں نے میری باتوں سے آپ کو تکلیف ہوئی مجھے معاف کر دیں میں آئندہ ہاشم لالہ کو کچھ نہیں بولوں گا وعدہ کریں آپ لالہ جان اور مجھ سے زیادہ پیار کریں گی!! سالار صاحب ان کو سینے سے لگائے اب افسردہ ہو کر بولے تھے۔

میں سب سے زیادہ اپنے چھوٹے خان سے پیار کرتی ہوں!! مریم خانم سالار خان کے سینے سے لگتی بولی تھی۔ انہیں آج بھی وہ دن یاد تھا ان کی رخصتی پر سب سے زیادہ سالار خان روئے تھے۔۔۔

وہ اپنے سے تین سال چھوٹے بھائی کو کفن کی سفید چادر میں لپیٹے دیکھ اپنا سر پیٹتی ہوئی بری طرح رو رہی تھی۔ ان کا دل پھٹ رہا تھا۔ ان کے سر سے ان کے ہر بھائی کا سایہ چھین لیا گیا تھا وہ اپنے بھائیوں کے تحفظ بھرے

حصار سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو گئی تھی۔

مشائم زمین پر نیچے بیٹھی ہوئی سالار صاحب کو بلکتی ہوئی پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں اپنے بابا کے آخری دیدار کے خوف سے پلکوں کی حرکت کو حرام کر گئی تھی۔ مہوش بیگم اپنی بہن سعدیہ انصاری کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔ ایشا بھی بری طرح رو رہی تھی۔ اس کا دل شدید تکلیف میں تھا مشائم کی حالت دیکھ کر!!

میرے پیارے بابا۔۔میرے بابا جان۔!! مشائم اپنے بال پکڑ کر نوچتی تڑپ کر چیخی تھی۔ سالار صاحب کی تدفین کا وقت ہو گیا تھا ان کا جسدِ خاکی آخری منزل تک پہنچانے کے لیے اٹھا لیا گیا تھا۔ جب وہ تیزی سے زمین سے اٹھتی اپنے بابا کو خود سے دور جانے سے روکنے کے لئے آگے بڑھتی حواس کھوتی ہوئی انہیں پکڑنے لگی تھی۔

میرے بابا کو نیچے اتاریں۔۔وہ مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔!!بابا۔بابا جان پلیز مجھے چھوڑ کر نا جائیں!

مشائم کرب سے بلبلاتی حویلی میں موجود ہر انسان کو ہی
رولا رہی تھی۔ وہ شہریار خانزادہ کی قمیض کو سینے
سے پکڑ کر جھنجھوڑتی ہوئی بلبلا رہی تھی اسے اپنی
سانسیں اکھڑتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

اسکے بابا اپنے منزل کی طرف روانہ ہونے والے تھے
مگر وہ کیسے انہیں جانے دیتی؟۔۔ بیٹی تھی کانچ کی طرح
نازک دل احساسات سے لبریز جذبے رکھنے والی اس کے
بابا اس کے لئے دنیا کے وہ واحد انسان تھے جن کے لیے
اس کا پیار بہت خالص تھا۔

خانم بی اور مریم خانم دونوں اس معصوم گڑیا مشائم کو
دیکھ کر اونچا اونچا رونے لگی تھی مشائم کی حالت قابل
رحم لگ رہی تھی۔ وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے اپنے بابا
کو تھامے بیٹھتی تھی انکا جنازہ اٹھانے ہی نہیں دے رہی
تھی۔

احد خانزادہ اور منہان خانزادہ کا دل بھی شدید غمزدہ ہو
رہا ہے انہیں شہریار خانزادہ نے بلایا تھا کیونکہ مشائم
اسکے علاوہ کسی کے بھی قابو میں نہیں آرہی تھی مشائم

کی حالت دیکھ کر سخت دل لاپرواہ انسان بہرام خانزادہ کو بھی دکھ کا احساس ہونے لگا تھا مگر وہ سپاٹ سا کھڑا تھا سگریٹ پینے میں مصروف گہرے کش لیتا ہوا خود کو سخت جان ثابت کرتے ہوئے۔ منہان نے تو اپنے بابا کو دیکھا ہی نہیں تھا مگر اپنے تایا شہسوار خان کے فوت ہونے پر وہ بھی بہت رویا تھا۔ احد پر بھی یہ وقت آچکا تھا۔ وہ دونوں لڑکے ہو کر اپنا دل سخت نہیں کر پائے تھے مشائم تو پھر بیٹی تھی۔

انشال اور شانزے بھی رو رہی تھی۔ انشال کا حال بھی مشائم جیسا تھا پھوٹ پھوٹ کر لرز کر روتی وہ بھی اپنے بابا کو یاد کر رہی تھی۔ اسے مشائم پر ترس آیا وہ خود محرومیوں کی ماری تھی۔

“باپ کا سایہ ایک ایسے گھنے درخت جیسا ہوتا ہے جو سائے کے ساتھ پھل بھی دیتا ہے جس پر پھول بھی لگتے ہیں جس کی شاخیں دور تک پھیلی ہوتی ہیں جو لمبا سفر طے کرنے

پر بھی انسان کو دھوپ سے جھلسنے نہیں دیتی۔ جس کے سائے تلے زندگی کی تازگی کا احساس شدت سے ہوتا ہے۔

اور جو لوگ اس درخت سے محروم ہو جاتے ہیں پھر وہ
مفلوج ہو جاتے ہیں دنیا کی معذوری مقدر بن جاتی ہے
شدید مشقتیں نصیب میں لکھ دی جاتی ہیں تلخیوں
کڑواہٹوں اور نوکیلے کانٹوں کی راہیں بخت سا حصہ بن
جاتی ہیں دنیا کی کوئی راحت آسانی سے حاصل نہیں ہوتی
دنیا میں کوئی پوشاک ایسی نہیں بنی کو باپ کی محرومی
کا غم چھپا سکے۔۔۔

مشائم ہوش کرو چاچو کو تکلیف دے رہی ہو تم اس
طرح!! شہریار خانزادہ اس کے گال کو سہلاتے بولا تھا۔
یہ لالا میں ٹھہرک پن کے کیڑے کب سے پائے جانے لگ
گئے؟۔۔ عاشق پرو میکس کی طرح ایکٹ کیوں کر رہے
ہیں!! بہرام خانزادہ شہریار خانزادہ کے مشائم کو نرمی
سے چھو کر آنسو صاف کرنے کے بعد تحمل بھرے
لہجے سے پچکارتے دیکھتا سگریٹ کو مکمل ختم کرتا
اپنے دل میں سوچ رہا تھا۔ کتنا کوئی حرام* ہوں میں کیا
سوچ رہا ہوں ٹف ہے میری سوچ پر!! وہ اپنا سر جھٹکتا
سنجیدہ ہو گیا تھا۔

شہریار بابا کو نہیں لے کر جائیں۔۔ میرے پیارے بابا آپ کی

ضرورت ہی مجھے ابھی میں آپ کے بغیر اکیلی ہو جاؤں
گی ماما دیکھیں ناں انہیں یہ میری بات نہیں سن رہے
شہریار نہیں لے جائیں میرے بابا کو!! مشائم سب کے بیچ
شہریار خانزادہ کے سینے پر روتی ہوئی مکوں کی
برسات کر رہی تھی۔

سب مشائم کو بے حد حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ وہ
خاندان کا سب سے بڑا لڑکا تھا سب اس کا ادب اور احترام
دل و جان سے کرتے تھے کبھی بھی ان میں سے کسی
نے شہریار خانزادہ کو نام سے نہیں پکارا تھا لیکن ان کی
چھوٹی کزن نا صرف شہریار خانزادہ کو نام سے پکار
رہی تھی بلکہ اس کے سینے پر مکوں کے وار بھی کر
رہی تھی۔ وہ سب ہی بے یقین تھے۔ ہر ایک فرد حیران تھا
ورنا شہریار خانزادہ کی ایک سخت سی گھوری پر سب
خوفزدہ ہو جاتے تھے

شہریار خانزادہ بے بسی سے مشائم کو دیکھتا سب کی
موجودگی فراموش کرتا اپنی ٹوٹی بکھری بیوی کا ہر ایک
وار برداشت کر رہا تھا۔ وہ زور زور سے اسے مکے مار
رہی تھی اور وہ ترحم بھری بے بس نگاہوں سے اسے بس

دیکھ رہا تھا ایک بار بھی اس نے مشائم کو خود سے دور نہیں کیا تھا نا اس کے ہاتھ پکڑ کر اسے روکنا چاہا تھا۔ وہ تھک کر ہانپتی ہوئی پھوٹ پھوٹ کر روتی شہریار خانزادہ کے سینے پر سر ٹکا گئی تھی۔ اسکی ہمت ٹوٹ چکی تھی حوصلہ ختم ہو گیا تھا۔

شہریار بابا مجھ سے زیادہ آپ سے پیار کرتے تھے نا؟۔۔ وہ گردن اونچی کر کے شہریار خانزادہ کی بھوری آنکھوں میں اپنی سوجی ہوئی نم ہیزل آنکھوں سے دیکھتی بولی تھی۔ نازنین خانم تو اس لڑکی کو دیکھ کر رہ گئی۔

کس قدر بے حیا لڑکی ہے یہ جو ایک نا محرم سے چپکے کھڑی ہے سب کے بیچ باہوں کا ہار بنائے جیسا اس کا نافرمان باپ تھا ویسی ہی تربیت ہے بے حیا! نازین خانم نفرت و حقارت سے پہنکاری تھی سعدیہ انصاری اور مہوش بیگم نے دہل کر انہیں دیکھا تھا۔

لالا تدفین میں تاخیر نہیں کرتے اب بہت زیادہ وقت ہو رہا ہے۔ یہ منہان خانزادہ تھا جو شہریار کو ہوش کی دنیا میں واپس لایا تھا۔ جی لالا چاچو کو ان کی آخری آرام گاہ تک

اب لے جانا چاہیے!! احد خانزادہ بھی اب بولا تھا۔

انشال اپنی بہابھی کو سنبھالو اسے تمہاری ضرورت ہے
میری غیر موجودگی میں! شانزے گڑیا آؤ یہاں اپنی
بہابھی کو سہارا دو!! اسے میرے روم میں لے جاؤ آرام
کے لئے۔۔۔

احد اور منہان خانزادہ کی بات سن کر شہریار خانزادہ
روتی ہوئی انشال اور شانزے کو چکراتی ہوئی مشائم کو
سنبھالنے کا کہنے لگا۔ لفظ ”بہابھی“ ان سب کو مزید
حیران کر گیا۔

انشال اور شانزے کے آگے بڑھنے سے پہلے ہی ایشا جو
بہت صبر سے نازنین خانم کی بکواس مشائم کے لئے سن
کر برداشت کر چکی کہ وہ ایک بھی لمحہ ضائع کیے بنا
مشائم تک پہنچی اور اسے اپنے گلے سے لگا گئی تھی۔

مشائم کے شہریار خانزادہ سے دور ہٹنے کی دیر تھی جب
لڑکے سالار صاحب کے جسدِ خاکی کو فوراً اپنے کندھوں

میں اٹھائے آگے داخل دروازے کی جانب بڑھے تھے۔

بابا پلیر۔۔بابا مت جائیں بابا۔۔میں آپ کے بنا کیا کروں گی
میں آپ سے حقیقت والا ناراض ہو جاؤں گی بابا
جان۔۔ڈونٹ گو۔۔!! مشائم ایشا سے خود کو چھڑوانے کی
کوشش کرتی بلبلا رہی تھی مگر ایشا کی گرفت بے حد
سخت تھی۔ وہ اپنے پوری جان لگائے اسے اپنے ساتھ
لگائے ہوئے تھی۔شانزے نے بھی اسے تھام لیا تھا۔ وہ
پھوٹ پھوٹ کر روتی زمین کا حصہ بن گئی تھی اس کے
بابا کا بے جان وجود مٹی کے سپرد کرنے لے جایا جا چکا
تھا۔ انشال زمین پر گری مشائم کے قریب بیٹھ کر اسے
اپنے گلے سے لگا گئی تھی۔ اس مشکل وقت میں مشائم
کے پاس کوئی بہن تو نہیں لیکن تین بہنوں جیسی کزنز
موجود تھی جو اسے سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

رات کے نو بج رہے تھے خانزادہ حویلی رات کی سیاہی
میں ڈوبی ہوئی تھی سب لوگ حویلی کے لاؤنچ میں بیٹھے
ہوئے تھے مگر اس قدر خاموشی تھی جیسے لاؤنچ میں
بیٹھے وجود روح سے پاک بے جان ہوں۔

سالار صاحب کی موت جہاں کچھ لوگوں کو دلی تکلیف میں مبتلا کر گئی تھی وہی کچھ لوگ ایسے بھی تھے جن میں رحم اور احساس نام کی چیز بھی ناں تھی۔

مریم خانم اور خانم بی شدید تکلیف میں تھی پلوشہ خانم کو بھی بے حد دکھ تھا جبکہ ایک نازنین خانم تھی جو زہر اگلنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی تھی۔ حویلی کے لاؤنچ میں رکھے کشادہ صوفوں کے ایک طرف خاندان کی عورتیں بیٹھی تھی جبکہ ایک دوسرے صوفے پر مہوش بیگم سعدیہ انصاری اور ایشا بیٹھی ہوئی تھی۔ شانزے اور انشال دونوں ایک ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ حویلی میں سوگ کا سما تھا مگر ہر کسی کا غم ہر ایک کا نہیں ہوتا۔!! دکھ سب کا اپنا اپنا ہوتا ہے۔

تم اب کیوں آگئی ہو ہماری زندگیوں میں؟... کیا ہمارا خاندان تمہارے اور سالار کے چکر کو بھول جائے گا جس کی وجہ سے اس نے کشمالہ سے شادی سے انکار کیا اور میری بہن پر وہ عورت سوکن بن کر نازل ہو گئی سالار کو عاق کر دیا گیا تھا تو پھر یہ دونوں ماں بیٹی کس حق سے آئے ہیں ہماری حویلی؟... میت کی تدفین ہو گئی ہے

ظفروں سے دیکھتی ہوئی پھنکار رہی تھی جب انکی بات
زنان خانے کے لاؤنچ میں داخل ہوتے شہریار خانزادہ نے
بری درشگی سے کاٹ دی۔

حویلی کے لاؤنچ میں تمام لڑکے ایک ساتھ انٹر ہوئے
تھے۔ شہریار خانزادہ ان سب میں آگے تھا جبکہ احد اور
منہان ایک ساتھ چلتے ہوئے اندر آرہے تھے۔ انکے
پیچھے ہی بہرام خانزادہ تھا جو کسی سے کال پر بات کرتا
اندر آیا تھا۔ وہ سردار ہاشم خان سے کال پر بات کر رہا
تھا۔ جو اسے کال کر کے کچھ باتیں کنفرم کر رہے تھے۔

شہریار میرے بیٹے تم ایسے ماں باپ کی بیٹیوں کو نہیں
جانتے جو کسی موقعے کا بھی فائدہ.....خالہ ایک لفظ اور
نہیں ورنہ میں برداشت نہیں کروں گا حویلی میں سوگ کا
سما ہے اور آپ ہیں کہ۔۔۔۔میں ٹھیک بول رہی ہوں بیٹے وہ
لڑکی کیسے تم سے ایک نامحرم سے سب کے بیچ چپکے
کھڑی تھی بے حیا۔۔۔۔۔وہ میری بیوی ہے خالہ نکاح میں
ہے میرے میں اس کا محرم ہوں! مشائم کے لئے ایسے
گھٹیا الفاظ کا استعمال کر کے آپ میرے اشتعال کو ہوا مت
دیں! شہریار خانزادہ کی آواز بلند ہوئی تھی وہ بہت رعب

دوسرا جھٹکا لگا تھا۔ اس کے نکاح کا علم کسی کو بھی نہیں تھا۔ میں سالار چاچو کی تلاش میں تھا انہیں حویلی واپس لانا میرے بابا کی آخری خواہش تھی۔ میں آپ لوگوں کو اس نکاح کے متعلق اس وقت بتانا چاہتا تھا جب میں چاچو اور مشائم تک پہنچ جاتا انہیں خانزادہ حویلی واپس لے آتا مگر قسمت کا لکھا کچھ اور ہی تھا جو کوئی نہیں ٹال سکتا میں انہیں زندہ واپس نہیں لا سکا اس بات کا دکھ شاید مجھے ساری زندگی رہے وہ میرے چاچو تھے اور مجھے سالار چاچو بالکل ویسے ہی عزیز تھے جیسے میرے بابا جان کو چونکہ میرے چاچو اس دنیا میں نہیں رہے مگر میں ان کی بیٹی کا ہمسفر ہوں اس نے اپنے باپ کو کھویا ہے شوہر کو نہیں مشائم پر اٹھنے والی ہر انگلی میری غیرت پر وار ہے اور میں اپنی غیرت کو للکارنے والوں کے لئے کس حد تک بدترین ثابت ہو سکتا ہوں یہ ابھی کسی کو اندازہ نہیں بہتر ہے ہم ماضی کو ماضی میں ہی رہنے دیں ورنہ ہم سے جڑے رشتے اندر سے کتنے کھوکھلے ہیں یہ سب ہی بہتر جانتے ہیں

خالہ ایک بات میں آپ کو مزید واضح کر دوں بابا نے کشمالہ خان سے شادی اپنی مرضی سے کی تھی سالار چاچو کا اس میں کوئی ہاتھ نہیں تھا میری مورے کے

نصیب میں لکھا تھا جو کچھ بھی ماضی میں ہوا!! بہتر ہے
ہم سب کچھ بھولا کر آگے بڑھ جائیں میرا خاندان بکھر
چکا ہے میں اب مزید کسی کو بھی ٹوٹے رشتوں کو مزید
کھوکھلا کرنے کی اجازت نہیں دوں گا!! شہریار خانزادہ
مزید طیش سے بھرے کرب ناک سے لہجے میں بولا تھا۔

وقت نہیں تھا اب گڑھے مردے اکھاڑنے کا ایک دوسرے
سے سہارے چھیننے کا۔

شہسوار لالا نے ہم سب سے اتنی بڑی بات چھپائی دیدہ
میں کہتی تھی ناں آپ کو اس مرد کی بیوی نہیں بنا جاتا
جس کا دل پہلے سے ہی کسی اور کا ہو اب دیکھیں ناں
شوہر آپ کا تھا کبھی اور اب تو بیٹا بھی نہیں رہا۔ نازنین
خانم خاموش بیٹھی اپنی بہن پلوشہ خانم سے بولی تھی۔
جنہوں نے آپ کا گھر اجاڑا اب وہی اس حویلی پر راج
کریں گے!! نازنین خانم مہوش بیگم کو گھورتی ہوئی بولی
تھی۔

بس بہت ہو گیا میری بہن غم میں ہے خاموش ہے اس کا
برگزی یہ مطلب نہیں آپ جو چاہے کہیں! اپنی حویلی اپنے

پاس رکھیں میری

بہن بیوہ ضرور ہو گئی ہے مگر رشتوں سے محروم
نہیں!! سعدیہ انصاری کی بس ہو گئی تھی وہ کب سے
نازنین خانم کو برداشت کر رہی تھی اب وہ اپنی بہن پر
مزید کوئی بات نہیں سن سکتی تھی۔ منہاں اپنی مورے کو
تعجب سے دیکھ رہا تھا جو سب کو تکلیف میں مزید مبتلا
کر رہی تھی۔

شہریار بیٹا میں اپنی بہن مہوش کو اپنے ساتھ لے کر جانا
چاہتی ہوں یہاں اسے تکلیف کے سوا کچھ بھی نہیں مل
سکتا اس نے اپنا شوہر کھویا ہے وہ یہاں۔۔۔۔۔میں آپ کا
احترام کرتا ہوں مگر میری چچی کہی نہیں جائیں گی وہ
اپنی حویلی میں ہی رہیں گی ہم سب کے ساتھ

سعدیہ انصاری جو اپنی بہن کا مزید کوئی تماشہ بنتے نہیں
دیکھ سکتی تھی وہ صوفے سے کھڑی ہوتی شہریار
خانزادہ سے مخاطب تھی جب شہریار بہت احترام بھرے
لہجے میں ان کی بات کاٹ گیا۔ وہ مشائم کو اب ماں کی
جدائی سہتے نہیں دیکھ سکتا تھا وہ پہلے ہی بہت ٹوٹی
ہوئی تھی۔ اس سب سے نا صرف وہ مزید بدگمان ہوتی

بلکہ ان سب کی کبھی شکل دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتی۔

یہ حویلی اگر میری بہن کی ہوتی تو اس کے شوہر کے مرنے پر اسے یوں طعنے نہیں دیئے جاتے! سالار بھائی کے جنازے کا بھی تمہاری خالہ کو خیال نہیں تھا یہ میری بہن اور بھانجی پر بہت سے الزامات لگا چکی ہیں انکی حویلی انہیں ہی مبارک ہو مگر میں اپنی بہن ایسے لوگوں میں تنہا نہیں چھوڑ سکتی جہاں اس کی کوئی عزت ناں ہو!! مشائم تمہاری بیوی ہے اس کا خیال رکھنا تمہارا فرض ہے مگر میری بہن لاوارث نہیں جو لوگوں کے طعنے سننے اپنی عدت بھی ان جھوٹے الزامات کے بوجھ تلے گزارے جو اس نے کیے ہی نہیں

میری بہن کو ایک بار پہلے بھی تمہاری خالہ نازنین خانم دھکے دے کر نکال چکی ہیں جب مشائم ایک سال کی تھی سالار بھی اپنے بابا سردار دراب خان کے فوت ہونے پر حویلی آئے تھے مگر انہیں ملازموں کے ذریعے ذلیل کر کے نکلوا دیا گیا تھا۔ اس وقت بھی میری بہن نے صبر کے گھونٹ پی لئے تھے مگر اب وہ وقت نہیں جب وہ اپنی اتنی تذلیل بغیر کسی جرم کے برداشت کرے!! سعدیہ

انصاری کا انداز بے حد سرد تھا انکا چہرہ سپاٹ تھا وہ
بہت سخت سے لہجے میں بول رہی تھی۔

ان کی بات سن کر سب کو حیرت کا تیسرا جھٹکا لگا تھا
اس بار شہریار خانزادہ بھی حیران تھا اسے بھی اس بات
کا علم نہیں تھا کہ اس کے چاچو کو ملازموں سے دھکے
دلوا کر نکالا گیا ہے۔ مشائم کے شدید غصے میں حویلی
جانے سے انکار کرنے کی ایک بڑی وجہ یہ بات بھی
تھی کہ وہ اپنے بابا کی اس حد تک ہونے والی تذلیل کے
بارے میں بے خبر نہیں تھی!! شہریار خانزادہ سمجھ گیا
تھا وہ ان میں سے کسی کو بھی معاف اب نہیں کرنے والی
تھی۔ آج وہ جس بیٹی کو ٹوٹا بکھرا دیکھ چکا تھا اس کو
بہلانا مشکل تھا وہ پاگلوں کی طرح اپنے والدین سے
محبت کرتی تھی اسکی دنیا ان پر ختم ہوتی تھی۔ یہ سب تو
کچھ بھی نہیں تھا ابھی بہت سے راز باقی تھے ابھی بہت
سے وعدے ٹوٹنے باقی تھے۔

بیٹی یہ آپ کیا بول۔۔۔۔۔خانم بی آپکو شاید علم نہیں اس بات
کا مگر میں آپ سب کے حیران چہرے دیکھ کر ایک بات
کا اندازہ لگا رہی ہوں کہ بہت سی ایسی باتیں ہیں جو آپ

لوگ نہیں جانتے کیونکہ میری بہن اور سالار بھائی نے
کبھی کسی سے کوئی شکوہ نہیں کیا مگر میں اب اپنی بہن
کو مزید کچھ برداشت نہیں کرنے دوں گی

خانم بی جو اجنبی سے سعدیہ انصاری سے سوالیہ لہجے
میں بول رہی تھی جب وہ نازنین خانم کی دیکھ کر غصے
سے انکی بات کا جواب دینے لگی وہ مزید کوئی انکشاف
کرتی جب مہوش بیگم نے انکا ہاتھ پکڑ لیا اور انہیں
خاموش رہنے کے لئے التجائیہ نظروں سے دیکھا۔ آپی
پلیز چپ ہو جائیں!! وہ بہت دھیمے لہجے میں بولی۔

ایشا بھی اپنی خالہ مہوش بیگم کے ساتھ ہی بیٹھی تھی۔ وہ
ان کے آنسو صاف کر رہی تھی اسے بہت دکھ ہو رہا تھا
مشائم کی حالت ٹھیک نہیں تھی وہ اسکے لیے بہت اداس
تھی۔ مشائم کو شانزے اور انشال دونوں بہت پہلے ہی
شہریار خانزادہ کے روم میں لے گئی تھی۔ وہ روتی روتی
نیم بیہوشی میں چلی گئی تھی اسے کسی کا بھی ہوش نہیں
تھا۔ ایشا کا دل اس حسین علیشان حویلی کے بدترین لوگوں
سے سخت خراب ہو رہا ہے۔ یہاں اسے سب ہی بہت پتھر
دل لگے جو اتنی غمزدہ سیچویشن میں بھی مشائم اور

مہوش بیگم کو سہارا دینے ان کا غم بانٹنے کی بجائے
اپنے ماضی کی بحث اور الزامات کا ڈھیر لئے بیٹھے
تھے۔

شہریار تم مشائم کو اتنا تو جان گئے ہو وہ یہ سب برداشت
نہیں کرے گی اس کے سامنے اگر مہوش پر یا سالار
بھائی پر کسی نے بات کی تو وہ چپ نہیں رہے گی اور
جیسی اس کی حالت ہے میں نہیں چاہتی وہ مزید اپنی حالت
خراب کرے اس لئے بہتر یہی ہے کہ میں مہوش کو اور
اسے فلحال واپس ہی اپنے ساتھ لے جاؤں۔!! سعدیہ
انصاری کسی سوچ میں ڈوبے شہریار خانزادہ سے پھر
سے بولی تھی۔

میں آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا اور میں بالکل
نہیں چاہتا چچی مشائم ہم سے دور رہیں انہیں ہماری
ضرورت ہے ہم انہیں خود سے الگ نہیں چھوڑ سکتے اب
میرے چاچو کی فیملی میری ذمہ داری ہے آپ بے فکر
رہیں میں ہوں سب سنبھال لوں گا! شہریار خانزادہ حتمی
سے لہجے میں بولتا اپنی چچی کی جانب بڑھا تھا اور ان
کے سامنے کچھ قدموں کے فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔

چچی حوصلہ کریں میں جانتا ہوں آپ کا نقصان بہت بڑا ہے یہ وقت نہیں تھا اس سب کا جو ہو رہا ہے میں آپ سے معافی مانگتا ہوں ہر اس بات کے لئے جو میری غیر موجودگی میں ہوئی جس سے آپ کو تکلیف پہنچی!! مشائم کو آپ کی ضرورت ہے اور میں چاہتا ہوں آپ اپنی حویلی میں حق سے رہیں جو آپ کا اور مشائم کا حق ہے میں آپ دونوں کو دلوانے کی پوری کوشش کروں گا!! شہریار خانزادہ نظریں جھکائے بولا تھا۔

مہوش بیگم بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھ کر اپنا سر ہلا گئی تھی۔ وہ کیوں انہیں نہیں جانے دے رہا تھا یہ اس کا وعدہ تھا جو اس نے کیا تھا اپنے بابا سے!! نازنین خانم تو بل کھا رہی تھی انکا بھانجا بگڑتا ہوا وقت اور خراب ہوتی حالت سنبھال چکا تھا۔

انشال چچی کو ان کے روم میں لے جاؤ۔۔میں چاہتا ہوں آپ لوگ بھی کچھ دن یہاں ہماری حویلی میں رک جائیں چچی اور مشائم کو سہارا ہو گا میں رایان سے بات کرچکا ہوں ایڈوکیٹ صاحب سے بھی بول دیا ہے میں نے!! شہریار

خانزادہ انشال سے بات کرنے کے بعد سعدیہ انصاری سے مخاطب ہوتا انہیں بھی حویلی میں روک چکا تھا۔

زلیخا۔۔۔ کھانا لاؤ میرے کمرے میں اوپر!! شہریار خانزادہ سیڑھیوں کی طرف بڑھتے ملازمہ کو حکم دیتا چند ہی منٹوں میں سب کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔

نازنین خانم بل کھاتی ہوئی پلوشہ خانم کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔ چچی جان آنٹی ایشا آئیں میں انشال آپ کے ساتھ آپ لوگوں کو رومز دکھاتی ہوں! شانزے ان تینوں سے مخاطب ہوتی انشال کے ساتھ مہوش بیگم سعدیہ انصاری اور ایشا کو ان کے کمروں کی جانب لے گئیں تھی۔

احد خانزادہ ایشا کو دیکھ رہا تھا جس کے چہرے پر اسے ایک عجیب سا تاثر نظر آرہا تھا۔ وہ منہاں خانزادہ کے ساتھ صوفوں کی جانب بڑھا جہاں خانم بی اور مریم خانم بیٹھی ہوئی تھی۔ بہرام خانزادہ اپنے مورے کو دیکھ رہا تھا جن کے چہرے پر تکلیف اور دکھ کے گہرے آثار تھے۔ وہ اپنے قدم انکی جانب بڑھانے لگا۔

شہریار خانزادہ جیسے ہی اپنے کمرے میں داخل ہوا اس کی نظر اپنے بیڈ پر سوتی ہوئی مشائم کے معصوم چہرے پر پڑھی۔ اس کے نقوشوں میں گھلا درد واضح طور پر دور سے بھی نظر آرہا تھا۔

ہیزل آنکھیں بند تھی جن کے پیوٹے سوجے ہوئے تھے۔ عرش شدید سرخی مائل تھے۔ جسم میں کوئی لرزش نہیں تھی وہ خاموش درد کی تفسیر لگ رہی تھی۔

شہریار خانزادہ روم کا دروازہ بند کرتا بیڈ کی جانب قدم بڑھانے لگا۔ وہ مشائم کے قریب بیڈ پر بیٹھتا ایک لمحے کی بھی تاخیر کیے بنا جھکا اور مشائم کے ماتھے پر اپنے ہونٹ رکھ گیا۔

وہ اسکے گال کو اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے نرمی سے سہلا کر اس کی گرم جھلستی پیشانی کو بہت ملائمیت سے چوم رہا تھا۔ کتنا روئی ہے میری بے بی۔۔۔ قربان ہو جاؤں

تم پر۔۔۔تمہارا ہر درد ہر تکلیف خود میں سمیٹ لوں
گا۔۔۔تمہیں بہت پیار دوں گا جتنا رونا تھا آج کی تاریخ میں
رو لو تمہیں اب میں ناں خود سے دور کروں گا ناں کہی
جانے دوں گا! تمہیں اتنا پیار دوں گا کہ تم اپنی ہر
ناراضگی ختم کر لو گی۔ تمہارے تمام شکوے ختم کر دوں
گا۔

وہ اسکے دونوں گالوں کو باری باری چومتا اس کی
سوجی ہوئی آنکھیں چوم رہا تھا۔ وہ اس پر جھکا ہوا دل
گرفتگی سے پیار کر رہا تھا جب مشائم اپنی آنکھیں کھول
گئی۔ وہ شہریار خانزادہ کے لمس پر جاگ گئی تھی۔۔۔

اس نے اپنی سوجی ہوئی ہیزل آنکھیں کھولے خود پر جھکے
ہوئے شہریار خانزادہ کو سوئے سوئے سے غائب دماغ
سے دیکھا۔ وہ کہی اور ہی تھی اس کا وجود دماغی طور
پر کسی اور ہی منظر میں الجھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں
کے کناروں سے آنسو ایک بار پھر رواں ہوئے

شہریار خانزادہ جو اس کے دونوں گالوں کو باری باری

چومتا اس کی سوجی ہوئی آنکھیں چوم رہا تھا۔ وہ مشائم کو آنکھیں کھولے غائب دماغی سے اپنی طرف دیکھتا یا کر بے حد افسردگی سے مسکرا کر اس کی ٹھوڑی چومتا اس کے بالوں میں اپنا ہاتھ الجھا کر پیار سے اس کا سر سہلانے لگا۔

وہ اب اس کی ناک کی ٹپ کو چومتا اس کے ہونٹوں کو اپنے لبوں سے ہلکا سا چھو کر مشائم کے گال کو پھر سے بے حد نرمی سے سہلانے لگا۔ وہ غائب دماغی میں سوچوں کے جال اور کچھ دیر پہلے آنکھوں سے گزرنے والے قیامت خیز منظر میں قید تھی۔ جو اسکو پھر سے رولا رہے تھے۔ اس کی غائب دماغی کو۔۔۔ ہر ایک تلخ منظر کو شہریار خانزادہ کی بھاری آواز نے زائل کیا تھا۔

مشائم میری جان بس اب اور نہیں رونا بہت آنسو بہا چکی ہو تم اتنی کمزور نہیں ہو چاچو کی بریو بیٹی ہو!! شہریار خانزادہ اس کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھے بولا تھا میرے بابا۔۔ کو کہاں لے گئے آپ لوگ اور میری ماما۔۔ ماما کہاں ہیں میری!! مشائم اسکی شرٹ کے کالر کو دونوں ہاتھوں میں دبوچے ہچکیاں لیتی بولی تھی۔

چاچو اپنی آخری منزل پر پہنچ کر آرام سے سو رہے ہیں اور چچی اپنے روم میں ہیں! میں تمہیں لے جاتا ہوں ان کے پاس بٹ پہلے تم اپنی حالت تو درست کرو چچی کو سہارا چاہیے تمہارا لیکن تم ہو بالکل ہمت ہی نہیں کر رہی۔

شہریار خانزادہ اپنے کالر پر موجود مشائم کے لرزتے ہاتھوں کی پشت کو اپنے ہاتھوں سے سہلاتے ہوئے بہت دھیمے انداز میں بولا تھا۔

بابا اب کبھی میرے پاس نہیں آئیں گے نا؟ مشائم کھوئے کھوئے سے لہجے میں سوال کرنے لگی۔

وہ اللہ کی امانت تھے اور اللہ نے انہیں ہم سے لے لیا ہاں مگر وہ اپنی بیٹی کی ایسی حالت پر بہت تکلیف محسوس کر رہے ہوں گے کیا تم مزید رو کر انہیں تکلیف دینا چاہتی ہو؟ شہریار خانزادہ نے بہت نرمی سے اسے سمجھانا چاہا۔

محبت کرنے والوں سے جدائی ایک ایسا عذاب ہے جس میں روح کے بغیر وہ جسم ہوتا ہے جس کی سانسیں بے دردی سے گھوٹی جاتی ہیں۔ ہر کوئی سہنے کی ہمت نہیں رکھتا اکثر تو موقعے پر ہی خود کو ہار جاتے ہیں۔

کیا میرے رونے سے میرے بابا کو بہت درد ہو گا انہیں تکلیف ہو گی؟۔۔۔مشائم شہریار خانزادہ کی بات سن کر روندھے ہوئے لہجے میں سوال کرنے لگی۔ وہ شہریار خانزادہ کو اس وقت ایک معصوم چھوٹی بچی لگی جیسے بہلانا باتوں میں الجھا مشکل ناں تھا۔

ہمم۔۔۔بالکل ہو گی وہ اگر ابھی تمہیں ایسے روتے دیکھتے تو کتنا خفا بھی ہوتے اور میں جانتا ہوں تم اپنے بابا کو ناں تو تکلیف پہنچا سکتی ہو ناں ان کو خود سے خفا دیکھ سکتی ہو اس لیے اپنے آنسو صاف کرو جلدی سے!! شہریار خانزادہ اس کے ماتھے کو عقیدت سے چومتے ہوئے بولا تھا۔

مجھے۔۔۔ماما کے پاس جانا ہے یہ میں کس کے روم میں

ہوں!! مشائم اپنے آنسو صاف کرتی شہریار خانزادہ کے پیچھے ہٹتے ہی کمرے میں چاروں طرف نگاہیں دوڑاتی اجنبیت سے استفسار کرنے لگی۔ وہ خود پر ضبط کرتی اپنی نم دُھندھلاہٹ زدہ ہیزل آنکھیں آنسوؤں کی قید سے آزاد کرتی اٹھ کر بیٹھی تھی۔

تم ہمارے روم میں ہو مشائم!! شہریار خانزادہ اسے اپنے کمرے کو بیگانیت سے دیکھنے پر بولا تھا۔ ہمارا۔۔روم!! میں آپ کے ساتھ ایک روم میں رہوں گی؟۔۔ میرے بابا مجھے چھوڑ گئے اس کا مطلب ہے اب میری زندگی کا فیصلہ وہ لوگ کریں گے جن سے میں بیگانہ ہوں جن کو میں جانتی نہیں جہاں میرا کچھ بھی نہیں۔۔!! مشائم اپنا درد سے چُور روہانسا لہجہ قابو کرنے کی کوشش کرتی اجنبیت کی کھوکھلی رمق اپنے لہجے میں لئے ہوئے تھی۔

سب کچھ تمہارا ہے مشائم میں تمہارا ہوں یہاں تم سے کوئی ناواقف نہیں اب سب کو ہم دونوں کے رشتے کا بھی میں بتا چکا ہوں تم میری ذمہ داری ہو چاچو کے بعد میں ہوں ناں تمہارے پاس!! تم آج بھی اپنے فیصلے خود لے سکتی ہو میں تم پر کوئی پابندی نہیں لگا رہا تم اب بھی

انڈیپنڈنٹ ہو اپنی مرضی کی مالک! شہریار خانزادہ اسے غلط فہمی کا شکار ہوتے دیکھ تکلیف محسوس کر رہا تھا۔ وہ اسے اپنی باتوں سے ریلیکس کرنے لگا۔

تو پھر اس بند کمرے میں کیوں ہوں میں شہریار؟۔ مشائم اسکی بات سن کر اب اپنے حواسوں میں آنے لگی تھی۔ کیونکہ یہ تمہارا روم ہے مشائم اس لئے یہاں ہو تم! شہریار خانزادہ اس کے دماغ میں چلتا سوال پڑھ چکا تھا مگر وہ پھر بھی اسے خود سے کوئی جواب نہیں دے سکا۔

یہ میرا روم نہیں ہے آپ کا روم ہے مجھے یہاں نہیں ہونا چاہیے!! مشائم پھر سے اپنی بہتی آنکھیں صاف کرتی بیڈ پر سے اٹھنے لگی تھی۔ مگر نقابیت سے اسے شدید چکر آیا تھا اس سے پہلے وہ زمین بوس ہوتی شہریار خانزادہ نے اسے کسی متاع جان کی طرح تھام لیا۔

تمہیں یہاں ہی ہونا چاہیے تھا اس لئے ہو یہاں ہمارے روم میں!! اپنی حالت دیکھو مشائم مجھے پریشان کر رہی ہو تم چند گھنٹوں میں بیمار ہو گئی ہو۔ ویک نیس سے چکر

آ رہے ہیں بیڈ سے مت اٹھو ابھی یہاں بیٹھ جاؤ میں ہوں ناں
تمہاری ہر بات سننے اور سمجھنے کے لئے!! تمہاری
مار کھانے کے لئے سارے شکوے ساری باتیں سن لوں گا
یار تمہاری گھبراؤ نہیں یہاں کوئی کچھ بھی غلط نہیں
سوچنے گا تمہارے بارے میں اپنے ذہن کو مزید تکلیف
مت دو تمہیں ایسے نہیں دیکھ پارہا میں مجھے مزید گلٹ
میں مت ڈالو!! شہریار خانزادہ اسے زور سے اپنے سینے
میں سمائے مضبوط سے لہجے میں بولا تھا۔

شہریار میں مر جاؤں گی میرے بابا مجھ سے خفا ہو کر
دور چلے گئے میں مر جاؤں گی مجھے بہت درد ہو رہا
ہے!!! مشائم اس کی باہیں ملتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے
لگی تھی۔ وہ اس کے سینے میں اپنا منہ گھسائے اس کے
گرد سختی سے اپنے ہاتھوں کی گرفت باندھے کرب ناک
سے انداز میں اونچا اونچا رو رہی تھی۔ یوں جیسے اسے
کسی کی باہوں کی ضرورت تھی مزید رونے کے لیے
درد دل سے نکالنے کے لئے مگر وہ نہیں جانتی تھی کچھ
غم ناسور کی طرح ہر یاد کے ساتھ ہرے ہوتے ہیں جنہیں
بھرنے کے لئے یادوں کی قید سے باہر نکلنے کے لئے
کسی ساتھی کی ضرورت ہوتی ہے۔

تم رو لو آج جتنا رونا چاہتی ہو رو لو میں تمہیں ساری
رات یونہی خود میں سمائے بیٹھا رہوں گا مگر یہ
رونا صرف آج کی حد تک ہی محدود ہو گا! شہریار
خانزادہ اسے اپنے گود میں لئے بیڈ پر ہی بیٹھ گیا تھا۔ وہ
خود سے لگی اپنی چھوٹی سے بیوی کی کمر نرمی سے
سہلا رہا تھا۔ وہ ایک بھی لمحے رکے بغیر رو رہی تھی
اور اتنا زیادہ رو رہی تھی کہ ہچکیاں بندھ گئی تھی جسم
کپکپانے لگا تھا سانسیں اکھڑنے لگی تھی۔ جسم بری طرح
تپنے لگا تھا۔

شہریار خانزادہ اسکے بالوں کو مسلسل چومتا ہوا اس کی
کمر سہلا رہا تھا مگر مشائم کو صبر نہیں آ رہا تھا بھلا
باپ کی جدائی پر بھی صبر کیا جا سکتا تھا یہ بات شہریار
خانزادہ سے بہتر کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔

مجھے یہاں نہیں رہنا میرے بابا کے مجرم رہتے ہیں اس
حویلی میں!! مشائم اس کے سینے میں منہ دیئے ہچکیوں
کے بیچ بولی تھی۔ سب نے میرے بابا سے تعلق ختم کر لیا
کسی نے بھی ان کی خاموشی کو کبھی محسوس کرنا
ضروری نہیں سمجھا سب نے ان کو نافرمان جانا مگر وہ

نافرمان نہیں تھے میرے بابا تو اپنے لالہ کے فرمان بردار
بھائی تھے دادا جان کی نافرمانی کیسے کر جاتے شہسوار
تایا کی خوشیوں کے لئے میرے بابا اپنی آخری خواہش کی
تکمیل سے بھی محروم ہو گئے میں کسی کو کبھی بھی
معاف نہیں کروں گی آئی ہیٹ آل خانزادہ فیملی

سب برے ہیں احمق ہیں آنکھوں سے محروم ہیں جذبات
سے خالی ہیں کھوکھلاہٹ میرے خون کی پہچان ہے میں
کسی کو معاف نہیں کروں گی!! مشائم ہچکیوں کے بیچ
روتے روتے غرانا شروع ہو گئی تھی۔ اس کے جسم سے
آگ کے شعلے نکلنے لگے تھے۔ شہریار خانزادہ خاموشی
سے اسے سن رہا تھا۔

وہ اب شہریار خانزادہ سے دور ہٹنے کے لئے پیچھے ہو
رہی تھی مگر وہ اسے خود سے دور جانے نہیں دے رہا
تھا۔ لیو می!! ورنہ میں بابا سے کیا گیا وعدہ توڑ
دونگی!! مشائم اس کے سینے پر وار کرتی شدید
مزاحمت کرنے لگی تھی۔

پلیز وہ وعدہ ناں توڑنا!! شہریار خانزادہ اس کے ماتھے

کو چومتے بولا وہ بہت ٹف ٹاف اسے دینے والی تھی وہ
جانتا تھا سزا اس کے مقدر میں بھی ہو گی۔

مجھ سے دور ہوں آپ کا لمس بچھو کی مانند زہریلا ہے۔
مشائم اسے خود سے بری طرح دور جھٹک گئی تھی۔
شہریار خانزادہ کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی
تھی۔ ابھی وہ مزید کچھ کہتی جب شہریار خانزادہ کے روم
کا دروازہ بجنے لگا۔ شاید ملازمہ کھانا لے کر آگئی تھی۔

شہریار خانزادہ بیڈ پر سے اٹھا اور دروازے کی جانب
بڑھا۔ مشائم اسے اپنی گلابی ہیزل آنکھوں میں چنگاریاں
لئے دیکھ رہی تھی۔ شہریار خانزادہ ملازمہ سے کھانے
کی ٹرے پکڑتا بیڈ کی جانب بڑھا جہاں مشائم بیٹھی اسے
کو گھور رہی تھی۔

اُو کھانا کھاتے ہیں۔ وہ ٹرے سائڈ پر رکھتا مشائم کی کلائی
پکڑتے پچکارتے ہوئے بولا۔ نہیں کھانا میں نے کوئی
کھانا مجھے میری ماما کے پاس جانا ہے سنا آپ نے!! وہ
اس سے اپنی کلائی چھڑواتی بولی تھی۔ ٹھیک ہے کھانا
کھا لو میں لے چلتا ہوں پھر چچی کے پاس!! وہ تحمل کا

مظاہرہ کرتے بولا تھا۔

نہیں کھانا اپنی بیوی کے پاس جائیں آپ مجھے آپکی ضرورت نہیں!! مشائم ضدی سے لہجے میں بولی تھی میں اپنی بیوی کے پاس ہی ہوں اور میری بیوی کو اس وقت میری سخت ضرورت ہے۔ شہریار خانزادہ کا لہجہ ہلکا سا سخت ہوا تھا۔ آؤ کھانا کھا لو تاکہ مجھ سے لڑنے کی انرجی آجائے تم میں!! وہ اُسے اپنی گود میں شفٹ کرتا پھر سے دھیما لہجہ اپنا گیا تھا۔

اگر میں ناں کھاؤں تو آپ کیا کریں گے جس طرح زبردستی مجھے اپنے روم میں قید کیا ہوا ہے اس طرح ہی-----میں کیا ہی کر سکتا ہوں تمہارے ساتھ نہیں کھاؤ گی تو منت ہی کروں گا کوئی زبردستی کرنی ہوتی تو بہت پہلے کر لیتا خود کو ہلکان مت کرو تھک رہی ہو اور تھک جاؤ گی میں زبردستی پسند نہیں کرتا ناں ہی مجھے تم پر غصہ آتا ہے پیار کرتا ہوں تم سے قید کرنا ہوتا تو یوں تم سے باتیں نہیں سنتا بے بی!! شہریار خانزادہ کھانے کی بانٹ بناتا سیریس لے انداز میں بولا تھا۔

منہ کھولو میں بھی بھوکا ہوں یار کچھ نہیں کھایا میں نے بھی!! وہ اسے لب بھینچے دیکھ بولا تھا۔ تو کس نے بولا ہے فاقے کریں آپ! مشائم اسے دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

تم نے۔۔۔!! وہ اسے لڑاکی ٹون میں آتے دیکھ گھمبیر لہجے میں بولا۔ جھوٹ مت بولیں! مشائم منہ کھولے اس کے ہاتھ سے بانٹ لیتی بولی تھی۔ جھوٹ کیوں بولوں گا جان میری تم نے تو اپنے روم سے دھکے دے کر نکالا تھا بھوکا پیاسا مجھے کیا تم بھول گئی ہو؟۔۔ دھکے دے کر نہیں مار پیٹ کر نکالا تھا لہو لہان کر کے آپ پر شدید گولہ باری کی تھی میں نے ہماری بارودی جنگ ہوئی تھی بھول کیوں رہے ہیں آپ!! مشائم نوالے کے ساتھ ساتھ اس کی انگلی بھی چبا گئی تھی۔ یہ زیادہ ہو رہا ہے اب اتنی نازک سی بیوی اتنی بری طرح پیش نہیں آسکتی!! شہریار خانزادہ اپنی وہی انگلی جو مشائم نے چبائی تھی اسے اپنے منہ میں لے کر سک کرتے بولا تھا۔

آپ کوئی بچے نہیں جو منہ میں انگلیاں لے کر چوس رہے ہیں اتنی زور سے بھی نہیں کاٹ لیا میں نے!! ہٹیں میں خود کھا لونگی کھانا آپ اپنی بینڈیج کر لیں کہی ایسا ناں ہو ٹوٹ گئی ہو۔ مشائم منہ کے زاویے بنائے بولی تھی۔

اس فنگر کی ضرورت فیوچر میں تمہیں پڑھ سکتی ہے
نقصان تمہارا ہی ہو گا آئندہ زرا آہستہ چبانا!! شہریار
خانزادہ ذومعنی لہجے میں بولا تھا۔ ناٹ انٹرسٹڈ! کبھی
نہیں پڑھنی ضرورت!! مشائم مزید کچھ نوالے لے کر
ٹرے سائڈ پر کر گئی۔

اس کی پلیٹ میں بچے ہوئے چاول ایک دوسری پلیٹ میں
تھوڑا سا سالن اور نان تھا جیسے شہریار خانزادہ بہت دل
جمعی سے کھا رہا تھا۔ وہ مشائم کا جھوٹا چھوڑا ہوا کھانا
کھا رہا تھا۔ مشائم اس کی مڑی ہوئی پلکیں دیکھتی اس کے
چہرے کے مغرورانہ نقوش دیکھ رہی تھی۔ شہریار
خانزادہ اس کی نظریں خود پر محسوس کر کے مزید خود
کو کھانے کی طرف متوجہ کر گیا۔ سامنے اس کی بیوی
تھی جو اداس تھی تکلیف میں ڈوبی ہوئی تھی وہ اس کو
دیکھ کر کسی سوچ میں پھر سے گم ہو گئی تھی۔ وہ ایسا
کیا سوچ رہی تھی کیا کچھ تھا جو وہ اسے بتانا چاہتی تھی
اگر ایسا کچھ تھا تو شہریار خانزادہ اس کا منتظر تھا اس
کے انتظار میں تھا۔

شانزے اور انشال دونوں مہوش بیگم اور ان کی بہن سعدیہ انصاری اور ایشا کو حویلی کے نیچے موجود رومز میں چھوڑ کر واپس لاؤنچ میں آگئی تھی۔ جہاں خانم بی کے ساتھ منہان اور احد خانزادہ بیٹھے تھے۔ جو انہیں حوصلہ دے رہے تھے جبکہ ایک دوسرے صوفے پر مریم خانم بیٹھی تھی جن کی طرف بہرام خانزادہ قدم بڑھا رہا تھا۔ نازنین خانم بھی پلوشہ خانم کے روم سے نکلتی ہوئی لاؤنچ کی جانب بڑھ رہی تھی۔

انشال سب کے لئے کھانا لگواؤ!! نازنین خانم انشال کو شانزے کے ساتھ لاؤنچ میں داخل ہوتے دیکھ کر بولی تھی۔ جی چچی میں ابھی لگواتی ہوں! انشال دھیمے لہجے میں کہتی کچن کی جانب بڑھ گئی۔ شانزے خان بہرام خانزادہ کو مریم خانم کے پاس جاتے دیکھتی دھڑکتے دل سے دیکھ رہی تھی۔ غزالہ خانم بھی مریم خانم کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی وہ انہیں اپنے سینے لے لگائے ان کے آنسو صاف کر رہی تھی۔

زلیخا پانی لاؤ میری مورے کے لئے!! بہرام خانزادہ

ملازمہ کو سیڑھیاں اترتے دیکھتا اپنی بھاری آواز میں رعب سے بولا تھا۔ مریم خانم نے سر اٹھائے اسے دیکھا تھا۔ اس نے انہیں مورے پکارا تھا۔ وہ ان کے پاس تھوڑے سے فاصلے پر بیٹھ رہا تھا۔ ملازمہ چند ہی منٹوں میں پانی لے آئی تھی۔

یہ لیں پانی پئیں!! وہ پانی کا گلاس پکڑ کر مریم خانم کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا تھا وہ اس کے ہاتھ سے گلاس تو پکڑ گئی تھی مگر پانی نہیں پیا تھا۔ یار پینے کے لئے منگوا یا ہے پانی ہاتھ میں پکڑ کر کیوں بیٹھ گئی ہیں۔ اچھا لائیں مجھے واپس دیں میں پلا دیتا ہوں!! وہ ان کے ہاتھ سے گلاس لے کر خود انہیں پانی پلانے لگا۔ سب اسے ہی دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ مریم خانم بھی!! وہ انہیں پانی پلا کر گلاس سائڈ پر رکھتا اپنی مورے کی جانب دیکھنے لگا۔ وہ اسے شدید غمزدہ لگی تھی۔

بہرام ان کی آنکھوں میں ٹھہرے آنسو اپنے انگلیوں کے پوروں کی مدد سے صاف کرتا عقیدت سے انہیں اپنے سینے سے لگا گیا۔ آپ کا غم بہت بڑا ہے اور میں جانتا ہوں آپ کو اپنا بیٹا آج تو ضرور یاد آ رہا ہو گا۔ وہ ان کے

ہاتھ کی پشت کو عقیدت سے چومتے بولا تھا۔ آپ مجھ سے
اور بابا سے پیار بے شک نہیں کرتی مگر میں جانتا ہوں
آپ اپنے بھائیوں سے بے حد پیار کرتی ہیں۔!! وہ انہیں
اپنے ساتھ لگائے درد ناک انداز میں بولا تھا۔

مریم خانم کو محسوس ہوا ان بیٹا آج بھی وہی گلا کر رہا
ہے جو اس نے اپنے ماموں شہسوار خان کی فوتگی پر کیا
تھا۔ اس دن بھی اس نے انہیں اپنے موجودگی کا احساس
دلایا تھا۔

میں تم سے بھی پیار کرتی ہوں بہرام! مریم خانم سالوں بعد
بیٹے کے حصار میں سکون محسوس کرتی بولی تھی۔
رہنے دیں پرانی باتیں بے مقصد ہیں!! نازو پھوپھو پلوشہ
پھوپھو کہاں ہیں؟ بہرام خاندانہ اپنی مورے مریم خانم کے
بالوں پر چادر کے اوپر سے نامحسوس انداز میں لب
رکھتا انہیں خود سے الگ کرتا صوفے سے کھڑا ہو گیا
تھا۔ وہ اس سے زیادہ پگھل نہیں سکتا تھا۔ اسے وہ الفاظ ادا
کرنے نہیں آتے تھے جو کسی کا غم بانٹے تھے۔

وہ نازنین خانم کو لاؤنچ میں دیکھتا ان سے مخاطب ہوا۔

دیدہ اپنے کمرے میں ہیں ان کا غم کسی کے لئے کوئی
معنی نہیں رکھتا اس لئے ان کے مجرموں کو ان کے اپنے
ہی بیٹے نے سر پر مسلط کر دیا ہے میں بولتی ہوں یہ
شہریار کیا پاگل ہو گیا ہے جو-----مورے خدا کے لئے
کچھ تو رحم کھائیں آپ سب کو تکلیف دے رہی ہیں اپنی
باتوں سے!! منہان خانزادہ اپنی مورے کی باتیں سن کر
مجبور ہو کر بولا تھا۔

تم سب لڑکے پاگل ہو گئے ہو بیویوں کے پیچھے ماؤں کا
کسی کو بھی کوئی خیال ہی نہیں ہے پہلے تم نے دکھ دیا
اور اب یہ شہریار-----احد تم بھی بتا دو اگر تم نے بھی
کچھ ایسا کرنا ہے تو اب ایک تم ہی ہو جس نے بیوی لا
کر مسلط نہیں کی ہم پر! نازنین خانم منہان خانزادہ کی بات
سن کر جیسے جلتے توے پر بیٹھ گئی تھی۔

یہ کنوارا ہی مرے گا آپ اس کو ہماری کیٹیگری میں مت
لائیں!! احد خانزادہ کو لب وا کرتے دیکھ بہرام خانزادہ
جلدی سے طنزیہ انداز میں بولا تھا۔ تو نے کونسا تیر مار
لیا ہے میرے منہ مت لگا کر!! احد دانت پیس کر بولا تھا۔
اپنی بہن سے پوچھ لے میرے تیروں کے بارے میں۔۔۔ اور

تیرے منہ تو میں کسی کے پیسے دینے پر بھی ناں
لگوں!! بہرام خانزادہ ذومعنی انداز میں بولتا پلوشہ خانم
کے روم کی جانب بڑھ گیا۔ بغیرت انسان!! احد سب کا
خیال کرتا منہ میں بڑبڑایا تھا۔

احد اس کی پشت دیکھتا ابھی غصے سے کچھ کہتا جب
اسے سیاہ کپڑوں میں ملبوس ایشا انصاری مہمان خانے
کی طرف سے لاؤنچ میں آتی دکھائی دی۔ شانزے احد
خانزادہ کی نظروں پر بے ساختہ مڑی اور اپنے پیچھے
سے آتی ایشا کو دیکھ کر اس کی جانب بڑھی۔

کیا ہوا ایشا سب خیر ہے کچھ چاہیے تھا؟۔۔۔شانزے بہت
شائستہ لہجے میں بولی۔ ہمم پانی چاہیے تھا روم میں واٹر
بوٹل نہیں تھی مجھے پیاس لگی تھی تو میں نے سوچا
میں۔۔۔۔۔ظاہر سی بات ہے لڑکی اب یہاں تم لوگوں کا کوئی
نوکر تو نہیں جو تمہیں پانی پیش کرتا پھرے۔۔۔۔۔نوکر
نہیں ہے تو پھر حویلی کے میزبان تو ہیں ناں یا خانزادہ
حویلی میں مہمان کا لحاظ بھی نہیں کیا جایا؟۔۔ حیرت ہے
شہریار اتنی بڑی حویلی میں کوئی ملازمہ نہیں ناں یہاں
کے لوگوں کو مہمان نوازی کرنی آتی ہے

ایشا انصاری جو شانزے کی بات کا جواب دیتی لاؤنچ میں آنے کی وجہ بتا ہی رہی تھی جب نازنین خانم نے اس کی بات طنزیہ انداز میں کاٹ دی۔ وہ احد کی نظریں اس لڑکی پر جمی دیکھ چکی تھی۔ اس لیے اس سے سختی سے مخاطب ہوئی تھی جب بڑی درشگی کے ساتھ ان کی طنزیہ باتوں کو لگام شہریار خانزادہ کے ساتھ سیڑھیاں اترتی ہوئی مشائم نے دی۔ اس کے لہجے میں نا ہی تو احترام تھا نا ہی اپنائیت صرف درشگی تھی۔

دیکھ رہی ہیں آپ خانم بی اس لڑکی کو!! شہریار تم بھی دیکھ لو اپنی بیوی کی کینچی جیسی تیز طرار قسم کی زبان-----جی خانم بی دیکھ لیں آپ مجھے میں ہی مشائم ہوں یقیناً آپ ہی میری دادو ہیں اور شہریار آپ بھی دیکھ لیں ایک ہی بار مجھے اور اچھی طرح میری کینچی جیسی زبان بھی سن لیں

نازنین خانم جو مشائم کو گھورتی ہوئی طنزیہ ہنس کر خانم بی اور شہریار خانزادہ سے مخاطب ہو کر مشائم کو پوائنٹ آؤٹ کر رہی تھی کہ وہ ان کی طرح کے لہجے

اور انداز میں ہی خانم بی اور شہریار خانزادہ سے مخاطب
ہوئی تھی۔

ایشا تمہیں پانی چاہیے تھا ناں او میں دیتی ہوں تمہیں پانی
یہ میرے بابا کی حویلی ہے مطلب میری حویلی ہے یہ
شانزے اس عالیشان حویلی کا لگژری کچن کہاں ہیں؟۔۔ وہ
ایشا کے پاس پہنچ کر شانزے کو دیکھ کر استفسار کرنے
لگی۔

مشائم بھابھی وہ کچن رائٹ سائڈ پر ہے۔ شانزے اس کا
انداز دیکھ کر حیران ہوتی بولی تھی۔ تھینک یو مگر میں
مشائم بھابھی نہیں صرف مشائم ہوں اوکے!! وہ ایشا کا
ہاتھ پکڑ کر کچن کی جانب بڑھ گئی تھی۔

نازنین خانم کی زبان مشائم نے تالو سے لگا دی تھی۔ تم
سب فارغ ہو آج کے بعد مجھے بالکل نظر ناں آنا!! میں
سالار خان کی بیٹی اور شہریار خانزادہ کی بیوی مشائم
ہوں اپنی کوئی بھی بات مجھے دوبارہ دہرائی نا پڑے!
مشائم ایشا کے ساتھ کچن میں جاتی وہاں کھڑی ملازماؤں
کو باہر نکال کر زور سے بولی تھی اس کی آواز لاؤنچ
میں موجود سب حویلی والوں نے سنی تھی نازنین خانم کا

تو منہ کھل گیا تھا وہ کیا لڑکی تھی جو اتنی غمزدہ حالت
میں بھی تباہی مچا رہی تھی۔

ماما جان آپ ٹھیک ہیں؟۔۔ مشائم مہوش بیگم کے روم میں
جاتی انہیں غمزدہ سا بیڈ پر بیٹھے کسی گہری سوچ میں
گم دیکھتی انکے پاس بیٹھتی ہوئی بولی تھی۔

ٹھیک ہوں مشائم! مہوش بیگم دھیمے افسردہ لہجے میں
بولتی مشائم کو اپنے سینے سے لگا گئی تھی۔ ان کا دل
مشائم کے لیے بے حد پریشان تھا۔ وہ دونوں ہی خاموش
آنسو بہا رہی تھی۔

ماما جان میں آپ کا بہت خیال رکھوں بابا ہمیں چھوڑ
گئے مگر میں آپ کو چھوڑ کر کہی نہیں جانے دوں
گی! میں بابا کی بریو بیٹی ہوں اور میری ماما بھی بہت
اسٹرونگ ہیں۔ وہ بھیگے لہجے پر قابو کر گئی تھی۔ اس
کی ماما اسے بہت بکھری ہوئی لگی تھی۔

میں جانتی ہوں تم اپنے بابا کی بہت بہادر بیٹی ہو!! اللہ
میری بیٹی کا نصیب اچھا کرے کوئی آزمائش نا آئے۔
مہوش بیگم مشائم کے سر پر ہاتھ پھیرتی بولی تھی۔ ان
دونوں کی تکلیف بہت بڑی تھی انکا نقصان اتنا بڑا تھا
جسکا مداوا اب کبھی نہیں ہو سکتا تھا۔ انہیں مضبوط بننا
تھا۔ خاندانہ حویلی میں اتنے راز دفن تھے جن کے کھلنے
پر ایک بار پھر سب نے بری طرح بکھر جانا تھا۔۔۔

تین دن بعد۔۔

یہ سالار انکل بھی غلط ٹائم پر ٹپک گئے ہیں ڈیڈ آپ نے
خاندانہ پر کوئی انکوائری کیوں نہیں کروائی ابھی تک
کیوں وہ کھلا ساند بنا پھر رہا ہے؟۔۔ دیکھیں کیا حال کر دیا
ہے اس نے میرا!! ولید انصاری ہاسپٹل کے بیڈ پر لیٹا
اپنے ڈیڈ بلال انصاری کو کچھ سوچتے دیکھ کر بولا تھا۔

ایف آئی آر کروائی تھی مگر بکے ہوئی پولیس کیا ہی کر
سکتی ہے اس کے خلاف الٹا مجھ پر ہی انکوائری چل
رہی ہے۔ تمہارے کالے کرتوتوں کی وجہ سے میرا نام
خراب ہو رہا ہے ولید!! بلال انصاری غصے سے بولے
تھے۔

میرے کالے کرتوتوں پر پیسے کی بارش کر کے آپ پولیس کو خاندانہ سے موٹی رقم دے دیں میں کچھ نہیں جانتا ڈیڈ مجھے مشائم چاہئے!! ولید انصاری ان کی بات سنتا آنکھوں میں غصے کی چنگاریاں لئے بولا تھا۔

خاندانہ کی پہنچ آئی جی تک ہے میں کہاں کہاں سے اس پر ہاتھ ڈالوں گا اس نے تمہیں مزید کالا کر دینا ہے ہماری ریپوٹیشن خراب ہو رہی ہے!! بلال انصاری اپنے بیٹے کو ہاسپٹل کے بیڈ میں سر پر پٹی بندھے بیٹھے دیکھ تاسیف سے اپنی گردن ہلاتے بولے تھے۔

ڈیڈ مجھے مشائم ہر قیمت پر چاہیے!! مجھے وہ لڑکی اپنی بیوی کے طور پر چاہیے ڈیڈ سن لیں آپ ورنہ میں ہر حد سے گزر جاؤں گا! ولید بھرکتے ہوئے بولا تھا۔ مشائم اس کی ضد بن چکی تھی وہ اپنی اتنی بڑی تذلیل نہیں بھول پا رہا تھا۔

وہ کوئی کھلونا ہے جو تمہیں چاہیے؟ میری بہن کی بیٹی ہے اسکے باپ کو میں جھکانا چاہتا مگر اب وہ زندہ نہیں

اس لئے مشائم کی ضد چھوڑ دو اب ولید! میں مزید اس پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتا وہ خاندانہ کی بیوی ہے اور اس بار وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا جتنا اس نے تمہیں مارا ہے اور جتنی کاروائی وہ تم پر کروا چکا ہے اس کے بعد مجھے خوف سے وہ تمہیں زندہ زمین میں گاڑ دے گا اور میرا ایک ہی بیٹا ہے جو مجھے زندہ چاہیے ایسی ویسی کوئی بھی حرکت کی تو اچھا نہیں ہو گا ولید!! بلال انصاری دو ٹوک انداز میں بولتے روم سے نکل گئے تھے۔ آج ولید نے ہاسپٹل سے ڈس چارج ہو جانا تھا۔ وہ ڈاکٹر سے ملنے چلے گئے تھے۔

مام دیکھ رہی ہیں آپ ڈیڈ کو!! ولید کا بس نہیں چل رہا تھا مشائم کو چیر کر رکھ دے پہلے تو اس کے ڈیڈ شادی کے لئے آسانی سے مان گئے تھے کیونکہ اس وقت ان کی انا کو تسکین ملنی تھی سالار صاحب بیٹی کی خاطر جھک جاتے مگر اب معاملہ ایسا ناں تھا اس لئے وہ صاف لفظوں میں انکار کر گئے تھے۔ انہیں اپنا بیٹا عزیز تھا شہریار کی پہنچ کتنی تھی وہ کس حد تک ان لوگوں کو ناں صرف ذاتی طور پر برباد کر سکتا تھا بلکہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر منہ کے بل گھسیٹ بھی سکتا تھا اور یہ بات بلال انصاری تو سمجھ گئے تھے مگر ولید اس پر بدلے

ہے کہی تمہیں-----اسکی غنڈا گردی اس کی بیوی کے
ذریعے نکال دوں گا میں!! اور کب تک بیوی بنی رہے گی
خانزادہ اسے طلاق دینے پر مجبور ہو جائے گا اور ناں
بھی ہوا تو وہ خود اس سے الگ ہو جائے گی! ناٹک ہی تو
کرنا ہے تھوڑا بہت مچھلی جال میں پھنس جائے گی جتنی
جذباتی ہے وہ اسے ٹریپ کرنا میرے لئے مشکل نہیں!!
سارے کس بل ایسے نکالوں گا کہ مرتی مر جائے گی اس
کی جان پر میرا عذاب ختم نہیں ہو گا

یہ سعدیہ پھوپھو کہاں ہیں ایک بار بھی ہاسپٹل نہیں آئی
انہیں تو فون لگائیں ناں ذرا بلکہ چلتے ہیں خانزادہ حویلی
سالار انکل کی تعزیت کے لئے بھی مردہ اپنے پیچھے
جوان جہاں تازہ کلی چھوڑ کر گیا ہے اس کی مہک سے
تازگی بھی تو لینی ہے ناں!! ولید حیوانیات سے بول رہا
تھا۔ اس کے دماغی میں چل کیا رہا تھا نیلم انصاری
سمجھنے سے قاصر تھی۔

ولید کیا ہو گیا ہے تمہیں کیسی بکواس باتیں کر رہے ہو!!
وہ لوگ تمہیں دیکھ کر-----مام کچھ نہیں ہو گا آپ سعدیہ
پھوپھو کو فون کریں اور یہ رایان اس کو تو میں اچھا

بتاؤں گا بھائی بنا پھرتا ہے ناں سارا بھائی چارہ نکل جانا
ہے اس کا!! ولید شیطانی سے قہقہہ لگاتا نیلم انصاری کو
موبائل پکڑا کر کال کرنے کا کہتا اپنی آنکھیں موندھے
شیطانی سوچوں میں گم تھا اس نے جو سازش رچنی تھی
اس کی پہلی سیڑھی پر وہ قدم رکھ چکا تھا۔

دن کے دو بج رہے تھے خانزادہ حویلی میں اس وقت دوپہر
کے کھانے کا اہتمام کیا جا رہا تھا۔ سالار صاحب کو فوت
ہوئے تین دن گزر گئے تھے ان تینوں دن حویلی میں بہت
سے لوگوں کا تعزیت کے لئے آنا جانا لگا ہوا تھا۔

حویلی کا مردان خانہ جہاں مردوں سے بھرا ہوا تھا وہی
زنان خانے میں بھی عورتوں کا ہجوم تھا خاندان کا ہر فرد
دور کے رشتے دار تمام دوست احباب سب ہی سالار
صاحب کے افسوس کے لئے آگئے تھے۔ زندگی اب
معمول پر آنا شروع ہوئی تھی۔

دنیا کے لوگوں کے لئے جانے والے کے لیے محض تین
دن کا ہی سوگ مناتے ہیں مگر جن کے اپنے بچھڑ جاتے

ہیں ان کے لئے تو ہر سانس ہی بھاری پڑھتی ہے۔

مشائم نے بھی اس بات کو تسلیم کر لیا تھا کہ اس کے بابا ابدی نیند سو گئے ہیں جو انہیں زندگی میں ناں مل سکا جو مرنے کے بعد دیا جا سکتا تھا۔ وہ عزت وہ احترام وہ اپنائیت جو ان کا حق تھا وہ اب کسی قیمت پر چپ بیٹھنے والی نہیں تھی۔

ان تین دنوں میں اس نے حویلی کے ہر ایک فرد کو ہی دیکھ لیا تھا وہ سب کچھ ہی سمجھ رہی تھی آہستہ آہستہ اسے سب کی ہی سمجھ آرہی تھی ہر رشتہ اسے معلوم چل رہا تھا اس کے پاس کتنے سارے رشتے تھے اسے سب کے بارے میں ہی علم ہو گیا تھا۔ کون اس کا کیا تھا کس سے اس کا کیا رشتہ لگتا تھا ان تین دنوں میں اسے علم ہو گیا تھا۔

اس کی خالہ سعدیہ انصاری اور ایشا آج تین دن بعد واپس اپنے گھر جانے والی تھیں۔ شدید درد ناک دنوں میں مہوش بیگم کا خیال انکی بہن سعدیہ انصاری نے رکھنا تھا انہیں ایموشنل سپورٹ کی ضرورت تھی ہمت چاہیے تھی جو

انہیں نے اپنے ہونے سے مہوش بیگم کو دی تھی۔ ان کی
عدت چل رہی تھی اس لئے اس وقت مہوش بیگم کے
علاوہ سب ہی عالیشان سی خانزادہ حویلی کے بے حد
کشادہ سے ڈائننگ روم میں بیٹھے تھے۔ سعدیہ انصاری
آج بھی اپنی بہن کے پاس ان کے روم میں ہی تھی وہ
تینوں دن ان کے ساتھ صبح شام رہی تھی کھانا پینا بھی
مہوش بیگم کے ساتھ ان کے روم میں ہی کر رہی تھی۔

مہوش کچھ دیر پہلے میرے پاس نیلم بھابی کا فون آیا تھا
وہ اور ولید سالار بھائی کے افسوس کے لئے تمہارے پاس
آنا چاہتے ہیں میری ولید سے بھی بات ہوئی تھی جو کہہ
رہا تھا بہت شرمندہ ہے جو کچھ بھی ہوا نہیں ہونا چاہیے
تھا وہ مشائم کو پسند کرنے لگا تھا اس لئے غصے میں
آکر جو کچھ منہ میں آیا بول گیا مگر وہ اب تم سے اور
مشائم سے معافی مانگنا چاہتا ہے۔ سعدیہ انصاری کی کچھ
دیر پہلے ہی نیلم انصاری سے بات ہوئی تھی۔ ان کے
موبائل پر ہی ولید نے بھی بات کی تھی۔

ان لوگوں کے لہجوں میں شرمندگی محسوس کر کے

سعدیہ انصاری نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ مہوش بیگم سے بات کریں گی اور اگر انہوں نے بہتر سمجھا تو انہیں خاندانہ حویلی اپنی موجودگی میں ہی بولا لیں گی کیونکہ کچھ دیر بعد انہوں نے اپنے گھر چلے جانا تھا انہیں خوف تھا کہی شہریار پھر سے ولید کو غلط فہمی کا شکار ہو کر مار پیٹ شروع ناں کر دے۔

آپی ولید میرا بہتیجا ہے میرے بیٹے جیسا غلطیاں بچوں سے ہو جاتی ہیں میں نے اسے معاف کر دیا تھا میری مشائم کے کردار پر جو باتیں اس نے کی وہ ناقابل معافی ہیں مگر اگر وہ شرمندہ ہے تو میں اسے ایک موقع ضرور دے سکتی ہوں مگر مشائم کا رویہ کیا ہو گا وہ ان سے کیسے ملے گی اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا!! مہوش بیگم اپنا دل بڑا کرتی بولی تھی۔

ٹھیک ہے میں مشائم سے بات کروں گی بھابھی اور ولید کو بول دیتی ہوں بھابھی اور وہ دونوں آجائیں یہاں!! سعدیہ انصاری سمجھنے کے انداز میں اپنا سر ہلاتی بولی تھی۔ وہ نیلم انصاری کو کال بیک کرتی خاندانہ حویلی بلا چکی تھی۔ کچھ ہی دیر میں ولید اور نیلم انصاری نے

خانزادہ حویلی پہنچ جانا تھا۔

انشال آپ نے آج کیا بنایا ہے کھانے میں؟ مشائم کچن میں موجود انشال کو کھانا ڈش آؤٹ کرتے دیکھتی بولی تھی۔ وہ اپنے لئے اسٹرابیری شیک بنا رہی تھی۔ ایشا بھی اس کے ساتھ ہی کھڑی تھی جو بسکوف لوٹس کوکیز سے سویٹ ڈش بنا رہی تھی۔ اس نے ایک بڑی ڈش میں جبکہ چار گلاسز میں ڈیزرٹ سیٹ کیا تھا۔



تمہیں بریانی پسند ہے ناں مشائم اس لئے میں نے اسپیشل چکیں بریانی بنائی ہے تمہارے لئے! انشال مسکرا کر

بولی تھی۔ آپ کو کس نے بتایا آپ؟۔ مشائم گلاس میں
جوس نکالتی بولی تھی۔

ایشا نے بتایا تھا مشائم۔!! تمہارا جو کچھ کھانے کا دل
چاہے مجھے بتانا میں خود سب بناؤں گی تمہارے لئے!
انشال خان سادگی سے بولی تھی۔ آپ اتنی سویٹ ہیں آپ
لگتا ہی نہیں مرچے لے کر پھرنے والوں کے خاندان سے
تعلق ہے آپ کا!! وہ جوس کے سپ لیتی انشال کی سادہ
معصوم سی نیچر کی تعریف کرنے لگی۔

انشال تین دن سے مشائم کا اپنی چھوٹی بہن کی طرح خیال
رکھ رہی تھی۔ اس کا ان تین دنوں میں بہت اچھا بانڈ بن گیا
تھا مشائم کے ساتھ!! وہ بالکل شہریار خانزادہ کی طرح
اس کو چھوٹی سے چھوٹی خوشی دینے کی کوشش کر
رہی تھی۔ اس کے پاس بھی بابا نہیں تھے اس نے بھی بہت
سخت وقت کاٹا تھا وہ مشائم کا ہر درد بہت گہرائی سے
سمجھ رہی تھی اور اسے ایک ڈول کی طرح ٹریٹ کر
رہی تھی۔ آج اس نے ایشا سے کہا تھا کہ وہ دونوں مشائم
کے لیے کچھ اسپیشل بنائیں گے تاکہ وہ اداسی سے باہر
نکلے تھوڑا ہلکا ہلکا محسوس کرے۔

اس کی تربیت کا نتیجہ ہے سب یہ تمہاری طرح بدتمیز اور زبان دراز نہیں!! ابھی ان تینوں لڑکیوں میں سے کوئی کچھ کہتا جب نازنین خانم کچن میں انٹر ہوتی بولی تھی۔ انشال کیوں اتنی دیر لگ رہی ہے جلدی ٹیبل سیٹ کرواؤ لڑکے آنے والے ہیں ابھی تک کھانا سروو کیوں نہیں ہوا؟۔۔ ایک کام تم ڈھنگ سے نہیں کر پاتی اور چلی ہو میرے بیٹے کی بیوی بننے!! نازنین خانم اب انشال سے سختی سے بولی تھی۔

جی جی چچی وہ بس میں ٹیبل ہی سیٹ کروانے لگی تھی۔ آپ ناراض ناں ہوں غصہ مت کریں سب ہو جائے گا جلدی!! انشال تیزی سے ہاتھ چلاتی بولی تھی۔

ہاں جلدی کرو باتیں بعد میں کر لینا تم سے بہتر تو ملازمہ۔۔۔۔۔۔ تائی جان انشال آپی میڈ نہیں ہیں جو لڑکوں کے آگے کھانے سرو کرتی پھریں وہ ڈش آؤٹ کر چکی ہیں سارا کھانا اور کتنی جلدی کریں حویلی کی ملازماؤں کا کام ہوتا ہے ٹیبل سیٹ کرنا آخر سب کو شہریار اچھی خاصی پے دے رہے ہیں اور رہی بات تربیت کی تو

بڑوں کو بچوں کے ساتھ اپنی بھی تربیت کرتے رہنا چاہیے بدتمیزی بڑے بھی چھوٹوں کے ساتھ کر جاتے ہیں اپنا حق سمجھ کر!! مشائم جوس کا گلاس ختم کرتی بولی تھی۔ وہ نازنین خانم کے زہریلے لہجے کو برداشت نہیں کر سکی تھی۔

اپنی زبان کو لگام دیا کرو تم تمیز نہیں سکھائی باپ نے تمہارے بے حیا لڑکی!! نازنین خانم شدید غصے سے شیشے کا گلاس زمین پر مارتی غرائی تھی۔ کانچ کے بڑے بڑے ٹکڑے کچن کے فرش پر بکھرے تھے۔ انشال خوف سے سہمتی ہوئی نفی میں گردن ہلاتی کہی قدم پیچھے ہوئی تھی۔ ایشا نے بھی ڈر کر نازنین خانم کو دیکھا تھا جن کا بی پی لمحوں میں شوٹ ہو گیا تھا۔

تین دن پہلے رات میں مشائم نے ان کی زبان بند کروا کر کچن میں موجود تین ملازمہ فارغ کر دی تھی جو نازنین خانم کی خاص ملازمہ تھی۔ اسے اس دن بھی کسی نے کچھ نہیں بولا تھا یہاں تک کے شہریار خانزادہ کی وجہ سے نازنین خانم بھی خاموش ہو گئی تھی مگر آج ناں کوئی کچن میں تھا ناں ہی ڈائننگ روم میں اس لئے نازنین

خانم آج خاموش نہیں ہوئی تھی۔ انہوں نے مشائم کو خود سے ڈرانے کے لئے شیشے کا گلاس توڑ دیا تھا۔

گلاس ایسے نہیں اس طرح سے توڑا جاتا ہے نازنین تائی۔۔۔!! مشائم نے بھی اپنی پوری قوت استعمال کرتے ہوئے اپنے ہاتھ میں موجود شیشے کا گلاس اتنی زور سے زمین پر مارا کہ گلاس ٹوٹ کر چھوٹی چھوٹی سینکڑوں کرچیوں میں تقسیم ہو گیا۔ انشال اور ایشا دونوں سفید پڑھتی مشائم کو دیکھ رہی تھی۔ انشال خان کو تو اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں ہو رہا تھا۔ اس کے ساتھ تو نازنین خانم نے کیا کچھ نہیں کیا تھا اس نے پلٹ کر کبھی زبان تو دور نظریں اٹھا کر نہیں دیکھا تھا اور یہاں مشائم نے ان کو ساکت کر دیا تھا۔

گلاس توڑنا مجھے بھی آتا ہے تائی!! اور تمیز سے ان لوگوں سے ہی پیش آیا جاتا ہے جنہیں تمیز کا مطلب پتہ ہوتا ہے۔ آئندہ میرے بابا جان کی تربیت پر کوئی بھی سوال اٹھانے سے پہلے یہ بات نہیں بھولیے گا کہ میری تربیت میں مجھے ظلم کے خلاف بولنا سکھایا گیا ہے!! میں یہ سب برداشت ہرگز نہیں کروں گی جو شاید آپ انشال آپ

کے ساتھ کرنے کی عادی لگتی ہیں!! یہ سب کچھ کر کے
آپ ان کو ڈرا سکتی ہیں مجھے نہیں!! گلاس توڑ کر آپ
کو لگتا ہے میں بھی انشال آپ کی طرح ڈر جاؤں گی تو
آپ غلط سوچ رہی ہیں!! مشائم سپاٹ لہجے میں بولی تھی۔

کیا ہو رہا ہے یہاں؟۔ کیوں لیٹ ہو رہا ہے آپ لوگ کھانے
پر کیوں نہیں آرہے؟۔ ابھی نازنین خانم حیرت کی کیفیت
سے باہر آتی جب ان سب کے کانوں میں شہریار خانزادہ
کی آواز گونجی۔

کچھ بھی نہیں شہریار۔ نازنین تائی کو گلاس توڑنا نہیں
آ رہا تھا تو میں انہیں سہی سے توڑنا سیکھا رہی تھی
پرفیکٹ پیسز ہوئے ہیں ناں اٹھانے میں کافی مشقت ہو گی
آپ کی میڈز کو!! ہم بس ٹیبل پر آبی رہے تھے۔ ویسے
تائی جان آپ سیکھ گئی ناں توڑ پھوڑ کرنا؟۔ اب میں آپ
سے تھینکس تو نہیں بولوؤں گی ایشا۔۔ انشو آپی چلیں خیال
سے لنچ ٹھنڈا ہو جائے گا آجائیں شہریار آپ بھی!! مشائم
حسین سی مسکان کے ساتھ بولی تھی وہ اپنے فارم میں
آچکی تھی۔

شہریار خانزادہ تو اسے تین دن بعد ایسے مسکراتے دیکھ کر مطمئن ہوا تھا۔ اس نے ناں ہی مشائم کی کوئی بات سنی تھی ناں ہی نازنین خانم کی وہ کچھ سیکنڈز پہلے ہی آیا تھا مگر اسے اندازہ ہو گیا تھا کوئی بات تو ہوئی ہے وہ مشائم سے بعد میں بات کرنے کا ارادہ کر چکا تھا۔

دوپہر کا کھانا لگ چکا تھا سب ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ہوئے تھے۔ سربراہی کرسی پر شہریار خانزادہ بیٹھا ہوا تھا اس کے دائیں جانب پلوشہ خانم نازنین خانم غزالہ خانم انشال خان اور شانزے بیٹھی ہوئی تھی۔ جبکہ بائیں جانب وہیل چیئر پر خانم بی مشائم اور مریم خانم بیٹھی تھی۔ مریم خانم کے ساتھ منہان خانزادہ اور احد بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ بہرام دو دن سے حویلی نہیں آیا تھا۔ اس نے آج رات میں شانزے کو لینے آنا تھا۔

سب کھانا کھانے میں مصروف تھے جب نازنین خانم گلہ کھنکھارتی سب کو اپنی طرف متوجہ کر کے کچھ بولنے لگی تھی۔

میں نے فیصلہ کیا ہے کہ انشال اور منہان کی شادی اسی

تاریخ میں کی جائے جو ہم سب نے مشاورت سے طے کی تھی۔ مرنے والے کا سوگ تین دن کا ہوتا ہے جو کہ پورا ہو گیا ہے! نازنین خانم مشائم کی جانب دیکھتی بولی جو بے نیازی سے کھانا کھا رہی تھی یوں جیسے کانوں سے محروم ہو یا پھر ڈوری ہو

مگر ابھی تو مورے-----منہان ہم بڑے بات کر رہے ہیں ابھی مجھے شہریار سے بات کرنے دو! منہان خانزادہ جو کچھ بولنے ہی لگا تھا جب نازنین خانم نے اس کی بات کاٹ دی۔ سب کھانا چھوڑ کر نازنین خانم کو دیکھ رہے تھے جبکہ خانم بی شہریار خانزادہ کی جانب دیکھ رہی تھی جس کے کھانا کھاتے ہاتھ رک چکے تھے۔۔

خالہ ابھی تو سالار چاچو کا غم تازہ ہے آپ اگر-----شہریار تین دن ہم نے سوگ منا لیا ہے اور ویسے بھی سالار کونسا حویلی میں رہا ہے جو یہاں اسکی یادیں جڑی ہوں میں اپنے بیٹے کی شادی مقررہ تاریخ پر ہی کروں گی!! شہریار خانزادہ جو نازنین خانم سے مخاطب ہوا ہی تھا جب وہ اس کی بات فوراً سے کاٹ گئی۔

انہیں انشال سے کوئی غرض ناں تھا مگر وہ کسی کو بھی تکلیف دینے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی تھی۔

شہریار کیا آپ مجھے کباب کی ڈش پاس کر دیں گے؟۔

شہریار خانزادہ جو مشائم کے چہرے پر نازنین خانم کی باتوں سے کسی قسم کا دکھ یا افسوس تلاش کرنا چاہ رہا تھا وہ اسے غور سے دیکھنے پر بھی نظر نہیں آیا تھا۔

مشائم بہت آرام اور تحمل سے کھانا کھا رہی تھی بلکہ وہ اپنی پلیٹ سے رائس ختم ہونے کے بعد اب کباب مانگ رہی تھی جو شہریار خانزادہ کے سامنے رکھے تھے۔ کیا ہوا کوئی بات کرنی تھی آپ کو؟۔۔ وہ اسے مسلسل اپنی طرف دیکھنے پر پھیکے سے لہجے میں بولی تھی۔

مورے ابھی رہنے دیں شادی کچھ ٹائم کے لئے ڈیلے
کر-----منہاں تمہیں کہا ہے ناں میں نے بیچ میں مت
بولو!! منہاں خانزادہ افسوس سے بھرے لہجے میں پھر
سے بولتا جب نازنین خانم اسے بہت درشگی سے خاموش
کروا گئی۔

ایشا میں کھانا کھا چکی ہوں یہ ڈیزرٹ بعد میں کھاؤں گی

آجاؤ ماما کے پاس چلیں!! مشائم کھانا ختم کرتی اپنی چیئر سے فوراً ہی اٹھ گئی تھی۔ بیٹھی اور کھانا کھاؤ ناں یہ کیا اتنا سا-----خانم بی میرا حلق کروا ہو رہا یہاں بیٹھ کر کھانا کھاتے جتنا کھانا تھا میں کھا چکی ہوں آپ لوگ کنٹینیو کریں پلیز!! مشائم رسماً سا مسکا کر بولتی ایشا کے ساتھ ہی ڈائننگ روم سے نکل گئی تھی۔

خالہ آپ کچھ تو خیال کریں مشائم نے بہت مشکل ہے ہم سب کے ساتھ رہنے کا فیصلہ کیا ہے!! شہریار خانزادہ مشائم کے جاتے ہی خود بھی اپنی چیئر سے اٹھتا ہوا بولا تھا۔ شہریار تمہاری بیوی ایک نمبر کی بدزبان لڑکی ہے۔ کچن میں بھی اس نے مجھ سے بہت بدتمیزی کی ہے وہ اب بھی یہاں سے اٹھ کر اس لیے گئی ہے کہ ہم سب کو اپنی فیملی کا درجہ نہیں دیتی وہ!! مجھے تو تم پر حیرت ہو رہی ہے۔ دیدہ آپ کیوں شہریار کو سمجھا نہیں رہی؟۔ نازنین خانم غصے سے بولی تھی۔ وہ خاموش بیٹھی پلوشہ خانم کو بھی بولنے کے لئے بھی اوکسا رہی تھی۔

نازنین تم کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی کچھ رحم-----خانم بی آپ لوگ خاندان کے مجرموں کو قبول

کر سکتے ہیں مگر میں نہیں میں اپنے بیٹے کی خوشیاں
 کسی کی میت کی وجہ سے ماتم میں تبدیل نہیں کر سکتی
 میری ہاشم لالا سے بھی بات ہو گئی ہے وہ بھی راضی
 ہے اس لئے میں شہریار-----جو آپ کو بہتر لگے خالہ آپ
 کر سکتی ہیں میں آپ کو نہیں روک رہا۔ خانم بھی دکھتے
 دل سے نازنین خانم سے سختی سے بول رہی تھی جب وہ
 بے حس بنی انہیں ہاشم خان کی رضامندی بھی بتا گئی۔
 شہریار خانزادہ جانتا تھا اس نے اگر ابھی شادی پوسٹ
 پونڈ کر دی تو انشال ساری زندگی بیٹھی رہ جائے گی
 منہاں مرنے کو مر جائے گا مگر اس کی مورے کو اس
 پر رحم نہیں آئے گا شہریار خانزادہ سے بہتر کوئی نہیں
 جان سکتا تھا اس کی خالہ نازنین خانم کو اس لئے وہ ان
 کی بات مان گیا۔ اور پھر ایک لمحہ بھی رکے بغیر وہ
 ڈائننگ روم سے چلا گیا۔ وہ کہاں جا رہا تھا سب کو پتہ
 تھا۔

ہادی ویسے ایک بات ہے!! شہریار خانزادہ کے بے چین
 ہو کر جاتے ہی منہاں احد خانزادہ سے بولا تھا۔ کیا بات؟۔
 وہ کچھ سوچتے ہوئے ناسمجھی سے بولا۔ بیوی اچھے
 اچھوں کا اٹیٹیوڈ ہوا میں اڑا دیتی ہے کبھی سوچا نہیں تھا
 میں نے لالا بھی ایسے پریشان ہو کر عاشقی نبھائیں گے۔

منہاں خانزادہ ہنستے ہوئے بولا تھا وہ پچھلے تین دن سے
شہریار خانزادہ کو مشائم کے پیچھے خوار ہوتا دیکھ رہا
تھا۔

بیوی تو بیوی ادھر کو بندی بھی منہ نہیں لگا رہی میرا کیا
حال ہے وہ تجھے نظر نہیں آ رہا میرا غم بھی تو دیکھ
پچھلے تین دن سے میڈم کو ٹیکسٹ کر رہا ہوں مگر ایسے
اگنور مار رہی ہے جیسے میں دنیا سے فارغ ہو گیا ہوں!!
احد خانزادہ اپنا رونا لے کر بیٹھ گیا تھا۔

پروپوز کیوں نہیں کر دیتا صاف صاف بتا دے یار ورنہ جو
حالات خاندان کے چل رہے ہیں تو نے کنوارا ہی مر جانا
ہے ٹھیک کہتا ہے ویسے بہرام تیرے بارے میں!!! منہاں
خانزادہ تاسف سے بولا تھا اس کو احد خانزادہ کی تڑپ
سمجھ آرہی تھی وہ اس کو بے تاب دیکھ کر ہمیشہ ایک ہی
مشورہ دیا کرتا تھا مگر وہ تھا پتہ نہیں کس انجانے خوف
سے پہل نہیں کر پا رہا تھا۔

شیطان کا نام لیا اور شیطان حاضر ہو گیا!! لے آگیا تیرا
سگا یار میری جلانے دیکھ تو سہی بتیسی اس کی توڑ
دونگا کسی دن زیادہ غصہ دلایا تو!! احد خانزادہ بہرام

خانزادہ کو ڈائننگ روم میں انٹر ہوتا دیکھتا دانت کچکا
کر بولا تھا۔ بہرام خانزادہ سب کو اپنی بھاری آواز میں
سلام کرتا شرارتی سی اسمائل کے ساتھ احد خانزادہ کی
طرف بڑھا۔

کیا مجھے دیکھ کر تعوذ پڑھنا شروع کر دیا ہے؟۔۔ شکل
تیری سستے پھٹکاری عاشقوں جیسی کیوں ہو رہی ہے؟۔۔
بہرام خانزادہ اپنے ازلی طنزیہ انداز میں بولا تھا۔ مسئلہ کیا
ہے تیرے ساتھ اپنے کام سے کام نہیں رکھ سکتا میرے منہ
کیوں لگتا ہے۔ احد خانزادہ ٹیبل پر دونوں ہاتھ مارتا چیئر
سے کھڑا ہوا تھا۔۔

ساری لیڈیز کھانا کھا چکی تھی اور ڈائننگ ٹیبل سے اٹھ
رہی تھی کیونکہ سب ہی جانتے تھے ابھی بہرام اور احد
کی لفظی جنگ شروع ہونے والی تھی۔ ان دونوں نے ایک
دوسرے کو جواب دیئے بغیر کہاں چپ رہنا تھا۔ بچپن سے
ان دونوں کا یہی معمول تھا۔۔

نعوذ باللہ تیرے فالجی منہ لگنے سے پہلے میں اپنے ہونٹ
کٹوانا پسند کروں گا! بہرام خانزادہ شانزے کے ساتھ چیئر

پر بیٹھتے احد کو مزید تپاتے بولا تھا۔ ہیلو جان من تین دن عیاشی کر لی نیند پوری کر کے آج کوئی بہانا نہیں چلے گا۔ سو جن ختم ہونے کے لیے تین دن کافی ہوتے ہیں آج تو سیدھا پول میں لے جا کر گھس جانا ہے تمہارے اندر اور کچھ نیو ٹرائے کرنا ہے اسپاؤسی اینڈ فائری! وہ شانزے کے کان کے قریب جھکتا بے باک سرگوشی میں بولا تھا۔

شانزے خان جو پانی پی رہی تھی اُس کی بے باک جان نکال دینے والی سرگوشی سن کر اسے بری طرح اچھوکا لگا تھا۔ پانی اس کے حلق میں پھنس گیا تھا۔ وہ بری طرح کھانسی تھی۔ شانزے گڑیا میری جان آرام سے کیا ہو گیا ہے!! ہٹ میری بہن کے پاس سے تجھ جیسے شیطان سے ہر چیز پناہ مانگتی ہے احد خانزادہ شانزے کے پاس جاتا اسکی کمر تھپتھپاتے بولا۔

ابے سالے یہ تیری ہر وقت مجھ سے جلی کیوں رہتی ہے تیری دم پر پاؤں رکھنے کا ابھی میرا کوئی موڈ نہیں اس لئے اپنی شکل گم کر یہاں سے کھوکھلے!! بہرام خانزادہ احد کو ایکدم شانزے کے لئے بوکھلاتے دیکھتا دانت پیس کر بولا تھا۔

یار تم دونوں بس کر دو سب کے سامنے شروع ہونا کسی بات کا لحاظ نہیں کرتے تم دونوں کا بچپنا ہی ختم نہیں ہوتا ہے!! منہان خانزادہ انہیں مزید الجھنے سے پہلے ہی ٹوک گیا۔

تو تو اپنی شادی کی تیاریاں کر ہمارے بیچ میں مت بول بوڑھی آتما! کچھ بھی تم دونوں سے ہوتا نہیں ہے ابھی تک ترسی ہوئی مخلوق بنے پھر رہے ہو تم دونوں سے بہتر تو لالا ہیں!! بہرام خانزادہ اپنے لئے کھانا نکالتے منہان کو بھی میدان جنگ میں اترنے کے لئے اوکسا رہا تھا۔

شانزے گڑیا تم جاؤ مورے اور انشال کے ساتھ اپنی شاپنگ ڈسکس کر لو جب تک ہم لڑکے کچھ باتیں کر لیں!! منہان خانزادہ نے شرمندہ سے سرخ چہرے کے ساتھ بیٹھی شانزے کو یہاں سے بھیجنا مناسب سمجھا کیونکہ احد اور بہرام ایک دوسرے کی سہی والی کرنے والے تھے ابھی

جی لالا!! شانزے موقع ملتے ہی ہوا کی تیزی سے غائب

ہوئی تھی۔ اس کا پھدکنا رات کو نکالوں گا آج کر کے
دکھائی مجھے درد درد پھر اس کو بتاؤں گا میں جتنا ابھی
بھاگ رہی ہے ناں رات میں یہی اسٹیمنا نہیں دکھایا تو میں
نے اسے بہت کچھ دیکھا دینا ہے!! بہرام خانزادہ شانزے
کو تیزی سے ڈائننگ روم سے غائب ہوتے دیکھ کر
سوچتا ابھی کھانے کا نوالہ بنا کر منہ میں ڈالتا جب احد
نے اس کے منہ پر زور دار مکا رسید کر دیا۔

ابے حرام* انسان اپنی گ***کے کیڑے مار لے!! کیوں
مجھے انگلی کر رہا ہے میں نے مرچیں کی تو ناچتا ہوا
نظر آئے گا پھر تو!! بہرام خانزادہ اپنے پھٹے ہوئے ہونٹ
سے حلق میں اترتا خون تھوکتے ہوئے احد کو خود سے
دور دھکیلتا گالیاں دیتے غرایا تھا۔

بس کرو یار تم دونوں خدا کو مانو کب تک ایک دوسرے
کو تکلیف دیتے رہو گے! منہاں خانزادہ انہیں مزید بھڑتے
دیکھتا دونوں کے بیچ حائل ہو گیا۔ جب تک اس کی اندھی
بھینگی آنکھیں کھل نہیں جاتی یہ مجھ سے صبح شام ذلیل
ہوتا رہے گا تو اس کا چھوٹو باڈی گارڈ بنا چھوڑ دے اس
پر ابھی تک ہاتھ نہیں کھولا میں نے اپنا اس لئے میرے

سر پر ناچتا ہے نیچ سال! بہرام منہان کو بھی خود سے پیچھے کرتا بولا تھا۔ تم دونوں ٹٹو بنے پھرتے ہو یہ سب مجھ سے نہیں ہو سکتا اس لئے بھول جانا میں کبھی تم دونوں کا ساتھ دوں گا۔!! کیپٹن صاحب کو آگ ہی اس بات کی لگی ہوئی ہے! بہرام مزید بھڑتے بولا تھا۔

تیری طرح مافیا کے جوتے نہیں صاف کرتا میں!! احد اس کو پھر سے اپنی مدد کرنے سے انکار کرتے دیکھتا جل بہن کر بولا تھا۔ نہیں کرتا تو کر لینا بوٹ والوں کے بھی تو کرتا ہے ناں!! بہرام خانزادہ ٹھنڈے سپاٹ لہجے میں بولا۔ منہان اس کو بول دفعہ ہو میرے سامنے سے! احد غصے سے غرایا تھا۔

تیری محبوبہ آرہی ہے تمیز سے پیش آورنا پریوزل ایکسیپٹ ہونے سے پہلے ہی ریجیکشن کا جوتا تیری گ*** پر مار کر مزید لال پیلا کر دے گی تجھے!! ایشا جو اپنا موبائل ٹیبل پر ہی بھول گئی تھی وہ لینے کے لئے ڈائننگ روم میں آبی رہی تھی جب احد خانزادہ کی چیختی آواز خطرناک غراتا لہجہ سن کر انٹرنس پر بھی رک گئی تھی۔ اسے دیکھ کر بہرام خانزادہ احد کے تھوڑا قریب

نہیں چاہتے تھے اس لئے ہر بار ڈراتے رہے۔ کبھی میرے روم میں آکر تو کبھی ریستورنٹ کے واشروم میں ہیریس کر کے کتنا ڈر گئی تھی میں میری تو جان ہی نکل گئی تھی مگر آپ---انتہائی گھٹیا طریقہ اپنایا آپ نے اور مجھے آپ کی اصلیت پتہ بھی ناں چلتی اگر پرسو رات کو میں خود اپنی آنکھوں سے آپ کو ناں دیکھتی تو کیا آپ مجھے کبھی بتاتے کہ وہ ماسک مین جس نے میری جان حلق میں اٹکا دی تھی وہ اور کوئی نہیں بلکہ آپ تھے اعدا!! ایشا شدید تپی ہوئی حالت میں بولی تھی۔ اس کو غصے کے ساتھ ساتھ رونا بھی آرہا تھا۔ وہ احد سے کسی صورت بات نہیں کرنا چاہتی تھی وہ بس اس حویلی سے چلی جانا چاہتی تھی جہاں وہ صرف مشائم کی خاطر رکی ہوئی تھی۔۔۔

دو دن پہلے۔۔۔

مشائم پلیرز ریلیکس ہو جاؤ یار تم نے بالکل ہمت چھوڑ دی ہے حوصلہ ہی ہار گئی ہو تم۔۔۔میں اس مشی کو تو نہیں جانتی تھی جسے رونا ہی نہیں آتا تھا جو ہر بات میں صبر کر لیتی تھی۔ رونے والا کام ڈرنے والا سین یہ سب تو میری عادتیں تھی مگر تم یار پلیرز چپ ہو جاؤ!! مشائم جب سے اپنی ماما سے روم سے آئی تھی وہ مزید رونے لگی

تھی اس کو بخار ہو رہا تھا مگر وہ اپنا خیال بھی نہیں کر
پارہی تھی۔

میرا لوس بہت بڑا ہے ایشا جس پر صبر کرنا اپنے ساتھ
زیادتی کرنے کے مترادف ہے۔ یار اللہ پاک تمہیں صبر
دیں دیکھو خود کو۔۔۔حالت اپنی خراب کی ہوئی ہے تم نے
میں تمہارے لیے جوس بنا کر لاتی ہوں دونوں مل کر پیئیں
گے۔ ایشا اسے لاسٹ ہگ کرتی روم سے نکل گئی تھی۔ وہ
کچن میں جاتی رات کے دو بجے اس کے لئے چاکلیٹ
سمودی بنانے لگی تھی۔

وہ ابھی کچن میں کھڑی ہوئی حویلی کے پچھلے سائڈ پر
موجود بے حد حسین گلابوں کی کیاریاں دیکھ رہی تھی
جب اچانک سے اس کی نظر ایک ہیولے پر پڑھی جو
حویلی کے اندر انٹر ہو رہا تھا۔ باہر چاند کی روشنی تھی
مگر وہ ٹھیک سے دیکھ نہیں پا رہی تھی۔

وہ ہیولا جیسے ہی روشنی کی طرف آیا اسے دیکھ کر ایشا
کی سانسیں اکھڑنے لگی وہ اور کوئی نہیں بلکہ وہ وہی
ماسک مین تھا جس نے دو بار ایشا کی روح نکالی تھی

اسے بری طرح ڈرایا تھا۔ وہ ہیولا تو کچن کی طرف ہی
آ رہا تھا۔

ایشا کی سانسیں خشک ہو گئی تھیں۔ وہ جلدی جلدی سے
ٹیبل کے نیچے چھپ گئی جب وہ ہیولا کچن میں داخل ہوا
ایشا اپنے ہونٹوں پر زور سے دونوں ہاتھ رکھ کر خود کو
بہت مشکل سے چلانے سے روک رہی تھی اس نے اپنی
سانسیں تک گھونٹ دی تھیں۔ وہ اپنی دونوں آنکھیں میچے
کبوتری بنی چھپ کر بیٹھ گئی تھی۔

واؤ چاکلیٹ سمودی۔۔۔ یہ کس نے بنائی ہے سخت پیاس لگ
رہی تھی پتہ نہیں کب یہ مشن پورا ہو گا اور میں اس ڈاکو
مافیا کو پکڑوں گا لینز لگا کر آنکھیں اندھی ہو جائیں گی
میری پیاس سے صحرا بن جاؤں گا جب تک وہ
ح۔ر۔ا۔م۔ز۔ا۔د۔ہ پکڑ میں آئے گا!! وہ ہیولہ اپنے بھاری
بوٹوں سے چلتا ہوا شیلف تک گیا اور بڑبڑاتے ہوئے
سمودی کا گلاس اٹھا کر اپنے منہ سے ماسک اتارتا جھک
کر کچھ کر رہا تھا۔

ایشا ٹیبل کے نیچے چھپی ایک آنکھ سے اسے دیکھ رہی
تھی۔ وہی بے حد بھاری مخصوص آواز تیز پرفیوم کی

مہک اس کو بری طرح لرزہ رہی تھی۔ وہ ہیولا اپنی آنکھوں میں لگے سیاہ لینز اتار کر ڈسٹ بن میں پھینک کر چیئر پر بیٹھ گیا تھا اس کا ماسک بھی اترا ہوا تھا وہ بڑے مزے سے ایشا کی بنائی ہوئی سمودی پی رہا تھا۔

یہ یہاں بھی آگیا میری روح خشک کرنے۔ کیا کروں دیکھوں کہ نا دیکھوں اس کی خوفناک شکل کہی ہارٹ فیل ہی نا ہو جائے میرا ایک بار دیکھ لیتی ہوں پھر آنکھیں بند کر لونگی ہاں یہ سہی رہے گا۔ ایشا خوفزدہ سی دل میں سوچتی ہوئی اس کا چہرہ دیکھنے کے لئے تھوڑی سے آگے ہوئی اور جیسے ہی اس کی نظر اس ماسک مین کے چہرے پر پڑھی اس کی بے ساختہ چیخ نکل گئی۔

احد خانزادہ جو مزے سے غافل ہو کر پورا گلاس ختم کر کے چیئر سے اٹھنے والا تھا کہ ٹیبل کے نیچے چھپی ایشا کو بری طرح چیختے دیکھ ایک جست میں نیچے بیٹھا اور اس کے لبوں پر زور سے اپنا ہاتھ رکھ گیا۔

یہ کب سے یہاں چھپی بیٹھی تھی مجھے پتہ کیوں نہیں لگا۔ احد خانزادہ کو اتنی پیاس لگی تھی کہ وہ اندازہ ہی

نہیں کر سکا کہ کچن میں اس کے علاوہ کوئی اور بھی ہے۔ تف ہے مجھ پر اتنی غفلت کیسے کر سکتا ہوں میں سب کچھ دیکھ لیا ہے اس نے اس لئے ایسی چیخیں مار رہی ہے۔۔ احد خانزادہ دل میں سوچنے لگا۔

ایشا غصے سے اس کا منہ نوچ لینا چاہتی تھی مگر اس نے اتنی زور سے اس کا منہ دبوچا ہوا تھا کہ سانس بھی مشکل سے آرہی تھی۔ چلانا نہیں ہاتھ ہٹانے لگا ورنہ کوئی آجائے گا کچن میں!! وہ ایشا کو ہاتھ ہٹانے سے پہلے وارن کرنے لگا تھا۔

ایشا اس کے ہاتھ کی گرفت اپنے لبوں پر ہلکی ہوتی دیکھ کر پوری طاقت لگا کر اس کی ہتھیلی پر زور سے اپنے دانت گاڑھ گئی۔ اف۔۔! احد خانزادہ خود کو کراہنے سے روکتا اس کے بالوں کو گدی سے پکڑ کر اپنا ہاتھ اس کے نوکیلے دانتوں کی گرفت سے آزاد کروا گیا۔

میری نازک حسینہ کس بات پر ویمپائر بننے کی کوشش کی جا رہی ہے؟۔۔ وہ ایشا کو آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو دیکھتا اس کے بالوں سے اپنا ہاتھ ہٹا گیا۔ ایشا کی

نہیں ہٹیں میرے راستے سے ورنہ میں سب کو بتا دوں گی
کہ ایک فوجی جس کا کام ملک کی حفاظت کرنا ہوتا ہے
وہ ایک کریمینل بھی ہو سکتا ہے جو میرے روم میں ڈاکو
بن کر مجھے ڈرانے آیا تھا اور ہر جگہ مجھے اسٹاک
کرتا رہا ہے۔

آپ اپنے بیج پر کیپٹن خان کی جگہ اسٹاکر احد لکھوا لیں
تو زیادہ سوٹ ایبل ہو گا! ایشا دانت پیستی ہوئی کچن سے
چلی گئی تھی اس نے ایک بھی بات احد کی نہیں سنی نہیں
اسے شدید غصہ آیا ہوا تھا۔

نازک حسینہ شدید ناراض ہو گئی ہے بولتی کتنا ہے یار
پٹر پٹر ایک بات نہیں سنی میری۔ کوئی تو کچن میں آکر ہم
دونوں کو دیکھ لیتا کم سے کم پکڑے ہی جاتے تاکہ رشتہ
آسانی سے ہو جاتا اب تو بالکل نہیں مانے گی پرپوزل
میرے منہ پے دے مارے گی۔ بھوتتی بنی ٹیبل کے نیچے
چھپی ہوئی تھی اندھا ہوں میں بھی۔ یہ اس سالے کمینے
بہرام کی بدعائیں ہیں مجھے کنوارا ہی مروں گا اب
تو۔۔۔ گھڑی تو بالکل پرفیکٹ بنائی ہے ڈارلنگ نے۔ یہ
منہاں کہاں دفن ہو گیا تھا آج؟ رات کے دو بجے پیدل چل

کر حویلی آیا ہوں تو پیاس تو لگنی ہی تھی ویسے چاکلیٹ
ڈرنک اچھی تھی۔ اپنے لئے بنائے آئی ہو گی اس کی
ڈرنک پی گیا اس لئے زیادہ غصہ ہو گئی ہے۔ کیا کروں
ناراضگی کا فون پر منالوں گا بتا دوںگا محبت کرتا ہوں
دو سال سے خوار ہو رہا ہوں میڈم نخرے بند کرو اور روم
میں چلتی نظر آؤ چھوٹی کزن کی شادی ہو گئی ہے اب تم
بھی ذمہ داری سنبھالو۔۔۔ احد خانزادہ خود سے باتیں کرتا
شیلف پر رکھا دوسرا گلاس بھی ختم کر گیا۔ اسکا بھانڈا
اس طرح پھوٹے گا اسے اندازہ نہیں تھا۔ وہ خود کچھ دنوں
میں ایشا کو سب کچھ بتانے والا تھا۔

موجودہ دن۔۔۔

پلیز میری ایک دفعہ بات سن لو یار۔ میں آپ کی یار نہیں
ہوں۔ احد جو ایشا کو منانا چاہتا تھا اس سے اپنی فیلنگز
شیئر کرنا چاہتا وہ دوستانہ سے شرمندہ لہجے میں بول رہا
تھا کہ ایشا اسے آنکھیں دکھا کر پاؤں پٹختی آگے بڑھی
جب احد اس کی کلائی زور سے پکڑ گیا۔

پیار کرتا ہوں تم سے۔۔۔ پسند ہو تم۔۔۔ میری شادی کرنا چاہتا
ہوں۔۔۔ اپنے بچوں کی اماں بنانا چاہتا ہوں۔۔۔ پلیز میری بات

سن لو مجھے ایک موقع دے دو۔۔ احد خانزادہ اس کے
مڑتے ہی اس کی کلائی پکڑے نیچے زمین پر بیٹھ گیا تھا۔
وہ بے حد ڈیپ لہجے میں بولتا ایشا کو پروپوز کر رہا تھا۔

ایشا کی حالت تو ایسی تھی جیسی کاٹو تو بدن میں لہو
نہیں۔ اسے اپنے کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہو رہا
تھا۔ پلیز۔۔۔ میرا۔۔۔ ہاتھ۔۔۔ چھوڑیں۔۔۔ ایشا کمزور کی مزاحمت
کرتی بولی۔ اسے لگ رہا تھا جیسے وہ بے ہوش ہو جائے
گی۔

تمہارا ہاتھ چھوڑنے کے لئے تھوڑی تھاما۔۔۔۔۔ واہ واہ بھی
یہاں تو روکھا سوکھا ود آؤٹ رنگ اینڈ فلاورز والا
پروپوزل چل رہا ہے سہی ٹائم پر انٹری ماری ہے میں
نہ۔۔!! احد خانزادہ جو ایشا کو کانپتے دیکھ مزید گہری
آواز میں بول رہا تھا جب ان دونوں کے کانوں میں مشائم
کی شرارتی سی آواز گونجی۔۔

ایشا کے تو اب کانوں سے دھواں نکل رہا تھا اس کے
رخسار دہک کر انار ہو گئے تھے جبکہ احد خانزادہ نے
شکر کا کلمہ پڑھا تھا کسی نے جو انہیں دیکھا تھا اور وہ
دونوں جس کی نظر میں آگئے تھے اب تو شادی پکی ہی

پکی تھی۔

مم۔۔۔مشی۔۔۔وہ۔۔۔وہ۔۔۔میں۔۔۔۔۔بس بس ایشا یہاں یہ سب ہو رہا
ہے مجھے بتانا بھی حرام سمجھا تم نے اور ہادی لالہ آپ
حد ہوتی ہے تین دن سے میں اس حویلی میں ہوں اپنی
چھوٹی بہن کو ہوا بھی نہیں لگنے دی مجھے آپ دونوں پر
پہلے سے ڈاؤٹ تھا مگر اب تو پکا یقین ہو گیا ہے ویسے
بڑا ہی کوئی سفید خون ہے ایشو تمہارا سوتیلی کزن ہو تم
آج سے میری۔۔!! مشائم ان دونوں کو چھیڑتی ہوئی ایشا کی
کلاس لگاتی مصنوعی ناراضگی دکھاتی فوراً سے رفو
چکر ہو گئی تھی جبکہ احد ابھی تک زمین پر بیٹھا ہوا تھا
لیکن ایشا اس کی ہلکی گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑوا چکی
تھی۔

اس سے پہلے آپ کی نازنین پھوپھو دیکھیں پلیز نیچے
سے اٹھ جائیں ورنہ میرے کریکٹر پر بات کرنے سے
انہیں کوئی بھی نہیں روک سکے گا وہ مشائم کو تو بے حیا
کہتی ہیں مجھے کریکٹر لیس کہنا شروع ہو جائیں گی۔ ایشا
شدید ٹھنڈے سپاٹ طریقے سے احد خانزادہ کا پریپوزل
ریجیکٹ کرتی تیزی سے ڈائننگ روم سے نکل گئی تھی۔

آئی ایم سو سوری پھوپھو! میں نے آپ کو اور مشائم کو بہت ہرٹ کیا میں غصے میں تھا اس لئے جو کچھ مجھے مشائم کے بارے میں بتایا گیا میں سوچے سمجھے بغیر غصے کی وجہ سے بول گیا میں بہت شرمندہ ہوں پھوپھو کزن ہو کر لوگوں کی باتوں کا اعتبار کر لیا میں نے خود سے کوئی تفتیش نہیں کی میں نے مجھے آپ اور مشائم ایک موقع دے دیں ہم فیملی ہیں میں پتہ نہیں کیسے-----تم میرے بھائی کے بیٹے ہو ولید میں تمہیں ہر بات کے لئے معاف کر چکی ہوں مگر مشائم اس کا کچھ نہیں کہہ سکتی!! ولید انصاری جو کچھ دیر پہلے اپنی مام نیلم انصاری کے ساتھ خانزادہ حویلی پہنچا تھا وہ حویلی کے گیسٹ روم میں بیٹھا سر جھکائے معافی مانگ رہا تھا۔

گیسٹ روم میں مہوش بیگم سعدیہ انصاری نیلم انصاری اور ولید بیٹھے تھے۔ پھوپھو آپ مشائم کو روم میں بلوا لیں میں اس سے بھی سوری کر لوں گا۔ ولید مہوش بیگم کی بات سن کر پھر سے بولا تھا۔ بیٹا وہ شہریار کی غیر موجودگی میں یہاں نہیں آئے گی۔ ولید کی بات سن کر اب کی بار سعدیہ انصاری بولی تھی۔ کیوں پھوپھو میں یہاں صرف معافی مانگنے آیا ہوں مشائم سے اس بات سے

خانزادہ کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ ولید کا دل چاہ رہا تھا شہریار خانزادہ کو گولی مار دے جو مشائم کو اس سے چھین چکا تھا۔

بیٹا وہ اسکی بیوی ہے اور خانزادے اپنی بیوی کو لے کر کس حد تک حساس ہوتے ہیں یہ بات تو شاید جان ہی چکے ہو۔ یہاں لیڈیز کے پردے کا بے حد خیال رکھا جاتا ہے مگر تم سب ٹھیک کرنا چاہتے ہو تو میں مشائم کو خود یہاں لے آتی ہوں اپنی ذمہ داری پر!! سعدیہ انصاری اپنے بھتیجے ولید کو اتنا شرمسار دیکھ کر خود بھی چاہتی تھی کہ ہر رنجش ختم ہو جائے جو کچھ بھی ہو گیا اسے ماضی کا حصہ بنا دیا جائے۔ ٹھیک ہے آپ مشائم کو یہاں لے آئیں تاکہ میرا گلٹ ختم ہو جائے۔ ولید اپنے دل میں شیطانیّت لئے منہ پر شرمندگی سجائے بولا تھا۔ میں آتی ہوں مشائم کو لے کر! سعدیہ بیگم اپنی جگہ سے اٹھتی دروازے کی جانب بڑھتی ہوئی بولی تھی۔ جبکہ ولید مسلسل مہوش بیگم سے معافی مانگ رہا تھا۔ وہ ہر طرح سے اپنا راستہ کلیئر کر رہا تھا۔ اس نے اپنا بدلہ بہت بھیانک انداز میں لینا تھا۔

مشی میری بات تو سنو یار ایسا کچھ بھی نہیں ہے پلینز
 ماما سے کوئی بات مت کرنا۔ مشائم جو اپنے نیو روم میں
 منہ پھولائے بیٹھی ایشا سے مصنوعی ناراضگی کا بھر
 پور اظہار کر رہی تھے جب ایشا نے تنگ آکر دانت
 پیستے ہوئے مشائم کے آگے اپنے ہاتھ جوڑے تھے۔

میں تو خالہ کو لازمی بتاؤں گی کہ سوکھی ہڈی بہت پہنچی ہوئی چیز نکلی ہے اس نے مجھ سے بھی سب چھپایا ہے اور تو اور یہ۔۔۔۔۔ مشائم جو ایشا کو مزید تنگ کرتی مزے لے رہی تھی جب اس کے روم کا دروازہ نوک ہوا اور سعدیہ انصاری اندر انٹر ہوئی۔ انہیں دیکھ کر مشائم کی چلتی زبان پر بریک لگ گئی ورنہ کوئی بعید نہیں تھی کہ ایشا دنیا سے کوچ کر جاتی۔

مشائم میں نے تم سے کچھ بات کرنی تھی بیٹا اور امید کرتی ہوں تم تحمل سے سن کر سمجھنے کی کوشش کرو گی۔ سعدیہ انصاری اس کے ساتھ بیٹھتی اس کے سر پر پیار دیتی بولی تھی۔ جی خالہ بولیں! ویسے مجھے بھی ایک بہت بڑی بات آپ کو بتانی تھی رائٹ ایشو۔!! وہ آنکھیں ٹپٹپاتی ہوئی بولی تھی۔ ایشا نے سفید پڑھتے دانت

پیسے اسے دیکھا تھا۔

کیا بات بتانی تھی؟۔۔۔سعدیہ انصاری تعجب سے استفسار کرنے لگی۔ یہی کہ ایشا نے۔۔۔۔۔مشی کیا بولنے لگی ہو پلیز۔۔۔۔اوہو یہی بولنے لگی ہوں کہ تم نے مجھ سے وعدہ کیا ہے تم میرے ساتھ کچھ دن مزید یہاں حویلی میں ہی روکنے والی ہو جب تک انشال آپ کی شادی کے ایونٹس ختم نہیں ہو جاتے۔۔۔بس یہی بتا رہی تھی خالہ کو!! مشائم جو شرارتی سا مسکرا کر ایشا کی جان نکال رہی تھی جب وہ تیزی سے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر اسے بولنے سے روکنے لگی۔ مشائم اس کا ہاتھ اپنے منہ سے ہٹا کر اسے آنکھ و نک کرتی بولی تھے ۔ ایشا کا تو منہ ہی کھل گیا اس کی بات سن کر اس نے مشائم سے کوئی بھی ایسا وعدہ نہیں تھا وہ کیوں اس کی ماما سے ایسا بول رہی تھی۔

مشی بیٹا ایشا نے تو مجھ سے ایسی کوئی بات شیئر نہیں کی کہ یہ تمہارے پاس مزید رکنا۔۔۔خالہ یہ تھوڑا ڈر رہی تھی ناں کہ کہی آپ غصہ نا کر دیں اس لئے مجھ سے کہا کہ میں آپ سے بات کروں اور میں ایشا کو واقعی اپنے پاس روکنا چاہتی ہوں آپ پلیز مان جائیں ناں پیاری خالہ

جانو۔۔!! سعدیہ انصاری جو ایشا کو دیکھتی بول رہی تھی
جب مشائم لاڈ سے ان کے کندھے پر چومتی ہوئی انکے
گرد ہاتھ باندھ کر ایشا کو حویلی رہنے دینے کی ریکویسٹ
کرنے لگی۔

اچھا ٹھیک ہے مگر ایشا نے تو یونیورسٹی جانا ہوتا ہے
ناں رایان ڈیلی اسے یہاں سے پک کرنے آئے گا تو اسے
مشکل ہو گی اس کا آفس۔۔۔ خالہ جانو ایشا کو یونیورسٹی
ڈراپ کرنے کے لئے میں پہلے ہے شہریار سے بات کر
چکی ہوں ڈرائیور ارینج کر دیا ہے انہوں نے آپ ریلیکس
ہو جائیں اور بس ایشا کو میرے پاس رکنے کی پرمیشن
دے دیں۔ مشائم اپنی ہنسی مشکل سے ضبط کرتی بولی
تھی۔ اس کے دماغ میں کیا شرارت چل رہی تھی ایشا
سمجھنے سے قاصر تھی۔ اس نے خود سے اسے روکنے
کا پلان بنایا اور یہاں تک کے ڈرائیور بھی ارینج کروا دیا
ایشا کو حیرت ہوئی مگر وہ مشائم کے چہرے پر اتنی
چمک دیکھ کر خود بھی اب اسکے پاس مزید کچھ دن
رکنے کے لئے دل سے راضی ہو گئی ورنہ جتنا غصہ
اسے احد خاندان پر تھا وہ اس کا دوبارہ سامنا نہیں کرنا
چاہتی تھی۔

اچھا ٹھیک ہے میری بیٹی جب تک چاہے ایشا کو اپنے ساتھ روک لے بس خوش اچھا اب میری بات سنو!! سعدیہ انصاری اس کو اتنی لالچیاں کرتے دیکھ ایشا کو حویلی میں رکنے کی اجازت دے گئی تھی۔

جی بولیں خالہ کیا بات ہے۔ مشائم بے حد خوش ہوتی ان کا ہاتھ چومتی بولی تھی۔ نیلم بھابھی اور ولید آئے ہیں مہوش اور تم سے معافی مانگنے۔ سعدیہ انصاری بولی ہی تھی کہ مشائم کا چہرہ سرد سپاٹ ہو گیا تھا چمکتے چہرے پر چنگاریاں پھوٹنے لگی اسے شدید غصے نے لال انگارہ کر دیا تھا۔

وہ یہاں کیوں آئے ہیں کس بات کی معافی خالہ؟ جو انسٹ انہوں نے میرے بابا کی اور جو الزام مجھ پر لگائے اس کی معافی کیا ہی ہو سکتی ہے مجھے شکل نہیں دیکھنی ان لوگوں کی!! مشائم سرد سے لہجے میں بولی تھی۔

بیٹا تم اپنی جگہ ٹھیک ہو مگر جب کوئی اپنے کیے جرم پر شرمسار ہو تو اور معافی مانگ رہا ہو تو انہیں ایک موقع دے دینا چاہیے!! اپنے لئے ناں سہی اپنی ماما کے

لئے دل بڑا کر لو مہوش بہت مطمئن ہے اس کے اپنے
رشتوں میں بھائی اور میں ہی تو ہوں۔ تم جانتی ہو ناں وہ
تمہیں کبھی بھی کچھ نہیں کہے گی مگر دل میں بہت اداس
ہو گی بھائی اس سے بہت سال ناراض رہیں ہیں اور وہ
کس حد تک انہیں یاد کرتی تھی تم جانتی ہو ناں اپنی ماما
کے لئے ان کو معاف کر دو۔ سعدیہ انصاری اسے
سمجھانے لگی۔

ماما کے لئے معاف کر دوں اور بابا کے لئے؟۔۔ اور اپنے
اوپر اچھالے گئے اس ولید کے الزام بھول جاؤں؟ خالہ کیا
آپ نہیں جانتی میں معاف نہیں کر پاتی مجھے معاف کرنا
نہیں آتا۔ مشائم صاف گوئی سے بولی تھی۔

اچھا تم میرے ساتھ چلو تو سہی ان لوگوں کی بات سن لو
پھر بے شک جو دل نے کہا وہی کرنا ابھی آؤ میرے
ساتھ!! سعدیہ انصاری اس کا غصہ سمجھتی اس کا ہاتھ
پکڑ کر اٹھی تھی۔ میں ان کے پاس جا کر کیا کروں گی
پھر سے وہ لوگ۔۔۔۔۔ وہ صرف شرمندہ ہیں تم سے معافی
چاہتے ہیں کوئی کچھ نہیں بولے گا آجاؤ دل بڑا کرو
بیٹی!! سعدیہ انصاری اسے انکار کرتے دیکھتی محبت

سے سمجھاتی اپنے ساتھ گیسٹ روم لے جانے لگی تھی۔

وہ دونوں جیسے ہی گیسٹ روم میں انٹر ہوئی مشائم کی نظر اپنی ماما کے ساتھ بیٹھے ان سے معافی مانگتے ہوئے ولید پر پڑھی۔ اسکے سر پر بینڈیج تھی منہ پر مشائم کے نیلز کے نشان وہ سر جھکائے بیٹھا تھا۔ اس سے کچھ فاصلے پر نیلم انصاری بیٹھی تھی جن کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔



مشائم بغیر کوئی سلام کیے کارنر پر رکھے صوفہ چیر کے اوپر بیٹھ گئی۔ اس کے روم میں انٹر ہوتے ہی ولید نے بے صبری سے اسے دیکھا تھا۔ وہ بہت چاہ کر بھی اپنی ندیدی نگاہوں کو لگام نہیں دے سکا۔ اس نے مشائم کو

اوپر سے نیچے بے حد گہرائی سے دیکھا تھا۔ جو ایک سائڈ
پر صوفہ چیئر کے اوپر بیٹھی ہوئی تھی۔

وہ سیاہ رنگ کی نیٹ کی شرٹ اور فٹنگ والی کیپری میں
ملبوس تھی۔ جو اس کے بیٹھنے پر پنڈلیوں تک چڑھ چکی
تھی۔ اسکے شفاف دودھیا سفید پاؤں سیاہ رنگ کی نازک
کی فلیٹس میں چوم لینے کی حد تک حسین لگ رہے
تھے۔ اس کا سیکسی سا فگر ولید کی حوس کو اجاگر کر
رہا تھا وہ اسے اسکین کرتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا مگر
ولید کی نظر جہاں ٹھہری وہ اسکے شفاف بلیک نیٹ کی
شرٹ سے چھلکتے شولڈرز تھے جو کسی کو بھی تشنہ
کر سکتے تھے۔

بات کاٹ گئی۔

آئی ایم سو سوری مائی ڈیئر میں نے غصے۔۔۔میں تمہارے غصے پر اور تم پر سو بار لعنت بھیجتی ہوں اٹھو اور دفعہ ہو یہاں سے!! ولید جو اس کی جانب دیکھتا پھر سے سوری بول کر بات کو تول دینے لگا تھا جب مشائم نفرت سے بھرے لہجے میں چنگاڑتی طیش سے پھٹ پڑی تھی۔

شہریار خانزادہ جیسے کچھ دیر پہلے ہی علم ہوا تھا کہ حویلی کے مہمان خانے میں ولید انصاری اپنی ماں کے ساتھ مہوش بیگم اور مشائم سے ملنے آیا ہے وہ غصے سے بھرا گیسٹ روم کی طرف تیزی سے بڑھ رہا تھا جب گیسٹ روم کے دروازے پر پہنچتے ہی اسے مشائم کی تیز برہم آواز سنائی تھی۔ وہ ایک لمحے کی بھی دیر کیے بنا اندر داخل ہو گیا۔

مشائم پلیر میری بات سن۔۔۔۔۔تو یہاں کیا کر رہا ہے؟۔۔ولید جو صبر سے کام لیتا مشائم کو شرمسار سے لہجے میں اپنی طرف متوجہ کروا رہا تھا جب شہریار خانزادہ ایک جست میں اس تک پہنچا تھا۔ اس سے پہلے وہ اسے گربان

سے پکڑ کر گھسیٹ کر صوفے سے اٹھاتا اسے مشائم کی
آواز نے روک دیا۔

شہریار میں بات کر رہی ہوں آپ بیچ میں مت آئیں!! ولید
سے دور ہٹیں۔۔ مشائم شہریار خانزادہ کو دیکھ کر صوفے
سے کھڑی ہو گئی تھی۔ شہریار خانزادہ نے گردن موڑ کر
اس کی طرف دیکھا تھا اور اس کا دماغ جیسے آؤٹ آف
کنٹرول ہوا۔ اس کا لباس ایسا تھا وہ بدن میں آگ کے شعلے
جلا دے وہ قیامت لگ رہی تھی۔

میں تمہیں اور تمہارے خاندان کو کسی صورت معاف
نہیں کروں گی۔ تم نے جھوٹی شرمندگی سے معافی مانگ
لی جو میں نے حقیقی حقارت سے تمہارے منہ پر مار دی
اس سے پہلے تمہارے پھٹے ہوئے سر کو میرا شوہر دھڑ
سے الگ کرے بہتر ہے تم یہاں سے چلے جاؤ اور اس
بات کو یقینی بناؤ کہ آئندہ یہاں آنے کی غلطی کبھی مت
کرنا ورنہ دھکے کھا کر باہر نکال دیئے جاؤ گے۔ مشائم
اپنے لہجے میں چنگاریاں لئے بولتی شہریار خانزادہ کا
ہاتھ اپنے ہاتھ میں حق سے تھامتی گیسٹ روم سے نکل
گئی تھی۔

اس نے ولید کو جہاں شہریار خانزادہ کا ہاتھ تھام پر آگ لگائی تھی وہی ولید کا بدلہ مزید پختہ ہوا تھا۔ چلو ولید ہو گیا تمہارا شوق پورا میں نے تو۔۔۔۔۔ وہ ابھی غصے میں ہے مام ہرٹ ہے بہت مگر میں اسے منالوں گا آج نہیں تو کل معاف کر دے گی۔ پھوپھو میں ابھی جا رہا ہوں مگر پھر سے مشائم سے معافی مانگوں گا اور مجھے یقین ہے غصہ ٹھنڈا ہونے پر وہ مجھے معاف کر دے گی۔ نیلم انصاری جو غصے سے ولید سے بولی تھی جب وہ فوراً ہی مہوش بیگم سے متوجہ ہو کر اپنی مام کی بات کاٹ گیا ورنہ وہ اس کا بھانڈا اپنی نفرت سے ضرور پھوڑ دیتی۔ ولید نے صبر سے کام لے کر مشائم کو حاصل کرنا تھا پہلی کیل ٹھوک دی گئی تھی۔۔

مشائم جو شہریار خانزادہ کا ہاتھ پکڑ کر روم سے باہر آئی ہی تھی جب شہریار خانزادہ نے اسے ایک لمحے میں اپنے کندھے پر ڈالا تھا اور تیزی سے ایک روم کا دروازہ کھول کر اندر انٹر ہوتا روم لاک کر گیا۔

یہ کیا بدتمیزی ہے شہریار نیچے اتاریں مجھے! مشائم اس کی گردن پر نیلز مارتی غرائی تھی۔۔۔ بی بدتمیزی تو ابھی کروں گا زور سے!! شہریار خاندانہ اس کی پیس پر ہلکا سا سلیپ کرتا بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔

لیو می۔۔! اتاریں مجھے نیچے ورنہ۔۔۔۔۔ ورنہ کیا حملہ کر دو گی مجھ پر!! وہ اسے اچھال کر بیڈ پر پھینکتا اسکے اوپر مکمل طور پر حاوی ہوا تھا وہ مشائم کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ایک ہاتھ میں جکڑ کر اس پر جھک گیا تھا۔ آہ۔۔۔!! یہ آپ کیا جنگل سے بھاگ کر آئے ہیں جو مجھ پر جھپٹ رہے ہیں ہٹیں!! مشائم اسے اپنی گردن پر جھکے دیکھ اس کی ہلکی سی بانٹ پر کراہتی ہوئی شدید مزاحمت کرتی دانت پیس کر بولی تھی۔

تمہیں دیکھ کر جنگلی بن جانے کا ہی دل کرتا ہے میری شوگر بے بی اتنی میٹھی ہو سارا غصہ اتر جاتا ہے اوپر سے میٹھی آہیں بھر کر بہکاؤ نہیں مجھے پھر بولو گی میری اجازت کے بغیر چھو کیسے مجھے۔۔!! شہریار خاندانہ اس کی گردن پر جگہ جگہ لب رکھتا اپنی بھاری سی آواز میں بولا تھا۔

ہٹیں میرے اوپر سے آپ کو کوئی حق نہیں اس طرح
زبردستی مجھ پر حق جمانے کا! مشائم اسکی مونچھوں کی
چبھن پر لرزنے لگی تھی۔ تو پیار سے حق جمانے دو ناں
ہاتھ پیر چلا کر تم نے مجھے زخمی کر دینا ہے! شہریار
خانزادہ کے نرم بوسے اس کی گردن پر رکنے کا نام ہی
نہیں لے رہے تھے۔



تم حق سے میرا ہاتھ پکڑ کر ولید کی جلا سکتی ہو اور
میں تمہیں پیار بھی نہیں کر سکتا اچھی نا انصافی ہے
میری پٹاخہ۔!! وہ مشائم کی گردن پر لو بائٹ بنانے لگا
اس کی گردن کو اسکین کو اپنے ہونٹوں میں لے کر زور
سے سک کرنے لگا۔ شہریار خانزادہ اپنے جنون کی پہلی

سوغات اس کی گردن پر رقم کرتا اسکی ہیزل آنکھوں میں
جھانکنے لگا۔

آئی ریٹلی ہیٹ یو!! آپ کا ہاتھ میں نے اس لئے پکڑا تھا
کہ آپ کہی وائلینٹ نا ہو جائیں اب اس کا مطلب یہ ہر گز
نہیں تھا آپ چمگاڈر بن کر چمٹ جائیں اور میرے ساتھ
بدلحاظی کریں۔ مشائم غصے سے بولی تھی۔

تمہیں پیار کرنا بدلحاظی ہے؟ میڈم تم مجھے چمگاڈر بول
کر میری جنونیت کی توہین تو ناں کرو تمہاری ہر بات
مانتا ہوں تم نے الگ روم کی ڈیمانڈ کی میں نے بغیر کوئی
شور کیے آپ کی اتنی خطرناک ڈیمانڈ پوری کر دی بدلے
میں آپ سے صرف ایک ریکویسٹ کی کہ آپ کسی بھی
بغیر نامحرم کے سامنے سر پر دوپٹہ لئے بغیر نہیں جائیں
گی اور اپنی ڈریسنگ پر فوکس کریں گی مگر آپ نے
کوئی ویلیو نہیں دی میری بات کو جو کہ کافی غلط بات
ہے۔ شہریار خاندانہ اس کی پیشانی پر چومتے بہت نرم
سے لہجے میں بولتا شکوہ کرنے لگا تھا۔

آپ کوئی دودھ پیتے بچے ہیں جو روم کی سیپریشن پر

شور کرتے؟ نکاح کیا ہے میں نے۔۔ رخصتی نہیں ہوئی
میری تو میں کیوں آپ کے روم میں رہتی؟ اور اب بس
مزید کوئی بدتمیزی میں آپ کی برداشت نہیں کروں گی
ہٹیں مجھ پر سے میں ان کمفرٹیل ہو رہی ہوں آپ مجھ
سے دور ہٹ کر بھی یہ باتیں کر سکتے تھے مگر۔۔۔۔۔ مگر
مجھے تمہارے قریب آکر بات کرنے کا دل کر رہا تھا
کیونکہ میں تمہاری ان نازک گلابی پنکھڑیوں کو چومنے
کے لئے ترس رہا ہوں مگر تم ہو اپنی ہر بات منوا کر
میری ایک بھی نہیں مان رہی۔ وہ مشائم کے ہونٹوں کو
فوکس میں لئے بولا۔

میں آپ کی اتنی تنگ ذہنیت والی بات کبھی مانو گی بھی نہیں۔۔ میں جیسی ہوں آپ کو ایسے ہی قبول کرنا ہوگا نہیں تو ہم یہ نکاح ختم کر دیتے ہیں ابھی ہی!! آپ کسی چادر پہننے والی سے شادی کر لینا میں کسی جینز پینٹ والے۔۔۔۔۔۔ امم مشائم جو شہریار خانزادہ کو تپانے کے لئے اسکی دکھتی رگ پر پاؤں رکھ گئی تھی کہ وہ اپنی بات مکمل بھی نہیں کر سکی جب شہریار خانزادہ اس کے بونٹوں پر جھپٹتا اس کے لفظوں کو اپنے حلق میں اتار گیا۔



وہ گھونٹ بھر بھر پر اسے پیتا ہوا خود میں جذب کر رہا تھا۔ وہ بے خود سا ہونے لگا تھا۔ لبوں کا نشیلا رس جسم میں گرمی پیدا کر رہا تھا۔ شہریار خانزادہ کا ہاتھ مشائم کی شرٹ کی زپ میں الجھا تھا وہ اس کی زپ کھول کر اسے ایک ہی جست میں اوندھے منہ کرتا اس کی بے داغ بل کھاتی دودھیا کمر پر جھک گیا تھا۔

اس کے تشنہ لب آج اپنا حق جمانے لگے تھے۔ روح میں طلب گہرائی سے پیدا ہونے لگی تھی اس کے جسم میں آگ اترنے لگی تھی جو مشائم کو جھلسا رہی تھی۔

آہہ۔۔۔ پلینز لیو می!! وہ مشائم کی کمر کی اسکن کو اپنے ہونٹوں میں لے کر سک کرتا ہلکا سا دانتوں میں لے کر

کاٹ رہا تھا۔ اس نے مشائم کے دونوں ہاتھ کلائیوں سے پکڑ کر میٹرس پر پن کیے ہوئے تھے جبکہ دوسرے ہاتھ سے وہ مشائم کی شرٹ کو اس کے کندھوں سے اتار گیا تھا۔

شہریار ررر۔۔۔! مشائم اس کے ہاتھ اپنی برا میں الجھتے محسوس کرتی غصے اور شرم سے لال ہوتی چیخی تھی۔ بیوی ہو میری کسی اور کے پاس جانے کا سوچا بھی تو ہر حد سے گزر جاؤں گا۔

وہ اس کی بلیک برا کی ہُک کھولتا اس کی کمر پر اپنی زبان کی نوک پھیر کر اپنے ایک ہاتھ کی مدد سے اپنی ٹائی اتار کر مشائم کے ہاتھوں کو کس کر باندھ گیا۔ آئی ہیٹ یو شہریار!! لیو می۔۔۔ مشائم غصے سے اپنا منہ تکیے میں گھسائے گھٹی گھٹی آواز میں چلائی تھی۔

شہریار خانزادہ اسے سیدھا کرتا اس کے جبرے کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اس کے ہونٹوں میں پھر سے جھکا تھا۔ وہ اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں لے کر زور زور سے سک کرنے لگا تھا۔ مشائم کے لبوں کا میٹھا رس وہ اپنے

ہونٹوں کے ذریعے اپنے اندر اتار رہا تھا۔ وہ تھوڑا زور
دے کر اس کا منہ کھولتا اس کی زبان کو زور سے اپنے
ہونٹوں میں لے کر چوسنے لگا تھا۔

مشائم اس کی اتنی بے باکی پر آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ
رہی تھی۔ وہ ہل بھی نہیں رہی تھی۔ شہریار خانزادہ اسے
سٹل ہوتا دیکھ کر اس کی گھٹی سانسوں کو آزاد کرتا
پھولی سانسوں سے اسے دیکھنے لگا۔

اب تو حقیقت میں آپ سے ڈیورس لے کر میں کسی اوپن
مائنڈڈ لڑکے سے شادی-----آہہ شہریار آپ اپنی لمٹ
کر اس کر رہے ہیں!! مشائم جو بگڑی سانسوں کے بیچ
اسے دھمکا رہی تھی جب شہریار خانزادہ اس کی شرٹ
کندھوں سے مکمل نیچے اتار کر پیٹ تک کرتا اس کے
بویز پر جھکا تھا۔



وہ بلیک برا کو اس کے بھرے بھرے بوبز سے کھینچتے
ہوئے اتارتا انہیں اپنے ہاتھوں میں لے کر زور سے
اسکویز کر کے ان کے براؤنش پنک نیلز پر اپنی زبان کی
نوک پھیر کر منہ میں لے گیا تھا۔ وہ ان کو چوس رہا تھا
بے حد سختی سے۔۔ اس کا انداز جان لیوہ تھا۔

آہہ۔۔۔سس۔۔۔مشائم بری طرح سسکی تھی۔ شہریار خانزادہ
بہت جارحانہ انداز میں اس کے نیلز کو سک کرتا اس کے
بریسٹ دبوچے جا رہا تھا۔ اس کی سکنگ بہت جان لیوا
ثابت ہو رہی تھی۔ مشائم نے اپنی آنکھیں میچ لی تھی وہ
اسے برداشت نہیں کر سک رہی تھی۔

کیا۔۔ کرو۔۔ گی۔۔ امم۔۔ تم۔۔؟ وہ اس کے نیلز کو باری بری منہ
میں بھر کر چوستا معنی چیز آوازوں کے بیچ سخت سے
لہجے میں بولا تھا۔ مشائم کی زبان تالو سے لگ چکی
تھی۔ بولو مجھ سے ڈائیورس لینا ہے تم نے!! وہ اس کے
بھرے بھرے سے لیفٹ سائڈ والے بریسٹ زور سے بھینچ
کر لو ہائٹ بناتے بولا تھا۔ شہریار خانزادہ کے جسم سے
ہیٹ نکل رہی تھی۔ اس کے پینس کی اریکشن بھڑنے لگی
تھی۔

آہ۔۔درد۔۔ہو رہا ہے۔۔!! مشائم بھیگی آواز میں بولی تھی۔
 اچھی بات ہے اگر درد ہو رہا ہے تم نے بھی تو مجھے
 ہرٹ کیا ہے ناں بار بار ڈائیورس مانگ کر پتہ بھی ہے
 تمہیں میں کتنا ہرٹ ہوتا ہوں؟ تم پر سختی نہیں کرتا تمہیں
 اپنی بے بی بنایا ہوا ہے میں نے اور تم ہو اپنے ہسبنڈ کے
 سامنے کسی اور کے پاس جانے کی دھمکی دیتی ہو
 مجھے دھمکاتی ہو کسی اور سے شادی کا بول کر!! وہ
 اب اس کے رائٹ سائڈ والے بوب پر اپنی زبان گول دائرے
 میں پھیر کر پہلے سے زیادہ سختی سے اسے چوسنے لگا
 تھا۔

اف۔۔آہ۔۔درد ہو رہا ہے شہریار پلیز دور ہٹ جائیں اب
 نہیں بولوں گی پلیز مجھے جانے دیں!! مشائم کانپ اٹھی
 تھی اسکی اس حرکت پر۔۔وہ اس کے نیلز کو اپنے دانتوں
 میں لے کر کھینچ کر چھوڑ رہا تھا۔ آئندہ بولو گی تم ایسا
 جو کچھ دیر پہلے کہا؟۔۔وہ اس کے بریسٹ پر تھوری
 سختی سے تھپڑ مارتا پہلی بار غصے سے بھری آواز میں
 بولا تھا۔ مشائم کے بریسٹ کی موومنٹ تھپڑ مارنے سے
 شہریار خانزادہ کے حلق میں کانٹے اگا گئی تھی۔

وہ پھر سے جارحانہ انداز میں اس کے نیپلز پھر سے سک کرنے لگا تھا اور اتنی سختی سے کرنے لگا تھا کہ مشائم پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔ اس کے نیپلز میں درد ہو رہا تھا شہریار خانزادہ بہت بے رحم بنا انہیں چوس رہا تھا۔

مشائم کے بری طرح رونے پر شہریار خانزادہ ہوش میں آتا فوراً سے اس کے نیپلز دانتوں سے کھینچ کر چھوڑتا اس کے اوپر سے ہٹا تھا۔ آج اس نے انتہائی بے باکی سے اپنی شوگر بے بی کو دن میں تارے دیکھا دیئے تھے اور اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ آج کے بعد مشائم اس سے دور جانے کا سوچ کر بھی کانپ جائے گی۔

شہریار کھولیں میرے ہاتھ!!!!!! مشائم بلبلا کر روتی چیخی تھی۔ پھر سے آجاؤں تمہارے اوپر؟۔ زیادہ چیخیں نکل رہی ہیں۔ شہریار خانزادہ اس کے ریڈ ہوتے بوب کو دیکھ کر فلائنگ کس کرتا اس کے نیپلز کو اپنے لبوں کے رس سے بھیگے دیکھتا اشارہ کرتے بولا تھا۔

آپ اتنے بدتمیز ہوں گے میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا

میرے ہاتھ درد کر رہے ہیں یہ ٹائی کھول دیں!! مشائم اس کے لہجے کی تپش سے گھبرا کر بولی تھی۔ شہریار خانزادہ اس کی گھبرائی سی آنکھیں دیکھ کر شارپ سی اسمائل کرتا اس کے ہاتھ کھول کر بیڈ سے اتار گیا تھا۔ ورنہ اس نے مشائم کا ٹراؤزر بھی اتار دینا تھا۔

مشائم نے اپنے ہاتھ آزاد ہوتے ہی اپنے بوبز پر کہنی رکھ کر خود کو ڈھانپا تھا۔ وہ انار کی طرح لال ہوتی شہریار خانزادہ سے اپنی نظریں چرا رہی تھی۔ اس کی نظر اپنی برا پر پڑھی جو بیڈ کے بیچ میں پڑھی تھی وہ تیزی سے اپنی برا پکڑتی شہریار خانزادہ سے اپوزٹ سائڈ پر مڑتی ہوئی اپنی برا کے ہک بن کرنے لگی۔

آج نہیں مارنا مجھے کچھ بھی تم نے اتنا زیادہ پیار کیا ہے تمہیں درد درد لگائی ہوئی تھی؟۔۔وہ اسے خاموشی سے منہ پھلائے اب شرٹ کندھوں پر ایڈجسٹ کر کے زپ بند کرتے دیکھ کر چھیڑنے لگا تھا۔

مشائم خاموش رہی وہ اپنا نیٹ کا دوپٹہ جو زمین پر گرا ہوا تھا جھک کر اٹھاتی اپنے گرد لپیٹ کر خود کو کور

کرتی ناراض نظروں سے شہریار خانزادہ کو دیکھتی
رگھڑ کر اپنے آنسو صاف کرتی دروازے کی جانب بڑھی
تھی۔

میری شوگر بے بی۔ میری پٹاخہ۔ ناراض ہو کر جا رہی
ہو؟۔ اتنی زور سے سک۔۔۔۔۔۔ مجھ سے بات نا کرنا آپ
کبھی بھی!! مشائم دروازے کا لاک کھولتی اسے شکوے
سے دیکھ کر بولتی پوری قوت سے دروازہ اس کے منہ
پر مار کر بند کرتی چلی گئی تھی۔

اف خدایا میری شوگر بے بی کی قاتلانہ ادائیں شوگر ڈیڈی
خود پر کیسے قابو کر جائیں! اتنی حسین ہے صرف تھوڑا
سا پیار ہی کرنے کا سوچا تھا مگر کیا کروں جذبات قابو
سے باہر ہو گئے اب تو کبھی بات نہیں کرے گی کتنا بڑا
ظالم ہوں میں۔۔ کیا ضرورت تھی زور سے سک کرنے کی
پیار سے کرنا چاہیے تھا چلو نیکسٹ ٹائم سہی اگلی بار
آرام سے اپنی بے بی کے بوبز سک کر لونگا پر پہلے منان
پڑے گا تیری وجہ سے جھپٹا اپنی بے بی پر تو نے شور
مچایا ہوا ہے صبر رکھ لے کھڑا ہونا شروع ہو جاتا ہے
اپنی پارٹنر کو دیکھ کر مار رہا ہے اس کا بھیگنا پن

محسوس کرنے کے لئے!! سن لے میری بات ابھی چھوٹی
ہے میری بے بی نہیں کر سکے گی ہم دونوں کو برداشت
آج بھی مچل رہا تھا آرام سے بیٹھ جا ابھی تو چلی گئی ہے
میری چھوٹی سی بیوی تجھ سے ڈرگئی ہو گی اب تو پکا
یقین ہے مجھے!! شہریار خانزادہ خود کو شیشے میں دیکھ
کر اپنی پینٹ سے ابھرتی پینس کی تھک نیس پر معنی
خیزی سے ہنس کر بولا تھا۔ اس کے منہ سے شریر سی
مسکراہٹ جانے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ اس نے آج
مشائم کی نا صرف چلتی زبان بند کی تھی بلکہ اسے اپنی
جنونیت سے ناراض بھی کر دیا تھا۔

انتہائی بدتمیز انسان ہیں شہریار! کتنا مس بی بیو کیا ہے
آج میرے ساتھ انہیں میں کتنا ڈیسنٹ بندہ سمجھتی تھی
مگر یہ میرے ساتھ اس طرح کی حرکت کیسے کر سکتے
ہیں! میری شرٹ کی زپ بھی ٹوٹ گئی ہے نیو ڈریس
خراب کر چکے ہیں۔۔۔ چیسٹ میں اتنا درد کیوں ہو رہا ہے
اف جلن سے جان نکل رہی ہے میری مجھے شہریار کا
منہ نوچ لینا چاہیے تھا زور سے۔۔۔ دانت ہی توڑ دینے
چاہیے تھے کس طرح بائٹ کر رہے تھے دانتوں سے
کھینچ رہے تھے جیسے میں کوئی پلاسٹک ہوں مجھے

پین نہیں ہو گی۔۔۔مشائم اپنے روم آتی سوں سوں کرنے لگی تھی۔

اسے درد جلن اور شرم کے ساتھ ساتھ رونا بھی آ رہا تھا۔ وہ ڈریسنگ مرر کے آگے کھڑی اپنا معائنہ کر رہی تھی۔ اس کی گردن پر شہریار خانزادہ کی دی ہوئی پہلی سوغات گہری ہوتی نظر آ رہی تھی۔ شولڈرز سے شرٹ کھسکا کر وہ خود کو چیک آؤٹ کر رہی تھی۔ اسے شدید غصہ آ رہا تھا۔ وہ اپنے آنسو صاف کر رہی تھی جو جلن کے باعث بار بار اس کی ہیزل آنکھوں میں ڈھندھلاہٹ پیدا کر رہے تھے۔ شکر ہے ایشا روم میں نہیں ہے ورنہ اس نے میرا کتنا مذاق اڑانا تھا اور یہ شہریار کیوں مانو میں ان کی کوئی بھی بات؟۔۔۔یہ ہوتے کون ہیں مجھ پر آرڈر چلانے والے کیا یہ حویلی نہیں ان کا آفس ہے؟ یا پھر میں ان کا چھوٹو ہوں؟۔۔۔ یہ یہاں بھی میرے باس ہیں کیا؟۔۔۔حد نہیں ہو گئی بدتمیزی کی۔۔۔ اب تو بات ہی نہیں کرنی ان سے۔۔۔کس طرح سے ہنس رہے تھے۔۔۔مجھے کیسی نظروں سے دیکھتے ہیں یہ ہسبنڈ کیا اپنی وائف کے ساتھ ایسا ہیو کرتے ہیں؟۔۔۔اگر مجھے تھوڑا بھی آئیڈیا ہوتا تو میں کبھی ان سے نکاح ناں کرتی۔۔۔انہیں میں کس طرح برداشت کروں گی بہتر ہوتا شادی ہی۔۔۔اف نہیں نہیں یہ نہیں بولنا اب میں نے کہی ایسا ناں ہو پھر سے مجھ پر نازل ہو

جائیں عذاب بن کر ایک تو شرم نام کی چیز نہیں ہے۔

آہ۔۔۔ گردن پر بھی مارک اتنا گہرا بنا دیا ہے جیسٹ میں
بھی پین ہو رہی ہے اور جلن اتنی زیادہ ہے کیا کروں کچھ
لگا لوں؟۔۔۔ ایوووو کتنا گندا لگے گا۔۔۔ ہاٹ شاور لے لیتی ہوں
شاید پین ٹھیک ہو جائیں۔۔۔ یہ میرے پاس سے ان کی
خوشبو کیوں آرہی ہے۔۔۔ ظاہر ہے چمگاڈر بنے چمٹے تھے
بینڈو کزن کہی کہ اپنی پہلی بیوی کے پاس کیوں نہیں
جاتے ہے کہاں وہ مظلوم عورت جس نے شہریار جیسے
بولڈ بندے کو برداشت کر لیا جب دیکھو مکھی کی طرح
میرے آس پاس بھنبھناتے رہتے ہیں۔ اتنی اسٹرونگ گرپ
تھی کس طرح سے زور سے اسکوئز کر رہے تھے
تکلیف برداشت سے باہر ہو گئی تھی آئندہ ان کا ہاتھ پکڑنا
تو دور کی بات دیکھوں گی بھی نہیں۔۔۔ جیسا سلوک آج کیا
انہیں فارایور اگنور کرنا چاہیے مجھے!! پینٹنگ بنانا
کنٹینیو کروں گی۔۔۔ تو پھر اور کیا کروں اس حویلی کے ناں
ہنسنے والے لوگوں کو دیکھ دیکھ کر میرے اپنے منہ اور
بارہ بج جانے ہیں۔

منہ سے یاد آیا اتنی زور سے فیس پکڑا کہ پورا ریڈ ہو رہا
ہے جبراً بھی دکھ رہا ہے میرا بلڈوزر کہی کہ کلیور
منکی! چھوڑنا نہیں ان کو میں نے اپنا بدلہ تو اچھا لوں

گی میں!! کیا کہا تھا مجھے اب حویلی کے باہر اکیلی کہی
نہیں جاؤں گی آٹو میں تو بالکل نہیں گاڑی اور ڈرائیور
ارینج کروا دیا ہے۔!! میں اب تو جان بوجھ کر جاؤں گی
بلکہ کل ہی ایشا کے ساتھ شاپنگ پر جاؤں گی انشال آپہ
کتنی سویٹ ہیں لگتا ہی نہیں شہریار کی بہن ہیں۔ کونسا
ڈریس پہن لوں ابھی؟۔ یہ پنک والا ڈریس سہی لگے گا
وائٹ شلوار کے ساتھ پہن لیتی ہوں دوپٹہ بھی بڑا ہے گلہ
بھی ڈیپ نہیں اس کا نیک بھی چھپ جائے گی ہاں یہ والا
ٹھیک لگے گا!! اب اس ڈریس پر بھی اعتراض کیا تو منہ
توڑ دونگی ان کا آئے بڑے ڈیڈی۔!!! مشائم اپنا غصہ
کنٹرول کرنے کے لئے خود سے بڑبڑاتی ہوئی وارڈ روب
میں سے اپنا ایک ڈیسنٹ ساڈریس نکالتی واشروم میں چلی
گئی تھی اس کا ارادہ شاور لینے کا تھا۔

وہ تقریباً بیس منٹ میں شاور لینے کے بعد ڈریس اپ ہو
کر واشروم سے نکلی تھی۔ جلدی سے اپنے بال ڈرائر سے
ڈرائی کرتی لائٹ سا کنسیلر لگا کر اپنی گردن پر موجود
نشان کو چھپاتی روم سے نکل گئی تھی۔ اس کا رخ نیچے
لاؤنچ کی طرف تھا کیونکہ اس کی خالہ اب واپس اپنے
گھر جا رہی تھی اسے ان سے بھی ملنا تھا اور پھر انشال

اور ایشا کے ساتھ شادی کے ایونٹس کے ڈریسرز بھی
سیلیکٹ کرنے تھے۔

وہ انشال کے ساتھ اپنا بونڈ اچھا بنانا چاہتی تھی جو اس کی
فیورٹ ہو گئی تھی اسے ایک لمحہ بھی ایسا محسوس نہیں
ہوا تھا جیسے وہ پہلی بار اس سے ملی ہو!! شانزے بھی
ان کے ساتھ ہی تھی اس نے تو سوچ رکھا تھا اسے بھی
حویلی میں روکنے کا!! مشائم کی ابھی تک اپنی پھوپھو
کے اکلوتے بیٹے بہرام خانزادہ سے ملاقات نہیں ہوئی تھی
اس نے سوچ رکھا تھا وہ آج شانزے کو ہر حال میں یہاں
روکے گی پھر چاہے اسے بہرام کی ٹکر پر ہی کیوں ناں
آنا پڑھے۔ وہ شانزے کو آج نہیں جانے دینے والی تھی۔

خالہ آپ پھر آئیں گی ناں؟۔۔ مشائم سعدیہ انصاری کے گلے
لگتی ہوئی بولی تھی۔ وہ ان کے جانے پر اپنی ماما کے
لئے بے حد اداس ہو رہی تھی۔ آؤں گی میرا بچہ!! پریشان
مت ہو ایشا ہے نا تمہارے پاس ہم دونوں خوب انجوائے
کرنا کھانا پینا شاپنگ پر جانا موویز دیکھنا آؤٹنگ کر لینا
اور جب میری یاد آئے تو میرے پاس بھی آجانا اداس کیوں
ہو رہو ہو ہم تھوڑا سا دور ہو گئے ہیں تو کیا ہوا رایان

آئے گا اپنی دونوں بہنوں کو شاپنگ کروانے میرا اب جانا ضروری ہے نا!! سعدیہ انصاری اپنی ساتھی اداسی سے لگی ہوئی مشائم کا سر پیار سے سہلاتی ہوئی بولی تھی۔

مشائم مہوش کا خیال رکھنا بیٹا اور اپنا بھی پھر ملتے ہیں!! سعدیہ انصاری اس سے اور باقی اب سے ملتی ڈرائیور کے ساتھ خاندانہ حویلی سے اپنے گھر کے لئے نکل گئی تھی۔ رایان انہیں لینے آنے والا تھا مگر شہریار خاندانہ نے اسے منع کر دیا تھا کہ وہ پریشان نا ہو اور پھر سعدیہ انصاری نے ڈرائیور کے ساتھ جانا مناسب سمجھا جس پر شہریار خاندانہ نے انہیں اپنے پرسنل ڈرائیور کے ساتھ بھیج دیا۔

مشائم تم نے اپنا ڈریس کیوں چینج کیا ہے اتنا اچھا تو لگ رہا تھا۔ ایشا اسکے ساتھ حویلی کے بیک سائڈ والے گردن میں واک کرتی بولی تھی۔ ایشو اسکی زپ خراب ہو گئی تھی اس لئے چینج کر لیا میں نے آؤ انشال آپ کے پاس چلتے ہیں ان سے مجھے ڈریسز کے کلرز ڈسکس کرنے تھے۔ مشائم سرسری سے انداز میں بات گول کر گئی تھی وہ ایشا کو اپنے ساتھ لئے حویلی کے لاؤنچ میں انٹر ہو

گئی تھی۔

زلیخا انشو آپی کہاں ہیں؟۔۔ وہ کچن سے نکلتی ملازمہ سے انشال خان کے متعلق استفسار کرنے لگی تھی۔ چھوٹی بی بی وہ کچن میں سب کے لئے قہوہ بنا رہی ہیں۔ زلیخا اپنے نام کی پکار سن کر جلدی سے بولی تھی۔ اسے مشائم سے ڈر لگتا تھا کہ کہی وہ اسے بھی باقی ملازمہ کی طرح کسی بات پر خفا ہو کر نکال باہر نا کر دے۔

کیوں بھی سب بیمار ہیں کیا جو دلہن کو کچن میں گھسایا ہوا ہے تم کیوں نہیں بنا رہی؟۔۔ مشائم منہ کے زاویے بناتی بولی تھی۔ چھوٹی بی بی وہ انشال باجی۔۔۔۔۔میرا نام مشائم ہے مجھے مٹی بولتے ہیں سب پیار سے میں کوئی سو سال کی آنٹی تو نہیں ہوں جو تم مجھے بی بی جی بول رہی ہو!! مشائم کو اپنے سے کچھ سال بڑی اس ملازمہ کے منہ سے بی بی جی سننا اچھا نہیں لگ رہا تھا اس لئے وہ فرینک سے انداز میں بولی تھی۔

بی بی جی میں آپ کا نام نہیں لے سکتی۔۔ بڑے خان صاحب حویلی کے سب سے بڑے بیٹے ہیں ان کی بیوی

بڑی بہو ہوئی میں آپ کو نام سے پکار کر اپنی نوکری سے نہیں نکلنا چاہتی بڑے خان۔۔۔۔تمہارے بڑے خان ابھی یہاں نہیں ہیں اور میں خود تمہیں بول رہی ہوں آگے سے میرا نام لینا اور یہ بی بی جی والا ورڈ شہریار کی پہلی بیوی کے لیے ہی سنبھال کر رکھو۔ مشائم اپنے موبائل پر اسنیپ چیٹ آن کرتی بولی تھی۔

ہیں کیا شہریار بھائی کی کوئی پہلی بیوی بھی ہے؟۔۔ ایشا صدمے سے بولی تھی جبکہ ملازمہ نے حیرت سے مشائم کی آنکھیں پھاڑ کر دیکھا تھا۔ ہاں ہو گی ابھی تک نظر نہیں آئی ویسے مجھے کسی تابوت میں چھپی بیٹھی ہو گی۔ یہ تمہارے خان صاحب کی پہلی بیوی کا نام کیا۔۔۔۔۔۔ زلیخا تم جاؤ تمہیں خانم بی بلا رہی ہیں۔

مشائم جو اپنوں اسنیپس کلک کرتی زلیخا سے شہریار
خانزادہ کی پہلی بیوی یاد آجانے پر اسکا نام پوچھ رہی تھی
جب اس کی بات خانم بی کے روم سے نکلتے شہریار
خانزادہ کاٹ دی۔ ایشا شہریار خانزادہ کو لاؤنچ میں آتے
دیکھتی انشال کے پاس کچن میں چلی گئی تھی مشائم
اسے دیکھ کر منہ بسوڑتی ہوئی اپنے موبائل میں

مصروف ہو گئی۔ شہریار خانزادہ اسے خود کو اگنور کرتے دیکھتا اپنی اسمائل مشکل سے کنٹرول کر رہا تھا۔ وہ کپڑے چینج کر چکی تھی اس نے وہ بلیک ڈریس تبدیل کر لیا تھا۔

پیاری لگ رہی ہو بے بی!! شہریار خانزادہ اس کے سامنے ہی صوفے پر بیٹھتے بولا۔ مشائم نے اس کی بات سن کر اسے ایسے اگنور کیا جیسے وہ یہاں موجود ہی ناں ہو۔ درد تو نہیں ہو رہا میری جان کو؟۔ وہ اپنے لہجے میں گھلتی ہنسی کا اثر زائل کرتا ڈیپ سی آواز میں بولا تھا۔

مشائم نے اب کی بار اسے گھور کر دیکھا تھا۔ اس کی آنکھوں میں غصہ اور دیکھ کر شہریار خانزادہ کی معنی خیز مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی۔ مشائم اسے غصے سے تپ کر کوئی جواب دیتی جب بہرام خانزادہ اور شانزے سیڑھیاں اترتے دکھائی دیئے۔ انہیں دیکھ کر اس نے ایک آخری گھوری سے شہریار خانزادہ کو نوازا اور پھر سے موبائل یوز کرنے لگ گئی۔

شہریار خانزادہ بہرام اور شانزے کو دیکھ کر اپنی

مسکراہٹ پر کنٹرول کر گیا تھا۔ شانزے تم کہاں جا رہی ہو؟۔۔ مشائم سیاہ عبائے میں ملبوس شانزے کو دیکھتی استفسار کرنے لگی۔ وہ اپنا موبائل سائڈ پر رکھ چکی تھی۔ انشال اور ایشا بھی کچن سے نکلتی لاؤنچ میں آگئی تھی۔ شانزے تم سب سے مل لو میں جب تک گاڑی اسٹارٹ کر رہا ہوں۔ بہرام خانزادہ اپنی بیوی کی جھکی ہوئی ناراض نظریں دیکھ کر بولا تھا۔ شانزے انشال اور منہان کی شادی کے بعد بہرام خانزادہ کے پاس جانا چاہتی تھی مگر بہرام بضد تھا وہ اسے مزید اجازت نہیں دے رہا تھا حویلی میں روکنے کی۔ پچھلی تین راتیں اس نے سگریٹ پھونکتے ہوئے کاٹی تھی اس کا دل ہی نہیں لگ رہا تھا شانزے کے بنا!! وہ اپنی جیب سے سگریٹ نکال کر منہ میں دباتا ابھی لاؤنچ کے داخلی دروازے پر پہنچتا جب مشائم نے اسے پکارا۔

بہرام لالہ شانزے تو آپ کے ساتھ نہیں جائے گی آج!! وہ شانزے کو اپنی ہیزل آنکھوں سے مطمئن ہونے کا اشارہ کرتی بہرام خانزادہ ساٹ بولی تھی۔

کس خوشی میں؟۔۔ بہرام کا لہجہ نرم تھا مگر اس نے اپنی آئی برو اچکا کر شانزے کی نا جانے کی وجہ جاننی چاہی تھی۔ انشال آپ کی شادی خوشی میں اور کس خوشی

میں! مشائم نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا تھا۔

میں لے آؤں گا شانزے کو پھر سے مگر آج تو جانا ہی اس نے میرے ساتھ!! آپ پھر کسی دن شانزے کو لینے آجانا آج تو رکنا ہی ہے شانزے نے ہمارے ساتھ!! بہرام خانزادہ اور مشائم دونوں جیسے مقابلے پر اتر رہے تھے۔

شہریار خانزادہ انشال کے ہاتھ سے سبز قہوے کا کپ پکڑتا دلچسپی سے اپنی بیوی اور اپنے بگڑے ہوئے لال کو دیکھ رہا تھا۔ احد اور منہان خانزادہ بھی دونوں لاؤنچ میں انٹر ہو گئے تھے۔ وہ دونوں کسی کام سے باہر گئے ہوئے تھے۔

شانزے تم نے چلنا ہے یا رکنا ہے؟ بہرام خانزادہ مشائم کو ایک چھوٹی بہن کی طرح ضد کرتے دیکھتا شانزے سے بولا تھا۔ وہ مچل رہا تھا اسے پانے کے لئے تڑپ رہا تھا اگر وہ آج رک جاتی تو بہرام خانزادہ تشنگی کی سولی پر لٹک جاتا۔

رکنا چاہتی ہوں!! شانزے معصوم سا منہ بنائے بولی
تھی۔ بہرام خانزادہ نا چاہ کر بھی اس کے معصوم سے
لہجے اور پگھلا تھا۔ بس سن لیا آپ نے شانزے رکنا چاہتی
ہے اس لئے آپ باہر تھڑے پر بیٹھ کر سوٹے لگائیں آؤ ایشا
شانزے انشو آپ کے روم میں چل کر ڈریس سیلیکٹ
کرتے ہیں ٹائم کم ہے نا!! مشائم شریر سا مسکرا کر
بولتی تینوں لڑکیوں کو اپنے ساتھ لئے خانم بی کے روم
میں گھس گئی تھی۔ وہ ساری لڑکیاں ایسے لاؤنچ سے شاٹ
ہوئی تھی جیسے ان کا پلان کامیاب ہو گیا تھا اور اگر وہ
مزید یہاں رکتی تو ان کو کوئی الگ کر دیتا۔

شہریار خانزادہ جو قہوہ پی رہا تھا وہ مشائم کو بہرام کی
ٹانگ کھینچ کر فرار ہوتے دیکھتا بے ساختہ قہقہہ لگا گیا۔
احد خانزادہ جس نے قہوے کا ابھی ایک گھونٹ ہی لیا تھا
اسے اچھو کا لگا تھا۔ کسی نے تو بہرام کو بھی سنایا تھا
اسے اطمینان ہوا ورنہ وہ سب کو بینڈ بجائے رکھتا تھا۔
مشائم کو وہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتا تھا اس لئے احد اپنی
بتیسی نکال کر اسے تپانے کی کوشش کر رہا تھا۔ بہرام
خانزادہ کو مشائم کی بات پر ہنسی آئی جو اس نے سگریٹ
کا گہرا کش لگا کر کنٹرول کر لی۔ وہ بہرام خانزادہ تھا
اسے تپانا مشکل ہی نہیں نا ممکن تھا۔

تیری بتیسی کیوں نکل رہی ہے بے ادب سالے چلی اٹھو
آگے لگو بہن اور بہنوئی شادی کے بعد پہلی بار حویلی
میں رکیں گے اپنی خدمات انجام دو!! بہرام خانزادہ احد
کو ہنستا دیکھ کر اسے اپنی بات سے شدید تپا گیا تھا۔ منہان
خانزادہ جو اپنے موبائل پر انشال کے ڈاکٹر سے اس کی
رپورٹس کے متعلق پوچھ رہا تھا اس نے احد اور بہرام کو
دیکھ کر تاسف سے اپنا سر ہلایا تھا۔

تیری خدمات سے پہلے میں خود پر لعنت نا بھیج۔۔۔ وہ تو
تجھ پر پڑھ چکی ہے کیوں مجھ سے اپنے زخم ہرے
کروانے اور تلا ہوا ہے اور بھی آپ کس لئے قہقے لگا
رہے ہیں گڑیا کو ابھی معلوم نہیں مجھ سے بڑا سوٹے باز
اس کا اپنا شوہر ہے آپ کے قہقے تو اس نے سہی معنوں
میں نکال دینے ہیں۔ بہرام نے احد کے ساتھ ساتھ شہریار
خانزادہ کو بھی کہاں چھوڑا تھا۔

بیٹے تو اپنے نشے کی فکر کی ہماری چھوڑ دے شانزے
نے تیری سہی واٹ لگانی ہے۔ شہریار خانزادہ صوفے
سے کھڑے ہوتے بولا تھا۔ اسے کہی کام سے جانا تھا۔

فلحال تو آپ کی واٹ لگی ہوئی ہے نا خیال کرنا گردن کے ساتھ ساتھ منہ پر بھی نقشہ نا بن جائے سب کو کیا جواب دیں گے پھر۔۔وہ اس کی گردن پر خراشیں دیکھتا ہے باکی سے بولا تھا۔

کوئی کسی پر نقشہ بنائے یا ناں بنائے میں نے تیرے منہ کے زاویے ضرور بگاڑ دینے ہیں!! احد خانزادہ شہریار کے بولنے سے پہلے جلدی سے بولا تھا۔ کیوں بھی تو ریجیکٹ ہو گیا ہے کیا جو منہ اور گ*** دونوں سے آگ نکل رہی ہے! بہرام خانزادہ جھکتا ہوا سرگوشی نما آواز میں بولا تھا۔ بہرام نے احد کی دکھتی رگ بری طرح دبا دی تھی تو ہی سالا کالی زبان کا ہے منحوس تیری وجہ سے سب ہوا ہے دفعہ ہو جا میرے سامنے سے!! احد غصے سے بھنا گیا تھا۔

ہاہاہا۔۔جل پر کالا ہو جائے گا کھوکھلے انسان اپنا خون مجھ سے کم جلایا کر!! پریپوزل فیونرل کی طرح سیلیبریٹ کرے گا تو لعنت ہی ملے گی مجھ سے کچھ سیکھ جلد ہی تجھے سالے سے ماموں بنا دوں گا!! بہرام خانزادہ اسے تپانے کی کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں

دے رہا تھا۔ تو زندہ بچے گا تب ناں! احد غراتا ہوا اس پر
لیکا تھا۔

جلدی مارو ایک دوسرے کو!! تم دونوں میں سے جو بھی
زندہ بچ گیا تو بتا دینا میں تو تنگ آگیا ہوں تم دو سوکن
صفت مردوں سے!! منہاں خانزادہ انہیں ایک ہی دن میں
پھر سے بھڑتے دیکھتا دانت پیس کر بولا تھا۔ اسے انشال
خان کی میڈیسنز چیک کرنی تھی جو آج اپنی مصروفیات
کی وجہ سے بھول گیا تھا چیک کرنا۔

ہٹ پیچھے نازک کلی تیری عزت لوٹنے کا موڈ نہیں میرا
ابھی!! بہرام خانزادہ احد خانزادہ کو خود سے دور دھکیلتا
صوفے سے اٹھ کر اوپر سیڑھیاں چڑھنے لگا وہ آج رات
اپنی معصوم بیوی پر کسی قسم کا رحم کھانے والا نہیں
تھا۔ وہ اس پر قہر بن کر ٹوٹنے والا تھا۔

آپی اب مجھے سخت والی بھوک لگ رہی ہے پہلے کھانا
کھا لیتے ہیں پھر میں آپ کو اپنی ترکی والی پکس دکھاؤں
گی اور کل کا پلان کوئی غلطی سے بھی کسی کو نہیں

بتائے گا ہم سب چھپ کر جائیں گے اور کل کا لنچ آپ سب کا میری طرف سے!! مشائم بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی انشال سے بولی تھی وہ سب اپنے ڈریسز کے کلرز اور ڈیزائنز چوز کر چکی تھی اور اب ان کا پلان تھا وہ خود اپنی شاپنگ کرنے جائیں گی کسی کو بھی بتائے بغیر۔۔

مشائم میں تو زندگی میں اکیلی کبھی نہیں گئی نازنین چچی بہت غصہ ہو جائیں گی۔ انشال گھبرا کر بولی تھی۔

یہ چچی نے آپ کو کتنا کوئی ڈرا کر رکھا ہوا ہے یار وہ کوئی بھوتتی ہیں جن کے خوف سے آپ کانپتی ہیں؟۔۔ عجیب ہی ہے ایک شاپنگ ہی تو کرنے جائیں گے ہم کونسا کسی ڈسکو کلب میں جانا ہے۔ آپ اتنی ٹینشن لے رہی ہیں تو میں پھر بس خانم بی کو بتا دوں گی ہم چاروں کے شاپنگ پر جانے کا وہ خاندان کی بڑی ہیں جب وہ پرمیشن دے دیں گی تو پھر کسی کو کوئی ایشو نہیں ہو گا اور اگر ایشو ہو بھی گیا تو ہمیں کیا ہم نے ٹینشن تھوڑی لینی ہے ہم نے بس شاپنگ کرنی ہے کھانا پینا کرنا ہے اب تو خوش ہو جائیں نا!! مشائم انشال کو نازنین خانم کے ذکر پر ہی خوف سے سفید پڑھتے دیکھ کر بولی تھی۔

شانزے ویسے انشال آپی کا تو سفید پڑھنا سمجھ آتا ہے ان
پر تو جیلر مسلط ہے مگر یہ تم کس بات پر زرد ہو رہی
ہو! شانزے جو اپنے موبائل پر آتے بہرام خانزادہ کے
میسج ریڈ کر کے اس کی قربت کے خوف سے زرد ہو
رہی تھی جب مشائم نے اسے چھیڑتے ہوئے ایشا کو آنکھ
ونک کی تھی۔

ہاں شانزے تمہیں کیا ہوا ہے بہرام بھائی کا بلایا آگیا ہے
کیا؟ ایشا کا بھی شرارتی موڈ آن ہو گیا تھا۔ وہ دونوں ہی
سمجھ گئی تھی اس کی جان کس نے نکالی ہوئی ہے۔

نن۔۔نہیں۔۔تو۔۔وہ۔۔میں۔۔تو۔۔۔۔۔چلی جاؤ اگر لالہ کا بلالو آگیا
ہے تو تمہاری گردن پر بنے ڈیزائنز اور گہرے ہو گئے تو
پھر ہمیں ہی بلیم دو گی۔ ایشا شانزے کی لڑکھڑاتی آواز پر
اسے مزید اسے ستانے لگی تھی۔

ہاں ہاں شانزے تم لالا کی بات سن لو جا کر اگر ان سے
سلامت بچ گئی تو نیچے آجانا! مشائم نے بھی شانزے کی
روہانسی حالت پر اسے مزید چھیڑا تھا۔ تم دونوں میری
ڈول کو کیوں پریشان کر رہی ہو جاؤ شانزے کوئی کام ہو

سکتا ہے بہرام کو کہی ایسا ناں ہو پھر وہ تم پر غصہ کرے آرام سے آجانا نیچے میں جب تک کھانا لگواتی ہوں! انشال کو شانزے پر رحم آیا تھا جس کو ایشا اور مشائم مزید چھیڑنے کے موڈ میں تھی۔

اچھا پیاری آپی ہم آپ کو چھیڑ لیں گے بس شانزے کو بخش دیتے ہیں ابھی۔!! مشائم انشال کو سائڈ ہگ کرتی آنکھیں ٹمٹماتی ہوئی بولی تھی ان چاروں کی بہت اچھی بانڈنگ ہو گئی تھی۔ وہ چاروں ایک دوسرے کی عزیز سہیلیاں بن گئی تھی۔

انشال عمر میں ان سب سے بیشک بڑی تھی مگر وہ بے حد معصوم تھی اسے تیزیاں شرارتیں نہیں آتی تھی۔ جبکہ شانزے بے حد شرمیلی تھی وہ جہاں بہرام خانزادہ کے بے باک میسجز پر زرد ہو رہی تھی وہی مشائم اور ایشا کی باتیں سن کر شرم سے لال ہونے لگی تھی۔ وہ لوگ اس وقت خانم بی کے روم میں بیٹھی ہوئی تھی۔ خانم بی اور مریم خانم دونوں ہی کسی عزیز رشتے دار کے ایکسیڈنٹ ہو جانے پر عیادت کے لئے کچھ دیر پہلے گئی تھی جبکہ غزالہ خانم مہوش بیگم کے روم میں تھی۔

پلوشہ خانم اور نازنین خانم ڈرائیور کے ساتھ تھوڑی دیر پہلے گولڈ کی شاپنگ کے لئے نکلی تھی۔ منہان خانزادہ تمام لڑکیوں کی موجودگی میں انشال کو دوائیاں کھلا کر احد کے ساتھ حویلی کے گارڈن میں بیٹھا کچھ ڈسکس کر رہا تھا۔ خانم بی کے روم کی ونڈو سے وہ دونوں لڑکے باہر گارڈن میں بیٹھے باتیں کرتے صاف دکھائی دے رہے تھے۔

ایشا صوفے پر بیٹھی تھی جبکہ شانزے اپنے روم میں جانے کے لئے کھڑی ہو گئی تھی۔ مشائم اوندھے منہ لیٹی وٹس ایپ پر اپنے کانٹیکٹس کے اسٹیٹس دیکھ رہی تھی۔ انشال رات کے ڈنر کے لئے ملازمہ کو ہدایات دینے چلی گئی تھی۔ اس کے پیچھے ہی لال سرخ ہوتی شانزے بھی نکل گئی تھی اس کا رُخ اپنے روم کی طرف تھا جہاں اس کا شوہر بہرام خانزادہ شدید بے تابی سے اس کی راہ تک رہا تھا۔

شانزے شدید گھبرائی ہوئی حالت میں سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔ اس کا روم حویلی کے سیکنڈ فلور پر لاسٹ کارنر پر

تھا جہاں سے کچھ فاصلے پر حویلی کی بیک سائڈ والی سیڑھیاں نکلتی تھی شانزے اپنے روم کے دروازے پر پہنچ کر دھڑکتے دل کپکپاتے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ دروازہ کھولتی اپنی لرزتی ہوئی ٹانگوں سے چھوٹے چھوٹے قدم لیتی روم کے اندر انٹر ہو گئی تھی۔

وہ جیسے ہی اندر انٹر ہوئی اس کی نظر اپنے بیڈ پر نیم دراز لیٹے ہوئے بہرام خانزادہ پر پڑھی جو اپنے لبوں میں سگریٹ دبائے گہرے بے چین کش لے رہا تھا۔ وہ سیاہ پینٹ شرٹ میں ملبوس تھا اس کی شرٹ کے تین بٹن کھلے ہوئے تھے جس سے اس کے فراغ سینے کے پھولے مسلز اور گردن میں لٹکتی ہوئی پلاٹینم کی چین نظر آرہی تھی۔ وہ اپنی آنکھیں بند کیے سگریٹ پی کر اپنے جوان تقاضوں کو بمشکل سلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کی ایک ٹانگ اضطرابی انداز میں ہل رہی تھی۔

شانزے خان کے روم میں بہرام خانزادہ کی موجودگی سے ایک الگ ہی مہک اٹھتی اس کی موجودگی کا شدت سے احساس دلا رہی تھی۔ شانزے خان تھوک نکلتی ہوئی روم کے دروازے پر ہی کھڑی ہو گئی تھی۔ اسکے روم میں

آتے ہی بہرام خانزادہ نے اپنی آنکھیں کھول کر شدید قسم کی گھوری سے شانزے کی جانب دیکھا تھا۔

شانزے خان کی رہی سہی جان اپنے بے باک شوہر کی ایک معنی خیز گھوری پر ہی نکل گئی تھی۔ ہاں جی تو کون بول رہا تھا خانم بی کے روم میں ہی سونے کا؟ وہ اپنی اسکین کرتی بے لگام نظروں سے شانزے کو مزید کنفیوز کرتا شدید معنی خیز سے گہرے بے باک لہجے میں بولا تھا۔

وہ۔۔۔وہ۔۔۔مجھے۔۔۔درد۔۔۔ہے۔۔۔تو۔۔۔میں۔۔۔نے۔۔۔سوچا۔۔۔کہ۔۔۔میں۔۔۔نیچے۔۔۔خانم۔۔۔بی۔۔۔کے۔۔۔روم میں۔۔۔ہی۔۔۔سو۔۔۔جاؤں۔۔۔! شانزے دروازے کے ساتھ چپکتی ہوئی اس کی نظروں کی تپش سے ہی جھلستی ہوئی گھبرائے سے لہجے میں بولی تھی۔

ہمم۔۔۔!! دکھاؤ زرہ یہاں آکر میری نازک سی بیوی کو کہاں درد ہے؟۔۔۔جو تم نے خانم بی کے روم میں سونے کا فیصلہ مجھے سنا کر آگ لگائی ہے۔ بہرام خانزادہ ایک اور گہرا کش لیتا اپنی سیاہ آنکھیں چندھیا کر شانزے سے بولتا اس کے قدم ڈگمگا گیا۔

بہرام۔۔۔سچ۔۔۔میں۔۔۔درد۔۔۔ہے۔۔۔اور۔۔۔اور۔۔۔تھوڑی۔۔۔تھوڑی۔۔۔سہ
و۔۔۔جن۔۔۔بھی۔۔۔ہے۔۔۔شانزے روہانسی ہو کر اسے یقین
دلانے والے انداز میں بولی تھی۔ یہاں آؤ ناں دشمن قلب
تمہاری سوچن کا علاج کروں جس کا بہانا بنا کر تم نے
سوچا اپنے مجازی خدا کو ساری رات سولی پر لٹکا کر
کنواروں والی سزا دی جائے۔ بہرام خانزادہ شارپ سی
اسمائیل کے ساتھ بولا تھا

پلیز۔۔۔بہرام۔۔۔میں۔۔۔سچ بول۔۔۔رہی۔۔۔ہوں۔۔۔آپ
مجھے۔۔۔اور۔۔۔ڈرا۔۔۔رہے ہیں۔۔۔ایسے۔۔۔میں۔۔۔واپس
نیچے۔۔۔جا۔۔۔رہی۔۔۔ہوں!! شانزے اب کی بار موٹے موٹے
آنسو اپنی شہد رنگ آنکھوں میں لئے بولی تھی۔ اسے بھی
اب غصہ آیا تھا وہ جو یوں ہنس کر اس کی جان حلق میں
لا رہا تھا۔

اچھا جی اب تم نے مجھے دھمکیاں بھی لگانی ہیں سیدھا
گھسا دونگا نیچے جانے کا سوچا بھی اب تم نے!! بہرام
خانزادہ اپنی آئی برو اچکا کر اپنے ازلی بہاری سے
مخمور لہجے میں بولا۔ شانزے سہم کر اسے دیکھ رہی

تھی وہ صرف بولتا نہیں تھا کر بھی دیتا تھا اس لئے
شانزے کو اب اپنا بچاؤ مشکل لگا تھا۔

بے بی تمہارا پارٹنر مجھے موت کے قریب لے کر جا رہا
ہے اور تم ہو کہ دور رہ کر مجھے مزید آزمائش میں ڈال
کر اپنی جان خطرے میں ڈالنے سے باز ہی نہیں آرہی۔
جتنی دیر لگاؤ گی پاس آنے میں مجھے اتنا شدت پسند پاؤ
گی اور تم جانتی ہو میں جینٹل مین تو بالکل بن ہی نہیں
سکتا اس معاملے میں!!! بہرام خاندان پوری سگریٹ ختم
کرتا اپنی گردن دائیں بائیں اسٹریچ کرتا بیڈ پر سے اٹھا تھا۔

شانزے خان اس کے بیڈ سے اٹھنے پر بھی بری طرح لرز
گئی تھی وہ کتنا پاگل ہو جاتا تھا اسے خود میں محسوس
کرنا کتنا جان لیوا تھا یہ احساس ہی شانزے کی ریڑھ کی
ہڈی میں گہری سنسناہٹ کا باعث بن رہا تھا۔

وہ اسکے آگے کتنی نازک کمزور اور چھوٹی لگتی تھی
جبکہ وہ بھرے بھرے سے گلداز جسم کی مالک تھی۔ اسکا
سراپا بے حد دلکش تھا۔ مگر بہرام خاندان اونچی لمبی
چوڑی اور بے حد جان دار جسامت کا مالک تھا۔ اس کی

باڈی کے مسلز بے حد سخت تھے وہ بہت کثرت سے جم
کیا کرتا تھا۔ ایک دن کا بھی ناغہ کرنا اسے جیسے گراں
گزرتا تھا۔

شانزے سہمی سی اسے اپنی طرف آتے دیکھ رہی تھی وہ
اس کے ہاتھوں کی ابھری ہوئی نیلی رگیں دیکھ کر بار بار
تھوک نگل رہی تھی اس کا حلق خشک ہو رہا تھا۔ اس
دشمن جان کے ہاتھ کس قدر سخت تھے جنہیں وہ سہم
چکی تھی اب ان کی بے باکی وہ سوچ کر ہی پسینے سے
بھیگنے لگی تھی۔ بہرام خانزادہ اسے اس طرح سے
سہمے گھبرائے دیکھ کر دل ہی دل میں خود کو داد دے
رہا تھا

اسکی پرفارمنس جان لبوں پر لے آتی تھی وہ اپنی ہی سوچ
پر کیمنگی سے دل میں ہنس کر مطمئن ہو رہا تھا۔
پ۔ پانی۔۔ پانی۔۔ چاہیے۔! شانزے اسے اپنے سے کچھ
قدموں کے فاصلے پر رکتے دیکھ کر لرزتی ہوئی آواز
میں بولی تھی۔

غلام حاضر ہے سر کے بل جا کر اپنی خانم کے لئے پانی

لئے گا بہرام خانزادہ اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتا سر
کو خم دیتا ہوا اپنی ڈیپ سی آواز میں بولا تھا۔ اس کا لہجہ
اور انداز معنی خیز تھا مگر شانزے سمجھنے سے قاصر
تھی بہرام خانزادہ آگے بڑھا اور اس کی پیشانی پر نرم
گرم شدت بھرا بوسہ دے گیا۔

اتنا مت گھبراؤ جتنا سہمو گی اتنی شدید گھستاخیاں کروں
گا گھسنا تو ہر حال میں ہوتا ہے جاناں تم بھی مجھے اپنی
پسند بتایا کرو ناں تاکہ میں بہترین انداز میں پیش آسکوں!!
وہ اس کے کان کے قریب جھک کر گہری سرگوشی میں
بولتا شانزے کو شرم سے لال گلاب کر گیا۔ اس نے بڑی
ہی بے باکی کے ساتھ اپنے تشنہ لبوں سے معصوم سہمی
سی شانزے کے کان کو چوما تھا۔

جان دروازہ لاک کر کے بیڈ پر بیٹھ جاؤ میں تمہارے لئے
پانی لاتا ہوں۔ وہ شانزے کے سر پر عقیدت بھرا بوسہ دیتا
نرم سے انداز میں بولا تھا۔ وہ جتنا پینک کر رہی تھی ابھی
اس کو مزید درد دینا بہتر نہیں تھا اس لئے بہرام خانزادہ
پہلے اسے ریلیکس کرنا چاہتا تھا۔

شانزے اس کے سوفٹ سے لہجے پر حیران ہوتی دروازہ
لاک کر کے بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔ بہرام خاندانہ اس کی
سنتا ہی کہاں تھا جو لہجہ وہ اپناتا تھا وہی اس کی سانسیں
حلق میں اٹکا دیتا تھا اگر وہ آج تھوڑا بدلہ بدلہ سا پیش آ رہا
تھا تو وہ اس کی کیئر تھی کہ وہ اپنی قربت سے پہلے اس
کی ہر فرمائش ہی پوری کرتا تھا مگر اپنی قربت کے
دوران وہ اسے ریلیکس کرنا تو دور سنتا بھی نہیں تھا بلکہ
ہر بات پر شدت پسندی کا مظاہرہ کرتا اس کی جان ہلکان
کر دیتا تھا۔

بہرام یہ کیا ہے؟۔ شانزے اپنے بیڈ کی سائڈ ٹیبل پر پیکنگ
باکس دیکھ کر استفسار کرنے لگی تھی۔ یہ تمہارا لئے ہے
میری جان بہت دل سے شاپنگ کر کے لایا ہوں اس لیے
تو روم میں بلا رہا تھا کہ دیکھ سکوں تم کیسی لگو کی اس
سوٹ میں؟۔ مجھے بہت اچھا لگے گا اگر تم یہ ابھی ہی
پہن لو تو! بہرام خاندانہ اسے پانی کا گلاس پکڑاتا اپنی
سیاہ آنکھوں میں چمک لئے معصوم بنتے بولا تھا۔

میں تو کچھ اور سمجھ رہی تھی۔ شانزے اپنے دماغ میں
اس پیکنگ گفٹ کو دیکھ کر کچھ بے حیا سا سوچ کر بہرام

سے پوچھ رہی تھی مگر اس کا جواب سن کر وہ مطمئن ہو گئی تھی۔ اسے وہ ساڑھی نہیں بھولتی تھی جسے پہن کر اس نے گہرا درد پایا تھا جو تین دن کے ریسٹ کے بعد بھی اسے محسوس ہو رہا تھا۔

ابھی پہنوں یہ ڈریس اس ٹائم بہرام؟ شانزے گھڑی میں ٹائم دیکھ کر بولی تھی جو دس بجا رہی تھی۔ ان دونوں نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا تھا۔ ہاں اس ٹائم کیا کپڑے تبدیل کرنا گناہ ہوتا ہے؟ بہرام خانزادہ خفگی سے بولا تھا۔

اچھا آپ ناراض نہیں ہوں میں پہن لیتی ہوں پھر ہم نیچے کھانا کھانے جائیں گے مجھے بھوک لگ رہی ہے شانزے اس کے چہرے پر خفا سے تاثرات دیکھتی بہرام خانزادہ کے بیئرڈ زدہ گال پر ہاتھ رکھتی مسکرا کر بولی تھی۔ اس کا خوف ختم ہو گیا تھا۔ بہرام کا رویہ اسے ریلیکس کر گیا تھا ورنہ وہ جتنا پینک ہو رہی تھی آج اس نے بے ہوش ہو جانا تھا۔

یار تم یہ پہن تو لو پھر میں تمہیں اپنی فرمائش پوری کرنے پر پیار کروں گا اور تم میری بھوک کا علاج کر

دینا میں تمہارے لیے کھانا بھی ارینج کر دونگا پکا والا
وعدہ!! بہرام خاندادہ ہلکے پھلکے سے انداز میں بولا تھا۔
وہ دل ہی دل میں اپنی معصوم سی بیوی کی معصومیت کا
دیوانہ ہو رہا تھا جو اس کے خطرناک ارادے کبھی بھی
بھانپ نہیں سکتی تھی۔

آئی ریٹلی ان لو و دیو سو ڈیپ!! بہرام خاندادہ جھک کر
شانزے کے ماتھے کو پھر سے چومتا اس کی ٹھوڑی پکڑ
کر شہد رنگ آنکھوں میں جھانکتا اپنی محبت کا اظہار کر
رہا تھا۔ اس کے لہجے میں جذبات کا طوفان تھا شانزے
خان کے گالوں پر لالیاں پھوٹی تھی وہ اس کا اظہار محبت
سن کر اپنی گھنی پلکیں جھکا گئی تھی۔

اس طرح شرماء گی تو اپنی جان مشکل میں پاؤ گی! زور
زور سے گھسا کر فک کرنا ہے پھر میں نے۔۔ اس لئے
پیری بن کر نا دکھاؤ ڈریسنگ روم جاؤ اور سوٹ چینج
کر لو جان۔۔!! بہرام خاندادہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے
ہوئے اپنے لہجے کا خمار قابو نہیں کر سکا اس کی آنکھیں
ایک الگ ہی داستان سنارہی تھی جبکہ لہجہ جسم میں
اٹھتے طوفان کی عکاسی کر رہا تھا۔

وہ اسکے آگے گفٹ باکس رکھتا اسے چینج کرنے کا کہتا
شانزے کے روم کی گلاس ونڈو کے آگے کھڑا ہو گیا۔
شانزے خان وہ گفٹ باکس پکڑ کر ڈریسنگ روم میں چلی
گئی تھی۔

یہ کیا ہے؟۔۔۔بہرام نے تو کہا تھا کہ کوئی ڈریس ہے یہ
ڈریس ہے؟۔۔اس کو پہنتے کیسے ہیں؟۔مطلب بہرام مجھ
سے جھوٹ بول رہے تھے! میں بھی کتنی آلو ہوں ان کی
ریڈ آئیز دیکھ کر اتنی ڈیپ وائس سن کر بھی سمجھ نہیں
سکی۔۔ اب کیا کروں مجھے تو یہ پہننا نہیں آتا یہ
پھر سے کہی اس رات کی طرح تو نہیں کریں گے۔۔ابھی
تک ہلکا ہلکا درد ہے مجھے برداشت کیسے کروں گی یہ
پہن لیا تو بھی نہیں بچنا میں نے اور اگر انکار کر دیا تو
کہی ایسا ناں ہو غصہ ہو جائیں!! شانزے خان گفٹ باکس
اوپن کر کے لال انگارہ ہوتی اس باڈی سوٹ کو دیکھ کر
دل میں خوف سے سوچ رہی تھی جب ڈریسنگ روم کا
دور ناک ہوا۔

جان جلدی آؤ ناں اتنا ٹائم کیوں لگ رہا ہے؟۔۔ بہرام خانزادہ کی آواز میں شدید بے چینی تھی۔ وہ جیسے تڑپ رہا تھا۔ بہرام میں یہ نہیں پہن سکتی مجھے نہیں آتا یہ پہننا!! شانزے خان اسکی آواز میں واضح بے چینی سن کر روہانسی ہو کر بولی تھی۔ اوکے دروازہ کھولو میں اندر آکر پہنا دیتا ہوں! بہرام خانزادہ کا لہجہ معنی خیز ہوا تھا۔ نہیں نہیں! آپ نہیں آنا۔۔ آپ نے اندر آکر میری ایک بات نہیں سننی! شانزے جلدی سے بولی تھی۔ تو جان من باہر کھڑا رکھ کر تم مجھ سے کونسی بات منوا سکتی ہو۔۔ جو باہر کرنا ہے وہ ڈریسنگ روم سے اسٹارٹ کر لیتے ہیں۔ بہرام خانزادہ قہقہہ لگا کر بولا تھا انداز خاصا ڈرانے والا تھا۔

بہرام پلیز میں یہ۔۔۔۔ جلدی سے پہن کر آؤ شانزے تمہارے پاس ٹوٹل پانچ منٹ میں جب تک ایک کال سننے کے لیے ٹیرس پر جا رہا ہوں واپس آؤں تو تم مجھے بیڈ کے اوپر بیٹھی ہوئی نظر آنا!! شانزے جو پھر سے روہانسی ہو کر بہرام کی منت کرنے لگی تھی جب وہ غصے سے اس کی بات کاٹ گیا۔ وہ پیار بھرے لہجے میں کہاں مانتی اس کی بات اس لئے مصنوعی غصے سے اپنی بات منوانا ہی بہتر تھا۔

بہرام خانزادہ کے نمبر پر رومیو کی کال آرہی تھی۔۔
رومیو رات کے وقت تب ہی کال کیا کرتا تھا جب کوئی
خاص بات ہوتی تھی۔ بہرام خانزادہ فون کان پر لگاتا ٹیرس
میں چلا گیا تھا جبکہ شانزے باڈی سوٹ کے باکس پر
اسے پہننے کے اسٹپس دیکھ کر اسے زیب تن کرنے
لگی۔ اسے شرم بھی آرہی تھی مگر بہرام کے غصے سے
ڈر بھی لگ رہا تھا۔ وہ جتنا شدت پسند تھا غصے میں روح
ہی نکال دیتا تھا۔۔

بہرام خانزادہ جیسے ہی رومیو کی کال بند کرتا اپنے شدید
طیش کو گہری سانس خارش کر کے قابو کرنے کی کوشش
کرتا شانزے کی قربت کے لئے مچلا تھا۔ اس وقت اسکی
بیوی ہی اسے سکون پہنچانے کا سبب بن سکتی تھی۔ وہ
سکون کی تلاش میں جیسے ہی پھولی ہوئی سانسوں طیش
سے ابھرتی نیلی رگوں کے ساتھ روم میں انٹر ہوا اس کی
نظر بیڈ کے بیچ میں بیٹھی اپنی معصوم بیوی شانزے خان
پر پڑھی۔ جو شرم سے اپنی پلکیں جھکا کر دہکتے گالوں
کے ساتھ گہری سانسیں لے رہی تھی۔ اسکے مومی گالوں
پر حیا کے رنگ بکھرے ہوئے تھے جو ایک لمحے میں
بہرام خانزادہ کو دنیا کا ہوش بھولا چکے تھے

اسے اگر کچھ یاد تھا تو صرف یہ کہ اس کا سکون اس کا
جنون سامنے نظریں جھکائے بیٹھی اس کی بیوی ہی
مکمل کر سکتی ہے۔ بہرام خانزادہ نے فوراً سے پہلے
روم کی لائٹس ڈم کی تھی۔ شانزے خان جو اس کے روم
میں آتے ہی اپنی لرزش پر قابو پانے کی کوشش کر رہی
تھی روم کی لائٹس ڈم ہوتے ہی اپنے ماتھے پر سے پسینہ
صاف کرنے کے لئے اپنا ہاتھ ماتھے پر ٹچ کرتی اپنے
بالوں کو پیشانی سے ہٹا رہی تھی جب بہرام خانزادہ اپنے
دونوں ہاتھ خود کو ہارنے والے انداز میں سینے پر باندھتا
اسے جذباتیت سے نہارنے لگا۔



خمار کا طوفان جذبات سے کھیلنے لگا تھا۔ طغیانی برپا

ہوتی اسکو بہکانے کا سبب بن رہی تھی۔ شدید حسین ہو تم!
وہ اسکی تعریف کیے بنا نہیں رہ سکا۔ شانزے نے اس کے
بھاری لہجے پر اپنی سہمی آنکھوں سے اسکی جانب
دیکھا تھا۔ وہ اسے خمار آلود نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔
اسکی نیلی پھولی ہوئی رگوں والے ہاتھ اس کی بلیک
شرٹ کے گربان پر موجود تھے جو اسے اس بوجھ سے
آزاد ہونے پر اوکسا رہے تھے۔



وہ بہکے ہوئے انداز میں شانزے کی جانب بڑھ رہا تھا۔ جو

اسے اپنے پاس آتے دیکھ کر اپنا دل کانوں میں بجتا
محسوس کر رہی تھی۔

بہرام خانزادہ نے اسے گدی سے پکڑ کر بہت بے باکی
سے اپنی جانب کھینچا تھا اور بے تاب نگاہ اس کے
کپکپاتے لبوں پر گاڑھی تھی۔ شانزے اس کی سیاہ آنکھوں
میں لال ڈورے گہرے ہوتے دیکھتی شدید سہم چکی تھی۔
وہ گھبرائی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی جس کی گرفت اس
کے بالوں پر سخت سے سخت تر ہو رہی تھی۔

تم نے رابرٹ سے بات کی ہے؟۔۔بہرام خانزادہ لہو آلود
آنکھوں سے اسے گھورتا شدید طیش سے غرایا تھا۔
شانزے کی تو سانس حلق میں اٹک گئی تھی بہرام خانزادہ
کا سوال سن کر!! اسے لگا آج وہ اس کی چمڑی نکال دے
گا۔ اتنی احتیاط کے باوجود بہرام خانزادہ کو اس کی
حرکت کا علم ہو گیا تھا۔

کک۔۔کون۔۔رابرٹ۔۔؟؟آپ کیا۔۔آہہ۔۔بہرام۔۔!!!!شانزے خان
جو زرد رنگت کے ساتھ ہکلاتی ہوئی اس کی لہو پھوٹتی
آنکھوں میں اپنی سہمی شہد رنگ آنکھوں سے دیکھتی

بولی تھی جب بہرام خانزادہ نے اس کے بالوں کو پہلے
سے زیادہ زور سے دبوچا تھا یہی نہیں اس کا دائیاں ہاتھ
شانزے کی گردن پر تھا۔ وہ اس پر مکمل جھکا اسے
پوری طرح سے بینڈ کر گیا تھا۔ شانزے تکلیف سے کراہی
تھی۔

تم سے آخری بار پوچھ رہا ہوں رابرٹ سے تم نے کیا بات
کی ہے؟۔ بہرام اس کے لرزتے جسم کپکپاتے ہونٹوں کو
فوکس کیے دھاڑا تھا۔

وہ۔۔۔ مجھ۔۔۔ سے۔۔۔ ایک۔۔۔ بار۔۔۔ ملنا۔۔۔ آہ۔۔۔ بہرام۔۔۔ درد۔۔۔ ہو۔۔۔ رہا۔۔۔۔۔۔
۔۔۔ شانزے خان درد ہوتا کیا ہے یہ تو تمہیں میں آج بتا دوں
گا اچھی طرح! بے حد معصوم دکھنے والی شانزے خان
کو آج درد کا اصل مطلب پتہ چلے گا! میرے دشمن نے
میری بیوی کو ملاقات کے لئے بلایا ہے اور میری بیوی
اس سے ملاقات کی حامی بھی بھر چکی ہے!! تم محبت
جتانے کے قابل نہیں ہو شانزے خان تم پے اب اعتبار بھی
نہیں کیا جا سکتا!! بہرام خانزادہ اسے خود سے دور پٹختا
بیڈ کے بیچ میں پھینکتا اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا۔

شانزے نفی میں اپنی گردن ہلاتی سہمتی ہوئی
پیچھے کھسکی تھی تم سے سوال جواب تو میں بعد میں
کروں گا بیوی۔ پہلے تمہیں شوہر کے لفظ کا اصل مطلب
سمجھاؤں گا۔!! وہ طیش سے پاگل ہو رہا تھا۔ اس کی بیوی
جس سے اس نے بے انتہا محبت کی اس میں اپنا سکون
تلاش کیا وہ کتنی آسانی سے کسی غیر مرد کی اس سے
ملنے کی خواہش کا بتا رہی تھی۔ بہرام خانزادہ اپنے
حواس ہی تو کھو رہا تھا۔

مم۔ میرا۔ یقین۔ کریں۔۔۔ بہرام۔۔۔ اس۔۔۔ نے۔۔۔ خود۔۔۔ کال۔۔۔ کی۔۔۔ تھی۔۔۔ میں۔۔۔ نہیں۔۔۔ جانتی۔۔۔ اسے۔۔۔ اس۔۔۔ نے۔۔۔ آپ۔۔۔ کا۔۔۔ نام۔۔۔ لیا۔۔۔ تو۔۔۔۔۔ تو تم مجبور ہو گئی اس کی بکو اس سننے کے لئے!!
کہاں بلایا ہے اس ح*** نے تمہیں؟ شانزے روتی ہوئی
اسے خود پر یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھی جب وہ
اپنے بال نوچتا ہوا چلایا تھا۔

میں نے اس کی ملنے والی بات سن کر ہی کال کاٹ دی
تھی آئی پرومس بہرام میں نے اسکی پوری بات نہیں
سنی!! میرا یقین کریں بہرام خدا کے لئے یقین کریں میں
آپکو کبھی خیالوں میں بھی دھوکہ-----جان سے مار دوں گا

تمہیں دھوکے کا لفظ بھی منہ سے نکالا تو!! کوئی بھی
تمہیں فون کر کے مجھے جان سے مارنے کی دھمکی دے
گا تو تم اس کی بات کا یقین کر کے اس کے ملنے کی
خواہش کا سن کر مجھ سے سب چھپا لو گی ہاں بولو؟ میں
آخر کون ہوں تمہارا جو مجھے تمہاری فون کالز کا
دوسروں سے پتہ چل رہا ہے لیکن تم بتانا بھی ضروری
نہیں سمجھ رہی!! بہرام خانزادہ اس کے اوپر حاوی ہوتے
بولا تھا۔

میں ڈر گئی تھی بہرام بہت ڈر گئی تھی مجبور ہو گئی تھی
اسے سننے کے لئے میں۔۔۔۔۔تمہیں تو میں اچھی طرح ڈراتا
ہوں آج!! شانزے جو روتی ہوئی اسے سچ بتانے لگی تھی
جب بہرام خانزادہ نے اس کے لبوں کو اپنے انگوٹھے
سے مسل کر اس کی بات غصے سے کاٹ دی تھی۔ آپ
غصے میں ہیں میرے قریب ابھی مت آئیں مجھے
تکلیف۔۔۔۔۔یہ غصہ تم میں ہی تو اتر کر ختم ہو سکتا ہے
ورنا میں کتنا برا وحشی ہوں تمہارے معاملے میں کتنا
بڑا خود غرض انسان ہوں یہ لاشوں کے ڈھیر لگا کر بھی
نہیں بتا سکوں گا مجھے سکون دو اس طرح رونا بند کرو
تمہاری کلاس میں آج رات کی قربت کے بعد لیتا ہوں تم
ایسے باز نہیں آؤ گی! بہرام خانزادہ اس پر جھک چکا تھا۔

لبوں سے لب ملے تھے۔ ہر پردہ اترنے کو تھا۔ غصے سے اس کے جسم میں شعلے جل رہے تھے آگ کی لپٹیں اٹھ رہی تھی۔ وہ اس میں کھونے لگا تھا۔ خوف میں ڈوبی سسکیوں کا ساز کمرے میں گونج رہا تھا ملن کی تڑپ بڑھنے لگی تھی۔ خماری سر پر سوار ہوتی ایک الگ جہاں کا ہی پتہ دے رہی تھی۔۔۔

وہ شانزے خان کے لبوں کو اپنے ہونٹوں میں لے کر زور سے سک کر رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں میں ایسی تپش تھی جو شانزے کو جلانے کا سبب بن رہی تھی۔ وہ بے حد سہمی ہوئی تھی اس کی جان اس کے لبوں سی تیز سکنگ سے ہی نکل گئی تھی۔

وہ شانزے کا جبرّا اپنے ہاتھ میں دبوچے اسکے نرم ہونٹوں شدت سے سک کر رہا تھا۔ اسکے ہاتھ شانزے کے بلیک باڈی سوٹ کی اسٹریپس میں الجھے تھے۔ وہ اپنی پینٹ کا بیلٹ کھول کر ایک ہی جست میں زپ کھولتا پینٹ ریموو کر گیا تھا۔

آپ کیا مجھے ابھی سزا دیں گے اس حالت میں اپنا حق طیش میں نوچ کر لینگے؟۔ شانزے اس کو جارحانہ انداز میں اپنا باڈی سوٹ چاک کرتے دیکھتی روتے ہوئے بولی تھی۔

تم میری بیوی ہو اور میں اس طیش کی حالت میں بھی تم سے صرف سرور حاصل کر سکتا ہوں قربت کے لمحات ایک دوسرے میں گم ہو کر راحت حاصل کرنے کے لیے ہوتے ہیں ناں کہ سزا دینے کے لئے!! تمہیں نوچنے سے پہلے خود کو گولی مار دونگا اس لئے اپنا یہ ڈریوک دماغ چلانا بند کرو اور میرے ساتھ اچھی بیوی کی طرح پیش آؤ تاکہ تمہارا پانی نکالنے کے بعد تمہیں کم سے کم سزا دوں! وہ شانزے کا باڈی سوٹ مکمل ریموو کرتا اسکی گردن پر جھک گیا تھا۔

شانزے کی سانسیں بحال ہوئی تھی ورنہ اسے لگ رہا تھا کہ وہ اس اپنی قربت میں اسے نوچ ڈالے گا طیش سے!! وہ اسکی جنونیت سے بھری محبت سے ابھی تک واقف ہی ناں تھی کہ بہرام خانزادہ اس کے لئے کس حد تک دیوانہ تھا۔

وہ اس کی گردن کی اسکین کو زور سے اپنے ہونٹوں میں لے کر سک کر رہا تھا۔ اس نے دانتوں کا استعمال کر کے شانزے کی گردن پر گہری لو بائٹس بنا دی تھی۔ بہرام خانزادہ کا پینس شانزے کی تنگی میں گھسنے کے لئے مچلنے لگا تھا۔

ریمو کرو اسے!! وہ شانزے کے ہاتھ اپنے باکسر میں الجھا کر اسے اتارنے کا کہتا اسکی گردن پر زبان کی نوک پھیر کر اس کے بھرے بھرے بوبز کی اسکین منہ میں لے کر ذرا سختی سے سک کر کے جنونیت کی انتہا کرتا وہاں بھی لو بائٹس بنا رہا تھا۔

اتار بھی دو کیا خوف سے ہاتھ سن ہو چکے ہیں! بہرام خانزادہ باکسر سے شدید الجھن سی محسوس کرتا خود ہی اتار گیا تھا۔ وہ شانزے کو بیڈ کے کنارے پر لاتا اس کے بوبز پر پھر سے جھکا تھا۔ اپنی زبان کی نوک اس کے ابھرے ہوئے نیپلز پر پھیر رہا تھا۔

اس کا ایک ہاتھ شانزے کی بیلی سے ہوتا اس کی بھیگی

ہوئی وجائے پر ٹھہر گیا تھا۔ وہ اس کے کلٹ کو سہلانے لگا تھا جبکہ نیلز منہ میں لے کر کھینچ رہا تھا۔ اس نے شانزے کی بھیگی ہوئی وجائے تیزی سے سہلانا شروع کی تھی۔

آہہ۔۔۔سس۔۔۔بہرام۔۔۔آگہہ۔۔۔کھولو ٹھیک سے ٹانگیں تمہاری سوجن دیکھو!! وہ شانزے کو پینک ہو کر ٹانگیں فولڈ کرتے دیکھتا ان میں فاصلہ بنا گیا تھا۔ وہ خود بیڈ سے نیچے اترتا شانزے کو مکمل طور پر بیڈ کے کنارے پر رف سے انداز میں پٹختا اس کے بوبز کو منہ میں بھر بھر کے سک کرنے لگا تھا۔

شانزے خان کی سانسیں بے ترتیب ہونے لگی تھی وہ اس کے نیل کو اپنے دانتوں میں لے کر اب ذرا زور سے کھینچتا اس کی گیلی وجائے پر اپنے میڈل فنگر سے تیزی سے سہلاتے ہوئے وجائے کے تنگ سے ہلکی سی سوجن زدہ ہول میں ایک ساتھ پوری فنگر ہی پینٹریٹ کر گیا تھا۔

آہہ۔۔۔آگہہ۔۔۔سس۔۔۔بہرام۔۔۔آہہ!!! وہ اس کی فنگر کی شدید قسم کی پینیٹریشن پر مچلتی ہوئی اپنی کمر کو اوپر

کی جانب اٹھاتی بے ساختہ بہرام خانزادہ کے شولڈر کو زور سے تھام گئی تھی۔ بہرام اس کے نپل کو مزید زور سے سک کرتا اسے فنگر فک کرنے لگا تھا۔

شانزے کے لبوں سے سسکاریاں نکلنے لگی تھی۔ بہرام خانزادہ کے ہاتھ کی حرکت بہت تیز تھی وہ اب اپنی دو انگلیاں اس کی وجائنه کے ہول میں زور زور سے ایک ساتھ پینیٹریٹ کر کے موو کر رہا تھا جبکہ اس کا تھمب کلٹ کو تیزی سے سہلا رہا تھا۔

آہہ۔۔۔۔۔امم۔۔۔۔۔سس۔۔۔۔۔وہ مزید بے تاب ہو کر تڑپنے لگی تھی۔ جتنے مزے ابھی لے رہی ہو جب اندر ڈالوں گا اس ٹائم چلائی تو یاد رکھنا آج میں واقعی تمہاری چیخیں نکلوا دوں گا! وہ اسے سرور سے مچلتے دیکھ کر زمین پر کھڑے کھڑے ہی اوندھے منہ کر گیا تھا۔

بہرام پلیر اس طرح نہیں مجھے بہت بہت زیادہ۔۔۔۔۔درد۔۔۔۔۔آہہ۔۔۔۔۔آہ۔۔۔۔۔سس۔۔۔۔۔شانزے جو اس سے خوفزدہ ہو کر گھٹی گھٹی آواز میں بول رہی تھی جب بہرام خانزادہ نے ایک ہی زور ڈار جھٹکے سے اپنے

ایریکٹڈ پینس کو سختی سے اس کی گیلی و جائنہ میں
انسرٹ کر دیا تھا اور بغیر رکے تیزی سے جھٹکے دے
رہا تھا۔

تم صرف میری ہو یہ بات کبھی بھولی تو جان سے مار
دونگا تمہیں!! وہ اسے مزید ڈیپ اور بے حد گہرے زور
ڈار جھٹکے دیتا خمار سے بھاری ہوتی آواز میں وارننگ
لئے بولا تھا۔ اس کے پینس کی سختی شانزے کو سسکیاں
لینے پر مجبور کر رہی تھی۔

وہ اس کی پھولی رگوں والے پینس کی پوری لینتھ اپنے
اندر اترتی محسوس کر کے بری طرح شیور کر رہی تھی
وہ اس پر جھکا اس کی گردن کو فرنٹ سے دبوچے اس
کے کان کی لوں کو چومتے ہوئے کچھ دیر اسی پوزیشن
میں تیز سے تیز تر اسٹروکس دیتا معنی خیز آوازیں نکال
رہا تھا۔

شانزے پوری پینس پینیٹریشن بمشکل ہی برداشت کر رہی
تھی۔ اس کے لبوں سے درد سے بلند سسکیاں نکلنے لگی
تھی۔ بہرام خانزادہ اسے بری طرح سسکتے دیکھ فوراً
سے سیدھا کر گیا تھا۔ شانزے اسے آنسوؤں بھری شہد

رنگ آنکھوں سے شکوے سے دیکھ رہی تھی۔

اس طرح مجھے دیکھنا چاہیے تمہیں تم مجھے ابھی بھی اپنائیت کا احساس نہیں دلاتی!! بہرام خانزادہ اس کی ٹانگوں کو فولڈ کر کے اپنے ایک ہاتھ کو شانزے کی نازک کمر پر رکھ کر زور سے دبوچتا دوسرا ہاتھ اس کے سر کے پاس بیڈ پر رکھتا اس کے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکاتا ایک جان دار سی اسٹروک کے ساتھ آخری حد تک اپنا تھک موٹی رگوں والا پینس اسکی وجائنه کے تنگ ہول میں پینیٹریٹ کر کے اسے چیر گیا تھا۔ ڈیپ پینیٹریشن جان نکال رہی تھی وہ شدید گہرے جھٹکوں سے اس کو لرزا گیا تھا۔

آہہ۔۔۔آہگہہ۔۔۔شانزے تڑپ گئی تھی اس کی انتہا کی جنونیت سہن کر کے!! کبھی۔۔نہیں۔۔جاؤں۔۔گی۔۔آپ۔۔کے ساتھ۔۔! وہ سسکاریاں لیتی ہوئی بہتی آنکھوں سے بولی تھی۔ کیوں نہیں جاؤ گی تمہیں تو میں اٹھا کر لے جاؤں گا میری ہو میری ملکیت ہو تم خود کو خود بھی مجھ سے دور نہیں کر سکتی!! وہ اس کے اندر سماتا ہوا شدت پسندی سے بولا تھا۔

کمر درد کر رہی ہے میری!! شانزے پھوٹ پھوٹ کر
روتی ہوئی بولی تھی۔ بہرام خانزادہ اس کے تھک کر
رونے پر اسے پیس سے ہولڈ کر کے بیڈ سے اٹھاتا اس
میں سمائے ہوئے ہی اس کے لبوں پر جھک کر سک
کرنے لگا تھا۔ وہ اسے دیوار پر پن کرتا اسے پیس سے
ہولڈ کیے ہی زور در جھٹکے دے رہا تھا۔ شانزے نے
اسے کمر سے ہولڈ کیا ہوا تھا۔ وہ اس کے لبوں کو
چوستے ہوئے آخری حدوں کو چھو رہا تھا۔ اس کے پینس
کی سختی جان حلق میں اٹکا رہی تھی۔

وہ اب شانزے کی پیس پر اسے جھٹکے دے رہا
تھا۔ شانزے خان بہکتی ہوئی اپنے گردن پیچھے کی جانب
پھینکتی اس کی پینیٹریشن پر سسکیاں لیتی پرسکون ہو
گئی تھی وہ شانزے کو سرور کے عالم میں پہنچا کر اس
سے پہلے خود بھی اس کے اندر ہی ریلیز ہوتا اس نے
ایک جھٹکے میں خود کو شانزے سے الگ کر دیا تھا۔ اس
نے پروٹیکشن یوز نہیں کی تھی وہ شانزے کی مرضی
کے بغیر اس اندر ریلیز نہیں کر سکتا تھا خود کو!! وہ اس
کا ماتھا چومتا اسے تھک کر اپنے کندھے پر ہی دھپہتے
دیکھتا اس کی کمر سہلا رہا تھا۔

ان دونوں کی سانسیں پھولی ہوئی تھی۔ دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔ بہرام خانزادہ کے خود سے الگ ہونے پر شانزے کو درد تو ہوا مگر سکون اس کی روح میں سوار تھا جو اسے نیند میں لے جا رہا تھا۔ بہرام خانزادہ اسے اپنی گود میں اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھ گیا تھا۔

تم سے جلدی الگ ہو گیا ہوں اس کا مطلب یہ نہیں جان خلاصی ہو گئی ہے تمہاری اور اب تم سو سکتی ہو!! وہ پھولوں ہوئی سانسوں کے بیچ بولا تھا۔ شانزے خان خود پر ٹھیک سے کنفرٹر اوڑھ گئی تھی۔

بہرام خانزادہ نے کیوں آج تشنہ اسے جلدی رہائی دے دی تھی وہ کیوں اس کو آج اپنی قربت سے جلدی آزاد کر گیا تھا شانزے کا دل یہ سوچ کر ہی انجانے خوف سے دو چار ہو رہا تھا۔ بہرام خانزادہ سگریٹ جلا کر ایک نظر اپنی طرف متوجہ خوفزدہ سی شانزے کو دیکھتا اس کی نیند میں ڈوبی آنکھوں میں موجود سوال پڑھ گیا تھا۔

غصہ آرہا ہے مجھے اس رابرٹ پر جب تک جان نہیں
لونگا میرا طیش ٹھنڈا نہیں ہوگا!! وہ کش لیتے بولا تھا۔
مجھ پر بھی غصہ آرہا ہے؟ میری بھی جان لیں
گے؟۔شانزے معصومیت سے بولی تھی۔

میری جان میں تم سے کچھ اور لوں گا بس ایک سگریٹ
پی لوں پھر اپنے ایکچول انداز میں پھر سے کنٹینو کرتا
ہوں جب تک سانس لے لو تم تین دن کی پیاس اتنی جلدی
ختم نہیں ہونی!! بہرام خانزادہ شارپ سا ہنستا ہوا اپنی
بیئرڈ سہلا کر بولا تھا۔

اوکے سگریٹ ہی پئیں میں سو رہی ہوں!! وہ خائف ہوتی
بولی تھی۔ وہ اسے ساری بات بتا کر ریلیکس کرنا چاہتی
تھی وہ اس وقت سگریٹ نہیں پیتا تھا اسے شدید غصہ تھا
جو شانزے ہی ختم کر سکتی تھی اس لئے وہ اسے خود
سے دور دیکھ کر خود بھی بے چین ہو رہی تھی۔ شانزے
خان کنفرٹر سر پر لے کر بہرام کا انتظار کرنے لگی تھی۔

یہ تمہیں مجھ سے نہیں بچا سکتا بیوی!! اب تم مجھے سو
کر دکھانا۔!! وہ اسکے اوپر سے کمفرٹر اتارتا پھر سے
شانزے کی جان ہلکان کرنے کا ارادہ کر چکا تھا۔

کیا مسئلہ ہے کیوں بار بار مجھے میسج کر کے پریشان کر رہے ہیں؟ بلاک کروانا ہے خود کو تو صاف صاف بولیں آپکی فنکریز میں اچچنگ (خارش) کچھ زیادہ ہو رہی ہے۔

مشائم جو ایشا کو اسمارٹ ٹی وی کی اسکرین پر نیٹ فلکس آن کرتے دیکھتی اسکے ساتھ ہلکی پھلکی باتیں بھی کر رہی تھی جب مسلسل اپنے وٹس ایپ پر شہریار خانزادہ کے میسج آتے دیکھتی شدید غصے سے بھرے جلے بھونے سے انداز میں وائس نوٹ بھیجتی اپنے موبائل کو یوں گھوریوں سے نوازے لگی جیسے شہریار خانزادہ کو کچا چبا جائے گی۔

مشائم اور ایشا دونوں کچھ دیر پہلے ہی رات کا کھانا کھانے کے بعد مشائم کے روم میں آئی گئی تھی۔ انشال بھی اپنے کمرے میں آرام کرنے چلی گئی تھی جبکہ شانزے کھانے کی ٹیبل پر آئی ہی نہیں تھی۔ البتہ بہرام خانزادہ نے ملازمہ کے ذریعے کھانا روم میں ہی منگوا لیا

تھا۔ باقی سب بھی کھانے سے فری ہو کر اپنے اپنے کمروں میں آرام فرما رہے تھے۔

اس وقت رات کے بارہ بج رہے تھے موسم کافی خوش گوار ہو رہا تھا۔ ہلکی پھلکی بارش ہو رہی تھی۔ روم کی کھلی ہوئی سلائیڈنگ ونڈو سے ٹھنڈے ٹھنڈے ہوا کے جھونکے روم میں آرہے تھے۔ جو مشائم کے سلکی بالوں کو اڑانے کا کام انجام دے رہے تھے۔ اسے رات میں تازہ ہوا سے لطف اندوز ہونے کی عادت سی تھی۔

فنگرز تو ابھی تک میں نے یوز نہیں کی اپنی سوفٹ اینڈ سویٹ شوگر بے بی پر مگر منہ میں پانی ضرور آرہا ہے کریونگ ہو رہی ہے تمہاری بہت شدیدپلیز یار روم میں آؤ ناں بے بی گرل۔۔۔وانٹ ٹو فیل یو مور ڈیپلی۔۔۔تمہارے پیارے سے پنکش بوبز کو پھر سے سک کرنا ہے مجھے اس بار پرومیس زیادہ زور سے نہیں کھینچوں گا۔۔۔آئی ول ناٹ یوز مائی ٹیٹھ انسٹیڈ آئی ول یوز مائی ٹنگ سو ڈیپ۔۔! شہریار خانزادہ نے مشائم کے وائس نوٹ میں اس کی بیزار سی جھنجھلاتی آواز سن کر اپنی گہری آواز کو مزید گہرا کرتے معنی خیز سا بے باک وائس نوٹ اسے سینڈ کیا

تھا۔

وہ حقیقتاً خود کو تشنہ محسوس کر رہا تھا کچھ منٹوں کی حسین ملاقات حلق میں کانٹے اگانے کا سبب بن رہی تھی۔ وہ مچل رہا تھا پھر سے اپنی نازک حسین سی حسینہ کے ہوش اڑانے کے لئے روح میں اس قدر بے چینی تھی جیسے وہ ابھی ناں آئی تو جوان تقاضے منہ زور ہو کر اسے ناکارہ ہی بنا دیں گے۔

مشائم جو ایشا کو نیٹ فلکس پر کوئی اچھی سی مووی سرچ کرتے دیکھ کر لاپرواہی سے اپنے وائس نوٹ کے ریپلائے کے بدلے میں آنے والا شہریار خانزادہ کا وائس نوٹ سننے کے لئے اسکرین پر کلک کر گئی تھی جب اس کا شدید تشنہ بے باک سا جواب سن کر وہ بری طرح بوکھلا کر فوراً وائس نوٹ اسٹاپ کر گئی تھی

ایشا نے بھی شہریار خانزادہ کا آدھا وائس نوٹ سن لیا تھا جس پر اس کے اپنے گال دہکنے لگے تھے جبکہ مشائم تو لال انگارہ ہو گئی تھی۔ ایشا کی سیاہ مقناطیسی آنکھیں اب بے حد شرارتی سے انداز میں چمکتی مشائم کی شرم

سے بوکھلائی ہیزل گہری آنکھوں میں چنگاریاں اترتی
محفوظ ہوتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

وہ موبائل کو دانت پیس کر گھورنے لگی تھی۔ اس کے
سامنے اگر شہریار خانزادہ ہوتا تو اس نے واقعی اسے
کچا چبا جانا تھا اسے! اہم اہم کیا شہریار بھائی موبائل
سے نکلنے والے ہیں جو تم نے تلواریں نکال لی ہیں
میان میں سے؟۔۔ ایشا اس کے دہکتے گالوں کو دیکھتی
شرارت سے بولی تھی۔ مشائم نے اسے کتنا ستایا تھا احد
خانزادہ کی وجہ سے اب اس کی باری تھی۔

شہریار کا دماغ خراب ہو گیا ہے پتہ نہیں کیا کچھ بولے جا
رہے ہیں۔ مشائم ایشا سے نظریں چرائے بولی تھی۔ اس
نے اپنا موبائل آف کرنا ہی مناسب سمجھا تھا۔ جو گل تم
کھلاتی پھر رہی ہو اب وہ مجھ سے بھی چھپاؤ گی ناٹ
فیئر مشی!! ایشا آنکھیں ٹپٹپاتی ہوئی بولی تھی۔

میڈم تم اپنی کیاریوں پر نظر رکھو میرے گل کھلنے کی
فکر چھوڑ دو۔ کہی ایسا ناں کو احد لالا خالہ سے بات کر
لیں اور ان کی طرف سے ون سائیڈڈ لو میریج جبکہ

تمہاری طرف سے ارینج ہو رگھڑی جاؤ گی تم تو
پھر۔! مشائم نے اپنی خفت و شرم پر فوراً قابو پاتے ہی اپنی
حاضر جوابی کا مظاہرہ کیا تھا۔

وہ دونوں مزید کوئی بات کرتی ایک دوسرے کی ٹانگ
کھینچتی جب مشائم کے روم کا دروازہ نوک ہوا۔ مشائم کی
جان لبوں پر آئی تھی کہی شہریار خانزادہ تو یہاں نہیں آگیا
تھا وہ سوچ کر ہی اپنے جسم میں ایک عجیب سی
سنسناہٹ محسوس کر رہی تھی۔

اسے سینے کے گرد شہریار خانزادہ کی زبان کے گیلا
لمس بوبز کے نیپلز پر اس کے دانتوں کی میں کی چبھن
پھر سے محسوس ہونے لگی تھی۔ اس کے دانتوں کا
بے رحم کھچاؤ!! مشائم کی گردن کے بال وہ لمحات سوچ
کر ہی کھڑے ہو گئے تھے۔

کک۔ کون ہے؟ وہ اپنے تمام خیالات جھٹک کر دروازے
کے باہر کھڑی ہستی سے بلند آواز میں بولی تھی۔ چوٹی
بی بی جی میں ہوں زلیخا!! ملازمہ مشائم کی آواز سن کر
باہر کھڑی کھڑی ہی بولی تھی۔

اوکے اندر آجاؤ کیا کام ہے؟ مشائم اپنے حولیے کی پرواہ کیے بنا دروازہ کھول گئی تھی۔ جب ملازمہ اپنے ہاتھ میں بڑا سا گلابی ٹیڈی بیئر بمشکل سنبھالتی ہوئی اس کے روم میں انٹر ہو گئی۔

وہ منہ کھولے مشائم کو دیکھ رہی تھی۔ جو نائٹ وئیر میں ملبوس تھی۔ اس کے دودھیا شولڈر پر موجود باریک گلابی اسٹریپس اس کے نازک بازوؤں کا حسین نظارہ پیش کر رہی تھی۔ زلیخا نے اس طرح کی ڈریسنگ کسی بھی لڑکی کی کبھی دیکھی ہی ناں تھی۔ اس نے خانزادہ خاندان کی کسی بھی عورت کو کبھی بغیر چادر کے دیکھا نہیں تھا۔ وہ بچپن سے جوان ہو گئی تھی اس نے کبھی انشال اور شانزے کو فٹنگ والے کپڑوں میں بھی نہیں دیکھا تھا مگر مشائم وہ کیسے لباس زیب تن کرتی تھی ایک خانزادی ہو کر اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ منہ کھولے مشائم کو سر تا پاؤں تعجب سے دیکھ رہی تھی۔

واؤ ایشو دیکھو اس پنک ٹیڈی بیئر کو یہ کتنا پیارا ہے اوہ آئی لو اٹ۔!! کتنا فیلفی سا ہے آئی وانٹ یو ہگ ہم۔



زلیخا کیا یہ میرے لئے ہے؟۔ یہ کون لایا۔۔۔۔۔میری
خانزادی آپ کو پسند آیا؟۔۔مشائم جو خوشی سے چہکتی
ہوئی ٹیڈی بیئر کو زور سے ہگ کرتی ایشا کو مخاطب
کرنے کے بعد زلیخا سے اپنے قد سے اونچے ٹیڈی بیئر
کو پکڑتی صوفے پر رکھ کر خود بیڈ پر چڑھ کر بیٹھتی
اسے لانے والی عظیم ہستی کا نام پوچھ رہی تھی جب اس
کے کانوں میں شہریار خانزاد کی بھاری آواز گونجی تھی۔
جو فون میں کچھ ٹائپ کرتا دروازے سے انٹر ہوتے مشائم
کی چہکتی آواز سن کر اسکو مسکراتے ہوئے دیکھنے لگا
تھا۔

شہریار خانزادہ مشائم کو دیکھتے ہی ٹھٹھک کر رک گیا تھا۔ منہ کھول کر مشائم کو تکتی ہوئی زلیخا شہریار خانزادہ کے روم میں انٹر ہوتے ہی فوراً سے باہر نکل گئی تھی جبکہ ایشا بھی مشائم کو کافی بنانے کا کہتی اسکے روم سے تیزی سے نو دو گیارہ ہو گئی تھی۔

مشائم بیڈ پر اپنی ایک ٹانگ فولڈ کیے بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ شہریار خانزادہ کو ایکدم ہی اپنے روم میں آتے دیکھ کر دل میں ڈر رہی تھی مگر اس کا چہرہ سپاٹ تھا۔

شہریار خانزادہ تو دم بخود سا اپنی شوگر بے بی کو دیکھ رہا تھا۔ وہ کیا لگ رہی تھی۔ بے انتہا حسین؟۔۔ نہیں نہیں وہ تو نظارہ حُسن تھی۔ اس نے گلابی رنگ کا ٹراؤزر شرٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کی شرٹ سلیو لیس تھی شہریار خانزادہ کی نظر اس کے بے داغ بازوؤں سے ہوتی نازک شولڈرز اور شولڈرز سے ہوتی اس کے بوبز کے بالکل نیچے بنے چیریز کے ڈیزائن پر جم گئی تھی۔



شہریار خانزادہ کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ابھرے تھے
حلق میں کانٹوں کی شدید چبھن سی محسوس ہو رہی تھی۔
شرٹ پر اس کی مخملی گہرائیوں پر موجود چیریز کا
ڈیزائن شہریار خانزادہ کے ڈرٹی مائنڈ کو لمحوں میں
ایکٹیو کرنے کا باعث بن گیا تھا۔

وہ ایک گہری بے باک نظر اس کے فٹنگ والے ٹراؤزر
پر ڈالتا اس کی بھری بھری تھائیز کو اسکین کرتی نگاہوں
سے دیکھنے لگا تھا۔ مشائم کے ٹراؤزر پر بھی چھوٹی
چھوٹی چیریز بنی ہوئی تھی شہریار خانزادہ بہت استحقاق
سے اس کا اوپر سے نیچے اور پھر نیچے سے اوپر اپنا
حق سمجھ کر جائزہ لیتا کمینگی سے مسکرایا تھا۔

مشائم نے بیڈ شیٹ پر اپنی گرفت سخت کی تھی وہ اس کی نظروں کا مرکز سمجھ کر ہلکا ہلکا شیور کر رہی تھی۔ یو لک سو سیکسی۔۔۔ اف یہ کروڑ۔۔۔ مجھے پیاس لگ رہی ہے تمہاری!! شہریار خاندان روم کا دروازہ لاک کرتا اپنی بیئرڈ سہلاتے ہوئے ڈیپ وائس میں بولا تھا۔

آپ۔۔۔ جائیں یہاں سے۔۔۔ کیوں آئے ہیں میرے روم میں؟۔۔۔ مشائم اس کے قدموں کا رُخ بیڈ کی جانب دیکھتی نامحسوس انداز میں پیچھے کھسکی تھی۔

بے بی آپ کو روم میں بلایا تھا مگر آپ نے اپنے سر تاج کی بات ماننا مناسب نہیں سمجھا اس لئے آپ کے سر تاج خود سر کے بل چل کر آپ تک آئے ہیں! وہ مشائم کے قریب پہنچ کر اس کی ٹھوڑی پکڑ کر اس کا سر اونچا کرتا اسکے ماتھے پر عقیدت سے چومتے ہوئے بولا تھا۔ شہریار مجھ سے دور ہو جائیں آپ مجھے میری مرضی کے خلاف کیوں ٹپ۔۔۔۔۔ بے بی گرل آپ کی مرضی کا خیال کیا تو میں نے تشنہ ہی مر جانا ہے بتاؤ آئی کیوں نہیں روم؟۔۔۔ تمہیں پیار کرنا تھا میں نے دل کھول کر!! مشائم کو خود سے خوفزدہ دیکھ کر وہ اپنے جوان تقاضوں کو لگام

دیتا اس کے گلابی گال کو چومتے ہوئے والہانہ انداز میں
بولا تھا۔

مجھے آپ کا پیار نہیں چاہیے!! آپ کو تو پولائٹ وے میں
ٹچ کرنا بھی نہیں آتا ہاتھ پیچھے کریں اپنا پلیر!! مشائم اس
کے ساتھ ہونے والی نازک ملاقات کے لمحات میں ابھی
تک قید تھی وہ واقعی خوفزدہ تھی۔

تم مجھے ایک موقع اور دے دو آئی پرومیس بہت پیار
سے چوموں گا اور بہت شدت سے چوس۔۔۔۔۔ یہ آپ اپنی
واہیات باتیں بند کر کے نکلیں یہاں سے!! مجھے آپ کو
کوئی

موقع نہیں دینا کبھی بھی بلکہ میں آپ سے بات بھی کیوں
کر رہی ہوں۔!! شہریار خانزادہ جو اس کے کندھے کو
چوم کر اس پر تھوڑا جھک کر اپنی معنی خیز نگاہوں
سے دیکھ کر بول رہا تھا جب مشائم اس کے لبوں پر اپنی
بتھیلی رکھ کر دانت پیس کر بولی تھی۔

آئی وانٹ تو ٹیسٹ دیز جوسی چیریز! وہ اس کی ہتھیلی کو
گرم جوشی سے چوم کر اپنے دائیں ہاتھ سے مشائم کے
رائٹ سائڈ والے بوب کو نرم سی گرفت میں پکڑ کر اس
کے ابھرے نیل پر اپنا انگوٹھا نرمی سے سہلا کر بولا
تھا۔

آپ انتہائی بدتمیز انسان ہیں مجھے اپنی شکل دوبارہ
دکھائی تو دانت توڑ کر آپ کو بتیسی پروف بنا دوں گی ناؤ
گیٹ لاسٹ!! وہ شہریار خانزادہ کی بے باک حرکت پر اس
کو زور سے خود سے دور دھکیلتی بیڈ سے تیزی سے
اٹھتی دروازے کی جانب بڑھی تھی جب وہ اس کا شفاف
بازو زور سے اپنے ہاتھ میں دبوچ کر اسے اپنی طرف
کھینچتا اس کے گلابی رس دار لبوں پر جھکا تھا۔

وہ اس کے لبوں کو شدت سے چومنے لگا۔ مشائم شدید
مزاحمت کرتی اس کے سینے پر زور زور سے مکے مار
رہی تھی۔ شہریار خانزادہ اپنی شدتوں بھری تشنگی اس
کی مزاحمت پر نرمی میں بدل گیا وہ اب بے حد نرمی سے
اس کے لبوں کو اپنے نرم لمس سے نواز رہا تھا۔ وہ شاید
اپنی سختی کا ازالہ کر رہا تھا۔

مشائم اس کی گردن پر اپنے نیلز مارتی اس سے پیچھے
ہٹنے کی کوشش کر رہی تھی۔ شہریار خانزادہ اس کے
مسلسل مزاحمت کرنے پر اس کے لبوں کو آزادی دے گیا۔

وہ پھولی سانسوں سے مشائم کے سرخ ہوتے لب دیکھ رہا
تھا جن کی سرخی کا سبب وہ بنا تھا۔ رہائی ملتے ہی مشائم
ٹی وی کا ریموٹ اٹھا کر شہریار خانزادہ کا نشانہ بنا گئی
تھی جو وہ فوراً ہی کیچ کر گیا تھا۔

مشائم اپنے گلابی ہونٹوں کو رگھڑتی واشروم کی جانب
تیزی سے بھاگی تھی۔ اس نے اب تو میرا سر ہی پہاڑ دینا
ہے میں بھی کمینا ہوں منانے آیا تھا مزید ناراض کر گیا
کیا کروں اب؟۔۔۔ مشائم دروازہ کھولو ناں میری جان۔۔۔ پلیر
باہر آؤ ناں بے بی آئی پرومیس میں صرف بات کرنے آیا
تھا میری جان کس تو غلطی سے۔۔۔۔۔ آپ میرے روم سے
جائیں گے یا میں اس حویلی سے جاؤں؟۔ شہریار خانزادہ
جو خود کو لعنت ملامت کرتا اپنی بہکی آواز کو قابو میں
کرتا واشروم کے دروازے کو نوک کر کے اسے منت
بھرے انداز میں باہر آنے کا بول رہا تھا جب وہ واشروم

کے دروازے پر زور سے شیمپیو کی بوتل مارتی بھیگی
آواز میں چیختی ہوئی اس کی بات کاٹ گئی۔

اچھا اچھا میری غصیلی بے بی رونا بند کرو نا یار۔۔۔میں
جا رہا روم سے بس تم حویلی سے نہیں جانا نا پلیز ورنہ
میں تو مر ہی جاؤں گا اپنی میٹھی رسیلی شوگر بے بی کے
بغیر!! وہ اسکی بھیگی آواز سن کر بعد میں اسے منانے کا
سوچ چکا تھا۔ اس وقت مشائم اس کی کوئی بھی بات نہیں
سننے والی تھی اس کا لہجہ شدید ضدی ہو رہا تھا۔ اس لئے
شہریار خانزادہ مزید کچھ اور کہے بغیر اس کے روم سے
چلا گیا۔

کچھ بھی کرو کچھ بھی مجھے وہ لڑکی میرے بستر پر
چاہیے!! اسکی ساری انا سارا غرور مجھے اس بستر پر
نکالنا ہے۔ خانزادہ کیا کر سکتا ہے کیا نہیں مجھے یہ مت
بتاؤ تم لوگ!! اس کی بیوی مجھے ہر حال میں یہاں
چاہیے!! ولید انصاری شدید پاگل پن سے چلا رہا تھا۔

مشائم جس طرح شہریار خانزادہ کا ہاتھ تھامے ولید کے
منہ پر لفظوں کا طمانچہ مار کر گئی تھی وہ برداشت ہی

نہیں کر پا رہا تھا۔ وہ اس وقت اپنے فارم ہاؤس میں بیٹھا
حرام مشروب پینے میں مصروف تھا اس نے اپنا دل
بہلانے کے لیے بے حد حسین لڑکی کا انتظام کیا ہوا تھا
مگر وہ اپنی سوچوں سے مشائم کو نکال ہی نہیں پا رہا
تھا۔

وہ ضد میں آچکا تھا اس نے ہر طرح کا بندوبست کروا دیا
تھا وہ گہری بھیانک چال چلنے والا تھا۔ سر خانزادہ کی
سیکورٹی اتنی سخت ہے کہ اس پر دور سے بھی نشانہ
نہیں باندھا جا سکتا!! ولید کے سامنے کھڑا ہوا اس کا
خاص بندہ صاف گوئی سے بولا تھا۔

حرامی میں نے تجھے یہ نہیں کہا کہ تو مجھے اس کی
سیکورٹی کا بتا میں تجھے اتنا بول رہا ہوں کہ مجھے اس
کی بیوی چاہیے وہ نازک کلی مجھے ہر حال میں چاہئے
خانزادہ کے آگے رال ٹپکانے والی کسی ر*** کا
بندوبست کرو وہ کچھ دن اسے سنبھالے اسی دوران میں
اس کی سیکسی بیوی کو اپنے قابو میں کر لونگا!! ولید
اپنے موبائل پر مشائم کی انسٹاگرام آئی ڈی کھول کر اس
کی تصاویر دیکھتے ہوئے مزید پاگل ہو رہا تھا۔

اوکے باس۔! کام جلدی ہو جائے گا میری بندوں سے بات
ہو گئی ہے لڑکی بھی تیار ہے بلکہ یوں کہا جائے آپ کے
اشارے کی منتظر ہے۔ تو لگواؤ ناں اسکو خاندانہ کے
نیچے۔۔۔ہلائے اس کا پکڑ کر منہ میں بھی لے آگے پیچھے
ہر جگہ لے کر خاندانہ مجھے اپنے قدموں میں چاہیے
بلکہ ایک کام کرو تم اس ر*** کو کل یہاں میرے پاس
لے آنا میں خود اس کو سمجھا دوں گا!! ولید انصاری اپنے
گارڈ کی بات سن کر شیطانیت سے مسکراتا اپنے پہلو میں
بیٹھی لڑکی کو سامنے ٹیبل پر لٹاتا اپنی بیلٹ ریموو کر رہا
تھا۔

وہ اپنی پینٹ کو ان زیپ کرتا اس لڑکی کی ٹانگیں کھول
کر اس میں خود کو شامل کر رہا تھا۔ اس کا خاص آدمی
بھی شیطانیت سے ہنستا ہوا اسے کھلے عام سفر تسکین کا
مسافر بنتا دیکھ وہاں سے چلا گیا تھا جبکہ ولید انصاری
اپنے دماغ میں چھائی مشائم کو سوچوں میں لئے اس لڑکی
میں گم ہوتا چلا گیا

کیا مجھے بھی ایک کپ کافی کا مل سکتا ہے؟۔۔احد

خانزادہ جو اپنی مورے غزالہ خانم کے روم سے نکلتا
اپنے روم میں جانے والا تھا جب ایشا کو مشائم کے روم
سے نکل کر کچن میں جاتے دیکھتا اس سے بات کرنے
کے ارادے سے کچن کا رخ کر گیا تھا۔

وہ ایشا کو بے نیازی سے کافی میکر میں کافی بناتے
دیکھتا پتہ نہیں کس احساس کے تحت بولا تھا۔ ایشا خاموش
رہی اس کی بات کے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا!!
کیا مجھے ایک موقع نہیں دو گی تم؟۔ اتنی نازک سی لڑکی
اتنی سخت تو نہیں ہو سکتی!! وہ کچن کے وسط کھڑا پھر
سے بولا تھا۔

کافی بن چکی تھی ایشا تین کپ نکال کر ان میں کافی
ڈالنے لگی۔ میں سچ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں
میری ایک دفعہ بات۔۔۔ کیپٹن صاحب آپ مجھ سے بیشک
شادی کرنا چاہتے ہونگے مگر میں آپ سے بالکل بھی
شادی نہیں کرنا چاہتی اگر آپ دنیا کے آخری مرد بھی
ہوئے تب بھی نہیں!! ایشا اس کے سامنے کافی کا کپ
رکھتی سرد سپاٹ سے لہجے میں بولتی ابھی مڑی ہی تھی
جب نازنین خانم کو کچن کے دروازے پر کھڑے دیکھ کر
وہ خوف کے عالم میں ڈوبی تھی۔

احد خانزادہ اس کی بات سن کر کچھ کہتا جب اس کے موبائل پر ایک ضروری کال آنے لگی تھی جسے سننا اس کے لیے بے حد ضروری تھا۔ وہ کال اٹھاتا کافی کا کپ ہاتھ میں پکڑے ہی کچن کی بیک سائڈ کو جاتی راہ داری کی طرف بڑھ گیا۔

احد خانزادہ کے جاتے ہی نازنین خانم ایشا کو گھورتی ہوئی کچن میں انٹر ہو گئی تھی۔ تم اس وقت کچن میں کیا کر رہی ہو لڑکی؟ نازنین خانم چبھتے ہوئے لہجے میں استفسار کیا تھا۔

میں یہاں مشائم اور اپنے لئے کافی بنانے آئی تھی آپ پئیں گی؟۔۔ ایشا مدھم سے لہجے میں بولی تھی۔ مجھے ضرورت نہیں اس کافی کی! اور تم میری ایک بات کان کھول کر سن لو اور سمجھ لو اس حویلی میں بہت سے لوگ رہتے ہیں یہ جوان لڑکوں سے بھری ہوئی حویلی ہے تم اور تمہاری کزن بہتر ہے کمرے میں ہی رہو!! اس نے تو شہریار کو اپنا دیوانہ بنا رکھا ہے مگر میں تمہیں کبھی بھی کامیاب نہیں ہونے دوں گی!! کپڑے پہننے کا سلیقہ تم

دونوں کی ماؤں نے تمہیں سکھایا نہیں حویلی کی تاریکی
میں یوں پھر کر تم کرنا کیا چاہتی ہو؟ ہمارے خاندان
کی کوئی بھی لڑکی-----سوری آنتی مگر میں آپ کے
خاندان کی لڑکی نہیں ہوں اس لئے مجھے اس
حویلی کے آداب نہیں پتہ!! آپ نے حویلی کی ملازمہ کو
منع کیا ہوا ہے اس لئے میں خود رات کے اس وقت کافی
بنانے آگئی آگے سے خیال رکھوں گی! میں صرف مشائم
کے لئے اس حویلی میں ہوں اس کے علاوہ میرا ارادہ
نہیں جس پر میں کامیابی چاہوں آپ مجھے غلط مت
سمجھیں--

ایشا کافی کے کیس شیلف پر ہی چھوڑتی نازنین خانم کی
طنزیہ باتیں ہضم نہیں کر پا رہی تھی۔ اس لئے اسے اپنے
لئے اسٹینڈ لینا بہتر سمجھا!! وہ سرد سا چہرہ لئے کچن
سے جانے کے لئے آگے بڑھی ہی تھی جب احد خاندان
کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی وہ اس کا نام لے کر
اسے پکار رہا تھا۔ نازنین خانم بھی وہی موجود تھی۔

کافی بہت اچھی ہے آئی ریٹلی لو اٹ میں کل بھی پینا
چاہوں گا اور آپ خاندان کی ہی فیملی کا پارٹ ہیں

آپ کا جب دل چاہے آپ یہاں آکر اپنے لئے کچھ بھی بنا سکتی ہیں۔ چچی ہم مہمانوں کے ساتھ کب سے یہ سلوک کرنے لگ گئے جو آپ ایشا کے ساتھ کر رہی ہیں؟۔ احد خانزادہ ان دونوں کی تمام باتیں سن چکا تھا۔ اس کی کال ڈس کنیکٹ ہو گئی تھی وہ کچن کی طرف واپس آیا ہی تھا جب نازین خانم کے تمام تر طنز اور ایشا کے پختہ لہجے میں جواب سن اس نے نازنین خانم سے خود بات کرنا ضروری سمجھا۔

وہ ایشا کے ہاتھوں میں لرزش دیکھ رہا تھا۔ اس نے اپنے ہونٹ بھیچے ہوئے تھے اس کا مطلب صاف تھا وہ خود کو رونے سے مشکل سے روکے ہوئے ہے۔ ایشا کا ضبط ٹوٹ رہا تھا اسے جس بات کا ڈر تھا وہی ہو گیا تھا۔ مشائم مضبوط تھی اس نے خود پر لگا الزام بہت ہمت سے منہ توڑ جواب دے کر ختم کر دیا تھا مگر ایشا وہ تو چھوٹی چھوٹی باتیں دل پر لے کر بیٹھ جایا کرتی تھی۔ اسے ابھی رونا تھا تاکہ اس کا دل اس بوجھ سے آزاد ہو سکے۔

آپ جائیں میں زلیخا کو بول کر آپ کے اور مشائم ڈول کے لئے کافی بھیجواتا ہوں!! احد خانزادہ ایشا کو دیکھ کر

نرم لہجے میں بولا وہ جانتا تھا اس کی نازک حسینہ ابھی
رو کر دل ہلکا کرنے والی ہے۔

ایشا احد خانزادہ کے بولتے ہی تیزی سے کچن سے نکل
گئی تھی۔ اسکے جاتے ہی نازنین خانم نے احد کو طنزیہ
سے انداز میں دیکھا تھا جوشدید بے قراری سے ایشا کو
اس وقت تک دیکھتا رہا جب تک وہ اسکی نظروں
سے اوجھل نہیں ہو گئی۔

مورے میں آپ کو بہت یاد کرتی ہوں!! کاش آپ میرے
پاس ہوتی میرے ساتھ ہوتی میں آپ کے گلے لگ کر سب
کی شکایتیں لگا سکتی!! انشال خان اپنے بیڈ پر بیٹھی
پرانی یادوں سے لبریز اس البم کو کھلے ہوئے تھی جس
میں اس کی مورے اور بابا کی بہت سی یادیں تھی۔

وہ کشمالہ خان کے ساتھ اپنی اس تصویر کو دیکھ کر دل
برداشتہ ہو رہی تھی جس میں وہ دو سال کی تھی وہ اپنی
مورے کی گود میں بیٹھی اپنا سر ان کے سینے پر رکھے
ہوئے چمکتی آنکھوں سے اپنی مورے کی بھوری آنکھوں

میں دیکھ رہی تھی۔ اس تصویر میں اس کی مورے مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی۔

آپ کو پتہ ہے مورے آپ کا وہ لاکٹ جو آپ خود سے جدا نہیں کرتی تھی جس پر ڈائمنڈ والی بٹرفلایے بنی تھی وہ مشائم کے پاس ہے۔ وہ اسے ہر وقت پہنے رکھتی ہے!! مجھے یاد ہے آپ نے بابا جان سے آخری بار ناراض ہو کر وہ لاکٹ اپنی امانت کے طور پر دیا تھا اور کہا کہ لالا (شہریار خاندادہ) کی بیوی کا اس پر حق ہوگا آپ بابا کو لاکٹ اپنی امانت اور آخری خواہش کے طور پر دے رہی ہیں۔!! دیکھ لیں میرے بابا آپ سے کتنا پیار کرتے تھے وہ آپ کی امانت بہت پہلے سے لالا کی بیوی کو سونپ گئے۔

آپ کی خواہش پوری کر گئے مگر آپ کو پتہ ہے مشائم یہ بات نہیں جانتی وہ کہتی ہے اسے وہ لاکٹ سیٹ سالار چاچو نے گفٹ کیا ہے آپ کو پتہ ہے جب میں نے اس کی گردن میں وہ لاکٹ دیکھا میں اسی وقت پہچان گئی تھی کہ وہ میری مورے کی نشانی ہے مجھے آپ بہت یاد آئی مورے بہت یاد آئی۔۔۔ آپ نے ہاسپٹل کے بیڈ پر بابا جان سے ناراضگی کے باوجود انہیں وہ لاکٹ دیا تھا ایسا کیا

ہوا تھا مورے بابا نے ایسا کیا کیا تھا کہ آپ ان سے خفا ہی دنیا سے چلی گئی؟۔ کیا اب آپ میرے بابا سے ناراضگی ختم کر دیں گی؟۔ انہوں نے امانت اس کے حقدار کو پہنچا دی اب تو میرے بابا سے روز محشر کوئی سوال نہیں کریں گی ناں؟۔۔

انشال کشمالہ خان کی تصویر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بہتی آنکھوں سے اپنی مورے کی تصویریں دیکھتی اس قدر دنیا سے بیگانگی ہو کر باتیں کر رہی تھی کہ منہان خانزادہ کب اس کے روم میں داخل ہوا وہ کب اس کے پاس آکر بیڈ پر بیٹھا اسے خبر ہی ناں ہوئی۔

اسے اپنے کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس اس وقت ہوا جب منہان خانزادہ نے بہت نرمی کے ساتھ انشال کو اپنے حصار میں لیا۔ وہ سہم کر اس کی جانب دیکھی تھی۔

تت۔۔ تم کب آئے منہان؟ وہ خوفزدہ سی ہوئی۔ جب آپ اپنی مورے سے باتیں کر رہی تھی میں اس وقت ہی روم میں آیا ہوں! آپ ڈر کیوں رہی ہیں یہ پسینہ کس بات کا آرہا

ہے؟۔۔وہ اسے ایکدم ہی سہما سا دیکھ کر اس کے سر کو
نرمی سے چومتا ہوا نرم لہجے میں بولا۔

منہان مجھے۔۔۔مجھے۔۔نہیں تو میں تو نہیں ڈری ہوئی ہوں
بس تم کب آئے مجھے نہیں پتہ لگا تو میں۔۔۔تو آپ سمجھی
کوئی جن بھوت آگیا ہے جس نے آپ کو اپنے حصار میں
لے لیا ہے؟۔۔انشال خان جو خوفزدہ سے لہجے میں بول
رہی تھی جب منہان اس کے سر کو پھر سے چوم کر
ہلکے پھلکے سے انداز میں بولا۔

تمہیں کیسے پتہ کہ میں واقعی یہی سمجھی تھی
جیسے۔۔۔میری جان میرے علاوہ کسی کی اتنی مجال نہیں
جو کوئی میری بیوی کو دیکھ بھی سکے پھر چاہے وہ
کوئی انسان ہو یا پھر جن آپ تک رسائی صرف مجھے ہی
حاصل ہے اس لئے ڈرنا چھوڑ دیں یار!! وہ اسے واقعی
سہما دیکھ کر نرمی سے اپنے ہونے کا احساس دلا رہا تھا۔

منہان مجھے ڈر لگتا ہے مجھے۔۔مجھے
یوں۔۔۔یوں۔۔محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی مجھے ہر وقت
دیکھتا ہے مجھے چھونا چاہتا ہے مجھے نقصان پہنچانا

چاہتا ہے!! وہ بے ساختہ پھوٹ پھوٹ کر روتی منہان
خانزادہ کے سینے سے لگ گئی تھی۔

آپ نے پھر سے وہی سب سوچنا شروع کر دیا ہے؟۔ کیا ہو
گیا ہے آپ کو انشال آپ پھر سے ڈرنے لگ گئی ہیں؟۔ کیا
نماز پڑھنا چھوڑی ہوئی ہے آپ نے؟۔ منہان کو وہ قابل
رحم لگی تھی۔ اس نے پھر سے وہی باتیں دہرائی شروع
کر دی تھی جو وہ اٹھارہ سال کی عمر میں کیا کرتی تھی۔
اس کا واحد دوست منہان تھا جو اسکے ہر خوف ہر ایک
ڈر سے واقف تھا۔

وہ اسے آج وہی اٹھارہ سالہ انشال لگی جو خوف سے
اکیلے کمرے میں سونے کی بجائے خانم بی کے پاس سویا
کرتی تھی۔ اور جب خانم بی کو کہی جانا ہوتا تھا وہ حویلی
میں نہیں ہوتی تھی تو منہان خانزادہ اس کا پہرہ دیا کرتا
تھا اور پھر اس وقت وہ سکون سے سویا کرتی تھی۔

تم جانتے ہو ناں جب مجھے ڈر لگتا ہے تو میں مورے کی
تصویروں سے باتیں کرتی ہوں۔ میں سچ کہہ رہی ہوں
منہان کوئی رات کو مسلسل مجھے پکارتا ہے جب میں سو
جاتی ہوں۔! انشال خان بری طرح سے کپکپاتی ہوئی بولی

تھی۔

وہ میں ہی ہوں گا جو رات کو آپ کو نیند میں پکارتا ہے
یار میں آپ کے خوابوں میں آکر بھی آپ کو تنگ کیا کرتا
ہوں شاید آپ کچھ الٹا سیدھا ناں سوچیں آیت الکرسی پڑھنا
بھول جاتی ہیں سونے سے پہلے آپ؟۔ منہاں اسے خود میں
خوف سے چمٹتے دیکھ کر اس کے لمبے بھورے بالوں
کو سہلاتے بولا۔

پڑھتی ہوں مگر میں اپنی میڈیسنز رکھ کر بھول گئی ہوں
ان کو کھائے بغیر مجھے نیند۔۔۔۔۔۔ انشال نیند کی گولیاں
کسی بھی خوف یا کسی قسم کی تنہائی کا علاج نہیں ہیں!!
انشال خان جو اس کے سینے پر اپنا معصوم سا چہرہ
ٹکائے خوفزدہ سہمی آنکھوں سے بول رہی تھی جب منہاں
اس کے سرخ ہارٹ شپ لبوں کو نرمی سے چوم کر اس
کے ماتھے کو چومتے ہوئے بولا۔

تت۔۔۔ تم جانتے ہو کہ میں نیند کی گولیاں کھاتی ہوں! وہ
اپنے خوف میں خود سے منہاں کے کتنے قریب ہو گئی
تھی اسے اندازہ ہی نہیں ہو سکا ہوش تو اسے تب آیا جب

منہان نے اس کے لبوں کو جھکے بغیر ہی چھوا۔

جی میں جانتا ہوں کہ آپ نے میری خانی کا کتنا نقصان کر دیا ہے مگر آئی پرومیس یو میری قربت کے بعد آپ کو ایسی نیند آئے گی کہ آپ اس نیند سے بیدار ہونا ہی نہیں چاہیں گی اتنا پیار کروں گا میں آپ کو!! منہان خانزادہ اسے خود سے دور ہٹتے دیکھ اسے پیٹ سے پکڑ کر پھر سے خود سے لگاتے اس کی بھوری آنکھوں میں جھانکتے بولا جہاں خوف نہیں اب حیا تھی معصوم سا سہما چہرہ اب حیا کی سرخی بکھیر رہا تھا۔

آپ کو اس طرح سے پیار کروں گا کہ آپ ہر چیز فراموش کر جائیں گی! وہ اب اس کے پیٹ کو سہلاتا اس کے دائیں شولڈر کو چومتے بول رہا تھا۔ انشال کچھ حیا سے سمٹی وہ اس سے دور ہونے کے لئے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی پیچھے ہونے لگی۔ منہان خانزادہ نے اسے خود سے دور ہونے دیا۔

انشال مڑ کر اب تصویروں والا البم بند کر رہی تھی۔ جبکہ منہان خانزادہ اپنی شرٹ کے بٹن کھول رہا تھا۔ انشال خان کن اکھیوں سے البم سائنڈ ٹیبل پر رکھتی اسے دیکھ رہی

تھی۔ اس کا دل کانوں میں بجنے لگا تھا۔

آپ کے سر کا درد ٹھیک ہے؟۔۔میڈیسنز سے کچھ فرق پڑھ رہا ہے یا نہیں!! اب وہ اپنی شرٹ ریموو کر کے صوفے پر اچھلتے اپنے ٹراؤزر کی جیب سے موبائل نکال کر اپنی طرف کی سائنڈ ٹیبل پر رکھتے انشال کے لرزتے ہاتھوں کی جانب چور نظروں سے دیکھتے استفسار کرنے لگا۔

قابل برداشت ہے مگر کبھی کبھی بہت تیزی سے ہونے لگتا ہے یوں لگتا ہے جیسے میرے دماغ کی نسیں پھٹ جائیں گی۔منہان میں ایک مریض ہوں شاید جلدی ہی زندگی کی بازی ہار جاؤں مگر تم۔۔تم آخر کب تک اور کس حد تک مجھے سنبھالتے رہو گے؟۔۔ انشال کا لہجہ بھیگنے لگا تھا۔ وہ خود سے خود ہی تھکنے لگی تھی۔

جب تک سانسیں لے رہا ہوں آپ کو سنبھالتا رہوں گا جس حد تک میرے دل کی یہ دھڑکن مجھ میں باقی ہے آپ کو سنبھالتا رہوں گا!!مجھ سے دور جانے کا کہہ کر خود کو مریض کہہ کر آپ مجھے کس درجے کی تکلیف دیتی ہیں

میں آپ کو لفظوں میں بتا نہیں سکتا مگر اپنے جذبوں سے
سنا ضرور سکتا ہوں۔۔ یہاں آئیں اور سنیں اس دل کی پکار
یہ کتنا ڈرتا ہے آپ کے بھیگے لہجے سے آپ کی تکلیف
سن کر آپ کو ناامید ہوتے دیکھ کر!! منہاں کا لہجہ تکلیف
سے چُور ہوا تھا وہ اپنے برہنہ سینے پر دل کے مقام پر
انشال خان کا سر رکھتا اُسے اپنی شدید بے ترتیب دھڑکنیں
سنانے لگا جو پھٹنے کی حد تک تیزی سے دھڑک رہی
تھی۔

انشال خان نے اس کے دل کی تیز دھڑکن کے ساتھ اپنے
دل کو بھی اسی انداز میں دھڑکتے محسوس کیا تھا۔ ان
دونوں کی دھڑکنیں منتشر ہو رہی تھی۔

بس کچھ دن اور پھر یہ دوری ہمیشہ کے لیے ختم کر
دونگا!! پھر آپ راتوں میں صرف میری قربت کے خوف
سے سہما کریں گی ہر پکار ہر ساز ہمارے جسموں کے
ملن کا ہو گا۔ اگر میرے نصیب میں ساری زندگی بھی آپ
کو سنبھالنا لکھا ہے تو میں خود کو آپ میں کہی تحلیل کر
دوں گا! میری آزمائش میرے عشق سے بڑی تو نہیں ہو
سکتی ہر رات آپ کے لیے جاگ سکتا ہوں اس شرط پر کہ

آپ سکون سے سو سکیں بغیر کسی خوف کے!! وہ انشال
کے ملائم گال اپنے انگوٹھے سے سہلا کر عشق میں
ڈوبے لہجے میں بولا تھا۔

انشال کا سر اس کے سینے پر تھا وہ آج اس کے دل کی
پکار سن کر اس کے سینے کو نا محسوس انداز میں لبوں
سے چھوتی گردن اونچی کر کے منہاں خاندادہ کی سُر مئی
آنکھوں میں جھانکنے لگی۔ جہاں تشنگی کی لکیریں ابھر
رہی تھی۔ ایک طرف درد تھا اپنے عشق کو درد میں دیکھ
کر تو دوسری طرف اسے پا لینے کا جنون جو وہ
حسرتوں کی گہری وادیوں میں خود میں بسائے پھر رہا
تھا۔

کب تک یونہی مجھے چاہو گے تم تھکتے نہیں کیا مجھ
سے خان؟۔۔ انشال اس کی آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹے
مارتا سمندر دیکھ کر ایک لمحے کے لئے خود پر غرور
کرتی پتہ نہیں کس احساس کے تحت بولی تھی۔

منہاں خاندادہ نے آج پہلی بار انشال کی بھوری آنکھوں
میں چاہے جانے کا غرور دیکھا تھا ایک لمحے کو غرور

کی ہلکی سی لکیر اس کی بھوری آنکھوں گلابی گالوں پر
چمکی تھی۔ منہان خانزادہ کے دل کو جیسے آج سالوں بعد
سکون ملا تھا۔ وہ اس کی چاہت کو قبول کرنے لگی تھی
کیا مان تھا جو اسے منہان خانزادہ پر ہونے لگا تھا مگر
پھر وہی خوفزدہ سے لہجے میں کیا گیا سوال۔۔۔؟

آپ کا خان آپ سے کبھی نہیں تھک سکتا اس کی روح
تشنہ ہے آپ کی گہرائیوں میں ڈوبنے کے لئے۔۔! آپ کا
خان زندگی سے تھک کر اسے تو دغا دے سکتا ہے مگر
کبھی انشال خان سے منہان خانزادہ تھک جائے یہ وہ
ناممکن صورتِ حال ہے جو سفید کفن میں لپٹا میرا
بے جان وجود بھی قبول نہیں کر سکتا۔۔

میں آپ سے کبھی نہیں تھک سکتا کبھی بھی نہیں اور اگر
میری ساری زندگی آپ کو اس ایک بات کا یقین دلانے میں
بھی گزر جائے تو میں ہر سانس کے ساتھ اپنی چاہت کو
اس حد تک بڑھا کر آپ کو یقین دلاتا رہوں گا کہ ہر حدود
ختم ہو جائے گی لیکن میری لامحدود چاہت میرا بے لوث
عشق اور میری تشنگی مجھے طلبگارِ عشق کا مسافر ہی
بنائے رکھے گی میں طالبِ عشق ہی رہوں گا چاہتِ دلدار

میں۔۔میں تشنہ یار ہی رہوں گا وصل راحت میں۔۔میرا عشق
لامحدود ہے پیار محبت جیسے چھوٹے لفظ میرے عشق
کی وہ منزلیں ہیں جن کو میں نا سمجھی میں عبور کر کے
مرض عشق میں مبتلا ہو چکا ہوں میرے لئے وہ رات جان
لیوا ثابت ہوگی جب یہ جسم ایک جان ہوں گے میری روح
کا ملن آپ کی روح سے کچھ اس طرح ہو گا کہ سرور کی
ہر راہ ہم تک پہنچ کر ہمیں ایک جان کر دے گی کہی اس
رات میری موت ہی واقع نا ہو جائے!۔۔میں آپ کے ساتھ
جینا چاہتا ہوں وہ لمحیں جو میں نے تصور کیے ہیں اس
وقت جب میں نے خود کو ہارا تھا آپ کی روح کی پیاس
میں۔۔۔

منہان خاندادہ کا جذبات سے لبریز جواب سن کر انشال اس
کے لفظوں کے سحر میں کھو سی گئی تھی۔ وہ کس
دیوانگی کس تشنگی سے اس کا اسیر تھا یہ ناں صرف اس
کے لفظوں سے بلکہ اس کی سُرْمئی آنکھوں میں موجود
جذبوں کی سرخ لکیروں سے بھی بیان ہو رہا تھا۔

یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ہر چیز اس کے سحر عشق
میں جکڑی جا چکی ہو۔ وہ ہر ایک چیز کو اپنے عشق کا
گواہ بنا رہا ہو۔ وہ عشق جو لامحدود تھا جس کی پیاس
انشال خان تھی۔

جسم سے روح تک ہے تمہارے نشاں بن گئے تم میری
زندگی۔۔

جب سے تم ہو ملے جان و دل ہیں کھلے تم سے وابستہ
ہے ہر خوشی۔۔

تم ہو میرا پیار تم سے ہے قرار تم کو ہی بسایا میں نے
یادوں میں۔۔

تم سے ہے نشہ تم سے ہے خمار تم کو ہی سجایا میں نے
خوابوں میں۔۔

منہاں خانزادہ اسے خود میں گم دیکھتا انشال خان کی
معصوم بھینگی آنکھوں کو باری باری چومتا اس کے
ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکا کر گنگنایا تھا۔ اس کی آواز میں
احساسات کا طوفان تھا۔

انشال خان بے حس و حرکت اس کو دیکھتی اپنی پلکیں
جھپکنا ہی بھول گئی تھی۔ وہ اس کے دل میں کسی تیر کی

طرح اتر رہا تھا یوں جیسے اب اگر وہ چاہے بھی تو اس
کو خود سے نکال نہیں پائے گی زبردستی بھی کی تو خود
کو بری طرح سے گھائل ہی کر جائے گی۔ وہ اس کے
مزید قریب ہوا یوں کہ دونوں کی سانسیں ایک دوسرے
میں شدت سے گھلنے لگی۔

جب ملے نہیں تھے تم ناتھی خوشیاں ناغم۔

تم ملے تو بدلے ہیں زندگی کے یہ موسم۔

ہو سن رہا ہے جو دعا میرا رب ہے تجھ میں۔

ہر جگہ تھاکچھ کم ملا مجھے سب تجھ میں۔

رات دن دیکھنا تجھ کو عادت میری۔

یوں تجھے چاہنا ہے عبادت میری۔

تم ہو میرا پیار تم سے ہے قرار تم کو ہی بسایا میں نے

یادوں میں۔۔

تم سے ہے نشہ تم سے ہے خمار تم کو ہی سجایا میں نے
خوابوں میں۔۔

تم ہو میرا پیار تم سے ہے قرار تم کو ہی بسایا میں نے
یادوں میں۔۔

جسم سے روح تک ہے تمہارے نشان بن گئے تم میری
زندگی۔۔

وہ مزید گنگناتے ہوئے اسکی شفاف گردن نرمی سے اپنے
ہونٹوں میں بھر کر چوم رہا تھا۔ انشال اس کے گرم دہکتے
لمس پر سسکی تھی۔ وہ اس کی نرمی کی گرمی سے
جھلسنے لگی تھی۔ منہاں خانزادہ اس کی گردن پر اپنی
زبان کی نوک بہت آہستگی سے پھیر کر اس کی ریڑھ کی
بڈی میں سنسنی سی پیدا کر گیا تھا۔

انشال خان حیا سے مزید خود میں سمٹتی اسے خود سے

دور دھکیلتی بیڈ سے کھڑی ہوتی آگے بڑھنے لگی تھی جب منہان خانزادہ اسے کلائی سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچتا اپنی لیپ میں بیٹھا گیا تھا۔ انشال خان شرم سے گلال ہوتی اپنے دونوں ہاتھوں سے گلاب کی طرح دمکتے اپنے چہرے کو چھپاتی فوراً سے منہان خانزادہ کی گردن میں اپنا منہ گھسا کر گہری سانسیں لینے لگی تھی۔

منہان خانزادہ کاجسم انگارہ بنا ہوا تھا اس سے کہی زیادہ انشال جھلس رہی تھی۔ انشال خود کو چھپانا چاہتی تھی جبکہ منہان اپنے عشق کے رنگ اس کے معصوم چہرے پر دیکھنا چاہتا تھا۔ ان دونوں کے دل بے قابو ہو کر ایک دوسرے سے مل کر دھڑکنے لگے تھے۔ انشال کے جسم میں ہلکی سی لرزش تھی۔

منہان خانزادہ اس کا چہرہ اپنی گردن سے نکال کر اس کے دہک کر لال ہوتے گالوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے آہستگی سے سہلاتے اس کی ٹھوڑی کو بے حد نرمی سے چوم گیا انشال کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو ابھر کر اس کے گالوں کا حصہ بنے تھے۔ منہان اسے ایسے چھوتا تھا جیسے وہ کوئی موم کی گڑیا

ہو جو ہلکی سی بھی سختی سے پگھل جائے گی۔

وہ اسے یوں چومتا تھا جیسے وہ کوئی بہت مقدس چیز کو
جس پر لبوں کا نرم گرم لمس فرض کر دیا گیا ہو۔ وہ اس
کے گالوں پر بہتے آنسوؤں اپنے لبوں سے چن کر اس کی
بھوری معصوم آنکھوں میں دیکھنے لگا جو متواتر بہتی
ہوئی تشکر کا کلمہ پڑھ رہی تھی۔ آج ان میں بھی اپنائیت
تھی ایک احساس تھا ایک امید تھی کہ وہ اسے سمیٹ لے
گا خود میں۔۔

آنکھیں صحرا میری تو ہے بھیگا ایک بادل۔۔۔

میری خواہشوں میں تو تیرے لئے میں پاگل۔۔۔

اوپر تو ہے بہتی ندی ڈوبا ڈوبا میں ساحل۔۔۔

میں ہوں تجھ میں فنا تو ہی میرا ہے حاصل۔۔۔

جب سے تو او صنم میری باہوں میں ہے۔۔۔

اک اجالا سا دل کی پناہوں میں ہے۔۔۔

تم ہو میرا پیار تم سے ہے قرار تم کو ہی بسایا میں نے
یادوں میں۔۔

تم سے ہے نشہ تم سے ہے خمار تم کو ہی سجایا میں نے
خوابوں میں۔۔

منہاں خانزادہ عقیدت سے اس کی پیشانی بہت گرم جوشی
کے ساتھ چومتا اس کے لبوں پر بے قراری سے جھک گیا
تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر بیڈ کی سائنڈ ٹیبل پر جلتا لمپ
بھجا دیا تھا وہ بہت نرمی سے انشال سے لپٹا اسے اپنے
نیچے لیٹا کر خود اس کے اوپر آگیا تھا۔

وہ بہت پیار سے اس کے لبوں کو چوم رہا تھا اتنی محبت
اور گرم جوشی سے کہ انشال باقاعدہ ہچکیوں کے ساتھ
رونا شروع ہوئی تھی۔ اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ

کوئی اسے اتنا بھی چاہ سکتا ہے۔

اسے اپنے مورے بابا کے مر جانے کے بعد صرف دھتکار ہی تو ملی تھی۔ اس کے پاس لالا بھی تھا مگر وہ پلوشہ خانم کا بیٹا تھا جو اس کے لالا کو اپنی زندگی کی قسم دے کر بیڑیاں ڈال چکی تھی وہ اس کے پاس جانے بھی نہیں دیتی تھی۔ وہ آس بھری نظروں سے اپنے سے جڑے رشتوں کو دیکھتی رہتی تھی مگر کوئی نہیں تھا اس کے پاس سوائے اس ایک شخص کے جس کا وہ عشق تھی۔

جو اس کے لئے سب کے آگے کھڑا ہو گیا تھا جس نے اس کا ہاتھ اس وقت تھاما تھا جب اس کے ہاتھ رشتوں کی دور ٹوٹ جانے سے زخم آلود ہو گئے تھے۔ منہان خانزادہ ہی وہ تھا جس نے وہ ایک کزن ہونے کے روپ سے وہ ڈھال مہیا کی تھی جس میں وہ اپنا زخم خوردہ وجود چھپا چکی تھی منہان خانزادہ ہی وہ تھا جس نے محرم بن کر اسے وہ باہیں فراہم کی تھی جس میں وہ اپنی ٹوٹی بکھری کرچیاں سمیٹ سکتی تھی جس نے اسے اس سائبان سے متعارف کروایا تھا جو ہر لڑکی کا بس ایک خواب ہی ہوتا

ہے۔

وہ اس کے ناں صرف لبوں بلکہ اب ہاتھوں کی پشت اور ہتھیلیوں کو بھی باری باری چوم رہا تھا۔ وہ خود اندر ہی اندر انشال کے لئے کس قدر خوفزدہ تھا یہ وہ خود سے بھی چھپا رہا تھا۔ وہ مرد تھا اسے مضبوط ہی ہونا تھا وہ عاشق تھا اسے ثابت قدم ہی رہنا تھا وہ ڈگمگا جاتا تو اسکی سہمی معصوم بیوی کو کون سہارا تھا۔

پرسو انشال خان کی میڈیکل رپورٹس آجانی تھی جس کے لئے وہ خود کو بہت مشکل سے مینٹلی پریپیر کر رہا تھا۔ ڈاکٹر نے اسے حقیقت نہیں بتائی تھی وہ جانتا تھا مگر انشال خان کی دماغی حالت دن بہ دن جیسی ہوتی جا رہی تھی اس کا پہلی فرصت میں ٹریٹمنٹ کروانا ہی حل تھا۔

وہ پھر سے جن بھوتوں کا خوف لئے راتوں میں اپنے نام کی پکار سن رہی تھی۔ منہان خانزادہ کو اب سمجھ آیا تھا انشال خان کا نیند کی گولیاں کھا کر سونا وہ ان آوازوں کی پکاریں پھر سے سن رہی تھی جن کا سلسلہ ایک عرصہ پہلے شروع ہوا تھا۔ کیا اب پھر سے وہ اسی ڈر خوف کو دوبارہ سے جھیلنے والی تھی؟ منہان خانزادہ اسے خود

سے لپٹائے اس کے آنسو صاف کر کے اس کی دھڑکنوں
پر اپنا سر رکھتا اپنی آنکھیں موند گیا تھا۔

خانی سو جائیں کل آپ نے مشائم گڑیا کے ساتھ شاپنگ پر
بھی جانا ہے نا۔۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ آپ مورے
کی وجہ سے خوفزدہ ہیں کہ کہی وہ آپ کے جانے پر
غصہ نہیں کریں تو میں ان سے بات کر لوں گا اور میری
یہ خواہش ہے کہ آپ کل بہت ساری شاپنگ کریں کھانا پینا
کریں اپنا گرلز ڈے آؤٹ اچھے سے انجوائے کریں! میں
نے اجازت دے دی ہے آپ کے جانے کی اب مزید کسی
شخص کی اجازت کی ضرورت نہیں آپکو آرام اور سکون
کے ساتھ کھلی فضا میں سانس لیں!! میں نے اپنا کریڈٹ
کارڈ سائنڈ ٹیبل پر رکھ دیا ہے اور میں چاہتا ہوں آپ کم
سے کم اسے آدھا تو یوز کر ہی لیں سیلون جائیں اچھی
اچھی باقی ٹریٹ مینٹس لیں۔۔ آپ کی شادی ہو رہی ہے اور
مجھے میری دلہن کا چاندی جیسا دمکتا روپ کھلا کھلا
نظر آنا چاہیے ٹینشنز سے پاک!! سن رہی ہیں نا؟۔ منہان
خانزادہ اس کی دھڑکنوں پر سر رکھے ہی بولا تھا۔

اگر چچی پھر بھی ناراض۔۔۔۔ آپ چچی سے زیادہ چچی

کے اکلوتے بیٹے کی فکر کریں جتنی آپ کو مورے کی ناراضگی کی فکر ہوتی ہے کاش میری بھی ہوتی تو شاید آج میجر منہان خانزادہ کے دو چھوٹے چھوٹے کیڈیٹس ہم دونوں کو پھرتے ہوئے نظر آرہے ہوتے۔۔

انشال جو نازنین خانم کی ناراضگی کے خوف سے کچھ کہنے ہی لگی تھی جب منہان خانزادہ نے نروٹھے پن سے اس سے شکوہ کیا تھا۔ جسے سن کر انشال کی زبان تالو سے چپک گئی تھی۔

بعد میں شرما لیجیے گا کچھ دیر میرے سر میں اپنی نرم و نازک سی مخروطی انگلیوں سے مساج کر دیں پلیز!! وہ اس کو چپ دیکھ کر اس کی فنگرز پر لب رکھا انہیں اپنے بالوں میں الجھا گیا۔ انشال خان اس کے بالوں پر ہلکے ہاتھ سے مساج کرنے لگی ان دونوں کی آنکھ مزید ہلکی پھلکی باتیں کرتے کب لگی انہیں پتہ ہی نہیں چلا۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹے نیند کی وادیوں میں گم ہو گئے تھے۔

یار یہ شانزے کہاں رہ گئی ہے؟۔۔ ابھی تک نیچے کیوں

بات کر لی تھی جب وہ خانم بی کے روم میں ان سے شادی کے ایونٹس کی کچھ باتیں کلیئر کرنے آیا تھا۔ مشائم نے بہرام خانزادہ سے بھی شانزے کے موبائل پر کال کر کے اجازت لے لی تھی۔ وہ حویلی کا ماحول کچھ ہی دنوں میں سمجھ گئی تھی۔ وہاں لڑکیاں اپنی مرضی سے کہی بھی نہیں جا سکتی تھی جب تک انہیں اجازت نہیں مل جاتی۔۔

خانم بی نے بیشک ان سب کو جانے کی اجازت دے دی تھی مگر انہوں نے مشائم کو سمجھایا تھا کہ ان کے شوہروں کے علم میں یہ بات ہونی چاہیے تاکہ کسی قسم کی ناچاکی پیدا نا ہو۔ منہاں تو بہت آرام سے انشال کو جانے کی اجازت دے گیا تھا مگر بہرام خانزادہ نے بہت مشکل سے شانزے کو جانے کی اجازت دی تھی اس نے مشائم کے آگے شرط رکھی تھی کہ وہ اپنے گارڈ کی ایک گاڑی ان کی حفاظت کے لئے لازمی ساتھ بھیجے گا تب ہی وہ سب گرلز ڈے آؤٹ پر جا سکتی ہیں ورنہ حویلی میں ہی بیٹھیں۔

اس کی شرط مشائم کو نا چاہتے ہوئے بھی ماننی پڑی تھی

خانزادے کتنی پوسیسو نیچر کے تھے مشائم کو سمجھ
آگئی تھی اس لئے وہ فلحال خاموش ہو گئی تھی اسے
حویلی سے باہر جانا تھا پھر گارڈ کو چکما کیسے دینا ہے
وہ جانتی تھی۔

اس نے ان دونوں کے شوہروں سے تو اجازت لے لی تھی
ان کی بیویوں کو لے جانے کی مگر خود اس نے شہریار
خانزادہ سے اجازت تو دور اسے بتانا بھی ضروری نہیں
سمجھا تھا۔

وہ جتنی بے ہودگی اس کے ساتھ کر چکا تھا اس نے پکا
ارادہ کر لیا تھا شہریار خانزادہ کو بری طرح ستانے کا
مگر وہ ابھی تک اسے ٹھیک سے جانتی نہیں تھی۔ شہریار
خانزادہ اسے ڈھیل دے رہا تھا صرف اس لئے کہ مشائم اس
کے ساتھ ایڈجسٹ ہو جائے وہ کم عمر تھی ایک الگ
ماحول میں بڑی ہوئی تھی اسے ٹائم لگنا تھا ہر چیز کی
نزاکت کو سمجھنے میں اور یہ بات شہریار خانزادہ
سمجھتا تھا۔ وہ ایک بتیس سالہ میچور مرد تھا ٹین ایجز
لڑکوں کی طرح ایکٹس نہیں کر سکتا تھا۔ مگر مشائم اس
کی نیچر ابھی تک سمجھ ہی کہاں سکی تھی۔ وہ شیر کی

کھجار میں ہاتھ ڈال رہی تھی یہ جانے بغیر کے جب وہ
جھپٹتا ہے سانسیں روک دیتا ہے۔

اوہ ایکسکیوز می مسز بہرام۔ یہ سوری تو تم اپنی پوکٹ
میں ہی رکھو لیٹ کروا دیا تم نے اب ہم حویلی بھی واپس
لیٹ ہی آئیں گے اور بھر اس کے بعد حویلی کی
ہٹلر (نازنین خانم) سے بھر بھر کر طنز سنے گے۔ مشائم
مصنوعی ناراضگی سے بولی تھی۔

یار وہ میں۔۔۔ اچھا اچھا ہمیں مت بتاؤ بہرام لالا کا تم سے
دل ہی نہیں بھر رہا تھا اس لئے مشکل سے بھاگ کر آئی
ہو ہم آپ کا میٹھا دکھ سمجھ سکتے ہیں شانو بے بی!
شانزے جو نظریں چراتی ہوئی دہکتے گالوں سے مشائم
کی مصنوعی ناراضگی سے پریشان ہو کر بولی تھی جب
وہ اسے شرارت سے آنکھ ونک کرتی ہوئی اس کی بات
کاٹ گئی۔

شانزے اس کی بات سن کر شرم سے انشال کو دیکھنے
لگی یوں جیسے وہ مشائم کی بولتی بند کروائے۔ آپی کو
ناں دیکھو اگلا نمبر ان کا ہی ہے!! مشائم اس کی نظروں

کا رخ انشال کی طرف دیکھ کر شریر سی مسکان کے ساتھ بولی تھی۔

اچھا جی اور تمہارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے بھی؟۔۔ اب
کی بار ایشا بولی تھی۔ کیوں میرے بارے میں کیا بات
کرنی ہے تم نے؟۔۔ مشائم دانت پیس کر بولی تھی۔

انشو آپی شانزے آپ دونوں اس کی شرارتوں سے پریشان
ناں ہوں اس کا بھی حال آپ دونوں جیسا ہی ہے شکر ہے
بس میں ابھی تک آزاد ہوں ورنہ۔۔۔۔۔ بس بس تم اور تمہاری
آزادی دیکھ لی کل میں نے کیپٹن صاحب جس طرح روم
میں آپ کو کافی پیش کرنے آئے تھے اور جاتے جاتے
خاص آپ کی گھنی زلفوں کا ذکر کر کے آپ کو پردے کا
حکم دے کر گئے ہیں اس سے بالکل صاف ظاہر ہوتا ہے
کہ۔۔۔۔۔ مشی پلیر چپ ہو جاؤ ناں تم۔۔۔۔۔ نہیں نہیں مشی
بالکل بھی چپ ناں ہو میرے لالا نے مجھے بھی خاص
طور پر کہا ہے کہ اپنی بیسٹ فرینڈ کو سمجھا دو سیاہ
گھنی زلفیں کھلی ہوئی نظر ناں آئیں ورنہ ان کا پریوزل
سیدھا سعدیہ آنٹی (ایشا کی ماما) کے گھر جائے گا۔

مشائم کی توپوں کا رخ جیسے ہی ایشا کی طرف ہوا وہ سٹیٹا کر مشائم کو چپ کروانے لگی جب شانزے نے اس کے سر پر پریوزل کا بم پھوڑا۔ احد خانزادہ ایشا انصاری میں کس حد تک انٹرسٹڈ ہے یہ بات شانزے اسی دن سمجھ گئی تھی جب وہ سب لنچ کر رہے تھے اور اس کے احد لالا کھانے سے زیادہ ندیدوں کی طرح سب کے سامنے ایشا کو دیکھے جا رہے تھے۔

احد خانزادہ سے پہلے ہی شانزے اپنی مورے سے ایشا کے متعلق بات کر چکی تھی وہ اسے اپنی بہابھی بنانے کی خواہش کا اظہار اپنی مورے سے کر چکی تھی اور آج اسکی سوچ کو احد خانزادہ کی پوسیسویو نیچر نے کنفرم بھی کر دیا تھا کہ وہ سب سہی سمجھی تھی۔

لالا رات کیا کہنے آئے تھے ایشا؟۔ شانزے نے اسے چھیڑا تھا۔ میں بتاتی ہوں شانو یہ تو گونگی ہو جاتی ہے ہادی لالا کے سامنے اس کی زبان تالو سے لگی ہوتی ہے!! شانزے کی بات کا جواب مشائم نے شرارت سے ہنستے ہوئے دیا تھا۔

کل رات احد خانزادہ نازنین خانم سے بات کرنے کے بعد
ایشا اور مشائم کے لئے خود کافی لایا تھا۔ اس نے نازنین
خانم کے رویے کی اس سے تلافی کی تھی۔ وہ ایشا کی
روئی روئی آنکھیں اور اداس شکل دیکھ کر بہت برا
محسوس کر رہا تھا اس لئے اس نے مشائم کی موجودگی
میں ہی ایشا سے معذرت کر لی تھی۔

کسی بھی مرد کے لئے سوری جیسا لفظ استعمال کرنا
بالکل ویسا ہی ہے جیسے گونگے کے منہ میں خاموش
زبان لڑکے سوری جیسا لفظ یوز نہیں کرتے وہ اپنے
رویوں سے تلافی کر لیتے ہیں مگر وہ احد خانزادہ تھا
اپنی غلطی قبول کر لیتا تھا۔ ایشا اس سے آل ریڈی منہ
بنائے ہوئے تھی وہ اسے ریجیکٹ کر چکی تھی مگر وہ
اس کو واقعی منانا چاہتا تھا اس کا طریقہ غلط تھا اس نے
جنون میں آکر ایشا کو بہت خوفزدہ کر دیا تھا وہ اس سے
ہر بات کلیئر کرنا چاہتا تھا مگر وہ اسے ایک موقع بھی
نہیں دے رہی تھی

احد خانزادہ نازنین خانم کی باتوں پر معذرت کرنے کے
بعد روم سے جانے ہی لگا تھا جب مشائم نے اسے روکا۔

ہادی لالا کل ہم شاپنگ پر جا رہے ہیں آپکی اگر کوئی انسٹرکشنز ہوں تو ایشا کو بتا دیں۔ مشائم پکا ارادہ کر چکی تھی ان دونوں کے بیچ حائل ہوئی دیوار کو پگھلانے کی کیونکہ احد خانزادہ ایشا کو جائز طریقے سے اپنا چاہتا تھا وہ دو سال سے ایشا کو تلاش کر رہا تھا اس نے ایک ایک بات ایشا کے پریپوزل ریجیکٹ کرنے کے بعد مشائم کو بتا دی تھی اس نے ماسک مین والا سارا قصہ بھی مشائم کے گوش و گزار کر دیا تھا اور اس سے مدد بھی مانگی تھی۔

مشائم نے اسے ایشا کو ڈرانے پر ناراضگی دکھائی تھی وہ احد سے چھوٹی بہن کی طرح خفا ہوئی تھی کیونکہ ایشا کی جو حالت ریسٹورنٹ میں ہوئی تھی اسے ایشا کی ناراضگی ٹھیک لگی وہ خوف سے بخار میں بھی مبتلا ہو گئی تھی مگر ناراضگی ختم بھی تو کرنی تھی ناں وہ احد کے سچے جذبے ایشا کے لئے دیکھ کر احد خانزادہ کی مدد کرنے کی حامی بھی بھر چکی تھی۔ احد خانزادہ ایشا سے نکاح کرنا چاہتا تھا اور مشائم اس حلال کام میں اسکا پورا پورا ساتھ دینے والی تھی۔

وہ کافی کا کپ ٹیبل پر رکھتی شرارتی سے انداز میں احد خانزادہ سے بولی تھی۔ ایشا جو کافی کا گھونٹ اپنے حلق

سے نیچے اتارنے ہی والی تھی جب مشائم کی بات سن کر اس کے منہ سے کافی فوارے کی صورت میں نکلی تھی۔ اس نے صدمے سے مشائم کی جانب دیکھا تھا۔

مشی ڈول آپ کی کزن کے بال بہت پیارے ہیں مجھے لگتا ہے انہیں حجاب لینا چاہیے کسی کی نظر لگ سکتی ہے اس لئے انہیں میری بات پر غور ضرور کرنا چاہیے!! احد خانزادہ ایک بھر پور گہری نگاہ صدمے کی کیفیت میں مبتلا ہو کر مشائم کو دیکھتی ہوئی ایشا پر ڈالتا بہت سادے سے انداز میں بولتا روم سے چلا گیا تھا۔ اس کا ان کے پاس رکنا مناسب نہیں تھا وہ ایشا کو دیکھ کر اپنی نظروں کو لگامیں ڈالنا بھول جاتا تھا۔ اسے جلد سے جلد ایشا سے نکاح کرنا تھا اور وہ یہ بات اپنی مورے غزالہ خانم سے کر چکا تھا۔

اس کے جاتے ہی ایشا نے مشائم کو سوفٹ سے ہارٹ شپ پلو زور سے مارا تھا جو اس کو قید کروانے کا پورا پلان بنائے بیٹھی تھی۔ اب ایشا شانزے کے منہ سے بھی احد خانزادہ کا پیغام سن کر نا چاہتے ہوئے بھی اس کی باتیں سوچنے پر مجبور ہو گئی تھی۔

سب ریڈی ہیں ناں اب ہمیں نکلنا چاہیے فالو می سویٹ
گرلز!! مشائم اپنی آنکھوں پر رے بین کے گلاسز لگاتی
اپنا پرس اور موبائل دائیں ہاتھ میں پکڑتی بولی تھی۔ ہاں
سب ریڈی ہیں ایشا تم اپنا حجاب سہی سے لے لو نقاب بھی
کرنا ہے تو۔۔۔۔۔ تم لوگوں نے حجاب زبردستی پہنا دیا اتنا
کافی ہے اب میں نقاب نہیں کر رہی ایسے ہی ٹھیک ہوں
اور یہ کوئی ناں سمجھے میں نے کسی کی دھمکی کے ڈر
سے سر پر اسکارف لیا ہے زیادہ خوش فہمی ناں پالے
کوئی بھی!! ایشا شانزے اور مشائم کو سناتی ہوئی تیز
آواز میں بولتی انشال کے ساتھ ساتھ باہر نکل گئی تھی۔

وہ چاروں لڑکیاں حویلی کے لاؤنچ سے گزرتی مریم خانم
اور خانم بی سے مل کر داخلی دروازہ عبور کر گئی تھی۔
پلوشہ خانم اور نازنین خانم آج پھر سے اپنے خاندانی سنار
کے پاس گولڈ کی جیولری فائنلایز کرنے گئی تھی۔

احد خانزادہ منہان دونوں ہی صبح جلدی راولپنڈی کے لئے
نکلے تھے انہیں اپنے ہیڈ آفس جی ایچ کیو (جنرل ہیڈ
کوآرڈرز) سے بلاوا آیا تھا جبکہ بہرام خانزادہ بھی شانزے
کو بہت مشکل سے خود سے رہائی دیتا اس کے نیچے
جاتے ہی اپنے کسی کام سے نکل گیا تھا۔ ایک اہم ملاقات
اسکی کسی سے ہونی تھی وہ لوگ اس سے ملنے کے لیے

شدت سے منتظر تھے مگر وہ بہرام خانزادہ تھا اپنی مرضی کا مالک اسے انتظار کروانا پسند تھا وہ ہر کام اپنی مرضی سے کیا کرتا تھا اس کی وہی ضدی خودمختار سی فطرت اسے سب سے منفرد بناتی تھی۔ اس کی زندگی رازوں سے بھری ہوئی تھی۔

بی بی جی بڑے خان نے سختی سے ہدایت دی ہے کہ آپ خود سے ڈرائیو کر کے اکیلی کہی بھی نہیں جا سکتی! مشائم جو ڈرائیور سے گاڑی کی چابی مانگتی خود ڈرائیونگ کرنے کی ضد کر رہی تھی جب ڈرائیور سنجیدگی سے ہاتھ باندھے اسے شہریار خانزادہ کا حکم سناتا بولا تھا۔

آپ کے صاحب نے مجھے تو ایسا کچھ بھی نہیں کہا بلکہ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ میں آپ سے گاڑی کی چابی لے لوں!! آپ بیشک ان سے کال پر بات کر کے پوچھ لیں!! مشائم تحمل کا مظاہرہ کرتی سنجیدگی سے بولی تھی۔

بی بی جی مگر مجھے تو صاحب نے سختی سے ہدایت دی تھی کہ۔۔۔۔مطلب آپ کہنا چاہتے ہیں میں جھوٹ بول رہی ہوں آپ کے خان صاحب کی وائف جھوٹی ہے؟۔میں آپ کو کال ملا دیتی ہوں آپ اپنے خان سے کنفرم کر لیں کہ انہوں نے مجھے ڈرائیونگ کرنے کی پرمیشن دی ہے یا نہیں۔۔

ڈرائیور جو مشائم کی بات سن کر حیرت زدہ ہو رہا تھا جب مشائم نے افسوس سے بھری آواز میں شہریار خانزادہ کے ڈرائیور کی بات کاٹ دی اور اپنے آئی فون پر بھر پور ایکٹنگ کرتی ہوئی شہریار خانزادہ کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔

شانزے انشال اور ایشا کار پورچ میں سائڈ پر کھڑی مشائم کی بات سن رہی تھی۔ انہیں کسی بھی بات کا کوئی آئیڈیا نہیں تھا۔

ارے نہیں نہیں بی بی جی میں یہ نہیں کہہ رہا آپ جھوٹ بول رہی ہیں یا میری صاحب سے بات کروا لیں آپ یہ گاڑی کی چابیاں لے لیں میں تو بس ویسے۔۔۔۔۔تھینک یو

ویسے آپ سے ایک بات پوچھوں؟

ڈرائیور مشائم کو نمبر ڈائل کرتے دیکھتا فوراً سے اس کے آگے گاڑی کی کیز کر گیا جو اس نے شرارتی سا دل میں ہنستے ہوئے فوراً ہی پکڑ لی۔ وہ گاڑی کو ان لاک کرتی تینوں لڑکیوں کو بیٹھنے کا اشارہ کرتی ڈرائیور سے مخاطب ہوئی۔

جی بی بی؟۔۔ ڈرائیور ادب سے بولا تھا۔ آپ کی بیٹی تو ہو گی ناں وہ کتنے سال کی ہے آئی مین اسکول جاتی ہے یا پھر۔۔۔۔۔ وہ کالج میں پڑھتی ہے جی بی بی اس کا ایڈمشن صاحب نے ہی کروایا ہے میں تو اتنے مہنگے کالج میں ایڈمشن نہیں کروا سکتا تھا۔

ہم۔۔! آپ کی فیملی حویلی کے سرونٹ کواٹر میں ہی آپ کے ساتھ رہتی ہے ناں؟۔۔ مشائم ڈرائیور کی بات سن کر اسکے لہجے میں شہریار خانزادہ کے لئے احترام اور تشکر محسوس کر کے مزید بولی۔

جی بی بی ہم غریب لوگ ہیں یہی رہتے ہیں۔!! ڈرائیو سادگی سے بولا۔ میں آج رات میں آپ کی بیٹی سے ملنے

اؤں گی میرے لئے آپ نے اچھی سی چائے بنوا کر رکھنی
 ہے بس اور ہاں ایک بات اور اپنے خان صاحب سے
 کہیے گا میں ان سے ناراض ہوں کیونکہ مجھے بلیک
 نہیں پنک گاڑی چاہیے تھی۔ اگر وہ میرے لئے پنک کلر
 کی گاڑی چوز کرتے تو مجھے وہ اس بلیک کار سے
 زیادہ پیاری لگتی!! اس وجہ سے میں آئندہ بھی خود ہی
 ڈرائیو کر کے جاؤں گی! مشائم اپنی بات مکمل کرتی
 ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی تھی اور کچھ ہی لمحوں میں
 گاڑی اسٹارٹ کرتی حویلی کے مین گیٹ کو عبور کر
 گئی۔

ڈرائیور اسکی بات سن کر ناسمجھی سے اپنے کندھے
 اچکاتا اپنے کوارٹر کی طرف بڑھ گیا۔ وہ ضعیف تھا اس
 کا کام صرف مشائم کو پک اینڈ ڈراپ دینا تھا۔ مشائم کی
 گاڑی کے پیچھے ہی بہرام خاندان کے گارڈز کی ایک
 گاڑی بھی کچھ فاصلے سے نکلی تھی۔ جو ان کی
 پروٹیکشن کے لیے تھی۔

مشائم تمہیں ڈرائیونگ بھی آتی ہے آئی ایم ریئلی آمزید اینڈ

سو پراؤڈ آف یو!! انشال گاڑی میں پیچھے شانزے کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی وہ مشائم کو بہت اچھے سے گاڑی ڈرائیو کرتے دیکھتی اس کی تعریف کرنے لگی تھی۔

اس کا کریڈٹ رایان بھائی کو جاتا ہے آپی انہوں نے ہی مجھے ڈرائیونگ سکھائی ہے میں جب بھی خود ڈرائیو کرتی تھی ایشو اور بھائی میرے ساتھ ہی ہوتے تھے۔ میرا لائسنس ابھی تک نہیں بنا مگر دو ماہ بعد جب میں اٹھارہ سال کی ہو جاؤں گی اور میرا لائسنس بن جائے گا تو اپنے لئے پنک کلر کی گاڑی خریدوں گی!! بابا نے مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ میری ایٹین برتھڈے پر مجھے کار گفٹ کریں گے پنک کلر کی مگر بابا تو چلے گئے مجھے چھوڑ کر۔!! مشائم چہک کر کہتی ہوئی آخر میں افسردہ ہو گئی تھی۔ اس کے بابا کا ذکر ہی اسے لمحوں میں دکھی کر دیتا تھا۔

مشی یار تمہیں پنک کلر کتنا پسند ہے ہر چیز ہی پنک چاہیے ہوتی ہے پھر تو تمہیں پنک پینتھر کارٹون بھی اچھا لگتا ہوگا؟۔۔ شانزے اس کی آواز میں ہلکی سی نمی محسوس کر کے اس کا دیہان بٹانے لگی تھی وہ اسے پنک

پینتھر کارٹون کریکٹر کا حوالہ دے کر ہنسانے کی ایک
چھوٹی سی کوشش کر رہی تھی۔

آئی لائک پینک پینتھر کارٹون بٹ۔۔۔ آئی ایم سمن ونز شوگر
بے بی!! اب میں کارٹونز نہیں دیکھتی شانو بابا کا جب
سے ایکسیڈنٹ ہوا تھا میرا دل ہی نہیں لگتا تھا کارٹونز
میں ورنا میرے ساتھ بابا بھی کارٹون دیکھ کر مجھے
کمپنی دیا کرتے تھے۔ مشائم پہلے سے زیادہ افسردہ ہو گئی
تھی۔

مشائم تم پنک کلر کو اتنا لائک کرتی ہو ایشا نے ہمیں
تمہارے روم کی پکس دکھائی تھی میں تو حیران ہی ہو
گئی دیکھ کر!! اب کی بار انشال پھر سے بولی تھی۔ مشائم
کی آواز بھیگی ہوئی تھی وہ اس کا دیہان بٹانا چاہتی تھی۔

آپی مجھے محبت سے گلابی رنگ سے میں بہت اوبسیسڈ
ہوں پنک کلر سے!! آپ کو پتہ ہے مجھے پینک کلر کیوں
اتنا زیادہ پسند ہے کیونکہ پنک کلر (گلابی رنگ) کو اکثر
محبت، پیار، اور رومانوی جذبات سے جوڑا جاتا ہے۔ یہ
نرم اور پر خلوص جذبات کی نمائندگی کرتا ہے!! روایتی

طور پر گلابی رنگ کو خواتین اور لڑکیوں سے منسوب کیا جاتا ہے، اسی لیے یہ رنگ نسوانی خصوصیات جیسے نرمی، نزاکت اور حساسیت کی علامت سمجھا جاتا ہے گلابی رنگ ہمدردی، شفقت اور دوسروں کے لیے نرمی برتنے کے جذبات کو ظاہر کرتا ہے۔ نفسیات میں، گلابی رنگ دماغ کو پرسکون کرتا ہے اور دباؤ کو کم کرنے میں مدد دیتا ہے۔ یہ رنگ انسان کو پرسکون اور مطمئن محسوس کروا سکتا ہے۔ ہلکے گلابی شیڈز خاص طور پر شفقت اور پاکیزگی کی نمائندگی کرتے ہیں۔

اب آپ ہی بتائیں آپی یہ کلر اتنی ساری خصوصیات رکھتا ہے تو کوئی بھی اسے کیوں لائک نہیں کرے گا!! مشائم ڈرائیو کرتی ہوئی اپنی پسند کے رنگ کی تمام خصوصیات گنوا تی بہرام خانزادہ کے گارڈز کی گاڑی کو اپنے پیچھے آتے دیکھتی ابھی اپنی گاڑی کی اسپید تھوڑی تیز کرتی جب اس کا آئی فون بجنے لگا۔

ایشا دیکھو کس کا فون آرہا ہے اور یہ تم نے سیٹ بیلٹ کیوں نہیں پہنا پیسنجر سیٹ پر بیٹھنے کے کچھ آداب ہوتے ہیں میری پیاری بے ادب ایشو!!! مشائم فل فوکس کر کے

ڈرائیو کر رہی تھی۔ اسے بہت اچھا محسوس ہو رہا تھا۔
مشی کسی ڈیڈی کے نام سے کال آرہی ہے۔!! ایشا اس کے
آئی فون پر (ڈیڈی) کے نام سے آتی کال دیکھ کر
بولی۔ مشائم نے شہریار خانزادہ کا نمبر اپنے فون میں ڈیڈی
کے نام سے سیو کیا تھا کیونکہ وہ جس طرح اسے ٹریٹ
کرتا تھا مشائم کو شدید چڑھ ہوتی تھی۔

کیوں اس ٹائم کس بات کی کال آرہی ہے اٹھاؤ ذرا اسپیکر
پر لگاؤ!! مشائم ٹرن لیتی ہوئی ایشا سے بولی تھی۔ شانزے
انشال کو اپنے موبائل پر ڈریسز کی کلر تھیم سے ریلیٹڈ
کچھ پکچرز دکھا رہی تھی۔ ایشا کال ریسیو کر کے اسپیکر
پر کرتی مشائم کے آگے ڈیش بورڈ پر رکھ گئی۔

ہیلو۔۔ جی کیا کام ہے؟۔ مشائم ڈرائیو کرتی ہوئی بولی۔ کام تو
بہت سارے ہیں بے بی گرل جنہیں کر کے آپ کا چلنا
مشکل بنا دینا ہے میں نے۔۔۔ مگر فلحال آپ مجھے یہ بتائیں
ڈرائیور ساتھ کیوں نہیں لائی اپنے؟۔۔

شہریار خانزادہ ڈیپ سی آواز میں معنی خیز بات سن کر
مشائم کے گالوں سے دھواں نکلنا شروع ہوا تھا۔

آپ کی آج کی حماقت پر ميں نے اوپر سے نيچے اب سفر
كرنا ہے اور آپ كا رونا دھونا.....شہريار خانزادہ كى بات
ابھى ادھورى ہى تھى جب مشائم اپنا موبائل اسپيكر سے ہٹا
كر فوراً اپنے كان پر لگا گئى۔

سب خانزادے ايك سے بڑھ كر ايك تھے۔ اپنى بيويوں كو
لال سرخ پيلا كيسے كرنا ہے انھیں بہتر طريقے سے آتا
تھا۔

آپكو شرم نہيں آتى كيا بولے جا رہے ہيں ميرى موبائل
اسپيكر پر تھا۔ مشائم دانت كچكچا كر بولى تھى۔ بے بى
شرم تو اب آپ كو آئے گى وہ بھى ايسے كہ آپ مجھ سے
منہ چھپاتى پھريں گى!! اور رہا سوال فون اسپيكر پر
ہونے كا تو آپكو احتياط كرنى چاہيے آپ كے پاس ايك
عدد ہسبنڈ ہے جو آپ كى آواز سن كر ہى اُتولا ہو جاتا
ہے۔ شہريار مزيد گہرى آواز ميں بولا تھا۔

آپ كو كيا كام ہے وہ بتائیں ميں ابھى ڈرائيو كر رہى ہوں
كہى گاڑى ٹھوك دى تو.....تو آپ ڈرائيور كو ساتھ لے
كر جاتى ناں آپ كو تو اب سہى كا ميں نے ٹھوكنا ہے۔ خير

میں نے آپ سے صرف اتنا پوچھنے کے لیے کال کی ہے
کہ آپ کہاں جا رہی ہیں اس وقت؟ شہریار خاندان کا
لہجے نرم تھا مگر اسکی آواز کا بھاری پن اس کے
غصے کو واضح کر رہا تھا۔

میں شاپنگ پر جا رہی ہوں مہرمہ آپ کی بوتیک وہی سے
ایک سیلون جانا ہے اور اس کے بعد کیفے کچھ کھانے
پینے!! مشائم گاڑی نارمل اسپید پر کرتی پتہ نہیں کس
خوف سے شہریار خاندان کو تفصیلاً جواب دے گئی۔

اور آپ نے فری کس ٹائم ہونا ہے؟ شہریار خاندان کی
آواز خمار آلود تھی۔ مجھے ایگزیکٹ ٹائم نہیں پتہ آپ تو
آفس میں ہیں ناں مجھے کال کر کے میرا ٹائم کیوں ویسٹ
کر رہے ہیں۔ مشائم الجھن سے بولی۔

بے بی اس بار ہماری ملاقات ڈیڈلی ڈیپ ہو گی آپ فری ہو
کر مجھے ایک ٹیکسٹ کر دینا۔ شہریار خاندان کا لہجہ
مشائم کے جسم کو لرزہ گیا تھا۔ میں کیوں آپ کو
ٹیکسٹ۔۔۔۔۔ کیونکہ یو ہیو نو چوائس!! کیا پہنا ہوا ہے آج
میری جان نے؟ مشائم جو فون کاٹنے والی تھی وہ شہریار

خانزادہ کی بھاری سی بوسی آواز سن کر اسٹیئرنگ زور
سے پکڑ گئی۔

جیسی ڈریسنگ میں کرتی ہوں وہی سب پہنا ہے، حویلی
میں ملتے ہیں اوکے بائے ڈیڈی۔۔۔!! مشائم آئی رول کر کے
فون کاٹ گئی تھی۔ اب سب لڑکیوں کی توپوں کا رُخ مشائم
کی طرف تھا جو وہ شہریار خانزادہ کی وجہ سے اپنا
غصہ پیتی ہوئی برداشت کر رہی تھی۔

ایشا یہ دونوں بیسٹ ہیں بارات کے ڈریسز تو ڈیسائڈ ہو
گئے ناں اب ہم ولیمے کے بھی کر لیتے ہیں اس کے بعد
کچھ کیجول ڈریسز لینے ہیں!! آپ یہ آپ پر بہت اچھا
لگے گا دیکھیں۔ ایشا تم اپنی سیلفیز بعد میں لے لینا ابھی
یہاں آؤ میں نے کچھ ڈریس سیلیکٹ کیے ہیں ان کے
پرنٹس دیکھ لو ناں! مشائم پے منٹ کرنے کے بعد پھر
سے کچھ ڈریسز پسند آجانے پر انشال اور ایشا کو باری
باری مخاطب کر رہی تھی۔

وہ سب بہت ساری نیو کلکیشن میں سے شاپنگ کر چکی

تھی شانزے کو بہرام خانزادہ کی کال آئی تھی جسے سننے کے لیے وہ تھوڑا سائڈ پر ہو گئی تھی۔ ایشا برینڈ کے آؤٹ لیٹ پر لگے بڑے سے سیلفی مرر میں اپنی ایک بلر سی اسنیپ بنا کر سب کو سینڈ کرتی مشائم کی جانب متوجہ ہو گئی تھی۔

وہ ہلکے کلر کی فل سلیوز شرٹ کے ساتھ اسکرٹ پہنے ہوئے تھی۔ سر پر اس نے بہت خوبصورتی سے اسکارف لیا ہوا تھا۔ پیروں میں وائٹ کلر کے جوگرز پہنے تھے جبکہ ایک طرف شولڈر پر پرس کیری کیا ہوا تھا۔



ہاں مشی یہ سہی ہے اس بار لیمن کلر تمہارا اور پنک
میرا آخر تم نے پنک کلر کی اتنی خصوصیات گنوا دی ہیں
کہ میں ایک پنک ڈریس تو آج لونگی لازمی!! ایشا لان
کے ان ڈریسز کے ڈیسنٹ پرنٹس دیکھ کر مشائم کی
چوائس کو سراہتی ہوئی بولی۔

آپی آپ نے کونسا والا لینا ہے؟ یہ پیچ کلر والا اچھا لگ
رہا ہے میں یہ لونگی اور شانزے اس کے لئے یہ پریل

سہی ہے! انشال بھی کچھ ڈریس سیلیکٹ کرتی بولی۔ اوکے
بس یہ لاسٹ آؤٹ لیٹ ہے۔ اس کے بعد سیلون چلتے ہیں
کچھ ٹریٹمنٹس لے کر کیفے جانا ہے مشائم فون پر ٹائم
دیکھتی بولی تھی۔ اس وقت چھ بج رہے تھے چار
گھنٹے انہوں نے ہر ایونٹ کے ڈریسز اور باقی کی کچھ
شاپنگ کی تھی۔ وہ مہر مہ انصاری کی بوتیک میں سے
بھی کافی کچھ لے چکی تھی۔

شانزے یہ بہت پیارے لگ رہے ہیں شیپ بھی اچھی بنائی
ہے نیلز کی میں سوچ رہی ہوں میں اپنے نیلز پر ڈیپ ریڈ
نیل پیٹ لگوا لوں۔ شانزے جو سیلون سے نیلز ٹریٹمنٹ لے
کر تھوڑی سی کنفیوز ہو رہی تھی۔ اس کے چہرے پر
کنفیوژن کے تاثرات دیکھ کر مشائم اسے چیئر اپ کرتی
ہوئی اب مشورہ لینے لگی تھی۔

انشال اور شانزے پہلی بار سیلون آئی تھی ان میں وہ
کانفیڈنٹ نہیں تھا جو مشائم اور ایشا میں تھا وہ دونوں ہر
ہفتے کوئی نا کوئی ٹریٹمنٹ لینے سعدیہ انصاری تو کبھی
مہوش بیگم کے ساتھ سیلون جاتی رہتی تھی۔

پتہ نہیں یہ بہرام کو پسند بھی آئیں گے یا نہیں ایسا ناں ہو
وہ مجھے ڈانٹیں!! مشائم سچ میں پیارے لگ رہے
ہیں؟ شانزے اپنے نیلز کی ایک پیکچر بنا کر بہرام خانزادہ
کو وٹس ایپ پر سینڈ کرنے سے پہلے مشائم سے ایک بار
پھر کنفرم کرتی بولی تھی۔

مشائم اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھی نیل آرٹسٹ کو اپنے
نیلز کی شارپ سی شپ بنا کر ڈیپ ریڈ نیل پینٹ لگانے کا
کہتی کچھ سوچ کر شریر سا مسکرائی تھی۔ وہ شانزے کو
اتنا پریشان دیکھ کر ہسنے لگی تھی۔

یار تم ایک کام کرو بہرام لالا سے ابھی ہی پوچھ لو اگر
انہیں اچھے نہیں لگے تو شپ چینج کروا لینا اوکے! انہیں
پیکچر سینڈ کر کے ابھی ہی انکی چوائس پوچھ لو! مشائم
اسے اب بہرام سے ڈائریکٹ ہی بات کر کے اسے
پریشانی دور کرنے کا حل بتاتی گردن موڑ کر اب ایشا
اور انشال کو دیکھ رہی تھی جو اس وقت اپنی اپنی سیٹس
پر بیٹھی پیڈیکیور کروا رہی تھی اور ساتھ ساتھ باتیں بھی
کر رہی تھی۔

بہرام یہ دیکھیں کیسے لگ رہے ہیں؟ اگر اچھے نہیں لگ رہے تو کیا چینج کروا لوں شہپ؟ فرنچ نیلز سہی ہیں یا کوئی اور نیل پینٹ لگاؤں؟۔۔ شانزے بہرام خانزادہ کو وٹس ایپ پر اپنے ہاتھ کی تصویر بھیجتی اس کے ریپلائے کا انتظار کرنے لگی۔



اسے اپنے نیلز کی پیکچر بھیجے ابھی پورا ایک منٹ بھی نہیں گزرا تھا جب بہرام خانزادہ کا فوراً ہی وٹس ایپ پر میسج آگیا۔ لکس نائس بٹ آئی وانٹ تو سی مائی وائف آلسو۔۔!! اپنی ایک مرر سیلفی کلک کر کے بھیجو پھر ہی کنفرم جواب دونگا۔

بہرام خانزادہ کا میسج ریڈ کر کے شانزے اپنی چیئر سے
کھڑی ہوئی اور اپنی ایک سیلفی لے کر اسے فوراً ہی سینڈ
کر گئے۔ پیکچر کے بیک گراؤنڈ میں انکی شاپنگ کے
بیگس نظر آرہے تھے۔

شانزے بلیو کلر کے بہت ہی اسٹائلش سے عبایا میں
ملبوس تھی اس نے اپنے ایک ہاتھ میں واچ جبکہ دوسرے
ہاتھ میں گولڈ کا بریسلیٹ پہنا ہوا تھا۔ دونوں ہاتھوں کی
درمیانی انگلی میں گولڈ کی رنگز پہنی ہوئی تھی۔ اس نے
ایسی پیکچر لی تھی جس میں اس کے ہاتھ واضح دکھائی
دیں۔



آہ۔۔۔!! مائی سیکسی لیڈی یار تم کتنی ہاٹ بیوی ہو ریٹلی
وانٹ ٹو فک یو رائٹ ناؤ ڈیڈ اینڈ ڈیپلی۔۔!! بہرام خانزادہ کا
اپنی تصویر کے نیچے شدید بے باک سا ریپلائے دیکھ کر
شانزے کا چہرے انار کی طرف لال ہو گیا تھا۔ اس کا اس
قدر بے باک جواب شانزے کے کانوں سے دھواں نکال گیا
تھا۔ وہ فوراً سے پہلے آفلائن ہو گئی تھی۔

ہاں جی مل گیا جواب ہو گئی تسلی آپ شرماتی پھرو کہی
چھپ کر۔۔!! مشائم اسکا لال بھبھو کا چہرہ دیکھ کر
کھلکھلا کر ہنستی ہوئی اسے تنگ کرنے لگی۔

میم آپ کی برائیدل ٹریٹمنٹس کے لئے میں اسٹاف کی
 پروفیشنل لڑکیاں بھیج دونگی میم مشائم نے ساری چیزیں
 کنفرم کر دی ہے پرسو سے آپ کی شادی کے ایونٹس
 اسٹارٹ ہو رہے ہیں ناں رخصتی سے دو دن پہلے آپ کی
 فریش ویکس ہونی ہے ویسے تو آپ کی اسکن بہت فریش
 اور کلیئر ہے اس لئے کچھ زیادہ کرنے کی ضرورت نہیں
 ہے ہینڈ اینڈ فیٹ کی ٹریٹ منٹ تو آج ڈن ہو گئی ہے کٹنگ
 بھی فریش کر لی ہے ماشا اللہ اتنا گلو ہے آپ کے فیس
 پر۔۔ آپ وداؤٹ میک اتنی حسین ہیں برائڈ بن کر تو اپنے
 گروم کو دیوانا ہی کر دیں گی۔ سیلون کی اونر انتہائی
 معصوم انشال خان سے باتیں کرتی ہوئی اس کی تعریف
 کر رہی تھی۔

یہ گروم کی دیوانگی کا ہی گلو ہے جو یہ حسین سے
 حسین تر ہو رہی ہیں۔۔ شانزے ایشا اور مشائم تینوں ایک
 زبان ہو کر بولی تھی۔ ان سب نے اپنی سروسز لے لی تھی
 اب وہ یہاں سے کسی اچھے سے ریسٹورنٹ جانے کی
 تیاری میں تھی۔ پہلے ان کا موڈ کسی کیفے جانے کا تھا
 مگر پھر وہ کسی ریسٹورنٹ جانے کا پلان بنا چکی تھی۔

بہرام خانزادہ کے گارڈز کی گاڑی سیلون سے فاصلے پر
تھی اس کے گارڈز پل پل کی رپورٹس اسے دے رہے
تھے۔

آج میرا دل چاہ رہا ہے کہ ہم ترکش کھانا کھائیں مجھے
ترکی کی بہت یاد آرہی ہے آپ لوگ کیا کہتے ہیں؟ مشائم
پھر سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتی ہوئی بولی۔ آج کے دن
ہر مرضی آپ کی ہی چل رہی ہے اتنا سب آپ نے ہمارے
لیے ارینج کیا ہے مسز شہریار تو اب ڈنر بھی آپ کی
مرضی کا ہی ہم سب کرنا چاہیں گے۔!! شانزے اور انشال
خوشی سے چور لہجے میں بولی تھی۔ ایشا بھی بہت خوش
تھی۔ ان سب لڑکیوں نے کھل کر انجوائے کیا تھا اپنی
مرضی کا دن گزارا تھا۔ اس وقت ان سب کے چہروں پر
شدید قسم کی چمک تھی۔ وہ سب بے حد خوش تھی۔

اوکے مجھے یہاں اسلام آباد میں ایک ترکش ریسٹورنٹ کا
پتہ ہے وہ مجھے بہت پسند ہے جب ہم اسلام آباد آئے تھے
تو فرسٹ فیملی ڈنر ہم نے اس ریسٹورنٹ میں ہی کیا تھا
بس وہی چلتے ہیں۔ مشائم گاڑی اسٹارٹ کرتی بولی۔

وہ والا ریسٹورنٹ نان مشی جہاں پر مارگلہ ہلز کے خوبصورت نظارے کے ساتھ بہترین ترک کھانا ملتا ہے انڈور اور روف ٹاپ کا اوپشن بھی ہے نان؟۔۔ ایشا اس سے کنفرم کرنے لگی۔ ہاں میری ایشو ڈارلنگ آپ نے ٹھیک پہچانا ہے۔ ہم میرے فیورٹ اسلام آباد کے ترکش ریسٹورنٹ ہی جا رہے ہیں۔ یار اس کا نام میں بھولی ہوئی ہوں۔ ایشا مشائم کی بات سن کر بولی۔

TAKSiM Islamabad Turkish Restaurant

یہ نام ہے اس ترکش ریسٹورنٹ کا میری بھلکڑ ایشو۔۔!! مشائم مسکرا کر بولتی اب ریسٹورنٹ کے راستے پر گاڑی ڈرائیو کر رہی تھی۔ سب لڑکیاں باتیں کرتی ہوئی چہک رہی تھی یہ گرلز ڈے آؤٹ وہ کبھی نہیں بھول سکتی تھی۔ انہوں نے ایک اچھا وقت ایک دوسرے کے ساتھ گزارا تھا جو حسین یادوں کے طور پر محفوظ ہو گیا تھا۔۔

مشائم ریسٹورنٹ کی پارکنگ میں اپنی گاڑی پارک کرتی اپنا پرس اور موبائل ہاتھ میں پکڑے باقی تینوں لڑکیوں کے ساتھ ریسٹورنٹ کے ڈائننگ ایریا کی طرف بڑھنے

لگی۔ انہوں نے ریسٹورنٹ کے روف ٹاپ پر لڑکوں کا بہت زیادہ رش دیکھ کر انڈور میں ہی بیٹھنا مناسب سمجھا تھا۔

انشال آج دوسری بار کسی ریسٹورنٹ میں کھانا کھانے والی تھی ایک بار پہلے وہ منہان کے ساتھ گئی تھی اس کے بعد نازنین خانم نے جو تماشا لگایا تھا اس کی وجہ سے پھر وہ منہان خانزادہ کی ہزار مینتوں کے بعد بھی اس کے ساتھ باہر نہیں گئی تھی۔

شانزے کو اکثر احد خانزادہ باہر سے کھلاتا پلاتا رہتا ہے جب وہ یونیورسٹی میں مسلسل کلاسز لینے کی وجہ سے کچھ کھا نہیں پاتی تھی۔ البتہ بہرام خانزادہ کے ساتھ وہ ابھی تک کیل ڈنر ڈیٹ پر نہیں گئی تھی۔

ایشا اور مشائم وہ دونوں تو ہر دوسرے دن ہی باہر کھانے پہنچی ہوتی تھی۔ ان کے لئے باہر کھانا پینا بالکل عام سی بات تھی مگر انشال اور شانزے کا یہ نیو ایکسپیرینس تھا۔ ریسٹورنٹ فیملیز اور لڑکے، لڑکیوں کے گروپس سے بھرا ہوا تھا۔

شانزے کے لیے اتنے لوگوں کی موجودگی کوئی خاص بات نہیں تھی کیونکہ وہ جس یونیورسٹی میں پڑھ رہی تھی وہ کو ایجوکیشن تھی۔ اسے کچھ خاص فرق نہیں پڑھ رہا تھا مگر انشال لوگوں سے بھرے اس ریسٹورنٹ میں بے حد ہچکچاہٹ سی محسوس کر رہی تھی۔

وہ جب منہان کے ساتھ اپنا برائیدل ڈریس بھی جب لینے گئی تھی تو شدید ہچکچاہٹ کے باعث ہی وہ سہی سے شاپنگ نہیں کر پائی تھی۔ وہ بڑی سی عالیشان حویلی میں رہنے والی ایک عام سی لڑکی تھی جس نے زندگی کی رنگینیاں ابھی دیکھی ہی نہیں تھی۔

انشال خان بلیک کلر کے ڈیسنٹ سے ڈریس کے ساتھ بلیک ہی چادر اوڑھے ہوئے تھی۔ میک اپ سے پاک چہرہ اس نے چادر میں ہی چھپایا ہوا تھا۔ اس کے بالکل برابر میں بیٹھی شانزے خان نیوی بلیو کلر سے اسٹائلش سے عبایا میں ملبوس اسٹائلش سے انداز میں حجاب لئے ہوئے تھی۔ ان دونوں کے سامنے ہی ایشا اور مشائم بیٹھی تھی۔ ایشا نے اسکرٹ اور شرٹ پہنی ہوئی تھی سر پر اسکارف تھا جبکہ اس کے برابر میں بیٹھی مشائم بلیک کلر کی

پینٹ کے ساتھ وائٹ بٹنوں والی لوز سی شرٹ پہنے ہوئے تھی۔ اس کے بال فلی اوپن تھے جن کو اس نے نیچے سے لائٹ سا کرل کیا ہوا تھا۔ ہیزل آنکھوں میں بھر بھر کر کاجل لگایا ہوا تھا گلابی گال گلابی ہونٹ بے حد حسین لگ رہے تھے۔ اس کے دودھیا چمکتے پاؤں بلیک پینسل ہیلز میں مقید تھے جو دور سے چمک رہے تھے جبکہ دودھ کی طرح سفید ملائم ہاتھ پتلی نازک مخروطی انگلیاں بلڈ ریڈ نیل پینٹ سے اور بھی زیادہ حسین لگ رہی تھی۔ فریشلی نیلز کی شارپ شیپ بہت سوٹ کر رہی تھی۔

وہ چاروں الگ الگ طرح کی ڈریسنگ کیے ہوئے تھی۔ مشائم سے دوپٹہ نہیں سنبھالا جاتا تھا وہ بہت کم قمیض شلوار والے کپڑے پہنا کرتی تھی اس کے پاس زیادہ تر پینٹس، شرٹس، اسکرٹ، ٹاپس اور ویسٹرن ڈریسز ہی تھے۔ اس لئے آج اس نے جتنی بھی شاپنگ کی تھی وہ سب ایسٹرن ڈریسز کی تھی۔

اس کی ماما نے اسے سمجھایا تھا کہ اب وہ ایک فیملی کے بیچ رہ رہے ہیں اسے اپنی ڈریسنگ پر خاصی توجہ دینی چاہیے اس لئے وہ مہوش بیگم کی بات مانتی ہوئی

بہت سارے اسٹرین ڈریسز لے چکی تھی۔

آپ لوگ مینیو ڈیسائڈ کریں کیا کھانا ہے؟ وہ ان تینوں سے بولی تھی۔ وہ لوگ جس ٹیبل پر بیٹھی ہوئی تھی وہ ایک کارنر پر تھی۔ ان کے ساتھ ہی ایک دوسری ٹیبل پر چار لڑکیوں کا گروپ تھا۔ جو بے حد ماڈرین تھی ان کے کپڑے جسم سے چپکے ہوئے تھے۔ شارٹ اسکرٹ فٹنگ والی جینز نظارہ کرواتے ٹاپ وہ خاصی بگڑی ہوئی لڑکیوں کا گروپ تھا۔ جن کی باتیں بھی انتہائی واہیات تھی۔

انشال خان کا تو منہ انگارہ ہو رہا تھا ان کی باتیں سن کر کیونکہ وہ لاؤڈ آواز میں باتیں کر رہی تھی۔ شانزے کو احد خانزادہ کی کال آئی تھی جسے وہ سن رہی تھی ایشا مینیو کارڈ پڑھ رہی تھی جبکہ مشائم بے نیازی سے بیٹھی اپنی اسنیپس لے رہی تھی۔

اف وہ بلیک جیکٹ والا کتنا ہاٹ ہے اس کے براڈ شولڈرز پر سوار ہونے کا مزا ہی کچھ اور ہو گا!! اتنا لمبا چوڑا بندہ کس کا ہے بھی مجھے دے دو اسے۔۔۔اپنی ہاٹ نیس سے عش کرواتا ہوگا یہ تو اپنی قربت میں!! ان ماڈرین لڑکیوں کے گروپ میں سے ایک لڑکی شدید بے چینی سے بھرے بے باک لہجے میں ریسٹورنٹ کے داخلی دروازے

کی طرف دیکھتی ہوئی بولی تھی۔ وہ اپنی دوستوں کو بھی
داخلی دروازے کی طرف دیکھنے کا بول رہی تھی۔

شانزے خان جو احد خاندان سے کال پر بات کرنے کے
بعد فون اپنے کان سے ہٹا کر ٹیبل پر رکھ رہی تھی جب
اس لڑکی کی بات سن کر حیرت اور افسوس سے بھرے
تاثرات لئے اسے دیکھتی اس لڑکی کا اپنے نچلے ہونٹ کو
چبانا دیکھ کر اپنی نظروں کا زاویہ پھیرتی مینیو دیکھنے
لگی۔

ارے یہ ہینڈسم تو ادھر ہی آ رہا ہے کیا اس کو میری
سیکسی باڈی نے اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے؟۔۔ وہ لڑکی
خوشی سے بولی تھی۔ اس کی نظر تجھ پر نہیں اس بلیو
عبایا والی لڑکی پر جمی ہے اندھی کہی کی دیکھ سہی
سے وہ اس عبائے والی کو پلکیں جھپکائے بغیر دیکھ رہا
ہے۔!! اس لڑکی کی بات سن کر اس کے پہلو میں بیٹھی
ہوئی اس کی دوست بولی تھی۔

ان لڑکیوں کی باتیں اتنی لاؤڈ ضرور تھی جو شانزے
انشال ایشا اور مشائم ٹھیک سے سن پا رہی تھی۔ مشائم تو

اگنور کر گئی تھی۔ مگر شانزے ان دونوں سہیلیوں کی گفتگو کو سن کر بے ساختہ دروازے کی جانب دیکھی تھی اور اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے ہی رہ گیا تھا۔ اس کے دیکھنے پر وہ براڈ شولڈرز اونچی لمبی چوڑی باڈی والا لڑکا گہرا سا مسکرایا تھا۔

اف اس کی جان لیوا اسمائل یار مجھے تو یہی چاہیے!! وہ لڑکی اس بلیک جیکٹ والے کی اسمائل دیکھ کر گرم جوشی سے بولی تھی۔ اب کی بار شانزے نے شدید قسم کی گھوری سے اس لڑکی کی جانب دیکھا تھا۔ یوں جیسے اس کے بال پکڑ لے گی اب اگر مزید وہ بولی تو۔۔

اس کے پیچھے دیکھو یار وہ سُرمئی آنکھوں والا ہیرو ہائے اللہ میں تو مر ہی جاؤں گی کیا فٹ پرسنیلٹی ہے بندے کی اس کی آنکھیں تو دیکھو جب خماری چڑھتی ہو گی تو کیا حسین نظارہ پیش کرتی ہوں گی اس کے تو دیکھنے سے ہی جسم پر نمی پھیل جاتی ہو گی۔۔ ایسی کمال سُرمئی آنکھیں اس کا نمبر تو میں نے لینا ہی ہے اب! ان سہیلیوں کے گروپ میں سے دوسری لڑکی بولی تھی۔

اس کے ساتھ والے کو بھی دیکھ کتنا چارمنگ سا ہے یار
بالکل آرمی والی وائب دے رہا ہے اتنی کلیئر اسکن اتنے
خوبصورت عنابی ہونٹ کسی مرد کے کیسے ہو سکتے
ہیں بالکل فرصت سے تراشے ہوئے اوپر سے اتنا ڈیشنگ
ہائے اتنے ہینڈسم لڑکے بھی اس دنیا میں پائے جاتے ہیں۔
اب کی بار تیسری لڑکی نے دُہائی دی تھی۔

یار ان سب کا رخ ہماری آگے والی ٹیبل پر بیٹھی لڑکیوں
کی طرف کیوں ہے؟۔ ہینڈسمز ہمیں بھی تو دیکھو ناں
ریڈی بیٹھی ہوئی ہیں ہم سب تم لوگوں کے ایک اشارے
کے لئے!! وہ تینوں لڑکیاں حسرت سے بولی تھی۔ ان کی
باتیں سن کر اور ان کے اشارے اپنی طرف دیکھ کر ناں
صرف انشال بلکہ ایشا بھی دوسری جانب دیکھنے لگی
تھی۔ شانزے کا تو میٹر ہی گھوم گیا تھا۔ انشال اور ایشا کی
سیٹی گم ہو چکی تھی۔

ابے سالیوں ان تینوں کے پیچھے والے کو دیکھو وہ تو
ہاتھوں میں گلابوں کا گلدستہ ہی پکڑ لایا ہے۔ کیا شاہانہ
چال ہے کتنا بوسی لک دے رہا ہے اف میرے خدا کیا

مغرورانہ نقوش ہیں کون ہے وہ خوش نصیب جسے یہ اتنا
 اسپیشل فیل کروانے یہاں آیا ہے یار کاش میرے پاس ہی
 آجائے اسے تو چوم چوم کر پاگل ہو جانا ہے میں نے!!
 لگتا ہے آفس سے آرہا ہے اپنے۔۔کمپنی کے ہاٹ سی ای او
 جیسی پرسنیلٹی ہے اس کی۔۔یہ چاروں لڑکے ہی ایک
 دوسرے سے کتنا مل رہے ہیں ایک جتنے لمبے قد ہاٹ
 اینڈ ہارڈ سے چوڑے جسم ہم چاروں ہی ایک ایک بندہ پکڑ
 لیتے ہیں میرا تو وہ ریڈ روزز کے بکے والا ہے۔۔تم لوگ
 اپنا اپنا ڈیسائنڈ کر لو!! گروپ کی چوتھی لڑکی کی تو رال
 ٹپکنے لگی تھی۔ میرا وہ **** ہاٹ باڈی والا۔۔میں تو
 سُرْمئی آنکھوں والا لونگی۔۔اور میں وہ چارمنگ پرنس
 ریڈ لپس والا! وہ چاروں لڑکیاں اب قہقہہ لگا کر ہنس رہی
 تھی۔

یار آپ لوگ مینیو ڈیسائنڈ کر لیں اس طرح کی بکواسیات
 عام ہو گئی ہیں آج کل کہاں دیکھ رہی ہیں آپ تینوں میڈمز
 یار بھوک لگ رہی ہے مجھے ڈیسائنڈ کر بھی لو!! مشائم
 شدید کوفت سے بول رہی تھی وہ بھی ان سب کی باتیں سن
 چکی تھی مگر اپنی اسنیپس بنانے میں اتنی مصروف تھی
 کہ ایک نظر اپنی کزنز کی جانب دیکھتی انہیں کھانے کا
 بولنے لگی۔

مشی وہاں دیکھو کیا تم نے۔۔۔۔۔ارے یار کہاں دیکھوں وہ
چار لڑکیاں کیا کافی نہیں ہیں جو تم شانزے اور انشو آپی
بھی دوسروں کو دیکھ۔۔۔۔۔وہاں دیکھو شہریار بھائی کو ریڈ
روزز لائے ہیں!! ایشا جو مشائم کو بھی دوسری جانب
متوجہ کروا رہی تھی جب وہ شدید الجھن سے اس کی بات
کاٹ کر ان تینوں کو مخاطب کر رہی تھی کہ ایشا نے اس
کا منہ پکڑ کر دوسری جانب گھویا تھا۔

یہ۔۔یہ لوگ یہاں کیسے۔۔۔یہ شہریار۔۔۔روزز کیوں لائے
ہیں۔۔۔۔۔اوہ نو یہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔!! مشائم کی زبان تو
لڑکھڑا گئی تھی۔ وہ حویلی پہنچنے پر شہریار خانزادہ کا
غصہ ایکسپیکٹ کر کے بیٹھی ہوئی تھی جبکہ وہ تو پھولوں
کا گلدستہ ہی لے آیا تھا۔ جو بے حد خوبصورت تھا۔

خانزادہ بوائز اپنی شاہانہ چال چلتے ہوئے اپنی بیویوں کی
طرف بڑھ رہے تھے۔ اف ہاٹ نیس آن پیک!! وہ چاروں
لڑکیاں ایک ساتھ پھر سے بولی تھی۔ ان کی ندیدہ نظریں
ان ہینڈسم خانزادہ بوائز پر تھی جو ناک کی سیدھ میں اپنی
بیویوں پر نظریں جمائے ان کی طرف بڑھ رہے تھے۔

ان لڑکیوں کے پھر سے بولنے پر مشائم نے اب کی بار گردن گھما کر تپے ہوئے انداز میں ان لڑکیوں کو دیکھا تھا وہ انہیں کچھ کہتی جب شہریار خانزادہ کی مخصوص خوشبو خود تک پہنچنے پر محسوس کر کے مشائم نے اپنی گردن واپس موڑ لی تھی۔

ہیلو بیوٹیفل وائف آپ کی ناراضگی دور کرنے کے لئے آپ کے ہسبنڈ کی ایک چھوٹی سی کوشش پلیز یہ بکے ایکسیپٹ کر لیں۔!! شہریار خانزادہ مشائم کے سامنے گلابوں کا گلدستہ رکھتا مسکرا کر بولا تھا۔

مشائم کے گال دہک کر انار ہوئے تھے۔ شہریار خانزادہ اسے سب کے بیچ گلابوں کا بکے دے کر اس کی ناراضگی دور کر رہا تھا۔ آپ یہاں۔۔ آپ تو آفس۔۔۔۔۔ آفس ٹائم تو پانچ بجے ہی ختم ہو جاتا ہے میں آپ کے پاس پہلے آجاتا مگر ایک سائنٹ وزٹ کرنے چلا گیا تھا اس لئے تھوڑا سا لیٹ ہو گیا ہے بی۔! شہریار خانزادہ مشائم کے انار ہوتے گالوں کو گہری نظروں سے دیکھتا اس کی زبان کی لڑکھڑاہٹ پر مسکرا کر آخر میں ذرا جھک کر ”بے بی“ لفظ پر خاص زور دے کر بولا تھا۔

ہو گئی آپ لوگوں کی شاپنگ سیلون سے ٹریٹمنٹس بھی
لے لی اب تو ہم آپ لوگوں کو جوائن کر سکتے ہیں ناں؟۔۔
منہاں اور احد ایک زبان ہو کر بولے تھے۔ آپ لوگ ہمیں
بھی جوائن کر سکتے ہیں! اور یہ ریڈ روزز بہت پیارے
ہیں۔ کیا میں اس بکے میں سے کچھ گلاب لے لوں؟۔۔ احد
اور منہاں کی بات کا جواب ان بے باک لڑکیوں کے گروپ
کی ریڈ بالوں والی لڑکی نے دیا تھا۔ جو شہریار خانزادہ پر
نظریں جمائے بیٹھی تھی۔

مشائم کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔ اس نے اپنا موبائل اب کی
بار زور سے ٹیبل پر پٹخا تھا۔ وہ پوری گھومتی ہوئی اپنی
بیزل آنکھوں میں چنگاریاں لئے اس ریڈ بالوں والی لڑکی
کو گھور کر دیکھ رہی تھی۔

بہرام خانزادہ نے تو لبوں میں سگریٹ دبا لی تھی وہ ویٹر
کو اشارہ کرتا اٹھ لوگوں کی بڑی سی ریزرو ٹیبل (جو ان
کے پہنچنے تک بہرام خانزادہ کی ہدایت پر اس کے بندوں
نے بک کروا لی تھی) کا پوچھنے لگا۔ وہ شانزے کا غصے
سے بھرا چہرہ اور ان لڑکیوں کو گھور کر دیکھنے پر

پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ لوگ ان کی باتوں کا مرکز بنے ہوئے ہیں اس لئے کسی تماشے سے پہلے ہی اس نے ویٹر سے ریزرو ٹیبل کا پوچھ لیا تھا۔

شانزے انشال ایشا وہ تینوں تو صبر کے گھونٹ پینے والی لڑکیاں تھی مگر مشائم اس کا دور دور تک صبر سے کوئی تعلق نہیں تھا وہ موقعے پر ری ایکشن دیا کرتی تھی اس کا دماغ خراب ہو گیا تھا اس کی پھر کی گھوم گئی تھی۔

تم لوگ اپنی یہ زہریلی رال اپنے حلق کے اندر ہی ٹپکاؤ تو بہتر ہو گا!! تم لوگوں کی چیپ بکواس سن کر ہمارے کان پک چکے ہیں ہم ڈسٹرب ہو رہے ہیں اور تم (ریڈ بالوں والی لڑکی کو انگشت شہات دکھا کر خاصے دانت پیسے) اپنی ان سرخ زلفوں سے زیادہ اگر اپنے گال لال کروانا چاہتی ہو تو شوق سے مزید بکواس کرو اب اگر تم نے میرے شوہر کے لئے ہوئے گلابوں کی تعریف کر کے بھیک میں ایک گلاب بھی مانگا میرے حق کا تو اس کے بعد دیکھنا میں نے تمہارے ان سرخ بالوں کو پکڑ کر ہی تمہیں اس پورے ریسٹورنٹ کا چکر نہیں دیا تو میرا بھی مشائم شہریار خانزادہ نہیں!! پھر کسی فٹ پاتھ

پر بیٹھ کر تم کسی کے شوہر کو تاڑتے ہوئے۔ بھیک
مانگنے سے گریز بھی کرو گی۔

مشائم لفظوں کو چبا چبا کر شدید غصے سے غرائی تھی۔
اس کا پورا منہ غصے سے انگارہ ہو رہا تھا گالوں میں
سے ہیٹ نکل رہی تھی۔ ہیزل آنکھیں شعلے اگل رہی تھی۔
وہ جس طرح کے پوسیسو انداز میں اس لڑکی کو بول
رہی تھی شہریار خانزادہ کے دل کی دھڑکنیں شدتوں سے
منتشر ہوئی تھی۔ مشائم کی یہ سائڈ بھی ہے وہ جانتا ہی
نہیں تھا۔ مشائم کو خود اندازہ نہیں ہوا تھا۔ حق ملکیت کی
جنونیت اس کے اندر کب پیدا ہوئی اور اس کی چنگاریاں
کس قدر شہریار خانزادہ کے جنون کو ہوا دے گئی ہیں۔

منہان خانزادہ کے اشارے پر انشال اور شانزے اپنی سیٹس
سے کھڑی ہو گئی تھی۔ ایشا کو بھی انشال نے اٹھنے کا
اشارہ کیا تھا کیونکہ ان لوگوں نے ڈنر کسی اور ٹیبل پر
کرنا تھا۔ وہ منہان کا اشارہ سمجھ گئی تھی۔

پاگل ہو گئی ہو کیا لڑکی میں تو صرف مذاق میں
بول-----ہاں تم اور تمہاری سہیلیاں مذاق میں پچھلے کچھ
منٹوں سے میرے شوہر اور میرے بھائیوں پر جس طرح

کے واہیات تبصرے کر رہی ہو شکر کرو تم سب کی
زبانیں ابھی سلامت ہیں ورنہ میرے بھائیوں کی بیویاں اور
میں تم سب کو مل کر گونگا کرنے میں سیکنڈز نہیں
لگائیں گے۔ ریڈ بالوں والی لڑکی مشائم کی غصے سے
بھری باتیں سن کر سب کو اپنی جانب متوجہ ہوتے دیکھ
کر اپنی ایمبرسمینٹ چھپاتی مشائم کی باتوں کے جواب
میں بولی ہی تھی جب مشائم غصے سے پھنکارتی ہوئی
اس کی بات کاٹ گئی۔

اوہ ہیلو ایکسکیوز می یہ۔۔۔۔۔ شکل ہے تمہاری تمہیں کوئی
ایکسکیوز ڈ بھی کرے جوانی سنبھالی نہیں جا رہی تو گھر
میں بیٹھنا سیکھو لوگوں کے شوہروں کو تاڑ کر ان کی
بیویوں سے پیٹنے کا زیادہ شوق چڑھا ہے تو ہم خاندانیاں
کتنی پوسیسو ہوتی ہیں اپنے خاندانوں کے لئے ابھی ہی
ٹریلر دکھا دیتے ہیں تمہیں! مشائم کی باتوں کے جواب
میں اب کی بار وہ لڑکی بولنے لگی تھی جو بہرام خاندان
کو تاڑ رہی تھی اس کی بولتی شانزے کی غراہٹ نے بند
کی تھی۔

ایکسکیوز می سر۔۔!! کوئی ایشو ہو رہا ہے آپ لوگوں کو

تو ہمیں-----جی ہمیں ایشو ہو رہا ہے مگر ریسٹورنٹ کے اسٹاف یا مینجمنٹ سے نہیں بلکہ یہاں بیٹھی ان لیڈیز سے جن کی پلیٹس میں کھانا تو ختم ہو گیا ہے اس لئے اب بے عزتی کھا کر پیٹ بھر رہی ہیں!! ریسٹورنٹ کا مینیجر جو ویٹر کے بلانے پر شہریار خانزادہ کے پاس آکر بولا تھا جب اس کی بات کا جواب مشائم نے دیا تھا۔ وہ غصے سے پھٹنے کے قریب تھی اس کا بس نہیں چل رہا تھا ان لڑکیوں کے گال لال کر ڈالے جنہوں نے اپنی باتوں سے ان کا پیس خراب کر دیا تھا۔

اٹس آل رائٹ مشائم چلو ہم اپنی ٹیبل پر چلتے ہیں!! آپ پلیز ہمارا آرڈر لے آئیں۔۔وی آر اوکے بس کچھ غلط فہمی-----کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی ہے کب سے ان کی بک بک سن رہی ہوں دوسروں کے کان درد کروا دیئے ہیں۔ آئیں شہریار ہم اپنی ٹیبل پر چلیں اور یہ بکے مجھے بہت پسند آیا آئی ریٹلی لو اٹ میں اب ناراض نہیں آپ سے۔۔میں کسی کو بھیک میں بھی اپنے شوہر کا دیا ہوا ایک پھول ناں دوں یہ تو میرا شوہر ہی تاڑ رہی تھی آنکھیں نوچ لونگی میں تمہاری اب اگر غلطی سے بھی ان فالج زدہ بھینگی آنکھوں سے میرے شوہر کو دیکھا تو!! شہریار خانزادہ جو مینیجر سے فارمل انداز میں بات کر رہا تھا جب مشائم اس کا ہاتھ پکڑ کر اس لڑکی کو ایک

آخری گھوری سے نوازتی اس ٹیبل کی جانب بڑھ گئی
جہاں بہرام خانزادہ شانزے احد منہاں انشال اور ایشا بیٹھے
ان دونوں کے ہی منتظر تھے۔

آپ لوگوں کو کس نے بتایا کہ ہم یہاں ہیں؟۔ مطلب اگر آپ لوگوں کا ہمیں جوائن کرنے کا پلان تھا ہی تو ہمیں پہلے انفارم کر دیتے۔۔! مشائم شہریار خانزادہ کے ساتھ والی چیئر پر بیٹھتی ہوئی بولی تھی۔

یہ سارا پلان لالا (شہریار خاندادہ) کا تھا ڈول۔۔منہان
خاندادہ شہریار خاندادہ کی طرف دیکھتے بولا تھا۔ اچھا
آپ نے مجھے کال پر بتایا کیوں نہیں کہ آپ ڈنر۔۔۔۔۔آپ
کال کاٹنے میں جلدی ہی اتنی کرتی ہیں بندہ حیران رہ جاتا
ہے کہ پہلے آپ سے ایونٹ منینٹ لے یا پھر کال ریسو
ہونے کا ویٹ کرے۔۔!! میں نے ایشا اور انشال کو کل ہی
بتا دیا تھا کہ ہم سب ہی ڈنر پر آپ لوگوں کو جوائن کریں
گے۔ شہریار خاندادہ مشائم کی بات کاٹتے ہوئے بولا تھا۔

اچھا مگر آپ اور ایشا دونوں نے ہی مجھے آپ کا پلان نہیں بتایا آپ لوگ مجھے بتا۔۔۔۔۔ میں نے منع کیا تھا کہ

تمہیں ناں بتائیں۔ مشائم ایشا اور انشال کو باری باری دیکھتی ہوئی ناراضگی سے بولنے لگی جب شہریار خانزادہ نے اس کی تھائیز پر اپنا ہاتھ رکھ کر زور سے دبایا تھا جبکہ اس کے چہرے کے تاثرات بالکل نارمل تھے۔ مشائم اس کے ہاتھ کو اپنی انر تھائی پر رینگتے دیکھ کر سٹپٹاتی ہوئی سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔ شہریار خانزادہ اس کی زبان کو بریک لگتے ہی اس کی آنکھوں میں اپنی بھوری آنکھیں گاڑ گیا تھا جن میں غصے کے سُرخ ڈورے پڑھ رہے تھے۔

ادھر ہی نگلیں گے کیا کچھ آرڈر بھی کر لیں یار! بہرام خانزادہ شہریار خانزادہ کے چہرے پر ایکدم سے ہی پھیلتی ہوئی سنجیدگی دیکھتا ذومعنی سے انداز میں بولا۔ ہم۔۔ کرو تم لوگ آرڈر میں ایک کال ریسو کر لوں!! شہریار خانزادہ اپنے نمبر پر آتی ڈی ایس پی کی کال دیکھتا سیریس سے لہجے میں بولا تھا۔

منہان خانزادہ اپنے پہلو میں بیٹھی انشال کو محبت سے دیکھتا اس کی پسند کی ڈش پوچھ رہا تھا جبکہ بہرام خانزادہ شانزے کے نیلز دیکھتا اس کی مخروطی انگلیوں

پر اپنی سخت سی مڈل فنگر پھیر کر اس کے چہرے کی
جانب دیکھنے لگا جہاں پر حیا کی لالی صاف نظر آرہی
تھی۔

آج رات اپنی خیر منانا! وہ نا محسوس سے انداز میں
شانزے کے کان کے قریب جھک کر سرگوشی میں بولا
تھا۔ ہر رات ہی مجھے اپنی خیر منانی ہوتی ہے آپ نے تو
ڈیلی کا ہی معمول بنا لیا ہے مجھے درد دینا!! شانزے بھی
نروٹھے سے انداز میں بولی تھی۔ وہ ابھی تک شدید جل
رہی تھی ان لڑکیوں کی باتوں پر۔۔۔

میری سیکسی بیوی تو شادی کے بعد گھسنے گھسانے والا
ہی معمول ہوتا ہے اب اتنی پیاری بیوی کو اس کے حُسن
کی خراج تحسین بھی تو پیش کرنی ہوتی ہے ناں ظاہر ہے
مزے تو لینے ہی ہوتے ہیں اس حسین رشتے سے اب تم
ڈیکوریشن پیس بننا چاہتی ہو تو یہ تو ناممکن ہے ناں۔۔
شانزے کی روٹھی ہوئی حسین شہد رنگ آنکھیں دیکھ کر
بہرام خانزادہ بہکے سے انداز میں بولا تھا۔

آپ اپنا مائنڈ لوز کر جاتے ہیں اور اس کے بعد میری

چیخیں نکالتے ہیں۔ شانزے دہکتے گالوں کے ساتھ خفگی سے بولی۔ ابھی بھی محسوس ہو رہا ہے کیا اندر؟ اتنی بھی زور سے فک نہیں کرتا کہ تم اپنے پارٹنر کی اتنی شکایتیں لگانا شروع کر دو۔۔

آج رات اس ٹوپک پر ہم دونوں اس وقت تک بات کریں گے جب تک تم خود سے مجھ پر چڑھ۔۔۔۔۔ بہرام ہم سب کے بیچ میں بیٹھے ہیں پلیز خاموش ہو جائیں نا!! بہرام خاندادہ جس کی سیاہ آنکھوں میں خمار اترنے لگا تھا وہ مزید بے باک سرگوشی کرتا جب شانزے نے اس کے ہاتھ پر اپنا نازک ہاتھ رکھ کر دباؤ ڈالا تھا اور نظریں چراتی ہوئی اسے خاموش ہونے کا کہنے لگی تھی۔

بہرام خاندادہ اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر سہلانے لگا تھا۔ جان ہو تم میری اور جان کی جان نکالنے میں جو مزہ ہے اس کی تسکین ہی الگ ہے۔ بہرام خاندادہ اس کے شرمائے سے چہرے کی جانب دیکھتا خماری سے بول کر اب مینیو دیکھنے لگا تھا۔

ایشا ان سب کے بیچ میں خاموشی سے بیٹھی اپنے چہرے

پر احد کی گہری نظریں محسوس کر رہی تھی۔ وہ مسلسل اسے ہی دیکھے جا رہا تھا۔ مشی تم مجھ سے ناراض نہیں ہونا پلیز شہریار بھائی نے منع کیا تھا تمہیں بتانے سے کیونکہ وہ تمہیں کچھ سرپرائز دینا چاہتے تھے!! ایشا خفا خفا سی بیٹھی مشائم سے بولی تھی۔

تم نے پارٹی بدل لی ہے سفید خون ہو گیا ہے نا تمہارا۔۔۔ اس لئے اب تم میری ایشو نہیں جسٹ ایشا ہو اچھا چلو اب میری ایک پک تو لے لو اس بکے کے ساتھ وٹس ایپ کا اسٹیٹس لگانا ہے مجھے!! مشائم خفا سی ہیزل آنکھیں شہریار خانزادہ کی جانب گھما کر اسے کال پر مصروف دیکھ کر بولی۔

اچھا ٹھیک ہے تم بکے کی طرف دیکھو میں تمہاری پیکچر بناتی ہوں!! ایشا اپنا موبائل مشائم کے پاس رکھتی اس کے آئی فون میں پیکچر کلک کرنے لگی تھی۔



یہ لو بس ہو گئی پیکچر! ایشا اسکی طرف موبائل بڑھاتی
جب مشائم بکے پکڑ کر کھڑی ہو گئی۔ ایک پیکچر کھڑے
ہو کر بھی لو بیک گراؤنڈ بلر کر دینا میں نے اپنی ڈی پی
لگانی ہی اوکے!! وہ ایشا کو سمجھاتی ہوئی مزید بولی۔



دیکھو سہی لی ہے پیکچر؟۔۔ ایشا اب مشائم کو اس کی پکس دکھا رہی تھی۔ ہم سہی ہے ویسے ایک بات تو بتاؤ ایشو شہریار نے کیا سرپرائز پلان کیا ہے؟۔۔ مشائم کو پتہ نہیں کیوں جستجو سی ہوئی۔

یہ تو شہریار بھائی کو ہی پتہ ہو گا یار وہ یہی آرہے ہیں تم ان سے ہی پوچھ لو۔ ایشا اسکی بات کا جواب دیتی ایک نظر احد خانزادہ کی طرف دیکھتی اپنے موبائل پر مصروف ہو گئی۔

ہاں بھی آرڈر کر لیا یا کچھ رہتا ہے؟ شہریار خانزادہ جس

پرسکون سے انداز میں بیٹھتے بولا تھا مشائم نے اس کی جانب دیکھا۔ جی لالا کر دیا ہے آرڈر۔! اس کی بات کا جواب احد خانزادہ نے دیا تھا۔ کیا ہوا آپ نے کوئی بات کہنی تھی بے بی۔؟ شہریار خانزادہ مشائم کو اپنی طرف دیکھنے پر بولا تھا۔

نن۔۔نہیں وہ آپ مجھے۔۔۔۔۔میری جان ہم ہر بات ڈیٹیل میں ڈسکس کریں گے ابھی آپ ریلیکس ہو کر اپنا ڈنر کریں۔ شہریار بہت تحمل بھرے انداز میں بولا۔ اس کی ایک خاصیت تھی جو مشائم کو ناں چاہ کر بھی ٹریگر کر رہی تھی کہ وہ اس پر شدید غصہ بھی ہو یا کچھ کہنا چاہتا ہو تو وہ سب کے بیچ کبھی نہیں کہتا تھا۔ اس کے فیس سے کبھی کوئی محسوس نہیں کر سکتا تھا کہ اس کے اندر چل کیا رہا ہے۔

مشائم نے منہان اور بہرام سے انشال اور شانزے کے لئے اجازت لی تھی یہاں تک کے ایشا کے لئے بھی احد خانزادہ کی چوائس پوچھی تھی مگر اس نے شہریار خانزادہ سے اجازت تو دور بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا وہ اس کا شدید ردِ عمل ہی ایکسپیکٹ کر رہی تھی مگر

شوگر ڈیڈی تو گلابوں کا دستہ ہی لے آئے تھے۔
شاید احساسات کی پہلی دستک مشائم کے دل پر ہو گئی
تھی۔

وہ سب ہی کھانا کھا چکے تھے۔ اب وقت ریسٹورنٹ سے
جانے کا تھا۔ ڈنر کر لیا اب میرے خیال میں ہمیں چلنا
چاہیے!! شہریار خاندانہ اپنی چیئر سے اٹھتے ہوئے بولا
تھا۔ میں اور شانزے ایک لانگ ڈرائیو کے بعد حویلی
آجائیں گے۔ چلو چلیں! بہرام خاندانہ بھی شانزے کا ہاتھ
پکڑے چیئر سے اٹھ گیا تھا۔

کیا مطلب وہ تو میرے ساتھ آئی تھی آپ کے ساتھ پھر
کیوں۔۔۔۔۔۔ کیونکہ آپ میرے ساتھ جانے والی ہیں!! منہان
اور احد تم دونوں میں سے کوئی ایک مشائم کی کار لے
جاؤ!! مشائم جو بہرام خاندانہ کی بات سن کر ناسمجھی
سے بول رہی تھی جب شہریار خاندانہ نے حکم بھرے
انداز میں اس کی بات کاٹ دی تھی۔ وہ اپنا وولٹ گاڑی کی
چابی اور کارڈز پکڑتے ہوئے منہان خاندانہ اور احد کی
جانب باری باری دیکھ کر بولا۔

احد خانزادہ تو منہان کو اشاروں ہی اشاروں میں کچھ کہنے کی جیسے منت کر رہا تھا۔ لالا میں تو انشال کو سنار کے پاس لے کر جاؤں گا مورے نے کہا تھا مجھے آج لازمی جانا ہے پھر وہی سے ہم آئیں کریم کھانے جائیں گے تو ہم لیٹ ہو جائیں گے حویلی آتے آتے کافی وقت لگے گا اس لئے احد ایشا گڑیا کو مشی ڈول کی گاڑی میں اپنے ساتھ حویلی لے جائے گا۔ منہان خانزادہ دانت پیس کر احد کو دیکھتا سنجیدگی سے شہریار خانزادہ سے بولا تھا۔

احد خانزادہ کی تو آنکھیں چمک اٹھی تھی وہ منہان کو احسان بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا جبکہ ایشا تو ایسے ہو گئی تھی جیسے ابھی اس کی روح نکل جائے گی۔ ان سب نے اپنی اپنی بیویوں پر قبضہ کر لیا تھا اب بیچاری ایشا کے پاس راستہ ہی کیا بچا تھا سوائے اس کے کہ وہ خاموشی سے احد کے ساتھ حویلی چلی جائے۔

مشائم ابھی مزید کچھ بولتی جب شہریار خانزادہ نے اس کی کلائی پکڑی اور کچھ بھی مزید کہے سنے بغیر ریسٹورنٹ سے باہر جانے کے لئے قدم بڑھانے لگا۔

شہریار آپ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں یہ آپ بوائز نے
کیا پلان-----میں آپکی ٹوئننگ کرنے لے جا رہا ہوں میری
خرافاتی دماغ والی شوگر بے بی آج شوگر ڈیڈی نے آپ کو
اچھی طرح گیلا کرنا ہے۔ وہ اس کی کلائی پر گرفت ہلکی
سے مضبوط کرتا شدید گہرے گھمبیر لہجے میں بولتا
مشائم کی جان حلق میں اٹکا گیا تھا۔۔۔

شہریار۔۔حویلی جانا ہے آپ کہاں لے کر جا رہے ہیں
مجھے؟۔میں بہت تھک گئی ہوں مجھے آرام کرنا ہے۔ آپ
میری بات سن۔۔۔۔۔بے بی میں آپکی بات سن بھی رہا ہوں
اور سمجھ بھی رہا ہوں اور آپ کی تھکن کا علاج بھی
ڈھونڈا ہوا ہے میں نے آپ کو پروپر سروسز ملیں گی آپ
کے آرام کا خیال ہی تو کر رہا ہوں میں!! مشائم جو
شہریار خانزادہ کے ساتھ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی اپنا
خوف چھپاتی ہوئی تھکن زدہ آواز میں بول رہی تھی جب
شہریار خانزادہ نے ایک بھر پور نظر اس پر ڈال کر اس
کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی اپنی ڈیپ وائس میں
کاٹ دی تھی۔

اس کے لہجے میں شدید معنی خیزی تھی جو مشائم کی ریڑھ کی ہڈی میں گہری سنسناہٹ پیدا کرنے کا سبب بن رہی تھی۔ ہم حویلی ہی جا رہے ہیں نا؟۔ اس نے شہریار خانزادہ کے اسٹیرنگ پر موجود پھولی ہوئی نیلی رگوں والے ہاتھوں کی جانب دیکھ کر کنفرم کرنا چاہا۔

مشائم کی نرم شفاف ہتھیلیاں پسینے سے بھیگنے لگی تھیں۔ وہ اپنی شیورنگ کو اپنی مخروطی انگلیاں باہم ملا کر کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ شہریار خانزادہ اس کی باتوں میں چھپی گھبراہٹ کو بہت گہرائی سے محسوس کر رہا تھا۔ وہ اس کے ہاتھوں کی کپکپی اس کی مخروطی نازک سی انگلیوں کے نیلز کی شارپ سی نیو شیپ دیکھ کر اپنے دماغ میں آتی بے باک سوچ کو ابھی جھٹکتا جب مشائم اسٹیرنگ پر موجود اس کے پھولی ہوئی نیلی رگوں والے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتی پھر سے اپنی بات دہرانے لگی۔

شہریار ہم حویلی جا رہے ہیں نا؟ آپ میری بات کا جواب کیوں نہیں دے رہے؟ اس کے انداز میں بلہ کی معصومیت

تھی وہ شہریار خانزادہ کی آپیرنس سے کیوں خوفزدہ تھی
یہ ان دونوں کے بیچ ہونے والی وہ ملاقات تھی جب اس
نے شہریار خانزادہ کی بات ناں مان کر اپنی ڈریسنگ کو
اگنور کیا تھا اور اسکے بعد جو کلاس اس نے مشائم کی
لی تھی وہ ابھی تک اسی کے زیر اثر تھی۔

نہیں میری جان ہم حویلی تو بالکل بھی نہیں جا رہے!!
شہریار خانزادہ اپنے ہاتھ کے اوپر سے اس کا ملائم ہاتھ
پکڑ کر اس کے ہاتھ کی پشت کو اپنے گرم دہکتے لبوں
سے لگا کر چومتے ہوئے مسکرا کر بولا تھا۔ پھر اس نے
مشائم کے بلڈ ریڈ نیل پینٹ سے سجے نیلز کو بھی چوما
تھا۔ اس کے بعد اس نے دو سے تین نرم بوسے مشائم کی
ہتھیلی پر دیئے تھے۔ وہ اس کے ہاتھ کی پشت کی اپنے
گال سے مس کرتا اپنا دوسرا ہاتھ اسٹیئرنگ پر جمائے
روڈ پر نظریں جمائے ہوئے تھے۔



وہ اس کی گرم دہکتی ہتھیلی اس کے اتنے ملائم لمس پر
بھی اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی ہوئی محسوس کر رہی
تھی۔

پھر آپ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں؟ مشائم تو بھیگی
بلی بنی بولی تھی۔ آپکے ڈھیلے اسکرو ٹائٹ کرنے۔۔۔ ابھی
آپکی ٹوئننگ ہونی ہے ناں سویٹ بے بی! وہ اسے اتنی
معصومیت کا مظاہرہ کرتے دیکھتا آنکھ ونک کر کے
مخمور لہجے میں بولا تھا۔

مجھے کہی نہیں جانا آپ کے ساتھ آپ بدتمیزی کریں گے
ناں میرے ساتھ جانتی ہوں میں! مشائم اس سے اپنا ہاتھ

چھڑواتی غصے سے بھرے ہلکے سے بھیگے لہجے
میں بولی۔ بے بی اُسے بدتمیزی نہیں پیار بولتے ہیں۔ آج آپ
کو بھی اچھا فیل ہو گا۔ شہریار خانزادہ گاڑی کی اسپید
تھوڑی تیز کرتے بولا تھا۔

جی نہیں میری مرضی کے خلاف مجھے چھونا بدتمیزی
ہی ہے اور یہ پیار کہاں سے بیچ میں آگیا؟۔۔ مشائم کی
آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹنے لگی تھی۔ حویلی کا راستہ
جس طرف تھا شہریار خانزادہ نے اس کے اپوزٹ سائڈ پر
گاڑی ٹرن کر دی تھی۔ آپ میری وائف ہیں مشائم صاحبہ
آپ کو چھونے کے لئے مجھے آپکی مرضی جاننے کی
ضرورت نہیں آپ میرا حق خود پر تسلیم کر لیں تاکہ آپ
کو میرا چھونا بدتمیزی ناں لگے اور رہا سوال پیار کا
تو۔۔۔ وہ تو تمہیں پہلی بار اپنے آفس میں دیکھ کر ہی ہو گیا
تھا پیار کے بعد جو چیز بیچ میں آتی ہے آج آپ کا
انٹروڈکشن اسی سے تو کروانے اپنے فلیٹ پر لے جا رہا
ہوں جہاں آپ نے اپنی مرضی سے مجھے اپنا ہمسفر بنایا
تھا۔ شہریار خانزادہ کا لہجہ پہلی غصے پھر بے باکی اور
آخر میں محبت سے لبریز ہوا تھا۔

مجھے وہاں نہیں جانا پلینز آپ اپنی فرسٹ وائف کے ساتھ
کریں آپ نے جو بھی کرنا ہے! پلینز مجھ سے زبردستی
کرنے کی۔۔۔۔۔جاناں آپ سے زبردستی تو نہیں محبت اور
پیار سے کروں گا جو بھی کرنا ہوا اور مجھے ابھی اپنی
سیکنڈ وائف کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے فرسٹ
وائف سے تو میں فرصت میں ملاقات کروں گا۔ شہریار
خانزادہ کا لہجہ پہلے سے زیادہ گھمبیر اور خمار آلود تھا۔

آپ کو شرم نہیں آتی اپنی پہلی بیوی سے زیادہ دوسری
پر۔۔۔۔۔میری دوسری وائف ہے ہی اپنی سیکسی آفت کیا
کروں پہلی والی سے زیادہ فیلنگز دوسری والی کے لئے
جسم میں جاگ رہی ہیں اب اپنی ہی بیوی کو پیار کرنے
سے میں کیوں شرم کرنے لگا؟ یہ شرمائے والا کام تم کر
لینا ناں ابھی جب تم میرے کنٹرول میں ہو گی۔ شہریار
خانزادہ نے بہت مشکل سے اپنی ہنسی دبائی تھی۔ مشائم
کو جب پتہ چلنا تھا کہ وہی اس کی پہلی اور دوسری بیوی
ہے تو پھر وہ کیا ری ایکشن دے گی شہریار خانزادہ کا دل
بے قرار ہوا وہ اسے مزید تپانا چاہتا تھا اور بچپن میں
ہوئے ان کے نکاح کا راز اس ٹائم فاش کرنا چاہتا تھا جب
تک مشائم بھی اسکے عشق میں پاگل ناں ہو جائے۔ اس کا
ریسٹورنٹ میں شدیدپوسیسو روپ دیکھ کر شہریار

خانزادہ کا دل چاہ رہا تھا مشائم کو اس جلن سے متعارف کروانے کا جو کوئی بھی عشق کرنے والی بیوی اپنے شوہر کے خیال میں بھی کسی لڑکی کے آجانے پر محسوس کرتی ہے۔

آپ کی فرسٹ وائف آپ کو میرے ساتھ بدتمیزی کرنا الاؤ ہی کیسے کر دیتی ہے؟ میں تو اس بے شرم لڑکی کا سر ہی پھاڑ دیتی اگر وہ ان روزز میں سے ایک بھی روز لے لیتی تو۔۔!! مشائم اپنی بات مکمل کر کے سوچنے لگی کہ اس نے ابھی شہریار خانزادہ سے بولا کیا ہے۔ اس کو اپنی ہی بات پر حیرت ہوئی وہ بولنا کیا چاہتی تھی اور بول کیا گئی تھی۔ دماغ میں خیال آیا تھا کچھ اور ہی تھا جسے دل کی زبان نے تبدیل کر دیا تھا۔ اس کے اندر یہ کس بات کا احساس جاگ رہا تھا جو اسے شدید حساس بنا رہا تھا۔

کہی آپکو مجھ سے زور سے محبت تو نہیں ہو گئی جو ابھی بھی اس بیچاری ریڈ بالوں والی لڑکی پر غصہ آیا ہوا ہے؟۔۔فرسٹ وائف کے پاس چلا گیا تو کیا برا نہیں لگے گا تمہیں؟۔۔شہریار خانزادہ اس کے لہجے پر مسرور ہوتا اسے جلانے کے لئے مزید بولا تھا وہ مشائم کو مزید سننا

چاہتا تھا۔

یہ آپ نے بہت غور سے نہیں دیکھا اس لڑکی کو جو اس کے ریڈ بال ابھی تک یاد آرہے ہیں آپ کو؟؟ وہ بیچاری تھی؟ اس کے ساتھ ساتھ آپ کا بھی سر پھاڑ دینا چاہیے تھا مجھے غلطی ہو گی جان بخشی کر کے!! مشائم کے جسم میں چنگاریاں سی پھوٹی تھی وہ شدید جلن سے بولی تھی۔ کیوں بھئی میرا سر کس لئے پھاڑنا ہے میں تو اس بیچاری۔۔۔۔۔ ہاں ایک وہ بیچاری ایک آپ بیچارے باقی میں تو کسی کھاتے میں نہیں ہوں مجھے درد دینے کے بعد آپ صرف سوری کے طور پر ایک ٹیڈی بیئر دے دیا کریں یا ایک یہ گلابوں کا گلدستہ پکڑا دیا کریں میں تو ہوں ہی فضول لڑاکا لڑکی وہ ریڈ بالوں والی تو بیچاری تھی ناں جائیں اسی کے پاس میں نے نہیں جانا آپ کے ساتھ!! مشائم غصے سے پھٹنے کے قریب تھی۔

شہریار خانزادہ کا اس واہیات لڑکی کو بیچاری بولنا مشائم کو سر سے پاؤں تک آگ لگا گیا تھا۔ شہریار خانزادہ اس کے پوسیسویو جلن زدہ انداز پر دل ہی دل میں پاگل ہو رہا تھا۔ تم تو ابھی سے کاٹنے کو دوڑ رہی ہو جب میں اپنی

فرسٹ وائف کے پاس جاؤں گا اور اسے پیار بھی کروں گا
تو پھر کیا کرو گی؟ اس نے جلتی پر تیلی لگائی تھی۔

آپ کو جان سے مار ڈالوں گی۔!! آپ کے ٹکڑے کر
دونگی میرے ساتھ بیٹھ کر آپ نے کسی اور عورت کو
سوچا بھی تو!! میں اگر آپ کی فرسٹ وائف ہوتی تو کسی
سے دوسرا نکاح کرنے پر آپ کو شوٹ کر دیتی کیونکہ
جو میرا ہے وہ بس میرا ہے اور اپنا حق مجھے لوگوں
کے حلق میں ہاتھ ڈال کر چھیننا آتا ہے۔!! مشائم شدید
چنگاریوں سے لبریز جلن میں ڈوبے پوسیسیو سے انداز
میں بولی تھی۔ اس کے ہر ایک لفظ میں ایک جنون سا
تھا۔ شہریار خانزادہ ٹھہر کر اسے دیکھنے لگا۔

مشائم۔!! شہریار خانزادہ اسے کانوں تک لال انگارہ
ہوتے دیکھتا اس کے گال کو سہلاتا اس کو غصے سے
گہری سانسیں بھرتے دیکھتا نارمل کرنے کی ایک کوشش
کرنے لگا۔ مشائم کو بیٹھے بیٹھے شدید غصہ آگیا تھا اس کا
تنفس پھول گیا تھا۔ میں آپ کی سیکنڈ وائف ہوں۔!! آپ پر
پہلا حق تو آپ کی فرسٹ وائف کا ہے نا نا انصافی تو
مجھ سے ہو گئی ہے جب میں کسی کو برداشت نہیں کر

سکتی تو کوئی مجھے بھی کیوں برداشت کرے گا۔ اگر مجھے پتہ ہوتا آپ شادی شدہ ہیں تو میں آپ سے نکاح بالکل بھی نہیں کرتی کسی اور کے ہسبنڈ کو چھیننے سے بہت بہتر ہوتا کہ میں۔۔ میں ایک ان

میریڈ۔۔۔۔۔ مشائم۔۔۔۔۔!!! مشائم جو خود سے ہوئی ناانصافی پر شدید پچھتاتی افسوس سے روانی میں وہی بات بول گئی تھی جس پر پچھلی بار شہریار خانزادہ شدید طیش زدہ ہو کر اس کے ساتھ بہت زیادہ رف ہو گیا تھا وہ پھر سے وہی بات دہرا کر اسکا سویا ہوا غصہ جگا چکی تھی۔

شہریار خانزادہ اس کی انر تھائی پر اپنا ہاتھ رکھ کر روز سے اسے اپنی جانب کھینچتا فلیٹ کی پارکنگ میں جھٹکے سے گاڑی روک گیا۔ مشائم کو اب اسکی آنکھوں میں وہی سرخی نظر آئی تھی جس نے اس کی جان ہلکان کی تھی۔

تم میری ہو یہ بات جتنی جلدی ہو سکے یہاں اور یہاں بیٹھا لو ورنہ میں کیا کچھ کر سکتا ہوں وہ آپکی برداشت سے باہر ہو جائے گا!!! شہریار خانزادہ اس کی تھائیز پر گرفت مضبوط کرتا دوسرے ہاتھ سے اس کے سر جبکہ وہ ہاتھ

جو مشائم کی ران پر موجود تھا اس سے مشائم کی وجائنه
پر ہلکا سا سلیپ کرتا مشائم کی روح جیسے اپنے قبضے
میں کر گیا تھا۔

وہ اس کی بے باک حرکت سے گردن تک سرخ ہو گئی
تھی۔ لیو می!! یہ کیا بدتمیزی ہے ہاتھ ہٹائیں ورنہ میں ماما
کو بتاؤں گی کہ آپ اپنی لمٹس۔۔۔۔۔ کیا بتانا ہے تم نے چچی
کو میں نے تمہاری پسی پر تھپڑ مارا ہے؟ یا یہ کہ تمہیں
فک کرنے کے لئے تڑپ رہا ہوں میرا تھک پینس اپنی
پوری لینتھ سمیت تمہاری چھوٹی سی تنگ پسی میں جانے
کے لئے تڑپ رہا ہے؟۔ آخر تم بتانا کیا چاہتی ہو انہیں
مجھے بھی تو بتاؤ نا!! شہریار خانزادہ کا دماغ مشائم کی
اتنی احمقانہ دھمکی پر شدید خراب ہو گیا تھا۔

جہاں وہ اس کی پوسیسو بیویوں والی سائڈ دیکھ کر خوش
ہو رہا تھا اب اسے شدید قسم کا غصہ آنے لگا تھا۔ وہ بچی
نہیں تھی اتنی بھی چھوٹی نہیں تھی اس کے اور اپنے
رشتے کی نزاکت اس کی سنگینی کو سمجھ نہیں پاتی۔ وہی
اسکی پہلی اور آخری بیوی ہے یہ بات شہریار خانزادہ
اسے جلد بتانے کا سوچ سوچا تھا مگر وہ پہلے مشائم کے

دل میں چھپے وہ شکوے سننا چاہتا تھا ان شکووں کو دور کرنا چاہتا تھا جو مشائم کے دل میں موجود فاصلوں کو گہرا کر رہا تھا۔ وہ اس سے دور بھاگتی تھی اور یہ بات شہریار خانزادہ کے لیے تکلیف دے تھی۔

دور ہٹیں آپ ہاتھ ناں لگائیں مجھے۔۔۔۔۔ہاتھ کی جگہ اب اپنے سخت پینس کی ٹپ پر بٹھاؤں گا تمہیں۔!مشائم اسکا ہاتھ دور جھٹک گئی تھی۔ ایک تو وہ غصے میں تھا اوپر سے مشائم اس کا دماغ مزید خود پر خراب کرنے پر تلی ہوئی تھی۔

یہ کیسی گھٹیا بکواس کر رہے ہیں آپ شہریار میں آپ کا منہ نوچ لوں گی۔ مشائم اس کی اتنی خوفناک باتیں سن کر غصے سے پھنکارتی ہوئی شہریار خانزادہ پر جھپٹ پڑھی تھی اس سے پہلے وہ اپنے تیز ناخنوں سے اس کا منہ نوچتی شہریار خانزادہ اس کے دونوں ہاتھوں کو کلائیوں سے پکڑتا کر اسکی کمر کے پیچھے پن کر کے اپنے ہاتھ کے قبضے میں لیتا اسے گردن سے جکڑ کر اسکی گلابی نازک پنکھڑیوں پر قابض ہو گیا تھا۔ وہ تشنہ سا اس کا لمس خود میں اتار رہا تھا۔

شہریار خانزادہ اس کے گلابی لبوں کو اپنے گرم دہکتے ہوئے ہونٹوں میں لے کر کبھی اس کے نچلے لب تو کبھی اس کے بلائی لب کو چوم پر شدت سے چوس رہا تھا۔ اس کی گرفت مشائم کی گردن پر بھی سخت ہوتی جا رہی تھی۔ وہ اس کے ہونٹوں کو سک کرنے کے بعد اس کے منہ میں اپنی زبان گھستا اسے فرینچ کس کر رہا تھا۔

مشائم تو ہل بھی نہیں پا رہی تھی وہ جس طرح اس کی گردن پکڑے اس کے ہونٹوں کو زمانے کا ہوش بھلائے سک کر رہا تھا مشائم کی ہوا ٹائٹ ہو گئی تھی۔ وہ فلیٹ میں لے جا کر اس کے ساتھ کیا کرنے والا تھا یہ سوچ کر ہی اس کے ماتھے پر اب پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے تھے۔

شہریار خانزادہ اب اس کی گردن چھوڑ کر اس کے جبڑے پر دباؤ ڈالتا مشائم کی زبان اپنے منہ میں لے کر اتنی زور سے سک کرنے لگا کہ وہ مچل کر رہ گئی تھی۔ اسے اپنی زبان حلق سے اکھڑتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ بہت بے قراری سے سک کر رہا تھا۔ مشائم کی سانسیں اکھڑنے

لگی تھی۔

وہ تھوڑا آگے کو کھسک کر اس سے خود کو آزاد کروانے کے لئے ابھی اپنے پاؤں چلاتی جب شہریار خانزادہ اسکو رانوں سے پکڑ کر اپنی لیپ میں بٹھاتا اس کے بلائی لب کو ہلکا سا دانتوں سے کاٹتا اس کے پیس پر ہلکا سا تھپڑ مارتا مشائم کو آزادی دے گیا۔

ان دونوں کی سانسیں پھول رہی تھی۔ وہ اس کے لبوں کی کندھاری کر گیا تھا۔ مشائم کو اپنی پوزیشن پر شرم آرہی تھی اسے اپنی ٹانگوں کے بیچ شہریار خانزادہ کے ایریکٹ ہو کر ابھرتے ہوئے پینس کی چبھن سی محسوس ہونے لگی تھی۔ وہ بے ترتیب سانسوں سے خفت سے اپنی لرزتی پلکیں جھکا گئی تھی۔

انتہائی واہیات انسان ہیں آپ! میں آپ کو کیا سمجھتی تھی اور آپ کیا نکل کر میرے سامنے آرہے ہیں۔ مشائم جھکی ہوئی نظروں سے آزادی ملتے ہی بہت ہمت سے بولی تھی۔

شہریار خانزادہ اس کی دہکتے عارض پر جھکی ہوئی
نظریں دیکھتا پاگل ہونے لگا تھا۔ آپ بہت بے ادب بدتمیز
انسان ہیں!! اس کو دل کھول کر اپنی منمانی کرنے کے بعد
پیچھے ہٹتے دیکھ مشائم پھولی ہوئی بے ربط سانسوں کے
بیچ مزید بولی تھی۔

میں کتنا بڑا واپیات کمینا اور بے ادب ہوں یہ تمہیں اوپر
چل کر سمجھاتا ہوں جس جگہ تم ابھی بیٹھی ہوئی ہو اوپر
چل کر سہی سے بٹھاتا ہوں تمہیں یہاں پھر بتانا مجھے کہ
میں کیا ہوں اور تم پر کتنا حق رکھتا ہوں۔!! شہریار
خانزادہ کی بھوری آنکھیں لال انگارہ ہونے لگی تھی وہ
اسکی حالت سے واقف نہیں تھی کہ وہ کس طرح صبر
سے بیٹھا ہوا ہے جو اب بس ٹوٹنے کی حد تک پہنچ چکا
تھا۔

آپ نے بٹھایا ہے مجھے یہاں میں کوئی شوق سے نہیں
بیٹھی ادھر پتہ نہیں خود کو سمجھ کیا رکھا ہے۔ مشائم
فوراً سے پہلے اپنی سیٹ پر منتقل ہوئی تھی۔ اسکے گال
گردن اور یہاں تک کے کان کی لوئیں بھی سرخ ہو رہی
تھی۔ میں خود کو آپ کا شوہر سمجھتا ہوں اور آج آپ کو

اچھی طرح یہ سمجھا بھی دوں گا۔۔ آج تو میں نے اس پر
بٹھایا ہے ناں آئندہ آنے والے وقتوں میں تم خود اس پر
شوق سے بیٹھو گی آئی پرومیس یو۔۔!! شہریار خانزادہ
اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا خود کو پرسکون کر رہا تھا۔

دیکھتے رہیں خواب میں کبھی بھی آپ کو خود پر کوئی
حق نہیں دینے والی بابا کی وجہ سے برداشت کر رہی ہوں
ورنا ایک لمحہ۔۔۔۔۔باقی کا میرا دماغ اوپر چل کر خراب
کرو!! کیوں چاہتی ہو اس گاڑی میں ہی تمہاری توبہ نکلوا
دو۔۔جان کر کے مجھے پرووک کرتی ہو غصہ دلاتی ہو
اور جب میں تمہیں تمہاری ہی ان حسین باتوں کا حسین
ترین مطلب سمجھانے پر اتر آؤں تو بھیگی بلی بن جاتی ہو
اچھا ڈوگی بنایا ہوا ہے تم نے مجھے اپنے پیچھے!!
شہریار خانزادہ گاڑی ان لاک کر کے فوراً سے اترتا تھا
ورنا اس نے گاڑی میں بیٹھے بیٹھے ہی اپنا کنٹرول لوز
کر جانا تھا۔ اسے خود پر سے قابو ختم ہوتا محسوس ہو
رہا تھا۔

مشائم اس کے باہر نکلتے ہی دانت پیس کر اپنا موبائل اور
پرس گاڑی کے ڈیش بورڈ سے اٹھاتی خود بھی باہر نکل

گئی تھی شہریار خانزادہ کی بلیک لینڈ کروزر کے شیشے
ٹنڈ تھے اس لئے انہیں کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا۔ پھر وہ
دونوں ہی پارکنگ میں گاڑی میں تھے رات کے نو بج
رہے تھے اس لئے وہاں کوئی بھی اور موجود نہیں تھا۔
یہ بکے کون اٹھائے گا پیار سے لایا تھا تمہارے لئے۔!
شہریار خانزادہ اسے حیا سے لال انگارہ ہو کر منہ بسوڑے
بیٹھے دیکھتا ایک نظر گاڑی میں رکھے روزز کے بکے
پر ڈالتا بولا تھا۔

اس بیچاری ریڈ بالوں والی کو دے دیں اور میری جان
چھوڑیں!! مشائم پاؤں پٹختی ہوئی گاڑی سے اتری اور لفٹ
کی جانب بڑھتی دانت کچکچا کر بولی تھی۔ تمہیں تو
پٹخیاں میں بیڈ روم میں جا کر دیتا ہوں سہی والی!!
شہریار خانزادہ اسے پاؤں پٹختے لفٹ کی طرف قدم
بڑھاتے دیکھتا ذو معنی گہرے لہجے میں بلند آواز میں
بولتا روزز کا بکے پکڑ کر اپنے براڈ شولڈر پر ڈالتا خود
بھی لفٹ کی طرف بڑھ گیا تھا۔

چند ہی سیکنڈز میں لفٹ اپنے مطلوبہ فلور پر پہنچتی کھل
گئی تھی۔ وہ مشائم کا حسین سا پھولے ہوئی سرخ گالوں کا

چہرہ دیکھ کر اس کے گالوں کو اسکوئیز کر کے اسکی
ناک کی ٹپ کو لبوں سے چھوتا ہوا مشائم کے لفٹ سے
نکلنے سے پہلے خود نکل گیا تھا کیونکہ اس نے اپنے
فلیٹ کا ڈور ان لاک کر کے اپنی شوگر بے بی کا ویلکم
جو کرنا تھا۔ وہ آج بہت دل سے اسے اپنے فلیٹ میں لایا
تھا۔ جو نکاح والے دن اسے کرنا چاہیے تھا وہ اس نے آج
کیا ہوا تھا۔

مشائم اسے لمبے لمبے قدم اٹھا کر اپنے سے آگے بڑھتے
دیکھتی اپنے موبائل پر اسنیپ چیٹ کھول کر شہریار
خانزادہ کی ایک اسنیپ بنا گئی



(گندے ڈیڈی آن ہز ڈیوٹی)۔۔۔ وہ کیپشن لکھ کر سب کو

اسٹریک بھیجتی اپنا موبائل سائلنٹ کر گئی۔

اس کی اسنیپ اسٹریک ٹوٹنے پر سب نے ذومعنی مطلب ہی نکالنے تھے اور اس کے کان کھا جانے تھے۔ وہ ان سب کو اسٹریک کے ٹوٹ جانے پر جتنا غصہ اور ناراضگی دکھاتی تھی اب ان میں سے کسی کو بھی یہ موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔ اس لئے وہ ایشا انشال اور شانزے کو پہلے ہی اپنی اسٹریک بھیج کر ان کی ذومعنی باتوں پر پہلے ہی فل اسٹاپ لگا گئی تھی۔

شہریار خانزادہ مطلوبہ فلیٹ پر پہنچ کر اپنے ہاتھ میں پکڑے کارڈکوسوائپ کر کے ڈور ان لاک کرتا گہرا سامسکرا کر مشائم کی جانب دیکھنے لگا تھا جو اسکی اتنی گہری شارپ کی اسمائل پر دھڑکتے دل سے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

ویلکم ٹو مائی پلیس ڈیئر وائفی!! وہ مشائم کا ہاتھ پکڑ کر فلیٹ کے اندر انٹر ہوتا ڈیپ وائس میں بول کر ڈور واپس لاک کر گیا تھا۔ شہریار کا فلیٹ خوشبو سے مہکا ہوا تھا۔

مشائم کو فلیٹ میں انٹر ہوتے ہی گلابوں کی بہت تیز
حواسوں پر چھاتی خوشبو محسوس ہوئی تھی۔ وہ اپنے دل
سے بے ترتیب ہو کر دھڑکتے محسوس کرتی ہوئی ٹھٹھک
کر شہریار خانزادہ کی جانب دیکھنے لگی تھی۔

میری شوگر بے بی سرپرائز کے لیے ایکسائنڈ ہو رہی ہے
کیا؟ وہ اس کی جانب قدم بڑھاتے بولا۔
کک۔ کونسا۔۔ سرپرائز؟؟؟ مشائم نے اپنی نظریں چرائی۔!
وہی جو تم ایشا سے پوچھ رہی تھی۔ شہریار خانزادہ اس
تک پہنچ کر اسے کمر سے تھامے سرگوشی میں بولا
تھا۔ آپ نے میری باتیں سن لی تھی؟۔ مشائم اس کے ہاتھ کو
اپنی کمر پر رنگتے دیکھ کر اس سے فاصلہ بناتی بولی۔
ظاہر ہے میں پاس ہی کھڑا تھا تمہارے سننا تو تھا ہی مگر
تم بھی اتنی ایکسائنڈ ہو گی یہ میں نے ایکسپیکٹ نہیں کیا
تھا۔ شہریار خانزادہ اسے پھر سے خود سے لگائے بولا
تھا۔

میں کوئی ایکسائنڈ نہیں تھی۔ مشائم تیزی سے بولی تھی۔
وہ تو لگ ہی رہا ہے اچھا جو بات میں تم سے کرنا چاہتا
تھا وہ یہ تھی کہ جب ہمارا نکاح ہوا میں تمہیں کچھ بھی
نہیں دے سکا اس وقت تم اتنی جلدی میں تھی کہ مجھے
اپنی شوگر بے بی کو چھوٹا سا گفٹ بھی نہیں دینے دیا تھا۔

میں تمہیں یہاں اس لئے لایا ہوں کیونکہ ہمارا اس فلیٹ
میں ہی نکاح ہوا تھا اور میں تمہیں پوری فیلنگز کے ساتھ
نکاح کا تحفہ دینا چاہتا تھا۔ شہریار خانزادہ اس کے ماتھے
کو چومتا اس کے بڑی بڑی گھنی پلکوں والی ہیزل
آنکھوں میں جھانک کر بولا تھا۔

کیا۔ کیا دینا تھا آپ کو مجھے؟ مشائم اس سے پھر سے
فاصلہ بناتی فلیٹ میں موجود گلابوں کی گہری خوشبو
سے اپنے حواس معطل ہوتے محسوس کرتی اپنا خوف دل
میں دباتی بولی تھی۔ تمہارے ہاتھوں میں میرے نام کی
ایک انگوٹھی تو ہونی ہی چاہیے نا۔! تمہارے لئے یہ لایا
تھا۔

شہریار خانزادہ اپنے کوٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈال کر ایک
مخملی سا باکس نکالتا مشائم کے قدموں میں ہی گٹھنوں
کے بل بیٹھ گیا تھا۔ وہ رنگ باکس اوپن کرتا اس حسین سی
ڈائمنڈ رنگ کو اس کے آگے کر گیا۔ رنگ کے سینٹر میں
ایک بڑا سا ڈائمنڈ تھا جبکہ اس کے دونوں اطراف میں
چھوٹے چھوٹے سے ڈائمنڈز جڑے ہوئے تھے۔ وہ رنگ

خاصی قیمتی تھی -



مشائم شہریار کے ہاتھ میں رنگ باکس اور اسے اپنے پیروں میں بیٹھے دیکھ کر بے ساختہ کچھ قدم پیچھے ہوئی تھی جب شہریار خاندانہ اس کی پینٹ کے بلیک بیلٹ کو اس کے پیٹ کے مقام سے پکڑ کر کھینچتا اسے واپس اپنے قریب کر گیا تھا۔ اس کا یہ انداز مشائم کے جسم میں برقی رو دوڑا گیا تھا۔

کیوں پیچھے ہو رہی ہو ابھی تو میں نے بہت کچھ کنفیس کرنا ہے بے بی اس کے بعد ڈرنے ڈرانے والا سین کریں گے! شہریار خاندانہ اس کے دہکتے عارض سے خود میں

بے چینی سی محسوس کرتا معنی خیزی سے بولا۔

آپ کیا کنفیس کرنا چاہتے ہیں؟ مشائم کے دل کی دھڑکنیں
تیز ہوئی تھی۔ یہی کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں اور بہت
دیوانگی سے کرتا ہوں! وہ اسے خود سے خوفزدہ دیکھتا
اب اپنی ٹون نرم کر گیا تھا۔ میں تمہارا شوہر ہوں اور تم
سے بے حد محبت کرنا اپنا فرض سمجھنے لگا ہوں
مشائم۔۔۔

مجھے تمہیں بتانا ہے کہ میں نے تمہیں بہت تلاش کیا
ہے۔ کبھی سال بھٹکا ہوں خوار ہوا ہوں تمہاری آرزو
میں۔ تم نہیں جانتی کتنا صبر۔ کتنا انتظار کیا ہے میں نے
تمہارا!! پہلے تو مجھے صرف وعدوں نے جکڑا ہوا تھا
مگر جب سے تم مجھے ملی تمہیں دیکھا تمہیں جانا اور
سب سے بڑھ کر تم پر اپنا حق پایا تمہیں اپنی ملکیت مانا
اسی دن ہی طے کر لیا تھا میں نے کہ اب تمہیں تمہاری
مرضی سے بھی خود سے دور نہیں جانے دوں گا۔!! آج
میں تمہارے دل میں چھپے کچھ خدشات کلیئر کرنا چاہتا
ہوں۔۔

تمہیں لگتا ہے ناں تم مجھے ٹیز کرو گی مجھ سے
پر میشن لئے بغیر جاؤ گی تو میں ایک گھٹیا آدمی بن کر تم
پر پابندیاں لگانا شروع کر دوں گا؟ اگر تو تم ایسا سوچتی
ہو تو یہ بات بالکل غلط ہے مجھے تم پر پابندیاں لگانی
ہوتی تو نکاح والے دن ہی لگا دیتا! ہاں مجھے تھوڑا فیل
ہوا کہ تم نے اوٹنگ کا پلان بنایا اور مجھے بتانا بھی
ضروری نہیں سمجھا مگر میں نے یہ بات بالکل بھی نہیں
سوچی کہ تم مجھ سے اجازت لے کر جاتی میری اجازت
کے بغیر کیوں چلی گئی۔

یار میں ان چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے تم پر غصہ تو
بالکل بھی نہیں کر سکتا اجازت کے نام پر تمہاری سانس
بالکل نہیں گھونٹنے والا مگر اتنا چاہتا ہوں کہ تم جہاں
بھی جانا چاہتی ہو ایٹ لیسٹ مجھے بتا کر جاؤ میرے علم
میں ہونا چاہیے کہ میری بیوی کہاں گئی ہے۔ مشائم تو
حیرت سے شہریار خانزادہ کی باتیں سن رہی تھی وہ اسے
ایک ٹیپیکل سا پٹھان مرد سمجھ رہی تھی۔ وہ اس سے
نکاح ختم کرنے کی ایک ٹھوس وجہ تلاش کر رہی تھی
جو وہ اجازت کے نام پر اپنی قید پر اس سے مطالبہ کرنے
کا سوچ چکی تھی مگر وہ تو غلط ثابت ہو گئی تھی۔

میں ان مردوں میں سے نہیں جو اپنی عورت کے پر کاٹنا
اپنی غیرت سمجھتے ہیں مگر میں وہ غافل مرد بھی نہیں
جو اپنی بیوی سے بیزار ہو کر اسے اس دنیا کے بھیانک
لوگوں کے بیچ چھوڑ دیتے ہیں۔ میں شہریار خانزادہ ہوں
جو اپنی عورت کو لے کر اس حد تک حساس ہوں کہ اسے
ایک خراش بھی آئے تو زمین آسمان ایک ڈالوں! میں وہ
مرد ہوں جو اپنی بیوی کی مرضی اس کی خواہشات کا
احترام کرنا جانتا ہوں ایکسکپیٹ آن مائی بیڈ۔! اس لیے اپنا
یہ پوائنٹ آف ویو تو تم بھول جاؤ بے بی کہ میں اپنی شوگر
بے بی کو ان حرکتوں سے تنگ آکر چھوڑ دوں گا یا پھر
تمہیں خود کو چھوڑنے کی وجہ دوں گا۔ یہ تو کبھی بھی
نہیں ہو سکتا مشائم! ہمارا نکاح کبھی ختم نہیں ہو گا۔ وہ
اس کا ہاتھ پکڑ کر شدید پوسیسو انداز میں بول رہا تھا۔

میں تمہیں انڈراسٹینڈ کرتا ہوں یار میچور مرد ہوں میں۔!
جس ماحول میں تم بڑی ہوئی ہو اس ماحول سے تمہیں
میرے ماحول میں خود کو چینج کرنے میں بہت وقت لگے
گا آئی ٹوٹلی گوٹ اٹ یار۔۔ سمجھتا ہوں میں یہ ساری
باتیں!! وہ اس کے ہاتھ کی پشت چومتے ہوئے اس کے وہ
خدشات دور کر رہا تھا جو شاید مشائم کے دل کے کسی
کونے میں چھپے بیٹھے تھے۔

شہریار آپ کو مجھ پر واقعی غصہ نہیں آیا؟ مشائم اس کے لبوں کی تپش سے اپنا ہاتھ تپتا ہوا محسوس کرتی پیچھے کی جانب کھینچتی بولی وہ کھڑی ہوئی تھی جبکہ شہریار خانزادہ اس کے قدموں میں جھکا بیٹھا تھا۔

آیا تھا غصہ کہ تم نے میری بات نہیں مانی اور اپنی من مانی کر کے تم نے میرے ڈرائیور کے ساتھ جانا ضروری نہیں سمجھا مگر اب اس بات کے لئے میں تمہیں سمجھا ہی سکتا ہوں غصہ کروں گا تو تم نے رونے لگ جانا ہے اور تم رو کر مجھے ہی پریشان کرو گی۔ مشائم میں غصے میں بھی کبھی تم پر شاؤٹ نہیں کر سکتا تمہیں اتنا چاہتا ہوں کہ میرا غصہ تمہیں دیکھ کر ہی ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور پینس گرم ہو کر تمہاری وجائے میں پینیٹریٹ ہونے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے کیا کروں میں خود یہ فیلنگز ابھی سمجھ رہا ہوں۔ شہریار خانزادہ جو مشائم کو ڈیپ سی وائس میں اپنی تمام تر کیفیات سے آگاہ کر رہا تھا جب آخر میں اپنی بے باک بات کو سیریس سے لہجے میں کہتا معصوم بن کر مشائم کو دیکھنے لگا۔

آپ کو کیا مسئلہ ہے بار بار اس کا نام کیوں لیتے ہیں
؟۔۔ مشائم جو اس کے لفظوں کی گہرائی پوری شدت سے
اپنے دل میں اترتی محسوس کر رہی تھی جب وہ اس کی
آخری بات سن کر دانت کچکچا کر بولی۔ یار میرے جسم
کا حصہ ہے۔۔ تمہارا پارٹنر ہے صبح شام تمہارا باڈی گارڈ
بنا کھڑا رہتا ہے مجھے تنگ کرتا ہے تو اب تم ہی بتاؤ
میں کیا کروں۔۔ شہریار خانزادہ اسے آنکھ و نک کر کے
بولا تھا۔

آپ نا مجھ سے بات ہی ناں کریں۔۔! مشائم غصے سے
بولتی پھر سے پیچھے ہوئی۔ تمہارا غصہ ابھی سسکیوں
میں بدل دینا ہے میں نے۔۔ شرافت سے آکر میرے سامنے
کھڑی ہو واپس۔!! شہریار خانزادہ کے سخت سے ڈیپ
انداز میں بولنے پر مشائم کی جان پھر سے حلق میں اٹکی
تھی۔ وہ کچھ نارمل ہوئی تھی جب شہریار کی بھاری آواز
اسے پھر سے اندر تک سہما گئی تھی۔

وہ غصہ نہیں کیا کرتا تھا صرف سختی سے بولتا ہی تھا
اور ماشائن اس کی سخت سے ٹون سن کر ہی بھیگی بلی
بن جاتی تھی۔ اسے بہت ڈر سا لگتا تھا شہریار خانزادہ کی

شدید ڈیپ ڈومینیٹنگ سی پرسنیٹٹی سے۔۔ اس کی گہری
کمانڈنگ آواز سے۔۔ اس کے سحر انگیز لہجے سے۔۔ وہ اسے
ایسے خود میں الجھتا تھا جیسے وہ بنی ہی اس میں قید
ہونے کے لئے تھی۔

ہاتھ آگے کرو اپنا۔! وہ اسے بُت بنے کھڑے دیکھ کر
بھاری سے تحکم بھرے لہجے میں بولا تھا۔ مشائم کسی
روبوٹ کی طرح اپنا نازک سا خوبصورت ہاتھ اس کے
آگے کر گئی شہریار خانزادہ اس کی رنگ فنگر میں
ڈائمنڈ کی رنگ پہناتا اس کے ہاتھ کی پشت پر نرمی سے
چوم گیا۔ آئی ریئلی لو یو مائی بے بی گرل!! وہ اس کی
ہیزل آنکھوں میں دیکھتے بولا۔

بٹ آئی ڈونٹ!! مشائم اپنی ہیزل آنکھیں رول کر کے بولتی
اپنا ہاتھ پھر سے پیچھے کرتی مڑی تھی اور اپنے سے
کچھ قدموں کے فاصلے پر موجود بند کمرے کا دروازہ
کھول کر ایک نظر اپنی طرف شرارت سے مسکرا کر
دیکھتے شہریار خانزادہ کو دیکھتی ابھی روم کے اندر قدم
رکھتی جب اندر کا منظر دیکھ کر الٹے قدم باہر نکلی۔
اس کے معصوم سے چہرے کی ہوائیاں بری طرح ہی اڑ
گئی تھی۔

نشش۔شہریار۔یہ۔یہ۔سب۔یہ۔روم۔کیوں

آپ نے۔۔۔۔۔ بے بی پہلے یہ بتاؤ لگ کیسا رہا ہے؟ مشائم
جو شدید گھبرائے ہوئے لرزتے لہجے میں ایک نظر پھر
سے اس روم پر ڈالتی اپنی طرف بڑھتے ہوئے شہریار
خانزادہ سے مخاطب ہوئی تھی جب وہ اسے پیچھے کی
جانب سے ہی اپنے حصار میں لیتا اس کے پیٹ پر اپنے
دونوں ہاتھ باندھتا مشائم کے رائٹ سائڈ والے شولڈر پر
اپنی ٹھوڑی ٹکا کر سرگوشی میں پوچھنے لگا۔

اچھا۔۔ اچھا لگ رہا ہے مگر۔۔۔۔۔ مگر کیا میری جان؟ وہ مشائم کی گھبرائی سی حالت دیکھ کر محظوظ ہو رہا تھا اس لئے اپنا ہاتھ اسکے پیٹ پر نا محسوس سے انداز میں پھیرتے اس کے جسم میں کرنٹ دوڑانے کا سبب بنے لگا۔

یہ۔۔۔روم۔۔۔تو۔۔۔ویڈنگ نائٹ کی طرح ڈیکوریٹ۔۔۔نہیں نہیں
بلکہ آپ نے تو روزز کی بارش ہی کی ہوئی ہے اس
میں۔۔۔!! مشائم اپنے پیٹ پر رینگتے اس کے ہاتھوں پر
زور سے نیلز مارتی شہریار خانزادہ کو خود سے
دھکیلتی سیریس سے غصیلے لہجے میں بولی۔ اس نے

اپنے خوف کو بہت مہارت سے دبا لیا تھا۔ وہ پھر سے روم
کی جانب دیکھنے لگی تھی۔

روم کا فرش گلاب کی پتیوں میں جیسے نہایا ہوا تھا جبکہ
روم کی چھت سرخ غباروں سے چھپی ہوئی تھی۔ بڑی
سی گلاس ونڈو کے آگے بڑے بڑے سرخ گلابوں کے
گلدستے تھے کمرے کے وسط میں بیڈ تھا جس پر وائٹ
کلر کی بیڈ شیٹ بچھی ہوئی تھی۔ بیڈ کے اوپر سینٹر میں
بہت سارے گفٹس بھی رکھے ہوئے تھے۔ روم میں ہلکی
سی فیری لائٹس کی روشنی تھی۔ کمرے کا منظر خاصا
خواب ناک سا تھا۔



مشائم اس طرح کاسرپرائز ایکسپیکٹ نہیں کر رہی تھی
جو اس کا حلق ہی خشک کر دے گا۔ مجھے حویلی جانا
ہے شہریار ابھی اور اسی وقت!! وہ اپنے سینے پر ہاتھ
باندھے دو ٹوک انداز میں بولی تھی۔ شہریار خائزادہ نے
اسکی بات کاجواب دینے کی بجائے اسے اوپر سے نیچے
ایک پھر پور نگاہ سے دیکھا تھا۔

تمہارے ہسبنڈ کی اتنی محبت سے یہ سب کیا ہے اور تم ہو
کہ ایک مزے دار سا جنوبی لپ لاک کرنے کی بجائے
طوطے کی طرح حویلی جانے کی رٹ لگا کر بیٹھی ہوئی
ہو!! میں تمہیں ٹائم دے رہا تھا میری جان مگر اب مجھے
لگ رہا ہے تمہاری ٹوننگ ابھی سے ہی اسٹارٹ کر دینی
چاہیے۔ سمجھ رہا ہوں میں تم کیا مانگ رہی ہو دیتا ہوں
تمہیں ابھی آؤ ناں ذرا یہاں میرے پاس۔۔۔ جتنا پیار سے ڈیل
کرنا چاہ رہا ہوں تم خود سے بار بار دور دھکیل کر
مجھے مشتعل کر رہی ہو غصے میں آکر زیادہ زور سے
کاٹ لیا تو ناراض ہوتی پھرو گی پھر! شہریار خائزادہ اپنی
گہری آواز میں بولتا مشائم کی جانب قدم بڑھاتا اس کے
گلابی گالوں کو اسکویز کرتا اس کی آنکھوں میں
جھانکنے لگا تھا۔



مشائم اس کی بات کا مطلب سمجھتی سہمی سی نظروں
سے اسے دیکھ رہی تھی۔ جو گہری تشنہ سی نگاہوں سے
اس کے گلابی لبوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی بھوری
آنکھوں میں سرخ ڈورے نمودار ہوئے تھے۔ وہ اس لبوں
پر قابض ہونا چاہتا تھا۔

ڈیم تم مجھے پاگل کر رہی ہو مشائم! وہ اس کی ہیزل
آنکھوں میں خود کو ڈوبتا ہوا محسوس کرتا اپنے حلق میں
اگتے پیاس کے کانٹوں سے بے چین ہوتا مشائم کی ٹھوڑی
پکڑ کر بہت نرمی سے پکڑتا اس کے اپنی شدت سے
کندھاری ہوتے ہونٹوں کو اپنے تشنگی سے بھرے لبوں
سے ملا گیا تھا۔ وہ بے حد جنون لئے بے قرار ہو کر اس
کا لمس خود میں اتار رہا تھا



وہ اس کے لبوں کو نرمی سے چومتے چومتے خود پر
جنون حاوی ہوتے محسوس کرتا اس کے نچلے لب کو
دانتوں سے پکڑ کر کھینچتا اب ذرا زور سے چوسنے لگا
تھا۔ اس کا نرم لمس سختی میں بدل رہا تھا۔

وہ اب مشائم کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر کھینچتا اس
کے جبڑے کو زور سے بھینچ کر اس کا منہ کھولتا اپنی
زبان پوری طرح اس کے منہ میں داخل کرتا اس کی زبان
سے اپنی زبان لڑاتے ہوئے چوم کر چوسنے لگا تھا۔



مشائم اپنی ہیزل آنکھیں میچے شہریار خانزادہ کے کوٹ
کو اپنی مٹھیوں میں جکڑے اپنے زبان اور لبوں پر اس
کے لبوں کی سکنگ اور دانتوں کا کھینچاؤ سہن کر رہی
تھی۔ وہ اس کی سانسیں پھر سے گہری کرنے کا باعث بن
رہا تھا۔

باقی کا پروسیس اب ہم روم میں چل کر کنٹینیو کرتے
ہیں۔ وہ اسے اپنے کندھے پر شفٹ کرتا اس کے پیس پر
ہلکا سا سلیپ کرتا لمبے لمبے قدم اٹھا کر روم کے اندر
داخل ہو گیا تھا۔

شہریار نیچے اتاریں مجھے آج اگر آپ نے میرے ساتھ
کوئی بھی بدتمیزی کی تو یاد رکھنا میں آپ کا منہ نوچ لوں
گی۔ مشائم اس کی کمر پر مکوں کی برسات کرتی اس کی
گردن پر اپنے نیلز مارتی ہوئی غرائی تھی۔

تم آج منہ تو نہیں ہاں مگر میری کمر ضرور داغدار کرو
گی وہ بھی اس وقت جب میں یہاں سے یہاں سفر کروں گا۔
شہریار خانزادہ اسے بیڈ پر لٹاتا اسکے ماتھے پر چوم گیا
آپ اچھا نہیں کر رہے! میری مرضی تو امپورٹس دینا
چاہیے آپکو شہریار!! مشائم اس دن والا منظر یاد کر کے
تھوک نگلتی ہوئی بولی۔

جان سب کچھ تمہاری مرضی سے ہی کروں گا۔ وہ روم
کی لائٹ مزید ڈم کرتا مشائم کے اوپر حاوی ہوا تھا۔

آپ رخصتی سے پہلے ہی اپنا حق مجھ سے لینے لگے
ہیں؟۔۔ مشائم شہریار خانزادہ کو کوٹ کے بٹن کھولتے
دیکھتی مدھم سے لہجے میں بولی تھی۔ تم تو خود پر میرا
کوئی حق نہیں مانتی نا؟؟

وہ اپنے کوٹ کو اتار کر سینٹرل ٹیبل پر اچھالتا مشائم کو بھیگی بلی بنے لرزتے دیکھتا گہری سی آواز میں بولتا اپنی شرٹ کے بھی بٹن کھولنے لگا تھا۔ مانتی ہوں ناں حق۔ بابا سے وعدہ کیا ہے آپ سے کبھی الگ نہیں ہوں گی۔

وہ پیچھے کی جانب نامحسوس انداز میں کھسکتی ہوئی بولی تھی۔ کمرے میں پھیلی گلابوں کی تیز مہک ان دونوں کے حواس معطل کرتی انہیں بہکانے لگی تھی۔ مشائم خود کو عجیب سی کیفیت میں محسوس کر رہی تھی۔ شہریار کیا آپ میرے ساتھ زبردستی کرنے لگے ہیں؟۔۔ مشائم اسے بے باکی سے اپنی طرف دیکھنے پر جلدی سے آنکھیں میچ کر بولی تھی۔

شوہر صرف پیار کیا کرتے ہیں زبردستی نہیں میری جان۔!! میں اس دن غصے میں تھا اس لئے تمہارے نیپلز پر کاٹ لیا تھا آج پکا وعدہ کرتا ہوں صرف سک کروں گا ہلکا سا دانتوں سے کھینچوں گا اور بہت دیر تک چوم کر اس دن والے اپنے دئیے درد کا مداوا بھی کروں گا۔ شہریار خاندان اس کے کانپتے ہوئے سہم کر بولنے پر

اپنی مخمور آواز کو نارمل کرتے بولا تھا۔

وہ اس کے ساتھ زبردستی کرنے والا ہے مشائم اس بات کو سوچ کر ہی ڈر رہی تھی۔ اس کے دماغ میں عجیب عجیب سے خیالات آرہے تھے۔ تم مجھ سے ڈرنا بند کرو یار اپنی حدود کر اس نہیں کروں گا۔ شہریار خانزادہ اس کے گال پر اپنا انگوٹھا سہلاتے ریلیکس کرنے لگا تھا۔

وہ مشائم کو خود کو صرف محسوس کروانا چاہتا تھا۔ ان لمحات سے خود کو اور مشائم کو متعارف کروانا چاہتا تھا جن کی لذت سے وہ دونوں ہی ابھی تک ناواقف تھے۔

آپ میرے پاس مت آئیں پلیز۔!! مشائم بیڈ پر سمٹ کر بیٹھتی ہوئی بولی تھی۔ آنے دو ناں بے بی مجھے اپنے پاس۔!! آئی پرومیس صرف فیل کریں گے ایک دوسرے کو۔۔۔ کچھ پرومیسز کر لیں گے۔۔۔ میں پینس اندر نہیں ڈالوں گا یار تم ڈرنا تو بند کرو ناں۔ وہ اس کے پاس جگہ بنا کر بیٹھتا اس کے گھبرائے سے چہرے سہمی ہیزل آنکھوں سے خود کو بے قابو ہوتے محسوس کر رہا تھا۔

نہیں شہریار پلیس فیل نہیں کرنا مجھے کچھ بھی۔!! پلیر
حویلی چلتے ہیں ناں اس روم میں مجھے عجیب سی
فیلنگز آرہی ہیں یہاں اتنی انٹینس سیچوئیشن میں بھی مائنڈ
بہت پیس محسوس کر رہا ہے مگر آپکی باتیں مجھے ڈرا
رہی ہیں۔ مشائم اپنی سہمی انجانی سی کیفیت شہریار کو
بتاتی بیڈ سے اٹھتی جب وہ اسے کمر سے پکڑ کر اپنے
اوپر بٹھا گیا۔

مشائم نے گھبرائی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔ میں نے کہا
ہم دونوں آج رات یہی گزاریں گے تمہیں میری بات سمجھ
نہیں آرہی؟۔ وہ مشائم کی اپر تھائیز کو زور سے بھینچ کر
کمانڈنگ سی وائس میں بولا۔ اس کے لہجے میں سختی
سی تھی۔

آپ بہت برے ہیں!! وہ بھیگی آنکھوں سے بولی تھی۔ اسے
اپنی وجائے پر شہریار خانزادہ کی پینٹ سے اب سہمی
طرح ہلکے سی ابھری ہوئی پینس کی اریکشن فیل ہو رہی
تھی۔ ابھی تمہارا پانی نکالوں گا ناں پھر میں تمہیں اچھا
لگنے لگوں گا۔ وہ مشائم کو پیس سے ہولڈ کر کے خود پر
ٹھیک سے ایڈجسٹ کر گیا تھا۔

مجھے کچھ چبھ رہا ہے ایسے ٹانگیں درد کر رہی ہیں آپ
نے اتنی اوپن کر دی ہے میری لیگز!! مشائم اپنے گٹھنوں
کو بیڈ کے میٹرس پر پریس کرتی اپنی لوئر بوڈی اوپر
اٹھاتی ہوئی شہریار خانزادہ کے اوپر سے اٹھتی جب وہ
اس کی بلیک پینٹ کی زپ کھول کر ایک جست میں ہی
رانوں تک کر گیا تھا۔

آہ۔۔۔ یہ کیا کر۔۔۔۔۔ کرنا ابھی شروع کروں گا اور اگر تم
چاہتی ہو کہ میں سختی سے پیش ناں آؤں تو مجھے اب
بالکل بھی ڈسٹرب ناں کرنا۔ شہریار خانزادہ مشائم کی
وائٹ شرٹ کے بٹن اوپن کر کے ایک ہی لمحے میں اس
کے جسم سے جدا کر گیا تھا۔

مشائم سرخ انگارہ ہو گئی تھی۔ روم کی لائٹس بالکل ڈم
تھی ورنہ مشائم کا تو سانس ہی رک جانا تھا۔ مشائم کی
گردن اور شولڈرز پر شہریار خانزادہ اپنی لو ہائٹس کے
مانند پڑھتے نشان دیکھتا اس کے ہپ کو زور سے بھینچ
کر اسے مزید اپنے قریب کرتا اس کے ہونٹوں پر قابض ہو
گیا تھا۔ وہ مشائم کے ہپ کو بھینچے ہوئے اسے گھونٹ

گھونٹ کر کے پینے لگا تھا۔



مشائم اس کی شرٹ کو کالر سے پکڑ کر کھینچتی اپنی
رکتی ہوئی سانسوں سے تڑپنے لگی تھی۔ شہریار خانزادہ
اس کے ہپ کو مزید سختی سے اسکویز کر کے زور دار
سلیپ کرتا اپنی شرٹ بھی ریموو کر کے اس کے بالوں کو
کھینچ کر بیک سے ہولڈ کرتا اس کی گردن پر جھک گیا
تھا۔



وہ اپنی آنکھیں موندھے اس کی گردن کی اسکن کو ہونٹوں میں بھر کر سک کرتا اس کی کمر اور پیس پر اپنا دائیاں ہاتھ سہلانے لگا تھا۔ مشائم شہریار خانزادہ کو اس کے شولڈرز سے ہولڈ کرتی کانپنے لگی تھی۔ وہ اپنے نیلز اس کے شولڈرز میں گاڑھنے لگی تھی۔

شہریار خانزادہ اپنی جان دار ڈومینیٹنگ پرسنیلٹی سے اس کی ہوائیاں اڑا چکا تھا۔ مشائم کی زبان جب چلنا شروع ہوتی تھی تو روکنے کا نام ہی نہیں لیتی تھی مگر وہ ان لمحات میں شہریار خانزادہ کے آگے خود کو بہت بے بس محسوس کر رہی تھی۔ وہ آج نرمی سے پیش آ رہا تھا۔ مگر

اس کی نرمی لمحوں میں ایگریشن میں بدلتی تھی۔ جب جنون اس پر سوار ہوتا تھا اسے شدید بہکا دیتا تھا تو وہ اس کو سیلپ کرتا اپنے دانتوں کا استعمال کرنے لگتا۔

اپنی ڈریسنگ پر کب فوکس کرنا شروع کرو گی؟ وہ اسے بیڈ پر لٹاتا اپنی پینٹ کو ان زپ کر کے ریموو کرتے بولا تھا۔ کک۔ کیسی۔ ڈریسنگ پسند ہے آپ کو؟؟ مشائم مدہم سی کانپتی آواز میں استفسار کرنے لگی۔ تم ہمارے روم میں جیسی ڈریسنگ چاہتی ہو کر سکتی ہو مگر سب کے سامنے ایسے کپڑے پہنا کرو جس سے تمہاری یہ خوبصورت باڈی جو مجھے بہت سیکسی لگتی ہے نظر نا آئے کسی دوسرے کو!! جیسا تم نے آج اوٹ فٹ پہنا تھا وہ میں اب تمہیں پہنتے ناں دیکھوں۔ ٹھیک ہے؟؟ سمجھ آرہی ہے نا میری بات کی۔؟؟ شہریار خانزادہ اس کے ماتھے پر چومتا مشائم کی پینٹ بھی ریموو کر کے اس کی سیڈول دودھیا ٹانگوں سے کھینچ کر اتارتا اپنے کپڑوں کے اوپر پھینک گیا۔

گرمی لگ رہی ہے تو اے سی چلا دوں؟ وہ مشائم کو پسینے میں بھیگے دیکھ کر استفسار کرنے لگا۔ کمفرٹر

چاہیے پلیز!! مشائم اس میں چھپتی ہوئی بولی تھی۔ جب یہ دونوں بھی اتار دونگا تب کمفرٹر ملے گا۔ وہ اس کی برا اور پیٹنی کی جانب اشارہ کرتا مشائم کے بوبز کو بھیج کر ان پر جھکا تھا۔

وہ اس کی بلیک کلر کی برا کو کھولے بغیر ہی اس کے بوبز کو باہر کی جانب نکالتا انہیں پکڑ کر اپنی زبان پھیرتا ہوا اس کے نیپلز پر جھک گیا تھا۔ وہ اس کے نیپلز کو اپنے منہ میں لے کر آہستہ سے زبان سے ٹیز کر کے چومتا ہوا چوسنے لگا تھا۔ آہہ۔۔۔آہ۔۔۔مشائم کے ہونٹوں سے مدہم آہیں نکلی تھی۔

شہریار خانزادہ اپنے دونوں ہاتھوں میں اس کے بوبز پکڑ کر اسکویز کرتا ان کے پنکش براؤن نیپلز کو اب شدت سے چوم کر کھینچتے ہوئے چوس رہا تھا۔ آہہ۔۔۔امم۔۔۔مشائم کے لبوں سے بلند میٹھی سسکیاں نکلنا شروع ہوئی تھی۔

شہریار خانزادہ اس کے رائٹ سائڈ والے بوب پر اپنی زبان کی نوک پھیر کر اس کے نیپل کو ہلکا سا اپنے دانتوں

میں لے کر کھینچتا اب زرا زور سے سک کرنے لگا تھا۔
مشائم کے ہاتھ بے ساختہ شہریار خانزادہ کے بالوں میں
الجھے تھے۔

وہ مشائم کے لیفٹ سائڈ والے بوب کو اپنی مٹھی میں بھر
کر ہلکی سی گرفت میں لے کر اپنی فنگر اور انگوٹھے
کی مدد سے اس کے نیل کو کھینچتا مزید زور سے سک
کرنے لگا تھا۔ آہہ۔۔۔ شہریار۔۔۔ آرام۔۔۔ سے۔۔۔!! مشائم اس کے
بالوں کو کھینچتی اپنے جسم میں عجیب سی لذت محسوس
کرتی اپنی بدلتی ٹون کو خود بھی محسوس نہیں کر پائی
تھی۔

شہریار خانزادہ اس کو بھی اپنے ساتھ بہکانے لگا تھا۔
مشائم بہکی ہوئی اپنی کمر بے ساختہ اوپر کی جانب
اٹھانے لگی تھی۔ اس کی کمر کو اوپر اٹھتے دیکھ کر
شہریار خانزادہ مزید شدت سے اس کے نیلز کو منہ میں
بھر بھر کر سک کر کے کھینچتا اب اپنی زبان استعمال
کرتے ہوئے اسے لک کرنے لگا تھا۔ وہ مشائم کے دونوں
نیلز کو مسلتا اس کے پیٹ پر جھک کر اب اس کے پیٹ
کی اسکن کو منہ میں لے کر سک کرنے لگا تھا۔

آہ۔۔۔امم۔۔۔سسکیوں کا سلسلہ مدہوش آہوں میں بدلنے لگا
تھا۔



وہ اس کے پیٹ پر لو ہائٹ بناتا اس کے نیول ایریا پر اپنی
زبان رول کر کے لک کرنے لگا تھا۔ آہ۔۔۔امم۔۔۔مشائم
مچانے لگی تھی۔ اس کے جسم سے بھی ہیٹ نکلنا شروع
ہو گئی تھی۔

شہریار خانزادہ کو اپنا بھی کنٹرول لوز ہوتا محسوس ہو
رہا تھا۔ وہ مشائم کو سسکیاں بھرتے دیکھتا اسے رانوں
سے پکڑ کر رف سے انداز میں کھینچتا اس کی ٹانگوں کو
کھول کر بیڈ سے نیچے اترتا اسے گھسیٹ کر کونے پر
کرتا ہوا اس کی پینٹی کے اوپر سے ہی مشائم کے لوور
بیلی پارٹ کو کس کرتا اس کی ران کے گوشت کو منہ

میں لے کر زور سے سک کرتا مشائم کے ہوش ٹھکانے لگا گیا۔ مشائم بے ساختہ اپنے ایک ہاتھ سے اپنے بالوں کو خود کھینچتی اپنا دوسرا ہاتھ شہریار خانزادہ کے بیئرڈ زدہ گال پر رکھتی اس کی چبھن سے تڑپنے لگی تھی۔

شہریار خانزادہ اپنی بیئرڈ کو اس کو رانوں میں مسلتا ابھی مشائم کی پینٹی ریموو کرتا جب وہ اس کا ہاتھ پکڑ گئی۔ پلیز ڈونٹ ریموو اٹ شہریار آئی ایم ناٹ ریڈی فار اٹ ناؤ پلیز۔۔۔شہریار۔۔۔پلیز۔۔۔!! وہ شرم سے گلال دہکتے عارض کپکپاتے ہوئے جسم سے کمزور سی مزاحمت کرتی بہت مان سے بولی تھی۔

اچھا میری شرٹ پہن لو تاکہ اسے ریموو کر سکوں!! شہریار خانزادہ مشائم کو اٹھا کر بیٹھاتا اسے اپنی فلور پر گری وائٹ شرٹ پہنا گیا تھا۔ اس کی بڑی سی اوور سائز وائٹ شرٹ پہن کر مشائم بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ وہ اپر تھائیز تک آرہی تھی۔ جس سے وہ تقریباً چھپ گئی تھی۔

مجھے نیند آرہی ہے۔ سونا ہے مجھے!! مشائم شہریار

خانزادہ کو صرف انڈر ویر پہنے دیکھ کر اپنی نظریں
چراتی بہت ہلکی سی آواز میں بولی۔ سلاتا ہوں تمہیں میں
ابھی۔!! شہریار خانزادہ مشائم کے بیٹھے بیٹھے ہی اس
کی پیٹٹی ریموو کرتا اس کی وجائنه کو چھوتا ہوا فوراً
اسے گردن سے جکڑ گیا تھا۔

پوری گیلی ہوئی پڑی ہو پانی نکلا ہوا ہے تمہارا اور اب
تمہیں سونا یاد آرہا ہے آج تمہیں سلاؤں گا میں اچھی
طرح!! شہریار خانزادہ اس کی گیلی ہوتی پُسی پر اپنا ہاتھ
پھیر کر اُس کی کلٹ کو سہلاتا ہوا اس کے ہونٹوں کو سک
کرنے لگا تھا۔

مشائم مچلتی ہوئی اس کی بیوی تھائیز پر ہاتھ رکھ کر
اپنے نیلز گاڑنے لگی تھی۔ شہریار خانزادہ اس کی غیر
ہوتی حالت دیکھ کر تیزی سے اس کی پسی کو سہلاتا
اسے مزید بھگو رہا تھا۔

آہ۔۔۔پلیز۔۔۔سلولی۔۔۔! مشائم کے ہونٹوں سے آہیں نکلنے لگی
تھی۔ وہ اس کے ہاتھ کی تیز حرکت سے بری طرح مچانے
لگی تھی۔ شہریار خانزادہ اسے تڑپتا دیکھ مزید تیزی سے

اس کی وجائے پر فاسٹ رنگ کرنے لگا تھا۔ وہ اپنی میڈل
فنگر مشائم کی ٹائٹ سی و جائنل اوپینگ پر رکھ کر ابھی
فرسٹ اینکل تک تھوڑی سی انسرت ہی کر کے اس کا لال
بھبھوکا چہرے کی جانب دیکھا تھا جب مشائم کی چیخیں
بلند ہوئی تھی۔

پلیز۔ پلیز اندر۔۔۔ اندر نہیں۔ نہیں کریں۔۔۔ شہریار بہت پین ہونے لگی ہے۔ وہ اپنی فنگر فوراً ہی اس کی اوپننگ سے ہٹا گیا۔ سوری بے بی اب نہیں کرتا!! وہ مشائم کی وجائنه پر کلٹ کے اوپر اپنی دو فنگرز رکھ کر پہلے سے کہی زیادہ زور سے رب کرنے لگا تھا۔ آہ۔۔۔ آہ۔۔۔۔۔ مشائم پیچھے کی جانب اپنی گردن پھینکتی مچلنے لگی تھی۔

تم میری ہو مشائم۔۔۔ بہت چاہتا ہوں تمہیں۔۔۔ بہت محبت کرتا ہوں تم سے۔۔۔ شوگر بے بی۔۔۔!! شہریار خانزادہ اسے گردن سے دبوچے رہنگ کرتے ہوئے جنونیت سے بولا تھا۔ آئی لو یو۔۔۔! وہ مشائم کو بے چین ہو کر سسکتے ہوئے اپنے سینے میں گھستے دیکھتا بھاری لہجے جان لیوہ لہجے میں بولا تھا۔

آہہ۔۔۔امم۔۔۔مشائم سرور کے آخری لمحوں میں پہنچ کر
شہریار خانزادہ کی پھولی چیسٹ پر دانت گاڑھتی اس کے
ہاتھ کی حرکت کو روکنے کے لئے پکڑنے لگی تھی۔
شہریار خانزادہ اس کے بریسٹ کی اسکن کو چومتا اس
کے نپل کو سک کر کے اس کی کلٹ پر زور دار ربنگ
کر کے اسے ریلیز کر گیا تھا۔مشائم پر سکون ہو کر گہری
سانسیں بھرتی اپنے دہکتے گالوں پر ہاتھ رکھ کر شہریار
خانزادہ میں ہی چھپ گئی تھی۔ وہ شرم سے ڈھیلا پڑھتا
اپنا پورا جسم ہی شہریار خانزادہ کو سونپ گئی تھی۔

لگتا ہے اچھی پرفارمینس دی ہے میری فنگرز نے۔۔!!
شہریار خانزادہ اسے خود میں بھینچے ڈیپ وائس میں بولا
تھا۔ اس کے بے باکی سے کہنے پر مشائم پوری کی پوری
اپنا منہ اس کے سینے میں چھپائے اس میں مزید گھس
رہی تھی۔

لیٹو ادھر اب میری باری ہے تمہیں مزے کروا چکا ہوں
بے بی گرل تم نے پورے پورے مزے لے لئے ہیں اب اپنے
پارٹنر پر بھی رحم کھاؤ کھڑا ہو کر مجھے پاگل بنا رہا
ہے۔ شہریار خانزادہ اسے بیڈ پر لیٹا کر اپنی وائٹ انڈر ویر

ریموو کرتا مشائم کے اوپر آتا اس کی بھیگی کوئی سوفٹ سی پسی پر اپنا ایریکٹڈ پینس سہلا کر مشائم کو سر تا پاؤں سرخ کر گیا تھا۔

مشائم کو اس کی اتنی ہارڈنیس سانس روکنے پر مجبور کر رہی تھی۔ وہ خوفزدہ ہوتی شہریار خانزادہ کو کمر سے تھام گئی۔ یہ تمہارے اندر جانے کے لئے مچل رہا ہے مگر تم ابھی اس کو خود میں لے کر برداشت نہیں کر سکو گی میری جان۔ کب اٹھارہ سال کو ہو گی تم اور میں تمہارے ساتھ ایگریسیولی سیکس کر کے تمہیں رفلی فک کر سکوں گا۔!!! وہ اس کی رانوں کے بیچ میں اپنے بے حد سخت ایریکٹڈ پینس کو دھنستا مشائم کے ماتھے کو چومتے ہوئے حسرت سے بولتا خود کو تیزی سے موو کرنے لگا تھا۔

مشائم نے اپنی آنکھیں میچ لی تھی۔ وہ اس کی باتیں سن کر مرنے کے قریب ہو گئی تھی۔ شہریار خانزادہ اس کی نرم رانوں کو جوڑے شدید تیز جھٹکوں سے خود کو موو کرتا مشائم کے بریسٹ کو مسلتے ہوئے خود بھی پُر سکون ہوتا اس کے اوپر ہی ڈھے گیا تھا۔ اس کا تنفس بھی پھول گیا

تھا جو وہ مشائم کی گردن میں بکھر رہا تھا۔

آئی لو یو میری چھوٹی سی نازک شوگر بے بی۔۔۔!! وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اس کی گردن پر چھوٹی چھوٹی کسز کرنے لگا۔ وہ مشائم کے شولڈرز اور ہاتھوں کی پشت بھی چوم رہا تھا۔ شہریار خانزادہ اس کی آنکھوں میں جھانک کر اسے محبت سے دیکھنے لگا تھا۔ مشائم اپنی آنکھوں میں شہریار خانزادہ کے محبت سے مسکرا کر دیکھنے پر فوراً سے اپنی آنکھیں بند کر گئی۔

ہٹیں ناں میرے اوپر سے شہریار۔۔!! وہ نروٹھے پن سے بولی۔ پیار آرہا ہے تم پر وہ سکون محسوس کر رہا ہوں جو آج سے پہلے کبھی نہیں کیا۔ شہریار خانزادہ اس کے ماتھے کو عقیدت سے چومتے بولا تھا۔

یہ کیا ہے۔۔۔آپ نے مجھے گندا کر دیا ہے۔۔پوری گیلی ہو گئی ٹانگیں میری۔۔پلیز صاف کریں ناں اسے۔۔مجھے واشروم جانا ہے۔ اب تو ہٹ جائیں میرے اوپر سے تھک گئی ہوں سچی والا!! مشائم اس کا پورا وزن اپنے اوپر محسوس کرتی گھٹی گھٹی سی نخریلی آواز میں بولی تھی۔

کرتا ہوں صاف یار سانس تو لینے دو۔ آپ کو پیار کر رہا ہوں میری چھوٹی سی بے بی بلکہ آجاؤ شاور ہی لے لیتے ہیں۔ شہریار خاندانہ کو مشائم کی نخریلی آواز اسکا نروٹھا پن مسرور کر رہا تھا۔ وہ اپنی مسکراتی ہوئی بھوری آنکھوں میں محبت کا جہاں لئے شریر سے انداز میں بولا تھا۔ وہ اس کے اوپر سے ہٹ کر ٹشو باکس سے بہت سارے ٹشوز نکال رہا تھا۔

جی نہیں زیادہ فری مت ہوں میں اب کنفرم والی ناراض ہوں آپ سے۔!! اور اس بار بالکل بھی ماننے والی نہیں ہوں۔ وہ جیسے ہی مشائم کو کلین کر کے ابھی خود کو بھی کلین کرنے کے لئے اپنی طرف متوجہ ہوا ہی تھا جب مشائم آزادی ملتے ہی اپنے لفظوں پر زور دیتی تیزی سے بیڈ سے اٹھتی واشروم کی جانب بھاگی تھی۔ اسے فلحال کوئی جگہ چاہیے تھی چھپنے کے لیے وہ کچھ دیر شرم کی وجہ سے شہریار خاندانہ کا سامنا نہیں کر سکتی تھی۔

تم باہر نکلو شوگر بے بی اچھی طرح مناتا ہوں تمہیں میں۔!! وہ گہری آواز میں بولتا ایک نظر روم میں بکھرے

اپنے اور مشائم کے کپڑوں پر ڈالتا گہرا مسکراتا ہوا
ڈریس اپ ہونے کے لئے ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گیا۔

وہ سیاہ رنگ کی اوور سائز بٹنوں والی شرٹ میں ملبوس
کروٹ لیے لیٹی ہوئی تھی۔ اس نے فریش شاور لیا تھا جس
کی وجہ سے اس کے سنہری بال ابھی تک ہلکے سے نم
زدہ تھے۔

وہ اپنے بائیں ہاتھ کی رنگ فنگر میں موجود چمکتی ہوئی
بیرے کی اس انگوٹھی کو دیکھ رہی تھی جو شہریار
خانزادہ نے بہت چاہت اور مان سے اس کی مخروطی
انگلی میں پہنائی تھی۔ اسے اپنا ہاتھ پتہ نہیں کیوں اب
مکمل سا لگ رہا تھا۔ انگوٹھی بالکل اس کی انگلی کے
سائز کی تھی نا بڑی نا چھوٹی بالکل پرفیکٹ سائز کی
تھی۔

کیا وہ اس کے وجود کے ایک ایک حصے کو اتنی گہرائی
سے آنکھوں ہی آنکھوں میں مایا کرتا تھا؟ مشائم بے ساختہ
سوچنے لگی۔ اس کے دل میں پتہ نہیں کیوں ایک عجیب
سا درد اترنے لگا تھا جو سچ وہ جانتی تھی وہ شہریار

خانزادہ کو بتانا چاہتی تھی۔

وہ اس سے اپنی محبت کا اظہار کر چکا تھا اور مشائم اس اظہار سے اپنے دل کے ہاتھوں یہ دباؤ محسوس کر رہی تھی کہ اسے شہریار خانزادہ کو سچائی سے آگاہ کرنا چاہیے جو بات وہ جانتی ہے وہ بات شہریار نہیں جانتا اور ایک بیوی ہونے کی حیثیت سے اس کے لئے اپنے شوہر سے کچھ بھی چھپانا بالکل جائز نہیں تھا۔

شہریار خانزادہ نے اسے بہت صاف لفظوں میں بتا دیا تھا کہ کوئی بھی بات ان دونوں کے بیچ حائل ہو کر ان کی علیدگی کا سبب نہیں بن سکتی وہ مشائم خان کو کبھی اس نکاح کے رشتے سے آزاد نہیں کرے گا چاہے مشائم خود ہی علیدگی کیوں ناں چاہے۔

مشائم کو یہ بات واضح ہو چکی تھی کہ یہ نکاح کا بندھن بہت پختہ بہت مضبوط ہے اس سے اب مزید نظریں نہیں چرائی جا سکتی اسے اب دل سے قبول کر لینے میں ہی بہتری ہے کیونکہ اسکے پاس کوئی دوسرا آپشن نہیں یہ رشتہ اس کے بابا کی خواہش تھی اور وہ اپنی ضد کے

آگے اپنے بابا جان کی خواہش کو روح کی گہریوں تک
قبول کر چکی تھی۔

جو کچھ بھی آج شہریار خانزادہ نے اس سے کہا مشائم ان
الفاظ کے جال میں قید ہو چکی تھی۔ مگر اسکی ناپسندیدگی
شہریار خانزادہ کے لیے ابھی تک قائم تھی دماغ ضد کے
الجھے ہوئے جالوں میں جکڑا ہوا تھا جبکہ اس کا دل پتہ
نہیں کیوں اپنائیت کے گہرے دلدل میں دھنستا ہی جا رہا
تھا۔

کیا یہ نکاح کے بندھن کی وہ کڑیاں تھی جو اس کی روح
کو قیدی بنانے پر تلی ہوئی تھی۔ جو کچھ بھی شہریار
خانزادہ نے آج کی رات اس کے ساتھ کیا اسے طیش کیوں
نہیں آیا وہ کیوں پرسکون ہوئی؟ جو کچھ اس نے اس دن
غصے میں کیا تھا اور جو کچھ آج کیا وہ اس سے صرف
ناراض ہی کیوں ہوئی کیوں اس نے شہریار کو خود سے
دور نہیں دھکیلا اپنی مرضی کے خلاف جانے پر ایک
تھپڑ نہیں مارا یہاں تک کہ کوئی ایک چھوٹی سی
مزاحمت بھی نہیں کی۔ کیا یہ سب اس جائز رشتے کا ہی
سحر تھا؟ جس میں وہ گردن تک جکڑی جا چکی تھی؟

ہاں یہ اس جائز پاک رشتے کا جادو تھا جو اس پر چل چکا
تھا مگر ابھی وہ نادان تھی اسے وقت لگنا تھا اس پاک
رشتے کی نزاکت کو سمجھنے کے لئے وہ ابھی کم عمر
تھی اسے تو ابھی بہت سی منزلوں سے گزرنا تھا۔ مشائم
آج اپنے وجود کو عجیب و غریب کیفیت میں ڈوبا ہوا
محسوس کر رہی تھی جو اس نے پہلے کبھی بھی محسوس
ہی نہیں کی تھی۔

اسے اپنے وجود سے شہریار خانزادہ کی خوشبو اٹھتی
ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ ان دونوں کے بیچ پردے تو
گرے تھے مگر حدود پار نہیں ہوئی تھی۔ وہ چاہتا تو آج
ہی اس کی مکمل مدہوشی کا فائدہ اٹھا کر اپنا حق لے سکتا
تھا مگر وہ اس کا انتظار کر رہا تھا وہ اس کا منتظر تھا
اس کی کم عمری کا خیال کر رہا تھا اور یہ اتنی بڑی
ضرب تھی جو مشائم کی روح کو جھنجھوڑ کر قیدی بنا
چکی تھی۔

وہ اپنے دل کو شہریار خانزادہ کے لئے دھڑکتا ہوا
محسوس کر رہی تھی۔ اسے اپنی گردن میں اس کے لبوں

کو گرم جنون سے بھرا لمس ابھی تک محسوس ہو رہا تھا اس کے لبوں میں شہریار خانزادہ کے لبوں کی نرمی میں بھی سختی کی تڑپ ابھی تک اترتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی اسے اپنے نشیب و فراز اپنی ملائم دھڑکنوں میں اپنے بریسٹ کے نیپلز پر اس کی زبان کا گیلا لمس ابھی تک بکھرتا محسوس ہو رہا تھا۔ اپنے پیٹ پر اس کے دانتوں کی تیزی اپنی رانوں پر اس کی داڑھی کی سخت چبھن یہاں تک کے اسے اپنی وجائنه پر اسکی سخت انگشت کی تیزی اپنی کلٹ پر اس کے ہاتھ کے سہلانے کا بے باک سا انداز۔ وہ سب کچھ اپنے وجود پر ابھی تک بہت گہرائی سے محسوس کرتی لرزنے لگی تھی۔

شرم و حیا نے اس کو ایک بار پھر سر سے پاؤں تک گلاب بنا دیا تھا۔ اس کے ملائم سیبی گالوں سے ہیٹ نکلنے لگی تھی۔ اسے اپنا حلق خشک ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ گردن تک سرخ گلاب بن گئی۔

مشائم ابھی کچھ دیر پہلے گزرے لمحات میں کھوئی ہوئی ہی تھی جب روم کا دروازہ کھلا اور شہریار خانزادہ کمرے کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کی نظر روم میں انٹر

ہوتے ہی کروٹ کے بل لیٹی اپنے شوگر بے بی پر پڑھی
جو شدید سرخ ہو رہی تھی۔ اس کے گالوں پر حیا کی
لالیاں پھوٹتی شہریار خانزادہ کو ایک بار پھر سے بہکا
رہی تھی۔

مشائم کی نظریں جیسے ہی شہریار پر پڑھی اس نے
گڑبڑاتے ہوئے اپنی گھنی پلکیں جھکا لی۔ ہاتھوں کی
لرزش واضح ہونے لگی۔ وہ اپنی دونوں ٹانگیں باہم جوڑ
گئی۔ شہریار خانزادہ اس کا ایک ایک ایکٹ بہت گہری
گرم خمار سے لبریز آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ اس کی
اور سائز بلیک شرٹ میں ملبوس تھی۔ جو اسے گٹھنوں
سے اوپر آرہی تھی۔ شفاف سفید بھری بھری تھائیز ہر
پردے کی قید سے آزاد جان لیوہ نظارہ پیش کر رہی تھی۔

مشائم اس کی اسکین کرتی نظروں سے گھبراتی فوراً ہی
خود پر کمفرٹر اوڑھ گئی تھی۔ اس کی خود کو چھپانے
والی حرکت پر شہریار خانزادہ کے لبوں کو شیریں سی
مسکان نے چھوا تھا۔

بے بی کچھ کھاؤ گی؟ وہ مشائم کی جانب بڑھتے ہوئے

اپنے لہجے کی خماری کو کم کرتا محبت سے بولا تھا۔
نن۔۔نہیں۔۔اس ٹائم کون کھانا کھاتا ہے سونا ہے مجھے
بس! مشائم کمفرٹر گردن تک اوڑھتی مدھم سے لہجے
میں بولی۔

میری جان میں کھانا کھانے کا نہیں پوچھ رہا وہ تو ہم نے
کھا لیا ہے ناں کچھ لائٹ سا کھانے کا موڈ ہے تو بتاؤ آئی
کیں کوک فار مائی گرل۔۔!! وہ اس کے پاس بیڈ پر جگہ بنا
کر بیٹھتا اس کے ہلکے نم سنہری بالوں میں اپنی انگلیاں
پھیرتے محبت سے شیریں لہجے میں بولا تھا۔

آپ مجھے سونا نہیں دینے والے ناں؟ مشائم اپنی کپکپاہٹ
پر قابو پاتی اس کی جانب دیکھتی بولی۔ شہریار خانزادہ
بلیک ہڈی اور ٹراؤزر میں ملبوس تھا اس کے بال بھی
گیلے تھے وہ ابھی ابھی تازہ شاور لے کر روم میں آیا تھا۔
اس کے جسم سے مدہوش کن خوشبو اٹھتی مشائم کے
حواسوں پر سوار ہو رہی تھی۔

نہیں ابھی میں تم سے باتیں کرنا چاہتا ہوں اس کے بعد ہم
ایک بار پھر وہ کریں گے اور پھر ایک ساتھ اکھٹے شاور

لیں گے پھر ایک ساتھ ایک دوسرے کی باہوں میں قید ہو کر اس بیڈ پر سو جائیں گے۔ وہ اتنی گہری آواز میں بولا کہ مشائم منہ کھولے اس کی بات سننے لگی۔

وو۔۔۔وہ۔۔۔کیا۔۔؟ مشائم نامحسوس انداز میں اس سے پیچھے کھسکتی ہوئی بولی۔ وہی جو کچھ دیر پہلے کروا کر تم مجھ سے چپک رہی تھی۔ شہریار خانزادہ اس کے کان کے قریب جھک کر معنی خیز سرگوشی میں بولتا مشائم کے کان کی لوں پر اپنی زبان بے باکی سے پھیرتا اپنے منہ میں بھر کر نرمی سے سک کرنے لگا۔ مشائم کی ریڑھ کی ہڈی میں تیز سنسناہٹ سی ہوئی تھی

آآ۔۔۔آپ۔۔۔نن۔۔۔نے۔۔۔خود۔۔۔کیا۔۔۔تھا۔۔۔میں۔۔۔نے کچھ بھی نہیں کروایا شہریار!!!! وہ کمفرٹر کو زور سے اپنی مٹھیوں میں دبوچتی لڑکھڑاتی آواز میں بولی تھی۔

تو اب کروا لو ناں بے بی اس بار اگر تم مچلو نہیں تو میں اپنی فنگرز کی انسرشن تھوڑی ڈیپ۔۔۔۔۔اف آپ کے ساتھ مسئلہ کیا ہے کیوں چپکے جا رہے ہیں؟ میری کیا ایک بات بھی نہیں سنے گے اب آپ؟۔۔شہریار خانزادہ جو

اسکے رائٹ سائڈ والے بوب کو اپنے ہاتھ میں بھر کر ہلکا سا دباتے اسے گھسیٹ کر اپنے ساتھ لگا گیا تھا جب مشائم اس کے اتنے رف سے انداز پر اپنے بریسٹ کے نیل میں درد سا محسوس کرتی غصے سے کمرٹڑ خود پر سے دور پھینکتی ہوئی اٹھ کر بیٹھتی شہریار خانزادہ کو اس کی ہڈی سے پکڑ کر جھنجھوڑنے کی کوشش کرتی دانت پیس کر بولی تھی۔

وہ اپنے شوگر ڈیڈی کو ایک انچ بھی نہیں ہلا پائی تھی۔ شہریار خانزادہ نازک سی مشائم سے کہی گنا زیادہ جان میں تگڑا اور طاقتور تھا۔ وہ لمبی چوڑے ہیوی باڈی کا مالک تھا۔

اچھا یہاں آکر بیٹھ جاؤ پھر تمہاری ساری باتیں سن لوں گا۔ وہ مشائم کو کمر سے پکڑ کر بہت ہی آسانی سے اپنی لیپ میں بٹھاتے بولا تھا۔ اس بار مشائم کو اس کے سخت ہوتے پینس کی ایریکشن اپنی وجائنه سے ٹچ ہوتی محسوس ہوئی تھی۔ وہ اس کے پینس کی سختی پر لمحوں میں لرزی تھی۔

ابھی تک کچھ کیا ہی نہیں ہے میں نے اور آپ میڈم ہیں کہ

محسوس ہونے پر ہی ڈر رہی ہیں جب ڈیپ اینڈ ڈیڈلی
پینیٹریشن کروں گا تب کیا حال ہو گا تمہارا بے بی؟ شہریار
خانزادہ اسکے دماغ میں پنپتاخوف جان کر ڈیپ وائس میں
بولا تھا۔

آپ لڑکوں کو ہم لڑکیوں سے صرف یہی چاہیے ہوتا ہے
ناں؟ اونلی سیکس کرنا ہوتا ہے۔ مشائم روہانسی ہوئی تھی۔
نہیں ہم لڑکوں کو اپنی وائف سے اور بھی بہت کچھ چاہیے
ہوتا ہے سیکس کے علاوہ۔!! مجھے تو تم سے سیکس کے
ساتھ ساتھ اور بھی بہت کچھ چاہیے میری جان۔!! وہ بے
باکی سے اسے خود پر ایڈجسٹ کرتا اس کو کمر کے خم
کو مٹھیوں میں بھینچ کر اپنے ایریکٹڈ پینس پر موو کر
کے اسے اپنی سختی ایک بار پھر محسوس کروانے لگا۔

مشائم اسکی بے باک حرکت پر اسکی گردن میں اپنا منہ
چھپا گئی تھی وہ اتنی سختی سے اسے اپنی قید میں لیتا تھا
کہ ہر مزاحمت مشائم سرے سے بھول ہی جاتی تھی۔

پوچھو گی نہیں مجھے تم سے کیا کیا چاہیے؟ وہ مشائم کو
اپنی گردن میں چھپتے دیکھتا اس کے بالوں کو چومتے

ہوئے مزید بولا تھا۔ کک۔۔ کیا۔۔ چاہئے آپ کو؟ وہ اس کے سینے سے لگی شرم سے لال انگارہ ہو رہی تھی۔ مشائم کا دماغ اس وقت صرف شہریار خانزادہ کے پینس کی سخت سے سخت تر ہوتی اریکشن پر اٹکا ہوا تھا جو وہ خود کو ہلکا ہلکا سا موو کرتے اسے محسوس کروا رہا تھا۔

مجھے تم سے تمہارا ٹرسٹ چاہیے جو تم مجھ پر بلائنڈلی کرو۔۔ تمہارا پیار چاہیے۔۔ تمہاری اپنائیت چاہیے بلکہ یوں کہا جائے کہ تم مجھے اپنی ہر ایک فیلنگ کے ساتھ پوری کی پوری چاہیے ہو تو زیادہ بہتر ہو گا۔ مجھے باقی کسی اور لڑکے کا تو نہیں پتہ مگر ہاں مجھے اپنی بیوی سے ہر وہ سکھ ہر وہ سرور ہر وہ تسکین چاہیے جو مجھے اس میں الجھا کر رکھے۔ میں کسی اور میں چاہ کر بھی بھٹک ناں پاؤں۔۔ مشائم میں تم میں اتنا الجھ جانا چاہتا ہوں کہ میری ہر رات تم میں ڈوبے ہوئے گزرے ہر دن تم میرے حواسوں پر سوار رہو۔۔

آنکھ بند کروں تو تمہارے پہلو میں گم ہوں آنکھ کھلے تو تمہیں اپنی باہوں میں پاؤں۔۔ تم مجھ پر ڈومینیٹ کرنے لگی ہو یار میں آفس جاتا ہوں تمہاری بلیک ہیلز کی ٹک ٹک

مجھے سنائی دیتی ہے کوئی فائل سائن کرتا ہوں تو
تمہارے یہ ہاتھ یہ نازک کلاٹیاں یاد آتی ہیں جنہیں میں بے
قرار ہوں اپنی سخت گرفت میں پکڑنے کے لئے۔ کسی
سائٹ پر وزٹ کرنے جاتا ہوں تو تمہاری یہ ہیزل کاجل
سے لبریز بیزار ہوتی آنکھیں میری سانسیں گہری کر دیتی
ہیں۔

تمہارے ساتھ گزارا ایک ایک لمحہ مجھے تڑپانے لگتا
ہے یار میں پاگل ہو رہا ہے بی تم نہیں جانتی تم نے میرے
ساتھ کیا کر دیا ہے میں ایک میچور بتیس سالہ مرد ہو کر
عشق کی اس دہلیز پر قدم رکھ چکا ہوں جو نوجوانی میں
پاگل پنے کی حد تک ہوتا ہے یار آئی ریٹلی لو یو! شہریار
خانزادہ گہری بھاری آواز میں اپنے جذبات کو مشائم کے
آگے بیان کرتا اسے بہت زور سے اپنی باہوں میں بھینچ
گیا۔ وہ اس سے بے پناہ عشق کرنے لگا تھا۔

کیا میرا دم نکالنا ہے جو بھینجے جا رہے ہیں ہاتھی
جیسے وزنی ہاتھ سے اپنے!! مشائم خود پر اتراتی دانت
پیس کر بولی تھی۔ اپنے اتنے ہاٹ ہسبنڈ کو ہاتھی سے ملا
کر تم نے جہنم میں جلنا ہے۔ وہ اپنی جذباتی کیفیت کا فلو

ٹوٹنے پر اس کے ماتھے کو چومتا اپنی گرفت ہلکی کر
گیا۔

آپ نے بھی جہنم میں ہی جلنا ہے مجھے اتنا ڈرانے کے
بعد حد ہوتی ہے بھی ٹانگیں دھکنے لگی ہیں میری اب
مجھے یہاں نہیں بٹھانا سچ میں لیگز میں پین ہونے لگتی
ہے۔ مشائم اس کی گرفت ہلکی ہوتے ہی فوراً ہی شہریار
خانزادہ کی لیپ سے اتر کر اپنی جگہ پر واپس بیٹھ گئی
تھی۔

بے بی آپ حکم کریں تو ٹانگیں دبا دوں میں اپنی چھوٹی
سی جان کی؟ شہریار خانزادہ اس کی بھری بھری رانوں
کو نرمی سے دبائے لگا تھا۔ مشائم کو شرم سی آئی وہ
اسکی ٹانگیں دباتے دباتے اپنا دائیاں ہاتھ اس کی اپر تھائیز
سے سہلاتے ہوئے اسکی وجائنه پر اپنی میڈل فنگر سے
ٹیز کرتا جب مشائم نے اسے زور سے خود سے دور
دھکیل دیا۔

اپنی حد میں رہیں شہریار ایک بار آپ اپنی من مانی کر
چکے ہیں اب اگر میرے پاس آئے یا مجھے میری مرضی

کے خلاف چھو تو اچھا نہیں ہو گا۔ مشائم مضبوط لہجے
میں بولی تھی۔ وہ اگر اب بھی اسے دور ناں کرتی تو وہ
پھر سے اپنی من مانی پر اتر آتا اور آخر میں سارا بلیم اس
پر ڈال دیتا۔

اچھا سہی ہے غصے والی بے بی ایک کس تو کر سکتا
ہوں ناں؟ شہریار خانزادہ مشائم کے چہرے پر بیزارى
دیکھتا اس کی کیفیت سمجھتا ہوا خود پر ضبط کے پھرے
بیٹھا گیا۔

آپ اور پر میشن آپ تو-----امم مشائم جو اپنی ہیزل آنکھیں
رول کر کے شہریار خانزادہ کو معصوم بننے پر طنزیہ
چوٹ کرنے لگی تھی جب وہ اس کو گردن سے دبوچ کر
اپنی طرف کھینچتا اسکے لبوں پر جھک گیا تھا۔ اور اس
کے لبوں کو اپنے منہ میں بھر بھر کر سک کرنے لگا۔ وہ
چند منٹ اس کے لبوں کو نرمی سے چھونے کے بعد اپنا
گیلا لمس بکھیرتا اسے آنکھ ونک کر گیا۔

تم نے ٹھیک کہا میں کیوں پر میشن لوں میں تو ہسبنڈ ہوں
میرے پاس پر مٹ موجود ہے تمہارے ہوش ٹھکانے لگانے

کا۔!! شہریار خانزادہ ڈیپ وائس میں کہتا ایک بار پھر سے
اس کے گلاب کی پنکھڑیوں کی مانند ملائم لبوں پر قابض
ہو گیا تھا۔

انشال یہ دیکھیں یہ کیسا لگ رہا ہے؟ منہان خانزادہ جو
انشال کے ساتھ اپنے خاندان جیولر کے پاس آیا تھا جب وہ
ایک بہت خوبصورت ڈائمنڈ سیٹ کو دیکھ کر انشال کو
بھی اس ڈائمنڈ سیٹ کی جانب متوجہ کروانے لگا۔

وہ جب تک مشائم شانزے اور ایشا کے ساتھ تھی بہت
فریش لگ رہی تھی مگر اب پتہ نہیں کیوں اچانک ہی
اسے بہت تھکن سی محسوس ہونے لگی تھی۔ کندھے
بھاری ہو رہے تھے دل میں ایک اکٹاہٹ سی محسوس ہو
رہی تھی۔

اچھا ہے مگر بلیک ڈائمنڈز اچھے نہیں لگ رہے۔ انشال
اس حسین سے سیٹ کو گھورتی ہوئی بولی تھی۔ اچھا تو
کوئی اور دیکھ لیتے ہیں میری جان۔ آپ کوئی اور نیکلیس
دکھائیں نیو آرٹیکلز میں سے!! منہان خانزادہ انشال کو

سیٹ پسند ناں آنے پر جیولر کو کوئی اور سیٹ دکھانے کو کہتا انشال کی جانب دیکھنے لگا جو بے دلی غائب دماغی سے بیٹھی ہوئی تھی۔

کیا وہ ٹھیک تھی؟؟؟ وہ ڈائمنڈ سیٹ بلیک نہیں تھا جو اس نے گھورتے ہوئے ریجیکٹ کر دیا تھا۔ منہان اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا وہ کسی اور ہی دنیا میں کھوئی تھی منہان اس کو بے حد غور سے دیکھنے لگا۔ وہ کسی غیر مرئی نکتے کو گھور رہی تھی۔ اسے کسی چیز میں کوئی دلچسپی نہیں ہو رہی تھی۔ وہ تو عام لڑکیوں کی طرح ڈیمانڈز بھی نہیں کر رہی تھی۔

میجر صاحب یہ سیٹ دیکھیں کچھ دیر پہلے ہی آیا ہے۔ جیولر ان کے سامنے اپنی شاپ کا سب کا قیمتی اور خوبصورت ڈائمنڈ سیٹ رکھتا منہان خانزادہ سے بولا تھا۔ منہان انشال سے نظریں ہٹاتا اس سیٹ کی جانب دیکھنے لگا۔

یہ ایک تھری لیئر فاکس روبی پنکش ڈائمنڈ ویڈنگ نیکلیس سیٹ تھا۔



جیولر اب انشال کی جانب دیکھ رہا تھا جو کسی سوچ میں
گم بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ پہلی لڑکی تھی جو ایک ڈائمنڈ
جیولری کے بڑے سے اسٹور میں ڈائمنڈز دیکھنے کی
بجائے گم سم بیٹھی تھی۔

انشال یہ کیسا ہے؟ منہان خانزادہ اس کے ہاتھ کے اوپر اپنا
ہاتھ رکھتا اسے دیکھتے ہوئے استفسار کرنے لگا تھا۔
ہاں۔ کیا ہاں ہاں میں دیکھ رہی ہوں منہان ابھی تو میں نے
بولا ہے کہ مجھے یہ سیٹ بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا

پلیز کیا ہم بعد میں یہاں آئیں میں آج تھکی ہوئی۔۔۔۔۔ٹھیک
ہے خانی ہم حویلی ہی چلتے ہیں۔

جیولر سے زیادہ منہان خانزادہ کو انشال کی بات پر حیرت
ہوئی اس نے جو ڈائمنڈ سیٹ پہلے ریجیکٹ کیا تھا اس میں
ایمیرلڈ لگے ہوئے تھے وہ ڈبل لیئر تھا جبکہ یہ تھری لیئر
روبی سیٹ تھا۔ منہان خانزادہ اسے ایکدم ہی اتنا ڈسٹرب
دیکھتا بغیر کچھ کہے اس کا ہاتھ تھامے شاپ سے نکل گیا
تھا۔

آپکی طبیعت ٹھیک ہے انشال اچانک کیا ہو گیا ہے؟ میں
دیکھ رہا ہوں آپ شادی کی کسی بھی چیز میں انٹرسٹ
نہیں لے رہی۔ وہ اپنی گاڑی ان لاک کرتا اسے پیسنجر
سیٹ پر بیٹھاتا خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتا گاڑی ڈرائیو
کرنے لگا۔

پتہ نہیں منہان میرا دل چاہتا ہے میں۔۔۔پتہ نہیں کیا ہو رہا
ہے مجھے۔۔۔میں تمہیں اپنی فیلنگز کیسے بتاؤں مجھے
سب عجیب سا لگ رہا ہے دل میں بیزاریت سی محسوس
ہو رہی ہے۔ انشال کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا

بول رہی ہے اس کا دل عجیب سے خیالات میں الجھا ہوا
تھا۔

آپ میرے پاس آئیں آپ کو ابھی ٹھیک کر دیتا ہوں میں!
منہاں اسے الجھا ہوا دیکھتا ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتا
جبکہ دوسرا ہاتھ انشال کی کمر پر رکھ کر اسے اپنی لیپ
میں بٹھاتا چادر کے اوپر سے ہی اس کے سر کو چومتا
اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔

اب میرے دل کی دھڑکنیں سنے یہ آپ کو پکار رہی ہیں
ہر خیال جھٹک دیں اور مجھے بتائیں آپ نے آئس کریم کا
کونسا فلیور کھانا ہے؟ منہاں اسکی تھکن کو اس کی غائب
دماغی کی وجہ سمجھتا محبت سے استفسار کرتا ایک آئس
کریم شاپ کے آگے گاڑی روک گیا۔

آئس کریم نہیں کھانی بس حویلی جانا ہے۔ انشال اسکے
سینے سے سر اٹھاتی نم سے لہجے میں بولی۔۔۔

کیوں نہیں کھانی آج تو کھانی پڑے گی یار پلیز آج کچھ
رومینٹک کر لیتے ہیں ایک ہی آئس کریم شیئر کر لیں گے
میرے خاطر ایک آئس کریم تو آپ کھا ہی سکتی ہیں ناں۔!

منہاں بہت دل سے بولا تھا۔ انشال مزید کوئی ضد کرنے کی بجائے واپس اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔ منہاں خاززادہ اسے اپنی بات مانتے دیکھتا گاڑی کا ہارن بجا کر شیشہ تھوڑا سا ڈاؤن کرتا ویٹر کو ایک آئس کریم کون لانے کو کہتا انشال کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ الجھا گیا۔

آئی لو یو۔۔! وہ انشال کے ہاتھ کی پشت کو چومتا دل وارفٹگی سے بولا تھا۔ پیاری لگ رہی ہیں میری خانی۔۔!!
خان اس سیاہ چادر میں چھپی میں تمہیں پیاری لگ رہی ہوں؟ انشال اس کو اپنی تعریف کرتے دیکھتی سادے سے لہجے میں بولی تھی۔

ہم۔۔! بالکل۔۔۔ آپ مجھے اس چادر میں دنیا کی حسین ترین لڑکی لگ رہی ہیں۔ منہاں اس کے ہاتھ کی پشت کو پھر سے چومتا گہرے لہجے میں بولا ان دونوں میں مزید کوئی بات ہوتی جب ویٹر آئس کریم لئے انکی گاڑی تک پہنچا۔

منہاں خاززادہ اس سے آئس کریم لے کر ہیوی ٹپ دیتا دوبارہ سے ڈرائیو کرنے لگا۔ انشال یہ کھائیں اور مجھے بھی کھلائیں!! وہ انشال کو آئس کریم پکڑا کر گاڑی

سنان سڑک پر ڈالتا انشال کے سر سے چادر کھسکا گیا۔

انشال خان آئس کریم کی ایک بائٹ لیتی اپنا ہاتھ بڑھا کر
منہان کو بھی کھلاتی جب وہ اس کے منہ کو نرم سی
گرفت میں لیتا اس کے آئس کریم سے بھرے سرخ ہونٹوں
کو اپنی زبان کی مدد سے صاف کرتا اسکے لبوں پر
نرمی سے جھک گیا تھا۔ کچھ لمحے اسے گھونٹ گھونٹ
پینے کے بعد وہ آئس کریم اس کے گال پر لگاتا وہاں بھی
نرمی سے چوم کر اپنے لبوں کا لمس بکھیرنے لگا۔ انشال
خان حیا سے گلال ہوئی۔ اب وہ آئس کریم اس کی گردن پر
لگاتا اپنے لبوں سے چنے لگا۔

اس سے لذیذ آئس کریم میں نے زندگی میں کبھی نہیں
کھائی۔ وہ انشال کو شرم سے انار ہوئے دیکھتا اسکے
ماتھے پر عقیدت سے چومتا بولا تھا۔ منہان
حویلی۔۔۔ چلتے۔۔۔ ہیں۔۔۔ لیٹ ہو رہا ہے۔ انشال سرخ ہوتے
گالوں سے بولی تھی۔

چل رہے ہیں میری خانی! کیا میں آپ کو ایک بات
بتاؤں؟ وہ گاڑی اسٹارٹ کرتا انشال کو آئس کریم کھانے کا

اشارہ کرتا سنجیدگی سے بولا۔ کیا بات؟ انشال آئس کریم
کی چھوٹی سی بائٹ لیتی اپنا ہاتھ بڑھا کر منہان کو بھی
کھلاتی ہوئی بولی

اس طرح میرے رنگ میں رنگی ہوئی آپ مجھے دنیا میں
اتری ہوئی کوئی افسرا معلوم ہوتی ہیں آپ کے لیے تو میں
میجر منہان خانزادہ جنت کی حوریں بھی ٹھکرا سکتا
ہوں!! آپ مجھے دنیا میں ملی ہوئی میری کسی نیکی کا وہ
اجر ہیں جسے پا کر میں ہر خواہش سے پاک ہو گیا ہوں۔
آپ مجھے مکمل کرتی ہیں آپ کا ساتھ میرے لئے دنیا میں
ہی جنت ہے۔ اور حوروں کی ملکہ مجھے دنیا میں ہی عطا
کر دی گئی ہے۔

وہ اتنے سنجیدہ گہرے لہجے میں بول رہا تھا کہ انشال
خان اس کے ایک ایک لفظ کو خود میں اترتا محسوس کر
رہی تھی۔ منہان خانزادہ اسی طرح انشال خان کو اپنی پیار
بھری باتوں میں الجھائے اسے ہر سوچ سے رہائی دلوا گیا
تھا۔ وہ دونوں ایسے ہی محبت بھرے لمحات سے مسرور
ہوتے حویلی کی جانب رواں تھے۔ جہاں خوشیوں کے ساتھ
ساتھ ابھی بہت سے امتحانات ان کے منتظر تھے۔۔۔

ہٹیں مجھ سے دور شہریار یوں بار بار میرے پاس آنے
کے بہانے مت ڈھونڈا کریں! مشائم شہریار خانزادہ کی
سخت گرفت اپنے لبوں پر مشکل سے برداشت کرتی اس
کی گردن پر اپنے تیز نیلز مارتی غصے سے غراتی ہوئی
بولی۔

مجھے تمہارے پاس آنے کے لئے کوئی بہانہ تلاش کرنے
کی بالکل بھی ضرورت نہیں ہے یہ پنک لپس میرے ہیں
میں جب چاہوں ان سے لپٹ سکتا ہوں اور تم مجھے ابھی
خود سے جتنا جھٹک رہی ہو ناں آئی پرومیس یو بے بی
جس دن تم اٹھارہ کی ہو گئی اسی رات تم سے اپنا حق لے
کر تمہیں اتنی زور سے فک کروں گا کہ تڑپتی ہوئی
چیخنے لگو گی۔

اب اگر خود سے دور جھٹکا تو تمہاری عقل ٹھکانے لگا
دوں گا پورے پانچ دفعہ جھٹک چکی ہو خود سے دور
مجھے زیادہ پرووک کیا تو ابھی ہی پینیٹریشن کر دینی ہے
میں نے پھر چیختی رہنا روتی رہنا ایک بات نہیں سنو گا

پھر میں تمہاری! شہریار خانزادہ کو اس کے خود سے دور جھٹکنے پر شدید غصہ آگیا تھا۔ وہ مشائم کی بیک گردن کو ہلکی سی گرفت میں لیتا بگڑے موڈ سے بولا تھا۔

زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے آئے بڑے پینیٹریشن کرنے والے آج جتنی بدتمیزی کی ہے اس کے بعد بھول جانا کہ میں دس سال سے پہلے رخصتی کے لیے راضی ہوں گی۔ مشائم بھی اب شہریار خانزادہ کے انداز میں ہی ضدی سے لہجے میں بولی تھی۔

یہ تم کیا مجھے بوڑھا کر کے شادی کرنے کے ارادے میں ہو؟ شہریار خانزادہ مشائم کو اس کے ازلی شیرنی والے روپ میں آتے دیکھتا بہکا تھا وہ اس پر جھپٹ جانا چاہتا تھا مگر اگر خود پر سے قابو چوٹ گیا اور اس نے اپنی حدود پار کر دی تو؟؟ بس یہی ایک بات اسے مشائم کے مزید قریب ہونے سے روکے ہوئے تھی۔

او ہیلو آپ آل ریڈی بوڑھے ہیں تھرٹی ٹو ایئرز والے بڑھے ہی ہوتے ہیں ان کی ٹانگیں ٹخنوں تک قبر میں لٹک چکی ہوتی ہیں۔ مشائم اپنی ہیزل آنکھیں رول کر کے بولی۔

تو تم مجھے گردن تک قبر میں لٹکا کر شادی کرنے کے ارادے میں ہو تاکہ جلدی مر جاؤں۔ شہریار خانزادہ کو مشائم کی باتیں مزا دے رہی تھی وہ مزید اس کی غصیلی طنزیہ باتیں سننا چاہتا تھا۔ جب سے سالار صاحب کا انتقال ہوا تھا آج کتنے دنوں بعد مشائم اپنے اصلی روپ میں واپس آئی تھی۔

چھٹکارا تو مجھے آپ کی بد روح سے پھر بھی نہیں ملے گا مرنے کے بعد بھی آپ چپکے ہوں گے مجھ سے!! مشائم اس سے فاصلے پر ہونے کی کوشش کرتی دانت پیس کر بولی۔

یہ جو اتنی میٹھی زبان چل رہی ہے نا تمہاری میرے آگے کچلی جاؤ گی میرے دانتوں تلے۔۔۔۔ہاں ہاں پتہ ہے آپ بلڈ سکنگ ویمپائر ہیں خون چوسے بغیر سکون نہیں ملنا آپ کو آسانی۔۔۔۔میں اور بھی بہت کچھ ایک پروفیشنل وے میں سک کر لیتا ہوں یہ بات آپ تو بہت اچھے سے جانتی ہیں ناں میری شوگر بے بی؟۔۔دانتوں سے کھینچ بھی لیتا ہوں زبان سے مچلنے پر مجبور بھی کر دیتا ہوں اور تو

اور آپ کے سوفٹ پنک نیپلز۔۔۔۔۔آپ انتہا درجے کے
واہیات انسان ہیں آئی ریئلی ہیٹ یو۔۔۔۔۔اور آپ انتہا درجے
کی سیکسی وائف ہیں آئی ریئلی وانٹ ٹو فک یو۔۔!!
شہریار خانزادہ اسے بری طرح ٹیز کرتا غصے سے لال
انگارہ کر گیا تھا۔ وہ حسین لگ رہی تھی۔

یو نو وٹ شہریار آپ واقعی قبر میں گردن تک لٹکیں یا
اپنی ٹانگیں سر پر رکھ لیں اب میں دس سال سے پہلے
رخصتی۔۔۔۔۔اچھا جی دھمکی دے رہی ہو مجھے؟ پرووک
کروا رہی ہو تاکہ تمہاری ٹانگیں ابھی ہی اپنے کندھوں پر
رکھ لوں۔۔۔بیٹر لک نیکسٹ ٹائم بے بی مجھے جتنا بھی
بھڑکا لو تم نہیں کروں گا تمہارے ساتھ سیکس جب تک
اٹھارہ کی نہیں ہو جاتی تم!! شہریار خانزادہ کا جی چاہا
اس کا غصے سے لال ہوتا منہ چٹاچٹ چوم لے وہ لڑتی
ہوئی کتنی حسین بلا لگتی تھی۔ پورا منہ لال ہو رہا تھا
آنکھوں میں شعلے بھڑک رہے تھے ایک آئی برو ریز
کیے وہ اسے گھورے جا رہی تھی۔

تو میں نے کب کہا ہے کہ کریں۔۔۔مجھ پر الزام کیوں لگا
رہے ہیں؟؟؟مشائم بھڑکتی ہوئی اپنے ہاتھ میں پلو پکڑ کر

شہریار خانزادہ کے نشانے لینے لگی۔

سب پتہ چل رہا ہے مجھے مچل رہی ہو میری میڈل فنگر
کے لیے رہنگ کا چسکا لگ گیا ہے تمہیں!! اس لئے
مجھے بھڑکنے کی پوری کوشش کر رہی ہو!! وہ مشائم
کے واروں سے اپنا بچاؤ کرتا دانت نکال کر اسے مزید
ٹیز کرنے لگا۔ آپ میرے پاس اگر اب آئے ناں تو۔۔۔۔۔ تو تم
مجھ پر چڑھ۔۔۔۔۔ شہریار پلیر اسٹاپ۔۔۔۔۔!!! آپ کو ہو کیا گیا
ہے یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں بلکہ مجھ پر ایلیگیشنز لگا
رہے ہیں۔

آپ سے ٹھہرکی سی ای او والی وائبز آرہی ہیں۔۔۔۔۔ اور تم
سے سیکسی سیکریٹری والی۔۔۔۔۔ جو اپنی ادائیں دکھا کر باس
کو ڈوگی بنائے رکھتی ہے مگر جب باس نے ڈوگی
پوزیشن میں پکڑ لیا ناں تو چیخیں آسمان کو چھو جانی
ہیں۔۔۔

اف۔۔۔۔۔ اٹھیں نکلیں روم سے ورنہ آپ کے بال نوچ لینے ہیں
میں نے!! مشائم اسکی بے باک باتوں کا مطلب سمجھ کر
اپنے دہکتے گالوں پر ہاتھ رکھتی اپنی آنکھوں میں بھڑکتی

ہوئی چنگاریاں لئے بولی تھی اسے شدید غصہ آ رہا تھا۔

بے بی یہ سنہری زلفیں تو آپکی کھینچنی ہیں میں نے جب آخری حد تک پینیٹریشن ہو گی پینس اندر جائے گا ناں پھر تمہاری یہ تیزی سے چلتی رسیلی زبان بریک پکڑے گی۔

شہریار۔۔۔!!! جی شہریار کی جان حکم کریں۔ مشائم اپنے کانوں سے دھواں نکلتے محسوس کرتی روبانسی ہو کر شہریار خانزادہ کو پکار گئی۔ اس کی منت بھری پکار سن کر شہریار خانزادہ دل وارفنگی سے بولا تھا۔

یہ کیا بولتے جاتے ہیں آپ!!! وہ اسے زور سے پلو مارتی بولی۔ اچھا چلو تمیز والی زبان یوز کر لیتا ہوں۔ ادھر آؤ تمہیں اپنے دل کے جذبات بتاؤں کہ کتنا چاہتا ہوں تمہیں کیا کچھ سوچتا رہتا ہوں۔ کیسی لگتی ہو تم مجھے!! شہریار خانزادہ محبت سے لبریز لہجے میں بولتا اس کے تھوڑا قریب ہوا۔ مشائم اس کے قریب ہونے پر نا محسوس انداز میں پیچھے ہوئی۔

تمہاری یہ سنہری زلفیں کچھ ایسی دلکش ہیں کہ چھونے کو دل بے تاب ہو جاتا ہے۔ وہ اس کے مزید قریب ہوتا اسے کمر سے تھام گیا۔ جب ہماری قربت اپنے عروج پر پہنچے گی، تو تمہاری یہ شوخیاں، یہ بے ساختہ ہنسی، کچھ دیر کو تھم جائے گی اور ہر لمحہ، ہر لمس صرف خاموشی سے میری شدید ترین محبت کی گواہی دے گا۔ پلپلپ ہو جائیں اور کچھ کھلا دیں اب بھوک لگ رہی ہے۔ مشائم اسکے گہرے لہجے گھبراتی منہ پھلائے کیوٹ سے انداز میں بولی۔ اسے چپ کروانے کا کوئی تو بہانہ چاہیے تھا۔

بھوک تو مجھے بھی لگی ہے پہلے میری بھوک کا علاج کرو! شہریار خانزادہ اسے بازو سے پکڑ کر رف سے انداز میں کھینچ کر اپنے نیچے کرتا اس پر سایہ فگن ہو گیا تھا۔ آپ پھر سے۔۔۔۔۔ ہاں میں پھر سے اپنی بے بی کو گیلا کرنے کے موڈ میں ہوں مگر ایک الگ ہی انداز میں! وہ مشائم کو خوف سے بولتے دیکھتا اپنی آنکھ ونک کے گہری آواز میں بولتا اس کی جان حلق تک لے آیا۔

مشائم اپنی آنکھیں میچے شہریار خانزادہ کے لمس کو

محسوس کرنے کے لئے خود کو تیار کرنے لگی۔ وہ اسے آنکھیں میچے اپنے نیچے لیٹی حسین ترین لگ رہی تھی۔

آجائو کافی بناتے ہیں ایک ساتھ یہ آنکھیں بند کر کے زیادہ الٹا سیدھا ناں سوچو اب ہر وقت کیا میں نے سیکسی حرکتیں ہی کرتے رہنا ہے اپنے بھی ہاتھ چلاؤں تم بھی محنت کرو اور چلو کافی بنانے کچن میں میرے ساتھ!! شہریار خانزادہ بھر پور شریر انداز میں بولتا مشائم کے شہد جیسے رسیلے لبوں کا بوسہ لیتا بیڈ سے اٹھ کر مشائم کو بھی اپنے ساتھ اٹھا گیا تھا۔

شہریار میرے کپڑے کہاں ہیں؟؟ کب تک آپ کی شرٹ پہنے رہوں گی میں؟ مشائم جو اپنے گٹھنوں تک آتی شہریار کی شرٹ میں ملبوس تھی شرم سے دوہری ہوتی بولی۔ آپ کے کپڑے لائنڈری میں ہیں میری جان وہ اب تو میں آپ کو پہننے نہیں دوں گا۔ میری شرٹ میں کیا مسئلہ ہو رہا ہے؟ آپکی فریگرینس آرہی ہے اس شرٹ سے جو میرا دماغ چکرا رہی ہے۔ مشائم اب اسے یہ تو بتانے سے رہی کہ وہ شرما رہی ہے ورنہ شہریار نے اسے مزید شرمائے پر مجبور کر دینا تھا۔

ابھی سے کیوں چکر آرہے ہیں؟ ابھی تو میں نے تمہیں سہی والے چکر دینے ہیں۔ شہریار خانزادہ ایک لمحے میں جھکا اور اس نے بڑی آسانی سے مشائم کو اپنی باہوں میں بھر لیا۔ وہ روم سے نکل کر کچن کی طرف جا رہا تھا۔

آپ کو ایک بات بولوں؟ مشائم گرنے کے ڈر سے اس کے گلے میں اپنے بازوؤں کا ہار بناتی اسکے رعب دار خو برو چہرے کی جانب دیکھنے لگی اسے شہریار خانزادہ کی پلکیں بہت اچھی لگی تھی جو لمبی اور مڑی ہوئی تھی۔ اس کی بھوری آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے جو صرف اس وقت شہریار کی آنکھوں میں ابھرتے تھے جب وہ غصے میں ہوتا تھا یا پھر جب جب مشائم کے قریب آیا تھا اس کی اٹھی ہوئی مغرور ناک شریر سی مسکان میں ڈھلے عنابی سرخ ہونٹ اس کی بھوری گھنی مونچھیں اور داڑھی وہ مردانہ وجاہت کا شاہکار تھا۔ اس کے چہرے پر اتنی شریر سی مسکان کے بعد بھی رعب تھا۔ مشائم اس کے چہرے کو اتنے قریب سے پہلی بار بہت فرصت سے دیکھ رہی تھی۔

وہ اگر بے حد حسین تھی تو شہریار خانزادہ بھی شدید
ہینڈسم بھر پور مردانہ وجاہت کی چلتی پھر مثال تھا۔ وہ
حُسن میں یونانی دیوتاؤں کو بھی مات دیتا تھا۔ وہ شہسوار
خان کی ہم شبہی تھا مگر اس کی بھوری آنکھیں اور بال
وہ انشال کے بالوں اور آنکھوں کے رنگ سے ملتے تھے۔
کوئی فرق نہیں تھا ان دونوں بہن بھائی کی آنکھوں اور
بالوں کے رنگ میں!! جہاں انشال کی آنکھیں معصوم تھی
وہی شہریار کی آنکھوں میں رعب تھا یہ ایک یہ فرق ہی
مشائم کو نظر آتا تھا۔ وہ اسے دل کھول کر دیکھتی کچھ
سوچنے میں مصروف تھی۔

شہریار خانزادہ مشائم کو خود کو دل بھر کر چیک آؤٹ
کرنے کا موقع دیتا ایک سرسری نظر اس پر ڈالتا اسے
مزید ٹیز کرتا جب مشائم کی جانب دیکھنے پر وہ اسے
کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی محسوس ہوئی۔ وہ اسے
دیکھ کر کسی سوچ میں گم ہوئی تھی۔

کیا بتانا تھا تم نے مجھے؟ وہ اسے شیلف پر بٹھاتا اپنے
دونوں ہاتھ اس کے دائیں بائیں رکھ کر اسے محصور کرتا
اس پر جھکے ہوئے بولا تھا۔ میرے بابا میرے بیسٹ فرینڈ

تھے!! شہریار کیا آپ کے بابا آپ کے بیسٹ فرینڈ تھے؟
وہ تو مشائم کے رسیلے لبوں سے کسی بھڑکتی چنگاری کا
منتظر تھا مگر وہ تو کچھ اور ہی سوچ رہی تھی۔

ہم!! بالکل تھے بلکہ میں بابا کے زیادہ کلوز رہا ہوں
تمہیں پتہ ہے بابا سالار چاچو کو اپنا بڑا بیٹا کہتے تھے
بابا کہتے تھے کہ چاچو انکے بھائی نہیں انکے بیٹے ہیں
اور وہ دنیا میں اگر کسی سے سب سے زیادہ محبت کرتے
تھے تو وہ چاچو تھے۔ شہریار خانزادہ کی ٹون بھی چینج
ہو گئی تھی ساری شریرتا لمحوں میں لہجے سے غائب ہو
گئی تھی وہ اب اپنی ازلی بھاری آواز میں اس سے
مخاطب تھا۔

بابا بھی کہتے تھے انہیں اس دنیا میں سب سے زیادہ پیار
شہسوار تایا سے ہے اور میرے بابا نے یہ بات اپنے ہر
عمل سے ثابت بھی کی!! کیا میں آپ سے ایک بات پوچھ
لوں؟ مشائم عجیب سے انداز میں ہنس کر بولی۔

ہاں پوچھ لو جو جو دل چاہے پوچھ لو جان میں ہوں ہے
تمہارے ہر سوال کا جواب دینے کے لئے!! وہ مشائم کے
ماتھے کو چوم کر اُس کی ٹھوڑی پکڑ کر اُس کا منہ اوپر

اس وقت بابا کے ساتھ ہی اتنے سالوں میں ایک بار ہی
سوات والی خانزادہ حویلی آئی تھی۔

مورے ان سے ملنے نہیں دیتی تھی مجھے!! انہیں کشمالہ
خانم پتہ نہیں کیوں پسند نہیں تھی شروع سے۔ جس دن
حویلی میں مہندی تھی مورے خالہ کے ساتھ بہت
مصروف تھی وہ ان کے روم میں تھی اور مجھے بابا نے
حویلی کے مردان خانے بلایا تھا۔

مورے نے مجھے بابا جان کے پاس جیسے ہی جانے کی
اجازت دی میں روم سے نکلا ہی تھا جب مجھے کشمالہ
خانم نیچے لاؤنچ میں بیٹھی نظر آئی وہ اکیلی بیٹھی تھی
باقی سب مہمان خواتین حویلی کے لان میں کھانے میں
مصروف تھی میں چھوٹا تھا مجھے وہ اکیلی بیٹھی ہوئی
نظر آئی تو میں بابا جان کے پاس مردان خانے جانے کی
 بجائے میں خانم آنٹی (کشمالہ خان) کے پاس چلا گیا۔

(ماضی)

خانم آنٹی میں آپ کے ساتھ بیٹھ جاؤں؟ شہریار خانزادہ
سیاہ رنگ کی قمیض شلوار میں ملبوس چھوٹی سی مردانہ
شال اپنے گلے میں مفلر کی طرح اوڑھے ہوئے تھا وہ

خاموشی سے اداس بیٹھی ہوئی کشمالہ خان کی جانب
بڑھتے اجازت لینے لگا۔ بڑی بڑی بے حد گہری بھوری
آنکھوں والی حسین ترین کشمالہ خان نے اپنے سامنے
کھڑے چار سالہ شہریار خانزادہ کو آنسو بھری نگاہوں سے
دیکھا اور اسے نیچے جھک کر بے ساختہ اپنے گلے سے
لگا لیا! وہ اس کا معصوم سا چہرہ اپنے نرم ہاتھوں کی
ممتا سے بھری گرفت میں تھامے دل کھول کر چٹاچٹ
چومتی ہی جا رہی تھی۔

انکی بھوری آنکھوں سے شہریار خانزادہ کو چومتے آنسو
یوں بہہ رہے تھے جیسے کوئی بندھ ٹوٹنے پر دریا کا پانی
بے لگام ہو جاتا ہے۔ اور شاید کشمالہ خان کے ضبط کا
بندھ ٹوٹ گیا تھا۔ وہ بغیر رکے اسے پیار دیئے ہی جا رہی
تھی۔

آپ کیوں رو رہی ہیں؟؟ اس حد تک ممتا کی محبت اور
نرمی سے تو شہریار خانزادہ کو کبھی اس کی مورے
پلوشہ خانم نے نہیں چوما تھا جو لمس اسے کشمالہ خانم
سے ملا تھا۔ وہ انکو متواتر آنسو بہاتے دیکھتا کشمالہ خانم
کے مومی سرخ گالوں کو اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں

میں تھام کر پریشان آواز میں بولا تھا! کشمالہ خان کا دل
چاہا وہ کہی بھاگ جائیں اپنے آنسوؤں کی وجہ وہ اس چار
سال کے معصوم بچے کو کیا ہی بتائیں۔

کیا آپ کو کسی نے ڈانٹا ہے بابا آپ کے دوست ہیں ناں کیا
میں بابا جان کو بتاؤں آپ رو رہی ہیں؟ وہ مزید بولا تھا۔
کشمالہ خان شہسوار خان کے ساتھ سوات آئی تھی اور
شہریار نے اپنے بابا کو ان کے سب سے قریب پایا تھا اس
لئے وہ بچوں جیسی معصوم ذہنیت کو استعمال کرتا ہوا
اپنی چھوٹی چھوٹی ہتھیلیوں سے ان کے آنسو صاف
کرنے لگا۔

تم۔۔اپنے۔۔بابا۔۔کو۔۔نہیں۔۔بتانا۔۔شیری۔۔بیٹے۔۔!! کشمالہ خانم
اپنے آنسوؤں سے بھیگتی شہریار کی چھوٹی سی ہتھیلیاں
چوم کر لرزتے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔

تو آپ کیوں رو رہی ہیں؟ کیا میں اپنی مورے کو بتاؤں آپ
رو رہی ہیں اکیلی ہیں وہ آپ کو بھی اپنے پاس خالہ کے
روم میں بلا لیں!! شہریار کشمالہ خان کو اپنی ہتھیلیاں
چومتے دیکھ کر بولا۔

نہیں نہیں بیٹے۔۔!! تم دیدہ کو مت بلانا وہ تمہیں میرے پاس
دیکھ کر غصہ کریں گی! کشمالہ خان فوراً سے اپنے آنسو
صاف کرتی اپنے بھیگے لہجے کو قابو کرتی بولی تھی۔

مورے مجھے آپکے پاس آنے نہیں دیتی آپ اس لئے رو
رہی تھی ناں؟ میں چھپ چھپ کر آپ کے پاس آجایا کروں
گا اب آپ نہیں رونا ٹھیک ہے ناں؟؟ شہریار خاندادہ اپنے
معصوم دماغ میں آتے سوالوں کا جواب خود ہی دیکھا
معصومیت سے بولا۔

تم کیسے آؤ گے بیٹے میرے پاس میں تو یہاں نہیں رہتی
ترکی میں رہتی ہوں اکیلی میرے پاس جو بھی آتا ہے وہ
مجھ سے چھین لیا جاتا ہے میں بہت بدنصیب عورت ہوں۔۔
کشمالہ خانم چھوٹے سے شہریار کو اپنے سینے سے
لگائے بولی۔

شہریار خاندادہ کو ان کے سینے سے لگے وہ سکون ملا
تھا جو اس کو ان سے مزید چمٹنے پر مجبور کر گیا تھا۔
وہ اسے خود سے لگتے دیکھتی مزید خود میں بھیج گئی

تھی۔

آپ ہمارے ساتھ حویلی میں رہنا پھر تو میں آپ کا دوست بن جاؤں گا آپ اکیلی نہیں ہوں گی میں روز آپ کے ساتھ کھیلا کروں گا۔ شہریار کے معصوم دماغ میں جو باتیں آرہی تھی وہ بول کر کشمالہ خانم کو مزید رولا رہا تھا۔

کشمالہ خان اسے پھر سے چومتی ہوئی کچھ کہتی جب ان کے کانوں میں پلوشہ خانم کی آواز گونجی۔ ہٹو میرے بیٹے سے پیچھے کشمالہ تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میرے بیٹے کو خود سے لگانے گی؟؟ پلوشہ خانم تیزی سے آگے بڑھی اور زور سے کھینچتے ہوئے زبردستی ان سے شہریار خانزادہ کو دور کر دیا مورے میں۔۔۔۔۔شہریار تمہیں میں نے منع کیا ہے ناں اس عورت سے دور رہنے کے لئے تم کیوں گئے اس کے پاس آخر کیوں اسے خود کو چومنے دیا کیوں تم اس کے سینے سے لگے۔۔۔پلوشہ خانم شدید برہمی سے بولی تھی۔

دیدہ میں صرف شہریار کو پیار کر رہی تھی میں نے۔۔۔۔۔دور رہو کشمالہ میرے بیٹے سے اسے چھونے کا تمہیں کوئی حق نہیں ہے ناں آج ناں کل ناں زندگی میں

کبھی سمجھی تم!! تم نے میرے شوہر کو-----پلوشہ اپنی
بکواس بند رکھو۔۔۔!!!!!! پلوشہ خانم جو سہم کر کھڑی
شدید تشنہ نگاہوں سے شہریار خانزادہ کو دیکھتی کشمالہ
خان پر غراتی ہوئی غصے سے پھٹ پڑی تھی جب ان کی
غراہٹ شہسوار خان کی شیر جیسی دھاڑ کے آگے کہی گم
ہو گئی۔

پلوشہ خانم کی سانس بند ہوئی تھی شہسوار خان کو لاؤنچ
کے داخلی دروازے پر کھڑے دیکھ کر وہ گھبراتی ہوئی
سفید چہرے کے ساتھ لڑکھڑا کر پیچھے ہوئی۔ شہریار
خانزادہ نے اپنے بابا کی اس قدر بلند طیش سے لبریز آواز
پہلی بار سنی تھی۔ وہ ڈر کر کانپنے لگا تھا۔ کشمالہ خان
ایک نظر شہسوار خان کو دیکھتی اپنی بہتی ہوئی بھوری
آنکھوں کو گردن جھکا کر صاف کرتی ایک لمحہ بھی
مزید رکے بغیر لاؤنچ سے اپنے کمرے کی جانب قدم لیتی
جب شہسوار خان نے ان کی طرف بڑھتے ان کی نازک
کلائی کو اپنے ہاتھ میں نرمی سے تھاما تھا۔

تم رو رہی ہو خانم۔۔۔! تمہاری جرت کیسے ہوئی پلوشہ
کشمالہ سے اونچی آواز میں بات بھی کرنے کی؟ جرت
کیسی کی تم نے اس پر اپنی نگاہ بھی ڈالنے کی۔! شہسوار
خان کشمالہ خان کی بھوری آنکھیں آنسوؤں سے بھری

گلابی ہوتے دیکھتے لاؤنچ میں پڑی ٹیبل پر زور سے لات
مارتے پہلے سے بلند آواز میں دھاڑے۔

حویلی میں مہندی کے فنکشن کا لاؤڈ میوزک چل رہا تھا
اس لئے شہسوار خان کی دھاڑیں باہر موجود مہمان
خواتین تک نہیں پہنچ پا رہی تھی۔ پلوشہ خانم کو لگا
شہسوار خان آج ان کی جان نکال دیں گے۔ وہ لٹھے کی
مانند سفید ہو گئی۔ شہریار ڈر کر کشمالہ خان سے چمٹ
گیا کیونکہ اس کی مورے تو لڑکھڑا کر اس سے پیچھے
ہوتی اس کا ہاتھ چھوڑ گئی تھی۔

دور ہٹو شہریار اس عورت سے تم میرے بیٹے ہو اسکا تم
پر کوئی حق نہیں ہے۔ پلوشہ خانم گھسیٹ کر شہریار کو
کشمالہ خان سے دور کر گئی۔ شہسوار خان نے بند ہوتے
دل سے یہ منظر دیکھا تھا۔ دیدہ میں نے صرف شہریار کو
پیار کیا ہے صرف چند سیکنڈز اپنے سینے سے لگایا ہے
یہ میرے لئے میری اپنی اولاد کی طرح۔۔۔ نہیں ہے یہ
تمہاری اولاد میرا بیٹا ہے یہ شہسوار خان بتا دیں اسے یہ
میرا بیٹا ہے!! پلوشہ خانم شہریار کو گود میں اٹھاتی تیزی
سے لاؤنچ سے نکل گئی تھی۔

کشمالہ خان اپنی کلائی شہسوار خان سے چھڑواتی ان کی جانب دیکھے بغیر ہچکیاں بھرتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ شہسوار خان اپنے دل کی دھڑکن کو رکتا ہوا محسوس کرتے کشمالہ خان کے روم میں انکے پیچھے داخل ہوئے تو انہوں نے کشمالہ کو اپنا ٹریول بیگ پیک کرتے دیکھا۔

یہ سب کیا کر رہی ہو خانم؟؟ وہ ان کو روتے ہوئے پیکنگ کرتے دیکھتے مدھم لہجے میں بولے۔ مجھے ترکی واپس جانا ہے آپ میری آج کی ہی فلائٹ بک کروا دیں۔ وہ درد سے لبریز آنکھوں کے ساتھ سپاٹ لہجے میں بولی تھی۔ مگر شادی۔۔۔۔ میں آپ سے بول رہی ہوں مجھے آج ہی واپس جانا ہے ترکی!! شہسوار خان جو انکی بات سن کر مدھم سے منت بھرے لہجے میں بول رہے تھے جب کشمالہ خان ان کی بات ضدی لہجے میں کاٹتی پھوٹ پھوٹ کر روتی ان کے کشادہ سینے سے لگی تھی۔

پلیز مجھے واپس جانا ہے میں اب کبھی اس حویلی میں واپس نہیں آنا چاہتی آپ مجھے واپس بھیج دیں نہیں تو میں اپنا خسارہ یاد کرتے کرتے بے جان ہو جاؤں گی شاہ

مجھے ترکی جانا ہے پلیز!! وہ ان کی قمیض مٹھیوں میں
جکڑے ہچکولے کھاتے جسم کے ساتھ کانپتی آواز میں
بولی۔

اچھا تم رونا بند کرو میں بک کرواتا ہوں ٹکٹ اب ایک
آنسو تمہاری آنکھوں سے ناں نکلے۔!! شہسوار خان انہیں
خود سے دور ہٹتے دیکھ ہاری ہوئی دھیمی آواز میں
بولتے فوراً ہی کشمالہ خان کی سیٹ بک کروا گئے تھے۔
جو کچھ گھنٹوں بعد کی تھی۔ میں تمہیں خود ائیر پورٹ پر
چھوڑنے جاؤں گا پیکنگ کر لو اپنی!! شہسوار خان
بھوری آنکھوں سے آنسو ناں رکتے دیکھ ان کا ہاتھ پکڑ
کر بولے تھے۔

نہیں آپ اپنی فیملی کے ساتھ رہیں میں ظفر (ڈرائیور) کے
ساتھ چلی جاؤں گی۔ کشمالہ خان سپاٹ سے لہجے میں
کہتی واشروم کی جانب بڑھ گئی انہوں نے مہندی کا فینسی
آؤٹ فٹ چینج کر کے سادہ سے کپڑے پہنے اپنا حجاب لیا
اور بیگ پکڑ کر شہسوار خان کی نظروں کے سامنے ہی
روم سے نکل گئی۔ انہوں نے قسم کھائی تھی دوبار اس
حویلی میں قدم ناں رکھنے کی۔

(حال)

بابا کو مہندی والی رات میں نے جتنے طیش میں دیکھا میں بہت ڈر گیا تھا کیونکہ میرے بابا اونچی آواز میں بات تک کرنا پسند نہیں کرتے تھے لیکن وہ مورے پر رات کو کمرے میں آکر بھی بہت چیخے تھے۔ میں سو رہا تھا بابا کے طیش سے چلانے سے میری آنکھ کھل گئی تھی۔ شہریار خانزادہ دھندھلی یادوں کے پردوں کے پیچھے سے وہ منظر یاد کرتے مشائم کو بتا رہا تھا جو اسے یاد تھے۔

کشمالہ خانم کیوں چلی گئی تھی؟ مشائم شہریار خانزادہ کو ترحم بھری نگاہوں سے دیکھ کر مزید استفسار کرنے لگی۔ پتہ نہیں مجھے بابا نے داجی کو بتایا تھا کہ ان کے ایگزامز کی ڈیٹ اناؤنس ہو گئی ہے اس لئے وہ جلدی میں نکل گئی۔ داجی کو خانم آٹٹی سے بات کرنی تھی ان کی شادی سے ریلیٹڈ مگر وہ تو چلی گئی تھی ان سے ملے بغیر اس لئے داجی ان سے بات نہیں کر سکے بابا کو ارجنٹ ایک دن کے لئے کسی ضروری کام سے اسلام آباد جانا پڑھا اور کچھ مسئلہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے کام

میں ہی پہنسنے رہے جس دن سلطان چاچو اور زمان چاچو
کی شادی تھی وہ واپس آرہے تھے جب ان کے ڈرائیور کو
ہارٹ اٹیک ہو گیا۔ وہ اسے ہاسپٹل لے گئے اور اس وجہ
سے بابا چاچو کی شادی بھی اٹینڈ نہیں کر سکے۔

شادی والی رات داجی نے خانم آنٹی اور سالار چاچو کے
نکاح کا فیصلہ سب کو سنا دیا مگر چاچو داجی کے
فیصلے کو ماننے سے انکاری ہو گئے انہوں نے بھرے
مجموعے میں داجی کے فیصلے کو ٹھکرا کر نکاح کرنے
سے انکار کر دیا۔ سب کے بیچ تو داجی نے چاچو سے
مزید کوئی بات نہیں کی مگر حویلی آکر داجی بہت برہم
ہوئے چاچو پر مگر چاچو تو تمہاری ماما مہوش چچی کو
پسند کرتے تھے ناں تو بس وہ داجی کے فیصلے کے
خلاف ڈٹ کر کھڑے ہو گئے۔

داجی نے سالار چاچو کو اپنی جائیداد یہاں تک کے اپنے
نام سے بھی عاق کر دیا اور بابا کو فون کر کے اسی وقت
ہی ترکی جا کر خانم آنٹی سے نکاح کرنے کے لئے اپنی
قسم دے دی اور اپنے فیصلے سے انکار کرنے کی
صورت میں داجی نے اپنی جان لینے کی قسم کھا لی

انہوں نے بابا کو دھمکی دی کہ اگر انہوں نے ایک دن کے اندر اندر خانم آنٹی سے نکاح نہیں کیا تو وہ خود کو گولی مار لیں گے وہ بابا کے منتظر ہیں خانم آنٹی اور نکاح کے کاغذات سمیت!! بابا کو داجی نے اپنی زندگی کا ڈراوا دیا اور انہیں کہا کہ وہ اسلام آباد سے سوات نہیں آئیں اور پہلے ترکی جا کر خانم آنٹی سے نکاح کریں اور اپنے ساتھ نکاح کے پیپرز اور خانم کو لے کر ہی سوات واپس لوٹیں۔

بابا داجی کے خود کو گولی مار لینی کی دھمکی اور ان کی قسم کے آگے مجبور ہو گئے اور پھر وہ اسلام آباد سے ترکی چلے گئے وہاں خانم آنٹی سے نکاح کیا اور اسی وقت داجی کے حکم کی تکمیل کرتے نکاح کے پیپرز اپنے ساتھ لے کر پاکستان کی پہلی فلائٹ سے واپس آگئے مگر خانم آنٹی نہیں آئی ان کے ساتھ!! وہ نکاح داجی کی انا کے لئے تو اپنے حکم کی تکمیل کے تسکین کا سبب بنا داجی سردار تھے اور اپنا حکم منوا چکے تھے مگر اس نکاح کے بعد ہمارا خاندان بری طرح بکھر گیا۔ بہت سے رشتے کھوکھلے ہو گئے۔ ہاشم ماموں بابا کی جان کے دشمن بن گئے یہاں تک کہ مریم پھوپھو کے ساتھ ان کے تعلقات ٹوٹنے کے در پر آگئے! شہریار خاندان

شدید سنجیدہ ہو گیا تھا۔ وہ عجیب سے درد بھرے انداز میں بول رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں اپنا خاندان بکھر جانے کا ملال مشائم کو واضح نظر آرہا تھا۔

تمہیں شکوہ ہے ناں میرے بابا اچھے بھائی نہیں انہوں نے سالار چاچو کو تلاش نہیں کیا۔ کیوں ان کا حق نہیں دلواوا تو مشائم میرے بابا کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ چاچو کو داجی نے عاق کر دیا ہے۔ خانم بی نے بھی بابا سے یہ بات داجی کے حکم پر چھپا لی تھی۔ پورا خاندان بابا اور خانم آنٹی کے نکاح کی وجہ سے بکھر گیا تھا۔ شادی والی حویلی رشتے ٹوٹنے کے بعد قبرستان کی طرح ویران ہو گئی تھی بابا نے پاکستان آنے کے اگلے ہی روز جب چاچو کی غیر موجودگی نوٹس کی تو حویلی کی ملازمہ سے ان کے بارے میں پوچھا جب ملازمہ نے انہیں بتایا کہ چاچو نے داجی کے کسی فیصلے سے انکار کیا ہے جس پر غصے میں آکر انہوں نے چاچو کو حویلی سے نکال دیا ہے تو بابا داجی سے بے حد ناراض ہوئے مگر انہوں نے داجی سے کوئی بھی بات نہیں کی ناں ہی کچھ پوچھا وہ ملازمہ سے حویلی میں ہوئے چاچو اور داجی کی اتنی شدید ناراضگی کا علم ہوتے ہی ہر چیز سائڈ پر کرتے پہلے چاچو کی تلاش میں نکل گئے بعد میں انہوں

نے داجی سے ہر بات پوچھنے کا فیصلہ کیا۔

میرے بابا نے چاچو کو بہت ڈھونڈھا مگر وہ انہیں نہیں ملے۔ بابا تھک ہار کر جب واپس آئے اور داجی سے چاچو کو عاق کرنے کی وجہ پوچھتے رہے کہ سالار چاچو نے ایسا کیا کر دیا ہے جو انہوں نے چاچو کو ہر چیز سے عاق کر دیا ہے؟ داجی نے انہیں چاچو کا نام لینے سے بھی منع کر دیا اور خانم بی کو بھی حکم دیا کہ وہ میرے بابا کو کچھ نہیں بتائیں گی۔ بابا داجی اور خانم بی دونوں سے ناراض ہو کر پھر حویلی سے چلے گئے انہوں نے مڑ کر میری مورے تک کا حال نہیں پوچھا ہاشم چاچو نے بابا کی دوسری شادی کا بدلہ مریم پھوپھو سے لیا وہ اپنی شادی کے تین سال بعد حاملہ ہوئی تھی ان کی نیو پریگننسی تھی بہرام ان کی کوکھ میں ایک ماہ کا تھا جب ہاشم چاچو نے انہیں خود سے الگ کر کے اپنی سوات والی حویلی سے نکالا تھا۔

انہوں نے داجی سے ان کے بعد سرداری لینے کی ضد کی جو ناں ملنے کی صورت میں انہوں نے پھوپھو کو طلاق دینے کی دھمکی دی۔ بابا کے خفا ہو کر چلے جانے کے

بعد حویلی میں کیا کچھ ہو گیا وہ نہیں جانتے تھے۔ بابا کتے ہی سال واپس نہیں آئے۔ بابا چاچو کو اپنا بڑا بیٹا مانتے تھے ان کے لئے وہ داجی سے اتنا خفا ہو گئے کہ پاکستان کی واپسی کا راستہ ہی بھول گئے وہ اپنی پہلی بیوی اور اپنے بیٹے تک کو بھول گئے۔

میں پانچ سال کا تھا جب خانم آنٹی کی بیٹی یعنی میری بہن انشال خان ہوئی۔ مگر بابا نے حویلی میں کسی کو خبر نہیں ہونے دی اس کی پیدائش کی۔ بابا نے چاچو کو حویلی واپس لانے کا وعدہ کیا تھا اور ان کو جیسے ہی چاچو کے مل جانے کی خبر ان کے بندوں نے دی تو بابا چاچو کو زبردستی حویلی لے آئے۔

بابا نے چاچو کو سات سال بعد تلاش کر لیا تھا وہ چاچو کے ملتے ہی انہیں اپنے ساتھ حویلی لا رہے تھے۔ وہ لوگ حویلی میں داخل ہی ہوئے تھے کہ جب بابا جان کو انکے ترکی والے اپارٹمنٹ میں آگ لگ جانے کی خبر ملی بابا الٹے قدم حویلی سے بھاگتے ہوئے نکلے تھے کیونکہ خانم آنٹی اور سات سالہ انشال کو انکی ضرورت تھی۔ جب چاچو مہوش چچی کے ساتھ حویلی واپس آئے اس وقت تم

ایک سال کی تھی مشائم۔۔ اور پھر اس دن۔۔۔۔۔۔ اس دن
میرے بابا کو دھکے مار کر واپس نکال دیا نازنین چچی
نے!! شہریار خانزادہ جو مشائم کو ہر بات بہت ٹھہر ٹھہر
کر بتا رہا تھا جب اسکی بات مشائم نے کھوکھلے سے
انداز میں مکمل کی۔

تو سردار شہسوار خان کو علم ہی ناں تھا ان کی غیر
موجودگی میں کیا کچھ ہوا مشائم کے بابا نے خود کو
قربان کر کے اپنے بھائی کے اوپر ایک حرف تک نہیں
آنے دیا۔ وہ فیصلہ کر چکی تھی اس نے اب ہر ایک بات
اپنی ماما سے پوچھنے تھی اس کے بابا نے اس کے تایا
شہسوار خان سے کیا باتیں کی ہوں گی جب وہ ملے ہوں
گے۔ اسے شہریار پر ترس آیا ابھی تک ایک بہت بڑا راز
تھا جو فاش ہونا تھا اور اسے یقین تھا کہ وہ راز جب
شہریار کو معلوم ہوگا تو وہ کس قدر ٹوٹ جائے گا۔

شہریار خانزادہ اب خاموش ہو کر مشائم کے اطراف سے
اپنے ہاتھ ہٹا کر پیچھے ہوتا جب مشائم اس کی بلیک ہڈی
کو کالر سے پکڑ کر اسے خود پر جھکاتی اس کے لبوں کو
اپنے لبوں کی نرمی سے ملا گئی تھی شہریار خانزادہ اس

کی جسارت پر سٹل ہوتا اسے دیکھ رہا تھا۔ مشائم اسے اپنے ہونٹ بھینچے بے حس و حرکت سٹل ہو کر اپنی آنکھوں میں جھانکتے دیکھتی سرخ گلاب بن کر ان کے نچلے لب کو اپنے دانتوں میں دباتی نروٹھے انداز میں اسے خود سے جدا کرتی جب شہریار خانزادہ اس کے جبرے کو دبوچ کر اسکی گلاب کی نازک پنگھڑیوں کے مانند نرم لبوں کو اپنی سخت گرفت میں قید کر گیا۔

وہ بہت بے قراری لئے اس کا لمس خود میں اتارنے لگا۔ سانسیں کا اتار چڑھاؤ ہوا اور سانسیں بند ہونے پر لال پڑھتی مشائم کو اس نے اپنی قید سے رہا کر دیا۔ وہ گہری گہری سانسیں بھرتی ہوئی لال انگارہ ہوتی شیلف پر سے اترتی اس سے نظریں چرا کر کچن سے نکل گئی۔

کافی بنا کر لا رہا ہوں کمفرٹر میں چھپنا نہیں ورنا اب تو سہی میں چھپنے کی وجہ دے دوں گا شہریار خانزادہ مسکرا کر اونچی آواز میں بولتا کافی بنانے میں مصروف ہو گیا۔ مشائم نے اسے خود سے اپنے نرم بوسے سے نوازا تھا شہریار تو خود کو ساتوے آسمان پر محسوس کرنے لگا تھا۔ اس نے مشائم کی آنکھوں میں اپنے لئے

ایک عجیب سا احساس محسوس کیا تھا مگر وہ اپنا خیال
سمجھ کر جھٹک گیا۔۔۔

وہ دونوں ریسٹورنٹ سے جیسے ہی باہر نکلے ایشا کا دل
تیزی سے دھڑکنا شروع ہو گیا۔ اس نے احد خانزادہ کے
ساتھ اس طرح اکیلے کبھی بھی سفر کرنے کا نہیں سوچا
تھا۔ وہ ایشا کے لئے جس قسم کے جذبات رکھتا تھا اس
کے ساتھ تنہائی میں سفر کرنا ایشا انصاری کے لئے کافی
مشکل تھا۔ اس کا دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا جیسے
ابھی سینے کی دیواروں سے باہر نکل جائے گا۔

احد خانزادہ اس سے آگے چند قدموں کے فاصلے پر لمبے
لمبے قدم اٹھا رہا تھا جبکہ ایشا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی
اس کی تقلید میں چل رہی تھی۔ احد سیاہ رنگ کی قمیض
شلوار میں ملبوس تھا ایشا نے آج پہلی بار اسے شلوار
قمیض میں دیکھا تھا ورنہ ان کا جب بھی سامنا ہوا وہ یا تو
اپنے یونیفارم میں ملبوس ہوتا تھا یا پھر پینٹ شرٹ میں
مگر وہ آج خاص قمیض شلوار پہن کر آیا تھا۔

قمیض کی سلیوز اس نے کہنیوں تک فولڈ کی ہوئی تھی۔
جس سے اس کے ہاتھوں کی چوڑی کلائیاں نظر آرہی
تھی۔ اسکے ہاتھوں پر ہلکے بال تھے مگر ہاتھوں کی
پشت سے بالکل صاف تھی۔ اسکی انگلیاں عام مردوں کی
موٹی انگلیوں کی نسبت ذرا پتلی تھی اگر یوں کہا جائے کہ
اس کے ہاتھ بھی بہت خوبصورت تھے تو زیادہ بہتر تھا۔

ایشا کی نظروں سے ابھی تک جتنے بھی لڑکے گزرے
تھے اس نے اتنی صاف شفاف کلیئر اسکن کسی کی بھی
نہیں دیکھی تھی۔ اس نے فریش ہیئر کٹ کروایا ہوا تھا
فوجی کٹنگ میں وہ بہت خوبرو لگتا تھا۔ اس کی رنگت
سفید تھی جبکہ چہرے کے پٹھانی نقوش میں نرمی گھلی
تھی۔ وہ ایک سوفٹ نیچر کا مالک تھا اور اس کے چہرے
کی نرمی اس بات کی گواہی دیتی تھی۔ ایشا کو اسکا قد
قمیض شلوار میں مزید اونچا لگ رہا تھا۔ وہ چھ فٹ دو
انچ جتنی لمبی چوڑی ورزشی جسامت والا فوجی تھا۔ جو
جہاں جہاں سے گزر رہا تھا ہر لڑکی ہی ایک بار اسے
ضرور دیکھ رہی تھی۔ اس کے پیچھے چلتی نازک جسم
ایشا بالکل چھپی ہوئی تھی۔

احد خانزادہ ایشا کی نظریں اپنی بیک پر شدت سے محسوس کر رہا تھا۔ وہ دونوں جیسے ہی پارکنگ میں انٹر ہوئے احد خانزادہ گاڑی کو ان لاک کرتا پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولتا ایشا کی جانب دیکھنے لگا۔ میں پیچھے بیٹھوں گی۔! وہ اس کے اپنی جانب دیکھنے پر سیاہ آنکھیں جھکائے سرد سے انداز میں بولی تھی۔

میرے ساتھ آگے بیٹھنے میں کیا ایشو ہے آپکو؟ احد خانزادہ دروازہ بند کرنے کی بجائے مزید کھول گیا تھا۔ آپ سے میرا کوئی ایسا تعلق نہیں جس سے میں تحافظ محسوس کر کے آپ کے پہلو میں بیٹھوں!! جس انسان نے میری جان نکالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی مجھے خوفزدہ کیا میں اس کے ساتھ بالکل نہیں بیٹھ سکتی۔ ایشا ہمت کرتی پختہ سے لہجے میں بولی تھی۔

تعلق بنانے بھی کہاں دے رہی ہو تم! میری کوئی ایک بات سننے کو تیار نہیں ہو میں بات کرنا چاہتا ہوں تم سے پلیز ایک بار مجھے سن تو لو اب تمہارے پیچھے بیٹھنے سے مجھے ڈرائیورز والی فیلنگز آئیں گی تو میں بات کیسے کروں گا پھر اپنی فیلنگز کیسے شیئر کروں گا؟ احد

خانزادہ اس کا خفا سو جا چہرہ دیکھتے ہوئے بولا۔

تو آپ کو کس نے بولا تھا مجھے اپنے ساتھ لے جانے کے لئے میں رایان بھائی کو کال ملا کر انکے ساتھ۔۔۔ ایشا کیا ہم صرف بات کر سکتے ہیں ایک بار۔!! ایشا جو اپنا موبائل نکال کر رایان انصاری کو کال کرنے لگی تھی جب احد اس کے ہاتھ سے موبائل پکڑ کر آف کرتا منت بھرے لہجے میں بولا۔ ہم کوئی بات کبھی بھی نہیں کر سکتے کسی ڈاکو صفت آدمی والے سے مجھے کوئی شوق نہیں بات کرنے کا۔ ایشا پاؤں پٹختی پیسنجر سیٹ پر بیٹھتی ہوئی بولی تھی۔

احد خانزادہ اسے اپنے ساتھ بٹھائے بغیر اپنی سیٹ پر نہیں جانے والا تھا یہ بات وہ سمجھ گئی تھی اس لئے غصے سے پاؤں پٹختی ہوئی مجبوراً بیٹھ ہی گئی۔ اف نخرے تو دیکھو میری نازک کلی کے سہی والا ڈوگی بنائے گی یہ مجھے اپنے پیچھے! احد خانزادہ دل میں سوچتا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ اس کے بیٹھتے ہی ایشا اپنا رخ دوسری طرف کرتی شیشے سے باہر دیکھنے لگی۔ وہ شدید غصے میں تھی اس کا منہ ریڈ ہو رہا تھا۔

احد خانزادہ کو سمجھ نہیں آیا وہ بات شروع کہاں سے

کرے آخر وہ لڑکی تو اسے سننے کو تیار ہی نہیں تھی۔ وہ
ایشاکا موڈ تھوڑا لائٹ کرنے کے لئے ڈرائیونگ اسٹارٹ
کرتے ہی میوزک بھی آن کر گیا۔ ایشا کی آنکھوں میں
شدید قسم کی خفگی تھی گلابی گال سوجے ہوئے تھے۔

پل پل جینا محال میرا تیرے بنا یہ سارے نشے بیکار تیری
آنکھوں کے سوا۔۔۔

گھر نہیں جاتا میں باہر رہتا تیرا انتظار میرے خوابوں میں
آناں کر کے سولہ سنگھار۔۔۔

میں اب کیوں ہوش میں آتا نہیں؟؟ سکوں یہ دل کیوں پاتا
نہیں؟؟

کیوں توڑوں خود سے جو تھے وعدے کہ اب یہ عشق
نبھانا نہیں۔۔۔

میں موڑوں تم سے جو یہ چہرہ دوبارہ نظر ملانا نہیں۔۔

یہ دنیا جانے میرا درد تجھے یہ نظر کیوں آتا نہیں۔۔

گانے کے لیرکس ایشا انصاری کو ہچکچاہٹ اور گھبراہٹ میں مبتلا کر رہے تھے۔ وہ خود کو شدید گھبراہٹ سے لرزتے محسوس کر رہی تھی کیونکہ احد خانزادہ خود بھی ساتھ ساتھ لیرکس گنگنا رہا تھا۔ ایشا کو بے ساختہ شرم سی آئی وہ اپنے حجاب سے نکلتی سیاہ بالوں کی لیٹیں کان کے پیچھے کرتی احد خانزادہ کو مکمل اگنور کرنے کی کوشش کرتی اپنا پورا دیہان باہر کی جانب مرکوز کرنے کی کوشش کرنے لگی جبکہ احد خانزادہ نے گاڑی کی اسپید مزید کم کر دی۔ حویلی کا مارگلہ ہلز سے فاصلہ تقریباً ایک گھنٹے کا تھا۔ اور یہ ایک گھنٹہ احد خانزادہ ایشا کو منانے میں صرف کرنا چاہتا تھا۔ وہ خود کو وارم اپ کر رہا تھا اسے آج ایک لمبی گفتگو کرنی تھی وہ آج ایک بار پھر ایشا کو پریوز کرنے والا تھا۔ اپنے جذبات اب چھپانا حماقت تھی

سوہنیا یوں تیرا شرمانا میری جان نالے لے لے۔۔۔

کان کے پیچھے زلف چھپانا میری جان کیا کہنے۔۔۔
ایشا کا دل زور سے دھڑکا تھا۔ وہ شرم سے لال گلاب

ہوئی تھی اور فوراً اپنا ہاتھ اپنی گود میں رکھ گئی تھی۔
احد ایک نظر اس کی غیر ہوتی حالت دیکھتا اب دل جمی
سے مزید گنگنا کر ایشا کو لال کرنے والا تھا۔

ظالمہ توبہ تیرا نخرہ اس کے وار کیا کہنے۔۔۔
تھام کے بیٹھے دل کو گھائل کہی ہار نا بیٹھیں۔۔۔

ایشا بے ساختہ خائف نظروں سے احد خانزادہ کی آنکھوں
میں دیکھی تھی گاڑی نا ہونے کے برابر اسپید میں چل
رہی تھی کیونکہ احد خانزادہ روڈ سے زیادہ ایشا کی
طرف متوجہ تھا جو خفاخفاسی نظریں پھر سے جھکا گئی
تھی

تیری نظریں مجھ سے کیا کہتی ہیں ان میں وفا بہتی ہے۔۔۔

تھوڑی تھوڑی سی راضی تھوڑی سی خفا رہتی ہیں۔۔۔

لوگ ہیں ظالم بڑے ان میں جفا دیکھی ہے۔۔۔

یہ دنیا تیری نہیں میں نے تجھ میں حیا دیکھی۔۔۔

جینا محال میرا تیرے بنا یہ سارے نشے بیکار تیری
آنکھوں کے سوا۔۔۔

گھر نہیں جاتا میں باہر رہتا تیرا انتظار میرے خوابوں میں
آنا کر کے سولہ سنگھار۔۔۔

احد پلیز اسٹاپ آل دِس جو بھی کہنا چاہتے ہیں آپ صاف
لفظوں میں بتا دیں مجھے!! سننے کو تیار ہوں آپ کی بات
بولیں کیا بات کرنا چاہتے ہیں آپ؟؟ اس طرح سے ٹیز کر
کے مجھے صرف غصہ-----آئی وانٹ ٹو میری یو مجھ
سے شادی کر لو پسند کرتا ہوں تمہیں محبت کرتا ہوں تم
سے دو سال سے خوار ہوتا پھر رہا ہوں تمہاری تلاش
میں!! دو سال تمہیں ڈھونڈھتا رہا ہوں مسلسل جب سے
ایک جھلک دیکھی ہے تمہاری!! تم سے جب سے محبت
کی ہے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے مجھ میں میں نہیں
بس تم ہی تم ہو میرا دل تم سے محبت کر کے اب صرف
تمہارے نام سے ہی دھڑکتا ہے۔

میں کسی کام کا نہیں رہا تم ایک فوجی کو ناکارہ بنا گئی
ہو جو تمہارے عشق میں پاگل ہو گیا ہے۔ ایشا جو شرم اور
غصے سے اپنا ہاتھ زور سے مار کر میوزک آف کرتی
احد خانزادہ کی طرف اپنا رخ موڑ کر ماتھے پر شکن
ڈالے بول رہی تھی جب احد ایک جھٹکے میں گاڑی روکتا
بھر پور جذباتیت سے بولا تھا۔

اچھا اور؟ ایشا اس کی بات سن کر دونوں ہاتھ سینے پر
باندھتی تیوری چڑھا کر بولی تھی۔ تم کیا پھر سے مجھے
ریجیکٹ کرنے والی ہو؟ اسکے تاثرات دیکھ کر احد
خانزادہ منہ بسوڑے بولا تھا۔ جب پتہ ہے ریجیکٹ کروں
گی تو اپنا ٹائم کیوں ویسٹ کر رہے ہیں مسٹر ٹھرکی بن
کر! ایشا دو ٹوک انداز میں بولی تھی۔

یار تم زیادتی کر رہی ہو میرے ساتھ کیا ڈوگی بنانا چاہتی
ہو مجھے؟ احد پھر سے گاڑی اسٹارٹ کرتا احتجاجاً بولا
تھا۔ آپ کو خود شوق ہے ڈوگی بننے کا ہونہ۔!! ایشا
جھٹکا کھا کر اپنا رخ پھر سے موڑ گئی تھی ٹھیک کہا تم
نے!! اسی پوزیشن میں پکڑوں گا تمہیں سب سے پہلے!!

احد خانزادہ اس کو پھر سے خود سے رُخ موڑے دیکھتا
دانت کچکچا کر بولا اور اپنی ہی بات پر زبان دانتوں تلے
دبا کر معصوم بن کر ایشا کو دیکھنے لگا جو اس کی
نومعنی بات سمجھ کر اسے کھا جانے والی نظروں سے
گھور رہی تھی۔

یار انوسینٹ ہوں میں غلطی سے زبان سلپ ہوئی ہے
میری!! احد اپنی شہد رنگ آنکھیں ٹپٹپا کر بولا تھا۔ کریک
فوجی!! ایشا غصے سے بولتی اپنا موبائل احد خانزادہ کے
سامنے سے ڈیش بورڈ ہے اٹھاتی خود کو مصروف کر
گئی تھی جبکہ احد خانزادہ اپنی جان بخشی پر شکر گزار
ہوا تھا ورنہ وہ تو سمجھ رہا تھا اس بار اسے ریجیکشن
زور در سینڈل کے ساتھ ملنی ہے۔

کافی کے ساتھ کچھ میٹھا کھانے کا دل چاہ رہا ہے میرا آپ
کچھ کھانا پسند کریں گی مس ایشا؟؟ احد خانزادہ ایک
کیفے کے سامنے گاڑی روکتے ہوئے ایشا سے بولا تھا۔
تقریباً بیس منٹ کا فاصلہ خاموشی سے طے کرنے کے
بعد احد خانزادہ کو کیفے کی صورت میں مزید ایک بہانا

مل گیا تھا اپنی ناراض نازک حسینہ سے پھر سے مخاطب
ہونے کا۔

نو تھینکس! ایشا جو مشائم کی اسنیپ دیکھتی ہوئی ابھی
کچھ شرارتی سا کہتی جب احد کی بات سن کر مدھم آواز
میں انکار کر گئی۔ مگر میرا بالکل بھی موڈ نہیں ہے
اکیلے اس کیفے میں جانے کا آپ کی نوازش ہو گی اگر
آپ مجھے تھوڑی سی کمپنی دے دیں گی میم! احد اس کا
موڈ لائٹ کرنا چاہتا تھا کیونکہ وہ کچھ دیر بعد ایشا کو
اپنے ساتھ اس جگہ لے جانے والا تھا جہاں پہنچ کر کم
سے کم اس کا موڈ اتنا تو اچھا ہو کہ وہ ریجیکٹ کرنے
سے پہلے ایک بار ضرور سوچے اس کے بارے میں۔۔۔

آپ جان بوجھ کر رہے ہیں نا یہ سب؟؟ میں آپکے ساتھ
ٹائم اسپینڈ نہیں کرنا چاہتی کیوں نہیں سمجھ رہے آپ کیپٹن
صاحب کہ میں آپ میں بالکل بھی انٹرسٹڈ نہیں ہوں
تو۔۔۔۔ تو مجھ میں انٹرسٹ لینا شروع کریں ہونے والی
صاحبہ ہیں آپ میری کچھ تو خیال کریں اپنے کیپٹن
صاحب کا!! ایشا اسکے گہرے لہجے کا اعتماد اس کی
بھاری آواز سن کر ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھی

تھی۔ کک۔ کیا۔۔۔ مطلب ہے آپکی اس بات کا؟؟ ایشا کا لہجہ
لرزہ تھا۔ آجاؤ اندر چلیں پھر سارے مطلب سمجھا دیتا ہوں
تمہیں!! احد گاڑی ان لاک کرتا اترتا تھا۔

ایشا ماما تم سے بات کرنا چاہتی ہیں تم اگر شاپنگ سے
فری ہو گئی ہو تو بات کروا دوں ماما سے تمہاری؟ ایشا
جو احد خاندانہ کو گاڑی سے اتر کر اپنی طرف آ کر
دروازہ کھولتے دیکھتی نا چاہتے ہوئے بھی گاڑی سے
اترنے لگی تھی جب اسے وٹس ایپ پر اپنے بھائی رایان
انصاری کا وائس نوٹ موصول ہوا۔ وہ اسے سنتی ہوئی
گاڑی سے نکل گئی تھی۔ بھائی میں ابھی حویلی سے باہر
ہوں شاپنگ تو کمپلیٹ ہو گئی ہے آپ مجھے ابھی ہی کال
کر لیں۔ ایشا بھی ریپلائے میں وائس نوٹ بھیجتی احد
خاندانہ کے ساتھ کیفے میں انٹر ہو گئی تھی۔

ہیو آ سیٹ سویٹ ہارٹ!! احد اس کے آگے چیئر کھسکاتا
مسکرا کر بولا تھا ایشا اس کے والہانہ انداز پر اس کی
چمکتی آنکھوں میں دیکھی تھی۔ وہ کرسی پر خاموشی
سے بیٹھ گئی تھی ایشا کے بیٹھتے ہی احد خاندانہ اس کے
سامنے والی کرسی سنبھال چکا تھا۔ وہ دونوں آمنے

سامنے بیٹھے ہوئے تھے ایشا احد کی نظروں سے کنفیوز ہو رہی ہے۔ وہ اب پوری طرح اس کی جانب متوجہ تھا۔

کافی پینا پسند فرمائیں گی یا پھر کوئی جوس؟ احد اسے خود سے نظریں چراتے دیکھتا مزید گہری نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔ اس ٹائم میں اور مشائم کافی ہی پیتے ہیں تو میں کافی ہی پینا چاہوں گی۔ ایشا اسے دیکھنے سے گریز کرتی اپنے موبائل پر آتی رایان انصاری کی کال دیکھتی بولی تھی۔

سالے صاحب کو بھی اس ٹائم ہی فون کرنا تھا اب تو گرم گرم کافی میرے منہ پر آنی ہے۔ احد ایشا کے نمبر پر رایان کی کال دیکھ کر دل میں سوچنے لگا تھا۔ وہ ویٹر کو اشارے سے اپنے پاس بولتا اسے دو کپ کافی اور دو پستاجیو کروسون لانے کو کہتا ایشا کو دیکھنے لگا۔ جو فون اپنے کان سے لگائے پہلے اپنے بھائی رایان اور پھر ماما سعدیہ انصاری سے بات کر رہی تھی۔ وہ جیسے جیسے ان کی بات سن رہی تھی اس کا رنگ زرد پڑھتا جا رہا تھا۔

ماما پلیز آپ میری بات سن لیں ناں میں ابھی کسی سے
بھی انگیجمنٹ کے لیے بھی راضی نہیں ہوں اور آپ مجھ
سے ڈائریکٹ نکاح کی بات کر رہی ہیں! کون ہے کیا ہے
یہ بھی نہیں بتا رہی۔ ابھی میں راضی نہیں ہوں ماما آپ
میری بات تو سنیں نا مجھے گھر آنے دیں ابھی تو میں
انشال آپ کی شادی انجوائے کرنا چاہتی ہوں یہ بھائی کیا
بول رہے ہیں پیچھے سے؟؟ خود تو شادی نہیں کر رہے
اور میرا کیوں پیچھا پکڑ لیا ہے؟؟ ایشا کبھی احد کو
دیکھتی تو کبھی نظریں جھکا کر فون پر اپنی ماما سے
بات کرتی اتنے میں ہی ویٹر کافی اور کروسون لے آیا تھا۔



لگتا ہے شوگر لیول ڈاؤن ہو رہا ہے اس لئے سفید پڑھتی جا رہی ہے او ہیلو میڈم بیڈ پر نہیں لے جا رہا جو سفید پڑھتی جا رہی ہو۔!! احد خانزادہ کافی کے سپ لیتا اپنے چہرے کے تاثرات نارمل رکھتا دل ہی دل میں باتیں کر رہا تھا۔

اچھا ٹھیک ہے میں آپ سے کچھ دیر تک بات کرتی ہوں۔ ایشا فون بند کرتی ٹیبل پر زور سے پٹختی ہوئی احد کو گھورنے لگی تھی۔ یہ ماما مجھے کس سے نکاح کرنے پر فورس کر رہی تھی؟؟ آپ نے میری فیملی میں کوئی بات کی ہے کیا؟ وہ لفظوں کو چبا کر بولی تھی۔ آپ سے بات ہوئی ہے آپکی ماما کی مجھے کیسے پتہ ہو سکتا ہے کون میرے حق پر ڈاکہ ڈالنے کی گستاخی کر رہا ہے میں تو آپ کے ٹنٹرمز دیکھ رہا ہوں ناں فلحال۔ مجھے کیا پتہ کون میری صاحبہ پر نظریں جمائے بیٹھا ہے آپ کہیں تو آپ کے کیپٹن صاحب آنکھیں نکال دیں گے اس کی۔۔۔ احد اطمینان سے بولا تھا۔ ایکسکیوز می اگر یہ آپ کا کوئی مذاق ہوا ناں یا آپ نے کوئی ایسی حرکت کی ہے تو میں بتا رہی ہوں اس دفعہ۔۔۔۔۔ اس دفعہ تم رنگ پہننے کے لئے راضی ہو جاؤ گی کیا؟ ایشا اسے اطمینان سے بیٹھے دیکھتی جل بہن کر بولی تھی۔

اسے برا کیوں نہیں لگ رہا تھا کوئی اس سے نکاح کے لئے تڑپتا پروپوزل بھیج رہا تھا اور وہ تھا سکون سے کافی پیتا کروسون ٹھوسنے میں مصروف تھا۔ وہ غصے سے بول رہی تھی جب احد کافی کا کپ سائڈ پر رکھتا اس کی رنگ فنگر کو ہلکا سا چھو کر گہری آواز میں اس کی بات اپنے انداز میں مکمل کر گیا۔ اس کے ہلکا سا چھونے پر ہی ایشا کی ریڑھ کی ہڈی میں شدید قسم کی سنسی سی دوڑی تھی وہ اپنا ہاتھ فوراً پیچھے کھینچ گئی۔ اس کے جسم میں لرزش ہونے لگی تھی۔

جی نہیں کیپٹن صاحب میں آپ سے تو رنگ کبھی نہیں پہننے والی!! بھول جائیں آپ کہ میں آپ کو اپنے ہسبنڈ کا مقام کبھی دوں گی میں جس سے بھی محبت کروں گی اس اسپیشل بندے سے ہی شادی-----تو مجھ سے محبت کرنے پر کیا کرنٹ لگتا ہے تمہیں؟؟ یہ تم نے کس سے محبت کرنے کا سوچا ہوا ہے؟؟ میں بھی ایک اچھا آپشن ہوں جسے تم اپنے غصے کی وجہ سے کنسیڈر ہی نہیں کرنا چاہتی اور کسی دوسرے کو کنسیڈر کر کے تم میرے ساتھ جو زیادتی کرنے پر تلی ہوئی ہو ناں آئی پرومیس اگر کسی کو سوچا بھی تو اس نامراد کو نامرد بنا کر میں نے اس کا مرڈر کر دینا ہے اور پھر زبردستی تمہیں اغوا کر

کے اپنا بنا لینا ہے ابھی تو تم سے ریجیکشن کے تھپڑ
کھانے کے بعد بھی پروپوز کر رہا ہوں ناں میڈم جس دن
اس دل میں کوئی اور آیا اس دن تم ایک جنونی خاندان
سے ملو گی اور ہم پٹھان اپنے حق کو چھیننے والے کی
کہاں کہاں سے چیخیں نکالتے ہیں یہ بھی تمہیں پتہ چل
جانا ہے تم جس احد خاندان کے سامنے ابھی بیٹھی ہو وہ
تم سے محبت کرتا ہے اور تمہاری مرضی کو اہمیت دے
رہا ہے تم میری محبت ہو تو محبت بن کر ہی رہو ضد
بننے کی کوشش ناں کرو ورنہ میں کیا کچھ کر سکتا ہوں
ابھی تمہارا یہ نازک وجود اس سب کے لئے تیار نہیں اس
لئے دوبارہ بھول کر بھی اس دل میں جو میرا ہے کوئی
اور آیا تو نکاح کرنے کے بعد سب سے پہلے اسی مقام پر
جھپٹوں گا اور تمہاری چیخیں کتنی درد ناک ہو سکتی ہیں
اس کا اندازہ تمہارا نازک سا کومل وجود دیکھنے سے ہی
لگایا جا سکتا ہے۔

احد خاندان ٹھہری ہوئی جنونیت سے لبریز گہری سی آواز
میں بولا تھا۔ اس کے لہجے میں وارننگ تھی جہاں وہ
تحمل کا مظاہرہ کر رہا تھا خود کو سویٹ اینڈ کالم بنائے
ہوئے تھا اس فوجی کا یہ روپ بھی تھا ایشا سانسین روکے
اسے سن رہی تھی۔ اس نے احد کو ٹیسٹ کرنے کے لئے

جو منہ میں آیا بول دیا تھا اور اب اس کا اتنا شدید ری ایکشن دیکھ کر ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس کر رہی تھی۔ اسے اندازہ نہیں تھا وہ اتنا بھڑک جائے گا۔

ایشانے خیالوں ہی خیالوں میں اپنا سائز اور اپنے سامنے بیٹھے اس جاندار فوجی کا سائز سوچا وہ تو اسے ایک ہی جھٹکے میں دبا کر مار دے اور وہ ہاتھ پاؤں بھی نا چلا سکے۔ میں کسی ڈاکو فوجی کو تو اپنا ہسبنڈ نہیں بنانے والی۔!! ایشا اپنی شیورنگ پر کنٹرول کرتی منہ بسورے بولی۔

وہ اس کے ہونٹوں کی جانب دیکھنے سے نظریں چرا رہی ہوں اس کے دماغ میں اس ریسٹورنٹ والی لڑکیوں کی باتیں گونج رہی تھی جو احد خانزادہ کے سرخ عنابی ہونٹوں پر فدا ہو رہی تھی۔ وہ لڑکی ٹھیک ہی کہہ رہی تھی کسی لڑکے کے ہونٹ اتنے خوبصورت بھی ہو سکتے تھے جتنے احد خانزادہ کے تھے وہ اسموکنگ نہیں کرتا تھا اس لیے اس کے سرخ عنابی ہونٹ سیاہی سے پاک تھے۔

ایشا کو چوری چوری اپنے ہونٹوں کی جانب متوجہ ہوتے دیکھ کر احد خانزادہ اپنی زبان بے باکی سے اپنے عنابی ہونٹوں پر رول کرتا ایشا کو لمحوں میں سر سے پاؤں تک گلاب بنا گیا تھا۔ کافی ٹھنڈی ہو رہی ہے پی لو یہ بھی کھاؤ تاکہ آپ کا شوگر لیول ڈاؤن ناں ہو بیہوش ہونے میں دیر نہیں لگتی آپکو صاحبہ! وہ اسے شرم سے گردن جھکائے بیٹھے دیکھ کر اپنا لہجہ پھر سے نرم کرتے بولا۔

ایشا کچھ سپ کافی کے لیتی کروسون کی چند بانٹس لینے کے بعد چیئر سے کھڑی ہو گئی تھی۔ حویلی چلیں میں تھک گئی ہوں۔ وہ مزید اس کے ساتھ یہاں نہیں بیٹھ سکتی تھی۔ یہ پورا تو کھا لو!! احد اس کے اٹھتے ہی خود بھی کھڑا ہوتا بولا۔ نہیں شکریہ اس کافی کے لئے اب چلیں!! ایشا رسماً سے انداز میں بولتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔ احد بھی بل پے کرتا اس کے پیچھے نکل گیا۔

وہ دونوں گاڑی کے پاس پہنچے ہی تھے جب ایک پھول فروش بچہ ان کے پاس آگیا۔ اس کے ہاتھ میں گلابوں کے گجرے تھے اور تازہ کلیاں تھی۔ صاحب جی اپنی بیگم کے لئے یہ لے لیں انکے ہاتھوں میں پیارے لگے گے۔ وہ بچہ

مسکراتا ہوا احد سے بولا تھا جو ایشا کے لئے دروازہ
کھول رہا تھا۔ ایشا تو منہ کھول کر اس چھوٹے سے بچے
کی بات سن کر اسے دیکھ رہی تھی جو اسے احد کی بیگم
کی بنا گیا تھا جبکہ احد خاندانہ چمکتی آنکھوں سے اس
بچے کو دیکھتا اس سے فوراً ہی تازہ گلابوں کے دو
گجرے لیتا ایشا کے دیکھتے ہی دیکھتے اس کی نازک
سی کلائیوں پر پہنا گیا۔

وہ پھول فروش بچے کو ہزار روپے کا نوٹ دیتا ایشا کو
بیٹھنے کا اشارہ کرتا خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا
ایشا اپنے سفید چمکتے ہاتھوں میں احد خاندانہ کے
پہنائے گجروں کو دیکھتی اپنے گالوں سے ہیٹ نکلتی
محسوس کر رہی تھی۔

پیاری لگ رہی ہیں کلائیاں!! وہ تیزی سے ڈرائیونگ کرتا
ایشا کی نازک کلائیوں کی تعریف کرنے لگا۔ آپ نے یہ۔ یہ
مجھے کیوں پہنائے ہیں!! تو خود تو نہیں پہن سکتا تھا ناں
ظاہر ہے لڑکیاں ہی پہنتی ہیں گجرے۔۔ احد اسکے گلابیاں
بکھیرتے چہرے کو دیکھ کر بولا۔ وہ اسے آج بہت زیادہ
پیاری لگ رہی تھی۔ اس کے بال حجاب میں چھپے ہوئے

تھے۔ اس نے احد خانزادہ کی بات کا مان رکھا تھا۔ اسے وہ واقعی اپنی بات مان لینے پر تحفے کے طور پر گجرے پہنا گیا تھا۔ ایشا کچھ بھی مزید کہے بغیر اپنے فون میں مصروف ہو گئی جبکہ احد خانزادہ تیزی سے ڈرائیو کرنے لگا۔

بہرام یہ کوئی بات نہیں ہوتی ہے آپ کو ابھی ہی کیوں جانا یاد آگیا ہے؟؟ کیا آپ انشال آپی اور منہان لالا کی واقعی شادی اٹینڈ نہیں کریں گے؟؟ بہرام خانزادہ کی گاڑی بیسٹ پبلز کے پورچ میں آکر رکی تھی۔ وہ سارا راستہ ہی کسی سے فون پر بات کرتا آیا تھا اور اب جب فون بند ہو گیا تھا تو اس نے اٹلی جانے کا شوشہ چھوڑ دیا تھا۔ اس کی بات سن کر شانزے منہ کے زاویے بناتی خفگی سے بولی تھی۔

بیوی جانا ضروری ہے اس طرح ناراض ہونے لگو گی تو میں کام کیسے کروں گا! بہرام خانزادہ شانزے کے پھولے گالوں کو زور سے اسکوئیز کرتا بولا تھا۔ ایسا بھی کیا کام ہے آپ کو جو آپ نے شادی بھی اٹینڈ نہیں کرنی میں اکیلی کیسے انجوائے کروں گی آپ کے بنا میرا دل نہیں لگے گا

بہرام!! شانزے اپنا نچلا لب باہر نکالتی موٹے موٹے آنسو
اپنی شہد رنگ آنکھوں میں لئے لاڈ سے بولی تھی۔

چبا جاؤں گا یہ ہونٹ زیادہ لاڈ دکھائے تو گرم ناں کرو
مجھے ابھی یہاں ہی گھسا دینا ہے میں نے ورنہ!! بہرام
خانزادہ اسکے باہر لاڈ سے نکلے نچلے لب کو بے باکی
سے اپنے انگوٹھے سے مسلتا ڈیپ وائس میں بولا تھا۔ آپ
کو صرف یہی آتا ہے ناں اسکے علاوہ بھی ہسبنڈ وائف
کی کوئی لائف ہوتی ہے۔!! شانزے ناراض ہوتی گاڑی کا
دروازہ کھولتی باہر نکلنے لگی جب بہرام خانزادہ نے
اسے کمر کے خم سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا اور اپنی
لیپ میں بیٹھا لیا۔

بالکل بیوی مجھے بس ایک وہی تمہارے ساتھ کرنے کا
دل چاہتا ہے وہ بھی زور سے بالکل رف انداز میں جیسے
تم بھی اب پسند کرتی ہو۔!! بہرام خانزادہ اس کی دھڑکنوں
کو مٹھیوں میں جکڑے بولا۔ شانزے اس کی سخت ترین
گرفت پر انگارہ ہوئی تھی۔ نن۔۔۔نہیں۔۔۔آپ کا یہ انداز
مجھے درد دیتا ہے چھوڑیں پلیز میں آپ سے ناراض ہوں
اور بات نہیں کرنی میں نے!! شانزے مزاحمت کرتی

بولی۔

تمہاری ناراضگی پہلے جھٹکے میں ہی نکال دینی ہے
میں نے سہی کی چلو بھاگو اوپر میں آ رہا ہوں اور آج کچھ
بلیک پہن لینا آئی ریٹلی وانٹ ٹو سی یو ان بلیک! وہ اس
کے بریسٹ کو بے باکی سے سہلا کر بولتا اسے اپنے ساتھ
ہی گاڑی سے باہر لے کر نکلتا اوپر روم میں جانے کا
کہنے لگا۔

آج میں آپ کے ہاتھ نہیں لگنے والی آپ جائیں اٹلی اور
مجھ سے بات ناں کریں!! شانزے نروٹھے انداز میں کہتی
پورچ سے پیلس کی مین انٹرینس کی جانب بڑھی۔ ہاتھ نہیں
لگو گی تو منہ لگ جانا بیوی آج تو کسی قیمت پر نہیں
چھوڑوں گا اس کے بعد پورے ہفتے کا گیپ مل تو جائے
گا تمہیں جب میں نہیں ہوں گا!! بہرام خانزادہ اس کی پشت
کو دیکھتا اونچی آواز میں بولا تھا۔

بات ناں کریں اور پاس تو بالکل مت آئیے گا۔!!! شانزے
شدید ناراضگی میں کہتی پیلس کے لاؤنچ میں انٹر ہو گئی
جبکہ بہرام خانزادہ پورچ میں کھڑا کسی کو کال ملانے

لگا وہ شانزے کی ناراضگی اپنے انداز میں آج پھر سے
اچھی طرح دور کرنے والا تھا مگر پہلے وہ رومیو سے
ملنا چاہتا تھا۔۔۔

مجھے کل ہر حال میں نکلنا ہے اٹلی کے لیے پرائیویٹ
جیٹ میں گیا تو وہ پھر سے بھاگ جائے گا اور میں اس
بار اس کی پہاڑ کر رکھ دینا چاہتا ہوں۔ وہ حرام زادہ اس
بار میرے شکنجے سے نہیں نکل سکتا اس نے میری
معصوم بیوی تک پہنچ کر جو حماقت کی ہے اس کے بعد
تو میں نے بیچ میں سے اسکے ٹکڑے کرنے ہیں۔ بہرام
خانزادہ بیسٹ پیلس کی انیکسی کے بیسمنٹ میں بیٹھا
رومیو کو دیکھتے ہوئے غصے سے غرا رہا تھا۔

بیسٹ تم میری بات کیوں نہیں سمجھ رہے پرائیویٹ جیٹ
تمہاری پروٹیکشن کے لئے بہتر ہے سمپل فلائٹ لو گے
تو رابرٹ تم پر انٹر پورٹ پر ہی حملہ کر سکتا ہے۔ تم
مجھے بھی ساتھ نہیں لے جا رہے ناں ہی ہمارے اسپیشل
کمانڈوز کو! تم کر کیا رہے ہو اگر اس کو تمہارا راز معلوم
ہو گیا کہ تم۔۔۔۔۔ وہ میرے ہاتھوں مرے گا یہ تو طے ہے اور

تم میرے لئے پریشان مت ہو میں ہینڈل کر لونگا سب
کچھ!! رومیو جو بہرام خانزادہ کی باتیں سن کر شدید
پریشانی سے بول رہا تھا جب وہ اس کی بات کاٹ گیا۔

تم جانتے ہو ناں تم کیا کرنے جا رہے ہو تم ان کے لئے
ایک مافیا باس ہو یہ کبھی مت بھولنا ورنہ اتنے سال کی
محنت خاک میں مل جائے گی!! رومیو اس کے حتمی
فیصلے کو سنتا اسے باور کروا رہا تھا۔

روبی میرے ساتھ جا رہی ہے یہ بات میری بیوی کے علم
میں نہیں ہونی چاہیے ہر چیز کا خیال رکھنا تم!! میں کل
صبح اسکو حویلی چھوڑ کر وہی سے اٹلی کی فلائٹ
لونگا! بہرام خانزادہ اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولا تھا۔

بیسٹ تم رسک لے رہے ہو اور میں واقعی بہت خوفزدہ
ہوں اس مشن کا سب سے اہم بندہ اگر کوئی ہے تو وہ تم ہو
تمہارے بنا میں تو کیا پوری ٹیم کھوکھلی ہو جائے گی تم
میٹنگز بھی اٹینڈ نہیں کرتے کب تک اپنی پہچان مخفی
رکھو گے تمہارے اپنے ہی لوگ تمہیں غلط سمجھتے ہیں
تم کیوں اپنے ڈیفینس میں کچھ بولتے نہیں مجھے حیرت

ہوتی ہے کہ تم کیوں کیپٹن احد۔۔۔۔۔ اس ذلیل کا تو نام مت لینا مجھے کوئی میٹنگ اٹینڈ نہیں کر کے بھی سب کچھ پتہ ہے کہ کون کیا بول رہا ہے تم بس یہاں رہ کر میری بیوی کی حفاظت کرو باقی سب کچھ میں ہینڈل کر رہا ہوں اور آگے بھی کر لونگا۔ بہرام خانزادہ ایک بار پھر رومیو کی بات کاٹتا سگریٹ کا آخری گہرا کش لیتے آگے بڑھا تھا۔

رومیو سرد سانس خارش کر کے رہ گیا وہ اس کے آرڈرز کے آگے کوئی احتجاج نہیں کر سکتا تھا۔ اس کا ہر ایک حکم سب کو گردن جھکا کر ماننا ہوتا تھا۔ وہ ڈیسیشن ٹیکر تھا اپنا ہر ایک فیصلہ آزادی سے لیتا تھا جس کی تکمیل سب کو ہر حال میں ہی کرنی ہوتی تھی۔

بہرام خانزادہ انیکسی سے باہر نکل کر پبلز کے چاروں اطراف میں اپنی چیل جیسی تیز نگاہ ڈالتا ہوا لمبے لمبے بھاری قدم اٹھا رہا تھا جب اس کے کانوں میں ایک نسوانی آواز گونجی جو اسے پکار رہی تھی۔

بیسٹ۔۔۔! کیا ہم کچھ دیر بات کر سکتے ہیں؟؟ روبی
انیکسی کی بیک سائڈ پر بنے کوارٹرز سے باہر نکلتی
بولی تھی۔ کیا بات کرنی ہے تم نے؟ بہرام خانزادہ اسکی
جانب دیکھے بغیر سرد سے انداز میں بولا تھا۔ تم مجھ
سے کب تک ناراض رہو گے میں تمہاری بیوی شانزے
کو کبھی بھی کسی قسم کا نقصان پہنچانے کا سوچ بھی
نہیں سکتی میں تم سے محبت کرتی ہوں بیسٹ اور محبوب
کا محبوب بھی محبوب ہوتا ہے تم۔۔۔۔۔ روبی آئندہ بلا
ضرورت مجھے مخاطب مت کرنا۔

میں وہ بات یاد نہیں کرنا چاہتا جو مجھے تم پر مزید طیش
دلانے تمہاری وجہ سے ہی وہ ذلیل رابرٹ شانزے تک
پہنچا ہے اور میں تمہیں اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ
تمہارا وہ دلال بھائی مجھ سے اب بچ نہیں سکتا۔!! بہرام
خانزادہ سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔

تم مجھ سے خفا ہو کر میری جان نکال رہے ہو پلیز
مجھے ایک بار معاف کر دو میرا دل تمہاری ناراضگی
سے ہی پھٹنے لگا ہے۔ بہرام خانزادہ سرد سے سخت

لہجے میں بولتا ابھی قدم آگے بڑھتا جب روبی تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے بہرام خاندادہ کو اس کی بیک سے ہی ہولڈ کر لیا۔ وہ اس کی پھولی ہوئی چیسٹ پر اپنے دونوں ہاتھوں کو جمائے اس کی بیک پر اپنا سر رکھے اس سے چپکی ہوئی کھڑی تھی۔

شانزے جو ناراضگی میں بھی پچھلے ایک گھنٹے سے روم کی ٹیرس پر کھڑی بہرام خاندادہ کا اوپر روم میں آنے کا انتظار کر رہی تھی وہ روبی کو بہرام خاندادہ سے بات کرتے کرتے اچانک ہی چمٹتے دیکھتی اپنا دل بند ہوتا محسوس کر رہی تھی اس کے قدم لڑکھڑائے تھے۔ بہرام خاندادہ نے اس سے جھوٹ بولا تھا کہ وہ روبی کو پیلس سے بھیج چکا ہے یہ بات شانزے کے دماغ میں تعزبانہ کی طرح لگی تھی۔ تو وہ اس سے جھوٹ بول کر روبی کو یہاں اپنے قریب ہی رکھے ہوئے تھا۔

آخر کیا تعلق تھا ان دونوں کا وہ لڑکی کیوں اس سے چپکتی تھی کیوں اس پر اتنا مرتی تھی کہ تذلیل ملنے کے باوجود بھی اس سے دور نہیں ہوتی تھی۔ کہی بہرام خاندادہ اس سے نکاح تو نہیں کر چکا تھا ورنہ ایک مرد

ایک غیر عورت کو کیوں اپنے آس پاس رکھتا ہے اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو وہ عورت اس کے نکاح میں ہو یا پھر وہ اس کے ساتھ گہرے پختہ تعلقات سے وابستہ ہو۔۔

شانزے کے دل میں عجیب عجیب سے وسوسے آرہے تھے جو اس کو رونے پر مجبور کر رہے تھے۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر زار و قطار روتی عجیب و غریب وسوسوں اور تکلیف دے خیالات کو اپنے دل میں پناہ دیتی روم کے اندر چلی گئی تھی کیونکہ اگر بہرام خانزادہ بھی پلٹ کر روبی کو سینے سے لگا لیتا تو اسکی جان ٹیرس کے ٹھنڈے فرش پر ہی نکل جانی تھی۔

بہرام خانزادہ روبی کے ہاتھوں کو غصے سے پکڑ کر خود سے دور جھٹکتا اسے زور سے دور دھکیل گیا تھا۔ اپنی حد میں رہا کرو تم۔ بیوی نہیں ہو میری جو مجھ سے چپکتی رہتی ہو مجھ پر ہر حق میری بیوی شانزے خانزادی کا ہے وہ تمہیں دیکھ کر انسکیور ہوتی ہی اسکے دل میں مجھے لے کر خدشات پیدا ہوتے ہیں وہ روتی ہے اور اس کا رونا میرے دل کو زہر آلود آلے سے چیر دیتا

ہے وہ روتی ہے میں خود کو تڑپتا ہوا محسوس کرتا ہوں۔

وہ میری عورت ہے دل میں اپنے مرد کے لئے خوف لئے پھرتی ہے میں اس کا مرد ہوں اور یہ میرا فرض ہے اس کے خوف کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دینا۔ میں تمہیں آج آخری بار وارن کر رہا ہوں مجھ سے فاصلے پر رہا کرو میرا جسم چھونے کا حق صرف میری بیوی کو ہے میں اس کا ہوں اور اسکے ساتھ آخری سانس تک وفادار رہوں گا مجھے نسوانی حُسن نے ناں کبھی پہلے بھٹکایا ہے ناں اب بھٹکا سکتا ہے میں صرف اپنے بیوی کو دیکھ کر بھڑکتا ہوں کیونکہ وہ میرے خون میں جنون کی مانند دوڑتی ہے۔

وہ میری روح کو اپنے قابو میں کیے ہوئے ہے مجھ پر حکمرانی صرف اور صرف میری بچپن کی محبت شانزے خان ہی کر سکتی ہے مجھ پر اگر کوئی حکم چلا سکتا ہے تو وہ میری بیوی ہے میرے وجود کا حصہ دن رات صبح شام اسکے لئے تڑپا ہوں میں ہر سانس کے ساتھ اس کی آرزو کی ہے میں نے اسے پانے کے لئے میری دھڑکنیں دن میں کتنی ہی بار بے ترتیب ہوئی ہیں میری سانس کتنی

ہی بار اکھڑی ہے یہ میرا وجود جانتا ہے جس نے محبوب
کو پانے کی تمنا میں مجھے ایک وحشی درندہ بنا دیا ہے
اب اگر تم اس طرح میرے عشق میں دراڑ ڈالو گی تو میں
تمہاری روح کھینچ لوں گا کیونکہ میں صرف اپنی شہد
آنکھوں والی شہزادی کا ہوں جو میرے دل کی ملکہ ہے
بہرام خاندادہ صرف اور صرف اپنی محرم شانزے
خاندادی کا ہے۔ بہرام خاندادہ طیش سے لبریز لہجے میں
بولا تھا۔ اس کا انداز جنونی پاگل عاشقوں جیسا تھا۔

روبی کے دل کو چوٹ لگی تھی۔ جس سے محبت ہو اس
ظالم سے دستبردار ہونا سوہان روح ہوتا ہے اور وہ بہرام
خاندادہ کی شانزے خان سے پاگل پنے کی حد تک کی
محبت اس کے جنون سے واقف تھی مگر پھر بھی اس
سے محبت کرنے کی حماقت کر چکی تھی۔

کل صبح گیارہ بجے انیر پورٹ پر ملاقات ہو گی اب جاؤ
اپنے روم میں کوئی میس نہیں ہونا چاہیے اگر تم نے
ڈرنک کی یا پھر سے تمہیں کوئی ایموشنل اٹیک ہوا تو اپنا
حال دیکھ لینا پھر۔!! بہرام خاندادہ اسے لرزتے دیکھتا
اپنے سیاہ بالوں میں ہاتھ پھیر کر ناگواری سے بولتا پیلس

کے لاؤنچ کی جانب بڑھ گیا جبکہ روبی تلخی سے خود پر
ہنستی واپس انیکسی میں چلی گئی تھی۔ وہ اسے کبھی
حاصل نہیں کر سکتی تھی یہ بات اب اسے سمجھ لینی
چاہیے تھی۔

بہرام خانزادہ جیسے ہی روم میں انٹر ہوا اس کی بے قرار
نظریں شانزے کی تلاش میں پورے کمرے کا جائزہ لینے
لگی۔ کمرے میں ڈم لائٹس آن تھی وہی لائٹ جو قربت کے
لمحات میں بہرام خانزادہ جلا دیا کرتا تھا۔

اتنی کم روشنی میں بھی اس کی تیز نظروں نے شانزے
خان کو چیئر پر بیٹھے دیکھ لیا تھا۔ وہ بلیک کلر کے سلک
کے نائٹ گاؤن میں ملبوس تھی۔ وہ جس انداز میں بیٹھی
تھی۔

اس کی ایک ٹانگ لوور لیگ تک نظر آرہی تھی۔ گاؤن کا
وی شپ گلا اسکی دھڑکنوں کے کٹ کو واضح کر رہا
تھا۔ بہرام خانزادہ اسکی بیوٹی بون کو دیکھتے خود کو
پیاسا محسوس کر رہا تھا



وہ گردن جھکا کے بیٹھی ہوئی کسی سوچ میں گم تھی۔
بہرام خانزادہ اپنی شرٹ کے بٹن کھول کر ریموو کرتا
دروازے کو لاک کر کے اے سی کا ریموٹ پکڑ کر
ٹمپریچر سیٹ کرنے لگا۔ اسے شدید گرمی سی محسوس
ہونے لگی تھی۔

شانزے نے بہرام خانزادہ کو روم کے دروازے کو لاک
کرنے پر غصے سے دیکھا تھا۔ تم اتنی گرمی میں کیوں
بیٹھی ہوئی ہو بیوی اے سی کیوں بند کیا ہوا تھا؟ وہ
شانزے کو دیکھے بغیر بولا تھا دیکھ لیتا تو اس کی سانس
حلق میں اٹک جانی تھی۔ جس انداز میں وہ اسکو گھور کر

دیکھ رہی تھی کوئی بعید نہیں تھی وہ آج اس کو اپنے
قریب بھی آنے دے دیتی۔

وہ بہرام خاندادہ کی بات کے جواب میں خاموش رہی اس
نے ایک لفظ بھی اپنے کپکپاتے سرخ ہونٹوں سے نہیں
نکالا۔ بہرام خاندادہ اس کے بولنے کا منتظر تھا مگر وہ تو
کچھ بول ہی نہیں رہی تھی ناں ہی کوئی حرکت کر رہی
تھی۔

کیا ہوا تمہیں۔۔ تم ٹھیک ہو؟ وہ اپنی پینٹ کا بیلٹ کھول کر
ٹیبیل پر رکھتا گم سم خاموش بیٹھی شانزے کی جانب دیکھ
کر بولا تھا۔ ہم۔۔!! میں ٹھیک ہوں آپ کے جھوٹ کو
ڈائجسٹ کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ شانزے اپنی شہد
رنگ آنکھوں میں موجود موٹے موٹے وسوسوں کے جال
میں قید آنسو صاف کرتی بکھرے لہجے میں بولی۔

بہرام خاندادہ اس کی بات سے زیادہ اس کے لہجے پر
چونکا تھا۔ وہ بھیگے ہوئے خوفزدہ لہجے میں اس سے
مخاطب ہو کر اسے دیکھنے سے گریز کرتی چیئر سے
اٹھ کر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھی تھی۔ اسے یہ نائنٹی

چینج کرنی تھی۔

کہاں جا رہی ہو تم؟؟؟ وہ شانزے کو اپنے آگے سے گزر کر ڈریسنگ روم کی جانب جاتے دیکھتا اس کو پیٹ سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچتا اپنے ساتھ لگا کر بولا تھا۔
شانزے کے نائٹ گاؤں کی ڈوری بہرام خانزادہ کے کھینچنے پر ٹوٹ گئی تھی گاؤں اس کے شفاف کندھوں سے ڈھلکتا ہوا نیچے گر گیا تھا۔

چھوڑیں مجھے۔۔۔ دور رہیں مجھ سے!! بہرام خانزادہ جو اس کے تمام بالوں کو ایک کندھے پر آگے کی جانب کرتا اس کی بیک گردن اور گردن سے نیچے کمر کو چوم رہا تھا جب شانزے اس کے لمس کی تپش سے بھیگی آواز میں شدید ناراض لہجے میں بولتی اس کے ہاتھوں کو اپنے پیٹ سے ہٹانے لگی۔ بہرام خانزادہ اس کے پیٹ کو مٹھی میں جکڑ کر اسے ایک جھٹکے میں سیدھا کرتا اس کے بھیگے لہجے اور مزاحمت کی پرواہ کیے بنا اس کی گردن کو جھک کر چوم رہا تھا۔



شانزے کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیلاب نکلا تھا اور وہ شدید غصے سے اس کے سینے کو نوچتی ہوئی بری طرح سے مزاحمت کرنے لگی تھی۔ بہرام خانزادہ کو قربت کے لمحات میں شانزے کی مزاحمت شدید آگ بگولہ کر دیتی تھی۔ وہ پہلے ہی اس کے ساتھ بہت ایگریسیولی پیش آتا تھا اور جب وہ غلطی سے بھی مزاحمت کرنے لگتی تھی تو بہرام خانزادہ کا خون کھول کر مزید جوش مارنے لگتا تھا۔

وہ شانزے کے مزاحمت کرتے ہاتھوں کو کلائیوں سے پکڑ کر اسکی کمر کے پیچھے اپنے ایک ہاتھ کی گرفت میں زور سے پکڑتا اس کی گردن کے گوشت پر اپنے نوکیلے دانتوں کا لمس بکھیرنے لگا۔ شانزے کی آنکھوں

سے آنسو اور لبوں سے کراہیں نکلنے لگی تھی۔ بہرام
اسکی شفاف گردن کی اسکن کو دانتوں سے کھینچ رہا تھا۔



پیچھے ہٹیں مجھ سے بہرام میں اب برداشت نہیں کروں
گی آپ کا یہ رویہ! شانزے بری طرح مشتعل ہوتی آج پہلی
بار بہت بری طرح بہرام خانزادہ کو خود سے دور جھٹک
گئی تھی۔ بہرام خانزادہ کے گلے میں گالٹی ابھر کر معدوم
ہوئی تھی۔ بیوی تم-----کیوں جھوٹ بولا مجھ سے بتائیں
کیوں جھوٹ کہا کہ آپ کی وہ عاشق پاگل لڑکی اس پیلس
میں موجود نہیں چلی گئی وہ یہاں سے کیوں چھپایا مجھ
سے آخر کیا وجہ ہے آپ اسے خود سے دور نہیں کرتے
کہی اس سے نکاح تو نہیں کر لیا آپ نے کیا تعلق ہے اس
سے آپ کا جو وہ آپ سے چمٹی کھڑی تھی نیچے۔!! بہرام
خانزادہ جو شانزے کا لال انگارہ ہوتا چہرے دیکھ کر نرم
لہجے میں اسے پکارنے لگا تھا جب وہ اس کے سینے پر

زور زور سے مکے مارتی غصے سے پھولی سانسوں
کے بیچ روتی ہوئی بولی تھی۔

بہرام خانزادہ اس کی باتیں سن کر شاکڈ ہوا تھا وہ اسے
روبی کے ساتھ دیکھ کر کیا کچھ الٹا سیدھا سوچے ہوئے
تھی اس کا جی چاہا دماغ ٹھکانے لگا دے شانزے کا جو
ہمیشہ اعتبار کرنے کی بجائے اس پر شک کر کے کیا
کچھ سوچ لیتی تھی۔ بہرام خانزادہ غصے سے اس کی
آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کو دیکھتا جھپٹنے والے انداز
میں شانزے کی گردن اور منہ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے
پکڑتا اس کا جبرا واہ کرتا سرخ لبوں پر جھک گیا تھا۔ اور
شدید سختی سے اس کے پنگھڑیوں کی مانند نازک لبوں کا
رس نچوڑنے لگا۔

شانزے پہلے سے زیادہ بری طرح مزاحمت کرتی اسکی
پھولی جسٹ پر زور سے اپنے نیلز مار کر اسے کھروچ
گئی تھی۔ وہ روتی ہوئی خود کو چھڑوانے کی کوشش
کر رہی تھی۔ بہرام خانزادہ اس کی اتنی شدید غصے سے
بھرے مزاحمت پر اس کی گردن اور جبڑے کو مزید زور
سے دبوچتا اس کی زبان کو اپنے منہ میں لے کر چوسنے

لگا تھا۔



وہ اتنی زور سے اس کی زبان کو کھینچتے ہوئے سک کر
رہا تھا کہ شانزے کو اپنی زبان حلق سے جدا ہوتی
محسوس ہونے لگی تھی۔

بہرام خانزادہ شدید ایگریسیو انداز میں اس کی زبان کو
چوس کر اس کی نمی اپنے حلق میں اتارتا اب اس کے
لبوں کو کھینچ کھینچ کر چومتا اس کے منہ میں اپنی زبان
شامل کر گیا تھا۔

اس کی زبان کو اپنے منہ میں دھنستے محسوس کر کے
شانزے نے بہرام خانزادہ کی زبان کو پوری طرح اپنے

منہ میں بھر کر کھینچا اور زور سے اپنے باریک دانت اس کی زبان میں گاڑھنے کی کوشش کرنے لگی۔

بہرام نے اس پر اپنی گرفت ہلکی کر کے شانزے کو اس کی من مانی کرنے کی جیسے ہی اجازت دی اس سے پہلے شانزے اس کی زبان کو چباتی ڈالی وہ اپنے ہونٹ اس کے ہونٹوں سے ملا گیا۔ شانزے کے دانت بہرام خانزادہ کے نچلے لب پر پیوست ہوتے اسے زخمی کر گئے تھے۔

بہرام خانزادہ اس کے بالوں کو گدی سے دبوچ کر اس کے لب آزاد کرتا سرخی مائل سیاہ آنکھوں میں خماری کا جہاں لئے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی معصوم بیوی غصے میں کوئی شیرنی بنی اسکے نچلے لب کو زخمی کر گئی تھی۔

بستر پر چلو تمہیں بتاتا ہوں کہ میری کتنی بیویاں ہیں اور کس بیوی سے میرے کتنے گہرے تعلقات ہیں!! وہ اپنے لب سے نکلتا خون شانزے کے گالوں پر رگھڑ کر صاف کرتا اسے اپنے کندھے پر ڈال کر بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔ شانزے بری طرح اپنے ہاتھ پاؤں چلاتی مزاحمت کر

رہی تھی۔

ہاتھ پاؤں چلا کر خود کو مت تھکاؤ ابھی اندر جب گھسا
گھسا کر ڈالوں گا ناں تو لگ پتہ جانا ہے تمہیں!! تمہاری
اتنی ساری بکواس سن کر میں نے آج جلدی تمہاری جان
بخشی کر دی ناں تو اپنے مرد ہونے پر تھوک دونگا میں!!
وہ ایک زور دار تھیڑ اُس کی پیس پر مارتا اپنی باہوں میں
شانزے کو بھینچے ہوئے ہی بیڈ پر گرنے کے انداز میں
بیٹھا تھا۔

ڈرتی نہیں ہوں میں آپ سے سنا آپ نے!! جب سے شادی
ہوئی ہے ہر رات ہی آپ کا جنون برداشت کر رہی ہوں
مگر کوئی فائدہ نہیں آپکی بے رحم قربت کو برداشت
کرنے کا جب آپ کے پاس میرے علاوہ بھی دوسری کالی
ڈاننیں موجود ہیں۔ شانزے اس کی کمر بھی کھروچ گئی
تھی۔

جتنا جوش دلا رہی ہو ناں مجھے آج اتنی ہی چیخیں
نکلو اوں گا تمہاری!! سب سمجھ رہا ہوں اس کے لئے تڑپ
رہی ہو ابھی تک اندر نہیں گھسا ناں تمہارے!! بہرام

خانزادہ آج شانزے کو بھی فل ایگریسیو موڈ میں شیرنی بنے دیکھتا اس کے لالی بکھیرتے گال کو بے باکی سے سہلا کر ذومعنی انداز میں بولا تھا۔

بہرام مجھے صرف اتنا جاننا ہے کہ آپکی وہ چڑیل۔۔۔۔۔ لڑاکی بیوی وہ صرف میری ایک دوست ہے یہ تم کیا کچھ الٹا سیدھا سوچے بیٹھی ہو میں نے نکاح صرف اس عورت سے کیا ہے جس سے میں نے محبت کی ہے جو بچپن سے میری دیوانگی رہی ہے میں بھلا کیونکر تمہارے علاوہ کسی سے نکاح کروں گا الٹی بکو اس کر کے میرا دماغ ناں چاٹا کرو میرے گہرے تعلقات صرف تم سے ہی استوار ہوئے ہیں عجیب شکی بیوی ہو۔۔۔۔۔ اپنی ان آنکھوں سے دیکھا ہے میں نے آپ کی اس دوست کم عاشق مزاج ڈائین کو آپ کے ساتھ چپک کر کھڑے!! آپ یا تو مجھے اس پیلس میں رکھ لیں یا پھر اپنی نام کی دوست کو!! اب اور میں برداشت نہیں کروں۔۔۔۔۔ بیوی برداشت تو تمہیں کرنا ہی ہو گا یہ پینس بنا ہی تمہاری وجائنه میں گھسنے کے لئے ہے ساری زندگی ہی مجھے اور اس کو جھیلنا ہو گا تمہیں۔۔!! لینے سے پہلے ہی پتہ نہیں کیا بکو اس باتیں لے کر بیٹھ گئی ہو میں نے آج تم سے تمہارے کمفرٹ کے بارے میں پوچھنا تھا مگر تم الٹا

سیدھا سوچ کر سارا موڈ خراب کر کے بیٹھی ہو اوپر سے
ہمارا مزے والا ٹائم بھی برباد کرتی ہو غصے والی بیوی
بن کر مجھے مار بھی رہی ہو۔ میں نے گھسانا شروع کر
دیا ناں غصے میں تو روتی رہنا پھر اس بار تو چپ بھی
نہیں کرواؤں گا بلکہ اور بے رحم ہو جاؤں گا۔ پتہ نہیں کیا
مصیبت ہے ہر قربت سے پہلے کبھی وہ رابرٹ بیچ میں
آجاتا ہے کبھی روبی کیا کوئی ایک ایسی رات آئے گی
جب ہم دونوں اپنے ملن سے پہلے لڑیں گے نہیں اور پیار
سے شروعات کریں گے اپنے حسین لمحات کی؟؟ بہرام
خانزادہ کا موڈ سچ میں خراب ہو گیا تھا۔

بہرام اور شانزے جب جب قریب آئے تھے ان کی پہلے
لڑائی ہی ہوئی تھی۔ بہرام آپ نے سچ میں اس سے نکاح
نہیں کیا ہے نا؟؟ شانزے اب کی بار خوفزدہ سے لہجے
میں بولی تھی۔ تمہیں کیا میرے منہ پر چو** لکھا ہوا نظر
آ رہا ہے جو اپنی اتنی حسین ترین بیوی کے ہوتے ہوئے
کسی اور سے نکاح کرنے کا گناہ کروں گا میں!! میری
ایک ہی بیوی ہے جسکی شہد آنکھیں مجھے اپنے جادو
میں جکڑے ہوئے ہیں میں کسی اور کو دیکھ کر بھی
تمہیں اپنی نظروں سے اوجھل ہوتا محسوس نہیں کرتا اور
تم ہو کہ ہر بار ہی میری محبت پر سوال اٹھا دیتی ہو۔ بہرام

خانزادہ کا موڈ مزید بگڑ گیا تھا۔ اس کے لہجے میں اب طیش تھا۔

بہرام آپ صرف میرے ہیں نا مجھ سے پیار کرتے ہیں ناں؟ شانزے اسے غصے میں دیکھتی روٹھے ہوئے لہجے کو مزید روٹھا بنا کر بولی تھی ہاں میری جان میں تمہارا ہوں بچپن سے تمہیں چاہا ہے اتنی دفعہ اپنی محبت کا اظہار بھی کر چکا ہوں جب سے شادی ہوئی ہے بتاؤ جب سے ہمارا نکاح ہوا ہے کوئی ایک رات ایسی آئی ہو جو میں نے تمہارے بنا گزاری ہو تم سوئی ہوئی بھی ہوتی تھی تو میں تب بھی آدھی رات کو تمہارے پاس آکر ہی سوتا تھا ایون وہ تین دن جو تم حویلی میں رہی تم تو میرے بغیر مزے سے سو جاتی تھی مگر میں آدھی رات کو حویلی آجاتا تھا اور تم سے چپک کر کچھ گھنٹوں کی نیند لے کر تمہارے اٹھنے سے پہلے چلا جاتا تھا۔

اور سب سے اہم بات جو ان سب باتوں سے بڑھ کر ہے اور بالکل سچ ہے تو وہ یہ کہ میں نے اپنی لائف کا پہلا سیکس بھی اپنی بیوی کے ساتھ ہی کیا ہے۔ ہم دونوں کی ورجینٹی ایک دوسرے میں شامل ہو کر ختم ہوئی ہے۔ میں

نے تم پر اپنی قربت کے لمحات میں جنونی شدتیں نچھاور
کی ہے ان جنون سے لبریز لمحات میں میری قربت میں
بھیگنے کے بعد بھی اگر تم مجھ پر شک کرو تو میں اب
مرنا ہی پسند کروں گا۔ جاؤ یار بات نہیں کرنی تم سے!!
بہرام خانزادہ بھی ناراض ہو کر بولا تھا وہ شانزے کو
انسکیور دیکھ کر خود پر لعنت بھیجا کرتا تھا۔

روبی کو جس حالات میں شانزے خان پہلی ملاقات میں
دیکھ چکی تھی اس کے بعد شانزے کا اتنا ری ایکٹ کرنا
تو نارمل تھا اور بہرام اسکی اس کیفیت کو اچھی طرح
سمجھتا تھا۔ وہ صرف ایک چیز کا انتظار کر رہا تھا
رابرٹ کو مار کر روبی نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چلے
جانا تھا وہ اسے پیلس سے نکال دیتا تو رابرٹ نے روبی
کو مروا دینا تھا اور جو چیز بہرام خانزادہ کی کامیابی تھی
اس مشن میں وہ روبی کا ساتھ تھا جو ایک اہم مہرا تھی
اسے خاص اس مشن میں شامل کیا گیا تھا اور بہرام
خانزادہ اس بات کے خلاف نہیں جا سکتا تھا۔ وہ کسی کی
مرضی سے نہیں چلتا تھا مگر اسے اس مشن میں روبی
کی ضرورت تھی۔

سہی ہے نہیں کریں بات جا رہی ہوں۔!! شانزے بھی
غصے سے نروٹھے انداز میں بولتی بیڈ سے اٹھ کر جانے
لگی تھی جب بہرام خانزادہ اسے پیچھے سے ہولڈ کر کے
اپنی لیپ میں بیٹھا گیا۔

جانے کا نہیں بولا ہے تمہیں جو بھاگنے کی تیاری میں
ہو!! کوئی بات کرنا بند نہیں کرنے والا میں تم سے نخرے
والی بیوی بن گئی ہو ہر ملن سے پہلے نخرے اٹھواتی ہو
تاکہ بعد میں سہی طریقے سے تمہاری آسمان کو چھوتی
چیخیں نکلوا سکوں۔۔۔ سب جانتا ہوں میں اتنے ٹنٹرمز کس
بات کے دکھائے جاتے ہیں تاکہ پورا پورا ملے تمہیں
کوئی کنجوسی نا کروں میں!! بہرام خانزادہ اسے زور
سے ہولڈ کر کے اپنے لیپ میں جکڑے ہوئے اپنے ازلی
بے باک انداز میں بولا تھا وہ ایک بار بھر اس کی بیک
گردن کو گرم جوشی سے چومنے لگا تھا۔

وہ شانزے کے پیٹ سے ذرا اوپر اس کے بریسٹ کو
نیچے کی جانب سے ہولڈ کیے اس کی کمر کی اسکن کو
دانتوں سے کاٹ کر کھینچتا ہوا سک کرتا اسے اپنے جنون
کی ہلکی سی تپش پہنچانے کی کوشش کر رہا تھا۔



شانزے کو اس کے پینس کی اریکشن اپنی ٹانگوں کے بیچ
ابھرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کا گاؤن تو پہلے ہی
زمین پر ایک طرف گرا ہوا تھا جبکہ اس کے باڈی سوٹ
کی ڈبل اسٹریپس اسکے کندھوں سے ڈھلکی ہوئی تھی۔

بہرام خانزادہ اس کی کمر پر اپنی زبان کی نوک پھیر کر
اس کو اپنی جنونی قربت میں آگے آنے والے لمحات کی
تپش سے آگاہ کر رہا تھا۔ جسے آج سہن کرنا شانزے کے
لئے بے حد مشکل ہونے والا تھا کیونکہ اس کے بعد ان
دونوں کے بیچ ایک ہفتے کی دوری آنے والی تھی یعنی وہ
آج ہی ایک ہفتے کی کسر پوری کرنے والا تھا

بہرام پلیر چھوڑیں مجھے واشروم جانا ہے۔ شانزے اسکے
گرم لبوں کے بوسوں سے کانپتی ہوئی بولی تھی۔ آجاؤ
بیوی ساتھ میں چلتے ہیں واشروم آج ہم دونوں وہی سے
کنٹینو کریں گے۔ وہ شانزے کو اپنی باہوں میں بھرے ہی
واشروم میں انٹر ہو گیا تھا شانزے کی سانسیں اب سہی
معنوں میں خشک ہوئی تھی۔ پانی میں بھیگتے ہوئے وہ
اس کا کیا حال کر دیتا تھا شانزے بری طرح لرزنے لگی
تھی وہ اسے وینٹی پر بیٹھا کر شاور آن کرتا اس کے
دونوں بازو اپنے شولڈرز پر رکھتا اس کو کمر سے
تھامے اپنا لمس بکھیرتے اسکے گلاب لبوں پر ٹوٹ پڑھا
تھا۔



وہ اس کے ہونٹوں کو اپنے منہ میں لے کر بھر بھر پر
چوم رہا تھا۔ اس کا ہاتھ شانزے کے باڈی سوٹ کی زپ
میں الجھا ہوا تھا۔ وہ اسے چومتے ہوئے اس کا باڈی سوٹ
اتار کر زمین پر اچھال چکا تھا۔

بہرام خاندان اب اس کے بوبز کو اپنے ہاتھوں کی مٹھیوں
میں بھر بھر کر بھینچتا انہیں زور زور سے اسکوئز کرتے
ہوئے اس کے ہونٹوں کو دانتوں میں لے کر کھینچ رہا تھا۔
اس کے ہاتھوں سے جیسے آگ کے شعلے نکلتے شانزے
کے بوبز کو جھلسا رہے تھے۔

پینٹ ان زپ کر کے اتارو فوراً!! وہ اس کے لبوں کو
آزادی دے کر اب اس کی گردن کی اسکن کو دانتوں میں
پکڑ کر زور سے سک کرتا شانزے کو حکم بھرے انداز
میں بولا تھا۔ وہ اس کے ہاتھوں کو اپنی پینٹ میں الجھا کر
اس کے گردن پر زبان پھیر کر اس کے نیپلز کو اپنے
انگوٹھے کی مدد سے سہلا رہا تھا۔

شانزے اس کی رعب دار آواز سن کر لرزنے لگی تھی۔

اس کی جان نکل گئی تھی بہرام خانزادہ کے تحکم بھرے
انداز میں بولنے پر۔۔۔وہ اس کی پینٹ کی زیپ کو تو کھول
چکی تھی مگر اس کے لمس سے اپنے ہاتھوں کی لرزش
سے اسے اتارنے میں ناکام ہو رہی تھی۔

بہرام خانزادہ اسے لہو رنگ آنکھوں سے دیکھتا اس سے
پیچھے ہو کر خود ہی اپنی پینٹ اتار چکا تھا۔ شانزے اس
کے خود سے دور ہٹتے ہی اپنی سانسیں بحال کرنے کے
لئے وینٹی سے اتر کر گلاس وال سے جا لگی تھی۔ وہ
گہری گہری سانسیں بھرتی شرم سے لال گلاب بن رہی
تھی۔

واشروم کی ڈم لائٹس میں شانزے کا دودھ کی طرح چمکتا
ہوا گلداز جسم بہرام خانزادہ کی آنکھوں میں خمار کی
سرخی ابھار چکا تھا۔ بہرام خانزادہ شانزے کو گہری
سانسیں بھرتے شرم و حیا سے آنکھیں میچے گلاس وال
سے لگے دیکھتا بہکے بہکے انداز میں اس کی جانب
بڑھتا اور اس کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

شانزے اس کے جسم کی خوشبو اس کے جسم سے نکلتی

ہیٹ سے گھبرا کر اپنا ایک ہاتھ گلاس وال پر رکھ چکی تھی۔ بہرام تھوڑا سا اس پر جھکتا اسے اپنی خمار آلود نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی دہکتی سانسیں شانزے کے چہرے پر بکھرتی اس کے جنون کا پتہ دے رہی تھی شانزے اپنے گالوں کی تپش اس کی دہکتی سانسوں سے بڑھتی ہوئی محسوس کر رہی تھی وہ اپنے دوسرے ہاتھ سے اپنے گالوں پر بکھرتی بہرام خانزادہ کی دہکتی سانسوں کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

بہرام خانزادہ اپنا ایک ہاتھ گلاس وال پر رکھتا جبکہ دوسرے ہاتھ کو اس کی کمر کے خم پر رکھ کر بھیںچتا شانزے کو زور سے کھینچ کر اپنے جسم کے ساتھ لگا گیا تھا۔ شانزے نے اسے شولڈر سے ہولڈ کیا تھا۔ اس کے جسم کے ساتھ لگتے ہی بہرام خانزادہ کا سختی سے ابھرا ہوا پینس شانزے کی وجائنه سے زور سے ٹچ ہو کر اس کی جڑی ہوئی رانوں میں ہی دھنس کر پھنس گیا تھا۔



وہ اس کی کمر کے خم کو بھینےچے اب پورا جھکتا ہوا اس کے بوبز سے لیٹ گیا تھا۔ شانزے نے اپنا ہاتھ اس کے سر کے بالوں میں الجھایا تھا وہ اس کے بھرے بھرے بوبز کو اپنے ہاتھ میں بھینےچ کر ان کے ابھرتے نیلز کو منہ میں پکڑ کر چوسنے لگا تھا۔

شانزے اس کے لمس کو شدت سے محسوس کر کے اب خود بھی بہکنے لگی تھی۔ بہرام خانزادہ کی زبان کی تیزی اس کی انگلیوں کی شانزے کی وجائنه میں بڑھتی ہوئی گھستاخیاں اپنے عروج کو پہنچے ہوئی تھی۔ وہ بے حد سختی سے اسے سہلا کر تڑپانے لگا تھا۔

اسکے ہاتھ کے اپنی وجائے اور دانتوں کے اپنے نیلز پر سخت ہوتے لمس پر شانزے بھی مچلنے لگی تھی۔ وہ اس کی دھڑکنوں کو شدت سے اپنا نشانہ بناتا اسے فنگر فک کرنے لگا تھا۔ شانزے کے کپکپاتے لبوں سے سسکاریاں بلند ہونے لگی تھی۔

بہرام خانزادہ اب اس کے دوسرے بوب پر جھک کر اس کی اسکن کو سک کرتے ہوئے لو ہائٹ بناتا اس کے دوسرے نیل کو بھی اپنے منہ میں لے کر زبان سے ٹیز کر کے چومتا بے حد سختی سے سکنگ کر رہا تھا۔ شانزے گہری گہری بلند مدہوش کن آہیں بھرتی اپنی لوور باڈی اوپر کی جانب اٹھانے لگی تھی۔

بہرام خانزادہ اس کے دونوں بوبز کو پکڑ کر بھیںچتا اپنی زبان کی نوک باری باری اس کے نیلز پر پھیرتا اسے بری طرح مچلا گیا تھا۔ شانزے اس کے پینس کو اپنی وجائے کے اندر محسوس کرنے کے لئے بے قرار ہوئی تھی۔ وہ اپنی آنکھیں رول کر کے اس پینس کو مدہوشی میں ہولڈ کر گئی تھی۔

بہرام خانزادہ کا پینس اس کے ہاتھ کی گریپ سے مزید سخت ہو کر ایریکٹ ہو گیا تھا۔ اس کے پینس کی تھک نیس اس کی ابھری ہوئی پھولی رگیں شانزے کو بری طرح سہما گئی تھی۔ وہ خوف سے اپنا ہاتھ فوراً ہی پیچھے ہٹا گئی تھی۔

اندر لینے کی بڑی جلدی ہو رہی ہے تمہیں ادھر ہی کھڑے کھڑے اندر گھسا دیا ناں تو آج تم نے بیہوش ہو جانا ہے بیوی حالت دیکھو اپنی اسے پکڑ کر مرنے جیسی ہو گئی ہو۔ روم میں جا کر ڈالنا ہے میں نے تاکہ تم یہاں درد کی رٹ لگائے بیہوش ناں ہو جاؤ!! بہرام خانزادہ اس کے خوف کو بھانپ گیا تھا وہ آج جتنا گرم اور جنونی ہو رہا تھا اگر واشروم میں ہی شانزے کے اندر پینس سما جاتا تو اس کی روح ہی نکل جانی تھی یا کم سے کم وہ ایک ساتھ ہی پینس کی اتنی زیادہ تھک نیس پوری خود میں اتر جانے پر بیہوش تو ہو ہی جاتی۔ چلو اندر روم میں چلتے ہیں یہاں جتنا بھیگنا تھا بھیگ لئے ہم دونوں آگے کا جان لیوا پروسیس ہم روم میں ہی کنٹینیو کرتے ہیں۔

وہ شانزے کے ماتھے پر عقیقت سے چومتا اسے نرمی سے اپنی پناہوں میں لئے اس کی شہد رنگ سہمی آنکھوں کو چومتے ہوئے واپس روم میں آگیا تھا۔ بہرام خانزادہ کا چہرہ اور آنکھیں سرخی مائل ہو رہی تھی۔

بہرام آپ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں ناں اس لئے ہم روم میں واپس آگئے؟؟ شانزے بہرام خانزادہ کے واشروم سے نکل کر واپس روم میں آجانے کو اس کی خفگی سمجھ رہی تھی کیونکہ وہ جب واشروم میں گھستا تھا تو آسانی سے باہر نہیں نکلتا تھا جب تک اس کی جان آدھی ناں کر دے۔ آج وہ واشروم میں اس میں سمایا نہیں تھا بلکہ واپس روم کا رخ کر گیا تھا۔ ان دونوں کی لڑائی آج کچھ زیادہ ہی سیریس ہو گئی تھی اس لئے شانزے اس کے پیچھے ہٹ جانے پر پریشان ہوئی تھی۔

اگر ناراض بھی ہوں تو تم نے کونسا مجھے منا لینا ہے
ایک چھوٹی سی کس تو کرتی نہیں ہو جب جب تمہارے
قریب آیا ہوں تم نے صرف درد درد کی ہی رٹ لگائی ہے
یا پھر رونا.....بہرام خانزادہ جو شانزے کو اپنی
ناراضگی کی فکر کرتے دیکھتا مصنوعی خفگی سے بول

ہی رہا تھا جب شانزے اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے
ہی اپنا چہرا اونچا کر کے اس کے لبوں کو اپنے لبوں کی
نرم گرفت میں لے گئی تھی۔

بہرام خانزادہ اس کے خود سے لیٹنے پر دل ہی دل میں
مطمئن ہوا تھا۔ وہ اپنی ناراضگی بہرام کی خفگی کے آگے
بھول گئی تھی یعنی وہ بے پناہ محبت کرنے لگی تھی اسے
بہرام خانزادہ اپنی عادت ڈال چکا تھا۔ اور اب شانزے خان
کا اس کے بنا گزارا ناممکن ہونے والا تھا۔ وہ اس سے
پہلے جتنی ناراض ہو رہی تھی اب اتنا ہی اسے پیار کرنا
چاہتی تھی۔

بہرام شانزے کو نرمی سے بوس و کنار کرنے کے بعد
خود سے پیچھے ہوتے دیکھتا اس کے لبوں کو اپنے تشنہ
ہونٹوں میں لاک کر کے بیڈ پر ڈھے گیا تھا۔ وہ اس کے لب
پھر سے چوستا اس کے حلق کی نمی خود میں اتار رہا تھا۔

بہرام خانزادہ بیڈ پر لیٹے شانزے کی دونوں ٹانگوں کو
کھول کر اپنے دائیاں بائیں کرتا اسے اپنے اوپر لٹائے ہی
اپنے ہونٹوں پر جھکائے ہوا تھا۔ شانزے خود کو اس پر
ایڈجسٹ کرتی اپنا ایک ہاتھ اس کے شولڈر سے گزار کر

دوسرے ہاتھ کو اس کے بالوں میں پھیر کر سر پر ہی رکھتی اس کے نچلے زخمی لب کو بہت نرمی سے ہلکا سا چومتی اس کے بالائی لب کو بھی چومنے کے بعد اس سے پہلے پیچھے ہوتی جب بہرام خانزادہ اس کے منہ میں اپنا زبان گھول گیا تھا۔ وہ شانزے کو اپنی خمار آلود سرخی مائل آنکھوں سے اپنی زبان سک کرنے کا اشارہ کرتا اس کے پیس کو مٹھیوں میں بھر کر بھینچ رہا تھا۔

شانزے کے بوبز بہرام خانزادہ کے اوپر جھکے ہونے کی وجہ سے اس کے کشادہ سینے سے دبے ہوئے تھے۔ وہ اپنی آنکھیں میچے چند سیکنڈز کے لئے اس کی زبان ہلکی سی سک کر کے بہرام خانزادہ کی بھکی بھکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔ جہاں جنون کے سرخ دورے گہرے ہو رہے تھے وہ شانزے کو محبت میں ڈوبی خمار آلود نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ جس نے آج اپنا پہلا نرم لمس خود سے اس کے لبوں پر چھوڑا تھا۔

شانزے خود سے پہل تو کر چکی تھی مگر اس نے خود کو مشکل میں ڈال دیا تھا اور اب اس کا حال برا ہونے والا تھا۔ وہ اسکے ہاتھوں کو اپنی گہرائیوں سے مس ہوتے

محسوس کرتی شرم سے پاگل ہو کر اس کی گردن میں ہی
اپنا منہ گھسا گئی تھی۔

کس بات کی شرم آرہی ہے اب دیکھ رہا ہوں میں تمہارے
انداز۔۔ آج تو مجھ سے زیادہ میری بیوی بے قرار ہے بھئی
میرے ذرا سا پیچھے ہٹ جانے پر خود ہی مجھ پر قابض
ہو رہی ہے۔ بہرام خانزادہ اپنی گردن میں چھپی شانزے کو
چھیڑتا اس کی جان اب اپنے انداز میں نکالنے پر بے چین
ہوا تھا۔ وہ اسے ٹھیک سے خود پر ایڈجسٹ کرنے لگا۔ آج
تم نے مجھے بہت مارا ہی اتنا زیادہ نوچا ہے بلکہ مجھے
زخمی بھی کر دیا ہے اس لئے اب میرا نمبر ہے تیار ہو
جاؤ مجھے خود میں محسوس کرنے کے لئے! بہرام
خانزادہ اپنے مخمور بہکے ہوئے لہجے میں بولتا شانزے
کو خود پر حاوی کیے ہی ایک طاقتور بے رحم جھٹکے
کے ساتھ اپنا پینس اس کی گیلی و جائنہ میں شامل کرتا اس
کے وجود کا حصہ بن گیا تھا۔

آہہ۔۔۔ بہرام۔۔۔۔۔ سس!!! شانزے کے لبوں سے نکلی فلک
شگاف چیخ کمرے میں گونجی تھی۔ وہ بہرام خانزادہ کے
بے رحم جھٹکے کو بمشکل سہن کرتی اس کی شاہرگ پر

اپنے دانت گاڑھ گئی تھی۔ بہرام خانزادہ کا انداز ہر دفعہ
کی ہی طرح اس بار بھی جان لیوہ تھا۔ وہ اسے لرزہ کر
رکھ دیتا تھا۔

آپ بہت برے ہیں آپ کو پیار ہی نہیں کرنا چاہیے تھا
مجھے!! بہرام خانزادہ شانزے کو اس کی رانوں سے پکڑ
کر اپنا پورا پینس آخری حد تک اس کی ویٹ وجائنه پر
پینیٹریٹ کر کے جھٹکے دے رہا تھا۔ اس کے تھک پھولی
رگوں والے پینس کی اتنی شدید پینیٹریشن پر شانزے کی
ٹانگوں سے جان نکل گئی تھی۔

وہ اسے برداشت نہیں کر پاتی تھی اور جس پوزیشن میں
بہرام نے اس میں زور دار جھٹکے سے خود کو سمویا تھا
وہ درد سے بلبلا گئی تھی۔ اتنی ڈیپ پینیٹریشن اس نے اس
پوزیشن میں آج پہلے بار کی تھی۔ وہ اس کے پیس کو
مٹھیوں میں جکڑے اب دھیرے دھیرے اس کی گیلی
وجائنه میں اپنا پینس اندر باہر کر رہا تھا۔ اس کی نرمی
میں بھی شانزے کی جان لبوں میں آرہی تھی۔

ہاں بھی اب بتاؤ کیا لڑائیاں لگائی ہوئی تھی تم نے میرے

ساتھ!! کیا کچھ خطرناک سوچ کر بیٹھی ہوئی تھی اپنے
معصوم شوہر کے بارے میں؟؟ اب بتاؤ کون ہے میری
بیوی! کس سے محبت کرتا ہوں میں؟ بہرام خانزادہ اپنے
ازلی بے باک بھاری لہجے میں شانزے کی کچھ دیر
پہلے لڑائی میں بولی ہوئی باتوں کا حوالہ دیتا اپنی
اسٹروکس تیز کر رہا تھا۔

تمہارا خیال تھا کوئی دوسرا نکاح کیا ہوا ہے میں نے!!
بہرام کا جوشیلا انداز شانزے کی جان لبوں پر لا رہا تھا
اس کے لبوں سے نکلتی آہیں اور سسکیاں کمرے میں
گونجنے لگی تھی۔ وہ مشکل سے اسے سہن کر رہی تھی۔
اس کا جسم زلزلوں کی زد میں تھا۔

آہ۔۔۔ آپ اس۔۔۔ لڑائی کا بدلہ اس۔۔۔ حالت میں نکال رہے ہیں
نا۔۔۔ میری انسکیورٹیز مجھے۔۔۔ درد۔۔۔ دے کر یاد کروا
رہے ہیں نا!! شانزے اس کی گردن سے اپنا چہرہ باہر
نکالتی اپنا نچلا لب کیوٹ انداز میں باہر نکال کر بولی
تھی۔ بہرام خانزادہ اس کے نروٹھے کیوٹ سے فیس کو
دیکھتا اس کے باہر کو نکلے نچلے لب کو اپنے دانتوں
میں جکڑ کر اس حد تک شدت پسندی کا مظاہرہ کر رہا تھا

کہ شانزے بے حال ہوتی اپنی آنکھیں میچے سسکیاں لینے لگی تھی۔

اسکے جسم کی تیز بے رحم حرکت شانزے کو سہما کر رولا گئی تھی وہ ہمیشہ کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو چکی تھی۔ بہرام خانزادہ اپنی جان دار ڈیپ اسٹروکس سے شانزے کو بلند آہیں بھر کر بری طرح سسک کر روتے دیکھتا بیڈ پر تھوڑا سا نیچے کی جانب کھسک کر اسے اپنے پینس کی بالکل سیدھ میں اپنے اوپر بٹھائے ہوئے ہی کچھ لمحے ٹھہر گیا تھا کیونکہ اس کے پینس کی تھک نیس ڈیپلی پینیٹریٹ ہو کر شانزے کی وجائل والز کو چیر چکی تھی۔ وہ اپنی حرکت فوراً ہی روک گیا تھا۔

اپنے رونے پر بہرام خانزادہ کو خود پر رحم کھاتے دیکھ شانزے ہانپتی ہوئی اسکے سینے سے لگ چکی تھی۔ آپ بالکل پیار نہیں کرتے مجھ سے بہرام صرف زور سے درد دیتے ہیں مجھے!! شانزے اسکے سینے کے پھولے مسلز پر اپنے درد کو شدت سے محسوس کر کے ہلکے سے دانت گاڑھتی ناراض سے لہجے میں بولی۔

آج تم جتنا مجھے کاٹ رہی ہو ناں اب تو میں سوئمنگ پول میں بھی شرٹ اتار کر سوئمنگ نہیں کر سکوں گا۔ تمہارا میں ہر وار مسکرا کر سہہ لیتا ہوں مگر تم صرف روتی ہو۔ کیا میں نے کبھی بولا ہے تم مجھ سے پیار نہیں کرتی اس لیے زخمی کرتی ہو مجھے!! بہرام خانزادہ اس کی کمر سہلہ کر اس کی آنکھوں کو چومتے بولا تھا۔

وہ اس کی قربت میں کتنا روتی تھی اسے شہد رنگ آنکھوں میں شکوے لئے دیکھتی تھی کتنی ہی بار ناراض ہو جاتی تھی وہ شانزے کے رونے پر خود کو دل ہی دل میں کوستا تھا مگر بہرام خانزادہ چاہ کر بھی خود پر قابو نہیں کر پاتا تھا۔ وہ اس کے ساتھ ضرورت سے زیادہ جنونی ہو جاتا تھا۔ اس کی روح میں اس قدر شانزے کی روح کی پیاس جاگ جاتی تھی کہ وہ اسے تقریباً مارنے کے در پر ہو جاتا تھا۔ اس کے حواس مکمل طور پر معطل ہو جاتے تھے جب وہ اس کی روح میں خود کو شدت سے گھول رہا ہوتا تھا وہ ہر بار ہی پہلے سے زیادہ سختی اور شدت پسندی سے پیش آتا تھا اس کی ہر قربت ہی شانزے کی جان کو آدھی کر دیتی تھی۔

میری پیاری بیوی نے رونا کب بند کرنا ہے تاکہ میں مزید کچھ اور بھی کر سکوں؟؟ بہرام خانزادہ اس کے بالوں کو

گدی سے پکڑ کر اس کا منہ اپنے سینے سے باہر نکالتا
گہری بہکی آواز میں استفسار کرنے لگا۔ پلیز آج کے لئے
اتنا کافی ہے میں اب۔۔۔۔۔بہرام آہ۔۔آہ اس طرح نہیں پلیز۔۔!!
شانزے جو تھکن سے چور ہو کر اپنی جان خلاصی کی
منت کر کے اس پر سے اترنے لگی تھی جب بہرام
خانزادہ اسے گھور کر دیکھتا کمر سے تھامے ہی اس کی
روح میں شمولیت اختیار کر کر گیا تھا۔ وہ اب اس پر مزید
رحم کھا کر خود پر جبر نہیں کر سکتا تھا۔

کتنی دفعہ تمہیں فک کر چکا ہوں یار اتنی بار پینس اندر
لے چکی ہو عادت کیوں نہیں ہوئی ہے ابھی تک تمہیں اس
کی؟؟ بہرام خانزادہ اس کی ٹھوڑی کو چوم کر اب آرام
سے اسٹروکس دینے لگا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ پھر سے اپنے
جھٹکوں کی رفتار بڑھاتا جا رہا تھا۔

بہرام خانزادہ شانزے کے پیس کو ہولڈ کیے اپنے پینس کو
سلو ٹو فاسٹ رف اینڈ ہارڈ وے میں اس کے گیلے تنگ
سے وجائل ہول میں پینٹریٹ کر رہا تھا۔ شانزے پھر سے
طاقتور جھٹکوں سے لرزنے لگی تھی۔ بہرام خانزادہ اپنی
گردن اونچی کر کے اس کے بوب کو اپنے منہ لے کر

چوستا اس کے پیس کو ہولڈ کیے زور زور سے اسے فک کر رہا تھا۔ شانزے کا ایک ہاتھ بہرام کی چیسٹ سے اوپر اس کے شولڈر پر دھرا ہوا تھا جبکہ دوسرے سے اس نے بیڈ شیٹ ہولڈ کی ہوئی تھی بہرام خانزادہ اس کے نیل کو منہ میں بھر بھر کر چوستے اسے ڈیپ اینڈ ڈیڈ اسٹروکس دے رہا تھا۔

آہ۔۔۔میں۔۔۔تھک۔۔۔رہی۔۔۔ہوں۔۔۔بہرام۔۔۔!! شانزے اتنے تیز جھٹکوں میں ڈیپ پینیٹریشن سے اپنا حلق خشک ہوتے محسوس کر رہی تھی۔ بہرام خانزادہ اسے تھکتے دیکھتا رف سے انداز میں بیڈ پر پٹختا اپنے آگے لیٹا کر پینس پیچھے کی جانب سے ہی شانزے کی سوجی ہوئی گیلی پسی میں جان دار جھٹکے کے ساتھ شامل کرتا اس کے بوب کو زور سے کھینچ کر دبوچتا اس کے جبرے کو بھینچے شانزے کے ہونٹوں کو سک کرتا اسے ایک بار پھر سے پینس کی فل لینتھ سے ڈیپ اینڈ ڈیڈلی اسٹروکس دے رہا تھا۔ شانزے تکلیف کی شدت سے بہرام خانزادہ کی ٹانگ کو ہولڈ کر کے اپنے نیلز گاڑھتی اسکی رفل فکنگ سے مچلنے لگی تھی۔

بہرام خانزادہ اس کی جان لبوں پر لے آیا تھا۔
 پلیز---بس---کر---دیں---بہرام درد سے مر جاؤں گی اب اور
 سہن نہیں کر سکتی آپ کو!! شانزے خان مدھوشی سے
 مچلتی ٹوٹے لفظوں میں بولی تھی۔ ابھی کچھ جھٹکے اور
 میری جان!! آہہ۔۔۔۔۔امم۔۔۔۔۔آگہہہہ۔۔۔۔۔وہ مزید کچھ جان دار
 جھٹکے دیتا شانزے کی چیخیں بلند کر گیا تھا۔ بہرام
 خانزادہ دیوانہ وار اس پر اپنی شدتیں اپنا جنون لٹا رہا
 تھا۔ شانزے سسکتی تڑپتی اس بے رحم عاشق کو بے رحمی
 سے خود میں سفر کرتے محسوس کرتی ہلکان ہو چکی
 تھی۔

اٹھو سیدھی ہو کر لیٹو!! وہ اپنے بھاری لہجے میں سختی
 سے بولا تھا۔ پلیز مجھے سونا ہے اب میں آج بہت تھک
 گئی ہوں شاپنگ کرنے کے بعد انسان سوتا ہے تو۔۔۔۔۔اچھی
 طرح نیندیں پوری کرواتا ہوں بیوی تمہاری!! شانزے جو
 اپنی آنکھوں میں ہزار شکوے لئے بہرام خانزادہ کو
 بے چارگی سے دیکھ کر اپنی تھکاوٹ کا بول رہی تھی
 جب وہ اسکی بات تیوری چڑھا کر کاٹ گیا تھا۔ اس نے
 شانزے کو ایک شدید قسم کی گھوری سے نواز کر اس کی
 زبان تالو سے چیکا دی تھی۔ آج اسے آزادی اتنی آسانی
 سے نہیں ملنے والی تھی۔

وہ شانزے کو گردن اور ہپس سے پکڑ کر بیڈ کے بیچ و
بیچ رف سے انداز میں پھر سے پٹختا اس کو رانوں سے
گھسیٹ کر اپنے آگے کرتا پروٹیکشن یوز کرتے ہوئے
اپنے پینس کو ہولڈ کر کے دو تین بیک اینڈ فورتھ مووز
دیتا شانزے کی گیلی پسی کو سہلاتا ہوا ایکدم ہی اس کے
اندر شامل ہوا تو شانزے کی چیخیں بلند ہو گئی تھی۔ پینس
آخری لینتھ تک اس کی ریڈ ہوتی وجائنه میں سلپ ہو گیا
تھا۔ شانزے نے پھر سے رونا شروع کر دیا تھا۔ اسے جان
لیوا درد محسوس ہوا تھا۔

میری جان آئی پرومیس غلطی سے ہوا ہے میں نے جان
بوجھ کر نہیں گھسایا اتنی زور سے!! بہرام خانزادہ اس
کی لیگز میں سے اپنے ہاتھ گزار کر بیڈ کر رکھتا اس پر
پورا جھک کر ڈیپ سرگوشی میں بولا تھا۔

آپ جان بوجھ کر مجھے اپنی قربت میں تڑپاتے ہیں تاکہ
میں ناراض ہونے سے پہلے بھی ڈروں اور ہزار بار
سوچوں کہ کہی آپ سے ناراض ہونا بھی میری جان ہی
ہلکان کرے گا۔ اس کو پھر سے بے رحمی سے اپنے وجود

کا حصہ بنتے دیکھتی شانزے اب حقیقتاً ناراض ہو گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں واضح ناراضگی تھی جو بہرام خانزادہ کے لیے وارننگ تھی۔

اچھا یہ والی لاسٹ پوزیشن ہے اس کے بعد کچھ دیر ریسٹ کر لینا تم!! اپنی حسین بیوی کو اتنا درد دینے پر آج ساری رات اس کی پتلی سے کمر کا مساج کر دوں گا وڈ سوفٹ فکنگ اینڈ ہارڈ سکنگ کے ساتھ!! بہرام خانزادہ اسے آنکھ ونک کر کے اپنے ازلی شریر سے انداز میں بولا تھا۔ شانزے نے اسے شدید تھکن زدہ سی آہ بھر کر روہان سے انداز میں دیکھا تھا۔

بہرام خانزادہ اس کی ناراض آنکھوں کو نرمی سے چومتے اسے محبت سے دیکھ رہا تھا۔ تم جان ہومیری چھوٹی سی تم سے دل کبھی نہیں بھرنا میرا یار چاہے تم مجھے جھیلے ہوئے رو ناراض ہو یا شکوے سے دیکھو میں تم سے ہر قربت میں ایک نئے جنونی انداز میں ہی ملوں گا گرم گوشی کے ساتھ!! وہ شانزے کے ماتھے کو چومتا ایک بار پھر سے اس میں سفر کرنے لگا تھا۔

شانزے شدید ناراضگی کے عالم میں اپنا منہ اس سے پھیر گئی تھی اور یہی بات بہرام خانزادہ کے خون میں آگ کے لاوے دھکا گئی تھی۔ اس طرح کی حرکتیں کرو گی تو پھر رونا دھونا نہیں کیا کرو شوہر سختی سے پیش آئے تو بھی ناراض ہونا ہے میڈم صاحبہ نے نرمی دکھائے تو بھی منہ پھیر لینا ہے۔ شانزے ادھر دیکھو جان نکال دوں گا ورنہ میں تمہاری!! بہرام خانزادہ جو اسے خود سے منہ موڑے دیکھتا پاگل ہونے لگا تھا وہ شانزے کو شہد رنگ آنکھوں میں ٹھہرے آنسو بے دردی سے رگھڑ کر صاف کرتے دیکھتا زرا اونچی آواز میں بولا تھا۔

اس کی ایک ڈانٹ کی ہی مار تھی شانزے کی ناراضگی اور اب وہ پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رونے کا شغل فرما رہی تھی۔۔۔ جان میری جان۔۔۔ میری شہزادی میری پیاری بیوی۔۔۔ سو سوری یار۔۔۔ اچھا ناں رونا بند کرو غلطی سے ڈانٹ دیا ہے میں نے ابھی! وہ اس کے رونے پر بے چین ہوا تھا شدید غصہ خود پر آیا تھا۔

ہر قربت میں ڈانٹتے ہیں آپ مجھے سختی سے بات کرتے ہیں کوئی پیار و یار نہیں کرتے مجھ سے!! کوئی پیار نہیں

آپ کو مجھ سے بس ڈانٹا کریں مجھے!! شانزے سوں
سوں کرتی ہوئی بولی تھی۔

قربان ہو جاؤں اپنی معصوم سے ناراض جان پر اب اگر
تمہیں ڈانٹا تو ہنٹر منگوا لوں گا اس کے مار لینا مجھے!!
بہرام خانزادہ اس کے ماتھے کو عقیدت سے چومتا محبت
سے بولا تھا۔ وہ اب خود پر قابو کرتا آہستگی سے اس کے
وجود میں شامل ہو رہا تھا۔ بہت پیاری ہو تم میری جان ہر
سانس کے ساتھ تم سے پیار ہوتا جا رہا ہے ہر دھڑکن کے
ساتھ تم مجھ میں دھڑکتی ہوئی محسوس ہو ہوتی ہو۔ وہ پھر
سے جنون کو اپنے حواسوں پر حاوی ہوتا محسوس کر رہا
تھا۔ ان کے جسموں کے شدید ٹکراؤ سے پیدا ہوتا ملن کا
ساز ایک بار پھر سے کمرے کی فضا میں گونجنے لگا
تھا۔ وہ اس کو چومتا ہوا اپنے وجود کے ساتھ لپٹا ہی جا
رہا تھا۔ گہری اور بے ترتیب سانسوں کا شور پھر سے
سماعتوں کا حصہ بن رہا تھا۔

چند دھیمے جھٹکوں کے بعد بہرام خانزادہ ایک بار پھر
شانزے کی سسکیاں بلند کر رہا تھا۔ وہ اس کی گردن کی
اسکن کو سک کرتا ہوا اس کی ٹانگوں کو ہوا میں معلق کر

کے اپنے دونوں ہاتھوں کو اس کی رانوں پر سے گزار کر
بیڈ پر دھنساتا اس پر مکمل جھکے ہوئے پینس کی بیک
اینڈ فورتھ اپ ورڈ پینیٹریشن کر رہا تھا۔ آہستہ آہستہ
پینیٹریشن ڈیپ اینڈ ہارڈ ہونے لگی۔ شانزے ہچکیاں بھرتی
ہوئی اس کے شولڈرز کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر اس
کے گلے میں بازوؤں کا ہار بنا گئی۔

بہرام۔۔۔ پلیز اب اور نہیں سہن ہو رہا۔ بس پلیز بس۔۔۔!! وہ
طاقطور جھٹکوں سے اس کی جان نکال چکا تھا۔ بس ہونے
والا ہوں۔ آہ۔۔۔ آگہہہہ۔۔۔!! جھٹکے مزید تیز ہونے لگے
تھے۔ ان دونوں کے لبوں سے سرور کے عالم میں تسکین
بھری سانسیں خارج ہونے لگی تھی۔ روحوں کے ملن کا
تسکین کی وادیوں میں سفر کا آغاز ہوتا نم ساز ان کو ایک
دوسرے میں گھول گیا تھا۔

بہرام خاندان کا منہ لال ہو گیا تھا وہ آخری لمحات میں
شانزے کی وجائے کو سہلاتا ہوا اس کے اندر ہی ریلیز ہو
گیا تھا۔ وہ اس کے ماتھے اور آنکھوں کو چومتا اس کی
گردن میں منہ دیئے ہی شانزے کے اوپر ہی مکمل ڈھے
گیا تھا۔

وہ دونوں سکون کے جہاں میں اتر گئے تھے ان کی
سانسیں بے ترتیب ہو گئی تھی۔ ان کے جسموں میں گھلی
ایک دوسرے کی خوشبو ایکدم ہی انہیں تسکین کی وادیوں
سے نیند کی آغوش میں لے جا چکی تھی۔

بہرام خانزادہ نے اپنی روح کا ملاپ شدت پسندی سے
شانزے کی روح سے کیا تھا اور اب وہ دونوں ایک
دوسرے سے لپٹے نیند کی وادیوں میں گم ہو چکے تھے۔
کمرے میں ان کی مدہم سانسوں کی گونج بڑھ رہی تھی۔

رات کے آخری پہر شانزے کی آنکھ کھلی تو اس نے بہرام
خانزادہ کے گرم لبوں کے لمس کو اپنے پورے جسم پر
محسوس کیا۔ وہ اسے سر تا پاؤں بہت نرمی اور محبت
کے ساتھ چوم رہا تھا۔ اس کے ہاتھ شانزے کی کمر پر
رینگ رہے تھے وہ اسے زیتون کے تیل کا مساج کر رہا
تھا۔

بہرام آپ پروٹیکشن کیوں یوز کرتے ہیں؟؟ شانزے نیند
میں ڈوبی ہوئی دھیمی سی آواز میں اس کی بیرڈ سہلاتی

ہوئی استسفار کرنے لگی۔ کیونکہ میں ابھی بچہ نہیں چاہتا
میری جان!! وہ اس کے ہاتھ کی پشت کو چوم کر اس کے
برابر میں لیٹ گیا تھا۔ اس نے شانزے کا رخ اپنی جانب کیا
اور کنفرٹر پاؤں سے کھسکا کر دونوں پر ڈال لیا۔

کیوں نہیں چاہیے آپ کو بے بی کیا آپ کا دل نہیں چاہتا
ہماری اولاد ہو ہمارا کپل مکمل ہو جائے؟؟ شانزے اس
کے سینے میں چھپتی سوالیہ انداز میں بولی تھی۔ تم ابھی
مجھے سنبھال لو وہی کافی ہے فلحال میں بچہ افورڈ نہیں
کر سکتا مجھے میری بیوی ابھی پوری کی پوری چاہیے۔
وہ شانزے کو مزید خود میں بھینچے بولا۔

مگر مجھے ہمارا بے بی چاہیے بہرام!! شانزے اس سے
دور ہونے کی کوشش کرتی بولی تھی۔ اوکے لا دوں گا
بچہ ابھی سو جاؤ ورنہ پھر سے ڈال دینا میں اندر پھر
چیختی پھرو گی کہ بہرام اتنی زور سے گھسا دیا ہے
جھٹکے زیادہ زور سے دے رہے ہیں میرے بوب مت
دبائیں پینیٹریشن رفلی مت کریں مجھے درد ہو رہا ہے!!
بہرام خانزادہ اسے ضد کر کے خود سے دور ہوتے دیکھتا
باریک آواز بنا کر اس کی نقل اتار رہا تھا۔ زیادہ تر الفاظ

اس نے اپنے ازلی بے باک انداز میں بولے تھے۔

جی نہیں میں ایسے کبھی نہیں بولتی اپنے سے مت بولیں۔
شانزے منہ سو جا کر بولی تھی۔ مطلب ڈال دوں ابھی پھر
سے چلو سہی ہے الٹی ہو گھساتا ہوں ابھی۔!! بہرام
خانزادہ اسے تنگ کرتا ہوا چھیڑنے لگا تھا۔ سونے دیں
پلیز۔!! شانزے گھبرا کر اس میں چھپتی ہوئی اپنی آنکھیں
بند کر کے پھر سے سونے لگی تھی۔

وہ کچھ ہی دیر میں نیند کی آغوش میں جا چکی تھی جبکہ
بہرام خانزادہ کے گرم بوسے ایک بار پھر شانزے کے
وجود میں بکھرنے لگے تھے۔ وہ کل اٹلی جا رہا تھا ایک
ہفتے کے لئے شانزے سے بہت دور اسے آج کی رات کا
ہر لمحہ دل بھر کر اس کے وجود کو چومتے گزارنا تھا
وہ اپنے تشنہ لبوں کے لمس سے شانزے کے حسین جسم
کو اپنی خوشبو سے مہکا رہا تھا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کی ملائم گرم پناہوں میں قید گہری
نیند میں گم تھے۔ کمرے میں انکی گہری سکون میں ڈوبی

سانسیں گونج رہی تھی۔ مشائم نے کروٹ لینا چاہی مگر وہ ہل بھی نہیں پائی اسے اپنے نازک جسم کے اوپر کسی کے بھاری بھرکم وجود کا وزن محسوس ہوتا نیند سے بیدار کر گیا تھا۔

وہ اپنی ہیزل آنکھیں ہلکی ہلکی واہ کرتی کمرے کی چاروں اور اپنی نگاہیں گھما رہی تھی۔ اسے رات کا منظر یاد آیا وہ شہریار خانزادہ کے فلیٹ میں موجود تھی اور یہ وہی کمرہ تھا جو اس نے مشائم کے لیے ڈیکوریٹ کروایا تھا۔ اسکے دماغ میں گزری شب کے تمام لمحات گھومنے لگے۔

ریسٹورنٹ سے فلیٹ تک کے راستے میں گاڑی میں بڑھی ان دونوں کی نزدیکیاں پھر فلیٹ میں آکر شہریار خانزادہ کا اس کے خدشات دور کرنا اور سب سے اہم منظر جو بار بار اسکی آنکھوں میں آ رہا تھا وہ شہریار خانزادہ کا اسے رنگ پہنانا تھا اور اس کے بعد ان دونوں کی نزدیکیاں جس حساسیت پر پہنچی تھی وہ مشائم کے گلابی گالوں کو دہکا چکی تھی۔ اسے پھر کچن میں ہوئی ان دونوں کی گفتگو یاد آئی شہریار خانزادہ کو خود سے

کس کرنا پھر وہ کافی بنا کر روم میں لایا ان دونوں نے
کافی پی شہریار خانزادہ کو ایک فون کال آئی اور وہ باہر
چلا گیا جبکہ مشائم تھکن سے چور سو گئی۔

وہ اکیلی سوئی تھی تو اس پر چڑھ کر کون سو رہا تھا
پھر؟ شہریار کہاں تھا؟ مشائم کو چند ہی منٹ لگے تھے
اور وہ نیند سے مکمل طور پر بیدار ہو چکی تھی اسکے
حواس بحال ہو چکے تھے وہ اپنی نظروں کا زاویہ فوراً
سے اپنے اوپر چڑھ کر سوئے گہری پرسکون سانسیں
بھرتے ہوئے شہریار خانزادہ کو دیکھنے لگی۔ وہ مکمل
طور پر اسکے اوپر حاوی اس کی گردن میں اپنا منہ
گھسیڑے ہوئے تھا جبکہ اسکے دونوں ہاتھ مشائم کے
سلکی سنہری بالوں میں الجھے ہوئے تھے۔ وہ اپنا بیڈ
سمجھ کر اس پر سو رہا تھا۔

وہ رات کس ٹائم اندر آیا کب اس کے ساتھ سویا اسے بالکل
بھی پتہ نہیں چلا تھا مشائم بے حد گہری پرسکون نیند میں
سوتی تھی۔ وہ ایک بار سو جائے تو اسے جگانا مشکل تھا۔
وہ گھوڑے گدھے بیچ کر سونے والی لڑکی تھی شہریار
خانزادہ کے جسم سے اٹھی کلون کی خوشبو مشائم کو

شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔

شہریار کو خود پر چڑھ کر سوتے دیکھ مشائم کو غصے کا احساس کیوں نہیں ہو رہا تھا وہ تھک رہی تھی اور تھک گئی تھی اسکے ورزشی بہاری وجود سے مگر وہ بالکل بھی حرکت نہیں کر رہی تھی اسے وہ سوتا ہوا اچھا لگ رہا تھا۔ کیوں اچھا لگ رہا تھا اس کا جواب اسکے پاس نہیں تھا۔ اسکی انگلیاں بے ساختہ شہریار خانزادہ کے جسم کو چھونے لگی تھی۔

وہ اس کے ورزشی جسم کے پھولے مسلز کو نرمی سے ہلکا ہلکا چھو رہی تھی پھر اس نے شہریار خانزادہ کی کمر کے گرد اپنی نرم باہوں کا حصار باندھا اور اسے نامحسوس سے انداز میں ہگ کر لیا۔ شہریار خانزادہ اسکی انگلیوں کے نرم لمس سے ہی جاگ گیا تھا مگر وہ آنکھیں موندھے ہی اس پر لیٹا رہا۔ وہ اسے خود کو نا محسوس سے انداز میں پیار کرتے ہوئے بہت گہرائی سے محسوس کر رہا تھا اور اسے حیرت بھی ہو رہی تھی۔

رات وہ جب کال اٹینڈ کرنے کے بعد کافی دیر بعد روم میں

آیا تو مشائم اسے گہری نیند میں سوتی ہوئی ملی تھی وہ پورے بیڈ پر گہری نیند میں ہونے کے باعث پھیل کر سو رہی تھی۔ اس نے شہریار خانزادہ کی وائٹ شرٹ ہی پہنی ہوئی تھی اور وہ بغیر کسی کمفرٹر کے خود کو شہریار کے رحم و کرم پر چھوڑے سو گئی تھی اسے مشائم پر بے حد پیار آیا وہ واقعی شاپنگ سے تھک گئی تھی اس کے بعد شہریار نے اسے جتنا ٹیز کیا تھا وہ خاموشی سے برداشت کر گئی تھی۔

شوگر بے بی کو اتنی گہری نیند میں سوتے دیکھ کر بھی جذبات منہ زور ہو رہے ہیں بہتر ہے میں بھی سو جاؤں ابھی مزید کچھ کیا تو نیند خراب ہونے پر بے بی نے باجا بجا دینا ہے میرا۔۔۔ کتنی خوبصورت ہے یار سوتے ہوئے تو اتنی معصوم لگتی ہے جیسے شرارتوں سے تعلق ہی ناں ہو میری بے بی کا!! بیڈ پر اس لئے پھیل کر سو رہی ہے تاکہ میں ساتھ ناں سو سکوں مگر میری بے بی جانتی نہیں ڈیڈی کو بیڈ پر جگہ ناں ملی تو ڈیڈی نے اپنی بے بی کو ہی بیڈ بنا کر سو جائیں گے۔ شہریار خانزادہ دل میں سوچ کر شریر سا مسکراتا سوتی ہوئی مشائم کے اوپر ہی چڑھ کر لیٹ گیا وہ کافی دیر رات میں اسے چومتا رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں کو بھی اس نے رات دل کھول کر چوما تھا

کیونکہ نیند تو شہریار خانزادہ کی آنکھوں سے کہی دور
جا چکی تھی۔ وہ مشائم کی گردن کو چومتے چومتے فجر
کی اذان سے پہلے کب سویا اسے بھی اندازہ نہیں ہوا اور
اب سو اسکے نرم لمس کو گہری نیند میں بھی محسوس
کر کے جاگ گیا تھا۔

مشائم جو شہریار خانزادہ کو ہگ کر کے کچھ سوچ رہی
تھی جب اسے ایکدم ہی شہریار خانزادہ کے جسم سے آگ
نکلتی محسوس ہوئی اور اس کے تپش زدہ لب اسے اپنی
گردن پر محسوس ہوئے۔ اسکے ہاتھوں کی گرفت شہریار
خانزادہ کی کمر پر سخت ہوئی وہ پتہ نہیں کس احساس
کے تحت اپنی ہیزل آنکھیں موندھے مزید وہ نرم لمس
محسوس کرنے کی منتظر ہوئی۔

اور بھی پیار کرو گی مجھے یا صرف ہگ کر کے لیٹے
رہنا ہے؟؟ شہریار اس کی نرم باہوں کی بالکل ہلکی سی
سخت ہوتی گرفت پر اس کی گردن کی اسکن کو منہ میں
بھر کر سک کرتا مخمور سے بھاری لہجے میں بولا۔ اس
کی آواز ویسے ہی بھاری رعب دار سی تھی اور اب نیند
میں ہونے کی وجہ سے مزید بھاری ہو گئی تھی۔

مم۔۔ میں کیوں آپکو پیار کرنے لگی زیادہ خوش فہم مت ہوں
اور اٹھیں میرے اوپر سے باڈی درد کر رہی ہے میری
اپنے پینڈو کزن کے ہاتھی جیسے وزن سے!! مشائم فوراً
اسے اپنے حصار سے آزاد کرتی اپنے لہجے کی لڑکھڑاہٹ
پر قابو پاتی بولی تھی۔

یار یہ تم مجھے پینڈو کزن کیوں بولتی ہو کس اینگل سے
میں تمہیں پینڈو لگتا ہوں؟ لندن سے اسٹڈیز کمپلیٹ کر چکا
ہوں اچھا خاصا ڈیسنٹ بندہ ہوں لڑکیاں میری ایک نظر
کے لیے مرتی ہیں اور تم ہو کہ مجھے پینڈو بولتی نہیں
تھکتی! شہریار خانزادہ اس کی گردن سے اپنا منہ باہر
نکال کر بھوری سرخی مائل آنکھیں مشائم کی ہیزل
آنکھوں میں گاڑھتے بولا تھا۔

کوئی ڈیسنٹ نہیں ہیں آپ جیسی واہیات آپکی حرکتیں ہیں
میری تو پینڈو والی سوچ پر اسٹیمپ لگا دی ہے آپ نے!!
مشائم اس کی لمبی مڑی ہوئی پلکوں کو دیکھ کر ایک نظر
اس کے پورے چہرے کے نقوش کو دیکھتی اپنی آنکھیں
رول کیے بولی۔ اس کے دل کی دھڑکنیں زور سے دھڑک

رہی تھی شہریار خانزادہ اسے بہت ہینڈسم لگ رہا تھا رف سے حولیے میں!!! اس نے اس کو جب جب دیکھا تھا وہ تیار ہی ہوا ہوتا تھا اس نے فور پیس پہنا ہوتا تھا اپنے بھورے بالوں کو جیل سے سیٹ کیا ہوا ہوتا تھا چہرے کے رعب دار نقوش سنجیدہ ہوتے تھے۔ وہ جب اسکے قریب آتا تھا تو اس کے فیس پر شریر مسکان ہوتی تھی ٹیز کرنے والی مگر ابھی اس کے نقوش میں سکون تھا بھورے بال رف سے انداز میں ماتھے پر بکھرے تھے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ تھی مگر اس کی سرخی مائل بھوری آنکھیں بہکی ہوئی تھی۔ اس سے نظریں چرانے کے لئے مشائم لاپرواہ سے انداز میں اپنی آنکھوں کو رول کر گئی تھی۔

اتنی پیاری بن کر دکھاؤ گی تو سہی والا ائی رول کروا
دینا ہے میں نے! تمہارا ہسبنڈ کتنا ہینڈسم ہے تمہیں ابھی
اس کا اندازہ نہیں کہ کتنی لڑکیوں کا مجھ پر کرش-----ان
سب لڑکیوں کو کریش کر کے رکھ دینا ہے میں نے جن
کو آپ ہینڈسم لگے صبح صبح غصہ مت دلائیں بٹیں میں
تھک گئی ہوں پین ہونے لگی ہے آپ کی بیوی باڈی کو
برداشت کر کے!! شہریار خانزادہ جو اس کی آنکھوں کو
چوم کر ذومعنی انداز میں اسے جیلس کروانا چاہ رہا تھا
جب مشائم نے اس کے بھورے بالوں کو نوچ کر شدید

پوسیسو سے انداز میں اس کی بات لفظوں کو چبا کر کاٹ
دی تھی اور پھر وہ اسکو غصے سے لال ہوتے چہرے
کے ساتھ خود پر سے ہٹتے کا بول کر اسے خود سے
پیچھے ہٹانے لگی تھی۔

شہریار خانزادہ اسے دوسری بار جسم میں درد کی تکلیف
ہونے کی شکایت کرتے سنتا اس پر سے اپنا وزن ہٹا چکا
تھا۔ مشائم شہریار خانزادہ کے اپنے اوپر سے ہٹتے ہی اٹھ
کر بیٹھ گئی تھی اور اپنا رخ پیچھے کی جانب موڑ کر بیڈ
کی بیک سائڈ پر موجود گلاس ونڈوز سے چمکتے آسمان
کی جانب دیکھنے لگی۔

گلاس ونڈوز سے آسمان پر چھائے سفید بادل اور اونچی
بلڈنگز نظر آرہی تھی شہریار خانزادہ اوندھے منہ لیٹے
ہوئے مشائم کی لیپ میں اپنا سر رکھ گیا تھا۔ اسے سخت
نیند آرہی تھی وہ ابھی کچھ دیر مزید سونا چاہتا تھا۔ مشائم
سر میں درد سا ہونے لگا ہے کیا تم کچھ دیر لائٹ سا
مساج کر دو گی؟؟ وہ اس کی لیپ میں منہ دیئے ہی بولا
تھا۔ مشائم نے ایک نظر اسے نیند سے خود میں گھستے
دیکھا پھر وہ اس کے ریکوئسٹنگ لہجے پر لاپرواہی سے

اس کے بھورے بالوں میں اپنی نازک پتلی انگلیاں الجھا کر
ہلکے ہاتھ کا مساج کرتی دوبارہ باہر دیکھنے لگی۔

شہریار خانزادہ شرٹ لیس تھا اس نے باکسرز ہوئے تھے
وہ اوندھے منہ مشائم کی گود میں لیٹا ہوا تھا جبکہ وہ
ونڈوز سے باہر دیکھ رہی تھی۔ اس کا نازک ہاتھ شہریار
کے بالوں میں الجھا تھا۔ گلاس ونڈوز سے آتی سورج کی
روشنی مشائم کے سنہری بکھرے بالوں سے ہوتی ہوئی
شہریار خانزادہ کے برہنہ چوڑے شولڈر پر پڑھ رہی تھی۔



تقریباً دس منٹ اس کو مساج دینے کے بعد مشائم اسے پھر
سے سوتا دیکھ کر اس کے سر کو نرم تکیے کے نیچے
رکھتی بیڈ سے اٹھ گئی تھی۔ اسے واشروم یوز کر کے

فریش ہونا تھا۔ گھڑی صبح کے گیارہ بج رہی تھی آج رات میں انشال اور منہان کی قوالی نائٹ تھی اسے حویلی جانا تھا اپنی سب کزنز کے پاس جہاں وہ ہر چیز میں پارٹیسپیٹ کر کے ڈانس پریکٹس کرنے والی تھی۔ اس نے اور ایشا نے انشال کے ایونٹس میں آگ لگا دینے کا پلان بنایا ہوا تھا وہ اسے اسپیشل فیل کروانا چاہتی تھی۔

بیڈ سے اٹھتے ہی اس کی نظر صوفے پر موجود اپنے آؤٹ فٹ پر پڑھی جو شاید رات میں شہریار خانزادہ نے اس کے لیے صوفے پر رکھ دیا تھا کہ اگر وہ صبح سویا ہوا ہوا تو مشائم اپنے کپڑوں کی فکر کر کے موڈ خراب ناں کر لے۔ اس نے اپنے لباس کے ساتھ وہ انر سیٹ بھی دیکھا جو شہریار اپنی پسند کا لایا ہوا تھا۔ یہ سب اس نے کب لیا تھا؟ وہ اس کے لئے ایک ڈیسنٹ ڈریس کے ساتھ بہت بے باک سا ٹو پیس سیٹ بھی لایا تھا۔ جسکا ڈیزائن خاصا ریویلنگ تھا۔

ڈیسنٹ تو یہ کہی سے بھی نہیں ہیں اچھے خاصے بولڈ ہیں۔ مجھے غصہ کیوں نہیں آرہا ان کے اوپر کیوں منہ نہیں نوچ پا رہی میں ان کا؟ یار یہ رنگ بہت پیاری کیوں

لگ رہی ہے مجھے اتار کر پھینک کیوں نہیں رہی میں
اسے؟؟ مشائم دل میں سوچ رہی تھی۔

اگر کوئی ایشو ہو رہا ہے تو ساتھ میں شاور لے لیں
بے بی؟ تم میری پسند کی لائی چیزیں گھور کر جو سوچ
رہی ہو ناں رنگ ہاتھ سے نکلی تو میں نے کچھ اور پکڑا
دینا ہے تمہیں ہاتھ میں پھر نہیں کہنا آپ غصہ دلا رہے
ہیں ڈرا رہے ہیں!! شہریار خانزادہ تکیے سے منہ اٹھا کر
بولا تھا۔ اس کی نیند مشائم کے بیڈ سے اٹھتے ہی پھر سے
غائب ہو چکی تھی۔

جج۔۔ جا رہی ہوں فری مت ہوں!! مشائم اسکی بھاری معنی
خیز آواز سن کر صوفے سے اپنے کپڑے اور باقی کی
چیزیں اٹھاتی واشروم میں گھس گئی تھی جبکہ شہریار
خانزادہ بھی بیڈ پر اٹھ کر بیڈ گیا تھا اس کا موبائل رنگ ہو
رہا تھا وہ موبائل کی اسکرین پر احمر کا نمبر دیکھتا کال
ریسیو کر گیا تھا۔

ہاں بولو احمر۔۔ اوکے میں تھوڑا لیٹ ہو جاؤں گا آج تم
کلائنٹس اٹینڈ کر لو۔۔ نو ایشو۔۔ اوکے اوکے میں آکر دیکھتا

ہوں۔۔نہیں میٹنگز کینسل نہیں کرنا ہم جائیں گے اٹینڈ کرنے۔۔تو ہوتا رہے وہ ذلیل وہاں۔۔اس کی دم پر پاؤں ہے میرا نہیں کر سکتا کچھ بھی وہ۔۔اوکے تم ترکی والی میٹنگز ایک ہفتے بعد کی رکھ لو ابھی میرا وہاں جانا مشکل ہے شادی کے بعد اٹینڈ کروں گا۔۔آج کی میٹنگ رایان دیکھ لے گا میری غیر موجودگی میں۔۔چلو اوکے بند کر رہا ہوں فون!! شہریار خانزادہ احمر کی کال سن کر اپنی گردن اسٹریچ کرتا بیڈ سے اٹھ کر روم سے نکلتا دوسرے روم میں چلا گیا تھا۔ اسے بھی ریڈی ہونا تھا۔ وہ مشائم کو حویلی ڈراپ کر کے آفس جانے والا تھا۔ مگر

حو

یلی جانے سے پہلے وہ اسے باہر ہی کچھ کھلانا چاہتا تھا۔ اسے خود بھی بھوک سی محسوس ہو رہی تھی اور یقیناً اسکی شوگر بے بی بھی بھوکی ہو گی جتنی وہ فوڈی لڑکی تھی شہریار خانزادہ اسکی نیچر کچھ ہی دنوں میں جان گیا تھا۔۔۔

وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی مرر میں اپنا فائنل لک

چیک کر رہی تھی۔ اس نے ڈارک گرین کلر کا بے حد حسین لان کا تھری پیس ڈریس پہنا ہوا تھا۔ جس پر گولڈن کلر کا ڈیسنٹ پرنٹڈ ورک ہوا تھا۔ اسکی سمپل سی کیپری پر نیچے کی طرف سائڈ پر اسٹائلش سی ڈیزائننگ ہوئی تھی۔ شرٹ پر بارڈر کی طرف تھوڑا ہیوی پرنٹ ہوا تھا جبکہ پوری شرٹ پر چھوٹے چھوٹے گولڈن لیوز بنے تھے۔ دوپٹے پر بلاک اسٹائل میں گولڈن پرنٹڈ ورک تھا جس کے بارڈرز پر لائٹ سی لیس بھی لگی ہوئی تھی۔ یہ ایک فیمس برانڈ کا اسٹیچڈ ڈریس تھا جسکی ہر ایک فٹنگ بالکل پرفیکٹ تھی۔

مشائم نے آج پہلی بار ایک کمپلیٹ تھریس پیس سوٹ پہنا تھا اتنے بڑے دوپٹے کے ساتھ ورنا وہ نام کے لیے چھوٹا سا دوپٹہ اوڑھ لیا کرتی تھی۔ وہ بھی اس وقت جب اس کا موڈ ہوتا تھا۔ اس نے اپنے خوبصورت پاؤں میں کھوسا پہنا ہوا تھا۔ جو شہریار خانزادہ نے ڈریس کی میچنگ کے حساب سے لیا تھا۔

ان کپڑوں کو پہن کر میریڈ لیڈیز والی فیلنگز آرہی ہیں ویسے شہریار کی چوائس اچھی ہے ڈریسز کے حساب

سے مگر مجھے اتنا برا دوپٹہ لینا نہیں آرہا کیا کروں سائڈ
پر شولڈر پر لے لیتی ہوں سر پر نہیں اوڑھنا میں نے۔۔۔ پتہ
نہیں سب کیا سوچ رہے ہوں گے کہاں کھو گئی ہوں
میں۔۔۔ یہ شہریار کہاں چلے ہیں روم بھی اتنی جلدی کلین
کروا لیا انہوں نے۔۔۔ دو تین اسنیپس ہی بنا لیتی ہوں
انسٹاگرام پر بھی کب سے کوئی پوسٹ نہیں لگائی۔

وہ خود کو ایک آخری بار مرر میں دیکھ کر بڑبڑاتی ہوئی
اپنے آئی فون کا کیمرہ آن کر کے اس پر ٹائمر سیٹ کرتی
روم میں ایک اچھی سی لوکیشن چوز کر کے ایک کارنر
پر ٹیبل کے اوپر اپنا موبائل فکس کر کے صوفہ چیئر پر
بیٹھتی اپنے تمام بالوں کو ایک شولڈر پر آگے کی طرف
کر ہی رہی تھی جب ایک رینڈم سی پیکچر کلک ہو گئی۔



واؤ ویری نائس ایک اور پیکچر کلک کر لیتی ہوں جس
میں ڈریس زیادہ ویزیبل ہو۔ وہ پھر سے موبائل کے
کیمرے میں ٹائمر سیٹ کرتی اب ایک کارنر پر نیچے
کارپیٹ پر ٹیبل کے پاس بیٹھتی اپنی ٹانگوں کو کراس کر
کے دوپٹے کو ایک شولڈر پر پھیلا کر سیٹ کرتی جبکہ
دوسرے شولڈر پر اپنے آدھے بال آگے کی جانب کر کے
اپنی نظریں جھکا کر سائنڈ پوز بناتی بیٹھی ہوئی تھی جب
ٹائمر کے کمپلیٹ ہوتے ہی ایک اور پیکچر کلک ہو گئی۔۔



واؤ یہ تو بہت پرفیکٹ پکچر کیپچر ہوئی ہے ڈریس
خوبصورت لگ رہا ہے۔ وہ نیچے بیٹھے ہوئے ہی اپنی
پیکچر دیکھ رہی تھی۔ وہ ابھی کھڑی ہو کر انسٹا گرام پر
اپنی فریشلی کیپچرڈ پیکچر پوسٹ کر ہی رہی تھی جب
شہریار خانزادہ بلیک فور پیس میں ملبوس روم کے اندر
انٹر ہوا۔

اس نے اپنے بھورے بالوں کو جیل سے سیٹ کیا ہوا تھا۔
اس کے رعب دار نقوش ہمیشہ کی طرح سنجیدہ تھے۔

بھوری آنکھیں سرخی مائل تھی۔ چوڑی کلائی میں بے حد
قیمتی واچ پہنی ہوئی تھی۔ پیروں میں چمچماتے جوتے
پہنے ہوئے تھے۔ اس کا دراز قد چوڑا ورزشی جان دار
جسم فور پیس میں مزید نمایا ہو رہا تھا۔ اس کی ڈومینیٹنگ
سی پرسنیلٹی مشائم کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی
پیدا کر گئی تھی۔

مشائم کو اس سے وہی بوسی وائبز آرہی تھی جو اسے
آفس میں بیٹھے دیکھ کر آتی تھی۔ شہریار خانزادہ نے اوپر
سے نیچے بھر پور طریقے سے مشائم کو دیکھا تھا۔ پھر
وہ اس کی جانب بڑھا اور اس کی ٹھوڑی کو پکڑ کر ایک
عقیدت بھرا بوسہ اس نے مشائم کی پیشانی پر دیا۔ مشائم
اس کی پرسنیلٹی کے سحر میں جکڑی ہوئی تھی۔ اس نے
اپنی آنکھیں جھکا لی تھی۔

خوبصورت لگ رہی ہو!! وہ خمار آلود آواز میں کہتا اب
اس کی ٹھوڑی چوم رہا تھا۔ حسین ترین بیوی ملی ہے
مجھے!! وہ اس کے لبوں پر جھک گیا تھا۔ اس نے اپنے
ہونٹوں کو مشائم کے گلابی لبوں میں پیوست کیا اور انہیں
کھینچتے ہوئے سک کرنے لگا۔ مشائم نے اس کے کوٹ

کو کالر کی طرف سے مٹھیوں میں بھرا اور اس کے تشنہ گرم ہونٹوں کا لمس محسوس کرنے لگی۔ شہریار خانزادہ کبھی اس کے بلائی تو کبھی نچلے لب کو چوم رہا تھا۔ کچھ سیکنڈز اس کو اپنے ازلی انداز میں چومنے کے بعد وہ پیچھے ہوا اور اس کے بالوں کو چوم کر پیچھے ہوتا ایک بار پھر اسے نہارنے لگا۔ مشائم اس کی پریسنس سے جیسے پیرالائز ہی ہو گئی تھی۔

رات میں قوالی نائٹ ہے اور مجھے تمہاری یہ آنکھیں کاجل سے خالی نظر ناں آئیں آجاؤ بریک فاسٹ کر کے حویلی چھوڑ دوں تمہیں انشال یاد کر رہی ہے۔ اس کی کال آئی تھی کچھ دیر پہلے مجھے!! شہریار خانزادہ اسے اتنا شرماتے دیکھتا اس کے دائیں گال کو نرمی سے سہلا کر بولا تھا۔

جج۔جی مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔ مشائم خود کو اپنے موبائل پر مصروف رکھتے ہوئے ہی جواباً بولی تھی۔ یہ پیکچر کہاں پوسٹ کر رہی ہو؟؟ شہریار خانزادہ اسے خود سے نظریں چرا کر موبائل پر مصروف دیکھ کر استفسار کرنے لگا۔

انسٹا گرام پر اپنی پیکچر پوسٹ کر رہی ہوں کافی دنوں سے نہیں لگائی کوئی نیو پوسٹ!! مشائم ایک نظر اسے دیکھتی پیکچر ایلوڈ ہوتے ہی بولی تھی۔ تم سوشیل ایپ پر اپنی پکچرز کیوں لگاتی ہو مشائم؟ شہریار خانزادہ کے لہجے میں ایکدم ہی غصہ نمایا ہوا تھا۔ اس نے آج پہلی بار اتنے سخت لہجے میں مشائم کو پکارا تھا۔

میری مرضی مسٹر شہریار میں جو بھی کروں۔۔۔ میرے باس مت بنے۔۔۔ کبھی آپ ڈیڈی بن جاتے ہیں کبھی باس اتنے سوال مت کیا کریں مجھ سے میں آپ کو آنسر ایبل نہیں ہوں ہر بات کے لئے!! مشائم کو اسکے لہجے میں غصے کی سمجھ نہیں آئی تھی۔ وہ بھی اپنے ازلی دو ٹوک انداز میں بولی تھی۔

اچھا تو تم مجھے جواب دے نہیں ہو ہاں۔۔۔ ادھر آؤ تمہاری مرضی تو میں آج نکالتا ہوں اچھی طرح دکھاؤ اپنا موبائل مجھے میں بھی تو دیکھوں تمہاری حسین ترین پکچرز!! شہریار خانزادہ کو شدید طیش آیا تھا مشائم کی بات سن کر وہ اپنا غصہ بمشکل دباتا اسکی کلائی پکڑ کر روم سے

نکلا تھا۔

اس کی گرفت پہلی بار مشائم کو اتنی سخت محسوس ہوئی تھی۔ وہ اگر شہریار خاندانہ کو اس طرح دو ٹوک انداز میں جواب ناں دیتی تو وہ اسے پیار سے سمجھا کر بات ختم کر دیتا مگر اس کی نخریلی ضدی بیوی اسکا میٹر لمحوں میں شاٹ کرنے کا فن رکھتی تھی۔

شہریار ہاتھ چھوڑیں میرا۔۔۔ درد ہو رہا ہے مجھے کلائی میں اپنی۔۔۔ ٹوٹ جائے گا میرا ہاتھ!! مشائم اس کے ہاتھ پر اپنے دانت گاڑھتی ہوئی مزاحمت کرنے لگی تھی۔ میری جان اگر اس فلیٹ میں رہ کر اپنے پر پرزے ٹائٹ کروانے ہیں تو حکم کرو ابھی تمہارا دماغ ٹھکانے لگا دونگا اور نہیں چاہتی آج میں تمہیں کوئی ڈیپ پین دوں تو چپ ہو کے چلو غصہ آرہا ہے مجھے کول ڈاؤن نہیں ہوا تو تمہیں وارم اپ کر دونگا اور پھر تم نے ڈرتے ڈرتے مزے بھی لینے ہیں اور بعد میں رونا دھونا بھی کرنا ہے۔!! وہ مشائم کو اپنے ہاتھ پر دانتوں کی گھڑی بنانے کی کوشش کرتے دیکھتا اپنے ازلی بھاری لہجے میں وارن کرتا فلیٹ سے نکل گیا تھا۔ وہ آفس سے لیٹ ہو رہا تھا اور حویلی میں

سب مشائم کا انتظار کر رہے تھے۔ تقریباً بارہ بج رہے تھے۔

آپ ہاتھ تو چھوڑیں نا اتنی زور سے پکڑا ہے کلائی
دکھنے لگی ہے۔ مشائم نروٹھے انداز میں بولی تھی۔ شکر
کرو کچھ اور نہیں پکڑا ورنہ تمہاری چیخیں آسمان کو
چھو جانی تھی۔ وہ اس کے ہاتھ پر اپنی گرفت ہلکی کر
چکا تھا مگر چھوڑا نہیں تھا۔

کوئی دیکھ لے گا کہ آپ میرے ساتھ کیا کر۔۔۔۔۔بے بی میں
آپ کے ساتھ غصے میں بھی صرف پیار ہی کرنا چاہتا
ہوں سوچ سمجھ کر بولا کرو ہسبنڈ ہوں تمہارا یہ بات
بھولا مت کرو۔۔۔ہسبنڈ ہیں تو ڈیڈی کیوں بنتے ہیں ہر وقت
ہی باس بنے رہتے ہیں میرے۔۔۔۔۔یار تم کچھ دیر چپ ہو
سکتی ہو یہ لاڈ مجھے گاڑی میں دکھانا ابھی چپ ہو کر
آجاؤ لفٹ میں ہاتھ ہی پکڑا ہے غصے میں بھی منہ سے
منہ تو نہیں لگا لیا جو کسی کی گ**جلے گی ہم دونوں
کو ساتھ دیکھ کر!! شہریار خاندان اُسے اپنے ساتھ لئے
لفٹ میں انٹر ہو گیا تھا۔

اب آپ کیا کرنے لگے ہیں؟ مشائم تھوک نگلتی بولی تھی۔
جو تم سوچ رہی ہو وہ تو ابھی نہیں کرنے والا مگر میں
نے اپنی چھوٹی سی وائفی کے ساتھ۔۔۔۔۔ اچھا میں آپکو
اپنے موبائل کا لاک کھول کر دیتی ہوں آپ دیکھ لیں میری
انسٹاگرام مگر پلیز میرا ہاتھ چھوڑ دیں اس وقت مجھے آپ
سے ٹیپیکل مردوں والی فیلنگز آرہی ہیں!! مشائم اس کے
لہجے میں غصہ محسوس کر رہی تھی مگر اس کے
ایکسپریشن بالکل نارمل تھے۔ مشائم کو صرف ایک بات
کا خوف تھا کہ کہی وہ اس کے اور ولید کے میسجز ناں
دیکھ لے جو وہ اسے مسلسل کہی دنوں سے کر رہا تھا۔

آجاؤ گاڑی میں بیٹھ کر دیکھتا ہوں آپ کی پکچرز! شہریار
خانزادہ لفٹ کھاتے ہی پارکنگ میں موجود اپنی گاڑی کی
جانب بڑھ گیا تھا۔ مشائم بھی اسکے پیچھے پیچھے ہی
گاڑی تک آگئی تھی۔ وہ دونوں ہی گاڑی میں بیٹھ چکے
تھے۔ شہریار خانزادہ مشائم کو اسکا موبائل واپس دے چکا
تھا۔

یار اپنی پکچرز اپلوڈ ناں کیا کرو۔۔۔ پلیز اپنا اکاؤنٹ
پرائیویٹ کر دو میں نہیں چاہتا میری بیوی کو میرے علاوہ

کوئی اور حرامی دیکھے بھی!! شہریار خانزادہ ایک نظر
مشائم کی جانب دیکھتا گاڑی اسٹارٹ کرتے بولا تھا۔

مشائم اپنا موبائل ان لاک کر کے اپنا انسٹا گرام اکاؤنٹ
اوپن کر کے موبائل شہریار خانزادہ کو پکڑا گئی تھی وہ
اس کی پکچرز دیکھنا چاہتا تھا اور مشائم خود بھی چاہتی
تھی کہ وہ اس کی ہر ایک پیکچر دیکھے تاکہ جو ٹیپیکل
ساری ایکشن وہ دینا چاہتا ہے ابھی ہی دے دے۔

کیا کھانے کا موڈ ہے بریک فاسٹ!! وہ اسکی ری سینٹ
پیکچرز دیکھتا پیج نیچے کی جانب اسکرول کرتے
استفسار کرنے لگا۔ شہریار کچھ ہیوی سا کھانے کا موڈ ہو
رہا ہے میرا لائک کچھ دیسی سا اور اس کے بعد کچھ
سویٹ بھی کھانا ہے کسی اچھے سے ریسٹورنٹ میں
چلتے ہیں۔ مشائم کھانے کے نام پر خوشی سے چہکتی
ہوئی بول رہی تھی۔

شہریار خانزادہ اسکی پکچرز زوم کر کے دیکھ رہا
تھا۔ اس نے گاڑی ایک سائڈ پر روک دی تھی۔ کیا ہوا آپ
نے گاڑی کیوں روک دی؟ اسے ایک سائڈ پر گاڑی لگاتے

دیکھ کر مشائم ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھ کر بولی تھی۔ اس لیے روکی ہے کہ غصے سے گاڑی کہی ٹھوک ناں دوں۔!! مشائم یہ والی پیکچر تم کیا سوچ کر اپلوڈ کی تھی؟

وہ مشائم کی کچھ منتہ پہلے کی میموریز پر جیسے اٹک گیا تھا۔ اس کے لہجے میں ضبط تھا۔

اچھی پینٹنگ ہے ناں فرسٹ ٹائم بنائی تھی اس لئے پوسٹ پر لگا دی مشائم کا لہجہ خوش گوار تھا۔ اس تصویر میں پینٹنگ بھی ہے مجھے تو نظر نہیں آئی یہ ابھی تم نے بتایا ہے تو میں دیکھ رہا ہوں کہ اس میں کوئی پینٹنگ بھی ہے کوئی اندھا بھی آنکھیں پہاڑ کر دیکھی گا تو بھی اسے تمہارے علاوہ کچھ اور دکھائی نہیں دینا! شہریار خانزادہ ضبط سے بولا تھا۔

اس پیکچر میں مشائم نے شارٹ سی لائٹ بلیو فراک پہنی ہوئی تھی جس پر چھوٹے چھوٹے بے شمار وائٹ فلاورز بنے ہوئے تھے۔ اس فراک کا گلا اسکوائر شیپ کا تھا جس سے مشائم کی دودھیا گردن اور گردن سے نیچے والا

ایریا بہت پرمینٹ ہو رہا تھا۔ اس فراک کی سلیوز بھی کافی چھوٹی تھی جو مشائم کے دودھیا بازو نمایا کر رہی تھی۔

فراک کے ساتھ اس نے بے حد فٹنگ والی وائٹ ٹائیڈ پہنی ہوئی تھی اس کا ایک ہاتھ گراس پر تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں اس نے پینٹ برش پکڑا ہوا تھا۔ اس کے سامنے اس کی بنائی ہوئی کچھ پینٹنگز رکھی تھی۔ بال بکھرے سے تھے جبکہ گردن جھکا کر وہ پینٹنگز دیکھ رہی تھی۔



اسی ڈریس میں اس نے ایک دوسرے پوز میں بھی پکچر لگائی ہوئی تھی جس میں ٹائیڈ کی فٹنگ سے اسکی بھری

بھری اپر تھائز بھی نظر آرہی تھی۔



شہریار خانزادہ یہ دونوں پیکچر دیکھنے کے بعد ایک
نظر مشائم کو گھور کر اس کے سامنے ہی ڈیلیٹ کر گیا
تھا۔ شہریار ررر۔۔۔!!! یہ کیا کیا آپ نے کیوں ڈیلیٹ۔۔۔ ادھر
اؤ تم میرے پاس یہاں میری لیپ میں بیٹھو تمہاری تو جان
نکالتا ہوں ناں میں!! میری بیوی اتنی ماڈرین ہے اب یہاں
میری گود میں بیٹھ کر تم خود دکھاؤ گی اپنی پکچرز
مجھے۔۔۔۔

مشائم جو اپنی پکچرز ڈیلیٹ ہونے کے صدمے سے اس
سے اپنا موبائل چھیننے والی تھی جب شہریار خانزادہ
اسے غصے سے کمر سے دبوچے اپنی لیپ میں بیٹھا گیا
تھا۔

اس سے اگلی پیکچر دکھاؤ! وہ بھاری سخت سے لہجے
میں بولا تھا۔ اس پیکچر کو بھی ڈیلیٹ کرو ابھی!! اب اس
تصویر میں ایسا کیا ہے جو یہ بھی ڈیلیٹ کروں؟؟

مشائم نے منہ سو جا کر اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ اس
وائٹ ڈریس کے ساتھ تم پینٹ یا پھر ٹائیڈ پہننا بھول گئی
تھی کیا؟؟ اوپر سے فٹنگ تو دیکھو ذرا ایک ایک پارٹ
پرومینٹ ہو رہا تھا باڈی کا۔



شہریار یہ ویسٹرن ڈریس ہے جو ایسے ہی ہوتے ہیں میں
یہ-----ہووووو!!!! آئی ہیٹ یو۔!! مشائم جو اسے اپنی

A woman with long brown hair, wearing a maroon sleeveless dress, is sitting on a light-colored tufted ottoman. She is looking away from the camera, and her face is obscured by a pink circular sticker with a white 'Z' on it. The room has a wooden TV stand with a large black TV, a tall mirror, and a wicker basket. In the background, there is a kitchen area with a refrigerator and a window.





مشائم تم نے یہ کس طرح کی پکچرز اپنی پوسٹ کی ہوئی
ہیں اس میرون ڈریس کے سلیوز کہاں ہیں۔۔پنڈلیوں سے
اوپر تک پاؤں نظر آرہے ہیں اور تم نے اس ڈریس میں
بھی دو دو پکچرز شیئر کی ہوئی ہیں دماغ کی ماں بہن کر
کے رکھ دی ہے میری!! شہریار خاندانہ اسکی مزید دو
تصویریں اور ڈیلیٹ کر گیا تھا جس میں وہ میرون کلر کی
ویسٹرن ڈریس میں ملبوس تھی دو ڈفرنٹ پوزز
میں۔۔شہریار آئی ریٹلی ہیٹ یو آپ میری ہر تصویر ہی
ڈیلیٹ کر رہے ہیں انتہائی بدتمیزی ہے یہ!! مشائم بھڑکتی
ہوئی بولی تھی۔

تمہیں ان تصویروں میں دیکھ کر یہ کھڑا ہونا شروع ہو گیا
ہے اور تم ہو کہ اپنا حُسن سمجھنے سے ابھی بھی قاصر

ہو۔ کرتا ہوں ناں میں آج ہی چچی سے رخصتی کی بات
ساری آگ ٹھنڈی کرتا ہوں میں تمہاری۔۔۔



یہ پینٹ دیکھو تھائیز سے پھٹی ہوئی ہے شرٹ کتنی
چھوٹی ہے جسم سے چپکی ہوئی ہے کمر کا خم بھی نظر
آ رہا ہے سارے شولڈرز بازو اف۔۔جان نکال دونگا میں
تمہاری آئندہ اس طرح کی کوئی ایک تصویر بھی مجھے
تمہاری انسٹا گرام میں نظر آئی تو ابھی کے ابھی اکاؤنٹ
پر ایویٹ کرو۔۔۔



یہ پنک آف شولڈر ٹاپ دیکھو کتنی واضح ہے تمہاری
بیوٹی بون اس میں بوبز دیکھو اپنے پوری شیب نظر آرہی
ہے۔۔۔۔۔ادھر او بٹاؤ یہ دوپٹہ تم ایک لو بانٹ کو ادھر بنا کر
ہی سکون آئے گا مجھے!! شہریار خانزادہ کا دماغ خراب
ہو چکا تھا اپنی بیوی کی اس حد تک ماڈرین تصویریں
دیکھ کر اسکے جسم میں لاوے ابل رہے تھے وہ مشائم
کی تصویریں دیکھ کر بھڑکتا ہوا آگ کا گولا بن گیا تھا۔

اس نے مشائم کی گردن کو سخت گرفت میں پکڑا اور بہت
زور سے اس کی بیوٹی بون پر دانت گاڑ دیئے۔ آہہ یو
پینڈو پٹھان!!! مشائم شدید تکلیف سے کراہتی ہوئی شہریار

خانزادہ کے چوڑے شانے تھام گئی۔ وہ اب اس کی گردن پر جھکا جگہ جگہ نشان بنا رہا تھا۔ مشائم کو اس کے دانت اور ہونٹوں کی سختی سے اپنی آنکھیں بھیگتی ہوئی محسوس ہوئی۔

گندے شوہر۔۔۔ بہت برے ہیں آپ آئی ہیٹ یو کوئی شادی نہیں کرنی مجھے آپ سے!! مشائم پھوٹ پھوٹ کر روتی شہریار خانزادہ کے شولڈرز پر مکے برس رہی تھی۔ شادی کر کے بچہ پالو بہت ماڈرین بن گئی تم جتنی بولڈ میری بیوی ہے ذمہ داری بھی سنبھال ہی لے گی۔ میں آج تمہارے سامنے چچی سے رخصتی کی بات کرتا ہوں اور تم نے اگر انکار کیا ناں تو یاد رکھنا بیڈ پر پٹخیاں دے دے کر تمہاری جان نکال دوں گا جو کام میں نے تمہارے اٹھارہ کا ہونے پر کرنا ہے وہ آج ہی کر دوں گا۔ اب مزید کوئی ڈھیل نہیں دینی میں نے تمہیں چپ چاپ رخصت ہو کر روم میں آجاؤ میرا حق ادا کرو اچھی فرمان بردار بیوی بن کر بچے پیدا کر کے دو مجھے میری عمر نکل رہی ہے اب کوئی رعایت نہیں ملنی تمہیں!! شہریار خانزادہ غصے سے بھرے لہجے میں بولا تھا۔ اس کا انداز رعب دار تھا اور لہجہ حتمی تھا۔

نہیں کروں گی شادی کوئی بچے پیدا نہیں کرنے میں نے
ابھی میں خود بچی ہوں آپ پلیز میرے ساتھ گندی باتیں مت
کریں بلکہ زندگی میں کبھی مجھ سے بات نہیں کرنا اب
بھوک لگ رہی ہے مجھے کچھ کھلا بھی نہیں رہے
کنجوس کہی کے پکچرز ہی تو ہیں کسی سے کوئی افیئر
تو نہیں چلا۔۔۔۔۔ تم یہ کام کر کے دکھاتی مجھے پھر میں
نے تمہیں اپنا اصلی روپ دکھانا تھا۔ میں کس لیے ہوں
مجھ سے چکر چلاؤ نا اچھا بوائے فرینڈ بن کر سارے
نخرے اٹھاؤں گا ہم دونوں کی ڈیٹس بھی حلال ہوں گی
مجھے تو اپنی بیوی کا بی ایف بننے میں کوئی مسئلہ
نہیں!! مشائم جو اپنا نچلا ہونٹ باہر نکالے شدید قسم کے
ناراض بھیگے لہجے میں بول رہی تھی جب شہریار
خانزادہ نے اس کے بھرے بھرے سیبی گالوں کو زور
اپنے ہاتھ کی سخت سی جانی گرفت میں لے کر انہیں پیار
سے اسکویز کیا تھا اس کے لاڈ سے باہر کی جانب نکلا
نچلا لب مزید باہر نکلا تھا اور شہریار خانزادہ اس کے لب
پر پیاسوں کی طرح جھپٹ پڑا تھا۔

وہ اس کے گالوں کو اسکوئز کر کے اس کے لبوں کو اپنے ہونٹوں میں بھر بھر کر چوم رہا تھا۔ مشائم نے شدید مزاحمت کرتے اس کو خود سے دور کرنے کی کوشش

کی تھی مگر وہ کسی جونک کی طرح اس پر چمٹ گیا تھا۔ وہ اسے پیسنجر سیٹ پر منتقل کرتا اس کے اوپر سایہ فگن ہو کر اس کو بے قراری سے چوم رہا تھا۔

اسے مشائم پر غصہ بھی آ رہا تھا مگر اس کا پیار اس پر حاوی ہوتا اسے جنونی بنا رہا تھا۔ وہ اس کے بالوں میں اپنے دونوں ہاتھوں کو الجھا کر اسے گھونٹ بھر بھر کر پی رہا تھا۔ مشائم کو اس کے لبوں کی تپش سے اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ پیدا ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کے لبوں سے آگ کی لپٹیں نکل رہی تھی۔ شہریار خانزادہ اس کے ہونٹوں کو بہت زور سے سک کر رہا تھا۔ اس نے مشائم کے جبڑے پر ایک ہاتھ سے ہلکا سا دباؤ ڈال کر اسے تھوڑا سا واہ کیا اور اپنی زبان اس کے منہ میں گھول گیا۔ وہ اسے پیشنٹ فرینچ کس کر رہا تھا۔ مشائم کی سانسیں پھولنے لگی تھی۔

تم۔۔۔امم۔۔۔بہت حسین۔۔۔ہو۔۔۔مم۔۔۔بے بی پاگل۔۔۔ہو۔۔۔رہا۔۔۔ہوں
میں تم نے۔۔۔ایک۔۔۔بتیس سالہ مرد کو اپنے عشق میں پاگل
کر دیا ہے تمہاری یہ ادائیں مجھے اکساتی ہیں کہ گھس
جاؤں میں تم میں۔۔۔تمہاری کم عمری اور نسوانیت کا خیال

کیے بغیر تمہیں دل کھول کر فک کروں جب تک تم میری
مینتیں ناں کرو کہ شہریار بس کریں میں مر جاؤں گی آپ
کو جھیلے جھیلے مگر میں پھر بھی تم سے خود کو جدا
ناں کروں اور پہلے سے کہی زیادہ تم میں جنون لئے
اتروں یار میں اب واقعی نہیں رہ سکتا تمہارے بنا بس
میرے پاس آجاؤ روم میں تمہارا بی ایف بن جاتا ہوں
پر مینٹ شوگر ڈیڈی بنا لو مجھے اپنا آئی ریٹلی ان لو ود
یو بے بی گرل! شہریار خاندان اسے دیوانگی سے چومتا
جا رہا تھا۔ وہ اس کے لبوں کو اپنے ہونٹوں میں پیوست کر
کے کھینچ کے چھوڑتا کسی جانی عاشق کی طرح بول رہا
تھا۔

ایک کام کریں سانس بند کر دیں میری آپ۔۔۔ ایک کس نہیں
کرنی آتی آپ کو بال کھینچ لیتے ہیں منہ دبا دیتے ہیں
ہونٹ چبا جاتے ہیں آپ انتہائی پینڈو شوہر ہیں آپ کے اندر
مینرز نام کی کوئی چیز نہیں لندن سے پڑھنے کا کوئی
فائدہ نہیں ہونا ایتھکس نام کے لفظ سے دور دور تک کوئی
واسطہ نہیں آپ کا سارا حولیہ بگاڑ دیا ہے میرا!! مشائم
اس سے اپنا منہ پھیرتی سخت خفگی کے عالم میں بولی
تھی۔

کھا جاؤں گا تمہیں اتنی کیوٹ بنی تو اتنی میٹھی ہو تم۔۔۔ یہ

والی پک اچھی لگ رہی ہے تمہاری بیک پوز اچھا ہے
ناں فیس نظر آرہا ہے ناں کچھ بال بھی اچھے لگ رہے
اور پنک کلر تو خاصا اچھا لگ رہا ہے۔



مگر بے بی اس فراک کی بھی ہاف سلیوس ہیں اس لئے یہ
پیکچر بھی ڈیلیٹ ہی ہونی چاہیے۔ وہ اس کو خود سے منہ
پھیر کر ناراض بیٹھے دیکھتا مزید ایک تصویر اسکرول
کر کے ڈیلیٹ کر چکا تھا۔ مشائم نے اسے کھا جانے والی
نظروں سے گھورا تھا۔

آہ۔!! کیا پوز ہے پتلی کمر اس براؤن پینٹ میں کتنی
پرفیکٹ لگ رہی ہے اس پوز میں بھی پکڑنا ہے میں نے
تمہیں اور فل ڈیپ پینیٹریشن کرنی ہے۔ وائٹ شرٹ کے بٹن
بھی کھلے ہوئے ہیں اس پکچر کو دیکھ کر میرے جسم
سے تو آگ نکلنے لگی ہے



یہ سارے حسین کروز میرے نظارے کے لیے ہیں صرف
مجھے دیکھنے کا حق ہے! وہ مزید دو تصویریں اور
ڈیلیٹ کر چکا تھا۔



نائس پوز یار چلو یہ والی پکچر چھوڑ ڈیٹا ہوں اس میں
تمہیں رعایت دی جا سکتی ہے بلیو جینز لائننگ والے
سوئٹر کے ساتھ اچھی لگ رہی ہے پنک ربن سنہری بالوں
میں تمہیں کیوٹ سی ہاٹ بے بی بنا رہی ہے نہیں کرتا یہ
پکچر ڈیلیٹ بس خوش---



یہ ڈارک پنک اور سائز سوئٹر والی بھی نہیں کر رہا
ڈیلیٹ رینڈم پیکچر الاؤ کر تو رہا ہوں اب کیوں گھور رہی
ہو۔۔؟؟



یار اس والی پیکچر میں یہ شاید ایشا ہے ناں تمہارے ساتھ
اس میں بھی پنک پہنا ہوا ہے ویسے یہ ہیڈن فیس والی تم
دونوں کی پیکچر کافی کول لگ رہی ہے۔!! شہریار

خانزادہ پیکچر اسکرول کر کر کے دیکھتا ساتھ ساتھ
کمنٹس بھی کرتا جا رہا تھا۔ کچھ پیکچر کے بعد جو
تصویر آنے والی تھی اس پر تو مشائم کو پکا یقین ہو گیا
تھا کہ شہریار نے غصے سے پھٹ کر پاگل ہو جانا ہے۔
وہ اس کے چہرے کو تھوک نگلتی ہوئی دیکھ رہی تھی
کیونکہ اس پیکچر کے نیچے ولید انصاری کے بھی
کمنٹس تھے۔ مشائم اس کو دیکھ کر ابھی سوچ ہی رہی تھی
جب اس کی سوچ کے مطابق شہریار خانزادہ کا منہ یہاں
تک کے کان بھی لال ہو گئے۔

یہ کس لڑکے کے ساتھ آپ کو لڈ کافی پینے گئی ہیں کیا یہ
دوسری پیکچر جس میں فلاورز کا بکے پکڑا ہوا ہے وہ
بھی اس نے ہی دیئے ہیں؟؟ ہو از ہی؟؟ بڑے ڈولے دکھا
رہا ہے پیکچر میں!! شہریار خانزادہ نے باری باری دونوں
پیکچرز مشائم کو دیکھا کر ضبط سے استفسار کیا۔ اسے
شدید قسم کی جیلسی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔



شہریار یہ۔ یہ میرا فرینڈ ہے ترکی میں ہی ہوتا ہے برہان
نام ہے اسکا میرا بیسٹ فرینڈ ہے اور آپ کو ایک بات
بتاؤں ہم دونوں کی اسکولنگ کے کچھ ماہ بھی ساتھ
گزرے ہیں کیونکہ میں برہان سے کافی جونیئر تھی جب
وہ میرا دوست بنا میں فائیو کلاس میں تھی وہ ٹینتھ میں تھا
ایک انسیڈنٹ ہو گیا تھا تب ہماری دوستی ہوئی پھر ہم
بیسٹ فرینڈز بن گئے اور میری اب بھی کافی اچھی
دوستی ہے برہان کے ساتھ یہ والی دونوں پکچرز ترکی
واپس آنے سے پہلے کی ہے وہ بہت اپ سیٹ تھا ہمارے
پاکستان واپس آنے پر تو مجھے کافی پلانے لے گیا تھا
اور یہ بکے بھی اس نے ہی دیئے تھے گڈ بائے کرتے
ہوئے آئی وش کہ کاش میں پھر سے ترکی جاؤں اور
برہان سے ملوں میری ابھی بھی اکثر بات ہوتی رہتی ہے

برہان-----شہریار یہ کیا کیا آپ نے کیوں ڈیلیٹ کر دی یہ پکچرز بھی دیں ادھر واپس میرا موبائل اب ان دو پکچرز میں ایسا کیا تھا جو آپ کی فنگرز کی ایچنگ کنٹرول ہی نہیں ہو ہوئی۔ مشائم جو شہریار خانزادہ کو سادے سے انداز میں تفصیلاً اپنے ترکی والے دوست کا بتا رہی تھی جب شہریار خانزادہ نے ایک سیکنڈ کی بھی دیری کیے بنا وہ پکچرز بھی ڈیلیٹ کر دی۔ مشائم غصے سے بھڑک چکی تھی اس کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹنے لگی تھی۔

لے کر جاتا ہوں میں تمہیں رخصتی کے بعد خاص طور پر اپنے اس سالے (برہان) صاحب سے ملنے تم بے فکر رہو میں اسکو اسکی بہن مشائم کے ہینڈسم ہسبنڈ (اپنی طرف اشارہ کیا) کی خدمت کا اچھا خاصا موقع دوں گا۔ شہریار خانزادہ شدید جیلسی سے دانت پیس کر بولا۔

آپ نا پاگل ہو گئے ہیں کتنی ساری میری فیورٹ پیکچر ڈیلیٹ کر چکے اب مزید ایک بھی کوئی پک ڈیلیٹ ہوئی پھر دیکھنا آپ میں نے کیا کچھ کرنا ہے۔ مشائم کی برداشت بھی اب ختم ہو چکی تھی۔ شہریار نے اس کی ہزاروں ویوز سینکڑوں کمنٹس والی پکچرز سیکنڈز میں

ڈیلیٹ کی تھی وہ اس کی کسی بھی پیکچر کے کمنٹ ریڈ نہیں کر رہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا اس کی بیوی کی لوگوں نے تعریفوں کے پل باندھے ہوں گے جنہیں ریڈ کر کے اس کے حواس معطل ہو جائیں گے اور پھر وہ مشائم کو حویلی واپس لے جانے کے قابل نہیں رہے گا۔

شہریار خانزادہ مشائم کی دھمکی آمیز بات سن کر اسے ایک شارپ سالک دے کر اوپر سے نیچے دیکھتا نیکسٹ پیکچر اسکرول کر گیا جس کو دیکھ کر اس نے اپنے کوٹ کے بٹن کھول دیئے کیونکہ اس کے جسم سے آگ کا دریا بہنے کو تیار ہو گیا۔

یہ مشائم کی ترکی کی تصویر تھی جس کا بیک ویو سمندر کا ایک کنارہ تھا پیچھے اونچی بلڈنگز تھی۔ وہ اس تصویر میں کورین اسٹائل کی اسٹائلس سے پیچی پنک آؤٹ فٹ میں ملبوس تھی۔ ٹاپ اینڈ اسٹائلس اسکرٹ اس کے کلیوں کی مانند نازک بدن کا حُسن مزید نکھار رہے تھے۔ ٹاپ کا گلا بے حد بڑا تھا جو مشائم کی دھڑکنوں کو واضح کر رہا تھا اس کے بوبز کی کلیویج لائن بھی ہلکی سی ابھر کر نظر آرہی تھی۔ اس ٹاپ کے ساتھ فل سلیوز سوئٹر بھی تھا جو اس کے بازو چھپا چکا تھا۔ فش شیپ فٹنگ والی اسکرٹ اپنے سائڈ کٹ سے مشائم کی دودھیا پنڈلی کا

نظارہ کروا رہی تھی اس نے ہاتھ میں وائٹ کلچ پکڑا تھا جبکہ آدھے بال ایک طرف شولڈر پر ڈالے ہوئے تھے۔



سیکنڈز بھی نہیں لگے تھے اس تصویر کو بھی ڈیلیٹ ہونے میں اور اس کے بعد جو تصویر شہریار خانزادہ کے سامنے آئی اسے دیکھ کر وہ واقعی طیش سے ابلتے لاؤں سے پھٹ پڑا تھا۔

آف شولڈر روز گولڈ ویسٹرن بولڈ ڈریس جو سائڈ پوز میں لی گئی۔ اس تصویر میں مشائم کے پیس اور بھرے بھرے بوبز کی شیپ کا جو نظارہ تھا وہ شہریار کا خون گرما چکا تھا۔ یہ تصویر شہریار خانزادہ کی حق ملکیت کی آگ

پر پیٹروں چھڑک چکی تھی۔



ٹانگیں توڑ دوں گا تمہاری آج کے بعد اگر تم نے انسٹا
گرام یوز کرنے کا سوچا بھی تو یہ دونوں تصویریں ایسی
ہیں جن کو دیکھ کر میرا دل چاہ رہا ہے تمہارا قیامت پل
کھاتا جسم اپنے جسم کی آگ سے جلا ڈالوں یہ اکاؤنٹ
پرائیوٹ بھی نہیں ہو گا اب۔۔۔ ابھی ڈیلیٹ کرتا
ہوں۔۔!! شہریار خاندانہ نے اب اپنے ازلی رعب دار طیش
آلود لہجے میں اتنی بلند آواز میں بولا کہ مشائم اس کی
آواز کی گرج سے ہی کانپ اٹھی تھی۔

مشائم نے اتنا غصیلہ چنگاریوں سے لپٹا لہجہ پہلی بار اس

مرد کا سنا تھا ورنہ وہ اس پر غصے میں بھی پیار جتایا کرتا تھا۔ وہ اس کا اکاؤنٹ ڈیلیٹ ہی کر رہا تھا جب ولید انصاری کے میسج کا نوٹیفکیشن ہائی لائٹ ہوا۔

ڈیئر کزن تمہارا وہ ٹیپیکل ہسبنڈ مجھ سے کبھی تمہیں ملنے نہیں دے گا میں صرف سوری بولنا چاہتا ہوں ایک کافی انجوائے کرنا چاہتا ہوں تمہارے ساتھ پلیرز تم سوچو اس بارے میں اور مجھے جگہ بتا دو میں کہاں ملیں ہم دونوں

ولید انصاری کا وائس نوٹ شہریار کے ساتھ ساتھ مشائم نے بھی سنا تھا۔ وہ خوف سے شہریار خانزادہ کو دیکھنے لگی جس نے اپنا کوٹ اتار کر گاڑی کی بیک سائڈ پر پھینکا اپنی شرٹ کے اوپری دو بٹن کھولے سلیوز فولڈ کی اور مشائم کی جانب دیکھے بغیر گاڑی سے باہر نکل گیا۔

سن کوئی گندی نالی کے دُم کٹے کتے کیوں تو مجھ سے اپنی گ** پھٹوانا چاہتا ہے تیرا سر پھاڑ دیا تھا کیا اتنا کافی نہیں جو اب بھر سے اپنا ریمانڈ لگوانا چاہتا ہے اپنا تو۔۔ سیدھی طرح بھونک تو اپنی گ*** میں ہڈی مانگ رہا ہے۔۔ میری بیوی کو میرے خلاف بھڑکا رہا ہے تجھے

تیرے بل میں گھس کر ماروں گا میں بہت کافی پینے کا
شوق ہے ناں تجھے پلاتا ہوں میں گٹر منہ میں
تیرے۔۔۔!! شہریار خانزادہ وائس ریکارڈ کر کے ولید
انصاری کو سینڈ کرتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھا اس نے
ڈیش بورڈ سے لائٹر اٹھایا باکس میں سے سگریٹ کی ڈبیا
نکالی اور زور سے گاڑی کا دروازہ مار کر واپس وہی
کھڑا ہو گیا جہاں کچھ سیکنڈ پہلے کھڑا تھا۔

اس کے دروازہ زور سے مارنے پر مشائم اپنی سیٹ پر
بیٹھی بیٹھی ہی اچھل گئی تھی شہریار خانزادہ غصے سے
لال سرخ ہو رہا تھا۔ وہ باہر کھڑا سگریٹ پی رہا تھا اسے
شدید غصہ آ رہا تھا مشائم پر جسے وہ ضبط کرنے کے
لئے گاڑی سے باہر نکل گیا تھا۔

یہ اس طرح تو بی ہیو نہیں کرتے اتنا غصہ کیا مجھ پر
اوپر سے اتنی ساری پکچرز ڈیلیٹ کی۔۔ گاڑی کا دروازہ
بھی منہ پر مار گئے وہ ڈھیٹ ولید بھی پیچھا نہیں چھوڑتا
کتنی آئی ڈیز بلاک کر چکی ہوں یہ اب کیا دیکھ رہے ہیں
میرے موبائل میں؟؟ کیا کروں باہر نکل کر پوچھوں کہ
اور کتنی دیر سوٹا لگانا ہے۔ انہوں نے دیا تھا ناں یہ
موبائل اس لئے اپنی مرضی سے میری تصویریں ڈیلیٹ
کر دی توڑتی ہوں ابھی اس موبائل کو یہ ہوتے کون پر

مجھ پر غصہ کرنے والے میری پکس ڈیلیٹ کرتے
والے!!! مشائم بھی غصے سے بڑبڑاتی ہوئی گاڑی سے
اتر گئی تھی۔

شہریار خانزادہ کی گاڑی اس کے فلیٹ کی پارکنگ سے
نکل کر روڈ کے ایک کنارے پر سائڈ میں پارک تھی۔ میں
روڈ کافی دور تھا یہ پوش علاوہ تھا جہاں دن کے وقت
بھی بے حد سکون تھا کوئی رش نہیں تھا۔

تم کیوں اتری ہو گاڑی سے؟ سر پر دوپٹہ لو ساری لو
بائٹس نظر۔۔۔۔ اس موبائل کی وجہ سے آپ نے مجھ پر
غصہ کیا ہے ناں گاڑی کا دروازہ زور سے مارا ہے
میرے منہ کے اوپر۔۔ میری اجازت کے بغیر میری
میموریز ڈیلیٹ کی ہیں یہ لیں توڑ دیتی ہوں اسے اب خوش
نہیں رہا میرے پاس آپ کا دیا موبائل! آپ لگاتے رہیں یہاں
کھڑے ہو کر سوٹے میں بھوک سے مر رہی ہوں خود چلی
جاؤں گی حویلی نہیں جانا آپ کے ساتھ اب!! مشائم نے
سگریٹ پیتے شہریار خانزادہ کے ہاتھ سے اپنا موبائل لے
کر زمین پر زور سے مار کر توڑتے کہی ٹکڑوں میں
تقسیم کر دیا تھا۔ وہ اسکا اٹیٹیوڈ اب اور نہیں دیکھ سکتی

تھی۔

میں اور خرید دوں گا موبائل یہی پنک والا۔۔۔تم پر سینکڑوں موبائل قربان مگر یاد رکھنا مجھ سے دغا کیا تو تم ابھی تک ایک ٹیپیکل پٹھان مرد کی دہشت سے واقف نہیں ہو میں تمہارے ساتھ کیا کچھ کر سکتا ہوں تم وہ سوچ بھی نہیں سکتی ولید جیسے کتے سے تمہارا کانٹیکٹ ہے؟؟ وہ تم سے ملنا چاہتا ہے اور تم ہو کہ مجھے ایک بار بھی نہیں بتایا۔! مشائم جو روڈ پر آگے کی طرف بڑھ رہی تھی جب شہریار خانزادہ نے لائٹر جلا کر مشائم کے ٹوٹے موبائل پر پہنکا اور اس کو کلائی سے پکڑ کر اپنے ساتھ لیے اپنی گاڑی کی طرف لے جاتے ہوئے رعب سے بولا۔

میں اس ڈھیٹ کی بہت ساری آئی ڈیز بلاک کر چکی ہوں بلکہ میں آپ کو وضاحت ہی کیوں دے رہی ہوں آپ نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ میں آپ۔۔۔۔۔رخصتی کی تیاری کر لو انشال کے ساتھ ساتھ تمہاری بھی اب رخصتی ہونی ہے مورے کو بول دونگا وہ بھی اپنی بہو کو رخصت کرنے کی تیاری پکڑ لیں اور ہاں اب بالکل منہ بند کر کے

بیٹھنا تم نے غصے میں میرا گفٹ کیا فون طور دیا ہے اب
میں غصے میں تمہاری چیخیں بلند کروا دوں گا اس لئے
بالکل خاموش!! شہریار خانزادہ اسے پیسنجر سیٹ پر
بٹھاتا خود ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھتا گاڑی ڈرائیو کرنے
لگا۔

کیا کھانا ہے تم نے؟؟ وہ تقریباً تیس منٹ کی ڈرائیو کے
بعد اپنا لہجہ نرم کرتے بولا۔ مشائم خاموش رہی اسے رونا
اور غصہ دونوں آ رہا تھا۔ مگر وہ آج چاہ کر بھی شہریار
خانزادہ کے ساتھ لڑ نہیں پا رہی تھی بلکہ اس کی بدلی
ٹون پر ہرٹ سی ہو رہی تھی۔

کچھ پوچھ رہا ہوں کیا کھاؤ گی؟ بلکہ دوپٹہ لو سر پر آؤ
اندر چل کر کھاتے ہیں۔ شہریار خانزادہ اسے منہ پھلا کر
گاڑی کی ونڈ اسکرین سے باہر کی جانب دیکھتے مزید
نرم لہجے میں بولا تھا۔ مشائم اپنے ہاتھ جھٹکتی سر پر
دوپٹہ لیتی گاڑی سے باہر نکل کر کھڑی ہو گئی تھی۔

اف نخرے تو دیکھو ملکہ شہریار کے اب بات بھی نہیں
کرے گی۔ میری پکچر ڈیڈی لکھ کر اپنے پاس سیو کی
ہوئی تھی موبائل بھی توڑ دیا پاگل بے بی نے۔۔۔ منہ سو جا

کر گرم کر رہی ہے مجھے پکڑ لوں گا تو شور مچائے گی
پھر!! شہریار خانزادہ بھی سنجیدہ سا گاڑی سے نکل گیا
تھا گھڑی دوپہر کے ایک بج رہی تھی۔ وہ لوگ حویلی
سے بیس منٹ کے فاصلے پر موجود ایک اچھے سے
ریسٹورانٹ میں اب لنچ ہی کرنے والے تھے کیونکہ ناشتے
کا تو سارا وقت ہی ختم ہو گیا تھا۔

اوہ شہریار۔۔ گڈ ٹو سی یو ہیر!! میں تمہارے آفس ہی آ رہا
تھا یہاں سے لنچ کر کے اچھا ہوا جو تم یہی نظر آگئے۔
میں تمہارے لنچ سے فری ہونے کا ہی ویٹ کر رہا تھا۔ یہ
ڈاکٹر نعمان تھا جس نے شہریار خانزادہ کو لنچ سے فارغ
ہوتے ہی اس کے پاس پہنچ کر مخاطب کیا تھا۔

اوہ ہیلو نعمان!! مجھے بھی یاد تھا تم آج آؤ گے میرے
پاس رپورٹس لے کر اور کچھ کام بھی تھا ناں تمہیں مجھ
سے!! شہریار خانزادہ اپنی چیئر سے اٹھ کر دوستانہ انداز
میں بولتا ڈاکٹر نعمان سے ملنے لگا تھا۔ مشائم ایک نظر
انہیں دیکھتی پھر سے اپنا لنچ کنٹینر کر گئی تھی۔ وہ سر
پر دوپٹہ اورڑھے بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس کا
پورا فوکس کھانے پر تھا۔

میں یہاں لنچ کر کے تمہیں یہ رپورٹس ہی دینے آنے والا
تھا یہ تم لے لو تمہاری سسٹر کی رپورٹس آگئی ہیں
مجھے تمہاری سسٹر کے ہسبنڈ کی بھی کال آئی تھی اسے
میں بتا چکا ہوں کہ رپورٹس تم مجھ سے لے جا چکے ہو۔
ڈاکٹر نعمان کی بات سن کر مشائم نے اسے ایک بار پھر
آنکھیں چندھیا کر دیکھا تھا۔

اوہ۔۔۔ہیلو نعمان بھائی نائس ٹو سی یو ہیر! مشائم اپنا کھانا
ختم کرتی بولی تھی۔ مشائم کے لہجے میں ڈاکٹر نعمان کے
لئے شناسائی محسوس کر کے شہریار خانزادہ نے اسے
چونک کر دیکھا۔

ہیلو مشائم ہاؤ آر یو!! تم یہاں شہریار کے ساتھ آئی
میں۔۔۔۔۔شی از مائی وائف تم دونوں ایک دوسرے کو
جانتے ہو! ڈاکٹر نعمان جو مشائم کے مخاطب کرنے پر
اس کی جانب متوجہ ہوتا خوش گوار حیرت سے بول رہا
تھا جب شہریار نے اسے مشائم کا حوالہ دے کر کنفیوز
ہوتے ہوئے استفسار کیا۔

یہ میری ماما کی فرینڈ کے بیٹے ہیں ترکی میں ہی ہوتے

تھے آپ پاکستان کب آئے؟؟ بھائی کیا آپ کے ساتھ-----اوہ
واؤ وٹ آ سرپرائز برہان تم یہاں!! مشائم جو شہریار
خانزادہ کو ڈاکٹر نعمان کے بارے میں بتا کر اس سے
برہان کا پوچھنے لگی تھی جب اسے نظریں گھمانے پر
اسکا دوست برہان چند ٹیبلز کے فاصلے پر بیٹھا نظر آگیا۔
وہ خوشی سے چہکتی ہوئی اس نوجوان کرلی بالوں والے
لڑکے کی جانب بڑھی تھی۔ کچھ دیر پہلے کا غصہ
ناراضگی موڈ آف سب ختم ہو گیا تھا وہ بالکل فریش سی
ہو گئی تھی۔

میں بھائی سے کچھ دیر پہلے یہی بات کر رہا تھا کہ
مجھے وہ گرین ڈریس والی لڑکی مشائم ہی لگ رہی ہے
مگر تم نے خود کو دوپٹے میں ایسے کور کیا ہوا تھا کہ
ٹھیک سے پہچان میں ہی نہیں آرہی تھی۔! وہ کرلی براؤن
بالوں والا لڑکا اپنی سیٹ سے کھڑا ہوتا مسکرا کر چمکتی
آنکھوں سے بولا تھا۔

شہریار خانزادہ اپنی بیوی کے چمکتے چہرے کو دیکھتا
جیس ہوا تھا ابھی کچھ دیر پہلے اس کے ساتھ تو منہ بنا
کر بیٹھی ہوئی تھی اور ابھی اپنے دوست کو دیکھ کر

چہکنا شروع ہو گئی تھی۔

ڈاکٹر نعمان شہریار کا اسکول فیلو بھی تھا اور شہسوار خان کے بہترین دوست ڈاکٹر ضیاء کا بیٹا بھی تھا جن سے اس کے بابا کی کافی گہری دوستی تھی۔ وہ کافی عرصہ ترکی میں رہے تھے اور برہان ڈاکٹر ضیاء کا چھوٹا بیٹا تھا۔ ڈاکٹر ضیاء کی وائف ڈاکٹر زویا مہوش بیگم کی سہیلی تھی۔ ان میں اچھی خاصی دوستی تھی۔ ڈاکٹر نعمان کچھ ماہ پہلے پاکستان آیا تھا۔

ویسے تم سے مجھے اس سفید خون کی ہی امید تھی تین ماہ ہوئے ہیں مجھے ترکی سے پاکستان آئے اور تم ہو مجھے بھول گئے۔ مشائم نے مصنوعی ناراضگی سے بولا۔ میں تمہیں کبھی نہیں بھول سکتا یو نو ڈیٹ۔ اور یہ تم کس کے ساتھ آئی ہو یہاں؟؟ برہان کی نظر مشائم کو ٹکٹکی باندھے گہری نظروں سے دیکھتے اس دراز قد چھوڑی جسامت والے پینٹ کوٹ میں ملبوس رعب دار مرد پر پڑھی پھر اس نے مشائم سے سوالیہ لہجے میں استفسار کیا۔

یہ وہی پینڈو کزن ہیں میرے جن کا میں مذاق اڑاتی تھی اور اب تو-----مشائم ہم لیٹ ہو رہے ہیں میرے خیال میں ہمیں حویلی ٹائم سے پہنچ جانا چاہیے۔! شہریار خاندانہ مشائم کی جانب بڑھتے بولا۔ جو دل کشی سے مسکرا کر برہان سے مخاطب تھی۔

شہریار مجھے میرے دوست سے تو ملنے دیں برہان تم بھی چلو ناں میرے ساتھ حویلی ماما سے مل لینا!! مشائم شہریار سے منہ بسوڑ کر بولی۔ ہیلو۔۔میں برہان مشائم کا بیسٹ فرینڈ۔۔۔اور میں شہریار مشائم کا ہسبنڈ!! اچھا لگا تم سے مل کر ابھی کچھ دیر پہلے ہی مشائم نے مجھے تمہارے بارے میں بتایا ہے۔ برہان جو فارمل سے انداز میں مسکرا کر اپنا ہاتھ بڑھاتا شہریار خاندانہ سے مل رہا جب شہریار خاندانہ اس کا ہاتھ زور سے دبا کر پوسیسو انداز میں بولا تھا۔ برہان کو اس کا اپنا ہاتھ دبانا عجیب لگا تھا۔

مجھے خوشی ہو گی اگر تم ہماری شادی میں آؤ تو۔۔نعمان میں تمہیں بھی انویٹیشن دینے والا تھا ضیاء انکل اور زویا آنٹی کو بھی لانا اگر وہ بھی پاکستان آگئے ہیں تو آج کارڈ

بھیجوا دوں گا اور برہان کو تو لازمی لانا!! شہریار
خانزادہ اب برہان کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر نعمان سے بھی
مخاطب ہوا تھا۔ وہ نرمی سے مشائم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں
تھامے فرینڈلی وے میں بولا تھا۔

مش تم شادی کر رہی ہو سیریئسلی اور مجھے بتایا بھی
نہیں!! برہان کو شاک سا لگا تھا وہ حیرت سے بولا تھا۔
مشائم ابھی اٹھارہ سال کی بھی نہیں تھی۔ اس کا دل ٹوٹا تھا
جیسے۔!! بیٹے اب بتا دیا ہے ناں بہن کی شادی میں آنا
ضرور!! برہان کی آواز کا تاثر شہریار خانزادہ سمجھ گیا
تھا۔ وہ مشائم کا ہاتھ مزید مضبوطی سے تھام کر گہرا
مسکرا کر برہان کی جانب دیکھ کر بولا تھا۔

اچھا نعمان میں چلتا ہوں ابھی لیٹ ہو رہا ہوں تم سے
ملاقات کروں گا پھر! شہریار خانزادہ ڈاکٹر نعمان سے
ہاتھ ملاتا ایک نظر برہان کو دیکھتا جو گہری سوچ میں
ڈوبا لگ رہا تھا رپورٹس اٹھاتا ہوا ریسٹورنٹ سے مشائم
کے ساتھ نکل گیا تھا۔

بھائی یہ ڈیڈ کے فرینڈ شہسوار انکل کے بیٹھے تھے؟؟

شہریار اور مشائم کے جاتے ہی برہان ڈاکٹر نعمان سے بولا۔ ہم۔۔۔ میری بھی اتنے سال بعد ہاسپٹل میں ہی ملاقات ہوئی تھی۔ ڈاکٹر نعمان بولا۔ بھائی میں تو پاکستان یہاں مشائم سے کچھ بات کرنے آیا تھا مگر اب تو کوئی فائدہ نہیں وہ تو شادی کر رہی ہے اپنے سے اتنی بڑی ایج والے بندے کے ساتھ۔۔۔ میں آپ کو بول رہا تھا ناں کب سے کہ وہ لڑکی مجھے مشائم ہی لگ رہی ہے مگر آپ میرا مذاق اڑا رہے تھے۔ میں مش کو سرپرائز دینے آیا تھا مگر خود ہی سرپرائز ہو گیا۔ برہان گہری سوچ میں ڈوبے افسودگی سے بولا تھا۔

ممی کی مہوش آنٹی سے بات ہوئی تھی ممی آج ان سے ملنے جانے والی ہیں۔ میں اب انہیں منع کر دوں گا کہ وہ ان سے کوئی بات ناں کرے اس بات سے ریلیٹڈ جو میں نے انہیں کہی تھی۔ خیر آپ ہاسپٹل جا رہے ہیں ناں میں کچھ دیر آپ کی کار لے جاؤں؟ برہان کا لہجہ شدید افسردہ تھا۔ ہم۔۔۔ لے جاؤ تم ٹھیک ہو ناں؟؟ جی ٹھیک ہوں۔۔! برہان ڈاکٹر نعمان سے نظریں چراتا ریسٹورنٹ سے نکل گیا تھا۔

شہریار آپ سے بات نہیں کرنی میں نے ہاتھ چھوڑ دیں

میرا کیوں آپ نے برہان سے جھوٹ بولا ہماری شادی کا؟؟
مشائم غصے سے بھرے ناراض لہجے میں بولی۔

شادی ہو رہی ہے ہماری بے بی گرل!! آپ حویلی تو چلیں
آپ کو سب پتہ لگ جانا ہے اور تو اور آپ کی بیسٹی ایشا
کا نکاح بھی ہو رہا ہے۔ شہریار خانزادہ کا موڈ قدرے بہتر
ہو گیا تھا۔ وہ اب اپنی فیلنگز شدت سے سمجھ رہا تھا کہ
اسے مشائم سے جنون کی حد تک عشق ہو گیا ہے۔ اس
کے بیوی کے لئے برہان کی آنکھوں میں دوستی کے
علاوہ ایک اور جذبہ بھی تھا جو وہ مرد ہو کر محسوس
کر گیا تھا۔ مشائم خوبصورت ہی اتنی تھی کہ وہ کسی بھی
لڑکے کی اولین ترجیح ہو سکتی تھی۔

وٹ ایشا کا نکاح؟؟ یہ کب ہوا ہادی لالہ نے مجھے کیوں
نہیں بتایا اگر ایسی کوئی بات۔۔۔ تم ساری لڑکیوں کے
حویلی سے جانے کے بعد سارے بڑوں نے بیٹھ کر بہت
سے فیصلے کیے ہیں جو آپ کو اب حویلی چل ہی پتہ لگنا
ہے سب آپ کے منتظر ہیں میری جان میری چھوٹی سی
دلہن!! کچھ بھی چاہیے ہو آپ کے شوگر ڈیڈی حاضر ہیں
بس ایک فون کال کی دوری پر ہوں۔۔۔۔۔ فون کیا خاک کروں

گی موبائل تو توڑ دیا آپ کی وجہ سے! شہریار خانزادہ جو مشائم کے ہاتھ کی پشت چوم کر اسے لڑکیوں کی غیر موجودگی میں حویلی میں ہونے والے بڑوں کے فیصلے کے متعلق بتا رہا تھا جب مشائم ایشا کے نکاح کا سن کر احد سے خاصی ناراضگی ظاہر کر رہی تھی کہ شہریار خانزادہ نے اس کے علم میں مزید اضافہ کیا تھا۔

وہ اپنے موبائل کو خود ہی توڑ دینے پر اب اداس ہو رہی تھی۔ ری ایکشنز اچھے ہوتے ہیں مگر نقصان انسان کا خود بھی ہوتا ہے۔ وہ اسے پھر سے منہ بنا کر باہر سڑک کی جانب متوجہ دیکھے بولا۔ بات ناں کریں یو جلاد ہسبنڈ!! مشائم دانت کچکچا کر بولتی سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے اپنی آنکھیں موندھ گئی۔ اس کے چہرے پر شہریار کے لئے گہری ناراضگی تھی۔ وہ اس کی پکچرز ڈیلیٹ کر کے اسے سخت ناراض کر چکا تھا۔

بہرام پلینز نہیں جائیں ناں میں آپ کے بغیر شادی کیسے انجوائے کروں گی؟؟ انشال آپ کی شادی کے ساتھ ہی مشائم اور ایشا کو بھی سرپرائز مل رہا ہے ان سب کا کیل

کتنا پرفیکٹ لگے گا اور میں آپ کے بغیر اکیلی کتنی بری
لگوں گی!! شانزے بھیگے لہجے میں بہرام خانزادہ سے
مخاطب تھی۔ اسکا دل شدید اداس ہو رہا تھا گھبراہٹ الگ
تھی دل کے ایک کونے میں۔۔

بیوی تم رونا دھونا کر کے کیوں مجھے غصہ دلا رہی ہو
جانتی ہو ناں تمہارے آنسو دل پر گرتے ہیں میرے!! میرا
جانا بہت ضروری ہے جان ورنا اپنے بھائیوں کی شادی
پر کون سا بھائی شریک نہیں ہونا چاہتا! بہرام خانزادہ
عجیب سے انداز میں بولا۔

آپ لالہ سے اپنے تعلقات پہلے جیسے۔۔۔۔ اس کے ساتھ
میرا کوئی تعلق کبھی بحال نہیں ہو سکتا میں منہاں اور
شہریار لالا کی بات کر رہا تھا۔ احد میری کسی گنتی میں
شامل نہیں ہے۔ شانزے جو احد کی طرف سے بہرام کا دل
صاف کرنا چاہ رہی تھی جب وہ غصے سے اس کی بات
کاٹ گیا۔

ادھر آؤ ایک اچھی سی کس دو ان لپس کو مس کروں گا
بہت!! بہرام خانزادہ شانزے کو اپنی لیپ میں بیٹھنے کا

اشارہ کرتے بولا۔ وہ چپ چاپ اس کی لیپ میں آکر خود ہی بیٹھ گئی تھی۔ بہرام خانزادہ اسے گردن سے دبوچے اپنے ازلی بے باک انداز میں اس کے لبوں کو چومتا اس کے دونوں گالوں آنکھوں اور آخر میں ماتھے پر لب رکھتا روم سے نکلنے کے لئے کھڑا ہو گیا تھا۔

وہ شانزے کو خانزادہ حویلی ڈراپ کر کے اب ائیر پورٹ کے لئے روانہ ہو رہا تھا۔ آپ کو مس کروں گی!! شانزے اسے دروازے سے باہر نکلنے سے پہلے ہی پیچھے سے زور سے ہگ کر گئی تھی۔ اس کی آواز بھیگی ہوئی تھی گہری شہد رنگ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔ صرف مجھے ہی مس کرو گی یہ جو تمہارے قریب آنے پر مچلنے لگا ہے اسکی یاد نہیں آئے گی تمہیں؟ بہرام خانزادہ ذومعنی انداز میں بولا تھا۔ شانزے اسے مزید زور سے ہگ کر گئی۔ اتنا زور لگا رہی ہو میں واقعی رک گیا ناں تو کل سے پہلے کمرے سے نکلنے نہیں دوں گا گھس جاؤں گا تمہارے اندر اور پھر باہر نہیں نکال۔۔۔ پلیز بہرام ایک ہگ تو کرنے دیں میں آپکی ان باتوں سے ڈرتی ہوں آپ جانتے ہیں ناں!! شانزے اسکی کمر پر اپنے لب رکھتی بولی تھی۔

اچھا آؤ یہاں ڈھیر سارا پیار کروں اپنی بیوی کو! بہرام

خانزادہ شانزے کی اداسی پر اب خود بھی بے بس ہو رہا تھا۔ وہ زور سے اس کو اپنے گلے سے لگاتا اسکے ماتھے پر اپنے ہونٹ رکھ کر کچھ لمحیں اپنی آنکھیں موندھے اسے محسوس کرتا اس کے بالوں کو چوم کر اس کے پورے چہرے پر نرم بوسے دیتا روم سے نکل گیا جبکہ شانزے اداسی سے اسے جاتے دیکھنے لگی۔ وہ اپنی مرضی کے آگے کسی کی نہیں سنتا تھا اس کا فیصلہ کوئی نہیں بدل سکتا تھا۔۔ وہ اس سے سات دن دور رہنے والا تھا اور یہ سات دن شانزے پر بھاری پڑھنے والے تھے۔

فبیحہ آجاؤ میرے ساتھ ہم حویلی کی بیک سائڈ پر جا کر میری کچھ پکس لے لیتے ہیں کیونکہ فرنٹ سائڈ پر تو ڈیکوریشن ہو رہی ہے اور ابھی کچھ دیر میں شام کے سائے ڈھل جانے ہیں میں جلدی جلدی اس لئے ریڈی ہوئی ہوں تاکہ روشنی میں ہی میری دو تین پرفیکٹ پکس کیپچر ہو جائیں اس کے بعد مجھے اپنی سولو پکچرز کھینچوانے کا موقع نہیں ملے گا کیونکہ بہت ذمہ داری ہے میرے کندھوں پر حویلی کی بڑی بہو ہوں میں اور حویلی کا بڑا بیٹا حویلی پہنچ کر مجھے زچ کرنے کی

کوئی کسر نہیں چھوڑے گا۔ مشائم قوالی نائٹ کے ایونٹ کی مناسبت سے تیار ہوتی اپنے روم سے نکل کر حویلی کے باہر پچھلے لان میں فیملی فوٹو گرافر (فبیحہ) کے ساتھ جاتی ہوئی بولی تھی۔

میم آپ خود برائڈ ہو کر اتنی سمل کیوں تیار ہوئی ہیں؟؟ ویسے حویلی کی اس طرف ابھی دن کی اتنی روشنی ہے کہ آپ کی اچھی اچھی تصویریں بن جائیں گی۔ وہ دونوں جیسے ہی حویلی کے بیک سائڈ والے لان میں پہنچی فوٹو گرافر لوکیشن اور لائٹنگ دیکھ کر بولی۔

اپنی ویڈنگ پر شرمائے سے بہتر ہے بندہ دل کھول کر کزنز کے ساتھ انجوائے کر لے اس لیے میں نے اپنا ڈیسنٹ لک ہی بہتر سمجھا مجھ سے ایک جگہ بیٹھا نہیں جاتا نا۔۔ مشائم فوٹو گرافر لڑکی سے بولتی لوکیشن سیلیکٹ کرنے لگی۔

وہ بلیک کلر کی شفون کی پیروں کو چھوتی بہت ایلینگنٹ سی فراک میں ملبوس تھی۔ جس کے فرنٹ اور بیک گلے پر ایک جیسی لائٹ سی گولڈن کلر کی ہینڈ ایمرائیڈری

ہوئی تھی۔ اس کا فرنٹ گلا تھوڑا بڑا تھا جس پر باریک ایمبرائیڈری تھی جبکہ بیک کافی ڈیپ تھی اور بیک پر فرنٹ سے ذرا زیادہ ہیوی ورک ہوا تھا۔ فراک کے بارڈر پر پلین بنارسی لیس لگی ہوئی تھی جبکہ فراک کی سلیوز فل تھی جن پر وی شپ میں کلائیوں کی طرف سے تھوڑا ہیوی روک ہوا تھا۔ اس فراک کا دوپٹہ بہت خوبصورت تھا جسکے چاروں طرف بہت باریک ایمبرائیڈری کے ساتھ گولڈن گوٹے والی لیس لگی تھی جبکہ پورے دوپٹے پر تھوڑے بڑے سائز کے مکیش لگے تھے۔

اس نے پیروں میں بلیک اینڈ گولڈن میچنگ کھوسہ پہنا تھا۔ مشائم نے اپنے بالوں میں فرنٹ سے بیئرڈز بنائی ہوئی تھی جبکہ پیچھے کی طرف سے اپنے تمام بالوں کی چھٹیا بنائی ہوئی تھی جس پر گولڈن جیولری کے ساتھ گلڈن گوٹے والا لائٹ ویٹ پراندا ڈالا ہوا تھا۔

اسے اس طرح خانم بی نے تیار کروایا تھا کیونکہ وہ حویلی کی بڑی بہو تھی۔ اور آج وہ اسے تمام رشتے داروں سے ملوانے والی بھی تھی۔ انشال کے ساتھ ہی اس کی شادی کے بھی ایونٹس تھے مگر وہ شرماتی دلہن بن

کر اپنی انجوائمنٹ خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس نے خانم بی کو حویلی آتے ہی لاڈ دکھاتے ہوئے بول دیا تھا کہ وہ کسی بھی ایونٹ پر دلہن بن کر نہیں بیٹھے گی پورا پورا انجوائے کرے گی اور کوئی بھی اسکے ساتھ زبردستی نہیں کرے گا شہریار بھی نہیں!! خانم بی اسکے اتنے لاڈ سے بولنے پر مشائم کی فرمائش مان چکی تھی۔ مگر انہوں نے مشائم کو بڑی بہو کی طرح سجنے کا حکم دیا تھا جو وہ خوشی خوشی مان گئی تھی۔

اسے خانم بی نے بہت ہیوی جیولری دی تھی ایونٹ کی مناسبت سے پہننے کے لئے لیکن وہ اتنی ہیوی جیولری نہیں پہن سکتی تھی مگر خانم بی کی بات بھی نہیں ٹالنا چاہتی تھی۔ اس لئے اس نے ہیوی جیولری میں سے بندیا جھومر اور کانوں میں ہیوی گولڈ کے کانٹے پہن لئے تھے۔ دونوں ہاتھوں کی کلائیوں پر گولڈ کا ایک ایک کڑا پہن لیا تھا۔ اتنا ہیوی ہو کر بھی سب اسے بہت لائٹ سا لگ رہا تھا وہ بہت کمفرٹیبیل تھی۔

اس لوکیشن پر پیکس لے کر اندر چلتے ہیں بیوٹیشن آنے والی ہو گی! مشائم جلدی سے تین ڈفرنٹ پوزز میں

بیکچرز کھنچواتی واپس حویلی میں چلی گئی تھی۔ کچھ
دیر میں اندھیرا بھی ہونے والا تھا مہمان بھی آنا شروع ہو
گئے تھے اب اس نے بیوٹیشن کو انشال کے قوالی نائٹ
لک کی ہدایات دینی تھی۔ شانزے اور ایشا بھی تیار ہو رہی
تھی۔ حویلی میں گہما گہمی سی مچی ہوئی تھی۔

خانزادہ حویلی میں آج قوالی نائٹ کا بہت گرینڈ ایونٹ تھا۔
جس کا سارا سیٹ اپ حویلی کے کشادہ فرنٹ لان میں ہی
کیا گیا تھا۔ احد خانزادہ آگے بڑھ چڑھ کر ہر ایک تیاری
اپنی نگرانی میں کروا رہا تھا۔ پوری حویلی کو اس نے
ڈیکوریٹ کروا دیا تھا۔

قوالی نائٹ کے ایونٹ کی تہیم ڈارک رکھی گئی تھی۔ اور
تمام ڈیکوریشن آج کے ایونٹ کی کمپلیٹ ہو گئی تھی۔ تمام
لڑکوں نے بلیک شلوار قمیض اور لڑکیوں نے بلیک فرائ
سیلیکٹ کی تھی۔ اس وقت رات کے آٹھ بج رہے تھے اور
فنکشن اسٹارٹ ہو گیا تھا۔

خانم بی میں انشال آپنی شانزے اور ایشا کو لے کر آتی
ہوں نیچے ٹائم زیادہ ہو گیا ہے پتہ نہیں کیوں اتنا لیٹ ہو
رہا ہے۔ مشائم جو خانم بی کے ساتھ تمام مہمانوں سے مل

چکی تھی وہ وقت کا احساس کرتی نازنین خانم کو خانم بی کے پاس آتے دیکھ کر بولی تھی۔ ٹھیک ہے بیٹی تم جاؤ ان سب کو یہاں باہر لے آؤ۔ خانم بی اس کے سر پر پیار دیتی مسکرا کر بولی تھی۔

مشائم تیزی سے لاؤنچ کی جانب بڑھ گئی تھی۔ فوٹوگرافر انشال کا انتظار کر رہی تھی اس نے آج ٹائم سے چلے جانا تھا۔ مشائم تینوں لڑکیوں کو لاؤنچ سے غائب دیکھتی اپنی فراک سنبھالتی ہوئی تیزی سے سیڑھیاں چڑھنے لگی تھی۔

انشال آپی ایشا شانزے کیا آپ لوگ ابھی تک تیار۔۔۔
---ماشاء اللہ میری پیاری آپی کو اللہ ہر بری نظر سے دور رکھے!! وہ عجلت میں بولتی ہوئی جیسے ہی دروازہ کھول کر روم میں انٹر ہوئی اس کی سب سے پہلے نظر ایشا پر پڑھی جو بالکل تیار کھڑی تھی شانزے کے ساتھ پھر اس کی نظر انشال پر پڑھی وہ اسے اتنی خوبصورت لگی کہ مشائم دل میں اس کے نظر بد سے دور رہنے کی دعا کرتی مسکراتی ہوئی انشال کی جانب بڑھتی اس کے پریشان سے چہرے کو دیکھنے لگی۔

کیا ہوا ہے؟؟ آپ نے فیس پر اتنی ٹینشن کیوں سجائی ہوئی ہے؟؟ وہ مسکراتی ہوئی انشال سے استفسار کرنے لگی۔ مشائم مجھے بغیر دوپٹے اس طرح بہت اسٹرینج فیلنگز آرہی ہیں بیوٹیشن میری بات سن ہی نہیں رہی تھی شانزے اور ایشا بھی میری بات نہیں مان رہی پلیز تم میرا دوپٹہ تو سیٹ کر دو۔!! انشال اپنا فائل لک ایک بار پھر مرر میں دیکھتی بہت معصومیت سے شکایت کر رہی تھی۔ وہ شدید ان کمفرٹیل ہو رہی تھی۔ اس نے روبانسی ہو کر مشائم سے ریکوئسٹنگ لہجے میں اپنا دوپٹہ درست کرنے کا بولا تھا۔

اوہو آپ اب دوپٹے کا کیوں ایشو ہو رہا ہے آپ کو اتنا اچھا تو سیٹ کیا ہوا ہے فالتو میں اپنا موڈ آف کر لیا ہے مشائم اسے سائنڈ ہگ کرتی بولی تھی۔ مسکرائیں ناں یار آپ کو پریشان دیکھ کر مجھے بھی ٹینشن ہو جائے گی یار!! وہ انشال کا موڈ آف دیکھ کر پریشان سے ناراض لہجے میں بولی۔

انشال خان کا ڈریس مشائم نے سیلیکٹ کیا تھا اور وہ بہت

ہر ایونٹ کے حساب سے الریڈی گائیڈ کر چکی ہوں اور اب میں اپنی پیاری آپی سے ریکویسٹ کرتی ہوں کہ آپ کبھی تو منہان لالا کے دل کا بھی خیال کر لیں ہر وقت سر پر دوپٹہ کیوں اوڑھنے کا شوق ہے آپ کو!! میں نے بیوٹیشن سے پہلے ہی آپ کا لک ڈیسائڈ کر کے سب بتا دیا ہے اب میری پیاری آپی آپ اپنا لک پلیر اسپوئل ناں کریں۔ یار تم دونوں نے آپی کو بتایا نہیں کہ یہ کتنی حسین لگ رہی ہیں ماشاء اللہ سے!! مشائم انشال کو ایک بار پھر سائڈ ہگ کرتی میجر منہان خانزادہ کی خواہش اور اس کی طرف سے لگائی گئی اپنی ریسپانسیبلیٹیز بتاتی شانزے اور ایشا سے بھی مخاطب ہوئی تھی۔

مشائم نے جان بوجھ کر منہان خانزادہ سے انشال کی ہر ایک ایونٹ کی ماڈرین لک اسکی اسٹائلنگ ڈسکس کر کے اجازت لی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی نازنین خانم نے انشال کو دلہن کے روپ میں بھی اپنے طعنوں سے آزاد نہیں کرنا اس لئے وہ منہان کی بیک سپورٹ لے چکی تھی، وہ انشال کو ایک کزن ہونے کی حیثیت سے اس کی شادی کے ایک ایک لمحے کو شانزے اور ایشا کے ساتھ مل کر اسپیشل فیل کروانا چاہتی تھی۔ انشال کے ساتھ اس حویلی میں کیا کچھ ہوتا رہا تھا اسے زلیخا(ملازمہ) نے سب بتا

دیا تھا جب مشائم نے انشال کے نازنین خانم سے اتنا خوفزدہ ہونے کی وجہ پوچھی تھی۔ اور اب اس نے ٹھان لیا تھا وہ مزید انشال پر کوئی ظلم نہیں ہونے دے گی وہ دونوں بھائی بہن صرف ناانصافیوں کے لئے نہیں رہ گئے تھے۔

آجائیں نیچے چلتے ہیں قوال بھی آگئے ہوں گے ہمیں آج فل ٹائم انجوائے کرنا ہے۔ آپ کی دو تین پیکچر بھی سولو کلک کر لیتے ہیں۔ میں نے فیمل فوٹو گرافر بھی شہریار سے بول کر ارینج کروا دی تھی اور اپنی پکچرز بھی کیپچر کروا چکی ہوں اب آپ ایشا اور شانزے بھی پکچرز بنا لیں پھر اس نے جانا ہے۔ مشائم ان تینوں سے مزید بولی تھی۔

میں ٹھیک لگ رہی ہوں نا؟؟ ایشا مشائم سے بولی تھی۔ یہ تو آپ کو ہمارے کیپٹن صاحب بتائیں گے پیاری ایشو!! مشائم اسے آنکھ ونک کر کے بولی۔ ایشا کا نکاح ابھی تک سرپرانز تھا جو دو دن بعد ہونا تھا۔ اسے فلحال بے خبر رکھا گیا تھا۔

وہ کس خوشی میں بتائیں گے حد ہوتی ہے ویسے بکواس کرنے کی!! ایشا دانت پیس کر بولی تھی۔ اب چلتے ہیں نیچے لیٹ ہو رہا ہے۔ اب کی بار شانزے بولی تھی۔ اسے بیچ میں بولنا ضروری لگا تھا کیونکہ ایشا کو چڑھتے دیکھ کر مشائم نے مزید اسے چھیڑنے لگ جانا تھا۔

تینوں لڑکیاں انشال کو تھامے روم سے باہر نکل گئی تھی۔ شانزے ان کے ساتھ سیڑھیاں اترتی ہوئی بار بار اپنے موبائل کی جانب دیکھ رہی تھی جب مشائم نے اسے مخاطب کیا۔ شانو تم لالا سے کال پر بات کر لو ناں یار اتنی اداس ہو رہی ہو ان کو بتا دو تمہارا گزارا نہیں ہو رہا اپنے خصم جی کے بنا!! مشائم شانزے کے بجھے ہوئے چہرے کو دیکھتی ہوئی شرارت سے بولتی مشورہ دینے لگی۔

انہوں نے کہا تھا کہ وہ خود مجھے کال کریں گے۔ شانزے افسردہ سے لہجے میں جواباً بولی تھی۔ اوہ ہماری دکھی آتما ہو جائے گی بات!! ایشا تم ذرا اس کی کلاس تو لو ہمارے ساتھ ہوتے ہوئے بھی اداس ہو رہی ہے میں آپ کی دو پکچرز اس لوکیشن پر کلک کروا لوں یہ کوریڈور مجھے بہت پیارا لگ رہا ہے ڈیکوریشن بہت کلاسک ہے یہاں کی۔۔ مشائم شانزے کے دکھی لہجے پر اس کے گال پر

پیار سے تھپتھپاتی ایشا سے مخاطب ہونے کے بعد انشال کو تھامے ہوئے لاؤنچ کے ایک بیک سائڈ والے کوریڈور کی جانب لے گئی۔

آپ اس کوریڈور میں کھڑی ہوں میں فوٹوگرافر کو بولتی ہوں یہ لوکیشن بالکل پرفیکٹ لگ رہی ہے۔ یہاں آپ کی دو پکس بنا لے۔ وہ اسے وہاں کھڑی کر کے لاؤنچ کے صوفے پر بیٹھی فیمل فوٹو گرافر (فبیحہ) کو بلاتی انشال کی پکچرز کیپچر کرنے کا بولنے لگی۔ ایشا اور شانزے مسکراتی ہوئی باتوں میں مگن ہو گئی تھی۔

میم آپ گول گھومے تاکہ آپ کے لہنگے کا فلیئر ٹھیک سے کیپچر ہو!! فوٹوگرافر انشال سے بولی تھی۔ اس کی بات پر عمل کر کے انشال جیسے ہی گول گھوم کر رکی فوٹوگرافر نے فوراً ہی تصویر کھینچ لی۔



میم اب آپ ترچھی کھڑی ہوں مگر یہاں سامنے کی طرف
دیکھیں!! فوٹوگرافر کی ہدایت پر انشال نے پھر سے
جیسے ہی عمل کیا اس نے فوراً ہی ایک اور پیکچر کلک
کر لی۔



واؤ سو بیوٹیفل۔۔!! بالکل پرفیکٹ پکچرز ہیں دیکھیں میم
اگر۔۔۔۔۔ماشاء اللہ جسم بد دور۔۔!! سبحان اللہ کیا حُسن جمال
دیا ہے میرے رب نے آپ کو۔۔میں قربان ہو جاؤں اپنی
خانی پر!! ابھی فوٹوگرافر انشال کو اس کی پکچرز دکھا
کر کچھ بول رہی تھی جب منہان خانزادہ کی آواز ان سب
کے کانوں میں گونجی تھی۔

وہ بالکل ابھی ابھی احد خانزادہ کے ساتھ حویلی کی بیک
سائڈ سے لاؤنچ میں انٹر ہوا تھا اور اس کی سب سے پہلی
نظر انشال خان پر پڑھی تھی وہ خود کو اس کے قریب

جانے سے روک نہیں پایا۔ وہ اس کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے دل کھول کر سب کی موجودگی میں اس کی تعریف کر رہا تھا۔

اس کے لبوں سے انشال خان کی تعریف اس محبت سے نکلی کہ باقی تینوں لڑکیاں اپنے دل میں ان کے کپل کو دیکھ کر ماشاء اللہ کہے بغیر نہیں رہ سکی۔ انشال منہان کی آواز سن کر اسے ناک کی سیدھ میں اپنی طرف آتے دیکھتی سر تا پاؤں لال گلاب بن گئی تھی۔

چاند کا نور تو آسمان سے فرش پر اتر آیا ہے آج!! وہ انشال خان کے قریب پہنچ کر اس کے ماتھے پر سب کے سامنے عقیدت سے چوم گیا۔ اوہووو!! چشم بد دور! ہمارے لو برٹز کو کسی کی کالی نظر ناں لگے۔ آمین ثم آمین میری خانی کے چہرے کے نور کو کسی کی نگاہ بھی چھو کر ناں جائے!! سب نے یک زبان ہو کر جیسے ہی ہوٹنگ کی احد خانزادہ شوخ سے انداز میں بولا۔ اس کی بات سن کر منہان خانزادہ نے ایک بار پھر انشال خان کا ماتھا چوما تھا۔

انشال آجائیں باہر چلتے ہیں ایونٹ اسٹارٹ ہو گیا ہے سب ہمارا انتظار کر رہے ہیں!! منہان خانزادہ فوٹوگرافر کو اپنی اور انشال کی رینڈم تصویریں لے کر مشائم کی جانب بڑھتے دیکھ کر انشال سے بولا تھا۔

منہان میں ٹھیک تو لگ رہی ہوں ناں کہی کچھ.....آپ کی تعریف میں ہماری سہاگ رات پر ایک ہی بار کروں گا آجائیں ابھی!! وہ انشال کے ہاتھ کو چومتا ہوا اس کا ڈریس سنبھالتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لے کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔

حسین لگ رہی ہیں آپکو بھی کسی کی نظر ناں لگے میری صاحبہ!! احد خانزادہ ایشا کی جانب جھک کر سرگوشی میں بولا تھا۔ وہ شانزے کے ایشا سے دور ہٹتے ہی اس کے پیچھے آکر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کی آواز اتنی مدہم تھی کہ ایشا بھی بمشکل سن سکی تھی۔

ایشا اپنے پیچھے کھڑے احد کو مڑ کر لرزتی پلکوں سے دیکھی تھی۔ ڈریس اچھا لگ رہا ہے آپکا! جائیں میری جان

اپنی پکچرز بھی بنوائیں ناں آپ!! مشی ڈول اپنی کزن کی بھی پکچرز بناؤ اور میری گڑیا کی بھی۔ کیوں اداس لگ رہی ہے میری گڑیا مجھے۔۔۔ کیا ہوا ہے؟؟ احد خانزادہ مشائم کو ایشا کی پکچرز کا بھی بولتا شانزے کی جانب بڑھ گیا تھا۔ جس کی شہد رنگ آنکھیں شدید اداس تھی۔

نہیں لالا میں اداس نہیں! شانزے مسکرانے کی کوشش کرتی بولی تھی۔ آجائے گا وہ جلدی پریشان مت ہو اس کے لئے۔ ایڈوینچرز کرنا اس کا شوق ہے اور دھڑائی اس کا پیشہ وہ کسی کے روکنے سے نہیں رکتا اسے جو کرنا ہوتا ہے کرتا ہے تم دل چھوٹا مت کرو!! احد خانزادہ شانزے کی اداسی کی وجہ سمجھ گیا تھا۔

لالا آپ پلیرز بہرام کو ایسے مت بولا کریں وہ آپ سے ناراض ہیں آپ انہیں منالیں ناں مجھے ہسبنڈ اور لالا دونوں چاہیے وہ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں ہم دونوں سے غلطی ہوئی ہم نے انہیں ہرٹ کیا تو-----شانزے میں اپنی بہن کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں مگر وہ کبھی نہیں جھکے گا اس لیے میں-----احد خانزادہ جو شانزے کی بات کا جواب دے رہا تھا جب شانزے کا فون زوروں سے رنگ ہونے لگا۔ اس کے نمبر پر بہرام خانزادہ کی کال آرہی تھی۔

تم بات کر لو گڑیا ہم پھر بات کریں گے اس ٹاپک پر!! احد
اس کے سر پر ہاتھ رکھتا ایک آخری نظر ایشا کو دیکھتا
جس کی فوٹوگرافر تصویریں بنا رہی تھی لاؤنچ سے نکل
گیا تھا۔

بیلو بہرام آپ نے----میری بیوی کا لہجہ بھیگا ہوا کیوں ہے
اداس ہوتی رہی ہو تم اس وقت سے جب سے میں گیا
ہوں؟؟ شانزے کے فون اٹھاتے ہی اس کی روندھی ہوئی
آواز سن کر بہرام خانزادہ سخت سے لہجے میں بولا تھا۔
شانزے بے آواز رونے لگی تھی۔

ویڈیو کال پر آؤ ناں ذرا تم!! وہ اسکی مدہم سسکیاں سنتے
ضبط سے بولا تھا۔ شانزے بہرام خانزادہ سے ویڈیو کال
پر بات کرنے کے لئے حویلی کے نیچے ہی بنے ایک
روم میں چلی گئی تھی۔

یہ کیا حال بنایا ہوا ہے اپنی آنکھوں کا؟؟ کیا جان نکالنا
چاہتی ہو تم میری اتنی دور بیٹھا ہوں یار میں تمہیں ہگ
بھی نہیں کر سکتا ادھر منہ کرو کس کرتا ہوں اپنی جان
کو دور جانے پر یہ حال ہے تمہارا جب مر جاؤں گا پھر
کیا کرو گی؟؟ بہرام خانزادہ کا دل جیسے حلق میں آگیا تھا

شانزے کو دیکھ کر! بہرام یہ آپ کیسی بات باتیں کر رہے ہیں پلیز واپس۔۔۔۔ بیسٹ ہمیں فوراً نکلنا ہو گا وہ بار میں ہی ہے!! شانزے جو روتی ہوئی بہرام خانزادہ کی مرنے والی بات سن کر اس سے شکوہ کر رہی تھی جب بہرام خانزادہ کے موبائل سے اسے روبی کی آواز سنائی دی۔

بہرام خانزادہ نے گڑبڑاتے ہوئے اسکرین کی جانب دیکھا تھا اس سے پہلے وہ شانزے سے کچھ کہتا جب وہ فوراً ہی ویڈیو کال کاٹ گئی ڈیم اٹ۔۔۔ تم اپنا منہ بند نہیں کر سکتی تھی کچھ دیر!! بہرام خانزادہ موبائل زور سے زمین پر مارتا روبی پر چلایا تھا۔

محبوب بھی مجھے میرے رب نے لاجواب دیا ہے اتنا حُسن چاندنی رات میں نہیں ہوتا جو مجھے آپ کے نورانی چہرے پر نظر آرہا ہے میری خانی!! منہاں خانزادہ انشال کا ہاتھ تھامے خاندان کی تمام لیڈیز سے ملتا خانم بی سے سر پر پیار لیتا انہیں انشال کو بھی پیار کرتے دیکھتا محبت سے بولا تھا۔

میرے بچوں کو خدا ہر ایک نظر سے بچائے خوشیاں

کبھی نا روٹھیں میری حویلی سے۔۔ بچوں کی کھلکھلاہٹیں
 میری سماعتوں کی زینت بنے۔ خانم بھی انشال اور منہان
 کو دیکھ کر دعائیں دے رہی تھی۔ ان کا پوتا کتنا تڑپا کتنا
 رویا تھا انشال کے لئے اس کے درد سے لبریز اشکوں کی
 گواہ تھی وہ خانم بی کی مینتیں کیا کرتا تھا کہ وہ انشال
 خان کو اس سے شادی کرنے کے لئے راضی کریں وہ
 اس کے بنا مر جائے گا۔ آج ان کا دل خوشی سے جھوم رہا
 تھا دونوں پوتے ان کی خواہش پوری کرنے جا رہے تھے
 ان کی پوتیاں بھی بسنے جا رہی تھی۔ احد خانزادہ بھی ضد
 ڈال چکا تھا نکاح کی وہ اپنے تمام پوتوں کی خوشی کی
 دعا گوہ تھی ان کے لبوں سے دعائیں جاری تھی وہ اپنے
 رب کا شکر ادا کر رہی تھی۔

دل لوٹ چکی ہیں میرا آپ فناء ہو جاؤں گا اگر آپکا یوں ہی
 دیدار کرتا رہا تو!! منہان خانزادہ انشال کی تعریفیں کرتے
 نہیں تھک رہا تھا۔ آپ کا حُسن کا یہ حال ہے کہ میں
 سانسیں لینا بھول رہا ہوں جس دن میری سیج سجا کر بیٹھیں
 گی اس دن تو شاید جان سے جاؤں گا۔ منہان خانزادہ اسے
 احتیاط سے صوفے پر بیٹھاتا اپنی نظروں کو لگام دینے
 میں ناکام ہو رہا تھا۔ اس کی معصوم محبوبہ اسے ایک بار
 پھر اپنا دیوانہ بنا گئی تھی۔۔

کتنا جھوٹ بولتے ہیں کام سے جا رہا ہوں۔۔رو کر غصہ
 مت دلاؤ۔۔تم روئی گی تو میں کام کیسے کر سکوں گا!! اب
 تو میں ان سے بات ہی نہیں کروں گی مجھے بھی اپنے
 لالا کی شادی انجوائے کرنی چاہیے۔۔میں کیوں اداس رہوں
 جب بہرام کو میرا خیال ہی نہیں!! شانزے غصے سے
 اپنے آنسو صاف کرتی اپنا میک اپ فریش کرتی روم سے
 نکل گئی۔وہ شدید تپی ہوئی تھی بہرام خانزادہ پر جو کام کا
 بہانہ کر کے روبی کے ساتھ گھومنے گیا ہوا تھا۔ شانزے
 کا دماغ طیش سے الٹی سیدھی باتیں پھر سے سوچ رہا تھا۔

اتنا جھوٹ بولتے ہیں اب کبھی اعتبار نہیں کروں گی ان پر
 میں۔۔کوئی پیار نہیں کرتے مجھ سے بس اپنا حق لیتے
 وقت صفائیاں دینا یاد آجاتا ہے!! شانزے بڑبڑاتی ہوئی
 لاؤنچ سے نکلتی حویلی کے لان میں داخل ہو گئی تھی۔
 جہاں سب ایک دوسرے میں مگن قوالی سن کر لطف اندوز
 ہو رہے تھے۔ وہ اپنے دماغ میں بہرام خانزادہ کے لفظوں
 کی گونج کو جھٹکتی ڈیکوریشن دیکھنے لگی۔

بے شمار لائٹنگز کے ساتھ بہت ہی خوبصورت راہ داری بنائی ہوئی تھی جہاں سے گزر کر دو حصوں میں لان کی پارٹیشن کی گئی تھی۔ ایک طرف مین اسٹیج تھا جہاں قوال بیٹھے تھے جینٹس کا سیٹ اپ بھی اسی طرف تھا جبکہ بیچ میں پردہ سا حائل تھا پردے کے پیچھے حویلی کی لیڈیز اور باقی تمام رشتے دار خواتین تھیں۔ پشتون کلچر کی پہچان ہی پردے کے خاص اہتمام سے ہوتی ہے اور خاندان پردے کے معاملے میں بہت سخت تھا۔ لان کے ایک سائڈ پر کھانے کا اہتمام تھا جس میں مختلف ڈشز تھیں۔

شانزے کو اس تمام سیٹ اپ میں جو چیز سب سے زیادہ خوبصورت لگی تھی وہ لیڈیز سائڈ وہ کارنر تھا جہاں پر ایک ٹیبل پر مختلف پوٹلیاں رکھی ہوئی تھی جن کے اندر خشک میوہ جات تھے۔ انکے گرد کینڈلز رکھی ہوئی تھی جن کے پیچھے ایک بڑا تھا بورڈ تھا جس پر ”ویلکم ٹو قوالی نائٹ“۔ بہت خوبصورتی سے لکھا گیا تھا۔ شانزے نے اپنے احد لالہ کی چوائس کو سراہا تھا۔ اس نے اتنے یونیک اسٹائل میں سب سجایا تھا کہ وہ ماشاء اللہ کہے بنا ناں رہ سکی۔ انشال کا حق تھا اس کے لئے یہ سب کیا جائے وہ دل سے خوش ہوئی اس نے اپنی شادی کے لئے

بھی بہت کچھ سوچا ہوا تھا مگر اس کے نصیب میں یہ ایک بار پھر بہرام خاندان کا [سب سجاوٹ نہیں تھی۔ اسے خیال آیا جس نے سات دن بعد واپس لوٹنا تھا تو کیا وہ سات دن رومی کے ساتھ گزارنے والا تھا؟؟ شانزے کا دل بھر آیا آخر وہ لڑکی ہم دونوں کی زندگی میں کیوں تھی ابھی تک؟؟ بہرام اس سے کیا چھپاتا تھا اس نے ابھی تک بہرام سے کیوں نہیں پوچھا کہ وہ کام کیا کرتا ہے؟؟ بہت سے سوالوں کے جوابات وہ بہرام خاندان سے پوچھنا چاہتی تھی۔

شانزے تم یہاں کیوں کھڑی ہو غزالہ انٹی تمہیں کب سے بلا رہی ہیں جاؤ ان کے پاس!! ایشا شانزے کے پاس آتی بولی تھی۔ سعدیہ انصاری بھی حویلی پہنچ گئی تھی مگر وہ ابھی تک لیڈیز سائڈ پر نہیں آئی تھی کیونکہ وہ حویلی پہنچتے ہی مہوش بیگم سے ملنے کے لئے ان کے روم میں چلی گئی تھی جو عدت میں تھی۔ ایشا غزالہ خانم کے کہنے پر اپنی ماما کو بلانے جا رہی تھی کہ وہ کچھ دیر کے لئے باہر آجائیں انہیں پتہ نہیں کیوں خاندان کی لیڈیز ملنا چاہ رہی تھی۔

ہاں میں مورے کے پاس ہی جا رہی تھی آپ کہاں جا رہی ہو ایشا؟؟ شانزے ایشا کو حویلی کے لاونچ کی انٹرنس کی

طرف بڑھتے دیکھ کر بولی۔ میں ماما کو بلانے جا رہی ہوں پتہ نہیں مشائم کہاں شاٹ ہو گئی ہے لگتا ہے شہریار لالہ پہنچ گئے ہیں حویلی اور اب اس کی کلاس لگ رہی ہو گی جو دلہن بن کر ایک جگہ بیٹھنے کو بجائے ادھر سے ادھر گھومتی پھر رہی تھی۔ ایشا شرارت سے ہنستی ہوئی بولی تھی۔ شانزے بھی اس کی بات کا مطلب سمجھ کر مسکراتی ہوئی اپنی مورے کی جانب بڑھ گئی۔

شہریار یہ کیا بدتمیزی ہے چھوڑیں مجھے باہر کیوں نہیں جانے دے رہے آپ؟؟ مشائم جو اپنی ماما مہوش بیگم کو کھانا سرو کر کے واپس سے باہر جانے والی تھی جب شہریار خانزادہ نے اسے کلائی سے پکڑا تھا اور اوپر اپنے روم کی جانب لے کر بڑھا۔

تم مجھے ایک بات بتاؤ کیا چاہتی ہو میں کیا کروں تمہارے ساتھ؟؟ جینٹل مین اچھا نہیں لگ رہا؟؟ شہریار خانزادہ روم میں انٹر ہوتے دانت پیس کر بولا۔ آپ نے کیوں کچھ کرنا ہے میرے ساتھ اب کیا کر دیا ہے میں نے جو-----یار تم نے اپنے ڈریس کی بیک دیکھی ہے پوری کمر نظر آرہی ہے! شہریار خانزادہ اس کا رخ ایک

جھٹکے میں موڑتا اس کی فراک کے ٹسلز توڑ گیا۔

ہووو یہ کیا کیا آپ نے؟؟ شہریار آپ کا دماغ تو
ٹھیک۔۔۔میرا دماغ بالکل ٹھیک ہے اور تمہارا بھی کر دوں
گا اتارو اس ڈریس کو فوراً!! مشائم جو غصے سے
شہریار خانزادہ کو خود سے دور دھکیلتی مرر میں اپنی
بیک کر کے ٹوٹے ٹسلز کو دیکھ کر روبانسی ہو کر
صدمے سے بول رہی تھی جب شہریار خانزادہ اس کے
لبوں پر اپنا انگوٹھا بے باکی سے پھیر کر اس کی بات کاٹ
گیا۔

میرے پاس اس کے علاوہ کوئی اور ڈریس نہیں جو میں
پہنو!! آپ لوگ میری ڈریسنگ کے پیچھے کیوں پڑھ گئے
ہیں آپ کی خالہ کو بھی اعتراض ہو رہا ہے میں نے آج ہی
خانم بی سے ساری بات کلیئر کر لی تھی تو پھر آپ۔۔۔۔۔تم
نے میری مورے سے کیا کہا ہے کہ تم ان کی بہو نہیں اس
لئے ان کا دیا ہوا ناں کوئی زیور پہنو گی ناں لباس زیب تن
کرو گی اس بدتمیزی کی وجہ کیا میں جان سکتا ہوں؟ تم
کس بات کی ضد لگا کر بیٹھی ہو؟ شہریار خانزادہ اپنے
دونوں ہاتھ سینے پر باندھے بولا تھا۔

جی میں نے کہا ہے ان سے یہ سب اور کوئی ضد نہیں کر
رہی میں ایک تو آپ لوگوں نے مجھ سے میری مرضی
پوچھے بنا رخصتی بھی ڈیسائنڈ کر لی اب کیا میں سب
کچھ دوسروں کی مرضی سے پہنو گی نو وے شہریار ایسا
نہیں ہو گا!! وہ اکتائے ہوئے لہجے میں بولی۔

جان آپ کی رخصتی کی خواہش سالار چاچو کی تھی جو
انہوں نے ڈھکے چھپے لفظوں میں مجھ سے پہلی ہی
ملاقات میں کر دی تھی اور آپ اپنے بابا کی ہر خواہش کا
احترام کرتی ہیں اس لئے آپ سے کسی نے نہیں پوچھا!!
یہ آپ کی پہلی بات کا جواب ہے اور دوسری بات آپ پر
کوئی بھی اپنی مرضی امپوز نہیں کر سکتا جب تک میں
ناں الاؤ کروں!! میں نے ہی مورے سے کہا تھا کہ وہ
تمہیں ہمارے خاندانی زیورات اور لباس دیں بڑی بہو
ہونے کی حیثیت سے جن چیزوں پر میری مورے پلوشہ
خانم کا حق ہے ان کے بعد وہ سب تمہارا ہے! بابا کی پہلی
بیوی ہونے کی حیثیت سے وہ خاندانہ خاندان کی سب سے
بڑی بہو ہیں اور اگر خاندان کے وارثوں کی بات کی
جائے تو آپ اس خاندانہ خاندان کے سب سے بڑے سپوت
شہریار شہسوار خاندانہ کی بیوی ہیں۔ آپ اپنے رتبے کو

سمجھنے کی کوشش کریں بچگانہ دماغ ہے تمہارا میں اس
لئے صرف سمجھاتا ہوں تمہیں کوئی سختی نہیں کرتا ناں
کسی کو کرنے دیتا ہوں اب چلو میرے کپڑے نکالو میں
جب تک شاور لے لوں۔

شہریار خانزادہ ٹھہرے ہوئے بھاری لہجے میں اسے بولتا
اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا وہ ابھی دس منٹ پہلے ہی
حویلی پہنچا تھا اور حویلی آتے ہی نازنین خانم نے اس کے
کان بھر دیئے تھے کہ مشائم نے پلوشہ خانم کی ہر چیز
لینے سے انکار کر دیا ہے شہریار خانزادہ ایک میچور
مرد تھا اس کے دل میں مشائم کے لئے اللہ نے ایک ٹھہراؤ
سا ڈالا ہوا تھا وہ اس پر ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصہ
تو نہیں کرنے والا تھا وہ اسے سمجھا کر ہر بات منوانے
کا حامی تھا۔

مشائم شہریار خانزادہ کی بات سن کر اسے افسوس سے
دیکھنے لگی تھی۔ پلوشہ خانم اس کے لئے کیا تھی یہ
شہریار خانزادہ کے لہجے کی عقیدت اس کے لفظوں میں
اپنی مورے کے لیے درد کی گہرائی مشائم کو شدت سے
محسوس ہوئی تھی۔

آپ کی مورے تو کشمالہ خانم بھی تھی مجھے ان کے لباس اور زیورات بھی-----تم نے آج میرے سامنے تو یہ بات کر دی ہے میری مورے کے سامنے بالکل مت کرنا انہیں کشمالہ خانم کا نام سن کر بہت تکلیف ہوتی ہے اور وہ ڈیپریشن اور انزائٹی کے بہت شدید دورے سے گزرتی ہیں انہیں یہ بات بالکل گوارا نہیں ہو گی کہ تم ان کی سوتن کو میری مورے کا مقام دو مشائم! تم نے مورے کو تکلیف دی تو میں ہرٹ ہوں گا اور ہم دونوں کے بیچ اس بات سے کوئی دوری آئے میں نہیں چاہوں گا!! یہ خاندان ہے تمہارا اس سے جڑے رشتے بھی تمہارے ہی ہیں انہیں سمجھو اور اپناؤ میں تم سے محبت کرتا ہوں یار تم میری بیوی ہو اور میرے رشتوں کا خیال کرنا ان کا احساس کرنا اور اپنے دل میں ان کی محبت پیدا کرنا ایک اچھی بیوی کے فرائض ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ کم از کم میں کبھی بھی اس کٹہرے میں کھڑا ناں ہوں جس میں مجھے میری مورے بیوی یا پھر بہن کھڑا کریں۔

مشائم جو کچھ سوچ کر کشمالہ خانم کا ذکر چھیڑ چکی تھی کہ وہ اپنی بات مکمل بھی نہیں کر سکی جب شہریار خانزادہ اسکی بات فوراً ہی کاٹ تھی۔ وہ بہت دو ٹوک انداز میں اسے ہر وہ بات بتا گیا جو انکے رشتے میں خرابی لا

سکتی تھی۔ مجھے اچھا لگتا اگر تم وہ ڈریس پہنتی جو مورے نے پسند کیا تھا۔ وہ اپنی شرٹ اتار کر صوفے پر اچھالتا سنجیدگی سے بولتا خراب موڈ کے ساتھ واشروم میں گھس گیا تھا۔

خاندان کا بڑا بیٹا تھا اسے سب سے ملنا تھا سالوں بعد ان کے خاندان میں رونق کا سما تھا وہ آفس میں بے حد بزی ہونے کے باوجود لیٹ ہی سہی مگر حویلی پہنچ گیا تھا۔

مشائم وارڈ روب سے شہریار خانزادہ کا سیاہ کاٹن کا شلوار قمیض نکالتی بیڈ پر رکھ گئی۔ اس نے سیاہ مردانہ شال بھی نکالی جو لڑکوں کی تھیم کے مطابق تھی۔ میرے ڈریس کو کیوں خراب کر دیا شہریار کو یہ ڈیسنٹ فراک اچھی نہیں لگی کیا؟؟ چلو پہن ہی لیتی ہوں ان کی پلوشہ مورے کا سیلیکٹ کیا ہوا ڈریس یہ بھی کیا یاد رکھیں گے کس سخی بیوی سے واسطہ پڑا ہے بن جاتی ہوں بڑی بہو!! مچل رہے ہوں گے دلہن بنے دیکھنے کے لئے مجھے!! مشائم اپنے دل میں سوچتی ہوئی اب اپنا ڈریس چینج کرنے جا رہی تھی۔ اسکا دل اسے مجبور کر رہا تھا شہریار کی پسند کو ترجی دینے پر!! وہ اس سے بے حد خفا تھی مگر پھر بھی اس کی ساری باتیں ہی مانے جا رہی تھی۔

مشائم کو چند منٹ لگے تھے اپنا لباس تبدیل کرنے میں اب

وہ ایک ہیوی برائیڈل لہنگا اسٹائل بلیک فراک میں ملبوس تھی۔ وہ بھی اب انشال کی طرح دلہن لگ رہی تھی اس نے اپنے بال کھول دیئے تھے ماتھے پر ٹیکہ پہنا ہوا تھا اور گلے میں خاندانی چوکر پہن کر باقی کی تمام جیولری اتار کر اپنا لک بیلنس کر لیا تھا۔ وہ جلدی جلدی شہریار خانزادہ کے روم کی جانب واپس بڑھی تھی۔ اس کا دل ضد پر اتر آیا تھا کہ اسے سب سے پہلے شہریار دیکھے وہ اس کے روم میں انٹر ہوتی بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی تھی۔

شہریار خانزادہ جو ٹراؤزر میں ملبوس شاور لے کر اپنے بالوں کو تولیے سے رگڑتا ہوا روم میں انٹر ہوا تھا۔ اسکی نظر جیسے ہی اپنے بیڈ پر پڑھی وہ اپنی آئی برو ریز کرتا گہرا مسکرایا

تھا۔ مشائم اسکے بیڈ پر نیم دراز ایک کہنی بیڈ پر رکھے ہاتھ کی مٹھی سے سر کو سہارا دیئے اسے اتراتی ہوئی دیکھ رہی تھی۔



پھر وہ تھوڑی سیدھی ہو کر بیٹھی اور اپنے اسی ہاتھ کو
اپنے فیس پر رکھتی اپنی پلکیں جھکا کر شرمانے پر بھر
پور ایکٹنگ کرنے لگی۔



شہریار خانزادہ کا قہقہہ بلند ہوا۔ اس کا کچھ دیر پہلے جتنا
موڈ آف ہو گیا تھا اب وہ جیسے بالکل ہشاش بشاش اور
ایکٹیو نظر آ رہا تھا۔

کوئی زیادہ خوش ناں ہو میں نے اپنی خوشی کے لئے
ڈریس چینج کیا ہے۔ شہریار خانزادہ کے قہقہے پر مشائم
کے دل نے بیٹ مس کی تھی وہ تیزی سے بیڈ سے اٹھ کر
دروازے کی جانب بڑھی تھی اس سے پہلے شہریار
خانزادہ اس پر جھپٹتا وہ روم سے بجلی کی تیزی سے نکل
گئی۔ اور بھاگتی ہوئی راہ داری کر اس کرنے لگی۔

تمہیں تو میں نے چھوڑنا نہیں اب ایک ہی بار قابو کروں گا۔ شہریار خاندانہ جو صرف ٹراؤزر میں ملبوس تھا وہ روم کے دروازے پر ہی کھڑے ہو کر زور سے بولا ہائے میں تو آپ سے ڈر گئی ہا ہا ہا۔۔۔!!! مشائم مزید اتراتی ہوئی ایک نظر پیچھے مڑ کر اسے دیکھتی شرارت سے مسکرا کر سیڑھیاں اترتی اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

شوگر بے بی کی شرارتیں اف ڈیڈی کی جان لے لیں گی کسی دن!! وہ گہری سانس بھرتا دروازہ بند کر کے ریڈی ہونے لگا۔ وہ بھی دولہا تھا سب کو اس کا بھی انتظار تھا۔

وہ سب کھانا کھا چکے تھے۔ اور اب اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے نصرت فتح علی خان کی قوالی سے لطف انداز ہو رہے تھے جو اسٹیج پر بیٹھے قوال اپنی ہی دُھن میں گا رہے تھے۔ انشال منہان ایک صوفے پر بیٹھی تھے جبکہ شہریار اور مشائم دوسرے صوفے پر ان کے اردگرد ہی باقی سب اپنی اپنی سیٹس پر بیٹھے تھے۔ ایشا اپنی ماما کے ساتھ بیٹھی تھی وہ اپنے چہرے پر احد کی نظریں سب کے بیچ جمے دیکھ کر کچھ کنفیوز ہو رہی تھی جبکہ شانزے خان تو بہرام خاندانہ کی باتوں پر ہی اٹک کر رہ

گئی تھی۔ اس کے آخری لفظ اسے شدت سے یاد آئے جب وہ کہہ رہا تھا کہ اگر وہ مر گیا تو پھر اس کا کیا حال ہو گا وہ تو اس کے دور جانے پر اداسی کا پتلا بنی ہوئی تھی۔ وہ ان خوشیوں کے موقعے پر اسے شدت سے یاد آ رہا تھا اس سے ناراضگی اپنی جگہ تھی مگر اسکی موجودگی کا الگ ہی سرور تھا۔

بنا ماہی بنا ماہی بنا ماہی بنا ماہی کویں۔۔۔
بنا ماہی کویں دل پرچاواں راتاں دی میری نیند اُڈ گئی۔۔۔
بنا ماہی کویں دل پرچاواں راتاں دی میری نیند اُڈ گئی۔۔۔
کوئی سٹدا نئیں کینوں میں سٹاواں راتاں دی میری نیند اُڈ گئی۔۔۔

بنا ماہی کویں دل پرچاواں راتاں دی میری نیند اُڈ گئی۔۔۔
بنا ماہی کویں دل پرچاواں راتاں دی میری نیند اُڈ گئی۔۔۔
نیند مکھ گئی راتاں دی میری نیند اُڈ گئی۔۔۔

قوالوں کے ساتھ ساتھ شہریار خانزادہ بھی مشائم کی جانب جھک کر گنگنایا تھا۔ مشائم نے اسے گردن موڑ کر دیکھا تھا۔ جو ڈرامے وہ کرتی تھی وہ بھی اس کے ساتھ کر رہا تھا۔ آپ خراٹے لے لے کر سوتے ہیں کوئی نیند نہیں اڑی

آپکی جھوٹے ڈیڈی! مشائم آنکھیں گھما کر بولتی اس کے
فیس پر ہلکا سا چھو کر اس کی اپنی جانب مڑی ہوئی
گردن سیدھی کر گئی۔

پلوشہ خانم اور نازنین خانم دونوں کی نظریں ان دونوں پر
ہی جمی ہوئی تھی۔ دیکھ رہی ہیں کتنا دیوانہ ہو گیا
ہے شہریار اس بے ہودہ لڑکی کا بتیس سالہ مرد ہو کر سب
کا ہوش بھلائے کیسے مشائم کو دیکھ رہا ہے۔

میں تو آپ پر حیران ہوں آپ نے ایک لفظ نہیں بولا
شہریار سے بتاتی ناں اسے وہ آپ کی چیزوں کو زیب تن
کرنے سے انکار کر کے کشمالہ کی چیزیں مانگ رہی
تھی پہننے کے لئے کیوں چپ ہو گئی آپ نے کیوں
شہریار سے اس لڑکی کی شکایت نہیں لگائی!! نازنین خانم
مشائم کو زہر اگلتی آنکھوں سے دیکھ کر پلوشہ خانم سے
بولی۔

پلوشہ خانم چپ رہی انہوں نے نازنین خانم کو کوئی جواب
نہیں دیا۔ جن کا پارا ہائی ہو رہا تھا۔

ماہی باجھ میرا لگدا نئیں جی وے

ماہی باجھ میرا لگدا نئیں جی وے

بنا سجتاں دے دنیا تے کی وے؟

بنا سجتاں دے دنیا تے کی وے؟

شانزے خان کی دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی اسے
بہرام خاندادہ کا ہر ایک لمس اپنے وجود میں گہرائی سے
محسوس ہونے لگا۔ وہ ناں ہو تو اسکے لئے یہ دنیا ہی اب
بے مقصد تھی۔ جس میں کوئی لطف ناں تھا۔

اکھاں سوندیاں نئیں

اکھاں سوندیاں نئیں اکھ کویں لاواں؟

راتاں دی میری نیند اڈ گئی

اکھاں سوندیاں نئیں اکھ کویں لاواں؟

راتاں دی میری نیند اڈ گئی

شانزے کے موبائل پر ان نون نمبر سے کال آنے لگی
جسے وہ مسلسل پانچ بار کاٹ گئی۔ اس کے بعد اسے ایک
میسج ریسپو ہوا ”شانزے کال اٹھاؤ تم نے ثبوت مانگا تھا
ناں“ میسج ریڈ کرتے ہی دوبارہ اسی نمبر سے کال
آنے لگی اور پھر وہ کال ریسپو کر کے حویلی کے اندر

چلی گئی۔ اس کا دل دھڑک رہا تھا خوف سے بہرام کا
طیش اسکی ریڑھ کی ہڈی سنسنایا تھا

آنکھ اٹھی محبت نے انگریزی لی دل کا سودا ہوا چاندنی
رات میں---

انکی نظروں نے کچھ ایسا جادو کیا لٹ گئے ہم تو پہلی
ملاقات میں--

قوالوں نے جیسی ہی ایک دوسری قوالی گانا شروع کی
منہاں خاندانہ اپنی جیب سے پانچ ہزار کے نوٹوں کی
گٹھیاں نکال کر انشال کے سر پر وارتا ہوا میں اچھال گیا۔
سب نے اس کا خوشی سے چمکتا چہرہ دیکھا وہ بے پناہ
خوش تھا۔ قوالوں کے ساتھ وہ بھی اپنی گہری آواز میں
قوالی گاتا انشال کا سر سے پاؤں تک صدقہ نکال کر نوٹ
ہوا میں اچھال رہا تھا۔

ساتھ اپنا وفا میں نہ چھوٹے کبھی پیار کی ڈور بندھ کر نہ

ٹوٹے کبھی۔۔۔

چھوٹ جائے زمانہ کوئی غم نہیں ہاتھ تیرا رہے بس مرے
ہاتھ میں۔۔۔

منہاں خانزادہ انشال کا ہاتھ پکڑ کر اسے صوفے سے
اٹھاتا قوالی کے ان بولوں پر خاصا زور دے کر بولا تھا۔
شہریار خانزادہ بھی اپنی جگہ سے اٹھا اور لاکھوں کی
گٹھیاں انشال اور منہاں کے سر سے وار گیا۔ وہ ان
کے ہمیشہ ساتھ رہنے کی دعا کر رہا تھا مشائم بھی دل میں
دعا گوہ ان دونوں کی جانب دیکھ رہی تھی۔ انشال کا
نورانی چہرہ خوشیوں کی چمک سے سب کی نظروں کا
مرکز بنا ہوا تھا۔ نازنین خانم بل کھا کر رہ گئی۔ انکا بیٹا اس
لڑکی کے لئے کس حد تک پاگل تھا یہ بات کسی سے
مخفی ناں تھی وہ اسکے لئے سانسوں کی ضمانت تھی۔

قوال ہر قوالی کے کچھ کچھ بول گا کر ماحول زعفران کر
رہے تھے اور اب وہ آخری قوالی گانے لگے تھے وقت
بہت زیادہ ہو گیا تھا اب قوالی نائٹ کا وہ اختتام کر رہے
تھے اور آخری قوالی پر احد خانزادہ کے خون نے جوش
مارنا شروع کیا۔ ایشا اسے بھر پور اگنور کر رہی تھی۔ وہ

دلکشی سے مسکرا کر اپنا فوکس صرف قوالی پر کیے
ہوئے تھی۔۔

ہے کہاں کا ارادہ تمہارا صنم کس کے دل کو اداؤں سے
بہلاؤ گے

سچ بتاؤ کہ اس چاندنی رات میں کس سے وعدہ کیا ہے
کہاں جاؤ گے

دیکھو اچھا نہیں یہ تمہارا چلن یہ جوانی کے دن اور یہ
شوخیاں۔۔۔

یوں نہ آیا کرو بال کھولے ہوئے ورنہ دنیا میں بدنام ہو جاؤ
گے۔۔۔۔

احد خانزادہ اس کی لہراتی سیاہ زلفوں پر اپنے دل کی
دھڑکن بڑھتی ہوئی محسوس کر رہا تھا۔ ایشا بار بار اسے
مڑ کر اپنے طرف متوجہ ہوتے محسوس کر رہی تھی کہ
وہ اس کی ایک نظر کے لئے مچل رہا ہے مگر وہ اسے
پوری طرح نظر انداز کر رہی تھی۔ وہ اس کی نظروں
سے سب کی ہی نظریں خود پر محسوس کر رہی تھی۔ ایشا

اٹھ کر جانے لگی۔۔

آج جاؤ نہ بے چین کر کے مجھے جان جاں دل دکھانا بری
بات ہے۔۔۔

ہم تڑپتے رہیں گے یہاں رات بھر تم تو آرام کی نیند سو
جاؤ گے۔۔۔

ایشا کے قدم قوالی کے بول کر رک گئے تھے اسے احد
خانزادہ کی دوہائی قوالی کے ذریعے اپنی روح میں اترتی
محسوس ہوئی۔ اسکے لبوں پر مسکان سی نمودار ہوئی
جسے اس نے چھپا لیا۔

پاس آؤ تو تم کو لگائیں گلے مسکراتے ہو کیوں دور سے
دیکھ کر۔۔۔

یوہی گزرے اگر یہ جوانی کے دن ہم بھی پچھتائیں گے تم
بھی پچھتاؤ گے۔۔۔

احد خانزادہ کو اس کا ضبط سے لال ہوتا چہرہ مزید
جوشیلا بنا رہا تھا۔ منہان خانزادہ نے اب کی بار احد پر
سے نوٹ وارے تھے وہ اس کا بہترین مخلوص کزن اور
دوست تھا۔

بے وفا بے مروت ہے ان کی نظر یہ بدل جائیں گے
زندگی لوٹ کر۔۔۔

حسن والوں سے دل کو لگایا اگر اے فنا دیکھو بے موت
مر جاؤ گے۔۔۔

وہ بلیک پینٹ کے ساتھ بلیک شرٹ اور بلیک لیدر کی
جیکٹ پہنے ہوئے تھا اس کے ہاتھ میں حرام مشروب سے
بھرا گلاس تھا وہ بار میں بیٹھا ہوا تھا ایک لڑکی جو
انتہائی نازیبا کپڑوں میں ملبوس تھی وہ اس کی لیپ میں
آکر بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ اسکی گردن پر جھکی شاید اپنے
لب رکھ رہی تھی وہ سیاہ لہو آلود نگاہوں میں دہشت لئے

مسکرا رہا تھا۔

اسکے ساتھ ہی سرخ رنگ کے بے حد شارٹ سے کپڑوں
میں ملبوس روبی بھی بیٹھی ہوئی تھی جس کا بس نہیں چل
رہا تھا اس لڑکی کو جلا ڈالے جو بیسٹ کی لیپ میں آکر
بیٹھی تھی۔ بار میں بہت لاؤڈ میوزک چل رہا تھا بہت
سارے لوگ ایک دوسرے سے لپٹے مدھوشی سے نشے
سے چور ڈانس فلور پر ناچ رہے تھے۔

بیسٹ گھونٹ بھر بھر کر مشروب پی رہا تھا اس کے لیپ
میں بیٹھی لڑکی اس کی گردن پر چومتی ہی جا رہی تھی۔۔
شانزے کے قدم لڑکھڑائے تھے وہ کانپتے ہاتھوں سے
ویڈیو بند کر گئی۔ اس سے زیادہ حوصلہ نہیں تھا اسکے
اندر اسکی سانسیں رک گئی تھی۔ وہ بہرام خانزادہ کی لیپ
میں بیٹھی لڑکی کو اس کی گردن چومتے دیکھ کر چکرا
گئی تھی۔

یہ۔۔۔ سب۔۔۔ کیا بکواس ہے؟؟ جھوٹ۔۔۔ جھوٹ ہے یہ!! شانزے
کپکپاتے لبوں سے اپنے موبائل پر موصول ہونے والی

ویڈیو دیکھ کر غصے سے غراتی فون کے پیچھے موجود
ہستی سے بولی تھی۔

بیوقوف بیویاں۔۔۔ہاہاہا!!! فون کے پیچھے موجود شخص
شانزے خان کے لرزتے لہجے میں غرانے پر زور سے
قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔ شانزے اٹس اوکے آپ کہی بیٹھ جائیں
میں جانتا ہوں آپ چکرا گئی ہوں گی۔وہ اپنے لہجے کو
فکر مند بنا کر بولا تھا۔

بکواس بند کرو تم اپنی!! تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی
مجھے دوبارہ فون کرنے کی کیا چاہتے ہو تم مجھ
سے؟؟شانزے اپنے بھیگے لہجے کو مضبوط بنا کر بولی
تھی۔

میں آپ سے آپ کو چاہتا ہوں!! جب سے آپ کو دیکھا ہے
دیوانہ ہو گیا ہوں سفید عبائے میں تو آپ میرا دل خود پر
فدا کر گئی تھی میں نے تو سوچ لیا تھا کہ میں آپ سے
یونیورسٹی کی ویلکم پارٹی میں ہی آپ سے ملاقات کر
لوں گا۔ میں آپ کو آپ کی کزن اور دوست کے ساتھ دیکھ
کر آپ کے ڈیپارٹمنٹ میں ہی کھڑا تھا ان دونوں کے آپ

سے دور جانے کا انتظار ہی کر رہا تھا کہ وہ بیسٹ بیچ
میں ٹپک پڑا اور اس نے جس طرح سے آپ کی دوست
اور کزن سے آپ کے شوہر ہونے کا انٹروڈکشن دیا ف
میرا تو پلان ہی کینسل کروا گیا۔ اس مرد کی آواز میں آگ
کی چنگاریاں تھی۔

یہ کیا بکواس کر رہے ہو تم-----بکواس تو نہیں کر رہا
بالکل بھی اپنی فیلنگز شیئر کر رہا ہوں اور جس شوہر کے
پیچھے لاسٹ ٹائم آپ نے میری کال بند کر دی تھی آج اس
شوہر کی آپ کے ساتھ وفا بھی دکھا چکا ہوں آپ کو ثبوت
کے طور پر ویڈیو بھیج کر!! دیکھ لیا آپ نے اپنے شوہر
کو کس طرح لڑکیوں کو اپنی گود میں بیٹھا کر شراب پیتا
ہے اس کی دہشت اتنی ہے کہ اسکی عزیز گرل فرینڈ
روبی جو غلطی سے میری بہن ہے وہ کیسے بیٹھے
بیٹھے بل کھا رہی ہے مگر اس کی گود میں بیٹھی لڑکی
کو کچھ کہہ نہیں پا رہی کیونکہ بیسٹ کا پیٹ کوئی ایک
عورت کبھی بھی بھر نہیں سکتی!! آپ بہت معصوم ہیں
شانزے خان میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا تھا کہ آپ کا
شوہر لڑکیوں کا کتنا بڑا شوقین ہے۔ ایک عدد خاندانی
بیوی رکھ کر وہ سب کا منہ بند کروا چکا ہے اور آپ
جیسی احمق بیویاں اپنے عیاش شوہروں کے ساتھ وفا نبھا

کر خود کو صرف ضائع کرتی ہیں۔ فون کے پیچھے
موجود رابرٹ زہریلی ہنسی ہنستے ہوئے بول رہا تھا۔

تم میرے شوہر پر الزام لگا رہے ہو بہرام عیاش نہیں
ہیں!! میں یہ بات مان ہی نہیں سکتی کہ میرا شوہر جسم کا
بھوکا ہے وہ ڈرنک کر سکتے ہیں سگریٹ پی سکتے ہیں
مگر کسی نامحرم عورت کے ساتھ عیاشی نہیں کر سکتے
اس کے قریب کبھی نہیں جا سکتے!! شانزے غصے سے
پھنکاری تھی۔ اسے رابرٹ کی کسی ایک بات پر بھی
بھروسہ نہیں تھا حتیٰ کہ جو ویڈیو وہ اپنی آنکھوں سے
دیکھ چکی تھی اس پر بھی اعتبار نہیں کر سک رہی تھی۔

اوہ معصوم شانزے آپ اتنی معصوم ہوں گی مجھے اندازہ
تو تھا اس لئے میں نے آپ کے لئے ایک اور ویڈیو کا بھی
بندوبست کیا ہوا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں وہ بھی دکھا دوں
آپ کو مگر اس ویڈیو کو دیکھنے سے پہلے تھوڑا سا پانی
پی لیں آپ کی فکر ہو رہی ہے مجھے کہی آپ
بیہوش۔۔۔۔۔۔ تم ہوتے کون ہو میری فکر کرنے والے! مجھے
اللہ نے میرا محرم دیا ہے میری فکر کرنے والا شوہر ہے
میرے پاس تو تم۔۔۔۔۔۔ آپ کا شوہر آپ کے ساتھ ساتھ دنیا

کی ہر لڑکی کی ہی فکر کرتا ہے آپ کو ایک ویڈیو اور
بھیج رہا ہوں وہ بھی دیکھ لیں مگر کسی کرسی یا ٹیبل کو
تھام کر! رابرٹ شانزے کا اس حد تک بیسٹ پر یقین دیکھ
کر بلبلا گیا تھا۔

ایک اور ویڈیو شانزے خان کو وٹس ایپ پر موصول ہوئی
تھی۔ اس نے جیسے ہی کلک کر کے ویڈیو اوپن کی وہ
واقعی گرتے گرتے بچی۔ جو لڑکی بیسٹ کی لیپ میں
بیٹھی تھی وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بار کے ایک کارنر
پر بنے روم میں لے جا رہی تھی۔ اب اس کمرے کی ویڈیو
ریکارڈنگ چل رہی تھی جہاں وہ لڑکی اپنے نا ہونے کے
برابر کپڑے اتار کر بیسٹ کی آنکھوں کے سامنے پھینک
گئی تھی پھر وہ اس کی جانب بڑھی اور اس کی شرٹ اتار
کر اس کے بالوں میں ہاتھ پھنسا کر اسے خود پر جھکا
رہی تھی۔ بیسٹ اس کی بال کھاتی کمر کے خم کو دونوں
سائیڈز سے پکڑ کر بھینچتا اسے کسی کھلونے کی طرح
بیڈ پر اچھال گیا تھا وہی ازلی بے باک سا انداز جو وہ جنون
سوار ہو جانے پر شانزے کے ساتھ اپناتا تھا وہ اسے ایسے
ہی تو بیڈ پر پٹخا کرتا تھا۔ وہ اسکے رف سے انداز پر
پھوٹ پھوٹ کر رو جایا کرتی تھی مگر ویڈیو میں موجود
لڑکی تو قہقہہ لگا کر ہنس رہی تھی اور نازیبا حرکات کر

کے بیسٹ کو اپنی جانب متوجہ کروا رہی تھی۔ بیسٹ اس کی جانب وحشت سے ہنستا ہوا اپنی پینٹ کا بیلٹ کھول رہا تھا اور پھر وہ بیلٹ کو اپنے ہاتھ میں لپیٹے اس لڑکی کی جانب بڑھ رہا تھا ویڈیو یہی پر ختم ہو گئی تھی اور شاید شانزے خان کی زندگی بھی۔۔۔

آپ ٹھیک ہیں شانزے؟؟ موبائل کے اسپیکر پر رابرٹ کی آواز گونجی تھی۔ یہ سب فریب ہے بہرام مجھ سے پیار کرتے ہیں تم مجھے میرے شوہر سے گمراہ کر رہے ہو میرا شوہر حرام نہیں کھا سکتا تم۔۔۔۔۔ آپ کا شوہر حرام پی سکتا ہے تو وہ حرام کھا بھی سکتا ہے میں نے مکمل ویڈیو آپ کو اس لئے نہیں بھیجی ابھی کیونکہ میں جانتا ہوں آپ کا دل بند ہو رہا ہے آپ میرے پاس آجائیں میں آپ کو بیسٹ اور اس بار والی لڑکی کی مکمل ویڈیو اپنے روم میں دکھاؤں گا تاکہ آپ گرنے لگیں تو آپکو سنبھال لوں میرے پاس یہ ایک کیا اسطرح کی سینکڑوں ویڈیوز ہیں جس میں بیسٹ اپنی وحشتیں اپنے جنون کو عروج پر پہنچا کر لطف اندوز ہو رہا ہے۔ آپ میرے پاس صرف ایک بار آجائیں ہم دونوں ایک ملاقات کر لیں پھر آپ کو میں آپ کے شوہر کے تمام کرتوت دیکھا دوں گا اور گریں گی آپ کو سنبھال بھی لوں گا میرے لئے آپ ضروری ہیں میں آپ کو چاہتا ہوں۔ رابرٹ کے لہجے میں بیسٹ کے نام پر ایک

آگ کا دریا سا محسوس ہوتا تھا جبکہ وہ شانزے کو پکارتا
تھا تو جذبات کا جہاں چھلکتا تھا۔

میں تم سے ملنے کبھی نہیں آؤں گی کسی غیر کی بات سن
کر میں اپنے شوہر پر اعتبار کیسے کھو دوں یہ ویڈیو
جھوٹ ہیں میں اب بھی یقین نہیں کرتی ضرور میرے ساتھ
کوئی کھیل کھیلنے کی کوشش کر رہے ہو تم!! شانزے کی
سانسیں رک رک کر آرہی تھی مگر وہ مضبوطی سے بول
رہی تھی۔

آپ کو ان ویڈیو پر بھروسہ نہیں جو کچھ آپ نے اپنی
آنکھوں سے دیکھا؟؟ رابرٹ کی آواز میں صدمے بھری
الجھن تھی۔

نہیں کیونکہ میری آنکھوں نے میرے شوہر کی اپنے لئے
عقیدت دیکھی ہے وہ مجھے کبھی چیٹ نہیں کر سکتے
ناں شادی سے پہلے نائن شادی کے بعد جو مرد حقیقی
محبت کر لے وہ اپنا ایمان ایک عورت سے ہی محفوظ کر
لیتا ہے اور وہ عورت اس کی بیوی ہوتی ہے کوئی رقصہ
یا رکھیل نہیں! شانزے کا لہجہ اتنا مضبوط تھا کہ رابرٹ

نے اپنے موبائل کو گھور کر صدمے کی کیفیت سے دیکھا
تھا جیسے اسے یقین ہی نہیں آ رہا ہو ایک عورت اس حد
تک بھی اپنے شوہر پر بھروسہ کر سکتی ہے؟؟ اس کی ہو
سکتی ہے؟؟ شانزے کال کاٹ گئی تھی۔ رابرٹ کے کانوں
میں کال بند ہونے کی ٹیٹ ٹیٹ سنائی دی تھی۔

مجھے یہ عورت ہر حال ہر قیمت پر چاہیے اتنی شان دار
عورت میں نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھی جو اپنی
آنکھوں دیکھا جھٹلا دے اسکے جیسی محبت بھی کوئی
بیوی کبھی کر سکتی ہے کیا؟؟ بیسٹ عورت کے معاملے
میں بھی مجھ سے بازی لے گیا۔۔۔ مجھے اس کی عورت
چاہیے۔۔۔ مجھے یہ پھول چاہیے۔۔۔ اسے لاؤ میرے پاس
کسی بھی طرح لاؤ اسے۔۔۔ وہ مجھ سے عورت کے
معاملے میں نہیں جیت سکتا میں اس سے اس کی عورت
ہی چھین لوں گا۔۔۔ مجھے یہی عورت چاہیے دنیا کی کوئی
بھی دوسری لڑکی شانزے خان نہیں ہو سکتی اتنا بھروسہ
کوئی بیوی اپنے شوہر پر نہیں کر سکتی یہ ایک نایاب کلی
ہے اس کی مہک میں خود میں اتارنا چاہتا ہوں کوئی زور
زبردستی نہیں کرے گا اس گلاب کے ساتھ۔ اس کی کوئی
ایک پنکھڑی بھی ٹوٹی تو میں توڑنے والے کے ہاتھ کاٹ
دوں گا وہ مجھے چاہیے حلال طریقے سے اور یہ کام تم

لوگ بیسٹ کے پاکستان جانے سے پہلے کرو گے وہ سات
دن کے لئے اٹلی گیا ہے اس کی واپسی کی ٹکٹ ابھی سے
سات دن بعد کی بک ہے اور اس کی بیوی مجھے اسی
ساتوے دن چاہیے جب وہ پاکستان میں لینڈ کرے گا اس کی
بے تاب نظریں پیاس کے دریا میں ڈوب جائیں اور وہ اپنی
بیوی کو ڈھونڈتا رہ جائے۔ شانزے خان تمہیں تو میں
بیسٹ سے چھین کر ہی اب سکون کا سانس لوں گا۔ کب
تک بھروسہ کرو گی اس پر میں بھی رابرٹ ہوں ایک
روسی مافیا کنگ۔۔۔ اپنی ملکہ بنا کر رکھوں گا
تمہیں۔۔۔ تاریک بھی گواہی دے گی ایک روسی مافیا کنگ
کی قطری مافیا ڈون سے انتقام کی۔۔۔!!

شانزے کا پچھلے کہی گھنٹوں سے رو رو کر برا حال ہو
گیا تھا۔ وہ اپنا موبائل ایک جگہ پٹخ کر بیڈ پر اوندھے منہ
لیٹی سسکیاں بھر رہی تھی۔ جو ویڈیوز وہ دیکھ چکی تھی
اس کے بعد اس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا وہ بہرام
خانزادہ سے ہر ایک بات کا حساب لینا چاہتی تھی اسے دل
کے ایک کونے میں خوف بھی تھا کہ اگر اس نے اس بات
کا اقرار کر لیا کہ اس کی وحشتیں کسی اور کی روح کا
بھی حصہ بنی ہیں تو پھر کیا ہو گا؟؟ کیا وہ بچہ بھی اس

لئے نہیں چاہتا تھا؟؟ شانزے خان کا دماغ مختلف الجھنوں کا شکار تھا۔

اسے بہرام خانزادہ کے ساتھ گزاری جانے والی قربتوں کا ایک ایک لمحہ بار بار یاد آ رہا تھا۔ جب جب وہ جنون سے پاگل ہو کر اس کی روح میں سماتا تھا جس شدت سے اس پر برستا تھا۔ جس انداز میں وہ اپنی شدتوں سے اس کا انگ انگ بھگوتا تھا وہ اسے محسوس کرنے کے لیے تڑپنے لگی تھی۔ وہ اپنی ہر صفائی اپنی جنونی جان لیوا قربت میں دیا کرتا تھا وہ چاہتی تھی کہ وہ جہاں کہی بھی بے پلکیں جھپکتے ہی اس کے پاس آجائے اور اس میں اپنی روح گھول کر اپنے انداز میں ہر ایک بات کی صفائی دے دے ہر ایک بات کو جھوٹا قرار دے دے وہ اس کی درد بھری قربت برداشت کر لے گی مگر ان سوالوں کے جواب اگر اسے نہیں ملے تو وہ تو سسک سسک کر ہی مر جائے گی۔

وہ مرد جس نے شانزے کو اپنا نام رابرٹ بتایا تھا وہ بہرام خانزادہ کا بہت بڑا دشمن تھا اس نے شانزے کو صاف الفاظ میں بتایا تھا کہ وہ بہرام خانزادہ کا جانی دشمن ہے

اور اسے عنقریب جان سے مارنے والا ہے وہ بہرام کو مارنے سے پہلے شانزے کو آگاہ کر رہا ہے کہ وہ دماغی طور پر خود کو تیار کر لے اس کی ہونے کے لیے!! وہ بہرام خانزادہ کو مار کر شانزے کو اپنے ساتھ لے جائے گا۔

وہ پچھلے تین ماہ سے اس تک پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہ سب کیوں ہو رہا تھا اس سوال کا جواب نہیں تھا شانزے کے پاس۔۔۔ وہ شانزے کا دل کیوں برا کرنا چاہتا تھا بہرام خانزادہ کو مارنے سے پہلے؟؟ کیوں اس کے خلاف شانزے کو ثبوت دئیے؟؟ وہ ثبوت جو کوئی بھی لڑکی دیکھ کر اسی وقت ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو جائے مگر شانزے کا دل ان ویڈیوز پر اسے بھروسہ نہیں کرنے دے رہا تھا۔ وہ اس رابرٹ کی کسی بھی بات پر بھروسہ نہیں کر رہی تھی۔ اس کی دشمنی بہرام سے تھی تو وہ شانزے کو کیوں بیچ میں گھسیٹ رہا تھا۔ مرد اپنی دوستی اور دشمنی دونوں میں ہی اپنے سے جڑی عورت کو بیچ میں نہیں گھسیٹتے مگر رابرٹ ایک عرصے سے شانزے کو اپروچ کرنے کی کوشش کر رہا تھا کیوں اور کس لئے یہ سوال ایسے تھے جو شانزے خود سے پوچھنے پر بھی ڈر رہی تھی۔ وہ پچھلے تین ماہ سے یونیورسٹی جا رہی تھی اور اسے پہلے دن سے یوں محسوس ہو رہا تھا

جیسے کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہو اس تک رسائی حاصل کرنا چاہ رہا ہو۔ کبھی دفعہ اسے ایسے لیٹرز بھی ریسو ہوئے جنہیں دیکھ کر شانزے گھبرا گئی تھی مگر اس نے ان لیٹرز کو اپنے سینیئرز کی شرارت سمجھ کر کبھی سیریس ہی نہیں لیا۔

بہرام میں آپ کو بالکل بھی معاف نہیں کروں گی اور میں خود کو بھی معاف نہیں کروں گی۔ میں نے آپ کی فیلنگز کو ہرٹ کیا تھا انجانے میں اور آپ نے جان بوجھ کر غیر لڑکیوں کو خود کو چھونے دیا۔ کبھی بھی بات نہیں کروں گی زندگی میں کبھی کوئی بات نہیں کروں گی!! شانزے روتی روتی ٹوٹے دل کے ساتھ کب سوئی اسے اندازہ ہی نہیں ہوا۔ وہ کچی نیند میں بھی کچھ یاد آجانے پر سسکیاں بھرنا شروع ہو جاتی تھی۔

رات کے تین بج رہے تھے جب وہ اس کے روم میں داخل ہوا تھا۔ وہ آہستگی سے قدم اٹھاتا بیڈ کی جانب بڑھا اور بہت نرمی سے اس کے اوپر سے کمفرٹر ہٹاتا اس کے ساتھ لیٹ گیا۔

جان ہو تم میری کتنا ستاتی ہو مجھے ہر چیز چھوڑ کر
تمہارے پاس آجاتا ہوں میں!! وہ اس کے کان کی لوں پر
اپنی زبان پھیر کر آہستگی سے منہ میں بھر کر چوم رہا
تھا۔ وہ اسکے لمس پر نیند میں ہی کسمسائی تھی۔

میں صرف تمہارا ہوں!! وہ اب اس کی گردن پر اپنے لب
رکھتا اس کی اسکن کو نرم سی گرفت میں لے کر سک کر
رہا تھا۔

میں جانتا ہوں تم مجھ سے خفا ہو!! وہ اسکی دھڑکنوں پر
سے نائٹ گاؤں ہلکا سا کھسکا کر ان پر جھک کر اپنے
لبوں سے چھونے لگا تھا۔ اس کی گہری سانسیں جسم میں
جذبات کی طغیانی برپا کر رہی تھی۔ وہ اس کی دھڑکنوں
کو نامحسوس سی گرفت میں لیتا اپنے لبوں کا لمس
بکھیرنے لگا تھا۔

کتنا روتی ہو یار تم میرا دل ہی بند کروا دیتی ہو اپنے
آنسوؤں سے جانتا تھا میں رو رو کر سونا ہے آج تم نے!!
وہ اس کی اسکن لبوں میں بھرنے لگا تھا۔ اسکے ہونٹوں

نے ذرا شدت دکھائی تو وہ معصوم جان سسک کر رہ گئی۔
لبوں سے درد بھری سسکاری نکلی تھی۔

تمہیں سب کچھ بتا دوں گا میری جان ہر بات بتا دوں گا۔ وہ
اس کی دھڑکنوں سے سر اٹھاتا اس کی آنکھوں کو چوم پر
ماتھے پر اپنے ہونٹ رکھتا اسکے پاس سے اٹھ گیا تھا۔

جلد ملاقات ہو گی میری جان!! وہ ایک آخری نظر اسے
دیکھتا جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا۔ مگر اپنے لمس کی
مہک اس کے وجود پر ہی چھوڑ گیا۔

خانی کیا ہوا ہے آپ سوئی کیوں نہیں ابھی تک؟؟ طبعیت تو
ٹھیک ہے ناں آپکی؟؟ منہاں خانزادہ رات کے تین بجے
انشال خان کے روم میں انٹر ہوا تھا جب اس کی نظر
ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے اسٹول پر بیٹھی انشال خان پر
پڑھی۔ وہ کسی گہری سوچ میں تھی۔

ہمم۔۔ مشائم اوپر روم میں نہیں آنے دے رہی تھی ہم سب

لڑکیاں خانم بی کے روم میں ہی تھی میں بس پانچ منٹ پہلے ہی آئی ہوں۔ انشال مسکرا کر بولی تھی وہ اپنی جیولری اتار چکی تھی۔

تو پھر کیسے اس نے آنے دیا آپ کو وہ تو مجھ سے شرط لگا کر بیٹھی تھی کہ میری دلہن کا مجھ سے پردہ کروائے گی۔ منہاں خانزادہ انشال کے چہرے پر تھکن دیکھتا اس کی جانب قدم بڑھا گیا تھا۔

اسے لالہ زبردستی خانم بی کے روم سے لے گئے بہت ضد کر رہی تھی مگر لالہ نے ایک نہیں سنی اس کی! انشال وہ منظر یاد کر کے دلکشی سے ہنسی تھی جب اس کا لالا بے تاب سا خانم بی کے روم میں آیا تھا اور انشال کو سب کے سامنے غصے سے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ لالہ کا صبر بھی ختم ہی چکا ہے بیوی کو دیکھ کر کوئی کافر ہی خود پر صبر کے پہرے بٹھا سکتا ہے۔ منہاں خانزادہ اس کے بالکل پیچھے کھڑا ہوتا مرر میں انشال کا عکس دیکھتے بول گہری آواز میں بولا تھا۔

انشال نے جیسے ہی شیشے سے اس کی جانب دیکھا وہ گڑبڑا کر اپنی نظریں فوراً جھکا گئی۔ منہاں خانزادہ کی

سُرمئی آنکھوں کے ڈورے الگ ہی داستان سنا رہے تھے۔

ادھر دیکھیں ناں میری طرف آپ کو بتاؤں کہ میں کتنا صبر کر رہا ہوں۔ منہاں خانزادہ اپنا ہاتھ آگے کر کے انشال کی گردن پر بے حد نرمی سے ہاتھ پھیرتا اس کی ٹھوڑی کو پکڑ کر اس کا جھکا ہوا منہ اپنی جانب اوپر کرتا خود مکمل طور پر اس کے اوپر جھک کر اس کے لبوں سے اپنے تشنہ لب ملا گیا تھا۔ انشال نے اپنے دونوں ہاتھوں سے منہاں کے ہاتھوں کو تھاما تھا۔ وہ اپنا ایک ہاتھ اس کی ٹھوڑی جبکہ دوسرا ہاتھ اس کی گردن پر جمائے اس کے لبوں کو جھک کر چوم رہا تھا۔

انشال خان اسٹول پر بیٹھی ہوئی تھی جبکہ وہ کھڑا ہوا اپنی تشنگی میٹھا رہا تھا۔ منہاں خانزادہ کبھی اس کے بالائی لب تو کبھی انشال کے نچلے لب کو اپنے لبوں میں پیوست کر کے ان کی نرمابٹیں محسوس کر رہا تھا۔ اس کا لمس بہت نرم تھا۔ چند سیکنڈ انشال خان کے لبوں کو نرمی سے چومنے کے بعد وہ اس کے لبوں کو آزاد کرتا اب اس کے دائیاں کندھا چوم رہا تھا۔

آپ تھک گئی ہوں گی سر میں درد ہے تو دبا دوں؟؟ وہ اس کے گالوں پر لالی اترتے دیکھتا انہیں اپنے انگوٹھے سے سہلا کر بولا تھا۔

نن۔۔نہیں۔۔بس سونا ہے نیند آرہی ہے!! انشال نظریں چرائے بولی تھی۔ کشمالہ تائی جان کو یاد کر رہی تھی ناں آپ؟؟ وہ اس کے سر کو پیچھے کی جانب سے چوم کر بولا تھا ہم۔۔مجھے مورے کبھی بھولتی ہی نہیں منہاں وہ مجھے ہمیشہ یاد رہتی ہیں جیسے مہوش چچی مشائم کو پیار کر رہی تھی انہیں دیکھ کر مجھے مورے اور بھی زیادہ یاد آرہی تھی انشال کی آنکھوں میں آنسو چمکے تھے۔

جب آپ بھی ماں بن جائیں گی تو ہماری بیٹی کو اس کی شادی پر جیسے آپ کا دل چاہتا ہے آپ کو مورے کا پیار ملتا بالکل ویسے ہی پیار دینا۔ منہاں اسے اسٹول سے اٹھا کر اپنی باہوں میں بھرتا بیڈ کی جانب بڑھ گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ انشال اس وقت کشمالہ خانم کو یاد کر کے روئے اور اپنی طبیعت خراب کر لے۔

منہاں میں اگر کبھی ماں ہی ناں بن سکی تو؟؟ انشال کھوئے کھوئے سے انداز میں بولی۔ یہ کیسی فالتو بات کر

رہی ہیں آپ کیوں نہیں بن سکیں گی ماں!! آپ کی شادی
بھر پور جوان مرد کے ساتھ ہو رہی ہے اگر آپ کو مجھ
پر کوئی داؤٹ ہو رہا ہے تو ابھی اپنا نظارہ کروا دیتا
ہوں!! منہان خانزادہ کے دل میں تیر کی طرح پیوست
ہوئی تھی انشال کی ناامیدی سے بھری بات وہ اس کی بات
کا درد زائل کرتا ذو معنی انداز میں بولا تھا۔ وہ کچھ دیر
پہلے جتنی خوش تھی اب اتنی ہی اداس ہو گئی تھی یا پھر
اسے کسی نے کچھ کہا تھا؟ منہان خانزادہ اس کے ماتھے
پر چومتا اس کو اپنی باہوں میں بھرے ہی لیٹ گیا
تھا۔ انشال اسکی بات کے جواب میں کچھ نہیں بولی تھی
بلکہ وہ اس کی گردن میں اپنا منہ چھپا گئی تھی۔ ہر سوچ
اس ایک وجود کی مہک میں کہی گم سی ہو جاتی تھی۔

آئی لو یو۔!! منہان خانزادہ اس کے بالوں پر چوم کر اس
کے سر پر ہلکے ہاتھ سے مساج کرتا اسے سکون پہنچا
رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں انشال خان کی مدھم سانسیں اس
کی گردن میں بکھرنے لگی۔ وہ اتنی تھکی ہوئی تھی کہ
اسے سونے میں کچھ ہی منٹ لگے تھے۔

آپ کو شادی کے پہلے سال ہی اپنے بچے کی ماں کے
عہدے پر فائز نہیں کیا تو میرا نام بھی میجر منہان خانزادہ
نہیں!! وہ اس کے بالوں میں ہی اپنا چہرہ چھپائے اب اپنی
آنکھیں بھی موندھ گیا تھا۔ انشال خان کے بالوں کی مہک

محسوس کرتے کرتے منہان بھی نیند کی وادی میں اتر گیا تھا۔ ان دونوں کے وجود ایک دوسرے سے لپٹے نیند کی آغوش کے مزے لے رہے تھے۔۔۔

خانزادہ حویلی کے لاؤنچ کو گیندے کے پھولوں سے سجایا ہوا تھا۔ آج حویلی میں ڈھولکی کے ساتھ ہی مایوں کا ایونٹ بھی تھا۔ ایونٹ کا تھیم بیلو تھا۔ آج کا فنکشن حویلی کے لاؤنچ اور بیک سائڈ والے لان میں ہونا تھا۔ ساری تیاری مکمل ہو چکی تھی۔ پیلے گیندے کے پھولوں سے سچی خانزادہ حویلی کا لان اور لاؤنچ بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔

لاؤنچ میں جھولا رکھا گیا تھا جسے پھولوں سے سجایا ہوا تھا اس کے ارد گرد فلور کوشنز رکھے گئے تھے بیچ میں ہی سجا ہوا ڈھول اور رنگین مٹکے بھی رکھے ہوئے تھے کچھ باسکٹس میں مختلف رنگوں کی چوڑیاں تھیں جب کے بیچ میں ایک چھوٹی سی ٹیبل تھی جس پر ابٹن کے پیالے رکھے گئے تھے۔ ابٹن کی رسم کے لئے جھولے کے آگے کی جانب دو اسٹول رکھے گئے تھے۔



کل کے ایونٹ میں دیر سے فری ہونے کے باعث سب ہی دوپہر کافی دیر تک سوتے رہے تھے اور لڑکیاں تو خاصا لیٹ اٹھی تھی۔ تقریباً چار بجے کے قریب سب لڑکیوں کی آنکھ کھلی تھی اور ان چُل بلی بلاؤں کے جاگتے ہی حویلی میں حل چل سی مچ گئی تھی۔ لڑکوں نے لڑکیوں کے اٹھنے سے پہلے ہی تمام تر تیاریاں خود ہی کروا لی تھی۔ حویلی کی سجاوٹ کے ساتھ ساتھ سب کے کپڑے بھی ڈیزائنرز سے ریسیو کر لئے گئے تھے۔ منہان اور احد دونوں نے ہی ساری تیاری خود دیکھ لی تھی جبکہ شہریار خانزادہ آج بھی آفس گیا تھا کچھ ضروری میٹنگز تھی فارن پارٹنرز کے ساتھ جس میں اس کا جانا بے حد ضروری تھا۔ وہ کچھ دیر میں حویلی لوٹنے والے تھا۔

خانزادہ خاندان کے بہت سارے رشتے دار مہمان سوات سے بھی آگئے تھے۔ آج کے ایونٹ کے بعد کل کی اہم تقریب دن میں اٹینڈ کر کے رات مہندی کے فنکشن کے بعد سب نے ہی سوات خانزادہ حویلی چلے جانا تھا۔ بارات اور ولیمے کی تقریب سوات والی پشتینی خانزادہ حویلی میں رکھی گئی تھی۔ شادی کے تمام ایونٹس بھی سوات میں ہی ہوتے مگر چونکہ احد خانزادہ کا نکاح یہاں اسلام آباد میں ہی ہونا تھا اس لئے شادی کے تین اہم ایونٹس اسلام آباد والی حویلی میں ہی رکھے گئے تھے۔ اور یہ فیصلہ سب بڑوں کے باہمی مشورے سے طے پایا تھا احد خانزادہ کے نکاح کی وجہ سے شہریار خانزادہ نے فیصلہ کیا تھا کہ نکاح سیدھا سادہ نہیں ہو گا۔ اس لئے پہلے شادی کے تین اہم ایونٹس کر لئے جائیں گے۔ سردار ہاشم خان نے احد کے نکاح میں شریک ہونا تھا وہ بھی آج صبح ہی اسلام آباد پہنچ گئے تھے۔ لڑکیاں ابھی تک نہیں جانتی تھی کہ بارات اور ولیمے کے اہم فنکشن سوات میں ہونے تھے۔ سب آج ٹائم سے تیار ہو گئے تھے

انشال اور مشائم دونوں اس وقت مہوش بیگم کے روم میں موجود تھی انہوں نے ایک جیسی ڈریسنگ کی ہوئی تھی۔ وہ شارٹ شرٹ کے ساتھ گھیر دار شرارہ پہنے ہوئے تھی جن کے ڈیزائنز اور کلرز مختلف تھے۔ انشال خان کے شرارے کا رنگ اورینج جبکہ مشائم کے شرارے کا رنگ پیلا تھا۔ ان دونوں نے بالوں میں لائٹ سے کرلز ڈالے ہوئے تھے جبکہ فلاورز کی جیولری پہنی ہوئی تھی۔ مشائم نے موتیے اور پیلے گلاب کے تازہ پھولوں والے کانٹے پہنے تھے جبکہ انشال نے کانٹوں کے ساتھ دونوں ہاتھوں میں گجرے بھی پہنے ہوئے تھے۔ آج انہوں نے دونوں دلہنوں کو اپنی نگرانی میں تیار کروایا تھا۔

انشال تو معصوم سی تھی مگر مشائم وہ بہت شوخ چنچل سی تھی مہوش بیگم نے اسے خاص طور پر سمجھایا تھا کہ وہ بھی دلہن ہے انشال کی طرح اس کے بابا کا سارا خاندان اس سے پہلی بار مل رہا ہے تو وہ اپنی مستیاں ایک سائڈ پر رکھ دے اور ایک شرمیلی دلہن کی طرح ہی پریٹنڈ کرے۔ مہوش بیگم کا دل آج بار بار اداس ہو رہا تھا انہیں سالار صاحب کی یاد شدت سے آرہی تھی جو مشائم کو شہریار کے ساتھ رخصت کرنے کی خواہش اپنے دل میں لئے ہی جا چکے تھے۔ وہ کبھی مشائم کو دیکھ رہی

تھی جو شیشے کے سامنے سے ہٹ ہی نہیں رہی تھی تو
کبھی انشال کو جو تیار ہو کر صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔

چچی آپ اداس لگ رہی ہیں؟ آپ کی طبیعت سہی ہے میں
پانی لاؤں آپ کے لئے اگر آپ کا دل گھبرا رہا ہے تو؟؟
انشال مہوش بیگم کو کافی دیر سے آنکھوں میں آنسو لئے
بیٹھے دیکھ رہی تھی وہ ان کو اپنی طرف متوجہ ہوتے
دیکھتی بہت محبت سے اپنے لہجے میں فکر مندی لئے
بولی۔

نہیں انشال مجھے پانی نہیں چاہیے بہت شکریہ بیٹی!!
مہوش بیگم کو اس کا اپنی فکر کرنا بہت اچھا لگا تھا۔ وہ
جس کی بیٹی تھی وہ عورت بھی اتنی ہی شفاف اپنائیت
سے لبریز دل کی مالک تھی۔

ماشاء اللہ تم بہت خوبصورت ہو بالکل اپنی ماں کی
طرح۔۔۔ میری دعا ہے اللہ تمہارا نصیب بھی بہت اچھا کرے
بے شمار خوبصورت خوشیوں سے لبریز لمحات تمہیں
بخشے میری بیٹی!! مہوش بیگم اپنی جگہ سے اٹھی اور
انشال کو اپنے سینے سے لگا کر دعائیں دینے لگی۔

مشائے جو اپنا دوپٹہ سیٹ کر رہی تھی اس نے بھی اپنی
ماما کی آواز میں انشال کے لئے درد سا محسوس کیا تھا۔
وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ اب کس کو یاد کر رہی ہیں!! وہ
مرر میں سے ہی اداسی سے اپنی ماں کے گلے لگی انشال
کو دیکھنے لگی۔

انشال کو اس طرح اس کی خالہ غزالہ خانم کے علاوہ
کسی نے بھی گلے نہیں لگایا تھا وہ مہوش بیگم کا مامتا
سے بھرا نرم حصار ملتے ہی ان کے سینے پر سر رکھ
گئی۔ اسے اپنی مورے کی یادوں نے اپنے قبضے میں لیا
تھا۔ وہ بے ساختہ ہچکیاں بھرنے لگی۔

تم کشمالہ کو یاد کر رہی ہو ناں میں جانتی ہوں ایسے
موقعے پر ایک لڑکی کو سب سے زیادہ یاد اس کی ماں
کی ہی آتی ہے وہ ہم سب کے بیچ نہیں تو کیا ہوا میں تو
ہوں ناں سہیلی کی بیٹی بھی اپنی ہی بیٹی ہوتی ہے۔ مہوش
بیگم انشال کا ماتھا چومتی ہوئی بہت دھیمے سے لہجے
میں بولی تھی۔ انشال نے اب کی بار حیرت سے چونک کر
اپنا سر ان کے سینے سے اٹھایا تھا۔

مم۔۔ مورے میری مورے آپ کی سہیلی تھی؟؟ انشال کے
آنسو تھم چکے تھے وہ حیران ہو کر مہوش بیگم سے
استفسار کرنے لگی۔

ہمم۔۔!! کشمالہ خان میری سہیلی تھی اس کی ترکی میں مجھ
سے دوستی ہوئی تھی تمہاری مورے بالکل تمہاری طرح
معصوم تھی بہت کم گوہ تھی اور اتنی جلدی ڈر جاتی تھی
وہ بالکل تمہاری طرح ہی سہمی رہتی تھی۔ مہوش بیگم
کچھ یاد کرتی بولی۔

مورے کے البم میں آپ کی تو کوئی تصویر نہیں میرے
پاس ان کے بہت سارے البمز ہیں جن میں مورے کی بہت
سی یادیں ہیں مورے کی کچھ تصویریں ان کی کسی
دوسری سہیلی کے ساتھ ہیں میں ان کا نام نہیں۔۔۔۔۔۔ وہ زویا
ہو گی۔ ڈاکٹر زویا خان کشمالہ خان کی بیسٹ فرینڈ!! ہم
تین سہیلیاں تھی کشمالہ میں اور زویا ہم تینوں کی دوستی
کالج میں ہوئی تھی۔ زویا اور کشمالہ تو شروع سے
سہیلیاں تھی وہ دونوں پری میڈیکل کی اسٹوڈنٹ تھی جبکہ
میں آرٹ ڈیپارٹمنٹ میں تھی ہماری دوستی کالج میں ایک
انسٹیڈنٹ ہونے کی وجہ سے ہوئی تھی میری ہیلپ کی تھی

تمہاری مورے نے زویا بھی اس وقت کشمالہ کے ساتھ ہی تھی وہ دونوں بہت سوفٹ ہارٹڈ تھی اس لئے جب انہوں نے میری ہیلپ کی تو میں نے ان دونوں سے دوستی کر لی!! بیشک ہماری کلاسز اور فیلڈ الگ تھی مگر ہمارا بانڈ ہر دن کے ساتھ ہی اسٹرونک ہوتا گیا۔ فری ٹائم میں ہم تینوں ایک ساتھ ہی ٹائم اسپینڈ کرتی تھیں۔ کالج کے دو سال ساتھ گزرے ہمارے پھر زویا اور کشمالہ دونوں نے میڈیکل کالج میں ایڈمشن لے لیا اور میں یونیورسٹی میں اپنی فردر اسٹڈیز کرنے لگی۔ وہ دونوں تو لاسٹ ٹائم تک ساتھ تھی مجھ سے کانٹیکٹ ہوتا رہتا تھا ان دونوں کا ویکینڈز پر اور زویا تو کشمالہ کے بہت کلوز تھی۔ وہ پاکستان آئی ہوئی ہے اس کے ہسبنڈ ڈاکٹر ضیاء تمہارے بابا کے بیسٹ فرینڈ تھے میں نے انہیں مشائم کی شادی کا انویٹیشن دیا ہوا ہے وہ شادی میں آئے گی۔ تم سے ملواؤں گی میں!! زویا کو میں نے تمہارے بارے میں بھی بتایا ہے وہ کل مہندی کے فنکشن میں اپنے چھوٹے بیٹے برہان کے ساتھ آنے والی ہے۔ اس کا چھوٹا بیٹا میری مشائم کا دوست ہے۔ مہوش بیگم افسردہ مسکان کے ساتھ انشال کو اپنی اور کشمالہ خان کی دوستی کا بتا رہی تھی۔

وہ انشال کو پہلے تو نہیں بتانا چاہتی تھی کچھ بھی انہوں

نے ہی مشائم کو بھی منع کیا ہوا تھا انشال یا پھر شہریار
سے کچھ بھی شیئر کرنے سے مگر آج وہ خود پر قابو
نہیں رکھ پائی تھی اور انہوں نے اپنی دوستی کا ذکر انشال
سے کر ہی دیا تھا۔ ابھی تو بہت بڑا راز تھا جو کھلنا باقی
تھا۔

مجھے بہت خوشی ہوئی یہ جان کر کہ آپ میری مورے
کی سہیلی تھی اور زویا آنتی سے بھی میں ضرور ملنا
چاہوں گی۔ انشال بھی افسردہ سی مسکرا کر بولی تھی۔ اس
کے لبوں پر بکھری بھیگی مسکراہٹ دیکھ کر مہوش بیگم
کو اپنی سہیلی کشمالہ خان کی یاد اور بھی شدت سے آتی
تھی وہ اس کو مزید کچھ بھی نہیں بتانا چاہتی تھی اس
لئے خود پر ضبط کر گئی۔ آج انہوں اپنی سہیلی اور شوہر
دونوں ہی یاد آرہے تھے۔ مشائم اور انشال کو دلہن بنے
دیکھ کر وہ جذباتی ہو رہی تھی۔

ایک تو آپ دونوں اب رونے نہیں لگ جانا پلیز آپ نے
رونا شروع کیا تو میں آپ کو منہاں لالہ کے حوالے کر
دوں گی یہ بول کر کے ان کی دلہن نے بہت تنگ کیا ہوا
ہے مجھے خود سنبھالیں آپ کو جیسے کل رات آپ سب

نے مل کر مجھے شہریار کے حوالے کیا تھا۔!! اپنی ماما
اور انشال دونوں کو خاموش آنسو بہاتے دیکھ کر مشائم
نے اپنا سر پکڑ کر دُہائی دی تھی۔ مہوش بیگم اپنی بیٹی
کے ضبط کرنے کے فن کو جانتی تھی مشائم اپنے بابا کو
کتنا مس کر رہی تھی وہ اپنی کھلکھلاتی ہنسی میں سب
کچھ چھپا لیتی تھی۔

مہوش بیگم کا ضبط ٹوٹا تھا وہ مشائم کو دیکھ کر رونے
لگی تھی۔ ماما یار اچھا ناں مستیاں نہیں کروں گی ابھی آپ
رونا دھونا کر کے مجھے بلیک میل مت کریں۔۔۔نہیں
کروں گی کسی کو بھی تنگ آپ چپ ہو جائیں ناں یار پلیز
ورنا میں نے شادی سے انکار کر دینا ہے۔ مشائم مہوش
بیگم کو بار بار آنسو صاف کرتے دیکھتی بولی تھی۔

اچھا جی تم نے دلہن بن کر بھی میری پیاری خالہ کو ستایا
ہوا ہے رک جا مشی کی بچی آج تو خیر نہیں میرے
ہاتھوں تمہاری!! ایشا کو انشال اور مشائم کو سب کے
بلانے پر لاؤنچ میں لے جانے کے لئے اپنی خالہ مہوش
بیگم کے روم میں داخل ہوئی تھی جب وہ مشائم کی
نوٹنگی دیکھ کر دانت پیس کر بولی تھی۔

تم لوگ تو مجھ سے بات ناں کرو جلاد شوہر کے حوالے
کر دیتے ہو مجھے اپنے سونے کے چکروں میں!! مشائم
اپنی آنکھیں گھما کر بولی تھی۔

میرے لالا جلاد تو نہیں ہیں مشائم ایسے تو ناں بولا کرو
پلیز!! انشال معصومیت سے اپنے لالہ کا سائڈ لیتی بولی
تھی۔ آپ کو کیا پتہ اپنے جلاد لالا کا کیسے حملہ کرتے
ہیں مجھ پر میری چیخیں نکل جاتی ہیں اور کتنی زور سے
چک کاٹ۔۔۔۔۔اوہ اوپسس سوری سوری یہ نہیں کہنا تھا!!
مشائم جو اپنے فلو میں شہریار کا بھانڈا پھوڑ گئی تھی اس
کی زبان کو بریک دروازے سے انٹر ہوتے شہریار
خانزادہ کی شدید گھوری سے لگی تھی۔ انشال اور ایشا تو
کانوں تک لال ہو گئی تھی جبکہ مہوش بیگم خفت سے
سرخ ہوتی مشائم کو غصے سے دیکھنے لگی تھی۔

آپی آجائیں آپ کو غزالہ آنتی اور خانم بی بلا رہی ہیں
منہاں بھائی بھی آپ کے باہر آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔
ایشا انشال کو تھامتی مشائم کو شرارت سے دیکھتی باہر
نکل گئی تھی۔ ایشا کو شہریار نے ہی اندر بھیجا تھا وہ
مشائم کو سب سے پہلے خود ابٹن لگانا چاہتا تھا مگر

دروازے پر پہنچ کے وہ مشائم کی شادی سے انکار کرنے والی دھمکی کے ساتھ ساتھ خود کے لئے جلا دجیسا لفظ بھی سن چکا تھا اور جس طرح وہ سب سے سامنے اس کا بھانڈا پھوڑ رہی تھی وہ مزید باہر نہیں کھڑا رہ سکا اور فوراً ہی اندر انٹر ہو گیا۔

سعدیہ آپی آگئی ہوں گی میں ذرا ان سے مل لوں!! مہوش بیگم شہریار کے ہاتھ میں ابٹن کا کٹورا دیکھتی سمجھداری کا مظاہرہ کرتی اپنے روم سے منسلک ہی دوسرے کمرے کا دروازہ کھولتی انٹر ہو گئی۔

مہوش بیگم کے روم سے جاتے ہی شہریار خانزادہ نے روم کے دونوں دروازے لاک کیے اور مشائم کی جانب بڑھنے لگا۔ مشائم کو کل رات وہ جیسے ہی خانم بی کے روم سے لے کر نکلا وہ اپنی ماما کو سونے سے پہلے دیکھنے کا بہانا کرتی شہریار کے ساتھ مہوش بیگم کے روم چلی گئی اور انکے ساتھ چمٹ کر لیٹ گئی یہ بول کر کہ وہ اپنی ماما کے ساتھ سونا چاہتی ہے اسکی چالاکی فرمائش سن کر شہریار خانزادہ صبر کے گھونٹ پی کر اسے رات تو چھوڑ چکا تھا مگر ابھی وہ مشائم کو بخشنے

کے موڈ میں بالکل بھی نہیں تھا۔

شہریار وہ۔۔۔ وہ باہر سب انتظار کر رہے ہیں رسم کے لئے مجھے باہر جانا ہے۔۔۔ آہ۔۔۔ شہریار!!! مشائم جو اس سے نظریں چراتی دروازے کی جانب بڑھی تھی جب شہریار خانزادہ نے اسے پکڑ کر دیوار کے ساتھ پن کر دیا تھا۔ اس کی کمر زرا زور سے دیوار پر لگی تھی درد سے اس کے منہ سے کراہ نکلی تھی۔ وہ کراہتی ہوئی شہریار خانزادہ کے گلے میں لٹکتی ییلو شال اپنے دونوں ہاتھوں میں جکڑ گئی تھی۔ شہریار خانزادہ ییلو کُرتے کے ساتھ سفید شلوار زیب تن کیے ہوئے تھا گلے میں اس نے ییلو شال مفلر اسٹائل میں لی ہوئی تھی۔

تو جلاد ہوں میں ہاں؟؟ بتاؤ تم پر کیسے حملہ آور ہوتا ہوں میں اور کہاں کہاں کاٹ چکا ہوں؟ شہریار خانزادہ اپنے ہاتھ میں اوہٹن لے کر مشائم کے گال پر لگاتا اپنے گال کو اس کے گال سے مس کرتے بھاری آواز میں بولا!! تو کیا حملہ نہیں کرتے؟ مشائم اس کی بیئرڈ کی چبھن اپنے گالوں پر محسوس کرتی اس کی شال پر گرفت سخت کر کے بولی تھی۔ اس کو پیار کہتے ہیں بے بی!! شہریار

خانزادہ اب اسکے دوسرے گال پر اپنے گال پر لگا ابٹن ہی مس کر کے لگا رہا تھا۔ آپ کا پیار کم سزا زیادہ لگتا ہے۔ مشائم اسے اپنی گردن پر ہونٹ رکھتے محسوس کرتی دیوار پر لگ گئی تھی۔ سزا اسے پینیٹریٹ کر کے دی جاتی ہے میری جان!! وہ مشائم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پینس پر رکھتا اس کی گردن دبوچے بولا تھا۔

یہ کیا بدتمیزی کر رہے ہیں چھوڑیں!! مشائم گھبرا کر فوراً ہی اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ گئی تھی جو بدتمیزی گولڈن نائٹ پر کرنی ہے میں نے اس لئے خود کو تیار کر لو میری جان تمہاری گز بھر کی زبان اب یہ ہی کاٹ سکتا ہے۔ وہ پھر سے اس کا کانپتا ہاتھ اپنے ابھرتے ہوئے ایریکٹڈ پینس کی ٹپ پر رکھتا گہری آواز میں بولا۔

آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میرے اٹھارہ کے ہونے سے پہلے وہ نہیں کریں گے تو-----وہ تو اب کرنا ہی پڑے گا کیونکہ تم خود مانگ رہی ہو یہ۔ ہم دونوں کی پرسنل باتیں سب سے شیئر کر کے مجھے مشتعل کر رہی ہو کہ میں تمہارے ساتھ کوئی رعایت ناں برتوں بلکہ پورا ایک ساتھ فل لینتھ۔۔۔ شہریار بس کریں آپ کیا گندی باتیں کیے

جا رہے ہیں! مشائم اسکے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر وہ اس سے زیادہ اسکی بے باک بات نہیں سن سکتی تھی۔

شہریار خانزادہ ابھی کوئی جسارت کرتا جب روم کا دروازہ نوک ہوا۔ مشائم اور کتنی دیر لگی گی پلوشہ تائی بلا رہی ہیں تمہیں آجاؤ رسم کرنی ہے لیٹ ہو رہا ہے۔ یہ شانزے تھی جو روم کا دروازہ نوک کر کے بولی تھی۔

گڑیا ہم آرہے ہیں مورے کو بولو میں ان کی بہو کو دو منٹ تک لاتا ہوں ان کے پاس!! شہریار خانزادہ نے گھڑی میں ٹائم دیکھا تھا جو نو بج رہی تھی۔ ٹھیک ہے لالا!! شانزے اندر سے آتی شہریار کی آواز سن کر جلدی سے بول کر وہاں سے چلی گئی تھی اندر شہریار ہو گا اسے اندازہ نہیں تھا۔

ہاں جی تو آج رات یہاں سونا ہے یا پھر میرے روم میں؟؟ شہریار نے آئی برو ریز کر کے سوالیاں لہجے میں استفسار کیا۔ آپ۔۔ کے روم میں ابھی باہر چلیں۔! مشائم اپنی جان چھڑوانے کے لئے جلدی سے بولتی شہریار خانزادہ سے دور ہوتی جب وہ اس کا منہ پکڑ کر اس کے ہونٹوں

کو اپنی قید میں لے گیا۔ اور بہت رف سے انداز میں کھینچ
کھینچ کر چومنے لگا وہ اس کا جبڑا زور دے کر کھولتا
اسکی زبان پر حملہ آور ہوا۔ مشائم کو اس کی زبان حلق
سے اکھڑتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ وہ شہریار کی
چیست پر مکے مارنے لگی۔

میں کتنا رف اینڈ ٹف ہوں ہارڈ اینڈ سالڈ ہوں یہ خود تک
محدود کر لو بے بی ورنہ۔۔۔۔۔ہاں ورنہ آپ نے مجھے زبان
سے ہی محروم کر دینا ہے آئی نو۔۔۔ہٹیں پیچھے درد ہوتا
ہے منہ میں مجھے سارا موڈ آف کر دیا میرا لپ اسٹک
خراب ہو گئی ہے میری آپ کو۔۔۔۔۔شہریار خانزادہ اپنی من
مانی کر کے پیچھے ہٹتا مشائم کو مخمور لہجے میں وارن
کر رہا تھا جب وہ روبانسی ہو کر ڈریسنگ مرر کی جانب
بڑھتی بڑبڑائی تھی۔ شہریار خانزادہ اسے ڈریسنگ ٹیبل پر
بٹھاتا اسے محصور کرتے ہوئے اس کے ماتھے سے اپنا
ماتھا ٹکا گیا۔

رات سو نہیں سکا میں تمہیں مس کرتا رہا ہوں جتنی ادائیں
دکھا رہی ہو ناں سود سمیت اتنی ہی۔۔۔۔۔شہریار دروازہ
کھولو دیدہ کی طبیعت خراب ہو رہی ہے وہ۔۔۔۔۔کیا ہوا ہے

مورے کو خالہ؟؟ شہریار خانزادہ جو مشائم کے ڈریس کی زپ نیچے کھسکا رہا تھا کہ دروازہ زوروں سے بجا تھا اور نازنین خانم کی بوکھلاتی آواز سن کر شہریار خانزادہ فوراً سے مشائم سے دور ہوتا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تھا۔

پتہ نہیں کیا ہوا ہے دیدہ کو وہ روتی ہی جا رہی ہیں باہر سب مہمان ہیں اس لئے میں ڈائریکٹ تمہارے پاس آگئی۔ میں دیکھتا ہوں مورے کو آج ان کی طبیعت خراب نہیں ہونی چاہیے ورنہ ہاشم ماموں پھر سے مریم پھوپھو کو تکلیف دیں گے اور اب وہ موقع نہیں جب سب کو خود پر ہنسایا جائے تماشہ بنا کر!! شہریار خانزادہ اضطراب کی حالت میں کہتا تیزی سے پلوشہ خانم کے روم کی جانب بڑھ گیا جبکہ نازنین خانم ایک طنزیہ نظر ڈریسنگ ٹیبل پر بیٹھی مشائم پر ڈالتا وہاں سے چلی گئی۔

آگیا ہو گا پھر سے کوئی جھوٹا اٹیک۔۔۔۔۔ شرم تو آتی نہیں ہے اپنے گناہوں پر ڈرامہ کرتے ہوئے! مشائم شدید نفرت کے عالم میں کہتی اپنا حولیہ درست کر کے روم سے نکل گئی تھی۔ وہ کسی بھی بات کی پرواہ کیے بغیر لاؤنچ کی

جانب بڑھ گئی۔

ایشا۔۔۔!! ایشا انصاری جو حویلی کے بیک سائڈ والے لان میں کھڑی کچھ تلاش کر رہی تھی جب اس کے کانوں سے احد خانزادہ کی پکارتی آواز ٹکرائی۔ وہ بے ساختہ اپنے پیچھے مڑ کر دیکھنے لگی۔ وہ ییلو کلر کے کرتے اور وائٹ پاجامے میں ملبوس تھا۔ بالوں کو جیل سے سیٹ کیے بے حد ہینڈسم لگ رہا تھا۔

جی؟؟ ایشا بیزار سے لہجے میں بولتی واپس گراس میں کچھ تلاش کرنے لگی۔

یہ جو آپ نے ڈریس پہنا ہے اس کے بازو کہاں ہیں؟؟ احد خانزادہ اس کے قریب آتا نیٹ کے دوپٹے سے چھلکتے اسکے دودھیا بازو گھور کر بولا۔

آپ سے مطلب جہاں بھی ہیں!! ایشا دو ٹوک انداز میں بولی تھی۔

مطلب تمہیں سارے میں کل سمجھاؤں گا ابھی میری بات
کا جواب دو یہ بغیر بازو والا لباس کیوں پہنا ہے تاکہ میں
غصے سے پاگل ہو جاؤں اور اس کے ساتھ تمہیں اپنے
طریقے سے سمجھاؤں؟؟؟ احد خانزادہ کا غصہ دماغ پر
سوار ہونے لگا تھا۔

جو ڈریس اس نے ایشا کے لیے خود لیا تھا اس نے وہی
پہنا تھا مگر اس کے سلیوز کہاں تھے وہ بغیر بازو والے
شرارے پر ملٹی کلر کا دوپٹہ خوبصورت سے انداز میں
کیری کیے ہوئے تھی۔

اوہ شکر ہے مل گئی میری رنگ!! ایشا جھک کر اپنی
انگوٹھی اٹھاتی حویلی کی جانب بڑھنے لگی۔ احد خانزادہ
اسے خود کو بھر پور اگنور کر کے آگے بڑھتے دیکھتا
سر تا پاؤں سیخ پا ہوا تھا۔

میں کچھ بکواس کر رہا ہوں اور تم۔۔۔۔۔ کل میرا نکاح ہے
اور میں اپنے ہونے والے شوہر کے علاوہ کسی اجنبی
انسان کے سوالوں کی جواب دے نہیں ہوں کیپٹن احد

خانزادہ بہتر ہو گا آپ مجھ سے فاصلے پر رہیں!! اس
سے پہلے احد ایشا کا ہاتھ تھامتا وہ فوراً پیچھے ہوتی
انگشت شہادت دکھاتی لفظ چبا کر بولی تھی۔

کس سے نکاح کر رہی ہو تم؟ جان سے مار دوں گا اسے
میں تم ہاں کر چکی ہو کیا اپنے گھر والوں کو؟ احد
خانزادہ حیران ہو کر بولا تھا۔

جی ہاں میں نے آج صبح ہی اپنے پاپا سے کہہ دیا ہے کہ
میرا جو پریپوزل آیا ہے میں تیار ہوں نکاح کرنے کے لیے
اور آپ کو پتہ ہے وہ لوگ کل ہی نکاح کر رہے ہیں آج کا
ایونٹ اٹینڈ کر کے میں حویلی سے اپنے گھر ماما کے
ساتھ ہی چلی جاؤں گی اور سب سے پہلے نفل پڑھوں گی
کہ میری آپ سے جان چھوٹ رہی ہے میں بالکل نکاح ناں
کرتی مگر کل رات جو چھچھورا پن آپ نے میرے ساتھ
کیا ہے ناں اس کے بعد میرے پاس کوئی اوپشن نہیں تھا
اس نکاح سے بہتر آپ سے اپنی جان چھڑوانے کا! ایشا
پھولی سانسوں کے بیچ بولی تھی۔ اس کی باتیں سن کر احد
خانزادہ کو کل رات کا منظر یاد آیا تھا۔

(ایشا قوالی نائٹ ختم ہو جانے کے بعد احد خانزادہ سے

بات کرنے کے لئے اسکے روم میں گئی تھی کہ وہ کیوں
پاگل عاشقوں جیسی حرکتیں کر رہا ہے کہ سب اسے
مشکوک نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ بلکہ احد کے حوالے
سے مل بھی رہے ہیں یہ کہہ کر کے وہ جلد انکے خاندان
کا حصہ بن جائے گی۔ تو بن جاؤ نا ہمارے خاندان کا
حصہ ہاں کر دو مجھے اب تو خاندان کے لوگ بھی میری
آنکھوں میں تمہارا عکس دیکھ چکے ہیں!! اور تمہیں اپنی
چھوٹی بہو بھی مان رہے ہیں! احد اس کی بات سن کر
پیٹرول میں تیلی لگاتے بولا۔ میں کبھی اس خاندان کا حصہ
نہیں بنو گی اور کسی ڈاکو صفت کیپٹن سے تو کبھی شادی
نہیں کروں گی!! ایشا غصہ سے پاگل ہو رہی تھی شادی
تو میں تم سے ہی کروں گا یہ رنگ اپنے ساتھ لئے پھر رہا
ہوں رحم کرو مجھ پر بلکہ یہ پہن ہی لو۔ وہ اس کا ہاتھ
پکڑ کر زبردستی پرپوزل رنگ پہنا گیا۔ جس پر ایشا
بھڑکتی ہوئی اس کے منہ پر نشان بنانے والی تھی جب وہ
فوراً ہی اسے اپنے قابو میں کر گیا اور اس کی نازک
کلائیاں پکڑ کر اسے گھماتا ہوا بیک سائڈ سے اپنے ساتھ
لگاتا اس کے کان پر جھک کر اپنے بھاری لہجے میں
لفظوں کی آگ اس کے کانوں میں گھول گیا۔ پیار ہو میرا
ایشا انصاری پیار ہی رہو ضد بننا چاہ رہی ہو تو صاف
الفاظ کا استعمال کرو گن پوائنٹ پر تم سے نکاح کر لینا

ہے میں نے اگر کسی اور کے نکاح پر پوزل کے لیے ہاں
 کی تم نے تو!! احد کی گرفت نرم تھی جبکہ لہجہ دیوانگی
 بھرا۔۔ ایشا اس کی نرم گرفت سے فوراً ہی اس سے اپنے
 ہاتھ چھڑوا کر اس کے پیٹ پر کہنی رسید کرتی اس کا
 گربان پکڑ گئی تھی۔ کروں گی ہاں میں بھی دیکھتی ہوں
 ایک آرمی والا ڈاکو میرا کیا بگاڑ لیتا ہے نکاح تو کیا
 شادی بھی کروں گی بلکہ دس بچوں کی ماں بھی بن کر
 دکھاؤں گی میں دیکھتی ہوں کون مجھ سے گن پوائنٹ پر
 نکاح کرتا ہے! وہ غصہ سے شیرنی بنی غراتی احد کے
 روم سے نکل گئی تھی جبکہ اس کے جاتے ہی احد
 خاندان کا چہت پہاڑ قہقہہ گونجا تھا۔ دس بچے۔۔۔ ہاہاہا
 سیریسلی! دیکھ لو تم نے خود ڈیسائڈ کیے ہیں اب مکر نے
 نہیں دوں گا!! وہ چمکتی شہد آنکھوں سے خوشی سے
 پاگل ہو گیا تھا)

میں آپ کو انویٹیشن دیتی ہوں کہ آپ میرے نکاح میں
 ضرور آنا۔ اور اب میرے راستے سے ہٹیں آپ کی چچی
 الریڈی اتنی ایکٹیو ہیں کہ وہ کسی کا تماشا بنانے میں
 سیکنڈ ناں لگائیں میرے عاشق بنے پھیرنے سے آپ کو
 کوئی فائدہ نہیں ہونا بلکہ میرے شوہر سے دھلائی ہونی
 ہے آپ کی!! ایشا تیزی سے راہ داری کر اس کر گئی تھی۔

دھلائی کون کس کی کرے گا یہ میں تمہیں اون کرنے کے بعد بتاؤں گا اتنی ڈر پوک بنی ہوئی تھی مس ڈرامہ کوئین سہی والے رنگ تو ابھی دیکھ رہا ہوں میں میڈم کے بیڈ پر مزہ آئے گا تمہارے ساتھ یہ جن بازوؤں کا تم مجھے پاگل کرنے کے لئے نظارہ کروا رہی ہو ناں قسم کھاتا ہوں پہلے جھٹکے میں تمہیں بھیگی بلی نہیں بنا دیا ناں تو میرا نام بھی کیپٹن احد زمان خانزادہ نہیں!! وہ صبر کے کڑوے گھونٹ پیتا اپنی گردن اسٹریچ کر کے خود بھی لاؤنچ کی جانب بڑھ گیا۔ جہاں رسم ہلدی شروع کر دی گئی تھی۔

مورے کیا ہوا ہے آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے ناں؟؟
شہریار خانزادہ پلوشہ خانم کے کمرے میں پہنچتا انہیں روتے دیکھتا پریشانی سے بولا تھا۔

بس تھوڑی طبیعت ناساز ہے بیٹا میری تم یہاں کیوں آگئے سب کے ساتھ جاؤ ناں ہلدی کی رسم ہونی ہے مشائم کے ساتھ بیٹھو بیشک وہ مجھے پسند نہیں کرتی مگر ہے تو میری بہو ہی ناں!! پلوشہ خانم شہریار کے گال پر ہاتھ رکھتی بولی تھی۔

نہیں مورے ایسی بات نہیں وہ آپ کو کیوں ناپسند کرے گی۔ کیا اس نے آپ سے کچھ کہا ہے؟ کوئی بات ہوئی ہے آپ کی مشائم کے ساتھ؟؟ شہریار خانزادہ پلوشہ خانم کا ہاتھ احترام سے چومتا ان کی بات پر حیران ہوا تھا۔ مشائم نے اس کی مورے سے کچھ کہا ہو گا ایسے وہ بے یقین تھا۔

اس کے رویے سے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے بیٹھے اس نے مجھے۔۔۔۔۔ شہریار باہر کیوں نہیں آرہے آپ کب تک یہاں روم میں بیٹھے رہیں گے؟ پلوشہ خانم جو عجیب سے انداز میں شہریار خانزادہ سے مخاطب تھی جب مشائم جھنجھلاتی ہوئی ان کے روم میں آتی شہریار سے بولی۔ شہریار خانزادہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا تھا۔

یہاں آؤ مورے کے پاس!! شہریار نے اپنے ازلی تحکم بھرے رعب دار انداز میں بولا تھا۔ مشائم ایک نظر پلوشہ خانم کو دیکھتی شہریار کی طرف بڑھی۔

جی؟؟ وہ مسکرا کر بولی تھی۔ پلوشہ خانم کی نظر اس کی گردن میں لٹکتے ڈائمنڈ بٹر فلائے والے پینڈنٹ پر ہی ٹکی

ہوئی تھی۔ مورے کے ساتھ ٹائم اسپینڈ کیا کرو انہیں تم سے شکایات ہو رہی ہیں! شہریار اس کا ہاتھ پکڑتا اپنے انگوٹھے سے اس کے ساتھ کی پشت کو سہلاتے ہوئے نرمی سے بولا تھا۔

شہریار ہر کسی کی شکایات دور کرنے کا ٹھیکہ تو نہیں لیا ناں میں نے۔!! مشائم دو ٹوک انداز میں بولی تھی۔ بیٹی تم مجھے کیوں ناپسند کرتی ہو میرے شہریار کی بیوی میرے لیے بیٹی جیسی ہے بلکہ بیٹی سے بھی بھڑک رہے۔ شہریار جو مشائم سے کچھ کہنے کے لئے اپنے لب واہی کرنے لگا تھا جب پلوشہ خانم اس کے ہاتھ پر دباؤ ڈال کر خاموش رہنے کا کہتی مشائم سے خود مخاطب ہوئی تھی۔

انشال آپ کو جب آپ نے اپنی بیٹی نہیں مانا تو پھر میں کیسے آپکی بیٹی ہو سکتی ہوں تائی؟ آپ نے انہیں۔۔۔۔۔۔ مشائم تم یہ کیسے بات کر رہی ہو مورے سے یہ کیا ٹون ہے تمہاری؟ مشائم جو اپنی آنکھیں گھما کر طنزیہ انداز میں ہنس کر پلوشہ خانم سے مخاطب تھی جب شہریار کو اسکے لہجے میں عجیب ہی طنز محسوس ہوا وہ اس کا ہاتھ چھوڑ گیا۔ مشائم کی ٹون اس کا لہجہ پلوشہ

ایک لفظ نہیں سنو گا میں تم مجھے غصہ دلا رہی ہو۔۔۔۔۔ شہریار بیٹا یہ اس سے زیادہ دیدہ سے بدلحاظی کر چکی ہے کشمالہ کو اپنی ساس بول کر اس نے دیدہ کا کتنا دل دکھایا ہے تم نہیں جانتے دیدہ اس لئے رو رہی تھی اور اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلی!! شہریار مشائم کی باتیں سن کر اپنا غصہ بمشکل ضبط کر کے بول رہا تھا جب دروازے سے انٹر ہوتی نازنین خانم نے پیٹرول میں تیلی لگائی تھی۔

آپ کی ہی کمی تھی میرے بارے میں آپ دونوں نے شہریار سے جو کچھ کہنا ہے کہیں مجھے کوئی فرق نہیں پڑھتا!! میں اب کسی سے نہیں مگر ہاشم تایا کے سامنے ہر بات کروں گی ہر بار ظالم کی جیت نہیں ہوتی یاد رکھیئے گا۔!! مشائم کھلکھلا کر ہنستی ہوئی ایک نظر شہریار کے غصے سے لال ہوتے چہرے کو دیکھتی دروازے کی جانب بڑھی تھی جب وہ اس کی کلائی پکڑ کر روک گیا۔

تم کیا کہنا چاہتی ہو مشائم ہاشم ماموں سے کیا بات کرنی ہے تم نے؟؟ میں جو بات بھی کروں گی وہ اب آپ کو یا تو آپ کی مورے خود بتائیں گی یا پھر آپ۔۔۔۔۔ بیٹا مجھے معاف کر دو میں نے تمہیں اپنی بیٹی سمجھ کر ڈانٹ دیا

تھا مگر تم نے تو برا ہی مان لیا۔۔۔۔۔تائی یہ ناٹک کیوں کر
 رہی ہیں آپ؟؟ میں کسی کی ڈانٹ نہیں سنتی آپ نے
 مجھے کب ڈانٹا ہے کیوں اس طرح شو کر رہی ہیں جیسے
 آپ ایک اچھی۔۔۔۔۔بہت ہو گیا مشائم میں اب ایک لفظ نہیں
 سنو ان لبوں سے!! تم سے میں کمرے میں بات کروں گا
 اس بدتمیزی کی وجہ سالڈ ہونی چاہیے مورے سب کچھ
 ہیں میرے لئے یہ بات میں نے تمہیں کل رات ہی بتا دی
 تھی مگر جس طرح تم نے میرے سامنے آج میری مورے
 سے اتنی بدلحاظی کی بغیر کسی۔۔۔۔۔میں نے آپکی مورے
 سے کوئی بدلحاظی کوئی بدتمیزی نہیں کی اگر کی ہوتی
 تو یہ تو کسی معصوم کو نہیں چھوڑتی میں تو پھر بھی
 حق اور انصاف کی بات کرنا جانتی ہوں آپ کو پہلے بھی
 میرے خلاف مس گائیڈ کیا گیا تھا آپ کی خالہ نے۔۔۔قوالی
 نائٹ پر بھی انہوں نے میری ماما کی انسٹ کی تھی
 پوچھیں آپ ان سے اگر میں آپ کو جھوٹ۔۔۔۔۔انف مشائم
 مزید ایک لفظ نہیں آئی ایم ڈن ناؤ اس سے پہلے میرا صبر
 ختم ہو تم چپ ہو جاؤ جو بھی کہنا ہے روم میں چل کر
 کہو میں ہر بات سنو گا تمہاری مگر یہ ٹون
 ۔۔۔۔۔مشائم۔۔۔۔۔مشائم!! شہریار خانزادہ اپنے بھاری لہجے میں
 ذرا زور سے مشائم کو ڈانٹ کر چپ کروا کر غصے سے
 بول رہا تھا جب وہ شکوے سے اسے دیکھتی نفی میں اپنی

گردن ہلاتی شہریار خانزادہ کی مزید کوئی بھی بات سننے
بغیر روم سے باہر نکل گئی۔ شہریار خانزادہ اسے پکارتے
ہوئے آگے بڑھا ہی تھا جب پلوشہ خانم نے اسے روک دیا۔

شہریار وہ بچی ہے ہم سب سے دور رہنے کی وجہ سے
بدظن ہے تم اس پر غصہ مت کرنا اسے جو بھی غلط
فہمی ہوئی ہے میرے بارے میں وہ میں خود دور کر
دونگی میری بہو کو کچھ ناں کہنا ورنہ میں تم سے خفا ہو
جاؤں گی اب جاؤ تم بھی میں بھی باہر آرہی ہوں بچی
تمہیں بلانے آئی تھی اور تم نے اسے ڈانٹ دیا۔ بیٹے غصہ
تھوک دو!! پلوشہ خانم نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا
تھا۔ مورے مشائم کی طرف سے میں آپ سے سوری کرتا
ہوں وہ پتہ نہیں آپ کے بارے میں کیوں اتنی بدگمان ہے
پہلے وہ بابا کو بھی برا بولتی تھی کوئی بات ہے جو اسے
ڈسٹرب کر رہی ہے وہ بہت صاف دل کی مالک ہے میں
اسے جانتا ہوں وہ ضرور۔۔۔۔ بیٹا وہ دیدہ سے تمہارے
سامنے زبان درازی کر کے جا چکی ہے تمہیں بھی کسی
کھاتے میں نہیں رکھتی خیر بعد میں اس بارے میں بات
کریں گے سارے رشتے دار باتیں بنائیں گے تم اپنی بیوی
کو سمجھا دو ہمارے خاندان کی لڑکیاں اتنی کھلی زبان
استعمال نہیں کرتی ٹھہرے ہوئے مزاج اور عادات کی

مالک ہیں مشائم کسی کے آگے دیدہ سے بد لحاظی کرے گی تو میں بالکل برداشت نہیں کروں گی تم میرے لئے میرے بڑے بیٹے ہو اسے سمجھاؤ بڑوں کی عزت کرنا بڑی بہو بن کر! سوات میں ایسا کچھ نہیں ہونا ہے جو وہ ابھی کر کے گئی ہے شہریار خانزادہ اپنی مورے کے ہاتھ چوم کر مشائم کے رویے کی تلافی کر رہا تھا جب نازنین خانم اسے مزید بھڑکانے کی کوشش کر رہی تھی۔

خالہ آپ مہوش چچی کو پلیر کچھ مت کہا کریں اس کے سامنے اس کی ماما کو کچھ بولیں گی تو وہ چپ نہیں ہو گی پھر ناسمجھ ہے اپنے ماما بابا سے پیار کرتی ہے برداشت نہیں کر پاتی کوئی بھی بات میں اسے سمجھاؤں گا وہ دوبارہ ایسا کچھ نہیں کہے بھی آپ بھی خیال رکھیے گا!! شہریار خانزادہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر نازنین خانم سے کہتا روم سے نکل گیا۔ وہ جانتا تھا مشائم اس سے ناراض ہو گئی ہو گی مگر اس کا رویہ ناقابل یقین تھا پلوشہ خانم کے ساتھ وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا۔ اسکی اتنی باتیں سن کر بھی وہ اس پر غصہ نہیں ہوا تھا بلکہ کچھ عجیب محسوس کر رہا تھا وہ کشمالہ خانم کو کیوں اپنی ساس بولے گی جبکہ شہریار اسے پہلے ہی منا کر چکا تھا جو اسے خدشات کی دنیا میں دھکیل رہا تھا۔ وہ

مشائم سے کھل کر بات کرنا چاہتا تھا۔

انشال اور منہاں خانزادہ ایک ساتھ صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کو باری باری سب ابٹن لگا رہے تھے منہاں خانزادہ اور نج کلر کا گرتا اور وائٹ شلوار پہنے ہوئے تھا۔ اس نے انشال خان کے ڈریس کے ساتھ میچنگ کی ہوئی تھی۔ جبکہ ایک دوسرے صوفے پر مشائم اور شہریار خانزادہ بیٹھے تھے جو بیلو کلر کے لباس کو زیب تن کیے ہوئے تھے۔ باری باری سب ہی انہیں ابٹن لگا کر مٹھائی کھلا رہے تھے۔

آپ نے ایک بھی موقع نہیں دیا مجھے تنہائی میں ملاقات کرنے کا خانی آج تو ویسے بھی احد نے مجھے روم میں چھوڑنا اب میں اپنی بیگم سے تفصیلی ملاقات کب کروں گا؟ منہاں خانزادہ انشال کے قریب تھوڑا جھک کر بولا تھا۔ انشال اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے شرم سے لال ہوتی اپنی نظریں جھکا گئی وہ اسے کس طرح ابٹن لگاتا وہ جانتی تھی۔

نازنین خانم کبھی اپنے زن مرید بیٹے کو دیکھتی تو کبھی

سنجیدہ سے بیٹھے شہریار کو انہوں ان دونوں میں کوئی فرق نہیں لگا تھا۔ ایک کھل کر رن مریدی کرتا تھا تو ایک سنجیدہ بیٹھ کر!! احد خانزادہ بھی ان کی ہی کیٹیگری میں آگیا تھا اس نے حویلی میں کتنا شور مچایا تھا نکاح کے لئے کتنی ضد کی تھی کہ سب کو ماننا ہی پڑا تھا۔ اس نے ایک دن کے اندر اندر ایشا اور اپنا رشتہ طے کروایا تھا۔ بس ایک بہرام ہی بچا ہے جو رن مرید نہیں نکلا تھا نازنین خانم کو اپنا بھتیجا یاد آیا تھا مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی ان سب میں بڑا رن مرید اگر کوئی تھا تو وہ انکا بھتیجا بہرام خانزادہ ہی تھا جسے رو کر شانزے اپنے اشاروں پر نچاتی تھی۔ بہرام خانزادہ ان سب کے سوات میں ہی ملنے والا تھا۔

میں ایشا کے ساتھ خالہ کے گھر جاؤں گی!! مشائم سنجیدہ سے بیٹھے شہریار خانزادہ سے بولی تھی۔ اوکے چلی جاؤ!! شہریار خانزادہ دو لفظی جواب دیتا مریم خانم کو دیکھنے لگا۔ جو لاؤنچ کے داخلی دروازے سے انٹر ہوتے سردار ہاشم خان کو دیکھ رہی تھی۔ وہ آج بھی انہیں آنسوؤں کو ضبط کر کے دیکھتی تھی۔ مشائم کی نظر بھی ہاشم خان پر پڑھ گئی تھی۔ جو سیاہ کاٹن کے اکڑے ہوئے قمیض شلوار میں ملبوس بادامی شال اپنے شانوں پر اوڑھے رعب سے اندر انٹر ہو رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر

شہریار منہان اور احد تینوں ہی اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے تھے شانزے جو انشال کی رسم کر رہی تھی وہ اپنے سر پر دوپٹہ ٹھیک سے اوڑھتی انشال کے بالوں کو بھی ڈھک گئی۔ ہاشم خان کتنے سخت مزاج کے تھے یہ بات سب جانتے تھے انہوں ننگے سر والی عورت دیکھ کر طیش آجاتا تھا۔

احد خانزادہ نے گردن گھما کر ایشا کو دیکھا تھا جیسے شانزے کان میں کچھ بول رہی تھی اس کی بات سن کر وہ اپنے سر پر نیٹ کا دوپٹہ کیا ہی لیتی وہ تو سلیو لیس کپڑوں میں ملبوس تھی۔ احد کا چہرہ ضبط سے لال ہونے لگا۔ وہ اس کے بھائیوں اور تایا کے سامنے سلیو لیس کپڑوں میں کھڑی شدید طیش دلا رہی تھی۔

سردار ہاشم خان خانم بی سے مل رہے تھے۔ ایشا کو لاؤنچ سے لے کر جاؤ شانزے میں کوئی بدمزگی نہیں چاہتا!! احد نے شانزے کے پاس جاتے دھیمی آواز میں حکم بھرے لہجے میں بولا۔

جی لالا!! ایشا میری بات سننا ذرا مجھے کچھ کام تھا آپ سے!! شانزے سعدیہ انصاری کے ساتھ کھڑی ایشا کی

جانب بڑھتی اسے بہانا بنا کر لاؤنچ سے لے گئی تھی۔
ہاشم خان اگر اسے دیکھ لیتے تو احد کا رشتہ مشکل ہو
جانا تھا۔ وہ جس نکاح میں خاص شرکت کے لئے آئے
تھے وہ پھر ہوتا ہی ناں۔!! لاؤنچ میں صرف ایک مشائم
ہی تھی جو زہر اگلتی آنکھوں سے ہاشم خان کو دیکھ رہی
تھی اس کے چہرے پر نفرت سے بھرے تاثرات تھے۔

ہمارا بیٹا نکاح کر رہا ہے بہت خوشی ہو رہی ہے تم سب
کو نئی زندگی شروع کرتے دیکھ کر!! ہاشم خان اب باری
باری تمام لڑکوں سے مل رہے تھے۔ وہ انشال کے سر پر
ہاتھ رکھتے دوسرے صوفے پر بیٹھی چھوٹی سی اس
لڑکی کو دیکھنے لگے جس کے بالکل ساتھ شہریار کھڑا
تھا۔ وہ انہیں گھورتی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی اس کا
دوپٹہ گلے میں جھول رہا تھا وہ دلہن ہو کر سر پر دوپٹے
سے محروم بیٹھی تھی۔

یقیناً تم ہی سالار خان کی بیٹی ہو!! ہاشم خان مشائم کی
جانب دیکھتے غضب سے بولے تھے۔

جی ہاں میں ہی خاندان کے چھوٹے بیٹے سالار
خان کی بیٹی سردار شہسوار خان کی بہو اور خاندان

خاندان کے سب سے بڑے وارث شہریار خاندان کی منکوحہ مشائم خان ہوں!! مشائم نے لفظوں پر زور دے کر بولا تھا۔ وہ خاندان کی پہلے لڑکی تھی جس نے نگاہیں جھکائے بغیر ہاشم خان کو تفصیلاً جواب دیا تھا۔

شہریار تو آج اس کے انداز دیکھ رہا تھا۔ جو طنز غصہ اس نے کچھ دیر پہلے اپنی مورے کے لئے مشائم کے لفظوں میں محسوس کیا تھا وہ اب اس کے لہجے میں نفرت سے آلودہ سے سردار ہاشم خان کے لئے چھلک رہا تھا۔ کہی وہ جانتی تو نہیں تھی کہ اس کے بابا کا ایکسیڈنٹ سردار ہاشم خان نے کروایا تھا؟؟ وہ اس کے فیس ایکسپریشن نوٹ کرنے لگا۔

یہ تو تمہیں دیکھ کر لگ ہی رہا ہے لڑکی!! ہاشم خان غضبناکی سے بولے تھے۔ ان کے چہرے پر ناگواری تھی۔

لگنا بھی چاہیے آخر میں خاندان کا خون ہوں۔ مشائم مریم خانم کے سفید پڑھتے چہرے کی جانب دیکھ کر بولی تھی۔

ہاں تم ہمارا ہی خون ہو! ہاشم خان آگے بڑھے اور مشائم کے سر پر اپنا ہاتھ رکھ گئے۔ نازنین خانم مشائم کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی۔ جو کم عمر تھی اور بے خوفی اس کے خون کا حصہ لگ رہی تھی۔ ہاشم خان سے آج تک کوئی اس طرح بات کرنا تو دور ان کی دیکھتا بھی نہیں تھا۔ شہریار ہاشم خان سے بہت سے سوالات کرنا چاہتا تھا مگر موقع یہ نہیں تھا۔

مشائم اس کی بار ہاشم خان کی بات سن کر خاموش رہی۔ تمہاری آنکھوں میں تمہارے باپ سالار جیسی ضد ہی ہمیں نظر آرہی ہے اس کے نافرمان ہونے کے باوجود بھی ہمیں اس کے جانے کا دکھ ہے!! وہ مشائم سے مزید بولے۔ باپ کا سایہ چھیننے کی کوشش کرنے والے افسوس کا اظہار نہیں کیا کرتے۔ مشائم اپنے سر سے ہاشم خان کا ہاتھ ہٹا چکی تھی۔ اس کے لفظ شہریار خاندادہ کے شک پر سچ کی مہر لگا گئی تھی۔

کس نے چھینا تمہارے باپ کو تم سے؟ وہ تو خدائی موت مرا ہے!! ہاشم خان ایک لمحے میں اپنے چہرے پر

رازوں کے سائے آنے سے روک کر مشائم سے بولے۔

آپ نے! مشائم اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی تھی۔ آپ نے اتنی دیر کیوں کر دی ہاشم تایا میں نے بابا کے منہ سے آپ کا بہت ذکر سنا تھا مگر ملاقات آج ہو رہی ہے۔ میں آپ سے ملنا چاہتی تھی! مشائم جس کی بات سن کر سب اسے چونک کر دیکھ رہے تھے وہ کھلکھلاتی ہوئی بات تبدیل کر گئی۔

ہم۔ ہم سے کیوں ملنا تھا؟ ہاشم خان ایک لمحے کو ٹھٹھکے پھر عام سے لہجے میں بولے۔ آپ خاندان کے بڑے ہیں اور چھوٹے اپنے خاندان کے بڑوں سے ہی ملنے کے ہی خواہش مند ہوتے ہیں۔ یہ مٹھائی کھلائیں ناں مجھے!! مشائم کا لہجہ پل میں تبدیل ہو گیا تھا۔ یوں جیسے وہ ہاشم خان کی لاٹلی ہو۔ پلوشہ خانم مشائم کو دیکھ رہی تھی وہ لڑکی بہت تیز تھی اس کے پاس ان سب کے بہت اہم راز تھے۔

ہاشم خان مشائم کو مٹھائی کھلاتے ایک نظر مریم خانم کو دیکھتے حویلی کے مردان خانے کی جانب منہاں شہریار

اور احد کے ساتھ بڑھ گئے تھے۔ تمام رسمے ہو چکی تھی۔ اب کھانا لگنا تھا اس کے بعد لڑکیوں نے ٹپے گانے تھے۔

ڈھولکی کا ایونٹ ختم ہوتے ہی ایشا سعدیہ انصاری اور مشائم تینوں ہی رایان انصاری کے ساتھ گاڑی میں سوار ہوتے انصاری پیلس کی جانب روانہ تھے۔

مشائم اور شہریار خاندانہ کی کوئی ملاقات نہیں ہوئی تھی وہ جب سے ہاشم خان کے ساتھ حویلی کے مردان خانے میں گیا تھا واپس نہیں آیا تھا۔ کل ایشا کا نکاح تھا اور وہ ایشا کو اس کے اتنے اہم ایونٹ میں اکیلے نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔ مگر وہ شہریار خاندانہ سے مل کر اپنی خالہ کے گھر جانا چاہتی تھی جو اس سے ناراض ہو گیا تھا اور اس کی ناراضگی مشائم کو خاصی چبھ رہی تھی۔ دل میں بے چینی بڑھ رہی تھی۔

ہونہہ! رہیں ناراض اپنی خالہ کی مورے صاحبہ کی باتوں میں آکر مجھے ڈانٹ رہے تھے۔ باتیں کرتے ہیں پیار کرنے کی۔ ڈیڈی بننے کی۔۔۔ ملے بھی نہیں مجھ سے۔۔۔ اتنی

بھی کیا ناراضگی ہوتی ہے۔۔ ایک بار تو ہگ کر ہی سکتے
 تھے اپنی برائڈ کو مگر۔۔ مگر مجھے کیوں اتنی تکلیف ہو
 رہی ہے؟؟ میں کیوں یاد کر رہی ہوں انہیں۔۔ خود سے
 لونگ وائف والی فیلنگز کیوں آرہی ہیں مجھے کہی
 مجھے۔۔۔ مجھے شہریار سے محبت تو نہیں ہو گئی!!
 مجھے کیوں ہونے لگی ان سے محبت؟؟ وہ تو محبت کے
 ہی لائق ہیں نا اتنے کیئرنگ ہسبنڈ ہیں۔ کیا ہی کیئر کی
 ہے میری ملے تک نہیں مجھ سے میں بھی اب ناراض ہی
 رہوں گی مگر کیا کروں ناراض بھی تو نہیں رہا جا رہا
 ناں مجھ سے۔۔۔ پلوشہ تائی جیسی شاطر عورت پوری طرح
 شہریار کو اپنے قابو میں کیے بیٹھی ہیں اور وہ نازنین
 چچی کیا وہ بھی ہر چیز میں حصے دار ہیں؟ ہاشم تایا
 کتنے ظالم انسان ہیں مریم پھوپھو کی لائف برباد کر دی
 اپنی بہن کے پیچھے یقیناً وہ بھی پلوشہ تائی کے ساتھ ہر
 چیز میں برابر کے شریک ہوں گے!! نہیں چھوڑوں گی
 میں کسی کو بھی سب کو سارا سچ بتا دوں گی مگر شہریار
 وہ۔۔ کیا وہ سب کچھ برداشت کر جائیں گے؟ یا اللہ میں کیا
 کروں پلیز میری مدد کریں مجھے راستہ دکھائیں ظالموں
 کی رسی ان کے گردنوں پے تنگ کر دیں!! آخر ایک دن
 تو سب کچھ کھل کر سب کے سامنے آنا ہی ہے سچ کڑوے
 ہوتے ہیں دل کی تکلیف کا سبب بنتے ہیں رگوں میں زہر

اتار دیتے ہیں مگر سچ سے بڑی راحت اور کوئی ہوتی
بھی نہیں شدید تکلیف کے بعد سکون بھی اتنا ہی ملتا
ہے۔ مشائم سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے اپنی ہی سوچوں
میں گم تھی۔

گاڑی بریک لگنے کی وجہ سے جھٹکے سے رکی تھی۔
وہ اپنے خیالات سے باہر آئی تھی۔ اس نے اپنے برابر میں
بیٹھی ایشا کو دیکھا تھا جس کے چہرے پر کوئی خاص تاثر
نہیں تھا۔ مگر وہ مشائم سے زیادہ گہری سوچ میں گم تھی۔
اس کا نکاح ہونے والا تھا اور یہ اس کا حق تھا کہ وہ
جانتی آخر اس کا ہونے والا شوہر تھا کون؟ اسے جب بھی
بتایا گیا تھا رشتے کے متعلق اس نے منع کر دیا تھا۔

کیا ہوا بھی میری چھوٹی چھوٹی ڈولز کو گاڑی سے نہیں
اترنا کیا؟؟ رایان انصاری نے پہلی بار ان دونوں کو اتنا
خاموش سوچوں میں گم بیٹھے دیکھ کر گاڑی ان لاک
کرتے ہوئے حیرت سے کہا تھا۔

ہیں ہم پیلس پہنچ گئے!! ایشا اپنی سوچوں سے باہر آگئی
تھی۔ جی میری پیاری بہن چلو اترو اب اور آرام کرو کل

کا دن بہت بڑی ہونے والا ہے تم دونوں کو فل ریسٹ کرنا چاہیے۔ رایان انصاری باری باری ایشا اور مشائم کی جانب دیکھ کر بولا۔

انصاری پیلس مختلف لائنس سے سجا ہوا تھا۔ بھائی یہ ساری ڈیکوریشن آپ نے کب کروائی۔۔۔۔۔۔ یہ سب سجاوٹ آپ کے دولہے کیپٹن احد صاحب نے کروائی ہے اس نے مجھے کچھ بھی نہیں کرنے دیا!! ایشا جو اپنی طرف کا ڈور لاک کھول کر گاڑی سے اترتی ہوئی چمچماتی لائنس دیکھ کر رایان سے بولی تھی جب وہ اس کی بات سن کر مسکراتے ہوئے بولا۔

ایکسکیوز می!! میں کال ریسیو کر لوں پھر تم سے بات کرتا ہوں مشائم تم ایشا کے ساتھ لاؤنچ میں جاؤ آج میں اپنی دونوں بہنوں کو اسپیشل کافی پلاؤں گا۔ رایان انصاری کال ریسیو کرتا لان کی طرف بڑھ گیا۔ ایشا کے تو حواس ہی معطل ہو گئے تھے۔ اس کا دولہا کیپٹن احد تھا۔ ایشا کے منہ پر ایک رنگ آ رہا تھا ایک جا رہا تھا۔ آج صبح ہی روحیل انصاری سے اس کی بات ہوئی تھی اور اس نے اپنے بابا سے کہا تھا کہ وہ نکاح کرنا چاہتی ہے اس کا جو

بھی پروپوزل آیا ہے وہ ہاں کہہ دیں!! اس کے دماغ میں
اپنی ماما کی باتیں گونجنے لگی جب وہ احد خانزادہ کے
ساتھ کیفے میں بیٹھی تھی۔ ایشا ان کی ایک بات نہیں سن
رہی تھی بلکہ وہ ان کے منہ سے رشتے کا لفظ سن کر
صاف انکار کر چکی تھی اس نے کسی سے بھی کوئی
ڈیٹیل نہیں مانگی تھی۔ نا ہی کچھ ڈسکس کیا تھا۔

مم۔۔مشی۔۔یہ بھائی نے اح۔۔احد۔۔احد کا نام لیا ہے کیا؟ ایشا
کو اپنی سماعتوں پر یقین ہی نہیں آرہا تھا۔ ہم۔۔! رایان
بھائی نے احد لالا کا ہی نام لیا ہے ایشو!! آجاؤ اندر چلیں!!
مشائم اس کے فیس کے بوکھلائے تاثرات دیکھتی اپنی
گردن کو جنبش دے کر بولی تھی۔

مم۔۔میرا۔۔پروپوزل کک۔۔کون۔۔۔مطلب تم سب ملے ہوئے
تھے احد کے ساتھ؟ مجھے یقین نہیں آرہا!! میں۔۔میں تو
پاپا کو رشتے کے لئے ہاں کر چکی ہوں کاش مجھے
پہلے پتہ ہوتا تو میں کبھی اس رشتے کے لئے حامی نہیں
بھرتی مشائم کیا تم جانتی تھی سب کچھ؟؟ ایشا صدمے کی
حالت میں بول رہی تھی۔

ہاں مگر میں تمہیں بتانے والی تھی آج کہ۔۔۔۔۔تم نے بھی
 سب کی ہی طرح مجھ سے یہ بات چھپائی۔۔مجھے یقین
 نہیں ہو رہا احد نے یہ سب پلاننگ کے تھرو کیا ہے ناں تم
 سب کو اپنے ساتھ ملا کر آئی ریٹلی فیل ہیٹ فار ہم!! نہیں
 کرنا مجھے یہ نکاح اب میں پایا سے ابھی کہتی ہوں کہ
 وہ۔۔۔۔۔ایشا میری بات تو سنو احد لالا تم سے بہت محبت
 کرتے ہیں یار تم ایک بار اپنا غصہ سائڈ کر کے ان کی
 فیلنگز اپنے لئے محسوس کرو میں تم سے ریکویسٹ
 کرتی ہوں انہوں نے تم سے نکاح کرنے کے لئے رو حیل
 انکل کی بہت ریکویسٹ کی ہے وہ تم۔۔۔۔۔انہوں نے
 ریکویسٹ کی ہے اپنے کرتوت تو کسی کو بھی نہیں بتائے
 ہوں گے ناں کس کس طرح مجھے خوفزدہ کیا ہے مجھے
 کتنا ڈرایا دھمکایا ہے یہ سب تو انہوں نے کسی۔۔۔۔۔احد لالا
 نے ناں صرف سعدیہ خالہ بلکہ رو حیل انکل اور رایان
 بھائی کو بھی سب کچھ بتایا ہے ایک ایک بات سب جانتے
 ہیں انہوں نے اپنے غصے میں اٹھائے گئے تمام اقدامات
 پر شدید شرمندگی کا بھی اظہار کیا ہے وہ برے نہیں ہیں
 تم میری بات تو سنو ناں ایک بار پلیز!! ایشا جو سب سے
 خفا ہوتی غصے سے بڑبڑاتی ہوئی تیز تیز قدم اٹھاتی
 ہوئی پیلس میں انٹر ہو رہی تھی جب مشائم اس کے ساتھ
 ساتھ آگے بڑھتی ہوئی احد خانزادہ کے ڈیفنس میں بولی۔

تم اپنے کزن کو ڈیفینڈ مت کرو میرے سامنے مشائم
وہ-----ایشا شدید ناراضگی کے عالم میں کہتی تیزی
سے سیڑھیاں چڑھتی ہوئی جیسے ہی پبلز کے فرسٹ
فلور پر پہنچی اس کی زبان کو بریک لگ گئی۔ اس نے
فلور کی جانب دیکھا جہاں سرخ گلاب اور ایل ای ڈی
دیئے جل رہے تھے وہ ٹھٹھکتی ہوئی چھوٹے چھوٹے قدم
اٹھاتی مزید آگے بڑھی اور سیکنڈ فلور کے لاؤنچ میں
جیسے ہی پہنچی اس نے اپنے دل کے مقام کو تھام لیا۔

فرش پر نیچے سرخ گلابوں کے ساتھ کچھ لکھا گیا تھا۔
ایشا نے مڑ کر اپنے پیچھے کھڑی مشائم کو دیکھا جو
خود حیرت سے سب دیکھ رہی تھی جیسے اس سجاوٹ
کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی ہو۔

ایشا آگے بڑھی تاکہ پھولوں سے لکھی گئی وہ تحریر پڑھ
سکے۔ مشائم پیچھے ہی رک گئی تھی۔ وہ ایشا کے ساتھ
آگے نہیں بڑھی۔ احد نے ایشا کو منانے کی ایک اور
کوشش کی تھی جسے دیکھ کر مشائم نے چمکتی آنکھوں
سے ایشا کی پشت کو دیکھا جو بہت غور سے فرش کو

دیکھ رہی تھی۔

(You are my favorite feeling)



ایشا مزید آگے بڑھی تھوڑے سے فاصلے پر گلابوں سے
لکھی گئی ایک تحریر اور تھی۔ جس کے اوپر گلاب کی
پتیوں کے دو دل بنائے گئے تھے ارد گرد دیئے جل رہے
تھے۔۔

(My heart is yours)



ایشا کے دل نے بیٹ مس کی تھی کیونکہ مزید قدم لینے پر
اسے یوں لگا جیسے احد اسے ایک بار پھر پروپوز کر
رہا ہو۔

(Will you be mine forever)



ایشا اپنے روم کے دروازے پر پہنچ کر جیسے ہی دروازہ
کھول کر اندر انٹر ہوئی اندر کا منظر دیکھ کر اس کے دل
کی دھڑکنیں مزید منتشر ہو گئی تھی ۔

کمرے میں بلونز لگے ہوئے تھے ۔ سلائیڈنگ وال کے
کرٹنز برابر تھے جن کے اوپر

I'm Sorry

لکھا ہوا تھا اس کے نیچے ہی ایک ہارٹ شپ بیلوں تھا وہ
بھیگی آنکھوں کے ساتھ اندر انٹر ہوتی بیڈ کی جانب
دیکھنے لگی جسکی بیک وال پر

Forgive Me

لکھا ہوا تھا بیڈ کے اوپر

DIOR

کاگفت بیگ تھا اور ساتھ ہی کچھ اور بیلونز اور وائٹ
روزز کا ایک بکے تھا



ایشا ہی میڈلی ان لو و دیو۔۔۔!!! کیا تم اتنی خوبصورت
سوری پر اب بھی اپنے کیپٹن صاحب کو معاف نہیں کرو
گی؟؟ ابھی بھی کیا غصہ کرو گی؟؟ تم کتنی بار احد لالا
کو ریجیکٹ کر چکی ہو مگر وہ پھر بھی امید نہیں ہار
رہے۔ اور نکاح سے پہلے تمہیں منانا چاہ رہے ہیں پلیز ان
سے ایک بار کال پر بات کر لو جو کچھ بھی دل میں ہے
نئے بندھن میں بندھنے سے پہلے وہ سب بھول کر آگے
بڑھو میں خوش ہوں تمہارے لئے کہ میری کزن کو اتنا
چاہنے والا لائف پارٹنر مل رہا ہے۔ مشائم اس کے شولڈر
پر ہاتھ رکھتی مسکرا کر بولی تھی۔ احد ایک بہترین ہمسفر
ثابت ہونے والا تھا۔

میں نیچے جا رہی ہوں لاؤنچ میں کافی پینے تم کال پر بات کر کے آجانا اوکے!! وہ ایشا کا گال تھپتھپاتی روم سے نکل گئی۔ مشائم کے روم سے جاتے ہی ایشا نے کیپٹن صاحب کا نمبر ڈائل کیا اور کمرے میں چاروں طرف ایک بار پھر نظریں گھما کر دیکھنے لگی۔

دو بیلز کے بعد ہی کال اٹھا لی گئی۔ ایشا میں ہمت ہی نہیں ہوئی کچھ کہنے کی وہ کال کاٹ گئی اور اپنے دہکتے گالوں پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں میچ گئی۔ مختلف کیفیت اس کے دماغ میں گڈمڈ ہونے لگی۔ اس کا فون بجنے والا اسکرین پر کیپٹن صاحب کا نمبر جگمگانے لگا وہ ہمت کرتی ہوئی کال اٹھا گئی۔

جی مس ایشا آپ نے کال کی تھی؟؟ احد کا لہجہ گھمبیر تھا۔

آآ آپ نے یہ سب کیوں کیا ہے۔۔۔۔۔ میں اتنے پیار سے منانے کی تمہیں ایک آخری کوشش کی ہے کیا تم اپنے نکاح سے پہلے مجھے معاف نہیں کرو گی؟؟ ایک بار

میرے بارے میں سوچ لو میں تم سے پیار کرتا ہوں پلیز تم جس سے نکاح کر رہی ہو اس کو انکار کر دو اور مجھے ایک چانس دے دو ناں! احد خانزادہ کا لہجہ ڈیپ معنی خیز تھا۔ ایشا لمحوں میں سمجھ گئی تھی کہ اس کا بھائی رایان انصاری فراوانی میں احد کا نام لے چکا ہے کیونکہ کیپٹن صاحب کی نوٹنکی تو ابھی تک چالو ہے وہ ابھی بھی یہی پریٹنڈ کر رہا ہے کہ ایشا کا نکاح اس سے نہیں کسی اور سے ہو رہا ہے۔ تو مس ڈرامہ کوئین کے ساتھ کریک فوجی کا ڈرامہ ابھی تک چالو تھا۔

آپ کے تو پیسے بالکل ضائع ہو گئے ہیں اتنا خرچہ کرنے کی کیا ضرورت تھی یہ سب تو ضائع گیا میں اپنا ڈیسیشن چینج نہیں کر رہی جس سے پہلے نکاح کر رہی تھی اس سے ہی ابھی بھی کروں گی اور ہاں آپ کو تو میں خاص انوائٹ کر رہی ہوں آپ نے کل لازمی آنا ہے اوکے بائے!! ایشا نے سریس سے لہجے میں فون کاٹ کر آف کر دیا۔ اس کی سانسیں گہری ہو گئی۔ شرم سے گال لال ہو گئے تھے۔ اس کی بھاری آواز دل کے تار ہلا گئی تھی۔

میرے ساتھ گیم کر رہے تھے ناں اب میں بتاتی ہوں آپ

کو!! ایشا شرارتی سا مسکرا کر واشروم میں بند ہو گئی
تھی۔

بہرام خانزادہ گاڑی میں بیٹھا سگریٹ کے گہرے کش بھر
رہا تھا۔ اسکے دائیں ہاتھ میں موبائل تھا جس کی اسکرین
پر شانزے خان کی شہد رنگ آنکھوں کی تصویر چمک
رہی تھی۔ وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے سگریٹ پھونکتا ہوا
مسلسل شانزے کی تصویر پر اپنی سیاہ آنکھیں جمائے
ہوئے تھا۔ اسکے ساتھ گاڑی کے اندر بیک سیٹ پر روبی
بیٹھی ہوئی تھی۔

جب تک بہرام کی شادی نہیں ہوئی تھی وہ اس کے ساتھ
پیسنجر سیٹ پر بیٹھ جایا کرتی تھی وہ کوئی اعتراض نہیں
کرتا تھا جب سے اس نے نکاح کیا تھا اپنے ساتھ پیسنجر
سیٹ پر بیٹھنے کی بھی اجازت نہیں دے رہا تھا۔

روبی اپنی آنکھوں میں آنسو لئے تشنہ نگاہوں سے بہرام
خانزادہ کو دیکھ رہی تھی۔ پچھلی دو راتیں وہ سویا نہیں
تھا وقفے وقفے سے سگریٹ پھونکتا رہا تھا۔

بیسٹ تم پچھلے دو دن سے بہت زیادہ اسموکنگ کر چکے
ہو اب بس کرو تم اپنا خیال کیوں نہیں رکھ رہے تم ناں
سوئے ہو نا۔۔۔۔۔ اسموکنگ نہیں کروں گا تو میرا دماغ
خراب ہو جائے گا اور اگر دماغ خراب ہو گیا تو تمہارے
حرامی بھائی کی پہاڑ کر رکھ دینی ہے میں نے!! اتنی
آسانی سے اسے مار دیا تو مزا نہیں آئے گا مجھے!!
میری بیوی مجھ سے بدظن کرنا چاہ رہا ہے دو سال پرانی
ویڈیو اسے بھیج کر میرے خلاف کر رہا ہے حرام زادہ
کہی کا۔!! بہرام خانزادہ خون اتری آنکھوں سے غرایا تھا۔

رات روتے روتے سوئی ہے وہ نیند میں بھی ہچکیاں بھر
رہی تھی۔۔ کتنی تکلیف دی ہے اس نے اپنی آنکھوں
کو۔۔ میرا دل جل کر راخ ہو رہا ہے وہ مجھ پر کتنا بھروسہ
کرتی ہے اب تو ساری زندگی بھی اس کے آگے گردن
جھکا کر رکھوں تو مجھے کم لگے۔ بہرام خانزادہ کسی
جنونی عاشق کی طرح بول رہا تھا اور روبی اس کا جنون
سے بھرا عقیدت سے لبریز لہجہ نوٹ کر رہی تھی۔

وہ کسی کے آگے ناں جھکنے والا مرد ساری زندگی اپنی

بیوی کے آگے سر جھکائے رہنے کی بات کر رہا تھا۔ وہ شانزے کا خود پر اندھا اعتماد دیکھ کر دل و جان سے فدا ہو رہا تھا۔

عشق کرتا ہوں میں اس سے۔۔۔!! پہلے مجھے لگتا تھا وہ صرف میری پسند۔۔۔میری بچپن کی محبت ہے اس نے جب مجھے غلط سمجھا مجھ پر اعتبار نہیں کیا تو مجھے اتنی تکلیف ہوئی کہ میں ہر سانس کے ساتھ اسے خود میں گھلتا محسوس کرتا تھا۔۔۔خون میں رگوں کی مانند دوڑتا ہوا محسوس کرتا تھا۔۔۔وہ میرا جنون بن گئی مجھے میری ضد لگنے لگی مگر وہ میری ضد نہیں۔۔۔وہ تو میرا جنون بھرا عشق بن گئی تھی اور کل رات کے بعد سے تو میں اس کا غلام ہی بن گیا ہوں! بہرام خانزادہ شہد رنگ آنکھوں میں ڈوبا سا بولا تھا۔

روبی کو شانزے سے حسد سی محسوس ہوئی۔ جس مرد کو اس نے پاگل پنے کی حد تک چاہا اسے حاصل کرنے کے لیے کیا کچھ نہیں کیا خود کو پیش تک کر دیا وہ تو غلامی کی حد تک کسی اور کا ہی عاشق تھا۔

اس مشن کے بعد تم مجھ سے کبھی کوئی رابطہ نہیں کرو
گی روبی کبھی بھی نہیں یہ میں تم سے آخری بار بول رہا
ہوں شانزے کو میں کسی قیمت پر کھو نہیں سکتا!! وہ
مجھ سے دور ہو گئی تو اس بار تو میں جی نہیں پاؤں گا
پہلے میں ایک خونخار بھیڑیا بن گیا تھا مگر اب۔۔ اب میں
درندگی کی بھی ہر حد پار کر دوں گا۔ اس نے سگریٹ کا
ایک گہرا کش لیا تھا۔

کیا تم اپنی زندگی کی ایک رات بھی میرے نام نہیں کر
سکتے؟؟ روبی نے ایک آخری کوشش کی تھی۔ خیالوں
میں بھی میں اپنی کسی ایک رات کا ایک لمحہ بھی اپنی
بیوی کے حق کا کسی غیر عورت کو نہیں دے سکتا۔ وہ
جب نہیں تھی تب بھی کسی عورت کو دیکھ کر مجھ میں
خواہش نہیں جاگی وہ اب تو میری سانسوں میرے خون
میں رچی بسی ہے اب تو میں ایک سرسری نظر سے بھی
کسی کو دیکھنے کے قابل نہیں رہا۔ کسی اور پر نظر بھی
جائے تو آنکھوں کے آگے میری بیوی کا چہرہ لہراتا ہے
اس کی شہد رنگ آنکھیں مجھے بیٹو ٹائز کر دیتی ہیں۔ اور
پھر میں نابینا سا ہو جاتا ہوں دیکھنے کی صلاحیت کہی گم
ہو جاتی ہے وہ مجھے ڈومینیٹ کرتی ہے مجھ پر ہر وقت
سوار رہتی ہے میرے حواس اسکا نام سن کر ہی معطل ہو

جاتے ہیں۔ بہرام خانزادہ موبائل کی اسکرین آف کرتا گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا تھا۔ روبی گھونگھی بنی شیشے سے باہر دیکھنے لگی تھی۔ وہ اپنی تیزی سے ڈرائیو کرتا اب اپنی مطلوبہ جگہ کی طرف گامزن تھا۔ گاڑی میں اس قدر خاموشی چھائی تھی کہ سانسوں کی آواز بھی سماعتوں سے محروم تھی۔

ایک بار بھی مجھ سے ایکسکیوز نہیں کیا حد ہوتی ہے بہت سر پر چڑھایا ہوا ہے میں نے بے بی کو۔ زبان کتنی پٹر پٹر چلتی ہے اس کی مورے کے ساتھ ساتھ ماموں سے بھی بہت تلخی سے مخاطب ہوئی تھی۔ ایسی کیا بات ہے جس کی وجہ سے مشائم اتنی بدگمان ہے۔

نازنین خالہ تو بول رہی تھی کہ مشائم نے خانم آنٹی (کشمالہ جان) کو اپنی ساس بولا ہے جبکہ وہ جانتی ہے اسکی ساس میری مورے ہیں۔۔۔ مورے بول رہی تھی کہ انہوں نے مشائم کو ڈانٹا ہے اس لئے وہ ان سے ایسے بات کر رہی ہے جبکہ مشائم وہ تو کسی اور ہی دنیا کی باتیں کر رہی تھی۔ اب اپنی خالہ کے گھر جا کر بیٹھ گئی ہے پتہ نہیں تھا کیا میں بات کروں گا ہر چیز کلیئر کرنا چاہوں گا مگر نہیں اس میڈم کو تو اپنی تفریح کرنی ہوتی ہے شوہر جائے بھاڑ میں اپنی سنا کر کسی اور کی سننے کو تیار ہی

نہیں ہوتی ویسے شہریار خانزادہ لعنت ہو تجھ پر ایک
 بیوی قابو نہیں کر سکا تو۔۔۔ تو کیا کروں بیوی سے زیادہ
 محبت ہے میری جان بن چکی ہے میری۔۔۔ انتہا کا کوئی رن
 مرید ہو گیا ہوں میں۔۔!! شہریار خانزادہ اپنے روم کی ٹیرس
 پر کھڑا سگریٹ پیتے اپنی سوچوں میں گم تھا وہ مشائم
 سے ناراض بھی تھا مگر اس کو اپنی باہوں میں لینے کے
 لئے تڑپ بھی رہا تھا اسکی خوشبو محسوس کرنے کو دل
 بے قرار سا ہوا تھا۔ مشائم شہریار کی کمزوری بنتی جا
 رہی تھی۔ وہ واحد لڑکی تھی جس پر وہ چاہ کر بھی غصہ
 نہیں نکال پاتا تھا۔

ایشا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی مرر میں اپنا عکس
 دیکھتی مسکرا رہی تھی۔ آج اس کا نکاح تھا جس مرد کو
 اس نے کہی بار غصے سے ریجیکٹ کر دیا تھا اس نے
 جس خوبصورتی سے اس کا دل اپنے لیے موم کیا تھا ایشا
 اپنی فیلنگز خود بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ اس کے دل
 سے تمام ناراضگی ختم ہو چکی تھی۔ اب وہ صرف ایک
 دلہن کی طرح شرمائی سی بیٹھی تھی۔ اس نے مشائم کو
 منع کر دیا تھا کہ وہ احد کو نہیں بتائے گی کہ اسے اپنے
 کیپٹن صاحب کی ساری ایکٹنگ کا پتہ چل گیا تھا۔ مشائم
 اور کسی شرارت میں ایشا کا ساتھ ناں دے یہ تو ممکن ہی

نہیں تھا۔

ایشا تم اپنی ہتھیلی پر احد لالا کا نام تو لکھ لیتی مہندی سے اتنی سمپل سی کیوں تیار ہو گئی ہو؟ مشائم اسے جیولری پہناتی ہوئی بولی۔ رات میں لگوا لوں گی مہندی کے ایونٹ میں ابھی میرا بالکل بھی موڈ نہیں تھا۔ ایشا چیئر سے اٹھتی بولی۔

اچھا ٹھیک ہے چلو نیچے چلتے ہیں مولوی صاحب آگئے ہیں! مشائم اس کے دوپٹے کو سیٹ کرتی بولی تھی۔ مجھے احد سے کچھ بات کرنی ہے تم انہیں اوپر بولا لاؤ یا ایک کام کرتے ہیں سرونٹ کوارٹرز کی طرف ٹھیک رہے گا ان سے ملنا۔!! ایشا کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

اوہو ابھی حاضر ہو جائیں گے کیپٹن صاحب!! مشائم قہقہہ لگا کر ہنستی روم سے باہر نکل گئی تھی۔ کچھ دیر پہلے ہی خانزادہ حویلی کے تمام لوگ انصاری پیلس پہنچ گئے تھے۔ نکاح کے بعد رات میں ہونے والے مہندی کے فنکشن کی بھی تیاری کرنی تھی۔

لالا آپکی دلہن کی طرف سے بلاوا آیا ہے۔ احد خانزادہ جو

نیچے لان میں ایک سائڈ پر موجود لنچ ٹیبل کے اوپر بیٹھا
منہاں خاندان کے ساتھ باتوں میں مگن تھا جب مشائم اس
سے فاصلے پر کھڑی ہوتی بولی تھی۔

مشائم کی بات سن کر احد خاندان نے ایشا کے روم کی
کھڑکی کی جانب دیکھا تھا اسے کب سے کسی کی نظروں
کی تپش خود پر محسوس ہو رہی تھی۔

مشی ڈول کہی تم نے اسے بتا تو نہیں کیا کہ میں۔۔۔۔۔نہیں
نہیں لالا میں کیوں بتاؤں گی!! ایشا نے اپنے دولہے
صاحب کو بلایا ہے اسے تھوڑی ناں پتہ ہے کہ آپ اس
کے دولہے ہیں۔

اوہ ہاں مگر میں ابھی جاؤں گا تو وہ مجھے دیکھ کر
پہچان جائے گی کہ میں ہی اسکا اکلوتا دلہا ہوں اور اگر
ضد میں آکر انکار کر دیا تو؟؟ کل رات بھی میڈم صاحبہ
نے میرا لاسٹ سوری تک ایکسپٹ نہیں کیا میں بس اس
لئے چاہتا تھا کہ نکاح کے وقت ہی اسے مجھ سے نکاح کا
علم ہو۔ احد خاندان کو اب سچ میں ٹینشن ہوئی تھی۔

ایشا جو اپنے روم کی ونڈو سے چپکے سے لان میں ٹیبل پر رف سے انداز میں بیٹھے احد خانزادہ کو دیکھ رہی تھی جب اسے مشائم سے پریشان ہو کر کچھ کہتے دیکھتی شرارتی سا ہنسنے لگی تھی۔ وہ اسے پریشانی میں بھی بینڈسم لگا رہا تھا۔ اس کا دولہے کی طرح اکڑ کر بیٹھنے کی بجائے عام سا بیٹھنے کا انداز دل کو بھا رہا تھا۔

وہ وائٹ کلر کی قمیض اور شلوار کے ساتھ وائٹ کلر کی ہی واسکٹ پہنے ہوئے تھا جس پر وائٹ اینڈ لائٹ گولڈن ایمبرائیڈری ہوئی تھی۔ پیروں میں بلیک شوز پہنے ہوئے تھے۔ وہ بہت ایلینگنٹ سا تیار ہوا تھا۔ شہد رنگ بال جیل سے سیٹ کیے ہوئے تھے ہلکی داڑھی مونچھیں اس کے چہرے پر بے حد پیاری لگ رہی تھی وہ اپنا ایک ہاتھ ٹیبل پر رکھے ایک ٹانگ فولڈ کیے بیٹھا ایشا کے روم کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔



احد کے دیکھنے پر ایشا اپنی دھڑکنوں پر ہاتھ رکھتی
ایکدم ہی پیچھے ہوئی تھی ورنہ وہ اسے خود کو چوری
چوری تاڑتے دیکھ لیتا۔ ایشا اپنے روم کی بیک سائڈ والی
گیلری سے ہی نیچے سرونٹ کوارٹرز کی طرف چلی گئی
جہاں اس نے مشائم کی مدد سے احد خانزادہ کو بلایا تھا۔

احد لالا ایشا سرونٹ کوارٹرز کی راہ داری میں آپکی
منتظر ہے وہ آپ سے شاید کوئی بات کرنا چاہتی ہے کچھ
کہنا ہو گا اسے آپ جلدی سے اس کی بات سن لیں تاکہ پھر
اسے اسٹیج تک لے آئیں نکاح میں لیٹ ہو رہا ہے ادھر
دیکھیں شہریار کو کتنی سیریس کھڑے ہو کر مولوی

صاحب سے مخاطب ہیں۔ مشائم نے دور ایک طرف
کھڑے شہریار کی جانب دیکھا تھا وہ بے حد سنجیدہ تھا۔

اوکے میں اپنی صاحبہ کی بات سن کر آتا ہوں کہ اب کیا
ڈیمانڈ کرنے لگی ہے مجھے دیکھ کر انکار کر دیا تو
میرے قل کی تیاری کر لینا تم لوگ اس بار میں نے
ریجیکٹ ہونے پر خاموش نہیں بیٹھنا ڈائریکٹ سوسائٹیڈ کر
لینی ہے۔!! احد خانزادہ پھر سے ریجیکشن کا سوچتا
ڈرامیٹک انداز میں بولتا ہوا سب سے اپنی نظر بچائے
سرونٹ کوارٹرز کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں ایشا اس کا
انتظار کر رہی تھی۔

کچھ ہی دیر میں وہ مطلوبہ جگہ پر پہنچ گیا تھا۔ ایشا اس
کی طرف اپنی بیک کیے کھڑی تھی۔ وہ بے حد ڈیسنٹ
انتہائی نفیس وائٹ اینڈ گولڈن اپنے نکاح کے لباس میں
الجھی ہوئی تھی۔

اس نے بے حد حسین وائٹ فراک پہنی ہوئی تھی جس پر
ریشم کے دھاگے کی بہت باریک کڑھائی ہوئی تھی۔ فراک
کے گلے پر تھوڑا سا گولڈن کورے دبکے کا کام ہوا تھا

جبکہ ریشم کے کام سے ہی بنے فراک کے چوڑے
بارڈرز اس لباس کو چار چاند لگا رہے تھے۔ اس نے اپنے
سیاہ بالوں کو سادہ سے جوڑے میں قید کیا ہوا تھا۔ لائٹ سا
نیوڈ میک اپ کیے وہ بہت حسین حور معلوم ہو رہی تھی۔
اس نے لائٹ سی گولڈ کی جیولری پہنی ہوئی تھی۔ جو اس
پر بہت جچ رہی تھی۔ ایشا کی صراحی دار گردن سفید
موتی والے گولڈ کے چوکر میں بہت حسین لگ رہی تھی
چوکر کے نیچے جھڑا ہوا وائٹ پرل اس کی بیوٹی بون کو
مزید ابھار رہا تھا۔

اس نے سفید موتیوں والی لائٹ سے مالا بھی پہنی ہوئی
تھی۔ ہاتھوں کی مخروطی نازک سے انگلیاں لائٹ سی
انگوٹھیوں سے چمک رہی تھی۔ ایشا نے اپنے سر پر بہت
خوبصورتی سے دوپٹہ لیا ہوا تھا جس کے چاروں طرف
فراک کے بارڈرز سے میچ ہوتی گولڈن ریشم کے دھاگوں
سے چوڑی ایمبرائیڈری ہوئی تھی۔



احد خانزادہ اسے خود میں الجھے دیکھ زور سے کھانس کر اپنی موجودگی کا احساس کروا گیا۔ ایشا کے ہاتھوں میں لرزش ہوئی تھی۔ وہ پیچھے مڑے بغیر ہی اپنے لہجے کو مضبوط بناتی احد خانزادہ سے مخاطب ہوئی۔

میں نے آپ سے ضروری بات کرنی ہے تھی کچھ نکاح سے پہلے اس لئے آپ کو مشائم کے ذریعے پیغام پہنچانا پڑھا۔ وہ اپنے لہجے کو بالکل انجان بنائے بولی تھی۔

ہمم۔۔۔جی؟؟ احد خانزادہ اپنی آواز کو بھاری بنا کر بولا۔ یہ احد کی آواز کیوں اتنی بھاری ہو رہی ہے کیا حلق میں

کانٹے اوگ گئے ہیں۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتی تھی کہ آپ سے پہلے میری زندگی میں ایک ڈاکو فوجی نے زبردستی گھسنے کی کوشش کی تھی جو آج ہمارے نکاح میں بھی آیا ہوا ہے آپکی ہونے والے بیوی ہونے کے حق سے میں چاہتی ہوں کہ سب سے پہلے آپ اس کریک فوجی کے دماغ کو درست کر دیں اس کی اچھی والی دھلائی کر کے!! آپ کی ہونے والی وائف کو بہت ڈرا دھمکایا ہے بہت آرڈرز چلائے ہیں آپکی ملکیت پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ ایشا اپنے لہجے کو آخری حد تک سنجیدہ بنائے بول رہی تھی۔

ہمم۔۔۔!! احد اتنا ہی بول پایا وہ اس کی باتیں سن کر نکاح نامے پر سائن کرتے وقت کے ری ایکشن کو ابھی سے سوچ چکا تھا۔ اس لئے ایک لفظی جواب دیا۔

مگر چونکہ کل رات اس فوجی ڈاکو نے مجھ سے سوری کر لی ہے تو میں اب اپنا فیصلہ چینج کرنا چاہتی ہوں میں آپ سے یہ نکاح نہیں کر سکتی کیونکہ میں جس مجبوری سے نکاح کر رہی تھی وہ میرا غصہ تھا جو اب ختم ہو چکا ہے۔ مجھے کریک فوجی سے چھٹکارا چاہیے تھا میں

انہیں سزا دینے کے لیے پایا کو نکاح کی حامی بھر چکی تھی مگر اب کیونکہ میں ان کی سوری ایکسیپٹ کر چکی ہوں تو اب میرا موڈ چینج ہو گیا ہے اس لئے کیپٹن صاحب میں ابھی نکاح ہی نہیں کرنے والی۔۔۔۔۔نکاح تو آپ کو کرنا ہی پڑے گا آج کی تاریخ میں سویٹ ہارٹ پیار سے ناں مانی ناں تم آج تو زبردستی منوا لوں گا اپنی بات اور زبردستی نکاح کا مطلب زبردستی رخصتی بھی ہو سکتا ہے۔ احد خانزادہ ایشا کے منہ سے اپنے لئے معافی کے ساتھ ساتھ اس کی شرارت بھی سمجھ گیا تھا۔ وہ جتنے حق سے اسے کیپٹن صاحب پکار رہی تھی وہ اور چوڑا ہو گیا تھا۔ احد خانزادہ مخمور لہجے میں بولتا اس کی جانب بڑھا۔

میں ابھی نکاح نہیں کر سکتی میں چھوٹی ہوں اور غصے میں فیصلہ۔۔۔۔۔آپ دس بچوں کی ماں بننے کی مجھ سے فرمائش لگا چکی ہیں میری صاحبہ اب تھوڑی ہاتھ سے جانے دوں گا اتنا حسین موقع!! ایشا جو احد کو تنگ کرنے کے لئے اس کے صبر کا ایک بار پھر امتحان لینے لگی تھی جب احد خانزادہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا اس کی بیک کے ساتھ جڑ کر کھڑا ہوتا اسے شانوسے تھام کر مخمور سے بھاری لہجے میں بولا۔ ایشا اس کے جسم سے

اٹھتی فریگرنس سے اپنی آنکھیں موندھ گئی تھی۔ وہ اپنی
لرزش پر مشکل سے قابو پائے ہوئے تھی۔

احد آپ ایسا کچھ بھی نہیں کریں گے کوئی رخصتی نہیں
ہونی ابھی!! ایشا مڑ کر اسے انگشت شہادت دکھاتی
تیوری چڑھا کر بولی۔

جتنا تم نے مجھے ریجیکٹ کیا ہے ناں اب میرا بھی موڈ
نہیں کوئی نخرے اٹھانے کا!! کل رات کیسے دھمکا رہی
تھی مجھے دھلائی تو تمہاری میں کروں گا آج وہ بھی
اچھی والی!! ڈاکہ تو تم پر اب ڈالوں گا وہ بھی اپنا حق
استعمال کرتے ہوئے!! احد ایشا کی انگلی اپنی انگلی میں
الجھا کر اسے اپنی طرف کھینچتے ہوئے بولا۔

میں۔۔۔ تو آپ کا۔۔۔ ٹیسٹ لے رہی تھی جس میں آپ فیل ہو
چکے ہیں! ایشا اس سے فاصلہ قائم کرتی بولی۔ اچھا جی
میرا خون خشک کروا کر میرا ٹیسٹ لیا جا رہا تھا۔ سچ
بتاؤ اگر کل سوری نہیں کرتا تو تم نے واقعی نکاح کر لینا
تھا؟؟ جی ہاں میں کسی ڈاکو سے تو شادی نہیں کرتی
کوئی شریف۔۔۔۔۔ اتنا شریف ہینڈسم فوجی تو ہوں کہاں سے

تمہیں ڈاکو لگتا ہوں یار!! ایشا جو شرارتی سا ہنس کر احد کو خود سے دور دھکیلتی لان کی جانب بھاگی تھی جب وہ اس کی کلائی پکڑ کر پلر کے ساتھ پن کر گیا۔

تم اپنی خیر مناؤ تفصیلی ملاقات کرنی ہے میں نے نکاح کا بعد جتنے نخرے دکھائے ہیں ناں اتنا ہوا میں اچھالنا ہے میں نے تمہیں۔۔۔ہٹیں دور کیا گندی باتیں بول رہے ہیں کوئی نہیں کرتی میں نکاح!! احد خانزادہ بہکی بہکی آواز میں بولتا ایشا کے اوسان خطا کرتا جب وہ ایک بار پھر اسے خود سے دور دھکیلتی لال انگارہ چہرہ لئے لان کی جانب بھاگی تھی۔ احد خانزادہ کا معنی خیز سا قہقہہ فضا میں بلند ہوا تھا

احد خانزادہ اور ایشا کو اسٹیج پر بیٹھا دیا گیا تھا۔ ان دونوں کے بیچ سرخ اور سفید پھولوں کا پردہ سا حائل تھا احد خانزادہ کی طرف تمام لڑکے تھے جبکہ ایشا کی طرف تمام لیڈیز تھی۔ نکاح کا وقت ہو گیا تھا اور ایشا پر کپکپی سی طاری تھی۔ اسکی ہتھیلیوں سے پسینہ پھوٹ رہا تھا وہ سرخ نیٹ کا گھونگھٹ لئے ہوئے تھی اس کے جسم میں لرزش بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ وہ دھندھلائی نظروں

سے احد خانزادہ کے پاس کھڑے اپنے پایا روحیل
انصاری اور بھائی رایان انصاری کو دیکھ رہی تھی۔ ایشا
کا دل چھوٹا ہو رہا تھا۔ سعدیہ انصاری اس کے پاس کھڑی
اس کے سر پر پیار سے اپنا ہاتھ پھیر رہی تھی۔

اللہ میری بیٹی کا نصیب اچھا کرے احد کی نظروں میں
جتنی محبت عقیدت اور احترام میری بیٹی کے لیے ہے اللہ
ہمیشہ قائم رکھے بہت پیارا بچہ ہے جس طرح احد نے
تمہارے پایا کو کنوینس کیا جتنی تمہارے لئے ان سے
ریکویسٹ کی میں خوش ہوں میری بیٹی کا نصیب اتنے
بہترین لڑکے سے جڑا ہے۔ ہی لوز مائی ڈاٹر آلوت! سعدیہ
انصاری ایشا کے ماتھے کو چومتے ہوئی احد خانزادہ کی
تعریف میں زمین آسمان ایک کر رہی تھی۔

ایشا نے اب کی بار احد خانزادہ کی طرف دیکھا تھا جو
بے چین ہو کر اپنی ٹانگ ہلا رہا تھا اس کے چہرے پر آج
عجیب ہی مطمئن سی چمک تھی۔ اسکی محبت آج ہمیشہ
کے لیے اس کی ہونے جا رہی تھی۔

شہریار خانزادہ کی خونخوار نظریں ایک کونے میں
کھڑے ولید انصاری پر ٹکی ہوئی تھی جو مشائم کو

بے غیرتی سے تاڑ رہا تھا۔ اسکی تو آج مار دینی ہے میں نے! شہریار خانزادہ اپنی سلیوز کہنیوں تک فولڈ کرتا اپنی گردن اسٹریچ کرتا ہوا اس سے پہلے ولید پر حملہ آور ہوتا جب منہان خانزادہ نے اس کا بازو تھام لیا۔ لالا کیا کرنے لگے تھے آپ؟؟ کول رہیں۔۔۔۔۔۔ اس کالے کتے کی شکل دیکھ کر میں کول رہ سکتا ہوں بھلا۔۔ اس کی شکل کا میں نے نقشہ بگاڑ دینا ہے!! شہریار خانزادہ لفظ چبا کر بولا تھا۔ اسکی بھوری آنکھیں لمحوں میں لہو آلود ہو گئی تھی چہرے کے رعب دار نقوش میں غضبناکی تھی۔ ولید انصاری جو پردے کے پیچھے کھڑی مشائم کو دیکھ کر اپنا دل ٹھنڈا کر رہا تھا جب اسکی نظر مردوں کے ہجوم میں کھڑے شہریار خانزادہ پر پڑھی وہ اسے کھا جانے والی لہو مائل آنکھوں سے گھور رہا تھا۔ ولید نے بے نیازی سے اپنی گردن جھٹکی اور پھر سے مشائم کی جانب دیکھنے لگا۔

میں ذرا آتا ہوں!! شہریار نے منہان کو خود سے پیچھے ہٹایا اور اپنے پرسنل سیکورٹی کے بندے کرنل داور کے پاس قدم بڑھا گیا۔ اس نے داور سے کچھ کہا اس نے ایک نظر ولید کو دیکھا اور سمجھنے کے انداز میں اپنی گردن ہلا دی۔ شہریار خانزادہ رعب سے چلتا ہوا واپس احد کے

پیچھے آکر کھڑا ہو گیا۔

مولوی صاحب نکاح پڑھائیں!! سردار ہاشم خان اپنی
بھاری بارعب آواز میں بولے تھے۔

احد خانزادہ ولد زمان خان کیا آپ کو ایشا انصاری ولد
روحیل انصاری ایک کروڑ پچاس لاکھ کے عوض اپنے
نکاح میں قبول ہے؟؟ جی جی دل کی گہرائیوں سے مجھے
ایشا انصاری قبول ہے!! احد خانزادہ کی بے قرار آواز سب
کی سماعتوں کا حصہ بنی تھی۔ سب نے ہی اس بے قرار
دولہے کی جانب دیکھا تھا۔ ایشا کے دل کی دھڑکن تیز
ہوئی تھی۔ مولوی صاحب تین بار احد سے پوچھ چکے
تھے۔ اب ایشا سے پوچھنا تھا۔

ایشا انصاری ولد روحیل انصاری کیا آپ کو یہ نکاح احد
خانزادہ ولد زمان خان کے ساتھ ایک کروڑ پچاس لاکھ کے
عوض قبول ہے؟ جج۔۔۔ جی قبول ہے!! ایشا کی باریک سی
نم آواز نے سب لڑکیوں کی آنکھوں میں آنسو بھر دیئے
تھے۔ مشائم کا بھی دل ایک دم ہی اداس ہو گیا تھا۔ اس نے
بھی تو نکاح کیا مگر اس کے نکاح میں تو اس کے ماما
بابا شریک بھی نہیں ہو سکے تھے اور اب کبھی ہو بھی
نہیں سکتے تھے اس کے بابا اس دنیا میں نہیں رہے تھے

اب ماما عدت میں تھی۔ مشائم اپنے منہ پر ہاتھ رکھتی تیزی سے اسٹیج سے اتر کر پیلس کے اندر کی جانب بھاگی تھی۔ شہریار خاندانہ نے اس کے قدموں کی مری مری سی چال دیکھی تھی۔ وہ اس کے پیچھے جاتا جب ہاشم صاحب کے مخاطب کرنے پر وہ ان کی جانب متوجہ ہو گیا۔

رایان انصاری مولوی صاحب سے نکاح کے پیپرز لے کر ایشا کے پاس جاتا اس سے سائن کروانے لگا جس کی روتے روتے ہچکیاں بند گئی تھی۔ میری شہزادی گڑیا سائن کرو! رایان نے ایشا کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ اس کا بھی دل چھوٹا ہو رہا تھا آج اس کی بہن زندگی کے ایک اہم رشتے میں بندھ چکی تھی۔ سب ایک دوسرے کو مبارک دے رہے تھے احد خاندانہ مبارکیاں وصول کرتا اب ایشا کو مبارکباد دینے کے لئے پھولوں کا پردہ مسکراتا ہوا ہٹاتا جھک کر اس کے گھونگھٹ کو اٹھا کر اسکے دونوں گالوں پر ہاتھ رکھتا اسکی پیشانی عقیدت سے چوم گیا۔ یہی نہیں اس نے ایشا کی دونوں آنکھیں بھی چومتی پھر اس کے ہاتھوں کی پشت کو چومتا ہوا اسے کھڑا کر گیا۔

نکاح مبارک ہو میری بیگم صاحبہ۔۔۔!! وہ اس کے کان میں سرگوشی نما آواز میں محبت کا جہاں لئے بولتا اس کو اپنے سینے سے لگا گیا۔ ایشا کے آنسو مزید عارض کا حصہ بنے تھے اس کی ماما نے ٹھیک کہا تھا وہ اس سے بے حد عقیدت رکھتا تھا اس کے لہجے میں آواز میں شکر گزاری تھی۔ شانزے اور انشال ان دونوں کو دیکھ کر دل میں دعا گوہ تھی۔ محرمہ انصاری بھی مسکراتی نظروں سے ان دونوں کی جانب دیکھ رہی تھی۔

اس طرح مسکرا کر مجھے کیوں نہیں دیکھتی تم اب؟ یہ رایان انصاری تھا جو خاندان کی لیڈیز کے اسٹیج سے اترتے ہی اس کے پاس آکر بولا تھا۔ مہرمہ نے رایان کی جانب شکوے سے دیکھا تھا۔

میں ناراض ہوں یا کچھ بھی ہوں آپ کو کوئی فرق نہیں پڑھتا رایان۔۔۔ آپ اپنے کیرئیر پر فوکس کریں! مہرمہ شدید ناراضگی سے بولتی اسٹیج سے اتر گئی تھی۔ رایان نے دور تک اسکی پشت کو دیکھا تھا اس کی ناراضگی بجا تھی۔

ڈریس چینج مت کرنا میں نے ابھی تفصیل سے اپنی صاحبہ کو دیکھنا ہے۔ احد ایشا کے کان میں مخمور آواز میں سرگوشی کرتا ایک بار پھر ایشا کی پیشانی چومتا اسکے سر کو بھی چوم کر اپنی باہوں سے آزادی دے گیا۔ ایشا سے پلکیں اٹھانا محال ہو گیا تھا۔ وہ سر سے پاؤں لال ہو گئی تھی۔ شہریار خانزادہ جو ہاشم خان سے مخاطب ہونے کے بعد اپنی نظریں گھمارتا تھا جب وہ ولید انصاری کو لان سے غائب دیکھتا ایک سیکنڈ بھی ضائع کیے بنا انصاری پیلس کے اندر کی جانب بڑھا۔ وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا غضبناکی سے لاؤنچ میں انٹر ہوا تھا۔

مشائم کہاں ہے؟ شہریار خانزادہ ملازمہ سے بولا تھا۔ سر میم ابھی یہاں لاؤنچ سے اٹھ کر گیسٹ روم میں گئی تھی میں ولید صاحب کے لئے پانی لینے جا رہی ہوں اگر آپ کو بھی کچھ چاہیے تو۔۔۔۔۔ ملازمہ جو شہریار کو تفصیلاً بتا رہی تھی جب وہ ہوا کی تیزی سے گیسٹ روم میں انٹر ہوا۔

اندر انٹر ہوتے ہی اسکی نظر واشروم سے مشائم پر پڑھی جس نے پہلے ٹھٹھکتے ہوئے بیڈ پر بیٹھے ولید کی جانب دیکھا جبکہ اسکی سانس ہی خشک ہو گئی جب اسکی نظر دروازے سے انٹر ہوتے شہریار خانزادہ پر گئی۔

شہریار خانزادہ نے ناں آؤ دیکھا نا تاؤ وہ بھیڑے شیر کی
مانند ولید کی جانب بڑھا اور اسے بالوں سے کھینچتا ہوا
بیڈ سے اٹھاتا ایک لمحے کے ہزاروے حصے میں اس کو
پوری قوت کے ساتھ ڈریسنگ ٹیبل کے مرر پر مار کر
اس کا پورا منہ لہو لہان کر گیا۔ ولید کی چیخیں آسمان کو
چھونے لگی تھی۔ مشائم سہم کر دیوار سے جا لگی تھی۔

کوئی کتی نسل کے دم کٹے **** آج تو مجھ سے بچ کر
دکھا!! شہریار خانزادہ نے ایک بار پھر ولید انصاری کو
کانچ کی ٹیبل پر پٹخا تھا۔ شہریار خانزادہ کوئی حیوان بنا
اس کی ہڈیوں کا کچومر بنا رہا تھا۔

شہریار۔۔۔ وہ۔۔۔ مر۔۔۔ جائے۔۔۔ گا۔۔۔ چھوڑ۔۔۔ تو مر جانے دو مشائم
سر پر دوپٹہ لو اور اس کمرے سے باہر جاؤ!! شہریار
خانزادہ نے اب کی بار ولید کو بالوں اور ٹانگوں سے پکڑ
کر دیوار میں مارا تھا۔ ولید نیم جان ہوتا اپنے ہوش گوانے
لگا تھا۔ شہریار خانزادہ اس کا سر ایک بار پھر پھاڑ چکا
تھا۔ مشائم فریز ہوئی اپنے جنونی شوہر کو دیکھ رہی تھی
آج ولید نے ایسا کیا کیا تھا جو وہ اسے ریسلر کی طرح
پٹخیاں دے رہا تھا۔ لان میں تیز آواز میں سوفٹ میوزک

شہریار خانزادہ کا گال کھینچ کر بول رہی تھی جب وہ روم میں انٹر ہوتا ہے باکی سے بولا تھا۔

آپ اس لیے اوپر روم میں لائے ہیں مجھے کہ میرے ساتھ۔۔۔۔۔ہاں اس لئے ہی لایا ہوں اوپر روم میں تاکہ تمہارے ساتھ سب کچھ کرسکوں جسکا لگ گیا ہے تمہیں میری فنگرز کا اس لئے ہر وقت یہی سوچتی ہو!! وہ صوفے کی جانب سہم کر بڑھتی ہوئی بول رہی تھی جب شہریار خانزادہ ایک بار پھر اس کی بات کاٹ گیا۔ وہ واشروم میں جاتا اپنے ہاتھ دھونے لگا جن پر ولید کا خون لگا تھا۔ اس نے آج پہلے سے زیادہ بے دردی سے ولید انصاری کی کھال ادھیڑی تھی۔

تمہارے آس پاس مجھے کوئی بھی نظر آیا ناں اس سے زیادہ برا حشر کروں گا اس لئے احتیاط کرنا میں تمہارے معاملے میں کمزور ہو سکتا ہوں تمہاری بدتمیزی برداشت کر جاتا ہوں اپنا غصہ پی جاتا ہوں مگر طیش آجانے پر مجھ سے بڑا ڈیول کوئی نہیں ہو سکتا!! شہریار خانزادہ واشروم سے باہر آکر مشائم کی جانب دیکھنے سے گریز کرتا ڈریسنگ مرر کے آگے کھڑا ہو گیا تھا۔ وہ خود

کو کنٹرول کر رہا تھا اس کا اینگر لیول مشائم کے قریب جانے کے لئے اسے بری طرح اوکسا رہا تھا۔ مگر وہ اس کے پاس نہیں جانے والا تھا اس نے جو زبان پلوشہ خانم کے لئے استعمال کی وہ برداشت کے قابل نہیں تھی۔

آپ میری طرف دیکھ کر بھی بات کر سکتے ہیں!! مشائم اس کا خود سے گریز برتنا نوٹ کر رہی تھی اور اسے شہریار خانزادہ کی اس حرکت سے سر سے پاؤں تک آگ لگ گئی تھی۔

رات میں ملاقات ہو گی یقیناً تم ابھی تو ہمارے ساتھ نہیں جاؤ گی نا؟؟ شہریار خانزادہ دروازے کی جانب بڑھتے سرسری سے انداز میں بولا۔ آپ کی آنکھوں میں کیا موتیا اتر آیا ہے جو میری طرف دیکھنے سے آپ مکمل نابینا ہو جائیں گے! مشائم غصے سے شہریار خانزادہ کی جانب بڑھتی اس کی سفید قمیض کے کالر کو اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں بھرتی خود پر جھکا کر بولی۔

ہٹو باہر جانا ہے مجھے!! وہ اس کی آنکھوں میں دیکھنے کی بجائے اس کے ہلتے ہوئے گلابی ہونٹ دیکھتی خود پر صبر کے پہرے بٹھائے بولا۔ نہیں ہٹوں گی سامنے سے

جو کرنا ہے کر لیں!! مشائم بھی ضدی سے لہجے میں
بولی۔

جو تم کروانا چاہ رہی ہو ناں وہ میں کرنے پر آیا ناں تو
غسل فرض کروا دوں گا۔ وہ مشائم کے ہاتھ اپنے کالر سے
ہٹاتا معنی خیزی سے بولتا اس کے گلابی لبوں پر قابض
ہونے سے خود کو باز کر گیا۔

اب اگر آپ نے مجھے نہیں دیکھا ناں تو دیکھنا پھر اچھا
نہیں ہو گا!! مشائم اس کی نظریں اپنے ہونٹوں پر گہرائی
سے جمی دیکھ چکی تھی مگر وہ پھر بھی مضبوط سے
دھمکی آمیز لہجے میں بولی۔ جو دکھانا ہے جلدی دکھاؤ
ٹائم نہیں ہے میرے پاس۔۔۔ بزی بندہ ہوں میں مجھے ایک
ساتھ کافی چیزیں ہینڈل کرنی ہوتی ہیں۔ شہریار خانزادہ اپنا
کنٹرول لوڑ کر رہا تھا اس کا لہجہ گہرا ہو رہا تھا مگر وہ
نظر بھر کر مشائم کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ اسکی نظریں اب
مشائم کی ٹھوڑی کے خم سے ہوتی پھر سے گلابی ہونٹوں
پر جم چکی تھی۔

وہ اپنا نچلا لب دانتوں تلے کچل کر اسے اپنے قریب آنے

پر اُکسا رہی تھی۔ اس سے پہلے ضبط کے بندھ ٹوٹتے
مشائم ایک ادا سے شہریار خانزادہ کے قریب ہوئی اور
اسکے بھورے بالوں میں اپنا ہاتھ الجھا کر شہریار خانزادہ
کے ہونٹوں کے قریب اپنے ہونٹ لاتی اسکی آنکھوں میں
جھانک کر اپنے گلابی لبوں کو حرکت دینے لگی۔

جو دکھانا چاہتی ہوں وہ آج رات کھل کر آپ کو دکھاؤں
گی اور اپنی ایگنورنس مشائم شہریار خانزادہ کبھی نہیں
بھولتی!! وہ ادا سے بولتی روم سے نکل گئی تھی۔ اس کا
دل کانو میں بج رہا تھا۔

شوگر بے بی تو ہاٹ وائفی بن گئی ہے ساری ادائیں آتی ہیں
بہکانے والی ابھی ایک کس کر لیتا تو اس نے نقشے بنا
دینے تھے میرے منہ پر۔۔۔ جب تک اسے خود ریلانز نہیں
ہو گا کہ اس نے مورے سے بدتمیزی کی ہے نہیں دیکھوں
گا اسے۔۔۔ فائدہ کیا ہے ناں دیکھنے کا بھی سیڈیوس کر لے
گی مجھے جیسے ابھی کر رہی تھی۔۔۔ سمجھ گئی تھی ان
اداؤں کے بعد دو انگلیاں ہی ملنی ہیں۔۔۔ میں گرم ہو کر
اس پر ہی لپکتا۔۔۔ بہت تیز ہے میری شوگر بے بی۔ کیا کرنے
والی ہے رات میں؟؟ آج دماغ خراب کیا ناں تو میں نے

بھی لگانی ہے دو رکھ کر نیچے اچھی والی!! آج تو اس کا وہ دوست بھی آئے گا۔۔۔ یا اللہ مجھے بالکل بھی صبر ناں دے میری بیوی کے لیے ہر ایک کی چمڑی نکالنے کی زیادہ ساری طاقت دے اور ساتھ ساتھ میری شوگر بے بی کے لئے بہت سارا پیار بھی میرے دل میں بھر دے ایسے ہی چاہوں اسے ایسے ہی جلوں تڑپوں اپنی چھوٹی سی بیوی کے لیے۔!! شہریار خانزادہ اپنے دل میں سوچتا چہرے پر سنجیدگی طاری کیے سیڑھیاں اترتا لان کی جانب بڑھ گیا۔ دوپہر کے کھانے کے بعد ان سب نے ٹائم سے حویلی کے لیے نکلنا تھا رات مہندی کا فنکشن تھا اور فنکشن سے فارغ ہوتے ہی ان سب نے سوات کے لیے نکلنا تھا۔

ایشا کو مشائم کچھ دیر پہلے ہی اس کے روم میں لے آئی تھی۔ سب کھانے سے فری ہو گئے تھے اور اب انہوں نے حویلی نکلنا تھا۔ مشائم بھی ان سب کے ساتھ ہی جا رہی تھی۔ وہ شہریار خانزادہ کی ناراضگی سے شدید بے چین ہو رہی تھی۔ وہ بھی دلہن تھی اور جہاں اس کی ماما تھی اسے وہی ہونا تھا۔

ایک گاڑی منہاں خانزادہ ڈرائیو کر رہا تھا جس میں نازنین خانم غزالہ خانم انشال خان اور شانزے تھی جبکہ دوسری

گاڑی شہریار خانزادہ ڈرائیو کر رہا تھا جس میں خانم بی
پلوشہ خانم مریم خانم اور مشائم تھی۔ احد خانزادہ کسی
ضروری کام کا بہانہ بنا کر نکاح کے کچھ دیر بعد ہی کہی
چلا گیا تھا۔

ایشا اپنے دوپٹے پر لگی پنز اتار کر ڈریسنگ ٹیبل پر
رکھتی اپنا دوپٹہ بھی اتار گئی تھی۔ وہ ابھی اپنی جیولری
بھی اتار ہی رہی تھی جب اسے ڈریسنگ روم میں کچھ
گرنے کی آواز آئی۔ وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھتی ڈرتی ڈرتی
ڈریسنگ روم کے دروازے کو کھول کر اندر جھانکتی
جائزہ لینے لگی۔ ڈریسنگ روم میں موجود ٹیبل پر رکھا
واس زمین پر گرا ہوا تھا۔

اسے کس نے گرا دیا یہاں تو کوئی نہیں ہے۔ وہ بڑبڑاتی
ہوئی اندر جاتی نیچے جھک کر واس اٹھاتی واپس ٹیبل پر
رکھ کر ابھی کھڑی ہی ہوئی تھی جب کسی وجود نے
اسے بیک سائڈ سے اتنی زور سے خود میں بھینچا تھا کہ
ایشا کی ڈر کے مارے فلک شگاف چیخ نکلی تھی مگر وہ
وجود اس کے لبوں پر اپنا مضبوط ہاتھ رکھ کر اس کے
لبوں سے نکلتی چیخ گھونٹ گیا۔

کیا کر رہی ہو سویٹ ہارٹ اتنی زور سے چیخ کر تم سب کو اوپر بولا لوگی اور پھر ہم دونوں کو اتنے قریب دیکھ کے آج ہی تمہاری رخصتی ہو جانی ہے۔ احد خانزادہ کی سرگوشی نما آواز ایشا کو اپنے کان میں سنائی دی تھی۔ وہ اپنی بات گھمبیر سرگوشی میں مکمل کر کے ایشا کے کان سے جھمکے اتارتا اس کی کان کی لوں سہلانے لگا۔ اس نے اپنا ہاتھ ایشا کے ہونٹوں سے ہٹا لیا تھا۔ ایشا گہری سانسیں لے رہی تھی وہ اتنی ڈر گئی تھی کہ اس کے ماتھے پر پسینے کے قطرے چمکے تھے۔ اسے پہلے سے زیادہ اب ڈر لگ رہا تھا احد خانزادہ کی سرگوشی سن کر۔

آپ کیا کبھی انسانوں کی طرح میرے روم میں نہیں آسکتے اس طرح ڈرانے کا کیا مقصد تھا؟؟ ایشا کو غصہ آیا تھا وہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آسکتا تھا۔ مقصد تو بہت سے ہیں میری صاحبہ ابھی ایک ایک کر کے بتاتا ہوں ناں پہلے تم بتاؤ اتنی دیر کیوں کر دی روم میں آنے میں؟؟ وہ ایشا کے چوکر کی ڈوری کھول کر اسے بھی اتارتا ٹیبل پر رکھ گیا یہی نہیں اس نے ایشا کے سیاہ بالوں کو جوڑے کی قید سے بھی آزاد کر دیا تھا۔ ایشا کے جسم میں لرزش ہو رہی تھی اب وہ اس پر حق رکھتا تھا اس کا

شوہر تھا اب وہ اسے چھو بھی سکتا تھا۔

سانس کیوں روک کر کھڑی ہو جب پیار کروں گا اس وقت۔۔۔۔۔ یہ آپ کیا بول رہے ہیں ہٹیں مجھے چینج کرنا ہے اپنا ڈریس۔۔۔۔۔ آجاؤ میں چینج کروا دیتا ہوں۔ ایشا اسکا ہاتھ اپنے پیٹ سے ہٹاتی نظریں چراتی ہوئی بول رہی تھی جب احد خانزادہ نے پھر سے اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔

اتنا گھبراتی کیوں ہو میری جان؟ تھوڑی دیر بعد چلا جاؤں گا۔ احد ایشا کے تمام بالوں کو ایک سائڈ پر شولڈر پر ڈالتا اس کے ڈریس کے ڈیپ بیک گلے پر اپنے ہونٹ رکھ کر چومنے لگا تھا۔ ایشا کے جسم میں اس کے لبوں کی تپش سے برقی رو دوڑی تھی۔ وہ پھر سے اس کا ہاتھ اپنے پیٹ سے ہٹا کر مڑتی ہوئی احد خانزادہ کو دیکھنے لگی جس کی شہد رنگ آنکھیں خمار سے نشیلی ہونے لگی تھی۔

آپ جائیں ناں یہاں سے کیوں آئے ہیں میرے روم میں؟؟ ایشا کی سیاہ پلکیں گلابی دہکتے عارض پر سجدہ ریز ہوئی تھی وہ اپنے لہجے کی کپکپاہٹ پر قابو پاتی بولی۔ میں اپنی بیگم صاحبہ سے ایک حسین ملاقات کے شوق

میں تھا اس لئے پچھلے ایک گھنٹے سے یہاں تمہارے
روم میں بیٹھا تھا۔ پھر مجھے خیال آیا میں نے تمہارا
ڈریسنگ روم نہیں دیکھا اس لئے اپنی بیگم صاحبہ کی
چیزیں ایکسپلور کرنے آگیا۔ کافی کچھ حسین نظر آیا ہے
مجھے!! احد خانزادہ ذو معنی انداز میں بولا تھا۔

کک۔ کیا۔۔۔ نظر۔۔۔ آگیا۔۔؟ ایشا احد کو اپنی طرف بڑھتے
دیکھتی پیچھے کی جانب قدم لیتی بولی۔ یہ بلیک والا انر
سیٹ بہت پیارا ہے یہ پہن کر دکھاؤ ناں مجھے! احد
خانزادہ صوفے کی جانب اشارہ کر کے بولا۔ اس کے ہاتھ
کے اشارے پر ایشا نے جیسے ہی صوفے کی جانب دیکھا
وہ کانوں کی لوں تک سرخ ہو گئی۔ ایک تو وہ نازک
پردے اسے شرمندہ کروا گئے تھے اوپر سے احد خانزادہ
کی فرمائش وہ تو لرز کر رہ گئی تھی۔ ماما میرا انتظار کر
رہی ہوں گی جانے دیں مجھے!! ایشا تیزی سے ڈریسنگ
روم کے دروازے کی جانب بڑھی تھی۔ جب احد نے اسے
کلائی سے پکڑ کر اپنی گود میں اٹھایا تھا۔

یہ۔ یہ کیا کر رہے ہیں۔ اتاریں مجھے میں گر
جاؤں۔۔۔۔۔ تمہارے شوہر کے اندر اتنا دم ہے کہ وہ ساری

زندگی تمہیں اپنی باہوں میں اٹھا کر کھڑا رہ سکتا ہے ڈرو
نہیں نیچے نہیں گرنے دوں گا۔ وہ ایشا کو ماتھے پر چومتا
روم میں آکر صوفے کی جانب بڑھا اور اسے اپنی گود
میں ایڈجسٹ کیے ہی صوفے پر بیٹھ گیا۔

مجھے شرم آرہی ہے اس طرح بیٹھنے سے! ایشا کو احد
کی لیب میں بیٹھے بے حد شرم آرہی تھی۔ آجاؤ تو لیٹ
جاتے ہیں! وہ اسی پوزیشن میں ایشا کو صوفے پر لٹاتا
خود اس کے اوپر چڑھ کر لیٹ گیا تھا۔ اس نے اپنا سر ایشا
کی زور سے دھڑکتی دھڑکنوں پر رکھ کر اپنی آنکھیں
موندھ لی تھی۔

آج سکون مل رہا ہے مجھے تمہیں پتہ ہے کتنا خوار کیا
ہے تم نے مجھے اپنے پیچھے؟؟ وہ اچانک ہی اپنا منہ
سیدھا کر کے اس کی دھڑکنوں پر کیڑوں کے اوپر سے
ہی اپنے ہونٹ رکھتا بولا تھا۔ ایشا نے اپنی آنکھیں میچ لی
تھی۔ احد خانزادہ اسے گونگی بنے دیکھتا اس کی
دھڑکنوں کو اپنے ہاتھ کی مٹھی میں بھر کر زور سے
بھینچتا اسے آنکھیں کھولنے پر مجبور کر گیا۔

دو سال تمہیں تلاش کرتا رہا ہوں میں لاہور میں مگر تم

یہاں اسلام آباد میں چھپی بیٹھی تھی۔ وہ پھر سے اس کی دھڑکنوں کو چومتا اب نرمی سے سہلا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ کا دباؤ جذباتیت میں سخت ہو گیا تھا۔ کتنے نخرے دکھاتی ہو مجھے تم شوہر ہوں یاں ایک کس تک تم نے مجھے نہیں کی!! احد اب اس کی بیوٹی بون پر اپنے انگوٹھے سے دباؤ ڈالتا مصنوعی ناراضگی سے بولا تھا۔ ایشا نے پھر سے اپنی آنکھیں میچ لی۔ احد خازادہ اس کے لبوں پر نرمی سے اپنی انگشت شہادت پھیر کر جھک چکا تھا۔ وہ اپنی آنکھیں موندھے ایشا کو محسوس کر رہا تھا۔ لبوں سے لب شدت سے ٹکرا رہے تھے وہ اس کی بیوٹی بون سے اپنا ہاتھ ہٹا کر بالوں میں الجھتا کچھ سیکنڈز ایشا کے بلائی لب کو چوم کر اب اس کے نچلے لب کو اپنے لمس سے مہکا رہا تھا۔ ایشا نے اس کی قمیض کو سینے سے مٹھیوں سے جکڑ لیا تھا۔

تمہیں ڈرایا اس کے لئے ایک بار پھر آئی ایم سو
سوری! تمہیں دیکھ کر میں اپنے حواسوں میں نہیں رہتا یار
اور ہاں جب بارش ہوتی ہے ناں تو وائٹ ڈریس مت پہنا
کرو تمہیں دیکھ کر میرا سب کچھ ہی پوری جان کے ساتھ
کھڑا۔۔۔۔۔احد!!!!!! چپ ہو جائیں۔۔!! احد خاندادہ اس کے
چہرے کو تھامے ہوئے بوسوں کی بوچھاڑ کرتا بھاری

بہکی آواز میں بول رہا تھا جب اسے ٹریک سے اترتے
دیکھ ایشا نے فوراً اس کے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا۔
وہ اس کے نازک ہاتھ کو چوم کر اس کی سیاہ آنکھوں میں
اپنی شہد رنگ آنکھیں گاڑھے جس بے باک انداز میں ایشا
کو دیکھ رہا تھا وہ اس کی بے باک نظروں کی تاب ناں
لاتی اس کی گردن میں اپنا چہرہ چھپا گئی تھی۔

جتنا شرماء کی اتنا گھستاخ مجھے پاؤ گی!! وہ اس کی
فراک پیٹ کے مقام سے اوپر کرتا اپنی قمیض کی جیب
سے گولڈ کی چین نکالتا اس کی ویسٹ پر پہنا گیا۔ ایشا کا
نازک سا اندر کی جانب دھنسا ہوا پیٹ پتلی سی کمر گولڈ
کی چین میں جتنا دلکش نظارہ پیش کر رہی تھی وہ احد
کے دل میں خون کی گردش شدت سے بڑھا گئی تھی۔

احد خانزادہ پاگل ہو کر اس کے پیٹ پر قابض ہو گیا تھا وہ
ایشا کے پیٹ کی اسکین کو اپنے ہونٹوں میں بھر کر اپنی
جنونیت کی سوغات سے اسے داغدار کر گیا تھا۔ وہ اس
کے دانتوں اور ہونٹوں کی تیزی سے مچل گئی تھی۔

آہہ۔۔!! ایشا نے احد خانزادہ کے بالوں میں اپنی انگلیاں
الجھا کر اسے خود سے دور کرنا چاہا تھا مگر وہ تو اس
پر جونک بنا چمٹا تھا۔ وہ ایشا سے پیچھے ہٹنے کی
 بجائے اس کی کمر کے خم پر جھک گیا تھا۔

اس نازک کمر نے مجھے پاگل بنا دیا ہے اب رو کر مت دکھاؤ میں بالکل جینٹل ہوں تمہارے ساتھ یار!! ایشا کے تو ڈر کے مارے آنسو ہی نکل گئے تھے۔ احد فوراً ہی اس سے پیچھے ہو گیا ورنہ کوئی بعید نہیں تھی ایشا کے سارے نخرے اور اپنی ریجیکشن ایک جھٹکے میں نکال دیتا۔ ایشا اٹھ کر بیٹھتی اپنے ڈریس کو ٹھیک کرتی جب اس کے روم کے دروازے پر دستک ہونے لگی۔

کک۔۔کون۔۔ہے؟؟ وہ احد کی جانب بوکھلائی نظروں سے دیکھتی ہکلاتی ہوئی بولی۔ ایشا کی جان پر بن آئی تھی اور کیپٹن صاحب تھے جن کے دانت اندر جانے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے وہ تو ڈھیٹ بن کر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیڈ پر چڑھ کر لیٹ گیا تھا۔

ایشو میں ہوں مہرمہ!! دروازے کے دوسری جانب سے مہرمہ انصاری کی آواز ان دونوں کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔ آپ جا کیوں نہیں رہیں۔ نکلیں ناں میرے روم سے!! ایشا فوراً سے پہلے بھاگتی ہوئی بیڈ پر جم کر لیٹے احد خانزادہ کے پاس آئی تھی۔ کیوں نکلوں میرے پاس ہر وقت تمہارے پاس پائے جانے کا پرمٹ موجود ہے تم کھولو

دروازہ ڈر کیوں رہی ہو!! احد اسے کھینچ کر اپنے اوپر گراتے بولا۔ پلیز جائیں ناں اب کیا چاہیے آپ کو مجھ سے؟؟ ایشا روہانسی ہو کر احد کی مینتیں کرنے لگی تھی۔ چاہتا تو میں بہت کچھ ہوں مگر چونکہ تم بیہوش ناں ہو جاؤ خوف سے اس لئے ایک لپ کس دے دو پھر چلا جاؤں گا۔ احد بھی موقعے کا بھرپور فائدہ اٹھا کر بولا۔

نن۔۔نہیں۔۔میں کوئی کس نہیں کروں۔۔۔۔۔پھر میں یہاں سے جانے والا نہیں۔۔۔امم۔۔!! ایشا سمجھ گئی تھی وہ ڈھیٹ اپنی بات منوائے بغیر یہاں سے ہلے گا بھی نہیں اس لئے مزید وقت ضائع کیے بنا وہ اس کے ہونٹوں پر چھوٹی سی کس کر کے ابھی پیچھے ہٹتی جب احد اسے خود میں بھینچے کروٹ بدل کر حاوی ہوتا ایک بار پھر اس کے لبوں پر ٹوٹ پڑا تھا۔

وہ گھونٹ گھونٹ بھر کر اس کے میٹھے لمس کو اچھی طرح اپنے حلق میں اتار کر دیوانہ وار اسے چومتا ہوا ایشا کو آزادی دے گیا تھا۔ ایشا رہائی ملتے ہی اوندھے منہ ہوتی شرم سے اپنا چہرہ تکیے میں دھنسا گئی۔

تم تو اتنا شرما رہی ہو جیسے میں نے سب کچھ ہی کر دیا ہو مجھ میں چھپنے کی بجائے اس تکیے میں گھسی ہوئی ہو کوئی نہیں جا رہا میں!! احد خاندان کو اس تکیے سے

بھی جیلسی ہوئی تھی جس کے ساتھ ایشا چمٹی ہوئی تھی۔
دروازہ ایک بار پھر نوک ہوا تھا۔ ایشا سب ٹھیک ہے تم
دروازہ کیوں نہیں کھول رہی!! مہرمہ انصاری اب کی بار
فکر مندی سے بولی تھی۔

پلیز احد ابھی چلے جائیں ورنہ میری جان نکل جانی ہے۔
ایشا تقریباً زرد پڑھ گئی تھی۔ اچھا اچھا جا رہی ہوں مگر
تم وعدہ کرو تم میری ہر بات مان۔۔۔۔۔اوکے وعدہ جو آپ
کہیں گے میں مانو گی ابھی جائیں پلیز! ایشا اس کے
لہجے کی گھمبیرتا اس کا انداز سمجھے بغیر ہی اپنی جان
چھڑوانے کے لئے وعدہ کر گئی تھی۔ مکر نے نہیں دونگا
اب سن لو!! وہ اس کے گالوں کو اسکوئیز کرتا گلاس ونڈو
کی جانب بڑھتا تیزی سے ٹیرس پار کر کے سیڑھیاں اتر
گیا تھا۔

سچ میں ڈاکو ہیں یہ۔۔۔کیا بات منوائیں گے اب میں تو ڈر
کر وعدہ بھی کر چکی ہوں۔ اور یہ چین۔۔۔۔۔ایشا ایوری
تھنگ اوکے؟ جی جی آپ سب ٹھیک ہے وہ میں اپنی
رنگ ڈھونڈ رہی تھی بیڈ کے نیچے چلی گئی تھی۔ ایشا اپنا
حوالیہ درست کرتی دروازہ کھولتی مہرمہ انصاری کو
دیکھتی جھوٹا بہانا بنا گی تھی۔ بیڈ شیٹ پر پڑھی سلوٹیں
بھی وہ درست کر گئی تھی۔ محرمہ ایک ڈیسنٹ لڑکی تھی
وہ اس کے روم میں جھانکنے یا پھر الٹا سیدھا کوئی سوال

کرنے کی بجائے ہلکی پھلکی باتیں کرتی صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔ اس کی جگہ اگر مشائم ہوتی تو ایشا کی جان احد سے زیادہ اس نے ہلکان کر دینی تھی۔

آپی آپ رایان بھائی سے ناراض ہیں نا؟؟ ایشا مہرمہ کے ساتھ بیٹھتی بولی۔ میں۔۔میں کیوں ان سے ناراض۔۔۔۔۔بھائی نے کل رات ماما سے بات کی ہے جلدی شادی کی اور ماما بابا ان کے مان جانے پر بہت خوش ہوئے ہیں میں آپ کو بھائی سے ناراض نہیں دیکھ سکتی آپ ان سے ناراض نا ہوں!! ایشا محرمہ انصاری کا بجھا ہوا چہرہ دیکھ کر اپنی زبان پر قابو نہیں رکھ سکی۔

کیا تم سچ کہہ رہی ہو ایشا؟؟ مہرمہ انصاری خوشی سے چہکی تھی۔ جی ہاں میری بہن بالکل سچ بول رہی ہے مہر۔! یہ رایان انصاری تھا جو ایشا کے روم کا کھلا ہوا دروازہ نوک کر کے روم میں انٹر ہوتا مہرمہ انصاری کے چہرے کو لمحوں میں خوشی سے چمکتے دیکھ کر بولا تھا۔

آپ دونوں بات کریں میں نیچے۔۔۔۔۔ہم بھی آپ کے ساتھ ہی نیچے چلتے ہیں کیپٹن صاحب پایا کے ساتھ نیچے ہی

موجود ہیں جاؤ ماما نیچے بولا رہی ہیں تمہیں!! ایشا جو ان دونوں کو بات کرنے کے لئے اسپیس دینا چاہتی تھی جب رایان انصاری مسکراتے ہوئے بولا۔ وہ احد کو بیک یارڈ سے نکلتے دیکھتا اسے زبردستی اپنے ساتھ لاؤنچ میں لے گیا تھا۔ وہ ایشا کو بھی نیچے بلانے آیا تھا۔ ایشا اپنے سر پر دوپٹہ لیتی اپنے روم سے نکل گئی تھی۔ مہرمہ انصاری ایک نظر رایان کو دیکھتی اس کے معنی خیزی سے آئی برو ریز کرنے پر دھڑکتے دل کو قابو کرتی مصنوعی خفگی دکھا کر تیزی سے سیڑھیاں اترتی نیچے چلی گئی تھی۔

چلو جی اب ان کو بھی منانا پڑے گا بہنوئی صاحب سے ٹپ لے لوں گا ناراض محبوبہ کو منانے کی!! احد خانزادہ نے کتنی محنت کی تھی ایشا کی ناراضگی دور کرنے کے لئے وہ جانتا تھا۔ لڑکیوں سے سوری کہنے کے بعد معافی مل جانا بھی ایک بڑی نعمت میں سے ہی ہے ورنہ تو طنے دے دے کر مار دیتی ہیں۔ رایان انصاری ہنستا ہوا لاؤنچ میں چلا گیا۔ جہاں روحیل انصاری کے ساتھ ہی احد خانزادہ گردن جھکا کر کسی بات کی تائید کر رہا تھا جبکہ سعدیہ انصاری مسکراتی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی۔ ایشا اور مہرمہ بھی ان کے ساتھ ہی بیٹھی تھی۔ رایان بھی سنگل صوفے پر جا کر بیٹھ گیا۔ وہ سب ہلکی پھلکی باتوں میں

مگن بے حدخوش لگ رہے تھے۔ احد خانزادہ روحیل
انصاری کی باتوں کا جواب دیتا ایشا کی جانب بھی دیکھ
رہا تھا۔ اس کا فون رنگ ہونے لگا۔ فون پر شہریار خانزادہ
کی کال آرہی تھی۔

ایکسکیوز می!! وہ ایکسکیوز کرتا کال ریسیو کر گیا تھا۔
ہاں جی کیپٹن صاحب بیوی کو حاضری لگا دی تو حویلی
کا رخ بھی کر لیں اب آپ کی ضرورت پیش آرہی ہے!
شہریار خانزادہ احد کے کال ریسیو کرتے ہی شوخی سے
بولا۔

لالا جان آپ سے زیادہ حاضری کوئی نہیں لگا سکتا میں
بس آپ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کر رہا ہوں!!
احد نے بھی شوخ انداز میں ہلکی آواز میں جواب دیا تھا۔
بیٹے تم مجھ سے زیادہ اپنے بہنوئی (بہرام) سے کلاسز
لو ابھی تک پہلی پوزیشن اسی نے سنبھالی ہوئی ہے اس
کے نقش قدم پر چل کر تم بھی عاشق پرو میکس بن جاؤ
گے چلو اب جلدی آؤ ہاشم ماموں تمہیں یاد کر رہے ہیں۔
وہ احد کو مرچے لگا کر فون بند کر گیا تھا۔ احد خانزادہ
اب ان سب سے اجازت لیتا حویلی کے لئے نکل گیا تھا۔

رات میں مہندی کا فنکشن تھا جو مارکی میں رکھا گیا تھا۔۔

رات کے نو بج رہے تھے مہندی کا شاندار فنکشن شروع ہو چکا تھا جو کہ اسلام آباد کی بے حد علیشان مارکی

The Vintage Marquee

میں رکھا گیا تھا۔ آج کا ایونٹ بے حد شاندار ہونے والا تھا رائل لک کے ساتھ!! شہریار خاندانہ نے پانی کی طرح پیسا بہایا تھا منہان اس سے چھوٹا تھا اس کے چاچو کا بیٹا تھا اس لئے اس نے سختی سے منہان کو ایک روپیہ بھی خرچ کرنے سے منع کیا تھا مگر منہان خاندانہ وہ بھی شاہ خرچ تھا۔ اس نے سوات میں تمام انتظامات کروائے تھے۔ چونکہ آج مہندی تھی تو مین اسٹیج کے بالکل سامنے فلور اسٹیج بھی بہت شاندار طریقے سے سجایا گیا تھا جہاں ڈانس پرفارمنس ہونی تھی۔ لیڈیز سائڈ جینٹس سائڈ سے بالکل ہٹ کر تھی آج پہلے سے زیادہ پردے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ مختلف رنگوں کی روشنیاں اسٹیج کی چاروں اور چار چاند لگا رہی تھی۔

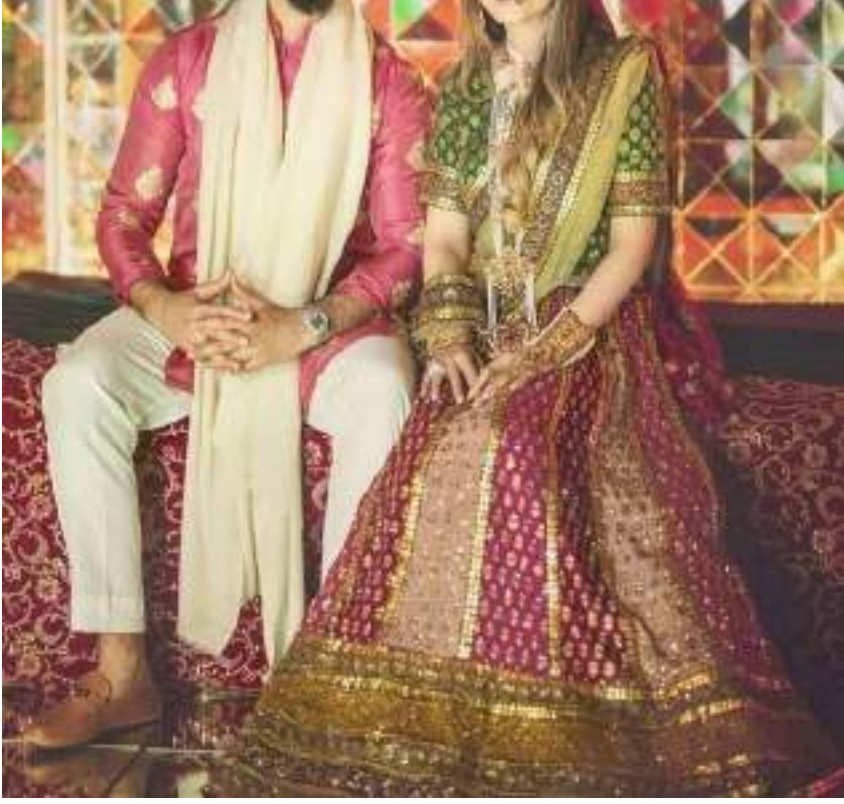
دونوں دلہنیں آج ایک نیو رائل لک کے ساتھ تیار ہوئی تھی۔ انشال خان انڈین اسٹائل کے بے حد حسین لہنگے میں

ملبوس تھی۔ اس نے گرین کلر کی ہاف سلیوز والی چولی
 جس پر بیوی گوٹا ورک کے ساتھ کورے دبکے کا کام ہوا
 تھا پہنی ہوئی تھی۔ لائٹ پنک اور شاکنگ پنک کے
 کمبینیشن کے ساتھ کلیوں والا لہنگا پہنا ہوا تھا۔ جس کی
 کلیوں کے جوڑ پر باریک گوٹے والی لیس لگی تھی جبکہ
 لہنگے کے بارڈر پر بے حد بیوی کام ہوا تھا۔ پورے لہنگے
 پر بھی کورے دبکے کا کام بھی ہوا تھا۔ اس انڈین اسٹائل
 لہنگا چولی کے ساتھ انشال خان نے دو دوپٹے لئے ہوئے
 تھے ایک لہنگے سے میچ کرتا گلابی رنگ کا جو اس نے
 سر پر لیا ہوا تھا جبکہ دوسرا لیمن کلر کے نیٹ کا دوپٹہ
 جس کے چوڑے گرین بارڈرز تھے جو وہ ساڑھی کے
 اسٹائل میں کیری کیے ہوئے تھے۔ خاندانی زیورات انشال
 خان کے لک کو اور رائل بنا رہے تھے۔ اس نے سونے
 اور سفید پرلز کا بہت بھاری زیور پہنا ہوا تھا۔ انشال خان
 نے اپنے بال اوپن کیے ہوئے تھے جبکہ بھورے بالوں
 میں نیچے کی جانب کرلز ڈالے ہوئے تھے۔ بے حد لائٹ
 سے نیوڈ میک اپ کے ساتھ وہ حسین ترین شہزادی معلوم
 ہو رہی تھی۔ اس کے کٹاؤ دار ہونٹ لائٹ سی پنک لپ
 اسٹیک میں بہت حسین لگ رہے تھے۔ آج اس نے جیولری
 میں انتہا بھی پہنی ہوئی تھی جو اس کے بلائی لب تک
 آرہی تھی۔



منہان خانزادہ اسے تشنہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا وہ آج
بری طرح اسے بے قابو کر رہی تھی۔ انشال خان کے پہلو
میں منہان خانزادہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے آج گلابی رنگ کا
گرتا اور آف وائٹ شلوار پہنی ہوئی تھی جبکہ گلے میں
بھی آف وائٹ ہی مردانہ شال پہنی ہوئی تھی۔ پیروں میں
براؤن جوتا پہنا ہوا تھا جبکہ ایک ہاتھ میں گھڑی سیاہ
بالوں کو جیل سے سیٹ کیا ہوا تھا۔ اس کے وجاہت سے
بھرپور نقوش آج شادابی سے چمک رہے تھے۔ سُرْمئی
آنکھیں والا وہ شہزادہ تشنگی کی تڑپ لئے انشال خان کا
دیوانوں کی طرح دیدار کر رہا تھا۔ اس کی گردن انشال
خان کی جانب مڑی ہوئی تھی وہ ہاتھوں کی انگلیاں باہم

ملائے اپنی بیوی کو دنیا جہان کا ہوش بھلائے دیکھ رہا
تھا۔



منہان خانزادہ کی نظر اس کے لبوں پر ٹھہر سی گئی تھی
اسے ہوش تو تب آیا جب اس کے کانوں میں شرارتی سے
لاؤڈ میوزک کی آواز سنائی تھی۔ مشائم اور ایشا دونوں
اسٹیج پر آگ لگا دینے کی ڈانس پرفامینس کے لیے کھڑی
ہو گئی تھی۔ اس وقت صرف منہان خانزادہ تھا لیڈیز سائڈ
میں جو انشال خان کا دیدار کرنے آیا تھا مگر مشائم نے
اسے زبردستی انشال کے ساتھ صوفے پر بیٹھا دیا تھا۔

اوہ کم ٹو می۔۔ اوہ کم ٹو می۔۔۔

ناں نان نان نان۔۔۔

اوہ کانٹ یو سی۔۔ اوہ کانٹ یو سی؟

ہونٹوں پے بے ایمانیاں۔۔۔

کر لے کر لے تھوڑی نادانیاں۔۔۔

مشائم نے ایشا کو اپنی جانب کھینچا تھا۔ انشال کا منہ لال ہو گیا تھا وہ جانتی تھی یہ کونسا سونگ ہے جو خاص طور پر مشائم نے اسے تنگ کرنے کے لیے چوز کیا تھا۔ نازنین خانم کا تو منہ کھل گیا تھا انکے ساتھ ہی انٹرینس پر شہریار خانزادہ بھی کھڑا تھا جو پلوشہ خانم کے حکم پر بالکل ابھی ابھی لیڈیز سائڈ آیا تھا اور اسکی پہلی نظر اپنی بیوی پر ہی پڑھی تھی۔ جو ایک ماہر ڈانسر کی طرح اپنی کمر لچکاتی اپنے ہارٹ شپ لپس کا پاؤٹ بناتی سب کی توجہ کا مرکز بنی تھی۔ ایشا بھی ڈانس کر رہی تھی مگر مشائم لائم لائٹ لے چکی تھی۔

مجھے آدھی رات کو ستانے لگے۔۔

مجھے اپنے ساتھ تڑپانے لگے۔۔۔

تو آجا پاس یہ بلانے لگے۔۔۔

تجھے چھونا چاہیں میرے یہ میرے یہ میرے پنک لپس

پنک لپس پنک لپس پنک لپس پنک لپس پنک لپس پنک لپس پنک لپس
تجھ کو کرتے مس۔۔۔

پنک لپس پنک لپس پنک لپس پنک لپس پنک لپس پنک لپس پنک لپس
لپس۔۔۔

آئی نو یو وانٹ مائی بے بی لپس۔۔۔

ناں نانا نانا نانا نانا نانا نانا نہ۔۔۔

مشائے شہریار خانزادہ کو سوچتی بلش کرتی ہوئی چہک
کر اپنے گلابی لبوں پر انگوٹھا پھیرتی اپنی کمر اور ہاتھ
لچکا رہی تھی۔ شہریار اسے اگنور کر کے جس طرح
اسکے ہونٹوں پر نگاہیں جمائے ہوئے تھا اسے دل میں
بے تابی ہو رہی تھی۔ وہ دل میں دعا کر رہی تھی کہ وہ
لیڈیز سائڈ میں آگیا ہو اور اس کی پرفارمنس دیکھ رہا ہو
کیونکہ پلوشہ خانم کو شہریار خانزادہ کو لیڈیز سائڈ میں
آنے کا بلاوا دیتی سن چکی تھی۔ ورنہ اس نے منہان
خانزادہ کے جانے کے بعد ڈانس پرفارمنس کرنی تھی
مگر شہریار آجاتا تو وہ ڈانس نہیں کر پاتی اس لیے ایشا کا
ہاتھ پکڑے اسٹیج کا رخ کر گئی۔

منہان خانزادہ انشال کے لال چہرے کی جانب دیکھتا
اسکے کان میں بے باک سرگوشیاں کر رہا تھا۔ اسکی نظر

بھی جو انشال سے ہٹ کر کہی اور گئی ہو تو حرام ہو۔۔ وہ
والہانہ انداز میں انشال خان کی جانب متوجہ تھا۔

شہریار روکو اپنی بیوی کو سب کیا کہیں گے خاندان کی
بڑی بہو کا یہ حال۔۔۔۔۔ نازنین خانم جو شہریار کو طیش
دلانا چاہ رہی تھی جب ان کی بات ادھوری ہی رہ گئی
کیونکہ شہریار خانزادہ مشائم کے ڈانس موز اس کے
فیس کے شرارتی ایکسپریشن اور آنکھوں میں اپنے لئے
بے چینی دیکھتا ڈانس فلور پر اس کی جانب بڑھ گیا۔

ایشا شہریار خانزادہ کو دیکھ چکی تھی وہ اسٹیج سے اتر
کر سائڈ پر کھڑی ہو گئی تھی۔ مشائم ابھی گھومی ہی تھی
جب اس کی نظر بھی ڈانس فلور پر اس کے قریب آتے
شہریار خانزادہ پر پڑھی۔ اس نے بغیر کسی خوف کے
ایک ادا سے اپنی ہیزل آنکھیں گھمائی اور پھر سے
گھومنے لگی جب شہریار خانزادہ نے اس کی کلائی پکڑ
لی۔

ہیلو ہیلو بول کے بے بی لپس کھول کے حرکت ناں کر
نوٹیاں۔۔۔

شہریار خانزادہ نے اسکے گلابی ہونٹوں پر ہینو ٹائز ہو کر
اپنا انگوٹھا سہلایا تھا نازنین خانم کے ساتھ ساتھ پلوشہ
خانم بھی حیران ہوئی تھی جبکہ اسٹیج پر بیٹھے منہان
خانزادہ کے ساتھ ساتھ انٹرنس سے داخل ہوتے احد خانزادہ
نے بھی ہونٹنگ کی تھی۔ ایشا اور شانزے بھی ہونٹنگ کر
رہی تھی۔

مسنگ تینوں بول ڈے لو یو مینیوں بول دے اداواں تیری
ہے گی نوٹیاں-----

شہریار خانزادہ ان سب کی ہونٹنگ سے ہوش میں آتا مشائم
کے گلابی ہونٹوں سے اپنا انگوٹھا ہٹا گیا۔

ہیلو ہیلو بول کے بے بی لپس کھول کے حرکت ناں کر
نوٹیاں----

مسنگ تینوں بول ڈے لو یو مینیوں بول دے اداواں تیری
ہے گی نوٹیاں----

اس سے پہلے وہ اسٹیج سے اترتا مشائم اس کے سبز

کرتے کو سینے سے پکڑ کر ایک ادا سے اپنی طرف
کھینچتی ہوئی لیرکس کے ساتھ ساتھ اب دلکشی سے
گنگانے لگی تھی۔

میری خواہشوں کو طلب ہے تیری

آقرب آ۔۔ اب کر ناں دیری۔۔

تیرے فاصلے مجھے جلانے لگے۔۔

رفتار سانسوں کی بڑھانے لگے۔۔

تو آجا پاس یہ بلانے لگے۔۔۔

تیری بات مانے میرے یہ میرے یہ میرے پنک لپس پنک

لپس پنک لپس پنک لپس پنک لپس پنک لپس۔۔۔

پل پل تجھ کو کرتے مس۔۔

پنک لپس پنک لپس پنک لپس پنک لپس پنک لپس پنک

لپس۔۔۔

آئی نو یو وانٹ مائی بے بی لپس۔۔۔

ناں نآن نآن نآن نآن نآن نآن نہ۔۔۔

مشائم کھلکھلا کر ہنستی ہوئی شہریار خانزادہ کو اپنے
حُسن میں گرفتار کرتی ادا سے خود سے دور جھٹکتی

پھر سے اپنے گلابی لبوں کو پاؤٹ بنا کر سگنیچر اسٹیپ
دہرانے لگی۔ شہریار خانزادہ اس میں اتنا کھو گیا تھا کہ وہ
لڑکھڑا کر مشائم کے دھکیلنے پر پیچھے ہوا تھا۔ سب نے
پہلے سے زیادہ بلند ہونٹنگ کی تھی۔ ڈانس فلور پر نیچے
کی جانب لگی ملٹی لائٹس اور حال میں پھیلے اندھیرے
میں ان دونوں کو فوکس کرتی سفید روشنی انہیں سب کی
نظروں کا مرکز بنا گئی تھی۔

مشائم بہت حسین لگ رہی تھی۔ وہ لمحوں میں شہریار
خانزادہ کے حواس معطل کر دیتی تھی۔ سب کی ہونٹنگ پر
وہ اپنے حواسوں میں آتا گردن جھکا کر مسکراتا ہوا مشائم
کو اسٹیج سے لے کر اترتا جب مشائم پھر سے اس کے
پاس آنے پر اسکے بیئرڈ زدہ گال پر ہاتھ رکھتی سونگ
کی بے باک لیرکس اپنی ہیزل آنکھوں میں جذبات لئے
گنگناتی اسے پھر سے اپنے حسن میں ڈوبا کر مدہوش کر
گئی

دل بارشوں میں ترسنے لگا۔۔۔

تیری پیاس میں دھڑکنے لگا۔۔۔

وہ اسکے گرد چکر کاٹتی اپنے شارپ نیلز والی فنگر سے
اس کی چیسٹ پر لو یو لکھنے لگی۔ شہریار خاندان کے
دل کی دھڑکنیں منتشر ہو گئی تھی۔

تیرے ہاتھ میں ہاتھ جو آنے لگے۔۔

میرے سوئے ارماں جگانے لگے۔۔

تو آجا پاس یہ بلانے لگے۔۔

تیرے ہونا چاہے میرے یہ میرے یہ میرے پنک لپس پنک

لپس پنک لپس پنک لپس پنک لپس پنک لپس۔۔۔

پل پل تجھ کو کرتے مس۔۔۔

پنک لپس پنک لپس پنک لپس پنک لپس پنک لپس پنک

لپس۔۔۔

آئی نو یو وانٹ مائی بے بی لپس۔۔

وہ اب اسکے ہاتھوں کی وینز پر اپنی مخروطی انگلیاں

پھیرتی مکمل طور پر ٹرن آن کر چکی تھی۔ شہریار

خاندان نے اپنی بہکی بہکی بھوری آنکھوں کو چندھیا کر

مشائم کو دیکھا تھا جو اب اپنی اس کی جانب مکمل طور

پر مڑی ہوئی تھی یوں کہ اس کے چہرے کو کوئی دوسرا

نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ شہریار خاندان کی آنکھوں میں

آنکھیں ڈالے اپنے بالائی لب پر بے باکی سے زبان پھیر کر
شہریار خانزادہ کے حلق میں کانٹے اگاتی اپنی ایگنورنس
کا بدلہ بہت دلکشی سے لے چکی تھی۔

وہ شرارت سے اپنی آئیز رول کر کے پرفارمنس ختم
ہوتے ہی ڈانس فلور سے نیچے اتر گئی تھی۔ جہاں سارے
ینگسٹرز خوشی سے چہک رہے تھے وہی خاندان کی بہت
کی بڑی لیڈیز نے مشائم کو بے شرم کے القابات سے نوازا
تھا جن میں سر فہرست نازنین خانم تھی۔ پلوشہ خانم تو بس
اپنے بیٹے شہریار خانزادہ کو دیکھ رہی تھی جس کی
آنکھوں میں وہی چمک وہی دیوانگی تھی جو پلوشہ خانم
نے شہسوار خان کی آنکھوں میں کشمالہ خان کے لئے
دیکھی تھی۔

شہریار خانزادہ اسٹیج سے اتر کر مشائم کی جانب بڑھا
تھا۔ جو ایشا اور شانزے کے ساتھ کھڑی کھلکھلا کر کچھ
پوچھ رہی تھی۔ آج رات تمہارے سارے ارمان ٹھنڈے ناں
کیے نا میں نے تو میرا نام بھی شہریار خانزادہ نہیں!!
شہریار اسکے کان میں سرگوشی نما آواز میں بولتا احد
کے ساتھ مین اسٹیج کی جانب بڑھ گیا۔ مشائم کے دل نے
بیٹ مس کی تھی۔ میں بھی دیکھتی ہوں میرے پاس کیسے
آتے ہیں آپ جتنا اگنور کیا تھا ناں آپ کی توبہ نہیں
نکلوائی تو پھر میرا نام بھی مشائم شہریار خانزادہ نہیں!

مشائم بھی دل میں جواباً سوچتی اب لڑکوں کے پیچھے ہی
اسٹیج کی جانب بڑھ گئی۔

وہ بوٹل گرین کلر کے بہت حسین لہنگے میں ملبوس تھی
جس کی چولی پر صرف گلے پر کام تھا جبکہ لہنگے کے
بارڈرز پر کافی ہیوی کورے دیکے کا باریک کام تھا۔ بوٹل
گرین فلی ہیوی دوپٹہ ساڑھی اسٹائل میں لیا ہوا تھا۔

گلے میں سونے کا چوکر پہنا ہوا تھا جس پر سبز زرقون
جھڑے ہوئے تھے جبکہ چوکر سے میچ کرتی سونے کی
مالا بھی پہنی ہوئی تھی۔ کانوں میں بھاری جھمکے پہنے
تھے ہاتھوں میں چنبیلی کے سفید گجرے اور ایک ہاتھ میں
سونے اور زرقون کے بنا فنگر سیٹ پہنا تھا۔

مشائم نے آج بالوں میں ایکٹشنز لگوائی تھی تمام بال بہت
خوبصورت سے ہیئر اسٹائل میں قید تھے جن پر سفید
چنبیلی سے بنا گجرا لپیٹا ہوا تھا۔ وہ اپنے بالوں کی لٹ کو
اپنے ہاتھ سے چھیڑتی ہوئی اسٹیج کی جانب بڑھ رہی تھی۔



شہریار خانزادہ مشائم کے اپنے پہلو میں بیٹھنے کا منتظر
تھا مگر وہ اسے مکمل اگنور کرتی ایک دوسرے صوفے
پر بیٹھ گئی جیسے یہ کہہ رہی ہو خود اٹھ کر میرے پاس
آکر بیٹھو۔۔



شہریار خانزادہ گردن جھکا کر اپنے لبوں کے کناروں پر
امڈتی ہنسی چھپاتا خود اٹھ کر اس کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔
کیوں آئے ہیں میرے پاس آپ؟؟ مشائم نروٹھے پن سے
بولی۔ یہ کچھ دیر پہلے تم میں بجلی کہاں سے بھر گئی
تھی؟؟ وہ اس کے ہاتھوں کی رنگز دیکھ کر اپنی فنگر
پھیر کر بولا یوں جیسے دیکھنے والوں کو محسوس ہو وہ
اس کی جیولری کے متعلق کچھ بول رہا ہو۔ جہاں سے بھی
بھری تھی وہ ڈانس آپ لئے نہیں تھا زیادہ خوش مت ہوں!!
مشائم اترا کر بولتی ابھی سامنے دیکھ ہی رہی تھی جب
اسے ڈاکٹر زویا خان لیڈیز سائڈ کی انٹرنس سے داخل
ہوتی نظر آئی۔ ان کے ساتھ برہان بھی تھا مگر وہ انٹرنس

پر ہی رک گیا تھا۔ مشائم تیزی سے صوفے سے اٹھتی ان کی جانب بڑھی تھی۔ شہریار خانزادہ اسکا عجلت میں تیزی سے اٹھنا سمجھ گیا تھا وہ بھی برہان کو دیکھ چکا تھا۔

آپ کب کریں گی میرے لئے ڈانس میں بھی اسپیشل فیل کرنا چاہتا ہوں یار! منہان خانزادہ انشال کو مٹھائی کھلاتے سرگوشی میں بولا۔ میں ڈانس نہیں کر سکتی مجھے شرم آتی ہے خان! انشال نظریں جھکائے بولی۔ ساری شرم نکال دونگا میں آپ کی کل کے دن تک شرما لیں اس کے بعد ساری شرم ختم کر دونگا!! منہان خانزادہ گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔

برہان کیسی لگ رہی ہوں میں؟؟ مشائم ڈاکٹر زویا خان سے ملتی ہوئی برہان سے بولی تھی۔ بیوٹیفل ایز آلویز!! برہان دل سے اسکی تعریف کرتے اس کے پیچھے آتے شہریار خانزادہ کو دیکھتا اس سے ملنے کے لئے آگے بڑھا تھا۔ ماشاء اللہ میری بچی بے حد حسین لگ رہی ہے!! ڈاکٹر زویا مشائم کا ماتھا چومتی بولی۔ شہریار خانزادہ برہان اور ڈاکٹر زویا کو مشائم کی تعریف کرتے سن چکا تھا۔ ان کے لہجوں میں اپنائیت تھی۔

شہریار یہ زویا آنتی ہیں کشمالہ تائی اور میری ماما کی بیسٹ فرینڈ!! مشائم اب شہریار کو ڈاکٹر زویا سے ملوا رہی تھی۔ مشائم میں ایک بار پہلے بھی ان سے مل چکا ہوں بابا کے فرینڈ ڈاکٹر ضیاء کی وائف ہیں! ڈاکٹر نعمان کی مدر ڈاکٹر زویا خان ہیں۔۔۔!! شہریار خانزادہ اب ڈاکٹر زویا سے رسماً سلام دعا کرنے کے بعد مشائم سے بولا تھا۔

جی بیٹے ہم پہلے مل چکے ہیں!! ڈاکٹر زویا کا چہرہ ایک دم ہی افسردہ ہو گیا تھا۔ وہ فوراً ہی شہریار خانزادہ سے اپنی نظریں ہٹا چکی تھی۔ برہان کی آنکھوں میں بھی آج ایک عجیب ہی تاثر شہریار خانزادہ کو نظر آرہا تھا۔

مجھے کشمالہ کی بیٹی انشال سے ملنا ہے مشائم! ڈاکٹر زویا کا لہجہ بھر آیا تھا۔ آجائیں آنتی میں آپکو آپ کی پاس لے چلتی ہوں! مشائم ڈاکٹر زویا کا ہاتھ تھامتی بولی تھی۔

برہان کے پیچھے پیچھے ڈاکٹر نعمان بھی مارکی پہنچ گیا تھا۔ شہریار اس سے بھی ملتا اب ڈنر ٹیبلز سیٹ کرنے کا

ویٹرز کو بولتا جینٹس سائڈ کی طرف بڑھ گیا تھا۔

تمہارے ڈیڈ نہیں آئے؟ شہریار ڈاکٹر نعمان کے ساتھ ساتھ
جینٹس سائڈ کی جانب بڑھتے بولا۔ بابا کو کچھ کام تھا وہ
سوات میں ہیں وہی سے تمہاری شادی کے باقی کے
ایونٹس اٹینڈ کریں گے۔ ڈاکٹر نعمان شہریار سے بولا تھا
جبکہ برہان ان دونوں سے سائڈ پر چلتا کسی سوچ میں گم
تھا۔ احد نے بھی انہیں جوائن کر لیا تھا۔

انشال شہزادی بیٹی۔۔۔ میری گڑیا میری کشمالہ کی
بیٹی۔۔۔ کتنی بڑی ہو گئی ہو۔۔۔ میں تمہاری مورے کی سہیلی
زویا ہوں! ڈاکٹر زویا منہان خانزادہ کے ساتھ اسٹیج پر
بیٹھی ہوئی اپنی سہیلی کشمالہ خان کی بیٹی ان کی ہم شبہی
انشال خان کو دیکھتی خود پر قابو نہیں کر سکی تھی۔ وہ
اپنے لہجے میں مامتا کا پیار لئے انشال خان کی طرف
بڑھتی اس کا ماتھا والہانہ انداز میں چوم رہی تھی۔ منہان
خانزادہ انہیں دیکھ کر حیران ہوا تھا۔ انشال خان کو اس
طرح کھل کر پیار کرنے والی وہ پہلی عورت تھی جو
کشمالہ خان کا نام لے کر انشال کو چوم رہی تھی۔

پلوشہ خانم کا خون خشک ہو گیا تھا ان کا چہرہ ڈاکٹر زویا

کو دیکھ کر مردے کی طرح سفید پڑھ گیا تھا۔ نازنین خانم نے پہلی بار اس عورت کو دیکھا تھا جو انشال خان کو کسی ماں کی طرح اپنے سینے سے لگائے بہتی آنکھوں سے چوم رہی تھی۔ وہ سرخ و سفید پٹھانی نقوش والی اسٹائلش سی ماڈرین خاتون تھی۔ جو بے حد ڈیسنٹ ڈریسنگ میں بہت مہذب لگ رہی تھی۔ ان کے گولڈن بال شولڈرز تک آتے تھے۔ وہ خاتون اب اپنے کلچ میں سے ہزاروں کے نوٹ نکال کر انشال خان کے سر سے وار رہی تھی۔ اسے بے شمار دعاؤں سے نواز رہی تھی۔

تمہیں دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم کشمالہ نہیں اس کی بیٹی انشال ہو!! ڈاکٹر زویا انشال کے گالوں کو باری باری چوم کر اس کی پیشانی چومتی اپنے سینے سے لگا گئی تھی۔ منہاں خاندانہ نے انشال خان کی بھوری آنکھوں کو جھرنے کی طرح بہتے دیکھا تھا۔ وہ کیوں رونے لگی تھی وہ سمجھ گیا تھا۔ منہاں اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا انشال خان کی کمر نرمی سے سہلانے لگا۔ انشال چپ ہو جائیں آپ رو کر مجھے تکلیف دے رہی ہیں!! وہ اس کی ہچکی بندھتے دیکھتا پریشانی سے بولا۔ غزالہ خانم بھی فوراً ہی اسٹیج پر آگئی تھی۔ وہ انشال کو روتے دیکھ کر پریشان ہوئی تھی۔ وہ اپنی چھوٹی پہن کی سہیلی

سے کبھی ملی تو نہیں تھی مگر تصویروں میں دیکھ رکھا
تھا انہوں نے ڈاکٹر زویا کو۔۔

میری بچی اللہ تمہیں دنیا جہاں کی خوشیاں نصیب کرے
شوہر کا سکھ دیکھو اس کی محبت کی تاعمر حقدار رہو
تمہیں اللہ نیک اولاد کا سکھ بھی دکھائے کوئی تم سے
تمہارا وارث ناں چھینے!! اللہ کی امان میں رہو ہمیشہ!!
ڈاکٹر زویا بے حد ایموشنل ہو رہی تھی۔

زویا آنتی آپ۔۔۔۔۔زویا تم۔۔تم میری بہن کشمالہ کی سہیلی ہو
ناں وہ ترکی والی ڈاکٹر سہیلی؟؟ یہ غزالہ خانم تھی جو
ڈاکٹر زویا کی بے ربط باتیں سن کر بولی تھی۔ انشال کو
منہاں چپ کروا چکا تھا مگر ڈاکٹر زویا کی باتیں سن کر
اس نے تعجب سے انہیں دیکھا تھا۔

جی غزالہ دیدہ میں ڈاکٹر زویا خان ہوں آپکی بہن کشمالہ
کی سہیلی اس کی ہم راز!! ڈاکٹر زویا کے اپنے آنسو
رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے ان کی سہیلی کے ساتھ
جو ظلم کیا تھا ظالموں نے وہ کس دل سے آج ان لوگوں
کے بیچ موجود تھی یہ وہ ہی جانتی تھی۔مشائم بھی افسردہ
ہو گئی تھی مگر اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔

کشمالہ خان ایک بہت نرم دل عورت تھی اس کے چہرے

کی تمام تر معصومیت تم میں چھلکتی ہے آج کہی سال بعد مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میں اپنی سہیلی کو اپنے سامنے دیکھ رہی ہوں جو شدید دلی اذیت سہنے کے بعد اس دنیا سے روٹھ گئی میں خود پر قابو نہیں کر سکی تمہیں دیکھ کر بیٹی!! تمہیں اتنا رولا دیا سو سوری شہزادی بیٹی اپنا ایونٹ انجوائے کرو!! ڈاکٹر زویا اپنے ایموشنز کنٹرول کرتی انشال کے سر پر ہاتھ پھیرتی خانم بی اور مریم خانم سے ملنے کے لئے ان کی طرف بڑھتی تھی۔ مشائم انشال خان کوہگ کرتی اسے چیئر اپ کرنے لگی۔ شانزے اور ایشا بھی اب ان کے پاس آگئی تھی۔ منہان ایک نظر انشال کو دیکھتا جینٹس سیکشن کی طرف چلا گیا تھا۔

لیڈیز میں ڈنر سرو ہو رہا تھا جبکہ پلوشہ خانم کی روح لرز رہی تھی ڈاکٹر زویا کو دیکھ کر جو اب ان کی جانب بڑھ رہی تھی۔

ڈاکٹر زویا کی آنکھوں میں پلوشہ خانم کو دیکھ کر ایک نفرت سی در آئی تھی۔ ان کے چہرے کے تمام نقوش میں اس عورت کے لئے ایک غصہ تھا۔ جس نے نا صرف محبت میں شراکت داری کروائی تھی بلکہ ایک معصوم کم سن لڑکی سے اسکی اولاد بھی چھینی تھی۔ ڈاکٹر زویا ایک

بہترین مخلص سہیلی تھی جو کشمالہ خان کے ساتھ ہونے پر ہر ظلم کی گواہ تھی۔ پلوشہ خانم کو ٹھنڈے پسینے آنے لگے تھے

دیدہ کیا ہو گیا ہے آپ کو؟ طبعیت تو ٹھیک ہے ناں آپ کی؟ نازنین خانم انکے مردہ کی طرح سفید پڑھتے چہرے کو دیکھ بولی تھی۔ یہ۔۔۔ تو۔۔۔ یہ زویا۔۔۔ کشمالہ۔۔۔ کی۔۔۔ سہیلی ڈاکٹر زویا۔۔۔۔۔ ٹھیک پہچانا تم نے مجھے میں ڈاکٹر زویا ہی ہوں کشمالہ خان کی سہیلی جس سے تم ایک بار فون پر بات بھی کر چکی ہو۔ پلوشہ خانم جو ہکلا کر بول رہی تھی جب ڈاکٹر زویا کاٹ دار لہجے میں ان کے قریب آتی بولی۔

تم مجھ سے اتنی خوفزدہ کیوں ہو رہی ہو پلوشہ؟ تم تو خوفزدہ کرنے والوں میں سے ہو!! اچھین لینا تو تمہاری فطرت ہے جس انسان میں خوفِ خدا ناں ہو وہ کسی انسان سے ڈرتے ہوئے اچھا نہیں لگتا!! ڈاکٹر زویا نے پلوشہ خانم کے سفید پڑھتے چہرے پر چوٹ کی تھی۔

یہ تم کیا بول رہی ہو میری دیدہ کو ہو کون جو اٹھ کر آگئی ہو اس بدکردار کشمالہ کے نام کی مالا چپنے!! نازنین خانم بھڑکتی ہوئی بولی تھی۔

اپنی حد میں رہ کر میری کشمالہ کے بارے میں بکواس

کرنا ورنا مجھ سے برا کسی کو نہیں پاؤ گی تم
نازنین---اپنی اس سستی ساوتری بہن کے کرتوت شاید تم
جانتی نہیں یا شاید جانتی بھی ہو تو اس کا ساتھ ہی دو گی!
تم سب کو میں بہت اچھی طرح جانتی ہوں کشمالہ کی ہم
راز ہوں میں ہر ایک انسان کو جانتی ہوں میں!! اس کی
بیٹی کی شادی میں آنے کے لئے میں نے اپنے دل پر پتھر
رکھا ہے ایک بھی بکو اس کشمالہ کے خلاف کی تو
تمہاری بہن کے سارے پول میں نے کھول دینے ہیں پھر
میں بھی دیکھتی ہوں یہ کیسے شہریار کا سامنا کرتی ہے
شہسوار لالا کو یہ ایموشنلی بلیک میل کر سکتی تھی مگر
شہریار کو نہیں سچ سامنے آنے پر یہ اگر خود کو ختم
بھی کر لے گی تو وہ اس کی شکل تک دیکھنا پسند نہیں
کرے گا کیونکہ تمہاری بہن پلوشہ خانم معصومیت کی
کھال میں چھپی ہوئی ایک شیطان عورت ہے جس سے
بچ پانا ممکن ہی نہیں ہے یہ نا صرف کسی عورت کا مرد
بلکہ اس کی اولاد بھی چھین چکی ہے میرا منہ تم دونوں
مت ہی کھلواؤ تو بہتر ہو گا کشمالہ خان کے بارے میں
مزید ایک لفظ بھی کہا تو یہ عورت اپنا منہ چھپاتی نظر
آئے گی اور پلوشہ تم ڈرو اس وقت سے جب خدا تمہارے
گلے میں رسی تنگ کر کے تمہاری سانسیں گھونٹے گا تم
سے زیادہ بری عورت اس دنیا میں میں نے کبھی نہیں

دیکھی تمہاری وجہ سے مریم بھی برباد ہوئی ہے کس کس
کا حساب دو گی تم!! ڈاکٹر زویا پھٹ پڑی تھی۔

نازنین خانم اس سے پہلے مزید کچھ کہتی جب پلوشہ خانم
نے ان کو بازو سے پکڑ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔
زویا تم ہماری مہمان ہو انشال اور میرے بیٹے شہریار کی
شادی میں آئی ہو شہسوار کے دوست کی بیوی ہو اور ان
کی بیوی ہونے کی حیثیت سے میرا فرض بنتا ہے تمہاری
مہمان نوازی کرنا تمہیں جو بھی شکوے ہیں وہ ہم دونوں
آپس میں سلجھا لیں گے اس طرح سب.....میں تمہاری
مہمان نہیں ہوں پلوشہ اچھی بننے کا ناٹک تم صدیوں سے
کرتی آئی ہو کیا تم بھول رہی ہو تمہارا سفاک روپ میں
دیکھ چکی ہوں یہ تماشا شاید تم اپنی بہن کے سامنے اس
لئے کر رہی ہو کہ یہ بھی نہیں جانتی تم نے کیا کیا ہے
سہی کہتے ہیں لوگ ایک عورت سے بڑھ کر شیطان
کوئی نہیں ہوتا تم بیوی نہیں زبردستی کی بیوی ہو میری
سہیلی پر سوکن کی صورت میں نازل ہوئی ہو تمہارا یہ
ڈرامہ میں تو برداشت نہیں کر سکتی اس لئے بہتر ہے تم
خود سب شہریار کو بتا دو ورنہ میں ناں سہی تو اس کی
بیوی تو اسے ضرور سب بتا دے دی اپنے گناہوں پر اللہ
سے توبہ مانگو سب کچھ تم برباد کر چکی ہو!! پلوشہ
خانم جو خود پر قابو پاتی نارمل سے انداز میں بول رہی

تھی جب ڈاکٹر زویا نے ایک بار پھر قہر آلود انداز میں ان کو لاجواب کر دیا تھا۔

پلوشہ خانم نے ڈاکٹر زویا کی بات سن کر مشائم کی جانب دیکھا تھا جو لڑکیوں کے ساتھ کھلکھلاتی ہوئی باتیں کر رہی تھی۔ نازنین خانم کے سر کے اوپر سے ہر بات گزر رہی تھی یہ عورت بول کیا رہی تھی اس کی دیدہ کو!! شوہر تو ان کی دیدہ کا چھینا گیا تھا سوکن تو ان پر آئی تھی۔ اولاد ان کی چھینی گئی تھی مظلوم تو وہ تھی۔ انہیں کشمالہ خان سے خدا واسطے کا بیر تھا اپنی بہن کی زندگی برباد کرنے کی وجہ سے وہ انشال کو بھی کافی حد تک گہرے نقصان پہنچا چکی تھی یہاں تک کہ اس کی زندگی کی تباہی کی منتظر تھی۔ سوات جانے کا منصوبہ انہوں نے ہی بنا کر ہاشم خان سے شادی اور ولیمے کی تقریب رکھوائی تھی انہوں نے ہی شہریار کو بھی راضی کیا تھا ورنہ وہ سوات جاتا ہی نہیں تھا۔ ابھی تو بہت کچھ کرنا باقی تھا وہ اس لڑکی کو مکمل برباد کر دینا چاہتی تھی جو کشمالہ کی بیٹی اسکی ہم شبہی تھی۔ ڈاکٹر زویا ان کے پاس سے جا چکی تھی۔ وہ اب سعدیہ انصاری سے مل رہی تھی۔

دیدہ یہ عورت آپ کو کیا کچھ بول کر جا چکی ہے آپ کیوں خاموش تھی اس کی ہمت تو دیکھیں آپ کو کل کی

آئی اس لڑکی (مشائم) کی دھمکی دے رہی تھی میں دیکھتی ہوں ان سب کو یہ آپ کے ساتھ کرتی کیا ہے ہاشم لالہ سے میں بات کرتی ہوں آپ تو چپ ہی رہیں گی؟؟

نازنین خانم غصے سے بھر چکی تھی وہ ابھی ہی کوئی تماشا لگاتی جب پلوشہ خانم نے انہیں روک دیا۔ کوئی کچھ نہیں کر سکتا میرے ساتھ تم لالا سے کوئی بات نہیں کرو گی ابھی میرے بیٹے کی مہندی ہے پھر سے خاندان کے سامنے کوئی ڈرامہ بنے میں نہیں چاہتی فلحال یہ بات یہاں ہی ختم کر دو نازنین!! پلوشہ خانم اپنے عصابوں پر قابو پا چکی تھی۔

آپ مجھے بتائیں تو سہی یہ عورت آپ کو بول کر گئی کیا ہے اس کی باتوں کا مطلب کیا تھا؟؟ نازنین خانم ڈاکٹر زویا کو گھور رہی تھی۔ میں سب کچھ بتا دوں گی تمہیں سوات میں ابھی جاؤ انشال کے پاس تم اسے بہو بنا رہی ہو تمہاری دوری منہاں نوٹ کر رہا ہو گا وہ ابھی شکایت نہیں کر رہا مگر شادی ہو جانے کے بعد ضرور بولے گا۔ اس لڑکی کو میں نے نوچ نہیں پھینکا ناں اپنے اکلوتے بیٹے کی زندگی سے تو میں بھی نازنین نہیں۔!!!! وہ ضبط سے کہتی اپنی دیدہ کی کہی بات پر عمل کرنے کے لئے اسٹیج کی جانب بڑھ گئی تھی۔ کچھ رسموں کے بعد مہندی کا فنکشن اختتام پذیر ہو جانا تھا پھر سب نے ایک

ساتھ ہی سوات کے لیے نکلنا تھا۔

رات کے گیارہ بج رہے تھے مہندی کی تقریب آدھے گھنٹہ پہلے ختم ہو گئی تھی۔ اس وقت سب ہی حویلی کے پورچ میں کھڑے تھے۔ ساری گاڑیاں تیار کھڑی تھیں۔ سب سے پہلی گاڑی سردار ہاشم خان کی تھی جسکی فرنٹ سیٹ پر خانم بی بیٹھی ہوئی تھی۔ انہوں نے ہی مریم خانم کو بھی اپنے ساتھ ہاشم خان کی گاڑی میں زبردستی بٹھایا تھا۔ اس مرد سے ان کا رشتہ صرف نام کا تھا ازدواجی زندگی کی رونق پچھلے ستائیس سال سے وہ بھول چکی تھی۔

جس مرد کے ساتھ اٹھارہ سال کی عمر میں وہ بیابی گئی تھی وہ ان کی کوکھ میں اپنا وارث دے کر لاتعلق ہو چکا تھا۔ بہرام کی پیدائش کے بعد سزا کے طور پر ایک ماں سے نومولود بچہ بھی چھین لیا گیا تھا جسے چند قطرے ہی وہ اپنا دودھ پلا سکی تھی بہرام ان کی چھاتی سے لگا تھا جب یہ مرد زبردستی اس چند گھنٹوں کے بچے کو اس کی ماں سے چھین چکا تھا۔ ہاشم خان سے سفاک انسان پورے خاندان میں کہی نہیں ملتا تھا یا شاید پوری کائنات میں ہی نہیں!! مریم خانم نے عشق کرنے کی بہت بری سزا پائی تھی وہ اکیس سال کی تھی جب انکے وجود سے بہرام خاندان نے جنم لیا تھا آج وہ ستائیس سال کا ہو

گیا تھا اور یہ ستائیس سال مریم خانم نے دنیا میں موجود اس برزخ میں گزارے تھے جس میں انہیں ان کے شوہر میں ڈالا تھا جس سے وہ عشق کرتی تھی۔ بیٹے کی بھی نفرت اس برزخ میں جھیلی تھی وہ ان سے کلام تک نہیں کرتا تھا ایک بیٹا ہو کر اسے بہت سے شکوے سے اپنی مورے سے اپنی مظلوم مورے سے۔!! نازنین خانم اور پلوشہ خانم بھی اپنے لالہ ہاشم خان کی گاڑی میں ہی سالوں بعد سوات جا رہی تھی۔ انکی گاڑی کے پیچھے گارڈز کی دو گاڑیاں تھی اور وہ سوات کے لئے دس منٹ پہلے ہی نکل گئے تھے۔

ایک گاڑی میں منہان خانزادہ تھا اس کے ساتھ انشال خان اور غزالہ خانم بیٹھی ہوئی۔ انشال کے سر میں درد ہو رہا تھا۔ اس کی طبیعت ناساز دیکھ کر منہان نے غزالہ خانم کو اپنے ساتھ جانے کا کہا تھا۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا جبکہ پچھلی سیٹس پر انشال اور غزالہ خانم بیٹھی ہوئی تھی۔

انشال میں آپکی میڈیسن لے کر آتا ہوں لالا کہہ رہے تھے ان کے روم میں آپکی نیو میڈیسنز ہیں۔ منہان انشال کے

چہرے پر ناقابل برداشت تکلیف کے آثار دیکھ کر گاڑی سے اترتا شہریار خانزادہ کے روم سے انشال کی نیو میڈیسنز لانے کے لیے چلا گیا جو ڈاکٹر نعمان نے نیو رپورٹس کے بعد چینج کر دی تھی۔ شہریار نے منہان کو شادی کے ایونٹس انجوائے کرنے کا بول کر ساری دوائیں خود خرید لی تھی جو وہ اسے دینا بھول گیا تھا۔ منہان سے اس نے کہا تھا کہ وہ اسے سوات نکلتے ٹائم دے دے گا مگر وہ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا اس لیے منہان نے اس سے پوچھے بنا ہی اس کے کمرے کا رخ کر لیا۔

وہ جیسے ہی شہریار خانزادہ کے روم میں انٹر ہوا اس کی نظر بیڈ کی سائنڈ ٹیبل پر موجود میڈیسنز کے شاپر پر پڑھی ان کے نیچے ہی رپورٹس بھی تھی۔ وہ فائل کھول کر ان رپورٹس میں انشال کا نام پڑھ چکا تھا۔ اوہ یہ ہیں میری خانی کی رپورٹس پتہ نہیں مجھے لالا کیوں نہیں دے رہے تھے اچھا ہوا مجھے خود ہی مل گئی انہیں سوات جا کر ریڈ کر لوں گا ابھی نکلنا چاہیے لیٹ ہو رہا ہے۔ وہ اس فائل کے اندر خاکی لفافے میں انشال خان کی میڈیکل رپورٹس ڈال کر میڈیسنز والے رنگین شاپر میں ڈالتا روم سے نکل گیا تھا۔ اس کی گاڑی کے پیچھے ہی شہریار کی گاڑی نکلتی تھی۔ وہ جلدی جلدی پورچ میں آتا

میڈیسنز کا شاپر دیش بورڈ پر رکھتا گاڑی اسٹارٹ کر کے
حویلی سے نکل گیا تھا۔

اس کے پیچھے ہی کچھ فاصلے سے شہریار خانزادہ کی
گاڑی نکلی تھی جس کی پیسنجر سیٹ پر مشائم سوار تھی۔
ان کی گاڑی میں اور کوئی نہیں تھا۔ کیونکہ مہوش بیگم
اپنی بہن سعدیہ انصاری کے ساتھ جا رہی تھی۔ جس گاڑی
کو رایان ڈرائیو کر رہا تھا۔ روحیل انصاری بھی ان کے
ساتھ ہی گاڑی میں تھے۔ وہ سب بھی سوات جا رہے تھے۔

حویلی سے چار بڑی گاڑیاں تو سوات کے لئے نکل گئی
تھی۔ جن کے پیچھے بے شمار گارڈ کی گاڑیاں تھی۔ اب
صرف ایک احد ہی تھا جو گاڑی میں فیول کی کمی کی
وجہ سے ابھی تک اپنی گاڑی حویلی نہیں لایا تھا۔ وہ خود
اپنی گاڑی لے گیا تھا اس نے شاید راستے سے کچھ اور
بھی لینا تھا اس لئے کسی اور گارڈ کے ساتھ گاڑی بھیج
دینے کی بجائے خود ہی لے گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایشا
اور شانزے جانے والی تھی۔ ایشا تو لاؤنچ میں بیٹھی اپنے
کیپٹن صاحب کی منتظر تھی۔ اس نے ہی منہاں اور
شہریار سے کہا تھا کہ وہ لوگ اس کے انتظار میں وقت

ان سے کوئی بات نہیں کرنی نا ہی اجازت لینی ہے سوات
میں ملتے ہیں آپ میرے لالا ہیں اس لئے میں آپ کو بتا
رہی ہوں میرے ساتھ گارڈز ہیں آپ اپنا سفر انجوائے
کریں! شانزے فون بند کر گئی تھی۔

احد نے پریشانی سے اپنی پیشانی سہلائی تھی۔ شانزے اس
طرح کی حماقت کیسے کر سکتی تھی وہ سوچ بھی نہیں
سکتا تھا کیا وہ بہرام خانزادہ کو نہیں جانتی تھی اگر خدا نا
خواستہ اسے ایک چھوٹی سی بھی کھروچ آجاتی تو بہرام
نے حشر برپا کر دینا تھا چوکیدار فون بند ہوتے ہی احد
خانزادہ کے پاس آتا ادب سے ہاتھ باندھے کھڑا ہو گیا تھا۔

چھوٹے خان آپ کی بہن شانزے بی بی جی میرے منع
کرنے کے باوجود حویلی سے نکل گئی ہیں۔ ہاں اس کا ہی
فون تھا ابھی بہرام کے کونسلے ڈرائیور کے ساتھ گئی ہے
وہ؟؟ کیا گاڑی کا نمبر دیکھا تم نے؟ چوکیدار پسینے سے
شرابور ہو کر بولا تھا اسے اگر کسی کا خوف تھا تو وہ
بہرام خانزادہ کا تھا۔ وہ اس کی غیر موجودگی میں بھی
پسینہ پسینہ ہو گیا تھا۔ وہ مزید کچھ بولتا جب احد حویلی
کے چوکیدار کو اتنا گھبرا یا دیکھ کر ٹھٹھکتے ہوئے

استفسار کرنے لگا تھا۔

چھوٹے خان وہ گاڑی بہرام بابا کی نہیں تھی میں ان کی ہر گاڑی اور ہر گارڈ کو پہچانتا ہوں۔ بہرام بابا کی ہر گاڑی سیاہ رنگ کی ہوتی ہے ان کی ہر گاڑی کی نمبر پلیٹ پر سونے سے ایک تحریر لکھی ہوتی ہے۔ مجھے پڑھنا تو نہیں آتا مگر میں وہ سونے سے لکھی تحریر جانتا ہوں!! آپ خود بھی جانتے ہیں انہوں نے کوئی ڈرائیور نہیں رکھا ان کی گاڑی ان کے علاوہ کوئی نہیں چلاتا اگر کبھی ضرورت پڑھ جائے تو ان کا پرسنل گارڈ رومیو چلاتا ہے۔ جو گاڑی ابھی شانزے بی بی کو لے کر گئی ہے وہ سفید رینج روور تھی اس پر نمبر پلیٹ ہی نہیں تھی جبکہ گاڑی کے ڈرائیور کو کالے شیشے ہونے کی وجہ سے میں نہیں دیکھ پایا اس لئے میں نے بی بی جی کو بہت روکا مگر وہ زبردستی چلی گئی ابھی دس منٹ پہلے ہی نکلی ہیں وہ حویلی کے پچھلے راستے سے باہر گئی ہیں میں ان کو روکنے میں ناکام ہو گیا مگر میں نے بہرام بابا کو فوراً ہی فون کر کے بی بی جی کے بارے میں اسی وقت بتا دیا تھا۔ چوکیدار گھبرا کر بول رہا تھا۔ بہرام خانزادہ جاتے جاتے اسے بول کر گیا تھا شانزے جہاں بھی جائے سب سے پہلی کال چوکیدار اسے کرے۔

آپ نے مجھے اسی وقت کیوں فون نہیں کیا؟؟ اللہ خیر
کرے شانزے جھوٹ کیوں بول رہی تھی مجھے! احد
خانزادہ چوکیدار کی بات سن کر فوراً سے پہلے شانزے کا
نمبر ملانے لگا جو آف آرہا تھا وہ اب اضطراب کے عالم
میں چکر کاٹتا بہرام خانزادہ کا نمبر ڈائل کر رہا تھا جو
کچھ بیلز کے بعد وہ ریسو کر چکا تھا اور فون پر احد
خانزادہ کا ہیلو سنتے ہی اس پر جیسے برس پڑھا تھا۔

ایک بہن نہیں سنبھال سکتا تو اپنی سالے اپنے منہ پر لعنت
بھیج کر وردی اتار دے! کہا بھی تھا تجھے میں نے کہ
شانزے کو اکیلا مت چھوڑنا بالکل بھی مگر تیری خارش
کے کیڑے مرتے نہیں ہیں اب مجھے تو-----تو نے خود
میری بہن-----ابے او تو بہن بہن کی صدائیں بعد میں لگانا
تجھے کہا تھا میں نے وہ مجھے کمزور کرنے کے لئے
شانزے کا یوز کرنے والا ہے مگر تم لوگ ہو ایک کام
ڈھنگ سے نہیں کرتے!! وردی کے نام پر مراعات مل
جائیں بس نہیں بچتا تو مجھ سے اب ایک تو میری بیوی
پچھلے دس منٹ سے حویلی سے نکلی ہوئی ہے اور
تجھے اب ہوش آرہا ہے وہ بھی اس وقت جب چوکیدار کی
مجھ سے پھٹ کر حلق میں آئی ہو گی اور وہ تیرے پاس
تیری معصوم لاڈلی بہن کا کارنامہ بتانے آیا ہو گا!! بہرام

خانزادہ کے لہجے میں شدید طیش اور واضح ڈر تھا
شانزے کو لے جو احد نے شدت سے محسوس کیا تھا۔ وہ
شاید ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ اور پریشانی سے اپنی
فرسٹریشن بھی نکال رہا تھا

تجھے میں نے بکواس کی بھی تھی بہرام اسے سب بتا دے
مگر تو بضد تھا تیری عقل میں بات آتی ہی کب ہے اور
اب تیری ضد کی وجہ سے میری بہن بھگتے-----تیری بہن
تو واقعی بھگتے گی جان نکال دونگا میں اس کی!! میری
بہن پر ایک آنچ بھی آئی تو میں تیری----اپنے سینئر آفیسر
سے ادب سے پیش آتے ہیں ورنہ وہ پینٹ اتروا کر گا**
لال کر دیتا ہے اپنی آواز نیچے رکھ اور شکل گم کر
اپنی---! میں اپنی بیوی کا خود خیال رکھ سکتا ہوں گاڑی
میں جیمز لگے ہیں ابھی تجھے شانزے نے کال کی ہے وہ
شاید گاڑی سے اتر کر تجھے فون کر رہی تھی میں
راستے میں ہی ہوں لوکیشن ٹریس کر چکا ہوں اب کیپٹن
صاحب جا کر اپنی بیوی کے قدموں میں بیٹھ جائیں بلکہ تو
سوات کے لیے نکل جا۔۔میں اپنی بیوی کو دیکھ لیتا ہوں
خود تجھ جیسے ناکارہ آدمی کی فوج کو ضرورت نہیں تم
چنے بیچو اب!! تیرا منہ میں سوات پہنچ کر لال کرتا
ہوں! بہرام خاندانہ اپنا سارا طیش احد پر نکال چکا تھا۔ وہ

فون بند کر کے پیسنجر سیٹ پر اچھال چکا تھا۔

اچھا نہیں کیا تم نے شانزے انتہائی احمق ہو تم میں جان نکال دوں گا تمہاری جس طرح ابھی میری نکل رہی ہے۔ بہرام خانزادہ دانت پر دانت جمائے اسلام آباد ہائی وے کی طرف اپنی گاڑی موڑ گیا تھا وہ طیش سے پاگل ہو رہا تھا۔۔۔۔

شانزے کو حویلی سے نکلے پورے پندرہ منٹ ہو گئے تھے۔ وہ پچھلے پندرہ منٹوں سے گاڑی میں سوار تھی۔ شانزے نے حویلی پہنچتے ہی بہرام خانزادہ کے پرسنل گارڈ رومیو کو کال ملائی تھی۔

ہیلو۔۔۔ جی میم بولیں! رومیو احتراماً بولا تھا۔ بہرام خانزادہ نے شانزے کے موبائل میں رومیو کا نمبر سیو کیا ہوا تھا کہ وہ اس کی غیر موجودگی میں اگر کہی جانا چاہے تو رومیو اسے لے جائے گا وہ ایک ویک کے لئے رومیو کو شانزے کا گارڈ مقرر کر کے گیا تھا۔

مجھے سوات جانا ہے!! شانزے رومیو کی آواز سن کر بولی۔ میم باس نے مجھے اس کے آرڈرز نہیں دیئے آپ

کیپٹن احد کے ساتھ جائیں گی مجھے تو یہی بتایا گیا ہے۔
رومیو شانزے کی بات سن کر بولا۔

تم اگلے دس منٹ تک نہیں آئے ناں تو دیکھ لینا پھر بہرام
سے تمہاری چیتھروں کروا دوں گی میں انہوں نے ایک
ہفتے کے لئے تمہیں میرا گارڈ پلس ڈرائیور بھی بنایا ہے
اور آرڈرز ایک ہفتے کے لئے تم میرے مانو گے اپنے
باس کے نہیں دس منٹ میں تم حویلی کے باہر کھڑے
ہونے چاہیے ہو!! وہ فون بند کر چکی تھی۔

رومیو اس وقت بیسٹ پبلز میں تھا جب اس کی شانزے
سے بات ہوئی تھی۔ پبلز سے حویلی تک کا فاصلہ آدھے
گھنٹے کا تھا۔ وہ کوئی جن تو نہیں تھا جو دس منٹ میں
حاضر ہو جاتا! اسے سیف ڈرائیونگ کرنے کا حکم ملا
تھا کیونکہ شانزے تیز ڈرائیونگ سے ڈرتی تھی وہ بہرام
خانزادہ کے تمام آرڈرز اپنے دماغ میں دہرا رہا تھا۔ ابھی
اگر وہ بہت تیز بھی گاڑی چلاتا تو بیس منٹ سے پہلے
نہیں پہنچ سکتا تھا۔

ہیلو باس۔۔۔سوری آپ کو ڈیوٹی ٹائم ڈسٹرب کر رہا ہوں

مجھے ابھی میم نے کال کی تھی اور انہوں نے مجھے آرڈر دیا ہے انہیں سوات لے جانے کا۔ وہ میرے ساتھ سوات جانے کے لئے بضد ہیں!! رومیو اپنی گاڑی میں بیٹھتے ہوئے بہرام خانزادہ کو کال کرتے بولا تھا۔ کیوں اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا تین گھنٹے کا سفر اکیلی کیسے کرے گی میں کال کرواتا ہوں اسے اٹلی سے!! جب تک میرے آرڈرز نہیں ہوں گے تم حویلی نہیں جاؤ گے!! بہرام خانزادہ رومیو کی کال سنتا بھڑکا تھا۔

اوکے باس میم نے دس منٹ کی ڈیڈ لائن دی ہے آپ ان سے بات کر کے مجھے بتا دیں کیا کرنا ہے!! رومیو کے ایک ہاتھ میں وہ موبائل تھا جس سے رابرٹ اس کی ایک ایک ایکٹیویٹی پر نظر رکھ رہا تھا جبکہ دوسرے فون سے وہ بہرام خانزادہ سے کانٹیکٹ میں تھا۔ سب کچھ بہت سوچ سمجھ کر پلان کیا گیا تھا۔

رابرٹ کے علم میں یہ تھا کہ بہرام خانزادہ اٹلی گیا ہوا ہے کسی بڑے گینگسٹر سے ملاقات کے لیے اس لیے وہ اٹلی میں موجود اپنے کسی بندے کے ذریعے شانزے کے موبائل پر کانٹیکٹ کروا رہا تھا جو رابرٹ کی نظروں میں

آکر گرین سیگنل دے گیا تھا شانزے کے قریب ہونے کا۔۔۔

پچھلے چار دن سے میں رابرٹ کی پہاڑنے پر تلا ہوا ہوں
کتنی خواری کاٹی ہے پورا پلان سیٹ کرنے میں ابھی مین
ٹارگٹ کی گردن پر پاؤں رکھنا ہے تو ادھر بیوی حلق تک
ڈنڈا دے رہی ہے میں اسے اٹلی سے فون بھی کرواؤں تو
نہیں اٹھائے گی دس منٹ میں تم ایک کام کرو میری
ناراض بیوی کو میسج کرو کہ تم بیس منٹ میں حویلی
پہنچو گے وہاں جا کر احد سے مل لینا کیونکہ دس منٹ
کی ڈیڈ لائن میری بیوی دے چکی ہے اب وہ تمہاری تو
کیا میری بھی ایک بات نہیں مانے گی مگر اپنے لالا احد
کی بات سن لے گی! بہرام خانزادہ شانزے کی ناراضگی
کو ہر بات سے جوڑ رہا تھا وہ فلحال اس پوزیشن میں نہیں
تھا کہ حویلی میں کسی سے رابطہ کر پاتا سب اس کی بات
سننے کے بجائے شکوے کرتے وہ احد کو سمجھا چکا تھا
اس کو سب ہینڈل کرنے کا بھی بول چکا تھا۔ یقیناً سالے
صاحب کی بیگم صاحبہ انکے ساتھ سفر کر رہی ہوں گی
اس لیے میری بیوی کباب میں ہڈی نہیں بننا چاہ رہی۔ وہ
دانت پیس کر رہ گیا شانزے کی طرف سے دس منٹ کی
ڈیڈ لائن کا آرڈر یاد کر کے!! بہرام خانزادہ اس وقت اسلام
آباد ہائی وے سے فاصلے پر تھا اس کے ساتھ روبی بھی

تھی۔

یہ سنسان سر سبز پہاڑیوں کے بیچ ایک حسین علاقہ تھا جہاں وہ رابرٹ کا شکار کرنے والا تھا۔ اس نے اٹلی جانے کا جھوٹ بولا تھا تاکہ اس کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھا کر رابرٹ کوئی ایک غلطی کرے اور وہ اسے پکڑ لے!! رابرٹ بہت شاطر تھا وہ اپنے ہر آدمی سے بہرام خانزادہ کے پاکستان میں ناں ہونے کی خبر کے ساتھ ساتھ شانزے اور رومیو کی موبائل ایکٹیویٹیز بھی چیک کر رہا تھا جو بہرام خانزادہ کے پلان کا حصہ تھا کیونکہ روبی کی وجہ سے شانزے رابرٹ کی نظروں میں آگئی تھی وہ تین ماہ سے اس تک رسائی حاصل کرنا چاہ رہا تھا اور رابرٹ کو جس دن سے یہ پتہ چلا تھا کہ شانزے بیسٹ کی بیوی بن چکی ہے وہ شادی کر چکا ہے وہ اکیلا نہیں ہے اس کے پیچھے بہت بڑا خاندان ہے تو وہ سب کو ہی بیسٹ کی کمزوری بنا دینا چاہتا تھا کیونکہ قطری ڈون بیسٹ کے بارے میں مافیا کی دنیا میں مشہور تھا کہ وہ ایک باغی پاکستانی تھا جو کہی سال پہلے مافیا کی دنیا کا حصہ بن چکا تھا اس نے اپنا خاندان چھوڑ دیا تھا ایک گینگسٹر بننے کے لئے۔۔۔

بہرام خانزادہ کی شانزے کے نمبر پر لاسٹ کال ائیر پورٹ کی ٹریس ہو رہی تھی اس کے بعد بہرام خانزادہ کا ذاتی نمبر اور موبائل پچھلے چار دن سے اٹلی کے ایک فائیو اسٹار ہوٹل کی لوکیشن دے رہا تھا۔ رابرٹ کو کنفرم ہو گیا تھا کہ بہرام خانزادہ اٹلی میں ہی ہے۔ اور اسے آج شانزے کی طرف سے بہت بڑی غلطی ہو جانے پر (کہ وہ رومیو کو کال کر کے اس ساتھ اکیلی سوات جانے کا آرڈر دے چکی تھی) ایک بہترین موقع مل چکا تھا۔

رابرٹ آج اپنے آدمیوں کے ساتھ اپنے حسین محل میں ایک بہت پارٹی کر رہا تھا جس میں شباب کے ساتھ ساتھ شراب بھی عام تھی۔ بڑے بڑے گینگسٹر خفیہ طور پر شرکت کرنے والے تھے۔ رومیو کی شانزے کے ساتھ کال پر ہونے والی بات ٹریس کی جا چکی تھی اور رابرٹ اپنا سب سے قابل اعتماد بندہ اپنا رائٹ ہینڈ شانزے کے پاس بھیج چکا تھا۔ وہ رومیو سے پہلے ہی اپنے رائٹ ہینڈ کو بہرام خانزادہ کا ڈرائیور بنا کر شانزے کو لانے کے لیے بھیج چکا تھا۔

بہرام خانزادہ کے آدمیوں نے رابرٹ کے محل کو چاروں

طرف سے اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔ دس کلو میٹر کے فاصلے پر فورسز کے بندے بھی بھاری تعداد میں تعینات کر دیے گئے تھے۔ آج رابرٹ کو ہر حال میں پکڑنا تھا۔ وہ ایک ملک دشمن تھا جو روس میں جا کر بس گیا تھا۔ اس نے بہت سے راز دوسرے ملکی دشمنوں کے سپرد کر دیئے تھے کتنی ہی معصوم لڑکیاں وہ لاکھوں کی تعداد میں سمگل بھی کر چکا تھا وہ بہت خطرناک مافیا کا حصہ بن گیا تھا جسے پچھلے پانچ سالوں سے پکڑنے میں ناکامی کا سامنا تھا۔

ایک خطرناک مافیا ڈون کا مقابلہ دوسرا وحشی مافیا ڈون ہی کر سکتا تھا اور اس وحشی مافیا ڈون کے خول میں چھپا وہ اور کوئی نہیں بلکہ سینئر آرمی آفیسر بہرام خانزادہ تھا۔ جس نے قطر کے ڈون کو رات و رات مار کر اس کی جگہ لے لی تھی۔ جو رابرٹ کا بہت بڑا دوست بننے جا رہا تھا مافیا کی دنیا میں!! اس کے ساتھ ہی اس مشن میں ایک جونیئر آفیسر کیپٹن احد خانزادہ بھی شامل تھا۔ جس کا یہ پہلا بڑا مشن تھا جو وہ اپنے کزن بہرام خانزادہ کے انڈر رہ کر خفیہ طور پر فارم کر رہا تھا۔ وہ قطری ڈون جس کو بہرام خانزادہ نے اپنے پہلے ہی مشن میں مار دیا تھا وہ جب بھی مافیا کی کسی لڑائی میں شامل

ہوا تھا ہمیشہ اس نے سب سے خود کو چھپایا تھا وہ
 بھیڑیے کی کھال سے بنے ایک خول میں چھپایا ہوتا تھا
 وہ اپنے منہ پر ماسک لگائے رکھتا تھا اس کے بارے میں
 مشہور تھا کہ وہ ایک پاکستانی باغی تھا جس نے اپنی ہی
 ایک مافیا کی دنیا بسالی تھی قطر میں اور اس کا دوسرا
 بڑا ٹارگٹ تھا روس!! وہ روس پر بھی قابض ہونا چاہتا تھا
 جس وجہ سے وہ رابرٹ کا دوست بن کرنا صرف اس
 کو مار کر روس پر بھی قبضہ کرنا چاہتا تھا بلکہ اس سے
 پاکستان کے بھی راز لینا چاہتا تھا۔ رابرٹ اپنے ملک کے
 غداری کرنے کے بعد ایک روسی سیاہ فارم مافیا ڈون کا
 رائٹ ہینڈ بن گیا تھا۔ جس کو رابرٹ نے دھوکے سے مار
 کر خود اس کی جگہ ڈون بن گیا تھا۔ اس نے اپنے ملک
 پاکستان کو بھی دھوکہ دیا تھا اور ملک دشمن بن کر تباہی
 کا سبب بن رہا تھا۔

بہرام خانزادہ ایک لمبے عرصے تک قطر کا رہائشی رہا
 تھا اسے اس مشن کے لیے منتخب کرنا اس کی ناقابل یقین
 جرات تھی وہ بے حد نڈر اور خوفناک آفیسر تھا اپنے موڈ
 کے مطابق چلنے والا ایک ڈھیٹ آفیسر جو ہر مشن اپنی
 مرضی کے مطابق کیا کرتا تھا۔ اس کے سینئرز بھی اس
 کے سامنے احتیاط کیا کرتے تھے وہ خود پر کمانڈر

برداشت نہیں کرتا تھا یہی اس کی خاصیت تھی۔ اسے جس طرح کی اسپیشل ٹریننگ دی گئی تھی وہ اس کی فطری سختی کا حصہ بن گئی تھی۔ اس نے اپنا ایک اونچا نام بنا لیا تھا ان پانچ سالوں میں جو وہ اپنی سروسز کے ذریعے اس ملک کی بقاء اور حفاظت کے لئے سر انجام دے رہا تھا۔ اس نے پچھلے پانچ سالوں میں بے شمار مشنز میں حصہ لیا تھا جن کی سربراہی اس نے خود کی تھی اس کی ڈیمانڈ ہوتی تھی ہر مشن میں اسے ایک کیپٹن لازمیدیا جائے گا جو چھوٹے ٹارگٹس دیکھے گا جبکہ وہ خود دشمن کو گمراہ کرنے کے لئے بہروپیا بن کر اپنی سروسز دے گا اسے سب اسکی جرات مندانہ سروسز کی بنا پر (دی ہنگری بیسٹ) کے نام سے جانتے تھے ایسا کوئی مشن نہیں تھا جو اس کی سربراہی میں کیا گیا ہو اور دشمن نیست و نابود ناں ہوا ہو۔

وہ ابھی سب کو ہی کمانڈنگ پوزیشنز میں رہنے کی تاقید کر کے اپنے منہ پر ماسک لگا کر روبی کے ساتھ رابرٹ کی پارٹی میں شریک ہوا تھا۔ اس کی چیل جیسی نظریں سب پر جمی ہوئی تھی وہ ایک ویٹر سے وائن کا گلاس پکڑ کر ٹیرس پر لڑکیوں کے بیچ میں کھڑے رابرٹ کو اپنی سیاہ خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔ روبی اس

کے پہلو میں کھڑی اس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے مشروب
 سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ پارٹی میں لائٹ سا میوزک
 آن تھا کچھ کیپلز ڈانس کرنے لگے تھے۔ یہ مشن اگر ابھی
 کامیاب ہو جاتا تو بہرام خاندان بہت بڑی تعداد میں اپنے
 ملک کے غداروں کو پکڑ لیتا۔ کچھ ہی دیر میں یہ سب
 پکڑے جانے لگے۔ سالے حرام زادے ان کو اوپر سے
 نیچے تک لال ناں کیا تو میرا نام بھی بہرام خاندان نہیں
 ساری عیاشی حلق تک لے کر آؤں گا انکی گا** پر سہی
 کے ڈنڈے برسائے ہیں میں نے!! بہرام خاندان طیش سے
 اپنے جبرے بھینچے غرایا اس نے گھڑی پر نظریں
 دوڑائی تھی جو رات کے گیارہ بج رہی تھی۔ آدھے
 گھنٹے بعد سب نشے سے بے حال ہونے والے تھے ان
 کے مشروب خاص قسم کے اجزاء کی ملاوٹ کی گئی
 تھی۔ سب نیم بیہوشی میں جانے والے تھے اور تب بہرام
 خاندان نے اپنے پلان کی آخری چال چلی تھی۔ وہ ان پر
 قہر بن کر ٹوٹنے والا تھا کتنی محنت کی تھی اس نے
 اپنے ملک کے غدار کو جہنم واصل کرنے کے لیے! وہ
 ان سب کو کسی بھوکے درندے کی مانند گھور رہا تھا۔ اس
 پارٹی کو رابرٹ لیڈ کر رہا تھا جس میں اس نے اپنے پانچ
 بہت بڑے سمل دوست بھی انوائٹ کیے ہوئے تھے یہ
 پارٹی خفیہ تھی اگر ان تک کوئی پہنچ بھی جاتا تو وہ

آسانی سے فرار ہو سکتے تھے۔ رابرٹ نے معصوم لڑکیوں سے بھرا ایک بہت بڑا شپ روس بھیجوانا تھا جہاں ان کی خرید و فروخت کی جانی تھی یہ خفیہ پارٹی اسی کے جشن میں رکھی گئی تھی اس لئے اس نے چند گارڈز کے علاوہ اپنے سمگلر دوستوں کو اسلحہ اور گارڈز لانے سے منع کیا تھا۔ ان میں سے کسی کا کوئی بھی گارڈ اس پارٹی میں موجود نہیں تھا۔ سب اپنی موج میں گم تھے تیس منٹ بعد یہ سب پکڑے جانے لگے اور ایک لمبے وقت بعد بہرام خانزادہ نے سکون کی سانس لینی تھی یہ مشن اس کو تھکا چکا تھا اس کے پورے ہوتے ہی وہ ایک لمبی لیو کے موڈ میں تھا اسے اپنی نادان بیوی کے بہت سے سوالات کے جوابات دینے تھے اسے اپنی حقیقت بتانی تھی وہ اس کو وقت دینا چاہتا تھا۔

بہرام خانزادہ ابھی ان سب کو زہر اگلتی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا جب اس کا موبائل بری طرح چنگاڑا تھا۔ فون پر رومیو تھا۔ وہ روبی کو چوکنا رہنے کو کہتا بالکل ایک سائڈ پر چلا گیا تھا رومانوی میوزک کے ساتھ لائٹس بھی ڈم کر دی گئی تھی اب کھلے عام فحاشی جاری تھی۔ بہرام خانزادہ کا اتنی سنگین صورتِ حال میں کال ریسیو کرنا کسی ناساز صورتِ حال کی ہی وجہ ہو سکتا تھا۔ روبی

اسے فون پر بات کرتے تیزی سے ایگزٹ گیٹ کی طرف جاتے دیکھ رہی تھی جہاں پر تیس منٹ بعد اینٹری بند ہونے والی تھی گیٹ اندر سے سیل کر دیا جانا تھا وہ فون پر بات کرتے کرتے کہاں جا رہا تھا روبی سمجھ گئی تھی۔ یقیناً رابرٹ کو پکڑنے سے زیادہ ضروری کسی کو بچانا تھا۔ روبی کی نظر اپنے بھائی رابرٹ پر پڑھی جو لڑکیوں کے حسن میں گم ہوا پانی کی طرح حرام مشروب پی کر حرام کاری کر رہا تھا اسکی پارٹیز میں یہ سب عام ہوتا تھا۔ روبی بہرام خاندان کے لیے کچھ بھی کر سکتی تھی اگر آج اس کی جان بھی جاتی تو اسے پرواہ نہیں تھی وہ خود کو تباہ کرنے کو تیار تھی۔

میں کوئی رومیو کی نوکر ہوں جو بیس منٹ انتظار کروں؟؟۔ شانزے کو رومیو کا میسج ملا تھا جس میں وہ بیس منٹ تک حویلی پہنچ جانے کا بول رہا تھا۔ چند منٹ بعد ہی شانزے کو ایک ان نون نمبر سے میسج ریسپو ہوا شانزے ٹیکسٹ باکس کھول کر وہ میسج ریڈ کرنے لگی۔ شانزے میم میں رومیو آپ کو حویلی لینے ہی آرہا تھا مگر جلدی جلدی کے چکر میں مجھ سے ایک ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اس بندے کا بہت خون بہہ چکا ہے میں اسے ہاسپٹل لے کر جا رہا ہوں مگر آپ فکر مند مت ہوں میں نے باس

کے ایک ڈرائیور کو بھیج دیا ہے آپ کو لینے کے لئے وہ
 آپکو سوات باحفاظت پہنچا دے گا۔ وہ جلدی ہی پہنچ جائے
 گا یہ نمبر جس سے میں آپ سے کانٹیکٹ کر رہا ہوں اسی
 ڈرائیور کا ہے وہ حویلی پہنچ کر آپ سے رابطہ کرے
 گا!! شانزے میسج ریڈ کر کے پریشان ہو گئی تھی۔ اس نے
 تو رومیو کے ساتھ جانا تھا مگر وہ اپنی جگہ کسی اور
 ڈرائیور کو بھیج رہا تھا۔ خیر وہ اپنی احد لالا اور بھابھی
 ایشا کو یادگار سفر کرنے کا حسین موقع دینا چاہتی تھی ان
 کے پہلے سفر کو خوبصورت یاد بنانا چاہتی تھی میاں
 بیوی گاڑی میں کسی اور کی موجودگی سے کتنے ڈسٹرب
 ہو سکتے ہیں شانزے جانتی تھی کیونکہ جو سفر وہ بہرام
 خانزادہ کے ساتھ کر چکی تھی وہ سب حسین یاد تھے اور
 اب وہ اپنے احد لالہ اور ایشا کا پہلا سفر خراب نہیں کرنا
 چاہتی تھی بس اس لیے معصوم شانزے ہر چیز سے غافل
 ہوتی کچھ بھی سوچے سمجھے بغیر رومیو کے ساتھ
 سوات جانا چاہتی تھی۔ وہ شہریار اور مشائم کے ساتھ بھی
 اس لئے نہیں جانا چاہتی تھی تاکہ وہ بھی ڈسٹرب ناں ہوں
 اور ایک وجہ یہ بھی تھی کہ بہرام خانزادہ اسے بغیر
 بتائے روبی کے ساتھ اٹلی گیا ہوا تھا وہ بھی غصے میں
 اب سوات اکیلی جانا چاہتی تھی شانزے خان سیاہ عبایا
 پہنتی اپنے پرس میں اپنا موبائل اور کیش رکھتی اپنے روم

کی ونڈو سے سب کو حویلی سے جاتے دیکھ رہی تھی۔
ساری گاڑیاں سوات کے لیے نکل چکی تھی اب اسے احد
خانزادہ کے حویلی آنے سے پہلے نکلنا تھا ورنہ وہ اسے
کبھی اکیلے یوں ناں جانے دیتا۔ وہ اپنے لالہ کو سرپرائز
کرنا چاہتی تھی۔ تقریباً دس منٹ بعد شانزے کو اس نیو
ڈرائیور کے نمبر سے میسج آیا تھا وہ حویلی کی بیک سائڈ
پر اس کو لینے کے لئے پہنچ گیا تھا۔

شانزے ٹیس والے راستے سے نیچے اترتی حویلی کی
بیک سائڈ کی طرف جا رہی تھی جب چوکیدار نے اسے
دیکھا تھا۔ وہ اسے روکنے کے لئے آگے بڑھا جب شانزے
تیزی سے باہر نکلتی گاڑی میں بیٹھ گئی تھی اس کے
بیٹھتے ہی گاڑی ہوا کی تیزی سے دھول اڑاتی چوکیدار
کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی۔ رومیو جو تیزی سے
ڈرائیو کر کے حویلی پہنچا تھا وہ شانزے کو اس وائٹ
رینج روور میں بیٹھ کر جاتے دیکھ چکا تھا اور اس نے
فوراً ہی بہرام خانزادہ کو کال ملا دی تھی۔

بیسٹ میم کو ایک وائٹ رینج روور نے پک کر لیا ہے
میں پہنچا ہی تھا حویلی جب وہ تیزی سے گاڑی میں بیٹھ

کر چلی گئی اب میں کیا کر۔۔۔۔۔ تم اس گاڑی کا فاصلے پر
رہ کر پیچھا کرو میں آرہا ہوں!! میرے فون کر لوکیشن
بھیجتے رہنا رابرٹ کا رائٹ ہینڈ پارٹی سے غائب ہے یقیناً
وہی اس گاڑی میں کو ڈرائیو کر رہا ہو گا!! کوئی غلطی
نہیں ہونی چائیے رومیو-! فون پر دوسری طرف سے بہرام
خانزادہ دبشت سے پہنکارا تھا۔ ٹریس کرو اسکا
موبائل! بہرام خانزادہ پارٹی سے الٹے قدم نکلا تھا۔ شانزے
ڈیم اٹ پاگل لڑکی جان لے لوں گا تمہاری تمہیں کچھ ہوا
تو! بہرام خانزادہ اپنا مشن بھولتا دنیا جہاں کا ہوش بھلائے
رابرٹ کے محل سے باہر نکلا تھا وہ بھاگتے ہوئے
ایوزیٹ سائڈ پر موجود جنگل میں داخل ہوتا جیب تک
پہنچا تھا وہ طیش سے بھرا ہوا پاگلوں کی طرح ڈرائیو کر
رہا تھا جب اس کے نمبر پر حویلی کے چوکیدار کی کال
آنے لگی۔ وہ اسے شانزے کا حویلی سے جانے کا بتا رہا
تھا اور اس سے پوچھ رہا تھا کہ وہ کیا کرے کوئی حکم
اسکے لیے؟؟ چوکیدار کی بات سن کر بہرام خانزادہ کا
خون مزید کھول گیا تھا۔ جسم میں لاوے ابلے تھے۔ تم
اپنے اس ناکارہ چھوٹے خان کو بولو مجھ سے پناہ
مانگے۔!! وہ غصے سے غرایا تھا۔

یہ میرے موبائل کے سگنلز کیوں نہیں آرہے؟؟ شانزے جو

اپنا موبائل آن کر کے احد خانزادہ کو ڈرائیور کے ساتھ
 سوات جانے کا بتانا چاہ رہی تھی جب وہ نو سگنلز دیکھ
 کر منہ میں بڑبڑائی تھی۔ اسے کچھ عجیب ہونے کا
 احساس ہونے لگا۔ یہ بندہ جو گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا
 شانزے کو ڈرائیور تو بالکل بھی نہیں لگ رہا تھا۔ میرے
 موبائل میں نیٹ ورک نہیں آ رہا مجھے رومیو سے بات
 کرنی ہے!! وہ ڈرائیور سے بولی تھی۔ میم وہ ہاسپٹل میں
 ہے میں کچھ دیر تک آپ کی بات کروا دوں گا! ڈرائیور
 مزید تیزی سے ڈرائیو کرتے بولا تھا۔ شانزے کا دل گواہی
 دینے لگا کہ وہ کسی مصیبت میں پھسنے والی ہے۔
 ڈرائیور نے گاڑی کے شیشے بھی بند کیے ہوئے تھے
 گاڑی کے شیشے سائڈوں اور بیک سے ٹنڈٹ تھے جبکہ
 فرنٹ شیشہ ٹنڈٹ نہیں تھا گاڑی کے اندر دیکھا جا سکتا تھا۔
 گاڑی کی اسپید کافی تیز تھی جو شانزے خان کو بے حد
 خوفزدہ کر رہی تھی۔ بہرام پاکستان میں تھا نہیں وہ
 ڈرائیور کے ساتھ جانے کی حماقت کر چکی تھی اب وہ
 اگر اس خوف کے عالم میں اکیلی سوات جانے کا بتائے
 گی تو وہ فون کے پیچھے سے ہی اس کی جان نکال دے
 گا۔ مگر سگنلز تو تھے ہی نہیں۔

بہرام---!! اس نے دل میں اسے پکارا تھا جس سے ناراض

ہو کر وہ اکیلی جانے کی حماقت کر چکی تھی۔ اسے شدید خوف آرہا تھا اور اسے خوف کے عالم میں پہلا خیال ہی اپنے محافظ اپنے شوہر کا آیا تھا۔

مجھے۔۔۔پا۔۔۔پانی چاہیے!! شانزے اپنی سہمی آواز پر قابو پاتی ڈرائیور سے بولی تھی۔ اوکے میم جیسے ہی کوئی شاپ آتی ہے میں آپ کے لئے پانی لے آؤں گا!! ڈرائیور ادب سے بولا تھا۔ کچھ ہی منٹوں بعد ایک بیکری آگئی تھی۔ ڈرائیور پانی لینے کے لئے اترا تھا اس نے گاڑی لاک نہیں کی تھی۔ شانزے کے دل میں پنپتا خوف ختم ہو گیا تھا سب کچھ تو نارمل تھا۔ دل پتہ نہیں کیوں بہرام خانزادہ کو پکار رہا تھا۔ اف پتہ نہیں میں کیوں اتنا ڈر رہی تھی۔۔۔سگنلز کو کیا موت پڑھ گئی ہے گاڑی سے باہر نکل کر دیکھتی ہوں شاید نیٹ ایشو ہو اس لئے ایکدم ہی سگنلز ڈراپ ہو گئے ہوں! وہ گاڑی سے باہر نکلنے لگی تھی۔ باہر تو سگنلز آرہے ہیں میں لالا کو فون کر دیتی ہوں وہ پریشان نا ہو رہے ہوں میرے لیے ایشا سے بھی کوئی بات نہیں کی میں نے ان دونوں کو اسپیس دینا چاہ رہی تھی سرپرانز کے طور پر مگر مجھے تو گھبراہٹ ہی ختم نہیں ہو رہی!! لالا کو حویلی سے نکلتے ٹائم ہی مجھے کال کر لینی چاہیے تھی۔ شانزے گاڑی سے نکل گئی تھی اور گاڑی سے نکلتے ہی اس کے فون کے سارے سگنلز

کھلی فضا میں آگئے تھے۔ وہ احد کو فون ملانے لگی۔
 ڈرائیور نے گاڑی بیکری سے کافی پیچھے پارک کی
 تھی۔ کچھ بیلز کے بعد احد خانزادہ کال اٹھا چکا تھا۔ وہ احد
 خانزادہ کو ڈرائیور کے ساتھ سوات جانے کا بتاتی اس کی
 باتوں میں بہرام کا ذکر سن کر ناراضگی کے عالم میں
 فون بند کر کے گاڑی میں واپس بیٹھ گئی تھی۔ اس نے پھر
 سے اپنے موبائل کی جانب دیکھا تھا گاڑی میں بیٹھتے ہی
 تمام سگنلز جا چکے تھے جس کا مطلب صاف تھا گاڑی
 میں جیمرز لگے تھے۔ ڈرائیور پانچ منٹ بعد واپس آیا تھا۔
 اس کے ہاتھ میں منرل واٹر کی بوتل تھی جسے وہ ہاتھ
 میں پکڑے شیک کر رہا تھا۔ جیسے کچھ گھولنے کی
 کوشش کر رہا ہو!

میم یہ پانی!! وہ شانزے کی جانب دیکھے بغیر اسے پانی
 کی بوتل پکڑا گیا تھا۔ وہ رابرٹ کا رائٹ ہینڈ تھا۔ اسے
 حکم ہی ناں تھا شانزے کی جانب دیکھنے کا بھی!! وہ
 گاڑی پھر سے تیز اسپید کے ساتھ چلانے لگا۔ کچھ منٹس
 کے فاصلے کے بعد ہائی وے والا روڈ لگ جانا تھا۔ گاڑی
 کے شیشے نیچے کرو مجھے سانس نہیں آرہی اور پلیر
 گاڑی آہستہ چلاؤ! کیا تم نہیں جانتے مجھے ڈر لگتا ہے
 تیز اسپید سے!! شانزے ہائی وے والے روڈ کی جانب

دیکھتی پانی کی بوتل کھولنے لگی تھی۔ وہ چند گھونٹ پانی پیتی بوتل سائڈ پر رکھ گئی تھی۔ تم نے سنا نہیں شیشے ڈاؤن کرو ابھی!! شانزے ڈرائیور کو اپنی بات اگنور کیے ابھی تک کسی ڈھیٹ کی طرح ڈرائیو کرتے دیکھ کر سختی سے بولی۔

میم باس نے آرڈرز دیے ہیں کہ شیشے نیچے ناں کروں! ڈرائیور تحمل سے بولا۔ رابرٹ کے سخت آرڈرز تھے شانزے کے ساتھ بالکل زور زبردستی ناں کی جائے وہ جب تک بے ہوش نہیں ہو جاتی جو کچھ وہ بولے گی اس کی ہر بات مانی جائے گی!! ڈرائیور تم گاڑی روکو مجھے وومٹ آرہی ہے!! شانزے خان کا سر یکدم چکرایا تھا۔ ڈرائیور فوراً ہی گاڑی روک گیا تھا۔ رابرٹ کا حکم نہیں ہوتا تو وہ اس لڑکی کا منہ پہلی فرصت میں ٹیپ لگا کر بند کر دیتا۔ گاڑی موٹر وے کے بیچ میں رک گئی تھی شانزے فوراً ہی باہر نکلی تھی ڈرائیور بھی تیزی سے گاڑی سے اترتا تھا شانزے کو تیز چکر سا آکر وومٹ ہوئی تھی۔ ڈرائیور نے پانی میں بیہوشی کی دوا ملائی تھی جو شانزے خان الٹی کر کے باہر اگل چکی تھی۔

ڈرائیور نے اپنی گاڑی سے کافی دوری پر کھڑی ایک سیاہ گاڑی کو دیکھا تھا۔ موٹر وے میں گاڑی کا روکنا ایک ریڈ سیگنل تھا۔ وہ فوراً ایکٹیو ہو گیا تھا۔ گاڑی میں بیٹھیں میم کوئی ہمارا پیچھا کر رہا ہے!! اس نے شانزے کا بازو زور سے بھینچا اور اسے گاڑی میں بٹھا گیا۔ بدتمیز انسان تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ہاتھ بھی لگانے کی!! شانزے نے اپنے بازو میں تکلیف محسوس کر کے روہانسے انداز میں بولی تھی۔ ڈرائیور اب گاڑی ہوا کی دوش پر اڑا رہا تھا اسے شانزے کے بیہوش ہونے کے بعد کچے راستے سے جانا تھا مگر اسے شک ہو گیا تھا کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے۔ اس لیے وہ تھوڑا آگے جا کر ٹرن لینے والا تھا۔

ڈرائیور گاڑی سلو کرو! شانزے خوف سے بری طرح
چپخی تھی۔ گاڑی کی سپیڈ ہوا سے بھی تیز تھی۔ روڈ پر
سامنے دو بورڈز لگے تھے شانزے نے پانی کی پوری
بوتل خود میں انڈیل لی تھی۔ میں نے کہا گاڑی کی اسپید
کم۔۔۔۔۔ بکواس بند کرو اپنی ورنہ بھیجا اڑا کر یہ چلتی زبان
کھینچ لونگا! شانزے جو پھر چلاتی ہوئی گاڑی آہستہ
کرنے کا بول رہی تھی جب ڈرائیور نے موٹر وے سے
کچی روڈ کی جانب تیزی سے ٹرن لیتے اتنے خوفناک

انداز میں کہا تھا کہ شانزے کی آواز کے ساتھ ساتھ اس کی سانس بھی رک گئی تھی۔

کک۔۔۔کون۔۔۔ہو۔۔۔تم۔۔۔یہ۔۔۔مجھے۔۔۔کہاں۔۔۔اپنے پاس رابرٹ کے پاس لے جا رہا ہوں اب تمہاری آواز بھی نا آئے ورنا جان سے مار دوں گا اپنا فون اور پرس گاڑی سے باہر روڈ کی دوسری جانب پھینکو!! ڈرائیور شانزے کی آدھی جان تو رابرٹ کا نام لے کر ہی نکال چکا تھا۔ وہ شانزے خان کا موبائل اور بیگ خود ہی ہاتھ بڑھا کر اس سے چھین کر گاڑی سے باہر اپوزٹ سنسان سڑک پر پھینک کر کچی سڑک پر دھواں اڑاتے ہوئے گاڑی بھاگا رہا تھا۔ وہ سیاہ گاڑی اس کے پیچھے نہیں آرہی تھی۔ مگر وہ اپنے مطلوبہ مقام سے ابھی دور تھا اسے شانزے کو ہر قیمت میں اپنے پاس تک پہنچانا تھا۔ گاڑی کچے راستے کو پار کرتی مزید آگے بڑھ کر ایک اور ٹرن لیتی جب ڈرائیور نے ایکدم سے بریک لگائی تھی۔ اس کے ہاتھ سے خوف کے عالم میں اسٹیرنگ چھوٹا تھا۔

شانزے کی سانس سامنے کا منظر دیکھ کر رک گئی تھی جسم ٹھنڈا پڑھنے لگا تھا وہ بے یقینی کے عالم میں

چکراتے سر کے ساتھ سامنے کا منظر دیکھ رہی تھی جو
روح کپکپا دینے والا تھا۔ رات کے اس وقت رابرٹ کا
لیفٹ ہینڈ کچی سڑک کے مین ٹرننگ پوائنٹ پر گاڑی کے
ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے اس دہشت ناک انسان کو دیکھ
کر لرز پر رہ گیا تھا۔ وہ کچھ دیر کے لئے خوف کے عالم
میں سکتے میں جا چکا تھا۔

بہرام خانزادہ اپنی سیاہ اوپن جیپ کے ساتھ ٹیک لگائے
اپنے لبوں میں سگریٹ دبائے گہرے گہرے کش بھر رہا
تھا اس کی سیاہ شرٹ کا گربان سینے تک کھلا ہوا تھا۔
گلے میں پلاٹینم چین لٹک رہی تھی سیاہ بال ماتھے پر
بکھرے تھے جبکہ سیاہ آنکھوں میں خون کی لالی اتری
ہوئی تھی۔ وہ اپنا ایک ہاتھ کمر کے پیچھے کیے ہوئے تھا
جبکہ دوسرا لبوں میں دبی سگریٹ پر تھا۔ بہرام خانزادہ
لہو اتری سیاہ دہشت ناک آنکھوں سے گاڑی کے فرنٹ
شیشے سے رابرٹ کے رائٹ ہینڈ کو دیکھ رہا تھا اسے
سہمی سی شانزے بھی نظر آئی تھی جو گاڑی کے بیچ و
بیچ بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے منہ سے نقاب اترا ہوا تھا۔ وہ
بری طرح گھبرائی سی لگ رہی تھی شانزے بھیگی
نگاہوں سے بہرام خانزادہ کو دیکھ رہی تھی بغیر پلکوں
کو جنبش دیئے! اسکا ہمسفر اسکی حفاظت کے لئے بھیج

دیا گیا تھا۔

ابھی رابرٹ کے بندے کے ہوش بحال ہوتے جب ایکدم ہی سیاہ لینڈ کروزر اس سفید رینج روور کے بالکل پیچھے آکر ٹائروں کے چرچرانے کی آواز کے ساتھ رکی تھی۔ رابرٹ کے رائٹ ہینڈ کو دونوں طرف سے گھیر لیا گیا تھا۔ اس سے پہلے وہ خوف سے باہر نکل کر اپنے بچاؤ کے لئے پیچھے مڑ کر سہمی سی پھٹی شہد رنگ آنکھوں کے ساتھ سامنے کا منظر دیکھتی شانزے خان پر لپک کر اسے اپنے شکنجے میں لیتا جب بہرام خانزادہ نے بجلی کی تیزی سے اپنی کمر کے پیچھے سے دائیاں ہاتھ باہر نکالا تھا جس میں اس نے سائیلینسر لگی گن پکڑی ہوئی تھی بہرام خانزادہ ایک سیکنڈ کی بھی دیری کیے بنا روبرٹ کے رائٹ ہینڈ کے سر کا نشانہ بنا کر اس کا بھیجا لمحوں میں اڑا گیا تھا۔ اس کا نشانہ پرفیکٹ پوائنٹ پر لگا تھا وہ آدمی ساکت ہو گیا تھا اسکے ہاتھ شانزے تک نہیں پہنچے تھے خون کے دھبے ونڈ اسکرین کو داغدار کر گئے تھے۔

شانزے کی جان نکل گئی تھی بہرام خانزادہ نے اس کی آنکھوں کے سامنے رابرٹ کے بندے کو ایک لمحے میں ہی موت کی نیند سلا دیا تھا۔ وہ اتنی بری طرح لرزی تھی

کہ جیسے ابھی جسم سے جان نکلنے والی ہو۔ بہرام
خانزادہ نے لبوں میں دبی سگریٹ زمین پر پھینک کر
اپنے بھاری بوٹ والے پاؤں سے مسلی تھی۔ شانزے گاڑی
کا دروازہ کھول کر تیزی سے بہرام خانزادہ کی جانب
بھاگی تھی۔ رومیو گاڑی سے اتر کر رینج روور کی طرح
بڑھا تھا۔ شانزے بہرام خانزادہ کے سینے سے لگی تھی۔
وہ خوف سے ٹھنڈی پڑھتی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔
بہرام خانزادہ نے اس کے گرد پہلے بار اپنی باہوں کا
حصار نہیں باندھا تھا۔ وہ مزید سختی سے اس کے سینے
سے لگی تھی۔

بیسٹ گاڑی میں جیمز لگے ہیں اس آدمی کے پاس
صرف موبائل اور ایک گن تھی یہ صرف میم کو رابرٹ
تک پہنچانے والا تھا۔ شانزے نے چونک کر اپنے پیچھے
سے آتی اس کی آواز سنی تھی۔ وہ بہرام خانزادہ سے الگ
ہوتی جب وہ اسے کلائی سے پکڑے بلیک لینڈ کروزر کی
جانب بڑھا تھا جو رومیو ڈرائیو کر رہا تھا۔ رومیو رینج
روور میں بیٹھ گیا تھا ابھی بیسٹ نے اپنی بیوٹی کی
ہوائیاں بھی تو نکالنی تھی۔ شانزے اسکی سخت گرفت پر
مزاحمت کرنے کے قابل بھی نہیں بچی تھی۔

بہرام خانزادہ شانزے کو گاڑی کی پچھلی سیٹ پر دھکیلتا
خود پر اندر بیٹھ کر دروازہ زور سے مار کر بند کر گیا
تھا۔ وہ شانزے کا جبرٹا بھینچے اس کے لبوں کو کھلے
اتنی سختی سے اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں قید کر گیا
کہ وہ ماہی بے آب کی طرح مچل کر اس کی شرٹ سینے
سے تھام گئی۔

بہرام خانزادہ اپنے ہونٹوں سے زیادہ اپنے دانتوں کا
استعمال کرتا شانزے خان کے نچلے لب کو زخمی کر گیا
تھا خون اس کے حلق میں اترتا تھا مگر وہ اس کے زخمی
لب کو زور زور سے سک کرتا اس کو مزید گہرا زخم
دے رہا تھا۔ وہ ایک سے شانزے کی گردن جکڑے
دوسرے ہاتھ سے اس کے بالوں کو گدی سے پکڑے ہوئے
تھا۔ بہرام خانزادہ جنونیت سے شانزے کے نچلے لب کو
چومتا اب اس کے بالائی لب کی شامت لے آیا تھا۔ وہ اپنی
پوری طاقت کے ساتھ شانزے کے لبوں کو سک کر رہا
تھا۔

وہ درد سے تڑپ رہی تھی لبوں کے زخم بالوں میں اسکی
سخت گرفت سے شانزے کے منہ دے نکلتی درد بھری

کراہیں بہرام خانزادہ کے ہونٹوں میں قید ہو رہی تھی۔ وہ اسے بیک سیٹ پر دھکیلتے ہوئے لٹاتا اس کے اوپر حاوی ہو کر شانزے کی زبان اپنے منہ میں لے کر کھینچتے ہوئے سک کر رہا تھا۔ اس کی تیز سکنگ کی وجہ سے شانزے کو اپنی زبان حلق سے اکھڑتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ پاگل ہو چکا تھا اس کی سانسیں گھونٹ کر اسے مارنے کے در پر تھا۔ شانزے نے مزاحمت کرنا چاہی مگر وہ اس سے پیچھے نہیں ہٹا بلکہ اس کے دونوں ہونٹوں کو اپنے منہ میں بھر کر اس کی سانسیں روک رہا تھا آج وہ اپنے لبوں سے زیادہ اپنے دانتوں کا وحشی کی طرح استعمال اس کے نرم نازک لبوں پر کر کے زخموں کو رہا تھا۔

بہرام خانزادہ کا ہاتھ عبائے کے اوپر سے ہی شانزے کی ملائم دھڑکنوں کو اپنے قبضے میں لے گیا تھا وہ انہیں زور سے بھینچتا شانزے کی گردن پر جھکا تھا۔ شانزے درد سے کراہنے لگی تھی لبوں سے درد بھری آہیں نکالنے لگی تھی۔

بب۔ بہرام۔ آہ۔ سس۔۔۔ آہ۔۔۔ شانزے نے اسے روکنا چاہا

مگر وہ اس کی دھڑکنیں طیش میں دبوچے اس کی پوری گردن نیلی کر گیا تھا۔ جان سے مار دونگا تمہیں مجھ سے جدا ہوئی تو!! وہ حلق کے بل چلایا تھا شانزے مچلتی ہوئی گاڑی کی سیٹ کو پکڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ آج اس بہرام خانزادہ سے مل رہی تھی جس سے اسکی پہلی ملاقات نکاح کی رات ہوئی تھی۔

مت تڑپ کر دکھاؤ مجھے درد سے میں تمہارے اندر گھس کر تمہاری چیخیں آسمان پر پہنچا دونگا۔ تمہاری سہی ٹوننگ نہیں کر سکا ناں میں!! پورا ایک ساتھ جب جائے گا ناں تو تمہاری عقل ٹھکانے آئے گی دینے میں کمی کر دی میں نے تمہارا خیال کرتا رہا ہوں ناں اس لئے میرے سر پر چڑھنا چاہ رہی ہو!! وہ شانزے پر اپنا پورا وزن لادھے اسے بے بس کر رہا تھا۔

آپ۔۔۔جھوٹے ہیں۔۔۔اس رومی۔۔۔ہاں تھی وہ میرے ساتھ شانزے خان اور میں۔۔۔۔جھوٹ بولا اٹلی جانا ہے کام سے!! شانزے پھوٹ پھوٹ کر روتی اس کے سینے پر مکوں کی برسات کر رہی تھی۔ سب کچھ جھوٹ تھا آپ کا بولا ہر ایک لفظ جھوٹ کے سوا کچھ بھی نہیں تھا!! بہرام

خانزادہ اپنی آنکھوں میں طیش کے لال ڈورے لئے شانزے کو دیکھ رہا تھا۔ کیوں بچانے آئے مجھے آپ مرنے دیتے-----بکو اس بند کر لو تم اپنی میرا دماغ پہلے ہی گھما ہوا ہے! بہرام خانزادہ گاڑی سے باہر نکل گیا تھا شانزے گاڑی میں بیٹھی رو رہی تھی۔

بہرام خانزادہ کے گاڑی سے نکلتے ہی رومیو بھی باہر آگیا تھا اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے کوئی بات کر رہے تھے پھر بہرام خانزادہ نے اپنا موبائل نکال کر کسی کو کال ملائی تھی چند اضطرابی چکر لگاتے وہ کال پر مسلسل کسی سے بات کر رہا تھا۔ پہلی کال بند ہونے کے بعد اس نے موبائل کی اسکرین پر نمبر ڈائل کیا تھا اور پھر اس نے تقریباً دو منٹ کی مزید کچھ بات کی تھی اگلے دس منٹ بعد فورسز کی پانچ گاڑیاں آگے پیچھے آکر رکی تھی اس میں سے یونیفارم میں ملبوس فورسز کے بندے نکلتے بہرام خانزادہ آگے کھڑے ہوتے اسے سلیوٹ کرنے لگے تھے۔ شانزے حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی پانچ منٹ بعد مزید دو گاڑیاں فورسز کی گاڑیوں کے پیچھے آکر رکی تھی اور بہرام خانزادہ اپنی شرٹ کی سلیوز کھنیوں تک فولڈ کیے ان دو گاڑیوں کی طرف بڑھا تھا۔ اس کا چہرہ لہو چھلکانے جیسا ہو گیا تھا۔

شانزے ناسمجھی کی حالت میں سب دیکھ رہی تھی یہ سب

ہو کیا رہا تھا؟ پھر شانزے کو اس ویران علاقے میں
 چاروں طرف گاڑیاں ہی گاڑیاں نظر آئی تھی اسلیحے سے
 لیس گاڑیوں سے اترتے بندے شانزے کا دماغ سن ہونے
 لگا تھا اسے چکر آرہے تھے۔ پھر اس نے دھندھلائی
 آنکھوں سے بہرام خانزادہ کی جانب دیکھا وہ چند لمحوں
 کے لئے رک کر بعد میں آنے والی دو گاڑیوں میں سے
 ایک گاڑی سے روبی کو زخمی حالت میں نکالتے دیکھ
 رہا تھا۔ وہ زخمی تھی شدید زخمی اس کی گردن ڈھلی
 ہوئی تھی شاید وہ زخموں کی تاب ناں لاتی بیہوش ہو گئی
 تھی۔

بہرام خانزادہ ایک نظر روبی کو دیکھ کر رومیو کو اشارہ
 کرتا تیزی سے آگے بڑھتا سفید گاڑی میں سے ایک بندے
 کو گربان سے گھسیٹ کر نکالتا اس پر ٹوٹ پڑھا تھا۔ وہ
 کسی جانور کی طرح اسے لاتوں اور گھونسوں سے مار
 رہا تھا۔ اس کے گرد فورسز کے بندے کھڑے تھے ان میں
 سے کوئی بھی اسے نہیں روک رہا تھا۔ شانزے رومیو کو
 اپنی گاڑی کی جانب بڑھتے دیکھ رہی تھی وہ لرزتے
 بے جان ہوتے ہاتھوں سے اپنے سر پر حجاب درست کرتی
 سہم کر بہرام خانزادہ کو دیکھ رہی تھی جو تقریباً اپنے
 جتنے لمبے جاندار آدمی جو مار مار کر نیم بیہوشی میں
 لے گیا تھا۔ وہ اسے لہو لہو کر گیا تھا۔

اس حرام زادے کو برف کی سل پر لٹاؤ لے جا کر اور جب اس کا غلیظ خون جمنے لگے تو اسے جلتے انگاروں پر لیٹا دینا۔ بہرام خانزادہ نے اس آدمی کا زمین زمین میں مار کر لہو لہو کر دیا تھا۔ رومیو ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔ بہرام خانزادہ نے ایک نظر گاڑی کی جانب گردن موڑ کر دیکھا تھا گاڑی کے ٹرن لیتے ہی شانزے خان کی آنکھیں بند ہو گئی تھی ہر منظر نظروں سے غائب ہو گیا تھا۔ وہ بیٹھی بیٹھی شل وجود کے ساتھ دھڑام سے بیک سیٹ پر گری تھی شانزے ہوش و حواس سے بیگانگی ہو گئی تھی۔

شانزے خان کو پچھلی سیٹ پر ہوش سے بیگانہ دیکھ کر رومیو کی جان حلق میں آئی تھی وہ بیسٹ کے غصے سے خوف کھاتا حواس باختہ ہوا تھا۔ رومیو گاڑی سے نکل کر تیزی سے بہرام خانزادہ کی جانب بڑھا تھا جو وحشی بنا بغیر کوئی رحم کھائے رابرٹ کی کھال اُدھڑ رہا تھا۔ اس نے اتنی بری طرح رابرٹ کو زمین پر گھسیٹ گھسیٹ کر مارا تھا کہ اس کی شکل کا نقشہ ہی وہ بگاڑ گیا تھا۔ رابرٹ کتنا گرا ہوا تھا بہرام خانزادہ بہت اچھی طرح جانتا تھا اس لئے وہ روبی کو اپنے ساتھ پارٹی میں نہیں لے جانا چاہتا تھا مگر روبی بضد تھی رابرٹ کی پارٹی میں

جانے کے لئے!! بہرام خانزادہ کے پارٹی سے جانے کے بعد جو کچھ روبرٹ نے روبی کے ساتھ کیا اور اپنے سمگلر دوستوں سے کروایا وہ سب کچھ بہرام خانزادہ کی اسپیشل ٹیم اسے فون پر ہی بتا چکی تھی۔ اس لئے وہ اس ذلالت سے بھرے وجود رابرٹ اور ان سمگلرز کو اپنے ہیڈ آفس ڈائریکٹ بھیجنے کی بجائے اسے اس ویرانے میں آرڈرز دے کر لانے کو کہتا ان سب پر اپنا ہاتھ صاف کر رہا تھا کیونکہ ایک بار وہ سب سلاخوں میں قید کر دیئے جاتے تو وہ انہیں کچھ نہیں کہہ پاتا۔ رابرٹ نے روبی کو موت سے ملانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی اور جتنا ساتھ روبی نے بہرام خانزادہ کا دیا تھا اسے بری طرح زخمی دیکھ کر بہرام خانزادہ ان سب کی ہڈی پسلی ایک کر گیا تھا۔ شانزے تک رسائی حاصل کرنے کا بدلہ تو وہ رابرٹ کی زبان کاٹ کر شروع کرنا چاہتا تھا مگر پہلے اس سے بہت سے راز اگلوانے تھے اس لئے اس نے ابھی تک رابرٹ کی زبان سلامت چھوڑی ہوئی تھی۔

بہرام خانزادہ رومیو کو اپنے پاس آتے دیکھتا ان ٹوٹی ہڈیوں کے غلیظ وجود کو ٹھوکر مارتا انہیں گاڑیوں میں ڈالنے کا اشارہ کر کے پیچھے ہوا تھا۔ رومیو نے شانزے کو احد خانزادہ کی گاڑی تک پہنچانا تھا جو موٹر وے

والے روڈ پر اپنی گاڑی میں ایشا کے ساتھ بیٹھا شانزے کا منتظر تھا۔ بہرام خانزادہ رومیو کو چہرے پر پریشانی لیے گھبراہٹ سے اپنی جانب بڑھتے دیکھ کر اپنے قدم بھی رومیو کی جانب بڑھا دیے تھے۔ رومیو بہرام خانزادہ کے پاس پہنچ کر اس کے قریب جھک کر شانزے کے ہوش کھو دینے کا بتاتا بہرام خانزادہ کو مزید مشتعل کر گیا تھا۔ وہ ایک قابل آفیسر تھا اس کی وردی اس کے لئے بالکل ایسے ہی تھی جیسے روح کے ساتھ جسم وہ اپنے فرائض سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا اس وقت وہ اپنی بیوی اور ملک کے دشمنوں کے بیچ لٹک کر رہ گیا تھا۔ اسے ان تمام ملکی دشمنوں کو ان کے اصل مقام تک اپنی نگرانی میں پہنچانا تھا۔ مگر یہاں تو اس کی بیوی ہی اسے ذلیل کروانے پر تلی تھی وہ میڈم بیہوش کس وجہ سے ہو گئی تھی بہرام خانزادہ کے جی چاہا شانزے کی جان نکال دے!! بہرام خانزادہ اپنی بیوی کو اپنے کسی بھی جونیئر کی زبان کا ذکر نہیں بنا چاہتا تھا۔ وہ کچھ دیر پہلے بھی اسے نڈھال سی لگی تھی۔

چمگاڈر بن کر خون تو نہیں چوس لیا میں نے جو بے ہوش ہو گئی ہے جتنا آج اس میڈم کی وجہ سے میں خوفزدہ ہوا ہوں اس کا بدلہ بھی نہیں لیا سہی سے میں نے ابھی تو

بخیے ادھیڑ نا پینڈنگ پر رکھ دیا ہے میں نے مگر میری نازک جان بیوی پھر بھی بے ہوش ہو گئی ہے آئرن کی کمی ہو گئی ہے شاید چار دن دور رہا ہوں نا چلو کوئی نہیں اپنی تمام تر طاقت جب اس کے اندر اتار دونگا تو ساری کمیاں دور ہو جائیں گی میری احمق بیوی کی!! بہرام خانزادہ کا ڈرٹی مائنڈ کبھی فیوز نہیں ہو سکتا تھا۔

آرمی کی میڈیکل ٹیم روبی کا ٹریٹمنٹ کر رہی تھی بہرام خانزادہ کے آرڈر پر ان میں سے ایک لیڈی ڈاکٹر شانزے کا چیک اپ کرنے کے لئے اسکی گاڑی کی جانب بڑھی تھی۔ شانزے کو پانی میں بیہوشی کی دوا ملا کر دی گئی تھی جو کافی ہیوی ڈوز میں دی گئی تھی۔ بہرام خانزادہ اپنے سے جونیئر آفیسر کو ان سب ملکی غداروں کو ان کے ٹھکانے پہنچانے کی ذمہ داری سونپ کر رومیو کو روبی کے ساتھ سی ایم ایچ جانے کو کہتا خود اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا تھا۔ وہ شانزے کو بیہوشی کی حالت میں ہی اب خود سوات لے جا رہا تھا۔ اس نے احد خانزادہ کو فون کر کے بتا دیا تھا اور وہ اسے کسی کو کچھ بھی بتانے سے بھی منع کر گیا تھا۔ بہرام خانزادہ کی سیاہ لینڈ کروزر اب تیزی سے اسلام آباد کی سرحد کو کراس کر رہی تھی وہ وادیے سوات کو جاتی سڑک پر اپنی گاڑی

ڈال گیا تھا۔

بہرام خانزادہ سختی سے اپنے جبرے بھینچے پچھلے دو گھنٹوں سے مسلسل گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں کی ابھری ہوئی موٹی موٹی نیلی رگیں اس کے طیش کا پتہ دے رہی تھیں۔ بہرام خانزادہ کی سیاہ آنکھیں لہو آلود ہو رہی تھیں۔ وہ سر سے پاؤں تک طیش سے بھرا ہوا تھا غصہ زہر کی مانند رگوں میں اترا ہوا تھا۔ شانزے پچھلے دو گھنٹوں سے بے ہوش تھی۔ بہرام خانزادہ اپنے سب سے خطرناک مشن میں کامیاب تو ہو گیا تھا مگر اس کی دوست روبی کو بہت بڑی قیمت چکانی پڑی تھی۔ وہ دو گھنٹوں سے ڈرائیو کرتا مختلف سوچوں میں گم تھا اسے آج واقعی روبی کے لئے افسوس ہو رہا تھا مگر وہ اپنے دل اپنی روح میں بسے شانزے کے عشق کے آگے اتنا بے بس تھا کہ اسے کچھ بھی نہیں دکھائی دیتا تھا اس دشمن جان کے آگے!! روبی کی حالت سیریس ہونے کی وجہ سے آئی سی یو میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ رومیو تھا جو بہرام خانزادہ کو پل پل کی رپورٹ دے رہا تھا۔

بہرام خانزادہ کو آج تو اپنی دوست روبی کے ساتھ ہونا چاہیے تھا مگر وہ آج بھی دوستی سے زیادہ اپنے عشق

اپنی بیوی کو فوقیت دے گیا تھا۔ اسے شدت سے احساس ہو رہا تھا وہ شانزے کے لئے سب کچھ چھوڑ سکتا ہے دنیا کی ہر چیز ایک طرف تھی اور شانزے خان ایک طرف!! بہرام خانزادہ تو اس شہد آنکھوں والی نازک گڑیا کے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوب چکا تھا!! بہرام خانزادہ پچھلے دو گھنٹوں سے خود پر ضبط کیے بیٹھا تھا۔ آج ذرا سی چونک ہو جاتی تو وہ شاید اپنے مشن میں ناکام ہونے کے ساتھ ساتھ شانزے کو بھی کھو دیتا اور پھر اس کے بعد کیا ہونا تھا وہ نہیں جانتا تھا۔ زندگی میں اگر وہ کبھی واقعی خوفزدہ ہوا تھا تو وہ لمحہ تھا جب اس نے رابرٹ کے رائٹ ہینڈ کو شانزے کی جانب لپکتے دیکھا تھا۔ وہ ایک سیکنڈ کی بھی دیر کر دیتا تو سب کچھ ہاتھ سے نکل جاتا۔ بہرام خانزادہ گاڑی میں بے ہوش پڑھی شانزے کو دیکھنے سے بھی گریز برت رہا تھا ورنہ اس نے اپنی کم عقل بیوی کے بیہوشی کی حالت میں ہی بخیر ادھیڑ دینے تھے۔ وہ ایک احمق لڑکی تھی اور آج شانزے نے جو حرکت کی تھی اس بات پر مہر لگ چکی تھی کہ وہ انتہا کی احمق ہے

شانزے کو بیہوشی کی دوا کافی مقدار میں دی گئی تھی وہ پانی کی پوری بوتل ہی خود میں اتار گئی تھی اس لیے جلد ہوش میں آجانا مشکل تھا۔ دو گھنٹے کا راستہ بہرام

خانزادہ ضبط سے کاٹ گیا تھا مگر اب ضبط ٹوٹ رہا تھا۔ وہ بے ہوش تھی مگر تھی تو اس کے پاس ہی اس کے جسم کی خوشبو پوری گاڑی میں پھیلی بہرام خانزادہ کو بہکا رہی تھی۔ وہ ڈیش بورڈ سے سگریٹ کی ڈبیا اٹھا کر اپنے لبوں میں دبا کر لائٹر سے سلگاتا سگریٹ پی کر اپنے جسم میں ابلتے تقاضوں کو قابو میں کر رہا تھا گھنٹے کاسفر باقی تھا جو سگریٹ پھونکتے ہوئے ہی گزرنا تھا اب۔۔۔

مشائم شہریار خانزادہ کے شولڈر پر سر رکھے گہری نیند میں سو رہی تھی وہ مہندی کے فنکشن میں کافی ہلا گلا کرنے کے بعد اب تھکن سے چور سو گئی تھی۔ شہریار خانزادہ اپنی سوچوں میں گم ڈرائیو کر رہا تھا وہ لوگ دس منٹ تک خانزادہ حویلی پہنچنے والے تھے۔ مشائم تھکی ہوئی تھی اور وہ سوچوں میں الجھا ہوا تھا ان دونوں کا یہ سفر خاموشی کی نظر ہو گیا تھا۔ شہریار خانزادہ کی گاڑی کے آگے ہی منہان خانزادہ کی گاڑی تھی انہوں نے ایک منٹ کا بھی ریسٹ نہیں لیا تھا مسلسل ڈرائیو کرنے سے وہ ٹائم پر پہنچ گئے تھے۔

تینوں گاڑیاں سوات کی میلوں تک پھیلی ہوئی عالیشان
خانزادہ حویلی کے بے حد کشادہ کارپورچ میں آگے
پیچھے آکر رکی تھی۔ پہلی گاڑی میں سے ہاشم خان باہر
نکلے تھے ان کے ساتھ ہی پلوشہ خانم اور نازنین خانم
بھی فوراً ہی گاڑی سے نکل گئی تھی۔ مریم خانم اس سفید
ماربل کی بنی حسین حویلی کو دیکھ کر اپنی آنکھیں اذیت
سے موندھ گئی تھی۔ یہی وہ حویلی تھی جہاں سے انہیں
حاملہ حالت میں نکالا گیا تھا اور نکالنے والا اور کوئی
نہیں بلکہ وہ مرد تھا جس کے خواب انہوں نے اس حویلی
میں ہی بڑے ہوتے سجائے تھے۔ یہی تھی وہ حویلی وہ
رازوں کا گڑھ تھی۔

سردار ہاشم خان نے گاڑی سے اترتی مریم خانم کو دیکھا
تھا جو خانم کو ان کی وہیل چیئر پر بیٹھاتی پیچھے مڑ کر
اپنے بھتیجے شہریار خانزادہ کی گاڑی کی جانب دیکھ
رہی تھی جو ابھی تک گاڑی سے نہیں اترتا تھا۔ مشائم اٹھو
ہم حویلی پہنچ گئے ہیں! شہریار خانزادہ نے مشائم کے
گالوں کو تھپکا تھا۔ وہ نیند سے بھری آنکھیں کھول کر
شہریار خانزادہ کو گھور کر دیکھنے لگی تھی۔

کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ سونے کیوں نہیں دے رہے جب
سوات پہنچ جائیں پھر اٹھا دینا مجھے ابھی سے
کیوں-----مائی ڈیئر وائف ہم سوات پہنچ چکے ہیں سارہ
راستہ آپ نے سو کر ہی گزارا ہے اٹھو اب گاڑی سے باہر
نکلو یا کچھ اور کروا کر ہوش بیدار ہونے ہیں تمہارے؟
مشائم جو شہریار خانزادہ کے شولڈر کو دبوچ کر اس کے
سینے میں گھسنے لگی تھی جب وہ اس کی بات کاٹ کر
اس کے گالوں کو اسکویز کرتا اس کے باہر کی جانب
نکلے ہونٹوں پر چھوٹی سی کس کر کے اپنی طرف کا
دروازہ کھول کر اترنے لگا۔ مشائم بھی اپنی آنکھوں کو
ملتی ہوئی گاڑی سے باہر نکل گئی تھی۔

شہریار خانزادہ اپنی جانب دیکھتی ہوئی اپنی پھوپھو مریم
خانم کے پاس جاتا ان سے خانم بی کی وہیل چیئر پکڑ
کر اپنا ہاتھ پھیلا کر مریم خانم کو اپنے حصار میں لیتا ہوا
حویلی کے اندر داخل ہو گیا مشائم بھی اس کے ساتھ ساتھ
اندر بڑھ رہی تھی۔

انشال آپ چچی کے ساتھ روم میں جا کر آرام کریں میں
احد کو کال کر لوں وہ کہاں رہ گیا ہے!! منہان خانزادہ
اپنی گاڑی کی جانب بڑھتے ملازم کو دیکھتا انشال سے
بولا تھا وہ غزالہ خانم کے ساتھ گاڑی سے نکل رہی تھی۔

سارا راستہ اس نے تکلیف میں کاٹا تھا۔ رات کے دو بج رہے تھے وہ لوگ گیارہ بجے اسلام آباد سے نکلے تھے اور دو بجے سوات پہنچ بھی گئے تھے۔

سب کے کمرے سیٹ کروا دیئے تھے گل خان؟ منہان خانزادہ احد کا نمبر ڈائل کرتا ملازم سے بولا تھا۔ جسے اس نے سوات میں داخل ہوتے ہی کچھ دیر میں حویلی پہنچنے کی اطلاع کر دی تھی ہاں جی خان صاحب آج ایک بار پھر حویلی کے سارے کمروں کی صفائی کروا دی تھی کمروں میں پانی کا جگ اور گلاس بھی رکھ دیا تھا۔ گل خان خوش ہو کر بولا تھا۔ وہ حویلی کی سب سے پرانی اور وفادار ملازمہ کا بیٹا تھا۔ اسکے آباؤ اجداد بھی سالوں سے حویلی میں ملازمت کر رہے تھے ہیلو احد کہاں ہے تو پہنچا نہیں ابھی تک؟؟ منہان خانزادہ احد کے فون اٹھاتے ہی بولا تھا۔ بس بیس منٹ تک پہنچ جاؤں گا احد خانزادہ اپنے پہلو میں بیٹھی ایشا کی جانب ایک نظر دیکھتے بولا۔ سفر اچھا گزر رہا ہو گا تیرا اس لئے تو لیٹ ہو۔۔۔۔۔ ہاں اتنا اچھا گزرا ہے کہ پھولوں کے گجرے تک پہنانا بھول گیا!! احد منہان خانزادہ کی بات سن کر اپنے

دل میں شرمندہ سا ہو گیا تھا وہ ڈیش بورڈ پر پڑھے سوکھے ہوئے گلابوں کے گجروں کو دیکھتا دل میں

سوچنے لگا تھا۔ سن بہرام کا روم ریڈی کروا دے وہ شانزے کے ساتھ حویلی آرہا ہے۔ احد ایک گہری سانس لے کر بولتا فون بند کر گیا تھا۔

ایشا اور احد کا پہلا سفر تھا جو احد خانزادہ نے پریشانی میں گزار دیا تھا۔ اس کی بہن ٹھیک تھی یا نہیں بہرام خانزادہ نے دو دن بعد سوات آنا تھا مگر وہ سب چھوڑ کر آرہا تھا جب اس کی بہرام خانزادہ سے بات ہوئی تھی تب وہ اسے شانزے سے بات کروانے کی ضد کر رہا تھا مگر بہرام بات گول کر کے فون بند کر گیا تھا احد خانزادہ سمجھ گیا تھا کہ شانزے ٹھیک نہیں ہے اس لئے وہ بات گول کر کے فون بند کر چکا ہے۔ وہ سارا راستہ اپنی بہن اور بہرام کے متعلق سوچتا آیا تھا۔ احد نے سوات پہنچ کر ایشا کے ہاتھ کی پشت کو چوم کر اس سے خاموشی سے سفر گزارنے کے لئے معذرت کی تھی وہ اپنی بہن شانزے کے لئے پریشان تھا کوئی جسارت اس نے کیا خاک ہی کرنی تھی۔ وہ اس کی ایک کس پر ہی شرما گئی تھی اگر سارے راستے وہ اسے تنگ کرتا تو پھر ایشا کا کیا ہی ہونا تھا۔ اس نے ایشا کے لئے گلابوں کے گجرے لئے تھے جو وہ اسے اپنی پریشانی میں پہنانا بھی بھول گیا تھا۔ ایشا نے البتہ خدا کا شکر نکالا تھا کہ احد نے شریفوں کی

طرح بیٹھ کر صرف ڈرائیو ہی کی تھی ورنہ وہ اسکے
ساتھ سفر کرنے سے جتنا ڈر رہی تھی یہ وہی جانتی تھی۔
اس نے بہت ساری دعائیں کی تھی کہ احد اس کی جان
بخشی کر دے جو پوری بھی ہو گئی تھی۔۔۔

بہرام خانزادہ کی گاڑی تین بجے کے قریب خانزادہ حویلی
میں داخل ہوئی تھی۔ پورچ میں خانزادوں کی بڑی بڑی
گاڑیاں ایک قطار میں کھڑی ہوئی تھی۔ بہرام خانزادہ اسی
قطار میں اپنی گاڑی بھی پارک کر گیا تھا۔۔

وہ گاڑی سے اتر کر بیک سیٹ کا دروازہ کھولتا شانزے
کو اپنی باہوں میں احتیاط سے اٹھاتا حویلی کے اندر داخل
ہو گیا تھا۔ پوری خانزادہ حویلی خاموشی میں ڈوبی ہوئی
تھی۔ ایک بار پہلے وہ جب اس حویلی سے گیا تھا تو اس
کا دل ٹکڑے ٹکڑے تھا جسے اس نازک شہد آنکھوں والی
حسینہ نے توڑا تھا آج جب وہ اس حویلی میں آیا تھا وہ شہد
آنکھوں والی گڑیا اس کی بیوی بنی اس کی آغوش میں
تھی۔ بہرام خانزادہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے
کی جانب بڑھا تھا۔ کمرے کو دیکھ کر یوں محسوس ہو رہا

تھا جیسے وہ اس کے یوز میں ہو صاف ستھرا خوشبوؤں
میں مہکا اس کے کلون کی مہک روم کے کونے کونے
میں بسی ہوئی تھی۔ وہ شانزے کو بیڈ پر لٹاتا سب سے
پہلے اس کا عبایا اس کے جسم سے جدا کر گیا۔ وہ اس کے
سر سے حجاب اتار کر اس پر کمفرٹر ڈال گیا تھا۔ سوات
میں ہڈیاں جما دینے والی سردی تھی اس کے روم میں
الیکٹرک ہیٹر آن تھا۔ جس سے روم کا ٹمپریچر کافی اچھا
تھا۔ وہ سب سے پہلے شاور لینا چاہتا تھا اس کا دماغ ایک
وقت میں مختلف جگوں پر مصروف تھا۔

بہرام خانزادہ اپنی شرٹ اور پینٹ اتار کر صوفے پر
اچھالتا واشروم کی جانب بڑھ گیا تھا وہ ہاٹ واٹر سے
شاور لیتا بیس منٹ بعد نکلا تھا۔ اس نے ایڈی ڈاس کی گرم
ہڈی اور ٹراؤزر پہنا ہوا تھا۔ سیاہ بالوں کو ٹاول سے رگڑ
کر ڈرائی کرتا بیڈ پر لیٹی شانزے کو دیکھتا ہوا صوفے پر
بیٹھ گیا تھا۔

سگریٹ پھونکتے ہوئے اسے رومیو کی کال آئی تھی۔
رات کے ساڑھے تین بجے رومیو کا کال کرنا اسے کسی
بری خبر کا اندیشہ دے رہا تھا۔ ہاں بولو؟ روبی ٹھیک ہے؟

اچھا سہی۔۔۔اوکے۔۔ہم سہی۔۔۔!! وہ رومیو کی بات سن کر فون بند ہوتے ہی شانزے کی جانب بڑھ گیا۔ وہ اس کے ساتھ ہی کمفرٹر میں لیٹ گیا تھا۔ نیند اس کی آنکھوں سے کھوسو دور تھی۔ اس جادو گرنی کے ساتھ لیٹتے ہی اس کے دماغ میں آتی ہر سوچ رومیو کی کال بہرام خانزادہ سب بھول گیا تھا یاد تھا تو صرف اتنا شانزے ٹھیک تھی وہ صرف بیہوش تھی مگر اسکے ساتھ تھی وہ اسے کھونے سے بچا چکا تھا بہرام خانزادہ شانزے کی گردن پر جھکا تھا وہ اس کے بالوں میں اپنے ہاتھ الجھا کر اس کی گردن کو چومنے لگا تھا۔ میں تمہارے لئے دنیا کا ایک خود غرض انسان ہوں شانزے تم مجھے اتنا اپنا اسیر کر چکی ہو کہ میں تمہارے بدلے اس دنیا کا سودا کر سکتا ہوں!! وہ شانزے کے زخمی لب چوم کر اسکی بند آنکھوں کو بھی اب چوم رہا تھا۔ کوئی مجھ سے زندگی پوچھے تو میں تمہارا نام لوں گا کوئی اگر مجھ سے موت پوچھے تو میں تمہاری جدائی کہوں گا۔

وہ اُسکی شرٹ اُس کے جسم سے جدا کرتا شانزے خان کی نرم ملائم دھڑکنوں پر جُھک گیا تھا جنہیں اُس سے اتنی طاقت کے ساتھ بھینچا تھا کہ شانزے درد سے بلبلا گئی تھی۔ وہ اب ان دودھیا شفاف نرم دھڑکنوں کو باریک

پردوں کے اوپر سے ہی نرمی سے سہلا کر اپنے لبوں کی
مہریں ثبت کر رہا تھا۔ اسکا لمس آگ کے دبکتے کوئلوں
کی ماند تھا جو شانزے خان کے وجود میں حرکت کا بننے
لگا تھا۔ اس کی گھنی پلکوں نے جنبش کی تھی وہ اپنا
بھاری ہوتا سر تھامتی کراہی تھی۔

بہرام خانزادہ اسے جاگتے دیکھتا اس کی دھڑکنوں کو
باریک پردوں سے آزاد کر گیا تھا۔ شانزے کے چکراتے
دماغ میں ہر منظر لہرانے لگا تھا۔ گاڑی میں بیٹھتے سے
لے کر بہرام خانزادہ کا رابرٹ کے ڈرائیور ڈرائیور کو
گولی مارنا پھر شانزے کا اس سے لپٹنا اس کے بعد گاڑی
کے اندر بہرام خانزادہ کا درد سے بھرا وحشی لمس اپنے
لبوں پر سہنا اس کے بعد ان گاڑیوں کا آنا وردی والے
لوگوں کا بہرام خانزادہ کو سلیوٹ کرتا پھر بہرام خانزادہ
کا کسی درندے کی طرح بیہوش ہوئے وجود کو زمین پر
گھسیٹ کر لہو لہان کرنا اور اس کے بعد ہر نظر دھندھلا
ہو جانا شانزے خان کے لبوں سے فلک شگاف چیخ نکلی
تھی۔ سخت سی گرم سلاخ اسے اپنی تنگ گہرائی میں داخل
ہوتی محسوس ہوئی تھی اسکے ہوش مکمل طور پر بحال
ہو گئے تھے وہ سہمتی ہوئی اپنے وجود کا حصہ بنے
بہرام خانزادہ کو ڈبڈبائی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ

وحشت کی طاقت لئے اسکی روح میں سمایا تھا۔

بہرام میں-----مجھے سکون چاہئے شانزے میں تھک گیا
ہوں مجھے سونا ہے! وہ اس کی ٹانگوں کو رانوں سے
بھینچے اس کی گہرائی میں مزید شدت سے سمایا تھا۔
آہہ---آہہ---!! شانزے کے لبوں سے پھر سے چیخ بلند ہوئی
تھی۔ وہ اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ گیا تھا۔ مزید ایک جھٹکا
شانزے کی آنکھوں سے آنسو نکلنے کا سبب بنا تھا۔ وہ بیڈ
شیٹ اپنی مٹھیوں میں جکڑ چکی تھی۔ بہرام خاندانہ اسے
روتے دیکھتا اس کے جسم سے جدا ہو گیا تھا۔ وہ اس کی
ناراضگی سمجھ گیا تھا وہ اسے نہیں چھو رہی تھی درد
سے بیڈ شیٹ تھام گئی تھی مگر اسے نہیں روتی تو وہ اس
کی ہر قربت میں تھی۔ اس کے دل میں کچھ تھا جو اسے
تکلیف دے رہا تھا۔

وہ دوسری جانب کروٹ لے کر اپنا رخ بہرام خاندانہ سے
موڑ گئی تھی۔۔۔پیار کرتے ہیں نا آپ روبی سے؟؟شانزے
کی بھیگی ہوئی آواز بہرام خاندانہ کے کانوں سے ٹکرائی
تھی۔ شانزے ادھیڑ دونگا تمہیں بکواس منہ سے

نکال-----آئیں ادھیڑیں مجھے مگر آج سچ قبول کرنا ہو
گا!!!! بہرام خاندانہ سائڈ ٹیبل سے لیپ اٹھا کر دیوار پر
مارتا غضبناکی سے دھاڑا تھا۔ شانزے بھی اسی کے انداز

میں لیمپ اٹھا کر دیوار پر مارتی چلائی تھی۔

وہ آج ہنگری بیسٹ کی اینگری بیوٹی لگی تھی۔ ادھیڑتا ہوں ابھی آؤادھر! بہرام خانزادہ اس کے بالوں کو گدی سے دبوچ کر اسے بیڈ کے بیچ میں دھکیلتا اس کے اوپر حاوی ہوتا جب شانزے اسے بری طرح جھٹک گئی تھی۔

قریب مت آئے میرے آپ ایک جھوٹے انسان ہیں!! شانزے خود کو کمفرٹر اوڑھ کر چھپاتی پہلے سے زیادہ چلائی تھی۔ بہرام خانزادہ کا روم ساونڈ پروف ناں ہوتا تو حویلی میں سب نے جاگ جانا تھا۔

اندر گھسا دیا جو اتنی چیخیں نکل رہی ہیں اس وقت! تمہاری زبان کھینچ لوں گا ایک بھی بکو اس مزید کی تو!! بہرام خانزادہ بیڈ سے کھڑا ہوتا گلاس ٹیل کو لات مار کر چکنا چور کر گیا۔

کیا تعلق ہے آپکا اس روبی کے ساتھ جو مجھے دھوکہ دے کر جھوٹ بول کر اسے اپنے ساتھ رکھا آپ نے؟؟ اس کو زخمی دیکھ کر آپ نے ایک بیہوش انسان کو زمین پر گھسیٹ گھسیٹ کر مارا کون تھی وہ لڑکی جو آپ کو اپنی

جاگیر سمجھ کر آپ کی لیپ میں بیٹھی ہوئی تھی آخر ہیں
کون آپ؟ کیا سچ ہے جو میں نہیں جانتی ابھی تک؟ آپ قتل
کر دیتے ہیں گولیاں چلاتے ہیں اور تو اور وردی والے
بھی آپ کے آگے ادب سے کھڑے ہو جاتے ہیں آخر مجھ
سے کیوں سب کچھ چھپایا ہوا ہے آپ نے؟؟ شانزے بغیر
کسی خوف سے چلاتی ہوئی بول رہی تھی۔

ہم کل صبح بات کریں گے شانزے مجھے پرووک مت
کرو ابھی تم ورنا ہر بار سے زیادہ اس بار تمہیں تکلیف
سے تڑپا دوں گا!! میں تھک گیا ہوں یار آرام کرنا چاہتا
ہوں کچھ دیر کے لئے چاہیے ہو تم مجھے ہم کل صبح
لڑائی کر لیں گے!! بہرام خانزادہ غصے سے بولتے آخر
میں اپنا لہجہ دھیمہ کر گیا تھا۔

ٹھیک ہے کر لیں آرام! وہ زمین پر گرے اپنے کپڑے زیب
تن کرنے لگی جب بہرام خانزادہ نے غصے
سے اسے گھورا! یہ کیوں پہن رہی ہو؟ تاکہ اس کمرے سے
جا سکوں!! کہاں جانا ہے تم نے اس کمرے سے؟؟ اپنے
کمرے میں جانا ہے آپ آرام کریں!! آرام تو تم میں اپنی
تھکن اتار کر کروں گا یہ سارا ڈرامہ بند کرو اور اچھی

بیوی کا فرض نبھاؤ شانزے میڈم!! نہیں نبھانا اچھی بیوی
 کا فرض مجھے جانا ہے یہاں سے فوراً!! جا کر دکھاؤ
 ٹانگیں کھولنے کی بجائے توڑ دوں گا!! توڑ دیں مگر آج
 میرے قریب بھی آئے تو اچھا نہیں ہو گا!! آؤں گا قریب کیا
 کر لو گی تم سب کچھ کروں گا تمہارے ساتھ روک سکتی
 ہو تو روک کر دکھاؤ اس کے بعد دیکھنا میں نے کرنا کیا
 ہے!! آپ ہمیشہ بہت کچھ کرتے ہیں مگر آج نہیں کر
 سکیں گے!! سمجھ رہا ہوں اتنی ضد کیوں کر رہی ہو پورا
 مانگ رہی ہو ناں میں بھی پورا ہی دینے کے موڈ میں ہوں
 آج!! ان دونوں کی زبانی بحث جاری تھی۔ آپ اپنی چیپ
 باتیں بند کریں مجھ پر کوئی فرق نہیں پڑھنا!! آپ روبی
 کے ساتھ دوستی ختم نہیں کر سکتے اور میں آپ کے ساتھ
 اب رہنا نہیں چاہتی۔ شانزے دروازے کی جانب بڑھی تھی
 بہرام خانزادہ شانزے کو روکنے کے لئے طیش سے آگے
 بڑھتا اسکو شولڈرز سے پکڑتا جب شانزے کی قمیض
 بہرام خانزادہ کے ہاتھ میں آتی شولڈر سے لے کر
 دھڑکنوں تک مکمل پھٹ گئی۔

شانزے کی ساری بہادری پل میں نکل گئی تھی وہ سہم کر
 دروازے سے لگ گئی تھی۔ اس کی شہد رنگ ڈبڈبائی
 آنکھوں میں کانچ کی ٹوٹی کرچیاں نمودار ہوئی تھی۔ آپ

میری محبت کے قابل ہی نہیں جسم چاہیے ناں ٹھیک ہے
اپنا حق لے لیں آپ کے نکاح میں ہوں مگر اس کے بعد
مجھے اس کمرے سے جانے سے آپ نہیں روک سکیں
گے۔

شانزے نے اپنی پوری شرٹ ہی پہاڑ دی تھی یہی نہیں اس
نے خود کو بہرام خانزادہ کی نظروں کے سامنے ہر پردے
کے بوجھ سے آزاد کر دیا تھا وہ روتی ہوئی سب اتار گئی
تھی

اس نے اپنی برا بھی کھینچ اتار کر آتش دان میں اچھالی
تھی جو لمحوں میں آتش کی نظر ہو گئی تھی۔ وہ اب
صرف پینٹی پہنے ہوئے تھی۔ بہرام خانزادہ کو سر سے
پاؤں تک آگ لگی تھی وہ شانزے کی حرکت پر سیخ پا ہوتا
اس کی جانب بڑھا تھا۔

یہ پینٹی بھی اتار فوراً!! بہرام خانزادہ طیش سے اپنا ہاتھ
آگے بڑھا کر اس کی پینٹی کی لاسٹک کو کھینچتا جبکہ
دوسرے ہاتھ سے شانزے کو گردن سے دبوچتا ہوا اس کی
پینٹی کو فرنٹ سے پکڑ کر اپنا پورا زور لگاتا ہوا اسے
بھی پہاڑ کر جلتے آتش دان میں ڈال گیا۔ وہ شانزے کو ہر
پردے کے بوجھ سے آزاد کر گیا تھا شانزے بالکل نیوڈ
اس کے سامنے کھڑی تھی۔

آج کی ساری رات تم مجھے کچھ بھی پہن کر خود کو چھپا کر دکھانا میں مان جاؤں گا تمہیں!! آج میں نے تمہیں اس قابل چھوڑ دیا کہ تم صبح چل بھی پاؤ تو خوف پر لعنت بھیج دوں گا اپنی مردانگی پر بھی لعنت بھیج دوں گا اگر صبح اس بیڈ سے تم اپنے قدم بھی نیچے اتارنے کے قابل بچی تو! بہرام خانزادہ جنونیت سے کہتا ہوا شانزے کا جبرٹا دبوچے اس پر جھپٹا تھا

وہ اس کے جبرٹے کو بری طرح بھیچے شانزے کے زخمی لبوں کو اپنا نشانہ بنا رہا تھا۔ وہ ماہی بے آب کی طرح سانسوں کے لیے تڑپتی مچلنے لگی تھی مگر بہرام خانزادہ کا اشتعال اسکی نس میں زہر کی طرح شامل ہو گیا تھا۔ وہ شانزے کا سر زور سے دروازے کے ساتھ لگائے اس کے لبوں کا حشر کر گیا تھا۔ اس کے لمس میں غصہ اور جنون بیک وقت تھا۔

بہرام خانزادہ کا ایک ہاتھ شانزے کی لوور باڈی پر تھا وہ اس کی ٹانگوں کو رانوں سے دبوچ کر زبردستی کھولتا اپنی مڈل فنگر کو اس کلٹ پر رب کرتے ہوئے اس کے

زخم زدہ لبوں کو مزید زخمی کر گیا تھا۔ وہ بہت تیزی سے شانزے کی پسی کو سہلا کر لیک کرتا اس کے تنگ سے وجائٹل ہول میں اپنی پوری فنگر دھنسا کر اسے شدید درد دے گیا تھا۔

شانزے خان مچلتی ہوئی سسک رہی تھی تکلیف سے نکلتی آہیں بہرام کے لبوں میں گھٹ رہی تھی۔ وہ اس پر رحم کھانے کے موڈ میں ہر گز نہیں تھا اسکی اس حرکت کی سزا بنتی تھی

بہرام خانزادہ اپنی فنگر اس کے ہول میں ڈال کر تیزی سے اندر باہر موو کر کے اسے بے رحمی سے فنگر فک کر رہا تھا۔ شانزے کے لبوں سے سسکاریاں بلند ہونے لگی تھی وہ چار دن بعد اس کی سخت انگلی اپنے وجائٹل ہول میں تیزی سے موو کرتی فیل کر رہی تھی۔

شانزے کے لبوں کو زور سے سک کرنے کی وجہ دیسی اسکے نازک لبوں سے لہو نکل کر بہرام خانزادہ کے حلق میں اترا تھا وہ اپنے حلق میں شامل ہونے پر اپنے لبوں کی قید سے آزادی دے گیا تھا۔ شانزے غصے سے پھوٹ پھوٹ کر روتی اپنے لبوں سے نکلتا لہو بے رحمی سے

رگڑ گئی۔

بہرام خانزادہ کے تو سر پر لگی تلوے سے بجھی تھی۔
میرا لمس مٹا رہی ہو تم؟؟ وہ اب اپنی دو فنگرز شانزے
کی بھیگتی پسی میں انسٹ کر کے اسے پہلے سے زیادہ
زور سے فنگر فک کرنے لگا تھا۔

آہہ۔۔۔۔۔سس۔۔۔۔۔شانزے بہرام خانزادہ کے پینس کو اسکروٹمز
سمت ہولڈ کر گئی تھی۔ اس کے پینس کی موٹائی ابھرتی
ہوئی لمبائی شانزے کو خوفزدہ کر گئی تھی۔

یہ جو پکڑا ہے نا یہی تک ڈالنا ہے میں نے تمہارے
اندر۔۔ آج پورا پینس فل لینتھ کے ساتھ تمہاری اس چھوٹی
سی پسی میں ڈال کر اندر خالی کر تمہیں بہت رفلی فک
کرنا ہے۔ وہ اس کی بھیگی پسی کو ہلکا سا سلیپ کرتا
بے باکی سے ڈیپ وائس میں بولا تھا۔

نہیں چاہیے مجھے آپ کا لمس چھوڑیں مجھے بہرام آپ
میرے ساتھ اس طرح زبردستی نہیں کر سکتے ہر قربت

میں تکلیف سے برا وحشی لمس نہیں چاہیے آپ کا مجھے
چھو۔۔۔۔۔بناتا ہوں تمہیں اپنے بچے کی ماں بہت خیال کر
لیا تمہارا میں نے میرا لمس مٹا رہی ہو ناں میرے وجود کا
حصہ جب تم میں پرورش پائے گا تو پھر میں دیکھتا ہوں
تم اس کو کیسے مٹاتی۔۔۔۔۔آپ خود نہیں چاہتے میری
کوکھ میں آپ کا وارث پرورش پائے اس لئے جب جب
میرے قریب آئے آپ نے حفاظتی تدابیر اختیار کی!! آپ
باپ بننا ہی نہیں چاہتے آزاد پنچھی بنے اڑنے کا شوق جو
ہے آپ کو! آپ یہی سمجھتے ہیں میں اچھی ماں نہیں بن
سکوں گی آپ کی مورے کی طرح کبھی مجھ پر ظلم کیا
گیا تو اسٹینڈ نہیں لے سکوں گی اپنے بچے کے
لیے۔۔!!میں بھی اولاد سے زیادہ اپنے باقی رشتوں کو
اہمیت دوں گی!! بہرام خانزادہ جو شانزے کو صرف
خوفزدہ کرنے کے لئے بول رہا تھا جب وہ اس کا سینا
نوچتی چلا کر بولی تھی۔

جانتی بھی ہو کتنی اذیت اٹھانی پڑھے گی ماں بننے کے
لئے آسان نہیں اپنے وجود سے ایک جیتا جاگتا وجود پیدا
کرنا! میں تمہیں فلحال اس تکلیف سے نہیں گزارنا چاہتا
اس لئے احتیاطی تدابیر کا استعمال کرتا ہوں مگر اب سے
نہیں کروں گا ایک بھی کونڈمز یوز!!تمہارے فارغ دماغ

میں بکواس باتیں پتہ نہیں کس لیے بھری ہوئی ہیں تم سے
محبت ہے تمہیں تکلیف میں دیکھنا میرے لئے آسان کام
نہیں ہے شانزے اب تو مجھے سمجھنے کی کوشش کرو
یار کیوں مجھے طیش زدہ کر کے اپنی جان حلق تک لانا
چاہتی ہو۔ ایگریسیو کر کے اپنی چیر پہاڑ کروانا چاہتی ہو
سمجھ آرہی ہے مجھے تمہاری طلب!! سچ سے منہ مت
پھیریں بے باک بن کر آپ کو آج بھی اپنی مورے-----میری
مورے کو بیچ میں مت لاؤ میں ایسا کچھ بھی نہیں سوچتا
تمہارے بارے میں تم نے ماں بن جانے کے بعد بھی کم
عقلی کا ہی مظاہرہ کرنا ہے جیسے آج کیا ہے!! وہ
شانزے کے دونوں ہاتھوں کو کلائیوں سے پکڑ کر
دروازے پر پن کر گیا تھا شانزے آج جنگلی بلی بنی ہوئی
تھی وہ آج اسے زخمی کر رہی تھی۔

ہاں میں تو کم عقل ہوں جو اپنے شوہر کے ہر فریب میں
آجاتی ہوں عقل والی تو وہ عورتیں ہوتی ہیں جو شادی کے
بغیر بھی شادی شدہ مردوں کو اپنی انگلیوں کے اشاروں
پر نچواتی ہیں اور آپ کے پاس تو ایسی عورتوں کی کمی
نہیں ہے تو اپنی ایک عدد کم عقل بیوی کو سزا کے طور
پر برداشت کر لیں!! شانزے کی زبان روکنے کا نام ہی
نہیں لے رہی تھی وہ بہرام خانزادہ پر شدید غصہ ہونے

کی وجہ سے سوات اکیلی اپنی مرضی سے آنا چاہتی تھی تاکہ اسے احساس دلا سکے وہ اس سے باتیں چھپا کر کتنی تکلیف دیتا ہے اسے مگر جو کچھ ہوا یا اس کے وقت پر ناں پہنچنے پر ہو جاتا تو شانزے تو خوف سے ہی مر جاتی کسی غیر محرم کے ہاتھ لگ کر۔۔

تمہاری بکو اسی زبان کی بریک فیل کیوں نہیں ہو رہی آج ڈارلنگ!! ایک راونڈ مار لیتے ہیں تاکہ کچھ تم ٹھنڈی ہو جاؤ۔۔۔۔۔ مجھے میرے سوالوں کے جواب چاہیے بہرام ابھی اور اسی وقت۔۔۔۔۔ میں ہر سوال کا جواب دینے کو تیار ہوں مگر ابھی نہیں کل صبح اب آؤ تمہاری عقل ٹھکانے لگاؤں۔ بہت خراب سوچتی ہو تم لوگوں کے بارے میں اتنی جج مینٹل تو نہیں تھی تم پھر اب کیا۔۔۔۔۔ اب لوگوں کی مشکوک حرکتیں مجھے ایسا بنا گئی ہیں اور اب میں آپ سے ڈرنے والی بھی نہیں ہوں چاہے آپ مجھے واشروم میں ہی کیوں نا لے جائیں! شانزے کو اپنی حالت پر شرم آرہی تھی مگر غصہ ہر احساس پر حاوی ہو رہا تھا۔

مچل رہی ہو نا میری شاور پرفارمنس دیکھنے کے لئے اس کے بغیر اب تمہارا بھی گزارا نہیں ہوتا اتاولی ہو رہی

ہو لینے کے لیے اچھی طرح غصہ دلا کر کروانے کی عادت ہو گئی ہے میری بیوی کو!! وہ جانتی ہے اپنے بہرام کا دماغ کس لیول تک پہنچا کر خراب کرنا ہے تاکہ سسکیوں آہوں کے بیچ اپنے شوہر کو بیسٹ پرفارمنس کا ایوارڈ دیا جا سکے!! بہرام خاندانہ اپنے پینس کو ہولڈ کر کے شانزے کی وجائٹہ پر سلیپ کرتا اس کے اندر سمانے کے لئے مچلا تھا۔ وہ اپنے پینس کو مزید ٹائٹ ہوتے محسوس کر رہا تھا۔

بہرام ہمارے بیچ فاصلے مت بڑھائیں آپ اس طرح کی لوجک لیس باتیں کر کے میرے سوالوں سے بچ نہیں سکتے اب!! آپ کی کیا پہچان ہے میرا شوہر آخر ہے کون؟ کیا کام کرتا ہے کیا وہ ایک قاتل ہے خطرناک مافیا کا آدمی ہے یا پھر کچھ اور ہی ہے جو اس ملک کے طاقتور وردی والے بھی اس کے آگے ادب سے کھڑے ہو جاتے ہیں!! شانزے اس ڈھیٹ انسان کے آگے ہتھیار ڈال گئی تھی وہ اپنے غصے میں بھول ہی گئی تھی وہ کبھی بھی اپنی کوئی بات اپنی مرضی سے تو اس سے نہیں منوا سکتی تھی جب تک وہ خود ناں چاہے! وہ بہرام خاندانہ تھا اور اس کی پہچان اس کی ضدی فطرت تھی وہ جتنا چاہتا تھا لوگ اسے اتنا ہی جان سکتے تھے وہ شانزے کو

سب کچھ آج بتانا چاہتا تھا ان کے بیچ کی لڑائی شانزے کے دل و دماغ میں مچلتا خوف قربت کے لمحات کے لئے اسے تیار نہیں ہونے دے رہے تھے۔

اس کے نچلے دھڑ کی سختی شانزے کو اپنی انر تھائز میں دھنستی ہوئی محسوس کر رہی تھی۔ اس کا جسم انگارہ ہو رہا تھا پینس کی ہارڈ نیس رگوں میں خون بھڑکانے جیسی تھی مگر شانزے آج نہیں پگھلنے والی تھی۔

اؤ تمہارے شکوے دور کروں قریب تو نہیں آنے دو گی ناں آج مجھے جھوٹ بولنے کی سزا کے طور پر!! بہرام خانزادہ اسے ایک بے باک نظر سے اوپر سے نیچے دیکھتا گہرے ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔ اتنی بے رحمی دکھا کر مجھ سے زبردستی کرنے لگے تھے آپ اور کہہ رہے ہیں کہ قریب نہیں آنے دوں گی اور قریب آنا کیا ہوتا ہے پھر!! شانزے کمفرٹر کی جانب دیکھتی روبانسی ہو کر بولی تھی۔

اندر گھسنا قریب آنا ہوتا ہے میں ابھی تک تم میں سمایا

نہیں ہوں بے رحمی بیڈ پر دیکھتا ہوں ابھی صرف تھوڑا
 غصہ کیا ہے وہ بھی تم نے مجھے مشتعل کیا تھا اپنی
 شرٹ پہاڑ کر میرا ہاتھ غلطی سے لگ گیا تھا کوئی ادارہ
 نہیں تھا میرا ایسا کچھ کرنے کا! بہرام خانزادہ نے شانزے
 کا غصہ مانند پڑھ جانے پر ایک گہری سانس لی تھی وہ
 اس کی نظروں میں حیا اور جسم میں لرزش دیکھ کر بیڈ
 سے کمفرٹر پکڑ کر خود کو اور شانزے کو اسی کمفرٹر
 سے کور کرتا اس کے پھولوں جیسے نازک وجود کو اپنی
 باہوں میں بھر گیا! وہ آتش دان سے کچھ فاصلے پر رکھی
 راکنگ چیئر کی جانب بڑھتا اسکے اوپر بیٹھ کر اس
 شانزے کو بھی اپنے لیپ میں بیٹھا گیا تھا۔ ایک یہی چیز
 تھی جو شدید قسم کے طیش میں بھی اس نے ڈرائیونگ
 کرتے مس کی تھی۔

وہ جتنا طیش میں تھا اب شانزے کا غصہ ٹھنڈا ہو جانے
 پر خود بھی اتنا ہی پُر سکون ہو گیا تھا۔ اس نے ایک نظر
 اپنی گود میں گھبرائی سی بیٹھی شانزے کو دیکھا جو
 کانپ رہی تھی شاید وہ اس کے پرسکون ہو جانے پر
 گھبرانے لگی تھی۔ وہ غصے میں بھی اس سے اپنا حق
 لے لیتا تھا دور جانے نہیں دیتا تھا مگر قربت سے پہلے
 اتنا پرسکون نہیں ہوتا تھا۔

بیوی تمہیں سردی لگ رہی ہے یا پھر مجھ سے ڈر؟؟ وہ
اس کے لبوں کی جانب دیکھتے بولا جو اب پہلے سے
زیادہ لال ہو رہے تھے بالائی لب پر بہرام کے دانتوں کے
نشان تھے۔ دونوں گالوں پر اس کی انگلیوں کے نشان
تھے۔

جبرے میں درد ہو رہا ہے؟ وہ اس کے روئی کی طرح
ملائم گال کو نرمی سے چھو کر بولا۔ آپ کو خیال ہی کب
رہتا ہے غصے میں کتنا ہرٹ کر دیتے ہیں آپ
مجھے! شانزے نے اسکی گردن میں اپنا منہ گھسیڑ کر
جواباً شکوہ کیا تھا۔ وہ اسکے اسی حصار کو تو مس کر
رہی تھی۔ اس کی لیپ کی گرمی باہوں کا سخت گھیرا
سگریٹ اور کلون کی ملی جھلی مہک شانزے کو وہ ویڈیو
یاد آنے لگی جو رابرٹ نے اسکو وٹس ایپ پر سینڈ کر
تھی وہ اس کی گردن میں اپنی باہوں کا گھیرا تنگ کر
گئی۔ اس سے ناراضگی اپنی جگہ تھی اس پر حق اپنی
جگہ وہ اس کا تھا اگر قاتل بھی تھا تو اس کا ہی تھا!
شانزے کی آنکھوں سے نکلتا گرم سیال مادہ بہرام خانزادہ
کی گردن کو نم کر رہا تھا۔

اب کیا سوچ کر رونا آرہا ہے؟ یقیناً اس ویڈیو کے بارے میں سوچ کر ہی رو رہی ہو جو اس ذلیل رابرٹ نے تمہیں بھیجی تھی مجھ سے باغی کرنے کے لیے۔۔وہ اسکے منہ کو اپنی گردن میں مزید گھستے دیکھ کر بولا۔

شانزے وہ سب کچھ میرے پروفیشن کا حصہ ہے ایسے مشنز ملتے رہتے ہیں مجھے!! شانزے بہرام خاندانہ کی بات سن کر حیران ہو رہی تھی اسے کیسے علم ہوا اس ویڈیو کا وہ تو سمجھ رہی تھی تو کیا اس کی رابرٹ کے ساتھ کال پر ہوئی ساری باتیں بھی وہ سن چکا تھا؟ اب اس سے سچ اگلوانے کے لئے شکی بیوی کا ڈرامہ کرنا بے مقصد تھا تم نے اداکاری اچھی کی تھی بیوی مگر میں ایمپریس نہیں ہوا تم ایک آفیسر سے اس کی مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں اگلا سکتی!! شانزے کی چوری پکڑی گئی تھی بہرام خاندانہ اس کی تمام تر ایکٹنگ سمجھ گیا تھا۔وہ کچھ دیر پہلے بہادر بنی اس سے شکی بیوی بن کر لڑ رہی تھی یہ پٹی ضرور کسی کی پڑھائی ہوئی تھی۔

آپ کو۔۔کیسے۔۔۔۔تمہارے ہر ایک کس بل جانتا ہوں ایسے

ہی نہیں اتنی بڑی سیٹ سنبھال رہا ہوں میں ریئل اور فیک
کا فرق جانتا ہوں کہاں تھا ناں تم کم عقل بیوی ہو میری
دماغ سے فارغ کر دیتی ہو مجھے بھی اپنی باتوں سے!!
شانزے جو اب سہی معنی میں بہرام خانزادہ کا ڈیپ لہجہ
سن کر کانپ رہی تھی جب وہ قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا تھا۔
تم مجھ سے صاف صاف کیوں نہیں پوچھ لیتی روبی کی
کنڈیشن سارا ٹائم میرے سیکس کا ویسٹ کر رہی ہو بہرام
خانزادہ نے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔

میں کیوں اس کے بارے میں پوچھوں وہ مجھے اچھی
نہیں لگتی ہر وقت آپ کے ساتھ چھپکلی کی طرح چپکی
رہتی ہے مگر وہ بہت زخمی تھی اس لئے مجھے بہت
دکھ.....ہاں ہاں جانتا ہوں میں تمہارے دکھ کو جتنی تم نے
اس کے ساتھ بدمعاشی کی تھی اس کا منہ نوچ لینے کی
دھمکی دی تھی مجھ سے ایک پاگل بیوی کی طرح عشق
کرنے کا انکشاف کر کے روبی کو کال کر کے دھمکایا
تھا اسی رات جب وہ غدار رابرٹ تمہیں روبی کی مجھ
سے محبت کے بارے میں بتا کر ہمارے بیچ دراڑ ڈالنا چاہ
رہا تھا۔ شانزے کو بہرام خانزادہ سے اس بات کی امید
نہیں تھی کہ بہرام روبی اور اس کی کال کے بارے میں
بھی جانتا ہو گا۔

جب سب جانتے ہیں تو پھر بھی اسے اپنے ساتھ کیوں رکھتے ہیں تاکہ میں انسیکیور ہو کر آپ کی طرح جنگلی پنے کا مظاہرہ کروں! شانزے منہ بسوڑے بولی تھی۔ اب نہیں رکھوں گا اپنے ساتھ اسے وہ جس مشن میں میرے ساتھ تھی وہ مکمل ہو چکا ہے۔

تم ایک ایجنٹ آفیسر کی بیوی ہو اپنا مقابلہ ان عورتوں سے مت کرو جن کی میرے نزدیک کوئی حیثیت نہیں اگر رتی برابر بھی ہوتی تو میں تمہارے ساتھ یہاں ناں ہوتا اس لڑکی کے ساتھ ہوتا جو چار سال سے میرے ساتھ تھی۔ بہرام خانزادہ اب شانزے کو اپنا ہر سچ بتانے کے لئے خود کو تیار کر رہا تھا۔

میں پچھلے پانچ سالوں سے پاکستان کی قابل ایجنسی کا حصہ ہوں جس رات تم نے مجھے ٹھکرایا تھا اس سے اگلی ہی رات مجھے میری ایجنسی کی طرف سے لیٹر ریسو ہو گیا تھا سلیکشن کا میں نے اسپیشل ٹریننگز کی اپنے جسم پر بہت سے زخم کھائے اور مجھے ایک فولاد کی طرح تیار کر دیا گیا میری زندگی کا کوئی مقصد نہیں بچا تھا تم سے بے اعتباری ملنے کے بعد مر بھی جاتا تو

فرق نہیں پڑھتا مجھے کیونکہ میرے پاس کوئی فیملی تھی
ہی نہیں بابا کو سرداری کے آگے کچھ نظر نہیں آیا مورے
نے کبھی میرے لئے کوئی اسٹینڈ نہیں لیا میں ان کے
وجود کا حصہ تھا جیسے بابا نے مجھے ان سے چھینا تھا
وہ بھی بابا سے مجھے ویسے ہی حق جتا کر چھین سکتی
تھی مگر انہوں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا مجھے مورے
سے زندگی میں ایک ہی شکوہ ہے جو میں مرتے دم تک
ان سے نہیں کروں گا۔

آخر میں ان کے وجود میں ان کی ہڈیوں کا رس نچوڑ کر
اس دنیا میں آیا تھا کیا میرا یہ حق نہیں تھا کہ وہ مجھے
اپنے ظالم شوہر سے چھین کر اپنی آغوش میں رکھ لیتی
مجھ پر ایک دفعہ تو اپنا حق جتاتی جیسے بابا نے حق جتا
کر مجھے ان سے چھین لیا تھا۔

بہرام خانزادہ نے آج اپنا دل کھولا تھا ایک معصوم بچے
کی طرح اس کے دل میں مامتا کے نرم آغوش کی خواہش
آج بھی زندہ تھی شانزے نے اس کے بیئرڈ زدہ گال کو
سہلایا تھا وہ اسے افسردہ لگا تھا۔

وہ کرب سے مسکراتا اپنے گال پر دھرا شانزے کا ہاتھ پکڑ کر چومتا پھر سے اپنی بات کنٹینو کر گیا۔ میری پہلی پوسٹنگ لاہور میں ہوئی تھی اور مجھے میرا پہلا مشن لاہور کے ایک ایسے پوشیدہ علاقے کا ملا تھا جہاں سے لڑکیوں کی سمگلنگ کی جا رہی تھی۔ اس جگہ پر پہنچنے کے لئے مجھے ریڈ لائٹ ایریا جانا پڑھا تھا جہاں پر کسی سمگلر نے اپنی بہن کو بیچ دیا تھا وہی ان سب لڑکیوں کی سمگلنگ بھی کرنے والا تھا اور اس کی بہن سے ہی میں اس جگہ کا پتہ معلوم کر سکتا تھا وہ لڑکی ہی مجھے اس جگہ کا پتہ دے سکتی تھی میں خفیہ ذرائع سے سب کچھ پہلے بار ہینڈل کر رہا تھا اور اس دن میں پہلی بار ریڈ لائٹ ایریا گیا تھا ایک کلائنٹ بن کر!! میں وہاں صرف ایک مشن کے لئے گیا تھا۔

میرے سامنے طوائف بن کر رقص کرنے والی اس سمگلر ریحان عرف رابرٹ کی بہن کو پیش کیا گیا تھا اور وہ اور کوئی نہیں روبی تھی اور اس کا اصلی نام رابعہ ہے روبی اس کا وہ نام ہے جو اس نے ریڈ لائٹ ایریا میں خود رکھا تھا۔ روبی کوئی سیدھی سادھی لڑکی نہیں تھی وہ میرے انداز دیکھ کر ہی سمجھ گئی تھی کہ میں کوئی عام خواہش پسند انسان نہیں کیونکہ جسم فروشی کے اڈے انسانوں کی بھیڑ سے پاک ہوتے ہیں وہاں جانے والا صرف ایک

وحشی جانور ہوتا ہے جو ان لڑکیوں کے جسم کا ہر ایک حصہ چند پیسوں کے عوض نوچ کھاتے ہیں۔ روبی نے مجھ سے بغیر کوئی ڈیمانڈ کیے میرے ساتھ رات گزارنے کی خواہش کی تھی میں اس وقت لاکھوں روپے دے کر بھی اس سے تنہائی میں ایک ملاقات کرنے کو تیار تھا کیونکہ مجھے ان معصوم لڑکیوں کو بچانا تھا جو رب کی طرف سے کسی معجزے کی منتظر ہوتی ہیں اپنے بچاؤ کے وسیلے کی منتظر ہوتی ہیں۔

میں روبی کے ساتھ ایک کمرے میں چلا گیا تھا اور وہاں جا کر اس نے میرے کچھ بھی کہنے سے پہلے مجھ سے خود ہی پوچھ لیا کہ میں اس کے پاس آنے والا وہ واحد مرد ہوں جو جسم کی پیاس کے بغیر آیا ہوں اور وہ میرے لئے کیا کر سکتی ہے۔ وہ ایک رات کے بدلے میرے لئے ہر حد سے گزر جائے گی۔

(چار سال قبل)

بہرام خانزادہ سیاہ قمیض شلوار میں ملبوس تھا۔ وہ اپنی چیل جیسے آنکھوں میں کسی کی کھوج لئے لاہور کے ریڈ لائنٹ ایریا میں داخل ہوا تھا۔ تیز خوشبوؤں میں لپٹی

ادائیں دکھاتی ہوئی لڑکیاں اسے اپنی جانب متوجہ کروا رہی تھی مگر وہ ناک کی سیدھ میں چلتا ہوا اپنی مطلوبہ جگہ پر پہنچا تھا۔ وہ آج کے دن کا اسپیشل کلائنٹ تھا جس نے صرف رقاصاؤں کا رقص دیکھنے کے لئے لاکھوں روپے دیئے تھے۔

صاحب جی جس پر انگلی رکھو گے رقص کرنے کے بعد آج کی ساری رات اسکی آپ کے نام!! یہ ایک موٹی بدھی بدصورت بڑی عمر کی عورت تھی جو ان سب کی قیمت لگاتی تھی۔ رقص کرنے والی تمام لڑکیاں اس لمبے چوڑے طاقتور سی جاندار جسامت والے بہرام خانزادہ کو حسرت سے دیکھ رہی تھی۔

میں بغیر کسی قیمت سے اپنی یہ رات آپ کے نام کرنے کو تیار ہوں صاحب! یہ سبز بے باک لباس والی روبی تھی جو بہرام خانزادہ کے قریب آتی بولی تھی۔ آپا میری اگلے سات دن کی کمائی کا سارا حصہ تیرا یہ رات میرے نام کروا دے!! روبی اس موٹی بدھی عورت سے بولی تھی جو اس کو کچا نگانے کی نیت سے دیکھ رہی تھی اتنی مالدار پارٹی سے اور پیسا آسانی سے لیا جا سکتا تھا کسی

خوبصورت لڑکی کے ذریعے مگر وہ اس عورت کے بولنے سے پہلے ہی خود کو مفت میں ہی پیش کر گئی تھی۔ بہرام خانزادہ کا کام آسان ہو گیا تھا۔ وہ اپنی جیب سے دو لاکھ والی گٹھیاں نکالتا اس عورت کے سامنے پھینکتا روبی کے ساتھ روم میں چلا گیا تھا۔ وہ دونوں جیسے ہی انٹر ہوئے روبی دروازے کو کنڈی لگا دی۔

نظروں میں پاکی لئے حرام کاری کے اڈے پر آنا کسی کی تباہی کی وجہ ہی ہو سکتا ہے بولو صاحب کیا چاہتے ہو روبی سے؟؟ وہ ہنستی ہوئی بہرام خانزادہ کی طرف بڑھی تھی۔

جس نے تمہیں اس جگہ کی زینت بنا دیا اس تک رسائی حاصل کرنا!! بتاؤ کیا قیمت ہوگی کیا چاہتی ہو تم؟ بہرام خانزادہ اپنے ازلی بھاری لہجے میں بولا تھا۔

تمہاری ایک رات اس جگہ سے رہائی کے بعد اور امریکہ کا ویزا مجھے ناں بڑا شوق ہے امریکہ گھومنے کا!! روبی بے یقین لہجے میں بولی تھی۔

ایسی جگہ سے چھٹکارا پانا مر کر زندہ ہونے کی طرح
ہی ناممکن تھا جو لڑکیاں ایک بار کوٹھوں کی زینت بنا
دی جائیں ان کو شاید موت ہی گندگی سے بچا سکتی ہے
ان میں سے اکثر ان لوگوں کے ڈسے کا شکار بنتی ہیں
جنہیں وہ اپنا سمجھ لیتی ہیں باغی ہو کر گھر سے بھاگ
جاتی ہیں یا پھر کسی نامحرم کو اپنا محافظ سمجھ کر اپنے
گھر والوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر نامحرم کی
جھوٹی محبت کی چال بازی میں گردن تک جکڑی جاتی
ہیں اور اپنے گھر کی دہلیز پار کر کے ساری عمر اس
محبت کا قرض اپنا وجود پیش کر کے ادا کرتی ہیں۔ مگر
روبی وہ ناں اپنے گھر سے بھاگی تھی ناں کسی کی محبت
پر اس نے اندھا یقین کیا تھا وہ تو پیسے کی لالچ میں اپنے
سو تیلے بھائی کے ہاتھوں بک چکی تھی۔

تم دیکھنے میں سمجھ دار ہو پھر بھی نادانی کی بات کرنا
کچھ مناسب نہیں!! اگر تم میری مدد کرو تو میں تمہیں
یہاں سے نکال کر امریکہ بھیجوا دوں گا مگر مجھ سے
میری رات کا سودا مت کرو!! بہرام خانزادہ روبی کی بات
سن کر اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

محبت میں چوٹ کھا کر آئے ہوئے لگتے ہو اس لئے بغیر کسی خوف کے اتنا کھل کر بول رہے ہو ورنہ میرے ایک دفعہ کہ چلانے پر ہی تمہارا کام یہی تمام ہو سکتا۔۔۔۔۔ اور تم نہیں چلاؤ گی کیونکہ تم تڑپ رہی ہو رابرٹ سے بدلہ لینے کے لئے اور امریکہ بھی اس لئے جانا چاہتی ہو کہ رابرٹ یہاں سے لڑکیاں سمگل کر کے ایک ہفتے کے لئے امریکہ جائے گا وہاں پر ایک بہت بڑی شپ میں کروڑوں ڈالر کی ہیروئن سمگل ہونی ہے ڈیئر روبی وہ تمہیں اس بار کاٹ کر پھینک دے گا بیچنے کی جگہ اس لئے صبر سے کام لو اور میرا ساتھ دو تم خود کو تو نہیں بچا سکی مگر ان لڑکیوں کا سوچو جنہیں بچا سکتی ہو! بہرام خانزادہ نے سگریٹ نکال کر لبوں میں دبالی تھی اسے اس جگہ سے کراہیت ہونے لگی تھی

ایک جوان عورت کے ساتھ بند کمرے میں پائے جانا بغیر کسی جائز رشتے کے ایک باحیا مرد کی وفاداری پر تھوک دینے کے مترادف ہے اور وہ پہلی بار دل ہی دل میں اس محبت کے آگے شرمندہ ہو رہا تھا جو وہ شانزے سے کرنے کا دعویدار تھا۔

تمہاری سیاہ آنکھوں میں مجھے دیکھ کر کراہیت پیدا ہونا
اس بات کی دلیل ہے کہ تم یہاں پہلی اور آخری بار آئے ہو
اور میں صرف رابرٹ کا برا انجام دیکھنا چاہتی ہوں
تمہاری ایک رات کی میں ہمیشہ منتظر رہوں گی۔۔

روبی بہرام خانزادہ کو اس پوشیدہ جگہ کا پتہ بتاتی جہاں
پر رابرٹ کے منہ سے وہ اکثر بڑی تعداد میں لڑکیاں
سمگل کرنے کا سن چکی تھی اور اسی بات کی سزا کے
طور پر رابرٹ نے اسے ریڈ لائٹ ایریا میں بیچ دیا تھا
کیونکہ روبی اسے پکڑوانے کی دھمکی دے گئی تھی۔

آج سے ٹھیک دو دن بعد تم اس فحاشی کے اڈے سے آزاد
ہو گی یہ ایک خانزادہ کا تم سے وعدہ ہے!! بہرام خانزادہ
روبی سے اس جگہ کا پتہ حاصل کرتے ہی چلا گیا تھا۔
اس نے ان لڑکیوں کے ساتھ ساتھ اب روبی کو بھی بھوکے
بھیڑیوں کے چنگل سے آزاد کروانا تھا

(موجودہ دن)

اور دو دن بعد ایک بیوی ریڈ کے ساتھ میں نے روبی کو
وہاں سے آزاد کروا لیا تھا اس کی ہی مدد سے میں ان

معصوم لڑکیوں کو بھی بچا چکا تھا روبی کا مقصد رابرٹ کی بربادی تھی اور وہ میرا ساتھ دے رہی تھی اس ملک کے ساتھ وفا نبھا رہی تھی کسی سے محبت ہو جانا انسان کے اختیار میں نہیں ہوتا شانزے وہ ہم دونوں سے دور چلی جائے گی اور آج کے بعد ہم اسے پھر کبھی ٹسکس نہیں کریں گے!! بہرام خانزادہ شانزے کو روبی کی سچائی بتا چکا تھا جتنی وہ بتانا چاہتا تھا اور اب وہ اپنی بات کا اختتام کر چکا تھا مزید وہ کوئی بھی بات نہیں کرنا چاہتا تھا جتنی باتیں اس کی بیوی کے علم میں ہونی چاہیے تھی اتنی وہ اسے بتا گیا تھا۔

آپ مجھ سے وعدہ کریں آج کے بعد آپ کے پہلو میں کوئی غیر عورت نہیں بیٹھے گی!! شانزے بہرام خانزادہ کی تمام باتیں سننے کے بعد پوسیسو انداز میں بولی تھی۔

جہاں ابھی تم بیٹھی ہو اس کے اوپر ناں تم سے پہلے کوئی بیٹھی تھی ناں تمہارے بعد کوئی بیٹھے گی یہ تمہارا ہی ہے!! بہرام خانزادہ نے بے باکی سے جواب دیا تھا۔ شانزے کی زبان تالو سے لگ گئی تھی۔

نن۔۔۔ننید۔۔۔ننید کرواتا ہوں ابھی تمہیں!! شانزے جو اس کی

لیپ سے اترنے لگی تھی جب بہرام خانزادہ نے اسے اپنے اوپر بٹھائے ہی گردن سے دبوچ لیا تھا۔ وہ کمفرٹر اتار کر زمین پر پھینک گیا تھا۔

بہرام جانے دیں ناں! چار دن میرے سر پر سوار رہی ہو آج تو اچھی طرح تڑپانا ہے میں نے تمہیں بیوی!! وہ اپنے ایک ہاتھ کو بے باکی سے شانزے کے کپکپاتے جسم پر پھیرتا گھستاخیوں پر اتر آیا تھا۔ اسکی انگشت شانزے کے نازک پہلوؤں کو چھونے لگی تھی۔ شانزے اس کے لمس سے کسمسانے لگی تھی۔ بہرام خانزادہ اس کی گردن پر اپنی گرفت سخت کر کے شانزے کی نازکی کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے لگا

اس کی سخت انگلیاں ایک بار پھر شانزے خان کو تڑپانے لگی تھی۔ بہرام خانزادہ شانزے کی ٹانگوں کو کھول کر اس کی وجائنه کو سہلانے لگا تھا۔ وہ اپنا ہاتھ کبھی نرمی تو کبھی سختی سے اس کی پسی پر پھیر کر تیزی سے ربنگ کرتا اسے اپنی قربت کے لئے تیار کرنے لگا تھا۔ وہ اب اپنی دو انگلیاں شانزے کے ویٹ ہوتے ہول میں دھیرے دھیرے سمو رہا تھا۔

شانزے کے لبوں سے مدہوش سسکیاں نکلنے لگی تھی۔
بہرام خانزادہ اس کے بوبز کو بھینچتا اب اپنی فنگرز کی
مومنٹ تیز کرنے لگا تھا۔ شانزے نے گھبرا کر جیسے ہی
اس کی جانب دیکھا وہ اس کے ہونٹوں پر قابض ہو گیا۔

وہ اسے گھونٹ گھونٹ پی کر رفل فنگر فکنگ کر رہا تھا
بہرام خانزادہ شانزے کے بھرے بھرے ملائم بوبز کو
بھینچ کر کھینچتے ہوئے ان کے نیپلز کو مسلتا اپنی فنگرز
اس کی گیلی و جائنہ میں تیزی سے انسرت کرتا اس کے
لبوں کو سک کر رہا تھا۔

شانزے مچل کر اپنی کمر اوپر کی جانب اٹھانے لگی تھی
اس کی ویٹ نیس بہرام خانزادہ کو جنونی بنانے لگی تھی
وہ اب اس کے بریسٹ پر ہاتھ پھیر کر فنگر فکنگ تیز
سے تیز تر کرتا اس کی بھیگتی پسی کو سہلاتے ہوئے
مزید بھیگا گیا تھا۔ اس کے ہونٹوں کو بھی چوس چوس کر
شانزے کو اپنے پینس کی طلب کے لئے تڑپا رہا تھا۔ وہ
اس کا پینس اندر لینے کے لئے مچھلی کی طرح تڑپنے
لگی تھی۔

بہرام خانزادہ کے ہاتھ کی تیز حرکت روکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی شانزے کے لبوں سے اب بلند مدہوش سسکیاں برآمد ہونے لگی تھی۔ وہ اسے پاگل کر گیا تھا اپنے پینس کے لئے شانزے مزید اس کو خود کو تڑپانے ہوئے برداشت نہیں کر سکتی تھی وہ بے قرار ہو کر اس سے خود کو آزاد کروا کر ڈریسنگ روم میں دوڑ لگانے والی تھی جب بہرام خانزادہ نے اس کو کمر سے جکڑ کر راکنگ چیئر پر گرایا تھا۔

شانزے نے سہمی نظروں سے بہرام خانزادہ کی جانب دیکھا تھا۔ پلیز یہاں نہیں میری کمر درد کرے گی!! وہ بہرام خانزادہ کو اپنی طرف شارپ سی شرارتی نظروں سے دیکھ کر نچلے لب بے باکی سے زبان پھیرتے دیکھتی اپنے منہ کو دونوں ہاتھوں سے چھپاتی بگڑے تنفس سے بولی تھی۔

جتنے مزے آرہے تھے ناں تمہیں میری انگلیاں اندر لینے میں آج سیکس کی شروعات یہی سے ہو گی اور اختتام جہاں تم کہو گی وہی کر لیں گے بیوی! بہرام خانزادہ

شانزے کو پیس سے پکڑ کر راکنگ چیئر پر ٹھیک سے سیٹ کرتا ہوا اسے ٹانگوں سے جکڑ کر رف سے انداز میں اپنے اگنیسٹ کھینچتا اس کے اوپر حاوی ہوا تھا۔

اتنی دفعہ لے چکی ہو پورا پورا مگر ہر بار ہی تمہارا انگ انگ گھبرایا ہوتا ہے مجھے سہن کرنے کے لئے جانتی ہو ناں میں ایک نارمل ہسبنڈ کی طرح سیکس نہیں کر پاتا میں ایگریسیو ہو جاتا ہوں خود پر سے قابو کھو دیتا ہوں جان بوجھ کر کچھ نہیں کرتا یہ کمینا مجھے اکساتا ہے!! وہ شانزے ماتھے کو چومتا اپنے پینس کو ہولڈ کر کے اُس کو سہلاتے ہوئے مزید ایریکٹ کرتے بولا تھا۔

شانزے کے گال دہک کر انار ہو گئے تھے۔ بہرام خانزادہ اب اپنا پینس سہلا کر مزید سختی سے کھڑا کرتا شانزے کا ہاتھ پینس کی ٹپ پر رکھواتا اس کی جان لبوں پر لے آیا تھا۔

اتنی زیادہ سختی اور تھک نیس شانزے کی پسینے میں نہلا گئی تھی یوہ خوف سے اپنے ہاتھ بہرام خانزادہ کے شولڈرز پر رکھ گئی۔ بہرام خانزادہ اب اس کے دونوں

گالوں پر باری باری اپنے لب رکھ رہا تھا۔ شانزے نے اس کو شولڈرز سے زور سے تھاما ہوا تھا۔

بہرام خانزادہ اس کے لبوں پر اپنی زبان بے باکی سے پھیر کر نرمی سے اپنے ہونٹوں میں پیوست کرتا ایک اسے سوچنے سمجھنے کا موقع دیئے بنا ایک شدید جاندار جھٹکے کے ساتھ اس کی بری طرح بھیگی ہوئی پسی میں سختی سے کھڑا پینس سمو گیا تھا۔

آہہ۔۔۔ آگہہہ۔۔۔!! شانزے نے درد سے سسکتے اپنی آنکھیں موندھ لی تھی۔ وہ کبھی بھی اسی بیڈ پر اپنے ساتھ نرمی کا سلوک کرتے ہوئے بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی وہ تو بے رحمی سے اسے فک کرنے کا عادی تھا۔

بہرام خانزادہ اس میں خود کو پیوست کیے جان لیوہ جھٹکوں کے ساتھ اس کے اندر خود کو آخری حدوں تک سمو کر حرکت کرنے لگا تھا۔ وہ پہلے آہستہ آہستہ موو کرتے اب اپنے عمل میں تیزی لانے لگا تھا۔

شانزے اس کی مووز سے بری طرح لرزنے لگی تھی۔ بہرام خانزادہ اپنے پینس کی فل لینتھ شانزے کے بھیگے وجائٹل ہول میں پوری جان کے ساتھ پنیٹریٹ کرنے لگا تھا۔

وہ اس کے ماتھے کے ساتھ اپنا ماتھا جوڑ کر راکنگ
چیئر کو نیچے سائڈوں سے زور سے پکڑتا نا قابل
برداشت حد تک شانزے کو ہارڈلی فک کرنے لگا تھا۔

شانزے بہرام خانزادہ کو زور سے تھامتی اسے خود میں
سفر کرتے مشکل سے سہن کر رہی تھی وہ اپنی حرکت
تیز سے تیز تر ڈیڈلی ڈیپ جھٹکوں کے ساتھ کرتا معصوم
شانزے کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا۔

بہرام خانزادہ کی لمبی ٹانگیں نیچے فرش کو لگ رہی تھی
وہ شانزے کے منہ پر گہری سانسیں چھوڑتا اسے اتنے
سختی سے ڈیپ اینڈ ڈیڈ اسٹروکس دے رہا تھا کہ شانزے
اپنی آنکھیں میچ کر بری طرف سسکنے لگی تھی۔

اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے تھے وہ اپنے عشق
میں جنون کی حد تک پاگل ہوئے اس طاقتور مرد کو کبھی
بھی برداشت نہیں کر پاتی تھی وہ جاندار تھا اور اپنا حق
بے رحم بن کر لیا کرتا تھا۔

شانزے بہرام خانزادہ کو مزید اس راکنگ چیئر پر برداشت
نہیں کر سکتی تھی اسے لگ رہا تھا جیسے وہ ایک بار
پھر بیہوش ہو جائے گی اگر وہ مزید اسے اس راکنگ

چیئر پر برداشت کیا تو وہ مرنے والی ہو گئی تھی۔

بہرام۔س۔سو۔فے۔۔۔پلیز۔۔۔صوفے پر چلیں!! شانزے ٹوٹی
بکھری بھیگی آواز میں بولی تھی۔ اس کا پورا جسم
زلزلوں کی زد میں تھا۔ ٹانگیں بری طرح کانپ رہی تھی
وہ اسے چیر دیتا تھا اپنی ہر قربت میں اس کی جان حلق
تک لے آتا تھا۔

کچھ دیر پہلے تو کوئی میری نقل کر کے بول رہا تھا کہ
اٹیں پہاڑیں مجھے بہرام تو اب جب پہاڑ رہا ہوں تو رونا
کس بات کا آیا ہوا ہے۔ بہرام خاندان شانزے کو ہر بار کی
طرح بھیگی بلی بن کر روتے دیکھتا گہری طنزیہ آواز
میں بولا تھا۔

مشائم نے کہا تھا ہسبنڈ جب غصے میں ہو تو اسے بھی
برابر کا غصہ دکھانا چاہیے ورنہ وہ سر پر چڑھ جاتے
ہیں۔!! شانزے اس کے رک جانے پر اپنی سانسیں بحال
کرتی منہ پھلائے بولی تھی۔ وہ مشائم کی بات پر عمل کر
کے بری طرح پچھتائی تھی۔

مشائم کو تو لالا ٹھیک کر دیں گے مگر تم ادھر لیٹو ناں
 میں تمہیں بتاتا ہوں اینگری ہسبنڈ کو وائف اپنا غصہ دکھا
 کر کتنی بڑی مشکل میں پہنستی ہے ہسبنڈ سر پر چڑھنے
 یا ناں چڑھے مگر وائف کو اپنے سات انچ جتنے لمبے
 موٹے پینس پر ضرور چڑھا لیتے ہیں تم تو اپنی خیر کی
 دعا کرو تمہاری تو ٹوئننگ کرتا ہوں میں ابھی!! وہ
 شانزے کو صوفے پر شفٹ کرتا اسکے برابر میں لیٹ گیا
 تھا۔

اس کی خطرناک باتوں سے شانزے کی سانسیں پھر سے
 روکنے لگی تھی۔ بہرام۔۔۔آپ۔۔۔میرے اچھے والے ہسبنڈ ہیں
 ناں! شانزے پیچھے مڑ کر بہرام خانزادہ کو دیکھتی ہوئی
 اپنی جان بخشی کے لئے مکھن لگاتی بولی جب وہ شریر
 سا مسکاتے ایک بار پھر اس میں خود کو آخری حد تک
 پیوست کر گیا تھا۔

آگہہ۔۔۔۔۔سس۔۔۔۔۔آہہ۔۔۔!! شانزے بلبلا گئی تھی ایک بار پھر
 پینس کی پوری لینتھ اپنی وجائنه میں آخری مکام تک
 دھنستے محسوس کر کے!! میں بالکل بھی اچھا نہیں
 میری جان اور ان لمحات میں تو تم مجھے بے رحم برا
 ظالم اور ناجانے کیا کچھ بناتی ہو کوئی چالاکی کام نہیں
 آئی تمہارے کیونکہ میں تم سے جس جنون میں ڈوب کر

اپنا حق لینا پسند کرتا ہوں وہ مجھے تمہاری سیکسی
آوازیں سے اور زیادہ بے رحمی سے لینے پر اُکسا دیتی
ہیں۔ وہ ایک بار پھر اسکی جان کا دشمن بنا تھا۔

بہرام خانزادہ شانزے کی ایک ٹانگ کو تھائی سے سے
پکڑ کر اونچا کرتا اس کی بیک کو اپنے ساتھ لگا کر اپنے
دوسرے ہاتھ کو اس کے پیٹ پر رکھ کر اسے اپنے
اگنیسٹ دھکیلتے ہوئے اس کو تیز جھٹکے دے رہا تھا۔

شانزے کے بوبز اس کے تیز ترین جھٹکوں سے بری
طرح ہل رہے تھے وہ اپنا ہاتھ پیچھے کی جانب فولڈ کر
کے بہرام خانزادہ کو ہولڈ کرتی اس کے پینس کی سختی
کے بے حال ہوتی شدید جان لیوہ جھٹکوں کی گہری شدت
سے اپنا نچلا لب دانتوں میں دباتی اسے لرزتی ہوئی
برداشت کر رہی تھی۔ بہرام خانزادہ اس کے کان کی لوں
کو چوستا ہوا اسے ڈیپ اینڈ ڈیڈ ہارڈ ٹو رف اسٹروکس دے
رہا تھا۔

شانزے کے لبوں سے نکلتی آہیں اسے جوشیلا بنا رہی
تھی وہ مزید بے رحم جنونی بننے پر اسے اوکسا رہی تھی
بہرام خانزادہ جوش میں مزید دیوانہ ہو کر خود کو اور
اسے بے قرار کر رہا تھا۔ جھٹکوں میں شانزے کے درد

سے کانپ کر رونے میں کمی آنے لگی بہرام خانزادہ اس کا خیال کرتا اب سلو اسٹروکس دے رہا تھا۔

آئی لو یو!! وہ اس کی روح سے اپنی روح کا ملاپ پہلے سے ذرا نرم انداز میں کرتے جذباتیت سے بولا تھا۔ کمرے میں ان کے جسموں کے ملن کا ساز گونج رہا تھا۔

میں نے۔۔آپ۔کو۔مس۔کیا۔مم۔۔۔آہہ!! شانزے کو اپنی طلب کی آخری حد پر پہنچ گئی تھی اس سے پہلے وہ ریلیز ہوتی بہرام خانزادہ اس سے الگ ہو گیا۔

میں نے کہا آئی لو یو۔۔!! وہ صوفے سے کھڑا ہوتا شانزے کو رف سے انداز میں اپنے شولڈرز پر ڈالتا بیڈ کی جانب بڑھ گیا تھا۔ آئی لو یو ٹو!! شانزے گھبرا کر اس کو تھامنے کی کوشش کرتی کانپتی آواز میں بولی تھی۔

بیب اب آئی لو یو بولا ہے تو مزید برداشت کرنا ہو گا!! وہ اسے بیڈ کے نرم گڈے پر اچھال کر آنکھ ونک کرتا اپنی پینٹ کی پاکٹ میں کچھ تلاش کرنے لگا تھا۔ اس کے ہاتھ میں کونڈوم کا ریپر دیکھ کر شانزے نے ناراضگی سے اسے پکارا۔

بہرام۔۔۔یہ۔۔۔نہیں۔۔۔!!! شانزے اپنی شہد آنکھوں میں آنسو
لئے اسے لاڈ سے پکارا تھا۔ بہرام کی جان!! وہ اسے
جواباً پیار سے بولا۔ آپ اچھا نہیں کر رہے جب میں فل
ریڈی ہوں تو آپ کو میری بات مان لینی چاہیے اب ہمیں
اپنا بے بی پلان کر لینا چاہیے!! شانزے بہت کم آواز میں
بولی تھی۔

مان لونگا میری جان تمہاری بات بھی مگر ابھی تو میری
زندگی میں سکون آیا ہے ابھی ہم دونوں نے لائف انجوائے
کرنی ہے شادی اٹینڈ کر کے ہم دونوں ہنی مون پر جانے
والے ہیں تمہیں گھمانا پھرانا چاہتا ہوں میں۔۔۔ابھی تم انیس
کی ہو یار اپنے بڑے بہرام کو سنبھالو فلحال۔۔۔ہنی مون
کے بعد ڈیسائڈ کر لیں گے بے بی چاہیے یا نہیں!! بہرام
خانزادہ آج بھی اپنی مرضی کرنے لگا تھا۔ وہ اب
پروٹیکشن یوز کرتے ہوئے بیڈ کی جانب بڑھنے لگا تھا۔
ہمیشہ اپنی مرضی کرتے ہیں آپ!! آج مجھے میری جان
سے زیادہ تکلیف دی تو بھول جانا پھر مجھے اگلے سات
دن آپ!! شانزے اسے غصے سے پلو کھینچ کر مارتی
بولی تھی۔

بہرام خانزادہ شانزے کو اسکی پنڈالیوں سے پکڑ کر
کھینچتے ہوئے بیڈ کے بیچ میں کرتا اسکے اوپر سایہ فگن
ہوا تھا۔ ایک دن بھی آزادی نہیں دینے والا میں تمہیں! بچہ
پیدا دینے کا شوق چڑھ گیا ہے تاکہ مجھے اپنے قابو میں
کر سکو کم عقل بیوی پال رہا ہوں میں ابھی بچے کی ذمہ
داری نہیں لے سکتا۔ بہرام خانزادہ نے پھر سے شانزے
کی دکھتی رگ پر پاؤں رکھا تھا۔

میں کم عقل ہوں ناں تو سہی ہے ہٹیں مجھ پر سے اور
جائیں کسی عقل والی کے پاس! شانزے اس سے منہ
پھیرتی ناراض ہو کر بولی تھی۔ اس کی شہد رنگ آنکھوں
میں موٹے موٹے آنسو چمکے تھے۔

مجھے میری کم عقل عورت ہی چاہیے کسی عقل والی کی
ضرورت نہیں!! بہرام خانزادہ لاڈ سے اس کی ٹھوڑی کو
پکڑ کر اسکی ناراضگی سے بھری شہد آنکھوں کو چومتا
اپنی اور اس کی جان اب کی بار نرمی سے ایک کر گیا
تھا۔

وہ اپنی ناراض بیوی کے ہاتھوں کا ہار اپنی گردن کے گرد باندھتا اس کے ماتھے کے ساتھ اپنا ماتھا ٹکاتا شانزے کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اسے شدت سے چومتا ہوا اب ایک بار پھر سے اس کی روح سے اپنی روح کا زور دار ملاپ کروا رہا تھا۔

کمرے میں ان کے ملن سے پیدا ہوتا ساز روح کی تسکین کا باعث بن رہا تھا گہری سانسوں کا گہرائی سے بڑھتا شور مزید بلند ہو رہا تھا شانزے کے لبوں سے نکلتی آہیں بہرام خانزادہ کے ہونٹوں سے نکلتی معنی آوازوں میں گھل رہی تھی۔

بہرام خانزادہ اپنا پورا وزن شانزے پر ڈالتا اس کے ماتھے سے اپنا ماتھا جوڑے اس کی شہد آنکھوں میں اپنی سیاہ لہو آلود بہکی آنکھیں اسے زور سے خود میں بھینچے ڈیپ بیک اینڈ فورٹھ اسٹروکس دیتے معنی خیز آوازوں ٹانگیں فولڈ کی U کے ساتھ فک کر رہا تھا شانزے نے اپنی ہوئی تھی وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو بہرام خانزادہ کے ہاتھوں میں الجھائے اسے پوری طرح خود میں اترتے محسوس کر رہی تھی۔ بہرام خانزادہ ایک ہاتھ بیڈ شیٹ پر شانزے کے بالکل پاس رکھے اس کے ہونٹوں کو چومتے ہوئے پینس پینٹریشن اور ڈیپ کر رہا تھا۔

وہ شانزے کو چومتے چومتے اس ایک ہی پوزیشن میں کافی دیر تک محسوس کرنے کے بعد جب اسے تھکتے ہوئے مزید سہن ناں کرنے ہونے سے دور ہو جانے کی رٹ لگاتے دیکھا تو اسے آنکھیں دکھا کر خود میں بھینچے ہی ایکدم سے کروٹ بدل کر پینس پینٹریشن تیز کرنے لگا۔

وہ شانزے کو اپنے اوپر بیٹھا کر اسے خود میں زور سے بھینچے جھٹکے دے رہا تھا۔ شانزے کے بال بکھرتے بہرام خانزادہ کے منہ پر لہرانے لگے تھے۔ وہ لرزتی ہوئی ایک ہاتھ سے بیڈ شیٹ کو ہولڈ کرتی اپنے دوسرے ہاتھ سے بالوں کو ہٹانے لگی بہرام خانزادہ اپنا منہ انچا کیے اسے دیکھتے ہوئے ہارڈلی فک کرنے لگا تھا۔

شانزے کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہونے لگی تھی وہ ریلیز ہوتی اس کے اوپر ہی ڈھے گئی تھی۔ بہرام خانزادہ اس کے پرسکون ہونے پر شانزے کو اوندھے منہ لٹاتا اس کے بالوں کو پیچھے کی جانب سے کھینچتے ہوئے رف انداز میں جھٹکے دینے لگا تھا۔ جنون حواسوں پر سوار ہونے لگا تھا وہ اسے جارحانہ انداز میں

ڈوگی پوزیشن میں سیٹ کرتا اس کی گردن کو ایک ہاتھ سے دبوچے دوسرے ہاتھ کو اس کی پتلی کمر کے خم پر رکھتا بلند معنی خیز آوازوں کے ساتھ جھٹکوں میں تیزی لا رہا تھا۔

وہ کبھی شانزے کی کمر تو کبھی اس کے پیس کو بھینچے طاقت کے ساتھ جھٹکے دیتے ریلیز ہو گیا تھا۔ وہ دونوں دھڑام سے بیڈ پر ڈھے گئے تھے بہرام خانزادہ شانزے کی کمر کو دباتے اس کو بیک سے چوم رہا تھا جو گہری سانسیں بھر رہی تھی۔ وہ دونوں سکون کی وادیوں میں اترے اپنی آنکھیں موندھے چار دن بعد ایک دوسرے کے لمس میں بھیگے محرم کی قربت سے اپنی روح کو تسکین بخش گئے تھے۔

شانزے ہر بار کی طرح ہی نیند کی وادی میں گم ہو گئی تھی جبکہ بہرام خانزادہ اس کے اوپر ہر لیٹا اسے چومتے چومتے اس کی کمر دباتے دباتے کب سکون اور نیند کی آغوش اتر اتر اسے خبر ہی نہیں ہوئی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے جسموں کی خوشبو میں مہکے خوابِ خرگوش کے مزے لے رہے تھے۔۔۔

منہان میں نے کچھ نہیں کیا تم میرا یقین کیوں نہیں کر رہے ہو خان میں نے-----میری نظروں سے دور ہو جائیں انشال ورنا میرا ہاتھ اٹھ جائے گا!! میں آپ کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا آپ سے محبت کرنا بھول تھی میری غلطی ہو گئی ایک ذہنی مریضہ سے شادی کر کے مگر اب مزید غلطی نہیں کروں گا میرا بھی حق ہے خوشیاں دیکھنے کا میں اب مزید ایک پاگل عورت کو نہیں سنبھال سکتا تھک گیا ہوں تم سے!! بربادی ہو تم میری---!! منہان تمہیں خدا کا واسطہ ہے مجھ سے منہ مت موڑو خدارا مجھے مت چھوڑو منہان---رک جاؤ منہان---پلیز---پلیز مت جاؤ مجھے تنہا چھوڑ کر میرے پاس تمہارے سوا کوئی بھی نہیں میں مر جاؤں گی تمہارے بنا منہان میرا ساتھ مت چھوڑو مت جاؤ تمہاری انشال کو ضرورت ہے تمہاری اس اندھیرے کمرے سے نکالو مجھے منہان تمہیں ہمارے بچے کی قسم مجھے تنہائی کی سزا ناں دو!! انشال درد سے تڑپتی بلبلاتی منہان خانزادہ سے فریاد کر رہی تھی مگر وہ تو اس سے منہ موڑ کر اس کی تمام تر التجائیں رد کرتا اُسے لوہے کی موٹی زنجیروں میں جکڑے تاریکی میں ڈوبی سرد کال کوٹھری میں قید ہی چھوڑ کر

جا چکا تھا۔ انشال خان چیختی چلاتی منہاں کو پکارتی رہ گئی تھی وہ اس سیاہی میں ڈوبی خوفزدہ جگہ میں تنہا چیختی چلاتی ان زنجیروں سے خود کو آزاد کروانے میں ناکام ہو رہی تھی اندھیرا اسکی جان نکال رہا تھا۔ کوئی تھا جو اس تاریک جگہ میں رینگتا ہوا اس کے قریب آ رہا تھا جسے دیکھ کر وہ ڈر کر مرنے والی ہو رہی تھی۔ وہ اپنے پیٹ میں پلتی ننھی جان کو اس خوفناک وجود سے بچانے کے لئے چلاتی ہوئی مدد مانگ رہی تھی وہ اپنے ہاتھ پاؤں ان زنجیروں سے چھڑوانا چاہتی تھی مگر ناکام ہو گئی تھی! وہ زمین پر رینگتا سیاہ وجود اس کے قریب آ گیا تھا۔

انشال خان بری طرح چلاتی ہوئی نیند سے جاگی تھی۔ اس کا پورا جسم پسینے سے شرابور تھا وہ اپنے پیٹ کے اوپر ہاتھ رکھے کمرے میں چاروں اور سہمی بھوری آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ کمرے میں پھیلا اندھیرا اسے خوف کی گہرائی میں دھکیل رہا تھا۔ اس کی بھوری آنکھوں سے متواتر آنسو بہتے زرد پڑھتے گالوں کا حصہ بن رہے تھے۔ وہ روم میں اکیلی تھی یہ اس کا کمرہ نہیں تھا وہ کس جگہ پر تھی اسے اپنے پیٹ میں درد اٹھتا محسوس ہوا دماغ پھٹنے جیسا ہو گیا تھا انشال نے اس اندھیرے کمرے میں ایک بار پھر نظر گھمائی تھی اسے پھر سے شدید ڈر

لگا تھا یہ تاریک کمرہ خالی تھا مگر اس میں کسی کی
شیطانی ہنسی اسے گونجتی سنائی دے رہی تھی بالکل
ویسے ہی جو اس سیاہ رینگتے وجود کے اپنے قریب پہنچ
جانے پر آرہی تھی انشال خان ابھی تک خواب کے زیر
اثر تھی۔ اتنا بھیانک خواب اسے ہوش کی دنیا میں آنے ہی
نہیں دے رہا تھا۔ انشال کے دماغ میں منہان کے اسے
چھوڑ جانے کی تکلیف بری طرح گھائل کر رہی تھی۔

انشال میری جان میری زندگی آپ کو کس نے یہاں طے
خانے میں قید کیا ہے کس نے جرت کی ہے آپ کے ہاتھ
پاؤں ان زنجیروں میں قید کرنے کی؟؟ یہ حویلی کے طے
خانے کا منظر تھا جہاں انشال کی خوفناک چیخوں کی
گونج منہان خانزادہ کو لے کر آئی تھی۔ وہ طے خانے کے
دروازے پر لگا تالہ توڑ کر ایک کمرے کی جانب بڑھا تھا
اس نے اس تاریک طے خانے کا وہ کمرہ کھولا جہاں سے
بلند فلک شگاف چیخیں نکلتی پورے طے خانے میں گونج
رہی تھی۔ یہ چیخیں اسکی انشال کی تھی وہ پہچانتا تھا ان
خوفزدہ چیخوں کو جو اسے پکار رہی تھی۔ وہ اس کمرے
کا دروازہ کھول کر جیسے ہی اندر داخل ہوا اس نے انشال
خان کو موٹی موٹی لوہے کی زنجیروں میں قید پایا!!

اسکے دونوں ہاتھوں کی کلاٹیاں اور دونوں پاؤں زنجیروں سے جکڑے تھے اور وہ اندھیرے سے خوفزدہ ہو کر چیخیں مارتی خود کو آزاد کروانا چاہ رہی تھی منہاں اپنا دل پکڑتا اسکی جانب بڑھا تھا انشال خان اسکو دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر روتی اسے شکوے سے دیکھ رہی تھی۔ منہاں تم کہاں چلے گئے تھے دیکھو میرے ساتھ کیا کیا ہے میں بہت تکلیف میں ہوں کھولو مجھے!! انشال شکوؤں سے بولی تھی۔ انشال میری جان میری زندگی آپ کو کس نے یہاں طے خانے میں قید کیا ہے کس نے جرت کی ہے آپ کے ہاتھ پاؤں ان زنجیروں میں قید کرنے کی؟؟ منہاں خانزادہ تڑپتا ہوا اس کی زنجیریں توڑ رہا تھا انشال خان کی ناک سے خون نکلنے لگا تھا جو اس کی زنجیریں توڑتے منہاں کے ہاتھ پر ٹپک رہا تھا۔ اس نے جیسے ہی گردن اوپر اٹھا کر انشال کی جانب دیکھا وہ اسے خون میں لدی نظر آئی وہ تڑپتا ہوا اسے درد سے مچلتے دیکھتا انشال کو خود سے لگانے والا تھا کہ جب سارا منظر ہی دھونڈھلا گیا۔

منہاں نیند سے جاگ گیا تھا۔ وہ خواب دیکھ رہا تھا اسے اپنے دل میں اٹھتی تکلیف ابھی بھی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کے حواس یکدم بحال ہو گئے تھے اس نے سائنڈ ٹیبل

سے اپنا موبائل اٹھاتے ٹائم دیکھا تھا رات کا آخری پہر چل رہا تھا پانچ بج رہے تھے فجر ہونے میں تھوڑا ہی ٹائم رہتا تھا۔ وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا بے قراری سے بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کا دل انشال کے پاس جانے کے لئے مچل رہا تھا۔ وہ فوراً ہی مردان خانے میں بنے اپنے روم سے نکلتا حویلی کے زنان خانے کی طرف بڑھا تھا۔ وہ احد کا حویلی پہنچنے کا انتظار کر رہا تھا جیسے ہی وہ پہنچا تھا وہ دونوں خاندانہ حویلی کے مردان خانے چلے گئے تھے۔ اس نے گھنٹے کی نیند بھی مشکل سے لی تھی جب وہ انشال کو اپنے خواب میں شدید اذیت میں دیکھ کر جاگ گیا تھا اور اب رات کے پانچ بجے اس کا رخ اس روم کی جانب تھا جہاں انشال خان تھی۔

وہ زنان خانے میں داخل ہوتا تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا حویلی کے فرسٹ فلور کے لاسٹ کارنر پر موجود اس روم کی جانب بڑھا جہاں اسکی خانی تھی جو کشمالہ خان کا تھا وہ جیسے ہی روم کا دروازہ کھول کر انٹر ہوا اسکی پہلی نگاہ بیڈ پر گھبرا کر بیٹھی انشال خان پر پڑی جو اپنے پیٹ کے اوپر ہاتھ رکھے خوفزدہ سی پسینے میں شرابور تھی۔ وہ موٹے پردوں سے چھلکتی چاند کی ہلکی سی روشنی میں اسے ٹھیک سے نہیں دیکھ پا رہا تھا۔

میری خانی!! منہان خانزادہ نرم آواز میں انشال کو پکارتا
اس کی جانب بڑھا جو اسے اندھیرے میں اپنی طرف
بڑھتے دیکھ رہی تھی یوں جیسے اسے ریکوگنائز کرنا
چاہ رہی ہو کہ اسے پکارنے والا منہان ہے! اتنی مدہم نرم
محبت سے لبریز پکار میجر منہان خانزادہ کے علاوہ
کبھی کسی کی ہو سکتی تھی کیا بھلا؟؟ کمرے میں چاند
کی ہلکی سی روشنی تھی کچھ بھی صاف نہیں دکھائی دے
رہا تھا انشال کپکپاتی آواز میں منہان کا نام پکارنے لگی۔

م۔ن۔ہان۔۔منہان۔۔کیا۔۔تم۔۔ہو۔۔؟؟؟ وہ اس لمبے چوڑے وجود
کو اپنے پاس آتے دیکھتی اتنی کم آواز میں بولی جو سنائی
بھی نہیں دی تھی منہان خانزادہ کو!! وہ اس کے پاس
پہنچتے ہی سائنڈ ٹیبل سے لیمپ آن کر گیا۔ اب انشال اسے
ٹھیک سے دیکھ سکتی تھی۔

منہان۔۔تم۔۔کہاں۔۔چلے۔۔گئے۔۔تھے۔۔مجھے
چھوڑ۔۔کر۔۔میں۔۔نے۔۔تمہیں۔۔کتنا۔۔پکارا۔۔کتنا۔۔روکا۔۔تھا۔۔
تم۔۔مجھے۔۔اس۔۔قید۔۔خانے۔۔میں۔۔چھوڑ۔۔گئے۔۔تھے۔۔ہما
را۔۔بچہ۔۔وہ۔۔بھی۔۔میرے۔۔وجود۔۔میں۔۔اس۔۔کال

کوٹھری۔۔میں۔۔ڈر۔۔رہا

تھا۔۔وہ۔۔سیاہ۔۔بالوں۔۔والی۔۔عورت۔۔۔۔خانی کیا بول رہی
ہیں مجھے سنائی نہیں دے رہا زرہ اونچا بولیں!! انشال
منہان سے لپٹتی بکھرے لفظوں میں نا ہونے کے برابر
آواز میں بول رہی تھی اس کے لب صرف حرکت کر رہے
تھے ان سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔

منہان اس کے زرد ہوتے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے
میں بھرے اس کا ماتھا چومتے بولا تھا وہ مردے کی طرح
ٹھنڈی تھی اس کا چہرہ زرد تھا اسے ٹھنڈے پسینے آرہے
تھے۔ منہان اس کو دیکھ کر پریشان ہوا تھا وہ خواب میں
اسے تکلیف میں دیکھ کر اس کے پاس آیا تھا اور وہ اسے
واقعی تکلیف میں نظر آرہی تھی۔

کمرہ یخ ٹھنڈا ہو رہا تھا وہ لوگ سوات میں تھے جہاں
شدید ٹھنڈ پڑھتی تھی جسم کی ہڈیوں کو جما دینے والی!!
یہ ان کا علاقہ تھا یہاں کی سرداریت ان کے نام تھی وہ
سرداروں کا خون تھے انہیں یہی تو لوٹ کر آنا تھا۔ نازنین
خانم نے منہان خانزادہ کو شادی کی رضامندی دیتے ہی بتا
دیا تھا کہ وہ اب سوات واپس لوٹ جائیں گی وہ اپنی دیدہ

کی وجہ سے اسلام آباد میں کچھ سالوں کے لئے شفٹ ہوئی تھی مگر وہ اب اپنی حویلی میں ہی رہیں گی اپنے مورے کا فیصلہ منہان خانزادہ کو اچھا لگا تھا اسے کوئی اعتراض ناں تھا وہ خوش ہوا تھا کیونکہ وہ سب لڑکے بھی اب چاہتے تھے کہ پورا خاندان پھر سے ایک ہو کر اپنے سوات میں رہیں۔ شہریار خانزادہ اور تمام لڑکوں کی اس موزوں پر پہلے ہی بات ہو گئی تھی خانم بی کی بھی خواہش تھی اپنی حویلی میں ہی رہنے کی جہاں ان کے بچوں کی یادیں تھی صبح ناشتے کے دوران فیصلہ ہو جانا تھا کہ وہ سب اب کہاں رہیں گے بس پلوشہ خانم رہتی تھی جنہیں سوات میں رہنے کے لئے راضی کرنا تھا اور یہ بات شہریار خانزادہ آج صبح ہی ان سے کرنے والا تھا۔

میں الیکٹرک بیٹر آن کرتا ہوں روم ٹھنڈا ہو رہا ہے!!
منہان انشال کے ماتھے کو چومتا بیٹر آن کرنے لگا۔ انشال کے حواس کچھ کچھ بحال ہو گئے تھے منہان خانزادہ کو اپنے سامنے دیکھ کر بھیانک خواب کا اثر اس کا لمس زائل کر گیا تھا۔ وہ اس کے پاس ہی تھا اس کے ساتھ ہی تھا اس کا ہی تھا۔ اسے اپنے پیٹ میں اٹھتا درد اب محسوس ہی نہیں ہو رہا تھا مگر اس کا سر بھاری ہو رہا تھا۔ وہ اپنی مورے کشمالہ خان کے روم میں تھی یہ اس

کی مورے کا کمرہ تھا جس میں رہنے کی خواہش اس نے
منہان خانزادہ سے کی تھی اس لیے وہ اس روم میں تھی
اور منہان احد کے ساتھ مردان خانے میں!! فجر کی اذان
کانوں میں گونجنے لگی تھی انشال اب مکمل اس بھیانک
خواب کی تیز جکڑ سے اپنے جسم کے تمام حصوں کو
آزاد ہوتے محسوس کر رہی تھی یوں محسوس ہو رہا تھا
کہ جیسے وہ کسی کی سخت جکڑ میں تھی جس سے اسے
اب آزادی مل رہی تھی۔

منہان خانزادہ اس روم میں پہلی بار آیا تھا یہ کشمالہ خانم
کا کمرہ تھا جو ہمیشہ سے بند رہا تھا بہت سال پہلے وہ
اسے خالی کر گئی تھی ان کی زندگی کے آخری ایام اس
خوبصورت سے کمرے میں ہی گزرے جو انہوں نے
شہسوار خان سے ناراض ہونے کے بعد گزارے تھے اور
کچھ دن ہی وہ شہسوار خان سے ناراض ہو کر یہاں
گزارنے کے بعد دنیا سے چلی گئی تھی کبھی واپس نا آنے
کے لئے۔۔۔

منہان یہ میری مورے کا روم ہے نا؟؟ انشال خان کو
کشمالہ خان یاد آئی تھی وہ انکے پہلو میں آخری بار یہی

سوئی تھی۔ جی یہ آپ کی مورے کا ہی روم ہے!! منہاں
خانزادہ اس کے پاس جاتا بیڈ پر بیٹھ کر اس کی نازک
کلائیاں نرمی سے چوم کر ان پر اپنی انگلیاں پھر رہا تھا
جو اس نے اپنے خواب میں زنجیر میں قید زخمی حالت
میں دیکھی تھی۔ وہ انہیں بغیر رکے چوم رہا تھا۔ اس نے
انشال کے خوبصورت پاؤں کی جانب اب دیکھا تھا جو
سرخ و سفید تھے۔ وہ اب اسکے پاؤں کے قریب بیٹھ کر ان
کو اپنے ہاتھوں میں نرمی سے پکڑ کر اپنے لب رکھنے
لگا تھا۔ یہ پاؤں بھی تو قید نظر آئے تھے ناں اسے جو اس
کے ہاتھوں سے زیادہ زخمی تھے ۔

انشال خان منہاں خانزادہ کے عشق سے لبریز نرمی میں
گھلے لمس کو اپنے پاؤں کے تلوے میں بھی بکھرتے
محسوس کر رہی تھی۔ وہ اسکو بہت نرمی سے چوم رہا
تھا۔ انشال ایک بار پھر خواب میں اس کا دور جانا یاد
کرتی پھوٹ پھوٹ کر روتی منہاں کے منہ کو اپنے
لرزتے ہاتھوں میں لے کر اس کے چہرے کو جگہ جگہ
سے چوم رہی تھی۔ وہ اسکے گالوں اس کی سُرْمئی
آنکھوں جو اس کے لئے ہمیشہ فکرمند رہی تھی جہاں
صرف اسے اپنے لئے عشق کے سوا کوئی جذبہ نظر نہیں
آیا تھا آج وہ ان آنکھوں کو چوم رہی تھی۔ منہاں انشال کو

خود کو روتے ہوئے چومتے دیکھتا حیران ہو رہا تھا وہ
کبھی اس کے قریب نہیں آئی تھی کبھی غلطی سے اس کا
ہاتھ بھی نہیں پکڑا تھا آج وہ اس کا چہرہ تھامے اسے خود
میں بھینچنے کی کوشش کرتی چھوم رہی تھی یہ سب پہلی
بار ہو رہا تھا۔ منہان خانزادہ اسے خود کو چومنے کے بعد
اپنے گلے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھ رہا
تھا۔ وہ کیوں رو رہی تھی کیا وہ ٹھیک تھی جب وہ روم
میں آیا تو وہ بیڈ پر اندھیرے میں بیٹھی تھی سب ٹھیک تھا
کیا وہ ڈر گئی تھی کسی خواب سے یا اس کی طبیعت
ناساز تھی؟؟ منہان خانزادہ اس کی بھوری لمبی زلفوں میں
ہاتھ پھیرتا اس کی پیشانی چومنے لگا۔

مجھے چھوڑ کر تو نہیں جاؤ گے ناں منہان؟ انشال نے
بھیگی آنکھوں سے التجا کی تھی یا پھر وعدہ لینا چاہا تھا
اسے خود بھی سمجھ نہیں آیا تھا۔ میں مر بھی گیا تو بھی
آپ کو نہیں چھوڑوں گا۔

میری خانی میری روح اس جسم سے تو جدا کی جا سکتی
ہے مگر آپ کی روح سے نہیں میں مر بھی گیا تو میری
مہک آپ کو اپنے ارد گرد ہی محسوس ہو گی میں آپ کو

چھوڑ کر کہی نہیں جا سکتا! یہ دل میرا آپکے نام کی مالا
جپتا ہے اس کی ہر دھڑکن آپ کے لئے دھڑکتی ہے یہ
میری رگوں میں خون کی گردش بھی آپ کا نام لیتے ہوئے
ممکن بناتا ہے آپ کو چھوڑ کر جانے کا تو سوال ہی پیدا
نہیں ہوتا دل بھی کبھی دھڑکن سے جدا ہوتا ہے بھلا!!
منہان خانزادہ اس کے آنسو صاف کرتا اسے خود سے لگا
گیا تھا۔ وہ پھر سے ڈر گئی تھی اسے علم ہو گیا تھا وہ
جب جب بری طرح ڈرتی تھی تو منہان کا ساتھ مانگتی
تھی اس کی وفا کے وعدے لیتی تھی۔

اٹھیں وضو کرنے چلتے ہیں آج آپکو اپنی امامت میں نماز
پڑھاتا ہوں!! وہ اس کی کانچ کے جیسی شفافیت سے لبریز
معصوم بھوری آنکھیں چوم کر بولا۔ آجائیں آپ کو وضو
کرواؤں!! وہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے بیڈ سے اٹھاتا
واشروم کی جانب بڑھا تھا۔ انشال اس کے پیچھے پیچھے
چلنے لگی۔ واشروم میں پہنچ کر منہان خانزادہ نے پہلے
انشال خان کو وضو کروایا۔ وہ اس کی مڑی ہوئی لمبی
سیاہ پلکیں دیکھنے لگی۔ وہ اسے وضو کروانے کے بعد
اب خود بھی وضو کر رہا تھا۔ انشال منہان کی جانب
دیکھتی رہی بغیر پلکوں کو جنبش دیئے۔ وہ بہت جاذب
نظر تھا کوئی مغروریت نہیں تھی اس کے کسی ایک

نقوش میں بھی صرف نرمی ہی نرمی تھی۔

خانی اچھا لگ رہا ہوں آج؟ وہ وضو سے فارغ ہوتا انشال کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا جو اسے مسلسل دیکھے جا رہی تھی۔ تم میری کس نیکی کا صلہ ہو خان!! انشال اس کی پلکوں کو چھوتی دل میں سوچنے لگی اس کی انگلی کے پور پر پانی کی بوندھ ٹھہر گئی تھی۔ وہ منہان کی بات کے جواب میں چپ رہی کچھ ناں بولی۔ منہان انشال کا ہاتھ تھامے اب واپس روم میں آگیا تھا۔ وہ جائے نماز بچھانے کے بعد مصلے پر کھڑا ہو گیا جب انشال اس کے پیچھے ایک دوسری جائے نماز پر کھڑی بھیگی آواز میں بولی۔

ایک بیمار لڑکی کو کب تک اپنی جان کا بوجھ بنائے رکھو گے؟ منہان نماز شروع ہی کرنے والا تھا جب انشال کے الفاظ اس کے دل میں تیر کی طرح پیوست ہوئے مگر وہ اسے جواب دینے کی بجائے نماز شروع کر گیا۔ انشال اس کی امامت میں نماز پڑھنے لگی۔ منہان خانزادہ کی آنکھیں نماز میں کھڑے آج پہلی بار چھلکی تھی۔ اس کا دل رب کے آگے رو رہا تھا آنسو اس کی بیئرڈ میں جذب ہو رہے

تھے وہ انشال کی بیماری اس کی دلی اور دماغ حالت دیکھ کر بہت شدید تکلیف محسوس کر رہا تھا۔ فجر کی چار رکعتیں پڑھنے کے دوران وہ جب جب سجدے میں گیا تھا اس کا دل رب کے آگے زار و قطار رویا تھا۔ سلام پھیرنے کے بعد اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا لئے تھی۔

یا اللہ میرے صبر کا اتنا بڑا امتحان ناں لے کہ میں درد سے ٹوٹ جاؤں میری بیوی کو مزید اذیت سے ناں گزار اسے شفا دے ان تمام تکلیفوں سے جو وہ برداشت کر رہی ہے مجھ میں مزید طاقت نہیں اسکی ناامیدی دیکھ سکوں۔۔۔منہان خانزادہ دعا مکمل کرنے کے بعد جائے نماز کے اوپر ہی بیٹھا رہا۔

آپ مجھ پر کبھی بوجھ نہیں بن سکتی جس بیمار لڑکی کا نام لے کر آپ مجھے تکلیف دیتی ہیں وہ میری بیوی ہے اور میں نے رب کو اپنے عشق کا گواہ بنا کر ساری زندگی کے لئے آپ کو چنا ہے میں آپ کے ہر دکھ درد اور بیماری کا ساتھی ہوں آج آپ کو ایک بار پھر خدا کو گواہ بنا کر بتانا چاہتا ہوں کہ میں منہان خانزادہ آپ کا ساتھی آپ کا ہمسفر اپنی آخری سانسوں تک آپکے ساتھ بغیر چہرے پر شکن لائے ہمیشہ ثابت قدمی سے مضبوطی سے کھڑا رہوں گا جہاں میرے یہ کندھے آپ

کو بوجھ سمجھنے لگے میں ان کی جڑیں اکھیڑ کر ان سے محروم ہونا پسند کروں گا۔ میں آپ کو پہلے بھی بتا چکا ہوں اور اب بھی بتا رہا ہوں کہ میں آپ سے کبھی نہیں تھک سکتا جسم نے تھک کر اگر کبھی روح کا ساتھ چھوڑ بھی دیا تو میری روح آپ کے ساتھ رہے گی ہم روح کے ساتھی ہیں انشال!! رب نے میرے دل میں آپ کے لئے بے لوس بے پناہ محبت ڈالی ہے میرے عشق پر شک کر کے مجھے تکلیف ناں دیا کریں آج رات آپ میری سیج سجا کر بیٹھیں گی اور میں اپنے ہر عمل سے آپ کو آپ کا مقام بہت گہرائی سے واضح کر دوں گا۔ منہاں خانزادہ تکلیف محسوس کرتے ہوئے بھی اپنے دھیمے ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولتا کھڑا ہو گیا تھا۔

وہ جائے نماز فولڈ کر کے اس کی جگہ پر رکھتا جب انشال نے اسے پیچھے سے تھاما تھا۔ تم میرے خواب میں آئے تھے مجھے ہمارے بچے کے ساتھ تنہا چھوڑ کر چلے گئے تھے میں قید تھی زنجیروں سے جکڑی ہوئی تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی۔۔۔۔۔ جس دن یہ ہاتھ غلطی سے بھی تم پر اٹھ گیا انشال خان اس دن میں اپنا پورا بازو دھڑ سے جدا کر دوں گا۔ وہ خود کو پیچھے سے جکڑی ہوئی انشال کا ہاتھ اپنے سینے سے ہٹا کر اپنے سامنے کھڑا کرتا

بے حد جنون سے بولا تھا وہ زنجیروں میں قید ہونے کا بول رہی تھی۔ میں آپ کو اپنے بچے کے ساتھ اس بیڈ سے نا اترنے دوں آپ قید میں چھوڑ کر جانے کی بات کر رہی ہیں؟؟ پھر تو میں یقیناً اس انسان کا قتل کرنے ہی جا رہا ہوں گا جس نے آپ کو اور ہمارے بچے کو قید کی تکلیف دینے کی جرت کی ہو گی۔ منہان نے بھی تو کچھ دیر پہلے اسے قید میں دیکھا تھا خواب کچھ تو اشارہ دیتے ہی ہیں وہ اب سوچنے پر مجبور ہو گیا۔

منہان وہ آوازیں میرا پیچھا نہیں چھوڑتی ابھی خواب میں بھی میں۔۔۔۔۔ آپ نے نیند کی گولیوں کا خود کو اتنا عادی بنا دیا ہے کہ اب آپ سوتے ہوئے بھی آوازیں سن رہی ہوتی ہیں یہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا میں آپکی ٹریٹمنٹ اسٹارٹ کروا دوں گا اور اب آپ مزید کچھ بھی نہیں سوچیں گی!! منہان نے پھر سے سارا الزام نیند کی گولیوں پر دھر دیا تھا۔ منہان نے ابھی تک انشال خان کی میڈیکل رپورٹس نہیں پڑھی تھی وقت ہی کہاں ملا تھا۔ وہ اپنے روم کی کبڈ میں وہ رپورٹس رکھے ہوئے تھا۔

آپ کچھ دیر سو جائیں رات میں شادی کا فنکشن ہے تھک جائیں گی آپ میں یہاں آپ کے پاس ہی بیٹھا ہوا ہوں!! وہ اس کے سر پر لب رکھتے بولا تھا۔ انشال نے اس کی

جانب دیکھا اسے منہاں پر رحم آتا تھا وہ بھی تو خوشیوں کا حقدار تھا نا اسکی بھی کچھ خواہشات ہوں گی ایک اچھی صحت مند قابل لڑکی جو اسے سکون دے!! انشال بیڈ کی جانب بڑھتی سوچ رہی تھی۔ منہاں خانزادہ صوفے پر ہی بیٹھ گیا تھا۔ انشال خان کمفرٹر اوڑھے اپنی آنکھیں بند کر گئی تھی۔ اسے حوصلہ ہوا تھا کہ اب وہ سکون کی نیند سو سکتی تھی منہاں اس کے پاس ہی تھا اب کوئی آواز اس کی سماعتوں کا حصہ نہیں بن سکتی تھی۔ وہ تھوڑی ہی دیر میں نیند میں جا چکی تھی جبکہ منہاں خانزادہ اس کے چہرے کی جانب دیکھ رہا تھا وہ آج کافی دن بعد اسے پھر سے بیمار لگی تھی۔ کچھ تھا جو نارمل نہیں تھا وہ آج سب سے پہلے اس کی رپورٹس دیکھنا چاہتا تھا اس نے پلوشہ خانم سے بھی آج ہی کچھ باتیں کرنی تھی۔ اس کی خالہ پلوشہ خانم انشال کو پیدا کرنے والی ناں سہی مگر اس کے بھائی کی ماں تو تھی ناں ان کے باپ کا خون تو ایک ہی تھا ناں وہ ماں کی مامتا کو ترستی تھی وہ اس کی آنکھوں میں ڈاکٹر زویا خان سے ملتے وہ کمی وہ حسرت دیکھ چکا تھا جو وہ پلوشہ خانم سے چاہتی تھی انشال خان تو سو چکی تھی مگر منہاں وہ اب سو ہی نہیں سکتا تھا۔ اس کی سُرْمئی آنکھیں معصوم سی انشال کے چہرے کا ہی طواف کر رہی تھی جو زرد اور بجھا بجھا

سالگ رہا تھا۔ وہ آج رات اس کی رنگت میں اپنی قربت کے گہرے رنگوں کی ملاوٹ کرنے کے لئے اب مزید بے قرار ہونے لگا تھا۔ اب اسے آج کی رات کا انتظار تھا جس میں اس کے عشق کی تکمیل ہونی تھی ان کا ملاپ ہونا تھا جو رات انہیں ایک کرنے والی تھی۔ پانچ سال کا انتظار ختم ہونے کو تھا وصل کی راحت نصیب ہونے کو تھی۔۔۔

صبح کے دس بج رہے تھے خانزادہ حویلی کے بڑے سے ڈائننگ ایریا میں سب اس وقت ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔ یہ ڈائننگ ٹیبل بے حد بڑی تھی جو خاص قسم کے ماربل اور شیشم کی لکڑی سے ڈیزائن کی گئی تھی۔

ڈائننگ ٹیبل پر گرم گرم ناشتہ ملازمہ کی ایک قطار سرو کر رہی تھی۔ بھنا ہوا بکرے کا قیمہ گرم خستہ دیسی گھی میں بنے پراٹھے بکرے کے روش کے ساتھ یخنی ابلے انڈے چیز آملیٹ دودھ موسمی پھلوں کا فریش جوس خشک میوہ بالائی بریڈ جیم مکھن اور بھی کہی طرح کے لوازمات ٹیبل پر رکھے ہوئے تھے۔

سربراہی کرسی پر سردار ہاشم خان بیٹھے تھے وہ سفید رنگ کی کاٹن کی اکڑی ہوئی قمیض شلوار کے ساتھ اپنے چوڑے شانوں پر سیاہ مردانہ شال اوڑھے ہوئے تھے پیروں میں پشاورى جوتا پہنے وہ ناشتہ کرنے کے بعد کسی اہم جرگے کے فیصلے میں شرکت کرنے جانے والے تھے۔ انکے بالکل پاس احد خانزادہ بیٹھا ہوا تھا جو ان کے ساتھ ہی جرگے میں جانے والا تھا وہ بھی سفید قمیض شلوار میں ملبوس تھا جس کے ساتھ اس نے بلیک جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔

ہاشم خان اپنے پہلو میں بیٹھے احد خانزادہ کو مسکراتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ناشتہ کر رہے تھے وہ انکے اکلوتے چھوٹے بھائی زمان خان کا بیٹا تھا ان کی ہم شبھی انکے جیسا ہی بے نیاز احد خانزادہ کو دیکھ کر سردار ہاشم خان کا سیروں خون بڑھتا تھا۔

منہان خانزادہ اور انشال ایک ساتھ بیٹھے تھے منہان اس کی پلیٹ میں آملیٹ ڈال کر فریش جوس گلاس میں ڈال رہا تھا۔ ہاشم خان اپنے لاڈلے بھانجے کو دیکھنے کے بعد

ناشتے کرتے سب کو ہی ایک نظر دیکھ رہے تھے ڈائننگ ٹیبل پر صرف شانزے اور ان کا بگڑا ہوا بیٹا نہیں تھے بہرام خانزادہ کل رات سوات پہنچ گیا ہے اس بات کا علم انہیں صبح ہوتے ہی ملازموں سے ہو گیا تھا۔ وہ سالوں بعد سوات لوٹا تھا۔

ہاشم خان نے تین بار ملازموں کو انہیں ناشتہ پر آنے کا حکم دیا تھا مگر وہ ابھی تک نہیں آیا تھا۔

ان کا بیٹا نافرمان ہونے کے ساتھ ساتھ ہر بات ہی اپنی مرضی سے کرنے کا عادی تھا وہ انتہا کا ڈھیٹ تھا کوئی اس کی مرضی کے خلاف کچھ بھی نہیں کروا سکتا تھا۔

خانزادہ حویلی کے مہمان کھانے میں انصاری فیملی قیام پذیر تھی وہ بھی ناشتے کر رہے تھے اور ایشا اپنی فیملی کے ساتھ ہی ناشتہ کر رہی تھی۔ وہ حویلی کے ڈائننگ روم میں نہیں تھی۔

سردار ہاشم خان کی نظر اب ان کے بالکل سامنے ڈائننگ ٹیبل کی سیدھ میں دوسری سربراہی کرسی پر شان سے بیٹھے شہریار خانزادہ پر پڑھی تھی وہ سیاہ قمیض شلوار میں ملبوس چہرے پر رعب سجائے سنجیدگی سے ناشتہ

کرتا وہ بہت جاذب نظر لگ رہا تھا۔ اس نے اپنی قمیض کی سلیوز کھنیوں تک فولڈ کی ہوئی تھی اسکے رعب دار نقوش سردار ہاشم خان کو شہسوار خان کی یاد دلا رہے تھے

وہ انہیں اپنے سامنے بیٹھا ہوا لمبی چوڑی مضبوط طاقتور جسامت والا شہریار خانزادہ نہیں بلکہ شہسوار خان لگ رہا تھا اس کا ہر ایک نقش سرخ و سفید رنگت چہرے پر سجا رعب و دبدبا اسے ورثے میں اپنے بابا سے ملا تھا ہاں فرق تھا تو صرف اس کے بالوں اور آنکھوں کے رنگ کا اسکے بھورے بال بھوری آنکھیں وہ شہسوار خان سے مختلف تھی۔ انہیں ضرورت سے زیادہ سنجیدگی شہریار کے چہرے پر نظر آرہی تھی وہ ان سے کلام بھی نہیں کر رہا تھا کوئی بات تھی جو اس کے دل میں جگہ کیے ہوئے تھی۔ اس کے پہلو میں ہی ہلک چکن کے کرتے اور کیپری میں ملبوس سنہری زلفوں کو کھولے مشائم بیٹھی ہوئی تھی جو بہت توجہ کے ساتھ ناشتہ کرنے میں مصروف تھی۔ اس نے دوپٹہ گلے میں خوبصورتی سے لیا ہوا تھا۔

وہ سالار خان کی بیٹی ہیزل آنکھوں والی لڑکی مشائم تھی جو چھوٹے چھوٹے پراٹھے کے نوالے چباتی پلو شہ خانم کو کبھی دیکھتی تو کبھی مریم خانم کو جو سیاہ چادر اوڑھے سر جھکائے بھنا ہوا قیمہ کھا رہی تھی دیسی گھی کے پراٹھے کے ساتھ!! مشائم جب مریم خانم کو دیکھتی تو اسکی ہیزل آنکھوں میں محبت کا عنصر ہوتا مگر جب وہ پلو شہ خانم کو دیکھتی تو بھڑکتی ہوئی چنگاریاں!! بالکل ویسے نفرت سے لبریز چنگاریاں وہ انہیں اپنے لئے نظر آئی تھی۔

مشائم تمہارے سر سے دوپٹہ کیوں اترا ہوا ہے کیا تم نہیں جانتی دوپٹہ سر پر اوڑھنے کے لئے ہوتا ہے؟؟ ہمارے خاندان کی لڑکیاں اپنے پردے کا خاص خیال کرتی ہیں کیا تمہارے باپ نے ہمارے خاندان کے اصول نہیں بتائے تمہیں؟ سردار ہاشم خان کی کڑک دار آواز پورے ڈائننگ روم میں گونجی تھی۔ انہیں بے پردہ سر کھلے بالوں کے ساتھ ناگوار گزرتا تھا۔ شہریار خاندان نے مشائم کو ناراضگی سے دیکھا تھا وہ اسے سمجھا چکا تھا سر پر دوپٹہ لئے بغیر نیچے نا آئے مگر وہ اس کی بات مانے بغیر اپنی مرضی کرتی نیچے آگئی تھی۔

مجھے میرے بابا نے میرے خاندان کے تمام اصول بتائے
ہیں تایا جان میں ہر اصول جانتی ہوں آپ بالکل فکر مند
ناں ہوں۔۔ وہ مسکراتی ہوئی شہریار خانزادہ کو دیکھتی
ہاشم خان سے بولی تھی۔ جو اس سے بات نہیں کر رہا تھا
بھر پور ناراضگی دیکھا رہا تھا اس لئے وہ اسے مزید زچ
کرنے کے لئے اسکی بات نہیں مان رہی تھی تاکہ وہ خود
جھکے اس کے آگے۔

اور تایا جان رہا سوال سر پر دوپٹہ لینے کا تو مجھے
شہریار نے منع کیا تھا انہیں میرے کھلے ہوئے بال اچھے
لگتے ہیں کیوں شہریار بتائیں ناں تایا جان کو آپ نے ہی
مجھے منع کیا ہے ناں مجھے۔۔! مشائم اطمینان سے بولتی
سب کے ساتھ ساتھ اب شہریار کو بھی حیران کر گئی تھی۔
اس نے کب مشائم کو سر پر دوپٹہ لینے سے منع کیا تھا؟
وہ اسے آنکھیں دکھانے لگا جو اس کی ناراضگی کی
کوئی پرواہ ہی نہیں کر رہی تھی۔

حیرت کی بات ہے شہریار تم ایک خان ہو کر اپنی بیوی
کو خاندان کے بیچ رہنے کے اصول نہیں سمجھا
سکے!! دوپٹے میں چھپی عورت اپنے مرد کی انا کو

تسکین بخشی ہے عورت کا پردہ ہی اسے مرد کے دل پر
راج کرنے والی ملکہ بناتا ہے وہ ہمیشہ اسکی پسندیدہ
عورت رہتی۔۔۔۔۔تایا جان ہمارے خاندان میں میری
پھوپھو (مریم خانم) سے زیادہ پردہ دار اور اصولوں کو
فالو کرنے والی عورت کوئی دوسری نہیں مگر انہوں نے
تو آپ کے دل پر کبھی راج نہیں کیا وہ تو آپ کی کبھی
پسندیدہ عورت نہیں رہی۔۔!! ہاشم خان جو شہریار خاندان
کو بھڑکتے ہوئے باتیں سنا رہے تھے جب مشائم کے
صبر نے جواب دے دیا اس سے بالکل بھی برداشت نہیں
ہوا کہ اس کے شوہر کو کوئی باتیں سنائے خاص کر کے
وہ انسان جو ازدواجی زندگی میں ناکام رہا ہو۔

[illegible]

تم کیوں خاموش ہو اس لڑکی کی تیز کینچی جیسی زبان
دیکھی ہے تم نے یہ کیسے ہر ایک سے زبان لڑاتی ہے
پہلے پلوشہ دیدہ کے ساتھ بدتمیزی کی اور اب لالا کے
ساتھ زبان چلا رہی ہے یہ اپنے باپ کی طرح ہی
بداخلاق.....نازنین چچی میں بداخلاق کرنے پر آئی تو آپ
کو آپ کے لالا اور دیدہ کو ساری اخلاقیات ابھی ہی
سمجھا دوں گی میرے بابا کو بیچ میں کوئی بھی لایا تو
میں خاموش نہیں بیٹھوں گی---

نازنین خانم سے برداشت نہیں ہوا تھا مشائم کا ان کے لالہ
ہاشم خان کو جواب دینا وہ بھڑکتی ہوئی سالار صاحب کو
بیچ میں لے آئی تھی جب مشائم نے انہیں انہی کے انداز
میں جواب دیا تھا اور اب شہریار کو بیچ میں بولنا ضروری
لگا تھا۔ وہ مشائم کا ہاتھ دبا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔

مشائم دس از ٹو مچ ناؤ۔۔۔۔۔نو مائی ڈیئر بیبی دس از ناٹ ٹو
مچ آئی تھنک آئی نیڈ ٹوٹاک مچ مور! مشائم شہریار
خانزادہ کے ہاتھ کی سخت گرفت کے نیچے ڈبے اپنے
چھوٹے سے نازک ہاتھ میں تکلیف اٹھتی محسوس کرتی
بظاہر مسکرا کر اس کے ہاتھ کے اوپر اپنا دوسرا ہاتھ رکھ

کر سہلاتی تکلیف برداشت کرتی بولی۔

براوو آج تو سب اکھٹے بیٹھے ناشتہ کر رہے ہیں!! یہ بہرام خانزادہ تھا وہ شانزے کے ساتھ بالکل ابھی ابھی ڈائننگ روم میں انٹر ہوا تھا۔ وہ بلیک کلر کی ہڈی اور ٹراؤزر میں ملبوس تھا۔ اس کے گیلے سیاہ بال پیچھے کی جانب سیٹ تھے وہ فریش شاور لے کر آیا تھا اسکی سیاہ آنکھوں میں نیند کی سرخی نمایا ہو رہی تھی۔

بہرام خانزادہ کے پہلو میں چلتی نازک جان شانزے خان سمپل سی گرین گرتا شلوار میں ملبوس تھی سر پر دوپٹہ لے کر اس نے اپنے شہد رنگ لمبے گیلے بالوں کو کور کیا ہوا تھا۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی ہوئی ڈائننگ روم میں موجود سب کو مشترکہ سلام کر کے سردار ہاشم خان کی جانب بڑھتی ان سے سر پر پیار لینے لگی تھی۔ وہ اس حویلی میں اب ان کے چھوٹے بھائی کی بیٹی کی حیثیت سے نہیں بلکہ سردار ہاشم خان کے بگڑے ہوئے بیٹے بہرام خانزادہ کی بیوی کی حیثیت سے موجود تھی وہ ان کی بہو تھی۔

بہرام خانزادہ کا طنز سب ہی سمجھ گئے تھے کہ وہ کہنا
کیا چاہ رہا ہے۔ احد خانزادہ نے اپنی چیئر پر بیٹھے ہوئے
گردن موڑ کر بہرام خانزادہ کی جانب دیکھا تھا جو اسے
اپنی جانب دیکھنے پر زہر اگلتی طیش سے لبریز آنکھوں
سے گھور کر شہریار خانزادہ کی جانب بڑھتا اس کے
رائٹ سائڈ پر موجود خالی چیئر پر بیٹھ گیا تھا۔

تم ٹھیک ہو میری گڑیا؟؟ احد شانزے کے سر پر ہاتھ
رکھتے استفسار کرنے لگا۔ ظاہر ہے اتنے ٹیلنٹڈ شوہر کے
ہوتے اس نے ٹھیک ہی ہونا ہے سالے صاحب!! جواب
بہرام خانزادہ کی طرف سے آیا تھا جس کا دل چاہ رہا تھا
احد کا منہ لال کر دے۔ چلو بھی بھائی چارہ بعد میں پورا
کر لینا ابھی میری بیوی کو بھوک لگی ہے صبح سے اس
نے میرے کان کھائے ہوئے تھے بھوک کی رٹ لگا کر!!
بہرام خانزادہ مزید بول کر شانزے کو اپنے پہلو میں آنے
کا اشارہ کرنے لگا۔

میں اپنی گڑیا کو اپنے ہاتھوں سے ناشتہ کرواؤں گا آج!!
احد شانزے کے سر پر ایک بار پھر ہاتھ رکھتے بولا۔
کوئی ضرورت نہیں ہے کیپٹن صاحب میرے ہاتھ سلامت

ہیں ابھی اپنی بیوی کو کھلانے پلانے کے لیے تم اپنی فکر
کرو تمہارا ریکارڈ سب سے خراب چل رہا ہے شہریار
لالا سے ہی سیکھ لو کچھ سب کے بیچ گڑیا کا ہاتھ دبا کر
بیٹھے ہیں۔ بہرام خانزادہ نے شہریار کو غصے سے بھرے
بیٹھے مشائم کی جانب متوجہ دیکھ کر اسے بھی نہیں
چھوڑا تھا۔ وہ اسکا خراب دیکھ کر سمجھ گیا تھا مشائم نے
اسے تگنی کا ناچ نچایا ہوا ہے۔

شہریار خانزادہ نے مشائم کا ہاتھ چھوڑ کر بہرام کو گھورا
تھا جو دانت نکال کر اس کی جانب دیکھ کر آنکھ ونک کر
گیا تھا۔ مشائم کو بہرام خانزادہ اپنا میل ورژن لگا تھا اس
کی طرح منہ پر جواب دینے والا!! وہ پھر سے ناشتہ
کرنے لگی۔

شانزے یہاں میرے پاس آکر بیٹھو مجھے لیٹ ہو رہا ہے
کہی کام سے جانا ہے ناشتہ کر کے میں نے۔!! بہرام
خانزادہ شانزے کو احد کے پاس ابھی تک کھڑے دیکھتا
گھور کر بولا تھا۔

میں لالا کے ساتھ۔۔۔ سنا نہیں کیا بول رہا ہوں میں یہاں

میرے پاس آکر بیٹھو اس نکمے فوجی کی کیوں مجھ سے
بڈی پسلی ایک کروانا چاہتی ہو تم!! وہ شانزے کے ضد
کرنے پر چڑھ کر بولا تھا۔

بہرام بس کرو ہر وقت تم نے احد کے ساتھ لگنا ہوتا ہے
کیوں لڑائی-----بابا یہ میری بیوی نہیں ہے جس کے ساتھ
مجھے لگنا ہو اس کی بہن میری بیوی ہے اور مجھے اسی
کے ساتھ ہی لگنے کا شوق ہے میں صرف اسی کے ساتھ
ہی لگتا ہوں یہ خود مجھ سے پنگے لیتا ہے تاکہ اسے مجھ
سے اچھی خوراک مل سکے۔ ہاشم خان جو بہرام خاندان
کو خامخواہ بات بڑھاتے ہوئے دیکھ کر ٹوک رہے تھے
جب وہ ذو معنی انداز میں بول کر سب کے کانوں سے
دھواں نکال چکا تھا۔

شرم سے لال انگارہ ہوتی شانزے شرمندہ سی سر
جھکائے بہرام خاندان کی جانب بڑھ گئی تھی وہ جانتی
تھی اس نے باز نہیں آتا تھا جب تک وہ اس کے برابر میں
ناں بیٹھ جاتی۔ ہاشم خان اپنے بیٹے کو دانت پیس کر دیکھ
رہے تھے جبکہ احد کا پورا منہ لال ہو گیا تھا وہ انتہا سے
زیادہ بد لحاظ تھا۔ جو کچھ منہ میں آتا تھا بول دیتا تھا۔

ہاشم خان کو مشائم اور بہرام بہن بھائی لگے تھے ناں وہ لحاظ کرتی تھی ناں ان کا بیٹا سوچ سمجھ کر بولتا تھا وہ اپنا سر جھٹک کر ناشتہ کرنے لگے کچھ دیر پہلے والی تلخی بہرام خانزادہ کے آنے سے ماحول میں ختم ہو گئی تھی۔

نازنین خانم اپنی برابر میں بیٹھی پلوشہ خانم کو مشائم سے ابھی تک خوفزدہ دیکھ کر اسے کچھ ناں کہنے پر غصے سے بھر گئی تھی وہ آج ہی ان سے موقع ملتے بات کرنا چاہتی تھی۔ ان کا جی چاہ رہا تھا مشائم کا گلہ ہی گھونٹ دیں جس کے پاس ایسا کیا راز تھا جو ان کی دیدہ ساس ہو کر بھی اسے نہیں دبا سک رہی تھی۔ وہ انشال کے ساتھ ساتھ اب مشائم کو بھی نہیں چھوڑنے والی تھی وہ لڑکی ابھی تک ان دونوں بہنوں کو جانتی نہیں تھی اس لئے ان سے الجھ رہی تھی اس بات سے انجان کے وہ دو عورتوں کو تباہ برباد کر چکی تھی۔

میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب میں اسلام آباد میں نہیں بلکہ سوات میں ہی رہوں گی یہ بات میں کافی عرصے سے

کرنا چاہتی تھی مگر چونکہ آج میرے تمام بچے یہاں موجود ہیں اور یہ وقت مجھے مناسب لگ رہا ہے تو میں آپ سب کو اپنے فیصلے سے آگاہ کرنا چاہتی ہوں۔ پلوشہ خانم اپنا ناشتہ ختم کرتی سب سے مخاطب ہوئی تھی۔

اچھا فیصلہ ہے پلوشہ میری دونوں بہنیں میرے ساتھ رہیں اس سے بڑھ کر خوشی اور کیا ہی ہو سکتی ہے میرے لیے ہاشم خان خوشی سے بولے تھے۔ بہرام خانزادہ نے پانی پیتی ہوئی اپنی مورے مریم خانم کو دیکھا تھا جن کے دل کے ساتھ ساتھ روح بھی زخمی تھی اس نے آج اپنے بابا ہاشم خان کو عجیب سے انداز میں دیکھا تھا۔

میں خوش ہوں مورے آپ نے بابا کی حویلی میں واپس آنے کا فیصلہ کر لیا ہم سب بھی اب یہی چاہتے ہیں کہ آپ لوگ ہر زخم بھولا کر سوات میں ہی رہیں۔ شہریار خانزادہ دل سے خوش ہوا تھا اس کے بابا شہسوار خان نے جب سے انہیں اپنے کمرے سے نکال کر پلوشہ خانم کا کمرہ علیحدہ کیا تھا اس کی مورے ہر رات بکھری ہوئی حالت میں کمرے میں تنہا بیٹھی بند دروازے کو ہی تکتی رہتی تھی مگر اس کے بابا ان کے پاس نہیں آتے تھے وہ تو

اپنی دوسری بیوی کے آگے انہیں بھول ہی گئے تھے۔

آپ کے لئے بابا جان کا روم تیار کروا دیتا ہوں میں آپ وہاں-----نہیں شہریار میں شہسوار کے کمرے میں نہیں رہوں گی ان کا کمرہ بند ہے اسے بند ہی رہنے دو مجھے حق نہیں اس کمرے میں داخل ہونے کا تمہارے بابا نے وہ حق مجھ سے بہت پہلے ہی چھین لیا تھا۔ پلوشہ خانم تلخی سے خود پر ہنسی تھی ان کے لہجے میں درد تھا۔ مشائم نے افسوس سے اس عورت کو دیکھا تھا جو واقعی شاندار اداکار تھی۔

بابا کی بیوی تھی آپ ان کی ہر چیز پر آپ کا حق ہے مورے ماضی کی یادوں کو بھول جائیں میں چاہتا ہوں بس آپ خوش رہیں میری مورے اب کوئی بھی تکلیف ناں دیکھیں!! شہریار خاندانہ اپنی چیئر سے اٹھ کر پلوشہ خانم کی جانب بڑھتے ان کے قدموں میں بیٹھے ان کے ہاتھ کی پشت کو بہت عقیدت سے چومتے بولا تھا۔

نہیں بیٹے تمہارے بابا نے اپنے ساتھ رہنے کا حق کشمالہ کو دیا تھا میں اب اس کمرے میں جاؤں گی تو تکلیف سے

شاید مر جاؤں گی میں اپنے اسی کمرے میں رہوں گی جو
میرا تھا۔ پلوشہ خانم کی آنکھوں سے آنسو نکلتے تھے
شہریار کے ہاتھوں پر گرے تھے۔

ٹھیک ہے جیسا آپ چاہیں گی وہی ہو گا مورے۔ وہ ان کے
آنسو صاف کرتا کھڑا ہو گیا تھا۔ نازنین نے بھی سوات میں
رہنے کا فیصلہ کیا ہے غزالہ بھی یہی رہے گی خانم بی
بھی ہمارے ساتھ ہی رہیں گی اس لئے مریم تم بھی ہمارے
ساتھ۔۔۔۔۔ دیدہ اس حویلی میں مریم کیوں رہے گی ہمارے
ساتھ آپ بھی کیسی باتیں کر رہی ہیں کیا آپ جانتی نہیں
لالا اپنا ہر رشتہ مریم سے ختم کر چکے ہیں وہ تو اسلام
آباد میں ہی رہے گی مریم کا اس حویلی میں کیا کام
شہریار کا آفس اسلام آباد میں ہے وہ پانچ دن اسلام آباد میں
رہے گا اور دو دن سوات میں!! مریم اسلام آباد والی حویلی
میں ہی رہ لے گی اس کے پاس شہریار ہو گا ملازم ہوں
گے میں نہیں چاہتی کہ میرے لالہ اس عمر میں بھی ایک
ان چاہی عورت کے ساتھ آپ کی ضد کی وجہ سے رہیں۔

پلوشہ خانم جو مریم خانم کو بھی حویلی میں سب کے ساتھ
رکنے کا بول رہی تھی جب وہ مدہم سی آواز میں کچھ

بولنے کے لئے اپنے لب و لہجہ ہی کر رہی تھی کہ نازنین
خانم ایکدم سے پلوشہ خانم کی بات کاٹ گئی۔

بہرام خانزادہ کا دل چکنا چور ہو گیا تھا اس کی مورے
کیوں کچھ نہیں بولی تھی وہ کیوں اپنے حق کے لیے نہیں
لڑتی تھی کیوں انہوں نے ایک بار بھی سردار ہاشم خان
کی جانب نہیں دیکھا تھا۔ جوان بیٹے کی ماں ہو کر بھی وہ
کیوں کمزور تھی؟ ناں اس کے بابا نے اس کی مورے کو
روکنا چاہا ناں اس کی مورے یہاں روکنا چاہتی تھی۔

ہاشم خان لاتعلق بنے بیٹھے تھے انہیں مریم خانم کے
حویلی میں ہونے یا ناں ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑھتا
تھا ان کا دل اس عورت کے لئے اب نہیں دھڑکتا تھا جس
کی خواہش تھی کشمالہ اور شہسوار کی شادی ہو جانا جو
اپنے بھائیوں کی ہر ناانصافی میں ساتھ دیتی تھی جس نے
ان کی بہن پلوشہ خانم کے اوپر سوکن آجانے کے بعد بھی
اپنے لالہ شہسوار کی حمایت کی تھی اس نے اپنا رشتہ
تک قربان کر دیا تھا اپنے بھائیوں کے پیچھے ایک بھائی
نے شادی سے انکار کیا اس عورت نے تب بھی اپنے
نافرمان خود سر بھائی کی حمایت کی دوسرا بھائی بیوی
بچے کے ہوتے ہوئے بھی اس نافرمان چھوٹے بھائی کی
ٹھکرائی ہوئی لڑکی کو اپنے سے جوڑ گیا اور ان کی

مظلوم بہن کو جو اس کی پہلی بیوی تھی اس کے وارث کی ماں تھی خود سے دور کر کے جدائی کی سزا سنا گیا۔

شہسوار خان کی بہن کو ہاشم خان تاعمر سزا دینا چاہتے تھے وہ مریم خانم پر کوئی دوسری عورت نہیں لائے تاکہ ان کی سزا کم ناں ہو جائے وہ بغیر کسی عورت کے اپنے حق سے مریم خانم کو محروم کر گئے اپنا وارث بھی چھین لیا۔

خانزادہ حویلی میں کوئی جگہ نہیں مریم خانم کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ مجھے یہاں حویلی میں نظر بھی نہیں آئے ولیمے کی تقریب کے بعد میری بات پر عمل ہو جانا چاہیے یہ حویلی اور یہاں کا سردار ان چاہی عورت قبول نہیں کر سکتا!! یہ ہاشم خان تھے وہ ناشتہ ختم کرتے اپنی چیئر سے اٹھتے کڑک دار لہجے میں بولے تھے۔

یکدم کانچ کا گلاس اتنی زور سے زمین پر پٹخا گیا تھا کہ کانچ کی بے شمار کرچیاں تقسیم ہو کر ڈائننگ ایریا میں بکھر گئی تھی۔ بہرام خانزادہ خود پر اس سے زیادہ قابو نہیں کر سکتا تھا وہ کانچ کا گلاس ہی نہیں بلکہ شیشہ کا

ڈیکوریشن پیس بھی اپنی چیئر سے اٹھ کر توڑ گیا تھا۔
مریم خانم نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا شوہر سے حقارت
تذلیل تو مل چکی تھی اب بیٹے کا غصہ سہنے کی باری
تھی۔

اس خاندان حویلی میں جب مجھے پیدا کرنے والی عورت
میری مورے کی جگہ نہیں تو یہاں اس کی کوکھ سے پیدا
ہونے والا وارث بھی نہیں رہے گا جو عورت ان چاہی
ہوتی ہے اس سے پیدا ہونے والی اولاد بھی پھر چاہت کی
حقدار نہیں ہوتی!! وہ غصے سے کہتا واک آؤٹ کر گیا
تھا ورنہ وہ آج اپنے بابا کے مقابل آجاتا۔

بہرام خاندان نے اپنے راستے میں آنے والا ہر ایک
ڈیکوریشن پیس زور دار لات مار کر توڑ دیا تھا۔ مریم
خانم کو حیرت ہوئی تھی جو بیٹا ان سے بات نہیں کرتا تھا
ان سے خفا رہتا تھا ان سے ملتا نہیں تھا وہ آج اپنے بابا کو
بہت واضح لفظوں میں بتا گیا تھا کہ اس کی ماں یہاں نہیں
رہی تو وہ بھی نہیں رہے گا۔ اس نے آج پہلی بار اس طرح
کا طیش سب کے سامنے اپنی مورے کے لئے دکھایا تھا۔

شہریار خاندان نے اپنی پھوپھو کی جانب دیکھا تھا جن

کے لئے اس کا دل شدید تکلیف محسوس کرتا تھا وہ ناکردہ جرائم کی سزا کاٹ رہی تھی۔ اس کے بابا نے اس کی پھوپھو کی ذمہ داری اسے دی تھی وہ جہاں رہنا چاہتی تھی وہ انہیں سنبھالنے کو تیار تھا۔

سب ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد فنکشن کی تیاریوں میں لگ گئے تھے۔ وقت تیزی سے گزر رہا تھا صبح سے دوپہر اور دوپہر سے شام ہو رہی تھی۔ سردار ہاشم خان اور احد خانزادہ کسی اہم جرگے پر گئے ہوئے تھے وہ کچھ دیر میں حویلی پہنچنے والے تھے۔ منہان خانزادہ کے ساتھ مل کر بہرام خانزادہ نے ایونٹ کے تمام انتظامات کروا لیے تھے

بہرام خانزادہ اب کھانے کے تمام انتظامات دیکھ رہا تھا جبکہ منہان خانزادہ ملازموں سے اپنی نگرانی میں حویلی کے مردان خانے کے مردوں کے بیٹھنے کے انتظامات کروا کر اب تیار ہونے کے لئے چلا گیا تھا۔ زنان خانے کی سجاوٹ مکمل ہو چکی تھی پوری حویلی کو دلہن کی طرح سجا دیا گیا تھا خانزادہ حویلی کا ایک ایک کونا آج

سالوں بعد روشن ہوا تھا ورنہ اس حویلی نے اپنے بسنے والوں کے اتنے گہرے راز خود میں سموئے ہوئے تھے کہ اس کے مضبوط مینار بھی ظلم و ستم کے گواہ بننے سے لرزتے تھے۔

خانزادہ حویلی آہستہ آہستہ مہمانوں بھرنا شروع ہو گئی تھی۔ رات ہونے کو آئی تھی شام کے سائے ڈھل رہے تھے۔ دونوں دلہنوں کو تیار کروا دیا گیا تھا۔ مشائم اپنا فوٹو شوٹ کروانے میں مصروف تھی اس نے شہریار خانزادہ کے نمبر پر بہت کالز کی تھی مگر اس نے ایک بھی نہیں اٹھائی تھی وہ ناشتے کے بعد سے کہی نکلا ہوا تھا ان دونوں کا فوٹو شوٹ ہونا تھا مگر وہ تھا کہ حویلی آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا اور اب مشائم کا غصے سے برا حال ہو رہا تھا۔

مشائم رات اپنی ماما کے ساتھ سوئی تھی شہریار خانزادہ کو جھکانے کے لئے اُسے زچ کیے جا رہی تھی مگر وہ تھا سیریس والی ناراضگی قائم کر چکا تھا۔

آج آکر دکھائیں یہ مجھے میرے قریب جان سے ہی مار

دوں گی کہا بھی تھا فوٹو شوٹ ٹائم سے کروانا ہے مگر
مجھے ایسے اگنور کیے جا رہے ہیں جیسے پتہ نہیں
صبح کیا کر دیا میں نے ایک تو یہ دوپٹہ ناں عذاب ہوتا
ہے نہیں آتا مجھے پراپرلی کیری کرنا اب کیا کروں میں
اپنا برائیڈل شوٹ سولو ہی کروا لیتی ہوں اس کے بعد
ناراض ہو کر بیٹھ جاؤں گی بات بھی نہیں کروں گی منہ
دکھائی بھی نہیں لوں گی بلکہ ایک کام کروں گی سو ہی
جاؤں گی مگر یہ ہیوی ڈریس میک اپ جیولری کس کے
لئے تیار ہوئی ہوں میں شادی ایک بار ہی تو ہوتی ہے
کونسا میں نے روز روز شادی کرنی ہے شہریار خود تو
بوڑھے ہو گئے ہیں میں تو بچی ہوں ناں میرے تو ڈریمز
ہیں جو یہ سب خراب کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

فبیحہ تم میری پکس ہی لے لو میرے ہسبنڈ نے قسم کھائی
ہوئی ہے میرا خون جلانے کی میں نے بھی رات میں
ڈیڈی کا خون ناں چوسا ناں تو میرا نام بھی مشائم نہیں یاد
رکھیں گے کس سے پنگالے لیا ہے چھوڑنا نہیں میں نے
انہیں مرڈر کر دوں گی جھوٹے لاڈ دکھائے بے بی بے بی
کیا تو!! مشائم غصے سے پھٹتے والی ہو گئی تھی۔ فوٹو
گرافر نے انشال اور منہان کا فوٹو شوٹ کر لیا تھا اب جب
مشائم اور شہریار کا ہونا تھا تو شہریار غائب تھا ناں فون

اٹھا رہا تھا ناں ہی حویلی آ رہا تھا۔

فوٹوگرافر فبیحہ مشائم کی کیوٹ باتیں سن کر ہنس رہی تھی وہ اسے کوئی حسین نخریلی شہزادی معلوم ہو رہی تھی جو کانچ کی گڑیا کی طرح نازک تھی چمکتی ہوئی دودھیا شفاف رنگت لہروں کی مانند بل کھاتا جسم وہ بے حد حسین تھی یا یوں کہا جائے حُسن اس پر ختم ہوتا تھا تو زیادہ بہتر تھا۔

مشائم شاکنگ پنک کلر کے بے حد بیوی گھیر دار لہنگا چولی میں ملبوس تھی جس کے اوپر مختلف قسم کا گولڈن کام ہوا تھا۔ کورے دبکے پرلز اور موتی کے ساتھ تھری ڈی ورک بھی ہوا تھا۔ اس کی چولی بے حد شارٹ تھی جو پیٹ سے اوپر تک آرہی تھی۔ ڈیپ آف شولڈرز بوٹ اسٹائل میں بنا فرنٹ گلہ اس کی دھڑکنوں کو ابھار رہا تھا چولی تھی سلیوز فل تھی جبکہ بیک بے حد ڈیپ تھی جو ڈوری کے سہارے ٹکی ہوئی تھی۔

مشائم نے آج مہوش بیگم کا بھاری زیور پہنا ہوا تھا بیوی چوکر بڑی سی مالا بھاری جھمکے اور یہاں تک کے

سونے کی نتھ بھی اپنی ماما کی پہنی تھی مانگ ٹیکا اور
جھومر کے ساتھ سنہری بال میسی برائیڈل جوڑے میں قید
تھے جس سے کچھ آوارہ لٹیں نکل کر اس کے گلابی
عارض کو چوم رہی تھی۔

ایک ہاتھ میں سونے کا بھاری کنگن بڑی سی انگوٹھی کے
ساتھ پہنا ہوا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں فنگر سیٹ پہنا تھا۔
اس نے بہت ہی لائٹ سا میک اپ کیا ہوا تھا۔ وہ ڈفرنٹ
پوزز میں غصے سے بھری اپنا برائیڈل شوٹ کروا رہی
تھی۔





حویلی کے بے حد کشادہ زنان خانے میں بہت خوبصورتی سے اسٹیج سجایا گیا تھا جو لائٹنگز اور پھولوں سے بہت شاندار لگ رہا تھا۔ انشال اور مشائم دونوں ہی اسٹیج پر بیٹھی ہوئی تھی۔ ان دونوں کی کمر آکڑ گئی تھی اسٹیج پر بیٹھے لیڈیز میں کھانا لگ گیا تھا منہان خانزادہ انشال کے پاس بیٹھ کر چلا گیا تھا وہ انشال کا منہ نہیں دیکھ پایا تھا کیونکہ وہ گھونگھٹ میں منہ چھپائے بیٹھی

ہوئی تھی جبکہ مشائم ویلوٹ کی بھاری شال اپنے شانوں پر لیے خود کو کور کیے بیٹھی تھی۔ سوات میں موسم کافی سرد تھا بڑے بڑے آتش دان جل رہے تھے جس سے زنان خانہ کافی گرم ہو رہا تھا۔ مردان خانہ مردوں سے بھرا ہوا تھا۔

شہریار خانزادہ کچھ دیر پہلے ہی حویلی آیا تھا وہ اپنے روم سے تیار ہو کر باہر نکلتا زنان خانے میں داخل ہوا تھا۔ شہریار خانزادہ کسی کی طرف بھی دیکھے بغیر اسٹیج کی جانب بڑھا تھا۔ وہ اپنی بہن انشال خان کے پاس جاتا اس کے سر پر عقیدت سے ہاتھ رکھ گیا تھا۔ مشائم کا دل دھڑکا تھا اسے دیکھ کر وہ بہت ہینڈسم لگ رہا تھا سیاہ شیروانی پہنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے اپنے رعب دار نقوش کے ساتھ مشائم کو وہ کسی ریاست کا شہزادہ معلوم ہو رہا تھا۔

کیسی ہے میری گڑیا؟؟ خوش ہے ناں اپنے لالہ سے کوئی شکوہ تو نہیں ہے ناں؟؟ وہ سب کے بیچ بیٹھا اپنی بہن انشال کا سر عقیدت سے چومتا اسے اپنے سینے سے لگائے بولا تھا۔ پلوشہ خانم اسکی مورے تھی جنہوں نے شہریار کو انشال سے دور رہنے کی قسم دے رکھی تھی مگر آج پتہ نہیں کیوں شہریار خانزادہ کا جی چاہا سب کے بیچ اپنی کوہتائیوں کی معافی مانگ لے اس نے کبھی

انشال کا ویسے خیال نہیں رکھا جو ایک بہن کا بھائی پر
حق ہوتا ہے صرف پلوشہ خانم کی قسموں ان کی طبیعت
خرابی کی وجہ سے وہ اس سے دور رہا مگر آج اس کا
دل اپنی بہن کے لئے مچل رہا تھا وہ صبح ناشتے کے بعد
سے ہی شہسوار خان کی قبر پر ان سے ملنے گیا ہوا تھا
اور اس کا دل آج بہت بھاری بھاری سا محسوس کر رہا
تھا۔

کوئی شکوہ نہیں مجھے لالا جان کوئی شکوہ نہیں آپ کی
بہن کو آپ سے کبھی کوئی شکوہ نہیں ہو سکتا!! انشال
ہچکیاں لے کر روتی ہوئی شہریار خانزادہ کے گلے سے
لگی تھی۔ بس میری جان رونا بند کرو میک اپ خراب ہو
گیا تو تمہارا میجر مجھ سے خفا ہو جائے گا۔ وہ انشال کا
سر عقیدت سے چومتا ہنس کر بولا تھا۔

مشائم ان دونوں بہن بھائی کا پیار دیکھتی مسکرا رہی تھی۔
شہریار خانزادہ مشائم کی والہانہ محبت بھری نظریں خود
پر محسوس کر رہا تھا مگر وہ اسے تپانے کے لئے مکمل
اگنور کیے جا رہا تھا تاکہ رات میں اس پر سہی سے
جھپٹ سکے۔ وہ مشائم کو دیکھنے کے لئے تڑپ رہا تھا

جو اس کی ایک نظر کے لئے اس سے زیادہ مچل رہی تھی مگر شہریار خانزادہ اسے دیکھے بغیر ہی تیزی سے نکل گیا تھا۔ وہ اسے رات میں ایک بار ہی کھل کر دیکھنا چاہتا تھا مگر یہ رات اس پر بہت بھاری پڑھنے والی تھی وہ بکھرنے والا تھا۔

مشائم شہریار خانزادہ کو خود کو ایک نظر بھی ناں دیکھنے پر غصے سے لال ہو گئی تھی وہ اسکی بیک کو ہیزل آنکھوں میں چنگاریاں لئے اس وقت تک دیکھتی رہی جب تک وہ اسکی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہو گیا وہ بل کھا کر رہ گئی تھی اس نے ایک نظر بھی اسکی جانب نہیں دیکھا تھا وہ رات میں اس پر چڑیل بن کر چمٹنے والی تھی۔

اللہ خیر کرے رات میں عزت لوٹنے والی ہے شوگر بے بی بابا!!! شہریار خانزادہ مشائم کو تپانے میں کامیاب ہوتا ہنستا ہوا مردان خانے چلا گیا تھا وہ نہیں جانتا تھا کچھ دیر بعد اس کی دنیا ہی الٹنے والی ہے۔۔۔

حویلی کے مردان خانے میں مردوں کی محفل جاری تھی۔

سردار ہاشم خان کے ساتھ صوفے پر ان کے سردار
دوست بھی بیٹھے ہوئے تھے پشتو موسیقی کے ساتھ
روایتی رقص بھی کیا جا رہا تھا جبکہ ساتھ ساتھ کھانا بھی
سرو ہو رہا تھا۔

دم پخت مٹن سچی مٹن روش کابلی پُلاؤ افغانی خوراک
مٹن کباب مٹن وائٹ کڑاہی اور بھی مٹن سے بنے لوازمات
تھے جو نرم اور خستہ تل والے ناں رومالی روٹی اور
شیر مال کے ساتھ گرم گرم سرو کیے جا رہے تھے۔
میٹھے میں ربڑی کھیر تازہ تازہ شیرے میں ڈوبے گرم
گلاب جامن فرنی گاجر کاحلوہ مشروبات میں سلیمانی
چائے کشمیری چائے گڑ والی چائے اور قہوہ بھی شامل
تھا جبکہ بڑے بڑے پیتل کے تھالوں میں خوشک میوہ بھی
پیش کیا جا رہا تھا سوات میں موسم سرد ہونے کی وجہ
سے شہریار خانزادہ نے کھانے کا اہتمام بہت سوچ سمجھ
کر کیا تھا۔

منہان خانزادہ احد خانزادہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا وہ دونوں
کھانے کھاتے ہوئے باتوں میں مصروف تھے بہرام
خانزادہ شہریار خانزادہ کے ساتھ بیٹھا لذیذ کھانے سے
لطف اندوز ہو رہا تھا۔

آپ کہاں شاٹ تھے صبح سے اپنی ہی شادی میں مہمان کی طرح آئے ہیں!! بہرام خانزادہ مٹن سچی نان کے ساتھ کھاتے ہوئے شہریار خانزادہ سے بولا تھا۔ شہریار خانزادہ کی نظریں اپنے سے کچھ فاصلے پر بیٹھے ڈاکٹر ضیاء اور برہان پر جمی ہوئی تھی وہ انہیں کھانا کھاتے دیکھ کر ابھی تک نہیں ملا تھا کھانے سے فارغ ہو کر وہ اپنے بابا کے دوست سے ملنا چاہتا تھا۔

کچھ ضروری کام تھا مجھے بہرام بس اس وجہ سے ہی میں لیٹ ہو گیا تم کہاں ہوتے ہو فیملی کو ٹائم دیا کرو اپنی ایجنسی سے لیو کیوں نہیں لے لیتے؟ شہریار افغانی کباب کھاتے ہوئے بہرام خانزادہ سے بولا۔

لیو لے چکا ہوں لالا پرسوں کی فلائٹ ہے میری دبئی کی شانزے کے ساتھ جا رہا ہوں کچھ ٹائم سکون سے اسپینڈ کرنے!! بہرام خانزادہ اب کابلی پُلاؤ مٹن روش کے ساتھ کھانے لگا تھا۔

پھوپھو سے کیوں تم اپنے شکوے ختم نہیں کر دیتے وہ

مورے ہیں تمہاری ہاشم ماموں نے انہیں تمہارے قریب
بھٹکنے سے بھی منع کیا ہے تم کیوں اپنے اور پھوپھو
کے بیچ حائل دوری ختم نہیں کرتے بہرام ایک قابل سینئر
آفیسر جس کی ایجنسی اپنی ڈیمانڈز سے زیادہ اس کی
ڈیمانڈز کو ترجیح دیتی ہے اسکا کمفرٹ پر ائیوریٹیز تک
کو اہم سمجھتی ہیں وہ آفیسر کیوں اپنی تکلیفیں خود ختم
نہیں کر دیتا!! بہرام خانزادہ پُلاؤ کھاتا گیا وہ ایک لمحے
کو رکا پھر اُس نے دوبارہ کھانا شروع کر دیا۔

آپ کی پھوپھو مجھ سے پیار کرتی تو میرے لئے بابا سے
لڑتی مجھ پر اپنا حق جتاتی ایک تھپڑ مار پر مجھے کہتی
میں ڈھیٹ بدتمیز بد لحاظ ہی سہی مگر انکا بیٹا ہوں ان کا
حصہ ہوں میرے لئے لڑ جاتی سب سے مجھے مامتا کا
پیار تو دیتی مگر آپ کی پھوپھو نے پھوپھو ہونے کا حق
تو ادا کیا ہے ماں ہونے کا نہیں میں ان کا بیٹا تھا ہوں اور
رہوں گا میری ان سے ناراضگی اور شکوے کبھی ختم
نہیں ہو سکتے لالا آپ کے پاس آپ کے بابا نہیں تھے
مگر آپ کی مورے میری پلوشہ پھوپھو تو تھی ناں آپ کو
کیا پتہ مورے کے لمس کے لئے ایک اولاد کتنا تڑپتی ہے۔
بہرام خانزادہ اب کھانا ختم کر چکا تھا۔

کہاں جا رہے ہو؟؟ شہریار خانزادہ بہرام خانزادہ کو اپنے پاس سے اٹھتے دیکھ کر استفسار کرنے لگا۔ سگریٹ پینے جا رہا ہوں آپ جوائن کریں گے مجھے؟؟ وہ اب صوفے سے کھڑا ہو گیا تھا اس نے اپنے باباجان سردار ہاشم خان کی جانب ناں دیکھا تھا ناں ان سے کوئی بات کی تھی وہ اسے اپنے سردار دوستوں سے ملوانا چاہتے تھے مگر وہ ان سے اپنی روح کو اتنا خفا محسوس کر رہا تھا کہ اس کی نظریں بھی ان کی جانب دیکھنے سے انکاری تھی اس کی مورے کے لئے میلوں تک پھیلی ہوئی اس حویلی میں کوئی جگہ نہیں تھی وہ تو سوچ کر ہی جل رہا تھا۔

تم سگریٹ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے نا جب دیکھو تب سوٹے لگاتے رہتے ہو کچھ عرصے میں باپ بن جاؤ گے اب تھوڑے بڑے ہو جاؤ صحت کے لئے اچھی نہیں اتنی سگریٹ!!! شہریار بھی کھانا کھا چکا تھا۔ وہ اس کا موڈ لائٹ کرنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔

مجھے اس قابل نہیں چھوڑا بابا نے کہ میں اچھا باپ بن سکوں اولاد نہیں چاہیے مجھے میں شوہر بن جاؤں یہی کافی ہے۔ بہرام خانزادہ سگریٹ سلگا گیا تھا وہ تلخی سے

ہنس کر بولا تھا۔

بہرام!!!! بس کرو تمہیں دیکھ کر دل دکھتا ہے میرا میں
سب ٹھیک کر دوں گا میں ماموں سے بات کروں گا ہم سب
ساتھ رہنے۔۔۔۔۔ کچھ بھی کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتا لالا کم
سے کم میری زندگی میں۔۔ میں اپنے مورے بابا کو ایک
ساتھ خوش دیکھنے کی حسرت اپنے دل میں لئے ہی اس
دنیا سے چلا جاؤں گا! وہ مردان خانے سے باہر کی جانب
قدم بڑھا گیا تھا لان میں جا کر دل کھول کر سگریٹ پینا
چاہتا تھا۔

شہریار خانزادہ نے اسے کرب سے دیکھا تھا ابھی تو وہ
یہ نہیں جانتا تھا کہ ہاشم خان نے سالار صاحب پر قاتلانہ
حملہ بھی کروایا ہے وہ اپنے مورے بابا سے بہت بدظن تھا
اوپر سے سخت کٹھور دکھنے والا بہرام خانزادہ اندر سے
ابھی تک اسی بچے کی پیاس لئے پھر رہا تھا جو ماں باپ
کی ٹھنڈی چھاؤں تلے ان کے پیار سے خود کو سیراب
کرتا ہے۔ شہریار خانزادہ ڈاکٹر ضیاء سے ملنے کے لئے
ان کی جانب بڑھ گیا تھا۔ وہ ان سے ملتا اب برہان سے
بھی مل رہا تھا۔

چلو جی آج تو آپ کی برسوں پرانی پیاس ختم ہو جانی ہے
ناکام عاشق اب کامیاب عاشق بننے والا ہے تیرے لئے
خاص گفٹ لایا ہوں روم ڈیکور کرواتے ہوئے سائنڈ ٹیبل
کی دراز میں رکھ دیا تھا یوز کرنا ناں بھولنا!! احد خانزادہ
منہان سے چھیڑتے ہوئے بولا تھا۔

مجھے کوئی شوق نہیں ایسی رکاوٹیں یوز کرنے کا
ستائیس کا ہو گیا ہوں کیا اب بھی باپ بننے سے انکاری ہو
جاؤں! منہان خانزادہ گلاب جامن کھاتے بولا۔ تجھے بڑی
جلدی ہے بھئی مجھے تو لگا تھا فلحال تیرا موڈ.....تو
میرے موڈ کی فکر ناں کر میں تجھے جلدی چاچو بناؤ یا
ناں بناؤ مگر بہرام تجھے ماموں ضرور بنا دے گا!! منہان
خانزادہ نے احد خانزادہ کو لال کر دیا تھا جو اسے کب
سے چھیڑنے میں مصروف لال کر رہا تھا۔

احد خانزادہ نے بے ساختہ مردان خانے سے باہر کی
جانب قدم لیتے سگریٹ کے گہرے کش بھرتے ہوئے بہرام
خانزادہ کی جانب دیکھا۔ سالہ کمینہ کوئی ایک موقع ہاتھ
سے نہیں جانے دیتا مجھے تپانے کا پتہ نہیں اس کی ٹیرھی
بڈی کب سیدھی ہو گی!! احد خانزادہ اپنے دانت کچکچا کر

بولا تھا۔ جب تو اپنی نخریلی ناراض محبوبہ (بہرام خانزادہ) کے نخرے پورے کر دے گا!! منہاں خانزادہ ہنستے ہوئے بولا تھا وہ دونوں ایسے ہی ہلکی پھلکی باتیں کرتے ایونٹ انجوائے کر رہے تھے کچھ دیر میں تقریب ختم ہونے والی تھی۔ وہ تھوڑا بہت کلچرل ڈانس کرنے کے بعد زنان خانے جانے والے تھے انشال خان کی رخصتی کے لیے۔

تم تو بالکل شہسوار کے جیسے لگ رہے ہو شہریار یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے سالوں بعد اپنے ساتھی سے مل رہا ہوں!! ڈاکٹر ضیاء شہریار خانزادہ سے بولے تھے۔

اچھا لگا انکل آپ آئے شادی میں!! مجھے علم نہیں تھا آپ سوات میں ہیں ورنہ میں ضرور آپ سے ملنے آتا۔ شہریار خانزادہ اپنے ازلی بھاری لہجے میں بولا تھا۔ اس نے آج صبح ہی قبرستان میں ڈاکٹر ضیاء کو اپنے بابا کی قبر پر دعا کرتے دیکھا تھا مگر وہ ان سے مل نہیں سکا کیونکہ وہ کسی سے فون پر بات کرتے جا چکے تھے۔

میں کچھ دنوں کے لئے یہاں آیا تھا ایک ضروری کام تھا

مجھے شہریار اس سے ملو یہ میرا چھوٹا بیٹا برہان ہے۔ ڈاکٹر ضیاء اب برہان سے شہریار خانزادہ کو ملوا رہے تھے۔ جی میں مل چکا ہوں برہان سے نعمان کے ساتھ ریسٹورنٹ میں ملاقات ہوئی تھی میری برہان کے ساتھ!! آپ لوگوں نے کھانا ٹھیک سے کھایا کسی چیز کی ضرورت۔۔۔۔۔ نہیں بیٹے کسی چیز کی ضرورت نہیں میں بس تم سے ملنا چاہتا تھا تمہیں تمہارے بابا کی امانت دینا چاہتا تھا اس لئے آج اپنی ہر مصروفیات سائڈ کر کے آگیا۔ شہریار خانزادہ جو ڈاکٹر ضیاء سے مہذب انداز میں بات کر رہا تھا جب ڈاکٹر ضیاء اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے بولے تھے۔

سوری انکل میں سمجھا نہیں آپ کی بات بابا کی کونسی امانت آپ نے مجھے دینی ہے؟؟ شہریار خانزادہ ناسمجھی سے بولا۔ میں نیو زی لینڈ شفٹ ہو رہا ہوں کل پانچ بجے کی میری فلائٹ ہے بچے بھی مصروف ہو گئے ہیں اور تمہاری آنٹی (ڈاکٹر زویا) بھی ترکی میں اب نہیں ہوں گی اس لیے میں اب شہسوار کے ترکی والے اپارٹمنٹ کی دیکھ بھال نہیں کر سکوں گا تمہارے ہینڈ اوور کرنا چاہتا ہوں تمہارے بابا مورے کی یادوں کا وہ اشیاء!! میں ملازموں کے حوالے نہیں کرنا چاہتا تمہاری مورے

کشمالہ بھابھی کا اپارٹمنٹ اس لیے یہ کیز تمہیں دینی
 تھی۔!! ڈاکٹر ضیاء فراوانی میں بول گئے تھے۔ وہ
 اپارٹمنٹ کی کیز شہریار خانزادہ کے حوالے کر گئے
 تھے جو عجیب حیرانگی سے ڈاکٹر ضیاء کو دیکھ رہا تھا۔
 برہان نے شہریار خانزادہ کے تاثرات نوٹ کیے تھے وہ
 حیرت اور ناسمجھی سے ڈاکٹر ضیاء کو دیکھ رہا تھا۔ اس
 کا فون رنگ ہونے لگا تھا۔ شہریار خانزادہ نے احد خانزادہ
 کی آواز سنی تھی وہ اسے پکار رہا تھا اپنے اور منہان کے
 ساتھ مل کر روایتی رقص کرنے کے لیے مگر شہریار
 خانزادہ تو ڈاکٹر ضیاء کی باتوں میں ہی الجھ کر رہ
 گیا تھا۔ کشمالہ خانم اس کی چھوٹی مورے تھی اس لئے
 ڈاکٹر ضیاء نے ایسے بولا تھا۔ وہ ان سے ایکسکیوز کرتا
 فون اٹھا گیا تھا جس پر نازنین خانم غصے سے پھنکار
 رہی تھی۔

شہریار تم اپنی بیوی سے آخر ایک بار ہی پوچھ لو وہ
 چاہتی کیا ہے تم نے اسے اتنی ڈھیل دی ہوئی ہے کہ وہ
 خاندان کی عورتوں کے بیچ دیدہ سے بد لحاظی کر رہی
 ہے مجھے تو حیرت ہے تم اتنے کمزور مرد ہو کہ اپنی
 بیوی کو کھلی آزادی دے رکھی ہے وہ جب دل چاہے
 کشمالہ کا نام لے کر میری دیدہ کو تکلیف دیتی ہے وہ منہ

دکھائی میں دیدہ کی خاندانی انگوٹھی پہننے سے انکار کر گئی ہے یہ بول کر کہ وہ اپنی توہین سمجھتی ہے دیدہ کی کوئی بھی چیز پہننا!! تمہاری بیوی نے ایک تماشہ بنا کر رکھ دیا ہے خاندان کے بیچ میں دیدہ کی بہت بے عزتی کی ہے تمہاری بیوی نے ان کا رو رو کر برا حال ہو گیا ہے۔ نازنین خانم کا غصے سے برا حال ہو رہا تھا وہ شہریار خانزادہ کو بھی طیش دلا گئی تھی۔

وہ فون بند کرتا غصے سے بھرا مردان خانے سے نکلا تھا۔ بہرام خانزادہ جو باہر لان میں سگریٹ پی رہا تھا اس نے شہریار خانزادہ کو غصے سے زنان خانے کی جانب بڑھتے دیکھا تھا۔ وہ سگریٹ زمین پر پھینک کر جوتے سے مسلتا تیزی سے شہریار خانزادہ کے پیچھے بڑھا تھا۔

شہریار خانزادہ زنان خانے کے لاؤنچ میں انٹر ہوتا سب کو ایک نظر دیکھ کر ایشا کی جانب بڑھا تھا۔ مشائم کہاں ہے؟ وہ مشائم کو لاؤنچ میں ناں دیکھ کر استفسار کرنے لگا۔ پلوشہ خانم اور نازنین خانم بھی لاؤنچ میں نہیں تھی۔

شہریار بھائی وہ آپ کے روم میں ہے یہاں بیٹھے بیٹھے

تھک گئی تھی تو میں اسے اوپر روم۔۔۔۔۔ایشا شہریار
خانزادہ کو غصے سے بھرے دیکھتی بول رہی تھی جب
وہ اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی آگے بڑھ گیا تھا
وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا حویلی کے سیکنڈ فلور
پر پہنچتا اپنے روم کی جانب بڑھ گیا۔ شانزے جو مریم
خانم کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی وہ بہرام خانزادہ کو زنان
کھانے میں دیکھتی اسکی جانب بڑھ گئی۔ جو اسے ہی
دیکھ رہا تھا۔

وہ ریڈ کلر کی ویلوٹ کی فراک میں ملبوس تھی۔ شہد
رنگ لمبے گھنے بال خوبصورت سے ہیئر اسٹائل میں قید
تھے۔ سر پر خوبصورتی سے دوپٹہ لیا تھا وہ بہت معصوم
بہت پیاری لگ رہی تھی۔

بہرام خانزادہ نے خانم بی اور اپنی مورے کو دیکھا ان
کے تاثرات نارمل تھے۔ شانزے کا چہرہ بھی کھلا ہوا تھا
تو پھر شہریار خانزادہ کیوں غصے سے بھرا ہوا یہاں آیا
تھا۔

کیا کوئی بات ہوئی ہے بیوی؟ وہ شانزے کے اپنے قریب

پہنچنے پر ہلکے پھلکے سے انداز میں استفسار کرنے لگا۔ نہیں تو کیوں کیا ہوا آپ ایسے کیوں بول رہے ہیں؟؟ شانزے مدھم آواز میں بولی۔ لگتا ہے لالا کو بیوی کی طرف سے کوئی وارننگ ملی ہے اس لئے سر کے بل اوپر پہنچے ہیں ہاہاہا!! وہ شہریار کے غصے سے لال ہوتے چہرے کا نومعنی مطلب نکال گیا۔

پھوپھو نظر نہیں آرہی وہ کہاں ہیں؟؟ بہرام خانزادہ نازنین خانم اور پلوشہ خانم کی غیر موجودگی نوٹس کر کے مزید بولا۔ وہ اپنے روم میں ہوں گی ابھی ہی گئی ہیں ان کی شاید طبیعت نا ساز ہو رہی تھی۔ شانزے خاندان کی لڑکیوں کی نظریں بہرام خانزادہ پر جمی دیکھ رہی تھی اسی عجیب جیلسی ہونے لگی۔

شانزے انشال آپی تھک گئی ہیں بیٹھے بیٹھے وہ بول رہی ہیں انہیں ان کے روم میں لے جائیں ہم!! ایشا انشال کا پیغام شانزے کے کان میں سرگوشی کرتی بولی۔

بہرام آپ منہاں لالا۔۔۔ اوہ لالا تو خود ہی آگئے!! شانزے جو انشال کی تھکن کا سن کر بہرام خانزادہ سے منہاں کو لیڈیز

سائڈ میں بلانے کا بولنے ہی لگی تھی جب وہ احد خانزادہ کے ساتھ زنان خانے میں داخل ہوتا دکھائی دیا۔ ایشا اور احد کی نظریں ملی تھی وہ اسے والہانہ انداز میں دیکھتا ہوا منہان کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا۔ غزالہ خانم اپنی جگہ سے اٹھتی منہان کے انشال کے ساتھ بیٹھنے پر اس کے سر سے پیسے وارنے لگی تھی۔

بہرام بیٹے آؤ ناں اندر شانزے اور تم دونوں بھی ساتھ بیٹھو ایشا بیٹا آؤ احد کے پاس بیٹھو میں اپنے بچوں کی نظر اتاروں!! خانم بی خوشی سے چور لہجے میں بولی تھی۔ وہ اپنے پوتوں اور نواسے پر سے پیسے وار کر انکی نظر اتارنے لگی تھی ان سب کی جوڑی ایک سے بڑھ کر ایک تھی۔

حسین لگ رہی ہو قاتل مسکان کے ساتھ اپنے لبوں کا نظارہ کرواتے! احد خانزادہ نامحسوس انداز میں ایشا کی طرف جھکتا اسکے کان میں سرگوشی نما آواز میں بولا تھا اس کی آنکھوں میں خماری تھی۔ ایشا کے گال دہک کر انار ہوئے تھے وہ اپنی سیاہ پلکیں جھکا گئی۔ شرماتے ہوئے بھی دل دھڑکا رہی ہو سویٹ ہارٹ!! احد خانزادہ

مزید بولا تھا ایشا کا چہرہ اس کی تعریف سن کر چاند کی طرح چمکنے لگا تھا۔

سعدیہ انصاری اپنے داماد اور بیٹی کو ایک ساتھ خوش دیکھ کر صدقے واری جا رہی تھی۔ غزالہ خانم بھی احد اور ایشا کی نظراتارنے لگی تھی۔

آج تو میرا بھی موڈ ہو رہا ہے ہماری گولڈن نائٹ ایک بار پھر سلیبریٹ کرنے کا پہلی رات والے جذبے کے ساتھ دم دار پرفارمنس سے تمہارے چودہ طبق روشن کرنے کا موڈ بن گیا ہے تم کیا کہتی ہو بیوی آج ایک مزیدار رائٹ ہو جائے تمہاری ڈیپ اینڈ ڈیڈ جان لیوہ جذبات کے ساتھ جو تمہیں اونچا رونے اور مجھے سکون سے سونے پر مجبور کر دے! یہ بہرام خانزادہ تھا جو شانزے کی فنگر میں پہنی انگوٹھی کی جانب دیکھتے بہکے بہکے سے لہجے میں بولا تھا۔

آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں کچھ شرم کر لیں ہم نیچے۔۔۔۔۔ شرم سے میرا دور دور تک کوئی تعلق نہیں!!
بیوی دیکھ کر انسان کا خون جوش ہی مارتا ہے اب میرے

ترسے ہوئے سالے کو ہی دیکھ لو سب کے سامنے ٹھہر کر پوری کر رہا ہے اپنی ویسے شریف بنتا ہے میں تو پھر بھی بدنام زمانہ ہوں میری جان خاندان کا کوئی سپوت میرے مقابلے پر نہیں اتر سکتا!! بہرام خاندان کا کوئی سپوت سے کہتا صوفے سے اٹھ گیا تھا۔ اسکی مورے مریم خانم اسے جن نگاہوں سے دیکھ رہی تھی وہ یہاں مزید بیٹھتا تو اپنا ضبط کھو دیتا اس کا دل تڑپ رہا تھا انہیں اپنے سینے سے لگانے کے لئے! اسے آج سردار ہاشم خان کے لفظوں نے اندر تک کاٹ دیا تھا۔

کہاں جا رہے ہو بیٹے؟ خانم بی اسے صوفے سے اٹھتے دیکھ کر بولی تھی۔ نازو پھوپھو اور پلوشہ پھوپھو کے پاس انہیں لے کر آتا ہوں میں منہاں سے اب صبر نہیں ہو رہا وہ کب سے میرے پیچھے پڑھا ہے کہ آپ لوگوں کو اب رخصتی کا بولوں آپ لوگوں نے اس کا بہت ٹائم ویسٹ کر دیا ہے!! بہرام خاندان نے منہاں کی ٹانگ کھینچنے سے بھی گریز نہیں کیا تھا۔ منہاں خاندان جو انشال خان کے ساتھ بیٹھا اس سے کھانا کھانے کا پوچھ رہا تھا جب بہرام خاندان کی بات سن کر دانت پیس کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔

دیکھیں کتنی محبت سے مجھے دیکھ رہا ہے تین ماہ بڑا

ہوں اس سے اپنے بھائی کے ساتھ زیادتی ہوتے نہیں دیکھ
سکتا میں بس میرے بھائی کو رخصتی دے دیں اب خانم بی
انشال کی وہ اور صبر نہیں کر سکتا!! بہرام خانزادہ منہان
کو آنکھ ونک کرتا پلوشہ خانم کے روم کی جانب بڑھ گیا
جو زنان خانے کا لاؤنچ ختم ہونے کے بعد لاسٹ والی
گیلری سے گزر کر فرسٹ فلور پر تھا۔

لگا گیا ناں تیرے بھی اس سے تو شیطان بھی پناہ مانگتا ہو
گا دریا میں آگ لگانا جانتا ہے یہ!! احد نے منہان خانزادہ
سے کہا جس کا دل چاہ رہا تھا بہرام کے منہ پر سو بار
لعنت بھیج دے جس کی باتیں سن کر خاندان کی تمام لیڈیز
اور لڑکیاں ہنستی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی۔

شہریار خانزادہ جیسے ہی روم میں انٹر ہوا اسے مشائم
ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہوئی نظر آئی وہ خود کو
آئینے میں مسکرا کر دیکھ رہی تھی وہ کافی تھک گئی
تھی اس لئے کچھ دیر کے لئے وہ اوپر روم میں آگئی تھی
کیونکہ رخصتی میں ابھی ٹائم تھا اس نے شہریار خانزادہ
کے لئے ایک تحفہ لیا تھا جیسے سب سے چھپا کر

رکھنے کے لئے وہ اس کے روم میں آئی تھی مگر یہ کیا اس کے روم میں داخل ہوتے ہی کوئی پیچھے سے آگیا تھا اس نے جیسے ہی دروازے کی جانب دیکھا شہریار خاندادہ کو سرخ چہرے کے ساتھ روم میں انٹر ہوتے دیکھ کر اپنی نظریں پھیر لی وہ اسے اگنور کر کے گیا تھا ناراضگی دکھانا تو بنتی تھی وہ ڈریسنگ ٹیبل کی دراز میں باکس رکھ کر ناراضگی دکھاتی ہوئی شہریار خاندادہ کو کراس کر کے روم سے جانے لگی جب وہ اُسے زور سے بازو سے پکڑ کر خود سے لگا گیا۔

آہہ۔۔۔سس۔۔۔شہریار میرا ہاتھ۔۔۔کیا چاہتی ہو تم پیار ایک
سائڈ پر کر کے عاشق کی جگہ شوہر بن جاؤں؟ تمہاری
بلاوجہ بدتمیزیوں کی شکایات سن کر چیخوں چلاؤں ایک
ٹیبیکل پٹھان کی طرح ایکٹ کروں!! وہ اسے اپنے مزید
قریب کرتا ہوا غصے سے بھرے رعب دار لہجے میں
ڈانٹتے والے انداز میں بولا۔

[illegible]

بالکل خاموش ہو جاؤ مشائم!! زیادہ کیوٹ بن کر ناں دکھاؤ
 غصے میں ہوں ابھی مجھے یقین نہیں ہوتا تم سے پاگل
 پنے کی حد تک محبت کرتا ہوں مگر تم مجھ سے جڑے
 کسی رشتے کی عزت نہیں کرتی کیوں بدتمیزی کی ہے تم
 نے مورے۔۔۔۔۔اوہ تو آپ کو میرے خلاف بھڑکا کر یہاں
 بھیجا گیا ہے اس لئے اپنی دلہن کو پیار کرنے کی جگہ
 ڈانٹ رہے ہیں۔ آپ بھی اپنے بابا کی طرح ایک کمزور
 مرد ہیں آپ کو میں۔۔۔۔۔مشائم مجھے غصہ مت دلاؤ
 بکواس کر کے تم بابا مورے کو برا بولتی رہو گی اور
 میں چپ کر کے سنتا۔۔۔۔۔تو نہیں سننے چھوڑ دیں مجھے
 طلاق کیوں نہیں دے دیتے جائیں اپنی دوغلی ناگن صفت
 مورے کے پاس جو آپ کی مورے ہیں ہی نہیں وہ ایک
 شیطان عورت ہے جو۔۔۔۔۔مشائم!!!! بکواس بند کرو ورنا
 میرا ہاتھ تم پر اٹھ جائے گا!! شہریار خانزادہ نے مشائم کو
 گردن سے دبوچ کر دیوار پر لگا دیا تھا وہ طلاق کا لفظ
 مشائم کے منہ سے سن کر اس کے باقی کے لفظوں پر
 غور ہی نہیں کر سکا تھا۔

شہریار خانزادہ کا ہوا میں معلق ہاتھ دیکھ کر مشائم کی
 ہیزل آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو چمکے تھے۔ وہ اپنا
 نچلا لب بچوں کی طرح مروڑتی ہوئی ڈر کر شہریار

خانزادہ کو دیکھ رہی تھی۔ وہ فوراً ہی مشائم سے پیچھے ہٹ گیا تھا کیوں ہٹ گئے پیچھے تھپڑ مارنے والے تھے ناں آپ مجھے اچھا ہوتا مار ہی دیتے مگر جو سچ ہے وہ بدلے گا نہیں اور اب مجھ سے بات بھی کرنے کی کوشش بھی مت کیجئے گا جائیں اپنی مورے کے پاس!! مشائم غصے سے بھڑکتی شہریار خانزادہ کے کمرے سے جانے لگی جب وہ پہلے سے بھی زیادہ سختی سے اس کی کلائی پکڑ گیا۔

اس کمرے سے ایک قدم بھی باہر نکالا ناں تم نے مشائم شہریار خانزادہ تو یاد رکھنا اگلے دس دن اپنے قدموں پر چلنے کے لائق نہیں رہو گی۔ جو منہ میں آتا ہے الٹا سیدھا بغیر سوچے سمجھے بول دیتی ہو گھونگھٹ ڈال کر بیڈ پر بیٹھی ہوئی نظر آؤ مجھے تمہیں آکر بتا ہوں میں جب بیوی طلاق مانگتی ہے تو شوہر اسے دیتا کیا چیز ہے آج نہیں بچنا تم نے!! شہریار خانزادہ اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر فوراً ہی پگھل گیا تھا اس کا سارا غصہ جھاگ کی مانند بیٹھا تھا۔ اس نے مشائم کو تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھایا تھا وہ دیوار پر پنچ مارنے والا مگر مشائم کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اس کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا تھا اور وہ معصوم جان سمجھی کہ شہریار اسے تھپڑ مارنے والا ہے۔

کوئی نہیں بیٹھنا مجھے آپ کے لئے بیڈ پر بلکہ بات ہی
مت کریں مجھ سے آپ اور رات بھول جانا اس روم میں
آپ کو انٹری بھی ملے گی!! روم میں نہیں تمہاری لیگز
کے بیچ میں تو انٹری مار ہی لوں گا میں ابھی شرافت سے
جا کر ادھر بیٹھ جاؤ آتا ہوں میں کچھ دیر میں واپس
تمہاری منہ دکھائی مورے سے لے کر!! شہریار خانزادہ
اس کے گالوں کو اسکوئیز کر کے اسکے ماتھے کو
چومتا روم سے نکل گیا تھا۔ وہ اس کو آج سہی معنوں میں
اپنا غصہ دکھا کر ڈانٹنے والا تھا مگر مشائم اپنا نچلا لب
مروڑ کر اسکا غصہ غائب کر چکی تھی۔

آکر دکھائیں مجھے روم میں یہ کوئی پیار نہیں کرنا میں
نے ان سے تعریف بھی نہیں کی بس ڈانٹتے آئے تھے
مجھے ہونہ! مشائم دروازے کو لاک کر کے پاؤں پٹختی
ہوئی منہ سو جا کر بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی تھی اس کا موڈ
بے حد آف ہو گیا تھا۔

شہریار خانزادہ اپنے روم سے نکل کر پلوشہ خانم

کے کمرے کی جانب بڑھنے لگا۔ وہ جیسے ہی حویلی کے فرسٹ فلور پر پہنچا زنان خانے کے لاؤنچ میں ایک نظر منہان احد اور بہرام خانزادہ کو دیکھتا جن کی خانم بی نظر اتار رہی تھی وہ بھی ان سب کو خوشی سے دیکھ کر دل میں ماشاء اللہ بولنے لگا ابھی وہ روم کی طرف جاتا جب اس نے بہرام خانزادہ کو صوفے سے اٹھتے دیکھا وہ اپنی شرارت سے منہان خانزادہ کا سب کے بیچ میں ریمانڈ لگا رہا تھا رخصتی کی بات کر کے شہریار خانزادہ اس کو منہان کی ٹانگ کھینچتے دیکھتا کھلکھلا کر ہنسنے لگا وہ خوش تھا کہ وہ سب اب ساتھ رہیں گے ماضی کی ہر تلخی بھول کر وہ پلوشہ خانم کو انشال کو رخصت کرنے کے لئے ان کے روم میں بلانے جا رہا تھا وہ پلوشہ خانم کے روم کی گیلری کی جانب کھلنے والی کھڑکی سے گزرتا ہوا آگے بڑھتا جب ان کے لبوں سے نکلنے والے لفظوں نے شہریار خانزادہ کے قدم زنجیر کر دیئے اسے یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ زمین کے اندر دھنسنے والا ہے۔ وہ بولتی جا رہی تھی اور باہر کھڑا شہریار خانزادہ اپنی مورے کے لفظوں سے زمین میں گڑھتا جا رہا تھا۔ اس کے پیچھے پیچھے ہی بہرام خانزادہ پلوشہ خانم کے روم کے قریب پہنچا تھا اس سے پہلے وہ شہریار خانزادہ سے باہر جم کر کھڑے ہونے کی وجہ پوچھتا جب اس کی

سماعتوں میں بھی پلوشہ خانم کی آواز نے پگھلا ہوا سیسہ اونڈیل دیا وہ بھی شہریار خانزادہ کے پیچھے چند قدموں کے فاصلے سے کھڑا وہ انکشاف سن رہا تھا جس نے اس کے پاؤں تلے زمین کھینچ لی تھی۔ اس نے شہریار خانزادہ جیسے مضبوط جسامت والے مرد کے قدم بری طرح لڑکھڑاتے دیکھے اگر وہ اسے شانوں سے تھام کر سہارا نہیں دیتا تو شہریار خانزادہ اپنے پورے قد سمیت زمین بوس ہو جاتا۔۔۔

شہریار میرا بیٹا نہیں وہ کشمالہ اور شہسوار کا بیٹا ہے شہریار نے میری نہیں بلکہ کشمالہ خان کی کوکھ سے جنم لیا ہے۔ شہریار کو جنم دینے والی میں نہیں بلکہ کشمالہ تھی اس نے اٹھارہ سال کی عمر میں شہریار کو جنم دیا تھا شہسوار کی پہلی بیوی میں نہیں بلکہ کشمالہ خان تھی۔

وہ شہسوار کا پاگل پن ان کا جنون ان کی دیوانگی تھی وہ اٹھائیس سالہ مرد ہو کر اپنے سے دس سال چھوٹی کشمالہ کے عشق میں اتنے دیوانے تھے کہ میرے منگیترا ہونے کے باوجود مجھے اپنی بیوی بنانے سے پہلے انہوں نے کشمالہ کو اپنی بیوی بنا لیا تھا اس سے اپنی راتیں رنگین

کرتے رہے اس کو اپنے وارث کی ماں کا مقام دیا اس عورت کے عشق میں وہ اتنے اندھے تھے کہ مجھے ایک رات بھی وہ حق نہیں دیا جو ایک بیوی اپنے شوہر سے چاہتی ہے میں نے ازدواجی تعلق کے لئے شہسوار کے آگے بھیک مانگی تھی ان کے قدموں میں بیٹھ گئی تھی مگر وہ۔۔۔ وہ مرد وہ تو کشمالہ کے عشق میں پاگل پنے کی وہ حد چھو گیا تھا کہ اس نے مجھے ہاتھ تو کیا انگلی تک نہیں لگائی اس نے مجھے میرے بیوی ہونے کا حق نہیں دیا وہ صرف کشمالہ کا تھا شہسوار خان صرف اس بھوری آنکھوں والی کشمالہ خان کا تھا۔

وہ اٹھائیس سالہ شہسوار کو اپنا مرید بنا چکی تھی وہ کوئی جادو گر نی تھی جس کے پیچھے شہسوار خان جنون کی حد تک پاگل تھا وہ اس کا نام سن کر ہی اپنے حواس کھو دیتا تھا اس کی محبت دیوانگی عشق جنون کا پتہ اس بات سے لگا لو کہ وہ کشمالہ کی زندگی میں تو کیا اس کے مرنے کے بعد بھی میرے قریب نہیں آیا وہ مرد جنون کی حدوں کو پار کر چکا تھا کشمالہ کے لئے۔۔۔ میں شہسوار کو سامنے ہو کر بھی نظر نہیں آتی تھی وہ کشمالہ کو پا کر دنیا کی ہر عورت کے لئے نابینا ہو گیا تھا وہ مرد کشمالہ کا تھا اور اسی کا ہو کر رہ گیا نازنین اسی بھوری

آنکھوں والی کا ہو گیا اس کے بچے دیکھے ہیں تم نے
 شہریار کو دیکھا ہے اس نے ہر نقش اپنے باپ شہسوار کا
 چرایا ہے مگر اسکی آنکھیں وہ بھوری آنکھیں اس کی ماں
 کے جیسی ہیں اس جادو گر نی جیسی اور انشال---انشال تو
 کشمالہ کا عکس ہے وہ مجھے کشمالہ لگتی ہے میں
 اسے دیکھتی ہوں تو مجھے لگتا ہے کہ جیسے کشمالہ
 مری نہیں زندہ ہے وہ عورت جس کے لئے خاندان کا سب
 سے بڑا بیٹا جنونی عاشق تھا دیوانگی سے عشق کرتا تھا
 جو ہر روایت توڑ کر اس کو اپنے نام کر چکا تھا اور تم
 جانتی ہو نازنین سالار وہ شہسوار سے اتنی اندھی محبت
 کرتا تھا کہ اس نے شہسوار کو کبھی کسی کے آگے برا
 نہیں بننے دیا وہ جانتا تھا شہسوار اور کشمالہ کے نکاح
 کے متعلق وہ جانتا تھا شہریار کشمالہ اور شہسوار کا بیٹا
 ہے مگر اس نے کشمالہ کو یہ جھوٹ بول کر ٹھکرا دیا کہ
 وہ کسی لڑکی کے عشق میں گرفتار ہے اور کشمالہ سے
 کبھی شادی نہیں کرے گا جبکہ سالار کی زندگی میں کوئی
 لڑکی تھی ہی نہیں اس نے شہسوار کو بچانے کے لئے
 سب کے سامنے عظیم بنانے کے لئے ان دونوں کے
 رشتے میں آسانی پیدا کرنے کے لئے سارا الزام خود پر
 لے لیا اور حویلی سے نکال دیئے جانے کے باوجود
 خاندان کا نام چھن جانے کے باوجود کبھی اپنا منہ نہیں

کھولا شہسوار کو سب کی نظروں میں سرخروح رکھنے کے لئے اس نے اپنی قربانی دے دی اور شہسوار یہ بات مرتے دم تک نہیں جانتے تھے کہ انکے لاڈلے چھوٹے بھائی نے انہیں بچانے کے لئے خود کو قربان کر دیا ہے۔

وہ لڑکی مشائم وہ سب کچھ جانتی ہے سارا سچ جانتی ہے ہر حقیقت سے واقف ہے میری ساری سچائی وہ جانتی ہے میں نے کیا کچھ کیا میرا ہر راز اس لڑکی کے پاس ہے اور اس نے مجھے دھمکایا ہے کہ میں نے اگر شہریار کو سب سچ نہیں بتایا تو وہ ہاشم لالا کو سب بتا دے گی کیونکہ مریم کو برباد کرنے میں بھی میرا ہاتھ تھا اور وہ ڈاکٹر زویا۔ وہ تو کشمالہ کی سہیلی تھی وہ اس کی زندگی کا ہر پہلو جانتی ہے وہ سب کچھ بتا دے گی سب کو تم انشال کے ساتھ کچھ مت کرنا ورنہ ہم دونوں برباد ہو جائیں گے ہاشم لالا نے جس طرح بے قصور مریم کو دھکے دے کر نکالا تھا وہ ہم دونوں کو بھی نکال دیں گے مریم کی کوکھ میں بہرام تھا وہ شادی کے تین سال بعد ماں بننے والی تھی مگر ہاشم لالہ کو اس پر رحم نہیں آیا تھا انہوں نے اسے طلاق کی دھمکی دے کر حاملہ حالت میں نکال دیا تھا اپنی زندگی سے وہ اس سے بہرام کو بھی پیدائش کے بعد چھین کر سزا دے گئے تھے بہرام کے حلق سے

اسکی ماں کے چند قطرے دودھ کے بھی اترنے نہیں دیئے
 تھے سوچو وہ ہم دونوں کے ساتھ کیا کریں گے اور
 شہریار وہ۔۔۔وہ تو۔۔۔۔۔دیدہ بس کر دیں خاموش ہو جائیں
 اگر یہ سب کسی نے غلطی سے بھی سن لیا تو ایک قیامت
 آجائے گی خود کو سنبھالیں آپ کو اٹیک آرہا ہے یہ سب
 باتیں آپ نے میرے سامنے تو کر دی ہیں مگر اس وقت
 آپ کے ساتھ میری جگہ کوئی اور ہوتا تو پھر کیا ہوتا آپ
 نے سوچا ہے ہوش کے ناخوں لیں جو ہو گیا وہ بھول
 جائیں آپ اس۔۔۔۔۔نازنین شہسوار کا کمرہ کھلوا کر ہر چیز
 صاف کروا دو شہریار اس کمرے میں چلا گیا اسے سب
 پتہ چل جائے گا وہ سب جان جائے گا شہسوار کا کمرہ لالا
 نے بند کروایا ہوا ہے تم ان سے چابی لے کر وہ کمرہ اس
 میں موجود ہر ثبوت مٹا دو ورنہ۔۔۔۔۔کچھ نہیں ہو گا دیدہ
 کچھ نہیں ہو گا سب کچھ میں اپنی نگرانی میں کرواؤں گی
 میں سب کچھ صاف کر دوں گی آج رات ہی سب صاف
 کروا دوں گی کشمالہ کا سچ کبھی سامنے نہیں آسکے گا
 شہریار کو کبھی کچھ پتہ نہیں چل سکے گا ہاشم لالا کبھی
 سچ نہیں جان سکیں گے منہاں احد بہرام میں کسی کو کچھ
 بھی پتہ نہیں لگنے دوں گی۔۔۔

کشمالہ نے آپ کا نصیب کھایا تھا اس کا بیٹا کبھی اس کی

سچائی نہیں جان سکے گا وہ کبھی آپ سے دور نہیں ہو گا
 آپ سو جائیں ابھی میں شہسوار لالہ کے کمرے سے سب
 مٹا دوں گی پریشان مت ہوں باہر نہیں آنا آپ اس وقت آپکی
 حالت ٹھیک نہیں اٹیک زیادہ دماغ پر حاوی ہو گیا تو آپ
 سب کچھ اگل دیں گی اور آپ کا بدلہ کشمالہ سے کبھی
 پورا نہیں ہو سکے گا اس کا بیٹا یہ کبھی نہیں جان سکے
 گا کہ کشمالہ اس کی ماں ہے اس نے شہریار کو جنم دیا
 ہے میں اسے جھوٹ بول چکی ہوں کہ مشائم نے آپ کے
 ساتھ بدتمیزی کی ہے آج رات وہ اس لڑکی کو تو ٹھیک
 کر دے گا اور رہا سوال انشال کا تو ماں کا کیا بیٹی سے ہی
 نکلاتے ہیں لوگ کشمالہ کی بیٹی اس کی ہم شبہی کبھی
 نہیں بس سکے گی یہ میرا آپ سے وعدہ ہے جیسے اسکی
 ماں کو اوپر پہنچایا ہے میں انشال کا بھی پورا بندوبست
 کر دوں گی جس عورت نے میری بہن کی جگہ لی اس کی
 بیٹی بھی نہیں بسنے دوں گی یہ میرا آپ سے وعدہ ہے
 منہان خود انشال کو طلاق دے گا اور کشمالہ کی بیٹی اجر
 جائے گی۔ وہ دونوں سفاک بہنیں نہیں بلکہ ناگینیں تھی جو
 بہت سی زندگیاں ڈس چکی تھی۔۔۔

شہریار خاندانہ کو اپنی سماعتوں پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا
 پگھلا ہوا سیسہ تھا جو اس کی روح میں اندر تک اتار دیا

گیا تھا اسے یوں محسوس ہو رہا تھا وہ نمک کا مجسمہ بن گیا ہے اور بغیر چھوئے زمین بوس ہو جائے گا پلوشہ خانم۔۔۔۔۔ وہ عورت اخیر تھی کون

مظلوم۔۔۔۔۔ ظالم۔۔۔۔۔ سفاک۔۔۔۔۔ بے رحم۔۔۔۔۔ دھوکے باز۔۔۔!! آخر کتنے ہی سارے نام تھے جو پلوشہ خانم کے نام کے ساتھ جوڑے جا سکتے تھے۔ ہاں ایک لفظ جس کی وہ کبھی اب حقدار نہیں ہو سکتی تھی وہ تھا لفظ مورے۔۔۔۔۔ وہ حاسد عورت جس نے ایک ماں کی گود اوجاڑی تھی وہ اب مورے نہیں کہلا سکتی تھی! شہریار خانزادہ کو اپنی بتیس سالہ زندگی آج بے کار لگنے لگی تھی وہ اپنی زندگی کا اتنا بھیانک راز بتیس سالوں میں جان نہیں سکا تھا کہ کشمالہ خان اس کی مورے تھی اسکی سگی ماں!! اس کو جنم دینے والی اپنے وجود میں پال کر پیدا کرنے والی پلوشہ خانم نہیں بلکہ کشمالہ خان تھی وہ کشمالہ خان کا بیٹا ہے شہریار خانزادہ کشمالہ کے وجود کا حصہ ہے! اس نے جس عورت کے وجود میں رہ کر اس کی ہڈیوں کا رس نچوڑ کر پرورش پائی تھی وہ کشمالہ خان تھی وہ کشمالہ خان جسے چار سال کی عمر میں اس نے پہلی اور آخری بار دیکھا تھا جب وہ چار سال کی عمر میں کشمالہ خان کو اسی حویلی کے لاؤنچ میں تنہا بیٹھ کر روتے دیکھتا اپنی دوست بنا گیا تھا۔

وہ اسے خانم کہہ کر پکارتا تھا پلوشہ خانم نے اس کے دل میں کشمالہ کے لئے اتنا زہر گھولا تھا اپنی قسموں میں ایسے جکڑا تھا کہ وہ اس عورت کو بے حد برا سمجھنے لگا تھا اپنی مورے پلوشہ خانم کی زندگی کے برباد ہو جانے کی وجہ وہ صرف کشمالہ خان کو سمجھتا تھا مگر کشمالہ کو برباد کرنے والی پلوشہ خان تھی وہ عورت ہی اس کی مورے تھی جس کے خلاف اسے کیا گیا تھا اس کی سگی مورے اپنے بطن میں پال کر اس دنیا میں لانے والی وہی شفاف معصوم آنکھوں والی کشمالہ خان تھی جو ظلم و ستم کی تصویر تھی۔

انشال---!!!شہریار خانزادہ کو اپنے دل میں اب شدید تکلیف اٹھتی ہوئی محسوس ہوئی تھی انشال خان اس کی بہن تھی وہ بھی اسکی مورے کے وجود کا حصہ تھی وہ دونوں ایک ہی عورت کے وجود میں پرورش پا کر اس دنیا میں آئے تھے۔

انشال میری گڑیا!! شہریار خانزادہ کرب ناک انداز میں بولا تھا۔ وہ اسکی مورے اس کی خانم کشمالہ خان کی طرح ہی تو دکھتی تھی ناں مگر وہ کیسے دکھتی

تھی؟ شہریار خانزادہ کو اپنی بہن انشال خان کا چہرہ دماغ میں زور دے کر بھی یاد نہیں آ رہا تھا وہ اسکا چہرہ ہی بھول گیا تھا اسے اتنا شدید صدمہ لگا تھا کہ وہ انشال کا چہرہ اس کے تمام نقوش بھول گیا۔ انشال کے نقوش کشمالہ خان کی عکاسی کرتے تھے وہ چار سال کا تھا جب کشمالہ خان کو دیکھا تھا جب اپنی ماں کا پہلا لمس اسے ملا تھا وہ کسی پاگل دیوانی کی طرح اسے چوم رہی تھی تو کیا وہ جانتی تھی شہریار ان کا بیٹا ہے نہیں۔!! اسے آج بھی یاد تھا وہ پلوشہ خانم کی منت کر کے بول رہی تھی کہ وہ شہریار کو صرف پیار کر رہی تھی وہ ان کے بھی بیٹے کی طرح ہے۔۔۔ مطلب اس عورت کی گودا جاڑ کر اسے یہ بھی نہیں بتایا گیا تھا کہ شہریار ہی اس کا بیٹا ہے وہ بھی نہیں جانتی تھی اس کی کوکھ سے جنم لینے والا بچہ چھینا گیا تھا وہ کتنی مظلوم تھی کہ اپنے ہی بچے کو پیار کرنے کے لئے پلوشہ خانم کی مینتیں کرتی رہی تھی مگر وہ عورت شہریار کو گھسیٹ کر اس کی ماں کے لمس سے دور لے گئی تھی وہ دن وہ لمحے پہلی اور آخری بار شہریار خانزادہ کو نصیب ہوئے تھے اس نے پھر کبھی اس عورت کو دیکھا نہیں تھا یہاں تک کہ وہ اب مٹی تلے سو رہی تھی سکون کی نیند کیا وہ سکون میں تھی؟؟؟ انشال بتاتی تھی اس کی مورے بابا سے خفا ہو کر

اس دنیا سے چلی گئی تو کیا وہ اپنی گود اجاڑنے والوں
کے بارے میں جان گئی تھی اپنے بیٹے کو پانے کے لئے
تڑپتی مر گئی تھی انشال بتاتی تھی اس کی مورے کو برین
ہیمبرج ہوا تھا ان کی چند منٹوں کے لئے ہوش میں آجانے
کے بعد بابا سے ملاقات ہوئی اور پھر وہ ابدی نیند ہو گئی۔

میری مورے۔۔۔!!! انشال وہ صرف تمہاری ہی نہیں میری
بھی مورے تھی مگر میں ان کو یاد نہیں کر سک رہا وہ
کیسے دکھتی تھی تم کیسے دکھتی ہو مجھے نا تم یاد ہو
ناں مورے میں بینائی کھو رہا ہوں اپنی میری مورے
کیسے دکھتی تھی؟؟ شہریار خانزادہ کا وجود بکھرنے لگا
تھا اس کے دماغ میں اس ظالم سفاک عورت کے لفظ
گونجے اسے یاد آیا تو بس اتنا کہ اس ظالم عورت نے کہا
تھا اس نے کشمالہ سے صرف اس کی بھوری آنکھوں کا
رنگ چرایا ہے کشمالہ کے دونوں بچوں کی آنکھیں اس
کی عکاسی کرتی ہیں۔۔

شہریار خانزادہ کے قدم اتنی بری طرح سے لرزے تھے
کہ وہ لڑکھڑا کر پیچھے کی جانب گرنے لگا تھا نمک کا
مجسمہ ٹوٹ کر بکھرنے والا تھا مگر وہ بکھرا نہیں تھا
وہ ٹوٹا نہیں ہے وہ زمین بوس نہیں ہوا تھا اسے کسی نے
شانوں سے بہت مضبوطی کے ساتھ تھام لیا تھا اس ہاتھوں

کی گرفت میں اتنی مضبوطی اتنی طاقت تھی کہ شہریار جیسا لمبا چوڑا بھاری جسامت والا مرد زمین بوس نہیں ہو سکا تھا اس نے خود کو سہارا دینے والی ہستی کی طرف دیکھا تھا وہ اور کوئی نہیں بلکہ بہرام خاندان تھا جس نے اسے سنبھال لیا تھا بالکل اسی طرح جیسے بچپن میں وہ بہرام کو گرنے سے بچاتا تھا کہ اسے کہی کوئی چھوٹ ناں لگ جائے وہ اس کی پھوپھو کا بیٹا تھا اس کے لئے سگے بھائی سے بھی بڑھ کر!! آج شہریار خاندان کے رعب دار نقوش کسی رنگ کو چھپانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے اس کا چہرہ درد کی تفسیر لگ رہا تھا وہ جسم سے جان نکلنے جیسی تکلیف محسوس کر رہا تھا نیلاہٹ نمایا ہونے لگی تھی جیسے جسم کی ایک ایک رگ میں زہر گھول دیا گیا ہو اسکا چہرہ تکلیف سے نیلا ہو رہا تھا۔

وہی دوسری طرف بہرام خاندان تھا اسکا پورا منہ اتنا سرخ ہو گیا تھا کہ جیسے جھلستا ہوا انگارہ ہو بھڑکتا ہوا آتش فشاں جو بس پھٹنے والا ہو اس کی سیاہ آنکھوں میں دوڑتے سرخ ڈورے طوفان آنے کی گواہی دے رہے ہوں۔

لالہ۔۔۔بہرام۔۔۔آپ دونوں یہاں کیا کر رہے ہیں نیچے آجائیں

انشال آپی کی رخصتی کا وقت ہو گیا ہے خانم بی آپ
دونوں کو نیچے بلا رہی ہیں! یہ شانزے خان تھی جو
فرسٹ فلور کے زینے پر پہنچ کر بہرام اور شہریار
خانزادہ کو دیکھ ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے
دیکھ کر بولی وہ انہیں نیچے بلانے ہی آئی تھی۔ وہ ان
دونوں سے کافی دور تھی اس لئے ان کے چہرے نہیں
دیکھ پائی اس کا سارا فوکس لاؤنچ کی طرف تھا۔

تم جاؤ نیچے شانزے لالا آرہے ہیں انشال کو رخصت
کرنے! بہرام خانزادہ پیچھے مڑے بغیر ہی اتنی بلند آواز
میں بولا تھا کہ کمرے میں بیٹھی پلوشہ خانم کے ساتھ
ساتھ نازنین خانم نے بھی چونک کر روم کی کھلی ہوئی
کھڑکی کی جانب دیکھا جہاں سے انہیں بہرام خانزادہ کی
پشت نظر آئی ان دونوں کے چہرے سفید پڑھ گئے مگر
پھر نازنین خانم نے پلوشہ خان کو آرام کرنے کا کہا اور وہ
ان کے روم کی لائٹس آف کر کے دروازے کی جانب
بڑھتی باہر نکل گئی۔ انہوں نے شہریار خانزادہ کو زینے
سے اترتے دیکھا جبکہ بہرام خانزادہ بھی تیز تیز قدم اٹھا
کر اس کے پیچھے جانے لگا۔

اگر میری اور دیدہ کی کوئی بات سنی ہوتی تو بہرام نے
کہرام مچا دینا تھا وہ یہاں سے گزر رہا ہو گا شاید!! نازنین

خانم نے مطمئن سانس لی اور خود نیچے لاؤنچ کی جانب
بڑھ گئی۔۔

انشال خان شہریار خاندان کے سینے سے لگی پھوٹ
پھوٹ کر رہی تھی شہریار خاندان اسے اپنے سینے سے
لگائے پچھلے دس منٹ سے اسے اپنے سینے سے لگائے
خود کو ناکام ترین بھائی ہونے کا خطاب دے گیا تھا وہ
اچھا بھائی نہیں تھا وہ تو شاید بیٹا بھی اچھا نہیں تھا انشال
خان تڑپتی تھی اس کے ساتھ رہنے کے لئے مگر پلوشہ
خانم انہیں گوارا نہیں ہوتا تھا کہ انشال شہریار کے قریب
بھی بھٹکے !! وہ بہت مشکل سے اپنی آنکھوں کو بند
سے قابو میں کیے ہوئے تھا ورنہ اس کا دل چاہ رہا تھا
چیخ چیخ کر روئے !! اس نے انشال کو خود سے جدا نہیں
کیا تھا ناں وہ کرنا چاہتا تھا آج وہ بھی اس کے ساتھ لگ
کر رونا چاہتا تھا۔

انشال بس کرو بیٹی اتنا رو رہی ہو میری جان !! غزالہ
خانم نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا شہریار انہیں گم سم
لگا تھا۔ لالا کیوں رولا رہے ہیں آپ میری بیوی کو بس
کریں ناں انہیں تو رونے کا بہانہ چاہیے ہوتا ہے۔!! منہان

خانزادہ بھی اب بولے بغیر نہیں رہ سکا وہ انشال کو اس سے زیادہ روتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

شہریار خانزادہ نے منہان خانزادہ کی جانب دیکھا اور اُسے نازنین خانم کی کروی باتیں یاد آئی ”کشمالہ کی بیٹی کو میں کبھی نہیں بسنے دوں گی جس عورت نے میری دیدہ کا نصیب کھایا اس کی بیٹی کو میں کبھی نہیں بسنے دوں گی آخر ماں کا کیا لوگ اس کی بیٹی سے ہی تو نکالتے ہیں۔۔۔“ شہریار خانزادہ نے اب منہان خانزادہ کے ساتھ کھڑی نازنین خانم کو دیکھا اور وہ انشال کو خود سے جدا کرتا اس کا ہاتھ پکڑ کر منہان خانزادہ کی جانب بڑھ گیا۔

منہان اگر کبھی جو تمہارا دل میری بہن سے بھر گیا تو اسے تکلیف مت دینا میرے پاس چھوڑ جانا میں کبھی اچھا بھائی نہیں بن سکا اپنی بہن کو وہ سہارا نہیں دے سکا جو اس کا مجھ پر حق بنتا تھا کبھی جو تمہیں لگے کہ میری بہن تمہاری زندگی میں رہنے کے قابل نہیں رہی تو اسے کوئی بڑی تکلیف دینے سے پہلے میرے پاس چھوڑ جانا۔۔۔ شہریار خانزادہ انشال کا ہاتھ منہان خانزادہ کے ہاتھ میں تھماتا ایک لمحے کی بھی دیری کیے بنا لاؤنچ سے

نکل گیا تھا۔ وہ کیا کہہ کر گیا تھا شاید اسے خود بھی نہیں پتہ چلا تھا مگر منہاں انشال کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دیکھتا رہ گیا۔

کیا کبھی اس کا دل بھی انشال سے بھر سکتا تھا وہ لڑکی سے جسے پانے کے لئے اس نے آگ کا دریا عبور کیا تھا کیا وہ کبھی اپنی زندگی انشال کے بغیر تصور کر سکتا تھا وہ مر کر بھی اسکا ہاتھ نہیں چھوڑ سکتا تھا اور شہریار خاندان اس کا دل بھر جانے کی بات کر رہا تھا وہ دل جو خون کی گردش بھی انشال کے نام سے ممکن بناتا تھا۔ احد خاندان کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا منہاں کا انشال سے دیوانگی بھرا عشق کون نہیں جانتا تھا پھر شہریار خاندان اسے کیوں اس طرح بول کر گیا تھا بہرام خاندان کا چہرہ بھی طیش کی عکاسی کر رہا تھا اس کے ماتھے کی پھڑکتی رگ احد خاندان کو کسی انہونی کا خدشہ بتا رہی تھی وہ بھی شہریار خاندان کے پیچھے ہی لاؤنچ سے نکل گیا تھا شانزے بھی اس کا لال انگارہ چہرہ اور غصہ بھانپ گئی اسکی ٹانگیں کانپنے لگی تھی۔

انشال کو غزالہ خانم ڈاکٹر زویا اور شانزے نے رخصتی

کا فرض نبھاتے منہان خانزادہ کے کمرے کی جانب لے
گئی تھی۔ شہریار خانزادہ کی باتیں منہان کے دل پر جا کر
پیوست ہوئی تھی۔

لالا کہاں جا رہے ہیں آپ؟ بہرام خانزادہ شہریار کو
ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے دیکھتا اسے روکنے کی کوشش
کرتے بولا۔ میں تنہائی چاہتا ہوں کچھ دیر کے لئے بہرام
راستے مت روکو میرا ہٹو!! وہ ٹوٹے لہجے میں بولا تھا۔
لالہ آج آپکی شادی والی رات ہے شبِ عروسی میں بیوی
کو اس کے حقوق دیئے جاتے ہیں آپ گڑیا کو چھوڑ کر
کہاں جا۔۔۔۔۔ میں اپنی مورے سے ملنے جا رہا ہوں ہٹ جاؤ
بہرام ورنہ میں کیا کر جاؤں گا مجھے خود نہیں پتہ!!
بہرام خانزادہ جو اسے تنہا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا وہ اسے
زندگی کا اہم پہلو یاد کروا کر حویلی میں ہی روکنا چاہتا
تھا مگر شہریار خانزادہ اپنے ضبط سے بھیگتے لہجے
میں اسکی بات کاٹ گیا۔

بہرام خانزادہ اس کے راستے سے ہٹ گیا وہ جانتا تھا
بکھرا ہوا انسان تنہائی میں خود کو سمیٹتا ہے اسے ضد

کر کے روکا نہیں جا سکتا وہ اپنی مورے اس سخت
سردی کے موسم میں کہاں ملنے جا رہا تھا بہرام کا دل
بھی تکلیف محسوس کرنے لگا۔ اس کی مورے تو زندہ
تھی ناں جو اس کی پھوپھو کی سازش کا بھینٹ چڑھ گئی
پورا سچ کیا تھا وہ نہیں جانتا تھا مگر وہ سب کچھ تباہ کرنا
چاہتا تھا ہر ایک ناانصافی کا حساب لینا چاہتا تھا وہ بہرام
خانزادہ تھا سنگ دلی کی اعلیٰ مثال!!! شہریار خانزادہ ہوا
کی تیزی سے گاڑی کار پورچ سے نکال کر لے گیا تھا
بہرام خانزادہ اسے جاتے دیکھ کر حویلی کے لاؤنچ کی
جانب بڑھ گیا تقریب ختم ہو گئی تھی سب مہمان جا چکے
تھے احد خانزادہ لاؤنچ میں ہی صوفے پر بیٹھا ہوا تھا
جبکہ نازنین خانم ملازموں کو کچھ ہدایت دے رہی تھی۔
خانم بی مریم خانم کے ساتھ پریشان سی بیٹھی تھی۔

بہرام شہریار کہاں گیا ہے مشائم بیٹی اس کا انتظار کر
رہی ہو گی اسے کیا ہوا ہے طبیعت ٹھیک ہے میرے بچے
کی؟؟ خانم بی لاؤنچ میں داخل ہوتے بہرام خانزادہ کی
جانب دیکھ کر بولی تھی کیونکہ انہوں نے اسے شہریار
کے پیچھے جاتے دیکھا تھا۔

اتنی زبان دراز لڑکی ہے وہ کہ شہریار اس کے پاس
 جانے کی بجائے حویلی سے ہی چلا گیا ہے آپ کو نہیں
 پتہ خانم بی اس بدزبان لڑکی نے دیدہ سے منہ دکھائی
 لینے سے انکار کر دیا تھا یہ کہہ کر کے وہ اپنی توہین
 سمجھتی ہے ان سے کچھ بھی لینا مجھے تو لگتا ہے
 شہریار اسی وجہ سے۔۔۔۔۔ کہاں جا رہی ہو تم سب؟ بہرام
 خاندادہ کے بولنے سے پہلے ہی نازنین خانم بولی تھی وہ
 ملازماؤں کو جانے کا اشارہ کرتی خانم بی کی بات کا
 جواب دے رہی تھی جب بہرام خاندادہ ملازماؤں کو نازنین
 خانم کے اشارہ کرنے پر شہسوار خان کے روم کی جانب
 تیزی جاتے دیکھ کر غضبناکی سے دھاڑا۔ ملازمائیں
 اسکی بھاری غضبناک آواز سن کر لرز کر رہ گئی تھی۔

بہرام وہ سب میرے حکم پر شہسوار لالا کے کمرے کی
 صفائی۔۔۔۔۔ کوئی بھی شہسوار ماموں کے کمرے میں
 غلطی سے بھی داخل ہوا تو اپنی ٹانگوں پر چل کر واپس
 نہیں جاسکے گا جاؤ سب اپنے کوارٹرز میں مجھے کوئی
 ایک بھی ماموں کے روم کے باہر غلطی سے بھی کھڑا
 نظر نہیں آئے! نازنین خانم جو بہرام خاندادہ کو ملازموں
 پر بھڑکتے دیکھتی اسے وضاحت کرنے لگی تھی جب وہ
 نازنین خانم کی بات سننے بغیر پہلے سے بھی زیادہ غضب

اپنے لہجے میں لئے بولا تھا وہ اپنی جیب سے سگریٹ نکال کر لبوں میں دباتا صوفے پر ڈھے گیا تھا۔

بہرام تم نے کیوں ملازموں کو منع کیا ہے میں اپنی نگرانی میں لالا کا کمرہ۔۔۔۔۔آپ کو کسی کی نگرانی کرنے کی ضرورت نہیں پھوپھو اور میں ایک بار بول چکا ہوں شہسوار ماموں کے روم میں کوئی غلطی سے بھی گیا تو میری بات کی مخالفت کرنے کا انجام کیا ہو سکتا ہے سب جانتے ہیں۔ وہ سگریٹ کے کش لیتا اپنی آنکھیں موندھ گیا احد خاندادہ اسے دیکھ رہا تھا کیا بات تھی وہ سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔

خانم بی آپ پریشان مت ہوں لالا آجائیں گے انہیں کسی ضروری کام سے جانا تھا اس لئے جلدی میں چلے گئے مورے کیا آپ ملازمہ سے میرے لئے ایک کپ چائے بنوا دیں گی میرے سر میں درد ہو رہا ہے! بہرام خاندادہ خانم بی سے مخاطب ہونے کے بعد ایک عرصے بعد مریم خانم سے ادب والے بیٹے کی طرح فرمائشی انداز میں بولا تھا۔ مریم خانم بہرام خاندادہ کے لاڈ دکھانے والے انداز فرمائشی لہجے کو سن کر چونکی تھی۔

میں بنوا-----میں نے اپنی مورے سے کہا ہے آپ سے
نہیں!! نازنین خانم بہرام خانزادہ کا لہجہ مریم خانم سے لاڈ
جتانے والا ہوا تو وہ برداشت نہیں کر پائی اور جلدی سے
اسکے لئے چائے بنوانے کا کہنے لگی جب وہ انکی بات
درشگی سے کاٹ گیا۔

میں اپنے بیٹے کے لئے اپنے ہاتھوں سے چائے بنا کر
لاتی ہوں پہلی بار میرے بیٹے نے کوئی فرمائش کی ہے
مورے قربان اپنے بیٹے پر!! مریم خانم بھیگے لہجے میں
بولی تھی۔

مورے آپ میرے پاس بیٹھ جائیں بس چائے ملازمہ بنا لے
گی!! بہرام خانزادہ صوفے سے اٹھ کر مریم خانم کے
دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتا عقیدت سے چوم کر اپنی
آنکھوں پر لگاتا انہیں اپنے ساتھ صوفے پر بیٹھا گیا تھا۔
آنسوؤں کا گولا حلق میں اٹکنے لگا تھا بہرام خانزادہ کسی
چھوٹے بچے کی طرح سمٹ کر صوفے پر لیٹتا مریم خانم
کی گود میں اپنا سر رکھ گیا۔ وہ ہر گزرتے لمحے کے
ساتھ ان کے ساتھ کی پشت تو کبھی ہتھیلیاں چومتا جا رہا
تھا۔ مریم خانم کو یہ کوئی خواب سا لگا تھا ان کا بیٹا جو
اپنی ناراضگی کا اتنا پکا تھا کہ آنسوؤں سے بھی نہیں
پگھلتا تھا ہر بات پر اپنی ناراضگی ظاہر کیا کرتا تھا آج وہ

انہیں لاڈ دکھا رہا تھا

شہریار خانزادہ کی گاڑی کے ٹائیرز چرچراتے ہوئے
قبرستان کے باہر آکر روکے تھے۔ وہ گاڑی سے اترتا
بوجھل دل کے ساتھ قبرستان کے اندر داخل ہوا تھا اس
کے قدم من من بھر کے ہو رہے تھے دل اتنا بھاری ہو رہا
تھا کہ دھڑکن روکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی وہ رات
کے گیارہ بجے دولہا بنا شیروانی میں ملبوس ہڈیوں کو جما
دینے والی سوات کی سردی میں اپنی بکھری حالت لئے
قبرستان اپنی مورے کشمالہ خان سے ملاقات کے لئے آیا
تھا۔

شہریار خانزادہ مرے مرے قدموں سے اس قبر تک پہنچا
جہاں اس کی مورے سکون کی نیند سو رہی تھی۔ شہریار
خانزادہ کی نظر شہسوار خان کی قبر کے کتبے سے ہوتی
ہوئی انکے پہلو میں بنی قبر کے کتبے پر پڑھی۔ جس پر
لکھی تحریریں شہریار خانزادہ آج بہت غور سے پڑھ رہا
تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

كشمالہ خان

زوجہ: شہسوار خانزادہ

تاریخ پیدائش

10 دسمبر

تاریخ وفات

20 اکتوبر

قبر کی تختی پر نیچے شہسوار خان کی جانب سے کشمالہ خان کے لئے ایک پیغام لکھا گیا تھا۔

میری زندگی کا سکون، میرا فخر، میری ہمسفر میری محبت کشمالہ خان تم ہمیشہ دل میں رہو گی جب تک یہ سانس باقی ہے، تمہاری یادوں کے ساتھ بھی وفا نبھاؤں گا!! تم گئی نہیں، بس میری نظروں سے اوجھل ہو اس دل میں ہمیشہ زندہ رہو گی میری آنکھوں کے پردوں پر ہر گھڑی شبہی تمہاری ہے بینائی سے پاک ہو کر بھی ان میں عکس تمہارا ہے جب تک زندہ ہوں، تمہاری یادوں کے ساتھ وفادار ہوں تمہیں تو میں جنت میں بھی حوروں کو ٹھکرا کر اپنے لئے چنوں گا ہم جنت میں بھی ساتھی ہوں گے۔ میری محبت کرنے والی، صابر، وفادار اور باوقار

خاتون اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں
اعلیٰ مقام عطا کرے۔۔۔۔۔

شہریار نے بند ہوتے دل دھونڈھلاتی آنکھوں سے اپنے
بابا کا اپنی مورے کشمالہ خان کے نام پیار بھرا بیغام پڑھا
تھا پھر اس کی نظر ایک بار پھر شہسوار خان کی قبر کے
کتبے پر گئی ان کی تاریخ وفات تیس اکتوبر تھی اس کے
بابا اس کی مورے کی موت کے دس دن بعد ہی ان کی
جدائی کے غم سے خود بھی دنیا سے پردہ فرما گئے تھے۔

شہسوار خان اپنی کشمالہ خان کی جدائی دس دن سے زیادہ
نہیں سہہ سکے تھے وہ بھی ختم ہو چکے تھے کشمالہ
خان کی جدائی سہنا انہیں دس دن میں ہی مار گیا تھا۔ وہ
جب اس قدر کشمالہ خان سے محبت کرتے تھے اتنی
دیوانے تھے تو پھر پلوشہ خانم سے کیوں شادی کی؟؟
شہریار کشمالہ خان کا بیٹا تھا تو پھر پلوشہ خانم نے
کیسے اسے کشمالہ خان سے چھینا؟؟ عشق کرنے والا
شوہر اپنا وارث اپنی پسندیدہ محبوب بیوی سے کیسے
دوسری ناپسندیدہ بیوی کو چھین لینے کی اجازت دے
سکتا ہے؟ آخر یہ سب ممکن کیسے ہوا؟ بہت سے ایسے
سوالات تھے جن کے جوابات شہریار خانزادہ کو چاہیے
تھے مگر وہ کون ہو سکتا تھا جو اسے سچے اور کھرے

جواب دیتا ہر ایک سچائی اس پر کھولتا۔

شہریار ان سے ملیں یہ زویا آنتی ہیں کشمالہ خانم کی
سہیلی

شہریار خانزادہ کے دماغ میں مشائم کے لفظ گونجے تھے
جب مہندی والی رات مشائم اسے اپنے لفظوں پر زور دے
کر ڈاکٹر زویا سے ملوا رہی تھی۔

مشائم بات بات پر کشمالہ خانم کا ذکر کرتی تھی ہر بار وہ
پلوشہ خانم کو اپنے ساس ماننے سے انکار کرتی تھی اور
نڈر ہو کر اپنی بات پر قائم رہتی تھی۔ تو مشائم پہلے دن
سے جانتی تھی کہ شہریار کشمالہ خان کا بیٹا ہے پلوشہ
خانم اس کی مورے نہیں! وہ اپنے دل میں اٹھتی شدید
تکلیف محسوس کرتا ریزہ ریزہ ہو رہا تھا کاش وہ
بدنصیب بیٹا نا ہوتا اسے علم بھی ہوا تو کب جب اس کی
مورے کو مٹی میں سمائے چودہ سال گزر گئے وہ اٹھارہ
سال کا تھا جب کشمالہ خان کا انتقال برین ہیمریج سے ہوا
ان کی وفات کے دس دن بعد اس کے بابا کا بھی انتقال ہو
گیا وہ قبرستان آکر بھی دعا کے لئے کبھی کشمالہ خان
کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاتا تھا وہ جب جب ان کی قبر کی
تختی دیکھتا تھا اس کا دل کٹ جاتا تھا کہ اس کے بابا نے

کشمالہ خان سے ایسا عشق کیا کہ وہ پلوشہ خانم کو کچھ سمجھتے ہی نہیں تھے ایسی وفا کی کہ ان کے پہلو میں آکر دفن ہو گئے وہ اپنے بابا کا پیار بھرا پیغام قبر کی تختی پر جب بھی پڑھتا تھا ایک بیٹا ہونے کی حیثیت سے اسے اپنی مورے پلوشہ خانم کے لئے شدید ادیت محسوس ہوتی تھی۔

اپنی مورے پلوشہ خانم۔۔ وہ ان چار لفظوں کے جملے پر اٹک کر رہ گیا مورے تو وہ تھی جو مٹی کے نیچے تھی جس کی سانسیں سترہ سال پہلے ہی ختم ہو چکی تھی مورے تو وہ تھی جو دماغ کی رگیں پھٹنے سے تڑپ کر مر گئی تھی!! شہریار خانزادہ ایکدم ہی زمین پر گرنے والے انداز میں ڈھے گیا تھا اس کی دماغ کی رگیں بھی پھٹنے والی ہو رہی تھی دل کی دھڑکن منتشر ہو گئی تھی وہ ماں کے لمس کو محسوس کرنے کے لئے مچلا تھا۔

اس نے کشمالہ خان کی قبر کی مٹی اپنے دونوں ہاتھوں میں بھر کر اپنے سینے پر مسلی مگر دل کا درد مزید گہرا ہو گیا دھڑکن رکتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔ مورے میری مورے۔۔ وہ بلبلاتا ہوا سیدھا ہو کر کروٹ کے بل لیٹ گیا

اور کسی نادان معصوم بچے کی طرح وہ کشمالہ خان کی قبر سے لیٹ گیا اور اتنا رویا اتنا بلبلیا کہ قبرستان میں موجود قبرے بھی دم سادھے اس بدنصیب بیٹے کو دیکھنے لگی جو بتیس سالہ بھر پور جوان مرد ہو کر ایک چھوٹے نادان بچے کی طرح اپنی ماں کی قبر سے لیٹ کر رو رہا تھا۔

شہریار خانزادہ بے تحاشا پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا ہاں آج وہ مضبوط رعب دار مرد ٹوٹ کر زیرہ ریزہ ہو کر بکھر گیا تھا وہ آج بتیس سالہ مرد نہیں بلکہ چار سالہ معصومیت سے بھرا نادان شہریار خانزادہ بن گیا تھا جس طرح کشمالہ خان تنہائی میں رو رہی تھی اسے خود سے لیٹا کر زار و قطار روئی تھی آج وہی شہریار ان سے لیٹ کر راز و قطار رو رہا تھا ہاں وہ رو رہا تھا یہاں وہ رونے ہی تو آیا تھا ناں اپنی مورے سے لیٹنے ہی تو آیا تھا اور وہ اتنے کرب ناک انداز میں رویا تھا اتنا بلبلاتے ہوئے رویا کہ اس کی ہچکی بند گئی تھی وہ معصوم بچے کی طرح قبر سے لیٹ کر ہچکیوں سے رو رہا تھا۔

ساری زندگی بھی تڑپتا رہوں روتا رہوں بلبلاتا رہوں تو اب مجھے آپ کا لمس کبھی نہیں مل سکے گا مورے جان!! وہ کشمالہ خان کی قبر کو روتے روتے چوم رہا تھا

اپنے عقیدت بھرے بوسے مٹی تلے سوئی اپنی مورے کو
دینے کے لئے تڑپ رہا تھا۔ میں بہت برا بیٹا ہوں!! وہ
اتنے کرب ناک لہجے میں بھاری ہچکیوں سے رویا کہ
اس کی درد بھری پکار ماں کے لمس کو تڑپتی حسرت
سن کر آسمان کو بھی اس پر ترس آیا تھا وہ بھی رونے لگا
تھا بادل گرج کر برسنے لگے تھے اچانک ہی بارش ہونے
لگی تھی۔ شہریار خاندان کے اپنی مورے کی تڑپ میں
بہنے والے آنسوؤں میں آج یہ بارش کا پانی بھی ملاوٹ
نہیں کر سکتا تھا وہ اب پہلے سے بھی بلند ہچکیوں کے
ساتھ کشمالہ خان کی قبر سے زور سے لپٹ کر رو رہا
تھا۔ آنسو بارش کے پانی میں شامل ہوتے اسے مچل کر
رونے پر مجبور کر رہے تھے اس کی مورے اسے کبھی
نہیں مل سکتی تھی اسکا لوس بہت بڑا تھا کونسی شادی
کونسی شبِ عروسی کونسی رشتے یاد تھا تو بس اتنا وہ
بدنصیب بیٹا تھا جسے اس کی ماں سے محروم کیا گیا تھا
صرف بدلے کی خاطر۔۔۔

آپ نے کیسے ہونا دیا بابا جان یہ سب میں آپ کو کبھی
معاف نہیں کروں گا میری مورے کو برباد کر دیا سب نے
انشال کہتی رہی اس کی مورے آپ سے خفا اس دنیا سے
گئی ہیں میری مورے آپ سے خفا ہو کر دنیا سے گئی ہیں

اور میں جان گیا ہوں وہ آپ سے کیوں خفا ہو کر اس دنیا
سے منہ موڑ گئی کیونکہ وہ جان گئی تھی ان کی گود
اجاڑنے میں سب سے بڑا گناہ آپ نے کیا ہے مجھے ان
سے چھین لیا گیا وہ اس درد کو برداشت نہیں کر سکی میں
ان کا بیٹا ہوں میں کشمالہ خان کا بیٹا ہوں کشمالہ خان کی
کوکھ سے جنم لیا ہے میں نے اور میں آپ کو معاف نہیں
کروں گا بابا جان۔۔۔

جس جس نے کشمالہ خان پر کیچڑ اچھالایا ان کے وجود
کو آرے سے کاٹا میں کسی کو بھی نہیں چھوڑوں گا سالار
چاچو نے جو سزا کاٹی وہ ان کا حق نہیں تھی آپ نے
پلوشہ خانم (اب وہ مورے کہلانے کے لائق نہیں رہی
تھی) ان کو بھی ان کے حق سے محروم رکھا مشائم ٹھیک
کہتی ہے آپ کمزور تھے اور آپ کی طرح میں بھی
کمزور ہوں میں مورے کا لمس کبھی محسوس نہیں کر
سکتا میں بدبخت بیٹا ہوں!! کتنے ہی شکوے تھے جو
شہریار خانزادہ کے لبوں سے لرزتے نکلے تھے اس
ہونٹ شدید بارش سے بڑھتی سردی سے کپکپا رہے تھے یا
پھر ماں کی تڑپ سے اندازہ کرنا مشکل تھا۔۔۔

مشائم پچھلے تین گھنٹوں سے بیڈ پر بیٹھی شہریار خانزادہ
کا انتظار کر رہی تھی اس کی کمر بیٹھے بیٹھے تختہ ہو
گئی تھی مگر وہ نہیں آیا تھا گھڑی تقریباً رات کے دو بجے
رہی تھی اس کی ہمت ٹوٹ رہی تھی وہ بری طرح تھک
گئی تھی۔

یہ منہ دکھائی لینے گئے تھے یا میرا نیا منہ بنانے گئے
تھے جو ابھی تک روم میں نہیں آئے حد ہوتی ہے شہریار
تھک گئی ہوں میں آپ کب آئیں گے اور کتنا انتظار کروں
ایک تو میں پہلے ہی ناراض ہوں اب انتظار کروا کر آپ
اور ناراض کر رہے ہیں مجھے ویسے میں ان کا انتظار
کیوں کر رہی ہوں مجھے سو جانا چاہیے اتنی زور سے
ڈانٹا مجھے پتہ نہیں کیوں مجھے ان کا انتظار ہے یوں
محسوس ہو رہا ہے جیسے محبت کرنے لگی ہوں۔ میں
کیوں کروں ان سے محبت۔ تو کیوں ناں کروں ان سے ہی
تو محبت کرنی ہے ناں مجھے! مشائم نیند سے جھولتی
خود سے باتیں کر رہی تھی۔ وہ شدید ناراضگی میں بھی
شہریار کی منتظر تھی باہر تیز بارش ہو رہی تھی کمرہ
ٹھنڈا ہونے لگا تھا۔

مشائم اپنا لہنگا دونوں ہاتھوں میں سنبھالتی ہوئی روم سے باہر نکل گئی تھی اسے بھوک لگ رہی تھی شہریار کی لاپرواہی پر غصہ آرہا تھا۔ وہ سیکنڈ فلور کی راہداری عبور کرتی فرسٹ فلور پر پہنچی ہی تھی جب وہ حویلی کی چاروں اور اپنی نگاہیں گھماتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی کہ اس کی نظر نازنین خانم پر پڑھی جو منہان خانزادہ کے روم کے باہر اپنے ہاتھ میں کچھ پکڑ کر کھڑی تھی وہ کافی دور تھی مگر پوری توجہ سے دیکھنے پر مشائم کو محسوس ہوا جیسے کپڑے کا کوئی پتلا سا بنا ہو۔

نازنین چچی آپ اس وقت کیا کر رہے ہیں منہان لالہ کے روم کے باہر؟؟ وہ دور سے ہی بولی تھی۔ نازنین خانم نے جلدی سے اپنا ہاتھ چادر میں چھپایا تھا۔ ان کی ہر ایک حرکت مشائم نوٹ کر چکی تھی۔

لڑکی تم کیا کر رہی ہو اس وقت کیوں اپنے کمرے سے نکلی ہو حویلی میں جاسوسی کرتی۔۔۔۔۔اوہ ایکسکیوز می چچی!! کون کس کی کس طرح سے جاسوسی کرتا ہے یہ تو مجھے آپ کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے آپ

اس وقت ایک میریڈ کپل کے روم کے باہر کھڑی ہیں یہ جانتے ہوئے بھی کہ آج ان کی شادی ہوئی ہے اور وہ آرام کر رہے ہوں گے اور یہ بالکل بھی اچھی بات نہیں کہ ان کے کمرے کی سرگوشیاں کوئی باہر کان لگا کر سنے اور رہا سوال میرا کہ میں اس وقت کیا کر رہی ہوں تو آپ کو میں ایک بار پھر یاد کروا دیتی ہوں کہ یہ حویلی میری حویلی ہے میں بڑی بہو ہوں سب کا خیال رکھنا میرا فرض بنتا ہے شاید آپ کچھ چھپا رہی ہیں آپ کے ہاتھ میں کیا ہے؟؟ مشائم اپنی آنکھیں گھماتی تفتیشی انداز میں بولی تھی۔

اپنی حد میں رہو لڑکی ورنہ وہ حال کروں کی یاد رکھو گی تم!! نازنین خانم بھڑکتی ہوئی بولی۔ کس کو اپنی حد میں رہنا چاہیے یہ آپ کو جلدی پتہ چل جائے گا آپ دونوں ظالم سفاک بہنوں کی اصلیت میں جلدی ہاشم تایا کے سامنے لاؤں گی اور مجھے ڈرانے کی تو کوشش بھی مت کیجیے گا میں انشال نہیں مشائم ہوں اینٹ کا جواب آتشی گولوں سے دینا جانتی ہوں آج رات ہی شہریار کو آپ کی سستی ساوتری بہن کی ساری سچائی بتا دوں گی تاکہ آپ دونوں کا ڈھونگ تو ختم ہو بور کر دیا دونوں نے نوٹنکی کر کر کے کبھی سوچا بھی ہے آپ نے بہرام لالا کو جب پتہ چلے گا ان کی مورے کی زندگی آپ دونوں بہنوں نے

برباد کی ہے تب کیا ہو گا شہریار نے اگر آپ دونوں کو
رحم کھا کر چھوڑ بھی دیا تو بہرام لالا سے کوئی نہیں بچا
سکے گا جو اپنی پیدا کرنے والی ماں کے ساتھ رحم دل
نہیں ہو سکتا وہ آپ لوگوں کو کیسے آسانی سے جانے دیں
گے۔ مشائم بھڑکتی آگ بنی ہوئی تھی۔

شہریار پر غرور مت کرو وہ آج کی رات ہی تمہیں چھوڑ
گیا ہے بیوی ہونے کا حق بھی نہیں دیا کیونکہ میں اسے
فون پر بتا چکی تھی تم نے دیدہ سے جو بدتمیزی کی تھی
طلاق نہیں دلوائی ناں تمہیں تو میرا نام بھی نازنین خانم
نہیں!! مشائم کا غرور اور طنطنہ دیکھ کر نازنین خانم
غصے سے پاگل ہو گئی تھی۔

اچھا تو پھر آپ کا کیا نام رکھوں میں اگر شہریار نے
مجھے طلاق نہیں دی تو نازنین چچی کی جگہ ناگن چچی
رکھ دوں یا پھر جادو گرنی؟؟

شہریار کا مجھ سے ایک رات کا ساتھ نہیں ہر رات کا ہے
وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں بالکل ویسی محبت جو
شہسوار تایا اپنی محبوب زوجہ کشمالہ خان سے کرتے
تھے شہریار شہسوار خان کے بیٹے ہیں جن کے بچوں کی
ماں بھی کشمالہ خان تھی عزیز بیوی اور محبوبہ بھی آپ

اور آپ کی بہن جتنا انہیں مجھ سے دور کریں گے وہ اتنا میرے قریب آئیں گے کیونکہ مرد اپنے دل پر راج کرنے والی عورت کو اس کے حق سے محروم کبھی نہیں رکھ سکتا اور یہ بات آپ کی بہن تو اچھی طرح جانتی ہیں مرد کو اس کی محبوب عورت مل جائے تو اسکی زندگی میں زبردستی شامل ہونے والی عورت بیوی بن کر بھی روجیت کے حق سے محروم رہتی ہے۔

مشائم کا گہرا طنز نازنین خانم کو راکھ کر گیا تھا وہ کل کی آئی لڑکی ان کی دیدہ کا ہر راز جانتی تھی کھیل الٹنے والا تھا مشائم خطرہ تھی ان کے لئے وہ اسے یہی سیڑھیوں سے دھکا دے کر مار دینا چاہتی تھی۔ نازنین خانم بھڑکتی ہوئی آگے بڑھی اس سے پہلے وہ اس پر حملہ آور ہوتی ان کے قدم مشائم سے کچھ فاصلے پر ہی رک گئے تھے وہ بے یقینی سے مشائم کے پیچھے آکر کھڑے ہوتے شہریار خانزادہ کو دیکھ کر ہی جم چکی تھی۔ جو بارش میں بھیگا مٹی میں اٹا ہوا تھا اسکی ویلوٹ کی سیاہ شیروانی پر گیلی مٹی جمی ہوئی تھی بال ماتھے پر نم سے بکھرے تھے۔ وہ بے جان لگ رہا تھا۔

مشائم جو نازنین خانم کو اپنے سے فاصلے پر بے یقین ہو
کر رکتے دیکھتی انہیں اپنے پیچھے کسی کی طرف
متوجہ دیکھ کر خود بھی پیچھے مڑی جب اس نے شہریار
خانزادہ کی بدتر حالت دیکھی۔ اس کا دل بند ہوا تھا شہریار
خانزادہ اپنا کیا حال بنائے ہوئے تھا مشائم کے دل کو
تکلیف ہوئی شہریار خانزادہ کو دیکھ کر اس کی بھوری
آنکھیں خون کی طرح لال ہو رہی تھی وہ کہی سے بھی
دلہا نہیں لگ رہا تھا۔

مشائم اپنے برینڈڈ لہنگے کی پرواہ کیے بغیر اپنے دوپٹے
کا پلو پکڑ کر شہریار خانزادہ کی داڑھی پر لگی مٹی
صاف کرنے لگی۔ شہریار خانزادہ پلکیں جھپکائے بغیر
اسے دیکھے گیا۔ شہریار آپ کہی گر کر آرہے ہیں کیا آپ
کے سارے کپڑے گیلے اور گندے ہو رہے ہیں حالت
دیکھیں زرا اپنی کہی سے بھی نیولی ویڈ گروم نہیں لگ
رہے یہ کیا جسم اتنا کھول کیوں رہا ہے آپ کا کہی آپ کو
بخار-----شہریار میرے بیٹے یہ کیا حال کیا ہوا ہے اپنا؟ ہٹو
لڑکی مجھے میرے بھانجا کے پاس-----آپ کے بھانجے
کے پاس اس کی بیوی موجود ہے آپ کی ضرورت نہیں
اسے اپنی بیوی کی ضرورت ہے اس وقت! آپ جائیں
چچی میں اپنے شوہر کا خیال رکھنے کے لیے موجود

ہوں۔!! بیوی ہوتی ہی اسی لئے ہے کہ وہ اپنے شوہر کو سنبھالے اس کا خیال کرے!! آئیں شہریار روم میں چلتے ہیں میں آپ کا ہی ویٹ کر رہی تھی کافی لیٹ ہو گیا ہے آپ کو فریش ہو کر آرام کرنا چاہیے مجھے آپکی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی! مشائم مٹی میں اٹا ہوا شہریار خانزادہ کا ہاتھ اپنے نازک ہاتھ میں تھامتی اس پر حق جماتی ہوئی اسے نازنین خانم کی نظروں کے سامنے ہی لے گئی تھی

وہ شہریار سے اپنی ناراضگی بھول گئی تھی اس کی حالت دیکھ کر اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہونے لگا تھا شہریار خانزادہ خاموشی سے مشائم کا ہاتھ تھامے اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ دونوں نازنین خانم کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تھے۔ نازنین خانم تلملاتی ہوئی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔

مشائم شہریار خانزادہ کا ہاتھ تھامے روم میں انٹر ہوئی تھی۔ شہریار کا جسم آگ کی مانند جھلس رہا تھا مشائم کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس نے جلتا انگارہ اپنے

ہاتھ میں پکڑا ہوا ہو۔ شہریار خانزادہ کی ہتھیلیاں آگ برسا رہی تھی۔

شہریار آپ واشروم میں جائیں ناں صوفے پر کیوں بیٹھ رہے ہیں میں اپنا ڈریس چینج کر لوں اگر آپ مائنڈ نا کریں تو بہت تھک گئی ہوں! وہ شہریار خانزادہ کو تھکے ہوئے انداز میں صوفے پر بیٹھتے دیکھتی پریشان سے لہجے میں بولی۔

شہریار نے اپنی گردن اٹھائے ادیت ناک سوچوں کے جال کو جھٹکنے کی کوشش کرتے ایک نظر مشائم کی جانب دیکھا جو اپنے چہرے پر پریشانی سجائے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی وہ کس قدر حسین لگ رہی تھی اس عروسی جوڑے میں کس خوبصورتی سے خود کو سجا سنوار کر اس کے لیے تیار ہوئی تھی وہ آج خود کو اس قابل ہی نہیں سمجھ رہا تھا کہ اس کی خوبصورتی کا حق ادا کر پائے گا۔

شہریار خانزادہ نے گھڑی کی جانب دیکھا جہاں سوا دو سے اوپر ٹائم ہو رہا تھا آدھی رات ہو گئی تھی اور مشائم اس کی منتظر بیٹھی تھی وہ تھک گئی ہو گی شہریار

خانزادہ کو یاد تھا وہ گیارہ بجے اپنے کمرے میں اسے بیٹھا کر گیا تھا اور اب آدھی رات کو واپس لوٹا تھا۔

اسے تو لگا تھا مشائم سو گئی ہو گی وہ چینج کر کے اپنے بابا کے روم میں چلا جائے گا مگر وہ تو جاگی ہوئی تھی اس کے انتظار میں بیٹھی تھی۔ اس نے غصے میں آکر بھی لباس تبدیل نہیں کیا تھا یعنی وہ اس رات کے تقاضے اچھے سے جانتی تھی۔

شہریار خانزادہ نے گھڑی سے نظریں ہٹا کر مشائم کی جانب دیکھا خود کو سنبھالنا اسے مشکل لگا تھا۔ جاؤ چینج کر لو جان! اس نے مشائم کے حق سے نظریں پھیر لی۔ ٹوٹی ہوئی حالت میں اس کی خوبصورتی کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا تھا وہ تعریفوں کے قابل تھی اس سے ازدواجی رشتے کی شروعات غائب دماغی کی حالت میں ممکن ناں تھی۔

جس لباس وہ شہریار خانزادہ آج بہت محبت سے اس کے جسم سے جدا کرنا چاہتا تھا اسے دل کھول کر پیار کرنا چاہتا تھا بہت سے پرومیسز کرنا چاہتا تھا اس کی ہر ایک

شرائط ماننا چاہتا تھا ناز نخرے اٹھانا چاہتا تھا وہ اب بڑے
ہوئے ذہین تھکے ہوئے جسم کے ساتھ ممکن نا تھا۔

ٹھیک ہے آپ فریش ہو جائیں شاور لے لیں میں چینج کر
لیتی ہوں۔۔ مشائم اس کی بدلی ہوئی حالت سے اندر ہی اندر
ڈر رہی تھی وہ ٹھیک نہیں تھا دماغی طور پر اس کے
پاس نہیں تھا۔ مشائم چینج کرنے چلی گئی جبکہ شہریار
صوفے پر بیٹھے ہوئے ہی آنکھیں موندھ گیا۔ اس کا سر
دکھ رہا تھا جسم کھولتا انگارہ ہو رہا تھا پچھتاوے ہی
پچھتاوے تھے زندگی میں حسرتیں ہی حسرتیں باقی رہ
گئی تھی۔۔۔

مشائم ڈریسنگ روم میں اپنا لباس تبدیل کرتی تمام جیولری
بہت خیال سے جیولری آرگنائزر میں رکھتی اپنا میک اپ
ریموو کر کے سنہری بالوں کا میسی بن بناتی بلک ٹراؤزر
کے ساتھ شارٹ سے ٹاپ میں ملبوس ڈریسنگ روم کا ڈور
سلاٹ کر کے روم میں انٹر ہوئی تھی۔

اسکی نظر شہریار خانزادہ پر پڑھی جو اپنی گردن پیچھے

کی جانب گرائے آنکھیں موندھے صوفے پر نیم دراز تھا۔
مشائم اسے خراب سی حالت میں بیٹھے دیکھتی اب واقعی
پریشان ہو گئی تھی۔ وہ جتنی اپنی ڈریسنگ کا خیال کرتا
تھا ہر وقت ہشاش بشاش سوٹڈ بوٹڈ رہتا تھا آج اسکی حالت
مشائم کو قابل رحم لگ رہی تھی۔ اسے ہوا کیا تھا وہ جب
روم سے گیا تھا شدید غصے میں ہونے کے باوجود بھی
ایک خوشی اس کے چہرے پر تھی مگر وہ شادابی وہ
چمک وہ رونق اب اسے غور سے دیکھنے پر بھی نظر
نہیں آرہی تھی۔

شہریار آپ کو ہوا کیا ہے مجھے پریشان کر رہے ہیں آپ
اس طرح کیوں بیٹھے ہوئے ہیں اٹھیں ناں شاور لیں آپ
کے کپڑوں پر مٹی لگی ہوئی ہے آپ گندے ہو رہے ہیں
آنکھیں دیکھیں اپنی کتنی ریڈ ہو رہی ہیں بخار بھی ہے
شاید آپ کو۔۔۔شہریار ادھر دیکھیں ناں میری طرف!!!
مشائم اس کی جانب بڑھتی اسکے بیئرڈ زدہ گالوں کو اپنے
نرم نازک ہاتھوں کے پیالے میں بھرتی لاڈ اور پریشانی
کی ملی جھلی کیفیت اپنے لہجے میں لئے بولی تھی۔

مشائم ٹوٹ گیا ہوں یار!! وہ اس کی کمر کے گرد اپنے

ہاتھوں کا حصار بنائے شارٹ ٹاپ سے چھلکتے اس کے
نرم و نازک دودھیا پیٹ پر اپنا منہ دھنساتے ہوئے بکھرے
لہجے میں بولا۔

اللہ ناں کرے آپ کبھی ٹوٹیں آپ کو توڑنے والوں کی ہڈیاں
ناں توڑ ڈالوں میں!! مشائم اس کی ملگچی حالت سے گھن
کھانے کی بجائے اسکے نم بالوں میں اپنے ہاتھ پھیرتی
ہوئی شدید پوسیسو انداز میں بولی۔ اسے اپنے پیٹ کی
اسکن شہریار خانزادہ کی گرم دہکتی سانسوں سے جھلستی
ہوئی محسوس ہونے لگی تھی

مجھے خود میں سما لو مشائم میں ہر سوچ ہر دکھ ہر ملال
سے کچھ دیر کے لیے ہی سہی مگر آزاد ہونا چاہتا ہوں
میرے پچھتاوے اور حسرتیں مجھے بہت تکلیف دے رہے
ہیں! شہریار خانزادہ اس کے پیٹ پر مزید اپنا منہ گھساتا
اس کے گرد اپنی گرفت سخت کر گیا۔

مشائم اس کی ٹوٹی حالت کی وجہ سمجھ ہی نہیں پا رہی
تھی آخر ہو کیا گیا تھا جو وہ ایسی باتیں کر رہا تھا۔ میں
آپ کے پاس تو ہوں ناں شہریار پھر کونسی حسرتیں

کون سے پچھتاوے ہیں حال دیکھیں آپ اپنا شاور لینے کیوں
نہیں جا رہے فریش ہوں ناں جا کر میں آپ کے لئے سوپ
بنوا کر لاتی ہوں!! مشائم اس کے بالوں کو نرمی سے
سہلا کر اس کی پیشانی پر اپنے لب رکھ گئی۔ یہ جسارت
اس سے کیسے سرزرد ہوئی اسے خود بھی علم ناں ہوا کیا
محبت کی سیڑھی پر پہلا قدم وہ رکھ چکی تھی؟؟ کیا
شہریار کے بنا اپنا وجود اب تصور کیا جا سکتا تھا؟؟

رات کے سوا دو بجے تم نے سوپ بنوانے جانا ہے میرے
لئے کہی مجھ سے محبت تو نہیں ہو گئی جو تم ہر لحاظ
سے اچھی بیوی ہونے کا مجھے ثبوت دے رہی
تھی۔ شہریار خانزادہ اسکے لمس سے راحت محسوس کرتا
اسکے پیٹ پر اپنے گرم دہکتے لبوں کے بوسے دیتا اس
کی شرٹ اوپر کر کے اپنا پورا منہ اندر گھسا گیا۔ مشائم کو
شرم نے آگھیرا وہ شہریار خانزادہ کو کندھوں سے جکڑ
گئی۔

مجھے یہاں سر رکھ کر سونا ہے شوگر بے بی!! وہ اس
کے بھرے بھرے بوبز کو قید کیے نیٹ کی برا کے اوپر
ہونٹ رکھ کر اپنے ہاتھوں سے ہولڈ کرتا اتنی سختی سے

اسکویز کر کے بولا تھا کہ مشائم کے لبوں سے سسکی
نکلی تھی۔

آہہ پلیز بی جینٹل!! وہ اس کی شیروانی کے بٹنوں پر اپنی
انگلیاں الجھا گئی۔ اسے اس کی ماما نے سمجھایا تھا کہ
شہریار اس پر حق رکھتا ہے اسے پورا پورا اختیار حاصل
ہے اپنا حق وصولنے کا اس لئے وہ ایک فرمان بردار
بیوی کی طرح پیش آئے اور جب شہریار اپنا حق مانگے
تو بغیر کسی انکار کے وہ حق ادا کرے۔ مہوش بیگم نے
اسے ڈھکی چھپی باتوں میں سب کچھ سمجھا دیا تھا مگر
اگر وہ مشائم کو ناں سمجھاتی تو کیا وہ اس طرح بی بیو
کرتی جیسے ابھی کر رہی تھی؟؟

ہاں وہ بالکل اتنی ہی محبت کرنے والی بیوی کی طرح بی
بیو کرتی اس کا ایسا ہی خیال رکھتی کیونکہ وہ شہریار
خانزادہ سے محبت کرنے لگی تھی اسے ہزار شکوے
تھے شہسوار خان سے اپنے بابا کی حق تلفی کی وجہ سے
مگر وہ اپنے بابا کا حق ان پر بخش گئی تھی سچ سامنے
آنے پر لیکن شہریار اس کے ساتھ کیا کیا گیا تھا ماں سے
محرومی کا کیا کوئی نعم و بدل تھا؟؟ نہیں کوئی نہیں تھا

کبھی ہو ہی نہیں سکتا تھا اسے شہسوار خان سے جتنی بڑی شکایت اب اپنے شوہر شہریار کی وجہ سے تھی وہ شاید ختم نا ہوتی کبھی!! اسے شہریار خانزادہ کا سچ پہلے دن سے معلوم تھا وہ اپنے بابا اور ماما کی باتیں سن چکی تھی جنہیں سننے کے بعد اسے شہریار خانزادہ سے محبت نا ہونے کے باوجود بھی اتنی ہی تکلیف محسوس ہوئی تھی جتنی اب محبت ہو جانے کے بعد ہو رہی تھی۔

آپ کی فرسٹ وائف کہاں ہے شہریار؟؟؟ مشائم شہریار خانزادہ کو اپنی دھڑکنوں سے پردے ہٹاتے انکی ابھری ساخت پر قابض ہوتے دیکھتی مدھم آواز میں بولی۔ اس کے دل میں حسد پیدا ہو رہی تھی وہ اس مرد کو کبھی نہیں بانٹ سکتی تھی۔

میرے پاس ہی ہے وہ ملواؤں گا تمہیں اس سے جلدی!! شہریار خانزادہ اپنی زبان کا گیلا لمس اس کے بریسٹ کے ابھار پر بکھیرتا اسے کمر سے بھینچ کر صوفے پر گراتے بولا!! مشائم کا دل ایکدم بجھ گیا جس طرح کشمالہ خان کی زندگی میں سوکن موجود تھی اسی طرح اس پر بھی تھی۔

مجھے نہیں ملنا کسی سے شہریار چھوڑیں مجھے!! مشائم
نے مزاحمت کی تھی۔ پر میں نے تو تمہیں ملوانا ہے اس
کی تصویر بھی دکھاؤں گا تمہیں کچھ دیر میں ہر وقت
اپنے وولٹ میں لئے پھرتا ہوں!! شہریار خانزادہ کو مشائم
کا لہجہ جلن زدہ محسوس ہوا۔

اپنی باہوں میں لئے پھرا کریں اور اب مجھ سے دور ہو
جائیں میرے قریب آنے کی کوئی ضرورت نہیں آپ کو
جائیں اپنی پہلی بیوی کے پاس!! وہ اسے خود سے دور
دھکیلنے کی کوشش کرتی بولی۔

اوکے چلا جاتا ہوں نہا کر خوشبوں سے مہکی صاف
ستھری حالت میں!! شہریار خانزادہ اسے مزید جلاتا اس
کے اوپر سے ہٹ گیا تھا۔ جائیں چلے جائیں اور اب مجھے
اپنی شکل بھی نہیں دکھانا!! مشائم صوفے سے کوشن اٹھا
کر زور سے شہریار کی کمر پر مارتی غرائی۔

شکل تو دکھانے کا ارادہ ہے بھی نہیں کچھ اور ہی دکھاؤں
گا۔ شہریار خانزادہ واشروم کی جانب بڑھتے بولا۔ کچھ

نہیں دیکھنا میں نے فری مت ہوں!! مشائم غصے سے
بھری اپنی شرٹ درست کرتی صوفے سے اٹھ گئی تھی۔
وہ تیزی سے روم سے نکل گئی۔

حد ہوتی ہے ویڈنگ نائٹ پر بھی فرسٹ وائف کے لئے
خوشبو میں مہکنا ہے انہیں تو کیچڑ میں نہلا دینا ہے میں
نے بخار میں بھی مجھے تپانے سے باز نہیں آنا شکر ہے
موڈ کچھ بہتر ہو گیا شہریار کا ورنا کتنے اداس تھے
ایسے کیوں بول رہے تھے ٹوٹ گیا ہوں کچھ ریلیکس ہو
جائیں تو پھر پوچھوں گی ہوا کیا ہے اچانک اپ سیٹ کیوں
ہو گئے تھے مشائم دل میں سوچتی سیڑھیاں اترتی کچن
کی جانب بڑھ رہی تھی۔

حویلی میں سناٹا چھایا ہوا تھا سب اپنے کمروں میں تھے۔
سوپ کیسے بنتا ہے کاش اتنی پوہڑ نہیں ہوتی میں اب کیا
کروں دودھ گرم کر لیتی ہوں ڈرائی فروٹس کے ساتھ پی
لوں گی شہریار کو بھی پلا دوں گی۔

وہ کچن میں جیسے ہی داخل ہوئی اسکی نظر شلف پر
سہمی سی بیٹھی ایشا کی جانب بڑھی جسے احد خانزادہ

نے محصور کیا ہوا تھا وہ اس پر مکمل طور پر جھکا ہوا تھا۔

مشائم بغیر کوئی آواز کیے الٹے قدم کچن سے نکلتی تیزی سے سیڑھیاں چڑھتی اپنے روم میں چلی گئی تھی اس نے شکر نکلا تھا کہ ایشا اور احد دونوں میں سے کسی نے اسے دیکھا نہیں تھا ورنہ وہ کتنے شرمندہ ہو جاتے۔

مشائم کا منہ لال ہو گیا تھا ایشا اور احد کو دیکھ کر احد خانزادہ ایشا پر پوری طرح جھکا ہوا تھا مشائم کے گالوں سے ہیٹ نکل رہی تھی وہ سوچ کر ہی خفت زدہ ہو رہی تھی مشائم اپنے شرمندگی سے دہکتے گال لال ہوتا منہ دھونے کی نیت سے بے دہانی میں واشروم میں انٹر ہو گئی تھی جہاں شہریار خانزادہ شاور لے رہا تھا وہ بھول ہی گئی تھی اندر شہریار خانزادہ ہے جو شاور جیل واش کرتا اپنی گردن جھکائے دیوار کی طرف منہ کیے شاور لے رہا تھا۔



مشائم اسے دیکھتی لال انار ہو گئی تھی۔ شہریار خانزادہ کی ورزشی جسامت اس کی جان حلق تک لے آئی تھی وہ کانوں کی لوں تک سرخ ہو گئی تھی۔ شہریار خانزادہ نے پلٹتے ہوئے مشائم کی جانب دیکھا تھا جو اپنی ہیزل آنکھوں پر گرڑبڑا کر ہاتھ رکھتی واشروم سے نکلنے لگی تھی جب شہریار خانزادہ نے اسے ٹراؤزر سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا تھا اور اپنے جسم سے لپٹا لیا تھا۔

روف شاور سے ان دونوں پر گرتا گرم پانی انہیں بھیگو رہا تھا شہریار خانزادہ نے ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بنا مشائم کی شرٹ نیچے پیٹ کی جانب سے پکڑ کر اس

کے کندھوں سے گزار کر اتار دی تھی۔

شہریار ررر۔۔۔ کیا کر رہے۔۔۔ وہی جو تم کروانے واشروم
آئی ہو۔۔۔۔۔ میں کچھ بھی کروانے نہیں آئی غلطی سے میں
واشروم میں منہ دھونے۔۔۔ آؤ دھلاتا ہوں تمہارا منہ اب
واشروم میں آنے کی غلطی کر ہی دی ہے تو انعام بھی تو
ملنا چاہیے ناں میری بے صبری بیوی کو!! وہ اس کا
ٹراؤزر بھی ریموو کرتا رف سے انداز میں اس کا رخ
دیوار کی جانب موڑ گیا۔

مشائم نے اپنے دونوں ہاتھ وال پر رکھ کر خود کو سہارا دیا تھا۔ شہریار خانزادہ اس کے نازک کومل وجود کو اپنے آگے سمٹا سا کھڑے دیکھتا اس کے ہاتھوں کے اوپر اپنے ہاتھ رکھ کر مشائم کی بیک پر جھک گیا تھا وہ اس کی بیک گردن اور شولڈر پر لب رکھتا انہیں چومتے ہوئے اپنے دانتوں کا استعمال کر رہا تھا۔



آہہ۔۔۔سس۔۔۔شہر۔۔۔یار۔۔! مشائم نے اپنے ہاتھوں پر جمے
شہریار خانزادہ کے ہاتھوں میں اپنی انگلیاں الجھالی
تھی۔ شہریار خانزادہ اب اس کی کمر پر جھک گیا تھا وہ
اس کی نازک کمر پر اپنے لبوں کا لمس بکھیرتا نیچے کی
جانب جھکتا ہی چلا گیا اس کے ہاتھ مشائم کی برا کے ہک
میں الجھتے نازک بوجھ بھی ہٹا گئے تھے۔ وہ جارحانہ
انداز میں مشائم کے پیچھے کھڑے ہی اپنے دونوں ہاتھوں
سے اسے زور سے بھینچنے والے انداز میں پکڑتا اپنے
ساتھ لگا گیا۔

کیا۔۔۔کر۔۔۔رہے ہیں آپ کے سخت ہاتھوں سے درد ہوتا ہے
مجھے!! مشائم نے اس کے شولڈر پر اپنا سر ٹکا لیا تھا وہ
شہریار خانزادہ کی بڑھتی گھستاخیوں کو برداشت نہیں کر
پا رہی تھی مگر وہ اسے خود سے نا دور جھٹک رہی تھی
ناہی کوئی مزاحمت کر رہی تھی بس اسے سہن کر رہی
تھی۔

شہریار خانزادہ اس کے بھرے بھرے ملائم بوبز کو اپنے
ہاتھوں کی مٹھی میں جکڑے بہت زور سے اسکویز کرتے
ہوئے ان کے نیپلز کو اپنے انگوٹھے اور انگلی کی مدد

سے سہلاتے اس کی سائڈ گردن کو چومنے لگا تھا۔

مشائم کی قربت شہریار کے ہر درد کو کچھ ہی لمحوں میں دماغ کے بند خانوں میں دھکیل گئی تھی وہ اب بیٹا نہیں شوہر بن گیا تھا جس کے دماغ پر حق اور ملکیت اپنے جائز حقوق اور شبِ عروسی کے تقاضے قابض ہو گئے تھے روح نے روح کی تمنا کی تھی جسم بھی ملاوٹ کی بغاوت کرنے لگا تھا۔

شہریار خانزادہ اس کی سائڈ گردن کی اسکن اپنے ہونٹوں میں بھر کر داغدار کرتا اپنے ہاتھوں کی جان لیوہ گھستاخی کو سخت سے سخت تر بنا رہا تھا۔ وہ نازک کلی اپنی دھڑکنوں پر اس کا ظلم برداشت کرتی سسکنے لگی تھی۔ لبِ مدبوش کراہیں بلند کر رہے تھے۔ وہ اسے کمر کے خموں سے جکڑ کر اس کا رُخ اپنی جانب کرتا اب اسے دیوار سے لگا گیا تھا۔

آہہ۔۔۔ کمر پر زور سے لگی ہے!! مشائم اپنی ہیزل آنکھیں میچ گئی تھی۔ وہ لال گلاب ہو رہی تھی مگر اسکا چمکتا چہرہ قربت کی رضامندی دے رہا تھا۔ دیکھ رہا ہوں آج ناں

مجھے بدتمیز بولا جا رہا ہے کوئی مزاحمت بھی نہیں ہو
رہی ہے مزے آرہے ہیں ناں میری جان کو!! وہ اس کے
دبکتے لالیاں پھوٹتے نرم گالوں پر باری باری چوم کر
بولا تھا۔

شہریار خانزادہ اس کی دھڑکنوں پر اپنے ہاتھ کی انگلیوں
کے نشان دیکھتا ان پر جھک کر اب اپنے لب رکھ رہا تھا۔
وہ اپنے ہاتھوں میں اس کے بریسٹ پکڑ کر مشائم کے
ابھرتے نیپلز کو اپنے منہ میں بھر بھر کر چومتا ہوا سک
کر رہا تھا۔ اس کے لبوں کی سکنگ سے واشروم میں
معنی خیز نم آواز پیدا ہو رہی تھی۔ وہ اس کے براونش
پنک نیپلز پر اپنی زبان گول گول گھما کر انہیں اپنے دانتوں
سے باری باری کھینچنے لگا تھا۔

آہہ۔۔۔شہریار۔۔۔نہیں۔۔۔کریں سویلنگ ہو جاتی ہے ایسے
کافی دنوں تک دکھتے ہیں پھر!! مشائم نے دوہائی دی تھی
شہریار خانزادہ آوازیں نکالتا ہوا اس کے بویز منہ میں بھر
بھر کر سک کر رہا تھا۔ مزاحمت کرو ناں میری جان تاکہ
نرمی سے حق وصول کروں شہریار خانزادہ اسے بویز پر
سلیپ کرتا خمار آلود لہجے میں بولا تھا۔

میں اتنی ذہین ہوں کہ آپ کے حقوق سمجھ گئی ہوں
مگر آپ کو کوئی احساس نہیں مزاحمت کروں گی تو ہی
نرمی سے پیش آئیں گے ورنہ ایسے ہی درد دیتے رہیں
گے آپ شہریار!! مشائم نروٹھے انداز میں بولی
تھی۔۔شہریار خانزادہ کے لبوں کی سختی وہ مزید سہن
نہیں کر پا رہی تھی۔

جان آپ نے درد ابھی تک سہا ہی کہاں ہے ابھی تو درد
باقی ہے ناں جاناں!! کیا آج مجھے برداشت کر لو گی اگر
اپنا حق مانگوں گا تو؟؟ شہریار خانزادہ اس کے انار گالوں
کو پیار سے اسکوئیز کرتا اس کی ہیزل آنکھوں میں
جھانکتے گھمبیر آواز میں بولا تھا۔ مشائم نے اپنی نظریں
جھکا لی تھی وہ گردن تک لال ہو گئی تھی۔

آجاؤ روم میں چلتے ہیں میری جان بیڈ پر جانا چاہ رہی
ہے!! وہ اس کی ٹھوڑی پکڑ کر بہکے ہوئے انداز میں
بولا تھا۔ آپ نے تو اپنی فرسٹ وائف کے پاس جانا تھا ناں
مجھے کوئی شوق نہیں آپ کے ساتھ بیڈ پر جانے کا!!
مشائم اپنی ٹھوڑی سے اس کا ہاتھ جھٹکتی روٹھے لہجے
میں بولتی آگے بڑھنے ہی لگی تھی جب شہریار خانزادہ

نے اسے گردن اور ایک ٹانگ سے پکڑ کر رف سے انداز
میں وینٹی پر بیٹھا دیا تھا۔ مشائم نے سہمی نظروں سے
اسے دیکھا تھا۔

کیا پہلی بیوی پہلی بیوی لگا رکھا ہے تم نے کوئی ہوتی تو
چلا جاتا اس کے پاس مگر یہاں تمہارے نخرے ہی ختم
نہیں۔۔۔۔۔ جا کر دکھائیں پھر میں بھی دیکھتی ہوں آپ
کو!!! آپ میرے ہیں یہ مت بھولیے اور آج ہماری ویڈنگ
نائٹ تھی جو آپ باہر گزار کر آگئے ہیں کہاں ہے میری
منہ دکھائی جو آپ اپنی پیاری مورے کے پاس لینے گئے
اور ظلم کی انتہا دیکھو اپنی فرسٹ وائف کے لئے مہکنے
کی تیاری کر رہے ہیں شاور لے کر بات کرتے ہیں پھر
حق مانگنے کی! شہریار خانزادہ جو مشائم کے روٹھے
انداز پر تپ گیا تھا وہ اسے غصے سے ڈپٹ رہا تھا جب
مشائم نے اسے شولڈر سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے
ہوئے پوسیسو انداز میں جھڑک دیا تھا۔

شہریار خانزادہ مشائم کے لبوں سے منہ دکھائی اور
مورے لفظ سن کر تکلیف کی لہروں میں ایک بار پھر سے
ڈوبا تھا وہ مشائم سے فاصلے پر ہوتا جب وہ اس کے گلے
بالوں میں اپنے ہاتھ الجھاتی اسکے عنابی لبوں سے لپٹ
گئی تھی۔ وہ اس چہرے پر نمودار ہونے والی تکلیف

بھانپ گئی تھی۔

شہریار خانزادہ اس کے گلابی ہونٹوں کے نرم لمس پر اپنی آنکھیں موندھ گیا تھا وہ مشائم کے گرد وینٹی پر ہاتھ رکھ کر اسے محصور کرتا اس کے لبوں کی نرمابٹ محسوس کر رہا تھا۔ کچھ سیکنڈز اس کے لبوں کو چومنے کے بعد جب مشائم اس سے جدا کوئی تو شہریار خانزادہ اس کی گردن میں اپنا منہ چھپا گیا۔ بھوری آنکھوں سے بہتا گرم سیال مادہ مشائم کی گردن پر بہنے لگا تھا۔

شہر۔۔۔یار۔۔۔آپ رو رہے ہیں؟ مشائم نے شدید حیرانگی کے عالم میں استفسار کیا۔ وہ اس کا منہ اپنی گردن سے باہر نکال گئی تھی۔ تم جانتی تھی ناں مشائم میں کشمالہ خان کا بیٹا ہوں کیوں مجھے میرا سچ نہیں بتایا! شہریار کرب ناک انداز میں بولا۔ مشائم تو اس کی بات سن کر فریز ہو گئی وہ جان گیا تھا کہ وہ کشمالہ خان کا بیٹا ہے اسے کب اور کس نے بتایا یہ سب؟؟ مشائم اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی جو اپنے آنسو اس سے چھپانے کے لئے اس کی گہرائیوں میں منہ چھپا رہا تھا۔

آپ نہیں رو شہریار میں آپ کے آنسو نہیں دیکھ سکتی!!

وہ اس کا منہ اپنی نرم نازک دھڑکنوں میں مزید دھنساتی
اسے زور سے خود میں بھینچ رہی تھی یوں جیسے اس کا
درد اپنے وجود میں اتارنا چاہ رہی ہو کیوں اسے خود بھی
سمجھ نہیں آیا وہ محبت کی گہرائیوں میں انجانے میں بہت
گہری اتر گئی تھی۔

میں کبھی نہیں مل سکوں گا اپنی مورے سے مشائم کبھی
بھی اپنی مورے کا لمس محسوس ہی نہیں کر سکوں گا
میں ان سے ملنے گیا تھا مگر میرا دل سکون محسوس
نہیں کر رہا پلیر مجھے سنبھال لو نا میرے پاس میری
مورے میرے بابا دونوں میں سے کوئی ایک بھی نہیں
میرا دل آج بے حد تکلیف میں ہے میں بہت درد محسوس
کر رہا ہوں!! وہ آنسو کنٹرول کرتا تکلیف کی شدت سے
مزید بھاری ہوتی آواز میں بولا تھا۔

میں تو ہوں نا آپ کے پاس انشال آپ ہی بھی تو ہیں آپ کو
تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی شہریار!! میرے بابا کے بعد
میرے پاس بھی تو صرف آپ ہی ہیں نا! میں آپ کو
سنبھال لوں گی میں آپ کی ہر تکلیف بھولا دوں گی۔ مشائم
اس کی کمر سہلاتی بولی وہ اس کے بالوں پر اپنے ہونٹ

رکھ رہی تھی۔ وہ اس کے دونوں گالوں کو چوم رہی تھی
وہ اب اس کے دل کے مقام پر بہت نرمی کے ساتھ اپنا
لمس بکھیر رہی تھی جو آج کس تکلیف میں تھا وہ پہلے
سے ہی اندازہ کر چکی تھی شہریار کو اسکی ضرورت
تھی اور وہ اسے خود وجود سوپنے کو تیار ہو گئی تھی۔

شہریار خاندانہ مشائم کو گدی سے جکڑتا اسکی آنکھوں
میں جھانکنے لگا۔ کیا کر رہی ہو مشائم تم کیوں
میرے قریب آرہی ہونہیں برداشت کر سکو گی مجھے میں
بھڑکتی ہوئی آگ میں جل رہا ہوں تمہارے قریب آیا تو تم
بھی جل۔۔۔۔۔میں جلنے کو تیار ہوں شہریار میں جلنا چاہتی
ہوں آپ صرف میرے ہیں میں آپ کا ہر درد اپنے وجود
میں اتار لینا چاہتی ہوں!! شہریار نے اس کے حق سے
نظریں چرائی چاہی مگر وہ اسے خود میں جذب کرنے کو
تیار تھی۔

ابھی اٹھارہ کی نہیں ہوئی ہو مہینہ باقی ہے زیادہ زور سے
کر دیا تو تم ہرٹ ہو جاؤ گی۔۔۔۔۔آپکو اٹھارہ سال کی عمر
میں کشمالہ خانم نے جنم دیا تھا وہ جب آپ کو اس دنیا میں
لانے کے لئے نو ماہ اپنے پیٹ میں رکھ سکتی ہیں تو میں

آپ کو اپنے وجود میں اترتے کیوں برداشت نہیں کر سکتی
آپ۔۔۔ یہ سب اتنا آسان نہیں تم درد سے تڑپ جاؤ گی میں
اپنا درد خود غرض بن کر تم میں نہیں اتار سکتا ضد مت
کرو!! شہریار مشائم کی نادان ضد نہیں مان سکتا تھا وہ
اسکے قریب آکر یہ رشتہ مکمل کیسے کرتا جب وہ دماغی
طور پر حاضر ہی نہیں تھا۔

ضد نہیں آپ کی ہمسفر ہونے کا حق ادا کرنا چاہتی تھی
مگر آپ کو شاید اپنی فرسٹ وائف کی نیڈ ہے اوکے آپ
فریش ہو جائیں میں سونے جا رہی ہوں!! مشائم ہتک کے
احساس سے اپنی نظریں چراتی وینٹی سے اتر کر چند قدم
آگے ہی بڑھی تھی جب شہریار خانزادہ نے اسے اپنے
شولڈر پر ڈالا اور واشروم سے نکل کر روم میں آگیا۔ وہ
اپنے قدم بیڈ کی جانب بڑھاتا مشائم کو بیڈ کے نرم گدے پر
لیٹا کر اس کے اوپر حاوی ہی گیا تھا۔ مشائم نے اسے خود
سے دور دھکیلنا چاہا جب وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو
کلائیوں سے پکڑ کر اس کے سر کے اوپر پن کرتا اسکی
گردن کی اسکن اپنی شدتوں سے داغے لگا۔

جائیں اس کے پاس جس کے لئے مہکنا چاہتے تھے آپ!
مشائم نے اپنی کلائیاں اسکی گرفت سے چھڑوانی چاہی
مگر وہ اسکی دونوں کلائیاں اپنے ایک ہاتھ میں جکڑ کر

اپنا دوسرا ہاتھ اس کے پیٹ کے نیچے کی جانب لے جاتا
اسے محسوس کرنے لگا۔ مشائم اس کے بے باک لمس پر
تڑپنے لگی تھی۔

جس کے لئے مہکا ہوں اسی کے پاس ہوں اور اب اسے
اپنی خوشبو سے سر تا پاؤں مہکانا چاہتا ہوں!! شہریار
خانزادہ اس کے کان کے قریب جھک کر گھمبیر سرگوشی
کرتا اس کے لبوں پر جھک کر اپنے لمس کی بے قراری
اس کی نازوکی پر بکھیرنے لگا۔

آپ ایسے میرے پاس نہیں آسکتے مجھے منہ دکھائی
چاہیے!! مشائم اپنے لب آزاد ہونے پر بولی تھی۔ منہ
دکھائی میں یہ دوں گا ناں تمہیں شوگر بے بی وہ اس کا
ہاتھ اپنی سختی پر رکھ کر سہلاتا بہکے بہکے انداز میں
بولتا مشائم کو آخری پردے سے بھی آزاد کر گیا تھا۔ وہ
حیا سے سمٹی تھی

شہریار خانزادہ اس کی باریک نیٹ کی انڈر ویئر اچھال
کر زمین بوس کرتا مشائم کو رانوں سے بھینچ کر
گھیسٹتے ہوئے اس کی ٹانگوں کو کھولتا بے باکی سے
اسے دیکھنے لگا تھا۔

مشائم کے گالوں سے ہیٹ نکلنے لگی تھی وہ اسے گہرائی سے اسکین کرتی لہو آلود ہوتی بھوری آنکھوں سے اپنا حق استعمال کرتے دیکھ رہا تھا۔ مشائم اپنے دونوں لرزتے ہاتھوں کو اپنے منہ پر رکھتی اپنی ٹانگوں کو سمیٹی ہوئی شرم سے رخ پلٹ گئی تھی۔

اس کے اوندھے منہ ہونے سے مشائم کے ابھرے ہوئے ملائم دودھیا ہیس شہریار خانزادہ کی نظروں کا مرکز بنے تھے وہ بے قابو ہو کر مشائم کے ہیس کو مٹھی میں بھر کر بھینچتا ہوا زور دار سلیپ کر گیا۔

آہہ۔۔۔شہریار۔۔۔مار کیوں رہے ہیں!! مشائم نے شرم سے پانی پانی ہوتے اپنا منہ میٹرس میں دھنسا لیا تھا۔ کیونکہ مارنے والا ہوں ابھی تمہاری اس لئے مار رہا ہوں!! شہریار خانزادہ نے ایک اور زور دار تھپڑ اس کی ہیس پر مارا تھا۔

آج۔۔۔!!! مشائم نے اپنا ہپ سہلایا تھا تھپڑ زور دار تھا جو اس کے ہپ کی رنگت سفید سے لال کر گیا تھا۔

شہریار خانزادہ اسے ٹانگوں سے پکڑ کر مکمل اوندھے منہ کرتا اس کے دونوں ہاتھوں کو کلائیوں سے اپنے ایک ہاتھ میں بہت سختی سے پکڑتے ہوئے اسکی کمر پر باندھتا اسے ایک ساتھ کہی تھپڑ بے باکی سے مار کر مشائم کی روح خوف سے قبض کر گیا تھا۔

اس کی قربت کتنی جان لیوہ ہونے والی تھی وہ شدت سے احساس کروا رہا تھا۔ مشائم جو خود کو مینٹلی تیار کر چکی تھی اسے سہن کرنے کے لئے اب وہ اس کی بڑھتی ہوئی بے قراریوں منہ زور ہوتے جذبوں سے مشائم کانپنے لگی تھی۔ اسے کمرے میں ایکدم ہی سردی کا احساس ہونے لگا تھا۔ اس کے لب سردی محسوس ہونے سے کپکپانے لگے تھے۔

شہریار خانزادہ مشائم کے پیس کو زور سے بھینچ کر مسلتا ہوا نیچے کی جانب جھکتے ہوئے اپنے مارے ہوئے تھپڑوں کی وجہ سے مشائم کے پیس کی ریڈ ہوتی اسکن پر اپنے ہونٹ رکھ کر چومتا ہوا اس کے رائٹ سائڈ والے ہپ کی اسکن منہ میں لے کر سک کرتے ہوئے اپنے

دانتوں سے کاٹتا ہوا لو بائٹ بنانے لگا۔

سس۔۔۔امم۔۔۔کیوں۔۔۔کاٹ رہے ہیں شہریار درد ہو رہا ہے۔۔۔آہہ۔۔۔۔۔مشائم مچلتی ہوئی کراہنے لگی تھی۔ شہریار خانزادہ اس کے ہپ پر دو تین لو بائٹس بنا کر زور سے چک کاٹ کر اب اپنی زبان کا گیلا لمس بکھیرنے لگا تھا۔

مشائم پہلے سے بھی زیادہ بری طرح کانپی تھی شہریار خانزادہ کی زبان اس کے ہپس سے ہوتی اب اسکی بھری بھری رانوں کی طرف سفر کر رہی تھی۔ وہ اس کی رانوں پر بھی اپنا لمس بکھیرتا ہوا سک کرنے لگا تھا۔

امم۔۔۔آہہ۔۔۔۔۔!!شہریار خانزادہ کی زبان کا گیلا لمس اپنے ہپس سے نیچے رانوں پر بکھرتے محسوس کر کے مشائم کی ریڑھ کی ہڈی میں گہری سنسناہٹ ہونے لگی تھی اسکے کمر پر بندھے ہاتھ شہریار خانزادہ کی سخت پکڑ سے اب دکھنے لگے تھے شولڈرز میں بھی شدید پین ہونے لگی تھی۔

پلیز ہاتھ چھوڑ دیں شولڈرز درد کر رہے ہیں اب شہریار!!
مشائم کی آواز بھیگی تھی آنسوؤں کا گولا حلق میں ابھرا
تھا۔ شہریار خانزادہ مشائم کے ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد
کرتا اس کی کمر کو چومتے ہوئے مشائم کو جارحانہ
انداز میں اسے سیدھا کرتا اسکے اوپر آیا تھا۔

اس کے پینس کی لوہے جیسی سختی مشائم کو اپنی رانوں
کے بیچ میں دھنستی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ بری
طرح سہمتی ہوئی شہریار خانزادہ کی جانب دیکھنے لگی
تھی۔ اس کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں نمودار ہوئی
تھی اسے اب شدید گرمی کا احساس ہونے لگا تھا۔ شہریار
خانزادہ کا جسم لاوے کی طرح کھول رہا تھا اس کے جسم
کی تپش مشائم کو بھی جھلسا رہی تھی۔

شہریار خانزادہ مشائم کی سہمی ہیزل آنکھوں میں اپنی لہو
چھلکاتی خمار آلود بھوری آنکھوں سے جھانکتا ہوا اس
کے کپکپاتے ہونٹوں پر ایک بار پھر قابض ہوا تھا وہ اسے
گھونٹ گھونٹ بھر کر خود میں جذب کرنے لگا تھا۔ عنابی
لبوں کی گرفت گلابی لبوں پر کبھی سخت ہو جاتی تھی تو
کبھی نرم شہریار خانزادہ مشائم کے لبوں کا لمس اپنے

حلق میں پیاسوں کی طرح اونٹل رہا تھا۔ وہ اسے مدہوشی کے عالم میں پی رہا تھا۔

شہریار خانزادہ مشائم کے نچلے لب کو اپنے ہونٹوں میں پیوست کر کے چوم کر چوسنے لگا تھا وہ اس کے نچلے لب کو چوستے ہوئے اپنے دانتوں میں لے کر کھینچ رہا تھا۔ مشائم کی سانسیں گھٹنے لگی تھی اس نے شہریار خانزادہ کے سینے پر اپنے ہاتھ جما کر اسے خود سے دور کرنا چاہا جب وہ اسکے جبرے کو نرمی سے جکڑ کر اسکا منہ وا کرتا اس کے منہ میں اپنی زبان کی ملاوٹ کر گیا۔

شہریار خانزادہ اپنی زبان کے ساتھ مشائم کی زبان کے ساتھ لڑاتا ہوا چوستے ہوئے اس کی زبان اپنے منہ میں دھکیل کر کھینچ کر زور سے چوس رہا تھا۔ وہ اس کی زبان کی ٹپ کو سک کرتے ہوئے اس کا حلق خشک کر گیا تھا۔

شہریار خانزادہ جس بے باکی سے مشائم کا حلق خشک کر کے اسے سانسوں کے لیے تڑپا رہا تھا وہ سہن کرپانا مشکل ہو رہا تھا شہریار خانزادہ کی قربت مدہوش کن تھی

وہ جان لیوہ ہونے لگا تھا۔

مشائم کو سانسیں گھٹنے پر نیلا پڑھتے دیکھ کر شہریار خانزادہ کچھ لمحوں کے لئے اس کے لبوں کو اپنی سخت قید سے آزادی دے گیا۔ مشائم گہری سانسیں بھرتی ہوئی اس کی جانب شکوے کے دیکھ کر خود کو نارمل کر رہی تھی۔

اس طرح دیکھا تو جان لبوں پر لے آؤں گا تمہاری مرضی سے سب کر رہا ہوں پوری اجازت کے ساتھ!! مشائم نے ابھی اپنی سانسیں ٹھیک سے بحال بھی نہیں کی تھی جب شہریار خانزادہ اس کی شکوہ آمیز آنکھوں پر ایکدم ہی ایگریسیو ہو گیا تھا۔ وہ ایک بار پھر جارحانہ انداز میں اس پر ٹوٹ پڑا تھا۔ وہ اب مشائم کے بلائی لب کی شامت لے آیا تھا۔

شہریار خانزادہ کے لب مشائم کے لبوں سے ملاوٹ میں مصروف تھے جبکہ اس کا ایک ہاتھ مشائم کے بریسٹ پر تھا جسے وہ کھینچ کر اسکوئیز کرتے ہوئے اس کے نیل کے ساتھ بھی چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا۔ مشائم اپنی آنکھیں میچے شہریار خانزادہ کو برداشت کر رہی تھی۔ اس کے

نپلز کی شامت آگئی تھی جنہیں شہریار لال کیے بنا پیچھے نہیں ہٹتا تھا۔

شوگر بے بی آنکھیں کھولو اپنی آج رات تمہیں تمہاری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر راحت پہنچانا چاہتا ہوں۔ ہمارے جسموں کا ملاپ بند آنکھوں کے ساتھ نہیں ہونے والا!! وہ اس کے لبوں کو سک کرتے ہوئے وقفے وقفے سے بولا تھا۔ مشائم کی بند آنکھیں اسے غصہ دلا رہی تھی وہ آج اس کی آنکھوں کو اپنی سختی سے روشناس کرواتے ہوئے بند ہوتے دیکھنا چاہتا تھا۔ اسے سہی والا آئی رول کروانا چاہتا تھا۔

شہریار۔۔۔ آپ۔۔۔ میرے لپس کو معاف کر دیں ان کا کوئی قصور نہیں ہے جو دشمن ہی بن گئے ہیں مجھے جلن ہو رہی ہے سویلنگ فیل ہو رہی ہے شہریار پلیر۔۔۔!!! مشائم روبانسی ہوتی دانت پیس کر بولی تھی اسے اپنے ہونٹوں پر شدید جلن اور سوجن سی محسوس ہو رہی تھی۔ شہریار خانزادہ پچھلے دس منٹوں سے وقفے وقفے سے اس کے لبوں کو چوم چوم کر کھینچتا ہوا سک کر کے سوجن زدہ کر گیا تھا۔

سوجن تو آج کہی اور ہونے والی ہے یہ لپس چھوڑ کر نیچے والے لپس کا دشمن بن جاتا ہوں۔۔ شہریار خانزادہ خمار آلود بے باکی سے بھرے لہجے میں ذو معنی بات

کرتا مشائم کو گردن پر تک سرخ کر گیا تھا۔ وہ اس کے
بالوں میں اپنے ہاتھ الجھا کر اس کی گردن کو جھک کر
چومنے لگا تھا۔

مشائم اپنی گردن پر اس کی بیئرڈ کی چبھن سے اپنے جسم
میں ابھرتے انجان جذبوں سے مدبوش ہونے لگی تھی وہ
شہریار خانزادہ کے بالوں میں اپنی انگلیا الجھا کر اس کا
دبکتا لمس محسوس کرنے لگی تھی۔

شہریار اس کی گردن کی اسکن کو کبھی اپنے ہونٹوں میں
تو کبھی اپنے دانتوں کی سختی سے داغ رہا تھا۔ وہ اس کی
پوری گردن کو اپنے دیئے گئے سرخ نشانات سے داغ گیا
تھا۔ وہ معصوم کلی اس کی ہر من مانی بہت صبر کا
مظاہرہ کرتے سہن کر رہی تھی ۔



مشائم کی گردن پر بنی شہریار خانزادہ کی محبت کی
مہریں اسے مزید شدت سے بے باک ہونے پر اکسا رہی
تھی وہ اب اپنی زبان کا گیلا لمس اس کی داغدار گردن پر
بکھیرتا اس کو لرزنے پر مجبور کر رہا تھا۔

مشائم بیڈ شیٹ اپنے ہاتھوں میں پکڑ کر شہریار خانزادہ
کے اگلے عمل کے لئے اپنے ذہن کو تیار کر رہی تھی وہ
اسکی دھڑکنوں کا دشمن تھا اس کے بریسٹ پر جونک کی
طرح چمٹ جایا تھا اور اب شہریار خانزادہ کا نشانہ مشائم
کی نازک ملائم بھری بھری دھڑکنیں تھی وہ اس کی
دھڑکنوں پر قابض ہو گیا تھا۔ وہ جب جب مشائم کی
دھڑکنوں پر حملہ آور ہوا تب تب مشائم کی جان نکل گیا
تھا۔

شہریار خانزادہ مشائم کے بوبز پر ہلکے ہاتھ سے سلیپ کرتا ہوا ان کی بے باک موومنٹ سے جوش میں آ رہا تھا۔ وہ اس کے بوبز کو اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر اسکوئیز کرتا ہوا اس کے براونش پنک نیلز کے ابھرنے پر ان پر اپنے انگوٹھے سے سہلا کر کھینچتا ایک نظر مشائم کی گھبرائی آنکھوں میں دیکھ کر شارپ سی اسمائل کرتا اسے مزید خوفزدہ کرتے ہوئے اس کے نیلز کو منہ میں پیوست کر کے چوستا ہوا باری باری دانتوں میں لے کر کھینچ کھینچ کر چھوڑ رہا تھا۔

آہہ۔۔۔شہر۔۔۔یار۔۔۔سس۔۔۔نہیں کریں پلیز نیلز میں بہت جلن ہوتی ہے!! مشائم اس کے بالوں کو زور سے کھینچ کر اپنے بریسٹ سے دور ہٹانا چاہ رہی تھی مگر وہ اس کی ایک سننے کو تیار ناں تھا۔ اس کی زبان کی تیزی دانتوں کا کھینچاؤ جان لیوہ جلن کا احساس شدت سے کروا رہے تھے۔

مشائم نے درد اور جلن محسوس کر کے مزاحمت کرنا چاہی مگر وہ اسے غصے سے اپنی آنکھیں دکھا کر باز کر گیا۔ اس وقت مجھے بالکل بھی ڈسٹرب مت کرو

بے بی گرل تم جانتی ہو ناں تمہارے یہ بھرے بھرے بوبز
میری کمزوری ہیں مزاحمت پہلے کی جاتی ہے جب
سکنگ والا پروسیس اسٹارٹ ہوتا ہے فکنگ کے قریب
پہنچ کر ہاتھ پاؤں چلاؤ گی تو چیخیں آسمان کو چھو جائیں
گی ہسبنڈ کو غصہ آجائے تو شامت آجاتی ہوتی ہے پسی
کی اور سمجھداری اسی میں ہے اپنی مدہوش آوازوں سے
مجھے بہکاؤ ناکہ ہاتھ پاؤں چلا کر غصہ سے بھڑکاو!!
شہریار خانزادہ مشائم کو اپنے بال کھینچ کر خود سے دور
کرنے کی مزاحمت کرتے دیکھتا غصے میں آتا شدید
سخت ٹون میں بولا تھا۔

اس کے لہجے میں سختی تھی اسکی بوسی ڈیپ ٹون مشائم
کی ٹانگیں لرزا گئی تھی۔ مشائم نے آج پہلی بار شہریار
خانزادہ کے بال زور سے کھینچنے تھے ناقابل برداشت
ہوتی شدید جلن کے باعث مگروہ جس سختی سے اسے اپنا
غصہ دکھا گیا تھا وہ اگلے ہی پل اس کے بالوں میں الجھی
اپنی انگلیاں دور کر گئی تھی۔

اٹھو اپنی آنکھوں کو سجا کر آؤ فوراً!! شہریار خانزادہ اس
کے پیس پر پھر سے سلیپ کرتا تحکم بھرے سخت لہجے

میں بولا تھا۔ مشائم اس کی سخت سے سخت ہوتی ٹون
اپنے پیس پر لگتے زور دار تھپڑ سے روبرو ٹک انداز میں
بیڈ سے اٹھی تھی۔

وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہوتی لرزتے ہاتھوں
سے اپنی ہیزل آنکھوں میں کاجل لگا رہی تھی۔ دل کانوں
میں دھڑک رہا تھا جان لبوں پر آگئی تھی۔ وہ مرر سے ہی
شہریار خانزادہ کو گھبرائی سی دیکھنے لگی تھی۔

شہریار خانزادہ اپنے ہاتھ میں ریموٹ پکڑے ہوئے روم
کی تیز لائٹس ڈم کرتے ہوئے سیٹنگ کر رہا تھا۔ وہ مشائم
کو کھل کر خود کو دیکھنے دے رہا تھا جو اس کے پینس
کو سیمی اریکشن اور تھک نیس سے ہی کانپ رہی تھی
فل اریکشن سے تو اس کا حال برا ہونے والا تھا۔

مشائم آنکھوں میں کاجل لگا کر خود کو اپنے ہاتھوں سے
ڈھانپتی ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ ہی لگ کر کھڑی ہو گئی
تھی اسے ڈر لگنے لگا تھا۔ ٹانگوں سے جان نکلتی
محسوس ہو رہی تھی شہریار خانزادہ کے جسم کی پھولی
رگیں دیکھ کر وہ اس کے پینس کی موٹائی سائڈ آئی سے
دیکھنے پر وہ کانپنے لگا تھی۔ شہریار خانزادہ اسے اپنے

قد سے کافی اونچا لگ رہا تھا اس کی طاقتور جسامت وہ
کیسے سہن کر سکے گی۔

مشائم شہریار خانزادہ کو دیکھ کر سہمتی ہوئی اسے
برداشت کرنے کا سوچ ہی رہی تھی جب شہریار خانزادہ
اس کی نظروں کی تپش گہری سے گہری ہوتے محسوس
کرتا ریموٹ سائڈ ٹیبل پر رکھتا اسے بہکی بہکی بھوری
آنکھوں سے اس کی بیک کو اسکین کرتا شارپ سی
اسمائیل اپنے عنابی لبوں پر سجائے مشائم کی جانب بڑھنے
لگا جو اسے اپنے قریب آتے دیکھ کر اپنا رخ پھر سے
پلٹ گئی تھی۔ وہ ڈریسنگ ٹیبل کے مرر میں بھی اس کا
عکس دیکھنے سے گریز کر رہی تھی۔

حسین لگ رہی ہے زندگی تمہارے ہونے سے!! شہریار
خانزادہ مشائم کے بالکل پیچھے آکر کھڑا ہوتا اس کا
اور اپنا عکس مرر میں دیکھتے گہری گھمبیر آواز میں
بولا۔ مشائم نے اسکی آواز میں جذبات کی گہری تپش
محسوس کی تھی۔ اس نے اپنی نظریں جھکائے ہی رکھی
اس کی پلکیں اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی وہ شہریار
خانزادہ کی تپش زدہ جذبات سے بھری آنکھوں میں

دیکھنے کی جرت نہیں کرپا رہی تھی۔

شہریار خانزادہ نے اسے خود سے خوف کھاتے گونگی بنے دیکھ کر اپنی انگلیاں بے باکی سے مشائم کی بیک سائڈ پر اوپر سے نیچے پھیری تھی اس کے بے باکی سے چھونے سے ہی مشائم کے پوری جسم کے رونٹھے کھڑے ہو گئے تھے وہ اپنے پیروں پر کھڑی نہیں ہو پا رہی تھی اس نے اپنے لرزتے ہاتھوں سے ڈریسنگ ٹیبل کے کونے کو سختی سے پکڑ لیا تھا آج اس کی زبان تالو سے چپک چکی تھی جو آنکھیں بے خوفی سے شہریار خانزادہ کے آگے چنگاریوں سے بھری ہوتی تھی آج وہ شرم و حیا کے باعث اس کے آگے جھکی ہوئی تھی۔

میری آنکھوں میں دیکھو۔۔۔مجھے دیکھو بے بی! شہریار خانزادہ اس کے ساتھ بالکل ٹچ ہو کر کھڑا ہوتا اپنا ہاتھ بڑھا کر مشائم کی گردن کو فرنٹ سے جکڑتا اس کی جھکی ہوئی گردن اونچی کر کے سختی سے بولا۔

مشائم نے شہریار خانزادہ کو پھر سے بوسی ٹون اختیار کرنے پر کاجل سے لبریز سہمی ہیزل آنکھوں سے مرر

میں دیکھا تھا۔ شہریار خانزادہ کی آنکھوں میں تیرتے سرخ ڈورے مشائم کی جان ہتھیلی پر لے آئے تھے وہ اس سے کافی اونچا تھا اور قریب آنے پر اور لمبا اور جان دار لگ رہا تھا۔

مشائم گھبرا کر فوراً ہی اپنی گھنی پلکیں جھکا گئی۔ شہریار خانزادہ نے اس کا رخ پلٹ کر گھماتے ہوئے اسے ڈریسنگ ٹیبل پر بٹھا دیا تھا۔ اور وہ ایک بار پھر اس کی لہروں کی مانند گلداز دھڑکنوں پر حملہ آور ہوا تھا۔

مشائم کے لبوں سے سسکی نکلی تھی سس۔۔۔امم۔۔۔شہریار خانزادہ اس کے کندن نشیب و فراز پر جھپٹ کر چوم چوم کر چوستا دانتوں سے ظلم ڈھاتے ہوئے مشائم کو مدہوشی کے عالم میں گردن پیچھے کی جانب پھینکنے پر مجبور کر گیا تھا۔ وہ ٹیبل جکڑے اس کے لبوں کی حکمرانی اپنے دل کے مقام پر سہن کر رہی تھی۔

وہ اس کی دھڑکنوں پر قابض ہو کر اس کو تڑپاتا تھا اور وہ تڑپتی تھی آج کی تڑپ اس نے خود ہی اپنے لئے چنی تھی اور اب وہ پچھتانے کے زیادہ خود کو اس کے ہر

ایک ایکٹ کے مطابق اپنے ری ایکشن دے رہی تھی۔۔

شہریار خانزادہ نے مشائم کے نیلز کو اتنی سختی سے سک کیا تھا کہ اس کے نیلز لال ہو گئے تھے۔ وہ ایک لمحے کے لیے بھی رکے بنا مشائم کے بوبز اپنے پوری منہ میں حلق تک بھر کر چوس کر کھینچتے ہوئے چوم رہا تھا جبکہ اس کے ہاتھوں نے سختی سے مشائم کی رانوں پر قبضہ کیا تھا۔

شہریار خانزادہ کے ہاتھ اب بے باکی سے مشائم کی لوور بیلی پر کھسکنے لگے تھے وہ اپنے منہ میں دھنسنے اس کے ریڈ ہوتے نیل پر دانتوں کے دھیرے کھینچاؤ کے ساتھ ظلم ڈھانے کے بعد تیز سکنگ کرتا مشائم کو جلن سے ترڑپتے لرزتے محسوس کرتا اپنے لبوں میں قید مشائم کے لیفٹ سائڈ والے بوب کو آزادی دے کر اس کے دونوں بریسٹ پر اور ان کے نیلز پر نرمی سے چوم کر اسے ریلیکس کر رہا تھا۔

شہریار خانزادہ بے قابو ہو کر مشائم پر بے حد سختی کر گیا وہ اپنے جسم میں مچلتی مشائم کی طلب پینس کی اس

کی وجائنه ميں گھس جانے كى تڑپ مزيد قابو نہيں كر سكتا تھا وہ اس كے بوبز سے ليٹ كر پينس كى تڑپ جان بوجھ كر نظر انداز كرنے كى كوشش ميں مشائم پر بہت ظلم ڈھا گيا تھا۔

مشائم كى ہيزل آنكھوں ميں آنسو جمع ہونے لگے تھے مگر وہ خود كو رونے سے قابو كيے ہوئے تھی۔ شہريار كى سختى سے وہ ڈر رہى تھی اس لئے ہاتھوں كى مزاحمت تو دور وہ آنكھوں كى نمى بهى اس كے غصے سے اپنے اندر اتار رہى تھی۔

شہريار خانزادہ كى سكونگ ہى اسے آدھى جان كر گئى تھی جب وہ اس كے جسم كا حصہ بنے گا تب كيا حال ہو گا اس كا وہ اپنے نازك جسم پر اسے پورى طرح قابض ہوئے كيسے سہن كرے گى مگر آج اسے سہن تو كرنا ہى تھا حق بهى تو ادا كرنا ہى تھا۔

شہريار خانزادہ اسے صرف سكونگ كر كے ہى رولانا نہيں چاہتا تھا۔ ابھى تو ان كى جان ايك ہونى تھی شديد درد اور جلن محسوس كرنے كا لمحہ ابھى آيا ہى كہاں تھا۔ وہ

اس کی جڑی ہوئی ٹانگوں پر اپنا ہاتھ پھیرنے لگا۔ مشائم
نے مزید سختی سے اپنی ٹانگیں آپس میں جوڑ دی۔

شہریار خانزادہ نے اس کی اپر تھائیز پر اپنے ہاتھ نرمی
سے پھیرتے پھیرتے ایکدم ہی مشائم کی رانوں کو زور
سے بھینچتے ہوئے اس کی ٹانگیں کھول دی تھی۔ وہ
مشائم کی سہمی ہیزل آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اپنا ہاتھ
اس کی بری طرح سے بھیگی ہوئی پسی پر رکھ کر اس
کی نمی سے اپنی انگلیوں کے پورو کو بھی بھینگتے
دیکھتا ہلکا سا سلیپ کر گیا۔ کمرے میں ہلکے ہاتھ کا نم
ساز والا تھپڑ گونجا تھا۔

آہہ۔۔۔ نہیں کریں ناں یہاں کیوں مار رہے ہیں!! مشائم نے
اپنی آنسو سے بھری ہیزل آنکھیں میچ کر شہریار خانزادہ
کو دوبائی دی پوری طرح گیلی ہو رہی ہو تم بے بی تو یہ
رونا نہیں دکھانا مجھے غلطی سے بھی ورنہ واقعی رولا
دوں گا میں تمہیں!! وہ ایک بار پھر اس کی بھیگی پسی پر
سلیپ کر گیا تھا۔

پوری بھیگی ہوئی ہو یہ گیلی پسی پینس لینے کے لئے
بالکل تیار سے مگر تمہارا ڈرنا ہی ختم نہیں ہو رہا!!
شہریار خانزادہ اس کی پسی پر اپنی مڈل فنگر رب کرتا

اپنا پینس ہولڈ کرتے بے باکی کی حد چھونے لگا تھا۔
مشائم لال انار بنی شرم سے دوہری ہو گئی تھی۔

کب رو کر دکھا رہی ہوں آپ کو اور اگر رو کر نہیں
دکھاؤں تو پھر اور کیا دکھاؤں آپ بالکل اچھے سے ٹریٹ
نہیں کر رہے مجھے!! مشائم اسے خود سے دور کر کے
اس کے سخت عمل کی شکایت کرنے والے شکوہ کن
لہجے میں بولی تھی۔

آجاؤ بیڈ پر اچھے سے ٹریٹ کروں اپنی وائف کو ویسے
بیڈ پر تم مجھے رو کر دکھا سکتی ہو میری جان! شہریار
خانزادہ اس کے شکایتی انداز پر اپنے کان کی بیک
شرارت سے کھجانے لگا۔

وہ تو آج بیڈ توڑنے کے موڈ میں تھا مگر اس کی جنگلی
بلی آج نازک کلی کی طرح ایکٹ کرتی بھیگی بلی بنی
ہوئی تھی۔ وہ ناں اس کا مقابلہ کر رہی تھی ہمیشہ کی
طرح ناں اسے بدتمیز پکار رہی تھی بیوی بنی شکوہ کر
رہی تھی۔

شہریار خاندانہ اسے اپنی گود میں لئے بیڈ کی جانب بڑھتا
اسے بیڈ کے کنارے پر لیٹا گیا۔ مشائم شہریار خاندانہ کے
لبوں پر شریر مسکراہٹ دیکھ کر سہم کر پیچھے کی جانب
کھسکتی جب وہ اسے پنڈلیوں سے پکڑ کر واپس اپنی
طرف جارحانہ انداز میں کھینچتا اپنی مسکراہٹ پہلے سے
زیادہ گہری کر گیا۔

بے بی آرام سے کروں گا بینک مت ہو زیادہ تمہارے ڈرنے
سے درد ناں بھی ہوا تو ہونا شروع ہو جائے گا۔ شہریار
خاندانہ اسے آنکھ ونک کر کے اپنے گٹھنوں کے بل نیچے
زمین پر بیٹھ گیا تھا۔

آپ کیا کرنے لگے ہیں؟؟ مشائم اسے اپنی ٹانگیں کے پاس
زمین پر بیٹھتے دیکھتی شرم سے کانپتی ہوئی شدید
گھبراہٹ سے استفسار کرنے لگی تھی۔

میں اپنی شوگر بے بی کو پیار کرنے لگا ہوں اور کیا!
شہریار خاندانہ اس کی لیگز اوپن کر کے اسپرڈ کرتا اپنی
بھاری آواز میں محبت کا جہاں سمیٹ کر بولتا بے قابو ہو
کر اس کی ٹانگوں کے بیچ میں جھک گیا تھا۔ وہ اپنے پاگل

لمس سے مشائم کو تڑپانے کا سبب بننے لگا تھا۔

شہریار خانزادہ مشائم کی رانوں پر زور دے کر انہیں پوری طرح سے کھول کر اپنی انگلیوں سے اس کی بھیگی پسی سہلا کر مزید نم کر رہا تھا۔ وہ اپنے ایک ہاتھ سے مشائم کے کلٹ کو تیزی سے سہلاتے اس پر اپنی دو انگلیوں سے تیزی سے رینگ کرتا ہوا دوسرے ہاتھ سے اس کے بوبز اسکوئیز کر رہا تھا۔

مشائم مچلتی ہوئی اپنے سر کے پاس سے بیڈ شیٹ کھینچنے لگی تھی۔ شہریار خانزادہ اسے بے باکی کی حد سے محسوس کرتا اس کی پسی توڑتے ہوئے گہرائی سہلاتے ہوئے اسے اپنے پینس کے لئے شدید بے قرار کر گیا تھا۔

وہ خود بھی بے چین ہو کر اپنے لب اس کی انر تھائیز پر رکھ کر چومتا ہوا اپنی زبان پھیرنے لگا تھا جبکہ اس کے ہاتھ تیزی سے مشائم کی پسی رب کر رہے تھے۔ مشائم تسکین محسوس کرتی ہوئی اب اپنی ٹانگیں پوری طرح خود ہی کھول گئی تھی۔ شہریار خانزادہ اس کی وجائنه کو

اپنے ہاتھ سے تیز سے تیز ترین طرح سہلاتے اس کی
وجائے ہول پر اپنی فنگر رکھ کر ہلکی سی انسرت
کرتے اپنی زبان کی حرکت بھی تیز کر رہا تھا۔

مشائم پوری طرح سے مدہوش ہو گئی تھی وہ شہریار
خانزادہ کو سہن کرنے کے لئے تیار ہو چکی تھی ان کے
جسموں کے ملن کا وقت ہو گیا تھا۔ مشائم خان شہریار
خانزادہ کو خود میں محسوس کرنے کے لئے مچلنے لگی
تھی وہ اپنی کمر اوپر کی جانب اٹھانے لگی تھی
اسکے لبوں سے مدہوش آہیں نکلنے لگی تھی وہ دماغی
اور جسمانی طور پر اپنی روح کے ملاپ کے لئے تیار
تھی

شہریار خانزادہ نے اپنی مڈل فنگر کو پہلے پور تک مشائم
کے ویٹ و جائنل ہول میں جیسے ہی انٹر کیا وہ درد سے
ترپتی اپنے نچلے لب کو دانتوں میں دبا گئی۔ وہ چیخی
نہیں تھی اپنی رضامندی اسے برداشت کر کے شدت سے
محسوس کروا رہی تھی۔ شہریار خانزادہ نے اپنی فنگر
مزید اندر داخل کرنا چاہی جب مشائم بری طرح سسک کر
پیچھے ہو گئی۔

سس---آہا---بہت ڈر لگ رہا ہے شہریار!!! شہریار خانزادہ
نے اسے غصے سے گھور کر دیکھا تھا جب مشائم اسے
پیچھے ہو جانے کی وضاحت کرتی واپس سے پہلے کی
طرح لیٹ گئی تھی۔ وہ قربت کے لمحات میں اس کا باس
بن گیا تھا جو بات بات پر گھوری سے نواز کر اس کی
جان نکال رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں پھر سے خوف نے
جگہ بنا لی تھی۔

شہریار---آپ---مجھے---زیادہ---درد---تو---نہیں دیں گے ناں
پتہ نہیں کیوں دل میں ڈر ہے آپ کو دور کروں گی تو آپ
اپنی فرسٹ وائف کے پاس چلے جائیں گے مگر آپ کو
سکون پہنچانے کا حق آج صرف میرا ہے ناں؟؟ اگر میں
درد سے روئی تو آپ وعدہ کریں اپنی فرسٹ وائف کے
پاس نہیں جائیں گے مجھے چھوڑ کر۔۔ میں زور سے نہیں
چیخوں گی مگر اگر زیادہ درد ہوا تو چیخ نکل سکتی ہے
ناں آپ ناراض ہو کر پلینز نہیں جانا مجھے چھوڑ کر میں
آپ کو اپنے علاوہ کسی اور کے ساتھ اب کبھی بھی نہیں
دیکھ سکوں گی۔ مشائم اپنے دل میں چھپا خوف لبوں پر لے
آئی تھی۔

مشائم شہریار خانزادہ کو بہت معصوم لگی تھی۔ تلخ یادیں ذہن کے پردوں پر ایک بار پھر سایہ کر گئی تھی۔ اس کی کم عمر عُصیلی لڑاکی بیوی کیوں کس وجہ سے چھوٹی سی بھی مزاحمت کرنے سے گریز کر رہی تھی یہ جان جانے پر شہریار خانزادہ نے خود پر لعنت بھیجی تھی۔

اسے اب مشائم کو بتا ہی دینا چاہیے تھا کہ وہی اسکی بیوی ہے کوئی اور عورت اس کی زندگی کا کبھی حصہ نہیں رہی۔ کہی وہ دوسری عورت کے خوف سے تو اس کا حق آج رات ادا نہیں کرنا چاہتی تھی؟؟ شہریار خانزادہ کے دل میں تکلیف ہوئی دوسری عورت کا خوف ہر عورت کے دل میں ہوتا ہے ملاپ کے لمحے بغیر کسی خوف کے ایک دوسرے کی روح سے خود کو سیراب کر کے گزارے جاتے ہیں ناں کہ کسی ڈر یا خوف کے۔۔

شہریار خانزادہ زمین سے کھڑا ہو گیا تھا۔ وہ مشائم کو اپنی جانب کھینچ کر فکس کرتا جھکتے ہوئے اس کی پیشانی چومنے لگا۔ وہ اسکے گالوں کو نرمی سے سہلا کر اس کے ماتھے پر اپنے ہونٹ رکھ رہا تھا۔ اس نے اپنا

ہاتھ بڑھاتے ہوئے سائنڈ ٹیبل سے اپنا وولٹ اٹھایا اور کھول
کرمشائم کے آگے لہرا گیا۔

شہریار۔ یہ تو۔۔ یہ تو میری پیکچر ہے یہ آپ کہ پاس آپ
کے وولٹ میں کیا کر رہی ہے؟؟ مشائم شہریار خانزادہ
کے وولٹ میں اپنے بچپن کی تصویر دیکھ کر حیرت سے
استفسار کرنے لگی۔ مشائم کے دماغ میں کچھ دیر پہلے
اپنے سوال کرنے پر شہریار خانزادہ کی بولی ہوئی باتیں
گونجنے لگی تھی۔ (آپ کی فرسٹ وائف کہاں ہے شہریار؟؟
میرے پاس ہی ہے وہ ملواؤں گا تمہیں اس سے جلدی!!
مجھے نہیں ملنا کسی سے بھی شہریار چھوڑیں مجھے۔۔
پر میں نے تمہیں ملوانا ہے اس کی تصویر بھی دکھاؤں گا
تمہیں کچھ دیر میں ہر وقت اپنے وولٹ میں لیے پھرتا
ہوں۔۔ مجھ سے دور ہو جائیں شہریار میرے قریب آنے کی
کوئی ضرورت نہیں آپ کو جائیں اپنی پہلی بیوی کے
پاس۔۔ اوکے چلا جاتا ہے نہا کر خوشبوں سے مہکی صاف
ستھری حالت میں) مشائم نے ایک بار پھر حیرت سے اپنی
بچپن کی تصویر کو دیکھا جس میں وہ مسکرا کر اپنے
ڈمپلز کا نظارہ کرواتے ہوئے معصومیت کی انتہا کر رہی
تھی۔

شہریار خانزادہ نے ایک بار پھر اس کی پیشانی چومی اس بار اس کے لبوں کے لمس میں صرف اور صرف عقیدت ہی تھی۔ تم ہی میری پہلی اور آخری بیوی ہو مشائم میرا پہلا نکاح بابا جان اور سالار چاچو کی رضامندی سے اٹھارہ سال کی عمر میں تم سے ہی ہوا تھا تم چار سال کی بچی تھی اس وقت مگر میں سمجھدار تھا جوان تھا اور اپنی مرضی سے تمہیں قبول گیا تھا۔ تیرہ سال تمہیں تلاش کیا ہے مگر تم لوگوں تک پہنچ نہیں سکا اور دیکھو رب نے ہمارا سامنا کس طرح کروایا جس رات چاچو کو اٹیک آیا تھا مجھے اس رات ہی ہاسپٹل میں پیپرز سائن کرتے ہوئے علم ہوا تھا تم لوگوں کے مطلق مجھے اسی رات علم ہوا کہ تم ہی میری بیوی مشائم ہو میں تم لوگوں کے اپارٹمنٹ بھی جب ملنے آیا تو تمہیں سب بتانا چاہتا تھا مگر تمہیں سے ملنے کے بعد اپنا ارادہ بدل گیا کیونکہ تم پہلے ہی ہم سب حویلی والوں کو پسند نہیں کرتی تھی تمہاری ہمیں ناپسندیدگی کی کیا وجوہات تھی وہ سب میں اب جان گیا ہوں۔

مشائم تم نے میرے بابا سے نفرت کا اظہار کیا اگر اس وقت میں تمہیں بتا دیتا کہ تم میری منکوحہ ہو تم چار سال کی تھی جب میرے نکاح میں آگئی تھی تو تم سب سے

باغی ہو کر غصے میں سب سے پہلے نکاح ہی ختم کرتی
سالار چاچو سے بھی خفا ہو جاتی اور شاید میری شکل
بھی دیکھنا گوارا ناں کرتی میں بس سہی وقت آنے پر
تمہیں سب کچھ بتانا چاہتا تھا مگر جیسے حالات بنے جو
کچھ ہوا میں تمہیں بتا نہیں سکا مگر آج تمہیں دوسری
عورت کے خوف سے اپنا حق ادا کرنے کی اجازت نہیں
دوں گا میں! میری زندگی میں تم ہی پہلی تھی تم ہی آخری
ہو اور تم ہی ہمیشہ رہو گی ناں کوئی تھی ناں ہے ناں ہو
گی شہریار خانزادہ کی بیوی صرف مشائم خان ہے۔ اب
فیصلہ کر لو حق ادا کرنا ہے میرا یا پھر اتنا بڑا سچ
چھپانے کی سزا کے طور پر دور ہٹ جاؤ اپنی بے بی
سے؟؟ ڈر رہا ہوں اپنی شیرنی سے کسی غلط جگہ ہاتھ
پاؤں چلا دیئے تو کیا کروں گا میں۔۔۔

مشائم شہریار خانزادہ کے لبوں سے اپنی زندگی کا اتنا بڑا
انکشاف سن کر ہکا بکا سی رہ گئی تھی۔ اس کا نکاح بچپن
میں ہی ہو گیا تھا وہ ہی شہریار خانزادہ کی پہلی بیوی تھی
اس سے اتنی بڑی بات چھپائی گئی تھی۔ وہ تو صدمے میں
چلی گئی تھی۔ مشائم کی آنکھوں سے دیکھتے ہی دیکھتے
چنگاریاں پھوٹنے لگی تھی۔ اس نے غصے سے شہریار
خانزادہ کے سینے کو اپنے لمبے نیلز سے نوچ ڈالا تھا۔

یو چیٹر!!! مجھے ڈراتے رہے آپ مجھ سے ہی! میں ہی
آپکی وائف تھی مجھے مجھ سے ہی جلاتے رہے آپ
شہریار!!!!!! حد ہوتی ہے بدتمیزی کی تھی آپ کو تو میں
نے اب چھوڑنا نہیں یہ مغرور چہرہ نوچ لینا ہے میں
نے!! مشائم ویمپائر کی طرح اس پر چمٹی تھی۔

کول ڈاؤن بے بی بھولو مت تم میرے رحم و کرم پر ہو
ابھی!! شہریار خانزادہ نے مشائم کو کمر کے خم سے
دبوچ کر دھمکی لگائی تھی۔ زیادہ فری ناں ہوں ہٹیں میرے
پاس سے جائیں اپنی پہلی بیوی کے پاس جسکی تصویر
اپنے وولٹ میں لئے پھرتے ہیں کتنا جلایا مجھے آپ نے
کتنی جیلس ہوئی میں آئی ہیٹ یو۔۔۔۔۔ بٹ آئی لو یو بھولو مت
ابھی کچھ دیر پہلے دور ناں جانے کے لئے معصوم شکل
بنا کر میری مینتیں کر رہی تھی تم مائی لیڈی لو!! شہریار
خانزادہ مشائم کو نخریلی ادائیں دکھا کر مصنوعی
ناراضگی کا اظہار کرتے دیکھتا دل ہی دل میں خوشی
سے سرشار ہو رہا تھا۔ وہ بالکل بھی اوور ری ایکٹ نہیں
کر رہی تھی ناں ہی اسے خود سے دور جھٹک رہی تھی
وہ اپنی کم عمری میں بھی بہت سمجھداری کا مظاہرہ
کرتی ہوئی شہریار خانزادہ کو اپنا اسیر کر رہی تھی۔

تین بج رہے ہیں میڈم ساری رات گزر جانی ہے اب مزید باتیں کل صبح کریں گے تم سے پیٹائی بھی صبح کروالوں گا میرے پرفیومز بھی صبح توڑ لینا ابھی آؤ رومانس کنٹینو کرتے ہیں ادھوری چیزیں اچھی نہیں لگتی مجھے تم جانتی ہو۔۔۔۔۔جی نہیں مسٹر شہریار خانزادہ میں آپ کو بالکل بھی نہیں جانتی۔۔۔اوکے ابھی جان جاؤ گی!! وہ دونوں منتوں میں ٹام اینڈ جیری بن گئے تھے۔

دونوں کے جسم بھی ایک دوسرے کو پانے کے انتظار میں تڑپ رہے تھے۔ شہریار خانزادہ مشائم کے لبوں پر جھکتا ہوا اپنے ہاتھوں سے اسکے نچلے دھڑ کو ٹٹولنے لگا تھا۔ مشائم پوری طرح اس کی قید میں پھنس چکی تھی۔ اب دور جانا نا ممکنات میں سے تھا۔ شہریار خانزادہ اس کے لبوں سے ہوتے اس کی گردن کو چومنے لگا تھا۔ وہ ایک بار پھر سے جذباتیت کی انتہا ہو چھو رہا تھا بے قراری بڑھنے لگی تھی اس کا ایک ہاتھ مشائم کی وجائنه پر تھا جسے وہ تیزی سے سہلا کر اسے پھر سے گیلا کر رہا تھا۔ وہ اس کے مچلنے پر اسے ہلکے ہاتھ سے سلیپ کرتا فنگر ربنگ تیز سے تیز تر کر رہا تھا۔

ہولڈ کرو مجھے شوگر بے بی اور اپنے ہاتھ کو موو کر
کے پینس اریکٹ کرو!! شہریار خانزادہ مشائم کی گیلی
پسی پر ربنگ کرتے ہوئے اس کا ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ
میں پکڑ کر اپنے سیمی ایریکٹڈ پینس پر رکھتا اس کے
ہاتھ کی گرپ اپنے پینس پر ٹائٹ کروا کر بیک اینڈ فورٹھ
موو کرتا اس کے نیپلز کو منہ میں بھر بھر کر چوسنے لگا
تھا۔

دونوں کے جسم ملن کے طلبگار ہونے لگے تھے۔ شہریار
خانزادہ اپنے لمس اپنی تڑپ سے ایک بار پھر اپنی اور
مشائم کی سانسیں بھاری کر گیا تھا۔ روح میں پیدا ہوتی
طلب انتہا کو چھوتی ہوئی حد پار کرنے لگی تھی۔ مشائم
خان کم

عمر تھی مگر اس کے پیس اور ایڈجسٹ کر رہی تھی وہ
خود کو شہریار کے لئے ایک بار پھر مکمل طور پر تیار
کر گئی تھی مگر اس کے چہرے پر ڈر واضح تھا۔ وہ
نازک جان آنے والے لمحات سے شہریار کے طاقتور
وجود سے ڈر رہی تھی۔

تم کافی گیلی ہو رہی ہو ہمیں آئل یوز کرنے کی ضرورت

نہیں ہے مگر یہ چھوٹی سی پنک پسی اتنی ٹائٹ ہے کہ اندر پینٹریٹ کرتے ہوئے تمہیں شدید تکلیف کا سامنا کرنا ہی ہو گا میری جان فرسٹ ٹائم میں پین ہوتی ہی ہے مگر میں جانتا ہوں تم میرے لئے سہن کر لو گی میری قربت میں ملا ہر درد۔۔شہریار خانزادہ اس کے گال سہلا کر مان سے بولا تھا۔ مشائم نے اس کی آنکھوں کی جانب دیکھا تھا۔

جاناں کیا مجھے اجازت ہے اس رشتے رشتے کو مکمل کرنے کی؟ کیا میں آگے بڑھ جاؤں مشائم؟؟ برداشت کر لو گی ناں تم مجھے؟؟ تیار ہو ناں خانزادی اپنے خانزادہ کو سہنے کے لیے؟؟؟ کیا تم میری محبت میرے جنون سے لبریز انتہاؤں کو چھوتے لمس کو اپنے وجود میں سہن کر لو گی؟؟؟

شہریار خانزادہ اسکی کاجل سے لبریز خوف سے سہمی بیزل آنکھیں باری باری چوم کر والہانہ انداز میں مشائم کی مکمل رضامندی کے باوجود اجازت طلب کر رہا تھا۔ مشائم کو ایک بار پھر شہریار خانزادہ سے شدت سے محبت کا احساس ہونے لگا تھا۔

وہ اپنی پلکیں جھکا کر سر کو جنبش دیتی اسے ہر حد توڑ دینے کی اجازت دے گئی۔ آئی پرومیس یو جان کم سے کم درد دوں گا تمہاری کم عمری کا خیال رکھتے ہوئے ہمارا رشتہ مکمل کروں گا!! شہریار خانزادہ اسکی جھکی پلکوں پر لب رکھتا اس کی گردن کو چومتے اس کے اوپر فکس ہوا تھا۔ مشائم نے آنکھیں میچی تھی۔

میری جان آگے بڑھنے لگا ہوں میں! وہ اس کی بیوٹی بون کو چومتے گہری آواز میں بولا اس نے مشائم کی ٹانگیں وائڈ اوپن کی اور اپنے پینس کو ہاتھ میں پکڑ کر موو کر کے سخت کرتا اس کی گیلی و جائنہ پر مسلنے لگا۔ مشائم اس کے لوہے جیسے سخت پینس سے اپنی سانسیں بند ہوتی محسوس کر رہی تھی۔ اس کی سانسیں حلق میں اٹکنے لگی تھی وہ اپنا جسم اکڑا چکی تھی۔

شہریار خانزادہ کا پینس اس کی ویٹ نیس سے نم ہو گیا تھا وہ اس کی پوری و جائنہ پر اوپر سے نیچے اپنا سختی سے کھڑا ہوتا پینس پھیر کر اس کے و جائنل ہول میں رکھ کر دباؤ ڈالنے لگا مگر شہریار خانزادہ کے پینس کی تھک نیس بہت زیادہ تھی جبکہ مشائم کا و جائنل ہول بے حد تنگ

تھا۔ پینس کی پینٹریشن میں ناکامی ہو رہی تھی۔

بے بی اپنا جسم ڈھیلا چھوڑو اس طرح سختی سے اکڑاؤ گی تو زیادہ تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا!! شہریار خانزادہ اس کے وجود میں شمولیت حاصل کرنے میں ناکامی کا سامنا کرتا مشائم کے گالوں کو اپنے انگوٹھے سے سہلا کر ریلیکس کرتے بولا تھا۔

گھبراؤ مت جان میں نرمی کا مظاہرہ کروں گا میری جانان ڈرو مت پیار سے کروں گا سب تمہیں نرمی سے اپنے وجود کا حصہ بناؤ گا بے بی گرل شہریار خانزادہ نے پیار جتاتے ہوئے اب پہلے سے زرا زیادہ زور سے پینس کا دباؤ مشائم کی وجائنه میں بڑھا مگر پینس کی ٹپ بھی ہول میں نہیں جا سکی۔ اس کا وجائئل ہول بہت زیادہ تنگ تھا اور شہریار خانزادہ کا سختی سے کھڑا پھولی رگوں والا پینس اس کے اندر انٹر ہی نہیں ہو پارہا تھا۔

حر۔ امی مت ذلیل کروا بیوی کے آگے۔۔! شہریار خانزادہ دوسری بار ناکامی ملنے پر جھنجھلاتے ہوئے بیڈ سے ہی اتر گیا تھا۔ وہ مشائم کا رخ بیڈ سے کنارے پر کر کے

اسے اپنی جانب ایڈجسٹ کرتا اس کی کمر کے نیچے
چھوٹا سا تکیہ رکھتا اس کی ٹانگوں کو فولڈ کر کے زور
سے جکڑتا اس میں سمانے کی ایک کوشش اور کرنے
لگا۔ شہریار خانزادہ کے کان آنکھیں اور منہ لہو چھلکا
رہے تھے۔

وہ اپنی پوری طاقت استعمال کرتے ہوئے اپنے جسم کا
سارا زور لگا کر اتنا شدید دباؤ مشائم کی وجائنه پر ڈال گیا
کہ پینس کی ٹپ رگڑ کھاتے اس کی وجائنه ہول میں داخل
ہو گئی۔ آہہ۔۔۔شہر۔۔۔یار۔۔۔آہہ۔۔۔مشائم کے گلابی کپکپاتے
لبوں سے درد بھری بلندکراہ نکلتی کمرے میں گونجی
تھی۔

اٹس آل رائٹ میری جان کچھ نہیں ہوا تم بہت بریو ہو
بے بی گرل۔۔وہ مشائم کی آنکھوں کے کناروں پر تکلیف
سہن کرنے کی وجہ سے آنسو ٹھہرتے دیکھتا اس کے
بالوں پر نرمی اپنا ہاتھ پھیرنے لگا۔ شہریار خانزادہ سوچ
بھی نہیں سکتا تھا مشائم اتنے صبر سے اپنا آپ اسے
سونپ دے گی وہ تو اسکی جولی نیچر کومد نظر رکھ کر
اس سے مار کھانے کا سوچ کر بیٹھا ہوا تھا۔

شہریار خانزادہ اس کے وجود میں مزید شامل ہونے
کے لئے وجائے پر پینس کا دباؤ ڈالنے لگا تھا اس نے مزید
شدت سے دباؤ بڑھا کر خود کو دھکیلا تو پھولی رگوں
والا فلی ایریکٹیڈ پینس آخری حد تک مشائم کے اندر
پینٹریٹ ہو گیا۔ آگہہہہہ۔۔۔!! مشائم کے لبوں سے فلک
شگاف چیخ بلند ہوئی تھی۔ تکلیف برداشت سے باہر ہو گئی
تھی ہیزل آنکھوں سے آنسو نکلتے بیڈ کے میٹرس پر جذب
ہوئے تھے۔

شہریار خانزادہ اس کا جسم کا حصہ بن جانے پر خوشی کے احساس سے مشائم کے ماتھے پر کتے ہی سارے بوسے دے گیا تھا۔ وہ مشائم کی روح میں مکمل طور پر شمولیت اختیار کر گیا تھا۔ وہ دونوں ایک جان ہو گئے تھے۔ مشائم کی آنکھوں سے جھرنے کی طرح آنسو نکل رہے تھے۔ شہریار خانزادہ نے آخری حد تک نرمی کا مظاہرہ کیا تھا۔

میری جان بس رونا نہیں ہے ہو گیا لاؤ مجھے ٹشو پکڑاؤ!
شہریار خانزادہ اسکی آنکھوں کو چوم کر اُسے پیار کر

رہا تھا۔ اس کی بیوی بہت صابر تھی وہ آج شہریار خانزادہ کو جیت چکی تھی۔ وہ جتنی لاڈلی تھی اس نے اپنے شوہر کا درد بانٹنے کے لئے ہر درد خود میں جذب کر کے اپنے نام کر لیا تھا۔ شہریار خانزادہ سب کچھ ایسے بھولا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نا ہو۔

جان میری ٹشو پکڑو ناں۔۔۔ہلو تو سہی۔۔۔ٹھیک ہو ناں
بے بی۔۔۔کوئی بات کرو۔۔۔اچھا غصہ کر لو مجھ پر مگر
رونا تو بند کرو ناں یہ سب ایسے ہی ہوتا ہے ورنہ میں اتنا
کیوں رلاتا اپنی پیاری جانناں کو۔۔۔

شہریار خانزادہ کو مشائم کی وجائنه سے لہو نکلتا
محسوس ہو رہا تھا وہ فوراً ہی اس سے خود کو جدا کر
گیا۔ آہ۔۔۔!! مشائم کی ایک بار پھر درد سے بلبلا کر چیخی
بلند ہوئی تھی شہریار خانزادہ اس سے جدا ہو کر اُسے
پہلے سے زیادہ تکلیف دے گیا۔

وہ اس کی ہائمن بریک ہو جانے سے وجائنه سے بلڈ
نکلتے دیکھ کر سائڈ ٹیبل سے ٹشو باکس پکڑ کر ٹشو
نکالتا اس کی وجائنه صاف کرتا اپنے پینس پر لگے اس

کے بلڈ کو بھی صاف کرتا ٹشو نیچے زمین پر ہی پھینکتا
مشائم کو بیڈ کے بیچ میں لیٹا کر خود اس کے اوپر حاوی
ہو گیا تھا۔

مشائم کے آنسو تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ اس
کی ٹانگیں لرز رہی تھی پورا جسم ہی کانپ رہا تھا۔ آئی لو
یو میری چھوٹی سی دلہن!! وہ پیار سے مشائم کی ٹھوڑی
پر چومتا اپنے لہجے میں ڈھیروں عقیدت لئے بولا تھا۔
مشائم کی سوس سوس جاری رہی۔ وہ اس کی ٹانگیں اپنے
گرد لپیٹ کر اس میں خود کو سموتا ہوا اس کی روح کا
حصہ بن کر آہستگی سے حرکت کرنے لگا تھا۔

مشائم اس کے موو کرنے پر سسکنے لگی تھی۔ وہ بہتی
آنکھوں سے شہریار کو برداشت کر رہی تھی۔ شہریار
خانزادہ مشائم کی وجائنه میں پینس شامل کیے سلو
اسٹروکس دیتا ہوا اسے پُچکار کر بہلا رہا تھا۔ مشائم کا
جسم ہلکے جھٹکوں سے لرز رہا تھا۔

ساری زندگی تم سے دیوانے کی طرح پیار کرتا رہوں گا
میری نازک شوگر بے بی!! شہریار خانزادہ اس کو لرزتے

دیکھ کر چوم چوم کر گہری آواز میں بول رہا تھا۔ وہ نازک جان سلو اسٹروکس سے ہی لرزتی ہوئی بیڈ شیٹ تھامنے لگی تھی جب شہریار خانزادہ اس کے ہاتھوں کو اپنے بالوں میں الجھا گیا تھا۔

وہ اپنی حرکت میں اب آہستہ آہستہ تیزی لا رہا تھا۔ اسکی حرکت میں جیسے ہی تیزی آئی مشائم نے اپنا منہ شہریار خانزادہ کی گردن میں چھپایا تھا وہ اس کے بالوں میں اپنے لرزتے ہاتھ الجھا کر اسے سہن کرنے لگی۔

کمرے میں ملاپ کا ساز بڑھتا ہی جا رہا تھا غموں کے بادل جھٹنے لگے تھے مشائم کی قربت رات کی سیاہی میں شہریار خانزادہ کو سب کچھ بھلانے کا سبب بن گئی تھی۔ وہ اسے اپنی گردن میں منہ چھپا کر آنسو بہاتے دیکھتا اس کی ٹانگوں کو اپنی کمر کے گرد باندھ کر اس کے ایک ہاتھ میں اپنا ہاتھ رکھتا اس کی انگلیوں کو اپنے انگلیوں میں بھینچے اس پر اپنا مکمل وزن ڈالے جھٹکے دے رہا تھا۔ مشائم نے اپنے ایک ہاتھ سے شہریار خانزادہ کے شولڈر کو تھاما ہوا تھا جبکہ وہ آنکھیں میچے اپنے دانتوں کو اس کے دوسرے شولڈر پر گاڑھ کر اپنی وجائنه میں

اس کے پینس کی پوری لینتھ جاتے محسوس کر رہی تھی۔

چند اسٹروکس اسی پوزیشن میں دینے کے بعد شہریار خانزادہ اس کے اوپر سے اپنا وزن ہٹا کر اپنے گٹھنوں پر ہوتا مشائم کی ٹانگوں کو ہوا میں اٹھا کر اسے نیچے سے ہولڈ کرتا اس کی گردن پر جھک کر اسکن سک کرتے ہوتے اسے اب تیز جھٹکے دے رہا تھا۔ آہہ۔۔۔۔۔امم۔۔۔۔۔آہہ شہریار سلو پلیر سلو موو کریں!! مشائم بھیگے کانپتے لہجے میں بولی تھی۔ شہریار خانزادہ اس کے وجائنل ہول کو پوری طرح سے چیر گیا تھا۔

وہ اب بیڈ پر بیٹھتا ہوا مشائم کو مشائم کو پتلی سی کمر کو سائڈوں سے پکڑ کر اسے جان دار جھٹکے دیتا معنی خیز آوازیں نکال رہا تھا۔ مشائم اس کے تیز ترین جھٹکوں سے ہانپتی ہوئی بیڈ پر اپنے ہاتھ مارتی ہوئی بیڈ شیٹ پکڑنے کی کوشش کر رہی تھی مگر شہریار خانزادہ اسے پینس کی فل لینتھ کے ساتھ ڈیڈ اسٹروکس دینے لگا تھا۔ وہ اس ظالم جھٹکوں سے اپنی آنکھیں میچے اپنی گردن پیچھے کی جانب پھینک رہی تھی۔

تم بہت ہاٹ ہو مشائم آج ہمارا فرسٹ ٹائم ہے اس لئے
تمہارا خیال کر رہا ہوں ورنہ میرے جذبوں میں کتنی
طغیانی مچی ہے تمہاری بلند سسکیاں بھی مجھے قابو ناں
کر پائیں!! وہ مشائم کو بیڈ کراؤن کے ساتھ لگا کر اس کے
ہاتھوں کو تکیے پر پن کرتا اس پر پوری طرح سے حاوی
ہو کر مشائم کو فک کر رہا تھا۔ وہ سسکیاں اور آہیں بھرتی
ہوئی تڑپ رہی تھی۔

اس کے جسم کے ٹکراؤ کی آوازیں کمرے کی خاموش
میں خلل پیدا کر رہی تھی مشائم کے لبوں سے نکلتی درد
بھری سسکیاں جسم کے ملاپ سے پیدا ہونے والی نم
آوازیں شہریار خانزادہ کے جنون کو سر پر سوار کر رہی
تھی وہ اپنے کلائمیکس پر پہنچنے والا تھا۔ اس سے پہلے
وہ اس کے اندر ہی ریلیز ہوتا شہریار خانزادہ فوراً ہی
مشائم کے وجائٹل ہول سے اپنا پینس نکال کر اس کے پیٹ
کے اوپر ریلیز کر گیا۔ گرم گاڑھا مادہ مشائم کو اپنے پیٹ
پر گرتا محسوس ہوا تو وہ روہانسی ہو کر شہریار خانزادہ
کی جانب دیکھنے لگی۔

صاف کر رہا ہوں میری جان!! وہ ڈھیر سارے ٹشو پکڑ کر مشائم کے پیٹ پر موجود سفید مادہ صاف کرتا پہلے سے زیادہ بے قرار ہو گیا تھا۔ اسے ایک بار پھر کرنا تھا مگر ابھی مشائم رو رو کر ہلکان ہو گئی تھی۔ شہریار خاندادہ اس کے اوپر ڈھیلے سے انداز میں گرتا اس کا ماتھا چومنے لگا۔ آئی لو یو بے بی گرل آؤ شاور لیتے ہیں!! وہ مشائم کو اپنی گود اٹھا کر واشروم کی جانب بڑھ گیا تھا کچھ ہی دیر میں فجر ہونے والی تھی ایک راوند وہ ہاتھ ٹب میں مارنا چاہتا تھا۔

رات گہری ہو رہی تھی تقریباً دو بج رہے تھے جب منہان خاندادہ حویلی کے مردان خانے سے نکلتا ہوا زنان خانے میں انٹر ہوا تھا۔ اسے احد خاندادہ نے تڑپانے کے لئے اپنے ساتھ زبردستی مردان خانے میں بٹھایا ہوا تھا۔

احد خاندادہ نے منہان خاندادہ کو دوستوں کے ساتھ مل کر ستانے کی بہت کوشش کی تھی مگر وہ سب ہی بری طرح ناکام ہو گئے تھے۔ منہان پچھلے پانچ سالوں سے انشال کو پانے کے لئے صبر کر رہا تھا یہ چند گھنٹے انشال سے دوری کے اس کے عشق پر سوال نہیں بن سکتے تھے۔

وہ بغیر کوئی خاص ری ایکشن دیئے دوستوں کے ساتھ
مردان خانے میں بیٹھا رہا تھا۔ اس کے چہرے کی چمک
میں گھلا صبر کا نور بہت گہرائی سے نظر آرہا تھا۔ وہ
وقفے وقفے سے اپنے ہاتھ میں پہنی ہوئی رولیکس واچ
میں ٹائم دیکھتا ایک ایک منٹ گن رہا تھا۔ آخر کار اس کے
دوستوں کو اس پر رحم آہی گیا تھا اور انہوں نے اس
عاشق کو رہائی دے دی تھی محبوب سے ملن کی گھڑی
آگئی تھی صبر آج ختم ہونے والا تھا۔

منہان خانزادہ اپنے دل کی منتشر دھڑکن کو سینے پر ہاتھ
رکھ کر سہلاتا سیڑھیاں چڑھنے لگا تھا۔ رات کے دو بج
رہے تھے پتہ نہیں انشال اس کا انتظار کر رہی ہو گی یا
پھر سو گئی ہو گی؟؟ وہ یہی سوچتا ہوا فرسٹ فلور پر پہنچ
گیا تھا۔ وہ تیز قدم اٹھاتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا
جب اس کے کانوں میں اس کی مورے نازنین خانم کی
آواز گونجی تھی۔

منہان میرے بیٹے۔ نازنین خانم نے بہت پیار سے اسے
پکارا تھا۔ مورے آپ ابھی تک جاگ رہی ہیں؟؟ منہان

خانزادہ مڑتے ہوئے بولا تھا۔ تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی میں منہان اتنا لیٹ کر گیا تم نے انشال تمہاری منتظر ہو گی یہ دودھ لے جاؤ اسکو یاد سے پلا دینا۔ نازنین خانم اپنے ہاتھ میں پکڑا دودھ کا گلاس منہان کو پکڑا گئی تھی۔

آپ سو جاتی مورے میں بس اپنے دوستوں میں بیٹھا تھا تو بس۔۔۔۔۔ جاؤ بیٹا اندر جاؤ تم نئی زندگی کی شروعات کرنے جا رہے ہو میں بس تمہیں دعائیں دینا چاہتی تھی ایک نظر اپنے بیٹے کو بس دیکھنا تھا تمہاری ہر خوشی برقرار رہے نازنین خانم منہان خانزادہ کے سر پر ہاتھ رکھتی اسے دعائیں دے رہی تھی ان کا بیٹا بہت معصوم تھا جسے انشال نے پھنسا یا ہوا ہے وہ انشال کو تباہ و برباد کرنا چاہتی تھی۔

منہان یہ دودھ لازمی پلانا انشال کو!! منہان خانزادہ نازنین خانم کا اپنے اور انشال کے لئے اتنا پیار دیکھ کر خوش ہوتا اپنے ہاتھ میں دودھ کا گلاس پکڑے روم میں انٹر ہو گیا تھا۔ اس لڑکی کو اپنے بیٹے کی زندگی سے نوچ کر نکال دوں گی میں اس کا جادو میرے بیٹے کو دیوانہ بنائے ہوئے ہے اس کو اتنا پاگل کر دوں گی میں کہ منہان طلاق

دے کر اس کے پاگل پنے سے اسے اپنی زندگی سے نکال
پھینکے گا کشمالہ کی بیٹی انشال نہیں بسے گی شہسوار
لالا نے کشمالہ کو چنا تھا مگر منہان انشال کو کبھی نہیں
چنے گا اس کے دماغ سے انشال کا عشق اتار کر رہوں
گی میں! نازنین خانم نفرت سے سوچتی اپنے کمرے میں
جاتی بھیانک عمل کرنے لگی جو انشال کو عنقریب پاگل
کرنے والا تھا۔ وہ نفرت کی آگ میں ہر حد سے گزرنے
والی تھا۔

منہان خانزادہ جیسے ہی اپنے روم میں داخل ہوا اس کا
استقبال مہکتے ہوئے گلابوں نے کیا جن میں اسے انشال
کی خوشبو بھی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ اپنے ہاتھ میں
پکڑا دودھ کا گلاس ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتا پھولوں
سے سجے بیڈ پر سرخ گھونگھٹ میں بیٹھی ہوئی انشال کی
جانب بڑھا۔

آپ ابھی تک جاگ رہی ہیں میری خانی!! وہ اس کے
سامنے جگہ بنا کر بیٹھتے ہوئے بولا۔ تـت۔۔تمہارا انتظار
کر رہی تھی میں خان!! انشال نے کانپتی مدھم آواز میں

جواباً کہا۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے منہاں خانزادہ کی موجودگی سے وہ جانتی تھی آج اسے خود سے دور نہیں کر پائے گی ایک بیوی ہونے کی حیثیت سے اسے منہاں کا حق ادا کرنا تھا۔ ڈاکٹر زویا اسے ایک ماں کی طرح سمجھا کر گئی تھی وہ انشال کو روم میں بٹھانے کے بعد آدھا گھنٹہ اسے سمجھاتی رہی تھی اس کے بیمار ہونے کا ڈاکٹر زویا کو اپنے بیٹے ڈاکٹر نعمان سے پتہ چل چکا تھا اس لئے وہ انشال کو خاص ہدایات دے کر گئی تھی۔

شانزے آدھا گھنٹہ پہلے ہی انشال کے روم سے گئی تھی اسے انشال نے اپنے پاس روکا ہوا تھا کیونکہ اسے تنہا روم میں بیٹھنے سے عجیب سا خوف آرہا تھا مگر وہ زیادہ دیر اسے اپنے ساتھ روک نہیں پائی تھی کیونکہ شانزے کو بہرام خانزادہ کا بلایا آگیا تھا اور وہ اپنی شامت آنے سے پہلے ہی اچھی بیوی کا فرض نبھاتی بہرام خانزادہ کے حکم پر عمل کرتی اپنے روم میں چلی گئی۔ شانزے کے جاتے ہی انشال دروازے پر نگاہیں جمائے بڑے سے گھونگھٹ میں بیٹھی منہاں کے روم میں آنے کی راہ تک رہی تھی اور اب جب وہ کمرے میں آگیا تھا تو اس پر ہر لڑکی کی طرح ہی کپکپی طاری ہو رہی تھی۔

انشال اپنے ہاتھوں کو باہم ملا کر اپنے ہاتھوں کی لرزش کو کنٹرول کر رہی تھی۔ منہان خانزادہ کی نظریں انشال کے کانپتے ہاتھوں پر ہی تھی وہ سمجھ رہا تھا کہ وہ ابھی سے ہی کیوں کانپنا شروع ہو گئی ہے وہ کیا سوچ رہی ہے یہ بھی منہان جان گیا تھا۔

یہ میرے لئے اعزاز کی بات ہے کہ میری انشال میرا انتظار کر رہی تھی۔ منہان خانزادہ جھکا اور انشال کی جھولی میں باہم ملے مہندی سے سجے لرزتے ہاتھوں کو چوم کر محبت سے لبریز لہجے میں بولا تھا۔

وہ گلاب کی تازہ تین کلیاں سائڈ ٹیبل پر رکھے بوکے سے نکال کر انشال کی جانب بڑھا گیا۔ فار یو مائی سویٹ ہارٹ۔ انشال نے گھونگھٹ کے پیچھے چھپی اپنی جھکی ہوئی لمبی پلکیں اٹھائی اور منہان خانزادہ کے ہاتھ سے گلابوں کی کلیاں پکڑ لی۔ اس کے مہندی والے ہاتھ ان نازک کلیوں میں منہان کا دل لوٹ چکے تھے۔



میری محبت کا رنگ اس مہندی کے رنگ سے زیادہ
چھلکے کا آپکے وجود پر آج میں آپ کو اپنے رنگ میں
ایسے رنگوں گا کہ چاند بھی شرما جائے گا۔ منہاں خانزادہ
اب اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں مضبوطی
سے پکڑتا اسکی مہندی کی خوشبو سونگھ رہا تھا۔

میرا نام کہاں لکھوایا ہے؟؟ وہ اب اسکی مہندی میں اپنا نام
تلاش کر رہا تھا۔ تھوڑی ہی مشقت کے بعد منہاں خانزادہ
کو انشال کی ہتھیلی پر اپنا نام نظر آگیا تھا (میجر خان) وہ
اپنا پڑھ کر انشال خان کی ہتھیلی کو گرم جوشی سے
چومتا اس کی گود میں ہی سر رکھ کر لیٹ گیا۔ انشال کی

سانسیں بڑھی تھی وہ اس کے پہلو میں لیٹ کر اس کی گھونگھٹ کے پیچھے جھکی پلکیں دیکھنے لگا تھا جو ہولے ہولے لرز رہی تھی۔

میجر خان کی خانی۔۔ وہ دیوانگی بھرے انداز میں کہتا اس کے پہلو کو چومنے لگا۔ انشال حیا سے سمٹی منہان اوندھے منہ ہو کر اسکے گرد اپنی باہوں کا نرم ہار بنا گیا۔ معجزہ لگ رہا ہے آپ کو اپنی سیج سجائے بیٹھے دیکھنا پانچ سال اس آس پر جیا ہوں میں کہ رب کو ایک دن تو مجھ پر رحم آبی جائے گا اور وہ مجھے وہ لمحہ نصیب کرے گا جس میں میں اپنی من پسند عورت کو اپنے بیڈ پر اپنے انتظار میں بیٹھے دیکھ کر خود پر رشک کروں گا اور دیکھیں صبر کا پھل ملتا ہے معجزات اسی دنیا میں ہی ہوتے ہیں اور بہت خوب ہوتے کہ انسان اپنی خوش قسمتی پر عش عش کر اٹھتا ہے۔ اور آج میں بھی خوش بخت انسانوں کی فہرست میں شامل ہو گیا ہوں اپنے عشق کا امتحان پاس کر گیا ہوں بہت سی آزمائشوں سے گزر کر آخر کار میں نے انشال خان کو حاصل کر ہی لیا ہے منہان خانزادہ دیوانے عاشق کی طرح اپنے دھیمے ٹھہرے ہوئے لہجے میں انشال خان کو اس طرح معتبر کر رہا تھا جیسے وہ اب حیات ہو اس کے لئے جنت کی کوئی

حور ہو جسے پانے کی حسرت صدیوں سے اس کی ہڈیوں
کو کھوکھلا کر رہی ہو اب جب وہ اسے مل گئی ہے تو وہ
شفا پا گیا ہو اس مرض عشق سے جس کا وہ طالب تھا وہ
ہی تو طلبگار عشق تھا انشال ہی تو اس کی طلب تھی صبر
کا پھل عطا کر دیا گیا تھا جو شہد سے زیادہ میٹھا تھا جس
کا رس وہ آج پورے وثوق سے نچوڑنا چاہتا تھا۔

انشال خان کو اپنا وجود آج اس تخت پر بیٹھے ہوئے
محسوس ہو رہا تھا جس کے مضبوط مینار عشق کی انتہا
سے گوندھے جاتے ہیں دیوانگی کی خوبصورتی اس تخت
کے سوار کو مغرور بنا دیتی ہے اور وہ خود کو ایک
طاقتور حکمران سمجھنے لگتا ہے۔ آج انشال خان بھی خود
کو ایک مغرور ملکہ محسوس کر رہی تھی جسے منہان
خانزادہ اپنی دیوانگی کی انتہا کر کے اپنی سلطنتِ عشق
کی حکمرانی سونپ کر معتبر کر گیا تھا۔

کیا مجھے اجازت ہے گھونگھٹ اٹھا کر دیدار یار کی۔۔؟؟
منہان خانزادہ انشال کے جسم سے اٹھتی مہک سے دیوانہ
ہو رہا تھا وہ واپس انشال خان کے قدموں میں بیٹھ گیا تھا۔
وہ ملکہ خاص تھی اب تو سانس بھی اسکی اجازت سے

لینی تھی۔ انشال خان منہان خانزادہ کے سحر میں کھوئی
تھی وہ کوئی جادو گر تھا جس کا عشق شفائے مرض تھا۔

ڈر و خوف بھیانک آوازیں درد اور تنہائی ان الفاظ سے
بھی انشال خان آج اجنبیت محسوس کر رہی تھی وہ ہر لفظ
سے اجنبی ہو گئی تھی اسکی واقفیت تھی تو بس ان الفاظ
سے جو وہ جادو گر اس کے کانوں میں گھول کر اسکی
روح میں اتار رہا تھا۔

انشال خان اپنے سر کو ہلکی سی جنبش دیتی اسے اپنا
گھونگھٹ اٹھانے کی اجازت دے گئی۔ وہ انشال خان سے
اجازت ملتے ہی بے صبرے عاشق کی طرح اس کے
گھونگھٹ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر آہستگی سے
اوپر کی جانب اٹھانے لگا۔

گھونگھٹ گردن سے ہوتا مزید اوپر ہوا تو منہان خانزادہ
کے ہاتھ تھم گئے نگاہیں اس کے بھرے بھرے ڈیپ ریڈ
لپ گلوں سے سجے لبوں پر جم گئی وہ اس کے لبوں کو
دیکھ کر ہی پیو ٹائیز ہو گیا تھا۔



منہان خانزادہ جب معصومیت سے لبریز بھوری آنکھوں
میں دیکھے گا تو اس کا کیا حال ہو گا اور اگر ان میں اس
کا انتظار ہوا تو پھر تو وہ قتل ہی ہو جائے گا۔ منہان
خانزادہ اپنا دل تھامے انشال خان کو گھونگھٹ سے آزاد
کر گیا وہ پلکیں جھپکائے بغیر کسی طالب دیدار کی طرح
ساکت سرمئی آنکھوں سے انشال کو دیکھ رہا تھا جو
اسکی آنکھوں میں ہی دیکھ رہی تھی

بھوری آنکھوں میں شفافیت کا ایک جہاں آباد تھا انتظار
کی چند سرخ لکیریں ابھری ہوئی تھی انتہا کی بھولی
معصوم آنکھیں جن کی گہرائی میں ڈوب کر ابھرنا ناممکن
تھا جبکہ سرمئی آنکھیں تشکر سے بھری ہوئی تھی خمار

کی لالی واضح ہو رہی تھی دیوانگی کا جہان اور بھی زیادہ
گہرا ہو رہا تھا آج تو ملن کی طلب جائز تقاضے ابھر کر
رگ رگ میں انشال کی آرزو پیدا کر رہے تھے

حور ہیں آپ---میرے دل کا نور ہیں آپ---معصومیت کا
پیکر ہیں آپ---میجر منہان خانزادہ کی روح کی طلب ہیں
آپ---! وہ دیوانہ وار انشال کے حُسن کے سحر میں کھویا
ہوا دل وارفستگی سے بولا تھا۔

انشال خان کی پلکیں گلابیاں پھوٹتے عارض پر سجدہ ریز
ہوئی تھی وہ ان سُرْمئی آنکھوں میں دیکھنے کی کبھی بھی
ہمت نہیں کر پائی تھی جہاں صرف وہ ہی وہ تھی ان
سُرْمئی آنکھوں میں شبہی انشال کی ہی تو تھی بہت
ڈھونڈھنے سے بھی دور دور تک پھیلے دھندلے سائے
بھی اسے اپنے عکس کے ہی نظر آتے تھے۔ وہ انشال
سے شفاف عشق کرتا تھا جس کی پاکی کی گواہی انشال
خان کا منہان خانزادہ کے نکاح میں ہونا تھا۔

منہان خانزادہ آگے کو جھکا اور اس نے بہت ملائمیت سے
انشال کے ماتھے کو چوما پھر اس کے دہکتے گلاب گال

یہی نہیں اس نے بہت نرمی سے انشال کی ٹھوڑی کو
اپنے ہونٹوں میں بھر کر چوما پھر وہ جھکا اور انشال کی
گردن پر پہلے سے زیادہ نرمابٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے
اپنا لمس بکھیرا۔۔۔ انشال آنکھیں بند کیے منہاں خانزادہ کا
پیار بٹورنے لگی وہ رکا نہیں اس نے انشال خان کے
دونوں کندھوں کو باری باری چوما اس کے لب جو اپنا حق
جتانا شروع ہوئے تھے وہ روکنے کا نام ہی بھول گئے
تھے۔

تحفہ ہیں آپ میرے رب کا ساری عمر بھی چوم چوم پر
آپ کا صدقہ اتاروں تو کم ہے!! وہ انشال خان کے چہرے
کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا اس کے ماتھے سے
اپنا ماتھا جوڑ کر بولا تھا۔

ہمیشہ یوں ہی چاہو گے ناں مجھے تم منہاں؟؟ انشال نے
ہمیشہ کی طرح وہی بات دہرائی جس کا جواب اس کی
روح کو تازگی بخشتا تھا۔ آخری سانس تک چاہوں گا اس
وقت تک جب تک میرے جسم کے خون کا ایک ایک قطرہ
نچوڑ نہیں لیا جاتا انشال!! وہ اب اس کے سر کو چوم رہا
تھا۔

تھک گئی ہوں گی آپ اس بھاری لباس میں آئیں اسے تبدیل
کروا دوں کیا اجازت ہے ان پردوں میں چھپے آپ کے
کومل وجود کو خود پر عیاں کرنے کی؟؟ وہ اتنی حسرت
سے بولا تھا کہ انشال اسکا ہاتھ تھامے بیڈ سے اٹھ گئی
تھی ۔

منہان خانزادہ اسے پھولوں کے فرش پر نزاکت سے چلاتا
ہوا ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑا کرتا خود اس کے پیچھے
کھڑا ہو گیا۔ کیا خوب جوڑی تھی ان کی جسے آنکھ بھر
کر دیکھنے سے بھی نظر لگ جائے۔

منہان ایک بھر پور نگاہ اپنے اور انشال کے مرر میں
نظر آتے عکس پر ڈالتا اسے پیچھے سے ہی تھام کر اس
کے کندھے پر اپنی ٹھوڑی ٹکا کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ
اسے دلہن بنی اتنی حسین لگ رہی تھی کہ اپنا کلیجہ بھی
کاٹ کر اس کے آگے پیش کر دے تو منہان خانزادہ کو کم
لگے۔ انشال منہان خانزادہ کی تپش زدہ نظروں سے کانپ
رہی تھی۔ اسے فطری شرم و حیا کانپنے پر مجبور کر
رہی تھی۔

اپنے خان سے بھی ڈریں گی اب آپ؟؟ وہ انشال کے کان کے قریب جھکا اور سرگوشی نما آواز میں بولا۔ انشال نے اپنے پیٹ پر رینگتے منہان کے ہاتھ اپنے پسینے سے بھیگے ہاتھوں میں پکڑ لئے۔

ایک تم ہی تو ہو جس سے کبھی خوف نہیں آیا مجھے!! انشال منہان خانزادہ کے ہاتھ کو اپنے لبوں کے قریب لے جاتی انہیں احتراماً چومتی ہوئی بولی۔ منہان اس کی ادا پر فدا ہوا تھا وہ انشال کی سائڈ گردن پر اپنے ہونٹ رکھ گیا۔

کبھی وہ وقت آئے گا بھی نہیں جب آپکو مجھ سے خوف آئے میں ہمیشہ آپ کا خان رہوں گا!! وہ انشال کو بیک سے ہی اپنے گلے لگا گیا تھا۔ کچھ لمحے انشال کے وجود کی نرمی محسوس کرنے کے بعد وہ انشال خان کے دوپٹے پر لگی پنز اتارنے لگا ایک ایک کر کے اس نے تمام پنز اتار کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ دی۔ پھر اس نے انشال خان کی جیولری اتارنی شروع کی۔ وہ اس کے کانوں کی لوں کو چومتا ہوا اس کے کانوں میں پہنے بھاری جھمکے اتارنے لگا پھر اس نے چوکر کی ڈوری آہستگی سے کھولی اور جیسے ہی اس نے انشال کی گردن کو چوکر کی بندش سے آزاد کیا اس کی آنکھیں لال انگارہ ہو گئی انشال خان کی گردن لال ہو رہی تھی کچھ خراشیں تھی جو

بھاری چوکر کی وجہ سے اس کی گردن پر پڑھی ہوئی
تھی۔

خود کو تکلیف میں رکھ کر اتنی سجاوٹ جو آپ نے میرے
لیے کی ہے آج میں آپ کے ایک ایک انگ کو اپنے عشق
کی راحت پہنچا کر ہر تکلیف کا مداوا کروں گا!! وہ اس
کی گردن پر نرمی سے اپنی انگلیاں پھیرنے لگا۔ اسکے
ہاتھ سے آگ کی تپش نکل رہی تھی وہ آگ جو انشال نے
ابھی محسوس کی تھی وہ چنگاریاں جو منہان خانزادہ کے
وجود میں ملکیت کے احساس سے جلنے لگی تھی۔

اور اگر میں آج بھی تمہارا حق ادا ناں کروں تو کیا تم مجھ
سے خفا ہو جاؤ گے؟؟ انشال مدھم آواز میں ڈرتے
ہوئے بولی وہ بہت بار منہان کے ضبط کو آزما چکی تھی
ایک بار اور سہی!! منہان خانزادہ انشال کو دیکھتا رہا پھر
اس نے انشال کا رخ اپنی جانب موڑا اور اسے ڈریسنگ
ٹیبل پر بیٹھا اس کا ماتھا چوم کر اپنی پیشانی انشال کی
پیشانی کے ساتھ جوڑ گیا۔

کیسے کہوں عشق میں تیرے کتنا ہوں بے تاب میں۔۔۔

آنکھوں سے آنکھیں ملا کے چڑا لوں تیرے خواب میں۔۔۔

منہاں ترسی ہوئی نگاہوں سے انشال
کو دیکھ کر اپنی سُریلی آواز میں گنگنایا تھا

میرے سائے ہیں ساتھ میں یارا جس جگہ تم ہو۔۔۔
میں جو جی رہا ہوں وجہ تم ہو وجہ تم ہو۔۔۔

وہ انشال کے لبوں کو تشنہ نگاہوں سے دیکھ کر اسکے
سرخ لپ اسٹیک سے سجے ہونٹوں پر اپنے انگوٹھے سے
سہلاتا ہوا مزید گنگنانے کے لئے اپنے ہونٹوں کو حرکت
دینے لگا۔

ہے یہ نشہ یا ہے زہر اس پیار کو ہم کیا نام دیں۔۔۔

کب سے ادھوری ہے اک داستان آجا اسے آج انجام دیں۔۔۔

تمہیں بھولوں کیسے میں میری پہلی خطا تم ہو۔۔۔

میں جو جی رہا ہوں وجہ تم ہو وجہ تم ہو۔۔۔

وہ بے قابو ہو کر انشال کے لبوں کو اپنے ہونٹوں سے ملا گیا تھا۔ اس کے لمس میں نرمابٹ عقیدت اور محبت تھی وہ نرمی سے انشال کے لبوں کو چومتے چومتے بے قابو ہو کر ہلکی سی سختی بھی اپنے لمس میں محسوس کرتا تو فوراً ہی رک جاتا۔ منہان خانزادہ ٹھہر ٹھہر کر کبھی انشال کے بالائی تو کبھی نچلے لب کی نرمی اپنے لبوں میں گھول رہا تھا۔ انشال منہان خانزادہ کی شیروانی کے کالر کو اپنے لرزتے ہاتھوں کی مٹھیوں میں پکڑ کر اس کا نرمی سے لبریز لمس اپنے لبوں میں ملتا محسوس کر رہی تھی۔

منہان نے لبوں سے زبان کا فاصلہ بہت ملائمیت سے کیا تھا۔ وہ انشال کی کمر میں ہاتھ ڈال پر اسکی زبان سے اپنی زبان ملا کر انشال کا میٹھا لمس اپنے حلق میں اتار رہا تھا۔ منہان خانزادہ کے ہاتھ انشال کے بالوں سے الجھے تھے وہ اس کا جوڑا ایک لمحے میں ہی کھول گیا تھا۔ انشال کی

سانسیں رکی تو وہ نرمی سے اسکے لبوں کو آزادی دے
کر اسکی آنکھوں میں جھانکنے لگا۔

کیا جانے تو میرے ارادے لے جاؤں گا سانسیں چُرا کے۔۔۔

کیا جانے تو میرے ارادے لے جاؤں گا سانسیں چُرا کے۔۔۔

دل کہہ رہا ہے گنہگار بن جا بڑا چین ہے ان گناہوں سے
آگے۔۔۔

میں گمشدہ سی رات ہوں میری خوشنما صبح تم ہو۔۔۔

میں جو جی رہا ہوں وجہ تم ہو وجہ تم ہو۔۔۔۔

وہ انشال کو اپنی باہوں میں بھرے بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔
اسکی آنکھوں میں ضبط کی لکیریں ابھر رہی تھی صبر
ٹوٹ جانا تھا اگر آج بھی انشال اسے اپنے وجود سے

محروم کرنے والی تھی تو!! منہان کی گنگناہٹیں منت
گزار تھی وہ اپنی بے قراریاں بہت خوبصورتی سے جتا
رہا تھا۔

منہان خانزادہ انشال کو بیڈ پر لٹاتا اس کی پیشانی پر پھر
سے عقیدت بھرا بوسہ دے گیا۔ آج بھی اگر مجھے میرے
حق سے محروم رکھیں گی تو میں آپ کے آگے ہمیشہ کی
طرح ہی سر جھکائے کھڑا رہوں گا منہان خانزادہ اپنی
انشال خان کا طلبگار ہے

میں کر ہی کیا سکتا ہوں آپ کے ساتھ اگر آج بھی قریب
نہیں آنے دیں گی تو!! زبردستی میں کر نہیں سکتا میرے
لمس میں سختی آپ کے لئے ہو ہی نہیں سکتی آپ تھک
گئی ہیں آرام کریں سو جائیں میں چینج کر کے آتا ہوں اور
ہاں مورے نے وہ دودھ کا گلاس آپ کو پلانے کے لئے دیا
تھا وہ یاد سے پی لینا آپ میں نے آپ کو چینج اس لئے
نہیں کروایا کیونکہ اگر یہ لباس تن سے جدا ہو جاتا تو میں
خود کو آج روک نہیں پاتا اس لئے میری جان آپ ڈریسنگ
روم میں جا کر اپنے کپڑے چینج کر لیں کچھ کمفرٹیل پہن
لیں!! منہان انشال کا گال سہلاتے ہوئے بولا تھا۔ خود سے

سے کنٹرول لوز ہو رہا تھا وہ آج اپنے جذبوں میں جو
طغیانی محسوس کر رہا تھا وہ اسے انشال کے وجود کو
حاصل کر لینے پر اُکسا رہی تھی۔

منہان خانزادہ ابھی مڑ کر آگے بڑھتا جب انشال نے اس کی
چوڑی کلائی زور سے اپنے نازک ہاتھ میں پکڑی تھی
انشال نے سوالیہ نگاہوں سے انشال کی جانب اپنی آئی برو
ریز کر کے دیکھا تھا۔

میں اپنے شوہر کو خود سے دور رکھ کر اب مزید گنہگار
نہیں ہو سکتی میں تمہیں تمہارا حق دینا چاہتی ہوں!!
انشال خان اپنے منہان خانزادہ کو اس کا حق ادا کرنا چاہتی
ہے!! تمہاری خانی اپنے خان کو اپنا وجود مکمل طور پر
سونپنا چاہتی ہے! انشال خان اپنی بھوری آنکھوں میں
موٹے موٹے آنسو لئے بولی تھی۔ منہان کو خود سے
محروم رکھنا اب انشال کے لئے موت کے برابر تھا وہ
بھی اسے پانا چاہتی تھی منہان خانزادہ کی آنکھوں میں
سکون کی ایک چمک گہری ہوئی تھی وہ ایک منٹ کی
بھی دیری کیے بنا تیزی سے اپنی شیروانی کے بٹن
کھولنے لگا۔

انشال سمٹ کر بیڈ پر پیچھے کی جانب نامحسوس انداز میں ہوئی تھی منہان خانزادہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اچانک اسکے روم کے دروازے پر آہٹ سی ہوئی تھی شاید کوئی باہر تھا وہ اپنی شیروانی اتار کر صوفے پر رکھ چکا تھا۔

منہان پلیر لائٹس ڈم کر دو میں-----میں ابھی کرتا ہوں لائٹس ڈم مجھے پتہ ہے آپکو اندھیرے میں ڈر لگتا ہے مگر میرا وجود جب آپ میں گھلے گا تو آج لائٹس آپ خود ہی بند کر دیں گی!! انشال منہان کو دروازے کی جانب مڑتے ہوئے دیکھ کر سمجھی کہ جیسے وہ لائٹس آف کرنے کے ارادے میں ہے اس لئے جلدی سے بولی۔

قدموں کی آہٹ تیزی سے دروازے سے جاتی ہوئی محسوس ہوئی منہان خانزادہ انشال کی بات کا جواب دیتا ہوا ہر ایک چھوٹی سی چھوٹی آہٹ محسوس کر رہا تھا۔ کوئی تھا جو ان کے روم کے باہر کھڑا تھا کیا وہ ان کی پرائیویٹ باتیں سن چکا تھا منہان خانزادہ کا تعجب کے ساتھ ساتھ غصہ بھی آیا آخر ایسا کون کر سکتا تھا۔

وہ روم کی لائٹس ڈم کرتا بیڈ کی جانب بڑھا جہاں انشال سمٹی سی لیتی تھی۔ وہ منہان خانزادہ کو اپنی طرف قدم بڑھاتے دیکھ کر اپنا رخ موڑ کر لیٹ گئی تھی۔ منہان خانزادہ کے لبوں پر مسکراہٹ نے جگہ لی تھی وہ ہر سوچ بھلائے گہرا مسکراتا ہوا انشال کے بالکل برابر میں آکر لیٹ گیا تھا۔ انشال کے دل کی دھڑکن اتنی شدت سے منتشر ہوئی کہ اسے اپنا دل کانوں میں دھڑکتا ہوا محسوس ہوا۔

منہان خانزادہ کے ہاتھ انشال کے لہنگے کی چولی سے الجھنے لگے تھے وہ نازک ڈوری کو اسکی پچھلی گردن کو چومتا ہوا کھول رہا تھا۔ اس کے لب دیوانہ وار انشال کی بیک کو چوم رہے تھے منہان کا ایک ہاتھ انشال کے نازک پیٹ پر سرکنے لگا تھا وہ اس کے وجود سے بہت نرمی سے ساتھ چولی الگ کر گیا تھا اس نے انشال کا رخ آہستگی سے اپنی جانب موڑا تھا وہ اس کے اوپر اپنا وزن ڈالے بغیر سایہ فگن ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھیں لہو مائل تھی جبکہ انشال اپنی آنکھیں میچ گئی تھی منہان خانزادہ کی نظروں کا رخ اس نازک جان کی بھری بھری دودھیا دھڑکنوں کی جانب تھا جو ریڈ کلر کے جالی دار پردے میں قید تھی ان کی ابھری ہوئی دودھیا ساخت حسین نظارہ

پیش کر رہی تھی منہان کے حلق میں نوکیلے کانٹے اگنے لگے تھے اسے شدید قسم کی پیاس سی محسوس ہو رہی تھی وہ خود کو صحرا کا پیاسا محسوس کر رہا تھا جس کی پیاس اس ایک رات میں پوری نہیں ہو سکتی تھی اپنی پانچ سالوں کی پیاس مٹانے کے لئے اسے پانچ صدیوں کا وقت بھی ملتا تو وہ کم تھا مگر یہ رات وہ بہت یاد گار بنانے والا تھا انشال کو کانچ کی گڑیا کی مانند چھو کر وہ اس سے اپنا حق وصول کرنا چاہتا تھا وہ آج پورے جوش اور جذبے کے ساتھ اپنی بیوی کا مقام شدت سے دینا چاہتا تھا اس کی محرومیاں وہ ایک رات میں ہی مٹانے والا تھا۔

خانزادہ بے صبرا ہو کر انشال کے دودھیا ملائم منہان انگوں پر جھکا تھا اور اپنا حلق تر کرنے کے لئے وہ اپنے لبوں اور زبان کو حرکت میں لے آیا تھا۔ انشال خان ہولے ہولے لرز رہی تھی اسے منہان کی مونچھوں کی چبھن کپکپا رہی تھی مگر اس کے لبوں کا ملائم لمس انشال کو شرمائے پر مجبور کر رہا تھا۔

منہان خانزادہ اسے چومتے چومتے اپنا بیئرڈ زدہ گال اس کی دھڑکنوں پر سہلانے لگا۔ انشال کو گدگداہٹ محسوس

ہونے لگی اُس کے لبوں سے کھلکھلاہٹیں نکلنے لگی۔
منہان خانزادہ بھی ہسنتا ہوا اسے دیکھنے لگا۔ قربان جاؤں
اپنی خانی کی مسکان پر!! وہ اسے مزید گدگداتا پورے
کمرے میں انشال کی کھلکھلاہٹیں بکھیر رہا تھا۔ منہان کے
ہاتھ انشال خان کے لہنگے کی ڈوری سے الجھنے لگے
تھے وہ اس کے پیٹ کو چومتا ہوا اس کے لہنگے کی
ڈوریاں کھول رہا تھا۔ انشال نے اپنے ہاتھ منہ پر رکھ کر
خود کو چھپانا چاہا جب منہان نے اس کے پیٹ پر بہت
نرمی سے اپنے دانتوں سے کاٹا۔

آہ۔۔۔ وہ دانتوں کی چبھن سے ہلکا سا سسکی تھی۔ انشال
کے جسم میں برقی رو دوڑی تھی۔ کیوں منہ چھپا رہی ہیں
یار آج میں نے سب کچھ دیکھنا ہے!! وہ انشال کے لہنگے
کی ڈوری کھول کر اس کے جسم سے جدا کرتا جب وہ
کروٹ کے بل ہوتی اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔ اس کی سانسیں
گہری ہو رہی تھی وہ اپنے مہندی سے سجے نازک پاؤں
بیڈ سے نیچے لٹکا کر گہری سانسیں بھرنے لگی۔ اس کے
مہندی سے سجے پاؤں بے حد خوبصورت لگ رہے تھے۔

منہان خانزادہ کے دل کو اپنی معصوم بیوی انشال کی

فطری لچک بہت بھا رہی تھی۔ وہ اس کی کمر پر جھک کر اسے چومتے چومتے انشال کے ایک شولڈر کو اپنے لبوں سے سک کرنے لگا تھا۔

اس کے لبوں کی نرمی سے بھی انشال کا جسم سرخ نشانات سے رنگدار ہونے لگا تھا۔ وہ اب انشال کی سائڈ گردن کو چومتے ہوئے اسکے جالی دار پردے سے الجھ گیا تھا جو اسکی دودھیا ملائم دھڑکنوں کو ڈھانپے ہوئے تھے۔

منہان خانزادہ ان باریک پردوں کے ہک کھول کر بیڈ پر ہی اس کی نیٹ کی برا اچھالتا انشال کا اوپری دھڑ ہر قسم کی قید سے آزاد کر گیا تھا۔ اس نے ملائم دھڑکنیں اپنے ہاتھوں میں تھامتے ہوئے نرمی سے سہلائی تھی میری جان حق شرماتے ہوئے نہیں جتاتے ہوئے ادا کیا جاتا ہے۔ وہ انشال کے کان میں گھمبیر سرگوشی کرتا اسے بیڈ کے بیچ میں واپس لٹا گیا تھا۔ حلق تو منہان خانزادہ کا اب خشک ہوا تھا وہ انگارہ ہوتی سُرْمئی آنکھوں سے اسکے بھرے بھرے نشیب و فراز کا نظارہ کر رہا تھا جنہیں انشال سرخ گلاب ہوتی اپنے ہاتھوں سے چھپانے کی

کوشش کر رہی تھی۔

کوئی فائدہ نہیں خود کو چھپانے کا اپنے حسن سے مجھے
بے خبر رکھ کر جو آپ میرے ساتھ زیادتی کر گئی ہیں اب
وہ مجھے شدت سے محسوس ہو رہی ہے انشال اپنے ہاتھ
بٹا لیں ورنہ میں نے باندھ دینے ہیں اور پھر کھولنا بھی
نہیں آسانی سے!! منہان خانزادہ کا لہجہ بھاری ہونے لگا
تھا چھپن چھپائی کا کھیل اب ختم ہو جانا چاہیے تھا وہ اتنی
شرمیلی تھی کہ مدہم روشنی میں بھی خود کو چھپاتی
ہوئی شرم و حیا سے دوہری ہو رہی تھی۔

انشال منہان کی بات سن کر اس کے لہجے سے گھبراتی
ہوئی مزید زور سے اپنی بھری بھری دھڑکنیں چھپانے
لگی۔ اسکے ہاتھوں کی سختی سے دودھیا ساخت مزید
ابھر گئی تھی منہان خانزادہ نے انشال کو اس کی دھڑکنوں
پر سختی کرتے دیکھ کر اس کے دونوں ہاتھ کلائیوں سے
پکڑے اور تکیے پر پڑھے اس کے جالی دار پردے کو
اٹھاتے ہوئے اس کی کلائیاں باندھ کر اس کے بندھے ہاتھ
سر کے اوپر فکس کر دیئے۔

انشال خان کانوں کی لوں تک سرخ ہو گئی تھی وہ اپنی آنکھیں زور سے میچ گئی۔ منہان خانزادہ اس کے سرخ ہونے پر مزید بہک رہا تھا انشال حُسن کا پیکر تھی اور یہ بات آج منہان خانزادہ دل جان سے قبول کر رہا تھا۔ انشال کی اپنی انگلیاں اس کی دھڑکن پر نشان چھوڑ گئی تھی وہ واقعی بہت نازک تھی۔ ابھی تک تو منہان خانزادہ نے اسے سخت انگلی سے بھی نہیں چھوا تھا وہ قربت میں بے قابو ہو گیا تو انشال نے تو داغدار ہی ہو جانا تھا۔ وہ مسکراتا ہوا اپنی پھولوں کی طرح نازک بیوی کو دیکھنے لگا جس نے ابھی بہت درد سہنا تھا وہ کچھ دیر بعد بہت رونے والی تھی انشال کی گہری سانسیں اسکے وجود میں لہروں سی لرزش پیدا کر رہی تھی جو منہان خانزادہ کی پیاس مزید گہری کرنے کا سبب بن رہی تھی۔

وہ ان نازک لہراتے انگوں کو اپنی نرم قید میں لے کر ان پر جھک گیا تھا اسکے لب دیوانہ وار حرکت کر رہے تھے وہ انشال کی نزاکت نرم انداز میں محسوس کر رہا تھا اس کے لبوں سے نم ساز نکلتا کمرے کی مہکی ہوئی خاموش فضا میں گونجنے لگا تھا۔

آہ۔۔۔ام۔۔۔انشال بھی مدہوش آہیں اپنے لبوں سے آزاد کرنے لگی تھی۔ منہان اس کی دھڑکنوں کو اپنے لمس سے مہکاتا ہوا اپنے ایک ہاتھ کو انشال کے پیٹ پر پھیرتا ہوا اس کے لہنگے تک لے جاتا انشال کے وجود سے کچھ ہی منٹوں میں جدا کر گیا۔ انشال سر سے پاؤں تک حیا سے لال ہو گئی تھی۔ منہان خاندانہ اس کی دھڑکنوں سے اپنا منہ باہر نکال کر انشال کے بندھے ہوئے ہاتھ کھول کر اس کی کلاٹیاں چومتے ہوئے گٹھنوں کے بل اٹھ کر بیٹھا تھا اس کی نظریں انشال کی بھری بھری سفید تھائیز پر تھی وہ اب انشال کی تھائیز پر اپنے لبوں کی مہریں ثبت کر رہا تھا۔ انشال کا وجود بہکتے دریا میں اترنے لگا تھا۔ وہ اس کے لمس سے کسمسانے لگی تھی۔

منہان ۔۔۔!! انشال نے کانپتی آواز میں اپنے پاؤں چومتے ہوئے منہان خاندانہ کو پکارا تھا۔ منہان کی جان حکم کریں!! منہان خاندانہ ٹھہر کر انشال کو پچکارتے بولا۔ کبھی دور تو نہیں جاؤ گے نا؟؟ انشال کے دل میں خوف کے سائے لہرانے لگے تھے۔ نہیں کبھی دور نہیں جاؤں گا!! منہان اس کے پاؤں کے تلوے کو چوم کر بولا تھا۔

ہمیشہ ایسے ہی مجھے چاہو گے ناں؟؟ انشال کی آنکھوں سے اشک رواں ہونے لگے تھے۔ ہمیشہ ایسا ہی رہوں گا بلکہ اس سے زیادہ پیار کروں گا!! منہاں خانزادہ روم کی لائٹس مزید ڈم کر گیا تھا۔

خان!! وہ اب اپنے وجود کو بندشوں سے آزاد کر رہا تھا جب انشال نے اندھیرے میں تحلیل ہوتے اس کے عکس کو صدا دی۔ جی میری خانی؟؟ وہ اس کی ٹانگوں کو چومتا ہوا اوپر کی جانب بڑھ رہا تھا۔ ہمیشہ میرے رہو گے ناں؟؟ انشال نے اسے اپنے آخری پردے کو بھی انگلیوں سے ٹٹول کر اتارتے ہوئے خود کو چومتے ہوئے محسوس کر کے آخری وعدہ لینا چاہا!! کائنات کا ہر زرہ بھی اگر انشال خان سے منہ موڑ لے تو میجر منہاں خانزادہ ہمیشہ انشال خان کے قدموں میں ہی پایا جائے گا۔!! طالبِ عشق ہمیشہ طلبگار محبوب بنے بیٹھے رہتے ہیں انہیں دنیا کی کوئی سیاہی بھی محبوب سے باغی نہیں کر سکتی۔ اگر آپ کو ایسا لگتا ہے جسم حاصل کر کے میں بدل جاؤں گا تو میں آپ کو اب اپنے عمل سے اپنی دیوانگی کا ثبوت دوں گا میں آج خود کو آپ کے وجود میں گھول کر اپنے عشق کی نشانی آپ کو سونپنا چاہتا ہوں مجھے ایک پیاری سی بیٹی چاہیے انشال جو بالکل آپ کے جیسی ہو مجھے ایسا

محسوس ہو رہا ہے کہ اب آپ کو ماما بن جانا چاہیے تاکہ ہماری شہزادی کے بابا کے عشق پر اس کی ماما ٹرسٹ کر سکیں! وہ اپنے مدہوشی سے بھاری ہوتے لہجے میں بولا تھا۔

انشال کی دل کی دھڑکنیں بے قابو ہو گئی تھی ناں صرف منہان خانزادہ کی جذباتیت سے بھری باتوں کی وجہ سے بلکہ اسے اپنا وہ خواب بھی یاد آیا تھا جس میں وہ حاملہ حالت میں زنجیروں میں قید تھی۔ منہان اس کی آپس میں جڑی ٹانگوں کو جدا کرتا ان کے بیچ میں آیا تھا وہ اس کے ماتھے سے اپنا ماتھا جوڑ کر اپنے وجود میں ابھرتی انشال کے جسم کی چاہت اسے محسوس کروا رہا تھا انشال نے منہان خانزادہ کے گرد اپنے ہاتھوں کا حصار بنا لیا تھا وہ اسے تھامے اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئی تھی بھوری آنکھوں کے پردوں پر اس بھیانک خواب کی تصویر چلنے لگی تھی۔ منہان کو اپنا سینہ انشال کے آنسوؤں سے بھیگتا محسوس ہونے لگا تھا۔

اجازت ہے آپ میں اترنے کی؟؟ دو جسم ایک جان ہو کر عشق کی پہلی منزل عبور کرنے کی؟ منہان خانزادہ نے

انشال کا آنسوؤں سے بھیگا چہرہ اپنے سینے سے باہر
نکالا تھا وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر اجازت طلب
کرنے لگا۔

منہان کیا میں تم سے ایک آخری وعدہ لے لوں؟؟ انشال
بھی اسکی آنکھوں میں جھانکتی بولی۔ کمرے میں صرف
فیری لائٹس جل رہی تھی۔ کیا وعدہ لینا چاہتی ہیں آپ مجھ
سے؟؟ اگر تمہیں کبھی نازنین چچی یا مجھ میں سے کسی
کو چننا ہوا تو تم تو لازمی اپنی مورے کو ہی چنو گے ناں
اگر کبھی ایسے حالات آگئے تو مجھے کبھی قید میں تنہا نا
چھوڑنا میری پہلی اور آخری پناہ گاہ تم ہی ہو منہان میرا
سیف زون ہو تم میں سب کی نفرت دھتکار برداشت کر
سکتی ہوں مگر تمہارا خود سے منہ موڑ لینا میری
سانسیں روک دے گا کیا تم مجھ سے یہ وعدہ کر سکتے ہو
کہ تم کبھی مجھ سے منہ نہیں موڑو گے؟؟ انشال بھیگی
آواز میں بولی تھی اس کی آنکھوں سے آنسو نکل کر
تکیے میں جذب ہو رہے تھے۔

میں اس منہ کو ہی نا توڑ دوں جو آپ سے مڑنے کی
گھستاخی کرے اور آپ کو یہ کس نے کہہ دیا کہ اگر کبھی

مجھے آپ کے یا مورے میں سے کسی کا انتخاب کرنا ہوا
تو میں مورے کو ہی چنوں گا آپ غلط ہیں خانی میں منہان
خانزادہ ہمیشہ آپ کو اپنے دل کے مقام پر بٹھائے رکھوں
گا منہان خانزادہ کی پہلی ترجیح آپ ہوں گی!! مجھے اگر
کبھی کسی کو چننا ہوا تو وہ میری اپنی ذات ہو گی جسے
ماں اور بیوی دونوں کی ضرورت ہو گی مورے سے جدا
ہوا تو زندگی بوجھ بن جائے گی اور اگر آپ سے جدا ہو
گیا تو زندہ لاش بن جاؤں گا منہان کے لئے زندگی کی
وجہ ہی انشال ہے بہت تڑپایا ہے آپ نے مجھے انشال بہت
ترسا ہوں میں آپ کے لئے اور جو عاشق ترس ترس کر
محبوب کا قرب حاصل کرتا ہے وہ پھر اپنے خون کے
آخری قطرے تک وفا نبھاتا ہے۔ منہان نے انشال کی
آنکھیں چومی تھی جبکہ انشال نے منہان کا سینہ وہ دونوں
کچھ دیر ایک دوسرے کو خاموشی سے چومتے رہے
تھے۔

درد ناں دینا زیادہ مجھے۔۔ انشال نا ہونے کے برابر آواز
میں بولی تھی۔ تھوڑا تو ہو گا نا میری جان!! کچھ لمحے
اپنا وجود مجھے سونپ دیں انشال آپ کا محرم لذت کا
احساس چکھنے کے لئے تڑپ رہا ہے۔ منہان خانزادہ اپنا
ہاتھ اس کے دلکش سراپے پر پھیر کر انشال کے نازک

انگ چھونے لگا تھا اس کے ہاتھ کی گردش انشال کے پیٹ کے نچلے حصے کی جانب بڑھنے لگی تھی وہ انشال کی دھڑکن پر جھکا اپنے ہونٹوں میں آخری حد تک بھر کر مزید گھستاخ ہونے لگا تھا اس کے ہاتھ کی نرمی میں تیزی گھانے لگی تھی نرم حرکات تیزیوں میں تبدیل ہونے لگی تھی۔ انشال کا سسکنا بلند ہونے لگا تھا منہاں خانزادہ ایکدم انشال کے اوپر سے ہٹ گیا تھا۔

وہ گہری گہری سانسیں لے کر خود پر قابو پانے لگا تھا انشال نے اسے بازو سے تھاما تھا۔ کیا ہوا منہاں کیا میں نے کچھ غلط..... نہیں آپ نے کچھ نہیں کیا خانی میں خود سے خوفزدہ ہو رہا ہوں بہت زیادہ تکلیف ناں پہنچا دوں میں آپ کو کہی حواس معطل ہو رہے ہیں میرے پتہ نہیں کیوں میں اپنے ہوش کھو رہا ہوں!! منہاں نے اپنا سر جھٹکا تھا اسے اچانک ہی اپنا سر بھاری ہوتا محسوس ہونے لگا تھا۔ جو درد ہمیں ایک جان بنائے وہ درد میں سہن کر سکتی ہوں میں آج رات تمہیں مایوس نہیں کروں گی خود سے جھٹک کر دور کر کے اب مزید نہیں آزماؤں گی منہاں!! انشال نے منہاں کی کمر پر چومتے ہوئے محبت سے کہا تھا وہ اس کے شولڈر پر اپنا سر رکھ گئی تھی۔

منہاں خانزادہ نے مسکرا کر انشال کو دیکھا اور اس کے اوپر سایہ فگن ہو گیا۔ وہ انشال کے لبوں سے اپنے لب ملا کر اس کے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھا کر اسے پیار کرنے لگا تھا انشال سکون سے اپنی آنکھیں موندھے اپنے دیوانے عاشق کا پیار بٹور رہی تھی۔ آگے بڑھنے لگا ہوں خانی!! منہاں خانزادہ اس کی گردن پر جھکتے ہوئے بولا تھا وہ انشال کا کومل جیسا ملائم وجود اپنے جذبوں کے مطابق ڈھالتا اسکے اوپر ایڈجسٹ ہوتے بولا۔ انشال نے اپنے سر کو جنبش دے کر منہاں کے گرد اپنی باہوں کا ہار بنا لیا تھا۔ منہاں خانزادہ اپنا وجود انشال کے وجود میں گھولنے کے لیے خود کو حرکت دینے لگا تھا۔

انشال خود کو سخت نہیں کرنا میں بالکل نرمی سے آپ کا حصہ بنو گا!! منہاں خانزادہ انشال کو ٹانگیں سمیٹتے دیکھ کر اس کے بالوں کو سہلاتے بولا۔ وہ آہستگی سے اپنے نچلے دھڑ کا زور لگا کر انشال کے وجود میں رسائی حاصل کرنا چاہ رہا تھا مگر یہ ناممکن ہو رہا تھا ان کا ملاپ تکلیف سے گزر کر ہی ہونا تھا۔

منہاں خانزادہ انشال کے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکائے اس کی بھری بھری تھائیز کو ذرا سختی سے پکڑ کر شدید دباؤ ڈالتا ہوا انشال کی نزاکت کا خیال رکھتے ہوئے ایک جھٹکے میں اس کی گہرائی میں سمایا تھا اس نے انشال کو کم سے کم تکلیف دینے کی کوشش کی تھی۔

آہہ۔۔۔!! امم۔۔۔۔ انشال نے اپنی چیخ روکنے کے لئے منہاں کے لبوں سے اپنے لب ملا لئے تھے اس کی درد بھری آہیں منہاں اپنے حلق میں اتار گیا تھا۔ وہ اس کے وجود کا حصہ بن کر ٹھہر گیا تھا اس نے انشال کی آنکھوں سے نکلنے والے آنسو اپنے ہونٹوں سے چن لئے تھے وہ اس کی کمر سہلاتا ہوا اسے پیار کرنے لگا تھا میری جان یہ ایسے ہی ہوتا ہے آپ کو زیادہ درد ہو رہا ہے تو میں الگ ہو۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔ پلیز۔۔۔ دور نہیں جانا خان۔۔۔ میں۔۔۔ میں ٹھیک ہوں جس لڑکی کا محرم عشق کرتا ہے اسکا ہر عمل عقیدت سے لبریز ہوتا ہے میرا خیال کرتے ہوئے تم اپنی ضرورت سے نظریں مت پھیرو میں بالکل ٹھیک ہوں!! انشال فوراً ہی اپنے آنسو صاف کر کے اپنا وجود منہاں خانزادہ کے حوالے کر گئی تھی۔

منہاں اسے پھولوں کی مانند آہستگی سے محسوس کرنے لگا تھا ان دونوں کی آنکھیں ایک دوسرے سے ملی ہوئی تھی وہ ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے اپنی روحوں کے ملاپ کو محسوس کر رہے تھے۔ منہاں خاندان آہستہ آہستہ اپنی حرکت میں تیزی محسوس کر رہا تھا۔ ہر احساس دماغ پر حاوی ہو گیا تھا وہ انشال کی ٹانگیں اپنے گرد لپٹا کر اس میں شامل ہونے لگا تھا۔ انشال شرم سے اپنی نظریں چراتی منہاں میں چھپ رہی تھی۔ ان دونوں کے لبوں سے بلند گہری سانسیں نکل رہی تھی۔

انشال کی تھکن کا خیال کرتے ہوئے منہاں خاندان اپنا رخ پلٹ گیا تھا۔ وہ اب انشال کو اپنے اوپر بٹھائے اس کی گہرائی میں اپنی بے قراریاں شامل کر رہا تھا اس کی حرکت قابل برداشت تھی انشال بھی تسکین محسوس کر رہی تھی وہ بھی مسرور ہو رہا تھا۔

انشال کی چوڑیوں کی کھنک پورے کمرے میں گونج رہی تھی منہاں اسے تشنگی کی پیاس لیے اپنے ساتھ ہی وصل کی وادی میں دھکیل رہا تھا کچھ لمحے یونہی نرمیوں کی نظر ہوئے پھر منہاں خاندان انشال کو اپنی باہوں میں بھر کر ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھ گیا۔ وہ اسے ٹیبل پر بیٹھا کر اس کی دھڑکن پر جھکے ایک بار پھر انشال کے

وجود کا حصہ بنا تھا انشال اس بار گہری تکلیف محسوس کر کے تڑپی تھی وہ سسک کر اپنا ہاتھ بڑھا کر ڈریسنگ ٹیبل کو جھٹکوں کے بیچ ہی تھامنے لگی جب کمرے میں کانچ کا گلاس ٹوٹنے کی آواز آئی تھی وہ دودھ کا گلاس جو نازنین خانم نے منہان خانزادہ کو انشال کو پلانے کے لئے دیا تھا وہ انشال کا ہاتھ لگنے سے ٹوٹ گیا تھا کمرے کے فرش پر دودھ اور کانچ بکھر گیا تھا۔ انشال نے سہم کر منہان کی جانب دیکھا تھا جو گلاس گرنے سے اپنی حرکت روک کر نیچے دیکھ رہا تھا۔

آپ کو کہی لگی تو نہیں خانی؟؟ وہ فکر مندی سے بولا تھا۔
نہیں۔۔منہان مگر وہ گلاس ٹوٹ۔۔۔۔ٹوٹنے دیں گلاس کو
میری جان شبِ عروسی نام ہی دو جسموں کے زور دار
ملاپ سے پیدا ہونے والی ٹوٹ پھوٹ کا ہے! وہ ہنستا ہوا
ڈریسنگ ٹیبل کی دراز کھول کر مخملی ڈبے نکالنے لگا۔
وہ انشال کی گردن میں اپنے نام کا پینڈنٹ پہنا کر اس کی
انگلیوں میں بھی انگوٹھیاں پہناتا اس کے ہاتھ اور گردن
چومنے لگا۔

صوفے پر چلیں؟؟ وہ انشال کو کچھ دیر کی مہلت دیتا

بھاری لہجے میں بولا۔ انشال نے اپنی گردن کو جنبش دی
تھی منہاں اسے خود سے لپٹائے صوفے کی جانب لے کر
بڑھا تھا وہ انشال کو صوفے پر لٹائے اس کے وجود میں
شمولیت اختیار کر کے اپنی روح کا انشال کی روح سے
ٹکراؤ کرنے لگا کمرے میں معنی خیز آوازیں گونج رہی
تھی۔ وہ دونوں بہک چکے تھے منہاں خانزادہ کے جسم
سے پسینے کی بوندیں ٹپکتی انشال پر گرنے لگی تھی
جبکہ وہ نازک جان سردی سے کانپ رہی تھی۔ کافی دیر
اسے صوفے پر برداشت کرنے کے بعد انشال کی ہمت
ختم ہونے لگی تھی

منہاں۔۔۔بیڈ۔۔۔پر چلیں یہاں سردی۔۔۔۔۔ٹھیک ہے میری جان
جس میں آپ کمفرٹیبیل ہوں ہم واپس بیڈ پر چلتے ہیں۔ وہ
چند منٹ اس کے وجود میں مزید سفر کرتے انشال کو
پوری طرح کمفرٹیبیل کر کے اب ذرا اپنے جوش میں آنے
لگا تھا نرمی ملائمیت ختم ہونے لگی تھی وہ اب جنونی
عاشق بن رہا تھا جس کی پیاس حواسوں پر سوار ہو چکی
تھی۔

وہ انشال کے دونوں ہاتھوں کو اپنے سینے کے بالوں میں

الجهائے اپنے عمل میں تیزی لے آیا تھا۔ وہ انشال کے وجود میں اتر کر تیز حرکت تو کر رہا تھا مگر سختی کہی بھی نہیں تھی وہ انشال کے روئی کی طرح نازک نرم ملائم جسم کو کچھ اس طرح محسوس کر رہا تھا کہ جیسے وہ کوئی کانچ کی گڑیا ہو جسے ذرا سا بھی سختی سے چھو لیا تو ٹوٹ کر بکھر جائے گی۔ وہ ایک جینٹل مین تھا اور اسکا ہر ایک عمل اس بات کی گواہی دے رہا تھا وہ قربت کے لمحات میں بھی انشال کو ناقابل برداشت تکلیف دینے سے گریز کر رہا تھا وہ منہان خانزادہ تھا جسکی سانسیں انشال کی سانسوں سے چلتی تھی وہ نازک جان اسکو بے قابو ہو کر سخت ہو جانے کے بعد فوراً ہی نرم پڑھتے دیکھ کر خود کو خوش نصیبی کے تخت پر محسوس کر رہی تھی۔ وہ اس کے ماتھے کو چومتا ہوا اسے جھٹکے دے رہا تھا۔

جسموں کا ملن سکون کے جہان میں داخل ہو رہا تھا۔ ان دونوں کی سانسیں اس حد تک گہری ہو گئی تھی کہ وہ سرور کی انتہا کو پہنچ گئے انشال خان سکون سے اپنی آنکھیں موندھ کر کانپنے لگی جبکہ منہان خانزادہ اس کے کان کے قریب جھکا۔ آپ کی اجازت ہے تو آپ کے وجود میں ہی خود کو مطمئن کر دوں؟ منہان خانزادہ بھاری

سانسوں کے بیچ اجازت طلب کرنے لگا۔ انشال نے شرماتے ہوئے اپنا منہ چھپا لیا تھا۔ اس کے ہاتھوں کی مہندی انگلیوں میں موجود منہان خانزادہ کی تحفے میں پہنائی گئی انگوٹھیاں انشال کا شرم سے لال ہوتا چہرہ چھپائے بہت بھلی لگ رہی تھی جلدی بتائیں پھر بعد میں ناراض ہوں گی کہ سب میرا اکیلے کا قصور ہے!! وہ انشال کے ہاتھ اپنے ایک ہاتھ میں پکڑ کر تکیے پر پن کرتے بولا نہیں ہوتی ناراض!! انشال اس کے سینے سے لگ گئی تھی اس کی ہمت نہیں تھی وہ اسے دیکھ بھی سکتی۔

منہان خانزادہ اسے اب بھی شرما کر اپنے سینے میں گھستے دیکھتا خود کو تیزی سے حرکت دے کر سکون کی آخری سیڑھی پر پہنچتا اپنا تمام تر جنون بے قراریاں لئے انشال کی روح میں گھول گیا۔ وہ اپنا سکون اس میں اتار گیا تھا۔ وہ انشال کے بال چوم کر بھاری سانسیں بھرتا ہوا اسکی ملائم گلداز دھڑکنوں پر ہی اپنا منہ چھپا گیا۔ اسے آج سکون کے ساتھ ساتھ خوش بھی محسوس ہو رہی تھی مگر پیاس پہلے سے شدید ہو گئی تھی وہ اسے پا کر آبِ حیات پی گیا تھا اس کا عشق پانچ سالوں کا کٹھور سفر طے کرنے کے بعد آج اپنی منزل پر پہنچ کر امر ہو گیا

تھا منہاں خانزادہ صبر کا لذیذ پھل چکھ چکا تھا میٹھی نیند
ان دونوں کو اپنی آغوش میں لے کر دنیا سے غافل کر
گئی تھی۔

ایشا شدید پیاس محسوس کرتی اپنے روم سے نکلتی کچن
کی جانب بڑھنے لگی۔ وہ ایونٹ سے فری ہونے کے
بعد فریش شاور لیتی بلیک کلر کی سمپل سی قمیض شلوار
میں ملبوس گلے میں دوپٹہ ڈالے پیاس کی شدت سے گیلے
بالوں سمیت ہی کمرے سے نکل گئی تھی۔

ایشا کچن کے دروازے تک پہنچی ہی تھی جب کسی نے
زور سے اُسے کمر سے جکڑ کر تیزی سے اندر جاتے
شیلف پر بیٹھا کر محصور کر دیا تھا وہ اور کوئی نہیں
بلکہ احد خانزادہ تھا جو مردان خانے سے بالکل ابھی ابھی
زنان خانے کے لاؤنچ میں انٹر ہوا تھا اور ایشا کو کچن
کی جانب بڑھتے دیکھتا اس کے پیچھے پیچھے دبے
قدموں سے جاتا حملہ آور ہو گیا تھا۔

احد۔۔۔آپ۔۔۔نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔ ایشا سہمی سی احد
خانزادہ کو دیکھتی خفگی سے بولی تھی۔ سویٹ ہارٹ تم

رہا تھا۔

وہ دونوں ابھی ایک دوسرے میں گم تھے جب کوئی کچن کے قریب پہنچ کر تیزی سے واپس باہر نکلا تھا شاید انہیں کسی نے دیکھ لیا تھا۔ احد جھٹکا کھا کر ایشا سے پیچھے ہوا تھا اسے خفت کا احساس ہونے لگا تھا اس وقت کوئی ملازم تو نہیں ہو سکتا تھا یقیناً حویلی کے کسی فرد نے ہی انہیں ایک دوسرے میں الجھا دیکھ لیا تھا۔ ایشا تو شرم سے پانی پانی ہو گئی تھی وہ احد خانزادہ کو دھکیلتی ہوئی شیلف سے اترتی کچن سے بھاگ نکلی تھی اس کی پیاس احد خانزادہ سرے سے ہی مٹا گیا تھا۔

بہت بڑا کمینا ہوں میں بیگم کو پانی بھی نہیں پینے دیا کہی شرم سے اب بیہوش ناں ہو گئی ہو چلو پانی کے بہانے ایک حسین ملاقات ایشا صاحبہ کے کمرے میں بھی کر لیتے ہیں احد خانزادہ شریر سا ہنستا ہوا اپنے ہاتھ میں پانی کی بوتل پکڑے کچن سے نکلتا ایشا کے روم کی جانب بڑھ گیا۔ وہ آج پہلے سے ہی ارادہ کر چکا تھا ایشا سے ملاقات کرنے کا اس لئے اپنے دوستوں سے بہانہ بنا کر زنان خانے آیا تھا ایشا کی جان ہلکان کرنے اور اب تو اس

کے پاس سو لٹ ریزن تھا آج وہ بھی اسے اپنے سہی والے
رنگ دکھانے والا تھا۔۔۔

ایشا کا تو شرم سے برا حال ہو رہا تھا اسے اور احد کو
آپس میں لپٹے حویلی کے کسی فرد نے دیکھ لیا تھا وہ
شرم اور خفت سے مرنے والی ہو گی اس کے گالوں میں
سے آگ نکل رہی تھی وہ سر تا پاؤں سرخ گلاب ہو رہی
تھی اسے اپنی گردن پر جلن سی ہو رہی تھی احد خاندان
کا اپنے ساتھ لپٹنا یاد آ رہا تھا۔ کس طرح وہ اس سے چپکا
تھا ایشا کے کانوں سے دھواں نکل رہا تھا۔

وہ اپنے بیڈ پر بیٹھی ملی جھلی کیفیات کے زیر اثر شرما
رہی تھی جب اُس کے روم کا لاک باہر سے کھلا تھا اور
احد خاندان مسکراتا ہوا اپنے ہاتھ میں پانی کی بوتل
پکڑے روم میں انٹر ہوا تھا۔ ایشا کی رات کے اس پہر احد
خاندان کو دیکھ کر جان لبوں پر آگئی تھی وہ اپنے ہاتھ
میں روم کی چابی گھماتا ہوا اسے آنکھ ونک کر گیا تھا۔

آآپ۔۔میرے روم میں رات کے اس وقت کیا کرنے آئے
ہیں؟؟ ایشا اپنا دوپٹہ خود پر درست کرتی انگارہ ہوتے

چہرے سے بولی تھی۔ آف کورس سویٹ ہارٹ رومانس
کرنے آیا ہوں رات کے اس وقت اپنی بیوی کے ساتھ! احد
خانزادہ بغیر کسی لگی لپٹی کے بولا تھا اس کا لہجہ
مخمور تھا شہد آنکھیں خماری سے لبریز تھی۔

جائیں پلینز آپ کی وجہ سے میں پہلے ہی بہت شرمندہ ہوں
پتہ نہیں کس نے ہمیں دیکھ لیا آپ کو خود پر کنٹرول نہیں
ہے کیا؟؟ ایشا خفت اور غصے کے ملے جُھلے تاثرات
اپنے چہرے پر سجائے بولی۔ تم نے جتنا مجھے ڈوگی بنایا
ہے اس کے بعد کنٹرول کیوں کروں میں اور کس خوشی
میں جاؤں حق حلال کی بیوی کے ساتھ رومانس کر رہا تھا
کسی اور کے ساتھ تھوڑی پکڑا گیا ہوں میرے پاس
اپروول ہے تم پر کسی بھی جگہ چمٹ جانے کا اور
شرمندگی کیسی سویٹ ہارٹ اس حویلی میں سب ہی بیوی
والے ہیں اور کون کتنا بڑا ٹھہرکی ہے یہ بات سب ہی
جانتے ہیں۔

غلطی ہمیں دیکھنے والے کی ہے نا کہ ہماری تم خامخوا
ہی پریشان ہو رہی ہو میں نے ابھی تک کیا ہی کیا ہے وہ
کمینہ بہرام جتنا بڑا ٹھہرکی ہے اس کے لیول پر تو شہریار

لالہ بھی نہیں پہنچ سکتے بلکہ ہم میں سے کوئی بھی اس کے لیول پر شاید ہی کبھی پہنچ پائے گندی زبان کے ساتھ ساتھ حرکتیں بھی ایسی ترسی ہوئی ہیں کہ حویلی میں گھومنے والی آتماں بھی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر گھومتی ہیں میں تو پھر بھی شریف سا بندہ ہوں تمہارا یار ہمیں بھی کسی نے نہیں دیکھا ہو گا!! احد خانزادہ ایشا کو کول ڈاؤن کرنے لگا کیونکہ ایشاکے کمرے میں آتے ہوئے جو کچھ احد بہرام سے سن کر آرہا تھا وہ خود لال پیلا ہو رہا تھا۔

ایشا کا روم حویلی کے مہمان خانے میں تھا جس کا شارٹ راستہ حویلی کے لاسٹ فلور سے ہوتا ہوا مہمان خانے کی بیک سائڈ پر جاتا تھا احد خانزادہ اپنے دوستوں کی وجہ سے مہمان خانے کے بیک سائڈ والے راستے سے ایشا کے روم میں پہنچا تھا کیونکہ مردان خانے میں اس کے دوست تھے وہ اس پر ہی نظر رکھے ہوئے تھے جن سے بچ بچا کر وہ اپنی جان چھڑوا کر نکلا تھا مگر اسے اب محسوس ہو رہا تھا اسے حویلی کی مین انٹرنس سے ہی ایشا کے روم میں چلے جانا چاہیے تھا بیک سائڈ والا راستہ اپنا کر اس نے غلطی کر دی تھی کیونکہ حویلی کے لاسٹ فلور پر خانزادہ خاندان کے سب سے زیادہ

بے باک لڑکے بہرام خانزادہ کا کمرہ تھا اور وہ خود سے کسی کو آگے نکلنے دے یہ ہو ہی نہیں سکتا تھا اس نے تو ان سب کو مات دینے کے لیے ایک ریکارڈ سیٹ کیا ہوا تھا۔

کون کتنا ترسا ہوا ہے یہ آپ کو دیکھ کر پتہ چل جاتا ہے کیپٹن صاحب!!! ایشا نے آنکھیں گھماتے احد کو ٹوکا تھا۔ ظاہر ہے تم جیسی ظالم بیوی جس بندے کی ہو گی اس نے میری طرح ترسنا ہی ہے مجھ معصوم پر تو میری بیگم رحم نہیں کرتی! احد خانزادہ نے دروازہ لاک کر کے چابی اپنی شرٹ قمیض کی جیب میں ڈال لی۔

یہ۔۔۔ یہ آپ۔۔۔ نے۔۔۔ ڈور لاک کیوں کیا ہے احد؟؟ ایشا ہکلاتی ہوئی بولی تھی۔ جان من آپ کے ساتھ اپنی نزدیکیاں بڑھانی ہیں! احد خانزادہ اپنی شرٹ اتارتے ہوئے مخمور لہجے میں بولا۔ ایشا کی رنگت لال ہو رہی تھی احد خانزادہ اب کمرے کی لائٹس ڈم کر رہا تھا۔

آپ اپنی شرٹ واپس پہن لیں مجھے عجیب لگ رہا ہے احد شرم آرہی ہے بہت!! ایشا گھبراتی ہوئی بولی تھی۔ کیوں

عجیب لگ رہا ہے ہسبنڈ ہوں تمہارا کھل کر دیکھو مجھے
اور خود کو بھی دکھاؤ!! احد کے قدم بیڈ کی جانب بڑھ
رہے تھے جبکہ ایشا اسے اپنے قریب آتے دیکھتی بیڈ
کراؤن سے جا لگی تھی۔ احد اس کے بالکل قریب آکر بیڈ
کراؤن پر ہاتھ رکھتا جھکتے ہوئے ایشا کے انار گال
دیکھنے لگا اس کی گھبرائی سی سیاہ آنکھیں شرمائے
سے تاثرات احد کو شے دے رہے تھے۔

خوبصورت ہو تم میری جان!! وہ اسکی ٹھوڑی پکڑ کر
ایشا کا منہ اوپر کرتا اس کے لب نرمی سے اپنے ہونٹوں
میں دبا کر بولا۔ ایشا کی سیاہ گھنی پلکیں لرزی تھی وہ
فوراً ہی اپنی پلکیں جھکا گئی۔ تیز بارش پھر سے اسٹارٹ
ہو گئی تھی۔

حسین موسم میں حسین بیوی کا حُسن سراہنے کا موقع
شوہر ہاتھ سے نہیں جانے دیتے!! وہ ایشا کے کان پر
جھکتا معنی خیز سرگوشی کرتا سہمی ایشا کی ریڑھ کی
ہڈی میں سنسناہٹ پیدا کر گیا۔ احد مجھے نیند آئی ہے آپ
پلیز جائیں یہاں سے!! ایشا شرم سے دوہری ہوتی احد کو
خود سے دور کرتی سائڈ سے نکلنے لگی جب احد خانزادہ

نے اسکی کلائی پکڑ کر اسے واپس اپنی جانب کھینچا اور
بیک سے ہی ایشا کو اپنے ساتھ لگا تھا۔ احد خانزادہ کے
کھینچنے پر ایشا کا زور دار ٹکراؤ اس کے ورزشی سینے
سے ہوا تھا اس کی بیک احد کے سینے سے لگی تھی۔

تمہیں پیار کرنے آیا ہوں میری جان غصہ تھوک دو میرا
موڈ ہو رہا ہے اپنی بیوی کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے کا!
احد گھمبیر آواز میں بولتا ایشا کے کان کی لوں اپنے
ہونٹوں میں پیوست کر کے چومنے لگا تھا۔ احد خانزادہ
ایشا کے پورے کان پر بے باکی سے زبان پھیر کر بے باک
سرگوشیاں کرتا ایشا کی جان ہلکان کر رہا تھا۔ وہ نازک
جان احد کی بے قراریاں شدت سے محسوس کر رہی تھی
اس کا دل کانوں میں دھڑکنے لگا تھا احد خانزادہ کے ہاتھ
ایشا کی قمیض کی زپ سے الجھے تھے۔

احد۔۔۔پلیز۔۔۔نہیں۔۔۔میں۔۔۔۔۔۔میری شرمیلی جان کچھ نہیں ہوتا
آج تھوڑا زیادہ سا پیار کرنا چاہتا ہوں اپنے محرم کو
محسوس کرو۔۔۔اتنا کانپ کیوں رہی ہو کیا زیادہ سردی لگ
رہی ہے ہیٹر آن کر دوں اگر۔۔۔آپ پلیز میری شرٹ
نہیں۔۔۔۔۔۔تمہیں کھل کر دیکھنا چاہتا ہوں میں سویٹ ہارٹ
اتنا پینک نہیں کرو!! احد خانزادہ اس کی زپ پوری طرح
سے کھول کر ایشا کی پتلی سی کمر پر جھک گیا تھا وہ

بغیر رکے اس کی کمر پر ہونٹ رکھتا اسے بہت پیار اور
بے قراری سے چوم رہا تھا۔ ایشا کسمساتی ہوئی اپنی سیاہ
آنکھیں میچے اس کے دہکتے ہونٹوں کا لمس اپنی کمر پر
بکھرتے محسوس کر رہی تھی۔

سانس لو میری جان! احد خانزادہ اسے سانسیں روکے
کانپتے دیکھتا اس کی کمر کی اسکن دانتوں میں لے کر
سک کرنے لگا۔ اس سے پہلے ایشا زمین بوس ہوتی احد
خانزادہ اسے اپنی باہوں میں بھر کر بیڈ پر گر گیا۔

وہ ایشا کے نرم ملائم گلاب گالوں کو اپنے اپنے ہاتھوں
کے پیالے میں بھر کر اس کے ہونٹوں پر جھوک چکا تھا۔
وہ اسے گھونٹ گھونٹ بھر کر مدہوشی کے عالم میں پینے
لگا تھا احد خانزادہ اپنے لبوں کا ملاپ ایشا کی نازک
پنکھڑیوں سے کچھ اس طرح ہو رہا تھا کہ وہ معصوم جان
سانسیں لینے کو ترسی تھی اس کا حلق خشک ہو گیا تھا
احد خانزادہ اس کے حلق کا میٹھا شہد اپنے حلق میں اتار
چکا تھا ایشا کو سانسوں کی کمی محسوس ہوئی تو وہ
اپنے ہاتھ چلا کر مزاحمت کرنے لگی مگر احد خانزادہ
اس کی کلائیاں زور سے اپنے ہاتھوں میں پکڑ کر اس کے

سر کے اوپر پن کر گیا وہ اسکے لبوں کو آزادی دے کر
اب اسکے پورے چہرے کو چوم رہا تھا جو انگارے کی
طرح دبک رہا تھا۔

احد ایشا کی کلائیوں پر اپنی گرفت سخت کرتا اسکی گردن
پر جھک گیا تھا وہ اسکی گردن کی جگہ جگہ سے چوم
کر اپنی محبت کی مہروں سے رنگین کر رہا تھا۔ ایشا کے
لبوں سے آہیں نکل رہی تھی۔ احد خانزادہ اسکے شولڈرز
سے شرٹ نیچے کھسکاتا پیٹ تک کر لیا۔ وہ اس کے
نازک مخملی سراپے کو اب اپنا نشانہ بنانے لگا تھا۔ ایشا کا
نازک مخملی سراپا احد کو مزید بہکا گیا تھا وہ ایشا کے
کومل وجود کو بہت گہرائی سے محسوس کر رہا تھا۔ ایشا
نے اپنی آنکھیں میچے اسکے ہونٹوں کی بڑھتی ہوئی
بے باک گھستاخیوں کو بمشکل سہن کیا تھا۔

میٹھی ہو یار تم بہت اسے بھی اتار دوں؟ احد خانزادہ
اسکے تن کو ڈھانپے باریک پردے کی اسٹریپ پر اپنی
انگلی الجھائے بولا۔ نن۔نہیں۔۔ احد پلیز میں انکمفرٹیبل ہو
رہی ہوں! ایشا نے ناراضگی بھری آواز میں التجا کی۔
لائٹس آف کر دوں پھر؟؟ احد سائنڈ ٹیبلز کے لیمپس کی

جانب دیکھتے بولا۔ نہیں پلیز مجھے سونا ہے!! ایشا نے
احد کے سینے میں پناہ لی۔

آجاؤ جان سلا دیتا ہوں تمہیں اس کے بعد آگے کا پروسیس
کر لوں گا! احد اسے آنکھ کر کے ذومعنی انداز میں بولتا
اسے زور سے اپنے ساتھ لپٹا گیا تھا اس کی نازک بیوی
اس سے زیادہ اسے برداشت نہیں کر سکتی تھی وہ واقعی
بیہوش ہونے والی ہو رہی تھی۔ احد کے ہاتھوں کی بڑھتی
شدتوں سے ایشا لال پیلی ہو کر خود پر فاتحہ پڑھتی ہوئی
اپنی آنکھیں بند کرتی سونے کی کوشش کرنے لگی اور
کچھ ہی دیر میں کمرے میں ایشا کی گہری سانسیں
گونجنے لگی تھی وہ احد خاندان کی بے باکیوں کے خوف
سے اس کے مزید گھستاخ ہونے سے پہلے ہی سونے میں
اپنی عافیت سمجھ گئی تھی۔

ایشا کے سوتے ہی احد خاندان نے روم کی لائٹس بالکل
ڈم کر دی تھی اور روم کا ٹمپریچر سیٹ کرنے کے بعد وہ
خود پر اور ایشا پر کمفرٹر اوڑھے اس کی نیند مزید
گہری ہو جانے کا فائدہ اٹھاتا پوری طرح سے کپڑوں کی
بندش سے آزاد ہو کر ایشا کو بھی پردوں کی قید سے

رہائی دیتا کمفرٹر کے اندر غروب ہو گیا تھا۔

وہ ایشا کو بہت محبت اور نرمی سے سر سے لے کر پاؤں تک چوم رہا تھا وہ کبھی اپنے لمس میں نرمی لے آتا تو کبھی بے قراری لیے اسے چومتا جنونی ہونے لگا۔ ایشا نیند میں کسمساتی ہوئی آنکھیں کھول کر خود پر سایہ کیے احد خانزادہ کو دیکھ کر واپس اپنی آنکھیں موندھ گئی تھی آج رات احد سے رہائی ناممکن تھی اور وہ شدید تھک گئی تھی ایشا تھکن کی وجہ سے واپس گہری نیند میں جا چکی تھی نیند کی شدت ناں ہوتی تو نازک جان ایشا نے احد کی گہری شرارتوں سے دنیا سے ہی کوچ کر جانا تھا۔

احد خانزادہ کبھی ایشا کے پیٹ تو کبھی اس کی ٹانگوں کو چومتا جگہ جگہ اپنی محبت کی گہری نشانیاں چھوڑ رہا تھا احد ایشا کو اپنے رنگ میں رنگتا اس کی گہری نیند کا فائدہ اٹھانے میں کامیاب ہو رہا تھا۔ وہ ایشا کی نازوکی سے اپنی بے قراری کا ملن کروا رہا تھا ایشا کی نیند ایک بار پھر ٹوٹ گئی تھی احد نے بہت گہری شرارت کی تھی وہ ایشا کی ٹانگوں کے بیچ فکس ہوا اسے اپنے ابھرتے جذبے بہت اچھی طرح محسوس کروا رہا تھا۔

بہرام خانزادہ شانزے کو گلاس وال پر فکس کیے اس کی گہرائی میں اپنی پوری طاقت سے سما رہا تھا وہ اس کے جبرے کو اپنی طاقتور گرفت میں بھیچے روف شاور سے برستے پانی میں بھیگتا ہوا شانزے کو بھی اپنے ساتھ بھیگاتا اس کی چیخیں بلند کر تھا تھا۔

شانزے کبھی بہرام خانزادہ کو تو کبھی وال کو تھامنے کی کوشش کرتی بہرام خانزادہ کی جان لیوہ قربت سے اپنی روح فنا ہوتی محسوس کر رہی تھی اس کے جھٹکوں کی بے رحمی ہمیشہ کی طرح شانزے کو نیم جان کر رہی تھی وہ بری طرح روتی سسکتی ہوئی بہرام خانزادہ کا جنون اپنی روح میں شامل ہوتا برداشت کر رہی تھی

بب۔۔بہرام۔۔میں۔۔مر۔۔جاؤں گی۔۔اب اور سہن نہیں ہو رہا مجھ سے پلیز رحم کریں مجھ پر آپ میری جان نکال رہے ہیں بہت درد ہو رہا ہے مجھے آپ اتنے غصے میں کیوں اپنا حق لے رہے ہیں آپ جانتے ہیں نا مجھ سے برداشت نہیں آپ کا رف انداز میں محبت میں برداشت نہیں کر پاتی تو آپ غصے۔۔۔۔تمہیں برداشت کرنا ہی ہو گا بیوی ورنا میں

اس حویلی کو آگ لگا دوں گا میرے اندر بھڑکتی آگ
ٹھنڈی ناں ہوئی تو یہ خاندان حویلی راکھ ہو جائے گی!!
وہ پہلے سے کہی گناہ زیادہ بے رحمانہ انداز میں شانزے
میں سموتا اس کی سانسیں روک گیا تھا۔

اسکے انداز میں تیزی سختی اور بے رحمی تھی جو ہر بار
کی طرح اس بار بھی شانزے برداشت نہیں کر پا رہی تھی
وہ درد سے تڑپتی ہوئی بہرام خاندان کے کندھوں پر زور
سے اپنے دانتوں کا وار کرتی اس کے ٹائٹ پینس کی
سختی آخری حد تک اپنی ویٹ پسی میں داخل ہوتی
محسوس کر رہی تھی وہ مزید کھڑی نہیں ہو سکتی تھی
جھٹکے شدت سے اسے چیر رہے تھے۔

شانزے کی لرزتی ٹانگوں سے اس کی جان نکل رہی تھی
وہ بے حال ہوتی اس ظالم کو شکوے سے دیکھ رہی تھی
جو اپنی قربت میں محبوب نہیں جلا دینا جاتا تھا اور اسے
چلنے کے قابل بھی نہیں چھوڑتا تھا۔

بہرام خاندان جب غصے سے بھر کر روم میں آیا تھا تو
اس وقت شانزے ہاٹ واٹر سے شاور لے رہی تھی بہرام
خاندان نے ناؤ دیکھا نا تاؤ وہ پانی گرنے کی آواز سے

ہی جوش میں آتا اپنا وجود لباس سے محروم کرتا واشروم
میں گھس گیا تھا اس نے جھپٹتے ہوئے شانزے کو اپنی قید
میں لیا تھا اور اس ٹائم سے لے کر اب تک معصوم شانزے
بہرام کی بے رحمی سہن کر رہی تھی۔

ان دونوں کو واشروم میں قربت کا کھیل کھیلتے تقریباً بیس
منٹ ہو گئے تھے بہرام خانزادہ مختلف اینگلز سے شانزے
کو فک کرتا اس کی جان لبوں پر لا رہا تھا وہ کبھی اسے
وینٹی کبھی ہاتھ تب تو کبھی گلاس وال سے لگا کر
شانزے کو فک کرتا اس کے وجود کو لرزاتا اسے بری
طرح ہچکیوں سے رولا رہا تھا۔ وہ قربت کے معاملے میں
کبھی رحم دلی نہیں دکھا سکتا تھا۔

شانزے کی شہد آنکھیں ابل کر باہر کو آرہی تھی بہرام کی
طاقتور اسٹروکس شانزے اپنے وجود میں اتارتے اتارتے
بلبلا رہی تھی اور وہ تھا جو ہر جھٹکا ہر بار جسم کا
ٹکراؤ اتنے جان دار انداز میں کر رہا تھا کہ پورا واشروم
زومعنی آوازوں سے گونجتا بہرام کے جنون کی گواہی
دے رہا تھا۔

بس کریں بہرام میں آپکی بے رحمی سے تڑپ کر فناء ہو
رہی ہوں!! شانزے کا جسم زلزلوں کی زد میں تھا وہ بہرام
خانزادہ کا پورا سینہ اپنے ناخنوں سے کھروچ چکی تھی
مگر وہ تھا وہ ایک لمحے کے لئے بھی ٹھہرا ہو بلکہ
پہلے سے زیادہ شدت پسندی کا مظاہرہ کرتا ہوا اپنے شدید
طاقتور جھٹکوں سے اپنی معصوم بیوی کا حال برا کر رہا
تھا۔

شہریار اب بس بھی کریں ناں آپ تو مجھ سے پیچھے ہٹنا
ہی بھول گئے ہیں مجھے ڈریسنگ روم میں کیوں لائے ہیں
آپ؟؟ مشائم نیند سے پاگل ہوتی دانت پیس کر بولی تھی
شہریار خانزادہ اس کے ساتھ تازہ شاور لیتا اسے سیدھا
ڈریسنگ روم میں لے آیا تھا۔

تمہیں منہ دکھائی دینی تھی بے بی!! وہ وارڈ روب کھول
کر ایک بڑے سائز کا باکس نکالتا مشائم کی بیزل آنکھوں
کے سامنے لہرا گیا۔ اس میں کیا ہے شہریار؟؟؟ مشائم کی
آنکھوں میں چمک گہری ہونے لگی تھی وہ خوشی سے
چہکتی استفسار کرنے لگی یہ میری شوگر بے بی کے لیے

تحفہ ہے!! باکس کھولتے ہی مشائم کی خوشی دوگنی ہو گئی تھی۔ یہ ایک ڈائمنڈ سیٹ تھا جس کی نفاست مشائم کو بھا گئی تھی۔

بہت پیارا ہے شہریار!! مشائم تعریف کیے بنا نہیں رہ سکی۔ تمہارے حُسن کے آگے کچھ بھی نہیں جاناں!! وہ بلک نائٹ پہن کر روم میں آؤ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ شہریار خانزادہ مشائم کے گالوں کو اسکوئز کرتا لہو آلود بھوری آنکھوں میں طلب کے جذبات لئے بھاری بہکی آواز میں بولتا ڈریسنگ روم سے نکل گیا تھا جبکہ مشائم اس کی کمر کو سہمتی ہوئی دیکھ رہی تھی وہ کیا پھر سے اس کے ساتھ وہی سب کرنے والا تھا جو کچھ دیر پہلے ہوا تھا۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوتی کچھ دیر پہلے گزرے لمحات یاد کر کے شرمانے پر مجبور ہو گئی تھی۔۔۔

ہلکا ہلکا درد ہو رہا ہے کیا کروں اب شہریار کو بتا دوں میرے قریب ناں آئیں مجھے پین ہو رہی ہے مگر اگر وہ ناراض ہو گئے تو؟؟ ماما نے کہا تھا ہسبنڈ کو انکار نہیں

کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتے ہیں مگر جب وائف
کو زیادہ پین ہو رہی ہو پھر کیا کرتے ہیں کیا تب بھی
انکار نہیں کر سکتے؟؟

کیا کروں کوئی آئمنٹ لگا لوں اوہو اتنی زیادہ درد ہو رہی
ہے کھڑا نہیں ہوا جا رہا شکر ہے واشروم میں میرے منع
کرنے پر پیچھے ہو گئے تھے شہریار وہاں کچھ بھی نہیں
کیا جسٹ شاور لے لیا بہت سویٹ ہیں شہریار مجھے
سمجھنے لگے ہیں زور زبردستی نہیں کرتے بس تھوڑا
سا ہارڈ ہو جاتے ہیں مگر کتنا پیار کیا مجھے شاید ہمارا
فرسٹ ٹائم تھا اس لئے اتنی کیئر کی بعد میں میری! بالکل
گھن نہیں کھا رہے تھے کیسے مجھے کلین کیا شاور جیل
لگا شاور دلایا شاور لیتے ٹائم بھی کسز کر رہے تھے گال
سہلا رہے تھے جبکہ شہریار خود کتنا ہرٹ ہیں۔

مجھے بھی اپنی افیکشن شو کرنی چاہیے مگر جس طرح
شارپ نظروں سے شہریار مجھے دیکھتے ہیں شرم آنے
لگ جاتی ہے ایک کس بھی نہیں کر پاتی میں شہریار کے
ٹف ٹائم میں مجھے انہیں بالکل ویسے ہی پیار کرنا چاہیے
جیسے انہوں نے مجھے کیا تھا جیسے میرا خیال رکھا تھا

ایک تو نیند بھی سخت والی آرہی ہے مجھے۔۔

یہ بلیک والی نائٹی تو اچھی لگ ہے شوگر ڈیڈی نے خوش ہو جانا ہے مجھے دیکھ کر ریڈ لپ کلر لگا لیتی ہوں لپس پر۔۔ ہاں اب پنک لپس ریڈ کلر میں اچھے لگ رہے ہیں گلے میں ہارٹ والا ڈائمنڈ نیکلس پہن لیتی ہوں۔ میرے بال بھی ٹھیک لگ رہے ہیں۔

مشائم شارٹ سی بلیک نائٹی میں ملبوس دس منٹ میں ہی تیار ہو کر ڈریسنگ روم سے باہر نکل گئی تھی۔ وہ جیسے ہی روم میں انٹر ہوئی اسے شہریار روم میں کہی بھی نظر نہیں آیا۔ مشائم نے گھڑی کی جانب دیکھا جو اس وقت رات کے تین بجا رہی تھی پھر اسکی نظر ٹیرس کے سلائیڈنگ ڈور سے ہوتی ہوئی گلاس ونڈو پر گئی وہ گلاس ونڈو کے پردوں سے باہر جھانکنے لگی جہاں شہریار خانزادہ شرٹ لیس روم کی ٹیرس پر کھڑا سگریٹ کے گہرے کش لیتا اسے نظر آگیا تھا۔

شہریار خانزادہ اوپر آسمان کی جانب دیکھتا سگریٹ پی رہا تھا۔ وہ شرٹ لیس تھا اسکا ایک ہاتھ ٹراؤزر کی جیب

میں جبکہ دوسرا ہونٹوں میں قید سگریٹ پرتھا تیز بارش
سے موسم مزید سرد ہو گیا تھا مگر شہریار خانزادہ
بے حسی سے کھڑا تھا وہ کسی گہری سوچ میں گم تھا۔
بارش ایک بار پھر زور و شور سے ہونے لگی تھی۔

یہ شہریار اسموکنگ بھی کرتے ہیں مجھے تو پتہ ہی نہیں
تھا پہلے کیوں نہیں بتایا انہوں نے مجھے یہ اسموکنگ
کرتے ہیں ویسے میرے ڈیشنگ ہسبنڈ پر اسموکنگ سوٹ
بھی کافی کر رہی ہے مگر یہ میرے کلوز آئیں گے ایسے
تو مجھے عجیب لگے گا کیونکہ سگریٹ کی مہک سے
عجیب سی کوفت ہوتی ہے مجھے بابا بھی تو مجھ سے
چھپ کر اسموکنگ کرتے تھے۔

کیا کروں کیا پکاروں شہریار کو؟؟ نہیں نہیں کہی ایسا ناں
سوچیں میں پھر سے اپنے قریب بلانے کے لیے آواز لگا
رہی ہوں ایک کام کرتی ہوں بیڈ پر جا کر بیٹھ جاتی ہوں
انتظار کر لیتی ہوں سگریٹ پی کر روم میں خود ہی آجائیں
گے۔۔

مشائم ایک بھر پور نظر شہریار خانزادہ پر ڈالتی بیڈ کی

جانب بڑھی تھی۔ کمرے میں بہت ہلکی روشنی تھی مدھم
لائٹس والے ایل ای دی لیمپس جل رہے تھے۔ روم میں
گلابوں کی مہک کے ساتھ ساتھ ایک اور مہک بھی تھی
جو مشائم

کو بہت شدت سے اپنے مخملی جسم سے اٹھتی ہوئی
محسوس ہو رہی تھی وہ تھی شہریار خانزادہ کے جسم کی
خوشبو جو ہمیشہ مشائم کے حواسوں پر سوار ہو جاتی
تھی۔

مشائم جیسے ہی بیڈ کے قریب پہنچی وہ سر سے پاؤں تک
لال گلاب ہو گئی تھی۔ یہ کیا بیڈ شیٹ پر تو اسٹینز لگے
ہوئے ہیں اس بیڈ شیٹ کا تو کلر بھی وائٹ ہے اور دوسری
بیڈ شیٹ کہاں رکھی ہے مجھے پتہ بھی نہیں!! مشائم ابھی
شرم سے لال ہی ہو رہی تھی جب ٹیرس کا گلاس ڈور
سلائڈ ہوا تھا اور شہریار روم میں انٹر ہو گیا تھا۔

وہ سگریٹ باکس اور لائٹر سینٹرل ٹیبل پر رکھتا بیڈ شیٹ
کو گھور کر دیکھتی ہوئی مشائم کی جانب بڑھا جو شہریار
خانزادہ کے قدموں کی آواز قریب آتے سن کر مزید لال
ہونے لگی تھی اس کے کانوں سے دھواں نکل رہا تھا۔

کیا دیکھ رہی ہو بے بی گرل! شہریار خانزادہ مشائم کے قریب آتا اسے پیچھے سے خود سے لگاتے بولا۔ وہ شہریار خانزادہ سے قد میں کافی چھوٹی تھی اس کا سر شہریار کے سینے تک بمشکل آتا تھا۔

ووو۔۔۔وہ۔۔۔بیڈ۔۔۔شیٹ۔۔۔وہ۔۔۔بلڈ۔۔۔اسٹین شہریار۔۔۔۔۔اوہ سو سوری میں چینج کرنا بھول گیا ٹشوز تو ڈسٹ بن میں پھینک دیئے تھے بیڈ شیٹ چینج کرنا بھول گیا سگریٹ کی وجہ سے!! شہریار خانزادہ فوراً سے آگے بڑھا اور بیڈ شیٹ فوراً سے کھینچتے ہوئے ریموو کر گیا۔

میں بھی آپ کے ساتھ چینج کروا۔۔۔۔۔بے بی آپ ادھر صوفے پر بیٹھ جائیں میں خود چینج کر لیتا ہوں بیڈ شیٹ ڈونٹ ورری!! کچھ کھانا ہے بھوک تو نہیں لگ رہی روم میں ڈرائی فروٹس میں نے رکھوائے تھے تمہارے لئے پین ہو رہی ہے؟؟ وہ مشائم کے چیکس کو سہلاتے ہوئے استفسار کرنے لگا۔

آپ ٹھیک ہیں؟؟ مشائم نے اس کی ہتھیلی پر اپنا گال سہلا

کر شہریار سے پوچھا تھا وہ اپ سیٹ تھا ٹیرس پر کھڑا
سگریٹ پیتے وہ اسے اچھا لگا تھا مگر وہ اس کی اداسی
سمجھ گئی تھی۔ تمہارے ہونے سے ٹھیک ہوں!! شہریار
خانزاد اس کے ماتھے کو چوم کر بولا وہ ریڈ لپ کلر میں
اس کے ہوش اڑا گئی تھی۔ شہریار خانزادہ نے بیڈ شیٹ
چینج کر کے اسٹین والی لونڈری میں ڈال دی تھی۔

تم یہاں بیٹھو بے بی میں کچن سے وارم ملک لاتا ہوں!!
شہریار خانزادہ مشائم کو بیڈ پر بیٹھاتا اپنی ہڈی پہنتے
ہوئے روم سے نکل گیا تھا وہ مشائم کی بہت کیئر کر رہا
تھا وہ ان دونوں کے پہلے ملن پر مسلسل روتی رہی تھی
اس نے درد کی شکایت بھی کی تھی شہریار مشائم سے
زیادہ اس کے لئے فکرمند ہو رہا تھا ایک تو وہ کم عمر
تھی اوپر سے شہریار کی جان دار قربت سہن کرنے کے
بعد لڑکھڑا رہی تھی اس لئے وہ واشروم میں مشائم کی
قربت سے انکار کرنے پر خود پر قابو کرتا اس کی بات
کو ترجیح دے گیا ورنا اسکے جسم میں مشائم کے مخملی
بدن کی بھوک منہ زور ہو گئی تھی۔

مشائم بیڈ پر بیٹھی شہریار خانزادہ کا انتظار کرنے لگی وہ

اپنی گردن جھکا کر خوبصورتی سے مسکراتی ہوئی بیڈ
شیٹ پر اپنی انگلیوں سے شوگر ڈیڈی لکھ رہی تھی۔

شہریار خانزادہ تقریباً پانچ منٹ بعد ہی روم میں واپس آگیا
تھا وہ مشائم کے لیے نیم گرم دودھ لایا تھا ایک پلیٹ میں
بہت سے ڈرائی فروٹس بھی تھے۔ شہریار خانزادہ مشائم
کو بیڈ پر گردن جھکا گہری سوچ میں گم مسکراتے دیکھ
کر خود بھی مسکرانے لگا تھا۔ وہ جس بے نیازی سے اس
کے بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی وہ سمجھ گیا تھا کہ مشائم کیا
سوچ کر مسکرا رہی ہے وہ کتنا کمفرٹیبیل تھی اسکے ساتھ
جب شرمانا چاہیے تھا شرماتی تھی جب ان کمفرٹیبیل ہوتی
تھی اپنا کمفرٹ بتا دیتی تھی۔

وہ بلیک نائٹی میں حسین نظارہ بنی شہریار کا ضبط آزما
رہی تھی جو اسے سر تا پاؤں گہری نظروں سے دیکھنے
کے بعد اپنا خون ابلتے ہوئے محسوس کر رہا تھا۔ جسم میں
مشائم کو ایک بار پھر سے اپنا حصہ بنا لینے کا جذبہ ابھر
رہا تھا۔



شہریار خانزادہ کے جسم میں مشائم کو دیکھ کر ہی بہت سی تبدیلیاں ہو گئی تھی پینس بے چین ہونے لگا تھا جوان جذبے منہ زور ہونے لگے تھے۔ جسم کی نیلی رگیں پھولنے لگی تھی بھوری آنکھوں کا رنگ لہو ہونے لگا تھا۔

شہریار خانزادہ کا پینس مشائم کی نائٹی کے ڈیپ گلے سے نظر آتی کلیویج لائن بھرے بھرے بوبز دیکھ کر مچلتا ہوا ایریکٹ ہونے لگا تھا۔ مشائم کی پتلی کمر خوبصورت تھائز شہریار کو پاگل کرنے کے لیے کافی تھی۔ وہ اپنا پہلا انٹر کورس تو بہت نرمی سے مکمل کر گیا تھا مشائم کی ورجنٹی کا خیال کرتے ہوئے مگر اب اس کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ وہ کمفرٹیل تھی اور اب پینس کی ڈیپ پینٹریشن اس کی وجائنه میں کی جا سکتی تھی۔

یو لک سو ہاٹ اینڈ سوپر سیکسی بے بی گرل!! شہریار
خانزادہ کی گہری آواز سے مشائم اپنی سوچ سے باہر آئی
تھی وہ مسکراتی ہوئی دہکتے عارض کے ساتھ شہریار کی
جانب دیکھنے لگی وہ اسے چمکتی آنکھوں میں شریر تاثر
لئے ہوئے تھا۔ مشائم مزید سمٹ کر بیٹھ گئی گہنی پلکیں
گلابی گالوں پر سجدہ ریز ہو گئی۔

لگتا ہے بہت اچھے سے ٹریٹ کیا ہے میں نے اپنی چھوٹی
سی دلہن کو اس لئے میرا پیار یاد کر کے مسکرایا جا رہا
ہے۔ شہریار اس کی جانب قدم لینے لگا۔ مشائم بلش کرنے
لگی وہ ٹھیک کہہ رہا تھا اس نے بہت اچھے سے مشائم کی
نزاکت کا خیال رکھتے ہوئے اس کو اپنی شدتوں سے آشنا
کروایا تھا۔

اتنا بلش کرو گی تو نیکسٹ راؤنڈ اپنے انداز میں مارنا ہے
میں نے مجھے بہکا رہی ہو یوں شرما کر اکسا رہی ہو
نا؟ شہریار خانزادہ مشائم کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔
مشائم پلکیں جھکائے خاموش رہی اس میں بولنے کی ہمت
نہیں تھی۔

مجھے میری لڑاکی بے بی ہی اچھی لگتی ہے جو میرے
کان کھاتی ہے بات بات پر کچھ تو بولو ناں میری پیاری
جان! وہ مشائم کو اپنے ہاتھوں سے کاجو کھلاتے بولا۔
مشائم نے اپنی گھنی پلکیں اٹھائی اور غصے سے شہریار
کی جانب دیکھا۔

میں آپ کے کان کب کھاتی ہوں اور کب لڑتی ہوں جو
مجھے لڑاکی بول رہے ہیں آپ؟ وہ شہریار خانزادہ کی
انگلیوں میں دبے کاجو کو کھانے کی بجائے زور سے اس
کی انگلیاں چبا گئی۔

شہریار خانزادہ اس کے زور سے کاٹ لینے پر ٹرن آن ہو
چکا تھا۔ یہ دودھ پیو تم!! وہ بھاری ڈومینیٹنگ لہجے میں
بولا۔ مشائم فوراً سے سیدھی ہو گئی تھی غصہ گھبراہٹ
میں تبدیل ہو گیا تھا۔ وہ ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بنا
سارا دودھ خود میں اونڈیل گئی تھی۔

شہریار خانزادہ نے ٹرے اٹھاتے ہوئے مشائم کو ٹیز کرنے
کے لئے سرد تاثرات اپنے چہرے پر سجائے ہوئے تھے
وہ اس سے رخ موڑتا سینٹرل ٹیبل کی جانب بڑھا اور

ٹرے رکھتے ہوئے اپنی ہڈی ان زپ کر کے ریموو کرنے لگا۔

مشائم اسے ناراض ہو کر خود سے دور جاتے دیکھتی گھبراتی ہوئی بیڈ سے اٹھی اور اپنا درد نظر انداز کرتی ہوئی تیزی سے شہریار کے پاس جاتی اسے بیک سے ہگ کر گئی شہریار خانزادہ جس کا موڈ مشائم کو ٹیز کرنے کا تھا وہ پل میں تبدیل ہو گیا۔

شہریار کیا آپ ناراض ہو رہے ہیں مجھ سے میں نے غصے میں کیا زیادہ زور سے کاٹ لیا ہے آپ کو؟؟ مشائم اس کی کمر پر بے ساختہ چومتی ہوئی بولی۔ وہ اپنے لبوں کی نرمابٹ سے شہریار خانزادہ میں شعلے بھڑکا گئی تھی۔ اس کے ہونٹ رکے نہیں تھے وہ اسے بار بار چوم رہی تھی اسکی ناراضگی سے ڈر رہی تھی۔

شہریار خانزادہ اپنی چیسٹ کے پھولے مسلز پر مشائم کے خوبصورت نازک ہاتھوں کا سخت دباؤ دیکھ کر دہکنے لگا تھا۔ اس کے جسم سے ہیٹ نکل رہی تھی۔ مشائم جو شہریار کو زور سے تھامے چوم رہی تھی جب اچانک ہی اسے شہریار کے وجود سے آگ نکلتی محسوس ہوئی

شہریار خانزادہ اپنی چیسٹ پر موجود مشائم کا ہاتھ پکڑ کر سہلاتا ہوا نیچے کی جانب لے جاتا ٹراؤزر سے ابھرتا اپنا ایریکٹڈ پینس مشائم کو ہولڈ کروا گیا۔

مشائم اس کے پینس کی موٹائی اور بڑھتی ہوئی اریکشن سے گھبراتی ہوئی ساکت ہو گئی تھی شہریار اسے اپنے پینس کی اریکشن کیوں محسوس کروا رہا تھا وہ سمجھ رہی تھی۔ اسے شرم سے ساتھ ساتھ جلن اور درد کا ڈر بھی لگ رہا تھا۔

یہ تمہاری وجائنه کو بہت مس کر رہا تھا۔ مجھے کہہ رہا ہے فل پینٹریٹ کر دوں تمہاری چھوٹی سی پسی کے اندر!! وہ مشائم کا ہاتھ اپنی ٹراؤزر کے اوپر سے ہی پینس پر رکھ کر تیزی سے سہلانے لگا تھا۔

شہریار خانزادہ کی بات سن کر مشائم کی ٹانگیں شل ہونے لگی تھی کچھ دیر پہلے والی سختی اسے اپنی وجائنه کے اندر محسوس ہونے لگی جسے سوچ کر ہی اس کی وجائنه سے پانی رسنے لگا اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہونے لگی۔

شہریار خانزادہ کا پینس مشائم کے ہاتھ کی گرپ سے مزید اریکٹ ہو رہا تھا۔ مشائم پینس کو ہولڈ کر کے موو کرنے پر ٹراؤزر کے اندر سے ہی اتنی زیادہ اریکشن دیکھ کر کانپنے لگی تھی۔ شہریار بہکی بھاری سانسیں لے رہا تھا۔ مشائم شرم سے انار ہو رہی تھی۔

اس کی جان حلق میں آئی تھی وہ شہریار خانزادہ کے بے باک مووز اور اس کے لبوں سے نکلتی معنی خیز بہکی سانسوں پر جھٹکا کھا کر اس سے پیچھے ہٹی ہی تھی جب شہریار خانزادہ نے مڑتے ہوئے مشائم کو گدی سے پکڑ کر کے صوفے پر دھکیلا تھا اور ایکدم ہی اسے اپنی قید میں لے لیا تھا۔

مشائم نے صوفے کو ہولڈ کیا تھا وہ پوری ہل کر رہ گئی تھی اس نے گھبراتے ہوئے اپنی گردن موڑ کر شہریار خانزادہ کی جانب جو اس پر پیچھے کی جانب سے ہی سوار ہو گیا تھا۔

شہریار خانزادہ مشائم کو اپنی جانب کاجل سے لبریز

گھبرائی ہوئی ہیزل آنکھوں سے دیکھنے پر ایک زور دار
تھپڑ اس کے پیس پر مارتا اس کے بال پیچھے سے ہولڈ
کر کے مشائم کی کان کے قریب جھکا تھا۔

اُچ شہریار اتنی زور سے کیوں مارا ہے؟ تاکہ تمہاری
اچھی طرح مار سکوں اینڈ دس ٹائم آئی وونٹ بی جینٹل!!
وہ سخت سی سرگوشی کرتا مشائم کو اب اپنے انداز دکھانا
چاہتا تھا۔

مشائم نے اپنا منہ صوفے میں دھنسا لیا تھا۔ وہ اس کی
بے باکی پر گونگی بن گئی تھی۔ شہریار خانزادہ نے ایک
اور تھپڑ اسے دوسرے ہپ پر مارا تھا۔ آہ۔۔ مشائم کی کراہ
بے ساختہ تھی وہ صوفے پر زور سے اپنے لمبے نیلز
گاڑھ گئی تھی۔

مارتے کیوں ہیں؟؟ مارے بغیر بھی تو آپ اپنی مرضی کر
سکتے ہیں ناں! وہ بھیگے لہجے میں بولی۔ مارنے کے بعد
مارنے کا جو مزا ہے وہ تمہیں کیا پتہ میری شوگر
بے بی!! شہریار خانزادہ کا بھاری مخمور لہجہ مشائم کو
شدید لرزہ گیا تھا۔

شہریار نے اس کی نائٹی جارحانہ انداز میں پیٹ تک کی اور اس کے پیس کی ریڈ ہوتی اسکن پر زور سے ایک سلیپ اور کر کے نیچے جھک کر مشائم کے پیس پر چومنے لگا تھا۔ وہ اس کے پیس پر ہلکے سے انداز میں چک کاتتا باری باری سک کر کے لو بائٹس بنانے لگا۔

آہہ۔۔۔درد۔۔۔ہو رہا ہے۔ مشائم مچلی تھی شہریار خانزادہ نے اس کے پیس کو بہت زور سے بھینچ لیا تھا وہ ان کے نرم گوشت کو اپنے ہاتھوں میں بھر کر بھینچ رہا تھا۔ مشائم کو شہریار خانزادہ کے اپنے پیس زور سے بھینچنے پر درد ہونے لگا تھا۔

آئی ہیٹ یو!! مشائم نے اسے اپنی منمانی کرتے دیکھ کر دانت پیس کر کہا۔ آئی لو یو ٹو بے بی گرل!! ایک اور تھپڑ تھا جو مشائم کو پڑھا تھا اور وہ صوفے پر پوری طرح گر گئی تھی۔

شہریار پلیر بی جینٹل میں آپ کو بہت سویٹ سمجھ رہی تھی مگر آپ بالکل بھی سویٹ نہیں بدتمیزی کر رہے ہیں!! فری ناں ہوں زیادہ مجھ سے ہٹیں دور سونا ہے

مجھے! سونے دیتا ہوں میں تمہیں ابھی اسے جگایا ہے تو
سلانا بھی پڑھے گا تاکہ میں بھی سو سکوں سکون
سے۔۔! شہریار خانزادہ ذو معنی انداز میں بولا تھا وہ مشائم
سے پیچھے ہٹ کر صوفے سے اترتا اپنے ٹراؤزر کو
ریمو کرنے لگا۔

مشائم غصے سے بھری خود کو سنبھالتی ہوئی شہریار
خانزادہ کے دور ہٹتے ہی صوفے سے اٹھ گئی تھی۔ وہ
اپنے پاؤں پٹختی ہوئی بیڈ کی جانب بڑھنے لگی۔

درد درد کی لوری سنا رہی تھی مجھے واشروم میں ابھی
جو پاؤں پٹخے جا رہے ہیں اب درد نہیں ہو رہا؟؟ تمہیں تو
ابھی بتا ہوں میں اچھا مزا اس ٹائم شوہر کو نخروں میں
بھی غصہ نہیں دکھاتے ورنا جان نکل جاتی ہے لڑاکی
بلی!! شہریار خانزادہ فوراً ہی مشائم پر لپکا تھا اور اسے
سوچنے سمجھنے کا بھی موقع دیئے بنا اسے باریک نائٹی
کی قید سے رہائی بخشتا اس کے جسم سے الگ کر گیا۔

شہریار مشائم کو بیڈ پر گراتا اس کی بھری بھری تھائیز پر
جھکتا چلا گیا۔ وہ مشائم کی باریک پینٹی کو بھی جارحانہ

انداز میں کھینچ کر اتارا اس کی بھری بھری دودھیا تھائیز
کو بھینچ کر اسے اپنی جانب کھینچ کر کنارے پر کرتا اس
کی ٹانگوں کو کھول کر اس کی لوور بیلی پر جھک گیا
تھا۔ وہ اس کی بھیگتی پسی کو مزید بھیگانے لگا۔

آہہ۔۔۔شہر۔۔۔یار۔۔۔آہ۔۔۔امم۔۔۔درد۔۔۔ہوتا۔۔۔ہے۔۔۔ایسے۔۔۔پلیز
دور۔۔۔ہو۔۔۔جائیں۔۔۔مر۔۔۔جاؤں میں! مشائم مچلتی ہوئی بلبلائی
تھی وہ اس کی سوچ سے ذرا زیادہ سختی سے پیش آتا
مشائم کی جان نکال رہا تھا۔

آہہ۔۔۔شہریار۔۔۔آپ کی ٹنگ چبھ رہی ہے مجھے مشائم
شہریار خانزادہ کے سر پر ہاتھ رکھتی اپنے دوسرے
ہاتھوں کو اس کے گال پر سہلاتی ہوئی اسے خود سے
دور کرنے لگی جب شہریار اس کے ہاتھ کو اپنی ہاتھ میں
الجھاتا اس کی انگلیوں کو اپنی انگلیوں میں پھنسا کر مشائم
کے نازک پیٹ کر اپنا ہاتھ سہلاتا اس کی لوور بیلی کی
اسکن سک کرنے لگا۔ مشائم کے جسم میں کرنٹ دوڑ
رہے تھے اس کی وجائنه سے مزید پانی رسنے لگا۔ وہ
اپنے گردن پیچھے کی جانب پھینکتی سسکیاں بھرنے
لگی۔

شہریار خانزادہ اس کی اسکن ہونٹوں سے کھینچ کر
چھوڑتا اس کی گیلی پسی پر ہلکے ہاتھ سے تھپڑ مارتا
اپنی مڈل فنگر پینٹریٹ کرنے سے پہلے مشائم کی جانب
دیکھنے لگا جو مدہوش ہو کر لذت سے سسکتی آنکھیں
میچے ہوئے تھی۔

وہ شہریار خانزادہ کو اس کی من مرضی کرنے کے بعد
پیچھے ہٹتے محسوس کرتی اپنی میچی ہوئی آنکھیں کھول
کر دیکھنے لگی جو اسے ہی دیکھتا شریر سا مسکرا رہا
تھا۔

مشائم واپس اپنی آنکھیں میچ گئی وہ اس حالت میں شہریار
کو دیکھنے سے بھی گریز کر رہی تھی وہ شہریار خانزادہ
کی بے باکی پر مدحوش ہو گئی تھی اور اب اپنی مدہوشی
یاد کر کے انار ہو رہی تھی وہ فوراً ہی اپنے تاثرات نارمل
کرنے لگی تھی۔

سب دیکھ رہا ہوں میں اوپر اوپر سے نخرے دکھاتی ہواندر
سے تو اچھا اچھا لگ رہا ہوتا ہے تمہیں مدہوش ہو رہی
ہوتی ہے میری شوگر بے بی پورے پورے مزے لے رہی

ہوتی ہو مچل رہی ہوتی ہو تاکہ میں اپنے انداز میں سک
کروں۔۔!! شہریار خانزادہ گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔

ایسا کچھ نہیں!! مشائم نے دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ چھپا
لیا تھا وہ اسے واقعی محسوس کرنے لگی تھی اس لئے تو
مدہوشی طاری ہوئی تھی میرے ساتھ چالاکی ابھی بتاتا
ہوں تمہیں ادھر آؤ ناں سیدھی ہو ذرا وہ مزید بے باکی کا
مظاہرہ کرنے لگا تھا اس کی انگشتیں مشائم کی گہرائی
محسوس کرنے کے لئے بے قرار ہونے لگی تھی وہ مشائم
کو بے بس کرنے لگا تھا اسے مدہوشی کا جہان ایک بار
پھر سے متعارف کرنے لگا۔

شہریار خانزادہ اپنی مڈل فنگر مشائم کی تنگ وجائنه میں
آہستگی سے تھوڑی تھوڑی کر کے داخل کر رہا تھا مشائم
نے اپنی آنکھیں اور زور سے میچ لی تھی۔ اسے جلن
محسوس ہو رہی تھی مگر وہ برداشت کرنے لگی۔ لبوں
سے سسکیاں نکل رہی تھی۔

شہریار خانزادہ نے جیسے ہی اپنی پوری فنگر اس کے

وجائٹل ہول میں انسارٹ کی تو مشائم کی چیلخ بلند
ہوئی۔ آہہ۔۔۔۔ آئی ہیٹ یو۔۔۔۔!! اسے شدید تکلیف کے ساتھ
جلن کا بھی احساس ہوا تھا۔

آئی لو یو مور اینڈ مور مائی ہاٹ بے بی گرل!! شہریار
خانزادہ اسے درد سے چلاتے دیکھتا اس کی اپر تھائیز پر
چوم کر اپنی سختی کا مداوا کرنے لگا تھا جبکہ آہستہ
آہستہ اس کی وجائٹل میں اپنی میڈل فنگر موو کر رہا تھا۔

مشائم کی آنکھوں سے جلن کی شدت سے آنسو نکلے تھے
جو اس کی کن پٹی سے ہوتے بیڈ شیٹ پر جذب ہو رہے
تھے وہ کراہتی ہوئی اس کی انگشت اپنے وجود میں
محسوس کر رہی تھی۔ شہریار خانزادہ کا انداز سخت نہیں
تھا مگر مشائم نازک تھی وہ اسے برداشت کرنے کی
پوری کوشش کر رہی مگر ہر کوشش بار بار ناکام ہو رہی
تھی۔ وہ رف اینڈ ٹف تھا۔

مشائم شہریار کی میڈل فنگر کو اپنے وجائٹل ہول میں
پوری طرح اندر باہر ہوتے محسوس کرتی جلن اور درد
سے رونے لگی تھی۔ آہستہ آہستہ شہریار خانزادہ کی

انسیرشن تیز ہونے لگی جو مشائم کو بلند سسکیاں بھر کر
مزید آنسو بہانے کا سبب بننے لگی۔ شہریار خانزادہ اب
تیزی سے اسے فنگر فک کر رہا تھا۔

مشائم مچل کر بیڈ شیٹ کھینچنے لگی تھی وہ سرخ چہرے
کے ساتھ اس کو سہن کرنے کی پھر سے خود کو ہمت دلا
رہی تھی مگر اسکی ہمت ہر شمولیت کے بعد ٹوٹ جاتی
تھی۔۔

شہریار خانزادہ کا پورا ہاتھ مشائم کی وجائنه سے نکلتے
پانی سے بھیگ گیا تھا وہ کافی دیر اسے فنگر فک کرنے
کے بعد اپنی مڈل فنگر اس کے ہول سے باہر نکال گیا۔ وہ
اپنے ہاتھ میں لگی مشائم کی نمی اپنی چیسٹ پر رگڑ کر
صاف کرنے لگا۔

شہریار مشائم کو چومتا ہوا بیڈ کے بیچ میں لٹاتا اسکے
اوپر سایہ فگن ہوا تھا آنکھیں کھولو میری جان!! وہ مشائم
کے ماتھے کو چوم کر اس کی آنکھوں پر بھی اپنے ہونٹ
رکھ رہا تھا۔

شہریار۔۔ مجھے۔۔ اتنا۔۔ زیادہ۔۔ درد۔۔ کیوں۔۔ ہوتا۔۔ ہے۔۔ میں بھی

آپ کو پیار کرنا چاہتی ہوں آپ کے ساتھ پارٹیسپیٹ کرنا
چاہتی ہوں مگر مجھ سے نہیں ہو پاتا آئی ایم سو سوری
مگر میں آپ کو ویسا والا فیل نہیں کرواتی جیسے ہسبنڈ
اپنی وائف سے چاہتے ہیں!! مشائم اسکی گردن پر اپنی
باہوں کا ہار بناتی اسکی سینے پر اپنے لب رکھ کر
بھیگے لہجے میں بول رہی تھی وہ بہت گیلٹی محسوس کر
رہی تھی شہریار کی بھی اس سے ڈیمانڈز ہوں گی جیسے
ہر ہسبنڈ کی اپنی وائف سے ہوتی ہیں۔

مشائم کو شبِ عروسی کے بارے میں شانزے نے بھی
سمجھایا تھا اس نے بتا تھا کہ ہسبنڈ اپنی قربت میں بہت
رلاتے ہیں اگر ان کی ڈیمانڈز ویسے پوری نا ہو رہی ہوں
جیسے وہ چاہتے ہیں تو بہت بے رحمی سے پیش آتے ہیں
اور ایک بار اگر قربت کا آغاز ہو جائے تو پھر انکار کرنا
یا پیچھے ہٹنا شوہر کو طیش دلاتا ہے اور شوہر پھر
غصے کی حالت میں چیخیں بلند کروا دیتا ہے پھر درد
ہونے کا شکوہ بھی شوہر کو قابو نہیں کر سکتا وہ کسی
بے لگام گھوڑے کی طرح بگڑ جاتا ہے اور اس کے بعد
مرد کو تو تسکین ملتی ہے مگر عورت اس کا تکلیف سے
چلنا بھی مشکل ہو جاتا ہے اس لئے بیوی کو چاہیے وہ
اپنے شوہر کو قربت میں نخرے دکھاتے ہوئے بھی خود

سے دور نا جھٹکے کیونکہ شوہر اپنا دور جھٹکنا برداشت نہیں کر پاتے وہ طیش سے عورت کا حال برا کر دیتے ہیں اس لئے اپنی پرائیوریٹیز اپنے ہسبنڈ کو بغیر کسی شرم کے بتا دینی چاہیے وہ آپ کا ہمسفر ہوتا ہے آپ کا لباس ہوتا ہے قربت کے معاملات میں شرم ایک فطری عمل ہے مگر اپنی خواہش کا اظہار بہت سے نقصانات سے بچا لیتا ہے۔

شانزے نے ہر بار ہی بہرام خانزادہ کو قربت سے پہلے یا تو خود سے دور جھٹکا تھا یا پھر اسے اتنا طیش دلایا تھا جس کا کوئی حساب ہی نہیں ہوتا تھا۔ ان دونوں کی روح کا ملن جب بھی ہوا اسکا آغاز شک کی بنا پر یا تو خود سے دور جھٹک دینے یا پھر طیش زدہ ہونے کے بعد ہی ہوا تھا اس لئے اسکا ایکسپیرینس خوف سے لبریز تھا۔

شانزے ان سب لڑکیوں میں سب سے پہلے ازدواجی زندگی میں بندھی تھی اس نے بہت سی کوہتائیاں کی تھی جن کا انعام اس کی برداشت سے باہر ہو جاتا تھا اس لیے اس نے مشائم کے ساتھ ساتھ انشال کو بھی سمجھایا تھا اور ایشا کو لگے ہاتھ خبر دار کر دیا تھا۔

مشائم شہریار خانزادہ کے سینے میں چھپی بہت مدہم آواز میں بول رہی تھی۔ میری جان تم مجھے اپنے اس چھوٹے سے وجود میں برداشت کر لو یہ ہی میرے لیے کافی ہے میں فلحال کوئی ڈیمانڈ نہیں کرنا چاہتا تم سے تم بس مجھے محسوس کرو خود کو میرے حوالے کر کے میری تسکین کا باعث بنو اتنا ہی بہت ہے ابھی کے لئے ہاں جب تم اٹھارہ کی ہو جاؤ گی اسکے بعد تم سے کبھی کبھی کوئی ڈیمانڈ کر لیا کروں گا میں ایک میچور مرد ہوں کم عمر لڑکوں والی خصلیتیں میری خواہشات کا حصہ نہیں ہیں اس لئے تم ریلیکس رہو اور مجھے فیل کرو!! شہریار خانزادہ مشائم کے بالوں کو سہلا کر بولا تھا وہ اپنے سینے میں چھپی مشائم کو تکیے پر ٹرانسفر کرتا اس کے پورے چہرے کو چومنے لگا۔

ریڈ لپ کلر اچھا لگتا ہے تمہارے لپس پر!! وہ اس کے ہونٹوں کو اپنے گرفت میں لینے سے پہلے اس کی کاجل سے سچی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا اور اس کے لبوں پر اپنی زبان کا لمس بکھیر کر اپنی قید میں لے گیا۔

وہ اسکے لبوں کو مدہوشی کے عالم میں چوم رہا تھا اس

کا انداز پہلے سے تو نرمی لیے ہوئے تھا مگر پھر آہستہ آہستہ وہ اپنے ازلی انداز میں اسکی نازک پنکھڑوں کو باہر کی طرف کھینچ کھینچ کر چومتا اس کے منہ میں اپنی زبان شامل کرنے لگا۔

مشائم اس کا ساتھ دینے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ ناکام ہو رہی تھی شرم بھی آرہی تھی اور جو انداز اور اطوار شوگر ڈیڈی نے اپنایا ہوا تھا وہ اس کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتی تھی۔

شہریار خانزادہ اس کے لبوں کو آزاد کرتا اس کی ٹھوڑی پر جھک گیا تھا۔ مشائم نے شہریار کو بازوؤں سے تھام رکھا تھا کیونکہ اس کے بعد وہ اس کی دھڑکنوں کا جو حال کرنے والا تھا وہ مشائم کی جان لبوں پر لے آتا تھا۔ اس کے لمس میں اب سختی آنے لگی تھی وہ آہستہ آہستہ مشائم کے لیے سخت ہوتا اس کی برداشت سے باہر ہونے لگا تھا ابھی تو ملاپ باقی تھا جو مشائم کو خوفزدہ کر رہا تھا

شہریار خانزادہ مشائم کی ٹھوڑی کو اپنے ہونٹوں میں لے کر زور سے سک کرتا اس کی پسی سہلانے لگا تھا۔ اس

کے ہاتھ کی تیز حرکت مشائم کو مدبوش آہیں بھرنے پر
مجبور کر رہی تھی وہ اس کی آنکھوں میں جھانک کر اس
کی پسی کو تیزی سے رب کر رہا تھا۔

آہہ۔۔۔امم۔۔۔مشائم اپنی آنکھیں رول کرتی مدبوشی سے
بے قرار ہونے لگی تھی۔ شہریار خانزادہ کے ہاتھ کی
حرکت تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی تمہیں زور سے
فک کرنا ہے میں نے ابھی مجھ سے مزید کنٹرول نہیں ہو
رہا سائڈ ٹیبل سے کونڈم نکالو باہر خالی نہیں کرنا میں نے
پینس اس بار اور اگر اندر خالی کر دیا تم نے میرے بال
نوچ لینے ہیں ابھی تو تمہارا موڈ نہیں ہو گا ناں ماما بننے
کا کیونکہ تم خود ابھی میری چھوٹی سی بے بی ہو۔

وہ اتنی تیزی سے مشائم کی پسی سہلا رہا تھا کہ وہ اس
کی باتوں پر غور ہی نہیں کر پائی مدبوشی مشائم کے
حواس معطل کر چکی تھی شہریار اس کو فنگر فک کر
کے اتنی تیزی سے سہلا رہا تھا کہ وہ ریلیز ہونے والی
تھی۔

شہریار خانزادہ نے اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر

اپنا ہاتھ فوراً پیچھے کر لیا تھا اس کی وجائے پینس
پینیٹریشن کے لئے بالکل ریڈی تھی۔ وہ دونوں ہی سیکس
کے لئے ذہنی اور جسمانی طور پر تیار ہو گئے تھے۔

مشائم نے اپنے منہ کو ایک بار پھر چھپا لیا تھا اس کے
گال آگ نکال رہے تھے مشائم کے بوبز اور بیوٹی بون
حسین نظارہ پیش کر رہے تھے شہریار اس کے نیلز کو
کھینچ کر چھوڑتا مشائم کی بیوٹی بون پر جھک گیا تھا جو
شہریار کا دیہان اپنی جانب کھینچ رہی تھی۔

شہریار خانزادہ پتہ نہیں کیوں خود پر سے کنٹرول کھو رہا
تھا مشائم کی طلب ہی ایسی تھی جو اس کے حواس
کھونے کا سبب بن رہی تھی۔ وہ اس کی بیوٹی بون سک
کرنے کے بعد اپنی زبان کی نوک مشائم کی گردن پر
پھیرتا ہوا اب اس کی گردن سک کر رہا تھا۔

شہریار خانزادہ مشائم کی گردن پر جھکا اپنا لمس بہت
شدت سے بکھیرنے لگا وہ بہت بے قراری لئے اسے بوس
و کنار کرتا ہوا اپنے بے چینی سے متعارف کروا رہا تھا۔

تم سے بہت محبت کرنے لگا ہوں مشائم تمہیں بہت تلاش کیا ہے میں نے اب جا کر میں سیراب ہو رہا ہوں!! وہ مشائم کی دھڑکنوں پر حملہ آور ہوتا اپنی بھاری مخمور آواز میں بولا تھا۔ شہریار اپنا سخت لمس نازک جان مشائم کے دل کے مقام پر مدہوش ہوتے بکھیرنے لگا۔

وہ اس کے بوبز کو اپنی مٹھیوں میں بھر بھر کر دباتا ہوا اس کے نیپلز کی شامت لے آیا تھا۔ شہریار خانزادہ آوازیں نکالتا ہوا مشائم کے نیپلز کو چوس چوس کر کھینچ رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں کی سختی مشائم کے نیپلز کو لال کر گئی تھی وہ اسے اسے بری طرح تڑپا کر اس کے بوبز کو سک کرنے کے بعد بیڈ پر گٹھنوں کے بل بیٹھ گیا تھا اس کا پینس بہت زیادہ سخت ہو رہا تھا فلی ایریکٹڈ پینس مشائم کی وجائنه میں گھسنے کے لئے مچل رہا تھا۔

مشائم کے کانوں سے دھواں نکل رہا تھا اس کے گال شدید سرخ ہوتے دہکتا انگارہ ہو رہے تھے شہریار اس سے دور ہٹتا دماغ پر حاوی ہوتی طلب سے پاگل ہو رہا تھا اب مزید صبر نہیں ہو سکتا تھا ملاپ کی تڑپ اسے شدید غصہ دلا رہی تھی۔

سائڈ ٹیبل کھولو اس میں رکھی وہ چیز نکالو جو میں نے
کہی ہے!! شہریار خانزادہ تحکم بھرے انداز میں بولا تھا
اس کی آواز بے حد بھاری ہو رہی تھی۔ کیا۔۔ چیز؟؟ کیا
نکالوں؟؟ مشائم نا سمجھی سے بولی تھی۔ شہریار خانزادہ
اسے بے باک اشارہ کرتا سر تا پاؤں گلاب کر گیا۔

اٹھو سائڈ ٹیبل سے کونڈم کا ایک پیکٹ نکالو!! وہ اس کی
بھیگی پسی پر سلیپ کرتا سخت سے لہجے میں بولا اس
کے پینس کی پھولی رگیں شدید اریکشن اسے اریٹیٹ کر
رہی تھی وہ جلد از جلد مشائم کی ویٹ و جائنہ میں سمانا
چاہتا تھا۔

مشائم دھواں دھواں ہوتے چہرے کے ساتھ سائڈ کروٹ پر
ہوتی سائڈ ٹیبل کی دراز کھول کر اس میں سے کونڈم
تلاش کر رہی تھی کہ جب شہریار خانزادہ بے قابو ہو کر
اسے پیچھے سے ہی قابو کرتا ایک جان دار جھٹکے کے
ساتھ اس میں شدت سے شامل ہو گیا تھا۔

شہریار کے بے صبرے انداز پر مشائم کی روح کانپ اٹھی

تھی اسکی فلک شگاف چیخ پورے کمرے میں گونجی تھی۔ شہریار خانزادہ اپنا سختی سے کھڑا پینس بے قابو ہو کر آخری حد تک ایک ساتھ ہی اس کی پسی میں پینٹریٹ کر گیا تھا۔

[illegible]

آپ۔برے۔ہیں۔بہت۔نہیں۔کرتی۔میں۔آپ۔سے۔پیار۔۔۔چھو
 رُٹیں۔۔۔مجھے۔۔۔!! وہ معصوم جان اچانک ہوئے حملے سے
 تڑپ گئی تھی۔

آپ۔ گندے۔ ہسبنڈ۔ ہیں۔ بدتمیزی۔ سے۔ مجھے۔ بتائے۔ بغیر۔
یر۔ پینیٹریٹ۔ کر۔ کے۔ درد۔ بے بی تمہارا پارٹنر
تڑپ رہا تھا میرا کوئی قصور نہیں دیکھو یہ ویٹ پسی
بھی تو رو رہی تھی ناں اسے پانے کے لئے۔ مشائم درد
سے بلبالا کر چیختی روتی ہوئی شہریان خانزادہ سے
شکوے کر رہی تھی جب وہ اسے خود میں پوری طرح

بھینچے اسے جھٹکے دیتا ہے باکی کی حدوں کو چھونے
لگا۔

اس کا پینس زور سے رگڑ کھانے کے بعد مشائم کی
وجائنه میں آخری حد تک دھنس رہا تھا وہ نازک جان
روتی ہوئی اسے جھٹکوں کے بیچ تھامنے کی کوشش
کرنے لگی تھی۔ شہریار خانزادہ اس کی پچھلی گردن کو
سک کرتا ہوا اس کی کمر کے خم کو تھامے اسے جھٹکے
دے رہا تھا۔ مشائم اپنے ہاتھوں سے بیڈ شیٹ تھامے اس
کے پینس کو رگڑ کھا کر اندر باہر ہوتا محسوس کرتی
آنسو بہاتی ہوئی برداشت کر رہی تھی۔

شہریار خانزادہ پر جنون سوار ہو رہا تھا وہ مشائم کو
گھسیٹ کر ٹھیک سے سائڈ کروٹ پر کر کے اپنے ساتھ
چپکاتا اپنا ایک ہاتھ مشائم کی گردن سے گزار کر اس کے
لیفٹ سائڈ والے بوب پر رکھ کر اس کے نیل پر اپنی فنگر
سہلاتا ہوا دوسرے ہاتھ سے اسے زور سے خود میں
بھینچے اس کے رائٹ سائڈ والی نیل کو اپنی انگلی اور
انگوٹھے سے مسلتا مشائم کو طاقتور انداز میں جھٹکے
دے رہا تھا۔

مشائم بری طرح لرزتی ہوئی شہریار خانزادہ کی تھائی کو
تھام کر اپنی ٹانگ پیچھے کی طرف سے اوپر کر کے
شہریار خانزادہ کی ٹانگ پر رکھتی اپنے ایک ہاتھ سے
تکیے کو بھینچتی جھٹکوں کی تیزی سے بلند سسکیاں لے
رہی تھی۔ وہ سسکتی ہوئی رگڑ کھاتا ہوا پھولی رگوں والا
پینس اپنے اندر لے رہی تھی۔

شہریار خانزادہ اتنا مدبوش ہو گیا تھا کہ اسے اپنی مدبوشی
کا ہوش بھی نہیں رہا اور وہ اس حد کو چھو گیا جو شاید
ناں ابھی وہ چاہتا تھا اور نا ہی اسکی نازک جان کم عمر
دلہن مشائم

شہریار خانزادہ کا پری کم مشائم کی وجائنه کے اندر ہی
ریلیز ہو گیا وہ خود پر قابو نہیں رکھ پایا۔ شہریار خانزادہ
کے حواس اتنے معطل ہو گئے تھے اس پر اس حد تک
اس قدر جنون سوار ہو گیا تھا کہ حد ٹوٹ گئی تھی وہ
جھٹکے سے مشائم سے دور ہٹتا اپنے پسینے سے بھیگتے
بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا جبکہ مشائم سہم کر گھبراتی
ہوئی کاجل پھیلی ہیزل آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔
اسے اپنے وجائئل ہول میں شہریار کے پینس سے نکلنا

پری کم جاتا ہوا محسوس ہو گیا تھا۔

شہریار خانزادہ نے غصے سے سائڈ ٹیبل کی دراز ہاتھ مار کر بند کی تھی۔ وہ یہ کیسے کر سکتا تھا کیوں اتنا اس حد تک بے بس ہو گیا تھا کیوں اس سے جدا نہیں ہو پایا تھا آخر اس کا کنٹرول کیسے لوز ہو گیا وہ اپنی شوگر بے بی کی مرضی جانے بغیر کیسے وہ کر گیا جس کا خمیازہ اسے اب نو ماہ بھگتنا تھا۔

بے بی آئی ایم سو سوری! میں یہ نہیں کرنا چاہتا تھا مگر مجھ سے کنٹرول نہیں ہو پایا بالکل بھی! ریٹلی سوری بے بی گرل۔۔۔!! آئی پرامس میں پینس پل اوٹ کرنے کی کنڈیشن میں ہی نہیں رہا باہر نہیں نکال سکا۔ شہریار خانزادہ نادم ہو رہا تھا۔

اگر تم پریگنٹ ہو گئی تو ہم کیا کریں گے پھر؟؟ حمل ٹھہر گیا تو پھر کیا ہوگا؟؟ تم نے تو میرے بال نوچ لینے ہیں جان سے مار دینا ہے۔ تمہارے ایام خاص کب ختم ہوئے تھے میری دلہن؟ شہریار خانزادہ خود کو ملامت کرتا بے چارگی سے بولا تھا مشائم اپنی پلکیں جھپکائے بغیر اس بتیس سالہ مرد کو دیکھ رہی تھی جو اس سے ڈر رہا

تھا وہ بات بات پر رعب جھاڑنے والا مرد ڈر رہا تھا۔ وہ خاموشی سے شہریار کو دیکھے گئی وہ اس کے چہرے پر ندامت اور اپنے ڈر کے تاثرات دیکھ رہی تھی

میری جان چپ کیوں ہو بتاؤ ناں تمہیں پیریڈز کب ہوئے تھے؟؟ شہریار خانزادہ مشائم کی معصوم سہمی سی شکل ندامت سے دیکھتے پھر سے استفسار کرنے لگا۔ وہ ابھی اٹھارہ کی بھی نہیں تھی شہریار یہ کیا کر گیا تھا؟؟

وہ ابھی صرف مشائم کے ساتھ ٹائم اسپینڈ کرنا چاہتا تھا اسے بہت سارا پیار دینا چاہتا تھا گھومنا پھرنا چاہتا تھا اس کے شوق پورے کرنا چاہتا تھا ایسا نہیں تھا کہ اسے اولاد کی خواہش نہیں تھی مگر وہ ابھی کم سن تھی ابھی اس کی عمر نہیں تھی وہ اتنی چھوٹی عمر میں کیسے ایک بچے کو جنم دے گی؟ کس طرح سنبھالے گی آخر؟ شہریار شدید نادام تھا اسے یہ سوچ سوچ کر ندامت ہو رہی تھی کہ وہ ابھی بچہ پیدا کرنے جیسی عمر میں نہیں تھی وہ اٹھارہ کی بھی نہیں تھی پریگننسی میں ہونے والی پیچیدگیاں اس عمر میں کیسے برداشت کرے وہ بچہ سنبھال ہی نہیں سکتی تھی۔

پیریڈز تو تھرٹی ڈیز پہلے ہوئے تھے شہریار!! مشائم کی بات سن کر شہریار خانزادہ نے خود پر دونوں ہاتھوں سے لعنت بھیجی تھی وہ ملامت کے ہی قابل تھا۔ مشائم کے اویولیشن ڈیز چل رہے تھے اور وہ خود پر کنٹرول ہی نہیں رکھ پایا تھا۔ آج اس کا فورٹی ڈے تھا پیریڈز سے چودھوے دن اووری سے ایگ ریلیز ہوتا ہے اور مشائم کا اویولیشن پیریڈ چل رہا تھا۔

جو ہونا تھا وہ ہو گیا تھا اب شہریار خانزادہ کیا ہی کر سکتا تھا!! اس نے اپنے دونوں کان پکڑے اور معذرت خوانہ انداز میں اپنے گٹھنوں کے بل نیچے زمین پر بیٹھ گیا۔ اسکے رعب دار نقوش میں ندامت شامل تھی وہ معصوم شکل بنانے کی کوشش کرتا مشائم کو اپنے کان پکڑے دیکھنے لگا مشائم شہریار کو کان پکڑ کر زمین پر بیٹھتے دیکھتی خود کو کمفرٹر سے اچھی طرح کور کرتی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی تھی۔

کیا سزا دو گی اب میری غلطی کی؟؟ وہ معصومیت سے بولنے کی کوشش کرنے لگا مگر اس کی بھاری مردانہ

آواز مشائم کو پہلے سے زیادہ بھاری لگی تھی۔ تم صبح ہوتے ہی پلز کھا لینا میں تو گھٹیا بندہ ہوں اپنی چھوٹی سی دلہن کو پہلی رات ہی مشکل میں ڈال گیا!! شہریار خانزادہ خود پر غصہ کرنے لگا تھا۔

اگر جیسا آپ سوچ رہے ہیں ویسا ہو گیا تو ہم اپنے بے بی کو ویلکم کریں گے میں پلز نہیں کھاؤں گی شہریار مجھے ماما نے سمجھایا تھا کہ اگر آپ فرسٹ نائٹ ہی مجھ سے ایسی کوئی خواہش ظاہر کریں تو آپکو انکار نہیں کروں کیونکہ یہ گناہ ہوتا ہے پلز کھا کر میں نے اللہ کو ناراض نہیں کرنا! مشائم نے شہریار کو اپنی ماما مہوش بیگم کی سمجھائی ہوئی بات بتا کر اسے ناراض نظروں سے گھورا۔

ابھی ناراض ہو کر کیوں گھور رہی ہو پھر مجھے؟؟ شہریار خانزادہ کو مشائم پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔ کیونکہ آپ نے اپنی بتیس سالہ زندگی صرف آفس میں گزار دی ہے کوئی فائدہ نہیں آپ کے اتنے ایجوکیٹڈ ہونے کا جو مجھے پلز-----میڈم میں آپ کا خیال کرتے ہوئے پلز کا کہہ رہا تھا ورنہ-----ورنا کیا ہاں آپ نے ایک تو اتنا درد دیا اور اب جب میں غصہ نہیں کر رہی تو پھر سے اپنا رعب دکھا رہے ہیں مجھے ویری بیڈ پاس مت آئیے گا اب میرے سونے دیں مجھے!! مشائم بھی اب مصنوعی ناراضگی کا

اظہار کرتی شہریار کو ٹیز کرنے لگی۔

اچھا جی ابھی بتاتا ہوں تمہیں!! شہریار خانزادہ پھر سے اس پر لپکا تھا وہ کمفرٹر میں چھپی مشائم کا ماتھا چومنے کے بعد اس کے لبوں کو اپنے عنابی ہونٹوں میں پیوست کرتا اس کا لمس اپنے حلق میں اتار رہا تھا۔ لہو آلود بھوری آنکھیں کاجل پھیلی ہوئی ہیزل آنکھوں سے چارہو رہی تھی۔



شہریار خانزادہ مشائم کو اپنی لیپ میں بٹھا کر فکس کرتا اسے محبت سے بوس و کنار کرنے لگا تھا۔ وہ مشائم کے گرد لپٹا کمفرٹر زمین بوس کرتا اسے چومتے چومتے اس کی روح میں ایک بار پھر سے شامل ہونے کے لئے بے چین ہو رہا تھا۔ وہ ایک بار پھر اس میں شامل ہونے

کے لئے تڑپا تھا۔

شہریار خانزادہ اس کے لبوں پر قابض ہوتا اسے اپنی روح کا حصہ بنا کر اسے پیار کرتے اس کی گہرائی میں شامل ہونے لگا وہ ایک بار پھر سے ایک جان ہوئے تھے انکا ملن ایک بار پھر سے ملاپ کی حد چھونے لگا۔ کمرے میں کر سوں محبت بھرے ملن کا ساز گونج رہا تھا۔



مشائم شہریار خانزادہ کی لیپ میں اپنی دونوں ٹانگیں کھول کر ٹھیک سے فکس ہوتی اس کے ایریکٹڈ پینس کو اپنی ویٹ پسی میں آخری حد تک داخل ہوتے محسوس کرتی سسکنے لگی تھی۔ اس پوزیشن میں شہریار خانزادہ

کے پینس کی پوری لینتھ اس کے اندر دھنس رہی تھی وہ
درد سے بے حال ہوتی شہریار خاندادہ کے بالوں میں ہاتھ
الجا کر اس کے گال کو سہلاتی ہوئی اسے جھٹکوں کی
شدت میں کمی کرنے کے لئے منت بھری ہیزل آنکھوں
سے دیکھنے لگی۔ شہریار خاندادہ اس کے ہونٹوں کو
اپنے ہونٹوں میں پیوست کرتا اسے خود سے لپٹائے
برداشت کے قابل جھٹکے دینے لگا۔



وہ اس کی زبان سے اپنی زبان لڑاتا ہوا اس کے بوبز کو
اسکویز کرتا ڈیپ اسٹروکس دینے لگا تھا۔ مشائم کی
آنکھیں رول ہونے لگی تھی شہریار خاندادہ اس کے لبوں
کو زور سے سک کرنے کے بعد کھینچ کر چھوڑتا اس

کی گردن پر زبان پھیرتا ہوا اب اس کی بیوٹی بون پر
جھکا تھا۔

شہریار خانزادہ خود کو سہارا دینے کے لئے اپنے دونوں
ہاتھ بیڈ کے میٹرس پر رکھ کر اپنی لوور باڈی کو تیزی
سے موو کرتا ہوا پینس کی فل لینتھ مشائم کے وجائٹل ہول
میں سمونے لگا۔ مشائم شہریار خانزادہ کے بالوں میں اپنا
پورا ہاتھ الجھا کر دوسرے ہاتھ سے زور سے اس کے
براڈ شولڈر کو بھینچے اپنے نیلز گاڑھتی ہوئی اس کے
شدید جھٹکوں سے آنکھیں موندھے اپنی گردن پیچھے کی
جانب پھینک کر اسے اپنے اندر سفر کرتے سہن کرنے
لگی۔ ڈیپ پینٹریشن مشائم کی ویٹ وجائٹل کو بری طرح
چیر رہی تھی۔

دونوں کی سانسیں بھولتی ہوئی گہری ہو رہی تھی۔ ان کا
ملاپ روح کی تسکین کا سبب بنتا انہیں مدہوش کر رہا
تھا۔ وہ ایک دوسرے کی سانسوں سے بری طرح الجھے
ہوئے تھے۔ شہریار خانزادہ نے کروٹ بدلی تھی وہ بیڈ پر
سیدھا لیٹتا مشائم کو خود پر سوار کرتا اس میں گم ہوتا جا
رہا تھا۔

شہریار سردی لگ رہی ہے مجھے پلیر کمفرٹر اوڑھا
دیں!! مشائم تھکن سے بے حال ہو گئی تھی۔شہریار خانزادہ
نے اپنا ہاتھ بڑھا کر خود پر اور اپنی شوگر بے بی کو
کمفرٹر سے ڈھانپ لیا تھا۔ الجھی گہری سانسوں کا رقص
اب کمفرٹر میں گونجنے لگا تھا۔ شہریار مشائم کی
دھڑکنوں پر قابض خود کو حرکت دیتا ہوا مشائم کوتسکین
کی راہوں کا مسافر بناتا رہا تھا۔ وہ خود بھی گہری لذت
کی وادیوں میں گم تھا

شہریار خانزادہ کے جھٹکے تیز اور جان دار ہوتے جا
رہے تھے وہ مشائم کے پیس کو اپنے دونوں ہاتھوں میں
بھینچے ڈیپ پینٹریشن کر رہا تھا۔

آئی لو یو۔۔۔آئی لو یو مور۔۔۔محبت کا کھیل روحوں کا ملاپ
مزید گہرا کر گیا تھا۔ مشائم اور شہریار ایک ہو رہے تھے
دنیا جہاں کا ہوش ان کی مدہوشی میں تحلیل ہو گیا تھا۔ تیز
جھٹکوں سے پیدا ہونے والا ساز پورے کمرے میں اپنے
سر بکھیر رہا تھا جو شہریار خانزادہ کی جنونیت کی انتہا
بیان کر رہا تھا اس کا پھولی رگوں والا سخت پینس پوری

طرح سے مشائم کی وجائنه میں سمائے ریلیز ہو گیا تھا۔

مشائم کو اپنے اندر تیز دھار کے ساتھ کھولتا ہوا لاوا داخل ہوتا محسوس ہوا تھا وہ آنکھیں میچے پھولی سانسیں لیتی تھکن سے چور شہریار خانزادہ پر گر گئی تھی جو اسے متاع جان کی طرح خود میں سمیٹ کر اس کی کمر سہلا رہا تھا



شہریار خانزادہ مشائم کے ماتھے کو گالوں اور ٹھوڑی کو بہت محبت سے چومتا ہوا اسے سہلاتے سہلاتے خود سے لیٹائے ہی کروٹ بدل گیا تھا۔

رات کا آخری پہر تھا جب وہ دونوں گہری نیند میں گم
بھاری سانسیں لیتے ایک دوسرے کو زندگی بخش رہے
تھے شہریار خانزادہ مشائم کو گہری نیند میں بھی خود میں
قید کیے سو رہا تھا۔ وہ بہت پُر سکون لگ رہا تھا ہر درد
ہر رنج و غم سے پاک جیسے اس کا زخمی دل آرام پا گیا
ہو مشائم اوندھے منہ سو رہی تھی جبکہ شہریار خانزادہ
اس کے اوپر چڑھا ہوا تھا۔

وہ اپنا ایک ہاتھ آگے کی طرف سے مشائم کے گھنے
بالوں میں الجھائے ہوئے تھا۔ وہ اپنا منہ مشائم کی سنہری
خوشبو دار زلفوں میں چھپائے گہرائی سکون اور سانس
بھرتا خوابِ خرگوش کے مزے لے رہا تھا۔ مشائم نے شبِ
عروسی کا حق بہت خوبصورتی سے ادا کیا تھا۔



رات کا آخری پہر ختم ہونے کو تھا مگر بہرام خانزادہ کا
جنون ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ وہ وقفے وقفے
سے شانزے کی جان ہلکان کر رہا تھا مگر اسے صبر
نہیں آ رہا تھا۔

وہ آدھے گھنٹے سے ٹیرس پر کھڑا سگریٹ پی کر خود
کو قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر ناکام ہو رہا تھا۔
اس نے شانزے کو آدھے گھنٹے پہلے ہی خود سے رہائی
دی تھی اور تب سے اب تک وہ بس سگریٹ ہی پی رہا تھا
نیند تو ایسے وہ بھول گیا تھا کہ جیسے ہی کبھی سویا بھی
ہو!! فجر ہونے میں ابھی گھنٹہ باقی تھا۔

شانزے خان واشروم کو اچھی طرح لاک کیے شاور لے
رہی تھی وہ بہرام خانزادہ سے شدید خفا تھی جس نے پتہ
نہیں کس بات کی بے چینی اس کے کومل وجود پر نکال
دی تھی۔

زیادہ ہرٹ کر دیا ہے شاید اس لئے دھکے دے کر واشروم
سے نکال دیا ہے بیوی نے مجھے یہ حرامی آدمی بھی
آرام سے نہیں بیٹھتا جب دیکھو تب مچلتا رہتا ہے کاٹ ہی
ڈالوں گا اسے کتنا رولاتا ہے میری معصوم بیوی کو ابھی
بھی مچل رہا ہے۔۔ او میرے بھائی بیٹھ جا سکون سے بیوی
میری رولا کر ناراض کر دی ہے تو نے تیری وجہ سے
ہی دھکے دیئے ہیں مجھے اس نے گھسنے کی ضد بھول
جا ابھی اگر اس کے پاس گیا تو مجھے زخمی ہی ناں کر
دے پتہ نہیں تو چاہتا کیا ہے مجھ سے ہاں بول کیا چاہیے
تجھے؟؟ آرام کر سگریٹ پی رہا ہوں ناں نہیں مل سکتی
وہ ابھی بہت ناراض ہے کہی سے ایک گلاب کے پھول کا
بندوبست کرتا ہوں تیرے خاطر صبر کر جا رہا ہوں باہر
پھول دے کر منالوں گا اور سن لے کان کھول کر بات
میری ایک اب کوئی بے غیرتی دکھانے کی ضرورت نہیں
ہے آرام سے کیا کر جو بھی تجھے کرنا ہوتا ہے کسی دن
بیوی سے پٹوائے گا تو مجھے کیا عزت رہ جائے گی

میری ہیڈ لائن بن جائے گی تیری وجہ سے مجھ پر کہ
ایک ہرامی بندے کی وجہ سے سینئر آفیسر بہرام خانزادہ
کی بیوی کے نازک ہاتھوں سے کتے والی دھلائی مافیا
میں بھی سب نے مجھ پر ہنسنا ہے یہ کہہ کر کے دی
ہنگری بیسٹ کی گان* پر لات مار کر بیوی سے اچھی
والی پٹائی!! تو بھی ناں تیری وجہ سے ذلیل ہوا ہوں میں
آج۔۔

بہرام خانزادہ جلتے توے پر بیٹھا ہوا تھا شانزے نے اسے
شدید غصہ کر کے خود سے دور جھٹکتے واشروم سے
دھکے دے کر نکالا تھا بس یہی بات بہرام خانزادہ کو
جلتے انگاروں پر کھڑا کیے ہوئے تھی وہ ذومعنی انداز
میں بولتا گلاب کے ایک پھول کی تلاش میں اپنے روم
سے باہر نکلا تھا تاکہ شانزے خان کو منا کر دوبارہ سے
ناراض کر سکے۔

وہ ابھی سگریٹ کے گہرے کش لیتا ہوا اپنے پورشن کی
گیلری عبور کر کے زرا آگے ہی بڑھا تھا جب اس کی
چیل جیسی تیز نظر احد خانزادہ پر پڑی تھی جس کا رخ
بہرام خانزادہ کے پورشن کی طرف سے مہمان خانے کی

بیک سائڈ والے راستے کی طرف تھا احد خاندان اس وقت
کہاں جا رہا تھا بہرام خاندان سمجھ گیا تھا اور اب اس کا
نشانہ احد نے بننا تھا وہ اس کی اچھی والی کرنے والا
تھا۔۔۔

ہاں بھی کدھر منہ کالا کرنے جا رہا تو رات کے اس وقت
چوروں کی طرح بہن بیٹی والی حویلی ہے ہماری کون
سی خارش کاٹ رہی ہے پچھوڑے میں کس خوشی میں
کھلا سائڈ بنا پھر رہا ہے تو فوجی!! بہرام خاندان خود تو
شانزے خان کی ناراضگی کی وجہ سے جلتے توے پر
بیٹھا ہوا تھا اس نے احد کو بھی نہیں چھوڑا تھا وہ اسے
دبکتے انگاروں پر گھسیٹ گیا تھا۔

بہرام خاندان کی آواز سن کر احد اپنی جگہ ہی رک گیا تھا
وہ دانت پیستا ہوا زہر الگتی شہد آنکھوں سے بہرام کو
گھور کر دیکھنے لگا۔ اس کی باتوں میں چھپا طنز احد کو
سرتا پاؤں آگ لگا گیا تھا بہرام خاندان اپنا بدلہ سود سمیت
لینا جانتا تھا وہ کتنا بڑا بدلے باز تھا یہ احد خاندان اچھی
طرح جانتا تھا وہ دریا میں آگ لگانے کے ساتھ ساتھ اپنی
باتوں سے کانوں سے خون نکالنا بھی جانتا تھا وہ بے باک

سفاک بے حد بے رحم تھا آج احد خانزادہ نے اس سے اچھی والی دھلائی کروانی تھی اپنی وہ آج بہرام خانزادہ کے ہاتھ چڑھ گیا تھا۔

اپنے کام سے کام رکھ ہر کسی کے معاملے میں مت گھسا کر بہرام!! احد جلے بھنے انداز میں زور سے دانت پیس کر بولا۔ ابے او فوجی گھسنے گھسانے کا شوق تو بس مجھے تیری بہن میں ہے تو میرا ذکر تو کر مت تیرے کانوں کے ساتھ ساتھ کہی اور سے بھی خون نکال دوں گا اور یہ تیرے کالے دانت جو تو زور لگا کر پیس رہا ہے ناں گھونسا مار کر ساری بتیسی توڑ دوں گا ویسے ہی آگ لگی ہوئی ہے مجھے خوامخواہ بکواس کر کے اپنی گان*کیوں لال کروانا چاہ رہا تو مجھ سے!! بہرام خانزادہ طیش سے بھرا احد کو کچا چپا جانے والے انداز میں بولا تھا اس کی سیاہ آنکھیں آگ اگل رہی تھی۔

کچھ شرم کر لے بے غیرت انسان میری بہن تیری بیوی ہے کیا بکواس کیے جاتا ہے تو ہر وقت؟؟ احد نے بہرام خانزادہ کی باتیں سن کر تاسف سے کہا تھا۔ تیری بہن میری بیوی ہے اس لئے آگ لگی ہوئی ہے مجھے اور

غیرت کا ٹھیکے دار تو تو ہے ناں کسی کے بھی کردار
کو منتوں میں مشکوک بنا دیتا ہے اپنی نااہلی کی وجہ سے
تف ہے تجھ پر تیری سوچ پر اور تیری دو نمبر یاری پر!!
بہرام خانزادہ نے احد کو گربان سے پکڑ کر نیچے
جھکاتے اس کے پیٹ میں زور سے لات ماری تھی۔ وہ دن
بہرام خانزادہ بھول ہی نہیں سکتا تھا جب اس کا بچپن کا
یار اسے بے اعتباری کی مار مار کر توڑ گیا تھا۔

آہ۔۔۔ کمینے جنگلی بھینسے چھوڑ مجھے تیرے منہ لگنے
نہیں آیا میں! احد خود کو بہرام خاندادہ سے چھڑواتا اسے
دور دھکیلتے بولا۔ منہ میں تیری بہن کے لگنے کا شوقین
ہوں تیرے جیسے زہریلی فوجی پر میں تھوکتا بھی پسند
نہیں کرتا!! چل اب سیدھی طرح بکنا شروع کر رات کے
اس وقت اپنی کونسی معشوقہ سے غٹرغوں کرنے کی آگ
لگی ہے تجھے!! بہرام نے اپنی باتوں سے احد کو کانوں
تک لال کر دیا تھا۔

تیرے جیسی ذلالت مجھ میں نہیں پائی جاتی۔۔۔۔۔میرے جیسی مردانگی بھی نہیں تجھ میں!! احد کی برداشت ختم ہو رہی تھی وہ بہرام کو ملامت کر رہا تھا جب بے باک

خانزادہ ”بہرام خانزادہ“ جلتی پر تیلی کا کام کرتا احد کو
شدید غصہ دلا گیا تھا۔

لعنت بھیجتا ہوں میں ایسی مردانگی پر جو-----جو بیوی
کی چیخیں نکالنے اور اس کے بھائی کا کالا خون
جلائے؟؟ یہی کہنا چاہتا ہے ناں تو کھوکھلے فوجی! بہرام
نے احد کی بات پھر سے کاٹ دی تھی۔ مرے گا تو میرے
ہاتھوں سے بہرام میری بہن شانزے کو مت گھسیٹ بیچ
میں۔۔

تیری مار کر رکھ دوں گا میں! یہ اپنی بہن کو بیوہ بنانے
کا پلان جو تونے بنایا ہوا ہے ناں سالے ولن بھائی ہے تو
تیرے تو پیدا ہونے پر بھی لعنت! بہرام نے سگریٹ جلا
کر لبوں سے لگالی تھی۔

ہر وقت چرس مت پیا کر اپنا حال دیکھ کیا بنا لیا ہے!! احد
خانزادہ کو بہرام کے سگریٹ پینے سے تکلیف ہوئی تھی۔
تو میری محبوبہ مت بن سگریٹ پی کر تجھ سے نہیں لپٹنا
مجھے اپنے کمرے میں چلتا بن میں بھی دیکھتا ہوں
کیسے بیوی سے ملاقات کے لیے جاتا ہے تو!! بہرام

خانزادہ آنکھیں گھما کر چبھتے انداز میں بولا تھا۔ سگریٹ وہ کبھی نہیں چھوڑ سکتا تھا جو اس کی تنہائی کی ساتھی تھی۔

ہٹ میرے راستے سے جانے دے مجھے کیوں ڈرامہ کر رہا ہے اب اپنی بیوی سے ملنے کے لئے بھی تجھ سے اجازت لوں گا کیا میں! احد نے بھی اپنی آنکھیں گھما کر بہرام خانزادہ کے انداز میں ہی جواب دیا۔ ہاں تیری بیوی میری بہن ہے اور تجھے مجھ سے بالکل ویسے ہی اجازت لینی ہو گی جیسے مجھ پر پہرے بٹھاتا تھا تو جب میں تیری بہن سے ملنے کو تڑپ رہا ہوتا تھا۔ بہرام خانزادہ دل جلانے والی مسکراہٹ اپنے لبوں پر سجائے بولا۔

چل ناں بڑا آیا تو اور تیری اجازت!! احد نے ناک پر سے مکھی اڑانے والے انداز میں بولا۔ بیٹا میری بیوی سے تو مجھے لات پڑھ گئی ہے ملاقات میں تیری بھی نہیں ہونے دوں گا تیری عزت اسی میں ہے مرغا بن کر دیکھا مجھے تب ہی بیگم کی زیارت تجھے نصیب ہو سکتی ہے۔ بہرام خانزادہ کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی تھی۔

تو اپنی آگ اپنے اندر رکھا کر ناں میری معصوم بہن بہت اچھی بیوی ہے تو نے ہی کچھ کیا ہو گا جو لات کھا کر نکلا ہے کمرے سے!! احد نے بھی بہرام کو لتھاڑنے کی کوشش کی۔ بیوی ہو تو آگ اس میں ہی اتاری جاتی ہے میرے بھائی ہاتھ میں پکڑ کر نہیں گھوما جاتا تیری طرح شکل دیکھ اپنی ہاتھ سے ہلا ہلا کر تھک گیا ہے تو اب بیوی یاد آرہی ہے تجھے مجھ سے مت الجھ تیرے سارے کرتوت پتہ ہیں مجھے ڈاکو انسان!! بہرام خانزادہ نے احد کی دم پر پاؤں رکھ دیا تھا وہ کتنا تیز تھا احد اسے دیکھ کر رہ گیا۔

سالے تو مجھ پر نظر رکھ کر بیٹھا ہوا تھا!! احد خانزادہ غصے سے بہرام پر حملہ آور ہوا۔ شکر کر تیری طرح تیرے کالے کریکٹر پر الزام نہیں لگایا تجھ جتنا گرا ہوا نہیں ہوں میں اور سالہ میں تیرا نہیں تو میرا ہے شادی شدہ مرد کا ٹائم ویسٹ نہیں کیا جاتا اس کی رات بیوی کی پناہوں میں گزارنے کی ہوتی ہے ناکہ تیرے جیسے ترسے ہوئے کے منہ لگ کر ویسٹ کرنے کے لئے!! چل مرغا بن اور اپنی شکل گم کر اپنے ترسے ہوئے نکاح شدہ کزن کے لئے اتنا فیور تو دے سکتا ہوں میں!! بہرام خانزادہ

احد کی جان بخشی کے موڈ میں نہیں تھا۔

احد کو وہ وقت یاد آیا جب وہ بہرام کے کان پکڑوایا کرتا تھا شانزے سے ملنے کے لئے بہرام کا پاگل پن احد بچپن سے ہی جانتا تھا اور شانزے کے نام پر اس نے بہرام کے ساتھ بڑی زیادتیاں کی تھی جو اب شانزے سے شادی ہو جانے بہرام خانزادہ اس سے سود سمیت وصول کر رہا تھا ہر لحاظ سے! احد اسے دیکھے گیا وہ آگے بڑھا اور اس نے بہرام خانزادہ کو کس کر اپنے گلے سے لگا لیا۔ احد نے بہرام کو بہت تکلیف دی تھی اسے حویلی آنے کے بعد علم ہو گیا تھا کہ اس رات کیا ہوا تھا جب بہرام قطر سے آیا تھا وہ اس کی بہن شانزے کو صرف برتھ ڈے وش کرنے گیا تھا غزالہ خانم سے اجازت لے کر شانزے نے بھی اسے یہاں حویلی آنے کے بعد بہرام خانزادہ کے وہ تحفے جو اسے پانچ سال پہلے بہرام نے دیئے تھے وہ دکھا دیئے تھے سچ پتہ چلنے کے بعد احد کو اپنے رویے پر شدید ندامت ہوئی تھی وہ بہرام سے ملنا چاہتا تھا مگر وہ اس سے مل ہی نہیں رہا تھا۔

سالوں بعد اپنے بچپن کے دوست کو اپنے گلے سے لگتے

دیکھ بہرام کے دل پر فوار پڑھی تھی مگر وہ احد کو اتنی
آسانی سے معاف کرنے کے موڈ میں نہیں تھا اس نے
بہرام کو بہت بری طرح توڑا تھا۔

ہٹ مجھ سے دور نہاتا نہیں ہے کیا تو جو اتنی گندی بو
آ رہی ہے تیرے پاس سے!! بہرام خانزادہ نے احد کے گرد
اپنے ہاتھ باندھ کر اسے پیچھے سے پنچ مارا تھا۔

تیری طرح چرس نہیں پیتا میں اس لئے جو خوشبو تو
میری محسوس کرنا چاہتا ہے وہ تو تجھے کبھی نہیں آنے
والی!! احد نے اپنی گرفت سخت کر لی تھی۔ خوشبو تیری
بہن کی ہی مجھے گرم کرتی ہے تو زیادہ خوش فہم مت ہو
چل اپنے کان پکڑ!! بہرام خانزادہ کبھی بھی تمیز کے
دائرے میں نہیں رہ سکتا تھا وہ بہت بے باک ٹھہرکی
خانزادہ تھا اس کے ہونٹوں پر بیوی کے علاوہ کوئی اور
الفاظ ہو ہی نہیں سکتے تھے وہ سب سے بڑا زن مرید تھا۔

احد نے آخر کار بے باک خانزادہ کے آگے اپنے گٹھنے
ٹیک دیئے تھے وہ اپنے کان پکڑ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ بہرام
خانزادہ کا ایک بدلہ تو پورا ہو ہی گیا تھا۔ معاف کر دے

اپنے دوست کو!! احد کان پکڑے بولا تھا ابھی میرا موڈ
اپنی بیوی کے ساتھ رومانس کا ہے تجھے معاف کرنے کا
کوئی ارادہ نہیں فلحال میرا یہ معاف کرے گا تجھے!! وہ
ذو معنی انداز میں بولا۔ کالی بلی بن کر تو نے میرا راستہ
کاٹا ہے اب اللہ ہی خیر کرے مجھ پر ترسے ہوئے کی
کالی نظر ناں لگے مجھے کل ہی اپنا صدقہ نکالوں گا!
بہرام خانزادہ نے آنکھیں گھما کر اپنا راستہ بدل لیا تھا۔

بہرام تو ناں ایک نمبر کا بہت بڑا-----ہاں ہاں جانتا ہوں
بہت بڑا رومانٹک بندہ ہوں میری رگوں میں خون نہیں
رومانس کے کیڑے دوڑتے ہیں کیونکہ میں ”رومانس
کنگ“ ہوں مردانگی کی اعلیٰ مثال!!! احد خانزادہ دانت
پیس کر بول رہا تھا جب بہرام نے اپنے ازلی بے باک انداز
میں اس کی بات مکمل کی اور تیزی سے سیڑھیاں اتار
گیا۔ احد نے خود پر لعنت بھیجی تھی وہ اس بے باک
خانزادہ کی بے غیرتی جانتے ہوئے بھی کیوں اس کے منہ
لگ جاتا تھا اسے خود پر غصہ آیا۔ کانوں سے خون نکال
دیتا ہے بکو اس کر کے اللہ مجھ پر اور پورے خاندان پر
رحم کرے! احد اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا مہمان خانے کی
سیڑھیاں عبور کر گیا

بہرام خانزادہ بہت زیادہ محنت کے بعد آخر گلاب کی ایک نازک کلی تلاش کرنے میں کامیاب ہو ہی گیا تھا۔ وہ اپنے ہاتھ میں پھول پکڑے خود کو بھرپور معصوم بنانے کی ایکٹنگ کرتا ہوا روم میں انٹر ہوا تھا۔ واشروم کا دروازہ بند تھا اس کا مطلب تھا کہ شانزے ابھی تک شاور لے رہی تھی۔ وہ آدھے گھنٹے سے واشروم میں بند اچھی طرح اپنی ناراضگی کا اظہار کر رہی تھی۔

واشروم میں بند کیوں ہو گئی ہے باہر کیوں نہیں آرہی بیوی میری جان بوجھ کر کے مجھے اکسانے کے لیے واشروم میں خود کو قید کیے بیٹھی ہے اب گھس جاؤں گا اندر تو پھر دھکے دے کر نکال دے گی جانتی بھی ہے واشروم میں فک کرنے کی کتنی کریونگ ہوتی ہے مجھے پھر بھی تڑپا رہی ہے دیکھ لے کتے کمینے تیری وجہ سے یہ حال ہے میری بیوی مجھ سے ہی چھپی ہوئی ہے بار بار کھڑا مت ہو آرام سے بیٹھ جا اب تیری باتوں میں نہیں آنے والا میں!! بہرام خانزادہ کے اندر شدید بے چینی پیدا ہوتی اس کے جذبوں میں طوفان برپا کر رہی تھی۔ وہ ناچاہتے ہوئے بھی واشروم کو جانب بڑھنے لگا۔

بیوی باہر آجاؤ نیند آرہی ہے مجھے کب سے تمہارا انتظار
کر رہا ہوں میں یار میرا کوئی خیال بھی ہے تمہیں؟؟ بہرام
خانزادہ واشروم کا دروازہ ناک کرتا اپنی آواز کو معصوم
بناتے بولا۔ وہ ابھی شانزے کے جواب کا منتظر ہی تھا کہ
جب زور سے واشروم کے دروازہ پر کچھ آکر لگا تھا
اور شانزے کی سسکیوں سے بھری آواز بہرام خانزادہ کے
کانوں میں گونجی تھی۔

آپ روم میں کیا کر رہے ہیں ابھی تک نکلیں باہر ورنہ میں
ساری رات واشروم میں ہی بند رہوں گی ظالم سفاک شوہر
غلطی ہو گئی آپ سے پیار کر کے!! شانزے پھوٹ پھوٹ
کر روتی ہوئی بولی تھی۔

اگر چلا نہیں جا رہا تو میں اپنی جان کو گود میں اٹھا کر
باہر لے آتا ہوں!! بہرام خانزادہ نے دروازے کو گھورا تھا
جو اس کی بیوی کو اس سے چھپائے بیٹھا تھا۔ وہ اپنے
لہجے میں دنیا جہاں کا پیار لئے شانزے کی منت کرنے
لگا۔ نہیں آنا آپ کی گود میں مجھے شروع شروع میں پیار
کرتے ہیں پھر بعد میں ظالم بن جاتے ہیں آپ اتنا رلاتے

ہیں اتنا درد دیتے ہیں میں آپ کو نہیں کر سکتی اور
برداشت آپ کو مجھ سے کوئی پیار نہیں جھوٹ بولتے ہیں
بس!! شانزے کی آواز میں شکووں کے ساتھ ساتھ بھیگا پن
بھی تھا۔

اچھا نا میری جان ایک آخری چانس تو دے-----کوئی
چانس نہیں دینا مجھے آپ کو بہرام روم سے جائیں آپ!!
شانزے کچھ بھی سننے کو تیار نہیں تھی نا ہی اس نے
کوئی ایک چانس بھی بہرام خانزادہ کو دینا تھا آج شانزے
کی بس ہو گئی تھی اسے اپنی لوور بیلی تکلیف کی شدت
سے بے جان ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔

لعنت ہو تجھ پر ذلیل تیری وجہ سے بیوی میری بھروسہ
بھی نہیں کر رہی مجھ پر اب اور کیا ہی حل ہو سکتا ہے
میرے پاس سوائے اس کے کہ میں کارڈ سوائپ کر کے
واشروم کا دروازہ کھولوں اور اپنی پھولوں جیسی جان کو
ہزار باتیں سنتے ہوئے اپنی باہوں میں بھر کر باہر لے
آؤں۔

بہرام خانزادہ اب مزید بے بسی سے کھڑا نہیں رہ سکتا تھا

اس لئے اس نے اپنی پینٹ کی پاکٹ سے کارڈ نکالا اور
واشروم کے دروازے کا لاک کھولا اور اپنے مغرورانہ
نقوش والے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات سجائے
واشروم میں انٹر ہو گیا۔

اسکی نظروں میں بے قراری تھی وہ کسی بے چین عاشق
کی طرح شانزے کو دیکھ رہا تھا جو اسے واشروم میں
داخل ہوتے دیکھ کر شدید خوفزدہ ہو گئی تھی اسے بہرام
خانزادہ کو دیکھ کر اپنی تکلیف مزید بڑھتی ہوئی محسوس
ہو رہی تھی وہ اس کے پینس کی سختی کو ابھی تک اپنے
اندر محسوس کر رہی تھی۔

آآپ۔۔۔ پلزز۔۔۔ میرے قریب مت آئیں آپ نے مجھے بہت ہرٹ
کیا ہے!! شانزے اپنا منہ دونوں ہاتھوں میں چھپاتی روتی
ہوئی بولی تھی اس کے بال گیلے تھے وہ وائٹ باتھ روب
میں ملبوس ٹھنڈے فرش پر بیٹھی ہوئی تھی۔

بیوی تم نے اپنی پوری آنکھیں سجالی ہیں رونا بند کرو
یار اچھا اب نہیں کروں گا کچھ بھی بس تم اپنے آنسو
صاف کرو جانتی ہو ناں تمہارے آنسو نہیں دیکھ سکتا

میں!! بہرام خانزادہ شانزے کے قریب پہنچ کر اس کے ساتھ نیچے زمین پر پنجوں کے بل بیٹھتا شانزے کے منہ سے اس کے ہاتھ ہٹاتے ہوئے اس کی تھوڑی نرمی سے پکڑ کر بولا۔

شہد رنگ آنسوؤں سے بھری آنکھیں بہرام خانزادہ کو اپنے سحر میں جکڑ چکی تھی۔ وہ ان جادوئی آنکھوں میں ڈوب گیا تھا۔ شانزے کی آنکھوں میں ناراضگی اور شکوے تھے وہ اسے روٹھی نظروں سے دیکھنے لگی۔

سوری!! بہرام خانزادہ شانزے کے کان جکڑ کر بولا تھا۔ آپ پیار نہیں کرتے مجھ سے!! شانزے اس کے ہاتھوں کو خود سے دور کرتی بولی۔ ایک پیار ہی تو ہے جو میں دنیا میں اگر کسی سے کرتا ہوں تو وہ صرف تم ہو ہاں تمہیں لے کر بہت حساس ہو جاتا ہوں خود پر قابو نہیں رہتا تم میں سما کر دیوانہ ہو جاتا ہوں یار ہوش ہی نہیں رہتا مجھے!! وہ شانزے کو ایک سیکنڈ کی بھی مزید دیری کیے بنا اپنی باہوں میں بھر گیا تھا۔

پورا جسم ٹھنڈا ہو رہا ہے بیمار ہوئی ناں اگر تم تو یاد رکھنا جان نکال دوں گا تمہاری بہت ضدی ہو گئی ہو!! وہ

شانزے کو خود سے لپٹا گیا تھا۔ شانزے منہ سجائے
اسکے سینے چھپی بری طرح کانپ رہی تھی۔ اسے سخت
سردی لگ رہی تھی۔

اب کانپ کر دکھا رہی ہو تاکہ اپنے ساتھ لپٹاؤں تو پھر
سے غصہ دکھاؤ اور دور ہو جانے کا بولو سب سمجھ رہا
ہوں مجھے تڑپانے کا فل موڈ آن ہے تمہارا بیوی! بہرام
خانزادہ روم میں انٹر ہوتا شانزے کو بیڈ پر بیٹھاتا ٹمپرچر
سیٹ کرنے لگا وہ الیکٹرک ہیٹر آن کر کے چارج ایبل ہیٹر
ڈرائر ہاتھ میں پکڑے اپنی ہڈی ریموو کرتا ہوا بیڈ کی
جانب بڑھا جہاں شانزے پلکیں جھکائے بیٹھی تھی۔

بہرام خانزادہ شانزے کے پیچھے بیڈ پر بیٹھتا اسے اپنے
ساتھ لگاتا شانزے کے بال ڈرائی کرنے لگا۔ بہرام خانزادہ
کا جسم تپتا ہوا انگارہ ہو رہا تھا جبکہ شانزے برف کی
طرح ٹھنڈی!! بہرام خانزادہ کے جسم سے نکلتی ہیٹ
شانزے کو گرم کرنے لگی تھی۔

بہرام خانزادہ اس کے سر کو چومتا ہوا اس کے بالوں کو
ڈرائی کر رہا تھا۔ شانزے نے سکون کے باعث اپنی

آنکھیں موندھ لی تھی۔ بہرام کی نزدیکی سے گھبراتی بھی تھی اور سکون بھی اس کی پناہوں میں ہی ڈھونڈتی تھی۔

الٹی ہو کر لیٹو تمہیں اسپیشل والا مساج دیتا ہوں! وہ شانزے کے بال ڈرائی کرنے کے بعد اسے بیڈ پر لٹاتا سائڈ ٹیبل سے زیتون کا تیل نکالنے لگا۔ تیل کی بوتل ہاتھ میں پکڑتے ہی بہرام خانزادہ کا ڈرٹی مائنڈ آن ہو گیا تھا۔ اس کے جسم میں اپنی سوچوں سے ہی گہری تبدیلیاں ہونے لگی تھی۔ اس نے اپنی روٹھی ہوئی بیوی کی جانب دیکھا اور پھر اپنی ٹانگوں کی طرف! پینس بری طرح سے کھڑا ہو گیا تھا وجائنه کی طلب میں!! حرامی ابھی نہیں چپ کر کے سوتا بن میری کتے والی کروا کر اب کیا پٹوانا چاہتا ہے مجھے اندر گھس کر!! بہرام خانزادہ نے دل میں سوچا تھا۔ وہ شانزے پر کمفرٹر اوڑھتا اس کے ہاتھ روب کو ریموو کیے بنا ہی اسے اولیو آئل سے مساج کرنے لگا تھا۔

اور کہاں درد ہو رہا ہے؟؟ بہرام خانزادہ کے ہاتھ کمر سے نیچے سرکنے لگے تھے۔ وہ شانزے کے ابھرے ہوئے پیس کا گوشت زور سے بھینچ گیا۔ یہ سب غیر ارادی طور پر ہوا تھا۔ سہمی شانزے اپنی آنکھیں میچ گئی تھی۔

جسم کے علاوہ بھی کوئی تعلق ہے میرا آپ سے جو آپ کو یاد ہی نہیں! شانزے کی یہ بات بہرام خانزادہ کے دل کو چیر گئی تھی۔ جب سے شادی ہوئی ہے کوئی ایک رات ایسی نہیں جو ہم دونوں نے ایک نارمل کپل کی طرح صرف محبت بھری باتوں میں گزاری ہو آپ نے صرف مجھ سے جسم چاہا ہے بتائیں کوئی ایک ایسی رات جو آپ نے ایک ہمسفر بن کر گزاری ہو میرے ساتھ!! مجھے اتنی تکلیف دینے کے بعد اب بھی آپ کو صرف میرے ساتھ سیکس کرنا ہے جس کے بنا آپ کا گزارا..... ٹھیک ہے اب نہیں آؤں گا قریب!! بہرام خانزادہ شانزے سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔ وہ شانزے کی مزید کڑوی باتیں نہیں سن سکتا تھا۔ اسے غصہ آرہا تھا شانزے اس کے جذبات کو کچھ اور ہی رنگ دے گئی تھی۔

بہرام خانزادہ نے سائنڈ ٹیبل پر رکھی گلاب کی کلی کو دیکھا پھر پین کلرز کو جو شانزے کو وہ دینا چاہتا تھا۔ وہ بیڈ سے کھڑا ہو گیا تھا اس نے اپنی ہڈی پہنی ایک نظر شانزے کو دیکھا اور روم سے نکل گیا ورنہ اس کا وحشی پن شانزے پر نکل جانا تھا۔ جو وہ سہن کرنے کی حالت میں نہیں تھی۔۔۔۔

بہرام خانزادہ کے روم سے جاتے ہی شانزے اپنا منہ
 تکیے میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔ وہ
 اتنی زیادہ تکلیف میں تھی کہ اسے اپنے لفظوں میں
 زہریلے تیروں کا اندازہ ہی نہیں ہوا اور اب جب بہرام
 خانزادہ روم سے چلا گیا تو وہ اپنے سخت لفظوں پر بری
 طرح پچتا رہی تھی۔ اسے اپنے لفظوں کی گہرائی اب
 شدت سے محسوس ہونے لگی تھی اسے بہرام خانزادہ کی
 دوری اب شدت سے کھل رہی تھی۔ وہ اس پر غصہ کیے
 بنا کسی بھی قسم کی ناراضگی جتائے بنا چلا گیا تھا اور
 اب وہ جانتی تھی ساری رات اس کے سنکی شوہر نے
 کرنا کیا تھا وہ سوٹے لگاتے پوری رات اپنی آنکھوں میں
 کاٹ دے گا مگر اب کمرے واپس نہیں آئے گا کیونکہ اب
 اسے جی بھر کر سگریٹ پینے کی اچھی وجہ جو مل گئی
 تھی۔

شانزے نے کروٹ بدلی تھی جب اسکی نظر سائڈ ٹیبل پر
 رکھی پین کلرز اور گلاب کی نازک سی کلی پر گئی تھی
 اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہو گئے دل نے
 ملامت کرنا شروع کی وہ بری طرح بے قرار ہو کر تڑپنے
 لگی تھی۔ دور مسجد سے فجر کی اذان کی آواز آرہی تھی
 شانزے ہمت کر کے بیڈ سے اٹھتی ڈریسنگ روم کی جانب

بڑھی تھی اور سمپل سے چکن کاری والے وائٹ کرتے
اور شلوار کو زیب تن کرتی شہد رنگ بالوں کا میسی کا
جوڑا بناتی واشروم میں وضو کے لئے چلی گئی۔

شادی کے بعد آج پہلی فجر کی نماز تھی جو وہ ادا کرنے
والی تھی بہرام خانزادہ کی موجودگی میں بیشک وہ روم
میں نہیں تھا مگر حویلی میں تو تھا ورنہ بہرام اس کے
قریب جب ایک بار آجاتا تھا وہ سورج کی پہلی کرن کے
ساتھ ہی اسے خود سے رہائی بخشتا تھا اس سے پہلے وہ
جی بھر کر اپنا حق اس سے لیتا تھا۔

شانزے وضو کر کے واشروم سے باہر نکلی ہی تھی جب
اس کے روم کا دروازہ نوک ہوا۔ فجر کی اذانوں کے وقت
کون آسکتا تھا اگر بہرام خانزادہ ہوتا تو وہ تو دروازہ
بجانے کی زحمت کیے بنا دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوتا!!
شانزے دوپٹہ اوڑھتی دروازے کی جانب بڑھی۔ اس
نے جیسے ہی دروازہ کھولا سامنے ہلدی اور میوے والے
گرم دودھ کا گلاس پکڑے ملازمہ کو کھڑا پایا۔

بی بی جی یہ دودھ چھوٹے خان صاحب نے بھجوا یا ہے
آپ کے لیے اور کہا ہے آپ فوراً اسے پی لیں!! ملازمہ
ادب سے بولی تھی۔ میں پی لوں گی تم جاؤ! شانزے دودھ

کا گلاس پکڑتی بولی تھی۔ بی بی جی ابھی ہی پی لیں ناں
چھوٹے خان

صاحب نے کہا ہے انہیں یہ دودھ کا گلاس اگلے دو منٹ
میں خالی نظر آئے ورنہ وہ میری چھٹی کر دیں گے
ملازمہ ڈرتی ہوئی بولی تھی۔ شانزے کچھ بھی کہے بغیر
گلاس لبوں سے لگا گئی اور چند سیکنڈ میں ہی اپنے اندر
اتار گئی۔

یہ لو اور اپنے چھوٹے خان صاحب کو بولو میں ان کا روم
میں انتظار کر رہی ہوں اوپر آجائیں!! شانزے بے صبری
سے بولی۔ جی بی بی جی میں آپ کا پیغام خان کو پہنچا
دیتی ہوں۔ ملازمہ کہتی ہوئی چلی گئی تھی جبکہ شانزے
جائے نماز بچھاتی فجر کی نماز ادا کرنے لگی۔

صبح کی روشنی پردوں کی دراڑوں سے آہستہ آہستہ اندر
آ رہی تھی، جیسے وہ خود بھی اُن دونوں کی خلوت میں
خلل ڈالنے سے ہچکچا رہی ہو۔

کمرے میں ہلکی خوشبو تھی گلاب اور چندن کی بستر پر
بے حد نرمی سے پھیلا سکون، رات کے جذبات کا خاموش

گواہ بنتا انکے خوبصورت ملن کی گہری داستان سنا رہا
تھا۔

سانسوں کا شور دل کی دھڑکنوں کے ملاپ کا گواہ بن رہا
تھا جسم ملن سے ٹوٹے بکھرے ایک دوسرے سے الجھے
ہوئے تھے مشائم شہریار خانزادہ کے بازو پر سر رکھے
اس کے فراغ سینے سے چمٹی ہوئی سو رہی تھی۔ اُس
کے حسین چہرے پر دیوانگی سے لبریز محبت بھری
قربت کی شدت سے گلابیاں بکھری ہوئی تھی۔

وصل کی راحت اس کے انگ انگ کو مہکا رہی تھی نیند
اور سکون تسکین اور سرور کا ایسا امتزاج تھا کہ جیسے
صدیوں کی تھکن روح سے اُتر گئی ہو۔ نیند میں بھی اُس
کے لبوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ ٹھہری ہوئی تھی
جیسے خواب میں بھی وہ اُسی نرمی گرمی تیزی جنون
سے آلودہ لمس کو محسوس کر رہی ہو جس میں شہریار
خانزادہ کے پیار مان غرور اور پسندیدگی کی برسات تھی۔

شہریار خانزادہ تو کب کا جاگ چکا تھا مگر وہ مشائم کی
نیند کا خیال کرتا بالکل بھی حرکت نہیں کر رہا تھا۔ وہ بس

چپ چاپ اپنے سینے سے لپٹی گہری سانسیں بھرتی مشائم کو دیکھ رہا تھا جس کا شاید آج اٹھنے کا کوئی موڈ ہی نہیں تھا۔ مشائم کے سنہری بالوں سے پھوٹتی ہوئی جان لیوا خوشبو شہریار خانزادہ کو مدبوش کیے اس کی زندگی کی تلخ حقیقت کو دماغ کے پردوں پر بھی داخل ہونے کی اجازت نہیں دے رہی تھی۔

مشائم کی قربت کا کوئی نعم و بدل اب شہریار خانزادہ کی زندگی میں نہیں ہو سکتا تھا وہ انمول تھی اس کا قرب لذت کے جہاں کی عکاسی کرتا تھا۔ زندگی اب مشائم کے ہونے سے ہی مکمل تھی ورنہ شہریار خانزادہ کا وجود اس کے بنا ادھورا تھا کھوکھلا تھا۔

مشائم۔۔!! شہریار خانزادہ نے آہستگی سے اُس کے بالوں میں انگلیاں پھیر کر شیریں لہجے میں پکارا۔ مشائم نے اتنی محبت بھری پکار پر شہریار خانزادہ کے گرد اپنی گرفت مزید سخت کر دی اور پوری طرح اس میں گھسنے کی کوشش کرنے لگی۔ اس نے اپنا پورا منہ شہریار خانزادہ کے سینے پر چہرہ چھپا لیا۔

بے بی گرل اور کب تک سونے کا موڈ ہے دس بج رہے
ہیں کچھ کھانا پینا نہیں ہے بس میرا چھوٹا بے بی بنے رہنا
ہے اٹھو ناں پیاری جاناں!! شہریار خانزادہ نے اسے زور
سے خود میں بھینچے اس کے سر پر جابجا اپنے لب
رکھے تھے۔

ابھی نہ جگائیں سونے دیں نا شہریار! وہ نیند میں لاڈ
دکھاتی ہوئی بڑبڑائی تھی اسکے انداز میں نخرہ ایک
مغروریت سی تھی۔ مجھے ایک ضروری کام سے جانا
ہے اور اسکے بعد ہماری ترکی کی فلائٹ ہے اٹھو نا مائی
شوگر بے بی اچھی وائف کی طرح آج مجھے اپنے ہاتھوں
سے ناشتہ کرواؤ اور اپنی پیکنگ کر لو ضروری سامان
پیک کر لینا میرے آنے تک! شہریار خانزادہ نے گھڑی
میں ٹائم دیکھا تھا اس نے گیارہ بجے سے پہلے ڈاکٹر زویا
کے پاس جانا تھا جن کی بارہ بجے نیو زی لینڈ کی فلائٹ
تھی وہ ان سے ملاقات کرنا چاہتا تھا اپنی مورے کشمالہ
خانم کا سچ جاننا چاہتا تھا یہ حویلی اس کا دم گھونٹ رہی
تھی۔

ہیں یہ آپ کیا بول رہے ہیں شہریار آج تو ہمارا ولیمہ ہے

ناں ہم ترکی کیوں جا رہے ہیں؟ مشائم کی آنکھوں سے نیند کچھ اس طرح سے غائب ہوئی تھی جیسے اب سوئے گی ہی نہیں۔ میں اس حویلی میں نہیں رہنا چاہتا یہاں سے دور جانا ہے میں نے میں فریش ہو کر آتا ہوں!! شہریار خانزادہ بیڈ سے اٹھتا واشروم کی جانب بڑھ گیا تھا آج اس نے اپنے بہت سے کام نبٹانے تھے وہ پلوشہ خانم سے صرف ایک سوال کرنا چاہتا تھا کہ اس کی مورے کی گود کیوں اجاڑی گئی تھی۔

مشائم بھی خود پر کمفرٹر لپیٹے اٹھ کر بیٹھ گئی تھی اس نے شہریار خانزادہ کا موبائل اٹھایا اور اپنی ایک بولڈ سی پیکچر بنا لی جس میں وہ اپنے گلابی لبوں کو رول کر کے اسے کس کر رہی تھی۔ اسکی گردن سے لے کر آدھی دھڑکنیں نمایا ہو رہی تھی جو شہریار خانزادہ کی شدتوں سے داغدار ہو رہی تھی۔ سرخ اور نیلے نشانات اسے مزید حسین بنا رہے تھے۔

واشروم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی مشائم اپنے گرد کمفرٹر لپیٹے ہی بیڈ سے اتری اور اپنے قدم زمین پر جماتی ہوئی واشروم کی جانب بڑھی اور دروازہ کھول کر

اندر داخل ہو گئی جہاں شہریار خانزادہ شاور کے نیچے
کھڑا شاور لے رہا تھا۔

مشائم نے اپنے گرد لپٹا ہوا کمفرٹر زمین بوس کیا اور
اپنے ہلکے سے لرزش زدہ قدم شہریار کی طرف بڑھاتی
اسے پیچھے سے ہگ کر گئی۔ شہریار خانزادہ جس کا دل
شدید تکلیف محسوس کر رہا تھا وہ کشمالہ خانم کو یاد کر
کے شاور کے پانی میں اپنے آنسو شامل کر رہا تھا جب
مشائم اس سے لپٹتی اسے حیرت زدہ کر گئی۔ وہ کبھی
خود سے بغیر شرمائے شہریار خانزادہ سے لپٹے گی وہ
سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

آپ اداس ہو رہے ہیں نا پھر سے؟ مشائم شہریار خانزادہ
کی کمر پر اپنے نازک لب رکھتی بولی تھی۔ مشائم نے
سرخ چہرے کے ساتھ اپنے نازک ہاتھ کا رُخ پیٹ سے
نیچے کی طرف کیا تو شہریار خانزادہ نے اس کے ہاتھ کو
پکڑ لیا۔ اسکی شوگر بے بی بولڈ بھی تھی وہ حیران تھا۔

کیا کر رہی تھی یہ؟؟ دل چاہ رہا ہے کیا؟؟ شہریار خانزادہ
نے مشائم کو اپنے آگے کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ میں

تو شاور لینے آئی ہوں اچھی وائف کی طرح!! مشائم کے
انگارہ ہوتے چہرے سے ہیٹ نکلنے لگی۔

وہ تو میں دیکھ چکا ہوں نوٹی بے بی گرل تم کرنا کیا چاہ
رہی تھی رات میں دودفعہ کر چکے ہیں ٹھیک سے چل
رہی ہو اب کیا چاہتی ہو ایک راونڈ واشروم میں ہو جائے؟
مجھے کام سے جانا ہے لیٹ ہو جاؤں گا!! شہریار خانزادہ
کا اپنا دل مچل رہا تھا مگر وہ خود پر قابو کر رہا تھا۔

شہریار میں صرف شاور لینے آئی ہوں آپ پتہ نہیں کیا
کچھ سوچ رہے ہیں! مشائم اپنا رکھ پلٹ گئی وہ شہریار
خانزادہ کو روکنا چاہتی تھی مگر وہ نہیں روکنے والا تھا
وہ پتہ نہیں کہاں جانے کا بول رہا تھا کل رات وہ جس
حالت میں حویلی لوٹا تھا مشائم کا دل ڈر رہا تھا کہ کہی
پھر سے وہ خود کو تکلیف دینے تو نہیں جا رہا؟؟ بس یہ
وجہ تھی کہ وہ اپنی شام و حیا سب ایک سائڈ پر رکھ چکی
تھی اسے خیال تھا تو صرف شہریار خانزادہ کا وہ اپنے
جذبات اپنے احساسات سمجھ ہی نہیں پا رہی تھی کہ وہ
عشق کے دلدل میں سر کے بل دھنس گئی ہے وہ تو
شہریار سے عشق کرنے لگی ہے کیوں کرنے لگی ہے؟

اور کب سے کر رہی ہے ان سوالوں کے جوابات کبھی مل بھی نہیں سکتے تھے۔

اچھا آؤ ساتھ میں شاور لے لیتے ہیں شہریار اپنے ساتھ ساتھ مشائم کو بھی پاکی کا غسل دلانے لگا وہ اسے کسی نازک گڑیا کی طرح چھوتا اس پر شاور جیل لگاتا اس کے بالوں میں شیمپو کرنے لگا۔ وہ مینٹلی ڈسٹرب لگ رہا تھا دماغ کسی اور ہی جگہ تھا اس کے ہاتھوں میں تیزی تھی عجلت تھی جیسے وہ لمحے بھر کو بھی رکا تو وقت ہر چیز پیچھے چھوڑ دے گا رہ جائے گا تو بس پچھتاوا!! وہ جیسے بھاگ جانا چاہتا تھا ان کمیوں سے جو اب کبھی پوری نہیں کی جا سکتی تھی۔

شاور کی ہلکی رم جھم سے واشروم جیسے خاموشی کا لباس پہن چکا تھا۔ روشنی مدہم تھی، اور دیواروں پر پانی کے عکس جھومتے جا رہے تھے۔ شبِ عروسی کے بعد یہ ان کا پہلا شاور تھا جس میں لفظوں سے زیادہ خاموشی بول رہی تھی۔

انشال منہان خانزادہ کی باہوں میں قید ہاتھ ٹب میں بیٹھی ہوئی تھی۔ چہرہ شرم سے جھکا ہوا تھا پلکیں بھیگی ہوئی تھی اور سانسیں بے حد تیز تھیں جو ان کے ملن کی گواہ بن رہی تھی ہاتھ ٹب کے پانی میں حل چل سی مچی ہوئی تھی منہان خانزادہ انشال کے وجود کا حصہ بنا ہوا تھا وہ ایک ہی ہاتھ ٹب میں موجود اپنے وجود کی آگ سے پانی کو بھی گرما رہے تھے۔ ان کے ملاپ کا شور ہر لمحے کے ساتھ اونچا ہوتا پانی میں طغیانی برپا کر رہا تھا۔

منہان خانزادہ کے انداز میں ایک عجیب سی نرمی تھی، وہ انشال کے روئی جیسے کومل وجود میں اپنا آپ نرمی سے گھول کر اسکے لبوں سے نکلتی مدہوش آہیں سنتا دیوانہ ہو رہا تھا۔ انشال آپ کمر ٹیل ہیں ہاتھ ٹب میں؟؟ وہ اس کی کمر کے خم کو پکڑے اسے اپنے اوپر سوار کیے اس میں جھٹکوں سے خود کو پیوست کر رہا تھا۔

انشال نے آہستگی سے اپنی نظریں اٹھائیں بھوری آنکھوں میں اجنبی سی شرم اور ایک جھجک تھی جو وہ اس کی لیپ کا حصہ بنے بتانے سے گھبرا رہی تھی۔ انشال خان نے اپنے سر کو ہلکی سی جنبش دی اور منہان کے

کندھے پر اپنا منہ چھپا گئی۔

اچھے سے تو پیش آرہا ہوں ناں کوئی ڈیمانڈ تو نہیں؟
منہاں خاندانہ نے انشال کو مزید شرمائے کے لئے ذو
معنی انداز میں شرارت کی!! وہ اسے شرم سے دہکتی لال
گلاب بنی حسین لگ رہی تھی۔

منہاں اپنے ہاتھوں کے پیالے میں انشال کے چہرے کو
بھرتا اپنی ایک انگلی سے اُس کے بھیگے بال کان کے
پیچھے کرتے ہوئے انشال کے ماتھے پر ہلکا سا بوسہ دیتا
اپنی حرکت میں تیزی لانے لگا۔

آپ حسین حور ہیں!! اُس کے الفاظ قربت کے لمحات میں
دل سے نکل کر دل تک پہنچے تھے۔ تمہیں تو میں حور ہی
لگتی ہوں میرے خان! انشال خان نظریں جھکائے شرمیلی
مسکان لئے منہاں خاندانہ کے ماتھے پر اپنے لب رکھ
گئی۔ وہ اس کا شوہر تھا اسکے بوسوں کا حقدار تھا اسے
رات سے اس طرح ٹریٹ کر رہا تھا جیسے وہ کسی
ریاست کی نازک مزاج شہزادی ہو جسے وہ اپنے نرم
عمل اپنے عشق کے جذبوں سے جیتنا چاہ رہا ہو۔

باتھ ٹب میں ایک دوسرے سے الجھے وہ دو اجسام نہیں
بلکہ دو دل تھے جو دھیرے دھیرے ایک دوسرے کے
ہونے لگے تھے یوں جیسے انکی دھڑکن ایک ہو گئی ہو۔
منہان خانزادہ انشال کے لبوں سے اپنے لب ٹکرائے
اسکے لمس کو اپنے حلق میں اتارتا اسکے وجود میں
شدت سے شمولیت اختیار کر رہا تھا انشال منہان کے
دونوں شولڈرز کو تھامے اسکے جھٹکوں سے اپنی گردن
پیچھے پھینک رہی تھی وہ اسکی قربت میں صرف
سرور صرف سکون ہی تو محسوس کر رہی تھی۔ اسے
اپنی زندگی حسین ترین لگنے لگی تھی مکمل لگنے لگی
تھی۔

انشال درد تو نہیں ہو رہا نا؟؟ وہ اسے خود سے الجھائے
باتھ ٹب سے نکل گیا تھا۔ منہان خانزادہ نے انشال کو وینٹی
پر بٹھایا اور اس کی ٹانگوں کو کھول کر ان کے درمیان
میں اپنی جگہ بناتا اسکی کمر کو تھامے جنونیت بھرے
جھٹکے کے ساتھ انشال کی روح میں پیوست ہو گیا۔

آہہ۔۔۔خان! انشال اسے زور سے تھام گئی تھی۔ خان کی

جان آپ پر اپنا میجر قربان!! وہ تیزی سے حرکت کرتا
خود کو انشال خان کی نزاکت میں سموتے بولا تھا۔ بس
بھی کرو ناں اب میں تھک رہی ہوں!! انشال خان سُرمئی
آنکھوں کی لالی سے گلنار ہو رہی تھی اسے ان آنکھوں
میں صرف اپنا عکس نظر آتا تھا جو بے حد شفاف تھا۔

بس ہونے والا ہوں میری خانی اب اور نہیں تھکاؤں گا!!
وہ خود کو سرور کی آخری حد تک پہنچا کر نازک انگوں
میں سماتے سماتے ایکدم ہی پرسکون ہو گیا تھا۔ دونوں کی
سانسیں پھولی ہوئی تھی تنفس بری طرح بگڑا ہوا تھا
دھڑکنیں منتشر تھی مگر روح قرار پا گئی تھی جوان
جذبے سیراب ہو گئے تھے قرب کا نشہ پورا ہو گیا تھا اب
وہ وقت تھا جو ان کا کب سے منتظر تھا جس میں صرف
کانٹے تھے۔

افک پر سورج نکل آیا تھا جو کبھی سفید بادلوں کی اوٹ
میں چھپتا تو کبھی کھل کر نیلے آسمان میں چمکنے لگتا!
آج موسم خاصا ٹھنڈا تھا بارش تو رک گئی تھی مگر سورج
میں وہ تپش ناں تھی جو گرمائش پہنچا سکتی! دن کا اجالا
ہو گیا تھا خانزادہ حویلی میں بڑے پیمانے پر ناشتے کا

اہتمام کیا جا رہا تھا کیونکہ سب صرف ایک ٹائم ہی اکھٹے ہو کر ایک ساتھ بیٹھتے تھے اور وہ وقت صبح کے ناشتے کا ہی تھا

سب آہستہ آہستہ حویلی کے ڈائننگ روم میں آرہے تھے آج نئے شادی شدہ جوڑوں کا پہلا ناشتہ تھا جو خانم بی نے مریم خانم کے ساتھ مل کر اپنی نگرانی میں ملازماؤں سے بنوایا تھا کچن میں ایک طرف آج نازنین خانم بھی تھی جو انشال کے لئے خاص اپنے ہاتھوں سے ناشتہ بنا رہی تھی۔ تمام انتظامات ہو گئے تھے حویلی کے سب بڑے اپنی جگہ پر بیٹھے اپنے بچوں کے منتظر تھے جنہیں ملازمہ کے ذریعے نیچے ناشتے پر آنے کا پیغام پہنچا دیا گیا تھا۔

انشال اور منہان خانزادہ فریش شاور لے کر تیار ہونے کے بعد اپنے چمکتے چہروں پر خوشی کا ایک جہاں آباد کیے اپنے روم سے نکلے تھے۔ انشال خان میرون رنگ کے مخملی لباس میں ملبوس اپنے سر پر ویلوٹ کی میرون شال اوڑھے منہان خانزادہ کے ساتھ روم سے نکلی تھی۔ وہ بہت چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا رہی تھی۔ منہان خانزادہ انشال کا ہاتھ تھامے اس کی جانب اپنی گردن جھکائے

اسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا جو شرمائی گھبرائی اپنے نورانی حُسن سے میجر صاحب کو اپنا اسیر بنا رہی تھی۔

کیا ہوا ہے خانی آپ اتنا آہستہ کیوں چل رہی ہیں اور میرے پیچھے کیوں چلنے لگی ہیں میرے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلیں آپ میرے دل پر راج کرتی ہیں میری ملکہ ہیں میرے شانہ بہ شانہ چلنا آپ کا حق ہے اور یہی آپ کو زیب دیتا ہے کہ آپ مجھ پر اپنا حق جتایا کریں! منہان انشال کے ہاتھ کی پشت چومتے ہوئے بولا وہ دونوں سب کی نظروں کا مرکز بنے ہوئے تھے نازنین خانم تو بل کھا رہی تھی منہان کے قرب میں رنگی انشال کو دیکھ کر اس کے چہرے پر حیا کا نور جھکی لرزتی پلکیں انہیں ہر بات کی کہانی سنا رہی تھی ان کے ایک ہونے کی داستان ان کے چمکتے چہروں پر درج تھی۔

وہ دونوں سب کو سلام کرتے خانم بی سے ملنے کے بعد ہاشم خان سے ملتے ہوئے نازنین خانم کی طرف بڑھے تھے۔ ماشاء اللہ میرا شہزادہ بیٹا! یہ چمک یہ نور میرے بیٹے کے چہرے پر ہمیشہ قائم و دائم رہے۔ نازنین خانم دعائیں دیتی ہوئی منہان خانزادہ کا سر چوم رہی تھی۔

یہ دیکھو بیٹی انشال یہ تمہارے چاچو سلطان خان نے مجھے منہ دکھائی میں دیئے تھے اور یہ خالص سونے سے بنے کنگن ہیں ان پر ہیرے اس وقت سلطان نے لگوائے تھے جب میں نے انہیں منہان کی خوش خبری سنائی تھی تب سے سوچ رکھا تھا میں نے اپنے بیٹے کی دلہن کو دونگی اس وقت جب وہ مجھے دادی بننے کی خوشی دے گی اس لئے یہ کنگن تمہاری امانت ہے اب میرے پاس جب تم مجھے خوش خبری سناؤ گی تب ہی تمہارے ہاتھوں کی زینت بنے گے یہ کنگن ورنا میں تو ساس ہوں ناں تمہاری اپنے منہان کی دوسری دلہن لے آؤں گی جو مجھے وارث دے گی!!! نازنین خانم نے ہنستے ہوئے ایسا زہر اگلا تھا کہ انشال کا دل ہی ڈوب گیا تھا اس کے آپس میں جڑے ہاتھوں کی لرزش واضح ہونے لگی۔

مریم خانم نے تاسف سے اپنی گردن ہلائی تھی نازنین انشال کو خوش نہیں دیکھ سکتی تھی کبھی بھی یہ بات وہ بہت اچھے سے جانتی تھی۔

وارث آپ کو ملے یا نا ملے مگر دلہن منہان خاندان کی صرف انشال خان ہی رہے گی!! منہان خاندان نے انشال کے کانپتے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنی مورے کو

مسکراتے ہوئے حتمی لہجے میں بولتے ہوئے انشال کو
چیئر پر بٹھانے کے بعد خود بھی اپنی چیئر پر بیٹھ گیا۔ وہ
بظاہر مسکرا رہا تھا مگر اس کے دل میں تکلیف ہوئی تھی
اس کی مورے پہلے دن کی دلہن کو سوکن کی دھمکی دے
رہی تھی اولاد کی خاطر!! منہان خانزادہ ایسی اولاد پر
لعنت ہی نا بھیج دے جو کسی اور عورت سے شادی کرنے
کے بعد انشال کو بے مول کر دینے کے بعد ملے!! اسے
انشال مل گئی تھی اور کسی بات کی تمنا ہی اب کہاں تھی۔
منہان خانزادہ انشال کی پلیٹ میں ناشتہ سرو کرنے لگا۔

نازنین خانم ابھی اپنے زہریلی پن پر قابو پاتی جب انکے
کانوں میں مشائم کے کھلکھلانے کی آواز ٹکرائی جو
چہکتی ہوئی شہریار خانزادہ کے ساتھ نیچے آرہی تھی۔
چلو جی اب یہ بے شرمی بھی ہو گی حویلی میں ہاتھوں
میں ہاتھ ڈالے نیچے آیا جا رہا ہے نا سر پر دوپٹہ ہے نا ہی
کوئی تہذیب ہے بے ہودہ لڑکی سے واسطہ پڑھ گیا ہے!!
نازنین خانم بڑبڑاتی ہوئی پلوشہ خانم کے ساتھ بیٹھ گئی
جو شہریار خانزادہ کے سنجیدہ چہرے کو دیکھ رہی تھی
اس پر آج ایک الگ طرح ہی سختی چھائی تھی جو انہیں
شہریار خانزادہ کے سنجیدہ چہرے پر بہت واضح نظر
آ رہی تھی۔ وہ انہیں شہسوار خان لگ رہا تھا جنہیں جب

غصہ آتا تھا تو وہ بات کرنے سے بھی خوف کھاتی تھی۔

مشائم نازنین خانم کی بات سن چکی تھی وہ پہلے سے زیادہ مسکرانے لگی اس کی مسکان میں ان ظالم لوگوں کے لئے ایک تلخی تھی۔ آپ چیئر پر بیٹھیں شہریار میں آپ کے لئے آج اپنے ہاتھوں سے پین کیکس بنا کر لاتے ہوں بہت دل چاہ رہا ہے میرا نیوٹیل فلیور پین کیک کھانے کا!! وہ مان بھرے انداز میں بولی تھی۔

اوکے جلدی بنا لاؤ مجھے لیٹ ہو رہا ہے کام پر ٹائم سے پہنچا ہے! شہریار اپنے ہاتھ میں پہنی گھڑی پر ٹائم دیکھتے بولا تھا۔ اوکے بس پانچ منٹ میں بنا کر آتی ہوں بس آج میرا بہت موڈ تھا آپ کو اپنے ہاتھوں سے ناشتہ کروانے کا مگر کوئی بات نہیں میری یہ خواہش میں ترکی میں پوری کر لوں گی کیونکہ یہاں تو شادی شدہ لوگوں کو بے ہودہ سمجھ جاتا ہے کیئر کرنے پر اور میں تو اتنی زیادہ کیئرنگ ہوں کہ میری بے ہودگی دیکھ کر آج تو کسی نا کسی نے بے ہوش ضرور ہو جانا ہے۔ مشائم بھی نازنین خانم کو بھرپور سناتی بڑبڑاتی ہوئی کچن میں چلی گئی تھی۔ نازنین خانم تلملا کر رہ گئی وہ جلد ہی مشائم کا بھی

بند و بست کرنے والی تھی۔

شہریار خانزادہ خانم بی اور مریم خانم سے ملنے کے بعد انشال کی جانب بڑھا تھا جو اپنے لالا کو دیکھتے ہی اپنی چیئر سے کھڑی ہو گئی تھی۔۔ پلوشہ خانم کی نظریں شہریار کے اوپر جمی ہوئی تھی وہ سب سے پہلے ان سے ملا کرتا تھا ان کے ہاتھوں کو عقیدت سے چومتا تھا ان کی پیشانی پر بوسہ دینے کے بعد وہ پلوشہ خانم کی طبیعت پوچھا کرتا تھا مگر آج تو وہ انہیں دیکھ بھی نہیں رہا تھا اس چھوٹی سی لڑکی نے ایک رات میں ایسا کیا کر دیا تھا کہ وہ ان سے نظریں تک پھیرے ہوئے تھا اسکے چہرے پر بیگانگی تھی اجنبیت تھی۔ کیا مشائم سب کچھ اسے بتا چکی تھی اگر ایسا ہو گیا تو کشمالہ کا بیٹا بھی اس کا ہو کر رہ جائے گا کشمالہ کے ساتھ ہوئی زیادتی اگر وہ جان گیا تو پھر کیا ہو گا؟ پلوشہ خانم سفید پڑھنے لگی تھی۔

میری شہزادی میری گڑیا میری پیاری بہن۔۔میری مورے کا عکس۔۔میری جان کا ٹکڑا میری بہن انشال۔۔میری مورے کی ہم شبہی!! شہریار خانزادہ انشال کو اپنے سینے

سے لگائے اس کے سر پر عقیدت بھرے بوسے دے رہا تھا اسکی باتیں سن کر سب ہی حیران ہو رہے تھے پلوشہ خانم تو مردے کی طرح سفید ہو گئی تھی۔ انشال خود بھی شہریار خاندان کی باتوں پر حیرت زدہ ہو رہی تھی۔

میری مورے کا عکس ہے میری معصوم بہن! شہریار خاندان نے اپنی جیب سے وولٹ نکالا اور اس میں موجود تمام پانچ ہزار کے نوٹ انشال کے سر پر سے وار کر ملازمہ کو تھما دیئے!! منہاں خاندان مسکراتی نگاہوں سے شہریار کا انشال کے لئے پیار دیکھ رہا تھا رشتوں کو ترستی انشال آج خوشی سے چور تھی۔ اسے آج شہریار کے لمس میں بہن کی تڑپ محسوس ہو رہی تھی وہ ہمیشہ پلوشہ خانم کے سامنے انشال خان کو نظر انداز کر جایا کرتا تھا مگر آج وہ کھل کر سب کے سامنے نا صرف اسے بلکہ اس کی مورے کشمالہ خان کو بھی اپنی مورے کے طور پر تسلیم کر رہا تھا وہ اس کی اپنی مورے نا سہی اس کی بہن کی مورے تو تھی نا رشتے میں سوتیلی ماں لگتی تھی سب یہی سوچ رہے تھے مگر کسی کو حقیقت نہیں معلوم تھی کہ خاندان خاندان کی دو بہنوں نے کتنی زندگیاں اجاڑی تھی۔

ہاشم خان بھی ڈائننگ روم میں انٹر ہوئے تھے وہ شہریار کی ساری باتیں سن چکے تھے۔ اور اب سفید پڑھتی اپنی لاڈلی بہن پلوشہ خانم کی جانب دیکھ رہے تھے۔ وہ اپنی سربراہی کرسی سنبھال چکے تھے۔ شہریار بھی اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تھا وہ بے حد ضبط کا مظاہرہ کر رہا تھا اس کے ہاتھوں کی رگیں پھولی ہوئی تھی۔

شہریار تم دیدہ سے تو ملے ہی نہیں!! نازنین خانم کو بھی کسی طوفان کا اندیشہ ہونے لگا تھا۔ مشائم اور کتنا ٹائم لگے گا؟؟ شہریار نازنین خانم کی بات کا جواب دیئے بنا زور سے مشائم کو آواز لگانے بس بس آگئی سب کچھ ریڈی تھا میں نے صرف پلیٹنگ کی ہے۔ مشائم اپنے ہاتھ میں پلیٹ پکڑے کچن سے نکلی تھی۔ وہ ناشتے میں پین کیک لازمی کھاتی تھی ڈفرنٹ فروٹس اور ٹاپنگز کے ساتھ اس لئے سب پہلے سے ہی تیار تھا وہ بس سجاوٹ کر کے پلیٹ اٹھا لائی تھی۔

بہرام اور احد کہاں ہیں؟؟ ہاشم خان نازنین خانم سے استفسار کرنے لگے تھے جب ان سب کی نظر مریم خانم کے روم سے نکلتے ہوئے بہرام خانزادہ پر پڑھی۔ مورے

میں نے بلیک کافی پینی ہے میں دس منٹ میں تیار ہو کر
آ رہا ہوں آپ اپنے ہاتھوں کی کافی بنا دیں!! بہرام خاندان
کسی کی بھی جانب دیکھے بغیر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے
مریم خانم سے فرمائش کرتے سب کی نظروں سے اوجھل
ہو گیا۔ مریم خانم فوراً سے اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی کچن
کی جانب بڑھ گئی تھی۔ ان خاندانوں کے ہر انداز نرالے
لگ رہے سردار ہاشم خان کو سب کے رویے اکھڑے
اکھڑے سے تھے۔

صبح کی روشنی نے آہستہ سے کھڑکی کے پردوں سے
جھانکا تھا کمرے میں ہلکی سی سنہری روشنی پھیلنے
لگی تھی ایشا احد خاندان میں گھس کر ابھی تک سو رہی
تھی۔ احد خاندان اس کی طرف کروٹ پر لیٹا ہوا بس اُسے
دیکھے جا رہا تھا۔ اس کی آنکھ کچھ دیر پہلے ہی کھلی
تھی اور اس کے پہلو میں سوئی ہوئی ایشا اس کا دیہان
اپنی طرف بھٹکا چکی تھی۔ احد خاندان اس کے سرخ
گالوں معصوم نقوش والے حسین چہرے کا یوں دیدار کر
رہا تھا جیسے وقت تھم گیا ہو اور وہ اس منظر کو اپنی
آنکھوں میں قید کر لینا چاہتا تھا۔ وہ ساری رات اس کے
ساتھ اس کے پہلو میں اسے چومتے چومتے سویا تھا

زندگی کی حسین رات تھی جو اس نے اپنی محبت کی
پناہوں میں گزاری تھی۔

احد خانزادہ اپنی پلکیں جھپکائے بغیر ابھی ایشا کو دیکھ
ہی رہا تھا جب ایشا کی گھنی پلکوں میں لرزش ہوئی تھی
اور وہ اپنی سیاہ مقناطیسی آنکھیں کھول گئی اُس کی
نظریں سیدھی احد خانزادہ کی شہد رنگ خمار آلود آنکھوں
سے ٹکرائیں پھر اسے رات کے لمحات یاد آئے اور جب
خود کو کپڑوں کے بوجھ سے آزاد پایا تو وہ ایک لمحے کو
ہی شرما کر اپنی نظریں جھکا گئی۔ اس کے چہرے پر
رنگوں کی برسات احد نے شدت سے محسوس کی تھی وہ
گہرا مسکرایا تھا۔

صبح بخیر میری زندگی!! وہ ایشا کے کان کے قریب
جھکتا سرگوشی میں بولا تھا۔ ایشا کی دل کی دھڑکنیں
بڑھی تھی وہ حیا سے سمٹتی ہوئی کمفرٹر میں لپٹی اپنا
رخ پلٹ گئی۔ اس کے چہرے پر گہرا ہٹ کے ساتھ ساتھ
مسکراہٹ بھی پھیل گئی تھی جیسے وہ احد خانزادہ سے
چھپانا چاہتی تھی جو جس والہانہ گرم نظروں سے اسے
دیکھ رہا تھا اسکا دل بیٹ مس کر رہا تھا۔

وہ وہی شرمیلی لڑکی تھی جسے کل تک اُس کے لمس کا تصور بھی عجیب لگتا تھا، اور آج۔۔۔ آج وہ اُس کے سامنے جاگی تھی۔ کس بات کی مسکراہٹ چھپانے کے لئے اوندھے منہ ہو گئی ہو میں اوپر چڑھ گیا ناں تو زندگی میں دوبارہ میرے سامنے اوندھے منہ ہونے کی غلطی نہیں کرو گی!! احد خاندادہ ایشا پر وزن ڈالے بغیر اس پر حاوی ہو گیا۔ آپ کب جاگے؟ ایشا سیدھے ہونے کی کوشش میں اب ناکام ہوتی بولی تھی جو اب ناممکن تھی۔

جب تم مجھ میں سرائیت کرنے کی کوشش کر رہی تھی میری جان!! احد اس پر اپنا ہلکا سا وزن ڈالتا کمفرٹر کے اوپر سے اسے خود کو محسوس کروانے لگا۔ ایشا شرم سے پوری طرح دہکنے لگی تھی اس نے اپنا دہکتا چہرہ تکیے میں چھپا لیا تھا۔۔۔

بہرام خاندادہ سگریٹ پیتا ہوا اپنے روم کے دروازے تک پہنچا تھا۔ اس کی سیاہ آنکھیں لال انگارہ ہو رہی تھی۔ جو رات جاگنے کی چُغلی کر رہی تھی۔ دیکھ کتے سن میری بات اپنی ہی بیوی ہے حملہ نہیں کرنا اس پر اور اگر تو

اب کھڑا ہوا اسے دیکھ کر تو کاٹ کر پھینک دوں گا
تجھے ایک دو دن صبر کر جا زیادہ سو جا دی ہے تو نے
اس لئے بیوی نے دل پر وار کر دیا ہے جو کمینہ رات
سے تجھے اکسا رہا ہے ناں زبردستی گھسنے کی میرا
مشورہ مان کچھ دن نخرے دکھا سوتا ہوا نظر آئی تاکہ
تیری ویلیو بڑھ جائے وہ خود مانگے تجھے ورنہ ہر دو دن
بعد لات ہی پڑھے گی چل اب بیٹھ جا آرام سے اندر جا رہا
ہوں غلطی سے تو نے اس پر حملہ کر دیا اور سوجن
زیادہ ہو گئی تو زیادہ تڑپے گا تو اور تیری وجہ سے مزید
ذلیل نہیں ہونا چاہتا میں! وہ ذو معنی انداز میں خود سے
باتیں کرتا اپنے چہرے پر بلا کی سنجیدگی اور سختی
سجائے اپنے ڈرٹی مائنڈ پر لگامیں لگا کر دروازے کے
ہینڈل پر ہاتھ رکھ گیا۔

شانزے خان بیڈ پر اداسی سے بیٹھی ہوئی تھی وہ فجر کی
نماز کے بعد سوئی ہی نہیں تھی اس نے ملازمہ
کے ذریعے بہرام خانزادہ کو اوپر روم میں آنے کا پیغام
پہنچایا تھا مگر وہ نہیں آیا تھا وہ کیوں نہیں آیا تھا یہ بات
شانزے خان جانتی تھی کہ اس کے مغرور شوہر نے ہزار
نخرے دکھائے تھے اور پھر اس نے اپنا اپنے فیورٹ انداز
میں اس کا دم نکلنا تھا بہرام اس کی چیخیں نکلوانے میں

ماہر تھا۔

وہ بہرام خانزادہ سے بات کرنا چاہتی اپنی برداشت کی حد بتانا چاہتی تھی وہ ابھی اداسی سے یہی سب سوچ ہی رہی تھی جب بہرام خانزادہ روم کا دروازہ زور سے مار کر انٹر ہوا تھا شانزے بیڈ پر بیٹھے بیٹھے اچھل گئی تھی اس اینگری بیسٹ نے اتنی زور سے دروازہ مارا تھا۔

وہ شانزے کی جانب دیکھے بغیر ناک کی سیدھ میں واشروم میں انٹر ہو گیا اور اس نے واشروم کا دروازہ روم کے دروازے سے زیادہ زور سے مارا تھا۔ شانزے کی تو روح پرواز ہونے کو تھی وہ اینگری بیسٹ چیر پھاڑ کے موڈ میں تھا اس سے ابھی بات کرنا خطرہ مول لینا تھا مگر بات تو کرنی ہی تھی ناں اس کا کوئی بھروسہ نہیں تھا وہ کب حملہ آور ہو جائے پتہ نہیں چلتا تھا اس کے موڈ سوئنگز پل پل بدلتے تھے۔

بہرام خانزادہ دس ہی منٹ میں شاور لے کر واشروم سے نکلا تھا۔ گرم بلیک ٹریک سوٹ میں ملبوس گیلے بالوں کو تولیے سے رگڑتے وہ کسی ناراض محبوبہ کی طرح منہ سو جائے پھر رہا تھا۔ شانزے نے ہمت کر کے اس کی

جانب دیکھتے اسے پکارا۔

بہرام۔۔۔میں۔۔۔آپ۔۔۔کا۔۔۔روم۔۔۔میں۔۔۔انتظار کر رہی تھی مگر
آپ۔۔۔۔۔کیوں اپنی سوجی ہوئی پسی کو اور سُجوانا چاہتی
تھی جو میرا انتظار ہو رہا تھا۔۔۔

بہرام۔۔۔میں۔۔۔آپ۔۔۔کا روم۔۔۔میں۔۔۔انتظار کر رہی تھی مگر
آپ۔۔۔۔۔کیوں تم اپنی سوجی ہوئی کو اور سوجانا چاہتی تھی
جو میرا انتظار ہو رہا تھا؟؟ خود ٹھنڈی نہیں ہوتی پورا
لینے کے چسّے لگے ہوئے ہیں پھر جب گھستا ہوں اندر
تو چیخیں اور رونا دھونا ختم نہیں ہوتا تمہارا!! پھر میں
تمہیں حوس زدہ بھی لگتا ہوں نا اس لیے کل بکو اس کر
کے کمرے سے نکال دیا یہ اور یہ اور یہ دونوں بھی بلکہ
سب میرا ہے جب چاہے جہاں چاہے اور جس جس طرح
سے چاہوں تمہاری چیخیں نکالنے کا حق ہے مجھے اور
اب مجھ سے فری ہونے کی کوشش نہیں کرنا ورنہ اٹھا کر
سیدھا پٹخوں گا اپنے بستر پر اور تمہیں اس طرح سے
رفلی فک کروں گا کہ اگلے دس دن ہل بھی سکی تو میں
اسکو کاٹ پر پھینک دوں گا!! بہرام خانزادہ تو جیسے

بھڑک گیا تھا وہ بیڈ پر بیٹھی شانزے کے پاس جاتا اسکے
وجود کے مختلف حصوں کو زور سے بھینچ کر جنونی
انداز میں بولا تھا۔

شانزے کراہ بھی نا سکی اس بیچاری نے تو جیسے شیر
کے منہ میں اپنی گردن ہی دے دی تھی۔ آپ سے ناں پیار
ہی نہیں کرنا۔۔۔۔۔ہاں تو میرے ساتھ سیکس کر لو پیار کی
خواہش بھی کون خارشتی کر رہا ہے شانزے خان جو
دانت پیس کر بہرام خانزادہ کو بول رہی تھی جب وہ اس
کے جبڑے بھینچتا باہر کی جانب رول ہوئے سرخ ہونٹوں
پر زور سے اپنا انگوٹھا رگڑتا خمار آلود لہو ہوتی سیاہ
آنکھیں شانزے کی گلابی شہد آنکھوں میں ڈال کر بے باکی
سے بولا تھا۔ شانزے روہانسی ہو گئی تھی۔

ہونہہ!! آئی بڑی میں آپ کا انتظار کر رہی تھی!! نکل گیا
سارا انتظار صرف ٹون چینج ہونے سے سوجی ہوئی کو
اور سو جا دیتا تو تم نے تو مجھے حویلی سے ہی باہر
دھکے دلوا دینے تھے۔ بہرام خانزادہ نے اپنی بے باک
باتوں سے معصوم شانزے کی ساری ہوا نکال دی تھی وہ
اسے بخشنے کے موڈ میں ہی نہیں تھا۔ شانزے روہانسی

ہوتی اسے دیکھ رہی تھی جو اس کے کانوں سے دھواں
نکال چکا تھا وہ اسکی نقل بھی اتار رہا تھا اپنے نئے نئے
انداز و اطوار سے اسے متعارف کروا رہا تھا۔

اب لال پیلی ہو کر مت دکھاؤ تم بیویاں بڑی چلاک ہوتی ہو
ذلیل بھی کرتی ہو پاس بھی بلاتی ہو رومانس بھی کرواتے
ہو اور پھر اپنی اداؤں سے ترساتی بھی ہو! مسز بہرام
خانزادہ ایک بات سن لو تم جتنی اس کو دیکھ کر اپنی رال
ٹپکا لو اب یہ نہیں ملنا تمہیں جب تک خود تم پہل نہیں
کرو گی!! تم بھی مت بھولو میں بھی شوہر ہوں اور بیوی
کو بھی بہت سی ایفرٹس کرنی ہوتی ہیں اپنے رومانٹک
شوہر کی ناراضگی دور کرنے کے لئے!

بہرام خانزادہ شانزے کی شہد آنکھوں میں موٹے موٹے
آنسو بھرتے دیکھتا انہیں صاف کرتا پیچھے ہٹ گیا تھا وہ
ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر کھڑا ہوتا اپنے بال
سنوارنے لگا۔ اس کی نظریں شریر تھی دل دکھا تھا شانزے
کی باتوں پر مگر وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی ناں بہرام
خانزادہ کو خود پر قابو کرنا چاہیے تھا بیوی نازک مزاج
تھی اس کی سختی مزاج میں گھلی طاقت کو خود میں

گھنٹوں گھنٹوں نہیں اتار سکتی تھی۔

اٹھو چینج کرو اور ناشتہ کرنے چلو اب تمہارے پاؤں سے لگ کر تو نہیں رہ سکتا نا میں مانا زن مریدی کے سارے ریکارڈ توڑ کر میں نے نئے ریکارڈز بنا دیئے ہیں مجھ جیسا موسٹ رومانٹک زن مرید ہر لڑکی کی ہی خواہش ہوتی ہے اب تمہیں مل گیا ہوں تو میری ناقدری کے ریکارڈز تم بھی قائم مت کرو اپنی سوجی ہوئی تشریف شریف بیڈ سے اٹھاؤ اور تیار ہو جاؤ پوری فیملی کو نہیں بتاؤ ہم دونوں نے نئے شادی شدہ جوڑوں کو بھی پیچھے چھوڑا ہوا ہے مجھے تو میڈل لینے میں کوئی شرم نہیں تم نے حیا سے پھٹ جانا ہے جن معصوم لوگوں کی کل رات شادی ہوئی تھی وہ ڈائننگ روم میں بیٹھے ہیں اور ہم جن کی شادی کو مہینہ ہو گیا ہے وہ بستر توڑنے سے باز ہی نہیں آرہے سب کچھ تمہارا کیا دھرا ہے سارا قصور میری شانزے کا ہے ناں تم اتنی ہاٹ ہوتی نا میں اتنا رومانٹک بنتا اب جس سے محبت کرتا ہوں وہی میری بیوی بن گئی ہے تو کیا کروں اگر بستر نا توڑوں تمہاری چھوٹی سی وجائنه کو سوجن زدہ نا کروں تو کیا خاک ہی محبت کی میں نے تم سے!

بہرام خاندان کا جسم حرارت سے تپنے لگا تھا وہ شانزے
کو مصنوعی ناراضگی دکھا کر اب اس کی مکمل
رضامندی سے ہی اس کے پاس جانا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا
کہ شانزے خود اس کے لئے اس طرح سے سجدے جس
طرح وہ اسے دیکھنا چاہتا تھا۔

آپ تھوڑا سا خود کو چینج کر لیں مجھے واقعی بہت زیادہ
پین ہوتی ہے جو پھر پین کلر سے بھی ختم نہیں ہوتی اور
مجھے زور زور سے پٹخا مت کریں اور اب ہم واشروم
میں کبھی کچھ نہیں کریں گے۔ شانزے بیڈ سے اٹھتی ہوئی
بولی تھی اس نے اپنا لباس تبدیل کیا ہوا تھا بس سر پر
دوپٹہ اوڑھ کر نیچے ناشتہ کرنے جانا تھا۔

میں تو جو ہوں وہی رہوں گا مگر تم سے اب مزید برداشت
نہیں ہوتا تو میں اب ہاتھ سے تو نہیں ہلاؤں گا نا اسے بھی
اپنی پارٹنر چاہیے ہوتی ہے اگر تم اجازت دو تو میں
صرف اس ضرورت کے لئے دوسری شادی کر-----جان
سے مار دوں میں آپکو اپنی ضرورت کا فائدہ اٹھاتے
ہوئے دوسری شادی کا نام بھی لیا تو میں کیا مر گئی ہوں
مجھ سے ضرورت پوری نہیں ہو رہی؟؟

بہرام خانزادہ شانزے خان کو بری طرح تپانے میں کامیاب ہو گیا تھا وہ اس کے سر پر پہنچتی اسے گربان سے پکڑ کر خود پر جھکاتی بہرام خانزادہ کی گردن پر کسی ویمپائر کی طرح چمٹ گئی تھی۔ اسے بہرام خانزادہ پر شدید غصہ آگیا تھا جو وہ اس کی گردن پر اپنے دانتوں کی گھڑی بنا کر نکال رہی تھی۔ بہرام خانزادہ دانت پر دانت جمائے اس کا وار سہن کر رہا تھا وہ بری طرح اسے کاٹ رہی تھی۔

شانزے خان کے قریب آنے پر بہرام خانزادہ کا جسم بری طرح دھکنے لگا تھا جسم میں گہری تبدیلیاں ہو گئی تھی۔ وہ شانزے کو کمر کے خموں سے زور سے بھینچتے ہوئے جھٹکا دے کر خود سے لگاتا اسکے گولڈن بالوں کو گڈی سے پکڑ کر اپنی گردن سے دور کر گیا۔ شانزے غصے سے بھری ہوئی تھی۔

جتنا بھڑکا لو نہیں ملنا یہ تمہیں!! وہ شانزے کا ہاتھ نیچے لے جاتا اپنے پینس پر رکھ کر بے باکی سے بولا تھا پھر کس کو ملے گا! شانزے بھی غصے سے دانت پیس کر

بولی تھی۔ جو اس کی قدر کرے گی اسے خود سے خود
 میں لے گی!! بہرام خانزادہ اس کے سرخ لبوں پر اپنی زبان
 پھیر کر بولا تھا۔ اچھا میں نے کبھی کوئی قدر نہیں کی؟؟
 شانزے کو شرم و حیا غصے میں بھولی ہوئی تھی۔ کل
 رات تو لات مار کر دھتکارا ہے تم نے مجھے یہ بیچارہ تم
 سے ناراض ہے! بہرام خانزادہ شانزے کے ہاتھ کو حرکت
 دیتے بولا تھا۔ کوئی نہیں دھتکارا میں نے اب آپ کو
 دوسری شادی کرنے کا شوق ہو رہا ہے تو مجھ پر الزام
 لگا رہے ہیں ایک بات سن لیں میری بہرام یہ بھی میرا ہے
 اور آپ بھی میرے ہیں بھولیں مت میں بھی آپ کی ہی
 بیوی ہوں میرا حق کسی اور کو دینے کا سوچا بھی تو ناں
 آپ بچیں گے ناں ہی یہ بچے گا مجھ سے! شانزے بہرام
 کے وجود پر اپنے ہاتھ کی گرفت سخت کر کے طیش سے
 بولی تھی۔ وہ اس کا پینس زور سے دبا گئی تھی۔ وہ جذبات
 بیوی بن چکی تھی کیا بول رہی تھی اسے خود بھی سمجھ
 ہی نہیں آ رہا تھا۔ بہرام خانزادہ کی تو جیسے عید ہو گئی
 تھی۔

میں نے تو ہمارا موسٹ رومانٹک ہنی مون پلان کیا
 تھا مگر تمہاری پین کی وجہ سے میں وہ کینسل۔۔۔۔۔ کوئی
 ضرورت نہیں ہے کچھ بھی کینسل کرنے کی درد مجھے

ہو رہا ہے آپ کو نہیں میں نے کہا کینسل کریں جو آپ
اپنے سے ہر کام کرتے ہیں!! بہرام خانزادہ نے مزید آگ
لگائی تھی جوشانزے کو بھڑکا گئی تھی۔ وہاں جا کر زیادہ
زور سے کر دیا تو رونا ہے تم نے پھر!! بہرام خانزادہ
نے شانزے کو ڈریسنگ ٹیبل پر بیٹھا دیا تھا۔ تو انسانوں کی
طرح پیش آنا آپ میں نہیں رونے والی اب!! شانزے
اسکے گلے میں لٹکتی چین پر اپنی انگلی پھیرتی ہوئی ناز
سے بولی تھی۔ میں نے تو زور سے ہی کرنا ہے اور اب
سے تم میرا ساتھ دیا کرو گی۔ بہرام خانزادہ اس کی گلداز
دھڑکنوں کی جانب دیکھ کر بولا۔ کیسے ساتھ دوں؟؟ وہ
ناسمجھی سے سوالیہ لہجے میں بولی۔ خود سے لے کر!!
بہرام خانزادہ اس سے پیچھے ہٹ گیا۔ شانزے کے گال
دہکنے لگے کانوں سے دھواں نکلنے لگا۔ وہ کتنا چلاک
تھا اپنے مطلب کی بات پر آگیا تھا۔

میں یہ نہیں کر سکتی!! شانزے ڈریسنگ ٹیبل سے اتر
گئی تھی اس میں پلکیں اٹھانے کی بھی ہمت نہیں بچی
تھی۔ ٹھیک ہے پھر اب خود ڈیسائڈ کر لو پیار چاہیے یا
یہ؟ جو تم بولو وہی ملے گا!! بہرام خانزادہ مخمور
لہجے میں بولتا دروازے کی جانب بڑھا۔ دونوں چاہئے!!
شانزے بھی حق سے بولتی بہرام خانزادہ کو کراس کر

کے آگے بڑھی تھی جب وہ اسکی کلائی تھام گیا۔ پیار تو مل جائے گا مگر یہ نہیں ملنا آسانی سے اب بیوی والی ایفرٹس دکھاؤ اور اسے پا لو!! بہرام خانزادہ شارپ سے انداز میں کہتا پھر سے سنجیدگی اپنے چہرے پر لاتا روم سے نکل گیا۔ شانزے خان کے دل کی دھڑکن کانوں میں بج رہی تھی اس کارومانٹک شوہر بھرپور ناراضگی کا اپنی بے باکی سے اظہار کرتا شانزے کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا۔ وہ خود کو نارمل کرنے کے لئے واشروم میں جا کر اپنا منہ دھوتی اسکے پیچھے ہی روم سے نکل گئی تھی۔

احد یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟ ایشا کے تو اوسان خطا ہو گئے تھے احدخانزادہ اسے جس طرح حق سے چھو رہا تھا وہ مرنے والی ہو رہی تھی۔ پیار کر رہا ہوں اور کیا! احد اسکی بیک گردن کی اسکن کو اپنے ہونٹوں میں پیوست کر کے سرخ نشانات چھوڑ رہا تھا۔ ایشا اس کے نیچے دبئی ہلنے سے بھی قاصر تھی۔

شادی کی بات کب کروں تمہاری ماما سے؟؟ احد خانزادہ

اسے ایک جھٹکے سے سیدھا کر کے اپنے نیچے کرتا اب اس کی فرنٹ گردن پر جھک گیا تھا۔ کیوں؟؟ میں ابھی اپنی اسٹڈی کرنا چاہتی ہوں فلحال شادی نہیں-----بچے پیدا کر کے اسٹڈی کرتی رہنا!! تم یونیورسٹی چلی جایا کرنا میں ہمارا جونیئر سنبھال لیا کروں گا شادی کے لئے مان جاؤ ناں میری جان یہاں میں بھی اب شادی کے لئے ترس رہا ہوں اور تمہارا وہ جیٹھ (بہرام خاندان) مجھے چلتے پھرتے آگ لگاتا رہتا ہے مجھ سے پہلے باپ بن گیا تو مجھے اپنی تیزاب جیسی زبان سے ہی جھلسا دے گا۔ وہ میری مردانگی کو للکارتا رہتا ہے اس کی باتوں سے مجھے اور بھی زیادہ شدت سے تمہاری کمی محسوس ہونے لگتی ہے!! ایشا کو انکار کرتے دیکھ احد اُس کی نازک دھڑکنوں پر جھک کر ان پر چومتے ہوئے بولا تھا۔

ایشا نے اپنی آنکھیں میچ لی تھی۔

بھ۔۔بھوک لگ۔۔رہی۔۔۔۔۔بھوک تو مجھے بھی لگی ہوئی
ہے تمہاری!! ایشا اسے خود سے دور کرنے کی کوشش
کرتی ہکلاتی ہوئی بول رہی تھی جب احد نے اس کے پیٹ
پر چک کاٹا تھا۔ وہ مزید نیچے جھکتا جب کمرے کے
دروازے پر دستک ہونے لگی۔

ایشا بی بی آپ کو خانم بی ناشتے پر بلا رہی ہیں!! ملازمہ کی آواز سن کر احد شدید بدمزہ ہو گیا تھا۔ اگر کسی نے ہمیں ایک ساتھ دیکھ لیا۔۔۔۔۔ تو ہم میاں بیوی ہیں اور اچھی بات ہے کہ کوئی نا کوئی ہمیں دیکھ ہی لے اور ہم دونوں کی بھی اب شادی ہو جائے مجھے ایک امپورٹنٹ مشن ملنے والا ہے میں اس سے پہلے شادی کرنا چاہتا ہوں تمہاری ماما سے پہلے تم سے بات کرنا چاہتا تھا تمہاری مرضی جاننا چاہتا تھا۔ احد خنزادہ ایشا کے نازک وجود پر اپنا لمس بکھیرتا اس سے ہلکی پھلکی باتیں کرنے لگا وہ بھی اب شادی کر لینا چاہتا تھا مگر ایشا کی مرضی کو بھی اہمیت دینی تھی۔

میری رایان سے پہلے ہی اس موزوں پر بات ہو گئی ہے
بس تمہاری ماما سے بات کرنی رہتی ہے تم مان جاؤ تو ان
سے بھی بات کر لوں گا!! اُحد ایشا کے چہرے پر ابھرتا
سوال سمجھ گیا تھا۔ میں اپنے بھائی کی شادی میں خود
دلہن نہیں بننا چاہتی کیا ہم بھائی کی شادی کے بعد-----تو
بھائی کی شادی سے پہلے شادی کے لئے راضی ہو جاؤ
ناں!! سوچوں گی ابھی آپ میرے اوپر سے ہٹیں ورنہ میری
سانسیں بند ہو جانی ہیں!! ایشا تھک چکی تھی اسکا وزن
اپنے مومی وجود پر سہتے۔۔ اُحد خانزادہ اس کے تھکن زدہ

چہرے کو دیکھتا اپنا جسم بے باکی سے اس نازک جان سے مس کرتا اس کے لبوں پر قابض ہو گیا تھا وہ اس کے ہونٹوں کا گھونٹ بھر بھر کر جام پیتا ان دونوں کی سانسیں پھولا رہا تھا۔

وہ کبھی اس کے بالائی لب تو کبھی نچلے لب کو مدہوشی کے عالم میں چومتا اسے سانسوں کے لئے اپنی بے باکی کا مظاہرہ کرتے تڑپاتا ہوا بے بس کر رہا تھا ایشا کی رنگت نیلی ہوئی تو وہ اس کے اوپر سے ہٹ گیا تھا۔ بہت مزے دار ٹیسٹ ہے یار تمہارا تو زور صبح ناشتہ سے پہلے تمہیں ٹیسٹ کرنا اب ضروری سا ہو گیا ہے میری میٹھی جان!! احد ایشا کو آنکھ و نک کر کے بھاری آواز میں بولا تھا وہ ایشا کی سانسیں وہ بری طرح گھونٹ گیا تھا وہ اس پر رحم کھاتا خود پر جبر کر گیا تھا کیونکہ وہ نازک کلی اس کا وزن مزید برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ اسکی سانسیں اکھڑ گئی تھی وہ نازک جان احد کی طاقتور جسامت کا وزن سہن کرنے کے قابل ہی نہیں تھی اوپر سے اس کے لبوں کا آگ جیسا دہکتا لمس ایشا کے ہونٹ شدید سرخ کر گیا تھا۔ ایشا گہری گہری سانسیں بھرتی ہوئی احد کے اپنے اوپر سے ہٹتے ہی بیڈ پر پڑھے اپنے لباس کو پھرتی سے زیب تن کرتی احد سے اپنی نظریں

چراتی واشروم کی جانب دوڑ لگا گئی تھی۔

شہریار مجھے پتہ چلا ہے کہ تم ترکی جا رہے ہو آج رات کی فلائٹ سے؟؟ ہاشم خان ناشتہ کرتے ہوئے شہریار خانزادہ سے بولے تھے ڈائننگ ٹیبل پر سب موجود تھے بہرام خانزادہ اور شانزے کے ڈائننگ روم میں آتے ہی احد اور ایشا بھی آگئے تھے سب نے ناشتہ شروع کر لیا تھا ہاشم خان کو کچھ دیر پہلے ہی شہریار خانزادہ کے سیکورٹی کے بندے کرنل داور سے پتہ چلا تھا کہ شہریار خانزادہ آج رات کی فلائٹ سے ترکی جا رہا ہے انہوں نے آفس کے کچھ ضروری کام کے لئے کرنل داور کو فون کیا تھا وہ کوئی بھی پیپر شہریار کے سگنیچرز کے بغیر گوتھرو نہیں کر سکتا تھا اس لئے اس نے ہاشم خان کو شہریار کی مصروفیت کے متعلق بتا دیا تھا۔ شہریار خانزادہ آفس کا ہر کام صرف آفس میں ہی کرتا تھا حویلی میں وہ آفس یا اپنے کام سے ریلیٹڈ کوئی بات نہیں کرتا تھا۔

جی آپ نے بالکل درست سنا ہے! شہریار خانزادہ بین کیک سے چاکلیٹ کوٹڈ اسٹرابیری کانٹے کے ساتھ کھاتے

بولا تھا۔ سب نے اپنا ناشتہ چھوڑ کر اسے دیکھا تھا۔ بہرام
خانزادہ نے اپنا ناشتہ جاری رکھا وہ بہت دل جمی سے
ناشتہ کر رہا تھا۔ شہریار خانزادہ اکثر دو تین دن کے لیے
اچانک چلا جایا کرتا تھا میٹنگز کے سلسلے میں اس لئے وہ
یہی سمجھ رہا تھا کہ یہ ایک عام سا ڈسکشن ہے ہو ابھی
چند باتوں کے بعد ختم ہو جائے گا۔

تمہاری واپسی کا پوچھا تھا میں نے کرنل داور سے وہ بتا
رہا تھا کہ تم نے واپسی کی ٹکٹ سے اسے منع کر دیا ہے
تمہارا کوئی لمبا پلان ہے وہاں روکنے کا کیا جو تم نے
اپنی بیوی کی بھی ٹکٹ بک کروا لی ہے؟؟ سردار ہاشم
خان تشویش سے بول رہے تھے۔

شہریار بیٹے تم خیر سے جا رہے ہو آج سے پہلے تو
مجھے بغیر بتائے کہی نہیں گئے کیا کوئی ضروری کام
ہے بیٹا سب ٹھیک تو ہے نا؟؟ پلوشہ خانم حیران ہو کر
بول رہی تھی۔

شہریار خانزادہ کا چہرہ اتنا سپاٹ تھا کہ اسکا روکھا پن
پلوشہ خانم کی پکار پر سب کو نظر آگیا تھا۔ بہرام خانزادہ

نے شہریار کے واپس نا آنے کا سن کر اب اپنا ناشتہ
چھوڑ کر اس کی جانب دیکھا تھا اس کے چہرے کے
سپاٹ تاثرات میں درد کی تصویر اگر کوئی تھی تو وہ اس
کی بھوری آنکھیں تھی جنہیں وہ کسی غیر مرئی نقطے پر
گاڑھے ہوئے تھا۔

تم اپنی مورے کی سوکن کشمالہ خان کے فلیٹ میں کیوں رہنا چاہتے ہو شہریار ہوٹل کیوں بک نہیں کروایا تم نے؟؟
ہاشم خان کی گرجدار آواز پر شہریار خانزادہ نے ان کی جانب دیکھا تھا انشال بری طرح کانپ کر منہاں خانزادہ کی کہنی تھام گئی تھی سب کو ایکدم ہی سیچویشن خراب ہوتی محسوس ہو گئی تھی۔

[illegible]

سالوں تک بھول نہیں پائیں گی۔۔

ہاشم خان جو غصے سے شہریار پر گرجتے اسے ہمیشہ کی طرح مریم خانم کو طلاق دینے کی دھمکی دے رہے تھے جب بہرام خاندادہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا کرسی کو زور سے لات مار کر دھکیلتا دیوار پر مار کر توڑ گیا۔ سب اپنی اپنی جگہوں سے کھڑے ہو گئے تھے۔

تم مجھے دھمکا رہے ہو بہرام میرے بیٹے ہو کر اپنے باپ کے مقابل آرہے ہو تم؟ اس عورت کے لئے۔۔۔۔۔۔: یہ عورت میری مورے ہیں بابا میں ان کے وجود سے پیدا ہوا ہوں یہ مجھے پیدا کر کے اس دنیا میں لانے والی ہیں اپنی مورے کے لئے میں خون کی ندیاں بھی بہا سکتا ہوں آپ کچھ کہتی کیوں نہیں مورے آپ ایک ستائیس سالہ جوان بیٹے کی ماں ہیں آپ کمزور نہیں آج چپ مت رہیں!! ہاشم خان کی بات ایک بار پھر بہرام خاندادہ حلق پھاڑ کر چلاتے ہوئے کاٹ چکا تھا۔ اس نے اپنی مورے کو آنسو بہانے دیکھا تھا جس سے اس کا خون اور ابل گیا تھا۔

میری بہن پر سوکن مریم خانم کا بھائی شہسوار خان لایا

تھا تو میں ہاشم خان اپنی بہن پلوشہ خانم پر ہوئے ظلم کا
بدلہ شہسوار کی بہن مریم خان کو طلاق دے کر آج پورا
کرنا چاہتا ہوں

میں ہاشم خان اپنے پورے ہوش و حواس میں مریم
خان-----میں خود کو گولی مار دوں گا اگر آپ نے اپنا
جملہ مکمل بھی کیا تو!! ہاشم خان جو مریم خانم کو طلاق
دینے لگے تھے جب بہرام خانزادہ نے لاؤنچ کے داخلی
دروازے اور کھڑے گارڈ کی پستل چھین کر اپنی کنپٹی پر
رکھ لی۔

بہرام یہ کیا کر رہے ہو تم ہٹاؤ اپنے سر سے پستل!! ہاشم
خان بہرام کی جانب لپکے تھے مگر وہ انکی پہنچ سے
دور ہو گیا۔ شانزے تو زمین پر گر گئی تھی اسے احد اور
ایشا نے تھاما تھا۔ مریم خانم کا دل بند ہو رہا تھا وہ اپنے
بیٹے کے طیش سے بہت ڈرتی تھی وہ کتنا پاگل تھا سب
جانتے تھے بہرام خانزادہ کا طیش سے تنفس پھولا ہوا تھا
اسکے پورے جسم کی رگیں ابھر گئی تھی۔

بہرام پستل ہٹاؤ!! شہریار خانزادہ بہرام کی جانب بڑھتا اس

سے پسٹل چھین کر نیچے زمین پر پھینکتا اسے اپنے
سینے سے لگا گیا تھا۔ یہ کیا کرنے چلے تھے تم
میرے بھائی دیکھو پھوپھو کو تمہارے پاس وقت ہے سب
کچھ ہے مگر ہاتھ تو خالی ہیں مجھے مورے کبھی نہیں
مل سکتی اور تم ہو جسکے پاس مورے موجود ہیں اور تم
خود کو ختم کر رہے ہو!! شہریار نے اس کے طیش کو
کنٹرول کرنے کے لئے اسے ایموشنل بلیک میل کیا اس کا
غصہ تباہی لاتا تھا۔

آپ دونوں کیسی عورتیں ہیں شرم آرہی ہے کہ میں آپ
لوگوں کا خون ہوں!! بہرام شہریار سے الگ ہوتا غصے
سے سینٹرل ٹیبل لات مار پر چکنا چور کر گیا تھا۔ یہ وہ
ہیں جو خاندان نگل جائیں مگر ان کے دلوں کو ٹھنڈا ناں
پڑھے میری پھوپھو کو اس عمر میں آپ لوگوں کے لالا
طلاق دے رہے ہیں اور آپ دونوں ان کا تماشا دیکھ رہی
ہیں کشمالہ خان کو کھا کر پیٹ نہیں بھرا جو میری پھوپھو
پر طلاق کا دھبہ بھی لگوانا چاہتی ہیں بتاکیوں نہیں دیتی
آپ کہ اس خاندان کو پلوشہ تائی آپ نے نگلا ہے
آپ ہیں وہ ڈائین جس نے معصوم عورت کی کوکھ اجاڑی
ہے کیوں نہیں بتا دیتی کہ شہریار کشمالہ خان کے بیٹے ہیں
جنہیں آپ نے ایک ماں سے چھین لیا تھا۔!! یہ مشائم تھی

جس کا منہ اب بند نہیں رہ سکتا تھا وہ مریم خانم ترحم
بھری نگاہوں سے دیکھتی غصے سے بھڑکتی اپنی ہیزل
آنکھوں میں چنگاریاں لئے وہ انکشاف کر گئی جسے سن
کر سب کو ہی سانپ سونگھ گیا وہ کیا کہہ گئی تھی سب پر
حیرت کے آتش فشاں پہاڑ توڑ گئی تھی۔ پلوشہ خانم مردے
کی طرح سفید پڑھ گئی تھی یوں جیسے جسم کا سارا خون
کسی جونک نے نچوڑ لیا ہو۔۔۔

یہ تم کیا بکواس کر رہی ہو لڑکی دماغ تو سہی ہے تمہارا!
ہاشم خان مشائم کی بات سن کر غیض و غضب سے بولے
تھے۔ میں بکواس نہیں کر رہی بالکل سچ بول رہی ہوں آپ
کی بہن نے نا صرف کشمالہ خان بلکہ آپ کو بھی ڈسا
ہے آپ کے پیار کا ناجائز فائدہ اٹھا کر میری پھوپھو کی
زندگی بھی آپ کی بہن نے تباہ کی نا صرف شہریار سے
ماں چھینی بلکہ بہرام لالا سے بھی ماں کا سکھ چھین لیا
میرے بابا سب جانتے ہوئے بھی یہاں حویلی نہیں لوٹے
اس لئے کہ ان کے لالہ پر ایک حرف نا آئے مگر آپ کو
پتہ ہے آپ کی بہن نے سب کو تباہ کر دیا!! مشائم
بے خوفی سے بول رہی تھی۔

تھا۔

آپ کی غضبناکی مجھے ڈرا نہیں سکتی آپ کو ابھی سچ پتہ چل جائے گا اور اس کے بعد آپ اپنے فیصلے پر غور ضرور کیجئے گا۔ ہیلو زویا آنتی جی آپ پہنچنے والی ہیں اوکے آجائیں!! مشائم نے شہریار کے فون سے ڈاکٹر زویا کو اس وقت ہی کال ملا دی تھی جب وہ شاور لینے گیا تھا مشائم چاہتی تھی کہ کشمالہ خان کا سچ سب کے سامنے آئے اس کی پھوپھو مریم خان مزید ظلم ناں سہے کیونکہ ہاشم خان ایک بار پہلے بھی انہیں حویلی سے سب کے سامنے جانے کا بول چکے تھے اور یہ بات مشائم سے برداشت نہیں ہو سکی وہ پلوشہ خانم سے شدید نفرت کرتی تھی اور ان کا سچ سب کے سامنے آنا اس کی زندگی کا مقصد بن گیا تھا۔

شہریار خانزادہ تو درد کی تصویر بنا ہوا تھا مشائم نے ڈاکٹر زویا کو حویلی میں کیوں بلایا وہ سمجھ گیا تھا مشائم جانتی تھی شہریار پلوشہ خان سے محبت کرتا ہے اسے شدید گہرا صدمہ ہوا ہے جو اسکو ان چیزوں کے لئے اکسا رہا ہے جو وہ کرنا نہیں چاہتا اور وہ اس لئے کسی سے

کچھ بھی کہے بغیر یہاں سے چلے جانا چاہتا ہے مگر مشائم وہ ایسا نہیں چاہتی تھی وہ ہر ایک کو اس سچ سے آگاہ کرنا چاہتی تھی جو بہت گھنونا تھا ظلم کا جہاں آباد کرنے والی پلوشہ خانم کی کوئی معافی نہیں تھی کیونکہ ظلم معاف نہیں کیا جاتا ظالم کو کھلی چھوٹ دے کر خود بھی ظالم نہیں بنا جاتا مظلومیت کا قتل ہمیشہ مخفی نہیں رہتا ظالم ہمیشہ آزاد نہیں رہتا! مشائم کے بابا نے بھی اپنوں سے دوری کاٹی تھی وہ اپنے بابا کی تڑپ بھول جائے یہ ممکن ہی نہیں تھا۔

تم نے زویا آنتی کو یہاں حویلی کیوں بلایا ہے مشائم
میں-----آپ خود پر ہوا ظلم معاف کر سکتے ہیں مگر میں
اپنے بابا پر کسی کی انگلی تو کیا ایک نظر بھی برداشت
نہیں کر سکتی شہریار آپ چپ ہیں برداشت کر رہے ہیں
اور ہر تکلیف سہہ کر خود کو مصنوعی مضبوط ظاہر کر
رہے ہیں مگر میں آپ کو اس طرح نہیں دیکھ سکتی!!
شہریار پلوشہ خانم کی جانب تکلیف سے دیکھتا خود پر
ہنستا ہوا مشائم سے بولا تھا جب وہ اس کی تکلیف سے اپنا
وجود بھی کٹتا ہوا محسوس کرتی ضدی سے لہجے میں
بولی تھی۔

جب اپنے پیرنٹس ناں ہوں اور ان کا کوئی عزیز دوست ہو
تو اولاد سب سے پہلے اس دوست کے پاس جاتی ہے جو
آپ کے والدین کا عزیز ہو اور یقیناً آپ زویا آٹٹی سے ہی
ملنے جا رہے تھے ناں اس لئے میں نے انہیں یہاں حویلی
بلا لیا تاکہ مظلومیت کا ڈھونگ کرتی پلوشہ تائی کی
سچائی ہم سب سنے آپ اکیلے کیوں سہن کریں یہ سب
ہاشم تایا کو تو ہر بات کا علم ہونا چاہیے آخر وہ سب کو
سزا دینے کے ٹھیکے دار جو ہیں کسی پر بھی قاتلانہ
حملہ کروانا طلاق دینا ان کے لئے کوئی بڑی بات نہیں!!
مشائم طنزیہ ہنستی ہوئی بولی تھی۔

خانم بی تو اپنا دل پکڑے بیٹھی تھی مریم خانم خود کو
زندہ لاش محسوس کر رہی تھی پلوشہ خانم مشائم کو اپنی
موت کا پروانہ سمجھ رہی تھی جبکہ نازنین خانم وہ مشائم
کا گلہ دبا دینا چاہتی تھی۔

یہ لڑکی کچھ بھی بکواس کرتی رہے اور ہم سنتے رہیں
شہریار تم اسے طلاق کیوں نہیں دے دیتے یہ بے حیا
تمہاری مورے میری دیدہ پر اتنا بڑا الزام-----وہ الزام
نہیں لگا رہی پھوپھو لالہ اور میں ہم دونوں اپنے کانوں

سے سب سن چکے ہیں!! لالا آپ لوگوں کو معاف کر سکتے ہیں مگر میں کبھی نہیں کروں گا میں اپنی مورے سے منہ پھیر سکتا ہوں تو کوئی اور کیا ہی ہو سکتا ہے میرے لئے!! نازنین خانم جو مشائم کو تھپڑ مارنے کے لئے آگے بڑھی تھی جب بہرام خانزادہ اس کے سامنے آکر کھڑا ہوتا نازنین خانم کے پاؤں تلے زمین کھینچ گیا تھا۔

سب دم سادھے کبھی مشائم کبھی بہرام تو کبھی شہریار کو دیکھ رہے تھے حویلی کے داخلی دروازے سے ڈاکٹر زویا خان اندر داخل ہوتی دکھائی دے رہی تھی جنہیں دیکھ کر پلوشہ خانم کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید ہو گیا تھا۔

ڈاکٹر زویا خان سب سے پہلے شہریار خانزادہ سے ملی تھی وہ انکی سہیلی کا بیٹا تھا۔ لالا یہ عورت مجھ سے شہریار کو چھین لے گی اس کی کسی بات پر یقین نہیں کرنا آپ شہریار تم میرے بیٹے ہو کشمالہ نے صرف تمہیں پیدا کیا ہے میں وہ ہوں جس نے تمہیں پالا ہے زویا تم کچھ نہیں بولو گی میرا بیٹا مجھ سے نہیں چھینو گی!! پلوشہ خانم بے ساختہ بے ربط سا بولنے لگی تھی۔ انشال کی سمجھ سے سب باہر تھا مگر منہاں اور احد معاملے

کی سنگینی سمجھ گئے تھے غزالہ خانم کا دل پھٹنے والا
ہو رہا تھا کشمالہ خان ان کی چھوٹی بہن تھی جس کے
ساتھ پلوشہ خانم نے کیا کیا تھا وہ سوچ کر بھی تکلیف
سے تڑپ رہی تھی۔

پلوشہ خانم شہریار خاندادہ کے پاس جاتی اسے تھامنے لگی جب وہ ان سے فاصلے پر ہو گیا۔ شہریار میرے بیٹے میں ہوں تمہاری مورے میں-----کیوں چھینا مجھے میری مورے سے آپ نے کیوں میری مورے کو مجھ سے محروم کیا آپ نے؟؟ کتنی ظالم عورت ہیں آپ کیوں یہ سفاکی دکھائی آپ نے؟؟ بابا کا بدلہ میری مورے کشمالہ خان سے کیوں لیا؟؟ شہریار خاندادہ اپنے بال کھینچتے ہوئے اپنی پیشانی زور زور سے دیوار پر مارتا چلا رہا تھا اس کا ضبط ٹوٹ گیا تھا چار سال کی عمر میں اپنی مورے کے سینے کی گرمائش کا وہ لمحہ اسے یاد آیا تھا جب پلوشہ خانم اسے کشمالہ سے چھین کر لے گئی تھی وہ کتنی بے قرار تھی تڑپ رہی تھی وہ لمحہ شہریار کی آنکھوں کے آگے آتا اسے تڑپا رہا تھا۔

بہرام احد منہان تینوں شہریار کو قابو کرنے کے لئے

تیزی سے آگے بڑھے تھے۔ لالا آپ کیا کر رہے ہیں
سنبھالیں خود کو!! وہ تینوں ایک زبان ہو کر بولے تھے۔
ہاشم خان کے ہاتھ پہلی بار کانپے تھے انہوں نے مریم
خانم کی جانب دیکھا جو رو رہی تھی اور انکے اپنی جانب
دیکھنے پر اپنی نگاہیں پھیر گئی تھی۔

دیکھ لو پلوشہ خانم ظالم کبھی کامیاب نہیں ہوتا ظلم کی
کبھی جیت نہیں ہو سکتی شہریار کی یہ جو حالت ہے وہ
کشمالہ خان کی تڑپ میں ہو رہی تھی ناں تم کشمالہ کا
شوہر اس سے چھین سکی ناں اس کا بیٹا شہسوار لالا بھی
کشمالہ کے تھے شہریار بھی اس کا ہی ہے تمہیں کہا تھا
میں نے جو تم کر رہی ہو اس کا خمیازہ بہت بڑا ہو گا اور
آج وہ دن آگیا ہے آج حشر کا میدان تمہارے لئے کھل چکا
ہے اور تم جانتی ہو تمہارا فیصلہ بھی یقیناً سردار ہاشم
خان کریں گے تمہارا جرم چھوٹا نہیں! ڈاکٹر زویا نفرت
سے بولی تھی انہیں پلوشہ خانم سے شدید نفرت سی
محسوس ہوتی تھی۔

میں کشمالہ خان کی سہیلی اس کی ہم راز زویا خان ہوں
اور اس کی زندگی کا ہر راز جانتی ہوں اس حویلی کو

برزخ میں جھونکنے والی اور کوئی نہیں بلکہ مظلومیت کا ڈھونگ کرنے والی پلوشہ خانم ہے جس نے شہسوار لالہ کو ان کے عشق کی وہ سزا دی جو انہیں کشمالہ خان کے آگے گناہ گار بنا گئی۔ ڈاکٹر زویا خان خاندادہ حویلی کے سیاہ پنے کھولنے لگی۔ مشائم شہریار کے پاس جاتی اس کا ہاتھ سختی سے اپنے ہاتھ میں پکڑ کر جیسے اسے اپنے ہونے کا اشارہ دے رہی ہو۔ منہان انشال کے پاس چلا گیا تھا جو زرد چہرے سے شہریار خاندادہ کی جانب دیکھ رہی تھی وہ کیا محسوس کر رہی تھی منہان اس کے چہرے سے ہی سب جان گیا تھا۔ زویا خان ماضی کے پنے کھولتی سب کے دل لرزہ گئی تھی۔

(ماضی)

پندرہ سالہ کشمالہ خان نے میٹرک میں پورے سوات میں ٹاپ کیا تھا۔ وہ اپنی سہیلی زویا خان کے گھر پارٹی میں مدعو تھی جنہوں نے دوسری پوزیشن حاصل کی تھی۔ وہ دونوں ون ڈش پارٹی کر رہی تھی ہمیشہ زویا خان ہی خاندادہ حویلی جایا کرتی تھی مگر آج انہوں نے اپنی حویلی میں کشمالہ خان کو مدعو کیا تھا۔

زویا خان اپنی خان فیملی کی اکلوتی بیٹی تھی جو خاندان کے اکلوتے بیٹے ضیاء خان کی منگ تھی۔ وہ ان سے عمر میں دس سال بڑے تھے اور شہسوار خان کے بے حد قریبی دوست تھے بالکل بھائی جیسے اس لئے کشمالہ خان کو سردار دوراب خان سے اجازت مل گئی تھی زویا خان کی حویلی جانے کے لئے۔

کشمالہ خان کو پک اینڈ ڈراپ کرنے کی ذمہ داری شہسوار خان کی تھی وہ اپنے خاندان کے سب سے بڑے بیٹے اور ہونے والے سردار تھے ایک سردار کے بیٹے کا دوست بھی دوسرے سردار کا بیٹا ہی ہوتا ہے مگر فرق صرف اتنا تھا کہ شہسوار خان جس خاندان سے تعلق رکھتے تھے وہ بے حد سخت اور اصولوں کا پابند تھا انکے خاندان میں پسند کی شادی عیب سمجھی جاتی تھی پیدائش کے وقت ہی ان کے رشتے طے کر دیئے جاتے تھے خواہ پھر وہ رشتہ ناپسندیدہ ہی کیوں نا ہو اسے گلے کا پھندا سمجھ کر سولی پر لٹکنا ہی ہوتا تھا۔

کشمالہ تم نے اپنے ماموں جان (سردار دوراب خان) سے بات کی ترکی جانے کی؟؟ زویا خان چہکتی ہوئی استفسار

کر رہی تھی۔ زوئی میں رزلٹ آنے کا ویٹ کر رہی تھی
مگر اب تھوڑا تھوڑا ڈر بھی لگ رہا ہے اگر سردار
ماموں جان ناں مانے تو میرا ڈریم کیسے پورا ہو گا؟؟ تم
جانتی ہو ناں میں ترکی میں اسٹڈی کر کے ڈاکٹر بننا چاہتی
ہوں یہ میرا سب سے بڑا ڈریم ہے! کانچ جیسی گہری
معصومیت سے لبریز بڑی بڑی بھوری آنکھوں والی کشمالہ
خان کی خوشی سے آنکھیں ایسی چمکی تھی جیسے
دیکھنے والا دل تھام کر فنا ہو جائے۔

کشمالہ کا بیضوی سرخ و سفید نورانی چہرہ خم دار
ٹھوڑی پر موجود تل اور بھرے بھرے سرخ گالوں
پر ابھرے ہوئے ڈمپلز کشمالہ کے حسن پر چار چاند لگاتے
تھے۔ بے حد سلکی کمر سے نیچے جھولتے لمبے گھنے
بال بڑی بڑی آنکھوں پر بڑی بڑی مڑی ہوئی گھنی پلکیں
وہ پورے سوات کی خوبصورت ترین لڑکی کشمالہ خان
تھی اوز کا حسن چاندی جیسا چمکتا نورانی سا تھا صحرا
جیسا گہرا تھا جس کا کوئی شدت سے دیوانہ تھا اور یہ
بات کشمالہ خان کو ابھی تک معلوم ہی ناں تھی۔

تو اس میں ڈرنے والی کیا بات ہے تم ایک کام کیوں نہیں

کرتی شہسوار لالا سے بات کرو ناں یا میں ضیاء کو بولوں
وہ لالا سے بات کریں کہ تم ترکی میں ڈاکٹر بننا چاہتی ہو
اور تمہاری وجہ سے میں بھی اب ترکی میں ہی ڈاکٹر
بننے کا خواب سجا کر ضیاء سے بھی پرمیشن لے چکی
ہوں شہسوار لالا تمہاری ہیلپ کریں آخر وہ خود بھی تو
اپنا ماسٹرز بیرون ملک سے کرنا چاہتے تھے ناں تو کیوں
ناں تمہاری بھی ہیلپ کر دیں! زویا خان کشمالہ خان کی
معصوم نیچر کو اچھی طرح جانتی تھی اس لئے اپنی
طرف سے مشورہ دینا ضروری سمجھا۔

ضیاء خان ڈاکٹر بن رہے تھے وہ بھی اپنی فردر اسٹڈیز
کمپلیٹ کرنے بیرون ملک جا رہے تھے ان کے ساتھ ہی
شہسوار خان نے بھی ماسٹرز کرنے کا سوچا تھا وہ بزنس
کی فیلڈ میں ماسٹرز کرنے باہر جانے والے تھے۔

اچھا اور اگر انہوں نے ہی انکار کر دیا تو میں کیا کروں
گی؟ کیا وہ میری ہیلپ کر دیں گے؟ کشمالہ خان لمحوں
میں افسردہ ہو گئی تھی۔ وہ کیوں نہیں مانے گے یار تم
ٹرائی تو کرو ناں!! زویا خان منہ بنا کر بولی۔ وہ اپنی
بیسٹ فرینڈ کی سینسیٹو نیچر سے کبھی کبھی چڑھ جاتی

تھی کشمالہ خان اتنی معصوم تھی کہ زویا خان کبھی کبھی اس کی معصومیت دیکھ کر اپنا سر پکڑ لیتی تھی۔

زوئی تم جانتی ہو ناں مجھ پر اتنی سختی سردار ماموں نہیں کرتے جتنی شہسوار لالا کرتے ہیں وہ مجھے حجاب کے بغیر باہر جانا الاؤ نہیں کرتے اور وہ جب جب بیرون ملک سے واپس آتے ہیں اپنی اسٹڈی کر کے مجھ پر پہلے سے زیادہ سختی کرتے ہیں انہوں نے ڈرائیور کے ساتھ بھی میرے اکیلے جانے پر پابندی لگائی ہوئی ہے جب تک خانم بی ساتھ نہیں جاتی میں کہی جا بھی نہیں سکتی ہر ایک ڈرائیور ان کے غصے سے ڈرتا ہے وہ اپنی منگیتر پلوشہ دیدہ پر تو کوئی سختی نہیں کرتے مگر مجھ پر کوئی نرمی کرنا بھی انہیں یاد نہیں رہتا!! کشمالہ خان سیکنڈز میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

کشمالہ تم بہت معصوم ہو سب اس لیے تمہارا خیال کرتے ہیں اور شہسوار لالا غصے کے تیز ہیں ناں ضیاء نے مجھے بتایا تھا ان کے دوستوں میں سب سے زیادہ غصے والے شہسوار لالہ ہیں ان کی نیچر میں سختی ہے اور وہ سردار بھی بننے والے ہیں تو اس لئے اب ذرا سخت

فیصلے کرتے ہوں گے تم آج ان سے بات کرنے کی ہمت
کرو اگر تم کہو تو میں بات-----نہیں زوئی تم کچھ مت
کہنا اگر وہ مجھ پر غصہ ہو گئے تو میری ہیلپ کون کرے
گا پھر میں آج راستے میں ہی ان سے لازمی بات کر لوں
گی۔!!

وہ دونوں سہیلیاں کھانے پینے اور اپنی باتوں میں
مصروف تھی جب دروازے پر دستک ہوئی اور ملازمہ
ادب سے اندر داخل ہوئی۔ زویا باجی وہ کشمالہ بی بی کو
نئے سردار صاحب (شہسوار خان) حویلی واپس چلنے کا
حکم دے رہے ہیں!! کیوں ابھی تو تین گھنٹے ہی تو ہوئے
ہیں وہ ابھی گئے مجھے لینے؟؟ کشمالہ خان معصومیت
سے بولی۔

بی بی جی خان صاحب تو واپس گئے ہی نہیں تھے وہ
ضیاء صاحب کے ساتھ مردان خانے میں بیٹھے تھے۔
ملازمہ کشمالہ خان کی بات سن کر بولی تھی۔ ہیں کیا
شہسوار لالا واپس نہیں گئے مگر انہیں تو اپنے ضروری
کام سے جانا تھا وہ میرے خاطر یہاں کیوں رکے ہوئے

تھے کیوں نہیں گئے واپس لیٹ ہو رہے ہوں گے زوئی
میں بس جا رہی ہوں حویلی واپس لالہ نے مجھے حویلی
ڈراپ کر کے جانا ہو گا تم آنا میرے پاس اوکے میں چلتی
ہوں اپنا خیال رکھنا! کشمالہ خان سیاہ چادر اوڑھتی ہوئی
اپنا منہ اچھی طرح ڈھانپتی ہوئی روم سے نکل گئی تھی۔

وہ جیسے ہی لاؤنچ کے دروازے تک پہنچتی باہر شہسوار خان کو کھڑے دیکھ کر تیزی سے باہر کی جانب بڑھی!!
خانم آہستہ چلو دیہان سے ابھی چادر پاؤں میں آجاتی تو تمہیں چوٹ لگ جاتی۔ شہسوار خان کشمالہ کے پیروں سے الجھتی چادر دیکھ کر پریشانی سے آگے بڑھے تھے۔

آپ گئے کیوں نہیں اپنے کام پر میری وجہ سے آپ کا ضروری کام نہیں۔۔۔۔۔۔ تم سے ضروری میرا کوئی کام نہیں تم جانتی ہو ناں تمھیں ڈراپ کیے بنا میں واپس نہیں جا سکتا تھا۔

سیاہ قمیض شلوار میں ملبوس سیاہ مردانہ شال کندھوں پر ڈالے لمبی چوڑی ورزشی جان دار جسامت والے رعب دار پچیس سالہ شہسوار خان چھوٹی سی کشمالہ خان کے

پیروں پر جھک کر اس کی چادر ٹھیک کر رہے تھے وہ
پچیس سالہ مرد پندرہ سالہ کشمالہ خان کے پیروں پر جھکا
ہوا تھا جس کا رعب اور دببہ اتنا تھا کہ اس کی سرداری
کا سن کر ہی سب کپکپا گئے تھے وہ اتنی سخت فطرت کا
مالک تھا۔ اتنا رعب دار تھا۔

آجاؤ حویلی چلتے ہیں دو گھنٹے کا سفر ہے ابھی چھ بج
رہے ہیں آٹھ بج جائیں گے ہمیں حویلی پہنچتے ہوئے
بھوک تو نہیں لگی کچھ کھانا ہے؟؟ شہسوار خان کشمالہ
خان کو فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھاتے خود
ڈرائیونگ سیٹ پر سوار ہو گئے تھے۔ زویا خان اپنے روم
کی کھڑکی سے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی
وہ حیرت زدہ تھی شہسوار خان جیسا رعب دار مرد
کشمالہ کے پیروں میں ملازموں کے بیچ جھکا ہوا تھا جو
بیشک بہت زیادہ دور کھڑے تھے مگر ایک سردار کو
قدموں میں بیٹھے دیکھ چکے تھے۔

زویا خان کو حیرت اس بات پر زیادہ ہو رہی تھی کہ انکی
اور ضیاء خان بچپن کی منگنی ہوئی تھی ان کا نکاح ہونے
والا تھا ضیاء خان زویا خان سے بہت محبت کرتے تھے

مگر کبھی اپنے گٹھنوں پر بیٹھ کر انہیں ایک پھول تک
نہیں دیا تھا جبکہ شہسوار خان تو کشمالہ خان کے پیروں
میں الجھی چادر نکال رہے تھے۔۔۔

خانم یہ تمہارے لئے!! شہسوار خان گاڑی ڈرائیو کرتے
ہوئے ڈیش بورڈ سے ایک لمبا مخملی ڈبہ اٹھاتے اپنے پہلو
میں بیٹھی کشمالہ خان کی جانب بڑھاتے مسکراتے ہوئے
بولے تھے یہ کیا ہے؟ کشمالہ خان خوشی سے بولی تھی۔
اسے کھولو اور خود دیکھ لو!! شہسوار خان کی مسکراہٹ
مزید گہری ہو گئی تھی کشمالہ کی آواز میں خوشی وہ
محسوس کر چکے تھے یقیناً اس کے سرخ لب مسکرا
رہے ہوں گے یہ سوچ ہی شہسوار خان کا دل دھڑکا گئی
تھی۔

آپ نے یہ میرے لئے گفت لیا ہے؟ کشمالہ نے جیسے ہی
مخملی ڈبہ کھولا اس کی بھوری آنکھوں کی چمک اتنی
گہری ہو گئی کہ اگر اس وقت شہسوار خان اسے دیکھ
لیتے تو اپنا دل ہتھیلی پر رکھ دیتے۔ کشمالہ خان کی آواز
میں کچھ تھا جو شہسوار خان کو گاڑی روکنے پر مجبور
کر گیا۔

انہوں نے جیسے ہی بریک لگائی پیچھے لمبی قطار میں چلتی گارڈ کی گاڑیاں بھی شہسوار خان کی گاڑی سے فاصلے پر رک گئی۔ شہسوار خان اپنی گردن موڑتے ہوئے کشمالہ خان کی جانب دیکھنے لگے انہیں کانچ جیسی آنکھوں میں دھندلاہٹ اترتی محسوس ہوئی۔

اتنی سی بات پر آنکھیں کیوں نم کر لی ہیں؟؟ شہسوار خان اپنی جیب سے نرم رومال نکال کر کشمالہ خان کی آنکھوں میں ٹھہرے آنسو دیکھ کر خود کو کوس رہے تھے انہیں پہلے کشمالہ سے وعدہ لینا چاہیے تھا کہ وہ خوشی سے روئے گی نہیں مگر وہ اسے تحفہ دینے کے لئے اتنے بے صبرے ہو رہے تھے کہ وعدہ لینا ہی بھول گئے۔

میری غلطی سے تمہیں رولا دیا یہ لو آنسو صاف کرو رونے سے آنکھوں میں درد ہو گا اور آنکھوں کا درد دل کی تکلیف کا سبب بنتا ہے۔ شہسوار خان کی گہری بات کشمالہ خان سمجھنے کے قابل ہی نہیں تھی وہ شہسوار خان کا خاص رومال (جس پر شہسوار کا نام ریشم کے دھاگے سے کشیدہ ہوا تھا) اپنی نازک مخروطی انگلیوں

سے پکڑ کر اپنے آنسو صاف کر کے ڈیش بورڈ پر رکھنے ہی لگی تھی جب شہسوار نے کشمالہ کے ہاتھ سے اپنا رومال واپس لے لیا اور اپنی جیب میں ڈال لیا۔ جس سے عشق ہو اس کے آنسو بھی عزیز ہوتے ہیں۔۔

اس مخملی ڈبے میں موجود بٹر فلائے والا پینڈنٹ ہیروں کی چمک سے حسین ترین لگ رہا تھا۔ ساتھ ہی چھوٹے چھوٹے بٹر فلائے والے ڈائمنڈ کے ٹاپس اور پینڈنٹ سے میچ کرتا ہوا بریسلٹ تھا جس میں بے شمار چھوٹی چھوٹی تتلیاں لٹک رہی تھی جن میں چمکتے ہیرے بہت دلکش لگ رہے تھے۔

آپ کو کیسے پتہ بٹر فلائی والا پینڈنٹ سیٹ پہننا میرا ڈریم تھا اور میں نے تو اپنا ڈریم صرف خانم بی سے شیئر کیا تھا؟؟ کشمالہ خان اس پینڈنٹ پر اپنی انگلیاں پھیر کر شہسوار کی جانب دیکھتی بولی جو اسے ہی والہانہ انداز میں دیکھ رہے تھے اپنی آنکھوں میں جذبات کا سمندر لئے جس میں کتنی ہی بار طغیانی آئی تھی۔ کشمالہ خان دنیا کی معصوم ترین لڑکی تھی اور اس کی معصومیت شہسوار کا دل لوٹ چکی تھی۔

دو سال پہلے کشمالہ خان نے بٹر فلائے والے پینڈنٹ سیٹ
 پہننے کی معصوم خواہش خانم بی سے شیئر کی تھی
 کشمالہ کو تتلیاں بے حد پسند تھی جب وہ خانم بی سے اپنا
 ڈریم شیئر کر رہی تھی اس وقت شہسوار خان سوات
 پہنچے ہی تھے وہ خانم بی کے روم میں ان سے ملنے
 دروازے تک پہنچے ہی تھے جب خانم بی کے روم کے
 اندر سے آتی کشمالہ خان کی معصوم آواز میں کی جانے
 والی معصوم خواہش وہ سن چکے تھے اور انہیں نے کچھ
 دنوں میں ہی آرڈر پر بٹر فلائے والا ڈائمنڈ سیٹ بنوا لیا
 تھا۔ شہسوار خان دو سال سے یہ ڈائمنڈ سیٹ اپنے پاس
 رکھے ہوئے تھے انہیں ارجنٹلی انہی دنوں واپس جانا پڑا
 تھا اور اب جب کل وہ سوات واپس لوٹے تھے تو انہیں اس
 سے بہترین موقع اور کوئی مل ہی نہیں سکتا تھا کشمالہ
 کو یہ تحفہ دینے کا!!! وہ حق سے بول سکتے تھے کشمالہ
 نے ٹاپ کیا ہے پہلی پوزیشن حاصل کی ہے اور اس
 خوشی میں انہوں نے یہ سیٹ کشمالہ کو گفٹ دیا ہے۔

میں تمہارا ڈریم پورا کرنا چاہتا تھا۔!! شہسوار خان کے
 لہجے میں جنونیت تھی۔ بتاؤ ناں خانم کیا کوئی اور ڈریم
 ہے تمہارا کوئی اور خواہش اور کیا پسند ہے تمہیں؟؟ جو

تم اپنے ہونے والے سردار سے مانگ سکوں!! شہسوار
خان کا لہجہ سادہ تھا مگر آواز بھاری تھی کشمالہ خان اگر
اس وقت شہسوار خان سے ان کا دل مانگ لیتی تو وہ اپنا
سینا بھی چیر دیتے۔ وہ کشمالہ خان کو اب کسی سوچ میں
گم ہوتے دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔

مجھے اور کیا پسند ہے؟ ہمممم۔۔۔ کیا میں آپ سے ایک
ہیلپ مانگ لوں؟ کشمالہ خان معصومیت سے بولی۔ کیسی
ہیلپ چاہیے معصوم پٹھانی؟ شہسوار خان کو کشمالہ پر
ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔ میں ڈاکٹر بننا چاہتی ہوں! کشمالہ خان
نے بولنا شروع کیا۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے کروا دوں گا
میڈیکل کالج میں ایڈمیشن اور کچھ!! شہسوار خان نے
کشمالہ کا حوصلہ بڑھایا تھا تاکہ وہ جو شیئر کرنا چاہتی
ہے کھل کر شیئر کرے۔

واقعی آپ میرا ایڈمیشن کروا دیں؟؟ کشمالہ کی آنکھیں اب
کسی اور احساس سے چمک رہی تھی۔ ترکی جانے کا
خواب اور گہرا ہو گیا تھا۔ آپ نے یہ تو پوچھا ہی نہیں کہ
کہاں جا کر اسٹڈی کرنا چاہتی ہوں؟ کشمالہ معصوم بچے
کی طرح لاڈ سے بولی وہ انتہا کی معصومیت انتہا کا حُسن

خود میں سمائے بیٹھی تھی۔

اچھا تو اب سمجھ آیا معصوم پٹھانی نے سوات سے باہر جا کر اسٹڈی کرنی ہے! شہسوار خان گاڑی اسٹارٹ کر گئے تھے۔ جی میں ترکی جانا چاہتی ہوں! کشمالہ خان کی بات پر چلتی گاڑی کو ایکدم بریک لگی تھے شہسوار خان نے حیرت سے کشمالہ کو دیکھا تھا۔

اکیلی کیسے رہو گی خانم؟ انہیں بس حیرت اسی بات کی ہوئی تھی کہ کشمالہ جیسی معصوم لڑکی کس طرح سب سے دور رہے گی؟؟ میں ہاسٹل میں رہ لوں گی آپ کو پتہ ہے زوئی بھی ترکی جانا چاہتی ہے اور ضیاء لالا بھی اپنا ماسٹرز ترکی سے کرنے جائیں گے تو وہ لوگ کبھی کبھی مجھ سے ملنے آجایا کریں گے!! کشمالہ سادے سے انداز میں بولی۔

ہاسٹل میں تو رکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا!! شہسوار خان کا لہجہ سخت ہو گیا تھا۔ کشمالہ خان منہ بسوڑے گاڑی کے دروازے کے ساتھ لگتی ونڈ اسکرین سے باہر دیکھنے لگی۔ میں جانتی تھی آپ کیوں میری ہیلپ کریں

گے زوئی کا ہر مشورہ غلط ہی ہوتا ہے! کشمالہ خان منہ
میں بڑبڑائی تھی۔ آپ بالکل اچھے نہیں! وہ اب ناراض ہو
رہی تھی۔

میں نے ہاسٹل میں رہنے سے انکار کیا ہے ترکی جانے
سے نہیں!!! شہسوار خان فوراً ہی پگھل گئے تھے۔ آپ
ہمیشہ مجھ پر سختی کرتے ہیں پلوشہ دیدہ تو آپ کی
منگیتر ہیں آپ ان پر کوئی سختی نہیں کرتے میں نے آپ
کا گفٹ بھی تو لیا ہے ناں جبکہ آپ کو پتہ ہے دیدہ مجھ
سے ٹھیک سے بات بھی نہیں کریں گی جب انہیں پتہ چلے
گا کہ آپ نے مجھے کوئی گفٹ دیا ہے وہ مجھے آپ سے
بات کرنے سے بھی منع کرتی ہیں جب انہیں پتہ چلا کہ
میں ڈرائیور کے ساتھ نہیں بلکہ آپ کے ساتھ زوئی کی
حویلی جا رہی ہوں تو انہیں نے مجھے بہت ڈانٹا بھی تھا۔
کشمالہ کی آواز بھیگ گئی تھی بھوری آنکھوں سے اشک
رواں تھے۔

اس کی اتنی جرت۔۔۔ پلوشہ تمہیں ڈانٹتی ہے اور تم مجھے
آج بتا رہی ہو یہ بات؟؟ شہسوار خان آگ بگولا ہو گئے
تھے ماتھے کی رگیں تن گئی تھی ہاتھوں اور جسم کی

نسیں شدید طیش سے پھول گئی تھی۔ پلوشہ کی جرت بھی کیسی ہوئی کشمالہ کو ڈانٹنے کی شہسوار کا خون کھول گیا تھا۔ شہسوار خان کی غصیلی رعب دار آواز سن کر کشمالہ خان لرزنے لگی تھی وہ اتنی بری طرح کانپی تھی کہ اس کے ہاتھ سے نقاب ہی چھوٹ گیا تھا۔

یہ لو آنسو صاف کرو اور اب مجھے روتی ہوئی نظر نہیں آنا!! شہسوار نے اپنی ٹون بالکل مدہم کر لی تھی۔ یہ جیولری پہن لو گفٹ کی قدر کرنی چاہیے!! شہسوار خان نے موزوں بدل دیا کشمالہ کی ناراضگی رو کر بھوری آنکھوں کو تکلیف دینا کانپنا ڈرنا سہم جانا شہسوار کو بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

میں ابھی پہن لیتی ہوں آپ اپنا دل برا نہیں کریں میں تحفے کی قدر کرتی ہوں اور آپ سے وعدہ کرتی ہوں آخری سانسوں تک یہ تحفہ خود سے لگا کر رہوں گی اگر ہم دونوں کی کبھی کوئی ناراضگی بھی ہو گئی تو بھی میں یہ تحفہ نہیں اتاروں گی!! معصومیت کی انتہا کرتی کشمالہ خان وہ پینڈنٹ پہن گئی۔ شہسوار کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔ ہیرون کی چمک کشمالہ کی خوبصورتی کے آگے مانند

پڑھ گئی تھی وہ بلا کی حسین تھی کم سن کلیوں جیسا
مہکتا وجود کسی کو بھی دیوانہ بنا سکتا تھا۔ شہسوار خان
گوڈے گوڈے کشمالہ کے عشق میں ڈوبے ہوئے تھے۔

دو گھنٹے کا سفر کیسے گزرا شہسوار کو ہوش ہی نہیں
رہا کشمالہ راستے میں سو چکی تھی۔ رات کے آٹھ بج رہے
تھے جب شہسوار خان کی بڑی کی سیاہ گاڑی خانزادہ
حویلی کے وسیع کارپورچ میں آکر رکی۔ ہتھیاروں کے
لیس گارڈز شہسوار خان کی گاڑی کو دیکھ کر چوکنے ہو
گئے تھے حویلی کا سب سے غصیلہ رعب دار خانزادہ
شہسوار خان کا حویلی میں ہونا ہی سب کو لرزہ دیتا تھا
جب شہسوار خان بات کرتے تھے تو انکا رعب دار بھاری
لہجہ سب پر ہی لرزہ طاری کر دیتا تھا مگر شہسوار خان
جو کشمالہ خان کے ساتھ بن جاتے تھے وہ کوئی جانتا ہی
نہیں تھا صرف ایک وجود کے جو پلوشہ خان تھی۔ وہ
اپنے کمرے کی کھڑکی سے حسد بھری نظروں سے
شہسوار کی گاڑی کو دیکھ رہی تھی جس میں کشمالہ
موجود تھی۔

پلوشہ خان کو کبھی اتنی حسد کسی سے نہیں ہوتی تھی

جتنی جلن وہ کشمالہ سے محسوس کرتی تھی۔ پندرہ سالہ کشمالہ کی سب سے بڑی دشمن اگر کوئی تھی تو وہ تنیس سالہ پلوشہ خان تھی جس کا منگیترا سوات کا نیا سردار شہسوار خان تھا جو کشمالہ کا دیوانہ تھا وہ اگر اپنی معصومیت میں شہسوار کو رات کو دن اور دن کو رات کہہ دے تو وہ خود کو اندھا قرار دے کر کشمالہ کے لفظوں پر لبیک کہہ دے۔

آگئی جادو گرئی اپنی معصومیت میں شہسوار کو دیوانہ بنا رکھا ہے مگر کشمالہ خان تم کبھی کامیاب نہیں ہوگی کیونکہ سوات کا سردار میرا ہے میں بنوں گی سوات کی سردارنی خانزادہ حویلی پر راج میرا ہوگا میری طاقت سے زیر ہوں گے سب میرا وارث سردار بنے گا میں بنوں گی شہسوار کے بچے کی ماں تم نہیں چھین سکتی میرا مغرور!! پلوشہ جلن کی آگ سے بھڑک رہی تھی۔ اسے شہسوار سے نہیں بلکہ اس کی سرداری سے مطلب تھا جس کے بعد طاقت کا نشہ انسان کو مغروریت کے تخت پر بیٹھا دیتا ہے شہسوار خان پلوشہ کے بچپن کے منگ تھے مگر وہ شہسوار سے محبت نہیں کرتی تھی صرف انہیں حاصل کرنا چاہتی تھی طاقت کے نشے میں شہسوار اسکی ضد تھا وہ ضد جو اسے شیطان بنا گئی تھی۔

شہسوار کی آنکھوں میں کشمالہ کا عکس پلوشہ نے شدت سے دیکھا تھا وہ شہسوار کا عشق نہیں صرف بیوی بننا چاہتی تھی جو سوات کی سردارنی کہلائے۔۔

خانم ہم حویلی پہنچ گئے ہیں۔ شہسوار خان کی آواز سن کر کشمالہ فوراً ہی جاگ گئی تھی شہسوار خان اپنی سیٹ سے اترتے گاڑی سے باہر نکلے تھے وہ کشمالہ خان کی طرف کا دروازہ کھول کر اس کے اترنے کا انتظار کرنے لگے۔

کشمالہ خان گاڑی سے اتر رہی تھی جب اس کے پاؤں سے جوتا نکل کر زمین پر گرا تھا گاڑی اونچی تھی۔ کشمالہ خان باہر نکلنے لگی جب شہسوار نے اسے روک دیا۔ پاؤں گندے ہو جائیں گے زمین پر ڈسٹ ہے صبر میں پہنا دیتا ہوں!! شہسوار خان نیچے زمین پر بیٹھے اور کشمالہ کے قدموں میں ایک بار پھر جھک گئے انہوں نے کشمالہ خان کا دودھیا سرخ و سفید پاؤں اپنے ہاتھ میں پکڑا اور اسے جوتا پہنا دیا۔

یہ منظر دیکھ کر پلوشہ کی آنکھیں پھٹنے کی حد تک کھل گئی تمام گارڈ ملازم یہاں تک کہ سردار دوراب خان جو

مردان خانے سے زنان خانے کی طرف آرہے تھے انہوں نے بھی یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ ان کا سب سے غصیلہ رعب دار بیٹا ان کا تخت نشین سوات کا ہونے والا سردار کسی کی بھی پرواہ کیے بنا کشمالہ کے پاؤں میں جوتا پہنا رہا تھا یہ کیا دیکھ رہے تھے وہ! یہ شہسوار ہی تھا ناں یہ تو اس کے مزاج ناں تھے وہ تو ایک مغرور مرد تھا۔

شہسوار! سردار دوراب رعب سے شہسوار خان کو پکارنے لگے تھے۔ جی بابا جان حکم! شہسوار خان مسکراتے ہوئے زمین سے اٹھتے سردار دوراب کی طرف بڑھتے تھے۔ کہاں تھا ہمارا بیٹا سوات پہنچتے ہی کہاں چلا گیا تھا پلوشہ بیٹی بتا رہی تھی کشمالہ ضد کر کے تمہارے ساتھ اپنی سہیلی زویا خان کی حویلی گئی ہے!! سردار دوراب شہسوار خان کو اپنے گلے سے لگاتے بولے تھے۔

بابا جان مجھے ضیاء خان سے ملنا تھا اس لئے میں خود کشمالہ کو اپنے ساتھ لے گیا پلوشہ کو اور کوئی کام نہیں جو مجھ پر کسی جاسوس نوکرانی کی طرح نظر رکھتی ہے! یہ رشتہ قائم نہیں رہ سکتا بابا جان میں اسے اس کی حرکتوں کی وجہ سے وہ عزت اور اہمیت نہیں دے سکتا

جو ایک بیوی کا حق ہوتا ہے آپ یہ رشتہ ختم کر دیں!!
شہسوار خان کا خون لاوے کی طرح ابل گیا تھا وہ اپنے
بابا سے صاف لفظوں میں رشتہ ختم کرنے کا بول گئے
تھے۔

یہ تم کس طرح کی بکواس کر رہے ہو شہسوار پلوشہ ہمارے چھوٹے بھائی کی بیٹی ہے اور ہم دونوں نے اپنی خوشی سے تم دونوں کا بچپن میں رشتہ کر دیا تھا جو کسی صورت ختم نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔رشتہ آپ نے اپنی مرضی سے کیا تھا بابا جان میں جوان مرد ہوں اور اپنی زندگی کی ہمسفر چننے کا اختیار مجھے ہے یہ میرا شرعی حق ہے پلوشہ جانتی ہے میری طرف سے اس رشتے کی کوئی حیثیت نہیں اور یقیناً ہو بھی مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتی میں آپ کے فیصلہ کا احترام کرتا ہوں جس طرح آپ نے چاچو جان کے ساتھ مل کر یہ رشتہ کیا ہے اسی طرح اسے ختم کر دیں میں بداخلاق جاسوس عورت سے شادی نہیں کر سکتا!! شہسوار خان نے کبھی اس طرح سردار دوراب سے بات نہیں کی تھی جس طرح وہ آج بول رہے تھے۔

پلوشہ تم سے شادی کے لئے تیار ہے اس کے خلاف
 تمہارا ذہن کس نے بھرا ہے شہسوار وہ آج بھی تمہاری
 اور اسکی شادی کی رضامندی مجھے ڈھکے چھپے الفاظ
 میں دے گئی ہے یقیناً تم کچھ.....کشمالہ احتیاط سے!!
 سردار دوراب جو شہسوار کو شدید طیش سے لال ہوتے
 دیکھتے سمجھانے لگے تھے جب شہسوار خان ان کی بات
 بیچ میں ہی چھوڑ کر کشمالہ خان کی جانب بھاگے تھے
 جو حویلی کے داخلی دروازے سے انٹر ہوتی پیروں میں
 چادر الجھنے سے سیڑھیوں پر ہی گر گئی تھی۔ سردار
 دوراب بھی کشمالہ کی جانب بڑھے تھے جو ان کی
 اکلوتی بیٹی مریم سے بھی زیادہ لاٹلی تھی۔ وہ ان کی
 مرحوم بہن کی بیٹی تھی جو پیدائش کے وقت ہی اپنی ماں
 کھو چکی تھی کشمالہ بچوں میں سب سے چھوٹی تھی
 سردار دوراب کی جان اس میں بستی تھی۔

کشمالہ خان کا رو رو کر برا حال تھا پاؤں اتنی بری طرح
 مڑا تھا کہ زمین سے اٹھنا مشکل تھا۔ میں نے کہا تھا ناں
 احتیاط کرنا چادر پاؤں میں الجھ کر گرا دے گی! شہسوار
 خان کشمالہ کو اپنی گود میں اٹھا کر تیزی سے اندر بڑھے
 تھے کشمالہ تکلیف سے اتنی بری طرح رو رہی تھی کہ
 سردار دوراب بے حد پریشان ہو گئے تھے۔

میری بچی کیا ہو گیا اتنی خوش خوش گئی تھی اب رو رہی ہے۔ خانم بی بھی پریشانی سے کشمالہ کی طرف بڑھی جو مریم خان کے ساتھ بیٹھی چائے پی رہی تھی۔ میری گڑیا مریم تو لالا کی بات پر غور کرتی ہے مگر کشمالہ نہیں کرتی خانم بی آپ ان کو ٹھیک سے چادر لینا سکھائیں ورنہ ایسے ہی پاؤں سجاتی رہیں گی!! شہسوار خان پریشانی سے بول رہے تھے مریم خان بھی بڑی بڑی چادر اوڑھ کر گرتی رہتی تھی آج کشمالہ گر گئی تھی۔

تم ہی تو کشمالہ پر چادر اوڑھنے کی سختی کرتے ہو ورنہ وہ تو بچی ہے ابھی ٹھیک سے بڑی چادر لینا سیکھ جائے گی!! خانم بی شہسوار خان سے ہی خفا ہو گئی تھی۔ ایک سردار سب سے پہلے اپنی حویلی کے لوگوں کو اپنے حکم کا پابند بناتا ہے اور ہر حکم بھلائی کے لئے ہی ہوتا ہے!! شہسوار خان نے کشمالہ کو خانم بی کے بیڈ پر بٹھایا تھا اور اس کے سوجن زدہ پاؤں کو پکڑ کر دیکھنے لگے تھے۔

لالا۔۔ ہاتھ۔ ناں لگائیں درد ہو رہا ہے!! کشمالہ نے بلبلا تے ہوئے بولا تھا۔ سردار دور اب خانم بی اور مریم خان بھی

روم میں موجود کشمالہ کو درد سے تڑپتے دیکھ تکلیف محسوس کر رہے تھے۔ ابھی ٹھیک ہو جائے گا ٹاپ کیا ہے تو نظر لگ گئی ہے کسی فیلئر کی ابھی چھوٹی پٹھانی کا صدقہ نکالتا ہوں تاکہ سب کی کالی نظریں اتر جائیں!! شہسوار خان کی بات سن کر مریم خان کا قہقہہ گونجا تھا۔

ٹھیک کہا آپ نے لالا پہلی کالی نظر تو میری ہی لگ گئی ہو گی!! مریم خان بھی کشمالہ کا دیہان بٹانے لگی تھی۔ نہیں تو مریم تم تو میری سہیلی ہو تمہاری نظر نہیں لگی مجھے اور آپ صدقہ نکالیں نا تاکہ میں پھر سے نا گروں! کشمالہ خان نے مریم خان کی بات کی نفی کی تھی وہ دونوں بیسٹ کزنز تھی ہاں بھی میری بیٹی کا فوراً صدقہ نکالو شہسوار!! سردر دور اب بھی بولے تھے۔

کشمالہ خان کا دیہان بٹانے میں سب کامیاب ہو گئے تھے شہسوار خان نے کشمالہ کا پاؤں زور سے پکڑا اور جھٹکا دیتے ہوئے مروڑا تو کشمالہ خان کی چیخ نکلی وہ شہسوار خان کے بازو میں درد سے اپنے نیلز گاڑھ گئی۔ پاؤں کی موچ ٹھیک ہو گئی تھی۔

خانم ملازمہ سے چائے کا بولیں شہسوار تم ہمارے کمرے میں آؤ ہم نے تم سے کچھ بات کرنی ہے! سردار دوراب کشمالہ کا پاؤں ٹھیک ہو جانے کے بعد رعب سے بولے تھے۔ جی بابا جان میں بھی آپ سے کچھ بات کرنا چاہتا تھا خانم بی میں سبز قہوہ پیوں گا گڑ کے ساتھ! شہسوار خان اپنے وولٹ میں موجود تمام نوٹس نکال کر کشمالہ کے سر سے وارے خانم بی سے بولے تھے۔

ٹھیک ہے میرے بیٹے اور کچھ کھاؤ گے!! خانم بی سردار دوراب کو روم سے جاتے دیکھ کر بولی۔ جی آج رات کا کھانا آپ کے کمرے میں کھاؤں گا۔ ڈاکٹر بننے کے لئے دل بڑا کرنا ہوا ہے زیادہ رونے سے انسان کمزور ہو جاتا ہے اور آنکھوں میں درد بھی ہوتا ہے آج تم تین بار رو چکی ہو خانزادیاں مضبوط ہوتی ہیں کیوں مریم گڑیا ٹھیک کہا ناں لالا نے؟؟ شہسوار خان خانم بی سے مخاطب ہونے کے بعد کشمالہ خان کی حوصلہ افزائی کرتے مریم خان سے بولے تھے۔

جی لالا ٹھیک کہا اب آپ جائیں بابا جان آپ کا انتظار کر رہے ہوں گے روم میں کشمالہ کے ساتھ میں ہوں!! مریم

خان مسکرا کر بولی تھی اس کے دل کی خواہش تھی
کشمالہ اور شہسوار کا رشتہ ہونا جو وہ غلطی سے بھی
کسی سے شیئر نہیں کر سکتی تھی۔ جس طرح اسکے لالا
کشمالہ کی کیئر کرتے تھے مریم انہیں بہترین شوہر
آئیڈیلز کرتی تھی۔

شہسوار خان اپنے فون میں کسی کا نمبر ڈائل کرتے روم
سے نکل گئے تھے۔ ہیلو بشیر صدقہ کے دس بکرے
ڈیرے پر ذبح کرواؤ میں آتا ہوں کچھ دیر تک اور سالار
کہاں ہے اچھا چلو سہی ہے! شہسوار خان سردار دوراب
کے مردان خانے میں موجود روم کی جانب بڑھ گئے
تھے۔

ہم نے فیصلہ کیا ہے تمہارے اور پلوشہ کے نکاح کا!!
سردار دوراب شہسوار خان سے تحکم بھرے لہجے میں
مخاطب تھے۔ بابا جان میں نکاح نہیں کرنا چاہتا بلکہ
مجھے پلوشہ سے نکاح ہی نہیں کرنا میں کسی اور کو
پسند کرتا ہوں!! شہسوار خان پھر سے رشتہ ختم کرنے
کی بات کر رہے تھے۔ یہ سب کیا ہے شہسوار جب تم
جانتے تھے کہ خاندان میں تمہاری بچپن کی منگ ہے تو

پھر کس لڑکی کو دل دیئے بیٹھے ہو تم!! ہم تم سے یہ
سب۔۔۔۔۔بابا جان وقت اور زمانہ بدل گیا ہے رشتہ آپ نے
کیا تھا اپنی رضا سے میری مرضی شامل نہیں اس رشتے
میں مجھے اس بوجھ سے آزاد کر دیں میں۔۔۔۔۔ٹھیک ہے
جب تم خود سری کی انتہا پر پہنچ ہی گئے ہو تو جو دل
چاہے وہ کرو تم پلوشہ سے رشتہ ختم کر کے سرداری کھو
دو دے تم سے سرداری لے کر ہم ہاشم خان کو
سردار منتخب کر دیں گے! سردار دوراب کی کڑک دار
آواز مردان خانے میں گونجی تھی۔

یہ ناانصافی میرے لالا جان کے ساتھ میں کبھی نہیں ہونے
دوں گا بابا جان سرداری کا حق صرف میرے لالا کا ہے!!
یہ خاندان حویلی کا سب سے چھوٹا بیٹا سالار خان تھا جو
شہسوار کے حویلی میں ہونے کی خبر سن کر دوڑا چلا آیا
تھا۔ شہسوار خان اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے سالار خان کو
اپنے سینے سے لگا گئے تھے۔

تمہاری بڑی شکایتیں لگائی گئی ہیں مجھے کان کھینچنے
ہیں میں نے اپنے بیٹے کے!! شہسوار خان اپنے سے آٹھ
سال چھوٹے اپنے لاڈلے بھائی کو خود میں بھیجے بولے۔
میں نے بھی آپ کے کان کھینچوانے ہیں بابا سے جو دس
بکرے صدقے کے ڈیرے پر قربان کروانے کے بعد ترکی

کی ٹکٹ کروائی ہے ناں آپ نے ابھی بتا دوں بابا جان کو
کہ لالہ جان نے کل رات کی ٹکٹ بک کروائی ہے ترکی
کی کوئی تو بات ہے کون میرے لالا کا دل چرا گئی ہے؟؟
سالار خان شرارت سے بولا تھا۔

سردار دوراب دونوں بھائیوں کا پیار اور ان کو کان میں
سرگوشیاں کرتے دیکھتے شدید طیش کے عالم میں بھی
مسکرائے تھے ان کے بیٹوں میں ایسا پیار تھا کہ دیکھنے
والے عش عش کر اٹھتے تھے ان کے دوسرے نمبر کے
بیٹے سلطان خان آرمی میں تھے ان کی ٹریننگ چل رہی
تھی اس لئے وہ اس وقت حویلی میں نہیں تھے۔

بابا سرداری کا حق آپ جس کو دینا چاہیں آپ کی مرضی
مگر میں فلحال یہ بات نہیں کرنا چاہتا میں آپ کو صرف
یہ بتانا چاہتا تھا کہ میں اپنا ماسٹرز ترکی میں کرنا چاہتا
ہوں دو سال میں ڈگری کمپلیٹ ہو جائے گی!! شہسوار
خان ادب سے بولے تھے۔

ٹھیک ہے جو مرضی ہو وہ کرو اور اب تم ہماری نظروں
سے دور ہو جاؤ!! سردار دوراب کا غصہ مزید بڑھ گیا

تھا۔ ان کا بیٹا شہسوار صرف وہی بات کرنا جانتا تھا جو اس کی مرضی ہوتی تھی وہ لڑکی کون تھی جس نے انکے اتنے سمجھدار بیٹے کو پھانس لیا تھا تو پلوشہ ٹھیک کہتی تھی شہسوار کسی اور لڑکی کے ساتھ تعلقات میں تھا جس کا نشہ سر چڑھ کر بول رہا تھا۔ سردار دوراب اس لڑکی کو اس دنیا سے ہی غائب کر دینا چاہتے تھے سردار تو عیاش بھی ہوتے ہیں اور اگر ان کا بیٹا کچھ سال عیاشی کرنا چاہتا تھا تو کر لے جب دل بھر جائے گا تو خاندانی لڑکی کو ہی اپنی بیوی بنائے گا وہ ابھی ماسٹرز کرنا چاہتا ہے دو سال اور باہر رہنا چاہتا ہے رہ لے واپس لوٹ کر تو اس نے حویلی ہی آنا تھا اس لئے سردار دوراب خان خاموش ہو گئے نیا نیا جوان خون جوش ہی مارتا ہے۔

ہم کوئی نہیں دور ہونے والے آپکی نظروں سے آپ ہمارے پیارے بابا ہیں بابا جان!! سالار خان اور شہسوار دونوں یک زبان ہو کر لاڈ سے بولے تھے۔ میں بھی لالا کے ساتھ ترکی جاؤں گا اب اور دور نہیں رہنا مجھے اپنے لالا سے!! سالار خان ناراض لہجے میں بول کر شہسوار کی جانب دیکھنے لگا۔ ٹھیک ہے تم بھی چلنا میرے ساتھ! شہسوار خان کی خوشی کی انتہا نہیں تھی ان کا چھوٹا بھائی انہیں سپورٹ کرنے کے لئے ترکی جانے

کی بات کر رہا تھا شہسوار خان سمجھ گئے تھے اور اب وہ کشمالہ خان کے ترکی میں پڑھائی کرنے کی بات سردار دوراب سے آسانی سے کر سکتے تھے۔۔

شہسوار خان اگلے ہی دن رات کی فلائٹ سے ترکی چلے گئے تھے اور انہوں نے تمام پیپر ورک کے بعد اپنی سورسز کے تھرو ایک لگژری اپارمنٹ کشمالہ خان کے نام پر خرید لیا تھا اسی دوران شہسوار خان نے کشمالہ خان کا ایڈمشن بھی استنبول کے انٹرنیشنل میڈیکل کالج میں کروا دیا تھا اور اس سب میں شہسوار کے عزیز دوست ضیاء خان نے ان کی مدد کی تھی کیونکہ ضیاء خان سے جب شہسوار کی حویلی میں ملاقات ہوئی تھی تو وہ ان سے بہت سی باتیں شیئر کر گئے تھے۔

شہسوار خان ترکی میں ہی تھے جب کشمالہ خان نے سردار دوراب سے پاکستان سے باہر جا کر اسٹڈیز کرنے کی بات کی۔ ماموں جان میں پاکستان سے باہر جا کر اپنی میڈیکل کی تعلیم مکمل کرنا چاہتی ہوں میں ڈاکٹر بننا چاہتی ہوں میری سہیلی زویا خان بھی میڈیکل کی اسٹڈی

کرنے باہر جا رہی ہے تو میں آپ سے۔۔۔۔۔ ہماری بیٹی نے
 ٹاپ کیا ہے یہ ہمارے خاندان کے لئے عزاز کی بات ہے
 ہماری بیٹی کشمالہ علم طب حاصل کر کے انسانیت کی
 خدمت کرنا چاہتی ہے ہم اپنی پیاری بیٹی کی بیرون ملک
 جا کر تعلیم مکمل کرنے کی خواہش کیسے پوری نہیں
 کریں گے پہلی بار ہماری بیٹی نے کوئی خواہش ظاہر کی
 ہے اس لئے ہم اپنی بیٹی کی خواہش پوری کرنے کے لئے
 اسے ترکی بھیج دیتے ہیں ٹھیک رہے گا ترکی میں
 میڈیکل کرنا؟؟ کشمالہ نے ابھی تک اپنی بات مکمل بھی
 نہیں کی تھی جب سردار دوراب خود ہی اس کے ترکی
 میں اسٹڈی کرنے کی بات کر گئے کیونکہ ان کے دونوں
 بیٹے بھی ترکی میں ہی اسٹڈی کنٹینیو کر رہے تھے وہ
 دونوں کشمالہ کی حفاظت کر سکتے تھے بیرون ملک
 میں! اگر شہسوار اور سالار ترکی سے پڑھنے کی بات
 نہیں کرتے تو سردار دوراب کشمالہ کو کبھی اجازت نہیں
 دیتے پاکستان تو کیا سوات سے بھی باہر جانے کی۔۔

جی ماموں جان ٹھیک رہے گا میں ترکی سے ہی اپنا
 میڈیکل کمپلیٹ کروں گی!! کشمالہ کی خوشی کا کوئی
 ٹھکانہ نہیں تھا اسے کوئی بات ہی نہیں کرنی پڑھی تھی
 سردار دوراب خود ہی اسے ترکی کی اجازت دے گئے

تھے۔

یہ سب شہسوار لالا کی وجہ سے ہوا ہے میں نے ان سے ہیلپ مانگی تھی ناں ضرور انہوں نے ماموں جان سے پہلے ہی بات کر لی ہو گی ورنہ ماموں جان کبھی نہیں مانتے انہوں نے واقعی میری ہیلپ کر دی کتنے ہمبل ہیں وہ!! میں ان کا تھینکس کروں گی مگر وہ کہاں ہیں؟؟ تین ہفتوں سے تو حویلی میں نہیں نظر آئے میں ان سے ٹیلیفون پر بات کر لوں گی!! کشمالہ کو اب شہسوار سے ملنے کی جستجو ہو رہی تھی۔ اس نے فون بھی کیا تھا مگر شہسوار خان سے بات نہیں ہو سکی۔

کچھ دنوں میں کشمالہ خان اور سالار خان کی ترکی کی فلائٹ کنفرم ہو چکی تھی ان کے ساتھ زویا خان بھی جا رہی تھی کیونکہ ضیاء خان ترکی میں پہلے سے ہی موجود تھے۔ خاندان حویلی میں کشمالہ کے بیرون ملک جانے کی بات آگ کی طرح پھیلی تھی۔ غزالہ خان اور مریم خان تو بے حد خوش تھی کشمالہ کا ڈاکٹر بننے کا ڈریم کون نہیں جانتا تھا نازنین خان بھی خوش تھی کہ کشمالہ جا رہی ہے اب اس کی بہن سکون کا سانس لے

سکی تھی وہ پلوشہ کی کشمالہ سے جیلسی سے اچھی
طرح واقف تھی۔

پلوشہ خان جلے پیر کی بلی بنی ہوئی تھی وہ صرف
کشمالہ کی معصومیت اور خوبصورتی سے ہی نہیں اسکی
ذہانت سے بھی حسد کرتی تھی۔ صبح کے دس بج رہے
تھے کشمالہ اپنی ساری پیکنگ کر چکی تھی کشمالہ کا
سارا سامان گاڑی میں رکھوا دیا گیا تھا وہ عبایا پہن کر
ڈریسنگ مرر کے آگے کھڑی اپنا حجاب سیٹ کر رہی تھی
جب پلوشہ خان اس کے روم میں داخل ہوئی۔ کشمالہ بے حد
حسین تھی اس کے گلے میں لٹکتا بٹر فلائے والا پینڈنٹ
اتنا حسین تھا مگر کشمالہ کی خوبصورتی کے آگے ہیرون
کی چمک بھی مانند تھی۔

تو تم جا رہی ہو حویلی سے آخر کار!! پلوشہ کی کاٹ دار
آواز کشمالہ کے کانوں میں گونجی تھی۔ وہ مڑتی ہوئی
پلوشہ کی جانب دیکھنے لگی۔ جی دیدہ جا رہی ہوں اپنا
ڈریم پورا کرنے!! کشمالہ مسکرا کر بولی تھی۔ یہ لاکٹ
کس نے دیا ہے تمہیں کیا یہ ڈائمنڈ کا ہے؟ پلوشہ خان جل
کر بولی تھی یہ تو شہسوار لالا نے گفٹ کیا تھا مجھے آپ

جانتی ہیں ناں مجھے بٹر فلائیز کتنی پیاری لگتی ہیں!!
کشمالہ سادگی سے بولی تھی۔ پلوشہ خان کو یوں محسوس
ہوا جیسے اس کے جسم پر کسی نے تیزاب پھینک دیا ہو!!
تو شہسوار نے کشمالہ کی یہ خواہش بھی پوری کر دی
تھی وہ مرد بھوری آنکھوں والی کے عشق میں گوڑے
گوڑے ڈوبا ہوا تھا۔

کوشش کرنا دوبارہ خاندان حویلی ناں آؤ کیونکہ ایک دفعہ
میری شہسوار سے شادی ہو گئی تو سردارنی ہونے کی
حیثیت سے تمہیں تو قید خانے میں ڈالوا دوں گی!! پلوشہ
راکھ ہوئے لہجے میں بولی۔ دیدہ آپ کو مجھ سے کیا
مسئلہ ہے؟؟ اگر میری کوئی بات آپکو تکلیف پہنچا گئی
ہے تو میں آپ سے معافی۔۔۔۔۔۔ تمہاری کوئی بات کشمالہ
تمہارا تو نام ہی میرے لئے اذیت کا سبب ہے نفرت ہے
مجھے تم سے شدید نفرت!! شہسوار خان مجھے منہ نہیں
لگاتے صرف اور صرف تمہاری وجہ سے تم کانٹا ہو
میری زندگی کا!! پلوشہ کا بس نہیں چل رہا تھا اپنی ساری
بھڑاس کشمالہ پر نکال دے۔ اسے علم ہو گیا تھا شہسوار
خان اس سے شادی سے انکار کر چکے ہیں اور اپنی
اسٹڈی کا بہانا بنا کر ایک بار پھر حویلی سے غائب ہیں
مگر وہ اپنے ماسٹرز کے لئے کس ملک گئے ہیں یہ ابھی

تک پلوشہ خان کو پتہ نہیں چل سکا تھا اور اب تو پلوشہ کے دل میں لگی آگ اور زیادہ بھڑک گئی تھی۔ شہسوار نے کشمالہ کو اس کی پسند کی چیز تحفے میں دی اسکا دل چاہا کشمالہ کی گردن کاٹ ڈالے جو شہسوار کا دیا تحفہ حق سے پہنے کھڑی تھی۔

لالا میری وجہ سے آپ کے ساتھ کیوں ایسا کریں گے
میں۔۔۔۔۔بکواس بند رکھو اپنی لالا کس منہ سے تم اپنے
عاشق کو بولتی ہو شرم نام کی چیز ہے تم میں؟؟ میرا
منگیترا تمہاری وجہ سے مجھ سے شادی سے انکار کر
چکا ہے تمہارے عشق میں اتنا پاگل ہے کہ اسے میں نظر
ہی نہیں آتی تم جادو گر نی ہو دیوانہ ہے وہ تمہارا اور میں
جانتی ہوں تم اپنی معصومیت کا ڈھونگ کر کے شہسوار
خان کو اپنے قدموں میں ملازموں کے آگے جھکتی ہو!!
بتاؤ تو ذرا کیا قیمت لیتا ہے وہ تمہارے قدموں میں بیٹھنے
کی؟؟ کیا دیا ہے تم نے اسے ایسا کہ وہ ایک رعب دار
سردار ہو کر بھی تمہارے قدموں کی زینت بنتا ہے کتنی
راتیں رنگین کر چکی ہو شہسوار کی تم! پلوشہ خان کی
زہریلی زبان کا زہر اتنا تیز تھا کہ کشمالہ خان کانپنے لگی
تھی اس قدر نفرت سے لبریز بھیانک الزامات معصوم
کشمالہ کی روح تک چھلنی کر گئے تھے۔ وہ بری طرح

کپکپاتی ہوئی رونے لگی تھی۔

میں۔۔۔انہیں۔۔۔لالا۔۔۔سمجھتی۔۔۔ہوں۔۔۔آپ۔۔۔کو
کوئی۔۔۔غلط۔۔۔فہمی۔۔۔۔۔۔مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی ہے
تم نے پندرہ سال کی عمر میں ہی ایک پچیس سالہ مرد
دیوانہ بنا دیا ہے سوات کے ہونے والا سردار کو اس کے
ملازموں کے بیچ اپنے قدموں میں بٹھا چکی ہو اپنا جسم
دے کر ہی مجھ سے دور کیا ہے تم نے شہسوار کو تم دنیا
کو دکھاتی ہو کہ وہ تمہارا لالہ ہے مگر اندر کی بات تو
کچھ اور ہی ہے جو صرف مجھے نظر آتی ہے تم نے
شہسوار کے ساتھ چکر چلا کر میرا حق مجھ سے چھینا
ہے یاد رکھنا میں تمہارا وہ حال کروں گی کہ مر بھی نہیں
پاؤں گی تم!! ایسا بدنام کروں گی تمہیں کسی کو منہ
دکھانے کے لائق نہیں بچو گی کشمالہ خان مجھ سے
برابری کرنا چاہتی ہو نا تم اپنے پیروں میں مسل کر رکھ
دوں گی تمہیں شہسوار کے عشق کا بھوت تمہیں کچھ دن
مزید استعمال کر کے آخر اتر ہی جائے گا چند راتوں کی
لذت بنا کر وہ تم پر تھو کے گا بھی نہیں کیونکہ اس کی
بیوی تو میں ہی بنو گی ہاں تم اگر رکھیل ہی بنانا چاہو تو
مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا کیونکہ میں صرف
سردارنی بننا چاہتی ہوں جو سردار کا وارث جنم دیتی ہے

سردار کی ماں بنتی ہے تم شہسوار کے استعمال کا سامان-----پلوشہ دیدہ یہ آپ کیسے الزامات لگا رہی ہیں کشمالہ پر میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ آپ اتنی سفاک ہوں گی اتنا بھیانک روپ ہو گا آپ کا!! کشمالہ خان جو بے جان وجود کے ساتھ روتی ہوئی اپنے لئے رکھیل اور استعمال ہونے جیسے الفاظ سن کر شل ہو گئی تھی شہسوار کو جسم دینے ان کی راتیں رنگین کرنے جیسے غلیظ الزام کشمالہ کے جسم پر اُبلتا لاوہ ڈال رہے تھے پلوشہ خان کی غلیظ زبان کو لگام زویا خان کے ساتھ روم میں انٹر ہوتی مریم خان نے لگائی تھی۔ وہ دونوں پلوشہ خان کو کشمالہ جیسی معصوم لڑکی کے شفاف کردار پر بھیانک الزام لگاتے سن چکی تھی۔ دونوں کا ہی خون کھول گیا تھا۔

مم۔۔مریم۔۔تم۔۔تم۔۔وہ۔۔میں۔۔۔۔۔انتہائی گری ہوئی عورت ہو تم پلوشہ خان میری معصوم سہیلی کی کردار کشی کر رہی ہو اس کا بے داغ کردار داغدار کر رہی ہو تم جبکہ اپنا منگیتر ہی تم سے نہیں سنبھالا جا رہا! زویا خان کشمالہ کو خود میں بھینچے پلوشہ خان پر بگڑ گئی تھی۔ وہ پلوشہ کو دیدہ پکارتی تھی مگر آج جو روپ وہ پلوشہ کا دیکھ چکی تھی اس کے بعد وہ دیدہ نہیں ڈائین لگی تھی زویا خان کو

جو ایک کم سن لڑکی کی معصومیت اس کا جرم بنا گئی
تھی۔

دیدہ آپ کشمالہ سے یہ سب کیسے بول سکتی ہیں میرے
لالا کے کردار پر بھی انگلی اٹھا رہی ہیں آپ میں لالا کو
سب بتا دوں گی آپ نے کشمالہ کے ساتھ کیا کیا ہے آپ کا
یہ روپ ہم سب سے چھپا ہوا تھا آپ میرے لالا سے نہیں
بلکہ ان کی سرداری سے محبت کرتی ہیں میں خانم بی کو
سب بتا دوں گی۔۔۔۔۔جاؤ بتاؤ جس کو جو بتانا ہے تم نے یاد
رکھنا تم بھی مریم خان ہاشم لالا میرے لالا ہیں جن سے تم
عشق کیے بیٹھی ہو وہ میرا لالا ہے تمہارا انجام کشمالہ
سے برا بنا دوں گی میں!! مریم خان کو کیسے زیر کرنا
تھا پلوشہ خان اچھی طرح جانتی تھی۔

ہاشم خان آپ کے جیسے نہیں وہ کبھی غلط کا ساتھ نہیں
دیں گے میں انہیں بھی سب بتا دوں گی بلکہ میں بابا جان
کو آپ کی حقیقت بتاؤں گی تاکہ وہ میرے لالا کو آپ
جیسی شاطر لڑکی سے بچالیں اور آپ کی شادی میرے لالہ
سے نہیں ہو سکے!! مریم خان کشمالہ کو ہچکیوں سے
روتے دیکھتی افسوس سے بول رہی تھی۔ پلوشہ خان بل

کھاتی ہوئی کشمالہ خان کے روم سے نکل گئی تھی۔

کشمالہ رونا بند کرو تم کیوں رو رہی ہو میری جان!! مریم نے بھی اب کشمالہ خان کو اپنے گلے سے لگا لیا تھا۔
میں۔۔میں۔۔ایسی۔۔نہیں۔۔نہیں۔۔ہوں۔۔دیدہ۔۔مجھے کیوں خراب لڑکی سمجھ رہی ہیں میں شہسوار لالا سے کوئی افیئر نہیں چلا رہی میں نے انہیں اپنا دیوانہ نہیں بنایا میں پاک ہوں بالکل کچھ نہیں کیا میں نے میں ایسی۔۔۔۔۔ہم جانتے ہیں کشمالہ تمہیں بھی اور لالا کو بھی میں شہسوار لالا کو سب بتا دوں گی پلوشہ دیدہ کو وہ ہی ٹھیک کریں گے! کشمالہ خان ہچکیوں سے رو رہی تھی زویا خان کا تو دماغ ہی خراب ہو چکا تھا پلوشہ پر وہ خود بھی شہسوار خان کو سب بتانا چاہتی تھی۔

تم رونا بند کرو کشمالہ اور آؤ ہم نیچے چلتے ہیں سالار انتظار کر رہا ہے تمہارا فلائٹ کا ٹائم ہو گیا ہے لیٹ ہو رہے ہو تم لوگ میں لالا کو سب بتا دوں گی تم پلیز رونا بند کرو کشمالہ!! مریم خان کا دل پلوشہ سے خراب ہو گیا تھا۔ کشمالہ خان پر لگائے گئے بھیانک الزامات پلوشہ خان پر کتنے بھاری پڑھنے والے تھے یہ وہ سوچ بھی نہیں

سکتی تھی۔

کشمالہ خان زویا خان اور سالار خان تینوں ایک ہی فلائٹ سے ترکی پہنچے تھے۔ کشمالہ خان کا چہرہ بالکل بجھا ہوا تھا وہ جتنی ایکسائٹڈ تھی ترکی کے لیے اب اتنی ہی بددل ہو گئی تھی اس کی روح چھلنی کر دی گئی تھی۔

کشمالہ سیاہ عبائے میں ملبوس سر پر حجاب لئے سوجی بھوری آنکھوں میں تکلیف کا جہاں سمائے سالار خان کے پیچھے زویا خان کا ہاتھ تھامے چل رہی تھی۔ وہ اپنی نگاہیں جھکائے ہوئے تھی پلوشہ کے الزامات ابھی بھی دماغ کے خانوں پر ہتھوڑے کی مانند برس رہے تھے۔ وہ لوگ ابھی انٹر پورٹ کے وسط میں ہی پہنچے تھے جب سالار خان کی نظر بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس اپنے لالا شہسوار خان پر پڑھی تھی جو اپنے ہاتھ میں گلابوں کا گلدستہ پکڑے سالار خان کے پیچھے نظریں جھکا کر چلتی کشمالہ خان کو بے قراری سے دیکھ رہے تھے۔ ان کے چہرے کی رونق شادابی دیکھنے والوں کو بہت کچھ سمجھا رہی تھی۔ سالار خان کو ایک لمحے کو حیرت ہوئی مگر پھر وہ اپنا گمان سمجھ کر سر جھٹک گیا۔ زویا خان کی نظر بھی شہسوار خان پر پڑھ گئی تھی ان کے ہاتھوں

میں سرخ گلابوں کا گلدستہ دیکھ کر اب زویا خان کو کوئی
تعجب کوئی حیرت نہیں ہوئی تھی سامنے کھڑا رعب دار
مرد اپنے چہرے کی چمک سے اپنا عشق ظاہر کر گیا تھا۔
کوئی اندھا بھی شہسوار خان کو دیکھ کر ان کا عشق
بھوری آنکھوں والی کے لئے پہچان جاتا۔ ان کے برابر
میں ضیاء خان کھڑے تھے۔ زویا خان شہسوار خان کو
کشمالہ پر محبت بھری نظر جمائے قدم بڑھاتے دیکھ کر
ضیاء خان کی جانب بڑھ گئی تھی۔

ویلکم ٹو ترکی خانم!! شہسوار خان سالار خان سے ملنے
کے بعد کشمالہ کو گلدستہ پیش کرتے اپنے لہجے میں دنیا
جہاں کا پیار لئے بولے تھے۔ آنسوؤں سے لبریز شکوہ کناں
بھوری آنکھیں اوپر کی جانب اٹھی تھی اور شہسوار کو
لگا ان کے دل کا دل دھڑکنا بھول گیا ہو جیسے وہ کشمالہ
کی آنکھوں میں اپنے لئے شکوہ دیکھ کر شدید پریشان ہو
گئے تھے۔

خانم کیا ہوا ہے تم ٹھیک ہو؟؟ سالار کیا کوئی بات ہوئی
ہے؟؟ شہسوار خان بھوری آنکھوں کے شکوے سے گھبرا
گئے تھے۔ نہیں لالا آپ پریشان کیوں ہو رہے ہیں کشمالہ

تھک گئی ہو گی زویا خان بتا رہی تھیں کہ کشمالہ کو بخار ہو رہا ہے تو-----ہیں تمہیں بخار ہو رہا ہے کیوں؟ کیسے طبیعت خراب ہو گئی آؤ ہم ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں سالار تم ضیاء کے ساتھ جاؤ میں کشمالہ کا چیک اپ کروانے جا رہا ہوں!! شہسوار خان بوکھلا گئے تھے انہیں مسکراتی ہوئی بھوری آنکھیں پسند تھی جن کو دیکھنے کے لئے وہ تڑپ رہے تھے مگر وہ آنکھیں تو گلابی سو جن زدہ تھی جیسے کشمالہ روتی رہی ہو۔

جی لالہ ٹھیک ہے!! سالار خان ادب سے کہتے ضیاء خان کی طرف بڑھتے جب کشمالہ نے سالار خان کو پکارا سالار لالہ مجھے ڈاکٹر کے پاس نہیں جانا میں زوئی کے ساتھ جانا چاہتی ہوں!! کشمالہ کی آواز بھیگی ہوئی تھی جسم کانپنے لگا تھا۔ پہلے ہم ڈاکٹر کے پاس جائیں گے خانم تمہارا چیک اپ ہو جائے پھر تم زویا-----میں نے نہیں جانا آپکے ساتھ آپ مجھے زوئی کے ساتھ جانے-----میں بول رہا ہوں پہلے ڈاکٹر کے پاس جانا ہے کشمالہ پھر تم زویا خان کے پاس چلی جانا!! جاؤ سالار--!! شہسوار خان کشمالہ کے لہجے میں اپنے لئے خوف اور بیگانگی محسوس کرتے اسے انکار کرتے دیکھتے اب ذرا رعب سے بولے تھے۔ کشمالہ باقاعدہ لرزنے لگی تھی۔

شہسوار نے کشمالہ کا ہاتھ تھاما اور پارکنگ کی طرف
بڑھ گئے۔ کشمالہ بے جان قدموں سے شہسوار کے قدم سے
قدم ملا رہی تھی۔ تپ رہی ہو تم بخار میں خانم ضد کیوں
کر رہی تھی کیا مجھ سے کوئی ناراضگی چل رہی ہے
میرے فلاورز بھی تم نے نہیں لئے کیا..... میں آپ کی
خانم نہیں ہوں کوئی اور ہے آپ کی خانم میرا آپ سے
پھول لینا میرے کردار کو مزید داغدار کر دے گا آپ پلیز
میرا ہاتھ چھوڑ دیں میں آپ کے ساتھ تنہا نہیں جانا چاہتی
پلیز میرا ہاتھ..... یہ کیا بول رہی ہو کشمالہ تم پر انگلی
اٹھانے والوں کو میں زمین کی سات تہوں میں گاڑ دوں
گا تم میرا قیمتی اثاثہ ہو اس طرح سوچ..... میں کچھ نہیں
سوچ رہی آپ مجھے تنہا مت لے جائیں میں آپ کی راتیں
رنگین نہیں کر سکتی میں رکھیل نہیں بنوں گی میں نے
آپ کو اپنا جسم کبھی نہیں دیا میرا کردار ناپاک..... کشمالہ
جان نکال دوں گا تمہاری اپنے لئے ان غلیظ الفاظ کا
استعمال تم کر بھی کیسے سکتی ہو تم سے زیادہ پاک
کوئی نہیں میں تم سے کیوں حرام کاری کروں گا میں
کیوں اپنی راتیں رنگین کروں گا اور رکھیل..... تمہیں اس
لفظ کا مطلب بھی پتہ ہے اتنی غلیظ باتیں کس سے سیکھی
ہیں تم نے جس لڑکی کو میں نے اپنی روح میں اتارا ہے

جس سے میں بے پناہ عشق کرتا ہوں اس کو بغیر کسی
رشتے کے اپنا بستر۔۔۔۔۔اف میں زبان کھینچ لوں گا تمہاری
میرے عشق پر سوال بھی اٹھانے کی جرت کی تو!!
کشمالہ خان گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے دروازہ کھول
کر باہر نکلنے کی کوشش کرتی پلوشہ خان کے الفاظ
دوبرا رہی تھی جنہیں سن کر شہسوار خان کا لہو آگ کے
شعلوں کی مانند بھرکا تھا وہ کشمالہ کے جبڑے کو سختی
سے بھینچ کر اس پر جھک کر جنوبیت سے لبریز انداز
میں بولے تھے۔ انکے ہاتھ کی گرفت اتنی سخت تھی کہ
کشمالہ کو اپنا جبڑا ٹوٹا ہوا محسوس ہوا! شہسوار خان کے
ہاتھ کی رگیں اتنی پھول گئی تھی کہ جیسے ابھی پھٹ
جائیں گی۔ شہسوار کو پہلی بار اس حد تک کشمالہ پر
طیش آیا تھا کہ وہ اپنے حواس کھو گئے تھے۔

میں۔۔۔ رکھیل۔۔۔ نہیں۔۔۔ بننا۔۔۔ چاہتی۔۔۔۔۔۔ کشمالہ میری زندگی
میری جان تم کیوں خود کو گالی دے رہی ہو کیوں اتنا
ناپاک لفظ استعمال کر رہی ہو میں تمہیں اپنی بیوی بنانا
چاہتا ہوں یار تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں ساری زندگی
تمہیں محبت دینا چاہتا ہوں اپنے عشق کے حسین لمحات
سے نوازنا چاہتا ہوں میرے عشق کو ناپاکی سے ناں ملاؤ
خدارا میں مرد ہوں مجھے طیش مت دلاؤ میں غصہ نہیں

کرنا چاہتا تم پر میری جان دیکھو میں نے کتنی زور سے
منہ پکڑ لیا تمہارا میری انگلیوں کے نشان ان نازک گالوں
پر جھپ گئے پلیر کشمالہ مت کہو ایسا مت کہو خود کو
گالی مت دو تم دل پر راج کرنے کے لائق ہو پلکوں پر
بٹھانے کے لائق ہو تمہیں میں ساری زندگی چاہوں گا
کشمالہ ساری زندگی چاہوں گا! شہسوار خان بے بسی سے
بولے تھے ان کا دل چاہ رہا تھا اپنا ہاتھ ہی کاٹ ڈالیں!!
کشمالہ خان تو یوں تھی جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں وہ
مردے کی طرح سفید ہو گئی تھی۔

مریم خان اپنے کمرے میں موجود تھی جب کوئی
انکے روم کا دروازہ جارحانہ انداز میں کھول کر اندر
داخل ہوا تھا وہ سیاہ سمپل سے پٹھانی فراک میں ملبوس
تھی سنہری بال کھلے ہوئے تھے دوپٹہ بیڈ کے اوپر ایک
سائڈ پر پڑھا تھا وہ کسی کتاب کا مطالعہ کر رہی تھی۔
اپنے روم میں اس طرح کسی کو داخل ہوتے دیکھتی وہ
ہڑبڑا کر ابھی پیچھے ہی مڑی تھی جب ہاشم خان کو دیکھ
کر سر سے پاؤں تک لال ہو گئی تھی وہ کبھی مریم خان
کے کمرے میں نہیں آئے تھے وہ دونوں بچپن سے ایک
دوسرے کے نام تھے منگ تھے مگر محرم نہیں!! مریم
خان اپنا دوپٹہ اوڑھنے کے لئے ایک قدم بھی آگے بڑھاتی

جب ہاشم خان نے اسے زور سے بالوں سے دبوچا تھا۔

آہہ۔۔۔ہا۔۔۔شم۔۔۔چھوڑیں۔۔۔درد۔۔۔۔۔۔درد صرف تمہیں ہوتا ہے
مریم؟؟ میں تمہیں بے حد شفاف دل عورت سمجھتا مگر تم
نے اپنا دوغلا پن شادی سے پہلے ہی مجھ پر ظاہر کر دیا
تمہارا یہ حال ہے کہ تم ابھی تک میری بیوی نہیں بنی اور
میری بہن کو شہسوار سے رشتہ ختم کرنے کی دھمکی
دے رہی ہو پلوشہ کے ساتھ بدسلوکی کرنے کی ہمت بھی
کیسے کی تم نے میری معصوم بہن جو ایک عرصے سے
شہسوار کی منتظر ہے تم اسے دھمکا رہی ہو؟؟ ہاشم خان
شدید طیش کے عالم میں مریم کے بال اتنی سختی سے
دبوچ کر بول رہے تھے۔ مریم خان تکلیف سے اپنی آنکھیں
بھی کھول نہیں پا رہی تھی وہ بری طرح کراہ رہی تھی۔

تمہیں لگتا ہے شہسوار کے ساتھ تم پلوشہ کا رشتہ ختم
کرواؤ گی تو میرے ساتھ تمہارا رشتہ قائم رہے گا؟ نہیں
بالکل بھی نہیں!! میں تم سے رشتہ تو ختم نہیں کروں گا
مگر ساری زندگی اپنے نام پر بٹھائے رکھوں گا!! میری
بہن کو تمہاری وجہ سے کوئی تکلیف پہنچی تو مجھ سے
بے رحم کسی کو بھی نہیں پاؤ گی نا اپنا نام دونگا نا اپنے

نام سے جدا کروں گا بیچ میں لٹکی رہ جاؤ گی!! ہاشم خان
مریم خان کو بیڈ پر پٹختے جس انداز میں کمرے میں داخل
ہوئے تھے اسی انداز میں واپس چلے گئے تھے۔ مریم خان
کو انہوں نے اتنی تکلیف دی تھی کہ وہ اپنے حق میں کچھ
بول بھی نہیں پائی تھی دل میں شدید تکلیف اٹھی تھی وہ تو
پیار کرتی تھی ہاشم سے مگر ہاشم تو صرف اپنی بہن کا
بھائی کا اور کچھ نہیں!!!!

کشمالہ شاہ کے عالم میں شہسوار کو دیکھ رہی تھی وہ
کیا بول گئے تھے کیا کچھ اعتراف کر گئے تھے جو ایک
کم سن لڑکی شاید سمجھ بھی نہیں پائی تھی۔ شہسوار خان
کشمالہ کے سرخ گالوں پر اپنی انگلیوں کے نشان دیکھ کر
تکلیف محسوس کر رہے تھے وہ ابھی کشمالہ سے پیچھے
ہٹ کر مڑے ہی تھے جب سالار خان کو اپنے پیچھے
کھڑے دیکھ کر نگاہیں چرا گئے تھے سالار ان کی ساری
بات سن چکا تھا وہ بھی اپنے لالہ سے نگاہیں چرا گیا تھا۔

لالہ جان آپ کا وولٹ گر گیا تھا بس وہی دینے آیا
تھا۔ سالار اپنے ہاتھ میں پکڑا شہسوار خان کا وولٹ ان کے

ہاتھ میں پکڑاتا ضیاء خان کی گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا۔
اس کے لالہ کو کشمالہ خان سے عشق تھا اس بات کا سالار
خان گواہ بن گیا تھا۔

ڈاکٹر سے چیک اپ کے بعد شہسوار خان کشمالہ کو اس
اپارٹمنٹ میں لے گئے تھے جو انہوں نے کشمالہ کے لیے
خریدا تھا سالار خان وہاں نہیں تھا وہ دونوں تنہا
تھے۔ کشمالہ کو کبھی شہسوار سے خوف نہیں آیا تھا مگر
اب آنے لگا تھا۔ نامحرم عاشق کہنے کو لفظ تو بڑا پیارا ہے
مگر بہت سے ضوابط توڑ دیتا ہے۔

مجھے اس اپارٹمنٹ میں کیوں لائے ہیں آپ؟؟ میں پلوشہ
دیدہ کے اور الزامات اپنے کردار پر برداشت نہیں کر
سکتی آپ پلیز مجھے واپس۔۔۔۔۔ کیا کہا تم نے؟ پلوشہ خان
نے تم پر الزام لگائے؟؟ کشمالہ خان شکوہ کناں لہجے میں
بول رہی تھی جب شہسوار خان نے طیش کے عالم میں
اس کی بات کاٹ دی۔

جج۔جی۔ ہم پاک ہیں آپ دیدہ کو بتا دیں میں نے کچھ غلط

نہیں کیا میں۔۔۔۔۔اسکی میں روح نکال دوں گا وہ میری ماں
لگتی ہے جسے میں ہماری پاکی کی گواہی دوں گا ہوتی
کون ہے وہ تمہارے ساتھ اتنی نیچ زبان استعمال کرنے
والی!! شہسوار خان طیش سے بے قابو ہو گئے تھے۔

تم رونا بند کرو میری جان ان آنسوؤں اس تکلیف اور تم پر لگائے گئے غلیظ الزامات کی سزا پلوشہ خان جب تک زندہ ہے تب تک بھگتے گی یہ میرا تم سے وعدہ ہے! کشمالہ خان خوف سے اور بری طرح رونے لگی تھی۔ شہسوار خان شاید اپنے حواسوں میں نہیں تھے انہیں اس قدر غصے میں کشمالہ نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ شہسوار خان اضطرابی انداز میں چکر لگاتے تھے ہوئے رعب دار نقوش کے ساتھ کسی کو فون کرنے لگے تھے ہیلو ہاں میری پرسوں کی فلائٹ بک کرواؤ پاکستان کی!! وہ فون بند کرتے اب کسی اور کا نمبر ڈائل کرنے لگے تھے۔ وہ شدید طیش زدہ تھے مگر ان کی ٹون میں ٹھہراؤ تھا چیخنا چلانا ان کی نیچر کا حصہ نہیں تھا وہ بہت ہی ٹھہرے ہوئے مزاج کے مرد تھے طیش کی حالت میں بھی کشمالہ کے سامنے کھل کر غصہ نہیں کر پا رہے تھے کشمالہ ان کی تیز آواز سے ڈرنا جائے وہ خیال کر رہے تھے۔

ہیلو ضیاء تم اپنے ساتھ مولوی صاحب کو لے آؤ اور سالار کو کہو مجھے کسی پرائیویسی کی ضرورت نہیں وہ بھی تمہارے ساتھ اپارٹمنٹ آجائے!! شہسوار خان کی ہر ایک بات کشمالہ کے سر سے گزر رہی تھی۔ آپ نے مولوی صاحب کو کیوں بلایا ہے؟؟؟؟ کشمالہ روتی روتی اچانک ٹھہرتی سوجی ہوئی بھوری آنکھوں میں خوف لئے ناسمجھی سے بولی۔ تاکہ تمہیں تمہارا اصل مقام دے سکوں مجھے بابا جان سے پہلے ہی بات کر لینی چاہیے تھی میری غلطی ہے میں مان رہا ہوں آئی ایم سوری ان تمام باتوں کے لئے جو تمہیں تکلیف دے رہی ہیں۔ شہسوار خان بیڈ صوفے پر بیٹھی ہوئی کشمالہ کے قدموں میں بیٹھ گئے تھے وہ اپنی جیب سے رومال نکال کر کشمالہ کے آنسو نرمی سے صاف کر رہے تھے۔

پلوشہ دیدہ کہتی ہیں میں جادو گرنی ہوں میں نے آپ پر جادو کیا ہوا ہے میں اپنی معصومیت کا ڈھونگ رچا کر آپ کو اپنے قدموں میں جھکاتی ہوں!! کشمالہ اپنے پیروں میں بیٹھے شہسوار خان دیکھ کر فوراً ہی اپنے پاؤں پیچھے کھینچ گئی تھی۔ اور کیا کیا کہا ہے اس نے تم سے؟ شہسوار خان نیچے زمین پر ہی بیٹھ گئے تھے۔

آپ اس طرح ناں بیٹھیں میں۔۔۔۔۔میں اس طرح ہی بیٹھا کروں گا کسی کہ کچھ بھی کہنے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑھتا۔۔۔۔۔مگر وہ آپ کی منگیتر۔۔۔۔۔تم میری ہونے والی بیوی ہو پلوشہ جانتی ہے میں تم سے عشق کرتا ہوں اس سے شادی نہیں کرنا چاہتا وہ سب کچھ جانتی ہے مگر پھر بھی مجھ سے شادی کے لئے بضد ہے کیونکہ اسے میری سرداری سے مطلب ہے وہ طاقت کی لالچی ہے مگر میں ہمارے نکاح کے بعد بابا جان کو بتا دوں گا کہ تمہیں بیوی بنا چکا۔۔۔۔۔لالا میں آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتی پلیز آپ کیوں اس طرح۔۔۔۔۔شادی تو تم نے مجھ سے ہی کرنی ہے کسی اور کا تھوڑی ہونے دوں گا تمہیں اور لالا مت کہا کرو مجھے شاہ پکارا کرو! شہسوار خان اپارمنٹ کی ڈور بیل کی آواز سنتے نیچے سے اٹھتے روم سے باہر نکل گئے تھے۔ انہوں نے جیسے ہی دروازہ کھولا زویا خان اندر داخل ہوتی کشمالہ خان کی تلاش میں نظر گھمانے لگی۔

خانم اندر روم میں ہے شہسوار خان زویا خان بولتے ہوئے اپارٹمنٹ سے باہر چلے گئے تھے۔ ضیاء خان کے ساتھ سالار خان اور مولوی صاحب تھے۔ کیونکہ کشمالہ کم

عمر تھی وہ اٹھارہ سال کی بھی نہیں تھی اس لئے ضیاء خان نے اپنی سورش کا استعمال کرتے ہوئے اپنی جان پہچان کے ایک مولوی کو نکاح پڑھانے کے لئے راضی کر لیا۔ زویا خان ضیاء خان کو سب کچھ بتا چکی تھی اور ضیاء خان تو شہسوار خان کے بے حد قریبی دوست تھے وہ ان کے ہم راز تھے ضیاء خان ایک عرصے سے جانتے تھے کہ شہسوار خان اپنی چھوٹی کزن کشمالہ خان کے عشق میں گرفتار ہیں شہسوار خان کشمالہ کو اٹھارہ سال کی ہو جانے کے بعد ان سے نکاح کرنا چاہیے تھے یہ بات بھی ضیاء خان جانتے تھے مگر اتنی جلدی نکاح کی کیا وجہ ہو سکتی تھی شہسوار خان کیوں جلد بازی کر رہے ہیں انہیں سب سمجھ آگیا تھا اپنے عشق پر حرف کوئی بھی عاشق برداشت نہیں کر سکتا وہ یقیناً کسی کے پیروں تلے زمین اور سر کے اوپر سے آسمان کھینچنا چاہتے تھے۔

زویا تم آگئی دیکھو ناں شہسوار لالا کیا بول رہے ہیں میں کیسے ان سے نکاح کر لوں وہ تو پلوشہ دیدہ کے منگیتر ہیں وہ کیوں نہیں سمجھ رہے ماموں جان ہم سے ناراض ہو جائیں گے وہ بھی شاید مجھے خراب.....کوئی بھی تمہیں خراب نہیں سمجھے گا کشمالہ شہسوار لالا تمہیں

پسند کرتے ہیں تم سے محبت کرتے ہیں وہ تمہیں اپنی
محرم بنانا چاہتے ہیں پلوشہ نے جو الزام تم پر لگائے یقیناً
وہ پلوشہ کو اپنی زندگی میں تمہاری اہمیت بتانا چاہتے ہیں
میں نے ان کی آنکھوں میں عشق دیکھا ہے تمہارے لئے
ایک سردار تم سے عشق کرتا ہے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا
کروہ اس عورت کو تمہاری اہمیت تمہاری خاصیت بتانا
چاہتے ہیں جس نے تم پر تہمت لگائی ہوش سے کام لو
کشمالہ شہسوار لالا سب ہینڈل کر لیں گے۔ زویا خان
کشمالہ کو سمجھاتی ہوئی نکاح کے لئے راضی کرنے
لگی زویا خان چاہتی تھی کشمالہ شہسوار کی بیوی بن
جائے اور ڈائین صفت پلوشہ کا ہر الزام اس کے اپنے حلق
کی ہڈی بن جائے۔

شہسوار خان ولد دوراب خان کیا آپ کو کشمالہ خان ولد
ابراہیم خان حق مہر پچاس ہزار کے عوض اپنے نکاح میں
قبول ہیں؟ جی مجھے اپنی ہر سانس کے ساتھ کشمالہ خان
کا ساتھ قبول ہے! شہسوار خان کے جذبات بے لگام ہو
گئے تھے وہ عاشق تھے اور اپنے دیوانگی بھرے بے لوث

عشق کا اظہار روح کی گہرائی سے کر رہے تھے۔ ضیاء
خان اور سالار خان کے چہروں پر خوشی ہی خوشی تھی۔

شہسوار خان ولد دوراب خان کیا آپ کو کشمالہ خان ولد
ابراہیم خان حق مہر پچاس ہزار کے عوض اپنے نکاح میں
قبول ہیں؟ جی مجھے میرے دل کی ہر دھڑکن کے ساتھ
کشمالہ خان اپنے نکاح میں قبول ہے۔ ضیاء خان اور سالار
خان کے ساتھ ساتھ اندر کمرے میں کشمالہ خان کے ساتھ
بیٹھی زویا خان بھی اپنی سہیلی کی خوش نصیبی پر
مسکرا رہی تھی۔

شہسوار خان ولد دوراب خان کیا آپ کو کشمالہ خان ولد
ابراہیم خان حق مہر پچاس ہزار کے عوض اپنے نکاح میں
قبول ہیں؟ مجھے میری تمام تر وفاؤں کے ساتھ آخری
سانس تک صرف کشمالہ خان ہی اپنی محرم کے طور پر
قبول ہے! اب کی بار مولوی صاحب بھی اپنے سامنے
بیٹھے اس دیوانے مرد کو دیکھ کر مسکرا دیئے تھے۔
کشمالہ خان پر تو شہسوار خان کی بھاری مردانہ آواز سن
کر لرزہ طاری ہو گیا تھا وہ کوئی ساحر تھا سحر عشق کا
مسافر لگ رہا تھا۔

تین بار اپنی ہی مدھوشی میں کشمالہ کو حسین انداز میں قبول کرنے کے بعد شہسوار خان کے عنابی لب الحمد للہ کی صدا بلند کرتے مسکراہٹ میں ڈھلے تھے وہ خوشی سے صوفے سے کھڑے ہوئے تھے۔ مولوی صاحب اب کشمالہ خان کو نکاح پڑھا رہے تھے اور شہسوار خان کے گالوں سے چمک پھوٹنے لگی تھی۔ کشمالہ خان نے جیسے ہی اپنی باریک مدھم آواز میں شہسوار خان کو اپنے نکاح میں قبول کیا وہ سجدے میں جھک گئے تھے اس پوری کائنات میں اگر کسی لڑکی کو شہسوار خان نے چاہا تھا تو وہ صرف کشمالہ خان ہی تھی جو آج ان کی محرم بن گئی تھی۔

نکاح مبارک ہو میرے لالا جان!! سالار خان نے شہسوار خان کو اپنے گلے سے لگایا تھا ترکی آتے ہی کشمالہ شہسوار کا نکاح ہو جائے گا یہ سالار خان نے سوچا نہیں تھا ورنہ وہ بہت سے انتظامات کر کے اپنی جان سے عزیز لالا کو اسپیشل فیل کرواتا! خیر مبارک میرے بیٹے تمہارا احسان کبھی نہیں بھولوں گا تم نے میرا بہت ساتھ دیا ہے!! سالار خان دھکے چھپے انداز میں جس طرح اپنے لالہ کا ساتھ دے رہا تھا وہ سب شہسوار کو محسوس

ہو رہا تھا۔

ضیاء خان کے ساتھ کچھ اور دوست بھی گواہ کے طور پر نکاح میں شریک ہوئے تھے ان سب کے جاتے ہی ضیاء خان اور زویا خان بھی مزید کچھ دیر ان کے پاس رکنے کے بعد چلے گئے تھے زویا خان کو اب آرام کرنا تھا وہ تھک گئی تھی سالار خان بھی باہر سے کچھ میٹھا لانے کا بہانہ بنا کر شہسوار خان اور کشمالہ کو کچھ ٹائم تنہائی کا دے گیا تھا۔

شہسوار خان خود کو اب اپنی محرم کشمالہ خان سے ایک حسین ملاقات کے لئے تیار کرتے روم کی جانب بڑھے تھے۔ رات کے نو بج رہے تھے رات کی سیاہی آسمان پر چھا چکی تھی مگر ستاروں کا جھرمٹ اپنی چمک سے سیاہ آسمان کو حسین بنا رہا تھا اسی طرح کشمالہ خان بھی شہسوار خان کی زندگی کا وہ نور تھی جس کے بنا اب سانسیں بھی شاید وفا ناں کرتی!! شہسوار خان جیسے ہی روم میں انٹر ہوئے ان کی نظر بیڈ پر سمٹ کر گہری نیند میں سوتی ہوئی کشمالہ خان پر پڑھی کمرے میں نیم اندھیرا تھا چاند کی روشنی کھڑکی کے پردوں سے چوری

چھپے اندر آرہی تھی۔ جو سیدھا کشمالہ خان کے دودھیا
سفید چمکتے پاؤں پر پڑھ رہی تھی۔

شہسوار خان بے اختیاری کے عالم میں آگے بڑھے بیڈ پر
کشمالہ کے پاؤں کے قریب بیٹھے اور نیچے جھکتے
ہوئے کشمالہ کے پاؤں پر اپنے لب رکھ گئے! اس
بوسے میں عقیدت تھی وہ شاید دنیا کا پہلا سردار تھا جس
نے نکاح کے بعد اپنا پہلا عقیدت بھرا لمس اپنی محرم کے
پاؤں کے تلوے پر دیا تھا۔ مجھے ان نازک شفاف پیروں
سے بھی عشق ہے اس لئے ہمیشہ ان کے آگے جھکا ہوں
اور آخری سانس تک جھکتا ہی رہوں گا۔ ایک اور عقیدت
بھرا گرم نرم بوسہ کشمالہ کی پنڈلی پر بکھرا تھا۔

تم جادو گرئی نہیں میں طلبگار عشق ہوں طالب ہوں
تمہارے عشق کا! شہسوار خان نے اب کشمالہ کے ہاتھوں
کی پشت اس کی کلائیوں اور ہتھیلیوں کو بھی باری باری
چوما تھا تم میرے لئے کیا ہو اس بات کا اقرار ساری
زندگی بھی کرنا چاہوں تو ایک فیصد بھی بتا ناں سکوں۔
لبوں کا نرم گرم لمس اب کشمالہ خان کے ماتھے پر بکھرا
تھا۔

تم سے وارث چاہیے مجھے ناں بھی دے سکی تو میں اف
بھی نہیں کروں گا میرا عشق تمہیں کبھی قید نہیں کرے گا
ہاں میں تمہارے عشق میں سر تا پاؤں جکڑ گیا ہوں! مزید
چند بوسے کشمالہ کے خوبصورت چہرے کا حصہ بنے
تھے اور شہسوار خان کے تشنہ لب اس نازک جان کے
لبوں سے ٹکرا گئے تھے۔

لبوں کے اس ملن میں کوئی بے قراری نہیں تھی بس
عقیدت اور شکر گزاری تھی نرمی اور محبت تھی عشق
اور جنون کی گرمی ملکیت کا احساس یہ سب جذبوں میں
اُجاگر تو ہو رہا تھا مگر لب اتنی نرمابٹ سے کشمالہ کا
لمس محسوس کر رہے تھے جیسے وہ کوئی کانچ کی گڑیا
ہو لب بھی سختی سے ملاپ کر گئے تو وہ بکھر جائے
گی!! جو عشق شہسوار خان نے کشمالہ خان کے ساتھ کیا
تھا وہ لازوال تھا جسے پا کر وہ آبِ حیات پی چکے
تھے۔۔۔

شہسوار خان کسی دیوانے کی طرح کشمالہ خان پر جھکے
اسکے خوبصورت چہرے کے نقوش حفظ کر رہے تھے

وہ حسین ترین تھی وہ معصوم ترین تھی کیا وہ ابھی اس قابل تھی کہ اپنی زوجیت کا حق ادا کر سکتی؟ نہیں وہ تو بالکل بھی اس قابل نہیں تھی مگر جو انگلی اس پر اٹھی تھی جو الزام پلوشہ خان نے کشمالہ پر لگایا تھا اس کے بعد شہسوار خان کے لئے بے حد ضروری ہو گیا تھا انہیں نکاح کی پہلی رات ہی زوجیت کا حق دینا کشمالہ ان کی زندگی میں کتنی اہمیت رکھتی تھی یہ بات تو وہ شاید خود بھی نہیں جانتے تھے اس کے لئے وہ کیا کچھ کر جائیں گے یہ شہسوار خان نے سوچا بھی نہیں تھا۔

وہ بے اختیار ایک بار پھر کشمالہ خان پر جھکے اس کے ماتھے کو چومنے لگے تھے اب کی بار کشمالہ کی پلکوں نے جنبش کی تھی اور وہ آہستگی سے اپنی بھوری کانچ جیسی شفاف آنکھیں کھول گئی۔ خود پر جھکے شہسوار خان کو دیکھ کر وہ اتنی بری طرح کانپی تھی کہ شہسوار خان نے کسی متاع جان کی طرح اسے خود میں بھینچا تھا مگر ان کے لب کشمالہ کے حسین چہرے سے جدا نہیں ہوئے تھے وہ اسے دیوانگی سے ہی محسوس کر رہے تھے۔

کیوں اتنا ڈر رہی ہو میری خانم؟؟ شہسوار خان کشمالہ کے
سرخ گال کو چومنے کے بعد اس کے کان پر جھکتے
گھمبیر سرگوشی نما آواز میں بولے تھے۔ وہ کشمالہ کے
کان کی لوں پر اپنی ناک سہلاتے اس کی گردن پر نرمی
سے اپنے ہونٹوں کا لمس بکھیرنے لگے۔

آپ۔۔۔میرے۔۔۔روم۔۔۔میں۔۔۔کیوں۔۔۔آئے۔۔۔ہیں
مجھے۔۔۔کیوں۔۔۔ٹچ۔۔۔کر۔۔۔رہے۔۔۔ہیں!! کشمالہ خان کی آواز
خوفزدہ ہونے کے ساتھ ساتھ بھیگی ہوئی تھی۔

کیونکہ اب میں تمہیں ہر طرح سے چھونے کا حق رکھتا
ہوں میری خانزادی! شہسوار خان کو اس پر ٹوٹ کر پیار
آیا تھا۔ آپ کیوں حق رکھتے ہیں؟؟ کشمالہ خان خود میں
ہی سمٹ رہی تھی۔ کیونکہ ہمارا نکاح ہو گیا ہے اور اللہ
نے مجھے تمہارا محرم تمہارا حقدار بنا دیا ہے! شہسوار
خان نے کشمالہ کو مزید اپنے سینے سے لگائے اس کے
گرد اپنی باہوں کا ہار بنا کر کمرے کے دونوں کے اوپر اوڑھ لیا
تھا۔

بخار تو میری چھوٹی سی جان کا بالکل ٹھیک ہو گیا ہے

کیا سردی زیادہ لگ رہی ہے؟ کشمالہ کو مسلسل لرزتے
دیکھ کر شہسوار خان نے اسے اپنے فراغ سینے کا شدت
سے حصہ بنا لیا تھا۔ کشمالہ خان نے شہسوار کے دل کی
تیزی سے دھڑکتی دھڑکن سن کر ان کے فراغ سینے پر
اپنی ٹھوڑی ٹکائے گردن اونچی کر کے انہیں دیکھا جو
اسے ہی والہانہ انداز میں اپنا سر جھکائے دیکھ رہے
تھے۔

آپ کی ہارٹ بیٹ کیوں تیز ہے؟؟ کشمالہ نے اپنا نازک
ہاتھ شہسوار کے دل کے مقام پر رکھا اور سو الیاں انداز
میں استفسار کیا۔ یہ کشمالہ کا پہلا لمس تھا جو شہسوار
کے دل پر بکھرا تھا۔ کیونکہ میں نے جس حسین حور سے
عشق کیا وہ میری باہوں میں قید ہے جس کے نام اپنا دل
کیا وہ میری پناہوں میں سمائی مجھے بے باک ہونے پر
اکسا رہی ہے اپنی ان معصوم آنکھوں سے!! شہسوار خان
نے کشمالہ کی دونوں آنکھیں چومی تھی۔

ماموں جان آپ سے خفا ہوں گے دیدہ کا حق تھا آپ کی
بیوی بننا میں ان کا حق کیسے-----میری بیوی بننا صرف
تمہارا حق تھا کشمالہ کیونکہ میں نے ہمیشہ تمہیں اپنی

ہمسفر کے طور پر چاہا ہے میں نے صرف تم سے عشق
کیا ہے پلوشہ کے ساتھ میرا رشتہ بابا جان نے میری
پیدائش پر اپنی مرضی سے کیا تھا اور میں نے جب سے
اپنا ہوش سنبھالا ہے تمہاری چاہ میں ہی مدہوش ہوا ہوں
تمہارے آگے مجھے کچھ بھی نہیں دکھائی دیتا میں بابا
جان کو ہمارے رشتے کے متعلق پاکستان جاتے ہی بتا
دوں گا میری پرسوں کی فلائٹ ہے میں پاکستان جا رہا
ہوں شہسوار خان کشمالہ کے بالوں میں اپنا منہ چھپائے
انکی بھینی بھینی خوشبو محسوس کرتے ہوئے بولے
تھے۔

اور اگر ماموں جان مجھ سے خفا ہو گئے تو-----تو تم
انہیں خاندان کا وارث دے کر منالینا سمپل!! شہسوار خان
کے لہجے میں بے تابی تھی۔ ایک ایسی خوشی تھی کہ
کشمالہ خان انکے عنابی لبوں پر ابھرتی مسکان میں ہینو
ٹائیز ہو گئی تھی۔ اپنی پسندیدہ عورت کے بطن سے اولاد
کی نعمت کا ملنا بھی وہ جذبہ ہے جو صرف ایک عاشق
شوہر ہی محسوس کر سکتا ہے اپنی پسندیدہ عورت کے
بچے کا باپ کہلانا دنیا کی وہ خوشی ہے جس کا نعم و بدل
کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔

وارث؟؟؟ وہ کون؟؟ کشمالہ نا سمجھی سے بولی۔ ہمارا بچہ
اور کون۔۔شہسوار خان گہری مسکان لبوں پر سجائے
کشمالہ خان کو لال گلاب بنا گئے تھے۔وہ اپنی پلکیں جھکا
گئی تھی لال گال مزید دہک کر لہو مائل ہوگئے تھے
کانوں کی لوں سے لے کر پاؤں تک کشمالہ خان دہک گئی
تھی۔

پیاری لگ رہی ہو شرماتی ہوئی میری جان۔۔شہسوار خان
کا لہجہ بالکل بدل گیا تھا ان کا لہجہ مخمور ہونے لگا تھا۔
کل رات میں تمہیں بہت سارا پیار کروں گا سہن کر لو گی
ناں مجھے؟؟ شہسوار خان کشمالہ کی ٹھوڑی اپنے ہاتھ
میں نرمی سے پکڑ کر اس کی لرزتی ہوئی جھکی پلکوں
پر پھونک مارتے بولے تھے۔

کک۔کیا۔م۔مطلب۔۔میں۔۔۔۔۔مطلب یہ کہ جب شادی ہو
جاتی ہے تو ہسبنڈ اپنی چھوٹی سی وائف کو بہت سارا پیار
کرتے ہیں جس سے لڑکی کو پہلی بار بہت درد ہوتا ہے
لیکن اس کے بعد اچھا محسوس ہوتا ہے اور وائف خود
بھی پھر اور زیادہ پیار کروانا چاہتی ہے اپنے ہسبنڈ ہے آج تم
تھکی ہوئی ہو ناں اس لئے میں چاہتا ہوں آج ریسٹ کر لو

تم تاکہ کمر میں زیادہ درد ناں ہو اگر تمہاری ٹانگوں میں
بھی درد ہوا ناں کشمالہ خانم تو میں اور بھی زیادہ پیار
کروں گا تمہیں بالکل نہیں رلاؤں گا!! شہسوار خان کو اس
کی کم عمری کا احساس تھا کل کشمالہ خان کی سالگرہ
تھی وہ سولہ سال کی ہونے والی تھی شہسوار نے تمام
تیاریاں کی ہوئی تھی وہ اس کی سالگرہ والے دن اسے
پروپوز کرنا چاہتے تھے مگر وہ پروپوزل سے پہلے ہی
کشمالہ سے نکاح کر چکے تھے کیونکہ جتنا وہ روئی
تھی جن شکوہ کناں نگاہوں سے اس نے شہسوار کو دیکھا
تھا وہ نکاح ناں کرتے تو شاید طیش سے پلوشہ کی زبان
کاٹ دیتے جس نے کشمالہ پر تہمت لگائی تھی۔

میں سو جاؤں؟ کشمالہ خان نیند کی سرخی ہوتی بھوری
مسلتی ہوئی بولی۔ سو جاؤ میری جان شہسوار خان اسکے
گرد اپنی باہوں کا تنگ حصار بناتے کشمالہ کا منہ اپنی
گردن میں چھپاتے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگے
تھے۔ کشمالہ خان کی آنکھ کب لگی اسے پتہ ہی نہیں چلا
اور وہ شہسوار خان کی گردن پر گہری سانسیں بکھیرتی
انہیں زندگی بخشنے لگی سب کچھ کتنا حسین تھا۔ شہسوار
خان کی زندگی مکمل ہو گئی تھی۔۔۔

کشمالہ خان سیاہ رنگ کی بہت حسین سلک کی ساڑھی میں ملبوس تھی وہ اپنے دونوں ہاتھوں میں بھر بھر کر سرخ رنگ کی چوڑیاں پہنے ہوئے تھی۔ کمر سے نیچے لٹکتے لمبے گھنے سلکی بھورے بال اسے حسین شہزادی بنا رہے تھے بڑی بڑی بھوری آنکھوں پر لمبی مڑی ہوئی پلکیں مسکارا کے ڈبل کوٹ کی وجہ سے مزید لمبی لگ رہی تھی لال گالوں پر آج ایک الگ ہی لالی پھوٹ رہی تھی جبکہ کٹاؤ دار ہونٹ سرخ شائنی لپ گلوں میں اس قدر رسیلے لگ رہے تھے کہ شہسوار خان کا دل بار بار بیٹ مس کر رہا تھا۔

کچھ دیر پہلے ہی کشمالہ کی سالگرہ کی تقریب منائی گئی تھی جس میں اس کی سہیلی زویا خان نے شرکت کی تھی۔ اس تقریب سے فارغ ہو جانے کے بعد شہسوار نے ایک ترکش بیوٹیشن کو اپنے اپارٹمنٹ میں بلایا تھا اور وہ حسین کشمالہ کو حسین ترین بنا گئی تھی شہسوار خان نے ہمیشہ کشمالہ کو دھکے چھپے ہی دیکھا تھا وہ جانتے تھے کشمالہ کوئی بے باک لباس نہیں پہن سکے گی اس لیے انہوں نے ایک ایلینگنٹ سی ساڑھی کا انتخاب کیا جس کا بلاؤز تو کشمالہ خان کو فل فٹ تھا مگر کہی سے بھی

اس کے جسم کو برہنگم نہیں کر رہا تھا۔ بلاؤز کا گلا بوٹ اسٹائل میں بنا تھا جبکہ فٹنگ والی فل سلیوز اس کے دودھیا بازو چھپائے ہوئی تھی۔ لائٹ سے ریشم ورک کے ساتھ سلک کی ساڑھی کشمالہ کے جسم کی زینت بنی اور بھی حسین لگ رہی تھی۔ شہسوار خان سیاہ فار پیس میں ملبوس تھے۔

خانم چلیں؟؟ شہسوار خان کشمالہ کو حجاب لے کر اپنی طرف متوجہ ہوتے دیکھ کر اسے پیار بھرے انداز میں بولے!! مگر اتنا تیار ہو کر ہم کہاں جا رہے ہیں؟؟ کشمالہ نے اپنے ذہن کے پردوں میں مچلتا سوال دہرایا۔ شام کے سائے دور جا رہے تھے استنبول میں رات چھانے لگی تھی۔

ایک دوسرے کو مکمل کرنے جا رہے ہیں خانم!! آؤ میرا ہاتھ تھامو ایک تو میری فرمائش پر ساڑھی پہن لی ہے اوپر سے حجاب بھی پہنا ہے کہی گر نا جانا ورنہ میرا دل بھی اپنے ساتھ تکلیف سے تڑپا دو گی! شہسوار نے کشمالہ کو کمر سے تھاما اور بہت احتیاط سے خود سے لگائے اپارٹمنٹ سے نکل گئے۔

وہ پارکنگ میں پہنچ کر کشمالہ کو اپنی باہوں میں بھرتے
 اپنی گاڑی کی جانب بڑھے۔ اسے پیسنجر سیٹ
 پر بٹھایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھل لی۔ گاڑی میں مدھم
 رومانوی طرز کا میوزک آن تھا کشمالہ خان کو گھبراہٹ
 ہونے لگی تھی وہ دونوں کہاں جا رہے تھے شہسوار خان
 نے اسے اتنے پاگل پن سے اپنے نکاح میں لیا تھا کہ وہ
 پلوشہ خان کی ہر بات ہی بھول گئی تھی بس اسے ڈر تھا
 تو صرف ایک بات کا وہ یہ تھی کہ کہی شہسوار خان اس
 سے اپنا دل ناں بہلا رہے ہوں اگر ایسا ہوا تو پھر کیا ہو گا
 کل ساری رات اس نے اپنے وجود پر شہسوار کے دہکتے
 لبوں کا مہکتا لمس سوتے میں بھی محسوس کیا تھا کیا
 کوئی ایک ہی رات میں اس حد تک اپنے پہلو میں سوئے
 اپنے رحم و کرم پر پڑے وجود کو چوم سکتا تھا جیسے
 شہسوار نے اسے چوم چوم کر مہکایا تھا؟؟ نہیں اتنا دیوانہ
 کوئی بھی نہیں ہو سکتا وہ صرف ایک ہی تھے شہسوار
 خان جس نے کشمالہ سے وہ عشق کیا تھا جس پر زوال
 کبھی آہی نہیں سکتا تھا۔

شہسوار خان کی گاڑی استنبول کے سمندر کے قریب آکر
 رکی تھی۔ کشمالہ کی آنکھوں میں آسمان سے اتر کر

جیسے تارے چمکے تھے کتنا حسین منظر تھا جو اسکی آنکھوں کے پردوں کو نمکین پانی سے بھرنے لگا تھا۔ بوسفورس کے پانی میں کھڑی شہسوار خان کی لگژری یاٹ ان دونوں کے ہی انتظار میں تھی وہ آج ایک عاشق کے بے پناہ عشق سے مہکنے والی تھی۔ شہسوار خان نے اپنی گردن گھما کر کشمالہ خان کو دیکھا تھا اور انکا دل بھوری آنکھیں میں ایک بار پھر ڈوبا گیا تھا۔

یہ۔۔۔سب۔۔۔کتنا خوبصورت ہے!! کشمالہ نے بھیگی آواز میں کہا۔ تمہارے حُسن کا ایک فیصد بھی نہیں آجاؤ یاٹ پر چلیں!! شہسوار خان بھی مسرور آواز میں بولے تھے۔ وہ اپنی سیٹ سے اتر کر کشمالہ کی سائڈ پر آتے گاڑی کا دروازہ کھول کر کشمالہ کو ایک بار پر اپنی باہوں میں سما گئے کشمالہ خان شرم سے پاگل ہونے والی تھی کیونکہ سمندر پر اور بھی بہت سی یاٹ تھی جن کی جانب بہت سے کیپلز بڑھ رہے تھے مگر ان میں سے کوئی بھی کیل اتنا رومانوی نہیں لگ رہا تھا جتنا شہسوار اور ان کے سینے میں پناہ لیتی کشمالہ کا لگ رہا تھا۔

شہسوار خان بے نیازی سے کشمالہ کو گود میں اٹھائے

اپنی بے حد ایکسپینسیو لگژری یاٹ میں سوار ہوئے
تھے۔ بیپی برتھ ڈے مائی لو!! شہسوار نے کیپٹن کو راستے
میں ہی اپنے آنے کی خبر دے دی تھی اس لیے ان کے
یاٹ میں سوار ہوتے ہی کیپٹن نے یاٹ پانی میں دور لے
جانا شروع کر دی تھی۔

کیسا لگا برتھ ڈے گفٹ؟؟ کشمالہ کو خود میں گھسنے کی
کوشش کرتے دیکھ کر شہسوار خان نے اسے نیچے اتارا
اور اس کا حجاب کھول دیا۔ سمندر کی لہروں پر تیرتی
ہوئی یاٹ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں ایسا حسین نظارہ پیش کر
رہی تھی کہ کشمالہ خان بے ساختہ شہسوار کے گلے سے
لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ وہ کیا سوچتی آئی تھی
سارے راستے اور وہ مرد تھا جو اب بھی اس سے اس کی
پسند پوچھ رہا تھا۔

ہیے جان۔۔ کیا ہوا کیوں رو رہی ہو اس طرح کیا تمہیں
میرا گفٹ پسند نہیں آیا تم جو کہو گی میں وہ تحفہ دوں گا
مگر ابھی تو رونا بند کر۔۔۔۔۔۔ یہ سب آپ نے میرے لئے
کیا ہے ناں شہسوار مگر کیوں؟؟ شہسوار خان اس کے
رونے سے بالکل بوکھلا گئے تھے۔ کشمالہ خان نے ان

کے گرد اپنا حصار تنگ کر دیا اور لاڈ سے پوچھنے لگی۔

کیونکہ تم یہ سب ڈیزرو کرتی ہو میں دنیا کی ہر نعمت
تمہارے قدموں تلے لانا چاہتا ہوں تم میرے دل کا نور ہو
آج ہمارے ملن کی گواہ بنے گی سمندر کی یہ لہریں
بوسفورس پر چلتی ان ہواؤں میں مہک شہسوار اور
کشمالہ کے ملاپ کی گواہ ہو گی!! شہسوار خان کشمالہ
خان کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اس
کے لبوں کو اپنے لبوں میں پیوست کر گئے تھے۔

ان کے لبوں کا یہ پہلا ملاپ تھا جو کشمالہ نے اپنے
حواس میں رہ کر محسوس کیا تھا۔ وہ شہسوار کے کوٹ کو
سینے کی جانب سے اپنی چھوٹی چھوٹی مٹھیوں میں بھر
گئی تھی سرخ چوڑیوں کی کھنک اتنی دلکشی سے
گونجی تھی کہ سمندر کی لہروں کو بھی متوجہ کر گئی
تھی۔ شہسوار خان کا خون جوش مارنے لگا تھا۔ وہ ان
ٹھنڈی ہواؤں میں بھی پسینے سے تر ہونے لگے تھے
جبکہ کشمالہ خان اتنی بری طرح لرزی تھی کہ جیسے
شہسوار خان اس سے دور ہوئے تو وہ شاید سمندر کا ہی
حصہ بن جائے گی۔

کشمالہ کو لبوں کو آہستگی سے محسوس کرنے کے بعد
 شہسوار خان اپنے گٹھنوں کے بل نیچے بیٹھ گئے تھے۔ ان
 کے ہاتھ میں ایک مخملی ڈبہ تھا جسے انہوں نے کھول
 کر کشمالہ کو پیش کیا تھا۔ کیا مجھے اجازت ہے کشمالہ
 خان تمہیں ہر حد سے گزر کر پیار کرنے کی؟؟ کیا تم
 شہسوار خان کو اپنا وجود سونپنے کو تیار ہو؟ کیا مجھے
 اجازت ہے تمہیں وصل کی گہرائیوں کا سفر کروانے
 کی؟؟ شہسوار خان کی آواز جذبات کا طوفان احساسات کی
 طغیانی سے لبریز تھی۔ کشمالہ خان شہسوار کے وجود
 میں ابلتے جذبے اتنی شدت سے محسوس کر رہی تھی کہ
 وہ روبرو تک انداز میں اپنی گردن ہلاتی اپنا نازک ہاتھ آگے
 کر گئی۔ شہسوار خان نے چمکتی ہوئی ہیرے کی انگوٹھی
 کشمالہ خان کی رنگ فنگر میں پہنائی اور اسی انگلی پر
 اپنے لب رکھ دیئے۔ کشمالہ کے بھورے بال تیز ہوا کے
 جھونکوں سے اڑھتے اس کم سن حسینہ کو اور بھی
 خوبصورت بنا رہے تھے۔

شہسوار خان کشمالہ کی ہتھیلی کو چوم کر اس کی پنڈلی
 اپنے ہاتھ سے آہستگی سے سہلا کر اپنے پورے قد کے
 ساتھ کھڑے ہو گئے تھے۔ ان کے ہاتھ کا دبکتے انگارے

جیسا لمس کشمالہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑا گیا۔ پورے جسم کے رونٹھے کھڑے ہو گئے۔ شہسوار خان کشمالہ کو کمر سے تھام کر یاٹ کے اندر کی جانب بڑھ گئے۔

یہ ایک نارمل سائز کا بیڈ روم تھا جس کے سینٹر میں ایک بیڈ دو سائڈ ٹیبل اور ایک لگژری صوفہ اور ایک ٹیبل تھی روم میں چھوٹے چھوٹے گلاب کے پھولوں کے گلدستے تھے جن سے کمرہ مہک رہا تھا۔ مدھم رومانوی لائٹس کمرے کا منظر خوابناک بنا رہی تھی۔

شہسوار خان کشمالہ کو بیڈ پر بٹھاتے اسکے پیروں سے ہیلز اتارتے ہوئے اسے بیڈ کے بیچ میں بیٹھا گئے تھے۔ میرے حسین گلاب کو یہ گلاب سا نظارہ کیسا لگا؟؟

شہسوار خان اپنے کوٹ کو ان بٹن کرتے ریموو کر گئے تھے۔ وہ ایک گلاب کا پھول گلدستے سے نکال کر کشمالہ کو تھما گئے تھے۔ بیڈ روم کی لائٹس بالکل ڈم کرنے کے بعد وہ کشمالہ کے پہلو میں آکر لیٹ گئے تھے۔

تمہارے کومل وجود کی مہک تو ان گلابوں کو بھی مات

دے رہی ہے۔ وہ کشمالہ کے پہلو میں اپنا لمس بکھیر کر اس کے برابر میں ہی بیٹھ گئے تھے۔ کشمالہ خود میں سمٹ رہی تھی۔ شہسوار خان کے ہاتھ کشمالہ خان کے بلاؤز کی زپ میں الجھے تھے۔ وہ آہستگی سے زپ کھول کر اس کی دودھیا کمر پر جھک گئے تھے۔ آہستہ آہستہ ان کے ہاتھ ساڑھی کے پلو سے الجھنے لگے تھے۔ کشمالہ کا جسم لباس کے بھاری بوجھ سے آزاد ہوتے ہی کچھ اس طرح سے کانپا تھا کہ شہسوار خان اسے خود سے چمٹا گئے تھے۔ وہ خود بھی شہسوار سے لپٹ گئی تھی شرم و حیا اسے دہکا چکی تھی۔

پیار کرنے دو ناں اس طرح گھبراؤ گی تو ناں چاہ کر بھی تکلیف بہت زیادہ محسوس ہونے لگے گی۔ شہسوار خان کشمالہ کو نرمی سے لیٹا کر خود کو بھی ہر ایک قید سے آزاد کر گئے تھے کشمالہ پر کمفرٹر اوڑھا کر وہ خود بھی اس میں غروب ہو گئے تھے۔ لبوں کا لمس جسم کا ہر ایک حصہ گرمائے لگا تھا چھوڑیوں کی کھنک زوروں سے بجنے لگی تھی شہسوار خان اس کی نازک مخروطی انگلیوں سے اپنی انگلیوں الجھائے کشمالہ کے وجود کو اپنی خوشبو میں مہکاتے مدہوشی کے جہاں میں داخل ہو کر اس کی گہرائی میں بے حد نرمی سے سمائے تھے۔

کشمالہ نے اپنے لبوں کو دانتوں میں پیوست کر کے درد کی شدت برداشت کی تھی مگر وہ سہن نہیں کر پائی تھی بھوری آنکھوں سے آنسو نکل کر تکیے میں جذب ہونے لگے وہ سسک کر ہچکیاں بھرنے لگی جب شہسوار خان اسے پیار سے چومتے ہوئے اس کے وجود میں اتر کر ہی ٹھہر گئے۔

جب تک اجازت نہیں دو گی حرکت نہیں کروں گا کیا بہت تکلیف ہو رہی ہے کیامیں پیچھے ہٹ جاؤں خانم؟ شہسوار کشمالہ کا وجود شدید سختی سے اکڑا دیکھ کر اسے پچکارنے لگے۔ آہہ!! شاہ بہت درد ہو رہا ہے!!! مجھے کچھ ٹوٹتا ہوا محسوس ہو رہا ہے!! کشمالہ نے شہسوار کو کمر سے جکڑا تھا۔

ٹوٹ کر ہی تو دو وجود ایک ہوتے ہیں میری جان آگے بڑھوں؟ کشمالہ نے سسک کر اپنی گردن کو جنبش دی۔ ایک اور سرگوشی ہوئی جو اسے شرما کر پانی پانی کر گئی۔ روم میں میٹھی مدہوش نسوانی سسکیاں گونجنے لگی۔ چھوڑیوں کی چھنکار تیز سے تیز تر ہو رہی تھی۔ بھاری مردانہ سانسوں کی گونج بڑھنے لگی خوبصورت

ملاپ کا ساز سے انہیں اور مدہوش کرنے لگا دو وجود
لازوال عشق کا ہمیشہ قائم رہنے والا جہاں عبور کرنے
لگے تھے سمندر کی لہروں کی تیز آواز جسموں کے
ملاپ کی آواز میں تحلیل ہو رہی تھی۔ شہسوار نے کشمالہ
کو تو حاصل کر لیا تھا مگر وہ سیاہ کار جو ان کی
خوشیوں کی گہات لگائے ہوئے تھی وہ انہیں دیمک کی
طرح کھانے کو منہ کھولے بیٹھی تھی۔۔۔

خانم ٹھیک ہو؟؟ شہسوار خان کشمالہ کی درد کرتی نازک
ٹانگوں کو دباتے ہوئے وقفے وقفے سے پوچھ رہے تھے۔
کشمالہ شرم سے انار بنی کمبل میں چھپی ہوئی تھی۔ وہ
ایک لفظ بھی بولنے کے اہل نہیں رہی تھی۔ نکاح کے بعد کا
پہلا ملن اتنا خوبصورت بھی ہو سکتا تھا یہ کشمالہ نے
کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔

میں آئل سے کمر پر مساج کر دیتا ہوں پھر ہاٹ شاور لے
لیں گے ٹھیک ہے؟؟ مگر اس سے پہلے میں ایپل ٹی بنا
لیتا ہوں تم نے ڈرائی فروٹس کھائے تھوڑی انرجی تو آہی
گئی ہو گی میری جان کو؟؟ شہسوار خان اب کشمالہ اور

اپنے لئے ترکوں کی روایتی چائے بنا رہے تھے۔

میں بیٹھا دوں اگر خود سے اٹھ.....میں بیٹھ جاؤں گی شاہ
آپ بھی تو تھک گئے ہیں کیوں میرے پاؤں دبا رہے تھے
ایسے ناں کیا کریں مجھے اچھا نہیں لگتا آپ سے اپنے
پاؤں دبوانا! کشمالہ خود کو اچھی طرح کور کیے اٹھ کر
بیٹھ گئی تھی۔

میری چھوٹی سی جان مجھے ان پاؤں ان پنڈلیوں کو دیکھ
کر کتنا جنون سوار ہوتا ہے تم نہیں سمجھ سکتی میں اپنی
چھوٹی سی خانم کی ساری باتیں مان لوں گا مگر یہ والی
نہیں!! شہسوار خان ایک نظر گلاس واشروم میں موجود
باتھ ٹب کو دیکھتے چائے کا کپ اپنے ہاتھ میں لئے
کشمالہ کی پشت کو اپنے سینے سے لگائے بیٹھ گئے تھے
وہ اب اسے چائے پلاتے خود بھی اس ایک ہی کپ
سے چائے پی رہے تھے گرم گرم چائے انہیں تازگی کے
ساتھ مزید توانا بھی کر رہی تھی۔

لیٹو خانم آئل سے مساج کر دوں۔ چائے ختم ہوتے ہی
شہسوار چائے کے کپ سائنڈ ٹیبل پر رکھ کر کشمالہ کے

پورے جسم پر تیل کی مالش کرنے لگے تھے۔ شاہ!! آپ میرے خادم تو نہیں جو میری اتنی خدمت گزاری کر رہے ہیں۔ کشمالہ نے اتنی کم آواز میں کہا کہ وہ خود بھی نہیں سن پائی مگر شہسوار کے کانوں نے اپنی خانم احساس سے لبریز آواز سن لی تھی۔

جو کچھ تم مجھے دے چکی ہو اور جس طرح تم اپنے وجود سے مجھے سیراب کر چکی ہو وہ میرے لیے کسی امرت جل سے کم ہے کیا یہ سردار ساری زندگی اپنی کشمالہ خان کا خادم بن سکتا ہے!! شہسوار خان کشمالہ کو ایک بار پھر خود سے لپٹائے یاٹ کے روم کے ساتھ ہی منسلک گلاس واشروم میں داخل ہو گئے تھے۔ پھولوں کی پتیوں سے سجا ہاتھ تب گرم پانی کی بھاپ چھوڑتا انہیں اپنی جانب راغب کر گیا تھا۔

شہسوار خان کشمالہ کو اپنے ساتھ لپٹائے ہی ہاتھ ٹب میں اتر گئے تھے وہ دونوں اب ہاٹ واٹر سے سکون محسوس کرتے آنکھیں موندھے ریلیکسنگ نیپ لے رہے تھے۔ کشمالہ ایک بار اپنے شاہ کو سہن کر چکی تھی کم سن تھی اس کے ساتھ پیار سے پیش آنا تھا اس کی نزاکت کا

خیال رکھنا تھا اور اسے شہسوار خان مزید نہیں تھکانا چاہتے تھے وہ اس کے ساتھ زندگی کے لمحات کبھی نا مٹنے کے لیے لذت آمیز بنانا چاہتے تھے جو محرم کے دیوانگی بھرے عشق سے زندگی حسین سے حسین تر بناتے ہیں۔۔

پلوشہ خان کا وجود بھڑکتی آگ میں بری طرح جھلس رہا تھا۔ وہ ساکن ہوتی مردہ کی طرح سفید ہو رہی تھی اس کے سامنے سحر انگیز شخصیت کا مالک اپنے رعب دار نقوش میں غصہ آواز میں کاٹ اور لہجے میں نفرت لئے اس کے منہ پر وہ طمانچہ مار گیا تھا جو اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔

شہسوار آپ کشمالہ کی صفائی دینے سوات آئے ہیں مجھے؟؟ پلوشہ خان نے مریم خان کا منہ تو اپنے لالا ہاشم خان کی دہشت سے بند کروا دیا تھا تو پھر شہسوار کو کس نے بتایا تھا کہ وہ کشمالہ پر کس کس طرح کیچڑ اچھال چکی تھی۔ کیسے کیسے الزامات لگا چکی تھی۔

تم نے خود کو آئینے میں کبھی دیکھا ہے پلوشہ؟؟ تمہاری

شاطر فطرت حاسد وجود اور سازشی دماغ صرف اور صرف تھوک دینے کے قابل ہے تم کہہ رہی ہو کہ میں شہسوار خان تمہیں کشمالہ خان کی صفائی تمہیں دینے آیا ہوں!! تم ہو کون حیثیت کیا ہے تمہاری کہ میں اپنی بیوی کی صفائی تمہیں دوں گا! شہسوار خان نے اپنے کوٹ کی جیب سے نکاح کے کچھ کاغذات نکال کر پلوشہ کے منہ پر مارے تھے۔ پلوشہ تو شہسوار کے الفاظ سن کر بے یقین ہوئی تھی۔

بیوی کون تھی شہسوار کی؟؟ پلوشہ کا کھیل کیا اس پر ہی الٹ گیا تھا؟؟ شہسوار تو واقعی کشمالہ خان کا عاشق نکلا تھا۔ شہسوار آپ نے کشمالہ سے نکاح کر لیا؟؟ وہ مردہ کی طرح ٹھنڈی ہوتی سفید چہرے کے ساتھ نکاح نامہ دیکھنے لگی۔ بیوی تو اس نے بننا تھا سردار کی وہ کشمالہ کیسے بن گئی تھی۔

مجھے کشمالہ سے ہی نکاح کرنا تھا جو میں کر چکا ہوں اور آج ہی بابا جان اس حقیقت سے بھی واضح ہو جائیں گے کہ میں واقعی تم جیسی چال باز لڑکی کو اپنی عورت بنا ہی نہیں سکتا سب پر واضح کروں گا آج! شہسوار کا

خون کھول رہا تھا وہ جب سوات خانزادہ حویلی پہنچے تو انہوں نے بہت سی ملازماؤں کو کشمالہ خان کے بارے میں الٹی سیدھی باتیں کرتے سنا جو پلوشہ خان کا نام لیتی کشمالہ پر وہی تہمت لگا رہی تھی جو وہ معصوم لڑکی روتی بلکتی انہیں بتا چکی تھی۔ یہ سب پلوشہ خان کی ملازمہ تھی اور ان کو یہ سب بولنے کا حکم کس نے دیا تھا شہسوار خان سمجھ گئے تھے۔ وہ حویلی پہنچتے ہی پہلے اپنے بابا سے ملنے جانا چاہتے تھے تاکہ اپنے نکاح کے متعلق انہیں آگاہ کر سکیں مگر ان کا دماغ تو حویلی پہنچتے ہی پلوشہ پر بھڑک اٹھا تھا وہ اپنی ہر حد پار کر چکی تھی کشمالہ کو بدنام کروانا چاہتی تھی اور یہ بات شہسوار کو بھڑکتی آگ کا گولا بنا گئی تھی۔

شہسوار خان کے ساتھ سالار خان کو بھی سوات آنا پڑھا تھا کچھ ضروری ڈاکومنٹس تھے جن کی ترکی میں اسے ضرورت تھی کشمالہ خان کے ساتھ ترکی والے اپارٹمنٹ میں زویا خان تھی کیونکہ وہ تنہائی سے بہت خوف کھاتی تھی ڈرتی تھی اس لئے شہسوار صرف ایک دن کے لئے سوات آئے تھے اور اپنی غیر موجودگی میں بھی کشمالہ کا کسی شہزادی کی طرح خیال رکھوا رہے تھے۔ شہسوار خان سردار دوراب خان کو اپنے اور کشمالہ کے نکاح کا

بتا کر پلوشہ خان سے رشتہ ختم کرنا چاہتے تھے مگر وہ ابھی تک پلوشہ کو جانتے نہیں تھے وہ طاقت کے لئے کیا کچھ کر سکتی تھی ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

پلوشہ خان کی کشمالہ خان سے جلن حسد اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ وہ اسکے ساتھ گھوننا کھیل کھیلنے والی تھی کیونکہ آج جو وہ شہسوار خان کی آنکھوں میں کشمالہ کا عکس دیکھ رہی تھی وہ آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا وہ اس بھوری آنکھوں والی جادو گرنی کا وجود حاصل کر چکا تھا یہ اس کے وجود کا ہر ایک حصہ بہت گہرائی سے اعلان کر رہا تھا اس سحر انگیز مرد کی ہیزل آنکھوں کی سرخی بارعب چہرے پر چمکتا نور چیخ چیخ کر پلوشہ کو ان دونوں کے ملن کی گواہی دے رہا تھا۔

میں آپ کی منگ ہوں اور مجھے آپ کی منگ سردار دوراب خان نے بنایا ہے اس لئے آپ مجھے جواب دے ہیں ویسے میں آپ کو کچھ بتانا چاہتی ہوں شہسوار خان کہ مجھے یہ نکاح نامہ دیکھ کر کوئی تکلیف نہیں پہنچی کیونکہ میں جانتی ہوں ایک سردار کا پیٹ ایک عورت سے تو کبھی نہیں بھر سکتا دن رات اسے نیا حُسن چاہیے

ہوتا ہے اور میں سچ بتاؤں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں
 کیونکہ میں جانتی ہوں آپ نے اس کشمالہ سے صرف
 دکھاوا کرنے کے لئے سب سے چھپ کر نکاح کر لیا ہے
 آپ کے ذوق و شوق سرداروں جیسے ہی تو ہوں گے
 شہسوار خان آپ خاندانی بیوی رکھنے کے ساتھ ایک
 خاندانی رکھیل بھی رکھنے کے شوقین ہیں آپ اپنی اس
 معصوم دکھنے والی خاندانی رکھیل کشمالہ.....چٹاخ!!
 پلوشہ خان جو بے حد مدہم آواز میں اپنے کمرے کی
 کھڑکی کی جانب دیکھ کر زہریلی ہنسی ہنس کر کشمالہ
 خان کی معصومیت کی دھچیاں اڑا رہی تھی جب شہسوار
 خان نے اپنے ضبط کی طنابیں کھو دی تھی اور شدید
 طیش کے عالم میں پوری طاقت کے ساتھ ایک زناٹے دار
 تھپڑ اتنی زور سے پلوشہ خان کے منہ پر مار گئے کہ وہ
 بری طرح منہ کے بل زمین پر گری تھی اس کا ہونٹ بھی
 پھٹ گیا تھا۔

تمہاری اتنی جرت پلوشہ خان کے تم میرے نکاح میں
 موجود میری عورت کو میری رکھیل بولو اتنی اوکات
 تمہاری کہ تم میری پاک بیوی کو میرے لئے گالی بناؤ یہ
 زبان میں آج حلق سے جدا کر ڈالوں گا گھٹیا عورت تم
 خاندانی بیوی تو دور تھوکنے کے بھی قابل نہیں ہو لعنت

بھیجتا ہوں میں اس دن پر جب باباجان نے تم جیسی نیچ
عورت کو مجھ پر منگ کی صورت میں مسلط کیا تھا!!
شہسوار خان حلق کے بل چلائے تھے وہ اس وقت وہ
شہسوار تھے ہی نہیں جو وہ کشمالہ خان کے ساتھ ہوا
کرتے تھے وہ اس وقت سردار شہسوار خان بن گئے
تھے جس کا رعب اور دبدبہ ایسا تھا کہ لوگ ان کے
سامنے بولنے سے بھی کتراتے تھے ان کا طیش لمحوں
میں سب کچھ تباہ کرنے کا فن رکھتا تھا۔ ان کے جسم کی
رگیں طیش سے اتنی پھول گئی تھی کہ جیسے ابھی پھٹ
جائیں گی ہیزل آنکھوں میں لہو اتر آیا تھا۔

سردار دوراب خان کے ساتھ ہاشم خان کمرے کی کھڑکی
سے شہسوار خان کو پلوشہ کو تھپڑ مارتے دیکھ چکے
تھے سالار خان بھی انکے ساتھ ہی تھے وہ سب خانم بی
کے کمرے کی طرف جا رہے تھے جہاں مریم خان شدید
بخار میں تپ رہی تھی۔ خانم بی کے روم کا راستہ پلوشہ
خان کے کمرے کی گیلری سے گزرنے کے بعد آتا تھا۔
پچھلے تین دن سے مریم خان کو اتنا تیز بخار تھا کہ وہ بیڈ
سے بھی نہیں اٹھ پا رہی تھی ڈاکٹر اسے ڈرپ لگا کر ابھی
کچھ لمحے پہلے ہی گئی تھی

سالار خان مردان خانے میں اپنے بابا جان کی غیر

موجودگی استفسار کرنے کے بعد زنان خانے کی طرف داخل ہوئے۔ لاؤنچ سے نکلتی ڈاکٹر کو دیکھ کر اس کی جانب بڑھتے حویلی آنے کی وجہ پوچھنے پر اسے اپنی دیدہ مریم کی طبیعت خرابی کا پتہ چلا تو دوڑتے ہوئے پریشانی سے مریم خان کے روم کی جانب بڑھا وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ میری دیدہ کہاں ہیں؟؟ سالار خان مریم خان کے روم کو خالی دیکھ کر پریشان ہو کر ملازمہ سے ابھی استفسار کر رہا تھا جب حویلی کے کارپورچ میں جیپ کے رکنے کی آواز آئی۔ تین دن پہلے ہاشم خان نے جو رویہ مریم خان کے ساتھ اپنایا تھا وہ بیچاری تو بخار میں ہی مرنے والی ہو گئی تھی ہاشم خان کو بھی اپنے رویے کا بے حد افسوس تھا مگر ایک ضروری جرگے کی وجہ سے ہاشم خان کی ملاقات مریم خان سے نہیں ہو پائی۔

سردار دوراب خان ہاشم خان کے ساتھ سوات سے باہر کسی دوسرے گاؤں گئے ہوئے تھے اہم جرگے کے فیصلے میں وہ دونوں آج تین دن بعد حویلی آئے تھے ان کی گاڑی حویلی کے پورچ میں رکی تھی جب ڈاکٹر کو نکلتے دیکھا اور ملازمہ سے پوچھنے پر علم ہوا کہ مریم کی طبیعت بے حد ناساز ہے جسے ڈاکٹر خانم بی کے کمرے میں ڈاکٹر ڈرپ لگانے اور چیک اپ کرنے آئی

تھی۔ اکلوتی بیٹی کی طبیعت اتنی زیادہ خراب ہو جانے پر
 ناں صرف سردار دوراب بلکہ ہاشم خان بھی اپنا رویہ اب
 اور شدت سے یاد آیا تھا وہ کیوں بیمار ہو گئی تھی ہاشم
 خان نے گلائی محسوس کرتے پریشانی سے سردار دوراب
 کے ساتھ خانم بی کے کمرے کا رخ کیا۔ سالار خان بھی ان
 کے پیچھے ہی خانم بی کے کمرے کی جانب بڑھا۔ اور
 حویلی کے فرسٹ پورشن کی گیلری سے گزرتے ہوئے جو
 منظر ان تینوں کی آنکھوں نے دیکھا وہ ناقابل یقین تھا نا
 صرف سالار خان کے لئے بلکہ سردار دوراب کے لئے
 بھی جبکہ ہاشم خان کا تو خون بوائلنگ پوائنٹ پر پہنچ گیا
 تھا۔

شہسوار خان تیری اتنی ہمت تو میری بہن پر ہاتھ اٹھائے
 گا!! ہاشم خان نے جارحانہ انداز میں پلوشہ خان کے روم
 کے دروازے کو لات ماری اور اندر داخل ہو گئے۔ مزا تو
 اب آنا تھا!! پلوشہ خان ہاشم خان کو دیکھ کر چیخ چیخ کر
 رونے لگی۔ تو نے میری بہن پر ہاتھ کیسے اٹھایا
 شہسوار!!! ہاشم خان نے شہسوار خان کو گربان سے جکڑ
 لیا۔ بالکل اسی طرح جس طرح تو نے میری بہن کے بال
 پکڑے تھے!! شہسوار خان نے نا صرف ہاشم خان کو اس
 کے کالر سے جکڑا تھا بلکہ دیوار پر بھی دے مارا تھا۔

شہسوار خان طیش سے جنونی ہو گئے تھے۔ مریم خان کو ہاشم نے بالوں سے جکڑا یہ شکایا شہسوار تک ان کی ایک خاص ملازمہ نے لگا دی تھی وہ ملازمہ مریم خان کے کمرے میں ڈیلی رات کو گرم دودھ دینے جاتی شہسوار خان کے حکم پر انکی بہن کے کھانے پینے کا بہت خیال رکھا جاتا تھا۔ ملازمہ ہاشم خان کو مریم کے ساتھ بدسلوکی کرتے دیکھ چکی تھی اور اس نے اسی رات شہسوار کو فون پر ہاشم کی شکایت لگا دی تھی۔

پلوشہ خان کی چیخ بلند ہوئی تھی۔ ہاشم خان بھی ہر لحاظ بالائے طاق کیے شہسوار خان پر جھپٹتے جب سردار دوراب خان اور سالار خان ان دونوں کے بیچ تیزی سے حائل ہوئے تھے۔ شہسوار تم ہوش میں تو ہو اٹھو پلوشہ بیٹی کیا بات ہوئی ہے تم دونوں کے بیچ؟؟ سردار دوراب خان غصے سے گرجے تھے۔ تایا جان شہسوار نے جس لڑکی کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھے تھے اس سے نکاح کر چکے ہیں یہ میں آپ کو کہتی تھی ناں کہ شہسوار اس لئے مجھ سے شادی سے انکار کرتے تھے کہ.....پلوشہ جان سے مار دوں گا میری بیوی کے متعلق بکواس کی تو.....پلوشہ دیدہ آپ کو شرم نہیں آرہی میرے لالا خان کے کردار پر انگلی اٹھا رہی ہیں آپ کیوں الزام.....کردار

ہے تمہارے لالا جان کا یہ کیسے کسی اور سے نکاح کر
سکتا ہے میری بہن کو اپنے نام پر بٹھانے کے بعد! ہاشم
خان نے سالار خان کی بات درشتگی سے کاٹ دی تھی۔

کردار ہے تو آپ کی بہن سہی سلامت کھڑی ہے ورنا
میرے لالا پر انگلی اٹھانے والوں کو ان سے پہلے میں
جان سے مار دوں!! سالار خان بھی غضب سے بولا تھا
وہ جوان خون تھا اپنے لالہ کا لاڈلہ تھا باپ سے زیادہ
بھائی نے بیٹے والا مان دیا تھا ہر لاڈ اٹھایا تھا وہ کیوں
ناں شہسوار کے آگے ڈھال بن کر کھڑا ہوتا۔

تم بھی ملوث ہو اس کے کارنامے میں جو تمہارے لالہ نے
کیا وہ میں نہیں بھولوں گا یاد رکھنا میں ہاشم خان اپنا بدلہ
کسی پر نہیں چھوڑتا تایا جان اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں
ہے یا تو میری بہن پلوشہ کا نکاح آج ہی شہسوار خان سے
ہوگا یا پھر میں آج ہی مریم سے بھی ہر تعلق ختم کر کے
خانزادہ حویلی سے اپنی دونوں بہنوں کو لے جاؤں گا۔

ہاشم یہ تم کیسی بات کر رہے ہو کوئی تعلق کوئی رشتہ
کچھ بھی نہیں ٹوٹے گا۔ شہسوار پلوشہ سے ابھی نکاح

کرے گا اسی وقت یہ ہمارا حکم ہے!! سردار دوراب
غضبناکی سے دھاڑے تھے۔ شہسوار خان اپنی گردن تو
کٹوا سکتا ہے مگر پلوشہ خان کو اپنی بیوی کے عہدے پر
فائز نہیں کر سکتا!! جس سے میں نے عشق کیا اس سے
میں نکاح کر چکا۔۔۔۔۔۔ چٹاخ! بابا جان یہ کیا کیا آپ نے آپ
لالا جان پر ہاتھ کیسے اٹھا سکتے ہیں! سردار دوراب نے
شہسوار خان کو اپنی نافرمانی پر زور دار تھپڑ مار دیا
تھا۔ جب سالار خان اپنے بالوں کو نوچتے ہوئے چیخا تھا۔

آپ مجھے جان سے مار دیں میں پلوشہ خان کو اپنی بیوی
کے طور پر کبھی قبول نہیں کروں گا بابا جان قسم کھاتا
ہوں اپنے عشق کی!! شہسوار خان لہو چھلکاتے چہرے
سے بولے تھے۔ ایک لفظ نہیں شہسوار ایک لفظ نہیں تم
ایک نکاح اپنی مرضی سے کر چکے ہو اور پسند کا نکاح
ختم ہونے میں لمحے نہیں لگتے ابھی تم پر پاگل پن کا
بھوت سوار ہے کچھ دن بعد یہ بھوت بھی اتر جائے گا
ایک فیصلہ سن لو ہمارا تم شہسوار پلوشہ کے علاوہ ہم
کبھی بھی کسی دوسری عورت کو اپنے خاندان کی بہو
تسلیم نہیں کریں گے جس کسی اٹھائی گری راہ چلتی لڑکی
سے نکاح کیا ہے تم نے جتنا تمہارا دل چاہے اس سے اپنا
دل بہلا لو مگر خاندانی بیوی تو تمہاری صرف پلوشہ خان

کی بنے گی اور یہ ہمارا کبھی تبدیل نا ہونے والا وہ
 فیصلہ ہے جس کے خلاف ورزی ہوئی تو-----بابا جان آپ
 ظلم کر رہے ہیں میرے ساتھ ایک بار اس لڑکی کا نام تو
 سن لے پھر فیصلہ کر لیجیے گا کہ وہ آپ کے بیٹے کی
 خاندانی بیوی کہلانے کے لائق ہے بھی یا نہیں میں نے
 کش-----نہیں سنا ہمیں کچھ بھی شہسوار---مگر بابا کیوں
 نہیں سننا آپ کو لالا جان کی بات؟؟میرے لالا نے جس
 سے نکاح کیا ہے آپ ایک بار سن تو لیں وہ اور کوئی
 نہیں بلکہ-----ہم نے کہا نا کچھ بھی نہیں سننا چاہتے ہم
 سالار تم دونوں بھائی ہماری نافرمانی کر چکے ہو اور تم
 شہسوار اس لڑکی سے اپنا دل بہلاؤ اور جب تمہارا دل اس
 سے بھر جائے تو ہم تمہیں سرداری سونپ دیں گے اپنی
 روایات ہم کبھی بہلا نہیں سکتے ہمیں ہمارا بیٹا بھی اتنا ہی
 عزیز ہے جتنی ہمارے چھوٹے بھائی کی بیٹی پلوشہ!!
 پلوشہ کیا تمہیں کوئی اعتراض ہے اب بھی؟؟ سردار
 دور اب اپنے بیٹوں کی کوئی بات سننے کو تیار نہیں تھے
 پلوشہ خان بہت بڑا گیم کھیل چکی تھی وہ بہت چال باز
 تھی۔

نہیں تایا جان مجھے اب بھی کوئی اعتراض نہیں میں
 شہسوار کی بیوی بننے کو تیار ہوں کیونکہ میں شہسوار

کے ساتھ وفادار ہوں ان سے بہت محبت کرتی ہوں!!
 پلوشہ جھوٹے آنسو بہاتی بولی تھی۔ شہسوار نے پلوشہ
 سے پہلے کسی کے ساتھ نکاح کیا ہے یہ بات کسی کو پتہ
 نہیں لگنی چاہیے حویلی میں ناں ہی حویلی سے باہر اور
 شہسوار تم جلدی اس لڑکی کو طلاق دے کر سوات کی
 سرداری سنبھالو!! اجاؤ ہاشم مولوی کو لاؤ پلوشہ اور
 شہسوار کا ابھی ہی نکاح ہو گا! سردار دوراب خان رعب
 اور طیش سے اپنا حکم سناتے پلوشہ کو اپنے ساتھ لئے جا
 چکے تھے ہاشم خان مولوی صاحب کو لانے چلے گئے
 تھے جبکہ شہسوار خان کا طیش پلوشہ پر اتنا بڑھ گیا تھا
 کہ وہ گہری سانس لے کر خود کو جتنا نارمل کرنے کی
 کوشش کر رہے تھے اتنا غصہ حواسوں پر سوار ہو رہا تھا
 جیسے وہ ہر چیز جلا کر راکھ کر ڈالیں گے۔

لالا میں بابا جان کو بتا دوں گا کہ آپ نے کشمالہ سے
 نکاح۔۔۔۔۔ نہیں سالار بابا جان کو تم کبھی بھی اس نکاح کے
 متعلق کچھ نہیں بتاؤ گے وہ کشمالہ کے لئے جو الفاظ بابا
 استعمال کر چکے ہیں میرے عشق کو میری حوس سمجھ
 رہے ہیں تو میں شہسوار خان اپنی بیوی کشمالہ کو خانزادہ
 حویلی کبھی نہیں لاؤں گا میرے عشق کو میرے دل کا
 بہلاوا سمجھ رہے ہیں بابا میں نہیں چاہتا میری کشمالہ

اپنے ماموں جان کی نفرت دیکھے میں اسکی تکلیف
برداشت نہیں کر سکوں گا!! شہسوار خان کا دل بکھرا تھا
ان کا عشق ان کی حوس ان کے دل بہلانے کا سامان کیوں
سمجھا جا رہا تھا۔۔

سالار خان کا دل چاہ رہا تھا سب تہس نہس کر ڈالے اس
کے لالا کے عشق پر ناپاکی کی انگلی اٹھائی گئی تھی اس
نے قسم کھا لی تھی سب کے خلاف کھڑا ہو جائے گا مگر
اپنے لالا کے عشق پر حرف نہیں آنے دے گا۔

پلوشہ خان کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا وہ
شہسوار کو کشمالہ سے چھیننے جا رہی تھی سردار کی
سردارنی بننے جا رہی تھی سب کچھ اس کا ہونے والا تھا
آج جیت پلوشہ کی ہو ہی گئی تھی مگر جتنا بے درد تھپڑ
اسے شہسوار نے مارا تھا وہ شہسوار کی کشمالہ کا حال
برا کرنے کا سوچ چکی تھی۔

مولوی صاحب آگئے تھے اور شہسوار خان کا طیش تھا جو
بر لمحے کے ساتھ اتنا بڑھ گیا تھا کہ ان کی ہیزل آنکھیں

وحشیانہ لگ رہی تھی وہ کسی سوچ میں گم غیر مرئی نقطے کو گھور رہے تھے وہ مرد ہو کر مجبور لگ رہے تھے اور پلوشہ عورت ہو کر طاقتور لگ رہی تھی مگر مرد کبھی مجبور نہیں ہوتا اور عورت کبھی طاقتور نہیں ہو سکتی یہ بات پلوشہ خان بھول ہی گئی تھی عورت جب جب مرد کے مقابل کھڑی ہوئی ہے سر کے بل زمین میں دھنسی ہے اللہ نے عورت کو جس نزاکت اور جس نازوکی کے پیندے میں اس کی نسوانیت کو گوندھا گیا ہے وہ مرد کے مقابل کھڑی ہو ہی نہیں سکتی مرد کو کبھی مجبور نہیں کر سکتی یہ بات اگر ہر عورت جان جائے تو کبھی مرد کو مجبور ناں سمجھے مرد پر دباؤ تو ڈالا جا سکتا ہے مگر اسے بے بس نہیں کیا جا سکتا!! پلوشہ خان کے چہرے پر مکرو و فریب آج نا صرف شہسوار بلکہ سالار خان نے بھی اتنی گہرائی سے دیکھا تھا کہ اسے عورت ذات کی مکاری سے خوف آیا تھا ہر بار مرد ہی نہیں عورت بھی طاقت کے نشے میں شیطان بن جاتی ہے اور آج پلوشہ خان شیطان ہی لگی تھی سالار خان کو جس نے شہسوار کا عشق کوڑی کا کر دیا تھا۔

سالار کو شہسوار خان کے پلوشہ کے اوپر ہاتھ اٹھانے پر صدمہ ہوا تھا مگر جب پلوشہ کو عورت کی سطح سے

اپنے خاندان کے مردوں کے سامنے گرتے دیکھا تو
افسوس ختم ہو گیا تہمت کی کوئی معافی نہیں ہوتی نا وہ
اتنی چھوٹی ہوتی ہے کہ بھولا دیا جائے۔۔

لالا جان ضیاء لالا کی کال آرہی ہے ترکی سے! سالار
خان نے بہت دھیمی آواز میں شہسوار سے بولا۔ لاؤ دو
مجھے فون!! شہسوار نے سالار سے فون لیا اور صوفے
سے اٹھ کر باہر کی طرف بڑھ گئے۔ ہیلو ہاں ضیاء بولو!!
شہسوار خان کی بھاری آواز نے فون کے پیچھے موجود
نازک وجود کو خوفزدہ کر دیا تھا اس قدر بھاری آواز تو
شہسوار خان کی کبھی نہیں ہوئی تھی۔

ہیلو شاہ۔۔میں۔۔کشمالہ!! مدھم نسوانی آواز شہسوار خان کا
دل ڈوبا گئی تھی۔ خانم تم۔۔!!شہسوار خان بس اتنا ہی بول
پائے۔ وفا کا وعدہ کیا تھا ایک لمحے کے لئے بھی کسی
اور عورت کو دیکھنا بیوفائی تھی وہ تو پھر نکاح ہی
کرنے جا رہے تھے اپنا نام دینے جا رہے تھے۔ اگر آپ
اجازت دیں تو میں زوئی کے ساتھ اپنی کچھ پرسنل چیزوں
کی شاپنگ کرنے چلی جاؤں ہم ضیاء لالا کے ساتھ جائیں
گے اور زوئی نے انہیں آپکو کال ملانے کا کہا تھا میں

نے آپکو ڈسٹرب تو نہیں کر دیا ناں شاہ؟؟ کیا معصومیت
تھی جو شہسوار کو ہمیشہ کی طرح کشمالہ کے قدموں
میں بیٹھا گئی تھی۔

جاؤ میری جان مگر کیا تم معاف کر دو گی؟ شہسوار خان
کا دل اس وقت شدید تکلیف میں تھا محبوب کو پا کر کسی
اور کا ہونا سرا سر جرم ہے قتل ہے وفا کا!! معاف مگر
کس بات کے لئے؟؟ آپ مجھے چھوڑ گئے اکیلے اُس
لیے؟ دوسری طرف سے سادگی سے پوچھا گیا۔ نہیں تم پر
سوکن لانے جا رہا ہوں کیا تم مجھے معاف کر دو گی
پلوشہ سے نکاح کے بعد؟؟ شہسوار کی آواز میں زندگی
میں پہلی بار لرزہٹ تھی جو ان کی خانم کے تکلیف دل
کے خانوں کو چیر رہی تھی لفظ سوکن ہی ہر عورت کی
روح نکال دیتا ہے کسی اور عورت کو اپنے شوہر کے پہلو
میں دیکھنا موت کے برابر ہے اور موت ہوتی بھی ہے ان
لمحات کی جن میں شراکت داری عورت کو بے جان کر
دیتی ہے۔

آپ۔۔پلوشہ۔۔دیدہ۔۔سے نکاح کرنے گئے تھے پاکستان؟
کشمالہ کم عمر تھی ناسمجھ تھی لیکن تھی تو ایک صنفِ

نازک جو اپنے مرد کو بانٹنے کا تصور بھی نہیں کر
سکتی!! شہسوار خان خاموش رہے اتنی دیر تک کہ
کشمالہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ شہسوار کے پاس
کشمالہ کے معصوم سوال کا جواب ہی ناں تھا بے بسی تھی
شاید؟

میں تمہارا وفادار رہوں گا آخری سانس تک میری پیاری
بیوی جو حق تمہارا ہے جو دل تمہارا ہے وہ کبھی بھی
کسی دوسری عورت کا نہیں ہو سکتا یہ وعدہ رہا تم
سے۔۔ شہسوار بے بس نہیں تھے مرد کبھی بے بس ہو ہی
نہیں سکتا!! خان صاحب آپ کو بڑے صاحب اندر بولا
رہے ہیں نکاح کے لئے!! ملازم کی آواز پر شہسوار نے
اسے گھور کر دیکھا فون کے پیچھے کشمالہ خان کی
ہچکیاں بندھ گئی اور فون بند کر دیا گیا۔ وہ کیوں ہچکیاں
لے رہی تھی شہسوار خان کا دل زخمی ہوا پلوشہ نے اسے
جو کچھ بولا تھا وہ خود کو وہی سمجھ رہی تھی شہسوار
خان کو اپنی روح چھلنی ہوتی تو اب لگی تھی۔

وہ لہو آنکھوں کے ساتھ لاؤنچ کے اندر داخل ہوئے تھے
اور کچھ ہی دیر میں مولوی صاحب نے شہسوار اور

پلوشہ کا نکاح پڑھانا شروع کر دیا تھا۔ پلوشہ خان سے نکاح کے دوران کوئی ایک لمحہ ایسا نہیں تھا جب کشمالہ خان کی بھوری آنکھیں شہسوار کی نظروں میں نا آئی ہوں وہ رات جو ان دونوں کے درمیان گزری اس کی خوشبو وہ میٹھی مدہوش سسکیاں انہیں یاد نا آئی ہوں۔ تم سے وفا ہر سانس کے ساتھ کروں گا کشمالہ!! شہسوار خان پلوشہ سے نکاح ہوتے ہی صوفے سے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے پلوشہ خان کو بے رحمی سے بازو سے کھینچ کر اٹھایا تھا۔ ان کی گرفت اتنی سخت تھی کہ پلوشہ کو اپنے بازو کا گوشت پھٹتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

کہاں لے جا رہے ہیں مجھے آپ؟؟ پلوشہ نے ڈرنے کی شاندار ایکٹنگ کی!! تمہاری منہ دکھائی دینے نکاح کا تحفہ تو ملنا ہی چاہیے نا تمہیں پلوشہ خان تمہارا حق ادا کرنے لے جا رہا ہوں۔ شہسوار خان ایک بھی نظر کسی پر ڈالے بنا پلوشہ خان کو کھینچتے ہوئے اپنے ساتھ لے گئے۔

شہسوار خان پلوشہ کو زور سے بازو سے پکڑ کر اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے حویلی کے کار پورچ میں پہنچے

تھے۔ شہسوار۔۔۔۔۔ ایک لفظ بکواس نہیں سنو گا مزید!! تم جیسی چلاک لڑکی کو کس طرح قابو کیا جاتا ہے یہ میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں! پلوشہ خان کی سانس تو اب خشک ہوئی تھی۔ شہسوار خان اسے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر دھکیلتے خود ڈرائیونگ سنبھال گئے تھے۔ انکی گاڑی کا رُخ خانزادہ فارم ہاؤس کی طرف تھا۔ گھنٹے کا سفر شہسوار خان نے تیس منٹ میں طے کیا تھا۔

اترو میری گاڑی سے!! شہسوار خان غصے سے پہنکارتے گاڑی سے اترے تھے۔ پلوشہ خان کو شہسوار خان سے ڈر لگ رہا تھا وہ حواسوں میں نہیں تھے غم دل کو چیر رہا تھا وہ مرد ہو کر اپنے نکاح میں دوسری عورت کو برداشت نہیں کر پا رہے تھے کشمالہ خان کی سسکیاں ان کے کانوں میں گونج رہی تھی۔

نکلو پلوشہ خان میری گاڑی سے ورنہ یہی زمین میں گاڑ دوں گا! شہسوار خان کی شیر سی دھاڑ نے پلوشہ کو لرزہ دیا تھا مگر وہ مطمئن تھی شہسوار کے عشق سے واقف تھی اتنا تو وہ مچلنے کا حق رکھتا تھا۔ پلوشہ سے نکاح شہسوار کی مجبوری ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ پلوشہ خان

گاڑی سے اتر گئی تھی شہسوار خان نے اپنے لبوں میں
سگریٹ دبا لی تھی۔ دماغ کو کسی بھی طرح پرسکون کرنا
تھا۔

جاؤ میرے بستر پر گھونگھٹ لے کر بیٹھو تمہارا حق ادا
کرنا ہے آج رات ہی مجھے!! شہسوار نے نفرت سے
پلوشہ کی جانب دیکھا تھا جسکے لبوں پر شہسوار کا
غرور خاک میں ملانے کا تبسم چھایا ہوا تھا۔ کیا آپ
مجھے اپنی بیوی ہونے کا حق دیں گے؟ کشمالہ کی
طرح-----کشمالہ کی جگہ تم مر کر بھی نہیں لے سکتی تم
تو کیا دنیا کی کوئی عورت بھی نہیں!! اب جاؤ جو تمہارا
مجھ پر حق ہے وہ میں آج رات ہی تمہیں اپنے بستر پر
دوں گا!! شہسوار خان کے انداز پلوشہ کی ریڑھ کی ہڈی
میں سنسناہٹ پیدا کر رہے تھے مگر پلوشہ خان بے حد
خوش تھی شہسوار خان اس کی ضد تھے جو اس نے
کشمالہ خان کے ساتھ لگائی تھی شہسوار کو وہ اس سے
چھین چکی تھی۔

رات کا ایک بج رہا تھا جب شہسوار خان اپنے کمرے میں

داخل ہوئے۔ سیاہ بال پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے آنکھیں
 ایسی ہو رہی تھی جیسے ابھی خون پھوٹ جائے
 گاشہسوار خان کی چال میں لڑکھڑاہٹ تھی ان کے پاس
 سے بے حد گندی بو آرہی تھی۔ وہ بار بار اپنا سر جھٹک
 رہے تھے حواس آہستہ آہستہ معطل ہو رہے تھے۔ پلوشہ
 خان انہیں دیکھ کر سمجھ گئی تھی وہ حرام مشروب پی کر
 آئے ہیں۔ اسے شہسوار خان سے اب حقیقتاً خوف آیا تھا۔ وہ
 دھیمے لڑکھڑاتے قدموں سے چلتے ہوئے بیڈ کے قریب
 پہنچتے پلوشہ کو دیکھنے لگے جو گونگھٹ میں بیٹھی
 ہوئی تھی۔

خانم۔ میں۔ تم۔ سے۔ اپنی ہر۔ سانس۔ کے۔ ساتھ۔ وفا
 نبھاؤں۔ گا!! لڑکھڑاتی زبان نشے کی حالت میں بھی
 شہسوار کی آنکھوں کے پردوں پر کشمالہ کا ہی عکس تھا
 انہیں پلوشہ خان کشمالہ لگنے لگی تھی
 خوبصورت۔ ہو۔ تم۔ میری۔ کشمالہ۔! شہسوار نے پلوشہ
 خان کے کان کے قریب جھک کر مذبوشی میں کہا۔ پلوشہ
 کے جسم کے رونٹھے کھڑے ہو گئے وہ شراب اس لئے
 پی کر آیا تھا تاکہ پلوشہ کو کشمالہ سمجھ کر اس کا حق ادا
 کرے! پلوشہ خان کو ایک بار پھر شدید جلن محسوس ہوئی

کشمالہ کو جان سے مار دینے کا جی چاہا۔ شہسوار کے ہاتھ پلوشہ کے گھونگھٹ سے الجھے!! کیا وہ اس سے اپنا حق لینے والے تھے؟ پلوشہ ناں سہی کشمالہ سمجھ کر ہی بس ایک بار شہسوار اس کے وجود میں اتر جائے تو پلوشہ سب کو اپنے قدموں میں لے آئے۔ پلوشہ خان کا دل اس سوچ سے ہی للچانے لگا۔ اسے وہ مرد نہیں اس کے نام سے ملنے والی طاقت چاہیے تھی۔

میری خانم۔ پہلی۔ رات۔ تمہیں۔ جتنا۔ درد۔ ہوا۔ تھا۔ آج

بالکل۔ بھی۔ نہیں

ہونے۔ دوں۔ گا۔ تمہارے۔ شاہ۔ کا۔ وعدہ۔ رہا۔ اپنی۔ دلہن سے!! شہسوار خان کی مدہوش آواز مزید بھاری ہو گئی۔ کشمالہ کا مخملی وجود آنکھوں کے پردوں پر واضح ہوتا عجیب سی ہی دُھندھلاہٹ میں تحلیل ہونے لگا۔ شہسوار خان اپنا سر جھٹک کر پلوشہ خان کا گھونگھٹ اٹھانے لگے۔ پلوشہ تو شہسوار کے لفظوں سے دہکتی آگ میں اتری تھی اس کا جی چاہ وہ مرد جلد از جلد اس سے لپٹ جائے یہی وقت تھا اس کے قریب ہونے کا اس کا قرب پانے گا اور اس کا خون اپنے وجود میں پالنے کا۔ یہ رات گزر گئی تو وہ مرد پھر کبھی اس کے ہاتھ نہیں لگنا تھا۔ کشمالہ سے سب کچھ چھین لینے کا لمحہ یہی تھا۔

شہسوار نے جیسے ہی گھونگھٹ اٹھایا پلوشہ خان کی شکل دیکھ کر وہ قابو سے باہر ہو گئے۔ کشمالہ؟؟ میری خانم؟؟ انہوں نے اپنی آنکھیں میچ لی بدصورت چال بعض عورت تم۔میرے۔کمرے۔میں۔کیا۔کر۔رہی۔ہو۔میرے بستر۔پر۔میرا۔انتظار۔کرنے۔کا۔حق۔صرف کشمالہ خان کو ہے!! شہسوار خان نشے کی حالت میں بھی نفرت سے بولے تھے۔

حق تو میرا بھی ہے نکاح کیا ہے آپ نے مجھ سے میں بھی آپ کی بیوی ہوں اور آپ نے خود مجھے یہاں آپ کا انتظار کرنے کا کہا تھا تاکہ آپ میرا حق ادا کر سکیں! مجھے منہ دکھائی دینی تھی آپ نے شاہ!! پلوشہ خان نے پھر سے شہسوار کی ڈکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔اپنی لاسٹ کال پر سننے والی کشمالہ کی سسکیاں شہسوار کا دل چیر رہی تھی جنہیں بھولانے کے لیے وہ حرام مشروب پی کر آئے تھے وہ پھر سے ان کی سماعتوں میں گونجنے لگی۔

شاہ کہنے کا حق مجھے صرف کشمالہ خان کو ہے اور یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اسکا حق کسی اور عورت کو شہسوار

دے دوں۔۔۔۔۔شہسوار مجھے کوئی بھی اعتراض نہیں آپ
 کشمالہ خان کو اپنی بیوی طور پر استعمال کریں یا پھر
 اپنی رکھیل۔۔۔۔۔رکھیل تو میں تمہیں بناؤں گا اپنی!! کشمالہ
 کے لئے جو گالی تم نے استعمال کی ہے اس کی سزا میں
 تمہیں تاعمر دوں گا!! آج سے نو ماہ بعد کشمالہ میرا وارث
 بنے گی اور تب تمہیں تمہاری اوکات کا بہت اچھے سے
 اندازہ ہو جائے گا منہ دکھائی دینے والا تھا ناں میں تمہیں
 پلوشہ خان تو سنو میں شہسوار خان پلوشہ خان کو منہ
 دکھائی میں طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا
 ہوں۔۔۔!! پلوشہ خان جو شہسوار کو طیش دلا کر انہیں خود
 پر جھپٹ پڑھنے کے لئے اوکسا رہی تھی جب شہسوار
 خان اسکے پیروں تلے زمین اور سر تلے آسمان کھینچ
 گئے تھے۔ وہ کسی وحشی درندے کی طرح اس پر جھپٹے
 نہیں تھے مگر اسے طلاق دے گئے تھے۔ وہ اپنے ظرف
 سے نیچے نہیں گرے تھے مگر پلوشہ کو گرا گئے
 تھے۔ وہ پہلا ایسا عاشق تھا جس نے اپنے عشق میں شراکت
 کرنے والی عورت کو بے حد بھیانک سزا دی تھی۔
 شہسوار خان کا سر بری طرح چکرایا تھا نشہ مکمل طور
 پر ہر منظر ہی شہسوار کی آنکھوں سے غائب کر گیا تھا۔
 وہ دھڑام سے اوندھے منہ بیڈ پر گر گئے تھے نشہ انہیں
 گہری نیند سلا گیا تھا۔ پلوشہ تو ایسے تھی جیسے کاٹو تو

بدن میں لہو نہیں!! ہر سازش اسے گردن سے جکڑ کر
زمین کی زینت بنا گئی تھی۔ کشمالہ شہسوار کی سانسوں
میں بستی تھی یہ بات آج وہ اتنی اچھی طرح جان گئی تھی
کہ کہنے سننے کو اب مزید کچھ بچا نہیں تھا۔

میں نے کشمالہ کو تباہ نہیں کر دیا ناں شہسوار خان تو
میرا نام بھی پلوشہ خان نہیں!! نو ماہ بعد کشمالہ تمہارا
وارث تو جنمے گی مگر تم دونوں کو اس سے میں نے
محروم نہیں کر دیا نا تو میرے منہ پر تھوک دینا تم!!
پلوشہ کی نس نس میں کشمالہ اور شہسوار کے لئے نفرت
کی آگ بھڑک رہی تھی وہ انکی زندگی سے وہ سُکھ ہی
چھین لینا چاہتی تھی جو دنیا کا ہر جوڑا اپنی باہوں میں
بھرنے کے لئے ترستا ہے۔ پلوشہ خان نے خود کو بے
لباس کرنا شروع کیا ہے اور اپنے کپڑوں کو چاک کرتے
ہوئے بیڈ پر اور نیچے زمین پر پھیلا دیا تھا۔ یہی نہیں اس
نے خود کو گہرے زخم بھی دیئے تھے کمرے میں موجود
کانچ کے شو پیس بھی زمین پر مار کر توڑ دیئے تھے اور
اب وہ ہوش و حواس سے بیگانہ شہسوار خان کی شرٹ ان
کے جسم سے جدا کر رہی تھی۔ اس نے ان کی کمر پر
ناخنوں کو خراشیں دیکھی تھی سینے پر دانتوں کے مدہم
پڑھتے نشان ایک عورت مدہوشی میں مرد کی کمر داغدار

کرتی ہے کشمالہ کو وہ سب نصیب ہو گیا تھا جو پلوشہ کو
کبھی نہیں مل سکتا تھا مگر وہ نفرت کی آگ میں اتنی
پاگل ہو گئی تھی کہ شہسوار کو اس کے عشق کے آگے
گرا نا چاہتی تھی۔ ان دونوں کے بیچ کوئی جسمانی تعلق
قائم نہیں ہوا تھا نا کبھی ہو سکتا تھا مگر شہسوار کو
ساری عمر کی تکلیف تو دی جا سکتی تھی نا پلوشہ
شہسوار خان کے برابر میں آکر لیٹ گئی اس نے کمفرٹر
سے خود کو ڈھانپتے شہسوار کی سانسوں کے قریب کر
لیا۔ ساری زندگی اس رات کے لئے تم بھی پچھتاؤ گے
شہسوار خود کو کشمالہ کا گنہگار سمجھو گے مگر سچ
کبھی نہیں جان پاؤ گے۔ پلوشہ کی آنکھوں میں بہسم کر
دینے والی چنگاریاں تھی۔

اوفک پر چمکتا ہوا سورج نکل آیا تھا گہری تاریک رات
ڈھل چکی تھی دن کا اجالا ہو گیا تھا کمرے کا منظر کچھ
یوں تھا جسے دیکھ کر شہسوار خان اپنے بالوں کو
کھینچتے بری طرح چلا رہے تھے پلوشہ خان کمفرٹر میں
لیٹی جھوٹے آنسو بہا رہی تھی مکاری اس کے وجود کی
پہچان تھی مگر وہ شہسوار کی پاگل ہوتی حالت سے بری
طرح خوفزدہ تھی۔

دفعہ ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے میں کشمالہ خان کے علاوہ کسی دوسری کوچھونے کا سوچ بھی نہیں سکتا یقیناً یہ بھی تمہارا کوئی ڈرامہ ہے جس عورت کو میں طلاق دے چکا ہوں اس سے زنا کیسے کر سکتا ہوں؟؟ جس کو حلال کر کے خود پر حرام کر دیا ہو اس کو اپنے بستر پر نوچ نہیں سکتا میں پلوشہ خان تم بدصورت عورت ہونے کے ساتھ ساتھ بدکار بھی ہو تمہارا انجام بھی برا-----جو کچھ شہسوار کل رات آپ میرے ساتھ کر چکے ہیں اس سے برا کیا ہی انجام ہو سکتا ہے میرا آپ نے مجھے طلاق نہیں دی بلکہ اپنی بیوی بنا کر جانور کی طرح نوچ ڈالا ہے!! شہسوار کو کچھ بھی یاد نہیں آ رہا تھا انکے دماغ میں یہ یاد تازہ تھی کہ وہ پلوشہ کو فارم ہاؤس طلاق دینے لائے تھے اور انہوں نے اسے طلاق دے بھی دی تھی مگر کچھ بھی ٹھیک سے یاد نہیں تھا۔

آپ نے میرے ساتھ جس طرح ازدواجی تعلق قائم کیا ہے اس کے بعد تو میں آپ کے ساتھ رہنا بھی نہیں چاہتی میں-----دفعہ ہو جاؤ یہاں سے تم جھوٹی ہو مکار ہو تم پر تھوکنہ بھی-----کمرے کا حال آپ دیکھ لیں میرے کپڑے

پھاڑ دیئے ہیں آپ نے اور اب بھی میں آپ کو جھوٹی اور فریبی لگتی ہوں شہسوار!! شہسوار خان تو مجرم بن گئے تھے کشمالہ کے یہ وفا نبھائی تھی انہیں نے کشمالہ کے ساتھ وہ اسے کیا منہ دکھائیں گے انکی پشیمانی رگ رگ میں بے وفائی کا زہر گھول رہی تھی وہ مجرم تھے اپنے عشق کے!! شہسوار خان بھاگ جانا چاہتے تھے سوات سے ان جھیلوں دریاؤں اور پہاڑوں سے جو ان کو عشق کا مجرم بنا گئے تھے۔ وہ واشروم جاتے چیختے چلاتے ہوئے شاور لیتے فوراً ہی ترکی کی ٹکٹ بک کرواتے پلوشہ خان کو فارم ہاؤس میں ہی چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

تم ساری زندگی اس ایک رات کو کوسو گئے جو ہم دونوں کے بیچ کبھی آئی ہی نہیں!! پلوشہ خان کا کاٹا پانی بھی نہیں مانگتا تم دونوں کے برے دن شروع ایسا تباہ کروں گی دنیا دیکھے گی!! پلوشہ حسد اور نفرت حدوں پار کر کے شیطان بن چکی تھی۔

شہسوار خان ترکی پہنچتے ہی سب سے پہلے ڈاکٹر ضیاء

سے ملے تھے وہ انہیں ایک ایک بات بتا گئے تھے پلوشہ کے ساتھ نکاح سے لے کر فارم ہاؤس جانے اور فارم ہاؤس میں حرام مشروب پینے کے بعد کمرے میں جا کر اسے طلاق دینے مگر انہوں مدبوش ہونے کے بعد ٹھیک سے کچھ یاد ہی نہیں آ رہا تھا وہ پاگل ہو رہے تھے جیسے انہوں نے اپنی شرمندگی اور شدید پشیمانی کے باعث پورا مہینہ ترکی میں رہتے ہوئے بھی کشمالہ کی ایک جھلک تک نہیں دیکھی خود کو سزا دے رہے تھے اپنی عشق سے بے وفائی کی!! اور پھر انہیں کشمالہ خان کا فون آیا پورے ایک ماہ بعد کشمالہ کی آواز شہسوار کے کانوں میں گونجتی انہیں راحت پہنچا گئی۔

ہیلو آپ کہاں ہیں شاہ؟؟ کیا دیدہ میرے پاس آنے کی اجازت نہیں دیتی آپ کو پورا ایک ماہ ہو گیا آپ ہمارے اپارٹمنٹ نہیں آئے؟؟ کشمالہ خان کی آواز بھیگی ہوئی تھی وہ شاید رو رہی تھی مگر اس کے لہجے میں لاڈلی بیوی جیسی ناراضگی تھی۔

تم ٹھیک ہو میری خانم؟؟ شہسوار خان اتنا ہی بول پائے!! میں کالج میں بیہوش ہو گئی تھی ٹیچر نے میرا چیک اپ

کروایا تو انہوں نے مجھے پریگنسی کی نیوز دی ہے
 میرے ساتھ ہی زوئی تھی مگر مجھے اب آپ کی یاد اور
 زیادہ آرہی ہے مجھے پیٹ میں درد بھی ہو رہا ہے ویک
 نیس بھی فیل ہوتی ہے میں نے حویلی فون کیا تھا آپ سے
 بات کرنے کے لئے مگر فون دیدہ نے اٹھایا جب آپ کا ان
 سے پوچھا تو وہ مجھے ڈانٹنے لگ گئی میں نے روتے
 انہیں بتا دیا کہ آپ صرف ان کے ہی نہیں بلکہ میرے بھی
 شوہر ہیں اور مجھے آج ہی ڈاکٹر نے نیوز دی ہے بے بی
 کی اس لئے وہ آپ کو میرے پاس بھیج دیں میں خانم بی
 اور مریم سے بھی بات کرنا چاہتی تھی مگر انہوں نے
 میری کسی سے بھی بات نہیں کروائی شہسوار؟؟ ہیلو آپ
 سن رہے ہیں ناں پلیز میرے پاس آجائیں بے بی درد دے
 رہا ہے مجھے بہت!! کشمالہ پھوٹ پھوٹ کر روتی
 شہسوار خان کو سب کچھ ہی اپنی معصومیت میں بتا گئی
 تھی۔ وہ شہسوار کے بچے کی ماں بننے والی تھی یہ
 خوشی اتنی زیادہ تھی جو شہسوار خان کو سب کچھ بھولا
 گئی تھی۔ وہ کشمالہ خان کے پاس دوڑے چلے گئے تھے۔
 ابھی ان کی خوشی کو دو دن بھی نہیں گزرے تھے جب
 پلوشہ خان کا فون شہسوار کے پاس آگیا تھا۔ وہ بھی
 شہسوار کے بچے کی ماں بننے والی تھی یہ جھوٹی خبر
 بھی پلوشہ خان کشمالہ اور شہسوار کی خوشیاں کھانے

کے لئے پوری حویلی میں پھیلا گئی تھی۔

میں آپکے پاس ترکی آرہی ہوں شہسوار ماموں جان نے مجھے آپ کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے میں جانتی ہوں آپ مجھے قبول نہیں کرتے مگر یہ بچہ تو آپ کا ہے ناں اسے تو قبول کرنا ہی ہو گا آپ کو!! شہسوار خان کا ضمیر انہیں لعنت ملامت کرنے لگا تھا تو وہ رات حقیقت تھی انہوں نے پلوشہ کو درندے کی طرح نوچا تھا کشمالہ سے بے وفائی کا غم ہی اتنا بڑا تھا کہ ان کی سوچنے سمجھنے کی ہر ایک صلاحیت ہی ختم ہو چکی تھی۔ ایک بچہ وہ تھا جو کشمالہ کے پیٹ میں پل رہا تھا جبکہ دوسرا بچہ وہ تھا جو پلوشہ کے بطن میں تھا شہسوار تو باپ تھے قبول دونوں کو ہی کرنا تھا کچھ ہی دن بعد پلوشہ بھی ترکی آگئی شہسوار نے اسے کشمالہ سے دور ایک دوسرے اپارٹمنٹ میں رکھا۔ کشمالہ اس بات سے بے خبر تھی کہ پلوشہ بھی ترکی آگئی ہے۔ پلوشہ کے اپارٹمنٹ کے ساتھ ہی ایک ڈاکٹر رہتی تھی جس کی اس کے شوہر سے اولاد نا ہونے کی وجہ سے دوسری شادی اور ڈومیسٹک وائلنس کی وجہ سے طلاق ہو گئی تھی پلوشہ نے اس کے ساتھ اپنے تعلقات بڑھانا شروع کیے خود کو مظلوم اور شہسوار کو ظالم جابر ٹھہرا دیا کشمالہ پر بھی

جھوٹی تہمتیں لگا کر وہ بہت چالاکی سے اپنی ہر ایک سازش میں کامیاب ہونے لگی وہ بہت بڑا جال بُن چکی تھی۔ شہسوار خان ایک بار بھی پلوشہ کے پاس نہیں گئے تھے وہ کشمالہ کے ساتھ بھی نہیں رہتے تھے اس کے ساتھ زویا خان رہتی تھی شہسوار خان ہفتے میں ایک دن کشمالہ کے پاس جایا کرتے تھے وہ اس کا اس ایک دن میں کسی خادم کی طرح خیال

رکھا کرتے تھے مگر اس سے نظریں نہیں ملاتے تھے خود کو اس کا مجرم ٹھہرا چکے تھے۔

اس دن وہ کشمالہ خان کے ساتھ ہاسپٹل اسکے روٹین چیک اپ کے لئے گئے تھے ان کے ساتھ زویا خان بھی تھی شہسوار خان ابھی کشمالہ کی ڈاکٹر سے بات ہی کر رہے تھے جب انہیں پلوشہ خان کا فون آیا۔ اس نے شہسوار کو باتھروم میں گر جانے کی جھوٹی خبر دے کر بلیڈنگ ہونے کا بتایا اور پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی فون بند کر گئی۔ شہسوار خان الٹے قدم ہاسپٹل سے بھاگے تھے ان کے ساتھ ہی زویا خان اور کشمالہ بھی تھی۔ وہ جیسے ہی پلوشہ خان کے اپارٹمنٹ پہنچے انہیں وہ بیڈ پر روتی ہوئی ملی اس کے ساتھ وہ لیڈی ڈاکٹر ملی ہوئی تھی جس کو پلوشہ خان نے خود کو مظلوم ظاہر کر کے دوست بنایا

تھا۔ آپ کا بچہ ضائع ہو چکا ہے آپ نے ناں صرف اپنی بیوی بلکہ اپنے بچے پر بھی ظلم کیا ہے پلوشہ کو آپکی ضرورت ہے وہ ٹروما میں ہے اس نے مجھے بتایا ہے کہ آپ اپنی دوسری بیوی کے ساتھ رہتے ہیں اور پلوشہ کو اس کے حال پر چھوڑا ہوا ہے میری آپ سے التجا ہے مساوات سے کام لیں اپنی بیویوں کے ساتھ برابری کا سلوک کریں بیوی کوئی سی بھی ہو بچہ تو آپ کا جنے گی وہ!! ڈاکٹر کی باتیں سن کر کشمالہ کا دل زخمی ہو گیا تھا پلوشہ نے بہت گہرا وار کیا تھا کشمالہ پر!! وہ زمین بوس ہو جاتی اگر زویا اسے سہارا نہیں دیتی تو! شہسوار آپ دیدہ کو میرے ساتھ اپارٹمنٹ لے چلیں میں ان کا خیال رکھوں گی ان کا بھی آپ پر حق ہے کشمالہ نے اپنا درد محسوس کرتے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا اگر اس کا بچہ مر جاتا تو اسے بھی اسکے شوہر کی ضرورت ہوتی وہ اپنی معصومیت میں اپنی سب سے بڑی دشمن کو کھلی چھٹ دے گئی تھی۔

شہسوار پلوشہ کو کشمالہ کے اپارٹمنٹ میں شفٹ کر گئے پلوشہ اپنے ہدف کے اور قریب ہو گئی۔ وہ شہسوار کو مزید گرانے کے لئے کشمالہ کے ساتھ اپنا بھی مجرم ٹھہرانے کے لئے کشمالہ کے ساتھ اپنے تعلقات استوار

کرنے لگی۔ زویا کشمالہ کو پلوشہ پر بھروسہ کرنے پر بہت سمجھاتی تھی کیونکہ جو روپ وہ ایک بار پلوشہ کا دیکھ چکی تھی اس کے بعد اعتبار نہیں کرتی تھی۔ نو ماہ کس طرح گزرے کسی کو بھی پتہ نہیں چلا اور وہ دن آگیا جب کشمالہ خان کے بطن میں پرورش پاتا شہسوار کا خون دنیا میں آنے کے لئے اپنی ماں کی کوکھ میں مچلنے لگا۔ زویا خان چھٹیوں کی وجہ سے پاکستان چلی گئی تھی جبکہ شہسوار خان کو اپنے کسی ضروری کام کی وجہ سے ترکی سے پولینڈ جانا پڑھا تھا۔ پلوشہ جیسی شیطان عورت ڈائین بن کر کشمالہ کو نگانے کے لئے تیار تھی۔ پلوشہ نے اپنی سہیلی اسی ترکش ڈاکٹر کو فون کیا جسے اس نے جھوٹی کہانیاں سنائی ہوئی تھی وہ ڈاکٹر اپنی نائٹ ڈیوٹی کر رہی تھی۔ کچھ دیر پہلے ہی ایک ڈلیوری کے کیس سے فری ہوئی تھی۔

پلوشہ شہسوار خان کو فون پر کشمالہ کے ڈلیوری پین کی خبر دے کر اسے ہاسپٹل لے جانے کا کہتی ایمبولنس میں کشمالہ کو ہاسپٹل لے گئی۔ پلوشہ کی سہیلی ڈاکٹر ہاسپٹل میں ساری تیاری کر چکی تھی۔ وہ ڈاکٹر کچھ منٹ پہلے ہی ایک ڈلیوری اور کروا چکی تھی ایک عورت کا مردہ بیٹا پیدا ہوا تھا۔ جسے پیدا کرنے کے بعد وہ خود بھی مر

گئی تھی وہ لاوارث عورت تھی اس کے آگے پیچھے
کوئی بھی نہیں تھا۔ پلوشہ شیطان پہلے تو کشمالہ کی اولاد
کو مروا دینا چاہتی تھی مگر اب اس کا پلان چینج ہو گیا
تھا وہ کشمالہ کو جیتے جی مار دینا چاہتی تھی وہ کشمالہ
کا بیٹا اس سے چھیننے کے لیے تیار ہو گئی تھی۔ اس
لیڈی ڈاکٹر نے کشمالہ کا بھی آپریٹ کر دیا تھا کشمالہ خان
نے ایک سرخ و سفید لڑکے کو جنم دیا تھا۔ کشمالہ پہلے
ہی اپنے بچے کا نام ڈیسائڈ کر چکی تھی کہ اگر بیٹا ہوا تو
اس کا نام شہریار رکھے گی اور اگر بیٹی ہوئی تو اس کا
نام انشال! یہ بات کشمالہ خان اپنی سہیلی زویا سے شیئر
کر رہی تھی جب پلوشہ خان ان دونوں کی باتیں سن چکی
تھی۔ کشمالہ نے اپنا الٹرا ساونڈ کروایا تھا اسے ڈاکٹر نے
لڑکا بتایا تھا۔ تو کشمالہ خان خاندان کا سردار پیدا
کرنے جا رہی تھی پلوشہ کی حسد اسے دائیں میں تبدیل
کر گئی وہ اپنی ہر ایک چال میں کامیاب ہو گئی تھی ایک
ماں سے اس کا بچہ چھین کر اس کی کوکھ سنی کر گئی
وہ سفاک عورت تھی اور اب شہسوار کے آگے مظلومیت
کا ڈھونگ رچنے والی تھی چال تو اب چلنی تھی مات تو
اب دینی تھی نفرت اور حسد کا کھیل تو اب اپنی تکمیل پر
پہنچنا تھا۔

آپریشن کے کہی گھنٹوں بعد کشمالہ کو ہوش آگیا تھا۔ اس کی جیسے ہی آنکھ کھلی اس کی سب سے پہلی نظر اپنے بیڈ کے برابر میں موجود بے بی کورٹ پر پڑھی جو خالی تھا اسکا بچہ کہاں تھا؟ اس نے ہاسپٹل کے کمرے میں اپنی بے قرار نظریں دوڑائی تو اسے شہسوار روم کی ونڈو کے سامنے کھڑے آنسو صاف کرتے نظر آئے۔

شاہ۔۔

کیا ہوا۔ ہے؟ آپ۔ وہاں۔ کیوں۔ کھڑے۔ ہیں۔ ہمارا۔ بچہ۔ کہاں ہے؟؟ کشمالہ خان نے کتنے ہی سارے سوال ایک ساتھ کر ڈالے تھے۔ شہسوار خان نے اپنے آنسو اپنے اندر اتارے اور کشمالہ خان کی جانب اپنے قدم بڑھا دیئے!! شاہ۔ دیدہ کہاں چلی گئی ہیں وہی تو مجھے ہاسپٹل لائی تھی میرا بچہ کہاں ہے؟؟ کشمالہ کا لہجہ خوفزدہ تھا۔ تم نے مردہ بچے کو جنم دیا تھا خانم اسے اپنے ہاتھوں سے دفنا کر آ رہا ہوں!! شہسوار خان کا دل پھٹ گیا تھا کشمالہ بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے میں نے اپنے بچے کی دل کی

دھڑکن محسوس کی تھی شہسوار میں نے شہریار کے دل کی دھڑکنیں سنی تھی اسے اپنے وجود میں حرکت کرتے محسوس کیا تھا وہ مردہ کیسے ہو سکتا ہے میرا بچہ زندہ ہے وہ مردہ نہیں ہو سکتا میرا شہریار کہاں ہے کیا آپ نے دیدہ کو تو نہیں دے دیا میرا بچہ مجھ سے چھین کر انکی گود بھرنے کے لئے میری گود تو نہیں اجاڑ دی؟ کشمالہ کو تو جیسے پاگل پن کا دورہ ہی پڑھ گیا تھا۔ میں کیوں تمہاری گود اجاڑوں گا خانم میں تو صرف تم سے عشق کرتا ہوں تم سے اپنا وارث چاہتا ہوں میں تو خود باپ بننے کا سکھ نہیں دیکھ سکا!! تم سے پہلے ایک عورت نے ایک بچے کو جنم دیا تھا وہ اس بچے کو پیدا کرنے کے بعد ہی مر گئی وہ عورت لاوارث تھی اس کا بچہ سنبھالنے والا کوئی نہیں تھا اس لئے پلوشہ نے اسے گود لے لیا اور وہ میرے آتے ہی اپنے پرانے اپارٹمنٹ واپس چلی گئی اس نے کل ہی پاکستان جانے کی فلائٹ بھی بک کروالی ہے وہ جانتی ہے میں صرف تمہارا ہوں ایک بچہ مردہ ہوا تو کیا ہو گیا اللہ ہمیں دوسرا دے دے گا مگر پلوشہ اس کا بچہ تو دنیا میں آنے سے پہلے ہی میری غفلت سے ضائع ہو گیا اس لئے اس نے اپنی تنہائی دور کرنے کے لئے اس مردہ عورت کے بچے کو گود لے لیا اسے ماں کی ممتا دینے کے لئے وہ ہاسپٹل سے بھی اس لئے چلی گئی کہ

کہی میں وہ بچہ تمہاری گود میں ڈال کر اس کی گود ناں
 سنی کر دوں!! شہسوار خان کے آنسو بھی ان کی آنکھوں
 سے چھلکنے کو تیار تھے مگر وہ مرد تھے بچہ نا سہی
 بیوی تو پاس تھی ناں زندہ تھی سلامت تھی انکے لیے یہی
 کافی تھا کہ ان کی کشمالہ ان کے پاس تھی۔ اور اس طرح
 سے شہریار خانزادہ کو پلوشہ خانم نے لاوارث بچہ ٹھہرا
 کر ناں صرف اس کی ماں بلکہ باپ سے بھی چھین لیا!!
 وہ عورت کشمالہ اور شہسوار کی والدین بننے کی خوشی
 نگل چکی تھی۔

(حال)

ایک زنائے دار تھپڑ خانزادہ حویلی کے لاؤنچ میں گونجا
 تھا اور پلوشہ خانم کے قدم بری طرح لڑکھڑا گئے تھے
 خانم بی نے ایک زور دار تھپڑ پلوشہ کے گال پر مارا تھا۔
 خدا تمہیں غارت کرے پلوشہ تم ناگن ہو تم نے میرے بیٹے
 کو ڈس لیا شہسوار کا خون تم نے اس کی نظر میں ہی
 لاوارث بنا دیا تم موت کے لئے بھی ترسو مگر تمہیں
 موت ناں آئے میری بدعا ہے تم اپنی موت مانگو تمہیں
 موت ناں آئے!! خانم بی کا کلیجہ پھٹ گیا تھا۔ شہریار
 خانزادہ اپنی مورے بابا کی تکلیف اتنی شدت سے محسوس
 کر رہا تھا کہ اسکے دل کی دھڑکن رک رہی تھی وہ

تکلیف سے اتنی بری طرح سے چلایا تھا کہ مشائم کا دل پھٹنے لگا تھا۔ بہرام نے شہریار خانزادہ کو پیچھے کی جانب سے اپنی پوری طاقت کے ساتھ پکڑا تھا ورنہ وہ آج خود کو کچھ کر جاتا۔ منہان اور احد شہریار کی حالت دیکھ کر گہرا درد محسوس کر رہے تھے جبکہ ڈاکٹر زویا خان کی سچ بتاتے ہوئے ہچکیاں بند گئی تھی۔

کشمالہ مردہ بچے کا سن کر ہی نیم پاگل سی ہو گئی تھی۔ کشمالہ کا پاگل پن اس کا ہر ایک درد زویا خان کی آنکھوں کے پردوں پر ہر اس لمحے میں لہراتا تھا جب وہ کسی کی ڈیلیوری کرتی تھی یا جب کسی عورت کا مردہ بچہ پیدا ہوتا تھا۔ انشال مرے مرے قدموں سے چلتی ہوئی شہریار خانزادہ کے قریب جاتی اس کے سینے سے لگ گئی تھی ناں صرف اس پر بلکہ اس کے لالا پر بھی بہت ظلم کیا گیا تھا۔ وہ دونوں بہن بھائی ایک دوسرے سے لپٹے اپنی مورے اپنے بابا کے لئے آنسو بہا رہے تھے جو درد ان کے مورے بابا کاٹ چکے تھے وہ آج ہر ایک کی آنکھیں نم کر گیا تھا دل چیر گیا تھا۔

کیوں کیا میری مورے کے ساتھ ظلم؟؟ کیوں چھینا مجھے

ان سے آپ نے؟؟ کیوں مجھے مورے بابا کے ہوتے ہوئے
لاوارث بنا دیا آپ نے؟؟ کیا میرے بابا جان گئے تھے میں
ان کا ہی خون ہوں؟ میری اس بتیس سالہ زندگی پر لعنت
جو میں نے اپنی مورے کے ساتھ ظلم کرنے والی عورت
کو اپنی ماں سمجھ کر گزاری!! کیا ملا آخر آپ کو کیا ملا
مجھے چھین کر میرے بابا تو کبھی آپ کے ہو ہی نہیں
سکتے تھے پھر آخر کیوں ہم سب کو برباد کیا؟؟ شہریار
خانزادہ دھاڑتے ہوئے پلوشہ خانم سے مخاطب تھا وہ
تکلیف سے مر رہا تھا اس کی مورے نیم پاگل ہو گئی تھی
اس کی جدائی میں وہ ایک بار پھر سے ٹوٹ گیا تھا۔

پلیز شہریار خود کو سنبھالیں!! مشائم کو پلوشہ خانم سے
حد درجے کی نفرت محسوس ہو رہی تھی وہ عورت نفرت
کے ہی تو قابل تھی۔ بتائیں مجھے پلوشہ خانم کیا ملا آخر
آپ کو؟؟ شہریار خانزادہ سینٹرل ٹیبل کو لات مار کر چکنا
چور کر گیا تھا اس کے لئے وہ ناگن اب مورے نہیں پلوشہ
خانم ہو گئی تھی۔ شہریار نے اگر زندگی میں کبھی کسی
سے حد درجے کی نفرت محسوس کی تھی تو وہ پلوشہ
خانم تھی اس کے مورے بابا کی مجرم! بتائیں کیا ملا آپ
کو میرے بابا کو حاصل کرنے کی ضد میں کیا ملا؟ وہ
بری طرح دھاڑ رہا تھا۔

طلاق۔۔ طلاق ملی تھی مجھے تمہارے باپ سے جب اسے
پتہ چلا تھا تمہیں میں نے کشمالہ سے چھینا ہے وہ مرد
مجھے اپنے ہوش و حواس میں بالکل اسی طرح طلاق دے
گیا تھا جس طرح اس نے پہلی رات نشے کی حالت میں
مجھے طلاق دی تھی۔ پلوشہ خانم کھوئے کھوئے سے انداز
میں بولی تھی۔ ماضی کے گزرے پل اس سفاک عورت کی
آنکھوں کے پردوں پر ایک بار پھر لہرائے تھے۔ زویا خان
مزید کچھ بھی کہنے کے قابل نہیں رہی تھی انکی سہیلی
کا دکھ اسکا پاگل پن شہسوار خان نے جھیلا تھا۔

(ماضی)

کشمالہ خان کو سنبھالنا شہسوار خان کے لئے بے حد
مشکل ہو گیا تھا وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر اپنے پہلو میں ہاتھ
رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر روتی تھی اپنا بچہ کشمالہ خان کو
یاد آتا تھا اسے اپنا بیٹا شہریار یاد آتا تھا جس کی دھڑکن
جس کی حرکت وہ اپنے پہلو میں اتنی شدت سے آخری
لمحات میں آپریشن سے پہلے محسوس کر گئی تھی کہ وہ
نیم پاگل سی ہو گئی تھی۔ میری زندگی میری خانم میری
کشمالہ خدارا خود کو سنبھالو میں مر جاؤں گا تمہیں اس

طرح دیکھ کر کیوں اتنی اذیت میں ہو اللہ کو یہی منظور تھا اس نے اولاد کی نعمت دی اور اسی نے لے لی واپس اب تم خود کو اذیت دے کر کیوں مجھے بھی اپنا گناہ گار بناتی ہو کاش میں اس وقت تمہارے پاس ہوتا پولینڈ ناں جاتا میں خود کو تمہارا مجرم سمجھتا ہوں!! شہسوار خان کا لہجہ تھکن زدہ تھا وہ ٹوٹ کر بکھر گئے تھے۔ کشمالہ کی دماغی حالت ہر دن کے ساتھ خراب ہوتی جا رہی تھی۔ ڈاکٹر بننے کا خواب خواب ہی رہ گیا تھا۔ اسکی دماغی حالت کی وجہ سے شہسوار خان اپنی لاڈلی بہن مریم خان کی شادی پر بھی نہیں جا سکے تھے۔ وہ بہت مشکل سے کشمالہ کو سنبھال رہے تھے ہر چیز زندگی میں کہی پیچھے رہ گئی تھی۔ چار سال کس کرب میں گزرے یہ کشمالہ کے علاوہ کبھی کوئی محسوس ہی نہیں کر سکتا تھا اسکی دماغی خرابی پاگل پن صرف شہسوار نے جھیلا تھا اپنی محبوب عورت کو پاگل پن سے گزرتے دیکھنا شہسوار کے لئے آسان نہیں تھا وہ پاکستان کا راستہ تو بھول ہی گئی تھے مگر اب ان کے چھوٹے بھائی سلطان خان کی شادی تھی اور وہ کشمالہ کو ترکی چھوڑ کر نہیں جانا چاہتے تھے انہوں نے فیصلہ کر لیا تھا وہ اسے اپنے ساتھ لے کر جائیں گے ایک لمحہ بھی اپنی نظروں سے دور نہیں کریں گے انہوں نے کشمالہ سے نکاح کیا ہے یہ

بات بھی وہ حویلی میں سب کو بتا دیں گے اپنے چھوٹے
بھائی سلطان خان اور کزن زمان خان کی شادی ختم ہوتے
ہی کیونکہ وہ جانتے تھے ایک ہنگامہ ہو گا حویلی میں جو
اگر شادی کے بعد ہو تو ہی بہتر ہے۔ انکی خانم کو اب
باقی رشتوں کی بھی ضرورت تھی۔

چار سال بعد جس دن شہسوار خان کشمالہ کے ساتھ حویلی
پہنچے اس رات سلطان خان اور زمان خان کی مہندی کا
فنکشن تھا ناں صرف خانم بی بلکہ سردار دراب کو بھی
کشمالہ کچھ ڈسٹرب سی لگی تھی سردار دراب شہسوار
سے شدید ناراض تھے وہ پلوشہ سے نکاح کرنے اسے
اپنے بچے کی ماں بنانے کے بعد چار سال بعد لوٹ رہے
تھے سوات پلوشہ نے شہریار کو اپنا اور شہسوار کا بیٹا
بتایا تھا اس نے ترکی سے جاتے شہسوار کو ایموشنلی بلیک
میل کرتے ہوئے بس ایک وعدہ لیا تھا کہ وہ کسی کو بھی
یہ نہیں بتائے گا کہ جو بچہ پلوشہ نے گود لیا ہے وہ کسی
اور کی لاوارث اولاد ہے کیونکہ وہ اپنا بچہ کھو چکی
تھی اب اس بچے کو نہیں کھو سکتی تھی جو اس نے گود
لیا تھا مریم خان اور ہاشم خان کے بیچ بھی سب کچھ
ٹھیک تھا مگر ایک خلش سی تھی ان دونوں کے رشتے
میں جو شہسوار خان اور پلوشہ کے رشتے کی وجہ سے

تھی۔ مریم خان کو تین سال بعد اللہ نے اولاد کی خوشی دی
تھی ہاشم خان بھی بے حد خوش تھے ان کے رشتے میں
اولاد کی خوشی وہ آخری دیوار بھی گرا گئی تھی جو
پلوشہ اور شہسوار کے رشتے کی وجہ سے تھی۔ کشمالہ
خان کو بھی دوسری بعد ماں بننے کا سکھ نصیب ہو گیا
تھا مگر اس وقت جب وہ پاکستان گئی اسے اپنی دوسری
پریگنسی کا علم نہیں ہوا تھا مریم خان کا دوسرا مہینہ تھا
اور کشمالہ کی سیکنڈ پریگنسی کا پہلا منتہ تھا۔

خانزادہ حویلی میں مہندی کی تقریب کے دوران کشمالہ
خان کی نظر اس سرخ و سفید بے حد خوبصورت بچے پر
پڑھی جو اسے شہسوار خان کی ہم شبہی لگا تھا وہ چھوٹا
سا شہسوار خان ہی تو لگا تھا جسکی آنکھیں کشمالہ خان
کو اپنے جیسی لگی تھی اس کے بالوں کا رنگ بھی
کشمالہ جیسا تھا ابھی کشمالہ خان اس چار سالہ بچے کو
حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ ہی رہی تھی جب خانم بی
نے اس بچے کو شہریار پکارا تھا اور کشمالہ خان کو لگا
وہ آج مر جائے گی اسے اپنا بچہ شدت سے یاد آیا تھا جس
کا نام اس نے شہریار رکھنا تھا کشمالہ کا جی چاہا اس
بچے کو چوم لے خود سے لگا لے وہ اسے اس کا اپنا بیٹا
شہریار لگا تھا آج اگر اس کا بھی بیٹا زندہ ہوتا تو شہریار

جتنا ہی ہوتا شہریار جیسا ہی ہوتا وہ مچل رہی تھی اس
بچے چار سالہ کے پاس جانے کے لئے جو پلوشہ خان
کے پہلو میں بیٹھا کشمالہ کو دیکھ کر ہی مسکرا رہا تھا
جب پلوشہ کی نظر شہریار خانزادہ کی نظروں کی سمت
اور مسکراہٹ پر پڑھی تو وہ ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے
شہریار کو اپنے ساتھ لے گئی اس کمرے میں جہاں نازنین
خانم کو ابٹن لگایا جا رہا تھا۔

تم ساری زندگی اپنے بیٹے سے محروم رہو گی کشمالہ یہ
میرا تم سے وعدہ ہے میں نے جس طرح شہریار کو تم
سے چھینا بالکل اسی طرح شہسوار کو بھی تم سے چھین
لوں گی۔ کچھ دیر بعد ملازمہ نے پلوشہ خان کو پیغام دیا
کہ شہسوار خان شہریار کو حویلی کے مردان خانے میں
بولا رہے ہیں ملازمہ کو یہ پیغام شہسوار خان نے نہیں
بلکہ کشمالہ خان نے دیا تھا تاکہ وہ شہریار کو پیار کر
سکے۔ چھوٹا سا شہریار جو اپنے بابا کے پاس جانے کو
مچل رہا تھا مگر پلوشہ خان اسے شہسوار کے پاس نہیں
جانے دے رہی تھی مگر اب ملازمہ کے پیغام پر وہ
مجبور ہو گئی تھی شہسوار نے آج تک کبھی اس بچے کی
خبر نہیں لی تھی تو آج اپنے پاس پھر کیوں بلا رہے تھے
وہ یہی سوچ رہی تھی پھر اس کو خدشہ ہوا تو وہ شہریار

کے روم سے جانے کے پانچ منٹ بعد ہی نازنین خانم کے
کمرے سے نکل گئی۔ کشمالہ خان اولاد کے لئے کسی
ترسی ہوئی ماں کی طرح شہریار کو چوم رہی تھی وہ
پاگل کی طرح پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی شہریار کو پیار
کر رہی تھی اسے وہ شہریار کے پاس سے اپنے وجود
سے اٹھتی ہوئی مہک محسوس ہونے لگی ایسی مہک جو
شہسوار اور اس کے وجود کے ایک ہونے کے بعد پھوٹتی
تھی بے حد جان لیوا بے حد دلکش جو صرف ایک ماں
محسوس کر سکتی تھی وہ پہلا اور آخری لمس تھا جو
کشمالہ خان نے اپنے بیٹے شہریار کو دیا تھا مگر پلوشہ
کی روح تک جل کر خاک ہو گئی تھی یہ منظر دیکھ کر
اور اس نے جس طرح کشمالہ خان سے شہریار کو چھینا
کشمالہ خان تو اسی وقت خود بھی مر گئی تھی جیسے
اپنے مردہ بیٹے کا خیال ایک بار پھر اس پر حملہ آور ہو
گیا تھا اور اس نے قسم کھا لی تھی اس حویلی میں دوبارہ
ناں آنے کی!! وہ اسی رات ضد کر کے ترکی واپس چلی
گئی تھی شہسوار کی لاکھ مینتوں کے بعد بھی وہ نہیں
رکی تھی کیونکہ وہ اگر ایک پل بھی حویلی میں رکتی
تو شاید شہریار خاندان کو دیکھ کر ہی مر جاتی! شہسوار
خان کو اچانک ہی ایک دن کے لئے سوات سے اسلام آباد
جانا پڑ گیا تھا حویلی میں شادی کی تقریب تھی جب

سردار دراب خان نے اپنے چھوٹے بیٹے سالار خان اور کشمالہ خان کے نکاح کا اعلان کیا۔ سالار خان تو جھٹکا کھا کر اپنی جگہ سے کھڑا ہوا وہ اپنے لالہ کے نکاح میں موجود عورت سے آخر کیسے نکاح کر سکتا تھا شہسوار خان نے قسم کھائی ہوئی تھی کہ جو الفاظ کشمالہ کے لئے انکے بابا نے استعمال کیے وہ انہیں کبھی نہیں بتائیں گے کہ انہوں نے جس لڑکی سے نکاح کیا وہ کشمالہ خان تھی کیونکہ وہ جانتے تھے کشمالہ اور پلوشہ میں سے اگر کبھی کسی کو چننا ہوتا تو سردار دراب اپنی انا کو چنتے اپنے فیصلے کو ترجیح دیتے اپنی زبان کو ہی اہمیت دیتے اور ان کی انا ان کے چھوٹے بھائی سے جڑی تھی وہ کل تو کیا آج بھی پلوشہ کو چنتے!! سالار خان کے دماغ میں یہی سب چل رہا تھا وہ اپنے لالہ شہسوار خان کی انا کو کبھی چوٹ لگنے نہیں دے سکتا تھا پھر اسے اپنے لالا کی انا کے لئے خود کو ہی کیوں نا قربان کرنا ہوا وہ خوشی خوشی خود کو قربان کر دیتا۔

میں یہ نکاح نہیں کر سکتا بابا جان! میں کسی اور کو پسند کرتا ہوں اور اسی کو اپنی بیوی بناؤں گا!! سالار خان انکار کرتا فوراً ہی مردان خانے سے نکل گیا۔ سردار دراب خان کا خون کھول گیا تھا پہلے بڑا بیٹا نافرمانی کر

گیا تھا اور اب سب سے چھوٹا بیٹا سب کے بیچ ان کا فیصلہ رد کر گیا تھا۔ سردار دراب خان کی انا پر گہرا وار ہوا تھا اور طیش میں آکر انہوں نے سالار خان کو ناں صرف حویلی سے عاق کر دیا تھا بلکہ اپنے نام سے بھی محروم کر دیا تھا۔ سردار دراب کا طیش ان کی انا پر اتنا حاوی ہو گیا تھا کہ انہوں نے شہسوار خان کو فوری طور پر کشمالہ خان سے نکاح کا حکم دیا اور ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ اگر انہوں نے سردار دراب کا حکم ماننے سے انکار کیا تو وہ خود کو ختم کر لیں گے۔ شہسوار خان نے کچھ کہنا چاہا اپنے اور کشمالہ کے نکاح کے متعلق بتانا چاہا مگر سردار دراب نے ایک لفظ نہیں سنا۔ انہوں نے کشمالہ خان اور اپنے نکاح کے پیپرز سردار دراب کو دکھا دیئے مگر سردار دراب کو سالار خان پر اتنا طیش تھا کہ وہ نکاح کے ان کاغذات کو دیکھ بھی نہیں سکے!! شہسوار خان نے سالار خان کو بہت تلاش کیا انہیں یہ بتایا گیا کہ سالار خان کسی سے محبت کرتا ہے وہ اسی سے شادی کرنا چاہتا ہے اس لئے اسے سردار دراب نے حویلی سے نکال دیا ہے کسی نے بھی شہسوار خان کو یہ نہیں بتایا کہ سالار نے کشمالہ سے شادی سے انکار کیا ہے یہ جھوٹ بول کر کہہ وہ کسی اور سے محبت کرتا ہے۔ شہسوار خان کا بھائی کہاں چلا گیا تھا وہ

اسے ڈھونڈنے میں ناکام رہے کشمالہ کی دوسری
 پریگنسی بھی چل رہی تھی اس دفعہ وہ پہلے سے بھی
 زیادہ کشمالہ کے لیے ڈرے ہوئے تھے اسے ہتھیلی کا
 چھالا بنا کر رکھا ہوا تھا مگر ان کی بہن پر ہاشم خان نے
 کیا قہر ڈھایا یہ انہیں پتہ نہیں چل سکا۔ وہ بھائی کو ڈھونڈھ
 رہے تھے نیم پاگل کشمالہ کو سنبھال رہے تھے جو اپنے
 دوسرے حمل کے دوران اپنے مردہ بچے کو یاد کر کے
 اپنے دوسرے بچے کو بھی کہی کھو ناں دے اس خوف
 سے آدھی پاگل ہونے کے ساتھ ساتھ نیم جان بھی ہو گئی
 تھی۔ وہی دوسری طرف مریم خان تھی جو ایک بار پھر
 ہاشم خان کی بدسلوکی برداشت کر رہی تھی۔

شہسوار سے تم کوئی تعلق نہیں رکھو گی مریم! پہلے
 تمہارے اس دل پھینک لالہ نے اپنی مرضی سے چھپ کر
 نکاح کر لیا تھا تایا جان نے میری بہن سے زبردستی اس
 کا نکاح کروا لیا وہ میری بہن کو اپنے بچے کی ماں بنانے
 کے بعد بھی ایک بار پلٹ کر نہیں آیا اس کی وجہ سے
 سالار نے بھی خود سری دکھائی کشمالہ سے شادی سے
 انکار کر دیا اور اب تمہارا لالہ تیسرا نکاح کر چکا ہے!!
 تم سالار اور شہسوار سے اپنا ہر تعلق توڑ دو گی مریم
 سالار کی وجہ سے میری بہن کو اتنا بڑا درد ملا ہے جو

لڑکی اسے دیدہ کہہ کر پکارتی تھی آج اس کی سوکن بن
 گئی ہے تف ہے تمہارے دونوں بھائیوں پر!! ہاشم خان کا
 خون کھول رہا تھا وہ پلوشہ خان کے کمرے سے ہو کر
 آرہے تھے اس نے ہاشم خان کے سامنے رونے دھونے کا
 بہت زبردست ناٹک کیا تاکہ مریم خان کی زندگی حرام کی
 جا سکے پلوشہ خان کو مریم خان اس دن سے کھٹکنے
 لگ گئی تھی جس دن مریم نے کشمالہ کی سائڈ لے کر
 پلوشہ خان کے متعلق سردار دراب اور شہسوار کو سب بتا
 دینے کی دھمکی دی تھی۔ پلوشہ خان نے شہسوار کا بدلہ
 ناں صرف کشمالہ سے شہسوار کو چھین کر لیا تھا بلکہ
 مریم کو بھی برتھ کنٹرول پلز دودھ میں شامل کروا کر
 ملازمہ کے ذریعے پلاتی رہی تھی۔ خانم بی مریم خان کو
 اپنے ساتھ جب ڈاکٹر کے پاس لے کر گئی تو انہیں علم ہو
 گیا کہ کوئی مریم خان کو برتھ کنٹرول پلز کھلا رہا ہے
 تاکہ انہیں حمل ناں ٹھہر سکے خانم بی خاموشی سے مریم
 خان کا علاج کروانے لگی مریم خان خود اپنے کھانے
 پینے کا خیال کرنے لگی اور اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ انہیں
 بہرام خانزادہ کی خوش خبری مل گئی۔ مریم خان نے کتنی
 منتوں مرادوں سے بہرام خانزادہ کو پایا تھا کتنی نمازیں
 پڑھی تھی کتنی دعائیں کی تھی اپنے رشتے کو بچانے
 کے لیے اولاد پانے کے لئے تاکہ ہاشم خان کچھ اور ناں

سہی ان کے وجود میں اپنا خون پرورش پاتے دیکھ کر
انہیں بھی محبت کریں مگر ہاشم خان کو صرف اپنی بہنوں
سے محبت تھی۔

مریم خان عشاء کی نماز پڑھ کر مصلے پر بیٹھی دعا
مانگ رہی تھی جب ہاشم خان ان پر کمرے میں آتے ہی
برس پڑھے تھے۔ میں اپنے لالا اور اپنے چھوٹے بھائی
سالار خان سے کبھی تعلق ختم نہیں کر سکتی ہاشم یہ ظلم
مت کریں مجھ پر! مریم خان رونے لگی تھی وہ اپنے
بھائیوں سے کیسے دور ہو جاتی وہ پہلے ہی اپنے بابا سے
بہت خفا تھی سالار خان کو حویلی سے نکالنے کی وجہ
سے ان کا بھائی کتنے لاٹوں میں پلا تھا وہ نا صرف
شہسوار بلکہ مریم خان کا بھی لاڈلا تھا مریم خان کو اپنے
بھائی بہت عزیز تھے۔ تو ٹھیک ہے پھر تم مجھ سے اپنا
تعلق ختم کر سکتی ہو! ہاشم خان مریم خان پر ابھی غصہ
نکال ہی رہے تھے جب حویلی کے لاؤنچ سے نازنین خانم
کی چیخ چلا کر رونے کی آوازیں آنے لگی۔ ابھی تین ماہ
ہی تو ہوئے تھے سلطان خان سے ان کی شادی کو وہ
حاملہ تھی سلطان خان ایک مشن پر گئے تھے سب ٹھیک
تو تھا؟؟ نا صرف ہاشم خان بلکہ مریم خان بھی دہلتی
ہوئی کمرے سے نکلی تھی اور اپنے بھائی کی ڈیڈ باڈی

دیکھ کر زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔ سلطان خان شہید ہو گئے تھے یہ وہ وقت تھا جب پوری خاندان حویلی ریت کے ذروں کی مانند بکھر گئی تھی۔ خانم بی سردار دراب دونوں جوان بیٹے کو سفید کفن میں لپٹا دیکھ کر خود بھی مر گئے تھے وہ بیٹا جس کی تین ماہ پہلے شادی ہوئی تھی وہ آج کفن میں لپٹا ہوا تھا وہ بچہ جو نازنین خانم کے بطن میں تھا وہ پیدائش سے پہلے ہی یتیم ہو گیا تھا شہسوار خان کے دونوں بازو ہی کٹ گئے تھے سالار خان دنیا میں کہی گم ہو گیا تھا سلطان خان مٹی میں سو گیا تھا وقت کے ساتھ ساتھ ہر رشتہ مزید دور ہوتا گیا۔ سردار دراب خان کے تینوں بیٹے بکھر گئے نا صرف سلطان خان سالار خان بھی انہیں یاد آتا تھا مگر وہ کچھ اس طرح غائب ہوا تھا کہ جیسے کبھی ملے گا ہی نہیں سلطان خان کو شہید ہوئے چند ہفتے ہی گزرے تھے جب سردار دراب کا بھی انتقال ہو گیا تھا۔ اور انکے بعد سوات کے سردار ہاشم خان بن گئے تھے۔ نازنین خانم کی عدت ختم ہو گئی تھی۔ سردار ہاشم خان کی دونوں بہنوں کو اب پوری طرح کھلی چھوٹ مل گئی تھی وہ دونوں ہاشم خان کو دن رات مریم خان کے خلاف کرتی تھی جب وہ دونوں نہیں بس سکی تھی تو مریم بھی کیوں بسے؟ نازنین خانم کو مریم سے کوئی خار نہیں تھی مگر پلوشہ کو وہ ایک آنکھ نہیں

بھاتی تھی۔ اپنی دونوں بہنوں کے آنسو ان کے اجڑے
بکھرے گھر ان کے بچوں کی یتیمی ہاشم خان کو بے حس
مرد بنا گئی تھی۔

لالا مریم نے مجھ سے کشمالہ کے پیچھے بہت بدتمیزی
کی تھی میں اس کی طبیعت پوچھنے گئی تھی تو وہ
کشمالہ سے فون پر بات کر رہی تھی جب میں نے اسے
منع کیا تو وہ کہتی ہے کہ کشمالہ اسکی کزن ہونے کے
علاوہ اس کی لاڈلی بھابھی بھی ہے وہ ہمارے لئے اپنے
رشتے کبھی نہیں چھوڑے گی!! پلوشہ خان نے ایسی آگ
لگائی تھی کہ وہ مریم خان کو اجاڑنے میں کامیاب ہو گئی
تھی پلوشہ خان مریم سے اپنا بدلہ لے چکی تھی۔ مریم خان
نے خانم بی کی کشمالہ سے بات کروانے کے لئے فون کیا
تھا خانم بی کشمالہ سے بات کر چکی تھی ابھی مریم خان
نے فون پر کشمالہ کا نام ہی لیا تھا جب ہاشم خان ہر لحاظ
بالائے طاق کیے مریم خان کے ہاتھ سے فون چھین کر
ایک زور دار تھپڑ ان کے منہ پر مار گئے مریم خان کی
پریگننسی کا نواں مہینہ اسٹارٹ تھا بہرام ہونے والا تھا۔
خانم بی دہل کر ہاشم خان کو دیکھ رہی تھی ان کی بیٹی کا
جرم کیا تھا آخر؟؟ مریم خان کو پہلا تھپڑ ان کی پریگننسی
کے نوے ماہ میں لگا تھا۔

تم جیسے ڈھیٹ عورت میری زندگی میں رہنے کے قابل
نہیں تم میرے حکم کے خلاف جا کر یہ ثابت کرنا چاہتی
ہو کہ میری بہنیں برباد بھی ہو جائیں تو تم آباد رہو گی تم
چلتے پھرتے میری بہن پلوشہ کو طعنے دیتی ہو اور
سمجھتی ہو پلوشہ کا بھائی ہاشم تمہیں اپنی زندگی میں
رکھے گا کبھی نہیں ہو گا یہ مریم خان کبھی نہیں میں آج
ابھی اور اسی وقت تمہیں اپنے نام سے-----نہیں ہاشم خدا
کے لئے یہ ظلم مت کریں میں ہمارے بچہ ہم آپ کے بنا
زندہ نہیں رہ پائیں گے خدا کے لئے مجھے اپنے نام سے
محروم مت کریں میں مر-----تمہیں کس نے کہہ دیا کہ
میرا بچہ میرے بغیر رہے گا تمہیں کوئی حق نہیں مریم
خان میرا بچہ اپنے پاس رکھنے کا آج میں تمہیں ایک
آخری موقع دیتا ہوں یا تو تم میرا اور میرے بچے کا
انتخاب کر لو یا پھر اپنے سگے رشتوں کا بولو تمہیں میرا
ساتھ چاہیے یا پھر-----میں اپنے لالا اپنے رشتے نہیں
چھوڑ سکتی کوئی گناہ نہیں کیا میرے رشتوں نے میں نے
کبھی پلوشہ دیدہ کو کوئی طعنہ نہیں دیا ہاشم بلکہ میرے
ساتھ ظلم کیا گیا ہے اس حویلی میں تین سال میں اولاد کو
ترسی ہوں مجھے وہ دوائیں کھلائی گئی ہیں جن سے
مجھے اولاد ہی نا ہو سکے یہ سب آپ کی بہن نے

میرے ساتھ کیا ہے ہاشم ملازمہ کے ہاتھوں دودھ میں مجھے دوا کھلا کر بانج ہونے کے طعنے دیتی رہی ہیں آپ اپنی بہن کی محبت میں اتنے اندھے ہیں کہ وہ مجھ پر الزام لگا رہی ہیں بالکل اسی طرح جیسے میرے لالہ اور کشمالہ پر الزام لگایا کرتی تھی ان کی وجہ سے میرے لالہ کی زندگی خراب۔۔۔۔۔بکواس بن کرو مریم ورنا میں تمہیں طلاق دے دوں گا!! ایک اور تھپڑ ہاشم خان نے مریم خان کے گال پر مارا تھا۔ دفعہ ہو جاؤ میری نظروں سے جو کچھ تمہارے لالا نے کیا اس کی سزا میں نے تمہیں کبھی نہیں دی اب میں تمہیں بتاؤں گا شوہر ہوتے ہوئے بیوہ کی طرح زندگی گزارنا کیسا ہوتا ہے! اور ہاشم خان خود کو خود ہی اجاڑ گئے تھے پلوشہ نے دیمک کی طرح ان سب کو کھایا تھا صرف اپنی ضد اور طاقت کے نشے میں!! بہرام کی پیدائش کے بعد کے دن جو کچھ ہاشم خان نے مریم کے ساتھ کیا اس عورت کا دل اس مرد کے لئے پتھر ہو گیا عشق محبت کبھی دور جا سوئی وہ اس مرد کی منتظر تھی اس کا انتظار وہ اپنے دل میں ختم کر گئی۔ بہرام خانزادہ اپنی ماں کی چھاتی سے لگا خود کو سیراب کر رہا تھا جب اس کے باپ ہاشم خان نے بہرام خانزادہ کو مریم خانم سے کسی اوچھوت کی دور کر دیا وہ دونوں بہن بھائی ہی سفاک تھے کسی عورت کی اولاد چھین لینا

انکے لئے بے حد آسان تھا۔ تلخیاں اتنے فاصلے بڑھا گئی کہ رشتے مٹی میں دفن ہونے لگے وقت گزرتا گیا زندگی میں اونچ نیچ ہوتی گئی بچھڑے ہوئے اپنے کبھی مل ہی نہیں سکے۔ پلوشہ خانم خاندان حویلی کی وہ ناگن صفت عورت تھی جس نے پورا خاندان ڈس لیا تھا مگر اللہ کی پکڑ سے انسان آخر کب تک بھاگ سکتا ہے اللہ کی ذات جب پکڑ کرنے پر آتی ہے تو چھپنے کے لئے زمین کم پڑھ جاتی ہے شیطانی ہر بار کامیاب نہیں ہو پاتی۔۔۔

زویا خان ڈاکٹر بن گئی تھی مگر کشمالہ کا خواب ادھورا رہ گیا تھا۔ اس دن زویا خان ایک ڈلیوری کروا کر اپنے آفس جا رہی تھی جب ان کی نظر اس سینئر ڈاکٹر پر پڑھی جو شہسوار خان کو ایک عرصہ پہلے بہت گہرا طعنہ مار چکی تھی پندرہ سال پہلے اس ڈاکٹر نے ہی پلوشہ خانم کو اس کا بچہ ضائع ہو جانے پر سنبھالا تھا وہ کافی رحم دل لگتی تھی مگر کشمالہ کا کیس بھی اس ڈاکٹر نے ہی کیا تھا زویا خان کا دل کیا وہ اس ڈاکٹر کے پاس جائے اس سے ملے کیونکہ ایک کیس ہاسپٹل میں ایسا سامنے آیا تھا کہ ایک عورت کا مردہ بچہ کسی اور عورت کے زندہ بچے سے تبدیل کر دیا گیا تھا اور اس کیس میں جس ڈاکٹر

کا نام آیا تھا وہ وہی ڈاکٹر تھی جس نے کشمالہ کا بھی
 کیس کیا تھا زویا خان کا دل پتہ نہیں کس احساس کے تحت
 اس ڈاکٹر سے ملنے کو کیا کیونکہ جو سینئر نرس اس
 ڈاکٹر کے ساتھ ہوتی تھی اس نے زویا خان کو کسی
 اختلاف کی وجہ سے اس ترکش ڈاکٹر کے بارے میں بتا
 دیا تھا کہ وہ آج سے اٹھارہ سال پہلے بھی ایک عورت
 کے ساتھ ایسا کر چکی ہے اور اس وقت وہ پکڑی اس لئے
 نہیں گئی کیونکہ اس کم عمر لڑکی کے ساتھ جو عورت
 آئی تھی وہ اس کا بچہ تبدیل کروانے میں ملوث تھی۔ اس
 ڈاکٹر کی پہنچ بہت اونچی تھی اس لئے وہ کبھی بھی
 پکڑی نہیں گئی تھی۔ ڈاکٹر زویا اس فیملی ڈاکٹر کے پاس
 پہنچی اس سے اپنے تعلقات بہت اچھے کر لئے وہ ان کے
 ڈیپارٹمنٹ کی ہیڈ تھی زویا خان کو اس ڈاکٹر کے ساتھ
 تعلقات استوار کرنے ہی تھے۔ وہ ڈاکٹر زویا خان کو نہیں
 پہنچانتی تھی کیونکہ جب زویا خان کشمالہ کے ساتھ پلوشہ
 کے اپارٹمنٹ گئی تھی اس وقت زویا خان مکمل حجاب
 میں تھی ان کا منہ پوری طرح چھپا ہوا تھا۔ ایک دن باتوں
 ہی باتوں میں ڈاکٹر زویا نے اس سینئر ڈاکٹر سے کسی
 ایسے کیس کے متعلق پوچھا جس میں ایک مرد نے دو
 شادیاں کی ہوں اور ایک بیوی سے اپنے بچے پیدا کروانا
 چاہتا ہو جبکہ دوسری صرف نام کی ہی بیوی رہ چکی

ہو!! ڈاکٹر زویا بہت محتاط ہو کر بات کر رہی تھی پتہ
 نہیں کیوں ان کا دل گواہی دے رہا تھا ان کی سہیلی کے
 ساتھ اس عورت نے ظلم کیا ہے۔ اس سینئر ڈاکٹر کے زویا
 خان کے ساتھ اتنے اچھے اور گہرے تعلقات بن گئے تھے
 کہ وہ زویا خان کو ایک ایک بات بتا گئی جو اس ڈاکٹر نے
 اٹھارہ سال پہلے ڈیل کیا تھا۔ پلوشہ خان کو اس کے شوہر
 نے کبھی چھو یا ہی نہیں تھا وہ حاملہ ہوئی ہی نہیں تھی
 سب جھوٹا کھیل تھا اس مرد کو مار پیٹ سے روکنے کے
 لئے!! شہسوار نے پلوشہ کو مارا کب تھا ڈاکٹر زویا سوچ
 کر رہ گئی۔ وہ ڈاکٹر کشمالہ کا بیٹا تبدیل کرنے کا بھی
 زویا خان کو بتا گئی کیونکہ اس عورت نے جو بے اولادی
 دیکھی تھی ڈومیسٹک وائلینس سہن کی تھی اس کے بعد وہ
 ہر اس عورت کے لئے مسیحا بن جانا چاہتی تھی جس کا
 شوہر کسی دوسری عورت کے عشق کا شکار ہو کر اپنی
 بیوی کے ساتھ مار پیٹ کیا کرتا تھا۔ ڈاکٹر زویا کا دل اس
 دن پلوشہ خان کی نفرت سے اتنا بھر گیا کہ وہ ایک لمحے
 کی بھی دیر کیے بنا شہسوار خان کو سب کچھ بتا گئی۔
 شہریار شہسوار کا خون تھا وہ شہسوار اور کشمالہ کا
 خون تھا یہ بات شہسوار خان کے لئے جتنی خوشی کا
 باعث تھی اتنا درد بھی محسوس ہو رہا تھا۔ شہسوار خان
 نے اپنے اور شہریار کے بلکہ کشمالہ خان کے بھی ڈی

این اے ٹیسٹ کروائے اور ڈی این اے رپورٹ سے ثابت ہو گیا شہریار کشمالہ اور شہسوار کا بیٹا ہے۔ شہسوار خان نے اسلام آباد میں کشمالہ خان کے نام پر بہت بڑی حویلی خریدی کیونکہ کشمالہ خان نے سوات والی خاندانہ حویلی میں ناں جانے کی قسم کھائی ہوئی تھی وہ اس نوجوان لڑکے شہریار کو دیکھ کر اپنا مردہ بچہ یاد کر کے ایک بار پھر پاگل نہیں ہونا چاہتی تھی اب کشمالہ کے پاس ایک معصوم بیٹھی بھی تھی مگر پتہ نہیں کیوں انہیں وہ چار سالہ شہریار آج بھی نہیں بھولا تھا وہ بچہ اس کی مہک آج بھی کشمالہ خان کو یاد تھی۔

شہسوار خان انشال اور اپنی کشمالہ خان کو ترکی سے اسلام آباد لے گئے وہ کشمالہ کو اور شہریار کو اس حویلی میں سب سچ بتانا چاہتے تھے اپنی فیملی مکمل کرنا چاہتے تھے ان کی بہن کے ساتھ جو ہاشم نے کیا وہ ہاشم کے مقابل آنے والے تھے اب پلوشہ خان کو ہر گز معافی نہیں مل سکتی تھی جس نے سب کچھ برباد کیا تھا۔ شہسوار خان نے اپنے بیٹے شہریار کو اسلام آباد آنے کا حکم دیا وہ تڑپ رہے تھے اپنے بیٹے کو اس کی ماں سے ملوانے کے لیے جس نے اپنی جوانی شہریار کی یاد میں پاگل پنے میں گزاری تھی۔ پلوشہ کو شہریار نے بتا دیا کہ وہ

شہسوار کے حکم پر اسلام آباد ان سے ملنے جا رہا ہے
 پلوشہ خان کو اپنی پکڑ ہونے کا احساس ہو گیا شہسوار
 خان کے ساتھ کشمالہ بھی آئی ہے یہ بات پلوشہ کو جیسے
 ہی معلوم ہوئی پلوشہ خان نے اپنی طبیعت خرابی کا بہانہ
 بنا کر شہریار کو اسلام آباد نہیں جانے دیا اسے سوات
 حویلی میں ہی روک دیا اور شہریار کو ہاشم خان کے ساتھ
 ایک جرگے پر بھیج دیا اور موقعے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے
 پلوشہ خان خود اسلام آباد روانہ ہو گئی۔ کشمالہ خان اس
 دن شہسوار سے بے حد خفا تھی شہسوار نے کشمالہ کو
 بتایا تھا وہ اسے کسی سے ملوانا چاہتے ہیں مگر اسے بتایا
 نہیں کہ وہ کشمالہ کی ملاقات اسکے بیٹے شہریار سے
 کروانے والے ہیں۔ موسم کی تبدیلی کی وجہ سے انشال کو
 بخار تھا کشمالہ خان انشال کو دوا کھلا کر اسے سلا رہی
 تھی۔

حویلی کے کار پورچ میں گاڑی کے رکنے کی آواز آئی
 تھی اور پلوشہ خان مغروریت سے اس گاڑی سے اتری
 تھی۔ شہسوار خان نیچے لاؤنچ میں ہی تھے وہ بے چینی
 سے اپنے بیٹے کو گلے لگانے کا انتظار کر رہے تھے
 مگر جیسے ہی شہسوار کی نظر اس ناگن پلوشہ پر پڑھی
 انکا خون کھول گیا جی چاہا اسے جان سے مار ڈالے۔ تم

یہاں کیا کر رہی ہو؟ تمہاری جرت کیسے ہوئی اپنی بدصورت شکل مجھے دکھانے کی تمہیں تمہارے کیے کی سزا بہت بھیانک ملے گی!! شہسوار خان کی شیر جیسی آواز حویلی کے لاؤنچ میں گونجی تھی۔ تمہاری کشمالہ کو تو موت کے گھاٹ اتار کر سکون لوں گی میں شہسوار اتنا تڑپ کیوں رہے ہو شہریار میرا بیٹا ہے میں تمہارے پاس اپنا بیٹا-----بکو اس بند رکھو گھٹیّا عورت شہریار میرا خون ہے تم نے اسے اس کے ماں باپ کے زندہ ہوتے ہوئے لاوارث بنا کر گود لیا تمہاری اصلیت میرے سامنے آگئی ہے تم نے جو کھیل کھیلا وہ اب ختم ہو گا!! پلوشہ خانم کو شہسوار کے غضب سے اب کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔

میں آئے تھے۔

نہیں شہسوار ایسا ظلم مت کریں آپ نے خود ہی تو کشمالہ کا بیٹا مجھے دے کر میری گود بھری تھی اپنی اس غلطی کا ازالہ کرنے کے لئے جو مجھ سے میرا بچہ چھین گئی تھی آپ کو غفلت کی وجہ سے آپ نے ہی تو کشمالہ کا زندہ بچہ اس مردہ بچے سے تبدیل کروایا تھا تاکہ میری سونی گود بھر جائے آپ کو صرف کشمالہ چاہیے تھی اور مجھے آپ کی اولاد آپ نے اپنی اولاد کا سودا خود کیا تھا مجھ سے میں آپ کو کشمالہ کا بیٹا شہریار کبھی نہیں دوں گی!! پلوشہ خانم نے اپنی آخری چال اتنی خوبصورتی سے چلی تھی کہ سب ختم ہو گیا تھا۔ کشمالہ خان کا بھروسہ اعتماد مکڑی کے جالے کی طرح ٹوٹا تھا شہسوار کا پیار عشق سب ایک جھوٹا ناٹک لگا اسے اتنی زور کا چکر آیا تھا کہ وہ اگر گرل نہیں پکڑتی تو منہ کے بل سیڑھیوں پر گرتی۔

کیا بکواس کر رہی ہو تم یہ پلوشہ خان چمڑی ادھیڑ کر رکھ دوں گا تمہاری میں! شہسوار خان نے پلوشہ خان کو بالوں سے زور سے پکڑ لیا تھا شہسوار مر جاتا مگر کشمالہ کی گود اجاڑ کر پلوشہ کی گود کبھی نہیں بھرتا۔

میں کشمالہ کو کبھی سچ نہیں بتاؤں گی شہسوار آپ مجھے
 مت ماریں میں-----تم ایک ایسی عورت ہو جس پر شہسوار
 خان تھوکنہ پسند نہیں کرتا تم صرف ایک چیز کے قابل ہو
 اور وہ پتہ ہے کیا ہے ابھی بتا ہوں میں تمہیں ایک بار تو
 نشے کی حالت میں طلاق دے چکا ہوں مگر آج میں
 شہسوار خان نشے میں نہیں اپنے حواسوں میں ہوں اور آج
 میں شہسوار خان پلوشہ خان تمہیں اپنے پورے ہوش و
 حواس طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں!!
 شہسوار خان نے پلوشہ کو بالوں سے جھٹک کر سوفے پر
 پھینکا تھا۔ پلوشہ خان کے اوپر حویلی کی دیواریں آکر
 گری تھی اس مرد نے اس پر تھوک دیا تھا اس کی مکاری
 پر لعنت بھیج دی تھی اس کے جھوٹ نے اسے زمین پر لا
 گرایا تھا مگر بچا پھر اس مرد کے پاس بھی کچھ نہیں تھا۔
 کشمالہ خان کے دماغ کی نس تو اس وقت ہی پھٹ گئی
 تھی جب پلوشہ خان شہسوار پر الزام لگا رہی تھی اس کی
 کوکھ اجاڑنے والا اس سے عشق کا دعویٰ کرنے والا مرد
 تھا کیا؟؟ کشمالہ خان کی ناک سے کسی فوارے کی طرح
 خون نکلا تھا اسے اتنا بڑا دھچکا لگا تھا کہ دماغ کی
 رگیں پھٹ گئی تھی اور منہ کے بل سیڑھیوں پر گرتی
 رول ہوتی ہوئی شہسوار خان کے قدموں کا حصہ بن گئی

تھی۔

کشمالہ۔۔۔!! شہسوار خان کی خوف میں ڈوبی بلند چیخ
گونجی تھی سیڑھیاں کشمالہ کے خون سے آلود تھی وہ
خون میں لد پد شہسوار کے قدموں میں پڑھی تھی۔ خانم
میری خانم۔۔۔میری زندگی۔۔۔میری کشمالہ۔۔۔اٹھو میری جان
یوں ناں کرو میں مر جاؤں گا اٹھو جان اٹھو شہسوار ختم
ہو جائے گا!! شہسوار خان بلبلا کر رہ گئے تھے وہ عورت
جس سے شہسوار نے عشق کیا تھا وہ آج ختم ہو گئی تھی
وہ خون میں رنگی ہوئی تھی۔ شہسوار خان پاگلوں کی
طرح کشمالہ کو اپنی گود میں اٹھائے ہاسپٹل بھاگے تھے
وہ انشال کو بھول گئے تھے شہریار کا خیال بھی ذہن کے
خانوں سے مٹ گیا تھا یاد تھا تو بس اتنا کہ ان کا عشق
دور جا رہا ہے۔ کشمالہ خان کا ٹریٹمنٹ ہو رہا تھا مگر
یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی سانسیں تو کب کی
رک گئی ہوں باہر کھڑا مرد بھی سانسیں روکے اپنے
عشق کا انتظار کر رہا تھا۔ کوئی معجزہ تھا یا کیا کشمالہ
زندہ بچ گئی تھی ایک دن کے بعد اسے ہوش تو آگیا تھا
مگر بیوی نہیں ماں کی تڑپ اسکے جسم میں چند سانسوں
کی مہلت دے گئی تھی شہسوار خان تڑپتے ہوئے روم میں
انٹر ہوئے تھے۔ کشمالہ خان انہیں وہ عورت ہی نہیں لگی

تھی جو اتنے سال ان کے ساتھ رہتی آئی تھی اس کی
بھوری آنکھیں خفا تھی بہت سے سوال تھے ٹوٹے کانچ
کی سینکڑوں کرچیاں تھی کیا نہیں تھا ان بھوری آنکھوں
میں!! وہ سب کچھ سن چکی تھی وہ اپنا اعتبار کھو چکی
تھی شہسوار خان کشمالہ خان کی آنکھیں پڑھ چکے تھے۔

میں اپنی ہر

صفائی۔۔۔۔۔ میرا۔۔ بیٹا۔۔ شہریار۔۔ میرے۔۔ وجود۔۔ کا۔۔ حصہ۔۔ ہے۔۔
میں۔۔۔ اسے۔۔ پیار۔۔ کرنے۔۔ کی۔۔ حسرت۔۔ اپنے۔۔ دل۔۔ میں۔۔ سمائے
جا۔۔ رہی۔۔ ہوں۔۔ مجھے۔۔ آپ سے۔۔ کوئی۔۔ شکوہ۔۔ نہیں۔۔ یہ
میری امانت ہے میرے بیٹے کو اس کی ماں کی یہ امانت
دے دیں اس لاکٹ پر میرے شہریار کی بیوی کا حق ہو گا
میں شہریار کو ماں کی مامتا محسوس کروانے کی حسرت
لئے جا رہی ہوں! اور کشمالہ خان کی سانس رک گئی وہ
ختم ہو گئی۔ شہسوار خان اپنے بال نوچ نوچ کر چلاتے
کچھ اس طرح کشمالہ کے دنیا سے جانے پر روئے تھے
کہ انہیں دیکھنے والے بھی رونے لگے تھے۔ وہ عورت
انہیں بغیر سننے خفا ہی دنیا سے چلی گئی تھی۔ کشمالہ کی
موت کے بعد شہسوار خان کی حالت ناں زندہ لوگوں میں
تھی ناں مردوں میں وہ جیتی جاگتی لاش بن گئے
تھے کشمالہ کو دنیا سے گئے آٹھ دن کس طرح گزرے

شہسوار کو خبر ہی نہیں ہوئی شہریار خانزادہ آٹھ دن بعد اسلام آباد پہنچا اسے نہیں جانے دیا جا رہا تھا اسکے باپ سے ملنے کے لئے مگر وہ بضد ہو کر شہسوار خان سے ملنے چلا گیا۔

شہریار خانزادہ اسلام آباد حویلی ابھی پہنچا ہی تھا جب سالار خان کی خبر شہسوار کو ان کے خاص بندے نے دی۔ شہسوار خان نے شہریار خانزادہ کو دیکھا وہ اپنا ضبط کھو گئے شہریار کو اپنے گلے سے لگائے اتنا روئے کہ شہریار خانزادہ سے اپنے بابا کو سنبھالنا مشکل ہو گیا۔

شہریار اپنے بابا کی بات مانو گے بیٹا؟؟ جی بابا جان حکم کریں!! شہریار نے شہسوار کے ہاتھوں کو چومتے فرماں برداری سے بولا۔ اپنے سالار چاچو کی بیٹی سے نکاح کر لو میرے بھائی سالار کو اس کی حویلی ضرور لانا یہ حویلی تمہاری مورے کی ہے میں چاہتا ہوں تم یہاں رہو اپنی بہن انشال کا خیال رکھنا میرے بعد!! شہسوار خان بے ربط سا بول رہے تھے شہریار خانزادہ ان کی ہر بات پر احتراماً اپنی گردن جھکا گیا پلوشہ خان نے جو جو زہر

شہریار کے کانوں میں شہسوار اور کشمالہ کے لئے گھولا تھا وہ سب ناکام ہوا شہریار نے چار سالہ مشائم سے نکاح کر لیا شہسوار نے اپنی ایک امانت شہریار کو سالار خان کو پہنچانے کو دی جسے بنا دیکھے شہریار نے سالار خان تک پہنچا دیا اور شہریار کے نکاح کے دو دن بعد ہی کشمالہ خان کو یاد کرتے شہسوار کی سانسیں رک گئی وہ دس دن سے زیادہ اس معصوم بھوری آنکھوں والی کشمالہ خان کی جدائی برداشت نہیں کر سکے تھے اور یوں شہسوار کا لازوال عشق کشمالہ کی جدائی میں ان کی زندگی کی ڈور توڑ گیا شہسوار اور کشمالہ کی کہانی کا اختتام ہو گیا۔۔۔

چٹاخ۔۔۔!!! حویلی کے لاؤنچ میں ایک اور زور دار تھپڑ
کی آواز گونجی تھی یہ تھپڑ کسی اور نے نہیں بلکہ
سردار ہاشم خان نے اپنی لاٹلی بہن پلوشہ خانم کو مارا
تھا۔ زندگی میں پہلی بار ہاشم خان نے پلوشہ خانم پر ہاتھ
اٹھایا تھا۔

لالا آپ دیدہ کو-----چپ رہو نازنین ایک لفظ نہیں سننا
چاہتا میں آج تم دونوں کا!! سردار ہاشم خان کو آج علم ہوا

تھا بربادی ہوتی کیا ہے کس نے کس کو کس طرح
برباد کیا تھا۔ نازنین خانم آج بھی اپنی ناگن بہن کا ساتھ دے
رہی تھی سچ ابھی بھی سب سے مخفی تھا کشمالہ خان
ایسے ہی پاگل نہیں ہوئی تھی اسے پاگل بنایا گیا
تھا۔ شہریار خانزادہ ٹوٹ کر بکھرا زمین پر گٹھنوں کے بل
گرا انشال کو اپنے سینے سے لپٹا کر بالکل اسی طرح رو
رہا تھا جس طرح وہ اپنی مورے کی قبر سے لپٹ کر رویا
تھا کیا اسکی ماں نے زندگی میں کوئی سکھ دیکھا بھی
تھا؟؟ اس عورت کو تو پاگل کر دیا گیا تھا اس کی سگی بہن
کو اس کی مورے پر انگلیاں اٹھا کر کتنا ٹارچر کیا گیا تھا
شہریار خانزادہ کسی کو معاف نہیں کر سکتا تھا پلوشہ
خانم کو تو بالکل بھی نہیں۔

خدا تمہیں کہی کا ناں چھوڑے پلوشہ تم نے خاندان تباہ کر
دیا میرے بچے اجاڑ دیئے تم پر خدا کی پھٹکار برسے!!
خانم بی کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ مریم خان جو
طلاق کے دھبے سے ہمیشہ ڈرتی رہی تھی آج انہیں اس
مرد سے بھی اتنی ہی نفرت محسوس ہو رہی تھی جتنی
کبھی محبت ہوا کرتی تھی مریم خانم اپنے بیٹے بہرام
خانزادہ کی جانب دیکھنے لگی جو اپنی آنکھوں میں خوف
لئے انہیں ہی دیکھ رہا تھا اس کی سرخی چھلکاتی سیاہ

آنکھوں میں منت تھی وہ اپنی مورے کے فیصلے کو جانتا تھا وہ جانتا تھا مریم خانم کتنا سخت قدم اٹھانے والی ہے!!
مریم خان نے آنسو بھری آنکھوں سے شہریار اور انشال کی جانب دیکھا اور انہیں لگا ان کا دل پھٹ جائے گا۔
شہسوار اور کشمالہ کے بچے ظلم کی تصویر تھے پھر انہوں نے مشائم کو دیکھا اس کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے مگر وہ چنگاریاں پھوٹتی آنکھوں سے ہاشم خان کو گھور رہی تھی وہ پلوشہ خانم کو نفرت سے دیکھ رہی تھی وہ چھوٹی سی لڑکی انہیں بے حد مضبوط لگتی تھی وہ بھی کہی ناں کہی مظلوم تھی ان کے چھوٹے بھائی سالار خان کی قربانی بہت بڑی تھی۔

شہریار کیا تم اپنی پھوپھو کو سنبھال لو گے؟؟ مریم خانم کی آواز انکا مضبوط لہجہ سن کر بہرام خانزادہ سردار ہاشم خان کی جانب دیکھنے لگا وہ جانتا تھا اس کے بابا کا فیصلہ آگیا ہے اور کیوں نا آتا وہ مرد قابل ہی اس چیز کا تھا۔

شہریار خانزادہ نے مریم خانم کی جانب دیکھا اس کی پھوپھو آج رو نہیں رہی تھی وہ کمزور نہیں لگ رہی تھی۔

میری جان بھی آپ پر قربان پھوپھو!!!! شہریار خانزادہ
اپنے جبرے بھینچے کھڑا ہوا تھا انشال کو اس نے خود
سے جدا نہیں کیا تھا۔

خدا ناں کرے تم قربان ہو میرے لالا جان کے بچوں کو
میری زندگی کی خوشیاں بھی مل جائیں! مریم خانم کا دل
پھٹا تھا پلوشہ نے کبھی شہریار کو مریم کے پاس بھی
بھٹکنے نہیں دیا تھا مگر شہریار اپنی پھوپھو سے بہت
محبت کرتا تھا یہ ان کے خون کی تاثیر ہی تو تھی جو وہ
سب دل میں ایک دوسرے کے لئے درد رکھے ہوئے تھے۔

مریم مجھے معاف.....سردار ہاشم خان لفظ معافی آپکے
لئے بنا نہیں تو آپ اپنی انا سے نیچے مت گریں میں
ستائیس سال محرومیوں میں گزار چکی ہوں میرا بیٹا مجھ
سے نفرت کرتا رہا ہے میری جوانی آپ کھا گئے ہیں
مجھے تھپڑ کے سوا آپ سے کچھ نہیں ملا جو ملا تھا
(بہرام کی جانب دیکھا) اسے میری چھاتی سے مجھے
اچھوت سمجھ کر چھین لیا گیا ناں صرف آپکی بہن ڈائین
ہے جس نے میرے لالہ اور کشمالہ کو نگلا بلکہ آپ کو
بھی ڈس لیا آپ نے اپنی بہن کو چنا تھا اور مجھے کسی

جرم کے بغیر اپنی زندگی سے نکال دیا تھا میرے لالا کو
تکلیف دینے کے لئے مجھے بیوی کے رتبے سے گرا دیا
اور ستائیس سال سے مجھے دن رات طلاق کی دھمکی
دیتے رہے میرا فیصلہ کل بھی یہی تھا کہ میں اپنے سگوں
کو کبھی نہیں چھوڑوں گی میرا فیصلہ آج بھی وہی ہے
اور آج مجھے کوئی خوف نہیں میں مریم خان آج آپ کو
اپنی زندگی سے ہمیشہ کے لئے بے دخل کرتی ہوں شہریار
مجھے سردار ہاشم خان سے طلاق چاہیے میرے لالہ جان
اگر آج زندہ ہوتے تو یقیناً وہ میری اس خواہش کا احترام
کرتے تم میرے لالا کا خون ہو سرداری کا حق تمہارا ہے
انصاف دلانے کا حق میرے بھتیجے کا ہے مجھے ہاشم
خان سے طلاق چاہیے اور اگر یہ مجھے طلاق نہیں
دیتے تو میں خلع لوں گی کل ہاشم خان نے اپنی بہن کا
انتخاب کیا تھا آج میں اپنے لالا کا انتخاب کرتی ہوں
مورے یہ حویلی ہماری نہیں یہاں کے لوگ ہمارے نہیں
میں اپنے لالہ کی حویلی میں جانا چاہتی ہوں وہ حویلی کو
سازشوں سے پاک ہے جو کشمالہ خان کی ہے!! مریم خان
نے اتنے حتمی سخت لہجے میں بولا کہ وہ سردار ہاشم
خان کو بے زبان کر گئی تھی ان کا لہجہ اٹل تھا۔ بہرام نے
اپنی گردن جھکا دی تھی وہ اپنے بابا مورے کے بیچ
بولنے کا حق نہیں رکھتا تھا کچھ خواب خواب ہی رہ

جاتے ہیں اور بہرام خانزادہ کا اپنے بابا مورے کو ایک ساتھ دیکھنے کا خواب کبھی پورا نہیں ہو سکتا تھا ناں وہ چاہتا تھا کہ اس کا یہ خواب پورا ہو وہ بس اپنی مورے پر طلاق کا دھبہ برداشت کرنے کا حوصلہ نہیں رکھ پا رہا تھا۔

میں تمہیں طلاق کسی صورت نہیں دوں گا!! سردار ہاشم خان بھی اٹل لہجے میں بولے تھے۔ کیوں طلاق نہیں دیں گے آپ مجھے پچھلے ستائیس سالوں سے طلاق کی ہی تو دھمکی سنتی آئی ہوں میں طلاق تو دینی ہی ہو گی آپ کو۔۔۔۔۔ کہاں ناں کسی صورت طلاق نہیں دوں گا تمہیں مریم خانم! میرے بچے کی ماں ہو تم ستائیس سال کے جوان بیٹے کے ماں باپ ہیں ہم اور تم اس عمر میں طلاق مانگ رہی ہو میری مجبوری بھی سمجھو میں نے اپنی بہن کے آنسو دیکھے بیشک وہ جھوٹے تھے مگر میں ایک بھائی تھا تمہارے بھائی نے پلوشہ سے نکاح کرنے سے پہلے کشمالہ سے نکاح کر لیا میری بہن کو تھپڑ مارا میں نے اپنی آنکھوں سے سب دیکھا دن رات پلوشہ کو تڑپتے دیکھا میں بھائی تھا فرشتہ نہیں میں کیا کرتا اگر اس وقت۔۔۔۔۔ آپ شوہر بھی تھے ایک باپ بھی تھے مگر آپ نے صرف بھائی ہونے کو ترجیح دی میں نہیں رہوں گی

اس حویلی میں جو میرے بھائیوں کی خوشیاں نگل گئی
میں۔۔۔۔۔نہیں چھوڑوں گا تمہیں کسی صورت طلاق نہیں
دوں گا تمہیں۔۔۔۔۔ساتھ میں آپ کے پھر بھی نہیں رہوں
گی چاہے یہ طلاق ہو یا ناں ہو میں آپ کو کبھی معاف
کروں گی کبھی نہیں!! مریم خانم اپنا دل پتھر کر گئی تھی
وہ مرد سب تباہ کر گیا تھا مریم خان کو سردار ہاشم خان
کی اب ضرورت نہیں تھی۔

مریم خانم میں حالات کی سازشوں کی نظر ہوا ہوں
میری کوئی غلطی نہیں۔۔۔۔۔میرے بابا جان پر قاتلانہ حملہ
کیوں کروایا تھا آپ نے ہاشم تایا؟؟ اس بات کی بھی کیا
کوئی وضاحت ہے آپ کے پاس یا یہ جرم بھی آپ اپنی بہن
کے سر پر تھوپ دیں گے؟؟ یہ مشائم تھی جسے ہاشم خان
زہر لگ رہے تھے وہ مرد بے حد ناانصاف تھا طلاق دینے
کی دھمکی دے کر ٹارچر کرتا رہا تھا اور اب جب اس کی
عورت اس سے تھک چکی تھی تو وہ اس سے ضد لگا رہا
تھا۔ مشائم کی بات سن کر سب کو دھچکا سا لگا تھا۔

یہ۔۔۔یہ تم کیا بول رہی ہو میں۔۔۔۔۔میں بالکل ٹھیک بول رہی
ہوں تایا آپ نے ہی بابا پر حملہ کروایا تھا اور جس تھانے

میں نے رپورٹ کروائی تھی اس کے ایس ایچ او کو پیسے کھلا کر کیس دبا دیا تھا آپ اور آپ کی بہنیں طاقت کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں میں پہلے تو خاموش تھی میرے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا آپ کے خلاف مگر مجھے شہریار کے لاک اپ سے آپ کے خلاف سارے ثبوت مل گئے ہیں اور میں آپ کے خلاف کیس کروں گی جس طرح آپ لوگوں نے ہم پر رحم نہیں کھایا اسی طرح میں بھی آپ لوگوں پر رحم نہیں کھاؤں گی آپ کی دونوں بہنیں جادو گرئیاں ہیں میں نے اپنی آنکھوں سے نازنین چچی کو منہاں لالا کے روم کے باہر جادو کرتے دیکھا ہے اور یہی نہیں پلوشہ تائی کے روم سے بھی کشمالہ خان کی تصویروں پر وہ نقش دیکھے ہیں جو کالا علم کرتے ہوئے بنائے جاتے ہیں اور مجھے پورا یقین ہے کشمالہ تائی جان کو دماغی طور پر اذیت دینے والی بھی وہی ہیں آپ لوگ معافی کے قابل ہی نہیں ہیں!! مشائم کے انکشاف پر سب دھنگ رہ گئے تھے۔

یہ لڑکی کچھ بھی بکواس کر رہی ہے اور آپ سب سن رہے۔۔۔۔۔مجھے بکواس کرنے کا کوئی شوق نہیں نازنین چچی آپ کا سچ سامنے لا رہی ہوں تاکہ انشالہ آپ کے شر سے محفوظ رہیں!! مشائم کی نفرت سے لبریز آواز

اس کی سچائی کی گواہی دے رہی تھی۔

شہریار تمہاری بیوی کس طرح کے الزام لگا۔۔۔۔۔میری
بیوی کے ایک ایک لفظ پر مجھے یقین ہے اور میں اپنی
بہن کو سفاک لوگوں کے پاس چھوڑ کر نہیں جاؤں گا
منہان میں اپنی مورے کو کھو چکا ہوں مگر اپنی بہن نہیں
کھو سکتا میں چاہتا ہوں کہ تم میری بہن کو اس سب سے
دور لے جاؤ کہی اور اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو میں
اپنی بہن کو خود سنبھال لوں گا مجھ پر بوجھ نہیں میری
بہن۔۔۔۔۔آپکی بہن میری بھی تو کچھ لگتی ہے نا لالا
مجھ پر ظلم کیوں کر رہے ہیں میں مورے کو چھوڑ کر
کہاں جاؤں گا؟؟ انشال کو مجھ سے نا چھینے میں تو
بے گناہ ہوں میرا تو کوئی قصور نہیں لالہ!! شہریار
خانزادہ کا سخت لہجہ منہان کو تڑپا گیا تھا وہ انشال کے
دور جانے کا سوچ کر ہی تڑپ کر رہ گیا تھا۔

مجھے بھروسہ نہیں کیا پتہ میری مورے کی طرح میری
بہن کو بھی مار دیا جائے یاد رکھنا میری مورے کا کوئی
بھائی نہیں تھا مگر انشال خان کے پاس اس کا لالا ہے
میری بہن کو ہلکی سی بھی کھروچ آئی وہ دن انشال کا

تمہاری زندگی میں آخری دن ہو گا!! شہریار خاندان منہان
خاندان کو سزا نہیں دے سکتا مگر وہ اب اپنی بہن کو
کھونے سے ڈر رہا تھا۔

شہریار یہ لڑکی چھوٹ بولتی ہے اور اس نے جھوٹا الزام
لگا ہے مجھ پر منہان تم تو اپنی مورے کو جانتے ہو ناں
میں صرف دیدہ کی وجہ سے کشمالہ سے نفرت کرتی تھی
مگر میں اپنے ہی بیٹے کو کیوں اجاڑوں گی تم مجھے
چھوڑ کر کہی مت جانا میرے پاس میرے بیٹے کے سوا
کوئی نہیں ہے!! نازنین خانم کے جھوٹے آنسو منہان
خاندان کو کمزور کر گئے تھے۔

آپکی بہن انشال خان میری بیوی ہے لالا جس دن انہیں
تکلیف پہنچی میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں میں خود انشال
کو آپ کے حوالے کر دوں گا!! منہان خاندان شرمندہ تھا
مشائم جھوٹ نہیں بولتی تھی اس بات کا یقین منہان خاندان
کو بھی تھا مگر اس کی مورے جادو کریں گی وہ یہ سوچ
بھی نہیں سکتا تھا۔

لالا آپ مجھ سے دور ناں جائیں میں آپ کے ساتھ رہنا

چاہتی ہوں!! انشال خان کو اب پہلے سے بھی زیادہ ڈر لگنے لگا تھا اس کی مورے کو کتنی سازشوں سے مارا گیا تھا وہ نازنین خانم سے ڈر رہی تھی۔

میں زندہ نہیں رہ پاؤں گا یہاں بابا نے مجھے کہا تھا میں مورے کی حویلی میں رہوں وہ خاندانہ حویلی جو اسلام آباد میں ہے ہماری مورے جان کی حویلی۔ منہاں تم بھی اس حویلی میں شفٹ ہو جاؤ اور جب تم اپنی مورے سے ملنا چاہو تو اس حویلی آجانا مگر میری بہن یہاں نہیں رہے گی!! شہریار خاندانہ کا لہجہ تحکم بھرا تھا وہ رسک لینا ہی نہیں چاہتا تھا۔ شہریار خاندانہ کی جذباتی حالت ایسی ناں تھی کہ فلحال اسے کچھ بھی کہا جاتا منہاں خاندانہ کے پاس شہریار کی بات ماننے کے علاوہ اور کوئی آپشن نہیں تھا فلحال۔۔

ٹھیک ہے لالہ جان جو آپ چاہیں ویسا ہی ہوگا!! منہاں خاندانہ شہریار کی بات مان گیا تھا انشال کا لالا اسکے لئے انسکیور ہو رہا تھا وہ دونوں بہن بھائی اس وقت ٹروما میں تھے فلحال وقت اور حالات سے سمجھوتا کرنے میں ہی عافیت تھی۔

مجھے خود میں کہی مصروف کرلو مشائم میں بہت تڑپ
 رہا ہوں! مجھے سکون چاہیے میں کتنا بدنصیب بیٹا ہوں نا
 میری مورے میرے غم میں پاگل ہو گئی تھی اور میں
 ساری زندگی ان سے محبت کرتا رہا جو میری مورے
 کو قبر میں پہنچا گئی میں کتنا بڑا ڈفر ہوں کبھی پلوشہ خانم
 سے پوچھ ہی نہیں سکا کہ وہ کیوں مجھے بابا کے پاس
 بھی جانے نہیں دیتی کیوں میرے دل میں بابا کے لئے بھی
 نفرت پیدا کرتی ہیں! شہریار خانزادہ مشائم کی نازک
 دھڑکنوں میں اپنا منہ چھپائے درد سے لبریز آواز میں بولا
 تھا۔ مشائم نے اس کا منہ اپنی دھڑکنوں سے اٹھا کر اوپر
 کیا تھا اور وہ شہریار خانزادہ کے لبوں پر جھک گئی تھی۔
 اس کے لبوں کا نازک لمس شہریار خانزادہ کو سکون
 دے رہا تھا وہ بہت نرمی سے شہریار خانزادہ کو راحت
 پہنچا رہی تھی۔

ہم ترکی جا کر کشمالہ تائی کے اپارٹمنٹ میں رہیں گے!!
 مشائم شہریار کو پیار کرنے کے بعد اس کی ناک سے اپنی
 ناک ٹکراتی ہوئی بولی تھی۔ مورے کی یادیں ہوں گی اس

اپارٹمنٹ میں۔۔میں وہاں اگر ایک بار چلا گیا تو دوبارہ
پاکستان نہیں آسکوں گا! تو ہم واپس نہیں آئیں گے جب تک
آپ کا دل ناں چاہے!! مشائم نے شہریار کی کمر سہلائی
تھی وہ اسے چیئر اپ کر رہی تھی۔ شہریار خانزادہ مشائم
کی گردن میں اپنا منہ چھپا گیا تھا وہ اس کے جسم کی
خوشبو سے اپنا پھٹتا دماغ پرسکون کرنا چاہتا تھا۔ اسکی
بھوری آنکھیں لہو رنگ ہو رہی تھی مشائم کو شہریار کی
مونچھوں کی چبھن اپنی گردن پر محسوس ہو رہی تھی
مگر وہ اسے برداشت کرنے لگی۔ مشائم کا ایک ہاتھ
آہستگی سے نیچے کی جانب بڑھنے لگا اس سے پہلے وہ
اسے ہولڈ کرتی شہریار مشائم کا ہاتھ پکڑ گیا۔

ابھی نہیں فلائٹ کا ٹائم ہو رہا ہے کوئیک شاور لے کر
ایئر پورٹ کے لیے نکلنا ہے شہریار خانزادہ اس کے
ماتھے کو چوم کر اس کے اوپر سے اٹھ گیا تھا۔ مشائم
خفت کے احساس سے لال ہو گئی تھی۔

اب پاس بھی نہیں آنا!! مشائم نے زور سے اس کی کمر پر
پلو مارا تھا۔ پاس تو تمہارے ہی آنا ہے اب اور اپنے
پورے ہوش اور حواسوں کے ساتھ تمہاری روح کا حصہ

بنا ہے تم پاس ہو تو میرا اسٹریس دور ہو جائے گا بیوی ہو
میری تمہیں ہوش کی دنیا میں رہ کر پیار کرنا چاہتا
ہوں! شہریار خانزادہ مشائم کو ناراض ہوتے دیکھتا اسے
اپنی گود میں اٹھائے واشروم کی جانب بڑھ گیا تھا۔ ترکی
کی فلائٹ کا وقت ہو رہا تھا استنبول کی ہوائیں ان کی
منتظر تھی۔ بوسفورس کا سمندر کشمالہ کے بیٹے کا منتظر
تھا۔۔۔

دو دن بعد

یہ ایک یخ قید خانے کا منظر تھا جہاں اس ملک دشمن کو
قید کیا ہوا تھا اس کی چیخیں اس قید خانے میں گونج رہی
تھی وہ بے رحم سینئر آفیسر لوہے کی موٹی سلاخ اپنے
ہاتھ میں پکڑے اس کی کھال ادھیڑ رہا تھا۔

بتا گندی نالی کے سور کتنے راز ہمارے ملک کے اپنی
ماں کے یار کو بھیج کر آیا ہے ورنا میں آج تجھے مار
مار کر نامرد بنا دوں گا!! بہرام خانزادہ کسی وحشی
جانور کی طرح رابرٹ پر ٹوٹ پڑھا تھا۔ کل شام ایک
بحری جہاز بہت سی پاکستانی لڑکیوں کی سمگلنگ کر

چکا تھا یہ کب اور کیسے ہوا تھا کسی کو علم نہیں تھا
کوئی تھا جو رابرٹ کی پوری طرح مدد کر رہا تھا۔ بہرام
کو کل ہی اس کی ایجنسی نے طلب کر لیا تھا وہ لیو پر تھا
مگر اسے بلا لیا گیا تھا۔

تو مجھے جان سے مار دے مگر میں تجھے کچھ نہیں
بتاؤں گا!! رابرٹ دھٹائی سے بولا تھا۔ تجھے تو میں جان
سے ماروں گا ہی مگر تیری وہ گرل فرینڈ کیا نام تھا اس
کا؟؟ ہاں یاد آیا شیلا؟؟ پہلے اس کی خاطر تواضع کروا دیتا
ہوں پھر تجھے بھی مار دوں گا ویسے تجھے پتہ ہے ناں
میرے پاس ہر نسل کا کتا موجود ہے اور کونسا کتا کس حد
تک کاٹ سکتا ہے یہ تو تجھے پتہ ہو گا!! بہرام خانزادہ
نے رابرٹ کو اپنے موبائل میں ایک ویڈیو لگا کر دکھائی
تھی۔ ایک انگریز لڑکی زنجیروں میں جکڑی پنجرے میں
قید تھی اور اس کے چاروں اور خوفناک اعلیٰ نسل کے
کتے بھونک رہے تھے۔ رابرٹ کے ماتھے پر پسینے
چھوٹے تھے وہ لڑکی روسی انڈر ورلڈ ڈون ماریو کی بہن
تھی جس کے ساتھ رابرٹ نے بہت بڑے معاہدے کیے ہوئے
تھے شیلا رابرٹ کی گرل فرینڈ ہے یہ بات ماریو نہیں
جانتا تھا۔

چل بھونک کونسی نسل کا کتا اس پر چڑھواؤں؟؟ بہرام
سے بڑا سفاک اور ٹیڑھا آفیسر رابرٹ نے آج سے پہلے
کبھی نہیں دیکھا تھا ہر آفیسر وہ خرید چکا تھا مگر بہرام
کو وہ آنکھ اٹھا کر دیکھ بھی نہیں سکا تھا۔ تجھے پتہ ہے
اس کو کہاں سے پکڑ کر قید کروایا ہے؟؟ بہرام خاندان
قہقہہ لگا کر بولا تھا۔ تیری مخبری اسی نے کی ہے تیرا
ڈھیلا بیکار سالے لے کر تھک گئی تھی اسے کسی اور کا
پسند آگیا تھا! بہرام خاندان اپنے ازلی انداز سے رابرٹ کا
خون خشک کر رہا تھا۔

یہ میری ہے تو جھوٹ بول رہا ہے!! رابرٹ چیخا تھا۔
بہرام خاندان نے لوہے کی سلاخ اس کے منہ پر مار کر
اسے لہو لہان کر دیا تھا۔ اپنی آواز میرے آگے اب بلند کی
یہ ڈنڈا حلق تک دے دوں گا میرا ٹائم تو آل ریڈی بہت
ویسٹ کر گیا ہے بھونک کون ملوث ہے تیرے ساتھ ورنا
تیری شیلہ کو جس کے ساتھ پکڑا ہے اسی کے ساتھ قید
کروا دوں گا پھر تو مرتا رہنا یہاں لینے کی عادت جیسے
ہو جائے وہ پھر بکتی ہے یہ تیری تھی مگر ہے
نہیں!! بہرام خاندان سرگوشی میں کہتا قید خانے سے نکل
گیا تھا۔ ایک جونیئر آفیسر پانی کی بوتل ہاتھ میں پکڑے
اس کی طرف بڑھا تھا۔

اس کے پاس میری اجازت کے بغیر کوئی نہیں جائے اوپر
سے سب کو کس طرح ہینڈل کرنا ہے میں کر لوں گا تم
لوگ پہرہ سخت کر دو!! بہرام خانزادہ اپنے ہاتھ دھوتا
چیل جیسی نگاہ سے روبرٹ کے پہرے پر کھڑے ہر ایک
بندے پر ڈالتا کسی کو فون ملاتا اپنی گاڑی میں سوار ہو
گیا تھا۔۔۔

Disclaimer

ناول میں بیان کیے گئے تمام کردار، واقعات، مقامات اور
حالات مصنفہ کے تخیل کا نتیجہ ہیں۔ انکا کسی حقیقی فرد،
ادارے مقام یا واقعے سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر کسی کردار
یا واقعے کی مشابہت حقیقت سے محسوس ہو، تو وہ
محض اتفاقیہ ہو گی۔ مصنفہ کا مقصد کسی کی دل آزاری
یا کسی حقیقت کو مسخ کرنا نہیں بلکہ صرف ایک فرضی
کہانی کے ذریعے قاری کو ایک سنسنی خیز تجربہ فراہم
کرنا ہے۔۔۔

دو ماہ بعد

شانزے اور ایشا اپنے فائنل ایگزام سے فری ہونے کے بعد

کینٹین کی طرف جا رہی تھی آج ان کا لاسٹ پیپر تھا
فرسٹ سیمیستر ختم ہو گیا تھا دو دن بعد رایان انصاری
اور مہر مہ انصاری کا نکاح طے ہو گیا تھا۔ ایشا بہت
ایکسائٹڈ تھی پیپرز ختم ہونے کی خوشی اسے زیادہ ہی
تھی اس کی بہت سی شاپنگ رہ گئی تھی جسے وہ آج
کمپایٹ کرنے والی تھی۔ احد کا پچھلے دو ماہ سے بہت
سخت اسکی جوئل چل رہا تھا وہ ایشا سے مل ہی نہیں سکا
تھا ان دونوں کی فون پر بھی بہت کم بات ہو رہی تھی احد
خانزادہ کی پوسٹنگ لاہور ہونے والی تھی اس سے پہلے
احد اپنی اور ایشا کی شادی کی بات روحیل انصاری سے
کرنا چاہتا تھا۔

شانزے خیالوں میں گم ایشا کے ساتھ کینٹین کی طرف
روانہ تھی بہرام خانزادہ پچھلے دو ماہ سے کہی غائب
تھا سوات حویلی میں دو ماہ پہلے جو کچھ ہوا اس کے دو
دن بعد ہی وہ کہی چلا گیا تھا اس کا کچھ پتہ نہیں تھا
شہریار خانزادہ اور مشائم پچھلے

دو ماہ سے ترکی میں تھے خانم بی مریم خانم غزالہ خانم
شانزے اور انشال اسلام آباد حویلی میں شفٹ ہو گئے تھے۔
منہان خانزادہ کی لاکھ مینتوں کے بعد بھی نازنین خانم نے
اپنا فیصلہ نہیں بدلا تھا وہ اپنی دیدہ پلوشہ خانم کے ساتھ

سوات حویلی میں تھی سردار ہاشم خان نے بھی اپنی
دونوں بہنوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا تھا وہ بے حد خفا
تھے البتہ منہان خانزادہ دو کشتیوں کا سوار ہو گیا تھا۔ وہ
کچھ دن انشال تو کچھ دن نازنین خانم کے پاس رہتا تھا
زندگی منہان کو مشکل لگنے لگی تھی اس کی فیملی بکھر
گئی تھی ایک ماں ہی تو تھی وہ اپنی بیوی اپنی مورے
دونوں کے ساتھ رہنا چاہتا تھا وہ اپنی مورے کو سمجھا
سمجھا کر تھک گیا تھا اب اپنی بیوی سے بات کرنا چاہتا
تھا جو کچھ بھی کیا پلوشہ خانم نے کیا ان کے کسی بھی
عمل میں نازنین خانم کہی بھی شریک نہیں تھی وہ بس
اپنی بہن سے پیار کرتی تھی انہوں نے کچھ بھی غلط نہیں
کیا تھا کسی کے بھی ساتھ انشال کو ناپسند وہ کشمالہ خان
کے اپنی بہن پر سوکن بن کر آجانے کی وجہ سے کرتی
تھی اب تو سب کو سارا سچ معلوم ہو گیا تھا مگر مشائم
جو الزام نازنین خانم پر لگا رہی تھی اس پر کسی نے بھی
خاص توجہ نہیں دی تھی کیونکہ سب کشمالہ اور شہسوار
خان کی تکلیفوں بھری زندگی کی داستان سن کر اتنے غم
زدہ تھے نازنین خانم پر لگے الزام پر کسی نے کان
دھرے ہی نہیں تھے البتہ بہرام خانزادہ نے سالار خان
پرہوئے ایکسیڈنٹ کی ساری تفصیلات معلوم کروالی تھی
اور اسے اپنے بابا کی سفاکی کا علم اچھی طرح ہو گیا تھا

بہرام خانزادہ خود کو سب سے بہت دور کر گیا تھا وہ دو ماہ سے غائب تھا شانزے ہر دن اسے فون کرتی تھی میسج کرتی تھی مگر وہ ناں اس کا فون اٹھاتا تھا ناں ہی میسج کا ریپلائی دیتا تھا وہ شاید کسی مشن کو پھر سے لیڈ کر رہا تھا آخری لڑائی شانزے اور بہرام کی جو ہوئی وہ سلجھ ہی نہیں سکی کیونکہ شانزے خان کا شوہر تو ایسے غائب ہوا تھا جیسے دنیا میں ہو ہی ناں۔۔

مشائم کی ویڈیو کال آرہی ہے شانزے آؤ اس سے بات کرتے ہیں میں تو نے کل رات بارہ بجے ہی مشی کو برتھڈے وش کر دی تھی مگر رات میں اس نے میرا میسج سین ہی نہیں کیا تھا بڑی ہو گی شہریار لالہ کے ساتھ!! ایشا شانزے کے ساتھ کیفے ٹیریا کے باہر ہی سیڑھیوں پر بیٹھتی اپنے موبائل پر آتی مشائم کی ویڈیو کال پک کر گئی آج مشائم کی برتھڈے تھی وہ اٹھارہ سال کی ہو گئی تھی۔

ہیے مشی!! کیا ہوا ہے تم رو رہی ہو؟ کیا ہو گیا ہے میری جان سب ٹھیک ہے؟؟ شانزے اور ایشا دونوں مشائم کو ویڈیو کال پر موٹے موٹے آنسوؤں سے روتے دیکھ کر پریشانی سے بولی تھی۔ مشائم کو پہلی بار وہ دونوں بلک

بلک کر روتے ہوئے دیکھ رہی تھی وہ اس وقت روتی
تھی جب کوئی مسئلہ اس کی آخری حد سے زیادہ بڑا ہوتا
تھا۔

آئی مسڈ مائی پیریڈز!!! مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے
شہریار میڈیکل اسٹور تک گئے ہیں پریگنسی اسٹریپس
لینے!! مشائم بھیگی آواز میں بولی تھی پرسوں وہ اور
شہریار پاکستان آرہے تھے رایان انصاری کے نکاح کے
لئے کیونکہ مشائم کی جس طرح کیئر رایان کرتا تھا وہ
اپنے بھائی کا نکاح مس نہیں کرنا چاہتی تھی۔

وٹ؟؟؟ کیا؟؟؟ تم سچ کہہ رہی ہو مشی؟؟ شانزے اور ایشا جو
پہلے پریشان تھی اب خوشی سے اچھلنے لگی تھی۔ تم
دونوں مجھ پر ہنس رہی ہو تم لوگوں کا ٹائم بھی آئے گا
پھر دیکھنا میں نے کیا کرنا ہے!! مشائم کو انزائٹی ہو رہی
تھی اور شانزے اور ایشا خوشی سے اچھلنے سے باز نہیں
آ رہی تھی۔

ویسے اتنی چھوٹی سی ماما کتنی کیوٹ لگے گی ناں یار
میں تو امیجین کر کے ہی پاگل ہو رہی ہوں! ایشا تو خوشی

سے بس ناچنے والی تھی۔ میں ہی پاگل ہوں جو تمہیں فون کر دیا ماما سے بات کرنی چاہیے تھی مجھے اپنا رونا تم دونوں کے سامنے رونا چاہیے ہی نہیں تھا حد ہوتی ہے میں ہی عقل سے فارغ ہوں! مشائم نے جھنجھلاتے ہوئے فون ہی کاٹ دیا تھا۔

مشی پریگننسی ٹیسٹ کی پکچرز شیئر کرنا ناں بھولنا میں تو خالہ بننے والی ہوں کتنا مزا آنے والا ہے اور میں پھوپھو!! ایشا نے مشائم کو وائس نوٹ سینڈ کرتے ہوئے مزید تنگ کیا تھا شانزے نے بھی اس کا ساتھ دیا تھا۔ شانزے مشائم کے لیے بہت خوش ہوئی تھی مگر اسکے دل میں ایک اداسی سی پیدا ہو گئی تھی اسے بھی تو جونیئر بہرام چاہیے تھا ناں مگر بہرام خانزادہ اولاد کے لئے تیار ہی ناں تھا شانزے کا دل اس سے خفا ہونے لگا دو ماہ سے وہ کہاں تھا اسکی کوئی خبر نہیں تھی۔

کینٹین چلتے ہیں منہ میٹھا کرنے بھوک بھی لگی ہے۔ ایشا اور شانزے ابھی بھوک لگنے کے احساس سے کینٹین میں انٹر ہی ہوئی تھی جب بلاسٹ کے ساتھ اتنی زیادہ فائیرنگ ہونا شروع ہوئی کہ یونیورسٹی میں ایک عجیب ہی

صورتِ حال بن گئی۔ ہر طرف خوف و ہراس پھیل گیا ان کی یونیورسٹی میں ٹیررسٹ اٹیک ہو گیا تھا۔ اسٹوڈنٹس چیختے چلاتے بھاگ رہے تھے جبکہ اسلحہ سے لیس سیاہ کپڑوں والے ملک دشمن اندھا دھن فائرنگ کر رہے تھے کتنے ہی اسٹوڈنٹس موقعے پر ہی مار دیئے گئے تھے۔ شانزے اور ایشا سہمی ہوئی ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کنٹین کے بیک سائڈ والے راستے سے بھاگتی ہوئی یونیورسٹی کے کسی سیف ایریا میں چھپنے کی جگہ تلاش کر رہی تھی وہ ابھی بیک سائڈ پر پہنچی ہی تھی جب ایک ساتھ بہت سے ملک دشمن پچھلی دیواروں سے بھی پہلانگتے ہوئے یونیورسٹی میں داخل ہو گئے تھے شانزے اور ایشا دائیں جانب کی طرف کھلتے کوریڈور کی طرف بھاگی تھی جہاں سے گزرتے ہوئے مختلف ڈیپارٹمنٹس تھے وہ دونوں روتی ہوئی خوف سے بھاگ رہی تھی اور بھی بہت سے اسٹوڈنٹس تھے جو اپنی جان بچانے کے لئے کسی ناں کسی جگہ میں پناہ لیتے چھپ رہے تھے مگر جو بندہ ان ملک دشمنوں کے سامنے آ رہا تھا وہ پھر لڑکا ہوتا یا لڑکی وہ گولیوں سے اسے بھون کر رکھ دیتے ان ملک دشمنوں نے یونیورسٹی کا ہر طرف سے گھیراؤ کر کے اسٹوڈنٹس اور اساتذہ کو یرغمال بنا لیا تھا۔ ان کے بہت سے بندے پاکستان آرمی کے شکنجے میں تھے جن کی

جان خلاصی کے لیے اسلام آباد کی اس یونیورسٹی کا انتخاب کیا گیا تھا جہاں پر پچاس فیصد وہ طلبہ اور طالبات زیر تعلیم تھے جن کے خاندان کا آرمی سے تعلق تھا جبکہ باقی کے پچاس فیصد اسٹوڈنٹس وہ تھے جو پاکستان کے نامور اونچے خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے جن کے ہاتھ میں ملک کی باگ ڈور تھی۔ یہ ملک دشمن پوری جانچ پڑتال کے بعد حملہ آور ہوئے تھے آرمی کا ایک سینئر آفس جس کا بہت بڑا کردار رہا تھا ان کے سب سے بڑے سرغنہ کو اٹھوانے کا اس کی بیوی اس یونیورسٹی کی طالبہ تھی انکا مین ٹارگٹ ہی وہ لڑکی تھی اور اسکے ساتھ ساتھ وہ تمام اسٹوڈنٹس جن کا خاندان آرمی سے تھا۔۔۔

یونیورسٹی پر ہوئے ٹیریسٹ اٹیک کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیلی تھی ہر نیوز چینل ہی اس حملے کی خبر عوام تک پہنچا رہا تھا اسلام آباد کی فضاؤں میں ایسا سناٹا چھا گیا تھا کہ جیسے زندگی کا نام و نشان ہی نا ہو فضا میں خوف سا پھیلا ہوا تھا ہر گھر میں موجود لوگ ہراساں تھے بہت سے والدین اپنے بچوں کی زندگی کو خطرے میں دیکھ کر خون کے آنسو رو رہے تھے۔ وہی دوسری طرف ہمیشہ کی طرح پاک آرمی کے جوان اپنی

جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کو دل جان سے تیار کھڑے
تھے خاکی وردی والوں کو ملکِ پاکستان اپنی بقا کے لئے
پکار رہا تھا اسلام آباد کی فضائیں خاکی وردی والے
نوجوانوں کو صدائیں دے رہی تھی بوٹ والے اپنے سر پر
کفن باندھے اپنے لوگوں کو بچانے کے لئے شہادت کی
منزل کا انتخاب کرنے چلے تھے۔

بہرام خانزادہ روس سے ایک دن پہلے ہی پاکستان لوٹا تھا
اس نے نا صرف روسی مافیا ڈون کو مار دیا تھا بلکہ اس
کے ساتھ شامل پاکستان میں دہشت گردی پھیلانے والے
بہت بڑے لیڈر کو بھی اس کے گڑھ سے اٹھوا لیا تھا۔
بہرام خانزادہ اپنی ایجنسی میں موجود اس سفاک لیڈر کی
کھال ادھیڑ گیا تھا جس نے اس کے پیارے وطن کے کتنے
ہی بے گناہ معصوم لوگوں کی جانیں لی تھی۔ بہرام خانزادہ
نے ایک کے بعد ایک خطرناک مشنز جس بہادری اور
کامیابی کے ساتھ مکمل کیے تھے وہ سب ایک طرف جبکہ
ان دو ماہ میں اس نے بہت بڑے پیمانے پر اپنے ملک میں
چھپے اس شیطان کو غائب کر لیا تھا جو اس کے ملک کو
اندر ہی اندر کھا رہا تھا دو ماہ کی شدید کامیاب پلاننگ
کے بعد اتنا بڑا مشن سینئر آرمی آفیسر بہرام خانزادہ نے
کمپلیٹ کر لیا تھا کہ اسے اور اس کے بہت سے ساتھیوں

کو پاک فوج کی طرف سے اعلیٰ اعزازات سے ایک
تقریب میں عنقریب نوازے جانا تھا وہ کل رات ہی پاکستان
لوٹا تھا ایک ہفتے اس خطرناک سرغنہ کو اس نے دنیا
سے ایسے غائب کیا تھا جیسے وہ مُردار ہو گیا ہو اور اب
جب وہ اسے اپنے ساتھ لے پاکستان لوٹا تھا تو اس شیطان
کے چیلوں نے یونیورسٹی کے معصوم اسٹوڈنٹس پر حملہ
کر کے انہیں یرغمال بنا لیا تھا۔

سر اس سے پیچھے ہٹیں یونیورسٹی پر ٹیریسٹ اٹیک ہوا
ہے اوپر سے آرڈر آیا ہے کہ.....کس یونیورسٹی پر اٹیک
ہوا ہے؟؟ بہرام خانزادہ بغیر رکے اس شیطان کو مار مار
کر لہو لہان کر گیا تھا۔ جونیئر آفیسر نے جیسے ہی
یونیورسٹی کا نام لیا بہرام خانزادہ کے قدم ڈگمگاتے ہوئے
زمین پر جمے تھے اس یونیورسٹی میں تو اس کی بیوی
بھی زیر تعلیم تھی۔

ہاہاہا۔۔۔میں یہاں ہوں یہ خبر میرے بندوں کو تم لوگوں کے
بیچ چھپے اس خاکی وردی والے نے دی ہے جو ایک
عرصے سے میرے لیے کام کر رہا ہے اب کیا کرے گا تو
میں اپنے ایک ایک خون کی بوندھ کا بدلہ سب کو ایک بار

ہی مار-----تیرے ساتھ جو ملا ہوا ہے اس کو تو بیچ میں سے چیر ناں دیا نا میں نے تو میرا نام بھی آفیسر بہرام خانزادہ نہیں تیرے جیسے خبیث کے اندر گھس سکتا ہوں میں تو تیرے وہ پالتو کتے میرے آگے چونٹی کے برابر ہیں ایک ایک کو جہنم واصل نہیں کیا تو اپنی ناک تیرے پیروں میں رگڑ کر اس وردی کو اتار دوں گا!! بہرام خانزادہ نے لوہے کی کانٹوں والی راڈ اس آدمی کے سر پر مار کر اسے بیہوش کر دیا تھا۔

آرمی کے دستے تیار کر دیے گئے تھے جن میں ایک دستے کی کفالت کیپٹن احد خانزادہ کر رہا تھا۔ ایس ایس جی کمانڈوز کے بھی دستے تیار تھے جن کی سربراہی میجر منہان خانزادہ کر رہا تھا۔ بہرام خانزادہ احد اور منہان دونوں سے ہی سینئر تھا مگر اس کا نام اس مشن میں شامل نہیں کیا گیا تھا وہ کل ہی تو اس ملک دشمن کو قید کر کے آیا تھا اسے اجازت ہی نہیں مل رہی تھی اس مشن پر جانے پر مگر وہ سینئر آفیسر بہرام خانزادہ تھا اسے ناں پہلے کبھی اجازت کی ضرورت تھی ناں آج! سر میں جانا چاہتا ہوں مجھے جانے دیں اپنے ملک پر قربان ہونا میرے لئے اعزاز کی بات ہو گی اور اس کے لئے تو جان بھی دینی پڑھی تو کم ہے!! بہرام خانزادہ کے اندر

اتنی بے چینی کبھی اسکے آفیسرز نے نہیں دیکھی تھی جتنی آج دیکھ رہے تھے وہ بے قرار لہجے میں کہتا اپنی آخری بات زیر لب بولا تھا۔ بہرام خانزادہ کے آفیسرز جانتے تھے وہ ان کا احترام کرنے کے لئے مزید ایک دفعہ مشن پر جانے کی ضد کرے گا اور اس کے بعد اس کی گاڑی ہو گی جس کا رخ یونیورسٹی کی جانب ہوگا۔

سینئر آفیسر بہرام خانزادہ ان آفیسرز میں سے ایک تھا جو بہت نڈر ضدی اور خود سر تھا وہ ہر ایک بات جو ٹھان لے وہ کر کے ہی رہتا تھا ان کے خانزادہ خاندان کے تین بیٹے ایک ہی وقت میں آرمی میں اپنی اعلیٰ خدمات پیش کر رہے تھے ان کے خاندان سے تعلق رکھنے والا پاک آرمی کا بریگیڈیئر سلطان خان پاکستان کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہو گیا تھا جو میجر منہان خانزادہ کا باپ تھا پاکستان آرمی اپنے جوانوں کی قربانی کبھی نہیں بھولتی۔ وہ تینوں ایک ہی خاندان کے بیٹے تھے جو اپنے ملک کے لئے قربان ہونے کے لئے تیار تھے۔ وہ تینوں ان ملک دشمنوں کا خاتمہ کرنے کے لئے اپنے اپنے دستوں کی سربراہی کرتے یونیورسٹی میں یرغمال ٹیچرز اور اسٹوڈنٹس کی حفاظت کے لئے روانہ ہوئے تھے۔۔۔

پاک آرمی کے جوان اپنی جرت مندانه صلاحتوں کا استعمال کرتے ہوئے یونیورسٹی کو چاروں اطراف سے گھیرے میں لے گئے تھے۔ وہ بہت خیال سے ایک ایک قدم اٹھا رہے تھی یونیورسٹی کے اندر ہزار سے زیادہ اسٹوڈنٹس اور سو سے زائد اساتذہ تھے وقت دوپہر کے ایک بجے کا تھا زیادہ تر اسٹوڈنٹس لنچ ٹائم کی وجہ سے کینٹین میں تھے جنہیں پانچ ملک دشمنوں نے بڑی بڑی کلاشنوں کے ساتھ یرغمال بنایا ہوا تھا۔ پانچ ملک دشمن رائفلز پکڑ کر کنٹین کی چھت پر موجود یونیورسٹی کے ایک ایک کونے پر نظر رکھے ہوئے تھے ان کے پانچ ساتھی ایسے تھے جنہوں نے بہت سے اساتذہ کو شہید کر دیا تھا باقی جو اساتذہ کرام بچ گئے تھے انہیں اسٹاف روم میں ہی یرغمال بنایا ہوا تھا۔ ان ملک دشمنی کے پانچ ساتھی پارکنگ ایریا کی طرف تھے جبکہ پانچ ساتھی یونیورسٹی کے مختلف ڈیپارٹمنٹ کی طرف رواں تھے ان پانچ میں سے دو ملک دشمن سائنس بلاک جبکہ دو آرٹس بلاک کی کا پہرا دے رہے تھے جبکہ ایک جو ان ملک دشمنوں کی سربراہی کر رہا تھا وہ آڈیٹوریم کی طرف رواں تھا جہاں پر دو نازک لڑکیاں کسی کو کال ملاتی ہوئی بھاگی تھی ان ملک دشمنوں کی سربراہی کرنے والا

اسی شیطان کا بیٹا تھا جو پاک آرمی کی حوالات میں تھا۔
اسے ہی چھڑوانے کے لئے ہو یونیورسٹی پر حملہ کر
کے ان معصوم اسٹوڈنٹس اور اساتذہ کو یرغمال بنایا گیا
تھا۔ وہ ٹوٹل بیس شیطان تھے جو اپنی ناپاک سوچ شیطانی
وجود اور کمزوری کا مظاہرہ تعلیمی ادارے کے معصوم
لوگوں کو اپنی حراست میں لے کر کر رہے تھے مگر وہ
شاید یہ بھول گئے تھے کہ پاکستان آرمی دنیا کے ان
نوجوانوں سے بھری ہوئی ہے جو اپنے ملک کی حفاظت
اپنے لہو کے آخری قطرے تک کرتے ہیں۔ پاک آرمی کا ہر
ایک جوان اپنے وطن پر قربان ہونے کا وہ جذبہ رکھتا ہے
جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔

ہم تیری حفاظت اے پیارے پاک وطن۔

خون کے آخری قطرے تک کرتے رہیں گے۔
(از قلم: حیات)

یونیورسٹی کے بائیں طرف وہ عمارت بنی ہوئی تھی جس کے بوسیدہ ہونے کی وجہ سے اسے سیل کر دیا گیا تھا۔ اسی طرف گھنا جنگل تھا جس سے آرمی کے جوان یونیورسٹی کے اندر داخل ہو گئے تھے۔ یہ جگہ بالکل ایک کونے پر تھی جسے مکمل طور پر کور کیا ہوا تھا اس کے علاوہ یونیورسٹی کے اندر داخل ہونے کا اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ آرمی کے جوان اپنی پوزیشنز سنبھال چکے تھے۔ آرمی کا جو دستہ میجر منہان خانزادہ لیڈ کر رہا تھا وہ کینٹین والے ایریا کو کور کیے ہوئے تھا احد خانزادہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اساتذہ کو یرغمال بنائے ملک دشمنوں پر حملہ آور ہو گیا تھا جبکہ بہرام خانزادہ کا رخ ڈیپارٹمنٹس کی طرف تھا جن کے پیچھے ہی آڈیٹوریم تھا۔۔۔

مشائم کا رو رو کر برا حال ہو گیا تھا اس کی پچھلے ایک ہفتے سے طبیعت خراب تھی وہ اپنے ایام خاص کے مس ہو جانے پر بہت زیادہ خوفزدہ تھی اس نے یہ بات شہریار خانزادہ سے ڈسکس نہیں کی تھی وہ اس کی طبیعت خرابی کی وجہ سے فارمیسی تک گیا تھا تاکہ اس کے لئے دوائیں لا سکے۔ شہریار خانزادہ ترکی میں اپنے بابا شہسوار خان

کے بزنس کو بھی سنبھال رہا تھا اس نے ترکی آنے کا بہت پہلے سے سوچا ہوا تھا کیونکہ ترکی والے آفس کی بہت سی میٹنگز تھی جو اس کے اسکیجوئل کے آؤٹ ہو جانے کی وجہ سے ڈیلے ہو گئی تھی پچھلے ایک ہفتے سے وہ بہت زیادہ بزی تھا۔ دو ماہ میں اس نے ہر ایک کام پرفٹلی رن کر دیا تھا بہت سے نیو ایمپلائیز بھی ہائر کیے تھے اس کی غیر موجودگی میں اسلام آباد والا آفس رایان انصاری دیکھ رہا تھا جبکہ شہریار خانزادہ کا مین فوکس اب اپنے ترکی والے آفس میں تھا۔ وہ یہ پورا سال ترکی میں ہی رہنے والا تھا کل تو وہ رات کے تین بجے اپارٹمنٹ آیا تھا اس وقت مشائم سو گئی تھی۔ آج صبح وہ مشائم کے اٹھنے سے پہلے ہی آفس چلا گیا تھا وہ ابھی آفس میں انٹر بھی نہیں ہوا تھا جب مشائم نے روتے ہوئے شہریار خانزادہ کو کال کی تھی اسے آج صبح اٹھتے ہی وومٹ ہوئی تھی دل بھی خراب ہو رہا تھا اور آج اس کی برتھڈے تھی اس لئے وہ اپنی طبیعت خرابی کی وجہ سے کچھ زیادہ ہی اپ سیٹ ہو گئی تھی۔ وہ شہریار خانزادہ سے کافی ناراض تھی جس نے اسے برتھڈے والے دن وش کرنا تو دور اٹھانا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا۔ وہ غصے سے پاگل ہوتی تھی شہریار خانزادہ کو ہزار باتیں سنا کر اپنی طبیعت خرابی کا کہتی ہوئی فون بند کر گئی

تھی۔ شہریار کو مشائم کی برتھڈے یاد تھی اس نے آج کچھ اسپیشل پلان کیا ہوا تھا۔ وہ مشائم کی طبیعت خرابی اور رونے کی وجہ سے الٹے قدم واپس آیا تھا اور مشائم کو روتے ہوئے الٹیاں کرتے دیکھ کر اس کا دل حلق میں آیا تھا۔ وہ فوراً سے پہلے فارمیسی بھاگا تھا۔

آپ یہ سب کیا لائے ہیں شہریار اگر میں وہ ہو گئی ناں تو دیکھنا آپ کی خیر نہیں!! شہریار کہاں ہیں پریگنسی اسٹریپ یہ میڈیسنز کیوں لے آئے ہیں؟؟ مشائم کو سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیسے ری ایکٹ کرے۔

یار بے بی تم نے کب کہا اسٹریپس لانے کو؟؟ شہریار خانزادہ مشائم کے آنسو صاف کرتے بولا تھا۔ تو یہ میڈیسنز بھی میں نے لانے کو نہیں بولا تھا جو آپ نے کرنا تھا ناں کر لیا میرے ساتھ اب کیا اسٹریپس کا بھی میں آپ کو بتاؤں میرے پیریڈز مس ہو گئے ہیں ایک ہفتہ ہو گیا ہے آپ رات کو اتنی لیٹ آتے ہیں میں آپ سے کس ٹائم شیئر کروں حد ہوتی ہے بات ناں کریں مجھ سے چلے جائیں واپس آفس!! مشائم پاؤں پٹختی ہوئی واش بیسن کے قریب کھڑی ہوتی اپنے منہ پر پانی کے چھینٹے مارتی ہوئی غرا رہی تھی۔

میری شوگر بے بی آرام سے غصہ کرو اگر یہاں تم سے
بھی چھوٹا بے بی ہوا تو وہ ہرٹ ہو جائے گا اپنی اینگری
ماما کی وجہ سے!! دو ماہ بعد شہریار خانزادہ کے لبوں
پر مسکراہٹ آئی تھی ورنہ دو ماہ وہ روبرٹ بنا بس کام
کر رہا تھا۔ مشائم کی باتوں کی سمجھ اسے آرہی تھی مگر
سب اتنی جلدی ہو جائے گا اسے امید ناں تھی۔

آپ کو کیسے پتہ بے بی ہے یا نہیں آپ جائیں کام کریں
اپنا!! مشائم پاؤں پٹختی واشروم سے باہر آگئی۔ جان
شہریار غصے سے میرا سر پہاڑ دو مگر تھوڑا آرام سے
چلو بلکہ آجاؤ میری گودی میں! شہریار خانزادہ اسے اپنی
باہوں میں بھر گیا تھا۔

اتاریں مجھے نیچے کوئی نہیں رہنا مجھے آپ کے ساتھ
ترکی لا کر اپارٹمنٹ میں بند کر دیا ہے مجھے ایک بار
بھی گھمانے نہیں لے کر گئے اور آج کیا ہے آپ کو یہ
بھی یاد نہیں!! مشائم مکسڈ فیلنگز کی شکار ہو رہی تھی
اسے غصے کے ساتھ ساتھ رونا بھی آرہا تھا۔

یہ لو میری بے بی گرل لایا تھا تمہاری اسٹریپس خود سے
اس لیے نہیں دے رہا تھا کہ کہی غصے سے میرے منہ
پر ناں مار دو اتنا بھی بے خبر نہیں اپنی خانزادی سے
میں! شہریار خانزادہ مشائم کو ڈریسنگ پر بیٹھا کر اپنے
کوٹ کی پوکٹ سے اسٹریپس نکال کر مشائم کے ماتھے پر
چوم گیا تھا۔

اگر پوزیٹو آیا تو؟؟ مشائم خوفزدہ سی بولی تھی۔ تو دن
رات پیار کروں گا اپنی جان کو۔ شہریار خانزادہ اس کے
دونوں گالوں کو چومتے بولا۔ اور اگر نیگیٹو آگیا تو؟؟ تو
اور بھی زیادہ دن رات صبح شام پیار کروں گا تاکہ نیکسٹ
ٹائم پوزیٹو آجائے!! شہریار خانزادہ اس کے لبوں پر جھک
گیا تھا وہ گھونٹ گھونٹ کر کے اسے پینے لگا تھا۔ ہپی
برتھڈے شوگر بے بی!! ائی تھنک یو آر گوئنگ تو بی
مومی!! شہریار خانزادہ مشائم کی آنکھوں میں جھانک کر
بولتا اسے سر تا پاؤں لال گلاب بنا گیا تھا۔۔۔

شانزے اور ایشا کا رو رو کر برا حال ہو گیا تھا۔ وہ آڈیٹوریم
میں چھپی ہوئی تھی پوری یونیورسٹی میں اس طرح کا
سناٹا چھایا ہوا تھا کہ جیسے انسانوں کا نام و نشان ہی ناں

ہو!! ایشا لالہ کو فون کرو ناں مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے
بہرام پتہ نہیں کہاں ہیں میرا فون باہر ہی گر گیا ہے!!
شانزے اپنے آنسو صاف کرتی دبی دبی آواز میں بولی
تھی۔

میں احد کو کیسے کال کروں ایک دم ہی سارے سگنلز
چلے گئے ہیں پتہ نہیں کیا ہوگا!! ایشا بہت بری طرح
سہمی ہوئی تھی۔ آڈیٹوریم کے دروازے پر گولیوں کی
برسات ہوئی تھی اور وہ دہشت ناک ملک دشمن کسی
درندے کی طرح اندر داخل ہوا تھا۔ ایشا اور شانزے دونوں
اپنے منہ پر زور سے ہاتھ رکھ گئی تھی۔ وہ دونوں
آڈیٹوریم کے بالکل لاسٹ میں چیئرز کے نیچے چھپی ہوئی
تھی جہاں سے بیک سائڈ پر کھلتے دروازے کا تھوڑا ہی
فاصلہ تھا۔ اس دروازے سے باہر نکلنے پر وہ بوسیدہ
بلڈنگ آتی تھی جہاں سے آفیسر بہرام خانزادہ اپنی فورس
کے جوانوں کے ساتھ یونیورسٹی کے اندر داخل ہو گیا تھا
اس دہشت ناک وجود کے بوٹوں کی آواز شانزے اور ایشا
کا دل بری طرح سہما رہی تھی۔ وہ اندھا دھن چیئرز پر
فائرنگ کر رہا تھا۔

اپنی اپنی پوزیشنز سنبھالو فوراً اس بلڈنگ پر اوپر کی طرف جانا ہی ہو گا پہلے تم جاؤ گے مسعود اور دیکھو یونیورسٹی کی کینٹین کے ٹیرس پر کتنے لوگ ہیں میجر منہان کو پروٹیکشن دینی ہے زیادہ تر اسٹوڈنٹس اسی طرف ہیں!! بہرام خانزادہ اپنی چیل جیسے نگاہیں چاروں اور گھما کر بولا!! ڈیپارٹمنٹس کے بیک سائڈ سے شدید گولیوں کی آواز آرہی تھی وہ خالی گولیاں اپنی دہشت بٹھانے کے لیے چلائی جا رہی تھی بہرام خانزادہ ایکٹیو ہو گیا تھا۔

وائر لیس موبائل پر اسے میجر منہان خانزادہ کی طرف سے پیغام ملا تھا اسے بیک اپ چاہیے تھا کیونکہ جو دہشت گرد کینٹین کے ٹیرس پر تھے جو لوڈڈ اسنیپرز سے یونیورسٹی کے ہر طرف سے معائنہ کر رہے تھے۔ میجر منہان خانزادہ اپنے ایس ایس جی کمانڈوز کے گروپ کے ساتھ پوزیشنز سنبھال چکا تھا۔ احد خانزادہ نے بھی انہوں پیغام بھیجا تھا کہ وہ بھی اپنی پوزیشنز پر آرڈر کا منتظر ہے۔ کینٹین کی ٹیرس پر پہرہ دیتے ملک دشمنوں کو مارنا بے حد ضروری تھا ورنہ ان کے لئے مشکل ہو جاتی اور وہ ملک دشمن جنہوں نے معصوم لوگوں کو یرغمال بنایا ہوا تھا ان میں سے بہت کو جان سے مار دیا جاتا۔

سر وہ پانچ لوگ ہیں! جونیئر آفیسر مسعود وائر لیس سیٹ
 پر پیغام دیتا اپنی پوزیشن سنبھال چکا تھا بہرام خانزادہ اب
 اپنے ساتھ تین اور جوانوں کو لئے اس بوسیدہ عمارت پر
 احتیاط سے چڑھنے لگا تھا۔ یہ بلڈنگ سب سے اونچی تھی
 یہاں زیادہ دیر نہیں رہا جا سکتا تھا کیونکہ اسکی حالت
 بہت زیادہ خستہ ہو رہی تھی۔ بہرام خانزادہ نے سب سے
 اوپر ٹیرس پر پہنچ کر نشانہ فکس کیا تھا۔ اسکے ساتھ ہی
 بوسیدہ بلڈنگ کو کور کرتے چاروں جونیئر آفیسرز بھی
 اپنی سنیپرز لوڈ کر چکے تھے۔ بہرام خانزادہ نے نشانہ
 باندھے یونیورسٹی کی چاروں طرف دیکھا تھا اور جو اس
 نے دیکھا وہ منظر سوہان روح تھا۔ یہ آڈیٹوریم کے باہر کا
 منظر تھا دو لڑکیوں کو گھسیٹ کر آڈیٹوریم سے باہر لایا
 جا رہا تھا۔ اس نے مزید ان پر فوکس کیا تو اسکا دل حلق
 میں آگیا۔ نقاب پوش ملک دشمن نے ایشا کو بازو سے پکڑا
 ہوا تھا جبکہ اس کی بیوی شانزے خان پر بندوق کا نشانہ
 باندھے وہ دہشت گرد اسے گھسیٹے ہوئے ڈیپارٹمنٹس کی
 طرف لے کر جا رہا تھا۔ ایک طرف بیوی تھی تو دوسری
 طرف بارہ سو معصوم لوگ وہ جذبات میں آکر اگر اس
 دہشت گرد کا نشانہ بنا لینا تو اسکے ساتھی بہت سے
 مظلوموں کی جان لے لیتے آج اس کی وردی اسے آزما

رہی تھی بہرام خانزادہ اپنے فرض سے نظریں نہیں پھیر سکتا تھا وہ پہلے ایک فوجی تھا پھر ایک شوہر تھا۔ دل پر دماغ پوری طرح حاوی ہو گیا تھا؟؟ بہرام خانزادہ کے جسم کی رگیں ابھری تھی اس کی گرفت بندوق پر سخت ہو گئی اس نے وائر لیس سیٹ پر پیغام دیا اور تین کی گنتی مکمل ہوتے ہی پاک فوج کے جوان اپنی عمدہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنے لگے۔ بہرام خانزادہ کی گن کی گولی اس ملک دشمن کا بھیجا چیرتی ہوئی دیوار میں فکس ہو گئی جو سنیپر کپڑے اپنے ساتھیوں کو کمانڈ دے رہا تھا وہ سب ایک ساتھ ان دہشت گردوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔

ٹیک یور پوزیشنز! بہرام خانزادہ اپنی گن پھینکتا اس بوسیدہ عمارت کی چھت سے چھلانگ لگاتا ہوا سائنس بلاک کی بلڈنگ پر کود گیا تھا۔ دل میں وہ بستی تھی جو دشمن کے نشانے پر تھی دماغ کبھی بھی دل پر حاوی ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ منہاں خانزادہ بھی اپنے کمانڈو ساتھیوں کے ساتھ ان دہشت گردوں پر کسی آسیب کی طرح ٹوٹا تھا جبکہ احد خانزادہ کلاشن چلاتا ہوتا یونیورسٹی کے پرنسپل کو شہید کرنے والے ملک دشمن کو جہنم واصل کرنے کے ساتھ اس کے جسم کو سوراخوں سے بھر گیا تھا۔

پندرہ لوگ مارے گئے تھے اب صرف پانچ بچ گئے تھے۔
 کینیٹین سے لے کر اسٹاف رومز تک پورا ایریا کلیئر کر
 دیا گیا تھا۔ منہان خانزادہ کو احد خانزادہ اپنی طرف
 سے بھی سب کلیئر ہونے کی انفارمیشن دے گیا تھا مگر
 بہرام خانزادہ کی طرف سے کوئی بھی پیغام نہیں آیا تھا۔
 جنہیں ریسکو کر دیا گیا تھا انہیں یونیورسٹی سے خاموشی
 کے ساتھ نکالا جا رہا تھا۔ سب بندوکوں پر سائنسر لگا ہوا
 تھا جس سے کوئی آواز پیدا نہیں ہوئی تھی۔ مشن اپنی
 کامیابی کی طرف بڑھ رہا تھا۔

مسعود۔۔ آفیسر بہرام خانزادہ کیوں ہم سے ڈس کنیکٹ ہو
 گئے ہیں؟؟ وہ کہاں ہے؟ منہان خانزادہ کو پریشانی ہونے
 لگی تھی۔ سر وہ ڈیپارٹمنٹس کی طرف گئے ہیں ہم نے
 اپنی پوزیشنز سنبھالی ہوئی ہیں سر کا آرڈر تھا ہم ان کے
 ساتھ نہیں جائیں گے!! اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے ہیرو
 بنا پھرتا ہے! جونیئر آفیسر مسعود کی بات سن کر احد
 خانزادہ ایک منٹ کی بھی دیری کیے بنا اپنی گن لوڈ کرتا
 ڈیپارٹمنٹس کی طرف بھاگا تھا۔ پارکنگ والا ایریا ابھی
 تک ان کے کنٹرول سے باہر تھا ایک چھوٹی سی غلطی
 بہت سے لوگوں کی جان لے سکتی تھی۔ احد رک جا

جذبات سے کام مت لے!! منہاں خانزادہ نے احد کو
روکنا چاہا مگر وہ کچھ بھی سننے سمجھنے کو تیار نہیں
تھا۔

ایشا اور شانزے دونوں کو ملک دشمنوں کے لیڈنگ
کمانڈو نے اپنی حراست میں لے کر ایک کلاس روم کی
جانب بڑھا تھا۔ بہرام خانزادہ کا خون کھول رہا تھا وہ انہیں
مارنے والا ہوتا تو کب کا مار دیتا مگر وہ ان کے ساتھ
کرنے کیا والا تھا یہ بات بہرام خانزادہ کو سمجھ آگئی تھی۔
تیری تو گا*ڈ اتنی بری طرح سے پہاڑوں گا کہ گلی کے
کتے بھی تجھ پر تھوک کر جائیں گے!! تیرے باپ سمیت
تیری بھی بوٹی بوٹی کر ڈالوں گا میری یا میرے دوست
(احد) کی عزت پر نگاہ بھی ڈالی تو نے تو! بہرام خانزادہ
اپنی لوڈڈ پستل نکالتا اپنی گردن کو دائیں بائیں اسٹریچ کرتا
اپنی فارم میں آیا تھا وہ ہنگری بیسٹ بن گیا تھا۔

شانزے اور ایشا پکڑی گئی تھی وہ دونوں اس خوفناک
ملک دشمن کی فائرنگ سے اتنا زیادہ ڈر گئی تھی کہ اپنی
خوفناک چیخوں کو قابو نہیں کر سکی تھی۔ وہ ڈر کر
پچھلے دروازے کی جانب بھاگتی جب وہ نقاب پوش ان

دونوں کی حراست میں لے گیا۔

ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو بھون ڈالوں گا! وہ ان کے پیروں کی جانب فائر کرتا انہیں ڈرانے لگا۔ شانزے اور ایشا نے موت کو اتنے قریب سے دیکھا تھا کہ وہ کلمہ پڑھ چکی تھی۔

ہمارا۔۔ کیا قصور۔۔ ہے۔۔ جانے۔۔ دو۔۔ ہمیں!!! شانزے ٹوٹے پھوٹے سے لہجے میں بولی۔ ایشا تو اتنی بری طرح کانپ رہی تھی جیسے اس کے جسم سے جان نکل رہی ہو۔ شانزے کی بات سن کر وہ دہشت ناک مرد قہقہہ لگاتا اسے بالوں سے دبوچ کر اس کا نقاب کھینچ کر اتار گیا تھا۔ اس نے ایشا کو شانزے سے دور کرنے کے لئے زور سے دوسری جانب پٹخا تھا۔

آہ۔۔۔ چھوڑو۔۔۔ مجھے! شانزے کو اس کے بال جڑ سے اکھڑتے ہوئے محسوس ہوئے تھے وہ بلبلا گئی تھی اسکی شہد رنگ آنکھوں میں خوف سے زیادہ گھن تھی وہ بری طرح لرز رہی تھی۔ اسے کراہیت محسوس ہو رہی تھی اس غلیظ بدبو دار انسان سے۔۔

اف اتنا نمکین حُسن کسی آفیسر کی عورت کا ہی ہو سکتا ہے!! وہ شانزے کے سرخ ملائم گالوں پر ہاتھ پھرتے اپنی آنکھوں میں غلاظت لئے بولا تھا۔ ہاں ہوں میں ایک آفیسر کی عورت جو تم جیسے ملک دشمنوں کو جہنم واصل کرنا بہت اچھے سے جانتا ہے دور ہٹو مجھ سے تھو ہے تم پر!! شانزے نے اس کے منہ پر تھوکا تھا وہ اسے بدتمیزی سے چھونے والا تھا شانزے کو اپنی موت عزیز تھی مگر اس کے شوہر کے علاوہ کسی اور مرد کی انگلی بھی اسے چھوئے یہ گوارہ نہیں تھا۔ اس غلیظ وجود نے غصے سے پاگل ہوتے شانزے کے منہ پر اتنی زور کا تھپڑ مارا تھا کہ وہ منہ کے بل زمین پر گری تھی۔ ایشا اپنے ہاتھوں میں چیئر پکڑ کر اس آدمی کے سر پر مارتی شانزے خان کو زمین سے اٹھانے لگی تھی۔ ایشا نے اپنی پوری طاقت کا استعمال کرتے ہوئے اس ملک دشمن کے سر کے پچھلے حصے پر چیئر مار کر اسکا دماغ چکرا دیا تھا۔

وہ دونوں آڈیٹوریم کے پچھلے دروازے کو کھول کر باہر بھاگتی جب پارکنگ میں بندوق پکڑ کر کھڑے دوسرے ملک دشمن کو دیکھ کر ان کی چیخیں بلند ہو گئی تھی جس

نے انہیں دیکھتے ہی فائر کرنا چاہا جب وہ ان کے پیچھے
آتے اپنے لیڈر کے اشارے پر رک گیا۔

یہ دونوں ہمارے بہت کام آئیں گی ***** کا انجام موت
سے بدتر بنا دوں گا دیکھتا ہوں تیرا مرد تجھے کس طرح
مجھ سے آزاد کرواتا ہے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں گا آج
سے تو میرے اور میرے ساتھیوں سے استمال میں رہے
گی اور تو تیرے تو ہاتھ کاٹ ڈالوں گا فوجیوں سے مجھے
شدید نفرت ہے بڑا نقصان کرتے ہیں ہمارا اب دیکھو ناں
میرے باپ کو اٹھا کر اپنی عوام کو ہم سے بچانا چاہتے
ہیں اب میں بھی دیکھتا ہوں اپنی عورت کیسے بچاتے
ہیں!! وہ ایشا کو بازو سے پکڑ کر دھکیلتا ہوا شانزے کو
بالوں سے گھسیٹ کر اس پر پستل تانے اپنے باقی
ساتھیوں کی جانب بڑھا۔ اس کے ساتھ میں بھی وائر لیس
موبائل تھا جس پر وہ اپنے ساتھیوں کو کچھ ہدایت دے رہا
تھا۔

تاریخ میں لکھا جائے گا یونیورسٹی پر حملہ کرنے والے
دہشتگردوں کے سربراہ کا دل ایک نامور آفیسر کی عورت
پر آگیا اور وہ سارے یرغمالیوں کی جان اس حسین بلا کو

اپنے استعمال میں لے کر بخش گیا۔ یونیورسٹی کو فورس کے آنے سے پہلے کلیئر کرو جس طرح اس عورت نے اپنے مرد کا نام لے کر مجھے للکارا ہے وہ کوئی بڑی چیز معلوم ہوتا ہے یہ کام آئے گی اب ہمارے!! وہ غلیظ ملک دشمن اب خباثت پر اتر آیا تھا۔ ان کا مقصد صرف خوف و ہراس پھیلا کر چند لوگوں کی جانیں لے کر آرمی کو کمزور ظاہر کرنے کے بعد یہاں سے فرار ہونا تھا ڈر و خوف وہ پھیلاچکے تھے بہت سی جانیں بھی لے چکے تھے اب صرف فرار ہونا باقی تھا مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے آرمی ان کو اپنے گھیرے میں لے چکی ہے ان کی فرار ممکن نہیں ہلاکت ان کے نام کر دی گئی ہے۔

بتا کیا نام ہے تیرے مرد کا؟؟ وہ شانزے کو گندی نظروں سے دیکھ کر قہقہہ لگا کر بولا۔ وہ مار دے گا تمہیں مجھے ہاتھ مت لگانا!! موت کا خوف تو دور جا سویا تھا۔ وہ ایشا کو زمین پر پھینک کر شانزے کو بری طرح گھسیٹنے لگا تھا۔ لیڈر ہمارے وائر لیس کام نہیں کر رہے کوئی بھی ساتھی جواب نہیں دے رہا لگتا ہے خاکی وردی والے ہم تک پہنچ گئے ہیں!! سائنس ہلاک سے نکلتا دہشتگرد پریشانی سے بولا تھا۔ ہاں پاک آرمی وہ واحد فوج سے جس کا نام سن کر دشمن بھی کانپ جاتا ہے۔ ان میں مزید

بات ہوتی جب ایک گولی تیزی سے اس ملک دشمن لیڈر
 کے کندھے کو چیرتی ہوئی اس کے سامنے کھڑے
 دوسرے ساتھی کے دل میں پیوست ہو گئی اور وہ اسے
 وقت ہلاک ہو گیا شانزے کا سفید عبایا خون کے سرخ
 چھینٹوں سے داغدار ہو گیا تھا وہ شدید خوف کے عالم میں
 چیختی ہوئی کہی قدم پیچھے ہٹی الٹے قدم لے کر بھاگنے
 لگی تھی۔ ملک دشمن لیڈر نے اپنا بچاؤ کرتے اپنی پسٹل
 لوڈ کی تھی اس سے پہلے وہ شانزے پر چلاتا ایک گولی
 اور اس کے ہاتھ پر آکر لگی تھی۔ ایشا تو بیہوش ہو گئی
 تھی جبکہ شانزے پارکنگ میں گاڑیوں کے پیچھے چھپ
 گئی تھی۔ اب چار ملک دشمن تھے جو باقی رہ گئے
 تھے۔ وہ اپنی اپنی پوزیشنز سنبھال کر گولی چلانے والے
 کو تلاش کر رہے تھے جو انکی نظروں سے بالکل اوجھل
 تھا۔ ایک گولی اور اسکی پسٹل سے نکلی تھی اور وہ ان
 میں سے مزید ایک کا سر چیرتی ہوئی اسے ہلاک کر گئی
 تھی۔ شانزے کی چیخ بلند ہوئی تھی وہ اس کے پیروں میں
 آکر گرا تھا۔ شانزے ان کی پہنچ سے دور تھی وہ اسے
 اپنی ڈھال بنانا چاہتے تھے۔

ایشا!!!!!! احد خانزادہ جیسے ہی پارکنگ ایریا کی طرف
 پہنچا تھا ایشا کو بیہوش نیچے زمین پر گرے دیکھ کر

چیختا ہوا اسے اٹھانے کے لئے آگے بڑھ کر نیچے جھکا
تھا۔ وہ اس کی بیوی تھی اس کی عزت تھی جو کھلے
آسمان تلے نیم جان سی دنیا سے بے خبر زمین پر گری
ہوئی تھی۔ ان ملک دشمنوں کو یہی موقع ملا تھا بڑا نقصان
دے کر فرار ہونے کا انہوں نے احد خانزادہ پر اندھا دھن
فائرنگ کی تھی۔ ایک گولی احد کے پیٹ جبکے دوسری
اسکے دائیں کندھے پر لگی تھی۔

احد۔۔۔۔۔ لالہ۔۔۔۔۔ ہادی۔۔!! منہان شانزے اور بہرام تینوں بری
طرح چلائے تھے۔ منہان خانزادہ احد کے پیچھے ہی آ رہا
تھا اس کے ساتھ انکی فورس کے باقی جوان بھی تھے۔
بہرام خانزادہ جو ایک شیڈ کا سہارا لئے تقریباً ان سب کو
ہی مارنے والا تھا جب احد پر گولیوں کی برسات دیکھ کر
اس کا دل ڈوبا تھا۔ منہان خانزادہ احد کو کھینچ کر پلر کے
پیچھے کرنا چاہا مگر ناکام ہو گیا کیونکہ ان کے دشمن
اپنے مورچے سنبھالے بیٹھے ان پر سامنے سے حملہ
نہیں کیا جا سکتا تھا۔ احد خانزادہ بری طرح زخمی ہو گیا
تھا۔ وہ ایشا کے اوپر ہی گر گیا تھا اس نے شدید زخمی
حالت میں بھی ایشا کو اپنے لمبے چوڑے وجود کے نیچے
چھپا لیا تھا اسے زخمی حالت میں بھی ایشا کی فکر تھی
کہ کہی کوئی گولی ایشا کو ناں لگ جائے احد کے جسم

سے خون نکلتا ایشا کو بھی داغدار کر رہا تھا۔ اپنے اوپر
شدید وزن محسوس کر کے خوف سے ہوش سے بیگانی
ایشا ایکدم ہی اپنی آنکھیں کھول گئی تھی وہ احد کی امانت
تھی اسے اپنی عزت کا جان سے بڑھ کر خوف تھا۔ اپنے
اوپر احد کو گرے دیکھ کر ایشا کی سانسیں اکھڑ گئی تھی
اسے کچھ گیلا سا محسوس ہو رہا تھا مگر وہ ہلنے سے
قاصر تھی۔ احد خانزادہ کی آنکھیں بند ہو رہی تھی اس کی
سانسیں مدہم ہونے لگی تھی

میرے لالہ!!! شانزے روتی ہوئی احد کو پکارتی بھاگتی
ہوئی گاڑی کے پیچھے سے نکلی تھی جب ان دہشت
گردوں کا لیڈر شانزے کو کلائی سے پکڑ کر اپنی طرف
کھینچتا اس کے سر پر پستل رکھ گیا تھا۔ بہرام خانزادہ جو
پھٹے دل سے احد کا خون زمین پر بہتا دیکھ رہا تھا اب
شانزے کو بھی ان سفاک دشمنوں کے شکنجے میں دیکھ
کر اسکے قدم ڈولے تھے ایسی سیچوئیشن کا سامنا پہلی
بار تھا جب اس کے جان سے عزیز کزن کا خون اس کی
آنکھوں کے سامنے بہا تھا جب اس کی بیوی ایک مشن
کے دوران اسکی کمزوری بن رہی تھی۔

اس کا بھیجا اڑا ڈالوں گا ہم لوگوں کو جانے کا کلیئر راستہ دو!! وہ سفاک غلیظ ملک دشمن اب کھل کر میدان میں اتر آیا تھا۔ اس کے باقی دو ساتھی احد کی جانب بڑھے تھے جو ایشا کے اوپر سوار اسے خود میں چھپا چکا تھا۔

مسعود اپنی پوزیشن چینج کرو مجھے بیک اپ چاہیے! بہرام خانزادہ اپنے وائریس سیٹ پر جونیئر آفیسر کو آرڈر دیتا کھڑکی توڑتے ہوئے نیچے کود گیا تھا۔ اس کے نیچے کودتے ہی جونیئر آفیسر مسعود نے احد خانزادہ کی جانب بڑھتے دونوں ملک دشمنوں کو رائفل سے جہنم واصل کر دیا تھا بہرام خانزادہ کے نیچے جمپ کرتے ہی وہ سفاک دہشت گرد شانزے کو مزید زور سے جکڑے پیچھے کی جانب مڑا تھا جہاں سے بہرام خانزادہ نے جمپ کی تھی۔

بہرام خانزادہ کی سیاہ آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا نیلی رگیں ابھری ہوئی تھی جسم میں ایک آگ تھی لاوے ابل رہے تھے جیسے وہ ابھی اس بزدل دشمن پر جھپٹ کر چیر پھاڑ کر دے گا۔ شانزے خان نے آج پہلی بار سینئر آفیسر بہرام خانزادہ کو آرمی کی خاکی وردی میں دیکھا

تھا۔ وہ کتنا لمبا چوڑا کتنا جان دار کس حد تک طاقتور لگ رہا تھا یہ اس وقت کوئی شانزے خان سے پوچھتا وہ اس کے آگے چوڑی لگ رہی تھی۔

وہ بزدل دہشت گرد بہرام خانزادہ سے خوفزدہ ہو کر پیچھے کی جانب قدم لینے لگا تھا وہ یہ تک بھول گیا تھا کہ جس طرف سے احد خانزادہ پارکنگ ایریا میں آیا ہے وہاں سے اس کے پیچھے اور بھی فورسز کے اہلکار آئے تھے جو فائرنگ کی وجہ سے خود کو محفوظ کرنے کے لئے پلرز کا سہارا لے گئے تھے۔

جانے دوں گا تجھے میری عورت چھوڑ دے بندوق ہٹا! آفیسر بہرام خانزادہ کی چیل جیسی نظریں اس بزدل ملک دشمن کی آنکھوں میں گڑھی ہوئی تھی جو اس کے خوف سے گیلا ہو گیا تھا۔ شانزے پلکیں جھپکائے بغیر بہرام خانزادہ کو دیکھ رہی تھی۔ دو ماہ شہد آنکھیں دیدار یار کو بے قرار تھی اب اُس کا دیدار نصیب ہوا بھی تو ان لمحات میں جب وہ موت اور زندگی کے بیچ میں جھول رہی تھی بس ایک گولی اور ہر منظر غائب ہو جانا تھا۔

عورت ہاہاہا تو یہ تیری عورت ہے واہ کیا بات ہے اب تو اور مزا آئے گا تجھے پتہ ہے کیا دن رات تیری عورت کو استعمال کروں گا میں میرے باپ کو جب تک تیری آرمی نہیں چھوڑ دیتی یہ دن رات میرا اور میرے ساتھیوں کا بستر گرم کرتی رہے گی!! وہ بزدل دشمن قہقہہ لگا کر حوس سے بولا تھا۔ شانزے کے لئے ڈوب کر مرنے کا مقام تھا اس کے شوہر کے سامنے اس کے لئے کیسے الفاظ کا چناؤ کیا جا رہا تھا۔

بہرام خانزادہ کا خون کھول گیا تھا اگر اس نے شانزے کے سر پر بندوق ناں تانی ہوتی تو وہ اس شیطان کا جبرٹا چیر دیتا۔ آجا تجھے تو اوپر پہنچاؤں تاکہ تیری عورت کے مزے۔۔۔۔۔۔ وہ بہرام خانزادہ کے اوپر پسٹل سے فائر کرتا جب شانزے نے اپنی پوری طاقت کا استعمال کرتے ہوئے اس کے پیٹ پر بے حد زور سے کہنی ماری تھی جس سے اس بزدل دشمن کا نشانہ چوک گیا تھا منہاں خانزادہ نے موقع کا فائدہ اٹھا کر اس کے پاؤں پر فائر کی تھی ایک گولی جونیئر آفیسر مسعود نے چلائی تھی جو اس کے سینے کے آر پار ہو گئی تھی بہرام خانزادہ بھوکے درندے کی طرح اس پر جھپٹا تھا اور ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بنا اس کا جبرٹا اپنے دونوں ہاتھوں میں جکڑ کر چیر

گیا تھا یہی نہیں اس نے اپنے جوتے پر لگے چاقو کو نکال کر اسکی زبان حلق سے جدا کر ڈالی تھی اس کی دونوں آنکھوں پر باری باری خنجر مار کر آئی بولز کا قیمہ بنا ڈالا تھا۔ شانزے اتنا ہیبتناک منظر دیکھ کر اپنا دل پکڑ گئی تھی۔ تیرے جیسے ملک دشمن اس پاک زمین کی مٹی سے بھی محروم رہتے ہیں!! بہرام خانزادہ نے اس کی گردن کاٹ کر دھڑ سے جدا کر دی تھی۔ وہ شانزے کی جانب بڑھتا اسے خود سے لپٹا گیا تھا۔ کچھ دیر پہلے وہ جیسے مر گیا تھا اپنی محبت کو اس خبیث انسان کی قید میں دیکھ کر! شانزے پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی بہرام خانزادہ کے فراغ سینے میں چھپ گئی تھی۔۔۔

احد خانزادہ سی ایم ایچ ہاسپٹل کے آئی سی یو میں تھا اسکا بہت زیادہ بلڈ ضائع ہو گیا تھا اسے خون کی بوتلیں چڑھ رہی تھی اسکے جسم میں پیوست گولیاں تو نکال لی گئی تھی مگر اس کی کنڈیشن بہت ناساز تھی۔ ایشا کا رو رو کر برا حال ہو گیا تھا وہی دوسری طرف شانزے تھی جس نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے جان سے پیارے لالہ کو گولیاں لگتے دیکھی تھی وہ اپنی مورے غزالہ خانم کے سینے سے لگی ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ پوری انصاری

فیملی بھی ہاسپٹل میں ہی موجود تھی غم کا ایک عالم تھا۔

یونیورسٹی میں موجود تمام اسٹوڈنٹس اور اساتذہ کو ریسکیو کر لیا گیا تھا ان تمام دہشت گردوں کو جہنم واصل کرنے کے بعد بہرام خانزادہ منہان کے ساتھ سیدھا احد کو ہاسپٹل لایا تھا ان کے سینئر آفیسرز بھی سی ایم ایچ پہنچ گئے تھے پریس کانفرس کرنے کے بعد ایک اہم اعزازی تقریب کا بھی اعلان کر دیا گیا تھا۔

سر کیپٹن احد کو مزید خون کی ضرورت ہے!! بہرام خانزادہ اپنے آفیسرز کے ساتھ چلتا ہوا سنجیدہ چہرہ لئے اپنی فیملی کی طرف بڑھ رہا تھا جب ڈاکٹر آئی سی یو سے نکلتا بولا تھا۔ میں دوں گا اسے اپنا خون میں ڈونیٹ کرنا چاہتا ہوں بلڈ!! بہرام خانزادہ ڈاکٹر سے بولا تھا۔ آجائیں سر آپ کے ٹیسٹ ہونے کے بعد ہی کیپٹن احد کو آپ بلڈ دے سکیں گے جلدی چلیں!! بہرام ڈاکٹر کے ساتھ احد خانزادہ کو بلڈ ڈونیٹ کرنے چلا گیا تھا۔

منہان خانزادہ کو سردار ہاشم خان کا فون آیا تھا احد ان کے چھوٹے بھائی کا بیٹا ہے اس کے شدید زخمی ہونے

کی خبر سن کر وہ سوات سے اسلام آباد کے لئے نکلے
تھے مریم خانم بھی غزالہ خانم کے ساتھ ہاسپٹل میں ہی
موجود تھی۔

مہوش بیگم اپنی بہن سعدیہ انصاری کو حوصلہ دے رہی
تھی جو اپنی بیٹی ایشا کے سفید کپڑوں پر لگا احد کا خون
دیکھ کر شدید غمزدہ تھی۔ انہیں کچھ دن پہلے ہوئی اپنی
اور احد کی کال یاد آنے لگی جس پر وہ ان سے ایشا کی
رخصتی رایان کے نکاح والے دن ہی کر دینے کی ضد کر
رہا تھا۔

ماما احد ٹھیک ہو جائیں گے ناں؟ ایشا سعدیہ انصاری کے
سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی بولی۔ اسے وہ
منظر بار بار یاد آرہا تھا جب احد زخمی حالت میں بھی
اس اوپر سایہ سگن ہوتا اسے خود میں چھپا رہا تھا وہ نیم
بیہوشی میں جاتے جاتے بھی ایشا کے وجود پر اپنی
گرفت اتنی سخت کیے ہوئے تھا کہ اگر اسے ایشا سے جدا
بھی کیا جائے تو وہ آسانی سے جدا ناں ہو سکے!! احد
خانزادہ ایشا سے کس حد تک محبت کرتا تھا یہ بات آج سب
پر بہت اچھی طرح واضح ہو گئی تھی۔

ایشا انصاری کو بری طرح روتے دیکھ کر غزالہ خانم اس کے پاس جاتی اسے کے سر پر پیار دیتی اسے چپ کروانے لگی وہ ان کے بیٹے کی محبت تھی اور اس نے کتنی ضد کر کے ناراضگی دکھا کر سب کو ایشا سے رشتے کے لئے منایا تھا انہیں وہ لمحے یاد آنے لگے جب احد نے اپنے موبائل میں محفوظ غزالہ خانم کو ایشا کی تصویر دکھائی تھی اور کتنی خوبصورتی سے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا وہ غزالہ خانم سے ہر بات ایسے شیئر کرتا تھا جیسے وہ ماں بیٹا نہیں بلکہ دوست ہوں۔۔

(چند ماہ قبل)

مورے جان آپ سے کچھ بات کرنی تھی یہاں آکر بیٹھے ناں میرے ساتھ آپکو آپ کی نا ہونے والی بہو دکھاؤں۔۔ احد خانزادہ غزالہ خانم کے کندھے پر عقیدت سے چومتا انہیں صوفے پر بیٹھا کر خود ان کے ساتھ بیٹھتا ایشا کی تصویر دکھاتے ہوئے بولا۔

بہو؟؟ یہ تو ایشا ہے بیٹے؟؟ غزالہ خانم ایشا کی تصویر دیکھتی حیرت سے بولی تھی بہو ناں کہیں نا ہونے والی بہو اور آپ نے سہی پہچانا یہ ایشا ہی ہے ظالم لڑکی!! احد خانزادہ ٹھنڈی آہ بھرتے بولا تھا۔ بات کیا ہے میرے بچے؟

کہی کوئی محبت یا پسندیدگی والا معاملہ تو نہیں؟ احد
خانزادہ لاڈ دکھاتا ہوا غزالہ خانم کی گود میں سر رکھ گیا۔

پہلے پسند تھی جب دو سال پہلے اسے دیکھا تھا پھر جب
دوبارہ نظر آگئی تو محبت ہو گئی اور جب اس کے گھر جا
کر اسے ڈرایا تو عشق ہو گیا!! احد خانزادہ کی شہد
آنکھوں کے پردوں ہر ایک منظر لہرایا تھا وہ جس طرح
کھوئے ہوئے انداز میں غزالہ خانم سے بات کر رہا تھا
انہیں اپنے بیٹے پر پیار آیا۔

خانزادہ خاندان میں وہ دونوں ماں بیٹا ہی ایسے تھے جس
کے درمیان کوئی خلش کوئی پردہ ناں تھا غزالہ خانم اپنے
بچوں کی ہر ایک خوشی ان کی پسند کو انکی دوست بن
کر اہمیت دیا کرتی تھی۔

تو میرا بیٹا کیا چاہتا ہے پھر؟؟ غزالہ خانم احد کے بالوں
میں ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی تھی۔ آپ کا بیٹا تو مس ڈرامہ
کوئین کو اپنی بیگم بنانا چاہتا ہے مگر یہ میڈم گھاس تک
نہیں ڈالتی ریجیکٹ کر چکی ہے مجھے میری محبت کو
منہ پر دے مارا ہے وہ بگڑ کر بولا۔

کیوں ایسا بھی کیا کیا تھا جو میرا اتنا قابل بیٹا ریجیکٹ ہو گیا؟؟؟ احد کی چڑچڑاہٹ دیکھ کر غزالہ خانم ہنستی ہوئی بولی تھی۔ مورے ضدی بہت ہے بس دو تین دفعہ میں نے کچھ باتوں پر اسے ڈانٹ دیا تو اب مجھے خوار کر رہی ہے اپنے پیچھے میں سوری بھی بول چکا ہوں مگر مانتی ہی نہیں! تو تم نے ڈانٹا کیوں اسے لڑکی کا دل نازک ہوتا ہے اسے ڈانٹا نہیں کرتے!! تو میری بہن شانزے بھی تو ہے ناں کتنے بڑے جلاد کے ساتھ گزارا کر رہی ہے میں تو پھر بھی جلاد نہیں جو چیزیں ناپسند تھی وہ سمجھانی چاہی تھی مگر-----بہرام بھی جلاد نہیں وہ تمہاری بہن سے جتنا پیار کرتا ہے اتنا کوئی نہیں کر سکتا!! غزالہ خانم نے بہرام خانزادہ کی سائنڈ لی تھی وہ تو کتنا بڑا دیوانہ تھا شانزے کا اس بات کی گواہ غزالہ خانم بچپن سے تھی۔

آپ تو بہرام کے خلاف ایک لفظ نہیں سنتی بھئی-----تو تم ناں کہو اسے کچھ میری بہو کے متعلق بات کرو ناں کیا چاہتے ہو اپنی مورے سے؟ بڑی جلدی نہیں یاد آگیا اپنی مورے سے یہ سب کہنا تم مجھ سے بات کرتے میں خود سعدیہ یا مہوش سے بات کرتی!! تو اب کر لیں ناں پلیز میں اس نازک لڑکی کے بغیر اب نہیں رہ سکتا کیا آپکو

پوتا پوتی نہیں چاہیے؟ بدمعاش کیسے لالچ دے رہا
 ہے مجھے کیوں نہیں چاہیے پوتا پوتی مگر پہلے بہو کو تو
 راضی کریں ناں ہم وہ آئے گی تو ہی میں دادی بنوں گی
 ناں! تو لائیں ناں اسے آپکے اکلوتے بیٹے کو تڑپا رہی
 ہے غصہ آگیا مجھے اٹھا کر لے آؤں گا ایک نہیں سنو گا
 پھر اس کی!!! اچھا جی میرا بیٹا اب کریمینل بھی بننا چاہتا
 ہے ٹھیک ہی ریجیکٹ کیا ہے ایشا نے! آپ اس کی
 مورے ہیں یا میری ابھی سے اپنی نا ہونے والی بہو کی
 سائڈ لے رہی ہیں بعد میں میرا کیا بنے گا کالیا!! احد
 خاندان کے ڈرامیٹک انداز پر غزالہ خانم کا قہقہہ گونجا
 تھا۔ جتنا مجھے ستا رہی ہے ناں میں نے بھی پھر سیدھا
 کر دینا ہے۔۔۔۔۔ کیسے سیدھا کرو گے بتانا ناں زرا مجھے
 لاگتی ہوں ایک کان کے نیچے ماں کے سامنے بہت بڑا
 بدمعاش بن کر دیکھا رہا ہے۔

تو کیا خدمت نہیں کرواؤں گا اپنی اور آپ کی؟؟ میرے
 بیٹے اپنی اکلوتی بہو کو ہاتھوں کا چھالا بنا کر رکھوں گی
 میں خدمت کے لئے ملازمہ موجود ہیں اپنے پوتا پوتی کی
 چھوٹی سی نازک ماں کو میں نے بیٹی بنا کر اپنے سینے
 سے لگانا ہے ناں کہ اپنے نالائق بیٹے کو اس کی منمائیاں
 کرنے دینی اب اٹھو میں تو آج ہی سعدیہ انصاری سے

رشتے کی بات کرتی ہوں مجھے جلد از جلد اپنی بہو اپنی
حویلی میں چاہیے اور تم ٹھیک سے سوری کرو ایشا سے
اپنی غلطیوں کا ازالہ بہت خوبصورتی سے کیا جاتا ہے
بیٹا تاکہ کوئی خلش باقی ناں رہے۔۔

(موجودہ دن)

ایشا میری بیٹی وہ ٹھیک ہو جائے گا تم سے جتنی محبت
کرتا ہے میرا احد اس نے تمہارا حال دیکھ کر بہت خفا ہو
جانا ہے جاؤ میری بیٹی اپنا لباس تبدیل کرو یہ لباس تمہیں
زیادہ تکلیف دے رہا ہے! غزالہ خانم ایشا کو پیار سے
پُچکار رہی تھی جس کی روتے روتے ہچکیاں بند گئی
تھی۔

آنٹی میں انہیں کیسے چھوڑ کر چلی جاؤں جب تک احد کو
ہوش میں نہیں دیکھ لیتی مجھے سکون نہیں ملے گا!! ایشا
بھیگی آواز میں بولی تھی شانزے اور ایشا دونوں کی ہی
حالت شدید غمزدہ تھی ایشا کو تو پیار سے پُچکار کر
سمجھا لیا گیا تھا مگر شانزے وہ مچل کر اپنے لالہ کے
سینے سے لگنے کے لئے اس کا لالا ورلڈ کا بیسٹ بھائی
تھا کیا تھا جو اس نے شانزے چاہا ہو اور اس کے لالہ نے

اسے دیا ناں ہو؟؟ وہ ابھی خاموش آنسو بہا ہی رہی تھی جب بہرام خانزادہ سامنے سے آتا ہوا دکھائی دیا وہ شانزے کو ہی دیکھ رہا تھا اس کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے پہلے وہ اپنے آفیسرز کے ساتھ کھڑا کچھ باتیں کر رہا تھا پھر ڈاکٹر کے ساتھ کہی چلا گیا تھا اور اب وہ اپنی ازلی مغرورانہ چال چلتا شانزے کی جانب بڑھ رہا تھا۔ شانزے اسے دیکھتے ہی ناراضگی سے نگاہیں جھکا گئی تھی۔ اس کی یہ حرکت بہرام خانزادہ کو سر سے پاؤں تک آگ لگا گئی تھی۔ اپنے لالہ کے لئے تو آنسو بہا رہی تھی اور اسے دیکھ کر نگاہیں ہی موڑ گئی تھی وہ اسے سہی والا آئی رول تو اپنے فارم میں آکر کروانے والا تھا۔

خیر تو ہے اتنے آنسو تو تم نے کبھی اس وقت نہیں بہائے جب تم میں گھسا ہوتا ہوں میں! بہرام خانزادہ شانزے کے ساتھ بینچ پر بیٹھتا اس کے کان کے قریب جھک کر اپنے ازلی بے باک انداز میں بولا تھا اس کے لہجے کی تپش آواز کی بے قراری محسوس کر کے شانزے سر سے پاؤں تک گلاب کی طرح لال ہو گئی تھی۔ وہ سب کے بیچ بھی اس طرح کی بات کر سکتا ہے شانزے کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔ بہرام خانزادہ کی آواز سرگوشی نما تھی جو صرف اس کی شانزے ہی سن سکتی تھی۔

ہاں ہاں لال انگارہ ہو جاؤ اپنے پارٹنر کو یاد کر کے اتنے
دن دور رہا ہوں آج تو تم نے مجھ پر چڑھ جانا ہے جانتا
ہوں میں! بہرام خانزادہ مزید بے باک ہوا تھا۔ شانزے نے
اپنی آنکھیں زور سے میچ لی تھی۔

ابھی سے تھوڑی ڈال دیا ہے جو آنکھیں میچ رہی ہو آج تو
تمہاری جان نکال دینی ہے میں نے! بہرام خانزادہ نے اس
کے شولڈرز پر اپنا بازو پھیلا کر اسے سب کے بیچ اپنے
سینے سے لگا کر شانزے کے بالوں پر اپنے ہونٹ لگے
تھے وہ آج اگر اسے کھو دیتا تو شاید خود کو بھی ختم کر
لیتا۔ بہرام خانزادہ کے سینے سے لگ کر شانزے کی
ہچکیاں لبوں سے نکلنے لگی تھی۔

کہا ہے ناں شہد آنکھوں میں مجھے آنسو نہیں پسند تمہیں
روتے نہیں دیکھ سکتا میں!! بہرام خانزادہ نے اس کے
کمر سہلائی تھی۔ جھوٹ آپ بھی تو کتنا رلاتے ہیں اس
وقت تو آپکو میرے آنسو کتنے ہی پسند آتے ہیں! شانزے
اس کے سینے میں مزید چھپتی ہوئی نروٹھے پن سے
بولی تھی۔

جی نہیں یہ رولاتا ہے تمہیں اس نے مجھے تم سے ذلیل
 بھی کروایا ہے جس کے بدلے میں دو ماہ میں نے اسے
 تمہارے لئے بہت تڑپایا ہے اب جو بھی کرے گا یہ کرے
 گا میرا کوئی قصور نہیں ہو گا سن لو اب اس سے ناراض
 ہونا مجھ سے نہیں میں تو اپنی شہد آنکھوں والی شہزادی
 سے عشق کرتا ہوں!! بہرام خانزادہ نے شانزے کو خود
 میں مزید بھینچا تھا۔ شانزے خان کو دو ماہ بعد وہ فراغ
 سینا ملا تھا جن کی چھاؤں میں دھڑکتا دل اس کے دل کی
 دھڑکنیں منتشر کر دیتا تھا۔ وہ بہرام خانزادہ کے مزید
 قریب ہوتی اس کی بے شرم باتوں کے جال میں الجھ کر
 سب کچھ بھول گئی تھی۔

سب کے سامنے مت چڑھو مجھ پر جانتا ہوں مر رہی ہو تم
 اسے لینے کے لئے گرم ہو رہی ہو مگر یہ ہمارا پرسنل
 روم نہیں ہے قابو کرو خود کو پورا پورا ملے گا تمہیں
 اور اتنی دیر تک ملے گا کہ اس بار والی سوجن تمہیں بیڈ
 سے نیچے قدم نہیں رکھنے دے گی بہت عیاشیاں کر لی
 مزے لے لئے تم نے دو ماہ اب اچھی بیوی والے فرض
 نبھائو اپنے شوہر کی بے قراریاں خود میں شامل کرواؤ!!
 بہرام خانزادہ نے شانزے کے کانوں سے دھواں نکلوا دیا

تھا وہ سٹیٹا کر بہرام خانزادہ سے جدا ہوئی تھی نگاہیں
پہلے سے زیادہ جھک گئی تھی۔

سر یہ جوس آپ وارڈ میں ہی بھول آئے تھے!! بہرام
خانزادہ غزالہ خانم سے ملنے کے لئے ابھی بینچ پر سے
اٹھا ہی تھا جب ایک نرس اس کے لئے جوس لے آئی تھی
جو منہان نے بہرام خانزادہ کے لئے بلڈ ڈونیٹ کرنے کے
بعد منگوایا تھا۔

نو نیڈ!! بہرام خانزادہ سنجیدگی سے انکار کر گیا تھا۔ جو
بے باکی وہ چند سیکنڈ پہلے شانزے کو دکھا رہا تھا اب اتنا
ہی سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔ بٹ سر آپ نے بلڈ ڈونیٹ کیا ہے
آپ کو اس کی ضرورت۔۔۔۔۔مجھے صرف میری بیوی کی
ضرورت ہوتی ہے جسے دیکھ کر میرا خون اتنا بڑھ جاتا
ہے کہ میں ایک بوتل تو کیا ایک دن میں کہی بوتلیں خون
کی ڈونیٹ کر سکتا ہوں!! بہرام خانزادہ اس نرس کی بات
کاٹ گیا تھا جو بے کار میں ہی اس سے فری ہو رہی تھی۔

آپ بلڈ ڈونیٹ کر کے آئے ہیں اور آپ نے مجھے بتایا بھی
نہیں!! شانزے نرس اور بہرام خانزادہ کی بات سن کر اپنی

جگہ سے کھڑی ہوتی بہرام کا ہاتھ پکڑ گئی تھی۔ جانم آئی
نو آپ کا موڈ بنا ہوا ہے بار بار قریب ناں آؤ ورنہ میں نے
ایک ہی بار ایک ساتھ پورا قریب آجانا ہے!! بہرام خاندان
شانزے کو اپنے لئے پریشان ہوتے دیکھ کر اس کی
ٹھوڑی پکڑ کر سرگوشی میں کہتا نرس سے جوس کا
گلاس پکڑ گیا۔ شانزے کو تو جگہ نہیں مل رہی تھی
چھپنے کی بہرام خاندان اپنے فل موڈ میں تھا وہ جانتی تھی
حویلی جاتے ہی اس نے شانزے کو بیڈ پر پٹخنا شروع
کرنا ہے۔

یہ لو پیاری خانم جوس پی لو رو رو کر تھک گئی ہو گی
ابھی تو چیخیں بھی مارنی ہیں انرجی نہیں ہو گی تو تم نے
پہلی بار میں لیتے ہی بیہوش ہو جانا ہے اور تم مجھے تو
جانتی ہو ناں میں نون اسٹاپ مشین ہوں جسے رکنا نہیں
آتا! بہرام خاندان خود جوس پینے کی بجائے شانزے کو
پلا گیا تھا۔

ماشاء اللہ میرے بچوں کو کسی کی نظر ناں لگے! مریم
خانم بہرام خاندان کو شانزے میں اتنا خوش دیکھ کر ان
دونوں کی دل ہی دل میں نظر اتار رہی تھی۔ ان کا بیٹا

شانزے کی موجودگی میں دنیا کا ہوش فراموش کر دیتا تھا۔
مریم خانم کے بیٹے بہرام خاندادہ کی زندگی صرف
شانزے خان ہی مکمل کر سکتی تھی۔۔۔

مشائم واشروم میں خود کو لاک کیے رونے مصروف
تھی۔ وہ تقریباً آدھے گھنٹے سے رونے کا شغل فرما رہی
تھی بے بی دروازہ کھولو ناں قربان ہو جاؤں تم پر سے!!
شہریار خاندادہ پچھلے آدھے گھنٹے سے مشائم کو
پُچھتا واشروم کا دروازہ کھلوانے کی کوشش کر رہا تھا
مگر وہ بغیر کچھ بولے روتی ہی جا رہی تھی۔

شہریار خود سے چھوٹا بے بی کیسے سنبھالوں گی میں!!
مشائم نے باڈی واش کی بوتل اٹھا کر کھینچ کر واشروم
کے دروازے پر ماری تھی۔ میری جان میں سنبھال لوں گا
ناں کیا تم نے پریگننسی ٹیسٹ کر لیا ہے؟ کیا پوزیٹو آیا
ہے ٹیسٹ؟ بتاؤ ناں میری شوگر بے بی!! شہریار خاندادہ
تو مچل رہا تھا مشائم کے لئے وہ کیوں رو رہی تھی باہر
کیوں نہیں آرہی تھی شہریار خاندادہ کا دل اوپر نیچے ہو
رہا تھا۔

آپ کیسے سنبھالیں گے سارے پمپرز مجھے کرنے ہوں
گے آپ تو آفس چلے جائیں گے میں ہی گھریلو ماما بن
جاؤں گی!! مشائم نے اب کی بار شیمپو کی بوتل پوری
قوت سے دروازے پر دے ماری تھی۔ جان میری تم بس
مجھے بے بی لا دو باقی سارے کام میں کر لوں گا تم بس
ماما بن جاؤ گھریلو بابا میں بن جاؤں گا!! شہریار خانزادہ
نے مزید محبت سے مشائم کو پُچکارا!! مشائم اپنے ہاتھ
میں ٹیسٹ اسٹیک پکڑے غصے سے دروازے کی جانب
بڑھی اور دھڑام سے دروازہ کھول کر شہریار خانزادہ کو
کالر سے پکڑ کر خود اور جھکا گئی۔ وہ شہریار خانزادہ
کے لبوں سے لپٹی بری طرح سے اسکے لب چبانے کی
کوشش کرنے لگی! شہریار خانزادہ مشائم کو تھائیز سے
پکڑ کر خود سے لپٹتا ذرا سا گول گھوم کر مشائم کو دیوار
پر فکس کر کے پوری طرح اپنے لب اس کے لبوں میں
پیوست کر گیا۔ مشائم روتی ہوئی شہریار کے لب دانتوں
سے کترنے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ شہریار خانزادہ
اسکی کمر کو سہلا کر اسے کول ڈاؤن کر رہا تھا۔

سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے شکل دیکھی ہے میری ماما
بننے والی! مشائم شہریار کی گردن پر چمٹ گئی تھی۔ اتنی

پیری شکل تو ہے یار تمہاری اب تم نے ماما نہیں بننا تو
پھر کسی اور کو-----کون کسی اور بتائیں ناں مجھے ذرا
آپ کون کوئی اور کہنا کیا چاہتے ہیں آپ؟؟ مشائم تو
جنگلی بلی ہی بن گئی تھی۔ شہریار خانزادہ نے اپنا نچلا
لب دانتوں تلے دبا کر مشائم کے بدلتے موڈ کے ساتھ غصے
کا اتار چڑھاؤ سہا تھا۔

میری فار ایور والی بے بی گرل تم ہی ہو جان اتنا غصہ
کیوں آیا ہوا ہے!! شہریار خانزادہ نے اس کی ٹانگیں
سہلائی تھی۔ ہاتھ نا لگانا مجھے آپ کی وجہ سے میں اتنی
جلدی---بلکہ خود دیکھ لیں اپنا کارنامہ!! مشائم جو اپنی
فیلنگز خود ہی سمجھنے سے قاصر تھی وہ شہریار کے
آگے پریگننسی اسٹیک لہراتی اس کی گردن میں منہ چھپا
گئی تھی۔ اسے شرم بھی آرہی تھی خوشی بھی ہو رہی تھی
اور رونا بھی آرہا تھا مشائم مکسڈ فیلنگز کی شکار ہو رہی
تھی۔

شہریار خانزادہ نے جیسے ہی اسٹک دیکھی وہ پاگل دیوانہ
ہوا مشائم کو اپنے گرد زور سے لپیٹ کر گول گول گھومتا
خوشی سے قہقہہ لگا رہا تھا۔ آج اس کا دل سینے سے باہر

نکل جانا تھا وہ مشائم کو بیڈ پر لیٹا کر اسکے پیٹ پر
جھک گیا تھا اور اتنی گرم جوشی اتنی شدت سے اپنے
لبوں سے چوم رہا تھا کہ مشائم گدگدی ہونے پر خود بھی
کھلکھلانے لگی تھی تو شوگر ڈیڈی اب آفیشلی ڈیڈی بننے
والے تھے۔

احد خانزادہ کو کچھ دیر پہلے ہی ہوش آیا تھا اور ہوش
میں آتے ہی اس نے سب سے پہلے ایشا کے متعلق
استفسار کیا تھا۔

تیری ٹھہرک تو آج دیکھی ہے میں نے بھئی سب کے
سامنے چڑھ گیا تھا کچھ شرم ہوتی ہے کچھ لحاظ ہوتا
ہے۔۔۔۔۔ لیکن تجھے کیا پتہ یہ سب کیا ہوتا ہے! بہرام
خانزادہ جو احد کے ہوش میں آتے ہی اسے ستانے لگا تھا
جب احد نے آنکھیں موندھے ہی اس کی بات کاٹ گیا تھا۔

یہ تو سو فیصد درست کہا کیپٹن صاحب نے شرم و حیا
آداب و لحاظ جیسے ناموں سے دور دور تک کوئی تعلق
نہیں میرا اور اب تیرا بھی نہیں ہے تو کس حد تک ترسا ہوا
ہے آدھی دنیا تو یہ بات جان چکی ہے!! بہرام خانزادہ

بے باکی سے بولا تھا۔

تو میرے ہوش میں آتے ہی کیوں مجھ پر سوار ہو رہا ہے
بھئی کیوں بکواس کر کے خون چوس رہا ہے میرا! احد
خانزادہ ایشا سے ملنے کے لئے تڑپ رہا تھا مگر بہرام
تھا اسکو ہاسپٹل کے بیڈ پر بھی چھوڑنے کو تیار نہیں تھا۔

خون تو تو نے چوسا ہے میرا اب تو میرا خون بھی تیری
رگوں میں دوڑ رہا ہے بے شرمی کے کیڑے اب تجھ میں
بھی منتقل کروا چکا ہوں میں!! بہرام خانزادہ احد کی تڑپ
پر رحم کھاتا ایک آخری بار احد کو تنگ کرتا اس کے
روم سے نکل گیا۔ ایشا بھی باہر بے قرار سی کھڑی تھی وہ
خود احد سے ملنے کے لئے مچل رہی تھی۔

جاؤ گڑیا کیپٹن تمہارا انتظار کر رہا ہے بہرام خانزادہ ایشا
کے سر پر ہاتھ رکھتا بولا تھا احد کی جان اسے بیہوش
دیکھ کر ایسے نکلی تھی جیسے بہرام کی اپنی شانزے کو
دیکھ کر نکلی تھی۔ وہ احد کا خوف بہت شدت سے سمجھ
رہا تھا۔

ایشا دھڑکتے دل کے ساتھ اپنی سیاہ آنکھوں کے منظر کو
دھندھلا کرتے نمکین پانی کو صاف کرتی خود کو حوصلہ
دیتی احد خانزادہ کے روم میں داخل ہو گئی۔ وہ جیسے ہی
روم میں انٹر ہوئی سیاہ مقناطیسی نم آنکھیں سرخی مائل
شہد رنگ بے قرار آنکھیں سے چار ہوئی ایک دوسرے کو
دیکھنے کی دیر تھی جب ایشا پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی
بھاگتی احد خانزادہ کے سینے سے لگ گئی۔

احد خانزادہ کو شدید تکلیف کا احساس ہوا تھا مگر وہ اپنا
نچلا لب دانتوں تلے دبا کر اپنی تکلیف کنٹرول کر گیا۔ ایشا
اس کے سینے سے لگی بری طرح رو رہی تھی۔ کھو
دینے کا خوف کیا ہوتا ہے اسے اچھی طرح سمجھ آگیا تھا
احد اپنی جان کی پرواہ کیے بنا جس طرح ایشا کا محافظ
بنا تھا ایشا انصاری گوڈے گوڈے احد کے عشق میں ڈوب
گئی تھی۔

بس کرو بیگم صاحبہ زندہ ہوں ابھی کہی نہیں جانے والا
تمہیں چھوڑ کر اتنی جلدی ابھی تو شادی ہونی ہے ہماری
گولڈن نائٹز اینڈ مارننگز سیلیبریٹ کرنی ہے پھر میرے
جونئیرز آنے ہیں ان کی ماما کو میں بریو دیکھنا چاہتا ہوں

ایسے روتے ہوئے گندی بچی بنتے نہیں دیکھنا۔۔ ایشا پلیر
مائی لو اسٹاپ اٹ رو کر کیوں دکھا رہی ہو مجھے تمہیں
تو اپنے ہینڈسم ہسبنڈ کو پیار کرنا چاہیے جان رونا بند کرو
ادھر دیکھو مجھے! ایشا لگاتار آنسو بہا رہی تھی وہ کتنا
ڈری تھی اس کا دل احد خانزادہ کو کھونے کے خوف سے
پھٹنے والا ہو گیا تھا۔ وہ ٹھیک تھا اس کے پاس تھا اس
سے بڑھ کر خوشی ایشا کے لئے ہو ہی کیا سکتی تھی۔

آپ نے کیوں اپنی جان کی فکر نہیں کی کیوں میرے لیے
خود کو زخمی۔۔۔۔۔ اپنے جسم کا ایک ایک قطرہ دے کر
بھی اگر مجھے میری بیوی کی حفاظت کرنی پڑے تو میں
پیچھے ناں ہٹوں تم میری عزت ہو تمہیں بے حس و حرکت
آسمان تالے زمین پر بیہوش دیکھنا میرے لئے موت کے
مترادف تھا میں ڈر گیا تھا تمہیں کھو دینے سے مجھے
لگا کہ میں تمہیں کھو چکا ہوں میں اپنے حواسوں میں ہی
نہیں تھا ایشا تم سے محبت کچھ اس طرح کی ہے میں نے
جانا کہ تمہیں کھونے کا خوف مجھے دنیا کا ہوش بھولا
دیتا ہے تم ٹھیک ہو میرے لئے بس اتنا ہی کافی ہے دو
گولیاں تو کیا ایشا کے لئے احد سو گولیاں بھی اپنے وجود
میں اتار سکتا ہے! احد خانزادہ ڈرپ لگے ہاتھ سے ایشا
کے آنسو صاف کرتا جذباتیت سے بولا تھا اس کے لہجے

میں سچائی بے پناہ محبت ایشا کا دل اسکا مزید گرویدہ کر
رہی تھی۔

ساری زندگی آپ سے وفا نبھاؤں گی احد اپنی زندگی کا ہر
ایک لمحہ آپ کے ساتھ خوبصورت بنانا چاہتی ہوں میں
احد میرے دل میں اللہ نے جو دیوانگی جو محبت آپ کے
لئے پیدا کی ہے وہ ناقابل بیان ہے مگر میں اپنے ہر ایک
عمل سے آپ کو اپنی محبت کی گہرائی سے روشناس
کرواؤں گی!! ایشا احد خاندان کا ڈرپ لگا ہاتھ اپنے نازک
ہاتھوں میں پکڑ کر چومتی ہوئی بھیگی آواز میں بولی
تھی۔ یہ اسکا پہلا اظہار محبت تھا جو اس نے بہت
خوبصورتی سے کیا تھا۔

کیا میری بیگم راضی ہو گئی ہے شادی کے لیے؟؟ میری
راتیں اب تنہا نہیں کٹیں گی؟؟ کیا تم مجھ سے شادی کرو
گی؟؟ احد خاندان دھڑکتے دل سے بولا تھا۔ ایشا اپنی
گردن کو جنبش دیتی احد کے ماتھے کے ساتھ اپنا ماتھا
جوڑ گئی۔

بتاؤ ناں مجھ سے شادی کرو گی؟ احد اس کے لبوں سے

سننے کا خواہش مند ہوا۔ جی ہاں ڈاکو کیپٹن صاحب کروں
گی آپ سے شادی!! ایشا نے شرارت سے جواب دیا تھا وہ
احد کو اس حد تک خوشی دے گئی تھی جو وہ کبھی سوچ
بھی نہیں سکتی تھی۔ احد خانزادہ اس کی گردن کو پیچھے
سے گِرپ کر کے خود پر مزید جھکاتا ایشا کے نازک
سرخی مائل لبوں پر پوری طرح قابض ہو گیا۔ وہ کبھی
ایشا کے نچلا لب کو اپنے لبوں میں بھر کر سک کرتا تو
کبھی اس کی زبان کا لمس اپنے حلق میں اتارنے لگتا۔ ایشا
خود کو بیلنس کرنے کے لئے احد کو شولڈرز کو پکڑ کر
زور سے دبا گئی کہ احد خانزادہ درد سے تڑپ کر اس
کے لب اپنے دانتوں سے چبا گیا۔ ایشا بے دہانی میں احد کا
زخمی کندھا دبوچ گئی تھی۔ اسے احد کے دانتوں کی
سخت گرفت سے بہت پین فیل ہوئی مگر وہ سہن کر گئی۔
احد خانزادہ اسکے لب اپنے دانتوں سے آزاد کرتا انہیں
پھر سے سک کرنے لگا تھا اب وہ اپنی زبان ایشا کے منہ
میں گھول کر اپنی مٹھاس اس کے حلق میں اونڈلنے لگا۔
چند منٹ اسے جی بھر کر چومنے کے بعد کیپٹن صاحب
نے آزادی دی تو ایشا اس کی گردن میں اپنا منہ چھپا گئی۔
وہ شرم سے لال پیلی ہونے کے ساتھ ساتھ آگ کی طرح
دہک گئی تھی اس کا پورا جسم تپش چھوڑنے لگا کیونکہ
لبوں سے لبوں کے ملاپ میں ایشا نے احد کا بھرپور ساتھ

دیا تھا۔

انشال پلیر میری بات مان جائیں میں اب برداشت نہیں کر سکتا مزید آپ سے دوری شادی ہونے کے بعد بھی آپ مجھ سے دور رہیں تو یہ ظلم ہے مجھ پر کسی اور کا ناں سہی کم از کم میرا تو سوچیں!! منہان خانزادہ اپنے سامنے سوچوں میں گم بیٹھی انشال کو دیکھ کر فکر مندی سے بولا تھا ان کی شادی کو دو ماہ ہو گئے تھے اور ان دو ماہ میں چند دن ہی تھے جو انہوں نے ایک ساتھ ایک کمرے میں ایک دوسرے کی باہوں میں گزارے تھے منہان خانزادہ جب بھی سوات جاتا تھا نازنین خانم اسکو اسلام آباد واپس جانے ہی نہیں دیتی تھی وہ ہر بار ہی کوئی ناں کوئی بہانہ کر کے اسے ہفتوں ہفتوں اپنے پاس ہی روک لیتی تھی انشال کی پچھلے تین دن سے طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس کا دل گھبرا رہا اسے الٹیاں بھی ہو رہی تھی مگر اس نے یہ بات کسی سے بھی شیئر نہیں کی تھی۔

منہان خانزادہ اور انشال کی آخری ملاقات پندرہ دن پہلے ہوئی تھی اپنی قربت کے لمحات میں بھی منہان نے انشال

کی بہت منت کی تھی مگر وہ سوات جانا تو دور نازنین
خانم کے ساتھ رہنے کو بھی تیار نہیں تھی اسے نازنین
خانم سے پہلے سے زیادہ ڈر لگنے لگا تھا اسکی مورے
کو نیم پاگل بنانے میں بھی ان دونوں بہنوں کا ہاتھ تھا اس
کی مورے کے ساتھ کتنا کچھ کیا گیا تھا کتنی تکلیفیں دکھ
اور اذیتوں کی بھٹی میں جلایا گیا تھا وہ سوچ کر ہی کانپ
جاتی تھی اس کا لالا پاکستان چھوڑ گیا تھا صرف اس لئے
کہ وہ کشمالہ خانم کے لمس کو ترس ترس کر ہی مر
جائے گا وہ پلوشہ خانم کو خود سے محروم کر کے انہیں
سزا دے رہا تھا۔

میں سوات کبھی نہیں جاؤں گی خان میری مورے کے
مجرم رہتے ہیں وہاں انکے بیچ میں نہیں رہ سکتی وہ لوگ
مجھے بھی مار دیں گے مجھے قید خانے میں ڈال کر
زنجیروں سے جکڑ لیں گے تمہیں مجھ سے چھین لیں
گے!! انشال شدید خوفزدہ لہجے میں بولی تھی وہ منہان
خانزادہ کو مینٹلی ڈسٹرب لگ رہی تھی۔ پندرہ دن بعد اسے
دیکھ رہا تھا اس میں کچھ عجیب سا منہان کو محسوس
ہونے لگا۔

میں آپ کو سوات نہیں لے جا رہا میں بس اتنا چاہ رہا ہوں
کہ آپ میرے ساتھ رہیں میرے پاس میں مورے اور آپ
کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں مورے کے پاس جاؤں تو وہ
مجھے واپس نہیں آنے دیتی میں ان کا ایک ہی تو بیٹا ہوں
آپکے پاس آتا ہوں تو دل واپس جانے نہیں دیتا پھر میری
پوسٹنگ بھی ہو رہی ہے لاہور پلیر انشال کچھ تو اپنے
خان کا بھی خیال کریں کیا آپ اپنے بیٹے کو ایسے بٹا ہوا
دیکھ سکتی ہیں؟؟ میری مورے نے تو کشمالہ مامی کے
ساتھ کچھ بھی نہیں کیا تھا ناں میں مورے کو بھی منا چکا
ہوں انشال آپ پلیر میرے ساتھ رہنے کے لئے مان جائیں
آخر میرے نصیب میں ہی دوری کیوں لکھی گئی ہے
میرے محبوب سے؟؟ منہان خانزادہ کا صبر جواب دے گیا
تھا سزا ہمیشہ اسکے ہی حصے میں کیوں آتی تھی۔

انشال کی میڈیکل رپورٹس بھی منہان خانزادہ دیکھ چکا تھا
اس کے برین کی سرجری ہونی تھی اسے سر کے پچھلے
حصے پر جو چوٹ آئی تھی اس کی وجہ سے بلڈ کلاٹس
بن رہے تھے انشال کو لاہور لے جانے کی سب سے بڑی
وجہ ہی یہی تھی منہان خانزادہ اس کا ٹریٹمنٹ کروانا چاہتا
تھا اس نے ڈاکٹر ضیاء سے ساری بات کر لی تھی وہ
اسلام آباد سے لاہور چلا گیا تھا جہاں ایک اور بڑے

سرجن سے منہاں خانزادہ تمام تر ڈیٹیلز لے چکا تھا دو ماہ کا گیپ بھی ڈاکٹرز کے مشورے سے ہی لیا گیا تھا ان دنوں انشال نے اپنی میڈیسنز پراپرلی لی تھی جو منہاں خانزادہ کے کہنے پر غزالہ خانم اسے کھلاتی تھی۔

مان جائیں ناں میری خانی آپ کے بنا جینا مشکل سا لگتا
ہے حاصل کر کے بھی محبوب لا حاصل رہے تو معشوق
سولی پر لٹکا رہتا ہے صبر کا امتحان بعض اوقات جان
بھی لے لیتا ہے منہاں خانزادہ انشال کے پہلو میں ہی اپنا
سر رکھ کر لیٹ گیا تھا۔

تم سے دور رہنا میرے لئے بھی بالکل آسان نہیں منہان
مگر چچی مجھ سے نفرت کرتی۔۔۔۔۔ مورے آپ سے نفرت
کیوں کریں گی میری جان آپ کو بس ایک غلط فہمی ہے
جو انشاء اللہ جلدی دور ہو جائے گی جب ہم ساتھ رہیں
گے!! منہان انشال کو خود پر جھکاتا اسکے دونوں سیبی
سرخ گالوں کو باری باری اپنے ہونٹوں میں پیوست کر
کے اسے پیار کرنے لگا۔

کیا آپ کو بخار ہو رہا ہے جسم اتنا گرم کیوں ہے انشال؟

وہ انشال کو بیڈ پر لیٹا کر اس کے اوپر آتا انشال کے ماتھے اور گردن پر بھی اپنے لبوں کا لمس بکھیرتے بولا نہیں وہ میں نے ہاٹ شاور لیا ہے تو شاید اس لئے باڈی کا ٹمپریچر زیادہ لگ رہا ہے! انشال خان معصومیت سے بولی تھی۔

پندرہ دن آپ سے دور رہا مجھے یاد نہیں کیا آپ نے؟؟ ایک میسج تک نہیں کرتی خانی آپ مجھے!! منہان خانزادہ روم کی لائٹس ڈم کرتا اپنے شرٹ ان بٹن کر کے بیڈ پر ہی اچھال گیا۔ کیا تھا مس بہت کال بھی کی تھی جو نازنین چچی نے ریسپو کری تھی تم سے بات کروانے کا کہا تو وہ تمہارے بڑی ہونے کا کہہ کر فون ہی بند کر گئی۔ انشال کی بات سن کر منہان خانزادہ کو حیرت ہوئی تھی نازنین خانم نے اسے تو نہیں بتایا تھا کہ انشال نے کال کی تھی۔

تو آپ دوبارہ فون کر کے حق سے کہتی کہ آپ کے خان کی آپ سے بات کروائی جائے آخر کو آپ میری اکلوتی بیوی ہیں اپنا حق جمایا کریں مجھ پر میری انشال خان! منہان خانزادہ کے ساتھ انشال کی قمیض کی زپ میں

الجھے تھے جو وہ آہستگی سے انشال کی کمر کو چومتا
ہوا نیچے کر گیا تھا۔ انشال خان کے گال ہیٹ چھوڑنے
لگے تھے منہ ان اس کی کمر پر جھکا اسے اوپر سے
نیچے چوم رہا تھا وہ اس کی کمر اسے نرمی سے چومتے
ہوئے ہی جدا کر گیا تھا آپ کے جسم کی مہک صبح شام
مجھے محسوس ہوتی ہے انشال!! وہ انشال کے نازک
پردوں سے الجھا ان کے ہوک کھول کر اسے اوندھے منہ
کرتا بے باکی سے انشال کو چھونے لگا تھا جو اس کے
ہاتھ سے نکلتی آگ سی تپش سے بیڈ شیٹ مٹھیوں میں بھر
گئی۔

منہ ان خانزادہ کے مونچھوں کی چبھن انشال خان کی ریڑھ
کی ہڈی میں سنسناہٹ پیدا کر رہی تھی وہ حیا سے خود
میں سمٹنے لگی۔ منہ ان خانزادہ اس کا رُخ اپنی طرف پلٹتا
اس کی دھڑکوں کو پردوں کے بوجھ سے رہائی دیتا ان پر
جھک گیا تھا۔ وہ انشال کو مٹھیوں کی نرم گرفت میں پکڑ
کر اس کی ملائم دھڑکنوں کو اپنے سے مہکا رہا تھا۔
انشال مسرور ہوتی بے خودی میں منہ ان کے بالوں میں
اپنی انگلیاں الجھا گئی تھی۔ وہ کبھی اپنے لب تو کبھی اپنی
زبان کا استعمال کر کے انشال کو شرم سے پانی پانی
ہونے پر مجبور کر رہا تھا۔ اس کے لبوں کا سفر بلائی

منزل سے نچلی طرف ہونے لگا تو انشال اپنی آنکھیں
میچے آنے والے لمحات کا سوچ کر تھوڑی گھبرانے لگی۔
منہان اسے چھپائے مزید پردوں کی الجھنوں سے رہائی
بخشتا خود کو بھی ہر ایک قید سے آزاد کر رہا تھا۔ وہ
انشال کے وجود کی نرمابٹ کو اپنے ہاتھوں کی شدت سے
محسوس کرنے کے بعد اس کی دونوں ٹانگوں کو کھول
کر بیچ میں اپنی جگہ بناتا بے باک ہونے لگا۔

اتنا ڈرتی کیوں ہیں میں تو پیار کرتا اپنی خانی کو!! وہ
انشال کے وجود کو اپنے وجود سے محسوس کرتا بھاری
ہوتی مخمور آواز میں بولا تھا۔ دل ڈرتا ہے اس حالت میں
تم سے!! انشال اپنی آنکھیں موندھے ہی بولی تھی۔ ڈرنا
نہیں چاہیے بس اپنے محرم کا لمس محسوس کرنا
چاہیے مسرور ہونا چاہیے مدبوش ہونا چاہیے!! منہان
خانزادہ اس پر پوری طرح حاوی ہوتا قابل برداشت
جھٹکے کے ساتھ انشال کے وجود میں داخل ہوا تھا۔ انشال
نے بیڈ شیٹ پہلے سے زیادہ سختی سے دبوج لی تھی۔
منہان خانزادہ اس کی گردن اور ماتھے کے چومتا اس کے
ہاتھوں کی انگلیاں اپنے ہاتھوں میں الجھا کر خود کو
حرکت دینے لگا۔

آہہ خان۔۔ آہستہ!! انشال خان مدہوش آہیں بھرتی منہان کی گردن میں اپنامنہ چھپا رہی تھی منہان خانزادہ آہستگی سے اس میں خود کو پیوست کر رہا تھا وہ انشال کے ساتھ ہمیشہ نرمی اور ملائمت سے پیش آتا تھا قربت کے لمحات کا کوئی ایک لمحہ ایسا نہیں ہوتا تھا جب وہ اپنے ہونٹ اس سے دور کرتا ہو منہان خانزادہ انشال کو بس چومتا ہی جاتا تھا۔

وہ انشال کی ٹانگیں اپنی کمر پر لپیٹ کر آخری حد کو چھونے کی کوشش کرتا اسکی برداشت کے مطابق اس میں شمولیت اختیار کرتا جا رہا تھا۔ کمرے میں منہان کی بھاری معنی خیز سانسوں کے بیچ ہی انشال کی مدہوشی بھری سسکیاں گونج رہی تھی۔ جسموں کا ٹکراؤ عشق کے نام کی مالا جھپ رہا تھا منہان خانزادہ انشال کو کسی کانچ کی گڑیا کی مانند چھو کر اپنا جنون اس کی گہرائیوں میں اتار رہا تھا۔ سانسوں کا زور روم کے ہر ایک کونے کو منہان کے عشق کا اس کی نرمی سے بھری قربت کا گواہ بنا رہا تھا۔ انشال منہان میں ہی چھپ کر خود کو منہان کے حوالے کر گئی تھی وہ اپنا وجود اس کی لذت کے مطابق ایڈجسٹ کر رہی تھی جو عشق میں اتنا دیوانہ تھا کہ اپنی تسکین اپنی ضرورت اپنی لذت تک کو انشال کی مدہوش

آہوں کے بیچ بھول جاتا تھا۔ انشال خان منہان کا سینہ چوم کر اس کے گرد اپنی باہوں کا ہار بنا گئی تھی جبکہ منہان دونوں کے وجود کو لذت کی مدہوش وادی میں اتار کر تسکین بھرے لمحات سے لطف اندوز کروا رہا تھا۔

پھر کہاں چلنے کا موڈ ہے بیوی بیسٹ پیلس یا حویلی؟
بہرام خانزادہ شانزے کے ساتھ ہاسپٹل کا کوریڈور عبور کرتا پارکنگ ایریا میں کھڑی اپنی سیاہ لینڈ کروزر کے قریب پہنچ کر استفسار کرنے لگا۔

پپ۔پیلس۔۔چلتے ہیں! شانزے بہرام خانزادہ کی شارپ نظروں سے گھبراتی ٹوٹے لفظوں میں بولی۔ ابھی وقت دور ہے لینے والا تم ابھی سے کیوں لرز رہی ہو بیوی؟
بہرام خانزادہ شانزے کو گھبراتے دیکھ کر اس کے کان کے قریب جھکتا معنی خیز سرگوشی میں بولا تھا۔

پارکنگ ایریا بالکل خالی تھا مگر بہرام خانزادہ شانزے کو اپنی قربت کی شدت کے خوف سے لرزانے کا کوئی موقع اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دیتا تھا۔ اسکی سرگوشی بھی

صور پھونکنے جیسی تھی۔

آج تمہیں اتنا ہارڈ وے میں فک کرنا چاہتا ہوں کہ تم کبھی بھی بھول نا پاؤ!! آج میں رف سے زیادہ ہارڈ ہونے والا ہوں مگر ایک بات سن لینا نازک نخریلی بیوی اندر آج تم خود لو گی حق سے میرے اوپر بیٹھ کر لاسٹ ٹائم تم نے مجھے دھکے دے کر اپنے لفظوں کے تھیڑ مارے تھے آج میں نے اچھی طرح تمہاری مار کر سوجن زدہ ناں کی تو میں بھی بہرام خانزادہ نہیں!! وہ شانزے کی ٹانگوں کے بیچ وجائے کے اوپر ہلکا سا سلیپ کرتا ہوا اس کو تارے دکھا گیا تھا۔

شانزے بری طرح لرزے لگی تھی آج دو ماہ کا حساب بے باک ہونا تھا وہ کس طرح اسے سہن کرے گی!! کس طرح اس کا جنون اس کی سختی اپنے نازک کمزور سے وجود میں میں گھولنے دے رہی وہ ابھی یہ سوچ ہی رہی تھی جب بہرام خانزادہ نے شانزے کے لیے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اسے اندر بٹھاتا خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

وہ دو ماہ بعد بہرام خانزادہ کی گاڑی میں اس کے پہلو میں بیٹھی تھی شانزے خان وہی مخصوص سگریٹ اور کلون کی ملی جھلی مہک جو بہرام خانزادہ کے وجود اور اس کی گاڑی میں بیٹھنے پر محسوس ہوتی اس کو اتنا خوفزدہ کر دیتی تھی کہ وہ ایک نظر بھر کر بھی بہرام خانزادہ کو نہیں دیکھ پاتی تھی۔

اُو ادھر اپنی جگہ پر بیٹھو ایسے خالی خالی ڈرائیونگ کرنے میں مجھے مزا نہیں آرہا میری لیپ میں جب تک تمہارے نازک وجود کا بوجھ نہیں ہوتا مجھے اطمینان نہیں ہو پاتا!! بہرام خانزادہ نے ابھی پانچ منٹ بھی مشکل سے ڈرائیو نہیں کی تھی جب کو شانزے کو کمر سے دبوچ کر اپنی لیپ میں بیٹھا گیا تھا۔

نازک جان شانزے خان کی شامت آج گاڑی میں ہی آنے والی تھی۔ وہ اپنا منہ بہرام خانزادہ کی گردن میں گھساتی ابھی سکون سے اپنی آنکھیں موندھنے والی تھی جب بہرام نے ایک پھول فروش بچے کو دیکھ کر اپنی گاڑی روکی تھی اور ہارن دے کر بچے کو اپنی گاڑی کی طرف بلایا تھا۔

بہرام خانزادہ کے گارڈز کی گاڑیاں ہمیشہ اسے دور سے فالو کرتی تھی جب وہ شانزے کے ساتھ ہوتا تھا بہرام کی گاڑی کو رکتے دیکھ کر اسکے گارڈز کی گاڑیاں بھی رک گئی تھی۔ پھول فروش بچہ بہرام خانزادہ کی گاڑی کے پاس آکر کھڑا ہو گیا تھا۔

میں۔۔اپنی۔۔سیٹ پر چلی جاتی ہوں!! شانزے بہرام کو گاڑی کا شیشہ نیچے کرتے دیکھتی شرم سے بولی تھی۔ بیوی تم اپنی سیٹ پر ہی بیٹھی ہو اور کوئی سیٹ میری گاڑی میں اویل ایبل نہیں تمہارے لئے!! تمہاری پرمینٹ سیٹ میری لیپ ہی ہے۔ بہرام خانزادہ شانزے کو خود سے پوری طرح لپٹائے بھاری لہجے میں بولا تھا۔

شانزے کو اپنی ٹانگوں کے بیچ بہرام خانزادہ کے ابھرتے پینس کی سختی اتنی شدت سے محسوس ہو رہی تھی کہ وہ اپنی وجائنه سے پانی رستہ ہوا محسوس کرنے لگی آج ناں صرف بہرام خانزادہ بلکہ شانزے بھی اسے اپنے اندر محسوس کرنے کے لئے مچل رہی تھی اسے اپنی وجائنه میں بہرام کے پینس کی کمی محسوس ہو رہی تھی آج جو

احساسات اس کے جسم کے ایک ایک حصے میں ابھر رہے تھے وہ انہیں خود بھی سمجھنے سے قاصر تھی آج شانزے خان بہرام خانزادہ کی ہارڈ نیس اس کی رف نیس کے لئے خود بھی اتاولی ہو رہی تھی۔

سرخ گلابوں کے دو گجرے دے دو بچے!! بہرام خانزادہ چھ سے سات سالہ پھول فروش بچے سے بولا تھا صاحب جی گلاب اور موتیے کے پھول والا گجرہ دوں یا پھر صرف سرخ گلابوں والا؟ وہ بچہ گجروں کو دیکھ کر بولا تھا۔ شانزے اس سرخ و سفید پٹھان بچے کو دیکھ جو بہت چھوٹی سی عمر میں محنت کر رہا تھا وہ بچہ کتنا معصوم تھا اب تو مشائم کی بھی گڈ نیوز وہ سب جلدی سننے والے تھے مگر شانزے کو اپنا وجود اولاد کے بنا اب ادھورا لگ رہا تھا۔

صرف سرخ گلابوں والے گجرے دو! بہرام خانزادہ اپنے وولٹ میں سے کیش نکالتے بولا۔ صاحب آپ کا گلاب کی طرح لال گالوں والا بیوی کیوں رو رہا ہے کیا اس کو ہمارا گجرہ نہیں چاہیے؟؟ وہ بچہ جو بہرام خانزادہ کو گجرے پکڑا رہا وہ اس کو لپٹ میں بیٹھی شانزے کی

حسین شہد آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اپنے دل کے مقام پر
ہاتھ رکھتا پریشانی سے بولا۔

پھول فروش بچے کی بات سن کر بہرام خانزادہ نے
چونک کر شانزے کو دیکھا تھا جسکی خوبصورت شہد
آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھی ان میں جو تحریر لکھی
تھی وہ بہرام خانزادہ پڑھ چکا تھا۔ اس نے بچے کو گھور
کر دیکھا تھا جس نے شانزے کے سرخ گال بہت غور
سے دیکھے تھے وہ سر سے لے کر پاؤں تک جل بہن گیا
تھا۔

بی بی جی آپ کیوں رو رہا ہے آپ کا آنکھیں کتنا
خوبصورت ہے آپ کے بچوں کے لئے بھی ہم سے پھول
خرید لو ناں! بچے کی بات سن کر شانزے کو ناں صرف
ہنسی آئی تھی بلکہ اس نے بہرام خانزادہ کو شکوے سے
دیکھا بھی تھا۔

میری بیوی کتنی حسین ہے مجھے پتہ ہے اور اسکی
تعریف کرنے کا حق بھی صرف میرا ہے مت دیکھو میری
بیوی کو!! بہرام خانزادہ نے اس بچے کو پانچ ہزار کا

نوٹ پکڑایا تھا۔ صاحب جی آپ برا کیوں مانتا ہے آپ کا بیوی کا تعریف تو کوئی اندھا بھی کر دے یہ تو گڑیا کی طرح دکھتا ہے بالکل ویسا گڑیا جیسا ہمارا بہن کے پاس ہے!! بچہ کھلے دل سے بولا تھا۔ بہرام کو کسی بچے سے بھی جلن ہو سکتی ہے اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔

تم نے نقاب کیوں نہیں کیا ہے بیوی اور یہ گولڈن زلفیں کیوں نظر آرہی ہے حجاب سے؟ بہرام خاندانہ سخت سے لہجے میں شانزے سے بولا تھا وہ بہرام خاندانہ کا غصیلہ لہجہ محسوس

کر کے اس کے سینے میں منہ چھپا گئی تھی۔

صاحب جی ہمارا پاس کھلا پیسا نہیں ہے تم ہماری طرف سے اپنی بیوی کا لئے تحفہ سمجھ کر لے لو یہ گلابوں کا گجرہ!! پھول فروش بچہ فیاضی سے بولا تھا۔ یہ پورے پیسے تم رکھ لو میری طرف سے اور ہمارا بچہ جب بھی ہوا بالکل میرے جیسا ہو گا اس کی ماں کی خوبصورتی کا مقابلہ اس کی اولاد بھی نہیں کر سکے گی۔ بہرام خاندانہ گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔

ہمارا دعا ہے اللہ تم کو تمہاری بیوی جیسا پیارا بیٹی سے
نوازے تب تم کو پتہ چلے گا بیوی زیادہ پیارا ہوتا ہے یا
بیٹی ہمارا بابا تو جب سے ہم کو چھوٹا بہن ہوا ہے ہمارا
مورے کی تعریف ہی کرنا چھوڑ چکا ہے۔ وہ بچہ ہنستے
ہوئے بولا!! بہرام خانزادہ نے اپنے وولٹ سے پانچ ہزار
کا ایک اور نوٹ نکالا اور اس بچے کو تھما گیا۔

اب تم دعا کرنا اللہ مجھے بیٹی ہی دے پھر میں تمہیں
بتاؤں گا میری بیوی کی جگہ میری بیٹی نے لی ہے یا
نہیں! بہرام خانزادہ گاڑی کا شیشہ اوپر کرتا بچے کے سائڈ
پر ہوتے ہی روڈ پر گاڑی ڈال گیا۔ اس نے اولاد کی
خواہش کا اظہار آج پہلی بار کیا تھا اس کے لہجے میں
کچھ تھا جو شانزے کی روح کو چھو گیا تھا۔

لاؤ اپنے ہاتھ آگے کرو گجرے پہنا دوں! بہرام خانزادہ
گاڑی کو مین روڈ سے سائڈ پر کرتا شانزے سے بولا۔ وہ
اپنی دودھیا سفید نازک کلاٹیاں بہرام خانزادہ کے آگے کر
گئی جنہیں وہ چومتا ہوا سرخ گلابوں کے گجروں سے
سجا گیا۔

مجھے تم سے بیٹی چاہیے! وہ شانزے کے کان پر جھکتا
سرگوشی نما آواز میں بولتا اپنی زبان کا استعمال کرتے
ہوئے شانزے کے دل کی دھڑکنیں منتشر کر گیا۔ شانزے
کو اس کے لہجے کی حساسیت سے ہی اپنے پیٹ میں
تتلیاں اڑھتی ہوئی محسوس ہونے لگی ریڑھ کی ہڈی میں
تیز سنسنابٹ ہوتی اسے لال انگارہ بنا گئی۔

اور اگر بیٹی نہیں دے سکی تو؟؟ شانزے نے ہمت کرتے
ہوئے بہرام کے دل کا حال جاننا چاہا۔ تو میرے جیسا
ٹھہر کی بیٹا پیدا کر دینا سمیل!! بہرام خاندانہ نے اس کے
وجود سے حجاب جدا کرتے اپنے ازلی لاپرواہ انداز میں
جواباً کہا۔

جی نہیں میرا بیٹا ٹھہر کی نہیں ہو گا وہ بہت ڈیسنٹ ہو گا!!
شانزے نے میرا بیٹا پر تو ایسے زور دیا تھا جیسے بہرام
کا دل جلانا چاہ رہی ہو اور وہ واقعی جلن کا شکار ہو گیا
تھا مگر وہ بھی بہرام خاندانہ تھا لفظوں سے مات کیسے
دی جاتی ہے یہ اس سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا تھا۔

او ہیلو سیکسی بیوی کسی خوش فہمی میں مت رہو میری

پروڈکشن میں میرے ہی کیڑے ہوں گے اور میں ازل سے
شرم و حیا سے پاک ہوں!! بہرام نے شانزے کی زبان تالو
سے لگا دی تھی۔ شانزے نے اپنا منہ دونوں ہاتھ میں چھپا
لیا تھا جہاں سے ہیٹ نکل رہی تھی۔

تم لوگ پیلس جاؤ میرے پیچھے مت آنا! بہرام اپنی گاڑی
کو بیسٹ پیلس کی جانب جاتے سنسان کچے راستے پر
ڈالتا اپنے گارڈز کو کال ملا کر آرڈر دیتا ہوا کی تیزی سے
انکی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

بہرام خانزادہ جنگل کے بیچ و بیچ درختوں کی اوٹ میں
اپنی گاڑی کو بریک لگاتا اپنا دل تھامے بیٹھی شانزے خان
کا رخ اپنی جانب موڑتا اس کے بالوں کو گدی سے پکڑ
کر اسکے سرخ لبوں پر پوری طرح جھک کر اپنے ہونٹوں
میں قید کیا تھا۔ وہ بے صبری سے اسے پینے لگا اسکے
لبوں کی گرفت ہمیشہ کی طرح ہی بے حد سخت تھی۔

شانزے اور بہرام دونوں کے جسم ہی آگ اگل رہے تھے
وہ شانزے کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں کس کس کر
چوس رہا تھا اس کا پینس پوری طرح کھڑا ہوتا شانزے

کی وجائنه کا گيلا پن محسوس كرنے كو مچلنے لگا تھا۔

شانزے بهرام خانزاده كے بيئرڈ زده گال پر ہاتھ ركھتي اس كا ساتھ دينے كي كوشش كر رهي تهي مگر وه ناكام هو رهي تهي بهرام خانزاده كا انداز ہميشه كي طرح هي جارحانه تھا نرمي كيا هوتي هے وه نهين جانتا تھا اسے پته تھا تو صرف اتنا كه وه كانچ كي اس نازك گڑيا پر ٹوٹ كر برسے اسے ان حدوں كو توڑ كر محسوس كرے جو هر لڑكي اپنے شوهر سے چاهتي هے۔

بهرام خانزاده آج شانزے خان ميں بهي الگ هي تبديلياں محسوس كر رها تھا جتنا وه پياسا تھا شانزے بهي آج اتني هي پياسي لگ رهي تهي۔ وه اپنا جسم ڈھيلا چھوڑے اپني طلب كا احساس بهت واضح طور كر كروا رهي تهي۔

بهرام خانزاده شانزے كو ستانے كے ليے اپني گرفت اسكے لبوں پر اتني نرم كر گيا كه شانزے جو آنكهيں ميچے اس كا ميٹھا لمس اپنے حلق ميں اتار رهي تهي وه حيرت سے اپني آنكهيں كهول گئي۔ بهرام خانزاده محظوظ هوا تھا آگ آج دونوں طرف لگي هوئي تهي وه شانزے كو

پانے کے لئے تڑپ رہا تھا تو شانزے بھی اسے خود میں محسوس کرنے کو مچھلی کی طرح مچل رہی تھی۔ آج تو بہرام نے شانزے کو اتنی شدت سے اپنے لئے تڑپانا تھا کہ شانزے غصے میں کر اسے کاٹ کھائے۔۔

کیا ہوا لینا چاہ رہی ہو ابھی سے اپنے اندر؟؟ بہرام خانزادہ شانزے کے حیران تاثرات دیکھ کر اسے آنکھ ونک کرتے بولا۔ جی نہیں آپ نے گاڑی کیوں یہاں روک دی ہے؟؟ شانزے اپنے تاثرات نارمل کرتی خود پر قابو پانے لگی۔ تاکہ تمہاری اچھی طرح مار سکوں!! بہرام خانزادہ بے باکی سے بولتا شانزے کو خود سے لپٹائے ہی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر منتقل ہو گیا تھا۔

ایک راونڈ تو یہاں بھی مارا جا سکتا ہے کیا کہتی ہو تم؟ بہرام خانزادہ شانزے کے منہ پر پھونک مارتا ہوا اس کے تاثرات بہت گہرائی سے نوٹ کرتے بولا۔ شانزے خاموش رہی اس نے بہرام خانزادہ کی شرٹ کو سینے کی جانب سے مٹھیوں میں زور سے جکڑ لیا۔ وہ آج اس سے زیادہ قربت کے لئے مر رہی تھی اور یہی بات بہرام محسوس کر گیا تھا آج وہ شانزے کو سہی معنوں میں تڑپنے کی

لذت چکھانا چاہتا تھا۔

وہ شانزے کا عبایا اتار کر فرنٹ سیٹ پر رکھتا اپنی شرٹ ریموو کر گیا تھا شانزے اسے اپنی پلکیں جھپکائے بغیر دیکھ رہی تھی وہ اسے پتہ نہیں کیوں جان میں پہلے سے زیادہ طاقتور لگ رہا تھا اس کے پھولے ہوئے مسلز مزید پھول گئے تھے سینہ پہلے سے زیادہ چوڑا ہو گیا تھا ورزشی جسم کے کٹس مزید دلکش ہو گئے تھے۔

رال کیوں ٹپک رہی ہے میری سیکسی بیوی کی؟؟ لگتا ہے جھپٹنے والی ہو آج مجھ پر!! بہرام خانزادہ شانزے کو خود کو گہری نگاہوں سے تارٹا دیکھ کر سرخ ہوتا بے باکی سے بولا تھا۔ اس کے منہ پر چھلکتی سرخی شانزے کی گرم نگاہوں کا سبب تھی وہ آج سے پہلے کسی بھی قربت میں اسے ایک نظر بھی اس کی طرح نہیں دیکھتی تھی مگر آج تو شانزے میڈم کے انداز بھی الگ تھے۔

مم۔۔۔میں۔۔۔کیوں آپ پر جھپٹنے لگی میں بس ویسے ہی آپ کو دیکھ رہی تھی ہٹیں میرے اوپر سے بہرام!! شانزے

نے اپنی نگاہوں کو لگام ڈالی تھی بہرام اس کی آنکھوں کو
کس گہرائی تک پڑھ لیتا تھا یہ بات وہ جانتی تھی۔

ہٹیں میرے اوپر سے بہرام یا چڑھیں میرے اوپر؟؟ بہرام
خانزادہ شانزے کی شرٹ کے فرنٹ بٹنز پر اپنے ہاتھ
الجهتا مخمور لہجے میں بولا تھا اس کا انداز اس کے
لہجے کی شرارت شانزے کے پیٹ میں گدگداہٹ کا ہی
توسبب بن رہی تھی وہ آج اسے پوری طرح اپنے نازک
وجود پر قابض ہونے کی دعوت پیش کر رہی تھی۔

بہرام خانزادہ کے ہاتھ ابھی شانزے کی شرٹ کے فرنٹ
گلے پر ہی تھے جب وہ مدہوشی سے اپنی گردن پیچھے
کی جانب پھینکتی اپنی لب وا کر گئی وہ بہرام خانزادہ کو
اپنے ان ایکٹس سے بری طرح اکسارہی تھی مگر آج وہ
اسے لذت کی انتہاؤں کے لئے بری طرح ترسنا چاہتا تھا
وہ بہرام خانزادہ تھا اپنا بدلہ کسی پر نہیں چھوڑتا تھا
شانزے نے اسے تکلیف میں ہونے کی وجہ سے جس
طرح اپنے قریب آنے سے روکا آج وہ اسے اس وقت تک
خود سے محروم رکھنا چاہتا تھا جب تک شانزے خود اس
پر اپنا حق نہیں جماتی اسے اپنا وجود سونپ نہیں دیتی وہ

اس کے لئے پاگل نہیں ہو جاتی۔

بہرام خانزادہ ابھی کرنے والا کیا تھا شانزے نے دو ماہ پہلے اسے خود سے دور کرنے پر پچھتانا تھا۔ بہرام خانزادہ شانزے کی قید دھڑکنوں کو گہری گرم نگاہوں سے دیکھتا اپنی تمام تر سختی سمیت ان سے لپٹنے کے لئے مچلنے لگا تھا وہ شانزے کو تڑپاتا ہوا خود بھی ترسنے لگا تھا۔ وہ اس کی دھڑکنوں پر جھکاتا بے باکی دکھانے لگا۔

بہرام خانزادہ شانزے کے بھرے بھرے بریسٹ کو شرٹ کے اوپر سے ہی نرمی سے چومتا ہوا اس کی شرٹ کے بٹن کھول کر بلیک برا سے ابھرتے اس کے دودھیا سفید بریسٹ کو گہری گرم نگاہوں سے دیکھتا شانزے کے جسم کے رونگٹھے کھڑے کر گیا تھا۔ وہ اس کی نگاہوں کی تاب ناں لاتی گلابوں کے گجروں سے سجے اپنے ہاتھوں سے بوبز چھپانے کی کوشش کرنے لگی۔

بہرام خانزادہ اپنی آئی برو اچکا کر شانزے کو معنی خیز اشارہ کرتا اسے سٹیٹانے پر مجبور کر گیا وہ شرم سے

لال انار ہوتی اپنا منہ دونوں ہاتھوں سے کور کر گئی۔
شانزے کے ہاتھ ہٹانے کی دیر تھی جب بہرام خانزادہ ان
پر بہت بے باکی سے اپنی زبان پھیرتا ہوا بوبز کی اسکن
اپنے منہ میں بھر کر آوازوں کے ساتھ سک کرنے لگا۔

آہہ۔۔۔آہہ۔۔۔سس۔۔۔آہہ۔۔۔شانزے اپنی کمر اوپر اٹھاتی اپنا سر
سیٹ پر پٹخنے لگی تھی۔ بہرام خانزادہ شانزے کی برا
کے ہوکس کھولے بغیر ہی اسے زور سے نیچے کرتا
شانزے کے ٹائٹ ہوتے بریسٹ کو اپنے ہاتھوں کی مٹھیوں
میں بھر کر زور سے بھینچ کر دباتا اس کے نیپلز کی نوک
پر گول دائرے میں اپنی زبان پھیرتا جارحانہ انداز میں
انہیں اپنے دانتوں میں لے کر باری باری دباتا آواز نکالتے
ہوئے چوسنے لگا۔

شانزے کے ہاتھ بے ساختہ بہرام خانزادہ کے سیاہ گھنے
بالوں میں الجھ چکے تھے وہ اس کے بالوں کو پکڑ کر
اس کا منہ اپنی دھڑکنوں میں گھسیڑتی سسکتی ہوئی اپنی
کمر اوپر اٹھا اٹھا کر اپنی گردن پوری طرح پیچھے
پھینک کر ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگی تھی

بہرام خانزادہ کے ہاتھ اسکی دھڑکنوں سے ہوتے اسکے پیٹ اور پیٹ سے ہوتے اسکے ٹراؤزر میں پناہ لینے لگے بہرام خانزادہ شانزے کی ٹانگوں کو وائڈ اوپن کر کے اس کی بری طرح بھیگی ہوئی پسی کو تھپڑ مارتا پہلے سے زیادہ زور سے شانزے کے نیلز کو چوستا اس کی وجائنه پر اوپر سے نیچے اپنا ہاتھ پھیرتا اس کی کلٹ کو سہلانے لگا تھا۔

اممم۔۔آہہ۔۔شانزے مدبوش ہوئی۔ بہرام کے ہاتھ میں سختی تھی وہ اس کی گیلی پسی کو سہلاتا ہوا اپنی مڈل فنگر شانزے کے وجائئل ہول میں پینٹریٹ کرنے سے خود کو روکتا اسے پھر سے سلیپ کر گیا۔ ہر تھپڑ کا ساز نم تھا شانزے بہرام کے لئے پاگل ہو رہی تھی۔

بہرام خانزادہ شانزے کو تڑپانے کے لئے اپنا ہاتھ پیچھے کرتا جب شانزے اس کا ہاتھ پکڑ کر بگڑے تاثرات کے ساتھ اسے دیکھنے لگی۔ کیوں پیچھے ہو رہے ہیں؟؟ وہ بہرام کی لہو مائل سیاہ آنکھوں میں شرارت دیکھ چکی تھی۔

کچھ تو ایفرٹ آج تمہیں کرنی ہی ہو گی تب ہی یہ مل سکتا ہے!! بہرام شانزے کا ہاتھ اپنی پینٹ کی زپ پر رکھتا خماری سے بھاری ہوتے لہجے میں بولا تھا۔ شانزے اتنی تڑپ رہی تھی کہ وہ فوراً ہی اسکی زپ کھول کر شہد آنکھوں سے سیاہ آنکھوں میں جھانکتی اسے بیٹو ٹائز کرتی پینس مضبوطی سے تھام گئی۔ اس کے ہاتھ کی گرپ بہت سخت تھی۔

بہرام خانزادہ نے فتح مندی سے اس شہد آنکھوں والی کانچ کی گڑیا کو دیکھا تھا وہ آج اس کا ہر ظلم اپنی طلب میں برداشت کرنے کو تیار تھی وہ ہر ایک ایکٹ سے بہرام کے حواس معطل کرنے پر تلی ہوئی تھی جو اسے جان بوجھ کر ستاتا جنگلی بلی بننے پر اُکسا رہا تھا۔

بتاؤ یہ چاہیے یا پھر یہ؟؟ بہرام ذو معنی بے باک اشارہ کرتا شانزے کو پھر سے محسوس کر رہا تھا۔ شانزے نے بہرام خانزادہ کا پینس زور سے ہولڈ کیا ہوا تھا وہ اس کے پینس کو پکڑ کر آگے پیچھے موو کرتی مزید کھڑا کر رہی تھی۔ بہرام خانزادہ اپنی میڈل فنگر ایک ساتھ شانزے کے گلے و جائنل ہول میں انسرت کرتا کسی مشین کی

طرح تیزی سے اسے فنگر فک کرنے لگا تھا۔

شانزے کی گرپ بہرام کے پھولی رگوں والے بے حد موٹے پینس پر سخت ہو گئی تھی وہ مدہوش آہیں بھرتی اپنی کمر سیٹ سے اونچی کر رہی تھی۔ بہرام خاندان اب اپنی دو انگلیاں ایک ساتھ اس کے ہول میں سمو کر جھٹکے دیتا دوسرے ہاتھ سے اس کے کلٹ کو بھی رب کر رہا تھا۔

شانزے کی وجائے سے پہلے سے زیادہ پانی نکلنے لگا تھا بہرام خاندان اسے پاگل پنے کی حد تک تیزی سے فنگرنگ کر رہا تھا۔ آہہ۔۔۔سس۔۔۔شانزے اپنے کلیمیکس پر پہنچنے لگی تھی۔ اس سے پہلے وہ ریلیز ہوتی بہرام خاندان اس کے چہرے کے تاثرات دیکھتا اپنی فنگرز اس کے ہول سے نکال گیا۔

شانزے گہری سانسیں بھرتی ناراض نگاہوں سے بہرام خاندان کو دیکھنے لگی وہ اسے بری طرح بے چین کر کے ایک بار پھر دور ہو گیا تھا اور اب کی بار شانزے خان کا دماغ بہرام خاندان پر بری طرح خراب ہو

گیا تھا۔ وہ پرسکون ہونے ہی والی تھی جب وہ پھر سے
اسے ادھورا چھوڑ گیا تھا۔

آپ نا اب مجھ سے دور ہی ہو جائیں تو بہتر ہے مت آنا
میرے قریب جان کر کے مجھے تنگ کر رہے ہیں!!
شانزے بہرام خانزادہ کے سینے پر مکے مارتی غصے
سے غرائی تھی بہرام خانزادہ کا قہقہہ گاڑی میں گونجا تھا
وہ شانزے کو ایک جھٹکے میں اوندھے منہ کرتا اس کا
ٹراؤزر کھینچ کر نیچے کرنا اس کے اوپر سوار ہوتا اس
کی صراحی دار شفاف گردن کو فرنٹ سے جکڑ کر اس
کے کان کے قریب جھکا تھا۔

بیوی تم مجھے اتنی پاگل ہو کر دکھاؤ کہ میں تم پر بے قابو
ہو کر جھپٹ جاؤں ورنہ آج رات لینے کے لئے تڑپتی رہ
جاؤ گی مگر میں تم پر کسی صورت رحم نہیں کھاؤں گا!!
بہرام خانزادہ زور سے اس کی کان کی لوں پر کاٹتا اپنے
جسم کی تبدیلیاں اسے محسوس کروانے لگا شانزے اس
کی بے باکیوں سے لال گلاب ہو رہی تھی

بہرام خانزادہ اپنا سختی سے کھڑا پینس شانزے کی گیلی

پسی پر رگڑنے لگا تھا وہ شانزے کی فرنٹ گردن زور سے دبوچے اس کے کان کی لوں کو اپنے منہ میں لے کر سک کرتے ہوئے اپنے پینس کو پکڑ کر شانزے کی پوری ویٹ و جائنہ پر سہلاتا رگڑتا ایک جھٹکے سے اپنا تھک پینس پوری لینتھ کے ساتھ اس کے اندر سموتا اسے جان دار جھٹکے دینے لگا۔

آہہ۔۔۔امم۔۔۔سس۔۔۔شانزے کے لبوں سے مدہوش چیخیں نکلی تھی اس کی بے قرار یوں کو جیسے قرار مل گیا تھا۔ بہرام خانزادہ اسے شدت بھرے چند جھٹکے دیتا شانزے کو پھر سے کلیمیکس پر پہنچا کر اپنا سختی سے کھڑا پینس باہر نکال کر زور سے پینس سے ہی سلیپ کرتا اس کے اوپر سے ہٹ گیا۔

اس بار شانزے کے آنسو نکل گئے تھے طلبِ یار کس بلا کا نام ہے آج وہ اچھی طرح جان گئی تھی۔ بہرام خانزادہ کیوں پاگل ہو جاتا تھا آج وہ بخوبی سمجھ گئی تھی۔ کپڑے درست کرو اپنے جتنے مزے لینے تھے لے لئے اب اچھی بیوی بن کر اپنے اکلوتے شوہر کی خدمت کرو! بھوک لگ رہی ہے مجھے اور آج تمہارے ہاتھوں کا پاستا کھانے کا

موڈ ہو رہا ہے میرا!! بہرام خانزادہ اپنا ہولیا درست کرتا
خود کو بہت مشکل سے نارمل کرتا واپس فرنٹ سیٹ پر
بیٹھ گیا تھا۔

اس نے اپنی بے قرار بیوی کو آج جتنی شدت سے تڑپایا تھا
اب تو پیلس جا کر شانزے خان نے اپنے بے باک شوہر کو
پاستا میں زہر ملا کر کھلانا تھا۔ وہ غصے سے لال پیلی
ہوتی اپنے کپڑے درست کرتی گاڑی میں پیچھے ہی بیٹھی
رہی۔ اس کا موڈ شدید خراب ہو گیا تھا تھا وہ اپنے منہ کے
زاویے بگاڑے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

شانزے نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ قربت کے لیے
اتنی پاگل بھی ہو گی۔ اس کے جسم کا رواں رواں بہرام
خانزادہ کو پانے لئے جھلس رہا تھا۔ وہ ابھی جانتی ہی نہیں
تھی کہ بہرام خانزادہ اسکی تڑپ کتنے شدت پسند انداز میں
پوری کرے گا وہ پیلس میں ساری تیاریاں کر چکا تھا اپنی
بے باکی کے بھر پور انداز میں جوہر دکھانے کے۔

کوئی منہ سو جا کر کیوں بیٹھا ہوا ہے کچھ اور سوجوانا
ہے کیا؟؟ بہرام خانزادہ آگ لگانے والے انداز میں بولا تھا۔

اس کی باتوں میں چھپا طنز شانزے کو سر سے پاؤں تک
مرچے لگا گیا تھا۔ وہ پہلے سے زیادہ غصے سے لال ہو
گئی تھی۔

بات نہیں کرے مجھ سے کوئی اب! شانزے جلے بھنے
انداز میں بولی تھی۔ اوکے بات نہیں تو چیر پھاڑ والا شدت
بھرا رومانس کر لیں گے اور فرمائش کرو غلام حاضر
ہے!! بہرام خانزادہ گاڑی مین روڈ پر ڈالتا شانزے کو
فلاننگ کس کرتے بولا۔

آپ غلام بن ہی ناں جانا!! شانزے کے کانوں سے دھواں
نکل رہا تھا۔ جانم آپ کے غلام بن تو گئے ہیں ہم تو سر
کے بل آپ کے قدموں کے بیچ گھس جانے کے لئے
دوڑے چلے آتے ہیں اب بھی آپ ہمیں اپنا وفادار غلام نا
مانے تو ہم کیا کریں!! بہرام خانزادہ ذو معنی انداز میں بولا
تھا۔ سر کے بل قدموں کے بیچ ڈورے چلے آنے کا مطلب
کیا تھا شانزے بہت اچھی طرح جانتی تھی

بہرام خانزادہ شریر مسکان اپنے لبوں پر سجائے گاڑی
ڈرائیو کر رہا تھا اس نے شانزے خان کو آج جتنا تپایا تھا

اب تو اسے یقین ہو گیا تھا کہ آج اس کی نازک جان بیوی
اسکا بھرپور ساتھ دے گی بلکہ آج وہ لذت کے احساس
سے رونا دھونا بھی کم ہی کرے گی۔

اپنی جگہ پر آنا ہے میرے ناراض بچے نے؟؟ بہرام
خانزادہ لاڈ اٹھانے والے انداز میں بولا۔ نہیں! شانزے ایک
لفظی جواب دیتی منہ پھیر گئی تھی اس نے اس ظالم سے
اب بات بھی نہیں کرنی تھی جو پہلے اسکے وجود کا
حصہ بن کر اسے ستاتا تھا اور اب خود سے محروم کر
کے ستا رہا تھا۔ دو ماہ کی سزا کیا کافی نہیں جو اب اسے
مزید سزا دے رہا تھا۔

وہ لڑکی تھی شرم و حیا کا پیکر خود سے اپنی طلب کا
کیسے اظہار کر لے اسے کچھ تو خیال کرنا چاہیے تھا
مگر وہ بھی تو شوہر ہی تھا اسے بھی تو اپنی بیوی کا
ساتھ درکار تھا ہر قربت میں آنسو بہا چکی تھی تکلیف اور
اذیت سے مرنے والی ہو جاتی تھی اگر اس کا ساتھ دیتی
تو اتنا درد کبھی نا ہوتا جتنا ہر ملاپ میں پہلے سے زیادہ
ہوتا تھا۔

بیٹے آج تو تو گیا تیری خیر نہیں ہونی بیوی شدید گرم ہو

رہی ہے چوس لے گی تجھے پورا تجھ پر دماغ خراب ہوا
 پڑا ہے اپنی خیر منالیں آج!! جتنا تو اسے سوجاتا تھا آج
 تیری سوجنے کی باری ہے مگر ایک بات سن لے تھوڑا
 آرام سے کرنا آج میری بیوی کو زیادہ رلانے کی کوئی
 ضرورت نہیں پروفیشنل وے میں ف* کرنا ہے ترسی
 ہوئی حالت میں نہیں ہاں ہاں جانتا ہوں دو ماہ تیری پارٹنر
 تجھ سے دور رہی ہے اب وہ جب تجھ سے ملنے کے لئے
 تڑپ رہی ہے تو حرامی بننے کی کوشش مت کرنا اس بار
 کوئی بھی حرامزدگی دکھائی تو سزا کے طور پر کھڑا
 رہے گا تو ساری رات مگر میں تجھے سلاؤں گا نہیں سن
 لے روتے رہ جائے گا اچھا ابھی تو بیٹھ جا میرے باپ وہ
 ناراض ہے پہلے اسے منانا ہے منا کر پھر ناراض کرنا
 ہے!! بہرام خانزادہ معنی خیزی سے خود سے باتیں کرتا
 سونگ پلے کرتا خود بھی ساتھ ساتھ گنگنانے لگا۔

کیوں اتنا مجھ سے ہے خفا تو۔۔۔

کی میں نے ایسی کیا خطا۔۔۔

کیوں اتنا مجھ سے ہے جدا تو۔۔۔

کیا تیرے دل میں ہے بتا۔۔۔

بہرام خانزادہ کا انداز والہانہ تھا۔

میں چاہوں تجھ کو میری جان بے پناہ

فدا ہوں تجھ پہ میری جان بے پناہ

بہرام خانزادہ بیک ویو مرر میں دیکھ کر شانزے کو
فلاننگ کس کرتا نرم گرم نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

بہرام خانزادہ کا یہ روپ بھی ہو سکتا تھا شانزے نے کبھی
سوچا بھی نہیں تھا وہ کسی ماہر سنگر کی طرح شانزے
کے دل کے تار چھیڑ رہا تھا اس کی روح میں اتر رہا تھا
وہ بولڈ تو تھا ہی مگر اس میں رومانس کس حد کا تھا یہ
وہ آج دیکھا رہا تھا وہ ناصرف شریر بے باک غصے کا
تیز تھا بلکہ بے حد رومانوی بھی تھا۔

اس نے گاڑی سلو کی پیچھے مڑا اور شانزے کو کسی
گڑیا کی طرح اپنی باہوں میں بھر کر خود سے لپٹا لیا۔ اس
نے اتنی مہارت سے شانزے کو پچھلی سیٹ سے اپنی لپ
میں ٹرانسفر کیا تھا کہ وہ مزاحمت بھی نہیں کر سکی وہ
بہرام میں گم تھی۔

ذرا سی دل میں دے جگہ تو۔۔۔

ذرا سا اپنا لے بنا۔۔

ذرا سا خوابوں میں سجا تو۔۔

ذرا سا یادوں میں بسا۔۔

میں چاہوں تجھ کو میری جان بے پناہ

فدا ہوں تجھ پہ میری جان بے پناہ

وہ شانزے کے گولڈن بالوں کو چومتا اس کا منہ اپنے
سینے میں چھپا گیا۔ یہ ہی وہ پناہ گاہ تھی جس سے دور
جانا شانزے کے لیے سوہان روح تھا یہ مہک ہی اس کی
سکون اور سانسوں کی ضمانت تھی۔ شانزے بے ساختہ
بہرام خانزادہ کے سینے پر نرمی سے اپنے ہونٹ رکھ کر
چومنے لگی۔ وہ اپنے لبوں کو قابو نہیں کر پائی تھی
شدید!! ناراضگی کے عالم میں بھی وہ اسے بہت محبت
سے چوم رہی تھی

میں تیرے میں تیرے قدموں میں رکھ دوں یہ جہاں میرا
عشق دیوانگی۔۔

ہے نہیں ہے نہیں عاشق کوئی مجھ سا تیرا تو میرے لئے

بندگی۔۔۔بہرام خانزادہ شانزے کے بالوں کو گدی سے جکڑ
کر اس کے نازک لب اپنے سینے سے دور کرتا اسکا منہ
اپنے منہ کے قریب کرتا پہلی بار بے حد نرمی سے
اسکے لبوں پر قابض ہوا۔

میں چاہوں تجھ کو میری جان بے پناہ

فدا ہوں تجھ پہ میری جان بے پناہ

وہ شانزے کے ہونٹوں کو کھینچ کر چھوڑتا اس کی
آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پورے سر میں گنگنایا تھا۔۔

شانزے کے گال ناک کان یہاں تک کے اسکی گردن تک
سرخ ہو گئی وہ حیا کا پیکر بنی اپنی گھنی مڑی ہوئی
پلکیں جھکا گئی۔بہرام خانزادہ کی مسکراہٹ بے حد گہری
معنی خیز ہو گئی تھی۔

کہہ بھی دے کہہ بھی دے دل میں تیرے جو ہے چھپا
خواہش جو ہے تیری۔۔۔!!

بہرام خانزادہ کاہاتھ گہری بے باکی سے شانزے کے نچلے
دھڑ کو چھونے لگا وہ شانزے کی ویٹ و جائنہ پر اپنی

فنگرز پھیر کر اس کی گردن کو سک کرنے لگا۔ اس کے
پینس کی لینتھ شانزے کے اوسان خطا کر رہی تھی

وہ بہرام خانزادہ کی انگشت کی حساس حرکت پر مدبوش
ہوتی اپنی گردن کو اسکے شولڈر پر ٹکا کر بہکی آہیں
بھرنے لگی۔ بہرام خانزادہ کا بھی خون جوش سے ابلنے
لگا دیوانہ پن حواس معطل کرنے لگا۔ اس کی سیاہ لینڈ
کروزر بیسٹ پیلس کے میلوں تک پھیلے گشادہ کار پورچ
میں آکر رکی تھی۔

رکھ نہیں رکھ نہیں پردہ کوئی مجھ سے اے جان کر لے تو
میرا یقین۔!! بہرام خانزادہ شانزے کو ایک بار پھر اپنے
لئے پاگل بناتا اپنا ہاتھ اس کے بھیگتے انگوں سے پیچھے
کھینچ گیا اور پھر وہ ہوا جس کا اندازہ بہرام خانزادہ کو
تھا۔

شانزے بیھڑی شیرنی کی طرح مڑی اپنے دونوں ٹانگوں
کو کھول کر بہرام خانزادہ کی لیپ میں ایڈجسٹ ہوئی اور
اس کی پلاٹینم چین اپنے نازک ہاتھوں کی مٹھیوں میں
جکڑ کر اس کے عنابی ہونٹوں کو اپنے نازک پنکھڑیوں
کی مانند نرم لبوں میں قید کر کے عنابی لبوں کا اسی شدت

سے جام پینے لگی جس طرح بہرام خانزادہ پاگل ہو کر اسے پیتا تھا مگر وہ کبھی بھی بہرام کی دیوانگی کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی بہرام خانزادہ کی سختی میں جو جنون تھا اس کا مقابلہ ممکن ہی ناں تھا۔

شانزے کے نچلے دھڑ کو بے رحم گرفت میں بھیج کر بہرام خانزادہ اپنے ازلی بے رحم انداز میں شانزے پر ٹوٹ پڑھا تھا وہ گھونٹ بھر بھر کر کچھ اس طرح سے خود کو سیراب کر رہا تھا جیسے دو ماہ کی شدید پیاس اس کے حلق کا ایک ایک قطرہ نچوڑ کر وصول کر لے گا۔

وہ غصیلی آوازوں کے ساتھ شانزے کے لب چباتا ہوا ایگریسلی اسے چوم رہا تھا۔ بہرام خانزادہ نے اس نازک جان کے ہونٹوں پر کاٹ کر انہیں زخمی کر دیا تھا مگر وہ روکا نہیں تھا بلکہ پہلے سے زیادہ سختی اور بے رحمی سے اسکا میٹھا لمس اپنے حلق میں اتار رہا تھا۔ اس کا انداز جوشیلا تھا جسم سے آگ کی لپیٹیں نکل رہی تھی وہ دہکتا اندھن بنا شانزے کی سانسیں روک رہا تھا

بہرام خانزادہ شانزے کے پیس کے گوشت کو زور زور سے بھیج کر ان پر تھپڑ مارتا ہوا شدید غصے کے عالم

میں جنونی معنی خیز آوازیں نکال کر اسے فرینچ کس کر رہا تھا۔ وہ اس کی زبان کو اپنی زبان میں لے کر رول کر کے لڑاتا ہوا شانزے کے بالوں کو پہلے سے زیادہ زور سے دبوج کر اتنی زور سے کھینچ کھینچ کر چوس رہا تھا کہ شانزے کو اپنی زبان حلق سے جدا ہوتی محسوس ہوئی تھی۔

وہ سانسوں کے لئے مچھلی کی طرح تڑپی تھی۔ بہرام خانزادہ بے رحم بنا اس کے ہونٹوں کا سارا رس نچوڑ چکا تھا وہ اس کے لبوں میں اپنے لبوں کی ملاوٹ سے جنونیت کی انتہا کو چھو کر رہا تھا۔ شانزے خان کے چودہ طبق وہ اپنی ایک ہی کس سے روشن کر گیا تھا آج وہ قربت کے لمحات میں اس کا حال کیا کرنے والا تھا شانزے کو سوچ سوچ کر ہی پسینہ آنے لگا تھا

روم میں جاؤ خود کو سجاؤ سنوارو آج میں ساری رات تم پر اپنے جنون کا قہر دھانے والا ہوں آج اگر مجھے خود سے دور جھٹکا یا غلطی سے بھی روکنے کی کوشش کی تو شانزے خان جان نکال دوں گا آج تمہاری ہم دونوں کے نکاح کے رشتے کو مضبوط ہی یہ حلال ضرورت کرتی

ہے میں کبھی کسی غیر عورت سے لطف اندوز نہیں ہوا
خود کو تمہارے لئے کچھ اس طرح محفوظ رکھا جیسے
میرا جسم صرف تم سے ہی سیراب ہو سکتا ہے ہاں میں
بہرام خانزادہ تمہیں بیوی سے زیادہ اس محبوبہ کی طرح
چاہتا ہوں جسے دن رات اپنی قربت میں بھگایا جائے تو
بھی ایک عاشق پیاسا ہی رہے آج میرا ساتھ نہیں دیا تو
دیکھ لینا تمہیں کس طرح رلاتا ہوں میں بستر پر بھی ہلنے
کے قابل نہیں چھوڑوں گا اس طرح تمہیں اپنے وجود کا
حصہ بناؤں گا کہ تم اپنے تمام تر ہوش و حواس کھو کر
میری ہی بابوں میں ڈھیر ہو جاؤ گی آج نا ستانا مجھے
ورنا میں بے رحمی کے سارے ریکارڈ توڑ ڈالوں گا۔

بہرام خانزادہ کا جنون اس کے حواسوں پر سوار ہو گیا
تھا وہ شانزے کی گردن زور سے جکڑے کسی جنونی
عاشق کی طرح اپنے لہو میں دہکتے شانزے کی طلب
کے شعلوں سے بے قابو ہی تو ہو گیا تھا۔

شانزے کے پیٹ میں تتلیاں اڑھنے لگی تھی اس کی ریڑھ
کی ہڈی میں تیز سنسناہٹ ہونے لگی۔ جاؤ تیار ہو کر میرا
انتظار کرو۔!! بہرام خانزادہ خود کو نارمل کرتا گاڑی کا

ڈور ان لاک کرتا شانزے سے بولا۔ مگر آپ کو تو بھوک لگی تھی آپ نے تو پاستا کھانا۔۔۔۔۔۔ مجھے بھوک لگی ہے تمہارے اس نازک وجود کی اور میں تمہیں کھاؤں گا اب جاؤ دیر مت کرو جتنی دیر کرو گی اتنی دیر اسے جھیلو گی پھر چاہے رو لو تڑپ لو مگر یہ باہر نہیں نکلے گا! بہرام خانزادہ اپنے مچلتے پینس کو شانزے کو ہولڈ کرواتا زو معنی خوفناک سے انداز میں کہتا شانزے کے جسم میں لرزش پیدا کر گیا۔

وہ فوراً سے اس کی لیپ سے اترتی تیزی سے لڑکھڑاتی ہوئی پیلس کے داخلی دروازے کو عبور کرتی بہرام خانزادہ کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ بہرام خانزادہ کو غصہ کیوں آ رہا تھا وہ اچھی طرح سمجھ رہا تھا اپنی جذباتی کیفیت آخری بار شانزے نے اسے جس طرح خود سے دور کیا تھا اس کے جذبات میں وہ آگ لگا رہی تھی جو آگ اب شانزے کے نازک وجود کو اپنی قربت میں بری طرح لرزہ کر ہی ٹھنڈی ہونی تھی۔

بہرام خانزادہ پوری طرح اپنی جنونیت سے لبریز طاقتور پرفارمنس کے لئے تیار تھا جو شانزے کے آج ہوش اڑا

کر رکھنے والی تھی۔ وہ اپنا غصہ کنٹرول کرتا اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا گاڑی سے نکل گیا تھا۔ اس کے گارڈ پورچ میں نہیں تھے کیونکہ وہ جانتے تھے انکا باس جب اپنی لیڈی لو کے ساتھ ہوتا تھا اسے مکمل تنہائی چاہیے ہوتی تھی۔

اف کیا پہنو؟ ایک تو بہرام نے کوئی بھی ڈھنگ کا نائٹ گاؤن وارڈ روب میں نہیں رکھا ہے سارے ہی بوڈی سوٹ ہیں کوئی بھی اچھی سی سلک کی نائٹی نہیں ہر چیز آدھی ادھوری ہے کتنی شرم آتی ہے مجھے یہ باڈی سوٹ پہن کر سب کے کلرز بھی بلیک ہیں یہ والا پہن لیتی ہوں یہ ٹھیک رہے گا!! شانزے وارڈ روب میں سے ایک باڈی سوٹ نکال کر پہنتی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر کھڑی ہوتی ڈریسنگ مرر میں جھک کر لپ اسٹیک لگا رہی تھی وہ فریش شاور لے کر نکلتی تھی۔ اسکے بال ہلکے ہلکے نم ہو رہی تھے۔

ہیئر ڈرائر سے پانچ منٹ میں جتنے بال ڈرائی ہو سکتے تھے ہو گئے تھے۔ اسے روم میں بیس منٹ ہو گئے تھے بہرام خانزادہ ابھی تک روم میں نہیں آیا تھا شانزے تیار ہوتی ڈریسنگ روم سے باہر نکلی وہ روم کے ڈم لیمپس آن کر کے ٹیبل کے پاس کھڑی ہو گئی تھی۔

اسکی پچھلی گردن دکھ رہی تھی وہ ٹیبل کے دونوں
اطراف میں اپنے ہاتھ رکھتی اپنی گردن کو دائیں بائیں موو
کر کے پیچھے کی جانب فولڈ کر رہی تھی جب روم کا
دروازہ کھلا اور بہرام خانزادہ اپنی ازلی مغرورانہ چال
چلتا ہوا روم میں انٹر ہوا اور جو حسین نظارہ اس کی
آنکھوں نے دیکھا وہ بے باکی سے مسکراتا ہوا بہکی بہکی
گہری نظروں سے شانزے کو دیکھنے لگا جو اپنے حسن
کا جلوہ حسین پوز میں کرواتا بہرام کا انگ انگ کھڑا کر
گئی



بہرام خانزادہ شانزے کی بھری بھری تھائیز کو بہکی
نگاہوں سے دیکھتا اس کے بلیک باڈی سوٹ کے ڈیپ
گلے سے ابھرتے بوبز اور کلیویج لائن کو للچائی ہوئی
نظروں سے دیکھنے لگا۔

بہرام خانزادہ کی آنکھیں خماری سے لہو مائل ہونے لگی
تھی وہ بہکے قدم اٹھاتا شانزے کی جانب بڑھا اور اسے
سوچنے سمجھنے کا موقع دیئے بنا اس پر جھپٹ پڑھا۔ وہ
اس کی پتلی سی کمر کو مٹھی میں جکڑ کر اسے ٹیبل کے

اوپر بٹھاتا اس کی کمر کو سہلاتے ہوئے باڈی سوٹ کے
ڈیپ گلے پر جھک کر اپنا دہکتا لمس بکھیرنے لگا۔

اس نے شانزے کی ٹانگیں کھول کر اپنے دائیں بائیں کی
اور اس کی کلیویج لائن پر اپنی زبان کی نوک پھیر کر اس
کے بوبز پر اپنے ہونٹ رکھ کر ان کی ابھری بے داغ
اسکن کو اپنے منہ میں لے کر زور سے سک کرتا ہوا لو
بائٹس بنانے لگا۔ وہ بہت بے رحمانہ انداز میں شانزے کے
بوبز کو اپنے دانتوں سے داغدار کر رہا تھا۔



آہہ۔۔۔! شانزے اس کے دانتوں کی چبھن سے مچلنے لگی
تھی۔ بہرام خانزادہ شانزے کے بریسٹ کو پاگلوں کی طرح
سک کر رہا تھا وہ باڈی سوٹ کا ڈیپ لگا نیچے کرتا
شانزے کے نیپلز کو اپنے منہ میں حلق تک بھر بھر کر
چوس رہا تھا۔ اس کا انداز جارحانہ تھا شانزے کو شدید
جلن اور چبھن کا احساس ہو رہا تھا۔

انتہائی حسین اور شہد سے بھی زیادہ میٹھی بیوی ملی ہے
مجھے!! وہ اس کو زمین پر کھڑا کر کے اس کا رُخ پلٹتا
اسے پیچھے کی جانب سے تھام کر اس کا منہ اپنی طرف
موڑ کر گلاب گالوں کو چومنے لگا۔



وہ کبھی اسکے ساتھ نرمی سے پیش آتا تو کبھی اسکا انداز جارحانہ ہو جاتا۔ وہ اپنے ابھرتے جذبوں کو لگام ڈالنے میں ناکام ہو رہا تھا۔ نا لبوں کو آرام تھا نا ہاتھوں کو۔۔

شانزے خود کو بیلنس کرنے کے لئے بہرام خانزادہ کو تھام رہی تھی جب اس کا ہاتھ بہرام کی پیٹ سے ابھرتے پینس کو چو گیا۔ بہرام خانزادہ شانزے کا ہاتھ اپنی پیٹ کے اندر کر کے پینس ہولڈ کرواتا اس کے پیٹ پر دونوں ہاتھوں سے سہلاتے ہوئے اس کی ٹھوڑی کو سک کرنے

لگا۔

شانزے کے ہاتھ پینس ہولڈ کرنے میں ناکام ہو رہے تھے
بہرام خانزادہ بے چین ہو کر اپنی پینٹ کا بیلٹ کھولتا زپ
کو تیزی سے کھول کر پینٹ نیچے کرتا فلی ایریکٹیڈ پینس
کو شانزے کی مٹھی میں پکڑا کر آگے پیچھے حرکت
دینے لگا۔

خود سے موو کرو اپنا ہاتھ یہ جتنا زیادہ ٹائٹ ہو گا لینے
میں اتنا ہی مزہ آئے گا تمہاری تنگ و جائنہ کو چیرنا چاہتا
ہے یہ مگر میں آج تمہیں اس وقت تک درد نہیں دوں گا
جب تک تم خود اپنے منہ سے اسے مانگ نہیں لیتی۔ وہ
شانزے کے کان کو چومتا اس کی سانسیں مدہوش کرتا
معنی خیز بہکی آواز میں بولتا اپنی شرٹ کے بٹن توڑ کر
ریموو کرتا گہری سانسیں بھرتی شانزے کو پیچھے سے
بے باکی سے خود سے مس کرتا بے باک سرگوشیاں کرنے
لگا۔

بہرام خانزادہ شانزے کے بریسٹ کو اپنے ہاتھ میں پکڑ
کر اسکویز کرتا ہوا اس کی سائڈ گردن کو سک کر رہا تھا
شانزے اپنی گردن پیچھے پھینکے اپنا ہاتھ پیچھے کی

جانب فولڈ کر کے کبھی بہرام کا شولڈر تھام رہی تھی تو کبھی اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں الجھا رہی تھی۔ بہرام خانزادہ شانزے کی گردن کو فرنٹ سے جکڑے اپنی انڈیکس فنگر اس کے مدہوشی سے کھلتے لبوں میں انسرت کرتا اس کی سائڈ گردن پر زبان پھیر رہا تھا۔



بہرام خانزادہ شانزے کو اپنے کندھے پر ڈالے صوفے کی جانب بڑھا تھا۔ وہ اسے صوفے پر دھکیل کر اسے پنڈلیوں سے پکڑ کر گھسیٹتا اپنے وجود سے ٹچ کرتا اسکی گردن کو زور سے جکڑ کر اس پر جھکا تھا۔ شانزے نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کی چوڑی کلائی کو سہم کر تھاما

تھا۔



بتاؤ کیا چاہیے تمہیں؟؟ اس کا انداز شانزے کو خوفزدہ کر گیا تھا۔ بہرام خانزادہ کی سیاہ آنکھیں لہو رنگ ہو گئی تھی جن میں جنونیت کی گہری لکیریں تھی اس کے جسم کی رگیں پھول رہی تھی وہ گہری سانسیں بھر کر خود کو کنٹرول کر رہا تھا۔

بتاؤ بیوی کیا چاہیے تمہیں مجھ سے؟؟ وہ شانزے کے کھلے ہوئے ہونٹوں پر بے باکی سے اپنا انگوٹھا سہلاتا اس

کے کھلے ہوئے منہ میں انسرت کرتا لہو آنکھیں خوفزدہ
شہد آنکھوں میں گاڑھ کر دیکھنے لگا۔



اس کی ضد تھی آج شانزے اسے اس سے مانگنے گی تو
ہی وہ آگے بڑھے گا ورنہ ساری رات اسے بھی تڑپائے گا
اور خود بھی تڑپ کر ہلکان ہو جائے گا مگر آج وہ اسے
خود مانگے گی تو ان دونوں کے بیچ فاصلے مٹیں گے
ورنہ تڑپتے ہوئے رات کٹے گی۔

آآپ۔آپ۔آپ۔چاہیے۔۔۔!! شانزے اتنی ہلکی آواز میں بولی کہ

وہ خود بھی ناں سن سکی مگر بہرام اس کے لبوں کی حرکت سے اسکی تڑپ کا اندازہ لگا گیا۔ بتاؤ مجھے کہ تم اپنے بہرام کو پانے کے لئے ترس رہی ہو! بہرام خانزادہ اپنا چلا لب دانتوں تلے دبا کر خماری سے بھاری ہوتے لہجے میں بولا۔

میں۔۔آپ۔۔کو۔۔پانے کے۔۔لئے۔۔ترس۔۔رہی۔۔ہوں!! شانزے اپنی نظریں جھکائے بولی تھی جب بہرام خانزادہ نے اس کے جبڑے کو زور سے اپنے ہاتھ کی مٹھی میں جکڑا تھا۔ میری آنکھوں میں اپنی نشیلی آنکھیں گاڑھ کر بولو کہ تم میرا لینے کے لئے مر رہی ہو نہیں ملے گا تو جنگلی محبوبہ بن جاؤ گی تم چاہتی ہو میں تمہارے ساتھ زور سے سیکس کروں ہارڈلی فک کروں

تمہیں اور تم اس کے پورے پورے مزے لو آخر مجھ پر حق صرف تمہارا ہے!! بہرام نے تو شانزے کے پورے وجود سے ہی دھوئیں نکال دیئے تھے وہ اپنی شہد آنکھیں زور سے میچ گئی۔

میں یہ نہیں بول سکتی پلیز کچھ۔۔۔۔۔میں یہ بھی نہیں دوں گا تمہیں جب تک بولو گی نہیں!! بہرام پلیز تنگ مت کریں

کیوں تڑپا رہے ہیں میری جان نکال رہے ہیں آپ!! شانزے
نے ہار مان لی تھی۔ نہیں تڑپاتے ہم دونوں آپ کو میری
جان آپ کا حق ہے آپ مانگ کر نہیں لینا چاہتی تو چھین
کر لے لیں ہم دونوں اف نہیں کریں گے!! بہرام خانزادہ
شانزے کو اوندھے منہ کرتا اسکے باڈی سوٹ کو
جارحانہ انداز میں چاک کرتا اسکے وجود سے جدا کر
گیا۔

بولو میری جان کیا چاہیے کس کے لئے تڑپ رہی ہو
میری خانم؟ بہرام خانزادہ بھاری لہجے میں شرارت سے
بولا۔ آپ چاہیے!! شانزے خان کی آواز بھیگ گئی تھی
اوکے دیتا ہوں تمہیں جو مانگ رہی ہو!! وہ ایک لمحے کا
بھی انتظار کیے بنا جھٹکے سے اس میں سمایا تھا۔

آہہ۔۔۔! شانزے کی فلک شگاف چیخ کمرے میں گونجی تھی
بہرام بے رحمانہ انداز میں اسکے وجود میں سرائیت
حاصل کر گیا تھا وہ ہمیشہ سے ہی بے رحم تھا۔ بہرام
خانزادہ نے شانزے کو اوندھے منہ کیے ہی اس کی شدید
بھیگی ہوئی پسی میں آخری حد تک پورا پینس انسٹ کر
دیا تھا۔ اسے ڈیپ اسٹروکس دینے کی بجائے وہ ٹھہر کر

شانزے خان کی نازک کمر پر اپنے لبوں کا لمس بکھیرنے
لگا۔

وہ اس کی کمر کی اسکن کو سک کر کے داغدار کر رہا
تھا اپنی نوکیلے دانتوں سے اسے جگہ جگہ لو بائنٹس دے
رہا تھا۔

بتاؤ اور کیا چاہیے تمہیں مجھ سے؟؟ وہ شانزے کو
سسکیاں دباتے دیکھتا اس کے بریسٹ کو دونوں ہاتھوں
کی مٹھیوں میں بھر کر اسکوئز کرتا نیپلز کو مسلتے ہوئے
بھاری غصیلی آواز میں استفسار کرنے لگا۔

آپ۔۔۔چاہئے۔۔!! شانزے سسکیوں سے بولی تھی۔ کس طرح
چاہیے ہوں میں پیار سے شوہر بن کر؟؟ یا پھر دیوانہ
عاشق بن کر؟؟ بہرام خانزادہ نے شانزے کی توبہ نکلوا
دی تھی اب تو وہ مر کر بھی غلطی سے بہرام خانزادہ کو
خود سے دور ناں جھٹکے! وہ کیا چیز تھا کس کس طرح
اپنا بدلہ وصول کرتا تھا شانزے خان تو اپنے لفظوں پر
پچھتا رہی تھی۔

بولو شوہر چاہیے یا عاشق؟ بہرام شدید غصے سے دھاڑا

تھا۔ شانزے بری طرح لرز کر رہ گئی تھی۔ عا۔ شق
عاشق۔ چاہئے!! شانزے ہچکیوں سے روتی ہوئی بولی
تھی۔ اگر عاشق چاہیے تو پھر رونا کیوں نکل رہا ہے؟
بہرام خامزادہ طیش سے غرا کر بولا تھا۔

نن۔ نہیں۔ نہیں۔ رو۔ رہی! شانزے نے اپنا نچلا لب کچل کر
اپنی سسکیاں دبا لی تھی۔ آئندہ خود سے دور جھٹکو گی
مجھے؟؟ میرا حق مجھے دینے سے انکار کرو گی؟؟
آخری سوال شانزے کو مزید بھاری پڑھ گیا تھا۔

نہیں۔ کبھی۔ بھی۔ نہیں! شانزے کا اتنا ہی کہنا تھا جب بہرام
خانزادہ دو ماہ کی پیاس کچھ اس انداز میں مٹانے لگا کہ
شانزے پوری ہل کر رہ گئی وہ ظالم بے رحمی پر اترا ہوا
تھا مگر آج لذت کا احساس شانزے کو بھی بڑی شدت سے
ہو رہا تھا۔

بہرام خانزادہ خود زمین پر کھڑا ہو کر شانزے کو صوفے
پر پوری طرح اوندھے منہ کیے ڈیپ اینڈ ڈیڈ اسٹروکس
دے رہا تھا اس کے جھٹکے بے حد جان دار تھے جو
شانزے کا پورا جسم ہلا رہے تھے بہرام خانزادہ اپنے ایک

ہاتھ سے شانزے کے بالوں کو پیچھے سے جکڑ کر اس کے دونوں ہاتھ فولڈ کر کے کمر پر باندھے اپنے دوسرے ہاتھوں میں اس کی کلائیوں کو سختی سے پکڑے زور زور سے پینس پینٹریٹ کر رہا تھا۔ وہ اسے بہت ہارڈلی فک کر رہا تھا۔

آہہ۔۔۔بہرام۔۔۔آہہ۔۔۔سس۔۔۔آپ۔۔۔بہت ہارڈلی کر رہے ہیں!! تم خود بہت ہارڈلی فک کروانا چاہتی ہو اپنی تنگ پسی کو میرے تھک پینس کی عادت ڈلوا لو تو ہی بہتر ہے جتنی تنگ تمہاری وجائے ہے میرا پینس اتنا ہی موٹا ہے اور لذت اسی میں ہے کہ ہم دونوں دن رات ان کا ملاپ کروائیں!! بہرام خانزادہ شانزے کے پیس کو بھینچ کر اسے اتنے گہرے جھٹکے دے رہا تھا کہ پورے کمرے میں نم ساز گونج رہا تھا۔

شانزے اسے سہن نہیں کر پا رہی تھی مگر اسے سہن کرنا ہی تھا وہ ظالم دور جاتا تو شاید سانسیں دشوار ہو جاتی اسے خود میں محسوس کرنا ہی تھا وہ اس کا دیوانہ تھا اسے تڑپا کر درد دینے کا پورا پورا حق حاصل تھا

کھولو ٹانگیں سہی سے تاکہ گھسانے میں مشکل ناں ہو اس
طرح زیادہ رگڑی جاؤ گی اور پھر یہ پنک پسی سوج
جائے گی خود کو ڈھیلا چھوڑو بیوی اپنے انٹرنل مسلز
اسٹف مت کرو پینس پھنس رہا ہے تمہیں جھٹکوں میں اور
درد ہو گا!! بہرام خانزادہ جھٹکوں میں کمی لاتا شانزے
کے سرخ ہوتے پیس سہلاتے ہوئے بولا۔

بہرام درد ہوتا ہے بہت!! شانزے اپنی گردن پیچھے موڑے
بہرام خانزادہ کو شکوے سے دیکھ کر بولی تھی۔ بچہ
کیسے پیدا کرو گی؟؟ بہرام خانزادہ شانزے کو پھر سے
بالوں سے جکڑے اسے کمر سے خم سے دبوچے جھٹکے
دیتے ہوئے بولا تھا۔ آپ کو بچہ چاہیے ہی کب!! شانزے
نے اسے روٹھی نظروں سے دیکھا!! بہرام خانزادہ اسے
کہنے کی بجائے اسے ڈیڈلی فک کرنے لگا۔

سس۔۔۔ اگہہہہ۔۔۔ شانزے نے صوفے کو تھاما تھا اس کی
ٹانگیں لرز کر ٹوٹنے والی ہو گئی تھی مگر بہرام خانزادہ
اسے لذت بھرے طاقتور جھٹکے دینے سے باز نہیں آ رہا
تھا۔ آجاؤ بیڈ پر چلتے ہیں یہاں تم کمفرٹیل نہیں ہو زیادہ

درد ہو رہا ہے تمہیں!! بہرام خانزادہ اسے اپنی باہوں میں
بھرے بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔ وہ شانزے کو بیڈ پر لیٹاتا
اسے اپنے لمس سے مہکانے لگا۔

بچہ چاہیے مجھے اور تم سے ہی چاہیے الٹا سیدھا مت
سوچا کرو بیوی!! بہرام خانزادہ اس کے ماتھے پر چومتا
کان کے قریب جھک کر سرگوشی میں بولا تھا۔ آپ ہمیشہ
پرو۔۔۔۔۔ آج میں کوئی احتیاطی تدابیر استعمال نہیں کروں
گا نہیں پہن کر کونڈم اب رونا نہیں ہے بالکل بھی اپنی
حسین رائڈ انجوائے کرو بیوی!! وہ ایک بار پھر شانزے
کی گہرائی میں خود کو پیوست کرتا اس کی آغوش میں
سفر کرنے لگا!! شانزے اپنی آنکھیں میچے اسے مشکل
سے سہن کرنے لگی۔

بہرام خانزادہ شانزے کو سائڈ کروٹ پر کر کے اس کے
بویز کو پکڑ کر اس کے نیل کو مسلتا ہوا اپنا پینس ڈیپلی
پینٹریٹ کر کے معنی خیز آوازیں اپنے لبوں سے آزاد
کرنے لگا۔ اس نے شانزے کے جبرڑوں کو جکڑا ہوا تھا وہ
بغیر رکے اسے زور زور سے اپنے جھٹکوں کی گہرائی
لرزاتا اپنی ہارڈ نیس سے روشناس کروا رہا تھا۔

بہرام خانزادہ شانزے کو اپنے وجود کا حصہ بنائے لذت
بھری وادی میں اتر گیا تھا۔ ملاپ کا ساز بہرام خانزادہ کی
جنونیت کی گواہی دے رہا تھا دو ماہ کی پیاس مٹائے نہیں
مٹ رہی تھی گہری مدہوش سانسیں کمرے میں گونج رہی
تھی وہ بہرام خانزادہ تھا جس کی روح شانزے کے وجود
سے سیراب ہونے کے بعد بھی ہمیشہ ہی اس کی طلبگار
رہنے والی تھی۔۔۔

بہرام خانزادہ پر جنون اس قدر سوار ہو گیا تھا کہ وہ
شانزے کی وجائے کو چیرتا ہوا اسے اپنے اوپر لٹائے اس
کی دونوں ٹانگوں کو پوری طرح کھولے پینس کی فل لینتھ
تیز رگڑ کے ساتھ اس کی سرخ ہوتی پسی میں دھکیل رہا
تھا۔ اس نے شانزے کو بہت زور سے گردن سے دبوچا ہوا
تھا وہ اس کی سائڈ گردن کو چوستا ہوا اس کا سر پکڑ کر
بیڈ میں دھنساتے ہوئے اسے جھٹکے دیتا اس کی سانسیں
خشک کر گیا تھا شانزے اپنے ایک ہاتھ سے اس کی ران
کو تھامے ہوئے تھی۔

آہہ۔۔۔ میں تھک رہی ہوں بہرام اس طرح اور زیادہ درد ہو

رہا ہے پلیز کسی اور پوزیشن میں لیٹتے دیں۔ شانزے
بھیگے لہجے میں بولی تھی اسے پینس کی پین فل
پینٹریشن ہلکان کر رہی تھی۔ بہرام خانزادہ اسے جارحانہ
انداز میں آگے کی جانب دھکیلتا اس کی گردن کو پکڑ کر
اس کے گال کو چومتا ہوا اپنا ایک ہاتھ میٹرس پر رکھ کر
اسے شدید قسم کے زور دار اسٹروکس دیتا جنون ہی ہر حد
تورڑ گیا تھا۔

شانزے کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے بہرام خانزادہ
کا آگ کی طرح دہکتا پینس اسے اندر تک چیر رہا تھا۔
بہرام خانزادہ پوری طرح پسینے میں بھیگ گیا تھا۔
شانزے تھکن اور درد سے بے حال ہوتی بیڈ پر گر گئی
تھی وہ گہری مدہوش سانسیں بھر رہی تھی بہرام خانزادہ
بھی اس کے اوپر سوار اسے جھٹکے دیتا منہ کھولے
گہری سانسیں بھر رہا تھا ان دونوں کے منہ مدہوشی کے
عالم میں کھلے ہوئے تھے پورا کمرہ زور دار جھٹکوں
اور معنی خیز آوازوں سے گونج رہا تھا۔

شانزے کا جسم بری طرح لرزہ تھا وہ کے جسم سے جان
نکل گئی تھی وہ اپنے سکون کو پہنچ گئی مگر بہرام

خانزادہ اس کی جان نکالنے سے باز نہیں آ رہا تھا۔ سیدھی
ہو کر لیٹو اور اپنی ٹانگیں پوری طرح کھولو۔ بہرام
خانزادہ اسے کچھ لمحے آزادی دیتا گہری سانسیں لیتا ہوا
لہو چھلکاتے چہرے سے دیکھنے لگا۔

بس اب اور نہیں میں-----تمہارا پانی نکل گیا ہے میرا
ابھی نہیں نکلا سیدھی ہو فوراً۔! بہرام خانزادہ شارپ سے
لہجے میں بولتا ایک بار پھر اس پر حاوی ہو گیا تھا۔ وہ
شانزے کو اب پہلے سے زیادہ شدید جھٹکے دے کر اسے
بلند سسکیاں لینے پر مجبور کر رہا تھا وہ شانزے کی
ٹھوڑی کو سک کر کے دانتوں سے کاٹتا اسے اتنے شدت
بھرے انداز میں فک کر رہا تھا کہ شانزے روتی ہوئی
اپنی آنکھیں رول کرتی بہرام کو تھامنے میں بھی ناکام ہو
رہی تھی۔

بہرام خامزادہ کا جنون اس کے انگ انگ پر حاوی ہو گیا
تھا وہ اپنے سرور کی آخری حد کو پہنچ گیا تھا جھٹکوں
میں مزید شدت آئی تھی لوہے جیسا سخت آگ کے انگاروں
جیسا دہکتا پینس شانزے کے اوسان خطا کر گیا تھا اچانک
ہی اسے آگ جیسا کھولتا مادہ اپنے اندر گھلتا ہوا محسوس

ہوا تھا۔

بہرام خانزادہ شانزے کے اندر ہی خود کو ریلیز کر گیا تھا خوشی کا احساس اس کے وجود کو محسوس ہوا تھا آج ایک الگ ہی سکون اسے ملا تھا۔ وہ شانزے کے بریسٹ میں اپنا منہ دھنسائے اس کے اوپر ہی ڈھے گیا تھا۔ وہ اپنی گہری گرم سانسوں سے شانزے کو جھلساتا نیند کی آغوش میں چلا گیا تھا۔

اس کی ٹھہری ہوئی گہری سانسیں محسوس کر کے شانزے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی اپنی گردن اونچی کر کے اسے چومنے لگی۔ بہرام خانزادہ نیند میں بھی شانزے کا لمس محسوس کر رہا تھا۔

وہ اس کے بریسٹ سے اپنا منہ باہر نکالے نیند میں اس کی گردن چومتا ہوا شانزے کی کمر دبانے لگا۔ آج انجوائے کیا ہے ناں تم نے بیوی؟ وہ نیند سے بھاری آواز میں بولا۔ جی! شانزے اس کے ہاتھوں کے نرم لمس پر نیند میں جاتی بولی تھی۔

تھوڑی دیر بعد ایک راونڈ واشروم میں مارنا ہے میں نے

اور اس بار اندر تم خود لو گی میرے اوپر بیٹھ کر۔۔۔ وہ اس کی گردن کو چوستے ہوئے کب گہری نیند میں گیا اسے اندازہ ہی نہیں ہوا شانزے بھی اس کے لمس کو محسوس کرتے کرتے کب سوئی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے جسموں کی خوشبوؤں میں مہکے ایک نئے وجود کو دنیا میں لانے کا آغاز کر گئے تھے۔۔۔

آئی لو یو سو مچ۔۔ لو یو۔۔ لو یو میری شوگر بے بی!! تم جانتی نہیں تم نے مجھے زندگی کے کس مرحلے میں باپ بننے کی خوش خبری دی ہے قربان ہو جائے شہریار خانزادہ مشائم سے خود کو وار پر پھینک دوں تمہارے سر سے! شہریار خانزادہ کی زندگی کے ہر غم اس ایک پریگننسی اسٹرپ کو دیکھ کر یوں غائب ہوئے تھے جیسے ہو ہی ناں کچھ دیر کے لئے ہی سہی مگر ہر اذیت زندگی سے دور چلی گئی۔

مسٹر شہریار خانزادہ آپکو مجھ پر سے قربان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے بے بی کون سنبھالے گا پھر زیادہ فری ناں ہوں! مشائم شہریار خانزادہ کو کالر سے کھینچ کر ایک ادا سے بولی تھی۔ فری تو اب ہونا ہے تمہارے ساتھ

میں نے!! وہ مشائم کو کمر سے تھامے خود میں بھیانچے
شریر سے انداز میں بولا۔ بتاؤ میری جان کو کیا چاہیے
تحفے میں؟ وہ مشائم کے ماتھے کو چوم کر اس کی ناک
سے اپنی ناک لڑاتا مخمور لہجے میں بولا۔ مجھے آپکا
پرومیس چاہیے بس اور کچھ نہیں!! مشائم دھڑکتے دل
سے بولی۔ کیسا وعدہ لینا ہے تم نے؟؟ شہریار خانزادہ
خوشی کے اس درجے پر تھا کہ وہ مشائم کا لہجہ نوٹ ہی
نہیں کر سکا!! انشال آپ کی ترکی بلوا لیں یا پھر ہم واپس
پاکستان چلتے ہیں نازنین چچی بہت خطرناک عورت ہیں
وہ انکے ساتھ کچھ غلط.....مشائم تم پھر سے وہی بات کر
رہی ہو جو ممکن ہی نہیں چچی پلوشہ خانم سے کبھی الگ
نہیں ہوں گی اور انشال منہان کو چھوڑ کر یہاں کبھی نہیں
آئے گی نازنین چچی منہان کی مورے ہیں وہ ان سے
ناراض ہو کر دور تو جا سکتا ہے مگر ان کے بنا نہیں رہ
سکتا اور میں نہیں چاہتا میری بہن اپنے شوہر سے دور رہ
کر زندگی گزارے مشائم تم نے کالے جادو والا جو الزام
چچی پر لگا تھا اس وجہ سے منہان پہلے ہی بہت خفا ہے
اور اب اگر میں انشال کو زبردستی اپنے پاس رکھنا بھی
چاہوں تو رشتے اور بکھر جائیں گے تم نے خود ان دو ماہ
میں انشال کو کتنی دفعہ ہمارے ساتھ رہنے کے لئے منایا
مگر وہ نہیں مانی ناں ہر بار ہی انکار کر دیتی ہے کہ

میں نے الزام نہیں لگایا شہریار میں سچ بول رہی ہوں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ وہ.....بے بی پلیز تم اتنا اسٹریس مت لو ورنہ میرا یہ والا بے بی اپ سیٹ ہو جائے گا غلط فہمیاں ہو جاتی ہیں میں ابھی کام پر جا رہا ہوں رات میں ملتے ہیں اوکے تم اپنا اور بے بی کا خیال رکھنا

میری جان!! مشائم نے پھر سے پریشان ہو کر کچھ کہنا
چاہا مگر شہریار نے اس کی طبیعت کا خیال کرتے اسے
خاموش کروا دیا۔

کیوں جانا ہے کام پر آج کیا دن ہے آپ کو پتہ بھی ہے
کچھ؟؟ مشائم شدید ناراضگی کے عالم میں بولی۔ کیا ہے
یار آج اوہ ہاں یاد آیا آج تو منڈے ہے!! شہریار نے شاندار
ایکٹنگ کی تھی اس نے اپنی شوگر بے بی کے لئے بہت
اسپیشل سرپرائز برتھڈے ارینج کی ہوئی تھی جس کے
انتظامات دیکھنے شہریار خود جانے والا تھا۔ مائی فوٹ
منڈے میرا تو کسی ڈیڈی کو خیال ہی نہیں ہے چلے جائیں
ابھی کے ابھی اور ہاں سن لیں رات میں بھی مجھے اپنی
شکل مت دکھائیے گا میں اپنی ماما کے پاس واپس چلی
جاؤں گی کوئی نہیں رہنا میں نے کسی بوڑھے انکل کے
ساتھ!! مشائم شہریار کو چھوٹے سے پلو سے مارتی سوں
سوں کرنے لگی تھی وہ پریگنسی کی حالت میں کچھ
زیادہ ہی چڑچڑی ہو رہی تھی اس کے موڈ ہر ایک سیکنڈ
میں بدل رہے تھے۔

بے بی بھی روئے گا تم رو گی تو!! شہریار کے پاس ٹائم

کم تھا وہ مشائم کو ابھی منانے بیٹھ جاتا تو سارا دن سری
رات گزر جاتی مگر وہ ناں مانتی اس لئے اسے بعد میں
ڈھیر سارا پیار کرنے کا سوچ کر وہ اپنے دل پر پتھر
رکھتا دروازے کی جانب بڑھا تھا مگر جاتے جاتے اپنے
بچے کی چھوٹی سی ماما کو خبردار کرنا نہیں بھولا تھا۔

شہریار بات نہیں کرنا آپ مجھ سے آفس میں ہی اپنا بیڈ
روم سیٹ کر لیں! مشائم نے سائنڈ ٹیبل سے لیمپ اٹھا کر
زور سے بند دروازے پر مارا تھا۔ بے بی دیکھ لو اپنے بابا
کو تم کتنے ڈھیٹ۔۔۔ اوہ وہ میرا مطلب تھا کتنے پیارے ہیں
ناں مگر تمہاری ماما کی ایک بات نہیں سنتے آج میری
برتھڈے ہے اٹھارہ کی ہو گئی ہوں اور اب تو تم بھی تو
میرے ساتھ ہو ناں مجھے اسپیشل ٹریٹ کرنے کی بجائے
ہم دونوں کو چھوڑ کر چلے گئے خیر تمہارے بابا بزنس
میں ہیں ناں انہیں کام بھی تو ہوتے ہیں ناں میرے پیارے
بے بی کو بھوک لگی ہے ناں ماما ابھی یمی والے پین
کیکس کھلائیں گی اور ہاں جب میں آپ کے بابا سے لڑوں
گی ناں تو آپ اپنے کان بند کر لینا تاکہ جب سائنڈ لینے کی
باری آئے تو آپ اپنی ماما کی سائنڈ لو اور اپنے بوڑھے
بابا اوہو آئی مین ہینڈ سم بابا سے کٹی ہو جاؤ!! مشائم اپنے
پیٹ اور ہاتھ رکھے اتنی خوبصورتی سے باتیں کر رہی

تھی کہ اگر کوئی اسے دیکھ لیتا تو دیوانہ ہی ہو جاتا۔
دروازے کے باہر کھڑا شہریار خانزادہ سب سن چکا تھا
اس کا دل چاہا مشائم کے اتنا کیوٹ بننے اور اسے بے حد
و حساب پیار دے مگر ابھی سرپرائز کر فوکس کرنا تھا
پیار رات میں کرنا تھا اپنی شوگر بے بی کو!! کس اینگل
سے میں بوڑھا ہو گیا ہوں بھئی میری شوگر بے بی نے
اپنی انکھیں بھاڑے پر تو نہیں دے گی اس کی تو عقل رات
میں ٹھکانے لگا ہوں۔ شہریار خانزادہ مسکراتا ہوا اپارٹمنٹ
سے باہر نکل گیا تھا وہ گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتا
اپنے مطلوبہ مقام کی جانب تیز ڈرائیو کرتا روانہ ہو گیا۔۔۔

احد آپ نے ایک دن کا بھی ریست نہیں لیا ہے خود کو
ہاسپٹل سے کیوں زبردستی ڈس چارج کروالیا آپکو ابھی
آرام کی ضرورت۔۔۔۔۔مجھے اب صرف وٹامن ایشا کی
کمی ہے بس باقی میں فل فٹ ہوں آرمی میں چوسنی پیتے
ہوئے بھرتی تھوڑی ہوا ہوں تمہارے شوہر میں کتنا دم ہے
یہ تم بیڈ پر جان جاؤ گی! احد خانزادہ ہاسپٹل سے رات میں
ہو خود کی ڈس چارج کروا گیا تھا وہ ایشا کے ساتھ
پارکنگ کی طرف بڑھ رہا تھا جو اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں
میں پکڑے ہوئے تھی وہ چاہتی تھی احد کم از کم ایک دن

تو آرام کر لے مگر وہ کہاں کسی کی ایک بھی سننے والا
تھا وہ حویلی جاتے ہی سب سے پہلے اپنی اور ایشا کی
شادی کی بات کرنا چاہتا تھا۔ رایان انکے آگے آگے چل رہا
تھا احد نے ناں صرف منہاں اور بہرام بلکہ سب کو ہی
حویلی واپس بھیج دیا تھا وہ اپنے پیچھے کسی کو بھی ان
کی بیویوں سے دور نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ وہ سب ہی
اتنے بڑے اور کامیاب مشن سے لوٹے تھے سب کو ہی
بیویوں کی ضرورت تھی۔

سالے صاحب آج آپ ڈرائیو کر لیں میں اپنی بیوی کے
ساتھ پیسنجر سیٹ پر بیٹھوں گا۔ احد خانزادہ ہاسپٹل کی
پارکنگ میں پہنچتے ہی رایان سے بولا تھا۔ جو حکم کیپٹن
صاحب!! رایان خوش گوار موڈ میں بولا تھا۔ وہ ان سب
میں سب سے زیادہ کول اینڈ کالم تھا۔ احد خانزادہ اس کی
اکلوتی بہن کا شوہر تھا اس کا اکلوتا بہنوئی وہ تو احد کو
اپنے ہاتھوں کا چھالا بنائے ہوئے تھا جو اس کی بہن سے
اس حد تک عشق کرتا تھا کہ اپنی جان کی بھی پرواہ کیے
بنا اس پر قربان ہونے چلا تھا۔

ایشا احد کی شرارت سمجھ گئی تھی اس لئے وہ اسے تنگ

کرنے کے لئے فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے کے لئے آگے بڑھی
 ہی تھی جب احد نے ایشا کی کلائی پکڑ لی۔ کدھر سویٹ
 ہارٹ؟؟ احد نے شہد رنگ آنکھوں کو شریر انداز میں
 سکرٹے ہوئے اپنی آئی برو اچکا کر کہا۔ بھائی کے ساتھ
 فرنٹ سیٹ پر بیٹھنا ہے مجھے۔۔۔۔۔ تو میرے ساتھ پیچھے
 کون بیٹھا گا پھر؟؟ ایشا اپنی سیاہ کنچا آنکھیں خوبصورتی
 سے ٹمٹاتی ہوئی بولی۔ جب احد نے اسے بازو سے پکڑ
 کر مزید اپنی آغوش میں کر لیا رایان پارکنگ کے اینڈ میں
 کھڑی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا وہ احد کو زیادہ
 چلنے نہیں دینا چاہتا تھا رایان ان دونوں کی باتیں سن کر
 بھی اگنور کر گیا تھا اس نے سوچ لیا تھا سارا راستہ اپنے
 کانوں میں ہیڈ فون لگا کر ہی ڈرائیونگ کرنے میں عافیت
 ہو گی۔

آپ کو آرام کی ضرورت ہے کیپٹن صاحب!! ایشا نے
 شرارتی مسکان لبوں پر سجائے کہا۔ ساری مسکراہٹ منٹ
 میں غائب کروا دوں گا بیگم صاحبہ آج رات آپ نے اپنے
 ہینڈسم ہسبنڈ کی خدمت کرنی ہے اور وہ خدمت کس لیول
 کی ہو گی یہ آپکو ہیڈ روم میں پتہ چل جائے گا! احد نے
 ایشا کی مسکراہٹ پل میں غائب کر دی تھی۔ وہ لال گلاب
 بنی اپنی پلکیں جھکا گئی۔ ایشا بے بی روم میں شرمنا یہاں

مجھے مت اکساؤ کہ میں تمہیں مزید گلاب بناؤں!! احد
رایان کے گاڑی لاتے ہی ایشا کے ساتھ پچھلی سیٹ پر
بیٹھ گیا تھا۔ رایان انصاری کی گاڑی خانزادہ حویلی کی
جانب بڑھنے لگی۔ احد ایشا کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگائے
اسے محبت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اگر اسے کچھ
ہو جاتا وہ تو جیتے جی مر ہی جاتا۔ ایشا احد کی گہری
نظروں سے شرم سے پاگل ہو رہی تھی جو اسے گہری
سوچ میں گم گہری معنی خیز نظروں سے دیکھ رہا تھا
جبکہ رایان اس طرح ڈرائیو کر رہا تھا جیسے بہرا اندھا
گونگا ہو۔۔۔

آہ۔۔! انشال خان بری طرح چلاتی اپنے پہلو میں سوئے
منہان خانزادہ سے گھبرا کر دور ہوئی تھی۔ انشال کے
اتنی بری طرح چلانے پر منہان خانزادہ گہری نیند سے
بڑبڑا کر اٹھا تھا وہ انشال خان کو اپنی طرف شدید سہمی
آنکھوں سے دیکھنے پر پریشان ہوتا ابھی تھوڑا آگے ہو
کر اسے اپنی باہوں میں لیتا جب انشال اس کے ہاتھ کو
اپنی جانب بڑھتے دیکھ کر خوف سے اچھل کر پیچھے
ہوتی بیڈ سے نیچے کرتی کہ منہان بجلی کی تیزی سے
اسے نیچے گرنے سے بچاتا اپنے سینے سے لپٹا گیا۔

ہیے خانی میری جان کیا ہو گیا ریلیکس میں آپکے ساتھ
ہوں میری جان!! منہان سمجھ گیا تھا وہ نیند میں بری
طرح ڈر گئی ہے۔ کیا اس کے ڈراؤنے خوابوں کا سلسلہ
ایک بار پھر شروع ہو گیا تھا؟ منہان کو انشال پر رحم آیا
تھا وہ کب نارمل ہو گی اس کا دل لہو لہو ہونے لگا۔

مم۔۔۔منہان۔۔۔وہ۔۔۔اوہ۔۔۔سیاہ۔۔۔لباس۔۔۔والی۔۔۔عورت تم پر جھکی
ہوئی تھی وہ تمہیں مجھ سے چھیننا چاہتی ہے!! انشال
ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں شدید خوفزدہ ہو کر بولی تھی۔
کوئی نہیں ہے انشال آپ کا وہم ہے روم میں آپ اور
میں۔۔۔۔۔نہیں منہان وہ بھی ہے وہ پچھلی تین راتوں سے
مجھے آکر ڈرا رہی ہے! انشال منہان میں مزید گھستی
ہوئی بولی۔ میری جان میری بات سنے ریلیکس ہو جائیں
کوئی نہیں ہے یہاں میں آپ کے لئے پانی لاتا ہوں!! منہان
اس کے بالوں کو نرمی سے سہلاتا پیچھے مڑ کر پانی
کے گلاس کی جانب دیکھنے لگا جو خالی تھا۔ وہ بیڈ سے
اٹھنے لگا جب انشال نے اسے پیچھے سے زور سے پکڑ
لیا۔ پلیز مجھے اکیلے چھوڑ کر مت جاؤ منہان مجھے بہت
ڈر لگ رہا ہے۔ انشال پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔
میری جان میں دو منٹ میں آ رہا ہوں آپ یہاں بیٹھیں خود

پر آیت کرسی پڑھ کر پھونکیں!! وہ انشال کے لئے پانی
لینے چلا گیا۔

انشال خان سہم کر پورے کمرے میں نظر گھمانے لگی
جب اسے ایسا محسوس ہوا کہ وہ زمین پر رینگتا ہوا اس
کی جانب بڑھ رہا ہے اسے ایکدم ہی متلی ہونے لگی وہ
اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر تیزی سے بھاگتی ہوئی واشروم
میں داخل ہوئی اور سنک پر جھک گئی۔ لگاتار دو تین
ومنٹس کے بعد اس نے اپنی گردن اٹھا کر جیسے ہی
شیشے کی جانب دیکھا اسے اپنے پیچھے وہی سیاہ وجود
نظر آیا جو کچھ منٹ پہلے منہان پر جھکا ہوا تھا۔ انشال
خوف سے حلق پھاڑ کر چلائی اس کی نظر جیسے ہی
سنک پر پڑھی اسے خون سے داغدار دیکھ کر وہ بری
طرح چکرائی ابھی وہ واشروم میں سر کے بل گرتی جب
کسی نے اسے زور سے پیچھے سے اپنی باہوں میں بھر
لیا۔ میری جان آپ ٹھیک ہیں یہاں کیوں آگئی کیوں چلا رہی
تھی آپ؟؟ منہان اب سچ میں پریشان ہو گیا تھا۔

خخ۔۔خون۔۔سنک۔۔میں۔۔خون۔۔مجھے۔۔۔انشال کو بے حال
دیکھ کر اس کے ٹوٹے لفظوں میں بولی گئی بات کا مطلب

سمجھ کر جیسے ہی منہاں نے سنک کی جانب دیکھا اسے
وومٹ کے علاوہ کچھ نظر نہیں آیا۔ آپ کو کب سے
وومٹس ہو رہی ہیں انشال؟؟ وہ سنک میں لگا ہینڈ شاور آن
کر کے اسے کلین کرتا انشال کی کمر سہلانے لگا۔ وہ تو
خون۔۔۔۔۔ انشال یہ خون نہیں وومٹ ہے حوش کریں آپ
مجھے بہت پریشان کر رہی ہیں اب میں ایک منٹ آپکو
یہاں اکیلے نہیں رہنے دوں گا ہو کیا جاتا ہے آپ کو ابھی
نیچے گری ہوئی ہوتی اگر میں وقت پر ناں پہنچتا تو میرا
کچھ تو خیال رکھیں اپنی حالت دیکھیں جان میں آپ کو
ایسے دیکھ کر مرنے لگتا ہوں آپ مینٹلی ڈسٹرب ہو رہی
ہیں اکیلی روم میں رہنے کی وجہ سے آپ میری بیوی ہیں
میری ذمہ داری ہیں اور بیوی وہی اچھی لگتی ہے جہاں
اس کا شوہر ہوتا ہے ہم کل صبح ہی لاہور کے لئے نکل
جائیں گے اور میں اب کچھ نہیں سنو گا۔ منہاں خانزادہ
بے حد پریشان کے عالم میں دل برداشتہ ہو کر بولتا انشال
کا فیس واش کروا کر اسے اپنی گود میں اٹھاتا واشروم
سے نکل گیا تھا۔

انشال بری طرح ٹھٹھر رہی تھی اس کے دانت آپس میں
ٹکرا کر بج رہے تھے اسے اچانک ہی تیز بخار ہو گیا تھا۔
منہاں اسے بیڈ پر لیٹا کر اسکے اوپر کمفرٹر اوڑھایا اس

کے پہلو میں آکر لیٹ گیا تھا اس وقت انشال کو اس کی
قربت ہی نارمل کر سکتی تھی۔ وہ اس کے وجود کو
کمفرٹر کے اندر ہی لباس سے آزاد کرتا خود بھی ہر قسم
کی بندش سے آزاد ہو کر انشال کو اپنے نیچے کرتا اس
کے اوپر سایہ فگن ہو گیا تھا۔ وہ اسے سر تا پاؤں مخملی
گڑیا کی طرح چوم کر اس کی جڑی ہوئی ٹانگیں جدا کر
کے اپنی کمر پر باندھتا نرمی سے اس کے وجود میں خود
کو گھول گیا تھا۔ وہ اسے بغیر رکے چومتے ہوئے اپنی
محفوظ لذت آمیز قربت کی بارش میں بھیگوتا ہر ڈر و
خوف اسکے دماغ کے پردوں کے غائب کرتا اپنے عشق
کا احساس کروا رہا تھا انشال اس کے سینے میں پناہ لیتی
نرم آغوش سے پرسکون ہو رہی تھی۔ ڈراؤنے خواب کہی
پیچھے ہی چھوٹ گئے تھے۔۔

بہرام میں تھک گئی ہوں اب بس بھی کریں!! شانزے نیم
گرم پانی کے شاور میں بھیگتی ہوئی بہرام کی جان لیوا
بے باکیوں سے تھکن سے چور ہو گئی تھی۔ وہ تین مرتبہ
اپنا مطلب پورا کر کے بھی سیراب نہیں ہو رہا تھا۔

چپ کرو اور آؤ یہاں میرے اوپر آکر بیٹھو!! بہرام خانزادہ
واشروم میں بنے پول کے سائڈ پر بیٹھتا شانزے کی اپنی
لیپ میں ایڈجسٹ کرتا طاقتور جھٹکے کے ساتھ اس کی
بھیگتی گہرائی کا حصہ بن گیا تھا۔ موو کرو!! وہ شانزے
کی کمر کے خم کو دبوچے بھاری لہجے میں بولا تھا۔
شانزے بہرام خانزادہ کی لہو چھلکاتی سیاہ آنکھوں اور
ہاتھ رکھتی اپنے دوسرے ہاتھ سے اسکا شولڈر سختی سے
پکڑ کر حرکت کرنے لگی تھی۔ کچھ ہی منٹوں میں وہ ہار
مان گئی تھی بس اب اور نہیں کر سکتی تھک گئی ہوں
میں!! وہ اس کے اوپر سے اترنے لگی جب بہرام خانزادہ
اسے خود سے لپٹائے سوئمنگ پول میں داخل ہو گیا۔

نخرے اتنے دکھایا کرو جتنا لینے کی ہمت ہو تم تو ہر دو
منٹ میں تھک جاتی ہو کرتا ہوں بندوبست تمہارے کھانے
پینے کا!! وہ شانزے خان کو سوئمنگ پول کے کونے پر
فکس کرتا آخری حد تک اس کے وجود کا حصہ بن رہا تھا
اسکا انداز جوشیلا تھا وہ معنی خیز آوازوں کے ساتھ پول
کے پانی میں طغیانی برپا کر رہا تھا۔ شانزے لرزتی ہوئی
کبھی بہرام کے شولڈرز تو کبھی اس کے بازو تھامنے کی
کوشش کر رہی تھی وہ اس کے لبوں سے لب ملا کر اسے
بہت گہرائی سے محسوس کر رہا تھا۔ پانی کی آواز بہرام

خاندانہ کو جنونی بنا رہی تھی وہ بغیر رکے شانزے کی
 نازوکی میں سماتا جا رہا تھا۔ شانزے اپنی آنکھیں میچے
 اسے سہن کر رہی تھی وہ اپنی مرضی سے ہی اس سے
 پیچھے ہٹتا تھا اور آج اس کا کوئی موڈ نہیں تھا شانزے کو
 رہائی دینے کا!! فجر کا وقت ہونے والا تھا مگر بہرام کو
 سکون ہی نہیں آ رہا تھا۔ وہ شانزے خان کو اپنی قربت میں
 پوری طرح بے حال کرنے کے بعد اس کے ساتھ شاور
 لینے کے بعد وضو کرنے لگا۔ نماز کے بعد ایک راونڈ
 اور ہوگا اسکے بعد تم سو سکتی ہو! وہ شانزے کو گلاب
 کی طرح کھلے دیکھ کر آنکھ ونک کرتا واشروم سے نکل
 گیا تھا۔ میں انسان ہوں آفیسر بہرام خاندانہ صاحب!!
 شانزے پاؤں پٹختی ہوئی اس کے پیچھے پیچھے واشروم
 سے نکلی تھی۔ تو میں نے کب کہا تم مشین ہو مسز
 خاندانہ!! سمجھتے تو آپ مجھے مشین ہی ہیں!! مشین
 والا کام تم مجھ سے لیتی ہو میڈم میں تم سے نہیں لیتا یہ
 جو پاؤں پٹخے جا رہے ہیں ناں اٹھا کر پٹخوں گا بستر پر
 پھر پر کٹی کبوتری کی طرح پھڑپھڑاتی رہنا ابھی او نماز
 پڑھنے کی تیاری کریں مجھے اوکساؤ مت شریف انسان
 ہوں میں مجھے پتہ ہے تمہیں آگ لگی ہوئی ہے بہکانے
 کی کوشش مت کرو دین داری بھی کچھ ہوتی ہے ہر وقت
 تھوڑی لگا رہوں گا!! بہرام خاندانہ نے شانزے خان کو

حیرت سے منہ کھولنے پر مجبور کر گیا تھا۔ اب منہ
کھول کر مت دکھاؤ مجھے پتہ ہے مجھے دیکھتے ہی
تمہارے منہ میں پانی آجاتا ہے ہونہ تو بہ تو بہ کیا بیوی
ملی ہے مجھے ہر وقت چاہیے اسے!! بہرام خانزادہ نے
شانزے کو غصے سے لال کر دیا تھا۔

بہرام م م م---!!!!!! شانزے شیرنی بنی اس پر لپکی تھی۔
بہرام خانزادہ اسے کمر سے پکڑ کر بیڈ

پر پھینکتا اپنے جسم کو اس سے ٹچ ہونے سے بچاتا اس
کے ماتھے پر اپنے لب رکھ گیا۔ تمہارا غصہ بعد میں ٹھنڈا
کروں گا جنگلی بلی اس وقت بن کر دکھانا میری جان!! وہ
قہقہہ لگا کر بولتا اس سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔ فجر کی
اذانوں کی آواز ان کے کانوں سے ٹکرانے لگی تھی۔ اور
پہلی بار بہرام خانزادہ شانزے خان کو اپنی امامت میں
نماز پڑھانے کے لئے مصلے پر کھڑا ہو گیا تھا۔ آج سالوں
بعد وہ اللہ کے آگے جھکنے والا تھا اس نے کتنی بار حرام
مشروب پیا تھا اسے اللہ کے آگے کھڑے ہونے میں

شرمندگی محسوس ہو رہی تھی۔ ایک آنسو بہرام خانزادہ
کی آنکھ سے نکل کر اسکی گھنی بیئرڈ میں جذب ہوا تھا
آج وہ اللہ کی ہر نافرمانی کرنے پر شرمسار ہو کر معافی
مانگ رہا تھا اس نے اپنے ہر گناہ سے توبہ کر لی تھی

اس نے حرام شے کو پینے سے توبہ کر لی تھی۔ وہ اپنی اور شانزے کی زندگی میں نئے وجود کا بیج بو گیا تھا اور اب وہ ایک آئیڈیل باپ بننے کا خواہشمند تھا۔۔۔

شہریار کہاں ہیں آپ کب آئیں گے میں بور ہو رہی ہوں اکیلی!! مشائم شہریار خانزادہ کو وٹس ایپ پر وائس نوٹ سینڈ کرتی اپنے نیلز پر ریڈ نیل کلر لگا رہی تھی۔ وہ شہریار خانزادہ کو بے حد مس کر رہی تھی اس کی برتھڈے سالار خان کس طرح سے مناتے آئے تھے وہ سب یاد کر کے کچھ زیادہ ہی افسردہ ہو رہی تھی۔

آج میں برتھڈے بے بی ہوں اور آپ کے ڈیڈی ہمارے پاس آنے کا نام ہی نہیں لے رہے بات ہی نہیں کرنی میں نے شہریار سے کوئی خیال نہیں کوئی پیار نہیں کرتے مجھ سے!! مشائم اپنے نازک وجود میں پلتی ننھی جان سے باتیں کر کے اپنا دل بہلا رہی تھی۔ وہ بہت زیادہ حساس ہو رہی تھی اسے اس وقت سب سے زیادہ یاد شہریار خانزادہ کی آرہی تھی وہ اپنے شوگر ڈیڈی کو بہت زیادہ مس کر رہی تھی جیسے اپارٹمنٹ سے گئے پانچ گھنٹے گزر گئے

تھے۔

بے بی آپ کو پیاس لگ رہی ہے ناں ماما آپ کے لئے
فریش جوس بنا کر پلاتی ہے ابھی اوکے!! مشائم کا ہر
لمحے بدلتے موڈ اور کریونگز سے برا حال ہو گیا تھا وہ
کچن میں جاتی اپنے لئے تازہ پھلوں کا جوس بنانے لگی۔
مشائم ابھی فرش فروٹس کا جوس پیتی ہوئی ایشا کو کال
ملا رہی تھی جب اپارٹمنٹ کی ڈور بیل رنگ ہوئی۔ کون
آگیا؟؟ شہریار تو کبھی اس طرح نہیں آتے چھوڑو جو بھی
ہے واپس چلا جائے گا اور یہ ایشا کیوں کال نہیں اٹھا رہی
یونیورسٹی تو آف ہو گئی ہو گی۔۔۔ اوہو اب یہ کیوں کال کر
رہے ہیں؟؟ مشائم ایشا کو کال ریسو ناں کرتے دیکھتی
ابھی پھر سے کال ملاتی جب اس کا موبائل رنگ ہونے
لگا اس کے نمبر پر شہریار خانزادہ کی کال آنے لگی جو
مشائم نے ایک لمحے کی بھی دیر کیے بنا فوراً ہی پک کر
لی۔

ہیلو۔۔۔ جی؟؟ وہ بے تابی سے کال ریسو کرنے کے بعد
نخرے سے بولی تھی۔ بے بی گرل دروازہ کیوں نہیں کھول
رہی ہو؟؟ شہریار اس کی آواز میں نخرہ اور غصہ

حد ہے ایک تو میری طبیعت خراب ہے اوپر سے دروازہ کھولنے بھی میں ہی جاؤں پتہ نہیں ترکی بور کرنے لائے تھے مجھے یا پھر اپارٹمنٹ میں بند کرنے!! شہریار میں بور ہو رہی ہوں پلینز باہر چلتے-----ہیلو میم کیا میں اور میری ٹیم آجائیں اندر؟؟ مشائم جو بے دہانی میں دروازہ کھول کر واپس مڑتی روبانسی ہو کر بول رہی تھی جب ایک نسوانی آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی۔ وہ فوراً ہی پیچھے مڑ کر اس ترک لڑکی کی جانب دیکھنے لگی جو دروازے کے باہر کھڑی اندر آنے کی مشائم سے اجازت لے رہی تھی۔

سن کیمنسن؟ (آپ کون؟) مشائم ترک زبان میں بولی تھی۔ وہ

ترکی میں پیدا ہوئی تھی اور ترک زبان اچھی طرح جانتی تھی۔ میں فاطمہ ہوں فیشن ڈیزائنر اور مجھے آپ کے شوہر مسٹر شہریار خانزادہ نے ہائر کیا ہے اگر آپ اجازت دیں تو میری ٹیم اور میں اپنا کام شروع کریں؟ وہ ترک لڑکی مسکرا کر شائستہ سے جواباً بولی تھی۔

ویٹ آ سیکنڈ میں پہلے اپنے ہسبنڈ سے کنفرم کر لوں۔ مشائم نے فوراً ہی شہریار کو فون کر دیا تھا وہ کسی پر بھی اتنی جلدی اعتبار نہیں کرتی تھی۔

ہیلو شہریار آپ نے فیشن ڈیزائنر فاطمہ کو بھیجا ہے؟؟ مشائم اپنے تاثرات نارمل رکھے سوالیہ لہجے میں بولی تھی۔ جی میری جان انہیں اندر آنے کی اجازت دے دو اب۔ شہریار مشائم کی محتاط نیچر جانتا تھا اس لئے اس نے پہلے ہی اپنی ہائر کی ہوئی ڈیزائنر کو سمجھا دیا تھا۔

کس خوشی میں اندر آنے دوں؟؟ خود تو آپ ابی نہیں رہے دوسرے لوگوں کو بھیج کر میرے سر پر سوار کیوں کر رہے ہیں؟؟ مشائم کا موڈ ایک بات پھر تبدیل ہو گیا تھا۔ جان میری کتنا غصہ آرہا ہے تمہیں آئی پرومیس یو تم

ریگریٹ کرو گی مجھ پر اتنا غصہ کرنے کے لیے اچھا
سنو جب تم ریڈی ہو جاؤ تو احتیاط سے نیچے پارکنگ
میں جانا ڈرائیور تمہارا انتظار کر رہا ہے کانٹ ویٹ ٹو
سی یو بے بی گرل!! شہریار خانزادہ بے حد خوش اخلاقی
کا مظاہرہ کرتا بولا تھا۔

ہونہ۔۔ کوئی نہیں ہو رہی میں تیار زیادہ خوش ناں
ہوں۔۔ مشائم اپنی آنکھیں گھماتی فون بند کر گئی تھی آجائیں
اندر اور مجھے ڈریسز دکھائیں!! مشائم اب خوبصورتی
سے مسکراتی ہوئی ڈیزائنر سے بولی تھی۔ ڈیزائنر اور
اسکی ٹیم مشائم کو مختلف ڈریسز دکھانے لگی جنہیں وہ
مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔

میم یہ ڈریس سر نے آپ کے لئے سیلیکٹ کیا تھا آپ اگر
اوکے کر دیں تو میں آپ کا میک اوور اسٹارٹ کروں!
ڈیزائنر مشائم کو ایک گلابی رنگ کی آف شولڈر والی
شارٹ فرائڈ دکھا کر بولی تھی۔



ہم یہ اچھا ہے مگر مجھے کچھ بولڈ ویئر کرنا ہے!! ریڈ
والا باڈی سوٹ میرے بیگ میں رکھوا دیں میں شاور لے
کر آتی ہوں پھر میک اوور اسٹارٹ کرنا ہے۔ مشائم
شہریار خانزادہ کے چھکے چھڑانے والی تھی وہ سمجھ
گئی تھی اسکے لئے شہریار نے ضرور کوئی سرپرائز
پلان کیا ہوا ہے اس لئے وہ اسے اگنور کر رہا ہے اور
اپارمنٹ نہیں آرہا۔

یو لک اسٹنگ!! مشائم جو مرر میں اپنا فائنل لک دیکھ

رہی تھی جب میک اپ آرٹسٹ خود کو اس کی تعریف
کیے بغیر نہیں روک سکی۔ وہ گلابی کلر کی آف شولڈرز
والی بہت ایلینگنٹ فراک میں ملبوس کوئی گڑیا معلوم ہو
رہی تھی۔ سنہری بالوں کا ڈیسینٹ سا ہیئر اسٹائل بنایا ہوا
تھا وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر کچھ سوچتی ہوئی مسکرا
رہی تھی جبکہ اس کے دوسرے ہاتھ میں موبائل تھا۔



میم یہ بلونز آپکے لیے۔۔ سر نے کہا تھا جب آپ ریڈی ہو
جائیں تو آپ کو دے دیں۔ ایک اور ورکر بہت سارے
گلابی رنگ کے ہارٹ شپ بلونز مشائم کو پکڑا گئی تھی
جنہیں مشائم مسکراتی ہوئی پکڑ گئی۔

ہیپی برتھڈے میم!! وہ سب اب اسے برتھڈے وش کر رہے

تھے۔ اوہ تھینک یو۔!! مشائم بلش کرتی ہوئی سب سے
وشز لے رہی تھی۔ میری پکچرز بنا دیں۔ مشائم ان میں سے
ایک لڑکی کو اپنا موبائل پکڑا کر بہت ساری مختلف پوزز
میں پکچرز بنوانے لگی تھی۔





تھینک یو!!! وہ اس لڑکی سے موبائل واپس لے کر اپنا
چہرہ چھپاتی ہوئی مرر سلفی لیتی شرارتی سا مسکرانے
لگی۔ بہت تنگ کیا ہے ناں شہریار اپنے مجھے اب دیکھنا
میں کیا کرتی ہوں۔ وہ شہریار خانزادہ کے نمبر پر سینڈ
کرتی پیکچر سین ہونے کا ویٹ کرنے لگی۔



شہریار خانزادہ جیسے ہی آن لائن ہوا اس کی نظر ابھی
ٹھیک سے تصویر دیکھی بھی نہیں تھی جب مشائم نے
بجلی کی تیزی سے پیکچر ڈیلیٹ کر تھی۔ شہریار خانزادہ
بے چین ہو کر اسے کال کرنے لگا مگر میکیم نے شوگر
ڈیڈی کی کال پک کرنے کی بجائے کاٹ دی۔

جتنا مجھے تنگ کیا ہے نا مسٹر شہریار خانزادہ آپ نے

اب میری باری ہے۔ مشائم شرارتی سا ہنستی ہوئی ایک چھوٹی سی شال اپنے شولڈرز پر اوڑھتی بہت احتیاط سے اپارٹمنٹ سے باہر نکلتی لفٹ میں سوار ہو گئی تھی۔

وہ جیسے ہی پارکنگ ایریا میں پہنچی ایک گاڑی اس کے پاس آکر رکی۔ یہ گلابی رنگ کی رینج روور تھی جس کے اندر سے شہریار خانزادہ کا ڈرائیور نکلا تھا۔ مشائم کا دل کانوں میں بجنے لگا اسے وہ لمحہ یاد آیا جب اس نے اپنے بابا سالار خان سے اپنی ایٹین برتھڈے پر گلابی رنگ کی گاڑی کی فرمائش کی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے۔

میم سر کا آرڈر ہے گاڑی آپ خود ڈرائیو کریں اور میں آپ کو فالو کروں!! ڈرائیور مشائم سے فاصلے پر کھڑا ادب سے بولا تھا۔ کونسی۔۔ گاڑی؟؟ مشائم کی آواز بھیگنے لگی سالار صاحب سے کی گئی فرمائش وہ تو پوری نہیں کر سکے مگر ان کا بھتیجا کر گیا۔ یہ رینج روور آپ ڈرائیو کریں گی اور وہ بلیک کرولا میں میں ڈرائیو کروں گا باس کا آرڈر ہے آپ کو فالو کرتا رہوں جب تک آپ بوسفورس ناں پہنچ جائیں!! ڈرائیور کی بات سن کر مشائم

اپنے ایموشنز پر کنٹرول کرنے لگی۔ اسے شہریار خانزادہ نے گلابی گاڑی گفٹ کر دی تھی جو ڈرائیو کرنا اس کی سب سے بڑی خواہش تھی۔ پنک رینج روور کے سائڈ ویو مرور پر بھی گلابی غبارے لگے تھے۔



مشائم ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھتی ابھی گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھتی جب گاڑی کا انٹیرئیر دیکھ کر اس کی آنکھیں چمکی تھی۔ گاڑی جتنی باہر سے خوبصورت لگ رہی تھی اندر سے بھی اتنی ہی حسین تھی۔



مشائم کا سارا غصہ پل میں ہوا ہو گیا تھا۔ وہ بے حد خوبصورتی سے مسکرا کر اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گئی۔

تمہارے ڈیڈی ورلڈ کے بیسٹ ہسبنڈ ہیں! وہ اپنے پیٹ پر نرمی سے سہلاتی دل میں بولی تھی۔ جلدی آجاؤ جان کریونگ فار یور جوسی لپس!! مشائم کو شہریار خانزادہ کا میسیج موصول ہوا تھا اس کے گالوں پر لالی پھوٹی تھی وہ اپنی خوش نصیبی پر اتراتی گاڑی ڈرائیو کرنے لگی۔ اس کی پنک رینج روور استنبول کی سڑکوں کو عبور کرتی ہوئی بوسفورس کی جانب رواں تھی جہاں شہریار خانزادہ اس کا منتظر تھا۔

احد میں آپکے لئے سوپ بنا کر لاتی ہوں اب یہاں سے ہلنا نہیں ہے آپ نے!! ایشا اور احد کچھ دیر پہلے ہی خاندانہ حویلی پہنچے تھے۔ خانم بی سے ملنے کے بعد احد اپنے روم میں آگیا تھا ایشا بھی اس کے ساتھ ساتھ ہی تھی جسے خانم بی نے حویلی میں ہی روک لیا تھا۔ روم میں پہنچتے ہی احد نے ایشا کو فون پر اپنی خدمت کروانے کے لئے اپنے پاس بلا لیا تھا اور اب وہ کس قسم کی خدمت ایشا سے لینے والا تھا وہ اچھی طرح جانتی تھی۔

پہلے میرے کپڑے نکالو مجھے شاور لینا ہے اسکے بعد سوپ بنانے جانا!! احد خاندانہ اپنی شرٹ کے بٹن کھولتا صوفے سے اچھالتا ہوا بدلی ہوئی گہری آواز میں بولا تھا۔ ایشا کی تو ہوائیاں اڑھ گئی تھی۔ احد کا لہجہ معنی خیز تھا۔

کک۔۔کونسی۔۔والی شرٹ نکالوں؟؟ کونسے کپڑے پہنے گئے آپ؟؟ ایشا دہکتے گالوں کے سے ڈریسنگ روم کا گلاس ڈور سلاٹ کرتی وارڈ روب کھولتی ہوئی احد کے ہینگر میں لٹکتے کپڑوں کو دیکھتی ہوئی بولی۔ اس کا دل

بری طرح دھڑک رہا تھا احد کا لہجہ اس کی جان نکال گیا تھا۔

اس ٹائم کیڑے پہنے نہیں اتارے جاتے ہیں سویٹ ہارٹ!!
احد ایشا کے پیچھے آکر کھڑا ہوتا اسے محصور کرتے ہوئے اس کے سیاہ بالوں میں منہ چھپائے بہکے بہکے انداز میں بولا تھا۔ ایشا کے زور سے دھڑکتے دل نے بیٹ مس کی تھی احد کے گرم دہکتے ہاتھ اس کی شرٹ کے اندر سرکنے لگے تھے۔ وہ اس کی نیٹ کی برا کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے لگا تھا۔

احد۔۔کیا۔۔کر رہے ہیں!! ایشا شرماتے ہوئے بولی تھی۔ پیار کر رہا ہوں اور کیا!! احد ایشا کے بالوں کو آگے کی طرف کرتا اس کے شولڈر سے شرٹ کھسکا کر اپنے گرم دہکتے لب وہاں رکھ کر سک کرنے لگا۔ اس نے اپنے ہاتھ کی مٹھی میں برا کے اوپر سے ہی ایشا کے بریسٹ کو بھینچ کر باہر کی جانب کھینچا تھا۔

آہ۔۔۔ایشا اپنی سیاہ آنکھیں رول کرتی مدہوشی سے سسکی تھی اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہونے لگی تھی۔

احد اس کے پیٹ کی اسکن کو اپنے ہاتھ کی مٹھیوں میں
بھر کر اسے جھٹکے سے اپنے وجود سے ٹکراتا اس کے
شولڈر کو سک کرتے اب اس کی گردن پر اپنے ہونٹ
رکھنے لگا تھا۔ آہہ۔۔۔ ام۔۔۔ ایشا کے لبوں سے بہکی
سسکاریاں نکل رہی تھی وہ احد کے جسم سے نکلتی ہیٹ
سے پگھانے لگی تھی۔

اُوں ساتھ میں شاور لیتے ہیں!! احد اس کی سائڈ گردن پر اپنے پیار کی مہر لگاتا اس کی گردن پر دو تین لو بائنٹس بناتا واشروم کی جانب بڑھتا تھا۔ احد پلیر مجھے شرم-----جان شرم بھی اتر جائے گی کپڑوں کے ساتھ فلاح میرا صرف شاور کا موڈ ہے زیادہ ریسسٹ کرو گی تو میں اپنی گارنٹی نہیں دیتا پھر!! احد واشروم کی ڈم لائنٹس بھی آف کرتا ایشا کو کپکپاتے دیکھ کر نیم اندھیرے میں اس کی جانب بڑھتا اپنا ٹراؤزر ریموو کرتے ہوئے ایشا کو بھی ان ڈریس کرتے ہوئے اپنی جیسی حالت میں لاتا ہاتھ ٹب میں داخل ہو گیا تھا۔ اس کا جسم دکھ رہا تھا یقیناً ایشا بھی تھک گئی ہو گی اس لیے وہ اس کی کوئی بات نہیں سن رہا تھا۔

ڈر کیوں رہی ہو میری جان جو کچھ بھی کروں گا ہماری
ویڈنگ نائٹ پر ہی کروں گا میں جینٹل مین ہوں ابھی سے
حدود نہیں توڑوں گا!! وہ ایشا کو خود سے ڈر کر کانپتے
دیکھتا اپنے آگے کی جانب بیٹھا کر اس کے ملائم گلابی
گال کو پیار سے سہلا کر بولا تھا۔ اس کا لہجہ اس کے
لفظوں کا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔

ابھی ایشا ریلیکس ہو کر اس کے سینے سے احتیاط سے
ٹیک لگا کر گرم پانی سے اپنی تھکن اترتی محسوس کر
ہی رہی تھی جب احد خانزادہ کا ہاتھ اسے اپنی دھڑکنوں
سے ہوتا ہوا ٹانگوں کے بیچ سفر کرتا محسوس ہوا۔ اس
نے آگے ہونا چاہا جب احد نے اس کی گردن فرنٹ سے
دبوچ لی۔

ہلو مت انجوائے کرو پلیجر ملتا ہے!! احد اس کے کان
کے قریب اپنے ہونٹ لے جا کر سرگوشی کرتا اس کے
کان کی نرم لوں کو اپنے ہونٹوں میں لے کر چوم کر سک
کرتا ہوا اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے بے باکی کا مظاہرہ
کرنے لگا۔ اس کے ہاتھ کی ساخت انگلیاں ایشا کے کلٹ
سے ہوتی وجائٹل ہول کو سہلانے لگی تھی۔

سس۔۔۔ ایشا اپنی گردن پر موجود احد کے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اپنی آنکھیں میچتی انجانے لطف کو محسوس کرتی سسکنے لگی تھی۔ اسے ہلکی سی جلن کا احساس ہوا تو اس نے اپنے ٹانگیں سیکڑنا چاہا جب احد نے اس کی پسی پر ہلکے ہاتھ سے سلپ کیا۔ آج۔۔۔ ایشا ہاتھ ٹب میں بیٹھے بیٹھے ہی اچھل گئی تھی۔

کھولو! کیوں جوڑ رہی ہو اپنی ٹانگیں کہا ناں میں اپنی حد نہیں توڑوں گا نہیں کروں گا تمہاری ورجنٹی بریک میری جان ایزی ہو جاؤ!! وہ ایشا کو اس کا وجود اکڑاتے دیکھ کر سختی سے بولا تھا۔ اس کی ٹون بار بار ہی چینج ہو رہی تھی کبھی پولائیٹ ہو جاتا تھا تو کبھی ایگریسیو۔۔

احد۔۔۔ ہاتھ۔۔۔ چبھ رہا۔۔۔ ہے۔۔۔ جلن محسوس ہو رہی ہے۔ ایشا گھٹی گھٹی آواز میں احتجاجاً بولی۔ یار انسٹرٹ نہیں کر رہا صرف محسوس کر رہا ہوں تمہیں اتنا پینک مت کرو اپنا آگے مشکل ہو گی ورنہ۔! احد اپنی فنگرز کی حرکت کو دھیمے دھیمے تیز کرتا ایشا کا چہرہ اپنی طرف موڑ کر اس کے لبوں کا اپنے لبوں سے زور دار ملاپ کروانے

لگا۔

ایشا کا جسم زلزلوں کی زد میں تھا احد کی بے باکی پانی میں ہل چل مچا رہی تھی اس کے ہاتھ کی حرکت تیز ترین ہونے لگی۔ ایشا کے لب مدہوش سسکیاں آزاد کرنے لگے وہ بہک کر اپنا نچلا دھڑ اوپر کی جانب اٹھانے لگی۔ احد اس کے لبوں سے لپٹ کر اسے نئے احساسات سے روشناس کروا رہا تھا اسکا جسم لوہے کی طرح سخت ہو گیا تھا تھک پینس کی ایریکشن بڑھتی ہی جا رہی تھی جو ایشا کو محسوس ہوتی اسے خوفزدہ کر رہی تھی۔

آجاؤ باہر چلیں!! احد اب خود پر قابو نہیں کر پا رہا تھا اسے ایشا کو گہرائی سے محسوس کرنا ہی تھا ایشا کو لذت کی آخری حد میں پہنچا کر وہ اس کے ریلیز ہونے سے پہلے ہی اپنا ہاتھ پیچھے کر گیا۔ اس سے پہلے ایشا سکون کی لہر میں اترتی احد نے اس کا مزا ہی خراب کر دیا وہ اسے اپنی باہوں میں بھر کر واشروم سے باہر نکل گیا۔

ان دونوں کے برہنگم وجود پانی سے بھیگے ہوئے تھے۔ احد آپ کو پین ہو گی مجھے نیچے اتار دیں!! ایشا کو احد

کے چہرے پر درد کے آثار نظر آئے تو وہ اپنی شرم بھلائے اسکے بیئرڈ زدہ گال پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ نہیں ہوتا درد مجھے درد سے زیادہ اس کی فکر کرو جو اپنی اٹینڈنس لگوانے کے لئے مچل رہا ہے وہ ذومعنی بات کرتا ایشا کو ڈریسنگ روم میں رکھے صوفے پر لٹاتا خود اس کے اوپر حاوی ہو گیا تھا۔

[illegible]

ایشا احدکو محسوس کر کے گردن تک لال ہو گئی تھی وہ اپنا منہ دونوں ہاتھوں میں چھپا گئی۔ اچھا لگ رہا ہے نا اس لئے منہ چھپا رہی ہو؟ احد اس کی نازک دھڑکنوں میں مٹھی میں بھر کر ذرا تیزی سے اپنے وجود کو ایشا کے کانپتے وجود سے ملانے لگا۔ ایشا کے لئے یہ احساسات بالکل نئے تھے جو اسے لطف بھی دے رہے تھے اور خوفزدہ بھی کر رہے تھے اس کی سانسیں تسکین محسوس

کر کے پھولنے لگی تھی جبکہ احد کے لب معنی خیز
سرگوشی کر رہے تھے

وہ اب ایشا کی دھڑکنوں میں اپنا منہ دھنسائے اس کی
سانسیں گہری اور سسکیاں بلند کرنے لگا۔ احد کے ہاتھ ایشا
کو دھڑکنوں کو محسوس کرتے اسے مچلنے پر مجبور کر
رہے تھے۔ احد خانزادہ سائڈ پر ہوتا ایشا کو اپنے ساتھ
سختی سے لپیٹائے اپنا ایریکٹڈ پینس ایشا کی بھیگی وجائے
کے اوپر سہلاتا اپنا ایک ہاتھ اس کی کمر سے گزار کر
اس کے پیس پر رکھ کر اپنی انگلیوں سے دباؤ ڈالتا اپنے
دوسرے ہاتھ سے اس کی گردن کو پکڑ کر سک کرتے
لذت کی انتہاؤں کو چھونے لگا تھا۔ ایشا اپنے ایک ہاتھ سے
احد خانزادہ کی کہنی ہو پکڑے ہوئے تھی جبکہ اس کا
دوسرا تھا احد کے شولڈر پر تھا وہ اپنے گردن لذت کے
احساس سے پیچھے کی جانب پھینکے ہوئے تھی۔

ایشا شرم سے پانی پانی ہوتی احد کے آگ کی مانند دہکتے
وجود کو محسوس کر رہی تھی۔ احد خانزادہ ایکدم ہی اس
کا رخ پلٹتا اسے اپنے آگے لٹاتا اس کی ایک ٹانگ کو ران
کی طرف سے پکڑ کر اپنے اوپر کرتا اس کی سائڈ گردن

کو چومتے چومتے تیزی سے موو کر رہا تھا ایشا گرنے
کے ڈر سے اپنے ایک ہاتھ صوفے پر رکھ کر خود کو
بیلنس کرتی اپنی آنکھیں میچے اس کے پینس کی اپنی
وجائنه پر تیز رگڑ سے مچلنے لگی تھی۔

ایشا کا نازک وجود بری طرح کانپ رہا تھا وہ لرزتی ہوئی
اپنی آنکھیں رول کر رہی تھی

احد خانزادہ کی آنکھیں لہو آلود ہو رہی تھی وہ پاگل پنے
کی حد کو چھو رہا تھا وہ ایشا کے اندر سمائے بغیر ہی
لذت کی وادیوں کو چھو رہا تھا اس کا نچلا دھڑ لاوے کی
طرح دہک کر ایکدم ہی پرسکون ہو گیا تھا ایشا کی
سانسیں بھی منتشر ہو گئی تھی وہ دونوں ہی گہری سانسیں
بھرنے لگے تھے۔ احد خانزادہ اپنے کلائیمیکس کو پہنچ
گیا تھا وہ ایشا کی ٹانگوں پر ہی ریلیز ہو گیا تھا۔

اس کی سانسیں بے تحاشا پھولی ہوئی تھی۔ ایشا تو شرم
سے مر جانا چاہتی تھی۔ صبر ٹشو سے صاف کرتا ہوں
تمہیں گندا فیل ہو رہا ہو گا!! احد ٹیبل پر رکھے ٹشو باکس
سے بہت سارے ٹشوز پکڑ کر ایشا کو اور خود کو کلین
کرتا ایشا کو مسکرا کر دیکھنے لگا جو اس کی آنکھوں

میں دیکھنے سے بھی کتراتے اپنی پلکیں جھکا گئی تھی۔

آئی لو یو میری جان۔۔۔ اس کا ماتھا چوم کر ایشا کے اوپر ہی ڈھے گیا تھا۔ دونوں اتنے پر لطف ہو گئے تھے کہ چند ہی سیکنڈز میں ڈریسنگ روم میں ان کی بھاری سانسیں گونجنے لگی تھی سکون ان پر غالب آگیا تھا نیند ان پر حاوی ہوتی انہیں دنیا سے فراموش کر گئی تھی وہ ایک دوسرے میں گم صوفے پر ہی سو گئے تھے۔

مشائم کی گاڑی بوسفورس کے قریب آکر رکی تھی۔ اس کے گاڑی سے نکلنے سے پہلے ہی اسے سامنے سے شہریار خانزادہ آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کے لبوں پر ایسی پرسکون مسکان تھی جو مشائم کو چاہ کر بھی دو ماہ میں نظر نہیں آئی تھی۔ وہ میٹ بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس تھا۔

چہرے کے نقوش میں

اطمینان تھا اس کی چال ہمیشہ کی طرح رعب دار تھی لمبا چھوڑا جان دار وجود کشادہ کندھے ورزشی جسم اسے بہت جاذب نظر بنا رہا تھا۔

مشائم شہریار خانزادہ کو دیکھتی ہوئی گاڑی سے باہر نکلی تھی۔ شہریار اس کے قریب پہنچ کر اسے سائڈ ہگ کرتا اپنا کوٹ اتار کر اس کے شولڈرز پر ڈال گیا۔ یہاں سردی لگے گی اس لئے کوٹ پہنایا ہے!! وہ مشائم کو گہری محبت بھری نگاہوں سے دیکھتا اپنی پوسیسو نیس چھپانے لگا۔ مشائم شہریار خانزادہ کی سحر انگیز پرسنیلٹی میں اتنی گم ہو گئی تھی کہ وہ گاڑی سے باہر نکلنے سے پہلے خود پر شال اوڑھنا بھی بھول گئی تھی۔

یہ آف شولڈر ڈریس آپ نے ہی سیلیکٹ کیا ہے۔ شہریار خانزادہ اوپر سے نیچے اسکو چیک آؤٹ کرتا ذرا سخت سی نظروں سے دیکھنے لگا۔ کیا ہوا؟؟ مشائم اس کی سخت نظروں سے ہی گھبرا گئی تھی۔ ہیلز کیوں پہنی ہیں تم نے؟؟ شہریار نیچے جھک کر اسکی پینسل ہیلز کی اسٹریپس کھولنے لگا۔

کیا کر رہے ہیں شہریار میں خود اتار لیتی آپ-----بے بی
آنندہ احتیاط کرنا اب تم اکیلی نہیں ہو میں نہیں چاہتا کوئی
کمپلیکیشن ہو تمہیں یا پھر بے بی کو!! شہریار اس کی ہیلز
ہاتھ میں پکڑ کر اسے اپنی گود میں اٹھا گیا تھا۔ مشائم

اسکے گلے میں اپنی باہوں کا ہار سا بنا گئی تھی۔

کیا ہوا تھکن ہو رہی ہے اداس سا چہرہ کیوں بنایا ہوا ہے؟؟ شہریار خانزادہ اسے خاموشی سے اپنی طرف متوجہ دیکھ کر سمندر کے کنارے پر کھڑی ان کی پرائیویٹ یاٹ کی طرف بڑھا تھا۔ آپ کو مجھ سے زیادہ اپنا بے بی پیارا ہے نا؟؟ مشائم نے پوسیسو انداز میں کہا۔ بے بی کی ماما اس سے زیادہ پیاری ہے مجھے!! شہریار اس کے ماتھے سے اپنا ماتھا جوڑے پیار سے بولا۔

آئی لو یو!! مشائم اس کی گردن میں منہ چھپائے بولی تھی۔ یہ مجھے بے بی نے بولا ہے یا بے بی کی ماما نے؟؟؟ شہریار خانزادہ اسے چھیڑتے ہوئے بولا۔ دونوں نے!! مشائم گلاب ہوتی جواباً بولی۔ گاڑی پسند آئی؟؟ یا کوئی اور لے لوں؟؟ رینج روور سہی ہے یا پھر مرسیڈز؟؟ آئی لو دا کار یو گفٹڈ!! مشائم نے کھلے دل سے تعریف کی تھی۔ یہ میرے لئے عزاز کی بات ہے کہ میری شوگر بے بی کو ڈیڈی کا گفٹ پسند آگیا۔ وہ دونوں ہلکی پھلکی باتیں کرتے یاٹ کے قریب پہنچ گئے تھے۔ پوری یاٹ کو بلونز سے سجایا ہوا تھا جب کے اس کے انٹرینس پر بیپی

برتھڈے لکھا ہوا تھا۔ بلیو لائٹس یہ منظر بہت رومانوی بنا
رہی تھی۔



شہریار خانزادہ یاٹ میں انٹر ہوا تھا مشائم کی ہیزل
آنکھوں کی چمک گہری ہو گئی تھی شہریار خانزاد نے
اندر سے بھی پوری یاٹ کو خوبصورتی سے سجایا ہوا تھا۔
یہ سب آپ نے میرے لئے کیا ہے؟؟ مشائم کی آنکھیں
بھیگ گئی تھی۔ جی ہاں میری جان یہ سب تمہارے لئے
ہے!! شہریار اس کی آنکھوں کو چومتا اس کے ہونٹوں پر
جھک گیا تھا۔ مشائم اس کے کوٹ کے کالر کو جکڑ کر

اس کا ساتھ دے رہی تھی۔ وہ شہریار خانزادہ کو بالکل
اسے انداز میں چوم رہی تھی جس انداز میں وہ اسے چوم
رہا تھا۔

بیبی برتھڈے مائی بے بی! آجاؤ کیک کٹنگ کرتے ہیں!!
شہریار مشائم کو اپنی باہوں میں بھرے ہی یاٹ کے اندر
داخل ہو گیا تھا۔ ٹیبل پر کیک رکھا ہوا تھا یہ پنک کلر کا
کیک تھا جس پر بٹر فلائیز بنی ہوئی تھی بیچ میں برتھڈے
ٹاپر اور سائڈ پر دو کینڈلز جل رہی تھی۔



شہریار مشائم کو نیچے اتار کر اس کے وجود سے اپنا کوٹ
اتارتا اس کے پیچھے کھڑا ہوتا اپنا ایک ہاتھ اس کے پیٹ

پر رکھ کر سہلاتا اپنے دوسرے ہاتھ سے کیک کٹنگ
کروانے لگا۔ مشائم بھیگی آنکھوں سے مسکراتی ہوئی
کیک کاٹنے لگی۔

بیبی برتھڈے ٹو یو ڈیئر ماما!! شہریار اس کے کان میں
جھک کر سرگوشی میں بولا تھا۔ مشائم نے اپنے وجود میں
پلتی جان کو شدت سے محسوس کیا تھا اسے اپنا آپ خاص
لگنے لگا تھا۔ بیبی برتھڈے مائی شوگر بے بی!! اب کی بار
شہریار نے اسے کیک کھلاتے ہوئے وش کیا تھا۔

تھینک یو مائی ڈیئر بابا میری ماما کو اتنا اسپیشل فیل
کروانے کے لیے۔! مشائم بھیگی آنکھوں سے شہریار
خانزادہ کی جانب مڑتی اس کو کالر سے پکڑ کر خود پر
جھکاتی اسکے کان میں مدھم آواز میں بولتی اسکے لبوں
پر جھک گئی تھی شہریار اسے زمین سے اٹھا کر مزید
شدت سے اسکے ساتھ لپٹ گیا تھا۔ وہ دونوں بہت محبت
سے ایک دوسرے کے لبوں کا لمس اپنے حلق میں اتار
رہے تھے۔

مشائم خود کو ان کمفرٹبل فیل کرنے کا بہانا کرتی یاٹ

میں موجود بیڈ روم چلی گئی تھی اس نے روم میں انٹر ہوتے ہی سب سے پہلے دروازہ کو لاک کیا تھا۔ شہریار خانزادہ اور وہ دونوں کیک کٹنگ کے بعد کھانا کھا چکے تھے شہریار خانزادہ مشائم کو فراک میں الجھن کا شکار محسوس کرتا اسے ڈریس چینج کرنے کا بول کر خود یاٹ کے کیپٹن کے پاس چلا گیا تھا وہ اسے چند ضروری ہدایات دینا چاہتا تھا۔

مشائم گاڑی میں سے اپنا بیگ تو لانا بھول ہی گئی تھی وہ سب کچھ دیکھ کر اتنی ایکسائٹڈ ہو گئی تھی کہ اپنا پلان ہی بھول گئی۔ وہ آج ایک بے باک سا لباس پہن کر شہریار خانزادہ کے ہوش اڑا دینا چاہتی تھی مگر اس کا پلان تو جیسے نا کام ہی ہو گیا تھا۔

ڈریس لانا بھول گئی تو کیا ہوا میرے پاس اور بھی بہت سے طریقے ہیں شہریار کو اپنے لئے تڑپانے کے پاگل بنانے کے! مشائم اپنی شرارتی آنکھوں سے گلاس وال کے پار نظر آتے گلاب کی پتیوں سے سجے ہاتھ ٹب کو دیکھ کر کچھ سوچتی ہوئی روم کے دروازے کو ان لاک کرتی اپنے ڈریس کی زپ کو کھولنے کے بعد اپنے

شولڈرز سے ریموو کر گئی۔

اسے کوئی شرم نہیں آرہی تھی اسکے جذبات میں تبدیلی سی تھی بیشک شہریار نے اس کے لئے کوئی سرپرائز پلان کیا تھا مگر فکس بارہ بجے تو اسے وش نہیں کیا تھا ناں اور اب اس بات کا بدلہ مشائم صاحبہ نے اسے اپنے لئے ترسا کر پورا کرنا تھا۔

وہ گرم پانی کے ہاتھ ٹب میں بیٹھی سکون سے اپنی ہیزل آنکھیں موندھے ہوئے تھی اس نے شہریار خانزادہ کو بے سکون کرنے کی پوری تیاری کی ہوئی تھی۔ وہ اپنے شرارتی دماغ کو تیزی سے حرکت میں لاتی بہت کچھ سوچے ہاٹ ہاتھ ٹب میں نیپ لے رہی تھی۔

شہریار خانزادہ کیپٹن کو ہدایات دیتا یاٹ کے اندرونی حصے میں داخل ہوا ہی تھا جب اس کا موبائل رنگ ہوا مہوش بیگم کا فون دیکھ کر وہ فوراً ہی کال ریسو کر گیا۔ ہیلو اسلام علیکم چچی۔۔۔جی ہم ٹھیک ہیں۔۔۔آپ کیسی ہیں۔۔۔مشائم روم میں ہے میں آپ کی بات کروا دیتا۔۔۔۔۔شہریار خانزادہ مہوش بیگم سے فون پر رسماً سلام دعا کے بعد دروازہ کھول کر جیسے ہی روم میں

انٹر ہوا اس کی بات منہ میں ہی رہ گئی آنکھوں میں ایسی
چمک اتری جو اسکے بے لگام ہوتے جذبات کو عیاں
کرنے لگی جسم کا خون نس نس میں ابلنے لگا تھا اس کی
حسین بیوی گلابی لبوں پر مسکان سجائے ہاتھ ٹب میں
بیٹھی جو حسین نظارہ بنی ہوئی تھی وہ حلق میں کانٹے
اُگانے کے لئے کافی تھا۔

چچی مشائم سو رہی ہے وہ جاگ جائے تو میں آپ کی
بات-----لائیں شہریار فون دیں مجھے میں جاگی ہوئی ہی
ہوں!! شہریار خانزادہ جو اپنے جسم میں مشائم کی طلب
کے لاوے پھوٹتے محسوس کرتا اپنی جائز ضرورت کی
انتہا کو پہنچ کر فون بند کرنے ہی والا تھا جب مشائم نے
فوراً سے آنکھیں کھول ایک ادا سے اسکی بات کاٹی تھی
مگر شہریار خانزادہ پہلے ہی کال ڈس کنیکٹ کر گیا تھا۔

کرواتا ہوں تھوڑی دیر تک بات اپنی حسین شوگر بے بی
کی!! شہریار اپنی شرٹ کے بٹن کھول کر جارحانہ انداز
میں ریموو کرتا گہری نظروں سے مشائم کو دیکھتا ہوا
اس کی جانب اپنے قدم بڑھانے لگا۔ اسکے قدم بہکے
ہوئے تھے بھوری آنکھوں میں طلب سے غضب کی

سرخی اترنے لگی تھی۔

مجھے۔۔ ماما۔۔ سے بات کرنی تھی شہریار آپ نے کال کیوں کاٹ دی؟؟ مشائم اپنے کانپتے لہجے کو قابو کرتی شہریار خانزادہ کی آنکھوں میں ایک نظر دیکھ کر بولی۔ مجھے تو ایسا نہیں لگتا کہ تمہیں چچی سے بات کرنی تھی تم آئی تھنک مجھ سے کچھ اور کروانا چاہ ہو شاید!! شہریار نے تمام لائنس ڈم کر دی تھی اس کے لہجے میں خماری سے سختی اترنے لگی تھی۔

بتاؤ کیا کروانا چاہتی ہو؟ شہریار اپنے وجود کو ہر بندش سے آزاد کرتا اپنی پینٹ باکسرز ریموو کر کے اچھالتا اپنی جگہ بناتا ہاتھ ٹب میں اتر گیا تھا۔ وہ مشائم کے بالکل سامنے بیٹھا تھا۔ مشائم اسے اگنور کرتی اپنی گردن پیچھے کی جانب پھینکتی اپنا سر ہاتھ ٹب کی دیوار سے لگا گئی تھی۔ اس کے جسم میں ہلکی سی لرزش تھی۔ شہریار خانزادہ اس کا ہر ایک رنگ پہچان رہا تھا اسے سمجھ آ رہا تھا وہ کرنا کیا چاہ رہی ہے۔

شہریار خانزادہ آگے کو ہوتا مشائم کے پاؤں کی نازک

انگلیوں پر اپنی انگشت سے بے باکی سے سہلانے لگا۔
ہاتھ ناں لگائیں میرا ریسٹ خراب کر رہے ہیں آپ! مشائم
نے چڑھنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے اپنا نازک پاؤں
پیچھے کی جانب کیا ہی تھا جب شہریار خانزادہ نے اس
کے پاؤں کو پنڈلی سے پکڑ کر اسے زور سے اپنی جانب
کھینچا تھا یہی نہیں اس نے مشائم کے بھرے بھرے گالوں
کو اپنے ہاتھ کی ہلکی کی گرفت میں جکڑا بھی تھا۔

جانتی ہو ناں اس وقت کوئی پرنسس ٹریٹمنٹ نہیں ملتی
تمہیں تو پھر-----تو پھر یہ کہ دور رہیں! مشائم نے بھی
مصنوعی غصے سے شہریار کا ہاتھ جھٹک دیا تھا اس
کے ہاتھ کی گرفت ناں ہونے کے برابر تھی۔ کوئی دور
نہیں ہونے والا میں زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں
شرافت سے پاس آجاؤ!! شہریار خانزادہ اس کے سارے
ڈرامے سمجھ رہا تھا اس لئے اس نے بھی اپنا لہجہ بے حد
سخت کر لیا تھا۔

کوئی شرافت نہیں دکھانی مجھے آپ کو!! اب میں آپ سے
زیادہ پاور فل ہوں ڈرانے کی تو کوشش بالکل بھی ناں
کریں میرے پاس اب بے بی بھی ہے ہم دو ہیں اور آپ

ایک!! مشائم نے ناک پر سے جیسے مکھی اڑائی تھی وہ
شہریار خانزادہ کو بہت ہلکے میں لے چکی تھی

ایسی کی تیسی تم دونوں کی!! شہریار خانزادہ اسے کسی
متاع جان کی طرح خود سے لپیٹتا اپنی باہوں میں بھرے
باتھ ٹب سے نکلا تھا وہ آج اپنی قربت میں مشائم کا پورے
طریقے سے خیال کرنا چاہتا تھا۔

ہماری ایسی کی تیسی تو آپ کی جیسی کی ویسی!! مشائم
شہریار خانزادہ کی گردن پر جونک بنی چمٹ گئی تھی وہ
اپنے دانتوں سے نہیں بلکہ اپنے نرم نازک لبوں سے وار
کر کے شہریار خانزادہ کو ٹرن آن کر رہی تھی۔

بیڈ پر فک کروانا چاہتی ہو یا صوفے پر؟؟ شہریار خانزادہ
اسے خود میں بھینجے اس کے کان میں جھک کر
سرگوشی نما آواز میں بولا تھا۔ آپ کے اوپر بیٹھ کر!
مشائم نے بھی بجلی کی تیزی سے کہا تھا وہ آج اسے
بے باک بن کر دکھا رہی تھی۔ شہریار خانزادہ کا انگ انگ
مشائم کے لئے مچانے لگا تھا۔

مشائم کی فرمائش سن کر اس کا پینس ایکدم پوری طرح

سے لوہے جیسا سخت ہو کر کھڑا ہو گیا تھا۔

اُو بیٹھاتا ہوں تمہیں اس پر کھڑا ہو گیا ہے! شہریار خانزادہ
مخمور لہجے میں بے باکی سے بولتا بیڈ کی جانب بڑھ گیا۔

نہیں ابھی نہیں آپ ایک کام کریں پلیز گاڑی سے میرا بیگ
لے آئیں اس میں کچھ رکھا تھا میں نے جو میں لانا بھول
گئی۔ مشائم نے جلدی سے کہا۔ میری جان ہم سمندر کے بیچ
میں کھڑے ہیں تمہارا بیگ میں پہلے ہی یاٹ پر منگوا
چکا ہوں نیچے ہے کہو تو لے آؤ؟؟ شہریار اسے بیڈ پر
بیٹھاتا اس کی ٹھوڑی کو نرمی سے پکڑ کر بولا تھا۔

جی لے آئیں! مشائم اپنی ہیزل آنکھیں مصنوعی معصومیت
سے ٹمٹماتی ہوئی بولی۔ شہریار نے کچھ لمحے اسے
دیکھا پھر وہ اس کے کان کے قریب جھکا۔ کیا کرنا چاہتی
ہو میری جان؟؟ وہ اسکی کان کی لوں
پر اپنی زبان کی نوک پھیر کر منہ میں لے کر سک کرتے
ہوئے بولا تھا۔

ناں کچھ کرنا چاہ رہی ناں کروانا اب جائیں میرا بیگ لے
کر آئیں! مشائم خود کو کمفرٹر سے کور کرتی اپنا لہجہ
لمحے میں روہانسا بنا کر بولی تھی۔ اوکے باس جاتا ہوں
اس میں رونے والی کیا بات ہے؟؟ وہ مشائم کو فضول سی
بات پر اس طرح روہانسی ہوتے دیکھتا بوکھلا گیا تھا۔

شہریار ایک دفعہ میں مان جایا کریں میری بات آپ ہمیشہ
رلاتے ہیں مجھے!! مشائم اب واقعی روہانسی ہو گئی تھی۔
میری جان جا رہا ہوں پلیرز رونا نہیں ساری باتیں مان لیا
کروں گا اب سے ایک دفعہ میں ہی! شہریار خانزادہ جلدی
سے شارٹس پہنتا ہوا روم سے نکلا تھا۔

وہ تیزی سے یاٹ کے بلائی پورشن کی سیڑھیاں اترتا ہوا
نچلے پورشن میں آیا تھا جہاں مشائم کا ایک نارمل سائز کا
بلیک بیگ رکھا ہوا تھا۔ وہ جلدی سے بیگ پکڑتا تقریباً
بھاگتے ہوئے سیڑھیاں چڑھا تھا۔

شہریار خانزادہ کمرے کا دروازہ کھول کر روم میں انٹر
ہوا تو اس کی نظر بیڈ پر بے باکی سے کمفرٹر لپیٹے بیٹھی
مشائم پر پڑھی جو اپنی گردن جھکائے اپنے پاؤں کی

طرف دیکھ رہی تھی اسکے تمام بال چہرہ چھپائے ہوئے
تھے۔ وہ ایک ہاتھ بیڈ پر رکھے دوسرے ہاتھ سے اپنے گرد
لپٹی بیڈ شیٹ پکڑی ہوئے تھی۔



شہریار خانزادہ کی آنکھیں خمار آلود ہوئی تھی پینس کی
ایریشن سخت سے سخت ترین ہوتی شہریار کو پینیٹریشن
کے لئے تڑپانے لگی تھی وہ بہکے تاثرات لئے مشائم کی
جانب بڑھا۔ مشائم کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی
تھی وہ بہت بولڈ ہو کر بھی ویسے ایکٹ نہیں کر پا رہی
تھی جیسے کرنا چاہتی تھی۔

یہ لو بے بی لے آیا بیگ اور کچھ چاہیے؟؟ شہریار خانزادہ
اس کے بالکل سامنے بیڈ پر بیٹھتا اسکے مخملی پاؤں پر
بے باکی سے اپنی فنگرز پھیر کر بولا۔ جی پلیز ایک گلاس
پانی لے آئیں گے؟؟ باہر ٹیبل پر بوتل رکھی ہے۔ مشائم
معصوم چہرہ بنائے بولی تھی۔ شہریار خانزادہ اسے شارپ
نظروں سے دیکھتا اب اپنی بیوی کے لئے پانی کی بوتل
لینے کے لئے واپس روم سے نکلا تھا۔ اسے مشائم پر زرا
بھی شک نہیں ہو رہا تھا۔

وہ پانی کی بوتل ڈھونڈھتا رہا مگر اسے بوتل نہیں ملی
اور تقریباً پانچ منٹ بعد وہ واپس روم میں انٹر ہوا تو
دروازے پر ہی ٹھٹھک کر رک گیا۔ مشائم اوندھے منہ بیڈ
پر لیٹی تھی وہ بلیک کلر کی فل فٹنگ والی بے باک
ویسٹرن ڈریس میں ملبوس تھی اس کا بلیک بیگ بیڈ پر ہی
رکھا تھا جبکہ اسکے ہاتھوں کے قریب کوئی سیاہ چیز
موجود تھی۔ اس نے بلیک پینسل ہیلز بھی پہنی ہوئی تھی۔



اندر آئیں شہریار کیا آنکھوں سے نگلنا ہے مجھے؟؟ آج کوئی محنت نہیں کرنی؟ مشائم بولڈ سے انداز میں بولی تھی۔ لگتا ہے آج تمہارا موڈ مجھ سے بہت زیادہ ہی محنت کروانے کا ہے۔ شہریار خانزادہ ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بنا اپنے وجود سے پینٹ جدا کرتا کارڈ کو دروازے پر سوائپ کر کے لاک کرتا بیڈ کے قریب پہنچا تھا۔ مشائم اس کے بیڈ کے قریب پہنچتے ہی سیدھی ہوئی تھی! میں نے کوئی محنت نہیں کروانی پاس نا آئیں تھک گئی ہوں سونا ہے مجھے شہریار! مشائم شہریار خانزادہ کی لہو مائل ہوتی بھوری آنکھوں میں اپنی ہیزل آنکھیں گاڑھ کر نخریلی ادا سے بولی تھی۔ شہریار نے اپنی آئی برو اچکا

کر اسے گھورا تھا جب مشائم نے اپنی ڈریس اوپر کیے بنا
ہی اپنی بلیک نیٹ کی پنٹی ٹانگوں تک کی اور اپنی پاؤں
کے پاس چھوڑ دی۔ پوری اتار دینی چاہیے پنٹی
انکمفرٹیل کر رہی ہے مجھے۔۔ وہ اپنے پاؤں میں پہنی
بلیک پینسل ہیل کی مدد سے ایک ٹانگ سے پنٹی نکال
گئی۔



شہریار اپنی حیرت چھپائے اس کے نئے انداز دیکھ رہا تھا
پھر مشائم نے اپنے پاؤں کو جھٹکا اور پنٹی نیچے فلور پر
پھینک دی یہی نہیں اس نے اپنی ہیلز بھی ریموو کر
دی۔ مشائم نے آج ایسی بے باکی کا مظاہرہ کیا کہ شہریار
خانزاد کا انگ انگ دہک اٹھا۔ وہ منہ زور ہوتے جذبوں
سے مچل کر اپنی آنکھیں سکیڑے اسے بہکے انداز میں

دیکھنے لگا۔ جو چیز تم نے ابھی ریمو کی ہے وہ میں کرتا
ہوں وہ بھی اس وقت جب تم پینس کے لیے مچلتی ہو میری
جان! وہ ایک سیکنڈ میں ہی پاگل ہوتا مشائم کی ڈریس
پوری طرح چاک کر گیا۔

شہریار خانزادہ کی آنکھیں اتنی لال ہو رہی تھی کہ جیسے
خون پھوٹ کر بہہ نکلے گا۔ مشائم اپنی چاک ہوئی ڈریس
کو اپنے وجود سے جدا کر کے شہریار خانزادہ کے منہ
پر مارتی اسے اپنی پوری جان لگا کر بیڈ پر گرا گئی۔
شہریار خانزادہ نے اپنا جسم ڈھیلا چھوڑا ہوا تھا وہ مشائم
کے ارادے بھانپ گیا تھا۔

آج آپ کی سزا ہے آپ مجھے دیکھے بنا ہی کریں گے جو
کچھ کرنے کے لئے تڑپ رہے ہیں ناں آپ! مشائم شہریار
خانزادہ کی لیپ میں بیٹھ کر اس کی آنکھوں پر بلیک نیٹ
کے بلائینڈ فولڈز باندھ گئی جان اتنا ظلم کیوں کر رہی ہو
مجھ پر دیکھے بنا کیسے کروں۔۔۔۔۔ جھوٹ ناں بولیں یہ نیٹ
ہے آپ کو سب نظر آ رہا ہے دیکھ رہی ہوں آپکی ریڈ
آئیز!! مشائم اس کے بیئرڈ زدہ گالوں کو زور سے
اسکوئیز کرتی بولی تھی۔ وہ بالکل اسی انداز میں شہریار

خانزادہ کے گالوں کو بھینچنے کی کوشش کر رہی تھی جس طرح قربت کے لمحات میں شہریار بے قابو ہو کر اس کے گال دبایا کرتا تھا۔

شہریار نے مشائم کو کمر کے خم سے دبوچ کر بے باکی سے اپنا ایریکٹڈ پینس مشائم کی وجائنه پر نیچے سے اوپر رگھڑ کر ٹچ کیا اور اسے بہت احتیاط سے بیڈ کے بیچ میں لیٹا دیا۔ بے بی گرل یہ جو آپ نے مجھے اندھا بنانے کی کوشش کی ہے اس کا دوسرا پارٹنر کہاں ہیں؟ شہریار بیڈ کے اردگرد اور سائنڈ ٹیبلز پر اپنی نظریں گھما کر بولا تھا اسے نیٹ کے بلائنڈ فولڈز سے بہت واضح تو نہیں مگر نظر آ رہا تھا۔

کیوں کس خوشی میں چاہیے آپ کو اسکا پارٹنر؟ مشائم تھوک نگل کر بولی تھی۔ جان جو مزا تم مجھے دینا چاہتی ہو وہ میں تمہیں بھی تو محسوس کرواؤں ناں آج ایک نئے انداز میں ہی سہی مگر میں تمہیں پوری طرح مطمئن کروں گا۔ شہریار خانزادہ مشائم کے بیگ کو کھولتا اس میں سے دوسرا بلائنڈ فولڈ نکال کر مشائم کی آنکھوں پر باندھ گیا وہ کمرے کی تمام لائٹس آف کرنے کے بعد بیڈ کی ایک سائنڈ ٹیبل پر رکھا لیمپ آن کرتا مشائم کی ٹانگوں کے بیچ میں آگیا تھا۔

شہریار!! مشائم کی ساری ہوا شہریار کے پوزیشن سیٹ
کرتے ہی نکل گئی تھی وہ اسے بھیگی بلی بنی ہکلاتی
ہوئی پکارنے لگی تھی۔ تم نے جو آگ لگانی تھی وہ لگا
چکی ہو بے بی گرل اب میری باری ہے شہریار خانزادہ
گہری سخت سی آواز میں بولتا اس پر پوری طرح جھک
گیا

وہ مشائم کی دونوں ٹانگوں کو رانوں سے پکڑ کر کھولتا
اپنا ایریکٹڈ پینس زور سے مار پر اس کی ہلکی ہلکی نم
ہوتی وجائے پر سلیپ کرتا اس کے بوبز پر بلیک نیٹ کی
برا کے اوپر سے ہی اپنی فنگرز سہلا رہا تھا ساتھ ساتھ وہ
اپنے نچلے دھڑ کو بھی حرکت دیتا اپنا گرم پینس اس کی
گیلی پسی پر رگڑ رہا تھا۔ مشائم بے قرار ہو کر اپنے دونوں
ہاتھ اوپر کرتی اپنے بالوں کی طرف سے بیڈ کو زور سے
پکڑتی اپنے احساسات سے منہ کھولے میٹھی آہیں بھرنے
لگی تھی۔

آہ۔۔۔ شہریار۔۔۔ آہستہ۔۔۔ پلیز! مشائم سسک کر بے قراری سے
بولی شہریار خانزادہ مشائم کے بوبز پر سے برا کو اتارے

بغیر ہی نیچے کرتا اپنے پینس کو اس کی ویٹ ہوتی
وجائنه پر رگڑتے رگڑتے اس کے بوز کو اب زور زور
سے بھینچ رہا تھا۔ اس نے مشائم کو پوری طرح پینیٹریشن
کے لئے تیار کر دیا تھا مگر وہ اپنے پینس کو اس کی
وجائنه پر رگڑتے رگڑتے اب آہستگی سے موو کر رہا
تھا۔

آہہ۔۔۔شہر۔۔۔یار۔۔۔موو۔۔۔فاسٹ۔۔۔مشائم شہریار کا پینس اندر
لینے کے لئے پاگل ہونے لگی تھی وہ اپنے بالوں کو
کھینچتی ہوئی بولی تھی۔ شہریار خانزادہ مشائم کے نیل کو
کھینچ کر اندر کی جانب دباتا اپنے پینس کو پکڑ کر زور
زور سے اس کی پسی پر سلیپ کرنے لگا۔

آہہ۔۔۔شہریار۔۔۔ڈونٹ۔۔۔سلیپ۔۔۔می!! مشائم اپنی ٹانگیں
سکیڑنے لگی جب شہریار نے ایک زور کا تھپڑ اس کے
بویز پر مارا۔ آوچ!!! شہریار۔۔۔کھولو ٹانگیں ورنہ جان
لبوں پر لے آؤں گا تمہاری!! شہریار اپنے ازلی مخمور
سخت سے کمانڈنگ لہجے میں بولا تھا۔ مشائم فوراً ہی
پوری طرح اپنی ٹانگیں کھول گئی۔ شہریار خانزادہ نیچے
کی جانب جھک کر اس کے پیٹ پر چومتا اب اس کے پیٹ

کے نچلے حصے پر زبان کی نوک پھیر رہا تھا۔ وہ مشائم کی کلٹ کو اپنی مڈل فنگر سے سہلاتا ہوا اس کی ایک ران کو زور سے بھینچ کر اپنی زبان کی ناک سے اس کی جان نکال رہا تھا۔ مشائم لذت کی تڑپ سے اپنی ٹانگیں مزید کھولتی ہوئی بالوں کو نوچتی ہوئی اپنی ایک ٹانگ شہریار کے شولڈر پر رکھ گئی۔

امم۔۔۔آہ۔۔۔سس۔۔۔مشائم بلند سسکیاں بھرنے لگی تھی شہریار خانزادہ کی زبان کی بے باکی اسے مچلا گئی تھی۔ شہریار۔۔۔پلیز۔۔۔مت تڑپائیں!! مشائم بلند آہوں کے بیچ بولی تھی۔ شہریار خانزادہ اس کی سائڈ تھائی پر زور سے چک کاٹتا اس کے پیٹ پر ایک بار پھر سے چومتا ہوا اوپر کی جانب آیا تھا۔

جتنی ایفرٹ میں کر رہا ہوں اور جتنا مزا تمہیں آرہا ہے آج مجھے بھی سود سمیت واپس چاہیے!! وہ ایک جھٹکے سے مشائم کا حصہ بنتا تحکم بھرے سخت سے لہجے میں بولتا اس میں گم ہوتا جا رہا تھا۔ مشائم اسے خود میں بہت

گہرائی سے محسوس کر رہی تھی

شہریار خانزادہ اسے پینس کی فل لینتھ کے ساتھ دو تین ڈیپ اسٹروکس دیتا اس کی تھائیز کو بھینچ کر اس کے بھرے بھرے بوبز کو چوسنے لگا تھا۔ آہہ۔۔۔ مشائم اپنے دونوں ہاتھ اور گردن پیچھے کی جانب پھینکتی منہ کھول پر لذت سے سسکتی ہوئی شہریار کو محسوس کر رہی تھی شہریار خانزادہ اس کو جھٹکے دیتا اس کے نپل کو دانتوں میں پکڑ کر ہلکا سا کاٹتا اپنے ہونٹوں میں بھر کر کھینچتے ہوئے چوس رہا تھا۔

سس-----آہہ۔۔۔۔۔مشائم کی میٹھی بلند سسکیاں کمرے کی دیواروں سے ٹکرا رہی تھی۔ وہ اپنی آنکھوں پر سے بلائینڈ فولڈ کھینچ کر اتارتی اپنی آنکھیں رول کرتی ہوئی منہ کھولے تڑپتی شہریار خانزادہ کو تھام رہی تھی۔ شہریار اپنا ایک ہاتھ مشائم کے شولڈر پر رکھے دوسرے ہاتھ سے اس کے بریسٹ کو اسکوئز کرتے ہوئے اس کے نیل کو کھینچ کھینچ کر آوازوں کے ساتھ چوستا ہوا اسے ڈیپ اسٹروکس دیتے فک کر رہا تھا۔

آگہہ۔۔۔آہ۔۔۔آہ۔۔۔مشائم اپنی کمر اوپر اٹھاتی اسے پوری طرح اپنے اندر سماتے محسوس کر رہی تھی شہریار خانزادہ اسے اوندھے منہ کرتا اپنی پوزیشن سیٹ کرتے ہوئے ایک بار پھر اس میں سمویا تھا۔ مشائم بیڈ شیٹ کو زور سے اپنے ہاتھ کی مٹھی میں جکڑتی شہریار کی لگاتار ڈیپ اسٹوکس سے تھکنے لگی تھی۔ شہریار خانزادہ اس کے پیس پر زور سلپ کرتا ہوا اس کی کمر سہلاتے ہوئے اس کی برا کے ہوکس کو اپنی فنگرز سے چھیڑنے لگا تھا۔

وہ مشائم کی برا کو بھی کھینچ کر اتارتا اس کی کمر کے خم کو پکڑے اسے جان دار جھٹکے دیتا معنی خیز گہری سانسیں لے رہا تھا۔ مشائم کا تھکن سے برا حال ہو گیا تھا ڈوگی پوزیشن میں اسے پینس شدید رگڑ کے ساتھ بالکل اندر تک دھنستا ہوا محسوس ہو رہا تھا جس سے اسے لذت کے ساتھ اب درد بھی ہونے لگا تھا۔

شہریار۔۔۔درد۔۔۔ہو۔۔۔رہا ہے میں اس طرح سے تھک رہی ہوں!! مشائم کا لہجہ تھکن کے احساس سے بھیگ گیا تھا۔ وہ اسے مزید خود میں برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔ دور

ہو جاتا ہوں میری جان؟ شہریار اس کے وجود سے خود کو فوراً ہی جدا کر گیا تھا۔ اس کی تڑپ مشائم کے درد سے زیادہ اہم ناں تھی۔ میں نے آپکو یہ تو نہیں کہا کہ آپ پیچھے ہو جائیں جو سیچویشن ابھی ہماری ہے آپ پیچھے ہو ہی نہیں سکتے اپنی حالت دیکھیں خود پر جبر کریں گے تو بعد میں میرا حشر کر دیں گے!! مشائم سیدھی ہوتی شہریار کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھوں سے دباؤ ڈالتی ہوئی بولی۔ تو پھر تم اوپر آجاؤ ناں میری چھوٹی سی شوگر بے بی!! شہریار خانزادہ اپنی آنکھوں پر سے بلائینڈز اتارتا بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا۔ وہ مشائم کو احتیاط سے اپنی لیپ میں ایڈجسٹ کرتا اسے خود پر سوار کر کے مشائم کے وجود میں خود کو گھول گیا۔

آہ۔۔۔ وہ شہریار کے دونوں شولڈرز تھامے اپنی آنکھیں میچ گئی تھی۔ ٹھیک ہو تم مشائم؟؟ شہریار خانزادہ سخت آواز میں مشائم سے استفسار کرنے لگا وہ اپنا بہکا ہوا لہجہ قابو نہیں کر پا رہا تھا۔ جی ٹھیک ہوں!! وہ خود کو آہستگی سے حرکت دیتی بولی تھی۔ شہریار خانزادہ اسے چومتا ہوا کمر سے تھامے مساج دیتا ہوا محسوس کرنے لگا۔ وہ بہت پیار سے شہریار خانزادہ کے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکائے آنکھیں موندھے ان دونوں کی تسکین کا سبب بن

رہی تھی۔ آئی لو یومیری چھوٹی سی جان میری شوگر
بے بی!! شہریار خاندادہ اسے پھولی سانسین بھر کر
روکتے دیکھتا اس کے بالوں کو نرمی سے سہلاتا ہوا اس
کی ہیزل آنکھوں کو چوم کر بولا تھا۔

کتنا پیار کرتے ہیں؟ مشائم اسکی آنکھوں میں جھانکنے
کی کوشش کرتی بولی تھی اتنا کہ دن رات بھی تمہیں پیار
کروں تو بھی ایک فیصد ناں بتاؤں پاؤں اور میرا پیار اتنا
زیادہ ہے کہ میں پرسکون ناں ہو کر بھی بغیر شور
کیے تمہارے پہلو میں آرام سے ہو جاؤں گا!! وہ مشائم کے
لبوں کو محسوس کرتے بولا تھا۔ مگر میں چاہتی ہوں کہ
آپ پرسکون ہو کر ہی مجھے اپنی باہوں میں بھر کر
سوئیں شہریار!! مشائم بھی لبوں کے ٹکراؤ میں اس کا
ساتھ دیتی اس کی گردن میں اپنا منہ چھپا کر بولی تھی۔ تو
آجاؤ پھر خود کو بھر پور انداز میں سیراب کرتے ہیں
میری جان!! شہریار خاندادہ مشائم کو خود پر فکس کرتا
اس میں آخری حد تک اتر کر سموتے ہوئے اسکی
دھرکنوں پر جھکتا چلا گیا۔

گہری سانسوں بھاری آوازوں کا ساز ایک بار پھر فضا

میں گونجنے لگا۔ وہ ایک بار پھر سے ایک دوسرے کا حصہ بنے مسرور ہونے لگے تھے۔ محبت کا کھیل ایک بار پھر سے کھیلا جانے لگا مدہوشی شدت انہیں اپنی لپیٹ میں لینے لگی تھی۔

بہرام آپ اس وقت کہاں جا رہے ہیں؟؟ تقریباً رات کے تین بج رہے تھے جب شانزے کی آنکھ کمرے میں ہونے والی کھٹ پٹ سے کھلی تھی وہ اپنی نیند سے گلابی ہوتی شہد رنگ آنکھیں مسلتی ہوئی اٹھ کر بیٹھی تھی اور شہریار خانزادہ کو ڈریسنگ ٹیبل کے آگے تیار کھڑے ہو کر کچھ تلاشتے دیکھتی مدہم آواز میں استفسار کرنے لگی۔ کام سے جا رہا ہوں بیوی! بہرام خانزادہ مرر میں نظر آتے شانزے کے عکس کو ایک نظر دیکھ کر بولا تھا۔ وہ دونوں بیس منٹ پہلے ہی واشروم سے شاور لے کر روم میں واپس آکر لیتے تھے اور تقریباً دس منٹ پہلے ہی شانزے کی آنکھ لگی تھی۔ بہرام خانزادہ بھی سونے لگا تھا مگر اسکے موبائل پر مسلسل وائبریشن ہو رہی تھی جو شانزے کی نیند کا خیال کرتا اپنے فون پر آنے والی رومیو کی کال دیکھ کر فوراً پک کر گیا تھا اور جو خبر اسے رومیو نے دی تھی اسکا ہاسپٹل جانا بہت ضروری ہو گیا تھا۔

کون سے کام سے جا رہے ہیں؟؟ شانزے خود پر سے
کمفرٹر اتارتی بہرام خانزادہ کی جانب بڑھی تھی۔ وہ اس
وقت بہرام خانزادہ کی اوور سائز گرم بلیک ہڈی میں
ملبوس تھی جو اسے گٹھنوں تک آرہی تھی۔ آپ اس وقت
کہی نہیں جائیں گے سن لیں میری بات! شانزے بہرام
خانزادہ کے سامنے جا کر کھڑی ہوتی اس کی شرٹ کو
سینے سے اپنی نازک مٹھیوں میں پکڑ کر کھینچتے ہوئے
خود پر جھکاتی بولی تھی۔

جانا ضروری ہے بیوی!! بہرام اپنا سی این آئی سی کارڈ
ڈریسنگ ٹیبل کی دراز سے نکالتا شانزے کے ماتھے پر
چومتے ہوئے بولا تھا۔ میں نے کہا کہ آپ نہیں جائیں
گے!! شانزے ضدی انداز میں بولی وہ بہرام خانزادہ کے
ہاتھ میں آئی ڈی کارڈ دیکھ کر کچھ عجیب سا محسوس
کرتی ضدی لہجے میں بولی۔ میرا جاننا ضروری ہے بچی
مت بنو ماں بننے کی عمر میں!! بہرام خانزادہ شانزے کی
گردن دبوچے بولا تھا۔ اور آپ بھی بچوں جیسی ضد مت
کریں باپ بننے کی عمر میں!! شانزے اسے خود پر مزید
جھکاتی اسی کے انداز میں بولی تھی۔ بہرام خانزادہ کا فون
ایک بار پھر ان کمنگ کال کی وجہ سے وائبریٹ ہونے

لگا تھا۔ بہرام نے اس کی گردن پر گرفت ہلکی کر دی تھی شانزے نے اس کی گرفت ہلکی ہوتے ہی اپنی گردن جھکا کر بہرام خانزادہ کے موبائل کی طرف دیکھا تھا اس سے پہلے بہرام خانزادہ اپنا فون اٹھا کر کال کاتتا اس سے پہلے ہی شانزے اس کے موبائل پر جھپٹ پڑی اور اس نے ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بنا روبی کی کال پک کر لی۔

ہیلو بیسٹ تم پلیز جلدی آجاؤ میں تم سے ہی نکاح کروں
گی میں نے بتا دیا ہے رومیو کو تم سے ہی میرا نکاح
ہو۔۔۔۔۔روبی کی آواز اس کی باتیں سن کر شانزے کے
قدموں تلے زمین سرک گئی۔ وہ صدمے کے عالم میں
بہرام خانزادہ کی جانب دیکھنے لگی۔ روبی کی آواز فون
سے باہر آرہی تھی بہرام خانزادہ بھی اس کی بات سن چکا
تھا اور اب وہ اپنے حلق میں گلٹی ابھرتے ہوئے محسوس
کرتا ہوا شانزے کو دیکھ رہا تھا وہ مردے کی طرح سفید
پڑھ گئی تھی۔

بیوی میری بات۔۔۔ چٹاخ! نازک ہاتھ کا زناٹے دار تھیڑ بہرام
خانزادہ کے منہ پر لگا تھا شانزے نے اس کے منہ پر زور
کا تھیڑ مارا تھا۔ بہرام خانزادہ کی آنکھوں میں لہو پھوٹا
تھا وہ بے یقینی کے عالم میں شانزے کو گھورنے لگا۔۔۔

بیوی میری بات---چٹاخ! نازک ہاتھ کا زناٹے دار تھپڑ بہرام خانزادہ کے منہ پر لگا تھا شانزے نے اس کے منہ پر زور کا تھپڑ مارا تھا۔ بہرام خانزادہ کی آنکھوں میں لہو پھوٹا تھا وہ بے یقینی کے عالم میں شانزے خان کی اتنی جرت پر اسے گھورنے لگا تھا بہرام خانزادہ نے زندگی میں اگر کبھی کسی سے تھپڑ کھایا تھا تو وہ شانزے خان تھی۔

یہ ضروری کام تھا آپ کو نکاح کرنے جا رہے ہیں اس کالی ناگن کے ساتھ آپ اس لئے اتنے اتالے ہو رہے ہیں یہ آئی ڈی کارڈ اس لئے اتنا تڑپ کر ڈھونڈ رہے تھے ساری رات مجھے اپنی جان لیوہ قربت میں رولاتے رہے اس وقت کے لئے جب آپ مجھے بچہ دینے پر رضامند ہو جائیں گے تو اپنے استعمال کے لئے دوسری عورت لے آئیں گے! شانزے بہرام خانزادہ کا موبائل زمین پر زور سے مار کر دو حصوں میں تقسیم کرتی اس پر جھپٹتی ہوئی ناں صرف بہرام خانزادہ منہ نوچ گئی بلکہ اس کی گردن پر بھی اپنے تیز نیلز سے کھروچ کر اس کی شرٹ کو گربان سے پکڑ کر چیر گئی۔ وہ بے خوفی سے اپنی پوری ہمت کے ساتھ شیرنی بنی دھاڑ رہی تھی۔

مجھے صرف تمہیں استعمال کرنے کا شوق ہے شانزے
خان!!! بہرام خانزادہ شانزے کے بالوں کو گدی سے
سختی سے جکڑتا دانت پیس کر بولا تھا اسکی آنکھوں میں
وحشت کی لالی تھی۔ ہاں مجھے جتنا استعمال کر سکتے
تھے اور جس طرح سے کر سکتے تھے کرچکے
ہیں آپ اور اب آپکو ایک نیا حُسن-----تمہیں میں کس کس
طرح سے استعمال کر سکتا ہوں یہ تم جانتی ہی نہیں
ہو ابھی تک بیوی تھوکتا ہوں میں نئے حُسن پر-----تھوکتے
ہیں اس لئے تو دوسری شادی کرنے جا رہے ہیں رات کے
اس وقت----اپنی بکو اس بند کر لو شانزے خان ورنہ اچھا
نہیں ہوگا!! بہرام خانزادہ نے شانزے کی آنکھوں سے
جھرنے کی مانند بہتے آنسوؤں کو دیکھ کر طیش میں آتے
اسے ڈریسنگ ٹیبل پر پٹخا تھا۔

ورنا کیا کریں گے ماریں گے آپ مجھے؟؟ بلکہ مار چکے ہیں آپ مجھے بہرام اپنی بیوفائی-----مار کر رکھ دوں گا تمہاری زیادہ زبان چلائی تو بیوفائی کی بچی جو منہ میں آ رہا ہے بولتی جا رہی ہو-----تو زبان کاٹ دیں میری مگر آپ کو اب سے بیوفا ہی پکاروں گی----کس کی باجی بھاگا لی میں نے یا کس کی ماں کو چھیڑا ہے جو میں بیوفا بن

گیا۔ بہرام خانزادہ سینٹرل ٹیل کو لات مار کر چکنا چور کر گیا تھا۔ شانزے سہمنے کی بجائے بہرام خانزادہ کے قریب جاتی اس کی گردن میں لٹکتی پلاٹینم چین کو زور سے کھینچ کر اس کو خود پر پوری طرح جھکاتی اس کے ہونٹوں پر اپنی پوری طاقت لگا کر چبا گئی۔ بہرام خانزادہ نے اپنی آنکھیں میچ لی تھی اس کی بیوی ویمپائر بنی اس کا خون چوس لینا چاہتی تھی۔

مجھے ابھی اور ایسی وقت طلاق چاہیے بہرام خانزادہ طلاق دیں مجھے ابھی اور ایسی وقت جانا ہے آپ کی زندگی سے! شانزے بہرام خانزادہ کا نچلا لب زخمی کرتی اس کے دل پر بری طرح وار کر گئی تھی۔ طلاق چاہیے تمہیں؟ بہرام نے اسے گردن سے دبوچا تھا۔

ہاں مجھے طلاق چاہیے آپ جیسے مرد سے۔!! شانزے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی تھی۔ آؤ دیتا ہوں تمہیں ابھی جو لینا چاہ رہی ہو تم۔۔۔میرے جیسا مرد تمہیں پورا دے سکتا ہے آخری حد تک تم لینے والی بنو بس!! بہرام خانزادہ نے شانزے کو گردن سے دبوچے ہی بیڈ پر پٹخا تھا۔

پاس مت آئیں میرے طلاق چاہیے مجھے اگر نہیں دی تو
 خلع لوں گی آپ سے میں!! شانزے بیڈ پر موجود تکیے
 اٹھا کر بہرام خانزادہ کا نشانہ بنا کر اسے مارتی ہوئی
 بولی تھی۔ دیتا ہوں تمہیں مر جاؤ گی آج مگر باہر نہیں
 نکالوں گا یاد رکھنا! بہرام خانزادہ نے بجلی کی تیزی سے
 خود کو کپڑوں سے آزاد کیا اور شانزے پر ٹوٹ پر برس
 پڑھا۔ مت آئیں پاس بیوفا مرد ہیں آپ مجھے چھوا تو آگ
 لگا دوں گی خود کو!! شانزے دھاڑیں مار مار کر رونے
 لگی تھی۔ بہرام خانزادہ اسے کلائیوں سے پکڑ کر ہینڈ
 کفس لگاتا اس کے ہاتھوں کو سر کے اوپر سے گزار کر
 بیڈ کراؤن کے ساتھ لگاتا اسکے جبڑوں کو زور سے اپنی
 گرفت میں جکڑ گیا۔

جب بیوہ ہو جاؤ گی اس وقت ماتم کرنا!! بہرام کا دل چاہا
 خود کو شوٹ کر دے شانزے کے دل میں جو آ رہا تھا
 بغیر سوچے سمجھے بولے ہی جا رہی تھی۔ بیوفائی کرنے
 جا رہے ہیں بیوہ ہونے سے پہلے ہی لاش بن گئی ہوں
 میں!! شانزے کی دھاڑیں پہلے سے زیادہ بلند ہو گئی تھی
 لعنت ہے مجھ پر جو دن رات تم میں گھسا رہا میں۔۔۔ بہرام
 خانزادہ اپنے چپڑے بھینچتا ہوا شانزے پر سے ہٹ گیا اس

کا دماغ جتنا خراب ہو گیا تھا کوئی بعید نہیں تھی وہ اس کی چیخیں بلند کروا دیتا اس کے جسم میں آگ لگ گئی تھی۔

کیوں پیچھے ہو گئے اُسی ناگن کے پاس جا رہی ہیں نا آپ؟ شانزے بری طرح مزاحمت کرتی خود کو کھولنے کی کوشش کرنے لگی مگر ہینڈ کفس کھلنے کی بجائے مزید سخت ہو گئے۔ ہاں جا رہا ہوں نکاح میں شریک ہونے۔!! بہرام خانزادہ ڈریس اپ ہونے کے لئے ڈریسنگ روم میں جاتے ہوئے بولا تھا ٹھیک ہے چلے جائیں مگر مجھے اپنے نام سے آزاد کر کے!! شانزے کا دل خون کے آنسو رونے لگا تھا کیا وہ مرد کسی اور کا ہو گیا تھا؟؟ وہ راتیں وہ لمحات وہ سب کیا تھا جب بہرام شانزے میں سمائے پاگل پنے کا مظاہرہ کیا کرتا تھا کس جنونیت سے اس کے جسم کا حصہ بنا کرتا تھا کیا وہ سب ختم ہو گیا تھا؟؟ شانزے بکھری ہوئی حالت میں سوچتی ایک بار پھر رونے لگی تھی۔ بہرام خانزادہ دس منٹ بعد سیاہ قمیض شلوار میں ملبوس اپنے کندھوں پر سیاہ مردانہ شال اوڑھے ڈریسنگ روم سے باہر نکلا تھا۔ وہ قمیض شلوار میں بھی اتنا ہینڈسم لگ رہا تھا کہ شانزے پلکیں جھپکائے بغیر اسے دیکھنے لگی۔

بہرام خانزادہ خاندان کا سب سے ہیڈڈسم لڑکا تھا اس کی لمبی چھوڑی قد و قامت ورشی جسم سیاہ بڑی آنکھیں جن میں لالی ہمیشہ سے بسیرا کیے ہوئے تھی وہ بلاشبہ بہت جمیل تھا اس کے چہرے پر سجا غرور آنکھوں میں اتری شرارت اسے بہت منفرد بناتی تھی کوئی بھی لڑکی اسکی لمحوں میں دیوانی ہو سکتی تھی شانزے دل ہی دل میں اعتراف کرنے لگی اس کو رب نے جمیل مرد سے نوازا تھا وہ جو لباس پہن لے اس کی شخصیت ابھر کر نظر آتی تھی وہ قمیض شلوار تو پہنتا ہی نہیں تھا اس کو شانزے نے زیادہ تر سیاہ پینٹ کوٹ یا پھر پینٹ شرٹ میں ہی دیکھا تھا مگر آج تو اس کی تیاری قابل دید تھی جو نظر لگ جانے دل چیر دینے کی حد تک خوبصورت لگ رہا تھا۔ دوسری عورت لانے کی خوشی میں وہ مرد اب اپنے حسن کے جلوے کروا رہا تھا شانزے کو اس قدر جلن کا احساس ہوا جیسے وہ تو خاک ہی ہو گئی ہو۔

دوسری بیوی اپنی باہوں میں لاتے ہوئے میرے لئے طلاق کے کاغذات بھی لیتے آنا مجھے آزادی چاہیے آپ کے نام سے! شانزے ٹوٹے لہجے میں بول کر اپنا منہ دوسری جانب پھیر گئی۔ کرتا ہوں تمہیں آزاد میں اچھی طرح مجھے جانے تو دو آکر تمہارے اندر گھس کر دونگا تمہیں

جس کے لئے مچل رہی ہو سن چکا ہوں طلاق چاہیے
تمہیں مجھ سے آزادی چاہیے میرے نام سے اب میرا دماغ
چاٹنے کی ضرورت نہیں ہے منہ بند رکھو اپنا!! بہرام
خانزادہ کا لہجہ غضبناک ہو گیا تھا وہ شانزے کو ہچکیوں
سے روتے دیکھا دھاڑتے ہوئے بولا اور کمرے سے نکل
گیا۔

آئی ہیٹ یو!! نفرت ہے آپ سے مجھے میری محبت کے
لائق نہیں ہیں آپ وہ روبی ہی آپ کے لائق ہے اپنے جسم
کی نمائش کرنے والی!! شانزے بھی چلاتی ہوئی بولیتی
پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔ بہرام باہر کھڑا اس کی
نفرت کا اظہار سن چکا تھا اور وہ شانزے کی عقل واپس
آکر اپنے انداز میں ٹھکانے لگانا چاہتا تھا۔

عجیب بیوی ہے سر پر چڑھ چکی ہے چڑھاتا ہوں اسے
اس کی اصلی جگہ پر بہت زبان چلنے لگ گئی ہے اس
کی اس وقت روئی یا پلیرز پلیرز کیا تو جان نکال دوں گا
اسکی میں!! طلاق چاہیے آزادی چاہیے آکر دیتا ہوں اسے
اپنے انداز میں!! بہرام خانزادہ اپنے ہونٹ بھینچے طیش
سے سوچتا کار پورچ کی جانب بڑھ گیا تھا اس نے ہاسپٹل

جانا تھا روبی کومہ میں تھی اسے کل ہی ہوش آیا تھا اور
یہ بہرام خانزادہ کا فیصلہ تھا کہ وہ جیسے ہی ہوش میں
آئے گی روبی کا نکاح کروا دیا جائے گا۔

ہیلو ہاں آ رہا ہوں میں کاغذات تیار کرواؤ اور مولوی کا
بھی بندوبست کر لو میں آدھے گھنٹے میں پہنچ جاؤں گا!
بہرام خانزادہ اپنے دوسرے موبائل سے رومیو کو کال
کرتا تحکم بھرے انداز میں بولا تھا اسکی گاڑی ہوا کی
دوش پر سفر کرتی ہاسپٹل کی جانب رواں تھی۔

بہرام خانزادہ پینتالیس منٹ کا سفر آدھے گھنٹے میں طے
کرتا ہاسپٹل پہنچ گیا تھا۔ وہ شال اپنے کندھوں پر جھٹکتا
سرخ چہرے کے ساتھ ہاسپٹل کے اندر انٹر ہوتا اپنے
مطلوبہ مقام کی جانب بڑھنے لگا۔ وہ جیسے ہی ہاسپٹل
کے سیکنڈ فلور کے کارنر کی جانب بڑھا باہر کھڑے گارڈ
اسے دیکھ کر چوکنے ہو گئے وہ ادب سے ہاتھ باندھے دو
ماہ بعد اپنے مالک کو ہاسپٹل میں آتے دیکھ رہے تھے وہ
ایک بار بھی ہاسپٹل نہیں آیا تھا۔ رومیو بہرام خانزادہ کو

دیکھ کر تیزی سے اس کی جانب بڑھا تھا۔

بیسٹ تم یہ کیوں کر رہے ہو مت کرو ایسا!! رومیو کا
لہجہ التجائیہ تھا وہ بہرام خانزادہ کے گال اور گردن پر
تازہ خراشیں دیکھ کر گڑبڑا کر اپنی نظریں پھیر گیا۔ ٹھیک
پانچ منٹ بعد مولوی صاحب کو اندر لے آنا نکاح تو آج ہی
ہو گا!! بہرام خانزادہ ایک نظر رومیو کو دیکھتا روم کے
اندر داخل ہو گیا۔

روبی جو بیڈ پر بیٹھی نکاح کے لئے بہرام خانزادہ کی
منتظر تھی وہ چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔ اس
کا دل کانوں میں بجنے لگا وہ بہرام خانزادہ کو شلوار
قمیض میں پہلے بار دیکھ رہی تھی دل ایک بار پھر
بے ایمان ہوا تھا۔ وہ بہرام خانزادہ کو جن نگاہوں سے دیکھ
رہی تھی کوئی اندھا بھی ہوتا تو وہ نگاہیں اسے بھی زیر
کر دیتی مگر وہ بہرام خانزادہ تھا جسے شانزے خان کے
علاوہ زندگی میں کبھی کسی اور کی ناں نگاہیں زیر کر
سکتی تھی ناں اس کا دل شانزے کے علاوہ کسی کو قبول
کر سکتا تھا۔

ہاں بھی کیا ڈرامہ لگایا ہوا ہے تم نے ہاسپٹل میں؟؟ بہرام
خانزادہ روبی کے بیڈ کے بالکل سامنے رکھے صوفے پر
بیٹھتا طیش سے اپنی آئی برو اچکا کر بولا۔ مم۔ میں نے؟
روبی بہرام خانزادہ میں اتنی گم ہو گئی تھی کہ بوکھلا کر
جواباً بولی تھی۔ نہیں تمہارے فرشتوں نے! بہرام خانزادہ
اپنی آنکھیں سکیڑے بولا تھا شانزے کا رونا اسکے دل پر
چھریاں چلا رہا تھا وہ تپا بیٹھا تھا طیش سے پاگل ہو کر۔۔

بیسٹ پلیز میری بات ماں لو میں تم سے نکاح-----بکواس
مت کرنا میرے آگے ورنا ابھی گردن اڑا دوں گا میں
تمہاری! بہرام خانزادہ بری طرح دھاڑتے ہوئے روبی کی
بات کاٹتا لکڑی کی کرسی کو لات مار کر کہی حصوں
میں تقسیم کر گیا تھا۔

تو مار دو مجھے مگر مجھ سے یہ ضد مت کرو کہ میں رومیو سے نکاح کر لوں! روبی بہرام خاندان کے غصے سے سہمتی ہوئی بولی تھی۔ ٹھیک ہے مت کرو رومیو سے نکاح مگر جو بکواس تم نے ابھی کی ہے وہ دوبارہ مت کرنا ورنہ تمہیں شوٹ کر دوں گا یہ بات جان لو تم میری زندگی میں ایک ہی عورت کی جگہ ہے اور وہ میری

بیوی شانزے خان ہے! بہرام خانزادہ غضبناک ہوا تھا۔
اسلام نے مرد کو چار شادیوں کی اجازت دی ہے میں
تمہاری بیوی کا حق نہیں ماروں گی بیسٹ میں پلیز تم
مجھ-----ہاں بیشک ہم مردوں کو اسلام نے چار شادیاں
کرنے کی اجازت دی ہے اور ایک وقت میں ہم چار بیویاں
رکھ سکتے ہیں مگر صرف اس شرط پر جب ہم ان چار
بیویوں کے ساتھ انصاف کر سکیں برابری کے حقوق ادا
کر سکیں برابری کی ہی اہمیت دیں! ہوتے ہوں گے وہ
مرد جو ایک وقت میں چار حلال عورتیں رکھ کر انصاف
کر سکتے ہوں مگر میں شدید قسم کا ناانصاف انسان ہوں
مجھ میں انصاف صرف میری اکلوتی بیوی شانزے خان
کے لئے ہے میں انصاف نہیں کر سکتا اپنی بیوی شانزے
خان کے علاوہ کسی اور کے ساتھ کسی کو اہمیت نہیں
دے سکتا اور سب سے بڑھ کر یہ میں اس کا حق کسی
دوسری عورت کے ساتھ بانٹ نہیں سکتا۔ میں گردن تک
جکڑا جاؤں تو بھی اپنی خانم پر سوکن لانے کا جرم ناں
کروں ہاں روبی ہے مجھے اجازت چار حلال عورتیں
رکھنے کی مگر میں یہ حلال کام آگ میں جلانے کے بعد
بھی نا کروں تم نے میری بیوی شانزے خان کو آج بہت
رولایا ہے وہ بہت تڑپی ہے اور میرا دل چاہ رہا ہے تمہیں
قبر میں اتار دوں تم بکو اس کرتی ہو کہ تم اس کا حق نہیں

مارو گی اس سے اس کا شوہر چھین کر اس کے حق کا
بٹوارہ کر کے تم اس کا حق نہیں مارو گی ہوتے ہوں گے
وہ کمزور مرد جو ہر ایک کے حسن کے آگے بک جاتے
ہیں مگر وہ حسن پرست نہیں تھوکتا ہوں ان عورتوں پر
جو کسی شادی ایک شدہ مرد کے خواب سجا کر کسی
دوسری عورت کا مان کچل کر اس کا آشیاں راکھ بنا دیتی
ہیں!! میں وہ مرد ہوں جو ایک عورت کا ہوں وہ جو
میرے نکاح میں ہے میری بیوی ہے اور میرے گھر میں
میرے کمرے میں موجود ہے اس پر ظلم کرنے سے پہلے
میں خود کو نامرد بنانا پسند کروں گا دوسری شادی یا
دوسرے نکاح کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تم میرے خواب
سجانا چھوڑ دو تو بہتر ہے ورنہ مر جاؤ مگر میں تمہیں
تو کیا کوئی حور بھی عرش سے اتر کر فرش پر آجائے تو
میں اسے ٹھکرا دوں ایسا عشق کرتا ہوں میں اپنی بیوی
شانزے خان سے! میں طلبگار عشق تھا اور شانزے خان کو
پاکر سیراب ہو گیا ہوں مجھ میں اگر کسی کی پیاس تھی تو
وہ اس شہد آنکھوں والی لڑکی کے لیے تھی جو جگہ اس
کی ہے وہ کبھی کوئی نہیں لے سکتا میں تو اس کے پاؤں
کے برابر بھی کسی کو مقام ناں دوں تم تو خواب سجائے
بیٹھی ہو شانزے کا بہرام چھینے کے!! ایک مرد کے لئے
ایک ہی عورت ہوتی ہے اور یہ بات میں تلوار کی نوک پر

کھڑا ہو کر بول سکتا ہوں شادی شدہ مرد کا خواب سجانے
والی عورت خاک کا مقام رکھتی ہے جو پیروں میں مسلی
تو جا سکتی ہے مگر سر کا تاج نہیں بنائی جاتی!! بہرام
خانزادہ انتہا کا سفاک تھا اس نے روبی کے سینے میں
سفاکی سے خنجر گونپا تھا۔

تم اس سے اتنا پیار کرتے ہو تو وہ تم پر پھر کیوں اعتبار
نہیں کرتی؟؟ روبی کی سیاہ آنکھوں میں دُھندھلاہٹ اترنے
لگی تھی بہرام خانزادہ کا منہ اور گردن نوچی ہوئی تھی
خراشیں بہت واضح تھی۔ وہ تمہارا مسئلہ نہیں اپنے کام
سے کام رکھو اور اپنی حد میں رہو!! بہرام خانزادہ
سگریٹ سلگا گیا تھا اس کی آنکھوں کے آگے ہزاروں
شکوہوں میں ڈوبی شہد آنکھیں آرہی تھی۔

میں تمہارے لئے جان دے سکتی ہوں!! روبی نے ایک
آخری کوشش کی۔ بکو اس بند کرو بور مت کرو مجھے تم
جانتی ہو ناں میں بلیک میل نہیں ہوتا کسی کا مرنا یا زندہ
رہنا میٹر نہیں کرتا میرے لئے میں سفاک ہوں یہ بات تم
سے بہتر کون جان سکتا ہے!! بہرام خانزادہ نے اپنی پسٹل
نکال پر روبی کے آگے پھینک دی تھی۔ یہ لو مار لو خود

کو اور آزاد ہو جاؤ اس دنیا سے کیونکہ تمہیں میں کبھی
بیوی نہیں بناؤں گا میرا سب کچھ ایک عورت پر ختم ہو
گیا ہے میں نسلی قسم کا زن مرید ہوں وہ بھی ایک اکلوتی
بیوی کا! بہرام خانزادہ سفاکی کی انتہا کر گیا تھا۔

روبی نے بہرام خانزادہ کی پسٹل اپنے ہاتھ میں پکڑی تھی
بہرام خانزادہ اسے دیکھ کر اپنا رخ موڑے کھڑکی کی
طرف جا کر کھڑا ہوتا سگریٹ کے گہرے گہرے کش
لینے لگا روبی نے پسٹل کنپٹی پر رکھ لی۔ پہلے لوڈ تو کر
لو پھر شوٹ کرنا خود کو!! بہرام خانزادہ ٹھنڈے کاٹ دار
لہجے میں بولا تھا۔ روبی نے پسٹل لوڈ کی اور اپنے دل
کے مقام پر رکھ لی۔ چلو بھی جلدی سین آن کرو بوریت ہو
رہی ہے مجھے اپنی بیوی کے پاس جانا ہے! وہ سگریٹ
اپنے پاؤں میں مسلتا شانزے کے لئے اپنے لہجے میں
تڑپ کی انتہا لئے بولا تھا۔

روبی پھوٹ پھوٹ کر روتی بہرام خانزادہ کی پسٹل نیچے
پھینک گئی تھی۔ یہی تو مسئلہ ہے تم جیسی بے وقوف
لڑکیوں کا جو لڑکا منہ تک نہیں لگاتا اس کے پیچھے
مری جا رہی ہوتی ہو اور جو تم لوگوں کے لیے مر رہا

ہوتا ہے اسے گھانس تک نہیں ڈالتی اب روبی تم خود کو
 ہی دیکھ لو تمہارے مرنے سے مجھے زرہ برابر بھی فرق
 نہیں پڑھنے والا تم مرو یا جیو ہو کیئرز رائٹ مگر رومیو
 تم میں انٹرسٹڈ سے وہ تم سے نکاح کرنا چاہتا ہے اس نے
 بھی فرمائش کی تھی تم سے نکاح کی تمہیں اپنی عزت
 بنانے کی اور جب تم نے اسے انکار کیا تو اس نے مجھے
 تمہارے ساتھ نکاح کے معاملے سے زبردستی کرنے
 سے منع کیا مگر تمہارا بھوسا بھرا دماغ لائیو ڈیمو کے
 علاوہ سہی نہیں ہوسکتا تھا رومیو نے سالوں مجھ سے وفا
 نبھائی ہے اور میں نہیں چاہتا وہ اب تمہاری عورت میں
 ساری عمر سزا بھگتے تم تو سدھرنے والی عورت نہیں
 ہو نہیں کرنا اس سے نکاح مت کرو تمہارے ٹکٹ تو میں
 پہلے ہی امریکہ کے کروا چکا ہوں اور یہ ہماری آخری
 ملاقات ہے اس کے بعد اگر تم نے اپنی حماقت سے میری
 بیوی کو رولایا تو یاد رکھنا ناں یہ ہاتھ بچیں گے جن سے
 تم نے مجھے کال ملائی تھی اور ناں ہی یہ زبان جو مجھ
 سے نکاح کی فرمائش کرتی ہے لاسٹ وارننگ سے آئندہ
 خیال کرنا!!! بہرام خانزادہ کا لہجہ ہر قسم کے احساسات
 سے خالی تھا۔ وہ اپنی عورت کا ہی مرد تھا یہ بات اس نے
 اپنی خواہش کرنے والی عورت کو بہت سفاکی سے بتائی
 تھی۔

میں رومیو سے شادی کرنے کو تیار ہوں بیسٹ!! تم ٹھیک کہتے ہو ہم لڑکیاں بیوقوف ہوتی ہیں مگر تم جیسا رہنما کسی کسی بیوقوف لڑکی کو ہی ملتا ہے تم سفاک ہو مگر کھرے ہو تمہیں شانزے خان ہی ڈیزرو کرتی اس جیسی کوئی دوسری بھی نہیں-----اس جیسی کوئی دوسری ہو ہی نہیں سکتی وہ اللہ نے ایک ہی بنائی ہے! بہرام خانزادہ کے لبوں پر مسکان رقصاں ہوئی تھی میری شیرنی!! بہرام خانزادہ نے اپنی گردن پر موجود خروج میں ہوتی شدید جلن کے احساس سے شانزے کو نیا نام دیا تھا۔

رومیو مولوی صاحب کو لے آیا تھا اور اب روبی اور رومیو کا نکاح ہونے لگا تھا جس کا گواہ بہرام خانزادہ بن گیا تھا۔ یہ تم دونوں کی امریکہ کی ٹکٹس ہیں میری طرف سے شادی کا تحفہ سمجھ لینا ایک اپارٹمنٹ بھی ریڈی کروا دیا ہے تم دونوں کی رہائش کے لئے!! بہرام خانزادہ روبی اور رومیو کے نکاح نامے کی ایک کاپی اپنے ہاتھ میں پکڑتا ان سے آخری بار ملنے کے بعد ہاسپٹل سے نکل گیا تھا۔

بہرام خانزادہ اپنے منہ پر سنجیدگی سجائے بیسٹ پیلس کے لاؤنچ کو عبور کرتا سیکنڈ فلور پر موجود اپنے روم کی جانب بڑھا تھا۔ وہ دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھتا روم میں انٹر ہوا تو شانزے کی سسکیاں اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ وہ اپنی ہاتھوں میں درد ہونے کی وجہ سے کراہ رہی تھی۔ شانزے خان کی نظر بہرام خانزادہ پر پڑھی جو اپنے ہاتھ میں نکاح نامہ پکڑے اس کی جانب بڑھ رہا تھا سیاہ آنکھیں لال انگارہ ہو رہی تھی۔ شانزے کا تو دل پھٹنے والا تھا وہ نکاح نامہ دیکھ کر اپنی سانس اکھڑتی ہوئی محسوس کر رہی تھی۔

بہرام خانزادہ نکاح کے پیپرز سائڈ ٹیبل پر رکھتا شانزے کی آنکھوں میں دیکھنے لگا جو بے حد گلابی اور سوجی ہوئی تھی۔ وہ اسے ناراض نظروں سے دیکھتا اس کی کلائیوں کو جکڑے ہینڈ کفس کھولنے لگا۔

ہاتھ ناں لگائیں!! بہرام خانزادہ نے جیسے ہی ہتھکڑی کھولی وہ اس کی کلائیاں سہلانے لگا جب شانزے اسے خود سے دور جھٹکا۔ جائیں اپنی بیوی کے ساتھ اپنی

سہاگ رات منائیں! آجاؤ ایک بار اور سہاگ رات منا لیتے
ہیں مجھے تو کوئی اعتراض نہیں بس تم بے ہوش مت ہو
جانا!! بہرام اس کی کمر کے خم کو بے حد سختی سے اپنے
ہاتھ کی مٹھی میں دبوچے بولا اسکا دماغ اب آؤٹ ہو رہا
تھا۔

میرے ساتھ نہیں اپنی اس دوسری بیوی روبی کے ساتھ
کریں جو بھی کرنا ہے!! شانزے نے بہرام خاندان کے
سینے پر مکوں کی برسات کر دی تھی۔ جتنا ابھی مجھے
مار رہی ہو بعد میں اس سے زیادہ میں تمہاری ماروں گا
یاد رکھنا!! بہرام خاندان اس کی کمر سے نیچے ہاتھ لے
جا کر اسکے ہپ کو زور سے بھینچے بے باکی سے بولا
تھا۔

لالا کو کال کرتی ہوں کہ مجھے لے جائیں یہاں سے اب
میرا کوئی نہیں یہاں!! شانزے بہرام خاندان سے پیچھے
ہٹتی سائنڈ ٹیبل پر نکاح نامے کے ساتھ رکھے اپنے موبائل
کی طرف بڑھی جب اس کی نظر نکاح کے پیپرز پر
لکھے روبی اور رومیو کے نام پر پڑھی جن کے نیچے گواہ
کے طور پر بہرام خاندان کا نام اور سگنیچر تھا شانزے

کرنٹ کھا کر پلٹی تھی بہرام خانزادہ اپنے دونوں ہاتھ
سینے پر باندھے اپنے ہونٹ بھیچے آئی برو سکیڑے اسے
ہی دیکھ رہا تھا۔

یہ۔۔۔تت۔۔۔تو روبی اور رومیو۔۔۔!!! شانزے جھپٹے کے
انداز میں نکاح کے پیپرز پر لپکتی ہوئی دیکھنے لگی۔ تو
نکاح بہرام کا نہیں رومیو کا ہوا تھا روبی سے!! وہ
شرمندگی سے زمین میں گڑھ جانا چاہتی تھی کیا کچھ اس
نے بہرام خانزادہ کو نہیں بول ڈالا تھا۔

آجاؤ اب سہاگ رات مناتے ہیں!! بہرام خانزادہ بے باکی
سے اسے اوپر سے نیچے دیکھتا خطرناک سے انداز میں
بول کر اس کی جانب اپنے قدم بڑھانے لگا۔ وہ۔۔۔وہ
میں۔۔۔وہ۔۔۔میں۔۔۔ہاں کیا طلاق چاہیے؟؟ یا پھر خلع لینا
چاہتی ہو؟؟ بہرام خانزادہ بہکے قدم شانزے کی جانب بڑھا
رہا تھا جبکہ وہ اپنے قدم پیچھے کی جانب لیتی شرمندگی
سے اپنی نظریں تک نہیں اٹھا پارہی تھی

کک۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔چاہئے۔۔۔! شانزے کے لفظ حلق میں اٹکنے
لگے تھے۔ کچھ تو چاہئے ہی ہو گا!! بہرام خانزادہ ذو

معنی انداز میں بولا۔ نہیں! شانزے اپنی گردن نفی میں ہلاتی بولی تھی۔ چلو سہی ہے صبح تمہارے لالہ کو فون کر دوں گا کہ اپنی بہن کو لے جائیں یہاں میرے پیلس میں تو اس کا کوئی نہیں رہا اب اچھا سنو تم لائٹ آف کر دو میں سوؤں گا اب مجھے نیند آئی ہے!! بہرام خانزادہ خود پر قابو پاتا بیڈ کی جانب بڑھ گیا تھا۔

شانزے کا دل منہ کو آیا تھا یہ اس نے کیا کر ڈالا تھا کم سے کم ایک بار تو اس کی بات سن لیتی وہ کچھ بتانا چاہ رہا تھا مگر وہ تو اسے تھپڑ مار گئی تھی۔ بہرام! شانزے نے نا ہونے کے برابر آواز میں اسے پکارا۔ بہرام خانزادہ کروٹ بدل کر اپنی شرٹ اتارتا اوندھے منہ لیٹ گیا۔ اس کا جسم شانزے کے لئے تڑپ رہا تھا مگر وہ اسے بہت ستانا چاہتا تھا ابھی شانزے لائٹس ڈم کرتی بہرام خانزادہ کی بلیک شرٹ میں ملبوس ہی اس کی جانب چھوٹے چھوٹے قدم لینے لگی کیا۔۔۔ میں۔۔۔ کوئی بات کر لوں اگر آپ۔۔۔۔۔ کوئی بات نہیں کرنا چاہتا میں تو بیوفا مرد ہوں!! بہرام خانزادہ کے لہجے میں چھوٹے بچوں جیسی ناراضگی تھی۔

آئی ایم سوری! شانزے اس کے اسی گال پر ہاتھ پھیرتی
بولی جس پر اس نے تھپڑ مارا تھا۔ کوئی سوری نہیں!
بہرام خاندادہ کے نخرے اب شروع ہو گئے تھے اچھا کان
پکڑ لیتی ہوں! شانزے خود کو دل میں کوسنے لگی تھی۔
جو پکڑنے والی چیز ہے وہ پکڑو آؤ ادھر اپنی جگہ پر
بیٹھو! اس سے زیادہ بہرام خاندادہ صبر کے گھونٹ نہیں
بھر سکتا تھا وہ سیدھا ہوتا شانزے کو خود پر سوار کرتا
اپنی لیپ میں ایڈجسٹ کر گیا شانزے بغیر کوئی مزاحمت
کیے اس کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ جمائے شرمندہ
نظروں سے اس پر ٹھیک سے ایڈجسٹ ہو کر بیٹھ گئی
تھی۔

شانزے بغیر کوئی مزاحمت کیے اس کے سینے پر اپنے
دونوں ہاتھ جمائے شرمندہ سی شہد آنکھوں کو جھکائے
بہرام خاندادہ پر ٹھیک سے ایڈجسٹ ہو کر بیٹھ گئی تھی۔

دیکھو ناں ادھر اپنے بے وفا شوہر کی طرف اب پکڑو ناں
میری گردن اور مانگو مجھ سے تم علیدگی!! کتنی آسانی
سے طلاق مانگ رہی تھی خلع کی دھمکی دے رہی تھی

جاؤ نہیں کرتا تم سے بات نا بھروسہ کرتی ہو نا ہی پیار
کرتی ہو بس ہر بار شک کر کے میری بے لوث محبت
میرے منہ پر مار دیتی ہو!! بہرام خانزادہ شدید ناراضگی
کے عالم میں بول رہا تھا اس کے لہجے میں شکوہ ہی
شکوہ تھا وہ شانزے سے واقعی اب ناراض ہو رہا تھا۔

پیار۔۔۔ تو کرتی ہوں بہت آپ سے!! شانزے موٹے موٹے
آنسو بھری شہد آنکھیں بہرام خانزادہ کی سیاہ آنکھوں میں
ڈال کر کمزور سی آواز میں بولی۔ ہاں اتنا پیار کرتی ہو کہ
مجھ سے علیحدہ ہونے کا مطالبہ کرتی ہو!! بہرام خانزادہ
نے شانزے کی کمر پر رکھے اپنے ہاتھ فوراً ہی پیچھے
کر لئے تھے۔ آپ دور کیوں ہو رہے ہیں!! شانزے خان
سوں سوں کرتی ہوئی بہرام خانزادہ کے دونوں ہاتھ واپس
اپنی کمر پر رکھ گئی جب بہرام خانزادہ نے اس کی کمر
کو زور سے بھینچتے ہوئے اپنی مٹھیوں میں بھرا اور
اسے بے حد زور سے جھٹکا دیتے ہوئے اپنے اتنے قریب
کر لیا کہ ان دونوں کی سانسیں ایک دوسرے میں گھلنے
لگی۔

سس۔۔۔ آہ بہرام درد ہو رہا ہے!! شانزے اس کی جان لیوہ

گرفت سے سسکتی ہوئی بولی تھی۔ پھاڑ کر رکھ دوں گا دوبارہ طلاق کا لفظ ان لبوں سے نکلا تو یہ تمہاری پہلی اور آخری حماقت تھی جو اپنے لیے تمہاری جذباتیت سمجھ کر معاف کر رہا ہوں۔ بہرام خاندان کا ناراضگی بھرا لہجہ ایکدم ہی وحشت سے آلود ہوا تھا یوں جیسے طیش سے حواس کھو چکا ہو۔ اسکی گرفت پہلے سے زیادہ سخت ہو گئی تھی۔

میری محبت ہو تم بیوی ہو تم اور صرف تم ہی رہو گی یہ کوئی مذاق نہیں ہے ناں مجھے کسی اور عورت کو بیوی بنا کر اسے اپنے نیچے لگانے کا شوق ہے تم ہی ہو میرا سب کچھ جتنی جلدی ہو یہ بات یہاں اور یہاں (دماغ اور ٹانگوں کے بیچ اشارہ کیا) ان دونوں کو سمجھا لو ورنہ مجھے سمجھانا کتنی اچھی طرح آتا ہے یہ بات تم سے بہتر کون جان سکتا میری جان!! اس کے لہجہ پل پل بدل رہا تھا جو شانزے کی جان لبوں پر لا رہا تھا۔

ہٹو اوپر سے ایریٹیٹ کر رہے ہیں کپڑے مجھے!! وہ شانزے کی جان ابھی مزید ہلکان کرنا چاہتا تھا۔ آجاؤ واپس اپنی جگہ پر مگر اسے اتار کر جو رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔

وہ بیڈ پر چٹ لیٹا شانزے کو بے باکی سے وجائے پر سلیپ کرتے بولا تھا۔ شانزے کے کانوں سے دھواں نکلا تھا وہ کیسے خود سے ریموو کرے اسے شرم آرہی تھی۔

شانزے بی بی کبھی اس میں بھی فرمان برداری دیکھا دیا کرو کبھی تو تم بھی مانگ لو اسے خود سے میں تو شاید مر جاؤں گا مگر تم نے کبھی مجھے بے شرم ہو کر نہیں دکھانا!! وہ اب خود ہی اپنی بات پر عمل کر کے شانزے کا باریک پردہ ریموو کرتا اسے اپنے لیپ میں بیٹھا چکا تھا۔ شانزے بہرام خانزادہ کی وائٹ شرٹ ابھی تک پہنے ہوئے تھی۔ وہ اسے خود پر جھکاتا اسکے لبوں کے قریب ہوا تھا۔ بہرام خانزادہ کا ایک ہاتھ شانزے کی کمر پر تھا جہاں سے اس نے وائٹ کو جکڑا ہوا تھا جبکہ اس کا دوسرا ہاتھ شانزے کے پیس پر تھا شانزے اس کی آنکھوں میں دیکھنے کی اب ہمت نہیں کر پا رہی تھی۔

کیسے خوش کرو گی مجھے؟؟ وہ اس کے منہ پر پھونک مارتا شوخ انداز میں بولا۔ کیسے کروں؟ شانزے بے چارگی سے استفسار کرنے لگی۔ یہ وعدہ کر کے کہ تم مجھ پر کبھی شک نہیں کرو گی ورنا میں نے تمہاری

سو جا کر رکھ دینی ہے اچھی طرح!! بہرام خانزادہ معنی
خیز سرگوشی میں بولتا شانزے کی ریڑھ کی ہڈی میں
سنسناہٹ دوڑا گیا۔

پلیز ایسا مت کیجیے گا آپ جینٹلی بی ہیو کیا کریں نا تاکہ
میں بھی آپکو پیار کر سکوں بہرام! شانزے بہرام خانزادہ
کی ناک کے ساتھ اپنی ناک ملاتی لاڈ سے بولی تھی۔ اچھا
آؤ آج جینٹلی کرنے کی کوشش کر لیتا ہوں دیکھتا ہوں نا
کتنا پیار کرتی ہو تم مجھے پھر!! بہرام خانزادہ اس کی
سائڈ گردن کو بے حد نرمی سے چوم کر شانزے کے تن پر
موجود اپنی شرٹ ریموو کر کے اس کی ملائم دھڑکنوں
پر جھک گیا۔ بہرام خانزادہ شانزے کو نرمی سے محسوس
کرنے کی کوشش کر رہا تھا شانزے اس کے سینے پر ہاتھ
رکھے سکون سے اپنی آنکھیں موندھے خود پر مکمل
طور پر ڈھیلا چھوڑ گئی تھی۔ بہرام خانزادہ کو بانٹنے کا
تصور ہی سوہان روح تھا وہ اس ایک لمحے میں ہزاروں
بار مری تھی جب روبی نے نکاح کی فرمائش کی تھی۔

میں مر جاؤں گی آپ کے بنا اب!! شانزہ بھیگی آواز میں
بہرام خانزادہ کے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکائے بولی تھی۔

میں صرف تمہارا ہوں بیوی!! بہرام خانزادہ اپنی آخری رکاوٹ بھی دور کرتا اسے رانوں سے تھامے شانزے کی روح کا حصہ بن گیا تھا۔

سس۔۔شانزے خان کے لب کپکپائے تھے بہرام خانزادہ کی نرمی میں بھی جوش تھا۔ وہ اسے دونوں شولڈرز کے تھامے آنکھیں موندھے خود میں سفر کرتے محسوس کر رہی تھی۔ پتہ ہے کتنا ہرٹ ہوا ہوں میں!! وہ اب پھر سے اپنے لاڈ دکھانے پر اتر آیا تھا۔

آئی ایم سوری میں آپ کو بانٹنے کا سوچ بھی نہیں سکتی جذباتی ہو گئی تھی۔ شانزے اس کے لبوں پر جھکتی ندامت سے بولی۔ ادھر آؤ نا تم نکالتا ہوں سارا جذباتی بن نکلتا ہوں ابھی!! وہ اپنے اصل روپ میں آگیا تھا اس کی نرمی چند سیکنڈز کی ہی تھی اب بہرام کی شدتیں اپنے عروج پر تھی وہ نازک بیوی کی بلند سسکیاں سن کر مزید جنونی مزید جوشیلا ہو رہا تھا کمرے کا ماحول ایکدم ہی جان لیوہ آوازوں میں تبدیل ہو گیا تھا بہرام خانزادہ کی سختی اس کی جنونیت اپنی انتہا پر پہنچ گئی تھی شانزے لرزتی ہوئی اپنی جان ہلکان ہوتے محسوس کر رہی تھی وہ ہر چیز میں

اسے جس جنون سے چاہتا تھا وہ ایک طرف اور اس کی
قربت کی سختی ایک طرف وہ اس کے لئے کتنا پاگل تھا
یہ بات بہرام خانزادہ جس شدت سے شانزے کو بتانا تھا وہ
اسے موت کے قریب لے آتی تھی۔

بس کریں تھک گئی ہوں کوئی پیار نہیں کرنا میں نے!
شانزے اس کے سینے پر اپنے نیلز سے وار کرتی
ناراضگی سے بولی۔ تو مت کرو میں کر لیتا ہوں او ناں
ذرا تمہیں واشروم لے کر چلوں!! وہ شانزے کو اپنے
شولڈر پر ڈالتا واشروم کی جانب بڑھ گیا تھا اب دو گھنٹے
سے پہلے اس نے باہر نہیں نکلنا تھا شانزے خان اپنی
شامت خود لائی تھی ایک بار بہرام اس کے وجود میں
سرائیت کر جائے تو پھر وہ اپنی مرضی سے ہی اس کی
جان بخشی کیا کرتا تھا۔۔۔

صبح کے نو بج رہے تھے جب اس کی آنکھ دل خراب
ہونے سے کھلی تھی رات میں گزرے عجیب بھیانک
خیالات اور وہ جو اس کی آنکھوں نے دیکھا اسے بے چین
کیے ہوئے تھا۔ وہ فجر کے بعد نہیں سوتی تھی مگر آج اس

نے فجر کی نماز بھی نہیں پڑھی تھی رات منہاں خانزادہ
نے اس کا خوف اپنی قربت میں ختم تو کر دیا تھا مگر
اسے اپنے ساتھ کچھ عجیب ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔
مشائم نے کہا تھا نازنین خانم جادو کرتی ہیں مگر منہاں
بہت تحقیق کے باوجود اس بات کی سچائی تک نہیں پہنچا
تھا وہ ڈرتی تھی اس بار کے اقرار سے کہ اسے محسوس
ہوتا ہے وہ کالے جادو کی زد میں ہے وہ کوئی خاص
لڑکی تو نہیں تھی اس پر جادو کوئی کیوں ہی کرے گا
نازنین خانم اسے ناپسند اس کی مورے کی وجہ سے کرتی
تھی اب سچ تو سب کے سامنے آگیا تھا اب وہ اس کی
مورے کی وجہ سے اسے ناپسند نہیں کرتی ہوں گے
معصوم انشال اپنی معصومیت کی انتہا کے باعث بہت کچھ
کھونے والی تھی۔

اسے ابکائی سی آئی تھی اور وہ بھاگتی ہوئی واشروم میں
داخل ہو گئی تھی۔ مجھے اتنی وومٹس کیوں ہو رہی ہیں
طبیعت بھی خراب محسوس ہو رہی ہے چکر بھی دو تین
دن سے آنے لگے ہیں خانم بی کو بتاؤں یا پھر غزالہ آئی
کو مگر بتاؤں کیا کہ وومٹ ہو رہی ہے مگر ابھی تو لاہور
کے لئے نکلنا ہے ہم نے منہاں نے مجھے اٹھایا کیوں نہیں
وہ کہاں ہے؟ انشال خان کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا

کرے۔ وہ گرم پانی کے شاور کے نیچے کھڑی ہوتی
مختلف سوچوں میں گم تھی کچھ تھا جو اسے اپنے وجود
کو تکلیف کی انتہا پر پہنچاتے محسوس کروا رہا تھا وہ
بیس منٹ شاور لینے کے بعد سبز رنگ کے ویلوٹ کے
بے حد سادہ سی قمیض شلوار میں ملبوس روم میں آئی
تھی۔

وہ ڈریسنگ ٹیبل کے مرر کے سامنے کھڑی ہوتی ہیئر
ڈرائر سے اپنے گھنے بھورے بال ڈرائی کرنے لگی۔ وہ
ابھی مکمل طور پر اپنے بال ڈرائی کرنے کے بعد
ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی چیزیں سمیٹ رہی تھی جب اسے
احساس ہوا وہ کمرے میں اکیلی نہیں ہے کوئی اور بھی
ہے جو اسے دیکھ رہا ہے وہ کسی انجانے وجود کی
موجودگی کے احساس سے خوفزدہ ہو رہی تھی اس کے
پیٹ میں تیز درد ہونے لگا ٹانگوں پر کھڑے رہنا اسے دنیا
کا مشکل کام لگنے لگا۔ وہ سہمی نگاہوں سے پورے
کمرے کو دیکھ رہی تھی اس کا دماغ چکرا رہا تھا اتنے
میں کمرے کا دروازہ کھلا اور منہان خانزادہ اپنے ہاتھ
میں ناشتہ کی ٹرے پکڑے روم میں انٹر ہوا۔

جانم آپ اٹھ گئی؟ وہ انشال کو خوفزدہ ہو کر اپنی جانب دیکھنے پر مسکرا کر بولا۔ ساری رات انشال ڈرتی رہی تھی وہ نیند میں بھی منہان خانزادہ کو بہت کچھ بتا رہی تھی وہ سیاہ وجود جو اسے بہت ڈراتا ہے وہ آوازیں جو اسے رات میں نیند سے بیدار کر دیتی ہیں منہان خانزادہ ایک پل نہیں سویا تھا وہ فجر کی نماز پڑھ کر انشال کو بس دیکھتا رہا تھا وہ کتنی باقائستگی سے نماز پڑھتی تھی منہان جانتا تھا مگر کل سے اسے انشال کی طبیعت میں کچھ عجیب محسوس ہو رہا تھا اور وہ ہر ایک بات کا قصور پر اس تنہائی کو دے رہا تھا جو اس کی غیر موجودگی میں انشال کو برداشت کرنی ہوتی تھی نازنین خانم اسے پندرہ دن اپنے ساتھ سوات میں روک لیتی تھی وہ بس ایک رات انشال کے ساتھ گزارتا تھا جب وہ اپنی طبیعت خرابی کا بہانہ گڑھ کر فون پر روتی ہوئی ہزار شکوے کرتی اسے بلا لیتی تھی اور وہ اپنی مورے کے آنسوؤں کے آگے وہ سب نہیں دیکھ پا رہا تھا جو کچھ ہو رہا تھا۔

ہاں۔۔وہ۔۔میں میں منہان وہاں کوئی تھا ابھی وہی جس کا میں نے تمہیں بتایا تھا ناں وہ مجھے ڈراتی ہے پلیز منہان تم مجھے چھوڑ کر مت جایا کرو!! انشال خان بے ربط

باتیں کرتی شدید خوف کے عالم میں تھی۔ میری جان میں
آپ کو چھوڑ کر کہی نہیں جاؤں گا آئیں یہاں ناشتہ کریں
پھر لاہور کے لیے نکلنا ہے ہم نے!! منہاں خانزادہ ٹرے
سینٹرل ٹیبل پر رکھتا انشال کی جانب بڑھا تھا جو بری
طرح کانپ رہی تھی اسکے ماتھے پر پسینے کی بوندیں
چمک رہی تھی۔

منہاں تم میری بات کو جھوٹ سمجھتے ہو ناں کیا میں
پاگل ہو رہی ہوں؟؟ کیا میں۔۔۔۔۔ انشال میری جان ریلیکس!!
انشال ایکدم پھوٹ پھوٹ کر روتی منہاں کے گلے لگ گئی
تھی اسے اپنا آپ پاگل ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ منہاں اب
بہت زیادہ پریشان ہو رہا تھا انشال کو سنبھالنا آسان کام ناں
تھا ایک پل کی بھی جدائی انشال کو مکمل طور پر تباہ کر
سکتی تھی۔

میری جان بس کریں اب اور نہیں رونا آپ نے سن رہی
ہیں ناں میری بات یار بیوی اپنے شوہر کے لئے اچھا اچھا
تیار ہوتی ہے صبح اٹھنے کے بعد ایک آپ ہیں مجھے
دیکھ کر رونے لگ جاتی ہیں میرا بھی دل چاہتا ہے آپ
میرے لئے تیار ہوں تاکہ میں آپ کو اور زیادہ پیار کروں

آپ نے رو رو کر اپنا کیا حال بنا لیا ہے اپنی آنکھیں ہر وقت تکلیف سے دو چار رکھتی ہیں کتنے ہلکے ہو گئے ہیں آپکی آنکھوں کے نیچے رنگت دیکھیں پیلی ہو رہی ہے کتنی کمزور ہو چکی ہیں آپ ان دو ماہ میں میری دلہن کا کیا حال بنایا ہوا ہے آپ نے جان کچھ تو اس دل کا احساس کریں کچھ تو اپنے عاشق کا خیال کر لیں کیوں مجھے تڑپاتی ہیں آپ! منہان خانزادہ کا دل زخموں سے چُور ہو گیا تھا اس کا لہجہ دردناک تھا انشال کی جب سے اس سے شادی ہوئی تھی وہ بہت کمزور ہو گئی تھی بیمار لگنے لگی تھی اور انشال خان کی ہر ایک کنڈیشن کا قصور وار منہان خانزادہ خود کو سمجھ رہا تھا۔

کیا میں بدصورت لگنے لگی ہوں منہان؟ انشال احساس کمتری سے خود کو ایک بار پھر آئینے میں دیکھنے لگی تھی۔ یہ کیا بول رہی ہیں آپ کے جیسی حسین لڑکی میری آنکھوں نے کبھی کوئی نہیں دیکھی۔ منہان اس کے سر کو پیچھے سے چومتا اسے بیک سے ہی اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔ تمہیں وہ سب نہیں دے پاتی ناں میں جو تمہارا حق ہے تم بھی ایک نارمل بیوی ڈیزرو کرتے ہو میری جیسی مریضہ آخر کب تک اس دل کو اپنا بنائے رکھے گی۔ وہ منہان کا دل اپنی باتوں سے چیر رہی تھی۔

کیا کہا ہے آپ نے؟؟ آپ کو لگتا ہے میرا دل آپ کے علاوہ بھی کسی اور کے لیے دھڑک سکتا ہے آپ نے بس سوچا ہوا ہے مجھے اپنے لفظوں سے صرف تکلیف ہی دیں گی ہے نا؟؟ منہاں اپنا منہ انشال کے شولڈرز میں چھپا گیا تھا جیسے وہ ٹوٹنے لگا تھا۔ نہیں خان میں تمہیں تکلیف دینے کا سوچ بھی نہیں سکتی میں تو خود تکلیف میں ہوں۔

انشال کا دل اسے ملامت کرنے لگا منہاں اسے خوشیوں کے لئے اس کی ذات کے لئے تڑپتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ وہ اس کا کندھا چوم رہا تھا۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ مجھے دلہن کی طرح تیار ہو کر دکھائیں جیولری پہنے میک اپ کریں اور تیار ہو جائیں ٹائم کم ہے لاہور کے لیے ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔ منہاں خود کو کمپوز کرتا انشال کے جیولری باکس میں سے اس کے لئے کچھ لائٹ سی جیولری دیکھنے لگا تھا۔

یہ والا گولڈ کا پینڈنٹ سیٹ پہن لیں اور ہاں اپنے لپس پر یہ ریڈ والا شائنی لپ گلوں لگا لیں بلکہ میں خود ہی لگا

دیتا ہوں۔ منہاں خانزادہ اسے بہت توجہ کے ساتھ لپ گلوں
لگانے لگا تھا انشال اسے یک ٹک دیکھنے لگی تھی۔ حسین
بیوی ہے میری رب نے آپکو بڑی فرصت میں بنایا ہے
میرے لئے!! وہ انشال کی دل سے تعریف کرنے لگے
آنکھوں کے نیچے ہلکے اور پیلی رنگت کے باوجود
انشال اسے بہت خوبصورت لگ رہی تھی وہ اسے آخر
کس طرح سمجھائے کہ وہ اس کی زندگی میں کیا مقام
رکھتی ہے وہ اگر تاعمر بھی بیمار رہے تو منہاں چہرے
پر ایک شکن لائے بغیر اسے یونہی وضاحتیں دیتے
سنبھالتے رہے۔

آجائیں ناشتہ کریں آج میں نے اپنے ہاتھوں سے آپ کا
فیورٹ ناشتہ بنایا ہے۔ منہاں اس کی پیشانی چومتا اسے
اپنے ساتھ لگائے ہی صوفے کی جانب بڑھ گیا۔ وہ اسے
مشروم چیز آملیٹ کھلاتا خود بھی کھانے لگا تھا۔ ابھی
انشال نے دو نوالے ہی آملیٹ کے کھائے تھے جب وہ ایک
بار پھر منہ پر ہاتھ رکھتی واشروم میں بھاگی تھی۔

انشال---!! منہاں ناشتہ چھوڑتا اس کے پیچھے واشروم میں
گیا تھا۔ انشال وومٹ کر رہی تھی۔ میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں

بلکہ ہم ابھی ہاسپٹل چلتے ہیں!! منہاں اس کی کمر سہلاتے
 بولا۔ نہیں۔۔۔ ڈاکٹر نہیں۔۔۔ مجھے نہیں جانا میں ٹھیک ہوں
 بس آملیٹ کی اسمیل اچھی نہیں لگ رہی تھی اس لئے
 وومٹ ہو گئی میں جوس پی لوں گی منہاں!! انشال ضدی
 لہجے میں بولی تھی۔ وہ بہت ضد کرنے لگی تھی آج کل!!
 اچھا سہی ہے نہیں لے جاتا جوس پی کر دکھائیں مجھے
 اگر پھر وومٹ ہوئی تو میں ایک بات نہیں سنوں گا پھر!!
 منہاں خانزادہ اپنا لہجہ سخت بنانے کوشش کرتے بولا۔
 انشال کی چال میں لڑکھڑاہٹ تھی منہاں نے اس کی بات
 اس کے سامنے تو مان لی تھی مگر وہ اسے راستے میں
 ڈاکٹر کو دکھانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

میری بچی کا بہت خیال رکھنا منہاں! خانم بی انشال خان
 سے ملنے کے بعد منہاں سے ملتی بولی تھی انکا اپنا دل
 چاہتا تھا منہاں اور انشال اب دور ناں رہیں ماضی میں جو
 ہوا وہ بھولایا تو نہیں جا سکتا مگر آخر کب تک وہ دونوں
 اس طرح کی ادھوری زندگی گزاریں گے بس اس بات کا
 خیال کرتے خانم بی نے انشال کو منہاں کے ساتھ لاہور
 بھیجنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ جی خانم بی!! منہاں ان کا سر
 عقیدت سے چومتے بولا تھا۔ وہ مریم خانم اور غزالہ خانم
 سے ملنے کے بعد ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا انشال

بھی سب سے ملنے کے بعد بڑی سی چادر اوڑھے فرنٹ
 سیٹ پر بیٹھ گئی تھی اور کچھ ہی دیر میں منہان خانزادہ
 کی گاڑی دھول اڑاتی ہوئی خانزادہ حویلی سے نکل گئی
 تھی وہ دونوں بارہ بجے اسلام آباد سے لاہور سٹی کے
 لئے نکلے تھے راستے میں ہی ایک ہاسپٹل آنے پر منہان
 نے انشال کا چیک اپ بھی کروا لیا تھا فیمیل ڈاکٹر نے
 انشال کی کنڈیشن دیکھتے ہوئے اس کا پریگننسی ٹیسٹ
 کیا تھا جس میں پریگننسی کلیئر ہو چکی تھی منہان
 خانزادہ نے ڈاکٹر کو انشال کو یہ نیوز بتانے سے منع کیا
 تھا کیونکہ وف خود بہت اسپیشل طریقے سے انشال کے
 ساتھ یہ خوشی شیئر کرنا چاہتا تھا اس کے گالوں سے لالی
 کے ساتھ ایک عجیب چمک پھوٹ رہی تھی اس کا بچہ
 آنے والا تھا اس کی پسندیدہ عورت کی کوکھ میں اس کا
 وارث پل رہا تھا وہ انشال کو بہت گرینڈ سرپرائز دینا چاہتا
 تھا۔

منہان یہ گولڈ کی شاپ پر کیوں گاڑی روکی ہے؟؟ ہاسپٹل
 سے فری ہوتے ہی منہان نے اپنی گاڑی واپس اسلام آباد
 کی طرف موڑی تھی اور راستے میں آتی پہلی گولڈ کی
 شاپ پر روکی تھی۔ دس منٹ میں آتا ہوں میری جان!! وہ
 انشال کا گال چومے گاڑی سے اتر گیا تھا۔ منہان خانزادہ

شاپ کے اندر جاتا گولڈ کی ایک بیوی سی رنگ لیتا واپس
گاڑی میں آکر بیٹھا تھا وہ گاڑی اسٹارٹ کرتا تیزی سے
اب ڈرائیو کرنے لگا تھا۔ لائیں اپنا ہاتھ دیں!! وہ گاڑی
چلاتے ہوئے بولا تھا انشال بغیر کوئی سوال کیے اپنا ہاتھ
آگے کر گئی منہان مخمل کی ڈبیا سے سونے کی انگوٹھی
نکلتا انشال کے بائیں ہاتھ کی بیچ والی انگلی میں پہنا گیا
اس کی رنگ فنگر میں ڈائمنڈ کی رنگ تھی جو منہان نے
منہ دکھائی میں اسے پہنائی تھی۔

واؤ یہ بہت پیاری ہے منہان مگر اس کی وجہ؟؟ انشال
صبح سے اب پہلی بار مسکرائی تھی وجہ یہ کہ میں آپ
سے بہت پیار کرتا ہوں اور آپ بہت پیاری ہے اور پتہ ہے
کیا میرا بچہ بھی آپ سے اتنا ہی پیار کرے گا جتنا اسکی
ماما ڈیزرو کرتی ہیں!! وہ انشال کی سائڈ گردن کو چومتا
خوشی سے لبریز لہجے میں بولا تھا۔ انشال خان ناسمجھی
سے اسکی جانب دیکھنے لگی وہ چہرے پر گہری مسکان
سجائے بہت احتیاط سے ڈرائیو کر رہا تھا۔

ہمارا بچہ بھی مجھ سے پیار کرے گا؟ انشال معصومیت
سے بولی اس نے منہان کی بات پر غور ہی نہیں کیا۔ بالکل

کرے گا جان آپ ہیں ہی پیار کرنے کے لائق۔! منہان کی مسکان مزید گہری ہو گئی۔ کیا میری جیسی بیمار لڑکی کو بھی اللہ اولاد کی نعمت دیتا ہے؟؟ انشال کا دل بھر آیا تھا۔ منہان خانزادہ نے ایک انشال کی بات اس کا لہجہ سن کر جھٹکے ساگ گاڑی روکی تھی۔ وہ اسے ناراض نظروں سے دیکھنے لگا۔ اب اگر خود کو بیمار کہا تو میں نے آپ سے ناراض ہو جانا ہے۔ وہ انشال کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اسے کچھ بھی ناں کہہ سکا وہ اسے ایک گرینڈ سرپرائز دے کر چیخ چیخ کر بتانا چاہتا تھا کہ اولاد کی نعمت سے رب نے اسے نواز دیا ہے وہ انشال کے ساتھ اللہ کی عطا کردہ اس خوشی کو بہت خوبصورتی سے منانا چاہتا تھا۔ اس کی مورے نازنین خانم لاہور میں تھی جو رات سے کہی مرتبہ فون کرچکی تھی منہان خانزادہ اپنے باپ بننے کی خوشی سب سے پہلے اپنی مورے کو دینا چاہتا تھا۔

وہ دونوں کچھ دیر پہلے ہی لاہور سٹی میں داخل ہوئے تھے منہان خانزادہ کو آرمی کی طرف سے بے حد علیشان بنگلہ ملا تھا اسکی پوسٹنگ لاہور ہو گئی تھی وہ اپنی فیملی کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا تھا یہ اسکی زندگی کی سب سے بڑی خواہش تھی۔ لاہور کینٹ میں انٹر ہوتے ہی

چیک پوسٹ پر اپنے فرائض انجام دیتے فوجی نے میجر منہان خانزادہ کو سلیوٹ مارا تھا وہ مسکراتے ہوئے سر کو خم کرتا اپنی گاڑی کینٹ میں موجود اب اپنے بنگلے کی جانب جاتی سڑک کر ڈرائیو کر رہا تھا۔ انشال خان اپنے ہاتھ میں موجود اس انگوٹھی کو دیکھ رہی تھی جو دو گھنٹے پہلے منہان نے اسے پہنائی تھی انشال کو وہ انگوٹھی بہت پیاری لگ رہی تھی منہان خانزادہ اکثر اسے بغیر کسی وجہ کے تحفے دیتا رہتا تھا جن میں چھپا اسکا پیار انشال کی بہت شدت سے محسوس ہوتا تھا۔ منہان خانزادہ گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے وقفے وقفے سے انشال کو عقیدت سے دیکھ رہا ہے وہ اس کے بچے کی ماں بننے والی تھی منہان خانزادہ کا بس نہیں چل رہا تھا جہاں جہاں انشال اپنے قدم رکھے وہ اپنا دل بچھا دے۔

بہت پیاری لگ رہی ہیں!! منہان خانزادہ اسے گہری محبت بھری نگاہوں سے دیکھتے بولا۔ انشال کے گالوں پر لالی پھوٹی تھی وہ اپنا منہ دونوں ہاتھوں کے پیچھے چھپا گئی منہان خانزادہ کے تعریف کرنے پر انشال ایسے ہی شرما کر خود کو چھپایا کرتی تھی۔ قربان ہو جاؤں اپنی شرمیلی بیوی پر! منہان اس کے سر کو نرمی سے پکڑ کر اپنے قریب کرتا عقیدت سے چومنے لگا تھا۔ اس کا فون رنگ

ہونے لگا تھا جس پر شہریار خانزادہ کی کال آرہی تھی منہان نے شہریار خانزادہ کو بتا دیا تھا کہ وہ انشال خان کو اپنے ساتھ لاہور لے جا رہا ہے جہاں وہ ڈاکٹر نعمان خان سے انشال کی سرجری کروانا چاہتا تھا وہ انشال کی تمام میڈیکل رپورٹس پڑھ چکا تھا جن کو پڑھنے کے بعد اس کے دل میں شدید تکلیف ہوئی تھی انشال کے دماغ کے پچھلے حصے پر سیڑھیوں سے گرنے کے باعث جو چوٹ لگی تھی وہ زخم بالکل تازہ تھا کوئی دوا اسے ہیل نہیں کر پائی تھی اوور اسٹریس کی وجہ سے اسے ناک سے بار بار خون بہنے کی شکایت ہوتی تھی انشال بیوی ڈور میڈیسنز لینے کے باوجود پریگنٹ ہو گئی تھی یہ کوئی معجزہ ہی تھا اس کی برین سرجری سے ہی دماغ پر لگا زخم ٹھیک ہو سکتا تھا مگر چونکہ وہ اب حاملہ تھی تو منہان ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہتا تھا اسے اپنی بیوی کے ساتھ ساتھ اپنا بچہ بھی صحت یاب چاہیے تھا وہ ڈاکٹر سے انشال کی اپوئنٹمنٹ لے چکا تھا۔

ہیلو لالا کیسے ہیں آپ؟؟ منہان خانزادہ فون اسپیکر پر کرتے بولا تھا۔ میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہو میری گڑیا کیسی ہے منہان؟ شہریار خانزادہ اور مشائم دونوں ائیر پورٹ پر تھے کچھ دیر بعد انکی فلائٹ کی انوائسمینٹ

ہونی تھی وہ دونوں پاکستان آرہے تھے دو وجوہات تھی جن کی وجہ سے شہریار خانزادہ نے فوراً پاکستان واپسی کی ٹکٹس کروائی تھی ایک یہ کہ اسکی بہن انشال خان کے برین کی میجر سرجری ہونی تھی اور دوسری اسکے گارڈ کرنل داور نے اسے یونیورسٹی پر ہوئے حملے اور اس میں احد کے زخمی ہونے کی خبر شہریار کو آج صبح ہی اس کے فون کرنے پر دی تھی شہریار خانزادہ ڈیلی اپنے گارڈ کو فون کر کے سب کی خیر خبر لیتا رہتا تھا اور جو خبر اسے آج صبح ملی تھی اسے سن کر شہریار ناں صرف پریشان ہوا تھا بلکہ اسے شدید غصہ بھی آیا تھا اس سے ان لوگوں نے کیوں سب چھپایا تھا وہ اپنے بھائیوں کے کان کھینچنا چاہتا تھا۔ احد کا زخمی ہونا چھوٹی بات نہیں تھی۔

آپ کی گڑیا میرے ساتھ ہی ہے میں ابھی لاہور کینٹ میں اینٹ ہوا ہوں اور تقریباً دس منٹ بعد بنگلے میں انٹر ہو جاؤں گا میرا فون اسپیکر پر ہے آپ انشال سے بات کریں! منہان کو شہریار خانزادہ کی آواز میں ناراضگی محسوس ہو گئی تھی۔

ہاں مجھے اپنی گڑیا سے ہی بات کرنی ہے تم تینوں کو تو
 میں پاکستان پہنچ کر بتاتا ہوں تم سب بہت بڑے ہو گئے ہو
 ہر بات چھپا لیا کرو مجھ سے!! شہریار کی آواز میں
 رعب مان اور غصہ تھا وہ طیش سے شکوہ کر رہا تھا۔
 لالا میں نے اور احد نے کچھ نہیں کیا وہ آپ کا لاڈلا ہے
 ناں بگڑا خاندانہ اس نے منع کیا تھا آپ کو کچھ بھی بتانے
 سے!! منہان نے فوراً اپنی صفائی پیش کر دی تھی ہاں
 پھر یہ سہی ہے تم لوگوں کا میں تو جیسے جانتا ہی نہیں
 تمہیں اور کیپٹن کو بڑے تم لوگ بہرام کے فرمان بردار
 ہو جو اس نے منع کیا اور تم لوگ مان گئے سب ملوث
 تھے اب الزام اس اکیلے پر ڈال دو! شہریار کا غصہ
 ساتوں آسمان پر پہنچا ہوا تھا۔ یار لالہ آپ تو ہمیشہ اپنے
 لاڈلے کی ہی سائنڈ لیتے ہیں ایک لفظ اس کے خلاف نہیں
 سنتے مگر میں سچ بول رہا ہوں وہی اس کارنامے کے
 پیچھے ہے آپ انشال سے بات کریں ناں میں آپ سے تسلی
 سے بعد میں بات کروں گا! منہان خاندانہ نے بات ٹالنے
 میں ہی غنیمت جانی تھی اپنی بیوی کے سامنے اس کے
 لالا سے بے عزتی کھانے کے موڈ میں نہیں تھا۔

اسلام علیکم لالا جان کیسے ہیں آپ اور کب آئیں گے
 پاکستان واپس؟؟ میں آپ کو مس کر رہی ہوں واپس آجائیں

ناں!! انشال نے منہان کے اشارہ کرنے پر شہریار خانزادہ
 کو مخاطب کر لیا تھا وہ اسے اور مشائم کو بہت یاد کر
 رہی تھی۔ میں بہت جلدی آؤں گا اور سب سے پہلے اپنی
 گڑیا سے ہی ملوں گا مجھے بھی تمہاری بہت یاد آرہی
 ہے!! شہریار کے لہجے کا غصہ لمحوں میں غائب ہوا تھا
 وہ انشال سے ایسے بات کر رہا تھا جیسے وہ کوئی
 معصوم بچی ہو شہریار کے لہجے میں بہن سے بات
 کرتے ہوئے اتنی مٹھاس اتنی نرمی گھل گئی تھی کہ
 جیسے غصے کے لفظ سے بھی واقف ناں ہو وہ اتنی
 محبت سے انشال کو پچکارتے ہوئے اس سے مخاطب تھا۔
 کچھ دیر مزید بات کرنے کے بعد شہریار خانزادہ نے فون
 بند کر دیا اس کی فلائٹ کی اناؤنسمینٹ ہو گئی تھی وہ
 ترکی سے پاکستان آرہا تھا اور اس کی پاکستان پہنچتے ہی
 سب سے پہلے انشال سے ملنا تھا لاہور جا کر مشائم بھی
 اس کے ساتھ ہی تھی۔

منہان خانزادہ کی گاڑی اس کے بنگلے میں انٹر ہوئی تھی
 چوکیدار مین گیٹ بند کرتا وہی کھڑا ہو گیا تھا یہ چوکیدار
 نازنین خانم اپنے ساتھ خاص طور پر سوات سے لائی
 تھی۔ منہان خانزادہ گاڑی کار پورچ میں پارک کرتا چوکیدار

کو کچھ ضروری ہدایات دیتا انشال کا ہاتھ پکڑ کر اسے گاڑی سے باہر نکالتا بنگلے کے اندرونی حصے میں داخل ہو گیا تھا۔ ایک خوبصورت راہ داری سے چلتے وہ دونوں بنگلے کے لاؤنچ میں انٹر ہو گئے تھے جہاں نازنین خانم بیٹھی ایک ملازمہ سے مخاطب تھی۔

آگیا میرا بیٹا! وہ منہان خانزادہ کو دیکھتی خوشی سے اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی مگر انشال کا ہاتھ اس کے ہاتھ کی ملائم گرفت میں دیکھ کر وہ اپنے بیٹے کی جانب نہیں بڑھ سکی۔ یہ لڑکی آخر مر کیوں نہیں جاتی ان کے بیٹے کے نصیب میں یہ مریضہ ہی آخر کیوں لکھی تھی کشمالہ کی بیٹی انشال کا نصیب ان کا بیٹا ہی کیوں بنا آخر! نازنین خانم کے خون نفرت کی آگ سے ابلنے لگا تھا۔ جی مورے آپ کا بیٹا آپ کی بہو کے ساتھ آگیا آپ خیر سے پہنچ گئی تھی راستے میں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی نا آپ کو؟ منہان خانزادہ نازنین خانم کی جانب بڑھتا انہیں اپنے سینے سے لگاتے عقیدت سے ان کا سر چومتے بولا تھا اس نے انشال کا ہاتھ نہیں چھوڑا تھا۔

بس ٹھیک ہی ہوں منہان تم تو اپنی بیوی کو اپنے ساتھ لے

آئے مگر اپنی ماں کے لئے ڈرائیور بھیج دیا چلو بیٹا جس
میں تمہاری خوشی!! نازنین خانم نے بھیگی آواز میں
منہان سے شکوہ کیا۔ ان کی آنکھوں میں انشال کے لئے
کاٹ تھی جسے انشال محسوس کر چکی تھی مگر آج
نازنین خانم کو بھی انشال کی بھوری آنکھوں میں اپنے
لئے بھی کوئی جذبہ محسوس ہو رہا تھا کیا ان بھوری
آنکھوں میں خوف تھا؟ نہیں کچھ اور تھا مگر کیا وہ سمجھ
نہیں پائی۔

اسلام علیکم۔۔۔ منہان وہ میری کمر میں درد ہو رہا ہے میں
روم میں چلی جاؤں آرام کرنے؟؟ انشال نازنین خانم کو
روکھے انداز میں سلام کرنے کے بعد منہان سے بولی
تھی۔ اس کے لہجے کا روکھا پن منہان خانزادہ کو بھی
محسوس ہوا تھا اس کی بیوی کے لہجے میں نازنین خانم
کے لئے کھردرا پن تھا مگر وہ کچھ بھی نہیں بولا جہاں
وہ اپنی مورے کے لہجے میں انشال کے لئے سختی
محسوس کر گیا تھا وہی وہ اپنی بیوی کے لہجے میں بھی
روکھا پن دیکھ چکا تھا زندگی اس کی مشکل تو اب ہونے
والی تھی۔

جی آپ آرام کر لیں خانی میں تھوڑی دیر میں آپکے لئے دودھ کے ساتھ ڈرائی فروٹس بھیجاؤں گا وہ کھانے ہیں آپ نے!! منہان اسکا گال پیار سے سہلاتا نرم لہجے میں بولا تھا۔ خالدہ آپا خانی کو ہمارا روم دکھا دیں!! منہان خانزادہ بنگلے میں موجود ادھیڑ ملازمہ سے بولا تھا خالدہ کشمالہ خان کی ایک زمانے میں ملازمہ ہوا کرتی تھی جسے شہسوار خان نے صرف کشمالہ کے لئے رکھا تھا۔

یہ ملازمہ کشمالہ خان کے ساتھ ترکی میں بھی رہی تھی جب انشال کی پیدائش ہوئی تھی تب شہسوار خان نے اسے ترکی کشمالہ خان کا خیال رکھنے کے لیے بلوایا تھا اور کشمالہ خان کے انتقال کے بعد خالدہ کو پلوشہ خانم نے حویلی سے نکال دیا تھا۔ سوات والی خانزادہ حویلی میں منہان خانزادہ کا خاص ملازم گل خان تھا خالدہ اس کی قریبی رشتیدار تھی اسی کے ذریعے منہان خانزادہ نے خالدہ کو ایک بار پھر ملازمت کے لئے رکھ لیا تھا خالدہ کو انشال کا خاص خیال رکھنے کے لئے منہان نے رکھا تھا یہ بات اس نے نازنین خانم کو نہیں بتائی تھی۔ وہ کل ہی رات میں لاہور پہنچی تھی سفر کی تھکن کی وجہ سے وہ اتنی تھک گئی تھی کہ فوراً ہی سو گئی تھی اس لیے یہاں بنگلے میں موجود کسی بھی ملازم سے نہیں مل سکی آج

صبح بھی ایک کم عمر ملازمہ نے انہیں ناشتہ سرو کیا تھا وہ ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد پورے بنگلے کا جائزہ لے رہی تھی صرف ایک سرونٹ کوارٹرز تھے جو انہوں نے نہیں دیکھے تھے کیونکہ انہیں منہان کو پہلے ہی کہہ دیا تھا وہ حویلی سے ملازمہ اپنے ساتھ ہی لائیں گی اس لئے جو ملازم بنگلے میں موجود ہیں وہ لاہور آکر انہیں پیمنٹ دینے کے بعد نکال دے منہان نے فون پر نازنین خانم سے کوئی بات نہیں کی تھی کیونکہ اسے یہ کوئی خاص بات نہیں لگی تھی۔ جب منہان خانزادہ کی گاڑی بنگلے میں انٹر ہوئی تب اس نے سرونٹ کوارٹر سے ملازمہ نکلتی دیکھ لی تھی جن میں سب سے آخر میں خالدہ بھی تھی وہ سب بنگلے کی پچھلی طرف سے کچن کی جانب بڑھ رہی تھی۔

جی چھوٹے خان میں انشال بی بی جی کو ان کا کمرہ دیکھا دیتی ہوں! خالدہ منہان خانزادہ کے حکم پر فوراً کچن سے نکلتی ہوئی بولی تھی نازنین خانم ایک نظر میں ہی اس ملازمہ کو پی پہچان گئی تھی جبکہ انشال کچھ ناسمجھی سے اس ادھیڑ عمر ملازمہ کو دیکھ رہی تھی اسے ایسے لگ رہا تھا جیسے اس نے کہی اسے پہلے بھی دیکھا ہو مگر یاد نہیں آ رہا تھا۔

یہ تو اس کشمالہ کی ملازمہ ہے منہان اسے تم نے یہاں ملازمت پر کیوں رکھا ہے؟؟ نازنین خانم کو خطرے کی گھنٹی محسوس ہوئی تھی۔ انشال کو اب یاد آتا تھا یہ ملازمہ تو اسکی مورے اور اسکے ساتھ ترکی میں رہتی تھی جب جب کشمالہ خان کو شدید دماغی دورہ پڑھتا تھا تب ایک ماں کی طرح یہ ملازمہ ہی اسے سنبھالا کرتی تھی۔ خالدہ اماں؟؟ انشال اس ادھیڑ عمر ملازمہ کے گلے سے لگ گئی تھی اپنے بچپن کا بہت سا حصہ اس نے اس پٹھان ملازمہ کے ساتھ گزارا تھا منہان خانزادہ کو انشال کے ملازمہ سے گلے لگنے پر کوئی حیرت نہیں ہوئی تھی وہ جانتا تھا انشال کچھ بھی دیکھ کر خوش ہو یا ناں ہو مگر اس پٹھان ملازمہ کو دیکھ کر وہ ضرور ایسا ہی ہوئی ری ایکشن دے گی جبکہ نازنین خانم دانت پیس کر رہ گئی تھی۔

تم اپنی بیوی کو گھر کے مالک اور ملازم میں فرق کرنا سکھاؤ منہان کس طرح یہ ہماری خادمہ کے گلے لگی ہوئی ہے ساس سے بات کرنے کی تمیز نہیں اور ملازمہ کو گلے سے لگایا ہوا ہے! نازنین خانم کا غصہ اور نفرت انکے لہجے سے چھلکنے لگی تھی۔

یہ ملازمہ ہوں گی آپ کے لئے مگر مجھے ایک ماں کی طرح سنبھالا ہے خالدہ اماں آپ کے لیے خادمہ یا ملازمہ ہو سکتی ہیں مگر یہ میری مورے پر اور مجھ پر بہت سے احسان کر چکی ہیں! انشال نے پہلی بار نازنین خانم کو جواب دیا تھا اسے اپنی مورے سے جڑا ملازم بھی عزیز تھا۔

دیکھ رہے ہو منہان کس طرح زبان چلا رہی ہے تمہاری بیوی مجھ سے یہ شاید مجھے یہاں دیکھ کر خوش نہیں ہے اگر تم مجھے یہاں رکھنا چاہتے ہو تو اس ملازمہ کو ابھی اور اسی وقت یہاں سے نکال باہر کرو! نازنین خانم انشال کو آگ لگا دینا چاہتی تھی تو اب اس لڑکی کا منہ بھی ان کے سامنے کھول گیا تھا مورے کیا ہو گیا ہے آپ کو یہ آپ کیسی بات کر رہی ہیں؟؟ منہان کو حیرت ہو رہی تھی اسکی مورے اب اپنا مقابلہ ملازمہ سے کیوں کر رہی تھی وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔

منہان خالدہ اماں کہی نہیں جائیں گی میں تم سے ریکویسٹ کرتی ہوں پلیز انہیں مت نکالنا!! انشال کا لہجہ پہلے ضدی

اور آخر میں التجائیہ ہو گیا تھا۔ یہ میرے بیٹے کا گھر ہے
یہاں کا ہر ملازم میری مرضی کا ہو گا کشمالہ خان کی
ملازمہ کا یہاں کوئی کام نہیں انشال یہ میرا فیصلہ ہے!!
نازنین خانم غصے سے بولی تھی۔ میں بھی کشمالہ خان
کی بیٹی ہوں مجھے بھی پھر اپنے بیٹے کے گھر سے
نکال دیں آپ کا میرا صرف آپ کا بیٹا ہی لگتا ہے میرا
شوہر تو اسے آپ نے کبھی بننے ہی نہیں دیا چچی!! انشال
روتی ہوئی تیزی سے بھاگتی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے لگی
تھی۔

انشال----!!! منہاں اس کے پیچھے گھبراتا ہوا تیزی سے
بڑھا تھا وہ پریگنینٹ تھی اور جس طرح سے بھاگتی ہوئی
سیڑھیاں چڑھ رہی تھی اسکا دل منہ کو آ رہا تھا۔ نازنین
خانم تو منہاں کے پریشانی سے انشال کے پیچھے بھاگنے
پر حیران ہوئی تھی ان کا بیٹا جس طرح گھبرا کر انشال
کو پکارتا بجلی سی تیزی سے اس کے پیچھے بڑھا تھا
انہیں شک ہوا کہی بازی ان کے ہاتھ سے تو نہیں نکل
گئی۔ اگر ایسا کچھ ہوتا تو منہاں اپنی خوشی ان کے ساتھ
ضرور شیئر کرتا۔ نہیں ہونے دوں گی میں ایسا کبھی
نہیں!! نازنین خانم نفرت سے پھنکارتی ہوئی صوفے پر
بیٹھتی خالدہ کو گھورنے لگی جو اپنی جگہ سے انکے

حکم کے باوجود ہلی بھی نہیں تھی۔ انشال میری جان احتیاط سے اس طرح کیوں بھاگ رہی ہیں میرا دل باہر آجائے گا! منہان کا لہجہ نرم تھا وہ انشال کو تیزی سے بھاگنے سے رکنے کے لئے منت کرتا اسے سختی سے پکڑ چکا تھا۔

انشال خان کی سانس بھاگنے سے پھول گئی تھی وہ روتی ہوئی منہان سے خود کو چھڑواتی فرسٹ فلور پر موجود پہلے کمرے میں انٹر ہو گئی۔ یار آرام سے کیا ہو گیا ہے آپ کو؟؟ منہان اس کے پیچھے پیچھے کمرے میں داخل ہوتا بولا تھا۔ کچھ نہیں ہوا مجھے جاؤ تم اور اپنی مورے کی بات مانو!! انشال بھیگے لہجے میں بولی۔ کیوں جاؤں میں یار مجھ سے کیوں ناراض ہو رہی ہیں میں نے کیا کیا ہے؟؟ وہ انشال کو پُچکار رہا تھا اُسکے انداز اُسکی حالت کی وجہ سے بدلے ہوئے تھے منہان اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔ جس طرح چچی پندرہ پندرہ دن تمہیں مجھ سے دور رکھتی ہیں تم ان کی بات مانتے ہو تو جاؤ یہ بات بھی مان لو تم تو صرف بیٹے ہو ناں چچی آج بھی میری مورے سے نفرت کرتی ہیں انہیں آج بھی میں پسند نہیں!! انشال اپنا منہ چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔ اس کے لہجے کا روکھا پن نازنین خانم کے ساتھ منہان اب سمجھا

تھا اس نے منہاں سے کوئی شکوہ نہیں کیا تھا مگر اب کر
رہی تھی۔

نہیں میں شوہر بھی ہوں اور بہت چاہنے والا شوہر ہوں
خود سے دور جانے کی سزا ناں دیں اپنے میجر کو!!
منہاں خانزادہ اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا تھا وہ
ناں غصہ کر رہا تھا ناں انشال سے کوئی اور بات کر رہا
تھا وہ اسے بس پیار کر رہا تھا ایسے لاڈ انشال نے کبھی
نہیں دکھائے تھے اس نے کبھی منہاں کے لئے اپنی
پوسیسو سائڈ نہیں دکھائی تھی کبھی اپنا حق نہیں جتایا تھا
کبھی اپنا غصہ نہیں دیکھایا تھا۔

وہ اس کی گود میں لیٹا اس کے پہلو کو چوم رہا تھا جہاں
اس کا بچہ تھا وہ اب اپنا ہاتھ انشال کے پیٹ پر رکھنا بہت
نرمی سے سہلاتے ہوئے اپنے لب رکھتے اپنی اولاد کو
محسوس کر رہا تھا انشال اس کے انداز پر ٹھٹھکی پھر اس
نے اپنے آنسو صاف کیے اور منہاں کا ہاتھ اپنے پیٹ پر
سے دور کر دیا۔ کیا کر رہے ہو؟؟ وہ ناراض نظروں سے
اسے دیکھتی ہوئی بولی۔ پیار کر رہا ہوں!! منہاں اس کی
ناراضگی سے بھری بھوری آنکھوں میں معنی خیزی سے

دیکھتے بولا۔ نہیں کرو پیار! انشال اسے خود سے دور
 کرتی بیڈ سے اتر کر واشروم جانے کا ابھی سوچ رہی تھی
 جب منہان خانزادہ نے اسے پیچھے سے نرمی سے پکڑ
 کر خود سے لگایا تھا۔ اتنا غصہ تو میری معصوم بیوی کو
 پہلے کبھی نہیں آیا تھا اس کے آنے کے بعد تو اب غصے
 والی ہو گئی ہیں!! منہان اسکی سائڈ گردن چومتا اس کے
 پیٹ کو نرمی سے سہلاتے ہوئے بولا۔ کس کے آنے کے
 بعد؟؟ انشال ناسمجھی سے بولی۔ بس ہے کوئی خاص!! وہ
 اس کے کان میں سرگوشی کرتا اپنی زبان کی نوک
 پھیرنے لگا۔ انشال کسمسائی اور لرزتی ہوئی آنکھیں میچ
 گئی۔ نہیں کرو منہان!! اس کے منہ میں الفاظ ٹوٹنے لگے۔
 کرنے دیں ناں! منہان خانزادہ کی زبان کا رُخ اب انشال
 کی گردن اور ہاتھ قمیض کی زپ کے ساتھ الجھ گئے
 تھے۔ کیا کر رہے ہو دروازہ لاک نہیں ہے!! انشال نے
 اسے روکنا چاہا مگر وہ اسکی زپ کھول کر قمیض
 شولڈرز سے پوری ریموو کر گیا تھا۔ کوئی نہیں آئے گا
 اوپر!! وہ اس کی برا کے ہک کھول کر بیڈ پر اچھالتا روم
 کا دروازہ کھول کر خود کو روکاؤٹوں سے آزاد کرنے
 لگا۔ نہیں آؤ میرے پاس میں جانتی ہوں تم میری بات نہیں
 مانو گے!! انشال نے اپنی شرٹ درست کی اور اس سے
 رُخ موڑ کر بیڈ اور بیٹھ گئی۔ ہر بات تو مانتا ہوں یار آپ

کی مجھ سے منہ کیوں موڑ رہی ہیں میرا کیا جرم ہے؟؟
منہاں اسے بیڈ پر نرمی سے لٹاتا اس کے اوپر حاوی ہوتا
دونوں پر کمفرٹر اوڑھا چکا تھا۔

منہاں تم مجھ پر غصہ نہیں کرو گے میں پتہ نہیں کیوں اس
طرح بی بیو کر رہی ہوں! انشال کو اب خود پر حیرانگی
ہو رہی تھی اسے اچانک اتنا غصہ کیوں آگیا تھا؟؟ میں نے
آپ پر کبھی کوئی غصہ کیا ہے بھلا شریف شوہر ہوں آپ
کا یار میں! پردے اترتے جا رہے تھے وہ اپنے میٹھے
لہجے سے انشال کو پوری طرح کالم ڈاؤن کر چکا تھا۔

نہیں تم نے مجھ پر کبھی غصہ نہیں کیا مگر کیوں؟؟ منہاں
کے ہاتھ انشال کے نازک حصوں پر حق جتانے لگے تھے
کیونکہ میری معصوم جان آپ صرف پیار کرنے کے لئے
بنی ہیں!! منہاں اسکی دھڑکنوں پر اپنے لبوں کا لمس

بکھیرنے لگا تھا۔ تم بدل تو نہیں جاؤ گے نا؟؟ انشال اس
کے گرد اپنی نرم باہوں کا ہار بناتی بولی وہی خوف کو ہر
وقت اسے ستاتا تھا۔ میں بدل جاؤں گا! وہ اسکی دھڑکنوں

کو چومتے اس کے کان کی قریب جھکا۔ اس وقت جب
مجھے آپ ایک بیٹی دے دیں گی!! وہ اب اس کے کان کی
لوں کو منہ میں لے کر چوم رہا تھا۔ پھر میں اسے آپ سے
زیادہ پیار کروں گا!! وہ اب اس کے لبوں پر اپنے لب رکھ

رہا تھا۔ مگر میرے دل کی ملکہ اس معصوم شہزادی کو
جنم دینے والی اس کی معصوم سی مورے ہی ہو گی!! وہ
جھٹکے سے انشال کی گہرائی کا حصہ بنا تھا۔ انشال سر
سے پاؤں تک سرخ گلاب ہو گئی تھی منہاں جس طرح
سے اپنے عشق یا اظہار کرتا تھا انشال کو خوش قسمتی کا
احساس مغرور بناتا تھا۔

آہہ۔۔۔!! انشال اسے زور سے جکڑ گئی تھی۔ منہاں
جھٹکے دیتا ہوا اس میں سما رہا تھا وہ انشال کو چومتے
ہوئے اسکے وجود کو مہکا رہا تھا۔ انشال اس کے عشق
کی بارش میں بھیگتی ہوئی میٹھی سسکیاں بھر رہی تھی۔۔۔

نازنین خانم منہاں خانزادہ کے روم کے باہر کھڑی کمرے
سے آتی انشال خان کی میٹھی سسکیاں سن کر جلے پاؤں
کی بلی بنی ہوئی تھی۔ ان کا بیٹا انکا رہا ہی نا تھا وہ منہاں
اور انشال کی قربت میں کی جانے والی ہر ایک سرگوشی
سن چکی تھی اپنے بیٹے کا دیوانگی بھرا عشق کشمالہ کی
بیٹی کے لئے وہ برداشت نہیں کر پارہی تھی نازنین خانم
پاؤں پٹختی ہوئی واپس نیچے لاؤنچ میں چلی گئی تھی وہ
انشال کو اب جان سے مارنے کے ارادے میں تھی۔ آج

رات ہی وہ پھر سے اپنا عمل کرنے والی تھی انہیں اس سے چھٹکارا حاصل کرنا تھا وہ منہان کی دوسری شادی کروانا چاہتی تھی کسی اور لڑکی کے ساتھ انشال سے اگر منہان کو اولاد ہو گئی تو پھر ان کی ساری محنت رائیگاں چلی جائے گی اور یہ وہ کسی صورت برداشت نہیں کر سکتی تھی مگر وہ بھول گئی تھی کہ برے کاموں کا انجام بھی برا ہی ہوتا ہے ظالم ہر بار ظلم کرنے میں کامیاب نہیں ہو پاتا۔۔۔

شاور لے کر نیچے آجانا آپ مگر احتیاط سے بھاگنا نہیں ہے اب دل منہ کو آتا ہے میرا آپ کے بھاگنے سے یار پلیز اپنا خیال رکھیں میری خانی! منہان تقریباً دو گھنٹے بعد انشال کو اپنی محبت بھری قربت سے رہائی دیتا ایک فون کال آنے پر شاور لے چکا تھا جبکہ انشال کی تھکن کے باعث آنکھ لگ گئی تھی اب اچانک جب اسکی آنکھ کھلی تھی تو منہان خانزادہ کو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس دیکھتی بیڈ پر اٹھ کر بیٹھی تھی منہان خانزادہ مرر میں اس کا عکس دیکھتا مسکراتے ہوئے اس سے مخاطب ہوا تھا۔

منہاں تم کہاں جا رہے ہو؟؟ انشال اپنے گرد اچھی طرح
کمفرٹر اور ڑھتی ایکدم ہی گھبرا گئی۔ اسے نازنین خانم سے
بہت ڈر لگتا تھا۔ جان مجھے کام سے جانا ہے اور جانا
ضروری ہے ورنہ میرا بالکل موڈ نہیں تھا آپ کو اکیلا
چھوڑ کر جانے کا!! منہاں اس کی جانب بڑھتا جھکتے
ہوئے اس کے سر کو چومتا پھر اس کی ٹھوڑی اور پھر
اسکے شفاف کندھے پر اپنے ہونٹ رکھتا انشال خان کے
گال کو سہلاتے ہوئے بولا تھا۔

مجھے اکیلے ڈر لگے گا خان! انشال نے اپنے گال پر
موجود اسکا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑ لیا تھا۔ یہ آپ
کا گھر ہے میری جان اور اپنے گھر میں کسی کو ڈر نہیں
لگتا خانی آپ شاور لے کر نیچے آئیں میں کھانے پر آپ کا
انتظار کر رہا ہوں۔ وہ انشال کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر
ان کی پشت پر چومتا اسے پچکارتے ہوئے روم سے نکل
گیا تھا۔

انشال اپنے جسم کو تھکا ہوا محسوس کرتی ہاٹ شاور
لینے کا ارادہ کرتی واشروم میں چلی گئی تھی۔ وہ خود کو

منہاں کی قربت کے بعد بہت پرسکون سا محسوس کر رہی تھی۔ اسے بھوک بھی محسوس ہو رہی تھی مگر اب وہ جب حویلی سے دور لاہور آگئی تھی تو اسے کوئی خوف محسوس نہیں ہو رہا تھا یوں لگ رہا تھا کہ جیسے کسی جان لیوہ حصار کی قید سے وہ رہا ہو گئی ہو۔

انشال دس منٹ میں کوئیک شاور لیتی ڈارک بلیو کلر کی مخمل کی فراک پہنتی ہلکا پھلکا سا تیار ہونے کے بعد اپنی ڈریس کے ساتھ کی ہی میچنگ شال نماز پڑھنے کے اسٹائل میں اوڑھتی جائے نماز بچھا کر ظہر کی نماز ادا کرنے لگی وہ بہت باقائدگی سے نماز پڑھتی تھی آج اسے نماز میں ایک سکون سا محسوس ہو رہا تھا وہ بہت ہلکا خود کو محسوس کر رہی تھی ہر قسم کی بندش سے آزاد اسے کہی تکلیف محسوس نہیں ہو رہی تھی ہلکا سا درد اٹھ رہا تھا اس کے پیٹ میں جیسے وہ بھوک لگنے کا سوچ کر نظر انداز کرتی پوری توجہ سے نماز ادا کرنے لگی۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اسے سمجھ ہی نہیں آیا وہ کیا مانگے دل میں موجود ہر دعا ہی تو پوری ہو گئی تھی کیا کچھ تھا جو اسے

مانگنا چاہیے تھا؟؟ ہاں پھر اسے یاد آیا اسے اپنے اللہ کا شکر کرنا چاہیے منہاں کی صورت میں ہمسفر کا ملنا معجزے سے کم تو نا تھا پھر اسے یاد آیا اسے اللہ کی امان میں رہنے کی دعا مانگنی چاہیے اللہ کی پناہ چاہیے ہر اُس مخلوق ہر اُس چیز سے جو اُسے تکلیف پہنچائے پھر اُسے یاد آیا اُسے اولاد بھی چاہیے اُس کا رشتہ مکمل ہونا چاہیے ازدواجی زندگی میں اولاد کا ہونا بھی ضروری ہوتا ہے یہ صرف وہ لوگ جانتے ہیں جو اس نعمت سے محروم ہوتے ہیں دنیا میں موجود بے اولادی کا زہر انسان کا اپنا ضمیر بھی اسے کھلاتا ہے خود کو کھوکھلا محسوس کر کے۔۔ لوگ اولاد تو مانگ لیتے ہیں مگر نیک اولاد نہیں مانگتے۔۔ نیک اولاد دنیا کی خوبصورت نعمتوں میں سے ایک نعمت ہی تو ہے۔۔

انشال خان اب اپنی آنکھوں میں آنسو لئے اپنی اولاد کا سوال کرنے لگی وہ دعا میں اللہ سے اولادِ نرینہ مانگنے لگی جو اس کا رشتہ منہاں سے اور بھی مضبوط بنا دے۔۔ نازنین خانم نے ابھی تک اگر انشال کو کسی بات کا طعنہ نہیں دیا تھا تو وہ اولاد کا تھا وہ ابھی تک اس کی نظر میں ان بدترین ساسوں میں شامل نہیں ہوئی تھی جو شادی کے ایک ماہ بعد ہی اپنی بہو سے اولاد کی خواہش کرنے لگ

جاتی ہیں مگر انشال خان کا یہ وہم بہت جلد دور ہونے والا
تھا نازنین خانم کس حد تک بری ساس ثابت ہو سکتی تھی
یہ وہ عنقریب جاننے والی تھی۔

انشال دعا مانگنے کے بعد جائے نماز سے اٹھی اس
نے جائے نماز اس کی جگہ پر رکھی خود کو آئینے میں
دیکھا اسے اپنا آپ جو حویلی کے کمرے میں یرقان زدہ
لگ رہا تھا وہ اب گلاب کی مانند سرخ اور چاندنی کی
مانند چمکتا ہوا لگنے لگا۔ وہ اپنے ہاتھ میں پہنی انگوٹھی
دیکھنے لگی جو منہان خانزادہ نے لاہور کاسفر شروع
کرتے ہوئے انشال کو پہنائی تھی اس نے آج ایک ہی دن
میں دو بار اس سے دھکے چھپے لفظوں میں اولاد کی
فرمائش کی تھی انشال کو منہان کے دھکے چھپے الفاظ
اس کی فرمائش لگے تھے وہ جانتی ہی نہیں تھی اولاد کی
نعمت سے اسے نواز دیا گیا تھا یہ نور جو اس کا چہرہ
جگمگا رہا تھا یہ ماں بننے کا ہی تو تھا۔

انشال خان مسکراتی ہوئی کمرے سے نکلتی اب احتیاط
سے سیڑھیاں اتر رہی تھی اسے منہان نے کہا تھا آرام
سے چلنا وہ اب منہان کی غیر موجودگی میں بھی اسکی

بات کا احترام کر رہی تھی۔۔

.....

کسی بھی نئے ملازم کو کیوں رکھ رہے ہو منہاں ہم کسی پر بھی بھروسہ نہیں کر سکتے ہیں میں حویلی سے اس لیے اپنی وفا دار ملازمہ لائی ہوں تاکہ مجھے یا پھر انشال کو کوئی مسئلہ ناں ہو تم میری بات کیوں نہیں سمجھ رہے ہو آج کل کے دور میں بیٹا اپنے سائے پر بھی بھروسہ نہیں کرنا چاہیے یہ تو پھر ملازمہ-----مورے انشال کو بچپن سے خالده آیا نے ہی سنبھالا ہے وہ قابل اعتماد ہیں آپ پریشان ناں ہوں میں----اس نے حویلی میں چوری کی تھی اس وجہ سے ہی پلوشہ دیدہ نے اسے حویلی سے نکال دیا تھا اگر اس نے انشال یا مجھے کوئی نقصان پہنچا دیا تو بس میں کچھ نہیں جانتی منہاں نکال باہر کرو اسے-----مورے خالہ کو غلط فہمی ہوئی تھی خالده آیا پر چوری کا الزام غلط ثابت ہو گیا تھا انہوں نے پھر خود ہی ہماری خانزادہ حویلی کی ملازمت چھوڑ دی تھی آپ فکر مت کریں میں ہر سب ہینڈل کر چکا ہوں ہر چیز میرے کنٹرول میں ہے۔ منہاں پچھلے آدھے گھنٹے سے نازنین خانم کو وضاحتیں دے رہا تھا۔

تم اپنی بیوی کو انکار نہیں کر سکتے وہ جس طرح مجھ سے بدزبانی کر کے گئی تھی پورے دو گھنٹے بعد تم اپنے کمرے سے باہر نکلے ہو کیا اس کے قدموں میں بیٹھے اجازت لے رہے تھے جو تم میری کوئی بات ماننے کو تیار نہیں ہو!! نازنین خانم کا آج کوئی پینتھرا کام نہیں آ رہا تھا انکے لفظوں کی تاثیر ختم ہو گئی تھی جادو کا اثر جگہ بدانے سے ٹوٹ گیا تھا وہ بیٹھے بیٹھے بل کھا رہی تھی۔

میری بیوی آپکی بہت عزت کرتی ہے مورے آپ کے دل میں انشال کو لے کر جو بھی غلط فہمی ہے میں آپ سے التجا کرتا ہوں وہ ختم کر دیں پلوشہ خالہ اور کشمالہ مامی ان کے بیچ جو ہوا ہمارا خاندان بکھر گیا مگر میں اپنا گھر نہیں بکھرتے دیکھ سکتا میرے لئے آپ اور انشال دونوں ہی بے حد ضروری ہیں میرے خاطر اپنا دل بڑا کر لیں اگر آپ اپنے بیٹے کی خاطر بھی دل بڑا نہیں کر سکتی تو اپنے پوتا پوتی کی خاطر تو کر ہی لیں گی!! منہان خانزادہ نازنین خانم کے دونوں ہاتھ پکڑ کر عقیدت سے چومتے ہوئے بولا تھا۔

پپ۔ پوتا۔ پوتی؟ نازنین خانم لڑکھڑاتی آواز میں بولی
تھی۔ جی مورے آپ دادی بننے والی ہیں میں بابا بننے والا
ہوں آپ کا بیٹا باپ کے عہدے پر فائز ہونے والا ہے!!
منہان خانزادہ گہرا مسکراتے ہوئے نازنین خانم سے اپنی
زندگی کی سب سے بڑی خوشی بانٹ رہا تھا۔ نازنین خانم
پر تو ڈائننگ ایریا کی جیسے چھت گر گئی تھی وہ ماں ہو
کر اپنے بیٹے کی خوشی محسوس کرنے سے محروم تھی
نفرت کی آگ ان کی مامتا کھا چکی تھی۔

مورے آپ پلیز ابھی انشال کو مت بتائیے گا میں انہیں بہت
بڑا سرپرائز دے کر ہمارے بچے کی خوشی سے آگاہ کرنا
چاہتا ہوں وہ ابھی تک نہیں جانتی اس سب کے بارے میں!
منہان کی اگلی بات پر نازنین خانم کی آنکھیں چمک اٹھی
تھی۔ اوہ بہت بہت مبارک ہو میرے بیٹے کو باپ بننے کی
خوشی میں اتنی خوش ہوں تمہیں بتا نہیں سکتی میرے پوتا
پوتی آنے والے ہیں یہ خبر سن کر مجھے بے حد خوشی
ہوئی ہے منہان تم سب سے پہلے انشال کا صدقہ نکالو اور
اس کی فکر مت کرو میں اپنی بہو کو خود سنبھال لوں گی
میں چاہتی ہوں یہ خبر تم ابھی کسی کو نا دو لوگوں کی
نظر لگتی ہے۔ نازنین خانم کی مکاری اپنے عروج کو پہنچ

گئی تھی۔

میں جانتا تھا آپ اس خبر کو سن کر اپنے دل سے ہر خلش مٹا دیں گی!! منہاں خاندان کا دل اپنی مورے کی چمکتی آنکھیں دیکھ کر اب انشال کے لئے بالکل بے فکر ہو گیا تھا مگر وہ ابھی جانتا ہی کہاں تھا اپنی مورے کو ان کی آنکھوں میں چمک آخر کس بات کے لئے تھی۔

میں نے آپ کو انشال کی سرجری کے متعلق بتایا تھا ناں آج انشال کا ڈاکٹر کے ساتھ اپوائنٹمنٹ ہے میں چاہتا ہوں ڈاکٹرز سے پہلے میری مشاورت ہو جائے اس کے بعد ہی میں انشال کو کچھ بتاؤں۔ منہاں خاندان ایکدم ہی باپ بننے کی خوشی بھی بھول گیا تھا انشال کی سرجری ہونی تھی اور یہ بات جب بھی منہاں خاندان کو یاد آتی تھی اس کے چہرے پر پریشانی چھا جاتی تھی۔

ہاں بیٹا یہ سہی رہے گا بچے کا کیا ہے آج نا ہوا تو کل سہی مگر ماں کا ٹھیک ہونا ضروری ہے!! نازنین خانم کی مسکان مزید گہری ہو گئی تھی۔ خالہ آیا جو دوپہر کا کھانا ڈائننگ ٹیبل پر سرو کرنے کے لیے کچن سے

ڈائننگ ایریا میں آرہی تھی وہ منہان اور نازنین خانم کی ساری بات سن چکی تھی منہان نے تو اپنی مورے کا لہجہ نوٹ نہیں کیا تھا مگر خالدہ آپا کا دل دہل گیا تھا وہ نازنین اور پلوشہ خانم کی سفاکی سے واقف تھی اسکا دل انشال کے لئے فکر مند ہو رہا تھا جو کچھ اسکی ماں کے ساتھ کیا گیا تھا یہ عورت اسکی بیٹی کو بھی نہیں بخش سکتی تھی۔

خان صاحب انشال بیٹی کے لئے کیا کچھ اور بھی بنانا ہے آپ نے جو کچھ کہا تھا وہ سب بن گیا ہے!! خالدہ آپا ٹیبل پر کھانا سرو کرنے کے بعد منہان خانزادہ سے بولی تھی۔ نہیں بس اتنا کافی ہے آپ خانی کے کھانے کا خیال رکھیئے گا وہ۔۔۔۔۔ منہان میں خود اپنے ہاتھوں سے انشال کے لئے کھانا بنایا کروں گی تم اسکو کیوں۔۔۔۔۔ آپ آرام کریں مورے میں نہیں چاہتا آپ اس عمر میں کچن میں کھڑی رہیں سب کچھ ہو جائے گا بس آپ اور انشال اپنا خیال رکھیں خوش رہیں مجھے آپ دونوں کی فکر رہتی ہے۔ منہان خانزادہ نازنین خانم کی بات کاٹ گیا تھا اسے اپنی ماں سے اپنی بیوی کی خدمت نہیں کروانی تھی وہ بس ان دونوں کو خوش دیکھنا چاہتا تھا۔

تم کھانا شروع کرو بیٹے!! نازنین خانم اپنی پلیٹ میں مٹن
کڑھائی ڈالتی منہان خانزادہ سے بولی۔ جی مورے میں
خانی کا انتظار کر رہا ہوں آپ کھانا شروع کریں!! منہان
خانزادہ انشال کا منتظر تھا وہ جانتا تھا انشال شاور لینے
کے بعد ظہر کی نماز ادا کرے گی اور پھر نیچے آجائے
گی۔ کچھ ہی دیر میں انشال نیچے آگئی تھی اس کے
چہرے کا گلابی پن اور بے انتہا چمک دیکھ کر نازنین خانم
کھانا ہی بھول گئی تھی۔

ماشاء اللہ بہت پیاری لگ رہی ہیں!! منہان خانزادہ
بے ساختہ اپنی چیئر سے اٹھا اور اپنے وولٹ میں سے
ہزار کے نوٹ نکال کر اس کے سر سے وار گیا۔ انشال
بے حد خوبصورت لگ رہی تھی نیلے رنگ میں اس کا
دودھیا حُسن رنگت میں گھلی سرخی اسے حسین بنا رہی
تھی۔ وہ منہان کے ساتھ چلتی اپنی چیئر پر بیٹھ گئی۔ منہان
خانزادہ نے اس کی پلیٹ میں کھانا نکالنا شروع کیا پھر وہ
انشال کو اپنے ہاتھوں سے لقمے بنا کر کھانا کھلانے
لگا! انشال کو نازنین خانم کے سامنے شرم آرہی تھی منہان
کے ہاتھ سے کھانے میں وہ کانوں تک سرخ ہو گئی تھی
ان دونوں کا اتنا پیار دیکھ کر نازنین خانم کے حلق میں
کھانا اٹکنے لگا تھا وہ انشال سے سب کچھ چھیننے کے

لئے مچلنے لگی تھی۔

بہرام خانزادہ شانزے خان کو خانزادہ حویلی چھوڑنے کے بعد اپنے ہیڈ آفس کے لئے نکلا تھا جہاں رابرٹ قید تھا اور اسے کل رات ہی وہاں سے کسی نے بھگانے کی کوشش کی تھی۔ احد خانزادہ کی شادی کی تیاری کی جا رہی تھی حویلی میں شانزے اپنے لالہ کی شادی کی تیاریاں خود کرنا چاہتی تھی اس لیے وہ ناشتے کے بعد ہی حویلی چلی گئی تھی۔ احد اور ایشا دونوں ہی شاپنگ کے لئے گئے ہوئے تھے جبکہ شانزے غزالہ خانم کے ساتھ حویلی میں تیاریاں دیکھ رہی تھی۔

بہرام خانزادہ کی گاڑی کے ٹائرز چرچراتے ہوئے رکے تھے اور وہ کسی طوفان کی طرح گاڑی سے نکل کر اس سرد قید خانے کی جانب بڑھا جہاں رابرٹ کو قید کیا ہوا تھا۔ وہ قید خانے کی سیڑھیاں اترتے ہوئے اپنی پینٹ میں سے بیلٹ نکال گیا تھا آج اس کا موڈ رابرٹ کو اچھی طرح دھونے کا تھا۔

بہرام خانزادہ لوہے کی موٹی سلاخوں والا دروازہ زور دار لات مار کر کھولتا رابرٹ پر جھپٹا تھا قید خانہ رابرٹ کی دردناک چیخوں سے گونج اٹھا تھا بہرام خانزادہ اسے کسی جانور کی طرح لیڈر کی بیلٹ سے مار رہا تھا۔ اس نے رابرٹ کی گردن اپنے فولادی ہاتھ کے شکنجے میں جکڑی اور اس کا سر اپنی پوری قوت کے ساتھ پلر پر دے رہا۔ آہہ!! رابرٹ کا سر پھٹ گیا تھا خون بھل بھل کر کسی فوارے کی طرح بہنے لگا۔

آج یا تو بھونکنا شروع کرے گا یا ہمیشہ کے لئے تیرا منہ بند کر دوں گا میں!! بہرام خانزادہ اس پر رحم کھائے بغیر اسے مار رہا تھا۔ بتا کس نے تجھے بھگانے کی کوشش کی ہے کون تیرے ساتھ ملا ہوا ہے؟؟ بہرام خانزادہ نے ایک بار پھر رابرٹ کا سر پلر پر مارا تھا۔ وہ بری طرح کراہتا ہوا زمین پر گرا تھا اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا تھا اس سے پہلے وہ بیہوش ہوتا بہرام خانزادہ نے بر فیلی پانی کی بالٹی اٹھا کر رابرٹ پر الٹ دی۔

اتنی آسان موت تجھ جیسے گا** کو نہیں دینے والا میں

آخری بار بول رہا ہوں مجھے اس کا نام بتا دے کون تیرے
ساتھ ملوث ہے ورنہ تو ابھی جانتا نہیں مجھے!! بہرام
خانزادہ نے اپنی سیلیوز کہنیوں تک فولڈ کی اور ایک
چیئر پر بیٹھ گیا۔

مجھے جانے دو میں مرنا نہیں چاہتا تم مجھ سے سارا سچ
اگلا کر مار دو گے مجھے!! رابرٹ کو بہرام خانزادہ نے
خوف آرہا تھا وہ کوئی بھوکا درندہ معلوم ہوتا تھا رحم دلی
نام کی بھی کوئی چیز دنیا میں ہوتی ہے جس سے بہرام
خانزادہ واقف نہیں تھا اور یہ بات رابرٹ کی سانس خشک
کر گئی تھی۔

مرنا تو تجھے ہے چاہے تو مجھے اس غدار کے بارے
میں بتا یا ناں بتا ہاں میں تجھ جیسے گندی نالی کے کیڑے
کو اتنا بتا دوں جو موت تجھے میں دونگا وہ درد ناک ہو
گی اور جو موت تجھے پھانسی لگنے سے ملے گی وہ
درد ناک نہیں ہو گی اب فیصلہ تیرے ہاتھ میں ہے میرے
ہاتھوں مرنا پسند کرے گا یا قانون کے اور تجھے پتہ ہے
کیا جہاں تجھے میں ابھی قیدی بنا کر لے جاؤں گا وہاں
میرا قانون چلتا ہے کوئی نہیں بچا پائے گا تجھے تیرا وہ

دلال بھی نہیں جو میرے ملک سے غداری کر رہا ہے۔
بہرام خاندادہ کا لہجہ ہڈیاں جما دینے والا تھا۔

لاؤ مسعود جلتے انگارے لائو رابرٹ کا بیلی ڈانس دیکھنے
کا موڈ ہو رہا ہے میرا! بہرام خاندادہ کا لہجہ کاٹ دار تھا۔
رابرٹ نے روبی کے ساتھ جو کیا تھا وہ آج اس سے روبی
کا بدلا بھی لینا چاہتا تھا جس نے اس کے مشن میں بہت مدد
کی تھی۔ جونیئر آفیسر مسعود جلتے ہوئے انگارے لے آیا
تھا بہرام نے اپنی شرٹ کے اگلے دو بٹن کھول کر اپنی
نگاہیں قید خانے کے اس کمرے میں چاروں اور دوڑائی
تھی اور اس کی چیل جیسی تیز آنکھیں کمرے کے ایک
تاریک کونے پر جم گئی تھی۔

رابرٹ کو جن برتنوں میں کھانا دیا جاتا تھا وہ برتن اسی
کونے میں موجود تھے مسعود میوزک لگاؤ اس بدنما لیلیٰ
کو نچواؤ کیونکہ اگر یہ نہیں ناچا تو آج اس کی ٹانگیں میں
اس کے کندھوں پر رکھ دوں گا!! بہرام خاندادہ نے رابرٹ
کی جانب اشارہ کرنے طیش سے بھری آواز میں کہا۔

چل ناکارہ لیلیٰ ٹھمکے لگا کر دکھا۔ بہرام خاندادہ چیئر

سے اٹھتا رابرٹ کے کھانے والے برتنوں کی جانب بڑھا۔ وہ رابرٹ کو دہکتے انگاروں پر اوندھے منہ پھینک چکا تھا۔ رابرٹ چیختا چلاتا دہکتے انگاروں پر بلبلا رہا تھا۔ آواز تیز کرو مسعود اور تو ٹھیک سے ناچ کر دیکھا بہت شوق ہے نا تجھے شریف لڑکیوں کو طوائف بنانے کا آج میں تجھے طوائفوں کی طرح نچواؤں گا!! بہرام خاندانہ رابرٹ کے برتنوں میں رکھے گلاس کو اپنے ہاتھ میں اٹھا کر سونگتا جھٹکا کھا کر کھڑا ہوا تھا یوں جیسے اسے یقین ہی نہیں آیا ہو۔

رابرٹ جو اپنی جان خلاصی کے لئے جلتے انگاروں پر ناچ رہا تھا بہرام خاندانہ نے اسے بالوں سے پکڑا اور دیوار پر پٹخ دیا۔ رابرٹ نیم جان ہوتا بیہوش ہو گیا تھا۔ سر یہ تو مرنے کے قریب ہے جونیئر آفیسر مسعود رابرٹ کی نبض چیک کر کے بولا۔ اسکی میں سیوا کرنے تو آیا نہیں تھا جو تم اتنے دکھی ہو گئے ہو شادی کرو تم بھی بھی تمہارے حالات مجھے ٹھیک نہیں لگ رہے بہرام خاندانہ نومعنی انداز میں بولتا آفیسر مسعود کو منہ کھولنے پر مجبور کر گیا۔ منہ بند کرو اور میرے ساتھ چلو میرے آفس روم میں کوئی گیا تو نہیں تھا ناں اور سینئر آفیسر مراد یہاں آیا تھا تم نے مجھے بتایا نہیں؟؟ بہرام خاندانہ نے

سگریٹ سلگالی تھی۔

سر آفیسر مراد آپ کے سامنے ہی تو آئے تھے دو ماہ پہلے جب آپ نے رابرٹ کا ریمانڈ لگایا تھا۔ جونیئر آفیسر مسعود ناسمجھی سے بولا تھا۔ مسعود تم نے بادام کھانا چھوڑ دیئے ہیں یا پھر اپنا دماغ کسی کو ادھار دیا ہے؟؟ تم کل رات کہاں تھے؟ بہرام خانزادہ بدمزہ ہوتے بولا وہ سمجھ گیا تھا مسعود کو کل رات کہی بھیج دیا گیا ہو گا۔ سر مجھے آفیسر مراد نے یہاں آنے کے بعد رات اپنی جگہ ڈیوٹی پر بھیج دیا تھا ان کے پاس آرڈرز تھے میری ڈیوٹی ٹائمنگ چینج کرنے کے اس لئے مجھے جانا پڑا! آفیسر مسعود کی بات سن کر بہرام خانزادہ نے اس کا گربان جکڑا تھا۔

عقل کے اندھے تمہاری خبر تو میں اس مراد کو مردار بنا کر لوں گا تم تو چھٹی پر جاؤ ناں ذرا شادی کرو تاکہ تمہاری بیوی گٹھنوں میں پہنسا تمہارا دماغ درست کرے! بہرام خانزادہ اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا اس کے ساتھ ہی فرنٹ سیٹ پر آفیسر مسعود بیٹھنے لگا جب بہرام نے اسے روک دیا۔ پیچھے بیٹھو تم میری بیوی نہیں جو میرے بغل میں بیٹھنے کے لئے تڑپ رہے ہو!! مسعود خفت زدہ گاڑی میں پیچھے بیٹھ گیا جبکہ بہرام خانزادہ ہوا کی دوش

کر ڈرائیو کرنے لگا۔

بہرام خانزادہ نے اپنے موبائل کو قید خانے میں لگے
مائیکرو کیمرے سے کنیکٹ کیا اور کل رات قید خانے
میں ہونے والی ایکٹیویٹیز غور سے دیکھنے لگا وہ ایک
ہاتھ سے ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے موبائل
پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔ ایک گاڑی بہرام کی گاڑی کے
ساتھ ساتھ چلنے لگی پھر وہ گاڑی ایک سٹور پر رکی اس
میں سے ایک بندہ نکلا اور بہرام خانزادہ نے اپنی گاڑی
روک دی وہ آدمی چند منٹ بعد اس اسٹور میں سے باہر آیا
مگر وہ اپنی گاڑی میں جانے کی بجائے بہرام خانزادہ کی
گاڑی کی طرف بڑھا۔

بہرام خانزادہ نے اپنی طرف کا شیشہ ڈاؤن کیا اور اس
آدمی کے ہاتھ سے چھوٹی سی بوتل پکڑ لی جس میں
کوئی محلول تھا۔ اب بہرام خانزادہ کی گاڑی کا رخ اسلام
آباد سے راولپنڈی جی ایچ کیو کی طرف تھا وہ ہوا کی
تیزی سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔

احد کیا کر رہے ہیں آپ کوئی دیکھ لے گا ہٹیں پیچھے!!
ایشا جو اپنا ویڈنگ ڈریس چینجنگ روم میں ٹرائے کرنے
گئی تھی جب احد خانزادہ بھی اسکے ساتھ چینجنگ روم
میں گھس گیا تھا اور اس نے ایک منٹ کی بھی دیر کیے
بنا ایشا کی شرٹ کی زپ کھول دی تھی۔

کپڑے چینج کرنے میں تمہاری مدد کر رہا ہوں اور کیا تم
بھی ہر وقت مجھ سے کچھ نا کچھ کروانا ہی چاہتی ہو جو
گھبراتی رہتی ہو جان کر کے اکساتی ہو نا مجھے تاکہ
جگہ کا بھی خیال کیے بنا تم سے چپک جاؤں میں!! احد
خانزادہ اسے آنکھ ونک کر کے بولا تھا ایشا صدمے کی
حالت میں منہ کھولے احد خانزادہ کی جانب دیکھ رہی تھی
جو پتہ نہیں کیا کچھ بولے جا رہا تھا۔

جی نہیں مجھے کوئی بھی شوق نہیں کچھ کروانے
کا۔۔۔۔۔ اچھا تو پھر خود کرنے کا شوق ہے نا تمہیں جانتا
ہوں میں کس چیز کی شوقین ہو تم کل رات کو دیکھ چکا
ہوں جتنے مزے سے انجوائے کر رہی تھی ناں تم سب
دیکھ چکا ہوں میں!! احد نے ایشا کو ستانا شروع کر دیا
تھا کبھی کبھی تو مس ڈرامہ کوئین اس کے ہاتھ لگتی تھی۔

جی نہیں میں نے کچھ بھی انجوائے نہیں کیا اور اب اگر آپ نے مجھے تنگ کیا تو شادی کینسل بھی ہو سکتی ہے۔ ایشا تپ کر بولی تھی۔ اچھا جی شادی کینسل ہو سکتی ہے؟؟ اس چینجنگ روم سے ہی گولڈن نائٹ کی شروعات کر دوں گا زیادہ دماغ خراب کیا تو!! وہ ایشا کا رُخ دیوار کی طرف کرتا اُسکی زپ پوری کھول کر شرٹ کندھوں سے نیچے کرتا اس کے بالوں کو نرمی سے پیچھے کی طرف سے جکڑ گیا۔

اُچ احد!! ایشا جان بوجھ کر کراہنے لگی تھی۔ کیا کر دیا میں نے جو کراہ رہی ہو ابھی تک کپڑوں میں ہیں ہم دونوں!! وہ ایشا کے شولڈر پر زور سے چک کائتا اسے واقعی کراہنے پر مجبور کر گیا تھا۔ احد آپ کو ہو گیا ہے اپنی بیوی پر حملہ کون کرتا ہے آپ نے کسی قیدی کی طرح مجھے جکڑا ہوا ہے!! ایشا کے تو پسینے چھوٹ گئے تھے احد خانزادہ کا جسم دہک رہا تھا اس میں سے جیسے آگ نکل رہی تھی۔

زیادہ دیر تک کنوارے رہنے کے نقصانات ہیں تم ہی

قصور وار ہو اپنے پیچھے مجھے دوگی بنایا ہوا تھا اب
بھگتو نازک کلی آہ اوئی تو میں نے تمہاری اچھی طرح
نکلوانی ہے!! احد خانزادہ اس سے پہلے خود پر سے قابو
کھوتا وہ ایشا کے کپڑے درست کرتا چینجنگ روم سے
نکل گیا کل رات جو کچھ ان دونوں کے بیچ ہو گیا تھا
اسکے بعد سے احد کا کنٹرول ایشا کو دیکھتے ہی لوز ہو
رہا تھا وہ اس رات کا بے قراری سے منتظر تھا جب اسکا
ملن ایشا سے ہونا تھا۔

بہرام خانزادہ اپنے خاکی یونیفارم میں ملبوس لمبے لمبے
قدم اٹھاتا اپنے ہیڈ آفس کے اندر انٹر ہوا تھا۔ وہ راستے میں
آنے والے اپنے فارم ہاؤس میں کچھ منٹ کے لئے رکا تھا
کچھ ثبوت تھے جو اس نے اس ملک غدار کے خلاف
اکھٹے کیے تھے جس کی وہ آج چمڑی نکالنے والا تھا۔ اس
نے آج ایک آفیسر بن کر اس غدار سے ملنا تھا جس کو
اسکے انجام تک پہنچانے کے لیے وہ اپنی وردی کا
انتخاب کرتا فارمل ڈریسنگ چینج کر گیا تھا اور اب وہ
اپنے خاکی یونیفارم میں ملبوس تھا وہ اپنے افسران کا
احترام کرتا تھا اور جو وہ کرنے والا تھا اسکے لئے بہرام
خانزادہ کا اس کے یونیفارم میں ہونا بے حد ضروری تھا۔

بہرام کے ساتھ ہی جونیئر آفیسر مسعود بھی تھا وہ بہرام خانزادہ سے دل ہی دل میں بے حد خوفزدہ تھا جو شواہد اور ثبوت اس نے آفیسر بہرام خانزادہ کے ساتھ دیکھے تھے وہ تو صدمے کے عالم میں تھا جیسے!! سر میرا خیال ہے آپ کو اسے آفس کے باہر ملنا چاہیے تھا آپ کوسینیئرز یہاں اجازت نہیں دیں گے آفیسر مراد کو کچھ کہنے کی اس غدار کو ذلت دے کر نکال۔۔۔۔۔ اس غدار کو میں نے اس کے آفس روم میں بیٹھ کر ناں مارا نا میں نے تو آج میں اپنی وردی یہی اتار کر اپنے عہدے سے مستعفی ہو جاؤں گا! بہرام خانزادہ کا لہجہ چٹانوں کی طرح سخت گھردیلا اور آری کی طرح تیز کاٹ دار تھا وہ بے رحم آفیسر تھا یہ اس کے آفس کا ہر ایک بندہ جانتا تھا وہ ہنگری بیسٹ کے نام سے جانا جاتا تھا۔

آفیسر بہرام خانزادہ ایک لمبی راہ داری کو عبور کرنے کے بعد کارنر پر بنے ایک روم میں انٹر ہو گیا تھا۔ یہ آفس روم آفیسر مراد کا تھا جہاں بہرام خانزادہ بغیر کسی لحاظ کے دروازے کو لات مارتا اندر داخل ہو گیا تھا۔ آفیسر مراد اور بہرام خانزادہ دونوں ایک ہی رینک پر فائز تھے ایک ساتھ آرمی جوائن کی تھی دونوں کی ٹریننگ بھی ساتھ ہی ہوئی تھی پاس آؤٹ بھی ایک ساتھ ہی ہوئے تھے

فرق صرف اتنا تھا آفیسر بہرام خانزادہ اب تک کے ان نامور افسران میں شامل ہوتا تھا جنکی اپنے ملک کے لئے خدمات بے شمار تھی وہ بہت سے تمغات سے نوازا جا چکا تھا اسے اس کے لوگ جس نام سے جانتے تھے وہ نام ہی ان کے دلوں پر خوف طاری کر دیتا تھا کوئی آفیسر اس حد تک بھی بہادر ہو سکتا تھا یہ بات انسانی عقل کے لئے ناقابل یقین تھی وہ دشمنوں کے بیچ رہ کر ان کی جڑیں کھوکھلی کر دیتا تھا جبکہ آفیسر مراد آرمی کے بڑے عہدے پر فائز ایک افسر کا بیٹا تھا وہ ابھی تک کوئی ایک مشن بھی لیڈ نہیں کر سکا تھا۔

آفیسر بہرام خانزادہ یہ کیا طریقہ ہے میرے آفس میں داخل ہونے کا تم تمیز تہذیب سب بھول گئے ہو کیا اتنے دہشت گرد مار کر تم نے اپنی ادبی صلاحیت کھو دی ہے کیا؟؟
آفیسر مراد ہڑبڑا پر اپنی چیئر سے کھڑا

ہوتا طیش سے طنزیہ انداز بولا تھا اسکے چہرے پر ایک رنگ آیا تھا جو لمحوں میں ہی غائب ہو گیا تھا۔

دہشت گردوں پر تو بہت بار ہاتھ صاف کیا ہے میں نے مگر آج ایک غدار پر ہاتھ صاف کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں

ادب تہذیب تمیز طریقے آج اس ایک ایک حرف کا مطلب
میں تم سے سیکھنے آیا ہوں ناں مائی ڈیئر مراد! بہرام
خانزادہ آفیسر مراد کے روم میں موجود اس سے بات
کرتے کچھ جونیئر افسران کو روم سے باہر جانے کا
اشارہ کرتا خود چیئر پر ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھ گیا۔
آفیسر مراد نے گڑبڑا کر بہرام خانزادہ کی جانب دیکھا۔

آفیسر مسعود!! بہرام خانزادہ نے رعب سے جونیئر آفیسر
کو پکارا۔ جی سر!! جونیئر آفیسر ادب سے بولا۔ تم چیف
صاحب کے پاس جاؤ میں آفیسر مراد سے ادب کی کلاسز
لے کر آتا ہوں! بہرام خانزادہ کا لہجہ آفیسر مراد کے
رونٹھے کھڑے کر گیا۔ مسعود اسکے آفس سے نکل کر
باہر دروازے پر پہرہ دینے کے لئے کھڑا ہو گیا تھا۔

یہ تم کیا بدتمیزی کر رہے ہو میں ایک آفیسر ہوں اور
تم۔۔۔۔۔ تو آفیسر ہے تو میں یہاں تیل بیچ رہا ہوں کیا؟ تو
میری چھوڑی ہوئی کوئی محبوبہ تو ہے نہیں جس کے
ساتھ میں چھیڑ چھاڑ کر رہا ہوں آجا اب ادھر تمیز تو آج
میں نے تجھے سکھانی ہے!! بہرام خانزادہ نے اپنے
یونیفارم کے اگلے دو بٹن کھول دیئے تھے اسکے گلے

میں لٹکتی پلاٹینم چین کی چمک آفیسر مراد کی تھوک
نگلنے پر مجبور کر رہی تھی وہ کتنا وحشی تھا یہ اس کا
پورا ڈیپارٹمنٹ جانتا تھا۔

تم کہنا کیا چاہ رہے ہو اور یہ کس طرح مجھ سے بات کر
رہے ہو میں ابھی سر کو فون-----ہاتھ پیچھے کر اپنے فونر
سے ورنا تیری انگلیوں کا قیمہ بنا کر رکھ دوں گا!! آفیسر
مراد جو گھبرا کر آفس میں رکھے ٹیلیفون سیٹ سے فون
ملانے لگا تھا جب بہرام خانزادہ چیئر سے کھڑا ہوتا
خطرناک سے انداز میں بولا۔ آفیسر مراد اسی وقت فون
رکھ گیا اس کو بہرام خانزادہ سے خوف آرہا تھا جو اپنی
سیاہ لہو آلود آنکھوں سے ہی اسے نگلنے کو تیار تھا
اسکے ہاتھ کی رگیں ابھری ہوئی تھی پورا جسم غصے
سے تن گیا تھا۔ آفیسر مراد کے روم میں کوئی کیمرا نہیں
لگا ہوا تھا اس لئے بہرام خانزادہ ہر لحاظ بالائے طاق کیے
اس غدار پر چڑھائی کر رہا تھا۔

شریف تو تو ہے نہیں جس کو میں عزت دوں جو وردی تو
نے پہنی ہوئی ہے اسکا احترام کرتے ہوئے ابھی تک
دھلائی نہیں کی ہے تیری میں نے اس لئے جتنا پوچھوں گا

اتنا ہی تو بکے گا ورنہ میں کتنا بڑا وحشی ہوں تجھ سے
بہتر تو مجھے کوئی نہیں جان سکتا نا!! بہرام خانزادہ
نے اپنی پینٹ کی جیب سے ایک چھوٹی سی پانی کی بوتل
نکال کر ٹیبل پر رکھی تھی اس کا ایک ایک ایکٹ آفیسر
مراد پر لرزہ طاری کر رہا تھا پکڑے جانے کا مطلب موت
تھی اور وہ اتنی آسانی سے ہار نہیں مان سکتا تھا۔

رابرٹ کو کیوں بھگانا چاہتا ہے تو؟ بہرام خانزادہ آفیسر
مراد کی جانب قدم بڑھاتے بولا۔ کک۔ کون۔ رابرٹ۔۔۔ تیری
ماں کا دوسرا بیٹا رابرٹ اب یاد آگیا کون رابرٹ؟؟ آفیسر
مراد ہکلا کر بولا تھا جب بہرام خانزادہ نے اسے گردن سے
دبوچا تھا۔ آفیسر مراد خود کو بہرام خانزادہ کے شکنجے
سے چھڑوانے کی ناکام کوشش کرتا بری طرح گھبرا رہا
تھا تو بہرام خانزادہ اس تک پہنچ گیا تھا۔ بہرام خانزادہ نے
آفیسر مراد کو اس کی چیئر پر دھکیلا تھا۔

رابرٹ کو کیوں بھگانا چاہتا ہے تو؟ کیا ثبوت ہے تمہارے
پاس کل رات اسے تمہارے لاک اپ سے میں نے ہی
بھگانے کی کوشش کی ہے ثبوت دو مجھے ایک آفیسر پر
الزام لگا رہے ہو تم تمہاری وردی تو میں اتروا کر ہی

رہوں۔۔۔۔۔ابھی ادھر ہی ننگا کر دوں گا میں تجھے میری
وردی تو اتروائے گا تو ایک ملک غدار بتاتا ہوں میں
تجھے ابھی! بہرام خانزادہ کے دماغ کی ابھری ہوئی رگیں
پھڑکنے لگی تھی۔

سارے ثبوت تو خود چیف صاحب کو دے گا میں بس
تجھے پیٹنے آیا ہوں یہاں!! بہرام خانزادہ نے نیچے
جھکتے ہوئے آفیسر مراد کو خون اگلتی آنکھوں سے
گھورا تھا۔ میں غدار نہیں ہوں تم مجھ پر الزام مت لگاؤ!
آفیسر مراد نے بہرام خانزادہ کو مکا مارنا چاہا جب اس
نے آفیسر مراد کا ہاتھ پکڑ کر پوری طرح گھمایا کڑک کی
آواز کے ساتھ آفیسر مراد کی فلک شگاف چیخیں گونجی
اور اسکا ہاتھ نیچے کی جانب لٹک گیا بہرام خانزادہ اس کا
ہاتھ توڑ گیا تھا۔

اس ملک کی حفاظت کا ذمہ جن آفیسرز کے کندھوں پر ہے
تجھ جیسے دو کوڑی کے غدار سمجھتے ہیں ملک کے
ساتھ دغا کر کے بچ جائیں گے تیرا وہ حال کروں گا کہ ہر
غدار تجھے دیکھ کر عبرت حاصل کرے گا! بہرام خانزادہ
نے وہ چھوٹی سی پانی کی بوتل کھولی اور ایک لمحے

کی بھی دیر کیے بنا اسے آفیسر مراد کے چہرے پر
بے رحمانہ انداز میں اونڈیل دیا۔ آفیسر مراد ماہی بے آب
کی طرح تڑپ کر مچلتے ہوئے اتنی بری طرح
سے چیخنے لگا کہ اس کے حلق میں خراشیں پڑھ گئی وہ
پانی نہیں تیزاب تھا جو بہرام خانزادہ اس کے چہرے پر
بے رحمانہ انداز میں پھینک کر اس کے منہ کا نقشہ بگاڑ
چکا تھا آفیسر مراد کا آدھا چہرا جھلس گیا تھا۔

اس سے بدتر موت دوں گا میں تجھے یہ تو بس ٹریلر تھا۔
بہرام خانزادہ مزید اس کا برا حال کرتا جب آفیسر مراد اس
پر اپنی لوڈڈ پستل تان گیا۔ سینئر آفیسرز کے ساتھ جونیئر
آفیسر مسعود اور چیف آف آرمی اسٹاف بھی آفیسر مراد
کے روم میں اس کی چیخیں سن کر انٹر ہوئے تھے۔ ان
سینئر آفیسر میں آفیسر مراد کا باپ بھی شامل تھا جو اپنے
بیٹے کے آفس سے آتی چیخیں سن کر تیزی سے چیف
کے ساتھ آفس میں انٹر ہوا تھا۔ بہرام خانزادہ پر جھلسے
ہوئے چہرے کے ساتھ آفیسر مسعود کو پستل تانے دیکھ
کر وہ سب ہی حیران ہوئے تھے۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے یہاں آفیسر مراد پوٹ یور گن ڈاؤن!!

چیف صاحب نے اپنی رعب دار آواز میں حکم دیا تھا۔
بہرام خانزادہ چیف آف آرمی اسٹاف کی آواز سن کر ادب
سے پیچھے مڑ کر ان کو سلیوٹ کرتا اکڑ کر کھڑا ہو گیا
اسی مغرورانہ شاہانہ سے انداز میں جو ایک سینئر آفیسر
کا ہوتا ہے۔

مراد میرے بیٹے یہ کیا ہوا ہے تمہارے ساتھ کس نے کیا
ہے یہ سب؟ آفیسر ذوالفقار اپنے بیٹے کا جھلسا چہرا دیکھ
کر صدمے کی کیفیت میں بولے تھے۔ یہ۔۔ یہ اس آفیسر
بہرام۔۔ اس نے مارا ہے مجھے یہ مجھ پر غداری کا جھوٹا
الزام لگا رہا ہے میں نے کل رات اس ملک دشمن رابرٹ
کو فرار نہیں کروایا یہ الزام ہے مجھ پر وہ خود بھاگ گیا
ہے اس کی قید سے یہ اسے شراب پلاتا رہا ہے
میں۔۔۔۔۔ تمہیں کیسے علم ہوا اس سب کا آفیسر مراد؟ چیف
صاحب درشتگی سے آفیسر مراد کی بات کاٹ گئے تھے۔

کل رات رابرٹ نے قید سے فرار ہونے کی کوشش کی
تھی جس کے نتیجہ یہ نکلا کہ وہ پکڑا گیا تم تو ایک ہفتے
کی چھٹی پر تھے ملک سے باہر تھے آج ہی تو آفیس آئے
ہو تم؟ چیف صاحب سختی سے بولنے لگے تھے رابرٹ

کل رات آفیسر بہرام خانزادہ کی قید سے فرار ہو گیا تھا مگر وہ پکڑا گیا اور اسے پکڑنے والے بہرام کے آدمی ہی تھے سب کچھ اندر ہی اندر ہوا تھا یہ بات ابھی تک اوٹ نہیں ہوئی تھی تو پھر آفیسر مراد جو پاکستان لینڈ ہوتے ہی جی ایچ کیو آرمی چیف سے ملنے آیا تھا اسے کیسے علم ہو گیا رابرٹ کے فرار ہونے کا جبکہ اسکا باپ آفیسر ذوالفقار بھی اس بات کے متعلق کچھ نہیں جانتا بلکہ کوئی بھی آفیسر کسی ملک دشمن کے کل رات قید توڑ کر فرار ہونے کے متعلق کچھ نہیں جانتا تھا تھا۔

تو پھر اب اس غدار کو سزا آپ دیں گے یا میں دوں؟ یہ بہرام خانزادہ تھا جو آرمی چیف سے مخاطب ہوا تھا۔ سارے ثبوت آپ کو ٹرانسفر کر چکا ہوں میں اور میں نے کہا تھا ناں آپ کو اس نے میرے سامنے ڈرامہ کیا تو میں پھر ایک آفیسر بن کر ایک غدار سے ملوں گا دیکھ لیں آپ سر میرا شک شک نہیں یقین ہوتا ہے دو ماہ پہلے میں نے آپ سے اس لئے اجازت لی تھی کیونکہ اگر اس کی نگرانی نہیں ہوتی تو ناں صرف رابرٹ آج فرار ہو جاتا بلکہ موسیٰ (دہشتگرد) کو بھی میں کبھی پکڑ ناں پاتا سب کچھ پلان کے مطابق ہی ہوا ہے اور اپنے ملک کا غدار بھی میں پکڑ چکا ہوں مبارک ہو آپ کو خاکی وردی والا

غدار جو ہمارا نام خراب کرنا چاہتا تھا وہ آج پکڑا گیا!
بہرام خانزادہ بے حد سنجیدگی سے بول رہا تھا اس نے
ایک بار پھر بہت بڑا کارنامہ انجام دیا تھا جو غدار آفیسر
وہ سب کافی عرصے سے ڈھونڈھ رہے تھے بہرام خانزادہ
اسے تلاش کر چکا تھا وہ ایک بار پھر سُرخرو ہو گیا تھا
آفیسر بہرام خانزادہ اپنی قابلیت سے ایک بار پھر اپنا ملک
بڑے نقصان سے بچا چکا تھا وہ ایک ہی تھا اپنے نام کا
جس کی جرات بے شمار تھی۔۔۔

دیکھیں میجر صاحب آپ کی وائف کی کنڈیشن کو دیکھتے
ہوئے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ابھی ان کی سرجری
ہم ڈیلے کر دیں آپ کی وائف پریگنٹ ہیں ابھی ان کے
حمل کو نقصان پہنچ سکتا ہے! ماہر نیورو سرجن ڈاکٹر
نعمان انشال خان کی تمام رپورٹس پڑھ کر منہان خانزادہ
سے مخاطب ہوا تھا اسکے ساتھ ہی گائناکالوجسٹ ڈاکٹر
عرشیہ بیٹھی ہوئی تھی جس نے کچھ دیر پہلے ہی انشال
کے پروپر ٹیسٹ کیے تھے منہان خانزادہ انشال کو گھر
ڈراپ کرنے کے بعد اب ڈاکٹر سے ملنے آیا تھا تاکہ ان
سے کھل کر بات کی جا سکے۔

ڈاکٹر حمل کو کس طرح نقصان پہنچ سکتا ہے؟ میرے
کہنے کا مطلب ہے میں سمجھا نہیں میری وائف کب تک
اس دماغی تکلیف سے گزریں گی آخر؟ منہاں خانزادہ
بے حد پریشان ہو گیا تھا۔

دیکھیں میجر خان آپ کی وائف کو دماغی چھوٹ تو لگی
ہے مگر انکے برین میں جو بلڈ کلوٹ بن رہے تھے وہ
ہمیں اس بار ان کی ایم آر آئی کرنے پر نظر نہیں آئے یہ
اللہ کی طرف سے کوئی معجزہ ہے جو بلڈ کلوٹ ایسے ان
کے دماغ سے غائب ہوئے ہیں جیسے تھے ہی نہیں اس
لئے ہم اب سرجری کے لئے انتظار کر سکتے ہیں۔۔۔ ڈاکٹر
نعمان فارمل انداز میں مسکرا کر بولا تھا منہاں کتنا
پریشان تھا وہ اسے اب تفصیلاً سب بتانے کا ارادہ رکھتا
تھا۔ میں آپ کو سرجری کی کنڈیشنز بتا دیتا ہوں پھر جو آپ
کا فیصلہ ہو گا ہم اسے ہی اہمیت دیں گے۔

اگر سرجری فوری جان بچانے کے لیے ہو جیسے دماغ میں
خون جم جانا

Brain hemorrhage

ٹیومر کا دباؤ جان لیوا ہو یا حادثاتی چوٹ سے دماغ متاثر ہو تو ایسی صورت میں حمل کے باوجود فوراً سرجری کی جاتی ہے ہم ڈاکٹرز عموماً ماں کی جان کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ اگر ماں ہی محفوظ نہیں تو حمل بھی برقرار نہیں رہ سکتا اس دوران اینسٹھیزیا (بیہوشی کی دوا) بہت احتیاط سے دی جاتی ہے بچے کے دل کی دھڑکن مانیٹر کی جاتی ہے اور نیوروسرجن اور گائناکالوجسٹ دونوں ہی ٹیم کا حصہ ہوتے ہیں اگر سرجری فوری نہیں بلکہ پلان کی جا سکتی ہو مثلاً دماغی رسولی جس کی رفتار سست ہو یا پرانی چوٹ کے اثرات تو عموماً ڈاکٹر حمل کے بعد تک سرجری کو مؤخر کرنے کا مشورہ دیتے ہیں خاص طور پر اگر ماں کی حالت مستحکم ہو اور بیماری تیزی سے نہیں بڑھ رہی ہو اگر حمل ابتدائی مہینوں میں ہو یہ سب سے نازک مرحلہ ہوتا ہے، کیونکہ اس دوران بچے کے اعضا بن رہے ہوتے ہیں اور دوائیں یا بیہوشی کے اثرات نقصان دہ ہو سکتے ہیں لہذا اگر ممکن ہو تو سرجری مؤخر کی جاتی ہے ڈاکٹر نعمان بہت تحمل کے ساتھ منہاں خانزادہ کو سرجری کے متعلق آگاہی دے رہا تھا۔

ابتدائی دو ماہ میں بچے کے اعضا بننے کا عمل شروع

ہوتا ہے دل، دماغ، ریڑھ کی ہڈی وغیرہ اس دوران کوئی بھی بیہوشی کی دوا یا دوائی بچے کی نشوونما پر اثر ڈال سکتی ہے اس لئے خطرہ جان لیوا نہ ہو تو سرجری کو عام طور پر حمل کے بعد کے مہینوں (دوسری سہ ماہی) تک مؤخر کیا جاتا ہے یعنی کہ چوتھے سے چھٹے مہینے کیونکہ اس وقت بچہ قدرے محفوظ ہوتا ہے اور ماں کا جسم بیہوشی برداشت کر سکتا ہے میں نے آپکو تمام ڈیٹیلز بتا دی ہے اب جو فیصلہ آپ کا ہو گا ہم وہی کریں گے مگر ہم ڈاکٹرز کا باہمی مشورہ ہے کہ آپ ابھی سرجری ناں کروائیں ہم چھٹے مہینے میں اس سرجری کو پروسیڈ کریں گے باقی جو آپ کو بہتر لگے!! دونوں ڈاکٹر زاب منہان خانزادہ کو دیکھ رہے تھے۔

اگر میں ایک محبت کرنے والا شوہر بن کر اپنے بچے اور بیوی کا موازنہ کروں مجھے ان دونوں میں سے کسی ایک کو چننا ہو تو وہ یقیناً میری بیوی ہی ہو گی جس کی زندگی مجھے بے حد پیاری ہے جس کا میں انتخاب کروں گا مگر میرے بچے کی ماں کو اپنا بچہ عزیز ہو گا اور میں یہ سرجری اپنی بیوی کی مرضی کے بنا تو ہرگز نہیں کروا سکتا اسے میں دماغی تکلیف سے بچانے کے لئے روحانی تکلیف کبھی نہیں دے سکتا اور اگر ایک باپ

ہونے کی حیثیت سے انتخاب کرنا چاہوں تو میں اپنے
 بچے کو تکلیف دینے کا تو سوچ بھی نہیں سکتا اس لئے
 مجھے میرا بچہ اور بیوی دونوں ہی چاہیے آف دونوں ہی
 ضروری ہیں وہ دونوں ہی میری زندگی ہیں اور میرا
 فیصلہ یہی ہے کہ آپ حمل کے چھٹے مہینے ہی سرجری
 کریں میں آپ ڈاکٹرز سے سہمت ہوں!! منہاں خانزادہ
 حتمی لہجے میں کہتا اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا تھا۔ انشال
 کی سرجری اب چھ ماہ بعد ہونی تھی وہ اپنے موبائل پر
 آتی شہریار خانزادہ کی کال دیکھ کر ریسو کرتا باہر چلا
 گیا تھا۔

ڈاکٹر نعمان میں نے اتنا لونگ ہسبنڈ آج تک نہیں دیکھا
 کوئی اتنا بھی پیار کر سکتا ہے کیا بھلا؟؟ آج کل کے دور
 میں بھی اتنا چاہنے والے لوگ ملتے ہیں مجھے یقین ہی
 نہیں آ رہا! ڈاکٹر عرشہ حیرت سے بولتی اپنے کین میں
 چلی گئی تھی۔ انشال خان جیسی بے انتہا معصوم پیشنٹ
 ڈاکٹر عرشہ نے اپنے کیریئر کے اتنے سالوں میں پہلی
 بار دیکھی تھی منہاں خانزادہ اور انشال خان اسے کسی
 دوسری دنیا کے ہی لوگ لگے تھے جنکے دلوں میں ایک
 دوسرے کے لئے بے لوث بے پناہ محبت تھی وہ دونوں
 ڈاکٹر عرشہ کو خیالی دنیا کے کردار لگے تھے۔۔۔

لالہ آپ مجھے تو بتاتے میں خود آپ کو پک کرنے آتا!!
شہریار خانزادہ اور مشائم ترکی سے سیدھا لاہور پہنچے
تھے شہریار خانزادہ نے اپنے ڈرائیور کو فون کر کے
اپنی گاڑی ائیر پورٹ پر ہی منگوا لی تھی وہ خود ڈرائیو
کر کے خان بنگلو پہنچ گیا تھا اور منہان کو بنگلو میں نا
دیکھ کر اسے فون کر کے فوراً پہنچنے کا حکم دیا تھا۔

منہان خانزادہ اپنے ساتھ مٹھائی کے ڈبے بھی راستے سے
لے آیا تھا جو اس نے نا صرف ملازموں کو بانٹے تھے
بلکہ ایک ڈبہ اپنے ساتھ اندر لاؤنچ میں بھی لے آیا تھا اور
اس کی جیسے ہی نظر اپنے ناراض لالہ شہریار خانزادہ
پر پڑھی وہ اس سے بغلگیر ہوتے شکوہ کرنے لگا۔

جس طرح تم تینوں مجھ سے بڑی بڑی باتیں چھپا لیتے ہو
اسی طرح میں نے بھی سوچا ہے تک تینوں کی اچھی
کلاس لوں!! شہریار خانزادہ دو ماہ بعد منہان سے مل رہا
تھا اسے جیسے اپنے سینے میں ٹھنڈک اترتی ہوئی
محسوس ہو رہی تھی۔

لالا یہ مٹھائی کس خوشی میں لائیں ہیں آپ؟ مشائم جو
انشال کے ساتھ کچن سے ٹرے پکڑ کر لاؤنچ میں اینٹر ہو
رہی تھی وہ انشال کو معنی خیزی سے دیکھ کر بولی تھی۔
لالا پاکستان واپس آگئے ہیں اس خوشی میں لایا ہوں!
منہان خانزادہ مٹھائی کا باکس اوپن کرتا اس میں سے
مٹھائی کا ایک ٹکڑا اٹھا کر شہریار خانزادہ کو کھلاتا ایک
بار پھر اس سے بغلگیر ہوا تھا۔

مبارک ہو آپ کو ماموں جان!! منہان خانزادہ کی سرگوشی
سن کر شہریار خانزادہ پورا سرخ ہو گیا تھا اس سے پہلے
وہ منہان کو خوشی سے کچھ کہتا جب منہان ایک بار پھر
اس کے کان کے قریب جھکا۔ آپ کی بہن کو سرپرائز دینا
ہے اس لئے ابھی کچھ نہیں بتانا انہیں!! شہریار خانزادہ
نے منہان خانزادہ کو کس کر گلے لگایا تھا اسے کس قدر
خوشی ہو رہی تھی وہ بیان ہی نہیں کر سک رہا تھا۔

شہریار خانزادہ جھکا اور مٹھائی کے ڈبے سے ایک گلاب
جامن اٹھا کر منہان کے منہ میں ڈالا۔ خیر مبارک چاچو
جان! منہان نے چمکتی آنکھوں سے شہریار خانزادہ کو

دیکھا تھا۔ کیا سچ میں؟؟ وہ چیختے ہوئے بولا۔ مذاق کے
موڈ میں تو اس وقت میں ہوں نہیں!! دونوں نے ایک
دوسرے کو پھر سے گلے لگایا تھا۔ مشائم ان دونوں
کو مشکوک انداز میں دیکھ رہی تھی جبکہ انشال خوشی
سے سینٹرل ٹیبل پر چائے کی ٹرے رکھتی کچن میں
کھانے کی چیزیں لینے چلی گئی۔

مبارک ہو مشی ڈول ہم سب ترس رہے تھے چاچو بننے
کے لئے! منہان خانزادہ مشائم کے سر پر ہاتھ رکھتا شکر
گزار لہجے میں بولا مشائم کو شرم سی آئی تھی اس نے
گھورتی آنکھوں سے شہریار خانزادہ کی طرف دیکھا۔ اب
یہ مجھے ماموں بنانے جا رہا ہے تو کیا میں اپنے بچے
کے چاچو کا شکریہ نہیں کرتا!! شہریار نے اپنی صفائی
پیش کی تھی مشائم کے موڈ سونگزا اسکی جان نکال دیتے
تھے۔

وٹ ماموں؟؟ ایٹس مین انشال آپی ماما بننے والی ہیں؟؟
مشائم تو خوشی سے چہکنے لگی تھی۔ مشی ڈول وہ ابھی
نہیں جانتی اسے سرپرائر دینا ہے میں نے نیڈ یور ہیلپ!!
منہان خانزادہ ایک بار پھر مشائم کے سر پر ہاتھ رکھتا

خوشی سے بولا تھا اس کو تو اس کی مورے نے بھی
مبارکباد نہیں دی تھی ایسی خوشی وہ نازنین خانم سے
ایکسپیکٹ کر رہا تھا جیسی شہریار اور مشائم کو ہو رہی
تھی۔

یہ تو اور بھی اچھا ہے اب میں آگئی ہوں ناں لالا ہم انشال
آپی کو بہت گرینڈ سرپرائز دیں گے!! مشائم کی تو خوشی
کی انتہا نہیں تھی۔ شہریار اپنی بہن انشال خان کو کچن
سے ٹرے پکڑ کر نکلتے دیکھتا اس کے ہاتھ سے ٹرے
پکڑ کر ٹیبل پر رکھتا اپنے جیب سے وولٹ نکال کر پانچ
ہزار کے کہی نوٹ انشال کے سر پر سے وار کر اس کا
صدقہ نکالتا اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔ وہ اپنی بہن کے
لئے بے حد خوش تھا۔ انشال خان اپنے لالا کے سینے سے
لگی آنکھیں موندھ گئی تھی اس نے شہریار خانزادہ کو ان
دو ماہ میں بے حد یاد کیا تھا وہ اپنے لالا کے ساتھ رہنا
چاہتی تھی۔

لالا جان اب آپ کہی نہیں جائیں گے اپنی بہن کو چھوڑ کر
میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں بابا اور مورے تو ہمارے
پاس نہیں مگر ہم دونوں بہن بھائی اب ایک دوسرے سے

جدا نہیں رہیں گے آپ پلیز اب مجھے چھوڑ کر کہی نہیں
جانا۔ انشال بھیگی آواز میں لاڈ سے بولی تھی۔

میں اپنی گڑیا کو چھوڑ کر اب کہی نہیں جاؤں گا!!
شہریار خانزادہ انشال کے ماتھے پر عقیدت سے چومتا
اس کے سر پر پیار دیتا اس کے آنسو صاف کر گیا اسے
اب اپنی بہن صرف ہنستی ہوئی ہی چاہیے تھی۔ خوشیاں
اب ان کی منتظر تھی۔

وہ دونوں اس وقت اسلام آباد کے سب سے مہنگے مال
سینٹورس کی پارکنگ میں موجود تھے۔ ایشا کو سخت
بھوک لگ رہی تھی وہ شاپنگ سے بہت تھک گئی تھی۔
احد خانزادہ شاپنگ بیگز پچھلی سیٹ پر رکھتا ایشا
کے لئے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اسے اندر بیٹھاتا خود
ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔

میری نازک سی بیگم نے کیا کھانا ہے؟؟ آج کونسے کیفے
میں جانے کا موڈ ہے؟؟ احد خانزادہ گاڑی اسٹارٹ کرتا
ایشا سے مخاطب ہوا۔ بہت جلدی خیال نہیں آگیا آپ کو

میری بھوک کا؟؟ گھر جانا ہے مجھے کچھ نہیں کھانا! ایشا
نروٹھے لہجے میں بولی تھی۔

جان مجھے جھیلنے کے لئے تمہارے اندر انرجی کا ہونا
بہت ضروری ہے پاس آتے ہوئے ڈرتا ہوں کہ کہی تم
بیہوش ہی ناں ہو جاؤ تو میں ہاتھ میں پکڑے ہی رہ جاؤں
گا! احد خاندادہ ایشا کے اوپر جھکتا اسکی ٹھوڑی نرمی
سے جکڑ کر اس کی سیاہ آنکھوں میں اپنی سرخی
چھلکاتی شہد آنکھیں گاڑھے معنی خیزی سے بولا۔ ایشا
کے دل نے بیٹ مس کی تھی پچھلے دو دن سے احد
خاندادہ جو جیسے کچھ ہو گیا تھا۔

سوکھے ہوئے گلابی لب ٹوٹ پڑھنے کی دعوت دیتے ہیں
سویٹ ہارٹ!! احد خاندادہ اس کے خشک ہوتے لبوں پر
بے باکی سے اپنی زبان پھیرتا اس پر پوری طرح جھک
کر اسے گھونٹ گھونٹ پینے لگا تھا۔ اس کے دانتوں کا
وار اور لبوں کی سختی ایشا کو کپکپانے پر مجبور کر
رہی تھی وہ احد کی شرٹ سینے سے پکڑتی اپنی لڑاہٹ
پر قابو پانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی احد خاندادہ اس
کے جبڑوں کو ہلکی سی گرفت میں لے کر ایشا کے لب

شدت سے چوم رہا تھا وہ اس کی سیٹ کو پیچھے کرتا
پوری طرح اس پر حاوی ہو گیا تھا اسکی گاڑی کے
شیشے ٹٹٹ تھے اور پارکنگ میں بھی کوئی نہیں تھا اس
لئے احد خانزادہ ایشا کی ناراضگی کا بھرپور فائدہ اٹھا رہا
تھا۔

ہم پارکنگ میں ہے آپ کسی جگہ کا تو لحاظ کر لیا کریں
احد!! ایشا اپنے لبوں کو آزادی ملتے تھی اپنی سانسیں
درست کرتی شدید ناراض لہجے میں بولی۔ یہ تم نے
مجھے اپنے پیچھے خوار کرنے سے پہلے سوچنا تھا اب
جو بھی نقصانات ہیں میرے ترسنے کے وہ تمہیں اپنے
اس نازک وجود پر سہن کرنے ہی ہوں گے!! احد اس کی
گردن میں اپنا منہ چھپاتا زور سے دانت گاڑ رہا گیا۔

آہہ۔۔۔ ایشا درد سے مچلی تھی۔ کھا جاؤں گا تمہیں اتنی
میٹھی بیوی چھپا کر رکھی ہوئی تھی مجھ سے دیکھو تم
تمہارا حال کیا کرتا ہوں میں گولڈن نائٹ پر تم اپنے قدموں
پر کھڑی ہو گئی ناں تو پھر کہنا!! احد خانزادہ ہر چیز کا
ہوش بھلائے اتنے سخت سے لہجے میں بول رہا تھا کہ
ایشا صدمے کے عالم میں اسے دیکھنے لگی وہ اسے

ماسک میں چھپا احد لگ رہا جو اسے ڈراتا تھا وہ آج ابھی
اسے ڈرا رہا تھا۔

میں آج ہی شادی سے انکار کر دیتی۔۔۔۔۔ آجاؤ جانم ویڈنگ
نائٹ ابھی ہی منانے چلتے ہیں!! احد اس کے لبوں پر ہلکا
سا چک کاٹتا اپنی جگہ پر سیٹ پر ٹھیک سے بیٹھتا تیزی
سے ڈرائیو کرنے لگا اس کے جذبات اسے غصہ دلا رہے
تھے وہ ایشا کے وجود میں سرانیت کرنے کے لئے بری
طرح تڑپ رہا تھا۔

انشال اداسی سے بیڈ پر بیٹھی منہاں خانزادہ کا انتظار کر
رہی تھی۔ اسکا موڈ اچانک ہی تبدیل ہو گیا تھا ہلکا ہلکا سا
بخار بھی محسوس ہونے لگا تھا جسم تھکن سے چُور ہو
رہا تھا کمر میں شدید درد ہونے لگا تھا۔ وہ بخار سے
بے حال ہوتی گھڑی کی جانب دیکھ رہی تھی جو رات کے
بارہ بجا رہی تھی سردیوں کی راتیں کی لاہور شہر میں
دھند کا راج تھا۔ رات آہستہ آہستہ گہری ہو رہی تھی جو
انشال کے دل میں عجیب سی وحشت ڈال رہی تھی۔ کمرے
میں الیکٹرک ہیٹر آن تھا بخار کی وجہ سے انشال کو ٹھنڈ
اپنی ہڈیوں میں اترتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ اسے

اپنی مورے کشمالہ خان کی یاد آج شدت سے آرہی تھی اس
کا لالہ دل بڑا کر کے پاکستان تو واپس آگیا تھا مگر اس
نے اپنے لالا کی آنکھیں پڑھی تھی وہ آج بھی انشال میں
اپنی مورے کشمالہ خان کی جھلک ڈھونڈتا تھا انشال کو
اپنے لالا پر ترس آتا تھا وہ ساری زندگی اس کی مورے
کے لئے ترستا رہے گا کاش وہ اپنے لالہ کا ہر غم خود
میں سمیٹ کر اسے وہ لمحے دے پاتی جو اس نے اپنی
مورے کشمالہ خان کے ساتھ گزارے تھے اسے آج بھی وہ
دن یاد تھا جب اس کے بابا شہسوار خان اسے اور کشمالہ
خان کو ترکی سے پاکستان لا رہے تھے اور کشمالہ خان
پاکستان ناں جانے کی ضد کر کے بھی کتنی بے چینی سے
پیکنگ کر رہی تھی۔

شاہ آپ کیوں نہیں سمجھتے میں اگر پاکستان واپس گئی تو
مر جاؤں گی مجھے وہاں ناں لے جائیں اگر میرا بیٹا آج
زندہ ہوتا تو وہ بھی اٹھارہ سال کا ہوتا شہریار کے جیسا
ہوتا میرا بیٹا انشال کا بھائی اس سے کیوں چھین لیا اللہ نے
مجھ پر کیوں رحم نہیں آیا اللہ کو میں آج بھی اسے خود

میں کہی محسوس کرتی ہوں انشو میری بیٹی تم شہریار
سے ہمیشہ پیار کرنا وہ تمہارا لالہ ہی ہے بیشک اس کو
جنم میں نے نہیں دیا مگر وہ تمہارا لالہ ہے وہ تمہیں
دھتکار بھی دے ناں پھر بھی اس سے پیار کرنا وہ
تمہارے لالہ جیسا ہی تو ہے۔ کشمالہ خان بیڈ پر بیٹھی اپنی
اور انشال کی پیکنگ کرتی جا رہی تھی اور دھیمی آواز
میں جو کچھ منہ میں آ رہا تھا وہ شہسوار خان اور ان کے
سینے سے لگ کر بیٹھی معصوم انشال خان کو بولتی جا
رہی تھی۔ دونوں باپ بیٹی ترحم بھری نگاہوں سے کشمالہ
کو دیکھ رہے تھے جیسے دن میں ناں جانے کتنے ہی بار
پاگل پنہ کے دورے پڑھتے تھے۔

پیاری مورے میں لالا سے ہمیشہ پیار کروں گی وعدہ!!
آپ کیوں رو رہی ہیں آپ ناں روئیں!! انشال خان شہسوار
خان کے پاس سے اٹھتی بیڈ پر بیٹھی کشمالہ خان کے پاس
جاتی انکے گال پر اپنا چھوٹا سا ہاتھ رکھتی معصومیت
سے وعدہ کر رہی تھی شہسوار خان پھٹتے ہوئے دل سے
کشمالہ کو دیکھ رہے تھے وہ کتنی عجلت میں پیکنگ کر
رہی تھی انکا دل منہ کو آ رہا تھا ایک طرف کہتی تھی
پاکستان جائے گی تو مر جائے گی اور دوسری طرف
کسی مشین کی طرح اتنی تیزی سے تیاری کر رہی تھی

جیسے واپس ترکی کبھی نہیں آئے گی۔

شاہ میں شہریار سے نہیں ملوں گی وہ دیدہ کا بیٹا ہے ناں
میرا بیٹا تو مر گیا تھا پھر آپ مجھے کیوں لے کر جا رہے
ہیں پاکستان نہیں جانا میں نے نہیں جانا پاکستان میرا بیٹا
مجھے یاد آئے گا۔ شاہ میں شہریار کو پیار کروں گی
پاکستان جا کر سن لیں آپ وہ میرا بھی تو بیٹا ہوا ناں؟؟ ہے
ناں شاہ شہریار میرے شہریار کی عمر کے جتنا ہے ناں
مگر میرا بیٹا تو مردہ تھا کیوں تھا وہ مردہ میں نے اسکی
دھڑکن محسوس کی تھی وہ زندہ تھا آپ نے اسے پلوشہ
دیدہ کو دیا ہے وہ میرا ہی بیٹا ہے اس کی آنکھیں میری
جیسی ہیں وہ میرا بیٹا ہے!! کشمالہ خانم کو پاگل پنے کا
شدید اٹیک ہوا تھا وہ انشال کو خود سے لپٹائے چیخ رہی
تھی آنکھوں سے آنسو کسی جھرنے کی طرح بہہ رہے
تھے شہسوار خان کا دل منہ کو آ رہا تھا وہ تیزی سے
کشمالہ خان کی طرف بڑھتے انشال کو ان سے دور کر
گئے تھے ورنہ وہ انشال کو خود میں بھینچ کر اس کی
سانس کی گھونٹ دیتی۔

شہسوار خان کشمالہ کو اپنے سینے سے لگا گئے تھے

انشال اپنی مورے کی حالت دیکھ کر سہم گئی تھی۔
بابا۔ میری۔ مورے!! انشال خان آج بھی پھوٹ پھوٹ کر رو
دی تھی اس کی مورے کو پاگل پنے کا شدید دورہ پاکستان
آنے سے پہلے ترکی میں پڑھا تھا اسی دن وہ پاکستان پہنچ
گئے تھے اور چند گھنٹے بعد ہی اس کی مورے دماغ کی
رگ پھٹ جانے سے دنیا سے چلی گئی تھی۔

انشال کو آج بھی یاد تھا وہ کشمالہ خانم کی شدید پاگل
حالت دیکھ کر بخار میں مبتلا ہو گئی تھی چند گھنٹے بعد
وہ جب نارمل ہوئی تو ان کی فلائٹ کا ٹائم ہو گیا اسے آج
بھی یاد تھا اس کی مورے آخری بار اسے بخار میں کچی
نیند میں سو جانے کے بعد پیار کرتی محسوس ہوئی تھی
اور جب انشال خان جاگی تو اس نے اپنی مورے کو سفید
کفن میں لپٹے دیکھا۔

میری مورے جان میں لالہ سے ہمیشہ پیار کروں گی۔
انشال نے رو رو کر اپنی آنکھیں سو جالی تھی اسے جب
بھی بخار ہوتا تھا وہ آخری لمس اپنی مورے کشمالہ خانم
کا ہی اپنے وجود میں محسوس کرتی تھی۔۔۔

منہان خانزادہ اور شہریار خانزادہ رات کا کھانا کھانے کے بعد باہر چلے گئے تھے ان دونوں کو باہر گئے تین گھنٹے ہو گئے تھے بنگلے میں اس وقت صرف مشائم انشال اور نازنین خانم تھی۔ نازنین خانم اپنے کمرے سے باہر ہی نہیں نکلی تھی انہیں جب علم ہوا شہریار خانزادہ اور مشائم ترکی سے سیدھا انشال اور منہان سے ملنے آئے ہیں وہ اپنے کمرے سے باہر ہی نہیں نکلی تھی مشائم سے انہیں سخت نفرت تھی اور شہریار خانزادہ بھی کشمالہ کا بیٹا تھا جسے ان کی دیدہ نے پالا مگر سچ معلوم ہوتے ہی اس نے پلوشہ خانم سے منہ موڑ لیا ان کی بہن کا حق کشمالہ نے مارا تھا اگر کشمالہ کا بیٹا انہوں نے اپنا بیٹا بنا کر پالا تو کونسا کوئی جرم کیا۔ انہیں شہریار خانزادہ اس وقت اتنا ہی کھل رہا تھا جتنا کہ انشال خان!! ان کی بہن پلوشہ خانم دن رات کمرے میں قید ہو کر رہ گئی تھی وہ کسی سے نا بات کرتی تھی نا ملتی تھی شہریار کا کشمالہ خان کے لئے تڑپنا دیکھ کر پلوشہ خانم پر حسد کا جو دورہ پڑھا تھا وہ ان کے حواس ہی چھین گیا تھا وہ بند کمرے میں چیختی تھی چلاتی تھی نیم پاگل ہو گئی تھی بالکل ویسے ہی جیسے ایک وقت میں کشمالہ خان ہو گئی تھی۔

نازنین خانم اپنی دیدہ سے بے پناہ محبت کرتی تھی وہ ان کی پاگلوں جیسی حالت برداشت نہیں کر پا رہی تھی ان کے لالا بھی ان دونوں بہنوں کو چھوڑ چکے تھے وہ ڈیرے پر جاتے تھے تو حویلی آنے کا راستہ ہی بھول جاتے تھے۔ مریم خان نے ہاشم خان کو خلع کے پیپرز بھجوائے تھے جنہیں وہ جلا کر راکھ کر گئے تھے اور اس دن سے ہاشم خان نے اپنی لاٹلی بہن پلوشہ خانم سے ہمیشہ کے لئے منہ موڑ لیا تھا مگر نازنین خانم سے وہ کیوں قطع تعلق تھے یہ بات نازنین خانم کی سمجھ سے باہر تھی آخر ایسا کیا کر دیا تھا انہوں نے ایک علم ہی تو تھا جو وہ کرتی تھی آخر غلط ہی کیا تھا اس سب میں؟

منہان سے پہلے ہاشم خان نے نازنین خانم کے کمرے کی تلاشی لی تھی اور جو کچھ ہاشم خان نے اپنی چھوٹی بہن کے کمرے میں دیکھا انہوں نے وہ سب کلیئر کروا دیا تاکہ منہان نازنین خانم سے دور نا ہو جائے وہ اپنا بیٹا بہرام کھو چکے تھے مگر وہ چاہتے تھے نازنین خانم اپنا بیٹا نا کھوئے شادی کے چند ماہ میں ہی وہ بیوہ ہو گئی تھی نازنین خانم کے پاس ایک بیٹا ہی تو تھا اور ہاشم خان چاہتے تھے پلوشہ خانم کی محبت میں نازنین خانم کچھ

بہت برا کر کے اپنا بیٹا نا کھو دے۔ نازنین خانم کو آج بھی اس بات کا علم نہیں تھا کہ ان کے عمل کی چیزیں کہاں گئی کس نے انہیں بچایا مگر وہ اپنی حرکتوں سے باز نا آنے والی خاتون تھی وہ انشال خان کو کبھی اپنی بہو کے طور پر قبول نہیں کر سکتی تھی انہیں نفرت تھی انشال سے جو اپنے بچپن میں ہی انکا بیٹا چھین چکی تھی۔

مشائم اپنے کمرے سے نکلتی کچن کی جانب بڑھی تھی اسے میٹھے کی شدید کریونگ ہو رہی تھی۔ ایک تو شہریار پتہ نہیں کہاں چلے گئے ہیں فون بھی نہیں اٹھا رہے حد ہوتی ہے لاپرواہی کی بھی!! دیکھا آپ نے بے بی آپ کے بابا ہم دونوں کا بالکل خیال نہیں رکھ رہے ماما کو بھوک لگی ہے اور ان کی کوئی خیر خبر نہیں آنے دو ناں آج ذرا بتاتی ہوں آپکے بابا کو اچھی طرح!! مشائم بگڑے موڈ کے ساتھ بڑبڑاتی ہوئی کچن میں انٹر ہو گئی تھی ایک ادھیڑ عمر ملازمہ کو وہ ابھی تک کچن میں موجود دیکھ کر کچھ حیران ہوئی تھی رات کے کھانے کے بعد کسی ملازم کو اجازت نہیں ہوتی تھی اپنے کواٹر سے باہر نکلنے کی اور یہ تو پھر کافی ضعیف تھی۔

آپ اس ٹائم کچن میں کیوں ہیں؟؟ مشائم چیئر پر بیٹھتی
بولی تھی۔ بی بی جی چھوٹے خان آجائیں تو میں اپنے
کواٹر میں چلی جاؤں گی انشال بی بی کو کسی چیز کی
ضرورت نا ہو میں اس لئے یہاں ہوں! خالدہ اماں مشائم
سے بولی تھی۔ وہ کتنی چھوٹی اور پیاری سی لڑکی تھی
آخر وہ کون تھی؟؟

اچھا تو آپ کو لالا نے انشال آپ کی خیال کرنے کے لیے
رکھا ہے۔ مشائم مسکرا کر بولتی چیئر سے اٹھ کر کپ
کیکس بنانے کے لئے شیلف میں سے سامان نکالنے لگی
تھی۔

آپ کیا کر رہی ہیں میں آپ کے لئے بنا دیتی ہوں کچھ کیا
کھانا ہے آپ نے؟؟ خالدہ اماں مشائم کو شیلف میں سے
چیزیں نکالتے دیکھ کر بولی۔ نہیں میں خود بنا لوں گی!
مشائم اپرن پہنتی جواباً بولی۔ بی بی جی آپ سے ایک بات
پوچھوں اگر آپ برا ناں مانے تو؟؟ آپ کون ہیں؟؟ نہیں وہ
میرا مطلب ہے کہ آپ۔۔۔۔۔میں مشائم سالار خان ہوں
کشمالہ خان کی بہو ان کے بیٹے شہریار خاندادہ کی
بیوی!! مشائم کپ کیک کا بیٹر مکس کرتی سادہ سے انداز

میں بولی۔

کیا؟؟ میری خانم بی بی؟؟ خالدہ اماں حیرت سے بولی تھی۔
مشائم نے چونک کر ملازمہ کی جانب دیکھا اس کے
لہجے میں حیرت کے ساتھ بے حد تکلیف تھی۔ آپ۔ آپ
کیسے جانتی ہیں انہیں؟؟ مشائم ملازمہ کی آنکھوں سے
آنسو ٹپکتے دیکھتی شاکڈ ہوئی تھی۔

بڑے خان صاحب نے مجھے اپنی خانم بی بی کا خیال
رکھنے کے لئے رکھا تھا وہ خاص سوات سے مجھے
ترکی لے کر گئے تھے خانم بی بی کی ملازمہ تھی میں
انشال بیٹی میرے سامنے ہی پیدا ہوئی ہے میری خانم بہت
بیمار رہتی تھی ہر وقت اپنے مردہ بیٹے کو یاد کرتی
تھی۔۔۔۔۔ ان کا بیٹا مردہ نہیں ان سے چھین لیا گیا تھا شہریار
خانزادہ کشمالہ خان کے بیٹے ہیں آپ کی خانم بی بی کے
بیٹے ہیں!! ملازمہ دکھ بھرے انداز میں بول رہی تھی جب
مشائم نے اس کی بات کاٹی تھی۔

معاف کیجئے گا بی بی جی میں بس دکھ میں بہت زیادہ
بول گئی۔ ملازمہ مشائم کے لہجے میں غصہ دیکھ کر

فوراً سے معذرت کر گئی۔ آپ کو میں نے کبھی حویلی میں نہیں دیکھا تھا آپ کیا حویلی میں ملازمت نہیں کرتی؟ مشائم اس ادھیڑ عمر ملازمہ سے مزید پوچھ گچ کرنا چاہتی تھی۔ نہیں بی بی جی مجھے پلوشہ خانم نے حویلی سے نکال دیا تھا۔ کیوں کس لئے نکال دیا؟ بی بی جی وہ میری خانم بی بی پر جادو-----آہہ!!!! ملازمہ جو مشائم کو سچ بتانے والی تھی جب انشال کی فلک شگاف چیخ ان دونوں کے کانوں سے ٹکرائی۔

یہ۔ یہ تو آپی کے چیخنے کی آواز ہے اللہ خیر کرے!
مشائم الٹے قدم کچن سے نکلی تھی وہ تیزی سے سیڑھیاں
چڑھتی انشال کے کمرے کی جانب بڑھی اسکے
پیچھے ہی وہ ادھیڑ عمر ملازمہ بھی انشال کے لئے پریشان
ہوتی اوپر جانے لگی مشائم جیسے ہی دروازہ کھول کر
روم کے اندر داخل ہوئی اس کا دل حلق میں آگیا۔

انشال خان اوندھے منہ نیچے زمین پر گری ہوئی کسی
سے خوفزدہ ہو کر چیخیں مار رہی تھی۔ وہ بہت ڈری ہوئی
تھی جیسے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو۔ پلیز میرے پاس مت
آنا!! انشال آنکھیں میچے سہمے لہجے میں بول رہی تھی۔

آپی اٹھیں آپی آپ کو کیا ہو گیا کوئی نہیں ہے وہاں!! مشائم
نے انشال کو خود سے لیٹا لیا تھا۔

مشائم۔۔مشائم وہ سیاہ وجود وہ میرے پاس۔۔وہاں کوئی ہے
وہ میرے پاس آ رہا تھا۔ انشال پسینے میں نہائی ہوئی
بے ربط سا بول رہی تھی۔وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے کراہ
رہی تھی۔انشال بیٹی اٹھو!! خالدہ اماں اور مشائم دونوں
پریشان ہوتی انشال کو نیچے زمین سے اٹھا رہی تھی جو
درد سے بلبلا رہی تھی۔انشال کے کپڑوں پر ہلکا سا خون
کا دھبہ دیکھ کر مشائم کی جان حلق میں اٹک گئی تھی
خالدہ اماں بھی پریشان ہو رہی تھی۔ ہمیں ڈاکٹر کے پاس
جانا چاہیے آپی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے وہ نیچے گر
گئی کچھ غلط ناں ہو جائے!! مشائم کے تو ہاتھ پاؤں پھول
گئے تھے۔وہ انشال کو درد سے مچلتے دیکھ کر خود بھی
تکلیف محسوس کر رہی تھی۔

آپی اٹھنے کی کوشش کریں میں آپ کو ہاسپٹل لے کر
چلتی ہوں آپکو بلڈنگ ہو رہی ہے!! مشائم انشال کو خالدہ
اماں کے سہارے پکڑ کر دروازے تک پہنچی ہی تھی جب
نازنین خانم بھی انشال کے کمرے میں آگئی تھی انشال کیا

ہوا تمہیں تم ٹھیک ہو؟؟ وہ خالده اماں اور مشائم کو انشال سے دور ہٹاتی عجیب سے انداز میں بولی تھی۔ آپی نیچے گر گئی ہیں اور انہیں بلڈنگ ہو رہی ہے میں لالہ کو فون کرتی ہوں ہمیں آپی کو ہاسپٹل لے کر جانا چاہیے!! مشائم کو اس وقت صرف انشال کے بچے کی فکر تھی وہ ابھی تک جانتی ہی نہیں تھی کہ ماں بننے والی ہے اگر اس کے بچے کو کچھ ہو گیا تو؟

نہیں تمہیں کوئی ضرورت نہیں ہے میرے بیٹے کو پریشان کرنے کی وہ پتہ نہیں کہاں ہو گا اس وقت پریشانی میں راستے میں اگر کچھ ہو گیا تو اور میں کس لئے ہوں انشال کو میں ہاسپٹل لے جاتی ہوں!! نازنین خانم انشال کے کپڑوں پر خون کے دھبے دیکھتی دل ہی دل میں خوش ہو رہی تھی۔ مگر آپی کے ساتھ لالہ کا جانا ضروری ہے انکی طبیعت ٹھیک نہیں ان کے علم میں ہر بات کا ہونا ضروری ہے مشائم انشال کو درد سے کراہتے دیکھتی بولی۔

منہان کو آنے میں دیر ہو جائے گی کچھ غلط نا ہو گیا ہو میں ڈرائیور کے ساتھ انشال کو ہاسپٹل لے جاتی ہوں

نازنین خانم سخت سے لہجے میں بولی تھی۔ ٹھیک ہے
میں بھی آپ کے ساتھ چلتی ہوں ہم خود آپ کو ہاسپٹل لے
جاتے ہیں!! مشائم بھی نازنین خانم کے ساتھ انشال خان کو
پھر سے سہارا دیتی بولی۔ نہیں تمہیں جانے کی کوئی
ضرورت نہیں انشال میری بہو ہے اس کے پاس میرے
بیٹے کی امانت ہے اور میں خود اس کا خیال رکھنا چاہتی
ہوں مشائم تم بیچ میں مت آؤ! نازنین خانم سختی سے مشائم
کو ٹوکتی ہوئی جھٹکتی انشال کو سہارا دے کر کمرے
سے نکل گئی تھی۔ نازنین خانم انشال کی خیر خواہ نہیں
تھی یہ بات مشائم جانتی تھی وہ نازنین خانم کے ساتھ
زبردستی نہیں جاسکتی تھی۔

بی بی جی آپ نے انشال بیٹی کو کیوں اکیلے جانے دیا
نازنین بی بی اور پلوشہ بی بی دونوں ہی جادو کرتی تھی
میری خانم بی بی پر ان دونوں نے ہی جادو کیا تھا میں نے
اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھا تھا اس لئے تو مجھے
حویلی سے نکال دیا تھا انہوں نے خانم بی بی تو اس دنیا
سے چلی گئی تھی ان کے کمرے کی صفائی میں کرتی
تھی میں نے ان کے کمرے سے جادو والی چیزیں نکالی
تھی پلوشہ خانم نے دیکھ لیا اور مجھ پر چوری کا جھوٹا
الزام لگا کر حویلی سے نکال دیا بی بی جی نازنین بی بی

کو میں نے کل بھی جادو کرتے دیکھا تھا چھوٹے خان اور انشال بیٹی ہاسپٹل گئے تھے تو میں نے نازنین بی بی کو انکے کمرے میں جاتے دیکھا تھا انکے ساتھ ایک ملازمہ بھی تھی جس کے ہاتھ میں کچھ پتلے تھے۔ خالدہ اماں پریشانی سے انداز میں بول کر مشائم کو بھی خوفزدہ کر گئی تھی۔

کیا؟؟ یہ آپ کیا بول رہی ہیں؟ مشائم فوراً سے کمرے سے نکلی تھی وہ بھول گئی تھی کہ وہ خود بھی پریگنٹ ہے اسے یاد تھا تو صرف اتنا کہ انشال ماں بننے والی ہے اور وہ اپنی سب سے بری دشمن کے ساتھ اکیلی ہے۔

مشائم بھاگتی ہوئی سیڑھیاں اتری مگر جب تک وہ نیچے پہنچی تب تک نازنین خانم انشال کو ڈرائیور کے ساتھ لے کر جا چکی تھی۔ مشائم تیزی سے اپنے کمرے میں گئی اور شہریار خانزادہ کو فون کرنے لگی اس کا نمبر آؤٹ آف ریچ تھا وہ اب منہاں خانزادہ کو فون کرنے کی اس کا نمبر بھی آف آرہا تھا مشائم کی ہتھیلیوں سے پسینہ پھوٹنے لگا وہ اپنے کمرے سے نکلتی نازنین خانم کے روم کی جانب بڑھی تھی کمرے میں کچھ بھی نہیں تھا۔ مشائم نے

ایک بار پھر شہریار کو کال ملائی اس کا نمبر ابھی تک
آؤٹ آف ریچ تھا۔

اف اللہ جی پلیر انشال آپی کو نازنین چچی سے بچالیں ان
کا بے بی بالکل سیف ہو میں کیا کروں شہریار کا موبائل
ہی توڑ کر پھینک دوں گی بہن بھی پریگنٹ ہے بیوی بھی
پریگنٹ ہے کسی بھی وقت طبیعت خراب ہو سکتی ہے
رات کے بارہ بج رہے ہیں یہ وقت ہے باہر رہنے کا!!
مشائم کو پریشانی میں اب شدید غصہ آنے لگا تھا۔ وہ اپنے
پیٹ کے نچلے حصے میں تکلیف محسوس کرتی زمین پر
نیچے ہی بیٹھ گئی تھی اس نے اپنی دونوں ٹانگیں جوڑی
اور اپنا سر ان پر رکھ لیا اور اپنی آنکھیں میچ لی
اسے بے پناہ درد ہو رہا تھا۔

پلیر اللہ میاں جو درد کشمالہ تائی جان نے دیکھا وہ ان کی
بیٹی کو نہیں دکھانا وہ بہت معصوم ہیں انشال آپی کو اپنی
امان۔۔۔ مشائم جو اپنی تکلیف میں بھی انشال کے لئے دعا
گوہ تھی اس نے اپنی آنکھیں کھولی جب اس کی نظر
نازنین خانم کے بیڈ کے نیچے گئی اسے یوں محسوس ہوا
جیسے نیچے کچھ رکھا ہوا ہو۔۔

وہ زمین پر بیٹھے بیٹھے ہی خود کو گھسیٹ کر بیڈ کے قریب لے جاتی بیڈ شیٹ اوپر کر کے نیچے جھکی ہی تھی جب اس کی ایک چیخ نکلی وہ سہم کر وہ پتلا دیکھنے لگی جسکے جسم میں بے شمار سوئیاں گھوپپی گئی تھی انشال اور منہان کی شادی کی ایک تصویر بھی تھی جس میں انشال خان کے چہرے پر کراس کا نشان مارا گیا تھا ایک چھوٹے سے بچے کا بھی پتلا تھا جس پر پتہ نہیں کس زبان میں کچھ تحریر کیا گیا تھا۔

خالدہ اماں!! مشائم اپنی پوری طاقت سے ساتھ چلائی تھی۔ مشائم کے چیخنے کی آواز پر ملازمہ تیز قدم اٹھاتی نازنین خانم کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ بی بی جی آپ نیچے کیوں-----آپ یہ چیزیں نکالیں پلینز میں بہرام لالہ کو فون کرتی ہوں!! مشائم کو جب کچھ بھی سمجھ ناں آیا تو اس نے بہرام خانزادہ کو کال ملا دی۔ چند منٹ کے بعد اس کی کال ریسیو ہو گئی۔

ہیلو لالا میں ہوں مشائم آپ کی مدد کی ضرورت ہے کیا آپ کسی طرح میری منہان لالا سے بات کروا سکتے

ہیں؟؟ مشائم کو کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا وہ آخر کیا کرے۔ گڑیا سب خیر ہے؟؟ یہ نمبر تو پاکستان کا ہے لالا کہاں ہیں؟؟ بہرام خانزادہ راستے میں تھا وہ راولپنڈی سے اسلام آباد پہنچ گیا تھا اور خانزادہ حویلی جا رہا تھا شانزے کے پاس۔۔۔

میں اور شہریار آج شام میں ہی پاکستان پہنچے ہیں ہم لاہور میں ہیں منہان لالہ کے بنگلو میں وہ اور شہریار کہی باہر گئے ہوئے ہیں اور انشال آپ کی اچانک طبیعت خراب ہو گئی ہے نازنین چچی انہیں ہاسپٹل لے کر گئی ہیں! مشائم ایک ہی سانس میں بولی تھی اس کی سانس بات کرتے کرتے ہی پھول گئی تھی۔

سب خیر ہے مشائم؟؟ بہرام خانزادہ نے چلتی ہوئی گاڑی بیچ سڑک پر روک دی تھی اسے مشائم بے حد پریشان لگی تھی۔۔ لالا چچی انشال آپ پر کالا علم کر رہی ہیں مجھے ڈر ہے وہ انہیں۔۔۔۔۔ مشائم تم کہنا کیا چاہ رہی ہو؟؟ میں آپ کو پیکچر بھیجتی ہوں آپ وہ دیکھیں میں نے دو ماہ پہلے بھی کہا تھا مگر کسی کو اعتبار نہیں ہوا آپ میری بس اتنی مدد کر دیں کہ نازنین چچی جس ڈرائیور کے ساتھ

ہاسپٹل گئی ہیں مجھے اس کا نمبر دے دیں!! مشائم کو
سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا وہ آخر کیا کرے وہ بس انشال کا
بچہ بچانا چاہتی تھی۔

میں تمہیں پانچ منٹ تک کال کرتا ہوں گڑیا پریشان مت
ہو!! بہرام خانزادہ نے فوراً کال سوات میں گل خان کو
ملائی تھی جو ایک بیل پر ہی اٹھا لی گئی تھی۔ بیلو گل
خان۔!! نازنین پھوپھو کے ساتھ کونسا ڈرائیور لاہور گیا
ہے؟؟ بہرام خانزادہ کا لہجہ عجیب تھا۔

چھوٹے صاحب اکمل خان بی بی صاحبہ کے ساتھ۔۔۔گل
خان کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی جب بہرام خانزادہ
ڈرائیور کا نام سنتے ہی فون کاٹ گیا۔ اس نے فوراً سے
پہلے اکمل خان کو فون کیا جو کچھ بیلز کے بعد اٹھا لیا گیا۔
کس ہاسپٹل میں ہو تم اکمل خان؟ بہرام خانزادہ کا لہجہ
چٹان جیسا سخت تھا۔ صاحب۔۔۔وہ۔۔۔۔۔تمہارے حلق میں
اٹکتے الفاظ زبان کے ساتھ اکھاڑ کر پھینک دوں گا جو
پوچھا ہے تم سے بغیر ہکلائے بکو اس کرو!! تم کہاں ہو
بکو فوراً! بہرام خانزادہ کی غراہٹ ہڈیاں چٹخانے جیسی
تھی۔ صاحب جی میں بی بی کو نیشنل ہاسپٹل لے کر آیا ہوں

خانم صاحبہ نے وہی لے جانے کا حکم دیا تھا۔ ٹھیک ہے
تم مشائم بی بی کو لینے جاؤ اب اس نے ہاسپٹل جانا ہے
فوراً پہنچو!! بہرام خاندادہ اسے حکم دیتا مشائم کے نمبر
سے اپنے وٹس ایپ پر موصول ہوتی تصویر دیکھتا افسوس
کے عالم میں اپنی گردن ہلاتا اسے کال کرنے لگا بہرام
خاندادہ کو ٹھیک پانچ منٹ لگے تھے۔

ہیلو مشائم گڑیا ڈرائیور تمہیں لینے آرہا ہے پھوپھو انشال
کو نیشنل ہاسپٹل لے کر گئی ہیں تم پریشان مت ہو میں
میجر کو فون کرتا ہوں!! بہرام خاندادہ گاڑی اسٹارٹ کرتا
اب منہان خاندادہ کا نمبر ڈائل کر کے اسے کال کرنے لگا
اس کا نمبر آن تھا کال جانے لگی تھی ایک پوری کال
جانے کے بعد بند ہو گئی بہرام خاندادہ نے پھر سے کال
ملائی جو اب منہان خاندادہ نے اٹھا لی۔

ہیلو کہاں ہے تو؟؟ منہان کے کال اٹھاتے ہی بہرام خاندادہ
سرسری سے انداز میں بولا۔ میں لالا کے ساتھ تھانے آیا
ہوں ابھی ولید انصاری کو اغوا کروانے کا کیس جو لالہ
پر چل رہا تھا اسی سلسلے میں پہلے ہم آئی جی صاحب
سے ملنے گئے تھے اور اب یہاں ایس ایچ او-----اس کا

مطلب تو لالہ کے ساتھ اسلام آباد میں ہے خیر میری بات سن مشائم تجھ سے کچھ بات کرنا چاہ رہی ہے اسکی کال اٹھا لے اور تو نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا لالا کے کیس کے متعلق تو ایک کام کر ابھی لاہور کے لئے نکل لالہ تھانے میں ہیں ناں ان کا کیس میں دیکھ لوں گا تھانے کی لوکیشن بھیج مجھے!! بہرام خانزادہ کی بات سن کر منہاں خانزادہ کو حیرت ہوئی۔

کیا ہوا لاہور میں تو سب خیر تھی؟؟ راستے میں بارش کی وجہ سے سگنلز ڈراپ ہو رہے تھے مشائم کو منہاں سے کیا کام ہو سکتا تھا اس سے پہلے منہاں خانزادہ مشائم کو کال کرتا اسے انشال کی گائناکالوجسٹ کی کال آنے لگی۔ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ کال ریسیو کر گیا اور جو خبر اسے کال پر ملی منہاں خانزادہ کو اپنا وجود آگ کی بھٹی میں جلتا ہوا محسوس ہوا روح جیسے جسم کا ساتھ چھوڑ گئی تھی اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈال دیا گیا ہو۔

بیگم صاحبہ ڈنر تو آپ کر چکی تھی اور کچھ کھائیں گی

آپ؟؟ احد خانزادہ ایشا کو ڈنر کروانے کے بعد لانگ
ڈرائیو گئے تھے ایشا کا موڈ احد کافی حد تک ٹھیک کر
چکا تھا مگر اسکی اپنی حالت بگڑی ہوئی تھی۔ آئس کریم
کھانی ہے مجھے!! ایشا ایک نظر احد خانزادہ کی جانب
دیکھ کر بولی۔ جان من سردی کے موسم میں آئس کریم
کھاؤ گی؟؟ احد ایشا کا ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں کے پاس لے
جاتا اسے چومتے ہوئے بولا سردی میں ہی تو آئس کریم
کھانے کا مزا آتا ہے احد!! ایشا اسکی منچھوں کی چبھن
سے اپنی ہتھیلی پر گدگدی محسوس کرتی اپنا ہاتھ پیچھے
کھینچ گئی۔ احد نے اسے گھور کر دیکھا اور گاڑی سائڈ
پر روک دی۔

یہ تم جھٹکے کس بات کے کھاتی ہو جب بھی پیار کرتا
ہوں تمہیں؟ میں نے جھٹکے دینا شروع کیے ناں تو بیہوش
ہو جاؤ گی یہ ہاتھ اب دور ناں جائے مجھ سے!! احد کی
آواز کی خماری ایشا کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ پیدا
کر گئی وہ شرم سے اپنی نگاہیں جھکائے گئی تھی احد
بات بات پر بگڑ جاتا تھا۔ آپ مجھے اب ڈانٹنے کیوں لگے
ہیں بات بات پر؟؟ ایشا منہ بسوڑے بولی تھی کیونکہ تم
کھل پر پیار نہیں کرنے دیتی ہو مجھے ایک کس تک تو
ٹھیک سے نہیں پاتا میں میرے چھونے سے ایسے ہی ہوں

کرتی ہو جیسے میں نے بجلی کی تاریں پکڑی ہوتی ہیں
رومانس کرتے ہوئے چھوئی موئی کی طرح بھی رومانس
نہیں کرنے دیتی کب میرا ساتھ دو گی تم یار کبھی تو خود
سے کچھ کرو میں بھی اسپیشل فیل کرنا چاہتا ہوں تم نے
گولڈن نائٹ پر ہاسپٹل پہنچے ہونا ہے ہاتھ پر چوم لوں تو
پیچھے ہو جاتی ہو ایک ساتھ تم میں سما گیا تو پھر کیا
حال ہو گا تمہارا مس ایشا! احد خانزادہ کا موڈ واقعی خراب
ہو گیا تھا۔

دل کھول کر پیار کیا تو تھا کل رات میری ایک بھی سنی
تھی کیا آپ نے کمفرٹیل بھی نہیں کرتے آپ مجھے اور
بس اپنی مرضی کرنے لگتے ہیں!! ایشا روہانسی ہو گئی
تھی ہر چیز اپنی مرضی کی کر کے بھی احد کا بگڑا موڈ
اس سے ہضم نہیں ہو پا رہا تھا۔

آج رات کمفرٹیل کر کے تمہاری مرضی سے کر لیں گے
آجاؤ بیگم آئس کریم کھلاتا ہوں تمہیں!! احد معنی خیزی
سے بولا تھا۔ کچھ نہیں کرنا آج رات میں نے سونا ہے
مجھے آرام سے اور نہیں کھانی آئس کریم!! ایشا احد کی
گھستاخیاں یاد کرتی سہم کر بولی تھی۔ کل رات بھی آرام

سے ہی سوئی ہو تم اور جو نیند کل رات آپ کو آئی تھی
اس سے پرسکون نیند پہلے کبھی نہیں آئی ہو گی!! احد کا
بھاری لہجہ اسکے جذب عیاں کر رہا تھا۔ ایشا سر تا پاؤں
لال ہوتی اپنا چہرہ چھپا گئی احد اسے کس چیز کا حوالہ
دے رہا تھا وہ شرم سے پانی پانی ہو گئی تھی شرما کے
ناں دکھاؤ آج ایک بار پھر کر کے سوئیں گے تاکہ تم
مینٹلی پریپیئر ہو جاؤ! احد اُس کریم پورلر کے سامنے
گاڑی روکتا ایشا کی جانب جھک کر بولا ایشا خاموش رہی
وہ بگڑنے میں لمحے نہیں لگاتا تھا۔

کونسا فلیور کھانا پسند کرو گی؟؟ وہ ایشا کے کان پر
چومتے ہوئے استفسار کرنے لگا۔ بلیو بیری فلیور!! ایشا
مدھم آواز میں بولی۔ لاتا ہوں اپنی نازک بیگم کے لئے
ابھی سر کے بل جا کر!! احد اس کے گال چوم کر گاڑی
سے اتر گیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ ایشا کے لئے اُس کریم
لے آیا تھا۔ لیجیے بیگم کھائیے اُس کریم تاکہ گھر جا کر
میں آپ کو کھاؤں!! احد رومانوی انداز میں بولا۔ ایشا
کانپتے ہاتھوں سے اُس کریم کھانے لگی۔ مجھے بھی تو
کھلاؤ ناں جان!! احد اپنی شہد آنکھیں ٹپٹپاتے ہوئے بولا۔
ایشا اسٹک پر اُس کریم لگا کر احد خانزادہ کو کھلانے
لگی جب احد نے اسکا ہاتھ پکڑ کر ایشا کے لبوں پر اُس

کریم لگا دی اور اس کے گالوں کو اسکوئیز کر کے اپنی
زبان پھیر کر اپنے حلق میں اتارتا اس کے ہونٹوں پر
جھپٹ پڑا وہ اس کے لب نرمی سے چوم کر کچھ دیر کچھ
دیر پہلے ایشا کا ڈانٹے والا شکوہ جیسے دور کر رہا تھا۔

تمہیں ڈانٹتا نہیں ہوں بیگم بس کھل کر اپنی محبت کا اظہار
کرنا چاہتا ہوں خود میں ہمت پیدا کرو مجھے سہن تو کرنا
ہی ہے نا!! وہ اس کے لب چومتے ہوئے اپنے بگڑے موڈ
کی وضاحت دے رہا تھا اپنے جذبات سے ایشا کو پگھلا
رہا تھا۔۔۔

نازنین خانم درد سے بری طرح تڑپتی مچلتی انشال کو
نیشنل ہاسپٹل لے کر پہنچی تھی وہ اسے اکیلی ہاسپٹل کیوں
لائی تھی ان کے دماغ میں آخر چل کیا رہا تھا آخر وہ
کرنے کیا والی تھی اس سفاک عورت کو اپنے بیٹے پر
بھی کیوں رحم نہیں آ رہا تھا خوف سے روح کانپ جائے
وہ ناں صرف بے رحم عورت تھی بلکہ سفاکی کے درجے
سے گری ایک ماں بھی تھی جو ظلم کی انتہا کرنے جا
رہی تھی۔ وہ ایک معصوم بے قصور لڑکی کو جو ابھی تک
یہ بھی نہیں جانتی تھی اس کے وجود میں کوئی جان پل

رہی ہے وہ اسکی روح پر زخم دینا چاہتی تھی صرف اس لیے کہ انکا بیٹا اس عورت کی بیٹی کا عاشق تھا جو ان کی بہن کا مرد اپنا دیوانہ بنا گئی تھی وہ آج اپنی بہن کا بدلہ ہر قیمت پر لینے والی تھی۔

چچی مجھ سے چلا نہیں جا رہا آپ خان کو فون کریں نا وہ کہاں ہے؟ انشال خان کراہتی ہوئی بول رہی تھی وہ نیم جان ہو رہی تھی ٹانگوں سے جیسے جان نکل رہی تھی آہستہ آہستہ! تم یہاں بیٹھو میں ڈاکٹر سے مل لوں تو پھر منہاں کو فون کرتی ہوں۔ نازنین خانم انشال خان کو ہاسپٹل کے بینچ پر بٹھاتی بولی تھی وہ گائنی وارڈ میں جاتی آن ڈیوٹی ڈاکٹر کا کسی نرس سے پوچھتی اسکے کبین کی طرف بڑھی۔

دو ڈاکٹرز آپس میں کچھ ڈسکس کرتی کافی پینے میں مصروف تھی رات کے بارہ بج رہے تھے ان میں سے ایک ڈاکٹر کی شفٹ تو ختم ہو گئی تھی جبکہ دوسری اپنی نائٹ شفٹ کا فرسٹ وزٹ کر کے بالکل ابھی کبین میں آکر بیٹھی تھی۔ تم جو بتا رہی ہو مجھے تو یقین نہیں آرہا بلڈ کلاٹ کیسے اچانک ختم ہو گیا۔ پیشنٹ پریگنٹ ہے اور

اس کے ہسبنڈ نے سرجری ڈیلے کر دی بہت کم مرد ہوتے ہیں ایسے جو سہی فیصلہ کرنا جانتے ہیں ورنہ میرا تو واسطہ بڑے عجیب لوگوں سے پڑھتا ہے۔ میں خود حیران تھی ڈاکٹر نعمان کے ساتھ میں پہلا ایسا کیس ڈیل کروں گی پیشنت بہت انوسنٹ تھی ماریہ شی ایون ڈونٹ نو کہ وہ پریگنٹ ہے اس کے ہسبنڈ نے اس بات کا بھی خیال رکھا کہ اس کی وائف کسی تکلیف سے ناں گزرے وہ پہلے ڈاکٹرز سے مشورہ کر کے بچے اور ماں کی خیریت جان لے اس کے بعد ہی اپنی بیوی کو بچے سے آگاہ کرے لائک ایسے مرد بھی ہیں مجھے یقین نہیں آتا! دونوں ڈاکٹرز باتیں کرتی کافی کے بھاپ اڑاتے کپ سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔

نازنین خانم اپنے چہرے پر مکاری سجائے ان دونوں ڈاکٹرز کی جانب بڑھی۔ ڈاکٹر صاحبہ اس وقت آپ دونوں میں سے کونسی ڈاکٹر ڈیوٹی پر ہے مجھے اپنی بیٹی کا چیک اپ کروانا ہے۔ نازنین خانم کا لہجہ مکار تھا۔

میری ڈیوٹی ہے کہاں ہے آپ کی بیٹی؟؟ ڈاکٹر ماریہ کافی کا کپ سائڈ پر رکھتی نازنین خانم کی جانب دیکھ کر بولی۔

وہ کوئی پٹھان عورت معلوم ہو رہی تھی جس نے اپنا چہرہ
بڑی سی چادر میں مکمل طور پر چھپایا ہوا تھا۔ اچھا
ماریہ میں جا رہی ہوں ڈرائیور آگیا ہے میرا پھر ملاقات ہو
گی! وہ دوسری ڈاکٹر کافی کا کپ ٹیبل پر رکھتی اپنی
چیئر سے اٹھتی ڈاکٹر ماریہ سے الوداعی کلمات کہتی باہر
کی جانب بڑھنے لگی تھی جب نازنین خانم آن ڈیوٹی ڈاکٹر
کو اکیلے دیکھ کر اپنی آنکھوں میں آنسو لئے ڈاکٹر ماریہ
سے مخاطب ہوئی۔

منہان خانزادہ نازنین خانم کو بتا کر گیا تھا کہ وہ کسی کام
سے شہریار خانزادہ کے ساتھ اسلام آباد جا رہا ہے رات
میں واپس لاہور نہیں پہنچ سکے گا اس لئے وہ کل صبح
وقتی پہنچ جائے گی یہی وجہ تھی نازنین خانم بالکل
مطمئن تھی اور وہ اپنا آخری داؤ چل کر انشال کو منہان
خانزادہ کی زندگی سے ہمیشہ کے لئے دور کر دینا چاہتی
تھی آخری کھیل کھیلنا تھا اور ان کا بیٹا اس دماغی مریضہ
سے ہمیشہ کے لیے چھٹکارا حاصل کرنے والا تھا۔

انشال آپ یہاں؟؟ ڈاکٹر عرشیہ وارڈ سے باہر نکلی ہی تھی

جب انشال خان کو درد سے کراہتے بینچ پر اکیلے بیٹھے
دیکھ کر اس کی جانب بڑھی رات کا وقت تھا ہاسپٹل تقریباً
خالی تھا۔

ڈاکٹر میری۔۔طبیعت خراب۔۔وہ مجھے بلیڈنگ۔۔میری کمر
میں درد۔۔آہہ۔۔پلیز میری مدد کریں! انشال درد سے مر
رہی تھی وہ گھٹی گھٹی آواز میں بولنے کی کوشش کر
رہی تھی مگر بول نہیں پا رہی تھی۔ آپکو بلیڈنگ ہو رہی
ہے تو آپ یہاں کیوں بیٹھی ہیں آپ کے ہسبند کہاں ہیں کون
آیا ہے آپ کے ساتھ آپ آئیں میرے ساتھ میں آپ کا چیک
اپ کرتی ہوں اللہ خیر کرے سب! ڈاکٹر عرشہ انشال کو
سہارا دے کر ایمرجنسی وارڈ کی جانب بڑھی نائٹ ڈیوٹی
کی فرسٹ شفٹ کے بعد نرسراور ڈاکٹرز کچھ دیر کے
لئے آرام کر رہے تھے ڈاکٹر عرشہ کو کسی پیشنٹ کو
سہارا دے کر ایمرجنسی وارڈ کی جانب جاتے دیکھ کر
ایک نرس انشال کے لئے اسٹیچر لاتی ڈاکٹر عرشہ کے
ساتھ ایمرجنسی روم میں چلی گئی۔

ڈاکٹر صاحبہ مجھے آپکی مدد کی ضرورت ہے میری

بیٹی حاملہ ہے اسکی دماغی حالت ٹھیک نہیں ہے میری بیٹی کے شوہر کی ماں اسکی دوسری شادی کروانا چاہتی ہے اور اب میری بیٹی اس کا بچہ نہیں چاہتی اسے دماغی دورے پڑھتے ہیں اسے ابھی کچھ دیر پہلے بھی دورہ پڑھا تھا اور وہ اپنے پاگل پنے میں حواس کھو بیٹھی تھی جب میں اسکے کمرے میں پہنچی تو اسے نیچے زمین پر گرے دیکھا وہ خود کو نقصان پہنچا کر اس مرد کا بچہ مار دینا چاہتی ہے جو دوسری عورت کی محبت میں گرفتار ہو کر میری بیٹی کو پاگل حالت میں حاملہ چھوڑ گیا ہمارے پاس!! میری بیٹی کی حالت ایسی نہیں جو وہ بچہ پال سکے اور اسکا مرد دوسری شادی کرنے کے بعد اسے ویسے ہی چھوڑ۔۔۔۔۔بی بی آپ پیشنٹ کو اپنے ساتھ لائی ہیں؟؟ میں خود اس سے بات کرتی ہوں اپنے سینئرز کے بغیر تو میں کچھ نہیں کر سکتی!! ڈاکٹر ماریہ نے نازنین خانم کی بات سن کر ڈاکٹر عرشہ کو کال کی جو ابھی چند منٹ پہلے اسکے ساتھ بیٹھی کافی پی رہی تھی ڈاکٹر ماریہ جونیئر ڈاکٹر تھی وہ ایسا آبروشن والا کیس اکیلی ہینڈل نہیں کر سکتی تھی۔

ہیلو عرشہ نیڈ یور ہیلپ تم کہاں ہو کیا گھر چلی گئی ہو؟؟ ڈاکٹر ماریہ ڈاکٹر عرشہ کے فون ریسو کرتے ہی بولی ۔

نہیں ہاسپٹل میں ہی ہوں اور میں تمہیں ہی کال کرنے والی
تھی میں ایمرجنسی وارڈ میں ہوں تم آن ڈیوٹی ہو جلدی
آجاؤ!! ڈاکٹر عرشہ انشال کو بیڈ پر لٹاتی آن ڈیوٹی ڈاکٹر
کو ایمرجنسی وارڈ میں بلا چکی تھی۔

آپ میری بات سنیں ڈاکٹر صاحبہ میری بیٹی کا کیس آپ
کریں گی یا میں اسے کسی دوسرے ہاسپٹل۔۔۔۔۔میں
ایمرجنسی وارڈ میں جا رہی ہوں وہاں کوئی پیشنٹ ہے آپ
اپنی بیٹی کو ایڈمٹ کروائیں میں انہیں بھی چیک کر لوں
گی!! ڈاکٹر ماریہ ایمرجنسی وارڈ میں چلی گئی تھی جبکہ
نازنین خانم انشال کے پاس جانے لگی وہ خود اس کا چیک
اپ لیٹ کروا رہی تھی کہ اسے بلیڈنگ زیادہ ہو جائے اور
اس کا بچہ بغیر کچھ کیے ہی مر جائے ہلکی سی بلیڈنگ
پر بچہ ضائع نہیں ہوتا وہ اکثر پریگننسی میں کمزوری کی
وجہ سے ہو ہی جاتی ہے نازنین خانم تجربہ کار عورت تھی
وہ سب کچھ سمجھ گئی تھی۔ انشال کو اپنی بہو بناتی تو
ڈاکٹر نازنین خانم کی بات پر کبھی بھی یقین نہیں کرتی اس
لئے وہ ہر درجے سے گر گئی تھی انسانیت کا مقام تک وہ
عورت کھو چکی تھی جو اپنا بیٹا بھی اپنی بہن کی محبت
میں آجاڑنے جا رہی تھی۔

میری پیشنٹ کہاں گئی؟ نازنین خانم انشال کو بینچ پر نا دیکھ کر اس نرس سے استفسار کرنے لگی جو ایمرجنسی روم سے نکل رہی تھی۔ وہ پیشنٹ تو ایمرجنسی روم میں ہیں اسے ڈاکٹر عرشیہ-----آپ اندر نہیں جا سکتی رکیں آپ کہاں جا رہی ہیں رک جائیں! نرس کی بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی جب نازنین خانم ایمرجنسی روم کی جانب بڑھنے لگی وہ انشال سے بات کیے بغیر اسے ڈاکٹر سے ملنے نہیں دینا چاہتی تھی ان کا کھیل الٹا پڑھ سکتا تھا۔

ڈاکٹر مجھے کیا ہوا ہے؟؟ انشال بہتی آنکھوں سے بول رہی تھی۔ دونوں ڈاکٹرز اس کا معائنہ کر رہی تھی۔ وہ کچھ بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ ہم آپ کے بے بی کو چیک کر رہے ہیں پریگنسی میں اکثر کمزوری کی وجہ سے نیو مدرز کو بلیڈنگ ہو جاتی ہے آپ گھبرائیں نہیں سیدھی ہو کر لٹیں ہم آپکا الٹرا ساونڈ کرنے لگے ہیں!! ڈاکٹر عرشیہ انشال کو گھبراتے دیکھتی نرمی سے بولی تھی اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر ماریہ بھی تھی۔

کیا میں۔۔میں۔۔پریگنینٹ ہوں؟ مگر میں کیسے۔۔میں تو

نہیں۔ ڈاکٹر آپ کیا بول رہی ہیں؟؟ انشال خان کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا وہ پریگنٹ تھی اسے معلوم ہی ناں تھا۔ جی آپ پریگنٹ ہیں آپ کے ہسبنڈ میجر صاحب نے مجھے منع کیا تھا آپ کو کچھ بھی بتانے سے وہ آپ کا پہلے پروپر چیک اپ کروانا چاہ۔۔۔۔۔ یہ آپ لوگ کیا کر رہے انشال کے ساتھ؟؟؟ ڈاکٹر عرشہ جو انشال سے مخاطب تھی جب نازنین خانم دھڑلے سے بغیر کسی لحاظ کے ایمرجنسی روم میں انٹر ہو گئی تھی۔

یہ کیا بدتمیزی سے آپ باہر جائیں کون ہیں آپ جو اس طرح ایمرجنسی روم میں انٹر ہو گئی ہیں؟؟ ڈاکٹر عرشہ بھڑک اٹھی تھی۔ یہ۔ یہ میری پیشنٹ۔۔۔۔۔ اوہ تو یہ آپکی پیشنٹ ہیں آپ باہر جائیں میں ان سے بات کرتی ہوں۔۔ ڈاکٹر عرشہ آپ میری بات سنیں ذرا سائڈ پر آئیں!!

ڈاکٹر ماریہ نازنین خانم سے کہتی ڈاکٹر عرشہ کو ایمرجنسی وارڈ کے کارنر پر لے جاتی کچھ دیر پہلے بولی گئی نازنین خانم کی ایک ایک بات بتا گئی۔

ہیں کیا یہ انشال کی مدر ہیں؟؟ اور انشال کو دورے پڑھتے ہیں پاگل پنے کے مگر ڈاکٹر نعمان۔۔۔۔۔کچھ تو غلط

ہے ڈاکٹر ماریہ میں خود انشال سے بات کرتی ہوں!!
ڈاکٹر عرشہ نازنین خانم کو انشال سے بیڈ کے پاس کھڑی
ہو کر کچھ کہتے دیکھتی تعجب سے بولی تھی۔

انشال منہان نہیں چاہتا تھا تمہیں حاملہ ہونے کا علم ہو اس
لئے اس نے مجھے بھی تمہیں بتانے سے منع کیا تھا وہ یہ
بچہ نہیں چاہتا تم بیمار ہو وہ تمہیں سنبھالے گا یا پھر اس
بچے کو تم خود سوچو منہان کتنا خوار ہو گا اس بچے کے
ختم ہو جانے میں ہی منہان کی مرضی ہے اور تم خود
بھی تو سوچو دماغی خرابی میں بچہ بھی تم پاگل ہی پیدا
کرو گی میرا بیٹا دو دو پاگل کیسے سنبھالے گا تم ڈاکٹر کو
کچھ مت بتانا ورنہ بات بہت بڑھ جائے گی منہان تم سے
اولاد نہیں چاہتا تم یہ بچہ-----بی بی آپ باہر جائیں ہمیں
پیشنٹ کا معائنہ کرنے دیں!! نازنین خانم انشال خان کو
منہان خانزادہ سے بری طرح بدگمان کر تی مکاری سے
دل ہی دل میں مسکرا رہی تھی۔ ڈاکٹر عرشہ کے سخت
لہجے میں نازنین خانم کو ایمرجنسی روم سے باہر بھیج
گئی تھی۔

انشال میں آپ کے ہسبنڈ.....ڈاکٹر کیا میرے بچے پر
 صرف میرے ہسبنڈ کا حق ہے ماں کا کوئی حق نہیں ہوتا
 اولاد پر؟؟ میں دماغی مریض ہوں تو میرا بچہ بھی پاگل ہو
 گا کیا؟؟ نازنین چچی کہہ رہی تھی منہاں مجھے اور
 میرے پاگل بچے.....کیا چچی؟؟ وہ عورت چچی ہیں آپ
 کی؟؟ وہ تو آپ کی مدر ہیں نا؟؟ انشال کی آنکھوں سے
 زار و قطار آنسو بہہ رہے تھے منہاں نے اس کی روح کو
 زخم دیا تھا وہ یہ بچہ نہیں چاہتا تھا؟؟ اس کا عشق جھوٹ
 تھا ڈاکٹر اور نازنین خانم دونوں ہی منہاں کے متعلق بتا
 رہی تھی کہ وہ نہیں چاہتا تھا انشال کو اسکے حاملہ ہونے
 کی خبر ہو۔ ڈاکٹر کی حیرت میں ڈوبی آواز سن کر انشال
 نے اس کی جانب دیکھا۔ ڈاکٹر ماریہ انشال کا الٹرا ساونڈ
 کر چکی تھی۔

وہ میری ساس ہیں میجر منہاں خانزادہ کی مورے ہیں!!
 انشال کو اپنی آواز کھائی سے آتی محسوس ہو رہی تھی
 اس کا دماغ شل ہو رہا تھا آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے
 لگا تھا۔ میرا۔۔۔بچہ۔۔۔انشال اتنا ہی بول پائی پھر اس کی
 آنکھیں بند ہو گئی ڈاکٹر ماریہ میں پیشنٹ کے ہسبنڈ کو
 کال کرتی ہوں لکی لی میرے پاس انشال کی فائل ہے جس
 پر ان کے ہسبنڈ کا نمبر ہے یہ سب کچھ بہت کنفیوزنگ
 ہے آئی تھنک کچھ غلط ہے میں اپنے کبین سے فائل لاتی

ہوں آپ پیشنٹ کی فلحال کوئی بھی خبر ان کی ساس کو
نہیں دینا!! ڈاکٹر عرشیہ ایمرجنسی روم سے نکل گئی تھی
اسے باہر آتے دیکھ کر نازنین خانم اسکی طرف بڑھتی
انشال کے متعلق پوچھنے لگی۔

ڈاکٹر انشال کیسی ہے کیا اس کا بچہ بچ گیا میں اسے یہاں
آپورشن کے لیے لائی تھی وہ بیمار ہے اور۔۔۔۔۔ آپ پیشنٹ
کی کیا لگتی ہیں بی بی؟ ڈاکٹر عرشیہ سارا معاملہ سمجھ
رہی تھی۔ وہ مشکوک انداز میں نازنین خانم سے مخاطب
ہوئی۔

میں وہ میں اسکی۔۔۔۔۔ یہ پیشنٹ کی ساس لگتی ہیں ڈاکٹر
صاحبہ نازنین خانم نام ہے ان کا۔۔ میں مشائم ہوں انشال آپ
کی کزن اور ان کے بڑے بھائی کی بیوی۔۔ آپ کیسی
ہیں؟؟ ان کا بچہ تو ٹھیک ہے نا؟؟ ان کو بلیڈنگ ہو گئی
تھی۔۔ روم میں گر گئی تھی اپنے۔۔ میرے لالہ بھی یہاں نہیں
ہیں۔۔ پلیر انشال آپ کا بے بی بچا لیں انہیں کچھ ہوا تو نہیں
نا؟؟ یہ مشائم تھی جو پھولتی سانسوں کے ساتھ ڈاکٹر
سے بولی تھی وہ بہت ڈری ہوئی بہت خوفزدہ لگ رہی
تھی اسے دیکھ کر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ

بھاگتی ہوئی ہاسپٹل پہنچی ہونا سر پر دوپٹے کا ہوش ناں
اپنی پریگننسی کا خیال وہ سارے راستے دعائیں مانگتی
ہوئی آئی تھی ہاسپٹل پہنچتے ہی گیلری میں کسی ڈاکٹر کو
نازنین خانم سے مخاطب دیکھ کر انکی بات بیچ میں ہی
کاٹ گئی تھی مشائم کو اتنی اپنے بچے کی فکر نہیں تھی
جتنی انشال کے بچے کو بچانے کے لئے وہ مچل رہی
تھی۔

پیشنٹ انڈر آبرویشن ہے ایکسکیوز می!!! ڈاکٹر پروفیشنل
انداز میں بولتی اپنے کبین کی جانب بڑھ گئی تھی اسے
سمجھ آگیا تھا کہ اب کرنا کیا تھا۔ تم یہاں کیوں-----انشال
آپی کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتی تھی میں کشمالہ خانم کی
بیٹی اکیلی نہیں اسکے بہت سے رشتے ہیں اس کی
حفاظت کے لئے اللہ کے بعد!! نازنین خانم مشائم کو ہاسپٹل
میں دیکھ کر اپنا پلان چوپٹ ہوتا محسوس کر رہی تھی
انہیں آج ہی اس بچے سے چھٹکارا پانا تھا۔

مشائم بینچ پر بیٹھ گئی تھی اس نے شہریار خانزادہ کو کال
ملائی مگر اس کا نمبر آؤٹ آف ریچ تھا منہان خانزادہ کو
کال کی اس کا نمبر آن تھا اور لائن بزی جا رہی تھی مشائم

انشال کے بچے اور اس کے لئے دعا کرنے لگی وہ بینچ پر بیٹھی ایمرجنسی روم کی ریڈ لائٹ دیکھتی اپنے پیٹ میں اٹھتے درد کو نظر انداز کرنے لگی۔

ہیلو میجر منہان خانزادہ بول رہے ہیں؟؟ میں آپ کی وائف انشال خان کی ڈاکٹر بات کر رہی ہوں -- ڈاکٹر عرشہ!! مجھے آپ سے ضروری بات کرنی تھی آپ جہاں کہی بھی ہیں مہربانی کر کے نیشنل ہاسپٹل پہنچ جائیں آپ کی وائف کو جو لیڈی ابھی ہاسپٹل لائی ہیں وہ آپکی مدر ہیں شاید نازنین خانم نام بتایا گیا ہے مجھے انکا وہ آپ کی وائف کا ابورشن کروانا چاہتی سر آپ کے سائن کے بغیر تو ہم ابورشن نہیں کر سکتے! کچھ باتیں ایسی ہیں جو میں آپکو فون پر نہیں بتا سکتی آپ ہاسپٹل پہنچ جائیں!! ڈاکٹر عرشہ فون پر دوسری جانب موت سا سناتا محسوس کرتی اب مکمل حقیقت جان گئی تھی کہ آخر ہو کیا رہا ہے اس نے اپنے کریئر میں ایسی بہت سی ساسین دیکھی تھی جو بہو کی نفرت میں ناں صرف ان کے گھر برباد کرتی تھی بلکہ اولاد سے بھی محروم کر دیا کرتی تھی

اور نازنین خانم انہی ساسوں میں سے ایک تھی۔

میجر خان آپکا بچہ بالکل ٹھیک ہے اور وائف بھی میں نے ان کا الٹرا ساونڈ کیا ہے ہم انہیں کمزوری کی وجہ سے کچھ ڈریس لگا رہے ہیں آپ سن رہے ہیں ناں میری بات!! ڈاکٹر عرشہ ایک بیٹے کی تکلیف سمجھ رہی تھی وہ کیوں چپ ہے وہ سمجھ رہی تھی ایک بیٹے نے اپنی ماں کھوئی تھی آسان نہیں تھا الفاظ حلق سے ادا کرنا۔

جی۔۔جی سن رہا ہوں میں!! اور جو میں اب آپ کو بولوں گا آپ نے وہی کرنا ہے! منہاں خانزادہ کی آواز ڈاکٹر عرشہ کو کھائی سے آتی سنائی دی وہ بول نہیں پا رہا تھا مگر بول رہا تھا اس کی ساری بات سن کر ڈاکٹر عرشہ فون بند کرتی ایک بار پھر سے کوریڈور سے گزرتی ایمرجنسی روم کے باہر بینچ پر بیٹھی نازنین خانم کی جانب بڑھی!! بی بی آپ میرے ساتھ آئیں آپ کے سگنیچر چاہیے مجھے! مگر ڈاکٹر صاحبہ سائن کس لئے کروانے ہیں آپ نے؟ مشائم بینچ سے اٹھتی بولی تھی۔

ابورشن کرنے کے لئے سائن چاہیے ہوتے ہیں اور یہ اپنی

بہو کو ابورشن کے لئے آئی ہیں ان کا بچہ ضائع کروانے
ہی لائی ہیں۔ بی بی آپ آئیں میرے ساتھ۔۔۔ آپ یہ کیسے کر
سکتی ہیں منہاں لالا کے ساتھ کتنی گھٹیا عورت ہیں آپ
چچی اپنے بیٹے کی اولاد کون مارتا ہے میں ابھی منہاں
لالا۔۔۔۔۔ آپ کی پیشینٹ کی حالت ٹھیک نہیں اگر یہ ابورشن
نہیں ہوا تو ان کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے!! مشائم کے
شور مچانے پر ڈاکٹر عرشہ کو جو سمجھ آیا اس نے بول
دیا۔ مشائم کا دل بیٹھ گیا اسے اب اپنے پیٹ میں اٹھتا درد
اور زیادہ محسوس ہونے لگا وہ بری طرح چکرائی اور
اپنے حواس کھو گئی اسے زمین بوس ہونے سے بچا لیا
گیا کیا اس کا بچہ سلامت تھا؟؟

بہرام خانزادہ کی سیاہ چمچماتی ہوئی لینڈ کروزر تھانے
کی پارکنگ میں آکر رکی وہ اپنے ازلی مغرورانہ انداز
میں گاڑی سے اترتا ابھی تھانے کے اندر جاتا جب اس کی
نظر منہاں خانزادہ پر پڑھی جو اپنی گاڑی میں بیٹھا اپنے
آنسو صاف کر رہا تھا۔ بہرام خانزادہ اس کی جانب بڑھا
اور اس کی گاڑی کے قریب رک کر ونڈ اسکرین پر نوک
کیا۔

منہاں خانزادہ جو غم سے نڈھال تھا اس نے خون اتری
سُرمئی آنکھوں سے شیشے کی جانب دیکھا اور بہرام
خانزادہ کو دیکھ کر اپنی آنکھیں بے دردی سے مسل گیا۔
بہرام نے گاڑی کا دروازہ کھولا منہاں خانزادہ کو بازو
سے پکڑ کر باہر نکالا اور اپنے سینے سے لگا لیا۔ بہرام
خانزادہ سمجھ سکتا تھا منہاں خانزادہ کو اس وقت صرف
ایموشنل سپورٹ کی ضرورت تھی بہرام خانزادہ کے گرد
بازوؤں کا گھیرا سخت کیے منہاں خانزادہ اونچا اونچا
چیخنے لگا وہ جہنم کی آگ میں جل رہا تھا جیسے اس کا
دل کچل دیا گیا تھا اس کی روح کو تکلیف دی گئی تھی وہ
ازیت کی بھٹی میں جل رہا تھا۔

کیوں ماں باپ کو رحم نہیں آتا اپنی اولاد پر کیوں اپنی ہی
پیدا کی ہوئی اولاد کو دوزخ کی آگ میں جلاتے ہیں منہاں
خانزادہ اذیت کی انتہا پر تھا بہرام خانزادہ کو سمجھ نہیں
آ رہا تھا وہ منہاں کو کس طرح دلانہ دے وہ تو بچپن سے
اس اذیت کو جھیل رہا تھا وہ منہاں خانزادہ کا درد سمجھ
سکتا تھا ایک بیٹے کو اگر دنیا میں کوئی چیز درد دے

سکتی ہے تو وہ اس کی ماں کا بے رحم ہونا ہے ایک عرصہ بہرام خانزادہ اس درد میں جیا تھا وہ منہان خانزادہ کی تکلیف بہت گہرائی سے سمجھ سکتا تھا۔

رونے سے تکلیف کم نہیں ہوتی جس کے ساتھ ظلم کیا جا رہا ہے اسے رہائی تو ہی دلا سکتا ہے ہنستے تھے تم لوگ میرے بے رحم ہونے پر میں بے رحم کیوں ہوں آج تجھے سمجھ آگیا ہو گا یقیناً!! فیصلہ اب تیرے ہاتھ میں ہے عشق سے دستبرداری بزدل مرد کا کام ہے میں تجھے کوئی لیکچر نہیں دینے والا ٹائم ضائع مت کر تیری بیوی کو اس وقت تیری ضرورت ہو گی میں لالا کو لاہور لے آؤں گا تو اس کے پاس جا وہ تیری منتظر ہو گی!! بہرام خانزادہ کو تسلی اور دلا سے دینا نہیں آتے تھے وہ صرف گلے لگا سکتا تھا اسے صرف فیصلے کرنا آتے تھے۔

منہان خانزادہ بہرام سے دور ہوتا اسے دیکھے بنا ہی اپنی گاڑی میں واپس بیٹھ گیا اور ہوا کی تیزی کے ساتھ اپنی گاڑی ڈرائیو کرنے لگا۔ بہرام خانزادہ نے اپنا موبائل نکال کر اس پر ایک نمبر ڈائل کیا۔ ہیلو ہاں میجر کی گاڑی دور سے فالو کرو اسے پتہ نہیں چلنا چاہئے تم لوگ فالو کر

رہے ہو اس کے لاہور پہنچتے ہی واپس آجانا اوکے! بہرام خانزادہ اپنے خاص بندے سے بات کرنے کے بعد تھانے کے اندر انٹر ہو گیا۔ وہ کسی سے بھی کوئی بات کیے ایس ایچ یو کے روم میں داخل ہو گیا جبکہ تھانے میں موجود سپاہی اسے روکنے کی ہمت بھی نہیں کر سکے کیونکہ وہ اپنے یونیفرم میں ملبوس بہت شان سے مغرورانہ چال چل کر اندر داخل ہوا تھا کسی کو بھی جرت نہیں ہوئی اسے کوئی ایک لفظ بھی کہنے کی۔

سر آپ؟؟ ایس ایچ او بہرام خانزادہ کو دیکھ کر اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا اسے سلیوٹ کرتے حیرت سے بولا تھا۔ بہرام خانزادہ کی وردی پر لگے پھول اس کا رینک (اعلیٰ عہدہ) واضح کر گئے تھے وہ ایس ایچ او بوکھلا گیا تھا اس کے سامنے شہریار خانزادہ بیٹھا تھا جو اسے چیک سائن کر کے دے رہا تھا ایس ایچ او آرمی کے کسی اعلیٰ عہدے دار کے سامنے چیک لینے کی جرت نہیں کر سکتا تھا اس لئے وہ بہرام خانزادہ کو دیکھ کر بری طرح گھبرایا تھا۔

ایس ایچ او مالک صاحب آپ اپنی جگہ سے کھڑے کیوں

ہو گئے تشریف رکھیں!! بہرام خانزادہ اپنے مغرورانہ
نقوش میں شرارت کا اثر زائل کرتا شہریار خانزادہ
کے ساتھ والی چیئر پر بیٹھ گیا۔ شہریار خانزادہ بہرام
خانزادہ کی آواز سنتا اسے چونک کر دیکھنے لگا پھر اس
کے چہرے پر ناراضگی چھائی اور پھر اسے شدید غصہ
آنے لگا۔

مالک صاحب اپنی تشریف کا ٹوکرا کرسی پر رکھیں!!
میں آپکے ہی تھانے میں آپکی حرام خوری کا پرچہ تو
کاٹنے آیا نہیں جو مجھے دیکھ کر آپکی ہوا نکل گئی ہے!!
بہرام کا لہجہ کاٹ دار تھا وہ اس ایس ایچ او کی واٹ
لگانے آیا تھا۔

تم کس لئے آئے ہو یہاں کیا میں نے تمہیں بلایا ہے؟؟
شہریار خانزادہ ناراضگی سے بولا۔ لالا جان آپکی
ناراضگی سر آنکھوں پر مگر اس نے جرت کیسے کی آپ
کو یہاں تھانے بلانے کی۔۔۔ سن مالک میں تجھ سے پہلی
اور آخری ملاقات کرنے آیا ہوں بلا اس ولید انصاری کو
یہاں اس کا پرچہ تو آج میں کاٹوں گا! بہرام خانزادہ نرم
لہجے میں شہریار خانزادہ سے مخاطب ہونے کے بعد

ایس ایچ او پر بھڑک اٹھا تھا۔

بہرام میں یہاں خود آیا ہوں سارا کام ہو گیا ہے!! شہریار
خانزادہ بہرام خانزادہ کا ہاتھ پکڑ کر دباتا اسے ڈپٹنے لگا۔
وہ بہرام کی نیچر سے واقف تھا اس کے بعد اس نے ایس
ایچ او کو پیٹنا تھا۔

مالک صاحب ولید انصاری کو فون کیجیے!! بہرام خانزادہ
خطرناک سے انداز میں بولا تھا۔ ایس ایچ او کا دم نکل گیا
تھا سب کچھ کلیئر ہو گیا تھا شہریار خانزادہ اس سے ملنے
آیا تھا وہ خود اسے ایک بڑا سا چیک سائن کر کے اس کا
انعام دے رہا تھا پھر یہ خاکی وردی والا کیوں آگیا تھا۔ وہ
جلدی سے ولید انصاری کو فون کرنے لگا۔

ہیلو ولید صاحب آپ تھانے آجائیں فوراً۔۔۔ نہیں نہیں کوئی
مسئلہ نہیں وہ سر آپ سے ملنے آئے ہیں آپ نے خان
صاحب پر جو اپنے جبری اغوا کا جو پرچہ کروایا تھا
اسی سلسلے میں ملنا چاہیے ہیں آپ سے!! بہرام خانزادہ
زہر اگلتی آنکھوں سے ایس ایچ او کو گھور رہا تھا۔

کتنی دیر میں آئے گا تمہارا ولید صاحب؟؟ وہ فون بند ہوتے ہی ایس ایچ او سے بولا۔ سر دس منٹ تک پہنچ جائیں گے۔۔۔۔۔ جاؤ جب تک تم لالا کے لیے کچھ ٹھنڈا لے کر آؤ!! بہرام خانزادہ شہریار خانزادہ کو اپنی طرف ناراضگی سے دیکھنے پر شرارتی سا مسکرا کر بولا۔

وردی پہن پر بدمعاشی کر رہے ہو شرم کرو!! شہریار خانزادہ بگڑ کر بولا۔ ننگا تھوڑی کر دیا میں نے اس حرام خور کو شرم کس بات کی کروں آپ آج ہی پاکستان آئے ہیں آرام کرنے کی جگہ تھانے میں بیٹھے ہیں آگ نا لگا دوں میں ان سب کو! بہرام خانزادہ بے باکی سے بولتے آخر میں طیش زدہ ہوا تھا۔

ولید پر ہاتھ صاف مت کرنا اس کو میں آل ریڈی سیدھا کر چکا۔۔۔۔۔ میرے لالا آپ پریشان مت ہوں میں اس پر کیوں ہاتھ صاف کرنے لگا!! بہرام خانزادہ ہنستے ہوئے بولا۔ تھوڑی ہی دیر میں ایس ایچ او کے ساتھ ولید انصاری اندر آتا دکھائی دیا۔

یہی ہے وہ؟ بہرام خانزادہ نے ولید کو دیکھتے ہی شہریار

خانزادہ سے استفسار کیا شہریار نے اسے وارن کرتی
نظروں سے دیکھا جب بہرام خانزادہ اپنی جگہ سے اٹھا
اور اس نے ولید انصاری پر جھپٹتے ہوئے اسے گردن
سے دبوچ کر دیوار پر زور سے پٹختے ہوئے لگا دیا۔

سن ولید انصاری تو مجھے نہیں جانتا مگر میں تجھ
جیسوں سے روزانہ مل کر انکی طبیعت صاف کرتا ہوں
شہریار خانزادہ میرا لالا ہے اور میرا ریکارڈ کیسا ہے یہ
تو اس ایس ایچ او کے ہاتھ میں جوس کا گلاس دیکھ کر ہی
سمجھ جا!! بہرام غراتے ہوئے بولا تھا۔ وہ میری چھوٹی
بہن ہے جس کے آگے تیری زبان ہلتی مجھے نظر نا آئے
اسے یا میرے لالا کو ہلکی سی کھروچ بھی پہنچائی تو
نے تو تجھے زمین بھی قبول کرنے سے انکار کر دے گی
یہ بات حفظ کر لے تیری دشمنی اب مجھ سے ہے خود کو
خود ہی نہیں پہچان پائے گا وہ حال کروں گا میں تیرا!!
بہرام اب ولید کے کان میں جھکا آہستہ آواز میں پہنکار رہا
تھا اپنے لالا کی عزت کا نام وہ نامحرموں کے بیچ میں
لے سکتا تھا۔

یہ تیرے چہرے پر میرے لالہ کی طرف سے دیئے گئے

زخم جو جم گئے ہیں انہیں جڑ سے اُکھیڑ ڈالوں گا!! بہرام
خانزادہ غضبناک ہوا تھا۔ سر جی یہ تھانہ ہے آپ۔۔۔۔۔۔ یہ
تھانہ ہے تو کیا تیری آرتی اتاروں میں سمجھا دے اسے
ورنا غائب کروا دوں گا پھر بلال انصاری کو جواب تو
دے گا!! بہرام خانزادہ ولید کو دھکیلتے ہوئے اس سے دور
ہٹ گیا۔

ولید کے پسینے چھوٹ گئے تھے شہریار خانزادہ کم تھا جو اب اس کا چھوٹا بھائی بھی ولید کے گلے پڑھ گیا تھا اسے شہریار سے زیادہ اس کے چھوٹے بھائی بہرام خانزادہ سے خوف آیا وہ دونوں تقریباً ایک جتنے قد کاٹ کے تھے مگر جسامت میں زیادہ طاقتور بہرام خانزادہ تھا جس کے آگے ولید بھی کمزور لگ رہا تھا۔

چلو بہرام چلیں! شہریار خانزادہ بہرام خانزادہ کو ولید کو پیٹنے کی تیاری پکڑتے دیکھتا اپنی مسکراہٹ کنٹرول کرتا باہر نکل گیا تھا اس کے پیچھے ہی بہرام خانزادہ بھی باہر نکل گیا وہ شہریار خانزادہ کو مسکراہٹ کنٹرول کرتے دیکھ چکا تھا۔

آجائیں آپ کو لاہور ڈراپ کر دوں! بہرام خانزادہ شہریار کے ہمقدم ہوتے بولا۔ کیوں منہان کہاں ہے؟ میجر لاہور چلا گیا ہے آپ کا ڈرائیور میں ہوں آج کے لئے آجائیں خان صاحب! بہرام خانزادہ شرارتی انداز میں کہتا ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا جبکہ شہریار خانزادہ اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ بہرام خانزادہ کی گاڑی فراٹے بھرتی ہوئی لاہور کی جانب بڑھنے لگی۔۔۔

یہ تم مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو؟؟ بہرام خانزادہ شہریار کو لاہور کینٹ لے جانے کی بجائے نیشنل ہاسپٹل لے کر جا رہا تھا جب شہریار خانزادہ بہرام سے بولا۔ ہاسپٹل لے کر جا رہا ہوں لالا جان! بہرام خانزادہ سگریٹ سلگاتے اپنے موبائل پر مشائم کا انباکس کھولتا شہریار خانزادہ کو تھماتے بولا۔

یہ کیا ہے؟ شہریار خانزادہ بہرام خانزادہ کا موبائل پکڑتا ناسمجھی سے بولا تھا۔ سن لیں یار آپکی بیگم نے پیغام بھیجا ہے آپ کے لئے! بہرام خانزادہ گاڑی ہاسپٹل کی پارکنگ میں انٹر کرتے بولا۔ منہان کی گاڑی اسے نظر آگئی تھی۔ شہریار خانزادہ نے مشائم کا وائس نوٹ پلے کرتے ہوئے

بہرام خانزادہ کی جانب دیکھا جو گاڑی سے نکل کر
سگریٹ کے گہرے کش لے رہا تھا۔

(لالا آپ شہریار کو ہاسپٹل لے آنا اور انہیں میرا میسج
دے دینا مجھ سے بات بھی کرنے کی کوشش نا کریں اور
اپنا موبائل تو غلطی سے بھی میرے سامنے یوز ناں
کریں) مشائم کا وائس نوٹ سن کر شہریار خانزادہ
نے اپنا موبائل کوٹ کی پاکٹ سے نکالا جو آف تھا اس کے
موبائل کی بیٹری ڈیڈ ہو گئی تھی۔

اوہ میرا موبائل تو آف ہو گیا ہے شاید بیٹری ڈیڈ ہو گئی
ہے۔ شہریار خانزادہ نے مشائم اور بہرام خانزادہ کی چیٹ
اسکرول کی اور جو کچھ اس نے پڑھا وہ دھڑکتے دل سے
پریشانی کے عالم میں گاڑی سے باہر نکلا۔

تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا یہ سب؟؟ تو اس لئے
منہاں کو بھیج دیا تھا تم نے لاہور؟؟ شہریار کا دل اپنی بہن
کے لیے پھٹنے کی حد تک دھڑک رہا تھا۔ آجائیں اوپر
چلتے ہیں سب ٹھیک ہے میں پتہ کروا چکا ہوں مشائم کو
بھی ڈاکٹر نے ایڈمٹ کر لیا ہے وہ کمزوری کی وجہ سے

بیہوش ہو گئی تھی بٹ وہ اور بے بی دونوں سیف ہیں میں
چاچو بننے والا ہوں اور یہ خبر آپ نے مجھ سے بھی
چھپائی حد ہوتی ہے میں تو آپ سب کا ہی سوتیلا ہوں!!!
بہرام خانزادہ شہریار کو پریشان دیکھتا بات کہاں سے
کہاں لے گیا۔

منہان کی گاڑی تو یہاں ہے میری انشال میری معصوم
بہن-----وہ بھی ٹھیک ہے سب ٹھیک ہے لالا! شہریار کو
شدید پریشانی کے عالم میں ہاسپٹل کے اندر داخل ہوتے
دیکھ کر بہرام خانزادہ اس کے ساتھ ساتھ اندر داخل ہوتے
بولا۔ شہریار نے ایک نظر بہرام کو دیکھا وہ اسے اس
وقت کوئی مسیحا لگا بہرام خانزادہ ان سب سے جدا رہ کر
بھی ان سب کے بارے میں ساری معلومات رکھتا تھا وہ ان
سب کی ہر پریشانی ان تک پہنچنے سے پہلے ہی ختم کر
دیتا تھا۔

شہریار خانزادہ اور بہرام خانزادہ دونوں جیسے ہی
کوریڈور میں داخل ہوئے سامنے ہی بینچ کر شکست
خوردہ سی حالت میں بیٹھے منہان خانزادہ کو دیکھ کر
ٹھٹھکے جو اپنی آنکھیں مسل رہا تھا۔

منہان خانزادہ کچھ دیر پہلے ہی ہاسپٹل پہنچا تھا اور ہاسپٹل پہنچتے ہی ڈاکٹر عرشہ سے ملا تھا جو اسے اس کی مورے کی ایک ایک بات ثبوتوں کے ساتھ بتا گئی تھی۔

منہان انشال کہاں ہے؟؟ شہریار خانزادہ منہان کے پاس جاتا اسکی حالت دیکھ کر پریشانی سے بولا۔ اندر ہیں! منہان کی نظریں شہریار کے آگے اٹھنے سے بھی قاصر تھی۔ شہریار خانزادہ رکا نہیں تھا وہ تیز قدم اٹھا کر اندر چلا گیا۔

تو یہاں کیوں بیٹھا ہے؟؟ اندر کیوں نہیں جا رہا؟ بہرام منہان کو باہر دیکھ کر عجیب سا محسوس کرتے بولا۔ کس طرح اپنی بے گناہی ثابت کروں اپنی ہی عورت کو جس کی آنکھوں میں میرے لئے سزا ہے!! منہان کو اپنے سینے میں تکلیف اٹھتی محسوس ہوئی انشال کو دیکھنے کے لئے وہ اندر گیا تھا ڈاکٹر سے ملنے کے بعد مگر جو کچھ وہ اپنے لئے ان بھوری آنکھوں میں دیکھ چکا تھا وہ کسی بارے ہوئے انسان کی طرح بے بسی سے اپنے ہاتھوں کی

لکیریں دیکھتا سرخ آنکھوں کو بہنے سے روک رہا تھا
منہان خانزادہ کی ملاقات نازنین خانم سے ابھی تک نہیں
ہوئی تھی۔ بہرام خانزادہ بدگمانی کی سزا کاٹ چکا تھا
موت سے بدتر زندگی بدگمانی کی سزا کاٹتے ہوئے جینے
کی ہوتی ہے جس سے عشق کیا جائے وہ محبوب ہی
بدگمان ہو جائے تو انسان جیتے جی مر جاتا ہے شانزے
خان نے بہرام خانزادہ کو بدگمانی کی سزا دے کر جس قید
میں ڈالا تھا وہ اسے بے رحم انسان بنا گئی تھی بہرام کو
منہان پر ترس آیا۔

وہ معصوم ہے تو سمجھا لے گا اسے۔۔ اٹھ اندر جا میجر!!
بہرام نے اسے تسلی دی۔ یہی تو مسئلہ ہے وہ معصوم ہے
اور نہیں سمجھے گی میں اسکا مجرم نہیں میں سزا کا
حقدار نہیں میں تو خود ڈسا ہوا ہوں اپنی مورے کا آخر مجرم
کیا تھامیرا صرف اسے چاہنا؟؟ مورے کو مجھ پر کبھی
بھی رحم نہیں آیا تو میری اولاد پر وہ کیا ہی رحم کھاتی۔۔!
منہان خانزادہ کا وجود ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا۔

نازنین خانم جو کچھ دیر آرام کے لئے ہاسپٹل کے پریئر روم
میں چلی گئی وہ عورتوں کے وہاں آکر تہجد کی نماز ادا

کرنے کی وجہ سے نیند سے جاگ گئی تھی۔ انہوں نے سونے سے پہلے منہان خانزادہ کو فون کر دیا تھا کہ انشال کی طبیعت خراب ہے اور وہ اس کو ہاسپٹل لے کر آئی ہیں وہ جانتی تھی ان کا بیٹا اب تک ہاسپٹل آگیا ہو گا جو وہ کرنا چاہتی تھی وہ تو کر چکی تھی انہوں نے انشال کے ابورشن کے لئے پیپر پر سائن کر دیا تھا اب تک تو کشمالہ کی بیٹی کی گوڈ اجر گئی ہو گی!! نازنین خانم ہنستی ہوئی پریئر روم سے نکلی تھی مگر منہان خانزادہ کے ساتھ بہرام خانزادہ کو دیکھ کر وہ ٹھٹھک کر رک گئی تھی وہ اگر کسی کو چکما نہیں دے پائی تھی تو وہ ان کا بھتیجا تھا۔

دیکھو آرہی ہیں میری مورے اب پھر سے مجھے بیوقوف بنائیں گی!! منہان خانزادہ کی نظر نازنین خانم پر پڑھی وہ خود پر ہنستا ہوا اینچ سے کھڑا ہوتا بہرام خانزادہ سے بولا۔ منہان میرے بیٹے! تمہارا بچہ نہیں بچا پائی انشال کی گوڈ اجر گئی میرے بچے!! نازنین خانم جھوٹے آنسو بہاتی منہان خانزادہ کے سینے سے لگ گئی تھی۔

منہان بے جان لاش سا اپنی آنکھیں میچ کر کھولتا نازنین خانم کے وہ آنسو دیکھ رہا تھا جو وہ اسکی اولاد کو قتل

کر دینے کے بعد تکلیف میں ڈوب کر بہانے کی ایکٹنگ
کر رہی تھی اس کا دل چاہا خود کو شوٹ کر ڈالے۔

بہرام خاندادہ افسوس سے اس ماں کو دیکھنے لگا جو ماں
ہو کر بھی ماں نہیں بن پائی تھی اس کا جی چاہ رہا تھا
اپنی مورے مریم خانم کے پاؤں دھو کر پی لے اس نے
کس قدر ناراضگی دکھائی تھی کتنی نافرمانی کی تھی اپنی
مورے کی مگر وہ اس کی ہر خوشی میں خوش تھی ماں
تو وہ تھی جو اسکی مورے کی مریم خانم تھی۔

منہان خاندادہ نازنین خانم سے کچھ کہتا جب شہریار
خاندادہ کے سینے سے لگی اپنی خانی کو دیکھ کر اسکے
قدم بری طرح ڈگمگائے۔ انشال شدید سوجی ہوئی بھوری
آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لئے منہان خاندادہ کے
سینے سے لگی نازنین خانم کو دیکھ رہی تھی اس کی ایک
نظر منہان کو دیکھا اور اپنی نظریں بے رخی سے پھیر
گئی۔

لالہ مجھے حویلی جانا ہے اسلام آباد لے چلیں مجھے میں
لاہور اب کبھی نہیں آؤں گی! انشال بھیگی ہوئی آواز میں

شہریار کے سینے سے لگ کر بولی۔ منہاں خاززادہ نے اپنی آنکھیں پوری طرح میچ لی ایک بار پھر ہجر اس کے نصیب میں لکھ دیا گیا تھا۔

ٹھیک ہے چلو گڑیا تمہیں گاڑی میں چھوڑ کر میں مشائم کو۔۔۔۔ کیا مشائم؟؟ وہ یہاں ہے کیا؟؟ شہریار انشال کا سر چومتا مشائم سے ملنے کو بے قرار ہو کر بولا جب انشال نے اس کی بات کاٹ دی۔ ہم مشائم بھی یہاں ہاسپٹل میں ہے کمزوری کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی تھی اسے بھی ڈاکٹر نے ڈس چارج کر دیا ہے شہریار خاززادہ انشال کے چہرے پر خوف دیکھ کر اسے تفصیل سے بولا۔ آپ مشائم کے پاس جائیں لالہ میں خود چلی جاؤں گی پارکنگ تک! انشال اپنے لالہ سے دور ہو گئی۔ مگر انشال۔۔۔۔ لا لا اسے آپکی ضرورت وہ آپ کو منتظر ہو گی میں بالکل ٹھیک ہوں۔ انشال کا لہجہ ایسا تھا جو اس کے بھائی کو بے بس کر گیا وہ کہنا کیا چاہ رہی تھی شہریار خاززادہ سمجھ گیا تھا اس نے دکھ بھری نظروں سے منہاں کی طرف دیکھا جو شہریار تو دور کسی سے بھی نگاہیں نہیں ملا رہا تھا۔ انشال ٹھیک تھی اسے ہلکا سا درد تھا کمر میں باقی سب کچھ ٹھیک تھا وہ اپنے قدموں پر چل سکتی تھی اسے کوئی بھی درد محسوس نہیں ہو رہا تھا وہ اپنا وجود بالکل

سن روح سے پاک محسوس کر رہی تھی۔

تمہارا تو ابھی ابورشن کیا ہے ڈاکٹر نے تم کیسے خود سے چل سکتی ہو تم؟ نازنین خانم کے الفاظ ان کے بیٹے کا دل ٹکڑے کر رہا تھا وہ بے جان ہونے لگا تھا۔ تمہیں منہان لے جائے گا گاڑی تک انشال۔۔۔۔۔۔ نہیں آپ اپنا بیٹا اپنے پاس رکھیں! انشال خان بے حد درشتگی سے بولتی آگے قدم بڑھانے لگی جب منہان خانزادہ آگے بڑھا اور اسے اپنی گود میں حق سے اٹھا لیا انشال نے کوئی احتجاج نہیں کیا اس نے کوئی احتجاج کیا ہی کب تھا جو آج کرتی!! بہرام نے بھی آگے کی جانب قدم بڑھا دیئے جبکہ شہریار خانزادہ سرخ چہرہ لئے دوسری جانب مڑ گیا۔

مشائم کو ڈاکٹر ڈس چارج کرنے کے بعد اسے کچھ امپورٹنٹ ڈائٹس بتا رہی تھی شہریار اسے دیکھ چکا تھا مگر وہ پہلے اپنی بہن سے ملنے چلا گیا اور اس سے ملنے کے بعد انشال کا فیصلہ سن کر وہ کچھ بھی کہنے کی ہمت نہیں کر پایا۔۔۔

مت جائیں خانی۔۔ میں آپ کا مجرم نہیں۔۔ مجھے ناں
چھوڑیں۔۔ نہیں جی پاؤں گا۔۔ کیا مجھے حق نہیں اپنی صفائی
دینے کا؟ منہاں خانزادہ انشال کو گاڑی میں پیچھے کی
جانب بیٹھاتا اس کے پاؤں پکڑ کر گود میں سر رکھتا اس
کے پیٹ میں پلتی اپنی اولاد کو چومنے کی ناکام کوشش
کرتا ٹوٹے لہجے میں بولا اسکی آنکھوں سے آنسو نکل
کر انشال خان کی جھولی نم کر رہے تھے۔

تمہارا بچہ تمہیں دے دوں گی منہاں خانزادہ کشمالہ خان
کی بیٹی کو حق نہیں نازنین خانم کے بیٹے کی اولاد پر
حق رکھنے کا!! انشال خان کی آواز ناں ہونے کے برابر
تھی جو منہاں کے کانوں میں سرایت حاصل کر کے اس
کا کلیجہ چیر گئی تھی۔

اور میرے بچے کی ماں وہ مجھے نہیں دیں گی؟؟ منہاں
خانزادہ لہو اتری بھیگی سُرْمئی آنکھوں سے انشال کی
بھوری سوجی آنکھوں میں دیکھ کر بولا بہرام خانزادہ اپنی
گاڑی کو انلاک کر کے پارکنگ سے چلا گیا تھا۔

ہم دونوں کبھی ایک دوسرے کے لیے تھے ہی نہیں چچی

جس سے چاہیں تم شادی کر لینا اپنا بچہ اسے سونپ دینا
میں اگر اس کی ماں ہوتی تو تم میرے اندر پلتا اس کا
وجود مجھ سے کبھی نہیں چھپاتے میں ایک بے جان لاش
ہوں۔۔تمہارا خون اپنے پیٹ میں پال کر تمہیں سونپ دوں
گی! انشال پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

مت جائیں میں بے گناہ ہوں مجھے ہجر کی سزا ناں
دیں۔۔۔۔۔ایک ماں کو اس کی اولاد کی خبر سے محروم
رکھ کر کیا تم نے گناہ نہیں کیا منہاں؟ مجھے چچی نے
بتایا ہے تم مجھ سے اولاد چاہتے ہی نہیں تھے پاگل بیوی
سے پاگل اولاد نہیں چاہیے تھی تمہیں تم نے ہی چچی کو
ابورشن کا کہا تھا وہ تمہاری مرضی سے تمہارا بچہ
مارنے لائی تھی میں تو کچھ لگتی نہیں ناں اس بچے کی
ناں تمہاری مجھے قتل کیا ہے تم نے پتہ نہیں یہ بچہ
کیسے زندہ بچ گیا اس کے باپ نے اسے قتل کروانے کا
پورا پلان بنایا ہوا تھا مگر تم فکر مت کرو پیدا کر کے
تمہاری اولاد لوٹا دونگی تمہیں!! انشال خان کا لہجہ
بیگانیت سے بھرا ہوا تھا اسکے انداز میں غیر شناسی تھی
جو منہاں خانزادہ کو اندر ہی اندر تباہ کر رہی تھی وہ اس
سے بہت بری طرح بدگمان ہو گئی تھی وہ کیوں دور جا
رہی تھی منہاں کو اپنی کم عقلی پر افسوس ہوا مگر جو

الزام وہ اس پر لگا رہی تھی جو دہکتی آگ میں جلا تھا۔

میں آپ سے اولاد نہیں چاہوں گا تو پھر کس سے چاہوں گا؟؟ منہان اس کے گال کو سہلاتے ہوئے بولا اسے انشال پر کبھی غصہ آہی نہیں سکتا تھا وہ بہت ٹھہرے ہوئے مزاج کا تھا ٹوٹی حالت میں ہی اپنی صفائی دے رہا تھا مگر وہ معصوم لڑکی آج ظالم بنی اسے سننے کو تیار ہی ناں تھی۔ ان جھوٹی باتوں میں اب نہیں آؤں گی میں جلد ہمارے راستے الگ ہو جائیں گے تمہیں خلع کے پیپرز مل جائیں گے جلدی!! انشال نے اسے خود سے دور جھٹک دیا۔

اتنی بڑی سزاؤں سے بہتر ہے میرے کلیجے میں خنجر گھونپ دیں! وہ انشال کے پہلو پر ہاتھ رکھتا نا ہونے کے برابر آواز میں بولا۔ ہٹو مجھ سے دور تم سے نفرت محسوس ہو رہی ہے مجھے تم بھی اپنی مورے جیسے ہو مجھے مار دیتے منہان اس کا کیا قصور تھا اسے کیوں مارنا چاہا؟؟ انشال بے بسی سے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتی بولی۔ اگر ڈاکٹر اسے ناں بتاتی وہ ماں بننے والی ہے تو اس کا بچہ تو اسے بتائے بغیر ہی قتل کروا دیا گیا ہوتا۔

میں تباہ ہو جاؤں گا آپ دونوں کے بنا!! منہاں نے پھر
سے منت کی۔ نہیں تم آباد ہو جاؤ گے ہم دونوں کے بنا
تمہیں جینے کا حق دے دیا جائے گا!! انشال اس سے اپنا
رُخ موڑ کر دور ہٹ گئی تھی منہاں خانزادہ اسے کچھ پل
دیکھتا رہا پھر اُس نے جھک کر انشال کے ماتھے کو
چوما چند آنسو اس کی سُرْمئی آنکھوں سے نکل کر انشال
کے بالوں میں جذب ہو گئے اور پھر منہاں خانزادہ اس
سے پیچھے ہٹ گیا۔

میں نے ایک نکاح کے علاوہ کبھی آپ سے کوئی
زبردستی نہیں کی میں کر ہی نہیں سکتا آپ کا ہر فیصلہ
سر تسلیم خم ہو گا مجھے!! وہ ایک آخری بار اس کی
سوجن زدہ بھوری آنکھوں میں دیکھتا گاڑی کا دروازہ بند
کر گیا۔ انشال اپنا منہ چھپائے بری طرح ہچکیوں سے
رونے لگی اسے یہ بچہ منہاں کے ساتھ چاہئے تھا یہ سزا
وہ خود کو دے رہی تھی منہاں پر اعتبار اسے آج بھی تھا
مگر وہ اس کی مورے کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی اسے
اس بچے کے زندہ رہنے کے لئے یہاں سے جانا ہی تھا۔

تف ہو تیری لال آنکھوں تھو ہے تیرے مرد ہونے پر بیوی
تو ہے یا وہ؟؟ وہ جا رہی ہے اور تو اسے جانے دے رہا
ہے زبردستی اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈال اور بستر پر لے
جا کر اس کے ڈھیلے پر پُرزے ٹائٹ کر دے ہم شوہر بے
اعتباری کے لائق ہوتے ہیں کیا؟؟ عورت سالا اپنی
مردانگی دکھا اسے اپنا سر مت جھکا! بہرام خانزادہ منہان
خانزادہ کو تباہ ہوتے نہیں دیکھ پا رہا تھا وہ طیش میں آتا
بھڑک اٹھا۔

عشق کرتا ہوں اس سے جانور نہیں بن سکتا۔۔۔۔۔۔ عشق عقل
سے پیدل ہو تو جانور ہی بنا جاتا ہے نصیب کے آسرے پر
نہیں چھوڑتے اندر گھس کر عقل ٹھکانے لگاتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ
نہیں سمجھے گی اس وقت کچھ بھی نہیں سننے کو
تیار۔۔۔۔۔۔ تو تم مرد کیا نام کے ہو صرف؟؟ بیوی چھوڑ کر جا
رہی ہے اور تو احتجاج بھی نہیں کر رہا ایک کام کر
چوسنی لے کر پھر تو!! وہ اگر سمجھنے کو تیار نہیں تو
سمجھاؤ ناں اسے اپنی کم عقل عورت کی منت ترلے کرے
گا تجھے اپنے پیچھے کتا بنا دے۔۔۔۔۔۔ تو بنا دے۔۔۔۔۔۔ تھو ہے

تجھ پر دفعہ ہو جا میری والے کرے ایسا پھر دیکھ کرتا
میں کیا ہوں اس کے ساتھ!! کوئی بھی باپ اپنی اولاد گا*ڈ
سے پاگل ہو کر بھی نہیں مارتا! بہرام کا بس نہیں چل رہا
تھا منہاں کو ہی پیٹ ڈالے۔

عشق میں زبردستی نہیں کی جاتی۔۔۔۔۔عشق میں خالی ہاتھ
بھی نہیں رہا جاتا۔۔۔بیوی صرف محبت کے لائق ہوتی ہے
کم عقلی میں بھی اس کا فیصلہ قبول کیا جاتا ہے۔۔۔۔تیرے
پاس عشق کی ہزار ڈیفینیشنز ہوں گی میرے پاس بس ایک
ہی ہے اور وہ پتہ ہے کیا ہے؟؟عشق میں محبوب کی روح
پر قابض ہوتے ہیں وہ جانا چاہے تو بھی جانے ناں
پائے۔۔محبوب ناسمجھ ہو تو اسے اس کے حال پر چھوڑا
نہیں کرتے سر تا پاؤں اپنے تابع قید کر لیتے ہیں!! خیر تو
ناکام عاشق بننا چاہتا ہے تو بن پانچ سال پہلے بھی تو اس
کی انگلیوں پر ناچا تھا اب جب وہ تیرے بچے کی ماں
بننے والی ہے تب بھی اپنی انگلیوں پر ناچا رہی ہے میرے
بھائی شوق سے ناچ تو! بہرام خاندانہ اس پر لعنت بھیجتا
چلا گیا تھا وہ محبوب کو چھوڑنے نہیں بلکہ سر تا پاؤں
لال کرنے کے قائل تھا۔

مشائم شہریار خانزادہ سے بے حد ناراض منہ پھلائے
انشال خان کے ساتھ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی تھی
انشال وقفے وقفے سے اپنے آنسو صاف کرتی اپنی سوجی
آنکھیں موندھے ہوئے تھی۔ مجھے بھوک لگی ہے
لالا! مشائم گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے بہرام خانزادہ سے
بولی تھی جو روڈ پر فوکس کر کے ڈرائیو کر رہا تھا
راستے میں بہت دھند تھی معصوم کافی سرد ہو گیا تھا۔

میں راستے میں آنے والے ہوٹل پر گاڑی روک دوں گا کیا
کھانا ہے گڑیا؟ بہرام ایک نظر شہریار کو دیکھتا مشائم
سے بولا۔ مشائم شہریار سے کتنی ناراض تھی یہ بات سب
پر واضح ہو رہی تھی وہ اسے اگنور کیے ہوئے تھی۔

چاکلیٹ براؤنیز لایا ہوں تمہارے لئے! شہریار خانزادہ
گاڑی کے ڈیش بورڈ پر رکھے بیکری کے باکس کو
پیچھے پاس کرتے بولا۔ وہ لاہور پہنچ کر بہرام کے ساتھ
ایک بیکری پر روکا تھا تاکہ اپنی شوگر بے بی کو اپنے
لیٹ ہو جانے کی وجہ سے براؤنیز دے کر مناسکے مگر
لاہور پہنچنے پر جو جھٹکا اسے ملا تھا وہ سب کچھ بھول
گیا تھا۔

آئی ہیٹ براؤنیز! مشائم دانت پیس کر بولی تھی۔ تو پھر کیا
کھانے کا موڈ ہے؟ شہریار محبت سے بولا۔ جو بھی کھانا
ہوالا لا کو بتا دوں گی آپ فری مت ہوں مجھ سے!! مشائم
ناراضگی سے بولی تھی وہ اپنی تمام تر فیلنگز کھول کر
ظاہر کیا کرتی تھی۔ بہرام خاندادہ کو کھانسی کا دورہ پڑھا
تھا وہ اپنی ہنسی کھانسی میں چھپا گیا تھا۔ ان سب کی
بیویاں ہی ان کے سر پر چڑھی ہوئی تھی اسے اپنی خانم
یاد آنے لگی جو اس کا انتظار کر رہی تھی۔

مزید سفر گزرا تو مشائم کا بھوک سے پیٹ درد کرنے لگا۔
لالا مجھے وہ براؤنیز دے دیں!! مشائم بے حال ہوتی بہرام
خاندادہ سے بولی تھی۔ بہرام کی مسکراہٹ مزید گہری ہو
گئی تھی وہ مشائم کو بیکری باکس تھماتا اپنے نمبر پر
آنے والی شانزے کی کال ریسو کر گیا۔

کہاں ہیں آپ کب آئیں گے؟ میں آپکا کب سے ویٹ کر رہی
ہوں میں نے کھانا بھی نہیں کھایا آپ ہمیشہ ہی جھوٹ
بولتے ہیں مجھ سے کبھی ٹائم پر نہیں آتے!! شانزے فون
ریسیو ہوتے بھڑکتی ہوئی بولی تھی۔ راستے میں ہوں

تھوڑی دیر تک پہنچ جاؤں گا! بہرام خانزادہ معذرت خوانہ
انداز میں بولا۔ ابھی بھی تھوڑی دیر لگے گی آپ کو
مجھے کب ٹائم دیں گے آپ؟ لیو پر ہیں آپ مگر پھر بھی
میرے لئے ٹائم ہی نہیں آپ کے پاس حد ہے!! شانزے
غصے سے فون کاٹ گئی تھی۔ بہرام خانزادہ اس کے
بھڑکنے پر اپنے ڈرٹی مائنڈ کو لگام دیتا شانزے کو بھر
پور ٹائم دینے کا سوچتا شرارت سے مسکرایا تھا اس کے
منہ میں بہت اچھا جواب آیا تھا مگر وہ سب کی موجودگی
کا لحاظ کرتا شانزے کا شکوہ عنقریب دور کرنے والا تھا۔

تم نے انشال کو کیوں جانے دیا بیٹے اس کا ابورشن ہوا
ہے تمہیں انشال کا خیال رکھنا۔۔۔۔۔ زندہ ہے!! میری اولاد
زندہ ہے مورے میرا بچہ زندہ ہے بچ گیا وہ قتل ہونے
سے

نازنین خانم جو منہان کے ساتھ کچھ دیر پہلے ہی بنگلے پہنچی تھی جب وہ لاؤنچ میں داخل ہوتی مکاری کا مظاہرہ کرتی ہوئی غائب دماغی کے عالم میں اپنے پیچھے ہی انٹر ہوتے منہان سے مخاطب ہوئی تھی۔ ہاسپٹل سے خان بنگلو پہنچنے تک پورے راستے وہ انشال کے خلاف اسے بولتی آئی تھی مگر منہان خانزادہ ایک لفظ نہیں بولا تھا وہ جس دلی اذیت کا شکار تھا بولنے کے قابل ہی نہیں رہا تھا

مگر اب بھی چپ رہنا حماقت ہی تھی۔

کیا۔ کیا۔ بچہ زندہ۔۔۔۔۔ جی مورے زندہ ہے میرا بچہ نہیں ہوا
انشال کا ابورشن مگر آپ۔۔ آپ کو اتنا شاک کیوں لگا
ہے؟؟ افسوس ہو رہا ہے کشمالہ خان کی بیٹی کی گود آپ
اجاڑ نہیں سکی مورے کیا جادو کافی نہیں تھا جو ایک ماں
سے اس کا بچہ بھی چھین لینا چاہتی تھی جو آپ کے بیٹے
کا خون تھا کیا قصور تھا آخر میرا؟؟ کیا میں حقدار نہیں
خوشیوں کا؟؟ کیا میرا عشق آپ نہیں جانتی؟ کیا آپ کو
معلوم نہیں انشال کے بغیر میں زندہ نہیں رہ سکتا میں تو
لاش بن جاؤں گا اپنی خانی کے بنا میں تو آپ کا بیٹا تھا
ناں مجھ پر بھی رحم نہیں آیا مجھے قتل کر دیتی اپنے
ہاتھوں سے میں تو اف بھی ناس کرتا مگر آپ نے تو مجھ
سے انشال کو ہی چھین لیا کیا کروں میں کیسے جیوں اس
کے بنا میں ایک کام کرتا ہوں مار لیتا ہوں خود کو شاید
ایسے آپکو سکون مل جائے!! منہاں خانزادہ نے پستل نکال
پر اپنے دل کے مقام پر رکھ لی تھی نازنین خانم کا دل ڈوبا
تھا۔

آپ کو پتہ ہے وہ ساری ساری رات نہیں سو پاتی تھی

کوئی ایک اسی رات نہیں جب وہ اس وجود سے ڈری ناں
 ہو جس کا کوئی وجود ہی نہیں آپ میری بیوی پر جادو
 کرتی رہی ایک عرصے سے آپ انشال پر کالا علم کر
 رہی ہیں اور میں اس کے خوف کو تنہائی کا نام دیتا رہا
 میری اپنی مورے میری بیوی پر جادو کرتی-----میں
 انشال پر کیوں جادو کروں گی میرے بیٹے وہ مشائم
 جھوٹی ہے اس لڑکی نے تمہیں مجھ سے دور کرنے کے
 لیے اپنے باپ کا بدلا لینے کے لیے مجھ پر بالکل جھوٹا
 الزام-----الزام نہیں مورے مشائم جھوٹی نہیں اس نے دو ماہ
 پہلے بھی آپ کے بارے میں سچ کہا تھا مگر میں آنکھوں
 کا اندھا تھا آپ سے محبت کرتا تھا اس لئے میں اندھا ہو
 گیا تھا مشائم نے میری بیوی اور بچے کی جان بچا کر
 مجھ پر جو احسان کیا ہے وہ تو میں ساری زندگی نہیں
 چکا سکتا آپ کو لگتا ہے آپ پر الزام لگایا گیا ہے؟؟ منہان
 نے پستل کا دباؤ اپنے سینے پر بڑھایا تھا۔

منہان میرے بیٹے ہٹاؤ پستل گولی چل جائے گی تم-----آپ
 مجھے مار چکی ہیں آپ کے سامنے آپ کا بیٹا نہیں زندہ
 لاش کھڑی ہے کیوں کرتی رہی آپ اس معصوم مظلوم
 لڑکی پر جادو کیوں؟؟ کب چھین رہی تھی وہ مجھے آپ
 سے وہ تو سہم جاتی تھی آپکی ایک غصیلی نگاہ سے بھی

آپ کا بیٹا کب چھیننا چاہا اس نے؟ میں کبھی کسی پر اعتبار نہیں کرتا کوئی اپنی جان دے کر بھی کہتا ناں آپ جادو کرتی ہیں میں یقین نہیں کرتا مگر میں نے جو اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ نہیں جھٹلا سکتا اور ناں آپ کو جھٹلانے دوں گا اب!! میں آپکو ابھی دیکھا دیتا ہوں وہ سب جو آپ میری بیوی کے ساتھ کرتی آئی ہیں!! منہاں خاندانہ نے اپنا موبائل نکالا اور اس میں موجود نازنین خانم کے کمرے کی ویڈیو نکالی جس میں وہ جادو کرتی ہوئی انشال اور اس کے بچے کو مار دینے کا کہتی کچھ مسلسل پڑھ کر پھونکتی ایک پتلے میں سوئیاں گھسا رہی تھی۔ وہ جادو کرتی ہوئی اتنی پاگل ہو گئی تھی کہ اپنے ہر جادو کے ناکام ہو جانے پر طیش میں آتی انسانیت کی حد پار کر رہی تھی۔

نازنین خانم کا چہرہ مردے کی طرح سفید ہو گیا تھا تو ان کا سچ ان کے بیٹے کے سامنے آگیا تھا وہ کیوں بالکل خاموش تھا اس نے کیوں انشال کو جانے دیا وجہ سمجھ آگئی تھی۔

انشال کی ڈاکٹر مجھے آپ کے متعلق سب کچھ بتا گئی

تھی مجھے پھر بھی یقین نہیں آیا میری مورے میرے ساتھ
 اتنا بڑا ظلم کر سکتی ہیں میں بے یقینی کے عالم میں لاہور
 آ رہا تھا اور راستے میں تھا جب مجھے خیال آیا کہ بنگلے
 میں کیمرے لگے ہیں اور جو کمرہ آپ نے اپنے لئے
 منتخب کیا تھا وہ گیسٹ روم ہے جو ایک الگ کارنر پر ہے
 اور اس کے اندر بھی کیمرہ لگا ہے انشال کے ساتھ جو
 آپ کرنا چاہ رہی تھی مجھے پتہ نہیں کیسے جادو کا خیال
 آیا کہ کہی میری بیوی پر میری مورے تو جادو نہیں کر
 رہی اور دیکھیں ہر گمان یقین میں بدلتے دیر نہیں لگتی
 انشال خان پر ایک عرصہ آپ نے کالا علم کیا ہے آپ کو
 پتہ ہے ناں جادو کے بارے میں کتنے سخت احکامات ہیں
 جادو کرنا مطلب شرک کرنا اور شرک کیا ہے کفر!!
 منہاں خاندانہ اپنی مورے کے دردناک انجام سے خوفزدہ
 ہو کر بول رہا تھا۔

میں نے کوئی جادو کوئی سحر نہیں کیا تم۔۔۔۔۔مورے یہ آپ
 بھی جانتی ہیں اور میں بھی اب جان گیا ہوں آپ نے کیا کیا
 ہے میں آپ کو تفصیلاً بتاتا ہوں آپ نے ناں صرف میرے
 اور انشال بلکہ اپنے ساتھ بھی بہت برا کیا ہے میں اپنی
 مورے۔۔آپ کے انجام سے بہت خوفزدہ ہوں آپ انشال کی
 آہ سے ڈریں وہ صبر کر کے خاموشی سے چلی گئی اس

کا بدلہ اگر اللہ آپ سے لینے پر آیا تو آپ کیا کریں گی
مظلوم کی آہ سے ڈریں اللہ کی نافرمانی سے ڈریں آپ نے
جو کیا میں آپکو واضح کرتا ہوں جادو یا سحر کیا ہے میں
آپ پر واضح کر دیتا ہوں۔۔

(ایسا عمل یا کلام جس کے ذریعے انسان کے دل و دماغ
پر اثر ڈالا جائے، چیزیں حقیقت کے خلاف نظر آنے
لگیں، یا کسی کو نقصان پہنچایا جائے) جادو وہ عمل ہے
جس میں شیطانی قوتوں کی مدد سے اللہ کی نافرمانی کے
ذریعے اثر پیدا کیا جاتا ہے یہ ظاہری طور پر ایک فن لگتا
ہے مگر حقیقت میں کفر و شرک کا دروازہ ہے۔

آپ پلوشہ خالہ کی محبت میں خود کو تباہ کر گئی میری
مورے میں آپ کا بیٹا ہوں اور مجھے آپ کے تباہ ہونے کا
سب سے زیادہ دکھ ہے میں آپ کو بتا نہیں سکتا میرا دل
آپ نے چیر دیا آپ نے اللہ کے غضب کو دعوت دے دی
آپ نے یہ کیا کر دیا مورے یہ کیا کر دیا۔۔ یہ کیا کر دیا!!
میں آپ کو قرآن مجید میں جادو کی ممانعت اور حقیقت
سے بھی واضح کر دیتا ہوں۔۔

(102) سورة البقرہ:

ترجمہ: اور وہ وہ چیز سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچاتی ہے اور کوئی فائدہ نہیں دیتی، اور وہ جانتے ہیں کہ جو یہ (جادو) خریدے گا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

یہ آیت بتاتی ہے کہ جادو نہ دنیا میں فائدہ دیتا ہے، نہ آخرت میں بلکہ انسان کے ایمان کو ختم کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح اعلان کیا کہ جادوگر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا دنیا میں بھی ذلیل اور آخرت میں بھی رسوا رہے گا۔ میں احادیثِ نبوی ﷺ میں جادو کی مذمت بھی آپ پر واضح کر دیتا ہوں مورے آپ نے کتنا ظلم کیا خود پر!!!

(حدیث: صحیح بخاری)

5763

سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔

پوچھا گیا: یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سے ہیں؟

فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، ناحق قتل،

سود، یتیم کا مال کھانا، جنگ سے بھاگنا، پاک دامن
عورتوں پر تہمت لگانا۔

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ جادو شرک کے فوراً بعد
ذکر کیا گیا، یعنی جادو بہت سنگین جرم ہے۔ میں آپ کو
مزید واضح کر دیتا ہوں۔

جس نے کوئی گرہ باندھی اور اس پر پھونکا، اس نے
جادو کیا۔ اور جس نے جادو کیا، اس نے شرک کیا
(سنن النسائی)

4079

دل پھٹ رہا ہے میرا آپ کے لیے آپ کو علم ہے اپنی سزا
کا؟؟ میں یہ بھی آپ پر واضح کر دیتا ہوں کہ جادوگر کی
سزا (اسلامی قانون کے مطابق) کیا ہے قرآن و سنت کی
روشنی میں۔ اگر جادوگر ایمان والا ہو مگر توبہ نہ کرے،
تو دنیا میں قتل کیا جائے گا۔ اگر وہ جادو کے ذریعے کفر
کرتا ہے (مثلاً شیطانوں کی عبادت، قرآن کی بے حرمتی
وغیرہ)، تو وہ مرتد (دین سے خارج

سمجھا جاتا ہے۔

فقہی حکم اجماع صحابہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جادوگر کو تلوار سے قتل کیا جائے۔ سنن الترمذی، کتاب الحدود
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول: ہر جادوگر مرد اور عورت کو قتل کر دو۔

سنن الترمذی

1460

امتِ مسلمہ کا اجماع ہے کہ جادوگر کی سزا قتل ہے۔
جادوگر کا انجام آخرت میں اگر توبہ نہ کرے تو دوزخ میں ہمیشہ رہے گا۔

اگر آپکو ابھی بھی سمجھ نہیں آیا تو میں خلاصہ کر دیتا ہوں اللہ کے احکامات کا۔ جادو سیکھنا یا سکھانا حرام ہے۔ جادو کے ذریعے نقصان پہنچانا کفر یا شرک کے درجے تک لے جا سکتا ہے۔ جادوگر اگر توبہ نہ کرے تو دنیا میں سزا قتل اور آخرت میں جہنم ہے آپ کو اللہ کے فرمان سے خوف نہیں آیا مورے جادوگر کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اس کا مطلب سمجھ رہی ہیں آپ؟؟ منہان

خانزادہ کانپ گیا تھا اس کے جسم میں لرزہ طاری تھا وہ
پسینے سے شرابور ہو گیا تھا مگر نازنین خانم پر زرہ
برابر فرق نہیں پڑھا اس عورت کا دل مردار ہو گیا تھا۔

آپ اپنی تیاری کر لیں کل صبح میں آپ کو سوات واپس
بھیجوا رہا ہوں انشالہ کومیں چھوڑ نہیں سکتا وہ میرے
بچے کی ماں ہے اور اگر آپ نے اس پر اب کوئی جادو
کیا تو میں آپ سے اپنا ہر تعلق توڑ دوں گا۔ جادو سے
بچاؤ کا ایک ہی طریقہ ہے اور آپ کو پتہ ہے انشالہ پاگل
کیوں نہیں ہو سکی کیونکہ اللہ کی مرضی نہیں تھی اس
کے پاگل ہونے میں وہ قرآن کی تلاوت کرتی تھی کرتی
ہے وہ سورۃ الفلق، سورۃ الناس، سورۃ البقرہ پڑھتی تھی
جو پڑھنا مفید ہے۔ جو سیاہ وجود اسے نظر آتا تھا وہ ہوگا
کوئی شیاطین مگر آپ کو پتہ ہے کیا اسے وہ کبھی نقصان
نہیں پہنچا سکا کیونکہ اللہ کے حکم کے بنا انسان کو کوئی
شے نقصان نہیں پہنچا سکتی اللہ کی مرضی نہیں تو جادو
بھی نہیں ہو سکتا۔۔۔۔

منہاں خانزادہ اپنی مورے سے دستبردار ہو گیا تھا۔ خود کو
اب میں ختم نہیں کر سکتا کیونکہ اس دنیا میں دو وجود

ایسے ہیں جن کا محافظ میں ہوں آپ کو اپنے بیٹے سے
زیادہ اپنی بہن عزیز تھی آپ دونوں بہنوں نے کشمالہ خان
کو نہیں خود کو برباد کیا ہے اور مجھے دکھ ہے اور رہے
گا میں آپ کو بچا نہیں سکا منہاں نے اپنے آنسو صاف
کیے اور اپنا رخ موڑ لیا وہ اندر نہیں گیا اس نے واپس
باہر کی جانب قدم اٹھانا شروع کیے اور باہر نکل گیا۔ کار
پورچ میں پہنچتے ہی وہ گاڑی میں بیٹھا اس نے اپنی
گاڑی اسٹارٹ کی اور ایک لمحے کی بھی دیر کیے بنا
چلا گیا اس قسم کے ساتھ کہ وہ دوبارہ لاہور کبھی نہیں
آئے گا۔

انشال خان کی کچھ دیر پہلے ہی آنکھ لگی تھی وہ فجر کی
نماز پڑھ کر خود کو پیرسکون محسوس کرتی بیڈ پر لیٹی
ہی تھی کہ فوراً اس کی آنکھ لگ گئی اور وہ ایکدم ہی
گہری نیند میں چلی گئی۔ اس کی آنکھیں سوجن کا شکار
تھی چہرے کے نقوش سرخی مائل تھے گالوں پر آنسوؤں
کے مٹے مٹے نشان وہ سوگوار حسن معلوم ہو رہی تھی۔

حویلی کی خواتین فجر کی نماز کے بعد نہیں سوتی تھی

خانم بی مریم خانم مہوش بیگم اور غزالہ خانم چاروں لاؤنچ میں بیٹھی میوے کے ساتھ خالص دودھ پی رہی تھی ملازم نے خانم بی کو شہریار خانزادہ کے حویلی پہنچنے کی خبر کچھ دیر پہلے ہی آکر دی تھی وہ فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد آج دو ماہ بعد جاگنگ پر گیا تھا مشائم تھکن سے بے حال گھوڑے بیچ کر سو رہی تھی جبکہ بہرام خانزادہ ایک بار اپنے کمرے میں گیا تو باہر نکلنا ہی بھول گیا اس نے شہریار خانزادہ کے ساتھ جاگنگ پر جانا تھا مگر وہ باہر نکلنے کا راستہ بھول گیا تھا جس پر شہریار خانزادہ تپتا ہوا اسے دل ہی دل میں سلاوتیں سناتا اکیلا چلا گیا۔

لاؤنچ میں بیٹھی خواتین ابھی باتوں میں مصروف تھی جب ان کی نظر داخلی دروازے سے داخل ہوتے منہان خانزادہ پر پڑھی۔ اسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا آنکھیں لہو رنگ ہو رہی تھی بال پیشانی پر بکھرے تھے خانم بی اپنے دل پر ہاتھ رکھتی سانس روکے اسے دیکھنے لگی۔

ہاں میرے بچے دادی قربان ہو جائے کیا ہوا میرے پوتے کو؟؟ خانم بی کا دل زور سے دھڑک رہا تھا منہان کی

حالت دیکھنے کے قابل نہیں تھی وہ چلتی پھرتی زندہ لاش معلوم ہو رہا تھا۔ خانم بی کی بات سن کر باقی سب نے بھی دروازے کی جانب دیکھا اور سب ہی منہاں خانزادہ کو دیکھ کر پریشان ہو گئے تھے وہ کس خوشی سے لاہور گیا تھا ابھی ایک دن بھی نہیں گزرا تھا جب وہ لوٹی ہوئی حالت میں واپس آیا تھا۔

خانم بی۔۔۔!! منہاں خانزادہ نے بکھری آواز میں خانم بی کو پکارا اور کسی بچے کی طرح ان سے لپٹ گیا۔ میں اپنی مورے سے دستبردار ہو گیا انکو اللہ کی نافرمانی سے میں نہیں روک سکا وہ گمراہ ہو گئی ہیں اپنے لئے آخرت کا عذاب چن لیا ہے وہ توبہ کیوں نہیں کر لیتی میں کیا کروں خانم بی!! منہاں خانزادہ کی باتیں سب کے سر کے اوپر سے گزر رہی تھی۔

مورے انشال پر جادو کرتی رہی انہوں نے میرا بچہ مارنے کی کوشش کی مگر وہ بالکل بھی پشیمان نہیں انہیں اپنی غلطی اپنے گناہ پر کوئی شرمندگی نہیں! منہاں شدید غمزدہ تھا وہ خانم بی کی قوتِ گویائی چھین چکا تھا باقی سب بھی حیرت کا شکار تھے۔ شہریار خانزادہ احد

خانزادہ کے ساتھ جاگنگ کر کے واپس لوٹا تھا جب وہ دونوں منہان کو دیکھ کر ٹھٹک کر رک گئے تھے شہریار منہان کو نازنین خانم کے جادو کے متعلق کچھ نہیں بتانا چاہتا تھا کیونکہ انشال بہت سخت فیصلہ لے چکی تھی وہ بعد میں اسے سب بتانا چاہتا تھا مگر منہان کو خود ہی ہر چیز کی خبر ہو جائے گی وہ بھی اتنی جلدی شہریار خانزادہ کو اس بات کی امید نہیں تھی۔

انشال بھی مجھے ایک بار پھر ہجر کی سزا دے چکی ہیں میں بے گناہ ہوں بالکل انہیں کیسے سمجھاؤں میں اپنی اولاد کا خیر خواہ ہوں اسے سلامت دیکھنا چاہتا ہوں اس لئے لالا کے ساتھ جانے دیا ورنہ خانی کو مجھ سے میری موت بھی جدا نہیں کر سکتی آپ کی پوتی ہر بار مجھے سزا نہیں دے سکتی لالا ہر بار مجھے اکیلے نہیں چھوڑ سکتے!! منہان خانزادہ کا لہجہ طیش زدہ ہونے لگا تھا وہ غصہ بہت کم کیا کرتا تھا مگر جب کرتا تھا تو اس سے پناہ لینے مشکل ہو جاتا تھا۔

نازنین اور پلوشہ دونوں ہی میرے بچوں کو کھا گئی میرے پوتوں کی خوشیاں اب کیوں نگلنا چاہتی ہے خانم بی

کو بھی غصہ آرہا تھا ان کے پوتے کتنا دکھ دیکھ چکے
تھے وہ ان سب کے لئے بے حد دکھی تھی۔

منہان خانزادہ ان سے دور ہٹتا کسی کو بھی دیکھے بنا
تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا
اس کا رُخ انشال کے کمرے کی جانب تھا شہریار خانزادہ
سب کو بلند آواز میں سلام کرتا خانم بی کی طرف بڑھ گیا
تھا وہ عقیدت سے ان کا ماتھا چومتا ان کے ہاتھوں کی
پشت چومنے لگا۔ آپ پریشان مت ہوں سب ٹھیک ہو جائے
گا انشال غصے میں ہے اور میں نے صرف اسکے
فیصلے کا احترام کیا ہے میں اپنے میجر کو اکیلا نہیں
چھوڑوں گا۔ شہریار خانزادہ خانم بی کے چہرے پر
اضطراب اور پریشانی دیکھتا انہیں یقین دلانے والے انداز
میں بولا پھر اس نے سب لیڈیز کو تمام واقعہ بہت تحمل
سے سنا دیا۔

مشائم میری بچی ٹھیک تو ہے ناں شہریار؟ تم دونوں نے
اتنی بڑی بات ہم سب سے کیوں چھپائی؟؟ مہوش بیگم
مشائم کی پریگننسی کا سن کر پریشان ہوتی ہوئی
ناراضگی سے بولی۔ چچی وہ آپکو سرپرانز دینا چاہتی

میری بہو رانی کا تو پتہ نہیں مگر داماد صاحب (بہرام خانزادہ) کا مجھے ضرور پتہ ہے۔۔۔۔آپ تو اپنے داماد کی ہی سائنڈ لیا کریں مجھے کہی کچرے سے تو نہیں اٹھایا تھا ناں مورے آپ نے۔۔۔۔۔تجھے بدبو دار گٹر سے اٹھایا تھا جلن ککڑے!!!! احد خانزادہ جو بچوں کی طرح اپنی مورے سے بہرام کی طرفداری کرنے پر ناراض ہو رہا تھا جب بہرام خانزادہ نے اپنے ازلی طنزیہ انداز میں احد کی بات کاٹی تھی وہ تازہ شاور لے کر آیا تھا اس کے نم بال کشادہ ماتھے پر بکھرے تھے بلیک کلر کے گرم ٹریک سوٹ میں ملبوس نظر لگ جانے کی حد تک پیارا لگ رہا تھا۔

وہ لوگ رات تین بجے اسلام آباد پہنچے تھے اور ابھی سات بج رہے تھے جب وہ روم سے باہر نکلا تھا بہرام خانزادہ شاید کچن سے کچھ کھانے کے لیے لینے آیا تھا اس کی آنکھیں لال انگارہ ہو رہی تھی جو

اس کے ناں سونے کی چغلی کر رہی تھی۔ لیڈیز ناشتے کی تیاری کے لئے کچن میں چلی گئی تھی اب لاؤنچ میں صرف خانم بی شہریار خانزادہ اور احد خانزادہ موجود تھے۔

تو منہ ناں لگ میرے صبح صبح! احد بگڑ کر بولا
تھا جس کے منہ لگنا تھا لگ کر آگیا ہوں تجھ جیسے
زہریلے ناگ کے منہ لگ کر مرنا نہیں میں نے!! بہرام
خانزادہ احد کی دم پر پاؤں رکھتا اپنی نانی خانم بی کا
سر عقیدت سے چومتا کچن کی جانب بڑھ گیا۔

خانم بی بہرام کو مسکرا کر دیکھتی شہریار سے باتوں
میں مصروف ہو گئی ان کی توجہ بہرام اور احد پر نہیں
تھی۔

تو مجھے باہر مل بتاتا ہیں تجھے میں!! احد دانت پیس کر
بولا۔ میرا کوئی موڈ نہیں تیری عزت لوٹنے کا چل آجا
تجھے سمودی بنا کر پلاؤں!! بہرام نے احد کے کی گردن
پر اپنا بازو ڈالا اور اسے اپنے ساتھ لگا کر سرگوشی بنا
آواز میں بولتا کچن کی زبردستی لے جانے لگا تو ایک
کام کر مجھے زہر پلا دے!! احد نے بہرام کے پیٹ میں
زور دار کہنی ماری۔ بہرام خانزادہ نے بدلے میں اس کی
موٹی گردن پیچھے سے جکڑ کر زور سے دبائی۔ چھوڑ
سالے دم نکالے گا کیا؟ احد کی گردن دکھنے لگی تھی وہ

اسے دوہائی دیتے بولا۔ بیٹے جونئرز اپنے سینئرز سے
پنگا نہیں لیتے ورنا سینئرز ڈنڈا گھسا دیتے ہیں عزت سے
بول رہا ہوں آجا سمودی پلا دوں عزت لوٹی ہوئی محبوبہ
کی طرح ادائیں کیوں دکھا رہا ہے کیا باہوں میں بھر لوں یا
اس پر بیٹھا۔۔۔۔۔ تو اپنا گندا منہ بند کر لے چل رہا ہوں
تیرے ساتھ معاف کر دے مجھے یہ میرے جڑے ہاتھ دیکھ
اب تو شادی کر رہا ہوں کچھ رحم کھا لے مجھ پر!! احد
کے کانوں سے بہرام خاندادہ نے خون نکال دیا تھا وہ
کبھی نہیں سدھر سکتا تھا۔

رحم میں تیری بہن پر نہیں کھاتا وہ بھی ہر دفعہ پلینز پلینز کرتی۔۔۔۔۔بکواس بند کر منہ توڑ دونگا تیرا تجھے دیکھ کر کہی سے نہیں لگتا تو ایک سینئر آفیسر ہے!! بہرام خاندان نے احد کو سرخ کر دیا تھا احد غصے سے اس کے منہ پر پنچ مارتے غرایا تھا۔ کیوں سینئر آفیسر کیا نامرد ہوتے ہیں یا ان کا یہ کھڑا نہیں ہوتا؟؟ میں تمیز کے دائرے میں رہ کر عام بات ہی تو کرتا ہوں! بہرام خاندان ایک بار شروع ہو جاتا تھا تو وہ رولائے بغیر باز ہی کہاں آتا تھا۔

لعنت ہو تیری زبان پر تیرے ہونٹ کاٹ دینے چاہیے! احد

نے اسے دور دھکیلا تھا۔ کیوں تیری چُمی لے لی ہے میں
نے جو تو نے ہونٹ کاٹنے ہیں میرے یہ لب بڑے کام کے
ہیں ان میں کسی کی میٹھی آہیں۔۔۔۔۔ آج سالے!! احد نے
اپنی پوری طاقت سے بہرام کے ہونٹوں پر پنچ مار کر اس
کی بات بیچ میں ہی کاٹ دی تھی اگلی بار بکواس کی تو
تیرا ہونٹ پہاڑ دوں۔۔۔۔۔ اگلی بار تجھے ڈیمو دوں گا تاکہ
تیری گا*ڈ سے دھواں نکلے!! بہرام خانزادہ سے کوئی
جیت جائے یہ ممکن ہی ناں تھا۔

وہ دونوں دور راہ داری میں کھڑے تھے شہریار خانزادہ
وقفے وقفے سے انہیں دیکھ رہا تھا ان دونوں کو دیکھ کر
دور سے پتہ لگ رہا تھا کہ بہرام خانزادہ نے احد کو شدید
تپایا ہوا ہے اور جب احد کی بس ہو جاتی ہے تو وہ بہرام
کو مار کر اس کا منہ بند کرنے کی کوشش کرتا تھا جس کا
جواب اسے اتنا اعلیٰ ملتا ہے کہ وہ کانوں تک لال ہو جاتا
ہے۔ شہریار ان دونوں کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا جبکہ
اس کا دل منہان کے لئے غمزہ تھا۔ وہ اپنے بھائیوں
جیسے کزنز کو اب صرف خوش دیکھنا چاہتا تھا دو دن
بعد احد اور ایشا کی شادی تھی وہ احد خانزادہ کا بڑا بھائی
ہونے کا فرض ادا کرنا چاہتا تھا اس کے آنے سے پہلے
بہرام خانزادہ نے تمام انتظامات کروائے تھے سارا

خرچہ بہرام کر رہا تھا وہ منہان اور شہریار خاندان کو
بھی کچھ نہیں کرنے دے رہا تھا کیونکہ احد خاندان بہرام
خاندان کو بہت عزیز تھا وہ اس کی زندگی کی نئی
شروعات میں اسے ایک نئی بہترین یاد دینا چاہتا تھا جس
کی پوری تیاری اس نے اپنے انداز میں کروائی ہوئی تھی
جسے دیکھ کر احد نے تو اسے داد دینی ہی تھی مگر اس
کی نازک بیوی ایشا صاحبہ کی تو جان ہی نکل جانی
تھی۔۔۔

وہ بکھرے ہوئے وجود کے ساتھ اپنی خانی کے روم میں
داخل ہوا تھا اس کی بے قرار نگاہیں انشال خان کی تلاش
میں جیسے ہی بیڈ پر پڑھی اسے ایک سکون سا اپنے اندر
اترنا محسوس ہوا۔ وہ معصوم جان گہری سانسیں لیتی سو
رہی تھی مگر گہری سانسیں کچھ لمحوں میں سسکیوں میں
تبدیل ہو جاتی تو کبھی وہ نیند میں کچھ کہنے لگتی منہان
خاندان روم کا دروازہ لاک کرتا اپنی شرٹ اتار کر زمین
پر اچھالتا بیڈ کی جانب بڑھتا تھا۔

وہ انشال کے پہلو میں اپنی جگہ بنا کر لیٹتا اس کے ساتھ
بی کمفرٹر میں گھس گیا تھا وہ اس کے ساتھ لیٹا تھا اسکے

پیٹ پر ہاتھ پھیر کر اس کی شرٹ اوپر کرتا وہاں چومنے لگا تھا۔ آئی ایم سوری بابا لیٹ ہو گئے آنے میں اور آپ کی ماما ناراض ہی سو گئی غصہ کرنے لگی ہے آج کل۔ بابا آپ کی ماما کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے اس لئے آپ کو اور آپ کی ماما کو جانے دیا ماموں جان کے ساتھ بٹ آئی پرومیس بابا آپ کی ماما کو منالیں گے!! منہاں خانزادہ انشال کے پیٹ پر چومتے ہوئے اپنے بچے سے مدھم آواز میں سرگوشی کر رہا تھا۔ اسکے لب رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

انشال خان نیند میں کسمساتی سسکتی ہوئی کچھ کہہ رہی تھی۔ خان۔۔۔میرے۔۔۔پاس۔۔۔آجاؤ۔۔۔میں۔۔۔نہیں جی۔۔۔سسکتی۔۔۔تمہارے۔۔۔بنا۔۔۔منہاں خانزادہ اسکے سسکنے پر اسے اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔ آپ کا خان آپ کے بنا نہیں رہ سکتا میری خانی جتنا غصہ کرنا چاہتی ہیں کر لیں مگر ہجر قبول نہیں کروں گا۔ منہاں خانزادہ انشال کے ماتھے پر چومتا اسکے گالوں پر بھی اپنے لب رکھنے لگا تھا۔

انشال محبت سے لبریز جانا پہنچانا شدت بھرا لمس

محسوس کرتی اپنی نیند سے بھری بھوری آنکھیں کھولتی
اپنے وجود کو خوشبودار لمس سے مہکاتے منہان خانزادہ
کی جانب دیکھنے لگی۔ اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے
آنسو ابھر کر گالوں پر بہنے لگے اور انشال خان بلک
بلک پر رونے لگی وہ منہان کے سینے سے چمٹ کر رو
رہی تھی یوں جیسے اسے یہی ایک جگہ ملی تھی جہاں وہ
اپنی روح کو گھائل کرتا درد بانٹ سکتی ہو! بس کریں
میری جان یوں ناں روئیں میں آپ کا مجرم ہوں آپ کو تنہا
چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے تھا!! ہجر کی سزا کا سوچ کر
جو غصہ منہان خانزادہ کو آیا تھا وہ انشال کے رونے پر
جھاگ کی مانند بیٹھ گیا تھا کونسا غصہ کیسا غصہ یہ لفظ
بھی اب اسکے لئے غیر شناسا تھا۔

اگر ہم یہ بچہ کھو دیتے منہان تو میں تو شاید مر جاتی!!
انشال کے لبوں سے نکلتی سسکیاں بلند ہوتی کمرے میں
گونجنے لگی۔ میں آپکو اور ہمارے بچے کو اللہ کے کرم
سے بچا چکا ہوں یہ سب مت سوچیں اب سب ٹھیک ہو
جائے گا آپ کو کوئی آواز نہیں سنائی دے گی کوئی وجود
نہیں دکھائی دے گا کوئی نہیں ڈرائے گا اب آپکو!! منہان
اسکی کمر سہلاتے بولا۔

کیا آپ ایک بار میری صفائی سن سکتی ہیں صرف ایک بار مجھے ہجر کی سزا ناں دیں جان لے لیں مگر خود کو مجھ سے ناں چھینیں!! وہ انشال کی دونوں آنکھوں کو چوم کر التجائیہ انداز میں بولا۔ مجھے مشائم سب کچھ بتا چکی ہے اور ڈاکٹر نے بھی مجھے ہر ایک بات بتا دی تھی اگر کوئی مجھے کچھ بھی ناں بتاتا تب بھی میں جانتی ہوں میرا ہمسفر میرا خیر خواہ ہے میں تمہیں چچی سے دور نہیں کرنا چاہتی تھی اس لئے تم سے دور آگئی بیوی چھوڑی جا سکتی ہے مگر ماں نہیں میں تمہیں اب مزید دو کشتیوں کا مسافر بنا نہیں دیکھ سکتی!! انشال منہاں سے دور ہٹ گئی تھی وہ اٹھ کر بیٹھتی اپنی بال سمیٹنے لگی۔

منہاں تم چلے جاؤ چچی کے پاس ہم دونوں کا اس زندگی میں ساتھ رہنا ممکن ہی نہیں میں یہ بچہ پیدا کر کے تمہیں دے دوں گی! انشال بیڈ سے اٹھ کر جانے لگی جب منہاں خانزادہ نے انشال کو زور سے بازو سے پکڑا اور اسے کھینچ کر بیڈ پر گرایا۔ وہ لہو چھلکاتی سُرْمئی آنکھوں میں طیش لئے انشال کو دیکھنے لگا جو اس کے چہرے پر طیش دیکھ کر سہم کر آنکھیں میچ گئی تھی منہاں نے اسے کبھی سخت انگلی سے بھی نہیں چھوا تھا مگر آج

اس نے اپنی پوری طاقت سے انشال کا بازو جکڑا کر بیڈ پر گراتے اسے اپنے نیچے کر لیا تھا۔

مجھ سے نظریں ملا کر سزا سناؤ نظریں چرائی تو سانسیں کھینچ لوں گا میرے سر پر چڑھ کر ناچ رہی ہو تم اب انشال خان۔۔ مجھے دینا ہے اگر کچھ تو میرے بچے کی ماں دو۔ ہر بار تم خود کو مجھ سے چھین نہیں سکتی۔ ہر سزا قبول کر لوں گا مگر ہجر قبول نہیں۔۔ جس طرح ماں نہیں چھوڑی جاتی بالکل اسی طرح بیوی بھی نہیں چھوڑی جاتی۔۔ خود کو مجھ سے چھیننا بند کرو ایک ہی بار خنجر کیوں نہیں گھونپ دیتی میرے سینے میں قطرہ قطرہ ہی کیوں مارتی ہو۔۔ تم سے عشق کرتا ہوں مجھے عاشق ہی بنائے رکھو جس دن شوہر بن گیا عقل ٹھکانے لگا دوں گا! منہاں خانزادہ کا انداز انشال کے رونٹھے کھڑے کر گیا وہ بے حد جذباتی طیش زدہ ہو گیا تھا پہلی بار انشال کو منہاں سے خوف آیا تھا۔

تو بن جاؤ شوہر مگر مجھ سے دور ہٹو!! انشال اس سے خوف کھاتی خود سے دھکیلنے لگی جب منہاں نے اس کے دونوں ہاتھوں کو کس کر کلائیوں سے پکڑا اور اسکے

بھرے بھرے گالوں کو اپنے ہاتھ کی سخت گرفت میں
 جکڑا اتنی زیادہ سختی سے کہ انشال اپنی سانس روک
 گئی۔ شوہر بننے پر آیا تو دن رات میرے نیچے پائی جاؤ
 گی ہاتھ جوڑ کر منت کرو گی مگر میں تم پر رحم کسی
 صورت نہیں کھاؤں گا سسکو گی تب بھی مجھے خود پر
 سوار پاؤ گی جو کچھ تمہارا خیال کر کے دو دن کے
 وقفے سے کرتا ہوں وہ سب ہر رات تین سے چار بار کیا
 کروں گا اور یہی نہیں شوہر سے بڑا وحشی کوئی نہیں
 ہوتا یہ بات میرے عاشق سے شوہر بننے کی پہلی رات ہی
 تم جان جاؤ گی ابھی تک صرف پیار سے محسوس کیا ہے
 تمہیں جانور بننے پر اُکساؤ گی تو چلنے پھرنے کے قابل
 نہیں چھوڑوں گا میرے بچے کی ماں میرا عشق بن کر
 رہو انشال خان یہی تمہاری صحت کے لئے بہتر ہے!!
 منہان خانزادہ جنونی عاشق بناتپش زدہ انداز میں بول کر
 انشال کے جسم پر لرزہ طاری کر گیا وہ جدائی کاٹ چکا
 تھا ہجر انسان کی روح کانٹوں پر گھسیٹ کر صبح شام
 زخمی کرتا ہے اور منہان خانزادہ وہ زخم اپنی روح پر
 جھیل چکا تھا وہ مرنے کو تیار تھا مگر جدائی اسے قبول
 ناں تھی۔

انشال کے لب کپکپانے لگے تھے منہان خانزادہ اسے لال

انگارہ چہرے سے دیکھ رہا تھا انشال پہلی بار اس سے ڈر رہی تھی وہ اتنا پاگل بھی تو پہلے کبھی نہیں ہوا تھا ناں اوپر سے اس کی دھمکی معصوم انشال خان ہچکیوں سے رونے لگی۔ منہان اپنا غصہ قابو کرنے کی کوشش کرتا انشال کے لبوں پر جھک کر اسے چومنے لگا تھا وہ اسے کانچ کی گڑیا کی مانند چوم رہا تھا بے حد نرمی سے اس کا لمس انشال کے نازک لب نم کر رہا تھا اس کے کچھ دیر پہلے بولے گئے لفظ اور اس کا لمس دونوں ہی ایک دوسرے سے میل نہیں کھا رہے تھے وہ انشال کو جسمانی طور پر کبھی بھی تکلیف نہیں پہنچا سکتا تھا وہ بہت نرم مزاج رکھتا تھا اپنی خانی کے لئے جو اس کے جذبات پتہ نہیں کیوں سمجھ ہی نہیں پاتی تھی۔ انشال منہان میں ہی چھپنے لگی تھی وہ اپنے لب اس سے نہیں چھڑوا رہی تھی مگر اس کا جسم کپکپا رہا تھا۔

مجھ سے اب کبھی دور جانے کا نا سوچنا میرا آپ کے اور اس کے سوا کوئی نہیں! انشال اس کے لب چومتا ہوا اس کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ٹوٹے لہجے میں بولا تھا۔ کچھ دیر سونا چاہتا ہوں ورنہ میرا دماغ پھٹ جائے گا میں آپکو کم از کم اس عمر میں تو بیوہ نہیں بنانا چاہتا۔۔۔۔۔ اللہ نا کرے تمہیں کچھ ہو میں اسے اکیلے کیسے سنبھالوں گی خان!!

منہان انشال کی گردن میں منہ چھپائے مزید بولا جب انشال
نے دہلتے ہوئے اس کی بات کاٹ دی۔

دور رہیں گی تو میں اب مر ہی جاؤں گا احد کی خیر سے
شادی ہو جائے تو ہم دونوں باہر کسی دوسرے ملک شفٹ
ہو جائیں گے!! منہان خانزادہ اس کے اوپر سوار انشال کی
گردن میں اپنا منہ پوری طرح گھسیڑے سکون سے
آنکھیں موندھ گیا۔ انشال کے ہاتھ اس کے گرد خود بخود
لیپٹ گئے۔

کس ملک جانا پسند کریں گی آپ؟؟ وہ اس کی گردن چوم
رہا تھا۔ جہاں تم چاہو!! انشال اس کے بالوں پر لب رکھ
رہی تھی۔ سکون ہیں میرا آپ منہان خانزادہ ہر جہاں میں
اپنی انشال خان کا طلبگار رہے گا۔۔۔

ہاں جی بیوی ابھی تک رونا ختم نہیں ہوا آپ کا؟ خود ہی
شکوے کرتی ہو ٹائم نہیں دیتا تمہیں جب ٹائم دینے پر آتا
ہوں تو تمہارا رونا نکل رہا ہوتا ہے! بہرام خانزادہ اپنے
ہاتھ میں گرم دودھ اور خشک میوہ جات کی ٹرے

کیڑے اپنے روم میں انٹر ہوا تھا جب شانزے خان کو ابھی تک سو سوں کرتے دیکھتا شرارتی سے لہجے میں بولا تھا۔ وہ احد خانزادہ کو اچھی طرح تپا کر بے حد مطمئن تھا یوں جیسے اس کا ڈھیروں خون بڑھ گیا ہو بہرام خانزادہ کے پسندیدہ مشغلوں میں سے ایک کیپٹن احد خانزادہ کا ریمانڈ لگانا تھا جو وہ کسی بھی وقت لگانا خود پر جیسے فرض سمجھتا تھا بھائی کو تپانے کے بعد اب وہ اسکی بہن کو لال پیلا کرنے کے موڈ میں تھا۔

آپ مجھ سے بات مت کریں آپ کو بس ایک ہی کام آتا ہے بہرام!! شانزے بے رحمی سے اپنی شہد آنکھیں رگڑ کر بولی تھی۔ بیوی ہوتی ہی اسی ایک کام کے لئے ہے ہر وقت اس میں گھسے رہو زندگی حسین ہے بیوی کے ہونے سے!! بہرام خانزادہ ٹرے سائڈ ٹیبل پر رکھتا شانزے کو ٹھوڑی سے پکڑ کر اسکی شہد آنکھوں میں جھانک کر بولا۔

نہیں جی بیوی صرف اس ایک کام کے لئے نہیں ہوتی غلط ہیں آپ!! شانزے نے اس کا ہاتھ دور کیا تھا۔ مجھے تو ایک ہی کام آتا ہے تمہاری لیے بنا میں نہیں رہ سکتا۔!!

بہرام خانزادہ نے ذو معنی بات پر شانزے خان لال ہوئی۔
 چُمی کی بات کر رہا ہوں کہ میں تمہاری چُمی لیے بنا نہیں
 رہ سکتا اپنا دماغ کم چلاؤ لال ہو کر ناں دکھاؤ!! بہرام
 خانزادہ شانزے کے سرخ لبوں پر اپنا انگوٹھا پھیرتا بھاری
 آواز میں بولا تھا اس کا لہجہ مخمور تھا شانزے نے اپنی
 نظریں جھکا لی وہ بہت تیز تھا لمحوں میں باتوں کا مطلب
 ہی تبدیل کر دیتا تھا۔

یہ لو گرم دودھ پی لو اور یہ ڈرائی فروٹس بھی کھا لو!!
وہ شانزے کے کان کے قریب جھکا۔ تاکہ پورا پورا
لے سکوں! اسے آنکھ ونک کر کے گھمبیر سرگوشی کرتا
شانزے کی جانب دیکھنے لگا۔ درد ہوتا ہے بہت آپ میرا
بالکل خیال نہیں کرتے ہیں اتنی زور سے۔۔۔۔۔ تم نرمی
چاہتی ہوتی تو مجھے پہلی رات ہی بتا دیتی جب سے
شادی ہوئی ہے کوئی ایک ایسی رات نہیں جب تم نے
مجھے ٹوکا ہو خود سے دور ہٹ جانے کا بولا ہو تم درد
درد کرتی ہو آہستہ آہستہ کے نعرے لگاتی ہو مگر کبھی یہ
نہیں کہتی ہٹ جاؤں تم سے دور باہر نکال دوں پینس اور
تمہیں پتہ ہے کیوں تم ایسے نہیں بولتی؟؟ وہ اس کی
تھوڑی بھینچے اسکے منہ پر پورا جھک گیا شانزے
اسکی جانب دیکھنے لگی جیسے جاننا چاہ رہی ہو وہ اسے

شدید تکلیف میں بھی خود سے دور ہٹ جانے کو آخر
کیوں نہیں کہتی۔

کیونکہ تم میری وحشتوں کی اتنی عادی ہو گئی ہو کہ
میری بے رحم قربت میں چھپی لذت تمہیں پوری طرح نا
ملے تو تم غصہ ہونے لگتی ہو خود سے دور مجھے تم
برداشت نہیں کر پاتی تم چاہتی ہو میں ہر وقت تم پر قابض
رہوں مان کیوں نہیں لیتی آخر تمہیں عشق ہے میری
دیوانگی سے اس جنون سے جس کے لئے بیوی تڑپتی ہے
وہ سب میں تمہیں تمہارے مانگے بغیر ہی دے دیتا ہوں!
بہرام خاندان کے انکشاف پر شانزے اپنی نظریں جھکا لی
تھی وہ سچ کہہ رہا تھا شہد آنکھوں کا ہر ایک جذبہ وہ
محسوس کر جاتا تھا۔

تم روتی ہو کیونکہ تم جتنی نازک ہو میں اتنا ہی سخت جان
ہوں اور تمہاری برداشت سے بڑھ کر اپنا حق وصول کرتا
ہوں مگر میرے جذبات تم میں سماء جانے کے بعد اتنے
بے لگام ہو جاتے ہیں کہ میں تم میں گھسنے کے بعد باہر
نکلنا ہی نہیں چاہتا تم پر میرا حق ہے اور میں بہت شدت
پسند ہوں تمہارے معاملے میں اس لئے اب نخرے دکھانے
کی بجائے دودھ کا گلاس ختم کرو اور واشروم میں آجاؤ آج
میں۔۔۔۔۔ میں نہیں آؤں گی واشروم بہرام آپ۔۔۔۔۔ میری پیاری

نازک جان شوہر نخریلی بیوی کے نخرے نہیں ٹانگیں
اٹھاتے ہیں یہ بات بھولا نہیں کرو پھر میں جب یاد دلانے
پر آتا ہوں تو تمہاری جان جا رہی ہوتی ہے واشروم میں
آجاؤ دس منٹ تک! شانزے کی گھبراہٹ دیکھ کر بہرام
خانزادہ مزید چوڑا ہو رہا تھا۔

نہیں کرنا وہاں پلیز۔۔۔۔۔ ہم اوکے پھر کہی اور کر لیں گے تم
بس کروانے والی بنو!! بہرام خانزادہ اس سے پیچھے ہوتا
روم کا ٹمپریچر سیٹ کرنے لگا جبکہ شانزے کانپتی ہوئی
دودھ کا گلاس ختم کرتی ڈرائی فروٹس کھانے لگی
جو بہرام خانزادہ کی جان دار قربت کا سوچ کر ہی اس کے
حلق میں پھنسنے لگے۔

بہرام خانزادہ کی جسامت پہلے سے زیادہ طاقتور ہو گئی
تھی اس کی باڈی کے پھولے مسلز براڈ شولڈرز شانزے کا
حلق خشک کر رہے تھے۔ ٹھیک سے کھاؤ پیاری جانم
فرصت سے تارنے کا موقع دوں گا!! بہرام خانزادہ
شانزے کی نظروں کی تپش محسوس کرتا بہکے لہجے
میں بولا تھا وہ رُخ موڑے کھڑا تھا مگر شانزے کے ایک
ایک ایکٹ سے واضح تھا۔

بہرام خانزادہ اپنی ہڈی ریموو کرتا اپنے سیاہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا صوفے پر نیم دراز ہونے والے اسٹائل میں پھیل کر بیٹھ گیا۔ اس کی لمبی ٹانگیں اور بے باک سا بیٹھنے کا انداز شانزے کو نظریں چرانے پر مجبور کر گیا تھا۔

میں آپ کو نہیں دیکھ رہی تھی اور اب مزید نہیں کھایا جا رہا یہ مجھ سے! شانزے ٹرے سائنڈ ٹیبل پر رکھتی خود پر کمفرٹر درست کر گئی تھی۔ اس کی ٹانگیں لرز رہی تھی بہرام کی سختی ابھی تک خود میں اترتی محسوس کر رہی تھی وہ چار گھنٹے وقفے وقفے سے اسکی جان ہلکان کرتا رہا تھا ابھی آدھا گھنٹہ بھی نہیں گزرا تھا جب اس کا موڈ پھر سے شانزے کی چیخیں نکلوانے کا ہو گیا تھا۔

بہرام صوفے پر بیٹھا مسلسل اپنا ایک پاؤں ہلا رہا تھا اس کے دیکھنے کا انداز ہی اتنا تپش زدہ تھا کہ شانزے گردن تک کمفرٹر اوڑھ گئی تھی بیوی سب کچھ بہت تفصیل سے دیکھ چکا ہوں میں اب کیا چھپا رہی ہو؟ بہرام خانزادہ شانزے کو خود سے گھبراتے دیکھ کر گہرا مسکرا کر

بولا تھا۔

کیا میں تھوڑی دیر کے لئے سو جاؤں؟ مجھے کچھ دیر آرام کرنا ہے کمر میں درد ہو رہا ہے ٹانگیں بھی دکھ رہی ہیں میری بیٹھا نہیں جا رہا بہرام۔ شانزے روہانسی ہو کر بولی تھی اسے اپنی کمر میں واقعی بہت تکلیف ہو رہی تھی وہ اس کی قربت سے ہمیشہ کی طرح خوف کھا رہی تھی۔

پسندیدہ عورت مرد کو حاصل ہو جائے تو کمر میں درد ہونا ٹانگیں دکھنا اور بیڈ کا ٹوٹنا بالکل عام سی بات ہے میری جاننا۔!! بہرام خانزادہ کی نظروں میں شانزے کے ساتھ گزاری گئی پہلی رات آئی تھی جب وہ شدت پسندی کا اتنی گہرائی سے مظاہرہ کر رہا تھا کہ بیڈ ہی ٹوٹ گیا تھا۔

شانزے کانوں کی لوؤں تک سرخ ہو گئی تھی اسکے جسم کا انگ انگ دھک اٹھا تھا۔ بہرام خانزادہ کی مسکراہٹ میں بے باکی گھلی تھی وہ اسے لو دیتی نظروں سے دیکھ رہا تھا یوں جیسے آنکھوں سے ہی اسکے وجود میں اتر گیا ہو۔

تین ماہ تو ہو گئے ہیں مجھے جھیلتے ہوئے شانزے خان
ابھی تک عادی کیوں نہیں ہوئی ہو تم اس کی؟ بہرام خانزادہ
صوفے سے کھڑا ہوتا اپنا ٹراؤزر ریموو کر کے واپس
بیٹھ گیا وہ اب صرف شارٹس میں ملبوس تھا۔

آپ۔۔آپ۔۔بے رحم ہیں میرا خیال ہی نہیں آپ کو بہرام!
شانزے تھوک نگلتی ہوئی بولی تھی بہرام کے پینس کی
ایریکشن اسے شارٹس میں ابھرتی نظر آرہی تھی اس کا
پینس اتنا تھک تھا کہ شانزے ہر قربت کے بعد چلنے میں
بھی تکلیف محسوس کرتی تھی اس کی پوری وجائے سوج
جاتی تھی وہ اتنا شدت پسند ہو کر اس میں سرانیت کیا کرتا
تھا۔

اس چیز میں میں کبھی بھی پولائیٹ نہیں ہو سکتا تمہارا
نشہ ہی ایسا ہے جتنا سیراب ہونا چاہوں تم اتنا ہی پیاسا بنا
دیتی ہو!! بہرام خانزادہ اسے شارپ نظروں سے دیکھتا
اپنے پاس آنے کا اشارہ کرنے لگا۔

پلیز بہرام کچھ دیر آرام۔۔۔۔۔جتنے نخرے دکھاؤ گی اتنی

چیخیں نکلواؤں گا میں اگر خود تمہارے پاس آگیا تو معاملہ
جان لیوہ ہو جائے گا!! شانزے بہرام خاندادہ سے بچنے
کی ناممکن کوشش کرتی جب وہ اسے سخت لہجے میں
رعب سے کہتا اپنے ماتھے پر شکن ڈالے بولا۔

بات نہیں کرنا مجھ سے بالکل بھی اپنا مطلب پورا کرنا
ہوتا ہے بس!! شانزے غصے سے خود پر سے کمفرٹر
ہٹاتی ناراضگی بھرے انداز میں کہتی بیڈ سے اترتی بہرام
خاندادہ کی جانب بڑھی تھی۔ وہ اس کی اوور سائز شرٹ
میں ملبوس تھی جو اسے گٹھنوں تک آرہی تھی۔

مطلب پورا کرنے کے بعد بات کر لوں گا جانم پہلے
جھٹکے میں ہی ساری ادائیں نکال دوں گا اور یہ آج
نخرے کس بات کے آرہے ہیں ہاتھ سے کام چلانا شروع
کر دوں کیا؟ بہرام خاندادہ صوفے سے کھڑا ہوتا شانزے
کے بالوں کو گدی سے جکڑ کر اس پر جھکتا طیش سے
بولا تھا۔

آپ کا دل آخر بھر کیوں نہیں جاتا؟؟ شانزے اسے غصے
میں آتے دیکھتی سہم کر بولی تھی قربت سے پہلے غصہ

آجائے تو بہرام اسے رولائے بغیر پیچھے نہیں ہٹتا تھا۔
جب جب قریب آیا ہوں تم نے مجھے تب تب طیش دلایا ہے
اسے کاٹ ڈالوں کیا؟؟؟ بہرام نے شانزے کو دیوار سے لگا
کر اس کی گردن فرنٹ سے جکڑ لی تھی۔

آپ کو مجھ پر اس وقت بھی صرف غصہ کرنا ہی آتا ہے
کبھی پیار سے پیش آئے ہیں آپ میرے ساتھ کبھی خود کو
مجھے محسوس کرنے دیا ہے جب بھی ہمارا ملن ہوا ہے
میں صرف روئی ہی ہوں آفیسر بہرام صاحب آپ میرے
ساتھ ایک مجرم کی طرح پیش آتے ہیں بیوی نہیں
سمجھتے!!! شانزے بہرام خانزادہ کے گلے میں لٹکتی
پلاٹینم چین اپنے دونوں ہاتھوں میں جکڑ کر اسے خود پر
پوری طرح جھکاتی بہرام کے انداز میں ہی غصے سے
بولی تھی۔

اتنی بکواس کرو جتنا بعد میں لے سکو تم ہمیشہ یہی کرتی
ہو مجھے طیش سے پاگل بنا دیتی ہو تاکہ جنگلی وحشی
بن کر تم پر چڑھ جاؤں تمہیں پیار سے چاہیے ہوا تو یہ
سرخ ہونٹ جیسے ابھی حرکت کر رہے ہیں بہت پہلے
مجھے تمہاری لمٹ بتا دیتے بیوی! بہرام شانزے کے لبوں

پر ٹوٹ پڑھا تھا وہ اسے کم از کم اپنی قربت کے دوران
پرنسس ٹریٹمنٹ نہیں دے سکتا تھا اس نے اپنے بھائیوں کا
حال دیکھ لیا تھا تینوں کو کس طرح ان کی بیویوں نے
نچایا ہوا تھا۔

بہرام خانزادہ شانزے کے لبوں کو اپنے دانتوں میں لے کر
چبا رہا تھا صرف اسے پگھلانے کے لئے ورنا وہ اب اس
کے لبوں پر کم ہی ظلم ڈھایا کرتا تھا۔ شانزے طیش سے
بہرام کے بالائی لب پر چک کاتتی اپنے لب اس سے آزاد
کروا چکی تھی۔

بہرام خانزادہ شانزے کے ایکٹ پر پوری طرح ٹرن آن ہو
گیا تھا وہ اسے اوپر کی جانب اٹھا کر اس کی ٹانگیں اپنی
کمر کے گرد باندھتا پوری طرح دیوار میں گھساتے اس
کی گردن پر جھک گیا تھا اور اپنے لمس کی سختی اس
کی گردن پر اتارنے لگا۔

شانزے خان بہرام خانزادہ کو شولڈرز سے تھامے اپنے
لمبے نیلز سے اس پر وار کر رہی تھی۔ جب گھسوں گا ناں
تم میں اس وقت روئی تو پھر دیکھنا آج تم مجھ سے بچ کر

دکھاؤ ترسا ترسا کر دیتی ہو ناں ادھیڑتا ہوں تمہارے
بخیے میں آج اچھی طرح!! بہرام خانزادہ اس کی گردن پر
نشان بنا کر ایک بار پھر اس کے ہونٹوں کو اپنے قبضے
میں لے گیا اس کے جذبات آگ کی مانند بھڑک رہے تھے۔
شانزے اس سے ڈر رہی تھی مگر آج وہ بہرام خانزادہ کا
جم کر مقابلہ کرنا چاہتی تھی۔ ظالم شوہر ہیں آپ آج اپنی
من مانی کر لیں پھر میں آپ کے ہاتھ نہیں آنے والی!!
شانزے جنگلی بلی بنی بہرام کی گردن اپنے نیلز سے
کھروچ چکی تھی۔ شانزے کی دھمکی پر بہرام خانزادہ
اسے گھور کر دیکھتا اسکی جان نکالنے کے لئے واشروم
کا رخ کر گیا۔ اب تم مجھ سے بچ کر دکھاؤ بیوی۔

بہرام خانزادہ شانزے کی دھمکی پر اسے طیش سے گھور
کر دیکھتا اسکی جان نکالنے کے لئے واشروم کا رخ کر
گیا۔ وہ اسے اپنی پناہوں سے آزادی بخشنے کے موڈ میں
ہرگز ناں تھا۔

اب تم مجھ سے بچ کر دکھاؤ بیوی بہت شوق ہے ناں مجھ
سے دور جانے کا تمہیں چلنے کے قابل چھوڑوں کا تو
مجھ سے دور جاؤ گی ناں!! وہ شانزے کو خود سے شدت

پسندی سے لپٹائے واشروم کی جانب قدم بڑھانے لگا۔

شانزے کو بہرام خانزادہ کے ساتھ واشروم جانے میں اتنا خوف آتا تھا کہ وہ اپنی ٹانگوں پر کھڑی نہیں ہو پاتی تھی وہ اس کی گود سے اترنے کی کوشش کرتی شہد آنکھوں میں آنسو لئے اسے دیکھنے لگی اس کے مزاحمت کرنے پر بہرام خانزادہ نے اس کے گرد اپنا حصار مزید تنگ کر دیا۔

آپ کو میں کوئی بے جان چیز لگتی ہوں ناں بہرام؟؟
شانزے اس کی سخت گرفت سے اپنا جسم ٹوٹتا ہوا محسوس کرتی شکوہ کناں لہجے میں بولی۔ تم چیز نہیں میری بیوی ہو جس میں میری جان بستی ہے اپنا زیادہ دماغ ناں چلاؤ یار شانزے میرا موڈ خراب ناں کرو ابھی فالتو بکواس کر کے تم جانتی ہو میں تم سے دور نہیں رہ پاتا ہاں تھوڑا سخت مزاج ہوں مگر کیا تمہیں مزا نہیں دیتا؟؟ میرا تم سے حق لینا تمہارے پاس آنا کیا تمہیں ناگوار گزرتا ہے؟ اب میں اس طرح کے ڈائلاگز تو نہیں بولوں گا نا تم سے شادی ہی اس لئے کی ہے تاکہ تم میں گھسا رہوں صبح شام!! بہرام خانزادہ واشروم کے دروازے

کو کھول کر وہی کھڑا ہوتا شانزے کی جانب دیکھ کر
جواباً بولا وہ کبھی بھی سدھر نہیں سکتا تھا۔

شانزے نے ایک نظر واشروم کے اندرونی جانب دیکھا
جہاں مدہم روشنی کے ساتھ کینڈل جل رہی تھی سیاہ ٹائلز
سے بنا اسٹائلش واشروم بہرام کی شدتوں کا گواہ بننے جا
رہا تھا۔ کونسا ایسا کونا تھا جہاں اس نے اب شانزے کی
جان بخشی تھی۔



بہرام خانزادہ پہلے سے ہی سارا انتظام کر چکا تھا وہ کافی موڈ میں تھا شانزے نے منہ پھلائے اس کی جانب دیکھا وہ اسے آنکھ ونک کرتا اندر داخل ہو گیا۔

تم شاور لے لو بیوی!! وہ شانزے کو روف شاور کے نیچے کھڑا کرتا اسکے ماتھے پر چوم کر بولا۔ شانزے خان واشروم میں رومانس کرنے سے حد سے زیادہ گھبراتی تھی مگر بہرام خانزادہ کا خود سے دور جانا بھی اسے گوارا نہیں ہوتا تھا یہ بات آج بہرام خانزادہ اس پر ثابت کرنے والا تھا کہ اس کی بیوی اس کی بے رحم قربت کے لئے مچلتی ہے۔

شانزے نے حیرت سے بہرام خانزادہ کی جانب دیکھا تھا اس سے دور ہٹ جانا وہ بھی واشروم میں کیا یہ ممکن تھا؟ بہرام آپ۔۔۔۔۔ یار میں تمہیں وشروں صرف شاور لینے کے لئے لایا تھا تم خود ہی ہر وقت کچھ اور لینے کے لئے مچلتی ہو تو اب اس میں میرا کیا قصور ہے ہر وقت تمہارے اندر تھوڑی ڈال کر رکھوں گا!! بہرام خانزادہ شانزے سے اپنا رُخ موڑے وینٹی کی جانب بڑھ گیا اس کا

انداز شانزے پر کپکپی طاری کر گیا تھا۔

کیا بہرام مجھ سے خفا ہو گئے؟؟ شانزے دل میں سوچتی
خود پر لعنت بھیج رہی تھی کیا وہ اسے ہرٹ کر گئی تھی
اس لئے وہ اس سے دور ہو گیا تھا؟؟ وہ پریشان سی اس
کی بیک کو دیکھنے لگی۔

تمہیں میں نے کبھی بے جان نہیں سمجھا تم میں میری جان
ہے یہ کبھی ناں بھولنا میں نے ایک عرصہ گزارا ہے
تمہاری آرزو میں بہت تڑپا ہوں تمہارے لئے دن یار مچلا
ہوں اور میری ہر تڑپ کا گواہ اللہ ہے اور رومی بھی!!
بہرام خاندان شانزے کے لئے شاور جیل نکالتا ہوا تھوڑی
دیر پہلے کیے شانزے کے شکوے کا سیریس انداز میں
جواب دے رہا تھا وہ ٹھکرائے جانے پر اتنا زیادہ تڑپا تھا
کہ اب جب اسے شانزے خان حاصل ہو چکی تھی تو وہ
بے قابو ہو کر اس کی روح پر قابض ہوتا تھا اور یہ بات
بالکل سچ تھی وہ شانزے سے اس حد تک عشق کرتا تھا
کہ ہر حد توڑ چکا تھا وہ اس کے جسم کا حصہ بن کر اس
سے جدا ہونا اپنی تڑپ کی وجہ سے ہی بھول جایا کرتا
تھا۔

شانزے جو دھڑکتے دل سے بہرام خانزادہ کی بات سن
رہی تھی وہ اس کے منہ سے روبی کا نام سن کر سر تا
پاؤں غصے سے دھکی تھی۔ وہ جنونی مرد اس کا تھا
صرف اس نے کسی اور عورت کا نام بھی کیسے لیا
آخر؟؟

بہرام خانزادہ اپنے ہاتھ میں شاور جیل پکڑے شانزے کے
پاس آکر رکا ہی تھا جب غصے سے پاگل ہوتی شانزے
نے وہ شاور جیل کی بوتل بہرام خانزادہ کے ہاتھ سے
چھین کر دروازے پر دے ماری تھی وہ بہرام خانزادہ کی
گلے میں لٹکتی پلاٹینم چین بے رحمی سے کھینچ کر اسے
خود پر جھکاتی شاور آن کر چکی تھی ٹھنڈا پانی ان دونوں
کو بھیگونے لگا تھا۔ بہرام تو اس کے ایکٹس دیکھ رہا تھا
وہ اچانک بیپھڑی شیرنی بن گئی تھی۔

نام بھی کیسے لیا اپنی اس عاشق کا میرے سامنے؟ وہ
بے حد غصے سے بہرام خانزادہ کے سینے پر زور سے
دانت گاڑھ گئی تھی۔ بہرام نے اپنا نچلا لب دانتوں تلے دبا
کر اپنی کراہ روکی تھی شانزے بہت بے رحمی کا مظاہرہ

کر رہی تھی۔ وہ دونوں ہی شاور کے پانی سے بالکل بھیگ گئے تھے شانزے کے مخملی جسم سے لپٹی بہرام خانزادہ کی شرٹ گیلی ہونے کے باعث اس کے نازک جسم سے چپک گئی تھی منظر قیامت خیز بن گیا تھا شانزے جانتی ہی ناں تھی کس بیسٹ کو وہ اپنے اس ایکٹ سے جگا گئی ہے۔

بہرام خانزادہ اس کے بھیگے بالوں کو گدی سے پکڑتا اسے خود سے دور کر کے گلاس وال کے ساتھ لگا تھا۔ شانزے غصے سے لال ہوتی پھولی سانسیں بھرتی بہرام خانزادہ کی جانب دیکھنے لگی۔ وہ اتنی زیادہ جیلسی فیل کر رہی تھی کہ اس کا جسم دھکتا انگارہ بن گیا تھا۔

کیا ہو گیا ہے تم پاگل ہو گئی ہو کیا؟؟؟ کس وجہ سے بات بات کر جنگلی بلی بن رہی ہو؟؟ کبھی نیلز سے وار کر رہی ہو کبھی دانتوں سے میں نے اپنا ہتھیار ڈالا ناں تمہارے اندر تو چیخیں نکل جائیں گی!! بہرام خانزادہ اپنے سینے اور گردن کی جانب اشارہ کرتے بے باکی سے بولا۔

آپکی ہمت کیسے ہوئی اپنی معشوقہ۔۔۔۔۔ کیا بکواس کر رہی

ہو کچھ بھی بولتی جا رہی ہو میں تو عام بات کر رہا تھا
اس طرح اوور ری ایکٹ کرنے کی کیا ضرورت-----یہ
ہونٹ میرے ہیں بہرام خانزادہ ان سے نکلنے والا ہر ایک
لفظ میرے بارے میں ہونا چاہیے یہ کسی اور لڑکی کا نام
لیں تو سزا کے حقدار ٹھہرتے ہیں!! وہ اپنے پاؤں اونچے
کر کے بہرام خانزادہ تک پہنچنے کی کوشش کرتی اسے
مزید خود پر جھکا کر اس کے عنابی ہونٹوں کو اپنے
دانتوں میں لے کر چبانے کی کوشش کر رہی تھی۔ بہرام
خانزادہ اسے کمر سے پکڑ کر خود میں زور سے بھینچتا
زمین سے اوپر اٹھا کر اپنے ہونٹ اس کے آگے پوری
طرح پیش کر گیا۔

شانزے زخمی شیرنی کی مانند بہرام خانزادہ پر اپنا غصہ
نکالتی کبھی اس کا بلائی لب تو کبھی نچلا لب کاٹ رہی
تھی بہرام خانزادہ دم بخود سا شانزے کا ایکٹ ملاحظہ
فرما رہا تھا وہ جیلیسی میں جنگلی بلی ہی تو بن گئی تھی۔

آئندہ ان لبوں سے کسی غیر عورت کا نام ادا ہوا تو یاد
رکھنا چھوڑ کر چلی جاؤں گی آپکو ہمیشہ کے لیے!
شانزے خان اس سے دور ہوتی شدید جیلس انداز میں بولی

تھی۔ بہرام اس کی دھمکی سن کر اپنے ماتھے پر شکن
لئے اسے دیکھنے لگا وہ شانزے سے بالکل دور ہو گیا
تھا۔

چھوڑ کر جاؤ گی تم مجھے؟؟ وہ وحشت زدہ سے انداز
میں بولا۔ ہاں چلی جاؤں گی! شانزے بھی غصے سے
بولی۔ سارے کس بل نکال دوں گا یہ خیال دوبارہ تمہارے
دماغ میں آیا تو!! میرا دماغ خراب کرنے کی ضرورت
نہیں ہے تم مجھے اس وقت اتنی جلتی ہوئی نظر آؤ جب
میری پھیکی بے لطف قربت تمہیں ملے میری بے رحمی
میرے عشق کی انتہا ہے جس دن تمہیں نزاکت سے
چھونے لگ گیا تو سمجھ جانا عشق اپنی انتہا کھو چکا ہے
جلدی سے شاور لے کر باہر آؤ ناشتہ کرنے جانا ہے
نیچے خانم بی انتظار کر رہی ہیں! بہرام خانزادہ کے دماغ
کی طنابیں طیش سے گھوم گئی تھی۔

بہرام خانزادہ باہر جانے کے لئے مڑا ہی تھا جب اپنے
جسم کو دھکاتے گہرے جذبات سے دیوانی ہوتی شانزے
نے اس کا بازو پکڑ لیا۔ بہرام نے مڑتے ہوئے اسے سر تا
پاؤں گہری نظروں سے دیکھا۔ مجھے آج آپ کی وہ

بے رحمی دیکھنی ہے جو مجھے بری طرح رولا دے بلند
سسکیاں بھرنے پر مجبور کر دے بہرام خانزادہ آج مجھ پر
رحم نہیں کھانا آپ نے! شانزے خان جلن کی آگ میں اس
حد تک جھلس رہی تھی کہ اپنی موت کو خود ہی دعوت
دینے لگی۔

نہیں آج میرا موڈ نہیں تمہیں رلانے کا تم شاور لو اور باہر
آؤ آخر میں سارا الزام مجھ پر ڈال دیتی ہو پھر!! بہرام
خانزادہ جو خود بھی شانزے کے لئے مچل رہا تھا وہ اسے
اور خود کو مزید تڑپانے لگا۔ دونوں کے جذبات طوفانی
ہو رہے ہیں آج وہ شانزے کے منہ سے وہ اقرار سننا چاہتا
تھا جو وہ اس کی سخت قربت کے حصول کے بعد کرنے
سے کتراتے تھے۔

بہرام آپ مجھے انکار کر رہے ہیں؟ اپنا حق نہیں لینا آپ
نے؟؟ شانزے اس کا ہاتھ چھوڑتی اپنے جسم کے چپکی
شرٹ کے اگلے دو بٹن کھول کر اسے اپنے ایک شولڈر
سے اتارتی گلاس وال پر ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی اس
کی ادائیں قاتلانہ تھی وہ بہرام خانزادہ کو زیر کرنا چاہ
رہی تھی مگر وہ جانتی نہیں تھی بہرام اس کی حالت

خراب کرنے والا تھا۔

شانزے خان کے مخملی وجود کے بھیگے انگ نازک
بہرام خانزادہ کو بہکا رہے تھے شانزے کا گلداز مومی
جسم بھرا بھرا سراپا بہرام خانزادہ کی لہو مائل سیاہ
آنکھیں خماری کی لالی سے مزید لال کر گیا۔ وہ بہکے قدم
اٹھاتا شانزے کے قریب جانے لگا اتنا قریب کہ وہ چاہ کر
بھی اس سے فرار حاصل نا کر سکے۔

بہرام کو بہکے قدم اٹھا کر اپنے طرف آتے دیکھ کر
شانزے کا جسم وائبریٹ ہونے لگا مگر جلن رقابت
اسے بہرام کی بے رحم قربت کے لئے تڑپا رہی تھی وہ آج
خود بھی چاہتی تھی وہ اس پر بے رحمی سے برسے۔۔۔

بہرام خانزادہ نے اپنا ایک ہاتھ شانزے کے پاس گلاس وال
پر رکھا پھر اس کی کمر کو زور سے اپنے ہاتھ کی مٹھی
میں بھینچا اور جھٹکا دیتے ہوئے اسے زمین سے ذرا سا
اوپر اٹھاتے جھکتے ہوئے اسے اپنے اتنے قریب کر لیا کہ
شانزے کے لب اس لبوں سے ملنے لگے۔

بہکے ہوئے کو مزید نہیں بہکاتے جان من ورنا جھٹکے
اتنے جان دار ملتے ہیں کہ روح فناء ہو جاتی ہے مجھے
بہکا رہی ہو تم جو تمہیں دیکھ کر تمہارے اندر گھس
جانے کو مرتا ہے تمہیں ایک نظر دیکھ کر ہی میرا سب
کچھ کھڑا ہو جاتا ہے کیا مجھے ان اداؤں سے بہکانے کی
ضرورت تھی؟ وہ شانزے کے برہنگم شولڈر پر زور سے
اپنے دانت گاڑھ کر اس کے بالوں کو اپنے ہاتھ کی مٹھی
میں پکڑ کر کھینچتے خمار آلود لہجے میں بولا۔

سس۔۔۔شانزے کے لبوں سے سسکی نکلی تھی بہرام کے
دانتوں کا وار اسے لرزا گیا تھا۔ بہرام خانزادہ کا پینس
شانزے کی وجائنه کو چیر دینے کے لئے بے چین ہو رہا
تھا شارٹس میں پینس کی بڑھتی اریکشن بہرام کو اریٹیٹ
کرنے لگی تھی مگر وہ شانزے کو ابھی مزید تڑپانا چاہتا
تھا۔

مان لو تم تڑپ رہی ہو میرے لئے اپنی گہرائی میں
مجھے محسوس کرنے کے لئے مچل رہی ہو!! بہرام اس کے
بالوں کو مزید زور سے بھینچے اپنے وجود میں پھیلتی
بے چینی سے طیش میں آتے بولا۔ وہ اتنا پاگل ہو گیا تھا کہ
شانزے کے قریب جانا اب حماقت تھی۔

میں آپ کو پانے کے لئے واقعی مچل رہی ہوں!! شانزے اپنا ہاتھ بہرام خانزادہ کے شارٹس کے اوپر سے پینس پر رکھتی اس کے ہاتھ کی گرفت اپنے بالوں پر ڈھیلی ہوتی محسوس کرتی اس کے کان کے قریب جھک کر بولی تھی۔

بہرام کا شانزے کے بالوں میں الجھا ہوا ہاتھ واپس سے اسکی کمر سے لپٹا تھا وہ شانزے سے اس حد تک بے باکی ایکسپیکٹ نہیں کر رہا تھا۔ شانزے اپنا نازک ہاتھ بہرام خانزادہ کے جذبات میں طغیانی برپا کرنے کے بعد اس کے پینس سے ہٹا کر بازو پر رکھ لیا تھا وہ اپنا دوسرا ہاتھ اس کے سینے پر اپنے دانتوں کے نشان پر پھیرنے لگی۔

بہرام خانزادہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا وہ اس کے ساتھ کونسا گیم کھیل رہی تھی وہ اسے آگ کی بھٹی بنا کر خود سے دور کر کے اپنے لئے ترسانے والی تھی اس بات کی گواہی اس کا لرزتا جسم دے گیا تھا بہرام خانزادہ کو مگر شانزے خان کہاں جانتی تھی وہ شیر کے منہ میں ہاتھ ڈال گئی تھی کھلاڑی سے کھیل کھیلنا ناممکنات میں سے

ہے! بہرام خانزادہ اسکے ارادے بھانپ گیا تھا وہ شانزے
کو آج کھلی چھوٹ دے کر اپنے قابو میں کرنے والا تھا وہ
بھی شدید بے رحمی سے!! وہ اپنا وجود ڈھیلا چھوڑ کر
شانزے کو اپنے لب سونپ گیا۔

شانزے اپنی گردن اوپر کو اٹھائے اسے اپنے نرم لبوں کی
نرمی سے مزید بہکانے لگی اس کے نازک لب بہرام کے
عنابی لبوں پر اپنا گیلا لمس چھوڑنے لگے۔



بہرام خانزادہ کا جسم انگارے کی مانند سلگنے لگا وہ اس

بیٹھی شیرنی کو سہمی ہرنی آج بڑی ہی بے رحمی
سے بنائے والا تھا۔ اس کا پینس شارٹس سے آزاد ہونے کی
جستجو کرنے لگا بہرام خانزادہ شانزے کا ہاتھ اپنے
شارٹس پر رکھ کر اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں ریمو
کرنے کا اشارہ کرتا اپنی زبان اس کے منہ میں گھول گیا۔
شانزے خان شرم سے انار ہوتی اس کا شارٹس اپنے نازک
ہاتھوں سے اتارنے کے بعد بہرام اور اپنے بیچ میں ذرا
فاصلہ بنا کر اس کی زبان سک کرنے لگی جب بہرام
خانزادہ نے اس کی کمر کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بھینچ
کر اپنے وجود کے ساتھ سختی سے مس کیا۔ شانزے
گرنے کے ڈر سے اپنا ہاتھ گلاس وال پر رکھ گئی وہ
مسلسل بہرام خانزادہ کی زبان سک کر رہی تھی۔



بہرام اپنے آگ اگتے جذبوں سے پاگل ہو کر اپنا سختی سے کھڑا ہوتا پینس شانزے کی وجائنه پر پینٹی کے اوپر سے ہی رب کرنے لگا وہ خود کو آگے پیچھے حرکت دے کر اپنا پھولی رگوں والا پینس اس کے پینٹی میں قید پسی پر رگڑ رہا تھا۔ شانزے خود کو لک ہوتے محسوس کرنے لگی اس کے جذبات بھی اپنی عروج کو چھو رہے تھے وہ بہرام کو پانے کے لیے بے قرار ہو رہی تھی پہلے تو وہ اس کے ساتھ گیم کھیل رہی تھی مگر اب اسے خوف آنے لگا تھا بہرام کو اپنے جسم کے لیے پاگل بنا کر اسے خود سے دور کرنا حماقت تھی وہ اس پر وحشی بن کر جھپٹ

پڑھتا مگر اس کی جرت کیسے ہوئی اس عورت کا نام
بھی لینے کی جو اس کی دیوانی تھی وہ اسے سزا تو دینا
ہی چاہتی تھی۔

شانزے نے خود پر مدہوشی سے جھکے بہرام خانزادہ کو
دور جھٹکا تو وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہوا تھا شاور کا ٹھنڈا
پانی بہرام خانزادہ کو پھر سے بھیگونے لگا وہ اتنا مدہوش
ہو کر خود کو اتنا ڈھیلا چھوڑے ہوئے تھا کہ نازک وجود
شانزے اسے خود سے دور دھکیل گئی تھی۔ وہ طیش سے
بے قابو ہو کر اس پر جھپٹتا جب اس کی نازک بیوی اپنی
اداؤں سے اسے ایک بار پھر ساکت کر گئی۔ شانزے اس
کے بھیگتے سینے پر بے باکی سے اپنا ہاتھ پھیرتی اپنی
شرٹ کے تمام بٹن کھولنے لگی۔



بہرام خانزادہ نے لہو آلود سیاہ آنکھیں اسکے بھرے بھرے
مومی وجود پر گاڑھی وہ اپنی جلن میں اپنا بدلہ بہرام
خانزادہ کے انداز میں ہی اس سے لے رہی تھی اس کی
بیوی اسے جذبات کی انتہا پر پہنچا کر سزا دینے والی تھی
وہ مزید اس کا کھیلونا بننے کے لئے مچلا شانزے خان کی
یہ ادا بھی اسے ایک الگ مزہ دے رہی تھی۔

شانزے اپنے لرزتے کانپتے وجود کے ساتھ انار کی طرح
سرخ ہوتی اپنی شرٹ اتار کر دور پھینک گئی۔ یہ حرکت

کرنے میں اسے کتنی شرم آئی تھی یہ اس کا کانپتا وجود
بتا گیا تھا وہ بہرام خانزادہ سے اپنی شہد آنکھیں چُرا رہی
تھی تاکہ وہ اسکا کھیل ناں سمجھ جائے۔

بہرام خانزادہ نے شانزے کو دات دیتی نظروں سے دیکھا
تھا وہ بڑی مہارت سے اس کا تن بدن دہکا رہی تھی۔ وہ
بہرام کے قریب جاتی اس کے ساتھ لیٹ کر اس کا سینہ
چوم رہی تھی جہاں اس نے بے دردی سے کاٹا تھا وہ
بہرام کی کمر پر نرمی سے اپنے ہاتھ رکھے اس کو بہت
نراکت سے چوم رہی تھی بہرام خانزادہ اس کے بالوں میں
ہاتھ پھیر کر اسے خود میں مزید بھینچ گیا تھا شاور کا پانی
دونوں کو بھگو رہا تھا۔



بہرام خانزادہ ایک بار پھر اپنی آنکھیں موندھے شانزے
خان کا نرم گرم لمس محسوس کرتا خماری سے مدہوش ہو
رہا تھا۔ شانزے کا ہاتھ وہ اپنے سینے سے نیچے کی جانب
بڑھتا محسوس کرتا بے قراریوں کی حد ٹوٹتے محسوس کر
رہا تھا۔ شانزے اپنے پاؤں بہرام خانزادہ کے پاؤں
پر رکھتی اسکے بھیگے وجود سے اپنا مخملی نازک وجود
مس کرتی اس کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں کے
پیالے میں بھر کر اس کے بلائی لب کو شدت سے چومنے
لگی بہرام خانزادہ اسے کمر سے ہولڈ کیے خود سے مس
کر رہا تھا۔

بہرام خانزادہ کا لوہے جیسا سخت پینس شانزے کی بھیگی
پسی پر رگڑ کھا رہا تھا دونوں کے جسم ایک دوسرے میں
گھلنے کی بغاوت پر اترے ہوئے تھے۔ پینس کی تھک نیس
شانزے کی تھائیز سے ٹکرا رہی تھی بہرام خانزادہ اسے
پوری طرح پینس کی سختی سے واقف کرواتا اس کے
ہوش اڑا رہا تھا

شانزے کا شہد جیسا میٹھا لمس بہرام خانزادہ شریف بن کر
اب مزید ملاحظہ نہیں فرما سکتا تھا وہ اسے زور سے
پیس سے بھینچے اس کی گردن چومنے لگا اس کے
ہاتھوں کا سخت دھکتا لمس شانزے کی کمر کے خم سے
ہوتا بوبز پر ٹھہر گیا وہ اب پوری طرح شانزے پر جھک
کر اس کی دھڑکن کے مقام پر اپنا دھکتا لمس چھوڑتا شدت
سے چوم رہا تھا۔

شانزے بہرام خانزادہ کو خود پر جھکائے اسے کے مزید
بہکنے کا انتظار کرنے لگی۔ بہرام خانزادہ اپنے ابلتے
جذبوں سے پاگل ہو کر اس کے بوبز چوستے ہوئے مزید
نیچے کی جانب آیا جب شانزے ایک بار پھر بہرام خانزادہ

کو مکمل مدہوش ہو جانے پر خود سے دور جھٹک گئی
مگر اس بار وہ بہرام خانزادہ کو ایک انچ بھی نہیں ہلا
سکی۔ وہ مدہوش تھا مگر اسکی گرفت چٹان جیسی
مضبوط تھی۔

بہرام نے خون اتری سیاہ آنکھوں سے شانزے کو گھورنے
لگا اس کی آنکھیں بتا رہی تھی وہ آج اس پر ایک
لمحے کے لئے بھی رحم نہیں کھائے گا بہرام نے اپنی
گرفت اس کے وجود کو بھینچتے ہوئے ڈھیلی کر دی وہ
گہری سانسیں لے رہا تھا جنون سر پر سوار ہو گیا تھا۔

شانزے سہم کر بہرام خانزادہ اے پیچھے ہو گئی وہ اپنے
قدم مزید پیچھے کی جانب لینے لگی جبکہ بہرام خانزادہ
اسے کچھ اس طرح گھور رہا تھا جیسے اس کو کھا ہی
جائے گا بہرام خانزادہ اسے گھورتے ہوئے ایکدم ہی
بیپھڑے شیر کی مانند شانزے پر جھپٹا تھا۔

کیا کروانا چاہتی ہو تم اپنے ساتھ؟ تمہیں چیر دوں گا
بے رحمی سے!! میں ایک بار تم میں گھس گیا ناں تو اپنا
باہر نکالنا ناممکن بنا دوں گا اپنے لیے تڑپانے کی سزا

مجھے غلطی سے بھی دینے کی کوشش مت کرنا ورنہ
تمہارا یہ نازک جسم درد سے چُور ہو کر بکھر جائے گا
اتنا ہارڈلی فک کروں گا تمہیں کہ تم ایک کروٹ سے
دوسری کروٹ بھی بدلنے میں تکلیف سے چلاؤ گی!!
بہرام شانزے کے جبرے کو اپنے ہاتھ کی مٹھی میں
جکڑے جنونیت سے بولا تھا صبر کی طنابیں ٹوٹ گئی
تھی وہ اب شانزے کے ہوش ٹھکانے کے ارادے میں تھا
جتنا تڑپانا تھا تڑپا چکی تھی اب باری بہرام خانزادہ کی
تھی۔

شانزے نے دہلتے ہوئے بہرام کی جانب دیکھا تھا جو اپنی
تمام تر سختی سمیت اس پر ٹوٹ کر برسنے لگا تھا
شانزے کی ہوائیاں اڑھ گئی تھی وہ اسے شدید سہما گیا تھا
اس کا ہر ایک ایکٹ شانزے کا جسم لرزہ رہا تھا

بہرام خانزادہ شانزے کو دیوار پر زور سے پش کرتا اس
کو ایک ہاتھ سے گردن سے جکڑے جبکہ اس کے بوبز
کو اپنے دوسرے ہاتھ سے پکڑ کر زور سے بھینچتا نیل
منہ میں لے کر سک کر رہا تھا آج وہ بڑی ہی بے رحمی
سے اس کے نیلز کو دانتوں سے کھینچ کھینچ کر چوس

رہا تھا۔

سس۔۔۔بہرام۔۔۔آرام سے۔۔۔۔۔۔۔آہ۔۔۔آہ۔۔۔کیوں کاٹ رہے ہیں
اتنی زور سے۔۔۔آہ۔۔۔کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔۔بہرام۔۔۔!! وہ اس
قدر بے رحمی کا مظاہرہ کر رہا تھا کہ شانزے تکلیف سے
بلکنے لگی تھی مگر بہرام اس کی ایک نہیں سن رہا تھا۔

اپنے جسم کے لئے مجھے کبھی مت تڑپانا تم میری حلال
عورت ہو اپنے حق کے لئے میں تمہاری بیخ نکال
دونگا!! بہرام خانزادہ طیش سے بولتا شانزے کے پیٹ پر
جھک گیا تھا وہ اپنی دو انگلیوں کا استعمال کرتے ہوئے
اس کی گیلی و جائنہ بہت بے دردی کے ساتھ سہلا رہا تھا۔

شانزے بمشکل ہی اپنے قدموں پر کھڑی تھی اس کی
ٹانگیں بری طرح شیک کر رہی تھی۔

بہرام خانزادہ اس کے گیلے و جائنل ہول میں بے رحمی کے
ساتھ اپنی مڈل فنگر انسرت کرتا اس کے ایک پاؤں کو ران
سے پکڑ کر اوپر اٹھاتا خود نیچے زمین پر بیٹھ کر اس

کے پیٹ کے نچلے گوشت کو اپنے منہ میں لے کر
کھینچتے ہوئے سک کرتا تیزی سے اسے فنگر فک کرنے
لگا شانزے اپنی گردن پیچھے کی جانب پھینکتی بری
طرح تڑپتی ہوئی آپیں بھرتی بہرام خانزادہ کے بالوں کو
زور سے اپنے ہاتھ کی مٹھی میں بھینچتی اس کی
بے رحمی سہن کرنے لگی

وہ اپنی ہوا میں اٹھی ٹانگ بہرام کے بازو پر رکھ کر اپنے
لبوں کو دانتوں سے کاٹتی اسے کی زبان کی چبھن سے
اپنی روح فناء ہوتی محسوس کر رہی تھی بہرام خانزادہ
بے حد جنونیت کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

درد۔۔۔۔۔آہ۔۔۔۔۔درد ہو رہا ہے بہرام۔۔۔نہیں کر سکتی مزید سہن!
شانزے خان بہرام کا بڑھتا جنون اپنے نازک انگ پر
بے دردی سے بڑھتا محسوس کرتی ہچکیوں سسکیوں کے
بیچ بولی تھی۔

آئندہ میرے ساتھ کھیلنے سے پہلے ہزار بار سوچنا میں
اپنے پاگل پن پر اترا ناں تو تم جان سے جاؤ گی شانزے
خان!! بہرام خانزادہ جنونی انداز میں کہتا اس کے وجائیل

ہول سے اپنی فنگر نکال کر اپنے سینے اور مسلتا ہوا
زمین سے کھڑا ہو کر شانزے کا رخ دیوار کی جانب کرتا
اسے سوچنے سمجھنے کا موقع دیئے بنا اپنی تمام تر
طاقت کے ساتھ بڑی ہی بے رحمی سے جھٹکا دیتے ہوئے
سہمی ہرنی بنی شانزے کی گہرائی میں داخل ہوا تھا۔

آہہ۔۔۔آہ۔۔۔آہ۔۔۔!! اس نے اپنا لوہے جیسا سخت پینس بڑی
بے دردی سے شانزے کی بے حد تنگ و جائنہ میں آخر تک
پینٹریٹ کر دیا تھا جھٹکا اتنا جان دار تھا کہ شانزے کی
فلک شگاف چیخ بلند ہوئی تھی وہ قربت کے معاملے میں
بڑا ظالم تھا اور آج تو اس نے انتہا کر دی تھی اپنے پہلے
ہی جھٹکے سے شانزے کی جان نکال کر رکھ دی تھی۔

شانزے نے اسے اس قدر بے رحم پہلے کبھی نہیں پایا تھا
وہ آج واقعی اپنی بے رحمی اپنی بے دردی سے اس کے
وجود کا حصہ بنا تھا اور بغیر رکے اس کی آخری حد میں
سماتا ہی جا رہا تھا۔

بہرام خانزادہ شانزے کو بہت ڈیپ آخری حد تک زور دار
جھٹکے دے رہا تھا۔ وہ شانزے کو بہت طاقت کے ساتھ

جان دار جھٹکے دے رہا تھا ایک ہاتھ سے اس کے بوبز کو بھینچے اس کے نیل کو نوچتے دوسرا ہاتھ اس کی تھائیز پر رکھے اپنے جھٹکوں میں تیزی لا رہا تھا شانزے کانپتے وجود سے اس کا پینس اپنی آخری گہرائی میں دھنستے محسوس کر رہی تھی وہ بلند آہیں بھر رہی تھی۔

ان کے بھیگے جسموں کے ٹکراؤ کا واشروم میں گونجتا نم ساز بے حد جان لیوہ تھا ملاپ کی آواز بہرام خانزادہ کے جنونیت کی انتہا کی گواہی دے رہی تھی وہ شانزے کی جان اپنے جنون سے نکال رہا تھا۔

بتاؤ اور بے رحمی سہن کر سکتی ہو؟؟ یا اتنے میں ہی بس ہو گئی ہے؟؟ رونا تو اچھا خاصا نکل رہا ہے!! بہرام خانزادہ اسے ٹیز کرتا شانزے کو بری طرح کانپتے دیکھ کر کچھ دیر ٹھہر گیا تھا۔

آپ۔۔۔ بات مت کریں مجھ سے اپنا مطلب پورا کریں!
شانزے اس کے پیٹ پر کہنی مارتی روتی ہوئی بولی تھی۔
کچھ دیر پہلے تو لینے کے لئے مچل رہی تھی اب پورا پورا دے رہا ہوں تو برداشت نہیں ہو رہا!! وہ ایک بار پھر

شدت پسندی کا مظاہرہ کرتا شانزے کی سسکیاں بلند کروا
رہا تھا

شانزے کی جان اب مشکل سے ہی اس ہنگری بیسٹ نے
چھوڑنی تھی بہرام خانزادہ اسے نیم جان کر کے ہی رہائی
بخشنے کے موڈ میں تھا۔

بہرام خانزادہ شانزے کا رخ موڑ کر اسے سیدھا کرتا اس
کی ٹانگوں میں گپ بنا کر درد ناک جھٹکے کے ساتھ ایک
بار پھر اپنا پینس پوری لیتھ کے ساتھ اس کی سرخ ہوتی
پسی میں پینٹریٹ کر گیا۔

وہ شانزے کے جبڑے کو بھینچے اس کے لبوں کے قریب
جھک کر بے رحمانہ انداز میں اسے جھٹکے دے رہا تھا
شانزے اپنا منہ واہ کیے اپنی آنکھیں رول کرتی درد بھری
تسکین سے مدہوش ہو رہی تھی۔

بہرام خانزادہ کے لبوں سے معنی خیز آوازیں نکلتی
شانزے کی بلند مدہوش سسکیوں میں شامل ہو رہی تھی وہ

تھک رہی تھی مگر بہرام کو خود سے دور کرنے کو تیار
نہیں تھی۔

بہرام خانزادہ شانزے کو پیس سے ہولڈ کر کے اس میں
سمائے ہوئے ہی اسے اپنی گود میں اٹھا گیا تھا۔ شانزے
اس کی کمر کے گرد اپنی ٹانگیں ریپ کرتی اس کے گلے
میں اپنی باہوں کا ہار ڈالے بہرام خانزادہ کے لبوں پر
جھک گئی تھی۔ بہرام خانزادہ بغیر کسی سہارے کے لئے
اپنی طاقت کا اظہار کرتا کھڑے کھڑے ہی شانزے کو
جھٹکے دے رہا تھا۔

شانزے ڈیپ پینٹریشن سے مدہوش ہوتی بہرام خانزادہ کی
زبان چوسنے لگی تھی وہ اسے اتنے لطف آمیز جان لیوا
جھٹکے دے رہا تھا کہ شانزے کی بے قراری آخری حد کو
چھونے لگی تھی۔ بہرام خانزادہ اسے دیوار پر فکس کرتا
اس کی ٹانگوں کو تھائیز سے پکڑ کر جارحانہ انداز میں
کھولتا ڈیڈ ڈیپ اسٹروکس دینے لگا۔

آہ۔۔۔ آگہہ۔۔۔ سس بہرام۔۔۔ ام۔۔۔ بس۔۔۔ کریں اب کیا جان
نکلیں گے!! شانزے پرسکون ہوتی بہرام پر ڈھے گئی تھی

وہ گہری سانسیں بھر رہی تھی۔ آجاؤ اب میری باری ہے
تمہارا پانی نکل گیا ہے اب میرا نمبر ہے!! بہرام خاندان
اس کے ماتھے پر چومتا ہاتھ ٹب کی جانب بڑھ گیا تھا۔

وہ شانزے کو ہاتھ ٹب میں لٹائے اس کے اوپر حاوی ہوتا
اپنا پینس اس کی بری طرح بھیگی ہوئی پسی پر رگڑ رگڑ
کر سلپ کرتا ایک ساتھ ہی پورا اندر دھنسا گیا۔
آہہ۔۔۔بہرام۔۔۔مر گئی میں!! شانزے کی بلند چیخ نکلی تھی
وہ درد سے بلبلائی تھی۔

بہرام خاندان اس پر پوری طرح سایہ فگن ہوتا اس کے
ہونٹوں کو چوستے ہوئے اسے ہارڈلی فک کرنے لگا تھا
وہ اپنے ایک ہاتھ سے ہاتھ ٹب کی وال جکڑے شانزے کی
پسی کی تنگ دیواریں چیر رہا تھا اس کے جھٹکے شانزے
کو بری طرح لرزا رہی تھے۔

بولو تم میری بے رحمی کے لئے مچلتی ہو شانزے خان!!
وہ درد ناک ڈیڈلی ڈیپ جھٹکوں سے بیچ غرایا تھا۔

ہاں۔۔آہ۔۔مجھے۔۔آپ۔۔کی۔۔بے۔۔رحم۔۔تسکین۔۔دیتی۔۔ہے۔۔بولو
تمہیں پورا نہیں ملتا تو تم پیاسی رہتی ہو!! بہرام خاندان

جھٹکوں میں ناقابل برداشت تیزی لاتا جنونیت سے بولا۔

میں۔۔۔میں۔۔۔اگہہ۔۔۔پیاسی۔۔۔رہتی ہوں۔۔۔آپ۔۔۔کے۔۔۔بنا۔۔۔شانزے
پسینے سے تر ہو گئی تھی بہرام خانزادہ اپنے تسکین کی
منزل طے کرتا شانزے کے اندر ہی اپنے کھولتے جذبات
اونڈل گیا تھا۔

دونوں کی سانسیں بے ترتیب تھی ان کا ملاپ جان دار ہوا
تھا۔ شانزے کی ٹانگیں درد سے ٹوٹتی ہوئی محسوس ہو
رہی تھی اس کا پورا جسم دکھ رہا تھا۔ آجاؤ پاک ہو جاتے
ہیں بہرام خانزادہ شانزے کی کمر اور ٹانگیں سہلاتا اس
کے ماتھے سے اپنا ماتھا جوڑے بولا۔ اٹھا نہیں جا رہا آپ
نے بہت درد دیا ہے!! شانزے روٹھی ہوئی آواز میں بولی۔
پیار بھی تو کیا ہے ناں اپنی جان کو آجاؤ میری گودی میں
اپنی جان کو میں خود غسل کروا دیتا ہوں!! بہرام خانزاد
شانزے کو اپنی باہوں میں لے کر پاکی کا غسل کرتا اسے
اسے وائٹ باتھ گاؤن پہنا کر خود بلیک باتھ گاؤن پہنتا پھر
سے اپنے ساتھ لیٹا کر شانزے کے ماتھے گال اور لبوں
کو چومتا ہوا واشروم سے نکلتا ہوا روم کی جانب بڑھا۔

شانزے بہرام خانزادہ کو زور سے پکڑے ہوئے اس کے
براڈ شولڈر پر چومنے لگی۔ بہرام خانزادہ اس کے کان

کے قریب جھکتا ہے باک سرگوشیاں کرنے لگا۔



لگتا ہے آج سہی ہے ڈالا ہے میں نے اس لئے پیار کر رہی
ہو فخر ہوتا ہوگا ناں تمہیں اتنا ہاٹ اینڈ رومینٹک ہارڈلی
فک کرنے والا شوہر ملا ہے تمہیں جس کے تھک پینس
کی فل پینٹریشن کی لذت سے تم ہر وقت گیلی رہتی ہو!!
بہرام خانزادہ شانزے کو اپنی بے شرم باتوں سے لال
انگارہ کرتا بیڈ کی جانب بڑھ گیا تھا۔

ایک راونڈ اور مارنا ہے میں نے!! وہ شانزے کو ایک بار
پھر ٹیز کرنے لگا۔ اب تو میں نے بے ہوش ہو جانا ہے پلیز
اپنی خانم پر تھوڑا سا رحم کر لیں!! شانزے لاڈ سے کہتی
بہرام خانزادہ کے سینے میں چھپتی اس سے ہی پناہ لینے

لگی جبکہ بہرام خانزادہ چھوٹی موٹی گھستاخیاں کرتا اس
کی جان ہلکان کرنے سے باز نہیں آ رہا تھا۔۔۔

گڈ مارننگ مائی شوگر بے بی نیند اچھی آئی۔۔طبعیت ٹھیک
ہے میری جان کی۔۔کہی درد تو نہیں ہو رہا؟ شہریار
خانزادہ خانم بی کے ساتھ اچھا خاصا وقت گزارنے کے
بعد فریش ہونے کے لئے اوپر اپنے روم میں آیا تھا اسے
آج آفس جانا تھا تقریباً دو ماہ سے اس کا اسلام آباد والا ہیڈ
آفس رایان انصاری سنبھال رہا تھا۔ وہ جیسے ہی روم میں
انٹر ہوا مشائم کو ڈریسنگ مرر کے آگے چیئر پر دونوں
ٹانگیں فولڈ کیے بیٹھے دیکھتا خوش گوار موڈ میں بولا
تھا۔ مشائم اپنے ہونٹوں پر لپ آئل لگا رہی تھی وہ بہت
کمفرٹیبیل انداز میں چیئر پر ٹانگیں فولڈ کر کے بیٹھی ہوئی
تھی۔



مشائم شہریار کی بات سن کر ان سنی کرتی اسے پوری طرح اگنور کیے ہوئے تھی اس کی ناراضگی ابھی تک برقرار تھی وہ چیئر سے کھڑی ہوتی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے لگے دوسرے مرر میں خود کو بیک سے چیک آؤٹ کرنے لگی۔

مشائم نے بے بی پنک کلر کا فل فٹنگ والا ٹراؤزر کے ساتھ ٹاپ پہنا ہوا تھا جس کی اس کی پتلی کمر اپنا نظارہ کروا

رہی ہو یار؟؟ شہریار خانزادہ اسکی اگنورنس بخوبی سمجھ رہا تھا اس لئے وہ اپنا لہجہ مزید نرم کیے اس سے مخاطب تھا مگر مشائم اسے فل ایٹیٹیوڈ دکھاتی دروازے کی جانب بڑھتی باہر جانے لگی جب شہریار نے اسے پیٹ سے پکڑ کر پیچھے کیا اور روم کا دروازہ لاک کر دیا۔

ہاتھ ہٹائیں!! مشائم اپنے پیٹ پر دھرے شہریار خانزادہ کے ہاتھ پر زور سے نیلز مارتی غرائی تھی۔ اوکے اوکے ہٹا رہا ہوں ایزی ہو جاؤ کیڑے چینج کرو پھر ساتھ میں چلتے ہیں نیچے!! شہریار اسے صبح صبح شدید غصے میں دیکھ کر اپنا ہاتھ پیچھے کر گیا۔ وہ مشائم سے پیچھے ہوا ہی تھا جب وہ ایک بار پر دروازے کا لاک کھول کر باہر جانے لگی شہریار خانزادہ نے اس دروازے پر ہی پن کر دیا۔

غصے میں ہو ٹھیک ہے کر لو غصہ مگر آدھے ننگے پیٹ کے ساتھ تم باہر جا کر کیا ثابت کرنا چاہ رہی ہو؟؟ دماغ کیوں خراب کر رہی ہو میرا!! شہریار اپنی ٹون تبدیل کر گیا تھا۔ جو بھی ثابت کرنا چاہ رہی ہوں آپ اپنے کام سے کام رکھیں ہوتا رہے آپ کا دماغ خراب!! مشائم بھی جواباً تیز سے لہجے میں بولی تھی۔

اوکے اپنے کام سے کام رکھ لیتا ہوں غصے والی بے بی!
شہریار خانزادہ نیچے زمین پر بیٹھا اور اس کی پتلی کمر
کے خم کو نرمی سے پکڑ کر اس کے پیٹ پر چومنے لگا۔
بدتمیزی مت کریں دور ہوں مجھ سے!! مشائم شہریار
خانزادہ کے بال کھینچتی اسے خود سے دور کرنے لگی
اسے شہریار خانزادہ پر شدید غصہ تھا۔

بال کیوں نوچ رہی ہو گنجا ہو جاؤں گا یار بے بی کیا سوچے
گا اس کی ماما کتنی ظالم ہے بابا کا ہر وقت بینڈ بجائے
رکھتی ہے!! شہریار اپنے بالوں میں الجھے مشائم کے
ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں سے لگاتا شرارتی سے انداز میں
بولا۔

بے بی کو سب پتہ ہے اس کے گندے بابا کے بارے میں وہ
بھی آپ سے بات نہیں کرنا چاہتا اس کی ماما کا فون نہیں
اٹھایا تھا آپ نے! مشائم شہریار کے ہونٹوں پر چٹکی
کاٹتی بگڑ کر بولی تھی۔ آؤچ یار کیا کر رہی ہو کتنا بڑا
ہوں تم سے کیا معاف نہیں کر سکتی اور کب تک ناراض
رہوگی بس کرو کل رات بھی صوفے پر سویا ہوں مجھے

میری شوگر بے بی واپس چاہیے اپنی باہوں میں ایک منٹ
بھی نیند نہیں آئی مجھے اپنی بے بی گرل کے بنا! شہریار
نے اسے بیک سے ہگ کرنا چاہا جب وہ اس سے فاصلے
پر ہو گئی۔

آپکو آئیڈیا بھی ہے شہریار میں کتنے خوف سے گزری
ہوں؟؟ کتنی کالز کی آپ کو مگر آپ۔۔ میں آپ سے بات ہی
کیوں کر رہی ہوں! مشائم مزید ہائپر ہو گئی تھی۔ اور کب
تک غصہ کرو گی اپنے انوسینٹ شوگر ڈیڈی پر؟ کیا
ناراضگی ختم نہیں ہو سکتی جلدی؟؟؟ شہریار نے اپنے
بلیک ٹراؤزر کی جیب سے موبائل نکال مشائم کے آگے
لہرایا تھا تاکہ وہ اس کا موبائل توڑ پر اپنی ناراضگی ختم
کر لے۔

اس لاکھوں سے یوز لیس موبائل کو فریم کر کے اپنے
روم میں لگا دیں اور نکلیں میرے کمرے سے فوراً! مشائم
اپنے دانت پیس کر بولی تھی۔ یار تم نے اب تک بہت
ساری پنشنمنٹس دے دی ہیں اپنے کمرے سے تو مت نکالو
میرے روم میں تم نے جانے سے بائی کوٹ کر دیا اب
مجھے یہاں سے بھی نکال رہی ہو!! شہریار اس کی گردن

چومنے لگا تھا۔

آئی ہیٹ یو دور رہیں مجھ سے شہریار خانزادہ! مشائم
شہریار خانزادہ کو غصے سے خود سے دور جھٹکتی
اپنے پاؤں زور سے زمین پر پٹختی ہوئی ڈریسنگ روم
میں انٹر ہوتی دروازہ لاک کرتی جب شہریار اس کی یہ
کوشش ناکام بناتا اس کے ساتھ ہی ڈریسنگ روم میں لاک
ہو گیا تھا۔ شہریار کو اپنے دور جھٹکے جانے پر بے حد
طیش آیا تھا وہ مشائم کی اچھی خاصی کلاس لگانے کے
موڈ میں تھا۔

بہت خود سے دور جھٹکنا آگیا ہے ناں تمہیں مجھے ادھر
اؤ تمہیں تو جھٹکے میں دیتا ہوں ابھی!! وہ مشائم کو
ڈریسنگ روم میں رکھے صوفے پر ہی گراتا اس کے
اوپر سایہ فگن ہو گیا تھا۔ مشائم بری طرح مزاحمت کرتی
شہریار کی سخت گرفت سے خود سے چھڑوانے لگی
مگر وہ اسکی ٹانگیں اپنی ٹانگوں میں لاک کر چکا تھا۔

ختم کرو یہ غصہ اب اور ناراضگی نہیں برداشت کروں گا
نا ہی دور سونے دونگا اب خود سے تمہیں! شہریار

خانزادہ مشائم کی گردن میں اپنا منہ گھسیڑے اس کی
گردن کی اسکن کو دانتوں میں لے کر نرمی سے کھینچتا
بگڑے موڈ سے بولا۔

اپنا سائنڈ جیسا وزن مت ڈالیں مجھ پر اپنے دانتوں کو بھی
قابو میں رکھیں! مشائم شہریار کے بالوں میں اپنا ہاتھ الجھا
کر زور سے کھینچتی اپنی بڑی بڑی حسین ہیزل آنکھوں
میں چنگاریاں لئے غرائی تھی۔

تمہیں تو ابھی اپنے قابو میں کرتا ہوں بیوی کی ناراضگی
ایک ہی چیز سے ختم ہوسکتی ہے اور وہ ہے اسے ہارڈلی
فک کرنا!! شہریار خانزادہ مشائم کا ٹراؤزر ریموو کرتا
اسکی پیٹٹی بھی کھینچ کر اتار چکا تھا وہ اپنا ہاتھ اس کی
وجائنه تک لے جا کر اس کی نمی محسوس کرتا ایکدم ہی
اس کی وجائنه پر زور سے سلپ کر گیا۔

آہہ!! شہریار۔۔۔!! کتنی زور سے سلپ کیا ہے آپ نے
مجھے ہیٹ یو!!! مشائم نے اسے دانت پیستے ہوئے خود
سے دور جھٹکنا چاہا جب شہریار خانزادہ نے اس کا ٹاپ
بھی ریموو کر دیا۔ وہ مکمل طور پر اسے ان ڈریس کر گیا

تھا۔

آپ کیا کر رہے ہیں میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں ہے شہریار خبردار آپ نے مجھے ہاتھ بھی لگایا تو پاس مت آئیں میرے کوئی ضرورت نہیں اس سو کالڈ رومانس کی ڈونٹ ٹچ می ہاتھ ناں لگائیں!! مشائم شہریار خانزادہ کو اس کی بے باکی سے چھونے پر مچلتی غرا رہی تھی کہ شہریار خانزادہ اس کے مچلنے پر مزید اسے سختی سے چھونے لگا۔

ہاتھ ہٹائیں پیچھے ہوں مجھ سے دور رہیں ہاتھ ناں لگائیں!! مشائم شدید مزاحمت کرتی غصیلے لہجے میں بول رہی تھی جب شہریار خانزادہ اپنے کپڑے بھی اتار کر دور اچھالتا بے باک تاثرات لئے مشائم کے قریب جاتا اسے ٹانگوں سے پکڑ کر نیچے کی جانب گھسیٹتا خماری سے لال ہوتی بھوری آنکھوں سے اسکین کرنے لگا۔

ہاتھ کی جگہ زبان لگا لیتا ہوں!! میری زبان سے تو تمہیں مسئلہ نہیں ہوگا ناں سیکسی بے بی!! وہ نیچے کی جانب اس پر پوری طرح جھک گیا شہریار خانزادہ مشائم کی

ٹانگوں کو کھول کر نیچے زمین پر بیٹھتا اس کی وجائنه
پر اپنا ہاتھ سہلانے لگا۔

اس کے ہاتھ میں تیزی تھی وہ اس کی پنک تتگ وجائئل
والز پر اپنی فنگرز رب کرنے لگا۔ مشائم نے اسے گھور
کر دیکھا تھا جب شہریار خانزادہ نے اسے بہت نرمی سے
چوما اور اپنے ہاتھ کی حرکت تیز کر دی وہ اس کے کلٹ
کو اب اپنے پورے ہاتھ سے رب کر رہا تھا ساتھ ساتھ اس
کی اوپری جلد کو اپنے ہونٹوں میں لے کر کھینچ رہا تھا
وہ مشائم کی ٹانگوں کے درمیان اس کی وجائنه پر جھکا
اسے رفلۃ فنکرنک کر رہا تھا۔

مشائم اپنی کمر اوپر کی جانب اٹھاتی اسکے ہاتھ کی تپش
سے پگھلتی ہوئی مچل رہی تھی۔ اسکے لب خودبخود ہی
کھل گئے تھے کونسا غصہ کیسی ناراضگی وہ تو مدہوش
ہی ہو گئی تھی شہریار کے لبوں سے نکلتی آگ سی تپش
وہ اپنے نچلے دھڑ پر محسوس کرتی بہکتی ہوئی اپنی
کمر بار بار اوپر اٹھاتی سسکنے لگی تھی۔ اس کے ہاتھ
اس کی دھڑکنوں پر ریگنے لگے تھے۔

مشائم ایک ہاتھ سے اپنے بریسٹ کو بھینچتی دوسرے ہاتھ سے زمین پر بیچھی چادر کو اپنے ہاتھ کی مٹھی میں جکڑے شہریار خانزادہ کی زبان کی نوک کی چبھن سے بلند سسکیاں بھرتی لطف اندوز ہو رہی تھی۔ شہریار خانزادہ بہت رف سے انداز میں مشائم کی وجائنه لک کر رہا تھا وہ مشائم کو پیس سے بھینچے اسے سک کر رہا تھا۔

شہریار خانزادہ کے لبوں سے نکلتا نم ساز اس کی رفنس کی عکاسی کر رہا تھا اس کی زبان کا ظالم لمس جان لیوہ تھا جو مشائم کے ہوش گم کر گیا تھا۔ وہ شہریار خانزادہ کو خود سے پیچھے کرنے لگی جب شہریار خانزادہ اپنے سخت ہاتھوں کا کھردرا لمس بے درد سے انداز میں اسکی نازک پنک پسی پر چھوڑنے لگا۔ مشائم سرور کے عالم میں بہکتی اپنی ٹانگیں پوری طرح سے کھولتی شہریار کو بالوں سے پکڑ کر اپنے اوپر کھینچ گئی وہ اپنی انتہا کو پہنچ گئی تھی اس کے وجائنه ہول سے نمی رسنے لگی تھی۔

شہریار خانزادہ اس کے اوپر حاوی ہوتا اپنے ہاتھ سے ابھی بھی اس کے بھیگے انگ کو سہلا رہا تھا وہ اپنی دو انگلیاں مشائم کی نم ہوتی و جائنل والز پر پھیر کر آخری پوائنٹ تک پینٹریٹ کرتا اندر باہر کرنے لگا۔ مشائم اپنی لیگز وائڈ اوپن کرتی شہریار خانزادہ کی فنگرز اپنی گہرائی میں رگڑ کھا کر دھنستی محسوس کرتی اپنی آنکھیں رول کرنے لگی۔

یہ مدبوش آنکھیں رول کیوں ہو رہی ہیں مائی سیکسی شوگر بے بی۔۔۔ کیا تم موڈ میں ہو؟؟ پانی تو نکال دیا ہے تمہارا پینس کی کریونگ ہو رہی ہے ناں اب تمہیں!! شہریار خانزادہ مزید رفل فنگر پینٹریشن کرتا مشائم کی مدبوشی سے رول ہوتی آئیز دیکھ کر اسے چھیڑنے لگا۔

آپ نے جان بوجھ کر کیا ہے اور ابھی بھی کر رہے ہیں تاکہ میں پھر سے آپ کی پرفارمنس سے ایمپریس ہو جاؤں!! مشائم اپنی رول آنکھیں وا کرنے کی کوشش کرتی لال انگارے کی طرح دہکتے اپنے چہرے کو ہاتھوں میں چھپا کر بولی اسے شرم آرہی تھی۔

ایمپریس تو تم پہلی رات سے بھی پہلے ہی ہو گئی تھی
 ورجنٹی تو بعد میں بریک کی ہے میں نے تمہاری بے بی
 میری ہر پرفارمنس پر جب تم مور اینڈ مور۔۔شہریار مور
 ڈیپلی۔۔رفلی۔۔ہارڈلی۔۔ایگریسیویلی پین فلی۔۔کچھ اس طرح
 کے مدہوش الفاظ نکالتی ہو تو پتہ ہے کیسی لگتی ہو؟؟
 شہریار خانزادہ مشائم کے ماتھے سے اپنا ماتھا جوڑے
 اس کی آنکھوں میں جھانکتے اپنا ہاتھ مزید تیزی سے اندر
 دھنسا کر سہلاتا مشائم کی بہکی سسکیوں کو مزید بہکاتے
 بھاری لہجے میں بولا۔ مشائم نے ایسے الفاظ آخر کب اس
 کو بولو تھے وہ اس وقت یہ سوچنے کے قابل بھی نہیں
 کیونکہ شہریار خانزادہ اسے ہوش کی دنیا سے بہت دور
 لے گیا تھا۔

آہہ۔۔شہریار۔۔ہاتھ۔۔پیچھے کریں درد ہونے لگا تھا آپ بہت
 ڈیپلی کر رہے ہیں!! مشائم کے الفاظ ٹوٹنے لگے تھے۔
 ہاتھ ہٹا کر کچھ اور انسرت کر دیتا ہوں مجھے پتہ ہے
 پینس کے لئے اتاولی ہو رہی ہو!! شہریار خانزادہ بے باکی
 سے کہتا مشائم کی کھلی ٹانگوں کو مزید کھولتا اس کو
 وجائنه کی گہرائی میں زور دار جھٹکے سے اپنا تھک
 پینس شامل کر گیا آہ۔۔ام۔۔وہ مشائم کے لبوں سے نکلنے

والی سسکی اپنے ہونٹوں کو اسکے لبوں پر رکھ کر دبا گیا۔

مشائم شہریار خانزادہ کے گرد اپنی ٹانگیں باندھ گئی وہ اس کی گردن میں اپنا منہ چھپائے شدید گہرے جھٹکوں کی شدت سے لرز کر شہریار کی باہوں میں ہی پناہ لینے لگی۔ شہریار خانزادہ اس کے ہونٹوں کو چوستا ہوا اسے رفلے اسٹروکس دیتا گہری سانسیں بھر رہا تھا۔ مشائم اپنی آنکھیں موندھے شہریار کو تھامے اس کے لبوں کو سک کرتی اس کا ساتھ دے رہی تھی وہ اس کے جھٹکوں کی شدت سے لرز رہی تھی۔

آرام۔۔۔سے۔۔۔درد۔۔۔ہو رہا ہے مجھے! مشائم شہریار خانزادہ مزید شدت پسند ہو کر رفلے پیش آتے دیکھ کر کانپتے لہجے میں سسکیوں کے بیچ بولی۔ شہریار بہت ایگریسیو ہو رہا تھا اس کے کسی عمل میں نرمی نہیں تھی وہ اپنی شخصیت کے مطابق سخت انداز میں پیش آ رہا تھا۔

اچھا آجاؤ اوپر پینس خود کو اپنی پنک پسی میں اور خود تیزی سے موو کرو!! شہریار اسے اپنے اوپر سوار کرتا

خود سیدھا ہو کر لیٹ گیا تھا۔

میں نے کوئی موو نہیں کرنا باہر نکالیں۔۔۔آہہ۔۔۔شہریار
اتنی زور سے انسرت کیا ہے۔۔۔آئی ہیٹ یو! مشائم شہریار
کے پینس پر بیٹھی نخرے دکھانے لگی جب شہریار
خانزادہ ایک بار پھر بے درد انداز میں اس کے بری طرح
بھیگے وجائنل ہول میں آخری حد تک پینس سما گیا۔

وہ مشائم کی بھیگی ہوئی وجائنہ میں پینس فلی پینٹریٹ
کرتا اسے کمر کے خم سے پکڑے آگے پیچھے ہو کر
جھٹکے دینے لگا مشائم تھک پینس کی رگڑ سے بے چین
ہوتی اب خود بھی موو ہونے لگی تھی وہ شہریار خانزادہ
کے اوپر ٹھیک سے فکس ہو کر بیٹھتی دونوں ٹانگیں
پوری طرح کھول کر اس کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ
رکھے اپنی گردن کو پیچھے کی جانب پھینکتی اپنی
وجائنل والز کو چیرتے ہوئے شہریار کے تھک پینس کو
محسوس کرنے لگی شہریار خانزادہ اپنا منہ کھول کر
معنی خیز آوازیں نکال رہا تھا مشائم اسے بے پناہ سرور
دے رہی تھی۔

ایک دوسرے کو گہرائی سے محسوس کرتے ان دونوں کی سانسیں پھول رہی تھی جسم پسینے سے بھیگ رہا تھا جسم کے ملاپ کا نم ساز انہیں شدت سے مدہوش کر رہا تھا۔

مشائم خود کو آگے پیچھے حرکت دیتے تھک کر رکی جب شہریار خانزادہ اسے پیس سے ہولٹ کیے اب خود ہی جھٹکے دینے لگا اس کے جھٹکوں سے مشائم کے بھرے بھرے بوبز جان لیوہ حرکت کرنے لگے جنہیں وہ اپنے ہاتھوں سے چھپانے لگی۔

ہاتھ ہٹاؤ دیکھنے دو مجھے یہ سیکسی موومنٹ!! شہریار خانزادہ مزید بہکتا جنون سر پر سوار ہوتے ہی ڈیپ اسٹروکس سے مشائم کی نازک گہرائی گلابی سے سرخ کر گیا۔ درد بڑھا تو مشائم نے ناراضگی سے شہریار خانزادہ کی جانب دیکھا۔

اُئی ایم سوری۔۔ بس ایک بار معاف کر دو۔۔ پھر کبھی ایسا نہیں ہو گا۔۔ میں اپنی شوگر بے بی کی کالز ناں اٹھانے کا جرم اب نہیں کروں گا!! وہ مشائم کو خود پر جھکا کر اپنی گردن اونچی کرتا جھٹکوں کی شدت میں کمی لاتے

بولا۔

آپکو معافی نہیں مل سکتی!! مشائم نے اسکے اوپر سے
ہٹنا چاہا جب شہریار خانزادہ اسکے ہوش پھر سے مدہوش
کرنے لگا وہ مشائم کی آہیں بلند کرنے لگا۔ جھٹکے تیز
ترین ہونے لگے۔

آہہ۔۔۔شہریار۔۔۔پلیز سلولی!! شہریار خانزادہ مشائم کے نیلز
کو چوس چوس کر کھینچتا اس کے پیس کو اسکوئز کرتے
ڈیپ اسٹروکس دینے لگا مشائم اس کے شولڈر پر اپنا ہاتھ
رکھ کر نیلز گاڑھتی اسے سہن کرنے لگی۔ جھٹکوں کی
شدت گہری بے درد اور تیز سے تیز تر ہونے لگی۔

شہریار خانزادہ مشائم کا رخ چینج کرتا اپنی شدتیں اس پر
مزید شدت سے نچھاور کرنے لگا وہ اس کے لبوں پر
قابض ہو کر اسے گہرے شدت آمیز لمحوں سے اپنے وجود
کا حصہ بنانے لگا مشائم جھٹکوں کی شدت سے کانپنے
لگی تھی شہریار خانزادہ اس کے پیس پر زور زور سے
سلیپ کرتا اسے رف انداز میں ڈیپ ڈیڈ اسٹروکس دیتا اس
کی زبان کے ساتھ اپنی زبان ملانے لگا۔

مشائم شہریار خانزادہ کے بالوں میں اپنا ہاتھ الجھائے اس کی زبان کو سک کرتی آنکھیں موندھے شہریار خانزادہ کے دہکتے پینس کی سختی سے پگھل رہی تھی شہریار خانزادہ مشائم کی رانوں پر اپنا ہاتھ رکھے فلی ایریکٹڈ پینس رگڑ کے ساتھ مشائم کی پسی میں سمو رہا تھا۔
بے باک ساز پھر سے بلند ہونے لگا۔

معافی کب ملے گی مجھے؟؟ آج سونے دو گی ناں اپنے ساتھ؟؟ شہریار اسے صوفے پر تھکتے دیکھتا اپنی باہوں میں سمیٹ گیا۔ زیادہ خوش مت ہوں میں آج خالہ کے گھر جاؤں گی ایشا کی شادی ہے خالہ کو میری ضرورت ہے مشائم شہریار خانزادہ کے شولڈر پر اپنا سر ٹکاتی ہوئی بولی۔

جی نہیں کوئی ضرورت نہیں میری ہاٹ شوگر بے بی کو مجھ سے دور لے جانے کی یا ایک سیچویشن ہو سکتی ہے کہ رات میں تم واپس آؤ گی یا پھر میں آجاؤں گا؟؟
شہریار خانزادہ اسے بیڈ پر اوندھے منہ کرتا روم کی لائٹس دم کرتے بولا۔

دونوں میں سے کوئی بات نہیں ماننی میں نے!! مشائم بھی
ضدی ہو کر بولی۔ اچھا ایسی بات ہے اب بچ کر دکھاؤ
ابھی بتاتا ہوں!! شہریار اس کے ضدی لہجے سے اور
زیادہ زچ ہوا اور اسے اپنے آگے فکس کرتا بے دردی سے
اس کے وجود میں فلی ایریکٹیڈ پینس سما گیا۔

آگہہہہ۔۔شہر۔۔یار۔۔۔۔۔مشائم کی فلک شگاف چیخ نکلی تھی۔
آنسو اس کی آنکھوں سے نکلتے میٹرس پر گرے تھے۔
یہی نہیں چند زور دار تھپڑ اس کے ملائم سفید ہپس پر
لگے تھے جو ان کی رنگت لال کر گئے تھے۔

بہت خود سر ہو گئی ہو تم پیار سے منا رہا ہوں تو مان ہی
نہیں رہی زیادہ نخرے آگئے ہیں سر پر چڑھ کر ناچ رہی
ہو کہہ دیا ہے میں نے کہی نہیں جاؤ گی تم حویلی میں ہی
رہو گی بار بار ایک ہی بکو اس اب نہیں کروں گا میں!!
شہریار خانزادہ بے حد سخت غصے سے بھری آواز میں
بولا۔ مشائم کے لبوں سے نکلنے والی سسکیاں ہچکیوں
میں تبدیل ہو گئی۔ شہریار خانزادہ کا نا صرف لہجہ سخت
تھا بلکہ اسکے جھٹکے جان حلق میں اٹکا رہے تھے۔

دور۔ ہوں۔ مجھ سے۔ بہت۔ درد۔ ہو رہا ہے مجھے!! مشائم
ہچکیاں بھرتی بولی۔ اچھا ہے درد ہو رہا ہے کوئی دور
نہیں ہونا میں نے ایک فون ہی تو نہیں اٹھایا تھا جس پر
تماشا لگایا ہوا ہے تم نے بچی بنی ہوئی ہو پتہ نہیں کر کیا
دیا ہے میں نے کوئی گرل فرینڈ بنا لی ہے جو یہ سو جا
منہ ٹھیک ہی نہیں ہو رہا!! شہریار خانزادہ مشائم پر واقعی
غصہ ہو گیا تھا وہ کل سے اسکا ضبط آزما رہی تھی
شہریار خانزادہ اس کی ایگنورنس اس کی دوری مزید
برداشت نہیں کر سکتا تھا غصہ اس پر حاوی ہو گیا تھا
اور وہ اپنے غصے کی وجہ سے مشائم کو تکلیف پہنچا گیا
تھا۔

مشائم اسکی بے درد قربت سے زیادہ اس کے لہجے کی
سختی پر رونے لگی تھی۔ شہریار خانزادہ کا اپنا موڈ
خراب ہو گیا تھا وہ غصے میں مشائم کو کچھ زیادہ ہی
ڈانٹ گیا تھا۔ وہ مشائم کو اپنے آگے ایڈجسٹ کیے اس کی
کمر پر جھک کر اپنے دانت گڑھتا تو کبھی اسکین کھینچ
کر سک کرتا اسے جھٹکوں کی بے رحمی سے رلاتے
ہوئے ملاپ کر رہا تھا وہ ایک لمحے کے لئے بھی نہیں
رک رہا تھا۔۔۔

سیدھی ہو کر لیٹو!! شہریار اس کی لرزتی ٹانگیں دیکھ کر
اسی سخت سے لہجے میں بولا۔ مشائم روبرٹ کی مانند
سیدھی ہو کر لیٹ گئی اسکی ہیزل آنکھوں میں شکوہ تھا
وہ شہریار خانزادہ سے اپنا منہ پھیر گئی تھی آنسو اس کی
آنکھوں کے گوشوں سے نکلتے تکیے پر جذب ہو رہے
تھے۔

مشائم میں نے سیدھا کر دینا ہے تمہیں! شہریار اس کے منہ
پھیرنے پر مزید سیخ پا ہو گیا تھا۔ کر دیں سیدھا ابھی تو
جیسے پیار کر رہے تھے بس غصہ کرنا ہی آتا ہے کبھی
بھی پیار نہیں کیا مجھے آپ نے انکل بن کر ڈانٹتے رہتے
ہیں ہر وقت بزرگ کہی کے گرل فرینڈ بنانا چاہتے ہیں
مجھے پریگنٹ کر کے کوئی شوگر ڈیڈی نہیں ہیں آپ
ڈیول ڈیڈی ہیں!! مشائم نے کچھ دیر پہلی والی اس کی
بے درد اسٹروکس سے اپنی نازوکی پر شدید تکلیف
محسوس کرتے شدید ناراضگی کے عالم میں شکوے
کرتے اسے نئے نام ڈیول ڈیڈی سے نوازا۔

اچھا میں ڈیول ڈیڈی ہوں ابھی بتایا ہوں اپنی اینجل بے بی
کو!! شہریار خانزادہ اس کی ٹانگوں پوری طرح کھول کر

بیچ میں ایڈجسٹ ہوتا شدت بھرے انداز میں ایک بار پھر
سمایا تھا۔ وہ مشائم کی دھڑکنوں کو سختی سے مٹھیوں
میں بھینچے اپنی طاقت اس میں جھٹکوں کی تیزی سے
انڈیل رہا تھا مشائم منہ پھیرے اپنے نچلے لب کو دانتوں
سے کاٹتی شہریار کو خود میں سموتے محسوس کر رہی
تھی وہ بیڈ شیٹ کو دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں جکڑ کر
شہریار کو سہن کر رہی تھی۔

شہریار اس کے موڈ کو پہلے سے زیادہ خراب دیکھ کر اس
پر مکمل طور پر حاوی ہوا اور اس کے جبرے کو اپنے
ہاتھ میں پکڑ کر اسکے لب کو مشائم کے دانتوں سے آزاد
کرواتا اپنے لبوں میں جکڑ گیا۔ وہ اسکی آنکھوں میں
دیکھتے اسے اور زیادہ زور سے جھٹکے دیتے اپنا ہاتھ
بھی اس کی نم پسی پر سہلانے لگا مشائم ایک بار پھر
پوری طرح سے مدبوش ہوئی تھی وہ شہریار خانزادہ کے
لبوں سے اپنے لب ملاتی ایک بار پھر خود کو اس کے
تابع کر گئی۔

ملاپ کے لمحات اس کی ناراضگی کچھ لمحوں کے لئے
پھر سے بھلا گئے تھے شہریار خانزادہ اس کی ویٹ پسی

کو تیزی سے رب کرتا اس کو پینس کی ڈیپ پینٹریشن
سے زور دار جھٹکے دے رہا تھا ساتھ ساتھ وہ اس کے
لبوں کو سک کرتے اس کی زبان کو بھی کھینچ کھینچ کر
چوس رہا تھا۔

آہہہ۔۔۔۔۔ مشائم سرور کے احساس سے پاگل ہونے لگی۔
شہریار اس کے لبوں کو آزادی دیتا اس کے بویز کو سک
کرتا اس کے نیلز پر اپنی زبان کی نوک پھیر رہا تھا۔
آہ۔۔۔۔۔ امم۔۔۔۔۔ شہریار۔۔۔۔۔ فاسٹر۔۔۔۔۔ مشائم دیوانی ہوتی مدہوش آواز
میں بولی۔۔۔۔۔ شہریار خانزادہ تیزی سے اس کی کلٹ پر
فنگرز رب کرتا اس کے نیلز پر کاتتے ہوئے اسے رفلی
فک کرنے لگا۔

مشائم بے قرار ہو کر شہریار خانزادہ کے ساتھ ساتھ خود
کو ایڈجسٹ کرتی اپنے تیز نیلز سے اس کی پوری کمر کو
کھروچ چکی تھی۔ اسکا ہر ایک ایکٹ شہریار کو مزید
پاگل کر رہا تھا وہ بہت ہارڈ وے میں مشائم کی روح میں
سما رہا تھا اس نے سختی سے مشائم کی دونوں کلائیوں
اپنے ہاتھوں کی سخت گرفت میں جکڑ کر اس کی ٹانگیں
اپنے کندھوں پر رکھی اور اسے جان دار گہرے جھٹکے

دیتا سسکیوں اور آہوں کا ساز بلند کر گیا وہ معنی خیز
آوازوں کے ساتھ مشائم اور اپنی جان ایک کر رہا تھا۔۔۔

شاور کیوں نہیں لے رہی ہو ناشتے پر سب انتظار
کر رہے ہوں گے ہمارا بے بی!! شہریار خانزادہ فریش شاور
لینے کے بعد تیار ہوتا فور پیس میں ملبوس ڈریسنگ مرر
کے آگے کھڑا اپنے ہاتھ میں رولیکس واچ پہن رہا تھا۔
مشائم کمفرٹر میں لیٹی اپنی آنکھیں موندھے ہوئے تھی اس
کا شاید اٹھنے کا موڈ ہی نہیں تھا اس کی شکل پر بارہ
بجے ہوئے تھے وہ پہلے سے کہی زیادہ ناراض تو اب
تھی۔

اٹھو جان ناشتہ کرنے چلتے ہیں!! شہریار خانزادہ اس کی
بھوک کا خیال کرتا مرر میں اس کا عکس دیکھ کر نرم
لہجے میں اس سے مخاطب ہوا تھا۔ مشائم نے شہریار کی
بات کا جواب دینے کی بجائے کمفرٹر اپنے منہ تک اوڑھ
لیا۔

میری شوگر بے بی کی ناراضگی ختم نہیں ہوئی ابھی تک؟

وہ بے حد شیریں لہجے میں استفسار کرنے لگا۔ مشائم اب بھی خاموش ہی رہی۔ آج تو بال نوچ ڈالے گی کچھ زیادہ ہی ڈانٹ دیا ہے کیا؟؟ وہ دل میں سوچتا مشائم کی جانب قدم بڑھانے لگا۔

کیا ہوا کہی درد ہو رہا ہے میری بے بی گرل کو؟؟ شہریار نے اس کے وجود سے کمفرٹر اتارا اور اس کے گال کو سہلاتے ہوئے بولا۔ وہ شہریار خانزادہ کی بلیک اوور سائز شرٹ میں ملبوس تھی جس کے اگلے دو بٹن کھلے ہوئے تھے۔

ہیے مائی گرل کیا ہوا ہے چھپ کیوں ہو یہ پنک لپس خاموش اچھے نہیں لگ رہے انہیں بھی ریڈ کر دوں کیا جیسے نیچے والے لپس ریڈ کیے ہیں۔!! شہریار خانزادہ نے مشائم کی ٹھوڑی پکڑی اور اس کے لبوں پر اپنی زبان کا گیلا لمس بکھیرا۔

مشائم نے اپنی آنکھیں کھولی جن میں گہری چنگاریاں پھوٹ رہی تھی اس نے گربان سے شہریار خانزادہ کو جکڑا اور اپنے اوپر گرا لیا۔ شہریار نے خود کو ڈھیلا

چھوڑا ہوا تھا وہ جانتا تھا مشائم کسی بھی ایکشن کا ری ایکشن نا دے یہ ممکن ہی ناں تھا اس نے نیوٹن کا تھرڈ لاء بڑی ہی گہرائی سے یاد کیا ہوا تھا۔

کیا بول رہے تھے کچھ دیر پہلے؟؟ سر پر چڑھ کر ناچ رہی ہوں میں ہاں زیادہ نخرے آگئے ہیں مجھے! مشائم اسکے اوپر آتی پوری جھک کر طیش سے بول رہی تھی شہریار اپنی جنگلی بلی کا شیرنی جیسا روپ ملاحظہ فرماتا محظوظ ہو رہا تھا۔

تو کیا جھوٹ بولا ہے میں نے؟ شہریار کو ایک بار پھر بے چینی ہونے لگی مشائم جس جگہ بیٹھی تھی وہ ایک بار پھر اسکے جذبات بھڑکا چکی تھی۔ نہیں سچ ہی بولا ہے آپ نے میں آپ کے سر پر چڑھ کر ناچ رہی ہوں یہ میں آج آپ کو پروف کر دوں گی!! مشائم نے شہریار خانزادہ کے کوٹ اور شرٹ کے بٹن کھولے اور اس کے سینے پر جھک کر دانت گاڑ رکھی اس کا ہاتھ شہریار خانزادہ کی پیٹ کے بیلٹ میں الجھ گیا تھا وہ اس کے پینس کو سلپ کر کے بے باکی سے اپنا بدلہ لینا چاہتی تھی۔ اسکے موتی جیسے دانت بڑی ہی بے دردی سے شہریار کے سینے پر

پیوست ہو رہے تھے۔

شہریار خانزادہ نے مشائم کے بالوں کو گدی سے جکڑا اور اس کا منہ اپنے قریب کر گیا مشائم نے سلگتی نگاہوں سے شہریار خانزادہ کی جانب دیکھا پھر وہ پورے حق سے اس کے ہونٹوں پر جھک گئی وہ بڑی مہارت سے شہریار کو فرینچ کس کر رہی تھی اس کا نازک ہاتھ پینٹ کے اندر شہریار کے جذبات میں طغیانی برپا کر گیا تھا۔

مشائم شہریار خانزادہ کی زبان سے اپنی زبان ٹکراتی مزید بے باک ہوتی جب شہریار نے اسے بیڈ پر پٹخا اور جارحانہ انداز میں اپنا فور پیس ریموو کرنے لگا۔ مشائم سٹیٹائی تھی وہ پھر سے بہک گیا تھا۔

کچھ دیر پہلے اپنی من مانی کر چکے ہیں آپ اب میرے ساتھ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے!! مشائم نے اٹھنا چاہا جب شہریار خانزادہ نے اپنی ٹائی سے اس کے دونوں ہاتھوں کی کلائیاں باندھ کر بیڈ کراؤن کے ساتھ لگا دی۔

میری پہلی پرفارمنس سے تم مطمئن نہیں ہوئی تھی بے بی
گرل اس لئے ہاتھ کہی اور ہی جا رہا تھا تمہارا ایک راؤنڈ
اور چاہتی ہو تم میں سمجھ گیا ہوں!! وہ مشائم کی ٹانگوں
کو کھولے اس پر جھک کر تپش زدہ مخمور لہجے میں
بولا۔

میں پھر بھی خوش نہیں ہوں گی آپ کر لیں جو کرنا ہے
اس کے بعد دیکھنا میں نے کیا کرنا ہے!! مشائم نے
چنگاریاں پھوٹتی آنکھوں سے شہریار کو سلگانا چاہا۔
اوکے کرتا ہوں ابھی پھر سے تمہارا علاج!! شہریار اس
کی دھڑکنوں پر قابض ہوتا ایک ہی جھٹکے میں آخری حد
تک اس کے وجود کا حصہ بن گیا وہ اپنا پینس مشائم کی
ڈرائی پسی میں پینٹریٹ کر گیا۔ پینس کی رگڑ بہت جان
لیوا تھی

سس---وحشی کیوں بن رہے ہیں مشائم دانت پیس کر بولی
شدید جلن کا احساس اس کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا
شہریار آج اسکی جان ہی تو نکال رہا تھا اپنی رfnیس
سے!! وہ اس کے اندر اتر کر اسے گہرے جھٹکے دینے

لگا ایک ہاتھ اس کے کلٹ پر سہلاتے دوسرے ہاتھ سے اس کے بریسٹ اسکوئز کرتے نیلز سک کر رہا تھا مشائم آہیں بھرتی اپنی گردن پیچھے کی جانب پھینکے شہریار کی قربت کی بارش میں بھیگنے لگی اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے وہ شہریار خانزادہ کو تھامنے کے لئے مچلنے لگی۔

ہاتھ کھول دیں میرے شہریار!! وہ آہوں کے بیچ بولی۔ منہ نہیں نوچوانا میں نے ابھی!! اس نے اپنی طاقت کا ایک بار پھر شدت سے مظاہرہ کیا۔ وہ مشائم کے بوبز جارحانہ انداز میں سک کرتے اسے ہارڈلی فک کر رہا تھا اس کی ٹانگوں کو اپنی کمر پر باندھے اپنی ٹائی میں بندھی مشائم کی کلائیاں سختی سے جکڑے اس میں تیز جھٹکوں سے سرانیت کرتا جا رہا تھا۔

آہہ۔۔۔۔۔امم۔۔۔۔۔سس مشائم لذت سے سسک رہی تھی۔واشروم میں چلیں؟ شہریار اسے اپنی شدت سے بے حال ہوتے دیکھتا اس پھولی سانسوں کے بیچ بولا۔وہ اسکے ہاتھ آزاد کر گیا تھا اور آزادی ملتے ہی مشائم جھٹپٹاتی ہوئی شہریار خانزادہ پر لپکی تھی اور اسکی گردن کھروچ ڈالی تھی۔

شہریار اسے پھر سے قابو کرتا اپنے ساتھ لپٹا گیا تھا
چوہے بلی کا کھیل عروج پر کھیلا جا رہا تھا۔۔۔

اہم۔۔۔اہم۔۔۔صبح ہو گئی آپ کی لالا؟؟ آپکے آفس سے کال
آئی تھی میرے سالے کے سالے صاحب کی!! مشائم اور
شہریار دونوں ناشتے کے لئے جیسے ہی ڈائننگ روم میں
انٹر ہوئے احد خانزادہ کے ساتھ بیٹھا بہرام خانزادہ چیز
آملیٹ کانٹے سے کھاتے ہوئے ذو معنی انداز میں بولا
شہریار خانزادہ کی گردن پر موجود تازہ سرخ خراشیں وہ
اپنی تیز نظروں سے دیکھ چکا تھا اس لئے معنی خیزی
سے گہری آواز میں اسے چھیڑنے لگا۔ احد نے بہرام
خانزادہ کے پاؤں پر اپنا پاؤں مارا تھا شہریار خانزادہ کا
تیزی سے سرخ ہوتا چہرہ احد کو کھانسی کا دورہ پڑھا گیا
تھا۔

ہم۔۔۔تو تم نے اس سے کیا کہا؟ شہریار خانزادہ ایک نظر
مشائم کی جانب دیکھتا جو بی جان سے ملتی اپنی ماما
مہوش بیگم کا گال چومتی ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئی تھی وہ

اس کی جانب دیکھ بھی نہیں رہی تھی میڈم کا موڈ بگڑا ہوا تھا۔

جو سچ تھا وہی کہا میں نے لالہ جان! بہرام کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔ کیا سچ تھا؟؟ شہریار نے اسے آنکھیں سکیڑے دیکھا۔ میں نے کہا کہ لالا تو فلحال جنگ کے میدان میں اترے ہوئے ہیں فتح یابی کے بعد ہی آفس آسکتے ہیں جب تک وہ خود سب ہینڈل کر لے!!! بہرام باز آنے والا نہیں تھا اس کا اتنا گہرا بے باک انداز احد کے لبوں سے جوس باہر نکال گیا تھا وہ بری طرح کھانسنے لگا۔

تیرے حلق میں کیا پھنس گیا ہے میری ترسی ہوئی لیلیٰ تیرا بھی کمال کا بندوبست کر کے رکھا ہے میں نے!! بہرام خانزادہ احد کی کمر سہلاتے اس کے کان میں اپنے ازلی انداز میں بولا اس نے لگے ہاتھ احد کو بھی اپنی بے باقی کا نشانہ بنایا جو اس کا فیورٹ کام تھا۔

میدان تو تم ہی فتح کر سکتے ہو ہم تو منہ کی کھا جاتے ہیں!! شہریار خانزادہ لال چہرے کے ساتھ دانت پیس کر

بولا بہرام کے بال بھی شہریار خانزادہ کے بالوں کی طرح
ہی گیلے تھے وہ بھی تازہ شاور لے کر آیا تھا شانزے
ڈائننگ روم میں نہیں تھی باقی سب ہی ناشتہ کر رہے تھے
انشال خان کو منہان خانزادہ باہر لے کر گیا ہوا تھا وہ
دونوں کہی باہر ناشتہ کرنے گئے تھے۔

آپ لوگوں کو مجھ سے کلاسز لینی چاہیے میں آپ سب کا
لو گرو بن سکتا ہوں!! شہریار خانزادہ کی بات سن کر
بہرام خانزادہ مزید چوڑا ہو گیا ہم انسان ہیں ہمیں انسان ہی
رہنے دے!! احد نے بھی اپنا حصہ ڈالنا ضروری سمجھا۔
ہاں ہاں جانتا ہوں میں تجھے اور تیری انسانیت کو تیری
درندگی بھی جلد دیکھ لیں گے ہم سب ترسے ہوئے کتے
تڑپے ہوئے ہوتے ہیں یہ تجھے دیکھ کر اندازہ لگایا جا
سکتا ہے!! بہرام پھر سے موڈ میں آگیا تھا احد نے اس پر
لعنت بھیجی تھی اسکے منہ لگنے سے بہتر تھا گونگا ہو
جانا۔

بہرام شانزے کیوں نہیں آئی نیچے کیا وہ ناشتہ نہیں کرے
گی؟ خانم بی اپنی لاڈلی پوتی کو ناشتے سے غائب دیکھ
کر بولی۔ دیکھ لیں مورے اپنے لاڈلے داماد کو میری بہن

بھوکی اپنے کمرے میں بند ہے اور یہ مُسْتَنَدًا بھوکوں کی طرح ناشتہ ٹھوس رہا ہے!! احد کو آج موقع مل گیا تھا بہرام خاندادہ کو زیر کرنے کا جتنی کلاس وہ اس کی لگاتا رہتا تھا آج باری احد کی تھی۔

ابھی کچھ دیر پہلے تیری بہن کی بھوک اپنے انداز میں مٹا کر۔۔۔اوہ وہ مطلب تھا اسے ناشتہ کروا کر ہی آیا ہوں ڈنر بھی کل رات اس نے بڑا ہیوی کیا ہے میرے انداز میں اور ناشتے تو بھر بھر کر کھایا ہے کچھ تو رحم اب میں اپنی ذات پر بھی کروں گا ناں بڑی محنت کرواتا ہے تیری بہن مجھ سے ان خدمتوں کی وجہ سے ہی آرام طلب ہو گئی بیڈ سے اترنے میں بھی تکلیف ہوتی ہے اسکو کیوں خانم بی کیا آپکی پوتی کو پلکوں پر بٹھا کر نہیں رکھتا میں بتا دیں اس ترسے ہوئے زن مرید کو!!! بہرام خاندادہ کی بات لیڈیز میں سے تو کسی کو سمجھ نہیں آئی تھی مگر شہریار اور احد کانوں تک لال ہو گئی تھے۔ احد خاندادہ تو سٹیٹا کر رہ گیا تھا وہ اسے دانت پیس کر گھورنے لگا۔

کیا ہوا آپ دونوں لال کیوں ہو گئے؟؟ بنفشہ (ملازمہ) تم نے ناشتے میں کتنی مرچے ڈالی ہیں جو بڑے صاحب اور

چھوٹے خان دونوں ہی ناشتے کے درشن کرتے سرخ ہو گئے ہیں! بہرام خانزادہ سب کا دیہان ان دونوں پر کرنے کی خاطر ملازمہ کو سخت سی آواز میں پکارتا چیئر سے اٹھ گیا تھا۔

تو نہیں بچتا اب مجھ سے رک سالے!! بہرام کو ڈائٹنگ روم سے آگ لگا کر نکلتے دیکھ کر احد نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پیچھے دوڑ لگا دی۔ بہرام احد کو غصے سے اپنے پیچھے دوڑتے دیکھ کر تیزی سے باہر بھاگا تھا شہریار بھی اپنی چیئر سے اٹھ گیا تھا آج اس کا موڈ بھی بہرام سے دو دو ہاتھ کرنے کا تھا خانم بی اور باقی سب لیڈیز بھی مسکرانے لگی تھی احد اور بہرام حویلی میں ہوں اور کوئی تماشا نا لگے یہ ممکن ہی نہیں تھا۔

رک کمینے آج تجھے چھوڑوں گا نہیں!! احد نے بہرام کو پکڑنا چاہا مگر وہ مزید تیزی سے سوئمنگ پول کی جانب بھاگنے لگا۔ مت چھوڑ ترسی محبوبہ۔۔۔ آجا میری لیلیٰ! تجھے بھی گیلا کر دوں آج تو بھی کیا یاد رکھے گا کیا یار ملا ہے تجھے!! بہرام خانزادہ نے اپنے پیچھے دوڑتے

احد خانزادہ کو دیکھ کر اپنی پوزیشن سیٹ کی اور اس کے خود کو پکڑتے ہی سوئمنگ پول میں کود گیا سوئمنگ پول کا پانی ان بھاری بھر کم لڑکوں کے چھلانگ لگانے سے باہر کو نکلا شہریار بھی اپنا کوٹ اتار کر پول میں کود گیا تھا آج تو بے باک خانزادہ کی خیر نہیں ہونی تھی ان دونوں سے یا پھر وہ اکیلا ہی ان دونوں پر پول میں بھی بھاری پڑھنے والا تھا۔۔۔

سالے آج تو نہیں بچتا مجھ سے تیری تو۔۔۔۔۔میری تو کیا عزت لوٹ کر رہے گا؟؟ آجا ادھر تیری آج میں ایک بار ہی گرمی نکال دوں! احد اور بہرام پول میں ہی گتھم گتھا ہو گئے تھے احد کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا مگر بہرام وہ اپنی گندی زبان کے جوہر دکھانے سے باز ہی کہاں آتا تھا! شہریار نے بھی بہرام کو پکڑنا چاہا جب وہ اس کی پہنچ سے دور ہو گیا۔

لالا یہ کیا مذاق ہے احد اور میرے بیچ میں آپ مت۔۔۔۔۔تم تو ادھر آؤ ناں بہت بکواس کرنے کا شوق ہے تمہیں ہم سب کے کانوں سے خون نکال کر بھی ٹھنڈ نہیں پڑھتی تمہیں!! شہریار بھی بہرام کے پیچھے پیچھے تھا بہرام

چل گم ہو اب ورنا آج تو تجھے رولا کر ہی چھوڑوں گا!!
بہرام خانزادہ حویلی کی بیک سائڈ سے اپنے مطلوبہ فلور
کی جانب بھاگتا اپنے روم کی بیک سائڈ والی گیلری کے
ڈور سے اندر انٹر ہوتا گلاس ڈور لاک کر گیا آج اس نے
احد کو اتنا زیادہ طیش زدہ کر دیا تھا کہ کوئی بعید نہیں
تھی وہ اسکے کمرے میں گھس کر شانزے کے سامنے
اسے دھو کر رکھ دیتا۔

بہرام گیلری میں کھڑا اپنی پھولی ہوئی سانسیں درست کرتا
اپنے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے احد خانزادہ کو غصے
سے پھٹنے پر مجبور کرتا آنکھ ونک کرتے ہوئے اپنے
روم کی جانب بڑھ گیا وہ روم میں جیسے ہی انٹر ہوا
شانزے کی برہنگم پتلی سی خمدار کمر کو گہری گرم
نظروں سے دیکھتے شرارتی سا مسکرانے لگا۔ بھائی کے
بعد اب اس کی بہن کی باری تھی لال گلاب ہونے کی۔

اتنی زور سے بھی نہیں کیا میں نے جو تم نے بستر سے
ناں نکلنے کی قسم کھا لی ہے بس کرو جانم بستر سے
نکلو اور نیچے جاؤ شادی کی تیاریوں میں پارٹیسپیٹ کرو
تمہارا لالا کیا سوچے گا میں کتنا ظالم ہوں اس کی بہن کو

چلنے کے قابل بھی نہیں چھوڑا میں نے!! بہرام خانزادہ گیلے کپڑوں سمیت شانزے کی جانب بڑھتا اسے خود کو منہ پھلائے گھور کر دیکھنے پر چھیڑنے لگا۔ شانزے کا دل ہی نہیں چاہ رہا تھا اٹھنے کا اسے شدید نیند آئی تھی وہ بستر سے باہر نکل ہی نہیں رہی تھی کیونکہ اسے اپنی کمر میں بے حد درد ہو رہا تھا۔

آپ گیلے کیوں ہو رہے ہیں بہرام؟؟ اور بیک ڈور سے روم میں کیوں آئے ہیں؟؟ شانزے اٹھ کر بیٹھتی اپنے وجود پر لباس پہن کر خود کو بہرام خانزادہ کی گہری نظروں سے چھپاتی اسکے کسرتی جسم سے چپکے ہوئے گیلے لباس کو دیکھتی حیرت سے بولی۔ وہ دو گھنٹے بعد کمرے میں آیا تھا گیلے بالوں گیلے کپڑوں کے ساتھ۔

تمہارا لالا مجھ پر گرم ہو رہا تھا اس کی گرمی نکال کر آ رہا ہوں!! بہرام خانزادہ کبھی کوئی ڈھنگ کا جواب دے دے یہ تو جیسے ممکن ہی ناں تھا۔ آپ کپڑے چینج کر لیں موسم سرد ہے کبھی ٹھنڈ ناں لگ جائے۔ شانزے اسکے کپڑوں سے پانی ٹپکتے دیکھتی فکر مندی سے بولی تھی۔

موسم سرد ہے تو کیا ہوا میں تو بہت گرم ہوں میری جان
اگر یقین نہیں تو آؤ تمہیں ڈیمو دے دوں! وہ شوخ انداز
میں کہتا روم کا فرنٹ ڈور بھی لاک کرنے کے بعد اپنا
وجود لباس سے آزاد کر گیا۔ شانزے کی تو جان لبوں پر
آئی تھی وہ ہر وقت ہی اس کی سانسیں گہری کرنے کو
تیار رہتا تھا۔ شانزے سٹپٹاتی ہوئی شرم سے لال گلاب
ہوتی اپنی نگاہیں چرانے لگی۔

نظریں کیوں چُرا رہی ہو کھل کر نظارہ کرو میری جان
آخر کو میرا سب کچھ تمہارا ہی تو ہے۔ بہرام خاندان
بے باکی سے آنکھ ونک کرتا ذومعنی انداز میں بولتا
شانزے کی جانب بہکے قدم بڑھانے لگا۔

بہرام پلینز ابھی نہیں کرنا میری حالت پہلے ہی بہت خراب
ہے مجھے درد ہو رہا ہے۔ شانزے گھبرا کر فوراً سے
بستر سے اترتی بوکھلاتی ہوئی بولی تھی۔ یار ایک تو ہر
وقت تمہارا لینے سے گھبرانے والا پیریڈ چل رہا ہوتا ہے
للچائی نظروں سے دیکھتی بھی ہو اسے۔۔۔ منہ میں پانی
بھی آتا ہے۔۔ اور پھر پلینز پلینز۔۔ ابھی نہیں ابھی نہیں والی
رٹ بھی لگائی ہوتی ہے۔۔ میرا وحشی پن بھی پورا پورا

دیکھنا ہوتا ہے تمہیں شانزے بے بی!! میں کیا کر رہا ہوں
ابھی جو تم ڈر رہی ہو؟؟ اپنا دماغ کم چلایا کرو اس طرح
ڈرو گی تو اور بھی زیادہ ڈراؤں گا خوشی خوشی لینا سیکھو
دوست ہے یہ تمہارا جانم میری!! بہرام خانزادہ مزید
بے باک ہوتا شانزے کو اور زیادہ خوفزدہ کرنے لگا اس کا
ابھی موڈ نہیں تھا کچھ کرنے کا اسکی شانزے کو ابھی
ریسٹ کی ضرورت تھی اور وہ اسکے آرام کا خیال کر
کرنا چاہتا تھا فلحال وہ شرارت کے موڈ میں تھا۔

ایک راونڈ لگا لیتے ہیں تم کیا بولتی ہو؟؟ بہرام خانزادہ
بے باکی سے مزید بولا۔ میں مورے کے پاس جا رہی ہوں
آپ مجھے جان سے مار کر ہی شاید سکون کا سانس لیں
گے!! شانزے گھبراتی ہوئی کمرے کے دروازے کی
جانب بڑھی جب بہرام خانزادہ اسے کمر سے پکڑ کر
دروازے پر ہی لگا گیا۔ تمہاری مار کر ہی مجھے سکون
آتا ہے نازک نخریلی بیوی!! وہ شانزے کے جبرے زور
سے بھینچتا اس کے باہر کی جانب نکلے نچلے لب پر
قابض ہو گیا تھا چند منٹ اسکے رسیلے لبوں کی نرمابٹ
محسوس کرنے کے بعد وہ اسکے ماتھے پر چوم کر
اسکی شہد رنگ آنکھوں میں جھانکنے لگا۔ شانزے کی
آنکھیں خفا خفا سی تھی ان میں ناراضگی تھی ایک تھکن

سی تھی۔

تم سے بھوک تو مٹائی جا سکتی ہے مگر یہ دل کبھی
نہیں بھر سکتا۔۔۔ بہرام خاندادہ اپنی زندگی کا ہر لمحہ
تمہاری پیاس میں ہی گزارے گا!! وہ شانزے کے باری
باری دونوں گال چومتا اس سے پیچھے ہو گیا۔ شانزے
گلاب کی طرح کھل گئی تھی۔ جاؤ نیچے تمہیں مورے یاد
کر رہی تھی اس طرح لال گلاب ہو کر دکھاؤ گی تو ابھی
ڈالوں گا تمہیں اپنے کندھے پر اور سیدھا گھس جاؤں گا
بستر پر پھر نہیں کہنا کمر ٹوٹ گئی یا پھر کوئی اور چیز
سوج۔۔۔۔۔ وہ اپنی بات مکمل کرتا جب شانزے کمرے سے
تیزی سے نکل گئی بہرام خاندادہ سے جان بخشی کوئی
معجزہ ہی ہو سکتا تھا جو آج ہو ہی گیا تھا۔

ایشا یہ والا دیکھو کیسا لگ رہا ہے؟؟ یا کچھ اور ٹرائے
کروں؟؟ مشائم اور ایشا دونوں ڈیزائنر آؤٹ لیٹ میں
موجود تھی مشائم کا موڈ شہریار پر بہت خراب تھا اس
لئے وہ اسکے آفس جاتے ہی خانم بی سے اجازت لیتی
ایشا کے ساتھ شاپنگ پر آگئی تھی اور اب یہ کوئی دسواں

سوٹ تھا جو وہ ٹرائی کر کے ایشا کو دکھاتی اس سے مشورہ لے رہی تھی۔ مشی تم کچھ بھی لینے کے موڈ میں نہیں ہو ابھی ایک کام کرتے ہیں پہلے ہم کچھ کھا لیتے ہیں اسکے بعد ہی اب شاپنگ کریں گے اور پھر سیلون چل کر اپنی ٹریٹمنٹس لے لیں گے!! ایشا تھک چکی تھی مشائم نے اسے جتنی عجلت میں پک کیا تھا وہ ناشتہ بھی نہیں کر سکی تھی آج کل ایشا کچھ زیادہ ہی اپنی نیندیں پوری کرنے میں مصروف تھی کیونکہ احد خانزادہ نے اسے صاف لفظوں میں بتا دیا تھا کہ وہ شادی کے بعد اس کی نیند پوری نہیں ہونے دے گا دو دن وہ آرام کر لے جتنا کر سکتی ہے۔

اچھا سہی ہے آجاؤ کچھ کھانے چلتے ہیں! مشائم خود بھی تھکن سی محسوس کر رہی تھی اس لئے ایشا کی بات مانتی اپنا پرس کندھے پر ڈالتی باہر نکل گئی تھی چند قدموں کے فاصلے پر انہیں ایک ریسٹورنٹ بھی نظر آئی گیا تھا جہاں وہ کچھ کھانے پینے کی نیت سے انٹر ہو گئی تھی۔

تم کب تک شہریار بھائی سے ناراض رہو گی مشی؟ ایشا

مشائم کے چہرے پر شدید اضطراب دیکھتی فکر مندی سے بولی تھی مشائم اسے لاہور میں ہوئے تمام واقعے سے آگاہ کر گئی تھی۔ شہریار کی چمچی بننے کی تمہیں تو بالکل بھی ضرورت نہیں ہے ایشا اور میرا ابھی کوئی ارادہ نہیں ان سے اپنی ناراضگی ختم کرنے کا!! مشائم ویٹر کو آرڈر نوٹ کرواتی ایشا سے بولی اسکا انداز اکھڑا سا تھا۔ تمہاری طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے اور تم شہریار بھائی کو بغیر بتائے آگئی ہو ڈرائیور کو بھی تم نے واپس بھیج دیا ہے کچھ تو خیال کرو تم کہی وہ-----ایشا تم میرا دماغ خراب ناں کرو شہریار کو بھی پتہ چلنا چاہیے ناں بغیر بتائے جانا اور موبائل آف ہونا کتنا غصہ دلاتا ہے! مشائم ایک بات سننے کو تیار نہیں تھی۔ ویٹر نے ایشا کے لئے کافی اور پین کیکس ٹیبیل پر سرو کر دیئے تھے جبکہ مشائم نے اپنے لیے وائنٹ سوس پاسٹا آرڈر کیا تھا جو ابھی تک سرو نہیں ہوا تھا۔ تم بدلہ لینے والی عادت کب ختم کرو گی مشی بی! ایشا تاسف سے بولتی تھی مشائم کس حد تک ضدی تھی اس سے بہتر کون جان سکتا تھا۔

ایشو میں خر دماغ خانزادی ہوں میرا دل اس وقت تک ٹھنڈا نہیں ہوتا جب تک میں بدلا ناں لے لوں بیشک میں شہریار سے بہت پیار کرتی ہوں مگر وہ مجھے اور

ہمارے بے بی کو اس ناگن عورت کے پاس اکیلے چھوڑ
کر کیسے چلے گئے انہیں احساس ہونا چاہیے اس بات کا!
مشائم آنکھوں میں چنگاریاں لئے لفظ چبا کر بولی تھی۔

اوہ واؤ وٹ آپلیسنٹ سرپرائز مش! مشائم جو غصے سے
مزید انگارے چباتی کچھ کہنے کے لئے اپنے لب واہ کر
ہی رہی تھی جب کوئی جانی پہچانی آواز سنتی اپنے دائیں
جانب دیکھنے لگی۔ وہ اور کوئی نہیں بلکہ برہان خان تھا
مشائم کا عزیز دوست۔

برہان۔۔تم۔۔آؤ نا بیٹھو ہمیں جوائن کرو۔ مشائم اسے کافی ٹائم
بعد دیکھتی خوشی سے بولی تھی۔ ایشا بھی برہان خان کے
بارے میں جانتی تھی مشائم نے اسے اپنے اس ترکی والے
دوست کے بارے میں بتا رکھا تھا برہان خان ڈاکٹر زویا کا
چھوٹا بیٹا تھا۔

تم نے تو شادی کے بعد سے لفٹ ہی نہیں کروائی بڑی
کوئی سفید خون دوست ہو تم یار!! برہان مشائم کے رائٹ
والی چیئر پر بیٹھتا ڈرامیٹک انداز میں بولا تھا۔ ہاں ہاں
تمہاری طرح کالا خون تو نہیں ہے ناں میرا اتنی ہی میں

تمہاری اگر دوست تھی تو تم خود بھی مجھ سے کانٹیکٹ کر سکتے تھے نا!! مشائم ہیزل آنکھیں گھما کر ایٹیٹیوڈ سے بولی تھی۔

ایشا کے نمبر پر شہریار خانزادہ کی کال آرہی تھی وہ مشائم کو برہان کے ساتھ باتوں میں مصروف دیکھ کر ایکسکیوز کرتی شہریار خانزادہ کا فون ریسو کر گئی تھی۔ ہیلو شہریار بھائی جی---جی وہ میرے ساتھ ہی ہے شاپنگ پر آئے تھے۔۔۔نہیں ابھی نہیں کی ہم ابھی ریسٹورنٹ میں ہیں اس کے بعد سیلون جانے کا موڈ ہے مٹی کا۔۔۔جی جی ٹھیک ہے میں آپکو لوکیشن بھیج دیتی ہوں! ایشا شہریار خانزادہ سے بات کرتی اسے وٹس ایپ پر ریسٹورنٹ کی لوکیشن سینڈ کرتی اپنی جگہ پر بیٹھ گئی تھی۔ شہریار خانزادہ ان کے پاس ہی آرہا تھا مشائم پر اسے شدید غصہ تھا جو اسے بتائے بغیر چلی گئی تھی اور فون بھی بند کیا ہوا تھا ڈرائیور نے مشائم کے ساتھ ایشا کے ہونے کا بتایا تھا اس لئے شہریار نے ایشا سے بات کر کے اس سے ان کی لوکیشن مانگ لی تھی۔

تم تو رہنے دو ہسبنڈ دیکھا ہے اپنا اتنے غصے سے

گھورتا ہے تم سے کانٹیکٹ کروں تو پتہ چلے موبائل میں
گھس کر ہی مجھے پیٹنا شروع کر دے! برہان شہریار کے
ساتھ ہونے والی پہلے ملاقات میں ہی اسکی گھورتی
نگاہوں سے چوکنا ہو گیا تھا وہ بغیر کسی تمہید کے مشائم
سے بولا تھا۔

تو تم ان ڈائریکٹلی میرے ہینڈسم ہسبنڈ کو جلاد کہہ رہے
ہو؟؟ مشائم نے ہنستے ہوئے جواباً کہا وہ شہریار کی
پوسیسو نیچر سے اچھی طرح واقف تھی اس نے ولید کا
کیا حال کیا تھا وہ کبھی بھول ہی نہیں سکتی تھی۔ مجھے
تولگا تھا ایک پھونک مار کر ہی اڑا دیں گے مجھے تم
سے کانٹیکٹ نا کرنے میں ہی بہتری ہے تم بھی سر
پھری ہو تمہارا بندہ بھی اچھا خاصا ڈولے شولے والا ہے
میں دور ہی اچھا ہوں! برہان کی اوور ایکٹنگ پیک پر
تھی ایسا نہیں تھا وہ ڈرتا تھا وہ اپنے دل پر لگام ڈال چکا
تھا جنکی نظریں گرویدہ ہوں ان سے دل پر لگامیں ڈالنا
مہارت کی بات ہوتی ہے اور برہان خان مشائم کی بہت
عزت کرتا تھا وہ نصیب کے آگے سر جھکا چکا تھا۔

واہ بھی واہ کیا ہی کہنے تمہارے مشائم صاحبہ خاندان

پھنسا کر اس سے شادی بھی کر لی اور یہاں ڈیٹ بھی مارتی پھر رہی ہو اپنے ایکس بوائے فرینڈ کے ساتھ۔۔۔ اور ایشا تم بھی اسکے ساتھ شامل ہو مجھے تو یقین نہیں آ رہا میری دونوں ہی پھوپھو کی بیٹیاں سہی نام روشن کر رہی ہیں خاندان کا!!! یہ ولید انصاری تھا جو کسی لڑکی کے ساتھ ریسٹورنٹ میں آیا تھا وہ دونوں لنچ کر چکے تھے وہ لڑکی جا چکی تھی ولید بھی جانے ہی لگا تھا جب اس کی نظر مشائم اور ایشا پر پڑھی اور پھر کچھ دیر بعد ہی انکے پاس جاتے اس لڑکے پر جو ریسٹورنٹ میں انٹر ہوتے ہی مشائم کے پاس جاتا اس کے ساتھ والی چیئر پر بیٹھ گیا تھا ان کے قریب جانے پر وہ برہان خان کو پہچان گیا تھا مشائم کی ترکی والی پکچرز میں اسکے ساتھ کہی کہی یہ لڑکا بھی ہوتا تھا جن کے کیپشن میں وہ بیسٹ فرینڈ لکھتی تھی ولید نے مشائم کی انسٹاگرام بڑے ہی غور سے دیکھی تھی۔

تم۔۔۔ یہ کیا بکواس کر رہے ہو میرے بارے میں ولید انصاری۔۔۔ مشائم ٹیبل پر زور سے ہاتھ مار کر کھڑی ہوتی غصے سے غرائی تھی۔ برہان نے بھی عجیب تاثرات کے ساتھ ولید کو دیکھا تھا جبکہ ایشا کو تو حیرت ہوئی تھی ولید بہت گرا ہوا انسان تھا اسے آج یقین ہو چلا تھا۔

سیکسی گرل ایک شوہر کے ساتھ ساتھ ایک پرانا یار بھی رکھا ہوا ہے تم نے یہی سچ ہے نا۔۔ میں نے کیا ہی غلط بول دیا؟؟ مجھے بھی تم کہی نا کہی ایڈجسٹ کر لو نا زیادہ نا سہی ہفتے میں ایک ڈیٹ میرے ساتھ بھی مار لیا کرنا! ولید نے مشائم کے گال کو چومتی لٹ اس کے کان کے پیچھے کی تھی اسکی اتنی جرت پر مشائم طیش سے لال ہو گئی تھی۔ برہان بھی غصے سے اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا تھا ریسٹورنٹ کے اندر داخل ہوتا شہریار خانزادہ تمام منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا اس کے جسم میں آگ لگ گئی تھی وہ سر تا پاؤں طیش سے دھکتا انگارہ بنا تھا۔

یو گھٹیا بغیرت انسان!!!!!! مشائم نے گرم گرم کھولتی کافی کا کپ ایشاکے سامنے سے اٹھایا اور غصے سے پھٹتے ہوئے ولید کے منہ پر پھینک دیا۔ آہہ۔۔۔ گرم گرم کافی سے ولید کا چہرہ جھلسا تھا وہ کہی قدم مشائم سے پیچھے ہوا تھا۔ مشائم کی اتنی جرت پر جہاں شہریار خانزادہ کا دل ٹھنڈا ہوا تھا وہی اسے برہان کو دیکھ کر نئے سرے سے آگ لگ گئی تھی۔

یو بلڈی۔۔۔تمہاری تو جان نکال۔۔۔۔۔مشائم جو ولید کو مزید
کچھ مارتی جب ولید طیش سے جھلسے ہوئے منہ کے
ساتھ جارحانہ انداز میں مشائم کی جانب بڑھا اور اس کو
تھپڑ مارنے کے لئے اپنا ہاتھ اٹھایا۔ ولید کا ہوا میں اٹھا
ہاتھ برہان نے اپنے ہاتھ کی سخت گرفت میں پکڑا تھا
مشائم ولید سے ڈرنے کی بجائے اپنی آنکھوں میں انگارے
لئے ولید کو گھور رہی تھی۔

چھوڑ ہاتھ میرا جو کچھ اس نے تجھے دیا ہے وہ یہ
مجھے دینے سے اس لئے انکار کرنے کا ناٹک کرتی ہے
کہ یہ کہی پکڑی۔۔۔منہ کو لگام دے ورنہ۔۔۔ورنا کیا تیرے
ساتھ میں اس کو بانٹ لوں گا جیسے خانزادہ نے
اسے۔۔۔۔۔ولید اور برہان آمنے سامنے ہوئے ہی تھے جب
ولید اپنی غلاظت پر اترتا مشائم کے متعلق بکواس کر ہی
رہا تھا کہ ایک زور دار پنچ اسکے جبرے کو زخمی کرتا
اس کے منہ سے خون نکال گیا تھا۔ ولید کا جھلسا ہوا منہ
لہو لہان ہوا تھا۔

ولید کے قدم بری طرح ڈولے تھے اگر اس کا ہاتھ برہان

کی سخت گرفت میں ناں ہوتا تو وہ منہ کے بل زمین پر
گرتا شہریار خانزادہ اس پر کسی خونخوار بھیڑیے کی
مانند جھپٹا تھا۔

شہریار مشائم کے آگے آکر کھڑا ہوتا اس کا نازک وجود
اپنے جان دار وجود کے پیچھے چھپا چکا تھا۔ مشائم کی
جان تو اب حلق میں آئی تھی شہریار خانزادہ نے جس طرح
ولید پر وار کیا تھا اس کی ٹانگیں کانپ گئی تھی یہ سوچ
کر ہی کہ شہریار ساری باتیں سن چکا ہے ہر منظر اپنی
آنکھوں سے دیکھ چکا ہے اب وہ اس کے ساتھ کیا کرے گا
اسکا دل پھٹنے کی حد تک تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

خانزادہ جس کے پیچھے تو ہیرو بنا ہوتا ہے چیٹ کر رہی
ہے تجھے یہ یہ۔۔۔ لڑکا اس کا بوائے فرینڈ تھا یہ چھپ کر
ملتی ہے اس سے مجھے بھی اس نے ہی اپنے
پیچھے۔۔۔۔ ایک لفظ اور بکو اس کی تو زمین میں زندہ
گاڑھ دوں گا!! ولید شہریار خانزادہ کے خوف سے مکاری
کرتا مشائم کی کردار کشی کرنے لگا جب شہریار نے
ایک اور مکا اس کے منہ پر مار کر اسکی ناک سے بھی
خون نکال دیا تھا۔

برہان ولید کا ہاتھ چھوڑ کر اس سے پیچھے ہو گیا تھا وہ
مشائم کی زرد پڑھتی رنگت پہلی بار دیکھ رہا تھا جو شاید
کانپ رہی تھی مگر وہ کیوں ڈر رہی تھی جب بات ایسی
تھی ہی نہیں جو ولید اس کے شوہر کو بتا رہا تھا اور اس
سے بدلے میں اپنی دھلائی کروا رہا تھا۔

میں سچ بول رہا ہوں تجھے یقین نہیں آتا ناں تو یہ دیکھ
لے مجھ سے کس قسم کی باتیں کرتی رہی ہے یہ اس نے
مجھے آسرا دیا تھا کہ-----میں نے کہا اپنا بواسیری منہ بند
کر لے!! ولید اپنا موبائل نکال کر مشائم اور اپنی چیٹ اسے
دکھتا جب شہریار خانزادہ نے چیئر اٹھا کر اپنی پوری
طاقت کے ساتھ ولید کے سر پر ماری تھی ولید بلبل کر
چلاتا ہوا بری طرح زمین بوس ہوا تھا شہریار اس کا سر
پھاڑ چکا تھا وار اتنا خوفناک تھا کہ ولید نیم بیہوشی میں
چلا گیا تھا اس کی حالت شہریار کچھ منٹوں میں ہی حلق
سے نکال چکا تھا ریسٹورنٹ کا تمام اسٹاف اور سیکورٹی
دونوں ہی آگئے تھے شہریار کو ولید سے پیچھے کیا تھا
ورنا وہ اس کے بیہوش وجود کو بھی اٹھا اٹھا کر پٹخنا
شروع کر دیتا شہریار کے سیکورٹی گارڈ جو باہر کھڑے
تھے وہ ریسٹورنٹ میں اندر داخل ہوئے تھے کرنل داور

ریسٹورنٹ کے مینیجر سے بات کرتا تمام صورتِ حال کو
سنبھال رہا تھا۔

شہریار نے ولید سے دور ہوتے خون اُتری گھورتی
بھوری آنکھوں سے مشائم کی جانب گردن موڑ کر دیکھا
تھا جس کا رنگ بالکل زرد تھا ایشا اسے پانی پلا رہی تھی
اس کی بیوی آج پہلی بار خوف سے کانپ رہی تھی اس کا
جی چاہا مشائم کی جان نکال دے اس لڑکی نے بدلہ لینے
کے لئے شہریار کو کتنا پریشان کر دیا تھا اس کی ضد تو
آج شہریار اچھی طرح نکالنے والا تھا۔

شہریار بھائی وہ میں یہاں مشائم کے بلانے پر نہیں میں
خود-----تم سے کوئی صفائی نہیں مانگی میں نے برہان
خان!! چلو گڑیا تمہیں سیلون ڈراپ کر دوں مجھے آفس
جانا ہے پھر!! برہان شہریار کا غصے سے پھلا تنفس
دیکھ کر کوئی صفائی دیتا جب وہ اسے فوراً ہی سخت
نظروں سے دیکھ کر ٹوکتا ایشا سے بولا اور مشائم کو
ایک سرد گھوری سے نواز کر فوراً ہی ریسٹورنٹ سے
باہر نکل گیا۔ ایشا مشائم کا ہاتھ پکڑے شہریار کے پیچھے
ہی ریسٹورنٹ سے باہر نکل گئی تھی برہان نے فیصلہ کیا

تھاب وہ مشائم سے اس طرح کبھی نہیں ملے گا بات اس
کے کردار پر آگئی تھی۔

شہریار بھائی مشائم نے بھی سروسز لینی تھی آپ
اسے بھی میرے ساتھ سیلون-----گڑیا تم جاؤ احد آجائے گا
تمہیں لینے!! ایشا جو مشائم کو شہریار کے غصے سے
بچانا چاہتی تھی وہ اسے اپنے ساتھ سیلون لے جانے کی
ریکویسٹ کر ہی رہی تھی جب شہریار بہت نرم تحکم
بھرے لہجے میں بولا تھا وہ مشائم کے ڈھیلے نٹ کسنے
کے موڈ میں تھا مشائم ایشا کے ساتھ پچھلی سیٹ پر ہی
بیٹھی تھی اسے شہریار سے اتنا ڈر لگ رہا تھا کہ وہ
اسکے ساتھ آگے بھی نہیں بیٹھ پائی تھی۔

ش۔شہر۔۔یار وہ میں ایشاکے ساتھ۔۔۔۔۔مشائم!! مشائم نے
اپنی جان خلاصی چاہی مگر شہریار خانزادہ اسے بیک
ویو مرر سے سختی سے گھور کر اس کا نام پکارتا اس
کی زبان بند کر گیا۔ ایشا گاڑی سے اتر کر سیلون چلی گئی
تھی شہریار نے مشائم کو ایک لفظ نہیں بولا تھا مگر اس
کا سرخ چہرہ اس کے شدید غصے کی عکاسی کر رہا تھا۔

آگے آکر بیٹھو۔۔ ایشا کے اترتے ہی شہریار خانزادہ سرد آواز میں بولتا مشائم کے آگے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ میں۔۔ میں پیچھے ہی۔۔۔۔۔ تم آگے آرہی ہو یا میں پیچھے آجاؤں؟ مشائم کانپتی آواز میں انکار کرتی جب شہریار اسٹیئرنگ پر زور سے دونوں ہاتھ مارتا لفظ چبا چبا کر بولا تھا۔ مشائم اس کے غصے سے خوف کھاتی فوراً گاڑی سے باہر نکل کر فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھی تھی اس کے آگے بیٹھتے ہی شہریار نے اسپید سے گاڑی ڈرائیو کرنا شروع کر دی تھی مشائم کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے ہی رہ گیا تھا شہریار نے اتنی فاسٹ ڈرائیونگ اس کے ساتھ کبھی نہیں کی تھی وہ اسے کچھ بول نہیں رہا تھا مگر اس کی پیشانی پر پھولتی نیلی رگیں اسکے طیش کا پتہ دے رہی تھی۔

شہریار آہستہ گاڑی چلائیں بے بی ہرٹ ہو رہا ہے! مشائم کو کچھ اور خیال نہیں آیا اپنی جان خلاصی کا تو اپنے بچے کا سہارا لے کر شہریار سے بچنا چاہا۔ بے بی کے بابا کا بیشک تم ہارٹ فیل کر دو تمہیں کوئی خیال نہیں!! بدلے لینا تو تمہاری پرانی عادت ہے۔ شہریار کا لہجہ ذرا نرم ہوا مشائم اس سے پہلی بار اس طرح خوف کھا رہی

تھی جو اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا مگر آج وہ واقعی اسے
خوفزدہ کرنا چاہتا تھا۔

کیا آپ نے اس ولید کی بات کا اعتبار کر لیا ہے میرا برہان
سے کوئی تعلق نہیں۔۔۔۔۔اپنا منہ بند کر کے بیٹھو تو بہتر
ہوگا تمہارے حق میں ورنہ سارا غصہ تمہارے اس کانپتے
وجود پر اتار دوں گا!! مشائم بھیگے لہجے میں اپنی
صفائی دیتی جب شہریار طیش سے چلاتا ہوا اس کی بات
کاٹ گیا۔ وہ مشائم پر شک کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا
اسے ولید کی بکو اس پر غصہ آ رہا تھا برہان تو اس کی
نظر میں بھی نہیں آیا تھا جب برہان نے اسے مخاطب کیا
تھا تب شہریار کی نظر اس پر گئی تھی۔ شہریار کا بس
نہیں چل رہا تھا کہ وہ ولید کا قتل کر ڈالے۔

مجھے ایشا کے پاس جانا ہے! مشائم سوں سوں کرتی
بولی۔ ایک آنسو بھی ناں نکلے تمہارا ورنہ واقعی رولا
کر رکھ دوں گا تمہیں ایک تو بدلے بازی کرتی ہو اوپر سے
رو کر بھی دکھاتی ہو پھر بے بی کے تھرو بلیک میل بھی
مجھے ہی کرنا ہے۔ شہریار خانزادہ کا لہجہ انتہا کا سخت
کھر درا تھا وہ مشائم کو سیریس ہو کر ڈانٹ رہا تھا۔

آپ مجھ سے اس طرح بات نا کریں شہریار! مشائم
دروازے میں گھستی ہوئی بولی تھی۔ اچھا پھر مجھے کس
طرح تم سے بات کرنی چاہیے مشائم؟؟ میں کون ہوں
تمہارا تم مجھے بتائے بغیر کیسے اس حالت میں اکیلی
نکل گئی؟؟ اپنی طبیعت کا معلوم ہے ناتمہیں تم اکیلی نہیں
ہو میرا بے بی ہے تمہارے پاس!! شہریار ایک ہاتھ سے
ڈرائیو کرتا دوسرے ہاتھ کو مشائم کے پیٹ پر رکھتا
سہلانے لگا تھا۔

وہ بغیرت انسان اب نہیں بچتا مجھ سے گولی مار دوں گا
اسے میں!! شہریار زور سے ہاتھ اسٹیئرنگ پر مارتا
کرنل داور کو فون کرنے لگا تھا۔ ہیلو ہاں مرا تو نہیں ہو
گا ناں وہ ڈھیٹ حرامی اس کو میرے فارم ہاؤس میں لے
کر جاؤ اور اس بار اس کے پاؤں کی ہڈیاں سلامت نہیں
ہونی چاہیے۔۔۔ تو کیا کر لے گا بلال انصاری دیکھ لوں گا
میں اسے بھی بیٹے کی گا** پھٹی ہوئی ملے گی تو وہ
بھی ٹھنڈا ہو جائے گا آتا ہوں کچھ دیر میں وہاں چلو اوکے
رکھ رہا ہوں فون!! شہریار نے اپنا موبائل زور سے ڈیش
بورڈ پر پٹخا تھا وہ مشائم کی جانب دیکھ بھی نہیں رہا تھا
اسے ولید پر انتہا کا غصہ آ رہا تھا جس نے مشائم کے

کردار پر انگلی اٹھائی تھی مشائم نے اگر ولید کے منہ پر
گرم گرم کافی ناں پھینکی ہوتی تو شہریار نے اس کی
چمڑی بھی نکال دینی تھی اسے مشائم پر ٹوٹ کر پیار آ رہا
تھا مگر ابھی اسے نرم گرم نگاہوں سے دیکھنا بھی سر پر
سوار کرنے کے مترادف تھا اور شہریار اس کو مزید سر
پر نہیں چڑھانا چاہتا تھا اسے طیش صرف ایک بات کا تھا
کہ وہ اسے بغیر بتائے کیسے باہر چلی گئی وہ پریگنٹ
تھی کم عمر تھی اسے کچھ نا سہی اپنے بچے کا تو خیال
کرنا ہی چاہیے تھا۔ شہریار پر کبھی دل تو کبھی دماغ
حاوی ہو رہا تھا اسے مشائم پر پیار کے ساتھ ساتھ غصہ
بھی آ رہا تھا۔۔۔

آپ۔۔ مجھے یہاں کیوں لائے ہیں؟؟ شہریار خانزادہ کی
گاڑی انصاری بنگلو کے آگے آکر رکی تھی مشائم اپنے
آنسو صاف کرتی شہریار کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتی بولی۔
تم نے اپنی خالہ کے گھر رکنا تھا ناں ایشا کی شادی تک
اس لئے لایا ہوں یہاں جاؤ اور جب تک دل چاہے۔۔۔۔۔ میں
آپ کے ساتھ حویلی جانا چاہتی ہوں شہریار۔۔۔۔۔ نہیں تم یہاں
رہنے کی ضد کر رہی تھی اس لئے جاؤ اپنی مرضی
پوری کر لو بدلے لینے کے شوق کہی ادھورے ناں رہ

جائے تمہارا!! مشائم کو اب اپنی غلطی کا احساس ہو گیا
تھا شہریار نے اسے کہا تھا وہ اس کی اجازت کے بغیر
باہر اکیلی نہیں جائے گی مگر وہ پھر بھی چلی گئی تھی
اور جو سب کچھ ہوا اس کے بعد شہریار کا ناراض ہونا
بنتا بھی تھا وہ اپنا غصہ ضبط کرنے میں کامیاب ہو گیا
تھا۔

شہریار خاندانہ اپنی طرف کا دروازہ کھول کر باہر نکلتا
مشائم کی جانب آتا اسے دروازہ کھول کر احتیاط سے
گاڑی سے اتارتا اسکی جانب دیکھے بغیر انصاری بنگلو
میں داخل ہو گیا۔ مشائم خود کو کوس رہی تھی وہ شہریار
کے بغیر ایک منٹ نہیں گزار سکتی تھی وہ صرف اسے
دھمکی دے رہی تھی۔

واپس جب بھی آنا چاہو تو ڈرائیور کو فون کر دینا شوہر
کو تو تم کچھ سمجھتی نہیں! شہریار خاندانہ مشائم کو اندر
چھوڑ کر واپس چلا گیا تھا مشائم کی آنکھوں سے آنسو
بہنے لگے اس کا دل خراب ہونے لگا انجانا سا احساس
دماغ پر حاوی ہونے لگا اس کا دل چاہا شہریار کا منہ نوچ
لے وہ کیسے اسے خود سے دور کر سکتا تھا مشائم کو

اپنے جسم میں جلن کی آگ ڈورتی محسوس ہونے لگی وہ
بے حد پوسیسو فیل کرنے لگی اسے شہریار خانزادہ سے
محبت تو ہو ہی گئی تھی مگر اسے حق ملکیت کا احساس
آج بڑی شدت سے اپنی رگ رگ میں دوڑتا ہوا محسوس ہو
رہا تھا

ولید انصاری بیہوشی کی حالت میں خانزادہ فارم ہاؤس
کے قید خانے کی ٹھنڈی زمین کی زینت بنا ہوا تھا۔ کرنل
داور نے اسے بری طرح مارا تھا وہ شہریار خانزادہ کے
آنے سے پہلے ہی اسے اچھی طرح دھو چکا تھا۔ فارم
ہاؤس کے کارپورچ میں گاڑی کے روکنے کی آواز آئی
تھی کرنل داور ولید کے بیہوش وجود کو زور سے لات
مارتا باہر نکلا تھا وہ جیسے ہی لائونچ میں پہنچا سامنے ہی
بہرام خانزادہ کے ساتھ احد خانزادہ کو دیکھتا ولید پرفاتحہ
پڑھ گیا اب ولید کو کوئی نہیں بچا سکتا تھا شہریار تو
صرف اسکی ہڈیاں توڑتا مگر احد وہ اس کو لہو لہان کر
دیتا اور بہرام وہ تو اس کا قیمہ نکال کر جیل کوؤں کو ہی
کھلا دیتا اسکا نام و نشان ہی مٹا دیتا۔

لالا کہاں ہیں داور؟؟ وہ آفس سے بھی شارٹ ہیں یہاں بھی
ان کی گاڑی نہیں ہے؟ بہرام خانزادہ صوفے پر ٹانگ پر
ٹانگ رکھ کر بیٹھتا بولا تھا احد خانزادہ کچن کیطرف جاتا
تازہ مالٹے کا جوس گلاس میں نکالتا واپس لاؤنچ میں آتا
بہرام کے ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا۔

سر کچھ دیر میں آئیں گے ان کا فون آیا تھا مجھے وہ
تھانے گئے تھے تو-----تھانے کس لئے؟ بہرام اور احد
جوس پیتے ہوئے ایک ساتھ بولے تھے۔ کرنل داور ان
دونوں کو صبح ہوئے واقعے کے متعلق آگاہ کرتا اب انکے
چہرے پر چھائی غضبناکی دیکھ رہا تھا۔

کہاں ہے یہ د۔لال اسکی تو میں-----بہرام جان سے نہیں
مارنا اسے ہوش کر لالا کو آنے دے! بہرام جو طیش سے
صوفے سے اٹھا تھا اسے احد نے پکڑ کر واپس بٹھایا تھا۔
احد تو اپنی رشتے داری نبھا میں اپنی یہ نہیں بچتا اب مجھ
سے!! بہرام نے پھر سے اٹھانا چاہا مگر احد خانزادہ نے
اسے پھر سے قابو کر لیا۔ شہریار خانزادہ کی گاڑی بھی
کار پورچ میں آکر رکی تھی وہ سگریٹ کے کش لیتا ہوا
اندر داخل ہوا تھا بھوری آنکھیں لال ہو رہی تھی بال

ماتھے پر بکھرے تھے اس کا غصے اس کے چہرے سے
چھلک رہا تھا بہرام اسے دیکھتے ہی مزید غصہ ہو گیا
تھا۔

لالہ آپکو کہا تھا میں نے اس حرامی کو آسانی سے ناں
چھوڑیں مگر آپ اپنی رحم دلی-----بہرام آرام سے بیٹھ جاؤ
شوٹرز سے بات ہو گئی ہے میری یہ نہیں بچتا اب مجھ
سے کل سے احد کی شادی کے فنکشنز اسٹارٹ ہیں تقریب
کی تیاریاں کرو تم دونوں یہاں کیوں بیٹھے ہو احد تم نے
ایشا کو سیلون سے پک کرنا ہے ٹائملی چلے جانا اسے
لینے اور تم مار دھار چھوڑ کر اپنی زندگی پر توجہ دو
منہاں تم سے چھوٹا ہے باپ بننے والا ہے مگر تم ہو کہ
ابھی-----میں بھی دن رات محنت کر رہا ہوں لالا احد سے
پہلے آپکو تایا بناؤں گا وعدہ رہا میرا! شہریار سمجھداری
سے کام لیتا ان دونوں کو نارمل کر رہا تھا جب بہرام نے
اسے آنکھوں تک کرتے ہوئے طے خانے کی طرف قدم
بڑھا دیئے تھے احد نے ضبط سے بہرام کو گھورا تھا اور
ایشا کو پک کرنے کے لئے نکل گیا تھا جبکہ شہریار بھی
بہرام کے پیچھے ہی طے خانے کی طرف چلا گیا تھا۔
طے خانے میں ولید کی نیم بیہوشی میں بھی درد بھری
چیخیں گونج رہی تھی۔

مشائم ایشا راستے میں ہے اس سے مل کر جاؤ ناں احد
 بھی آرہا ہے تم کچھ دیر پہلے آئی ہو اور اب واپس جا رہی
 ہو! سعدیہ انصاری ناراضگی سے بولی تھی مشائم کچھ
 دیر ان کے پاس بیٹھی تھی اور ان سے ملنے کے بعد اب
 رایان انصاری کے ساتھ حویلی واپس جانے کی تیاری پکڑ
 چکی تھی۔ خالہ جانی میں آجاؤں گی آج ذرا میری کچھ
 طبیعت سہی نہیں ہے حویلی میں بھی کام ہیں میں آتی
 رہوں گی آپ ناراض ناں ہوں مجھ سے!! مشائم سعدیہ
 انصاری کا کندھا چومتی انکے گلے لگتی بولی تھی۔

ماما جانے دیں مشی کو اب اس کا دل کہاں لگتا ہے
 شہریار بھائی کے بنا کام کے تو بس بہانے ہیں!! رایان
 انصاری بھی ناراض ہو رہا تھا۔ اف رایان بھائی آپ بھی
 خالہ کے ساتھ مل جائیں ایشا آگئی تو پھر میرا جانا مشکل
 ہوگا وہ ناراض ہوئی تو مجھے شہریار کو مزید ناراض کر
 کے یہاں روکنا۔۔۔ وہ میرا مطلب تھا کہ میں۔۔۔ اچھا اچھا
 سہی ہے آجاؤ میں ڈراپ کر دیتا ہوں پھر مہرمہ کے ساتھ
 جیولر کے پاس بھی جانا ہے مجھے تمہیں ڈراپ

کر کے وہی سے چلا جاؤں گا! رایان انصاری ہنستے ہوئے
بولا تھا وہ مشائم کی اتنی اجلت اب سمجھ گیا تھا۔

مشائم شہریار کے لئے تڑپتی ہوئی بے چین ہو رہی تھی وہ
اس سے خفا تھا مشائم کی جان نکل رہی تھی۔ مشائم رایان
کے ساتھ حویلی کے لئے نکل گئی تھی اس نے شہریار
خانزادہ کو منانا تھا وہ بہت رومینٹک انداز میں اپنے
ناراض شوہر کو منانے والی تھی۔

خانی طبعیت کچھ بہتر ہوئی آپ کی؟؟ اب تو دل خراب
نہیں ہو رہا نا میری جان کا؟؟ منہاں خانزادہ اپنے ساتھ
فرنٹ سیٹ پر بیٹھی انشال خان کی جانب محبت سے
دیکھتا ہوا فکر مندی سے بولا تھا وہ دونوں صبح سے ہی
حویلی سے نکلے ہوئے تھے انشال تو باہر نا جانے کی
ضد کر رہی تھی مگر منہاں اسے زبردستی لے گیا تھا ان
دونوں کے بیچ جو دیوار حائل ہو گئی تھی منہاں بس اسے
پگھلانا چاہتا تھا۔

نہیں ٹھیک ہوں اب دل خراب نہیں ہو رہا! انشال مدھم سی

آواز میں بولی تھی۔ خوشی ہوئی یہ سن کر کہ میری خانی
کا دل خراب نہیں ہو رہا۔ مجھ سے ناراضگی ختم ہو گئی
آپ کی؟ منہاں انشال کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اپنے دل
کے مقام پر رکھتا اسے گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے
بولا تھا۔ وہ دونوں اسلام آباد سے دور کشمیر کے راستے
میں تھے جہاں ایک شفاف آبشار کے قریب بنے حسین
ریزورٹ پر ان دونوں نے بہترین وقت ایک ساتھ گزارا تھا
منہاں خانزادہ نے رات میں بھی یہاں ہی اسٹے کرنے کا
سوچا تھا مگر انشال نے حویلی جانے کی ضد لگا دی تھی۔

ناراض نہیں ہوں میں تم سے منہاں ہو ہی نہیں سکتی!!!
انشال نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا تھا۔ اگر ایسی بات ہے
تو مجھ سے ہچکچا کیوں رہی ہیں آپ؟؟ میرے ساتھ اکیلی
ریزورٹ پر بھی رکنے سے کیوں ڈر رہی تھی؟ منہاں
تیزی سے ڈرائیو کرتے بولا تھا ہلکی ہلکی بارش شروع
ہو گئی تھی جو منہاں کا دل بے ایمان کر رہی تھی مگر
انشال اسے اپنے قریب ہی نہیں آنے دے رہی تھی۔

میں تم سے نہیں ڈرتی میجر منہاں!! انشال نے خفگی سے
کہا۔ تو اپنے پاس آنے دیں ناں مجھے مسز منہاں!! منہاں

نے تیز پانی کے جھرنے کے قریب اپنی گاڑی روک دی تھی۔ تم مجھے ہرٹ کرو گے کل رات بھی تم نے بہت زور سے میرا ہاتھ پکڑا تھا اتنا درد ہوا تھا مجھے!! انشال کی آواز بات کرتے ہی بھیگ گئی تھی منہان نے اسے سختی سے چند سیکنڈ کے لئے ہی چھویا تھا مگر اس کا ہلکا سا بھی سختی بھرا وہ لمس انشال کو ڈرا گیا تھا۔

منہان خانزادہ انشال کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنی طرف جھکاتا اس کے لبوں پر نرمی سے جھک گیا تھا وہ اپنی سیٹ پیچھے کرتا اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں نرمی سے دبائے ہی اپنی لیپ میں بیٹھا کر اس کی مخملی دھڑکنوں کو بڑے حق سے محسوس کرنے لگا تھا۔ انشال اس کے محبت بھرے لمس میں تسکین محسوس کرتی اپنی آنکھیں موندھ گئی تھی۔ منہان خانزادہ مزید گھستاخیوں میں اتر گیا تھا وہ اس کے لبوں سے لپٹا اس پر پوری طرح قابض ہو گیا تھا۔

مشائم کمرے میں شدید بے چینی کے عالم میں شہریار خانزادہ کا انتظار کر رہی تھی وہ کبھی کمرے میں ٹہلتی کبھی بیڈ پر بیٹھ جاتی کبھی سوچتی کبھی کچھ مگر

اس وقت تو اسکی جان ہی جیسے نکل رہی تھی شہریار
خانزادہ پہلی بار اس سے ناراض ہوا تھا وہ اس سے لیٹ
کر اسے منانا چاہتی تھی جو آج کمرہ تو دور حویلی میں
بھی آکر نہیں دے رہا تھا گھڑی رات کے بارہ بجا رہی
تھی اور اب مشائم کا صبر ختم ہو رہا تھا وہ اپنا موبائل
اٹھاتی شہریار خانزادہ کے نمبر پر کال کرنے لگی جو اس
نے چند بیلز کے بعد ہی کاٹ دی مشائم کا تو فون کٹتے ہی
پارا آؤٹ ہو گیا اس نے ایک بار پھر سے کال ملائی جو
شہریار خانزادہ نے اس بار پہلی کال پر ہی کاٹ دی اب
کی بار فون کٹتے پر مشائم کی آنکھوں میں موٹے موٹے
آنسو تیرنے لگے وہ روبانسی ہونے لگی دل میں تکلیف کا
احساس ہونے لگا۔

دیکھا آپ کے گندے بابا اب ماما سے پیار نہیں کرتے آج
پورا دن مجھے پیار نہیں کیا ایک کال تک نہیں کی ناں
مجھے یاد کیا اور اب ماما جب آپ کے بابا کو مس کر
رہی ہیں تو ماما کا فون بھی نہیں اٹھا رہے بات ہی نہیں
کروں گی گندے ڈیڈی سے روڈ اکڑو بے ادب جھوٹے
کوئی پیار نہیں کرتے مجھ سے شہریار آئی ہیٹ ہم!! مشائم
اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتی بہتی آنکھوں سے پہلے اپنے
بچے اور پھر خود سے ہم کلام ہوئی تھی۔

شہریار خانزادہ جو اپنے روم کے باہر کھڑا اندر انٹر ہی
ہونے لگا تھا جب وہ مشائم کی ہم کلامی سنتا شرارتی سا
مسکرا کر فوراً ہی اپنے منہ پر سنجیدگی طاری کرتا
دروازے پر کارڈ سوائپ کرتا روم میں داخل ہوا تھا۔ اس
نے اپنا چہرہ بے انتہا سنجیدہ کیا ہوا تھا اس کے تاثرات
چٹانی تھے۔

شہریار جیسے ہی روم میں انٹر ہوا دروازے پر ہی ٹھٹھک
کر رک گیا زمین پر بکھری گلاب کی پتیاں شہریار
خانزادہ کے اعصاب لمحے میں ہی بھاری کر گئی تھی
ہارٹ شیپ بیلونز کے ساتھ قدم قدم کے فاصلے رکھی ایل
ای ڈی کینڈلز کانچ کے واس میں رکھی گلاب کی کلیاں
شہریار کا خون گرما گئی تھ

وہ شدت سے بے قابو ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ چند قدم آگے
بڑھا تو جذبات اس کے انگ انگ کو پیاسا بنا گئے بیڈ پر
بکھری پتیاں خوبصورت جگنوؤں کی طرف چمکتی
روشنی اسکی بھوری آنکھوں میں خماری کی لالی اتار
رہی تھی اس کا پورا کمرہ ہی بری مہارت کے ساتھ
رومانوی طرز سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا پورے ہی کمرے

میں زرا زرا سے فاصلے پر ایل ای ڈی کینڈلز جلتی
شہریار کے جذبات میں آگ لگا رہی رہی تھی۔

شہریار کو گلابوں کی مہک کے ساتھ ساتھ حواسوں پر
سوار ہوتی کوئی اور مہک بھی آرہی تھی پھر اسکی نظر
بیڈ کی سائڈ ٹیبلز پر پڑھی جہاں چھوٹی چھوٹی سینٹڈ
کینڈلز جل رہی تھی ان کی مہک میں ایک نشہ ساتھ
جوشہریار کو مدبوش کر رہا تھا

ان کینڈلز کے مزید قریب جانے پر شہریار کو وہ مدبوش
کن خوشبو مدہم ہوتی محسوس ہوئی تو یہ نشہ آور مہک
سینٹڈ کینڈلز کی نہیں تھی شہریار واپس وہی آکر کھڑا ہو
گیا جہاں وہ کچھ دیر پہلے کھڑا تھا اب وہ مہک اسے مزید
بہکانے لگی تھی آخر وہ بلہ کہاں تھی جس نے اسے ایک
جھٹکے میں ہی زیر کر دیا تھا وہ دیوانہ وار قدم اٹھاتا روم
کے بیچ و بیچ کھڑا ہو گیا اس نے جیسے ہی اپنی گردن
موڑ کر ٹیرس کی جانب جاتی راہ داری کے کارنر پر نظر
گھما کر دیکھا اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا آخر کار
شہریار خانزادہ کی پیاسی نگاہیں اس حسین بلہ کا دیدار
کرنے میں کامیاب ہو ہی گئی تھی مگر اسے اوپر سے
نیچے تک حق سے اسکین کرنے کے بعد شہریار خانزادہ
کا رُواں رُواں طلب کی آگ میں سلگنے لگا۔

مشائم ریڈ کلر کی بہت ہی بے باک سی شارٹ ڈریس میں
ملبوس تھی جو اس کی تھک تھائیز واضح کر رہی تھی
اس ڈریس کا ڈیپ وی شپ گلا مشائم کی کلیویج لائن اور
اس کی بھری بھری دھڑکنوں کا کھل کر نظارہ کروا رہا
تھا اس کے دودھیا چمکتے بازو اس سلیو لیس ڈریس میں
حسین لگ رہے تھے وہ بڑی بے باکی کے ساتھ ٹیبل
پر بیٹھی ہوئی تھی جہاں روشن کینڈلز اس کے حسین وجود
کو اپنی روشنی سے مزید نمایا کر رہی تھی۔

شہریار خانزادہ مشائم کی تھک تھائیز کو دیکھ کر تھوک
نگلتا بہکی چال چلتا ہوا اپنے دونوں ہاتھ ڈریس پینٹ کی
جیب میں ڈالے ٹیبل کے پیچھے کھڑا ہوتا فرصت سے
مشائم کی آنکھوں میں جھانکنے لگا مشائم اپنا چہرہ موڑے
گلاب کی کلی سے کھیل رہی تھی اس کے حسین چہرے
کا دیدار کرنے کے لئے ہی شہریار ٹیبل کے پیچھے جاکر
کھڑا ہوا تھا۔ مشائم اپنی جھکی پلکیں اٹھائے قاتلانہ بیزل
آنکھوں سے شہریار کی گہری گرم لہو چھلکاتی آنکھوں
میں دیکھنے لگی۔

مشائم دروازے پر کارڈ سوائپ ہونے کی آواز سن کر

تیزی سے ٹیبل پر آکر بیٹھی تھی وہ غصے میں تھی
روہانسی ہو رہی تھی مگر اب شہریار جب آگیا تھا تو
اسکی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ رہی تھی دل زوروں سے
دھڑک کر منہ کو آ رہا تھا۔

شہریار خانزادہ ابھی اس سے اپنی نظریں پھیرتا جب
مشائم نزاکت سے ٹیبل سے اتری اور چھوٹے چھوٹے
دلکش قدم لیتی شہریار خانزادہ کے بالکل سامنے آکر
کھڑی ہو گئی۔ کہاں تھے آپ میری کالز کیوں کاٹی آپ
نے؟؟ وہ شہریار خانزادہ کے ایک کندھے پر اپنی کہنی
رکھتی دوسرا ہاتھ اس کے سینے پر پھیر کر نیچے ایس
پر سہلا کر رکھتی اپنی ایک ٹانگ آگے کر کے شہریار
کی ٹانگوں کے بیچ میں رکھتی نامحسوس سے انداز میں
ٹیبل پر بیٹھ گئی تھی وہ اپنی گردن اونچی کیے شہریار
کے عنابی لبوں کو اپنی نظروں میں لئے ہوئے تھی۔

شہریار خانزادہ تو شوگر بے بی کی قاتلانہ اداؤں پر ہی فدا
ہو گیا تھا وہ فل پیکج تھی اس سے شہریار کا دل کبھی بھر
ہی نہیں سکتا تھا۔ شہریار اس کی نگاہوں کو اپنے لبوں پر
مرکوز دیکھتا نیچے کی طرف جھک کر اس کے اتنے
قریب ہوا تھا کہ ان دونوں کی سانسوں کا شدت سے ٹکراؤ
ہونے لگا تھا۔

فون اٹھانا ضروری تھا کیا؟؟ شہریار اس کے لبوں پر
مشکل سے خود کو قابض ہونے سے روکتا مشائم سے
پیچھے ہوا جب وہ اس کی بلیک شرٹ کو اپنے نازک
ہاتھوں کی مٹھیوں میں زور سے بھر گئی۔ جی ہاں
ضروری تھا!! مشائم اسکے مزید قریب ہوتی اس کے لبوں
پر جھکتی جب شہریار خانزادہ نے اسکے بالوں کو گدی
سے زور سے اپنے ہاتھ کی مٹھی میں جکڑا تھا۔

آہہ۔۔۔شہریار!! مشائم جان بوجھ کر بہکی آواز میں کراہی
تھی شہریار نے اس کی بہکی سسکی سن کر اسکے بالوں
کو اور زیادہ سختی سے پکڑا اور اپنا دوسرا ہاتھ اسکے
پیس پر زور سے سلپ کرنے کے بعد انہیں بے دردی سے
بھینچنے والے انداز میں جکڑ لیا۔

آج۔۔۔شہریار۔۔۔آہہ۔۔۔ہرٹ۔۔۔کیا کروانے کا ارادہ ہے
تمہارا؟ مشائم کی سانس اٹکی تھی جب شہریار اسے
بے باکی سے خود سے مس کرتا پیچھے جھٹک گیا وہ اپنی
شرٹ کے اگلے دو بٹن کھولتا ٹیرس کی جانب چلا گیا
کمرے میں اس کے حواس بے قابو ہو رہے تھے وہ مشائم

کی چیخیں نکلوا دیتا جس طرح کی وہ شہریار کو ادائیں
دکھا رہی تھی وہ مدہوشی سے پاگل ہو رہا تھا مگر ٹیرس
میں آکر تو شہریار اپنا کنٹرول کھونے کے در پر تھا
پوری ٹیرس گلابوں سے بھری ہوئی تھی سینٹڈ کینڈلز وہاں
بھی جل رہی تھی۔

جو بھی کروانا چاہتی ہوں وہ شاید دیکھ سکتے ہیں آپ
آنکھیں ہیں بڑی بڑی آپ کی دیکھ لیں خود ہی!! مشائم سیخ
پا ہو رہی تھی شہریار سے خوف بھی آرہا تھا مگر وہ
اسے غصہ کر کے بھی دکھا رہی تھی جو اسکی اتنی
تیاری کو کسی کھاتے میں نہیں لا رہا تھا۔

دیکھ تو لیا ہے بڑی فرصت سے مگر تم تو اپنی خالہ کے
گھر رہنے گئی تھی تو واپس کیوں آئی ہو پھر؟؟ شہریار
خانزادہ نے اپنی شرٹ اتار دی تھی اسے پسینے آرہے
تھے۔ ٹھیک ہے واپس چلی جاتی ہوں اگر میرا آنا برا لگ
رہا ہے تو حد ہے شادی کے دو ماہ بعد ہی مجھے پریگنٹ
کر کے بیزار ہو گئی ہیں!! مشائم روہانسی ہو کر جو منہ
آیا بولتی ابھی غصے سے پاؤں پٹخ کر مڑی ہی تھی جب
شہریار خانزادہ اسے پیچھے سے ہی اپنے قابو کرتا گلاس

وال سے لگا گیا۔

ٹانگیں اپنے کندھوں پر رکھنے کی جگہ تمہارے کندھوں پر رکھ دوں گا اب اگر تم نے پاؤں پٹھے تو میری شرافت کا فائدہ اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے خان بننے پر آیا ناں تو چلنے کے قابل نہیں چھوڑوں گا تمہیں جہاں جی چاہتا ہے منہ اٹھا کر چلی جاتی ہو! شہریار خانزادہ اس کے کان کے قریب جھکتا سخت لہجے میں بولتا اسکے کان کی لوں کو زور سے اپنے دانتوں سے چبا گیا وہ مشائم کا طنز اگنور کر گیا تھا۔

مشائم درد سے مچل کر اپنا ہاتھ پیچھے کرتی شہریار کے پینس پر تھپڑ مارنے کی کوشش کرنے لگی۔ وہ اس کے بوبز کو زور سے مٹھیوں میں بھینچے اس کی جان نکال رہا تھا۔ مشائم کے تھپڑ مارنے سے شہریار پیچھے سے ہی اسے فیک اسٹروکس دیتا پینس کو پینٹ کے اندر بے چین ہوتے محسوس کرتا اپنی اریکشن سے اریٹھٹ ہونے لگا۔

اتنی آسانی سے نہیں ملنے والا آج!! شہریار خانزادہ اسے

جھٹکا دے کر ایک بار پھر شدت بھرے انداز میں خود سے مس کرتا ٹیرس سے واپس کمرے میں چلا گیا وہ اپنی شرٹ اتار کر بیڈ پر اچھالتا واشروم کی جانب بڑھتا جب مشائم نے گلاب کی ایک کلی کھینچ کر اسے ماری تھی۔

مجھے چاہیے بھی نہیں سمجھے ناں آپ پتہ نہیں خود کو سمجھ کیا لیا ہے مجھے پریگنٹ کر کے خود آرام سے گھومتے ہیں اور مجھ پر ہی ساری پابندیاں لگا دی ہیں!! مشائم چیختی ہوئی بولی تھی۔ شہریار اس کے چلانے پر طیش میں آتا اس کی طرف غصے سے بڑھتا اسے گردن سے جکڑ کر دیوار سے لگا گیا۔

اتارو یہ سب اور میرا دماغ خراب کیے بغیر سوتی ہوئی نظر آؤ مجھے!! شہریار بھی طیش سے دھاڑا تھا مشائم نے پہلی بار اس کی اتنی اونچی آواز سنی تھی وہ خوف کے مارے اپنی آنکھیں میچ گئی تھی اسے شہریار سے ڈر لگا تھا وہ آج اس کا شوگر ڈیڈی نہیں لگ رہا تھا۔

بے بی۔ ڈر۔ رہا ہے آپ سے! مشائم کانپتی آواز میں اپنی جان خلاصی کرنے کے لئے ٹوٹے لفظوں میں بولی تھی۔

بے بی تمہیں چاہیے ہی کب مشائم صاحبہ تمہیں پریگنٹ کرنے کا سارا الزام تو مجھ پر جاتا ہے تم تو ابھی بچی ہو بچہ تمہیں بوجھ لگتا ہے! شہریار کو واقعی غصہ آگیا تھا مشائم ہر بار اس پر یہی ظاہر کرتی تھی جیسے شہریار خانزادہ نے اسے پریگنٹ کر کے کوئی گناہ عظیم کر دیا ہو۔

مشائم سسکیاں لے کر رونے لگی تھی۔ بند کرو یہ سسکیاں بھرنا اونچا اونچا رونا آواز ناں آئے مجھے تمہاری ان سسکیوں کی! شہریار دیوار پر زور سے مکا مارتا مشائم سے دور ہٹ گیا تھا وہ طیش سے پہلی بار مشائم پر چلایا تھا اسکی شوگر بے بی نے اس کے لئے اتنی تیاری کی تھی وہ کیوں خود پر قابو نہیں رکھ پایا کیوں اس پر چلایا!! شہریار خانزادہ خود پر لعنت بھیج رہا تھا وہ آج صبح ہونے والے واقعے کی وجہ سے شدید غصے میں تھا اس لئے مشائم کو خود سے دور کیا تھا کہ کہی وہ غصے کی وجہ سے مشائم کو ہرٹ ہی ناں کر دے صبح کا غصہ مشائم کے چیخنے پر شدت پکڑ گیا تھا۔

آئی ہیٹ یو۔۔۔ پیار نہیں کرتے مجھے آپ اس گھٹیا ولید پر

آپ نے اعتبار کر لیا ہے مجھے دو گوری کی لڑکی
سمجھتے ہیں آپ۔۔۔۔۔ مشائم اپنی بکواس بند کر لو ورنہ مجھ
سے برا کوئی نہیں ہو گا!! مشائم شہریار کے سینے پر
اپنے دونوں ہاتھ مارتی روتی ہوئی چلاتی ولید کا نام لے
کر شہریار کو بیہڑا شیر بنا گئی تھی۔

شہریار اسے بیڈ پر دھکیلتا طیش سے شیشے کی ٹیل کو
لات مار کر چکنا چور کرتا مشائم کا دماغ اپنے انداز میں
ٹھکانے لگاتا جب مشائم اسے اتنے طیش میں دیکھ کر
خوف سے روتی ہوئی پیچھے کھسکتی بیڈ کراؤن کے
ساتھ جا لگی شہریار اپنے بال نوچتا اس کے قریب جانے
سے خود کو روک گیا وہ طیش سے حواس کھو رہا تھا
مشائم پر شک کرنے سے پہلے وہ خود کو شوٹ کرنا پسند
کرتا۔ وہ گہری سانسیں لیتا مشائم کو سرد نگاہوں سے
دیکھنے لگا۔

شہریار آپ۔۔۔ مجھے۔۔۔ مارنے۔۔۔ آرہے تھے نا؟؟ مشائم
ہچکیوں کے بیچ بولی۔ تم کچھ دیر اپنی بکواس بند کر لو
ورنہ جتنا غصہ مجھے آرہا ہے نا ابھی جا کر پہلی
فرصت میں اس بغیرت حرامی کا قتل کروں گا اور پھر تم

میں اندر تک گھس کر تمہاری عقل ٹھکانے لگاؤں گا!!
شہریار خاندان برہمی سے بولتا واشروم میں انٹر ہوتا زور
سے دروازہ بن کر گیا۔

مشائم اپنی آنکھوں کو بے دردی سے مسل کر صاف کرتی
اپنا ڈریس چینج کرنے کے لئے بیڈ سے اترتی ڈریسنگ
روم میں انٹر ہو گئی۔ آنا ہی نہیں چاہئے تھا مجھے پتہ نہیں
کیا کچھ بکواس کر دی ہے میں نے شہریار کا موڈ ٹھیک
ہونے کی بجائے اور زیادہ خراب کر دیا میں نے۔ مگر وہ
مجھ پر چلائے کیسے دیوار پر بھی اتنی زور سے مکا
مارا۔ ایک تو اس ولید کو تو موت آئے اچھی خاصی میں
ناراض تھی شہریار مجھے منا رہے تھے اس منحوس
انسان نے اپنی منحوسیت پھیلا دی۔ اب کیا کروں چینج ہی
کرنا بہتر ہے شہریار نے تو ویسے بھی ایک نظر نہیں
دیکھا مجھے چینج کرنے کا بھی بول دیا۔ تو ٹھیک ہے میں
کونسا مر جاؤں گی۔ اب پاس آکر دکھائیں مجھے پھر
دیکھوں گی میں بھی انہیں ہاتھ بھی لگایا ناں تو زور سے
کاٹ لوں گی۔ نہیں کرتی میں اپنے باسی ڈیڈی سے پیار
کوئی ڈیڈی نہیں ہیں یہ ہیٹ ہم۔ آپ میرے بھی بے بی ہو
اپکے بابا کو غصہ آیا ہوا ہے اس لئے انہوں نے ماما کو
ایسے ہرٹ کیا آپ ہم دونوں کی لڑائی سے ناراض نہیں

ہونا میں آپ کے بابا کو منا ہی لوں گی وہ ماما سے بہت
پیار کرتے ہیں آپ کی ماما کے بغیر نہیں رہ سکتے!!
مشائم معصومیت کی انتہا کرتی نائٹ ڈریس پہننے کی
 بجائے دوسرا چمکیلا بھڑکیلا بے حد بولڈ ڈریس پہننے
لگی۔۔

شہریار خانزادہ واشروم میں انٹر ہوتا خود کو مزید ملامت
کرنے لگا تھا ناں صرف روم ٹیرس بلکہ واشروم کو بھی
اس کی شوگر بے بی نے گلابوں سے سجایا ہوا تھا ہاتھ ٹب
میں بکھری ہوئی گلاب کی پتیاں رنگین رومانوی لائٹس
(love اور ٹب کے کارنر پر دیوں کے بیچ میں لکھا)
شہریار کے جذبات میں طوفان کو دعوت دیتا طغیانی برپا
کر گیا تھا۔

شہریار خانزادہ کی مشائم کو پانے کی طلب اس میں
سمانے کا جنون نشہ بن کر اس کے وجود پر سوار ہوتا
اس کی نسوں میں دوڑتے لہو کو نئے سرے سے کھولتا
ابلتالاواہ بنا گیا اس کے جسم کی آگ دماغ سے دل اور دل
سے نسوں میں دوڑتے خون کو شدت سے دہکانے لگی

تھی۔

شہریار خانزادہ ٹھنڈے پانی کے شاور کے نیچے کھڑا ہوتا
خود کو کام ڈاؤن کرنے لگا اس کا جسم آگ برسا رہا تھا
غصہ محبت ضد جلن طلب حق ملکیت ہر جذبہ ہی ایک
ساتھ شہریار پر حاوی ہو گیا تھا وہ طیش سے ہاتھ مار کر
شاور بند کرتا گیلے وجود کے ساتھ ہی بیٹھا شیر بنا
واشروم کا دروازہ مارتے ہوئے باہر نکلا۔

مشائم جو اداس سی منہ پھلائے بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی
ہوئی تھی وہ شہریار کا طیش سے پاگل ہونا بخوبی
محسوس کر گئی تھی اس نے اپنی آنکھیں زور سے میچ
لی وہ اوندھے منہ ہی لیٹی رہی ایک تکیہ اس نے اپنے
پیٹ کے نیچے رکھا ہوا تھا وہ بہت بے باکی سے آڑھی
ترچھی لیٹی ہوئی تھی۔

شہریار خانزادہ مشائم کو لہو اگلتی آنکھوں سے اسکین کرتا
اس کی دودھیا چمکتی ہوئی بے داغ کمر پر باریک
اسٹریپس دیکھتا اپنے جسم میں شدت سے ہوتی تبدیلیوں
سے بے حال ہوتا جارحانہ انداز میں بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی

مشائم کی جانب بڑھا۔

مشائم شہریار خانزادہ کے قدموں کی آہٹ اپنے قریب آتے محسوس کرتی اپنے جسم کی لرزش پر ابھی قابو پاتی جب شہریار بے رحم بنا اسکے بالوں کو پیچھے سے کھینچتے ہوئے اس پر حاوی ہوتا مشائم کی پینٹی چاک کرتا طاقتور جھٹکے کے ساتھ مشائم کی روح کا حصہ بن گیا۔

آہہ۔۔۔آہہ۔۔۔سس۔۔۔شہر۔۔۔یار۔۔۔آ!! مشائم کی فلک شگاف چیخ بلند ہوئی تھی دل حلق میں آیا تھا۔ شہریار خانزادہ کا فلی ایریکٹڈ تھک پینس مشائم کی وجائنه میں زور دار رگڑ کے ساتھ اندر تک گھس گیا تھا۔ شہریار خانزادہ اس کے بالوں کو بے دردی سے جکڑے اس کے بریسٹ کو بھینچتے ہوئے بے درد جھٹکوں کی شدت سے اس کے وجود میں اترنے لگا تھا۔

تم میری ہو صرف میری سمجھی تم۔۔۔تمہارا وجود تمہارا یہ سیکسی جسم میرا ہے صرف میرا!!! شہریار خانزادہ مشائم کی تنگ وجائنه کو ڈیپلی اسٹروکس دے کر چیرتا ہوا پاگلوں کی طرح غرایا تھا ہر جھٹکا پہلے سے زیادہ

زور دار تھا۔ جھٹکوں کی شدت مشائم کی جان نکال رہی تھی آنکھوں سے آنسو بے ساختہ نکل رہے تھے مشائم نے بیڈ شیٹ کو زور سے اپنے ہاتھوں کی مٹھیوں میں جکڑا تھا اس کے لبوں سے بلند بہکی سسکیاں نکلتی کمرے میں گونج رہی تھی۔

شہریار اپنے طاقتور وجود کے ساتھ پینس کی فل لینتھ سے مشائم کی گلابی وجائنه پل میں سرخ کر گیا تھا وہ آج اس کا حال چند گہرے جان دار جھٹکوں میں ہی بے حال کر گیا تھا۔

آگہہ۔۔۔سس۔۔۔آہ۔۔۔شہریار۔۔۔آرام۔۔۔سے۔۔۔جان۔۔۔نکل۔۔۔رہی۔۔۔میری۔۔۔جان میری بھی نکلی تھی جب تم بغیر اجازت سے باہر گئی تھی اور اپنا فون بھی بند کر دیا تھا۔ جھٹکے مزید بے درد اور تیز ہو رہے تھے۔

آہ۔۔۔شہریار۔۔۔میں۔۔۔آپ۔۔۔کی۔۔۔مشائم۔۔۔ہوں۔۔۔آرام۔۔۔سے۔۔۔تڑپاؤں میں۔۔۔مت۔۔۔درد۔۔۔تڑپاتی تم ہو۔۔۔صبح بھی مجھے تڑپا کر اپنا بدلا لے رہی تھی ناں تم!! مشائم اپنی آنکھیں رول کیے بلند آہوں سے ٹوٹے لفظوں سے شہریار کی منت کرنے لگی جب شہریار اس کے ڈریس کو جارحانہ انداز میں

پوری طرح چاک کرتا اسے فلی ایریکٹڈ پینس کے ڈیڈلی
ڈیڈ اسٹروکس دیتا اس کی بے داغ کمر کو زور سے اپنے
دانتوں سے کاٹنے لگا۔

آہگہہ۔۔۔۔۔امم۔۔۔شہر۔۔۔یار۔۔۔غ غ غ۔۔۔صے ے ے
۔۔۔غصے۔۔۔میں۔۔۔تھی ی

ی۔۔۔میں۔۔۔پلیز۔۔۔شہریار۔۔۔آرام۔۔۔سے۔۔۔۔۔۔۔مشائم جھٹکوں کی
شدت سے لرزتی ہوئی بولی تھی۔ ابھی تک جتنی بار بھی
تمہیں فک کیا ہے پیار سے ہی کیا ہے آرام سے ہی اندر
گھسایا ہے تمہارا عاشق بن کر آج شوہر بن کر تم سے اپنا
حق لوں گا تب تمہارا یہ بدلے باز دماغ میرے قابو میں
آئے گا!! شہریار نے اسے فاسٹ فل لینتھ تھک پینس کے
جھٹکے دینا شروع کیے تو مشائم کی چیخیں نکل گئی۔

مشائم درد سے نڈھال جھٹکوں کی تیزی سے نیم جان ہوئی
تو شہریار نے اس کے پیس پر زور زور سے تھپڑ مار کر
مزید ڈیپ اسٹروکس دینا شروع کر دی۔

آؤچ۔۔۔شہریار۔۔۔درد۔۔۔ہو رہا ہے آپ سلیپ کیوں کر رہے
ہیں مجھے!! مشائم پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی آج اس
کی ہمت ٹوٹ گئی تھی شہریار نے اس کے ہوش ٹھکانے

لگا دیئے تھے وہ جان میں اس سے تین گنا زیادہ تھا آج
اس بات کا اظہار شہریار نے بڑے جوش کے ساتھ کیا تھا۔

مشائم کے پھوٹ پھوٹ کر رونے پر شہریار جھٹکوں کی
شدت کم کرتا اسے بازوؤں سے جکڑ کر بیڈ پر پٹختے
ہوئے سیدھا لیٹاتا مشائم کے سیبی گالوں کو بھینچ کر اپنے
ہاتھ کی مٹھی میں جکڑتا اسے خون اتری آنکھوں سے
دیکھ رہا تھا۔ مشائم سہمی ہرنی بنی خوف کے عالم میں
شہریار کو بھیگی آنکھوں سے دیکھنے لگی اس کے
گلابی لب خوف کی شدت سے کپکپا رہے تھے جو شہریار
کے وجود کو مزید پیاسا کر گئے تھے۔

میری بیوی ہو تم۔۔۔ میرے بچے کی ماں بننے والی
ہو۔۔۔ تمہاری کوکھ میں میرا خون پل رہا ہے اس حرامی کو
نامرد بنا کر کاٹ کر پھینک ڈالوں گا جس نے تم پر الزام
لگایا ہے!! شہریار خانزادہ جنونی ہوتا مشائم کے لبوں پر
جھک گیا تھا وہ اس کے ہونٹوں کو کھینچ کھینچ کر چوستا
اس کی زبان اپنے منہ میں بھر کر زور زور سے سک
کرنے لگا تھا۔ مشائم کو اپنی زبان حلق سے اکھڑتی ہوئی
محسوس ہوئی تھی وہ شہریار کے بالوں میں اپنا ہاتھ

الجهاتی اسے ریلیکس کرنے کی کوشش کرنے لگی مگر وہ مشائم کے دونوں ہاتھ اپنے ایک ہاتھ کی سخت گرفت میں پکڑ کر اس کے سر کے اوپر پن کرتا اس کے رسیلے لبوں کا جام بڑی شدومد سے پینے لگا۔

مشائم کی سانسیں گٹھنے لگی تھی شہریار اس کی تمام سانسیں پی گیا تھا۔ سانسوں کے بند ہونے پر مشائم بن آب مچھلی کی طرح تڑپی تو شہریار خانزادہ اس کے منہ میں اپنی زبان گھول گیا وہ مشائم کی کلائیوں کو آزاد کرتا اپنا ہاتھ مشائم کی ویٹ و جائنہ پر رکھتا تیزی سے سہلاتے ہوئے اس کی پسی پر سلیپ کرنے لگا اس کی کھردری انگلیوں میں بجلی سی تیزی تھی وہ فنگر ربنگ سے مشائم کو پاگل کرنے لگا۔ مشائم مدہوش ہوتی ہوئی پینس پورا اندر لینے کے لئے اپنی ٹانگیں پوری طرح کھولتی شہریار خانزادہ کی کمر پر دیوانگی سے نیلز گاڑنے لگی۔

شہریار خانزادہ جھٹکوں کی شدت کم کرتا تیزی سے اس کے کلٹ کو سہلاتے ہوئے ایکدم زور دار جھٹکے دینے لگا تو مشائم مچلتی ہوئی اس کی زبان زور سے سک

کرتی اپنی مونز پر کنٹرول لوز کر گئی وہ مچلتی ہوئی
معنی چیز سے آہیں بھرتی شہریار خانزادہ کو زور سے
تھامے اپنی آنکھیں رول کر کے اس کی زبان کو سک
کرنے لگی۔

شہریار خانزادہ اس کے لبوں سے اپنی زبان کھینچتا مشائم
کے نچلے لب کو چباتا ہوا کھینچ کر چھوڑتا اس کی گردن
پر جھک گیا تھا وہ مشائم کی وجائنه سے پینس باہر نکالتا
اپنی مڈل فنگر اس کے وجائئل ہول میں آخر تک ڈال کر
موو کرتا اس کی گردن کی اسکن کو سک کر کے دانتوں
سے کاٹتا لو بائٹس بنا رہا تھا ساتھ ساتھ اسے فنگر فکنگ
کر کے پینس کے لئے بے چین بھی کر رہا تھا۔

مشائم اپنی کمر اٹھاتی پینس کی طلب میں پاگل ہوتی اپنے
بال نوچتی ہوئی سسک رہی تھی۔ کیوں۔۔۔ تڑپا۔۔۔ رہے۔۔۔ ہیں
شہریار؟؟ وہ شہریار خانزادہ کا ہاتھ اپنی وجائنه سے
نکالتی اٹھ کر بیٹھی تھی۔ جس طرح تم مجھے تڑپاتی ہو
سوچ رہا ہوں آج اپنی ہر تڑپ کا بدلہ ایک بار میں ہی نکال
لوں!! شہریار خانزادہ اسے بیٹھے بیٹھے ہی بیڈ کراؤن
کے ساتھ لگاتا اس کی ٹانگوں کو رانوں سے پکڑ کر
کھولتا اپنی دو انگلیاں اس کی گیلی پسی میں رگڑ کے ساتھ
پینٹریٹ کرتا مشائم کے ابھرے ہوئے نیل پر جھکتا اپنی

زبان پھیر کر ہلکا سا چک کاتتے ہوئے اس کا نیلز اپنے
منہ میں لے کر سک کرنے لگا۔

امم۔۔۔آہہ۔۔۔مشائم اپنی کمر اوپر اٹھاتی اپنی گردن پیچھے
کی جانب پھینکتی مدہوش آہیں بھرنے لگی۔ شہریار اسے
بیڈ کراؤن سے لگائے ہی اس کی ٹانگوں کے بیچ میں آتا
نیلز چوستے ہوئے زور دار جھٹکا دیتے اپنی پھولی رگوں
والا فلی اریکٹیڈ پینس رگڑ کے ساتھ پھر سے اس کے اندر
پیوست کر گیا وہ اب بغیر رکے ایک بار پھر جوش کے
ساتھ مشائم کے وجود میں جھٹکوں سے داخل ہو رہا تھا۔

سس۔۔۔آہہہم۔۔۔شہریار۔۔۔درد۔۔۔دے رہے ہیں۔۔۔مشائم شہریار
سے لپٹتی اس کے لبوں کو چومتی ہوئی درد بھری آواز
میں بولی۔ اچھا آہستہ موو کرتا ہوں زیادہ درد تو نہیں ہو
رہا؟؟ شہریار اپنے ہوش میں آتا فوراً ہی رک گیا۔ مشائم
پریگنٹ تھی اس کے ساتھ اتنی بے رحمی بھی اب ٹھیک
نہیں تھی۔ اور تو ہرٹ نہیں کریں گے نا؟؟ مشائم شہریار
کی گردن کے گرد اپنی باہوں کا ہار بناتی اس کے بیئرڈ
زدہ گال پر اپنا ملائم گال رگڑتی لاڈ سے بولی۔ نہیں کرتا
ہرٹ اپنی شوگر بے بی کو!! شہریار اس کی ناک سے اپنی

ناک ٹکراتا سلو مگر ڈیپ پینٹریشن کے ساتھ پینس اندر
باہر کرنے لگا مشائم اس کے لبوں سے لیٹی پینس کی
تھک نیس اپنے اندر بڑھتی ہوئی محسوس کر رہی تھی وہ
شہریار کے کندھے پر لو بانٹ بنانے لگی تھی۔

شہریار کے طیش پر محبت غالب آنے لگی تھی وہ مشائم
کی دونوں ٹانگیں اپنی کمر کے گرد باندھتا کبھی سلو تو
کبھی فاسٹ اپ ورڈ اسٹروکس دیتا اپنا نچلا لب دانتوں تلے
کچل کر معنی خیز آوازیں نکالنے لگا۔ مشائم بھی اس کے
پیس پر اپنی باڈی ڈھیلی چھوڑے اب خود بھی موو کرنے
لگی تھی وہ میٹھی آہیں بھرتی سکون کے جہاں میں اترنے
ہی لگی جب شہریار خانزادہ نے اپنی پوزیشن تبدیل کر لی
مشائم ہوش کی دنیا میں آئی تھی وہ فوراً ہی خود کو کمپوز
کر گئی۔

اوپر او میرے۔۔۔ مگر شہریار میں۔۔۔ بیٹھو اس پر ٹانگیں
کھولو اپنی سہی سے آجاؤ اوپر!! شہریار مشائم کو حکم
بھرے لہجے میں سختی سے کہتا بیڈ پر لیٹتا اپنے پینس
کی لوز ہوتی اریکشن کو ہاتھ سے رب کر کے ٹائٹ کرتا
مشائم کو کمر سے پکڑ کر اپنے پینس کے اوپر بٹھا گیا

تھا۔ اندر لو اسے خود۔۔۔جلدی انسِرٹ کرو!! وہ خون اتری
بھوری آنکھوں میں بہکا پن لئے بھاری لہجے میں پیاس
کی شدت سے بولا تھا۔

میں کیسے کروں شہریار میں نہیں۔۔۔۔۔مشائم اندر لو اسے
میں نے انسِرٹ کیا تو رونے بیٹھ جاؤ گی!! وہ مشائم کا
ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر پینس پر رکھتا اپنے دوسرے
ہاتھ سے اسے ہپس سے جکڑ کر لفٹ اپ کر کے اپنا نچلا
دھڑ موو کرتا پینس کو ٹپ تک اندر دھکیل گیا۔ آہ۔۔۔سس!!
مشائم سسکی تھی۔ پورا اندر لو خود سے اور موو کرو!!
شہریار نے اس کے دونوں ہپس جکڑ لئے تھے۔ مشائم
آہستگی سے پورا پینس اپنے اندر سموتی شہریار کی
پسینے سے تر چیسٹ پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتی خود کو
حرکت دیتی سسکنے لگی تھی۔ شہریار خانزادہ خود بھی
آہستگی سے اپنا نچلا دھڑ موو کر رہا تھا وہ دونوں آہستہ
سے ایک دوسرے میں شامل ہو رہے تھے۔

مشائم ایک بار پھر سے مدہوش ہوتی اپنی گردن پیچھے
پھینکتی اب ذرا تیزی سے موو کرنے لگی تھی۔ آئی لو
یو!! وہ شہریار خانزادہ پر پوری طرح جھکتی اس کے

سینے کو شدت سے چومتی ہوئی مدہوش سی آواز میں
آہستگی سے بولی۔ شہریار اس کے بالوں کو گدی سے پکڑ
کر اس کا منہ اپنے منہ کے قریب کرتا اسے سائڈ کروٹ
پر لیٹاتا اب شدت سے جھٹکے دینے لگا تھا۔

کتنا پیار کرتی ہو اپنے شہریار سے؟؟ وہ مشائم کی ایک
ٹانگ اپنے ہاتھ میں اٹھائے اس کے پیس کو پوری طرح
اپنے ساتھ لگائے تیز رگڑ کے ساتھ پینس پینٹریٹ کر رہا
تھا۔ آہگہہہہ۔۔۔۔۔ بہت۔۔۔۔۔ پیار۔۔۔۔۔ کرتی۔۔۔۔۔ ہوں مشائم بیڈ کراؤن
پکڑنے کی کوشش کرتی سسکیوں سے بولی تھی۔ بچہ
کیوں نہیں چاہتی تم؟؟ پریگنٹ ہونا اچھا نہیں لگ رہا کیا؟؟
ابورشن کروانا ہے تم نے؟؟ شہریار کے جھٹکوں میں ایک
بار پھر شدید سختی شدید بے دردی آگئی تھی مشائم کا دل
منہ کو آیا تھا وہ بری طرح کانپنے لگی تھی اس کے
ہاتھوں سے بیڈ کراؤن چھوٹ گیا تھا شہریار کے جھٹکے
جان لیوہ تھے۔

بے بی۔۔۔ چاہیے۔۔۔ مجھے۔۔۔ آپ۔۔۔ ایسے۔۔۔ کیوں۔۔۔ دل۔۔۔ دکھا۔۔۔ رہے۔۔۔ ہیں
۔۔۔ میرا!! مشائم کو اب اپنے طعنے کا احساس ہوا تھا جو وہ
شہریار کو غصے میں دیتی تھی۔ آجاؤ تمہاری پسی

دوکھاؤں دل کی جگہ!! شہریار اس سے دور ہٹتا اسے
اپنی باہوں میں بھر کر بیڈ سے اترتا ٹیرس کی جانب بڑھا
تھا وہ تمام لائٹس آف کرتا ٹیرس پر رکھی راکنگ چیئر پر
مشائم کو بیٹھاتا اس کی ٹانگوں کو وائڈ اوپن کیے پسی پر
زوروں سے فنگرز رب کرتا اسے بری طرح بھیگو گیا
تھا۔

مشائم اپنی انتہا کو پہنچ گئی تھی وہ گہری پھولی سانسیں
بھرتی اپنے ہاتھوں کو بریسٹ پر رکھ کر نیپلز کور کر
رہی تھی جب شہریار کی سخت گھوری پر چیئر کے
ہینڈلز کو پکڑ گئی شہریار خانزادہ مشائم کو چیئر پر لیٹا
کر اس کی ٹانگیں اپنے کندھوں پر رکھتا جان دار انداز
میں جھٹکا دے کر اس کی فلی ویٹ پسی میں پینس شامل
کرتا معنی خیز آوازوں کے ساتھ گہری سانسیں بھرتا جنون
کی انتہا کو چھونے لگا تھا۔

ان کے جسموں کا ٹکرائی زوروں سے ہو رہا تھا جب بادل
بھی ان کے ملن پر زوروں سے گرج کر برسنے لگے
تھے ایکدم ہی تیز بارش ہونے لگی تھی شہریار مشائم میں
سمائے ہی اسے فوراً سے اپنے وجود میں چھپاتا گلاس

وال پر لگا کر جھٹکے دینے لگا بارش نے ان کا ملن مزید
جان لیوہ بنا دیا تھا شہریار کی پیاس مشائم کے اندر اترتے
ہوئے بڑھتی ہی جا رہی تھی وہ آگ کی طرح تپ رہا تھا۔

شہریار۔۔۔سردی۔۔۔لگ۔۔۔رہی۔۔۔ہے!! مشائم کبھی گلاس وال
تو کبھی شہریار کو پکڑنے کی کوشش کرتی کانپتی ہوئی
بولی۔ اپنی گرمی تم میں اتار رہا ہوں میری جان ابھی گرم
ہو جاؤ گی سردی ختم ہو جائے گی!! شہریار کے جھٹکوں
کی بے رحمی اپنے عروج پر تھی وہ سرخ انگارہ چہرے
کے ساتھ مشائم کی وجائنه کے اندر ہی ریلیز ہوتا اس کے
بھرے بھرے بوبز میں اپنا منہ چھپا گیا۔

مشائم اس کے ساتھ چپکی اس کی آگ جیسی سانسوں سے
جھلس رہی تھی وہ شہریار کے بالوں میں محبت سے اپنے
انگلیاں سہلانے لگی شہریار اس کے بریسٹ کے نیپلز پر
باری باری چومتا اسے اپنے گرد لپیٹائے ہی کمرے میں
انٹر ہو گیا تھا۔ ایک راونڈ آج واشروم میں لگاتے ہیں آخر
کو میری شوگر بے بی کی سیکس کا پروپر انتظام واشروم
میں بھی کیا ہے آج کوئی جگہ نہیں چھوڑنی میں نے ہر
جگہ تمہیں فک کروں گا!! وہ مشائم کو اپنے ساتھ واشروم

میں لے کر انٹر ہوتا پھر سے اس پر برسنے کی تیاری
میں تھا۔۔۔

احد خانزادہ ایشا کو پارلر سے پک کرنے کے بعد اسے
جیولری شاپ کر لے گیا تھا جہاں رایان اور مہرمہ پہلے
سے بیٹھے ان کا ہی انتظار کر رہے تھے۔ ایشا کی
ماما سعدیہ انصاری نے جتنی بھی جیولری آرڈر پر اپنے
دونوں بچوں کے لئے بنوائی تھی وہ چاہتی تھی وہ لوگ
خود لینے جائیں اور اگر اس جیولری میں کچھ ردوبدل
بھی کرنی ہو تو وہ ساتھ ساتھ ہی کروالیں یا پھر اگر انہیں
کچھ اور پسند آئے تو اپنی مرضی سے ایکس چینج کر لیں
مگر ان کے دونوں بچے ہی اپنی ماں کی پسند پر راضی
تھے رایان نے مہرمہ کے لئے اپنی طرف سے گولڈ کے
کنگن بنوائے تھے جبکہ ایشا نے اپنے لئے ڈائمنڈ کے سیٹ
کے ساتھ ڈائمنڈ کی بینگلز بھی بنوائی تھی دونوں بہن
بھائی نے اپنے پرنٹرز کے ساتھ بہترین وقت گزارا تھا اور
پھر احد خانزادہ ایشا کو آئس کریم کھلانے کے بہانے
لانگ ڈرائیو پر لے گیا تھا جبکہ رایان نے مہرمہ کو اپنی
پھوپھو کے گھر میں ڈراپ کرنا تھا۔

تمہارا ہنی مون پر کہاں جانے کا موڈ ہے سویٹ ہارٹ؟؟
احد گاڑی کو سلولی ڈرائیو کرتا ونڈ اسکرین پر گرتے
بارش کے قطروں سے لطف اندوز ہوتا ایشا سے بولا تھا۔
جہاں آپ چاہیں احد!! ایشا نظریں جھکا کر بولی تھی اس
کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے بارش
کی آواز ماحول رومانوی بنا رہی تھی ایشا کو احد سے ڈر
لگ رہا تھا اس کا موڈ پل پل بدلتا تھا اور وہ بہک کر اس
پر جھپٹ پڑھتا تھا۔ ایشا کے منہ میں جو جواب آیا اس نے
فراوانی سے بول دیا یہ جانے بغیر کے احد اس کے معمولی
سے جواب پر بھی اس کے ہوش اڑا دے گا۔

اگر میری ہی مرضی کی بات ہے تو پھر تو میں جب
چاہے جہاں چاہے تم میں اتر سکتا ہوں ناں! احد گاڑی کو
سنسان سڑک پر درختوں کے بیچ میں روکتا بہکی ہوئی
بھاری آواز میں بولا تھا۔ ایشا نے فریش فیشل کروایا تھا
جس سے اس کی اسکن گلو کر رہی تھی وہ اپنی تمام تر
سروسز آج لے چکی تھی کیونکہ کل اس نے مایو بیٹھ جانا
تھا پرسو مہندی تھی اور ترسوں رخصتی احد نے کسی
بھی ایونٹ میں کوئی گیپ نہیں رکھا تھا وہ ایشا کے لئے
مرا جا رہا تھا۔

ایشا کی چمکتی رنگت میں سرخیاں سی گھلی تھی۔ احد
 اپنی شرٹ کے اگلے دو بٹن کھولتا گہری سانس بھرتا ایشا
 کی جانب جھکا تھا۔ جتنا گھبراؤ گی مجھے اتنا شدید پاؤ
 گی میں کوشش کروں گا پہلی دفعہ میں تمہیں درد کم
 سے کم دوں ورنہ جتنا میں ترس رہا ہوں دل چاہ رہا ہے اس
 گاڑی کے اندر ابھی ہی سہاگ رات منالوں!! احد ایشا کا
 ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں سے لگاتا اس کی انگلیوں کے ساتھ
 زور سے اپنی انگلیاں الجھا کر شیشے پر لگاتا اس کی
 گردن پکڑ کر لبوں پر جھکا تھا وہ بہت بے قراری کے
 ساتھ گھونٹ گھونٹ کر کے ایشا کا لمس اپنے حلق میں
 اتارنے لگا تھا ایشا گہری سانسیں بھرتی احد خانزادہ کے
 لبوں کی تپش سے خوفزدہ ہوتی اپنے لبوں کو رہائی دلاتی
 جب احد نے اس کا جبراً جکڑا اور اپنی زبان اس کے منہ
 میں گھول گیا اس کی گرفت ایشا کے ہاتھ میں سخت ہو
 گئی تھی ایشا کو اپنی نازک انگلیاں احد کی بے رحمانہ
 گرفت میں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی مگر وہ احد
 خانزادہ کے بیہڑنے سے خوف کھاتی اسے خود سے دور
 جھٹکنے کی ہمت بھی نہیں کرپا رہی تھی۔

احد ایشا کا کانپتا ہاتھ اپنی پینٹ کی زپ پر رکھتا اسے

آنکھوں ہی آنکھوں میں کھولنے کا اشارہ کرنے لگا۔ ایشا سہم کر اپنی آنکھیں میچ گئی اسے شرم و حیا نے گھیرا تھا۔ احد ایشا کو گھبراتے دیکھ کر اس کے لبوں کو آزادی دیتا اسے اپنے ساتھ لپٹائے گاڑی کی بیک سیٹ پر منتقل ہوا تھا وہ اپنی شرٹ ان بٹن کر کے فرنٹ سیٹ پر رکھتا ایشا کو اپنے نیچے لٹائے اس کے اوپر سایہ فگن ہوا تھا۔

احد آپ کیا کر رہے ہیں ہم باہر ہیں کچھ تو خیال کریں مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے!! ایشا سہمے لہجے میں بولتی احد کو خود سے دور کرنے لگی جب وہ اسے سختی سے گھورنے لگا۔ تھوڑا سا پیار ہی کر رہا ہوں کونسا تم سے اپنا حق لے رہا ہوں پینٹ نہیں اتاری میں نے ابھی تک سویٹ ہارٹ اس لئے گھبراؤ مت فیل کرو مجھے!! احد ایشا کے ہاتھ اپنی کمر پر رکھتا اس کے پورے چہرے پر شدت سے اپنے ہونٹ رکھتا اسے دل کھول کر پیار کرنے لگا۔ ایشا اس کے لمس میں عقیدت محسوس کرتی اپنی آنکھیں موندھے اس سے پیار بٹورنے لگی وہ احد سے لپٹتی اپنا ایک ہاتھ اس کے شولڈر پر رکھتی جبکہ دوسرا ہاتھ اس کی کمر پر رکھ کر سہلاتی اپنا وجود اس کے رحم و کرم پر چھوڑ گئی احد اس پر پوری طرح جھکا دیوانہ وار اپنا لمس نچھاور کر رہا تھا۔

احد اس کی گردن پر جھکا نرمی سے چومتا اس کے
بریسٹ کو شرٹ کے اندر ہاتھ ڈال کر اسکویز کرتا ایشا
کے سرخ ہوتے چہرے کی جانب دیکھنے لگا۔ ایشا سختی
سے آنکھیں میچے ہوئے تھی احد اس کی شرٹ اوپر کرتا
برا کی ہک کھول کر اس کی نازک دھڑکنوں کو قید سے
رہائی دیتا اس کے ابھرے براونش نیلز کو اپنے دونوں
ہاتھوں سے سہلاتا جھکتا ہوئے انہیں سک کرنے لگا تھا
ایشا کے ہاتھ احد کے بالوں میں الجھنے لگے تھے وہ احد
کے دانتوں کی تیز چبھن اپنے نیلز پر محسوس کرتی اس
کے بالوں کو کھینچتی اپنی کمر اٹھانے لگی۔

احد ایشا کی بے قراریاں دیکھتا اس کے پیٹ پر جھکتا اس
کے نیول ایریا پر اپنی زبان کی نوک پھیرتا اپنا گیلا لمس
بکھیرنے لگا وہ اپنا ایک ہاتھ ایشا کے ٹراؤزر کے اندر
گھساتا اس کے کلٹ کو انگوٹھے سے ہلکا سا مسلنے لگا۔
ایشا احد کی شدت محسوس کرنے کے لئے مچلتی گاڑی
کی سیٹ کو پکڑتی اپنے پیس پر اپنی ٹانگیں کھولنے لگی۔
احد اس کی بے تابی دیکھتا اپنے پورے ہاتھ سے تیزی کے
ساتھ اس کی وجائنه سہلانے لگا۔

آہم۔۔۔امم۔۔۔آہ۔۔۔ایشا کے لبوں سے بہکی آوازیں نکلتی
گاڑی میں گونجنے لگی۔ احد اس کے آدھ کھلے لبوں پر اپنا
انگوٹھا پھیر کر اس کی وجائنه کو مشین سی تیزی سے
سہلانے لگا ایشا اپنا سر سیٹ پر مارنے لگی تھی احد اس
کے لبوں کو اپنے انگوٹھے سے مسل کر اب اس کے
بریسٹ کو بھینچ کر اپنے انگوٹھے اور انگلی کی مدد سے
مسلتا ایک بار پھر اس کے بوبز کو اپنے منہ میں لے کر
آوازوں کے ساتھ سک کرتا ایشا کی گیلی ہوتی پسی پر
اپنے ہاتھ سے تیزی سے ربنگ کرنے لگا۔

آہہ۔۔۔احد۔۔۔امم۔۔۔ایشا احد کے سینے پر اپنے شارپ نیلز
مارنے لگی وہ اپنے سکون کو پہنچنے ہی والی تھی۔ اس
طرح آہیں بھرو گی تو میں پاگل ہو کر ابھی ہی تم میں
داخل ہو جاؤں گا کیوں چاہتی ہو ابھی سے چیر پھاڑ کر
دوں تمہارے ساتھ اپنی آگ سنبھالنا مشکل ہو رہا ہے مجھ
سے ابھی اندر ڈال دونگا پینس پھر روتی پھرو گی طعنے
دو گی مجھے کہ گولڈن نائٹ سے پہلے ہی تمہیں برابر کر
دیا میں نے اٹھو کپڑے سہی کرو اپنے اور آؤ فرنٹ سیٹ
پر!! ایشا کی مدبوش سسکیوں پر احد کا کنٹرول اس سے
لوز ہوا تھا وہ اپنی پینٹ ان زپ کر کے ایشا کی گیلی
وجائنه پر زور زور سے پینس سے سلیپ کرتا خود کو

مشکل سے اس کے اندر سمانے سے روکتا پیچھے ہو گیا
تھا ورنہ کوئی بعید نہیں تھی وہ آج ہی اس سے اپنا حق لے
لیتا۔

ایشا خفت سے سرخ ہوتی احد کے خود سے پیچھے ہٹتے ہی اپنے کپڑے درست کرتی غصے سے باہر دیکھنے لگی۔ احد واپس ڈرائیونگ سیٹ پر شفٹ ہو گیا تھا وہ ایشا کو بری طرح بے چین کر کے اپنے لئے تڑپانے میں کامیاب ہوتا اپنی جان بھی ہلکان کر گیا تھا۔ آجاؤ سیٹ پر!! احد ایشا کا سرخ چہرہ بیک ویو مرر میں دیکھتا بھاری مخمور آواز میں بولا۔ نہیں میں یہی ٹھیک ہوں آپ کا کنٹرول لوز ہو گیا تو میرے لئے مشکل۔۔۔۔۔۔ آرہی ہو یا میں واپس پیچھے آؤں پانی نہیں نکالا تو عافیت ہی سمجھو اس میں!! میں نے اپنا اندر ہی خالی کر دینا تھا پھر شادی سے پہلے ہی پریگنٹ ہو کر روتی پھرتی تم!! مجھے باپ بننے کی بہت جلدی سے پہلے سال میں بھی مجھے پایا بنا دینا سمجھ رہی ہو ناں میری جان!! احد اس کے میٹھے غصے سے محظوظ ہوتا اسے مزید ستاتا لال سرخ کرنے لگا۔ ایشا اس سے اپنی نظریں چراتی فرنٹ سیٹ پر بیٹھتی اپنی آنکھیں موندھ گئی اس کے گال دہک کر لال انار ہو رہے تھے احد اپنے کمینے پن میں کامیاب ہوتا سرور کے

عالم میں گاڑی ڈرائیو کرنے لگا اب تین دن بعد ہی اس کی
سویٹ ہارٹ اس کے قابو میں آئی تھی۔

تمہارے ڈریسر آگئے ہیں مہر؟؟ فٹنگز چیک کر لی تھی
ولیمے والے آؤٹ فٹ کی؟؟ رایان انصاری گولڈ شاپ سے
نکلتے ہوئے مہرمہ انصاری کے ساتھ پارکنگ کی طرف
جاتے ہوئے اس سے ہلکی پھلکی باتوں میں مصروف تھا۔
جی سب پرفیکٹ ہے آپ کی چوائس ہے رایان!! مہرمہ
مسکرا کر جواباً بولی تھی۔ چوائس تو میری اچھی ہے اس
بات میں کوئی شک نہیں!! رایان مہرمہ کو گہری نگاہوں
سے دیکھتا گھمبیر آواز میں بولا۔ اس کی بات کا مطلب
سمجھتے مہرمہ اپنی نگاہیں جھکا کر مسکرائی تھی
اسکے گالوں پر شرم سے لالی پھوٹی تھی۔ وہ دونوں
گاڑی تک پہنچتے اپنی سیٹس پر بیٹھ گئے تھے رایان ایک
نظر اپنے پہلو میں بیٹھی مہرمہ کو دیکھتا گاڑی ڈرائیو
کرنے لگا وہ اسے اپنے پہلو میں بیٹھی بہت اچھی لگ
رہی تھی۔

رایان وہ آپ سے ایک بات پوچھوں؟ کچھ دیر کے وقفے
کے بعد مہرمہ رایان سے بولی۔ ہممم... کیا بات پوچھنی ہے

میری ہونے والی مسز نے؟؟ رایان اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑنے سے خود کو مشکل سے روکتا اپنے دونوں ہاتھ ہی اسٹیرنگ پر جما گیا۔ ان دونوں کا ابھی نکاح نہیں ہوا تھا صرف منگنی ہوئی تھی شادی والے دن ہی نکاح ہونا تھا۔

ولید کے رشتے کی بات کی تھی نیلم پھوپھو نے مجھ سے وہ آپ سے خاصی ناراض تھی کہہ رہی تھی آپکی وجہ سے شہریار بھائی نے ولید کو بہت مارا تھا اور مشائم کے ساتھ مل کر آپ نے ولید سے اپنی کوئی پرانی دشمنی نکالی ہے!! مہرمہ رایان سے ہر بات شیئر کیا کرتی تھی وہ یہ بات رایان سے کافی پہلے کرنا چاہتی تھی مگر موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔ مہرمہ بہت ملنسار لڑکی تھی اسے رشتوں میں دوری بالکل بھلی نہیں لگتی تھی نیلم انصاری مہرمہ کی پھوپھو تھی ولید اسکی پھوپھو کا بیٹا تھا جبکہ رایان اس کے ماموں کا بیٹا تھا۔

تم نے وہ بات تو مجھ سے کی ہی نہیں مہر جس کا تمہیں ابھی گلٹ ہو رہا ہے! رایان گاڑی گول گیوں کے اسٹال کے آگے روکتا محرمہ کی جانب دیکھ کر بولا تھا وہ اس سے

بات کرتے ہوئے ہچکچا رہی تھی اسکی ہچکچاہٹ وہ محسوس کر چکا تھا۔ تم نے گول گپے کھانے کی فرمائش کی تھی مہر اس لئے یہاں گاڑی روکی ہے تم بغیر پریشان ہوئے جو چاہے بول سکتی ہو! رایان مہرمہ کو گاڑی کے رکنے پر گھبراتے دیکھتا عام سے لہجے میں بولتا اپنی طرف کا شیشہ ڈاؤن کر کے گول گپوں کا آرڈر دیتا مہرمہ کی جانب مڑتا اسکے کانپتے ہاتھ دیکھنے لگا۔ وہ گھبراتی تو نہیں تھی پھر اب ایسا کیا ہو گیا تھا جو وہ رایان سے ڈر رہی تھی۔

پھوپھو چاہتی ہیں میں آپ سے رشتہ ختم کر کے ولید سے شادی کر لوں۔ رایان آپ پلیز غصہ نہیں ہونا۔۔۔ آئی پرومیس میں نے صرف آپ کو چاہا ہے میں آپ کو بہت پہلے۔۔۔۔۔ ایزی مائی لیڈی! پینک کیوں ہو رہی ہو میں نے آج تک کبھی تم پر غصہ کیا ہے جو ابھی کروں گا؟ نیلم مامی نے تم سے جو بات کہی وہ قابل برداشت تو نہیں مگر وہ ایسا کیوں چاہتی ہیں یہ میں جانتا ہوں ولید کو شہریار بھائی نے اس کی حرکتوں کی وجہ سے مارا تھا پہلے وہ مشائم پر نظر رکھے ہوئے تھا اب اس کی نظر تم پر ہے نیلم مامی نے تم سے جو بھی کہا وہ ولید نے انہیں بولنے کے لئے کہا ہو گا تم اپنا خیال رکھنا ولید ٹھیک

آدمی نہیں وہ پھر سے کوئی گیم کھیل رہا ہے وہ ایک
غلط گدھ ہے جو اپنے خاندان کی عورتوں کی ہی گھات
لگائے بیٹھا ہے بغیر آدمی!! رایان کا خون ولید پر کھول
اٹھا تھا اس کا جی چاہا قتل کر ڈالے اس بھیڑیے کو۔۔۔

تم زیادہ مت سوچو اس بات کے متعلق مجھے میری دلہن
پریشانی سے اپنا فیس گلو خراب کرتی بالکل اچھی نہیں
لگے گی!! رایان خود کو کمپوز کرتا چھوٹے سے لڑکے
سے گول گیوں کی پلیٹ پکڑتا مہرمہ کے سامنے کر گیا۔
اگر ہمارا نکاح ہوا ہوتا تو یہ گول گپے تم ساری زندگی یاد
رکھتی اتنی محبت سے کھلاتا تمہیں مگر چلو کوئی بات
نہیں میں اپنی لمٹس میں رہ کر ابھی بھی اپنی محبت کا
اظہار کر سکتا ہوں!! رایان مہرمہ کی چھوٹی انگلی پکڑ
کر نرمی سے سہلاتا اپنا ہاتھ پیچھے کر گیا۔ مہرمہ کو
ایک کرنٹ سا محسوس ہوا تھا یہ پہلا لمس تھا جو رایان
نے اسے محسوس کروایا تھا وہ دونوں گول گپے کھانے
کے بعد ہلکی پھولکی باتیں کرتے بہترین وقت گزار کر
اس لمحے کا انتظار کرنے لگے جو انہیں ایک
دوسرے کے لئے حلال کرنے والے تھے۔ رایان مہرمہ
کو گھر ڈراپ کرتا انصاری پبلز کی جانب روانہ ہو گیا
تھا۔

(دو دن بعد)

بیوی یہ تم نے میری شال کہاں رکھ دی ہے؟ تم ڈھونڈو دو
یار مجھے تو نہیں مل رہی! بہرام خانزادہ کاٹن کے سیاہ
قمیض شلوار میں ملبوس بالوں کو پیچھے کی جانب جیل
سے سیٹ کیے بالکل تیار تھا۔ آج اسکے ترسے ہوئے
سالے کی شادی کی رات تھی جو بینکوئٹ میں رکھی گئی
تھی تمام گاڑیاں تیار تھی باقی سب بھی تیار تھے بارات
کے نکلنے کا وقت ہو رہا تھا مگر بہرام اور شانزے ابھی
تک نیچے نہیں گئے تھے۔ سب آپ کی وجہ سے ہو رہا
ہے آپ کو ایک ہی کام کرنا آتا تھا ناں صبح کا خیال کرتے
ہیں ناں شام کا ایون آپ کو اس بات کا بھی خیال نہیں کہ
میرے لالا کی شادی ہے بس ہر وقت رومانس کرنا ہوتا
ہے آپ نے دن میں پانچ بار شاور لے چکی ہوں اب مجھے
بخار فیل ہو رہا ہے ڈرائر بھی یوز نہیں کیا جا رہا دل بھی
خراب ہو رہا ہے! شانزے روبانسی ہو کر بول رہی تھی
بہرام نے کچھ دیر پہلے اس کی جان خلاصی کی تھی وہ
بھی اس ٹائم جب شانزے کو اسکی قربت کے دوران
اچانک ہی وومٹ آنے لگی تھی۔ شانزے خان ڈریسنگ
مرر کے آگے کھڑی ڈرائر یوز کر رہی تھی اسکا دل شدید

خراب ہو رہا تھا۔

جانم ایک شال ہی مانگی ہے زبان سے زیادہ ہاتھ چلاؤ تو ہم دونوں بھی نیچے چلے جائیں تم تو بات بات پر رومانس کے طعنے ایسے مجھے دیتی ہو جیسے شادی کے بعد بھی بیوی کے اندر ڈال کر نہیں ہاتھ سے ہلا کر خود کو ٹھنڈا کرنا ہوتا ہے حد ہے بھئی میں خود ہی دیکھ لیتا ہوں!! بہرام اپنی آنکھیں گھما کر بولا تھا رومانس کے نام پر ملنے والے طعنے اسے سیخ پا کر دیتے تھے پھر وہ جو منہ میں آتا تھا بغیر کسی لحاظ کے بول دیتا تھا۔

شادی کا مطلب یہ تو بالکل نہیں ہوتا کہ انسان کمرے میں بند ہو کر بس تکلیف ہی دے بیوی کو ناں اس کی طبیعت کا احساس ہے ناں ہی۔۔۔۔۔تمہاری طبیعت چند جھٹکوں کی مار ہے اگر زیادہ ہی خراب ہو رہی ہے تو آجاؤ ایک راونڈ اور مار لیتے ہیں ہم میں تو ہر وقت تیار ہوں! شانزے جل بہن کر بہرام کی جانب دیکھ کر بول رہی تھی جب وہ اس کے قریب آتا اس کے گلے بالوں کی لٹ کان کے پیچھے کرتا اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا تھا۔

بخار فیل ہو رہا ہے مجھے چکر آرہے ہیں میں نے جانا ہی نہیں کہی آپ سے شادی کر کے۔۔۔۔ہاں مجھ سے شادی کر کے مزے ہو گئے ہیں تمہارے دن رات تم میں گھسا ہوتا ہوں ابھی بھی خود میں گھسوانا چاہتی ہو اسی لیے تو بھائی کی شادی پر جانا کینسل کر رہی ہو کتنی تو آگ لگی ہوئی ہے تمہیں توبہ توبہ سوکھ گیا ہوں تمہاری وجہ سے کچھ تو میرے حال پر رحم کرو اتنا کتنا چاہیے تمہیں ہر وقت ہی بستر پر جانے کے پلانز بناتی رہتی ہو! شانزے غصے سے بیڈ پر بیٹھنے ہی لگی جب بہرام خانزادہ اپنے چوڑے وجود کو مرر میں دیکھ کر شانزے کو مزید تپانے لگا۔ وہ اپنے طاقتور جسم کو سوکھا بول کر شانزے کو منہ کھولنے پر مجبور کر گیا۔

ہونہ۔۔آگ کس کو لگی ہے یہ آپ تو مجھے ناں ہی بتائیں!! شانزے منہ میں بڑبڑاتی بیڈ پر بیٹھتی کمفرٹر اوڑھ گئی اسے شدید سردی لگ رہی تھی جسم کانپ رہا تھا بخار سا محسوس ہو رہا تھا کمر شدید تکلیف کر رہی تھی اسے پھر سے وومٹ آنے لگی تھی بہرام خانزادہ شانزے کے نخرے اٹھانے کے موڈ میں تھا وہ ایک سائڈ پر ہوتا اپنی قمیض کی جیب سے موبائل نکالتا احد خانزادہ کو فون کرنے لگا شانزے خان اپنی آنکھیں موندھے غونودگی میں جا رہی

تھی اسے اچانک ہی تیز بخار ہو گیا تھا۔

ہیلو کیپٹن ہاں سن میری بات۔۔ تو سب کو لے کر حویلی سے نکل جا بینکویٹ کے لیے مجھے تھوڑا ارجنٹ کام آگیا ہے تو میں شانزے کے ساتھ ڈائریکٹ وینیو پر پہنچوں گا۔۔۔ نہیں نہیں تو فکر مت کر تیری بہن کے ڈریس کا کوئی مسئلہ ہو گیا ہے ہاں ہاں شاپنگ کروانے جا رہا ہوں اس لیے تجھے فون کیا فکر مت کر اس کے کان کھینچ کر لاؤں گا تیری بارات مس نہیں کرے گی۔۔۔ اب ظاہر ہے آفیسر بہرام خانزادہ کی بیوی ہے سر پر چڑھی ہوئی ہے زیادہ نخرے کرنے لگ گئی ہے۔۔۔ ہاں ہاں تم لوگ نکل جاؤں!! بہرام بارات کے لیٹ ہونے کی وجہ سے احد کو بینکویٹ جانے کا کہتا شانزے کی طرف بڑھا تھا جو غصے سے بستر میں لیٹی ہوئی تھی۔

پیاری بیوی۔۔ میری جان۔۔ بہرام شانزے کے پاس بیڈ پر بیٹھتا محبت سے اسے پکارنے لگا۔ شانزے اس سے حقیقتاً خفا ہو گئی ہے یہ خیال ہی بہرام کی جان ہلکان کرنے کے لیے کافی تھا وہ اس کے آج دل کھول کر نخرے سہن کرنے کے موڈ میں تھا کچھ دیر پہلے وہ اسے بہت ستا چکا تھا

اس لیے اب بہرام اپنی بے باکی سائڈ پر رکھتا سیریس ہو
گیا تھا۔ حویلی کے کار پورچ میں کھڑی گاڑیوں کے
اسٹارٹ ہو کر آگے پیچھے باہر نکلنے کی آواز اور بہرام
کی پکار پر شانزے نے اپنی آنکھیں کھولنے کی ہمت کی
مگر ناکام ہو گئی۔

ہممم۔۔۔ جی بہرام؟؟ شانزے کو شدید غونودگی ہونے لگی وہ
کمزور سی آواز میں ہنکارا ہی بھر سکی۔ میری جان تیار
نہیں ہونا کیا؟؟ لالا کیا سوچے گا تمہارا؟؟ آج اس کا اتنا اہم
دن ہے اور ہم دونوں ہی لیٹ۔۔۔۔ یہ کیا تمہیں تو واقعی بخار
ہو رہا ہے اٹھو ہم ڈاکٹر کے چلتے ہیں!! بہرام خانزادہ جو
شانزے کے نم بالوں میں انگلیاں پھیر کر اسے پُچکار رہا
تھا جب وہ اُس کے سرخ انگارہ ہوتے گال کو چھو کر اُس
کا باڈی ٹمپریچر چیک کرتا پریشان ہو گیا تھا شانزے بخار
میں جھلس رہی تھی بہرام کا دل اس کے لال انگارہ ہوتے
گالوں کو دیکھ کر منہ کو آ رہا تھا شانزے خان مشکل سے
اپنی آنکھیں کھولتی خفا نظروں سے بہرام کو دیکھنے لگی
جو پریشانی سے اُسے دیکھ رہا تھا۔

اٹھا ہی نہیں جا رہا کیسے تیار ہوں؟؟؟ شانزے اپنا نچلا

لب باہر نکال کر لاڈ سے بولی تھی۔ بہرام نے اس کے منہ کو اپنی نرم گرفت میں جکڑا تھا۔ بخار میں بھی گرم کر رہی ہو مجھے اپنی معصومیت دکھا کر یہ لب اندر کرو کھا جاؤں گا ورنہ ابھی اتنی پیاری سی لاڈلیاں ناں دکھاؤ دل کمزور ہے میرا تمہارے پارٹنر کو سزا کے طور پر کھڑا کر دیتا ہے پھر اسے سلانے کے لئے تمہاری سوجانی پڑھتی ہے مجھے۔ بہرام خاندانہ شانزے کے لبوں پر بے باکی سے اپنے لبوں کا گیلا لمس بکھیرتا اسے اپنی باہوں میں بھر کر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا تھا۔ وہ شانزے کو صوفے پر بیٹھا کر اس کا آؤٹ فٹ سیلیکٹ کرنے لگا۔

بیوی ان میں سے کونسا والا آج پہننا ہے؟ بوٹل گرین والی فراک پہنو گی آپ جائیں باہر میں خود۔۔۔۔۔میں تمہیں تیار کرتا ہوں آج اپنے ہاتھوں سے تاکہ تم یہ نا سمجھوں کے صرف *** کرنے کے لئے شادی کی ہے تم سے پیار بھی کرتا ہوں یار!! بہرام شانزے کے ماتھے کو چومتا ہوا اسے ڈریس اپ کرنے لگا وہ بہت محبت سے اس کا لباس تبدیل کرواتا خود پر ہزار ضبط کے پہرے ڈال گیا تھا۔

بال کیسے بناؤں؟؟ بہرام شانزے کے بالوں کو ڈرائر
 سے ڈرائی کرتا ایسے بولا تھا کہ جیسے اس سے بڑا ہیئر
 اسٹائلسٹ اور کوئی نہیں!! اوپن ہی رہنے دیں سر دکھ رہا
 ہے میرا----اچھا سہی ہے جیولری تو پہنو گی ناں کوئی
 لائٹ سا گولڈ کا سیٹ پہن لو تمہاری گولڈ والی بینگلز بھی
 نکال دیتا ہوں! بہرام اب اسے جیولری پہنا رہا تھا۔ یار
 میک اپ کی تو ضرورت نہیں تمہیں بس ریڈ لپ اسٹک
 لگا لو!! بہرام اسے بغیر میک اپ کے دمکتے دیکھتا دل
 واری جا رہا تھا۔ شانزے نے جیسے ہی لپ اسٹک کھول
 کر اپنی لبوں کے قریب کی اسے ایکدم اُبکائی آئی وہ اپنے
 منہ پر ہاتھ رکھتی واشروم کی جانب بھاگی بہرام خانزادہ
 بھی اس کے پیچھے پیچھے تیز قدموں سے واشروم کی
 طرف بڑھا۔ شانزے واش بیسن پر جھکی ومیٹس کر رہی
 تھی اسے ایک کے بعد ایک وومٹ آرہی تھی دل تیزی
 سے دھڑک رہا تھا۔ بہرام خانزادہ اس کی کمر سہلاتا
 اسکے بالوں کو پیچھے کی جانب سے ایک طرف کر کے
 اپنے ہاتھ میں پکڑ گیا۔

کیا ہو گیا ہے میری نازک جان کو؟ ابھی کچھ دیر پہلے
 ومیٹس کی تھی اب پھر سے ہو رہی ہیں تم آؤ یار ڈاکٹر
 کے پاس جانا ہی بہتر ہے پتہ نہیں میری غیر موجودگی

میں ایسا کیا کھا لیا ہے تم نے اچھی خاصی بیوی چھوڑ کر
گیا تھا دو دن کے لئے سوات اب واپس آیا ہوں تو بیمار
ملی ہو مجھے۔۔ آجاؤ جان پریشان ہو رہا ہوں تمہارا
لئے۔۔ بہرام خانزادہ اس کا فیس واش کرتا اسے سہارا دے
کر باہر کمرے میں لاتا چادر اچھی طرح شانزے کے
وجود پر اوڑھتا اسے اپنی باہوں میں اٹھاتا روم سے نکلا
تھا۔ وہ بہت دیہان سے مگر تیز قدموں کے ساتھ سیڑھیاں
اترتا کار پورچ میں حویلی کے پچھلے راستے سے پہنچ
کر اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا شانزے کو اس نے اپنی گود
میں ہی بٹھایا ہوا تھا۔ وہ تیزی سے ڈرائیو کرتا شانزے کو
نیم جان ہوتے خود میں چھپتے دیکھتا اس کے گال کو
سہلانے لگا۔

زیادہ ستاتا ہوں میں اپنی جان کو؟؟ تنگ آجاتی ہو ناں تم
مجھ سے؟ سوچتی ہو گی کیسا کوئی گھٹیا آدمی شوہر بن
گیا تمہارا؟ بہرام کو اب خود پر ہی غصہ آ رہا تھا۔ جی نہیں
میں ایسا کچھ نہیں سوچتی!! شانزے نے اسکی گردن میں
اپنا منہ چھپایا تھا اس کی گرم سانسیں بہرام خانزادہ کا
دماغ بھی گرما رہی تھی۔ پھر کیا سوچتی ہو میرے بارے
میں؟ شانزے کا گرم جسم بہرام کو ستانے لگا تھا وہ اپنا
دماغ اپنی جنونی سوچوں سے ہٹانے کے لئے شانزے کو

اپنی باتوں میں الجھانے لگا۔ یہی سوچتی ہوں اگر آپ ناں ملتے تو شاید میں خود کو کبھی اسپیشل فیل نہیں کر پاتی!! شانزے اسکی گردن پر اپنے دہکتے ہونٹ رکھتی صاف گوئی سے بولی تھی۔ اسپیشل تو تم ہومیری محبت ہو بچپن کا عشق ہو دیوانوں کی طرح تمہیں چاہتا ہوں دل رات تم سے اپنی خواہشات پوری کر کے بھی میں تمہاری طلب میں تڑپتا ہوں پتہ نہیں اتنا کتنا بڑا دیوانہ ہوں تمہارا کہ تم ابھی میری لیپ میں بیٹھی ہو اور میرا دل چاہ رہا ہے تمہیں ابھی گاڑی کے اندر ہی پھڑکا کر رکھ دوں! بہرام خانزادہ کی باتیں سن کر شانزے خان کا دل زوروں سے دھڑکا تھا وہ مزید اس میں گھسنے لگی۔ اتنی چپک رہی ہو سب سمجھ رہا ہوں میں ابھی ناں بہکاؤ مجھے آجاؤ چپک اپ کروا لیتے ہیں تمہارا!! بہرام خانزادہ نے قریبی ہاسپٹل کی پارکنگ میں اپنی گاڑی روکی تھی وہ شانزے کو گود میں اٹھائے ہی ہاسپٹل میں انٹر ہو گیا تھا رات کے نو بج رہے تھے سردی کی راتیں تھی ہاسپٹل میں بھی زیادہ رش کش نہیں تھا۔

شی از پریگنٹ۔۔ کچھ دن کی ہی پریگنٹسی ہے آپ نے
اچھا کیا اپنی وائف کو پرفیکٹ ٹائم میں ہاسپٹل لے
آئے۔۔ لیڈیز کو چاہیے جیسے ہی ان کی ڈیٹ مس ہو جائے
وہ فرسٹ دے ہی اپنا چیک اپ کروا لیں تاکہ جسم میں ناں
ہی کمزوری ہو ناں ہی کوئی بے احتیاطی۔۔ ڈاکٹر شانزے کا
پریگنٹسی ٹیسٹ پوزیٹو آنے پر بہرام خانزادہ سے بات کر
رہی تھی اسکے پہلو میں ہی شانزے بیٹھی ہوئی تھی اسے
خوشی سے زیادہ گھبراہٹ ہو رہی تھی بہرام جلدی بچہ
نہیں چاہتا تھا یہ بات اس نے شانزے پر اچھی طرح واضح
کر دی تھی وہ پچھلے دس منٹ سے خاموش بیٹھا ڈاکٹر
کی بات سن رہا تھا۔

بہرام خانزادہ نے اپنی نگاہیں جھکائی ہوئی تھی وہ شانزے
کے باہم جڑے ہوئے ہاتھوں کی شدید کپکپاہٹ پر اسے
دیکھنے کی ہمت بھی نہیں کر پا رہا تھا وہ کیا سوچ کر
کانپ رہی تھی آج اپنے بولے گئے الفاظ پر پہلی بار بہرام
کو پچھتاوا ہوا تھا۔

ایکسکیوز می۔۔ آپ دونوں میری بات سن رہے ہیں؟ ڈاکٹر
ان دونوں کو ہی گہری سوچ میں گم دیکھتی اپنا گلا

کھنکھارتے ہوئے بولی۔ جی سن ہی رہے ہیں آپ کس چیز کی احتیاط کے متعلق فرما رہی تھی ابھی؟ ڈاکٹر کو تو حیرت ہوئی اسکے سامنے بیٹھا مغرور نقوش والا مرد اس کی ہر بات سن رہا تھا وہ کسی سوچ میں گم نہیں تھا۔

جیسے کے حمل کا ابھی شروع کا ہی ہفتہ ہے تو آپ دونوں قریب ہونے سے گریز کیجیے گا اس سے حمل کو نقصان ہو سکتا ہے تو۔۔۔۔۔ آپ کے کہنا کا مطلب ہے بچہ آتے ہی بیوی چھین گئی میری؟ میرا کوئی حق نہیں رہا! بہرام نے کسی ضدی بچے کی طرح بگڑ کر ڈاکٹر سے کہا۔ ڈاکٹر اپنی ہنسی دبائے لگی جبکہ شانزے شرم و حیا سے اپنی گردن پوری جھکا گئی۔

لے جاؤ تم یہ گردن زمین تک۔۔ وہ شانزے کے کان کے قریب جھکا شدید بگڑے لہجے میں سرگوشی میں بولا شانزے کا دل چاہا قہقہہ لگا کر ہنسنے مگر اس بگڑے نواب سے پھر کون ہی نمٹتا۔ ڈاکٹر شانزے کے لئے میڈیسنز لکھتی بہرام کو تھما گئی بہرام خانزادہ شانزے کا ہاتھ نرمی سے پکڑ کر اسے اٹھاتا ڈاکٹر کے سامنے ہی اپنی باہوں میں بھر گیا۔

کسی کی پرائیویسی میں گھسنا گناہِ عظیم ہے ڈاکٹر صاحبہ
اور آپ ایسے گناہِ عظیم سے بچیں شوہروں کی بدعا
دوزخ کی آگ تک لے جا سکتی ہے آپ کو!! بہرام خانزادہ
جلے بھنے انداز میں کہتا باہر نکل گیا تھا وہ شانزے خان
کو گھور کر دیکھتا ہوا لمبے لمبے قدم اٹھا رہا تھا شانزے
کے چہرے پر چھائی ہنسی اسے سیخ پا کر رہی تھی۔

نکال لو دانت تم۔۔تم تو سب سے زیادہ خوش ہو گی چھٹکارا
مل گیا اس کے آتے ہی۔۔ابے سالے آتے ہی تو نے میرے
حق پر ڈاکہ ڈال لیا رک جا میں بھی تیرا باپ ہوں باہر آتے
ہی تجھ سے اپنے بدلے ناں لئے تو میرا نام بھی بہرام
خانزادہ نہیں!! وہ گاڑی میں بیٹھا شانزے کے پیٹ پر
جھکا جیسے اپنے ہی بچے سے جنگ پر اتر آیا تھا
شانزے بہرام کی پوزیسو نیچر سے واقف تھی وہ ابھی
سے ہی شدید جل رہا تھا۔

راستے میں ہوں پہنچ جائیں گے آدھے گھنٹے تک۔ہاں تو
ظاہر ہے میرے ساتھ ہی ہے۔اچھا کروا چچی سے
بات۔ہیلو جی چچی۔جی۔نہیں آپ پریشان نا ہوں۔آپکی

شہزادی بیٹی ٹھیک ہے۔۔جی اچھا۔۔یہ لیں بات کریں۔۔۔ہیلو
مورے جی۔۔آپ پریشان مت ہوں ہم جلدی ہی پہنچ جائیں
گے۔۔جی مورے اوکے اوکے اللہ حافظ! احد اور غزالہ
خانم بہرام خانزادہ اور شانزے کے ابھی تک بینکویٹ نا
پہنچنے پر پریشان ہوتے فون کر کے انکی خیریت پوچھ
رہے تھے۔ بہرام خانزادہ شانزے کو پہلے ایک ڈیزائنر
آؤٹ لیٹ اور اس کے بعد سیلون لے گیا تھا اس کی بیوی
اسے اتنی روکھی پھیکی اچھی نہیں لگ رہی تھی شانزے
کے اکلوتے بھائی کی شادی کی اور بہرام چاہتا تھا شانزے
فریش لک کے ساتھ اپنے لالہ کا ایونٹ انجوائے کرے تاکہ
وہ بعد میں کسی قسم کے پچھتاوے میں مبتلا نا ہو اور اب
جس طرح کی اسکی حالت تھی وہ زیادہ حساس ہونے والی
تھی جو اسکی اور بچے کی صحت کے لئے ٹھیک ناں
تھا۔ وہ اپنے ساتھ شانزے کی ٹوننگ کرتا اسے بھی بلک
ڈریس میں خوبصورت سا تیار کروا گیا تھا۔شانزے کو اب
اپنی طبیعت پہلے سے کچھ بہتر محسوس ہو رہی تھی
بہرام خانزادہ اسے انار کا فریش جوس پلانے کے بعد
بینکویٹ کی طرف روانہ ہو گیا تھا وہ دونوں ہی ایک نئے
احساس کے تحت خود کو بہت ترو تازہ اور ایک
خوبصورت رشتے میں بندھتے محسوس کر رہے تھے
ماں باپ کے عہدے پر فائز ہونا دنیا کے عظیم اعزازات

میں سے ایک ہے بہرام خانزادہ اپنی فیلنگز خود ہی نہیں
سمجھ پا رہا تھا۔

بیوی تمہیں پریگنٹ کر کے ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے
میں بھی پریگنٹ ہو گیا ہوں یار ایک کس تو مل ہی سکتی
ہے ناں مجھے۔۔ میں نے تمہارے ساتھ کبھی اتنی بورنگ
خالی خالی ڈرائیونگ نہیں کی۔۔ میری لیپ تمہاری ہاٹ
بوٹیز کو مس کر رہی ہے آؤ ناں یار اس کے اوپر آکر
بیٹھو! بہرام خانزادہ بس اتنا ہی صبر کر سکتا تھا شانزے
اس کے پہلو میں بیٹھی ہو اور وہ اس کے نازک وجود
سے خود کو محروم رکھے یہ تو ہو ہی نہیں سکتا تھا
جیسے ناممکنات میں سے ایک بات تھی۔

شانزے کے گال دھک کر لال ہو گئے تھے بہرام خانزادہ
اسے مخمور نگاہوں سے دیکھتا اپنی لیپ کی جانب اشارہ
کر رہا تھا شانزے خان شرماتی ہوئی دھڑکتے دل کے
ساتھ بہرام خانزادہ کی لیپ میں آکر بیٹھ گئی۔ تم تو ایسے
لال ہو رہی ہو جیسے پہلی بار یہاں بیٹھنے کو بولا ہو میں
نے۔۔۔ اس طرح کی شرم و حیا تو پہلی بار تمہاری آنکھوں
میں نہیں تھی تو پھر آج کیوں۔۔ اوہ ہاں یاد آیا یہ جو ہم

دونوں کے بیچ آگیا ہے بے شرموں کی طرح اس کی وجہ سے شرما رہی ہو ناں۔۔بہرام اپنا ہاتھ شانزے کے پیٹ پر بہت نرمی سے سہلاتا نامحسوس انداز میں اسکے بالوں کی مہک اپنے اندر اتارنے لگا۔

بہرام خانزادہ اتنا زیادہ جلن کا شکار ہو رہا تھا کہ شانزے کو عجیب سا ڈر محسوس ہو رہا تھا کیا وہ اپنا بچہ ایکسیٹ نہیں کر پایا تھا کیا وہ واقعی اولاد چاہتا ہی نہیں تھا۔ شانزے کو غصہ آنے لگا جب وہ اس سے اتنی ہی محبت کرتا تھا اس سے اتنا ہی عشق کرتا تھا تو پھر اس سے اولاد کیوں نہیں چاہتا تھا؟ شانزے بہرام خانزادہ کا ہاتھ اپنے پیٹ سے دور ہٹاتی اس کی لیپ سے اتر کر واپس اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ بہرام خانزادہ اسے اپنی باتوں کے جواب میں اپنی لیپ سے اتر کر سیٹ پر بیٹھتے دیکھتا حیران ہوا تھا جس طرح شانزے نے اس کا ہاتھ خود سے دور ہٹایا تھا وہ سمجھ گیا تھا میڈم کو غصہ چڑھ گیا ہے اپنے بچے پر ایک لفظ بھی وہ برداشت نہیں کرپا رہی بہرام خانزادہ کو اب کی بار جس جلن کا احساس ہوا وہ اس کا خون دہکا چکی تھی۔

یہ تم کس خوشی میں اتری ہو میری لیپ سے؟؟ آپ کو اگر مجھ سے بچہ نہیں چاہئے تھا تو میرے قریب ہی نہیں آتے بہرام۔ دن رات کہی کہی بار مختلف جگہ پر مجھ سے اپنا حق نہیں لیتے۔۔ اور اگر صرف اپنا حق ہی لینا تھا تو پھر اس ننھے وجود کی وجہ ہی نہیں بنتے آپ۔۔ مجھے پلڑ لا دیتے میں وہ کھا لیتی تاکہ آپ اتنی جلدی باپ ہی نہیں بن پاتے۔۔ یہ بچہ آپ کی وجہ سے میرے وجود میں آیا ہے آپ بنے ہیں اس کی وجہ۔۔ دو ماہ مجھے ترسانے کے بعد جب آپ کو اللہ نے باپ کے عہدے سے نوازا ہے ہمیں اس خوشی سے متعارف کروایا ہے تو آپکی جلن ہی ختم نہیں ہو رہی۔۔ اگر آپ مجھ سے بچہ نہیں چاہتے تو ابھی ہی۔۔۔۔۔ بچہ اگر تم سے نہیں چاہتا تو کیا خود پیدا کرتا؟ عجیب بکواس کرتی ہو ایک تو میری بیوی مجھ سے دور کر دی اوپر سے اس کی ماں بن کر مجھ سے لڑائی کر رہی ہو۔۔۔ اور کیوں نہیں کرتا میں تم سے س**کیوں دن رات مختلف جگہ پر اپنا حق نہیں لیتا اسکے آتے ہی طعنے دینے شروع کر دیئے ہیں تم نے مجھے۔۔ سالے یہ تو جو اپنی ماں کے اندر بیٹھ کر میرے خلاف اسے بھڑکا رہا ہے ناں باہر نکل کر دیکھا پھر دیکھ میں تیرا کیا حال۔۔۔۔۔ لازمی نہیں ہے یہ لڑکا ہی ہو۔۔ میرا بیٹا ہی ہو۔۔۔!! یہ لڑکی بھی ہو سکتی ہے۔۔ یعنی یہ آپکی بیٹی بھی ہو سکتی

ہے خان صاحب!! بہرام خانزادہ کو اپنی باتوں کے جواب میں غصہ کرنے کی بجائے جلن سے راکھ ہوتے دیکھ کر شانزے خان دانت پیستی ہوئی بولی تھی۔ بہرام خانزادہ کی جلن اب کچھ ٹھنڈی ہوئی تھی۔ ٹھیک ہے پھر مجھے بیٹی ہی لا کر دو گی تم مجھے بیٹی ہی چاہیے اب تو! بہرام خانزادہ گاڑی کی اسپیڈ کم کرتا نیچے کی جانب جھک کر شانزے کے پیٹ پر سے اس کی فراک ہٹاتا دیوانہ وار اسے پیٹ پر چومتے ہوئے فرمائشی انداز میں بولا۔ یہ کوئی چیز ہے جو میں آپ کو لا کر دوں؟ شانزے نے بہرام کے بالوں کو زور سے نوچا تھا بدلے میں بہرام خانزادہ نے اس کے پیٹ پر اپنی زبان کا گیلا لمس بکھیر کر اسے اور شدت سے چوما تھا۔

شانزے صاحبہ یہ میرا پراڈکٹ ہے اسکی تمام تر پراسیسنگ کا میں ذمہ دار ہوں تو اس کی فائنل پیکیجنگ بھی تو میری مرضی کے مطابق ہی ہونی چاہیے نا۔ مجھے بیٹی چاہیے تو مطلب چاہیے تاکہ ہم دونوں باپ بیٹی مل کر تمہاری اچھی کلاس لگا سکیں بڑا ستایا ہے بڑا تڑپایا ہے تم نے مجھے خانم اور اب میری باری ہے۔ بہرام خانزادہ پیٹ سے اوپر ملائم دھڑکنوں کو اپنے لبوں میں پیوست کر کے دباتا شانزے کو سٹپٹانے پر

مجبور کر گیا۔ بہرام نے اگر اسے ابھی تک تڑپایا ستایا نہیں تھا تو پھر ستانا تڑپانا کیسے کہتے تھے؟؟ شانزے بوکھلا کر سوچتی اپنے جسم میں ڈورتی تیز سنسنی بہرام کی طاقت اسکی سختی اپنے انگ انگ میں شدت سے محسوس کرنے لگی۔

بہرام آپ گاڑی چلائیں ہم لیٹ ہو رہے ہیں!! شانزے گھبرائی سی بولی تھی۔ بیوی گاڑی میں تمہاری مارنے کا مزا ہی الگ ہے مگر جاؤ تم بھی کیا یاد رکھو گی جانم بخش دیتا ہوں تمہیں۔ بہرام خاندانہ احد کا تپا ہوا چہرہ یاد کرتا ٹھیک سے اپنی سیٹ پر بیٹھتا فوکس کر کے ڈرائیو کرنے کی کوشش کرنے لگا اسکی شانزے اس کے پہلو میں ہو تو وہ دنیا کی کسی چیز پر توجہ نہیں دے سکتا تھا مگر اب اسے اپنی ہونے والی بیٹی کا بھی خیال تھا اس لئے وہ اپنی بے باکی سے باز آتا بہت احتیاط سے ڈرائیو کرنے لگا۔ شانزے نامحسوس انداز میں اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر سہلاتی ایک محبت بھری نظر بہرام خاندانہ پر ڈالتی شرمیلا سا مسکرا کر اپنی گردن موڑتی باہر کی جانب دیکھنے لاگی تھی۔ بہرام خاندانہ اس کا ایک ایک ایکٹ نوٹ کر رہا تھا شانزے کے مڑتے ہی وہ بھی مسکرایا تھا۔

سالے فرصت مل گئی ہے تجھے میری شادی میں مہمان بن کر آنے کی تھو ہے ویسے ایسی رشتے داری پر جو تو مہمان بن کر تشریف لایا ہے۔ بہرام خانزادہ کو شریر سی مسکان لبوں پر سجائے احد خانزادہ اپنے پاس آتے دیکھتا طیش سے بولا تھا۔ اسکے تپے لہجے پر بہرام خانزادہ کی مسکان مزید دل فریب ہو گئی تھی۔

محنت والے کام میں دیر ہی ہوتی ہے کیپٹن میں تیری طرح کھوکھلا نہیں جو پانچ منٹ میں فارغ ہو جاؤں میری ٹائمنگ کم سے کم پچیس سے تیس منٹ کی ہے! بہرام خانزادہ اپنے دانتوں کی نمائش کرتا ہوا گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔

بہرام اپنا بکواسی منہ بند رکھ لے کوئی اپنے گھر کا بندہ بھی مہمان بن کر آتا ہے؟ احد بے حد غصے میں تھا اس کا بہرام کی کوئی بکواس سننے کا موڈ نہیں تھا۔ گا** پر زور تو تیرے آنا نہیں چاہیے میرے لیٹ آنے سے میرے نکاح میں تو کونسا شریک ہوا تھا جو زور آیا ہوا ہے

تجھے۔۔بلکہ تو تو میرا احسان مان کیپٹن میرا تو بچہ بھی
تیری شادی میں شریک ہو رہا ہے۔۔دن رات کی محنت
رنگ لے آئی ہے میری تجھ سے پہلے باپ بننے جا رہا
ہوں۔۔۔بہرام خاندانہ احد کو سیریس انداز میں خود
سے شکوے شکایات کرتے دیکھتا اپنی آنکھیں گھما کر
اسے ماموں بننے کی خوش خبری ایسے انداز میں دے گیا
جیسے وہ باپ بن کر احد پر احسان کر رہا ہو اور وہ
واقعی احسان ہی تو کر رہا تھا اس کی شادی میں شریک ہو
کر ورنا اس نے سوچا ہوا تھا احد کو رولا کر اس سے
اپنی منت سماجت کروائے بغیر اس کی شادی میں نہیں
آئے گا۔

ہیں کیا؟؟ کیا کہا تو نے؟؟ تو پھر سے کوئی بکواس کر رہا
ہے ناں دیکھ اگر یہ مذاق ہوا۔۔۔۔او ایموشنل محبوبہ
رخصتی تیری نہیں ہو رہی جو آنکھوں میں آنسو جمائے
ہیں اب تو ماموں بننے والا ہے تو یہ خبر مسجد میں اعلان
کروا کر دوں کیا تجھے۔۔تیری ظالم بہن کا بس نہیں چل رہا
وہ مجھے دیوار میں چنوا دے ادھر تو سینٹی ہو رہا ہے! احد
خاندانہ شانزے کے لئے دل سے خوش ہوتا جذباتی ہو کر
بولا تھا جب بہرام خاندانہ نے احد کے کانوں میں
سرگوشی کی تھی۔ احد کا بس نہیں چل رہا تھا وہ خوشی

سے جھومنا شروع کر دے۔

ناچنے کی تو اب ضرورت نہیں ہے انسان بن کر بیٹھ جا
ورنا سب یہ سمجھیں گے تجھے کچھ زیادہ ہی آگ لگی
ہوئی تھی جو آج رات تو کالام کی برف میں ٹھنڈی کرے
گا بابا بابا!۔۔۔! بہرام شرارت سے ہنستا باقی سب سے ملنے
لگا۔ منہان شہریار اور بہرام خاندانہ تینوں ہی بلیک کلر کی
قمیض شلوار کے ساتھ بلک ہی مردانہ شال اپنے شانوں پر
اوڑھے ہوئے تھے جبکہ احد خاندانہ آف وائٹ شیروانی
میں ملبوس تھا وہ کوئی مغرور شہزادہ معلوم ہو رہا تھا۔
کچھ دیر میں ایشا کی اینٹری ہونی تھی جس کے لیے احد
خاندانہ کو بینکوئیٹ کی لیڈیز سائڈ پر جانا تھا۔ حویلی کے
تینوں لڑکے بڑی ہی شان کے ساتھ احد کے سر پر سے
ہزاروں کے نوٹ وارتے اس کی نظر اتار رہے تھے وہ
بہت ہینڈسم بہت دلکش لگ رہا تھا آج ایک الگ ہی نور
احد کے چہرے کو روشن کر رہا تھا۔ احد پوری شان کے
ساتھ ان تینوں کے ساتھ لیڈیز سائڈ کی طرف بڑھا تھا وہ
تینوں احد کو اسٹیج پر کھڑا کرتے اپنی اپنی بیویوں کے
ساتھ کھڑے ہو گئے تھے باقی سب کی نگاہیں اب ایشا کی
اینٹری پر مرکوز تھی جو خوبصورت سی مسکان کے
ساتھ اپنے ماما پاپا کا ہاتھ تھامے احد خاندانہ کی طرف

بڑھ رہی تھی۔ روحیل انصاری کا دل بیٹی کے لئے دعا
گوہ تھا جبکہ سعدیہ انصاری ایشا کا لہنگا پکڑے اسے
کچھ بول رہی تھی جس پر ایشا سن کر خوبصورتی سے
ہنستی ہوئی انہیں جواباً کچھ کہہ رہی تھی یہ منظر احد کی
آنکھوں کو بے حد بھلا لگ رہا تھا۔



مشائم اپنی آنکھوں میں خوشی کے آنسو لئے ایشا کو دیکھ
رہی تھی روحیل انصاری کو دیکھ کر ایک لمحے کے
لئے اسکی نظروں کے آگے اس کا بابا کا مسکراتا چہرہ
آیا تھا اسے سالار خان اتنی شدت سے یاد آئے کہ مشائم

کی ہچکیاں بندھ گئی ایشا اس معاملے میں بہت خوش
نصیب تھی اسکے دونوں ماں باپ کسی محفوظ چٹان کی
طرح اس کے دائیں بائیں کھڑے تھے۔

ہیے میری جان۔ تم کیوں رو رہی ہو تمہاری رخصتی تو دو
ماہ پہلے ہو گئی ہے ناں! شہریار خانزادہ مشائم کو روتے
دیکھ اس کی کمر سہلاتا اس کا دیہان بٹانے لگا۔
شہریار۔ اگر بابا زندہ ہوتے تو میں بھی ان کے ہمراہ ایسے
ہی آپکے پاس آتی۔ ایشا کو کسی کی نظر ناں لگے اس کے
پاس زندگی کی ہر نعمت ہے۔ مشائم اپنے آنسو صاف کرتی
نم سا مسکراتی ہوئی بولی۔

ایشا اسٹیج کے قریب پہنچتی احد کے اپنی طرف بڑھے
ہوئے ہاتھ کو تھامتی شرماتی ہوئی اسٹیج پر چڑھتی اسکے
پہلو میں جا کر کھڑی ہو گئی۔ فوٹو گرافر نے اس کی
جلدی سے ایک سولو پیکچر لی تھی وہ بہت حسین پوز
میں کھڑی تھی۔ احد اس سے چند قدموں کے فاصلے پر
کھڑا ہوتا اسے فرصت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگا
جبکہ ایشا مسکرا کر احد کی نظروں میں دیکھ رہی تھی۔



تمہارے پاس بھی ہر نعمت ہے تمہارے بچے کا باپ
تمہارے خوشبودار وجود کے ساتھ ہی تو کھڑا ہے شوگر
بے بی زرا نظر کرم ہم پر بھی تو کریں ناں آپ!! شہریار
نے مشائم کی کمر کے خم کو بے باکی سے سہلایا تو وہ
سرخ گلاب کی طرح لال ہو گئی۔

ایشا اور احد اب صوفے پر بیٹھے اپنا فوٹو شوٹ کروا
رہے تھے ایشا کا سرخ ڈیزائنر لہنگا بے حد حسین لگ رہا
تھا وہ بہت ایلوگینٹ ڈائمنڈ سیٹ پہنے ہوئے تھی اسکے
نازک چمکتے ہاتھوں کو چمکاتی ہوئی سونے کی چوڑیاں
اس کا لک اور بھی حسین بنا رہی تھی ایشا لائٹ سے نیوڈ
میک اپ میں کوئی گڑیا معلوم ہو رہی تھی



یو لک سو سو بیوٹیفل سویٹ ہارٹ!! احد خود کو ایشا کی تعریف کرنے سے روک نہیں پایا۔ وہ بے ساختہ ایشا کے شولڈر پر ہاتھ رکھتا اسے اپنے قریب کرتا اس کے ماتھے پر عقیدت بھرا بوسہ دیتا اسکے کان کے قریب جھک کر مزید اس کی تعریف کر کے پیچھے ہوتا جب فوٹوگرافر نے احد اور ایشا کی ایسی پوز میں فوٹو کلک کر دی۔



حد ہے کتنا ترسا ہوا ہے تمہارا لالا یہ تو اپنی بیوی آج
بیہوش----میں بیہوش ہوئی ہوں کبھی؟؟؟ ورنہ آپ جتنے
ترسے ہوئے ہیں مجھے تو ابھی تک اوپر پہنچے ہونا تھا!
بہرام جو اپنے پہلو سے لگ کر کھڑی شانزے خان کو
تپانے کے لئے بے باکی سے بول رہا تھا جب شانزے اپنی
شہد آنکھیں رول کرتی طنزیہ انداز میں اسکی بات کاٹ
گئی۔ اوپر بھی پہنچا دوں گا جانم تم اتنا تڑپ کیوں رہی ہو
اسے لینے کے لئے۔۔ آجانا آرام سے اور خود سے ہی
اندر۔۔۔ ہاہاہا!! بہرام خانزادہ تپنے کی بجائے شانزے کے
کانوں سے دھواں نکالتا اس کے بری طرح بوکھلانے پر
اپنی بات ادھوری چھوڑتا اسے آنکھ و نک کر کے قہقہہ لگا
گیا تھا شانزے تپے ہوئے انگارہ ہوتے چہرے سے اسے
گھورتی اپنی مورے کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی تھی۔

آج تو نہیں بچتی یہ مجھ سے تپی ہوئی حالت میں بیوی میں
گھسنے کا مزا ہی الگ ہے بابا۔۔بہرام خاندانہ دل میں
کمینگی سے سوچتا شہریار خاندانہ کی پکار پر اس کی
جانب بڑھ گیا۔ ڈنر سرو کروانے کا ٹائم ہو گیا تھا اسکے
بعد احد اور ایشا نے ڈائریکٹ ہی کالام کے لئے نکل جانا
تھا۔۔۔

ایشا اپنے بابا روحیل انصاری کے گلے لگتی پھوٹ پھوٹ
کر رو رہی تھی رخصتی کا وقت ہو گیا تھا سب کھانے
سے فارغ ہو گئے تھے مشائم اور مہرمہ نے احد خاندانہ
کی دودھ پلائی کی رسم کر کے اس سے اچھی خاصی
موٹی رقم وصول کی تھی جو اس نے بڑی خوشی خوشی
دے دی تھی۔ احد ایشا سے چند قدموں کے فاصلے پر کھڑا
اسکی بیک کو گہری مخمور نگاہوں سے دیکھ رہا تھا ایشا
اپنے بابا کے گلے لگی ہوئی تھی۔

نگاہوں کو لگام دے سہاگ رات کی تیاری ناں پکڑ ابھی
سے۔۔یہ بہرام خاندانہ تھا جو احد کو موبائل پر ٹیکسٹ
کرتا اسے پھر سے تپانے کی کوشش میں تھا۔ وہ بینکویٹ
کی پارکنگ میں تمام گاڑیاں ایک قطار میں کھڑی کروا

کر فائر ورکس سیٹ کرواتا اندر آیا تھا اور احد کو خوشی سے پھٹنے کے در پر دیکھتا پھر سے شرارت کے موڈ میں تھا۔

نظر مت لگا مجھے جیلز انسان۔۔ احد نے بھی کرارہ سا جواب دیا تھا۔ چل ناں ترسی ہوئی آتما میں بھلا اپنے سے لو لیول والے آدمی سے کیوں جیلز ہونے لگا تجھ سے پہلے شادی کر کے باپ بننے والا ہوں تو میرے لیول کا نہیں ابھی تک! بہرام خانزادہ کو اس جنم میں تو لگام نہیں لگائی جا سکتی تھی اس بات کا احساس احد کو بڑی شدت سے ہوا تھا۔

منہ مت لگ!! احد نے اسے آنکھیں دکھا کر ریپلائی کیا۔ زہریلے ناگ کی شیریں ہرنی جیسی بہن کے لبوں کا شہد جیسا لمس ہی پیتا ہوں میں تو زیادہ خوش فہم ناں ہو کہ میں تیرے منہ لگوں گا ان رسیلے لبوں کو چھوڑ کر۔ بہرام خانزادہ احد کو سر تا پاؤں لال کرتا اس کے بگڑ کر گھورنے پر آنکھ ونک کرتا شانزے کی جانب دیکھنے لگا جو خفا سی غزالہ خانم کے ساتھ کھڑی ایشا کی رخصتی کے خیال میں خود بھی رونے کی تیاری پکڑ رہی تھی۔

شانزے کی رخصتی جس بدمعاشی سے بہرام نے لی تھی اسے آج وہ لمحے یاد کر کے شدید غصہ آرہا تھا شانزے خان کا کوئی ایونٹ نہیں ہوا تھا اسے آج محسوس ہونے لگا تھا وہ بہرام کو خفگی سے دیکھ کر اپنی نگاہیں پھیر گئی۔ بہرام خانزادہ محسوس کر چکا تھا شانزے کے چہرے پر لکھی ہوئی تحریر وہ جیسے پڑھ چکا تھا۔

بیوی تم نے رونے کی تیاری کس خوشی میں پکڑی ہوئی ہے؟؟ تمہاری سہاگ رات کا تو زلٹ بھی آگیا ہے جس کے باپ سے آج تم نے ناراضگی لگائی ہوئی ہے لفٹ ہی نہیں کروا رہی تمہیں مس کر رہا ہوں میں یار!! بہرام نے شانزے کا موڈ لائٹ کرنے کے لئے اسے میسج کیا تھا۔ شانزے اس کا میسج ریڈ کرتی اپنا موبائل آف کر گئی تھی وہ آج بہت غصے میں تھی ناراض تھی اسے رونا بھی آرہا تھا وہ مکسڈ فیلنگز کا جیسے شکار ہو رہی تھی۔ بہرام خانزادہ اس کی ناراضگی سے بے چین ہو رہا تھا۔

ایشا سعدیہ انصاری اور رایان سے ملتی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔ احداس سے زیادہ ایشاکو روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا وہ اس کی ہچکیاں سنتا آگے کی جانب

بڑھا اور ایشا کے ساتھ کھڑا ہوتا اس کی نازک کمر
سہلانے لگا۔ ایشا کی ہچکیاں ایکدم تھمی تھی۔ بس کرو
سویٹ ہارٹ اگر ابھی بھی میرے ساتھ جانے کا موڈ نہیں
تو بتا دو میں اپنی رخصتی کروا کر انصاری پیلس آجاتا
ہوں ہم اپنا ملن تمہارے روم سے اسٹارٹ کر لیں گے زیادہ
سے زیادہ لوگ مجھے گھریلو زن مرید ہی بول دیں گے
اور کیا ہی ہو جائے گا!! احد ایشا کے کان کے قریب
جھکتا سرگوشی میں بولا۔ ایشا کی ہنسی بے ساختہ تھی وہ
احد کی جانب دیکھتی بہتی آنکھوں سے ہسنے لگی تھی احد
ایشا کو مسکراتی ہوئی شہد آنکھوں سے دیکھتا اپنے سر
کو خم دیتا منہ نیچے کر کے مسکرانے لگا تھا وہ بڑے حق
سے ایشا کا ہاتھ تھامتا سعدیہ انصاری سے مخاطب ہوا۔

کیا مجھے اجازت ہے اپنی بیگم کو لے جانے کی آنتی؟
جی میرے بچے۔ خوش رہو دونوں اللہ نیک اولاد سے
نوازے!! سعدیہ انصاری ایشا اور احد کے سر پر باری
باری ہاتھ پھیرتی انہیں دعائیں دینے لگی۔ مشائم اپنے آنسو
صاف کرتی ایشا کے گلے لگتی اسے شرارت سے
چھیڑنے لگی تھی انشال اور شانزے بھی ایشا کو مشائم
کے ساتھ مل کر چھیڑ رہی تھی۔

احد ایشا کا ہاتھ تھامے اسکا گھیردار لہنگا اپنے دوسرے ہاتھ میں پکڑ کر اسے بہت احتیاط سے باہر کی جانب لے کر بڑھا تھا۔ ایشا نیٹ کا گھونگھٹ اوڑھے بڑی نزاکت کے ساتھ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا رہی تھی۔ بینکویٹ کی پارکنگ میں پہنچ کر احد نے فرنٹ سیٹ پر ایشا کو بٹھایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ باقی سب بھی اپنی اپنی گاڑیوں میں سوار ہو گئے تھے ان کے بیٹھتے ہی فائر ورکس اسٹارٹ ہو گئی تھی ایشا چمکتی آنکھوں سے ونڈ اسکرین سے یہ نظارہ دیکھ رہی تھی اسکے لبوں پر خوبصورت سی مسکان تھی احد ایشا کے مہندی لگے ہاتھ پر نرمی سے اپنی انگلیاں پھیر کر اس کی رنگ فنگر میں موجود اپنی پروپوزل رنگ دیکھ کر اس کے ہاتھ کو سختی سے بھینچ کر اپنے لبوں سے لگا گیا اسکا لمس آگ جیسا دہک رہا تھا ایشا کے جسم میں احد کے لبوں کی تپش سے کرنٹ سا دوڑا تھا جبکہ اسکے ہاتھ کی سخت گرفت ایشا کی سانسیں گہری کر گئی تھی وہ فائر ورکس دیکھنے کی بجائے احد کی جانب دیکھنے لگی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا احد کی آنکھوں میں خمار کی لالی گہری ہو رہی تھی ایشا گھبرا کر اپنی نگاہیں جھکا گئی اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا یوں جیسے ابھی سینے سے باہر نکل جائے گا۔

آئی لو یو۔۔ احد کی بھاری آواز ایشا پر کپکپی طاری کر گئی تھی وہ اس کی جانب دیکھنے کی ہمت کرتی جب احد گاڑی کا شیشہ نیچے کرتا اپنا ہاتھ باہر نکال کر پستل سے فائر کرنے لگا ناں صرف احد بلکہ شہریار منہان اور بہرام خانزادہ نے بھی فائرنگ میں اس کا ساتھ دیا تھا وہ تینوں لڑکے دل کھول کر احد کی خوشی میں اپنی خوشی کا اظہار کر رہے تھے فائرورکس اور فائرنگ کے ختم ہوتے ہی احد خانزادہ ہوا کی تیزی سے گاڑی چلاتا چند ہی منٹوں میں ان سب کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔

احد ہم کہاں جا رہے ہیں؟ یہ تو حویلی کا راستہ نہیں ہے!! ابھی آدھے گھنٹے کا راستہ بھی نہیں گزرا تھا جب ایشا نے اپنی گھبراہٹ ایک سائنڈ پر رکھتے اس سے پوچھ ہی لیا۔ سویٹ ہارٹ ہم حویلی کیوں جائیں گے بھلا تمہیں بیڈ پر جانے کی ذرا جلدی نہیں ہو رہی؟؟ اگر صبر نہیں ہو رہا تو بتا دو فارم ہاؤس چلتے ہیں فرسٹ راؤنڈ وہاں اور سیکنڈ مالم جبہ میں لگا لیں گے!! احد نے ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتے دوسرے ہاتھ سے اپنی شیروانی کے بٹن کھولے تھے۔ ایشا کا تو منہ کھل گیا تھا تو وہ دونوں حویلی نہیں بلکہ مالم جبہ جا رہے تھے مگر کیوں؟؟

احد وہاں کیوں؟؟ ایشا کو سمجھ ہی نہیں آرہی تھی رات کے دس بجے وہ دونوں اسلام سے مالم جبہ جا رہے تھے کیا احد نے کچھ پلان کیا ہوا تھا؟ جان وہ تمہارا کھسکا ہوا جیٹھ ہے ناں اس نے ہمارے خوبصورت لمحات یادگار بنانے کے لئے بہت سی پلاننگز کی ہوئی ہیں اب وہاں اس نے کیا کیا ہے یہ تو مجھے نہیں معلوم اور اس کی بات میں ٹال نہیں سکتا تھا اس لئے وہاں جا رہا ہوں ہم سے چند کلو میٹر کے فاصلے پر اس نے اپنے گارڈز کی گاڑیاں بھی لگائی ہوئی ہیں وہ سمجھتا ہے کچھ بھی کر لے گا اور مجھے پتہ نہیں چل سکے گا!! احد خانزادہ پہلے دانت پیس کر بولا تھا مگر پھر بہرام کا اپنی کیئر کرنے والا انداز بتاتے ہوئے اسکے لہجے میں گہری دوستی کی چمک واضح ہو رہی تھی۔

آپکو بہرام بھائی نے بولا تھا؟؟ آئی مین کے انہوں نے ہمارے لئے۔۔۔۔۔جی ہاں اور کون سکتا ہے میرے سر پر چڑھ کر ناچنے کی عادت اسی کی ہے!! احد ہنستے ہوئے بولا تھا۔ ایشا کا تو رنگ اب سہی معنوں میں اڑھا تھا وہ اپنی آنکھوں سے شانزے کی حالت دیکھ چکی تھی جب جب بہرام شانزے کے لیے کچھ پلان کرتا تھا وہ بیچاری

چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوتی تھی اسکی گردن کے نیلے نشان بھی ایک بار ایشا دیکھ چکی تھی جب ان کی یونیورسٹی پر اٹیک ہوا تھا۔

پیری بیگم صاحبہ تمہارا جسم وائبریشن پر کیوں لگ گیا ہے؟؟ احد ایشا کو بری طرح کانپتے دیکھتا اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اسے اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔ وہ نازک جان تھی گھبرا رہی تھی اس کے دل میں ہزار خوف پیدا ہو رہے تھے احد اسکو خود میں محبت سے بھینچے نرمی سے سہلانے لگا تھا۔ آپ میرا خیال کریں گے ناں؟ ایشا اس کے سینے میں اپنا منہ چھپاتی لاڈ سے بولی تھی۔ سویٹ ہارٹ تمہارا میں خیال نہیں کروں گا تو پھر کس کا کروں گا!! ظاہر ہے شادی کا مطلب یہ تو نہیں ہوتا کہ بس رومانس ہی کیا جائے اور اس ایک کام کے لئے ہی شادی کرتے ہوں لوگ۔۔۔ شادی یا یوں کہہ لو ازدواجی زندگی خوبصورتی کا دوسرا نام ہے اگر آپکا پارٹنر آپ کو سمجھنے والا ہو تو اس رشتے سے دوسرا کوئی خوبصورت رشتہ نہیں میرے خیال میں ہر رشتے کا نعم و بدل ہے مگر بہترین ہمسفر کا کوئی الٹر نیٹ نہیں ہے۔۔۔ تم میری بیوی ہو اور میرے لئے تمہاری جو اہمیت ہے میں وہ تمہیں اپنے عمل سے بتاؤں گا مجھے ایسے الفاظ کا

استعمال تو نہیں آتا جو تمہارا دل میرے لیے دیوانہ کر دیں
ناں میں خیالوں کی دنیا میں رہنا والا کوئی مجنون
ہوں۔۔میں عاشقوں کی طرح شاید دن رات اپنی محبت کا
اظہار بھی ناس کر پاؤں کیونکہ میں ایک فوجی ہوں سخت
جان۔۔میرا لمس تمہارے لیے سخت ہو سکتا ہے میرا لہجہ
تمہیں کھردرا لگ سکتا ہے میرا رویہ تمہیں بعض اوقات
تکلیف دے سکتا ہے مگر میں تم سے وعدہ کرتا ہوں
ہمارے رشتے میں محبت سے پہلی چیز اگر کوئی ہوئی تو
وہ عزت ہو گی۔۔تم میری بیوی ہو میرا لباس ہو اور میرے
لئے عزت کے قابل ہو۔۔میں تمہیں محبت سے زیادہ عزت
دوں گا۔۔میرے لمس میں تمہارے لئے عزت ہوگی میں اپنی
حدود سے تجاوز نہیں کروں گا میرے کھردرے لہجے میں
بھی تمہارے لئے احترام ہو گا میرے رویے میں بھی
تمہیں اپنا وقار ہی نظر آئے گا۔۔ایشا میں بہت پریکٹیکل بندہ
ہوں یار تم چھوٹی ہو انیس سال کی ہو ابھی تمہاری ٹین ایج
ہے اگر کہی زیادہ سخت ہو جاؤں تو مجھے اس سختی کا
فوراً ہی احساس کروا دینا میں فوجی ہوں تم ایک فوجی کی
بیوی ہو اور میں تم سے ایک وعدہ چاہتا ہوں کہ تم ہر خبر
کے لئے اپنا دل بڑا رکھو مجھے نہیں پتہ ہمارا ساتھ کب
تک ہے یہ زندگی کہاں تک ہے مگر جتنی بھی ہے تم سے
وفا نبھاتے ہی جیوں گا۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں تمہیں

دل کا درد کبھی نہیں دوں گا!! احد اپنے سینے میں چھپی
گھبرائی سہمی سی ایشا کے بالوں ہاتھوں اور ماتھے پر
باری باری چومتے اس کے خدشات دور کر رہا تھا۔ ایشا
احد کے گرد اپنے ہاتھ باندھتی اس میں مزید چھپی تھی۔

احد۔۔۔ آئی لو۔۔۔ میں اپنی آخری سانس تک آپکی پابند رہوں
گی آپ کی ایشا آخری سانسوں میں بھی آپ کی فرمانبردار
رہے گی! ایشا احد کے سینے پر لب رکھتی اس کے دل
کے مقام کے قریب اپنا سر رکھ کر احد کی ہر ایک دھڑکن
سنتی اپنی دھڑکنوں میں انتشار پیدا ہوتا محسوس کر رہی
تھی تم کچھ دیر سو جاؤ تین گھنٹے اڑتالیس منٹ کا راستہ
ہے تھک جاؤ گی! احد اپنے سینے پر رکھے ایشا کے سر
کو سہلاتا نرمی سے بولا تھا۔ آپ تھک جائیں گے ایسے
میں اپنی سیٹ پر ہی سو۔۔۔۔۔ میری جان تم سے نہیں تھکتا
میں میرا سینہ ہی اب سے تمہارا تکیہ ہے یہی سونا ہے تم
نے بالکل ریلیکس ہو کر سو جاؤ جب ہم پہنچ جائیں گے تو
میں تمہیں اٹھا دوں گا۔ ایشا احد کی تھکن کا خیال کرتی
ابھی اپنی سیٹ پر سیدھی ہو کر بیٹھتی جب احد نے اس کو
کمر سے پکڑ کر اپنے ساتھ مکمل جوڑ لیا۔ ایشا اپنی
آنکھیں موندھ گئی اسے تھکن سی ہو رہی تھی اتنے ہیوی
ڈریس کی وجہ سے وہ اپنا جسم دکھتا ہوا محسوس کر رہی

تھی۔ احد خانزادہ فوکس کر کے ڈرائیو کر رہا تھا ابھی تو
تین گھنٹے کا سفر باقی تھا وہ لوگ رات کے ایک بجے
وہاں پہنچنے والے تھے۔۔۔

یار یہ کیا طریقہ ہے تم چچی کے ساتھ کس خوشی میں سو
رہی ہو مجھے کچھ بھی نہیں پتہ شرافت سے اوپر آجاؤ
ایک تو میرے ساتھ گاڑی میں بھی آگے نہیں بیٹھی چچی
کے ساتھ پیچھے چپک کر بیٹھ گئی اور اب ان کے ساتھ
سونے کا بھی حکم صادر کر دیا ہے میں کیا تمہاری میڈ
بن گیا ہوں پریگنسی کے بعد بیوی؟ بہرام خانزادہ بے چین
سا کمرے میں ٹہلتا شانزے کو وٹس ایپ پر وائس نوٹ
سینڈ کرتا پاگل ہو رہا تھا۔ اسے شانزے کے وجود سے لپٹ
پر سونے کی عادت ہو گئی تھی وہ اس کی خوشبو اپنے
گرد محسوس کیے بنا سو ہی نہیں پاتا تھا بہرام کی جیسے
جان جا رہی تھی۔ وہ بینکویٹ سے حویلی تک کے سارے
راستے شانزے کو منانے کی سوچتے آیا تھا اور وہ میڈم
تھی جسکی ناراضگی آسمان پر پہنچی ہوئی تھی۔

یار ایسا بھی کیا کر دیا ہے میں نے جو اب ناک رگڑوانے

کی تیاری میں بیٹھی ہوئی ہے خانم۔ اوپر کمرے میں اس
 لئے نہیں آرہی کہ کہی قابو ہی نا کر لوں۔ ڈر رہی
 ہوگی۔ دیکھ لے سالے تیری دہشت سے بیوی بھاگی ہوئی
 ہے میری ہر وقت اپنی اٹینڈنس لگوانے کے کھڑا رہتا ہے
 نا تو اب مر اکیلے تیری وجہ سے میرے بھی لگ گئے
 ہیں۔۔۔ آرام سے سو جا ابھی زیادہ تنگ مت کر۔ نہیں جا
 سکتا ناں نیچے ابھی سو گئی ہے شاید اس لئے میسج کا
 جواب نہیں دے رہی۔ اوپر بلا کر تو اسے ناراض کر دیتا
 ہے اب دیکھ تیری مستی کی وجہ سے ہم دونوں ہی بھگت
 رہے ہیں! بہرام خانزادہ خود سے مخاطب ہوتا اپنی شرٹ
 اتار کر بیڈ پر اوندھے منہ لیٹ گیا تھا اسکا دل شانزے کو
 قابو کرنے کے لئے تڑپ رہا تھا وہ اسے اپنا تکیہ بنا کر
 سوتا تھا آج اسے اپنا بیڈ خالی خالی لگ رہا تھا وہ نکاح
 کے بعد آج پہلی رات شانزے کے بغیر گزار رہا تھا دل
 منہ کو آرہا تھا جسم میں لہو کھول رہا تھا دماغ شدید قسم
 کے تناؤ کا شکار تھا۔

تقریباً دو گھنٹے کروٹیں بدلنے کے بعد جب بہرام خانزادہ
 کی بس ہوئی تو وہ شدید اضطراب کے عالم میں تکیہ پٹختا
 ہوا بیڈ سے اٹھا اور اپنی شرٹ پہنے بغیر ہی سینڈول میں
 ملبوس لمبے لمبے قدم اٹھاتا کمرے سے نکل گیا۔ وہ تیزی

سے سیڑھیاں اترتا غزالہ خانم کے کمرے کے باہر کھڑا ہوتا خود پر لعنت بھیجنے کے بعد روم کا دروازہ نوک کرنے لگا۔ چند منٹ بعد ہی غزالہ خانم نے دروازہ کھولا تھا وہ رات کے بارہ بجے بہرام خاندادہ کو اپنے کمرے کے باہر کھڑے پریشان سا دیکھتی حیران ہوئی تھی۔

چچی شانزے کو بولیں مجھے ایک کپ چائے بنا دے سر دکھ رہا ہے میرا!! بہرام خاندادہ دروازے سے ہی خالی بیڈ دیکھتا شانزے کے واشروم میں ہونے کا سوچتا بہانا بنانے لگا تھا۔ بیٹے شانزے تو اپنے کمرے میں سو رہی ہے اس نے مجھے کہا تھا کہ تم آج رات شاید حویلی نہیں آؤ گے تو وہ اپنے کمرے میں سوئے گی ابھی تو کافی دیر ہو گئی وہ سو رہی ہو گی میں چائے بنا دیتی ہوں۔۔۔۔۔نہیں چچی۔۔سوری میں نے آپ کو جگا دیا آپ آرام کریں میں دیکھ لیتا ہوں!! بہرام کا میٹر شانزے پر آؤٹ ہو گیا تھا اس کی نیندیں اڑا کر مزے سے جھوٹ بول کر ماہ رانی صاحبہ اپنے کمرے میں سو رہی تھی۔

تم نہیں مجھ سے اب بچنے والی پورا پورا ایک ہی بار۔۔۔۔۔نہیں بہرام کول ڈاؤن ابھی وہ ناراض ہے پہلے

اسے منانا ہے پھر واپس ناراض کرنا ہے وہ شرارتی سا
ہنستا لٹے قدم شانزے کے روم کی جانب بھاگا تھا۔۔۔

احد خاندانہ کی گاڑی رات کے ایک بجے مالم جبہ کی
سرحد میں داخل ہوئی تھی۔ سرسبز پہاڑ گھنے قدآور
درخت برف کی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ ابھی بھی ہلکی
ہلکی برف گر رہی تھی احد بہت احتیاط سے ڈرائیو کر رہا
تھا چند منٹ کا سفر اور طے کرنے کے بعد وہ اپنی گاڑی
ایک بے حد عالیشان وڈن ریسٹ ہاؤس کے آگے روک
گیا۔ لکڑی اور شیشے سے بنا یہ ریسٹ ہاؤس بہت
خوبصورت تھا اس کی چاروں اطراف قدرت کے حسین
نظاروں کا منظر واضح کرتی تھی۔ ریسٹ ہاؤس کے گرد
لائٹنگز لگی ہوئی تھی جو اسے روشن کر رہی تھی اس
کے بیک سائڈ پر بہتا دریا سنسان جگہ پر بنے اس ریسٹ
ہاؤس کے دلکش منظر کو رومانوی بناتا تھا احد خاندانہ
ستائشی نظروں سے بہرام خاندانہ کے تحفے کو دیکھنے
لگا وہ کس حد تک رومانوی تھا احد کو بڑی شدت سے
احساس ہوا۔ وہ اپنا موبائل نکال کر ابھی بہرام خاندانہ کو
فون کرنے کا سوچ ہی رہا تھا جب ٹائم دیکھ کر اس کے
سونے کا خیال کرتا ابھی اپنا موبائل ڈیش بورڈ پر رکھتا
جب اس کے موبائل پر بہرام خاندانہ کا میسج ریسپو ہوا۔

کیپٹن اندر چلا جا کیا تو گاڑی میں ہی شروع ہو گیا ہے؟؟
احد خانزادہ کی ہنسی بے ساختہ تھی اس کے بتانے سے
پہلے ہی بہرام کو اسکے آدمیوں نے انفارم کر دیا تھا کہ
احد خانزادہ مطلوبہ مقام پر پہنچ گیا ہے۔ اپنے آدمیوں کو
بول شکل گم کر لیں اب اپنی!! احد نے ناک چڑاتے ہوئے
جواباً میسج کیا۔ بہرام خانزادہ میسج کا جواب دینے کی
 بجائے احد کو ڈائریکٹ کال کر گیا جو وہ فوراً ہی پک کر
گیا۔

کیپٹن میرے گارڈز تجھ سے دور ہی رہیں گے سیکورٹی
واپس نہیں بولا سکتا میں حفاظت کے لیے بھیجا ہے میں
نے سب کو اور وہ تیرے پہنچتے ہی مجھے انفارم کرنے
کے بعد اپنی پوزیشن سنبھال چکے ہیں ریسٹ ہاؤس سے
پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر ہیں کوئی تیری پرائیویسی کو
ڈسٹرب نہیں کرے گا اور ہاں سن گل خان اور اسکی بیوی
مینا (حویلی کے ملازم) ریسٹ ہاؤس میں ہیں وہ تیرے
جاتے ہی اپنے کائیج میں چلے جائیں گے وہ تم دونوں کے
کھانے پینے کا بندوبست دیکھ لیں گے چل اب فون رکھ رہا
ہوں ایک ہفتے بعد ملاقات ہوتی ہے!! بہرام خانزادہ احد
کو تفصیلاً ساری بات سمجھاتا فون بند کر گیا۔

تھینک یو فار میکنگ مائی اسپیشل مومنٹس مور ویلیو
ایبل! احد نے میسج کر کے بہرام کا شکریہ ادا کرنا اپنا
فرض سمجھاتھا۔ یو شود بی تھینک فل۔۔ آخر تیرے جیسا
ترسا ہوا میرا سالا اتنا سرپرائز تو ڈیزرو کرتا ہی تھا تیری
بہن کو دن رات سرپرائز دیتا ہوں تو اس کے بھائی کے
لئے اتنا تو کر ہی سکتا تھا نا!! بہرام آخری میسج میں
احد کو تپانا نہیں بھولا تھا۔

اس سے تو شیطان بھی پناہ مانگتا ہو گا۔ احد منہ میں
بڑبڑایا تھا۔ پھر اس نے ایک نظر ریسٹ ہاؤس کی جانب
دیکھا اور اس کے بعد اپنے پہلو میں سوتی ہوئی ایشا کو
جو بہت پرسکون لگ رہی تھی۔ احد ایشا کو دیکھ کر
مسکرانے لگا۔ وہ سوتی ہوئی اسے بہت خوبصورت لگ
رہی تھی اوپر سے ظالم حسینہ نے نیٹ کا گھونگھٹ اوڑھا
ہوا تھا احد کا دل بے ایمان ہونے لگا۔ پانی کا ساز سوتی
ہوئی ایشا کی نیند میں خلل ڈالنے لگا وہ اپنی آنکھیں کھول
گئی۔ اسے احد کے وجود سے پھوٹتی مہک اپنی روح پر
سوار ہوتی محسوس ہونے لگی وہ احد کے شولڈر پر
گردن ٹکائے سوئی تھی۔ ایشا اپنی گھنی سیاہ پلکیں اٹھا کر
احد کی جانب دیکھنے لگی جو پہلے سے ہی اسے لوں

دیتی گہری گرم نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

نیند پوری ہو گئی میری بیگم کی؟؟ احد معنی خیزی سے
ایشا کی آنکھوں میں جھانکتا گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔ ج
ج۔جی۔ہو۔گئی ایشا لرزتے لہجے میں بولتی ابھی احد
سے دور ہوتی جب وہ اسے کمر سے بھینچتا گاڑی کے
دروازے سے لگا کر ایشا کا گھونگھٹ جارحانہ انداز میں
اتارتا اس کے سرخ لپ گلوں کے سجے کپکپاتے لبوں پر
جھک گیا۔ ایشا احد کے بالوں میں اپنے ہاتھ الجھاتی اسے
خود سے دور کرنے کے لئے ابھی مزاحمت کرتی جب
احد اس کے دونوں گالوں پر اپنے ہاتھ رکھتا معنی خیز
آوازوں کے ساتھ اس کے ملائم لبوں کا رس اپنے حلق میں
نچوڑنے لگا۔ ایشا اس کے جسم سے نکلتی تپش سے
جھلسنے لگی تھی۔ احد اس کے لبوں سے کسی جونک کی
طرح چمٹ گیا تھا۔ ایشا کی سانسیں چند منٹوں میں ہی
اکھڑ گئی تھی وہ سانسوں کے لئے تڑپنے لگی تھی رنگت
لبوں کے ملاپ سے ہی نیلی ہو گئی تھی تو پھر آج رات
احد اس کا کیا حال کرے گا وہ یہ سوچ کر ہی خوفزدہ
ہونے لگی تھی۔

احد ایشا کو بے جان ہوتا دیکھ کر اس کے لبوں کو آزادی
دے گیا ایشا رہائی ملتے ہی احد کی گردن میں اپنا منہ چھپا
گئی احد بھاری سانسیں لیتا ایشا کے بالوں کی مہک
محسوس کرتے اپنے حواس کھونے لگا۔ آؤ اندر چلیں!!
احد ایشا کے بالوں پر چوم پر بھاری لہجے میں بولتا اپنی
سائڈ کا دروازہ کھول کر باہر نکلا تھا۔ گاڑی سے باہر
نکلتے ہی ٹھنڈی ہوا کے تھپڑ روئی کی طرح گرتی برف
نے احد کا چہرہ لال کر دیا تھا۔ احد ایشا کو دیکھتے ہوئے
اسکی سائڈ کا دروازہ کھول کر اسے باہوں میں اٹھاتا
ریسٹ ہاؤس کے داخلی دروازے کی طرف بڑھا۔ ایشا تو
خوشی سے چمکتی آنکھوں کے ساتھ اپنے ارد گرد کا
منظر دیکھنے لگی اسے برف بہتا دریا لکڑی اور شیشے
سے بنایا بڑا سا گھر کوئی خواب ہی لگ رہا تھا۔ احد ایشا
کو خود میں شدت سے چھپائے تیزی سے ریسٹ ہاؤس
کے اندر داخل ہوا۔

یہ ریسٹ ہاؤس تین کمروں اور مشتمل تھا کشادہ ٹی وی
لاؤنچ سے ذرا آگے اوپن کچن جس کے ایک سائڈ پر
گلاس ڈور کے پار ایک چھوٹی سی ڈائننگ ٹیبل رکھی
ہوئی تھی جس کے گرد دو چیئرز تھی کچن کے بائیں
گلاس والز کے پار جم بنایا گیا تھا جبکہ دائیں جانب اندر

کی طرف ہی نارمل سائز کا سوئٹنگ پول تھا۔ احد خانزادہ
ایشا کو اپنی باہوں میں سمائے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ وہ
جیسے ہی فرسٹ فلور پر پہنچا ان کا استقبال پھولوں کی
پتیوں نے کیا جو فلور پر بکھری ہوئی تھی۔ احد فرسٹ
فلور کے پہلے کمرے میں ہی داخل ہو گیا وہ ایشا کو فلور
بیڈ پر بیٹھاتا کمرے میں موجود چمنی کی طرف بڑھا اسے
روم کا ٹمپریچر ایشا کے لحاظ سے ٹھنڈا لگا جو کافی بری
طرح کانپ رہی تھی۔

کچھ کھانا ہے تم نے؟؟ زیادہ سردی لگ رہی ہے تو
میں۔۔۔ احد میں اپنے کپڑے چینج کر لوں پلیر اگر آپ مائنڈ
ناں کریں تو وہ میں بہت زیادہ تھک رہی ہوں اس لہنگے
میں! احد خانزادہ اپنی شرٹ اتار کر صوفے پر بیٹھتا ایشا
کو لہو ہوتی مخمور آنکھوں سے دیکھ کر بولا جب ایشا
اسکی شہد آنکھوں سے گھبرا کر بیڈ سے کھڑی ہوتی گھبرا
کر بولی۔

میں بالکل مائنڈ کروں گا اگر تم نے یہ لباس خود اتار دو
تو!! آج تمہیں پردوں سے آزاد کرنے کا حق صرف میرا

ہے اور میں جتنا پیاسا ہوں جس حد تک تڑپ رہا ہوں خود سے خوف آرہا ہے کہ کہی تمہیں میں بہت زیادہ ہی تکلیف نا دے دوں! احد ایک جست میں ایشا کو اپنے گھیرے میں لیتا اسے وال سے پن کرتا بھاری بہکی آواز میں بولا۔

آئی ٹرسٹ یو آپ مجھے میری برداشت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیں گے!! ایشا احد کے سینے پر اپنے ہاتھ رکھتی نگاہیں جھکائے دھیمے لہجے میں بولی تھی۔ تو پھر اپنا یہ نازک وجود مجھے سونپ دو ملاپ کی گھڑیاں بے صبری سے ہماری روحوں کے ایک ہونے کا انتظار کر رہی ہیں! احد اس کے نازک سراپے پر اپنی نگاہیں گاڑھتا ایشا کو بے بسی کے مقام پر لے آیا۔

بہرام خانزادہ شانزے کے کمرے کی بیک سائڈ سے اس کے روم میں انٹر ہوا تھا۔ ح۔ر۔ام۔ی پن نہیں دکھانا آج اگر وہ مان گئی تو اوپر اوپر سے ہی کرنا ہے سن لے بیوی ناراض ہے میری آج صرف سونا ہے اوکے کچھ اور نہیں کرنا۔ بہرام خانزادہ اپنے دہکتے جذبات کو لگامیں ڈالتا ونڈو سلائڈ کرتا روم کے اندر انٹر ہو گیا۔ اس کی ناراض بیوی

منہ پہلائے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے چیئر پر بیٹھی اپنے ہاتھوں میں روشن لگا رہی تھی وہ کسی گہری سوچ میں گم تھی شانزے کو بہرام کی اپنے روم میں آنے خبر ہی نہیں ہوئی تھی۔

بہرام خانزادہ دبے قدم چلتا سوئچ بورڈ کی جانب بڑھا اور شانزے کے روم کی تمام لائٹس آف کر گیا۔ شانزے جو اپنے ہاتھوں میں روشن لگاتی سوچوں کے جالوں میں پھنسی ہوئی تھی وہ کمرے میں ایکدم ہونے والے اندھیرے سے بوکھلاتی ہوئی چیئر سے کھڑی ہو گئی۔

لائٹ کیسے چلی گئی!! شانزے بڑبڑاتی ہوئی چند قدم چلی ہی تھی کہ اپنے گرد لیپٹنے والے سخت ہاتھوں کو محسوس کرتی خوف سے ابھی چلاتی جب اس کے ہونٹوں کو بھی قید کر لیا گیا۔ شانزے کے لبوں سے نکلنے والی چیخ مقابل کے لبوں میں دب کر رہ گئی۔ اس قدر سختی بے چینی اور بے باکی سے بھرا لمس اگر کسی کا ہو سکتا تھا تو وہ شانزے خان کے شوہر بہرام خانزادہ کا ہی تھا۔ شانزے کو مزید غصہ آیا تو بہرام اس کے کمرے میں یقیناً بیک سائڈ سے آیا تھا مگر اس طرح لائٹ بند کر کے

ڈرانے کی کیا ضرورت تھی؟ شانزے شدید ناراضگی کے
عالم میں سوچنے لگی۔

شانزے بہرام کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھوں کے نیلز
گاڑ رہتی اسے خود سے دور کر گئی۔ یہ کیا گھٹیا حرکت
تھی بہرام! وہ غصے سے غراتی ہوئی سائڈ ٹیبل پر رکھا
لیمپ آن کر گئی۔ جو گھٹیا حرکت تم نے مجھے خود سے
دور کر کے کی ہے اس کا کیا ہاں؟؟ بہرام نے شانزے کو
پھر سے اپنے قابو کرنا چاہا جب وہ فوراً پیچھے ہٹ
گئی۔ آپ مجھ سے دور رہیں ایک دن خود کو ٹھنڈا نہیں کر
سکے تو یہاں چوروں کی طرح میرے کمرے میں گھس
گئے!! شانزے بھی شیرنی بنی ہوئی تھی آج کافی ٹائم بعد
وہ اپنے شیرنی والے موڈ میں آئی تھی میں شوہر بن کر
تمہارے اندر بھی گھس سکتا ہوں یہ کمرہ تو پھر کیا ہی
چیز ہے اس لئے جتنا برداشت کر سکوں اتنا منہ چلاؤ
ورنا۔۔۔ورنا آپ اپنے کپڑے اتار دیں گے ناں بہرام۔۔۔۔نہیں
تمہارے کپڑے اتار دوں گا!! دیکھو تو ذرا پیٹ میں یہ
میرا دشمن کیا آگیا تمہاری تو زبان ہی قابو میں نہیں
آ رہی!! وہ دونوں ایک دوسرے سے مقابلے پر اتر آئے
تھے۔ یہ پیٹ میں آپ کی وجہ سے ہی آیا ہے اسے وجہ
سے جو آپ ابھی بھی میرے ساتھ کرنے کے لئے مچل

رہے ہیں جسکی تڑپ میں ڈاکو بننے پر مجبور ہیں
آپ۔۔بہرام آپ جائیں یہاں سے سونا ہے مجھے آج تنگ
کرنے کی کوئی ضرورت نہیں مجھے میں اور میرا بے بی
آرام کرنا چاہتے ہیں!! شانزے غصے سے بیڈ پر چڑھ کر
لیٹ گئی اس نے اپنی گردن تک کمفرٹر اوڑھ لیا۔

جانم تم میں گھس جانے کے لئے مجھے کچھ بھی بننا پڑھا
میں بن جاؤں گا اور یہ تم اچھا نہیں کر رہی مجھے روم
سے جانے کا بول کر میں بھی تو تمہارے ساتھ چپک کر
سونے کا عادی ہوں ناں بچے کے آجانے سے میری ویلیو
کیوں کم ہو گئی ہے میں بھی یہی سوؤں گا! بہرام بھی
ضدی بچوں والے انداز میں بولتا شانزے کے ساتھ کمفرٹر
میں گھس کر لیٹ گیا۔ شانزے کروٹ بدلتی اپنا رخ دوسری
طرف کر کے لیٹتی اپنی آنکھیں موندھ گئی۔

ظالم عورت۔۔بہرام اپنے ہاتھوں کو قابو میں کرتا بڑبڑایا
تھا شانزے ڈھیٹ بنی رخ موڑے لیٹی رہی۔ میں بھی
ناراض ہو سکتا ہوں تمہاری بدتمیزی پر زیادہ نخرے
دکھائے ناں تو ٹانگیں اٹھا کر کندھوں پر رکھ دوں گا اپنے
پھر چیختی رہنا۔۔۔۔۔آپ کو اور کچھ آتا بھی نہیں سو جائیں

اور مجھے بھی سونے دیں۔۔۔ ایک رات نہیں کروں گا تو
مر تھوڑی جاؤں گا یا تم یہ سمجھ رہی ہو کہ بہرام خانزادہ
تمہاری لیے بغیر رہ نہیں سکتا تو تم غلط ہو۔۔۔۔۔ تو پھر سو
جائیں کیونکہ آج آپ اپنی حد سے بڑھے تو میں وعدہ
کرتی ہوں ترسیں گے آپ میرے لیے! شانزے بھی اکھڑے
لہجے میں بولی تھی۔ بہرام خانزادہ کی یہی بس ہوئی تھی
وہ شانزے خان کو گھسیٹتے ہوئے اپنے نیچے کرتا وزن
ڈالے بغیر اس کے اوپر آیا تھا۔

سر پر اتنا ہی چڑھو جتنا بعد میں برداشت کر سکوں اپنی
کرنے پر آیا ناں تو رات بھر آنسو بہاتی رہو گی!! چپ کر
کے سو جاؤ اب زبان چلائی تو میری زبان بھی کہی اور
گھس سکتی ہے!! بہرام اپنے ازلی بہکے ہوئے انداز میں
سختی سے کہتا شانزے کے اوپر سے ہٹ گیا۔ وہ اوندھے
منہ ہو کر لیٹتا لمپ آف کر گیا جبکہ شانزے اپنی آنکھیں
رول کرتی منہ تک کمفرٹر اور ڈھک کر سونے کی کوشش
کرنے لگی۔۔

دیدہ ہوش کریں خود کو سنبھالیں کیا ہو گیا آپ کو؟؟ پلوشہ

خانم پاگلوں کی طرح چپختی چلاتی کشمالہ خان کو برا
بھلا بول رہی تھی انہیں شدید قسم کا آٹیک آیا تھا جس
طرح ان دونوں بہنوں نے کشمالہ خان پر تعویز کر کے
اسے پاگل بنایا تھا آج ان تمام برے کاموں کا انجام وہ
دونوں بہنیں بھگت رہی تھی۔

کشمالہ کا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے شہریار میں نے پالا ہے
اسے وہ میرا بیٹا ہے نازنین وہ میرا بیٹا ہے میں نے اسے
چھیننا تھا کشمالہ سے میں کشمالہ کی روح کو بھی اذیت
دینا چاہتی تھی مگر میں ناکام ہو گئی وہ مجھ پر وہاں
صوفے پر بیٹھی ہنس رہی ہے نازنین دیکھو اسے وہ مجھ
پر ہنس رہی ہے شہسوار بھی اس کا تھا شہریار بھی اس کا
ہے میں اسے برباد کیوں نہیں کر سکی کیوں میں ناکام ہو
گئی مار دونگی میں تمہیں کشمالہ مار دوں گی میں
تمہیں۔۔۔پلوشہ خانم کو اتنا شدید دورہ پڑھا تھا کہ وہ اپنا سر
بار بار دیوار پر مارنے لگی ہر ضرب پہلے سے زیادہ
زور دار تھی نازنین خانم انہیں روکنے میں ناکام ہو رہی
تھی۔ دیدہ ہوش میں آئیں آپ کو چوٹ لگ جائے گی کشمالہ
مر چکی ہے یہاں کوئی نہیں ہے ہوش کریں خدا کے
لئے!! نازنین خانم روتی ہوئی اپنی بہن کو روک رہی تھی
انہیں اس لڑکی سے اب شدید نفرت تھی جو ان کا بیٹا

ہمیشہ کے لئے ان سے چھین چکی تھی وہ اب اس لڑکی کا قتل کر دینا چاہتی تھی کشمالہ ناں سہی انشال سہی! نازنین خانم پلوشہ خانم کو روکنے میں ناکام ہوتی نیچے بھاگی تھی وہ اپنے کمرے میں جا کر شہریار کو فون کر کے یہاں بلانا چاہتی تھی۔ پلوشہ خانم کی تنہائی انہیں دماغی مریض بنا چکی تھی۔

پلوشہ خانم دیوار پر اپنا سر مار مار کر زخمی کر چکی تھی وہ زخمی اپنے کمرے سے نکلتی نیچے آئی تھی وہ کچن میں جاتی اپنے اوپر مٹی کا تیل چھڑک چکی تھی اس سے پہلے وہ ماچس کی تیلی جلا کر خود کو آگ لگاتی ایک زور دار تھپڑ ان کے منہ پر لگا تھا۔ یہ اور کوئی نہیں سردار ہاشم خان تھے جنہوں نے پلوشہ خانم کو خود کو آگ لگانے سے بچا لیا تھا نازنین خانم بھی ان کے ساتھ ہی کچن میں بھاگی بھاگی آئی تھی۔

ہیلو شہریار۔ خدا کے لئے سوات آجاؤ میری دیدہ خود کو جان سے مار دیں گی خدا کے لئے انہیں بچا لو وہ مورے ہیں تمہاری تم آجاؤ!! نازنین خانم نے روتے ہوئے شہریار خانزادہ کو فون ملا دیا تھا۔ بند کرو نازنین تم

فون۔۔۔ تم دونوں بہنوں کی وجہ سے پورا خاندان برباد ہو کر رہ گیا ہے میں کیا کروں تم دونوں کا ہر ایک کی بربادی کی وجہ تم دونوں ہو ناں صرف تم دونوں بلکہ میں خود بھی اس معصوم عورت کا گناہگار ہوں جو میرے وارث کی ماں ہے میرا بیٹا مجھ سے ملتا نہیں۔۔۔ منہاں کو تم نے کہی کا نہیں چھوڑا نازنین اور یہ پلوشہ کشمالہ سے اس کا بیٹا چھین کر اسے مار دیا اس نے اب اس کے بیٹے کے لئے تڑپ رہی ہے اس کی سزا ہے یہ ایسے ہی تنہا رہے تڑپتی رہے شہریار کے لئے!! ہاشم خان غصے سے گرجتے ہوئے چلے گئے تھے جبکہ پلوشہ خانم نازنین خانم کے گلے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی کشمالہ کا درد اسکی اذیت اس کا پاگل پنا اور اس پر کیا گیا اپنا ظلم اب شدت سے یاد آنے لگا تھا۔

شہریار آپ اس ٹائم کہاں جا رہے ہیں اور کس کا فون آیا تھا آپ کو؟؟ مشائم کمرے میں ہونے والی کھٹ پٹ سے نیند سے جاگی تھی جب اس کی نظر اپنی پیکنگ کرتے شہریار پر پڑھی تھی۔ وہ خود پر سے کمفرٹر اتارتی اپنا نائٹ گاؤن ٹھیک کرتی لاڈ سے شہریار کو پیچھے سے پکڑ گئی وہ اپنا سر اسکی کمر پر رکھتی دونوں ہاتھ

اسکے کشادہ سینے پر رکھ گئی۔

ایک ضروری کام آگیا ہے اس لئے مجھے ابھی جانا ہو گا! شہریار اپنے سینے پر رکھے مشائم کے ہاتھوں کو نرمی سے سہلا کر چومتا عام سے لہجے میں بولا۔ رات کے دو بجے آپ کو کونسا کام آگیا ہے شوگر ڈیڈی؟ ناں جائیں ناں!! مشائم مزید لاڈ سے بولتی شہریار کے ساتھ چپکی تھی۔

بے بی میرا جانا ضروری ہے جلدی آجاؤں گا! شہریار خانزادہ مشائم کے لاڈ بھرے ضدی لہجے کو سمجھتا اسے اپنے آگے کر کے صوفے پر بٹھاتا سمجھانے والے انداز میں بولا تھا۔ کہاں جا رہے ہیں آپ؟؟؟ مشائم شہریار خانزادہ کے چہرے پر عجیب سی سنجیدگی دیکھتی استفسار کرنے لگی۔ سوات جا رہا ہوں!! شہریار خانزادہ نظریں چراتے ہوئے بولا۔ مگر کیوں سوات میں آپ کا ایسا کونسا کام آگیا ہے جو اپنی بیوی کو رات کی تنہائی میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟؟ مشائم کا انداز عجیب سا ہو گیا اسے پلوشہ خانم نازنین خانم سے نفرت سی تھی دونوں بہنیں مجرم تھی سب کو تباہ کرنے کا سبب تھی۔ تم آرام

کرو مشائم!! شہریار خانزادہ مشائم کو سختی سے ٹوکتا
اپنی ضروری چیزیں چیک کرتا اپنی لیدر جیکٹ کی زپ
بند کرنے لگا۔ آپ سوات نہیں جائیں گے!! مشائم سیریس
سے لہجے میں بولی۔ اور میں سوات کیوں نہیں جاؤں گا؟؟
شہریار اپنی آئی برو اچکا کر بولا۔ کیونکہ اس عورت پر
مجھے اعتبار نہیں جو رشتے میں آپکی سوتیلی ماں لگتی
ہے!! مشائم ٹکا سا جواب دیتی شہریار کے سامنے تن کر
کھڑی ہو گئی۔

مشائم۔۔تم اپنی زبان کو لگام دے کر بات کیا کرو۔۔میں اپنی
زبان کو لگام نہیں دے سکتی میرے بابا پر ہونے والا ظلم
میں نہیں بھول سکتی۔۔تو تم مت بھولو مگر مجھے مت
روکو میں جاؤں گا سوات بہت سے سوال ہیں جو میں ان
سے کرنا چاہتا ہوں۔۔۔آپ وہاں اکیلے جائیں گے تو میں
سکون سے کیسے رہوں گی آپ کو تکلیف ہو گی اور وہاں
میری ضرورت بھی ہو گی تو میں بھی۔۔۔۔تم آرام کرو
مشائم میں ٹھیک ہوں مجھے اب کوئی تکلیف نہیں ہو گی
جو ہونی تھی وہ ہو گئی!! شہریار مشائم کے ماتھے پر
چومتا کمرے سے نکل گیا تھا۔

منہاں تمہارا فون بج رہا ہے دیکھو کس کی کال ہے!!
 انشال کی آنکھ کمرے میں بجتے منہاں خانزادہ کے موبائل
 سے کھلی تھی۔ منہاں خانزادہ انشال کے پہلو میں گہری
 پرسکون نیند سو رہا تھا۔ خان اٹھو۔ دیکھو کون ہے جو
 رات کو اس ٹائم فون کر رہا ہے!! انشال اسے ہلکا سا
 ہلاتی دھیمی سی آواز میں بولی۔ کرنے دیں فون جو بھی
 ہے آپ یہاں آئیں میری باہوں میں!! منہاں اپنے موبائل کو
 سائلنٹ کرتا انشال کو اپنی باہوں میں چھپا گیا تھا اس کا
 موبائل مسلسل وائبریٹ ہو رہا تھا۔ انشال کو پریشانی کے
 ساتھ ساتھ غصہ بھی آنے لگا تھا آدھی رات کو فون آخر
 کون کر سکتا تھا۔ کون ہے اس ٹائم فون پر ایک بار دیکھ
 کو خان!! انشال غصے سے بولی تھی۔ آپ مجھ پر شک
 کر رہی ہیں کہ کہی میری کوئی گرل فرینڈ مجھے یاد ناں
 کر رہی ہو!! منہاں انشال کے غصے سے لطف اندوز ہوتا
 نیند سے لہو رنگ ہوتی سُرْمئی آنکھیں کھولتا شرارت سے
 بولا۔ تمہاری کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے! انشال اسے
 گھورتی ہوئی بولی۔ اتنا یقین ہے مجھ پر؟؟ منہاں کا دل
 بے ایمان ہوا انشال اب بات بات پر کھل کر غصہ کر لیا
 کرتی تھی۔ ہاں ہے یقین کیونکہ تم صرف میرے ہو!!
 انشال خان ایک ادا سے مسکرا کر بولی تھی۔ میں صرف

آپ کا ہی ہوں خانی!! منہاں اس کی گردن میں اپنا منہ
چھپاتے جگہ جگہ چومنے لگا۔ اس کی مونچھوں کی چبھن
انشال کو کسمسانے پر مجبور کر رہی تھی۔

کیا کر رہے ہو ہٹو پیچھے!! انشال اسے دور کرنے کی
کوشش کرتی آہستگی سے بولی۔ رومانس کر رہا ہوں اور
کیا۔ کبھی آپ بھی کر کے دیکھیں بہت اچھی چیز ہے ثواب
ملے گا آپ کو اپنے شوہر کو مطمئن کرتے ہوئے!! منہاں
اس کی نائٹی کی اسٹریپس کندھوں سے نیچے کرتا اس کی
دھڑکنوں پر جھکا کر وہ بہت نرمی کے ساتھ اپنے گرم
ہونٹ اس کے ملائم انگوں پر رکھنے لگا تھا۔ وہ کبھی اس
کے دل کے مقام کو اپنے لمس سے بھیگاتا تو کبھی پیٹ
پر اپنا لمس چھوڑنے لگتا۔ وہ اس کا پورا وجود اپنے لبوں
کے محبت بھرے لمس سے مہکاتا اس کا اور اپنا وجود
ایک جان کرنے کے لئے بے تاب ہونے لگا۔

میرا ساتھ دیا کریں اب تو شرمانا چھوڑ دیں خانی! منہاں
اس کی روح میں اپنی روح کی ملاوٹ کرتا اس میں سفر
کرتے ہوئے بھاری سانسوں کے بیچ بولا۔ اس کا انداز
ہمیشہ کی طرح نرمی لئے ہوئے تھا جو بہت تسکین بخش

تھا۔ انشال اس کے سینے پر لب رکھتی اس کے گرد اپنی
باہوں کا ہار بنا گئی۔ منہان کا موبائل ایک بار پھر وائبریٹ
ہوا مگر وہ انشال کے وجود میں اتنا گم تھا کہ دنیا کا ہر
رشتہ بھولا چکا تھا۔۔۔

احد خانزادہ مدہوشی کے عالم میں ایشا کو دیوار سے پن
کیے اسکے اوپر مکمل جھکا ہوا تھا ایشا اسکے سینے پر
اپنے ہاتھ جمائے سہمی سیاہ آنکھوں سے احد کی جانب
دیکھ رہی تھی اسے احد سے ڈر لگ رہا تھا وہ جس طرح
اپنا لمس نچھاور کرتے ہوئے جذباتی ہو جاتا تھا ایشا سے
سہن کرنا مشکل ہوتا تھا۔ سوچوں کے جال نازک جان ایشا
کو سہما گھبرا رہے تھے۔

اس حسین ملاپ کی رات کو سہن کرنا تمہارے لئے یقیناً
مشکل ہو سکتا ہے مگر تمہیں لذت کا احساس درد و جلن
سے کہی زیادہ محسوس کرواؤں گا میری جان! احد
خانزادہ نیچے کی جانب جھکتا ایشا کے کان کے قریب
اپنے لب رکھتا سرگوشی میں بولا تھا اس کے لہجے کی
تپش ایشا کے پورے جسم میں شدت بھری سنسنابٹ دوڑا

گئی تھی۔

احد کے ہونٹ ایشا کے کان کی لوں پر اپنا لمس بکھیر
رہے تھے وہ اس کے کان کے نرم گوشت کو اپنے لبوں
میں پیوست کیے بے باکی سے چومتا ہلکا سا دانتوں کا
میٹھا درد دیتا اس کے دوپٹے سے اپنے ہاتھ الجھا گیا۔ اس
کا لمس ایشا کو جھلسانے لگا تھا احد آگ کا ایک گولہ
بنا ہوا تھا جسے نازک کلی ایشا نے آج اپنے کومل وجود
کی گہرائی میں سہن کرنا ہی تھا۔

احد ایشا کے سر سے اسکا دوپٹہ اتارتا صوفے پر اچھالتا
مخمور نگاہوں سے ایشا کی سیاہ چمکتی ہوئی آنکھوں میں
جھانکنے لگا۔ ایشا اپنی لرزش پر قابو پاتی اس کی نظروں
کی تپش سے گھبرا کر اپنی نگاہیں جھکا گئی اسے احد
کے جذبے بڑی ہی شدت سے محسوس ہو رہے تھے۔

ٹرن بیک!! احد بھاری بوجھل بہکے لہجے میں بولا تھا۔
ایشا کا دیہان احد کی انگارہ ہوتی شہد آنکھوں پر ہی تھا وہ
نگاہیں جھکائے ہوئے بھی ان شہد آنکھوں کی سرخی سے
خوف کھائے ہوئے تھی۔ احد کے بہکے لہجے میں چھپا

خمار کا طوفان وہ نازک جان سمجھنے سے قاصر تھی وہ
آنے والے لمحات سے بے حد خوفزدہ تھی۔ ایشا ناسمجھی
سے احد کی جانب دیکھنے لگی اسے احد کی بات جیسے
سمجھ ہی نہیں آئی تھی۔

آئی سیڈ ٹرن بیک۔۔۔ احد سختی سے بھرے بگڑے ہوئے
لہجے میں ذرا زور سے بولا۔ نازک جان ایشا احد کے
بگڑے انداز سے کسی روبوٹ کی مانند اپنا رُخ موڑ گئی۔
احد ایشا کے دیوار کی جانب رُخ کرتے ہی اس کے
جوڑے کو کھول کر ایشا کے تمام بالوں کو آگے کی جانب
ایک سائڈ پر کرتا اسکے لہنگے کی شرٹ کے ساتھ اب
الجھا تھا۔ شرٹ کی بیک بہت ڈیپ بے باک سی تھی جو چند
نازک ڈوریوں کے سہارے ایشا کے وجود پر قابض اس کا
مخملی سراپا چھپائے ہوئے تھی۔

احد کو ان ڈوریوں سے رقابت سی محسوس ہونے لگی وہ
اس کی شرٹ کی ڈوریوں پر بے باکی سے اپنی انگلیاں
سہلا کر اپنا ہاتھ پھیرتا

ایشا کی دودھیا کمر کے نازک کٹس دیکھتا ایک جھٹکے
میں وہ تمام ڈوریاں توڑ گیا۔ ایشا کو ایک جھٹکا سا لگا وہ

اپنے دونوں ہاتھ وڈن والے پر جما گئی اس کی سانسیں
گہری ہونے لگی۔ احد خانزادہ اس کی کمر پر جھکا اپنے
جنون سے دیوانہ ہو رہا تھا وہ ایشا کے لرزتے وجود کے
ساتھ اپنا طاقتور وجود مس کرتا دھکتا ایندھن بنا ہوا تھا۔

احد کے تیز نوکیلے دانتوں کا درد بھرا لمس سسکتے
تڑپتے ایشا اپنی بے داغ کمر پر سہن کرنے لگی مگر وہ
نازک جان اسے مزید سہن کرنے کی ہمت نہیں رکھتی
تھی۔ احد۔۔۔ درد۔۔۔ ہو۔۔۔ رہا۔۔۔ ہے۔۔۔ بہت۔۔۔ آہہ۔۔۔!! ایشا احد کے دانتوں
کی چبھن سے اپنی کمر پر شدید جلن سی محسوس کرتی
کانپتے لہجے میں ڈرتے ہوئے بولی۔ احد ایشا کی درد
بھری پکار کر مزید شدت پسند ہوتا اس کی بے داغ کمر پر
پوری طرح سے جھکا اس کی کمر کی اسکن کو ہونٹوں
میں بھر کر زور زور سے چوستا ہوا باہر کی جانب کھینچ
کر زور سے کاٹنے لگا تھا وہ اس کی سفید کمر کو جگہ
جگہ سے داغتا ہوا

اپنا درد بھرا لمس بکھیرنے لگا۔ ایشا تڑپتی ہوئی بلند درد
بھری آہیں بھرنے لگی۔

درد ابھی سہن کرنا ہے میری جان روتی ہوئی نظر آئی تو

میں پھر اچھی طرح رلانے والا کام کروں گا اس لیے اب
آنسو نہیں نکلنے چاہیے تمہارے تم ایک فوجی کی بیوی ہو
اپنے وجود کا پور پور اپنے کیپٹن کے لمس میں رنگتے
اگر تم روئی تو میں تمہارا حال برا کر دونگا ایشا صاحبہ
اور تم جانتی ہو تمہارا میرا کوئی مذاق نہیں روئے بغیر
سہن کر لو یا پھر روتے ہوئے مگر یہ فوجی آج اپنا حق
چھین کر ہی رہے گا!! احد ایشا کے وال پر جمے ہاتھوں
کو اپنے ہاتھوں میں سختی سے پکڑ کر خون جمانے والے
انداز میں کہتا اس کی بیک گردن کی اسکن کو لبوں سے
جارحانہ انداز میں کھینچ کر چومنے لگا۔ ایشا اپنی آنکھیں
میچے احد کا انگارہ لمس اسکے آگ ہونٹوں پر پہرا دیتی
فریشلی شوید موچھوں کی چبھن سہن کرتے کرتے نیم جان
ہونے لگی تھی۔

کیوں پہنا تھا تم نے وہ سفید لباس بارش میں ایشا؟؟؟؟ احد
اچانک ہی طیش میں آتا جارحانہ انداز میں ایشا کے نازک
کندھوں پر اٹکی اسکی شرٹ کو دونوں ہاتھوں سے اتارتا
اسکی فرنٹ گردن کو اپنے ایک ہاتھ میں سختی سے پکڑتا
اسے اپنے ساتھ پوری طرح ٹچ کرتے پھنکارا تھا۔ ایشا
کے پیس احد کے پیس پر لگتے اس کی اریکشن بری
طرح بڑھا گئے تھے۔ ایشا کو احد کے پیس کی لینتھ اپنی

ٹانگوں کی پچھلی طرف اندر کی جانب بڑھتی ہوئی
محسوس ہو رہی تھی وہ بری طرح گھبرائی تھی اسکے
ماتھے پر پسینے کے چھوٹے چھوٹے قطرے نمودار ہوئے
تھے۔ احد خانزادہ بے باکی سے اپنا نچلا وجود ایشا سے
بے قابو ہونے والے انداز میں مس کیے اتنی سختی سے
بولا تھا کہ ایشا خوف سے اپنی سانس تک روک گئی تھی۔

کچھ پوچھ رہا ہوں تم سے میں۔۔ بار بار ایک ہی بات نہیں
دہراؤں گا میں ایشا۔ تم نے وہ سفید لباس بارش میں کیوں
پہنا تھا آخر۔۔ کیا تم جانتی نہیں تھی میں کتنا پاگل ہو جاؤں
گا تمہیں بھیگتے دیکھ کر تمہاری وہ پنک برا ہی میرے
ہوش ٹھکانے لگا گئی تھی دل چاہا تم پر ٹوٹ پڑھوں!!
اُسی وقت تمہاری کن پٹی پر پستل رکھ کر تمہیں اپنا بناؤں
اور اتنی اچھی طرح تمہیں سمجھاؤں کہ تم تڑپ کر میری
ہی باہوں میں بکھرو!! احد کی باتیں ایشا کے سر پر سے
گزر گئی تھی وہ اسکی کومل سی دھڑکنوں پر ٹھہری
شرٹ کو کھینچتے ہوئے اتار کر زمین بوس کرتا اسے
وال پر پٹختے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اس کے گرد رکھ کر
ایشا کی سانسوں کے قریب ہوتا اپنی انگارے جیسی شہد
آنکھیں ایشا کے بریسٹ پر گاڑتا دیوانگی بھرے انداز
میں بولا۔

عادى صاحب آپ نے مجھے ڈرایا بھی تھا یہ مت بھولیں
 کیسی سزا دی تھی اس ڈریس کو پہننے پر!! ایشا خفا ہو
 کر جواباً بولی تھی اس کے لہجے میں لرزش تھی نگاہیں
 احد کے سامنے اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی مگر وہ
 اپنے دفاع میں بولی تھی۔ سزائیں تو تمہیں آج رات تمہارے
 وجود میں اتر کر دوں گا کتنا تڑپایا ہے تم نے مجھے ایشا
 دن رات تمہاری ریجیکشن سے دہکتی آگ میں جھلسا ہوں
 میں آج تو تم نہیں بچتی مجھ سے کوئی ٹھکانہ نہیں
 تمہارے پاس مجھ سے بچنے کے لئے مجھ سے چھپنے
 کے لئے۔!! احد مسکرا کر اپنے لہجے میں شدید سختی
 لئے بولا تھا وہ ایشا کی جان اپنے پل پل بدلتے لہجے سے
 نکال رہا تھا اس کا انداز لرزہ دینے والا تھا وہ جانتا ہی
 نہیں تھا کہ ایشا اس کے انداز پر ہی اندر سے بری طرح
 سہم رہی تھی۔

اتارو میری شرٹ کو۔۔ بغیر کانپے۔۔ بغیر لرزے۔۔ بغیر بیہوش
 ہوئے۔۔! احد ایشا کے کان کے قریب جھکتا بھاری مدہوش
 آواز میں بولا۔ ایشا کے کپکپاتے نازک سی مہندی سے
 سجے ہاتھ فوراً ہی احد کی شرٹ کے بٹنوں پر الجھ گئے
 مگر وہ حرکت نہیں کر سکی اسے یوں محسوس ہو رہا تھا

جیسے ہاتھوں میں جان ہی ناں ہو وہ اتنی سہم گئی تھی۔

کھولو انہیں میری جان!! احد خانزادہ ایشا کی سرخ اسٹریپس کو بے باکی سے کھینچ کر چھوڑتا مخمور لہجے میں بولا۔ کھو۔۔ل۔۔کھول۔۔رہی ہوں!! ایشا کپکپاتے ہاتھوں سے ایک ایک کر کے احد کی قمیض کے بٹن کھولنے لگی جبکہ احد اسے اسکین کرتی لہو آلود شہد آنکھوں سے دیکھنے لگا۔ وہ شرٹ کے بٹن کھلتے ہی اپنے وجود سے اتارتا ایشا کی شرٹ کے اوپر پھینک گیا۔ احد خانزادہ کا جسم دہکتا انگارہ ہو رہا تھا اس کے جذبات پوری طرح حواسوں پر سوار ہو گئے تھے وہ ایشا کو دیوار سے لگاتا اس سے چند قدم پیچھے ہو گیا۔ کوشش کروں گا تمہیں کم سے کم رلاؤں میری جان!! احد اس کے ماتھے پر زور سے چومتا روم کی لائٹس بالکل ڈم کر گیا۔ بڑی بڑی گلاس والز سے باہر گرتی برف نظر آنے لگی جو احد کے جذبات میں لگی آگ مزید بھڑکا گئی۔

احد خانزادہ والز پر کرٹن سیٹ کرتا اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے بہکی معنی خیز نگاہوں سے ایشا کو اوپر سے نیچے دیکھنے لگا۔ وہ نازک گڑیا اپنی گھنی پلکیں

جھکائے بیڈ کے بالکل ساتھ والی دیوار پر لگی کانپ رہی
تھی احد کا دل چاہا اسے مزید ستائے اتنا ڈرائے کہ وہ
نازک لڑکی اسکے خوف سے اسکے جھسلاتے ہوئے جسم
کی پناہوں میں خود ہی کھو جائے۔۔

اتارو اسے! احد ایشا کے قریب جاتا چند قدموں کی دوری
پر کھڑا ہوتا تحکم بھرے انداز میں بولا۔ کک۔۔ کس
کو۔۔ اتاروں۔۔ ایشا نا سمجھی سے بولی۔ اپنی یہ ریڈ پینٹی اتار
کر میرے منہ پر مارو جان تاکہ میں ٹوٹ کر برسوں تم
پر!! احد شرارتی سے لہجے میں بولتا ایشا کو گرم گہری
نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ ایشا سر تا پاؤں لال ہوئی تھی
اسکے گال انار کی طرح لال ہو گئے تھے جن سے ہیٹ
نکلنے لگی تھی۔ احد خاندانہ مخمور نگاہوں سے اسے لال
سرخ ہوتا دیکھ رہا تھا جو کانوں کی لوں تک لال ٹماٹر بن
گئی تھی۔

مم۔۔ میں۔۔ کک۔۔ کیسے۔۔ اتار دوں۔۔۔۔۔ جیسے اتاری جاتی ہے
میری سویٹ جان!! آج احد خاندانہ کی بے باکی کا لیول ہی
الگ تھا وہ جیسے ہر حد پار کرنے کا خواہشمند تھا۔ اس
کے بہکے بہکے قدم شرمائی گھبرائی سی ایشا کی جانب

بڑھنے لگے جو اپنے دہکتے گالوں کو دونوں ہاتھ رکھ کر
چھپانے کی کوشش کر رہی تھی اس کے انار ہوتے گالوں
سے سیک نکل رہی تھی جسے وہ احد سے چھپانا چاہتی
تھی مگر احد اس کا ہر ایک ایکٹ بڑی گہرائی سے
ملاحظہ کر رہا تھا۔

احد خانزادہ ایشا کے قریب پہنچ کر اس کے دونوں ہاتھوں
کو اپنے ایک ہاتھ میں پکڑ کر سر کے اوپر دیوار کے
اندر دھنسنے والے انداز میں پن کرتا اسکی تھوڑی پکڑ
کر ایشا کے خوبصورت چہرے کو اپنے منہ کے قریب
کرتا جذبات سے لبریز روح میں اتر جانے والی نگاہوں
سے دیکھنے لگا۔ بہت خوبصورت ہو تم۔۔۔ میری دعاؤں کا
حاصل ہو تم۔۔۔ میرے انتظار کا انعام ہو تم ایشا۔۔۔ احد خانزادہ
خمار سے بھاری ہوتی آواز میں آہستگی سے کہتا ایشا
کی گردن پر جھک گیا۔ وہ اس کی بے داغ صراحی دار
گردن کو اپنے لبوں سے کھینچ کر سک کرتا اپنی دیوانگی
کے رنگوں میں رنگنے لگا۔ ایشا اپنی آنکھیں رول کر کے
موندھتی احد کی آگ جیسی قربت میں پگھلنے لگی تھی۔
اسے مدھوشی کے عالم میں اپنے نچلے دھڑ سے کچھ
رستا ہوا محسوس ہونے لگا ایشا اپنے لب واہ کرتی اندر
ہی اندر مچلنے لگی۔ احد خانزادہ اس کی گردن سے یوں

لپٹا تھا کہ جیسے پیچھے ہٹے گا تو جان سے جائے گا وہ
ایشا کے لہنگے کے اندر اپنا ہاتھ لے جاتا اس کے نم ہوتی
گہرائی کو چھو کر محسوس کرتا ایشا کی سانسیں گہری
کرنے لگا۔ ایشا احد کا ہاتھ اپنے کٹ پر رب ہوتا محسوس
کرتی گہری معنی خیز سانسیں بھرنے لگی اسے اپنی
نازک گہری بھیگ کر شدت سے دہکتی ہوئی محسوس
ہونے لگی۔

احد۔۔۔۔۔امم۔۔ ایشا احد خانزادہ کی فنگرز کو اپنے وجائل
بول کے گرد رف سے انداز میں سرکتے محسوس کرتے
سسک کر تڑپی تھی احد اپنے دانتوں کا استعمال کرتا ایشا
کی گردن کو نیلا کرتے ہوئے اسے رف انداز میں فنگر
پینٹریٹ کر کے درد کا احساس کرواتا اب اپنے سخت
کھردرے ہاتھوں کی جان لیوہ بے باکی پر اترا تھا۔ وہ ایشا
کی ریڈ بولڈ سی بلاؤز کے اوپر سے ہی اس کے نازک
سے بوبز کو اپنے سخت ہاتھ کی زور دار گرفت میں جکڑ
کر زور زور بھینچتے ہوئے اسکویز کرنے لگا تھا۔ ایشا کا
دل زوروں سے دھڑکنے لگا وہ بڑی گرم جوشی کا
مظاہرہ کر رہا تھا جو ایشا کے دل کے تاروں کو لرزہ
رہی تھی۔

احد ایشا کے بوبز کو مسلتے ہوئے اس کی بلاؤز کی
ڈوریاں کھینچ کر چھوڑتا اس کے بریسٹ کی ابھری
ساخت پر اپنی انگلیاں بے باکی سے ٹریس کرتا اپنی مڈل
فنگر کو ایشا کے منہ میں لے جا کر گیلی کرتا اس کی
گردن سے لے کر کلیویج لائن تک رومانوی انداز میں
پھیرنے لگا تھا۔

ایشا اس کی شدت بھری بے باکی پر بے چین ہونے لگی
تھی اسے بے حد شرم آنے لگی تھی وہ اپنا نچلا لب دانتوں
تلے دبائے احد کو اپنے پیروں میں گٹھنوں کے بل بیٹھتے
ہوئے دیکھ رہی تھی۔

احد ایشا کی دھڑکنوں کو پردے کے اوپر سے محسوس
کرنے کے بعد نیچے زمین پر بیٹھ گیا تھا۔ وہ ایشا کی پتلی
سی نازک کمر کو دونوں ہاتھوں سے سختی سے جکڑ کر
اسکے دودھیا سفید پیٹ پر جھک گیا تھا وہ اس کے بیلی
بٹن پر اپنی زبان پھیرتا آواز کے ساتھ اس کے پیٹ کی
اسکن کو سک کرنے لگا تھا۔ ایشا تڑپتی ہوئی احد کو خود
سے پیچھے کرنے لگی تھی وہ اس کی برداشت سے باہر
ہو رہا تھا ایشا کو اپنی گہرائی احد کی زبان کے لمس سے
بھیگتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ احد اس کے پیٹ پر
جھکا اپنی محبت کی سوغات نچھاور کرنے لگا تھا وہ

گھبرائی سی ایشا کو اپنی زبان کے سخت لمس سے بری طرح پگھلانے میں جیسے کامیاب ہوا تھا۔ اب اسکا رُخ پیٹ سے نیچے کی طرف تھا۔ احد اپنا منہ اونچا کر کے ایک نظر ایشا کے دانتوں تلے دبے نچلے لب کو دیکھتا زمین پر ٹھیک سے بیٹھتا اس کے لہنگے کی ڈوری کو بجلی سی تیزی سے کھینچ کر توڑتا اس کے وجود سے الگ کر گیا تھا۔ ایشا نے اپنی آنکھیں احد کے ایکٹ پر پوری میچ لی تھی۔ اسے احد کا بے باک لمس اپنے نچلے دھڑ پر بکھرتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔

احد ایشا کی پینٹی کے اوپر سے ہی اس کی وجائنه پر اپنا ہاتھ پھیر رہا تھا وہ اس کی نیٹ کی ریڈ پینٹی کو کھینچ کھینچ کر چھوڑتا جارحانہ انداز میں اتار کر اسے دونوں رانوں سے سختی سے پکڑ کر ایشا کی ٹانگیں کھولتا اس کی پنک پسی پر بہکی خمار آلود نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ ایشا گرنے کے ڈر سے احد کے بالوں میں اپنے دونوں ہاتھ الجھا گئی تھی۔ احد اپنی مڈل فنگر ایشا کی ویٹ ہوتی پسی پر پھر سے پھیرنے لگا تھا وہ اوپر سے نیچے اپنا پورا ہاتھ مسل کر اس کی نمی کو محسوس کرنے لگا تھا۔

ایشا آنکھیں میچے نچلا لب دانتوں تلے زور سے چبائے
احد کے ہاتھ کا جان لیوہ ایکٹ سہن کر رہی تھی وہ اسے
اپنے وجود کے لئے تڑپا رہا تھا اور آج ایشا بری طرح
تڑپ رہی تھی۔ احد اس کے پلیئر کا خیال کرتا ایشا کی
کلٹ پر آہستگی سے اپنی مڈل فنگر سے سہلاتے سہلاتے
اب تیزی کے ساتھ فنگرنگ کرنے لگا تھا وہ ایشا کے پیس
کو اپنے ایک ہاتھ سے جکڑے اس کی کھلی ہوئی ٹانگوں
کے بیچ میں بیٹھا تیزی سے اس کی نم و جائنہ کو مزید
گیلا کرنے لگا تھا۔

آہہ۔۔۔احد۔۔۔سس۔۔۔۔۔احد کی مڈل فنگر اپنے و جائنل ہول
میں زور سے دھنستے ہوئے محسوس کر کے ایشا
سسکتی احد کے بالوں کو کھیچ کر بولی تھی۔ احد اپنی مڈل
فنگر کی ٹپ ایشا کے ہول میں انسرت کرتا اس کی درد
بھری سسکی سن کر بری طرح بے قابو ہوا تھا۔ وہ اس کے
پیس کو چھوڑ کر اپنے ایک ہاتھ سے و جائنہ رب کرتا اپنی
مڈل فنگر کی پوری ٹپ اس کے ہول میں انسرت کرتا ایشا
کی جانب دیکھنے لگا۔

سس۔۔۔آہہ۔۔۔احد۔۔۔درد۔۔۔ہو۔۔۔رہا۔۔۔ہے۔۔۔ایشا جلن سے

مچلتی ہوئی سسک کر رونے لگی تھی۔ درد ہو گا میری
جان جو تمہیں اپنے احد کے خاطر سہن کرنا ہی ہے آج!!
احد زمین سے کھڑا ہوتا اس کی بلاؤں کے ہکس کھول کر
اسے ایشا کے وجود سے اتار کر سائڈ ٹیبل پر اچھالتا اس
کی دھڑکنوں پر جھکا اپنے ہاتھ کی حرکت میں تیزی لاتا
ایشا کو اپنی گردن دیوار پر پٹخنے پر مجبور کر گیا تھا۔
اس کا ہاتھ کا کھردرا رف ایکٹ ایشا کی جان نکال رہا تھا۔
احد ایشا کے بوبز پر اپنی زبان کی نوک پھیر کر اس کے
نپلز کو چوستا ہوا تیزی سے اس کی پسی رب کر رہا تھا۔
ایشا اپنی گردن دائیں بائیں پٹخ کر اپنی کمر اوپر کی جانب
اٹھانے لگی تھی۔ احد اپنی پوری فنگر اس کی گیلی پسی پر
سہلاتا ایشا کی بہکی درد بھری آہیں بڑھانے لگا تھا۔

گر۔۔ جاؤں۔۔ گی۔۔ اب اور اس طرح سہن نہیں ہو پا رہا! ایشا
کو اپنی جان ٹانگوں سے نکلتی محسوس ہوئی تو وہ احد
کے ساتھ پوری طرح لیٹ کر منت بھرے انداز میں بولی۔
تم بیڈ پر جانا چاہ رہی ہو؟؟ احد نے اسے مزید تنگ کرنا
اپنا فرض سمجھا۔ ایشا کی جان وہ آدھی کر گیا تھا وہ اپنی
ٹانگوں پر کھڑے رہنے کے قابل ہی نہیں رہی تھی اب!
جج۔۔ جی ی ی بیڈ۔۔ پر۔۔ چلیں۔۔ وہ گھٹی گھٹی سی آواز میں
کہتی احد کی گردن میں اپنا منہ چھپا گئی تھی۔ احد اسے

رانوں سے جکڑ کر اوپر کی جانب اٹھا کر اپنی کمر کے گرد ایشا کی ٹانگیں ریپ کرتا اس کے ساتھ لیٹ پر بیڈ کے نرم سے میٹرس پر گرا تھا۔ وہ ایشا کو بیڈ پر لٹائے اس کی کلائیوں کو سائڈ ٹیبل پے پڑھی بلاؤز کے ساتھ باندھتا بیڈ کراؤن کے ساتھ اسکی قید ہوئی کلائیاں سختی سے باندھ گیا۔

احد۔۔میرے۔۔ہاتھ۔کیوں باندھ۔۔۔۔۔تم بہت بال نوجوتی ہو یار
پہلی رات میں ہی گنجا انکل بنا دو گی مجھے۔۔میں اپنی
احتیاط کر رہا ہوں تاکہ ٹھیک ہے تمہارے ساتھ رومانس
کر سکوں!! احد خانزادہ ایشا کی ٹانگوں کو کھول کر ان
کے بیچ میں آیا تھا۔ ایشا نے سہمتی سیاہ نگاہوں سے احد
کی جانب دیکھا تھا جو اس کی ٹانگوں پر جھکا اسکی کمر
کے نیچے چھوٹا سا تکیہ ایڈجسٹ کر رہا تھا۔ پلیز احد
زور سے نہیں۔۔۔۔۔پیار سے کروں گا جان تم بس اپنی
سسکیوں سے میرے کانوں کو راحت بخشنے والا کام کرو
باقی سب مجھ پر چھوڑ دو!! ایشا سہمے لہجے میں کانپتے
جسم کے ساتھ بولی تھی جب احد اسکی پسینے سے تر
پیشانی پر چومتا اس کے نچلے دھڑ پر جھک گیا تھا۔ ایشا
اسے بڑی شدت کے ساتھ اپنا وجود ٹٹولتے سہن کرنے
لگی وہ بہت حق سے اسکے نازک انگوں کے ساتھ

کھیلنے لگا۔

احد ایشا کے بریسٹ کو چومتا اس کے نیلز کو آواز کے ساتھ باہر کی جانب کھینچ کر چوستا اس کی کھلی ہوئی ٹانگوں کو اور کھول کر اس کی بری طرح گیلی ہوئی پسی پر اپنا ہاتھ پھیر رہا تھا۔ ایشا کے لبوں سے مدہوش سسکیاں نکلنے لگی۔ احد ایشا کے بوبز کو پیاسوں کی طرح سک کرنے لگا۔ وہ کبھی ایشا کے رائٹ تو کبھی لیفٹ بریسٹ پر زبان پھیر کر نیل سک کر رہا تھا۔ ایشا اپنی گردن پیچھے کی جانب گراتی تکیے میں دھنسائے ہوئے تھی۔ احد خانزادہ شدت سے ایشا کے بوبز سک کرتا اب اس کی ٹانگوں پر ایڈجسٹ ہو کر بیٹھ گیا تھا۔ وہ ایشا کے ہپس کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اس کا نچلا دھڑ اوپر کی جانب اٹھاتا اس کی گہری پر جھک کر چومتا اپنے پوری ہاتھ سے اسے سہلانے لگا تھا۔ ایشا تڑپتی ہوئی اپنے ہاتھ کھولنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔ جب احد خانزادہ اپنا پھولی رگوں والا پینس ایک ہاتھ سے ہولڈ کر کے اس کی بری طرح گیلی ہوئی گلابی پسی کے ساتھ مس کرنے لگا تھا۔

احد کا پینس ایشا کی گیلی وجائنه محسوس کرنے کے بعد
 لوہے کی مانند سختی سے ایریکٹ ہو گیا تھا۔ وہ پینس ہاتھ
 میں پکڑ کر جارحانہ انداز میں اوپر نیچے پسی پر پھیرتے
 پھیرتے ایکدم ہی پینس کی تھک ٹپ ایشا کے وجائئل ہول
 میں انسرت کر گیا۔ آہہ۔۔۔آگہہہ۔۔۔احدددد۔۔۔! درد کی شدید
 چبھن ایشا کی ٹانگوں سے جان نکال گئی تھی۔ وہ شدید درد
 سے تڑپ کر زور سے چلائی تھی۔ اس کا جسم اتنی بری
 طرح کانپا تھا کہ جیسے جان نکل گئی ہو۔ آنسو اسکی
 آنکھوں کے گوشوں سے ٹوٹ کر تکیے کو بھیگو گئے
 تھے اسے درد نے نیم جان سا کر دیا تھا۔ احد ایشا کے لبوں
 پر جھکتا اسے پیار سے چومتا اس کے بالوں کو سہلانے
 لگا تھا۔ اس کی سویٹ ہارٹ درد سے تڑپ رہی تھی وہ
 اسے تکلیف میں دیکھ کر دل و جان سے چوم کر پیار کرتا
 اس کا دیہان بٹانے لگا تھا۔

تھوڑا سا اور درد ہو گا پھر سب ٹھیک ہو جائے گا تم رو
 کیوں رہی ہو یار میرے خاطر تھوڑا سا اور برداشت کر لو
 ناں میں آرام سے کروں گا اب!! احد روتی ہوئی ایشا کو
 پیار سے پُچھتا اپنی پوری طاقت کا استعمال کرتا ایک
 جان لیوا شدت آمیز جھٹکے کے ساتھ پوری طرح ایشا کی
 درد کرتی پسی میں اندر تک گیلی گہرائی میں شامل ہوا

تھا۔

آہگہہ۔۔۔آہہ۔۔۔ایشا کے لبوں سے نکلتی فلک شگاف
چیخیں احد کے کانوں میں رس گھول گئی تھی وہ ایشا کے
اندر آخری حد توڑ کر داخل ہونے کے بعد خوشی سے
سرشار ہوتا ایشا کی آنکھوں کو چومتا اسکے بالوں پر بھی
اپنے ہونٹ رکھنے لگا تھا۔ وہ اس کے وجود میں اتر کر
ٹھہر گیا تھا یوں جیسے جذبات کی آگ میں مزید اترتا تو
فناء ہی ہو جائے گا۔

بس میری جان بس ہو گیا۔۔اب رونا نہیں ہے۔۔۔!! وہ اتنا
خوش اتنا بہکا اتنا مدہوش تھا کہ جیسے دنیا فتح کر گیا ہو۔
درد۔۔ہو رہا ہے۔۔باہر۔۔نکال۔۔دیں۔۔پلیز۔۔موو۔۔نہیں۔۔کرنا۔۔ایشا
ٹوٹے لفظوں میں ہچکیوں کے بیچ بولی تھی۔ میری جان
ابھی ٹھیک ہو جاؤ گی!! احد اس کے لبوں کو نرمی سے
چومتا چند مزید زور دار جھٹکوں سے اس کے وجود میں
اترا تو ایشا پھوٹ پھوٹ کر روتی اس کے لبوں پر زور
سے کاٹ کر اپنا درد کم کرنے کی کوشش کرنے لگی
مگر احد خائزادہ کا طاقتور وجود وہ نازک سی لڑکی کہاں
سہن کر پا رہی تھی وہ تو بس روتی ہوئی اس کی سختی

اس کی طاقت اپنی گہرائی میں دھنستی ہوئی محسوس کرتی سسک کر آہیں لینے لگی۔ اس کا جسم وائبریٹ ہو رہا تھا پینس کی تھک نیس وجائنه کی تنگی کو چیر چکی تھی۔

احد کا پینس ایشا کی وجائٹل والز کو چیر کر انہیں لہو لہان کر گیا تھا احد روتی سسکتی تڑپتی مچلتی ایشا کے ماتھے کو چومتا ہوا اسے پینس کی فل لینتھ کے ساتھ شدت جھٹکے دینے لگا تھا وہ ڈیڈلی ڈیپ مگر سلو اسٹروکس کے ساتھ ایشا میں سما رہا تھا۔ ایشا پہلے سے زیادہ بری طرح رونے لگی تھی اس کی ٹانگیں شیک کر رہی تھی کمر میں جھٹکوں کی شدت سے تکلیف اٹھنے لگی تھی۔ احد اسکے اوپر سایہ فگن ہوا شدت سے اس کی گہرائی میں اپنا وجود انڈیل رہا تھا اسکے نیچے دبی ہوئی وہ نازک جان سسکتی ہوئی احد کی شدتوں میں بھیگ رہی تھی۔ احد خاندادہ اس کی ٹانگوں کو فولڈ کیے زور دار جسم کے ٹکراؤ کے ساتھ دونوں کے وجود ایک کرتا اپنے انتظار کا جیسے انتقام لے رہا تھا۔

کتنی بار انکار کے تھپڑ مارے ہیں تم نے مجھے!! وہ ایشا کے منہ کو زور سے اپنے ہاتھ میں پکڑتا اس کے لبوں کو

اپنے دانتوں سے کھینچتا ایکدم ہی غصے سے غرایا تھا۔
ایشا سہم کر احد کی جانب دیکھی تھی۔ کیا کہا تھا تم نے
میری بیوی نہیں بنو گی تم ہاں!!! احد کی شدت میں رف
نیس گھانے لگی تھی۔ اسے ہر وہ بات ٹریگر کر رہی تھی
جن باتوں کے لئے وہ تڑپا تھا اور ایشا اسکی ضد بنتی
گئی تھی اور اب وہ اپنی قربت میں جیسے اسے سزائیں
دے رہا تھا۔

ہا۔۔۔تھ۔۔۔م۔۔۔میرے۔۔۔ہاتھ۔۔۔کھو۔۔۔ل دیں۔۔۔ایشا احد سے ڈرتی
ہوئی سسکیوں کے بیچ بولی۔ کیا کہا تھا تم نے مجھے؟؟
میرا کوئی حق نہیں ہوگا تم پر!! ہاں بولو۔۔۔سارے حق
میرے ہیں صرف میرے۔۔۔اس جسم پر۔۔۔اس نازک وجود
پر۔۔۔اس دل پر بس میرا حق ہے!!! ایشا انصاری پر ہر حق
احد خانزادہ کا ہے!! احد کی جنونیت انتہا کو چھونے لگی
تھی وہ ایشاکو اتنے جنون سے ہارڈلی فک مکر رہا تھا کہ
ایشا کو سانسیں بھی کھینچ کھینچ کر آرہی تھی۔

احد کا پینس ایشا کی نازک پسی کو خون کی طرح لال کر
گیا تھا وہ پاگل ہو گیا تھا اس نے بہت بے دردی سے اسے
جھٹکے دیئے تھے ایشا بوکھلاتی ہوئی ہچکیوں کے ساتھ

پھوٹ پھوٹ رونے لگی تھی۔ پینس کی ہارڈ نیس ایشا کی
وجائنه کے اندر دھنستی مزید ہارڈ ہو رہی تھی جنونیت کی
حد ٹوٹی تو احد جان لیوہ ہارڈ اسٹروکس سے ایشا کی
جیسے نیم بے ہوشی کی جانب لے گیا وہ ایشا کے لبوں پر
جھکا انہیں سک کرتے ہوئے پوری طرح اپنا انگارے کی
طرح دہکتا جنون ایشا میں اتار کر پرسکون بھاری سانسیں
بھرنے لگا جبکہ ایشا گھٹی گھٹی سسکیاں بھرتی
ناراضگی سے احد کی جانب دیکھنے لگی جو اسے
مسکراتی ہوئی فتح یاب نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

آپ۔۔بہت۔۔گندے۔۔ہیں۔۔یہ۔۔پیار۔۔تھا۔۔آپ۔۔کا؟؟ احد خانزادہ ایشا
سے الگ ہو کر گہری سانسیں بھرتا اسے جنونیت سے
گھورنے لگا جب ایشا ناراضگی کے عالم میں ہچکیوں
کے بیچ شکوے سے بولی۔ تم اس سے زیادہ میری نرمی
ڈیزرو نہیں کرتی تھی جو ابھی میں نے دکھائی ہے ورنہ
جتنا میں تڑپا ہوں۔۔مرا ہوں تمہارے لئے مجھے تمہارے
بخیے تو ادھیڑ دینے چاہیے تھے۔۔احد خانزادہ بگڑ کر بولا
تھا۔ ایشا کی روٹھی نگاہوں میں لبالب پانی اترا تھا۔

سمجھی اب کس کا حق ہے تم پر؟؟ یا پھر سے آجاؤں

تمہیں سمجھانے؟؟ احد کی شہد آنکھیں لہو رنگ ہو رہی تھی وہ جذبات کی طغیانی میں ڈوبا کوئی جنونی عاشق لگ رہا تھا اس کا یہ روپ بھی تھا ایشا کو اگر زرہ برابر بھی اندازہ ہوتا تو وہ کبھی احد کو انکار ناں کرتی۔ احد مجھے واشروم جانا ہے ہاتھ کھول دیں پلیز میرے!! ایشا اس کے پھر سے بگڑے انداز میں مخاطب ہونے پر خوف سے کانپتی ناں ہونے کے برابر آواز میں بولی۔۔۔کیوں جانا ہے واشروم؟؟ میں خود کو نارمل کرنے کے لئے تم سے دور ہٹا ہوں ورنہ جتنا غصہ مجھے ابھی آیا ہوا ہے دل تو چاہ رہا کہ۔۔۔۔میری جان نکال دیں؟؟ نکال تو دی ہے!!! اب اور بھی غصہ کرنا ہے کیا؟؟ اپنی برائیڈ کے ساتھ کونسا گروم ایسے کرتا ہے پیار پیار کا بول کر صرف رولایا ہے مجھے اتنا درد ہو رہا ہے سردی بھی لگ رہی ہے کمفرٹر بھی نہیں اوڑھا رہے مجھے!! ایشا گھبرا کر بھرپور ناراضگی کا اظہار کر رہی تھی۔

احد نے اس کے اتنی زبان چلانے پر معنی خیزی سے ایک نظر اس کی جانب دیکھا۔ وہ۔۔وہ۔۔میرا۔۔مطلب۔۔تھا مجھے منہ دکھائی بھی نہیں دی!! احد کی معنی خیز نگاہوں پر ایشا بوکھلاتی ہوئی بات کا رخ ہی بدل گئی تھی۔سویٹ ہارٹ منہ دکھائی چائے تمہیں؟؟ احد ایشا کی

روئی روئی گلابی آنکھوں میں جھانکتا گہری آواز میں
بولا تھا۔ اس کی جنونیت کی شدتیں ایشا کے کومل وجود
کو جگہ جگہ سے اپنے رنگ میں رنگے ہوئے تھی۔ احد
کو اس پر ایکدم ہی پیار آنے لگا تھا وہ اس میں سماء کر
تو جیسے پاگل ہی ہو گیا تھا۔ احد خازادہ بگڑے تاثرات
کے ساتھ اپنے پھر سے اریکٹ ہوتے پھولی رگوں والے
پینس کو گھورنے لگا۔

ایشا کے تو پسینے چھوٹے تھے احد پل میں بگڑ جاتا تھا پل
میں محبت کی بارش کرنے لگ جاتا تھا وہ کتنا موڈی تھا
ایشا نے رحم طلب نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔
احد اسکے ہاتھوں کو آزادی دیتا اسے کمر سے پکڑ کر
اپنی لیپ میں بیٹھاتا اسکے گالوں کو چومتا ہونٹوں پر
جھک کر اپنا حلق ایشا کے میٹھے لمس سے تر کرنے لگا
تھا وہ ایشا کے آنسو صاف کرتا اسے اپنی لیپ میں ایڈجسٹ
کرتا اسے گھونٹ بھر بھر کے پیتے ہوئے شدت بھرے
جھٹکے سے ایشا کی روح میں پھر سے اپنا انگارہ وجود
سمویا گیا تھا۔ ایشا کی شدید درد بھری سسکیاں اسکے حلق
میں ہی گھٹ کر رہ گئی تھی وہ وہ اسے پیار کرتے ہوئے
میٹھا درد دے رہا تھا۔۔۔

حصول محبوب احد خانزادہ کی طلب ہر سانس کے ساتھ
بڑھا رہا تھا شدید سردی میں بھی ان دونوں کے وجود
پسینے سے تر ملاپ کے ساز پر رسک کرتے ایک
دوسرے میں شامل ہو رہے تھے۔۔

بہرام خانزادہ کا کروٹیں لے لے کر برا حال ہو گیا تھا نیند
تھی کہ جیسے اس سے روٹھ چکی تھی۔ اس کے پہلو میں
پرسکون نیند سوتی ہوئی اس کی بیوی اسے دبکتے انگاروں
پر لوٹا رہی تھی بہرام خانزادہ کی ہمت نہیں ہو پا رہی تھی
کہ وہ اپنی ہی بیوی کو انگلی بھی لگا سکے وہ اس سے
زبردستی اپنا حق لینے سے بھی ڈر رہا تھا کہ کہی اس
کے بچے کو کچھ ناں ہو جائے۔ بڑا ہی کوئی میسنا تھا
بیوی کے لئے تو اپنی قربت میں بے رحم ہو جاتا تھا اور
اب بچے کے لئے اسے انگلی لگاتے ہوئے بھی ڈر رہا تھا۔

بہرام خانزادہ اپنے جبڑے بھینچے آنکھیں موندھے منہ
زور ہوتے احساسات پر قابو پانے کی ناکام کوشش کر رہا
تھا۔ شانزے کی آنکھ بے چینی سے ایکدم کھلی تھی اسے
بہرام خانزادہ کی آغوش میں سونے کی اتنی بری عادت

ہو گئی تھی کہ وہ اس کے وجود اس کی مہک کے بوجھ
تلے سونے سے بھی قاصر تھی وہ بہرام کو پرسکون نیند
سوتی ہوئی محسوس ہوئی تھی مگر وہ جس بے چینی سے
ہڑبڑا کر جاگی تھی اسے ہڑبڑا کر جاگتے ہوئے محسوس
کر کے بہرام خاندادہ کے جبرے مزید سختی سے بھینچ
گئے تھے وہ اپنی آنکھیں اس طرح بند کیے ہوئے تھا کہ
اسکی آئی بروز کے بیچ میں گہری شکنے ڈلی ہوئی
تھی۔ شانزے کروٹ بدل کر اپنی جانب رخ کر کے لیٹے
بہرام کے مغرور چہرے کی جانب دیکھنے لگی۔ اس کا
منہ تو انگارہ ہو ہی رہا تھا اوپر سے ماتھے پر پڑھی ہوئی
گہری شکنے شانزے کو کپکپا گئی تھی تو وہ سویا نہیں
تھا خود پر جبر کر کے قابو پانے کی کوشش میں تھا۔

شانزے نے گردن گھما کر گھڑی کی جانب دیکھا جو رات
کے تین بج رہی تھی۔ وہ معصوم جان ڈرتی ہوئی بہرام
خاندادہ کے قریب کھسکی اور اس کے سیاہ پسینے سے
تر بالوں میں اپنا نازک ہاتھ الجھا کر اس کے سانسوں کے
قریب ہو گئی۔ بہرام۔۔۔ آپ۔۔۔ سوئے نہیں ابھی تک کیوں جاگ
رہے ہیں؟ شانزے محبت بھری دھیمی آواز میں بولی۔ اس
کی خوشبودار سانسیں بہرام کی سانسوں سے ٹکرائی تھی۔
بہرام خاندادہ اپنی لہو اتری آنکھیں کھولتا گھور کر

شانزے کی معصوم گہری شہد آنکھوں میں دیکھنے لگا۔ وہ اپنے ازلی جارحانہ انداز میں اپنے بالوں میں الجھا شانزے کا نازک ہاتھ کلائی سے پکڑتا بجلی سی تیزی کے ساتھ شانزے کے اوپر حاوی ہوا تھا اس نے اپنا وزن بالکل بھی شانزے کے اوپر نہیں ڈالا تھا۔ شانزے اس کے ایکٹ پر گھبراتی ہوئی بہرام کے گال پر ہاتھ رکھ گئی تھی جبکہ بہرام خاندانہ اسے لہو مائل آنکھوں سے گھورتا اس کا ہاتھ تکیے پر پن کیے ہوئے تھا۔

آپ۔ سوئے کیوں نہیں۔۔۔ شانزے نے اپنی معصومیت سے اسے زیر کرنا چاہا۔ کیونکہ تمہاری لئے بغیر میں سو نہیں سکتا یار!! بہرام خاندانہ ضدی بچوں کی طرح بگڑ کر بولتا آخر میں شانزے کے اوپر ڈھے گیا تھا۔ وہ اپنا منہ شانزے کی گردن میں چھپاتا اس کے جسم کی مہک اپنی روح میں اتار رہا تھا وہ اپنا پورا وزن اپنی ہی ٹانگوں پر ڈالے ہوئے تھا۔ کرنے دو ناں یار تھوڑا سا ہی کروں گا۔ بس اندر رکھنے دو ناں۔۔ ٹپ ہی انسٹ کروں گا۔۔۔ مان کیوں نہیں جاتی تم کتنا تڑپ رہا ہوں میں! بہرام خاندانہ کی ضد شانزے کے وجود کی طلب اسے قطرہ قطرہ مار رہی تھی وہ اس کے بنا نہیں رہ سکتا تھا یہ بات آج شانزے بہت گہرائی سے جان گئی تھی وہ کبھی منت نہیں کیا کرتا

تھا اسے اپنا حق چھیننا بھی آتا تھا وہ زبردستی بھی کرنا
جانتا تھا اسے بے رحمی پر اترنا بھی آتا تھا مگر کیا تھا
جو آج اسے روکے ہوئے تھا وہ کیوں اپنی مردانہ انا میں
نہیں آ رہا تھا وہ شانزے سے صرف عشق کرتا تھا اور یہ
حقیقت تھی وہ اسے کوئی دکھ نہیں دے سکتا تھا بہرام میں
شانزے کی طلب اس کی تڑپ کچھ زیادہ ہی تھی اب
شانزے خان کو افسوس ہونے لگا اس نے کیوں ڈاکٹر سے
کہا کہ وہ بہرام کو بولے کہ وہ شانزے کے قریب آنے
سے احتیاط کرے۔ کیوں اس نے بہرام پر یہ جبر کیا کہ وہ
اس کی منت پر اتر آیا۔ بہرام خانزادہ شانزے کو بدمعاشی
کرتے ہوئے ہی اچھا لگتا تھا یوں مینتیں کرتے نہیں وہ
رعب دار حق چھیننے والے روپ میں ہی اسے بھاتا تھا۔

تھوڑا سا کر لوں۔ پیاری بیوی۔۔ غصہ تو نہیں کرو گی
ناں۔ ناراض تو نہیں ہو جاؤ گی اپنے بہرام سے۔ یہ میرا
بھی بے بی ہے۔ میں بس تمہیں کسی اور کے ساتھ اتنی
جلدی شیئر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ تمہیں یہ لگ رہا ہے کہ
میں ہمارے بچے کا سن کر خوش نہیں ہوں تو تمہاری قسم
میں جتنا خوش ہوں وہ خوشی بتانے کے بھی قابل
نہیں۔ مجھے باپ کا ماں کا ساتھ نہیں مل سکا مگر میں
اپنے بچے کو کبھی وہ کمیاں محسوس بھی نہیں ہونے دوں

گا جو میرا مقدر تھی۔۔ یہ چاہیے بیٹا ہو یا بیٹی مجھے
دونوں ہی دل و جان سے قبول ہیں۔۔ آخر کو میرا خون
ہے۔۔ میری اولاد ہے۔۔ اور سب سے بڑھ کر میری پسندہ
عورت سے مجھے نصیب ہونے جا رہی ہے۔۔ تم بیوی اور
میرے ہونے والے بچے کی ماں بعد میں ہو پہلے میرا
جنونیت بھرا عشق میرے بچپن کا پیار میری ضد اور
حاصل ہو جانے کے بعد میری انا میرا غرور ہو۔۔ تم میرے
جسم میں روح ہو۔۔ دل میں دھڑکن ہو۔۔ میری سانسوں کی
ضمانت ہو! بہرام خانزادہ شانزے کی گردن چومتا ہوا
دیوانگی سے چور لہجے میں بولا تھا۔

بیوی اب یہ مت سوچنا تمہاری مارنے کے چکر میں فلمی
باتیں کر رہا ہوں! بہرام خانزادہ شانزے کو خاموش دیکھتا
اپنے بے باک سے انداز میں بولا۔ شانزے نے منہ پھلایا
تھا۔ یار کیا مسئلہ ہے کیوں تڑپا رہی ہو تھوڑا سا کرنے دو
ناں۔۔۔۔۔ جو کرنا چاہتے ہیں کر لیں آپ کو کب سے میری
اجازت لینے کی ضرورت پڑھ گئی؟؟ شانزے اسے بری
طرح مچلتے دیکھتی پلکیں جھکا کر بولی تھی۔ بہرام
خانزادہ خمار آلود لہو اتری آنکھیں شانزے کے نائٹ گاؤں
پر ڈالتا ایک جھٹکے میں اس کی ڈوریاں توڑ گیا تھا۔

شوہر کے ساتھ سونے کے بھی مینرز ہوتے ہیں اور وہ مینرز میں اچھی طرح آج اپنی خانم کو سکھا دوں گا!! بہرام خاندادہ روم کی لائٹس آف کرتا شانزے کے اوپر سایہ فگن ہوا تھا۔ یہ والی پوزیشن سہی ہے یا تم اوپر آؤ گی؟ وہ شانزے کے کان میں سرگوشی کرتا اسے بہکے انداز میں دیکھنے لگا۔ شانزے شرم سے اپنی آنکھیں جھکا گئی تھی یوں جیسے بہرام خاندادہ کو کھلی چھوٹ دے گئی ہو بہرام کی روح کو تسکین تو اب ملی تھی اور اس کی شرارتیں اب ناں ختم ہونے کے لئے شروع ہو گئی تھی شانزے لال گلاب بنتی بہرام کا جنون سہنے کے لئے خود کو تیار کرتی اپنا کومل وجود اسے پوری طرح سونپ گئی تھی اب کمرے میں انکی محبت بھری سرگوشیاں نم ساز ملاپ کی بہکی آہیں اور بہرام خاندادہ کی جنونیت کی آوازیں گونج رہی تھی۔۔

احد کیا کر رہے ہیں!!!! آپ ہر وقت کیوں موڈ بنا لیتے ہیں رومانس کا!!!! میں تھک چکی ہوں اب روم میں بند رہتے مجھے باہر کیوں نہیں لے کر جا رہے آپ۔ اتنی اچھی اسنو ہو رہی ہے پلیز باہر چلیں ناں! ایشا رات سے احد خاندادہ کی جنونیت برداشت کرتے تھکن سے ٹوٹتی روبانسی ہو چکی تھی اس کا لہجہ بھیگا ہوا تھا وہ اب ایک لمحے کے

لیے بھی احد کو اپنے نازک وجود پر سہن کرنے کی
طاقت نہیں رکھتی تھی۔ مالم جبہ کی فضائیں یخ آلود تھی
باہر بہت تیزی سے برف گر رہی تھی جو اس ریسٹ ہاؤس
کی کشادہ کھڑکیوں سے نظر آتی ایشا کا دل للچا رہی تھی
وہ اسنو میں کھیلنے کے لئے مچل رہی تھی جبکہ احد
خانزادہ اپنی بیوی کو فرصت سے اپنے دل میں بسانے
میں مصروف تھا وہ رات سے ایک لمحے کے لئے بھی
نہیں سویا تھا رات کے کتنے ہی پہر احد خانزادہ کے
غصے سے بھرے جنون عاشقی سے آلود قربت اور
دیوانگی سے لبریز سرگوشیوں کی نظر ہوئے تھے۔

عادی آپ میری بات نہیں سن رہے نا!!! ایشا اپنی
مقناطیسی سیاہ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لئے لاڈ سے
بولی تھی۔ احد خانزادہ جو پلکیں جھپکائے بغیر شہد
آنکھوں میں دیوانگی کا جہاں لئے ایشا کو بس دیکھ رہا تھا
وہ اس کی آنکھوں میں آنسو اور لہجے میں لاڈ دیکھ کر
گہری سانس بھرتا صوفے سے کھڑا ہوا تھا ایشا سفید کمفر
اپنے درد کرتے کومل وجود پر لپیٹے بیڈ کراؤن سے ٹیک
لگا کر بیٹھی تھی وہ احد خانزادہ کو معنی خیز گہری
سانس بھر کر اپنی طرف بڑھتے دیکھتی تھوک نکلنے
لگی تھی۔

دور بیٹھ کر فرصت سے تمہارا نظارہ کر کے آنکھوں ہی
آنکھوں میں اپنے اندر کی آگ بجھا رہا تھا تو بھی تم نے
رونا دھونا لگایا ہوا تھا اور اب جب اپنے پاس بلایا ہے تو
بھی روبانسی ہو رہی ہو مس ڈرامہ کوئین۔۔۔ یار ابھی تو
تمہارے قریب ہی آیا ہوں تم میں اترا نہیں ہوں جو تمہاری
ہوائیاں ہی اڑھ گئی ہیں۔ احد خانزادہ کا لہجہ خماری
سے چور بے حد بھاری تھا اس کے لہجے کی تپش ایشا
کے رونٹھے کھڑے کر گئی تھی جبکہ احد کے ایکٹ اس
کا حلق خشک کر رہے تھے۔

یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ آپ۔۔۔ اپنی شارٹس کیوں ریموو کر رہے ہیں!! ایشا
ہکلاتی ہوئی بولتی بیڈ سے اترنے لگی تھی جب احد بجلی
سی تیزی سے اس کی کلائی پکڑتا جھٹکا دیتے ہوئے
اسے اپنے سینے سے لگاتا اسکے وجود پر لیپٹا کمفرٹر
دور پھینک گیا۔ ان دونوں کی نظر سفید بیڈ شیٹ کو داغے
ان سرخ نشانات پر پڑھی جو انکے ملن کے گواہ تھے۔ ان
دونوں کی نظریں بڑی شدت سے ایک بار پھر ملی اور
سیاہ چمکتی آنکھوں کا ٹکراؤ سرخ ڈوروں سے لبریز شہد
آنکھوں کی خماری سے ہوا۔ ایشا کی آنکھوں میں خوف
کے ساتھ ساتھ بے پناہ نروٹھا پن اور محبت بھری شکایات

نمایا ہونے لگی جبکہ احد کی شہد آنکھوں میں
شرارت۔ لذت محسوس کرنے کی بے چینی۔۔ اور ایک تڑپ
سی ابھرنے لگی۔ ایشا کی سانسیں خشک ہونے لگی اسکے
کانوں میں ملن کے ساز کے ساتھ احد کی طیش اور
جنونیت بھری سرگوشیاں گونجنے لگی۔ وہ زرد ہوتی
رنگت سے ایک بار پھر بیڈ کی جانب دیکھنے لگی۔ احد کا
انگارے کی طرح دھکتا ہاتھ ایشا کی رانوں کو سہلاتا اس
کے تکلیف کرتے بھیگے انگ پر پسلا ہی تھا جب نازک
جان ایشا زور دار کرنٹ کھا کر احد خانزادہ سے پیچھے
ہوئی۔

ابھی۔۔ نہیں۔۔ کرنا۔۔ مجھے۔۔ کچھ۔۔ درد بھی ہوتا ہے اور جلن
بھی اور آپ تھپڑ بھی منہ پر بہت مارتے ہیں۔۔ ایشا تو
جیسے رو دینے کو تھی جتنا احد کو اس نے اپنے لئے
تڑپایا تھا ایک رات میں ہی کیپٹن صاحب اپنی تمام تر تڑپ
کے بدلے لے چکے تھے۔

تم نے درد اور جلن خود منتخب کیے ہیں میری جان۔۔ تم
شرافت سے مان جاتی تو میں شریف ہی بنارہتا میرے اندر
کا جانور تم نے خود جگایا ہے تم ہی ہو وجہ اس جلن

کرتے نازک انگ کے سرخ ہونے کی۔۔ ایشا جو سہما
 معصوم چہرہ لئے بھیگی آواز میں اپنی جان بخشی کی
 گزارش کر رہی تھی جب احد خاندادہ اس کے قدموں میں
 بیٹھتا لہو اتری آنکھوں میں پیاس اور لہجے میں شدید قسم
 کا طیش لئے مخمور آواز میں بولتا ایک زور دار چانٹا
 ایشا کی نازوکی پر مارتا بجلی سی تیزی سے کھڑا ہو کر
 ایشا کے بالوں کو گدی سے جکڑ کر اسکی آنکھوں میں
 جھانکنے لگا۔ ایشا کے آنسو نکلتے گلابی رخسار
 بھیگونے لگے۔ احد کی گرفت ایشا کے بالوں میں اتنی
 سخت ہو گئی کہ ایشا کی ہچکیاں بندھ گئی۔ تم اگر مجھے
 آسانی سے مل جاتی تو کل رات سے برا حشر تمہارا میں
 کر دیتا کیونکہ جو عورت مرد کا عشق اس کی ضد ہو وہ
 اس کے اندر تک داخل ہو کر کہی گم ہی ہو جانا چاہتا ہے
 تم شکر کرو میں پھر بھی باہر نکل آیا ہوں ورنہ میں نے تو
 سوچا ہوا تھا تمہیں بیڈ سے ہلنے کے قابل بھی نہیں
 چھوڑوں گا یا پھر پہلی رات میں تمہیں بیہوش کر کے
 اپنے لا محدود عشق کی گرمی سے تمہیں اپنی دیوانگی کا
 اندازہ کروا دوں گا! احد خاندادہ کے جذبات اس قدر
 جنونیت کی انتہا کو چھو گئے تھے کہ ایشا کو لگا یہ
 لمحے اس کے آخری ہیں احد کے کیا خیالات تھے وہ سن
 کر ہی اپنے جسم کے رونگٹھے کھڑے ہوتے محسوس کر

رہی تھی۔

آجاؤ شاور لے کر تمہیں برف دکھانے لے جاؤں ورنا
ساری زندگی طعنے دو گی کہ مالم جبہ لے کر گئے تھے
صرف اپنی آگ ٹھنڈی کرنے کے لیے!! ایشا کو آنسو
بہاتے دیکھ کر احد خانزادہ خود پر کنٹرول کرتا ڈرامیٹک
انداز میں بولا تھا۔ میں ایسی نہیں ہوں! اس طرح کی گندی
باتیں نہیں آتی۔۔۔۔۔ تو تم سیکھ لو ناں ایسے گندی باتیں کرنا
مزا آتا ہے سننے میں لیکچ بھی ہونے لگتی ہے پھر آنسو
آنکھوں سے نہیں کہی اور سے ہی نکلا کریں۔۔۔۔۔ احد بس
بھی کریں۔۔۔۔۔ آؤ ایک بار اور کر لیتے ہیں اس بار میں تھپڑ
نہیں ماروں گا پکا والا وعدہ۔۔۔۔۔ جی نہیں اب میں آپ پر
بالکل بھی ٹرسٹ نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔ تو ناں کرو میں بھی یہی
چاہتا ہوں۔۔۔ ایشو جانو آؤ ناں ایک لاسٹ بار۔۔۔ بیڈ پر چلتے
ہیں یا پھر صوفہ۔۔۔ نہیں نہیں آج ہم ٹیبل پر کرتے ہیں۔۔۔ اپنی
سویٹ ہارٹ کے سارے نخرے اٹھانے ہیں اب میں نے!!
احد ایشا کو اپنی باہوں میں سمائے صوفے کے سامنے
رکھی ٹیبل کی جانب بڑھتا مخمور آواز میں بولتا ایشا کی
رنگت لال کر گیا۔ وہ ایشا کو ٹیبل پر لٹاتا اس کی تھک
تھائیس اپنے ہاتھ کی مٹھیوں میں زور سے جکڑ کر
اسپریڈ کرتا انکے بیچ میں آتا خود کو فکس کرنے لگا۔

ایشا اپنی آنکھیں میچے آنے والے لمحات کے میٹھے درد
کی تکلیف سوچ کر ہی کانپنے لگی تھی۔ آنکھیں
کھولو۔ مجھے دیکھو ورنہ۔۔۔ بہت زور سے۔۔۔ خود کو شامل
کر دوں گا تمہاری اس سرخی مائل گہرائی میں!!! احد ایشا
کے کان میں سرگوشی کرتا اپنی زبان کی نوک پھیرتا اس
کی آنکھوں میں معنی خیزی سے دیکھتے ہوئے ایکدم
سمایا تھا۔۔

آہہ۔۔۔ امم۔۔۔ عادی۔۔۔!! ایشا نے گہراتے ہوئے احد کی کمر
پر اپنے لمبے نیلز سے گہری خراشیں ڈالی تھی۔ سویٹ
ہارٹ نیلز پر کنٹرول رکھیں۔۔۔ سب سمجھ رہا ہوں میں
مجھے اوکسا رہی ہو نا کہ پھر سے تمہیں چانٹے لگا کر
اپنی شدتیں برسائیں اور تم روٹھ کر باقی سارا دن مجھ سے
بچ جاؤ!! مس ڈرامہ کوئین شیر کے شکنجے سے سہمی
ہر نی اسکی پیاس بجھانے کے بعد ہی آزاد ہوتی ہے۔۔۔ احد کا
جنون اپنی حدوں کو چھو کر ٹوٹنے لگا تھا اس کے نیچے
دبی وہ نازک کلی بری طرح مچل کر رہ گئی تھی۔۔۔

او ہیلو یہ اب کیا ڈرامہ لگایا ہے تم نے رات میں بھی ترسا
ترسا کر مجھ سے ناک رگڑوا کر بھیگ میں س** کرنے
دیا ہے بار بار یہ نخرے میں برداشت نہیں کروں گا
شرافت کی زبان سمجھ نہیں آرہی تو اندر گھسا کر سمجھا
دونگا تمہیں جانتی ہو مجھے اپنے پر آیا تو چیخیں نکلوا
دوں گا تمہاری۔۔تم سے بات کر رہا ہوں میں بیوی۔۔آواز
آرہی ہے میری؟؟؟سن رہی ہو تم میری بکو اس؟؟؟کپڑے
اتار کر ہی سمجھاتا ہوں میں اب تمہیں۔۔؟بہرام کا میٹر
شانزے پر اب بالکل شارٹ ہو چکا تھا صبح صبح اٹھتے
ہی جو نظارہ شانزے خان بہرام خانزادہ کو دیکھا چکی
تھی وہ جلے پاؤں کی بلی بنا ہوا تھا بس نہیں چل رہا تھا
شانزے پر جھپٹ جائے۔۔

بہرام میں نے کچھ بھی نہیں کیا ہے آپ کو بس موقع
چاہیے کہ آپ۔۔۔محترمہ شانزے خان بھیگا جسم مجھے
دیکھا کر پیاس کس نے جگائی میری؟؟؟تمہارے انگ انگ
سے ٹپکتا پانی میرا کھڑا کروا چکا ہے اب مجھے سکون
صرف ایک ہی صورت میں مل سکتا ہے جب میرا وجود
تم میں جائے گا!! بہرام خانزادہ آگ سی جلن میں بھاری
آواز میں بولا تھا اسکا لہجہ انتہائی خوفناک تھا۔ وہ خون
اتری پیاسی سیاہ آنکھوں کے ساتھ شانزے کی بھیگی

زلفوں سے ٹپکتی پانی کی بوندیں اسکی صراحی دار
گردن پر شبنم کے قطروں کی مانند چمک رہی تھی جو
بہرام اپنے لبوں سے چنے کو بے قرار تھا۔

پاس آؤ گی؟؟؟ خود آکر اس پر بیٹھو گی یا پھر میں
آجاؤں؟؟ بہرام کا انداز شانزے کی ریڑھ کی ہڈی میں
سنسنی دوڑا گیا تھا۔ ناں میں خود آؤں گی اور نا ہی آپ آئیں
گے یہ دادا گیری اپنے پوتوں پر جھاڑنا آئے بڑے مجھے
دھمکی دینے والے۔۔ میں آفیسر بہرام خانزادہ کی بیوی ہوں
کسی کا رعب نہیں چلتا مجھ پر۔۔ اس بیسٹ کا بھی نہیں!!
شانزے ہاتھ رعب اپنے وجود سے اتار کر ایک ادا سے
بہرام خانزادہ کے منہ پر اچھالتی جس طرح کے انداز میں
اپنی طلب سے پاگل ہوتے بہرام سے مخاطب ہوئی تھی وہ
تو جیسے گونگا ہی ہو گیا تھا۔ بہرام نے شانزے کو صرف
شرماتے گھبراتے یا پھر روتے ہوئے ہی دیکھا تھا یہ
گھائل کرنے والی ادائیں وہ آج ملاحظہ فرما رہا تھا۔

اوہ تو تم بیسٹ سے نہیں ڈرتی؟؟ وہ بیڈ سے پورے قد کے
ساتھ کھڑا ہوتا بھکی چال چلتا شانزے کی جانب بڑھا جبکہ
شانزے خان بہرام خانزادہ کے ارادے بھانپتی ناں محسوس

انداز میں پیچھے کی جانب قدم بڑھانے لگی۔

نن۔۔نہیں۔۔تت۔۔تو۔۔مم میں۔۔کیوں۔۔ڈروں گی آپ سے!!
شانزے اپنی کانپتی آواز لرزتا جسم چاہ کر بھی نہیں چھپا
سکی۔ منہ میں تو میں نے کچھ نہیں ڈالا نا تمہارے تو زبان
کیوں ہکلا رہی ہے جان من تمہاری؟؟ بہرام شانزے کے
قریب پہنچ کر اسکی گردن کو فرنٹ سے جکڑ کر اس پر
جھکتے ہوئے بولا تھا۔

میں ایسے۔۔ایسے۔۔ہی بات کرتی ہوں آپ سے! وہ میرا
مطلب ہے کہ میں۔۔میں۔۔شانزے بہرام کے جسم سے
پھوٹتی خوشبو سے مدہوش ہوتی جان بوجھ کر اپنا ہاتھ
اسکے پیٹ پر پھیرتی اپنی ٹانگوں سے ٹکراتے اسکے
تھک ہوتے پینس کی ٹپ پر رکھ کر اسے ہولڈ کر گئی
تھی۔

تم لیتی کس انداز میں ہو میرا یہ بھی بتا دو ناں پھر
مجھے!!! بہرام خانزادہ کے لب خماری سے کھل گئے
تھے اس کی آنکھیں مدہوشی سے جلنے لگی تھی۔ شانزے
اپنا ہاتھ اسکے پینس کی سختی پر آہستگی سے موو کرنے

لگی تھی۔ بہرام پاگل ہوتا اپنی آنکھیں میچے جذبات کے
طوفان اپنے اندر اترتے محسوس کر رہا تھا۔ شانزے نے
تیزی سے اپنا ہاتھ موو کرتے کرتے ایکدم ہی بہرام
خانزادہ کو پیچھے کی جانب جھٹکا تو وہ لڑکھڑاتے قدموں
سے پیچھے ہوا۔

بہرام کا جسم انگاروں کی زد میں آیا تھا حاوی ہوتا خمار
پل میں ٹوٹا تھا دماغ کو جیسے زور دار سا جھٹکا لگا تھا۔
وہ ایکدم وحشی بیسٹ بنتا شانزے کے بالوں کو پیچھے
گدی سے جکڑ کر زور سے اسے دیوار کے ساتھ لگا گیا۔
اس نے اپنا دوسرا ہاتھ شانزے کی کمر پر رکھا ہوا تھا
تاکہ اسے جھٹکا ناں لگے۔

آہ۔۔۔بہرام۔۔!! شانزے نے سہمے انداز میں بہرام کو پکارا
جو اسے غضبناکی سے دیکھ رہا تھا۔ یہ سیکسی ادائوں
والی کلاسز تم نے کہاں سے لی ہیں؟؟؟ میری بیوی تو
معصوم سی تھی ناں!! بہرام اس کے کانپتے سرخ لبوں پر
بے باکی سے اپنا انگوٹھا پھیر کر شانزے کی رانوں کے
بیچ گیلی گہرائی اپنے ہاتھ سے سہلانے لگا۔

کک۔کیا۔کر۔رہے۔ہیں!! شانزے اس کے ہاتھ کی حرکت سے مچل کر اپنی مدہوش ہوتی آواز کو قابو کرتی اپنے تاثرات بہرام سے چھپانے لگی۔ تم کچھ کروانا چاہتی ہو تو بتا دو میں تو ہر وقت کرنے کو تیار ہوں!!! بہرام کے ہاتھ کی حرکت اس کے نم ہوتے انگ پر اتنی تیز ہو گئی کہ وہ پرسکون ہونے کے لیے مچلنے لگی۔

بہرام خانزادہ شانزے خان کی ملائم دھڑکنوں پر جھک کر اپنے لبوں کی تپش اسے محسوس کرواتا اسکو سکون کی گہری وادی میں دھکیل کر ایکدم ہی پیچھے ہوتا کمینگی بھری مسکان لبوں پر سجائے شانزے کی شعلے برساتی شہد آنکھوں میں دیکھنے لگا۔ شانزے خان کا تنفس پھولا ہوا تھا وہ اتنی مدہوش ہو چکی تھی کہ بہرام خانزادہ کے خود سے پیچھے ہٹنے پر غصے سے لال ٹمائر بنی اسے گھور رہی تھی۔

آفیسر بہرام خانزادہ اپنا بدلہ کبھی نہیں چھوڑتا۔ وہ شرارتی سا ہنستا ہوا گردن جھکا کر کہتا شانزے کے خون چھلکاتے گالوں پر اپنا انگوٹھا سہلانے لگا۔ آپ کو شرم نہیں آتی مجھ سے بدلے لیتے ہوئے۔۔۔۔۔ مجھے تمہاری

لیتے ہوئے بھی شرم نہیں آتی میری جان اتنا تڑپو
مت۔ تمہارا ہی ہے یہ تم صبح و شام اپنی مرضی سے
لو۔ مگر کچھ دیر پہلے جو تم نے میرے ساتھ کیا تھا وہ
دوبارہ غلطی سے بھی کیا تو غلطی دہرانے کے قابل نہیں
چھوڑوں گا۔۔۔۔۔ میری مرضی میں کچھ بھی کروں!!! اب اپنا
ہاتھ مجھ سے پیچھے کریں بدتمیزی مت کریں۔ شانزے کا
تو میٹر ہی آؤٹ ہو گیا تھا وہ شدید غصے سے بھڑکتی
ہوئی ڈریسنگ روم کی جانب بڑھی۔

مچھلی کی طرح ادھر سے ادھیر پھر پھراؤ نہیں جان
من۔۔ آؤ پانی نکال دوں تمہارا۔ بہت بل کھا رہی ہو۔۔۔۔۔ بہرام م
م۔۔۔۔۔ چپ کریں۔۔ آجاؤ بیڈ پر۔۔۔۔۔ یا نہیں چلو واشروم ہی چلتے
ہیں۔۔۔۔۔ یا پھر ڈریسنگ روم کی ٹیبل پر۔۔۔۔۔ بلکہ رہنے دو
آج۔۔۔۔۔ کیونکہ موڈ نہیں میرا ٹانگیں اٹھانے کا۔۔۔۔۔ اس لئے بیٹر
لک نیکسٹ ٹائم سیکسی وائف۔۔۔۔۔ بہرام خانزادہ شانزے خان
کو اتنی بری طرح تپا چکا تھا کہ وہ طیش میں آتی
ڈریسنگ ٹیبل سے شو پیس اٹھا کر بہرام خانزادہ کا نشانہ
بنا کر اس کی جانب اچھالتی جب بہرام تیر کی تیزی سے
شانزے پر لپک کر اسے اپنے شولڈر پر ڈالتا واشروم کی
جانب بڑھ گیا۔ شانزے بہرام خانزادہ کی کمر پر اپنے تیز
نیلز سے وار کرتی مزاحمت کرنے لگی مگر وہ اب بہرام

کی قید سے آزاد نہیں ہو سکتی تھی۔

بہرام خانزادہ شانزے کو روف شاور کے نیچے کھڑا کرتا
اسے وال کے ساتھ پن کر کے نیچے کی جانب جھکا اپنی
زبان کے ساتھ ہاتھوں کا بھی استعمال کرتا تسکین عروج
کو چھونے لگا۔ برستا پانی ان دونوں کے جسموں کو
بھیگوتا ملن کے ساز میں کہی گم ہونے لگا۔ شانزے کے
ہوش بہرام کے جنون سے معطل ہونے لگے تھے وہ بھی
مدھوشی میں اترتی اپنا وجود اس کی جنونیت کے حوالے
کر گئی تھی۔

خان صاحب آپ کب آئے گا۔ وہ وہ۔ بڑا بی بی اپنا کمرے کا
دروازہ نہیں کھول رہا۔ چھوٹا بی بی کا چیخ چیخ کر حالت
خراب ہو گیا ہے مگر بڑا بی بی ان کا بات سننے کو تیار
ہی نہیں ہے۔ خان صاحب ہم نے بڑا صاحب کو ڈیرے سے
بلانے کے لئے فہیم (ملازم) کو بھیجا تھا مگر بڑا صاحب
حویلی آنے کو تیار نہیں آپ جلدی پہنچو۔ ہم کو کچھ ٹھیک
نہیں لگ رہا۔ ہم نے بڑا بی بی جی کو مٹی کا تیل کا بوتل
ان کا کمرے میں لے جاتے دیکھا تھا۔ گل خان پریشانی

سے شہریار خانزادہ کو فون کرتا اسے پلوشہ خانم کے متعلق آگاہ کرنے لگا نازنین خانم کا چیخ چیخ کر برا حال ہو گیا تھا مگر پلوشہ خانم اپنے کمرے کا دروازہ لاک کیے ہوئے تھی۔

گل خان۔۔۔ تم دروازہ توڑ دو۔۔۔ میں راستے میں ہوں۔۔۔ پہلے اپنی مورے سے ملنے جاؤں گا۔۔۔ مجھے حویلی پہنچنے میں دیر ہو جائے گی۔۔۔ شہریار خانزادہ کی گاڑی سوات کی سرحد میں داخل ہوتی فرارے بھرتی ہوئی تیزی سے اس قبرستان کی جانب بڑھ رہی تھی جہاں اسکی مورے کشمالہ خان پُرسکون نیند سو رہی تھی۔ میں آپ سے بے پناہ محبت کرتا ہوں مورے جتنی آپ مجھ سے کرتی تھی اتنی ہی میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں۔۔۔ یہ دلاسہ ہر دن میں خود کو دیتا ہوں کہ میں آپ سے اتنی ہی محبت کرتا ہوں جتنی ہر سانس کے ساتھ آپ مجھ سے کیا کرتی تھی۔۔۔ اگر مجھے کبھی آپکی زندگی میں ہی علم ہو جاتا کہ میں آپ کا بیٹا۔۔۔ اپنی خانم کا بیٹا ہوں تو آپکی ایسی خدمت کرتا کہ ہر بیٹا مجھے دیکھ کر عیش عیش کر اٹھتا۔۔۔ آپکو ایک بات بتاؤں۔۔۔ میں سوات کیوں نہیں آتا۔۔۔ کیونکہ میں بہت کمزور بیٹا ہوں۔۔۔ پلوشہ خانم نے جو تکلیف آپکو دی ان کا ازالہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔ میں سوات صرف آپ سے

ملنے آیا ہوں۔۔اپنی زندگی کے بتیس سال جو میں نے
گمراہی میں گزاریں ہیں کاش وہ کبھی میری زندگی کا
حصہ ہی نہیں ہوتے۔۔شہریار خانزادہ کی بھوری آنکھوں
سے آنسو بارش کے قطروں کی مانند گرتے ہوئے اس کی
داڑھی کو بھیگو رہے تھے وہ کتنے ماہ بعد سوات آیا تھا
سوات کی سرد ہوائیں اس کے دل کو ہمیشہ کی طرح ہی
زخم آلود کر دیتی تھی وہ ہر بار ہی کسی چھوٹے بچے کی
طرح اپنی مورے کی قبر سے لپٹ کر رو رہا تھا۔ ہاں وہ
پلوشہ خانم سے ملنے کے لئے اسلام آباد سے سوات آیا تھا
مگر سوات کی سرد ہواؤں میں گھلی نمی شہریار کا دل
چور چور کر گئی تھی وہ اس عورت کے لئے کیوں آیا جو
انکے خاندان کی بربادی کا سبب تھی وہ اس ظالم عورت
کے ہر ظلم کا آج حساب لینے آیا تھا جو مظلوم بنی بیٹھی
تھی۔

آپکو ایک بات بتاؤں۔۔آپ اور بابا جان۔۔دادا دادی بننے
والے ہیں۔۔اگر مشائم میری زندگی میں نا آتی تو شاید میں آج
بھی گمراہ ہی رہتا۔۔مشائم کے مجھ پر بڑے احسانات
ہیں۔۔دیکھیں میری شوگر بے بی میری جان ہی نہیں
چھوڑتی ہے۔۔شہریار خانزادہ جو کشمالہ خان کی قبر کی
مٹی اپنے سینے پر ملتا اپنی تکلیفوں سے ٹوٹ رہا تھا جب

اس کا موبائل رنگ ہونے لگا۔ شہریار خانزادہ تکلیف میں ہو اور مشائم اس کی تکلیف محسوس نا کرے یہ تو جیسے ممکن ہی نہیں تھا۔

ہیلو۔۔۔مشائم! شہریار آپ کی آواز کیوں بھاری ہو رہی ہے کیا آپ رو رہے تھے؟؟؟ شہریار خانزادہ خود کو کمپوز کرتا مشائم سے مخاطب ہی ہوا تھا جب مشائم اسکی بھاری آواز میں گھلی نمی محسوس کر کے بے چینی سے بولی تھی۔ میں نہیں رو رہا تم خود بھی پریشان ہو رہی ہو اور ہمارے بے بی کو بھی پریشان کر رہی ہو۔۔۔۔۔بے بی کے بابا رو رہے ہوں تو بے بی بھلا کیوں ناں پریشان ہو۔۔۔۔۔اور بے بی کی ماما؟؟؟ بے بی کی ماما نے ہی آپ کو فون کیا ہے بے بی نے نہیں آئے بڑے۔۔دونوں نے مجھے پریشان کیا ہوا ہے آپ اکیلے چھوڑ کر چلے گئے مجھے کتنی ووٹس ہو رہی ہیں شہریار۔۔پلیز جلدی آجائیں ناں۔۔مجھے عجیب فیلنگز آرہی ہیں آپ پتہ نہیں کیوں ان لوگوں کی فکر کر رہے ہیں جو اس لائق ہی نہیں کہ انہیں اپنی فیملی کا پارٹ بنایا جائے۔۔۔۔۔مشائم تم پھر سے اپنا بی پی ہائی کر رہی ہو جو ناں تمہاری اور ناں ہی بے بی کی صحت کے لئے ٹھیک ہے۔۔۔تو آجائیں ناں جلدی۔۔اوکے اوکے آجاؤں گا میری جان۔۔۔نہیں آپ ابھی کہ ابھی واپس آئیں۔۔۔یار

آجاؤں گا میں تم کیوں ضد۔۔۔۔۔شہریار آپ۔۔ہیلو۔۔ہیلو۔۔اوہو
کال ہی ڈس کنیکٹ ہو گئی تھوڑی دیر تک پھر سے فون
کرونگی۔۔۔یار یہ اپنا پھر سے بی بی ہائی کر رہی ہے پتہ
نہیں مسئلہ کیا ہے سگنلز کیوں بار بار جا رہے ہیں! مشائم
کی کال بند ہوتے ہی شہریار خانزادہ کو ایک الگ ہی ٹینشن
لاحق ہو گئی تھی۔ موسم ایکدم ہی تبدیل ہو گیا تھا۔ زور دار
گرج چمک کے ساتھ تیز بارش ہونے لگی تھی۔ شہریار
خانزادہ کا فون ایک بار پھر سے چنگھاڑنے لگا تھا۔

مشائم میں کل آجاؤں گا تم۔۔۔۔۔ہیلو خان صاحب ہم ہے گل
خان۔۔۔۔۔شہریار خانزادہ جو موبائل کی اسکرین دیکھے بغیر
ہی کال ریسیو کر چکا تھا وہ گل خان کی کانپتی آواز سن
کر ٹھٹھکا تھا۔ ہاں گل خان۔۔۔ہولو۔۔۔خان صاحب بڑی خانم
بی بی نے خود کو آگ لگا دیا ہے ان کا کمرے سے تیز
دھواں نکل رہا ہے ہم نے دروازہ توڑنے کی بہت کوشش
کی ہے مگر وہ نہیں ٹوٹا۔۔۔چابیاں بھی ہم کو نہیں مل
رہا۔۔۔آپ جلدی آجائیں۔۔۔!! شہریار خانزادہ الٹے قدم اپنی
گاڑی کی طرف بڑھتا اس میں سوار ہوتے ہی ہوا کی دوش
پر ڈرائیو کرنے لگا تھا۔ اس کے دماغ میں پلوشہ خانم کے
ساتھ گزارے لمحات ایک فلم کی طرح چلنے لگے تھے۔

شہریار۔۔۔تم میرے بیٹے ہو۔۔۔اس کشمالہ سے دور رہنا۔۔۔وہ
اچھی عورت نہیں ہے اس نے تمہارے بابا کو ہم سے
چھینا ہے۔۔۔۔مگر مورے وہ تو اچھی لگتی ہیں مجھے۔۔۔آپ
کو پتہ ہے کیسے ہگ کیا تھا انہوں نے مجھے اور اتنا
سارا پیار بھی تو کیا تھا اور ہاں وہ بول رہی تھی میں ان
کا بھی بیٹا ہوں۔۔پانچ سالہ شہریار کچھ لمحے پہلے ملی
کشمالہ خان کی قربت کا سکون یاد کرتا پلوشہ خانم سے
بولا تھا جو اسے کشمالہ سے چھین کر گھسیٹتی ہوئی اوپر
کمرے میں لائی تھی۔

تم میرے بیٹے ہو۔۔شہریار خانزادہ تمہارا سایہ بھی اب
کبھی دوبارہ میں اسے دیکھنا نصیب نہیں کروں گی۔پلوشہ
خانم کی چال سازیاں شہریار خانزادہ کے دماغ کی نسوں
کو پھڑکاتی کسی آگ کی طرح گردش کرتی اسے طیش
آلود کر رہی تھی۔ اس عورت نے خود کو آگ لگا دی تھی
جس کے گناہ اتنے بڑے تھے کہ وہ تاقیامت بھی اس آگ
میں جلتی رہے تو بھی گناہوں کا ازالہ ناں ہو سکے۔

شہریار کو جنم دینے والی اس کی تڑپ میں دماغی مریض
بننے والی اسکی مورے کشمالہ خانم تھی وہ کیوں حویلی
جا رہا تھا آخر وہ وہاں آیا ہی کیوں تھا کیا وہ اپنی مورے
کو زندہ لاش بنانے والی عورت کو معاف کرنے کا ظرف

رکھتا تھا؟؟؟ شہریار خانزادہ کی آنکھیں ایک بار پھر سے
بھیگی تھی اور اس نے بڑی ہی بے رحمی کے ساتھ اپنی
لہو چھلکاتی بھوری آنکھوں کو مسل ڈالا تھا۔ وہ معاف
کرنے جتنا ظرف نہیں رکھتا تھا اس کی مورے کبھی
واپس نہیں آسکتی تھی وہ کبھی ان کی مامتا نہیں پا سکتا
تھا اب صرف محرومی ہی تھی۔

شہریار خانزادہ کا موبائل ایک بار پھر سے بجنے لگا۔ ہیلو
گل خان۔۔۔ نہیں میرا انتظار مت کرنا۔۔۔!! شہریار خانزادہ کی
گاڑی ایک بار پھر سوات کی سرحد عبور کرنے لگی وہ
واپس اسلام آباد جا رہا تھا اسکے پاس اب کوئی ایک وجہ
نہیں بچی تھی جسے سہارا بنا کر وہ پلوشہ خانم کی آخری
رسومات میں بھی شامل ہوتا۔ وہ کشمالہ خان کا بیٹا تھا یہ
حق اسے ہی ادا کرنا تھا۔

یہ کیا ہے منہان؟؟؟ دیکھ تو رہی ہیں یار آپ کہ کیا ہے پھر
کیوں مجھ سے پوچھ رہی ہیں۔۔۔مگر تم نے یہ سب کب
کیا؟؟؟ جب آپ نے مجھے دنیا کی سب سے بڑی خوشی
دی تھی تب سے سوچ لیا تھا آپ کا ایم فل کرنے کا خواب

اب پورا کرنے کا وقت ہو گیا ہے اور صرف آپ ہی نہیں
بلکہ میں بھی آپکے ساتھ لندن جاؤں گا۔ منہان خانزادہ
انشال کو بیک سائڈ سے اپنے سینے سے لگاتا اس کے
بالوں کی مہک اپنے اندر اتار رہا تھا جب اچانک ہی اس
نے انشال اور اپنی لندن کی ٹکٹس کے ساتھ ساتھ اسکے
آکسفورڈ یونیورسٹی میں ایڈمشن ہو جانے کا سرپرائز دیا
تھا۔

میرے خان تم کب تک اس طرح چاہو گے مجھے؟ جو لاڈ
مجھے تم نے دیئے ہیں میں اب تمہارا بدلنا بالکل بھی قبول
نہیں کر سکوں گی۔ انشال خان اپنا رخ منہان خانزادہ کی
طرف کرتی اپنے دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھتی اپنی
بھوری آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لئے بولی تھی۔ میں
کبھی چاہوں گا بھی نہیں کہ آپ میرا بدل جانا قبول کریں
بلکہ مجھے اپنا اس سے کبھی گناہ زیادہ دیوانا بنا دیں۔
منہان انشال کی آنکھوں کو شدت سے چومتا اسکے گلابی
گالوں پر اپنے لب رکھنے لگا تھا۔

آئی ایم بلیسڈ۔۔ انشال منہان کے سینے پر چومتی اسکے گال
پر اپنا مومی ہاتھ رکھ کر سہلاتی بھیگی آواز میں مسکرا

کر بولی تھی۔ اف۔ کیا جان لو گی جان جاں ان تعریفوں کا
 عادی نہیں ہوں میں۔ منہان خانزادہ شرارت سے انشال کا
 ہاتھ اپنے لبوں پر رکھ کر دانتوں سے چباتا شدت سے
 مسکرا تھا۔ منہان خانزادہ کا سفید رعب دار چہرہ پوری
 طرح سرخ ہو کر چمکنے لگا تھا۔ انشال خان اپنے پاؤں
 اونچے کرتی منہان کے لبوں پر اپنے لب رکھ چکی تھی
 وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے منہان کا چہرہ سہلا کر بڑے
 مان کے ساتھ چوم رہی تھی منہان خانزادہ دیوانہ وار انشال
 پر جھکتا اسکی کمر کو دونوں اطراف سے ہولڈ کر کے
 اسے زمین سے اٹھاتا اپنی زبان انشال کے منہ میں گھول
 چکا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے میٹھے لمس سے
 لطف اندوز ہوتے محبت کی وادیوں میں گم ہو چکے
 تھے۔۔۔

پانچ سال بعد۔۔

بابا جانی مجھے پنک والا ڈریس چاہیے ماما کے ڈریس
 سے میچنگ!!! میری پرنسز کو بابا ماما سے بھی زیادہ
 پیارا والا ڈریس لے کر دیں گے!!! واہ واہ کیا ہی کہنے ہیں
 دونوں باپ بیٹی کے ایک کو ہر وہ چیز چاہیے جو مجھ
 سے میچ کرتی ہو اور دوسرے کو مجھ سے بھی بہترین
 چیز لے کر دینی ہے چلاک باپ بیٹی ہونہ۔۔ ایک میرا بیٹا

ہے جو بالکل مجھ پر گیا ہے ہر چیز میں صبر کرنے والا۔۔میرا شاہ میر۔۔اوہو ماما ایک آپ اور ایک شاہ میر لالا!! بابا جانی ہم دونوں پھر کون ہیں اللہ میاں کی گائے ہی ہیں اگر ماما اور لالا صبر کرنے والے ہیں تو!! منشا۔۔۔ماما۔۔۔اف۔۔۔ماما۔۔۔مشو۔۔آپ دونوں پھر سے شروع ہو گئے۔۔بابا جانی۔۔آپ ہی کچھ کریں دونوں کا دیکھیں سب ہمیں کیسے دیکھ رہے ہیں۔۔مجھے بہت ایمبریسمنٹ فیل ہو رہی ہے۔۔آئندہ میں ماما اور مشو کے ساتھ شاپنگ پر بالکل بھی نہیں آؤں گا!! شاہ میر خاندانہ بیچارگی سے شہریار خاندانہ سے مخاطب ہوتا کبھی مشائم تو کبھی اپنی چھوٹی بہن منشا کو دیکھ رہا تھا۔ وہ دونوں ماں بیٹی ایک دن بھی لڑے بغیر نہیں رہ سکتی تھی منشا شہریار خاندانہ کی بے حد لاڈلی تھی وہ ابھی تین سال کی تھی اور پٹر پٹر ایسے بولتی تھی جیسے بہت بڑی ہو اس کی زندگی کا مقصد مشائم کو تنگ کرنا تھا اور شاید وہ پیدا ہی اس لئے ہی ہوئی تھی کہ ہر کسی کے بدلے اپنی شرارتی ماں سے لے جس نے سب کو بڑا ہی ستایا تھا۔

منشا کو آئندہ میں اپنے ساتھ شاپنگ پر بالکل بھی نہیں لانے والی شہریار سن لیں آپ۔۔مشائم تپ کر اپنے پاؤں پٹختی ہوئی غصے سے شہریار سے بولی تھی جو پانچ

سالہ شاہ میر کو اپنی گودھ میں اٹھا رہا تھا۔

بابا جانی۔۔میں بھی آئندہ مش ماما کے ساتھ شاپنگ پر بالکل نہیں آؤں گی سن لیں میری بھی بات آپ ہونہ۔۔منشا خان اپنی ماں مشائم کو پوری طرح کاپی کرتی کیوٹ سا منہ بنا کر بولی تھی۔

اوکے اوکے۔۔مائی لیڈیز۔۔میری غلطی ہے۔۔مجھ سے مس ٹیک ہو گئی۔۔آؤ شوگر بے بی براؤنیز کھانے چلتے ہیں بہت دل چاہ رہا ہے آج چاکلیٹ براؤنیز۔۔ہوووو۔بابا جانی آپ نے تو کہا تھا آپکو چاکلیٹ والی براؤنیز بہت گندی لگتی ہیں اور آپ صرف ماما کی وجہ سے وہ گندی والی براؤنیز کھاتے ہیں؟؟منشا اپنی گول گول خوبصورت سی بھوری آنکھوں کو سکیڑتی رازداری سے بولی تھی اس کی معصوم سی میٹھی آواز میں حیرت تھی۔مشائم جو غصے سے لال پیلی ہو کر شہریار خانزادہ کو دیکھ رہی تھی اس کی ہیزل آنکھوں میں ایکدم چمک سی دوڑی تھی۔

دیکھا منشا آپ کے بابا جانی مجھ سے زیادہ پیار کرتے ہیں اس لئے میری فیورٹ وہ گندی والی براؤنیز بھی

کہاتے ہیں۔ شاہ میر نے اپنا ماتھا پیٹا تھا جبکہ شہریار خانزادہ کبھی مشائم تو کبھی منشا کو دیکھنے لگا اس کی تو آج خیر نہیں ہونی تھی۔ شاہ میر اور شہریار دونوں باپ بیٹا ان لڑاکی ماں بیٹی کو دیکھ رہے تھے یہ سوچتے ہوئے کہ آج ان دونوں میں سے پہلے کون رونے والا ہے۔

مش ماما۔ مجھے چاکلیٹس پسند ہیں اور بابا جانی سب سے زیادہ مجھ سے پیار کرتے ہیں اس لئے آپ کی گندی والی براؤنیز کھاتے ہیں۔ منشا اپنے چمکتے ہوئے گولڈن بال جھٹکتی اپنے گلابی ہونٹوں کو رول کر کے بولی تھی اسکا انداز اتنا معصومانہ تھا کہ شاپ میں موجود ہر بندے کو اس پر پیار آیا تھا۔ منشا اب شہریار خانزادہ کو دیکھ رہی تھی اس کی آنکھوں میں ماں سے جیت جانے کی واضح چمک تھی۔ شہریار خانزادہ نیچے جھکا شاہ میر کو اپنی گود سے اتارا اور منشا کے آگے گٹھنوں کے بل بیٹھ گیا۔

میں اپنی شہزادی بیٹی سے دنیا میں سب سے زیادہ پیار کرتا ہوں اور وہ گندی والی براؤنیز بھی اس لئے کھاتا ہوں کہ میری بیٹی کو چاکلیٹ پسند ہے اور میری بیٹی کی ہر

پسند میری پسند ہے۔۔ منشا کھلکھلاتی ہوئی شہریار خانزادہ
کی کھلی ہوئی باہیں دیکھتی ان میں سمائی تھی شاہ میر
نے اپنی ماں مشائم کی طرف دیکھا تھا جو شہریار خانزادہ
کو گھور رہی تھی مگر کچھ ہی لمحوں میں اس کی
خوبصورت ہیزل آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو ابھرنے
لگے تھے مشائم کو شہریار اور منشا کو لاڈ کرتے دیکھ
کر اپنے بابا سالار خان کی شدت سے یاد آتی تھی اسے
یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے شہریار سالار خان ہے
اور منشا وہ خود ہے۔

ماما۔بابا جانی اگر منشا سے سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں
تو میں آپ سے سب سے زیادہ پیار کرتا ہوں۔شاہ میر ماں
کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر مشائم کے پیروں سے لپٹ
کر بولا تھا۔میں جانتی ہوں کہ میرا بیٹا سب سے زیادہ مجھ
سے محبت کرتا ہے۔ مشائم نے شاہ میر کے بھورے بالوں
میں نرمی سے ہاتھ پھیرا تھا۔ شہریار خانزادہ منشا کو گود
میں اٹھائے مشائم کو گہری نظروں سے دیکھتا شاپ سے
باہر کی جانب بڑھا تھا۔ وہ اپنی گاڑی کی فرنٹ سیٹ کا
ڈور اوپن کر کے منشا کو بیٹھاتا پیچھے مڑ کر چھوٹے
چھوٹے قدم لے کر شاہ میر کے ساتھ چلتی مشائم کو
دیکھنے لگا۔

شاہ میر گاڑی میں بیٹھو بیٹھے!! شہریار مشائم اور شاہ میر کے گاڑی کے قریب پہنچتے ہی اپنے سمجھدار بیٹے سے بولا تھا اس نے اپنی شوگر بے بی کو ابھی ہی منانا بہتر سمجھا تھا تاکہ رات میں وہ دونوں خوشحال کپل کی طرح ایونٹ اٹینڈ کر سکیں۔ مشائم خود کو کمپوز کرتی بھر پور ایکٹنگ کرتی ہوئی اپنی آنکھیں رول کر کے گاڑی میں بیٹھنے لگی جب شہریار خانزادہ اس کے بازو کو پکڑ کر اسے پلر کے پیچھے لے جاتا اپنے حصار میں لے چکا تھا۔ وہ لوگ اس وقت پارکنگ میں تھے وہاں اور کوئی بھی نہیں تھا سوائے گاڑی میں بیٹھے انکے اپنے بچوں کے۔۔

کیا کر رہے ہیں۔۔ کوئی دیکھ لے گا۔۔۔ کوئی نہیں دیکھتا شوگر بے بی تم پریشان ناں ہو!! ہٹیں مجھ سے دور مجھے تو دھوکہ دے کر آپ نے شادی کی ہے۔۔ کیا دھوکہ دیا ہے میں نے میری جان؟؟؟؟ یہی کے سب سے زیادہ پیار مجھ سے کرتے ہیں۔ تو یہ تو سچ ہے میری جان تم سے بے پناہ محبت ہے مجھے۔۔ مگر تمہارے منی ورژن سے تھوڑی سی زیادہ۔۔ بس تھوڑی سی۔۔ تمہیں اگر کوئی چپ کروا سکتا ہے تو وہ ہماری بیٹی ہے ورنا میں تو حیران ہوتا تھا اتنی

لڑاکی شوگر بے بی کو ہینڈل کیسے کروں ہاہاہا۔۔۔شہریار
خانزادہ کے شریر لہجے سے مشائم مزید چڑھ چڑھ رہی
ہوئی تھی وہ شہریار کے سینے پر زور سے پنچ بنا کر
مارتی اب خود بھی ہنسنے لگی تھی۔

مش ماما۔۔پٹاخہ نے آپ کو پھر سے رولایا۔۔آپ فکر نا
کریں آپ کے سارے بدلے میں پٹاخہ سے لوں گا۔مشائم
مسکراتے ہوئے اس شریر شہزادے کے الفاظ یاد کرنے
لگی جو اس کی بیٹی کا پانچ سال کی عمر سے ہی دیوانہ
تھا۔ اب چلیں حویلی ٹائم سے نا پہنچے ہم تو آپ جانتے ہیں
نا چھوٹے خان نے ناراض ہو جانا ہے!! مشائم اب شہریار
خانزادہ کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ رہی تھی۔ تو ہو جائے
ناراض اپنے چھوٹا خان کو میں تو اپنی بیٹی کی ساری
فرمائشیں پوری کرنے کے بعد ہی حویلی جاؤں گا!!!
شہریار خانزادہ نے دانت پیس کر بولا تھا۔ کچھ بھی کر لیں
جانا تو آخر میں حویلی ہی ہے نا۔۔مشائم دل جلانے والی
مسکراہٹ سے بولتی شہریار کے حصار سے نکل کر تیزی
سے گاڑی میں بیٹھی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی اس کا
شوہر زخمی شیر بننے والا ہے اور اسکی طیش آلود
نظروں سے دور ہونے میں ہی مشائم کی بہتری تھی۔

بہت مست ہو رہی ہے شوگر بے بی۔ زور دار والے راونڈ
لگانے سے ہی باز آئے گی اب تو یہ۔ شہریار خانزادہ دانت
پیستا ہوا گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ پر
بیٹھ کر بیک ویو مرر سے مشائم کو سخت قسم کی گھوری
سے نوازتا گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا جبکہ مشائم پہلے سے
زیادہ اپنے دانت نکال کر مسکرانے لگی۔

منشا۔ بابا آپ سے سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔ آپکی مش
ماما سے بھی زیادہ۔۔۔۔۔ منشا چھوٹا خان بھی آپ سے
بہت۔۔۔۔۔ مشائم!! شہریار خانزادہ جو غصے سے مشائم کو
گھورتا ہوا اپنے لہجے میں دنیا جہاں کا پیار سموئے منشاء
سے مخاطب ہوا تھا جب مشائم اس کی بات کھلکھلا کر
ہنستی ہوئی کاٹ گئی تھی۔ اس سے پہلے وہ اپنی بات
مکمل کرتی کہ شہریار نے اسے پیڑھے شیر کی مانند
غراتے ہوئے وارن کیا تھا۔ منشا اور شاہ میر دونوں نے
ہی دہل کر شہریار خانزادہ کو دیکھا تھا انہوں نے اتنی
گرجدار آواز اپنے باپ کی کبھی سنی ہی نہیں تھی اور
اپنی ماں سے اس ٹون میں بات کرنا تو دور اونچی آواز
میں کبھی پکارنا بھی نہیں سنا تھا مشائم تو جی جان سے
لرز گئی تھی وہ سیٹ پر بیٹھی بیٹھی ہی اچھل گئی تھی
اسکے ہاتھ اور پاؤں کانپ رہے تھے۔

بابا---!! دونوں بچوں نے یک زبان ہو کر شہریار کو پکارا تھا۔ ماما جانی---آپ کے پاس آنا ہے مجھے---منشا غصے سے بھرے باپ کی گود سے نکل کر اپنی ماں کے پاس جانے کے لئے مچلی تھی وہ مشائم کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر شہریار سے ناراض ہو گئی تھی۔ منشا کے پھیلے ہاتھ دیکھ کر مشائم اپنے آنسو صاف کرتی اسے اپنی باہوں میں بھر چکی تھی۔ شہریار خاندانہ اپنی لاٹلی کو خود سے ناراض دیکھ کر مشائم کے ساتھ چپکتے دیکھ کر صبر کے گھونٹ پیتا ڈرائیو کرنے لگا۔

ماما جانی---میشو صرف آپ سے پیار کرتی ہے۔ منشا مشائم کے دونوں گالوں کو چومتی اس کے سینے پر سر رکھ کر بولی تھی۔ مشائم نے بھی منشا کو چومنا شروع کیا تھا وہ کبھی اس کے گال تو کبھی بالوں کو چوم رہی تھی۔ شاہ میر بھی مشائم کے ساتھ چپک کر بیٹھا ہوا تھا وہ مشائم کے ہاتھ کی پشت پر عقیدت سے اپنے ہونٹ رکھ رہا تھا شہریار خاندانہ بیک ویو مرر سے ان سب کو ہی خود سے ناراض دیکھ کر اپنا ماتھا سہلا رہا تھا وہ خود کو کوس رہا تھا کہ کیوں بچوں کے سامنے ان کی بدلے باز چلاک ماں پر غصہ کیا اب وہ اسکی ناک بھی اپنے

سامنے رگڑوا کر نہیں مانے گی جبکہ غلطی اس کی خود
کی تھی۔ مشائم نے خود ہی شہریار کے غصے کو دعوت
دی تھی شہریار خاندانہ اپنی بیٹی منشا سے اس حد تک
محبت کرتا تھا کہ اسے یہ سننا بھی گوارا نہیں تھا کہ منشا
سے کوئی اور اس کی طرح یا اس سے زیادہ پیار کرے وہ
اپنی بیٹی کو ہمیشہ کے لئے بس اپنے پاس اپنے ساتھ
رکھنا چاہتا تھا مشائم نے ایک بار پہلے منشا کے شدید
تنگ کرنے پر جب غصے میں شہریار سے اس کی شادی
جلدی کر دینے کا کہا تو وہ ایک بار پہلے بھی بھڑکا تھا
مگر اس کا غصہ اتنا شدید نہیں تھا جتنا ابھی وہ طیش میں
آگیا تھا۔

شہریار خاندانہ کی گاڑی بیکری کے آگے رکی تھی وہ
پیچھے موڑ کر مشائم کے ساتھ چپک کر بیٹھی منشا کو
دیکھنے لگا۔ آجاؤ بابا کی شہزادی۔ وہ منشا کے گالوں پر
نرمی سے پیار دیتا محبت بھرے نرم لہجے میں بولا جبکہ
مشائم اس کے نرم لہجے میں بھی اس کی آواز کی سختی
پہچان گئی تھی وہ جانتی تھی غلطی اس نے کی ہے
شہریار اسے بالکل بھی نہیں ماننے والا۔ بابا جانی آپ کا
غصہ ختم ہو گیا؟؟؟ منشا باپ کی لاڈ بھری آواز سے ایکدم
سے چہکی تھی شہریار خاندانہ کا چہرہ غصے سے پاک

نرم تاثرات لئے ہوئے تھا۔ بابا کا غصہ منشا کے لئے کبھی نہیں ہو سکتا ناں ہی شاہ میر کے لئے۔۔۔ہاں میں تو سوتیلی بیوی ہوں۔۔۔مجھے کچرے کے ٹب سے اٹھایا تھا۔۔۔مشائم اپنی آنکھیں رول کرتی دانت کچکچا کر بولی تھی۔ ماما آپکو کس نے کچرے کے ٹب سے اٹھایا تھا؟؟؟ منشا اپنی بڑی بڑی آنکھیں حیرت سے گول کر کے بولی تھی شاہ میر نے اپنا ماتھا پیٹا تھا اسکی ماں کا رونا اب تو واقعی میں نکلنے والا تھا۔ آپ کے بابا جانی نے۔۔۔مشائم سوں سوں کر کے بولی تھی۔ تمہارا بچپنا بعد میں دیکھوں گا میں۔۔۔آجاؤ منشا بابا کی گودی میں۔۔۔شاہ میر بیٹے چلیں۔۔۔شہریار خانزادہ مشائم کو ایک بار پھر گھور کر بولتا گاڑی سے نکل گیا۔

میں واقعی میں سوتیلی بیوی ہوں دو پیارے پیارے بچے پیدا کر کے دیئے ہیں گندے شوگر ڈیڈی کو کتنا درد ہوتا تھا مجھے میری تو کوئی قدر ہی نہیں رہی۔۔۔ڈیڈی نے تو گرگٹ کی طرح رنگ بدلا ہے دو کیوٹ بچوں کے ڈیڈی بننے کے بعد میں تو نامعلوم شوگر بے بی ہو گئی ہوں۔۔۔ہوننہ۔۔۔مشائم سوں سوں کر کے اپنا رونا روتی شہریار کو اپنے بچوں کے ساتھ کھلکھلا کر ہنستے ہوئے بیکری سے نکلتے دیکھ کر مشائم کے روتے چہرے پر

بھی مسکراہٹ آگئی تھی اس کے دونوں بچوں کے ہاتھ میں ڈھیر ساری چیزیں تھی جنہیں وہ کھاتے ہوئے بیکری سے نکل رہے تھے منشا کے گلابی ہونٹ چاکلیٹ سے بھرے ہوئے تھے جبکہ اس کے دائیں گال پر بھی ہلکی سی چاکلیٹ لگی ہوئی تھی جو اس کے مسکرانے پر اس کے گال پر پڑھتے ڈمپل کو چھپا چکی تھی شہریار خانزادہ کے ہاتھ میں براؤنیز سے بھرا ہوا بیکری بیگ تھا شاہ میر اسے کچھ کہہ رہا تھا جو سن کر منشا اور شہریار دونوں ہی ہنس رہے تھے مشائم کو ان تینوں کو دیکھ کر اپنی زندگی بے حد حسین اور مکمل لگتی تھی وہ ہر بار ہی ان تینوں کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کیا کرتی تھی۔

شاہ میر مشائم کے ساتھ پیچھے بیٹھ گیا تھا جبکہ منشا فرنٹ سیٹ پر شہریار کے ساتھ بیٹھی تھی۔ یہ لو تمہارے لئے لایا ہوں۔ شہریار براؤنیز بیگ مشائم کی طرف بڑھا کر نارمل لہجے میں بولا تھا میں سوتیلی بیوی ہوں۔۔۔۔۔ کوئی بات نہیں روم میں چل کر تمہیں سگی بیوی بنا دوں گا۔ مشائم کے نخرے کرنے پر شہریار بھی اپنی ازلی بھاری آواز میں ذومعنی انداز میں بولا تھا۔ مشائم سرخ ٹماٹر ہوتی شہریار کے ہاتھ سے براؤنیز بیگ پکڑ چکی تھی اس کے کانوں سے دھواں نکلنے لگا تھا پورا

منہ انار کی طرح لال ہو گیا تھا۔ دونوں بچے اپنے کھانے
میں مصروف تھے۔ شہریار خانزادہ سخت سی معنی خیز
نظر سے مشائم کے سرخ چہرے کو دیکھتا سیدھا ہو کر
بیٹھتا فوکس کر کے گاڑی ڈرائیو کرنے لگا تھا جبکہ
مشائم کے حلق سے براؤنیز تو دور تھوک بھی نگلنا
مشکل ہو گیا تھا وہ اسے ریڈ سیگنل دے گیا تھا کہ آج وہ
اسے چھوڑنے والا نہیں ہے۔۔

بے بی ڈول۔۔ آپ آگئی!!! مورے دیکھیں میری۔۔۔۔۔ اوہو بدھو
چھوٹے خان آگئی ہوں تو نظر آرہی ہوں ناں تم تو بالکل
اسٹوپڈ ہو۔۔ تمہیں۔۔ دیکھ کر اسٹوپڈ ہو جاتا ہوں بے بی
ڈول۔۔ ورنہ تم میری مورے جان سے پوچھو میں بالکل بھی
اسٹوپڈ نہیں ہوں۔ حویلی کاسب سے شرارتی سیاہ آنکھوں
والا وہ چھوٹا سا خانزادہ منشا کو دیکھ کر اپنی زبان
کنٹرول کرنا ہی بھول جاتا تھا وہ اپنی مورے کی گود سے
اتر کر تیزی سے منشا کی طرف بڑھا تھا۔ شاہ میر شہریار
خانزادہ کے ساتھ حویلی کے لاؤنچ میں داخل ہوتا چھوٹے
خان کی ساری بات سن چکا تھا۔

تم میری بہن سے دور رہا کرو چھوٹے خان۔۔۔مگر وہ کیوں
شاہ میر؟؟؟ کیونکہ منشا میری چھوٹی بہن ہے۔۔ہاں تو
تمہاری بہن ہے ناں میری بہن تھوڑی لگتی ہے جو دور
رہوں بے بی ڈول سے۔۔تم اسے ڈول پکارا کرو یہ بے بی
کیوں بولتے ہو۔۔۔کیونکہ وہ بے بی ہے میری ہم سب سے
چھوٹی ہے تو بے بی ہی ہوئی ناں۔۔اور ہاں ڈول اس لئے
بولتا ہوں کہ وہ مجھے بہت بیوٹیفل لگتی ہے۔۔چھوٹے خان
میں تمہیں۔۔۔۔مجھے بے بی ڈول اور مش ماما ہی چھوٹے
خان پکارتی ہیں تم فضول میں فری مت ہوا کرو میرے
ساتھ۔۔وہ دونوں بچے اپنی عمر سے بڑی باتیں کرتے سب
کو ہی ہنسا رہے تھے شہریار خانزادہ نے مشائم کو غصے
سے دیکھا تھا جس کی وجہ سے وہ چھوٹا خان اس کی
بیٹی کے آگے پیچھے مزے سے گھوما کرتا تھا۔

آپ دونوں میرے لالا ہو ہمیشہ کیوں جھگڑا کرتے ہو؟؟؟
منشا ان دونوں کی ہمیشہ والی لڑائی دیکھ کر بیزار ہو کر
بولی تھی۔ بے بی ڈول صرف شاہ میر تمہارا لالا ہے میں
نہیں۔۔میں تو فین ہوں ناں تمہارا۔۔وہ سیاہ آنکھوں والا
شرارتی خانزادہ شاہ میر کو جلانے کے لئے سب کے
سامنے منشا کا لالا ہونے سے انکار کرتا اپنی پینٹ کی
جیب سے ٹشو نکال کر منشا کے لبوں پر لگی چاکلیٹ

صاف کرنے کے بعد اپنی جیب میں واپس رکھتا شاہ میر کو دل جلانے والی مسکراہٹ پاس کرتا آنکھ ونک کر گیا۔ شہریار خانزادہ نے تو صبر کے گھونٹ پیے تھے جبکہ شاہ میر غصے سے لال پیلا ہو گیا تھا۔ بے باک خانزادہ دوسری منزل کی گرل پر کھڑا اپنے بیٹے کا کارنامہ دیکھ کر زور دار قہقہہ لگا گیا تھا شہریار نے طیش سے اوپر کی جانب دیکھا تھا اور جیسے آنکھوں ہی آنکھوں میں وہ اسے لعنت بھیج رہا ہو۔ بے باک خانزادہ کا قہقہہ پہلے سے زیادہ اونچی آواز میں گونجا تھا۔

بابا جان---عروبہ میری سویٹی ہے اور منشا میری بے بی ہے میں دو شادیاں کر سکتا ہوں نا؟؟؟ وہ کچھ دیر پہلے تنہائی میں بولی گئی اپنے شرارتی بیٹے کی باتیں یاد کرتا دیوانہ وار ہنس رہا تھا۔ اس کی بیوی سرخ انگارہ ہوئی اسے گھور رہی تھی جس نے اس کے بیٹے میں معصومیت نام کے لئے بھی نہیں چھوڑی تھی وہ بے انتہا شرارتی تھا اور حاضر جوابی میں تو بالکل اپنے باپ پر گیا تھا۔ شاہ میر تم ویلن بنتے ہوئے بالکل بھی اچھے نہیں لگتے مجھے دیکھو میں تو ہیرو ہوں اور میری دو دو ہیروئن ہیں۔۔۔چھوٹے خان آج نہیں بچنے والے تم مجھ سے۔۔۔وہ شرارتی خانزادہ شاہ میر کو مرچے لگاتا ہوا کی تیزی سے

بھاگا تھا جبکہ شاہ میر غصے سے پاگل ہوتا اس کی
دھلائی کرنے کے لئے اس کے پیچھے پیچھے بھاگ رہا
تھا۔

بابا جانی آپ اور مش ماما اب تو دوستی ہو گئے ہیں؟؟ آپ
نے کہا تھا مش ماما کو آپ روم میں لے جا کر اپنی سگی
بیوی بنائیں گے۔۔ منشا کو چاکلیٹ کھاتے کھاتے کچھ دیر
پہلے شہریار کی مشائم کو بولی گئی بات یاد آئی تھی۔ نا
صرف شہریار بلکہ مشائم بھی سٹیٹا گئی تھی منشا کتنی
ذہین تھی وہ ہر بات یاد رکھتی تھی۔ شہریار کا اس طرح
کی آکورڈ سیچویشن سے پہلی بار سامنا ہوا تھا وہ شرم
سے پانی پانی ہو گیا تھا۔ شہریار خانزادہ تیزی سے
سیڑھیاں چڑھتا اوپر اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگا۔

اہم۔۔اہم۔۔کوئی کچھ دیر پہلے مجھے گھور کر لعنت بھیج
رہا تھا اب منہ چھپا کر کہاں بھاگا جا رہا ہے؟؟ تیری طرح
بے غیرتی کے اعلیٰ ریکارڈ قائم نہیں کیے میں نے۔۔۔۔میں
اور میرا پروڈکٹ دنیا میں آئے ہی ریکارڈ قائم کرنے کے
لئے ہیں بابا۔۔۔۔

بہرام خانزادہ بے باکی سے بول کر ایک بار پھر قہقہہ لگا

گیا تھا۔ اسکا بیٹا بہزاد خانزادہ ہو بہو اس کی کاپی تھا نا
صرف شرارتوں میں بلکہ بے باکی میں
بھی۔۔۔ شہریار۔۔۔ بہرام لالا۔۔۔ جلدی آئیں ہم نے ابھی ہاسپٹل
جانا ہوگا۔۔۔ مشائم کی گھبرائی سی آواز سن کر وہ دونوں
تیزی سے سیڑھیاں اترتے لاؤنچ کی طرف بڑھے
تھے۔ شانزے کی سیکنڈ پریگننسی کے لاسٹ ڈیز چل رہے
تھے اسے ڈاکٹر نے دو دن بعد کی ڈیٹ دی تھی اس کا
آپریٹ ہونا تھا مگر اچانک ہی اسے شدید درد ہونے لگا تھا
وہ پوری پیلی پڑھ گئی تھی۔

شانزے۔۔۔ کیا ہوا درد ہو رہا ہے زیادہ۔۔۔ آجاؤ ہم بس ہاسپٹل
چلتے ہیں۔۔۔ پریشان مت ہو ہم دس منٹ میں ہاسپٹل میں ہوں
گے۔۔۔ مشائم شانزے کو شدید تکلیف میں دیکھ کر خود بھی
کانپنے لگی تھی اسے اپنی پریگننسی کا وقت یاد آ رہا تھا
جو اسے بھی ہلکا ہلکا درد دے رہا تھا۔

بیوی۔۔۔ کیا ہوا تمہیں؟؟ ابھی تک تو ٹھیک تھی تم۔۔۔ پچھلے
آدھے گھنٹے سے تمہیں دیکھ رہا تھا بہزاد کو اپنی گود
میں چپکائے بیٹھی تھی۔ بہرام خانزادہ شانزے کے پہلو میں
آکر بیٹھتا اس کی کمر سہلانے لگا۔ شانزے کو اکثر شدید

دردیں اٹھتی تھی مگر وہ چند ہی منٹوں میں بالکل نارمل
ہو جاتی تھی۔ آپ کی جیلسی اس وقت بھی میرے بیٹے
سے ختم نہیں ہو رہی۔ بہرام بہت درد ہو رہا ہے
مجھے۔ بالکل بھی برداشت نہیں کر پا رہی۔ شانزے خان
غصے سے بھڑکتی آخر میں بھیگی آواز میں بولی تھی وہ
درد کی شدت سے بہرام خانزادہ پر ڈھے گئی تھی۔

شانزے کو لاغر ہوتے دیکھ کر بہرام خانزادہ اسے اپنی
باہوں میں بھرتا تیز قدم اٹھاتے ہوئے کار پورچ کی جانب
بڑھا تھا شہریار اور مشائم بھی ان کے ساتھ ہی باہر کی
جانب بڑھے تھے۔ خانم بی مریم خانم اور مہوش بیگم اور
غزالہ خانم چاروں ہی کسی راشتے دار کے گھر شادی پر
گئی ہوئی تھی۔ حویلی میں صرف بہرام خانزادہ شہریار
مشائم شانزے اور بچے ہی تھے۔ کیپٹن احد خانزادہ کی
پوسٹنگ لاہور میں تھی تو وہ ایشا اور ان کی بیٹی عروبہ
سب لاہور میں ہی تھے۔ منہان انشال اور انکا بیٹا معاویہ
خانزادہ لندن میں تھے انشال اپنا ایم فل کمپلیٹ کر چکی
تھی وہ لندن یونیورسٹی میں لکچرار کی جاب کر رہی تھی
منہان کو بھی اس کی ایجنسی کی طرف سے کوئی
سیکریٹ مشن ملا تھا جسکی وجہ سے لندن میں ان کا
اسٹے مزید طویل ہو گیا تھا۔

میں تمہارے ساتھ ہوں میری زندگی ایک لمحے کے لئے بھی خود کو تنہا نا سمجھنا۔ بہرام خانزادہ تکلیف سے نیلی پڑھتی شانزے کے ماتھے پر ملائمیت سے بوسہ دیتا اس کے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکا گیا تھا۔ شانزے کو وہ وقت شدت سے یاد آنے لگا جب اسکا بیٹا بہزاد ہونے والا تھا تب بہرام اس کے پاس نہیں تھا وہ ملک سے باہر کسی خاص مشن پر گیا ہوا تھا۔ اس بار بھی اسے کہی جانا تھا کچھ دنوں کے لئے مگر شانزے کے شکوے سننے کے بعد اس نے اپنے ادھورے کام بعد میں مکمل کرنے کا ارادہ کر لیا۔

بہرام خانزادہ شانزے کو بیک سیٹ پر ٹرانسفر کرتا خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا مشائم شانزے کے ساتھ پیچھے بیٹھ گئی تھی شہریار خانزادہ بہرام کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھتا اپنے خاص ملازم کو شاہ میر اور بہزاد کا خیال رکھنے کی ہدایات دے رہا تھا۔ بہرام خانزادہ ہوا کی دوش پر گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ وہ شانزے کو سرخ سے نیلا ہوتے دیکھ کر تقریباً بوکھلایا ہوا تھا۔ شانزے کی پہلی ڈیلیوری کے ٹائم اس کے ساتھ مریم خانم اور اسکی مورے غزالہ خانم تھی اس کی تمام تر تکلیف اس وقت

بہرام نہیں دیکھ پایا تھا مگر جو تکلیف وہ اب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا ایک لمحے کے لئے خود کو کوسنے لگا کہ کیوں ایک بار پھر وہ شانزے کو اس درد سے گزارنے کا سبب بن گیا جو ناقابل برداشت ہوتا ہے۔

بہرام بیک ویو مرر سے شانزے کو دیکھتا مزید تیزی سے ڈرائیو کرنے لگا۔ شہریار اس کے احساسات بخوبی سمجھ رہا تھا بہرام کو ان سب نے ہمیشہ ہی لاپرواہ سا پایا تھا وہ ہر طرح کی ہی صورتِ حال میں مطمئن بے خوف اور چل رہتا تھا مگر آج پہلی بار اس کے پسینے چھوٹ رہے تھے۔ اسکی محبت شانزے خان کی دبی دبی سی درد ناک کراہیں بہرام خانزادہ کے پسینے چھڑوا چکی تھی اسکے ماتھے سے ٹپکتی پسینے کی بوندیں شانزے خان کے لئے اس کی دیوانگی کا اظہار کر رہی تھی۔ بس پہنچنے والے ہیں تم رونا تو بند کرو ناں یار مجھ سے ڈرائیو نہیں ہو رہی گاڑی۔۔۔ بہرام خانزادہ شانزے کی شہد آنکھوں کی سرخی آنسوؤں سے بھیگتا اس کا سرخ چہرہ دیکھتا منت بھرے انداز میں بولا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا شانزے کو ایک لمحے کے لئے بھی خود سے دور کرے۔

جلدی کریں۔۔بہت۔۔پین۔۔ہو رہی۔۔ہے۔۔شانزے سرگوشی نما
آواز میں بولی تھی اسکے ساتھ بیٹھی مشائم تک اسکی
آواز نہیں سن پائی تھی مگر بہرام خانزادہ اسکے ہونٹوں
کی حرکت سے ہی اس کی تکلیف بھری آہ سن چکا
تھا۔گاڑی ہاسپٹل کے باہر رکی تھی بہرام بجلی کی تیزی
سے گاڑی سے اترتا شانزے کو پھر سے اپنی نرم باہوں
میں سماتا بھاگتے ہوئے ہاسپٹل کے اندر داخل ہوا تھا۔ وہ
زور سے چیختا ہوا ڈاکٹرز کو پکار رہا تھا اس کی
دیوانگی اپنی حدوں کو چھونے لگی تھی ڈاکٹر میری بیوی
کو دیکھیں یہ حمل کی تکلیف سے تڑپ رہی ہے۔۔بہرام
خانزادہ بڑے ہی گھبرائے ہوئے انداز میں ڈاکٹر سے
مخاطب ہوا تھا۔ سر آپ پریشان ناں ہوں ہم ابھی ان کا
چیک اپ اسٹارٹ کر دیتے ہیں۔بہرام خانزادہ شانزے کے
ساتھ اکثر ہاسپٹل اس کے چیک اپس کے لیے جاتا رہا تھا
اس لیے وہ لیڈی ڈاکٹر اسے دیکھتے ہی پہچان گئی تھی۔

آپ میری بیوی کا چیک اپ نہیں ٹریٹمنٹ اسٹارٹ کریں
دیکھ نہیں رہی یہ تکلیف سے نیلی پڑھ رہی ہے اس کے
ہونٹ دیکھیں سرخی سے نیلاہٹ زدہ ہونے لگے ہیں۔بہرام
اس ڈاکٹر پر ایکدم ہی طیش سے برہم ہو گیا۔ اسکی شیر
جیسی غراہٹ سن کر وہ ڈاکٹر تقریباً کانپ گئی تھی۔آپ کی

وائف کو ہم نے آپریشن کی ڈیٹ پہلے ہی دے۔۔۔۔۔میری بیوی کو تمہاری دی ہوئی ڈیٹ کی وجہ سے کچھ ہونا تو دور اب اگر ایک سیکنڈ کی بھی تکلیف پہنچی۔۔تو یاد رکھنا دنیا کے کسی بھی گائنی وارڈ میں تم اپنی سروسز دینے کے قابل نہیں رہو گی۔۔ایک دوسری ڈاکٹر بہرام کو کول ڈاؤن کرنے کے لئے اس سے مخاطب ہی ہوئی تھی جب وہ بڑی درشتگی سے اس کی بات کاٹ گیا۔

بہرام ریلیکس وہ ڈاکٹرز ہیں انہیں اپنا کام کرنے دو تم پریشان مت ہو۔۔ہاں لالا آپ گھبرائیں مت سب ٹھیک ہو گا۔شہریار اور مشائم بہرام کو طیش سے پاگل ہوتے دیکھتے اسے حوصلہ دینے لگے تھے۔ڈاکٹرز اس خر دماغ خان کے مزید منہ لگنے کی بجائے شانزے کو آپریشن تھیٹر میں لے گئی تھی اسکا چیک اپ کرنے کے بعد ڈاکٹرز نے دو دن بعد کی بجائے آج ہی آپریشن کرنے کا فیصلہ لیا تھا کیونکہ شانزے کو ڈلیوری پینز ہونے کے ساتھ ساتھ ہلکی بلیڈنگ بھی ہو رہی تھی۔ بہرام خانزادہ ہاسپٹل کے کوریڈور میں ادھر سے ادھر دائیں سے بائیں چکر لگا رہا تھا اسکے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے وہ آج اپنی اولاد کی پیدائش پر اپنی تمام تر لاپرواہی تمام تر بہادری کھو چکا تھا۔

ہیلو رحیم۔۔میرے بیٹے کو ہاسپٹل لے کر آؤ۔۔بہرام خانزادہ ملازم کو فون کرتا بہزاد خان کو ہاسپٹل لانے کا کہنے لگا کیونکہ وہ جانتا تھا اس کی بیوی آپریشن سے فری ہوتے ہی سب سے اپنے بیٹے کا پوچھے گی۔

صاحب چھوٹے خان تو شاہ میر بابا کے ساتھ کھیل رہے ہیں میں آپ کی ان سے بات کروا دوں وہ میری بات نہیں مانے گے۔۔رحیم بے چارگی سے بولا کیونکہ چھوٹا خان اپنے باپ کے علاوہ کسی کی بات نہیں سنتا تھا۔

ٹھیک ہے تم بہزاد سے بات کرواؤ میری۔۔بہرام آپریشن تھیٹر کی ریڈ لائٹ کی جانب دیکھ کر بولا تھا۔ ہیلو بابا۔۔آپ اور مورے کہاں ہو؟ مجھے بتائے بغیر کہاں چلے گئے مجھے مورے کی یاد آرہی ہے۔۔بہزاد کی ناراض آواز سن کر بہرام خانزادہ کو کچھ حوصلہ ہوا تھا۔ آپریشن تھیٹر کی لائٹ آف ہوئی تھی ڈاکٹر مسکراتی ہوئی گلابی مخملی لباس میں چند منٹ پہلے دنیا میں آنے والے اس سرخ و سفید وجود کو بہرام خانزادہ کی جانب لا رہی تھی۔

ہیلو بابا۔۔۔میں آپ سے ناراض ہوں آپ میری مورے کو
میری اجازت کے بغیر کیوں لے کر گئے؟؟ بہزاد کی آواز
میں ناراضگی کے ساتھ ساتھ شرارت بھی تھی۔ تیری
مورے میری بیوی ہے اور باپ میں تیرا ہوں تو میرا
نہیں۔۔بہرام دل ہی دل میں بولا تھا۔

مبارک ہو خان صاحب۔۔بیٹی ہوئی ہے۔۔ڈاکٹر بہرام کی
جانب وہ حسین وجود بڑھاتی ہوئی بولی۔مبارک ہو لالا
بہزاد کی بہن دنیا میں لانے میں آپ کامیاب ہو گئے۔۔مشائم
چہکتی ہوئی بولی تھی۔ بہرام خاندان کس قدر بیٹی کی
حسرت لئے ہوئے تھا یہ پورا خاندان جانتا تھا۔ وہ
خود اکیلا تھا کوئی بھائی بہن نہیں تھا مگر اس نے اپنے
بیٹے سے وعدہ کیا تھا وہ اسے کبھی اکیلا نہیں رہنے دے
گا۔

بہزاد۔۔رحیم کے ساتھ ہاسپٹل آجاؤ بیٹے۔۔مورے بابا اور آپ
کی بے بی سسٹر آپکا ویٹ کر رہے ہیں۔بہرام خاندان فون
بند کرتا گہرا مسکراتے ہوئے اس سرخ و سفید روئی کی
طرح ملائم وجود کو اپنی باہوں میں بھر گیا۔ اس کے سرخ
سیبی گال بالکل شانزے کے جیسے تھے۔چھوٹے چھوٹے

سرخ ہونٹ ٹھوڑی کا خم سب شانزے کے جیسا تھا۔

میری بیٹی۔۔ میری پیاری بیٹی۔۔ میرے دل کا نور۔۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک۔۔ بہرام خانزادہ دیوانہ وار اپنی بیٹی کو چومتا محبت سے پکار رہا تھا۔ شہریار خانزادہ تمام نرسوں کو ہزاروں روپے دیتا بہرام اور اس کی باہوں میں موجود ننھے وجود کا صدقہ اتار رہا تھا مشائم مہوش بیگم کے نمبر پر کال کرتی سب کو خوش خبری دینے لگی تھی۔ بہرام خانزادہ کو زندگی اب مکمل لگنے لگی تھی اس کی محبت اسکی بیوی اسے بیٹی جیسا تحفہ دے کر اپنا مزید اسیر بنا چکی تھی۔

بابا یہ تو بالکل مورے جیسی ہے نا؟ بہرام خانزادہ کی گود میں قبضہ کر کے بیٹھا بہزاد پچھلے ایک گھنٹے سے اپنی حوروں جیسی بہن کو دیکھتا جیلسی کا شکار ہو رہا تھا۔ اسکا باپ بغیر پلکیں جھپکائے اس ننھی شہزادی کو ہی دیکھے جا رہا تھا جو اسے اپنی بیوی کی کاربن کاپی لگ رہی تھی اس کا کونسا ایسا نقوش تھا جو شانزے خان سے مختلف تھا۔

ہم۔۔علیزے بالکل تمہاری مورے کے جیسی ہے۔۔بہرام
 خاندان بہزاد کے بالوں پر چومتا مسکرا کر بولا تھا۔
 شانزے دواؤں کے زیر اثر سو رہی تھی۔ بابا۔۔یہ علیزے
 ہے۔۔میری چھوٹی بہن؟؟ مگر آپ اور مورے اسے کہاں
 سے لائیں ہیں؟ بہزاد اپنی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں گول
 کر کے بولا تھا۔ تیرے پیدا ہونے کے بعد پانچ سال اشد محنت
 کر کے جو اپنا خون پسینہ بہایا ہے میں نے اس کا سلا
 تیری بہن کی صورت میں ملا ہے۔ بہرام خاندان شانزے
 کی جانب دیکھ کر کمینگی سے سوچتا بہزاد کو دیکھ کر
 ہنسنے لگا تھا۔

بابا بتائیں ناں کہاں سے لائیں ہیں علیزے کو؟ بہزاد کو
 بے چینی سی ہونے لگی اس کی مورے جیسی اس کی بہن
 آخر لائے کہاں سے تھے اس کے ماں باپ۔۔آپکی مورے
 نے ڈاؤن لوڈ کیا ہے علیزے کو ایک ویب سائٹ
 سے۔۔بہرام شرارت سے بولا تھا۔ علیزے کو پلے اسٹور
 سے ڈاؤن لوڈ کیا ہے مورے نے؟ بہزاد مزید سوال کرنے
 لگا۔ بیٹے یہ تو اپنی کنفرم اپنی مورے سے پوچھنا
 علیزے کو ڈاؤن لوڈ کہاں سے کیا ہے۔۔ویسے مجھے وہ
 ویب سائٹ پتہ ہے جہاں سے مورے نے تم دونوں بہن

بھائی کو ڈاؤن لوڈ کیا ہے اس کا نام ہے۔ بہرام ڈاٹ
کوم۔۔۔ بہرام خانزادہ بے باکی سے بولتا بہزاد کو گود میں
اٹھاتا روم سے نکل گیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا اب بہزاد کا
نا ختم ہونے والے سوالوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا اور
اس کی بیٹی اور بیوی ڈسٹرب ناں ہوں اس لئے وہ اسے
باہر لے گیا تھا۔۔

شاہ میر تمہیں پتہ ہے علیزے کو میری مورے نے ڈاؤن
لوڈ کیا ہے۔۔۔ مش ماما آپ نے بھی منشا بے بی کو کہی سے
ڈاؤن لوڈ کیا ہے؟؟؟ بہزاد آئس کریم کھاتا ہوا شاہ میر
اور مشائم سے باری باری مخاطب ہوا تھا۔ شاہ میر بھی
آئس کریم ہی کھا رہا تھا جبکہ مشائم ڈریسنگ ٹیبل سیٹ
کر رہی تھی۔

چھوٹے خان یہ آپ کو کس نے بولا بیٹے؟؟ مشائم حیرت
سے جھٹکا کھا کر بولی تھی۔ بابا نے بولا۔۔۔ بہزاد بھر بھر
کر آئس کریم کھاتا اپنا پورا منہ گندا کر چکا تھا۔ بہزاد
تمہارا دماغ خراب ہے ہم سب کو پریاں ماما بابا کو دے
کر جاتی ہیں۔ شاہ میر کیوٹ انداز میں اپنا ماتھا پیٹ کر

بولا تھا اسے بہزاد کبھی کبھی کھسکا ہوا لگتا تھا۔ شاہ میر
علیزے کو میری مورے نے بہرام ڈاٹ کوم سے ڈاؤن لوڈ
کیا ہے مجھے سچی میں بابا نے خود بتایا ہے۔ بہزاد آئس
کریم کھاتے ہوئے فراوانی میں بولا تھا۔ مشائم کو کھانسی
کا دورہ پڑھا تھا۔

مجھے تو بابا جانی نے بتایا تھا ہم سب کو پریاں ماما بابا
کو دے کر گئی ہیں چلو چھوٹے خان بابا سے چل کر
پوچھتے ہیں۔ شاہ میر اپنے ہاتھ جھاڑتا پریشانی سے کھڑا
ہو گیا تھا۔ مشائم اپنا قبہ ضبط کرنے کے چکر میں لال ہو
گئی تھی۔ ہاں ہاں چلو بڑے بابا میرے بابا کے ساتھ لاؤنچ
میں بیٹھے ہیں۔ بہزاد بھی کھڑا ہو گیا تھا۔ دونوں بچوں کے
کمرے سے نکلتے ہی مشائم پیٹ پکڑ کر ہنسنے لگی
تھی۔

بابا۔ بابا بابا جانی۔ شاہ میر اور بہزاد بھاگتے ہوئے لاؤنچ
میں آتے بہرام اور شہریار کو پکار رہے تھے۔ سب ہی لاؤنچ
میں بیٹھے تھے۔ مریم خانم علیزے کو اپنی گود میں لے
کر بیٹھی ہوئی تھی وہ آج پانچ دن کی ہو چکی تھی کل اسکا
عقیقہ تھا۔ بابا ہم نے علیزے کو ڈاؤن لوڈ کیا ہے نا؟ بابا

جانی ہم سب کو پریاں یہاں چھوڑ کر گئی ہیں ناں؟؟ دونوں
بچے اپنی کنفیوژن دور کرنے کے چکر میں اپنے باپوں
کو پہنسا چکے تھے شہریار خاندان کو بہزاد کی بات سن
کر حیرت کا جھٹکا لگا تھا جبکہ بہرام خاندان ٹانگ پر
ٹانگ جما کر بیٹھ گیا تھا۔

بابا بتائیں ناں شاہ میر کو۔۔ بہزاد عجلت بھرے انداز میں
بولا تھا۔ ہاں بیٹے کیا ہے ڈاؤن لوڈ اب آؤ میرے پاس آکر
بیٹھو۔۔ بہرام نے سب کی موجودگی اور شہریار کی گھوری
پر بات ٹال دی تھی۔ دیکھا شاہ میر۔۔ ہم نے بہرام ڈاٹ کوم
سے علیزے کو ڈاؤن لوڈ کیا ہے کوئی پری وری نہیں
لائی ہمیں۔۔ بہزاد مطمئن ہو کر بہرام کے ساتھ چپک گیا تھا۔

بابا آپ نے تو کہا تھا ہمیں پریاں لائی ہیں۔۔ شاہ میر شہریار
سے بولا تھا۔ ہاں بیٹا وہ پری آپ کے بابا ہی تو تھے۔۔ بہرام
خاندان ہنستا ہوا شاہ میر سے مخاطب ہوتا اُسے بھی اپنے
پاس ہی بیٹھا چکا تھا۔ نو چاچو۔۔ ہم سب ہاسپٹل سے آئے ہیں
شاہ میر بھائی کو کچھ نہیں پتہ اور یہ چھوٹا خان تو بالکل
بدھو ہے۔۔ شہریار کی گود میں بیٹھی منشا ان سب کے
خاموش ہو جانے کے بعد بولی تھی۔ سب بڑوں کی ہنسی

چھوٹی تھی ان سب میں اونچا قہقہ بہرام کا تھا۔ شاہ میر
ٹکٹکی باندھے علیزے کو دیکھ رہا تھا وہ اسے بہت پیاری
لگ رہی تھی جبکہ بہزاد اپنی سیاہ آنکھیں چھوٹی کیے شاہ
میر کو گھور رہا تھا۔

منہان انشال اور معاویہ کچھ دیر پہلے ہی اسلام آباد ائیر
پورٹ پہنچے تھے وہ علیزے کا عقیقہ اٹینڈ کرنے کے لیے
پاکستان آئے تھے۔ معاویہ اپنی مورے کا خیال رکھنا۔ مگر
بابا جان آپ کہاں جا رہے؟؟ میں آپکی دادی سے ملنے جا
رہا ہوں۔۔۔ بابا جان ہم بھی چلتے ہیں آپ کے ساتھ دادی
سے ملنے۔۔ میں ان سے کبھی نہیں ملا وہ مجھے یاد کرتی
ہوں گی نا؟؟ معاویہ کی بات سن کر منہان کے دل میں
عجیب سا درد اٹھا تھا۔

منہان تم نہیں آرہے ہمارے ساتھ حویلی؟؟ انشال گاڑی میں
معاویہ کو اکیلے بیٹھتے دیکھ کر بولی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ
پر ڈرائیور تھا جبکہ منہان خانزادہ کے گارڈز کو دیکھ کر
انشال سمجھ چکی تھی کہ وہ انکے ساتھ حویلی نہیں جا
رہا مگر وہ کہاں جا رہا ہے یہ بات بھی انشال کو سمجھ

آگئی تھی۔ میں کچھ دیر تک آجاؤں گا آپ اپنا خیال رکھنا۔ منہاں کسی گہری سوچ میں گم ہو کر بولا تھا۔ جلدی آجانا منہاں۔ انشال خان منہاں کی کیفیت سمجھ رہی تھی۔

منہاں خانزادہ اپنی گاڑی میں بیٹھتا سڑک کی دوسری جانب گاڑی ڈرائیو کرنے لگا اس کی گاڑی کا رخ مینٹل اسائلم کی طرف تھا جہاں اسکی مورے نازنین خانم موجود تھی پلوشہ خانم کو اپنی آنکھوں سے جلتے دیکھ کر نازنین خانم اپنا دماغی توازن تقریباً کھو چکی تھی وہ صبح و شام تعویذ کرنے میں لگی ہوتی انشال کو اپنے تعویذات سے مارنے کی کوشش کرنے لگی تھی اور تمام تعویذات نازنین خانم پر خود ہی الٹ گئے تھے جو انہیں پاگل بنا چکے تھے۔

منہاں خانزادہ آدھے گھنٹے کا سفر طے کرنے کے بعد مینٹل اسائلم پہنچا تھا وہ تیز قدم اٹھاتا ہوا ایک راہ داری سے گزرتا اپنے مطلوبہ مقام میں پہنچا تھا اسے اپنی مورے کی حالت دیکھ کر رونا آیا تھا وہ اپنے آنسو صاف کرتا نازنین خانم کو پکارنے کی ہمت کرنے لگا۔ اس پاگل خانے میں اپنی مورے کو دیکھنا اسکے لئے بہت تکلیف

دے تھا۔

مورے۔۔مورے۔۔!!! نازنین خانم سیاہ دائرہ اپنے گرد بنا کر
بیٹھی کچھ پڑھ رہی تھی۔ منہاں ان کے لبوں سے نکلنے
والا انشال کا نام سن کر زخمی ہوا تھا وہ کبھی کشمالہ خان
تو کبھی انشال کا نام لے کر کچھ پڑھنے کے بعد پھونکیں
مارتی ہوئی ایک پتلے میں سوئیاں چبھا رہی
تھی۔مورے۔۔منہاں نے ایک بار پھر تکلیف کی گہرائی میں
اتر کر نازنین خانم کو پکارا تھا۔ نازنین خانم کو مینٹل
اسائلم بھیجنے کا فیصلہ بہت مشکل تھا وہ بھی خود کو
کبھی بارجان سے مارنے کی کوشش کر چکی تھی اور جس
طرح کی انکی دماغی حالت تھی انہیں حویلی میں رکھنا
بالکل محفوظ ناں تھا۔

مورے آپ کو ان زنجیروں میں جکڑا دیکھ کر بہت تکلیف
ہو رہی ہے مجھے۔۔آپ اپنا دماغی توازن کھو کر بھی
انشال پر جادو کرنا بھولی نہیں۔۔میرا بیٹا آپ سے ملنا چاہتا
ہے مگر میں جانتا ہوں انشال کی اولاد بھی آپ قبول نہیں
کریں گی۔۔وہ یہ سب دیکھے گا تو کیا سوچے گا آپ کے
بارے میں۔۔میں نہیں چاہتا وہ آپ سے نفرت کرے آپکو

ناپسند کرے اس لیے اسکی ضد کے باوجود بھی میں اسے
آپکے پاس نہیں لاتا۔ منہاں خاندانہ اپنے آنسو پیتا واپس مڑ
گیا تھا وہ ہر ہفتہ نازنین خانم کو دیکھنے کے لئے مینٹل
اسائلم آیا کرتا تھا اور مایوس ہو کر واپس چلا جاتا تھا وہ
لندن میں رہنے کے باوجود ہفتے میں ایک بار چند گھنٹے
کے لئے آتا تھا اپنی مورے کے لئے وہ انہیں واپس حویلی
لے کر جانا چاہتا تھا مگر اسے اپنی مورے کی حالت میں
کوئی بھی بہتری محسوس نہیں ہوتی تھی ان میں کچھ بھی
مثبت نہیں رہا تھا سردار ہاشم کے کہنے پر ہی نازنین خانم
کو پاگل خانے داخل کیا گیا تھا ایک بہن کو جل کر مرتا
دیکھ چکے تھے دوسری بہن کو پاگل پنے کی حالت میں
حویلی میں رکھنا حماقت تھی وہ ڈر گئے تھے پلوشہ خانم
کے انجام سے نازنین خانم کو اتنی بدتر موت مرتے نہیں
دیکھ سکتے تھے وہ حویلی میں رہ کر مزید پاگل ہو رہی
تھی نفرت کی آگ ان دونوں بہنوں کو انکے انجام تک
پہنچا چکی تھی جبکہ ہاشم خان وہ سزا کاٹ رہے تھے جو
کبھی انہوں نے اپنی مظلوم بیوی مریم خانم کو دی تھی ان
کی علیدگی تو نہیں ہوئی تھی مگر مریم خانم سردار ہاشم
خان کے ساتھ رہنے کو تیار نہیں تھی وہ انہیں معاف
کرنے کی ہمت نہیں رکھتی تھی ستائیس سال سزائیں
جھیلنے گزار چکی تھی وہ مرد انکی جوانی ان کی

خوشیاں کھا چکا تھا سچ سامنے آنے کے بعد وہ اس مرد کے پاس جا کر اپنی توہین نہیں کر سکتی تھی ان کے پاس ان کا بیٹا ان کا پوتا اور اب پوتی بھی تھے مریم خانم کو سردار ہاشم خان کی کوئی ضرورت نہیں رہی تھی وہ اس مرد کی زندگی سے بہت پہلے نکل چکی تھی۔۔

چھ ماہ بعد

احد آپ نے کونسا والا فور پیس پہننا ہے؟؟؟ یہ نیوی بلیو والا اچھا لگ رہا ہے یا پھر آپ کا گرے پہننے کا موڈ ہے؟ ایشا خوبصورت سی میکسی میں ملبوس احدخانزادہ کی وارڈروب کھول کر کھڑی تھی انہیں آج کے ایونٹ پر سب سے پہلے بینکویٹ میں پہنچنا تھا۔ یار تم نے نیوی بلیو پہننا ہے تو تمہارا عادی بھی نیوی بلیو ہی پہنے گا سویٹ ہارٹ۔۔ احد خانزادہ فریش شاور لے کر واشروم سے نکلتا اپنے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے بولا تھا وہ اپنے گرد سفید رنگ کا ٹاول لپیٹے ہوئے تھا اس کے ورزشی جسم سے ٹپکتی پانی کی شفاف بوندیں ایشا کو شرمانے پر مجبور کر گئی تھی۔۔

عادی آپ کب سے میرے ساتھ ٹوئننگ کرنے لگ

گئے؟ ایشا اپنی نظروں کو کنٹرول کرتی انجانے سے انداز میں بولی تھی۔ جانو جب سے تم نے مجھے میری بیٹی دی ہے تب سے ہی ہم تینوں ٹوئننگ کرنے لگ گئے ہیں۔ احد اپنے کان کی بیک سائڈ کھجاتے ہوئے بولا تھا۔ اوہ۔۔ تو اب سمجھ آیا مجھے یہ ٹوئننگ آپ نے میرے ساتھ نہیں بلکہ اپنی لاٹلی کے ساتھ کرنی ہے۔ ایشا احد کے سینے پر پینچ کرتی ہوئی جیلس انداز میں بولی تھی۔ جب سے اس کی بیٹی ہوئی تھی احد کے تو تیور ہی بدل گئے تھے۔

بڑی جلدی سمجھنے لگ گئی ہو تم میری باتیں۔۔ احد خاندان ایشا کی کمر کو دونوں ہاتھوں سے جکڑ کر اپنے وجود کے ساتھ ٹکراتا اس کی ٹھوڑی چومتے ہوئے شرارت سے بولا تھا۔ ایشا کے لال پھولے ہوئے گال احد کے جذبات بھڑکا رہے تھے۔ میں آپ کو اسی دن سمجھ گئی تھی جس دن آپ سے شادی ہوئی تھی میری۔ ایشا ناک چڑھاتے ہوئے بولی تھی۔ ظاہر ہے میری شاندار پرفارمنس کے بعد تم مجھے بھول کیسے سکتی ہو۔۔ احد شریر سا مسکراتے ہوئے جواباً بولا تھا۔ ایشا کی نظریں پوری طرح جھک چکی تھی اسے اپنی اور احد کی پہلی رات یاد آئی تھی جب احد نے اس کا چلنا محال کر دیا تھا۔

کچھ شرم کریں ایک بیٹی کے باپ بن گئے ہیں آپ۔۔ ایشا کے منہ میں جو آیا اس نے بول دیا۔ شرم کرتا تو بیٹی کا باپ کیسے بنتا؟؟؟ احد بھی حاضر جوابی سے بولا تھا۔ ایشا نے روہان سے ہو کر احد کی آنکھوں میں دیکھا جو شرارت سے اسے ہی نہار رہا تھا۔ آپ نے لگتا ہے جانا نہیں ہے اپنی بہن کے ولیمے میں؟؟؟ جانتے ہیں ناں آپ بہرام بھائی نے آپ کو لیٹ ہونے پر بینکویٹ میں اینٹری نہیں دینی۔۔ ایشا نے بات کا رخ ہی بدلنا بہتر سمجھا تھا احد پچھلے ایک ہفتے سے جو ضد کر رہا تھا وہ فلحال ایشا پوری نہیں کرنا چاہتی تھی۔

تم مجھے میرے ٹھہر کی بہنوئی کا اس وقت تو حوالہ ناں ہی دو تو بہتر ہے وہ سالا مجھ سے آگے نکل گیا ہے تمہارے نخرے ہی ختم نہیں ہوتے کیا مسئلہ ہے سویٹ ہارٹ اگر ایک اور بچہ ہو جائے ہمارا؟؟؟ احد چڑھ کر بولا تھا۔ آپ کا نہیں خیال ابھی عروہ چھوٹی ہے؟؟؟ وہ ہم دونوں کو کسی کے ساتھ شیئر نہیں کر سکتی تو پھر۔۔۔۔ وہ اپنی بہن یا پھر اپنے بھائی کے ساتھ ہمیں شیئر کر لے گی یقیناً۔۔ ایشا روم کی سلائیڈنگ ونڈو سے باہر کی جانب دیکھتی مسکرا کر بولی تھی۔ حویلی کے لان میں اس کی بیٹی اپنے بیسٹ فرینڈ معاویہ کے ساتھ کھیل رہی تھی۔

منشا بہزاد اور شاہ میر بھی لان میں ہی موجود تھے تمام
بچے خوبصورت ملبوسات میں ملبوس تھے۔

احد ایشا کو کمر سے ہولڈ کرتا اسکی سائڈ گردن پر جھکا
تھا۔ تم اگر ابھی دوسرے بے بی کے لئے تیار نہیں ہو تو
میں صبر کر سکتا ہوں تمہاری مرضی اس معاملے میں
بہت اہمیت رکھتی ہے میری جان۔ ایشا کو اپنے وجود کے
لئے بہکاتے احد اپنی حدود پار کرنے لگا تھا۔ وہ اپنا ایک
ہاتھ بڑی بے باکی کے ساتھ ایشا کے پیٹ پر سے سہلاتے
اس کے نازک انگ کو چھونے لگا تھا۔

کیا کر رہے ہیں لیٹ ہو جائیں گے ہم۔۔۔ ایشا آنکھیں میچے
احد کے دانتوں کی چبھن اپنی سائڈ گردن پر محسوس کر
رہی تھی وہ احد کا گھستاخی کرتا ہاتھ پکڑنے کی کوشش
میں ناکام ہو رہی تھی۔ آج رات تیار رہنا کوئی بہانہ نہیں
سنو گا میں۔۔ احد ایک زور دار بانٹ ایشا کی گردن پر کرتا
پیچھے ہٹ گیا تھا وہ تیار ہو کر ٹائم سے بینکویٹ پہنچنا
چاہتا تھا۔۔۔

مشائم اور شہریار تمام بچوں کو اپنے ساتھ گاڑی میں سوار کیے بینکویٹ کے لئے روانہ ہو گئے تھے مریم خانم اپنی پوتی علیزے کو خانم بی اور غزالہ خانم کے ہمراہ لئے منہان خانزادہ اور انشال کے ساتھ بینکویٹ پہنچ گئی تھی ایشا اور احد بھی بس راستے میں ہی تھے وہ بے باک خانزادہ کی اینٹری مس کر کے اسکی ناراضگی مولنا نہیں چاہتے تھے۔ خانزادہ خاندان کے تمام افراد تقریب میں مدعو کیے گئے تھے ہاشم خان بھی موجود تھے تمام دوست احباب اور کولیگز کو بھی انوائٹ کیا گیا تھا۔ روبی اور رومیو بھی خاص بہرام خانزادہ کے ولیمے میں شرکت کے لئے آئے تھے۔

حسین بینکویٹ کی بیرونی انٹرینس سے ہی تازہ گلابوں کی راہ داری بنائی ہوئی تھی جس کے دونوں اطراف میں چھوٹے چھوٹے دیئے جل رہے تھے۔ بہرام خانزادہ کی چمچماتی ہوئی سیاہ لینڈ کروزر اس راہ داری کے عین سامنے آکر روکی تھی۔ بہرام خانزادہ اپنے پہلو میں بیٹھی کانپتی ہوئی شانزے کو دیکھ کر سائڈ اسمائل پاس کرتا اس کی جانب جھکا تھا۔

دو بچوں کی ماں ہو کر بھی تم بالکل ویسے ہی کانپ رہی
 ہو جس طرح پہلی رات کی دلہن کانپتی ہے۔ ہم دونوں
 پچھلے چھ سالوں سے شادی شدہ ہیں جانم کوئی رات ایسی
 نہیں گزری جب میں نے تم میں اپنا وجود ناں گھولا
 ہو۔ بہرام خانزادہ کی بھاری آواز شانزے کے اعصاب
 بھاری کر رہی تھی۔ مجھے سب سے شرم آرہی
 ہے۔ شانزے بہرام خانزادہ کا ہاتھ زور سے پکڑتی ونڈ
 اسکرین سے باہر کا منظر دیکھ بولی تھی سب مسکراتے
 ہوئے انکی گاڑی کی جانب ہی دیکھ رہے تھے بہرام
 خانزادہ کی گاڑی کے شیشے ٹنٹڈ تھے کوئی بھی ان
 دونوں کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ شرم آج رات اپنے انداز میں
 پھر سے اتار دوں گا تمہاری گھبراؤ نہیں آجاؤ ورنہ اگر
 میرا موڈ بدل گیا تو تمہاری ٹانگیں اٹھانے کی تیاری گاڑی
 سے ہی شروع کر دینی ہے میں نے۔ وہ بہرام خانزادہ ہی
 کیا جو خوفزدہ شانزے کو مزید ناں ڈرائے۔ شانزے کی
 ہتھیلیاں پسینے سے تر ہو گئی تھی بہرام خانزادہ اس کے
 سر پر سائڈ سے بوسہ دیتا اس کے ہاتھوں کو چومنے لگا
 تھا۔

یہ بابا مورے باہر کیوں نہیں آرہے؟ بہزاد کا صبر باپ کی
 گاڑی کو دیکھ کر ٹوٹ رہا تھا۔ تیرا باپ بڑی پہنچی ہوئی

چیز ہے صبر رکھ بیٹا اسکا کام ہی سب کو اپنی انگلیوں پر
نچانا ہے۔ بہزاد کی بات سن کر احد خاندادہ دل ہی دل میں
بولا تھا۔ علیزے بابا اور مورے آگئے ہیں رونا بند کرو
ناں۔۔ علیزے کی روتی آواز سن کر بہزاد کا دیہان اب اپنی
بہن کی طرف منتقل ہو گیا تھا علیزے جو کب سے صبر
کر رہی تھی اب اس کا صبر بھی ٹوٹ رہا تھا۔ وہ اپنی ماں
کے لئے مچل رہی تھی مریم خانم اسے فیڈر پلانے کے
لئے بینکویٹ کے اندر لے گئی تھی۔

بہرام شانزے کو مزید کچھ منٹ ڈرانے کے بعد گاڑی سے
باہر نکلا تھا وہ مغروریت بھری شاہانہ چال چلتا ہوا
شانزے کی سیٹ کے قریب پہنچ کر گاڑی کی فرنٹ سیٹ
کا دروازہ کھولتا اسکی بیوی میکسی کو ایک طرف
سے پکڑ کر شانزے کا ہاتھ تھامتا اسے گاڑی سے باہر
نکالتا اپنے پہلو میں کھڑا کر گیا۔ شانزے نیٹ کی
گھونگھٹ اوڑھے ہوئے تھی وہ سلور گرے کلر کی
لاکھوں کی مالیت والی حسین ٹیل میکسی میں ملبوس
آسمان سے اتری ہوئی آبسرا معلوم ہو رہی تھی۔

جانم تمہارے قدم لڑکھڑائے تو سب سمجھے گئے ہم نے

گاڑی میں وہ سب پہلے ہی کر لیا ہے وہ آج رات کرنے والے تھے اس لیے سنبھل کر چلنا میرا ہاتھ پکڑ لو حق سے۔۔۔ بہرام خانزادہ کی بے باکی تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ شانزے اس کا ہاتھ تھامتی گھونگھٹ کے پیچھے اپنی نظریں جھکائے بہرام خانزادہ کے قدموں سے قدم ملاتی پھولوں کی راہ داری پر چلنے لگی تھی ان کے قدم جیسے جیسے بینکویٹ کے اندرونی جانب بڑھ رہے تھے ویسے ویسے فضا میں زور دار فائر ورکس کی آواز گونجتی جا رہی تھی مختلف قسم کی روشنیاں سیاہ آسمان کو چمکا رہی تھی اس حسین پری کی شہدآنکھوں میں آنسو جمنے لگے تھے اسکے دل میں ہمیشہ سے یہ خواہش یہ احساس رہا تھا کہ اس کی شادی خوشی کے رنگوں سے محروم رہی تھی اس کے بھائی یہاں تک کہ ہر کزن کی شادی بہت دھوم دھام سے ہوئی تھی اور صرف ایک وہی تھی جو ان سب چیزوں سے محروم رہی ہے پتہ نہیں کیسے بہرام اس کی محرومی سمجھ گیا اس کے دل میں چھپا شکوہ وہ کیسے سمجھ گیا اور اچانک ہی اس نے اپنے اور شانزے کے ولیمے کا اعلان کر دیا۔

اب تم اپنے بیٹے کو فخر سے بتانا کہ اسکا باپ اس کی موجودگی میں اپنا حلال ولیمہ سب کو کھلانا چاہتا تھا اس

لیے تمہارے پاس ہماری شادی کا کوئی البم نہیں کوئی تصویر نہیں تھی۔ بہرام کی بات سن کر شانزے نے اپنی گردن موڑ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔ اسے اپنی اور بہزاد کی دو دن پہلے ہونے والی کنور سیشن یاد آئی تھی۔

دو دن پہلے۔۔

مورے آپ کی اور بابا کی کوئی پیکچر کیوں نہیں ہے میں اور علیزے اب سب کو کیا دکھائیں گے پرسو!! بہزاد سوتے سوتے نیند سے ایکدم جاگا تھا وہ اپنے باپ کے سینے پر سویا ہوا تھا بہرام بھی آنکھیں بند کر کے لیٹا ہوا تھا جبکہ شانزے علیزے کو فیڈ کروا کر اس کے بے بی کورٹ میں سلانے کے بعد ان دونوں ہم شکل باپ بیٹے کو محبت سے دیکھنے میں مصروف تھی۔

کن سب کو؟ شانزے بہزاد کے سیاہ سلکی بالوں میں محبت سے ہاتھ پھیرتی استفسار کرنے لگی۔ شاہ میر۔۔ معاویہ۔۔ اور میری عروبہ سوئیٹی کو۔۔ وہ سب بڑے پایا اور چاچو کی شادی کا البم لے کر آئیں گے اور جن کے پیرنٹس کی پیکچرز زیادہ ہوں گی وہ جیت جائے گا

اور میں ان سے ہارنا نہیں چاہتا۔ بہزاد نیند سے سرخ
انگارہ ہوتی اپنی سیاہ شرارتی آنکھوں کو مسلتا ہارنے کے
خوف سے پریشانی سے بولا تھا۔ شانزے کو اپنے بیٹے کی
بات سن کر وہ منظر یاد آیا تھا جب بہرام خانزادہ نے اسے
بدلے کے طور پر اپنے نکاح میں لیا تھا۔ وہ رات یاد آئی
تھی جب وہ شراب پی کر اس کے قریب آیا تھا۔

اپکے بابا کو پکچرز کھینچوانا پسند نہیں تھا اس لئے
مورے اور بابا کی شادی کی کوئی بھی پیکچر نہیں
ہے۔ شانزے کے حلق سے ٹوٹی آواز سن کر آنکھیں بند کر
کے لیٹے بہرام کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ پھر تو علیزے اور
میں ہار جائیں گے۔۔۔ مورے مجھے ہارنا نہیں پسند۔ بہزاد
افسردہ ہو کر گہری سانس لیتا بہرام کی گردن میں اپنا منہ
چھپاتے سونے کی کوشش کرنے لگا جبکہ شانزے بھی
خاموشی سے بہرام کے پہلو میں لیٹ گئی۔

دونوں ماں بیٹا ماتم منا رہے ہیں اتنی خاموشی تو مجھ سے
ناراض ہو کر نہیں دکھاتے یہ لوگ۔ بہرام اپنے دل میں
سوچتا شانزے کی کمر سے اپنا ہاتھ لپٹا کر اسے اپنی
طرف کھینچتا جبکہ اپنے دوسرے ہاتھ کو بہزاد کے بالوں

میں پھیرتا ان دونوں ماں بیٹے کے ماتھے کو چومتا اپنے
دماغ میں پلاننگز بنائے لگا۔

موجودہ دن۔۔

اوہ تو آپ میری اور بہزاد کی ساری باتیں سن چکے
تھے۔ شانزے نے اپنی آئی بروز سیکرے آنکھیں چھوٹی
کر کے بہرام کی جانب دیکھا تھا۔ میرا بیٹا کسی سے ہار
جائے یہ اسکے باپ کو کسی قیمت پر گوارا نہیں۔ میں
بہزاد کے لئے ہر چیز ممکن بنا سکتا ہوں۔ فیمیل فوٹو
گرافرز ولیمے کی تقریب کا ایک ایک لمحہ اپنے کیمروں
میں قید کرتی بہرام کے انسٹرکشنز فالو کر رہی تھی۔ آپکا
بیٹا کبھی کسی سے نہیں ہار سکتا کیونکہ اسے آپ کے
جیسا باپ ملا ہے وہ اگر آسمان پر موجود چاند کی بھی
خواہش کرتا تو شاید آج آپ اس کے لیے وہ چاند بھی
آسمان سے توڑ لاتے۔ شانزے نے بہرام کا ہاتھ چوم کر
اپنی آنکھوں سے لگایا تھا یہ منظر اتنا دلکش تھا کہ سب
نے زور سے ہوٹنگ کرنا اپنا فرض سمجھا تھا۔

بابا یو لک سو ہینڈسم۔ بہزاد باپ سے مزید دوری برداشت

نہیں کر سکا تھا وہ بھاگتا ہوا ان کے قریب آتا بہرام سے
لیٹا تھا۔ یو ٹو مائی بوائے۔ بہرام نے بہزاد کو اپنی گود میں
اٹھا لیا تھا۔ مورے بہت ہاٹ لگ رہی ہیں نا آپ کو؟؟ بہزاد
بہرام خانزادہ کے کان کے قریب جھک کر بولا تھا۔ یہ لفظ
کس سے سیکھا ہے؟؟ بہرام شرارتی انداز میں جواباً سوال
کرنے لگا۔ بابا آپ ہی تو مورے کو ایسے بولتے ہیں جب
بھی وہ تیار ہوتی ہیں۔ ہاں یار تیری مورے ہے تو بڑی ہاٹ
اوپر سے آج اسپائسی بھی لگ رہی ہے بہرام اپنے ازلی
انداز میں بولا تھا۔

مورے آپ بابا کو ہاٹ لگ رہی ہیں اور اسپائسی
بھی۔۔ بہزاد معصوم سے انداز میں اپنے ماتھے پر ہاتھ
مارتا اب شانزے سے مخاطب ہوا تھا۔ بہرام نے بہزاد کو
آنکھیں دکھائی تھی۔ یہ ورڈ کس نے سیکھایا ہے آپ کو؟؟
شانزے آنکھیں پھاڑ کر بولی تھی اس کے بیٹے نے پہلی
بار بہرام خانزادہ کے انداز میں اسکی تعریف کی تھی۔ بابا
سے سیکھا ہے اور بابا نے مجھے یہ بھی سکھایا ہے کہ
جو لڑکی ہاٹ ہوتی ہے اسی سے ہی شادی کرتے ہیں۔
بہزاد نے آج بہرام کی ساری پول کھولنے کا جیسے ارادہ
کر لیا تھا۔

مجھے تو منشا اور عروبہ دونوں ہی ہاٹ لگتی ہیں اس لئے میں دونوں سے ہی شادی کروں گا ٹھیک ہے ناں بابا؟ بہزاد کی چمکتی سیاہ شرارتی آنکھیں شہریار کی گود میں سوار منشا پر جا ٹھہری تھی۔ میرا شیر جس سے بولے گا وہی اس کی دلہن بنے گی۔ بہزاد اب جاؤ اور سب کو بتا دو کہ آپ جیت گئے ہو۔ بہرام بہزاد کو آنکھ و نک کرتا اپنی گود سے اتار گیا۔

میری ہاٹ وافی تو کیا تم آج رات کے لئے تیار ہو؟؟ سہن کر سکوگی ناں؟ اب تو آرام سے جاتا ہے تمہیں اتنی پین تو نہیں ہوتی ہے ناں؟؟ بہرام خانزادہ کی بے باک باتیں شانزے کا دل دھڑکا رہی تھی وہ آج بھی اسکی قربت سے خوفزدہ ہو جایا کرتی تھی بہرام خانزادہ کی جنونیت وقت کے ساتھ ساتھ مزید جان لیوہ ہو گئی تھی دو بچوں کی ماں بن کر بھی شانزے آج بھی بہرام کو سہن کرنے کی ہمت نہیں رکھتی تھی۔

ماشاء اللہ میرے بچوں کو کسی کی نظر نا لگے۔۔۔خانزادہ خاندان کی سب سے حسین جوڑی تم دونوں کی ہے۔ مریم

خانم باری باری شانزے اور بہرام خانزادہ کا ماتھا چومتی محبت سے بولی تھی۔ ان کا بیٹا انہیں شہد آنکھوں والی اس حور کے ساتھ ہی مکمل لگتا تھا۔ حسین مورے کا حسین بیٹا ہوں میں۔ بہرام مریم خانم کو آنکھ ونک کر کے بولتا انکے ہاتھ کی پشت پر عقیدت سے چوم کر بولا تھا۔ اور حسین بیوی کا حسین شوہر بھی تو ہوں۔ اب وہ شانزے کے ہاتھ کی پشت کو چوم رہا تھا۔ اور سب سے بڑھ کر حسین ترین بیٹی کا حسین باپ ہوں۔ بہرام خانزادہ مریم خانم کی گود سے اپنی بیٹی علیزے کو پکڑ کر اس کے ماتھے پر چومتا محبت سے بولا تھا۔

بہرام لالا ایک گروپ فوٹو تو بنتی ہے ناں خانزادہ فیملی کی۔ مشائم اور ایشا اسٹیج پر آتی یک زبان ہو کر بولی تھی باقی سب بھی بینکویٹ کے حسین سے اسٹیج پر اپنی اپنی جگہ سنبھال چکے تھے۔ تمام بچے اسٹیج پر نیچے کی جانب بیٹھ گئے تھے صرف ایک منشا تھی جس کے لئے بیٹھنے کی کوئی جگہ ہی نہیں بچی تھی۔

منشا بے بی تم میری گودی میں آجاؤ۔ تمہاری جگہ یہاں ہے میری آغوش میں۔ بہزاد اپنے لئے جگہ تلاش کرتی منشا کا

ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی گود میں بیٹھاتا اپنے باپ بہرام
 خاندان کا سالوں پہلے بولا گیا ڈائلاگ یاد کر کے دہراتا
 کیمرے کی جانب دیکھ کر کھل کر مسکرا رہا تھا جبکہ
 گڑیا کی طرح نازک خوبصورت سی منشا اپنی ہیزل
 آنکھیں پھاڑے بہزاد کی جانب دیکھ رہی تھی شاہ میر خون
 کے گھونٹ پی رہا تھا جبکہ سارے بڑے زور سے قہقہہ
 لگاتے ہنسنے لگے تھے فوٹوگرافر ان سب کی پیکچر
 کلک کر چکی تھی اور خاندان کے چھوٹے خان
 کی محبت کی داستان یہی سے شروع ہو چکی تھی وہ منشا
 کے عشق میں کس دیوانگی کو چھونے والا تھا یہ تو آنے
 والا وقت ہی بتا سکتا تھا بہزاد خاندان منشاء خان کے
 عشق میں دیوانگی کی ایک نئی کہانی لکھنے والا تھا۔

چند سال بعد

کیا بدتمیزی ہے میرا ہاتھ چھوڑو ورنہ تمہارا منہ نوچ
 ڈالوں گی۔۔۔ بے بی فلحال میرا ہاتھ پکڑنے کا ہی موڈ ہے
 کچھ اور نہیں پکڑ لیا جو تم میرے منہ پر نقشہ بنانے کے
 لئے مچل رہی ہو۔۔۔ تم دور رہو مجھ سے۔۔۔ تم سے دور رہنا
 میرے بس کی بات نہیں یہ بات تم جانتی ہو تو اب مجھ
 سے دور بھاگنا چھوڑ دو۔۔۔۔۔ وہ اس کے قریب آتا اس کے
 گلابی رسیلے لبوں پر اپنے تشنہ لب رکھنے لگا۔

کیا بدتمیزی کر رہے ہو تم دور ہٹو مجھ سے۔۔وہ نازک کلی
بے حال ہو کر مچلنے لگی تھی۔ میرا چھونا پیار ہے کوئی
بدتمیزی نہیں اتنا مچلو مت ورنہ جو کل رات کیا آج رات
اس سے بھی خوفناک انداز میں کروں گا۔۔اس نازک کلی
کو خود سے دور جاتے دیکھ وہ ایکدم ہی طیش سے آگ
بگولا ہوا تھا۔

میں۔۔میں چاچو کو سب بتا دوں گی تم نے میرے ساتھ جو
جو کیا ہے۔۔وہ کل رات کا منظر یاد کرتی سہم کر بولی
تھی۔ یہ تو اور بھی اچھی بات ہے تم جلد ہی پھر میرے بیڈ
پر آجاؤ گی اور پھر ہر رات میں اپنی من مانی کیا کروں
گا۔۔وہ اس کی ہیزل آنکھوں میں آنسو دیکھتا اس کی کمر
کے خم کو زور سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچتا اسے اپنے
وجود سے جوڑ گیا تھا۔

تمہیں شرم نہیں آتی تمہاری منگیتر کو جب یہ سب پتہ
چلے گا کہ تم میرے ساتھ زبردستی۔۔۔۔اپنی بکواس بند کرو
ورنہ ابھی اپنے بستر پر لے جاؤں گا۔۔مجھے میری بیوی
کے ساتھ کچھ بھی کرتے ہوئی شرم کیوں آئے گی؟؟

تمہارا دماغ خراب ہو چکا ہے اور اب میرا بھی خراب
 کرنے پر ٹلی ہوئی ہو۔۔۔ رہا سوال منگیتر کا تو میری روح
 کی منگ تم ہو اور یہ بات اپنے اس خرافاتی دماغ میں
 گھسا لو جتنی جلدی ہو سکے۔۔۔۔۔ میں چاچو کو بتا دوں گی
 تم نے میرے ساتھ زبردستی نکاح کیا ہے جبکہ میں کسی
 اور۔۔۔۔۔ منشا میرے علاوہ اس دل میں کوئی آیا تو یاد رکھنا
 تمہاری جان میں اپنے ہاتھوں سے لوں گا اور میں خود
 غرض بننے پر آیا تو یہ کر گزروں گا میری دیوانگی کا
 عالم تم ابھی جانتی نہیں تمہارے وجود کو چور چور کر
 کے تمہیں خود میں بسا لوں گا۔۔۔ وہ اس کے جبرٹوں کو زور
 سے بھینچتا طیش کے عالم میں اس کے گلابی لبوں کو
 اپنے لبوں کی جان لیوہ گرفت میں لیتا اتنے شدت بھرے
 انداز میں اپنا حق وصولنے لگا کہ وہ نازک جان پل میں
 نیلی ہو گئی تھی۔ اس کے دانتوں کی درد ناک گرفت اس
 نازک کلی کو تڑپا کر رکھ گئی تھی اسکی آنکھوں سے
 ٹپکتے آنسو اس ظالم کی وحشت کی گواہی دے رہے تھے۔
 آئی ہیٹ یو۔۔۔۔۔ وہ اس کے پیچھے ہٹنے ہی اپنے زخمی لبوں
 پر ٹھہری خون کی بوندوں کو زور سے رگڑ کر صاف
 کرتی چلا کر بولی تھی۔ آئی لو یو بے بی۔ اتنا چلاؤ مت
 ورنہ میرا موڈ بن گیا تو تمہاری چیخیں روکنے کا نام نہیں
 لینے والی پھر۔۔۔ وہ اس کے بالوں کو گدی سے پکڑ کر

اسکے زخمی لب پر زبان پھیر کر بہکے انداز میں بولا۔
میں شاہ میر لالا کو سب بتاؤں گی۔۔۔ وہ نازک کلی اس ظالم
کی ہلکی ہوتی گرفت سے خود کو آزاد کرواتے سیڑھیوں
کی جانب بھاگی تھی۔

جان جاں تم بس میری باہوں میں آجاؤ۔۔ کب تک فرار ہو گی
میری قید میں تو آنا ہی ہے۔۔ وہ اُسے فلائنگ کس کرتا آنکھ
ونک کر گیا۔ تمہیں میں چھوڑوں گی نہیں بہزاد
خانزادہ۔۔۔ یہی تو میں چاہتا ہوں تم ہمیشہ میری رہو اور
تمہیں اپنی ملکیت اپنی قید میں رکھنے کے لئے میں کسی
بھی حد کو توڑ سکتا ہوں۔۔

ختم شد